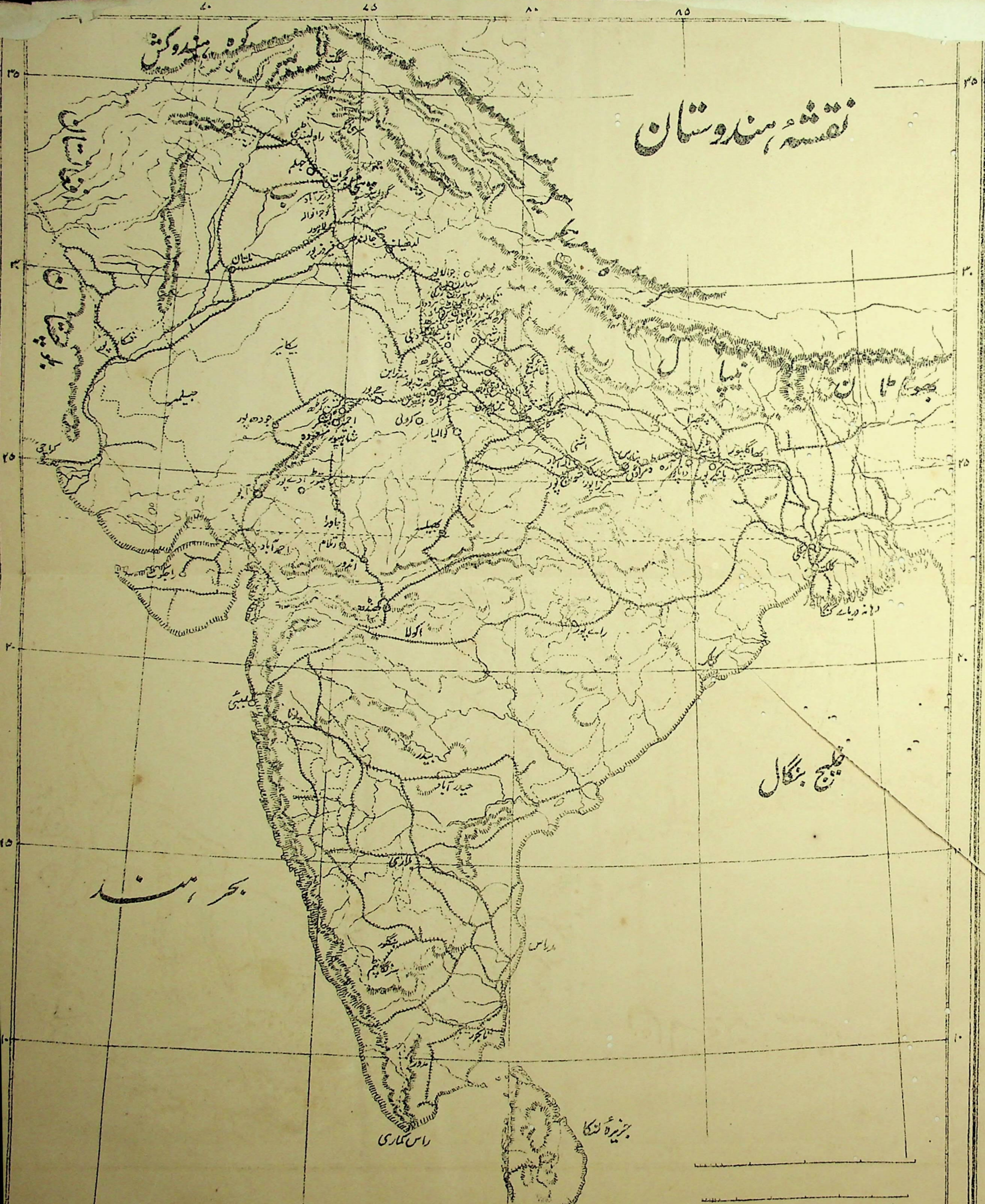
JIWAN CHARITR 1877-78 G.K.U.


نقشۂ ہندوستان
کوہ ہندوکش
نیپال
بھوٹان
خلیج بنگال
بحر ہند
جزیرۂ لنکا
راس کماری
مدراس
حیدرآباد
بمبئی
کراچی
ملتان
جیسلمیر
بیکانیر
گوالیار
کلکتہ
اکولا

اور زر پرستی کی گہری خندق آگے ہے۔ کروڑہا بھائی اُس میں گرتے جاتے ہیں اور اپدیشکوں کے ابھاؤ سبب لکھو کھا گرنے
ہیں۔ پیارے دیش نواسیو آپ اب تک گوتم۔ اور بششٹ۔ کناد اور وشوا متر گوتر والے کہلانے کا فخر کرتے ہو۔ وید
اودیا روپی بادلوں کی اوٹ میں آجانے سے چھپ گیا ہے۔ تمہارے تھوڑے سے پورشارتھ سے بادل چھن بھن ہو سکتے
و یا گلنا دور ہو سکتی ہے۔ کیا آپ اس پوتر اور ضروری دھرم کاریہ میں آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا ہاتھ نہ بٹاؤ گے۔ مت
والے تمہارے ایک صوبے میں لاکھوں روپے اپنے مت کے پرچار میں خرچ کر ڈالتے ہیں۔ لیکن آپ کی دان شکتی کے روپیہ
ہی کیا ہے۔ پراچین آریہ تمہارے بزرگ دان کے لئے مشہور تھے۔ کیا تپنجلی سے راج یوگی کی بھومی میں چالیس پچاس
سال کوئی چیز ہے۔ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے ہاتھ مضبوط کرو۔ تن سے من سے دھن سے اس کی مدد کرو تاکہ
جس کی بنیاد مہرشی دیانند سرسوتی نے ڈالی تھی۔ آپ کے پُرشارتھ سے پورن ہو اور آئندہ نسلیں آپ کی ہمت کو
حوصلہ پکڑا کریں ÷ اوم شم

لیکھرام میموریل فنڈ

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء کی شام کو دھرم پر جان قربان کر دی اور آخری وصیت یہ کی کہ آریہ
تحریر کا کام بند نہ ہونے پاوے۔ اُن کی وصیت کو پورا کرنے کے لئے یہ فنڈ کھولا گیا ہے۔ پنڈت جی کی بیوہ اور ماتا کے گذ
لئے تو کافی سرمایہ اکٹھا ہو چکا ہے۔ لیکن پنڈت جی کی وصیت پورا کرنے میں ہنوز روز اول ہے۔ پچاس ہزار روپے کے
لئے اپیل ہے۔ لیکن سچ پوچھو تو جس دلیری سے کہ پنڈت جی نے دھرم کی سیوا کی اس کے مقابلے میں یہ رقم کیا حقیقت
پندرہ ہزار جمع ہو چکے۔ ۳۵ ہزار کی ابھی اور ضرورت ہے۔ پیارے بھائیو اس رقم کو بہت جلد جمع کر دو تاکہ بجائے
کے ایک کونے میں محدود رہنے کے آریہ سماج کے اپدیشک دلیش ودیشانتروں اور دویپ دویپانتروں میں ویدک دھرم کا جھ
کئے اوم کی دھونی کرتے ہوئے روئے زمین کے انسانوں کے ہردیوں کو امرت دھارا پرواہ سے شانت کرتے ہوئے پھر
سے نہ تم اپنی سچی شکر گزاری کا ہی اظہار کرو گے۔ بلکہ اپنے ویدک گیان سے بے بہرہ بھائیوں کے لئے سچی روشنی کا سامان
پرم پتا پرمیشور تمہیں اس دھرم یدھ میں شریک ہونے کی توفیق دیویں ÷ اوم شم

(نوٹ) کل روپیہ اس فنڈ اور وید پرچار فنڈ کا بنام لالہ جے چندر منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب بمقام لاہور بھیجنا چاہئے ÷

ویدپرچار فنڈ کے لیئے اپیل

यथेमां वाचं कल्याणीमावदानि जनेभ्यः।

ब्रह्मराजन्याभ्यां शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय॥ (यजु० अ० २६, मंत्र २)

(ارتھ) پرمیشور کہتا ہے کہ جیسے میں سب منشیوں کے لئے اس کلیان ارتھات سنسار اور مکتی کے سکھ دینے ہاری رگوید آدی چاروں ویدوں کی وانی کو اپدیش کرتا ہوں ویسے تم بھی کیا کرو - میں نے براہمن - کھشتری - ویش - شودر اور اپنے بھرتیہ - ستری اور اتی شودر آدی کے لئے بھی ویدوں کا پرکاش کیا ہے ویسے تم بھی اپدیش کیا کرو ✤

ویدپرچار فنڈ کے اغراض

(۱) اپدیش کرنا کرانا اور پستک آدی تیار کراکر جاری کرنا ✤

(۲) اپدیشکوں اور اپدیشکاؤں کا تیار کرنا ✤

(۳) آریہ دھرم کی بردھی اور اُنتی کے لئے ایک پستکالہ قائم کرنا ✤

(۴) لاہور میں ودیارتھیوں کے لئے ایک آشرم کھولنا ✤

مہرشی کی وصیت

"(۱) وید اور وید انگ آدی شاستروں کے پرچار یعنی اُن کی ویاکھیا کرنے کرانے پڑھنے پڑھانے سُننے سُنانے چھاپنے چھپوانے وغیرہ میں ✤

(۲) ویدک دھرم کے اپدیش اور سکشا کے لئے اپدیشک منڈلی مقرر کرکے دیش دیشانتر اور دویپ دویپانتر میں بھیج کر ست کے گرہن اور است کے تیاگ کرانے وغیرہ میں ✤

(۳) آریہ ورت کے یتیم اور مفلس شخصوں کی تربیت اور تعلیم میں (اس سبھا کا کوش استعمال کیا جاوے)"

آریہ ورت کو اس وقت چاروں طرف سے ادھرم اور اودیا نے گھیر رکھا ہے - بُت پرستی - مردم پرستی - زن پرستی

ضمیمہ مرثیہ پنڈت لیکھرام جی

ضمیمہ نمبر اوّل

(نمبر۱) جہاں جہاں مہرشی دیانند جی تشریف لے گئے۔ ان شہروں اور قصبوں یا مقاموں کے نام

(پنجاب)

راولپنڈی۔ جہلم۔ گجرات۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ۔ لاہور۔ ملتان۔ فیروزپور۔ امرتسر۔ گورداسپور۔ جالندھر۔ لودھیانہ۔ دہلی۔

(ممالک مغربی وشمالی و بنگال)

مظفرنگر۔ میرٹھ۔ سہارنپور۔ ہردوار۔ جوالاپور۔ روڑکی۔ گڈھ مکتیسر۔ سرسہ۔ اہار۔ چاسپی۔ تاہرپور۔ انوپ شہر۔ کرنواس۔ راج گھاٹ۔ رام گھاٹ۔ ماڑولی علی گڈھ۔ سوروں۔ کاشگنج۔ قایم گنج۔ قنوج۔ فرخ آباد۔ مین پوری۔ فتحگڑھ۔ بٹھور۔ کانپور۔ اشنی۔ شیوراجپور۔ الہ آباد۔ مرزاپور۔ بنارس۔ ڈمراؤں آرہ۔ چھپرہ۔ داناپور۔ بانکی پور۔ پٹنہ۔ مونگیر۔ بھاگل پور۔ ہگلی۔ کلکتہ۔ متھرا۔ برندابن۔ ہاتھرس۔ چھلیسر۔ آگرہ۔ بھرتپور۔ کرولی۔ گوالیار۔

(بمبئی)

بمبئی۔ پونا۔ راجکوٹ۔ احمدآباد۔ کھنڈوہ۔ رتلام۔ اندور۔ جاورہ۔

(راجستھان)

اجمیر۔ پشکر۔ مسودہ۔ کشن گڈھ۔ جے پور۔ جودھپور۔ اودے پور۔ شاہ پور۔ رائپور۔ آبو۔ چتوڑ۔

ضمیمہ نمبر دوم

سوامی جی کے لوگوں کو بتلائے ہوئے نسخے

(۱)۔ دِل دھڑکنے کا نسخہ۔ پنڈت ہردے نارائن جی وکیل کانپور نے بیان کیا کہ ہمارے چھوٹے بھائی پنڈت پیارے لعل جی کو دِل دھڑکنے کی بیماری تھی سوامی جی نے اُسے سیوتی کا گلقند بتایا تھا۔

(۲)۔ بُدھی بڑھانے کا نسخہ:۔ پنڈت بہاری دت شرما ساکن دان پور نے بیان کیا کہ سوامی جی بُدھی بڑھانیکے واسطے سردی کے دنوں میں مالکنگنی بتلایا کرتے تھے۔ اس طریقہ پر کہ۔ مال کنگنی۔ ایک چھدام۔ چینی ایک چھدام۔

(۳)۔ عُمدہ بولنے کا نسخہ۔ کلی جن (خولنجان) کے ٹکڑے کرکے ایک ایک دو یا تین کو پاٹ شالا میں کھلایا کرتے تھے۔

(۴)۔ چورن ہاضمہ۔ ٹھاکر جگناتھ جی حاکم چیف راج اودے پور نے بیان کیا کہ سوامی جی نے یہ چورن مجھکو بتلایا تھا۔ سیاہ و سفید زیرہ۔ سونٹھ چھوٹی پیپل۔ اجوائن۔ کالی مرچ۔ سندھیا نمک۔ یہ سب چیزیں برابر لینا اور ایک اشٹدھی سے چوتھائی ہینگ لینا۔ اور دونوں زیروں اور ہینگ کو کورے برتن پر بھون لینا اور پھر سب کو پیس کر چورن کر لینا اور روٹی کھانیکے وقت تین ماشہ شروع نوالہ میں کھاکر اوپر سے روٹی کھانا۔

(۵)۔ دانتوں کے ہلنے اور بادی روگ کے رفع کرنیکا نسخہ۔ لالہ رامجی لعل ساکن مرادآباد کو سوامی جی نے مندرجہ ذیل دوائیاں ۲۔ اگست ۱۸۷۹ء کو بمقام شہر مرادآباد لالہ گنگارام رستوگی کے باغ میں بتلائیں تھیں۔ مصطگی رومی۔ ۲ تولہ۔ نیلا تھوتھا۔ ۲ تولہ۔ ماجوپھل ۲ تولہ

وہ کس کی مدد؟ چاروں طرف اکیلا مخالفت پر فتح پا رہا تھا۔

"وِدت ہو کہ جو میں نے سنسار کے اُپکار ارتھ وید بہاش کے بنانے کا آرنبھ کیا ہے کہ جو سب اچین رشیوں کی کی ہوئی ویاکھیا اور اپنے ست گرنتھوں کے پرمان یُکت بنایا جاتا ہے جس سے اِس بات کی ساکھشی دے سکے ستہ آج پر ینت ورتمان ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ جو میں نرا سنسار ہی کا بھلا کرتا اور نیز پرماتما کا کچھ بھی نہیں کہ جسکے آدھین منش کے جیون مرتیو اور سکھ دکھ ہیں تو میں بھی ایسے ہی انرتھک وا دبوادوں میں من دیتا۔ پرنتو کیا کروں میں تو اپنا تن من دھن سب ست کے ہی پرکاش ارتھ سمرپن کر چکا مجھ سے خوشامد کر کے اب سوارتھ کا ویوہار نہیں چلسکتا۔ کنتو سنسار کو لابھ پہنچانا ہی مجھکو چکرورتی راجیہ کے تُلیہ ہے یہیں اسبات کو پرتھم ہی اچھے پرکار جانتا تھا کہ نیارئے کے سمان بالو سے سُوورن نکالنے والے چتر کم ہونگے کنتو ملین مچھی کی نیائیں نرمل جل کو گدلا کرنے اور بگاڑنے والے بہت ہیں۔ پرنتو میں نے اِس دھرم کاریہ کا سرب شکتیمان سرب سہایک نیائکاری پرماتما کے شرن میں سیس دھر کے اُسی کے سہائے کے اولمب آرنبھ کیا ہے۔" [۲]



(نوٹ) [۱] جہاں جہاں موٹے الفاظ حصہ سوم کے باب اول و دوم میں ہیں وہ ہماری طرف سے سمجھنے چاہئیں۔ ناظرین کی خاص توجہ دلانیکے لئے ہمنے انکو موٹا کر دیا ہے۔

[۲] اسکے علاوہ آریہ بھوی نے۔ ویدانت دہونت نواران آدی کئی پُستک مہرشی کی تصنیفات میں سے ادہر لیکن طوالت کے خوف سے ہم انکے وشے میں دھک لکھنا ضروری نہیں سمجھتے

(اتمام)

"مانس کا کھانا کسی منش کو اوچت نہیں" (صفحہ ۱۰) "کسی اوستھا میں مانس نہ کھانا چاہئے" (صفحہ ۱۱) "اسکارن مانس آہار کا سرتھا نشیدہ ہونا چاہئے" (صفحہ ۱۱) "اسی لئے دیالو پرمیشور نے ویدوں میں مانس کھلانے والے پشو آدی کے مارنیکی ودھی نہیں لکھی" (صفحہ ۱۲) "گو کرشیادی رکھشنی بہاکے سات نیم اور کئی اوپ نیم لکھکر جنہیں مفلسی ۔قحط کے ہٹانے اور فارغ البالی اور امن کے بڑھانیکی تجاویز ہیں مہرشی اس مہو اپکاری گرنتھ کی سماپتی کرتے ہیں۔

نمبر ۶ ۔(آریہ اُدیش رتن مالا)

آسان اور مختصر طریقے سے کٹھن اور مہان وشیوں کو محض بھاشا جاننے والوں کے کان تک پہنچانیکے لئے مہرشی نے یہ پستک آریہ بھاشا میں رچا ہے۔ ایشور ۔دھرم ۔ادھرم ۔پُن ۔پاپ ۔ستیہ بھاشن ۔متھیا بھاشن ۔وشواس ۔اوشواس ۔پرلوک ۔اپرلوک ۔جنم ۔مرن ۔سورگ ۔نرک ۔ودیا ۔اودیا ۔ست پُرش ۔ست سنگ ۔کوسنگ ۔تیرتھ ۔ستوتی ۔ستوتی کا پھل ۔نندا ۔پرارتھنا ۔پرارتھنا کا پھل ۔اُپاسنا ۔نرگن اُپاسنا ۔سگن اُپاسنا ۔مُکتی ۔مُکتی کے سادھن ۔کرتا ۔کارن ۔اپادان کارن ۔نمت کارن ۔سادھارن کارن ۔کاریہ ۔سرشٹی ۔جاتی ۔منش ۔آریہ ۔آریہ ورت ۔دیش ۔دیو ۔ورن ۔ورن کے بھید ۔آشرم آدی انسو رتن اس مالا میں مہرشی نے نہایت عمدگی سے پرائکار تھ پروئے ہیں۔ ہر ایک منش کو یہ سدھانت روپی رتنوں کی مالا من میں دھارن کرنیکی ضرورت ہے۔ والدین جو اولاد کو سونے چاندی کی مالا پہناتے ہیں جس سے کہ انکی جان جانیکا خوف ہے۔ انکی بجائے اگر وہ اُنکے آتما کو یہ رتن مالا پہنا دیں تو واقعی اولاد سچے معنوں میں خوبصورت اور ودیا رتن سے سُوبھوشت نظر آئے ۔

نمبر ۷ ۔(بھرموچھیدن)

مہرشی دیانند دگ وجے کرتے ہوئے کئی بار کاشی میں گئے اور جا کر وہاں کے پورانک مشہور پنڈتوں سے شاستر ارتھ کئے اور وجے پائی لیکن کبھی راجہ شیو پرشاد ستارۂ ہند مہرشی کے سامنے شاستر ارتھ کے لئے نہ آئے۔ سمت ۱۹۳۶ میں ایک مرتبہ راجہ صاحب موصوف کی سوامی جی سے سرسری ملاقات ہوئی اور اس ملاقات کے بعد سوا چار مہینے تک سوامی جی کاشی میں ویدک دھرم کا اپدیش کرنیکے لئے ٹھیرے رہے لیکن اس عرصہ دراز میں بھی راجہ صاحب اپنے شکوک رفع کرنیکے لئے کبھی نہ آئے۔ مگر جب راجہ صاحب نے سنا کہ مہرشی کاشی سے جانیوالے ہیں تو ایک پستک بنام سوامی وشودھانند جی کی سمتی اُپر لکھا کر شایع کر دی۔ اس پستک میں راجہ جی نے کئی اعتراض جو کہ انکے پورانک گرو وشودھانند نے انکو بتائے تھے درج کئے ہیں۔ گو یہ پستک راجہ شیو پرشاد صاحب کے نام سے شایع ہوئی ہے لیکن دراصل سوامی وشودھانند جی کی طرف سے سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ راجہ صاحب سنسکرت ودیا کے پنڈت نہیں اور نہ ہی بیچارے اس قسم کے علمی اعتراضات کرنیکی لیاقت رکھتے ہیں۔ مہرشی دیانند اس پستک کے جواب میں بھرموچھیدن نامی کتاب کبھی نہ لکھتے اگر سوامی وشودھانند جی کی سمتی اُپر نہ لکھی ہوتی۔ مندرجہ ذیل الفاظ میں مہرشی کے اس مطلب کو بیان کر رہے ہیں۔

"جو راجہ جی سوامی وشودھانند جی کی سمتی نہ لکھاتے تو میں اس پتر کے اوتر میں ایک اکھشر بھی نہ لکھتا کیونکہ اُنکو تو جیسا اپنے پتر میں لکھ چکا ہوں ویسا ہی نشچت جانتا ہوں۔"

مہرشی کے بھرموچھیدن کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسطرح کاشی کے مشہور سنیاسی سوامی وشودھانند کے بل پر جت ہوتے ہوئی سبات کا بھاری ثبوت دیتے ہیں کہ ست روپی ہیرے کے آگے پاکھنڈ روپی چٹان کسطرح پاش پاش ہوتا ہے۔

نمبر ۸ ۔(بھرم انتی نوارن)

مہرشی کے وید بھاشیہ پر کئی اعتراض پنڈت مہیش چندر نیا رتن قائمقام پرنسپل سنسکرت کالج کلکتہ نے ایک کتاب بنام "وید بھاشیہ پر تو پرشن پستک" میں لکھکر چھپوائے تھے۔ اُس کتاب کے جواب میں مہرشی نے بھرم انتی نوارن پستک کو لکھا جس علمیت اور فضیلت سے مہرشی نے پورانکوں کے مشہور پنڈت کے اعتراضوں کا تسلی بخش اور معقول جواب دیا ہے اُسکا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جسکو اس کتاب کے پڑھنے کا موقع ملا ہو۔ بھرم انتی نوارن کی بھومکا بھی نہایت ہی دلچسپ اور سکھشا دایک ہے اُسمیں سے چند الفاظ نیچے درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین مہرشی کے آتم بل کا اندازہ لگا سکیں۔ اور جان لیں کہ

سے موت تک بار بہتر اور نیک بناتے تھے۔ اسکے خیال میں گربھادھان سنسکار "آجتک اس زمین پر نہیں ہوا" لیکن آج مہرشی دیانند نے سنسکار ودھی رچکر پراچین پرمانوں سے ظاہر کردیا ہے کہ ایک گربھادھان تو کیا بلکہ پندرہ دیگر سنسکار اولاد کو بہتر اور نیک بنانے کے لئے ہر ایک کو کرنے چاہیں۔

ہر ایک سنسکار کے موقع پر آتم شانتی کے دینے والے وید منتروں کا پاٹھ اور سام وید کا گانا روحانی صحت کے لئے اور ہون یگ کا کرنا جسمانی تندرستی کے لئے لازمی ہے۔ گاین (راگ) اور ہون سنسکاروں کے دو پرم سادھن ہیں۔ راگ روح کی غذا ہے جس طرح ہون کا دھوم جسم کو طاقت و توانائی دیتا ہے۔ اسیطرح علمی مسائل اور ایشور کی صفات سے بھرا ہوا وید روپی راگ روح کو طاقت و توانائی دیتا ہے۔ عین جنگ کے موقع پر لڑتے ہوئے بہادروں میں بہادری کی آگ بھڑکانے کے لئے پرجوش گیت گائے جاتے ہیں۔ جسقدر گیت کے الفاظ پرجوش پُرمعنی اور موثر ہوتے ہیں اتنی ہی تناسب سے بہادر سپاہی میدان جنگ میں جلد ہی قدم بڑھاتے ہیں۔ سانپ جیسے موذی راگ کے بل سے موہت ہوجاتے ہیں۔ راگ کا جو اثر روح پر ہوتا ہے اُس سے کوئی بدھیمان انکار نہیں کرسکتا۔ اعتدال سے گانے والے کی چھاتی اور پھیپھڑے مضبوط ہوجاتے ہیں پھیپھڑوں کی ورزش کے لئے بولنا اور گانا ہماری ہی ذریعہ ہیں۔

ہر ایک سنسکار کے متعلق مہرشی نے پرمان اکٹھے کرکے رکھدیئے ہیں۔ سنسکار ودھی کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ تمام قسم کے فضول خرچ جو لوگ آتش بازی۔ باغ بہاری۔ وغیرہ کی صورت میں بواہ کے موقع پر یا دیگر سنسکاروں کے متعلق کرتے ہیں اُنکی اجازت کہیں شاستروں نے نہیں دی۔ سولہ سنسکاروں کے علاوہ مرتک شریر کو جلانیکے لئے اخیر میں انتیشٹی کرم کی ودھی درج ہے۔ مسلمان عیسائی آدی لوگ جو مذہب میں عقل کا دخل نہیں مانتے وہ مُردے کو دفن کرنیسے آب و ہوا کو گندہ کر رہے ہیں۔ لیکن وید بتلاتا ہے کہ مرتک شریر کو جلاکر بھسم کردینا چاہیئے۔

برہم یگ آدی کرموں کے سیون کرنیوالے کو اپنی جاتی کے پُرش ستری اکٹھا کرنیکی ضرورت نہیں لیکن ان سنسکاروں کے اُوسر پر جاتی کے پُرش استریوں کا اکٹھا ہوکر سنسکار کی سادھارن کریہ میں سہایتا دینا ضروری ہے۔ پتری یگ میں جنکی سیوا کرنی منظور ہے اُنکے بنا اینہ لوگوں کو نمنترن دینے کی ضرورت نہیں لیکن اِن سنسکاروں میں جاتی کے لوگوں تتھا اشٹ متروں کی حاضری ضروری ہے۔ انہی وید وکت سنسکاروں کے بل سے رشی منی اور مہاتما جن پرتھوی پر جنم لیتے تھے اور آج انہی کے ابھاو سے دین ہین بل ہین سنتان روگوں سے پُورت پرتھوی کا بھار بن رہی ہیں۔ سنسکاروں کا مُول گربھادھان ہے اور گربھادھان پرش ستری کو پورن برہمچریہ کیے بنا ہو نہیں سکتا۔ اسلئے سنسکاروں کی پرنالی کو دوبارہ رائج کرنیکے لئے ہمیں برہمچریہ کی مضبوط بنیاد ڈالنی چاہیئے۔

نمبر ۵۔ (گوکرونا ندھی)

"یہ گرنتھ اسی ابھپرائے سے رچا گیا ہے کہ جس سے گو آدی پشو جہانتک سامرتھ ہو بچائے جاویں۔ اور اُنکے بچانے سے دودھ گھی اور کھیتی کے بڑھنے سے سب کو سُکھ بڑھتا رہے۔ ..... اس گرنتھ میں تین پرکرن ہیں ایک سمیکشا دوسرا نیم اور تیسرا اوپنیم"۔ گائے بیل بھینس۔ اونٹ۔ بکری۔ گھوڑا۔ ہاتھی۔ سؤر۔ کتا۔ مُرغ مور آدی سے جو فواید مل سکتے ہیں اُنکو نہایت معقول طور پر دکھاتے ہوئے مہرشی لکھتے ہیں کہ "اتیادی سُبھ گُن یکت سُکھ کارک پشوؤں کے گلے چھُروں سے کاٹ کر جو اپنا پیٹ بھر سب سنسار کی ہانی کرتے ہیں کیا سنسار میں اُن سے بھی ادھک کوئی وشواس گھاتی۔ انوپکاری۔ دُکھ دینے والے۔ اور پاپی جن ہونگے۔ اسی لئے یجروید کے پرتھم ہی منتر میں پرماتما کی آگیا ہے کہ ... ہے پُرش تو اِن پشوؤں کو کبھی مت مار .... اسی لئے برہما سے لیکے آج پرنیت آریہ لوگ پشوؤں کی ہنسا میں پاپ اور ادھرم سمجھتے تھے اور اب بھی سمجھتے ہیں"۔

بے زبانوں کا وکیل آگے چلکر گوشت خوروں سے اِن الفاظ میں اپیل کر رہا ہے کہ "ہے مانس اہاریو! تم لوگ جب کچھ کال کے پشچات پشو نہ ملیں گے تب منشوں کا مانس بھی چھوڑوگے وا نہیں"؟۔ اسکے بعد مہرشی سوال و جواب میں گوشت خوروں کے بھاری اعتراضات کا ایسا مدلل اور برجستہ جواب دیتے ہیں کہ وہ آدمی جسنے یورپ اور امریکہ کی ویجی ٹیرین سوسائٹی کی اعلے سے اعلے کتابیں پڑھی ہیں وہ بھی واقعی مہرشی کے جوابات پڑھکر دنگ ہو جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل چند مختصر الفاظ مہرشی کے لیکھ سے اخذ کرکے لکھتے ہیں تاکہ لوگ گوشت خوری کے متعلق ویدوں کا سدھانت جان سکیں

(نوٹ)۔ ۱؎ مسلمان لوگ آگ دیا کی برخلاف ہیں ۲؎ ڈاکٹر اناگنگس فورڈ ایڈیکا قول ہے کہ صبح شام کا گانا پھیپھڑوں کی لئے نہایت عمدہ ورزش ہے۔ دیکھو کتاب بنام "رائل روڈ ٹو ہیوٹی"

اونتی کرتا ہے وہ سنیاس آشرم کا جسمیں کہ اوروں کی اونتی کیجاتی ہے مول ہے جس درجہ تک کوئی اپنی اونتی کرتا ہے اُس درجہ تک ہی منش سماج کا اپکار کر سکتا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ساماجک ونتی کرو یا سوسائٹی کو بہتر بنانیکا فکر کرو۔ اور ساتھ ہی یہ بتلاتے ہیں کہ جو وقت پنچ مہایگوں کے کرنے میں لگاتا ہے اُسکو دیش بھگتی کیلئے ارپن کردو وہ لوگ ساماجک ونتی کے معنی ہی نہیں جانتے ہیں۔ منش اگر اپنے گُن کو ایشور اُپاسنا سے نشٹ کرنا نہیں چاہتا تو ہم نہیں جانتے کہ سوائے اسکے وہ منش سماج یا سوسائٹی کی ہانی کرے کیا لابھ پہنچا سکتا ہے۔ برہم یگ آدی کرم منش کی اپنی اور ساماجک اونتی کے برابر سادھن ہیں اسیواسطے مہرشی منو کی آگیا ہے کہ جو نت سندھیا اُپاسن نہیں کرتا اُسکو دوج پدوی سے پتت کر دینا چاہئے لیکن آج مغربی دیپک کی روشنی میں کام کرنے والے کہتے ہیں کہ ہم چاہو سندھیا کریں یا نکریں ہم چاہے شدہ آچرنی بنیں یا نہ بنیں تو بھی ہم ساماجک اونتی کیلئے کام کر سکتے ہیں۔ جو کہ محض غلط بات ہے۔

پولیٹیکل لیڈر بھی سچ آتمک ونتی کے انش کو جیون میں دکھلاتے ہوئے ہی سوسائٹی کو اپنے سے جوڑ سکتے ہیں۔ یدی نیک چلنی کی حالت میں پارنل آیرلینڈ کا لیڈر بن رہا تھا تو دوسری حالت میں وہ ائرلینڈ کا لیڈر نہ رہ سکا۔ ساماجک اونتی کو اگر پھل کہیں تو سچ آتمک اونتی اُسکا بیج ہے۔ بیج کی رکھشا کر نیسے پھل کی آشا ہو سکتی ہے۔ سوسائٹی کی کایا پلٹانے کے لئے اپنی کایا پلٹانیکی پہلے آوشکتا ہے۔ پنچ مہایگ آدی نت کرموں کا پالن کرنے والا انسان اپنی اور منش سماج دونوں کی اونتی کر رہا ہے۔

نمبر ۴ سنسکار ودھی)

کرم دو پرکار کے ہیں نت اور نیمتک۔ نت کرموں کا ودھان پنچ مہایگ ودھی میں اور نیمتک کرموں کا ودھان سنسکار ودھی میں ہے مہرشی لکھتے ہیں کہ سنسکاروں میں ڈکھول کریہ کرنی ہی اُکیھ ہے جس کر کے شریر اور آتما سوسنسکرت ہونیسے دھرم ارتھ کام اور موکش کو پراپت ہو سکتے ہیں اور سنتان اتینت یوگیہ ہوتے ہیں۔ اسلئے سنسکاروں کا کرنا سب منشوں کو اتی اوچت ہے"

کئی لوگ غلطی سے سنسکاروں کو محض رسومات سمجھتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ صرف سوسائٹی کی خاطر ہمیں انکا کرنا لازمی ہے ورنہ ذاتی اونتی اُن سے نہیں ہو سکتی۔ ہم اسکے جواب میں کہینگے۔ کہ سنسکار شدہ کریہ کا نام ہے نہ کہ بےمعنی رسوم کا۔ اور شدھ کریہ ہمیشہ شخصی اور سوسائٹی کی اونتی کا جزو ہوا کرتی ہے۔ بامعنی رسوم سنسکاروں کی تکمیل کا ذریعہ ہیں سنسکار کا کرنیوالا ہمیشہ اپنی اور دوسروں کی بہتری کرتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی رتو گمن کے اعلےٰ اصول کی پیروی کرتا ہوا گربھادھان سنسکار کرتا ہے تو ایسا کرنے سے جہاں وہ اپنی بیوی کی تندرستی کو خراب نہیں کرتا وہاں اپنی بھی صحت کو نہیں بگاڑتا۔ عیاش آدمی اپنی بیوی کو ہی دُکھ نہیں دیتا بلکہ ویرج ناش کرنیسے اپنے بل بُدھی کا بھی ناش کر بیٹھتا ہے۔ اولاد کو بہتر اور نیک پیدا کرنے سے ہی ہماری بہتری اور بھلائی ہے۔ اگر شاہجہان نے بنا سنسکار یا شدھ کریہ کے اورنگزیب کو پیدا کیا تو اسکے ہاتھ سے دُکھ بھی آپ ہی بھگتا۔ اگر راجہ شنتنو کی دھرم پتنی گنگا نے گربھادھان کی شدھ کریہ سے بھیشم کو گربھ میں دھارن کیا تھا تو سپوت بھیشم نے والدین کی اطاعت پر کمر باندھتے ہوئے باپ کی خوشنودی حاصل کرنیکے لئے عمر بھر مجرد رہنا قبول کیا تھا ان سنسکاروں کے کرنیسے جہاں ہم اولاد کو بہتر اور نیک چلن بناتے ہیں وہاں اپنی بہتری اور بھلائی کا بیج بوتے ہیں اگر کوئی محض رفاہ عام کیلئے ہون کرنیسے مینہ برساتا ہے تو کیا بارش برستی ہوئی اسکی کھیت تر و تازہ نہیں بناتی اور یہی بھلائی میں انسان کی اپنی بھلائی ہو جو سنسکار ودھی میں حسب ذیل سولہ سنسکاروں کا ذکر ہے۔ گربھادھان[1]۔ پنسون[2]۔ سیمنتونین[3]۔ جات کرم[4]۔ نام کرن[5]۔ نشکرمن[6]۔ ان پراشن[7]۔ چوڑاکرم[8]۔ کرن ویدھ[9]۔ اوپنین[10]۔ ویدارمبھ[11]۔ سماورتن[12]۔ بواہ[13]۔ گرہ آشرم[14]۔ بان پرستھ[15]۔ سنیاس[16]۔ مسلمان اور عیسائی مذاہب کی کتابوں میں سولہ سنسکاروں کا ذکر نہیں اور نہ یہ لوگ کسی علمی اصول پر کوئی سنسکار کرتے ہیں۔ انکے بواہ کو ہم رسم کہہ سکتے ہیں نہ کہ سنسکار۔ گربھادھان جو کہ پہلا سنسکار ہے۔ اسکی ضرورت آج سائنس کے چراغ کی روشنی میں کام کرنیوالے محسوس کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل وچن ایک مغربی مشہور ڈاکٹر کے ہماری بیان کی تصدیق کر رہے ہیں "وہ بہتر اولاد کا پیدا کرنا اور اولاد کو نیک بنانا ایسا اعلےٰ کام ہے کہ آجتک اس مین پر نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔ ہم اس آدمی اور عورت کی کہانتک تعریف کریں جو کہ دنیا میں بہتر اولاد کو پیدا کرتے ہیں" چراغ کی روشنی رکھنے والے اس مغربی ڈاکٹر کو کیا خبر ہے کہ سولہ سنسکاروں کے بل سے ہمارے بزرگ اولاد کو پیدا کیا

(نوٹ) ڈاکٹر ہولبروک ایم ڈی کی کتاب بنام "پارٹیوری شن ود اوٹ مین" صفحہ ۱۰۹۔

......ان نت کرموں کے پھل یہ ہیں۔ گیان پراپتی سے آتما کی اونتی اور ہر وگتا ہونے سے شریر کے سُکھ سے ویوہار اور پرمارتھ کاریوں کی سدھی ہونا۔ اُس سے دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکھش یہ سدھ ہوتے ہیں۔ انکو پراپت ہو کر منشوں کو سُکھی ہونا اُچت ہے"۔

برہم یگ کا دوسرا نام سندھیا اُپاسن۔ دیو یگ کا اگنی ہوتر۔ پتری یگ کا ترپن اور شرادھ بھوت یگ کا بلی ویشو دیو اور نری یگ کا اتھتی یگ ہے۔ برہم یگ منش کو گیان۔ کرم اور اُپاسنا کے بل سے یکت کرتا ہوا اُسکو اپنی اور دوسروں کی بھلائی کے لئے دیگر چار یگ کرنے کا سامرتھ دیتا ہے۔ ان پانچ یگوں کے کرنے والا اپنی اونتی کے ساتھ ساتھ اور ونکی اونتی اور دوسروں کی اونتی میں اپنی اونتی کرتا ہے۔ اگر برہم یگ میں اُیشور کے دھیان کرنیسے آتما پنج اونتی کرتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ پاپ کرم سے بچنے یا منسا پر کرا آدی منتروں دوارہ دوسروں کو ہانی نہ پہنچانیکی پرتگیا کرتا ہے۔ اسلئے برہم یگ منش کی پنج اونتی اور ساماجک اونتی کا مُول ہے۔ ہون کرنے سے جہاں منش بل پُشٹی دینے والے سوگندھت پدارتھوں کا سار خود جذب کرتا ہے وہاں وہ پرانی ماتر کی روگ نورتی کے لئے اس سوگندھی[1] کا وستار کرتا ہے۔ اسلئے دیو یگ منش کی پنج اروگتا اور ساماجک اروگتا کا کارن ہے۔ پتری یگ کرنے سے منش جہاں اپنے آتما کے پریم گُن کی اونتی کرتا ہے وہاں اور ونکی سیوا سے کاریہ منش سماج کو لابھ پہنچاتا ہے۔ اسی پرکار بھوت یگ و اتھتی یگ کرنیسے منش اپنے پریم کی اونتی کرتا ہوا دوسروں کی برابر اونتی کرتا ہے۔

کئی لوگ ان پانچ یگوں کو کیول پنج اونتی کے سادھن مانتے ہیں یدی وہ وچار سے کام لیں تو اونکو پرتیت ہوگا کہ یہ اپنی اور دوسروں کی اونتی کے برابر سادھن ہیں۔ جو لوگ ان مہایگوں کو محض دوسروں کی اونتی کا سادھن کہتے ہیں وہ بھی اسبات کو نہیں سمجھتے کہ کسطرح دوسروں کی اونتی کرتے ہوئے ہم اپنی اونتی کرتے ہیں۔ اوروں کے اوپکار کرنیسے پنج پریم کی شکتی اونت ہوتی ہے۔ نشکام کرم کے کرتا اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے دلمیں اطمینان رکھتے ہیں کہ گو لوگ ہمارے اُپکار کی تعریف نکریں تو بھی ہم اپنی اونتی پر اُپکار کرنے سے ضرور کر رہے ہیں۔ من میں دوسرے کی ہانی کا خیال تک لانے سے نشچت ہم اپنی ہانی کرتے ہیں۔ اور وپنر کرودھ کرنے سے ہم خود اشانت ہوتے ہیں۔ جیسے منش گیان یا ودیادان سے اپنی ودیا کی اونتی کرتا ہے ویسے ہی پریم کے دان سے نج پریم روپی سبھاؤ کی اونتی کرتا ہے۔ اگر کوئی اتھتی آدی کی سیوا پریم پوربک کرتا ہے تو ایسا کرنے سے ساتھ ہی وہ اپنی پریم شکتی کی اونتی کرتا ہے۔ فرینالوجسٹ رتھات سامدری ودیا کے ودوان انسانی دماغ کے تین بڑے حصّے کرتے ہیں۔ پیشانی کے حصّے کو وہ گیان[2] کا آلہ درمیانی اوپر حصّے کو اُپاسنا کا آلہ اور پیچھے کیطرف کے پچھلے حصّے کو پریم یا کرم کا آلہ بتاتے ہیں۔ ان تین حصوں کی اُنتی انسان کے لئے لازم ہے جو گیان کے ساتھ کرم اور اُپاسنا کرم یا پریم کی اونتی نہیں کرتا وہ سندر کہلانیکا مستحق نہیں پوری صحت سم اونتی یا ہارمنی کا نام ہے اور وہ صحت گیان۔ کرم اور اُپاسنا میں یتھارتھ اونتی کرنے سے پراپت ہوتی ہے۔ فرینالوجسٹ بتلاتے ہیں کہ انسان عورت۔ بچے۔ بھائی۔ باپ اور پرانی ماتر سے جو پریم کرتا ہے۔ تو اس لئے کہ اس پریم کا تت اسکے آتما میں بھر رہا ہے اور دماغ کا پچھلا حصہ اس پریم کا آلہ بنایا گیا ہے۔ اس لئے اسبات کو بھلی پرکار جان لینا چاہئے کہ جو منش پریم پوربک کسی کی سیوا کرتا ہے تو ایسا کرنے سے وہ جہاں دوسرے کو سُکھ پہنچاتا ہے وہاں ساتھ ہی اپنی پریم شکتی کی اونتی کرتا ہے۔ یا یوں کہو کہ دوسروں سے پریم کرنا اپنی پریم شکتی کو مضبوط کرنیکے لئے ورزش کا کام دیتا ہے۔

اگر آستک اینار کا آچرن نہیں کرتا تو کیا اس سے اسکی اور منش سماج دونوں کی اونتی نہیں ہوتی؟ اگر بھوت یگ کے کرنیوالا روگیوں کی سیوا کرتا ہے تو کیا اس کرم سے وہ اپنی اور دوسروں کی اونتی نہیں کرتا؟ سچ تو یہ ہے کہ اپنی اونتی کے ساتھ دوسروں کی اونتی وابستہ ہے۔ ایک کو دوسرے سے کوئی علیحدہ نہیں کر سکتا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ مہرشی دیانند اٹھارہ گھنٹے کی سمادھی دوارہ نج آتم اونتی کرتے تھے لیکن ہم کہینگے کہ اپنی سچی اونتی کرنیسے وہ اپنے آپکو منش سماج کی اونتی کرنیکے یوگیہ بنا رہے تھے۔ وچار سے سدھ ہوتا ہے کہ منش اپنی سچی اونتی میں ساماجک اونتی کا بیج بوتا ہے۔ برہمچریہ آشرم جو کہ ایک منش کی سچی

نوٹ [1] سب قسم کے فنس انفیکٹنٹ سفوف یا چھڑکنے والی ادویات مثل فنایل وغیرہ کے بدبو کو دفع نہیں کرتے بلکہ ہوا کو گندہ اور کثیف بنا نہیں بد دیتی ہیں" دیکھو دی نیو سائینس آف ہیلنگ" مصنفہ لوئی کوھن) [2] بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ گندھک جلانے سے ہوا شدھ ہو جاتی ہے لیکن تجربہ بتلا رہا ہے کہ جب یا سلائی رگڑتے وقت گندھک کی بدبو ناک میں پہنچتی ہے تو برداشت نہیں ہو سکتی اسلئے گندھک کے جلانیسے کبھی ہوا شدھ نہیں ہوتی۔ اسی مضمون کو پروفیسر لنگر ڈبین ایل ایل ڈی نے کتاب بنام "ان ٹیلکٹ اینڈ دی ہیومن سنز" میں لکھا ہے جہاں کہ وہ بیان کرتا ہے کہ گندھک کی بدبو مضر صحت ہے۔ دیکھو مذکورہ کتاب ...

پشچی پتی ۔ اندر راجہ ۔ دانی نگرم اور پر گیلے پالن کرنیوالا ۔ رد پر برہمن بدھیمان
گیا ۔ مردوں کے پنڈ دینے کی جگہ ۔ اپیتیہ ۔ دھن ۔ اور گرہ شرادھ مردوں کی ترپتی کا کرم جس کرم سے ست کا گرہن ہو
گھرتاچی ویشیا راتری ۔

آگے مہرشی لکھتے ہیں کہ "اب کہانتک لکھیں منش لوگ جب اس کوش (لغات) کو پڑھیں گے تب ہی نوین پران آدی گرنتھوں کا متھیاپن اور ویدوں کا ست ارتھ ویدوں کے ارتھ کرنیمیں پرورتی اپنے آپ ہو جائیگی۔"

سندھی وشے اور واکیہ پربودھ آدی میں شودھنے والوں کی جلدی اور اساودھانی کے کارن کئی غلطیاں چھپ گئیں تھیں لیکن دوبارہ چھپنے پر یہ کتابیں شدھ چھپی ہیں ۔ ویدانگ پرکاش کے اُن حصوں میں جوکہ دوبارہ نہیں چھپی ابھی تک اشدھیاں موجود ہیں جوکہ مطبع کے ملازموں نیز شودھنے والوں کی اساودھانی کو پرگھٹ کر رہی ہیں ۔ ویدانگ پرکاش سوامی جی کی ہدایت سے زیادہ تر پنڈت لوگوں نے طیار کیا ہے اسوجہ سے کئی قسم کی اشدھیاں رہ گئی ہیں جوکہ آشا ہے دوبارہ چھپنے پر دور ہو جائینگی ویدانگ پرکاش کی ضخامت ستیارتھ پرکاش سے دوگنی ہے ۔ اسکے پڑھنے سے جہاں اشٹادھیائی مہابھاشیہ اور نگھنٹو کے پڑھنے میں درڑھ پریتی اوپجتی ہے وہاں ساتھ ہی مغربی فلالوجی کی اصلیت کا پتہ لگجاتا ہے ۔ موجودہ فلالوجی کی کلپنائیں اسکے آگے وناش کو پراپت ہوتی ہوئیں متلاشی کو رشی کرت گرنتھوں کی عظمت کا قائل بنادیتی ہیں ۔ اشٹادھیائی کے پڑھنے والا دیاکرن شاستر کو اچھی پرکار سمجھنے کے لئے مہرشی کی اس ویدانگ پرکاش سے اپور سہایتا لے سکتا ہے اور دیاکرن شاستر کے پردھان سادھن دوارہ منش سوگمتا سے ویدارتھ جان سکتا ہے ۔ سندھی وشے میں مہرشی کا اس پرکار لیکھ ہے جس سے اس پردھان سادھن کا پریوجن دوت ہو رہا ہے ۔

"دیاکرن آدی شاستروں کی پرورتی نت شبدنت ارتھ اور نت سمبندھوں کے جنلانے ہی کے لئے ہے" دیاکرن شاستر کے پڑھنے کی اٹھارہ پریوجن آگے اسی لیکھ میں مہرشی درشلاتے ہیں ۔ سب سے پہلا پریوجن رکھشا ہے جسکے وشے میں وہ اس پرکار لکھتے ہیں "رکھشا : منش لوگوں کو ویدونکی رکھشا کے لئے دیاکرن آدی شاستر اوشیہ پڑھنے چاہیں کیونکہ انکے پڑھنے ہی سے لوپ آگم اور ورن وکار آدی کا یتھاوت بودھ ہو کر ویدوں کی رکھشا کر سکتے ہیں" ...... "آگم : سب منشوں کو اوشیہ اوچت ہے کہ سانگو پانگ ویدوں کو پڑھ کر یتھوکت کریہ کر کے سکھ لابھ کو پراپت ہوں ۔ سو دیاکرن آدی کے پڑھنے بنا کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ سب ودیاؤں کی پراپتی کرنیمیں دیاکرن ہی پردھان ہے ۔ پردھان میں کیا ہوا پرشارتھ سربتر مہالابھ کاری ہوتا ہے" ...... "ات : جو منش دیاکرن آدی وویا کو نہیں پڑھتا وہ ودیا یکت دانی کے درشن سے رہت ہو کر دیکھتے ہوئے اندھے اور سنتے ہوئے بہرے کے سمان ہوتا ہے اور جو اس ودیا کے سروپ کو پراپت ہوتا ہے اُسی کو ودیا پرمیشور سے لیکر پرتھوی پرینت پدارتھوں کا سروپ یتھاوت جنادیتی ہے"

(نمبر ۲) ایک ورلا پورو گرنتھ مہرشی کا رچا ہوا منتر آلہ میں پڑا ہے جوکہ ابھی تک نہیں چھپا

ویدانگ پرکاش کے سندھی وشے میں مہرشی کا یہ لیکھ ہے کہ "یہ اٹھارہ پریوجن یہاں سنکھشیپ سے لکھے ہیں ۔ کنتو انکو پرمان اور وستار پوربک اشٹادھیائی ۔ کی بھومکا میں لکھیں گے" اس لیکھ کے اشارہ کو لیکر ہم انومان کرتے ہیں کہ مہرشی نے ویدانگ پرکاش کے علاوہ اشٹادھیائی کا بھاشیہ رچا ہوگا ۔ یہی نہیں کہ ہمارا انومان یہ کہتا ہے بلکہ نس لکھت لیکھ بات کی زبردست پشٹی کرتا ہے ۔ کہ وہ اشٹادھیائی کا بھاشیہ مکمل چھوڑ گئے ہیں ۔

"اشٹادھیائی کی ٹیکا دھری ہوئی ہے سنسکرت اور بھاشا ٹیکا سہت چھپائی جاوے ۔" مہرشی کرت اشٹادھیائی کی اس ٹیکا کی جتنی قدر ہو اسکو دنیا جانتی ہے ۔ ایسے اپورو اور پرم اپیوگی گرنتھ کا آجتک نہ چھپنا ہمکو وسمت کر رہا ہے ہم آشا کرتے ہیں کہ پراپکارنی سبھا کے سبھاسد شری ترتھا نیتر آلہ کے ادھیکش ست شنگھر اس گرنتھ تتھا مہرشی کے اینہ لیکھوں اور نوٹوں کو جوکہ آجتک منترآلہ میں بہری پڑی ہیں شیگھر ہی چھپوا کر آریوں کے دھنیہ واد کے پاتر بنیں گے ۔

(نمبر ۳) پنچ مہایگ بدھی

"یہ پنچ مہایگ نت کرم ودھی کا ہے ۔ اسمیں پنچ مہایگ کا ودھان ہے جنکے نام یہ ہیں ۔ برہم یگ[۱] ۔ دیو یگ[۲] ۔ پتری یگ[۳] ۔ بھوت یگ[۴] ۔ اتھتی یگ[۵]

(نوٹ) رگوید بھاشیہ نمبر ۱۱ ... تاریخ ... منترآلہ ... بھیجا گیا ہے

فصل دہم

بقیہ تصنیفات

نمبر اول - (ویدانگ پرکاش)

مہرشی پاننی نے ویدک شبدوں کے نیموں کو درشانے اور وید کی رکھشا کرنے کیلئے وید روپی مول منتر سے اُس برکش روپی دیاکرن شاستر کو رچا تھا جسکا نام آج اشٹادھیائی سے مشہور ہے۔ اقلیدس کی رچنا مغربی دنیا میں عجیب مانی جاتی ہے لیکن اقلیدس کی عظمت کو بھول جاتا ہے جب اشٹادھیائی کی سوتروں کی رچنا کا درشن کرتا ہے۔ یوگیشر پاننی نے شبد ودیا کے ساگر کو سچ مچ کوزہ میں بند کرکے دکھاتے ہوئے اپنے پرم یوگ بل کا درشٹانت دیا ہے۔ اشٹادھیائی کی عظمت اس سے بڑھکر کیا ہوسکتی ہے کہ یوگی راج پتنجلی کا مہابھاشیہ گرنتھ اسکی ہی تفسیر ہو۔ اگر آجکل سنسکرت کا خاطر خواہ عام پرچار ہوتا تو اشٹادھیائی کے آشے کو جاننے کے لئے مہابھاشیہ کافی تھا۔ لیکن ویدک سنسکرت کے وشیش پرچار نہ ہونیکے کارن مہرشی دیانند کو جو پاننی سے رشی کرت گرنتھوں کا پرچار کرنا چاہتا تھا اس ویدانگ پرکاش کے رچنے کی ضرورت پڑی جسطرح وید بھاشیہ ویدوں کے ارتھ درشانیکا سادھن ہے اسی طرح یہ ویدانگ پرکاش اشٹادھیائی کی ارتھ درشانے کا سادھن ہے اشٹادھیائی کی تو مشادر شانا اور اسکی پڑھنے کیلئے رُچی دلانا ہی ویدانگ پرکاش کا کلپہ اُدیش ہے وید ارتھ جاننے کے لئے اشٹادھیائی اور نگھنٹو آدی پردھان سادھن ہیں۔ اور ان پردھان سادھنوں میں رُچی دلانیوالا ویدانگ پرکاش ہے۔

اسکے ۱۶ بھاگ ہیں جنکے نام یہ ہیں (۱) ورن اُچارن سکھشا (۲) سنسکرت واکیہ پربودھ (۳) ویوہار بھانو (۴) سندھی وشے (۵) نامک (۶) کارک (۷) سماسک (۸) ستریں تدھت (۹) اویوارتھ (۱۰) اکھیاتک (۱۱) سؤور (۱۲) پری بھاشک (۱۳) دھاتو پاٹھ (۱۴) گن پاٹھ (۱۵) اُنادی کوش (۱۶) نگھنٹو۔ انمیں سے سنسکرت واکیہ پربودھ اور ویوہار بھانو سوامی جی کے چھپے ہوئے ہیں۔ اور نگھنٹو جوکہ ویدوں کی پراچین ڈکشنری یا لغات ہی مہرشی یاسک کا بنایا ہوا ہے۔ باقی مہرشی پاننی کی اشٹادھیائی کے بھاگ اور تصنیفات ہیں۔ ویدک شبدوں کی ارتھ جاننے کیلئے نگھنٹو نہایت پراچین اور مستند لغات ہے۔ نگھنٹو کی بھومکا میں مہرشی اس پرکار سویم لکھتے ہیں کہ یہ گرنتھ سربترا اوپ لبدھ نہیں تھا اب چھپنے سے پراپت ہونے لگا ہے۔ اس سے بڑا اپکار یہ ہوگا کہ جو پوران والوں نے ارتھ کا انرتھ کیا ہے سو ان آرش گرنتھوں سے نورت ہوکر سکے آتما میں ست کا پرکاش ہوگا" مثال کے طور پر مہرشی بیان کرتے ہیں کہ پورانک لوگوں نے ۔ ورتی تر۔ شمبر۔ اور اسر کے معنی دیت مان رکھے ہیں لیکن نگھنٹو میں ان شبدوں کے معنی میگھ ارتھات بادل کے ہیں حسب ذیل نقشہ بات کو اور بھی واضح کرتا ہے۔

شبد	پورانک لوگ کیا ارتھ مانتے ہیں	نگھنٹو میں سچا ارتھ کیا لکھا ہے	شبد	پورانک لوگ کیا ارتھ مانتے ہیں	نگھنٹو میں سچا ارتھ کیا لکھا ہے
آہی	سرپ	میگھ	وراہ	سور	میگھ
آدری			دھارا	جل پرواہ	وانی
گری	صرف پہاڑ	میگھ	گوری	مہادیو کی ستری	وانی
پربت			سواہا	اگنی کی ستری	وانی
آشما			سودھا	پتیری کی ستری	ان
گراوا	پاشان	میگھ	اشچی	اندر کی ستری	وانی - کرم ہو پر گیا

ہی سادھن شیل دھرماتما پرشوں کو وید بھاش ویدارتھ جاننے کے لئے اپور و سہائتا یان دے سکیں ۔ یہی دھر آدی ٹیکا کاروں کے بھاشیہ ویدارتھ سمجھنے کی لئے سادھن کا کام نہیں دیتے ۔ بلکہ ویدارتھ سے کوسوں دور لیجا کر ٹیکا کاروں کی بیج کلپنا اور گھڑنت جنانیکے سادھن بن رہے ہیں ۔ ویدوں کی سوچھ جیوتی کو ان متھیا بھاشوں کے کلنک سے بچا کر نرمل شدھ دشا میں درشانیکے لئے مہرشی دیانند کا بھاشیہ مہان سادھن کا کام دے رہا ہے ۔ یہ کلپناؤں کے گھنوں کو ویدارتھ سمجھنے کی مارگ سے ہٹاتا ہوا ویدوں کے سوریہ وت نرمل انت ارتھوں کا پرکاش کر رہا ہے ۔ مہرشی کے وید بھاش روپی پرم اپکار کو آئیوالی نسلیں دنیا بھر میں عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہوئیں اسکے مہت کو انوبھو کرینگی ۔ اندھکار سے پیڑت منش جاتی کو پانچ ہزار برس کی بعد ایسا اوتم اور مہان وید بھاشیہ روپی سادھن ویدارتھ جاننے کے لئے مہرشی کے اپکار سے ملا ہے ۔ مصر کے مینار آج لوگوں کو حیرت میں ڈالتے ہوئے کاریگروں کی مہانتا کا بودھ کرا رہے ہیں ویسے ہی مہرشی کا بھاشیہ بدھی مانوں کو آشچریہ مورتی پرتیت ہوتا ہوا مہرشی کے پرم یوگ بل کا جس سے اُنہوں نے ویدوں کی سرب ودیائیں ساکھشات کیں بھیں بودھن کرائیگا ۔

اس وید بھاش روپی سادھن کے دوارہ ہم سرب ودیاؤں کی آدی مول وید پر پہنچ جاتے ہیں ۔ یکمل گیان یکمل کرم اور یکمل اُپاسنا کی شانتی دائک امرت سے وید پورت ہو رہا ہے ۔ یہ بھاشیہ بتلا رہا ہے کہ وید ایک ایسا گمبھیر اتھاہ ساگر ہے جسکے اندر قیمتی جواہرات بھرے پڑے ہیں ۔ وید بھاشیہ کی سادھن سے وید ساگر میں سوکھشم بدھی ایک غوطہ لگا کر انیک ودیا روپی رتنوں کو دھارن کر سکتی ہے ۔ وید رتنوں کی وہ اٹوٹ کان ہی جسکو کہ کھودنے سے رشی منی انیک ودیا رتنوں کو پراپت ہوتے تھے ۔ دنیا بھر میں کوئی ودیا رتن نہیں جو کہ اس قدرتی کان سے نہ نکلا ہو ۔ اور اب بھی انیک ودیا رتن اسمیں ایسی گپت دھرے ہیں کہ اگر کوئی مہرشی کے وید بھاشیہ کو سادھن بنا کر اُن رتنوں کو نکالنا چاہئے تو پرتھوی کو آشچریہ مئے جگمگ جگمگ کرنیوالے سوچھ رتنوں سے سبھوشت کر سکتا ہے ۔ ترن سے لیکر سورج پرینت ۔ کیٹ سے لیکر ایشور پرینت کوئی بھی ودیا نہیں ہے جسکا کہ وید میں برنن نہ ہو ۔ کوئی بھی کلا نیتر نہ ہے اور نہ ہوگا جسکا کہ بیج روپی مول وید منتروں نے نہ درشایا ہو ۔ اندھکار کی عادی دنیا ریل تار جو ویدک گیان کے انش سے بنی ہیں دیکھکر پھولی نہیں سماتی ۔ لیکن جب بدھیمان شلپی جن وید منتروں کو وچارینگے تو وہ ایسے ودیان سدھ کر سکینگے جو کہ ٦٠٠٠ برس ہوئے کہ پرتھوی پر اوسیھت تھے ۔ مغربی پدارتھ ودیا یا سائینس نے جو آج ترقی کی ہے وہ اُس پدارتھ ودیا کے سمکھ جو کہ وید میں بھر رہی ہے تُچھ پرتیت ہوتی ہے ۔ ورتمان سمے کی سمگر شلپ ودیا اُس مہان شلپ ودیا کے سمکھ جو کہ یجر وید میں مول روپ سے پورت ہو رہی ہے واقعی تُچھ ہے ۔ جگت گورو آریہ ورت نے ویدک بل سے ہی سرب پرکار کی ایسی اوتم ودیا سدھ کیں تھیں جنکا کہ برنن کرتے ہوئے منش کی بدھی آج چکر کھا جاتی ہے ۔ آئیندہ زمانہ میں وید کا آسرا لیکر ہی انسان وہ وہ بے نظیر علوم فنون ہیں کمال کرکے دکھائیگا جنکو دیکھ کر ٦٠٠٠ (چھ ہزار) برسوں سے بھولے ہوئے زمانہ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائیگا ۔ آج پرشارتھی بدھیمان کی ضرورت ہی کہ وہ رشیوں کے اتھاہ کوش اور رتنوں کی اس اٹوٹ کان سے سچے جواہرات نکالکر لوگوں کو درشا سکیں ۔ پنڈت گورودت جی نے اسی کان سے ہیرے نکالتے ہوئے پران تیاگ دیئے ۔ اہو ! کیسا مبارک زمانہ ہے کہ مہرشی نے بھاشیہ روپی سادھن ہمیں اس کان کی کھودنیکے لئے دیدیا ہے ۔ اب صرف رتن نکھدھارن کرنیوالے بدھی روپی پاتر کی ضرورت ہی ۔ بدھی کو پاتر بنلاتے ہوئے اگر ہم پرشارتھ کریں تو سندیہ نہیں کہ دنیا کو اُن چھپے ہوئے رتنوں کا پھر جلال دکھا سکیں ۔ سنسارک بھوگ کو لات مار کر رشی منی اِن رتنوں کے پانیکے لئے ایک ایک منتر کو آیو بھر وچارا کرتے تھے ۔ ویدکی ایک ایک شبد کے گوڑھ ارتھ سرشٹی میں پرسنے کے لئے رشی لوگ اپنا جیون سمرپن کرتے تھے ۔ ویدوں کی عظمت درشانے ۔ انکی رکھشا یا پرچار کرنیکے لئے رشیوں کے جیون صرف ہوتے تھے ۔ پراچین رشیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مہرشی دیانند نے بھاشیہ روپی سادھن سے ویدوں کی مہادرشانے انکی رکھشا اور پرچار کرنے کے لئے اپنے آپکو ارپن کر دیا ۔ اور آج اُن کے وبوگ کے بعد انکا وید بھاشیہ اندھکار سے پیڑت منش جاتی کے لئے وید سورج کے درشن کرانے کے لئے پرم سادھن کا کام دے رہا ہے ۔

اور پرشادھ رہت اندھے اور آستی پرش نہیں ۔ جس کی بدھی کی آنکھ پھوٹ گئی ہو اُس کے لئے شاستر[1] کا سورج بھی کیا کر سکتا ہے ۔ آجکل کئی انگریزی وان جو وید منتروں کا سوریہ پاٹھ ماتر بھی نہیں کر سکتے وہ دل لگی کے طور پر مہرشی کے سارگربھت وید بھاش کو اخبار کی طرح دیکھتے ہیں اور مہرشی کے سرل سنسکرت یکت لیکھ کو چھوڑ کر متر جموں کے غیر مستند بھاشا لیکھ میں سے بھی کیول بھاوارتھ کو دو منٹ میں پڑھ کر فتوٰی دے دیتے ہیں کہ انہیں کوئی نئی ودیا کی بات پرتیت نہیں ہوتی یہ بھاش ساودھارن پُستک ہی ہے ۔ سورج کی خوبی اور کمالیت کی شہادت وہی آدمی دے سکتا ہے جو تندرست ہونے پر ست مارگ میں پرشارتھ سے چلنا چاہے لیکن ساودھن ہت آلسی پرش سورج کی مہما کو کب انوبھو کر سکتا ہے ۔ وید بھاش کی اعلےٰ خوبی پورب اوکت پرکار کے انگریزی دان جو اسکے سمجھنے کے سادھنوں سے رہت اور بعض اوقات جنکے فیشن ایبل ہر دیہ میں ودیا امرت کے پان کی اچھا تک نہیں ہے جو راندن مغربی تقلید اور فیشن کی پوجا میں مگن اور تامسی آہار ویوہار میں لتھ پتھ ہیں جو اپنے وچار اور اپنی ساتوک بدھی سے کام لینا نہیں چاہتے بلکہ جو گننے کے لئے انسان کو غلطی کرنیوالا بتلاتے ہوئے خود مغربی معمولی انسانوں کے ڈھمولی کو بے خطا الہام سے بڑھکر مان رہے ہیں ۔ اس پرکار کے فیشن ایبل سادھن رہت اگر وید بھاش کے تتوں کی اوتمتا اور مہاتما کو نہ سمجھ سکیں تو ہمیں آشچرج نہیں کرنا چاہئے ۔ کیونکہ وہ اسکے سمجھنے کے یتھارتھ اُپائے ہی نہیں کرتے ۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ وید کا بھاش یا وید کا ترجمہ ویدک آشے کو ایک ورزبان کے لباس میں ظاہر کر سکتا ہے لیکن ویدک آشے کی اصلی صورت کو کوئی بھاش روپی لباس زود ہضم نہیں بنا سکتا کسی پستک کے بھاش یا ترجمہ کرنیسے اُس پستک کا مضمون سہل نہیں ہو جاتا اور مضمون کی تہ کو پہنچنے کے لئے ہمیں سادھنوں سے رہائی نہیں مل سکتی ۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ انگریزی آدمی کسی پستک کی تفسیر کسی اور بھاشا میں اُسکے مضمون کو مکمل طور پر بیان کر سکے ۔ لیکن قدرتی وید وانی کے وشے میں یہ بات گھٹ نہیں سکتی ۔ کیونکہ وید وانی ایشور وکت اور مکمل اور اپنے سب بھاشائیں اسکا بگاڑ اور اس سے گری ہوئی نامکمل دشا میں ہیں ۔ اگر کوئی وید منتروں کا ایسا بھاش کر دے کہ منتروں کے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت نہ رہے تو اسکے معنی یہ ہیں کہ انسان ایسا چراغ بنا سکتا ہے جو کہ سورج کو منسوخ کر کے سورج کا کام دنیا کو دے سکے ۔ کیا صنعت کبھی قدرت کا کام دے سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ اعلےٰ بناوٹ کی صفت یہ ہے کہ وہ بہت تر قدرتی بناوٹ کے نزدیک ہو اگر کوئی نہایت عمدہ مصنوعی دانت بنا سکتا ہے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ یہ دانت زیادہ تر قدرتی دانت سے ملتا ہے ۔ یہ نہیں کہ قدرت کی جگہ صنعت لے سکتی ہے ۔

قدرتی وید کے گوڑھ آشے کو جاننے کیلئے مہرشی کا بھاش سادھن وت سہایتا کا کام دے سکتا ہے نہ کہ خود وید کی جگہ لے سکتا ہے ۔ دوربین سورج کے درشن کرانیکا آلہ ہے نہ کہ خود سورج ہے ۔ وید روپی سورج کی عظمت اور اوتمتا درشانے کے لئے مہرشی کا بھاش ایک نہایت اعلےٰ دوربین ہے ۔ بھاش روپی مہان سادھن کا پرم اُدیش ویدارتھ جاننے میں سہایتا دینا ہے ۔ اور یہ مہان سہایتا بھی اُنکو ہی مل سکتی ہے جو وید سمجھنے کی اچھا رکھتے ہوئے نرگش ساتوک بدھی سے یُکت ودیا آدی سادھنوں کو لئے ہوئے امرت پان کے لئے اتینت پرشارتھی ہوں ۔ پورب اوکت پرکار کے آلسی لوگ جو وید سورج کی روشنی میں ست مارگ میں چلنے کا پرشارتھ کرنا نہیں چاہتے اُنکو مہرشی کا بھاش بھی وید سورج کی روشنی کے گرہن کرانے میں مدد نہیں دے سکتا ۔ جیسے وید کے آشے سمجھنے کیلئے وید انگ اُپانگ ورشی کرت گرنتھ سادھن ہیں ۔ ویسے مہرشی کا بھاش جو کہ وید انگ اُپانگ ورشی کرت گرنتھوں کے آشے سے یکت ہی ویدارتھ سمجھنے کے لئے ایک سادھن ہے ۔ سادھن کی مہما سادھن شیل جانتے ہیں ۔ اوتم سادھن کی ضرورت پرشارتھی اور راستی کا متلاشی ہی جانتا ہے ۔ مہرشی کے وید بھاش روپی مہان سادھن کی عظمت پنڈت گورودت جی نے انوبھو کی تھی ۔ جہاں مغربی سائینس اور فلاسفی انکو نربھرانت ست کا مارگ درشانے کے لئے سادھن کا کام نہیں دے سکتی تھی وہاں اُنکی مہرشی کے وید بھاش نے ویدارتھ جاننے کے لئے سادھن وت اپورو سہایتا کی ۔ وید بھاش روپی سادھن کی سہایتا لیکر وہ وید منتروں کی گوڑھ ارتھوں کا وچار کرتے تھے ۔ ایک منتر کے آشے کو سمجھنے کے لئے وید بھاش تھا وید انگ اُپانگ کی سہایتا لیکر پنڈت گورودت جی کم سے کم دو گھنٹے لگاتے تھے ، اور پھر یہ کہتے تھے کہ آج ہمنے دو گھنٹوں میں ایک منتر کے ارتھ سمجھے ہیں ۔ پنڈت گورودت جی کہا کرتے تھے کہ وید بھاش بھی سوتروں کی طرح مختصر الفاظ میں مہان وشے کو پرتی پادن کر رہا ہے ۔

اگر گورودت سے ساتوک سوکشم بدھی سے یکت دھرماتما ودوان کو ویدارتھ جاننے کے لئے وید بھاش اپورو سہایتا دیتا تھا تو کوئی وجہ نہیں کہ ویسے

(نوٹ) ۔ [1] ” لیپہ ناستی سویم پرگیا شاسترم تسیہ کروتی کم “ (چانکیہ نیتی)

نام منڈل	تعداد انوواک	تعداد سوکت	تعداد منتر	نام منڈل	تعداد انوواک	تعداد سوکت	تعداد منتر
پہلا منڈل	24	191	1976	چھٹا منڈل	6	75	765
دوسرا "	4	43	429	ساتواں "	6	104	841
تیسرا "	5	62	617	آٹھواں "	10	103	1726
چوتھا "	5	58	589	نواں "	7	114	1097
پانچواں "	6	87	727	دسواں "	12	191	1754

"دسوں منڈلوں میں 85 انوواک - ایکہزار اٹھائیس سوکت - اور دس ہزار پانچسو نواسی (10589) منتر ہیں "

رگوید بھاش کے آرنبھ کے ایک مہینہ بعد ارتھات سمت 1934 پوس شدی 13 گورووار (جمعرات) کے دن مہرشی نے یجروید بھاش کا ارنبھ کیا۔ یجروید میں چالیس ادھیائے ہیں اور سب ادھیاؤں کے کل منتروں کی تعداد ایکہزار نوسو پچھتر (1975) ہے۔

ہر دو بھاش میں سب سے پہلے منتر کا مضمون - پھر مول منتر - اسکا پدچھید - پرمان سہت منتر کے پدارتھوں کا سار گربھت ارتھ - انویہ ارتھات پدوں کی سمبندھ پوربک یوجنا - اور آخیر میں بھاوارتھ ارتھات منتر کا جو مکھیہ پریوجن ہی بیان کیا گیا ہے۔ ہر دو ویدوں کی بھاش میں سنسکرت اور بھاشہ دونو پرکار کا لیکھ موجود ہے۔ سنسکرت لیکھ تو مہرشی کی طرف سے ہے لیکن بھاشا مترجموں کی بنائی ہوئی ہے۔ بعض مترجم مہرشی کی سنسکرت کا مطلب عمدگی سے ادا نہیں کر سکے - اور بہت جگہ بھاشا سنسکرت کے مطلب کو بالکل فوت کر دیتی ہے۔ اس لئے منتروں کے بھاش کو جاننے کے لئے ہمیں مہرشی کے سنسکرت لیکھ کو ہی معتبر سمجھنا چاہئے۔ پنڈت گورودت جی ہمیشہ منتروں کے ارتھ جاننے کے لئے مہرشی کی سنسکرت کو معتبر کہا کرتے تھے لیکن مترجموں کی بھاشا کو وہ مستند نہیں مانتے تھے۔

سمت 1939 میں ویدک ینترآلہ کی طرف سے ایک اشتہار حسب ذیل چھپا تھا "سب سجنوں کو ودت ہو کہ شری سوامی جی مہاراج نے یجروید بھاش تیار کر پورا کر لیا ہے اور ایشور کی کرپا سے رگوید بھاش بھی اسی پرکار شیگھر ہی پورا ہو گا "

لیکن ہمارے بھاگ میں یہ کہاں تھا کہ مہرشی رگوید بھاش کو انت تک سماپت کر لیں۔ انکی موت نے اس کام کو پورا ہونے دیا۔ اور سمت 1941 کے چیت ماس میں ینترآلہ نے اشتہار دیا کہ مہرشی یجروید کا سمپورن اور رگوید کے پانچ اشٹک کا بھاش چھوڑ پرم دھام کو پدھار گئے ہیں۔ آج یجروید بھاش مکمل چھپا ہوا دیکھا جا سکتا ہے لیکن رگوید بھاش ابھی تک اتنا نہیں چھپا جتنا کہ مہرشی طیار کر گئے تھے۔

سرب ودیاؤں کے مول کا درشک - نروکت نگھنٹو شت پتھ آدی رشی کرت گرنتھوں کے آشے کا پرچارک سرشٹی کے آکھنڈ اٹل نیموں میں ویدارتھ کو جتانیوالا مہرشی کا وید بھاش روپی ادبھت گرنتھ آج اندھکار سے پیڑت بھومنڈل کو نربھرانت لش کلنک وید سورج کے درشنوں کا منگل سماچار دے رہا ہے۔ اندھیرے میں اگر لوگ راہ نہیں دیکھ سکتے تو پرکاش مارگ دکھاتا ہے لیکن جو پرکاش میں مارگ دیکھتا ہوا بھی مارگ میں چلنے کا پرشارتھ نہیں کرتا اس سے بڑھکر مند بھاگی کون ہو سکتا ہے؟ ست است مارگ کے دکھا دینا ہی مددو دینا سورج کا کام ہے لیکن است سے بچکر ست مارگ میں پرشارتھ سے چلنا منشوں کا اپنا پرشارتھ ہے مہرشی کے وید بھاش کے ہونے پر بھی لوگ اگر دکھ میں ہیں تو وید بھاش روپی سورج کا دوش نہیں کنتو ان منشوں کے اپنے آلسیہ اکرمونکا پھل روپی دوش ہے۔ روز روشن میں بھی جو مسافر سادھن شیل ہو کر اپنی منزل کو طے کرنا نہیں چاہتا تو وہ قصوروار ہے نہ کہ سورج - وید خود اپدیش دے رہا ہے کہ جو منش ویدوں کی تکھیہ بات پریہ روپی پرماتما کو نہیں جانتا وہ رگوید آدی سے بھی سکھ کو پراپت نہیں ہو سکتا۔ واقعی سورج سے پرشارتھ کرنیوالے ہی لابھ اٹھا سکتے ہیں۔ سو ویدمن

نوٹ 1 دیکھو رگوید بھاش انک 47، 48 نمبر 2 یجروید بھاش انک 5، 6، 7 نمبر 3 کئی سجنوں کی زبانی معلوم ہوا کہ سوامی جی چھ اشٹک کا بھاش کر گئے تھے۔ (لوسٹ) واضح ہے کہ مکمل یجروید کی قیمت بیس روپے اور آج تک جتنا رگوید بھاش چھپ چکا ہے اسکی قیمت غالباً 80 روپے ہے۔ اگر پر اپکارنی سبھا لاگت پر ہر دو بھاش کو بیچنا ارنبھ کر دے تو ان بھاشوں کی بڑی بھاری اشاعت ہو سکتی ہے۔ نمبر 4 رگوید منڈل 1 سوکت 164 منتر 39 دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ 69۔

کہ اسمیں کوئی بات پران والی اپنی ریتی سے نہیں لکھی جاتی اور جو بہاش و بٹ - سائن - مہی دھر آدی نے بنائے ہیں وہ سب معلی ارتھ اور سناتن وید ویاکھیانوں سے ورُدھ ہیں تتھا جو اِن نوین بہاشیوں کے انوسار انگریزی جرمنی - دکھشنی - اور بنگالی آدی بہاشاؤں میں وید ویاکھیان بنے ہیں - وے بھی اشدھ ہیں جیسے دیکھو سائن اچاریہ نے ویدوں کے سریشٹ ارتھوں کو نہ جان کر کہا ہے کہ سب وید کرمہ کانڈ کا ہی پرتی پادن کرتے ہیں - یہ انکی بات متھیا ہے - اسکا اُتر میں جیسا کچھ اسی بھومکا کے پورب پرکرنوں میں سنکھشیپ سے لکھ چلے ہیں سو دیکھ لینا .... ایسے ہی سائن آچاریہ نے اور بھی بہت منتروں کی ویاکھیاؤں میں شبدوں کے ارتھ اُلٹے کئے ہیں" .... "اُسی پرکار مہی دھر نے بھی یجروید پر مول سے اتینت ورُدھ ویاکھیان کیا ہے"

وہ جب اِنہی لوگوں کے ویاکھیان اشدھ ہیں تب یورپ کھنڈ والے لوگوں نے جو اُنہی کی سہایتا لیکر اپنی دیش بہاشہ میں ویدوں کے ویاکھیان کئے ہیں اُنکے انرتھ کا تو کیا ہی کہنا ہے تتھا جنھوں نے اُنہی کے انوساری ویاکھیان کئے ہیں - ان ورُدھ ویاکھیانوں سے کچھ لابھ تو نہیں دیکھ پڑتا کنتو ویدوں کے ست ارتھ کی ہانی پرتیکھش ہی ہوتی ہے - پرنتو جس سمے چاروں وید کا بہاش بن اور چھپکر سب بُدھیمانوں کے گیان گوچر ہوگا تب سب کسی کو اوتم ودیا پُستک وید کا پرمیشور پرنیت ہونا بھوگول بھر میں ودِت ہو جاویگا اور یہ بھی پرگھٹ ہو جاویگا کہ ایشور کرت ست پُستک وید ہی ہے واکوئی دوسرا بھی ہو سکتا ہے ایسا نشچہ جان کے سب منشیوں کی ویدوں میں پرم پریتی ہوگی اتیادی انیک اُتم پریوجن اِس وید بہاش کے بنانیمیں جان لینا"

"اِس بہاش میں پد پد کا ارتھ پرتھک پرتھک کرتم سے لکھا جائیگا کہ جس سے نوین ٹیکا کاروں کے لیکھ سے جو ویدوں میں انیک دوشوں کی کلپنا کی گئی ہیں ان سب کی نورتی ہو کر اُنکے ست ارتھوں کا پرکاش ہو جائیگا تتھا جو سائن - مادھو - مہی دھر - اور انگریزی وا ابنہ بہاشہ میں اُلتھے (ترجمے) وا بہاش کئے جالتے وا گئے ہیں تتھا جو دیشانتر بہاشاؤں میں ٹیکا ہیں اُن انرتھ ویاکھیانوں کا نوارن ہو کر منشوں کو ویدوں کے ست ارتھوں کے دیکھنے سے اتینت سکھ لابھ پہنچیگا کیونکہ بنا ستیارتھ پرکاش کے دیکھے منشوں کی بھرم نورتی کبھی نہیں ہو سکتی جیسے پران اپران دشئے میں ست اور است کتھاؤں کے دیکھنے سے بھرم کی نورتی ہو سکتی ہے - ایسے ہی یہاں بھی سمجھ لینا چاہئے - اتیادی پریوجنوں کے لئے اس وید بہاش کے بنانیکا آرنبھ کیا ہے"

پھر مہرشی تبلاتے ہیں کہ ویدوں کے چار بھاگ بلحاظ بھِن بھِن ودیا کے ہیں - "رگوید میں سب پدارتھوں کے گنوں کا پرکاش کیا ہے جس سے اُنمیں پریتی بڑھکر اپکار لینے کا گیان پراپت ہو سکے - ...... تتھا یجروید میں کریہ کانڈ کا ودھان لکھا ہے سو گیان کے پشچات ہی کرتا کی پرورتی یتھاوت ہو سکتی ہے - ...... تتھا سام وید سے گیان اور آنند کی اونتی اور اتھروید سے سرب سنشیوں کی نورتی ہوتی ہے اس لیئے اِنکے چار بہاگ کئے ہیں" نروکت کے پرمان سے وید منتروں کی پریوگ شیلی (طرز بیان) کو تبلاتے ہوئے - گاین ودیا سمبندھی ویدک سُر کا برنن کیا ہے - پھر ویدک ویاکرن کے اُن اصولوں کو جن سے کہ وید منتروں کے ارتھ جاننے میں خاصکر مدد ملتی ہے پران پوربک درشاتے ہیں - اسکے آگے ویدک النکاروں کا برنن ہے پھر چاروں ویدوں کی اس علیٰ بھومکا کا خاتمہ کرتے ہوئے انت میں یہ وچن لکھتے ہیں

"یہ بھومکا جو ویدوں کے پریوجن ارتھات وید کس لئے اور کِسنے بنائے اُنمیں کیا کیا دشئے ہیں اتیادی باتوں کی اچھی پرکار پراپتی کرانیوالی ہے - اِسکو جو لوگ ٹھیک ٹھیک پشرم سے پڑھیں اور وچارینگے اُنکو ویوہار اور پرمارتھ کا پرکاش سنسار میں مان اور کامنا سدھی اوشیہ ہوگی اِس پرکار جو نرل وشیوں کے دان کا کوش ارتھات خزانہ اور ست شاستروں کے پرمانوں سے یُکت جو بھومکا ہے اُسکو میں نے سنکھشیپ (مختصراً) سے پورن کیا اب اِسکے آگے اوتم بدھی دینے والی پرماتما کی بھگتی میں اپنی بُدھی کو درڑھ کرکے پریتی کے بڑھانے والے منتر بھاش کا پرمان پوربک وستار کرتا ہوں"

"آگے میں سب پرکار سے ودیا کے آنند کو دینے والی چاروں وید کی بھومکا کو سماپت اور جگدیشور کو اچھی پرکار پرنام کرکے سمت ۱۹۳۴ مارگ شکل ۶ بھوم وار دنگل کے دن سمپورن گیان کے دینے والے رگوید کے بہاش کا آرنبھ کرتا ہوں - اس رگوید سے سب پدارتھوں کی ستوتی ہوتی ہے ...... رگوید شبد کا ارتھ یہ ہے کہ جس سے سب پدارتھوں کے گنوں اور سبھاؤں کا برنن کیا جائے وہ رگ اور وید ارتھات جو یہ ست گیان کا ہیتو ہے - اِن دو شبدوں سے رگوید شبد بنتا ہے ...... رگوید میں آٹھ اشٹک اور ایک ایک اشٹک میں آٹھ آٹھ ادھیائے ہیں - سب ادھیائے ملکر چوسٹھ (۶۴) ہوتے ہیں ...... اور سب اشٹک کے سب ورگ دو ہزار چوبیس (۲۰۲۴) ہوتے ہیں - تتھا اِسمیں دس منڈل ہیں"

بھُوگول میں شیگھر پروِرت ہو جاوے جس سے سب لوگ سہج سے دھرم ارتھ کام موکھش کی سدھی کر کے سدا اُنّت و آنندت ہوتے رہیں یہی میرا مکھیہ پریوجن ہے"

فصل نہم

ویدبھاشیہ پر ایک نظر

جیسے سادھن کا سادھیہ سے سمبندھ ہے۔ جیسے سیڑھی مکان کی چھت پر پہنچانیوالی ہے۔ ویسے ستیارتھ پرکاش وید بھاشیہ تک پہنچنے کا سادھن ہے۔ وید بھاشیہ کی ضرورت کا درشانا ستیارتھ پرکاش کا کام ہے۔ وہ پُرش جو مت متانتروں کی بھرم جال سے نکلکر ویدک جیوتی کی مہا ستیارتھ پرکاش میں اَنبھو کر لیتا ہے وہ وید بھاشیہ کے سورج کا متلاشی نظر آتا ہے۔ وہ بھوکھ جو ستیارتھ پرکاش کا مطالعہ پیدا کر دیتا ہے اُسکی ترپتی کرنا وید بھاشیہ کا کام ہے۔ ستیارتھ پرکاش اگر راستہ ہے تو وید بھاشیہ منزل مقصود ہے۔ جسطرح ہر ایک پُستک کی بھومکا ہوتی ہے۔ اُسیطرح چاروں ویدوں کے بھاشیہ کی ایک بھومکا ۴۷۶ صفحوں کی علیحدہ کتاب کی صورت میں مہرشی نے تیار کر کے چھپوائی اور اُسکا نام رگویدآدی بھاشیہ بھومکا رکھا۔ اِس بھومکا میں جو جو سنسکرت میں لکھا ہے وہ مہرشی کا اور جو اُسکا بھاشا ترجمہ ہے وہ مترجموں کا کیا ہوا ہے۔ مترجموں کے اِس بھاشا ترجمہ میں کئی جگہ نقص موجود ہیں چنانچہ بقول ایڈیٹر ستدھرم پرچارک جالندھر ۲۰۵ صفحہ پر جو سنسکرت مہرشی نے لکھی ہے اُسکا ترجمہ ۲۰۶ صفحہ پر جو بھاشا میں کیا گیا ہے وہ مصنف کی سنسکرت عبارت کا ہو بہو ترجمہ نہیں ہے۔

مہرشی نے اِس بھومکا میں پہلے اِس سوال کا جواب دیا ہے کہ وید کیا ہے؟ اور وید اُتپتی کا مہان سوکھشم وشے سارگربھت ریتی سے نِروپن کرنیکے بعد وید منتروں کے پرمانوں سے ویدوں کی وشیوں کو درشاتے ہوئے ویدوں کا سچا مہت بودھن کرایا ہے۔ برہم ودیا۔ دھرم۔ سرشٹی اُتپتی و راٹ اُتپتی۔ پرتھوی آدی لوک بھرمن۔ اکرشن انوکرشن۔ پرکاشیہ اپرکاشک گنت ودیا۔ ستوتی پرارتھنا یاچنا سمرپن۔ اُپاسنا یوگ۔ مکتی۔ نوکا ویمان۔ آدی ودیا۔ تار ودیا۔ وید شاستر پُنر جنم۔ بواہ۔ نیوگ۔ راج پرجا دھرم۔ ورن آشرم۔ پنج مہا یگیہ کا مُول ویدوں میں درشانیکے بعد وہ پرمانک اپرمانک گرنتھوں کا وشے لکھتے ہوئے صرف ویدوں کو سورج وت سوتہ پرمان اور باقی کُل گرنتھوں کو پرتہ پرمان ٹھہراتے ہیں جسکے معنی یہ ہیں کہ وید سورج کے جاننے کیلئے کسی ور گرنتھ روپی دیپک کی ضرورت نہیں لیکن دیگر گرنتھوں کو پرمانک ماننے کیلئے اُنکا وید انوکول ہونا ضروری ہے۔ اور جس پرکار زہر آلودہ اناج کوئی نہیں کھاتا اُسی پرکار پرمانک گرنتھوں کو جنمیں کہ اَست کا زہر مِلا ہے اوشیہ تیاگنے کے لئے مہرشی بتلاتے ہیں۔ پھر نمونے کے طور پر اُن ویدک الفاظ و نکا ذکر کرتے ہیں جنکو کہ نہ سمجھکر اور ان الفاظ پر مشتمل منتروں کی بدولت ہی کلپت ارتھ لینے والے پورانک لوگوں نے متھیا کتھا رچ لی ہیں۔ اسکے بعد ویدوں کی پڑھنے سننے کا ادھیکار منش ماتر ارتھات برہمن سے لیکر اتی شودر پرینت بتلاتے ہوئے حسب ذیل پرشنوتر وید بھاشیہ سمبندھی لکھتے ہیں۔

"(پرشن) کیوں جی جو تم یہ ویدوں کا بھاشیہ بناتے ہو سو پُورب آچاریوں کے بھاشیہ کے سمان بناتے ہو وا نوین۔ جو پُوروَرچت بھاشیہ ہیں انکے سمان ہے تب تو بنانا ویرتھ ہے۔ کیونکہ وی تو پہلے ہی سے بنے بنائے ہیں اور جو نیا بناتے ہو تو اُسکو کوئی بھی نہ مانیگا کیونکہ جو بنا پرمان کے کیول اپنی ہی کلپنا سے بنانا ہے یہ بات کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے۔ (اُوتر) یہ بھاشیہ پراچین آریوں کے بھاشیوں کی انوکول بنایا جاتا ہے۔ پرنتو جو راون۔ اُوبٹ۔ سائن۔ اور مہی دھر آدی نے بھاشیہ بنائے ہیں وے سب مول منتر اور رشی کرت ویاکھیانوں سے ورُدھ ہیں میں ویسا بھاشیہ نہیں بناتا کیونکہ اُنہوں نے ویدوں کی ستیارتھتا اور اپوروتا کچھ بھی نہیں جانی۔ اور جو یہ میرا بھاشیہ بنتا ہے سو تو وید وید انگ ایتریہ شتپتھ براہمن آدی گرنتھوں کی انوسار ہوتا ہے۔ کیونکہ جو جو ویدوں کے سناتن ویاکھیان ہیں اُنکی پرمانوں سے یُکت بنایا جاتا ہے یہی اِسمیں اپوروتا ہے۔ کیونکہ جو جو پرمان اپرمان وشے میں ویدوں سے بھن شاستر گِن آئے ہیں وی سب ویدوں کے ہی ویاکھیان ہیں۔ ویسے ہی گیارہ سو ستائیس ویدوں کی شاکھا بھی اُنکے ویاکھیان ہی ہیں اُن سب گرنتھوں کے پرمان یُکت یہ بھاشیہ بنایا جاتا ہے اور دوسرا اسکے اپوروَ ہونیکا کارن یہ ہے

مانند عیسائیوں کی بائیل پستک کا دکھلایا ہے۔ اتنے ہی سے بدھیمان لوگ بہت سمجھ لینگے۔ تھوڑی سی باتوں کو چھوڑ شیش سب جھوٹ کی سنگ سے ست بھی شدھ نہیں رہتا ویسا ہی بائیل پستک بھی ماننیہ نہیں ہو سکتا کنتو وہ ست تو ویدوں کے سویکار میں گرہیت ہوتا ہے“

(چودھویں سمولاس میں مسلمانوں کے مت کا وشے ہے)

اس سمولاس میں مہرشی قرآن کی تعلیم کا دلائل سے امتحان کرتے ہوئے اختتام پر یہ لکھتے ہیں کہ ”اب اس قرآن کے وشے کو لکھکر بدھی مانوں کی سمکھش ستھاپت کرتا ہوں کہ یہ پستک کیسا ہے؟ مجھ سے پوچھو تو یہ کتاب نہ ایشور نہ ودوان کی بنائی اور نہ ودیا کی ہو سکتی ہے۔ یہ تو بہت تھوڑا سا دوش پرگٹ کیا۔ اس لیے کہ لوگ دھوکھے میں پڑ کر اپنا جنم ویرتھ نہ گنوائیں جو کچھ اسمیں تھوڑا سا ست ہے وہ ویدادی ودیا پستکوں کے انوکول ہونیسے جیسے مجھکو گراہیہ ہے۔ ویسے انیہ بھی مذہب کے ہٹ اور پکشپات رہت ودوانوں اور بدھیمانوں کو گراہیہ ہے۔ اسکے بنا جو کچھ اسمیں ہے وہ سب اودیا بھرم جال اور منش کے آتما کو پشووت بنا کر شانتی بھنگ کراکے اپدرو مچا منشیوں میں وِرودھ پھیلا پرسپر دکھ اونتی کرنے والا وشے ہے اور پنراوکت دوش کا تو قرآن جانو بھنڈار ہی ہے۔ پرماتما سب منشیوں پر کرپا کریں کہ سب سے سب پریتی پرسپر میل اور ایک دوسرے کے سکھ اونتی کرنے میں پرورت ہوں۔ جیسے میں اپنا او دوسرے مت متانتروں کا دوش پکشپات رہت ہو کر پرکاشت کرتا ہوں اسی پرکار یدی سب ودوان لوگ کریں تو کیا کٹھن ہے کہ پرسپر کا ورودھ چھوٹ میل ہو کر آنند میں ایک مت ہو کر ست کی پراپتی سدھ ہو“

(منتویہ امنتویہ وشے)

پہلی بار کے چھپے ہوئے ستیارتھ پرکاش میں ویدک سدھانت کے وِرُدھ جو لیکھ شودھنے والوں کی بھول سے چھپ گیا تھا وہ سوامی جی کا سدھانت نہیں تھا کیونکہ سوامی جی نے اسکی تردید رگوید اور یجروید بھاشیہ مطبوعہ سمت ۱۹۳۵ کے سرورقوں پر من لکھت وگیاپن دیکر کی ہے۔

وگیاپن

”سبکو ودت ہو کہ جو باتیں ویدوں کی اور انکے انوکول ہیں انکو میں مانتا ہوں وِرُدھ باتوں کو نہیں۔ اس سے جو جو میرے بنائے ستیارتھ پرکاش و سنسکار ودھی آدی گرنتھوں میں گرہیہ سوتر و منوسمرتی آدی پستکوں کے وچن بہت سے لکھے ہیں وہ ان ان گرنتھوں کے متوں کو جتانے کے لئے لکھے ہیں۔ انمیں سے ویدارتھ کے انوکول کا ساکھشی وت پرمان اور ورُدھ کا اپرمان مانتا ہوں۔ جو جو بات ویدارتھ سے نکلتی ہیں۔ ان سبکو پرمان کرتا ہوں کیونکہ وید ایشور واکیہ ہونیسے سربتھا مجھکو ماننیہ ہے۔ اور جو جو برہماجی سے لیکر جیمنی منی پرینت مہاتماؤں کے بنائے ویدارتھ انوکول گرنتھ ہیں انکو بھی میں ساکھشی کے سمان مانتا ہوں۔ اور جو ستیارتھ پرکاش کے ۴۲ پرشٹ اور ۲۵ پنگتی میں پتر آدیکوں میں سے جو کوئی جیتا ہو اسکا ترپن نہ کرے اور جتنے مر گئے ہیں انکا تو اوشیہ کرے۔ تتھا پرشٹ ۴۷ پنگتی ۲۱ مرے ہوئے پتر آدیکوں کا ترپن اور شرادھ کرتا ہے اتیادی ترپن اور شرادھ کے وشے میں جو چھاپا گیا ہے سو لکھنے اور شودھنے والونکی بھول سے چھپ گیا ہے۔ اسکے ستھان میں ایسا سمجھنا چاہئے کہ جیوتوں کی شرادھ سے سیوا کرکے نت ترپت کرتے رہنا یہ پتر آدی کا پرم دھرم ہے۔ اور جو مر گئے ہوں انکا نہیں کرنا کیونکہ نہ تو کوئی منش مرے ہوئے جیو کے پاس کسی پدارتھ کو پہنچا سکتا اور نہ مرا ہوا جیو پتر آدی کی دیئے پدارتھوں کو گرہن کر سکتا ہے۔ اس سے یہ سدھ ہوا کہ جیتے پتا آدی کی پریتی سے سیوا کرنیکا نام ترپن اور شرادھ ہے انیہ نہیں۔ اس وشے میں وید منتر آدی کا پرمان بھومکا کے ۱۱ انک کے پرشٹ ۲۵۱ سے لیکے ۱۲ انک کے ۲۶۷ پرشٹ تک چھپا ہے وہاں دیکھ لینا“

مندرجہ بالا اشتہار کے چند الفاظ ہمنے موٹے کر دئے ہیں تاکہ پاٹھک گن وشیش دھیان دیکر انکو پڑھیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ بھومکا کا گیارھواں انک سمت ۱۹۳۴ میں یعنی اس اشتہار دینے سے پہلے چھپ چکا تھا۔ اور اسکے صفحہ ۲۵۱ پر علاوہ پرمانوں کے سوامی جی نے مردوں کے شرادھ کا قطعی کھنڈن اور جیتے ہوئے بزرگوں کے شرادھ کا منڈن کیا ہے۔ مہرشی کی کل تصنیفات صاف لفظوں میں پکار کر کہہ رہی ہیں کہ وہ کوئی بھی وید اور یکتی ورودھ سدھانت نہیں مانتے تھے۔ لیکن مزید احتیاط کے طور پر جنکو کہ وہ خود بھی مانتے تھے لکھے گئے ہیں ان سدھانتوں کو لکھنے کے پشچات سوامی جی ان لفظوں میں ستیارتھ پرکاش کی سماپتی کرتے ہیں۔

”سب سے سبکو سکھ لابھ پہنچانیکے لئے میرا پریتن اور ابھپرائے ہے۔ سرب شکتیمان پرماتما کی کرپا سہائے اور آپت جنوں کی سہانوبھوتی سے یہ سدھانت سرتر

متھیا بادی ۔ سوارتھی ۔ کپٹی ۔ چھلی ۔ آدی دشٹ منشیوں کا سنگ نہ کرے ۔ آپت جو ستیہ وادی دھرماتما پر اُپکار پریہ جن ہیں اُنکا سدا سنگ کرنے ہی کا نام سریشٹاچار ہے ؟ (پرشن) آریہ ورت دیش باسیوں کا آریہ ورت دیش سے بھن بھن دیشوں میں جانیسے آچار نشٹ ہو جاتا ہے وا نہیں (اوتر) یہ بات متھیا ہے کیونکہ جو باہر بھیتر کی پوترتا کرنی ستیہ بھاشن آدی آچرن کرتا ہے وہ جہاں کہیں کریگا آچار اور دھرم بھرشٹ کبھی نہوگا اور جو آریہ ورت میں رہکر بھی دُشٹاچار کریگا وہی دھرم اور آچار بھرشٹ کہاوے گا "پاکھنڈی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو ہم انکو ..... دیش دیشانتر میں جانیکی آگیا دینگے تو یہ بدھیمان ہو کر ہمارے پاکھنڈ جال میں نہ پھنسنے سے ہماری پرتشٹھا اور جیوکا نشٹ ہو جاویگی ۔ اِس لیئے بھوجن چھادن میں بکھیڑا ڈالتے ہیں کہ وے دوسرے دیش میں نہ جا سکیں ہاں اتنا اوشیہ چاہیئے کہ مدہ ۔ مانس کا گرہن کدا پی بھول کر بھی نہ کریں "

ایک مقام پر مہرشی لکھتے ہیں کہ "مدہ مانس آہاری ملیچھ کہ جنکا شریر مدہ مانس کے پرمانوں ہی سے پورت ہے اُنکے ہاتھ کا نہ کھاویں " گائے بکری وغیرہ پشوؤں کے پالنے کی فوائد عمدگی سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس سے گھیو اُپکارک آریوں نے گائے کو گنا ہے اور جو کوئی ایسے ودوان ہو گا وہ بھی اسی پرکار سمجھے گا ۔ بکری کے دودھ سے ..... پالن ہوتا ہے ۔ ویسے ہاتھی گھوڑے اونٹ بھیڑ ۔ گدھا آدی سے بھی بڑے اُپکار ہوتے ہیں ان پشوؤں کو مارنے والوں کو سب منشیوں کی ہتیا کرنے والے جانیئے گا "

"جتنا ہنسا اور چوری وشواس گھات چھل کپٹ آدی سے پدارتھوں کو پراپت ہو کر بھوگ کرنا ہے وہ ابھکشں اور اہنسا دھرم آدی کرموں سے پراپت ہو کر بھوجن آدی کرنا بھکش ہے "

اُتراردھ

ستیارتھ پرکاش کے اُتراردھ میں ویدوردھ پُرانی ۔ جینی ۔ کرانی اور قرانی جو کہ دنیا بھر کے مت متانتروں کے مُول ہیں اُن کے کھنڈن کا وشہ ہے ۔

(گیارھویں سمولاس میں آریہ ورتی پورانک مت متانتروں کا وشہ ہے)

وام مارگ ۔ نوین ویدانت ۔ بھسم رُدراکھش تلک ۔ ویشنو مت ۔ مورتی پوجا ۔ گیا شرادھ ۔ جگنناتھ ۔ تیرتھ ۔ رامیشور ۔ کلیا کانت ۔ سومناتھ ۔ دوارکا ۔ جوالا مکھی ہردوار ۔ بدری نارائن ۔ گنگا سنان ۔ نام سمرن ۔ گرو مہاتم ۔ اٹھارہ پُران ۔ سورج آدی گرہ پُوجا ۔ ایکادشی آدی برت ۔ شیو مت ۔ شاکت مت ۔ کبیر پنتھ ۔ نانک پنتھ دادو پنتھ ۔ رام سنیہی پنتھ ۔ گوکلئے گوسائیں ۔ سوامی نارائن مت ۔ برھمو سماج ۔ پرارتھنا سماج آدی اینک وشیوں سمبندھی لیکھ کرتے ہوئے مہرشی نے یُکتی اور پرمان کے ودھت بل سے ان سب مت متانتروں کا جس عُمدگی سے کھنڈن کیا ہے وہ گری ہوئی بھارت سنتان کی پڑھنے کی لائق ہے جن روگوں نے آریہ ورت کو گراتے گراتے موجودہ دُردشا کو پہنچا دیا ہے اُن روگوں کی کمال تشریح اِس سمولاس میں درج کرتے ہوئے مہرشی گر دے ہوئے آریہ ورت کو ویدک ستیہ سدھانتوں کے پرم بل سے اُٹھنے کا مارگ درشا رہے ہیں ۔

(بارھویں سمولاس میں چارواک ۔ بودھ ۔ اور جین مت کا وشہ ہے)

مادہ پرست چارواکوں کی دلائل کا کھنڈن کرتے ہوئے سرشٹی کرتا پرماتما کی ہستی کو ثابت کرنیکے پشچات بودھ مت کا کھنڈن کیا ہے پھر جین مت کا پول درشاتے ہوئے آستک اور ناستک کی درمیان ایک عجیب سمواد (مناظرہ) لکھا ہے ۔ اس سمواد کو پڑھ کر بھلا کون پُرش ہے جو ایشور سے بمکھ رہ سکتا ہے ؟ جینیوں کی مُکتی ۔ اُنکے سادھوؤں کے لکھشن اور اُنکی ودیا رہت باتوں کو اُنکے گرنتھوں کے پرمانوں سے ہی درشایا ہے ۔ یورپ کی موجودہ مادہ پرست اور مشہور ناستکوں کی کُل دلائل کا معقول جواب اِسی سمولاس میں بالتشریح آ جاتا ہے چین آدی میں بودھ مت ۔ بھارت ورش میں جین مت اور یورپ آدی میں چارواک ور ناستک پن پایا جاتا ہے ۔ گہری نظر سے دیکھیں تو یہ سب ایک ناستک پن کے ہی نانا روپ ہیں اور اِس بھینکر ناستک پن سے بچانیکے لئے مہرشی کا پُرشارتھ اِس سمولاس میں ودیمان ہے ۔

(تیرھویں سمولاس میں عیسائی مت کا وشہ ہے)

بائبل کی پریکھشا یُکتی بل سے کرتے ہوئے مہرشی اس پریکھشا کے انت میں لکھتے ہیں کہ "اب بہت نہ لکھیں اِن کی بائبل میں لاکھوں باتیں کھنڈنیہ ہیں یہ تو تھوڑا سا چنہ

نوٹ: گوشت انسان کی قدرتی اور مفید خوراک نہیں ۔ ...... فورڈ ایم ڈی ...... ”فوڈ ...... ایڈیٹ“ میں سدھ کیا ہے ۔ ایلن ...... آدی اینک مغربی ڈاکٹر صاحبان کی تائید کر رہے ہیں کہ گوشت بہادری اور طاقت دینے والی خوراک نہیں +

ہنیں سب باتوں کو درشانیکے لئے وہ لکھتے ہیں کہ "منش جس بات کی پرارتھنا کرتا ہے اسکو ویسا ہی ورتمان (عمل) کرنا چاہیئے"۔ پرارتھنا کے پشچات اشٹانگ یوگ کی ریتی سے اپاسنا کا برنن کیا ہے۔ اسی باب میں نوین ویدانت کا زبردست کھنڈن کرتے ہوئے جیو اور برہم کے سروپ کا بھن بھن نروپن کیا ہے۔ جسکے پڑھنے سے شنکر آچاریہ اور اسکے چیلوں کی بھرانت یکتوں کے قلعے توڑنیکے لئے انسان "یوگیہ" ہو جاتا ہے۔ اور آخیر میں شبد آرتھ سمبندھ روپی انادی وید کے ایشور وکت ہونیکی وشے میں یکتی اور پرمان دیتے ہوئے ویدوں کی اُتپتی کا ذکر کیا ہے نربھرانت چنوں کے تھیتی رتن یکتی اور پرمان کیصورت میں یہاں بھی چمکتے ہوئے ہو انسان کے من کو وید جیوتی سے شوبھت کرتے ہوئے آنند کا مارگ درشا رہے ہیں۔ پرانوں کی متھیا کلپنا اور نوین ویدانت کی بھرم روپی قلعے اس سمولاس کے بجر پرہار سے چھن بھن ہوتے ہوئے وید وکت ست کی بجے کو درشا رہے ہیں"۔

(آٹھویں باب میں جگت کی اُتپتی۔ستھتی۔ اور پرلے کا وشہ ہے)

وید وکت پرمانوں سے ایشور کو اُتپتی۔ستھتی۔ اور پرلے کرتا سدھ کرتے اور ایشور[1]۔ جیو[2]۔ اور پرکرتی[3] تین پدارتھوں کو انادی درشاتے ہوئے انیک پرکار کے ناستکوں کی یکتیوں کا لاجواب کھنڈن کرتے ہیں۔ آدی سرشٹی میں منش کی اُتپتی کا برنن کرتے ہوئے سائنس کی دنیا کے علمی معمون کو حل کر کے رکھدیا ہے ایوولیوشن کا مغربی اندھکار اس سمولاس کے سامنے کافور ہوتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ یورپ کے وِدوان سرشٹی اُتپتی کے وشہ کو جاننے کے لئے اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں لیکن یہ سمولاس اندھکار کو نوارن کرتا ہوا بدھی کو ویدک جیوتی کا نربھرانت تیج درشا رہا ہے۔ تبت کو منش جاتی کا پہلا نواس ستھان بتلاتے ہوئے مہرشی آریہ شبد کا نروپن کرتے ہیں۔ آریہ ورت کی حدود منوسمرتی سے بتلاتے ہوئے وہ پرتھوی کے گھومنے اور کشش ثقل یعنی آکرشن کا وید سے برنن کرتے ہیں۔ ایشور کو برہمانڈ کا آدھار درشانے کی بعد وہ سورج چاند وغیرہ میں منش آدی سرشٹی کا ہونا بتلاتے ہوئے ایشور کی رچنا کا پریوجن درشا رہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ باریک سے باریک ان گوڑھ وشیوں کے متعلق خود اٹھا کر پھر اسکا کافی اور شافی جواب دیتے ہوئے وید شاستروں کی مہما کا بودھن کرا رہے ہیں ٭

(نویں سمولاس میں ودیا اودیا بندھ اور موکش کا برنن ہے)

پنڈت گورودت جی کہا کرتے تھے کہ "اگر ستیارتھ پرکاش کی قیمت ہزار روپیہ ہوتی تو بھی میں اسکو اپنی جائیداد بیچکر خریدتا۔ جدھر دیکھتا ہوں ادھر ہی ستیارتھ پرکاش میں وہ وہ ودیا کی باتیں بھری پڑی ہیں جنکا ذکر کرتے ہوئے منش کی عقل چکر کھا جاتی ہے۔ میں نے گیارہ بار ستیارتھ پرکاش کو وچارپوربک پڑھا ہے اور جب جب پڑھا نئے سے نئے ارتھوں کا بھان میرے من میں ہوا ہے"۔ پنڈت گورودت جی اس سمولاس کو پڑھتے ہوئے ہمیشہ مہرشی کے یوگ بل کی تعریف کیا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ بنا پورن یوگی کے کون نربھرانت ریتی سے ایسا گوڑھ کٹھن اور مہان سوکھشم وشہ لکھ سکتا ہے"۔

اِس سمولاس میں ودیا اودیا کی ویاکھیا کرتے ہوئے مہرشی منش جنم کے پرم اُدیش مکتی کا برنن کرتے ہیں۔ ان مے پران مے منو مے۔ وگیان مے اور آنند مے کوشوں کی وہ رچنا کو جس یوگ بل سے مہرشی نے درشائی ہے اسکو سمجھنا اور اسکی انوسار برتاؤ کرنا بھی یوگیوں کا ہی کام ہے۔ مکتی کا برتن کرتے ہوئے یوگی راج رگوید کے ایک منتر کے پرمان سے لکھتے ہیں کہ مکت جیو مہاکلپ کے پشچات مکتی سے لوٹکر سنسار میں آتے ہیں۔ اور پربل یکتیاں اسکی پشٹی میں دیتے ہوئے پورن ریتی سے اسکا نشچے کراتے ہیں۔ یہ بات کئی مت متانتروں کی مریدوں کو حیران کرنیوالی ہے لیکن بدھی مان[4] پرش اس بات کی معقولیت کی داد دیئے بنا نہیں رہ سکتے۔ اس سمولاس میں آواگون کا برنن پربل یکتیوں دوارہ کرتے ہوئے نشچے کرادیا ہے کہ جنم انیک ہیں۔ اور انت میں اتی اُتمتا سے برکھش۔ کرمی۔ کیٹ۔ پشو۔ منش آدی نانا یونیوں کا برنن کیا ہے جنکو کہ جیو کرم پھل بھوگ کے لئے پراپت ہوتا ہے۔

(دسویں سمولاس میں آچار اناچار اور بھکش ابھکش کا برنن ہے)

"منش کا یہی مکھ آچار ہے کہ جو اندریاں چت کو ہرن کرنیوالے وشیوں میں پرورت کراتی ہیں۔ انکو روکنے میں پریتن کرے جیسے گھوڑے کو سارتھی روک کر شدھ مارگ میں چلاتا ہے اسی پرکار انکو اپنے وش میں کر کے ادھرم مارگ سے ہٹا کر دھرم مارگ میں سدا چلایا کرے"......."ماتا پتا آچاریہ اور اتھتی کی سیوا کرنا پوجا کہاتی ہے اور جس جس کرم سے جگت کا اُپکار ہو وہ وہ کرم کرنا اور ہانی کارک چھوڑ دینا ہی منش کا مکھیہ کرتویہ کرم ہے۔ کبھی ناستک۔ لمپٹ۔ وشواس گھاتی

(نوٹ) (۲) ہارمونیہ جلد ۵ صفحہ ۳۲۸۔ پروفیسر اوکن مانتا ہے کہ پہلے سرشٹی وہاں ہوئی تھی جہاں اب سب سے اونچا پہاڑ ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ بلاشبہ ہمالیہ کے نزدیک۔ (۲) گارنٹ ایل ایل ڈی ٹامس کارلایل کے جیون چرتر صفحہ ۴۷ پر لکھتا ہے کہ کارلایل اُونتی کو چکر میں گھومتی ہوئی مانتا تھا نہ کہ ایک سیدھے خط کے آگے بڑھنے کی طرح۔

اپنی لگاتار کوششوں سے بہتر سوسائٹی کی وستھا کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں۔ رچی سے فاضل بہادری سے بتلا رہے ہیں کہ سوسائٹی کی اوستھا کو بہتر بنانیکے لئے ڈارون[1] کا مسئلہ سمراہر نکما ہے۔ مفلسی موجودہ مغربی شائستگی کے ساتھ ایسی لگی ہے جیسا کہ درخت کے ساتھ پتے لگے ہوئے ہیں۔ مغرب میں ورن آشرم کی خوابیں لینے والے آئیدن لوگوں کو امید دلا رہے ہیں کہ پرتھوی پر وہ دن آئیگا جبکہ خارجی اشیا یا دولت کی بجائے انسان کے ذاتی جوہر یعنی آتمک اونتی کے لحاظ سے مثل سابقہ رشیوں کے مدارج قایم کئے جائینگے اور ہر ایک اپنی یوگیہ کام کو کرنیسے ایک دوسرے کی عملی طور پر مدد کرتا ہوا دکھائی دیگا اور انسان اس بھومی کو سکھ وشیش کے کارن سورگ کہیں گے۔ لیکن ان خوابوں کے دیکھنے والوں کو رشیوں کے ورن آشرم کا پتہ تک نہیں۔

مغربی سوشیل ازم کی خوبیوں کو تکمیل دینے لئے نقصوں اور خواب کی باتوں کو دور کرنیوالا یورپ و امریکہ کی سوسائٹی کے بہتر بنانیوالوں کو منگل سماچار کا بودھک آریہ ورت کی منشوں کو گن کرم انوسار ورن کی مہما کہلانے اور رشیوں کے جیون کو بہ لحاظ تقسیم اوقات کو آشرم کے روپ میں درشلانے والا ورن آشرم روپی سدھانت مہرشی دیانند کے الفاظ سے آج پرگھٹ ہوگیا ہے۔ مہرشی نے تیسری باب میں برہمچریہ اور چوتھے میں گرہ آشرم کا برنن کیا تھا۔ اس پانچویں باب میں جیون کے بقیہ دو حصوں کا برنن جنکو کہ بان پرستھ اور سنیاس کہتے ہیں کیا ہے جل میں رہکر کمل کی طرح جل سے نرلیپ رہنے کا متعارشیوں نے ہی اس آشرم بیوستھا کے بل سے چل کیا تھا۔ سنسار میں رہکر سنسار کو پرماتما درشن کا سادھن بنانا رشیوں کا ہی کام تھا۔ آج جہاں انسان کو مرتے دم تک عموماً دولت کمانیکا فکر دامن گیر رہتا ہے وہاں سر پر کال کے بھے کو دور کرتے ہوئے ورن آشرم بیوستھا کے کارن ہی سوسائٹی سے معقول پنشن پائے ہوئے پراچین آریہ لوگ آدھی عمر ایشور درشن کے لئے لگاتے تھے۔ لوک ایشنا (شہرت و ناموری) کو چھوڑ نیوالے بان پرستھ کی اندر قدم دھر سکتے ہیں۔ اور بان پرستھ میں تپ آدی اُتم سادھنوں دوارہ آتمک شکتیوں کو بڑھاتے ہوئے سنیاس کی جہاں آشرم میں نشکام ریتی سے وید اپدیش کرنیکے لئے داخل ہوتے ہیں۔ اس سمولاس کو پڑھتے ہوئے منش کے گیان نیتروں کے سنمکھ رشیوں کا زمانہ آجاتا ہے جس زمانہ میں کہ لوگ برہمچریہ اور گرہست کو پالتے ہوئے بان پرستھ اور سنیاس کی آشرموں میں مکتی کو سدھ کرنیکے لئے داخل ہوتے تھے۔

(چھٹے سمولاس میں راج دھرم کا برنن ہے)

اس باب کے شروع میں مہرشی ودیا آریہ سبھا۔ دھرم آریہ سبھا۔ راج آریہ سبھا کا برنن کرتے ہوئے راج آریہ سبھا کے سبھاپتی کا نام راجہ بتلاتے ہیں۔ پراچین سمے کے متعلق جبکہ شودر گن کرم سے برہمن اور برہمن کا لڑکا گن کرم سے عملی طور پر شودر قرار دیا جاتا تھا یہ خیال کرنا کہ سبھاپتی یا راجہ کا لڑکا ہی راجہ قرار دیا جاتا ہو گا سراسر غلط ہے کیونکہ جس وقت کوئی راجہ ہوا تو اہلیت سے ہی کہ وہ راج کل میں اُتپن ہوا تھا اس ہی بات کا (زبردستی ہی راجہ اُتپن کیا ہو۔ کنتو ساری لوگوں نے اُسے اسکی یوگتا انوکول راج سبھا میں ادھیکش ستھان پر بٹھایا۔"

مسگر راجہ سوشیل و نیتی وان تھا اس راجہ کا مورکھ اور دُشٹ ایسا اسمنج نام کا پتر اُتپن ہوا اس نے ایک غیب کے بالک کو پانی میں پھینک دیا۔ اسکے اپرادھ کا نیاو راج آریہ سبھا کے سنمکھ ہونے پر راجہ نے اسی شاسن کیا۔ اور اُسی ایک مہاں جنگل کے بیچ قید کر رکھا۔ اسی کا نام نیائے ہے۔" اس سمولاس میں ڈنڈ۔ راج کر۔ یدھ۔ راجاؤں کے ولیئن۔ منتری دوت آدی راج پرشوں کے لکھشن۔ بدھ۔ محصول۔ بیار۔ ساکھشی۔ اپرادھیوں کا تاڑن۔ آدی انیک وشیوں کو مہرشی منو کے چنوں میں اتی اوتمتا سے برنن کرتے ہوئے پرتھوی کو پراچین مکمل راج کا آدرش دکھا دیا ہے ایران۔ مصر۔ یونان اور روم نے راج دھرم کی ویدوکت سکھشا منوسمرتی سے ہی گرہن کی تھی جسکا کہ برنن اس سمولاس میں بھرپور ہے۔ اس باب کے اختتام پر مہرشی حسب ذیل پرشن اوتر لکھتے ہیں "(پرشن) سنسکرت ودیا میں پوری راج نیتی ہے وا ادھوری (اوتر) پوری ہے کیونکہ جو جو بھوگول میں راج نیتی چلی اور چلے گی وہ سب سنسکرت ودیا سے لی ہے۔"

(ساتویں باب میں ایشور اور وید کا وشے ہے)

ایک سچدانند ایشور کو ویدوکت پرمانوں سے سدھ کرتے ہوئے اُسکے گنوں کی مفصل استتی اور پرارتھنا سے لوگوں کے سنشے تواڑ کر انکے پشچات مہرشی ستوتی، پرارتھنا۔ اوپاسنا کو اسکی عبادت کے مکمل طریق بتلاتے ہیں۔ عیسائی و مسلمان آدی لوگ ہٹ دھرمی پر ارتھنا سے ایشور پر اپنی بھرم سے مان رہے ہیں۔ لیکن مہرشی نے دکھلایا ہے کہ سبھی پرارتھنا کو وید منتروں نے سنکلپ کے نام سے بودھن کرایا ہے۔ اور سنکلپ یا ویدک پرارتھنا شبھ گنوں کے دھارن کرنیکی اچھا کا نام ہے صرف بانی جمع خرچ کا نام پرارتھنا

(نوٹ) - [1] ڈارون ازم اینڈ پولیٹکس مصنفہ ڈیوڈ جی۔ رچی ایم اے۔ مطبوعہ ہمبولٹ لائیبریری) [2] دیا کھیان نمبر متعلقہ نیتک چار۔ ابسمار جستھان [3] دیکھو ویاکھیان نمبر صفحہ

منش ماتر کو وید پڑھنے کا ادھکار ہے +

(چوتھے باب میں بواہ اور گرہ آشرم کا وشہ ہے)

سوئمبر کی پراچین مریادا انوسار دور دیشوں میں بواہ کرنیکے فواید درشلاتے ہوئے آٹھ پرکار[1] کے بواہ کا ذکر مہرشی منو کے وچن انوسار نہایت عمدگی سے کرتے ہیں بیچ میں ہی ورن ویوستھا کا گن کرم انوسار ہونا درشلاتے ہوئے برہمن کے پڑھنا۔ پڑھانا۔ یگ کرنا کرانا۔ دان دینا لینا) کرم تبلاتے اور تشریح کرنیکے بعد لکھتے ہیں کہ "یہ پندرہ کرم اور گن برہمن ورن ستھ منشیوں میں اوشیہ ہونے چاہیں"، پرجا رکھشا۔ دان سوھرتی آدی گیارہ کھشتری ورن کے کرم اور گن تبلائے ہیں۔ اسی پرکار ویش اور شودر کے علیحدہ علیحدہ گن کرم کا کتھن کیا ہے۔ کئی نیک نہاد فاضل خاص جوش میں آکر ہر ایک منش کے لئے ہل چلانا جو کہ ویش کا کرم ہے ضروری تبلاتے ہوئے غلطی کھاتے ہیں۔ پروفیسر فسا[2] کا قول ہے کہ فاضلوں کو روزی کمانیکے فکر سے بری رہنا چاہئے۔ ڈارون کی بابت لکھا ہے کہ اسکو روزی کمانیکا فکر نتھا وہ اپنی تصنیفات میں بیفکر لگا رہتا تھا جیالوجی کا پرچارک لائبل بھی روٹی کمانے کی فکر سے آزاد ہو کر اپنی علمی تحقیقات میں مصروف رہتا تھا۔ آج دنیا ورنوں کے جدا جدا گن کرم کی ثناخوان نظر آرہی ہے۔ اور عمل سے انکی غلطی کو محسوس کرا رہی ہے جو کہ ایک ہی ورن میں منش جاتی کو بانٹنا چاہتے ہیں۔

مہرشی نے اس باب میں ستری پرش کے پرسپر وبوہار کی ریتی کو برنن کرتے ہوئے پراچین آریہ پریوار کا معراج دکھادیا ہے۔ ساتھ ہی گرہستی کے پانچ روزمرہ کے فرائض کا جنکو کہ پنچ مہایگ کہتے ہیں برنن کیا ہے ٹھگوں پاکھنڈیوں سے خبردار رہنے کی ہدایت کرتے ہوئے گرہستیوں کو شبھ گنوں کے دھارن کرنیکی ضرورت جتلائی ہے۔ جہاں انہوں نے گرہ آشرم کی بنیاد بواہ کا آدرش دنیا کے سامنے رکھا ہے وہاں آپت کال میں دوجوں کے لئے نیوگ کا برنن کیا ہے۔ نیوگ کی آگیا وید منتروں سے دکھلاتے ہوئے اسکی ودھی کا ذکر کیا ہے۔ جو لوگ موجودہ ورن آشرم سے ہٹ اوستھا میں نیوگ کا رائج ہونا بھرم سے ملتے ہوئے ہیں انکو نیوگ کا رکے سننے سے جنکی کہ بنیاد کسی دلیل پر نہیں بلکہ انکی وہمی میلان طبع پر مبنی ہی پیدا ہو رہے ہیں۔ لیکن جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ورن آشرم کے دوبارہ قایم ہونے پر نیوگ کو رائج کیا جائیگا انکو یہ آپت کال کا دھرم جسکا مدعا پاپ کو دفع کرنے کا ہے نہایت ہی معقول اور درست معلوم دیتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ لوگ آج بواہ کا ادیش محض سنتان اوپتی ہی اسکو ہی نہیں سمجھ سکتے انکے فیشن ایبل دماغوں میں بواہ نہ زناکاری ہے جب وہ بواہ کو زناکاری کا فعل قرار دے رہے ہیں تو ان سے امید کرنا کہ وہ نیوگ کی اوتمتا کو مان دیں ہماری غلطی ہے۔ یرقان والے کی آنکھوں کو دنیا ہی پیلی نظر آتی ہے۔ پاپی ہردے شدھ بھاونوں کو پاپ یکت ہی انوبھو کرتے ہیں۔ آپت کال کی حالت میں آریہ لوگ نیوگ کیا کرتے تھے تاریخ بتلاتی ہے کہ پانڈو راجہ کی ستری کنتی اور مادری نے نیوگ کیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ مہرشی ویاس جی نے چتر انگد اور وچتر ویریہ کے مرجانیکے بعد اپنی بھائیوں کی استریوں سے نیوگ کیا تھا جیسے نیند سے صحت کا اندازہ لگ سکتا ہے۔ خواب من کی حالت کو جانچ سکتے ہیں ویسے نیوگ سوسائٹی کی پاکدامنی کو ظاہر کرتا ہے۔ نیوگ کی فضیلت وہی سمجھ سکتے ہیں جو کہ نرکش ہو کر موجودہ بواہ کے بھیس میں زناکاری کو محسوس کر سکتے ہیں۔ کیول سنتان اوپتی کے لئے رتو کال میں استری سنگ نہ بواہ اور اسکے وپریت سرب کو چشٹا زناکاری ہی چاہے وہ بواہ کے بھیس میں کیوں نہ کی جائے۔ برھمچریہ کی جڑ پر تبر رکھنے والے فیشن کے گہری اندھکار میں پڑے ہوئے لوگ اگر رشیوں کے ان ویدوکت طریقوں کو جو کہ پاپ نورتی کے لئے ہیں الٹا خیال نہ کریں تو کون کرے جب وہ نیا فیشن ہی برہی ہو کر بواہ کے اوچیہ آدرش کو دھارن کریگی جب ونیا عمل سے بواہ کو کیول سنتان اوپتی کا مہان سادھن قرار دیگی اوسی دن انکو آپت کال کی دشا میں نیوگ پر عمل کرنیکی سوجھے گی اور پھر پرتیت ہوگا کہ رشیوں کے طریق سرشٹی کرم پر مبنی ہونیکے کارن چھدر رہت ہیں۔

(پنچم باب میں بان پرستھ اور سنیاس آشرم کا بیان ہے)

ویدوکت مکمل ورن آشرم کے ابعاد سے جو درگت اسوقت یورپ امریکہ آدی مہذب دیشوں کی ہو رہی ہے۔ اسکو بیان کرنیکے لئے ایک علیحدہ کتاب چاہئے اوسکو بیان کرنیکی نسبت ہم فلاسفر ہنری جارج سے لیکر ایڈورڈ بل امی سے کئی مصنفوں کی تحریرات سے بخوبی جان سکتے ہیں۔ سوشیل ازم کے پرچارک

نوٹ۔ [1] انسانی فطرت کا کامل مطالعہ کرنے پر مہرشیوں نے آٹھ پرکار کے بواہ مقرر کئے تھے۔ فاضل انٹیڈ روجیکس مُیوس نے ہارمونیہ جلد چہارم میں سات پرکار کے بواہ کا برنن آریہ سدھانت انوکول کیا ہے گو اس نے آٹھویں قسم کی بواہ کا ذکر نہیں کیا لیکن آٹھویں قسم ساتویں سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ (۲) چارلس ڈارون ہز لائف اینڈ ورک صفحہ ۹ مطبوعہ ہمبولٹ لائبریری

[2] ڈاکٹر ڈال بیڈی اور لوٹی کھوں سے ایک ڈاکٹر اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ بواہ کا مدعا محض سنتان اوپتی ہے۔

سے پہلے زمانہ کی ودیا کو جاننے کے لئے یہ سوتر درشٹانت کا کام دے رہے ہیں اسکے بعد مہرشی حسب ذیل پٹھن پاٹھن ودھی کا ذکر کرتے ہیں جس سے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے کہ ہمیں اپنی سنتانوں کو برہمچریہ کے زمانہ میں کون کونسی گرنتھ پڑھانے چاہئیں۔ اب ہم پڑھنے پڑھانیکا پرکار لکھتے ہیں۔ پرتھم پانِنی مُنی کرت سِکھشا جو کہ سوتر روپ ہے ...... ماتا پتا سکھلاویں۔ تدننتر ویاکرن ارتھات پرتھم اشٹادھیائی کے سوتروں کا پاٹھ پھر پدچھید پھر سماس۔ اور ارتھ۔ اداہرن ..... جو جو سوتر آگے پیچھے کی پریوگ میں لگیں۔ انکا کاریہ سب تبلایا جائے۔ ..... ایک بار اسی پرکار اشٹادھیائی پڑھا کے دھاتو پاٹھ ارتھ سہت اور دش لکاروں کے روپ ...... پانِنی مہرشی نے ایک سہسر شلوکوں کے بیچ میں اکھل شبد۔ ارتھ اور سمبندھوں کی ودیا پرتی پادت کر دی ہے۔ دھاتو کے پشچات اُنادی گن .... پڑھا کے پُنہ دوسری بار شنکا سمادھان ... پوربک اشٹادھیائی کی دوتیہ انو برتی پڑھا دیں۔ تدانتر مہابھاش پڑھاویں ... ڈیرھ ورش میں اشٹادھیائی اور ڈیڑھ ورش میں مہابھاش پڑھکر تین ورش میں پورن ویاکرن ہو کر ... اپنے شاستروں کو شیگرہ سہج میں پڑھ پڑھا سکتے ہیں ... جتنا بودھ ان کے پڑھنے سے تین ورشوں میں ہوتا ہے اتنا بودھ کو گرنتھ ارتھات سارسوت۔ چندرکا۔ کومدی۔ منورما آدی کے پڑھنے سے پچاس ورشوں میں بھی نہیں ہو سکتا۔ ..... مہرشی لوگوں کا آشا جہاں تک ہو سکے وہاں تک سُگم اور جسکے گرہن میں سمے تھوڑا لگے اس پرکار کا ہوتا ہے یکھشدر آشہ لوگوں کی منشا ایسی ہوتی ہے کہ جہاں تک بنے وہاں تک کٹھن رچنا کرنی۔ ..... جیسے پہاڑ کا کھودنا کوڑی کا لابھ ہونا اور آرش گرنتھوں کا پڑھنا ایسا ہے کہ جیسا ایک غوطہ لگانا بہو مولیہ موتیوں کا پانا۔ ویاکرن کو پڑھکر یاسک مُنی کرت نگھنٹو اور نِروکت چھ یا آٹھ مہینے میں سارتھک پڑھیں اور پڑھاویں۔ اپنے ناستک کرت امرکوش آدی میں اینک ورش ویرتھ نہ کھوویں۔ تدانتر پنگلاچاریہ کرت چھند و گرنتھ ... سیکھیں۔ اس گرنتھ اور شلوکوں کی رچنا تتھا پرستار کو چار مہینے میں سیکھ پڑھ پڑھا سکتے ہیں۔ اور برت رتن کار آدی الپ بُدھی پرکلپت گرنتھوں میں اینک ورش نہ کھوئیں۔ تد پشچات منو سمرتی۔ والمیکی رامائن۔ اور مہابھارت کے ادیوگ پرب انترگت ودرنیتی آدی اچھے اچھے پرکرن جن سے دُشٹ وَیسن دور ہوں ..... انکو ورش کے بھیتر پڑھ لیں۔ تدننتر پُورب میمانسا۔ ویشیشک۔ نیائے۔ یوگ۔ سانکھیہ۔ اور ویدانت ارتھات جہاں تک بن سکے وہاں تک رشی کرت ویاکھیا سہت اتھوا اتم ودوانوں کی سرل ویاکھیا یکت چھ شاستروں کو پڑھیں پڑھاویں۔ پرنتو ویدانت سوتروں کے پڑھنے کے پُوروا ایش۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن۔ منڈک۔ مانڈوکیہ۔ ایتریہ۔ تیتریہ۔ چھاندوگیہ اور برہدارنیک ان دس اُپنشدوں کو پڑھکر چھ شاستروں کے بھاش ورتی سہت سوتروں کو دو ورش کے بھیتر ... پڑھ لیویں۔ پشچات چھ ورشوں کی بھیتر چاروں برہمن ارتھات ایتریہ۔ شت پتھ۔ سام اور گوپتھ براہمنوں کے سہت چاروں ویدوں کو سور۔ شبد۔ ارتھ۔ سمبندھ تتھا کریا سہت پڑھنا یوگیہ ہے۔ ...... اس پرکار سب ویدوں کو پڑھ کے آیور وید ارتھات جو چرک۔ سُشرت آدی رشی مُنی پرنیت ویدک شاستر ہے اسکو ارتھ۔ کریہ۔ شستر۔ چھیدن۔ بھیدن۔ لیپ۔ چکتسا۔ ندان۔ اوشدھ۔ پتھیہ۔ شریر۔ دیش۔ کال اور وستو کے گُن گیان پوربک چار ورش کے بھیتر پڑھیں پڑھاویں۔ تدننتر دھنروید ارتھات جو راج سمبندھی کام کرنا ہے اسکے دو بھید ایک نج راج پرُش سمبندھی اور دوسرا پرجا سمبندھی ہوتا ہے۔ راج کاریہ میں سب سینا کے ادھیکش شستر استر ودیا۔ نانا پرکار کے ویوہوں کا ابھیاس ارتھات جسکو آجکل قواعد کہتے ہیں۔ جو کہ شتروؤں سے لڑائی کے سمے میں کریہ کرنی ہوتی ہے۔ انکو یتھاوت سیکھیں۔ ..... اس راج ودیا کو دو دو ورش میں سیکھ کر گاندھرب وید کہ جسکو گان ودیا کہتے ہیں۔ اسمیں سور۔ راگ۔ راگنی سمے۔ تال۔ گرام۔ تان۔ بادتر۔ ناچ۔ گان پوربک سیکھیں اور نارد سنگھتا آدی جو جو آرش گرنتھ ہیں انکو پڑھیں پرنتو بھڑوے۔ ویشیا۔ اور وشے آسکتی کارک ویراگیوں کے گردبھ شبد وت بیرتھ آلاپ کبھی نہ کریں۔ ارتھ وید کہ جسکو شلپ ودیا کہتے ہیں انکو پدارتھ گُن و گیان کریا کوشل نانا ودھ پدارتھوں کا زمان پرتھوی سے لیکر اکاش پرینت کی ودیا کو یتھاوت سیکھ کے ارتھ ارتھات جو ایشورج کو بڑھانیوالا ہے اس ودیا کو سیکھ کے دو برس میں جیوتش شاستر سوریہ سدھانت آدی جسمیں بیج گنت۔ انک۔ بھوگول۔ کھگول۔ اور بھو گربھ ودیا ہے۔ اسکو یتھاوت سیکھیں۔ تت پشچات سب پرکار کی ہست کریہ ینتر کلا۔ آدی کو سیکھیں پرنتو جتنے گرہ۔ نکھشتر۔ جنم پتر۔ راشی۔ مہورت۔ آدی کے پھل کے دوتک گرنتھ ہیں انکو جھوٹھ سمجھکر کبھی نہ پڑھیں۔ اور پڑھاویں۔ ایسا پریتن پڑھنے اور پڑھانیوالے کریں کہ جس سے ۲۰ وا اکیس ورش کی بھیتر سمگر ودیا اُتم سکھشا پراپت ہو کر منش لوگ کرتیہ کرتیہ ہو کر سدا آنند میں رہیں جتنی ودیا اس ریتی سے بیس۔ وا اکیس ورشوں میں ہو سکتی ہے اتنی اینہ پرکار سے شت ورش میں بھی نہیں ہو سکتی۔"

اِس باب کے آخیر میں اس سوال کا کہ کیا استری اور شودر کو وید پڑھنا چاہئے کہ نہیں اور بربان سے معقول اُتر دیتے ہوئے مہرشی نتیجہ کرتے ہیں کہ سب استری اور پرش ارتھات

مذکورہ بالا باتوں کو وچارتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ۴۸ برس تک اکھنڈ برہمچریہ دھارن کرنے والا پرم یوگی یوگ بل سے ۱۰۰ برس کی عمر کو ۴۰۰ برس تک بڑھا سکتا ہے اس عمر کا برہمچاری کس عمر کی برہمچارنی سے شادی کرے اسکے متعلق مہرشی درشلاتے ہیں کہ شادی کی عمر مرد عورت دونوں کی یکساں نہ ہونی چاہئیے اور جس تفاوت سے ہو اسکو حسب ذیل نقشہ ظاہر کر رہا ہے۔

برہمچاری کی عمر	اور اسکے مقابلہ پر	برہمچارنی کی عمر	برہمچاری کی عمر	اور اسکے مقابلہ پر	برہمچارنی کی عمر
۲۵		۱۶	۴۰		۲۰
۳۰		۱۷	۴۴		۲۲
۳۶		۱۸	۴۸		۲۴

عورت کو عموماً تیرہ سال کی عمر سے ماسک دھرم آرنبھ ہو جاتا ہے اور وہ سولہ سال کی عمر میں سنتان اوپتی کے یوگیہ ہو جاتی ہے لیکن جہاں لڑکی ۱۶ برس کی عمر میں بواہ کے یوگیہ ہوتی ہے۔ وہاں لڑکا ۲۵ برس میں بواہ کے یوگیہ ہوتا ہے۔ عورت جہاں مرد سے پہلے جوان ہو جاتی ہے وہاں اُس سے پہلے ہی سنتان اوپتی کے یوگیہ نہیں رہتی۔ چنانچہ ڈاکٹر ہولبروک ایمڈی کا کتھن ہے کہ تندرست عورتیں سنتان اوپتی کی شکتی ۴۰ اور ۴۵ برس کے اندر کھو بیٹھتی ہیں" مندرجہ بالا تناسب نہایت معقول اور گہرے علم کا نتیجہ ہے۔ سائینس دن بدن اسکی تائید کرتا ہوا نظر آرہا ہے اور تجربہ اسکی عمدگی کی بے خطا شہادت دے رہا ہے۔

جن باتوں سے برہمچاری اور برہمچارنی کو پرہیز کرنا چاہئیے اُنکا ذکر مہرشی اس پرکار کرتے ہیں کہ "برہمچاری اور برہمچارنی۔ مدھ ماس۔ گندھ۔ مالا۔ رس۔ ستری اور پرش کا سنگ سب کھٹائی۔ پرانیوں کی ہنسا۔ انگوں کا مردن بنا نمت اوپستھ اندرے کا سپرش۔ آنکھوں میں انجن۔ جوتے اور چھتر کا دھارن۔ کام کرودھ۔ لوبھ موہ بھے۔ شوک۔ ایرشا۔ دویش۔ ناچ۔ گان اور باجہ بجانا۔ دیوت (قماربازی) جس کسی کی کتھا (قصہ کہانی) نندا متھیا بھاشن۔ ستریوں کا درشن آشرے دوسرے کی ہانی آدی کو کرموں کو سدا چھوڑ دیں۔ سرتر ایکاکی (اکیلے) سوئیں۔ ویریہ سکھلت کبھی نہ کریں۔ جو کامنا سے ویریہ سکھلت کر دے (گرادے) تو جانو کہ اپنے برہمچریہ برت کا ناش کر دیا"

ست کی پرکاش پرکار کی بیان کرتے ہوئے مہرشی پرتکھش آدی آٹھ پرمانوں کی وششیو یا کھیاد ارشنک ریتی سے کرتے ہیں کہ جسکو پڑھکر انسان شاستروں کی عظمت اور رشیوں کی مہد بُدھی کا قایل ہو جاتا ہے۔ مغربی سائینس کا کتھن کہ ۶۴ عناصر ہیں متھیا پرتیت ہوتا ہے جبکہ کناد مہرشی کے سوتر پاٹھک کے درشٹی گوچر ہوتے ہیں در اصل بھوت کیول پانچ ہی ہیں۔ ایک امریکن فاضل[۱] اسبات کو انوبھو کرتا ہوا دکھائی دے رہا ہے کہ بھوت پانچ ہی ہونے چاہئیں اور اُنکے پانچ نام وہ اپنی پستک میں لکھتا ہے۔ انگریزی زبان کے نقص کے باعث گو اُسکا لیکھ اتنا سپشٹ نہیں جتنا کہ شاستر کا ورنن ہوتا ہے تاہم وہ لیکھ مغربی لوگوں کو ۶۴ تتوں کی جگہ سے ہلانے والا ہے۔ اسی وشے سمبندھی ایک[۲] اور پستک میں بحث کیگئی ہے جسکا سار آنش یہ ہے کہ مغربی سائینس نے آجتک کیول ایک تیج بھوت کا ہی پتہ لگایا ہے باقی بھوتوں کا اسکو گیان نہیں۔ ان کی اصلی باریک معنی سمجھنے کے لئے ہر ایک پرش کو یہ سمولاس بغور مطالعہ کرنا چاہئیے۔ موجودہ مغربی سائینس یہ بھی نشچت نہیں کہہ سکتا کہ عناصر ۶۴ ہی ہیں اس سے بڑھکر نہیں۔ اسکی یہ انیشچت دشا بتلا رہی ہے کہ وہ چراغ کی روشنی میں ٹٹول رہا ہے۔ ہم جہاں یورپ کے فلاسفروں کو قدرت کی نزدیک آتے ہوئے دیکھتے ہیں وہاں اُنکی حالت کو دیکھکر کہہ سکتے ہیں کہ اُنکو یہ ست سدھانت کہ بھوت پانچ ہی ہیں آخر کار سویکار کرنا پڑیگا۔ پنڈت گورودت جی کہا کرتے تھے کہ "انسان کی پانچ گیان اندریاں اسبات کی مزید تائید کر رہی ہیں کہ بھوت پانچ ہی ہیں"۔ اسی مقام پر مہرشی فلاسفی کے باریک مسائل کو بیان کرتے ہوئے سن آتما۔ وغیرہ کی مکمل تعریف دیتے ہوئے ویدک سدھانتوں کی عظمت کو ایک ایک شبد پر نشچت بودھن کر رہے ہیں۔ جس نے مغربی سائینس اور فلاسفی کو ختم کر لیا ہو وہ ان سوتروں کے سمجھنے میں اپنے آپکو عاجز پاتا ہوا پنڈت گورودت جی کے وچنوں میں بے اختیار کہہ اُٹھتا ہے۔ کہ "جہاں مغربی سائینس اور فلاسفی کا خاتمہ ہوتا ہے وہاں ویدک فلاسفی اور سائینس کا آرمبھ ہے" کونسا سوکھشم وشے ہے جسکو رشیوں نے ان سوتروں کے اندر بند نہیں کر دیا۔ دریا کو کوزہ میں بند کرنیکی مثال یہاں پر ہی صادق آتی ہے۔ مہان بھارت میں

نوٹ [۱] سپلر کی تصنیف اے جے ڈیوس صفحہ ۷۵ [۲] نیچرس فائر فورسز مصنفہ بابو رام پرشاد ایم۔ اے میرٹھ صفحہ ۳۔

ہری اوم کا استعمال بھی گرنتھ کے شروع میں" ۔ پورانک ورتانترک لوگوں کی متھیا کلپنا سے" ہی رائج ہوا ہے ۔ اسلئے اوم یا اتھ شبد ہی گرنتھ کی آدی میں لکھنا چاہئے ۔

(دوسرے باب میں اولاد کی تعلیم و تربیت کا ذکر ہے)

پراچین شت پتھ برہمن نامی کتاب کے حوالہ سے وہ اسباب میں ثابت کرتے ہیں کہ انسان کے تین معلم ہیں ۔ اول ماتا دوئم پتا سوئم گورو ۔ چونکہ بچپن کے زمانہ میں ڈالے ہوئے سنسکار دیرپا ہوتے ہیں اس لئے وہ تاکید کرتے ہیں کہ اولاد کو نیک ہدایتیں شروع سے ہی ماں باپ دیتے رہیں اور بھوت ۔ پریت ۔ وغیرہ توہمات سے بچوں کو نہ ڈرائیں اور ایسی کوشش کریں کہ بچے برہمچاری اور جت اندری بنیں جنم پتری کا بیہودہ پن درشلاتے ہوئے سورج آدی گرہ پیڑا کے وہم سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں ۔ اور لکھتے ہیں کہ "ماتا پتا آچاریہ اپنے سنتان اور ششوں کو سدا ست اپدیش کریں اور یہ بھی کہیں کہ جو جو ہمارے دھرم یکت کرم ہیں ۔ اُن اُن کا گرہن کرو اور جو دشٹ کرم ہوں اُنکا تیاگ کر دیا کرو" ...... "جس پرکار وگیہ دیا اور بل پراپت ہو اسی پرکار بھوجن چھادن اور ویوہار کریں کراویں ارتھات جتنی کھشودھا ہو اُس سے کچھ نیون بھوجن کریں مدھ مانس آدی کے سیون سے الگ رہیں ساگیات گمبھیر جل میں پرویش نہ کریں" ۔ اتیادی بہت سی اُتم سکھشاؤں سے رتن وت یہ سمولاس جڑت ہو رہا ہے ۔

(تیسرے سمولاس میں برہمچریہ ۔ پٹھن پاٹھن ہوستھا ۔ ست است گرنتھوں کے نام اور پڑھنے کی ریتی ہے)

آٹھ پرکار کے میتھنوں سے لڑکے لڑکیوں کو بچا کر پورن برہمچاری برہمچارنی ہونیکے وید وکت سکھشا کرتے ہوئے مہرشی منو کے وچنوں میں وہ لڑکے لڑکیوں کو ویدوں ودیا سے یکت کرنا درشاتے ہیں ۔ پھر گایتری منتر کے اپدیش کی ہدایت فرماتے ہوئے سنان ۔ آچمن ۔ پرانایام کی ودھی بیان کی ہے ۔ پرانایام کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ "پران اپنے وش میں ہونے سے من اور اندری بھی سوادھین ہوتے ہیں ۔ پرشارتھ بڑھکر بدھی تیز ہو کے سوکھشم روپ ہو جاتی ہے کہ جو بہت کٹھن اور سوکھشم وشئے کو بھی شیگھر گرہن کرتی ہے ۔ اس سے منش کے شریر میں ویرج بردھی کو پراپت ہو کر ستھر بل پراکرم جتے اندریتا سب شاستروں کو تھوڑے ہی کال میں سمجھکر اوپستھت کریگا استری بھی اسی پرکار یوگا بھیاس کرے" پھر سندھیا اُپاسنا کی متعلق لکھتے ہیں کہ "نیون سے نیون ایک گھنٹہ دھیان وشیہ کرے جیسے سمادھستھ ہو کر یوگی لوگ پرماتما کا دھیان کرتے ہیں ویسے ہی سندھیوپاسن بھی کیا کریں" ہوم کی ودھی اور ہوم کے فوائد پر بل یکتوں سے بتلاتے ہوئے مہرشی لکھتے ہیں کہ "پرتیک منش کو سولہ سولہ آہوتی اور چھ چھ ماشے گھرت آدک ایک ایک آہوتی کا پرمان نیون سے نیون چاہئے اور جو اس سے ادھک کرے تو بہت اچھا ہے ۔ اسی لئے آریہ ور شرومنی مہاشے رشی مہرشی راجے مہاراجے لوگ بہت سا ہوم کرتے اور کراتے تھے جبتک ہوم کرنیکا پرچار رہا تب تک آریہ ورت دیش روگوں سے رہت اور سکھوں سے پورت تھا اب بھی پرچار ہو تو ویسا ہی ہو جائے" پھر بتلایا ہے کہ برہمچریہ آشرم میں کیول برہم یگ اور اگنی ہوتر کا ہی کرنا ہوتا ہے ۔

چھاندوگیہ اُپنشد کے لیکھ انوسار برہمچریہ تین پرکار کا برنن کیا ہے ۔ اول کنشٹ جو ۲۴ برس تک کا برہمچریہ ہے ۔ ۲۴ برس کی برہمچریہ رکھنے والی کی عمر کا اندازہ ستر یا اسی برس بتلاتے ہیں ۔ دوئم مدھیم برہمچریہ جو کہ ۴۴ برس کا ہے اور تیسرا اُتم برہمچریہ جو کہ ۴۸ برس تک دھارن کیا جاتا ہے ۔ اُتم برہمچریہ کو پورن ریتی سے کرنیوالا عمر کو ۴۰۰ برس تک بڑھا سکتا ہے کئی مصنف بتلاتے ہیں[ا] کہ پرانے اہل عرب ۔ اہل برازیل ۔ اور برہمن لوگ دو سو یا تین سو برس تک جیتے تھے ۔ پروفیسر ہیوف لینڈ کا قول ہے کہ "جسکو جوان ہونے میں دیر لگے اُسکی عمر بھی دراز ہوگی" ڈاکٹر ایلین سن[ب] کا قول ہے کہ "عموماً حیوان اُس سے چھ گنا جیا کرتے ہیں جتنی دیر کہ اُنکو جوان ہونے میں لگتی ہے" یوگ درشن بھاش میں لکھا ہے کہ "شواس ہی کے آشرے سے پرانیوں کا جیون ہے اُسی کو نرودھ کرنے سے منش کی آیو دوگنی تگنی چوگنی ۔ ہو سکتی ہے"[ج] اور مندرجہ ذیل نقشہ سے درشایا ہے کہ جو پرانی کم سانس لیتا ہے وہ زیادہ تر جیتا ہے ۔

نام پرانی	تعداد سانس کی فی منٹ	عمر کی تعداد برسوں میں	نام پرانی	تعداد سانس کی فی منٹ	عمر کی تعداد برسوں میں ۔
خرگوش	۳۸	۸	گھوڑا	۱۹	۵۰۰
			عام آدمی	۱۳	۱۰۰
بندر	۳۲	۲۱	سانپ	۸	۱۲۰
کتا	۲۹	۱۴	کچھوا	۵	۱۵۰

نوٹ ۔ اٹھویں سمولاس میں جو نربل اور کمزور عورتوں کو دودھ پلانا منع کیا ہے اُس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ تندرست اور مضبوط عورتوں کو بھی دودھ پلانے سے روکتی ہیں کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ دائی [illegible] عورتیں دودھ پلائیں اسلئے گرنتھ کرتا کا آشا نربل عورتوں کو جو کہ پرسوت سے اور بھی نربل ہو جاتی ہیں دودھ پلانے سے روکنے کا ہے نہ کہ تندرست اور بلوان عورتوں کو ۔ (ا) کتاب فروٹس اینڈ فیرینیشیا صفحہ ۹۱ ۔ (ب) میڈیکل لیکچر نمبر ا صفحہ ۲۲ ۔ (ج) یوگ درشن بھاش مرتبہ پنڈت رودردت جی سمپادک اخبار آریہ ورت داناپور صفحہ ۷۶ ۔

کہ چاہئے مجھے چھوڑ دیا مار دو۔ لیکن اِس بات کا یقین رکھو کہ میں جیون اُدیش کو ملیٹ نہیں سکتا۔ ایک مرتبہ تو کیا کئی دفعہ چاہے مجھے اِس اپدیش کی خاطر مرنا پڑے تو بھی تیار ہوں"
اپدیشک سقراط کو زہر کا پیالہ دیا گیا اور اُس نے سنتوشی پیتے ہوئے پران تیاگ دیئے لیکن انت سمے تک ست اپدیش سے نہ رُکا۔ وہ آتما کو اجر امر بتلاتا ہوا یونان کے مت متانتروں اور کوریتوں کا کھنڈن کرتا تھا۔ امیر اور حاکم لوگ اُسکی اُس کھنڈن روپی کڑوا وشدی کو بُرا بتلاتے ہوئے اُسکے دشمن ہو گئے یہانتک کہ اُسکو مروا ڈالا۔ لیکن آج مغربی دنیا سے پوچھو تو وہ سقراط کو یونان کا بھوشن مان رہی ہے۔

مہرشی دیانند نے اپنی جیون میں ایشور اگیا پالتے ہوئے منش جاتی کے ادہار کے لئے اپدیش کیا چاروں طرف سے اینٹیں اور پتھر کھاتا ہوا۔ مہرشی وید اپدیش سے نہیں رُکتا۔ پان اور مٹھائی میں زہر دی گئی لیکن پریم ویر اپنے ادیش سے ایک انچ بھی نہیں سرکتا۔ پرُاپکاری لوگوں کو یہانتک پیار کرتا ہے کہ اُنکی روگ نورتی کی خاطر اوشدی اُنکی مخالفت روپی لاتیں کھانے پر بھی دیئے جانے سے نہیں تھمتا۔ لیکن سقراط کیطرح دیش نواسیوں سے بڑھکر ایشور اگیا پالنے میں تت پر ہے۔ کوئی چیز بھی اُسکو ست سے ہٹا کر جھوٹھ کی طرف نہیں لگا سکتی۔ زہر کھا کر پران دیدیئے لیکن عمر بھر میں خوشامد کی بات کو چھوڑ ستیہ روپی اپدیش ہی کیا۔ اور مرنے پر بھی ستیارتھ پرکاش میں آنیوالی نسلوں کے واسطے وہ ستیہ اور پان دونو چھوڑ گیا۔ مہرشی نے دنیا کو اندھکار میں سوئے ہوئے انوبھو کر لیا تھا اِس لئے وہ کھنڈن سے جگانا چاہتا تھا۔ مہرشی نے دنیا میں منش جاتی کو روگ میں مبتلا محسوس کر لیا تھا اسلئے وہ کھنڈن کی کڑوا اوشدی سے کام لینا چاہتا تھا پورن یوگی ہونے پر وہ مریضوں کی مرض کا خیال کر کے اپدیش روپی دوائی دیا کرتے تھے۔ جب وہ جودھپور میں پدھارے تو کئی لوگوں نے کہا کہ مہاراج۔ یہاں نرمی سے کام لینا تو اُسوقت مہرشی کے یہ وچن کہ میں پاپ کے درختوں کی جڑھوں کو ناخن گیروں سے نہیں کاٹتا بلکہ کلہاڑی سے کاٹتا ہوں اُنکی پریم بدھی ہتا اور پورن ہت کو درشا رہے ہیں۔ جہلک مریض کو اگر اتینت کڑوی دوائی دیجائے تو اُس سے ڈاکٹر کی پریم بدھی ہتا اور پورن ہت پر گھٹ ہوتا ہے۔ مرض کی حالت میں دوائی کڑوی لگتی ہے لیکن آرام پانے پر مریض عمر بھر ڈاکٹر کا ثنا خوان بنجاتا ہے اور کھتا ہے لوگ سوامی جی کو کہیں کہ اُنہوں نے کھنڈن سے دل دُکھایا لیکن وہ مریض جو اِس دوائی کی بدولت شفا پا چکے ہیں وہ عمر بھر اُنکے ہت کو نہیں بھول سکتے۔ دُنیا بھر کے لئے ستیارتھ پرکاش رشی کے اپدیش کو لئے ہوئے براجمان ہے۔ اسکا اُدیش اندھکار کے بھینکر روگ سے نکالکر منش جاتی کو وید سورج کے درشن کرانا ہے۔

ستیارتھ پرکاش کے لکھتے سمے مہرشی کے دلمیں جو خیال آئے ہونگے اُنکا انومان بقول پنڈت گورودت جی اُنکی پرتگیا سے ظاہر ہو سکتا ہے جسمیں وہ مہان اچھا اتھوا پرارتھنا کا سمبودھن کر رہے ہیں "یوگی راج کے سوائے اور کون آدمی اس منتر کا اوچارن اپنی حالت پر کر سکتا ہے" اسمیں وہ پرمیشور سے پرتگیا کرتے ہیں کہ ہے پرمیشور آپ ہی انتریامی روپ سے پرتیکش برہم ہو میں آپکو ہی پرتیکش برہم کہوں کیونکہ آپ سب جگہ میں ویاپت ہو کے سبکو نت ہی پراپت ہیں۔ جو آپکی وید ستھ یتھارتھ آگیا ہے اُسی کا میں سبکے لئے اپدیش اور آچرن بھی کرونگا ست بولوں۔ ست مانوں۔ اور ست ہی کرونگا۔ سو آپ میری رکھشا کیجئے۔ سو آپ مجھ آپت ست وکتا کی رکھشا کیجئے کہ جس سے آپکی آگیا میں میری بدھی ستھر ہو کر ورودھ کبھی نہ ہو۔ کیونکہ جو آپکی آگیا ہے وہی دھرم اور جو اس سے ورودھ وہی ادھرم ہے ...... دھرم سے سو نشچت اور ادھرم سے گھرنا سدا کروں ایسی کرپا مجھ پر کیجئے۔ میں آپکا بڑا اُپکار مانوں گا"

ایشور کو پرتیکش کہنے کے ادھکاری یوگی راج کی اس پرتگیا کے متعلق ہمارا لیکھ کرنا ایسا ہے کہ سُورج کی روشنی کو دیپک سے دکھانا۔ اِسلئے ہم ست وکتا یوگی کی اس پرتگیا کی متعلق کچھ ادھک لیکھ نکرتے ہوئے صرف یہی کہینگے کہ مہرشی نے ایشور اگیا پالن کے لئے ست اپدیش کے کام کو دھارن کیا تھا۔

(پرتھم سمولاس میں ایشور کے اونکار آدی ناموں کی ویاکھیا ہے)

ستیارتھ پرکاش کے پرتھم سمولاس میں مہرشی اُسکے نام کی ویاکھیا کرتے ہیں جسکی آگیا پالن کے لئے اُنہوں نے اپنے اپکو ارپن کر دیا تھا اوم پرماتما کا سرب اوتم نام بتلاتے ہوئے وہ اوم کی اکار اُکار ماترا کو وراٹ۔ اگنی۔ وشوا وکار کو ہرنیہ گربھ وایو۔ اور تیجس۔ مکار کو ایشور۔ آدیتہ اور پرگیا کا واچک بتلاتے ہیں۔ دیو۔ کوبر۔ پرتھوی آکاش۔ وسو۔ رودر۔ جل۔ چندر۔ وشنو۔ برھما۔ یگ۔ گورو۔ اج۔ دیوی۔ نرنجن۔ آدی نام ویاکرن کی ریتی سے ایشور کے ہی بتلاتے ہوئے وہ پورانک لوگوں کی منگلا چرن کے طرز اور طریقہ کا کھنڈن کرتے ہوئے۔ وید اوپ نشد اور درشن شاستروں کے پراچین ڈھنگ کو ان لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ "ویدوں اور رشیوں کی گرنتھوں میں کہیں ایسا منگلا چرن دیکھنے میں نہیں آتا اور آرش گرنتھوں میں اوم تتھا اتھ شبد تو دیکھنے میں آتے ہیں" "شری گنیش آئنمہ" اتیادی شبد کتاب کے شروع میں لکھنے کا طریقہ پرانے زمانہ میں نہ تھا۔

اندھیرے میں سوئے ہوئے لوگوں کو جگانے کی ضرورت ہے پیشتر اسکے کہ وہ سورج کی روشنی کو دیکھ سکیں۔ بھولے ہوئے مسافر کو سیدھے راستے میں چلانے سے پیشتر ضروری ہے کہ اُسکو بآواز بلند بتلایا جائے کہ تو اُلٹے مارگ میں جارہا ہے وہاں سے لوٹ کر ادھر سیدھے مارگ پر چلا آ۔ ستیارتھ پرکاش مت متانتروں کی اودیا میں سوئے ہوئے پرشوں کو جگانے کا کام دیتا ہوا اور مت متانتروں کے آلس کا تیاگ کرا کر وید سورج کے درشن کے لئے پرستارتھی بنا دیتا ہے۔ یہ اُلٹے مارگ میں جانیوالے مسافروں کو بآواز بلند وید کے ست مارگ میں جانیکے لئے کہہ رہا ہے۔ جب انسان ستیارتھ پرکاش اول سے آخر تک پڑھ جائے تو وہ دنیا بھر کے مت متانتروں کو تلانجلی دیتا ہوا وید سورج کی عظمت کا قائل ہو جاتا ہے ستیارتھ پرکاش پربھاتی تارے کے سدرش ہے جو کہ اپنے وجود سے رات کی سماپتی کرتا ہوا سورج اُدے کی خوشخبری گا رہا ہے۔ ستیارتھ پرکاش اُس آدمی کی مانند ہے جو سوئے ہوئے لوگوں کے سامنے اپنی ایک اُنگل اوپر اٹھا کر سوریہ اودے کو بتلا رہا ہو اور دوسرے ہاتھ سے اُنکو آلس کے تیاگنے کے لئے بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیتا جائے۔ ستیارتھ پرکاش کے دو حصے ہیں ایک پوروارد ھ اور دوسرا اُتر اردھ پہلا حصہ وید سورج کی طرف اُنگلی کا اشارہ کر رہا ہے اور دوسرا مانو دوسرے ہاتھ سے مت متانتروں کے آلس کو تیاگنے کے لئے انسان کو حرکت دے رہا ہے۔ اگر کسی آدمی کو محض حرکت ہی دیتے جاؤ کہ اٹھو اٹھو تو سونے والا کروٹ بدلکر ادھر اُدھر دیکھکر کہتا ہے کہ کہیں سورج نظر نہیں آتا ابھی رات ہی ہے میں نہیں اُٹھتا لیکن جب اُٹھانیوالے کی ایک اُنگل سوریہ اودے کو درشا رہی ہو اور دوسرا ہاتھ اُسکو ہلا رہا ہو تو سونے والے آنکھ کھولتے ہی سر پر سورج کو دیکھتے ہوئے اُٹھنے کا جتن کرتے ہیں۔

ستیارتھ پرکاش اُس آدمی کیطرح ہے جو ایک ہاتھ میں دوائی کی بوتل اور دوسرے ہاتھ میں مریض کے لئے صحت بخش خوراک لئے کھڑا ہو۔ اگر اُتر اردھ دوائی ہے تو پوروارد ھ صحت بخش خوراک ہے۔ اگر اُتر اردھ مت متانتروں کے روگوں کا کھنڈن کرتا ہے تو پوروارد ھ وید کی تندرستی کا منڈن کر رہا ہے جاگتے ہوئے پرشوں کے لئے صرف منڈن ہوا کرتا ہے لیکن سوئے ہوئے لوگوں کے لئے منڈن اور کھنڈن دونوں کی ضرورت ہے منڈن روپی اشارہ وہ دیکھ سکتے ہیں جنکی آنکھیں کھلی ہیں لیکن آنکھ کھلانے کی اوستھا لانے کے لئے کھنڈن روپی ہلانا کام کرتا ہے۔ بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ کسی کا کھنڈن نہیں کرنا چاہئے۔ کیول اپنا منڈن کردیا لوگ خود ہی نفع و نقصان کو سوچ لیں گے۔ ہم کاہے کو کسی کا دل دُکھائیں"۔ یہ کتھن ہر حالت میں درست نہیں ٹھیک تاہم مانتے ہیں کہ جاگتے ہوئے پُرش کو منڈن کی ضرورت ہے لیکن سوئے ہوئے کو جسکی آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں پہلے جگانیکی ضرورت ہے۔ سوئے ہوئے پُرش بعض اوقات حرکت محسوس کرنے پر بڑبڑایا کرتے ہیں لیکن جگانیوالے اس بڑبڑانے کی کب پرواہ کرتے ہیں۔ نفع و نقصان کو جو سوچ سکتا ہے وہ جاگ رہا ہے اُسکے لئے بیشک منڈن کی ضرورت ہے لیکن سویا ہوا آلس کے نشہ میں نفع و نقصان کو جان نہیں سکتا اُسکو جگانیکی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر یا حکیم اگر روگی کو چرائتہ کونین کڑوی دوائی دیتا ہے اس غرض سے کہ اسکو مہلک تپ سے رہائی ملے تو مریض کا بعض اوقات دوائی کے کڑوے پن کو محسوس کرتے ہوئے منہ بنانا یا ڈاکٹر کو گالی نکالنا کبھی ڈاکٹر کو اپنے نیک کام کے چھوڑنیکی ترغیب نہیں دیسکتا۔ سو دوائی پلاتے ہوئے مریض کا پلانیوالوں کو لاتیں مارنا اُنکو اُس نیک کام کے ترک کرنیکی ترغیب نہیں دیسکتا۔ تندرست روز خوراک کھایا کرتے ہیں جبکہ بیمار خوراک کے علاوہ دوائی کا بھی استعمال کرتے ہیں منڈن روپی بھوجن تندرستوں کے لئے ہے لیکن کھنڈن روپی دوائی اور منڈن روپی غذا بیماروں کے لئے لازمی ہے۔ اعلےٰ اپدیشک ڈاکٹر کیطرح بیماروں کو دوائی اور خوراک دونو دیا کرتے ہیں۔ وہ مریضوں کی گالیوں کی پرواہ نکرتے ہوئے اُنکو تندرست بنانیکے فکر میں رہتے ہیں۔ مہابھارت کی ودُر نیتی کے اُدیوگ پرب میں لکھا ہے کہ "اے دھرت راشٹر میٹھی باتیں کرنے والے خوشامدی بہت ہیں اور پتھیہ روپی ہتکاری کڑوے وچن کے بولنے اور سننے والا دُرلبھ ہے"۔ پس ہمیں خوشامد اور اُپدیش میں تمیز کرلینی چاہئے۔ اُپدیش خوشامد یا چاپلوسی کا نام نہیں۔ اپدیشک کا کام جہالت کی بودی عمارت کو کھنڈن کے اوزار سے گرا کر منڈن کے مصالحہ سے نئی عمارت کا تیار کرنا ہے۔ دُنیا بھر کے فاضلوں کو دیکھئے اپدیشکوں کی تحریروں کو پڑھئے وہ ہمیشہ اسی کھنڈن منڈن کے اعلےٰ اصول پر کام کرتے رہے ہیں۔ فاضل سقراط کا اُپدیش ہمارے سامنے اس اصول کو درشاتا ہوا نظر آرہا ہے حسب ذیل لفظوں میں سقراط اپنے دیش نواسیوں سے مخاطب ہو رہا ہے۔

"اے اتھینز نواسیو میں تمہاری اعلےٰ درجہ کی عزت کرتا ہوا تمکو پیار کرتا ہوں لیکن میں تمہاری نسبت ایشور کی آگیا پالن کرونگا جبتک مجھ میں پران اور شکتی ہے میں گیان کے پرچار کو بند نہیں کرسکتا۔ تمکو اور تم میں سے ہر ایک کو ست اپدیش کرنے سے رک نہیں سکتا۔ اسلئے اے میرے دیش نواسیو میں کہتا ہوں

قدرتی سورج کی روشنی ہے - اندھیرے کے بجائے کی جگہ روشنی کی سوستی اور شانتی ہے - اس ویدک جیوتی سرتہر پھیلانیکے لئے آریہ سماج کا وجود ہے - ویدمارگ پر پرتھوی کے سب منشوں کو لانیکے لئے آریہ سماج کا اپدیش ہے - ویدک سدھانت کو پرتی پادن کرنیکے لئے مہرشی دیانند کے ستیارتھ پرکاش آدی گرنتھ ہیں - وید منتروں کے ارتھوں کو اشٹادھیائی - مہابھاشیہ - نگھنٹو - نروکت - شت پتھ آدی رشی کرت گرنتھوں کے بل سے سرشٹی میں درشانیکے لئے مہرشی دیانند کا وید بھاشیہ ہے - ایشور کی کلام اور فعل میں مطابقت دکھانا سدیو کال سے رشیوں کا سدھانت رہا ہے اور اُسی سدھانت کا مہرشی نے آج دنیا کو اپدیش کیا ہے - سائن مہی دھر آدی منش اپنی متھیا کلپنا کو اندھکار کے سمے میں بھرم سے وید ارتھ بتلا رہے تھے اب اُنکے بھاشیہ تھا اُنکے پشچمی میکس مولر آدی شاگردوں کے بھرانتی یکت متھیا ارتھ ہر تنو کو نشچت پراپت ہو گئے ہیں - وہ زمانہ آئیگا جبکہ یوگی لوگ بدھی کے اتم سادھن کو لیکر ویدک شبدوں کے ارتھ رشی کرت گرنتھوں کی مدد لیتے ہوئے سرشٹی میں ڈھونڈینگے - اور بقیہ وید بھاشیہ یعنی جسکو مہرشی دیانند نہیں کر گئے اُسکو کوئی رشی سنرہی کا میدھاوی یوگی ادھیاپک آدی شاستروں کا پورن پنڈت سرشٹی میں ویدک شبدوں کا ارتھ درشانے والا ہی پورن کریگا سرشٹی میں وید منتروں کے ارتھوں کو سماددھست میدھا بدھی سے درشن کرنیوالے ہی رشی کہلاتے ہیں - اور رشی کا سچ مچ دوسرا نام منتر درشٹا ہے منتر درشٹا ہونیکے کارن ہی سوامی ورجانند اور سوامی دیانند رشی اور مہرشی کہلائے ہیں -

شبد ارتھ سمبندھ روپی وید شروتیوں کو آدی سرشٹی سے لیکر انیک ورش پرینت لوگ شروَن دوارہ گرہن کرتے اور سمرتی کی لائبریری میں محفوظ رکھتے ہوئے جیون میں وید کے ایک ایک شبد کے عمل سے معنی دکھاتے تھے لیکن سمے آیا جبکہ لوگوں نے اپنے ہینوں کرموں کے دوارہ اپنی سادھنوں کو کچھ نربل کر لیا اور جب وہ شروتی روپی وید کو شروتی کی پورن دشا میں نہ رکھ سکے تب رشیوں نے اُس شروتی کے بودھن کرانیوالے اکشروں میں وید کو لکھ کر چار پستکوں کی صورت دی اور یہ چار پستکیں رگ - یجر - سام - اتھرو بلحاظ ترتیب مضامین کے وید کے چار باب سمجھنی چاہئیں - اگر ابھی بھی سرشٹی میں پستک کی ضرورت نہ تھی تو متھنی سرشٹی میں ضرورت ہونیکے کارن پستک چھپ گئے - چنانچہ اسکی متعلق سوامی جی نے ایک ویاکھیان پونا میں دیا تھا اُسکی مختصر سی رپورٹ میں یہ وچن درج کیا ہے "ایکشواکو کے سمے میں لوگ اکشر سیاہی آدی لکھنے کی ریتی کو پرچار میں لائے ایسا پرتیت ہوتا ہے کیونکہ ایکشواکو کے سمے میں وید کو بالکل کنٹھستھ کرنیکی ریتی کچھ کچھ مند ہونے لگی جس لپی میں وید لکھے جاتے تھے اُس کا نام دیوناگری ایسا ہے"

سرب ودیاؤں کے مول دھرم کے درشک منش ماتر کے لئے سوریہ وت گیان روپی پرکاش کی پھیلانیوالے ایشور وکت ویدوں کی تعلیم مہرشی دیانند نے تقریری اور تحریری اُپدیش دوارہ سبکو دی اور سار ابل اُنکے ہی ستیارتھ پرکاش کرنے اور بھاشیہ رچنے میں ارپن کر دیا آریہ سماج کا سروس اور مول دھن وید ہے - آریہ سماج کا نیم بتلا رہا ہے کہ وید کا پڑھنا پڑھانا سُننا سُنانا آریوں کا پرم دھرم ہے آریونکے لگاتار پرشارتھ سے آخر کار وہ دن آئیگا جبکہ بھوگول پر رہنے والے منش سب مت و دیاؤں کے مول وید کی شرن لیتے ہوئے ندھکار سے آچھادت پرتھوی کو وید کے تیج سے سورن مئی بناتے ہوئے اپنی منش جیون کو سپھل کرینگے -

فصل ہشتم

ستیارتھ پرکاش پر ایک نظر

نمونے کے طور پر تین سدھانتوں کا ذکر کرتے ہوئے ہمنے دکھا دیا کہ مہرشی نے کس اتم سار گربھت ریتی سے سوتر وت ویدک سدھانتوں کو سمجھانیکے لئے کافی ذخیرہ اپنی پستکوں میں بھر دیا ہے جسکی تائید میں دنیا بھر کے اعلےٰ فاضلوں کی رائیں اور شہادتیں اکٹھی کیجا سکتی ہیں - اگر ایک ایک ویدک سدھانت کو مکمل طور پر انسان جاننا چاہئے تو اُسکے لئے مہرشی کے پستک کافی ہیں - اب ہم درشانا چاہتے ہیں کہ کن کن رشیوں کو اُنکی تصنیفات پرتی پادن کر رہی ہیں -

نوٹ - تاریخ ۲۵ جولائی ۱۸۷۵ء کو ایک ویاکھیان سوامی جی نے شہر پونا میں دیا تھا اُسکے مختصر سے نوٹ ایک رپورٹ کی شکل میں راجستھان آریہ پستک پرچارنی سبھا کیطرف سے لالہ رام بلاس جی نے مرتب کرائے ہیں - دیکھو ویاکھیان نمبر -

بلکہ کسی دوسرے عالم سے حاصل کرتا چلا آیا ہے۔ یہانتک کہ ہم آدی سرشٹی کے عالموں کے پاس پہنچتے ہیں اور پاتے ہیں کہ اُنہوں نے علم ایشور سے ہی ضرور حاصل کیا ہوگا۔ کیونکہ جڑ مادہ علم سے خود رہت ہی اور جب جیتی سی ہستی ہو نہیں سکتی تو مادہ چیتن روح کو علم سکھا نہیں سکتا۔ مادہ کے علاوہ دوسری شے روحیں ہیں لیکن دنیا کی تاریخ صاف لفظوں میں اور تجربہ بلاشبہ گواہی دے رہا ہے کہ ایک روح خود عالم ہونے پر ہی دوسری کو علم کی روشنی دے سکتی ہی۔ لیکن خود بخود کوئی روح عالم نہیں ہو سکتی۔ اسلئے شروع دنیا میں ابتدائی منش نہ جڑ جگت سے نہ دیگر روحوں سے علم حاصل کر سکتے تھے۔ بلکہ بلاشبہ اُسی سے اُنہوں نے علم حاصل کیا جو کہ علم مجسم ہے اور جسکو پرمیشور کہتے ہیں پھر اُنہوں نے برہما آدی رشیوں کو ایشور سے حاصل کیا ہوا علم سکھایا اور جسطرح انسان سے انسان کی پیدایش کا سلسلہ جاری ہوا اسیطرح سے ایک انسان دوسرے کو علم سکھاتا رہا۔

انسانی زبان کی تحقیق کرتے ہوئے ہمنے وید شبدوں کو انسان کی اصلی زبان ثابت کیا تھا اور انسانی علم کی تحقیق نے بھی ہمیں تبلادیا کہ علم کا منبع وہی گیان ہے جسکو کہ وید کے شبد بودھن کر رہے ہیں۔ گویا ویدک شبد انسان کی اصل زبان اور ویدک گیان انسان کا اصلی علم ہے۔ جسطرح جسم کا روح سے تعلق ہے اُسیطرح شبد کا ارتھ سے لگاؤ ہے۔ جیسے حرارت کا روشنی سے میل ہے ویسی شبد کا ارتھ سے سمبندھ ہے۔ شبد کے معنی زبان اور ارتھ کے معنی گیان ہیں۔ وید کی مکمل تعریف یہ ہے کہ وہ شبد ارتھ کے سمبندھ کا روپ ہے۔

وید اوپتی کے وشے میں مہرشی دیانند سرسوتی نے وید بھاشیہ بھومکا میں سار گربھت ریتی سے لیکھ کیا ہے جسکے پڑھنے سے انسان کی کل شکوک رفع ہو جاتے اور محقق کو ویدوں کے ایشور وکت ہونیکا پورا یقین ہو جاتا ہے۔ کوئی اعلےٰ اعتراض نہیں جسکا معقول جواب مہرشی نے اُس کتاب میں عمدگی سے تسلی بخش نہ دیا ہو۔ جو لوگ کہا کرتے تھے کہ ایشور نراکار ہے اُس سے شبد روپ وید کیسے اوتپن ہو سکتے ہیں؟ اُنکے اوتر میں مہرشی لکھتے ہیں کہ ....

"مُن میں مکھ آدی اوپو نہیں ہیں۔ تتھاپی جیسے اُسکے بھیتر پرشنوتر آدی شبدوں کا اوچارن مانس ہوا کرتا ہے ویسے ہی پرمیشور میں جاننا چاہئے۔ اور سمپورن سامرتھ والا ہے سو کسی کاریہ کے کرنے میں کسی کا سہائے گرہن نہیں کرتا...... جیسے دیکھو کہ جب جگت اوتپن نہیں ہوا تھا اُس سمے نراکار ایشور نے سمپورن جگت کو بنایا تب ویدوں کے رچنے میں کیا شنکا رہی۔ جیسے ویدوں میں اتینت سوکشم ودیا کا رچن ایشور نے کیا ہے ویسے ہی جگت میں بھی نیتر آدی پدارتھوں کا اتینت آشچریہ روپ رچن کیا ہے تو کیا ویدوں کی رچنا نراکار ایشور نہیں کر سکتا"۔ پھر مہرشی درشاتے ہیں کہ ویدوں کو پستکوں میں لکھ کے سرشٹی کے آدی میں ایشور نے پرکاشت نہیں کئے تھے۔ بلکہ اگنی - وایو - آدتیہ - اور انگرا مہرشیوں کے گیان میں پریرنا دوارہ پرکاش کئے تھے"۔ جیسے باجے کو کوئی بجائے یا کاٹھ کی پتلی کو حرکت کرائی ہی پرکار ایشور نے اُنکو نمت مانر کیا تھا۔ کیونکہ اُنکے گیان سے ویدوں کی اتپتی نہیں ہوئی۔ کنتو اس سے یہ جاننا کہ ویدوں میں جتنے شبد ارتھ اور سمبندھ ہیں وے سب ایشور نے اپنے ہی گیان سے اُنکے دوارہ پرگھٹ کئے ہیں"۔ پانینی - پاتنجلی - جیمنی - کناد - گوتم - واتسیائن اور کپل سے مہرشیوں کے ست وچن ویدوں کے انادی ہونے میں درج کرتے ہوئے مہرشی لکھتے ہیں کہ "جب جب پرمیشور سرشٹی کو رچتا ہے۔ تب تب پرجا ہت کے لئے سرشٹی کی آدی میں سب ودیاؤں سے یکت ویدوں کا بھی اپدیش کرتا ہے۔ اور جب جب سرشٹی کا پرلے ہوتا ہے۔ تب تب وید اُسکے گیان میں سدا بنے رہتے ہیں اس لئے ان کو سدیو نت ماننا چاہئے"۔

وید اگر ایشور وکت گیان ہے تو سرشٹی ایشور وکت کرم۔ وید اگر ایشور کی کلام ہے تو قدرت اُسکا فعل ہے۔ اسلئے وید شبدوں کے ارتھ سرشٹی نیموں کے انوکول ہونے پر ست اور اُنکے ورودھ ہونے پر متھیا ارتھ کہلاتے ہیں۔ وید کی سچی لغات سرشٹی کے نیم ہیں۔ اور سرشٹی نیموں کا بودھک وید ہیں۔ سرشٹی نیموں کا دوسرا نام ویدارتھ ہے۔ سرشٹی کی زندہ کتاب کو دیکھنے والی انسان کی بدھی ہے اور وید اُس بدھی کے لئے رہبر اور مددگار سورج کا کام دیتا ہے۔ جیسے سورج کی روشنی میں آنکھ مادی اشیا کو نربھرم دیکھ سکتی ہے۔ ویسے ہی سرشٹی کی ودیا کو بدھی وید سورج کے سہارے سے ہی نربھرانت ریتی سے پراپت کر سکتی ہے۔ اس وید سورج کی لپت ہونے سے ..... ۵ ہزار برس سے پرتھوی پر اندھکار تھا۔ اور اس اندھکار کی اوستھا میں جو مت متانتر اور بھن بھن زبانیں پیدا ہوئیں اُنکا برنن ہم پہلے کر چکے ہیں۔ سورج کے ابھاؤ میں چراغوں نے جسطرح سے کام کیا اُسکا کچھ برنن درشا چکے ہیں۔ لیکن منش جاتی کے اُتم بھاگ اُدے ہوئے کہ وید کا سورج بدھی کی آنکھ کو ست کا نربھرانت مارگ دکھانیکے لئے ایک عرصہ دراز کے بعد مہرشی دیانند کے اُپکار سے اُدے ہو گیا ہے۔ کالی رات کی جگہ اوجالا ہے۔ چراغوں کی جگہ ایک شفاف

نوٹ۔ دیکھو رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مصنفہ مہرشی دیانند سرسوتی صفحہ ۱۲۔

اور یہ اغلب معلوم دیتا ہے کہ وہ ہند کی شرمنون (برہمنوں) کی ملاقات کے لئے آتی ہونگے ٹھیک ویسے ہی جیسے کہ یونان کی فاضل انکی ملاقات کو جایا کرتی تھی - گویا ودیا گرہن کرنیکی غرض سے"

"دبستان کا مصنف بیان کرتا ہے کہ پرانے ایرانیوں کے بزرگ ہندو تھے - اور وہ کہتا ہے کہ اسمیں شک نہیں کہ مہا آباد یا منو کی کتاب جو دیو بانی میں لکھی گئی ہے اُس سے مطلب بید کا ہے پس زرتشت محض ریفارمر تھا - ہم ہند میں ایران کے پرانے مذہب کی جڑ پاتے ہیں"

"یہ نہایت ہی عجیب بات ہے کہ اہل پیرو (جنوبی امریکہ کے ایک ملک کے باشندے) جنکا بزرگ انکس سورج بنسی کہلانیکا فخر کرتا تھا یہ لوگ اپنے بڑے تیوہار کو رام ستبے کے نام سے پکارتے ہیں جس سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ جنوبی امریکہ میں وہی نسل آباد تھی جو کہ ایشیا کے دور دراز کونوں میں رام چرتر اور کتھا لگئی ہے" - "ہند میں عمارات اور کھنڈرات بتلاتے ہیں کہ افریقہ اور ہند کا نزدیکی رشتہ تھا مصر کے میناروں اور بدھ کے مندروں کے بنانیوالے ایک ہی کاریگر ہونگے" "اُن عمارتوں پر حروف قدیم ہندوستانی اور قدیم ابی سینیا یا اتھوپیا کے معلوم ہوتے ہیں - اس سے پتہ لگتا ہے کہ اتھوپیا اور ہندوستان ایک ہی عجیب نسل سے آباد ہوئے ہونگے - اسکی تائید میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بنگال اور بہار کے پہاڑی لوگ اپنے خط و خال میں خصوصاً ہونٹھ اور ناک کی مشابہت میں موجودہ ابی سینیا والوں سے کچھ اختلاف نہیں رکھتے" "ہندو بہت قدیم زمانہ سے پرانے اہل فارس - اتھوپیا - مصر - فنیشیا - یونان - ٹسکنی - سی تھیا - اور گاتھ - کیلٹ - چینی - جاپانی - اور اہل پیرو سے رشتہ رکھتے ہیں جس سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یا تو یہ قومیں ہندوؤں کی بستیاں ہونگی یا اُن میں سے کسی نے سب کو بسایا ہوگا - یہ ہم صاف طور سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ تمام ایک ہی مرکز سے آئی ہونگے" ایشیاٹک ریسرچز جلد دوئم میں ولیم جونز کہتا ہے کہ میں ژند اوستھا کے شبدوں کو دیکھنے پر حیران ہوگیا - دس لفظوں میں چھ یا سات خالص سنسکرت کی ہیں یہانتک کہ وبھگتیاں بھی ویاکرن کے قواعد کے مطابق ہیں جیسے یوشماکم کا یوشمہ - پھر بیان کیا گیا ہے کہ ایران اور دنیا کا پہلا راجہ مہا آباد تھا جنہے لوگوں کو چار حصوں میں بانٹا تھا یعنی پروہت - سپاہی - تجار اور خدمتگار -

"مصر میں دو پرانے کتبے اکھشر تھے - ایک لوگک جو ہندوستان کے پراکرت کے حروف سمجھتے ہیں اور دوسرے ویدک جو دیوناگری جیسے اور خصوصاً بدھ اکھشروں جیسے ہیں" "مصر کی مینار بابل کا برج - مہا دیو کی مورتی کے لئے بنائی گئے تھے" "برہمن اور دروید ایک ہی ہیں" "تمام حالات ثابت کرتے ہیں کہ ہندوستانی اور چینی اصل میں ایک ہی ہیں" (جلد صفحہ ۴۲۷)

شکنتلا اور مہابھارت آدی کے دیکھنے سے اُس زمانہ کی شائستگی یعنی علم و ہنر کا پتہ لگتا ہے جس زمانہ کو یورپ کے مورخوں کی بنائی ہوئی تاریخیں پہنچ نہیں سکتیں مصر اور یونان کی شائستگی اُس اعلیٰ شائستگی کے آگے جو کہ چھ ہزار (۶۰۰۰) برس سے پیشتر دنیا میں عموماً اور آریہ ورت میں خصوصاً تھی سچ مچ ادھوری پرتیت ہوتی ہے - اس کمل شائستگی پر نگاہ کرنیسے چاروں طرف سے کمالیت ہی دکھائی پڑتی ہے - اگر آجکل ریل انسان کو موجودہ شائستگی کی ایک عمدہ سواری نظر آتی ہے تو اس سے بڑھکر ویمان (بیلون) - اگنی یان (ریل سے بڑھکر تیز چلنے والی گاڑیاں) آدی کا اُس سمے میں پرچار ہونا موجودہ دنیا کو حیرت میں ڈال دیتا ہے - اگر آجکل سپاہی لوگ ڈینامائیٹ سے اوزاروں کے گیت گاتے ہیں تو اُس سمے کے اگنی استر - ورن استر اس سے بڑھکر کمالیت کو ظاہر کر رہے ہیں - شاریرک - آتمک اور ساماجک - پورن اونتی کے پورن سادھن بلاشبہ بتلا رہے ہیں کہ منش اپنا چین سمے میں پورن ودوان ہوا کرتے تھے - یورپ اور امریکہ کی موجودہ شائستگی اور ترقی کے عمارات کو دیکھکر ستھول درشی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عمارت نئی یورپ یا امریکہ نے خود بنائی ہے لیکن دانا اور محقق علم کی تاریخ جاننے والے بتلا رہے ہیں کہ اس عمارت میں ایک ایک علمی اینٹ پرانی لگی ہوئی ہے - بیسیوں معتبر تاریخیں شہادتیں اور موجود ہیں جنکو طوالت کے ڈر سے ہم لکھ نہیں سکتے لیکن اُن تمام کا لُب لباب یہ ہے کہ دنیا بھر کے علوم و فنون کے اُستاد اور موجد پرانے برہمن لوگ اور دنیا کو اعلیٰ شائستگی کے سکھلانے والے بھارت ورشی ہیں -

یہ شہادتیں کہہ رہی ہیں کہ کوئی بھی علم یا فن کبھی کسی شائستہ قوم نے ایسا نہیں نکالا جو کہ اُس سے پہلے کسی اور شائستہ قوم میں نہ ہو - اور ایک قوم دوسری سے شائستگی سیکھتی چلی آئی ہے - ان شہادتوں سے بڑھکر نہایت ہی پرانے زمانہ کی ایک اور معتبر شہادت منوسمرتی سے ملتی ہے جسمیں لکھا ہے کہ دنیا بھر کے لوگ علوم و فنون آریہ ورتی فاضلوں سے آکر سیکھا کریں - اس سے پایا جاتا ہے کہ ایک زمانہ تھا جبکہ واقعی دنیا بھر کے لوگ آریہ ورت دیش میں علوم و فنون کا سبق سیکھنے کے لئے آتے تھے - اس مقام پر پہنچکر سوال یہی پھر سامنے آجاتا ہے کہ منو آدی مہرشیوں نے جو کہ جگت گورو تھے علم کہاں سے حاصل کیا - اسکا جواب نربھرانت ریتی سے خود مہرشی دیتے ہیں کہ سب پرکار کی ودیا رشیوں نے وید سے سیکھی ہیں - اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وید کیا چیز ہے اسکا جواب رشی دیتے ہیں کہ وید ایشوری گیان ہے - اور واقعی یہ سچ ہے کیونکہ ہمنے سرسری طور سے دیکھ لیا کہ انسان علم کو ایجاد نہیں کر سکتا

نوٹ - ۱ ایشیاٹک ریسرچز صفحہ ۱۲۷ - ۲ صفحہ ۴۹ - ۳ جلد اول صفحہ ۴۲۶ - ۴ جلد اول صفحہ ۴۲۲ - ۵ صفحہ ۲۴۸ - ۶ صفحہ ۱۴۳ - ۷ جلد دوئم صفحہ ۳۷۳ - ۸ جلد ۱ صفحہ ۴۷۷ - ۹ جلد ۲ صفحہ ۴۸۰ - ۱۰ انگلینڈ کے پرانے پروہت ڈروئیڈ کہلاتے تھے -

آدی سمے مقرر تھے۔ راج پربندھ کی اوتمتا کے کارن کبھی بغاوت نہیں ہوا کرتی تھی۔ اور یہاں کی درن بیوستھا بالکل ہندوستان جیسی تھی۔ سب سے اول پروہتوں کا درجہ تھا۔ پھر سپاہیوں کا۔ اُن سے اُتر کر کاشتکاروں اور سوداگروں کا اور سب سے آخیر نوکروں کا درجہ تھا۔ مصر کی رتھیں اور گھوڑے نہایت اعلےٰ قسم کے تھے۔ زندگی اور موت کے سوال کو نہایت سنجیدگی سے حل کیا کرتے تھے۔ راجاؤں نے رفاہ عام کے لئے نہریں کھدوائیں اور جہاز بنوائے تھے۔ لکھنے۔ گرہ مرد۔ جوتش۔ مساحت۔ راگ۔ اور طبابت میں لوگوں نے خاص کمال پیدا کیا تھا۔ اور وہ بلا شبہ جانتے تھے کہ منش کا آتما اجر امر ہے۔ آواگون ورکُتی کے قائل ہندوؤں کی طرح تھے۔ مٹی اور شیشے کے ظروف اور جہاز بنانے وغیرہ ہنروں میں بڑے کاریگر تھے۔ وہ ترازو کا استعمال کرتے تھے اور لیور (بوجھا جنتر) سے بھاری بوجھ اُٹھایا کرتے تھے۔ آرے۔ چھینی۔ اعلیٰ سے اعلیٰ چمٹے۔ پچکاری۔ اور ہتھروں کے بنانے والے تھے۔ سونے اور دھاتوں کو گلا کر کام میں لاتے تھے۔ دریائے نیل پر جہاز رنگ برنگی بادبانوں سے لہراتے ہوئے انکی عظمت کو جتاتے تھے۔ گھنٹے۔ کوٹھاری اور چیر پھاڑ کے تمام ہی اوزار انکے ہاں مستعمل تھے۔ نہایت عمدہ کاغذ بنا کر رنگ برنگی سیاہیوں سے لکھا کرتے تھے۔ کپڑے رنگنے میں کمال کرتے تھے۔ پراچین مصری لوگ اعلےٰ درجے کے عقلمند کاریگر اور محنتی تھے۔ انکی استریاں چوڑیوں۔ انگوٹھیوں سے سجوشت رہا کرتی تھیں۔ سر کے بال لمبے اور گندھے ہوئے رکھتی تھیں۔ شیشے۔ کنگھے۔ عطریات سب انکو میسر تھے۔ چاندی۔ مٹی۔ پیتل کے برتنوں میں کھانے کھاتے تھے۔ اور کھانے کے وقت بھجن گائے جاتے تھے۔ چنگ۔ تنبورہ۔ سارنگی پر عجب لطافت سے گاتے تھے۔ اور مُردوں کو جس مصالحے سے پڑ کر کے محفوظ رکھ چھوڑتے تھے اُسکا علم آجتک مغربی لوگوں کو معلوم نہیں ہوا۔ مصر کے مینار اُنکی معماری کی لاثانی شہادتیں ہیں۔

چالڈین سالیسرین۔ اور بابل والوں کی شائستگی بھی نہایت پرانی ہے۔ اور مصر سے کم نہیں۔ چالڈیا علم و ہنر اور اسکے نتیجہ شائستگی کا گھر تھا۔ ریاضی اور جوتش میں خاص کمالیت اُنہوں نے پیدا کی تھی۔ تول کے باٹ ایسے عمدہ بنائے تھے کہ آجتک یورپ میں انکی ہی بنیاد پر باٹ بنائے گئے ہیں۔ اور آبی گھڑی سے وقت کا اندازہ لگایا کرتے تھے۔ مصر کو نے یونان کو اور یونان نے روم کو اور روم نے موجودہ یورپ کو شائستگی سکھلائی۔ ہم پاتے ہیں کہ مصریوں نے ہندوستانیوں سے شائستگی حاصل کی تھی۔ ہندوستان کی شائستگی مصر سے بڑھکر تھی۔ گو مہابھارت کی یدھ نے پرتھوی کو عموماً اور ہند کو خصوصاً تہ و بالا کر دیا تھا تو بھی ہم ہندوستان کو اعلےٰ سے اعلےٰ شائستگی کا گھر تاریخ کے رو سے پاتے ہیں۔ دو سو جہاز ہندوستان کے اسکے کناروں پر موجود رہتے تھے۔ برہمن اور درویش لوگ اِن جہازوں میں سہارا جاوا۔ اور چین کو جایا کرتے تھے۔ بنج بیوپار میں سوداگر بنا چھل کپٹ کے کاریہ سدھی کیا کرتے تھے۔ دغا بازی اور عہد شکنی سے کوسوں بھاگتے تھے۔ جیون ساگ کے زمانہ تک لوگ چاروید ونکو پرم پرمان مانتے اور ۳۰ برس کی عمر تک برہمچاری رہا کرتے تھے۔ اُن زمانہ میں شدھ وپا شلپ وپا چکتسا ودیا جیتو ودیا اور رادھیاتم ودیا چلیت تھیں۔ عرب کے مصنفوں نے ہندسے علم ہندسہ اور الجبر اسیکھا اور یہ الجبر اٹالیہ کے لیونارڈو کے ذریعہ موجودہ یورپ میں داخل ہوا۔ علم مثلث میں بھی ہندو ہی دُنیا کی اول اُستاد ہیں۔ حساب ور کسور اعشاریہ انکی بدولت ہی دنیا نے حاصل کیا ہے۔ ڈاکٹر وائیز کا قول ہے کہ ہندو ستانیوں نے ہی ہمیں علم طبابت سکھایا۔ یا نیارکس کا کتھن ہے کہ یونانیونکو سانپ کے کاٹے کا علاج معلوم نہیں تھا اور برہمن علاج کرنا جانتے تھے۔ مُردے کے چیر و پھاڑ کے لئے بھنت اوزار مستعمل تھے اور ۱۲۷ اوزار تو ایسے نفیس اور عمدہ تھے جو بال کو عموداً دو حصوں میں تقسیم کر دیں۔

ہند کی بابت جکالیٹ کہتا ہے کہ میں اپنی گیان نیتروں سے ہندوستان کو اپنا قانون اپنے سنسکار۔ اپنا اخلاق۔ اور اپنا دھرم مصر۔ ایران۔ یونان اور روم کو دیتے ہوئے دیکھ رہا ہوں میں جیمنی اور ویدیاس کو سقراط اور افلاطون سے پہلے پاتا ہوں۔ پرانے بھارت ورش کی عظمت کا اندازہ لگانیکے لئے یورپ میں حاصل کردہ تمام علم کسی کام نہیں آتا اور پرانے ہند کو جاننے کے لئے ہمیں ایسی کوشش کرنی چاہئے جیسے کہ ایک بچہ نئے سر سے سبق سیکھتا ہے۔ آگے چلکر جکالیٹ دنیا کے چند ملکوں کے نام اس پر کار بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سنسکرت کے نام ہیں:۔

نام	سنسکرت	نام	سنسکرت
سپارٹن	سپردہا سے جسکے معنی مقابلہ کے ہیں۔	سوئیڈن	سُویودھا (سپاھی)
سکینڈے نیویا	سکندہ نوا سے	ناروے	ناراواج (ملاحونکا دیش)
اوڈن	یودھن سے (جنگجو)	بالٹک	بالا۔ٹک (دویرونکا سمدر)

ہم آخرکار مسٹر بارنٹ سے اتفاق کرتے ہیں کہ مصری۔ ہندوستانی۔ یونانی۔ اور اٹلی والے درحقیقت ایک ہی مرکز سے بکھرے ہونگے اور یہی لوگ اپنا دھرم اور جملہ سائینس یا علوم چین اور جاپان میں لیگئے ہونگے۔ کیا ہم یہ نہیں کہسکتے کہ میکسیکو[1] اور پیرو[2] میں بھی؟ میں یقین کرتا ہوں کہ مصر کے پروہت درحقیقت نیل سے گنگا اور جمنا کو آتے ہونگے۔

نوٹ:۔ ایشیاٹک ریسرچز جلد اول صفحہ ۲۶۸۔ (۱) میکسیکو شمالی امریکہ کے ایک ملک کا نام ہے۔ (۲) پیرو جنوبی امریکہ کے ایک ملک کا نام۔

اور یہ اغلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہند کے شرمنوں (برہمنوں) کی ملاقات کرنے کے لئے آتے ہونگے ٹھیک ویسے ہی جیسے کہ یونان کے فاضل انکی ملاقات کو جایا کرتے تھے۔ گویا ودیا گرہن کرنیکی غرض سے"

"دبستان کا مصنف بیان کرتا ہے کہ پرانے ایرانیوں کے بزرگ ہندو تھے - اور وہ کہتا ہے کہ اسمیں شک نہیں کہ مہاآباد یا منو کی کتاب جو دیوبانی میں لکھی گئی ہے اُس سے مطلب بید کا ہے پس زرتشت محض ریفارمر تھا - ہم ہند میں ایران کے پرانے مذہب کی جڑ پاتے ہیں"

"یہ نہایت ہی عجیب بات ہے کہ اہل پیرو (جنوبی امریکہ کے ایک ملک کے باشندے) جنکا بزرگ انکس سورج بنسی کہلانیکا فخر کرتا تھا یہ لوگ اپنے بڑے تیوہار کو رام سیتا کے نام سے پکارتے ہیں جس سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ جنوبی امریکہ میں وہی نسل آباد تھی جو کہ ایشیا کے دور دراز کونوں میں رام چرتر اور کتھا لے گئی ہے" - "ہند میں عمارات اور کھنڈرات بتلاتے ہیں کہ افریقہ اور ہند کا نزدیکی رشتہ تھا مصر کے میناروں اور بدھ کے مندروں کے بنانیوالے ایک ہی عنصر کے کاریگر ہونگے" - "ان عمارتوں پر حروف قدیمی ہندوستانی اور قدیمی ابی سینیا یا اتھوپیا کے معلوم ہوتے ہیں - اس سے پتہ لگتا ہے کہ اتھوپیا اور ہندوستان ایک ہی عجیب نسل سے آباد ہوئے ہونگے - اسکی تائید میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ بنگال اور بہار کے پہاڑی لوگ اپنے خط و خال میں خصوصاً ہونٹھ اور ناک کی مشابہت میں موجودہ ابی سینیا والوں سے کچھ اختلاف نہیں رکھتے" - "ہندو بہت قدیم زمانہ سے پرانے اہل فارس - اتھوپیا - مصر - فینیشیا - یونان - ٹسکنی - سی تھیا - اور گاتھ - کیلٹ - چینی - جاپانی - اور اہل پیرو سے رشتہ رکھتے ہیں جس سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یا تو یہ قومیں ہندوؤں کی بستیاں ہونگی یا اُن میں سے کسی نے سب کو بسایا ہوگا - یہ ہم صاف طور سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ تمام ایک ہی مذہب کی شروع میں پیرو تھیں" (مسٹر پیکاک اور ہیرن جلد دوم میں) ولیم جونز کہتا ہے کہ میں ژند اوستا کے شبد سنسکرت کے زمانوں میں دیکھتا ہوں - دنیا ہمیشہ سے سمجھتی رہی ہے کہ یہاں کوئی نیا سدھانت بتایا جا رہا ہے اور اسی غلطی کے باعث بہادر گلیلیو کی سخت توہین اُن پادریوں کے بزرگوں نے کی تھی جو آج اپنے مشن سکولوں میں زمین کے گول ہونیکی سکھشا دیتے ہوئے انہی بزرگوں کی جہالت کا خود کھنڈن کر رہے ہیں -

آجکل علمی دنیا علم جیالوجی کے پرچارک لائل کے سدھانت کو غلطی سے نیا بتلا رہی ہے لیکن ست پسند اقرار کرتے ہیں کہ لائل کا بھوگربھ ودیا سمبندھی سدھانت کہ وہ کارن جن سے بھوگربھ پرنام کو سدیو پراپت ہو رہا ہے اپنا کام نت پرتی کر رہے ہیں - یہی پراچین سدھانت ارسطو کا تھا اور جان رے کے دوارہ یہ سدھانت ورتمان سمے تک پہنچا" اور اب لائل نے اسکے پرچار سے پرانی بھوگربھ ودیا کا لیش ماتر بودھن کر دیا ہے - پاتھیاگورس نے خوراک کے متعلق رشیوں کی سدھانت کا پرچار کرتے ہوئے کہا تھا کہ انسان کو گوشت نہیں کھانا چاہیئے - اسی سدھانت کو مغرب میں افلاطون - سینکا - پلوٹارک - ٹرٹولین - پورفری - کورنارو - رے - والٹیئر - روسو - بیلی - نیوٹن - شیلی - لامارٹن - شوپن ہار وغیرہ کئی فاضلوں نے پرچار کیا اور ہمیشہ دنیا اسکو نیا سدھانت سمجھکر اسکی مخالفت کرتی رہی ہے لیکن بہادر مخالفت کو کاٹتے ہوئے آگے بڑھتے گئے - یہی نہیں کہ منش کوئی ایک ست سدھانت دوسروں سے سیکھتا ہوا چلا آرہا ہے - بلکہ علم و ادب کی اعلےٰ تصنیفات کسی دوسرے علم و ادب کا خلاصہ ہوا کرتی ہیں - فلاسفر پلاک کا کتھن ست ہے کہ "اہل روم کا علم و ادب یونانیوں کے علم و ادب کی نقل ہے" - جنہوں نے غلطی اور اودیا کا پرچار کیا ہے وہ اگر آپسمیں نہ ملیں تو عجب نہیں کیونکہ دس اور دس کو بیس کہنے والے سو آدمی اتفاق کر سکتے ہیں لیکن اسکو ۱۸ اور ۱۷ اور ۱۵ اور ۱۳ وغیرہ کہنے والے آدمی ایک رائے کے نہیں ہو سکتے - اس لئے ہم - ڈارون - مالتھس وغیرہ کے متھیا سدھانتوں کا اسموقع پر ذکر نہیں کر سکتے - اگر اُن کے سدھانت ست ہوتے تو ہم دکھا سکتے ہیں کہ یہ پہلے بھی موجود تھے - لیکن غلطی - اشدھی - اندھکار کا برنن کرنا ہمارا پریوجن نہیں -

موجودہ یورپ و امریکہ کی شائستگی جو کہ علم و ہنر کا نتیجہ ہے کوئی نئی نہیں بلکہ تاریخ دنیا بتلاتی ہے کہ اس قسم کی شائستگی ہر زمانہ میں کسی نہ کسی قوم میں رہی ہے - اب ہم شائستگی کے متعلق تاریخ کی شہادتیں مختصر بیان کرینگے جنکو پڑھتے ہی بدھیمان جان لینگے کہ دنیا کے مختلف ملکوں کی پراتن شائستگی آجکل کی شائستگی سے بڑھکر تھی -

"چین و بابل کی شائستگی ملتی ہے" اور کانفیوشس کی تعلیم نے چین میں لوگوں کو ایک پرمیشور کا معتقد بنایا اور اُسنے پتری یگ پر اُپکار بنایا آدمی کی تعلیم دی - کاغذ بنانے اور چھاپنے کے کام میں بہت پرانے زمانہ میں چینی سبقت لیگئے تھے - ریشمی اور روئی کے عمدہ کپڑے بنانے میں یہ اعلےٰ درجہ کے کاریگر تھے - پرانے چین کے بعد اگر پرانے مصر پر ایک نگاہ ڈالیں تو پتہ لگتا ہے کہ موجودہ شائستگی سے بڑھکر اُس پرانے زمانہ میں وہاں شائستگی موجود تھی - مصر کے پراچین راجہ کا نام مینیز ہے - مصر وہ ملک تھا کہ جسکی علمی دولت سے بھکاری بنکر یونان سے افلاطون جیسے فاضل آیا کرتے تھے - پراچین مصر کے راجے پروہتوں کی صلاح پر چلا کرتے تھے - راجہ کے لئے سندھیا

(نوٹ) (۱) تھنگز ٹو بی ری میمبرڈ ان ڈیلی لائف مرتبہ جان ٹمبس ایف۔ ایس۔ اے صفحہ ۱۴۵ – (۲) سبجیکشن آف وِمن مصنفہ جے۔ ایس۔ مِل صفحہ ۱۳۲ –

آدی سمے مقرر تھے راج پربندھ کی اوتمتا کے کارن کبھی بغاوت نہیں ہوا کرتی تھی۔ اور یہاں کی درن بیوستھا بالکل ہندوستان جیسی تھی۔ سب سے اول پروہتوں کا درجہ تھا۔ پھر سپاہیوں کا۔ اُن سے اُتر کر کاشتکاروں اور سوداگروں کا اور سب سے آخیر نوکروں کا درجہ تھا۔ مصر کی رتھیں اور گھوڑے نہایت اعلےٰ قسم کے تھے۔ زندگی اور موت کے سوال کو نہایت سنجیدگی سے حل کیا کرتے تھے۔ راجاؤں نے رفاہ عام کے لئے نہریں کھدوائیں اور جہاز بنوائے تھے۔ لکھنے۔ گرمر۔ جوتش۔ مساحت۔ راگ۔ اور طبابت میں لوگوں نے خاص کمال پیدا کیا تھا۔ اور وہ بلا شبہ مانتے تھے کہ منش کا آتما اجر امر ہے۔ آواگون اور مکتی کے قائل ہندوؤں کی طرح تھے۔ مٹی اور شیشے کے ظروف اور جہاز بنانے وغیرہ ہنروں میں بڑے کاریگر تھے۔ وہ ترازو کا استعمال کرتے تھے اور لیور (بجھا جنتر) سے بھاری بوجھ اُٹھایا کرتے تھے۔ آرے۔ چھینی۔ اعلیٰ سے اعلیٰ چمٹے۔ پچکاری۔ اور ستروں کے بنانے والے تھے۔ سونے اور دھاتوں کو گلا کر کام میں لاتے تھے۔ دریائے نیل پر جہاز رنگ برنگی بادبانوں سے لہراتے ہوئے اُنکی عظمت کو جتلاتے تھے۔ گھنٹے۔ کوٹھاری اور چیر پھاڑ کے تمام ہی اوزار انکے ہاں مستعمل تھے۔ نہایت عمدہ کاغذ بنا کر رنگ برنگی سیاہیوں سے لکھا کرتے تھے۔ کپڑے رنگنے میں کمال کرتے تھے۔ پراچین مصری لوگ اعلےٰ درجے کے عقلمند کاریگر اور محنتی تھے۔ انکی استریاں چوڑیوں۔ انگوٹھیوں سے بھوشت رہا کرتی تھیں۔ سر کے بال لمبے اور گندھے ہوئے رکھتی تھیں۔ شیشے۔ کنگھے۔ عطریات سب انکو میسر تھے۔ چاندی۔ مٹی۔ پیتل کے برتنوں میں کھانے کھاتے تھے۔ اور کھانے کے وقت بھجن گائے جاتے تھے۔ چنگ۔ تنبورہ۔ سارنگی پر عجب لطافت سے گاتے تھے۔ اور مُردوں کو حسن مصالحہ سے رکھ کے محفوظ رکھ چھوڑتے تھے۔ کسی ... اور مگ ... پر کہ معلوم نہیں ہوا۔ مصر کے مینار اُنکی معماری کی لاثانی شہادتیں ہیں۔

جہاں تک دو ٹکر ٹانگوں والا پہنچ چکا ہے۔ وہاں رینگنے والے کا پہنچنا محال ہے۔ یہی مثال سرشٹی سدھ اور ... کا کہنا۔ ریاضی اور جوتش میں اُسکے برابر اور کوئی وقت کا حصہ نہیں ہوسکتا۔ جو شدھ وچار منش کا آتما پراتہ کال کے سمے میں کر سکتا ہے وہ کبھی دوپہر یا سہ پہر کو نہیں کر سکتا ... تھے مصری لوگ اور فلاسفر پراتہ کال کی اس عظمت کے قائل ہیں۔ شاعر اور یوگی اسی پراتہ کال کے سمے میں اوبُھت رچنا اور سدھی پراپت کیا کرتے ہیں۔ وہ مہرشی جنکو کہ سرشٹی کی پراتہ کال میں کام کرنیکا موقع ملا تھا، اُنکے برابر آنیوالے وہ مہرشی جنکو کہ دوپہر یا شام کا وقت ملا ہو کب ہو سکتے ہیں۔ سرشٹی کے پراتہ کال میں جہاں تک اُونچی رو حیں پہنچا کرسکتی تھیں وہاں تک دوپہر اور شام کی وقت کب کر سکتی ہیں۔ پراتہ کال کا سمے دن بھر کے لئے آدرش ہے جو مثال سب موسموں کا سرتاج ہے اسیطرح سرشٹی کے رشی بقیہ رشیوں کے سردار ہیں۔ باقی دن پراتہ کال کا ضمیمہ ہے۔ پراتہ کال اگر مکمل طور سے گیان دھارن کرنیکے لئے ہے تو باقی دن اُس گیان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سمجھنا چاہئے۔ لیکن بفرض محال ہم مان بھی لیں کہ دوپہر کو بھی آتما اتنا ہی شدھ وچار کر سکتا ہے جتنا کہ پراتہ کال کو کرتا تھا تو بھی اس سے پراتہ کال کے برابر دوپہر ہو سکتی ہے آتما میں بڑھکر کدا پی نہیں۔ گویا پانی اپنے سطح سے اونچے نہیں جا سکتا اور جہاں تک اونچے پانی جاتا ہے اُس سے اُسکی سطح کا پتہ لگتا ہے۔ روح کے اصلی گُنوں اور قابلیت میں کبھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ پس وہ گیان جو آدی سرشٹی میں منش کو ایشور یہ پریرنا دوارہ شدھ ہردے میں ملا تھا اُسپر ترقی کرنا گویا قدرت یا ایشور کے کارخانوں میں ناجائز منش کا ترمیم و تنسیخ کرنا ہے جو کہ کبھی ممکن نہیں۔ متھنی سرشٹی کے رشی اگر پوری کوشش کریں تو اُس گیان کی سطح تک پہنچ سکتے ہیں اُس سے اوپر جانا تو سراسر ناممکن ہے اور اس سطح تک بھی پہنچنے کیلئے متھنی سرشٹی کے رشیوں کو اُس آدی گیان کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ دھندلے شیشے بالکل روشنی کو جذب نہیں کر سکتے جتنا شیشہ شدھ ہے اُتنا ہی روشنی کو جذب کر سکیگا۔ آج اگر ملین آتما وید سوریج کی گیان روپی پرکاش کو دھارن نہیں کر سکتی۔ تو اُنکی ملینتا کا دوش ہے نہ کہ پرکاش کا۔ اور اگر کہیں کوئی بدقسمت اُس پرکاش کے انش کو اپنی شدھتا کے کارن جذب کر کے سنسار کو روشنی دکھاتا ہوا امید ہا (جنالٹی) کا ثبوت دے تو ہمیں یہ ہرگز نہیں کہنا چاہئے کہ اُسنے پرکاش نیا بنایا ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ وید کے پرکاش کو دھارن یا جذب کرنیکی بُدھی اسمیں ہے۔ پس اُن جلیل ہستیاں اپنے سادھنوں کی اوتمتا کا درشٹانت دیتے ہیں نہ کہ قدرتی گیان کے سورج کو بنایا کرتے ہیں۔ گیان کے سورج کو نہ کوئی گھٹا سکتا ہے نہ بڑھا سکتا ہے۔ جو شدھ سادھنوں کی دشا میں اُسکے تیج کو انوبھو کر سکتا ہے اور اشدھ سادھنوں کی دشا میں انوبھو کرنے پرا ندھکار میں رہتا ہے۔

اگر منش علم یا روشنی کو نیا بنا سکتے تو آجتک دنیا میں نئے سے نئے سدھانت نکلتے آتے۔ لیکن دنیا کی علمی تاریخ چکر میں گھومتی ہوئی اسبات کو سدھ کر رہی ہے کہ ایک سدھانت کے انوبھو کرنیوالے منشوں نے اوتم سادھنوں کی حالتیں وِدیا کا پرچار کیا تھا تو ملین سادھنوں کی اوستھا میں لوگ اُسی سدھانت کو انوبھو کر سکنے پر جاہل ہوگئے اور پھر زمانے آتے ہیں کہ کوئی سادھن شیل اُسی سدھانت کو پھر انوبھو کرنے پر کھڑا ہوا اور دُنیا اوسکو غلطی سے نیا سدھانت۔ نئی تھیوری یا نیا مسئلہ۔ اور نئی روشنی کہنے لگی۔ اسلئے دُنیا پر سے اس بھاری غلطی کا دور کرنا کہ سدھانت۔ تھیوری اور روشنی یا مسائل نئے نہیں ہوتے بہت ضروری ہے۔

شخص کسی سائنس یا علم کی تاریخ کا مطالعہ کرے یا خود کئی سال متواتر کسی سائنس کی ترقی کو بغور دیکھتا رہا ہے وہ بخوبی جان سکتا ہے۔ کہ اُسکی مقدار کتنی ہی خفیف ہوا کرتی ہے جسکو کہ واقعی نئے پن یا ارجنالٹی کا نام دیا جائے"...... "انسانی علم کی ترقی گھڑی کے پنڈولم یا لنگر کی طرح ہے۔ یا یوں کہو کہ انسانی علم ایک چکر میں گردش کھاتا ہوا۔ بار بار اُسی مقام پر آجاتا ہے۔ اور اِس حالت کے ہونے پر بھی ہم امید کیا کرتے ہیں کہ شاید پہلے کی نسبت آگے بڑھ جائیں۔"

سچ تو یہ ہے کہ کوئی بھی انسان اوریجنل نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ ہی اُرجنالٹی انسانی وصف ہے۔ اُرجنالٹی ایک بےمعنی وہم ہے جو کہ فاضلوں کو گھیر رہا ہے لیکن درحقیقت وہم سے بڑھکر کوئی انسانی وصف نہیں۔ اِس بات کو سنکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان نئی علمی بات دریافت نہیں کرتا؟ کیا ہم سنتے نہیں کہ نیوٹن نے کشش ثقل کا نیا مسئلہ دریافت کیا؟ کیا اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے؟ پیشتر اسکے کہ ہم اس بات کا جواب دیں سب سے پہلے یہ جان لینا چاہئے کہ نیوٹن نے جو مسئلہ دریافت کیا وہ وہی مسئلہ ہے جسکا ذکر سدھانت شرومنی کے مصنف بھاسکر اچاریہ نے نیوٹن کی پیدایش سے کئی ہزار برس پیشتر اپنی کتاب میں کیا تھا چنانچہ بھاسکر اچاریہ جی کہتے ہیں کہ پرتھوی میں کشش کی خاصیت قدرتی ہے۔ اس کشش کی بدولت پرتھوی کسی بھاری بے سہارا چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے جو چیز کہ گرتی ہوئی معلوم دیتی ہے وہ درحقیقت زمین کی طرف اُسکی کشش کے باعث جا رہی ہے۔"

اور یہی نہیں کہ بھاسکر آچاریہ جی نے یہ مسئلہ خود بنا دریافت کیا ہو بلکہ ہر ایک رشی منی اس مسئلہ سے آگاہ تھا۔ اور رشی منیوں نے اس مسئلہ کو علم کے قدرتی چشمے سے حاصل کیا تھا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ تمام روحیں قابلیتوں اور اوصاف کے اعتبار سے ایک سی ہیں لیکن مادی کثافت میں ملبوس ہونے سے بعض روحیں زنگ آلودہ شیشے کی طرح ہو جاتی ہیں جبکہ بعض شفاف رہتی ہیں۔ قدرت کی زندہ کتاب اپنا اثر شفاف آلات رکھنے والی روحوں پر پہنچا سکتی ہے۔ اور شدھ بدھی کے رکھنے والی روحیں قدرت کے طریق اور طرز کو سمجھ سکتی ہیں اور اُنکا چیزوں کی ماہیت سمجھ لینا اونکی بڑائی اور دُنیا کے لئے نیا پن یا اُرجنالٹی ہوا کرتی ہے سیب کے گرتے ہوئے نیوٹن کے ملک میں کون نہیں دیکھتا تھا لیکن پیٹ کی بند سے سیب کو گرتے دیکھ کر کھانیکو دوڑتے ہونگے اور علم لوگونکو گرنیکے فعل کو سمجھنے کا شوق تھا اور نہ انتھ کرن کی نرملتا کے کارن سمجھ سکتے تھے۔ پس گرنیکے فعل کے کارن کو سمجھنا نیوٹن کا کام تھا اور یہ کام اُسنے نیا نہیں کیا۔ بلکہ ہر ایک آتما بدھی رکھتا ہوا رشی منیوں کو اِس سے بھی بڑھکر سمجھتا اور پرکاش کرتا رہا ہے۔ جنکو آج مغربی دنیا اُرجنالٹی کے رکھنے والے نہیں بتلاتی ہے ہم اونکو شبدونکی گوڑھ ارتھ سمجھنے کی یوگتا یا بدھی رکھنے والے کہتے ہیں۔ اگر شن شبد کے گوڑھ ارتھ سمجھنے والا یورپ میں نیوٹن تھا۔ لیکن جس بدھی کے ہونے پر نیوٹن نے اس شبد کے ارتھ کو انوبھو کیا۔ اُسی اور اُس سے بدرجہا بڑھکر بدھی کے رکھنے والے لاکھوں رشی منی آکرشن کے ارتھ انوبھو کر چکے تھے اور آئندہ بھی کرینگے۔ بعض اوقات شبدوں کے رتھ سرشٹی میں انوبھو کرنیوالے اپ کار مہان پرش کہلاتے ہیں۔ اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ گیان کے بیج کو سنسار میں وستار روپی برکھش اور شاکھا کی صورت دینے والے اُرجنل مین کہلاتے ہیں۔ بھاپ کو جاہل سے جاہل بڑھیا کھچڑی پکاتی ہوئی روز دیکھتی ہے اور اتنا بھی جانتی ہے کہ جب پانی اُبلنے لگتا ہے تو ڈھکنا گر جاتا ہے۔ لیکن اُسکی ستھول بدھی ڈھکنے گرنیکی ماہیت کو دریافت کرنا نہیں چاہتی اور اگر دریافت کر بھی لے تو اِس بھاپ کو کسی اور طرح پر استعمال نہیں کر سکتی۔ لیکن جیمس واٹ نے کھڑکتے ہوئے ڈھکنے کا کارن بھاپ معلوم کر لیا گو کہ اُسوقت اُسکو ایک گھرانے کی بڑھیا بیہودہ وقت کھونیکے لئے کوس رہی تھی۔ بھاپ کے گن جاننے پر بھی وہ سٹیم انجن تب تک نہ بنا سکا جبتک اُسکو نیوکومن کے بنائے ہوئے انجن کی مرمت کا موقع نہ ملا۔

کوئی بدھیمان کسی اصول کی ماہیت جاننا یا شبد کے گوڑھ ارتھ انوبھو کرتا ہوا اپنے میدھا بدھی (ارجنالٹی) کا ثبوت دیتا ہے۔ اور کوئی اسی کے دوارہ پدارتھوں کے گنوں کو جانکر اُنکے سنگت کرنے سے کلا ینتر بناتا ہوا دُنیا کو لابھ پہنچاتا ہے۔ وشے بھوگ کی نرملتا سے بدھی ملین ہوتی ہوئی منش کو پشو تُل بنا دیتی اور شدھ ساتوک بدھی اُسکو اوچیہ شریشٹی میں دکھاتی ہے۔ اینڈرو جیکسن ڈیوس سے فاضل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ درحقیقت کوئی بھی آدمی اُرجنل نہیں کہلا سکتا کیونکہ علمی اصول یا آئیڈیا میں ترقی یا تنزل ہو نہیں سکتا۔ مثلاً آدر یا ستکار کا اصول ہر زمانہ میں یکسان ہے۔ زبان بھی جو کہ اندرونی اور عالمگیر اصول ہے وہ بھی قدرتی اور آنادی ہے۔ زبان کے اصلی اصول میں کبھی ترقی کا ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ اصول پہلے درجے کے مکمل ہوتے ہیں اور کسی طرح پر بھی اُن میں تبدیلی نہیں ہو سکتی

وہ سدیو اکھنڈ آبگرس سہتے ہیں ۱؎

(نوٹ) ۱؎ دیکھو ہارمونیہ جلد پنجم صفحہ ۳، مصنفہ اینڈرو جیکسن ڈیوس۔

اور کہا کہ وہ سمے ایسا تھا کہ دیش دیش کے منش اس دیش میں ودیا گرہن کرتے تھے...... اسمیں کچھ سندیہہ نہیں کہ سنسکرت ودیا سب ودیاؤں کی مکٹ منی ہے۔ اسکی پرسنشا اسکا آدر بھاو جیسا کچھ یوروپ امریکہ جرمن ایتیادی دیشوں میں ہوتا ہے ہمارے دیش میں لیش ماتر بھی نہیں۔ اوکسفورڈ میں سرکار کو چھوڑ کر کیول رئیس ساہوکار لوگ چالیس لاکھ روپیہ سالانہ ہی ودیا کی تعلیم کے لئے دیتے ہیں۔ اب کہو اس ایک نگر کی اوپما اس دیش کے کون سے نگر کو دیویں۔ اسکے اپرانت سنسکرت ودیا کا پرتیکھش پرمان یہ دیکھ لو۔ یدی مجھکو سنسکرت نہ آتی تو میں گریک (یونانی) لیٹن (لاطینی) بھاشا ایسی جلدی نہ سیکھ سکتا۔ لنڈن نگر میں مسٹر گلیڈسٹون سے میری بھینٹ ہوئی۔ اس سمے میں نے سنسکرت کی یوگتا دکھلائی تب مجھ سے کہنے لگے کہ میں اس بات کا بڑا شوک کرتا ہوں کہ میری آیو ادھک ہو گئی۔ یدی بیس دس برس بھی کم ہوتا تو سنسکرت کا آرنبھ کر دیتا ہے آریہ بھراترو گن دیکھو ابھی دیشی پرش سنسکرت کا کیسا آدر بھاو کرتے ہیں۔“

یوروپ کے فاضل سائینس آف لنگویج کی پیدائش کا باعث سنسکرت کے مطالعہ کو تلاتے ہیں اور رو زانہ سنسکرت کے نمونے کھوجنے میں مصروف ہیں۔ سنسکرت کی عظمت کے باعث انکی نگاہ میں ہندوستان کی عظمت ہے اور ہندوستان کے درشن کرنا اسیوجہ سے انکی بڑی تمنا ہے۔ فاضل ہمبولٹ ”مرتے دن تک شائستگی کی پراچین بھومی ہندوستان کے درشنوں کو تڑپتا رہا۔“ اور آج یوروپ اور امریکہ میں سنسکرت کے لئے فاضلوں کے دلوں میں حیرت انگیز عزت پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن سنسکرت کی مکمل عظمت کا جاننا اور اسکی خفیہ عالیشان طاقتوں کا محسوس کرنا اسکی نہایت پاکیزہ نفیس مکمل اور قدرتی ویدک شبد روپی صورت کے درشن کرنا مغربی عالموں کی طاقت سے باہر تھا۔ اسکا درشن کرانا مہرشی دیانند کے ہاتھ میں تھا۔ مہرشی نے بتلا دیا کہ دنیا بھر کی زبانوں کی سچی ماتا ویدک شبدوں کے روپ میں براجمان ہو رہی ہے۔ مہرشی کی وید بھاش بھومکا آدی گرنتھوں نے فلاسفروں اور فاضلوں کو اس ماتا کی اصلیت بتلاتے ہوئے نربھرانت ریتی سے اسکے منوہر درشنوں سے متلاشیوں کو ترپتی دی۔ بھوگول کی سرب بھاشاؤں کی پرم جننی کا نام ویدک شبد یا ویدوانی ہے جس کا آج سب پر مہرشی نے پرکاش کر دیا۔ اگر سنسکرت کی دریافت نے بجلی کی چمک کی طرح محدود خیالات کے قلعے توڑنے سے عالموں کو حیرت میں ڈالا تھا تو ویدک شبدوں کا تیجومئے سنپنج فلالوجی کے چراغ کو مات کرتا ہوا متلاشیوں کو پانچہزار برس کے بعد منش کی ابتدائی اصلی مکمل اور قدرتی ایک زبان پر قبضہ دلائیگا جس زبان کو افلاطون سے حکما قدرتی تبلاتے تھے جس ایک قدرتی زبان کی صدیوں سے دنیا کو ضرورت اور تلاش لگ رہی تھی آج اس جیتی جاگتی قدرتی ویدوانی کے درشن مہرشی دیانند نے کرائے۔ سب پرکار کے سنشے بھرم مٹاتے ہوئے پاننی۔ پاتنجلی جیمنی آدی مہرشیوں کی یکتی اور پرمان بل سے سوامی دیانند سرسوتی نے شبد کو نت سدھ کر کے درشا دیا۔ مہرشی کا یہ اپکار مغربی اور مشرقی دنیا کا تختہ پلٹ دیگا۔ بھرشٹ مصنوعی بھاشاؤں کو لوگ تلانجلی دیتے ہوئے ایک بدوانی کی شرن لیں گے اور پھر دوبارہ۔ ایشیا۔ یوروپ۔ افریقہ۔ امریکہ اوشینیا آدی سرب پرتھوی کے ستھلوں پر ویدک شبدوں کی دھنی سنائی دیگی۔ اور انگریزی۔ فارسی۔ عربی۔ ایرانی۔ مصری یونانی۔ لاطینی۔ فرانسیسی جرمن ہندوستانی آدی ۹۰۰ کے قریب بھاشائیں مرتیو کو پراپت ہوتی ہوئیں ویدوانی کو راج سنگھاسن سونپیں گی۔ مہرشی کا اپکار منش جاتی کو ویدک وانی سے سوبھوشت کرتے ہوئے دکھائی دیگا۔ گو صدیوں کی لگاتار کوشش کے بعد پرتھوی پر یہ زمانہ آئے لیکن اسکے آنے میں شک نہیں ہو سکتا کیونکہ قدرت آخر کار بناوٹ پر فتح ضرور پائیگی اور پانچہزار برس کی مصنوعی زبانوں کے چراغ ایشور وکت ویدک شبدوں کے سوریہ کے سامنے آخر کار ضرور بجھیں گے۔

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ روشنی کو حرارت سے کوئی جدا نہیں کر سکتا۔ جہاں زبان ہے وہاں گیان ہے۔ اگر دنیا کی زبانوں کی حقیقی ماتا ویدوانی ہے تو دنیا بھر کے علم کا قدرتی چشمہ ویدک گیان کو کہنا چاہئے۔ اگر ویدوانی ایشور وکت ہے تو ویدک گیان بھی ایشور وکت ہونا چاہئے۔ علم کی پیدائش کی تاریخ اس سوال کو شاید تشریح سے حل کر سکے اس لئے ہم علم کی پیدائش کے متعلق آندولن کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے ثابت کر دیا کہ زبان انسان خود نہیں بنا سکتا بلکہ ایشور کی طرف سے بنی بنائی زبان سرشٹی کے آدی میں منش کو ویدوانی کی شکل میں دیگئی تھی۔ اب ہم اس پرشن پر غور کرنا چاہتے ہیں کہ آیا علم انسان خود بغیر کسی کے سکھلانیکے حاصل کر سکتا ہے یا نہیں۔ دنیا بھر کا تجربہ اسبات کا زندہ گواہ ہے کہ انسان بغیر سکھلانے کے عالم نہیں ہو سکتا جسطرح زبان کو ایک سے دوسرا سیکھتا چلا آیا ہے ویسے ہی علم کو ایک سے دوسرا انسان حاصل کرتا آیا ہے اور کرتا جائیگا۔ جہاں انسان میں کوئی بھی نئی زبان کے ایجاد کرنیکی طاقت نہیں وہاں اسمیں کوئی بھی نئے علم کے ایجاد کرنیکی طاقت نہیں ہے۔ کوئی تھیوری۔ کوئی سدھانت۔ کوئی مسئلہ دنیا میں انسان نیا نہیں بنا سکتا اور نہ اسمیں بنانیکی طاقت ہے۔ ایک مغربی ودوان یہ کہتا ہے کہ جو

جاننے والوں نے اندھیری میں ٹٹولتے ہوئے اس بات کا پتہ لگایا ہے کہ زبان منش کرت نہیں ہے۔ دُنیا میں ۹۰۰ (نوسو) کے قریب زبانیں اسوقت مروج ہیں اور اتنی زبانوں میں دھاتوں کی بناوٹ ایک قسم کی معلوم کرنے پر میکس مولر سے بدیشی اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ دُنیا کی زبان کبھی ایک ہی تھی۔ ہم اُن قواعد اور طریقوں کو جو کہ میکس مولر و دیگر جرمن فلاسفروں نے استعمال کئے ہیں درست نہیں مانتے۔ ان فلاسفروں نے درمیان میں عبرانی وغیرہ زبانوں کو آرین زبانوں کے خاندان سے جدا ظاہر کیا ہے۔ لیکن چراغ کی روشنی میں جتنا کام اُنہوں نے کیا ہے اُس سے بہتر کی امید کرنا ہی غلطی ہے۔ ایک مقام پر میکس مولر بتلاتا ہے کہ شبد کے بگڑنے میں انسانی سُستی کیوجہ ہوتی ہے اسی بات کو زیادہ تشریح کے ساتھ ہم اسطرح بیان کرسکتے ہیں کہ شدہ والی سبھاؤ کی شکل سے منش کی اودیا اور سوتنترتا کے کارن ادھوگتی روپی بگاڑ کو پراپت ہوتی گئی لیکن سوتنترتا کے جائز استعمال کرنے پر منش سبھاؤ کی شکل سے آگے نہیں بڑھ سکتا کیونکہ قدرت پر ترقی ہو نہیں سکتی ہاں اُسکی انوکول چل سکتا ہے۔

تمثیل سے اس بات کو یوں سمجھنا چاہئیے کہ گنگوتری کا جل قدرت کے شکم سے نکلتا ہوا پاکیزہ ہوتا ہے مانسان کی غلاظت اور بناوٹ کے باعث وہ گدلا اور میلا ہوتا ہوا چلا جاتا ہے۔ لیکن انسان اگر پورا احتیاط کرے تو گنگوتری کے جل کو اسی دشا میں رکھ سکتا ہے۔ اُسکو زیادہ شُدھ بنانا اُسکی طاقت سے باہر ہے کیونکہ انسان قدرت کے انوکول چل سکتا ہے نہ کہ اُسپر ترقی کرسکتا ہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ انسان قدرتی اشیا کا بیجا استعمال اپنی اودیا اور سوتنترتا سے کرتا ہوا اُن قدرتی پاکیزہ چیزوں کو خراب بنا دیتا ہے لیکن کسی حالت میں قدرت پر ترقی نہیں کرسکتا۔ قدرتی حالت میں چیز ایک ہی صورت کی رہ سکتی ہے لیکن مصنوعی اور بگڑی ہوئی حالت میں اُسکی ایک صورت کی ہزار صورتیں بن سکتی ہیں اسلئیے مختلف بناوٹیں ایک ہی صلیت کا پتہ دیتی ہیں۔ میز۔ کرسی۔ چارپائی۔ قلم گو شکل و صورت میں مختلف ہیں لیکن تمام ایک ہی قدرتی لکڑی کی بنی ہوئی ہیں۔ اسیطرح یونانی۔ لاطینی عبرانی عربی۔ فارسی۔ وغیرہ وغیرہ گو شکل و صورت میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتی ہیں لیکن اصل میں تمام ایک ہی منش کی قدرتی سب سے پرانی اور مکمل زبان کی بگڑی ہوئی یا مصنوعی حالتیں ہیں۔

میکس مولر کے اس لیکھ میں نقص ہے کہ وہ سیمیٹک بانیں آرین زبانوں سے علیحدہ گروہ میں کہتا ہے۔ کیونکہ اس لیکھ کے معنی یہ ہوسکتے ہیں کہ سیمیٹک زبانیں انسان کی ایجاد شدہ ہیں اگر وہ آرین زبانوں کے بگاڑ سے نہیں بنیں۔ اور اس بات کو میکس مولر وغیرہ ہرگز قبول نہیں کرسکتے کہ کوئی انسان زبان ایجاد کرسکتا ہے۔ جب یہ بات ہے تو یہی ماننا پڑتا ہے کہ سیمیٹک زبانیں اُن زبانوں کی مصنوعی صورتیں ہیں جو زبانیں کہ ان سے پہلے رائج ہونگی۔ ہم اس بات کو ادھک ستار پور بک سدھ کرسکتے ہیں کہ سیمیٹک زبانیں بلاشبہ آرین گروہ سے ہی تعلق رکھتی ہیں لیکن طوالت کا خوف ہمیں ایسا کرنیکی اجازت نہیں دیتا۔ باوجود اس قسم کے کئی نقصوں کے آخر کار میکس مولر خود یہ کہتا ہے کہ یہ سچ ہو سکتا ہے کہ آرین زبانوں کے دھاتو شکل اور معنی میں سیمیٹک۔ ارال آلٹک۔ بنٹو۔ اور اوشینیا کی زبانوں سے ملتے ہیں" اور پھر اس بھاری اور ضروری سوال کا کہ منش کی ایک ہی زبان تھی یہ جواب دیتا ہے کہ "بلا شبہ ایک تھی" اگر وہ زبان کونسی ایک تھی یا ہے اسکا قطعی نشچت جواب دینا میکس مولر کی طاقت سے باہر ہے۔

یورپ میں ایک زمانہ تھا جبکہ لوگ مانتے تھے کہ عبرانی سے کل زبانیں دنیا کی نکلی ہیں۔ لیکن لیب نز نے لوگوں کو اس بات سے ہٹا دیا اور ہر ڈر نے اس بات کا قطعی کھنڈن کیا۔ ہر ڈر نے یہ بھی کہا کہ جیسے یونانیوں نے ہندوستانیوں سے فلاسفی وغیرہ سیکھی ہے ساتھ ہی الفاظ یا زبان بھی مستعار لی ہوگی۔ ہر ڈر کے خیالات کو تکمیل دینے والا ایڈلنگ تھا۔ اسکے بعد یورپ کی تاریخ میں علم زبان کے متعلق ایک عجیب زمانہ آتا ہے۔ اس زمانہ کو "سنسکرت کے دریافت" کا زمانہ کہتے ہیں۔ جیسے امریکہ کی دریافت نے یورپ کو نئی دنیا کا درشن کرایا تھا اسیطرح سنسکرت کی دریافت نے فلاسفروں کو ایک علمی نئی دنیا کا پتہ بتلا دیا۔ سنسکرت جو کہ ہندوؤں کی قدیمی زبان ہے اسکا دریافت ہونا بجلی کی چمک کی مانند تھا۔ سنسکرت کے براعظم کی سرسبز زمین کی شہادت دینے والے بڑھنے لگے اور یورپ میں اسکے مطالعہ کا بڑا شوق پھیل گیا۔ سر ولیم جونز جب ہندوستان میں آیا تو سنسکرت کی مطالعہ کرنے پر کہنے لگا کہ "یہ زبان نہایت عجیب صنعت کی ہے۔ یونانی سے بھی زیادہ مکمل لاطینی سے بھی زیادہ وسیع اور دونوں سے بڑھکر کمال نفیس اور دونوں سے بہت تعلق رکھتی ہے" ان لفظوں کو سنکر وہ لوگ بالکل دنگ رہ گئے یا دریوں نے سر ہلائے فاضلوں کو شک ہو گیا اور فلاسفر گھبرا اٹھے اور ڈرنے لگے کہ دُنیا کی تاریخ کے سلسلوں کو یہ دریافت تہ و بالا کر دیگی" چنانچہ اس دریافت سے لارڈ مان باڈو جو کہ مصری زبان کو سب کا مخرج بتلا رہا تھا ایسا گھبرایا "مانو کہ سنسکرت کے دریافت کی بجلی اُسپر ٹوٹ پڑی" اور آج سنسکرت نے جو عزت اور شہرت یورپ میں حاصل کی ہے اُسکا اندازہ مندرجہ ذیل عبارت سے لگ سکتا ہے۔

ص۱ تب شری یت پنڈت شیام کرشن جی ورما نے دیش دشا پراتی اونم پرکاش سے دیا کھیان دیا۔ ان دیش کے پراچین سو بھاگیہ کا ورنن کر ورتمان سمے کے بھاگ کو بتایا

(نوٹ) ص۱ از دیش ہتیشی اجمیر کھنڈ ۲ انک ۱۰ بابت ماس ماگھ سمت ...

سے بادشاہوں نے بھی انسان کی زبان دریافت کرنیکے لئیے یہی تجربے کئے اور اُنہیں اکامیابی کا مونہہ دیکھا - ان تجربوں نے فلاسفروں کو سکھلا دیا کہ زبان انسان کے لئے بنی بنائی طیار رہتی ہے - بچوں کا کام زبان بنانا نہیں بلکہ بنی بنائی زبان کا استعمال سیکھنا ہے۔

ڈارون اور اُسکے ہم خیال ھنسلی وہیج وڈ اور کینن فار نے اسبات کے ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ زبان ایشور کا عطیہ نہیں بلکہ آہستہ آہستہ چیخوں اور حیوانات کی آواز کی نقل کرنے سے ترقی کر کے موجودہ حالت کو پہنچی ہے - ڈارون کی اسبات کا زبردست کھنڈن پروفیسر نائر نے کیا اور اب پروفیسر نائر کی مانند میکس مولر اسبات میں ڈارونکا کھنڈن کر رہا ہے - میکس مولر ہمیں بتلاتا ہے کہ زبان چیخوں اور حیوانوں کی آواز کی نقل سے نہیں بنی ہے - پروفیسر پاٹ بھی عمدگی سے ڈارون کے سدھانت کا کھنڈن کرتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ "زبان کی اصلیت میں کسی نے کبھی زیادتی نہیں کی - تبدیلیئیں صرف شکلیں ہی ہوتی رہی ہیں - کسی بھی پچھلی نسل نے ایک دھاتو مصدر ایجاد نہیں کیا - جیسے کہ مادی دنیا میں کسی نے کوئی نیا عنصر نہیں بڑھایا - ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک طور پر ہم اُنہی الفاظ کو بول رہے ہیں جو کہ شروع میں ہی انسان کے مُنہ سے نکلے تھے"

لوک - ایڈم سمتھ - ڈیوگلڈ سٹوارٹ آدمی کے کٹھن انوسار منش بہت کال تک گونگا رہا - اشارے اور بھوئیں چڑھانے سے کام چلاتا رہا - اور جب کام نہ چلا تو پھر زبان ایجاد کر لی اور پھر مباحثہ کر نیسے لفظوں کے معنی مقرر کر لئے - لیکن ان تینونکا کھنڈن میکس مولر نے یہ کہتے ہوئے کر دیا ہے کہ "میں نہیں سمجھتا کہ کسطرح بغیر زبان کے مباحثہ اُنکے درمیان جاری رہ سکا پیشتر اسکے کہ وہ اتفاق رائے ہوئے" آگے چلکر میکس مولر ہمیں بتلاتا ہے کہ "میرا خاص کام اسبات کا ثابت کرنا ہے کہ زبان انسانی ایجاد نہیں"..... "ہم افلاطون سے اتفاق کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ شبد قدرت سے بنے بنائے ہیں اور افلاطون کے لفظوں میں ہمیں یہ زیادتی کر دینی چاہیئے کہ قدرت کے معنی خدا کیطرف سے ہیں"

"منش کو اپنی ابتدائی اور مکمل حالت میں وحشی جانور کی طرح محض خواہشات اور محسوسات کو ظاہر کرنیکی طاقت نہیں دیگئی تھی لیکن اُسکو اپنے من کے خیالات کو وانی دوارہ پرگھٹ کرنے کی شکتی دیگئی تھی اور یہ شکتی انسان نے خود نہیں بنائی یہ روحانی حس تھی" زبان کا علم ہمیں اسبات کو ثابت کر دکھاتا ہے کہ "تمام دنیا بھر میں ایک ہی زبان بولی جاتی تھی"

کولرج کا کتھن ہے کہ "زبان انسانی روح کا آلہ ہے" ٹرینچ کہتا ہے کہ "میں مبالغہ نہیں کرتا جبکہ یہ کہوں کہ وہ نوجوان جو دریافت کر لیتا ہے کہ الفاظ زندہ طاقتیں ہیں وہ اس معلوم پر گویا نئی حس کو حاصل کرتا ہوا ایک نئی دنیا میں داخل ہو جاتا ہے" زبان کی اصلیت کی بابت بیان کرتے ہوئے وہ اسبات کا کہ یہ چیخوں کی نقل کر نیسے آہستہ آہستہ بنی ہے کھنڈن کرتا ہے - اور بتلاتا ہے کہ ایسی حالت میں زبان ایک حادثہ کیطور پر ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی کہتا ہے کہ اگر یہ انسانی ایجاد ہے تو نہایت ہی وحشی قوموں میں زبان نہونی چاہیئے کیونکہ جو بعض تک نہیں پہنچ سکتے - اُنمیں زبان کیوں پائی جائے ؟ مگر زبان کی ہم یہ حالت نہیں پاتے کیونکہ جنوبی افریقہ کے جنگلی یا اپن علاقہ کے مردم خود قومی جو کہ وحشی پن کے حد کمال پر ہیں وہ بھی زبان رکھتے ہیں اور اسی کے دوارہ ویوہار کرتے ہیں - لیکن اسبات کا سچا جواب کہ زبان کسطرح سے پیدا ہوئی ہے کہ "ایشور نے انسان کو وانی دی ٹھیک ویسی ہی جیسے کہ اُسنے اُسکو بدھی دی کیونکہ انسان کا شبد وچار ہی ہے جو کہ باہر پرکاش ہوتا ہے - "

"ایشور نے انسان کو طوطے کی طرح شبد باہر سے پڑھائے نہیں لیکن انسان کو طاقت دی اور پھر اُسکی شکتی کو اُوتیجت کیا" وحشی انسانوں کی زبانیں ہر حالت میں اسبات کو سدھ کر رہی ہیں کہ وہ کسی مہان اور اُتم وانی کے کھنڈرات ہیں سو جیسی وحشیوں کی زبان اُنکی شکل کیطرح بدنما بن گئی چرکال اُتم گیان کر نیسے یہ لوگ اُدھوگتی کو پراپت ہوئے اور کسی بھاری انقلاب کے باعث دنیا کے ان اضلاع سے جو کہ ترقی کے کیند ستھے نکالے جا کر کونے اور جزیروں میں پناہ گزین ہوئے ہنر ایک اُتم بھاؤ نشٹ ہوا اور ساتھ ہی شبد جو اُن بھاؤں کو پرگھٹ کرتے تھے نشٹ ہو گئے" "زبان کے منطق کا نام گرامر ہے اور الفاظ بقاعدہ نشانات نہیں ہیں" آگے چلکر ٹرینچ بتلاتا ہے کہ سچے سبھاؤ کے ہی لوگ شبد پسند کرتے ہیں - "اور لفظوں کے اصلی معنی جاننے کے لئے ہمیں اُن شبد وںکے دھاتو کا رتھ ضرور جان لینے چاہئیں ورنہ الفاظ یاد نہیں رہینگے جیسے شاعری کی روح ہومر کی تصنیفات میں ٹپکتی ہے ویسے ایک ایک حرف کے اندر شاعری موجود ہے"

اُدھرٹ ستار نکرتے ہوئے ہم پاتے ہیں کہ ایوولیوشن کے مرید لوگوں کا یہ وہم کہ زبان بتدریج چیخوں سے بنی ہے ویسا ہی غلط اور لغو ہے جیسا کہ بندر سے انسان کا بننا - بادشاہوں نے تجربوں سے ثابت کیا اور اسی نتیجہ پر پہنچے کہ وانی منش خود نہیں بنا سکتا - افلاطون نے فاضل وانی کو منش کرت نہیں بتلاتے تھے اور آجکل زبان کے سائنس

(نوٹ ہٰ سائنس آف لنگویج مصنفہ ایف میکس مولر صفحہ ۱۸۳ ہٰ سٹڈی آف ورڈز مصنفہ آر سی ٹرینچ ڈی ڈی -)

پرم سدہانت ایشور ستا کا درشا دیا ہے۔ آنند کی اچھا کرنیوالے آتماؤں کے لئے اِس سے بڑھکر منگل سماچار کیا ہو سکتا ہے کہ مہرشی کے گرنتھ اور وید بہاشیہ اِس پرماتما کے مہت کو نر مہانت ریتی سے پرکاش کر رہے ہیں۔ مہرشی کا یہ پرم اُپکار آیندہ آنیوالی نسلیں یاد کرتی ہوئیں اپنے جیون سے اُنکا دھینہ باد کرینگی +

تین پدارتھ انادی ہیں۔

کئی مت متانتروں کے ماننے والے کہہ سے ہتے کہ صرف ایک ایشور ہی ایشور ہے۔ اُس سے علیحدہ کوئی شے نہیں۔ اور ساتھ ہی اِسکے وہ مانتے تھے کہ وہ ایشور بے عیب اور پاک ہے جب اُن سے سوال ہوتا کہ دنیا میں لوگ پاپ۔ زناکاری۔ خونریزی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور اگر سب کچھ ایشور ہی ہے تو یہ خونریزی اور زناکاری گویا تمہارا ایشور یا خدا ہی کر رہا ہے۔ تو سنکر وہ لاجواب ہو جاتے تھے کیونکہ اگر ایشور کے سوائے وہ روح یا آتما کو بھی انادی مانتے ہوتے تو جواب دیسکتے لیکن جسحالت میں وہ آتما کی انادی ہونے کی قایل ہی نتھے تو کیا جواب دیسکتے۔ یہی نہیں کہ وہ روح کو خدا سے جُدا نہیں مانتے تھے بلکہ مادہ کو بھی خدا ہی تبلاتے تھے اور جب اُنہیں کہا جاتا کہ مادہ میں گیان نہیں تو تمہارا خدا بھی گیان سے رہت ہوگا تو پھر بجز خاموشی جواب نہ دیسکتے تھے۔ یفتی سے سمنی کے مسئلہ کو اپنے سہارے کے لئے لیتے تھے۔ لیکن جب اس مسئلہ کا ثبوت طلب کیا جاتا اور کہا جاتا کہ ریت میں سے تیل کیوں نہیں نکلتا تو پھر عاجز ہو کر چپ ہو جاتے۔ مت متانتروں کی دُنیا اِسطرح مشکلات کے گورکھ دہندے سلجھا نا چاہتی تھی لیکن سلجھانیکی کوشش کرتے ہوئے اپنے آپ کو زیادہ ناقابل ثابت کر رہی تھی۔

ناستک لوگ روح کو مادی ذرات کا ہی نتیجہ مان سہے تھے اور جنگل کے ابو وبوش کے جنگی راگ میں یہ سُر الاپتے ہوئے سُنائی دیتے تھے کہ مرکر فنا ہو جاتا ہے۔ موت کے بعد جسم سے علیحدہ روح کوئی شے رہنے والی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی دنیا کا حاکم ہے جو کہ روحوں کو سزا و جزا دیوے۔ لیکن جب اُنسے سوال ہوتا کہ اگر موت کے ساتھ روح کا خاتمہ ہو جایگا تو دنیا سے اخلاق اور نیک چلنی کو جڑ سے کاٹ دینا چاہئے۔ کیونکہ بُرے اور بھلے کرموں کا پھل نہ ملتا ہے اور نہ کوئی دینے والا ہے۔ غریبوں کو ستاؤ ماں باپ کو جوتے لگاؤ۔ انصاف کا گلا گھونٹو۔ شراب کباب و رباب کی پرستش کرو۔ جو جی میں آئے سو کرو کوئی کرم پھل نہیں کوئی روح نہیں کوئی ایشور نہیں۔ لیکن یہ سنکر کٹّے ناستک بھی گھبرا جاتے اور عمل سے جواب دیتے کہ اخلاق کے بغیر دنیا کا کارخانہ آج تباہ ہو سکتا ہے۔ اخلاق اور انصاف کی بغیر سوسائٹی کا ایک پل بھی جینا محال ہے۔ ناستکوں کے دماغ ڈارون کی گھڑنت کو گورکھ بازی ہی قانون قدرت ہی سوچتے تھے لیکن اُنکے دل اُنکے دماغ کی مخالفت کرتے ہوئے عدل کے طرفدار بنے رہتے تھے اُنکے دل و دماغ میں ہی خانہ جنگی اور سخت اضطرابی موجود تھی۔ اُنکی اضطرابی دوبالا ہو جاتی جب اُنکو کہا جاتا کہ گیان مادہ کا گُن نہیں ہے جیو میں جسکو تم مادی ذرات کا نتیجہ کہتے ہو کہاں سے آگیا۔ اور اگر ایشور کرم پھل پرداتا نہیں تو سارے جیو ایک سی دشا میں ہی کیوں نہیں۔ اِس قسم کے جواب دینے سے ناستک سرگرداں تھے سائینس کے چراغ نے مادہ کی قدامت اور ازلیت کو منواتے ہوئے ہستی سے ہستی کے مسئلہ کا قائل بنا رکھا تھا لیکن الجھنوں کو سُلجھانا چراغ کا کام نہتھا۔

مذہبی ناستک یا سائینس کی دنیا اس پرکار اندھیرے میں ٹٹول رہی تھی کہ مہرشی دیانند نے وید منتر سنکتے ہوئے دلیلوں کی زبردست مقناطیس سے جھکتی ہوئیں اشانت روحوں کو بہتر کرتے ہوئے تبلادیا کہ ایشور ۱ جیو ۲ اور پرکرتی ۳ یعنی خدا روحیں۔ اور مادہ تینوں ازلی اشیا ہیں جسطرح آگ لوہے میں لطیف ہونیکے باعث رہ سکتی ہے اُسیطرح مادہ اور روح میں پرم سوکھشم پرمیشور ویاپک ہوکر انادی کال سے جگت سوامی بن رہا ہے۔ جیو مادی سادھنوں دوارہ کرم کرتا ہوا ایشور کے نیاء سے پھل کو پراپت ہوتا ہے +

شبد۔ ارتھ اور سمبندھ روپی وید ایشور وکت ہے

جیسے سورج کی روشنی سے حرارت کو جُدا نہیں کر سکتے۔ ویسے ہی زبان کو گیان سے جُدا نہیں کر سکتے۔ جہاں ملفوظات ہیں وہاں مفہومات ہیں جہاں زبان ہے وہاں گیان موجود ہے۔ سوچنا یہ ہے کہ آیا گیان اور زبان انسان نے خود ایجاد کی ہے یا ایشور کی طرف سے اُسکو عطیہ ملا ہے مصر کے بادشاہ سامی ٹی لکس نے اسبات کے دریافت کرنیکے لئے کہ انسان کہانتک زبان بنانے میں کامیاب ہو سکتا ہے دو شیرخوار بچوں کو ایک گڈریئے کے سپرد کیا اور ہدایت کردی کہ انکو صرف بکری کا دودھ پینے کو دیا جائے اور انکے سامنے کوئی لفظ کسی قسم کا زبان سے نہ نکالا جائے۔ گڈریئے نے اس فہمایش پر عمل کیا اور جب بچے بڑے ہو گئے تو دیکھا کہ وہ کوئی بھی زبان نہیں جانتے۔ سو ایسا ہی سفر یڈرک دویم جیمس چہارم۔ اور اکبر

(نوٹ) ۱ رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۶۴ منتر ۲۰ (ستیارتھ پرکاش باب ہشتم)

معقول طور پر ایشور کی سچی صفات کے معنی بتلاتے ہیں۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے ساتویں باب میں اُنہوں نے نراکار۔ سروشکتیمان۔ نیائے کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ انادی۔ سرب
ویاپک۔ سرب انتریامی کی تشریح کی ہے۔ اور اس تشریح میں اُنہوں نے مذہبی دنیا کے صدیوں کے مُعموں کو حل کر کے صاف کر دیا ہے۔ مذہبی دنیا دیالو اور
نیائے کاری ایشور کی دو صفات کو متضاد مان رہی تھی لیکن یوگی راج کی تشریح نے بتلا دیا کہ دیالو اور نیائے کاری اصلیں مترادف ہیں متضاد نہیں۔ مذہبی دنیا سرو
شکتیمان کے معنی اپنے وہم کے مطابق یہانتک سمجھ رہی تھی کہ ایشور آدمی کے جسم میں دنیا پر نمودار ہوتا ہے لیکن مہرشی کی سچی ویدوکت تشریح نے ایسے بھرم جال
کو کاٹ کر لوگوں کو بتلا دیا کہ سرب شکتیمان کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے کام کرنے میں کسی کی مدد نہیں لیتا اور یہ نہیں کہ وہ اپنے گُن کرم سبھاو کو بدل دے۔ ایسی غلط صفات
نے دنیا میں لوگوں کو ایشور سے بہکا کر ناستک بنا دیا تھا اور صدیوں سے مذہبی دنیا اس مشکل کو حل کرنے کیلئے عاجز دکھائی دیتی تھی لیکن آج مہرشی کی بدولت مذہبی دنیا کے یہ مُعمے حل ہو گئے۔
جو لوگ کہا کرتے تھے کہ علت کی علت ہونی چاہئے یعنی ایشور کا بھی ایشور ہونا چاہئے۔ اُنکا جواب مہرشی نہایت عام فہم مثال سے واضح کر کے دیتے ہیں جس سے
کہ انسان کو پھر شک پیدا ہی نہ ہو چنانچہ وہ آٹھویں سمولاس میں لکھتے ہیں کہ "کیا آنکھ کی آنکھ۔ دیپک کا دیپک اور سوریہ کا سوریہ کبھی ہو سکتا ہے" سورج سب چیزوں کو
دکھاتا ہے لیکن سورج دیکھنے کے لئے کبھی کسی نے دوسرے سورج کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اسیطرح پر ایشور سب کی علت فاعلی ہے اوسکی علت کا ڈھونڈھنا
دانائی میں داخل نہیں۔ مغربی سائنس نے لوگوں کو اتنا تو بتا دیا کہ مادہ اور حرکت دونو ایک دوسرے سے علیحدہ ازلی شے ہیں۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ مادہ اور
حرکت (اصل میں ایشور) دونو ازلی اور قائم بذات ہیں۔ کوئی آدمی کبھی سوال نہیں کریگا کہ مادہ کا مادہ کیا ہے یا حرکت کی حرکت کیا ہے؟ گویا علت کی علت
ہو نہیں سکتی۔ پس ایشور کا بھی ایشور پوچھنا سراسر غلطی ہے۔
وید کیلئے ماتوں شاستروں کے حوالوں اور لاثانی دلیلوں سے مہرشی ابدی مادہ۔ اور ابدی روحوں کے حاکم۔ سرشٹی کے کرتا۔ جیووں کے پاپ پن کے پھل
پردا تا انادی سچدانند ایشور کی ہستی ثابت کرتے اور اُسکا آتماسے پرتکھش ہونا بتلاتے ہوئے وہ ایشور کی صفات آریہ سماج کے نیم نمبر دو میں اس پرکار لکھتے ہیں:
"ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سرب شکتیمان۔ نیائے کاری۔ دیالو۔ اجنما۔ نربکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرب ایشور۔ سرب ویاپک۔ سرب انتریامی۔ اجر
امر۔ ابھیہ۔ نت۔ پوتر۔ اور سرشٹی کرتا ہے اُسکی اُپاسنا کرنی یوگ ہے" یہی بات کو وہ سارگربھت ریتی سے ستیارتھ پرکاش کے انت میں بھی لکھتے ہیں جس سے
کہ انکا مقصد مت متانتروں اور ناستکوں کی دنیا کو دکھلانیکا ہے کہ ہم سرشٹی کے کرتا ویدوکت ایشور کو اس پرکار ماننے والے ہیں "جو ایشور کہ جسکے برہم پرماتما آدی نام
ہیں جو سچدانند آدی لکھشن یکت ہے۔ جسکے گُن کرم سبھاو پوتر ہیں۔ جو سربگیہ۔ نراکار۔ سرب ویاپک۔ اجنما۔ اننت۔ سرب شکتیمان دیالو نیائے کاری سب سرشٹی
کا کرتا دھرتا ہرتا سب جیووں کو کرم انوسار ستیہ نیاے سے پھل داتا آدی لکھشن یکت ہے اُسی کو پرمیشور مانتا ہوں" مہرشی ستیارتھ پرکاش کے اول سمولاس
میں شاستروکت پرمانوں سے بتلاتے ہیں کہ "سرب وید شاستر۔ برہمچریہ آدی مہا سادھنوں کا مقصد اسی ایشور کی پراپتی کرانا ہے" مکتی جو کہ منش جنم کا اُتم سے اُتم
پھل ہے وہ ایشور پراپتی ہی کا نام ہے۔ تمام شبھ کرم جو کئے جاتے ہیں اُنکا پھل آتما کو شدھ کر کے ایشور درشن کے قابل بنانا ہے۔ ورن آشرم کے دھرم ودیا اور
پرشارتھ سب ایشور پراپتی کے مارگ کے سادھن ہیں۔ آتما کبھی موت کے بھے سے رہت ہو کر آنند نہیں پا سکتا جبتک کہ وہ ایشور درشن نہ کرلے۔ آتمک۔ شاریرک
اور ساماجک اونتی منش کو ایشور پراپتی کے مارگ میں چلنے کی یوگتا دیتی ہے۔ ویدوکت ایشور کے بھولنے اور اُسکی اُپاسنا سے رہت ہونیکے کارن ہی آج بھوگول شمشان
کا روپ بن رہا ہے۔ ایشور کو نہ جاننے اور اُسکی غلط صفات ماننے کے باعث ہی آج منش جاتی میں ویر اور دشمنی پھیل رہی اور ہنسا۔ انیائے کے کارن آج پرتھوی لہو
لہان ہو رہی ہے۔ ایشور کے گُن کرم سبھاو کو دھارن کرنیکا نام دھرم ہے لیکن آج اس دھرم کے نہ ہونیکے باعث ارتھ۔ کام۔ اور موکش کی بجائے۔ ادھرم۔ انرتھ
کو کام۔ اور بندھ کے نرک میں منش جاتی ویاکل ہو رہی ہے۔ ناستک مندمتی اور پنتھائی لوگوں نے دنیا کو ایشور سے بہکا کر پاپ اور پیڑا کے سمندر میں گرا دیا ہے پانچہزار
برس کے بعد دنیا نے پرم اُپکاری۔ شرومنی مہانت کے سچے معنی آج مہرشی دیانند کی بدولت سمجھے۔ سُکھوں کی سدھی کا آستک پن روپی بیج آج سوامی دیانند
سرستی نے بت پرستی۔ مردم پرستی۔ اشیاء پرستی۔ کی جڑھ کاٹتے ہوئے مندروں۔ بُتخانوں۔ گرجوں۔ مسجدوں۔ پگوڈوں کو دلیل کے زبردست بھونچال سے
گراتے ہوئے مشرقی توہمات اور مغربی مادہ پرستی کے اندھکار کو ویدسورج سے چھن بھن کرتے ہوئے بو دیا ہے۔ بھوگول پر سے کلیش اور مرتیو کے پرم دکھ کو جیتنے والا

مغربی سائنس کی پکار مچانیوالے موجودہ ناستک گو دلیل کی آنکھ سے دیکھنا چاہتے ہیں لیکن اندھیرے میں آنکھ سے کون دیکھ سکتا ہے۔ اگر پرانی کرانی قرآنی آنکھ کو پھوڑنا چاہتے تھے تو موجودہ مغربی ناستک آنکھ کی رکھشا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ اندھا ہونیکے باعث نہیں دیکھ سکتے تھے تو یہ اندھیرے کے باعث دیکھنے سے قاصر ہیں۔ سائنس کے چراغ کی روشنی میں دلیل کام کرتی ہوئی ایک محدود دوری تک دیکھ سکتی ہے اُس سے پرے نہیں۔ مغربی سائنس اور ناستک پن مادہ اور حرکت کو دو مختلف ازلی اشیا مانکر تھک گیا ہے اور اس سے پرے چراغ کی روشنی میں دیکھنے کی اہمیں سامرتھ نہیں۔ پروفیسر ٹنڈل اپنی اوستھا کو اس پرکار برنن کر رہا ہے "ہم جہاں مادہ کی پیدائش کو نہیں جانتے وہاں حرکت کی پیدائش کو بھی نہیں جانتے۔ جہاں مادہ ہے وہاں حرکت ہے کیونکہ ہم صرف مادہ کو اسکی حرکتوں کی بدولت ہی جانتے ہیں...... ہم قدرت میں کوئی چیز بڑھا نہیں سکتے اور نہ ہی اُس سے گھٹا سکتے ہیں"۔ مغربی سائنس ایشور کی ایک صفت حرکت کو محسوس کر کے تھک گیا ہے اور اس سے پرے نہیں جا سکتا۔ حرکت کو مادہ سے علیحدہ ازلی مانتے ہوئے سائنس اس حرکت کی بابت زیادہ جاننے سے عاجز ہے۔ لیکن وید سورج کی جیوتی ہمیں درشا رہی ہے کہ یہ حرکت پرمیشور کی ہی مادہ میں بھرپور ہو رہی ہے۔ جس پرمیشور کے گُنوں کا مغربی دُنیا کو گیان نہیں اور مشرقی دنیا کو اُلٹا گیان ہو رہا ہے۔ وید بتلاتا ہے کہ "تدیجتی تن نے جتی" ارتھات وہ پرمیشور سب کو حرکت دے رہا ہے اور خود اچل ہے۔ اوپنشد وید کے آشے کی اس پرکار تائید کر رہی ہے کہ "سبھاوکی گیان بل کریہ چہ" جسکے معنی یہ ہیں کہ وہ پرمیشور۔ گیان۔ بل اور حرکت مجسم ہے۔

بعض ناستک اس پرکار کہا کرتے ہیں کہ "اس دنیا کا فاعل نہ تھا نہ ہے اور نہ ہوگا بلکہ ازلی زمانہ سے یہ دنیا ایسی چلی آ رہی ہے نہ کبھی یہ بنی اور نہ کبھی ناش ہوگی"۔ اسکا جواب مہرشی اس پرکار دیتے ہیں کہ "بنا فاعل کے کوئی بھی فعل یا حرکت پذیر فعل نہیں ہو سکتا۔ زمین وغیرہ اشیا میں خاص ترتیب کی بناوٹ نظر آ رہی ہے۔ یہ بناوٹ ازلی نہیں ہو سکتی۔ جو چیز ملکر بنی ہو وہ ملنے سے پیشتر مرکب نہیں ہوتی اور منتشر ہونیکے بعد ویسی نہیں رہتی۔ جو تم اُسکو نہ مانو تو سخت سے سخت پتھر۔ ہیرا۔ اور فولاد وغیرہ کو توڑ ٹکڑے کر گلا یا جلا کر خاکستر کر دیکھو کہ انمیں جُدا جُدا ذرات ملے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر ملے ہیں تو وقت پا کر جدا جدا بھی ضرور ہونگے"۔

(پرشن) "قدرت سے دنیا کی پیدائش ہوتی ہے جیسے پانی اناج کے باہم سڑنے سے کرم پیدا ہوتے ہیں۔ اور بیج مٹی۔ پانی کے ملاپ سے گھاس۔ درخت اور پتھر وغیرہ بنجاتے ہیں جیسے سمندر اور ہوا کے میل سے لہریں اور لہروں سے جھاگ۔ ہلدی چونہ اور لیموں کے عرق ملنے سے رولی بنجاتی ہے۔ ویسے ہی کُل دنیا عناصر کی خاصیت اور قدرت کے باعث پیدا ہوئی ہے اسکا بنانیوالا کوئی بھی نہیں"۔ (جواب) "اگر قدرت سے دنیا کی پیدائش ہوتی تو ناش کبھی نہ ہوتا۔ اگر ناش بھی قدرت سے ہی مانو گے تو پیدائش نہ ہوگی۔ اگر دونوں صفتیں ذرات میں مشترکہ مانو گے تو پیدائش اور ناش کا سلسلہ کبھی نہ چل سکے گا۔ اگر فاعل کے ہونے پر پیدائش اور ناش مانو گے تو یہ فاعل پیدا اور ناش ہونیوالے ذرات سے جُدا ماننا پڑیگا۔ اگر قدرت میں ہی پیدائش اور ناش کی طاقت ہوتی تو پھر خاص زمانہ کے اندر پیدائش اور ناش کا ہونا ممکن نہ تھا۔ اگر قدرت سے ہی پیدائش ہو رہی ہے تو اس کرہ زمین کے نزدیک دوسری زمین چاند۔ سورج وغیرہ پیدا کیوں نہیں ہوتے؟ اور جن جن اشیا کے ملاپ سے جو جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں وہ ایشور کے پیدا کئے ہوئے بیج۔ اناج۔ پانی وغیرہ کے ملاپ سے گھاس درخت اور کرم وغیرہ پیدا ہوتے ہیں بغیر اُنکے نہیں جیسے ہلدی چونہ لیموں کا رس دور دراز سے آ کر خود بخود نہیں ملتے بلکہ کسی کے ملانے سے ملتے ہیں اور تسپر بھی ٹھیک اندازہ سے ملانے پر رولی بنتی ہے کم و بیش یا الٹ پلٹ کرنے سے رولی نہیں بنتی۔ ویسے ہی مادی ذرات کو علم اور حکمت سے پرمیشور کے ملائے بنا جڑ پدارتھ (مادی اشیا) خود بخود کچھ بھی مطلب برآری کے لئے خاص مرکب نہیں بن سکتے۔ لہذا قدرت سے دنیا نہیں بنتی بلکہ پرمیشور کے بنانے سے بنتی ہے"۔

ستیارتھ پرکاش کے بارھویں باب میں مہرشی لکھتے ہیں کہ "بنا چیتن پرمیشور کے بنائے غیر متحرک مادی اشیا خود بخود آپسمیں قدرت سے باقاعدہ ملکر پیدا نہیں ہو سکتیں جو قدرت سے ہی پیدا ہوتی ہوں تو دوسرا سورج۔ چاند۔ زمین اور تارے وغیرہ لوک خود بخود کیوں نہیں بنجاتے؟" یہی نہیں کہ انہوں نے ایشور سے منکر سب قسم کے ناستکوں کے اعتراضوں کا جواب دیا ہو۔ بلکہ وہ پورا آستک آدمی ان لوگوں کو بھی جنہوں نے ایشور کی غلط صفات گھڑ لی ہیں۔ ویدوں کے پرمان دیتے ہوئے

(نوٹ) ۱؎ یجروید ادھیاے چالیس منترہ ۵۔ ۲؎ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۸ باب ہشتم۔ ۳؎ ستیارتھ پرکاش ۴۱۲۔ ۴؎ آدمی کے اندر بائیبل اور قرآن کے معتقد آ جاتے ہیں۔

اور دیناوی اوصاف سے مبرا کیوں نہو۔ اُنکی حفاظت۔ ترقی۔ تعظیم۔ اور ادھرمی چاہئے وہ دنیا بھر کا شہنشاہ۔ دولتمند۔ بڑا طاقتور۔ اور دیناوی صفات کا پتلا بھی ہو تو بھی اُسکی بربادی۔ تنزلی اور تخریب ہمیشہ کیا کرے یعنی جہانتک ہوسکے وہانتک عدل کو ترک کرنیوالے لوگوں کی طاقت کی بربادی اور انصاف سے کام کرنیوالے لوگوں کی طاقت کی ترقی ہمیشہ کیا کرے۔ اسکام میں چاہے اوسکو کتنی ہی تکلیف و اذیت اٹھانی پڑے چاہے جان تک بھی دینی پڑے لیکن اس انسانیت سے جُدا کبھی نہو"۔[1] جن سدہانتوں یا مسائل کی وہ تعلیم دیتے رہے انکا دوسرا نام عالمگیر سچائیاں ہیں۔ انکو ہی ہم ویدوکت سدہانت کہتے ہیں انہی کو سوامی جی خود مانتے اور دوسرونکو منواتے تھے۔ انہی کا اُپدیش وہ اپنی تصنیفات میں کر گئے ہیں۔ یہ جان لینے کے بعد کہ وہ عالمگیر اصولونکی تعلیم دیتے رہے اب ہمیں نمونہ کے طور پر اُن سدہانتوں سے واقفیت کرنی ضروری ہے +

سب سے اوّل اُنہوں نے گمراہ دنیا کو ایشور کے وشے میں ویدوکت تعلیم دی۔

زبان خوراک کو چکھتی ہوئی اوسکو قبول کرتی ہے۔ لیکن زہر کے چکھنے پر اُسکو ہرگز قبول نہیں کرتی۔ معدہ جہاں اناج کو ہضم کر لیتا ہے وہاں زہر کو قے یا دست کے ذریعہ خارج کرتا ہوا اپنی نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ کان اگر راگ کی سُریلی آواز کو قبول کرتے ہیں تو چیخ کے قبول کرنے میں انکاری ہیں۔ ناک اگر خوشبو کو قبول کرتی ہے تو بدبو کو ہرگز قبول کرنا نہیں چاہتی۔ ہر ایک حس قدرتی حالت میں اپنی خوراک کو قبول اور زہر کو ترک کرنیکے لئے طیار ہے۔ لیکن اِن معمولی حسّوں سے بڑھکر ایک اور شہنشاہ انوکھی حس ہے جسکا کہ نام عقل ہے۔ اور جو روح کو روحانی خوراک کے قبول یا ترک کرنے میں ہمیشہ مدد دیتی رہے مسائل۔ اصول۔ اسی شاہنشاہ حس کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اُنمیں سے جو روح کی خوراک بننے کے لائق ہوتے ہیں اُنکو یہ حس قبول کر لیتی اور جو روح کے لئے زہر کا اثر پہنچانیوالے ہیں اُنکو ترک کر دیتی ہے۔ پانچہزار برس سے لگاتار انسان کی اس شہنشاہ حس کو رشوت دینے کی مت متانتروں نے کوشش کی تاکہ یہ زہر کو خوراک اور خوراک کو زہر کہدے۔ مذہبوں کے ہادیوں نے اس اعلےٰ حس کے گلے گھونٹنے کی کوشش کی۔ سینکڑوں پنتھائیوں اور سمپردائیوں نے روح کی اس دیکھنے والی باریک آنکھ کو پھوڑنا چاہا تاکہ وہ اپنے فرضی من گھڑت اصولوں کی زہر روح کو بطور خوراک کے دے سکیں اسوقت دنیا میں لوہائی چینی کرانی قرآنی مذہب باتفاق رائے کہہ رہے ہیں کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں جسکے معنی یہ ہیں کہ وہ روح کو اسکی عقل کی آنکھ سے اندھا کرکے اپنے مذہب کی روشنی دکھانا چاہتے ہیں۔ دلیل کے آگے ٹھہر نہیں سکتے انسانی عقل ان مذہبوں کے مسائل کو ہرگز قبول نہیں کر سکتی۔ برخلاف اسکے ویدک دھرم دلیل کے مطابق ہے۔ وید ونمیں کوئی بات بھی ایسی نہیں جسکو کہ انسانی عقل قبول نہ کرے۔ دنیا بھر میں ایک ویدک دھرم ہی ہے جو کہ روح کی آنکھ کو پھوڑنا نہیں چاہتا۔ مہرشی دیانند لکھتے ہیں کہ "میں ویدوں میں کوئی بات عقل کے ورودھ وادوش کی نہیں دیکھتا اور اُنہی پر میرا مت ہے"۔[2] یہی نہیں کہ مہرشی دیانند کی یہ ذاتی رائے ہو بلکہ کُل رشی منی ویدوں کو عقل کے انوسار ہی پاتے ہیں۔ مہرشی کناد فرماتے ہیں کہ "بدھی پوروا واکیہ کرتیر ویدے" یعنی وید کا کوئی منتر بدھی کے ورودھ نہیں۔ مہرشی منوجی فرماتے ہیں کہ "یس ترکین انوسندھتے سا دھرم ویدنہ ایترا" یعنی جو دلیل سے ثابت ہو وہی ویدک دھرم ہے اور نہیں۔ نروکت کے مصنف یاسک مہرشی کہتے ہیں کہ "ترک مرشیم"[3] یعنی دلیل ہی رشی ہے۔ خاص وید میں کئی منتر موجود ہیں جنمیں انسان کو عقل سے کام لینے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اسلئے ویددھرم کے مسائل وہ سمجھ سکتے ہیں جو اپنی عقل کو استعمال کرتے ہیں۔ جو اس شہنشاہ اور رشی کا درجہ رکھنے والی عقل کو روح کی آنکھ مانتے ہیں جنکی روحانی آنکھ پھوٹ گئی ہو وہ اگر ویدک مسائل کو نہ سمجھ سکیں تو ویدونکا دوش نہیں بلکہ اُنکا دوش ہے کرانی اور قرانی لوگ ایک فرضی خدا کے معتقد ہیں جسکی کہ صفات عقل سلیم کبھی تسلیم نہیں کر سکتی ناقص عقل رکھنے والے ناستک اور جینی لوگ انکار میں پڑے ہوئے ایشور سے ہی منکر ہو بیٹھے ہیں۔ پورانک لوگوں نے اپنے وہم اور فرضی صفات کا مجموعہ ایشور کو قرار دے رکھا ہے۔ نوین ویدانتی لوگوں نے عقل کا بیجا استعمال کرکے سبکو ایشور ہی ایشور بتلا دیا۔ اب دنیا سچ مچ ناستک ہے۔ اگر جینی۔ چارواک۔ بودھ۔ یورپ کے دہر پرست ایودیکیون کے معتقد خدا کی صفات اور ہستی سے منکر ہیں تو پرانی۔ کرانی۔ قرانی اور نوین ویدانتی یا تھیا سوفسٹ ایشور کی غلط صفات قایم کرنیوالے آستک نہیں ہو سکتے اگر کسی شے کا نہ جاننا جہالت ہے تو کسی شے کو اُلٹ جاننا جہالت سے بری نہیں ہو سکتا۔

(نوٹ) [1] ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۹۹ و ۶۰۰ (مطبوعہ بار سوم) [2] بھرانتی نوارن صفحہ ۵۔ [3] ویشیشک درشن ۶ ادھیائے سوتر نمبر ۱۔ [4] نروکت ادھیائے ۱۳ کھنڈ ۱۲۔

ہیں کہ "اس بگاڑ کے مول مہابھارت یدھ سے پورو ایک ہزار ورش سے پرورت ہوئی تھے کیونکہ اُس سمے میں رشی منی بھی تھے تتھاپی کچھ کچھ آلسیہ پرماد۔ ایرشا دویش کے انکر اُگے تھے وے بڑھتی بڑھتے بردھ ہوگئے۔ جب سچا اپدیش نرہا تب آریہ ورت میں اودیا پھیل کر پرسپر میں لڑنے جھگڑنے لگے کیونکہ....... جب جب اُتم اپدیشک ہوتے ہیں تب اچھے پرکار دھرم ارتھ کام اور موکھش سدھ ہوتے ہیں اور جب اُتم اپدیشک اور شروتا نہیں رہتے تب اندھ پرمپرا چلتی ہے۔ پھر بھی جب ست پرش اُتپن ہو کر ست اپدیش کرتے ہیں تب ہی اندھ پرمپرا نشٹ ہو کر پرکاش کی پرمپرا چلتی ہے۔"

عقلمند کاریگر لیور (بھجا ینتر) کے استعمال کرنیوالے بڑے بھاری بوجھوں کو آسانی سے اُٹھا سکتے ہیں۔ اور لیور کا اصول انسانی بازو کے اندر موجود ہے۔ ایک فلاسفر نے لیور کی عجیب اُٹھانیوالی طاقت کی عظمت کہانیکے لئے کہا تھا کہ مجھے کافی سامان اور لیور دیدو میں زمین کو اُٹھا سکتا ہوں۔ اس کلام میں مبالغہ ہے لیکن جب ہم یہ کہیں کہ ست اپدیش منش جاتی کو اوپر اُٹھانیکا ایک بہت بڑا اور نہایت ہی زبردست لیور یا بھجا ہے تو اسمیں کچھ بھی مبالغہ نہیں۔ ایسے زبردست اپدیش کے لیور کو لئے ہوئے مہرشی گری ہوئی منش جاتی کو اُٹھانیکا جتن کرتا رہا اور کامیاب ہوا۔

اُن کے تقریری اپدیش کا پھل اگر آریہ سماجیں ہیں تو تحریری اپدیش کا پھل اونکی تصنیفات ہیں۔ تقریری اُپدیش وہ اپنے جیون میں ہی ہمیں سُنا سکتے تھے لیکن انکی تصنیفات آج اُنکے تقریری اُپدیش کی جگہ کام کر رہی ہیں۔ اس وقت دُنیا اونکی تقریر کو نہیں سُن سکتی لیکن تصنیفات کو پڑھ سکتی ہے۔ سچ پوچھو تو اونکی کتابیں ہی آج ہمیں اُنکی طرف سے اپدیش دیتی ہوئیں سوستی اور شانتی کا وید مارگ دکھا رہی ہیں پیشتر اسکے کہ ہم اُن سدھانتوں کا برنن کریں جنکی کہ اُنہوں نے تحریری تعلیم دی ہے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ سدھانت اُنکے طبعزاد یا نو ایجاد کردہ نہیں ہیں۔ بلکہ قدامت میں قدرت کے متوازی اور ہمعصر ہیں۔ ان سدھانتوں کا دارومدار ایشوریہ گیان وید پر ہے۔ انکا دوسرا نام ویدک ست سدھانت ہے۔ یہ وہ سچے سدھانت ہیں جنکو کہ منش جاتی آدی سرشٹی سے مہابھارت کے زمانہ تک مانتی رہی ہے۔ برہما سے لیکر جیمنی منی تک جتنے رشی مہرشی منی مہاتمی پرتھوی پر ہوئے سب باتفاق رائے ماننتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ وہ ست سدھانت ہیں کہ جنکو اب بھی بدھیمان لوگ مان رہے ہیں اور آیندہ زمانہ میں بھی مانیں گے۔ ان سدھانتوں کی بنیاد محض راستی پر ہے۔ قانون قدرت انکی سچائی کا بہت بڑا گواہ ہے۔ یہ کسی خاص قوم۔ فرقہ۔ ذات سے تعلق رکھنے والے اصول نہیں ہیں۔ یہ ایران چین۔ ہندوستان۔ وغیرہ کسی ملک کی چاردیواری کے قیدی اصول نہیں۔ اور نہ ہی یہ ہندو مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی۔ پارسی۔ جینی وغیرہ کسی ملت و مذہب کے اصول ہیں۔ جیسے دنیا کے لئے ایک ہی ہوا۔ ایک ہی پانی۔ ایک ہی سورج فیض رسان ہے ویسے بنی نوع کے لئے یہ مثل ایک ہی روحانی سورج ہیں۔ سچائی سے کل دنیا اتفاق کر سکتی ہے دو اور دو کو چار کل دُنیا کہنے کو طیار ہے۔ سب دیشوں میں لوگ ہفتہ کے سات دن اور برس کے بارہ مہینے مانتے ہیں سب جگہ لوگ امن کی خواہش کرتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ان ویدک اصولوں کے قبول کرنیکے لئے ہر ایک انسان قدرت سے طیار بنایا گیا ہے۔ آنکھ سورج کی روشنی کے لئے طیار ہے۔ روح سچائی کی طالب ہے۔ ویدک سچائی قدرت کی زندہ کتاب کی تشریح ہے۔ ان مسائل کی ماہیت سمجھنے کے لئے ہر ایک انسان کو بنظر غور مہرشی کے حسب ذیل الفاظ مطالعہ کرنے چاہییں۔

"عالمگیر اصول یا انسان کا دھرم وہ ہے جسکو کہ ہمیشہ سے سب مانتے آئے اب مان رہے ہیں اور آئندہ بھی مانیں گے چونکہ اسکی کوئی بھی مخالفت نہیں کر سکتا اسوجہ سے اسکو ابدی ازلی دھرم کہتے ہیں صاحب عقل کسی جاہل کی بات یا کسی مذہب کی بناوٹ کو تسلیم نہیں کرتے۔ سچائی کے معتقد۔ راست گو۔ سچائی کے عامل سبکے خیرخواہ اور بے تعصب عالم جن اصولوں کو مانتے ہیں۔ وہی سبکے ماننے کے قابل اور جنکو یہ نہیں مانتے وہ غیر مقبول ہونے سے مستند نہیں ہوتے۔ وید آدی ست شاستر اور برہما سے لیکر جیمنی منی تک کے باعمل عالموں کے تسلیم کئے ہوئے ایشور آدی جو مسائل ہیں انکو میں بھی تسلیم کرتا اور سب نیک نہاد اصحاب کے روبرو پیش کرتا ہوں میں اپنا عقیدہ اُسی کو جانتا ہوں جو کہ تینوں زمانوں میں سبکے لئے یکساں قابل تسلیم ہے۔ میرا مطلب بالکل کسی نئے طبعزاد مسئلے یا مذہب چلانے کا نہیں ہے۔ بلکہ جو سچائی ہے اوسکو ماننا اور دوسروں کو منوانا اور جو جھوٹھ ہے اسکا ترک کرنا کرانا مجھکو منظور ہے۔ اگر مجھے طرفداری منظور ہوتی تو آریہ ورت کے مروجہ مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کا میں طرفدار ہو جاتا۔ لیکن آریہ ورت یا دیگر غیر ممالک میں جو ادھرم کی باتیں ہیں انکو تسلیم اور جو دھرم کی باتیں ہیں انکو ترک نہیں کرتا نہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ایسا فعل انسانیت سے بعید ہے۔ انسان وہی ہے کہ جو سوچ سے کام لیتا ہوا اپنی ذات کے برابر غیروں کے رنج و راحت اور نفع و نقصان کو سمجھے بے انصاف زور آور سے بھی نہ ڈرے اور دھرماتما کمزور سے بھی ڈرتا رہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی پوری طاقت سے دھرماتماؤں کی چاہے وہ پرلے درجے کے غریب کمزور

سوسائٹی سے بدرجہا بڑھکر آریہ سماج کے ممبروں کی بدولت یورپ۔ امریکہ۔ آدی سب ملکوں کو وید آدی ست شاستروں کی مہما کا پورن بودھ ہوگا اگر آج مغربی لوگ ائشیاٹک سوسائٹی کے مشکور ہیں تو کل اس سے بڑھکر آریہ سماج اور اسکے بانی مہرشی دیانند کے مشکور ہونگے۔

فصل ہفتم

مہرشی کی تصنیفات اور ویدک سکھشا

سوامی جی کے جیون کے دو حصے ہیں ایک وہ زمانہ جسمیں امر جیون کا متلاشی امرت کے چشمے کی تلاش میں پھرتا رہا۔ اور دوسرا وہ حصہ جسمیں کہ امرت پان کر لینے کے بعد منش ماتر کو اس امرت کے پینے کا جتن کرتا رہا۔ دونوں حصوں میں ہم انہیں پرشارتھ کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ پہلے حصے میں اپنے لئے اور دوسرے میں اوروں کے لئے۔ دونوں حصوں میں ہم سادھن دیکھتے ہیں پہلے میں اپنے لئے دوسرے میں اوروں کے لئے۔ دونوں حصوں میں ہم انہیں یاترا کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ دونوں حصوں میں ہم انہیں تکلیفوں کے چٹانوں سے گھیرے ہوئے پاتے ہیں۔ پہلے حصے کو اگر بیج کہیں تو دوسرا حصہ اسکا پھل ہے۔ دونوں حصوں میں ہم انہیں کامیاب ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں پہلے حصے میں اگر انکے سادھن برہمچریہ اور یوگ تھے تو دوسرے حصے میں ہم اونکو بانی اور لیکھ کے سادھن کام میں لاتے ہوئے پاتے ہیں۔ اگر پہلے اونتی کے سادھن تھے تو پچھلے پرچار کے سادھن ہیں۔

اگر کوئی سوال کرے کہ مہرشی نے آخری حصہ میں تحریری یا تقریری اپدیش کے کام کو ہاتھ میں کیوں لیا۔ کیا اسکے سوائے اور کوئی اوتم سادھن نتھے تو ہم کہینگے کہ جیسے اونتی کے برہمچریہ اور یوگ بے مثل اور مکمل سادھن ہیں ویسے ہی دنیا کی کایا پلٹانے کے لئے تقریری اور تحریری اپدیش کے سادھن مکمل اور بے مثل ہیں۔ تقریری اپدیش وہ پرم اوتم سادھن ہے جسکو کہ پراچین سمے میں ورنوں کے شرومنی سنیاسی لوگ گرہن کیا کرتے اور اس اپدیش بل سے سب منشوں کا کلیان کرتے تھے۔ رشی لوگ جہاں تقریری وعظ کرتے تھے وہاں حسب ضرورت تحریری وعظ بھی کرتے رہے ہیں۔ کیا مہرشی پانننی کی اشٹادھیائی مہرشی پاتنجلی کا یوگ درشن۔ برہم ودیا رشیوں کی اپنشدیں ست پتھ آدی براہمن۔ نروکت۔ نگھنٹو آدی پستک انکے تحریری اپدیش کا پھل نہیں ہیں۔ رشیوں کے زمانہ کو چھوڑ کر ہم اندھکار کے زمانہ میں بھی چراغ کی روشنی پھیلانے والوں کو ان دو ہی سادھنوں پر عمل کرتے ہوئے پاتے ہیں بلکہ انہوں نے اسی اپدیش کے بل سے دھرم کے سادھن دنیا میں پرچار کئے اور آج پچاس کروڑ سے ادھک منش اپدیش کے مہان سادھن کی عظمت کی زندہ شہادت موجود ہیں شنکر۔ عیسٰی۔ محمد۔ ڈارون۔ آدی انیک پرشوں نے تقریری و تحریری اپدیش سے ہی کام لیا ہے۔ اپدیش کی اس عظمت کو خود مہرشی دیانند نے ستیارتھ پرکاش کی بھومکا میں اس پرکار برنن کیا ہے۔

"ست اپدیش کے بنا انیہ کوئی بھی منش جاتی کی اونتی کا کارن نہیں ہے"

میڈم صاحبہ کے نام ایک خط میں انکے اس پرکار وچن درج ہیں جن سے بھی اپدیش کے مہت کا بودھ ہو رہا ہے۔ "ہم آریوں اور آریہ سماجوں کی کداپی ہانی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بات نوین نہیں ہے۔ ہم لوگ جب سے سرشٹی اور وید کا پرکاش ہوا ہے۔ اسی سمے سے آج پرینت اسی بات کو مانتے آتے ہیں۔ کیا ہوا کہ اب تھوڑے سمے سے اپنی اگیانتا اور اتم اپدیشکوں کے بنا مہت سے آریہ ویدوکت مت سے کچھ کچھ دور ہو اور بہت سے انکول آچرن بھی کرتے ہیں۔ اب جبکہ پر سنتا ہو اپنی اور سب کی اونتی کے لئے اس آریہ سماج میں ملیں"۔ ستیارتھ پرکاش کے گیارھویں سمولاس میں مہرشی لکھتے ہیں

(نوٹ)۔ بانی تقریر۔ لیکھ کے معنے تحریر۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۔

والے ہو جاتے تھے۔ فرخ آباد آدی تھانوں کی پاٹھ شالائیں اِس بات کو سدھ کرنے کے لئے کافی درشٹانت ہیں۔ گو ان پاٹھ شالاؤں میں اشٹا دھیائی۔ مہا بھاشیہ آدی آرش۔ گرنتھ اوتنا سے پڑھائے جاتے تھے لیکن جب ودیارتھی آرش گرنتھ پڑھنے پر بھی پورانک کے پورانک ہی بنکر نکلنے لگے تو سوامی جی نے ان شالاؤں کو خود توڑ دینا ہی مناسب سمجھا۔ اس سے ہمیں جاننا چاہئے کہ کوئی کاریہ آلہ جو کہ سوامی جی کے اُدیش کو پورن کرنے کا سادھن نہیں ہے وہ انکی کبھی یادگار کہلا نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ منش کسی کاریہ آلہ کے نام کو سنکر اسکو مہرشی کی یادگار سمجھ لے لیکن اس بات کا نشچہ کرنیکے لئے کہ یہی یادگار ہے منش کو اُس کاریہ آلہ کے اُدیش اور کارروائی کی پڑتال کر لینی چاہئے۔ ہم برہمن کا نام سنکر کسی خاص پرش کی عزت کے لئے طیار ہو جاتے ہیں لیکن اُسکے برہمن نام کو چھوڑ کر اُسکے کام کی پڑتال کریں تو بہتر نشچہ ہو سکتا ہے کہ آیا یہ برہمن ہے یا نہیں۔ اسیطرح کسی مہاتما کی سچی یادگار کو جاننے کے لئے ہمیں اُسکے نام کو چھوڑ کر اُس اُپدیش سکھشا کو دیکھ لینا چاہئے جو اُسنے دیا جائے۔ اِس بیان سے یہ سدھ ہے کہ سچی یادگار کسی اُدیش کی پورتی کا سادھن ہوا کرتی ہے۔ اور اس اصول کو سمجھتے ہوئے ہم پاتے ہیں کہ آریہ سماج جہاں مہرشی کے نام کو سمرن کرانے والا ہے وہاں اُنکے ادیش کی پورتی کا بلاشبہ زبردست اور سب سے اعلےٰ سادھن ہے۔

پنڈت گورودت جی اپنے لیکچروں میں کہا کرتے تھے کہ "اینٹ پتھر پر کسی رشی کے نام کھُدوا دینے سے رشی کی یادگار نہیں بن سکتی بلکہ اگر رشی کی یادگار قایم کرنا چاہتے ہو تو اُن اصولوں کا پرچار کر کے دکھاؤ جن اصولوں کا پرچار وہ رشی خود کرتے رہے ہیں۔ سوامی دیانند کی یادگار یہی ہے کہ وید کے سدھانتوں کا دنیا میں پرچار ہو جائے"۔

اگر سوامی جی اپنا وصیت نامہ نہ چھوڑتے تو شاید کوئی کہہ سکتا کہ ہمیں سوامی جی کا اُدیش معلوم نہیں لیکن جبکہ اُنکا وصیت نامہ موجود ہے تو کوئی بھی ایسا کہنے کی مجال نہیں رکھتا۔ یہ وصیت نامہ بتلا رہا ہے کہ اگر سوامی جی کچھ کال اور جیتے تو حسب ذیل اُدیشوں کی تکمیل کے لئے اپنا وقت لگاتے۔

(سوامی جی کا اُدیش جو کہ وصیت نامہ میں درج ہے)

(۱) وید اور وید انگ آدی شاستروں کے پرچار یعنے انکی ویاکھیا کرنے کرانے پڑھنے پڑھانے سننے سنانے چھاپنے چھپوانے وغیرہ میں۔

(۲) ویدک دھرم کے اپدیش و رکھشا کے لئے اُپدیشک منڈلی مقرر کر کے دیش دیشانتر اور دویپ دویپانتر میں بھیجکر ستیہ کے گرہن اور استیہ کے تیاگ کرانے وغیرہ میں۔

(۳)۔ آریہ ورت کے یتیم اور مفلس شخصوں کی تربیت اور تعلیم میں اس سبھا کا کوش استعمال کیا جاوے۔

مہرشی کے اس اُدیش کو پورن کرنیکے لئے آریہ سماج کا وجود ہے۔ پس آریہ سماج کے سوائے کوئی بھی انکی سچی یادگار نہیں ہے آریہ سماج میں شامل ہونیکے لئے خود مہرشی لوگوں کو بلا رہے ہیں۔ آریہ سماج ایسی مبارک یادگار ہے کہ اِسکا بنیادی پتھر خود مہرشی نے آپ رکھا ہے اس یادگار کا شہرہ دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ آریہ سماج کی بردھی سے وید دھرم کی اونتی ہو سکتی ہے۔ کبھی وہ دن بھی آئیگا جبکہ بھوگول کے سب دیپوں میں آریہ سماج روپی برکھش کی شاخیں قایم ہونگی۔ وہ دن آئیگا جبکہ ہم "اپدیشک منڈلی" کی مضبوط بنیاد قائم کرنیکے لئے پرشارتھ کرتے ہوئے مہرشی کی وصیت کو پورا کرنیسے رشی سنتان کہلانیکے مستحق ہو سکیں گے۔ سوامی جی کی اگر زندگی وفا کرتی تو وہ خود اس اپدیشک منڈلی کو نہایت رونق کی حالت میں کر جاتے لیکن اُنہوں نے پنڈت گوری شنکر شرما کو ویدک دھرم سبھا جے پور کا ویتنک اپدیشک نیت کرنیسے اس مہان کاریہ کی مضبوط بنیاد خود ڈالی تھی۔ اب اسی مدعا کی تکمیل کے لئے آریہ سماجوں نے وید پرچار فنڈ قائم کیا ہے تاکہ دیش دیش اور نگر نگر میں ویدک دھرم کا پرکاش اور اودیا اندھکار کا ناش ہو سکے۔

اگر کلکتہ کی ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبروں کی بدولت یورپ کو پراچین شاستروں کے مہت کا لبش یا تر بودھن ہوا ہے تو اس

(نوٹ) (۱) دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰۶ - (۲) سائینس آف لنگویج صفحہ ۲۲۰ سر ولیم جونز۔ ول کنس کیری۔ فارسٹر۔ کولبرک وغیرہ ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبران ہیں جنہوں نے کہ سنسکرت کے خزانوں کا اشارہ مغربی دنیا کو دیا ہے۔

کسی مہاتما کے اُدیش کو پورن کرتا ہوا کوئی کاریہ آلہ اُس مہاتما کی یادگار کہلا سکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کاریہ آلہ کے ساتھ مہاتما کا نام بھی ہو۔ اگر نام نہیں اور اُدیش پورن ہو رہا ہے تو دنیا بلا تامل اُسکو یادگار کہتی ہے۔ جیسے کہ آریہ سماج۔ گو اسکے ساتھ مہرشی دیانند کا نام نہیں لگا ہوا لیکن مہرشی کے اُدیش کو پورن کرنے سے اُسکی یادگار بن رہا ہے۔ لیکن دیانند پریس۔ دیانند ہسپتال۔ دیانند بازار۔ دیانند سکول دیانند صابون اور ایسی ہی بے شمار چیزیں جو کہ مہرشی کے اُدیش کو پورن نہیں کر سکتیں کبھی مہرشی کی یادگار کہلانیکی مستحق نہیں ہو سکتیں گو اُنکے ساتھ مہرشی کا نام کیوں نہ لگا ہوا ہو۔

ستھول ورشی پرشوں نے دنیا کی تاریخ میں ستھول چیزیں یادگار سمجھی ہیں۔ مثلاً مسلمان لوگ مدینہ کو اپنے بزرگ کی یادگار سمجھتے ہیں عیسائی لوگ صلیب کی شکل کو اپنے اُستاد کی یادگار بتلاتے ہیں۔ بودھ لوگ بدھ کی مورتی اُسکی یادگار ٹھیراتے ہیں۔ دنیا کی جاہل قوموں کے رسم و رواج کو اکٹھا کیا جائے تو اسمیں سار یہ نکلتا ہے کہ وہ کسی ستھول پدارتھ کو اپنے کسی مہاتما کی یادگار بناتے ہیں۔ لیکن وہ ستھول پدارتھ بھی مختلف ہیں جو کہ انکے خیال میں یادگار کا کام دیتے ہیں۔ یہی نہیں کہ دنیا یادگار کے مسئلے پر غلطی کھا رہی ہے بلکہ معمولی باتوں کو غلطی سے کچھ کا کچھ سمجھے ہوئی ہے۔ مثلاً خوبصورتی کے ہی مسئلہ کو لیجیئے اور دیکھئے کہ کس طرح ایکدوسرے کے برخلاف لوگوں نے فرضی خوبصورتی گھڑلی ہے۔ مثلاً چینی اُس عورت کو خوبصورت مانتے ہیں جسکے پانو بہت ہی چھوٹے ہوں اور جس سے باقاعدہ طور پر بالکل چلا ہی نہ جائے۔ یوروپین لوگ اُس عورت کو خوب صورت مانتے ہیں جسکی کمر پتلی ہو۔ حبشی لوگ جسکے لب اُبھرے ہوئے ہوں۔ لیکن عالم اور ڈاکٹر بتلاتے ہیں کہ سمتا یا پوری صحت کا نام سچی خوبصورتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح دنیا نے یادگار کے مختلف پیمانے گھڑ لئے ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی ستھول پدارتھ کسی چیتن مہان آتما کی یادگار نہیں ہو سکتا۔ اگر مان بھی لیں کہ کوئی ستھول چیز کسی مہاتما کی یادگار ہو سکتی ہے تو یہ یادگار نہایت تھوڑی خوشی و لابھ کے دینے والی ہے اور اسکے مقابل پر وہ یادگار جس سے اُسکے اُدیش کی پورتی ہو بہت خوشی اور مہان لابھ دینے والی ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً دو آدمی سوامی دیانند کی یادگار قائم کرتے ہیں۔ ایک تو تصویریں بنا کر بیچتا ہے اور دوسرا لوگوں کے لئے گوروکل کھولکر برہمچریہ آشرم کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اگر تصویر یا فوٹو لوگوں کو اُنکے سمرن کرانے سے کوئی لابھ پہنچا سکتی ہے۔ تو یہ لابھ بمقابلہ اُس لابھ کے جو کہ گوروکل پہنچا سکتی ہے بہت ہی تُچھ سمجھنا چاہئے۔ غور سے دیکھیں تو مہاتما جن اپنی شکل۔ اپنے نام۔ اپنی تصویر یا اپنے خاندان کی بڑائی بیچنے نہیں آتے لیکن وہ اعلےٰ اصولوں کا پرچار کرتے ہوئے اپنے نام تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ سچے اکھنڈ اٹل نیموں کی مہما جانکر لوگ آنند اُٹھائیں۔ اِس لئے اُنکی سچی یادگار وہی کہلا سکتی ہے جو کہ اُن نیموں یا اُنکے ادیش روپی اصولوں کی مہاتما کا لوگوں کو اُنکے سمان ہی بودھن کراتی رہے۔

یادگار کسی اُدیش کی پورتی کا سادھن ہے۔ اِسکو ہندو پورانک لوگ بھی عملاً جانتے ہیں۔ پورانک لوگ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اُنکی کالی دیوی خونخوار تھی تو وہ اُسکی یادگار میں جو کہ کلکتہ میں اُنہوں نے ایک مندر کی صورت میں قائم کی ہے۔ اب تک بھی سینکڑوں بے زبانوں کی گردنیں کاٹتے ہوئے لوگوں کو ایک ناپاک اصول کی تعلیم دیتے ہوئے ظاہر کر رہے ہیں کہ ہم کالی کے اُدیش کو اس مندر میں جو کہ اُسکی یادگار ہے پورا کر رہے ہیں۔ اُنکے سوائے۔ ٹھاکر دوارے۔ خاص دھرمی اُدیشوں کو پورا کرتے ہوئے یادگار بن رہے ہیں۔ ویشنو لوگ اپنے مندروں میں کبھی شاکتک مت کی سکھشا نہیں دیتے۔ جینی اپنے مندروں میں جنکو وہ اپنے بزرگوں کی یادگار سمجھتے ہیں کبھی پورانوں کی تعلیم نہیں دیتے۔ بُدھ کے پیگوڈوں میں کبھی پورانک لوگوں کی مورتیاں نہیں رکھی جاتیں۔ شنکراچاریہ کے مٹھوں میں کبھی نوین ویدانت کے برخلاف پرچار نہیں کیا جاتا۔ غرضیکہ جو یادگار کسی نے کسی مہاتما کی مان رکھی ہے۔ وہ اُس یادگار روپی کاریہ آلے کو اُس مہاتما کے اُدیش کے برخلاف نہیں چلاتا۔ بلکہ اُس یادگار کو اُسکے ادیش کی پورتی کا چاہے وہ ادیش کیسا ہی ناپاک یا وہمی کیوں نہو سادھن بناتا ہے۔ سوامی جی اُس کاریہ آلے کے ساتھ تعلق رکھتے تھے جس سے اُنکا ادیش پورن ہوتا رہے۔ اگر وہ دیکھتے تھے کہ کوئی کاریہ آلہ ہمارے اُدیش کو پورن نہیں کرتا تو وہ اُس کاریہ آلہ کے خود ہی برخلاف اور توڑنے

کرنی چھوڑ دی تو امریکہ والے۔ آریہ ورت اور یورپ آدی دیشوں کو اور ان دیشوں کے نواسی امریکہ والوں کو بھول گئے۔ اور ایسے اندھکار میں پڑے کہ ایک دوسرے کی ہستی سے عملی طور پر منکر ہو بیٹھا لیکن اندھکار میں پرشارتھ کرنے والے کولمبس نے پرانے یونانیوں کی تجویز پر عمل کر کے امریکہ کی خبر یورپ کو دی۔ گو کولمبس نے امریکہ کو بنایا نہیں لیکن بھولے ہوؤں کو تبلایا ہے تو بھی آج کولمبس کے نام کے ساتھ امریکہ تعلق رکھتا ہے۔ اور امریکہ کہنے سے کولمبس کا سمرن ہو جاتا ہے۔

پانچ ہزار برس سے پہلے آریہ دھرم سبھائیں یا آریہ سماجیں پرتھوی پر سب جگہ تھیں کیونکہ ویدوں میں آریہ دھرم سبھا کے قائم کرنے کی ہدایت ہے۔ لیکن زمانہ آیا جبکہ لوگ آریہ نام کے ساتھ آریہ سماج کو بھول گئے۔ آج کیسا شبھ سمے ہے کہ مہرشی دیانند کے اپکار سے انسان اپنے آریہ نام کو پاتا ہوا آریہ سماج کا وجود دیکھتا ہے۔ مسلمان۔ عیسائی۔ ناستک۔ جینی۔ پرانک آدی کسی بھی پرش کے سامنے آپ آریہ سماج کا نام کہد وہ سنتے ہی فوراً ابیساختہ آپکو دیانند کا نام سنا دیگا۔ اگر کوئی امریکہ سے کولمبس کے نام کو جدا نہیں کر سکتا تو کیا کوئی آریہ سماج سے اسکے بانی سوامی دیانند کے نام کو جدا کر سکتا ہے۔ اگر آریہ سماج کا نام لیتے ہی سوامی دیانند سرسوتی کا سمرن ہو جاتا ہے تو واقعی آریہ سماج سے بڑھکر کوئی سوامی جی کی یادگار نہیں ہو سکتی۔

امریکہ سے دور دیشوں میں چلے جاؤ وہاں بھی آریہ سماج کے ساتھ سوامی دیانند اور سوامی دیانند کیساتھ آریہ سماج کا نام وابستہ پاؤگے۔ امریکہ کے فاصل ڈیوس اپنی تحریر میں سوامی دیانند سے آریہ سماج کو جدا نہیں کر سکتے۔ جہاں وہ سوامی جی کو شدھ اگنی کے جلانے والے کی مہان پدوی دیتے ہیں اسکے ساتھ ہی وہ آریہ سماج کو اس اگنی کی بھٹی بتلا دیتے ہیں۔ اگر امریکہ میں بیٹھے ہوئے تھیاسوفسٹ سوامی جی کو اپنا سبھا یک بتلاتے ہیں تو وہ تھیاسوفیکل سوسائٹی کو سوامی دیانند کی آریہ سماج کی شاخ ساتھ ہی قرار دیتے ہیں میکس مولر اپنی کتاب میں خود یہ سوال اٹھاتا ہے کہ "دیانند سرسوتی کون تھا" اور پھر خود ہی جواب دیتا ہے کہ "دیانند سرسوتی آریہ سماج کا بانی اور لیڈر تھا" دنیا میں بہت لوگ کوئیں تالاب سرائے اور مکان بنواتے ہیں اسلئے کہ اینٹ اور پتھر انکے نام کو سمرن کراتے رہیں۔ جو چیز کسی کے نام کو سمرن کرا سکے وہ اسکی یادگار سمجھی جاتی ہے اور ان معنوں میں آریہ سماج سے بڑھکر سوامی دیانند کی کوئی یادگار نہیں ہو سکتی یہ نیم نہیں کہ جو چیز کسی کے نام کو کسی طرح یاد کرا سکے وہی اسکی یادگار سمجھی جائی بلکہ واقعی یادگار وہ ہے جو کسی مہان آتما کے اپدیش و سدھانت کے پرچار کیلئے سہی اسکا سمرن کرا سکے۔ یادگار سے محض معمولی کام کی اشاعت ہی مقصود نہیں ہوتی بلکہ خاص طور پر اس خاص کام کا پرچار مقصود ہوتا ہے جس کام کو کہ کوئی مہان پرش اپنے جیون میں کرتا رہا ہو۔ مثلاً اگر کوئی پروفیسر ٹنڈل کے نام پر ایک سبیل جاری کر دے یا لوگوں کو لڈو بانٹنے شروع کر دے تو وہ کاریہ آلے (انسٹیٹیوشن) جسمیں لڈو بنتے یا بٹتے ہوں عام کے نزدیک ٹنڈل کی یادگار ہو اور شاید اس کاریہ آلہ کے اندر ٹنڈل کی تصویر بھی موجود ہو لیکن وچار شیل اسکو ٹنڈل کی یادگار نہیں کہہ سکتے۔ اسمیں شک نہیں کہ لڈو بانٹنا اچھے کام میں داخل ہے لیکن یہ کام سائنس کے پرچارک ٹنڈل کے اپدیش سے سمبندھ نہ رکھتا ہوا اسکی یادگار نہیں کہلا سکتا۔ یادگار وہ شے ہونی چاہئے کہ جو اپنے اپدیش دوارہ اس کا بودھن کرا سکے جسکی کہ وہ یادگار ہے دوسرے لفظوں میں یادگار میں اس مہان پرش کا اپدیش پورن ہونا چاہئے۔ اگر کوئی ایسی شالا ہو جسمیں یہ تعلیم دیجائے کہ انسان بتدریج لنگور سے آدمی کی صورت میں بدلتا گیا تو بلا تامل لوگ کہیں گے کہ یہ شالا ڈارون کی عمدہ یادگار ہے۔ کسی مہاتما کے اپدیش کی ورودھ یا اپدیش کو نہ پورن کرنیوالی یادگار اس مہاتما کے جیون کو کلنک لگا سکتی ہے مثلاً اگر کوئی گرجا بدھ کے نام پر بنایا جائے تو عام طور پر وہ گرجا بدھ کی یادگار کہلا سکتا ہے۔ لیکن غور سے دیکھیں تو یہ یادگار جو کہ بدھ کے اپدیش کے ورودھ ہے اس کو کلنکت کرنیوالی ہے۔ لوگ اس تعلیم کو جو کہ گرجا میں دی جائے سنکر غلطی سے کہہ سکتے ہیں کہ بدھ بھی اسی پرکار جیون میں بائبل کا پرچار کرتا رہا ہوگا۔ حالانکہ وہ بائبل کی تعلیم کا سخت مخالف تھا۔ اسی طرح سے اگر کوئی کناد یا پاتنجلی مہرشی کے نام پر کوئی انگریزی شالا جاری کر دے تو یہ شالا کناد اور پاتنجلی کی یادگار نہیں کہلا سکتی گو ان مہرشیوں کا نام اس شالا کے ساتھ کیوں نہ لگا ہو۔

(نوٹ) میکس مولر بایوگریفیکل الیسیز صفحہ ۱۸۳۔

گجرات مترسورت ۔ رسی جینیر آف آریہ ورت ۔ آریہ میگزین ۔ آریہ پتر کا گجراتی سوراشٹر درپن ۔ راجپوتانہ گزٹ اجمیر ۔ انجمن پنجاب لاہور ۔ کوہ نور لاہور ۔ وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ ۔ قیصری جالندھر ۔ آفتاب پنجاب ۔ ویش اپکارک ۔

اینک شاعروں اور کویوں نے قصیدے ۔ شعر ۔ دوہے ۔ چھند ۔ چوپائی ۔ لاونی آدی اُنکی مرتو پر تصنیف کیں لیکن سب میں اوّل درجہ کی آریہ کوئی چودھری نول سنگھ جی کی وہ مشہور لاونی ہے جسکا ٹیک حسب ذیل ہے ۔

"دیانند آنند کند بھئے پاکھنڈن کے مت ٹارن
ہوئے جگت بکھیات چھون وِش پر ارتھی ترنتارن"

مونیز ولیس ومیکس مولر سے کئی پنڈتوں نے سوامی جی اور اُنکے اُپدیش کے متعلق رائیں ظاہر کیں لیکن پنڈتوں کی تحریروں میں اول درجہ کی دلکش تحریر امریکہ کے مشہور مصنف اینڈرو جیکسن ڈیوس کی ہے جسکو مصنف نے اپنی پستک میں لکھا ہے اور جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے ۔

"مجھے ایک آگ نظر آتی ہے جو کہ عالمگیر ہے یعنی بیحد محبت کی آگ جو نفرت سوز ہے اور ہر چیز کو جلا کر صاف کر رہی ہے ۔ امریکہ کے چٹیل میدانوں ۔ افریقہ کے فراخ ملکوں ۔ ایشیا کے قدیم پہاڑوں اور یورپ کی وسیع سلطنتوں پر مجھے اسی مہیچ سوز اور ہمہ ساز آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے دکھائی دیتے ہیں ۔ اسکا چرچا محض پست مقامات سے شروع ہوا ہے ۔ اپنی آسائش اور ترقی کے لئے اسے انسان نے خود روشن کیا ہے ۔ روئے زمین پر انسان ہی ایسا مخلوق ہے جو آگ کو جلا کر اُسے تقادے سکتا ہے چونکہ ارضی مخلوقات میں ناطق بھی یہی ہے لہذا اپنے مساکن میں نورانی آگ بھڑکانے میں سب سے اول ہے ۔ ہاں پروہتوں کی طرح جہنمی مکانات کو محبت سے پاک اور عقل سے منور کرنے والے آسمانی آگ لانے کے لئے بھی یہی پیشقدم ہے ۔ اس غیر محدود آگ کو دیکھکر جو بالیقین بادشاہتوں ۔ شاہنشاہیوں ۔ اور دنیا بھر کی سیاستی برائیوں کو پگھلا ڈالیگی ۔ میں غایت درجہ مسرور ہوکر ایک مستقل جوش کی زندگانی بسر کر رہا ہوں ۔ سب اونچے اونچے پہاڑ جل اُٹھیں گے ۔ گڈریوں کے خوشنما شہر بھن جلینگے پیارے گھر اور پرمحبت طبیعتیں ساتھ ساتھ پگھلیں گی ۔ نیک و بد مخلوط ہوکر یوں غائب ہونگے جیسے آفتاب کی سنہری شعاعوں میں شبنم ۔ لامحدود ترقی کی بجلی سے انسانی طبیعت ہل رہی ہے ۔ آج اُسکی فقط چنگاریاں جانب آسمان اُڑتی ہیں ۔ اوتاروں ۔ شاعروں اور مصنفوں کی ہدایتوں میں ادھر اُدھر شعلے نظر آتے ہیں ۔

یہ آگ سناتن آریہ دھرم کو اصلی پاکیزہ حالت پر لانیکے لئے ایک بھٹی میں تھی جسے آریہ سماج کہتے ہیں ۔ یہ آگ بھارت ورش کے ایک مہا یوگی ۔ دیانند سرسوتی کے ہردے میں پرکاشمان ہوئی تھی ۔ .... ہندو اور مسلمان اس عالم سوز آگ کو بجھانیکے لئے چاروں طرف تیزی سے دوڑے لیکن یہ آگ ایسی تیزی سے بڑھتی گئی کہ اس تیزی کا اسکے بانی دیانند کو گمان بھی نہ تھا ۔ اور عیسائیوں نے بھی جنکے معابد کی آگ اور متبرک شمعیں پہلے مشرق میں ہی روشن ہوئیں تھیں ایشیا کی اس نئی روشنی کے بجھانے کے لئے ہندو اور مسلمانوں کا ساتھ دیا ۔ لیکن یہ آسمانی آگ اور بھی بھڑک اٹھی اور پھیل گئی ۔ ....

تمام بدیوں کا مجموعہ نفرت کی شمع کرنیوالی بھٹی میں جلکر بھسم ہو جائیگا ۔ سیاہ رنگ کہ بیماری کی جگہ صحت ۔ بتوں کی جگہ قدرت ۔ پوپ کی جگہ دلیل ۔ پاپ کی جگہ پن ۔ اودیا کی جگہ گیان ۔ نفرت کی جگہ محبت ۔ ویر کی جگہ سمتا ۔ نرک کے استھان میں سورگ ۔ دُکھ کے استھان میں سُکھ ۔ بہوت پتیوں کی بجائے پرمیشور اور پرکرتی کا راج ہو جائے ۔ میں اس اگنی کے سمت کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ جب یہ اگنی سُندر پرتھوی کو نوجیون پردان کریگی تو عالمگیر راحت ۔ برکت اور آنند کا گہوارہ نصیب ہوگا ۔"

فصل ششم

آریہ سماج ہی مہرشی کی یادگار ہے

پانچہزار برس گذرے کہ پاتال دیش کے آریہ لوگ آریہ ورتی آریوں سے رشتے ناطے کرتے تھے لیکن جب دیانند کار کے بیٹھنے پر لوگوں نے جل یاترا

(نوٹ) ...... مصنف چودھری ...... [illegible]

پلٹا دیتے ہوئے شانتی پروان کر سکتے ہیں - اگر کوئی بھارت نواسی جو کہ پورانک مت کا معتقد ہو انگریزی فلاسفی کے پڑھنے سے پورانک توہمات کو اپنے دل سے دور کر دیتا ہے تو اوسکے یہ معنی ہیں کہ انگریزی فلاسفی پورانوں کی سکھشا پر فتح پاتی ہے - اگر انگریزی کالجوں کے طالبعلم پورانک گپوں کو نہیں مانتے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ انگریزی کی مادہ پرست فلاسفی پورانک گپوں سے کہیں بڑھکر ہے - اور اسیطرح اگر انگریزی فلاسفی کے ماہر سچے دلسے ویدک سدہانتوں کی شرن لیتے ہیں تو اُس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ویدک سدہانت مغربی سدہانتوں پر وجے پاتے ہیں کچھ مشکل نہیں - اگر مغربی سائیس اور فلاسفی کے فاضل اجل پنڈت گرودت نے ویدوں کی شرن لی تو اسکے صاف معنی یہی ہیں کہ یورپ و امریکہ نے ویدوں کا آسرا لیا *

فصل پنجم

مہرشی کے اُپدیش پر امریکہ کے ایک فاضل کی نرپکش رائے

محبت سے دلوں کو تسخیر کرنے والے پُرایکاری کی موت کی خبر سنکر کون پرش تھا جو کہ سچ مچ خون کے آنسو نہ بہاتا ہو - جن لوگوں نے اُنکے درشن کئے یا اُن کا اپدیش سنا یا اُنکی تصنیفات دیکھی تھیں وہ اُنکی مرتیو کا سماچار سُننے پر حیرت اور غم کے سمندر میں ڈوب رہے تھے ..... ۵ ہزار برس کے بعد پرتھوی کی پرانی راجدھانی آریہ ورت کو مہرشی کے اوتپن کرنیکا فخر ملا تھا لیکن کرم گتی نے اس فخر کو چھین لیا - کہاں بوڑھا آریہ ورت اپنے سپوت کے یش کو سنکر خوش ہو رہا تھا اور کہاں اُسکو اُسکے ویوگ کا دن دیکھنا پڑا - مہرشی کی موت کوئی معمولی موت نتھی - چاروں طرف سے تاریں اور شوک پتر دلوں کے جوش لئے ہوئے اجمیر میں پہنچ رہے تھے - اِن تاروں اور پتروں کی بھاری تعداد اُس بھاری غم کو ظاہر کرتی ہے جو کہ بھارت سنتان نے اُنکی مرتیو پر انو بھو کیا تھا - چنانچہ اخبار دیش ہتیشی اجمیر لکھا ہے کہ " ہمارے پاس اتنے شوک پتر اور تاروں کی بھرمار ہوئی ہے کہ یدی ہم اُنکو ورش بھر تک اس دیش ہتیشی پتر میں مدرت کئے جادیں تو بھی سماپت نہوں - یہانکے تار بابو بارمبار یہی کہتے تھے کہ ایسے کون دیانند سرسوتی ہیں جنکے اتنے تاروں کے مارے ہمکو ایک دم بھی او کاش نہیں ملتا - اتنے تار تو کبھی لاٹ صاحب کے سمے میں بھی دیکھنے میں نہیں آئے " اخبار تھیاسوفسٹ نے اُنکے پرلوک گمن کی خبر سنتے ہی یہ لیکھ پرکاش کیا -

" ہمارے نامہ نگار حیران ہیں کہ کیا سوامی دیانند جیسے یوگی کو جنہیں کہ یوگ ودیا کی طاقتیں موجود تھیں اس بات کی پہلی خبر نتھی کہ اُنکی موت سے بھارت ورش کو نقصان عظیم پہنچیگا - کیا وہ یوگی نتھے کیا وہ برہم رشی نہیں تھے ؟ .... ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ سوامی جی کو اپنی موت کی خبر دو سال پہلے ہی سے تھی اُنکے وصیت نامہ کی دو نقلیں جو کہ اُنہوں نے کرنل الکاٹ اور مجھ اڈیٹر رسالہ کے پاس بھیجیں (یہ دو نقلیں ہمارے پاس اُنکے گذشتہ دوستی کی یادگار کے طور پر موجود ہیں) اس امر کا پورا ثبوت ہیں - اُنہوں نے ہمیں میرٹھ میں کئی بار کہا کہ ہم ۱۸۸۴ء نہیں دیکھیں گے "

طوالت کے خوف سے ہم کُل اخباروں کے لیکھ یہاں پرکاشت نہیں کر سکتے - صرف حسب ذیل اخباروں کے نام جنہوں نے کہ کمال ہمدردی کا اظہار اُنکی مرتیو پر کیا لکھدینے ہی کافی سمجھتے ہیں "

دیش ہتیشی اجمیر - بنگ باسی - ہندی پردیپ پریاگ - بھارت بندھو علی گڈھ - سار سدہاندھی کلکتہ - بھارت متر کلکتہ - گیان پردائنی پتر کا لاہور - دھرم دواکر کلکتہ - کہتری ہتکاری بنارس - بھارت متر - آریہ درپن - آریہ سماچار - ستیا کا - ٹریبیون لاہور - انڈین امپائر کلکتہ - انڈین کرونیکل کلکتہ - ہندو مدراس - ٹائمز پنجاب راولپنڈی - بنگالی کلکتہ - ہندو پیٹریٹ کلکتہ - پاینر الہ آباد - سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور - تھیاسوفسٹ - انڈین مرر کلکتہ -

نوٹ ط ۱ از دیش ہتیشی اجمیر کھنڈ ۲ - انک ۸ صفحہ دس -

کہ اُنہوں نے اُس سے دو گنے گرنتھ پڑھے ہوں ۔ یہی نہیں کہ وہ ویاکرن کے پنڈت تھے ۔ بلکہ جیوتش ۔ گنت ۔ شاعری ۔ پدارتھ ودیا ۔ ڈاکٹری (بیدک) آدی سرب ودیاؤں کے اعلےٰ اصولوں کو بخوبی جانتے اور ان علوم کی اعلےٰ سے اعلےٰ سنسکرت پرمانک پُستکیں پڑے ہوئے تھے کوئی شخص ٹھیک طور پر پورن ودوان ہوئے بنا ویدوں کے بھاش کرنے کو سامرتھ نہیں ہو سکتا ۔ اور جب اُنہوں نے رشیوں کی طرز پر ویدوں کا بھاش کیا تو بلاشبہ وہ پرتھوی سے لیکر ایشور پرینت سرب ودیاؤں کے مول روپی سدھانتوں کو یوگ درشٹی سے نربھرانت جانتے تھے ۔ اگر مسٹر ہربرٹ سپنسر فلاسفر ہے تو کیا وہ موجودہ سائینس کے سدھانتوں سے بے بہرہ ہے ۔ اگر منش شریر کے ایک فلاسفر کے لئے جملہ علوم کے اصولوں کا جاننا ضروری ہے تو کیا پورن برھمچاری اور پورن یوگی کے لئے سرب ودیاؤں کا نربھرانت جاننا کٹھن ہے ؟ ۔ ہم اُنکو گیان ۔ کرم اور اپاسنا روپی کمالیت کے ہمالہ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا پاتے ہیں دنیا اُنکے وجود میں رشی شبد کی تعریف پڑھ رہی ہے ۔ پورن اونت آتما پورن اونت شریر کے سادھن سے پراوپکار کرتا ہوا اُنکی مثال دور درشٹی پڑ رہا ہے ۔ اونچی اوچیہ دشا کو دیکھتے ہوئے پرشن اُٹھتا ہے کہ وہ کن سادھنوں سے ایسی اوچیہ اوستھا کو پراپت ہوئے ۔ تو اُنکا جیون چرتر اُتر دیتا ہے کہ پورن برھمچریہ اور پورن یوگ ؞

فصل چہارم

مرتون[1] جے کی موت پر یورپ اور امریکہ کے پرتی ندھی[3] کا سنشے مٹانا

سوامی جی نے جن عالمگیر ویدک سدھانتوں کا پرچار اور اُپدیش کیا ۔ اُس اُپدیش نے جہاں سرب سادھارن اور سنسکرت دانوں کو آریہ بنایا وہاں اُس نے کئی انگریزی کے ودوانوں کو بھی آریہ بنا دیا ۔ اُنکی زندگی میں ہی اینک پرش آریہ دھرم کے مہت کو سمجھ گئے تھے ۔ لیکن مرتون جے کی موت کا پنڈت گورودت سے انگریزی سائینس کے پورن ودوان کی سنشے آتمک کایا کو بن بولے پلٹا دینا اتینت آشچریہ دائک بات ہے ۔ یورپ اور امریکہ کے موجودہ اعلےٰ خیالات کا پرتی ندھی اگر ہم پنڈت گورودت ایم اے کو کہیں تو بجا ہے ۔ وہ جو راتدن مِل ۔ ھکسلے ۔ ٹنڈل ۔ ڈارون ۔ سپنسر ۔ آدی اینک یوروپین ودوانوں کے گرنتھوں کے وچار پورنک پڑھنے سے اُنکے خیالات کو دل میں دھارن کئے ہوئے تھا اُسکو یوگی راج کی مرتیو پر ھی اس بات کا پرتیکھش ثبوت ملا کہ کسطرح ایک سچا آستک اور پورن یوگی موت کے پھندے سے رہت ہو کر ایشور اُپاسنا کے پرم بل سے کلیش کی جڑ کو کاٹتا ہوا خوشی خوشی پرلوک گمن کرتا ہے ۔ اِس عجیب موت نے پنڈت گورودت کو ایشور کی ہستی کا نہایت ہی زبردست ثبوت دیدیا ۔ اِسی موت نے اُس پرتی ندھی کو صاف جتلا یا کہ یوگی ہی موت پر فتح پا سکتے ہیں ۔ اُس ویدسوریج کی عظمت کا جسکا اپدیش مرتون جے اپنے جیون میں کرتا تھا پنڈت جی کو قایل بناتے ہوئے اُنکے مُنہ سے کہلا دیا کہ "موجودہ مغربی سائینس اور فلاسفی کی جہاں سماپتی ہوتی ہے وہاں ویدودیا کا آرنبھ ہوتا ہے" ۔ اسی حادثہ نے دنیا کو عملی طور پر دکھا دیا کہ ویدوں کی مہان ودیا کو گرھن کرنیکے لئے کس پرکار اول درجہ کے فاضل ایم اے ودیارتھی بنتے ہیں ۔ ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ پنڈت گورودت کو رشی کی موت نے پورن آریہ بنا دیا بلکہ گہری نگاہ سے دیکھیں تو یورپ اور امریکہ کے عالموں کے پرتی ندھی کے سنشے مٹا دیئے جسکے باریک معنی یہ ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے سائینس اور فلاسفی کے سدھانتوں نے ویدک سوریج کی شرن لی ۔ اگر رشی کی ظاہر کردہ ویدک سدھانت ایک گورودت کے سنشے نورت کرتے ہوئے اُسکو شانتی دے سکتے ہیں تو اِسکے معنی یہ ہیں کہ ویدک سدھانت یورپ اور امریکہ کی سنشے آتمک کایا کو حکماً

نوٹ (۱) سوامی جی انگریزی فلاسفی بالکل نہیں پڑھے ہوئے تھے ۔ (۲) مرتون جے ۔ جو موت پر فتح پائے یعنی سوامی دیانند سرسوتی جی ۔ (۳) پرتی ندھی ۔ وکیل ۔ یا قائم مقام

ینتر سے دیکھنے اور کانوں سے سُننے کا بندھ کیا ہے اسکو کوئی بھی یوگی بدل نہیں سکتا۔ جیو ایشور کبھی نہیں ہو سکتا"۔

جہاں سوامی جی نے اپنی تحریر میں اینک ودے یاؤں کا برنن کیا ہے وہاں اُنہوں نے یوگ ودیا کا بھی برنن کیا ہے۔ یوگ سے آتم بل کس پر کار بڑھجاتا ہے اسکو بمن لکھت وچن درشا رہے ہیں۔

"ہے جگدیشور جس سے سب یوگی لوگ اِن سب بھوت۔ بھوشیت۔ ورتمان دیوہاروں کو جانتے۔ جو ناش رہت جیو آتما کو پرماتما کے ساتھ ملکے سب پر کار تریکالگیہ کرتا ہے۔ جسمیں گیان کریہ ہے۔ پانچ گیان اندری بُدھی اور آتما یُکت رہتا ہے اُس یوگ روپ یگ کو جس سے بڑھاتے ہیں وہ میرا من یوگ گیان یُکت ہو کر دکھن آدی کلیشوں سے پرتھک رہے"۔[1]

وید بہاشیہ بھومکا کے اپاسنا وشئے میں یوگ شاستر کے سوتروں کی ویاکھیا کرتے ہوئے مہرشی یوگ کے پرم بل کی اچاریہ وت اُپدیش درشا رہے ہیں۔ پرتما پوجن وچار نامی لگھو پستک میں مہرشی نے یوگ شاستر کے کئی سوتروں کا آشے دکھایا ہے جو کہ واقعی پڑھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے مثال کے طور پر ہم اُس رسالہ سے حسب ذیل لیکھ کو پرکاشت کرتے ہیں۔

"اِتیادک سوتروں سے یہ پرسدھ جانا جاتا ہے کہ دھارنا آدک تین انگ ابھینتر کے ہیں۔ سو ہردیہ میں ہی یوگی پرمانو پرینت پدارتھ ہیں اُنکو یوگ گیان سے یوگی جانتا ہے۔ باہر کے پدارتھوں سے کنچن ماتر بھی دھیان میں سمبندھ یوگی نہیں رکھتا۔ کنتو آتما سے ہی دھیان کا سمبندھ ہے اور سے نہیں۔ اِس وشئے میں جو کوئی اینتھا کہے سو اُسکا کہنا سب سجن لوگ متھیا ہی جانیں کیونکہ جب یوگی چت ورتیوں کو نرودھ کرتا ہے باہر اور بھیتر سے اُسی وقت درشٹا جو آتما اُس چیتن سروپ میں ہی ستھت ہو جاتا ہے انیتر نہیں"۔

بمن لکھت وچن اُنکے ایک پتر میں جو کہ اُنہوں نے میڈم صاحبہ کو لکھا تھا پائے جاتے ہیں جن سے ودت ہوتا ہے کہ یوگ کی پرم ودیا اس سمے بھی آریہ ورت میں ودیمان ہے۔

"جو ست دھرم ست ودیا۔ اور ٹھیک ٹھیک سدھار کی اور پرم یوگ آدی کی باتیں سدا سے جیسی آریہ ورتی منشیوں اور وید آدی شاستروں میں تھیں اور ہیں ویسی کہیں نہ تھیں اور نہ ہیں۔ اب وچار یئے کہ تھیا سوفسٹوں کو اپدیش دیش تو اسی مت میں ملنا چاہئے کہ آریہ ورتیوں کو تھیا سوفسٹ ہونا چاہئیے"۔

بمن لکھت وچن اُس پتر میں پائے جاتے ہیں جو اُنہوں نے کرنیل صاحب کو لکھا تھا جن سے ودت ہوتا ہے کہ وہ رشیوں کی طرح نشکام برتی سے کرم کرتے تھے[2]۔

"میں اپنی سامرتھ کے انوسار وید کا اُپدیش کرتا ہوں۔ سوائے اپدیشک کے اور میں کچھ ادھیکار نہیں چاہتا۔ تم مجھکو کہیں سبھا لکھدیتے ہو کہیں کچھ لکھدیتے ہو میں کچھ بڑائی اور پرتشٹھا نہیں چاہتا اور جو میں چاہتا ہوں وہ بہت بڑا کام ہے۔ سو آشہ ہے کہ ایشور کی دیا اور سجن تتھا ودوانوں کی سہایتا سے کرتیہ کریتہ ہونگا"۔...... "بچاہئے کوئی ہو جبتک میں نیا چرن دیکھتا ہوں میل کرتا ہوں اور جب نیا چرن پرگٹ ہوتا ہے پھر اُس سے میل نہیں کرتا ہمیں ہر شچندر ہو وا اینہ کوئی ہو"۔

گنگا کے کنارے سوامی جی کا مگرمچھ کے پاس نربھیہ بیٹھے رہنا بتلا رہا ہے کہ اُنہوں نے اہنسا سدھ کر لی تھی۔ اُنکے جیون چرتر میں کافی ثبوت اس بات کے موجود ہیں کہ وہ پورن یوگی تھے مرتیو کے سمے کو یوگ بل سے کاٹنے کا درشٹانت اپنی موت سے دینا۔ پورن یوگی ہونے پر یوگ تماشے کرنے سے گریز کرنا ستیارتھ پرکاش کے ساتویں سمولاس میں ایشور کو پرتیکش پراپت دیکھنے کی ودھی درشانا۔ اتیادک انیک باتیں اُنکے پرم یوگی ہونیکا بودھن کرا رہی ہیں۔ پورن برہمچاری اور پورن یوگی ہونیکے باعث ہی وہ جملہ علوم میں پُورے ماہر تھے۔ بھرانتی نوارن میں اُنکے یہ وچن کہ میں اپنی نشچے اور پریکشا کی انوسار رگوید سے لیکر پورو میمانسا پرینت انومان سے تین ہزار گرنتھوں کے لگ بھگ مانتا ہوں" بتلا رہے ہیں کہ اُنکا مطالعہ کہانتک وسیع تھا۔ جب وہ تین ہزار کے قریب مستند گرنتھ مانتے ہیں تو عجب نہیں

(نوٹ) [1] ستیارتھ پرکاش ستم سمولاس صفحہ ۱۸۴۔ [2] پرتما پوجن وچار اتہاس سوامی جی اور تاراچرن ترک رتن کا شاستراتھ صفحہ ۱۵ سے ۱۸ تک۔

[3] پتر مورخہ ۱۹۔ مارچ ۱۸۹۷ء بنام کرنل الکاٹ۔

دیا اُسکے معنے یہ تہی کہ پہلے اس ودیا کا ادھکاری بن لو پیچھے سیکھہ لینا۔ روڑکی میں تو اس آریہ سجن نے سیکھنے کا شوق ظاہر کیا تھا لیکن دیگر مقامات پر سیکھنے کا شوق رکھنے والے بہی متعدد اور یوگ سدھی کا تماشہ دیکھنے والے اُنہیں بکثرت ملتے تھے سوامی جی کبھی تماشے کے طور پر لوگوں کو محض دکھانیکے لئے اس ودیا کی کھیل کرینوالے نتھے۔ وہ چار پرشوں کو جنہوں نے سادھنوں دوارہ اس ودیا کو سیکھنا چاہا تہا اور جو ادھکاری تھے اُنکو اُنکی یوگتا انوسار سوامی جی نے یوگ کریا سکھائی تھی۔ مگر کسی کی درخواست پر یوگ ودیا کا تماشا نہیں کیا۔ چنانچہ ایکدفعہ سینٹ صاحب نے سوامی جی سے کہا کہ ہمیں کچھ یوگ کا دکہاؤ تو اُنہوں نے یوگ کے دِکہلانے سے انکار کیا جیسے کہ اُنکے منن لکھت پتر سے دوت ہو رہا ہے۔

"جو مینے سینٹ صاحب سے کہا تہا وہ ٹہیک ہی کیونکہ میں اِن تماشے کی باتوں کو دیکھنا دکھلانا اوچت نہیں سمجھتا چاہے وے ہاتھ کی چالاکی سے ہوں چاہے یوگ کی ریتی سے ہوں۔ کیونکہ یوگ کے بیگیئے کرائے بنا کسی کو بھی یوگ کا مہتو و اس میں ست پریم کبھی نہیں ہو سکتا۔ برن سندیہ اور آشچریہ میں پڑ کر اُسی تماشے دکہلانے والے کی پریکشا اور سب سدہار کی باتوں کو چہوڑ تماشے دیکھنے کو سب لوگ چاہتے ہیں۔ اور اوس کے سادھن کرنا سویکار نہیں کرتے جیسے سینٹ صاحب کو مینے نہ دِکہلایا اور نہ دکہلانا چاہتا ہوں۔ چاہے وہ راضی رہیں۔ چاہے ناراض ہوں۔ کیونکہ جو میں اِس میں پرورت ہو جاؤں تو سب مورکہہ اور پنڈت مجھ سے یہی کہینگے کہ ہم کو بھی کچھ یوگ کے آشچریہ کام دِکھلائے۔ جیسا اُسکو آپنے دکھلایا۔ ایسی سنسار کے تماشے کی لیلا میرے ساتھہ بھی لگجاتی جیسے میڈم ایچ پی بلیوٹسکی کے پیچھے لگی ہے۔ اب جو اِن کی ودیا دھرماتما کی باتیں ہیں کہ جن سے منشیوں کے آتما پوتر ہو آنند کو پراپت ہو سکتے ہیں اُنکا پوچھنا او گرہن کرنے سے دور رہتے ہیں کنتو جو کوئی آتا ہے میڈم صاحب آپ ہمکو بھی کچھہ تماشہ دکہلائیے۔ ایتادی کارنوں سے اِن باتوں میں پرورتی نہیں کرتا نہ کراتا ہوں۔ کنتو کوئی چاہے تو اُسکو یوگ ریتی سکہلا سکتا ہوں کہ جس کے انوشٹھان کرنے سے وہ سویم سدھی کو پراپت ہو جائے"[ط۲]

جس طرح ودیا شکتی ہے اُسیطرح یوگ بھی آتمک شکتی ہے۔ اگر کوئی بجلی کی ودیا لوگوں کے تالے توڑنے کیلئے لگائے تو ودیا کا کچھ دوش نہیں دوش اُسکے انوچت برتاؤ کرنیوالے کا ہے۔ لیکن پورا سائینس دان کبھی بجلی کی ودیا کسی کی ہانی اتھوا تچھ کاریہ کی سدھی کے لئے نہیں لگاتا اسیطرح یوگ ودیا کو یوگی لوگ ایشور درشن کو مہان کاریہ میں لگاتے ہیں لوگوں کی تچھ باتوں کے سُننے پر مہان ودیا کا انوچت بیوہار نہیں کرتے۔ لیکن جو ودیا کا انوچت ویوہار کرتے ہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ پورے ودوان نہیں۔ یورپ و امریکہ میں یوگ ودیا کا ایک تچھ انش رکھنے والے سپرچیولسٹ لوگوں نے پاکھنڈ کا طوفان برپا کر رکھا ہے۔ مورکھوں کو بتلاتے ہیں کہ مرے ہوئے جیو ہماری اِچھا انوسار ہمارے من میں پریرنا کرنے آتے ہیں اور اس پرکار کے ابتک مجھ رچکر لوگوں کو ٹھگ کہا گئے ہیں۔ اِن سپرچیولسٹ لوگوں کی ٹھگ لیلا کا معقول کھنڈن[ط۳] امریکہ کے اینڈرو جیکسن ڈیوس نے بہلی پرکار کیا ہے۔ ہر ایک بدھیمان مسمریزم اور سپرچیولزم کے ٹھگوں سے خبردار ہو سکتا ہے اگر وہ اپنی عقل کو کام میں لائے۔ یوگ ودیا کے جتنے تماشہ گر ہیں وہ یوگی نہیں کنتو دکاندار ہیں۔ اِن دوکانداروں سے بچکر ہمیں سچی یوگ ودیا کے سکھانیوالے یوگیوں کی ادہکاری بننے پر تلاش کرنی چاہئے۔

دنیا میں یہ عام مشہور ہو رہا ہے کہ یوگی جو چاہے سو کر سکتے ہیں۔ سرشٹی نیموں کو توڑنا یوگیوں کے لئے کوئی بڑی بات نہیں لیکن مہرشی صاف لفظوں میں یوگ کی عظمت درشلاتے ہوئے اس بات کا اِس پرکار کھنڈن کرتے ہیں۔

ط۱ جو انادی ایشور جگت کا سرشٹا نہ ہو تو سادھنوں سے سدھ ہونیوالے جیووں کا آدھار جیون روپ جگت شریر اور اندریوں کے گولک کیسے بنتے۔ انکے بنا جیو سادھن نہیں کر سکتا۔ جب سادھن نہوتے تو سدھ کہاں سے ہوتا؟ جیو چاہے جیسا سادھن کر سدھ ہوئے تو بھی ایشور کی جو سویم سناتن انادی سدھی ہے جسمیں اننت سدھی ہیں اُسکے تلیہ کوئی بھی جیو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جیو کا پرم اودھی تک گیان بڑھے تو بھی پریت گیان اور سامرتھ والا ہوتا ہے۔ اننت گیان اور سامرتھ والا کبھی نہیں ہو سکتا۔ دیکہو کوئی بھی آجتک ایشور کرت سرشٹی کرم کو بدلنے ہارا نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ جیسا انادی سدھ پرمیشور نے

(نوٹ) ط۱ ۱۴ جولائی ۱۸۸۰ء کو یہ خط اُنہوں نے کرنیل الکاٹ کو لکھا تہا۔ ط۲ سویم بعینے خود۔

ط۳ دیکہو کتاب دی فال ٹین صفحہ ۲۰۶ سے ۲۰۰ تک ط۴ ستیارتھ پرکاش آٹھواں سمولاس صفحہ ۲۱۹۔

داخل ہونیکا مستحق نہ ہوسکتا اگر وہ ان ایشناؤں سے رہت ہوتا۔

ایک دفعہ ممالک مغربی و شمالی کے ایک مشہور نگر میں کسی سجن نے اُن سے کہا کہ سوامی جی آپ تو رشی ہیں۔ اوتر میں سوامی جی کہنے لگے کہ رشیوں کے ابھاو میں مجھے رشی کہہ رہے ہو۔ لیکن سچ جانو کہ اگر میں کنادرشی کے سمے میں اوپتن ہوتا تو اوسوقت کے وِدوانوں میں بھی بمشکل گنا جاتا۔ اٹھارہ گھنٹے کی سمادھی لگانے والا پورن یوگی دیانند جسکو بقول (۱) دھرم دواکر یوگ (۲) پرم یوگی اور جڑ بھرت (۳) کا اوتار، کہتے ہیں کہیں بھی اپنے آپکو لوگوں میں یوگی مشہور کرنیکی کوشش نہیں کرتا۔ بھلا سچے گلاب کو بناوٹ کی کیا ضرورت ہے۔ اُسکا وجود ہی اُسکی خوشبو کو ظاہر کردیتا ہے لیکن کاغذ کے بنے ہوئے مصنوعی گلاب کو گلابی رنگت اور عطر لگانے کی ضرورت ہے تاکہ وہ دھوکہ سے اپنے آپ کو گلاب ثابت کرسکے۔ یوگ اور یوگ سدھی کے نام پر بھوگی پرشوں نے دنیا کو لوٹ لیا۔ یوگ اور یوگ سدھی کا نام لیتے ہوئے ٹھگوں نے لوگوں کو من گھڑت لیلا دکھا کر نشچہ دلانے کی کوشش کی ہے کہ یہ کراماتیں ہیں اور ہم قانون قدرت کو توڑ سکتے ہیں۔ یوگ سدھی کی جھلک دکھانے پر ہی لوگ گورو بنکر مورکھوں سے چرن پُجاتے ہیں۔ لیکن کرامات معجزات تماشے بہوت پریت توہمات کو کاٹنے والا علم کی ٹھیکہ داری اور ٹھگی کو سچ ظلمات میں دھکا دینے والا سچا یوگی دیانند ہٹ یوگ اور روبھ۔ تماشے کے جھلوں سے لوگوں کو خبردار کرتا ہوا راج یوگ کے سچے قواعد اور اعلے اصول پرکاش کرتا ہے جس سے آتما کی پورن شکتیاں قانون قدرت کے مطابق نہ کہ برخلاف ظاہر ہوسکتی ہیں مہرشی اُس یوگ ودیا کا پرتی پادن کرتا ہے جو یوگ کہ اور علموں کی طرح ہر ایک ہارک سم اونت پرش کا حق ہے۔ اور جس یوگ بل سے منش وید سوریہ کی جیوتی کو انوبھو کرنے، منتر درشٹا رشی کہلا سکتا اور اسی سادھن سے ایشور درشن کرتا ہوا مرتیو پر وجے پاسکتا ہے۔ ایک امریکن (۴) کا کتھن ہے کہ سچائی طبعزاد کہانی سے بھی بڑھکر عجیب ہے۔ بجلی کے گن جن سے پانچ منٹ کے اندر سینکڑوں میل کی خبر مل سکتی ہے واقعی کسی ناول کی طبعزاد بیان سے بڑھکر عجیب ہیں لیکن اگر اسی بجلی کی خاصیت کسی منتھائی اور نام کے بھوکھے پرش کو معلوم ہوجاتی تو وہ بجلی کا مندر بنواکر خود پوجاری بننے سے لوگوں کو پوپ روم کی طرح لوٹ کر کھا جاتا۔ اور اس ودیا کا وہ پرچار جو اس سمے باقاعدہ طور پر ہورہا ہے کبھی نہ ہوتا۔ یوگ ودیا جسمیں بجلی سے بڑھکر آتما کی طاقتیں دکھائی دیتی ہیں اگرچہ عجیب و غریب ہے لیکن دویت ودیا کی طرح مقررہ اصولوں پر مبنی ہے۔ یہی یوگ اگر کسی تھیاسوفسٹ یا منتھائی کو لیش بھی آجائے تو وہ لوگوں کو تماشے دکھانیکی کوشش کریگا۔ اور علمی ٹھیکہ دار بنکر لوگوں سے کسی قسم کی دولت چھیننا چاہیگا۔ یہی یوگ اگر کسی علم دوست کے پاس ہو تو وہ ٹھیکہ دار بننے کے بجائے لوگوں کو اس ودیا کے حاصل کرنے کے قواعد اور عمل سکھائیگا۔ بجائے اسکے کہ اپنی سدھیاں تماشے کے طور پر انکو حیرت میں ڈالنے کے لئے کرکے دکھلائے اور محض نام کی خاطر ایک سچی سائینس کے پرچار کو روکدے۔ تماشے اور تجربے میں وہ فرق ہے جو کہ کھیل اور سادھن میں ہے۔ پروفیسر طالبعلم کو بجلی کے تجربے کرکے دکھاتے ہیں لیکن بازار میں پیسے یا نام کی خاطر بفائیدہ یا کھیل کے طور پر بجلی کے تجربہ کرنیوالا تماشہ گر ہے۔ پروفیسر اگر سمجھتا ہے تو تماشہ گر محتاج۔ پروفیسر ودیا بردھی کے لئے یوگیہ پاتر میں دان کرتا ہے لیکن تماشہ گر سوانگ بھرنے سے بیر بھٹر کھودیتا ہے۔ تجربہ کا دوسرا نام سادھن اور تماشہ کا دوسرا نام کھیل ہے۔ تجربے مستحق طالبعلموں کو علم سکھاتے ہیں لیکن تماشے دل لگی اور بیکاری کا پیٹ بھرتے ہیں۔ تجربہ پاتر کے سامنے کیا جاتا ہے لیکن تماشہ میں یہ قید نہیں۔ کا۔ کھا۔ پڑھنے والے ودیارتھی کو پران اور ریئی (مثبت اور منفی) دویت کے بھید تجربے سے ثابت کرکے دکھانے لاحاصل ہیں لیکن بدھیمان یوگیہ ودیارتھی اس تجربہ کو سمجھ سکتا ہے۔ تماشہ کی حالت میں یوگیہ ایوگیہ پاتر کو پاتر کا وچار نہیں ہے۔ تجربے سے ودیا کی پراپتی مقصود ہے لیکن تماشے سے صرف واہ واہ اور مرحبا ہی ملتی ہے۔ ہمالیہ آبو کے سچے یوگی تماشہ دکھاتے نہیں پھرتے لیکن طالبعلم انکے پاس جاکر سادھنوں دوارہ یوگ ودیا سیکھ سکتے ہیں۔ سوامی دیانند یوگ ودیا کے آچاریہ تھے نہ کہ تماشہ گر۔ وہ یوگ ودیا کی بردھی چاہتے تھے اور اسلئے مستحق ودیارتھی مانگتے تھے۔ روڑکی میں جب کسی آریہ سجن نے انسے یوگ ودیا کی مہما سنکر اس ودیا کو سیکھنا چاہا تو انہوں نے جو جواب

(نوٹ) (۱) دیکھو دیانند دگ وجے آرک، (۲) اخبار دھرم دواکر کلکتہ جلد ۱ نمبر ۸ صفحہ ۱۲۴-۱۲۷ بابت ماہ مگھر سمت ۱۹۴۸ (۳) جڑ بھرت ایک پورن یوگی اور مہرشی کا نام ہے (۴) اینڈرو جیکسن ڈیوس۔

کے گنگا گر جی کی جنہوں نے انکو یوگ ودیا کی باریکیاں سکھائیں تھیں۔ اور متہرا کے سوامی ورجانند کی تعریف کرتے ہوئے نہیں تہکتے تھے۔ وہ جسمیں گن دیکھتے تھے اُسکی ہمیشہ تعریف کرتے تھے چاہو وہ آدمی ودیا آدی گنوں میں اُنسے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مرادآباد میں وہ بیماری کی حالت میں پلنگ پر لیٹے ہوئے تہے۔ ایک ویدچرک سُشرت کے جاننے والے شاہجہانپور سے وہاں آئے اور آکر فرش پر بیٹھ گئے۔ جب سوامی جی سے ویدجی نے بات چیت کی تو اثنائے گفتگو میں ویدراج نے ایک نہایت اعلےٰ بات کہی۔ یہ سنتے ہی سوامی جی باوجود بیمار ہونیکے فوراً پلنگ سے اُٹھے اور ساتھ کے کمرہ سے کرسی خود اُٹھا کر لے آئے اور آدر ستکار سے ویدجی کو کہا کہ آپ یہاں پدھاریئے۔ یہ کہتے ہوئے کہ ہمیں معلوم نتہا کہ آپ ایسے ودوان ہیں ؎

ایکدفعہ سوامی جی قنوج میں گئے۔ وہاں پنڈت ہری شنکر جی سے شاستر ارتھ ہوا۔ ایک مقام پر شاستری جی نے کہا کہ میمانسا میں ایسا لکھا ہے سوامی جی نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اسپر شاستری جی کے منہ سے نکلا کہ اگر ایسا ہو تو ہم شکھا سوتر تیاگ سنیاس گرہن کرلینگے ورنہ آپ کو سنیاس تیاگنا ہوگا۔ سوامی جی نے قبول کرلیا۔ پنڈت جی گہر آئے۔ اور پستک جب دیکھی تو واقعی جو سوامی جی کہتے تھے وہی اُسمیں نکلا اسپر پنڈت جی نے سب پنڈتوں اور معزز لوگوں کو بلاکر کہا کہ ہم سوامی جی سے ہار گئے۔ اب ہم سنیاس دھارن کرتے ہیں۔ لوگوں نے مشورہ کرکے کہا کہ ایسا نکرنا چاہئے۔ بلکہ سوامی جی کے پاس جاکر کہیئے کہ جو ہم کہتے تہے وہی پستک میں ہے اس پر ہم لوگ ڈنڈ مچا آپکی جے بولینگے۔ یہ پنڈت جی نے قبول نکیا۔ اور کہا کہ ہم سے ہرگز جھوٹھ نہ کہا جائیگا۔ چنانچہ آپنے سوامی جی کے پاس جاکر اپنی غلطی قبول کی اور کہا کہ ہمکو سنیاس دیجیئے ہم ہار گئے۔ اُسپر سوامی جی نے سب لوگوں کے مجمع میں کہا کہ مینے آجتک ایسا ستوادی اور ہارکر ودوان پنڈت نہیں دیکھا یہ پراچین سمے کے پنڈتوں کا نمونہ ہیں ؎

مہرشی کی یہ باتیں برنن کرتے ہوئے ہم بے اختیار آپ نشدوں کے زمانہ کی سیر کررہے ہیں۔ جہانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ رشی لوگ ودیا اور تپ سے یکت ہونے پر صاف لفظوں میں اپنی کمزوری کا اقرار کرتے ہیں۔ اور پرشن کرتا کو اُسکے پرشن کا اُتر ندے سکنے کی حالت میں صاف کہدیتے ہیں کہ ہمیں یہ نہیں آتا اور پہر خود رشی ہونے پر اُس پرشن کو حل کرنیکے لئے کسی اور رشی کی شرن ڈھونڈتے ہیں۔ جہاں ہمیں جاوال سے برہمن لوگ لجاکی پرواہ نکرتے ہوئے سچ سچ کہتے ہوئے دکہائی دیتے ہیں۔ اِس سمے جبکہ لوگ انکو کرشن اوتار کے خطاب کی رشوت دینے کو گنگا پر تیار ہوتے تھے۔ جبکہ تہیاسوفسٹ انکو پرم ہنس ایک کی شوبہا پردان کررہے تہے جبکہ معمولی فاضل اپنے پنتھ اور مت چلانے سے گورو بنکر راجاؤں کی مثل اپنی گدیاں چھوڑنیکا نمونہ دکہا رہے تہے جبکہ راجپوتانہ کے ایک مہاراجہ نے انکو شولنگ سمبندھی بڑی مالیت کی گدی بتلائی تھی۔ تو اِن سب گدیوں اور پدویوں کو لات مارکر پرے پھینکتے ہوئے۔ آریہ سماج کے بانی ہونے پر اپنے تئیں صرف اُسکا اپدیشک اور سبھاسد قرار دیتے ہوئے کیا وہ سچ مچ اپنے رشی پن کا بودھن نہیں کرا رہے ؟

ایکدفعہ اُن سے جب کسی سجن نے پرشن کیا کہ آپ اتنے فاضل ہونے پر کیوں نہیں ایک شاستر اپنا رچکر دُنیا میں نام چھوڑتے تو رشی شرینی کا اسکا جواب میں کہتا ہے کہ آگے جو شاستر بنے ہوئے ہیں اُن میں کونسی کمی ہے جسکو پورا کرنیکے لئے میں اپنا نیا شاستر بناؤں اور کیول نام چھوڑنیکی آشا سے پستک بنانے میں سمے برتھا گنواؤں۔

مان کی ترنگ دنیا میں ایسی زبردست بھررہی ہے کہ بڑے بڑے راجے مہاراجے فاضل اور پنڈت اسمیں موجہیت بہتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ کہیں کہیں سقراط اور نیوٹن سے مان کو لات مارنے والے اور سچائی کے ساتھہ یہ کہنے والے کہ ہم ودیا کے اپار سمدر کے کنارے کنکر چننے والے بچے ہیں دکہائی پڑتے ہیں سپنسر اور گلیڈسٹون سے منش جو ڈگریوں اور خطابوں کو تلانجلی دیں کہیں کہیں ملتے ہیں۔ لیکن رشی شرینی میں کوئی داخل نہیں ہوسکتا جبتک وہ لوک ایشنا (ناموری و شہرت) وت ایشنا (عیش و عشرت) اور پتر ایشنا (اولاد کی خواہش) کو پہلے ترک نہ کردے۔ سوامی دیانند کبھی رشی شرینی میں ہیں

(نوٹ) نمبر۱۔ آجتک بھی پہاڑوں میں یوگی لوج ودیمان ہیں لیکن چونکہ ہمارا اُن سے واسطہ نہیں ہوا اسلئے ہم انہیں نہیں جانتے ۱۸۸۹ء میں پنڈت گورودت جی نے ایک سچدانند نامی یوگی راج کی خبر دی تہی کہ وہ پورن آیو ہیں اور نیپال کی پہاڑیوں میں وچررہے ہیں سچ ہے بیج ناش کبھی ودیا کا نہیں ہوتا۔ نمبر۳۔ ساہو شیام سندرجی رئیس مرادآباد اس ویدکو لیگئے تہے (زبانی لالہ مندرابن جی منتری آریہ سماج کاشی پور) نمبر۴۔ اخبار ست دھرم پرچارک جالندھر مطبوعہ ۲۱ ہاڑ سمت ۱۹۵۴ بکرمی صفحہ ۶۔

ہوتا ہے اور جو کہ منش کو اعلےٰ سے اعلےٰ دھارک جیون کے بنا حاصل نہیں ہو سکتا ۔ جسکی بھٹی میں برہمچریہ سے اکٹھا کیا ہوا ویرج جلانا پڑتا ہے ۔ جو کہ آتما کو اپنی نج شکتی سے ان آنکھوں کی مدد کے بغیر دیکھنے میں مدد دیتا اور قدرت کے معمے اور موت کے مشکل سوالوں کو حل کرا سکتا ہے ۔ جسکی تلاش میں ہی سوامی دیانند کو جنگل بیابان پہاڑ اور دریا عبور کرنے پڑے ۔ جسکی پراپتی پر ہی منش منش شرینی کو چھوڑ رشی شرینی میں داخل ہو جاتا ہے ۔ جسکے سمان کرشن دیو کہتے ہیں کہ کوئی بل نہیں وہ رشی منیوں کا پرم دھن یوگ ہی ہے ۔

امر جیون کے لابھ کرنیکے لئے سوامی دیانند آبو اور ہمالیہ کے یوگی راجوں سے اس مہان ودیا کو دھارن کرتا رہا ۔ اُنکو شرتی بتلا رہی تھی کہ ایشور درشن کے بنا موت پر فتح نہیں پا سکتے اور یوگ درشٹی کے بنا آتما ایشور درشن نہیں کر سکتا ۔ پس وِن کے سوال کا آخری حل اُنکی یوگ سمادھی پر موقوف تھا ۔ اُنکی میدھا بُدھی ۔ ادبھت سمرتی ۔ یوگ سمادھی ۔ وید ودیا ۔ پرُاپکار شور بیرتا ۔ درڑھ اِچھا ۔ بال برہمچریہ ۔ دھارک جیون کٹھن یا تر سادھن شیلتا ۔ سنیاس ۔ نشکام کرم ۔ اور پورن آتم بل سے پاکھنڈ کا کھنڈن کرتے ہوئے نرپکش ہو کر وید وکت ست کا منڈن کرنا ۔ اور انت کو مرتیو پر جے پاتے ہوئے بھیہ اور کلیش کی جڑ کو یوگ بل سے کاٹ کر دکھا دینا ۔ یہ سب باتیں درشا رہی ہیں کہ وہ منش شرینی سے نہیں کنتو رشی شرینی سے تعلق رکھتے تھے ۔ اُنکے پوتر دھارک سمم اونت جیون میں ہمیں رشی منیوں کے جیون کا درشٹانت ملتا ہے ۔ اُنکی کریکٹر ایک لفظ میں یہ کہدینے سے بیان ہو سکتی ہے کہ وہ مہرشی تھے ۔

آدمی اپنی کمزوریوں کو گنوں سے بدلنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ وہ اپنی ودیا کو اپنی کمزوریوں کے چھپانیکا سادھن بنانا چاہتے ہیں اور اپنی غلطی کو سرِ تسلیم سے قبول کرنیکے بجائے اُسے اپنی خوبی سے تعبیر کرنیکی کوشش کرتے ہیں ۔ یورپ کے کئی فلاسفر اور فاضل دماغ مورخ مسئلہ تھیوری ۔ اور سدھانت اپنے پکش کی سدھی کے لئے گھڑتے ہوئے لجت نہیں ہوتے ۔ کاشی کے پنڈت مونہہ سے نکلے ہوئے جھوٹھے واک کی سدھی کے لئے اپنا سارا ودیا بل خرچ کرتے ہوئے ادھرم سے نہیں رکتے ۔ مان اور عظمت کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے والے آتم ساکھشی کی چپ آواز کا گلا گھونٹے ہوئے فاضل اور پنڈت ایسے وچتر دمبھ کرتے ہیں کہ جس سے اُنکی بیرونی عزت میں فرق نہ آئے ۔ لیکن رشیوں کے اتیہاس دمبھ سے خالی ہیں اور یہی سوامی دیانند کے رشی ہونیکا اعلیٰ ثبوت اِس سے بڑھکر کیا مِلسکتا ہے کہ اُنہوں نے جگت پرسدھ ہونے پر بھی اپنی پرانی بچپن کی کمزوریوں کو اپنے مُنہہ سے شہر پونا میں اپنا جیون چرتر سناتے ہوئے بغیر کسی شش و پنج کے خود برنن کیا ہے ۔ یہی نہیں بلکہ جب مرادآباد میں وید دھرم کا اپدیش کر رہے تھے تو سہواً ایک شبد مُنہہ سے اشدھ نکلگیا ۔ ایک لڑکے نے اُنکو کہا کہ سوامی جی آپنے غلطی کی ہے ۔ کیا اور کوئی آدمی ایسی عزت رکھتا ہوا لڑکے کی بتلائی ہوئی غلطی کو سویکار کرنیکا حوصلہ کر سکتا ہے ۔ لیکن مہرشی دیانند نے بلا تامل سرل وانی سے کہا کہ ہاں ہمنے غلطی کی ۔ اُس لڑکے نے دوبارہ کئی آدمیوں کے سامنے دوسرے دن اُنکو پھر کہا کہ سوامی جی آپنے کل غلطی کی تھی ۔ تو اُسوقت بھی کہنے لگے کہ ہاں ہمنے غلطی کی تھی ۔ اور جب دیکھا کہ یہ لڑکا بار بار مخول بازی کی نظر سے اسی بات کو دوہرائے جاتا ہے تو تب کہا کہ ہمنے غلطی قبول کر لی لیکن تم بال لیدا کیسے جاتے ہو ۔

آجکل پنڈت اور فاضل کے شبد کی عملی تعریف یہی ہے کہ جو اپنے برابر کے پنڈت کو مورکھ اور اپنے سے بڑھیا پنڈت کو سودائی بتلائے فاضلوں کے دل ہیٹ جلتے ہیں اور پنڈتوں کی آنکھیں لال ہو جاتی ہیں جب وہ اپنے سامنے کسی دوسرے پنڈت کی شان میں بڑائی کے لفظ سنیں ۔ لیکن رشی جیون ایرشا دویش سے رہت ہوتے ہیں ۔ رشی اپنی کمزوریوں کے نوارن کرنے اور دوسروں کے گنوں کو گرہن کرنے میں تت پر رہتے ہیں ۔ وہ کسی کی عظمت سنکر جلتے نہیں بلکہ خوش ہو کر گُنی جن کے پاس اُسکے گن کی بھکشا لینے کو جاتے ہیں ۔ مہرشی دیانند کی یاترا بتلا رہی ہے کہ اُنہوں نے اسبات کو عملی طور سے سدھ کیا تھا ۔ جہاں جس پنڈت اور یوگی کی بڑائی اُنکے کان میں پہنچی فوراً شردھا کی بھینٹ لیکر اُس پنڈت یا یوگی سے اپنی نیونتا کے پورن کرنے کی کوشش کی اور پھر عمر بھر اپنے سکھانیوالے گروؤں کے ثنا خواں رہے ۔ سوامی جی آبو کے بھوانی گری جیسے یوگی راجوں اور ہمالہ کے کیدار گھاٹی

نوٹ ۱؎ پنڈت گورودت جی کہا کرتے تھے کہ سوامی جی کی بیماری کے دنوں میں آبو پر رہنے کے لئے زور دینے کے بار یک معنی تھے ۔ غالباً اُنکو یوگ ودیا کے سکھانیوالے یوگی راج وہاں ہونگے اور شاید اُنکو ملنا چاہتے ہوں ۔

تھمتی نہیں جب تک کہ وہ سمندر سے جا کر نہ ملجائے۔ ٹھیک اسی طرح اُسکی آتما روپی دہارا والدین کے گرہ کو چھوڑتے ہوئے اکیلی ست کی بخیط کشش ثقل کو اپنا رہبر بناتی ہوئی۔ قدم قدم پر لوبھ۔ اشیاء پرستی۔ توہمات۔ بد رسومات۔ اگیان اور ایر شاد ویش کے سخت چٹانوں کو خود ہی کاٹتی اور اُنمیں سے اپنا گذرگاہ بناتی ہوئی کہیں بھی ٹھیرتی ہوئی دکھائی نہیں دی جبتک کہ اُس نے پرم آنند کے ساگر کو نہیں پالیا۔ علمی تحقیقات کرنیوالے پیروں نے اپنی سمادھست بدھی کے اُدھارن دُنیا میں وقتاً فوقتاً دیئے ہیں۔ سوالات حل کرنیوالے گیانیوں کے پاس سے سچ مچ فوجیں گذر جاتی ہیں اور اُن کو انتردھیان ہونیکے باعث اُنکی خبر تک نہیں ہوتی۔ ستاون[۵۷] کے بھینکر غدر کا شور و شر اُسکے نزدیک ہوتا رہا لیکن اُسکی انتردھیان ورتی نے کبھی آنکھ اُٹھاکر اُسکی طرف رُخ نکیا۔ اس سمے اُسنے وہ سادھن جنم سے دھارن کیا ہوا تھا جس سے بڑھیا سادھن دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملسکتا۔ یہ بال برہمچریہ کا وہ مضبوط اعلیٰ اور عجیب مشکل سادھن تھا جسکی عظمت بیان کرتے ہوئے منش جاتی کے ایک تجربہ کار معزز بزرگ رشی بھیشم پتامہ مہاراجہ یودھشٹر سے کہتے ہیں کہ جو جنم سے لیکر مرن پرنیت بال برہمچاری رہتا ہے اُسکے لئے کوئی ایسی چیز نہیں جسکو کہ وہ پراپت نہ ہو سکے جس نے اکھنڈ برہمچریہ دھارن کیا ہو کہ اُسکے سامنے شاریرک آتمک ونتی سم اوستھا میں اپنا سروپ پرکاش کر دیتی ہے اُنکے شریر کی طرف نگاہ کریں تو چھ فیٹ لمبا قد پرانے برہمنوں کے قد کا دوبارہ درشن کرانے والا خوبصورت اور سڈول پہلوانی جسم ویرج رکھشا اور رالس مدراسے رہت پشٹی کارک دودھ ان آدی شدھ بھوجن کی اُونتا کی کامل شہادت دے رہا ہے۔ سر کے درمیانی حصے کی اوپر کو اُبھری ہوئی کھوپری کو اگر سامُدری ودیا (فرنیالوجی) کی مدد سے دیکھیں تو مکمل دماغ اور دگیان سے بھرے ہوئے مغز کا بودھن کرا رہی ہے۔ آنکھوں سے دانائی ٹپکتی ہوئی اور چہرہ پر برہم تیج چمکتا ہوا سب کے دلوں کو تسخیر کر رہا ہے کاشی کے نامی پنڈت چھپ چھپ کر اُنکی سنسکرت کی شدھ تقریر کو سننے جاتے تھے۔ تاکہ وہ لہجہ شبد اوچارن کا سیکھیں جو کہ ٹھیک ٹھیک ویدک ہے۔ اُن کی ویدمنتروں کو گائن ودیا کے اعلیٰ قواعد[۲] کے مطابق گانیوالی سُریلی خوش الحان آواز بتاتی ہے کہ وہ کسی راگ ودیا کے اُستاد سے کمالیت کو بانٹ لائے ہیں۔ سوامی ورجانند کی طرح اُنکی سمرن شکتی عجب کمالیت کا نمونہ تھی۔[۳]

کمالیت کے نمونے سوامی دیانند کو غدر کے وقت کئی پرکار کے گپت جوہر دکھلانے اور گارفیلڈ کی طرح عزت حاصل کرنیکا عمدہ موقع میسر تھا لیکن دنیاوی حاکموں کو رجھانے اور نام کے پیچھے مرنیکے لئے وہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اُسکو جگت کے حاکم کی فرمانبرداری کرنی اور اپنی آتما کی گنگی شاباش درکار تھی۔ اکھنڈ برہمچریہ کی مضبوط ٹانگوں پر ٹھکنے والا یاتری محال اور ناقابل گذر جگہوں کو یوگیوں اور رشیوں کی تلاش میں اُلنگھن کر رہا ہے۔ ہمالہ کے برفانی چٹان جو کہ خون کی گردش کو جما دیتے ہیں اُن پر سے سقراط کی طرح ننگے پاؤں اور سقراط سے بڑھکر ننگے بدن ایک کوپین دھارن کئے ہوئے برہمچریہ کی حرارت کے بل سے وہ گذر کر مہاں ویگ ان اچھا کا ثبوت دے رہا ہے۔ کانٹوں اور جھاڑیوں کے ناقابل گذر راستے سچ مچ اپنے بدن سے کاٹ کاٹکر خون کے قطروں سے اپنے راستے کو سینچتا ہوا ہمبولٹ کیطرح دریا نربدا کے منبع کو کھوجنے جاتا اور اس سفر میں اُس سے بڑھکر اپنی عظمت اور ویرتا دکھاتا ہے۔ ہمبولٹ۔ انڈیز کے پہاڑوں میں آسائش کے سامان اور چھتریں لیکر جاتا ہے اور کہیں اپنی معلومات کرنیکے لئے شاہ سپین کی امداد پاتا ہے لیکن سوامی دیانند ان سفروں میں کسی راجے مہاراجے کی مدد نہیں لیتا اور نہ ہی آسائش کے سامان لئے ہوئے ہے۔ اوسکو اکیلے ہی سورج کیطرح تمام دگھنوں کو دور کرنا ہے اور ایسا کرنے میں وہ اپنے کرم سے آدینہ برہمچاری کے شبد کو سارتھک بنا رہا ہے۔

دوسرا مکمل سادھن جو اس سے بھی بڑھکر دنیا کو حیرت میں ڈالنے والا اور جسکا برہمچریہ خود سادھن ہے۔ جس کا آغاز برہمچریہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ

(نوٹ) [۱] ان سے ملنے اُنکا درشن کیا اور بات چیت کی۔ اُنکی دیدار سے ہم متاثر ہوگئے تھے جسکا جلال شاہانہ جلال سے کم نتھا سچ مچ اُنکی سماج جس حالت میں ہے اُس حالت میں نہوتی اگر اُنکی شخصیت شاہانہ نہوتی برہمو لوگ گریٹ سوامی کی دل سے عزت کرتے تھے۔" برہمو اخبار یونٹی اینڈ منسٹر (از آریہ پتر کا ۲۲ دسمبر ۱۸۹۶ء) [۲] برہمو سماج والے منتر جو برہمو سماج کی صفحہ ۱۶۱ پر ہیں۔ سوامی جی غزل کے طور پر گایا کرتے تھے جو اُنکے علاوہ اُنمیں سے بھی کئی منتر جو وید سنگیت نامی پُستک میں درج ہیں۔ جو پُستک جالندھر پریس لاہور سے ملسکتی ہے سوامی جی گائن ودیا کے مطابق اکثر گایا کرتے تھے۔ [۳] اس بات کی تحقیق پنڈت گورُو دت جی نے پنڈت موہن لال وشنو لال پنڈیا سے اور مہاشیوں سے دنیافت کر کے کی تھی۔ جنکی سمرتی کی نسبت میں سکس ہو کا یہ کہنا ہے کہ "اُنکو تمام وید بزبان تھے اُنکا سارا دل ویدوں سے شاداب تھا۔"

فصل سوئم

مہرشی کے جیون پر ایک نظر

مہاں پُرشوں کے جیون دو حصّوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ ایک پہلا حصّہ جسمیں وہ شُبھ اِچھایا پرارتھنا دھارن کرتے ہیں اور دوسرا وہ حصّہ جسمیں دھارن کی ہوئی اِچھا کی ترپتی پُرشارتھہ دُوارہ کر کے دکھاتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ مہان پُرشوں کے جیون ایک سوال وجواب کی شکل میں ہوتے ہیں سادھارن پُرشوں کے جیون محض اِچھاؤں اور سوالات کے ہی مجموعہ ہوتے ہیں لیکن مہاپرشوں کے جیون سوالات اور اُنکے جوابات ساتھ لئے ہوتے ہیں۔ اگر ہمبولٹ نے دریا پہاڑ اور قدرتی نظاروں کی اصلیت جاننے کا سوال اُٹھایا تو اُسکے حل کرنیکے لئے اُس نے دو دفعہ دُنیا کا چکر بھی لگایا۔ اور اسی وجہ سے اُس کی عظمت کی داد دینے والے اُسکو نیوٹن سے بڑھکر عزت دیتے ہوئے ارسطو سے تشبیہ دیتے ہیں۔ سوال کی بڑائی سے حل کرنیوالے کی عظمت کا پتہ لگتا ہے۔ معمولی سوال کے حل کرنیوالے کو دنیا کوئی عزت نہیں دے سکتی۔ مشکل سوال کے حل کرنیوالے کو دنیا اعلیٰ سے اعلیٰ عزت دینے کو طیار ہے۔ پکی سڑک پر چلنے والا کانٹوں کے راستے عبور کرنیوالی کی نسبت بہادر نہیں کہلا سکتا۔ کچی سڑک پر چلنے والے کی نسبت چھری کی دھار پر چلنے والا ادھک سنمان پاتا ہے۔

جب ہم اُس سوال کیطرف دھیان کرتے ہیں جسکے حل کرنیکے لئے سوامی دیانند نے اپنی جیون کو لگایا تو بلا تامل ہمیں اُس سوال کے نہایت مشکل پیچیدہ اور کٹھن ہونیکا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ بہتیروں کے دل اُس سوال کا نام سُنکر ہل جاتے ہیں چہ جائیکہ کوئی اُس سوال کے جواب دینے اور حل کرنیکا دم بھرے۔ نپولین کے لئے اپنی ویگٹان اِچھا کے بل سے یورپ کے تاجداروں سے کھلونوں کی طرح کھیلنا اور الپ کی چوٹیوں پر ڈیرے لگانا آسان تھا لیکن وہ اخیری وقت میں پتے آپکو اُس سوال کے حل کرنے کے لئے محض عاجز پاتا ہے جس کے حل کرنیکے لئے سوامی دیانند نے بیڑا اُٹھایا تھا۔ سکندر۔ اور محمود سے تاجدار دنیا کو تہ تیغ کرتے ہوئے اُس سوال کے آگے ہاتھ باندھے غلام کی صورت میں کھڑے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں جس پشو کو کوئی چھیڑنا نہیں چاہتا اُس پشو پر دیانند زین ڈالکر سوار ہونا چاہتا ہے جس شیر ببر کی گرج سے دنیا کانپ اُٹھتی ہے اُس شیر ببر کو پالتو اور مطیع بنانیکے لئے بہادر دیانند تیار ہوتا ہے اُسکی ہمشیرہ کی موت نے اُسکے ہردیہ کو ٹھوکر لگائی اور اُس کو موت سے رہائی پانیکا عجب مشکل سوال حل کرنیکے لئے دیدیا۔ موت کیا ہے اور اس سے کسطرح انسان بچ سکتا ہے یہ سوال اُسکے دلمیں بس گیا۔ اسکا سارا پرشارتھ اُس سوال کے حل کرنے اور اپنی مثال سے دنیا کو اسبات کی زندہ شہادت دینے کے لئے تھا کہ انسان موت پر فتح اِسطرح پاتے ہیں۔ موت اور اُسکا حل یہ مہرشی کے جیون کا سارانش ہے۔

اِس سوال کی عظمت اور سنجیدگی اُسکے رگ و ریشہ میں سماگئی۔ کوئی بھی طاقت پرتھوی پر اُسکے نہ ٹلنے والی اِچھا اور رودر مستک کے اوپر اُٹھنے والے شعلے کو نیچے گرانے کے لئے کشش ثقل کا کام نہیں کر سکتی تھی۔ آکاش میں اُڑنیوالے عقاب کو کیا کوئی زمین پر رینگنا سکھا سکتا ہے؟ ماں کی محبت اور باپ کی دولت اُسکی نظروں میں جچتی نہیں۔ اُسکا اُدیش مہان ہے اور یہ چیزیں اُس اُدیش کے پورن کرنے میں سہایتا نہیں دے سکتیں۔ شادی کی ملائم اور خوبصورت زنجیروں سے ہرچند اُسکے والدین اُس کو باندھنے کی کوشش کرتے رہے لیکن جبکہ شادی موت کے سوال کو حل نہیں کر سکتی تو وہ شادی کیونکر کر سکتا ہے؟ جب دیکھا کہ باپ کی چار دیواری کے اندر اس مہان سوال کے حل کرنیکا کوئی سادھن نہیں ہے تو گھر کو چھوڑ کر گھنے جنگل کی راہ لی جسطرح پانی کی دھارا ساگر میں پہنچنے کے لئے کشش ثقل کو اپنا بے خطا رہبر بنا اپنے راستے میں آنیوالے چٹانوں کے وگھنوں کو کاٹتی اور اُنمیں سے اپنا گذرگاہ بناتی ہوئی کبھی بھی

کیا ایوولیوشن کا سدھانت منش کو شانتی دے سکتا ہے کیا اسکے ماننے والے فلاسفر سچ مچ مہے اور اگیان کے اتھاہ سمندر میں نہیں گر رہے ؟ کیا سائنس کے چراغ میں کام کرنیوالے کسی زیادہ اعلیٰ روشنی ٹٹولنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے ؟ آتم گیان سے شونیہ۔ ایشور سے بیمکھ منش کو پشو بناتے ہوئے بھی جیون اور مرتیو کے راز یہ حل نہیں کر سکتے۔ وچارشیل پرش اس ایوولیوشن کے فانوس میں لٹھ بازی۔ ناستک پن۔ اگیان اور بیہے کا زہریلا اُٹھتا ہوا دھواں پرتیت کر رہے ہیں۔

ہم انسانی تاریخ کے ابتدا سے چلکر اپنے زمانہ میں پہنچ گئے۔ اور اس آخری مقام پر ہم پرتھوی کے مختلف حصوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ ایشیا بت پرستی۔ مردم پرستی۔ توہمات و آلتیہ کے گھٹا ٹوپ اندھکار میں پڑا ہوا عقل سے خارج نیم مردہ نظر آرہا ہے۔ افریقہ۔ ایشیا سے بھی بڑھکر گھور اندھکار میں تڑپ رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ جو سائنس کے چراغ میں ویدک روشنی کے اس انش کو جو کہ پدارتھوں سے کام لینا سکھاتی ہے دھارن کئے ہوئے حرکت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے لیکن اس چراغ کی روشنی محدود ہے۔ ایشور۔ جیو۔ ورن آشرم۔ دھرم کرم سے بیمکھ یورپ اور امریکہ سیدھے راستے میں حرکت نہیں کر رہا اور اسی وجہ سے قدم قدم پر ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ اس چراغ سے نکلتا ہوا کالا دھواں مفلسی۔ اگیان اور خوف کے سمندر میں حرکت کرنیوالوں کو مور چھپت کرکے گرا رہا ہے۔ پس کہیں بھی ہم سورج کے درشن پرتھوی پر نہیں پاتے۔ سب جگہ اندھکار ہے کہیں بہت کہیں تھوڑا۔ پرانوؤں کا پوجاری یورپ اور امریکہ بت پرست اور مُردے پرست ایشیا اور افریقہ سے کم اندھکار میں ہے۔ لیکن اندھکار سرتبر ہے جہاں اندھکار ہوتا ہے وہاں بیہے ضرور ہے جسطرح گرمی حرارت کو آگ سے جدا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خوف اور بیہے کو بھی آتمک اندھکار سے جدا نہیں کر سکتا۔ سیدھی دنیا اندھیرے میں الٹی دکھائی دیتی ہے۔ پھول اور پتے اندھیرے میں سانپ اور اژدہا نظر آتے ہیں۔ اور ہر ایک چیز مایوسی۔ ناامیدی۔ خوف اور موت کا ہی روپ بنجاتی ہے۔ شرتی[1] سچ کہتی ہے کہ "اندھکار روپی دکھ میں وہ گرتے ہیں جو پرانوؤں کی پرستش انکو سرشٹی کا آدی مول سمجھکر کرتے ہیں اور ان سے بڑھکر پرم اندھکار روپی دکھ میں وہ پڑتے ہیں جو پرانوؤں سے بنی ہوئی اشیا کی پرستش معبود سمجھکر کریں"

پانچ ہزار برس کے لگاتار کم وبیش اندھکار میں رہنے سے پرتھوی وکرال اور بیہے بہیت بن رہی تھی۔ صدیوں کے اندھکار کی وارث رُوحیں زمانہ حال میں چراغوں کے دھوئیں سے بیزار ہوکر دیوانہ وار آتمک سورج کے درشن کے لئے بدھی روپی آنکھ اٹھا اٹھا کر دیکھتی تھیں۔ انکے اندر سے آواز آتی تھی کہ جسکا آغاز ہے اسکا انتہا ضرور ہوگا اور رسانت کرمونکا پھل لامحدود نہیں ہوسکتا۔ جبکہ اس مایوسی کی حالت میں بھوگول پر منش جاتی سرگرداں تھی تو جگت پتا کے نیم انوسار جیووں کے دکھوں کی راتری گھٹنے کا سمے آرہا تھا۔ اور اودیا اندھکار کے بادل کو ہٹاکر ویدسورج کے درشن کرانے والا مہرشی دنیا میں پیدا ہونے والا تھا۔ بھوگول کی پرانی راجدھانی آریہ ورت نے مہابھارت یدھ کے کلنک کو دھوکر جگت گورو کی پدوی پھر حاصل کرنی تھی۔ اور دنیا کے سچے اتہاس نے پانچہزار برس کے چراغوں کی خط وحدائی کو اُڑاکر مہرشی جیمنی کے بعد پھر رشی اور مہرشی کے نام لکھنے سے روشنی کا سلسلہ قایم کرنا تھا۔ ناستک پن۔ جہالت۔ اور ادھرم نے پھر ویدک اصولوں کا پاؤں چومنا اور مت متانتروں نے سست کو راج تلک دیکر سوئم بن باس کو جانا تھا۔ پرتھوی نے شمسان بھومی کے نام کو تجکر سورگ دنام کہلانا اور اپنی کایا پلٹا کر سچ مچ نوجیون دھارن کرنا تھا۔ گیان اور پریم کی ورشا نے قحط سالی کو دور کرکے دھرم ارتھ کام اور موکش کا موسم بہار دکھانا تھا۔ مایوسی امید سے بدل گئی اور آنکھوں نے خوشی کے آنسو ٹپکنے لگے جبکہ سورج درشن کے ابھیلاشی آتماؤں نے سچ مچ اپنی آنکھوں کے سامنے پرتھوی کی پرانی راجدھانی آریہ ورت کے اندر وید سورج کے درشن کرانے والے مہرشی سوامی دیانند سرسوتی کے درشن کئے۔

(نوٹ) [1] رشی ارتھات سوامی دیانند سرسوتی۔ صٹ۔ یجروید ادھیائے چالیس منتر ۹

الیوولیوشن کے نیم میں وہ کونسی چیز ہے جو اس بات کی ضمانت دے کہ انسان کی نیک خواہش اور امید کبھی بر آئیگی - اور یہ کہ انسان محبت پریم اور خلاق کے اعلےٰ سے اعلےٰ درجوں پر چڑھتا ہوا پہنچے گا - بھلا الیوولیوشن میں وہ کیا شے ہے جس سے ہم پیشگوئی کے طور پر یہ کہہ سکیں کہ بندروں کی خونریزی اور لڑائی کی عادات سے اعلےٰ درجہ کے نیک انسان ہو جائینگے - کیوں نہ یہ کہیں کہ نیچے درجہ کے وحشی انسان بنجائینگے ؟ اور بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ لڑائی کی جذبات اور وحشیانہ طاقتیں بڑھنے پر ہمکو نیک بنا دیں گی بجائے اسکے کہ نیچے گرا دیں اور کسطرح وحشی انسان سے شائستہ انسان بنجائیگا ؟ الیوولیوشن کے نیم میں وہ کیا بات ہے جس سے ہم جانچ سکیں کہ وحشی پن کا نیم یعنے زندگی کے لئے کشت و خون کا کرنا جو کہ حیوانوں کی حالت میں گھٹتا ہے ترقی کرتا ہوا اُس پیار چرن (دھرم) کی صورت اختیار کر لے جو کہ منش ماتر پر حاوی ہونے والا نیم اور اُس کی منزل مقصود ہے جسکی طرف کہ شائستہ قومیں زیادہ اور زیادہ نزدیک آ رہی ہیں ؟ خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں کوئی بتلائے کہ الیوولیوشن کے نیم میں وہ کیا شے ہے جسکے باعث ضروری ہی خونریزی اور ظلم میں سے آزادی - غلامی میں سے مخلصی - خود غرضی میں سے پراُپکار - بے انصافی میں سے انصاف - خوف میں سے تعظیم - شہوت میں سے محبت - مطلب برآری کے داؤ پیچ میں سے دھرم اور نیکی نکل سکے گی ؟

الیوولیوشن کا نیم ہرگز ان بُرائیوں میں سے ان خوبیوں کو پیدا کرنیکا سامرتھ نہیں رکھتا - برخلاف اسکے عقل دوسری طرف اشارہ کر رہی ہے - یہ امر کہ ایسا ہو چکا ہے ہمیں کوئی شہادت نہیں دیسکتا کہ آئندہ بھی بہتری کے میدان میں ترقی ہوگی - صرف اُس حالت میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ ہماری بہتری ہوگی جبکہ ہم الیوولیوشن کی جگہ دھرم کو قائم کر لیں - ارتھات اس بات کا نشچہ کر لیں کہ تمام چیزیں ایک وگیان مئے شکتی کے آدھین ہیں - اور وہ شکتی ان سب چیزوں میں ایسی پری پورن ہو رہی ہے کہ وہ ضرور ینا کی بردھی - پُن کی اونتی - اور ست کی وجے کرائیگی - یہ دھرم ہی ہے جو ہمیں نشچہ کراتا ہے - کہ پرماتما ؤں میں جگدیشور ویاپک ہو رہا ہے اور یہ سرشٹی اوسکی منگل اچھیا کو پورا کر رہی ہے - یہی دھرم ہمکو نشچہ دلاتا ہے کہ منش ضرور اونت سے اونت یونیوں کو پراپت ہوگا - اور یہ نشچہ سرب پرکار کے مہان کاریونکے لئے کیسا ضروری اور ہر ایک آتما کو تسلی اور شانتی دینے والا ہے - یہ دھرم ہے نہ کہ الیوولیوشن کا نیم جس سے کہ وپتی کال میں دھیرج ملتا ہے - یدپی جیون کے دکھن آدشیک ہیں ادہمیں بھی ادتم پربندھ اور پراپکار ہو رہا ہے اور سب چیزیں ہماری بہتری کے لئے کام کر رہی ہیں - صرف وقت درکار ہے تاکہ ست کی جے ہو سکے - ہم کہہ سکتے ہیں کہ دھرم ہماری دماغی - اخلاقی - پراُپکاری فطرت کی سم اونتی کرا سکتا ہے جو کہ نیم پوربک - پرانگ پر شارتھ کے لئے درکار ہے - دھرم اشانت ہردیہ کو شانتی دیتا ہے - یہ ہر ایک آدمی اور قوم کو اپنی یوگتا انوسار چیزوں کا کارن اور اونکی ماہیت بتلاتا ہوا شانتی پردان کرتا ہے "

ہمیں اسوقت مُفصل بیان کرنیکی ضرورت نہیں کہ الیوولیوشن کا مسئلہ کس قسم کے بھدے وحشیانہ نتائج سے پُر ہونیکے علاوہ دلیل کی چوٹ کو سہار نہیں سکتا - صرف اس مسئلہ کی تردید میں آریہ ورت - کے ایک مشہور آریہ فاضل کی سارگربت تحریر کا خلاصہ نہایت ہی مختصر طور پر درج کرتے ہیں - (۱) - یہ مان لینا کہ ڈاروِن کے سدھانت انوسار داہیہ دشائیں کسی شئے کی فطرت کو بالکل بدل دیں ٹھیک نہیں کیونکہ نیم کا درخت کبھی آم نہیں بن سکتا - چاہے بیرونی حالات کا کتنا ہی اثر اسپر کیوں نہ پڑے - (۲) ڈاروِن کے سدھانت انوسار کہا جاتا ہے کہ مختلف پشو پرانی ایک ہی یونی سے اوتپن ہوئے ہیں لیکن اس قسم کی دلیل کرنے میں وہ کود کر اُن نیموں کا اولنگھن کر جاتے ہیں جنپر کہ اس تھیوری کا دار مدار ہے - یہ سنبھو ہے کہ ایک کتا اپنا رنگ بدل لے یا بال کھو دے لیکن یہ فرض کرنا بعید از قیاس ہے کہ خاص عرصہ کے بعد یہ اپنے سے بڑھیا حیوان کی شکل میں بدلجائیگا - مختلف نسلوں کے میل کر دینے سے بھی دقت رفع نہیں ہوتی کیونکہ یہ امر واقع ہے کہ جب دو مختلف نسلیں آپس میں ملیں تو انکی پیدائیش گو اُن سے مختلف ہو لیکن آئندہ اولاد پیدا کرنیکے وہ ناقابل ہو جاتی ہے - (۳) بندر اپنی دُم اور پاؤں سے بہُت کام لیتے ہیں اور اس تھیوری کے انوسار یہ حصے گم نہیں ہونے چاہئیں جبکہ بندر انسان بنے لیکن تماشا یہ ہے کہ انسان کی دُم ہوتی ہی نہیں - اسلئے یہ تھیوری اسِت ٹھیرتی ہے - (۴) پورو کت کارنوں سے ڈاروِن کے سدھانت پر سخت اعتراض ہو سکتے ہیں - اور یہ کبھی بھی ست سدھانت کہلانیکا مستحق نہیں ہے "

(نوٹ) ؎ آریہ ورت کے فخر اور آریہ سماج کے بھوشن ودیارتن پنڈت گورودت جی ودیارتھی - ایم اے - (از آریہ پترکا بابت ۱۱ مئی ۱۸۸۶ء)

بجائے اسکے کہ انسانی راستہ کو دکھلا سکیں گمراہی کی اندھی غار میں انسان کو گرا رہے ہیں۔ انکا نام سائینس کے چراغ ہیں۔ اور بعض اوقات "انیسویں صدی" کے چراغ بھی انہیں کہتے ہیں۔ انہیں جڑ پدارتھوں سے کام لینا روشنی کا انش ہے اور ناستک پن اسکا زہریلا دھواں ہے۔ جسکی بدولت جہان جہاں یہ چراغ جلائے گئے ہیں۔ وہاں وہاں مادہ پرستی کے تپ دق نے انسانی راحتوں کی تندرستی کو چوس کر جنگ۔ مفلسی۔ انبار اور خوف کی گہری غار میں انسان کو گرا دیا ہے۔

ایوولیوشن کا فانوس:۔ کیا انیسویں صدی کے فانوس اور چراغ کافی نہیں؟ یہ سوال ہمارے کانوں میں سنائی دے رہا ہے اسلئے اسکے متعلق کچھ لکھ کرنا اوشیک ہے جس سے سدھ ہو جائے کہ یہ محض پھڑکتے ہوئے فانوس ہی ہیں۔ سورج کی روشنی کا کام یہ سائینس کے چراغ اور ان چھوٹے چراغوں کا شاہ چراغ ایوولیوشن ہرگز نہیں دیسکتا۔ سائینس کے ایک ایک علیحدہ علیحدہ چراغ کا ذکر کرتے ہوئے ہم شاہ چراغ کا ذکر کرنا کافی سمجھتے ہیں کیونکہ یہ ایوولیوشن کا چراغ سائینس کے کئی چھوٹے چراغوں کا مرکب ہے۔

سب سے پہلے یہ جان لینا چاہیئے کہ عیسائی دین جو کہ کرامات اور معجزات سے توہمات کا قائل ہے اُس نے ہی ایوولیوشن کے مسئلہ کی پیدائش کا بیج بویا ہے یورپ میں لوگوں نے جب دیکھا کہ قدرت کے کام بغیر فرضی باتوں کے بیان نہیں کئے جاتے تو انہوں نے عیسائی دین کے توہمات کو خیرباد کہکر اس بات کی بنیاد ڈالی کہ قدرت کے کام بغیر رکاوٹ کے ایک ہی طرز پر ہو رہے ہیں اور اسکا نام انہوں نے ایوولیوشن رکھا۔ اِس نو ایجاد مسئلہ کے مطابق مادہ اور حرکت ہی سب کچھ ہیں۔ اسکی ہدایت عام فہم زبان میں تبلا رہی ہے کہ زندگی ایک قسم کی حرکت کا ہی نام ہے۔ اس مسئلہ کے پرچارک تبلا رہے ہیں کہ مادہ اور حرکت دونوں نا شونت سے رہت ہیں اور ساتھ ہی دونو اوتپن نہیں ہوتے۔ اسکے رو سے تمام قدرتی مظاہر اصل میں ایک ہی ہیں۔ اور اِس مسئلہ کے پرسدھ پرچارک ڈارون کا سدھانت ہے کہ انسان چھوٹے درجے کے حیوانات سے جدا نہیں اور تمام قسمیں حیوانات اور نباتات کی مصنوعی گروہ ہیں جو کہ ایکدوسرے میں جذب ہو سکتی ہیں اور اسی طرح ایکدوسرے کو جذب کر کے موجودہ صورت میں آئی ہیں۔ اِن مغربی لوگوں کا یقین پختہ ہے کہ پودوں اور حیوانات کے والدین ایک ہی تھے۔ اور زندہ مادہ مردہ مادہ سے پیدا ہوا ہے اور قدرت کے کام میں کہیں بھی رکاوٹ نہیں آئی۔ اِسکے معتقد یہ کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ ہم کیا ہیں لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ ہم کل کو کیا ہونگے تاہم ہم یہ جانتے ہیں کہ انسانی نسل آئیندہ زمانہ دیکھے گی جو زمانہ کہ موجودہ سے سبقت لیجائیگا" اور "ایوولیوشن کی خوشخبری عیسائی مذہب کی جگہ لے رہی ہے"۔

انسان کی پیدائش کے متعلق ڈارون کا سدھانت یہ ہے کہ انسان کے پہلے باپ دادا ضرور ہی کم و بیش بندروں جیسے حیوان ہونگے۔ جو کہ لنگوروں کے خاندان سے تعلق اور بن مانس چمپانزی بندر۔ اور گوریلا کے باپ دادا کے سگے ہونگے۔ وہ ضرور بالوں سے ڈھپے ہوئے اور نر مادہ دونوں داڑھیاں رکھتے ہونگے۔ اُنکے کان نوکدار اور ہلنے والے تھے اور اُنکے جسم پر ہلنے والی دُم لگی ہوئی تھی۔ اس سے بھی پیشتر زمانہ میں جائیں تو انسان کے بزرگ آبی حیوان ہونگے جو کہ کیچڑ کی مچھلی کی مانند ہوں۔

ڈارون کے اِس مسئلہ کے برخلاف بہت سے دماغ یورپ کے ہی جہاد کر رہے ہیں اور اُنمیں سے کارلائل۔ کارپنٹر۔ اور کروزی کے نام پرسدھ ہیں چنانچہ کروزی ارگا کتھن اسکے کھنڈن میں اس پرکار ہے۔

"ایوولیوشن کا نیم جو کہ چھوٹے حیوانوں سے بڑے حیوانوں کی پیدائش مانتا ہے ایسے چکر میں جسمیں کہ سلسلہ برابر جاری رہے آخرکار مجبور ہو جاتا ہے کہ مادہ اور روح کی تفاوت کے مسئلہ کو حل نہیں کر سکتا اور مکمل تشریح کرنیکا دعوے کرتے ہوئے اپنے آپکو بیوقوف ثابت کرتا ہے۔ درحالیکہ مساوات کا نیم اسکے برخلاف تبلاتا ہے کہ سرشٹی کسی نیاز پر مبنی ہوئی ہے .... ایوولیوشن کا نیم روح کی اعلےٰ اوصاف کو مادہ کی اوصاف تبلاتا ہوا در حقیقت روح اور مادہ کو ایک ہی بنا دیتا ہے اور ایسا کرنے سے انسان کی ضمیر اور فطرت کے برخلاف چلتا ہے۔ مساوات کا نیم انکو در حقیقت جدا جدا تبلاتا ہوا قدرت کے نظام کو قائم رکھتا ہے اور ایسا کرنے سے انسانی فطرت اور ضمیر کے برخلاف نہیں چلتا .... لیکن ایک بات ہی جو کہ قانون قدرت کا پورا علم بھی نہیں تبلا سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ قوانین کا دھاتا جو کہ مادی اور اخلاقی دنیا کو بنائے ہوئے ہے ہمکو بتنکر ایسا بنا دیگا جس سے کہ ہم اعلےٰ سے اعلےٰ نیک انسان بن جائیں"

نوٹ) ؎ دی گوسپل آف ایوولیوشن مرتبہ ایڈمنڈ ڈبی۔ اے ڈولنگ۔ ڈی ایس سی ص ؎۲ چارلس ڈارون۔ ہز لائف اینڈ ورک مطبوعہ ہمبولٹ لائبریری صفحہ ۶۳۔

؎۳ دی ڈی سینٹ آف مین مصنفہ چارلس ڈارون ص ؎۴ سویلیزیشن اینڈ پروگریس مصنفہ جان بیٹی کروزی ار مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۲ء صفحہ ۲۴۲۔ ۲۶۰۔

سے کالی رات میں اپنا کام کرتی ہوئی ہمارے سامنے آتی ہے۔ چراغوں میں روشنی کا جزو سورج کی روشنی کا ہی ہوتا ہے۔ لیکن یہ روشنی بغیر دھوئیں کے نہیں جل سکتی۔ اِس لیئے چراغ جہاں مارگ دکھانیکا کام کرتے ہیں وہاں اپنی بدبودار تعفن آمیز دہوئیں سے جسم کے اندر تپ دق کا بیج بودیتے اور دیکھنے کی شکتی کو ہی کمزور کر دیتے ہیں۔ سورج کے ابھاؤ میں چراغ عمدہ ہیں لیکن درحقیقت چراغوں کی روشنی مضر صحت ہے۔ یہی نہیں کہ چراغوں کی روشنی مضر صحت ہو بلکہ یہ محدود روشنی نہایت ہی تنگ دائرہ میں کام کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہزار کے قریب پنتھوں کے چراغ اور ۹۰۰ کے قریب زبانوں کے فانوس جگمگا رہے ہیں۔ لیکن دنیا اُس راحت کو نہیں پا رہی جو کہ اسکو اُسوقت نصیب تھی جبکہ ایک وید کا سورج آتما کو روشنی دے رہا اور ایک سنسکرت دیو بانی دلوں کو جوڑ رہی تھی۔ مگر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سمجھکر اندہیرے میں چراغ ہی رہبر ماننے پڑتے ہیں۔

کوئی پرش قیدی ہونا نہیں چاہتا اور آزادی کی نعمت چھوڑ نہیں سکتا۔ لیکن جب قید ہو جائے تو وہ اُسکا عادی بنجاتا ہے اور پھر قیدخانہ کو کھلے جنگل سے بڑھکر سمجھ بیٹھتا ہے۔ ٹھیک یہی حالت آجکل پرتھوی کے لوگوں کی ہو رہی ہے جو کہ پانچہزار برس سے چراغوں کے عادی بنگئے ہیں۔ اب غلطی سے لوگ اپنے تنگ دائروں۔ قومی چار دیواریوں کے اندر مقید ہونے سے تنگ خیالوں کو عالمگیر اصولوں سے بڑھکر فرض کر رہے ہیں۔ اور ٹھیک قیدی کی طرح کوٹھڑی کو کھلے جنگل پر ترجیح دے رہے ہیں۔ اب ہم نہایت ہی مختصر طور پر ان چراغوں کا ذکر کرتے ہوئے درشائیں گے کہ لوگ ان چراغوں کی روشنی کو ناکارہ اور ناکافی سمجھتے ہوئے کسی بہتر روشنی کے لیئے جدوجہد کرتے ہوئے کسطرح ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔

مہابھارت کے زمانہ کے بعد جبکہ دنیا میں وام مارگ بڑھتا گیا اور لوگ مانس شراب اور زناکاری کی اندہیری غار میں ٹکرا لینے سے چکنا چور ہونے لگے تو پرتھوی پر بدھ نے وام مارگ کو روکنے کے لیئے پوترتا اور اہنسا کا چراغ جلایا اور کچھ کال کیلیئے لوگوں کو سیدھا مارگ دکھایا لیکن سادھن کی تعلیم دیتے ہوئے بدھ نے ایشور کا ذکر تک نہ کیا۔ اُسکی اِس مون برتی کو انویائیوں نے ناستک پن سے تعبیر کر کے مادہ پرستی کا بیہودہ طوفان برپا کر دیا۔ منش جاتی عموماً اور آریہ ورتی خصوصاً پھر ناستک پن کے گہرے گرداب میں غوطے کہانے لگے۔ ناستک پن سے وہ کل پرتھوی روشنی کی اچھا کر رہی تھی کہ شنکراچاریہ نے نوین ویدانت کا چراغ لیکر اندہیرے کو بھگانا شروع کیا۔ اندھیرا کسیقدر بھاگ گیا۔ لیکن وہ کو کرم جو کہ ناستک پن اور بودھ مت نے پھیلائے تھے اُنہی کو کرموں کا بیج اس چراغ کے دھوئیں نے پھیلا دیا۔ اس چراغ میں تیاگ کا انش روشنی کا تھا۔ لیکن جیو کو برہم بتلانا اسکا زہریلا دھواں تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چراغ کے بجھنے پر آلسیہ اور کو کرم کی گہری غار میں پھر آریہ سنتان گر گئی۔ کان فیوشش چین میں فیثا غورث۔ سقراط اور افلاطون آدمی یورپ میں روشنی کے چراغ جلاتے رہے لیکن روشنی کے مخزن وید اور وید کی بانی سنسکرت کی بیوناتا کے کارن اُنکے چراغ بھی اپنا اُودیش پورن کر کے بجھ گئے اور دنیا کو روشنی کے مخزن کا متلاشی چھوڑ گئے۔ دُنیا کے سامنے دو اور چراغ بھی پیش ہوئے جنہوں نے کہ اندہیرے کو عارضی طور پر بھگانا چاہا۔ اور لاکھوں پرشوں کو تپ دق کا مریض بناکر زندگی سے مایوس کر دیا۔ ایک چراغ عیسائی مت کا ہے جس نے پریم کی روشنی کے انش کو لیکر لوگوں کو راستہ دکھا دیا۔ لیکن اودیا کے دھوئیں نے اُن لوگوں کو مردم پرستی اور توہمات پرستی کا زرخرید غلام بنا لیا اور دنیا پھر بدستور اندہیرے میں ٹکرانے لگی دوسرا چراغ اسلام کے مت کا ہے جسنے توحید کی روشنی کے انش سے اندہیرے کو کسیقدر بھگا دیا لیکن جہاد اور جہالت کے زہریلے دہوئیں سے لہو کی ندیاں بہاکر لوگوں کو مردم پرستی اور توھمات پرستی کی غار میں پھینک دیا۔ اس قسم کے بڑے چھوٹے چراغوں کی تعداد جو پرتھوی پر روشن ہوئے ایکہزار کے قریب پہنچتی ہے۔

اِس پرکار کے چراغ پانچہزار برس سے برابر جلائے جا رہے تھے لیکن موجودہ صدی میں پرتھوی کے مختلف حصوں میں جو چراغ جلے انکی روشنی ان چراغوں سے بڑھیا فرض کی گئی ہے۔ لیکن چراغ ہونیکے باعث اُن خرابیوں اور عیبوں سے بری نہیں ہو سکتے جو کہ اس صدی سے پہلے کے چراغوں میں پائی جاتی تھیں۔ جن دیشوں میں یہ چراغ جلائے گئے ہیں اُنہیں دیشوں کے لوگ انکے زہریلے دہوئیں کی شہادتیں دے رہے ہیں۔ اسلیئے یہ چراغ

لیکن آج سے چھ ہزار برس گذرے کہ آریوں کی سنتان دہرم کرم سے گرنے لگی ۔ اور وہ ویدک جیوتی جو پتر پتا سے اور شِشّ گورو سے اپنے شدھ ہردیہ میں دھارن کرتا تھا اب لپت ہونے لگی ۔ ہردے اپوارتھ اور ادھرم سے ملین ہوتے گئے اور روشنی کی جگہ سنسار میں اندھکار بڑھنے لگا ۔ گو اس سمے تک کئی رشی روشنی کے پرچار کرنیوالے پرتھوی پر اُپستھت تھے لیکن ادھرم کے ویگ سے بادل بردھی کو پراپت ہوتے گئے ۔ یہانتک کہ ایکہزار برس کی اھدوگتی کے بعد دُریودھن پرتھوی کی راج دھانی آریہ ورت دیش میں منش جاتی کے کو کرموں کے کارن اُسکو پیٹر اپہنچانے کا نمت بننے کیلئے اوتپن ہوا اور مہابھارت کے گھور سنگرام نے منش جاتی کے لکھوکھا پرشوں کا خون بہلتے ہوئے آنیوالے کئی ہزار برسوں تک پرتھوی کو نرک کنڈ بنانیکا بیج بو دیا ۔ اِس یُدھ میں جہاں کھشتری ویر دھرم کے لئے مرے وہاں رشی لوگ بھی دھرم کی رکھشا کرتے ہوئے کام آئے اور پرلوک گمن سے پرتھوی کو اندھکار میں چھوڑ گئے ۔ سورج کی روشنی کے پرچارکوں کا سلسلہ اگنی ۔ وایو ۔ آدیتہ ۔ انگرہ کے شِشّ برہما سے لیکر جیمنی تک مہابھارت کے یُدھ کے ساتھ ختم ہوتا ہے ۔ مہابھارت کے یُدھ سے پرتھوی کے اندھکار کا زمانہ دھیرے دھیرے آرنبھ ہوتا ہے ۔ اور اب ہم منش جاتی کی تاریخ میں اُسکی اندھکار سے آچھادت دشا کو دیکھتے ہیں روشنی کے برخلاف اندھکار ہوتا ہے ۔ پس اس زمانہ کے فعل روشنی کے برخلاف سمجھنے چاہئیں ۔ روشنی کے زمانہ میں جتیندری ویدانویائی ۔ آستک ۔ آریہ ۔ اور دھرماتما پرش جہاں اس پرتھوی پر بستے تھے ۔ وہاں اس اندھکار کے سمے میں پرتھوی کے نانا حصوں اور دیشوں میں ۔ اندری آرام ۔ وام مارگی منش کلپناؤں کے معتقد ۔ مندمتی ناستک ۔ پورانی ۔ جینی ۔ کرانی ۔ قرانی اور اونکی شاخیں جو کہ ایک ہزار تک تعداد میں پہنچتی ہیں ۔ پرتھوی کی سطح کو ڈھانپے ہوئے منش جاتی کو اپنے آریہ نام ۔ ویدک جیوتی ۔ ورن آشرم اور پرماتما کی اُپاسنا سے بیمکھ کرا نرک کنڈ میں گرا کر دکھو نکو بھگتا رہی ہیں ۔ وہ میتری کا راج آج منش جاتی میں ڈھونڈے نہیں ملتا ۔ وہ دھرم یُدھ ۔ وہ نیا ۔ چرن آج مانو پرتھوی پر سے اُٹھ گئے ۔ پریم کی جگہ پھوٹ ۔ ایکار کی جگہ ہانی ۔ پرسپر سہایتا کی جگہ ایرشا اور دویش بھر رہا ہے ۔ کیا کوئی آج اس پرتھوی کو دیکھکر کہہ سکتا ہے کہ اِس نرک کُنڈ کے رہنے والے کبھی سورگ دھام کے بسنے والے آریوں کی کُل سے چلے آرہے ہیں ۔ لیکن کرم گتی کو جاننے والے باریک بین جانتے ہیں کہ رشی سنتان اپنے کو کرموں کے کارن ہی اس سمے پرتھوی پر دُکھ اور اندھکار کی بھاگی بن رہی ہے یہی نہیں کہ اس سمے ایک ہزار کے قریب منش جاتی میں پنتھ پرچلت ہیں بلکہ منش جاتی کی ایک سنسکرت زبان کی جگہ ۹۰۰ کے قریب بھرشٹ بھاشا میں آریہ سنتان بولتی ہوئی اپنی اھدوگتی کا روپ درشا رہی ہے ۔ بھے (خوف) اور ٹھوکریں اندھکار میں رہنے والوں کا ورثہ ہوتا ہے ۔ اور آج منش جاتی قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتی ہوئی تینوں تاپوں اور پانچوں کلیشوں سے یکت ہونیکے کارن بھے بھیت (خوف زدہ) ہو رہی ہے ۔

فصل دوم

اِس اندھکار کے زمانہ میں چراغوں کی روشنی

اندھیرے کو دور کرنے کے لئے پرتھوی کے مختلف دیشوں میں مختلف پرشوں نے وقتاً فوقتاً چراغ جلائے لیکن چراغ سورج کا کام نہیں دیسکتے اور اسی لئے منش جاتی چراغ رکھنے پر بھی اندھکار سے نہیں نکلی ۔ گو چراغوں نے کسی قدر عارضی آرام کا سامان مہیا کر دیا ۔ اب دنیا چراغوں کی مد

پرتھوی پر بسی ہوئی آریہ ستان کا رہبر بنا اور ویدک ورن آشرم کی مکمل ہوستھا کا راجیہ سب دیپوں پر دکھائی دینے لگا۔ اسوقت پرتھوی پر بسنے والوں کی ایک زبان تھی جسکا نام وید بانی یا سنسکرت تھا۔ ویدوکت اگیا کے پالن کرنے کے لئے ہر ایک منش پورن پرشارتھ کرتا تھا۔ یجروید کے مرم جاننے والے شِلپی جنوں نے اشویان - ویمان - نوکا - اشوتری ینتر - کلا آدی اینک چناوی وہارک سُکھ کیلئے سدھ کیں تھیں - اور پرتھوی کی راج دہانی آریہ ورت سے لیکر سب دیپ دیپانتروں کے رہنے والے دھن دھانیہ سے پورت ہو رہے تھے - وید سورج نے اُس سمے پرتھوی کو سنہری بنا رکھا تھا اور کوئی استھان ایسا نہ تھا جہاں کہ رگ - یجر - سام اور اتھروکا پرچار نہو - اُس سمے پرتھوی پر آریہ شرینی کے منش اُوھک تھے لیکن آریہ شرینی سے پتت ہونے والے نیچ اور کو کرم اناچار کے کرنے والے دسیو راکشس آدی آریوں کے نیائے شاسن سے ڈنڈ کو پاتے تھے - اور ڈنڈر وپی کریہ اُس سمے دھرم یدھ کے نام سے پرسدھ تھی - پرتھوی نے اُس سمے آریہ ورت دیش کو ویدودیا اور چکرورتی راج کا کیندر بنا رکھا تھا اور آریہ ورتی رشی سنتان بھوگول پر رہنے والے بھائیوں کی سیوا علوم و فنون کے سکھانے اور چکرورتی راجیہ کے پربندھ دوارا کرتی تھی -

کروڑوں برسوں تک یہ بھوگول اومکار کی اُپاسک ویددھرم کی پرچارک آریہ جاتی کا سورگ دھام بنا رہا - منش جاتی اس سمے بہت دُکھوں اور ٹھوکروں سے محفوظ تھی کیونکہ اس کی رہبر ویدک جیوتی تھی - روشنی ہی کے باعث منش جاتی سچائی کی سیدھی سڑک پر چلتی اور شاریرک - آتمک - اور ساماجک اُونتی کرتی ہوئی آنند کا بھوگ کرتی تھی اس زمانے کی گواہی مہرشی اتری کے سفرنامے سے ملسکتی ہے - حسب ذیل عبارت اس کی تائید کے لئے کافی ہے -

"باھیلکا پلواشچینہ سولیکا یوناشکا - ماش گودھوم مادھی شاستر ویشوا ازوچیتی" (ارتھ) بلخ - پلو (ایران) چین - سولیکت (روم اور یورپ کا مشرقی حصّہ) - یون (یونان) - شک - (ڈنیوب کے شمال کا ملک) ان ملکوں کے رہنے والوں کی اُرد - گیہوں - انگور - خوراک ہے یہ پرش وید شاستر کے بڑے فاضل اور شِلپ کلا آدی کے عمدہ بنانے اور استعمال کرنے والے ہیں - اس سے اگلے شلوکوں ہیں وہ پراچیہ (برہما اور ملایا آدی دیشوں کا برنن کرتے ہیں - ان سے صاف ظاہر ہے کہ کل ایشیا و یوروپ کے سر تاج ملکوں کے رہنے والے ساتوک بھوجن کے کرنیوالے وید شاستر کے عالم اور اعلیٰ درجہ کے کاریگر کلوں کے بنانے اور چلانیوالے تھے - منوسمرتی بھی اسکی تائید کرتی ہے - اس سے صاف عیاں ہے کہ اُس وقت منش جاتی کیول وید شاستر کے آشرت ہو کر سرب پرکار کی اونتی کر رہی تھی جسکا کہ آج خیال کرنا بھی ہمارے لئے کٹھن ہو رہا ہے منش جاتی جس بلندی پر پہنچ چکی ہے اُسکی طرف من سے دیکھتے ہوئے عقل کی پگڑی تھامنی پڑتی ہے -

پرماتما کی سرشٹی میں اُس کے رچے پدارتھ ایک سے زیادہ پریوجن پورے کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں - اور سچ مچ یہ پرتھوی نیک پریوجنوں کی سدھی کے لئے ہے - ایک طرف ہمیں یہ پرتھوی دھرماتماؤں کے لئے سورگ نظر آتی ہے تو دوسری طرف یہی پرتھوی پاپی جیووں کیلئے نرک بن رہی ہے - رشی شرینی اور پشاچ شرینی کے پرش اسی پرتھوی پر رہ سکتے ہیں - جہاں اس پرتھوی نے دھرماتماؤں کے لئے آدی سرشٹی سے لیکر کروڑوں برسوں تک سورگ کا کام دیا تھا - وہاں یہی پرتھوی پاپ آتماؤں کے لئے حسب ضرورت نرک کُنڈ بننے لگی اور اب ہم منش جاتی کی تاریخ کے اُس حصّے میں آتے ہیں جبکہ منش جاتی اندھی آرام ہونے کے کارن اپنے دُکھ بھوگ کی سامگری کو کرم دوارہ اکٹھا کرتی ہوئی اس پرتھوی کو نرک بناتی ہے - ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ چھتالیس ہزار نو سو چھیانوے برسوں تک بھوگول پر وید کا پورن پرکاش رہا - اور اس عظمت اور امن کے بھاری زمانے کو ہم دنیا کی تاریخ میں ویدک روشنی کا زمانہ کہینگے - اس روشنی کے زمانہ کی خصوصیت یہ رہی کہ لوگ ویدک روشنی کی مدد سے ست کی سیدھی سڑک پر چلتے ہوئے ویدک ورن آشرم کے دھرم کو پالتے ہوئے پورن اونتی کرتے رہے -

(نوٹ) ملہ چرک شاستر کے چھٹے ستھان چکتسا کے تیسویں ادھیاء کا یہ شلوک ہے -

سمکھیہ مہاتما اور جانند ویدک نشکلنک جیوتی کا پرکاش کرنیکے لیئے پوراَن آدی منتھا کپول کلپت اور کو ہدی آدی انارش گرنتھون کے وگھنوں کو شوبیر کیطرح آرش گرنتھوں کی کھڑگ کے بل سے ایک ہاتھ سے کاٹتا اور دوسرے ہاتھ سے ویدشاستروں کی گپت خزانوں کی یوگ کنجی جوکہ مہابھارت کے گھور یدھ کی پشچات گم ہوگئی تھی منش مات کے ہاتھ میں دینے کے لیئے ایک ادبھت پرا پکاری و دیارتھی سوامی دیانند کو سونپتا ہوا سچ مچ رشی کے روپ میں نظر آئیگا +

باب دوم

اندھکار سے پیڑت بھوگول کو سوستی اور شانتی کی ویدک جیوتی درشانے والا مہرشی سوامی دیانند سرسوتی

فصل اوّل

دُنیا کی ابتدائی تاریخ پر ایک نظر

ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نو سو چھیانوے برس گذرے جبکہ بھوگول کی سب سے اوّل طیار شدہ زمین پر جس کو آج تبت کا سر سبز قطعہ یا بام دُنیا کہتے ہیں انیک منش اور رشی جن کے کرم اِس آدی سرشٹی میں اوتپن ہونے کے تھے ایشوریہ نیم انوسار منش دیہ کو دھارن کئے ہوئے تبت کے قدرتی باغوں میں براجمان ہوئے۔ جس جگدیشور نے پتاوت اپنی انادی سنتان کے سکھ بھوگ کے لئے پہاڑ۔ دریا۔ چندر اور سورج آدی بھوتک پدارتھ اپنی سج شکتی اور کرپا سے رچے تھے اُسی پرم پتا نے اپنی سنتان کو سچ گیان کے وید سوریہ کے درشن چار ادبھت پرم یوگیشروں کے دوارہ جیون یاترا کی سپھلتا کے ہیتو کرادیئے۔ انسانیت کے مکمل نمونے رشیوں نے اس انوبھو کی ہوئی ویدک جیوتی کو جیون میں چرتیارتھ کرتے ہوئے اپنی سنتانوں کو ایسا ہی کرنیکا اپدیش دیا۔ اُس وقت منش جاتی کا سب سے اوتم اور فخریہ نام آریہ تھا۔ تبت کی زمین پر ادھر آریہ سنتان بردھی کو پراپت ہونے لگی اُدھر جگت پتا کے انتظام کے موافق بھوگول کے مختلف حِصّے جوکہ اب دیپوں کے نام سے پرسدھ ہیں اس آریہ سنتان کے گھر بننے کے لئے تیار ہوگئے۔ آریہ سنتان نے پرتھوی کے نانا بھاگوں کو بسانا آرنبھ کیا۔ زمانہ آیا کہ پرتھوی کے سر سبز میدان آریہ سنتان سے پُورت ہوگئے اور ایک انچ زمین ایسی نہ رہی جس پر کہ رشی سنتان نے بیٹھ کر ویدک دُھنی نہ کی ہو۔ اِس وقت بہوت آریہ سنتان کا ایک گرہ نظر آنے لگی اور پرتھوی کے بھِن بھِن حصوں پر رہنے والے اپنے تئیں بندھو اور متر سمجھنے لگے۔ نیا دا نقو ادھر آچرن

دودھ اور چھٹانک سونٹھ استعمال میں لاتے چھارے کی گھٹلی کٹوا کر دودھ میں ڈالکر اُس دودھ کو پیتے تھے۔ ایک دفعہ صندوق میں سنکھیا پڑا ہوا تھا سیندھا نمک کے خیال سے تولہ بھر سنکھیا کھا گئے۔ کھانے کے تھوڑی دیر بعد زہر چڑھنے لگا۔ مکان پر چار بڑے مٹکے پانی کے بھرے ہوئے تھے۔ آہستہ آہستہ اُن چار مٹکوں سے لوٹے سے پانی نکالکر سر پر ڈالتے رہے شام تک یہی عمل جاری رکھا جس سے بالکل آرام ہوگیا۔

مسٹر پرسیٹ لی صاحب جب قائمقام کلکٹر ہوکر متھرا کو آئے تو ایک دن سیر کرتے ہوئے ورجانند جی کے مکان کے نیچے سے گذرے۔ ساتھی نے ڈنڈی جی کی علمیت کی بہت تعریف کی۔ اِس تعریف کو سنکر وہ ڈنڈی جی سے ملنے گئے۔ اور ڈنڈی جی سے کہنے لگے کہ اگر کوئی ہمارے لائق کار خدمت ہو تو کہئے۔ ڈنڈے جی نے کہا کہ "اگر ہماری خدمت کر سکتے ہو تو **بھوجی دیکھشت** کے جتنے بنائے ہوئے کومدی کے گرنتھ ہیں اُنکو بھارت ورش سے یا صرف متھرا سے لیکر آگ میں پھونک دو یا جمنا میں پرواہ کردو"

ایک دفعہ آدھی رات کے قریب وچارتے ہوئے کسی سوتر کا سمادھان من میں ٹھیک ہوگیا۔ خوشی کے مارے گھر سے اٹھے اور ودیارتھی اُدے پرکاش کے گھر کے دروازے پر جا دستک دی۔ گورو جی کی آواز سنکر وہ جاگا اور پوچھنے لگا کہ مہاراج آگیا کیجیے۔ کہنے لگے کہ اسوقت مجھے فلانے سوتر کا سمادھان یاد آیا ہے جو شیش جی سے بھی نہیں ہو سکا ہے۔ یہ خوشخبری دینے آیا ہوں ایسا نہو کہ بھول جاؤں اس لئے بہتر ہے کہ لکھ لے۔ چنانچہ اُس نے لکھ لیا۔

اُنکا قد میانہ اور رنگت سفیدی مائل تھی۔ جب اکہتر سال کے ہوئے تب اپنی کُل پستکیں۔ برتن۔ کپڑے اور تین سو روپے نقد گویا کل ۵۲۵ روپے کی مالیت کی رجسٹری اپنے ودیارتھی جگل کشور کے نام کرا دی۔ کہتے ہیں کہ مرنے سے دو برس پیشتر یوگی ورجانند نے ودیارتھیوں سے کہدیا تھا کہ میں شول کی پیڑا سے فلاں دن کو مرونگا۔ اور جو ایک دو سیٹھ لوگ مرنے سے چند روز پیشتر ملنے آئے۔ اُنکو کہا کہ آئندہ تم نے یہاں مت آنا۔ رشیوں کی چھوڑی ہوئی گرنتھ روپی دولت کا پیارا۔ ویدوں کی نش کلنک جیوتی کو رشی کرت گرنتھوں کے سہارے سے ورشانے والا برہمچاری۔ **یوگک شبدوں کے سچے پارس پتھر** سے تو مٹی لوہے کو چمکتے ہوئے سونے میں تبدیل کرنیوالا رشی۔ مورتی پوجا کی گڑھ میں رہکر مورتی پوجا کی جڑھ پر کلہاڑا مارنے والا بہیر۔ یوگ سمادھی سے آتم شکتیئیں بڑھانے والا مہاتما۔ پراپکار کی اچھا سے ودیارتھیوں کے من میں ویدک جیوتی پہنچانے والا **گورو**۔ بناشوک کے پرلوک گمن کو طیار رہتا ہے اور کنوار کے کرشن پکش کی تریودشی کو سوموار کے دن بکرمی کے سمت ۱۹۲۵ میں اپنے پنچ بھوتک شریر کو چھوڑ کر سجنوں کے ہردیہ پنے ویوگ سے سدیو کے لئے بھیدن کرجاتا ہے۔

اس رشی کا ودیا روپی پرکاش اُسکے سب ودیارتھیوں کے لئے سمان تھا لیکن مٹی اور کانچ پر ایک ہی روشنی کا مختلف اثر نمودار ہوتا ہے رشی کے انیک ودیارتھوں میں سے کیول ایک دیانند سرستی کے ہی شدھ ہردیہ نے اُس روشنی کو جذب کر کے پھر اپنے میں سے اُسکے پرکاش کو تمام جگت میں پھیلا دیا۔ رشی ورجانند کی عظمت اور بزرگی اُن وچنوں سے پرگٹ ہو سکتی ہے جو کہ اُنکی مرتیو کے سماچار سننے پر اُن کے یوگیہ ودیارتھی سوامی دیانند جی نے اپنے مُنہ سے اُس پرکار نکالے تھے کہ آج ویاکرن کا سورج است ہوگیا۔ ہیرے کی قدر صراف سے پوچھیئے سقراط کی قدر افلاطون جانتا ہے۔ رشی ورجانند کی مہا رشی دیانند پہچانتا ہے۔ اگر کسی خوشامدی کے یہ وچن ہوتے تو ہم اوسکو مبالغہ کہہ سکتے تھے لیکن رشی دیانند کا اُنکو سورج کہنا کچھ معنی رکھتا ہے۔ یوگی ورجانند کی مہاتا اس سے بھی بڑھکر ہمکو تب پرتیت ہوتی ہے جب ہم پاتے ہیں کہ پراپکاری بال برہمچاری آریہ سماج کا بانی ویدک دھرم کا درشک **مہرشی دیانند ستیارتھ پرکاش** کے اجیر اور وید بھاش کے انگ انگ کی سماپتی میں اپنے تئیں فخر سے سوامی ورجانند سرستی کا ششیہ لکھتا ہے۔

محقق دنیا سوامی دیانند کے گورو "پرم ودوان[1]" رشی ورجانند کے پراپکار کو نہیں بھول سکتی اور طالبان راستی کے گیان نیتروں کے

(نوٹ) [1] ستیارتھ پرکاش کے انت میں یہ لفظ خود سوامی دیانند جی نے اُن کی شان میں استعمال کئے ہیں۔

کا پرچار کرنا چاہیئے +

جس زور شور سے ڈنڈی جی کُومدی آدی ویاکرن کے تُچھ گرنتھوں کا کھنڈن کرتے تھے اُتنے ہی زور سے باوجود متھرا میں رہنے کے جو کہ ہندؤں کا مشہور بُت خانہ ہے۔ مورتیوں۔ پنتھوں اور سمپردایوں اور ان سب برائیوں کے منبع پرانوں کا کھنڈن کرتے تھے۔ جب کہیں کسی سمپردا کا جھگڑا ہوتا تھا تو لوگ سمپردا کی اصلیت جاننے کے لئے ڈنڈی جی کی سہاتا لیتے تھے چنانچہ مہاراجہ رام سنگھ جی کے ہاں سے کئی موقعوں پر ڈنڈی جی کی سیوا میں تحریری پرشن آیا کرتے تھے اور ڈنڈی جی سمپردائیوں کے کھنڈن کے وِشے میں پتر لکھا کرتے تھے۔ ان کے پتروں کا وہ اثر ہوا کہ کئی سمپردائی لوگ راج کی طرف سے شہر بدر کئے گئے +

بڑے بڑے مشہور پنڈت شاستری بنا ایک مہاراج کے پاس مختلف جگہوں سے اپنا بل دکھلانے آتے لیکن رِشی کرت بصنوعی گرنتھوں کی گود میں پلے قدرتی اور رشی کرت گرنتھوں کے کھوجن سے پلے ہوئے تندرست بیر کے آگے کب ٹھہر سکتے تھے۔ چنانچہ اُدِت گری۔ پنڈت دھرنی دھر بنا یک اور گنگادھر شاستری سب اپنا بل دکھلانے آئے اور شاستر ارتھ میں پراجے کو پراپت ہوئے +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ کوئی دہیمن پنڈت ڈنڈی جی کی ذہانت سنکر رشک سے لاچار ہو ڈنڈی جی کو پراجے کرنے کے واسطے آیا۔ اور گفتگو ایسے ڈھب سے چھیڑی کہ اپنے آپ کو تھوڑا کہنا پڑے اور ڈنڈی جی کو بہت۔ جب ڈنڈی جی کہہ چکتے تو یہ ذہین پنڈت کہدیتا کہ مہاراج آپ نے کونسی بڑھیا بات کہی ہے یہ تو داس کو بھی ودت ہے۔ چنانچہ لفظ بلفظ ڈنڈی جی کی تقریر کو دوھرا دیتا۔ چند منٹ میں ہی ڈنڈی جی تاڑ گئے۔ کہ یہ کوئی چالاک پنڈت ہے۔ پھر جو تقریر کی اُس میں ڈنڈی جی نے عام سنسکرت کے شبدوں کی بجائے ان کے ہی مترادف ویدِ شبد جو گن پاٹھ میں موجود ہیں زیادہ تر کہے اور چپ ہو گئے۔ گن پاٹھ کی سنسکرت اس چالاک پنڈت نے پہلے نہیں سنی تھی اِس لئے باوجود ذہین ہونے کے بھی ساری تقریر تو کیا آدھی کو بھی یاد نہ رکھ سکا اور کہنے لگا۔ کہ مہاراج آپ واقعی ودیا کے سورج ہیں۔ میں نے کئی اعلےٰ سے اعلےٰ پنڈتوں کو اس طریق سے ہرا دیا تھا لیکن آپ کی پراچین سنسکرت اور ویدک شبدوں کی واقفیت مجھ کو اب ایک قدم بھی چلنے نہیں دیتے۔ اور میرا حافظہ کیونکر ان شبدوں کو جن کا کہ مجھے سنسکار ہی نہیں اور نہ جن کے میں معنے سمجھ سکتا ہوں۔ قابو رکھ سکتا ہے +

مٹرسان میں رنگاچارج کے گورو اننت آچارج سے ڈنڈی جی کا ایک نہایت زبردست شاستر ارتھ ہوا جو کہ تین ماہ تک جاری رہا۔ مگر اننت کو اننت آچارج میدان سے بھاگ گیا۔ اور تقریری مباحثہ کی تاب نہ لاکر کہنے لگا۔ کہ اب مکان پر جاکر پتر دوارہ کرونگا +

بال برہم چاری اور جت اندری ہونے کی وجہ سے اُن کا دماغ ایک کتب خانے کا کام دیتا تھا۔ جس گرنتھ کو توجہ سے ایک دفعہ سُنا لیں وہ اُن کا ہو گیا۔ وہ اپنی ساری ودیا کنٹھ رکھتے تھے۔ شاعری اور کوِتا میں انکی طبیعت کو بڑا دخل تھا اور عمدہ سے عمدہ شلوک بنا لیتے تھے لیکن ان کو رشی کرت گرنتھوں کے پرچار کی ابھیلاشا تھی اسلئے کوئی اپنی نوین رچنا نام کے لئے چھوڑ جانا ہر گز نہ چاہتے تھے۔ مصیبتوں اور جسمانی تکلیفوں کو انہوں نے اکھنڈ برہمچریہ کے کارن سہا ہی نہیں بلکہ جیتا تھا۔ اور یہ اکھنڈ برہم چاری ہونے کی ہی وجہ تھی کہ انہوں نے دنیا کی کایا پلٹانے کے لئے رشیوں کیطرح ویدک روشنی کو درشا دیا +

ڈنڈی جی کی خوراک ہمیشہ سادہ رہی ہے شروع شروع میں وہ کئی دفعہ دودھ۔ یا صرف خربوزہ یا صرف پوری۔ یا صرف نارنگی۔ اور کئی دفعہ سونف دودھ میں پکا کر چند روز تک ہی نہیں بلکہ ایک ایک ماہ تک کھایا کرتے تھے۔ ڈنڈی جی مال کنگنی اور لونگ زیادہ کھایا کرتے اور کہتے کہ یہ بُدھی وردھک چیزیں ہیں۔ مختلف موسموں میں ویدک شاستر کے انوسار خاص خاص چیزیں کھانی چھوڑ دیتے تھے۔ ایک دفعہ گنگا کے کنارے جب کہ اُن کا تمام بدن سوج گیا تھا۔ تو ویدک شاستر میں لکھی ایک اوشدی کو استعمال کرتے رہے۔ یہانتک کہ بدن کے حصے کی بہت سی کھال اُتر گئی اور پھر دوبارہ کنچن کایا ہو گئی۔ وہ کبھی کبھی بیتھی کا ساگ آدپاؤ گھی ڈال کر کھاتے اور کبھی کبھی سوا سیر دودھ اد چھٹانک سونٹھ استعمال میں لاتے

نوٹ۔ بھیلاوہ اس اوشدی کا نام غالباً معلوم ہوتا ہے۔ صاف طور پر پڑھا نہیں جاتا۔ (آتمارام)

اور خود غرضی کا راج پھیلا رکھا ہے۔ اسیواسطے وہ ان بھرشٹ گرنتھوں کے مصنفوں سے اپنے ودیارتھیوں کو پوری اور زبردست نفرت دلانا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس کی تکمیل کے لئے انہوں نے ایک جوتا رکھ چھوڑا تھا اور بھٹو جی دیکھشت سدھانت کومدی کے مصنف کی تصویر کو وہ سب ودیارتھیوں سے جوتے لگوایا کرتے تھے۔ کہ اسی نیچ نے سنسکرت ودیا کی کنجی اشٹا دھیائی کے پرچار کو روکنے کے لئے یہ کھنڈر گرنتھ بنا رکھا ہے۔ کبھی ایک بھاگوت پوران کی جلد کو اپنے پاؤں لگا دیتے یہ کہتے ہوئے کہ ان پورانوں نے ہی بھرم جال پھیلا کر لوگوں کو ودیا بدھی اور پرشارتھ سے ہین کر دیا ہے۔ سب سے بڑھکر پرلے درجہ کی عزت وہ ویدوں کی کرتے تھے۔ اور انہیں کو سوریہ وت سُتہ پرمان کہتے تھے۔

اشٹا دھیائی مہابھاشیہ ویاکرن میں ڈنڈی جی نے وہ کمال پیدا کیا کہ کوئی بھی بھارت ورش میں ان کی برابری کا دعوے نہیں کر سکتا تھا۔ ان کی ذہانت او حافظہ کی طاقت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ نیم کی پابندی کے ایسے پکے تھے۔ گویا کہ نیم مجسّم تھے۔ راستی سے پیار اور جھوٹ سے سخت نفرت ان کی طبیعت میں بسی ہوئی تھی۔ ان کی ودیا کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ اور متھرا کی عجائبات میں یاتری لوگ ایک ڈنڈی جی کو عجوبہ روزگار گنتے تھے۔ ان کی اعلیٰ علمیت کی تعریف سے آکرشت ہو کر ہی سوامی دیانند نے ان کو اپنا گورو دھارن کیا تھا۔ اور واقعی دیانند سے مہان آتما کی ترپتی ایسے ہی ودیا کے سورج سے ہو سکتی تھی۔ ایک دفعہ پرنس آف ویلز متھرا میں آئے۔ اور انہوں نے یہاں کے پنڈتوں کو اپنے روبرو بلایا۔ ڈنڈی جی معہ اپنے ودیارتھیوں کے گئے وہاں انگریزوں نے ان سے کچھ پوچھا۔ اور انگریز نے جو کہ غالباً ایک اعلیٰ افسر تھا۔ وید کی شرتی نہایت بھدّے اور اشدھ اوچارن سے پڑھی سنتے ہی ڈنڈی جی نے کہا کہ معلوم نہیں ایسے اشدھ اوچارن کرنے والے کو وید پڑھنے کا ادھکار کسنے دیدیا۔ ڈنڈی جی کا ست کتھن سنکر وہ انگریز ناخوش نہیں ہوا بلکہ اس نے ان کی ویرتا کی داد دی اور کہا کہ ہم نے ایسا دلیر آدمی کوئی نہیں دیکھا۔

سمت ۱۹۰۲ میں گوپال لال گوسوامی گوکل والے نے ڈنڈی جی کو بلایا کیونکہ ان کے ہاں بمبئی کے مشہور پنڈت گٹھو لال جی اشٹا دھیائی ٹھہرے ہوئے تھے ڈنڈی جی معہ گیا پرشاد ودمودر وت ودیارتھیوں کے وہاں گئے۔ اسوقت انہوں نے گٹھو لال جی سے ڈنڈی جی کا سمبھاشن کرایا اور مضمون زیر بحث تھا۔ ڈنڈی جی نے اسے وھی تو نیم والا شلوک چوبے دمودر دت سے لکھوایا اور خود ترجمہ کیا جسپر گٹھو جی کو پراست کیا۔ اسپر گوسائیں جی نے तधीतव्यन ان کا بہت ہی آدر ستکار کیا۔ اور کہا کہ متھرا جی دور ہے۔ ورنہ ہم ہر روز آکر درشن کریں اور ٹہل کریں۔ کاشی میں جو کہ پنڈتوں کی راجدھانی تھی ڈنڈی جی کی ادبھت ودیا اور شاستر بل کا چرچا پھیل گیا اور وہ ودیارتھی جن کی علمی مشکلات کاشی میں حل نہیں ہو سکتی تھیں وہ کاشی کو چھوڑ کر متھرا میں ورجانند جی کی شرن لینے لگے اور ملک کے مختلف مقامات سے پنڈت اور ودیارتھی ان سے فیضیاب ہونے کے لئے آنے لگے چنانچہ برج کشور ودیارتھی جو متواتر سات سال کاشی میں پڑھا تھا۔ اس نے کاشی چھوڑ کر ڈنڈی جی سے متھرا میں اشٹا دھیائی کا آرمبھ کیا۔ بعد ازاں پنڈت اودے پرکاش۔ پنڈت ہری کرشن۔ پنڈت دین بندھو پنڈت گنیشی لال۔ سب ڈنڈی جی کے ودیارتھی بنے۔ انہی دنوں کا ذکر ہے۔ کہ گوالیار کے مشہور ویاکرن پنڈت گوپال آچاریہ مہاراج متھرا میں پدھارے۔ سیٹھ گورسہائے مل نے انہیں ایک سو روپیہ ان کی ویاکرن پدوی کی شوبھا سنکر بھینٹ کیا۔ سوامی ورجانند جی نے سیٹھ صاحب سے کہا کہ پنڈت جی اگر آپ جتنا چاہیں انہیں دان دیں لیکن اگر آپ ویاکرن کی پدوی کا خیال کر کے دیتے ہیں تو ہمیں بھی نشچت کرا دیں۔ کہ وہ واقعی ویاکرنی ہیں۔ گورسہائی نے اس کا کچھ جواب صواب نہ دیا۔ لیکن بشویشر شاستری جو کہ کاشی کے پنڈت تھے۔ اس سمے متھرا میں موجود تھے۔ انہوں نے اسکو اچت سمجھا۔ اور گوپال آچاریہ جی سے ڈنڈی جی کا شاسترارتھ ٹھہرایا اس مشہور شاسترارتھ کے مدھستھ رنگا چاریہ ہوئے۔ اور برندابن میں رنگا چاریہ کے مندر میں فریقین اکٹھے ہوئے۔ مضمون یہ تھا کہ دو پرکار کے بھاؤ مہابھاشیہ میں لکھے ہیں۔ ابھیانتر۔ اور واحیہ۔ گوپال آچاریہ کہتے تھے۔ کہ مہابھاشیہ میں نہیں ہیں۔ ڈنڈی جی کہہ رہے تھے کہ مہابھاشیہ میں ہیں۔ چنانچہ ڈنڈی جی نے رنگا چاریہ کو سب پنڈتوں کے روبرو دونوں بھاؤ۔ ابھیانتر۔ اور واحیہ مہابھاشیہ کے सर्वं धातुके यक اس سوتر میں بتلا دیئے۔ جسپر ڈنڈی جی کی علمیت کا شہرہ تمام پنڈتوں کے درمیان پھیل گیا۔ اور اس پر رنگا چاریہ نے ڈنڈی جی مہاراج کی بہت پرسنشا کی۔ اس عظیم الشان فتح سے ڈنڈی جی کو اور بھی دڑھ نشچے ہو گیا۔ کہ رشی کرت گرنتھوں کے آگے کوئی منش کرت گرنتھ نہیں ٹھہر سکتا اور مہا نگ بن سکے سنسار میں وید۔ ویدانگ اور اپانگ

انہوں نے ڈنڈی جی مہاراج کو بلایا اور ستکار سے اپنے ہاں ٹھہرایا تیسرے دن جب مہاراجہ جے پور سے ڈنڈی جی کی ملاقات ہوئی تو اسوقت پنڈت کدار ناتھ شاستری بوندی کے۔ پنڈت پوندر سنگھ ببان کے اور پنڈت رلچ جیون اوجھا تر ھنت کے بنیا ایک یہ سب مہاراج کے پاس سو شوبہت تھے جب ڈنڈی جی گئے انہیں دیکھ کر مہاراج اپنی گدی سے نیچے اُتر دروازے تک آ خود ڈنڈی جی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئے اور راج سنگھاسن پر انہیں بٹھلایا خود ادب سے نیچے بیٹھے۔ اسوقت ڈنڈی جی کے ساتھ دو وِدیارتھی جگل کشور اور رنگن ناتھ چوبے تھے ودیارتھیوں نے جا کر مہاراج کی سیوا میں ڈنڈی جی کی طرف سے ایک یگیوپویت۔ ایک ناریل۔ اور کچھ متھرا کے پیڑے پیش کئے۔ سویکار کرنے کے بعد مہاراجہ صاحب نے ڈنڈی جی سے باتیں شروع کیں اثنا گفتگو میں فرمایا کہ کسی پرکار آپ ہمکو ویاکرن ودیا پڑھا دو۔ کہ جس سے ہمکو ویدارتھ کا یتھارتھ گیان پراپت ہو۔ اور ادھونک سمپردائی کا دشٹے ہمارے من سے دور ہو ڈنڈی جی نے کہا کہ آپ نہیں پڑھ سکتے۔ ہاں اگر تین گھنٹہ روز محنت کریں تب پڑھ سکتے ہیں۔ یدی آپ ایسی پرتگیا کریں تو ہم پڑھانے کا وعدہ کر سکتے ہیں جسپر مہاراجہ رام سنگھ جی خاموش ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا*

پھر مہاراج بولے کہ اشٹا دھیائی اور مہابھاشیہ مجھے نہیں آ سکتے مگر آپ کوئی اور گرنتھ بنا کر اُن کے عوض مجھے پڑھا دیجئے۔ تب ڈنڈی جی نے کہا۔ کہ ان کا کوئی اور گرنتھ نہیں بن سکتا جیسے سورج کے پرتی بمب کو کوئی توڑ کر بنا نہیں بنا سکتا یہی حال بعینہ ان گرنتھوں کا ہے۔ تب مہاراج رام سنگھ جی نے کہا کہ کوئی ایسا اُپائے بتلاویں جس سے میری کیرتی ہو۔ ڈنڈی جی نے اُتر دیا کہ آپ سرب بھوم سبھا کریں تین لاکھ روپیہ آپکا خرچ ہوگا۔ گورنر جنرل سے پہلے اجازت حاصل کر لیں پھر جب سب پرتھوی کے پنڈت اکٹھے ہوں تو سپنڈتوں کے واسطے معقول بھینٹ مقرر کرنی چاہئے اور شاستر ارتھ کا وشئے یہ ہو کہ اشٹا دھیائی ۔۔ مہابھاشیہ ۔ ویاکرن کے کچھ گرنتھ ہیں اَدھ کومدی۔ منورما۔ وغیرہ۔ گرنتھ منش کرت اور اشدھ ہیں۔ شتھانیا، مکتاولی آدی۔ اور بھاگوت آدی پوران۔ رگھوونش آدی کاویہ ویدانت میں پنچ دشی آدی، اور جتنے نوین سمپردائی گرنتھ ہیں سب اشدھ ہیں*

جب سب وِدوان اکٹھے ہوں گے تب سب کے روبرو ہم دو گھنٹے میں سبکو نشچے کرا دیں گے اور آپ کو جے پتر دلوا دیں گے۔ پس ایسے شاستر ارتھ کی کامیابی میں بکرماجیت کے سمان ہم آپ کے نام کا سنکت (سمت) پرورت کرا دیں گے تب راجا نے پرتگیا کی کہ میں سرب بھوم سبھا کرونگا۔ اسوقت مہاراجہ کے دیوان پنڈت شب دین سنگھ جی بولے کہ آپ جے پور پدھاریں۔ ڈنڈی جی نے اُتر دیا کہ آپ ست کہیں اگر راجہ رام سنگھ جی کہیں تو ہم چلیں مگر مہاراجہ رام سنگھ جی نے کچھ اُتر نہ دیا چپکے سنتے رہے۔ اُس سمے ڈنڈی جی نے یہ بھی کہا کہ تم اس کام کو کروگے تو تمہاری کیرتی ہوگی ورنہ جس طرح کتے اور گدھے مر جاتے ہیں ایسا ہی تمہارے مرنے کے بعد تمہیں کوئی بھی یاد نہ کریگا۔ اتنا کہکر ڈنڈی جی وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ چلتے سمے مہاراج رام سنگھ جی نے دو سو روپیہ دو اشرفی اور ایک دوشالہ بھینٹ کیا مگر آپ نے نہیں لیا۔ اور یہ کہکر چلدیئے کہ ہم روپیہ لینے نہیں آئے اس کی ہمیں کچھ پرواہ نہیں چھ ماہ کے بعد مہاراجہ رام سنگھ جی نے دو سو روپیہ اور دوشالہ وغیرہ سب چیزیں متھرا میں بھیجدیں اور آٹھ آنہ روز آپ کے خرچ کے واسطے مقرر کر دئے اور اسی طرح چار آنہ روز مہاراج ونے سنگھ جی بھی دیا کرتے تھے۔ اور ڈنڈی جی اس میں اپنا گذران کر لیتے تھے*

پرا اُپکاری ورجانند جی ودیارتھیوں کو تپا کے سمان پڑھایا کرتے تھے اُن کے سُدھار کے لئے اُن کو ڈنڈ دیتے اور شبھ آچرن کی طرف نت رُچی دلاتے لیکن اُن کی زبردست خواہش یہ تھی کہ کوئی بھی ودیارتھی میرا ایسا نکل آئے جو پر اُپکار کے لئے اپنا جیون لگاتا ہوا انش جاتی اور پرانی مانتر کے کلیان کا مارگ وستریت کر سکے۔ سمت ۱۹۱۷ کے ماہ چیت میں ایک ست کا ستلاشی ودیارتھی سوامی دیانند نامی اُن کے پاس آنکلا جسطرح اقلیدس کے نہ جاننے والا افلاطون کا شاگرد نہیں ہو سکتا تھا اسیطرح سنسکرت ویاکرن کا نجاننے والا ورجانند کا شاگرد نہیں بن سکتا تھا۔ ویاکرن جاننے کے باعث ہی پہلے رشی ورجانند نے ودیارتھی دیانند کو اپنی شاگردی میں قبول کیا۔ اور پھر دیانند سے سچ مچ کومدی آدی منش کرت گرنتھ جو اسوقت اُن کے پاس تھے۔ دریائے جمنا میں پھینکوا دئے۔ اور جب دیانند جی جمنا میں داخل گرنتھ بہا کر آ گئے۔ تو رشی نے کہا کہ اپنے دماغ سے بھی ان گرنتھوں کے خیال نکال دو۔ تب اشٹا دھیائی۔ پڑھاؤں گا۔ ڈنڈی جی نے اسبات کا نشچے کر لیا تھا۔ کہ بھاگوت آدی پرانوں اور سدھانت کومدی آدی انارش گرنتھوں نے دنیا میں طوفان جہالت

اس لکھت کا پڑھنا ہی تھا کہ یورپ کو پرانے مصر کی زبان کا پتہ لگ گیا جس کے سکھانے والا اب کوئی استاد زندہ نہیں اس پتھر کی لکھت نے جادو کا کام کیا اور کل مغربی دنیا کے منہ سے بے اختیار اتفاق رائے سے کہلا دیا کہ مصر کا ملک اعلیٰ درجہ کا شائستہ اور علوم فنون کی بے بش کان تھا اگر یہ پتھر محقق مغربی دنیا کے ہاتھ نہ آتا تو پھر پرانے مصر کی بابت لوگوں کو بجز اس کے کوئی خیال نہ آتا کہ وہ نیم وحشی اور جاہل مطلق تھے۔ اس پتھر کی قدر مغربی دنیا ہی جانتی ہے اور اب انگلینڈ کو فخر ہے کہ یہ پتھر اُن کے بادشاہ جارج سوئم کے قبضہ میں آخر کار آگیا۔ عالیشان میناروں کے ملک کی پرانی تاریخ جیسے اس پتھر کی مدد کے بغیر جاننی مشکل تھی اس سے ہزار درجہ مشکل محققوں کو سنہری آریہ ورت کی پرانی معتبر تاریخ اور انسان کی اصلی میراث وید کا جاننا تھا۔ رشی منیوں کی پرانی دنیا اور اپنی نئی دنیا کے اصلی چشمہ وید کی ماہیت لوگ کیسے جان سکتے۔ اگر ورجانند اشٹا دھیائی مہابھاشیہ نگھنٹو اور نرکت کا پارس پتھر دریافت نہ کرتا۔ اس پارس پتھر کے معلوم کرنے والے ورجانند کا نام دنیا کی تاریخ میں عزت سے لیا جائے گا۔ اس پارس پتھر کی بدولت ہی دنیا کو پتہ لگ گیا کہ وید میں بت پرستی۔ مردم پرستی۔ آتش اور عناصر پرستی نہیں ہے۔ وہ وید جو کہ اندھیرے میں ٹٹولنے والے پرشوں کو محض دعاؤں کا فضول مجموعہ معلوم ہوتے تھے اب اس پارس پتھر کی مدد سے علم کی جیوتی کے بے نظیر قدرتی سورج معلوم ہونے لگے ہیں تھوڑے دنیا کو سچ مچ سنہری دنیا میں بدل دیا اور اسی وجہ سے ہم اشٹا دھیائی مہابھاشیہ نگھنٹو اور نرکت کا نام پارس پتھر رکھتے ہوئے ورجانند کے مشکور ہوتے ہیں۔ رشیوں کی زبان اور ویدوں کے معنے سمجھنے کے لئے ہر ایک محقق کو اس پارس پتھر کی ضرورت ہے اور جتنے جیسے ترمیکس مولر۔ ولسن وغیرہ صاحبوں نے اس پارس پتھر کی مدد کے بغیر کئے ہیں وہ بجائے اس کے کہ انسان کو کسی سنہری زمانہ کا پتہ دیں ایک تاریک آہنی زمانہ کی طرف لیجاتے ہیں دنیا کی پرانی حالت جاننے کے لئے اس پارس پتھر کی ہر ایک راستی پسند کو ضرورت ہے۔ انسان کی سچی قدرتی زبان سمجھنے کے لئے اس کا سہارا درکار ہے۔ اور اس پارس پتھر کا دریافت ہونا دنیا کی تاریخ میں ایک عظیم الشان یادگار رہے گی۔

جبکہ متھرا میں یہ واقعہ ہو چکا تو اس کے چھ ماہ بعد لکھشمن جوتشی۔ کرشن شاستری کے ودیارتھی سخت بیمار ہو گئے۔ اور ان کا پاپ اُن کو ڈرانے لگا۔ کہتے ہیں کہ جب قریب المرگ تھے تب انہوں نے سیٹھ جی سے کہا کہ شاید ڈنڈی جی نے مجھ پر کوئی مارن موہن کا منتر چلایا ہے۔ اُن کو راضی کرنا چاہئے چنانچہ سیٹھ جی نے ڈنڈی جی کو کہلا بھیجا کہ آپ صمامہ کی جگہ ہزار روپیہ لے لیں اور کھشما کریں۔ ڈنڈی جی نے جواب دیا کہ ہمارا دھرم یہ نہیں ہے کسی نش کے کرنیسے کچھ نہیں ہوتا یہ تمکو کیول بھرم ہے۔ اگر وہ ہمارے اپادھ سے بچ جائے تو ہم ہزار اپنے پاس سے دینے کو تیار ہیں آخر کار دوسرے روز لکھشمن جوتشی کی مرتیو ہو گئی۔ اشٹا دھیائی اور مہابھاشیہ کی خوبی جاننے پر وہ اپنی گذشتہ محنت کو جو کہ سِدھانت کومدی وغیرہ تچھ گرنتھوں کے پڑھانے میں صرف ہوئی ضائع شدہ سمجھتے تھے۔ وہ سوتر جن کے پہلے اُن کو شاستر ارتھ کے متعلق ست ساکشی دی تھی وہ یہ ہے۔

कर्तृ कर्म्मणो: कृति

سورج کے درشن کرنے والے کی طبیعت جس طرح مصنوعی دھوئیں دار چراغوں سے متنفر ہوتی ہے اسیطرح ڈنڈی جی کا حال ہوا۔ منورما۔ شیکھر۔ نیایہ مکتاولی۔ سارسُت۔ چندرکا۔ پنچ دشی۔ آدی نوین مصنوعی چراغوں کی تچھ روشنی کو اشٹادھیائی آدی رشی منی کرت سورج گرنتھوں کے مقابلے پر یہ ہمراہ فضول ٹھیرانے لگے۔ اپنی پاٹھ شالا میں رشی کرت گرنتھوں کو پڑھانے اور تچھ گرنتھوں کی طرف سے انسان کی توجہ قطعی ہٹاتے تھے اُس سمے اُن کے ودیارتھی پنڈت رنگ گوپی ناتھ دکھشنی سوم ناتھ۔ چوبے گنگادت اور رنگادت آدی تھے۔ بعد ازاں سمت ۱۹۱۵ میں جگل کشور۔ چرنجیو لعل۔ سوہن لال۔ گوپال برہم چاری۔ نندن جی چوبے ہوئے اور یہ سب اشٹادھیائی اور مہابھاشیہ پڑھتے تھے۔

لیکن رشی ورجانند کی زبردست خواہش پر اپکار کی تھی وہ خواہاں تھے کہ جسطرح ہو سکے سنسار بھر میں رشی کرت گرنتھوں اور ایشور کرت ویدوں کا پرچار ہو تاکہ بھولی ہوئی دنیا ست مارگ کو پا سکے اُن کو یہ اچھی طرح ودت ہو چکا تھا کہ میرے قبضہ میں سورج کی روشنی ہے جس کے مقابلہ پر کوئی بھی بھڑکتا ہوا فانوس نہیں ٹھیر سکتا لیکن سلبان اس قسم کے بیجا نہ تھے کہ وہ اپنے مہان بھاؤ کی تکمیل کر سکتے۔ لیکن یہ ارادہ انہوں نے کئی بار ظاہر کیا۔ چنانچہ ایک واقع اُن کے اس رشی بھاؤ کی شہادت کے لئے نہایت ہی عجیب ہے۔

سمت ۱۹۱۷ کے انت اور سمت ۱۹۱۸ کے آدی میں آگرہ میں راجاؤں کا دربار ہوا تھا جس کی تقریب میں مہاراج رام سنگھ جی والئے جیپور بھی آگرہ میں پدھارے تھے

دینے والے تھے۔ جن کو تین سو ماہوار سرکار سے ملتا تھا۔ ڈنڈی جی اُن سے ملے۔ اور کہا کہ یا تم ہمارے روپے دلا دو یا ہمارے کاغذ پر دستخط کر دو۔ اُنہوں نے بھی وہی اُتر دیا کہ ہم بھی دستخط کر چکے ہیں۔ آپ جھگڑا نہ کریں آپ کو روپیہ ہرگز نہیں ملے گا۔ کہتے ہیں کہ ان کو تین سو روپے سیٹھ جی نے مطلب براری کے لئے دئے تھے۔ جب ڈنڈی جی نے دیکھا کہ اس سمے پاپ پربل ہو رہا ہے۔ اور ست کی کوئی نہیں سنتا۔ تو لاچار گھر میں جا بیٹھے۔ کس کو معلوم تھا۔ کہ یہ حادثہ اُن کے جیون میں نہیں نہیں دنیا کی تاریخ میں ایک عجب پلٹا دینے والا ہو گا؟ کون کہہ سکتا تھا کہ سیب کا گرنا نیوٹن کو دوبارہ آریہ سدھانت کا ورشن کرلے گا۔ کس کو معلوم تھا کہ ڈھکنے کا کھڑکنا سٹیم انجن کا بنیادی پتھر بنے گا۔ کون جانتا تھا کہ کولمبس کا راستہ بھول جانا صدیوں سے بھولی ہوئی دنیا کا پھر درشن کرائیگا۔ مہاں پُرشوں کے اِتی ہاسوں میں معمولی واقعات ہی اُن کے آئیندہ غیر معمولی ہونے کے لئے بنیادی پتھر ثابت ہوئے ہیں اور سچ مچ یہی حال ورجانند کے ساتھ اس ظاہرا شکست سے ہوا۔ امیرسن کا کہنا ٹھیک ہے کہ ہماری طاقت ہماری کمزوری سے پیدا ہوتی ہے اور منش جب دُکھت اور پِیڑت ہو تو وہ بہتر اور بڑھ کر کام کرنے کے لائق بن جاتا ہے۔ گویا کمزوری اور شکست جیتی روح میں طاقت پیدا کرنے کا حکم رکھتی ہے اور ٹھیک یہی اثر اس ظاہرا شکست نے ورجانند کی زندہ روح پر پہنچایا۔ اگرچہ وہ جانتا تھا کہ میں راستی پر ہوں لیکن اس کے پاس اور کوئی بھاری شہادت نہ تھی جو کہ اُس کی صاف پُشٹی کرے۔ اور کاشی اور آگرہ کے ایمان فروش پنڈتوں کے برخلاف سب کے سامنے سچ کی شہادت دے سکے اس شہادت ڈھونڈھنے کے لئے وہ اِدھر اُدھر سنسکرت کے گرنتھوں کی پڑتال کرنے لگا وہ چاہتا تھا کہ کسی رشی کی شہادت ملے تا کہ رشی سدھانت کہ ست کی جے ہوتی ہے ست ہی ثابت ہو۔ اس تلاش میں ہی تھے کہ ایک دن پراتکال ایک دکھشنی برہمن کو ڈنڈی جی نے اشٹادھیائی کا پاٹھ کرتے سُنا یہ برہمن ہر روز حسب معمول پاٹھ کرتا تھا لیکن دیواروں پر پاٹھ کا کیا اثر ہو سکتا ہے مگر جب اس پاٹھ کی دُھنی ورجانند کی دھرم پریہ منلاشی آتما کے نزدیک کان میں پہنچی تو آتما مالو سمادھست ہو کر مہرشی پانینی کے انمول سوتروں کو سُننے لگا۔ جب تک اس نے اشٹادھیائی کا کل پاٹھ سماپت نہ کیا تب تک ایک چت ہو کر ورجانند کی برتی اُسی میں کھچت رہی اور بعد ازاں سنے ہوئے پاٹھ کو وچار اُن کے اُس وقت کے آتما کی خوشی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ جب کہ ان کو نشچت ہو گیا۔ کہ اشٹادھیائی ہی فی الحقیقت رشی کرت گرنتھ ہے۔ اور یہی پانچ ہزار برس سے گم شدہ سنسکرت وِدیا کے بے بہا خزائن کی ایک نایاب کُنجی کا جزوِ اعظم ہے۔

کولمبس نے امریکہ کی زمین کو بنایا نہیں بلکہ معلوم کیا تھا۔ انجن بنانے والے نے بھاپ تاں معمولی بھاپ کے گُن جانے لیکن بھاپ کو پیدا نہیں کیا اشٹادھیائی کو ٹھیک اسی پرکار ورجانند نے بنایا نہیں بلکہ پہلے کی بنی ہوئی اس اشٹادھیائی کی مہما کو جس کا کہ تمام عام پنڈت لوگ مثل بھاپ کے جانتے تھے انوبھو کیا۔ بھاپ کی مہما انوبھو کرنے والے نے دنیا میں کیا کر دکھایا اور رشی کرت اشٹادھیائی کے گُنوں اور مہما کو انوبھو کرنے والا ورجانند اب کیا کچھ نہیں کریگا۔

اشٹادھیائی نے متلاشی کو نشچہ کرا دیا اور ساکشی دیدی کہ تو ست پر ہے اور کرشن شاستری جھوٹا ہے۔ اشٹادھیائی مثل عرب الہند کے ایک جزیرہ کی مانند تھی جو کہ رشیوں کی پانچ ہزار برس سے چھپی ہوئی دنیا کے معلوم کرنے والے ورجانند کے ہاتھ آئی لیکن برازیل اور میکسیکو کے کٹک معلوم ہوئے بنا کب رہ سکتے تھے۔ ٹھیک اسی پرکار اشٹادھیائی کے ملجانے پر اُس کی تفسیر مہابھاشیہ جو کہ اشٹادھیائی سے گہرا واسطہ رکھتی ہے۔ ورجانند کے ہاتھ لگ گئی اور انہیں دو کتابوں کے وچار نے اُس کو دو اور جوتی ستمبھ جن کا نام نگھنٹو اور نروکت ہے درشا دیئے۔ چنانچہ اب وہ دنیا کے سامنے آریوں کی شائستگی۔ آریوں کے شاستر۔ آریوں کے علوم وفنون اور تمام ترقیوں۔ علموں اور فنون کے حقیقی چشمے وید تک پہنچنے کا راستہ اور شاہی سڑک اشٹادھیائی۔ مہابھاشیہ۔ نگھنٹو۔ اور نروکت کو بتلا رہا ہے اُس کا پراپکاری محنتی راستی پسند آتما اس نعمت بے بہا کو عام تک پہنچانے کا فکر کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے ورجانند نے رشی کرت گرنتھوں کے پرچار کے لئے اپنی آیو سمت ۱۹۱۴ سے لیکر مرن پرینت لگا دی۔

مصر کی پرانی شائستگی اور بزرگی کی مغربی دنیا ٹھیک طور پر تب سے قائل ہوئی جبکہ روزیٹہ سٹون اُن کے ہاتھ لگا کہتے ہیں کہ جب نپولین کے سپاہی مصر میں جا رہے تھے تو ایک سپاہی بوشر نامی نے یہ پتھر جس کا نام اب تاریخی دنیا میں روزیٹہ کا پتھر ہے۔ روزیٹہ کے مقام پر حاصل کیا تھا۔ اس پر انوکھی زبان اور نشانات میں کچھ لکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی یونانی زبان میں کچھ عبارت تھی ڈاکٹر ٹامس ینگ اور شمپولین فرانس نے لگاتار کوششوں سے اُس کو پڑھا۔

ہو جاتے تو کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا کبھی ورجانند کا نام سنتی رفتہ رفتہ بیماری گھٹنے لگی اور دوبارہ سوامی دنیا میں وچرنے لگا۔

وہاں سے چل کر سمت ۱۸۹۳ بکرمی میں سوامی جی دریائے جمن کے کنارے شہر متھرا میں پدھارے۔ یہاں آکر گت آشرم نارائن کے مندر میں کئی روز ودیارتھیوں کو پڑھاتے رہے۔ اور بعد ازاں اپنا خاص مکان کرایہ پر لیکر باضابطہ پاٹھ شالا جاری کر کے سدھانت کومدی۔ منورماں۔ نیایا مکتاولی۔ نیاء۔ کوش۔ اور کئی ویدک گرنتھ پڑھانے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایسا وقوع میں آیا کہ وشنو سمپردا کے مشہور آچاریہ جن کا نام رنگاچاریہ تھا متھرا میں آئے۔ اور انہوں نے سیٹھ رادھا کرشن کو اپنا چیلا بنایا۔ جن دنوں رنگاچاریہ متھرا میں تھے۔ انہی ایام کا ذکر ہے۔ کہ ان کے گورو کرشن شاستری دکھشن سے پدھارے تھے کرشن شاستری نیاء اور ویاکرن کے مشہور پنڈت تھے۔ ایک دن شاستری جی کے دو ودیارتھیوں یعنے لچھمن جوتشی اور مُرمُر یا پنڈیا کا ورجانند جی کے ودیارتھیوں یعنے چوبے گنگا دت اور رنگا دت سے بحث مباحثہ ہو پڑا۔ کرشن شاستری کے ودیارتھیوں نے پوچھا کہ **अजाद युक्ति:** اس واک میں کون سماس ہے سوامی جی کے ودیارتھیوں نے کہا کہ ششٹی تت پرش ہے۔ کرشن شاستری کے ودیارتھیوں نے کہا کہ نہیں سپتمی تت پرش ہے۔ اس جھگڑے کو ہر دو نے اپنے اُستادوں سے جا کر کہا۔ کرشن شاستری نے ودیارتھیوں کو کہا کہ اس میں سپتمی تت پرش ہو سکتا ہے۔ ششٹی تت پرش نہیں بن سکتا۔ ڈنڈی ورجانند جی نے کہا کہ ششٹی تت پرش ہے۔ سپتمی نہیں اس بات پر باہم فریقین کا شاستر ارتھ ٹھیرا۔ اور دو دو ہزار روپیہ ہر دو طرف سے ہار جیت کے رکھے گئے سیٹھ رادھا کرشن جی اسمیں بہت بنے جنہوں نے ایک سو روپیہ اپنی طرف سے بھی رکھ دیا یہ کل رقم ضمانت کی سیٹھ جی کی دوکان پر امانت رکھی گئی۔ اور گت آشرم نارائن کا مندر شاستر ارتھ کے واسطے ٹھہرایا گیا۔ شہر میں جنگل کی آگ کی طرح اس شاستر ارتھ کا چرچا ہر فرد بشر میں پھیل گیا اور متھرا کے لوگ جو پہلوانوں اور چوبوں کے دنگل دیکھنے کے عادی تھے اب علمی پہلوانوں کی کُشتی کے سچ مچ شائق بن رہے تھے۔ سندھیا کے سمے مقررہ تاریخ کو سب لوگ اس علمی اکھاڑے کو دیکھنے کے لئے اکٹھے ہوئے۔ چنانچہ وقت مقررہ پر ڈنڈی جی نے اپنے ودیارتھی بھیجے۔ کہ اگر کرشن شاستری آئے ہوں تو ہم چلیں مگر کرشن شاستری جی بالکل نہ آئے۔ جب ڈنڈی جی کے ودیارتھی گئے۔ تو سیٹھ جی نے ہر دو طرف کے ودیارتھیوں میں شاستر ارتھ شروع کرا دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد شاستر ارتھ کرانے کے مشہور کر دیا کہ ڈنڈی جی ہار گئے۔ اور جمنا میا کی جے کے نعرے پکارنے والے لٹھ ماروں کو روپیہ بانٹنا شروع کر دیا۔ راست پسند حیران و سرگردان تھے۔ کہ یہ کیا ہوا۔ اور ڈنڈی جی کیونکر ہار گئے۔ اور کرشن شاستری کیونکر جیت گئے جب دونوں کا شاستر ارتھ ہی نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کرشن شاستری نے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سمجھ کر یہ ڈھونگ بنایا تھا۔ لیکن ڈنڈی جی کی بہادر آتما کب اس بات کا تہ نے کئے گوارہ سکتی تھی یہ کب ہو سکتا تھا کہ ڈنڈی جی اپنا اور دھرم کی کاروائی کا پول نہ کھولیں چنانچہ مہاراج ڈنڈی جی نے متھرا کے کلکٹر الگزینڈر صاحب بہادر سے ملکر کہا کہ یا تو ہمارا روپیہ سیٹھ جی سے دلوا دیجئے۔ اور یا کرشن شاستری سے شاستر ارتھ کرا دیجئے۔

کلکٹر صاحب بہادر نے جواب دیا کہ ہم اس میں دست اندازی نہیں کر سکتے سیٹھ دولتمند ہے آپ اس سے جھگڑا نہ کریں جہاں آپ ایک روپیہ خرچ کریں گے۔ وہ ہزار روپیہ خرچ کر سکتا ہے۔ سیٹھ صاحب نے اس عرصہ میں شاستر ارتھ کا پتر بوستھا فروش پنڈتوں کے پاس بھیجا اور ان کا فیصلہ طلب کیا۔ کہ کس کا پکش سچا ہے اور کس کا جھوٹا۔ اس سمے پنڈت کاکا رام شاستری۔ گوڑ سوامی۔ کاشی ناتھ شاستری وغیرہ پنڈت کاشی میں زندہ تھے۔ ان پنڈتوں کو رشوت دیکر سیٹھ نے ان دھرم فروشوں۔ زندہ صورتوں اور مردہ روحوں سے اپنے حق میں دستخط کرا لئے۔ جب ڈنڈی جی نے اپنا پتر ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے اتر دیا کہ اگرچہ آپ کا پکش ست ہے مگر ہم پہلے سیٹھ جی کے کاغذ پر دستخط کر چکے ہیں آپ کو جواب نہیں دے سکتے۔ پنڈتوں کی طرف سے یہ جواب دیکھ کر ڈنڈی جی کے دل میں کیا کیا خیالات دھرم اور آچار سے رہت عالموں کی بابت گذرے ہوں گے۔ کیا اس سمے ڈنڈی جی کے شدھ من نے انوبھو نہیں کیا ہوگا کہ بھارت ورش کے شرومنی پنڈت آتم گھات کرتے ہوئے رشی سنتان کو کلنکت کر رہے ہیں کیا ان کے سرل ہردے میں شوک نہیں ہوا ہوگا کہ ٹکے کے بدلے دھرم بک رہا ہے۔ اس مہا پاپ آچار کو دیکھ کر ڈنڈی جی کے من میں کرودھ (غصہ) اتپن ہوا۔ اور مبارک ہے۔ وہ منیو (جائز کرودھ) جو پاپ کے نشٹ کرنیکے لئے سرل آتما میں اتپن ہو۔ ان کے دل میں خیال گذرا کہ یہ ضروری نہیں کہ اور شہروں کے پنڈتوں نے بھی ایمان ٹکے کو مان رکھا ہو۔ اس لئے اگر آدی ستھانوں کے پنڈتوں کی رائے لینی ضرور ہے ممکن ہے کہ وہ نرپکش ہو کر سچی رائے دیدیں۔ چنانچہ اسی دھن میں وہ آگرہ گئے۔ اور صدر بورڈ میں صاحب بہادر کو ملے ان ایام میں وہاں چرن جیو شاستری دھرم شاستر کی پوستھا

پڑھانے لگ گئے۔ وہاں سے چلکر کچھ کال کنکھل کے قصبہ میں رہے۔ اور یہاں کسی کی سہایتا سے سِدھانت کومدی بچارتے اور ودیارتھیوں کو پڑھاتے رہے۔ کنکھل سے گنگا کے کنارے کنارے کاشی کو پدھارے جہاں ایک برس سے کچھ ادھک ٹھہر کر ۔۔۔۔ سنوررہاں۔ شکھیا۔ نیایہ۔ میمانسا اور ویدانت کے گرنتھ پڑھے۔ اپنے مطالعہ کے ساتھ ساتھ ودیارتھیوں کو بھی برابر پڑھاتے رہے۔ وہاں اپنی علمیت کے باعث پرگیا چکھشو سوامی کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ وہاں سے پیدل گیا نگر کیطرف ۲۲ بائیس سال کی عمر میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں انکو ایک مقام پر کمبخت چوروں نے چاروں طرف سے گھیر کر پکڑ لیا۔ اتفاقاً وہاں وکھشن دیش گوالیار کے سردار بمعہ ایک پنڈت اُترے ہوئے تھے۔ ان کے شور کرنے پر سردار کے ملازموں نے آواز دی اِتنے میں ورجانند جی نے سارا حال سنسکرت میں سنا دیا۔ جسکے سنتے ہی پنڈت جھٹ پٹ مدد کو پہنچ گیا۔ اور چوروں سے مہاتما کو بچا لیا۔ بزدل چور بھاگ گئے۔ اور ملازمان سردار سوامی جی کو ڈیرہ پر لے آئے۔ بڑے آدر ستکار سے پرگیا چکھشو سوامی کی پانچ روز تک انہوں نے مہمان نوازی کی۔ چھٹے روز سوامی جی یہاں سے رخصت ہو کر گیا کو پدھارے۔ مدت تک گیا میں ویدانت شاستر پڑھنے پڑھانے سے دگیان بڑھانے کے پشچات بنگال کی راجدھانی کلکتہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں سے لوٹتے ہوئے قصبہ سوروں میں گنگا کے کنارے بہت دن تک وچار میں مگن رہے +

انہیں دنوں الور کے مہاراج ونے سنگھ جی سوروں میں گنگا اسنان کو آئے تھے۔ عین ان کے سنان کے وقت یہ گنگا میں کھڑے ہوئے بلند آواز اور خوش الحانی سے شنکر اچارج کا وشنو ستوتر پاٹھ کر رہے تھے۔ مہاراجہ ان کی سُریلی رسیلی منورنجن بانی کو سنکر موہت ہو گئے۔ اور بُت کیطرح وہاں سنتے رہے جب یہ سماپت کر کے جل سے باہر نکلے تب مہاراجہ نے نویدن کیا۔ کہ بھگون آپ میرے ساتھ الور چلیں۔ سوامی جی نے منظور نہ کیا یہ کہتے ہوئے کہ آپ راجہ اور ہم تیاگی۔ ہمارا آپ کا کوئی سمبندھ نہیں۔ بعد ازاں مہاراجہ ونے سنگھ جی سوامی جی کے پاس باغیچہ میں خود گئے۔ اور بعد بہت کچھ اصرار کے بوعدہ پڑھنے ودیا سوامی جی کو اپنے ہمراہ الور لے گئے۔ مہاراجہ نے اسوقت پرتگیا کرلی تھی کہ میں ہر روز تین گھنٹہ پڑھا کرونگا۔ اگر میں کسی روز حسب اقرار نہ پڑھوں گا تو آپ بے شک چلے آئیے۔ اس شرط پر پرگیا چکھشو جی ان کے ساتھ الور تشریف لے گئے۔ اور وہاں تین چار برس تک مہاراجہ کو پڑھاتے اور خود گیان دھیان میں خاصی ترقی کرتے رہے۔ مستقل مزاجی اور راست گفتاری کے باعث اس ریاست میں سوامی جی کی دھرماتما لوگ بہت قدر کرتے تھے۔ لیکن خود غرض اور خوشامدی برہمن ان کی صورت سے بیزار تھے۔ اور ہمیشہ اسی لیلا میں غلطان رہتے تھے کہ یہ مین کین پرکارہ سے ورجانند جی کو مہاراجہ کی نظروں سے گرادیں۔ لیکن مہاراج اُن کی راست گوئی اور پرلے درجہ کی بے دھڑک طبیعت کو جانتے ہوئے ہمیشہ اُن کی پوری عزت کرتے تھے۔ گو مہاتما کو پتہ لگ چکا تھا کہ پیٹ کے بندے درپردہ حسد کی آگ میں جلتے ہوئے مہاراجہ کے کانوں میں میری نند اُپجا رہے ہیں لیکن فقیر کی طرح بے خوف مہاتما اپنے کام میں مصروف رہے۔ اور کبھی اصول سے گرنے کا نام تک نہ لیا۔ مہاراجہ جی نے سوامی جی کو رہنے کے لئے ایک عالیشان مکان دے رکھا تھا۔ اور پستکیں اور اسباب ضروری ہر قسم کا مہیا کر دیا تھا۔ گویا کئی ہزاروں کی مالیت سوامی جی کے قبضے میں تھی۔ مہاراج حسب وعدہ سوامی جی سے ہر روز پڑھنے آتے تھے۔ لیکن ایک دن ناچ تماشہ میں مشغول ہونے کے سبب بلا اطلاع بغیر پڑھے اپنے گھر بیٹھے رہے۔ سوامی جی برابر انتظار میں بیٹھے ہوئے مہاراج کی راہ دیکھتے رہے۔ لیکن نہ تو مہاراج خود آئے اور نہ کوئی پیغام پہونچا آخر کار جب بہت وقت کے بعد مہاراجہ صاحب آئے۔ تب برت دھاری تپسوی نے جو دنیم میں چلنا اور دوسروں کو نیم میں چلانا چاہتا تھا پرتگیا نہ پالنے کے دوشے میں مہاراجہ سے اپنی اپرسنتا پرگھٹ کی اور سرل بانی سے کہنے لگے کہ آپ نے پرتگیا بھنگ کیا ہے لیکن میں پرتگیا بھنگ نہیں کر سکتا۔ بس اب میں یہاں نہیں رہ سکتا۔ مہاراج اُن کو رکھنا چاہتے تھے لیکن برت دھاری پرتگیا توڑ کر بھلا کب رہ سکتا تھا۔ چنانچہ ایک دن بلا اطلاع سوامی جی وہاں سے چل پڑے اور ہزاروں کی مالیت اور پستکوں کو وہاں ہی چھوڑا صرف آئندہ اخراجات کے لئے ڈھائی ہزار روپیہ اپنے سنگ لے لیا۔ اور بھرت پور میں پہنچے +

یہاں مہاراجہ بلونت سنگھ جی کے ہاں چھ ماہ تک قیام فرمایا۔ اور بہنگام رخصت مہاراجہ نے آدر ستکار کے طور پر چار سو روپیہ اور ایک دوشالہ بھینٹ کیا۔ وہاں سے قصبہ مُرسان میں آئے۔ اور ٹیکم سنگھ جی رئیس مُرسان کے مہمان بنے۔ پھر سوروں چلے گئے جہاں کہ بیماری نے گھیر لیا۔ اور بیماری اسقدر مہلک ہو گئی۔ کہ امید زیست منقطع ہونے لگی۔ لیکن ورجانند نے دنیا کے سامنے کسی گپت خزانے کی نایاب کنجی پیش کرنی تھی اگر اسوقت یہ مہاتما فوت

حصہ سوم

باب اول

مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کے گرو سوامی ورجانند سرسوتی جی کا جیون چرتر

یوگک شبدوں کے پارس پتھر کا دریافت کرنے والا رشی ورجانند سرسوتی سوامی

پنجاب دیش کے کرتار پور نگر کے ایک چھوٹے سے گنگا پور نامی قصبہ میں بیئیں ندی کے کنارے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد سلطنت میں ایک نارائن دت نام برہمن سارسوت بھاردواجی گوت اور شاردا ذاتی کا رہتا تھا۔ کس کو معلوم تھا کہ اس کے گھر میں وہ رتن پیدا ہوگا جو پرتھوی کی کایا پلٹانے کے لیے بیج کا کام کر دکھائے گا۔ کون کہہ سکتا تھا کہ نارائن دت کا نام دنیا کی تاریخ میں لکھا جائے گا۔ اور کس کو خبر تھی کہ آریوں کے گم شدہ علمی خزانوں اور منش ماتر کی اصلی وراثت وید کے عقدے حل کرنے کی ودھی کا پارس پتھر اسی سپوت کے ہاتھ پڑے گا۔ تب برس ہوئے کہ نارائن دت کے ہاں سمت ۱۸۵۴ بکرمی میں ایک بالک نے جنم لیا۔ ڈھائی سال یا پانچ سال کی اوستھا میں یہ بالک مرض چیچک کا شکار ہوا۔ اس نامراد مرض کے باعث بالک کی آنکھیں جاتی رہیں آٹھ سال کی عمر تک پتا اسکو سارسوت اور سنسکرت پڑھاتا رہا۔ گیارہ سال کی عمر تک بالک ماتا پتا کی حفاظت میں برابر پلتا رہا لیکن بارھویں سال میں اسکو اپنے ماتا پتا کے مرجانے کے باعث اپنے بڑے بھائی کی شرن میں آنا پڑا۔ لیکن اس ادھوگتی کے زمانہ میں عموماً بھائی کا لفظ دشمن سے بدل چکا تھا اور بھاوج کے معنے تکلیف دہندہ کے بن گئے تھے۔ بارہ سال کے اندھے یتیم بالک کو بھائی اور بھاوج روٹی کی بجائے گالیاں دینے لگے۔ اور تکلیف کے مارے عاجز بے کس یتیم کا دم ناک میں کر دیا بھائی اور بھاوج کی بدسلوکی سے دق ہو کر لاچار بارہ سالہ لڑکے نے جنگل کی راہ لی۔ اور ان کو خیرباد کہا۔ مصیبتوں پر مصیبتیں جھیلتا اور کرم پھل بھوگتا ہوا بمشکل تمام یہ لڑکا رشی کیش میں پہنچا اسوقت اسکی عمر غالباً پندرہ برس کی تھی۔ حالات زمانہ و ناموافقت خویش و بیگانہ سے اوداس اور ویراش ہو جگت پتا کی عبادت میں مصروف ہو کر اپنے گدھ سوکو شانتی دینے لگا چنانچہ کہتے ہیں کہ تین برس گنگا میں کھڑے ہو کر گائتری کا پرم جاپ تم ریتی گرتے ہو سن لو ہاتھ کر اپنی جھکتی گیان وغیرہ سے وشن کلیا کرتا۔ پینے کیلئے جو کچھ پھل پھول مل جاتا کھالیتا ورنہ فاقہ کشی سے گذران کرتا۔ بھیکھ کبھی کسی آدمی سے نہ مانگتا تھا۔ لیکن اشد ضرورت کی حالت میں کسی میٹھے سے ان لے لیتا۔ نوجوان بالک پن کی اوستھا سے گذر کر ایک عابد کی اوستھا میں پہنچ گیا تھا۔ رشی کیش اُس وقت آجکل کی طرح بہت آباد اور پر امن جگہ نہ تھی آبادی کے نہ ہونے کے باعث خونخوار درندے چاروں طرف رات کو گرجن کیا کرتے تھے لیکن وہ بہادر البیتما آتما شرت ایسی بھیانک جگہ میں پرگیان چکھشو تپسیا دوارہ پراپت کرنے کا یتن کر رہا تھا۔ جب تین سال متواتر سادھن اور تپسیا کرتے گذر گئے۔ تب ایک رات ان کو سوپن میں ایسا پرگھٹ ہوا کہ جو تم کو ہونا تھا۔ وہ ہو گیا اب یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ تپسوی نوجوان بہادری سے اُس خطرناک جنگل کو عبور کرتا ہوا اٹھارہ برس کی عمر میں ہردوار میں آپہنچا۔

اور یہاں ان کی ایک ودوان گرو سوامی پورنانند سرسوتی جی سے بھینٹ ہوئی۔ اور یہاں ہی اُن سے ورکت ویرتی سنیاس گرہن کیا اور اپنا نام ورجانند رکھا۔ یہ سوامی انتر دیشی پہاڑ کے نواسی تھے۔ ان سے سنیاس لینے کے پشچات ورجانند جی نے ودیا ابھیاس کا وچار کیا۔ تپسیا کرنے کے بعد ان کی رتنا شکتی جاگ اٹھی تھی۔ چنانچہ انہوں نے رام چرتر کے متعلق شلوک رچے۔

ایک مدت ہردوار میں ٹھہر کر ایک برہمن سے مدھ کومدی شٹ لنگ پرینت پڑھی۔ اور اسکے بعد خود ودیارتھیوں کو پڑھانا شروع کیا۔ یہانتک کہ خود مدھ کومدی

دھنیا دکے ہوگیہ ہیں - ہم سب آنند پوربک ہیں + دید بھاش کا کام بڑ دھنتا سے ہو رہا ہے - بمبئی کے آریہ لوگوں نے ایک قطعہ زمین کا سماج مندر کے لئے خریدا ہے - اور بارہ یا اٹھارہ سو روپیہ کے لگ بھگ عمارت بنانے کے لئے ہوچکا ہے +

اس خط کے علاوہ ہم نے آپ کو پانچ چھپے ہوئے پتر گورکھشا سمبندھی بھیجے ہیں - جوکہ آپ کو جلدی پہونچ جائیں گے +

آریہ سماج کے نیم اوپ نیم اُس سماج میں جوکہ آپ نے کامیابی سے ستھاپت کی ہے - رکھ چھوڑنے چاہئیں - انت میں ہم آپ سب کو آشیرباد دیتے ہیں پتھا اور سرپتر بیوہار کرتے رہنا +

جو پانچ پتر ہم نے آپ کو بھیجے ہیں اس سے آپ ہماری منشا کو بخوبی سمجھ لیں گے - کرپا کرکے اپنے راج میں جتنے منشیوں کے دستخط اکٹھے کر سکیں کیجئے - اور ان دستخطوں کو اپنے پاس رکھئے ہم کو ان کی جلدی ہی ضرورت پڑے گی +

(دستخط) دیانند سرسوتی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اجمیر میں کسی انگریزی کے دیسی وددان نے سوامی جی سے یوگ اور اُس کی سدھیوں کے متعلق پرشن کیا پرشن کرتا یوگ سدھی کو بالکل نہیں مانتے تھے - آخر میں سوامی جی نے کہا کہ تم سمجھتے ہو - کہ ہم ایسا بھاری کام بنا یوگ کے ہی کر رہے ہیں - اتر سنتے ہی اُس کے سنشے نورت ہوگئے - اور آریہ سماج کا پریمی بن گیا +

حصہ دوم
کا
- باب ہشتم ختم ہوا -

(نوٹ) گویا سوامی جی خود صاف طور پر ان کی قائم کردہ آریہ دھرم سبھا کا دوسرا نام آریہ سماج لکھ رہے ہیں اور اس میں ہی آریہ سماج کے نیم اوپ نیم رکھنے کی تاکید کرتے ہیں + (آتمارام) -

ہے گے مارنے اور مر والنے سے چار لاکھ بیس ہزار منشیوں کے سُکھ کی ہانی ہوتی ہے اس لئے ہم سب لوگ سو پرجا کی ہتیشی شریمتی راج راجیشوری کوئین وکٹوریہ کے نیایہ پرنالی میں جو یہ اپنیائے روپ بڑے بڑے اُپکارک گائے آدمی پشوؤں کی ہنسا ہوتی ہے۔ اس کو ان کے راجیہ میں سے پرائتنا سے چھڑوا کے اتی پرسن ہونا چاہتے ہیں۔ یہ ہمکو پورا نشچے ہے۔ کہ ودیا دھرم پرجاہت پریہ شریمتی راج راجیشوری کوئین وکٹوریہ۔ پارلیمنٹ سبھا اور سروپری پردھان آریہ ورتستھ شریمان گورنر جنرل صاحب بہادر سمپرتی اس بڑی ہانی کارک گائے بیل تتھا بھینس کی ہتیا کو اتشاہ اور پرسنتا پورک شیگھر بند کرکے ہم سب کو پرم آنندت کریں دیکھئے کہ او کت گن یکت گائے آدی پشوؤں کے مارنے اور مر دالنے سے دودھ گھی اور کسانوں کی کتنی بڑی ہانی ہو کر راجہ پرجا دونوں کی بڑی ہانی ہو رہی ہے اور نت پرتی ادھک ادھک ہوتی جاتی ہے۔ پکشپات چھوڑ کے جو کوئی دیکھتا ہے تو وہ پرُپکار ہی کو دھرم اور پرہانی ادھرم نشچت جانتا ہے۔ کیا ودیا کا یہ پھل اور سدھانت نہیں ہے۔ کہ جس جس سے ادھک اُپکار ہو اُس اُس کا پالن بردھن کرنا اور ناش کبھی نہ کرنا پرم دیالو نیا، کاری سرانتریامی سرب شکتیمان پرماتما اس جگد اُپکارک کام کرنے میں سمست راجا پرجا کو ایک متی کرے+

(ہستاکشر)

چنانچہ چیت کرشن ۹ سمت ۱۹۳۹ مطابق ۱۴ - مارچ ۱۸۸۲ء کو سوامی جی نے بمبئی سے یہ اشتہار بھی دیا تھا۔ جس کی نقل حسب ذیل ہے+

وگیاپن پتر مدم۔ سب آریہ پرشوں کو ودت کیا جاتا ہے۔ کہ جس پتر کے اوپر (اوم) اور نیچے (ہستاکشر) البیاچن لکھا ہے وہی سہی کرنے کا ہے۔ آسپر سہی (دستخط) اس پرکار کرنی ہوگی۔ کہ جس کے ستو راجیہ۔ والوک میں برہمن آدی منشوں کی جتنی سنکھیا ہو اتنی سنکھیا لکھ کے ارتھات اتنے سو۔ ہزار۔ لاکھ وا کروڑ منشیوں کی اور سے میں اموک نامہ پرش سہی کرتا ہوں۔ اس پرکار ایک شری یت مہاشے پردھان پرش کی سہی میں سرب سادھارن آریہ پرشوں کی سہی آجائے گی۔ پرنتو جتنے منشیوں کی اور سے ایک مکھیہ پرش سہی کرے وہ ان سے سہی لیکے اپنے پاس اوشیہ رکھے اور جو مسلمان وعیسائی لوگ اس مہا اُپکارک دشئے میں وڑرھتا اور پرسنتا سے سہی کرنا چاہیں تو کردیں مجھکو درڑھ نشچے ہے۔ کہ آپ پرم اُدار مہاتماؤں کے پرشارتھ اتساہ اور پریتی سے یہ سرو اُپکارک مہا پن کیرتی پرد ایک کاریہ یتھاوت سدھ ہوجائے گا+

(دیانند سرسوتی) بمبئی

۸ - اپریل ۱۸۸۲ء کو بمبئی سے سوامی جی نے ایک انگریزی پتر بنام مانیہ شری مان نند کشور سنگھ جی کے روانہ کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ آپ کا پتر ۸ تاریخ کا ملا آنند ہوا مجھے خوشی ہے۔ کہ پنڈت کالو رام وہاں کامیاب ہوئے مجھے یہ بھی سنکر آنند ہوا ہے کہ گؤکشی کو بند کرنے کے نتیجے پور میں کارروائی ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ کام کسی مہاراجہ دوارہ سپھلتا کو پراپت ہو۔ آپنے واقعی یہ بہت اُتم انتظام کیا ہے۔ کہ کوئی گائے بیل یا بھینس آپکے راج سے باہر نہ بیچا جاوے۔ اس کے علاوہ جو تجویز سب سے اُتم میں سمجھا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ گائے شماری کی جائے۔ جس میں راج کی کل گائے۔ بھینس۔ بیل آدی کی تعداد لکھی جائے اور اس دفتر میں جو اُس کے متعلق ہو ہر ایک پشو کی پیدائش اور موت درج کی جائے یہ گائے شماری چھ مہینوں کے پشچات ہونی چاہئے۔ وجہ یہ ہے کہ اس سے راتری میں پشوؤں کا چرایا جانا بند ہو سکے گا۔ اور یہ کہ آپ نے ایک آریہ دھرم سبھا استھاپت کی ہے۔ واقعی یہ نہایت قابل تعریف کام کیا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ اس کا ادیش آریوں کا اُپکار اور ایشور وکت ست ویدک دھرم کی اونتی کرنا ہوگا۔ آپکی اس سبھا سے دیش کو بڑا لابھ پہونچنے کی آشا ہے+

گؤرکھشا کی کارروائی بڑی ترقی کر رہی ہے۔ اور بہت کامیابی ہو رہی ہے۔ بمبئی میں ہمنے دو ہزار دستخط گؤرکھشا کے لئے کرالئے ہیں ہم گؤکشی کو صرف راجاڑوں سے دور کرنا نہیں چاہتے بلکہ ہم پارلیمنٹ کی خدمت میں عرضی بھیجیں گے۔ اس غرض سے ہمیں دو کروڑ دستخطوں کی ضرورت ہے۔ ہم آشا کرتے ہیں کہ راجے مہاراجے پرسپر ایکدوسرے کو اس کی پریرنا کریں گے۔ پنڈت کالو رام جی اعلیٰ کارروائی کے متعلق بہت

(نوٹ) مراد اُوپر کے ہی پتر سے ہے۔ جس میں گرجی پرسہی کرنے کا پتر لکھا ہے+

مشہور ہے۔ کہ جو یوگی ہے۔ وہ روگی نہیں ہوتا۔ اس کو ثابت کر دکھایا۔ جب تک کال ہم انوسار یوگ کرتے رہے تب تک کبھی روگی نہیں ہوئے۔ مگر جب سے کال ہم چھوڑ دیا پڑتا ہم مقررہ اوقات پر صبح ایک گھنٹہ اور کچھ دیر دوپہر کو کرنا کبھی نہ چھوڑا بایں خیال کہ ہم جگت کی بھلائی میں مصروف ہیں کبھی کبھی کثرت سفر کام کی زیادتی یا مبدلہ جات کی خراب ہوا کے سبب سے بیمار ہو جاتے رہے۔ مگر پھر ایکم کے چاند کیطرح جھٹ پٹ تندرست ہو جایا کرتے تھے۔

مرتیو کے قریب ایک دن جبکہ نائی سے حجامت بنوائی۔ تو سوامی جی نے کہا کہ نائی کو پانچ روپیہ دیدو۔ لوگوں نے اُس کو ایک روپیہ دیا۔ نائی نے جا کر مہاراج سے کہا کہ مجھکو ایک روپیہ ملا ہے۔ سماجک پرشوں کو فرمایا کہ اس کو پانچ روپیہ ہی دو۔ اور راضی کر دو۔

ایک دن مرتیو کے قریب ایک آریہ نے پوچھا کہ مہاراج آپکا گلا بیٹھ جانے کا کیا کارن ہے تو منہ کھول کر بتلایا۔ کہ یہاں سے نابھی تک سب پک گیا ہے چنانچہ آہستہ آواز سے کہا کہ نابھی تک چھالے پڑ گئے ہیں۔

مرتیو کے روز جب مہاراج نے حجامت بنوائی اور گیلے کپڑے سے سر پونچھا کیونکہ اُن کی نہانے کی اچھا تھی۔ مگر لوگوں نے نہ نہانے دیا پھر سوامی جی نے کہا۔ کہ آج کھانا بناؤ۔ جو تمہارا جی چاہے چنانچہ سب طرح کا کھانا پکایا گیا اور تھال سجا کر ان کے سامنے میز پر لا رکھا گیا۔ سوامی جی نے اُسے ایک درشٹی سے دیکھکر کہا۔ کہ بس سب لیجاؤ آخر الامر بہت کہنے سے ایک چمچہ چنوں کے پانی کا لیا۔

کوہ آبو پر رہنے کے حق میں ڈاکٹر ایڈم صاحب اور اُن کے اسسٹنٹ کی رائے تھی۔ ڈاکٹر صاحب سمندر کے کنارہ پر رہنا بھی اُتم بتلاتے تھے لیکن اجمیر جانا درست نہیں خیال کرتے تھے مگر آخر کار آریہ لوگوں کے بار بار کہنے سے سوامی جی نے کہا کہ ہم سوچ کر جواب دیں گے کیونکہ اُن کی مرضی آبو پر رہنے کی تھی دو روز سوچ میں لگا دئے آخر کار بمشکل بنام اجمیر جانا سویکار کیا اور کہا کہ تمہاری مرضی سے تو جاتا ہوں ورنہ میرا دل تو نہیں چاہتا وہاں آبو میں ہی ایک روز دہی کھانا چاہا۔ مگر جب سب نے ممانعت کی تو منع ہو گئے مگر راستہ میں بحالت واپسی از آبو بمقام سٹیشن تار دی گئی۔ اور وہاں دہی کھایا۔ جب تک سوامی جی آبو رہے تو اس کثرت سے ٹیلیگرام آتے تھے۔ کہ وہاں کے کلرک حیران تھے کہ اتنے ٹیلیگرام کبھی کسی گورنر جنرل کے یہاں آنے پر بھی نہیں آئے۔

مرتیو کے دن انہوں نے ایک آبلہ جو کہ شاید اُن کے لکھنے پر تھا ہاتھ سے رگڑ ڈالا لوگ حیران تھے۔ کہ درد کی ان کو ذرا بھی پرواہ نہیں۔

گورکھشا کے بارہ میں جو انہوں نے قابل قدر کارروائی اپنی زندگی میں کی وہ ان کے متن لکھت پتروں سے ودت ہو سکتی ہے۔

اوم

سہی کرنے کا پتر۔ (دستخط کرنے کا کاغذ)

ایسا کون منش جگت میں ہے۔ جو سکھ کے لابھ ہونے میں پرسن اور دکھ کی پراپتی میں اپرسن نہ ہوتا ہو۔ جیسے دوسرے کے کئے اپنے اپکار میں سو یم آنندت ہوتا ہے۔ ویسے ہی پر اپکار کرنے میں سکھی اوشیہ ہونا چاہئے۔ کیا ایسا کوئی بھی ودوان بھوگول میں تھا۔ ہے اور ہوگا۔ جو پر اپکار روپ دھرم اور پرہانی سروپ ادھرم کے سوائے دھرم ادھرم کی سدھی کر سکے۔ دھنیہ وے مہاشے جن ہیں جو اپنے تن۔ من اور دھن سے سنسار کا ادھک اپکار سدھ کرتے ہیں نندیہ منش وے ہیں جو اپنی اگیانتا سے سوارتھ وش ہو کر اپنے تن من اور دھن سے جگت میں پرہانی کر کے بڑے لابھ کا ناش کرتے ہیں۔ سرشٹی کرم سے ٹھیک ٹھیک یہی نشچے ہوتا ہے۔ کہ پرمیشور نے جو جو وستو بنایا ہے۔ وہ وہ پورن اپکار لینے کے لئے ہے الپ لابھ سے مہاہانی کرنے کے ارتھ نہیں وشو میں دو ہی جیون کے مول ہیں ایک ان۔ اور دوسرا پان۔ اسی ابھپرائے سے آریہ ورشرومنی راجے مہاراجے اور پرجاجن مہو اپکارک گائے آدی پشوؤں کو نہ آپ مارتے اور نہ کسی کو مارنے دیتے تھے اب بھی ان گائے بیل۔ اور بھینس کو مارنے اور مروانے دینا نہیں چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان اور پان کی بہتائت انہی سے ہوتی ہے۔ اس سے سب کا جیون سکھ سے ہو سکتا ہے۔ جتنا راجہ اور پرجا کا بڑا نقصان ان کے مارنے اور مروانے سے ہوتا ہے اتنا انیہ کسی کرم سے نہیں اس کا نرنے گوکرنا ندھی پستک میں اچھے پرکار پر گٹ کر دیا ہے ارتھات ایک گائے

کی ملاقات کو گیا تھا۔ اس سمے سوامی جی اندر کچھ دھیان کر رہے تھے ہم لوگ الگ بیٹھ گئے ایک آدھ گھنٹہ کے بعد سوامی جی دھیان سے اٹھے اور ہم لوگوں کی طرف دیکھکر کچھ ہنسے میں نے پوچھا کہ سوامی جی آپ کیوں ہنستے ہیں جواب دیا کہ میری طرف ایک شخص چلا آتا ہے۔ بڑے تماشہ کی بات ہے ذرا ٹھیر جاؤ چنانچہ ایک آدھ گھنٹہ کے بعد ہمنے کہا کہ مہاراج کوئی شخص نہیں آیا۔ سوامی جی نے کہا اُسوقت وہ دور تھا۔ اب نزدیک ہے ضرور آویگا چنانچہ پانچ سات منٹ کے بعد ایک برہمن کچھ شیرینی لئے ہوئے وہاں آن پہنچا اُسے دیکھ کر سوامی جی نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ جس سے معلوم ہوا۔ کہ اس شخص کی نسبت کہتے تھے۔ وہ شخص آیا اور شیرینی آگے رکھ کر سوامی جی کو نمو نارائن کی اور کہا کہ یہ میں آپ کی بھینٹ لایا ہوں۔ اس کو سویکار کر انوگرہ کیجئے۔ سوامی جی نے کہا کہ اس میں سے تھوڑا سا تو کھا۔ اس نے انکار کیا۔ سوامی جی نے زور سے اُسے ڈانٹا کہ ضرور کھاؤ۔ وہ ہچکا۔ تب سوامی جی نے ہم سے کہا کہ دیکھو یہ شخص ہمارے لئے وش ملی ہوئی (زہر آلودہ) شیرینی لایا ہے۔ اسپر ہم نے ایک آدمی کو کہا کہ جا پولیس کو لے آ۔ سوامی جی نے ہمکو پکڑ لیا۔ اور اُس برہمن کی طرف مسکرا کر کہا کہ دیکھو اس کی صورت کیسی ہو گئی خوف کے مارے اس کے آدھے پران نکل گئے۔ بس اسکو بہت ڈنڈ ہو چکا۔ پولیس مت بلاؤ اور اس برہمن کو بہت للکار کر سمجھا کر اپنے پاس سے الگ کر دیا۔ پنڈت سندر لال جی کہتے ہیں کہ ہمنے اس شیرینی سے لیکر تھوڑا سا ایک کتے کو دیا اُس نے کھائی اور بے چین ہو کر مر گیا۔

پنڈت سندر لال جی یہ بھی فرماتے تھے۔ کہ ہمنے سوامی جی کو بارہ۔ تیرہ۔ گھنٹہ کی سمادھی لگاتے ہوئے دیکھا تھا۔ (زبانی بابو جنک دھاری لال جی پردھان آریہ سماج داناپور)۔

چونکہ سوامی جی خود بال برہمچاری تھے۔ اس واسطے اُن کا آتمک سکھشا کے ساتھ ہی شاریرک سکھشا پر بھی بہت دھیان رہتا تھا۔ وہ موجودہ زمانہ کے مرجھائے ہوئے آدمیوں کو چھوکروں کے چھوکرے کہا کرتے تھے۔ شاریرک تندرستی کا وہ خود نمونہ تھے۔ اسی واسطے انہوں نے آریہ سماج کے نیموں میں ایک نیم داخل کیا۔ کہ سنسار کا اُپکار کرنا اس سماج کا مکھ اودیش ہے۔ ارتھات شاریرک آتمک اور ساماجک اُنتی کرنا۔ وہ ہمیشہ چار بجے صبح سے پہلے اُٹھکر شوچ سے فارغ ہو کر ہوا خوری کے واسطے جنگل میں جایا کرتے تھے۔ اور تین چار میل پھر کر واپس آجاتے تھے۔ گویا چھ یا آٹھ میل ہر روز پیادہ سفر کرتے تھے۔ اور جنگل میں ہی روز ایک گھنٹہ کے قریب یوگ کیا کرتے تھے۔ اُپدیش فرمانے کے بعد وہ عموماً جنگل میں ہی شوچ جایا کرتے تھے۔ وہ جسمانی کثرت بھی کرتے اور نہایت شور بیر برہمچاری تھے۔ شادی شدہ جائیز سنتری سے بھی رتو گامی ہونے کے سوا ئے وہ سمبندھ کو جائیز نہیں سمجھتے تھے۔ وہ دیرج رکھشا کے بڑے حامی اور تندرستی پھیلانے کے بڑے ممد اور حفظ صحت کے اصولوں کے پورے قدردان تھے۔ وہ دل سے چاہتے تھے۔ کہ شاریرک اور آتمک تندرستی سے سب لوگ پورا فایدہ اٹھاویں وہ بھوجن میں روٹی کے ساتھ عموماً ایک بھاجی پسند کرتے تھے۔ وہ گھی کو آیو وردھک جانتے تھے۔ وہ خود ایک دفعہ بھوجن کیا کرتے تھے وہ ہر روز صبح کو جنگل سے واپس آنے کے بعد ہتھیلی پر پانی رکھ کر ناک کی چلتی ہوئی ناسکا میں چند بوندیں چڑھایا کرتے تھے۔ (جس کا طریقہ ہر ایک ویدک جاننے والے سے مخفی نہیں ہے) اس کی بابت اُن کا خیال تھا۔ کہ اس سے نظر بڑھتی اور دانت مضبوط ہوتے ہیں وہ کھلی ہوا اور کھلے پانی اور کشادہ جنگل اور کشادہ مکان اور کشادہ فضا کو زیادہ پسند کرتے تھے اور اسی واسطے وہ تنگ دل۔ تنگ پیشانی اور تنگ مزاج نہیں تھے۔ آزردہ روی اُن سے دور تھی اور رفاہ عام میں اُن کی طبع کا میلان تھا۔ ہرگز کسی سے رنج و عداوت نہ تھی۔

آتمک وچار زیادہ رہنے کے سبب آیور وید کے پرچار کرنے کی گو کافی فرصت نہیں تھی۔ مگر پھر بھی سنیاسی ہونے کے سبب جہاں موقعہ ملتا کسی کو فایدہ پہونچانے اور کسی مفید بات کو سیکھنے سے کبھی دریغ نہ کرتے۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں جب وہ کلکتہ گئے۔ تو وہاں آیور وید کے پرچار کی طرف زیادہ ورتی تھی۔ اور اس بارہ میں انہوں نے ڈاکٹر مہندر لال سرکار سے کئی بار بہت بات چیت کی۔ چونکہ یوگ شاستر کا شاریرک حالت سے ہی زیادہ تعلق ہے۔ اور اُن کو شروع سے ہی یوگ کا شوق تھا۔ پس شروع میں اسطرف اُن کی زیادہ توجہ رہی اور یہ شغل جو دنیا میں

اوم

پنڈت گوپال راؤ ہری آنندت رہو -

میں آشا کرتا ہوں کہ جو باتیں کرنی آپ کے لئے نیچے لکھتا ہوں سو سو آپ یتھاوت سویکار کریں گے - (۱) جو بیہا لسنک آپ سبھا بنت کی گئی ہے اُس کے پانچ سبھا سد نشچت کئے گئے ہیں - ایک آپ - دوئم بابو جی - سوئم لالہ جگناتھ پرشاد - چہارم لالہ رام چرن - پنجم لالہ نربھے رام اور اس کی الوپستھتی میں کرم سے تھا آپ کے لالہ رام نراین داس مختار - لالہ ہرنارائن - لالہ ہت منی لال - لالہ کالیچرن - اور لالہ نربھے رام کے کوئی پتر ان بھات تینوں میں سے ایک جو اُپستھت ہو نیت کئے گئے ہیں ❊

(۲) جہاں تک ہے ضرور آپ اُپستھت ہوں اور ویاکھیان بھی سماج میں دیا کریں (۳) جو ماسک لینک نکلتا ہے وہ بھی آپ کے ہاتھ سے بنے گا انشوا بنے پر شدھ کر دینگے اسی پرکار پربندھ ہونا اچھا ہوگا - اتی اشاڑھ کرشن ۸ - سمت ۱۹۳۷

دیانند سرسوتی

سوامی جی جب کبھی دیکھتے کہ فلاں آدمی یا آدمیوں نے کئی بار سمجھانے پر بھی نندنیہ کام کرنا نہیں چھوڑا تو آپ بیدھڑک اُن کو اُن کے کرم انوسار (جیسے آئے ویشیا بلاس جی آدمی) وشیشنوں سے ہزاروں منشوں کی سبھا میں پکارنے لگتے پرنتو کبھی کنچت ماتر اُن کے پر تیدھ منتو پر آپ نے کچھ کھنشنی نہیں کی اسی طرح اپنے ویاکھیانوں کے بیچ میں سپشٹ پکار کر سرو نر راج سبھا تک کے بیچ بھی کہہ دیا کہ ویشیا ایک کتیا کے سمان پرستری ہے - اُسپر آسکت ہونا کتوں ہی کا کام ہے - نہ اچھے منشوں کا - لڑکوں پر موہت ہونے والے تو نرے سُوکر (خوک) اور کوّے ہی ہوتے ہیں ہزاروں دھکار ہے ایسے کوکرمیوں پر ❊

جب کبھی کہیں آپ سُنتے کہ ہمارا فلاں پنڈت گیا میں موُنچھ منڈوا کر پنڈ پردان کر آیا ہے تو اسی ساعت سہارنپور میرٹھ آدمی کی سماجوں کو لکھ بھیجتے کہ وہ پورا پوپ ہے - اس کا اپدیش نہ سُننا کبھی اثر نہیں کریگا ❊

آپ خوب جانتے تھے کہ منشی (اندرمن) جی اور اُن کے چیلے سرب پرکرتی کے منش ہیں چھیڑتے ہی کاٹنے کو دوڑیں گے پرنتو اُس کا کچھ بھی خوف نہ کر کے سپشٹ سرو نر سب کو لکھ بھیجا کہ اُن کا لیکھ اسمت اور ودشش پر وہ ہے اس لئے کبھی کسی کو ان کا وشواس نہ کرنا چاہئے ❊

پنڈت گوپال راؤ ہری نے دیانند دگ وجے آدک میں کچھ غلط لکھ دیا تھا - اور ان کے ایک وردھی نے اسپر اعتراض پکڑ کر سوامی جی کو لکھ بھیجا سوامی جی نے اُسے صاف صاف کہہ دیا اور گوپال راؤ جی پر ناراض ہوئے اور یہ پتر لکھا ❊

پنڈت گوپال راؤ ہری جی - آنندت رہو - آج ایک سادھو کا پتر میرے پاس آیا وہ آپ کے پاس بھیجتا ہوں سادھو کا لیکھ ست ہے پرنتو آپ نے چتوڑ سمبندھی اِتہاس میں نہ جانے کہاں سے کیا سُن سنا کر لکھ دیا اس کال اس ستھان میں میرا اودے پور آ جھٹ سے کیول نین ہی بار سماگم ہوا - آپنے پرتی دن دو بار ہوتا رہا لکھا ہے - آپ جانتے ہیں کہ مجھے ایسے کاموں کے پری شودھن کا اوکاش نہیں - یدیپی آپ ست پریہ اور شدھ بھاؤ بھاوت ہی ہیں اور اسی ہت چت سے اُپکار کا کام کر رہے ہیں - پرنتو جب آپ کو میرا اتہاس ٹھیک ٹھیک ودت نہیں - تو اس کے لکھنے میں کبھی ساہس مت کرو - کیونکہ تھوڑا سا بھی است ہو جانے سے سمپورن نردوش گرنتھ بگڑ جاتا ہے - ایسا نشچے رکھو اور اس پتر کا اُتر شیگھر بھیجو - جیسا کہ شکل ۲ - سمت ۱۹۳۹ ستھان شاہ پور (دیانند سرسوتی)

ایک دفعہ کاشی میں مہاراج نے کتنے ڈھیلے کھائے لیکن استھیرتا سے کام نہ لیا اور اپنے پکش پر درڑھتا سے جمے رہے - اُن کے لوگ کے متعلق رائے بہادر پنڈت سُندر لال جی سپرنٹنڈنٹ ورکشاپ الہ آباد نے بیان کیا کہ ایک روز آلہ آباد میں کسی ایک منتروں کے ساتھ ہیں سوامی جی

سوامی جی کا قد چھ فٹ لمبا تھا۔ اُن کا جسم قوی ہیکل۔ بہت موٹا اُن کے تمام بال منڈے ہوئے ہوتے تھے۔ ایک چادر اُن کے اوپر کی پوشاک تھی اور ایک ادھ دھوتی نیچے کا لباس۔ وہ ایک کمبل پر بیٹھا کرتے بہت مدت تک اُن کے ساتھ گفتگو میں مشغول رہنے سے معلوم ہوا۔ کہ وہ اور سادھوؤں کی طرح کسی قسم کا نشہ نہیں استعمال کرتے تھے۔ ان کے جسم کا رنگ گندمی مائل بسفیدی تھا۔ ان کی آنکھیں متوسط۔ شانت۔ کشٹ و بلی۔ اُن کا چہرہ سنجیدہ تھا۔ وہ زمین پر پدم آسن سے بیٹھنا پسند کرتے تھے اُن کا دھن کسی قدر کشادہ تھا۔ آواز سُریلی۔ تلفظ صاف سوڑ صاف اُن کی طرز تقریر اونچی۔ صاف جیسی اور اُن کی تقریر فصیح و بلیغ اور تاثیر کرنے والی تھی اُن کے سکھلانے کی طاقت نہائیت ترغیب دینے والی اون کی دلیلیں قائل کرنے والی اور قاطع مختصر اور معقول ہوتی تھی۔ ان کی سمجھ تیز۔ زود رس اور قطعی ہوتی تھی۔ نظم و نثر کے لمبے پرمان بروقت ضرورت کہنے سے اُن کی قوت حافظہ کی عجیب طاقت معلوم ہوتی مخالفین کے غصہ سے اُن کا دل کبھی بھی پراگندہ نہیں ہوتا تھا۔ اُن کا چہرہ ہر حال میں سنجیدہ رہتا تھا گالیوں کے عوض میں ان سے کبھی گالی اشارتاً یا کنایتاً سرزد نہیں ہوتی تھی۔ اُن کی شیریں زبان کے باعث اُن کے مخالفین بھی تعریف پر مجبور ہوتے تھے۔ اُن کی گہری سنسکرت دانی پر ہندوستان کے عالم لوگ حیران ہوتے تھے۔ اور نازک دلیل پر عیسائی و مسلمان بھی گھبرا جاتے تھے۔ تمام اصلاح کی باتوں پر اُن کی رائے اچھی طرح قائم کردہ اور رفاہ عام پر مبنی تھی۔ تمام اعتراضات کا پہلے ہی سے مُنہ بند کر دیا جاتا تھا۔ اُن کی زبان آسان قدرتی اور اپنے خیالات کو اچھی طرح ظاہر کرنے والی اور عام و خاص سننے والوں کے سمجھنے کے مطابق تھی اُن کا ظاہر کرنے کا طریقہ البیان لاثانی عجیب اور دل کے سبھاؤ کے مطابق تھا۔ کہ سامعین دم بخود بڑی غور سے سنتے تھے۔ اگرچہ ان کی تشریح سے بعض اوقات سامعین ہنس پڑتے تھے لیکن تاہم ان کے چہرے پر کسی قسم کا غرور نہیں ظاہر ہوتا تھا۔ سنجیدگی اور سرگرمی ہمیشہ خیالات کے ظاہر کرنے میں دکھلائی جاتی تھی۔ اور کسی قسم کی غرض خواہ کیسی ہی ضروری کیوں نہ ہو۔ اُن کو سچائی سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔ پورے متوجہ ہونے کے سبب وہ بولنے والے کے مطلب کو جلدی اور ٹھیک ٹھیک سمجھ جاتے تھے۔ اُن کی ہر دل عزیزی کے باعث نہائیت کم زبان آدمی بھی اُن کے ساتھ بولنے کو آمادہ ہو جاتے تھے۔ وہ میل ملاپ میں بہت شائستہ تھے تمام کاموں میں نہائیت ہی مستعد مزاج تھے۔ اُن کی وضع شائستگی سے آراستہ تھی اُن کے دل میں دنیاوی چمک دمک کی کوئی ہوس نہیں تھی جب کبھی اُن کو انگریزی پڑھنے کی صلاح دی جاتی تھی۔ وہ نیک نیت صلاح کاروں سے کہتے تھے کہ جو کچھ مجھ میں کمی ہے اُس کو آپ پورا کریں۔ اور کہتے تھے کہ میں ان میں سے ہوں جنہیں چاہے کتنا ہی علم کا فخر کیوں نہ ہو بنی بننے کے لئے آمادہ نہیں ہونے کا جیسے کہ بعض تہی مغز آدمیوں نے کیا ہے۔ اُنہوں نے سنسکرت پر ہی اپنی قناعت ظاہر کی ہے جبکہ بالو کیشب چندر سین سے اُن کی ملاقات ہوئی تھی +

ایک دفعہ سوامی جی کے ایک ودیارتھی نے آکر کہا کہ مہاراج آج فلاں جگہ پر فلاں پنڈت مجھ سے اُلجھ کر اسطرح آپ کی نندا کرنے لگا۔ تب میں نے بھی اُس کو ایسے ایسے اُتر دیئے۔ یہ سُن آپ نے کرودھت ہو کر فرمایا۔ کہ تیرا یہ کام تو کبھی پرشنسا کے یوگ نہیں جب یہ جگت۔ برہما۔ وشنو اور مہیش آدمی کی بھی نندا سے نہیں چوکا۔ تو میں کیا چیز ہوں جس کی نندا تو نہ سُن سکا۔ کبھی تجھ جیسے پرش سے جگت کی بھلائی کی آشا نہیں ہو سکتی اِس سے تو ہوشیار رہو +

اِسی طرح سمت ۱۹۳۷ کی بات ہے۔ کہ آپ نے فرخ آباد میں آکر یہاں کے ممبران آریہ سماج سے اپنی بے اپرسنتا جتلائی کہ تم لوگوں نے اپنے سماج کے ورودھیوں کو جو عدالت سے سزا دلائی ہے وہ تمہارا کام بہت بُرا ہوا سمجھو +

ایک دفعہ سوامی جی نے دیکھا کہ فرخ آباد کی انترنگ سبھا نیا سے کام نہیں کرتی ہر ایک موقعہ پر کسی خاص آدمی کا مُنہ دیکھا کرتی ہے اسلیے جب دیکھا کہ پنڈت گوپال راؤ ہری سبھاسد سماج کو اُن کے ساتھ کام کرنا سویکار نہیں ہے۔ تو آپ نے اُسپر ایک میالنک سبھا مقرر کر کے حسب ضمن رجہ ذیل ایک خط پنڈت گوپال راؤ جی کے نام لکھ بھیجا کہ اس کے مطابق کام ہوتا رہے +

کہ سوامی جی کا شریر چارپائی سے نیچے نہیں اُتارا گیا بلکہ مرنے کے بعد بدستور پلنگ پر رہا جس سے مرت شریر کو بیکنٹھی پر دھر اتو سینکڑوں منش اُن کے مُکھ دیکھنے کو دوڑے اور اینک پرکار کے سنکلپ کرانسوؤں کی ندیاں بہا رہے تھے +

پنڈت کمل نین جی کہتے ہیں کہ مرنے سے کچھ دیر پہلے سوامی جی نے یہ کہا کہ سندر لال کو بلاؤ۔ لوگوں نے کہا کہ وہ نہیں آئے۔ فرمانے لگے۔ کہ نہیں وہ آگئے ہیں مگر سوامی جی کے مرنے کی دیر تھی۔ کہ سر شام وہ آگئے بیماری کے دنوں میں پرانہ کال پلنگ سے اُٹھا کر نیا در بیٹھکر اپاسنا کیا کرتے تھے۔ اکثر وید منتر پڑھا کرتے تھے اور ایشور ستتری اپاسنا ہی کہا کرتے تھے۔ اور بقول پنڈت بھیم سین جی اگنی نے سو پیتھار ائے اسمان والا یجروید کے چالیسویں ادھیائے کا منتر اچارن کیا کرتے تھے +

شریمان مہاراجہ سجن سنگھ جی والئے اودے پور کی سوامی جی سے نہایت پریتی تھی جب سوامی جی کی اتینت بیماری کی خبر سُنی تو پنڈیا موہن لال جی کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اگر اُن کا شریر چھوٹ جائے تو مرت شریر کو کسی پرکار سے چار پانچ روز رکھا جاوے تو اتی اُتم ہو گا کیونکہ اُس سے ہمکو اور دیگر روساء کو سوامی جی کے درشن ہو جاویں تو اہو بھاگ ہے۔ پرنتو سماج نے اس خوف سے کہ یدی اس مرت شریر کو اتنی ادھی تک رکھا گیا تو ڈاکٹر پیٹ چیرے گا سویکار نہ کیا اور اس دن ہی داہ کرنے کی صلاح ہو گئی۔ انت کو جب بیکنٹھی تیار ہو گئی تو اُس کے چاروں طرف کیلوں کے پتے اور پشپ آدی رکھدئے تب سب لوگوں نے ملکر اُن کے چاروں طرف کھڑے ہو وید منتروں کا پاٹھ بڑی اوچیہ سور سے انومان آدھ گھنٹہ تک کیا جب وید منتر پڑھ چکے تب بیکنٹھی اٹھائی گئی۔ اُس سمے لوگ چھاتی پیٹتے تھے اور آشروپات روپی ندی کا پرواہ بہہ رہا تھا۔ ارتھی کے ساتھ ساتھ بہت بڑی بھیڑ بھاڑ ہو گئی۔ اس وقت دن کے دس بجے ہوں گے اُس وقت سب سے آگے راما نند جی۔ گوپال گری جی۔ بردھی چند جی دمنالال جی وید منتروں کا پاٹھ اوچیہ سور سے پڑھتے جاتے تھے۔ پنڈت بھاگ رام جی جج اجمیر و رائے بہادر پنڈت سندر لال جی سپرنٹنڈنٹ آفس ورکشاپ علیگڈھ۔ اور دیگر معززین آریہ سجن بڑی ساودھانی سے پربندھ کرتے جاتے تھے۔ اسی پرکار سے اجمیر کے آگرہ دروازہ سے ہوتے ہوئے آگرے بازار کے چوک میں ویدک دھونی کرتے وہاں کی منڈی درگا بازار میں قدم قدم پر ٹھیرتے ہوئے ڈگی بازار سے اوسدی دروازہ تک پہنچے۔ وہاں سے چل کر شمشان میں سوامی جی کی بیکنٹھی جا اُتاری۔ یہ استھان اجمیر شہر کے دکشن کون کو ہے۔ اور سوامی جی کی اگیا ایسی ہی تھی کہ شہر کے دکشن بھاگ میں ہمارا شریر دگدھ کیا جاوے۔ جب سب لوگ مہاراج کی بیکنٹھی کو رکھ بیٹھ گئے۔ اور بیدی بنانا جیسا کہ سنسکار ودھی میں لکھا ہے آرنبھ ہوا تو اُس سمے پنڈت بھاگ رام جی نے دیکھا کہ اس سمے سب لوگ شوک سمندر میں ڈوب رہے ہیں۔ اس کے اپاؤ کے لئے اپنے دیا کھیان روپی ناؤ کو ڈال خود ملاح ہو ان لوگوں کو دھیرج بندھاؤں۔ ایسا وچار ٹھان اوکت پنڈت جی نے سوامی جی مہاراج کی ودیا۔ پراُپکارتا۔ دیش ہتیشتا کی پرشنسا میں ایسا اُتم ویاکھیان دیا۔ کہ لوگوں کو چترونت کر دیا۔ ان کے بعد رائے بہادر پنڈت سندر لال جی نے ہردے کو کٹھور کر دیا کھیان دینا چاہا۔ پرنتو تھوڑا سا کتھن کرنے کے پشچات مون سادھ لیا۔ اور کچھ کہتے نہ بنا۔ اسی اوسر میں ویدی بھی تیار ہو گئی سجن پرش ویدی کے چاروں اور جم گئے۔ اور دو من چندن۔ دس من پیپل کاشٹ۔ چار من گھی۔ پانچ سیر کپور۔ ایک سیر کیسر۔ دو تولہ کستوری آدی ساگری جو کہ دگدھ کرنے کے لئے منگا رکھی تھی۔ ویدی کے پاس لائی گئی +

اول چندن آدی کاشٹ ویدی میں چن اُس کے اوپر سوامی جی کا شریر رکھا۔ انت پشچات اوپر سے کپور اور چندن آدی کاشٹ چُن دیا۔ پھر راما نند جی و آتما نند جی نے اوکت بیدی کے کاشٹوں میں اگنی پردیپت کی سنسکار ودھی کے انوسار وید منتروں کا پاٹھ کر آہوتی دینا آرنبھ کیا اس پرکار سے چھ بجے تک آہوتی دوارہ مہاراج کا شریر جو کہ پنچ تتوں کا بنا ہوا تھا۔ چھن بھن ہو کر آکاش مارگ کو پراپت ہوا تو سب لوگ شوک ساگر میں ڈوبے ہوئے سرودہ پر آئے۔ اور سنان کر کے گھر کو چلے گئے +

دوسرے دن یکم نومبر کو پنڈت موہن لال وشنو لال پنڈیا منتری مہاراج اودے پور آدھیش نے سوامی جی کے وصیت نامہ کے انوسار سوامی جی کی سرو وستو پستک آدی اپنے ادھکار میں لئے اور اودے پور کو وستو روانہ کر دیں۔ (از بھارت متر)

یہ ایک سنیاسی کاشی سے شری مت کو ملنے آئے تھے۔ سوامی جی نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ گوپال گری نے بھی وہی اُتر دیا۔ کہ آپکا اچھا ہونا چاہتا ہوں۔ اُنتر میں مہاراج نے کہا کہ بھئی اچھی پرکار سے رہنا ❊

جب یہ بیوستھا دیکھی تو سب لوگ جو علیگڈھ۔ میرٹھ۔ لاہور۔ کانپور آدی ستھانوں سے آئے ہوئے تھے۔ سب شری سوامی جی کے پاس آئے اور سامنے کھڑے ہو گئے۔ تب سوامی جی نے سب لوگوں کو اُس سمے ایسی کرپا درشٹی سے دیکھا کہ اُس کے بیان کرنے کو زبان اور لکھنے کو قلم عاجز ہے وہ سمہ وہی تھا۔ مانو سوامی جی ہم سے کہتے تھے کہ تم کیوں اُداس ہو دھیرج دھرنا چاہئے۔ دو دوشالے اور دوصد روپے مہاراج نے مانگے جب لائے گئے۔ تو کہا کہ آدھا آدھا بھیم سین اور آتمانند کو دیدو چنانچہ ان صاحبان کو دیئے گئے۔ لیکن انہوں نے واپس کر دیئے اُس سمے شری مت کے مُکھ پر کسی پرکار کا شوک اور گھبراہٹ پرتیت نہیں ہوتی تھی ایسی ویدنا کے ساتھ دکھ کا سہن کرتے تھے کہ مُنہ سے کبھی ہائے یا شوک نہ نکالا۔ اسی پرکار سوامی جی کو بات چیت کرتے کرتے پانچ بج گئے اور بڑی ساودھانی سے رہے۔ اس سمے ہم لوگوں نے شری مت سے پوچھا۔ کہ کہئے اب آپ کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ تو کہنے لگے کہ اچھا ہے۔ تیج اور اندھکار کا بھاو ہے۔ اس بات کو ہم کچھ نہ سمجھ سکے کیونکہ سوامی جی اُس سمے عام فہم باتیں کر رہے تھے۔ ساڑھے پانچ بجے کا سمہ آیا۔ تو ہم لوگوں سے سوامی جی نے کہا کہ اب سب آریہ جنوں کو جو ہمارے ساتھ اور دور دور دیشوں سے آئے ہیں بلالو اور ہمارے پیچھے کھڑا کر دو۔ کوئی سنمکھ کھڑا نہ ہو۔ بس آگیا پانی تھی یہی کیا گیا۔ جب سب لوگ سوامی جی کے پاس آ گئے۔ تب شری مت نے کہا کہ چاروں طرف دوار کھلوادو اور اوپر کی چھت کے دو چھوٹے دروازے بھی کھلوا دیئے۔ اس سمہ پنڈت رام لال جی بھی آ گئے۔ پھر سوامی جی نے پوچھا کہ کون سا پکش۔ کیا تتھی اور کیا وار ہے۔ کسی نے اُتر دیا کہ کرشن پکش کا انت اور شکل پکش آدی اماوس منگل وار ہے۔ یہ سنکر کوٹھے کی چھت اور دیواروں کی طرف درشٹی کی پھر اول ہی اول ویدمنتر پڑھے نت پشچات سنسکرت میں کچھ ایشور کی اُپاسنا کی۔ پھر بھاشا میں ایشور کے گنوں کا تھوڑا سا کتھن کر بڑی پرسنتا اور ہرش سہت گایتری منتر کا پاٹھ کرنے لگے۔ اور گایتری منتر کے پاٹھ کے پشچات ہرش اور پرپھلت چت سہت کچھ دیر تک سمادھی یُکت رہ نین کھول یوں کہنے لگے کہ ہے دیامئے ہے سرب شکتی مان ایشور تیری یہی اچھا ہے۔ تیری یہی اچھا ہے۔ تیری اچھا پورن ہو!! آہا۔ تیں نے اچھی لیلا کی بس اتنا کہہ سوامی جی مہاراج نے جو سیدھے لیٹ رہے تھے۔ خود کروٹ لی اور ایک پرکار سے سوانس کو روک یکبارگی ہی نکال دیا۔[1] (از بھارت متر)

اُس وقت سندھیا کے ۶ بجے تھے۔ اور دیوالی کا دن تھا۔ بکرم کا سمت ۱۹۴۰ اور کارتک بدی اماوس تتھی تھی کرشن پکش کا انت اور شکل پکش کا آرنبھ تھا۔ عیسوی سنہ ۱۸۸۳ تاریخ ۳۰۔ اکتوبر اور دن منگل کا تھا۔ سنکرانت کے حساب سے کارتک کی ۱۵ تاریخ تھی ❊

ان کے پرلوک گمن کی خبر سنکر دو سنیاسی وہاں آئے اور کہنے لگے کہ ہم تمکو مہاراج کا شریر جلانے نہیں دینگے۔ بلکہ گاڑیں گے جیسا کہ موجودہ حالت میں سنیاسیوں کا دستور بن رہا ہے۔ مگر سماجک پرشوں نے کہا کہ مہاراج ایسی باتوں کو پہلے سے ہی وچار کر اپنا وصیت نامہ لکھ چکے ہیں۔ اُس کے مطابق ہی کیا جائے گا۔ غرضیکہ اُن سنیاسیوں نے بہت زور مارا اور آخر کو یہ بھی کہا کہ خواہ مہاراج ہمارے مخالف ہی تھے مگر پھر بھی ہمارے ہی تھے۔ اگر ہماری منڈلی ہوتی۔ تو ہم جبراً چھین لیجاتے۔ مگر کیا کریں۔ ہم صرف دو آدمی ہیں ❊

۳۱۔ اکتوبر کو یعنے دوسرے دن پراتہ کال ہی سوامی جی کے مرتک شریر کے لئے بیکنٹھی تیار کی گئی۔ اور مرتک شریر کو سنان کرا اُس پر چندن آدی سوگندھت دربیوں کا لیپ کر۔ بستر پہر ابیکنٹھی میں جس پرکار سوامی جی نے لیٹ کر پران چھوڑے تھے۔ اُسی پرکار سے دھر دیا مُکھی نہ رہے

[1] (نوٹ) یہ آہا کا لفظ انہوں نے ایسا کہا تھا جیسے کہ کوئی شخص کئی برسوں سے بچھڑے ہوئے پیارے دوست کے ملنے پر اظہار خوشی کرتا ہے۔ اور اُسوقت کی حالت اُن کی خوشی کی حالت تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُن کی اس عجیب خوشی کی حالت نے فاضل اجل پنڈت گورودت کو ایشور آستکتا کا نہایت ہی زبردست عملی ثبوت بن بسلے دیدیا واضح ہے۔ کہ اُسوقت پنڈت گورودت جی ایم اے چپ چاپ کھڑے ہوئے۔ دت چت ہو کر اُس حالت کا مطالعہ فرما رہے ہے اور لوگ سدھی کا پھل دیکھ رہے تھے۔ (آتمارام)

۳۰- اکتوبر ۱۸۸۳ء مطابق اماوس سمت ۱۹۴۰ منگل وار دیوالی کے روز جب پراتہ کال ہوا۔ تو وچار کیا کہ کسی دوسرے ڈاکٹر کو بلانا چاہئے اُسی روز پیر امام علی صاحب مشہور پیرجی حکیم صادق اجمیر بلائے گئے۔ ان کا بیان ہے "کہ مجھکو سوامی جی نے جودھپور سے تار دیا تا کوئی آدمی بھیجا تھا۔ جسپر پنڈت کمل نین جی میرے پاس آئے میں نے جنس لوچن اور ایک دوائی اور شربت انار بھیجا تھا۔ اور کچھ ثابت انار تھے ہمنے کہلا بھیجا تھا۔ کہ آپ آؤ نہ جائیں یہاں آئے۔ ہم سنکھیا کو نکال دیں گے۔ جو پہلا تار یا آدمی آیا تھا۔ اُس نے بھی ظاہر کیا تھا۔ یعنے سوامی جی نے کہلا بھیجا تھا کہ مجھکو سنکھیا دیا گیا ہے۔ مگر جب سوامی جی یہاں آئے تو اُن کے ششش لوگوں نے جو پردیسی تھے کہا کہ پیرجی مسلمان ہیں ایسا نہ ہو کہ کپٹ کر کے مار ڈالیں مگر یہاں کے لوگ جو واقف تھے اُنہوں نے کہا کہ پیرجی ایسے نہیں ہیں۔ علاج ہونے دو۔ لیکن آخرکار اُنہوں نے علاج ڈاکٹروں کا جاری رکھا۔ یعنے ڈاکٹر نیوٹن صاحب کا میرے خیال میں اُن کو زہر دی گئی تھی۔ میں نے اُن کو جاکر ملاحظہ کیا تھا۔ اُن کی زبان اور چہرہ پک گیا تھا۔ میں اُن کے بائیں طرف کرسی پر بیٹھا تھا۔ اُنہوں نے اشارہ سے مجھکو کہا کہ آپ سامنے طرف آئیے اشارہ سے گفتگو کرتے۔ تھے گھبراہٹ ہوتی تھی مگر وہ ظاہر نہیں ہوتی تھی ضبط کئے ہوئے تھے۔ مونہہ سے اُف نہیں کرتے تھے۔ میرے سامنے پچاس ساٹھ دفعہ دم لیا۔ مگر روک کر پھونک دیا۔ بالکل گھبرائے ہوئے نہیں تھے۔ بہادر آدمی اور مضبوط دل تھے" بعد ازاں یہاں کے بڑے ڈاکٹر نیوٹن صاحب کو بلایا۔ جس سمہ نیوٹن صاحب نے سوامی جی کو دیکھا تو بڑے اچنبھ سے کہنے لگے۔ کہ یہ شخص بڑا قد آور مضبوط۔ دلیر۔ اور روگ کو سہنے والا ہے۔ اِس کی صورت سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے نابرداشت روگ میں ہے۔ لیکن اپنے کو دکھی نہیں مانتا۔ یہی شخص ہے۔ کہ اتنی بڑی بیماری ہونے پر بھی اپنے کو سنبھال رہا ہے اور ابھی تک جیتا ہے۔ ڈاکٹر لچھمنداس نے کہا کہ ان کا نام دیانند سرسوتی ہے۔ شاید آپ نے سُنا ہوگا۔ یہ سنکر صاحب بہادر نے بڑا افسوس کیا اور اُن کی ہمت کی تعریف کی۔ جس سمے یہ ڈاکٹر صاحب بہادر سوامی جی کو دیکھ رہے تھے۔ اُس سمے سوامی جی ڈاکٹر موصوف کے پرشنوں کے اُتّر اشاروں سے دیتے جاتے تھے پرنتو بولنے سے اشکت تھے۔ سُننے سمجھنے کی طاقت بدستور عمدہ تھی اُس سمے سوامی جی کے کنٹھ میں کف کی گھڑی پر بلتا تھی جس سے بالکل نہیں بول سکتے تھے۔ جب ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ ان کو کف بہت ستا رہا ہے۔ تو اُن کے گلہ میں کچھ گائی کا دودھ ڈالا مگر اُس سے کچھ فایدہ نہ ہوا۔ تب ڈاکٹر نے یہ اُپائے بتلایا۔ کہ تین چار سیر السی دودھ میں پکا کر ان کی چھاتی اور پیٹھ پر باندھو۔ اس سے کف پتلا پڑ جاویگا پلٹس باندھا گیا۔ مگر اُسے ایک آدھ گھڑی رکھ کر سوامی جی نے اُتروا ڈالا کہ اِس سے کیا ہوتا ہے ۔

اب تو گیارہ بجے دن سے سوامی جی کا سوانس وشیش بڑھنے لگا۔ اور کچھ کچھ بولنے لگے۔ اور کہا کہ ہم شوچ جائیں اُس سمے سوامی جی کو چار آدمیوں نے اٹھایا اور شوچ کرنے کی چوکی پر بیٹھا دیا۔ شوچ گئے ۔

لالہ جیٹھہ مل کے کتھن انوسار اُن کا پیشاب مثل کوئلے کے تھا۔ سوامی جی نے اپنے آپ پانی لیا۔ ہاتھ دھوئے۔ داتنن کی۔ اور کہا کہ اب ہمکو پلنگ پر لے چلو۔ آگیا انوسار پلنگ پر لا بٹھایا۔ کچھ دیر بیٹھ کر پھر لیٹ گئے۔ پرنتو سوانس بڑے ویگ سے چلتا تھا۔ اور ایسا پرتیت ہوتا تھا۔ کہ سوامی جی سوانس کو روک کر ایشور کا دھیان کرتے ہیں اُس سمے سوامی جی سے پوچھا کہ مہاراج کہئے اس سمہ آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ کہنے لگے کہ اچھی ہے ایک ماس کے پشچات آج کا دن آرام کا ہے۔ اتیادی باتیں کرتے چار بجے کا سمہ آگیا۔ اسی دن ایکدفعہ لالہ جیونداس جی نے پوچھا کہ سوامی جی آپ کہاں ہیں۔ کہنے لگے۔ ایشور اچھا میں ۔

سماجک پرشوں نے آگرہ میں ڈاکٹر مکندلال جی کو بلانے کے واسطے تار دیا۔ اُن کا اُتر آیا کہ کیا رنگ ہے۔ ہم آتے ہیں سوامی جی نے چار بجے آتمانند جی کو بلایا۔ وے آکر سنمکھ کھڑے ہو گئے۔ تو سوامی جی نے کہا کہ ہمارے پیچھے کی طرف آکر کھڑے ہو جاؤ یا بیٹھ جاؤ۔ آتمانند جی اُن کے سرہانے آکر بیٹھ گئے۔ تب سوامی جی نے کہا کہ آتمانند! کیا چاہتے ہو؟ آتمانند جی نے کہا کہ ایشور سے یہی چاہتے ہیں۔ کہ آپ اچھے ہو جائیں۔ سوامی جی کچھ ٹھہر کر بولے کہ یہ دیہہ ہے اس کا کیا اچھا ہوگا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اُسکے سر پر دھرا اور کہا آنند سے رہنا۔ پھر سوامی جی نے گوپال گری کو بلایا۔

نے کہا کہ دست کی دوائی لو۔ اور رائی باندھو اس سے روز بروز ان کی بیماری بڑھتی گئی۔ اور چالیس چالیس دست کی نوبت آگئی ڈاکٹر علیمردان خاں حکیم تھے۔ جب ان سے سوامی جی کہتے کہ مرض بڑھ رہا ہے۔ وہ کہتا تھا۔ کہ کچھ ایسی ہی چیز دیگئی ہے دست کی دوائی سے جب وہ اندر سے نکل جاوے گی۔ تب صحت ہو جاوے گی۔ مگر جلاب سے روز بروز حالت بگڑتی رہی۔ سوامی جی کو احتمال تھا۔ کہ مجھکو کچھ دیا گیا ہے"

پنڈت منا لال جی نے بھارت متر میں آبو کی کیفیت اسطرح لکھی ہے۔ کہ ڈاکٹر لچھمنداس کے کتھن انوسار سوامی جی سے اجمیر چلنے کو کہا گیا۔ تو وہ انکار کرنے لگے۔ اور کہا کہ ہم کو اجمیر مت لیجاؤ۔ ہم نہیں جائینگے۔ جب لوگوں نے بہت ہی کہا۔ تب سوامی جی کہنے لگے۔ کہ اچھا ۲۰۔ دن کے پشچات ہم چلیں گے ابھی تہیں۔ پرنتو پنڈت گھیشردت آدمی نے جیوں تیوں کہہ کے شری یت کو اجمیر چلنے پر راضی کیا۔ اور پرنکال ۲۶۔ اکتوبر سنہ ۸۳ء کو آبو گڑھی سے چل ریلوے سٹیشن آبو روڈ پر آئے۔ اور درجہ اول کی گاڑی کو ازاد کرا کر سوامی جی کو اس میں بٹھایا۔ ۳۔ بجے رات کو اجمیر سٹیشن پر آپ اوپستھت ہوئے۔ بہت سے لوگ سوامی جی کا آگمن سن درشن کے لئے پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ سوامی جی گاڑی میں پڑے ہوے ہیں اور دو تین آریہ پرش پاس بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھ کر ہم گھبر گئے۔ انت کو جب سے سوامی جی کو گاڑی سے چار آدمیوں نے بڑی سادھانی سے اتارا سو اترتے ہی موچھا آگئی۔ جب مورچھا گئی۔ تب شری یت کو پالکی میں لٹا دیا۔ اور دھیرے دھیرے کہاروں کو چلاتے ہوئے اس کوٹھی میں جو پہلے سے تیار کر رکھی تھی لاکر پلنگ پر لٹا دیا۔ تب سوامی جی نے کہا۔ کہ وشیش گرمی معلوم ہوتی ہے ہم لوگوں نے کمرے کے کواڑ کھولدیئے تو بھی سوامی جی گرمی ہی پکارتے رہے۔ کنتو ہم لوگوں کو اس سے سردی معلوم ہوتی تھی۔ اس پرکار سے یہ رات ری بتیت ہوئی۔

۲۷۔ تاریخ (کارتک بدی ۱۲۔) سے ڈاکٹر لچھمنداس جی کا پھر علاج وہاں پر ہونا آرمبھ ہوا۔ اور ہم لوگوں نے سوامی جی سے پرشن کیا کہ کہئے۔ مہاراج اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ تو ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ اچھی ہے۔ اس سمے تک سوامی جی کو لیش ماتر بھی آرام نہ تھا۔ وہی حالت تھی۔ جو کہ آبو گڑھی پر تھی۔ اوکت ڈاکٹر برابر رات دن سوامی جی کے پاس اوپستھت رہتے تھے۔ اور برابر لوٹ پوٹ دوائی دیتے تھے۔ پرنتو ذرہ بھی آرام نہیں ہوتا تھا۔ کہانتک کہئے ایک اوشدھی نے بھی اس ستھان پر اپنا اثر نہیں دکھلایا۔ اور دن بدن روگ بڑھتا ہی جاتا تھا۔

۲۸۔ تاریخ پراتہ کال ہوتے ہی ہم لوگوں نے سوامی جی سے نویدن کیا کہ آپ کی طبیعت کا آج کیا حال ہے؟ کہنے لگے کہ اچھا ہے۔ اسی اوسر میں پنڈت بھاگ رام جی سوامی جی کو دیکھنے آئے۔ سوامی جی نے ان کو دیکھکر دھیمی سُر سے کہا کہ آپ اچھے ہیں۔ جج صاحب نے کہا کہ آپ کی کرپا ہے پرنتو آپ کو اس اوستھا میں دیکھ مہا شوک ہوتا ہے۔ سوامی جی نے اس کا کچھ بھی اُتر نہ دیا۔ اور پنڈت بھاگ رام کیطرف دیکھتے رہے۔ انت کو پنڈت صاحب تھوڑی دیر بیٹھ نمستے کہکر کچہری کو چلے گئے۔ بعد ازاں سوامی جی نے کہا کہ ہم کو مسودہ لے چلو۔ ہم لوگوں نے کہا کہ مہاراج! اس اوستھا میں آپکو کیسے لے چلیں۔ جب آپ کو ذرا بھی آرام ہو جائیگا۔ تب اوشیہ لے چلیں گے۔ سوامی جی نے اس سمے کہا کہ دو دِن میں ہم کو آرام پڑ جائے گا۔ ایسا کہہ چپ ہو گئے اور پھر نہ بولے بس اسی پرکار سے یہ دن بھی گذر گیا +

۲۹۔ اکتوبر (کارتک بدی ۱۴) سوموار کے دن پراتہ کال ہوتے ہی ہم لوگوں نے سوامی جی سے پوچھا کہ کہئے اس سمہ آپ کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ تو کہا کہ اچھا ہے۔ دن پرتی دن روگ کی پربلتا تھی۔ سب ہاتھ پاؤں بلکہ سرب انگ کے اوپر پھپولے پڑ گئے۔ سوامی جی کی طبیعت گھبرانے لگی۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم کو بٹھا دو۔ ہم لوگوں نے بٹھا دیا۔ جب بیٹھے تب کہا چھوڑ دو۔ ہم بیٹھے رہیں گے۔ سو سوامی جی بنا سہارے اچھے پرکار سے بیٹھے رہے۔ اب ابھاگیوں نے سمجھا کہ اب سوامی جی کو کچھ آرام ہے۔ کیونکہ بنا سہا بنا وسہارے اچھی پرکار سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پرنتو سوانس جلد جلد چلتا تھا۔ جسکو سوامی جی روک روک پھر جلدی زور سے نکال دیتے تھے۔ اور کچھ ایشور کا دھیان بھی کرتے تھے اتنے میں سندھیا ہو گئی۔ ہم لوگوں نے سمجھا کہ آج خود بخود بیٹھے رہے ہیں۔ اب تو آرام ہوتا درشٹی پڑتا ہے جس سے سب کے من میں پرسنتا ہونے لگی۔ پرنتو پرسنتا ہماری نرمول تھی۔ جب ادھ راتری کا سمہ آیا۔ تب سوامی جی کو بہت گھبراہٹ ہونے لگی جیوں جیوں کہ راتری بھی سماپت

وہاں سٹیشن پر گھنشام ریلوے گارڈ تھا۔ اس کی معرفت چینی کے برتن حاجت فراغت کے لئے منگا لئے۔ خارجی سے پیر جی حکیم کی دوائی پیاس بجھانے کی شروع کی۔ پیاس لگنے پر میں دیتا تھا۔ جس سے آرام رہا۔ وہ خود بھی کہتے تھے۔ کہ اس سے کچھ آرام ہے خارجی تک سوامی جی اپنے ہاتھ سے کاغذوں پر دستخط کرتے تھے۔ چنانچہ میرے سامنے ویدک ینترآلہ کے پوسٹ کارڈ پر دستخط کیا تھا۔ ہاتھ کانپتا تھا۔ مگر دیانند سرسوتی لکھدیا۔ اس کے بعد پھر دستخط نہیں کیا۔ شوچھا اوستھا میں بھی بستر پر لیٹے رہتے۔ اکثر ہونٹ بھی کانپ جاتے تھے۔ اور ہچکی پیر جی کی دوائی سے کم رہی میں دوائی دیکر واپس چلا آیا۔ بموجب کہنے سوامی جی کے خارجی سے چھ روپیہ رامانند کو دیکر رخصت کر دیا۔ کہ اب تم ہمارے پاس پڑھنے لائق نہیں کانشی میں جاکر پڑھو۔ چنانچہ ہم اکٹھے اجمیر آئے۔ ۲۱۔ اکتوبر مطابق کارتک بدی ۶۔ پانچ بجے صبح کے آبو روڈ کے سٹیشن پر اور پانچ بجے شام کے آبو پہاڑ پر پہنچے راستہ میں جب کہ سوامی جی پہاڑ پر چڑھ رہے تھے۔ تو ڈاکٹر لچھمنداس صاحب ساکن ضلع جالندھر سے ملاقات ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب پنڈت بھاگ رام جی کے رشتہ دار ہیں۔ وہ اگرچہ اسوقت بموجب حکم اپنے افسر کے پہاڑ سے نیچے اجمیر کو جارہے تھے۔ مگر سوامی جی کو زیادہ بیمار دیکھ کر نہایت ہٹ سے سوامی جی کے ساتھ واپس چلے آئے۔

میرٹھ کے منشی لچھمن سروپ۔ جے پور کے پنڈت لکھشمن دت۔ فرخ آباد کے۔ لالہ شیودیال اور بمبئی کے سیوک لال کرشن داس سب آبو ۲۲ تاریخ کو پہنچ گئے۔ ڈاکٹر لچھمنداس جی کے علاج سے اسی دو روز کے اندر ہی اس قدر آرام ہو گیا کہ ہچکیاں بند ہو گئیں اور دست بھی بند ہے۔ لیکن افسوس کہ ۲۲۔ اکتوبر کو ان کے افسر نے ان کو نہایت سختی کے ساتھ اجمیر کو بھیجدیا۔ اگرچہ انہوں نے صرف بپاس خاطر معالجہ سوامی جی کے بہت کچھ عذر و معذرت کی۔ اور آخرکار استعفا تک دیدیا۔ مگر جب کچھ پیش نہ گئی۔ تو مجبوراً اجمیر کو روانہ ہو گئے۔ راستے میں جاتے ہوئے یہ ڈاکٹر صاحب ہم لوگوں سے آبدیدہ ہو کر کہتے تھے کہ میں کیا کروں مجبور ہوں۔ اب دو تین روز تک کے معالجہ کی تمام تدابیر دوا و غذا سوامی جی کے واسطے تجویز کر آیا ہوں اور نہایت تاکید سے کہا کہ آپ لوگ جسطرح ہو سکے سوامی جی کو اجمیر لے آؤ۔ اسوقت سوامی جی کو یہ شکائتیں ہیں۔ ایک تو کمزوری ہے۔ دوسرے بول نہایت کم جاتا ہے۔ منہ۔ زبان۔ حلق۔ دماغ۔ سر ماتھے پر آبلے ہیں۔ بغیر امداد دو چار آدمیوں کے اٹھنے بیٹھنے یا کروٹ لینے کی مطلق طاقت نہیں ہاتھ پاؤں اور تمام جسم نہایت سرد ہے۔ مگر ہوش و حواس سب درست ہیں۔ پانی تک بمشکل حلق سے اترتا ہے۔ نہایت لاغر ہو رہے ہیں اس مرتبہ کی بیماری سے نجات پانا از سرِ نو تازہ زندگی کا پانا ہے مگر ایشور کی کرپا سے امید ہے کہ صحت ہو جائے گی۔ آپ صاحب مطمئن رہیں۔ اب ایک بڑی دقت یہ ہے۔ کہ ہر چند کہا جاتا ہے مگر سوامی جی اجمیر کے جانے پر رضامند نہیں ہوتے۔ اور آئندہ جو حال ہوگا۔ عرض کیا جائے گا۔ سوامی جی مہاراجہ جودھپور کی کوٹھی پر مقیم ہیں اور پتہ کے واسطے ان کا نام لکھدینا کافی ہوتا ہے۔ معزز مصاحب مہاراجہ جودھپور کے اور دو مصاحب مہاراجہ شاہ پورہ کے اور چند ملازم اور دو سنیاسی اور ایک ٹھاکر بھولا ناتھ صاحب خواجہ کے ان کے پاس پہلے موجود ہیں۔ اور کل پرسوں تک جسطرح ممکن ہوگا۔ سوامی جی کو ضرور اجمیر لیجایا جاویگا۔

بہنگام روانگی کوہ آبو ٹھاکر بھوپال سنگھ جی رئیس موضع ریکھ ضلع علیگڈھ جو سوامی جی کی ملاقات کے واسطے مسودہ شاہ پور وغیرہ سے پھرتے ہوئے راستہ میں شریک ہو گئے تھے۔ انہوں نے اور ڈاکٹر لچھمن داس جی نے نہایت محنت و کوشش سے مہاراج کا علاج معالجہ کیا ان کا شکریہ ادا کرنا واقعی ہماری طاقت سے باہر ہے۔ غرضیکہ ۲۵۔ اکتوبر تک سوامی جی کوہ آبو پر رہے۔ اور وہاں مہاراجہ جودھپور ادھیش کی اگیا انوسار ڈاکٹر ایڈم صاحب اور بابو گورچرن داس صاحب اسسٹنٹ سرجن دو تین مرتبہ کوہ آبو پر سوامی جی کی دیکھنے کو آیا کرتے تھے۔ آبو میں سوامی جی کی طبیعت قدرے رو بصحت ہو گئی تھی۔ مگر آریہ سبھاسدوں کے اصرار اور ڈاکٹر لچھمنداس جی کے آخری کہنے اور بھروسہ پر سوامی جی ۲۶۔ اکتوبر مطابق کاتک بدی ۱۱ کو آبو سے روانہ اجمیر ہوئے۔ اسی روز مہاراجہ کرنیل پرتاپ سنگھ جی سوامی جی کے درشنوں کے واسطے آبو پر تشریف لائے اور بعد دریافت حالات ضروری کے چلے گئے۔

لالہ دمودر داس نے اس بیماری کی کیفیت اسطرح بیان کی کہ ایکدن جودھپور میں سوامی جی کو اپنا پیٹ بھاری معلوم ہوا۔ ڈاکٹر صاحب

کہتے ہیں کہ جودھپور جاتے وقت کسی معزز پرش نے ان کو کہا کہ مہاراج وہاں ذرا نرمی سے اپدیش کرنا کیونکہ وہ کرور (ظالم) دلیش ہے۔ جواب میں سوامی جی کہنے لگے۔ کہ میں پاپ کے جنگلی درختوں کی جڑ کاٹنے کے لئے کلہاڑی سے کام لوں گا۔ نہ کہ حجاموں کے ناخن گیر سے ان کو تراشوں گا مجھے کسی کا بھی بھے نہیں ہے +

۱۶ تاریخ کو جب کہ جیٹھ مل جودھپور میں تھے تو ان کے سامنے نو بجے سے پانچ بجے شام تک سوامی جی کو ۶ دست ہوئے۔ اور ساتھ ہی مورچھا آجاتی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا۔ کہ ہم لوگ کرسی سے اٹھا کر فراغت کے لئے پتھروں پر بٹھلاتے اور کبھی وہ خود بیٹھتے۔ اسی روز سوامی جی نے راج کرمچاریوں کو کہنا شروع کر دیا۔ کہ آبو جانیکی تیاری کرو۔ چنانچہ تیسرے پہر کو شری مہاراجہ صاحب جسونت سنگھ جی اور مہاراج پرتاپ سنگھ جی آگئے۔ سوامی جی اسوقت پلنگ پر سو رہے تھے۔ اور مہاراجہ صاحب کرسی پر بیٹھے تھے۔ اور کرنیل پرتاپ سنگھ جی فرش پر۔ یہ سب اصل میں وداع کرنے آئے تھے۔ سواری کے سامان تیار کرانے لگے۔ ایک پالکی سوامی جی کے واسطے سولہ کہار دو خس خس کے خیمے اور سپاہی وغیرہ ہمراہ کر دیئے۔ تار آبو کو دی گئی +

چونکہ سوامی جی کو گرمی بہت معلوم ہوتی تھی اس لئے ایک پنکھا قلی ہمراہ کر دیا۔ سوامی جی کو آہستہ آہستہ ہاتھوں کے سہارے سے نیچے لاکر بہمراہی مہاراجہ صاحب کے پالکی میں لاکر بٹھا دیا اور مہاراجہ صاحب نے اپنی خاص ہیٹی فلالین کی اپنے ہاتھوں سے سوامی جی کے باندھ دی تاکہ لیٹنے اور سفر کرنے میں تکلف نہ ہو۔ اور خود پیادہ پا باغ میں دروازہ تک وداع کرنے آئے۔ اور وہاں پالکی کھڑی کروا کر کہا کہ آپ اسوقت ایسا جاتے ہیں تو مجھے کلنک ہے۔ اگر آرام پاکر جاتے تو خوب تھا۔ مجھے بڑا ارمان ہے۔ سورج مل جی ڈاکٹر ہمراہ کر دیئے جو مقام خارچی تک ساتھ رہے +

جب چلے تو شام کا وقت تھا۔ راتوں رات چلے صبح کو مقام روپٹ میں پہنچے اور تمام دن اور رات روپٹ میں رہے۔ سوامی جی لیٹے ہوئے تھے۔ اور رامانند ہون کنڈ میں ہون کر رہا تھا۔ وہاں دو وید پاٹھی برہمن آئے۔ اور دو وید منتر پڑھے۔ اور کہا کہ آنند رہو۔ اور کلیان۔ سوامی جی نے رامانند کو کہا کہ ان کو ایک مُہرا دیدو۔ چنانچہ دیئے گئے مگر اس بات کو معلوم کرکے وہاں کے چند برہمن ایکادشی مہاتم پڑھنے والوں کے سمان تیرا لئے ہوئے آئے۔ تب سوامی جی نے کہا کہ یہ دھورت ہیں ان کو دور کر دو۔ جب سے میں گیا تھا تو ہچکی جاری ہوتی تھی۔ ہچکی کی آواز کے بعد اخو کی تھی۔ غالباً مورچھا ان کو دھوپ سے آتی تھی۔ سفر میں ایک کپڑا آٹھ تہ کا بھیگا ہوا سوامی جی سر پر رکھتے اور راستہ میں اور رات کو وہ پنکھا سر پر ہوتا تھا۔ رات کو چوکیدار سے پوچھا کرتے کہ پہرہ پر کون ہیں۔ راستہ میں روپٹ تک اور روپٹ میں بھی کل چار پانچ دست آئے۔ اور بھوک لگنے پر ارارو ٹ کھایا کرتے تھے یہاں سے دو تین بجے روانہ ہوئے۔ اور ۱۸ اکتوبر کو پالی کے مقام پر آگئے۔ وہاں پہلے تالاب کے کنارے جہاں سنیاسیوں کا مندر ہے۔ اترے وہاں کے سنیاسی لوگ اُن کے پاؤں چھونے لگے۔ تب سوامی جی نے کہا کہ یہاں دست وغیرہ پڑنے سے ان کو تکلیف ہوگی۔ کسی دوسری جگہ چلو۔ چنانچہ وہاں سے دوسری جگہ گئے۔ اس رات کا حال ٹھیک معلوم نہیں کیونکہ کبھی میں آگے اور کبھی وہ آگے ہو جاتے تھے۔ میں پالی سے خارچی آیا۔ اور یہ جب ارشاد سوامی جی کے منشی ہرنام سنگھ اور سیر کے نام تار دیدی کہ سوامی جی بیمار ہوکر آبو آتے ہیں۔ کوٹھی مہاراجہ صاحب میں اُتریں گے۔ پالکی تیار رکھنا اور میں خود وہاں سے دوائی لینے اجمیر آیا۔ یہاں آکر سب حال ممبران سماج سے کہا۔ چنانچہ یہاں پر بصلاح ممبران سماج پیر جی ایک نامی حکیم سے جاکر ذکر کیا۔ تو انہوں نے نہایت افسوس کیا۔ اور دوائی دی۔ بنس لوچن اور پاؤ بھر پانی انار کا استعمال بتلایا۔ بنس لوچن کھرل میں گھٹوا دیا۔ اور اسی میں تھوڑا سا شربت انار ڈال کر بتلا دیا۔ کہ پیاس لگنے پر اس کا چمچہ دینا۔ پیر جی نے اس بیماری کا نام بھی بتلا دیا۔ اور کہا تھا کہ اس سے خشکی ہٹ جاوے گی +

میں یہ دوائی لیکر اجمیر سے خارچی سٹیشن پر پہونچا۔ اُدھر سے سوامی جی پالی سے آگئے۔ میں دوسرے روز سوامی جی سے جا ملا تھا۔ اور دو روز پالی میں رہے تھے۔ سوامی جی پالی سے خارچی تک ریل میں آئے۔ مگر جب اترنے لگے۔ اول تو ہمت کی۔ لیکن جب سورج کی دھوپ چہرہ پر پڑی فی الفور مورچھا آگئی۔ پھر لوگ ہاتھوں ہاتھ ریل گاڑی سے اٹھا کر لے آئے۔ اور سٹیشن کے برانڈے میں پلنگ بچھا کر لٹا دیا +

سماجک پرشوں کو اس سے سوچت کیا - مگر انہوں نے یہ سمجھ کر کہ شترؤں نے یہ خبر اڑانے کو چھپا دیا ہوگا وشیش دھیان نہ دیا - اور پرانے تجربہ سے یہ سوچنے لگے - کہ اگر سوامی جی بیمار ہوتے تو اس وقت تک تاروں کی بھرمار ہو جاتی یہ وچار کر چپ ہو رہے - لیکن من بھی او بہت پدارتھ ہے - اس کو چپ ہونے کے لئے کہا لیکن اس نے اپنی سندیھ روپی آواز سنانی ارمبھ کر دی من کو چپ کرانا مشکل نظر آیا - لاچار ایک سبھاسد رام جیٹھمل جی کو سوامی جی کے پاس دوڑا دیا اس نے سوامی جی کی دشا دیکھ کر حیران ہو نویدن کیا - کہ بھگوان یہ کیا ہوا - اور ادھک شوک یہ ہے - کہ آپ نے کسی سماج کو سوچت نہیں کیا - سوامی جی نے اتر دیا کہ بیماری کی دشا کو کیا لکھنے یہ تو شریر کا دھرم ہی ہے - کچھ انیہ بار تا ہوتی تو کہتے اس کے اپرانت تم لوگوں کو بھی کلیش ہوتا +

جب اس سبھاسد نے آگرا جمیر سماج کو سوچت کیا - تب اس سے بمبئی - فرخ آباد - میرٹھ - لاہور - انیا دی سماجوں کو تار دئے گئے - پھر تو سروتر کولاہل مچ گیا - اور چاروں طرف سے سینکڑوں تار اور کئی سماجک لوگ مہاراج کی خبر کے لئے دوڑے - جودھپور میں جب روگ سے انورتی نہ دیکھی تو ایکدن راتری کو پنڈت دیو دت کاتب اور لالہ پنالال مدرس جودھپور نے سوامی جی سے کہ مہاراج یہ نگر جلدی چھوڑنے کے یوگیہ ہے - سوامی جی نے پرانہ کال ہی مہاراجہ جودھپور ادھیش کو پتر لکھا کہ ہم آبو جائیں گے - شری مان نے اتر دیا کہ اس دشا میں میرے راج سے جانا اپ کیرتی کا باعث ہوگا - پرنتو جب سوامی جی کی دچار دھیر تا کا نہ دیکھا تب چپ ہو گئے +

۱۵ - اکتوبر کے دن جب سوامی جی کی حالت بالکل مایوسانہ ہو گئی - تب ڈاکٹر ایڈم صاحب بہادر سول سرجن علاج میں شریک کئے گئے - مگر ان کے مشورہ سے بھی یہی قرار پایا کہ سوامی جی کے واسطے کوہ آبو کا قیام مناسب ہے -

اس موقعہ پر دو زبردست شک اور واقعہ ہوتے ہیں جن کا دفعیہ زہر دئے جانے کے ماننے بغیر ہرگز نہیں ہو سکتا - شک اول یہ ہے - کہ اس بیماری کی اطلاع کسی سماجک پرش کو نہیں دی گئی بلکہ اسی واسطے اخیر تک ریاست سے جانا بھی اوچت نہیں سمجھا گیا - شک دوم یہ ہے - کہ جب ایک ڈاکٹر کے معالجہ سے مطلق صحت نہیں ہوئی تھی بلکہ بیماری روز بروز بڑھتی جاتی تھی - تو کیوں اسکا معالجہ قطعی بند کر کے دوسرے لائق ڈاکٹر کا معالجہ شروع نہیں کیا گیا - اور پھر اسی کو کیوں شریک کیا گیا - مگر کیا کیا جاوے - ننما کار وہی جو بیمار کا مرنا خدا سے چاہتے ہوں - افسوس صد ہزار افسوس - اگر جیٹھمل اس دن نہ جاتا تو بس خاتمہ ہی جودھپور میں ہوتا تھا - سماجوں کو نہ خبر لگتی - جب جنازہ پھیک جاتا - ع - اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی +

آخر سوامی جی کے اصرار پر کوہ آبو کی تیاری کا حکم ہو گیا اور ۱۶ - اکتوبر ۱۸۸۳ء کا دن اس کے واسطے قرار پایا - ۱۵ - اکتوبر سندھیا کے وقت شریمان مہاراج جودھپور اپنے بندھوؤں اور امیر زادوں سمیت سوامی جی کے پاس آئے - اور بنتی کرنے لگے - کہ مہاراج آپ ایسی دشا میں میرے راج سے پدھارتے ہیں یہ بات کچھ اچھی نہ رہے گی - اس میں میری اپکیرتی (بدنامی) ہے پرنتو آپکی یہ دشا دیکھ کر کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں - پشچات ڈھائی ہزار روپیہ اور دو دوشالے سوامی جی کی بھینٹ کئے +

لالہ جیٹھمل جی بیان کرتے ہیں کہ جب سوامی جی جودھپور جانے لگے تھے - تو ہم لوگوں نے منع کیا تھا - وہ گوار دیش ہے - اور لوگ وہاں کے شریر ہیں - آپ مت جایئے - مگر سوامی جی نے نہ مانا - اور کہا اگر لوگ ہماری انگلیوں کی بتی بنا کر جلا دیویں تو بھی کچھ پرواہ نہیں ضرور جا کر اپدیش کریں گے اور یہ بھی فرمایا - کہ اب کسی طرح کا فکر نہیں ستیارتھ پرکاش بھی ٹھیک ہو گیا - جو کچھ کرنے کو تھا ہم کر چکے - اب کوئی بات باقی نہیں رہی +

جودھپور جاتے ہوئے سوامی جی نے مسودہ تیار کر کے راؤ صاحب کو لکھا کہ ہمنے درمیانی سٹیشن پر پکارا مگر کوئی سواری یا آدمی آپکا نہیں تھا - اگر ایسے ہی آدمی تمہارے ہیں - تو راج کاج میں نقصان پہونچتا ہوگا اس چٹھی کے لکھتے وقت چارن امردان ہمراہ تھے - پنڈت کمل نین جی کا قول ہے کہ جودھپور جاتے وقت سوامی جی فرماتے تھے کہ شریر کا اب کچھ بھروسہ نہیں نہ جانے کس وقت چھوٹ جائے - اور میں اس کام کے لئے پھر دوبارہ بھی جنم لوں گا - اور اس وقت جو میرے ورودھ ہوئے ہیں - وہ سب شانت ہو جائیں گے - آریہ سماجوں کی ترقی سے بھی بڑی بھاری مدد ملے گی - میں اس وقت وید کا بقیہ بھاش کر دونگا +

گھر پر جا گر گولیاں بنا کر بھیجدیں اور جس پرکار انہوں نے کہا تھا۔ ویسے ہی سوامی جی نے پان کیں۔ اسوج سُدی ۲۔ کو جلاب دیا۔ جس سے ۹ بجے تک کوئی دست نہیں آیا۔ تب ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مہاراج یہ ہلکا جلاب ہے۔ جب فضلہ پیٹ میں گرمی کریگا۔ تب خوب دست ہوں گے۔ ایسا کہکر چلے گئے۔ دس بجے دستوں کا آرنبھ ہوا۔ رات بھر میں تیس سے ادھک دست پتلے پانی سے ہوئے۔ پراتہ کال ۴۔ اکتوبر کو پھر ڈاکٹر جی آئے تب سوامی جی نے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ کچھ ساتھ دست ہوں گے۔ پر دست تو تیس سے بھی ادہک ہوئے۔ ہمارا جی گھبراتا ہے۔ اس دن اور بھی ادھک دست ہوئے۔ اور سائنگ کال کو جو دست ہوئے اس کے پشچات سوامی جی کو مورچھا ہو گئی۔ انکھیں نکال دیں سب نش ڈر گئے۔ پھر تو یہ نیم ہو گیا۔ کہ جب دست آوے۔ تب ہی مورچھا آوے ؞

۵۔ اکتوبر کو بھی یہی حال رہا۔ بلکہ اس کے اثر یا اثر مذکور کی تحریک سے مادہ طبعی مرض یا کسی اور بے ترتیبی کی وجہ سے شری مہاراج کے مزاج مبارک میں اس درجہ سے سوالنس بڑھ گئے۔ کہ ہچکیوں کا آنا دم بدم شروع ہو گیا۔ ۶۔ اکتوبر کو سوامی جی نے ڈاکٹر کو کہا کہ بھائی اب تو دست بند ہونے چاہیئے۔ کیونکہ مجھکو بنا مورچھا آئے۔ ایک بھی دست نہیں ہوتا۔ اور میرا جی گھبراتا ہے۔ شریر میں اگنی لگ رہی ہے۔ تب ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مہاراج دست بند ہونے سے روگ بڑھنے کا خوف ہے۔ یدی خود بخود بند ہو جاویں تو اچھا ہے۔ ایسا کہکر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد ڈاکٹر سورج مل آئے۔ اور کہا کہ اس جلاب کے دینے میں تو میری ہرگز رائے نہ تھی پرنتو کیا کیا جاوے بڑے تو بڑے ہی ہوتے ہیں ؞

اسی طرح ڈاکٹر علیمردان خاں کا ۱۶۔ اکتوبر تک علاج جاری رہا یعنی یکم اکتوبر ۸۳ء سے ۱۶ء تک برابر سولہ روز علاج جاری رہا۔ پہلے روز تیس پچیس کے درمیان اور پھر دس پندرہ دست ہر روز آتے ان کی وجہ سے ضعف بڑھنے لگا۔ اور طبیعت بہت خراب ہو گئی۔ منہہ۔ حلق۔ زبان۔ تالو۔ سر اور ماتھے پر بہت آبلہ پڑ گئے۔ بات چیت کرنے میں بھی سخت تکلیف ہونے لگی۔ حتےٰ کہ بولنے سے بالکل معذور ہو گئے۔ اور کمزوری اس قدر ہو گئی کہ کروٹ لینا یا اٹھنا بلا امداد دو چار آدمیوں کے محال تھا۔ علاج سے فائدہ ہونا تو درکنار ہچکیوں کا آنا الٹا کثرت سے شروع ہو گیا۔ اور ان ہچکیوں نے طاقت کو بالکل سلب کر دیا۔ ہچکی۔ درد شکم۔ آبلوں۔ اور دستوں کی وجہ سے نہائیت سخت تکلیف سوامی جی نے پائی۔ پرنتو دھن ہے۔ سوامی جی نے اتنی پیڑا پر بھی ہائے تک نہیں کہا۔ اور جب ہچکیوں نے ادھک ستایا تب ان کے نوارن ارتھ دو دو گھنٹہ تک پرانا یام چڑھا۔ لو رت ہوتے تھے ؞

ڈاکٹر علیمردان خاں کی تشخیص اور ترکیب معالجہ پر اکثر پر جوش طبیعتوں کو جس طرز پر ہم نے جرح کرتے ہوئے سُنا ہے۔ اس کا بیان کرنا ہم اپنا فرض نہیں سمجھتے۔ بلکہ صرف حالات واقعی کا بیان کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔ اور یہ واقعہ کہ دفعتاً ایسی صعب اور مہلک مرض کا پیدا ہو جانا اور باوجود کافی توجہ حاذق طبیبوں کے دوران معالجہ میں اس کا دم بدم بڑھتے رہنا کسی مفسد مادہ کا کام تھا۔ اور وہ کس اتفاق سے شری مہاراج کے جسم میں جو پورن برہمچریہ سے پوری اصلاحوں اور احتیاطوں سے بنا تھا داخل ہوا۔ اپنے ناظرین والا تمکین کی عام رائے کے نتیجہ پر چھوڑتے ہیں

(آریہ سماچار صفحہ ۲۰۹۔)

پھر اتہ سی گن! یہ وچارنے کا ستھان ہے۔ نہ جانے یہ کس پرکار کا جلاب اور اوشدھی تھی۔ اسپر اکثر بھود ہانش کئی پرکار کے شنکا کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ سوامی جی نے بھی کئی پرشوں اور مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی سے اس وشے میں سپشٹ کہدیا تھا پرنتو اب کیا ہو سکتا ہے لاکھ جتن کرو سوامی جی مہاراج اب نہیں آسکتے جو ہوا سو ہوا۔ پرنتو ہم کو اتنا ہی شوک ہے۔ کہ سوامی جی مہاراج نے کسی آریہ سماج کو سوچت نہ کیا یدی یہ برتانت اسی سمے جانا جاتا۔ تو یہ روگ اتنی پربلتا کو پراپت نہ ہوتا (از دیش ہتیشی)

اسوج سُدی ۱۱ سمت ۱۹۴۰ مطابق ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو آریہ سماج اجمیر کے ایک سبھاسد نے راجپوتانہ گزٹ میں سوامی جی کی بیماری کی خبر پڑھکر دیگر

نوٹ۔ از خط لچھمن سروپ مورخہ ۲۳۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء از کوہ آبو ؞

مال کے چورائے جانے کی بابت رامانند۔ بہاری۔ رامچند۔ دیودت وغیرہ پر شبہ تھا۔ چنانچہ ان کے اظہار حکام کی معرفت لئے گئے۔ لیکن وہ جیلخانہ نہیں بھجوائے گئے۔ ایسی ایسی کاروائیوں کے ہونے پر سوامی جی کا ان لوگوں بلکہ اس ریاست کے آدمیوں پر سے اعتبار اٹھ گیا اور اس نگر سے چلے جانے کا وچار کیا۔

وہ اتنے میں آشون ودی اکادشی گورووار کے دن (مطابق ۲۷۔ ستمبر ۱۸۸۳ء) ——————

کچھ کلیش اور نحافت زکام ہوا۔ ۲۹۔ ستمبر یعنے چتردشی کی راتری کو دھوڑ مشر رسویہ سے (جو شاہپور کا رہنے والا تھا۔) دودھ پی کر سوئے اسی راتری کو دردشکم اور امتلا کی شکایت شدید اور جدید پیدا ہوئی اور قے کرنے پر مجبور ہوئے۔ اسی عرصہ میں تین قے آئیں پرنتو سوامی جی نے کسی کو نہیں جگایا۔ اور آپ ہی جل سے کلا کر سو گئے سوامی جی کا پرتی دن یہ نیم تھا۔ کہ پراتاکال اٹھ بن میں شدھ وایو کے گرہن ارتھ جاتے تھے۔ پرنتو آج ۳۰۔ ستمبر کو بہت دن چڑھے اٹھے۔ اور اٹھتے ہی ایک قے پھر ہوئی۔ اسپر سوامی جی کو کچھ سندیہہ ہوا تو دوسری قے جل پی کر آپ سے کر ڈالی اور کہنے لگے۔ کہ ہمارا جی الٹا آتا ہے۔ تم لوگ شیگھر اگنی کنڈ میں دھوپ ڈال سوگند کو پھیلا کر کٹی سے درگندھ نکال باہر کرو چنانچہ ویسا ہی کیا گیا۔ پشچات آدر (شکم) میں شول چلا تب سوامی جی نے کچھ اجوائین وغیرہ کا جوشاندہ پیا جس سے کچھ چھیڑ چھاڑ دستوں کی ہو گئی۔

آریہ سماچار میں لکھا ہے کہ اس جوشاندہ کی تحریک یا کسی اور مادہ مفسدہ کی تحریک سے دستوں کی چھیڑ شروع ہو گئی۔ گر شول کو کچھ آرام نہ ہوا۔ تب ڈاکٹر سورج مل جی کو بلایا۔ انہوں نے قے بند کرنے کی اوشدی دی۔ اور پوچھا کہ آپکا دل کیسا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ سب پیٹ میں شول انیت ہو رہا ہے۔ اب پیاس بھی لگی ہے۔

(مولف نے معتبر ذریعہ سے تحقیق کر کے معلوم کیا ہے کہ دودھ میں چینی کے ساتھ کانچ باریک پیس کر دیا گیا تھا۔) تب ڈاکٹر صاحب نے پیاس بند ہونے کی اوشدھی دی۔ اور کہا کہ اس روگ کا کارن یہی ہے کہ اس نرمل بھینکر پردیش کے جو دھپور نگر میں ایسے مہاتما کا لو اسس ہوا نہیں تو یہ شول کاہے کو جمتا۔ یہ شول بڑھی پاکر شریر کے سب اویووں میں پرویش ہوا اور سوامی جی کو ستانے لگا اور سوانس کے ساتھ بڑے ویگ سے شول چلتا تھا۔ پرنتو دھنیہ ہے سوامی جی کو کہ ایسے دکھ میں بھی ایشور کے دھیان کے آپرانت کبھی ہائے بھی نہیں کی۔ ڈاکٹر سورجمل جی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے صرف ضرورت کے رفع کرنے کی دوائی دی تھی بعدازاں ڈاکٹر علیمردان خان کا علاج شروع ہو گیا۔ جس سے مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ علاج ان کا خاطر خواہ نہیں ہوا۔ ان کو جلدی یہاں سے لیجانا چاہئے تھا۔ مگر لوگوں نے جلدی جانے نہ دیا۔ پھر ان کو تیس تیس چالیس چالیس دست روز آتے تھے۔ جس سے وہ روز بروز نربل ہوتے گئے۔ ۳۰۔ ستمبر شام کے ۴۔ بجے کو بھارٹ امردان کی معرفت اس بیماری کی اطلاع مہاراجہ صاحب پرتاپ سنگھ جی کو ہوئی اور انہوں نے فوراً ڈاکٹر علیمردان خاں کو واسطے معالجہ سوامی جی کے تعینات کیا انہوں نے ایک پٹی پیٹ پر بندھوائی۔ ڈاکٹر سورجمل تب وہاں موجود تھے۔

اسی روز آٹھ بجے رات کے شری ئیت روپ راؤ راجا تیج سنگھ جی اور ان کے منشی نے امردان اور دمودرداس جی کو بلایا۔ نت پشچات کپتان صاحب فرخ آباد والی اور کٹی یو گیہ پرش بھی آئے۔ صاحبان مندرجہ بالا نمستے کر کے بیٹھ گئے۔ اور کہا کہ ہم نے تو پیٹ میں سادھارن شول جانا تھا اب دیکھا تو نہایت ہی دکھ ہوا۔ علیمردان صاحب سوامی جی کو گلاس لگا دو۔ اب تو راتری ہو گئی۔ کل ضرور لگا دینا۔ یہ لوگ ایک گھنٹہ تک بارتا کر کے چلے گئے۔

سوموار یکم۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء۔ اسوج کی اماوس کو چھ بجے اوکت ڈاکٹر صاحب آئے اور گلاس لگائے۔ جس سے کھانسی کے ساتھ جو درد اٹھتا تھا۔ وہ بند ہو گیا۔ پرنتو شول ویسے ہی بنا رہا۔

منگل وار۔ ۲۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء۔ اسوج شدی ایکم کو پراتہ کال کے ۷۔ بجے سوامی جی نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ ہم جلاب لیا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ بہت اچھا۔ پرنتو پرتھم بلغم ہو لے نت پشچات دست آویں تو اتی اتم ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ جس سے روگ نورت ہو ویسا کیجئے تب ڈاکٹر صاحب نے

خراب بات ہے۔میں نے یہ الفاظ خود ان کے مُنہ سے سُنے ہیں وہ کسی کا بھی بھے (خوف) نہیں کرتے تھے۔

صرف یہی نہیں کہ زبانی کہا بلکہ ایک پتر میں مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کو ایسا ہی لکھا ہے۔اور اس امر کا صاف اشارہ کیا ہے۔

پتر بنام مہاراجہ کرنل سر پرتاپ سنگھ جی۔سی۔ایس۔آئی۔

شری یُت مانیہ ورشور ہیر مہاراجہ شری پرتاپ سنگھ جی آنندت رہو۔یہ پتر بابا صاحب کو بھی درشٹی گوچر کرا دیجئے گا۔

مجھکو اس بات کا بہت شوک ہوتا ہے۔کہ شری مان جودھپور آدھیش آلس آدمی ہیں ورتمان۔آپ اور بابا صاحب دونوں روگ یُکت شریر والے ہیں۔اب کہئیے اس راج کا کہ جس میں سولہ لاکھ سے کچھ اوپر منش بستے ہیں اُن کی رکھشیا اور کلیان کا بڑا بھار آپ لوگ اٹھا رہے ہیں سُدھار اور بگاڑ بھی آپ ہی تینوں مہاشیوں پر نربھر ہے تتھاپی آپ لوگ اپنے شریر کا اروگ سن رکھشن اور آیو بڑھانے کے کام پر بہت کم دھیان دیتے ہیں یہ کتنی بڑی شوچنیہ بات ہے۔میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ اپنی دن چریا مجھ سے سنکر سُدھار لیویں جس سے ہاروار کو کیا۔اپنے آریہ ورت دیش بھر کا کلیان کرنے میں آپ لوگ پرسدھ ہوویں۔آپ جیسے یوگیہ پرش جگت میں بہت کم جنمتے ہیں اور جنم کے بھی بہت کم چرنجیوشی آیو ہوتے ہیں اس کے ہوئے بنا دیش کا سُدھار کبھی نہیں ہوتا اُتم پرش جتنا ادھک جیوے اتنی ہی دیش کی اونتی ہوتی ہے۔اسپر دھیان آپ لوگوں کو اوشیہ دینا چاہئیے۔آگے جیسا آپ لوگوں کی اچھیا ہو ویسا کیجئے گا۔

دستخط دیانند سرسوتی جودھپور آشون ودی ۳۔شنی وار سمت ۱۹۴۰

(۲۲۔ستمبر ۱۸۸۳ء)

اُس ویاکھیان اور اس اپدیش سے ننھی جان بہت بھڑکی اُدھر چکرانکتوں کے کھنڈن کرنے سے مہتہ بجے سنگھ جی بہت ناراض ہوئے۔بھیا فیض اللہ خاں کی رائے تو اوپر ہی لکھ چکے ہیں۔مہتہ بجے سنگھ نے ننھی جان کو اور بھی بھڑکایا۔اور برہمنوں کی تردید اور بھی غضب ڈھانے والی ہوئی۔ایک کریلہ دوسرا نیم چڑھا اور پھر کیڑے پڑ گئے غرضیکہ ہر طرح مصیبت پر مصیبت کا سمہ آگیا۔

سوامی جی کے خلاف ان سب کی سازشیں ہونے لگیں کیونکہ وہ طوائف برہمنوں کو زیادہ مانتی تھی اور بڑی مورتی پوجک تھی۔چنانچہ دیش ہتیشی اخبار میں لکھا ہے کہ اس راج میں سوامی جی مہاراج چار ماہ تک آنند پور بک رہے۔اس اودھی میں شری مہاراجہ ادھیراج اور اُن کے بھائی بندھو ٹھاکر امراؤ لوگ بھی آتے۔اور اپدیش پاتے رہے۔پرنتو سوامی جی مہاراج اپنے ست سنکلپ انوسار جو جو راج میں اناچار۔کُچال۔درشٹ پڑتے تھے۔سب کے سامنے نربھیتا سے کھنڈن کرتے تھے۔اور ویشیا گمن کے دوشوں پر ادھک بل دیکر کہتے تھے۔کہ راج پرش سنگھ کے سمان ہیں اور ویشیا کُتیا کے تُلیہ تو کیا یہ یوگ ہے کہ سنگھ وت ہو کر کُتیا کا سنگ کرے انیک پرکار کے اپدیش انیک بھانتی کے اتہاس سنا۔اس راج دھانی کو پراچین آریہ راجوں کے ڈھنگ پر لاتے تھے۔اور مہاراج ادھیراج ٹھاکر امراؤ لوگ بھی پرسنتا پوربک سُن دھنوا دیتے تھے۔بلکہ سنا گیا کہ ان کے ست اپدیشوں سے مہاراج نے اس ویشیا سے کچھ نفرت کرنی شروع کر دی تھی۔اس راجدھانی میں پانچواں ماس ایسا انگرشٹ نکلا کہ ایشور کسی شترو کو بھی نہ دکھاوے۔

سوامی جی کے پاس جتنے منش بھروسہ کے تھے۔سب نیشٹ نکلے۔پرتھم تو اُن کے ساتھ ایک کلو کہار بھرتپور کا رہنے والا جس پر سوامی جی کا بڑا پریم اور بھروسہ تھا۔وہ کہار بھی بڑی پریتی سے چاکری کرتا تھا۔وہ چھ سات سو روپیہ کا مال لیکر کھڑکی کے راہ سے بھاگ گیا۔دوسرے جس ستھان پر یہ مال تھا اس ستھان کے دروازے پر رامانند برہم چاری کو سونے کے لئے لگایا تھی۔اُس دن وہ بھی وہاں نہ سویا تھا۔تیسرے پراتہ کال ہوتے ہی اس چوری کا کولاہل سردتر ہو گیا۔اتنی دیر میں ایک ودیشی کہار جو اس راج کے کٹھن مارگ۔اور گھاٹیوں سے سرووتھا اگیات تھا اس پر مہاراجہ کی ایسی آگیا کہ اس کہار کو پرتھوی پر سے ڈھونڈھ کر لاؤ تس میرے پتر سے بیچ میں سے انتردھیان ہو جانا اُس سے ادھک آشچرج کی بات کیا ہو گی؟ ہم نے سنا ہے کہ سوامی جی مہاراج پہرہ والوں اور داروغہ آدمی پر جب تاڑنا کرتے تھے۔تو یہ سوامی جی کے سامنے ہاتھ جوڑ جو حکم ود ایسا کہتے تھے۔پشچات پر سر ہنستے تھے۔سوامی جی کا ان سب پر سے بھروسہ اُٹھ گیا۔

ایک مضبوط سونٹا ہاتھ میں ہوتا تھا۔ سات بجے واپس آتے تھے۔ اور اگر پندرہ یا بیس منٹ کرسی پر بیٹھکر ہوا لیتے ہوا لینے کے بعد ایک گلاس کے قریب دودھ اور پانی ملا کر پیتے تھے؂

آٹھ بجے وید بھاشیہ کا لکھنا شروع کر دیتے۔ دو پنڈت پاس ہوتے تھے خود کہتے جاتے اور پنڈت لکھتے جاتے۔ پنڈتوں کے نام رامچندر اور دیو دت تھے۔ گیارہ بجے تک یعنے تین گھنٹہ وید بھاشیہ کا کام کرتے۔ گیارہ بجے اُٹھکر سنان کرتے اور سنان کرنے کے بعد آدھ گھنٹہ کوٹھڑی بند کر کے اکیلے بیٹھ جاتے تھے۔ کسی سے کچھ نہ کہتے تھے۔ مگر ایک دن جو میں نے آئینہ کے دروازے سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ویایام (ورزش) کرتے تھے۔ بارہ بجے بھوجن کرتے تھے دودھ۔ سبزی۔ دال۔ چاول۔ کبھی کبھی کھچڑی اور پھلکے یہ ہمیشہ کا سامان تھا۔ بھوجن ایک وقت کرتے۔ جب تک گرمی کا موسم رہا تب تک روز دہی کا شکر دہی۔ الاچی۔ مصری۔ زعفران وھنیا کوٹا ہوا۔) بناتے تھے۔ سردی یا چترماسے میں نہیں۔ کبھی کبھی حلوا بھی بنواتے تھے۔ کبھی کبھی آم کا امرس بنواتے بھوجن کے بعد ایک پان کھاتے اور پھر آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ لیٹ جاتے سوتے تو نہیں مگر کروٹیں لیتے تھے۔ پھر اٹھکر جل پیتے۔ روٹی کے ساتھ تھوڑا سا جل پیتے تھے خوراک اُن کی ڈیرھ پاؤ انگریزی ہوتی تھی۔ جل پی کر دو چار منٹ بیٹھے رہتے پھر ایک بجے ستیارتھ پرکاش اور سنسکار ودھی کی کاپیاں جو چھپی ہوئی آتیں اُن کو شودھتے تھے۔ اور لوگوں کی چٹھیوں کے اتر بھی اُسی وقت لکھاتے تھے۔ درمیان میں اگر کوئی کار ضروری کے لئے آجاتا تو اُس سے باتیں بھی کر لیتے تین بجے پھر اشنان کرتے۔ ملتانی یعنے زرد مٹی تمام بدن پر مُکھ سے لیکر سر تک لگاتے اور سینہ۔ ماتھے۔ اور بازوں پر چندن گھسا ہوا لگاتے تھے۔ پھر چار بجے ویاکھیان کیواسطے آتے۔ آتے ہوئے ایک ریشمی دھوتی نکر میں اور صافہ سر پر اور چادر پشت پر ڈال لیتے۔ اِس کے سوائے اور کپڑے بدن پر نہیں پہنتے تھے۔ چھ بجے تک ویاکھیان۔ بجے سے آٹھ بجے تک شنکا سمادھان اور پھر نو بجے تک بیٹھے رہتے۔ آموں کے موسم میں دو تین آم کھا کر اوپر سے دودھ ایک سیر کے قریب مصری ڈال کر پیتے تھے۔ آم چوسنے کا بڑا شوق تھا۔ ہم لوگوں کو بھی آم کھلاتے اور اوپر سے دودھ پلاتے تھے۔ رات کو روز دودھ پیتے تھے۔ اور یہ دودھ جو گرم کیا ہوا ہوتا تھا اُس کو ٹھنڈا کر لیتے تھے۔ پھر اُسی وقت سماچار پتر سنتے اور دس بجے کے بعد ضرور سو جاتے خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ وقت کے پابند تو غضب کے تھے۔ کبھی کبھی مہاراجا صاحب رات کے سات بجے آتے اور باتیں کرتے کرتے جب دس بج جاتے تب فی الفور سوامی جی بات ختم کر دیتے اور کہتے کہ مہاراج باقی پھر کہونگا۔ مہاراجہ صاحب اور باتیں کرنی چاہتے لیکن سوامی جی کہتے کہ اب نہیں۔ میرے سونے کا وقت ہوگیا۔ اسوقت نہیں۔ نیم کے بہت درڑھتا سے پابند تھے؂

غرضیکہ سوامی جی وہاں اپنے ست اپدیش میں مصروف اور ہر طرح دھرم پرچار میں مالوف تھے اور بلاخوف ویدک دھرم کا پرکاش کرتے رہے۔ کل تین دفعہ مہاراجہ صاحب نے سوامی جی کے ڈیرہ پر اور تین دفعہ سوامی جی کو اپنے دولتخانہ پر بُلوا کر ان سے بات چیت کی اسی اثنا میں سوامی جی کو معلوم ہوگیا۔ کہ مہاراجہ صاحب نے ایک ننھی جان نام طوائف رکھی ہوئی ہے۔ اور جو کام کاج سلطنت کا ہوتا ہے۔ اکثر اُس کی صلاح سے ہوتا ہے بلکہ ایک دن سوامی جی نے جبکہ وہ مہاراجہ صاحب کی ملاقات کے لئے گئے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا سوامی جی کے آنے پر مہاراج نے اس کا چوپان اُٹھوا دیا مگر ایک طرف کا کندھا جھکنے پر مہاراجہ نے اپنا کندھا یا ہاتھ لگا دیا۔ سوامی جی کو یہ حالت دیکھکر بہت کرودھ آیا۔ اور اپنے دیش کے راجاؤں کی یہ کیفیت اپنی آنکھ سے دیکھ کر سچے دیش ہتیشی کے کارن اپدیش کے وقت بڑے صاف لفظوں میں اپدیش کیا۔ کہ راج پرش سنگھ کے سمان ہیں اور ویشیا کتیا کے سمان۔ سنگھوں کو کداپی نہ چاہیئے۔ کہ وہ کتیاؤں سے سماگم کریں۔ ایسی کتیوں کے آسکت ہونا کُتوں ہی کا کام ہے۔ نہ کہ اچھے منشوں کا۔ اور لڑکوں پر موہت ہونے والے تو شوکر (سور) اور کوے ہی ہوتے ہیں۔ ہزار دُھتکار ہیں ایسے جیوں پر؂

ایک اور آریہ مہاشے سے سوامی جی نے ذکر کیا۔ کہ ہند وریاستوں کی راجوں کے دُراچار سے ایسی خراب حالت ہے۔ کہ وہ کب کی تباہ ہو جاتیں۔ مگر جس قدر کہ باقی ہیں صرف ان کی رانیوں کے پتی برت دھرم کی ستا ہے ورنہ اگر راجوں کے کوکرم پر ہوتا تو کب کا بیڑا ڈوب جاتا؂

ڈاکٹر سورج مل جی کا کتھن ہے۔ کہ سوامی جی نے راجاؤں کی زناکاری کا بہت کھنڈن کیا۔ کہ یہ لوگ رنڈیوں کے پیچھے کتوں کے مواقف پھرتے ہیں یہ بہت

اسپر کئی منتر پڑھکر سنائے جسپر اس نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو سب جان سکتا ہوں مگر جب میں شدھ ہو جاؤں تبھی برہم بنونگا سوامی جی نے کہا کہ برہم میں اشدھتا کہاں سے آئی۔ شدھ کیوں نہیں ہوتے اسی طرح کی باتیں ایک دن ہوئیں مگر انہوں نے پھر کبھی ایسے سوال نہیں پوچھے بلکہ سوامی جی سے پریتی یکت باتیں کرتے اور پریم رکھتے رہے۔ سوامی جی بھی اُس کی یوگتا کی تعریف کرتے رہے۔ راؤ راجا جوان سنگھ جی ایک دو دفعہ۔ اور مصاحبوں میں سے پنڈت شیو نرائن جی پرائیویٹ سکرٹری مہاراجا جودھپور اور مہتہ کندن لال جی آئے تھے پنڈت شیو نرائن چار یا پانچ مرتبہ آئے مگر کوئی پرشن نہیں کیا۔ کیونکہ اُن کی عادت کم گوئی کی تھی۔ البتہ سوامی جی کی تعریف فرمایا کرتے کہ یہ فلاسفر اور حکیم ہیں ہندوستان میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے۔ جو اِن کی برابری کر سکے اِن کی گفتگو کا سمجھنا بھی ہم جیسوں کیلئے مشکل ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ ہمارے دوست پادری راجچند ر دہلوی ستارۂ ہند بھی اُن کی تعریف کرتے تھے

مہتہ کندن لال جی مرحوم اور مہتہ گنیش چند بھی آئے۔ تھے وہ ۵ یا ۶ انہوں نے سوامی جی کی بھینٹ کئے۔ ان کے ساتھ ایک پنڈت جی بھی آئے تھے۔ جنہوں نے ایک فرد سوالات کی پڑھکر سنائی۔ جن سب کا معقول جواب سوامی جی نے دیدیا وہ سنکر بہت خوش ہوئے ان میں سے کندن لال تو جینی تھے۔ اور گنیش چند کچھ کچھ ویدانتی تھے۔ جوشی آسکرن مصاحب ایک دفعہ اور بخشی ہیرا چھراج جی کئی دفعہ اپنے شکوک رفع کرنے آئے۔ سردار ہیں بیسے گجاون کنور شیر سنگھ بھی تشریف لائے سوامی جی ان سے بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ وہ مدالنس کیطرف کم متوجہ تھے اور اِن کو اب تک بھی سوامی جی کی پریتی ہے +

ایک ساد ھو دیالداس غریب داس جو گنیش داس کے مندر میں اترے تھے بمعہ دس بیس آدمیوں کے آئے اور جیو برہم کے بارے میں سوال کیا سوامی جی نے جب اُتر دیا تو کہا کہ آپ کا اختیار ہے۔ چاہے ایسے مانو چاہے ویسے۔ سوامی جی نے کہا کہ شنکا سمادھان کرلو انہوں نے کہا کہ ہم سادھو ہیں ہمیں اِس سے کیا۔ سوامی جی نے اُس کا سادھن جان لیا۔ پنڈت لال جی مہاراج کنور شیر سنگھ جی کے گورو (جو اسوقت مورتی پوجک تھے)۔ مباحثہ کے واسطے تیار ہوئے مگر سامنے نہ آئے۔ صرف نیموں میں ہی وقت صرف ہوا۔ آجکل یہ آریہ سماج کے ممبر ہیں +

ایک دفعہ مہاراجہ کشور سنگھ جی نے سوامی جی کے پلنگ پر سونے اور بگھی پر سوار ہونے کی بابت کچھ اعتراض کیا تھا۔ سوامی جی نے اس کا جواب دیدیا پھر سوامی جی نے آجکل چھتریوں کے دھرم اور راجاؤں کی ورتمان دردشا کا ورنن کیا یہ کہتے ہوئے کہ آجکل کے راج لوگ سنگھ وت ہوکر دلشیا جو کہ کُتیا کے تُل ہے۔ اُسکو اپنی صحبت میں رکھنا پسند کرتے ہیں یہ نہایت شرمناک اور گھرنا کی بات ہے۔ بھارت ورش کے اگلے راجہ لوگ بہادر شُور۔ ویر۔ جتیندری ہوتے تھے۔ یہاں ایک روز کرامات کے کھنڈن پر ویاکھیان دیا۔ جس میں محمد صاحب کا شق القمر اور کرشن دیو کا پربت اٹھانا اور عیسیٰ کا مُردوں کو زندہ کرنا اور اندھوں کو آنکھیں دینا اِن سب کا کھنڈن کیا تھا +

میں نے سوامی جی سے بیا ستیارتھ پرکاش جو اسوقت ۴۴۴ صفحہ تک چھپ چکا تھا ٹھاکر گردھاری سنگھ جی رئیس کے واسطے خرید ا تھا۔ اور پانچ روپیہ اُس کی قیمت دی تھی۔ تیج روپ ناج ایک ڈیوڑھی دار ایک گسائیں کو اپنے طور پر لایا تھا۔ گسائیں جی نے سوامی جی کی بہت باتوں کو پسند کیا مگر جب اُس نے ہم مذہب اُس کی برائی کرنے لگے۔ تب وہ دوبارہ نہ آیا۔ ڈاکٹر سُورج مل کہتے تھے۔ کہ سوامی جی یہ کہا کرتے تھے کہ تم لوگ سدا شکتی مان ایشر کو سیمت کرکے مورتی کو پوجتے ہو۔ اصل میں تم ایشر کو کچھ نہیں سمجھتے بلکہ اُس کی نندیا کرتے ہو +

اُن کے دن چریا یہاں اس پرکار کی تھی

صبح چار بجے اٹھتے۔ اٹھکر کُلا اور دانتن کرکتھوڑی سی سونف اور دو چار گھونٹ پانی کے پیتے تھے۔ اور جل پی کر ۵ و ۷ منٹ کروٹ لیتے تھے۔ ۵ بجے گھومنے کو چلے جاتے تھے۔ کئی روز امر داس ساتھ جایا کرتا تھا ایک روز میں بھی ساتھ گیا تھا۔ جنگل میں ایک درخت کے نیچے بیٹھکر آدھ گھنٹہ یوگ کا ابھیاس کا سادھن کیا۔ وہ وقت سورج نکلنے کا تھا۔ دو کوس پیدل چلے جاتے پھر وہاں سے مکان کو چلے آتے جاتی دفعہ ذرا آہستہ اور آتی دفعہ خوب زور سے آتے جس سے پسینہ میں تر بتر ہو جاتے تھے۔ پسینہ کو کپڑے سے نہیں پونچھتے تھے۔ بلکہ اُسپر ریت لگا لیتے تھے۔ تمام بدن پر جہاں پسینہ آتا ریت لگاتے۔ بھرمن کے وقت ایک لنگوٹ اور اُسکے اوپر ایک چھوٹی سی دھوتی رکھتے تھے۔ بڑا مضبوط جوتا پہنتے تھے۔ بھرمن کے وقت سر سے اور تمام بدن سے ننگے ہوتے۔

مہتہ بجے سنگھ کے ساتھ ایک اور پنڈت چکرانگد تھا۔ مہتہ جی اور وہ ایک ہی قسم کا ٹیکا لگایا کرتے تھے ایک دن سوامی جی نے ویاکھیان میں چکرانگد مت اور اُن کے ٹیکا (تلک) کا کھنڈن کیا۔ اور ना पमनन्तु یہ منتر پڑھکر اس کے ارتھ کئے۔ کہ اس سے کسی طرح بدن پر داغ لگوانا سدھ نہیں ہوتا۔ جیسا وہ چکرانگد پنڈت دل ہی دلمیں کڑھتا رہا کچھ اُتر نہ دے سکا ✤

راؤ راجا سوہن سنگھ جیو برہم کی ایکتا پر دو تین دن پرشن کرتے رہے۔ ایک دن وہ نشچل داس کا بنایا ہوا ورتی پربھاکر بھی لائے تھے۔ اس میں سے اُنہوں نے کہا کہ یہ چار مہاواکیہ وید کے ہیں۔ اہنگ برہماسمی۔ تتوم اسی۔ اینگ آتما برہم۔ پرگیانم برہم۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ تو ٹھیک ہیں مگر ان کے ارتھ ایسے نہیں ہیں۔ تب سوامی جی نے اُن کے ارتھ کر کے بتلائے۔ کہ دیکھو یہ اِن کے ارتھ ہیں۔ ان سے جیو برہم کی ایکتا کہاں سِدّھ ہوتی ہے ✤

مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی بہت آیا کرتے تھے۔ اُنہوں نے پوچھا کہ کوئی ایسا کام بتلادیں جس سے ہماری موکش ہو۔ سوامی جی نے فرمایا کہ اور کام تو تمہاری موکھش کے نہیں ہیں مگر ایک نیاءِ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اگر پرجا پالن نیاءِ سے کروگے تو تمہاری موکھش ہو سکتی ہے ✤

اساڑھ کی اماوس یا گیارس (آغاز جولائی) کی بات ہے کہ اُس باغ میں زینہ کے قریب دالان میں ایک پنڈت شیو دان جی نارلائی مارواڑ کے اترے ہوئے تھے۔ اُن کے واسطے بڑی مہارانی نے کچھ آم۔ کیلے وغیرہ۔ ۴۔ ۵ راج خواصوں (باندیوں) کے ہاتھ بھیجے جب وہ پہنچی اُس وقت سوامی جی بھوجن کر کے کروٹ کر رہے تھے۔ وہ استریں (عورتیں) پنڈت جی کو پوچھتی پوچھتی وہاں آئیں کسی نے نیچے سے کہدیا کہ پنڈت جی بیچکے بنگلہ میں ہیں یعنے سوامی دیانند۔ نیچے پہرہ والے نے بھی ایسا ہی بتلایا۔ اور نہ روکا۔ اوپر آگئیں یعنے سوامی جی کے بالکل سامنے برانڈے میں۔ اتفاقاً سوامی جی نے جب کروٹ بدلی تو اُن کو دیکھ لیا۔ دیکھتے ہی گھبرا کر زور سے آواز دیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے ✤

چارن لول وان ساتھ کے کمرے کی کوٹھڑی میں لیٹ رہا تھا شور سنکر گھبراہٹ میں ننگے سر دوڑتا ہوا آیا کیونکہ اُسے خیال گذرا کہ کوئی سوامی جی پر تلوار لیکر آیا ہے۔ جیسے کہ پہلے کئی بار ہوا تھا۔ سوامی جی نے اُسے کہا کہ کیا ظلم ہے۔ ہمارے سامنے عورتیں آگئیں یہ تمہارے بند و بست کی خرابی ہے۔ جلدی ان کو نکال دو چنانچہ اُس نے جلدی اُنہیں باہر کر دیا جب اُن سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ پنڈت جی کے پاس آئی ہیں۔ اِن کو اُن کے پنڈت کا پتہ بتلا دیا۔ اور سوامی جی سے عرض کی کہ پہرہ والوں کی غفلت سے اوپر آگئی ہیں سوامی جی بہت غصہ ہوئے اور کہا کہ ان پہرہ والوں کو بدلوا دو۔ چنانچہ وہ بدلوا دئے گئے اور جو نئے آئے۔ ان کو سمجھا دیا کہ کوئی استری چھوٹی یا بڑی اِس بنگلہ کے اوپر نہ آنے پاوے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ وہ برہمچریہ برت کے بڑے پابند تھے ✤

مسلمانوں میں سے نواب محمد خاں ولائتی و کرنیل محی الدین والٰہی بخش کا مدار اکثر آیا کرتے تھے یہ نواب صاحب شیعہ مذہب کے تھے۔ کبھی کوئی بحث اِنہوں نے نہیں کی۔ اور جب کوئی بات ہوتی تو کہتے کہ آپ منطقی آدمی ہیں ✤

بھیا فیض اللہ خاں مصاحب اعلے دو تین دفعہ آئے۔ ایک دفعہ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ سوامی جی اگر مسلمانوں کا راج ہوتا تو آپ کو لوگ زندہ نہ چھوڑتے اور اُسوقت آپ ایسی تقریر کر سکتے ہیں؟ جواب فرمایا کہ میں بھی اُس وقت ایسی ہی کاروائی کرتا۔ یعنے دو راجپوتوں کی گردن تھاپ دیتا وہ تمہاری اچھی طرح خبر لے لیتے ✤

ایک دِن سوامی جی نے نواب صاحب سے کہا کہ قرآن میں لکھا ہے۔ خدا عرش پر بیٹھے گا۔ اپنے پاؤں کی پنڈلی (ساق) دکھلا دے گا۔ یہ بات کیسی ہے۔ نواب صاحب بولے کہ ہم ایسی باتوں کو نہیں مانتے۔ سوامی جی نے کہا کہ آپ اہل سُنت نہیں ہیں کہا کہ نہیں ہم شیعہ ہیں ✤

راؤ راجہ شیو ناتھ سنگھ جی مرحوم جو کہ سنسکرت کے لئیق پنڈت تھے۔ دو چار دفعہ آئے۔ اور اُنہوں نے شاکتک مذہب کی بابت کچھ دریافت کیا سوامی جی نے اُس کا اُتر نہ دیا مگر جواب میں سوائے اس کے کچھ نہ بولے۔ کہ آپ پنڈت ہیں۔ اِن کے بھائی راؤ راجہ موہن سنگھ جی جو سنسکرت دان تھے۔ کئی دفعہ آئے اور جیو برہم کی ایکتا کے بارہ میں سوامی جی سے سوال کیا کہ آپ جیو ہیں۔ یا برہم۔ سوامی جی نے فرمایا کہ ہم جیو ہیں اُس نے کہا کہ میں تو برہم ہوں کیونکہ پنڈت کا یہی کتھن ہے۔ کہ وہ سم درشی ہو۔ اور چرا چر میں اُس کو دیکھے اسپر سوامی جی نے فرمایا کہ اگر برہم ہو۔ تو برہم کے گن ہونے چاہئے۔ جو کہ ہم آپ میں نہیں دیکھتے

یکشنبہ جیٹھ بدی سمت ۱۹۴۰ - ۵ - ۷ - ۲۰ مئی کو سوامی جی پالی کے سٹیشن پر پہنچے اس وقت جودھپور تک ریلوے نہیں تھی۔ چارن نول دان ولالہ ومودر داس جی وساد ول جی جیت ماروت راج کی طرف سے ایک ہاتھی۔ تین اونٹ۔ تین رتھ۔ ایک سیج گاڑی اور چار سواروں کے وہاں موجود تھے۔ یہ اسٹیشن جودھپور سے اٹھارہ کوس دور ہے۔ سوامی جی اگروالوں کے باغیچہ میں اُترے اور وہاں کا حاکم سیٹرہ مل کا بیٹھ و وکٹری دن رہے سوامی جی کے درشن کو آیا تھا۔

دوسرے دن ۲۸ مئی ۱۸۸۳ء کو پہر کے تڑکے وہاں سے روانہ ہوکر موضع روہٹ کو آئے وہاں کے جاگیردار گردھاری سنگھ نے سب رسوئی وغیرہ کا بندوبست کرایا اور تالاب کی چھتریوں پر سوامی جی نے قیام فرمایا جاگیردار صاحب نے سوامی جی کے اُپدیش کو سویکار کیا اور کچھ پستک بھی خرید کئے۔

وہاں سے ۱۰ بجے رات کے روانہ ہوکر علی الصباح ۲۹ مئی ۱۸۸۳ء سہ شنبہ مطابق جیٹھ بدی سمت ۱۹۴۰ جودھپور سے بفاصلہ دو ڈھائی کوس پہنچے تو پرتاکال کی تازہ ہوا سے لابھ اٹھانے کی غرض سے سوامی جی نے حسب عادت خود پیادہ چلنا آرنبھ کیا ان کے سبب سے اور بھی سب پیادہ ہوگئے ریاست کی طرف سے راؤ راجہ جوان سنگھ جی پیشوائی کو آئے اور سوامی جی کے ساتھ چلکر بھیا فیض اللہ خاں کے باغ کے بڑے بنگلہ میں اُتروایا۔ انکے پہنچتے ہی کرنیل پرتاب سنگھ و راؤ راجہ تیج سنگھ بھی تشریف لائے اور کرنیل صاحب نے ۵ روپے نقد مع ایک مہر بھینٹ کی اور باہمی ستکار پورک نمستے ہوکر۔ چارن نول دان معہ چار دیگر آدمیوں کے خدمت کے واسطے مقرر ہوئے اور دودھ کے واسطے ایک گائے رکھی گئی اور چھ سپاہی و ایک حوالدار واسطے حفاظت کے تعینات کئے گئے۔

سوامی جی کے پہنچنے کے ستارہ دن بعد شری حضور مہاراجا جسونت سنگھ والئے جودھپور درشن ارتھ پدھارے اور ایک سو روپیہ اور پانچ مہر بھینٹ کی اور فرش پر بیٹھنے لگے مگر سوامی جی نے انہیں کرسی پر بیٹھنے کے لئے اصرار کیا تب مہاراج نے کہا کہ آپ ہمارے سوامی ہیں ہم آپ کے سیوک ہیں آپ کرسی پر بیٹھیں مگر سوامی جی نے مہذبانہ طور پر ان کا ہاتھ پکڑ کر کرسی پر بٹھلا لیا۔ مہاراجا صاحب تین گھنٹہ تک براجمان رہے۔ سوامی جی ان کو منوسمرتی کے انوکول راج دھرم کا اُپدیش کرتے رہے جس پر حضور بہت خوش ہوئے اور کچھ دہلی دربار کی بابت تذکرہ ہوکر حضور نے پدھارتے وقت کہا کہ مہاراج! آپکا پدھارنا یہاں درلبھ ہے جب تک آپ رہیں ہر روز ویاکھیان اور اُپدیش ہوا کرے چنانچہ اُس کے دوسرے دن سوامی جی نے ویاکھیان دینا آرنبھ کیا۔ ہر روز یہ معمول رکھا کہ ۴ بجے سے ۶ بجے تک تو نیچے میدان میں ویاکھیان ہوتے تھے۔ اور بعد ازاں نصف گھنٹہ تک وہاں ٹھہر کر اوپر چلے جاتے اور ۸ بجے تک وہاں لوگوں کے شنکا سمادھان کیا کرتے تھے۔

پنڈت ہرشی لال ساکن بنارس (جو مہاراج کشور سنگھ جی کے کمار ارجن سنگھ کو پڑھاتے تھے۔) سے سوامی جی کی سندھیا وشیہ پر تین دن تک بارتالاپ ہوئی یہ بات جیت ویاکرن انوسار سندھیا کے شبد سدھی پر تھی آخری دن پنڈت جی نے مان لیا اور کہا کہ مہاراج جو آپ کہتے ہیں وہی درست ہے۔

راٹھور راجہ جوان سنگھ جی نے کہا کہ یہاں گنیشی پوری ایک پرسدھ پنڈت ہیں۔ ان سے آپ کی چرچا کرائیں گے۔ چنانچہ اسے بروندہ گاؤں (بفاصلہ ۲ کوس سے بلایا۔ جب وہ یہاں آئے تو انہیں بہت سمجھایا کہ آپ ودوان ہیں۔ سوامی جی سے شاستر ارتھ کریں وہ اول دو تین روز تک ٹالتے رہے اور آخر کو صاف کہدیا کہ میں ان سے واقف ہوں اور ان کے گرنتھ بھی دیکھے ہیں میں ان سے مباحثہ کرنے کے لائق نہیں ہوں وہ جو کچھ کہتے ہیں سب ست ہے۔ شاستر ارتھ کو سامنے نہیں آؤنگا

ایک دن سوامی جی قلعہ دیکھنے کے واسطے گئے۔ لوٹ کر وہاں سے راجہ پرتاپ سنگھ کی قلمی تصویر لائے۔ جو ایک نہائت بہادر اور شور بیر راجا گذرے ہیں وہ ڈاڑھی نہیں رکھتے تھے صرف مونچھیں رکھتے تھے۔ مہاراجا پرتاپ سنگھ کو سوامی جی نے وہ تصویر بتلائی کہ دیکھو تمہارے (پر پتا) بزرگ ایسے ہوتے تھے۔

پنڈت شری رام پہاڑ سی چکرانگد (جو مہنت بجے سنگھ کے مندر میں اترے ہوئے تھے) پتر دوارا نیم طے کرتے رہے۔ کسی بات پر نہ جمے رہے کہتے رہے کہ میرے شش مہنت بجے سنگھ کو مدھیستا کرو سوامی جی نے کہلا بھیجا کہ جس دن شاستر ارتھ کرنا ہو یہاں آجاؤ۔ ورنہ ہمیں لکھو ہم آسکتے ہیں مہنت صاحب مدھیست نہیں ہوسکتے کیونکہ ایک تو وہ خاص تمہارے شش اور تمہارے مت کے ہیں دوم وہ سنسکرت نہیں پڑھے ہوئے کوئی ودوان پنڈت مدھیست ہونا چاہئے۔ مگر اس نے قبول نہ کیا اور نہ سامنے آیا۔

باب ہشتم

جودھپور میں بیخوف دھرم اپدیش کرنا + زہر خورانی - پرلوک گمن - اور خاص حالات +

سوامی جی کا جودھپور تشریف لیجانا

۳۱ مئی ۱۸۸۳ء سے ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۳ء

چارن نول دان ملازم راؤ راجہ تیج سنگھ نے بیان کیا کہ سوامی جی کے یہاں تشریف لانے سے ایک سال پہلے میرے بھائی امردان چارن نے کرنیل پرتاپ سنگھ سے عرض کی کہ مہاراج کو یہاں بلانا چاہئے - انہوں نے بڑے مہاراج سے چٹھی بھجوائی مگر سوامی جی اس وقت نہ آئے اور کہلا بھیجا کہ جب میں اُدھر آؤنگا جودھپور کو بھی نہ بھلاؤنگا +

پھر جبکہ سوامی جی اودے پور میں براجمان تھے - تب بھی راؤ راجہ تیج سنگھ و مہاراج پرتاپ سنگھ نے چٹھی بھجوائی - کہ آپ ضرور یہاں پدھاریں اور دھرم کا پرچار کریں - سوامی جی اودے پور سے شاہ پورہ میں آئے اُدھر جودھپور میں تیاری شروع ہوئی بیساکھ شدی دسمی کو کرنیل پرتاپ سنگھ جی کا پتر آیا - کہ ہم نے سوامی جی وِگ تیھایوگ پربندھ کر دیا ہے - آپ اوشیہ پدھاریں چنانچہ رسالہ دیش ہتیشی اجمیر میں لکھا ہے "تب وہاں تین ماہ رہنے کے پشچات بیساکھ شدی دسمی کو مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کا پتر جودھپور سے سوامی جی کو لینے کو آیا اور ساتھ ہی انہوں نے رتھ - ہاتھی - گھوڑے - پالکی وغیرہ سواریاں جودھپور جنکشن پر مقرر کر دیں اور پارٹ عمردان جی ان کے لوانے کو شاہ پور بھیجے - ان کے پہنچنے پر سوامی جی نے جلدی چلنے کی آگیا دی چنانچہ شری سوامی جی مہاراج ۲۷ مئی ۱۸۸۳ء کو اجمیر میں شوبھت ہوئے اور ایک دن ٹھہر کر شری مہاراجہ صاحب والئے جودھپور کے یہاں پدھارے مہاراجہ صاحب موصوف کی طرف سے پہلے ہی بمقام پالی ہاتھی گھوڑے رتھ پالکی سوار وغیرہ موجود تھے اب آشا ہوتی ہے کہ وہ راج بھی پرجا سے پتا پتروت سمبندھ جان پرتی دن اُنت کریگا +

شری یُت آنریبل راؤ بہادر گوپال راؤ ہری دیش مکھ کے یوگیہ پتر لکشمن راؤ دیشمکھ سی - ایس - ضلع خاندیس کے اسسٹنٹ کلکٹر ۲۶ - مئی ۱۸۸۳ء کو اجمیر آریہ سماج میں اوپستھت ہوئے - اپ یوگ ودیا سیکھنے کے لئے شری سوامی جی کے ساتھ جودھپور پدھارے (دیش ہتیشی صفحہ ۱۱ - جلد ۲ - نمبر ۳ - اساڑھ سمت ۱۹۴۰) دیش ہتیشی میں لکھا ہے اس یاترا کا پہلا ہی دن سوامی جی کو دُکھدائی ہوا اریتات مارگ میں ایسی بارش ہوئی - کہ جس میں ٹھہرنے کو کوئی استھان نہ ملا بغیر چھایا کے سب منش بھیگتے رہے - پون کے ویگ سے گاڑیوں کی چھت اُڑ گئی جیوں تیوں کر کے بڑی کٹھنتا سے اجمیر پہنچے یہاں سبھاسدوں نے مارواڑ کے منشوں کے گُن سبھاؤ پہلے ہی سے سُن رکھے تھے سوامی جی کی اس دیش میں یاترا دیکھ سب کا ماتھا ٹھنکا - اُسی سمے سوامی جی کو سب اونچ نیچ سمجھا دیا تھا - یہاں ایک دن نواس کر کے جودھپور پدھارے" (جلد ۲ نمبر ۳ صفحہ ۱۱)

ان کی صلاح سے کام کرنا چاہئے۔ جو سب اُپکاروں کے وروده ہیں وہ سبھا کو کبھی نہ کرنا چاہیے۔ آئندہ نتیجہ میں آنند دایک پھل ہے وہ دیر کے پرشارتھ سے حاصل کرنا چاہئے۔ اور اگر موقعہ ملے تب اس سبھا کا آریہ سماج نام رکھنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے یہ ہماری بھی رائے ہے +

(۱۱) اس کے بعد آپ جو جو خط ارسال کریں وہ ہمارے نام پر ارسال کریں لیکن وہ معرفت بابو ہریش چندر چنتامنی کے بھیجنا اس کا قاعدہ اس طرح کہ پتر کے اوپر ہمارا نام ۔ اور پتر کی پیٹھ پر ہریش چندر جی کا نام ہو۔

سچدانند آدمی لکشن والے سرب شکتی مان دیاساگر سب کے عادل پرم برہم کو بیشمار دھنواد ہو جس کی کرپا سے آپ کے ساتھ ہماری اور ہمارے ساتھ آپکی بھلی پرکار پریتی اور اپکار کا سمبندھ ہوا ہے ایسا امید ہے پاکر ہم اور آپ ایسے برتین کریں کہ جس سے سارے جہان کے آدمیوں میں سورفی پرچار وپ پاپ آچرن اور دیا درا گرہ آدمی دوشوں کے نوران سے ایک سناتن وید پرمان سرشٹی کرم انوکول سچا مذہب جاری ہو خط کے ذریعہ نہایت تھوڑا مطلب حاصل ہوتا ہے۔ جب تک سامنے باہمی بات چیت نہ ہو۔ تب تک پورا لابھ نہیں ہو سکتا پرنتو جس ایشور کی انوگرہ سے پتر دوارا بار تا پرورت ہوئی ہے اُسی کی کرپا سے آپ کا اور ہمارا کسی روز باہمی میل بھی ہو جاویگا۔ عقلمندوں کو اشارہ کافی ہے۔ سمت ۱۹۳۵ اشرادن بدی ۱۱ مطابق ۲۶ جولائی ۱۸۷۸ء شکر وار ۔ دیانند سرسوتی۔

کرنیل الکاٹ صاحب و میڈم بلیوٹسکی صاحبہ کا لاہور میں پہلی بار آنا

لالہ جیوند اس جی پردھان آریہ سماج لاہور نے بیان کیا کہ جب یہ پہلے پہل لاہور میں ہمارے مہمان ہوئے تو ان کی رہائش کے لئے ہم نے سماج کی طرف سے ایک ہوٹل چھڑیا گھر کیطرف کرایہ پر لیا اور ہر طرح سے ان کی خاطر و تواضع میں مصروف ہوگئے وہاں ہر روز صبح کو میں اور لالہ سائیں داس و لالہ مولراج یعنے ہم تینوں انکے ملنے کیواسطے جایا کرتے اور پھر شام کو جا کر آدھی رات تک انکے پاس بات چیت کرنیکے لئے ٹھیرے رہتے تھے + ایک خاص تخلیہ میں ہماری میڈم صاحبہ سے جو بات چیت ہوئی وہ قابل ذکر ہے جو ذیل میں درج ہے +

میڈم صاحبہ نے لالہ مولراج ایم اے سے یہ درخواست کی کہ وہ اُن کی سوسائٹی کے ممبر بن جاویں اور ممبر بننے کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہم آریہ ورت کے سدھار کے لئے کمر ہمت باندھکر یہاں آئے ہیں اور آپ کو یہ معلوم ہے کہ قوم انگریز جو بڑی دانا ہے جب تک اُنکی ہمدردی آریہ ورت کے سدھار کیلئے نہ حاصل کیجائے تب تک پوری طرح آپ لوگوں کا سُدھار نہیں ہو سکتا اور ہم نے خوب سوچا ہے۔ کہ انکی ہمدردی حاصل کرنے کی اور کوئی سبیل نہیں ہے۔ بجز اسکے کہ انکو اسبات کا یقین دلایا جاوے کہ ہندوستان کے متعلق ایک یوگ ودیا ایسا علم ہے جس کے ذریعہ بڑے بڑے عمدہ نتائج حاصل اور سائنس پر قدرت حاصل کر سکتا ہے اور کیسے ہی مشکل سے مشکل سوالات روحانی یا جس طرح کے ہوں اسکا جواب یوگ ودیا کے ماہروں سے تشفی طور پر مل سکتا ہے چنانچہ ہم جن جن صاحبان انگریز سے ملتے رہے ہیں انکو یہی ذہن نشین کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ اسکو یقین دلا دیا گیا ہے کہ موجودہ نسل انگریزوں کی یوگ ودیا کے حاصل کرنیکی قابلیت نہیں رکھتی کیونکہ یہ لوگ گوشت خوروں کی اولاد ہیں اور خود گوشت خور ہیں اور گوشتوں میں بھی ممنوع سے ممنوع گوشت کھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور یہ بھی انکو سمجھایا گیا ہے۔ کہ گو وہ بذاتہٖ اس ودیا کو حاصل نہیں کر سکتے مگر جو لوگ اس ودیا کے جاننے والے ہیں ان سے اپنے مشکل سوالات کا جواب پا سکتے ہیں مگر یہ بھی براہ راست نہیں صرف ہمارے یعنے میڈم بلیوٹسکی کے وساطت سے ہو سکتا ہے۔ اور اس ودیا کے ماہروں کا نام ہم نے مہاتما رکھا ہوا ہے لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری سوسائٹی کے ممبر بن جائیں تاکہ ممبر بننے کے بعد آپ کو ہم مہاتما کی پدوی دیں اور جو مہاتماؤں سے کام لینا ہمارا مقصد ہے جسکا کچھ ذکر اوپر آچکا ہے وہ ہم آپ سے لیں یعنے یہ کہ اگر کوئی انگریز یا کوئی اور شائق کوئی خاص بات بذریعہ مہاتماؤں سے ہماری معرفت دریافت کرنا چاہئے تو ان کی استفسار کی چٹھی لیکر آپکے پاس بھیج جاوے اور آپ سے جواب حاصل کر کے ہم ان کے پاس بھیج دیں اسپر مولراج جی نے کہا کہ اول تو میں آپ کی سوسائٹی کا ممبر بننا نہیں چاہتا اور نہ آپ لوگوں کا میں پورا اعتماد کرتا ہوں بر تقدیر اگر میں آپکی سوسائٹی کا ممبر بنکر مہاتما کی پدوی کو حاصل کر لوں اور کوئی ایسی چٹھی جواب طلب میرے پاس بھیجدیں جسکا میں تشفی جواب نہ دے سکوں تو پھر کیا ہوگا۔ اس کے جواب میں میڈم صاحبہ نے فرمایا کہ اس بات کا تم کچھ فکر نہ کرو کیونکہ جب کوئی جواب طلب چٹھی تمہارے پاس پہنچیگی ساتھ ہی اس کے مسودہ جواب کا بھی تیار کیا ہوا پہنچ جایا کریگا اور آپکو صرف نقل کرنے کا ہی کام باقی رہیگا اسپر مولراج صاحب نے ممبر بننے سے قطعی انکار کیا تب میڈم صاحبہ نے نہایت ناراضگی سے الکاٹ صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ لو ان بھائیوں کی امداد کے بھروسہ پر ہم اس ملک میں آریہ ورت کے سدھار کے لئے اتنے دور دراز سفر کی تکلیفات اٹھا کر آئے تھے وہی ہم کو جواب دیتے ہیں اور ہمارا اعتبار نہیں کرتے ان کے اس کہنے پر بھی رائے مولراج صاحب ممبر نہیں ہوئے پھر معمولی بات چیت و دیگر امور ہوتی رہی +

مگر صرف دیہہ کی جدائی کے بغیر اور اس کا کچھ مرن نہیں ہوتا۔ شریر کے تیاگنے پر سرب بیاپک اکاش کے ذریعہ ایشور کی بیوستھا کے مطابق اپنے کئے ہوئے پاپ اور پن کے انوسار دوسرے شریر کو پراپت ہوتا ہے جب تک شریر کو نیاگ کر اکاش میں اور گربھ واس میں بالک پن کی اوستھا میں رہتا ہے تب اس کو وشیش گیان نہیں ہوتا مگر یہ حالت نیند - مہر رچھا کی طرح ہے جیسے ان میں رہتا ہے ویسے ہی وہاں

بدی اس کو بات چیت کرنے - دروازہ کھٹکھٹانے - اور دوسرے کے شریر میں پرویشٹ ہونے کی طاقت ہے تو وہ پھر پیارے استھان وہن - شریر - بستر - بھوجن وغیرہ اور پیاری استری پتر پتا - بھائی - متر - نوکر - پشو - سواری وغیرہ ان کو کیوں نہیں پراپت ہو جاتا - جو یہاں پر کوئی کہے کہ اچھی طرح سے دھیان کر کے اس کو بلا دے تو وہ آجا دے اس پر ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی کسی کا پیارا مر جاتا ہے تو وہ اس کا رات دن دھیان کرتا رہتا ہے - پھر وہ کیوں نہیں آجاتا - اگر کوئی یہ کہے کہ اس کے پہلے رشتہ دار تھے ان کے پاس نہیں آتا - اور غیروں کے پاس آتا ہے - تو یہ اس کا کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ پہلے رشتہ داروں میں پریتی ہونے سے اور غیر لوگوں سے پریتی نہ ہونے سے -

بغیر ایشور کے جگت خود بخود نہیں ہو سکتا - وہی سب کے مالک - نیاکاری - سروگیہ - سب جیوؤں کے پاپ پن کا پھل دینے والے ایشور کے ہمیشہ جاگنے والا ہونے سے -

اور آپنے جو مردہ کا فوٹو میرے پاس بھیجا اس میں کپٹ اور دھورتتا کا بیوہار نشچے ہوتا ہے جیسے اندر جال والا چالاکی سے اشچریہ اور الٹے بیوہار ست کیطرح دکھلاتا ہے یہ بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور جیسے کوئی سورج چندر کے پرکاش میں اپنی چھایہ کو حلق - مہر سے اوپر آنکھ کا بند کرنا اور کھولنا چھوڑ کر ٹھیری ہوئی نظر سے دیکھے - اور کچھ کال کے بعد شدھ اکاش میں اوپر دیکھے اور نظر ٹھہرائے تو وہ اپنے سے جدا اپنی چھایا کا فوٹو روپ بڑی مورتی کو دیکھتا ہے یہ ایسا ہی بیوہار ہوگا - سنسکرت ودیا میں بھوت شبد سے جو کوئی شریر دھاری ہو کر نہ رہے اس کا گرہن ہوتا ہے اور نرجیو شریر کا جب تک داہ نہ ہو تب تک اس کا پریت نام ہے ایشرین سماکشچن نہ بھوتو بھوشتی ہیں اور سنو ۲۵ ہیں بھوت اور پریت شبد آئے ہیں وہاں بھوت سے ہو چکا اور پریت سے نرجیو شریر کا گرہن ہے کہ گورو کے شریر کو شاگرد باپ کے نرجیو یگیہ یعنی مرتک سنسکار کیطرح پھونک دے یہ ہم نے پرسنگ میں کہدیا جس کو آپ لوگ بھوت پریت سمجھتے ہیں اس کا شاستر میں کوئی مطلب نہیں ہے کیونکہ وہ مول ہے مٹھیا ہیں اور پھر اپنی روپ ہائیں اس میں کچھ سند یہ نہیں ان کا ہونا یا نہ ہونا سب کچھ محض کپٹ جال ہے ایسا جاننا ماننا چاہئے اس مختصر کو آپ اچھی طرح مفصل (بہت) کر کے جان لیں -

(۷) آپ جو ہم سے سکھشا لینے کی اچھیا کرتے ہیں وہ پرمارتھ یا بیوہار وشے میں ہے اس کا وستار نہیں ہوا - وہ میں تیز وار لکھنے میں اسمرتھ ہوں وہ مختصر اً میری بنائی پستکوں میں لکھے ہیں اور مفصل وید آدک شاستروں میں ہیں لیکن اس کے واسطے میں نے شری یت پرشچندر کو لکھدیا ہے - کہ وہ آریہ ادلش رتن مالا کا انگریزی میں ترجمہ کر کے آپ کو بھیجدیوںگا اس سے آپ کو کئی باتیں حاصل ہو جاویں گی -

(۸) دیدوکت طریقہ سے مرتک کریا کرنی چاہئے اور سنسکار ودھی گرنتھ میں لکھدی ہے یہاں بھی سنکھیپ سے لکھتے ہیں - جب کوئی منش مرے تب مردہ شریر کو نہلا کر اچھی سگندھت پدارتھ اس پر لیپ کر اچھے نئے کپڑے میں لپٹ کر میلے کپڑے جدا کر کے جلانے کی جگہ پر لیجا کر آدمی کے ہاتھ کھڑے کرنے کے برابر لمبی مردہ کی چھاتی کے برابر چوڑی زانو تک گہری ویدی کھودیں اور اس کے نیچے تک ایسے ویدی رچکر جل سے پونر کر کے شریر کے وزن کے برابر گھی چھانکر اس میں ایک رتی کستوری ایک ماشہ کیسر ملا کر چندن پلاش آم وغیرہ کی لکڑیوں کو لیکر ان کو کاٹ کر آدھی ویدی چن کر اس کے درمیان مردہ رکھ کر تھوڑی تھوڑی کافور گوگل چندن آدمی کے چورن کو مرتک دیہہ کے پاس پھیلا کر اس کے بعد باقی لکڑیاں اس کے اوپر پھیلا چن دے اور پھر آگ لگا دے - اور آہستہ آہستہ گھی کی آہوتی ۱۲۳۹ ادھیائے یجروید کے مطابق ایک ایک منتر پڑھکر جلا دے پھر وہاں سے چلکر کسی جل آشہ یعنی تالاب یا سمپ یا کنوئیں یا گھر آکر نہا کر شوک کو دور کر کے اپنے اپنے کام کو کریں - پھر جلنے کے تیسرے دن جاکر مع ہڈیوں کے سب خاکستر جمع کر کے کسی اچھی جگہ گاڑ دیں - یہ ویدوکت طریقہ سے مرتک سنسکار ہے - کم و بیش نہیں اور وہ جو اپنے منتر کی ہڈیاں آپ کے پاس ہیں وہ بھی کسی پوتر جگہ پر جا کر کھود کر مٹی سے ڈھک دینی چاہئیں +

(۹) وہ وید آپ کے ہم نے جیسا آپ نے لکھا انگلینڈ میں بھیجدئے +

(۱۰) جب آپ کا نشچے ہووے تب سبھا کا نام بدلنا چاہئے عالموں کی سبھا کا یہ نیم ہے - جب کوئی نیا کرنے لوگ ہو تب سب اچھے ودوانوں سبھا سدوں کو کہکر

ویدگیہ کا نام برہمن ہے۔ آٹھ برس سے ۴۸ تک نیم پوربک جتندریہ اور ودوانوں کے سنگ سے ویدوں کے ارتھ کا سُننا۔ ماننا۔ بچار کرنا اس کا نام برہمچریہ سیون ہے۔ بعدازاں رتو کال
یا اپنی بیاہتا استری سے تعلق کرنا بیگانی استری کا تیاگ وغیرہ اُتم گنوں سے آریہ ہوتا ہے۔ رگ وید ۱۔ ۵۱۔ ۸۔ جب ابتدائی سرشٹی میں ویدوں کا پرکاش ہوا تب
ایشور نے سب چیزوں کے نام رکھے پھر اُسی کے مطابق رشیوں نے سرشٹ وششٹ و بدعلاج کے منشوں کے آریہ اور دسیو آدنام رکھے اس منتر میں ایشور نے منشوں کو آگیا دی ہے کہ
ہے منش سنسار میں سرلشٹ گُن کرم سوبھاؤ سے یکت پروپکاری کو آریہ اور اس کے خلاف دوسروں کی ہانی کرنیوالے کو دسیو جان۔ دشٹوں کو ودیا اور سکھشا سے ڈنڈ دے کر
درست کرنے کی آگیا ہے۔ رگ وید ۱۔ ۱۱۷۔ ۲۱ سے بھی یہی ثابت ہے۔ ہمالیہ کے پرانت میں آدی سرشٹی ہوئی تھی جب وہاں انسان کی آبادی بہت ہو گئی تب
سرلشٹ آدمیوں کا ایک پکش اور دشٹوں کا دوسرا پکش ہوا تب سوبھاؤ کی بھید سے کچھ ودوہ ہوا جو آریہ تھے وہ اس دیش میں چلے آئے جس سے اس دیش کا نام آریہ ورت ہوا۔
منو ۲۔ ۱۷۔ ۲۲ میں لکھا ہے سرسوتی اور درشدونی دو بڑی ندیوں (اٹک۔ برہم پُتر) کے درمیان ملک کا نام آریہ ورت ہے مشرقی سمندر سے مغربی سمندر تک ہمالہ و
بندھیاچل سے لیکر یہ سب آریہ ورت ہے آریوں کی جو سماج ہے اُسکا نام آریہ سماج اور دسیو گنوں کو چھوڑ کر جو آریہ گنوں کو گرہن کرتے ہیں۔ انکی جو سماج ہے اُسکا نام آریہ سماج ہے
پس تمام اچھی بھاؤں کا آریہ سماج نام رکھنے میں کوئی ہرج نہیں بلکہ یہ النکار یم بھوشن یعنے اُتم زیور یا کمال زینت ہے۔

۴۔ آپ ست سکھشا۔ ودیا۔ سبھیا۔ پرشارتھ۔ سجنتا سے پراپکار کا آچرن کیجئے اور پریتن (کوشش) سے اپنے بندھو جنوں میں اسکا پرچار و برتاؤ کیجئے۔ یہ آپ کے پرشن کا خلاصہ اُتر ہے
اسکا مفصل حال ویدادی شاستر کے پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے اور جو میں نے وید بھاشیہ۔ سندھیا اُپاسن۔ آریہ ونے۔ ویدورودھ مت کھنڈن و ویدانتی دھونت نوارن ستیارتھ پرکاش۔ سنسکار ودھی
آریہ ادیش رتن مالا وغیرہ گرنتھ بنائے ہیں۔ اُن کے مطالعہ سے بھی وید کا گیان ہو سکتا ہے۔ ایسا آپ جانیں۔

۵۔ جو چیتن ہے وہ جیو ہے اور جیو کا چیتن ہی سوبھاؤ ہے اُسکی اچھیا وغیرہ دھرم ہیں۔ وہ بھی بے شکل اور ناش سے رہت رہتا ہے جیو نہ کبھی اُتپن ہوا اور نہ ناش ہوتا ہے اسکا وچار
ویدوں اور آریوں کے بنائے ہوئے گرنتھوں میں خوب اچھی طرح سے کیا ہوا ہے یہاں طول ہو جانے کے خوف سے تھوڑا لکھا جاتا ہے۔

یجروید ادھیا ۴۰ منتر ۲ سے جیو کا اچھیا دھرم ثابت ہے۔ اور یجروید ادھیائے منتر ۲۲ سے سکھ۔ دُکھ۔ دویش یہ تین دھرم اور یجر ادھیا ۳۴ منتر ۱ سے گیان دھرم جیو کا جانا جاتا ہے
جیو ہمیشہ سکھ کی اچھیا کرتا ہے اور دُکھ کے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے ان دونو کے اندر بہت سی کوششیں بھی جیو کے دھرم ہیں۔ اچھیا دویش۔ پریتن سکھ دُکھ گیان جیو کے لکشن نیائے شاستر ۱۔ ۱۔
پران۔ اپان۔ نمیش۔ انمیش۔ جیون۔ من۔ گتی۔ اندریہ انتر وکار۔ سکھ۔ دوکھ۔ اچھیا دویش پریتن جیو کے سنگ ہیں۔ ویشیشک ۳۔ ۲۔ ۴۔ اندر سے ہوا کو باہر نکالنا پران ہے باہر کی
ہوا کو اندر لیجانا اپان ہے۔ آنکھوں کا بند کرنا نمیش اور کھولنا انمیش ہے۔ پران کا دھارن کرنا جیون ہے اور گیان منن ہے۔ حرکت بالارادہ کا نام گتی ہے۔ اندریوں کو جوڑنا۔ اور اندریوں کا
کرنا جو آدک روگوں سے رکیت ہونا اسکا نام وکار ہے۔ دھرم اور ادھرم کا اوشٹھان اور گنتی اور جاتی کے ابھیاس سے اکٹھا ہے اور ویکتی کے ابھیاس سے جدا جدا اور رہتے ہیں بھولے ہوئے
کا گیان اور پڑھے کا یاد آنا اسکا نام سنسکار ہے۔ پرمانو پرم سوکشم اور جدا جدا ہونیسے انکا بھید ہے سنجوگ میل کا نام ہے اور ویوگ جدائی کا نام ہے مہابھارت کے موکش دھرم کے انترگت
بھردواج نے لکھا ہے کہ جو من اور انتہ کرن میں ہو کر اچھیا آدی سے لیکر گیان تک سب پرکاش کو جاننے والا پدارتھ ہے وہ جیو ہے۔ یہ دیہہ۔ اندریہ۔ پران انتہ کرن سے جدا
ہے۔ اسواسطے بہت باتوں کو ایک وقت دھارن کرتا ہے جیسے کہ ہم نے جو کچھ کان سے سنا وہی آنکھ سے دیکھا اور جو آنکھ سے دیکھا اسی کو ہاتھ سے چھوتا ہوں جسکو ہاتھ سے
چھوا اسی کو رسنا سے چکھتا ہوں جسکو رسنا سے سواد لیا اُسے کو ناک سے سونگھتا ہوں جو ناک سے سونگھتا اسی کو من سے جانتا ہوں جسکو من سے جانا اسکو چت سے چنتن کرتا ہوں
جس کو چت سے چنتن اسکو بدھی سے نشچیہ کرتا ہوں جس کو بدھی سے نشچیہ کیا اُسکو اہنکار سے مان کر جو برتاؤ کرتا ہے وہ جیو آتما سب سے جدا ہے ایسا ہی جاننا چاہیئے۔ کس واسطے
کہ جو اپنے اپنے وشے میں وتمان اور دوسرے کے وشے سے جدا اور اگ میں برتنے والے کان وغیرہ سے جدا جدا لئے ہوئے شبد آدک وشیوں کو زمانہ حال میں جمع
کرتا ہے وہی جیو ہے کیونکہ اور کا دیکھا ہوا اور کو سمرن نہیں ہوتا۔ نہ کان کو سپرش گرہن کی سمرتھائی (طاقت) ہے۔ نہ چمڑے کو شبد گرہن کرنیکی پھر تو کان سے سنکر گھڑی
کو میں ہاتھ سے سپرش کرتا ہوں جسکا پورب کال میں دیکھے ہوئے کے انوسندھان سے پھر اسکو صحیح ویسا ہی جانکر موجودہ زمانہ میں دیکھتا ہے وہ دونو وقت سے سرب دھنوں
سے بیاپک اور سرب کا ادھشٹھاتا اور گیان سروپ جیو کا ہی دھرم پایا جاتا ہے۔ ایسا ماننا چاہیئے۔

اسیطرح پرانے لطیفوں سے آریوں کو وید شاستر سے جانے ہوئے سادھن لوگ کے وچار سے جیو کے سروپ کا گیان ہوا اور رہتا ہے اور رہوگا۔ جب جیو یہ شریر چھوڑ دیتا ہے تب گیا ایسا کہا جاتا ہے

اور ہمارے جیووں سے تمام بھوگول پر رہنے والے تمام منشوں پر پورن کرپا اور انصاف سے پہر انکے دوکھ نمک کپٹ سے یکت متوں کو صاف کرنیکے لئے اپنے بنائی ہوئی سب ست ودیا کے خزانہ ویدوں میں پریتی پیدا کی بنا برآں ہم سب خوش نصیب ہیں ایسے نشچے جانکر کرپا کی درشٹی سے ہمکو اس سرب ہت سمبھا دت کام کی اُنتی کیلئے پرارتھنا کرنی چاہیئے -

۱ - جو آپکے بھیجے ہوئے سبھا پرتشٹا پتر (ڈپلوما) پر ہم نے اپنی دستخط کرکے پھر آپکے پاس بھیجدیا وہ جلدی پہنچ جاویگا - جو آپنے لکھا ہے کہ آریہ ورت کی آریہ سماج کی شاخ تھیوسوفیکل سوسائٹی نام رکھا ہے وہ ہم نے بھی قبول کر لیا ہے یہ آپ کو معلوم ہو -

۲ - سب منشوں کو جیسے ایشر کی اُپاسنا کرنی چاہیئے وہ ہمنے چاروں ویدوں کی بہاشیہ بھومکا میں درج کر دیا ہے اسیکا خلاصہ یہ ہے کہ سب منشوں کو شدہ دیش میں استہت ہو کر آتما میں پران اندریاں کو وش کرکے سگن نرگن کے طریقہ سے ایشر کی اپاسنا کرنی چاہئیے - اپاسنا کے تین حصے ہیں - استتی - پرارتھنا - اپاسنا - ان تینوں کے پھر دو دو بھید ہیں جو ایشر کے گنوں کی کیرتی سے اسکی استتی کی جاتی ہے وہ سگن استتی کہاتی ہے جیسے یجروید ادھیاء ۴۰ منتر ۸ جو سب جگہ بیاپک ہے ہمیشہ سب جگت کا کرتا اور انت بیرج والا نبلیسئے وغیرہ ست گنوں سے یکت پوتر ہے سب کچھ جانتا یعنی سرو گیہ ہے سب کے آتماؤں کا شاہد سب جگہ اپنی سامرتھ سے ستک ویر پرماتما ہمیشہ اپنی سامرتھ لوگ سے ایک رس ورتمان اپنی جیو روپ پرجا کو وید کے اپدیش سے اچھی طرح صحیح صحیح جتاتا ہے اس طریقہ سے اسکی سگن استتی کرنی چاہیئے -

جہاں جہاں صنعت میں اس صانع کی صفات کی تعریف کیجاتی ہے - وہاں وہاں سگن اپاسنا جانا ئیے گن کہتے ہیں - وہ اکاء ہے یعنی کبھی جنم دھارن نہیں کرتا ہے نہ اس میں کبھی سوراخ ہوتا ہے اور نہ وہ کوئی پاپ نیسے اپائی بناہے - اسی طرح اتھروید کانڈ ۱۳ - انوواک ۴ منتر ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰ ان میں دو سے نو تک تکرار کرتے ہوئے متعدد ایشوروں یعنی کئی پرمیشوروں کے ہونیکا نشیدھ کرکے ویدوں میں ایک ہی ایشور کی اپاسنا کا ذکر ہی ایسا بتلایا ہے - جیسے سب پدارتھ اپنے گنوں کے سگن ورور وہ گنوں کے نہ ہونے سے نرگن ہیں اسطرح جو گن ایشور میں نہیں ہیں نشیدھ کے ساتھ استتی کرنا نرگن استتی جاننا اب پرارتھنا کا ذکر کرتے ہیں - یجروید ادھیاء ۳۲ منتر ۱۴ ہے سرب پرکاشک ایشر آپ کی کرپا سے جس بدھی کو دیوگن یعنی تمام ودوان ورگیانی اپاسنا کرتے ہیں اُسی بدھی کو مجھے مرحمت کیجئے - دو بابدھی کی یاچنا کرنا اور تمام گنوں کی یاچنا کرنا یہ سگن بیت کی پرارتھنا ہے -

اب نرگن پرارتھنا کہتے ہیں -

رگ وید ۱ — ۱۰۴ — ۸

" ۱ — ۱۱۴ — ۷ و ۸

ہے رودر یعنی دشٹ روگ - دوش - پاپی جن کے نوارک ایشر - آپ اپنی مہربانی سے ہمکو سچے اپنے سروپ کا آنند اور گیان ادر پریم ور اپنی آگیا پالن سے شدھ بھاؤ سے ہمکو کبھی دور مت کیجئے اور نہ آپکا پیارا ہم سے کبھی دور ہو اور ہماری اشٹ بھوگ یعنی بھوجن - ان وغیرہ عمدہ چیزیں ہم سے جدا نہ کیجئے ہے سرب شکتی مان آپ ہمکو گربھ میں بچہ کبھی بھی نہ کریں - اور بکہ کے سادھن بھی ہم سے ویکت نہ ہوں -

ہے سب دشٹ جیوون کو ان کے کرم انوسار پھل دینے والے رودر آپ ہمکو ودیا اور عمر میں بڑے جنوں کی اچھی سنگت سے جدا نہ کیجئے - اور ہماری چھوٹی شالاؤں کلیم سے وایوگ نہ کیجئے اور دہرم اپدیشاؤں اور بہادروں کی ہمکو سست نہ کیجئے اور دویا اور ویرج کے یکت جیوان سے اور اچھے گنوں سے یکت پرشوں سے اور پالنے والوں اور آچاریوں در مان کرنے والی وِدیا سے دورست کیجئے - ہماری جسمانی صحت کو بھی قایم رکھئے تاکہ ہم آپ کی آگیا پالن میں تت پر رہیں -

ہے سب روگ کے دور کرنے والے ایشر - عمدہ تندرست شیر گائیں - گھوڑے - اچھی تیز چلنے والی سواریاں وہمارے خیرخواہ اور بھلا چاہنے والے بہادروں کو مت وبھید کہ ہم سدا آپ گیان سروپ کی آپ کی آگیا پالن سے پوجا کرتے رہیں -

اب سگن اپاسنا کی ترکیب لکھتے ہیں - بنیاء - کرپا - گیان سرب پرکاشک وغیرہ گنوں کے سہت ورتمان سب جگہ موجود انتریامی کی اپاسنا کرنا اور اسکی آگیا پر چلنا اپاسنا ہے اور سب کلیش دوش ناش - نربھے - جنم - مرن - سردی - گرمی - بھوک - پیاس - شوک - موہ - مدہ - متسر - روپ - رس - گندھ - سپرش وغیرہ سے رہت پرمیشور کو جانکر یہ سمجھنا کہ وہ سرو گیتا ہے ہمارے سب کرموں کو دیکھتا ہے - اس سے ڈر کر ہمیشہ پاپ انوشٹھان وغیرہ سے بچنا ایسی نرگن اپاسنا کرنی چاہیئے - اس طرح استتی - پرارتھنا اپاسنا کے بھید تین طرح پر سگن - نرگن لکھشن والی من سے دل لگا کر کرنیا کا نام اپاسنا ہے -

۳ - آریہ شبد کا ارتھ جو ودیا سنکشیا - سرب اپکار دہرم آچرن سے یکت ہو وہ آریہ ہے - اشٹا دھیائی ۶ - ۲ - ۵۸ - وید میں جو ایشر کی آگیا ہے اسکا انوشٹھان کرنے والے

کہ (۱) سورج پرستوں کی متبرک کتابیں ژند اوستھا۔ بودھوں کی تری پٹاکا اور برہمنوں کا اینتری برہمن کے اصل نسخہ ایک ہی سنسکرت زبان میں لکھے گئے تھے (۲) یہ تینوں زبانیں یعنی ژند۔ پالی اور موجودہ برہمنی سنسکرت کم و بیش اول (سنسکرت زبان) سے ہی نکل ہوئی ہیں (۳) کہ پرانی سنسکرت ہی تمام پراچین سے بعد کی انڈو یورپین زبانوں اور نیز یورپ کی موجودہ زبانوں اور بولیوں کی مخرج ہے (۴) کہ کافرستان کے تین خاص مذاہب (زردشتی۔ بودھ۔ اور برہمنی) ویدک وحدانیت کے تعلیم کی صرف گرے ہوئے نمونہ ہیں جسکی وجہ کہ انکے اصلی پراچین مذاہب ہونے میں کچھ فرق نہیں آتا اور نیز وہ حال کے بناوٹی مذہب ثابت ہو سکتے ہیں" ۱۰۸ و ۱۰۹ مطبوعہ ۱۸۸۲ء (از اس کی ولیسٹ بک رشیں منجر ایت ۷۹ دسنہ مطبوعہ روم)

سوامی جی مہاراج کی اُن سنسکرت چٹھیات کے ترجمے کی نقل جو اُنہوں نے وقتاً فوقتاً تھیوسوفسٹوں کو بھیجیں

سوامی جی کی پہلی سنسکرت چٹھی کا ترجمہ

عمدہ صفات سے موصوف قدیمی مذہب حق (ست سناتن دہرم) پر ماسوف۔ مذہب باطل کے چھوڑنے پر طیار ایک لاشریک ایشر کی عبادت کے خواستگار بندہ ورگ مہاشے جناب مہا ئے صاحبان ہنری ایس اسکاٹ پردہان اور میڈم ایچ۔ پی بلیوسٹکی منتری اور دیگر تمام معزز بہاسدان تھیوسافیکل سوسائٹی کو دیانند سرسوتی سوامی کی کلیان دایک اشیس یعنی بہتری کرنے والی دعا ہو۔

یہاں آنند ہے اور آپ کی آنند کے خواہشمند ہیں۔ جو آپنے مہاشہ مول جی ٹھکر اور ہرشچند چنتامنی کی معرفت ہمارے پاس خط ارسال کیا ہے اُسے دیکھکر ہمیں بہت آنند ہوا۔ آمنقام پرشیشیار دھنوادسرب شکتی مان سرونتر ایک رس بیاپک سچدانند۔ انت۔ اکھنڈ۔ اجنما۔ نرد کار۔ انباشی۔ نیائے کاری۔ دیالو۔ دگیان سمر شٹی۔ استھتی پرلے کا خاص نمت کارن اور ستیہ گن کرم سوبھاؤ۔ شدہ دہرم۔ اکھل ودیا یکت جگدیشور کو ہے کہ اُس کی کرپا سے تخمیناً پانچہزار برس کے بعد مہابھارت کے ادوے ہونیسے ہمارے پیارے پاتال دیش نواسیوں کا جو آپ ہیں ہم آریہ ورت نواسیوں کیساتھ پھر پریتی کے پیدا ہونے والا اُپکار یعنی بیتیر بیوہار اور سوال و جواب کرنے کا وقت آگیا۔ ہم آپ سے بڑے پریم سے نیز بیوہار کرنیکو سویکار کرتے ہیں۔ اسکے بعد آپکی جیسی مرضی ہو نیز لکھکر مول جی و ہرشچند رجی کے معرفت ارسال فرماویں ہم بھی انہیں کے ذریعہ آپ صاحبان کے پاس نیز ارسال کرتے رہینگے۔ جہانتک ہماری سامرتھ ہوگی وہانتک ہم سہاتیا بھی دینگے۔ آپکی جیسے کہ رچن وغیرہ منسوب کی بابت رائے ہے۔ ویسے ہی ہماری بھی نشچتی ہے۔ جیسے ایشور ایک ہے ویسے ہی سب منشوں کا ایک ہی دہرم ہونا چاہئیے پس ایک ایشور کی اپاسنا کرنی اور ودیا سرب اُپکار روپ پانی۔ سناتن وید ودیا سے پرنیا دت اور آپت و دوانوں کا عملدرآمد۔ پرتکش آدی پرمانوں کے موافق۔ سرشٹی کرم کے مطابق۔ اپنائے پکشپات سرہت دہرم سے یکت آتما سے پریتی کرنی اور سب سے نیکو آرائے سلامت بولنا وغیرہ روشن مسایل ہیں جو سب کے سکھ دینے والی اور سب کے عملدرآمد کے یوگ جاننا چاہئیے انکے علاوہ جو ناقص خیال چپل۔ اودیا۔ خود غرضی دہرم یکت منشوں کے ہیں جیسے کہ منش کو ایشور ماننا۔ مُردوں کا زندہ کرنا۔ کوڑہیوں کا راضی کرنا۔ پہاڑ کا اُٹھانا شق القمر کا کھیل وغیرہ جو مروج ہیں۔ وہ سب دہرم ہیں ان سے باہمی نفاق مخالفت کا پیدا ہونا سب طرح کے سکھ کا ناش ہونا اور سب طرح کے دکھ کا پیدا ہونا ہے یہ ہمنے اچھی طرح نشچکر لیا ہے۔ کب پرمیشور کی کرپا اور انسانوں کی ہمت سے ان باتوں کا ناش ہو کر سناتن آریوں سے سیونے یوگ ایک ست دہرم تمام بنی نوع انسان میں پرچلت ہوگا ہم ایسی پرماتما سے پرارتھنا کرتے ہیں جب آپ صاحبان کا پتر آیا تھا تب ہم پنجاب دیش کے درمیان لاہور شہر میں تھے اس جگہ بھی آریہ سماج کے بہت ودوانوں کو آپ صاحبان کے پتر کو مطالعہ کر کے خوب آنند حاصل ہوا۔ ہم ہمیشہ ایک جگہ پر نہیں رہتے۔ اسلئے اُسی پتہ سے پتر بھیجنا بہتر ہوگا۔ اگرچہ کثرت کام کے باعث ہمیں فرصت کم ہوتی ہے تو بھی آپ جیسے ست دہرم کے بڑھانے میں پرورت۔ تن من دہن سے سب کی بھلائی میں کمربستہ ست دہرم کی اُنتی اور سب منشوں کو پیار کرنیمیں مضبوط اتساہ سے یکت صاحبوں کے منشا کو پورا کرنے کیواسطے ہم نے ضرور سمے نکال لیا ہے ایسا نشچے جانکر پروپکار کے واسطے ہم آپ کی سہاتیا اور شری مانوں کے ساتھ پتر بیوہار سکھ سے کرینگے بُدھی مانوں کیواسطے یہی کافی ہے۔ مورخہ سمبت ۱۹۳۵ بکرمی بیساکھ کرشن ۵۔ آوت وار مطابق ۲۱ اپریل ۱۸۷۸ء دیانند سرسوتی۔

سوامی جی کی دوسری سنسکرت چٹھی کا ترجمہ

ستودہ صفات اور بہبودی کے خیالات اور عالموں کے آچار سے یکت ایک ایشر کی اپاسنا میں مصروف نت پرارتھ اسکے گیان و اپدیشادو میں پریتی رکھنے والے پیارے پاتال دیش استھ اور ہمارے بندہ ہو۔ آریہ سماج کی سدمانت کو پرکاش کرنیوالی تھیوسافیکل سوسائٹی کے سبھاپتی شری بیت ہنری ایس اسکاٹ وغیرہ صاحبان کو دیانند سرسوتی سوامی کی آشیش کلیان دینے والی ہو۔

ایشر کی انوگرہ سے یہاں کلیان ہے اور ایسے ہی ہم وہاں پر آپ کی کلیان چاہتے ہیں۔ ہم نے آنصاحب کے بھیجے ہوئے خطوط آریہ سماج کے پردہان بابو ہرشچند چنتامنی کے ذریعہ وصول پاکے اُن میں لکھا ہوا بیانات معلوم کر کے ہمکو اور دیگر سماج کے پردہان اور منتری اور دیگر سبھاسدوں کو بہت ہی خوشی ہوئی۔ اس اُتم کاریہ کے پرورت ہونیسے ایشور کا ہزاراں دہنواد (شکریہ) ادا کرنا چاہئیے جس ودتی سرب شکتی مان تمام جگت کے سوامی اور سرب جگت کو پیدا کرنیوالی دیا مان کرنیوالے پرماتما نے بڑی مدت سے پاکھنڈ مت روپ دشٹ بادلیش سے ہوا ہوا پیرہ دورہ دی ہوئی اندہکار کے سہت وداستوں کو آپ صاحبوں جیسے اور

جب پروفیسر میکس مولر اپنی کتاب سلیمیت گرنتھ میں بیان کرتا ہے کہ آریہ قوم نے ہندوستان میں الیشر کے تصور کو بتدریج اور درجہ بدرجہ حاصل کیا وہ ظاہر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ وید اتنے پرانے نہیں ہیں۔ جتنے اُس کے اور ساتھی خیال کرتے ہیں کچھ تھوڑی بہت قیمتی شہادت اپنے اس جدید خیال کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے پیش کر کے وہ اسبات پر ختم کرتا ہے جو اس کے خیال میں ناقابل تردید ہے۔ وہ لفظ ہرن گربھا کی طرف منتروں میں اشارہ کرتا ہے اور اسکا ترجمہ وہ سونا کرتا ہے۔ اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ویدوں کا حصہ جسکو چھند کہتے ہیں ۳۱۰۰ برس ہوئے کہ بنایا گیا تو وہ حصہ کہ جس کو منتر کہتے ہیں ۲۹۰۰ برس سے پہلے نہیں لکھا جا سکتا؛؛

پڑھنے والے کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ویدوں کے دو حصے ہیں چھند[1] شلوک نظم وغیرہ۔ منتر[2] یعنی دعائیں اور مقفی بھجن جو کہ علاوہ دعاؤں کے واسطے یجگ میں پڑھے جاتے ہیں۔ پروفیسر میکس مولر منتروں کو (اگنی پوروی بھی وغیرہ) زبان کے لحاظ سے اور تاریخ کے لحاظ سے تقسیم کرتے ہیں اور اس میں لفظ ہرنیہ گربھا کو پاکر اُسے تاریخی غلطی کا الزام لگاتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ پرانے لوگ سونے کا علم نہیں رکھتے تھے اور چونکہ اسی منتر میں سونا آیا ہے اسلئے اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ منتر نسبتاً پچھلے زمانہ میں بنایا گیا وغیرہ وغیرہ۔

مگر یہاں مشہور سنسکرت دان بہت غلطی پر ہے۔ سوامی دیانند اور دیگر پنڈت جو بعض دفعہ دیانند کے رفیق نہیں ہوتے اسبات میں اتفاق کرتے ہیں کہ پروفیسر میکس مولر لفظ ہرنیہ کے معنے بالکل ہی غلط سمجھا ہے۔ دہاتو کے ارتھ اسکا سونا نہیں ہے اور اب جب گربھ لفظ کیسا تھ ملتا ہے۔ تو اس کے معنے سونا نہیں ہوتے اس لئے پروفیسر صاحب کے تمام بڑے بڑے ثبوت محض رائیگاں ہیں۔ اس منتر میں لفظ ہرنیہ کا ترجمہ خدائے جلال ہے۔ جو سوکہشم طور پر وویا کا نشان ہے اسی تشریح پر کیمیاگر روشنی کیواسطے بخارات نہ کے لفظ کو استعمال کرتے ہیں۔ اور روشنی کی کرنوں میں سے اصلی دھات کو نکالنے کی امید کرتے تھے۔ دونو لفظ ہرنیہ گربھا کو ملا کر سینہ روشن کے ہو جاتے ہیں اور جب ویدوں میں استعمال کئے جائینگے تو اوس اصول حقیقی کو ظاہر کرتے ہین جس کے سینہ میں جیسا کہ سونا سینہ زمین میں ہے سچا علم (ست وویا) اور سچائی کی روشنی مقیم ہے۔ یعنے وہ روشنی جو دنیا کے پاپوں سے چھوٹے ہوئے روحوں کا اصلی جوہر ہے۔ منتروں اور چھندوں میں آدمی کو ہمیشہ دوہرے معنے دینے چاہئے اول گوہتر اور ادتی سوکہشم یعنے آتمک روحانی۔ دوم محض ستاربرک یعنی ظاہری کیونکہ ہر ایک چیز جو اسی دنیا پر ہے روحانی دنیا کے ساتھ گوہترا سمبندھ رکھتی ہے۔ وہاں سے ہی یہ نکلتی ہے۔ اور اسی میں پھر سما جاتی ہے مثلاً اندر رعد کا دیوتا۔ اور سورج سورج کا دیوتا۔ وایو پون کا دیوتا۔ اگنی آگ کا دیوتا۔ یہ چاروں اصلی حقیقی اصول پر انحصار رکھتے ہوئے منتر کے بموجب ہرنیہ گربھا یعنی روشن سینہ سے پھیلتے ہیں۔ اس حالت میں یہ دیوتے قدرت کی حالت کے گویا مجسم نمونہ ہیں لیکن ہندوستان میں ان رازوں کے ماہر وودان لوگ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کہ اندر دیوتا مثلاً شبد کے سوا اور کچھ نہیں جو کہ بجلی کی طاقتوں کے صدمہ سے پیدا ہوتا ہے یا محض خود بجلی ہی ہے۔ سوریہ۔ سورج کا دیوتا نہیں بلکہ ہماری نظام شمسی میں اگنی کا ایک مرکز ہے یعنی وہ ایک جوہر ہے۔ جہاں سے اگنی آگ گرمی روشنی وغیرہ وغیرہ نکلتی ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جس کی کسی یورپین سائنس جاننے والے نے ٹنڈل صاحب اور شراپ فر صاحب کی رایوں کی مخالفت نہ کرتے ہوئے آجتک تعریف نہیں کی یہ مخفی معنی میکس مولر صاحب کے خیال میں بالکل نہیں آئے اور یہی سبب ہے کہ وہ مردہ حرف کو چمٹا ہوا اس عقیدہ کو حل کرنے کے بیشتر کبھی دچار نہیں کرتا۔ پھر یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ وہ ویدوں کی تحریف پر رائے زنی کی اجازت دیا جاسکے جب کہ وہ خود ان پرانی تصنیفات کی زبان کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے سے اسقدر دور ہے۔

متذکرہ بالا بیان دیانند کی دلیل کا خلاصہ ہے اور زیادہ تشریح کیلئے سنسکرت وویا والے اُسکی طرف رجوع ہوں جو کہ یقیناً اُسکی رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا میں پائیں گے؛؛ (صفحہ ۹۱ — ۹۴ تک)

"علم فیلولاجی (علم زبان) نے آخر کار دریافت کر لیا کہ سنسکرت زبان اگر کل پراچین زبانوں کا باپ نہیں تو کم از کم بقول میکس مولر کے بڑا بھائی ضرور ہے ہم کو الگزنڈر سوماڈوسی کورس (ایک سنسکرت زبان کے محقق) کی غیر معمولی جوش کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جسکی وجہ سے تبت میں ایک نئی زبان معلوم ہوئی ہے کہ جس کا ساہتیہ (لٹریچر) بالکل معلوم نہیں تھا۔ اس نے اس (زبان) کے کچھ حصوں کا ترجمہ کیا اور کچھ حصوں کی پڑتال کر کے انکا مطلب بیان کیا اس کے ترجموں نے سائنس کی دنیا پر ظاہر کر دیا ہے

وہ اپنی رائے کی تائید میں پورانی تحریری کتابوں کے حوالہ دیتا ہے۔ خاصکر کرشن اور اس کی پیارے شِشْ ارجن کی روائیتوں سے۔ ارجن کی تاریخ میں لکھا ہے جو کہ پانڈو سے ایک ہوا ہے اور چندر بنسی خاندان میں سے تھا اُس نے اپنے سفر میں پاتال دیکھا۔ اور شاہ ناگوال नागवाल کی الوپی उलोपी نامی بیوہ دختر سے شادی کی۔ باپ اور بیٹی کے ناموں کا مقابلہ کر کے ہم ذیل کے نتائج پر پہنچتے ہیں جو دیانند کے خیال کی بہت تائید کرتے ہیں +

۱ ناگوال ایک نام ہے جس سے میکسکو کے جادوگر امریکہ کے اصلی باشندے اور انڈین ابھی تک منسوب کئے جاتے ہیں۔ اسیریا اور چالڈیا کے ناگل لوگ یعنے حبگی کے سرداروں کے مانند میکسکو کے ناگوال بھی اپنی ذات میں جادوگر اور پروہت دونوں کام ملاتے ہیں جادوگر ہونے کی حالت میں وہ کسی بھوت سے مدد لیتے ہیں جو کسی جانور کی شکل میں ہوتا ہے عموماً سانپ یا سنسار کی شکل میں۔ یہ ناگوڈس خیال کیا جاتا ہے کہ ناگوا کی اولاد ہیں جو کہ سانپوں کا بادشاہ تھا + ابی بیر البیرڈی بوربورگ اپنی کتاب متعلقہ میکسکو کے بہت حصہ میں ان کا ذکر کرتا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ ناگو وال لوگ شیطان کے پیرو ہیں جو کہ ان کے عوض میں اُن کو کچھ عارضی مدد دیتا ہے +

سنسکرت میں بھی سانپ کو ناگ کہتے ہیں اور بدھ کی تاریخ میں ناگوں کی لدچا کا بہت ہی ذکر ہے اور پورانوں میں بھی یہ روائیت ہے کہ یہ ارجن تھا جس نے پاتال میں ناگ پوجا داخل کی یہ مطابقت اور ناموں کی مشابہت ایسی عجب ہے کہ ہمارے زباندانوں کو حقیقت میں ان باتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے +

۲ ارجن کی عورت الوپی उलोपी کا نام بھی محض میکسکو کی پورانی زبان کا نام ہے۔ اگر ہم سوامی دیانند کے خیال کو نہ بھی لیں تو اس بات کا بیان کرنا بالکل ناممکن ہے کہ مسیح کے زمانہ سے پہلے سنسکرت پُستکوں میں یہ نام کہاں سے آیا تمام پورانی زبانوں اور بولیوں میں سے امریکہ کے پرانے باشندوں کی زبانوں میں یہ امر پایا جاتا ہے۔ کہ ہم پ۔ ل اور ٹ ل وغیرہ وغیرہ حرفوں کو آپس میں ملا ہوا پاتے ہیں ایسے ٹاپ ٹولٹک टोलटक اور نہواٹل नहुआत्ल لوگوں کی زبان میں خاصکر کثرت سے ہیں۔ نہ سنسکرت اور نہ پورانی یونانی میں یہ لفظ۔ لفظ کے اخیر میں آتے ہیں نیز الفاظ اٹلس اور اٹلنٹس بھی یورپین زبان کی حرف سے اجنبی معلوم ہوتے ہیں افلاطون کو خواہ یہ کہیں سے ملے ہوں لیکن یہ اُس کی ایجاد نہیں ہیں ٹولٹک زبان میں ہمیں ایک دھاتو اٹل ملتا ہے جس کے معنے پانی اور جنگ کے ہیں اور کولمبس امریکہ کو دریافت کرنے کے بعد ہی ایک گاؤں بنام اٹلنٹ وہاں معلوم ہوا کہ خلیج اوراگا کے دہانے پر تھا۔ اب وہ ایک چھوٹا سا مچھلی پکڑنے کا گاؤں ہے جسکو اکلو کہتے ہیں صرف امریکہ میں ہی ایسے نام ملتے ہیں جیسا کہ पापोकेटीपेटल پوپوکی ٹی ٹل جमपापल्ली कटल زم پالٹی کٹل ड्डूका पटल اٹزکواٹل۔ ان مطابقتوں کو محض اتفاق کے اندھا دھند خیال پر بیان کرنے کی کوشش کرنا بہت دشوار ہے اس لئے جب تک سائنس دیانند کے خیال کی تردید نہیں کرتا جو کہ اب تک کرنے کے ناقابل ہے تو یہ قرین قیاس ہے کہ ہم اسے منظور کریں خواہ یہ اُس مثل کے پیروی کرنے کے لئے ہو کہ ایک فرض دوسرے فرض کے برابر ہے۔ اور باتوں کے علاوہ دیانند یہ بھی کہتا ہے کہ وہ راستا جس سے ارجن پانچہزار برس ہوئے امریکہ کو گیا سائبیریا اور آبنائے بیرنگ کے درمیان سے تھا" (از صفحہ ۶۳-۶۴)

پروفیسر میکس مولر جسکا ذکر میں پہلے کر آئی ہوں کبھی ہندوستان میں نہیں آیا۔ لیکن وہ منصف بنا بیٹھا ہے اور اپنی عادت کے موافق تاریخی تجروں کو درست کرتا ہے۔ اور یوروپ اس کے لفظوں کو گویا الہامی لفظ ہی سمجھ کر اس کے فیصلوں کی تائید کرتا ہے۔ اُس معزز جرمن سنسکرت جاننے والے کی تاریخوں کے حساب کا ذکر کرتے ہوئے میں اس خواہش کا مقابلہ نہیں کر سکتی کہ میں ظاہر کروں خواہ صرف روس کے واسطے ہی ہو۔ اس بات کو کہ اُس کے سائنس سے بھرے ہوئے مباحثے کیسے کمزور بنا پر مبنی ہیں۔ اور اسپر کتنا کم یقین رکھنا چاہئے۔ جیسا کہ وہ اس یا اس کتاب کی تاریخ قدامت پر اپنا فتوے دیتا ہے یہ صفحے اوپر کی باتوں سے اور بیانوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں اس حیثیت میں کسی بڑے علم کا دعوے نہیں کرتی بس جو کچھ کہ ذیل میں مندرج ہے۔ کچھ بے موقعہ معلوم ہوگا لیکن اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ روس میں جیسا کہ اور جگہ یورپ میں علم زباندانی کی قدر کا ان کی باتوں سے اندازہ لگاتے ہیں جو کہ اس پر اس کے ثناگو پیروؤں نے کئے ہوں اور سوامی دیانند کے وید بھاشیہ کو کوئی نہیں پڑھتا میں سچائی سے بہت دور نہیں ہوں گی اگر یہی کہدوں کہ اس کتاب کی ہستی کو ہی نظرانداز کرتے ہیں جو کہ پروفیسر میکس مولر کی شہرت کے واسطے ایک بڑی اچھی خوش قسمتی کی بات ہے میں مختصراً بیان کروں گی +

بال لینے۔ یوگی اور دلکش انداز اپنی داڑھی کاٹتے ہیں اور نہ بال اُس کی آواز صفا اور بلند ہے ہر ایک قسم کے خیالات کو ظاہر کرنیکے واسطے بہت موزوں ہے اور وہ بڑی میٹھی بچوں کی طرح دھیمی آواز سے بھی بولتا ہے اور پروہتوں کی جھوٹ اور بدکاریوں کے خلاف بجلی کیطرح گرجتا ہے ؛

یہ سب باتیں ملکر اثر پذیر ہندو کے دل پر ایسی تاثیر کرتی ہیں کہ لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا۔ جہاں کہیں کہ دیانند آنکلتا ہے گروہوں کے گروہ جاکر اُس کے نقش قدم پر ڈنڈوت کرتے ہیں۔ وہ بالو کیشب چندر سین کیطرح انہیں کوئی نیا دھرم نہیں سکھلاتا اور نہ نئے مسئلہ ایجاد کرتا ہے وہ صرف انہیں یہی کہتا ہے کہ تم اپنی قریباً بھولی ہوئی سنسکرت کو پھر تر و تازہ کرو۔ اور اپنے آباؤ اجداد کے اصولوں کو ان اصولوں کے ساتھ جو کہ برہمنوں کے ہاتھ میں آکے بگڑ گئے ہیں مقابلہ کرو اور خدا کا وہ پاک تصور پھر اختیار کرو۔ جو کہ پرانے رشی اگنی۔ وایو۔ آدیتیہ اور انگرہ نے سکھایا تھا۔ اور جو کہ وہ ابتدائی بزرگ رشی ہوئے ہیں جنہوں نے کہ بنی نوع انسان کو سب سے پہلے ویدوں کا اپدیش دیا۔ نہ وہ اس بات کا عوسے کرتا ہے کہ وید آسمانی الہام ہیں لیکن وہ یہ پرچار کرتا ہے کہ ہر ایک لفظ اُن ویدوں میں اس اعلی درجہ کے الہام کا نتیجہ ہے۔ جو کہ انسان کیواسطے اس دنیا میں ممکن ہو سکتا ہے ایسہ الہام جو کہ بنی نوع انسان کی تواریخ میں ہوتا رہتا ہے۔ اور جب ضرورت پڑے ہر ایک قوم میں ہو سکتا ہے ؛

پانچ سال کے عرصہ میں سوامی جی نے تقریباً بیس لاکھ پیرو کر لئے ہیں جو کہ خاصکر اعلیٰ ذاتوں میں سے ہیں۔ ظاہری حالات پر اگر غور کیا جاوے تو وہ تمام تن من دھن اس کے لئے نثار کرنے کو تیار ہیں وہ دھن بھی اکثر اوقات اُن کو اپنی زندگی سے زیادہ پیارا ہوتا ہے لیکن دیانند سرسوتی یوگی ہے۔ وہ روپیہ کو ہاتھ نہیں لگاتا اور مالی معاملات کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور وہ چند مٹھی چاولوں پر ہی گذارہ کرتا ہے اُسے دیکھکر آدمی کو خیال آتا ہے۔ کہ اس عجیب ہندو کی معجزانہ زندگی ہے کیونکہ وہ بڑے سے بڑے انسانی جذبات کو بھڑکاتے وقت ذرہ پرواہ نہیں کرتا اور جذبات ہندوستان میں خاصکر خطرناک ہیں اس گروہ کے بھڑکتے ہوئے غضب کی آگ جتنی سنگ مرمر کے بت پر اثر کر سکتی ہے۔ اس سے زیادہ سوامی جی پر اثر نہیں کر سکتی ہم نے اُسے ایک دفعہ کام کرتے دیکھا اُس نے اپنے تمام جانفشاں مریدوں کو رخصت کر دیا۔ اور انہیں کہا کہ تم میری حفاظت کرو۔ اور نہ مجھے بچانے کی کوشش کرو۔ اور وہ ایک برانگیختہ گروہ کے سامنے اکیلا ہی کھڑا رہا اور بڑی متانت اور سنجیدگی سے اُس غضب ناک گروہ کا مقابلہ کیا جو کہ اس پر ہر وقت حملہ کرنے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کو تیار تھا۔ (صفحہ ۱۵ – ۲۰ تک)

آریہ سماج جس کا کہ سوامی دیانند بانی ہے۔ اور تھیوسافیکل سوسائٹی بہت سی خط و کتابت کے بعد دونوں سوسائٹی کو ملا یا گیا۔

جب ہمارے ڈیلیگیٹ خشکی میں پہنچے۔ تو دیانند کو تار دیا گیا۔ چونکہ ہر ایک ہم سے اس کے ساتھ ذاتی واقفیت کرنیکا خواہاں تھا جواب میں اس نے لکھا کہ مجھے جلدی ہردوار جانا ہے۔ جہاں کہ لاکھوں جاتری اکٹھے ہوتے ہیں تم وہاں (بمبئی میں) ہی رہو۔ کیونکہ وہاں (جاتریوں میں) ہیضہ ہونے کا اندیشہ ہے اس نے ہمالیہ پہاڑ کے پہلو میں پنجاب میں ایک جگہ مقرر کی جہاں کہ ہم اُسے مہینہ کے بعد ملیں ؛

ہم یہ سنکر بڑے خوش ہوئے کہ ہردوار کا میلہ جسکو دیکھنے کے لئے اب سوامی جا رہا تھا۔ جو ہر ایک بارہویں سال ہوا کرتا ہے اور ایک قسم کا مذہبی میلہ ہے۔ جسکو دیکھنے کے لئے ہندوستان کے تمام فرقوں کے آدمی آتے ہیں ہر ایک فرقہ اپنے اپنے اصولوں کے منڈن میں بڑی بڑی عالمانہ تحریریں پڑھتے ہیں۔ اور علانیہ پبلک میں مباحثے ہوتے ہیں۔ امسال ہردوار کا میلہ بہت بھاری ہے۔ سنیاسی جو ہندؤں کے مانگنے والے ہی فقیر ہیں۔ تعداد میں پینتیس ہزار تھے۔ اور ہیضہ جیسا کہ سوامی جی نے پیشگوئی کی تھی۔ واقعی پھوٹ پڑا تھا (۲۳ – ۲۵ تک)

لفظ پاتال کے بارہ میں جس کے لغوی معنے دوسری طرف ہے۔ سوامی دیانند سرستی (کہ جن کی نسبت میں پہلے خطوط میں ذکر کر چکی ہوں) کے خیال کی دریافت خالی از لطف نہیں۔ خاصکر اگر یہ دریافت زباندان لوگ منظور کر لیں۔ جیسا کہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ دیانند یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ پرانے آریہ امریکہ کو جانتے تھے۔ اور وہ وہاں گئے تھے جو کہ پرانے زمانہ کی کتابوں میں پاتال کے نام سے لکھا گیا ہے جس کو کہ زمانہ گذرنے پر لوگوں نے کچھ ایسا سمجھ لیا ہے۔ جیسا کہ یونانی ہیلیز کو۔

لہ – ہیلیز نچلی دنیا کا نام ہے جہاں کہ بھوت پریت رہتے ہیں دنیا نا پذیر پاش قبر کے معنے بھی ہو جاتے ہیں " (ویبسٹر ڈکشنری)

کہ اچھا اُسے فیصلہ کرنے دو۔ تمہارا دیوتا تو بہت سُست رہا مگر میں نے ہی اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا ہے اور ہجوم کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اب جاؤ اور ہر ایک شخص کو کہو کہ کیسی آسانی سے جھوٹے دیوتا ناش ہو جاتے ہیں +

"پنڈت جی کی نہایت اعلےٰ سنسکرت ودیا کا ہمیں بھی دھنباد کرنا چاہئے جس سے کہ نہ صرف عام لوگوں کو ہی بڑا فائدہ پہنچتا ہے کہ ویدوں کے اور ایک ہی ایشور کے ماننے کے بارہ میں اُن کی جہالت کو دور کرتی ہے بلکہ وہ پدارتھ ودیا کو بھی فائدہ پہونچاتی ہے کیونکہ وہ ظاہر کرتی ہے کہ کون کون درحقیقت برہمن ہیں جو کہ ہندوستان ذاتوں میں صرف ایک ہی ذات تھی جس نے صدیوں تک سنسکرت لٹریچر (علم ادب) کو مطالعہ کرنے کا حق صرف اپنی ذات تک مخصوص کر رکھا تھا۔ نیز ویدوں پر تشریح لکھنے کا حق بھی اُنہوں نے محض اپنی فائدہ کے لئے مخصوص کر لیا:

برنوف ۔ کو بروک اور میکس مُلر جیسے اورنٹیلسٹ (ماہران علوم مشرقی) کے زمانہ سے بہت مدت پیشتر ہندوستان میں بہت سے ریفارمر ہوئے ہیں جنہوں نے ویدک اصولوں کی پاک وحدانیت کو ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ نیز نئے مذاہب کے بانی بھی ایسے گذرے ہیں جنہوں نے پاک کتابوں کے الہامی ہونے سے انکار کیا۔ مثلاً راجہ موہن رائے اُس کے بعد بابو کیشب چندر سین دونوں بنگالی کلکتہ کے لیکن اِن دونوں میں سے کسی کو بڑی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ انہوں نے سوائے اس کے اور کچھ نہیں کیا۔ کہ ہندوستان کے بے شمار فرقوں کی تعداد میں زیادتی کی رام موہن رائے انگلستان میں مر گیا اور تقریباً بالکل کچھ کام نہیں کیا اور کیشب چندر سین نے برہمو سماج بنا کر جو سماج اس دھرم کو مانتا ہے۔ جو بابو کی اپنی ہی وہمی گہرائی سے نکلا ہوا ہے۔ خود بڑا ایکا ولی الہ اور ملہم بن بیٹھا اور اب وہ جیسا کہ روس میں کہا جاتا ہے اُسی کھیت کا پھل ہے۔ جس کھیت کے حاضرات والے ہیں اور وہ اس کا ایک معمول (جن پر حاضرات والے عمل کرتے ہیں) اور کلکتہ کا سٹیڈین لوگ سمجھتے ہیں وہ اب اپنا وقت ایک پلید نالاب میں خرچ کرتا ہے جہاں کہ وہ چیبن۔ قرآن ۔ بُدھ ۔ اور اپنے آپ کے ہی گُن گاتا رہتا ہے اور اپنے آپ کو ان کا رسول کہتا ہے۔ اور زنانہ لباس پہنکر عشق الٰہی کا ناچ ناچتا ہے۔ جس کو کہ وہ اپنے لئے ایک دیوی کی پوجا خیال کرتا ہے جس کو بابو اپنی ماں ۔ باپ اور بڑا بھائی کہتا ہے:

الغرض آریہ ورت کے پاک ۔ پورانے وحدانیت کے دوبارہ قائم کرنے کے لئے تمام کوششیں ناکامیاب رہی ہیں اور ہمیشہ برہمن دھرم اور صدیوں کے پورانے توہمات کی ڈبل چٹان پر تباہ ہوتی رہی ہیں لیکن وہ دیکھئے کہ اچانک ہی پنڈت دیانند ظاہر ہوتے ہیں اس کے نہایت عزیز شاگردوں میں سے بھی کوئی نہیں جانتا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور کہاں سے آیا۔ وہ کھلم کھلا لوگوں کے عام گروہوں کے سامنے اس بات کا اقرار کرتا ہے۔ کہ وہ نام جس سے وہ مشہور ہے اس کا اصل نام نہیں ہے لیکن یوگ ودیا میں داخل ہوتے وقت اُسے دیا گیا ہے+

یوگیوں کے اس مخفی فرقہ کا بانی پاتنجل ہوا ہے جو کہ پورانے ہندوستان میں چھ درشنوں کے قائم کرنے والوں میں سے ایک ہوا ہے یہ فرض کیا جاتا ہے کہ سکندریہ کے دوم وسوم سکولوں کے neoplatonist نیو پلیٹونسٹ (نیا فلاطونی فرقہ) ہندوستانی یوگیوں کے پیرو تھے خصوصاً انہی اُرحیا یعنی یوگ سِدھی کے علم کو فیثا غورث ہندوستان سے لے گیا تھا۔ ہندوستان میں اب بھی سینکڑوں یوگی ہیں۔ جو کہ پاتنجل کے پیرو ہیں۔ اور وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ برہم کے ساتھ ملاپ رکھتے ہیں۔ تاہم بہت سے ان میں سے نکمے ہیں۔ بھیک مانگنا جن کا پیشہ ہے اور وہ بڑے دغاباز ہیں۔ اور اُس کے لئے ولیوں کی معجزوں کے لئے تاجھنے والی اور نہ سیر ہونے والی خواہش کو ہی ذمہ دار ہونا چاہئے۔ اصلی اور حقیقی یوگی لوگوں میں آنے سے پرہیز کرتے ہیں اور اپنی زندگی کنج تنہائی میں ایکانت سیون اور مطالعہ میں خرچ کرتے ہیں سوائے ایسے موقعوں کے جیسا کہ دیانند کی مثال ہے +

جب کہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق ملک کی مدد کے لئے ظاہر ہوتے ہیں تاہم یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ ہندوستان میں دیانند سے بڑھکر زیادہ وِدوان سنسکرت پنڈت یا زیادہ گھرا تتو گیانی یا زیادہ حیرت انگیز فصیح یا زیادہ بیخطر برائیوں کی تردید کرنے والا شنکر کے زمانہ سے لیکر کبھی نہیں گذرا+ شنکر ویدانت فلاسفی کا مشہور بانی ہوا ہے۔ جو کہ ہندوستان کے تمام مسائل میں سے سب سے زیادہ گہری ہے۔ جو حقیقت میں ہمہ اوست کے مسئلہ کی معراج ہے +

پھر دیانند کی جسمانی قطع وضع بڑی توجہ کھینچنے والی ہے اس کا قد بہت ہی لمبا اور رنگ یورپین جیسا سفید ہے اس کی بڑی اور چمکتی ہوئی آنکھیں۔ اس کے بھوے

بڑی غلط فہمی میں پڑکر ہم سے بیزار ہو جائے ۔ مگر کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ وہ آرین کلچر کا ایک لائق شمپی ان ہے اور اپنے ملک کا جان نثار خیرخواہ ہے ۔ اس کے لئے ہمارے تعلق کی پرواہ کرنی اتنی ضروری نہیں ہے جتنی کہ انڈیا کی خیرخواہی کی ۔ ایچ ۔ ایس ۔ الکاٹ پریسیڈنٹ تھیوسافیکل از کلکتہ ۱۷ ۔ اپریل ۱۸۸۰ء از تھیوسافسٹ ماہ مئی ۱۸۸۰ء صفحہ ۷

میڈم بلیوسکی صاحبہ بانی تھیوسوفیکل سوسائٹی اپنی کتاب المشہور فرام دی کیوس این جنگلز آف ہندوستان میں لکھتی ہیں "

امریکہ سے چلنے سے پیشتر دو سال سے زیادہ میں ایک بڑے بھاری ودوان برہمن کے ساتھ لگاتار خط و کتابت کرتی رہی جس کا جلال اسوقت سارے ہندوستان میں چھایا ہوا ہے ہم اوس کی رہنمائی کے طفیل ہندوستان میں آریوں کے پرانے ملک ۔ وید اور ان کی مشکل زبان کا مطالعہ کرنے کے لئے ہندوستان میں آئے اس کا نام دیانند سرسوتی سوامی ہے ۔ سوامی ان ودوان یوگیوں کا نام ہے ۔ جو کہ اُن رازوں یا بھیدوں میں داخل ہوتے ہیں جن کو کہ سادھارن منش نہیں پہونچ سکتا وہ ایک ایسا فرقہ ہے جو شادی نہیں کرتا لیکن اُن مانگنے والوں کے مجمع سے بالکل مختلف ہے ۔ جو کہ برائے نام سنیاسی اور ہنسؔ کہلاتے ہیں یہ پنڈت جو کہ بھارت ورش میں سب سے زیادہ سنسکرت ودیا کے جاننے والا سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک آدمی کے واسطے ایک معمّا ہے ۔ صرف پانچ ہی سال ہوئے ہیں کہ وہ بڑے بڑے اصلاح کے میدان میں آنکلا ہے لیکن اُس وقت سے پیشتر وہ ایک جنگل میں بالکل علیحدہ رہا ہے پرانے جمناسوفسٹ فرقہ کیطرح جن کا ذکر یونانیوں اور روم والوں نے کیا ہے ۔ اس موقعہ پر آریہ ورت کے اُن بڑے بڑے طریق فلاسفی کے مطالعہ کرنے میں اور ویدوں کے پوشیدہ معانی کو ان یوگیوں اور ریاضت کرنے والوں کی مدد سے جاننے میں مشغول تھا تمام ہندو یقین کرتے ہیں کہ بدری ناتھ کے پہاڑوں پر جو بائیس سو فٹ سطح سمندر سے اونچے ہیں بڑی بڑی فراخ گفائیں ہیں جن میں کئی ہزار سالوں سے ایسے تپسوی آباد ہیں بدری ناتھ ہندوستان کے شمال میں دریائے گنگ بشنو ۔ پر واقعہ ہے بدری ناتھ وشنو کے مندر کے لئے جو عین وسط شہر میں واقعہ ہے ۔ مشہور ہے ۔ مندر کے بیچ گرم پانی کے دھاتی چشمے ہیں جسکو ہر سال تقریباً پچاس ہزار جاتری دیکھنے اور شدھی حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں +

اپنے ظاہر ہونے کے پہلے دن سے دیانند سرسوتی نے بڑا بھاری اثر پیدا کیا اور ہندی لوتھر کا خطاب حاصل کیا ایک شہر سے دوسرے شہر میں گھومتے ہوئے آج جنوب میں تو کل شمال میں ۔ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ناقابل یقین تیزی کے ساتھ پھرتے ہوئے اس نے ہند کے ہر ایک حصہ کو راس کماری سے لیکر ہمالیہ تک اور کلکتہ سے لیکر بمبئی تک ملاحظہ کیا تھا ایک ایشور کا پرچار کرتا ہے اور ویدوں کو ہاتھ میں لئے ہوئے یہ ثابت کرتا ہے کہ اس پورانے زمانہ کی تحریروں میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے دیوتا پرستی جائز قرار دیجا سکے بت پرستی کے خلاف گرجتا ہوا وہ اعلیٰ درجہ کا فصیح آدمی اپنی تمام طاقت کے ساتھ ذات پات صغر سنی کی شادی اور دیگر توہمات کے خلاف جنگ و جدل کرتا ہے ۔ ان تمام بلاؤں کو جو کہ صدیوں سے جھوٹی دلیلوں اور ویدوں کے غلط معانی سے ہندوستان میں قائم ہو گئی ہیں برا کہتے ہوئے وہ ان کا سب الزام برہمنوں کے ذمہ لگاتا ہے جیسا کہ وہ عام لوگوں کے مجمع کے روبرو کھلے طور پر کہتا ہے ۔ کہ یہی لوگ ملک کی درگت کرنے کے مجرم ہیں جو ملک کہ کسی زمانہ میں بڑا ترقی یافتہ اور خود مختار تھا ۔ اب گرا ہوا اور غلام بنا ہوا ہے تاہم سلطنت برطانیہ کو اُسے اپنا دشمن نہیں بلکہ مددگار سمجھنا چاہیئے ۔ وہ علانیہ کہتا ہے کہ اگر تم انگریزوں کو نکال دو گے تو کل ہی تم سبھی اور ہر ایک جو بت پرستی کے خلاف ہے گردن مارے جائیں گے مسلمان بت پرستوں کی نسبت زیادہ مضبوط ہیں ۔ لیکن بت پرست ہماری نسبت زیادہ طاقتور ہیں ۔ پنڈت موصوف کے بہت سے پرجوش مباحثے برہمنوں کے ساتھ ہوئے جو لوگوں کے دھوکا دینے والے دشمن ہیں اور قریباً ہمیشہ ہی وہ ان مباحثات میں فتحیاب ہوا ۔ بنارس میں خفیہ قاتل اس کو قتل کرنے کے لئے چھوڑے گئے ۔ لیکن یہ کوشش بے سود رہی بنگال کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں جہاں کہ اُس نے بت پرستی کی غیر معمولی جوش سے تردید کی تو کسی متعصب آدمی نے اس کے برہنہ پاؤں پر ایک پھنیئر (کوبرہ) سانپ پھینکا برہمنوں کے بنائے ہوئے دیو مالا میں دو ناگوں کو دیوتا مانا ہوا ہے ۔ ایک وہ جو شیو کی گردن میں لٹکتا ہے ۔ جس کو واسوکی کہتے ہیں ۔

دوسرا اننت جو وشنو کی چارپائی سمجھا جاتا ہے ۔ پس اس لئے شیو کے پجاری نے یقین کر کے کہ کوبرہ سانپ جو شیو کے مندر میں ارادتاً مذہبی رازوں کے واسطے سکھلایا جاتا ہے ۔ فوراً اس دشمن کا کام تمام کر دیگا اور بڑے زور سے چلایا کہ اب دیوتا واسوکی خود ہی ظاہر کر دیگا کہ ہم میں سے کون سچائی پر ہے دیانند نے اُس سانپ کو جھٹکے سے پھینک دیا جو کہ اس کی ٹانگ کے گرد لپٹ رہا تھا ۔ اور ایک ہی زبردست جھپٹ سے اوس کے سر کو کچل ڈالا اور بڑی شانتی سے جواب دیا

(جاری)

؎ اصل لفظ سنسکرت کا ہنس معلوم ہوتا ہے جو رشین زبان سے انگریزی مترجم نے غلطی سے ہسن لکھدیا ۔ (المولف) +

؎ یہ فیلسوفوں کے اُس فرقہ کا نام ہے جسکو سکندر اعظم نے ہندوستان میں پایا جو کہ بالکل برہنہ رہتے تھے ... ہمیشہ مصروف رہتے تھے "

کر رکھا ہو تو ہم اس کے ذمہ وار نہیں ہو سکتے - عوض کسی ثبوت کے طور پر پیش ہونیکے اس چٹھی سے اگر اس کا کوئی وجود تھا جیسا کہ کرنیل صاحب کہتے ہیں کہ ہے تو کرنیل صاحب کا بنا خود محل اعتراض ٹھیرتا ہے اور لوگوں کو انکے عندیہ پر اشک ہوسکتا ہے آپ کسی ایسی چٹھی کا پتہ بتائیے جو سوامی جی یا آریہ سماج کے نام آئی ہو اور جس میں بانیان تھیوسافیکل سوسائٹی نے مذہب کا پابند ہونا بیان کیا ہو یا آریہ سماج کیطرف سے کوئی ایسی تحریر پیش کیجئے جسمیں یہ بات ظاہر کیگئی ہو کہ وید دنیا میں دیوی مسائل ہیں جو ہندو مذہب کے اصول ہیں اگر معاملہ آخرالذکر کوئی ثابت کرے جو سراپا محال ہے تب کرنیل کے اس فقرہ مندرجہ انڈین سپکٹیٹر میں جان پڑ سکتی ہے ورنہ تب تک یہ فقرہ مردہ اور سراپا بہتان ہے +

کرنیل صاحب - جو ۲۱ - اپریل ۷۸ء کو چٹھی میں شام جی ورما سے ترجمہ کرواکر بھیجی وہ پرسنل گاڈ کی تعریف میں تھی اسپر کرنیل صاحب نے اعتراض کیا اور ۲۴ ستمبر ۷۸ء کی چٹھی ارسال کر کہ یا تو سوامی دیانند جی کے ایشور کی تعریف ہمکو صحیح نہیں پہنچی یا ان کے عقاید ایشور کی نسبت ایسے ہیں جن کو تھیوسافیکل سوسائٹی اور اسکے ممبر اختلاف کرتے ہیں ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی مہاراج پرسنل ایشور کو مانتے ہیں ہم ایسے ایشور کو نہیں مان سکتا - آپ سوامی جی سے پوچھکر ہمیں صاف صاف بتلائیں کہ آریہ سماج کیسے ایشور کو مانتی ہے +

اس کا جواب نہ تو سوامی جی نے دیا اور نہ ہرشچندر نے - صرف ہرشچندر نے ۳۰ ستمبر ۷۸ء کے خط میں یہ لکھا کہ جب آپ بمبئی میں آوینگے تو سارے معاملات طے ہو جاوینگے جس سے صاف ظاہر کہ بمبئی آنیسے پیشتر ہمارا عقیدہ متحد آریہ - کیا کوئی مسلمان اپنا مذہب پھیلانیکے واسطے اہل ہنود کے ان مسائل سے اتفاق ظاہر کریگا - جو خلاف اسلام ہیں یا کوئی عیسائی اپنا منصب پاکر کسی غرض سے رامچندر و کرشن چندر جی کو بجائے مسیح کی بجائے خدا کا بیٹا بیان کریگا - اگر نہیں ہے تو آپ کیونکر تسلیم کر بیٹھے کہ سوامی دیانند سرسوتی کا مذہب تو پرسنل ایشور کا اعتقاد ہے (بقول بانیان تھیوسافیکل سوسائٹی) اور اسی کا وعظ وہ آج تک کرتے چلے آئے ہیں اور انہوں نے اہل امریکہ سے کہدیا کہ میں امپرسنل ایشور کو مانتا ہوں اور اگر تبدیل اعتقاد منظور نہ تھا - تو اس کا اظہار اہل امریکہ کے یہاں آنے پر کیوں نہ ہوا اختلاف کا فرض کرنا بھی خطا ہے - یہ ہے کہ قرینہ کے بالکل برعکس ہے + ہم دریافت کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں ثبوت اصلی یعنے شہادت ظاہر کو چھوڑ کر احتمالات پر اکتفا کرنے کے کیا معنے ہیں - افسوس کی بات ہے کہ کرنیل الکاٹ صاحب نے اسی مقدمہ کی تشریح میں ۱۸ صفحہ کی کتاب تو بنا دی - لیکن اس چٹھی سے ایک سطر بھی نقل نہ کی جسمیں بقول کرنیل صاحب امپرسنل گاڈ کی تعریف تھی نہ پرسنل کی - اور یہ خود غلط ہے کہ کرنیل صاحب کی ۲۴ ستمبر ۷۸ء کی چٹھی شام جی کی مترجمہ چٹھی کے جواب میں تھی خدا جانے آپکو یاد نہیں رہا - ورنہ اس سے تو خود آپکو بھی انکار ہے (دیکھو ضمیمہ تھیوسافسٹ ۸۲ء صفحہ ۵ سطر ۲۷ - ۷۵) چونکہ یہی سب سے بڑی حجت ہے جس سے آپ نے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے پس ہم اس کی اچھی طرح پڑتال کرتے ہیں (آریہ سماچار ۴ - ۲۷ - ۲۸۹ - جلد ۴ نمبر ۹ سمت ۱۹۳۹) آپکے خیال میں ۲۴ ستمبر ۷۸ء کی چٹھی چھپکر زیادہ وقعت کے قابل ہے - پس ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ جولائی ۸۲ء سے پہلے اس چٹھی کا وجود کہاں تھا - اور آپکے اس ضمیمہ کے چھپنے سے پہلے کبھی کسی جگہ آپنے اس کا ذکر کیا تھا - (۲) اگر یہ سچ ہے حالانکہ ہم یقین سے کہتے ہیں کہ ایسی کوئی چٹھی ارسال نہیں ہوئی - تو اس کا کوئی جواب سوامی جی نے آپکو ارسال کیا یا نہیں اگر نہیں کیا - تو آپ کیوں چپ رہے اگر لکھا تھا تو وہ کیا ہے کہاں ہے - اور آپنے آج پندرہ سال تک اس کو کیوں ظاہر نہیں کیا اگر آپکے پاس بچا ہے تو وہ کس وقت کے واسطے چھپا رکھی ہوئی ہے +

(۳) شاید آپ کہیں کہ ۳۰ ستمبر ۷۸ء کی چٹھی ہرشچندر جی کی اس کا جواب ہے تو یہ آپکا کہنا سراپا غلط ہے کیونکہ امریکہ سے چلی ہوئی ۲۴ ستمبر کی چٹھی کا ۳۰ ستمبر کی لکھی ہوئی چٹھی جواب نہیں ہو سکتا آپ کے اس کرامانی یا جادو آمیز منطق کو کوئی عقلمند نہیں مان سکتا پس ان باتوں میں سے کوئی نہ کوئی آپکو تسلیم کرنی پڑے گی +

اول - یا تو سوامی جی کی کوئی ایسی تحریر جس سے آپ کو شک ہوا اور شک ہونے پر آپ نے بقول خود ۲۴ ستمبر کا خط ارسال کیا - دکھلا دیں +

دوم - ہمکو ثابت کردیں کہ ۲۴ ستمبر ۷۸ء کی لکھی ہوئی چٹھی امریکہ سے کس طرح اور کس رفتار والے جہاز سے ۳۰ ستمبر ۷۸ء کو یہاں سے اپنا اپنا جواب لیجا کر آپ کو پہنچا سکتی ہے +

سوم - وہ نامکمل جواب بشرطیکہ وہ اسی کا جواب ہو آپ کو کس طرح اتنے بڑے سفر کے واسطے تیار کر سکتا ہے اگر جواب نہیں پہنچا تھا تو دوسری چٹھی لکھتے - کیونکہ اسی پر اتفاق عقائد کے ثبوت کا دارو مدار تھا اور اسی کو آپ نے جولائی ۸۲ء سے پہلے کبھی ظاہر نہیں کیا - حقیقت یوں معلوم ہوتی ہے - کہ یہ چٹھی یا تو لکھی ہی نہیں گئی اور اگر لکھی گئی ہے تو روانہ نہیں ہوئی اور اگر خدانخواستہ روانہ ہو گئی تھی تو راستہ میں بحالت سفر سمندر مہاتما کوٹ ہومی لال سنگھ یا کوئی اور کشمیری مہاتما یا بھوٹانی مہاتما یا مدراسی مہاتما کی روح تھیلے سے نکالکر واپس کرنیل صاحب کے پاس پہونچا آئی تاکہ وقت پر کام آوے اور تھیوسافیکل سوسائٹی برباد نہ ہو - ورنہ اس سے زیادہ اسکے وجود کا کوئی ثبوت نہیں ہے +

نوٹس

پنڈت دیانند سرسوتی سوامی کے مخالفوں کو شروع میں ہی مطلع کر دیتے ہیں کہ ہمارے تھیوسوفسٹ اخبار میں کوئی تحریر کسی کی سوامی جی یا آریہ سماج کے خلاف جو بلا سوچے سمجھے ہوگی نہیں چھاپی جاویگی ہمارے اور ان کے درمیان تفرقہ پڑ جانا کوئی وجہ اس بات کی نہیں ہے - کہ ہم ذاتی حملوں کو اپنے رسالہ میں چھاپیں جب کہ ہم اپنے ہی جھگڑوں کو چھاپنا پسند نہیں کرتے تو اوروں کے جھگڑوں کا چھاپنا ہمارا فرض نہیں خاصکر جب کہ کوئی فائدہ مدنظر نہ ہو سوامی جی کی ویدک طبیعت کا سوال ایسا ہے جو ہندو اور یورپ کے پنڈتوں کے فیصلہ کے لئے چھوڑ دینا مناسب ہے اگرچہ ہمکو اس بات کا رنج ہے کہ ایسا بڑا عالم شخص ہماری نسبت

ہے بہرا سی گنونہیں چاہئے کہ اتنا جھوٹ ہو۔ یہ جو نوٹس دئیے گئے ہیں کیول رائے بشن لال جہانشے کی اور سے ہیں ہماری اس میں کچھ سمتا نہیں تب لالہ رام کشن جی اصل نوٹس کو لے آئے جس سے بھلی بھانتی نشچے ہوگیا۔ کہ یہ کیول اُکت رائے صاحب کا متھیا پرپنچ ہے دھن رے متھیا سوفسٹ تمہاری لیلا کو!!!

سوامی جی کے اس ۲۲۔ مارچ ۱۸۸۲ء کے لیکچر اور اخیر مارچ ۱۸۸۲ء کے نوٹس تھیوسافسٹوں کی گول مال پول پال سے ان کی رہی سہی قلعی بھی کھل گئی۔ اور ہر جگہ پر آریہ سماج کا تھیوسافیکل سوسائیٹی سے قطع تعلق ہوگیا کیونکہ تمام لوگوں نے اچھی طرح نشچے کرلیا۔ کہ یہ لوگ خدا سے منکر۔ بدھ مذہب کے پیرو۔ جنتر منتر جنوں اور بھوتوں کے ڈھکوسلے گھڑنے والے ہیں۔ تو انہوں نے نہایت جان کاہی سے جولائی ۱۸۸۲ء میں تھیوسافسٹ کے ضمیمہ میں سوامی جی کے اعتراضوں کے جواب دینے کی کوشش کی بہت کچھ خون جگر کھایا اور اپنی طبع کی روانی کا جوہر دکھایا مگر حق بات کا باطل ہونا نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ بنابراں وہ اپنے ہر ایک ثبوت میں سوامی جی کی رائے کی تصدیق کرتے رہے۔ سچ ہے کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے اس ضمیمہ کا جواب اول تو لالہ رتن چند بیری اڈیٹر رسالہ آریہ نے اسیوقت دیدیا۔ پھر دوبارہ چند اصحاب کی درخواست پر پنڈت امراؤ سنگھ صاحب سکرٹری آریہ سماج رڑکی نے ۳۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء کو تیار کرکے دوسرا جواب رسالہ کی صورت میں شایع کیا۔ جس پہ وہ تاہنوز کوئی جواب نہ دے سکے ✢

کرنیل صاحب کہتے ہیں کہ کیا ہم ۲۲۔ فروری ۱۸۸۲ء کی چٹھی میں نہیں لکھ چکے تھے۔ کہ برھم سماج پرسنل گاڈ کو مانتی ہے اور آریہ سماج ایسے گاڈ کو مانتی ہے جو کہ پرسنل ہونے سے بعید ہے۔

آریہ بے شک چٹھی مذکور میں آریہ سماج اور برھم سماج کے اختلاف متعلق بہ صفات ذات باری کی بابت کچھ ذکر تھا۔ مگر اس اختلاف کو اس فرق سے کچھ نسبت نہیں جو بانیان تھیوسافیکل سوسائیٹی اور آریہ سماج کے عقائد کے درمیان واقعہ ہے پس اگر وہ اختلاف سابق الذکر تسلیم کیا گیا تو ہرگز اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ فرق آخر الذکر کا قبول کرنا بھی التزاماً ضرور ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ توبہ کرنے سے گناہ معاف کرنا اور کم و بیش آثار غضب ظاہر کرنا وغیرہ برھم سماج کے خدا کی صفت ہے آریہ سماج کا پرمیشور حوادث سے پاک ہے۔ اور بے شک کرنیل الکاٹ کے بیان کے موافق۔ ازلی۔ ابدی۔ غیر متناہی برتر از فہم و غیر مجسم ہے۔ اسقدر کرنیل الکاٹ کا کہنا حق بجانب تھا۔ اور برھم سماج اور آریہ سماج کا فرق واقعی ظاہر کرتا تھا اور چونکہ کرنیل صاحب بھی اپنے آپ کو اسی عقیدہ کا بتاتے تھے۔ پس ہم انہیں اپنی جماعت کا ایک مبارک ممبر سمجھنے کے سوائے کیا خیال کر سکتے تھے۔ باعث یہ کہ ایسے صفات کے خدا سے یعنی مجسم خدا سے جس کی تعریف رسالہ تھیوسوفسٹ ماہ دسمبر ۱۸۸۱ء میں کی گئی ہے۔ اور جس کے واسطے لفظ پرسنل نہایت موزوں تھا جس میں خود بھی انکار ہے مگر ہمارے اور تھیوسافیکل سوسائیٹی کے اسوقت ظاہر کئے ہوئے عقیدہ کا کوئی اثر تشخص خدا پر نہیں پہنچتا تھا۔ اور نہ کوئی ظاہر کیا گیا تھا۔ اور چونکہ ہمکو علم غیب بھی نہ تھا۔ پس ہم کیونکر خیال کر سکتے ہیں۔ کہ بانیان تھیوسافیکل تجسم کی آڑ میں تشخص سے انکار کر رہے ہیں اور در پردہ خدا کے عدم وجود کو برابر مانتے ہیں یہ بات تو بہت دنوں کے بعد جا کر کھلی کہ بانیان سوسائیٹی مذکور کو خدا کی ذات اور اس کے عالم وجود خود اور دانا شکل ہونے سے انکار ہے اور میڈم بلیوسکی صاحبہ نے بھی میرٹھ میں سے ناستکتا یعنے ملحد ہونے کا اقرار بہت عرصہ بعد کیا یعنے ستمبر ۱۸۸۰ء میں۔ پس بحالت کوالبت مندرجہ بالا ۲۲۔ فروری ۱۸۸۲ء کی چٹھی کا حوالہ آپکے واسطے ہرگز مفید نہیں ہو سکتا ✢

حالانکہ اس کے بعد ہی آریہ سماج کے اصول کا ترجمہ انگریزی میں پنڈت شام جی کرشن ورما بی اے سے کرا کر بھیجا گیا تھا جس کا کرنیل صاحب کو خود اقبال ہے۔ (دیکھو ضمیمہ مذکور)

کرنیل صاحب کہتے ہیں کہ ہم ۲۹۔ مئی ۱۸۷۹ء کو ایک چٹھی انڈین سپکٹیٹر کے اڈیٹر کو لکھی تھی کہ ہم بدھ ہیں اور یہی چٹھیں ہندو زن سمر بونکو جو بدھ مذہب کا ایک مہنت ہے ارسال کی تھی کہ ہم بدھ مت کے قائل ہیں اور چونکہ وہی اصول بقول سوامی دیانند سرستی ویدوں میں درج ہیں اسواسطے ہم نے اپنی سوسائیٹی کو آریہ سماج کا شاخ بنایا ✢

آریہ اسکا حوالہ دینا محض فضول ہے۔ کیونکہ اگر کرنیل صاحب نے امریکا۔ یورپ۔ افریقہ و ایشیا کے بعض لوگوں سے اپنا کوئی خاص عقیدہ ظاہر

اسقدر ہجوم تھا کہ ابتک شاذ و نادر دیکھنے میں آیا ہے - صاحب لکچرار نے بیان کیا کہ پہلے میں خیال کرتا تھا - کہ آریہ سماج تمام ہندوستان کو ایک جسم کر دیگی مگر جب میں نے دیکھا کہ مسلمان اور عیسائی اس میں شریک نہیں ہو سکتے تب میرا خیال متغیر ہوگیا - اور اب میں یقین کرتا ہوں کہ صرف ایک تھیوسافیکل سوسائٹی ہے - جو تمام ہند کو متفقین ابرین فلسفہ کے جھنڈے میں یا یوں کہو کہ یوگ میں لا سکتی ہے ۔ اور اس کے بعد ابرین فلسفہ کے معنے بتائے اور یہ یوگیوں کو کیا کیا طاقت دے سکتی ہے اور اس کے بعد ہیرو رانجھا کی سرگذشت کو بطور حقیقی واقعات کے بیان کیا اور ایک گھنٹہ آلم غلم کہکر اخیر میں بیان کیا کہ اعجازی طاقت کی مجھے ہی میں پوری قدرت ہوگئی ہے - کہ جہاں کثیر مجمع کے روبرو میں نے بیان کیا کہ کوئی شخص مجھے بندوق سے نہیں مار سکتا چنانچہ ایسا ہی ہوا - واہ کیا عجیب معجزہ ہے - بندوق کا چھوٹنا تو کجا ہم کہتے ہیں کہ شائستگی کے زمانہ میں کسی کی طاقت ہے کہ آپ کی طرف خالی بندوق بھی جھکائے اگر حضرت آپ کا یہی اعتقاد تھا - تو آپ اپنے دولت خانہ سے بذریعہ تحریر اپنا خیال ظاہر کر سکتے تھے اس قدر سفر کی تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت تھی - چونکہ تمام انبوہ معجزہ کے دیکھنے کا ازبس شائق تھا - اس لئے اس قدر شور و غل ہوا - کہ آپ کو مجبوراً اپنی تقریر ختم کرنی پڑی اور پنڈت شیو نراین صاحب اگنی ہوتری نے جو تھیوسافیکل سوسائٹی کے ممبر ہیں بیان کیا کہ انگلی کاٹنے کا کیا معجزہ ہے - اگر معجزہ دکھانا منظور ہے تو بہتر ہے کہ چیلہ صاحب اپنے سر کو حکم دیں کہ ہوا میں پرواز کر کے پھر وہیں آجاوے - اس کے بعد چیلہ صاحب معجزہ دکھلانے کو ایستادہ ہوئے اور اپنا ہاتھ آگے کر کے کہا کہ حاضرین میں سے کوئی شخص میری انگشت نہیں کاٹ سکے گا - اگر کوئی کاٹ بھی لے تو پھر تھوڑے عرصہ میں درست ہو جاوے گی مگر حاضرین میں سے کسی نے ایسی بیرحمی کی بات کرنیکو نامنظور کیا - اسپر برہم سماج کے ایک ممبر لالہ رام سہائے نے جوش میں آکر اپنی انگل کاٹ ڈالی اور چیلہ کو کہا کہ اب اس کو پھر لگا دیں اسوقت شور و شغب ہو کر مجمع منتشر ہوگیا - پھر اسی رات کو چند صاحب ملکر آئے اور چیلہ صاحب کے فرودگاہ میں گئے - جہاں چیلہ صاحب نے پھر اعجازی طاقت پر فخر کرنا شروع کیا - اسپر حاضرین میں سے جو لوگ اس طاقت کی تصدیق کے مشتاق تھے انہوں نے رائے صاحب سے حسب ذیل تحریر کرائی ایک تہائی یا زیادہ انگل کاٹ کر آریہ سماجیوں کے واسطے لے جاؤ اگر یہ کٹ گئی تو میں کہتا ہوں کہ تھیوسافیکل سوسائٹی کا کوئی مہاتما نہیں کیونکہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ یہ بالکل نہیں کٹ سکیگی - جو شخص کاٹیگا اسپر ہم کسی طرح کا دعوے دائر نہیں کرینگے - اسپر گورنمنٹ کالج کے ایک طالبعلم ٹھاکر سنگھ نے فوراً چیلے کی انگلی کاٹ ڈالی جسپر تھیوسافیکل کی تمام قلعی کھل گئی افسوس ایسے ریاکاروں پر جنکو جھوٹ بولنے سے ہرگز دریغ نہیں ہم کہتے ہیں کہ اگر انگلی نہ بھی کٹتی تو بھی یہ معجزہ نہیں ہو سکتا گو بعض نادان آدمی اس کو ایسا خیال کر سکتے ہیں - مگر دراصل یہ مداری کا کھیل ہے - جس کی اصل ماہیت یہ ہے - کہ ہر ایک جاندار کے وجود میں بجلی ہے جس کو چند اصولوں پر عمل میں لانے سے ایک آدمی اپنی برقی طاقت دوسرے پر غالب کر سکتا ہے پس اس حالت میں جس کا غالب ہو جاتا ہے وہ جو چاہے - دوسرے سے کراسکتا ہے حالانکہ دوسرے کو طاقت نہیں ہوتی کہ اس کو چھو بھی سکے جسکی تصدیق یوں ہو سکتی ہے - کہ مرغ یا مور کے دو پر لیکر ان کو کسی خاص چیز پر رکھکر اس پر چند سکینڈ ہاتھ کی پشت پھیر دیجئے تاکہ ان کی کہربائی طاقت متحرک ہو جاوے - پس ان دونوں پروں میں جبتک کہربائی طاقت اثر پذیر ہے ایک دوسرے سے کبھی نہیں ٹکرا ئینگے پس اس طرح مسمیریزم سے دو آدمی کے وجود کی کہربائی طاقت جنبش میں لائی جاتی ہے - تو وہ ایک دوسرے کے جسم سے مس بھی نہیں کر سکتی - بلکہ بندوق و تلوار وغیرہ سے ضرب نہیں لگا سکتے " (۱۱ - اپریل ۸۳ء جلد ۱۱ - نمبر ۳۲ صفحہ ۳۶۱ و ۳۶۲)

ولیش ہتیشی اجمیر بابت ماہ بیساکھ سمت ۱۹۴۰ جلد ۲ نمبر ۱ صفحہ ۱۲ و ۱۳ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے - اس کے علاوہ اتنا بڑھکر ہے " کہ لوگوں کا یہ تعجب تھا کہ کرنیل الکاٹ صاحب اور میڈم بلیوسکی نے تو کہنے پر بھی کوئی کرامات نہیں دکھائی تھی - کنتو یہ گرو مار چیلے کہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے جو کرامات دکھاوینگے - اور اخیر میں کہا ہے کہ شوک ہے کہ تھیوسافسٹ نے ایسے ایسے خیالات سے آریوں کو ست مارگ سے ہٹا کر کپول کلپت کرامات اور بھوتوں میں وشواش بٹھلائے کلنکی اوتار بننا چاہتے ہیں - یہ نہیں جانتے کہ حضرت عیسےٰ اور محمد صاحب کا سمہ نہیں ہے "

اس کے اپرانت ان کی ایک منعیا ایلاد ورشتنے کہ اُکت سبھا کے نوٹس پر جو اوکت رائے کشن لال مہاشی کی طرف سے تھے - یہ ظاہر کیا کہ یہ نوٹس لالہ رتن چند جی اور بابو شیر چندر جی کے لکھے ہوئے ہیں - پرنتو جب اوکت دونوں مہاشیوں نے اوکت سبھا میں کھڑے ہو کر سپشٹ کہدیا کہ

لنڈن نگر میں تھیوسوفسٹوں کا فریب

آجکل لنڈن نگر میں تھیوسافیکل سوسائٹی کے معزز عہدہ داران میں بڑا جھگڑا پھیل رہا ہے۔ مسٹر سیسی صاحب نے لنڈن کی تھیوسافیکل سوسائٹی سے استعفا دیدیا اس کا یہ کارن ہوا کہ تھیوسفسٹوں کے گور(گرو) کوٹ ہومی لال سنگھ (جسکو وے ان مہاتماؤں سے جانتے ہیں جو کہ اپنے سوکشم آتمک شریر سے سدا آکاش میں بھرمن کرتے ہیں۔ اور بنا تار وڈاک کے اپنے شِشوں سے بات چیت اور بیوہار کر سکتے ہیں) نے تھوڑے دن ہوئے کہ ایک سندیسا بھیجا تھا۔ کہ جس میں اس نے درشن شاستر کا ایک بھاری وشے پرکاش کیا تھا۔ اس کے ساتھ افلاطون حکیم بھی درشٹانت تھا۔ اس میں ایک بڑی آشچریہ کی بات تھی کہ او کت سندیسہ میں ایسے ایسے کٹھن شبد تھے۔ کہ جنکو کوئی بڑا بھاری پنڈت ہی سمجھ سکے۔ اس کے دیکھنے سے منشوں کو کرامات کا پرتیکش ثمر آتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ کوٹ ہومی لال کا یہ سندیسا جس کے بھیجنے میں کچھ خرچ نہ ہوا تھا کیول مسٹر کنڈل صاحب کے اس لکچر کی جو انہوں نے نیویارک میں دی تھی کوٹ ہومی لال سنگھ نے نیت سے ان باتوں کے بھیجنے کا بوجھا پر شیرم اٹھایا۔ جو کہ امریکہ کے سماچار پتروں میں طبع ہو چکے تھے۔ اس کے وشے میں اس مہاتما سے جو زیادہ پوچھا گیا تو جواب گول مال اور بہتیا ملا اور انت کو چیلے جی کو کسی طرح بھی نہ سمجھا سکے اس پر سیسی صاحب اس منڈلی میں داخل ہونے سے شرمندہ ہو کر بڑے من ملین ہوئے اور تھیوسوفسٹ سے جن کا اندرونی مطلب بیہودہ مت کے پھیلانے کا ہے۔ جدا ہوگئے"

تھیوسافسٹوں - کی جموں میں لیلا

(از ریجنیرا وف دی آریہ صفحہ ۵ - ۸۴)

اخبار سٹیٹسمین میں جموں کا حال اس پرکار لکھا ہے۔ مقام تبت سے کرنیل الکاٹ صاحب کو ان کے ایک یوگی بندھو نے مہاراجہ کشمیر کے روگ نوارن ارتھ جموں جانے کی آگیا دی تھی۔ اُن کی آگیا کے انوسار کرنیل صاحب جموں پہنچے۔ اور شری مہاراج صاحب کو سات دن تک مسمیریزم کیا۔ اور بہرہ ورتہ کچھ پھونک پھونک جل پلاتے رہے۔ لیکن شوک (افسوس) ہے۔ کہ مذکورہ بالا تبتی یوگی مہاتما کی کاروائی سپھل نہ ہوئی۔ جس کا نتیجہ ہوا۔ کہ شری مہاراجہ صاحب آگے سے بھی زیادہ کمزور اور روگی ہوگئے۔ اب کرنیل صاحب کہتے ہیں کہ روگ نورتی نہ ہونے کا کارن مہاراج صاحب کا اعتقاد نہ لانا ہے۔

مہاراجہ صاحب کو اس وچار سے کہ سات دن تک بڑی خوش اسلوبی سے علاج کیا اور کچھ بھی نہ ہوا۔ اس پر کرنیل صاحب کا یہ کہنا کہ مہاراجہ صاحب کو وشواس نہیں۔ برا لگا۔

کہتے ہیں کہ انہیں سات دنوں میں کرنیل صاحب نے افریقہ سے دو بار بات چیت کی اور جواب حاصل کیا اس کے علاوہ ایک ان کے ساتھ کا منش تبت گیا۔ اور دو دن میں لوٹ گیا۔" (از ولیش ہتیشی صفحہ ۷ - مارچ ۸۴ سنہ جلد ۲ نمبر ۱۱)

تھیوسوفسٹوں - کی آخری لیلا لاہور میں

معجزہ کیا ڈھکوسلا ہے

(۲ - اپریل ۸۳ سنہ ع)

اخبار آفتاب پنجاب لاہور میں لکھا ہے کہ گذشتہ پیر کے روز لاہور میں ایک اشتہار دیا گیا تھا۔ کہ رائے گلشن لال صاحب ایم اے ایرین فلسفہ پر بکھشا سبھا میں لکچر دینگے۔ اور کوٹ ہومی لال سنگھ صاحب کا ایک چیلا جس کی سرپرستی میں تھیوسافیکل سوسائٹی قائم ہوئی ہے معجزہ کریگا۔ جس کے معائنہ سے یہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں کی انیسویں صدی میں معجزہ کا نہایت شوق دامنگیر ہوا۔ اور وقت معینہ پر مکان مذکورہ میں تمام مذاہب وملت کے تماشائی اکٹھا

تب سوامی جی کا بھاشن آریہ سماج اور تھیوسوفیکل سوسائٹی کے پوروا پر وِرودھ ارتھات اُن کی تھیوسوفیکل سوسائٹی کا پُوَب کیا سمبندھ تھا - اب کیا ہے -
اس وشے پر ویاکھیان کرانے کے ارتھ آریہ سماج بمبئی نے ایک دن پُورب نوٹس چھپوا کر پرسدھ کر دیا - تو بھی میڈم بلیوسکی نے سوامی جی کے پاس آ کے بات چیت نہ کی - تب سوامی جی نے بھاشن دیا
اس پر اپنے تھیوسوفیکل پتر میں لکھتے ہیں - کہ ہم سے بنا کہے سُنے سوامی جی نے ویاکھیان دیا "کیا یہ بات اُن کی جھوٹ نہیں تھی - اس میں اُن کی چِٹھیاں پڑھ
پڑھا کر سنائیں - کہ جس میں اُن کا پُوربا پر وِرودھ بیوہار پرکاش کیا - اور یہ کہا - کہ یہ لوگ کہتے ہیں کچھ اور کرتے ہیں کچھ - ایسا کہتے ہیں - کہ ہم آریہ ورت دیش کی اُنتی کرنے کے لیے آئے ہیں - پرنتو
اُنتی کے بدلے اُن کے کام اُنتی کارک ووت ہوتے ہیں - دیکھو سوامی جی نے انیک بار اس بات کے کرنے سے روکا - کہ تم تھیوسوفسٹ سماچار میں بھوت پریت پشاچ آدی کا ہونا لکھتے
یہ وِدیا کے وِرودھ وشواس ہے - اور جو باتیں وِدیا سے وِرودھ ہیں - اُن کو مت لکھو - کیونکہ یہ سماچار اس دیش اور یوروپ میں بھی جاتا ہے - سب لوگ جان جائیں گے - کہ آریہ ورت دیش میں
ایسی ہی بے سر پیر باتوں کے ماننے والے ہیں - اس بات کو اب تک نہیں مانا - اور پُورب پتروں میں لکھا تھا - کہ جو آپ اُپدیش کریں گے - سو ہم مانیں گے - کیا اس بات کو بھی کوئی
سچ کر سکتا ہے -

(۹) جو پتر کوک صاحب کو لکھا تھا - وہ کرنیل الکاٹ صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور سوامی جی نے لکھوایا - اس میں (.....) ارتھات کون سا دھرم ادھک سمبندھ
ایشور سے رکھتا ہے - یہ سوامی جی کے ابھپرائے سے وِرودھ لکھا تھا - جب آگے گئے پنڈت سوامی جی نے اس پتر کی نقل بچوائی تو اشدھ ووت ہوا - پھر اس پر سوامی جی کے پاس کرنیل
الکاٹ صاحب آئے - اور تب وہ شبد کٹوا دیا - ارتھات اُس کے استھان میں ایسا لکھوایا تھا - کہ جب آپ ودیچہ سے سمواد ہو گا - تب ووت ہو جائیگا - کہ کون دھرم ایشور پرنیت
ہے - اور کون سا نہیں - اتنے پر بھی انہوں نے ویسا ہی اشدھ چھپوایا - کیا ایسی بات اُن کو کرنی اچت تھی - دیکھو یہ اُنکی سوسائٹی کے نیموں میں تھیوسوفسٹ ارتھات ایشور کے ماننے
والے - اس سوسائٹی میں فیس نہیں لیجاتی - اس دھرم سے کوئی دھرم اُتم نہ کہنا نہ جاننا - اور سدا کرسچین دھرم کے وِرُودھ رہنا چاہیئے - جو ایشور کسی کا بنایا نہیں - جس نے یہ سب
بنایا ہے - اُس ایشور کو ماننا - دس دس روپیہ فیس لینا - اور جس دھرم کا ویاکھیان دیتے ہیں - اُسی کو سب سے اُتم کہنے لگ جاتے ہیں - کیا یہ خوشامدی دربھاؤ نکیلا سے کم ہے
اب دشیش لکھنا ادھی باتوں کے سامنے اوشیک نہیں - اتنے نمونہ ہی سے سب کوئی سمجھ لیں گے - پرنتو اس پتر کے لکھنے کا یہی پریوجن ہے - کہ اُنکی سوسائٹی و ان کے ساتھ سمبندھ
رکھنے سے آریہ ورت دیش کے اور آریہ سماجوں کو سوائے ہانی کے کچھ بھی لابھ نہیں - کیونکہ ان لوگوں کا اندر باہر لے لیا ہے - اِسکو وے ہی جانتے ہونگے - جو اُنکا اندر ہی نسکپٹی ہو تا
تو ایسا پوروا پر بیوہار کیوں کرتے - جب یہ بھینکر ناستک - واک چل اور سوارتھی منش ہیں - تو آریہ ورت دیش اور آریہ سماجستھ آدی آریوں کو اُچت ہے - کہ اِن سے سمبندھ و دیش
اُنتی کی آشا نہ رکھیں - دیکھو اور بھی تھوڑا سا اُنکے پرپنچ کا نمونہ پرتھم سوامی جی کا نام لیتے تھے - جب سوامی جی اُن کے جال میں نہ پھنسے - تو اب کوٹ ہومی لعل کا نام لیتے ہیں - کہ جس کو
نہ کسی نے دیکھا - اور نہ پُورب سنا تھا - جو کبھی اُسکے نام سے سوارتھ سِدھ نہ ہو گا - تو گو تر کو ٹو ہومی سنگھ نام شاید لیں گے - اب کہتے ہیں - کہ وہ ہمارے پاس آتا - باتیں اور
چمتکار دکھلاتا ہے - دیکھو - اِنکا یہ فوٹو گراف ہے چِٹھیاں ورپُشپ اوپر سے گرتے ہیں کھوٹی ہوئی چیز نکلتی ہے - اِتیادی سب باتیں اُن کی صحیح نہیں - کیونکہ دوسری کو تو
جانے دو - پرنتو جب پرتھم کرنیل الکاٹ اور میڈم بلیوسکی کے ساتھ بمبئی میں آئے تھے - تب کچھ بستر آدی کی چوری ہوئی تھی - اُس کے لیے بہت سا تین پولس آدی سے
کرایا تھا - اُنکو کیوں نہیں منگوا لیا تھا - جب اپنے پدارتھ نہ منگوا سکے - آشچریہ اُنکو سچی کون وِدوان مانے گا - جب سوامی جی اور میڈم سے میرٹھ میں یوگ وشے میں
بات ہوئی تھی - تب کہا تھا کہ لوگ شاستر او سانکھ کی ریتی سے میں یوگ کرتی ہوں - تب سوامی جی نے اُس سے اُس شاستر اُکت یوگ کی ریتی پوچھی - تب کچھ بھی جواب نہ
دے سکی - ارتھات جیسے کہ مسمیریزم جیسے بازیگر تماشہ کرتے ہیں - اُسی پرکار کی اِن کی بھی باتیں ہیں - جو یوگ کو تھوڑا ہی کرتے ہیں - وہ بھیتر اور باہر سے شدھتا
بھرا ہوا ایک بیوہار کرتے ہیں جھوٹ فریب پرپنچ سو ویسا بیوہار اُن کا نہیں ہے - جو یوگ وِدیا کو کچھ بھی جانتے - تو ایشور کو نہ مان کر بھینکر ناستک کیوں
بنجاتے - ان کے یوگ وِدیا کے نہ جاننے میں ایشور کا نہ ماننا ہی پرمان ہے - اِس لئے یہی نسچے ہے - کہ اس سوسائٹی اور ان کے پوروا پر وِرودھ
باتیں وشواس کے یوگ نہیں ہیں - اس واسطے ان سے پرتھک رہنا اَتی اُتم ہے -

निन्दन्तु नीतिनिपुणा यदि वा स्तुवन्तु लक्ष्मीः समाविशतु गच्छतु वा यथेष्टम्।
अद्यैव वा मरणमस्तु युगान्तरे वा न्याय्यात्पथः प्रविचलन्ति पदं न धीराः॥

(۵) جب وے آریہ ورت دیش میں آنے لگے - تب ایک سماچار انڈین سپکٹیٹر پتر میں تاریخ ۲۴ر جولائی ۱۸۷۹ء میں چھپوایا تھا - کہ نہ ہم بدھسٹ نہ ہم کرسچین اور نہ ہم برہمن ارتھات پوران مت کے ماننے والے ہیں - کنتو ہم آریہ سماجی ہیں - اب اس سے وِرودھ سپشٹ چھپوایا - کہ ہم بہت برسوں سے بدھسٹ تھے - اور اب بھی ہیں - کیا یہ کپٹ اور چھل کی بات نہیں ہے - اور جنوری ۱۸۸۰ء کی چٹھی سے سدہ ہوتا ہے - کہ وے ایشور کو مانتے تھے - اور آٹھ مہینے کے پشچات اُسی سن کے اکتوبر مہینہ میں میرٹھ میں کہا - کہ ہم دونوں ایشور کو نہیں مانتے - یہ اُن کا چھل نہیں تو کیا ہے -

(۶) یہاں آکے آریہ سماج کی شاکھا تھیوسوفیکل سوسائٹی پرتھم سویکار کر کے پشچات کہا - کہ کہ سوسائٹی نہ آریہ سماج کی شاکھا اور نہ آریہ سماج کہ سوسائٹی کی شاکھا ہے - کنتو جو ایک دوسرے وید کی شاکھا دونوں کے ساجھے کی ہے - اس سے وِرودھ اب چھاپ کے ظاہر کیا - کہ ہماری سوسائٹی ابھی آریہ سماج کی شاکھا نہیں ہوئی تھی - اور ہم آریہ سماج سے باہر ہیں - کیا یہ بھی اُن کی وِپریت لیلا نہیں ہے - کہ جب اُنہوں نے بمبئی میں سوسائٹی بنائی تھی - اس میں سوامی جی کے کہنے - سُننے اور سیکھنے بنا اُن کا نام اپنے من سے سبھاسدوں میں لکھ لیا تھا - جب یہ پرتھم میرٹھ میں مول جی کے ساتھ ملے تھے - تب سوامی جی نے کہا تھا کہ بنا ہمارے کہے تم نے سوسائٹی میں نام کیوں لکھا - جہاں لکھا ہو - کاٹ دیں - تب کرنیل الکاٹ صاحب نے کہا - کہ ہم اس کے آگے ایسا کام کبھی نہ کریں گے جہاں لکھا ہے وہاں سے نکال بھی دیں گے - پھر جب کانشی میں ملے تب تک انہوں نے سوسائٹی سے سوامی جی کا نام نہیں نکالا تب سوامی جی نے کڑا (سخت) پتر لکھا - کہ جہاں ہمارا نام لکھا ہو وہاں سے شیگھر نکال دو جب انہوں نے تار بھیجا - کہ اب ہم کیا لکھیں - تب سوامی جی نے تار میں جواب دیا - کہ جیسا ہم نے پرتھم ویدک دھرم اپدیشک لکھا تھا - ویسا لکھو - نہ میں تمہاری وا نہ کسی سبھا کا سبھاسد ہوں - کنتو ایک وید مارگ کو چھوڑ کے کسی کا سنگی میں نہیں ہوں - اس پر بھی جب وے شملہ میں تھے - تب بلیوسکی نے ایسی ابھتا کی چٹھی لکھی - کہ جس کو کوئی سبھیہ سویکار نہ کرے - کیا یہ اُن کو یوگ تھا - کہ سوامی جی نے کبھی اُن کو نہ لکھا تھا - اور نہ کہا تھا - اُس پر بھی انہوں نے سویم (خود بخود) سوامی جی کا نام لکھ لیا تھا - کیا یہ تُچھا کی بات نہیں ہے -

(۷) جو انہوں نے میرٹھ میں پرتگیا کی تھی - کہ آج پیچھے آریہ سماج کے سبھاسدوں کو اپنی سوسائٹی کے ساتھ ہونے کو کبھی نہ کہیں گے - اسی کے دو دن پیچھے جب بابو چھیدی لعل جی انبالہ تک اُن کے ساتھ گئے - تب مارگ میں بہت سمجھاتے گئے - کہ آپ ہماری سوسائٹی کے ساتھ ہو جیئے - اور پتر شملہ سے بابو جی کے پاس بھیجا - کہ آپ سوسائٹی کے سبھاسد ہو جیئے -

ایسی ایسی چھل کپٹ کی باتیں دیکھ کر سوامی جی نے آریہ سماج میرٹھ کے وارشک اُتسو میں ویاکھیان دیا تھا - کہ اِن کی سوسائٹی میں کسی آریہ بھائی کو سبھاسد ہونے کی کچھ آوشیکتا نہیں - کیونکہ جیسے ہم آریہ سماج کے ہیں - ویسے اُن کی سوسائٹی کے نہیں اس پر شملہ سے میڈم بلیوسکی نے ابھیتا اور جھوٹھ سے بھری ہوئی چٹھی لکھی - اور سوامی جی نے بھی اس کا اُتر یتھا یوگ دیا - اُس کے پشچات سوامی جی نے بچارا تھا - کہ جب ہم بمبئی میں جاویں گے - تب اُن سے سب باتوں کا خلاصہ کریں گے - ایسا ہی آریہ سماج بمبئی چاہتی تھی جب سوامی جی بمبئی میں پہنچے - تب بہت سبھاسد اور کرنیل الکاٹ صاحب بھی اسٹیشن پر آئے تھے جب سوامی جی استھان پر آ پہنچے پشچات اُن سے سوامی جی کی بہت سی باتیں ہوئیں - اور سوامی جی نے یہ بھی وِدِت کر دیا - کہ آپ سے اور بھی بہت وشیوں میں باتیں کرنی ہیں - تب ادکت صاحب نے سپشٹ اُتر نہ دیا - جب کوک صاحب کے وشے میں بات چیت کرنے کے لئے سوامی جی کے پاس آئے - تب بھی کہا کہ آپکا اور ہمارا وچار ہو جانا چاہیئے تھا - تب کرنیل الکاٹ صاحب نے کہا کہ ہاں کریں گے اس پر بھی سوامی جی نے پانا چند آنند جی اور بہادر پنڈت گوپال راؤ ہری دیش مکھ دوارہ کہلایا - کہ آپ لوگ مجھ سے بات چیت کرنے کو آویں - نہیں تو مجھ کو پرسدھ بیاکھیان دینا ہو گا - تب پانا چند آنند جی سے انہوں نے پوچھ کے سوامی جی سے کہا - کہ ۲۷ر مارچ ۱۸۸۲ء کو کرنیل الکاٹ صاحب بات چیت کرنے کو آویں گے پھر بھی نہ آئے - اور بمبئی سے جے پور پہنچکر پتر لکھا - کہ میں نہیں آسکا - پرنتو میڈم بلیوسکی آپ سے بات چیت کریں گی - وہ بھی نہیں آئیں

میں مباحثہ کریں گے - اور اُس وعدہ کو بنا پورے کئے دوسری جگہ چلے گئے - سو اگر تین چار روز میں آپ اکیلی یا ساتھ الکاٹ صاحب کے آکر اس بکھیڑے کو نہ نپٹا لو - تو میں سہ شنبہ ۲۸ مارچ ۱۸۸۲ع کو تمہارے برخلاف ویاکھیان کاؤجی ہال میں دوں گا - ایسا ہی ہوا یعنی جب اُس کا کوئی جواب نہ آیا - تو تاریخ معینہ کے روز کہ جس کا نوٹس وہاں کے دو اخبارات گجراتی و مرہٹی میں چھپ گیا تھا - سوامی جی کاؤجی ہال میں ۶ بجے سندھیا کے ہم تین آدمیوں کے ساتھ پہنچے - تقریباً سات آٹھ سو آدمیوں کے مجمع میں وہاں تھیوسوفسٹ کے برخلاف لکچر دیا - اور بیچ بیچ میں جہاں ضرورت ہوتا تھا - وہاں سے اُن چٹھیوں کو بعد سے سبھا میں پڑھوایا - کہ جو الکاٹ صاحب نے امریکہ سے سوامی جی کے پاس ارسال کی تھیں - جہاں جہاں ایشور کی بابت ذکر تھا - دو گھنٹہ تک لکچر ہوا - آخر میں سوامی جی کے کہنے کے مطابق ۵ منٹ ہم نے بھی تقریر کی -"

پھر مندرجہ ذیل پتر بطور تھیوسوفسٹوں سے قطع تعلق کے سوامی جی نے لکھ کر بمبئی میں طبع کرایا - اور اس چٹھی کے ساتھ سماجوں میں ارسال کیا -

"سکریٹری آریہ سماج آنندت رہو - تھیوسوفیکل سوسائٹی کے بارہ میں ہم نے اس جگہ پتر چھپوایا ہے - تم کو بھیجتے ہیں - تم اُن کو چھوٹی چھوٹی سماجوں میں بھیج دینا - اور جب یہ پتر پہنچے - تو اُس کا ایک ویاکھیان دے دو - کہ سوامی جی نے تھیوسوفسٹوں سے قطع تعلق کر دیا ہے" - مارچ ۱۸۸۲ع از بمبئی -

تھیوسوفسٹوں کی گول مال پول پال

شری سوامی جی نے اور آریہ سماج کے لوگوں نے اُن کے پورب پتر اور بیوہاروں سے یہ انومان کیا تھا - کہ اُن سے آریہ ورت دیش کا کچھ اُپکار ہوگا - پرنتو وہ انومان ویرتھ ہو گیا -

(۱) کیونکہ جو جو انہوں نے پرتھم اپنی چٹھیوں میں پرسدّہ لکھا تھا - کہ ہماری تھیوسوفیکل سوسائٹی آریہ سماج کی شاکھا ہوئی - اس سے یہ لوگ بدل گئے -

(۲) انہوں نے کہا تھا - کہ ویدوکت سناتن دھرم کے گرہن اور سنسکرت ودیا پڑھنے کو ودیارتھی ہونے کے لئے آتے ہیں - وہ تو نہ کیا کنتو اب کسی دھرم کو نہیں مانتے - اور نہ کچھ کسی دھرم کی جگیاسا کی - نہ آج تک سنسکرت ودیا پڑھنے کا آرنبھ کیا - اور نہ کرنے کی آشا ہے -

(۳) انہوں نے کہا تھا - کہ جو اس سوسائٹی کے سبھاسدوں سے فیس آوے گی - وہ آریہ سماج کے لئے ہوگی - اور بہت سی پستکیں بھینٹ کی جائینگی - وہ تو کچھ بھی نہ کیا - پرنتو جو ہرِشچندر چنتامن کے پاس ۶۰۰ سو روپیہ بھیجے تھے - وہ بھی نگل کے بیٹھ رہے - پستکوں کا دان کرنا تو دور رہا - کنتو جن بابو چھیدی لعل اور بابو شیو نراین آریہ سماج میرٹھ کے سبھاسدوں نے اُن کے ستکار میں ستھان مان سواری اور کہاں پان آدی میں سینکڑوں روپیہ خرچ کئے - اتنے پر بھی ایچ - پی میڈم بلیوسکی اور ایچ - ایس - کرنیل الکاٹ صاحب نے جو ایک پستک اُن کو دیا تھا - اُس کے تیس روپیہ جھبٹ لے لئے - اور شرمندہ بھی نہ ہوئے - اس کے سوائے سہارن پور - امرت سر - اور لاہور آدی کے آریہ سماجوں نے بہت ساستکار کیا - وہ بھی انہوں نے نہیں سمجھا - اور سوامی جی نے بھی جہاں تک بنا اِنکا اُپکار کیا اُس کو نہ مان کر ویرتھ لکھتے ہیں - کہ ہم نے سوامی جی کا بہت سہائی کیا - پرنتو سوامی جی کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں کیا - اور جو کیا ہو - تو پرسدہ کیوں نہیں کرتے ہیں - سو کچھ بھی پرگٹ نہیں کرتے پھر کون مان سکتا ہے -

(۴) پرتھم انہوں نے اپنے پتروں میں اور یہاں آنے کے سوامی جی اور سب کے سامنے ایشور کو سویکار کیا - پھر اُس کے دُردھ میرٹھ میں سوامی جی اور انیک بھدر پرشوں کے سامنے دونوں نے کہا - کہ ہم دونوں ایشور کو نہیں مانتے - کیا یہ پورباپر ورودھ نہیں ہے - تب سوامی جی نے کہا - کہ تم ایشور کے ماننے کا کھنڈن کرو - اور ہم منڈن کریں - جو سچ ہو - اُس کو مان لیجئے - تب انہوں نے اس بات کو بھی سویکار نہیں کیا -

سوامی جی اور کرنیل صاحب کی چوتھی یا آخری ملاقات

بمقام بمبئی ۱۸۸۲ء

آخیر دسمبر ۱۸۸۱ء کو سوامی جی ریلوے سٹیشن بمبئی پر پہنچے۔ چونکہ ان کے آنے کی اطلاع پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ بنابراں کرنیل ایچ۔ ایس۔ الکاٹ صاحب پردھان تھیوسوفیکل سوسائٹی کئی معزز ممبران آریہ سماج بمبئی کے سواری لے کر اُپستھت تھے۔ گاڑی کے پہنچتے ہی سب نہایت پریم اُتساہ سے بڑی عاجزی کے ساتھ نمستے کہہ کر ملے۔ سوامی جی نے سب کے آنند کُشل پوچھ گھوڑے گاڑی پر سوار ہو بال کیشر گوشالا پر آن کر سب کی مرضی سے (جو پیتنٹ مکان تھا) قیام فرمایا۔ یہ ایک نہایت منوہر اور اُتم استھان ہے۔ سمندر میں واقع ہے۔ اس مکان کے نیچے بحیرہ عرب ٹکراتا ہے۔ سوامی جی اس موقعہ ۶ ماہ تک بمبئی میں براجمان رہے۔

بابو جنک دھاری لعل صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ بابو رام نرائن لالی و پنڈت آدتیہ نرائن اور میں تینوں بماہ چیت سمت ۱۹۳۹ جب ہم سوامی جی کے درشن اور بمبئی سماج کے اُتسو کے نمت داناپور سے بمبئی گئے۔ تو وہاں پر ۱۲ر مارچ ۱۸۸۲ء سہ شنبہ کو سوامی جی نے مجھے چند چٹھیاں دکھلائیں۔ جو ان کے اور کرنیل الکاٹ کے درمیان لکھی گئی تھیں۔ تب سوامی جی نے ایک چٹھی اس مضمون کی میڈم بلیوٹسکی اور کرنیل الکاٹ کے نام بمبئی سے لکھوائی۔ کہ میرٹھ میں آپ نے ایک ویاکھیان دیا تھا جس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ لوگوں کو ایشور کی موجودگی میں شک ہے اور آپ لوگوں نے جو امریکہ سے چٹھی پہلے لکھی تھی۔ اپنے مذہب کا نام اُس میں تھیوسفسٹ لکھا تھا۔ ہم نے لفظ تھیوسوفسٹ کے معنے انگریزی جاننے والوں سے دریافت کئے۔ ان لوگوں نے بعد مطالعہ کرنے لغات کے جواب دیا تھا۔ کہ لفظ تھیوسوفی کے اصلی معنی ایشور کی بُدھی متا کے ہیں پس اس سے ہم نے سمجھا تھا۔ کہ تم لوگ ایشور پرست ہو۔ اس لئے تمہارے لئے متر تا کرنے میں میرے لئے کوئی رکاوٹ نہیں رہی تھی۔ اب تمہارے ویاکھیان اس کے خلاف دیکھتے ہیں۔ اور ہم سے تم سے متر تا ہو چکی ہے پس کل کے روز یا جتنا جلد ہو سکے۔ تم میرے پاس چلے آؤ۔ یا ہم کو اپنے پاس بلا لو۔ یا کوئی اور جگہ مقرر کرو۔ کہ جہاں ہم دونوں مل کر اس وشہ میں مباحثہ کریں۔ اگر تم سے ہو سکے۔ تو ہمارے دل سے ایشور کا خیال اٹھا دو۔ اور اپنے جیسا بنا لو۔ ورنہ ہم سے ہو سکے گا۔ تو ہم تم کو ایشور کا ثبوت پہنچا دیں گے۔ اور تم کو اپنے جیسا بنا دیں گے۔ اس خط کو سوامی جی نے بمبئی کے رہنے والے ایک رئیس کے حوالہ کیا۔ کہ جاؤ۔ اس کا جواب لے آؤ۔ ہم کو کئی روز آئے ہو گیا۔ اور جس روز ہم بمبئی میں اُترے تھے۔ اسٹیشن پر ملنے کے واسطے کرنیل الکاٹ اور بلیوٹسکی بھی گئے تھے۔ اور اسی وقت ہم نے ان سے کہا تھا۔ کہ ایشور کے وِشہ میں جو خیال ہے۔ اُس کا ہمارے تمہارے بیچ میں ایک ہو جانا بہت ضروری ہے۔ تو اُن لوگوں نے کہا کہ اس میں جلدی کیا پڑی ہے۔ کسی نہ کسی روز ہو رہیگا۔ ہم نے جواب دیا۔ کہ یہ سب سے ضروری بات ہے۔ اس میں دیر کرنا غیر مناسب ہے۔ مگر تاہنوز نہ الکاٹ صاحب نہ بلیوٹسکی صاحبہ نے اُسکا کوئی بندوبست کیا۔ تم جا کر زبانی بھی سمجھا دینا کہ ہم کو اس بات کی بڑی خواہش ہے۔ اگر وہ اس بات سے انکار کریں گے۔ تو ہم لوگوں کے درمیان متر تا رہنی دشوار ہو جائے گی۔ کیوں کہ میں ناستکوں کے کھنڈن کرنے میں سستی کرنا گناہ سمجھتا ہوں ؎

چنانچہ وہ آدمی گیا۔ اور دوسرے وقت میں یہ جواب لایا۔ کہ الکاٹ صاحب جی دیشو چلے گئے۔ اور ہم کو فرصت نہیں ہے۔ کہ ہم آپ سے اس بارہ میں مباحثہ کریں۔

۲۲ر مارچ ۸۲ء کو چارشنبہ کو سوامی جی نے دوسرا خط ایک پارسی سے لکھوایا۔ کہ الکاٹ صاحب نے ہم سے قول کیا تھا۔ کہ ہم جلد اس بارہ

سوامی جی کی کرنیل صاحب سے تیسری ملاقات

بمقام میرٹھ

۹ر ستمبر ۱۸۸۰ء سے ۱۲ ستمبر ۱۸۸۰ء تک

بہنگام قیامی میرٹھ سوامی جی نے ایک وشٹ وگیاپن مورخہ شراون ودی ۵ر سوموار سمت ۱۹۳۷ مطابق ۲۶ر جولائی ۱۸۸۰ء چھپوا کر شائع کیا - جو یہ ہے -

بتاریخ ۱۰ر ستمبر ۱۸۸۰ء بپنجشنبہ کرنیل صاحب مع لیڈی بلیوشکی صاحبہ کے شملہ جاتے ہوئے سوامی جی مہاراج کی ملاقات کے لئے یہاں تشریف لائیں - اور بابو چھیدی لعل صاحب گماشتہ کمسیریٹ کی کوٹھی پر فروکش ہوئیں -

یوں تو کرنیل صاحب اور لیڈی صاحبہ سے بہت سے تذکرے درمیان آئے - اور انہوں نے ہی یوگ ودیا وغیرہ کی نسبت بوساطت پنڈت بلدیو پرشاد صاحب ہیڈ ماسٹر نارمل سکول میرٹھ کے بہت سے بیانات سوامی جی سے سُنے - اور دریافت فرمائے - مگر چند باتوں میں مثل سماج کے ایک دو نیموں اور ایشروِشے آدی مذکروں کے بہت کچھ اُن میں اور سوامی جی میں رد و بدل رہا - لیکن بقول شخصے - آں را کہ حساب پاک است - از محاسبہ چہ باک - سب طرح سے اُن کا اطمینان کرا دیا گیا - البتہ ایشر وِشے میں اُن کا بھرم رفع نہ ہوا - لیکن مجھ کو یقین ہے - کہ اگر وے سوامی جی کے بیانات کو اس بارہ میں سُنتے تو بے شک حق ناحق کو سمجھ جاتے - مگر وے تو ایسے ہٹ پر آئے کہ ایشر وِشے میں اپنا عقیدہ ظاہر کرنے کو گھبرا گئے - مگر گفتگو کرنے یا سننے کو باوجود سوامی جی کے اصرار کرنیکے پھر مطلق راضی نہ ہوئے -

کرنیل صاحب نے دو روز سماج میں جا کر تھوڑی تھوڑی دیر تک انگریزی میں اپنے سیلون کے سفر کی کیفیت کو کہہ سنایا - کچھ اس دیش والوں کو زمانہ سلف کی خوبیاں سنا کر آنسا لایا - اور ایک روز بابو چھیدی لعل صاحب کی کوٹھی پر لیکچر بھی دیا - جس میں انہوں نے اول آریہ سماج کے نیموں کو جس کا ترجمہ انگریزی میں ہمارے پریزیڈنٹ صاحب نے اُن کو کر دیا تھا - حاضرین جلسہ کو پڑھ کر سنایا - بعد ازاں اپنی سوسائٹی کے اصولوں کو پڑھا - اور ایک دوسرے کا مقابلہ کر کے دکھایا - پھر سیلون کے سفر کی حقیقت وہاں کے پادریوں سے مباحثہ کی کیفیت کو بیان کیا - اور سوامی جی مہاراج سے جو کچھ اس ترتیبہ گفتگو ہوئی تھی اسکو بھی جس کا ذکر میں مختصراً لکھ چکا ہوں اور تھیوسوفیکل سوسائٹی اور آریہ سماج کا تعلق بیان کیا جس کو سوامی جی نے بھی اس سے پہلے بذریعہ بھاشا کے وگیاپن کے مشتہر کیا تھا - اس کے بعد وے اگلے روز شملہ کو روانہ ہوئے - از آریہ سماچار میرٹھ صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲ ماہ کارتک سمت ۱۹۳۷ جلد ۲ نمبر ۱۹

اس کے بعد سوامی جی ۱۲ر مئی ۱۸۸۰ء کو جمیرے بھائی جواہر سنگھ کو ایک خط میں لکھتے ہیں - میڈم بلیوسکی کے پتر کا ادیتھا (ترجمہ) تم نے بھیجا تھا - سو آگیا - اور اُس کا اُتر بھی ہم نے بمبئی میں بھیجدیا۔"

پھر دوسرے خط میں جو ۲ر جولائی ۱۸۸۰ء کا ہے - لیڈی بلیوشکی کے خط کا جواب ہم نے دے دیا ہے - اس میں خاص بات یہی ہے - کہ ہم اُپدیشوں سے تمہاری بہرطور مدد کرتے رہیں گے - اور تمہاری سوسائٹی کے سبھاسد ہیں۔"

آریوں اور اناریوں کو اُس کا ست برتانت ودت کرتا ہوں - کہ جس سے ست دِرڑھ ہوتا اور بھرم اُچھید ہو کے سب کو آنند ہی سدا بڑھتا جائے - بابو ہرشچند چنتامن جو کسی سمے بمبئی آریہ سماج کے پردھان تھے - اُن سے نیویارک نگر امریکہ کی تھیوسوفیکل سوسائٹی کے پردھان ایچ - ایس - کرنیل الکاٹ صاحب بہادر اور ایچ - پی میڈم بلیوٹسکی آدی سے کچھ دن آگے پتر دوارا ایک دوسری سبھا نیم آدی جان کے سمت ۱۹۳۵ چیتر میں میرے پاس بھی پتر نیویارک سے آیا تھا - کہ ہمکو بھی آریہ ورتی پراچین ویدوکت دھرم اپدیش وِدیا دان کیجئے - میں نے اُس کے اُتر میں اتینت پرسنتا سے لکھا - کہ مجھ سے جتنا اپدیش بن سکے گا یتھاوت کروں گا - اِس کے پشچات انہوں نے ایک ڈپلوما میرے پاس اس لئے بھیجا - کہ جو تھیوسوفیکل سوسائٹی آریہ ورتیہ آریہ سماج کی شاکھا کرنے کے وچار کا نمت تھا - جب وہ ڈپلوما پھر یہاں سے وہاں گیا - سبھا کر کے سبھاسدوں کو سنایا - تب بہت سے سبھاسدوں نے اس بات میں پرسن ہو کر اُس کا سویکار کیا - اور بہتوں نے کہا - کہ ہم ٹھیک ٹھیک جان کے پشچات اس بات کو سویکار کریں گے -

جب وہاں ایسا وِرودھ مِکھش ہوا - تب پھر میرے پاس وہاں سے پتر آیا - کہ اب ہم کیا کریں - اس پر میں نے پتر لکھا - کہ یہاں آریہ ورت میں اب تک بھی بہت منش آریہ سماج کے نیموں کو سویکار نہیں کرتے - تھوڑے سے کرتے ہیں - تو وہاں ویسی بات کے ہونے میں کیا آشچریہ ہے - اِس لئے جو منش آریہ سماج کے نیموں کو اپنی پرسنتا سے مانیں - وے ویدمت انویائی ورجو نہ مانیں - وے کیول سوسائٹی کے سبھاسد رہیں - ان کا الگ ہو جانا اچھا نہیں - اتیادی وِشے لکھ کے میں نے بابو ہرشچندر چنتامن کے پاس پتر بھیجا - اور انکو لکھا - کہ اس پتر کی انگریزی کر شیگھر وہاں بھیج دیجئے - پرنتو انہوں نے وہ پتر نیویارک میں نہ بھیجا جب سمے پر پتر کا اُتر وہاں نہ پہنچا - تب جیسا میں نے اُتر لکھا تھا - ویسی ہی وہاں دیا گیا - کہ جو ویدوں کو پوتر سناتن ایشور اوکت مانیں - وے ویدکی شاکھا میں گنے جائیں اور آریہ سماج کی شاکھا رہیں - پرنتو وہ سوسائٹی کی بھی شاکھا رہیں - کیونکہ وہ سوسائٹی کی بھی ایک انگ وت ہیں - ارتھات نہ آریہ سماج تھیوسوفیکل سوسائٹی کی شاکھا اور تھیوسوفیکل سوسائٹی آریہ سماج کی شاکھا ہے - ایسا سب سجنوں کو جاننا اُوچت ہے - اس سے وِپریت سمجھنا کسی کو یوگ نہیں - دیکھئے یہ بڑے آشچریہ کی بات ہے - کہ جس سمے بمبئی میں آریہ سماج کا استھاپن ہوا - اسی سمے نیویارک میں تھیوسوفیکل سوسائٹی کا آرمبھ ہوا - جیسے آریہ سماج کے (اُدیش) نیم لکھ کے مانے گئے - ویسا ہی (اُدیش) نیم تھیوسوفیکل سوسائٹی کے نِسچت ہوئے - اور جیسا اُتر میں نے نمستے پتر میں باہر لکھ کے وید کی شاکھا اور سوسائٹی کے لئے بھیجا تھا - اس کے پہنچنے کے پُوربَ ہی نیویارک میں ویسا ہی کارج کیا گیا - کیا یہ سب کارج ایشوریہ نیم کے انوسار نہیں ہیں - کیا ایسے کارج الپگ جیو کے سامرتھ سے باہر نہیں ہیں ؟ کہ جیسے کارج پرتھوی کے اُوپر جس سمے میں ہوں - ویسے ہی بھومی کے تلے (پاتال) ارتھات امریکہ میں اُسی سمے ہو جائیں - یہ بڑی ادبھت باتیں جس کی ستا سے ہوئی ہیں - ارتھات پانچ ہزار برسوں کے پشچات آریہ ورتیہ دھارمک منشوں اور پاتالستھ ارتھات امریکا نواسی منشوں کا ویدوکت سناتن سُپریکشت دھرم دیو ہاروکیں باندھو یتی پریم پرگٹ کیا ہے - اس سرب شکتیمان پرماتما کو کوٹی کوٹی دھنیواد دیتا ہوں - کہ ہے سرب شکتیمان - سرب ویاپک - دیالو نیاکاری پرماتمن جیسا آپنے کرپا سے یہ کرت کیا ہے - ویسے بھوگولستھ سب دھرماتما وِدوان منشوں کو اُسی ویدوکت ست مارگ میں سستھر شیگھر کیجئے - کہ جس سے پرسپر ورودھ چھوٹ مِترتا ہو کے سب منش ایک دوسرے کی ہانی کرنے سے پرتھک ہو کے اُنیوں کا سدا اُپکار کیا کریں - ویسا ہی منشو آپ لوگ بھی اُسی پربرہم کی پرارتھنا پُوروک پورشارتھ کریں - کہ جس سے ہم سب لوگ ایک دوسرے کو دُکھوں سے چھڑاتے اور آنند سے یکت رہیں - ہے بندھو ورگو جیسا آنند منشوں کو چھ ہزار برشوں کے پُورب تھا - ویسا سب ہم لوگ کب دیکھیں گے - دھن ہیں وے منش کہ جو جیسا اپنا ہت چاہتے - اور اہت نہیں چاہتے تھے - اور ویسا ہی ورتمان میں سب کے ساتھ سدا کرتے تھے - کیا یہ چھوٹی بات ہے - اِس لکھنے میں میرا ابھپرایہ ہے - کہ جو جو باتیں سب منشوں کے سامنے ست ہیں - جنکے منتھیا ہونے کے لئے کوئی بھی منش ساکشی نہیں دے سکتا ہے - اُن باتوں کو دھرم اُنسوشد بولو کو دھرم من نئی ہو مِلتھ منشوں کو دھرم کی باتوں کا گرہن کرنا اور ادھرم کی باتوں کو چھوڑ دینا کیا کٹھن وِ اسنبھو ہے - جب لئے ایسا ہی ورتمان ہزار برسوں سے پُورب تھا - اسی لئے کوئی دوسرا ست پرچرت نہیں ہوتا تھا - جیسے اگیان سے آجکل سب منش ایک ایک اپنی اپنی قوم اور ایک ایک اپنے اپنے مذہب کی ترہتی اور سب کی ہانی کر نہیں پروِرت ہوتے ہیں - ویسے ویدمت کے پرچار سمے میں نہ تھا کنتو سب منش سب کی ترہتی کر نہیں پروِرت ہو کر کسیکی ہانی کرنا کبھی نہیں چاہتے تھے سبکو اپنے سمان سمجھ دُکھی کسیکو نہ کرتے - اور سبکو سُکھی کیا کرتے تھے - ویسے ہی اب بھی ہونا اوش چاہیئے - کیا جیسے سب دھارمک ودوان منش پرشارتھ سے ست ست باتوں کو ایک سمتی دیکھتا باتوں کو ایک وِرتی کرا ایک مت کیا چاہیں - تو اسنبھو ادکشن ہے ؟ کبھی نہیں کنتو سنبھو اور اِسی ہیتم ہے جیتا دوانوں کے وِرودھ ادھیل سے منشوں کو ہانی اور لابھ نہیں ہوتا - اُتنے سی ہزار گنا ہانی اور لابھ ودوانوں کے وِرودھ و میل سے ہوتا ہے - اِسلئے سب کو دوانوں منشوں کو اتینت اُوچت ہے - کہ شیگھر وِرودھ متوں کو چھوڑ اُن سے وا اُوپر باتوں کو ادھر جانا مان ایک دھرم ہت کا گرہن کر پرسپر آنند ت ہوں - یہی وید آدی شاستر پراچین سمپرتی مُنی آدی پرامپرا سے بھی ہمارا نِسچے ہے - جو پہلی نہیں سادہ یکہ لکھنا اونک نہیں کیونکہ دو تھوڑے ہی لکھنے سے سب کچھ جان لیتے ہیں - ادم - متی شراون ودی ۵ بدھوار سمت ۱۹۳۷ - ہستاکشر سوامی دیانند سرسوتی

زلبتا اور سوستی کتنی ہو سکتی ہے - اس میں بھی ہم کو کتنے کام اوشکیہ ہیں - جن سے دم بھر اوکاش نہیں مل سکتا - جو ایک جنم چرتر کے لکھنے لکھوانے کا کام ہی ہوتا - تو ایک بار لکھ لکھوا کے بھیجدیا ہوتا -" ۶ر نومبر سنہ ۷۹ء از داناپور - دیانند سرسوتی -

سوامی جی کی کرنیل و میڈم صاحبان سے

دوسری ملاقات

بمقام بنارس

۱۵ر دسمبر سنہ ۷۹ء سے

سوامی جی جب ۱۹ر نومبر سنہ ۷۹ء کو داناپور سے بنارس پہنچے - تو سوامی جی کے درشن ہت کرنیل صاحب و سینٹ صاحب ایڈیٹر اخبار پاؤنیر و میڈم بلوٹسکی صاحبہ اور ایک میم صاحبہ یہ چاروں صاحبان ۱۵ر دسمبر سنہ ۷۹ء کو بنارس میں تشریف لائے - اور وہاں عرصہ تک رہے - باہمی بہت بارتالاپ ہوتی رہی - خود سوامی جی ۱۷ر دسمبر کے خط میں منیجر وید بھاشی کو لکھتے ہیں - "کرنیل الکاٹ آدی سب انگریز ۱۵ر دسمبر سنہ ۷۹ء کو میرے پاس آگئے - اور میرا سمباد اُن سے پرآرنبھ ہو گیا" - بنارس - دیانند سرسوتی -

کئی جگہ کرنیل صاحب نے ویاکھیان دیئے - اور عموماً ہر جگہ سوامی جی کی پرشنسا کرتے رہے - اور اپنے آپ کو ویدمت انویائی ظاہر کرتے رہے - سوامی جی اپنے ایک خط میں بابو مادھولال جی کو لکھتے ہیں - کہ تاریخ ۱۵ر دسمبر سنہ ۷۹ء کو صاحبان انگریز مندرجہ ذیل بنارس تشریف لا کر میرے پاس راجہ وجے نگر کے باغ میں جو قریب محمود گنج ہے - فروکش ہوں گے - اس لئے آپ کو لکھا جاتا ہے - کہ اگر آپ کو ان انگریزوں سے ملاقات کرنی ہو - تو سولہویں تک میرے پاس باغ مذکورہ بالا میں چلے آیئے - اور براہ مہربانی ذرا چھپرا میں مہاں بیر پرشاد وغیرہ کو بھی اس امر سے مطلع کیجئے - ۱۲ر دسمبر سنہ ۷۹ء -

نام اُن صاحبان انگریزوں - کے جو بنارس میں ۱۵ر کو آویں گے - کرنیل - ایچ - ایس - الکاٹ صاحب بہادر امریکن - میڈم ایچ - پی بلیوٹسکی صاحبہ ای - ایف - سینٹ صاحب مہتمم پائنیر اخبار الہ آباد - علاوہ اِن انگریزوں کے اُن کے ہمراہی اور بھی دو تین انگریز آویں گے - دیانند سرسوتی -

وہاں اچھی طرح کئی وشیوں پر کئی دنوں تک بحث مباحثہ ہو کر سب باتوں کا نرنے کر کے سوامی جی نے مندرجہ ذیل نوٹس بنام سُشِشٹ وگیاپن جاری کیا -

دیوناگری کے وسِشٹ وگیاپن کا اردو میں اُلتھا

سب سجنوں کو ودت ہو - کہ آریہ سماج اور تھیوسوفیکل سوسائٹی کا جیسا سمبندھ ہے - ویسا پرکاشت کر دینا - مجھ کو اتینت اُچت اسلیئے ہوا - کہ اِس وشے میں مجھ سے بہت منش پوچھنے لگے - اور اِس کا ٹھیک مطلب نہ جان اُلٹا سمجھ کر کہنے لگے - کہ آریہ سماج تھیوسوفیکل سوسائٹی کی شاکھا (شاخ) ہے - اتیادی بھرم کی نورتی کر دینی اُوچت ہوئی - جو ایسی ایسی باتوں کے پرسدھ رہنے سے اُتر نہ دیئے جائیں - تو بہت منشوں کو اتینت بھرم بڑھ کر وپریت پھل ہونے کا سنبھو ہو جائے - اس لیئے سب

امریکہ سے آئے ہیں - ملاقات ہوئی - دو دن وہاں ٹھہر کر ہم میرٹھ آگئے ہیں - یہاں پر پانچ چھ دن ٹھہریں گے - پشچات صاحب بمبئی کو آویں گے - اور ہم کچھ دن یہاں ہی واس کریں گے - پرنتو آج کل کچھ اوکاش نہیں ہے - صاحب کی اور ہماری رائے ملگئی ہے کسی پرکار کا بھید نہیں ہے - اور جو کچھ ہرلش چندر نے اُن کے چت میں شنکا ڈالی تھی - وہ سب نورت ہوگئی ہے - صاحب اتینت شدھ انتہ کرن سجن پرش ہیں - ان میں کسی پرکار چھل چھدر نہیں ہے - پرنتو ہرلش چندر نے ایساکپٹ کیا - کہ جسکو ہم کتھن نہیں کرسکتے ہیں پرنتو اب ہوشیار رہنا چاہیئے - لسبا کہ شدی ۱۴ اسمت ۱۹۳۶ - دیانند سرسوتی -

کل الکاٹ صاحب اور بلیوٹسکی لیڈی سماج میں گئے تھے - اور آج اوکت صاحب صدر میرٹھ میں اُپدیش کریں گے - اور کل پرسوں یہاں سے بمبئی جانے والے ہیں - اوکت صاحبوں کی اپنی سماج سے کوئی آدر دہ نہیں ہے - ارتھات انکول آچرن سوبھاؤ ہے - کیونکہ چار پانچ دن سے جو ہم اِن کے ساتھ بات کرتے ہیں - تو بالکل یہ یوگ شدھ انتہ کرن پریت ہوتے ہیں - اور تھیوسوفیکل سوسائٹی میں جو ہمارا نام لکھا گیا ہے - اگر تم اُس پتر کو بھیجدیتے تو ہم صاحب کو دکھلا دیتے - پرنتو زبانی جو صاحب سے کہا گیا - تو انہوں نے اُتر دیا - کہ ہماری تھیوسوفیکل سوسائٹی کا ابھی تک یہ پریوجن تھا - کہ سب متو کے لوگ اس میں داخل ہوں - اور اپنی اپنی سمتی دیویں - اب آریہ سماج کے نیموں کو سمجھ کر جس پرکار آپ کی آگیا ہوگی - اُسی پرکار کیا جاوے گا - آئندہ ایسا نہ ہوگا - اور جو آریہ سماج کے نیموں کو پسند نہیں کرتا ہے - وہ تھیوسوفیکل سوسائٹی میں نہیں رہیگا اس برتانت کو جب مُول جی بھائی آویں گے - تب تم کو سمجھا دیں گے - ۵ مئی ۷۹؁ء میرٹھ -

پانال ولیش استھوں کا پتر تمہاری معرفت کا اب تک نہیں پہنچا ہے - اُن کو ہمارا نمستے کہہ کے کُشل پُوچھنا - اور اب وہ کیا کام کرتے ہیں - سو لکھتے رہنا جی بابو چھیدی لعل وشونرائن گُماشتہ کمسریٹ میرٹھ کی کوٹھی پر جو اُترے تھے - اُن سے پتر چھپوا کر بھیجنے کو کہہ گئے تھے - سو اب تک نہیں بھیجا شاید بھول گیا یاد دلا دینا - ہم یہاں سے پرسوں علی گڈھ جاویں گے - ۲۰ مئی ۷۹؁ء میرٹھ - دیانند سرسوتی جیٹھ ودی ۱۴ منگل وار - سوامی جی ۲۷ مئی ۷۹؁ء کی چٹھی میں کرنل صاحب کو اپنی جانب سے کاغذات پر دستخط کرنے کا اختیار دیتے ہیں - (از تھیوسوفسٹ) -

سیلون کی چٹھی ہم نے اُن کے پاس واپس کی ہے - اُن کو ہمارا نمستے - ۲۸ مئی ۷۹؁ء ہستاکھشر دیانند سرسوتی -

امریکہ والوں سے ہمارا نمستے کہہ دینا - وید بھاش کے انگریزی کرنے کے وشے میں امریکہ والوں کے پتر کا اُتر ہم نے بھیجدیا ہے - اس کا اُتر ابھی تک ہمارے پاس نہیں پہنچا - اُن کے پاس جاؤ - تو پرنگ سے کہہ دینا - کہ اب تک ہمارا شریر اچھا نہیں تھا - اس لیئے ولایت کی چٹھیوں کا اُتر نہیں بھیجا ہے - اب کچھ شریر اچھا ہے - اب بھیجیں گے - ۲ بجے ہیں اس سمے ہم نینی تال چھوڑ کر کاٹھ گودام جاتے ہیں - ۳۱ جولائی ۷۹؁ء مرادآباد + آج مرادآباد سے بدایوں جاتے ہیں - ہمارا شریر بہت دنوں سے بیمار ہے - اتی دُربل ہوگیا ہے - سو تم جاکر امریکہ والوں سے کہنا - کہ اور کچھ نہ سمجھیں ہمارا شریر دو دن سے کچھ اچھا ہے - جو ایسا ہی رہے گا - تو ہم اُن کے پتروں کا اُتر شیگھر بھیجیں گے - اور اپنے جنم سے لیکر دن چریا ابھی کچھ سنکشیپ سے دیوناگری اور انگریزی میں کروا کر ہم اُن کے پاس بھیجدیں گے اور ولایت کے پتروں کا اُتر بھی جلدی بھیجیں گے - امریکہ والے لوگ سماچار پتر چھاپیں گے - سو اُن کو بھومکا آدی سے باتیں سمجھا دینا ۲۱ اگست ۷۹؁ء دیانند سرسوتی - بریلی + امریکہ والوں کے پاس ہم ایک پتر بھیجیں گے - تو اس میں سب باتیں لکھیں گے - آبو میں کوئی زہر کھاتا تھا - یہ بات ہم نے سنی ہوئی کہی تھی ٹھیک نہیں سمجھتے اس لیئے جنم چرتر میں نہیں لکھی اور ایک سادھو سمندر پر چلتا تھا - ایسی اسنبھو باتیں میں نے کداپی نہ کہی ہونگی - ۱۷ ستمبر ۷۹؁ء دیانند سرسوتی از شاہجہانپور -

اور کرنیل اُلکاٹ صاحب کے پتر آئے - اُس کا جواب پیچھے سے تم کو ناگری میں بھیجیں گے - اُن کی نقل انگریزی میں کر کے دیدینا تو ہم براہ راست بھیجدیا کریں - ۱۱ اکتوبر ۷۹؁ء کانپور - دیانند سرسوتی -

۲۷ نومبر ۷۹؁ء کو سوامی جی مینیجر وید بھاش کو لکھتے ہیں - مد کرنیل الکاٹ صاحب کو میرے شریر کا حال ودت نہیں ہے کہ دس ماہ تک تو دستوں کی بیماری رہی - پشچات ایک بڑا جور آنے لگا - سو تین باری اگر چھوٹ گیا ہے - اب دونوں بیماریاں نہیں ہیں - پرنتو وچار کرو - کہ اتنی بیماری کے پشچات

آنکھوں سے نہیں دیکھ پڑتی - اس لئے لوگ آشچریہ مانتے ہیں - ہاں یہ کہہ سکتے ہیں - کہ بہت سے دھورت لوگ اِس ودیا کو نہیں جانتے ہیں - جھوٹے جال رچکر ست ودیا کو بدنام کر دیتے ہیں - اس کارن سے جھوٹوں کا ترسکار اور سچوں کا ستکار سروا اچت ہے - پرنتو جس سمہ کسی کا است پرگٹ ہو جاوے - اُسی سمہ اُس کا پرتیاگ کرنا چاہیئے - بہت دنوں پیچھے ہرشچندر کا کپٹ پرگٹ ہوا - اِس لیئے اپنی آریہ سماجوں سے باہر کیا گیا - اِسی طرح جس کسی آدمی کا جھوٹ ظاہر ہو جاوے - تو اُس کو تات کال اپنی سماجوں سے الگ کر دو - چاہے کوئی کیوں نہ ہو - است بادی کی سر ید اپریکشا کرتے رہو - اسی کا نام سُدھار ہے - اور یہی ست پرشوں کا لکھشن ہے - تب اُس کو گیان ہوا جانو کہ جب اپنے نشچے کئے ہوئے من سے بھی است جانے اور اُس کو اس سے تیاگ دے - تو اُس کے سامنے دوسرے کا جھوٹھ چھوڑ دینا کیا آشچریہ ہے - ایسے کام کے بغیر نہ اپنا سُدھار ہو سکتا ہے - نہ دوسرے کا سُدھار کر سکتا ہے - اب اِس پتر سے کو اس برتانت پر پورن کرتا ہوں - کہ اِن صاحبوں کے پُورب پتروں (پہلے خطوط) اور دن کی بات چیت کرنے سے نشچے ہو گیا ہے - کہ اُن کا تن من اور دھن ست کے پرکاش اور است کے ناش کرنے اور سب منشوں کے ہت کرنے میں ہے - جیسا کہ اپنے لوگوں کا سروتھا نشچے سے ادیوگ ہے - مرقومہ ۹ ۱۸۷ء مقام میرٹھ از آریہ درپن ماہ اگست ۱۸۷۹ء صفحہ ۲۲۱ سے ۲۲۳ تک و رسالہ ودیا پرکاشک ماہ اگست ۱۸۷۹ء صفحہ ۵۴ سے ۵۶ تک اور رسالہ آریہ سماچار میرٹھ وغیرہ صفحہ ۹ سے ۲۳ انک ماہ جلیٹھ سمت ۱۹۳۶ جلد ۱ نمبر ۲

منشی سمرتھ دان بمبئی سے ایک خط منشی نرائن کشن کو لکھتے ہیں - پتر آپ کا ۱۹ ر مارچ کا لکھا بابو ہرشچندر چنتا من کے دولہ پہنچا - اب وید بھاش کا کام اوکت بابو سے لینے کے لیئے میں یہاں آیا - اور سب کام بابو سے مانگا - تو ڈیڑھ ماس ہوا - کہ " ہاں دیتے ہیں - ہاں دیتے ہیں " - ایسا کہتا رہا - اب میرا دچار ہے - کہ جو ایک دو دن میں نہ دیگا - تو نالش کرنی پڑے گی - امریکہ والے یہاں آئے - سو اُن کے ساتھ بابو نے بڑا ہی سلوک کیا - اور سماج میں بڑی گڑبڑ کری - اس لیئے متی چیت سدی اسمت ۱۹۳۶ کے دن بابو پردھان سے دور کئے گئے اور سماج سے نکال دیئے گئے - بھاش کے پیچھے کے سب پستک اور رجسٹر آدی سب اُسنے دبا رکھے ہیں پرنتو پانچواں انک میں نے چھاپنے کے لیئے دیدیا ہے - طیار ہونے کے بعد آپ لوگوں کے پاس بھیجا جاوے گا - اتنی دیر اس انک میں بابو کے کارن سے ہوئی ہے - اب آپ کرپا کر کے اور لوگوں کو بھی اطلاع دیدیں کہ سماج سمبندھی اور بھاش سمبندھی پتر و روپیہ کوئی بھی بابو کے پاس نہ بھیجے - کنتو بھاش کا روپیہ نیچے لکھے ہوئے ٹھکانوں پر بھیجنا چاہیئے منشی سمرتھ دان مارواڑی بازار بمبئی پنڈت امراؤ سنگھ منتری آریہ سماج رڑکی (ان دو ٹھکانوں سے ہی پستک وغیرہ بھی ملیں گے - ۲ ر اپریل ۱۸۷۹ء)

امریکہ والوں کے متعلق

بمبئی جاکر امریکہ والوں سے ملنا اور حال لکھنا

ہم ڈیرہ دون سے چل کر سہارن پور آئے - اور وہاں پر الکاٹ صاحب اور بلوٹسکی لیڈی وسول جی ٹھاکر سے - جو کہ

کینسن صاحب ہیڈماسٹر میرٹھ نے چند باتیں میم صاحبہ سے دریافت کیں جن کے جوابات شافی اسی وقت پائے - بعد ازاں وقت کھانے کا آگیا - یہ سب صاحب رخصت ہوئے - اگلے روز امریکہ والوں کے قیام گاہ پر شائقین و سامعین کا مجمع رہا - مختلف طرح کے مذکرے اور بحث لیڈی صاحبہ اور مسٹر کینسن صاحب اور نیز سوامی جی مہاراج اور دیگر صاحبان سے ہوتی رہی - لیڈی صاحبہ نے مذہب عیسوی اور محمدی اور دیگر مذاہب کو خوب رد کیا - اور آریہ مذہب کی بڑی تائید بوجوہات کی - امریکہ والوں کی لیاقت اور تحقیقات میں کوئی کلام نہیں - خصوصاً لیڈی صاحبہ بڑی ہی عالمہ ہیں - ایک کتاب دو جلدیں لیڈی صاحبہ نے تصنیف کی ہے - کہ جس میں مذہب عیسوی کی بخوبی تردید ہے - اور نیز دیگر جدید مذاہب کی (از آریہ درپن ماہ اگست ۱۸۷۹ء صفحہ ۲۴۳ سے ۲۴۴ تک)

خود سوامی جی نے منتری آریہ سماج شاہجہانپور کو پتر لکھا ہے - اوم تت ست - منتری آریہ سماج شاہجہان پور آنندت رہو - واضح ہو - کہ سب صاحبان کے لئے ایک آنند کا سماچار پرگٹ کیا جاتا ہے - وہ یہ ہے - کہ کرنیل ایچ - ایس - اسکاٹ صاحب اور ایچ - پی - بلیوٹسکی میڈم صاحبہ جن کے خطوط پہلے امریکہ سے اپنی سماجوں میں آئے ہوئے تھے - اُن سے ہمارا پہلی مئی ۱۸۷۹ء کو مقام سہارن پور میں سماگم (ملاقات) ہوا - اور معلوم ہوا - کہ جیسے اُن کے پتروں سے اُن کی بدھی پرگٹ ہوتی ہے - اُن کے ملنے سے سوگنے ادھک لیاقت پرگٹ ہوئی - اور اتینت سجنتا اُن کی ہم کو پرگٹ ہوئی - اُن سے دو دن سہارن پور میں سماگم رہا - اور سماج کے سب منشوں نے یتھا وقت ستکار کیا اور اُن کے اپدیش سننے سے لوگوں کے چت اتینت پرسن ہوئے - پشچات وے ہمارے ساتھ میرٹھ کو آگئے - سب سماج کے لوگوں نے اُن کا سندر ریتی سے ستکار کیا - اور اپدیش کا ایسا سندر سماچار رہا - کہ جس سے سب کو آنند ہوا - اور اپدیش میں سب امیر اُمراء واہلکار اور انگریز لوگ ۵ دن تک برابر آتے رہے - اور جس کسی نے ست شاستروں میں جو کچھ شنکا کری - اُس کا جواب ستیارتھ ملتا رہا - ارتھات امریکہ والوں کے صاحبوں نے سب کے چت پر نشچے کر دیا - کہ جتنی بھلائی اور ودیا ہیں وے سب ویدوں سے ہی مل سکتی ہیں - اور جتنے وید ورودھ مت ہیں - وہ سب پاکھنڈی ہیں - پسچات اوکت صاحب ۷ مئی ۱۸۷۹ء کو بمبئی چلے گئے - اور ہم کچھ دن تک یہاں پر ٹھہریں گے - پھر جو اوکت صاحبوں سے ہمارا سماگم ہوا ہے - یہ اس آریہ ورت آد دیشوں کے منشوں کی اُنتی کا کارن ہے - جیسے کہ ایک پرم اوشدھی کے ساتھ کسی سوپتھیا کا میل ہونے سے شیگھر ہی روگ کا ناش ہو جاتا ہے - اسی پرکار کے سماگم سے آریہ ورت آدی دیشوں میں ویدمت کا پرکاش ہونے سے است رُوپی روگ کا ناش شیگھر ہی ہو جاوے گا - اور اوکت صاحبوں کا آچرن اور سوبھاؤ ہم کو اتینت شدہ پریت ہوتا ہے - کیونکہ یہ لوگ تن من دھن سے سب پرکار ویدمت کی سہائتا کرنے میں اودیت ہیں ÷ جو بابو ہرش چندر چنتامن نے اوکت صاحب لوگوں کے وشئے میں یہ بات اُڑا دی تھی - کہ یہ لوگ جادو جانتے ہیں - اور جعلسازوں کی طرح چھل کپٹ کی باتیں کرتے ہیں - یہ سب بات اُن کی متھیا ہی ہے - کیوں کہ جس کو جادو کہتے ہیں - وہ سید سے رستہ میں پدارتھ ودیا ہے - اُس ودیا کو مُورکھ لوگوں نے جادو سمجھا ہے - انہوں نے مُورکھوں کے بھرم دور کرنے کے لئے اور ست مارگ میں چلانے کے لئے دھارن کیا ہے کچھ دوش نہیں ہے - پرنتو ہریش چندر جیسے لوگوں کو دوش دیکھ پڑتا ہے - اس ہریش چندر نے ان صاحبوں کے چت میں ایسا بھرم ڈالا تھا - کہ جس کا ہم برنن نہیں کر سکتے ہیں - پرنتو وہ سب ہمارے ملنے سے دور ہو گئے - دیکھو - ہریش چندر جی کی بے ایمانی کہ بہت سا بگھن وید بھاشں کے کام میں کر چکا ہے - اور اب تک بھی کرتا ہی چلا جاتا ہے - اس لئے سب آریہ بھائیوں کو واجب ہے - کہ اس کو آریہ سماجوں سے نس کرت (خارج شدہ) ہی سمجھیں - اور آگے کو کسی پرکار کا وشواس نہ کریں - دیکھو - پُورب کال میں ہمارے رشی منی لوگوں کو ایسی پدارتھ ودیا آتی تھیں - کہ جس سے آتما کے بل سے سب کے انتس کرن بھید کو جان لیا کرتے تھے - جیسے باہر کے پدارتھ ودیا سے ریل تار آدی سدھ کئے جاتے ہیں - اب تار آدی ودیا کو مُورکھ لوگ جادو سمجھتے ہیں - ویسے ہی بھیتر کے پدارتھوں کے یوگ سے یوگی لوگ ادبھت کرم کر سکتے ہیں - اس میں کچھ آشچریہ نہیں ہے - کیونکہ منش لوگ جس ودیا کو باہر سے پدارتھوں سے سدھ کر سکتے ہیں - اُن سے کئی گنے ادھک بھیتر کے پدارتھوں سے سدھ کر سکتے ہیں - جیسے باہر کے پدارتھوں کا باہر سے اُپیوگ ہوتا ہے ویسے ہی بھیتر کے پدارتھوں کا بھیتر سے اُپیوگ ہوتا ہے - جیسے استھول پدارتھوں کی کریا سے آنکھوں سے باہر دیکھتا ہے - ایسے سُوکھشم پدارتھوں کی کریا کو

ہوگی میلہ میں سے سوامی جی ۱۰ مارچ ۱۸۷۹ء کی چٹھی میں سمرتھ دان کو لکھتے ہیں۔ بمبئی جاکر امریکہ والوں سے ملنا۔ اور حال لکھنا" چیت بدی ۲ سوموار سمت ۱۹۳۵ - ہردوار سے سوامی جی بیمار ہوکر ڈیرہ دون چلے گئے۔ اتنے میں تینوں صاحبان قدمبوسی کے اشتیاق میں بمبئی سے چل کر سہارنپور آگئے۔ اور سوامی جی کو تار دی۔ کہ ہم وہاں آویں۔ آپ کی کیا آگیا ہے۔ سوامی جی نے اُتر دیا۔ کہ آپ لوگ پہاڑ کی تکلیف نہ اٹھاویں۔ ہم خود آتے ہیں"۔

۲۹ر اپریل ۱۸۷۹ء کو کرنیل صاحب و لیڈی صاحبہ وہاں پہنچے۔ اور جملہ ممبران سماج سہارنپور اُن سے ملنے گئے۔ وہ بہت محبت سے ملے۔ ۳۰ر اپریل ۱۸۷۹ء کو وقت ۴ بجے شام اُن کا ویاکھیان ہوا جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ "امریکہ میں کس طرح سلوک کیئے جاتے ہیں" اور وہ اس ملک میں کس واسطے آئے ہیں۔ اُسی شام کو آریہ سماج سہارنپور نے اُن کی دعوت کی۔ اور دعوت صرف ہندوستانی طریقہ پر تھی۔ جس کو وہ کھا کر بہت خوش ہوئے۔ ودیا پرکاشک میں لکھا ہے کہ "امریکہ کے رشی عرصہ دو ماہ سے آریہ سماج کے ممبر باشندگان امریکہ کچھ مدت بمبئی میں رہ کر اب ڈیرہ دون سوامی دیانند سرسوتی جیو کے درشنوں کو آئے ہیں۔ جن صاحبوں نے ان کے درشن کرنے ہوں۔ وہ ڈیرہ دون جاسکتے ہیں۔ چھ ممبر آریہ سماج امرتسر اور لاہور کے اُن کے درشنوں کو جائینگے" (صفحہ ۲۲ مارچ ۱۸۷۹ء)

۱ر شُدی بیساکھ سمت ۱۹۳۶ پنجشنبہ مطابق یکم مئی ۱۸۷۹ء کو سوامی جی ڈیرہ دون سے سہارنپور آئے۔ اور اُن صاحبان سے ملاقات کی۔ ۲ مئی یعنی جمعہ کو وہاں ہی رہے۔

۳ر شنبہ ۳ر مئی ۱۸۷۹ء صبح ۹ بجے کی ریل میں سوامی جی مہاراج معہ کرنیل و میڈم صاحبہ و بھائی مول راج جی کے سہارنپور سے میرٹھ تشریف لائے۔ اکثر ممبران سماج ریلوے سٹیشن پر اُن کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ غرض اُن کو وہاں سے سوار کراکر علیحدہ علیحدہ کوٹھیوں میں جو اسی واسطے پیشتر سے آراستہ و پیراستہ کرا رکھی تھیں۔ فروکش کرایا گیا۔ بعدہ اُن کی دعوت حسب رواج اپنے دیش کے بڑی تکلف و خوبی کے ساتھ سماج کی جانب سے بابو چھیدی لعل کی کوٹھی پر کی گئی۔ جس کو امریکہ والوں نے بہت پسند کیا اور بڑی رغبت سے کھایا اور ہر ایک ممبر سے وہ دونوں صاحب بڑے اخلاق کے ساتھ نمستے کہہ کر ریلوے سٹیشن پر اور نیز اپنے قیام گاہ پر وقتاً فوقتاً ملتے رہے۔

۴ر یکشنبہ ۴ر مئی ۱۸۷۹ء کو سوامی جی مہاراج نے خود پرمیشور کی اُستتی - پرارتھنا - اور اُپاسنا کی بابت ویاکھیان دیا۔ کہ جس کے ختم ہوتے ہی کرنیل اَلکاٹ صاحب نے بزبان انگریزی فرمایا۔ کہ اگر سب صاحب کل تشریف لاویں۔ تو میں کچھ اپنے خیالات بیان کرونگا۔ بعد ازاں صاحب پریزیڈنٹ آریہ سماج نے امریکہ والوں کا سماج میں تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ ختم ہوا۔

۵ر دوشنبہ ۵ر مئی ۱۸۷۹ء کو لکچر کے اشتہار اردو - انگریزی - دیوناگری چھپوا کر تقسیم کرا دیئے گئے۔ چھ بجے شام کے لکچر شروع ہوا۔ کرنیل صاحب نے اول امریکہ کا حال بیان کیا۔ کہ وہ ملک کیسا ہے۔ کس طرف اور یہاں سے کتنے فاصلہ پر ہے۔ غرض وہاں کی بڑی تعریف سب باتوں میں بیان کی۔ لیکن یہ تھا۔ کہ معاملات مذہبی میں وہاں اور خصوصاً کل یورپ میں، بوجہ مذہب عیسوی اور پادریوں کی تاریکی پھیل رہی ہے۔ اس لیئے ہم عرصہ پانچ سال سے نیویارک میں تھیوسوفیکل سوسائٹی قائم کی ہے۔ اور سوامی جی کو اپنا گورو یعنی ہادی قرار دے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ امید ہے۔ کہ اُن کے قدموں کی برکت سے ہمارا مدعا بر آوے گا۔ بعد اس کے دو گھنٹہ تک مختلف باتیں بیان کر کے لکچر ختم کیا۔ پھر بھائی مول راج جی نے کھڑے ہوکر کرنیل صاحب کے بیان کا ترجمہ اردو میں سب حاضرین کو کہہ سنایا۔ اور آخر میں کچھ تھوڑا سا بیان اپنی جانب سے بھی کیا۔ بعد ازاں سوامی جی نے صرف دس بارہ منٹ تک کچھ بیان کیا۔ کیونکہ وقت مشتہرہ گذر گیا تھا جس پر کہ جلسہ ختم ہوا۔ اور سامعین و حاضرین جلسہ چلے گئے۔ صرف ممبران سماج اور دس عیسائی اور چار یورپین موجود تھے۔ لیڈی بلیوٹسکی صاحبہ نے عیسائیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ اگر کسی صاحب کو ہم سے کچھ سوال کرنا ہو تو کیجئے۔ اور یہ بھی دریافت کیجئے۔ کہ ہم لوگ کس وجہ خاص سے سوامی جی مہاراج کے پیرو ہوئے ہیں۔ مگر کسی صاحب نے دم نہ مارا۔ سب دم بخود بیٹھے رہے یورپین مسٹر

چٹھیوں سے کُچھ پہنچا - آپ کو چاہئے - کہ اِن چٹھیوں کے چھاپنے میں جو کچھ خرچ ہوا ہے - سو لکھ بھیجیں - کیونکہ خرچ رُڑکی والے دیویں گے - اور آشا ہے - کہ یہاں پر آریہ سماج ازشیر بنجاوے گا - ۱۷ اگست ۱۸۷۸ء دیانند سرسوتی از رُڑکی -

لالہ مول راج جی ایم - اے - آنند سے رہو - آپ نے لکھا تھا - کہ تاریخ ۲۴ کو چھپی ہوئی چٹھی بھیجدیں گے - سو اب تک وہ نہیں آئی - جواب تک روانہ نہ کی ہو - تو میرٹھ بھیجنا - دیانند سرسوتی ۲۷ اگست ۱۸۷۸ء میرٹھ -

رسالہ ودیا پرکاشک میں لکھا ہے - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ ایک مجلس بنام برہم پوچھنی (تھیوسوفیکل) نے اپنی تحریروں سے ظاہر کیا - کہ ہم لاکھوں آدمی خواہشمند ہیں - کہ ہم آریہ سماج میں داخل ہو جاویں - اور ویدوں کی پیروی کریں - اور عیسائی مذہب سے ہماری بڑی خرابی و بربادی ہوئی ہے - اُس کو ہم نے بالکل ترک کر دیا کیونکہ اول تو پہلے پہلے نادانی سے قبول کیا تھا لیکن غور سے وہ پولا ڈھول ظاہر ہو گیا - چونکہ کل سچائی و علم آریہ ورت سے ظاہر ہوئی ہے اس لئے سچا دھرم بھی ہم کو آریہ ورت سے حاصل ہوگا -

ان چٹھیوں کو اکثر عیسائی لوگوں نے دیکھا - اور زہر کو گھولا - چنانچہ ایک صاحب یورپین سفیر ہند نومبر و دسمبر ۱۸۷۸ء میں اپنا حال اچھی طرح ظاہر کرتے ہیں جس کا جواب میں پھر کبھی لکھونگا - حال میں تھوڑا سا تحریر کرتا ہوں -

(۱) افسوس - کہ اُن کو بڑا تعصب ہوا - لیکن پرمیشور کا شکریہ کیا - کہ وہ امریکن لوگ جو آریہ ورت باسیوں کو جاہل کہتے تھے - سوامی جی کی کرپا سے آریہ ورت باسیوں کو گورو دت دیکھ کر آپ کو اُن کا شاگرد و چیلہ کہنے لگے -

(۲) امریکن جو آج کل دنیا میں فاضل و عاقل شمار کئے جاتے ہیں - اُن کو اب یورپین بیوقوف اور دہریہ خیال کرنے لگے -

(۳) جو لوگ مذہبی خیالوں پر غور کریں - وہ اُن کو بُرے معلوم ہوئے اور اندھا دھند چلے جائیں - وہ عاقل -

(۴) انگلینڈ وغیرہ ممالک کے جو دانا لوگ معقول کو مانتے ہیں - اور نامعقول باتوں کی پرواہ نہ رکھ کر عیسائی مذہب کے بھید ظاہر کرتے ہیں - اُن کو طعون کہہ کر آریہ لوگوں کو اُن کا ہم دین ظاہر کرتے ہیں -

(۵) عیسائیوں کی یومأفیومأ ترقی بمقابل آریہ سماج کے ظاہر کر کے نازاں ہیں اگرچہ ہم یہ بھی جانتے ہیں - کہ آریہ ورت سے دو سو سال میں دس لاکھ جاہل وغیرہ طمع زر و جورو وغیرہ سے پھنسایا - آریہ سماج نے یک لخت لاکھوں عیسائیوں کو امریکہ سے ایک دو سال کی تعلیم سے نکال لیا - (رسالہ ماہ جنوری ۱۸۷۹ء صفحہ ۵، ۶، ۷)

المختصر سوامی جی کی پتر کا کے پہنچنے پر ۱۷ دسمبر ۱۸۷۸ء کو نیویارک سے چل کر لنڈن کے راستہ سے ۱۶ فروری ۱۸۷۹ء کو بمبئی میں داخل ہوئے - اور بابو ہریشچندر چنتامن سابق پردھان آریہ سماج بمبئی کے مکان پر فروکش ہوئے جہاں کہ اُن کی ہر طرح خاطر و تواضع ہوتی رہی -

آریہ درپن میں لکھا ہے کہ یہ لوگ عیسائیوں کی طرح نہیں رہتے - اُن لوگوں کے کھانے پینے کا وہی دستور ہے - جیسا کہ ہم لوگوں کا - گوشت و شراب وغیرہ کسی چیز کو مطلق نہیں چھوتے - ایک دوسرے کا جھوٹھا نہیں کھاتے - بلکہ نہایت سیدھی سادھی طرح بر رہتے ہیں - (صفحہ ۱۷۱)

انڈین مرر کلکتہ میں لکھا ہے - کہ ایک جماعت وسیع الخیال وکلاء اٹلنٹن نیویارک دارالسلطنت امریکہ کی بمبئی میں آئی ہے - اور اُس کے آنیکا سبب سنکر ہندوستانی متعجب ہیں - کہ یہ لوگ جس میں یورپین بھی ہیں - اور امریکہ کے بھی باشندے ہیں - ہندوستان میں صرف اس ارادے سے آئے ہیں - کہ تحصیل و تعلیم علم وید کی پنڈت دیانند سرسوتی سے کریں - (از آفتاب پنجاب)

بمبئی میں اُن لوگوں نے برابر لکچر دینے شروع کئے - کہ جن کے سننے کو ہزارہا آدمی جمع ہوتے تھے - یہ لکچر بمبئی میں طبع ہوتے رہے - جو اُس وقت اکثر ناظرین کے ملاحظہ سے گذرے ہونگے -

چونکہ سوامی جی ان دنوں ہردوار کے میلہ میں اپدیش کر رہے تھے - انہوں نے وہاں آنا چاہا - سوامی جی نے منع کر دیا - کہ میلہ میں اُن کو تکلیف

کی ہمراہی میں بہت سے عالم پنڈت اور آریا عالم لوگ رہتے ہوں گے۔ چونکہ ہم وطن اور ہم مذہب ہونے کے لحاظ سے ہم کو کچھ بیش قیمتی مدد دینے کے لئے راضی ہونگے۔ ہم آپ سے اس قدر دُور ہیں۔ اور چٹھی لکھنا استاد اور طالب علموں کی بات چیت کا ایسا ناچیز اور بے تسکین طریقہ ہے۔ کہ ہم میں سے چند اشخاص قطعی ضرورت اس بات کی معلوم کرتے ہیں۔ کہ آریہ ورت کو بہت جلد واسطے تعلیم کے جائیں۔ اور اپنے آپ کو اپنی ہم نسلوں میں وعظ کرنے کے لائق بنائیں۔ ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ وہاں دو یا تین برس میں ہم اس قدر سیکھ جاویں گے۔ جتنا کہ ہم یہاں پر بیس برس تعلیم میں صرف کرنے سے نہ سیکھتے۔ اگر انسان کی زندگی تھوڑی نہ ہوتی۔ جس کے باعث سے کہ اُن آدمیوں کو ہم میں سے جو عالم جوانی ہیں۔ یا جوانی سے گذر گئے ہیں۔ اگر ہم بھلائی کر سکتے ہیں۔ تو کوئی وقت ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ لیکن جب تک ہم امریکہ سے چلیں۔ ہم نہایت اشتیاق اور ادب کے ساتھ چاہتے ہیں۔ کہ آپ ہم کو واقفیت مذکورہ بالا جس کے ہم مشتاق ہیں۔ دلویں۔

(۸) ادب بجا لا کر اور آپ کی ہمیشہ تندرستی اور خوشی کا دعا گو رہ کر میں کل سبھا کی طرف سے اپنے آپ کو باجازت حضور آپ کا خاکسار شاگرد اور پیرو ہنری ایس اولکاٹ سبھاپت خدا شناس جماعت کا لکھتا ہوں۔ اُس کا جواب سوامی جی نے ۲۹ جولائی ۱۸۷۸ء کو لکھا۔ جس کے پہنچنے پر وہ امریکہ سے چلے۔ ۷ دسمبر ۱۸۷۸ء کو یہی جملہ پتر سمت ۱۹۳۵ مطابق ۲۲ جنوری ۱۸۷۹ء کو بمقام آگرہ دیوناگری میں طبع کرائے اور یہی انگریزی میں وکٹوریہ پریس لاہور میں طبع کرائے گئے ۱۸۷۹ء میں ٭

(سوامی جی کے اُن پتروں کی نقل جو انہوں نے تھیوسوفیکل سوسائٹی کے متعلق مبعض سماجک بہدر پرشوں کو لکھے تھے)

(۱) بنام بابو دیارام ۔ آنند رہو۔ امریکن چٹھی کی نقل کرا کر روانہ کریں گے۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ امریکہ تھیوسوفیکل سوسائٹی آریہ سماج کی شاخ بن گئی اور امریکہ والے برابر وید کو مانتے ہیں۔ اور اُسی کی شکھیا کے خواہاں" اور ہم بہت راضی خوشی ہیں"۔ دیانند سرسوتی از رُڑکی ۲۷ جولائی ۱۸۷۸ء مطابق ساون بدی ۱۳ سمت ۱۹۳۵۔

(۲) بنام لالہ مول راج جی ایم۔ اے۔ آنند سے رہو۔ ودت ہو۔ کہ کل آپ کے پاس ایک پارسل امریکہ کی چٹھیوں کا بھی پہنچا ہوگا۔ سو اُن میں سے ڈپلوما اور چھپی ہوئی چٹھی جو اُن کے ساتھ ہے۔ سو ہمارے پاس بھیج دیجئیے۔ اور لاہور میں اکھوا ٹریبون میں جلدی چھپوا دیجئیے۔ کیونکہ ان کی بہت ضرورت ہے۔ اور سب جگہ سے اُن کی مانگ آتی ہے۔ اس لئیے دو سو کاپی جلدی چھپوا لیجئیے۔ ڈپلوما اور چھپی چٹھی جو اصل ہے۔ وہ ہمارے پاس بھیجیں۔ اور جو نقل کر کے بھیجی گئی ہے۔ سو چھپنے کے لئے پریس میں دیجئیے۔ یہاں پر ویاکھیان نت ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کے خیالات بہت اچھے ہیں۔ ہم بہت آنند میں ہیں۔ سب سبھاسدوں کو نمستے۔ دیانند سرسوتی از رُڑکی ۵ اگست ۱۸۷۸ء

(۳) لالہ مول راج ایم۔ اے۔ آنند رہو۔ ودت ہو۔ کہ اس سے پہلے ایک چٹھی ۵ اگست کی لکھی آپ کے پاس بھیجی گئی ہے۔ سو پہنچی ہوگی۔ اور اب پھر لکھتے ہیں۔ آپ کے پاس جو چٹھی بھیجی گئی ہے۔ سو اُن میں سے دو اصلی چھپی ہوئی چٹھیاں اور ڈپلوما بہت جلدی ہمارے پاس بھیجدو۔ کیونکہ اُن کی نقل بابو کمل نین جی کر لے گئے تھے۔ وہ سماج میں موجود ہے۔ اور آدھا خرچ چھپائی کا آپ کے ذمہ رہے گا۔ اور آدھا رُڑکی نواسی پنڈت امراؤ سنگھ و شنکر لال آدی دیویں گے۔ پرنتو لاہور پریس ٹریبون پریس جہاں چھپوانے کی اچھا ہو۔ جلدی چھپوا لیجئیے۔ کیونکہ ۲۴ تاریخ کو یہاں پر ٹامسن کالج کی پریکھشا گورنمنٹ لیوے گی۔ پھر دو مہینہ کی چھٹی میں سب اپنے اپنے گھر چلے جاویں گے۔ پھر کبھی تیسرے ماس میں آویں گے۔ جو پاس یا فیل ہو جاویں گے۔ اس لئے آپ کو لکھا جاتا ہے۔ کہ ۲۴ تاریخ سے پہلے چھپوا لیجئیے۔" دیانند سرسوتی از رُڑکی ۹ اگست ۱۸۷۸ء

(۴) لالہ مول راج جی ایم۔ اے۔ آنند رہو۔ ودت ہو۔ کہ چٹھی آپ کی لکھی ہوئی ۱۴ اگست کی پہنچی۔ اور ایک پارسل ڈپلوما اور دو چھپی ہوئی

چاہیئے - کون مغربی زبان کی کتابیں ہم کو پوچھنے والوں کے اصلی خیالات، دربارہ خدا کو پڑھنے کے لیئے تبلانی چاہیئے - آدمی اس کے ابتدا انجام اور قوتیں کیا ہیں - اور قدرت کیا چیز ہے - وہ قوانین جو کہ آریہ ورت میں جاری کئے گئے ہیں - کس قدر تغیر و تبدل کیئے جاویں - تاکہ مغربی ملک کے مختلف حالات کے موضوع ہو جاویں - ہم کو یہ خاص کر جاننا ضرور ہے - کہ ہم حال کے زمانہ کے اُن لوگوں سے جو کہ بالکل روح ہی مانتے ہیں - اور جن کی کہ تعداد لکھو کھا ہے - ان کے ظہوروں (یعنی دنیا کی کوئی شئے نہیں ہے - صرف من کی بناوٹ ہے) اُن کے سبب اور اثر دل اُن کی وساطت خاصیت اُس کے فائدہ اور نقصان کی نسبت کیا کہنا چاہیئے - زندہ آدمی ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں - کہ اُس پردہ کو جو کہ قبر کے کنارہ اور چتا کے اُوپر پڑا ہوا ہے - پھاڑ دیں - انسان کا دل ہمیشہ اس بات کا یقین چاہنے والا معلوم ہوتا ہے - کہ مُردے ہمارے ہمدردیوں کی پہنچ سے باہر نہیں چلے گئے ہیں - نہ ماں اپنے بچوں کی نسبت ایسا خیال کر سکتی ہے - کہ میرے مردہ بچے ہمیشہ کے لیئے میری گود سے علیحدہ ہو گئے - نہ جورو اپنے خاوند کا - نہ عاشق اپنے معشوق کا - یہ ایسی، تند اور بوالہوسی خواہش ہے - کہ جس کے سبب سے مغربی موجودہ خیالات ایسے لوگوں کے جو روح ہی کو مانتے ہیں - اس قدر ترقی پا گئے ہیں - اور اُن کے ماننے والوں نے ہمارا سب سے زیادہ مقابلہ کیا ہے - وساطت یعنی روح اور جسم سے مرکب شئے کی شکلیں ہزار ہا ہیں - جن کی بناوٹ اور مقناطیسی قوتوں کی مدد سے عقلیں پیچھے ان بہت سے ظہوروں کے سوال پوچھنے والوں سے بذریعہ نوشت و گفتگو اور کڑکی آوازوں جھنجھنیوں اور ایسے ہی ذریعوں سے بات چیت کرتے ہیں - لاکھوں یقین کرتے ہیں - کہ ہمارے متوفی رشتہ دار ہی ہم سے باتیں کر رہے ہیں - اور اپنی مادہ دار شکلیں دکھلا رہی ہیں - ہم پوچھتے ہیں - کہ اُن لوگوں اور اُن کی ایسی باتوں کے ساتھ ہم کونسا طریق برتیں - اُن کی تسلی کے لئے ہم کو مخصوص صحیح اور یقین دلانے والی باتیں کرنی چاہئیں - تمہاری چھٹی سے یعنی اُس حصہ سے جہاں پر کہ آپ ایک مردہ کو زندگی دینے اور کوڑھیوں کو اچھا کر دینے پہاڑ کے اٹھانے اور چاند کو توڑنے - ان سب باتوں کو تبلاتے ہیں - کہ اس سے لامذہبی کی خاصیت ثابت ہوتی ہے - اور بہت سی مصیبتیں ضرور ان باتوں سے برپا ہوتی ہیں - میں صاف صاف یہ سمجھتا ہوں - کہ آپ معجزوں کو جھوٹھ سمجھتے ہیں - آپ اُس کو علم فلسفہ کی تعلیم اور آدمی کی اپنی روحی طاقتوں کا بہت نیچے کا درجہ خیال کرتے ہیں - یہ دانائی کی بات ہے - اور ہم اس دانائی کو سمجھتے ہیں - لیکن عوام آدمی یہاں مثل عوام ہر جگہ کے فلسفہ کے خلاف ہیں - اور کرامات کی خواہش کرتے ہیں - اُن کے وہم اور حواس کے ذریعہ سے ہی صرف اُن کے دلوں پر ہم اثر کر سکتے ہیں - وساطت روحی اور مادہ سے مرکب شئے ہے - اُن کو کرامات معلوم ہوتی ہے - اور فلاسفی کی بحث وے قبول نہیں کرتے - شاید ہم نے نہایت عمدہ طریقے استعمال نہیں کیئے - اس خیال سے کہ شاید یہی بات ہے - کہ ہم واسطے تعلیم اور ہدایت کے آپ کے قدموں میں پڑتے ہیں ؛

(۷) میں خیال کرتا ہوں - کہ بہت ترقی ہو جائے گی جب کہ ہم مغربی عوام کے سامنے وید کے فلسفہ کا بے کاٹ پھاٹ روشن اور دلچسپ حال کھولیں گے - امریکہ کا ایک نہایت لائق ایڈیٹر اخبار نویس جو کہ ہماری سبھا کا ایک ممبر ہے - اور جس کے کاغذ کے پچاس ہزار پرچے بکتے ہیں - کہتا ہے - کہ حال کے زمانہ میں مشرقی مذہبوں کے حال کی نہایت ضرورت ہے - اور اس سے یہ ظاہر ہو جائے گا - کہ عیسائی عقیدہ اور روائتیں اور رسمیں کہاں سے نکلتی ہیں - اور کہ عیسائی مذہب آریوں کے مذہب سے کس طرح بن گیا - ایک ممبر جو کہ زبانوں کے لغات کی ماہیت سے خوب واقف ہے - مخرج اور انجام زبان انگریزی پر ایک کتاب مشتہر کرنے کو ہے - وہ شکایتاً کہتا ہے کہ عیسائی بشپ ہیر نے ژند اوستھ کے ترجموں کو بہت بگاڑا - اور اس نے کہا ہے - کہ جب تم آریہ ورت کو جاؤ - تو مغربی زبان والوں کے لیئے صاف صاف حال دربارہ ابتدائے اور نقل مقامیوں آدمیوں کے اور دربارہ پیدائش زبانوں کے بھیجنا لیکن سیکھنے کے لیئے اراضی مغربی آدمیوں کو مشرق والوں سے درحقیقت اس قدر سیکھنا ہے - کہ میں نہیں جانتا - کہ کیونکر اپنی قلم کو آپ سے آیا وہ سوال پوچھنے میں روکوں میں نے ابھی اتنے سوال لکھ دیئے - کہ اگر آپ اپنے بیش قیمتی وقت کے آدھے حصہ کو اُن کے جواب میں صرف کریں - تو بھی کافی ہو - لیکن آپ

افسروں کو بڑی خوشی ہوئی ۔ اس کے بالعوض یہی صرف ضرور ہے کہ ہم اپنے جوش کی بھری ہوئی امید یہ ظاہر کریں ۔ کہ آپ کا قیام زمین پر جب تک کہ آپ کا نیک کام پورا ہو جائے ۔ رہی اور جنس انسان آپ کی دانا نصیحتوں کے سننے اور اُن سے فائدہ اٹھانے کے لیئے مستعد رہے ؛

(۲) اے ممتاز صاحب آپ کے یہاں کلی بھلائی یعنی خدا کی سبھا اور صفتوں کے بیان سے ہم کو معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ہم خاکسار طالب علم مغرب کے اپنی آریا آبا واجداد کی تعلیم کے غلط معنے نہیں لگاتے ہیں ۔ وہ اللہ تعالےٰ جس کا کہ تم اپنے شاگردوں کو تبلاتے ہو ۔ کہ دھیان کرو ۔ اور حوصلہ کرو ۔ وہی ایک دائمی روح القدس ہے ۔ جس کو کہ ہمنے ان عیسائیوں کو بتلایا ہے ۔ کہ تمہاری پرستش کی خاص شئے ہے ۔ بجائے بے رحم بے درد اور متلون مزاج مولاک یعنی جھوا کی لیکن اوروں کو تبلانا مشکل ہے ۔ جب کہ ہم کو خود سیکھنے کی اس قدر ضرورت ہے ۔ روز بروز ہم کو اپنی نالیاقتی زیادہ معلوم ہوتی جاتی ہے ۔ اور اگر ہم کو اس بات کی صداقت کا یقین نہ ہوتا ۔ کہ جس شخص نے ذرا بھی سچ سیکھا ہے ۔ اُس کو اپنے محتاج بھائی سے چھپا نہ رکھے ۔ تو ہم بالکل عوام کی نظر سے علیحدہ رہنے کی طرف مائل ہوتے جب تک کہ ہم کافی وقت اس بیش قیمتی علم کی تحصیل میں جس کا آپ نے وعدہ کیا ہے ۔ کہ ہم تم کو سکھلا دیں گے ۔ صرف نہ کر دیتے ۔

(۳) میں نے مناسب طور سے اپنے بھائی ہری چند چنتامن کے پاس وہ ریزولیوشن جو کہ اس سبھا میں متفق الرائے ہو کر قرار پایا ۔ یعنی کہ خدا شناس سبھا آریہ سماج کی شاخ ہو جاوے اور اُس کا نام اسی طرز پر بدل جاوے ۔ بشرطیکہ آپ ہماری کارروائی کو پسند کریں بھیجدیا چونکہ ہم جانتے ہیں ۔ کہ ہم لوگ آریوں کی نسل سے ہیں ۔ اور ہمارا علم زمینی اور آسمانی چیزوں کا آریوں کے یہاں سے آیا ہے ۔ ہم خدا شناسوں کو فخر ہوگا ۔ اگر آپ اس بات کی اجازت دیدیں ۔ کہ ہم اپنے آپ کو آپ کا مرید تبلاویں ۔ اور مغرب میں صحیح حال آریہ سماج اور اس کے عقائد کا پھیلا دیں ہم کو اجازت دیجئیے ۔ کہ ہم آپ کا گرو ۔ باپ و سردار نام دھریں ۔ اور ہم ایسے کام کرنے کی کوشش کریں گے ۔ جن سے کہ ایسی بڑی مہربانی کے مستحق ہوں ۔ درباره علم فلسفہ وید ہم بالکل بچے (یعنی ناواقف) ہیں ۔ ہمیں سکھلائیے ۔ ہم لوگوں سے کیا کہیں ۔ اور اُس کو کس طرح بیان کریں ۔ ہم آپ کے احکام کے منتظر ہیں ۔ اور اُن کی تعمیل کریں گے ۔

(۴) جو کچھ کہ آپ کی دانائی میں ہمارے لیئے کرنا یا کیئے جانا ضروری یا مناسب معلوم ہو ۔ ہم وعدہ کرتے ہیں ۔ کہ حتی المقدور کیا جائیگا ؛

یہاں کے آدمی کینہ متعصب اور اگیانی ہیں ۔ اُن کی مذہبی پرستش حواس جسمانی کی طرف یعنی خوف ۔ غرور ۔ لالچ ۔ بزدلی اور کینہ کی طرف رجوع ہے ۔ اُن کے مندر اور گرجا ایک دوسرے سے بھڑک میں بات کرتے ہیں ۔ گناہ اور بڑی مخمل اور ریشمی پوشاکوں اور ملایم تکیوں کے پلنگ کے کونوں میں محفوظ بیٹھے ہیں ۔ اُن کی مہنت اور پجاری گنہگاروں اور بد تہذیب آدمیوں کے مطیع ہیں ۔ اور الیسوں سے جو خوب دیتے ہیں ۔ اور بہت کچھ اقرار کرتے ہیں بہشت میں خدا اور فرشتوں کے ساتھ دائمی ہمراہی کا وعدہ کرتے ہیں ۔ لیکن تاہم ہر شہر اور قصبہ میں بہت سے اشتیاقی اور سوچ سمجھ کے آدمی عورتیں ہیں ۔ جو کہ بخوشی آریہ سماج میں شامل ہو جاتے ہیں اگر اُن کو اُس کے ہونے اور اس سچ کا جو کہ وہ بتلانے کے لیئے پیدا ہوئے ۔ علم ہوتا ۔ چونکہ یہاں پر کوئی سوامی یا پنڈت نہیں ہے ۔ جو کہ ممبر پر سے واعظ دے ۔ اس لیئے ایسے شخصوں کے دلوں پر ہم کو چاہیئے ۔ کہ بذریعہ اخباروں کے اثر کریں ۔ جو کچھ کہ ہم اپنی ناچیز لیاقتوں سے کر سکتے ہیں ۔ ہم کرنے کے لئے مستعد اور مشتاق بیٹھے ہیں ۔ جبھی کہ آپ کی ہدائتیں ہمارے پاس آویں ۔ ہم استدعا کرتے ہیں ۔ کہ ہم کو وہ ہدائتیں جلد دیجئیے ۔ جس قدر جلد آپ کو آپ کے بہت سے ضروری کاموں کے دباؤ سے فرصت ملے ؛

(۵) آپ آریہ ورت کی تمام سماجوں کو یہ یقین دلا دیجئیے ۔ کہ دُور دنیا کے پرلی طرف آدمی اور عورتوں کا ایک گروہ ایسا ہے جنکا کہ تمہارے جیسا شاہی مذہبی فلسفہ ہے ۔ اور جو کہ تمہارے سے عقیدہ سکھلاتے ہیں ۔ اور جن کے کہ تمہارے سے ہی خیالات درباره زندگی آئندہ کے ہیں ۔ اور جن کے کہ تمہارے سے ہی حوصلہ ہیں ۔ ہم بذریعہ اُس رشتہ ہمدردی کے جو کہ ایسے دلوں سے ایسے دلوں تک پھیلتا ہے ۔ جو کہ ہم آہنگی میں بہہ کر کہتے ہیں ۔ یعنی آریہ بھائیوں کو پیام برادرانہ محبت اور تشفی کا بھیجتے ہیں ؛

(۶) ہم آپ سے پوچھتے ہیں ۔ کہ آریہ سماج کے قواعد کیا ہیں ۔ اور اُس کی کارروائی کس طرح ہوتی ہے ۔ کون بھرتی ہوتے ہیں ۔ اور خاص کر کون بھرتی نہیں ہوتے ۔ اور مختلف مذہبی فرقوں کے ساتھ اور جماعت انسانی کے ساتھ اس ملک میں اور یورپ میں ہماری کیا حکمت عملی ہونی

اُن کا دستور ہے - دستخط کردیں - کہ وہ بھی باقی ڈپلوما کے ساتھ چھپ جادیں - اگر وہ اپنی یا آریہ سماج کی مُہر استعمال کرتے ہوں - تو مہربانی کرکے اُس پر لگادیں اور ہم اُس کو بھی چھپوالیں گے - ہمارا یہ ارادہ ہے - کہ دنیا بھر میں اپنے ممبروں میں ہر ایک کے پاس نیا ڈپلوما بھیجیں - کہ اُس کو بجائے پرانے کے رکھیں ہیں اپنے ہمراہیوں خداشناس سبھا کے متفق الرائے اس بات میں ہونے سے کہ دونوں مل جائیں بہت خوش ہوں - خاصکر پروفیسر دلاڈر کی رضامندی سے جو کہ ہمارے عالم اور عمدہ اول نائب ہیں - اگر آپ اُن کو جانتے ہوتے - تو مجھے یقین ہے - کہ آپ بھی اُن کی بڑی تعظیم کرتے - (دستخط ہنری ایس الکاٹ سبھاپت)

بنام ہریش چندر چنتامن نیویارک ۲۹ رمئی ۱۸۷۸ء

عزیز بھائی - ہم آج سوامی دیانند سرسوتی کی مہربانی کی چھٹی بجواب اپنے ضابطہ کی چھٹی کے پانے سے بہت خوش ہوئے - ہماری بڑی عزت صرف اس بات سے ہی نہ ہوئی - کہ انہوں نے ہمارے ڈپلوما کو منظور کرلیا - بلکہ اس بات سے بھی ہوئی - کہ انہوں نے اپنی رائے کو ہمارے پاس مہربانی کے لفظوں میں ظاہر کرکے بھیجا - میں آپ سے بخوبی اُس خوشی کا جو کہ ہمارے اور آریہ سماج کے درمیان بھائی چارہ ہو جانے سے ہوئی - بیان نہیں کرسکتا - جیسے کہ مسافر کو بیچوں بیچ جنگل میں جہاں کہ جنگلی جانور اس کے چاروں طرف ہوں بچانے والے کی آواز سے خوشی ہوتی ہے ویسے ہی آپ کے مبارک بادیکا جواب سمندروں کو پار اتر کر ہمارے پاس آیا - کیونکہ ان عیسائیوں سے بڑھکر دشمن ہمارے لیئے جنگوے کافر اور بت پرست کہتے ہیں اور کون جانور ہیں جب کہ آپ کی شفقت کا ہاتھ ہمارے اوپر ہے - تو ہم دشمنوں کا ذرا بھی (بگھے) خوف نہیں کرتے - میرا سلام .... دستخط ایچ - ایس - الکاٹ

بنام ہریش چندر چنتامن نیویارک ۳۰ رمئی ۱۸۷۸ء

عزیز بھائی - ہر ممبر کے پاس نئے ڈپلوما بھی بھیج دیئے جاتے بشرطیکہ ممتاز سوامی ہمارے تبدیلی خطاب اور آریہ سماج کے ساتھ ہو جانے کو پسند کرلیتے - اب جب وہ پسند کرلیں گے - تو نئے ڈپلوما بجائے پرانوں کے بھیج دیئے جادیں گے - ہم ممتاز اور مشہور سردار کے جواب کا دربارہ مل جانے دونوں سبھاؤں کے منتظر ہوں - (دستخط الکاٹ سبھاپت)

براڈوی نمبر ۱۷ شہر نیویارک مورخہ ۵ رجون ۱۸۷۸ء

بنام - نہایت معزز و ممتاز پنڈت دیانند سرسوتی سوامی -

اے معزز گورو - وہ مہربانی کی چھٹی جو آپ نے ازراہ عنائیت ہمارے بھائی ہریش چندر چنتامن بمبئی کے کہنے سے بھیجی - ہمارے پاس بخیریت پہنچی - آپ نے جو برکت ہمارے لئے اور ہماری محنتوں کو دی اور آپ کی اس خواہش سے کہ ہم سرسبز اور تندرست رہیں تمام ممبران خداشناش سبھا اور اُس کے

اپنی کچھ کتابیں سیدھی بمبئی میں بھیجنے کی تجویز کرلی ہے - کوئی ڈھائی سو جلدیں اور اتنی بغیر جلد کی ہیں - سبھاپت نے کچھ اپنی طرف سے دی ہیں - اگر میں کسی اتفاق سے وہاں بذات خود نہ آسکے - تو آپ مہربانی کرکے آریہ سماج کے کسی کتب خانہ کی نذر کردیجئے - اتفاق سے میری مراد موت ہے کیونکہ سوائے موت کے اور کوئی چیز ہم کو آریہ ورت میں وقت مناسب پر پہنچنے سے باز نہیں رکھ سکتی - میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے - کہ جبھی کہ میں اپنے وطن (آریہ ورت) میں پہنچونگی - تو بہت سی کتابیں ایسی سماج کی نذر کرونگی - جس سماج کو کہ آپ بتلاویں گے اور مجھے امید ہے - کہ میں بہت سی کتابیں انگلستان سے لاؤنگی - السکاٹ صاحب بھی لاویں گے - میں امید کرتی ہوں کہ آپ میرے لکھنے پر اور اس قدر تکلیف دینے پر ناراض نہ ہوں گے - لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں - کہ میں اس قدر خوشی کی دم کبھی نہیں لیتی ہوں - جیسے کہ اس وقت - جبکہ میں آریہ ورت کو لکھتی ہوں - یا آریہ ورت کی چٹھیاں میرے پاس آتی ہیں - مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میں اپنے دل و جان کا ایک حصہ مبارک وطن (یعنی آریہ ورت) کو ہر وقت بھیج رہی ہوں - دستخط ایچ - پی - بلیوسکی ؛

نیویارک ۲۱ - مئی ۱۸۷۸ء - میرے عزیز بھائی - میں اپنی بہن کی چٹھی میں چند سطریں اپنی طرف سے زیادہ کرکے اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے چٹھی کے مضمون کو پڑھا اور اس کی بجا مختلف تجاویز کو میں بخوبی پسند کرتا ہوں اس تجویز کے سوجھاتے وقت کہ ہماری سوسائٹی آپ کے آریہ سماج کی ایک شاخ مشہور ہو جاوے اور پنڈت دیانند سرسوتی کے اور میری ہدایتوں کے زیر حکم رہے ہیں ایسے استاد اور رہنما کی جیسے کہ وہ دانا اور پاک آدمی ہیں تابعداری ظاہر کرتا ہوں ہم کو بہت کچھ کرنا ہے پیشتر اس کے کہ ہم بڑے بڑے نتائج کی امید کریں اور اسطرح ہم بڑی بڑی باتوں کا ظہور دکھلا سکیں گے - آپ مجھ کو اپنا بھائی تصور کریں - دستخط ایچ ایس الکاٹ ؛

بنام ہری چند چنتامن خداشناس سماج

نیویارک ۲۲ - مئی ۱۸۷۸ء - بنام سرداران آریہ سماج

حضرات عالی میں آپ کو ادب کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں - کہ خداشناس سبھا کی مجلس میں جو کہ نیویارک میں ۲۲ مئی ۱۸۷۸ء کو سبھاپت نے بہ تحریک نائب سبھاپت ابی ولڈر صاحب اور بتائید خط و کتابت کے کارکن - ایچ - پی - بلیوسکی متفق الرائے ہو کر یہ تجویز کی - کہ سبھا آریہ سماج کی اس تجویز کو کہ اس کے ساتھ مل جائے - اور اس سبھا کا خطاب خداشناس سبھا آریہ سماج آریہ ورت ہو جائے - منظور کرتی ہے - یہ بھی قرار پایا کہ خداشناس سبھا اپنی اور اپنی شاخوں - امریکہ - یورپ اور اور جگہ کے لئے سوامی دیانند سرسوتی پنڈت کو آریہ سماج کا بانی اور اس کا جان بر ہادی اور سردار مانتی ہے آپ کی رضاء اور ہدایتوں کا جو کہ آپ مہربانی کرکے دین میں منتظر ہوں - دستخط اگسٹس گسٹم ریگارڈنگ سکرٹری - **نیویارک ۲۳ مئی ۱۸۷۸ء**

بنام جناب ہرلش چندر چنتامن - عزیز بھائی آپ کی چٹھی ۲۱ ماہ گذشتہ کی آئی جس کا مضمون یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کے اس جواب کے منتظر رہیں کہ آیا آپ ہمارے خداشناس سبھا کا اپنے آریہ سماج کی شاخ ہو جانا پسند کرتے ہیں یا نہیں سبھا کی کل ایک مجلس منعقد ہوئی - اور چونکہ بہت سے ممبران حاضر تھے تو متفق الرائے ہو کر یہ قرار پایا کہ آپ کی تجویز دونوں سبھا کے ملجانے اور اس سبھا کا نام بدل جانے کی منظور کی جائے ضروری ضابطہ سارٹیفکیٹ اس کے ساتھ ملفوف کیا جاتا ہے اور آپ سے التجا کی جاتی ہے کہ آپ اس کو منزل مقصود پر پہنچادیں - میں نیز ایک مسودہ نئی طرح کے ڈپلوما کا جو کہ ہم رائج کرنا تجویز کرتے ہیں - بشرطیکہ آپ کوئی اور اچھی تجویز نہ نکالیں بھیجتا ہوں - اس نئی طرز کے ڈپلوما کا چھپوا دینا اس غرض سے کہ دیکھنے کی تکلیف رفع ہو جائے - مناسب سمجھتا ہوں - اور چونکہ ممتاز سردار آریہ سماج کا ہم سے اس قدر دور ہے - کہ ہر ایک ڈپلوما کو اس کے دستخطوں کے لئے ہم نہیں بھیج سکتے - اس لئے ہم ادب کے ساتھ یہ التجا کرتے ہیں - کہ وہ جو مخصوصہ پر سنسکرت یا کسی اور بھاشا میں جیسا کہ

جوکہ علم باطنی کا دل سے اشتیاق رکھتے ہیں ۔ اپنے آپ کو آپ کے قدموں میں رکھ کر یہ استدعا
کرتے ہیں ۔ کہ آپ اُن کو روشن ضمیر کریں ۔ وے بہت سے مختلف ملکوں اور مختلف نوکری اور پیشوں کے
آدمی ہیں لیکن تمام ایک ہی مقصد یعنی دانائی حاصل کرنی اور بہتر ہو جانے میں متفق ہیں ۔ اس عرصہ میں تین برس ہوئے انہوں نے ایک اپنی جماعت بنائی جس کا نام
تھیوسوفیکل سوسائٹی یعنی خداشناس جماعت رکھا ۔ چونکہ انہوں نے مذہب عیسائی میں کوئی ایسی بات نہ دیکھی کہ جو اُن کی عقل دنیوی یا عقل قدرتی کو تسلی دے ۔ اور
ہر طرف اُس کی خراب کرنے والے عقیدوں کے بُرے اثر دیکھے ۔ اور ایسے پورے پائے جوکہ ظاہر پرست گھاؤ گھپ اور قطع نفس ہیں ۔ اور ایسی پرستش کرنے والے دیکھے
کہ بُری اور ناپاک زندگی بسر کرتے ہیں ۔ اور دیکھا کہ گناہ کو چھپاتے ہیں ۔ اور معاف کر دیتے ہیں اور بھلائی اور دانائی کو علیحدہ رکھ دیتے ہیں اور چونکہ یہ سب باتیں حالت موجودہ
عوام الناس کے لیئے ممالک عیسائی میں مُضر ہیں ۔ اس لیئے ہم اُن کے گروہ سے علیحدہ ہو گئے ہیں اور روشنی کے لیئے مشرق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ہم نے اپنے آپ
کو مذہب عیسائی کا علانیہ دشمن مشہور کیا ہے ۔ ہمارے اس چال و چلن کی جرأت سے عوام کی توجہ خود بخود ہماری طرف راغب ہوئی اور تمام صاحب اختیار کارکن
اخبارات اور اشخاص جن کی دُنیوی اغراض یا ذاتی تعصبات مقررہ کارروائی مذہب وغیرہ سے ملے ہوئے ہیں ہم کو ملامت کرتے ہیں اور ملحد ۔ کافر اور گنوار کہتے ہیں اٹھارہ
مہینے گذرے اس بڑے شہر میں جس میں دس لاکھ سے زیادہ عیسائیوں کی آبادی ہے ہم نے ایک کو اپنی جماعت میں سے ساتھ ان رسومات گنواری کے دفن کیا اور
علامات آگ و روشنی اور پرانی پھال جو کہ سانپ کے ساتھ گئی تھی معہ اور علامات کے استعمال کیا چھ مہینے کے بعد ہم نے لاش کو اس کے چند روزہ آرام کی جگہ سے
نکال کر اس کو بموجب رسومات بزرگان اپنی نسل آریوں کی جلا کر خاک کر دیا ہم صرف نوجوان اور سرگرم آدمیوں کو ہی مدد نہیں چاہتے ہیں ۔ بلکہ نیز اُن کی جو دانا اور سوامی ہیں ۔ اس
لیئے ہم آپ کے قدموں میں سر نواتے ہیں جیسے کہ بچے ماں باپ کے قدموں میں پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے گرو ہماری طرف دیکھ اور ہم کو
بتلا ۔ کہ ہم کیا کریں ہم کو اپنی نصیحت اور مدد دے یہاں لکھوکھا آدمی ہیں ۔ جو روحی روشنی سے محروم ہیں اور خواہش نفسانی اور مذہب دہریہ کی تاریکی
میں پڑے ہوئے ہیں وہ گمراہ اور متعصب اور بے تسکین رہنے پر ہی قانع نہیں ہیں بلکہ اپنی دولت اپنی جُست عقل اور بے افسردہ ہونے والا جوش کل مشرق میں
پرانی مذہبی علوم فلسفہ سے مذہبی لڑائی جاری رکھتے ہیں اور جاہل آدمیوں کو اپنے غلط طریقہ خدا کی قبول کرانے میں صرف کرتے ہیں ۔ ہماری جماعت کے مخبروں کی
پہنچ صرف اخبارات تک ہے ۔ ہم چاہتے ہیں ۔ کہ تمام عیسائی ملکوں میں صحیح حال مشرقی خیالات کا پھیلا دیں اور اُن جماعت میں جن کو کہ عیسائی بُت پرست اور
گنوار کہتے ہیں ۔ اصلی اشراوس مذہب کے کہ جھوٹے پادری اُن کے قبول کرنے کے لیئے بیٹیں کرتے ہیں ۔ ظاہر کر دیں ۔ جن کو کہ مشرقی آدمی کہتے ہیں اور جو کہ سنسکرت
اور اور پُرانی زبانیں تحصیل کرتے ہیں ۔ ویدوں اور اور پاک کتابوں کے ترجمہ کرنے میں کانٹ چھانٹ و جعلسازی کرتے ہیں ہماری منشاء یہ ہے کہ ہم صحیح
ترجمہ جن کو کہ عالم پنڈت کریں معہ اُن کی شرحوں کے چھپوا کر جاری کر دیں اگر آپ اس جماعت کے ڈپلوما یعنے سند ممبر رسل و رسائل کی قبول کر لیں
تو ہم کو بڑا معزز اور ممتاز کریں ۔ آپ کی مہربانی اور مدد سے ہم کو بڑا روزگار ہوگا ۔ ہم اپنے آپ کو آپ کی تعلیم کے زیر رکھتے ہیں ۔ شاید ہم براہ راست اور طرح سے
آپ کو اُس پاک کام کے پورا کرنے میں جس میں کہ آپ اب مشغول ہیں ۔ مدد دیں کیونکہ ہمارا میدان جنگ ہندوستان تک ہے ہمالیہ سے لے کر راس
کماری تک ایسا کام ہے جس کو کہ ہم کر سکتے ہیں ۔ سوامی جی آپ اپنے ہم جلسوں کے بھیس اور بہروپ سے آپ ہمارے دلوں کو خوب جانتے ہیں آپ ہمارے
دلوں کی طرف متوجہ ہو جیئے اور دیکھیئے ۔ کہ ہم سچ کہتے ہیں ۔ غور کیجیئے کہ ہم آپ کے پاس خاکساری سے نہ کہ غرور سے آتے ہیں اور سچ جانیئے کہ ہم آپ
کی نصیحت ماننے کے لیئے اور اُس فرض کے ادا کرنے کے لیئے جو آپ ہم کو تبلا دیں مستعد ہیں اگر ہم آپ کو ایک پتر لکھیں تو آپ جان جائیں گے کہ ٹھیک ٹھیک
کیا ہم جاننا چاہتے ہیں اور وہ چیز جس کی ہم کو ضرورت ہے ہم کو دیں گے جماعت کی طرف سے اسے ممتاز صاحب میں اپنے آپ کو بڑے ادب کے ساتھ ہنری
ایس الکاٹ سبھاپت جماعت خداشناس لکھتا ہوں ::

۲۱ مئی ۱۸۷۸ء ۔ اے عزیز بھائی چونکہ میں شہر نیویارک سے رخصت ہونے کو ہی ہوں تاکہ آرام مطلوبہ سمندر پر پاؤں اور
یہ ممکن نہیں ہے کہ میں واپس ہو جاؤں ۔ یورپ اور آریہ ورت کو آیا میں لندن میں ایک مہینہ یا ایک برس ٹھہرونگا یہ خدا کو معلوم ہے ۔ اس لیئے میں نے

(۵) اس کے ممبر تین فریق میں منقسم ہیں - اور ہر فریق میں تین درجہ ہیں - تمام امیدوار کن ممبر کے امتحاناً تیسرے فریق کے تیسرے درجہ میں داخل ہوتے ہیں اور کوئی معیاد معینہ ممبر کی درجہ ادنے سے درجہ اعلےٰ میں ترقی پانے کی مقرر نہیں ہے - یہ امر لیاقت پر منحصر ہے - اول درجہ اعلےٰ فریق میں داخل ہونے کے لئے یہ ضرور ہے - کہ خداپرست اِس بات سے آزاد ہو - کہ کسی ایک طرز مذہب کی طرف کسی قسم کا میلان بہ نسبت دوسرے طرز مذہب کرے - وہ تمام اُن فرائض سے بھی آزاد - جوکہ ایک جماعت یا معاملات ملکی یا خاندان کے رعب وداب سے ہوتے ہیں - وہ انسان کے اور اپنے بھائی ممبر کی بھلائی کے لئے خواہ وہ کسی نسل اور رنگ یا ظاہری مذہب کا کیوں نہ ہو - اگر ضرورت پڑے - تو اپنی زندگی نثار کرنے کے لئے مستعد ہو - وہ شراب اور ہر ایک قسم کے نشہ شربت کو ترک کردے - اور نہایت پاک دامن رہنا اختیار کرے - وہ اشخاص جوکہ ابھی تک بالکل مذہبی تعصب اور اور طرح کی خودغرضی کی غلامی سے نہیں نکلے ہیں لیکن جنہوں نے کچھ ترقی اپنے نفس پر مختار ہوجانے کی طرف اور روشن ضمیری کی طرف کی ہے - دوسرے فریق سے متعلق ہیں - فریق سوم آزمائشی ہے - اُس کے ممبروں کو اختیار ہے - کہ سبھا سے جب چاہیں - علیحدہ ہوجائیں لیکن غرض ہو کہ داخل ہونے پر انہوں نے اختیار کرلیا تھا - اُن سے ہمیشہ یہ بات قطعی راز ان معاملات کی نسبت جوکہ ایک حد تک بتلائی جائے - رکھیں ؛

(۶) سبھا کے مقصد بہت ہیں - وہ چاہتی ہے - کہ اُس کے ممبر ایک کُلی واقفیت قوانین قدرت سے خاصکر اُس کے اُن ظہوروں سے جو فہم کے باہر ہوتے ہیں - حاصل کریں - چونکہ زمین پر پیدا کرنے والے سبب کا نہایت اعلےٰ ظہور جسمانی اور روحانی آدمی ہے - اِس لئے آدمی کو چاہیئے - کہ اپنے وجود کے راز کھولنے کا ارادہ کرے - چونکہ وہ از روئے جسم اپنی نسل کا آگے کو پیدا کرنے والا ہے - اور چونکہ نامعلوم کے اوصاف کا وارث ہے - لیکن ظاہری سبب خود اپنی پیدائش کا ہے - اس لئے لازم ہے - کہ وہ اپنی اندرونی روحانی وجود میں یہ پیدا کرنے والی قوت کچھ ایک رکھو - اس لئے اُس کو چاہیئے - کہ اپنی پوشیدہ قوتوں کو بڑھانا سیکھے - اور اپنے آپ کو مقناطیس اور بجلی اور دیگر قسم کی قوتوں کے قوانین سے خواہ عالم غیب ہوں - خواہ عالم شہادت کے ہوں - مطلع کرے - سبھا بتلاتی ہے - اور امید کرتی ہے - کہ اُس کے ممبر اپنی ذات کو اعلےٰ درجہ کی تہذیب اور مذہبی حوصلہ کی نظیر ظاہر کریں - اور دہریوں کے اس مذہب کو کہ روح کوئی چیز نہیں ہے - اور ہر طرح کی عقائد الہیات کو خاصکر عیسائی مذہب کہ جس کو سبھا کے سردار خاصکر مخرب سمجھتے ہیں - رد کریں - اور مُدت کے دبے ہوئے واقعات دربارہ مشرقی مذہبی فلسفہ کے - اور اُس کی تہذیب اور اُس کی تاریخ اور عوام کی سمجھ سے باہر جائیں اور اِشارات مغربی قوموں میں پھیلاویں - اور جہاں تک ممکن ہو عیسائی واعظین کی کوششوں کو باطل کریں - جوکہ اُن لوگوں کو جن کو وہ کافر اور بُت پرست کہتے ہیں دربارہ اصل مخرج اور عقیدہ مذہب عیسائی کے بہکاتے ہیں اور دربارہ اِن ظاہری آثار کے جو عوام و خاص کی طبائع پر ایسے ملکوں میں ہوتے ہیں جن کو وہ تربیت یافتہ کہتے ہیں - دھوکا دیتے ہیں اور اُس اعلےٰ پاک فہم عوام سے باہر زمانہ قدیم کے فرقہ کی نادر تعلیمات کے علم کو جو قدیم وید وں میں اور گوتم بدھ اور زردشت اور کن فیوشیس کے فلسفہ میں چمکتا ہے پھیلاویں اور آخرکار اور خاص کر انسانی برادرانہ رابطہ قائم کرنے میں مدد دیں جس میں کہ تمام اور پاک آدمی ہر نسل کے ایک دوسرے پہچانیں - کہ ہم اس سیارہ زمین پر ایک غیر مخلوق کل بالکل غیر محدود اور ازلی و ابدی سبب کے برابر اثر ہیں ؛

(۷) عورت اور مرد دونوں اس سبھا میں داخل ہوسکتے ہیں ؛

(۸) اصل سبھا کی شاخیں مشرق و مغرب کے بہت سے ملکوں میں ہیں ؛

(۹) کچھ فیس نہیں لی جاتی - لیکن وہ جو چاہیں سبھا کے خرچ کی مدد کریں امیدوار اس سبب سے کہ وہ دولتمند صاحب اختیار ہے بھرتی نہیں ہوجاتا - اور نہ کوئی اس سبب سے کہ وہ غریب یا غیر معروف ہے خارج نہیں کردیا جاتا اصل سبھا کے ساتھ خط وکتابت اس پتہ پر کرنی چاہیئے "تھیوسوفیکل سوسائٹی نیویارک" ؛

براڈوی نمبر ۷۱ شہر نیویارک مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۷۸ء

بنام نہایت معزز پنڈت دیانند سرسوتی ملک آریہ ورت سوامی جی مہاراج - چند امریکہ کے اور اور جگہ کے طالب علم

ان چٹھیوں کے موصول ہونے پر سوامی جی نے آریہ سماج کے عہدہ داروں و کارکنوں کے نام مندرجہ ذیل خطوط جاری کیئے ؛

لالہ موہن لال پردہان و لالہ سائیں داس منتری آنند رہو۔ واضح ہو۔ کہ پرسوں کئی چٹھیاں امریکہ کی آئی ہیں۔ جن میں چھ چٹھیاں پڑھی گئیں۔ ایک داخلہ۔ ایک نمونہ۔ ایک ڈپلوما ہے۔ اس لیئے کہ جتنے سماجوں میں پردہان۔ منتری وغیرہ ہیں۔ سب کی تعداد لکھی جاوے۔ نمبر ۴ کی چٹھی آریہ لوگوں کے نام ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ آریہ سماج تھیوسوفیکل سوسائیٹی کے ساتھ لگایا گیا۔ اور اس کا یہ نام مقرر ہوا ہے۔ کہ تھیوسوفیکل سوسائیٹی آف آریہ سماج آف دی انڈیا" اور یہاں یہ نام رکھا جاوے۔ کہ آریہ ورتی آریہ سماج آف تھیوسوفیکل سوسائیٹی اور مُہر بھی سماج کی کھُدوانی چاہیئے۔ اور اچھے ہوشیار منتری اور پردہان بھی کر ڈپلوما بھی لکھنا چاہیئے۔ اور سوسائیٹی کے نیم وغیرہ بھی آتے ہیں۔ اور سب سماجوں میں خط لکھ بھیجو۔ کہ سب اچھے اچھے بُدھی مان پردہان اور منتری کی تعداد لکھ بھیجیں اور اگر کوئی انگریزی والا بابو کمل نین صاحب اب کے سنیچر کو آویں۔ تو سب کی نقل کر لیجاویں۔ ابھی ہم ۱۵ تاریخ تک اور ٹھہریں گے۔ اور لالہ مول راج جی پر یہ بھی واضح ہو۔ کہ دن امتحان کے قریب ہیں۔ بہت اس طرف متوجہ نہ ہوں۔ امتحان میں کوشش کریں۔ اور ہم ہزار برس کے بعد امریکہ سے آج سمبندھ ہوا ہے اس کو غنیمت سمجھو۔ اور شکر ہے۔ اور خوب کوشش کرو۔ جس سے سماج میں لگہن ہو۔ اُس کو رکھنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ دیانند سرسوتی ۹ جولائی ۱۸۷۸ء امرت سر مطابق اساڑہ شدی ۱۰ سمت ۱۹۳۵

تھیوسوفیکل سوسائیٹی

جو مراسلات کہ جناب مہاراج سوامی دیانند سرسوتی صاحب کو صاحبان سبھا تھیوسوفیکل سوسائیٹی نیویارک واقع امریکہ نے بھیجے ہیں۔ اُن کو ہم بجنس ترجمہ کرکے چھاپتے ہیں ؛

مراسلات از ملک امریکہ۔ خدا پرست سبھا۔

اس کی بنیاد۔ تدبیر و منشاء

(۱) سبھا شہر نیویارک میں ۱۸۷۵ء میں قائم ہوئی ؛

(۲) اس کے افسر یہ ہیں۔ ایک سبھاپت۔ دو نائب سبھاپت۔ ایک خط و کتابت کا کارکُن۔ ایک منشی۔ ایک خزانچی۔ ایک محافظ دفتر۔ ایک مشیر ؛

(۳) پہلی وہ ایک عام جماعت تھی۔ لیکن بعد کو چونکہ تجربہ سے یہ مناسب ثابت ہوا۔ کہ تبدیلی کی جاوے۔ اس لیئے وہ بطریق راز پھر درست کی گئی ؛

(۴) اس کے ممبر۔ کارکُن۔ خط و کتابت کرنے والے۔ اور مُمتاز ان ناموں سے مشہور ہیں۔ "صرف وہ لوگ بھرتی ہوتے ہیں۔ جو کہ اُس کے مقصدوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔ اور اُن کی ترقی دینے میں دل سے مدد دینا چاہتے ہیں ؛"

کا کام ہے۔ سماج نے تو پائی پائی کا حساب مانگا۔ مگر منشی صاحب نے لب سرگ تک باوجود تمام لوگوں کے شرمندہ کرنے کے بھی تفصیل اخراجات وغیرہ ظاہر کی کسطرح جبکہ نیت میں فرق حساب میں فرق۔ کتاب میں فرق تھا۔ جب سماجوں نے بار بار حساب مانگا۔ تو منشی صاحب اندر بجبر کیطرح سب پر کوپ پرہار کرنے اور غصہ سے گالی گلوج نکلنا اور جلسہ سے باہر ہو استعفیٰ کو کھلم کھلا منحرف ہو گئے ٭

فصل دوئم

تھیوسوفیکل سوسائٹی اور آریہ سماج

جن دنوں ۱۸۷۵-۷۶ء میں سوامی جی بمبئی میں ویاکھیان دے رہے تھے۔ ان دنوں میں اکثر امریکن لوگ وہاں آیا کرتے تھے۔ اور اکثر ان لوگوں سے مکالمے بھی ہوا کرتے تھے۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ جب وہ لوگ امریکہ پہنچ گئے تو بذریعہ بابو ہرشِس چندر چنتامن پردہان آریہ سماج بمبئی کی ان سے خط و کتابت ہوی۔ اور بعد ازاں سوامی جی سے بھی ہوتی رہی۔ (از ودیا پرکاشک جنوری سنہ ۷۹ء صفحہ ۷۵) یہ ایک حسن اتفاق کی بات ہے۔ کہ اسی سال امریکہ میں تھیوسوفیکل سوسائٹی قائم ہوی کہ جس سال بمبئی میں آریہ سماج قائم ہوی۔ سوامی جی اور بانیان تھیوسوفیکل سوسائٹی کے درمیان جو خط و کتابت ہوی۔ وہ بجنسہٖ ہم یہاں درج کرتے ہیں ٭

خط و کتابت

پہلا خط مورخہ ۱۸ر فروری سنہ ۷۸ء۔ اس کا جواب سوامی جی نے ۲۱ر اپریل سنہ ۷۸ء کو دیا تھا ٭

دوسرا خط ۲۱ر مئی سنہ ۷۸ء کا میڈم بلیوسکی جی کا اور اسی تاریخ کا ایک خط کرنل الکاٹ صاحب کا بھی بنام ہرشِس چندر کے تھا ٭

تیسرا خط ۲۲ر مئی سنہ ۷۸ء آگسٹس گسٹم ریکارڈنگ سکرٹری کا بنام سوامی جی تھا ٭

چوتھا خط ۲۳ر مئی سنہ ۷۸ء بنام ہرشِس چندر جی منجانب کرنل صاحب تھا ٭

پانچواں خط ۲۹ر مئی سنہ ۷۸ء کا تھا۔ اور یہ ہرشِس چندر جی کے نام سوامی جی کے ڈپلوما منظور کرنے کے جواب میں آیا تھا۔

چھٹا خط ۳۰ر مئی سنہ ۷۸ء کا بنام ہرشِس چندر جی کے ٭

ساتواں خط مورخہ ۵ر جون سنہ ۷۸ء بنام سوامی جی کے۔ اس کا جواب سوامی جی نے ۲۶ر جولائی سنہ ۷۸ء کو دیا تھا۔ جس کے پہنچنے پر وہ امریکہ سے ۱۷ر دسمبر سنہ ۷۸ء کو چلے ٭

یہ امریکہ والوں کی چٹھیاں سال سنہ ۷۸ء میں ہی انگریزی میں وکٹوریہ پریس لاہور اور ناگری میں بمقام آگرہ اور اردو میں مطبع جوالا پرکاش میرٹھ میں طبع کروا کر مشتہر کر دی گئیں ٭

ان چٹھیوں کے مطالعہ سے ہر ایک آدمی جان سکتا ہے۔ کہ کس قدر جوش ان لوگوں کو اس ملک میں آنے اور سوامی جی مہاراج کی قدمبوسی حاصل کرنے کا تھا۔ ان چٹھیوں سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ ایشور کو ماننے اور ویدک ست ودیا کو سیکھنے کے واسطے یہاں آنا چاہتے تھے۔ غرضیکہ ان لوگوں کی پُرجوش چٹھیوں نے بخوبی ہم لوگوں کے دلوں پر اثر پیدا کر دیا ہے۔ یہ لوگ ہر طرح وید مقدس کے پیرو ہیں۔ اور تن من دھن سے تمام روئے زمین پر اُس کا پرچار چاہتے ہیں ٭

۲۹ مئی ۱۸۸۳ء سے الگ کئے گئے۔ اور منشی درگا چرن پردہان نیت ہوئے۔ آگے کو خط و غیرہ منشی کھیم کرن منتری کے نام ٹھکانا مکان ساہو شیام سندر جی رئیس منڈی بانس مراد آباد بھیجے جاویں۔ ۳۰ مئی ۱۸۸۳ء راقم کھیم کرن منتری آریہ سماج مراد آباد (از دیش ہتیشی صفحہ ۱۰ کھنڈ ۲ نمبر ۳ ماہ اساڑہ سمت ۱۹۴۰ و سالانہ رپورٹ) آریہ سماج سے خارج ہو کر منشی جی بصلاح شاگرد خود کے ایک دوسری سبھا بنام اندر سبھا بنائی۔ بقول شخصے کوئے جاناں سے خاک لاویں گے۔ اپنا کعبہ جدا بناوینگے۔ مگر وہ بنا قبلہ ایک ماہ سے زیادہ نہ رہا۔ اور آخر کار وہ بھی اپنے ساحرین کی طرح سربسجود ہوا:

اس کے متعلق لاہور سماج کی خاص چٹھی

اوم

لاہور ۱۲ جولائی ۱۸۸۳ء نمبر ۲۲۷ مہاشے! سکرٹری صاحب آریہ سماج مراد آباد نمستے

آپ کا نوازش نامہ آیا جس میں منشی اندرمن و منشی جگن ناتھ داس کا سماج سے خارج کیا جانا درج تھا۔ یہ اس موقعہ پر آپ نے دلیری کا کام کیا۔ اور یہ ایسا کام کیا جو تواریخ میں درج ہونے کے لائق ہے۔ آریوں کو در اصل بھی ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ جہاں کسی شخص نے اپنے فعل سے یہ ظاہر کیا۔ کہ وہ سماج میں رہنے کے لائق نہیں ہے۔ اس کو خواہ وہ کیسا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو۔ برطرف ہی کرنا واجب ہے۔ طاقت اور ہمت ایسے ہی موقعہ پر دیکھی جاتی ہے۔ آپ نے اچھی طرح سے دکھلا دیا ہے کہ کسی ایک شخص کو یہ نہ خیال کرنا چاہیئے۔ کہ سماج کی زندگی میرے اوپر منحصر ہے۔ منشی جی کے دل میں یہ خیال تھا۔ کہ کل آریہ سماجیں ہماری مدد سے قائم ہیں۔ اور جب چاہیں گے۔ ان کو بند کر دیویں گے۔ منشی اندرمن صاحب نے جب سوامی جی مہاراج اور لالہ رام سرنداس کے خلاف ایک رسالہ شائع کیا۔ اور اس میں وہ سخت الفاظ استعمال کئے۔ جو کوئی اشراف نہیں کر سکتا۔ منشی جی کو بھروسہ تھا۔ کہ تمام آریہ سماجیں میری پیرو ہو جاوینگی۔ اور انکی لغو باتوں پر یقین کر لیویں گی۔ جب منشی اندرمن پر مقدمہ ہوا۔ اور سوامی جی مہاراج کی کوشش سے ملک نے انکے ساتھ ہمدردی کی۔ تو منشی جی کو خیال سوجھا کہ ملک تو میرے ہمراہ ہے۔ مجھے سوامی جی سے کیا مطلب۔ یہ نہ سوچا۔ کہ یہ ہمدردی کسکی کوشش سے ہے۔ ع بہ بند و طمع دیدۂ ہوشمند۔ خیر اور کیا لکھوں منشی اندرمن عجیب قسم کے آدمی نکلے۔ ایسے شخص کا سماج میں رہنا نہایت مضر تھا۔ اور آپ صاحبوں نے خوب کیا۔ کہ انکو برطرف کر دیا۔ اب امید ہے۔ کہ آپ محنت اور استقلال سے سماج کو ایسا چلا کر دکھلا دینگے۔ کہ منشی اندرمن بھی سمجھیں۔ کہ یہ سماج مجھپر ہی منحصر نہ تھا۔ بلکہ ہر ایک کارکن اسکا مجھ سے بڑھکر ہے۔ سوامی جی مہاراج آجکل جودھپور میں ہیں۔ اور امید ہے۔ کہ وہ ریاست بھی عنقریب آریہ دھرم کو گرہن کریگی۔ تعداد اس سماج کے ممبران کی پانچ سو ہے۔ مدن سنگھ بی۔ اے منتری آریہ سماج لاہور:

مراد آباد سماج نے منشی اندرمن و جگن ناتھ داس کو جب سماج سے خارج کر دیا۔ اور اسکی اطلاع سوامی جی کو ارسال کی۔ تب سوامی جی نے انہیں ذیل کا خط لکھا "شری یت پردہان درگا چرن آدی نتھا شری یت ساہو شیام سندر جی آنند ت رہو۔ کارڈ آپکا آیا۔ سماچار ودت ہوا۔ جو پردہان اور پستک دھیکش جو کہ آریہ سماجوں کے درودہ تھے۔ پرتھک (خارج) کر دئیے گئے۔ بہت اچھی بات ہوئی۔ اب آپکا سماج اُنتی شیل ہوگا۔ اور یہی بات سماچار پتروں دیش ہتیشی اور بھارت سودشا پرورتک تتھا میرٹھ اور لاہور کے سماچار پتروں میں چھپوا دیجئے۔ اور آگے کو جو کوئی سماج کے اُدیشوں سے درودہ آچرن بھاشن کرے۔ اسکو ایک دو بار سمجھا دیجئے۔ اور نہ سمجھے۔ تو اسی پرکار پرتھک کرتے رہیئے۔" دیانند سرسوتی از جودھپور ستی جلیشٹھ شدی بدہ وار سمت ۱۹۴۰:

اس جھگڑے سے پہلے جبکہ لوبھ نے اپنا جال نہیں بچھایا تھا۔ منشی اندرمن و لالہ جگن ناتھ داس سوامی جی کی تعریف میں بھجن بنایا کرتے تھے۔ چنانچہ ست است نرنے میں اس قسم کے بھجن لکھے ہیں۔ لیکن اب لوبھ کے بس میں آکر سوامی جی کے برخلاف ہو گئے۔ سچ ہے۔ بہ بند و طمع دیدۂ ہوشمند سے

اب اے ناظرین! آریہ سماج اور شری سوامی جی مہاراج نے جو کچھ انکے ساتھ بھلائی کی۔ اور مشکل وقت پر امداد دی۔ اسکا اندازہ لگانا آپکا کام ہے۔ اور جسطرح انہوں نے بدرزد طمع دیدۂ ہوشمند کے مطابق آنکھیں بند کرکے اپنے مربی اور ہادی کی نسبت جھوٹ موٹھ کا الزام لگایا۔ اور ایک پروپکاری کام کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹکایا۔ وہ بھی بچارنا آپ ہی صاحبان

آریہ سماج لاہور	لہ للعہ ۱۴ر	سماج کے کہنے کے مطابق واپس کئے گئے
ممبران وہ پاس	مہ ۴ر	"
آریہ سماج امرت سر	لو عہ ۴ر	حسب ہدایت آریہ سماج امرت سر۔ آریہ سماج جہلم کو دیے گئے
آریہ سماج رڑکی	عہ ۱ر	بموجب ہدایت اپدیشک منڈلی فنڈ میں جمع کئے گئے
آریہ سماج فرخ آباد	ہے ۲ر	کسی اچھے کام کے خرچ کے لئے یہاں جمع ہیں
آریہ سماج فیروز پور	صہ ا ر ۳ پائی	واپس کئے گئے
آریہ سماج گورداسپور	للوصہ ۱۱ر	"
آریہ سماج میرٹھ	لو یہ ۸ر	"
لالہ کیول کشن	للعہ ا ر	ابھی تک جواب نہیں آیا۔ اسواسطے جمع ہیں
لالہ رکن رائے ومر لیدہر	صہ ۳ر	پتہ نہیں لگا بنابراں جمع ہیں
پانڈے رام دہن ماسٹر	لو للعہ ۶ر	بموجب تحریراں کے پاس اس کی کتابیں بھیجی گئیں

میزان کل صماعہ ا ر ۳ پائی

اب دیکھئے کہ ارادہ بھی منشی اندرمن جی پر آیا یا نہیں۔ اگر منشی جی پہلے قبول کردہ نیم انوسار چلتے۔ تو صماعہ ۵۵۲ ا ر ۳ پائی بھی سرب اُپکار آریہ دھرم کی رکھشا میں لگتے۔ اور آریہ سماج منشی جی کے اُلٹے بیوہار پر افسوس کر کے بطور حصہ رسدی ویدک دھرم رکھشارتھ دہن کو پھر دینے والوں کے پاس کیوں پھیر دیتی جبسے تھوڑے سے عالی حوصلہ آریوں نے ویدک دھرم اپدیشک منڈلی کے لئے اپنا اپنا حصہ دیدیا۔ ویسے سب آریہ ورت دیش کی انتی میں لگتا۔ تو کتنی اچھی بات ہوتی۔ پرنتو ایسی ایسی ناچیز باتوں سے دیش ہتیشی مہاشئے جن (خیر خواہاں ملک) ترقی کرنے میں ادھین نہوں کینتو جب بُرے بُرائی نہیں چھوڑتے۔ تو بھلے بھلائی کیوں چھوڑیں"۔ (دیانند سرسوتی از شاہپور) (از بھارت متر کلکتہ ۲۶ اپریل ۱۸۸۴ء جلد ۶ نمبر ۱۶ صفحہ ۶)۔

منشی اندرمن اور ان کے شاگرد رشید آریہ سماج سے خارج کئے گئے

آخر کار جب منشی اندرمن صاحب کا ظالم پیٹ جس کو طمع نے اپنے نام کی طرح بے نقط کر دیا تھا۔ حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ اور وہ اس ادھرم یکت کام سے کسی طرح باز نہ آئے۔ بلکہ یوں سمجھئے۔ کہ ان کے چیلہ صاحب نے ان کو کسی طرح راہ راست پر نہ آنے دیا۔ تو وہ دونوں صاحبان آریہ سماج مرادآباد سے خارج کئے گئے۔ جیسا کہ اخبار دیش ہتیشی سے ظاہر ہے۔ "مہاشئے نمستے۔ ودت ہو۔ کہ سری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی آگیا انوسار آریہ سماج کے نیموں سے وردھ آچرن کرنے کے کارن منشی اندرمن پردہان اور لالہ جگن ناتھ داس پستکادھیکش اپنے اپنے پد اور سبھاسدی اس آریہ سماج سے

آمدنی

معرفت آریہ سماج لاہور ساھہ روپیہ بہ تفصیل ذیل (آریہ سماج ملتان۔ آریہ سماج جہلم۔ ممبران آریہ سماج لاہور سکنائے و پاس۔ آریہ سماج لاہور

۳۰　　۱۱　　۱　　۱۱۵

کل ۳۵

آریہ سماج امرتسر	آریہ سماج رڑکی	آریہ سماج فرخ آباد	آریہ سماج فیروزپور	آریہ سماج گورداسپور	آریہ سماج میرٹھ
۵	۱۰	۱۰۰	۳۳	۱۵	۲۴۵

کل ۴۷۹　۱۲

لالہ کیول کشن	لالہ رکن رائے دربیدہ صاحبان اورنگ آباد	پانڈے رام دین صاحب سیکنڈ ماسٹر ضلع وسکول دار جبلینگ
۱۱	۱۳۹	۱۳۶　۱۲

کل ۲۸۶

میزان کل ۱۵۱۴

خرچ

خرچ رجسٹری خط جو منشی اندرمن کے پاس بھیجا گیا ۷ر اگست سنہ ۶ کو　۲ پائی

حوالہ منشی اندرمن معرفت لالہ شیام سندر ٹیسن مراد آباد ۷ر اگست سنہ ۶　۳۰

کرایہ ریل میرٹھ سے مراد آباد تک چار آدمیوں کا ۱۴ر اگست سنہ ۶　۱۱　۴

کرایۂ ریل بریلی سے میرٹھ اور بریلی سے مراد آباد تک

لالہ شادی رام کے خط کا محصول جو الہ آباد سے آیا۔ کرایۂ گاڑی جو بل صاحب بیرسٹر کے پاس میرٹھ جاتے سمے دیا گیا ۱۴۔ اگست سنہ ۶ء　۵　۸

خرچ متفرق مقدمہ ابتدائی بمقام مراد آباد جس کا حال صرف منشی جی کو معلوم ہے۔

الہ آباد کے آنے جانے کا خرچ ۶ر ستمبر سنہ ۶۔ بذریعہ نوٹ منشی جی کے پاس بھیجے گئے ۲۰ر اکتوبر سنہ ۔ خط رجسٹری معہ محصول ڈاک۔ بذریعہ ہنڈی کے منشی جی کے پاس بھیجے گئے ۲۰ر اکتوبر سنہ ۶۔　۳۰　۵　۱۷　۳ پائی

کرایہ جھنڈو نوکر میرٹھ سے علی گڈھ تک مع واپسی و خوراک۔ منشی اندرمن کے خط کا محصول　۱　فیس ہنڈی　۸

میزان کل ۹۶۳　باقی ۵۵۲ ۳ پائی

باقی روپیہ کی تفصیل کہ بموجب فیصلہ کمیٹی کس طرح خرچ کیا گیا۔

آریہ سماج ملتان　۱۱　مگر ملتان سماج کی تحریر کے مطابق اپدیشک منڈلی کے فنڈ میں جمع کئے گئے

آریہ سماج جہلم　۳۶　حسب الطلب واپس بھیجے گئے

توانہی روپیوں سے اس کی مدد کی جائے - اس قاعدہ کو منشی جی نے بھی سوامی جی وغیرہ کے روبرو میرٹھ میں مان لیا تھا - لیکن افسوس کی جگہ ہے - کہ اب وہ اس اُتم قاعدہ کو توڑ کر حساب نہیں دیتے - اور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے - اس مثال کے مطابق لالہ رام سرنداس رئیس میرٹھ اور سوامی دیانند سرسوتی جی پر متھیا دوشن لگاتے ہیں - اس لیئے آریہ سماج میرٹھ آمد و خرچ کا حساب ذیل لکھکر پرکاشت کرتا ہے - کہ جیسا متھیا بھرم منشی اندرمن جی کو ہوا ہے - ویسا کسی اور سجن پرش کو نہیں - منشی جی کا ست اور جھوٹھ اس حساب کو اور منشی جی کے وگیاپن کو دیکھکر سب پر پرگٹ ہو جائیگا - منشی جی لکھتے ہیں - کہ بہت آریہ لوگوں نے میرے معاملہ کی امداد کے لیئے میرٹھ سماج اور سوامی جی کے پاس دھن بھیجا تھا - اس میں سے صرف چھ سو روپیہ میرے پاس پہنچے - باقی ان کے پاس رہے - اور اس میرٹھ سماج کے تاریخ وار و تفصیل وار حساب دیکھنے سے ثابت ہے - کہ منشی جی کے پاس اور انہی کے معاملہ میں ۹۶۳ روپیہ ۱۴ آنہ ۹ پائی میرٹھ سماج سے پہنچے ہیں - اب اسے اچھے لوگ سمجھ لیں گے - کہ منشی جی کا چھ سو روپیہ پہنچے کہنا صحیح ہے یا جھوٹھ - اگر منشی جی کا کہنا سچ ہو - تو ان روپیوں کے سوا لالہ رام سرنداس یا سوامی جی کے پاس کسی نے روپے بھیجے ہوں - اور اُن کے پاس انکی دستخطی رسید ہو تو بے شک ظاہر کریں - یا کرا دیں - سانچ کو آنچ کہاں - جیسا جھوٹھا بھرم منشی جی کو ہوا ہے - ویسا اور کسی اچھے آدمی کو نہ ہو - اس لیئے حساب چھپوا دیا - اور منشی جی حساب کے چھپوانے میں ٹیچ پیچ کرتے ہیں - یہ ان کے لیئے کلنک ہے - اس کے دور کرنے کے لیئے انکو ضرور چاہیئے - کہ جب جب جس جس نے جتنے جتنے روپئے اس معاملہ کی امداد میں بھیجے تھے - ان میں سے جہاں جہاں جتنا جتنا خرچ ہوا ہے - صحیح صحیح تاریخ وار چھپوا دیں - اور باقیماندہ روپیہ آریہ سماج میرٹھ میں پرب اُپکار کے لیئے بھیجدیں - پہلے مانے ہوئے قواعد کو بھی درست کریں - تو بہت اچھی بات ہے - نہیں تو روپیہ گئے ہوئے تو آتے ہی جاتے ہیں - مگر دھرم یکت کیرتی گئی ہوئی کبھی نہیں آتی ؀

ست پرشوں کو مرنے سے اپ کیرتی بہت بُری سمجھنی چاہیئے - یدی ہمارے آریوں دیش اپدیشکوں کا آرنبھ سے مرتو تک ا پرشنسیتہ آچرن رہے - تو دیش کی بڑی اُنتی ہے - سرب شکتیمان پرماتما آریہ ورت پر کرپا کرے - جس سے ہمارے آریہ ورتی اُپدیشک اپنے گئے ہوئے اُتم اپدیش کو سوبھاوی دوشنوں سے کلنکت نہ کرکے شروع سے آخیر تک شبھ آچرن سے دیش کی سُدشا بڑھایا کریں ؀

نقل حساب آمد و خرچ مرسلہ میرٹھ سماج

مندرجہ آریہ سماچار میرٹھ صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲

ماہ پھاگن سمت ۱۹۳۹ مارچ ۸۳ سنہ ۶ جلد

نمبر ۱۱

ایک تو وہ بات تھی - جو میرٹھ میں آپ نے کہی تھی - کہ یہ سب ویدک دھرم والوں کا معاملہ ہے - میرا اکیلے کا نہیں ہے - اور اس کے خلاف آج کی بات ہے - کہ میرے اکیلے کا ہی معاملہ وغیرہ ہے - سنیئے منشی جی جو میں آپ کو پہلے سے ایسا جانتا - تو آپ کے پاس ایک لحظ بھی نہ ٹھہرتا اور آپ کی کچھ بھی طاقت نہ تھی - کہ اکیلے اس طرح مدد پا سکتے ؛

خیر میں تو اسی بات کو سمجھا ہوں - کہ یہ سب ویدک دھرم والوں کے ساتھ ہی بات ہے - تب تو منشی جی کچھ ٹھنڈے ہوئے تب سوامی جی نے کہا - کہ اب باقی کام آپ کیجیئے - اور الہ آباد میں ایک دو صاحبوں کا نام لکھا تا کہ ان کی صلاح سے سب کام کیجئے گا - اور مراد آباد پہنچکر حساب میرٹھ میں جلد بھیجدیجئے گا - منشی جی نے کہا - کہ جاتے ہی بھیجدوں گا - سو بھی نہ کیا اور نہ حساب بھیجا - کرتے اور بھیجتے تب - جب ان کا دل صاف ہوتا - بلکہ وہاں الہ آباد میں بھی پوشیدہ خرچ کر کرا کر جیسا کہ مراد آباد جی میں خرچ کا معاملہ ہوا تھا - ویسا ہی الہ آباد میں کر کے اپنی نیت کا پھل پا کر چلے آئے - پھر بھی نہ جانے - کن کن نیک صاحبوں کی کوشش سے حضور والا جناب گورنر جنرل صاحب بہادر سے عرض کر کے سو روپیہ کا جرمانہ معاف کرایا گیا - اگر اب بھی منشی جی اپنی بات کو سچا کرنا چاہیں - تو اس اہل اسلام کے ساتھ کے معاملہ میں جہاں جہاں سے جتنا جتنا روپیہ جس جس نے بھیجا - ان کا نام پتہ وغیرہ لکھ کر اور جتنا جتنا جس جس کام میں خرچ ہوا ہو - سب کو اخباروں میں چھپوا دیں - اور جتنا روپیہ اس مقدمہ کے خرچ سے باقی رہا ہو - اس کو میرٹھ سبھا میں بھیجدیویں - کیونکہ جو میرٹھ سبھا کا وہ عہد ہوا تھا - کہ جو منشی جی کے معاملہ سے چندہ کا روپیہ بچے - تو اس کا کیا کیا جاوے - اس پر اس کی یہی صلاح ہوئی تھی - کہ اس روپیہ کو آٹھ آنہ سیکڑہ سود پر کسی دولت مند کے پاس رکھا جاوے - اور جب دوسرے مذہب والوں سے ویدک آریوں کا معاملہ عدالت میں چلے - تب اسی میں سے اس کا خرچ کیا جاوے - ورنہ نہیں - کیونکہ یہ روپیہ اسی بات کے لیئے جمع کیا جاتا ہے - اور جیسا آج منشی جی پر تکلیف پڑی ہے - ممکن ہے - کہ اور پر بھی کبھی نہ کبھی آ پڑے - اس لئے اس روپیہ کو احتیاط سے رکھا جاوے - اور حسب ضرورت ویسے کام پر خرچ کیا جاوے ؛

لیکن ناظرین پرچہ! اس بڑے فائدہ مند کام کو منشی جی کے لالچ نے بند ہونے نہ دیا - اب عقل مند لوگ سوچ لیویں کہ اس میں سوامی جی اور لالہ رام سرن داس جی کا خلاف معاملہ ہے - یا منشی اندرمن جی کا - زیادہ لکھنا عقلمندوں کے آگے ضرور نہیں کیونکہ عاقل لوگ تھوڑی تحریر سے بہت سمجھ لیتے ہیں ؛

راقم

راست گفتار

مہاشے اس کو اپنے دیش اپکارک اتی اتم پتر میں چھاپ کے سرب جنک آنند بڑھائیے - ودت ہو - کہ جو بکرم سمت ۱۹۳۵ مطابق سنہ ۷۸ء میں منشی اندرمن جی ساکن مراد آباد کا مسلمانوں سے جھگڑا ہو کر منشی جی پر مبلغ پانچ سو روپیہ مجسٹریٹ مراد آباد نے جرمانہ کیا تھا - اس پر آریہ لوگوں نے اس معاملہ کو اپنا جان کر امداد کی تھی - معاملہ اسی وقت ہو چکا تھا - لیکن میرٹھ میں اس وقت اس کے لیئے یہ قاعدہ مقرر ہوا تھا - کہ منشی جی کے معاملہ سے جتنا دھن بچے - وہ اچھے مشہور ساہوکار کے یہاں ۸/ سود پر رکھا جاوے - جب کبھی ایسا ہو - کہ کسی اور ویدک دھرم ماننے والے کا غیر مذہب والوں سے دھرم وشے پر تنازعہ ہو کر معاملہ کچہری میں جاوے - اور وہ طاقت نہ رکھتا ہو

منشی جی نے کہا - کہ ہاں لائے ہیں - لیکن پہلے لالہ رام سرنداس جی کا حساب منگوالو - تب ہم بھی دکھاویں گے - تب سوامی جی نے کہا - کہ جب آپ کے پاس حساب ہے - تو کیوں نہیں دکھلاتے - تب پھر منشی جی اور لالہ جگن ناتھ داس جی نے کہا - کہ ان کا حساب آنے دیجیئے - تب دکھلا دیویں گے ۞

ناظرین پرچہ - پرمیشور کی کرپا اور لالہ رام سرنداس جی کی نیک نیتی سے دوسرے ہی دن میرٹھ سے حساب آگیا - سوامی جی نے منشی جی اور لالہ جگن ناتھ داس جی کو دکھلایا - پھر سوامی جی نے کہا - کہ اب تم دکھلاؤ - تب منشی جی کے کہنے سے لالہ جگن ناتھ داس جی نے بیگ کو ہاتھ لگایا - ادھر اُدھر ہاتھ پھیر کر کہا - کہ وہ حساب کا کاغذ تو میں بھول آیا ! !

صاحبو - دیکھو - کیا ملے ہوئے گرو چیلے کی بھگت ہے ! تب سوامی جی نے کہا - کہ جس قدر آپ کو یاد ہو - اس قدر ہی زبانی لکھوائیے - تب منشی جی لکھانے لگے - اندازہ سے دو ہزار روپیہ تک کا حساب تو لکھایا - اور کہنے لگے - کہ اب مجھے یاد نہیں ہے - ہم مراد آباد پہنچکر حساب فوراً بھیج دیں گے سو آج تک نہیں بھیجا - اب آپ لوگ ان باتوں سے سوچ لیں - کہ منشی جی سچے ہیں - یا لالہ رام سرنداس جی ۞

تب منشی جی اور لالہ جگن ناتھ داس جی ناحق خلاف مصلحت باتیں کرنے لگے - اور کہا - کہ جو ڈھائی سو روپیہ لالہ بلب داس جی نے بھیجے تھے - وہ کیوں نہیں جمع کیئے - تب سوامی جی نے کہا - کہ وے روپیہ تو گورداسپور میں میرے نام آئے تھے - میں نے لالہ رام سرنداس جی کو دیئے تھے - نہ جانے انہوں نے جمع کیوں نہیں کئے - اس کا حال میں لکھ کر منگا دونگا ۞

سوامی جی نے اسی دن لالہ رام سرنداس جی کو خط لکھ کر جواب منگوایا - تب انہوں نے لکھا - کہ یہ میرے منشی کی بھول ہے لاہور کے روپیوں کے ساتھ گورداسپور کے ڈھائی سو روپیہ بھی جمع لکھے گئے ہیں - یعنی جس دن ڈیڑھ سو روپیہ لاہور سماج سے آئے تھے - اسی دن ڈھائی سو روپیہ کے نوٹ آپ نے بھی دیئے تھے - بھول سے چار سو روپیہ آریہ سماج لاہور کے نام جمع کئے گئے ہیں - اب منشی جی اس کو تحقیق کریں یا کرا دیں - یعنی ان ڈھائی سو روپیہ کے سوائے کسی نے سوامی جی کے پاس روپیہ نہیں بھیجا - اگر بھیجا ہو - تو جس کے پاس سوامی جی کی دستخطی رسید ہو - شوق سے ظاہر ظہور چھپوا دیوے لیکن سوامی جی کی کچھ اس میں خلاف بات ہو تو سوامی جی اقرار کرکے کہتے ہیں - کہ سوائے ڈھائی سو روپیہ کے میرے پاس ایک حبہ بھی کسی کا نہیں آیا - کیونکہ جو کوئی ان سے پوچھتا - یا خط بھیجتا تھا تو سوامی جی یہی جواب دیتے تھے - کہ جو بھیجا ہو - تو لالہ رام سرنداس جی کے پاس میرٹھ سبھا کو بھیجو - کیونکہ اسی سبھا کے تعلق یہ سب بندوبست ہے ۞

اس عمدہ انتظام کو توڑنے والے منشی جی ہیں - کہ جنہوں نے بھارت متر وغیرہ اخباروں میں اپنا مطلب پورا کرنے کو جا بیجا چھپوا کر اپنا مطلب کر لیا - اور اپنی نیک نامی پر بٹہ لگایا ۞

افسوس ہے - کہ یہ روپیہ بُری بلا ہے - جو بڑے بڑے ہوشیاروں کو بھی پھنسا لیتا ہے -

اسی دن سوامی جی نے منشی جی سے کہا کہ حساب ٹھیک ٹھیک میرٹھ سبھا میں بھیجدیجیئے - جو ایک عہد ہوا ہے - اس کا توڑنا اچھا نہیں - آپ بموجب عہد سابق کے کام کیجیئے - جس سے سب بہ محبت مددگار رہیں - اسی میں اچھا ہے - خلاف ہونا اچھا نہیں تب تو منشی جی اور لالہ جگن ناتھ داس جی دونوں خفا ہو کر کہنے لگے - کہ ہم سے حساب لینے والا کون ہے - اس کے مالک ہم ہیں - ہم پر یہ سب معاملہ چلا ہے - ہمارے نام چندہ آتا ہے - جو آتا ہے - ہمارا ہی ہے - اور لالہ جگن ناتھ جی بولے کہ اگر آپ سے کوئی ویدک چھاپہ خانہ کا حساب دریافت کرے کیا آپ بتا دیں گے ۞

سوامی جی نے کہا - کل لیتے آج ہی لو - یہاں کوئی بات پوشیدہ نہیں - لیکن جب کوئی معزز ممبر آریہ سماج کا حساب لینا چاہے - اس کو کوئی روک نہیں ہے - تب سوامی جی نے منشی جی کو علیحدہ لیجا کر سمجھایا - کہ ایسی بات کرنی لازم نہیں ہے -

اور چندہ جمع کرے - جس سے اس کے جمع اور خرچ کا حساب وہ کمیٹی رکھے - اور منشی صاحب کو اس میں سے اتنا روپیہ دیا جاوے - جتنا خرچ ہونا ضرور ہو ۔ آخر کار یہ سبھا میرٹھ میں منعقد ہوئی - اور منشی صاحب سے کہا - کہ جو کوئی آپ کے پاس روپیہ بھیجے - ان کو آپ بھی اس کمیٹی کے خزانچی لالہ رام سرنداس صاحب کے پاس بھیجدیا کریں - اور اس کے جمع و خرچ کے لئے پرتال یہ سبھا کیا کرے - اور حساب بھی لیوے - ان سب باتوں کو منشی صاحب نے سوامی جی وغیرہ کے سامنے منظور کیا تھا - اور یہ بھی اسی وقت قرار پایا تھا - کہ اس سبھا کے ممبران کے سوائے دوسرے کو اس روپیہ کے جمع خرچ کی تعداد اس وقت تک نہ بتلائی جاوے - کہ جب تک یہ کام پورا نہ ہو جاوے - اگر زرچندہ کم آوے - اور خرچ زیادہ کرنا ہو - تو کسی لیئق دولتمند صاحب سے سبھا قرض لیکر کام کرے ؂

اس لئے لالہ رام سرنداس نے زرچندہ کی تعداد منشی صاحب کو نہیں بتلائی تھی - کیونکہ سبھا کی اجازت بتلانے کی نہ تھی - اس بھلائی کو منشی صاحب نے بُرائی سمجھا - واہ رے منشی صاحب کی عقلمندی ! اس سے سب صاحب سمجھ سکتے ہیں - کہ یہ منشی صاحب کو تعداد نہ بتلانے میں لالہ رام سرنداس صاحب کا قصور ہے - یا اس پر غصہ ہو کر الٹے سیدھے خراب الفاظ کہنے لکھنے میں منشی اندرمن صاحب کا ؂

اس خلاف معاملگی کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے - کہ جب ادھر ادھر سے بہت سا روپیہ منشی صاحب کے پاس آنے لگا - تب لالچ میں آکر عہد و پیمان سابق یعنی جتنا روپیہ منشی صاحب کے پاس آوے - وہ میرٹھ سبھا کے خزانچی لالہ رام سرنداس صاحب کے پاس بھیجنا تو دور رہا بلکہ جب لالہ رام سرنداس صاحب نے کئی بار خط بھیجکر حساب مانگا - تو منشی صاحب نے خاموشی اختیار کی - حساب نہیں دیا - تب لالہ رام سرنداس صاحب کو تحقیق ہوا - کہ منشی صاحب کے دل میں کچھ اور بات ہے - اس بات کی تحقیقات کے واسطے لالہ شیام سندر صاحب رئیس مرادآباد کے پاس لالہ رام سرنداس صاحب نے خط بھیجا - کہ منشی صاحب سے حساب پوچھکر میرے پاس بھیجئے - ان کو بھی منشی صاحب نے حساب نہ دیا - بلکہ سب دید مت کی حفاظت کے روپیہ کو اپنا ہی روپیہ سمجھ لیا - جب سے لالہ رام سرنداس صاحب نے منشی صاحب کو روپیہ دینا موقوف کیا - اور سوامی جی کو بذریعہ خط اطلاع دی - تب سوامی جی نے جواب دیا - کہ اس وقت اس بات کے ہونے سے کام میں خلل پڑیگا - کام ہونے دیجئے - اور چھ سو روپیہ جو مانگتے ہیں - دے دیجئے - تب انہوں نے دے دیئے - اور اس سے زیادہ روپیہ منشی صاحب کو کس قدر دیا - اور کس قدر لالہ رام سرنداس صاحب کے پاس جمع رہا - یہ بات حساب چھپنے سے سب کو معلوم ہو جائے گی - اور سوامی جی نے لالہ صاحب موصوف یعنی شیام سندر صاحب کوٹھی والے رئیس مرادآباد کے پاس خط بھیجا - کہ منشی صاحب سے حساب لے کر لالہ رام سرنداس صاحب کے پاس بھجوا دیجئے - انہوں نے جواب دیا - کہ منشی صاحب حساب تو نہیں بتلاتے - لیکن جب اس معاملہ میں پوچھا جاتا ہے - تو کچھ بھی نہیں کہتے ؂

واہ رے زر! تجھ میں بڑا جذبہ ہے - کہ تو بڑوں بڑوں کو بھی نیک راہ سے ہٹا کر نیچے گرا دیتا ہے - جب ڈیرہ دون سے آتے وقت میرٹھ کے اسٹیشن پر لالہ رام سرنداس صاحب وغیرہ سے ملاقات ہوئی - تب منشی صاحب کے معاملہ کی بابت سنکر بڑا تعجب کر کے ان سے سوامی جی نے کہا کہ میں علی گڈھ اسی لئے ٹھیر کر وہاں منشی صاحب کو بلا کر سمجھا دوں گا ؂ سوامی جی نے علی گڈھ میں آکر منشی صاحب کو بلانے کے لئے تار دیا - اس کے جواب میں منشی صاحب نے تار میں خبر دی - کہ میں بیمار ہوں - نارائن داس الہ آباد کو گیا ہے - یعنی میں نہیں آسکتا - پھر سوامی جی نے آگرہ میں آکر منشی صاحب کے پاس خط بھیجا - کہ اگر یہ بات سچ ہے - تو اس میں آپ کی بڑی حقارت ہوگی - آپ یہاں جلد تشریف لائیے - منشی صاحب نے بہت غصہ ہو کر خلاف تہذیب باتیں جو کہ ان کے لکھنے کے لائق نہیں - لالہ رام سرنداس صاحب کی نسبت بحقارت بہت سی لکھیں - اور یہ بھی اس خط میں لکھا کہ آپ لالہ رام سرنداس صاحب سے حساب منگوائیے - سوامی جی نے تب لالہ رام سرنداس صاحب کو لکھا - کہ آپ حساب لکھ کر میرے پاس یہاں بھیجدیجئے - جب میں آپ کے حساب کو منشی صاحب کو دکھلا دونگا - تب وہ بھی اپنا حساب دیں گے - اس کے تھوڑے ہی دنوں پیچھے منشی صاحب معہ لالہ جگن ناتھ داس وغیرہ متھرا ہوتے ہوئے آگرہ میں سوامی جی کے پاس آئے - تب سوامی جی نے ان سے کہا - کہ حساب لائے ہو - یا نہیں - تب

کہ اب ہائی کورٹ میں اپیل کرنا ہے - روپیہ بھیجئے - اس وقت بھی انہوں نے وہی جواب دیا - کہ ہمارے سے تو ابھی روپیہ نہ ملے گا - مرادآباد ہی سے کچھ تدبیر کرکے ہائی کورٹ کا اپیل کردیجئے - پھر لالہ رام سرنداس میرٹھ کو چلے گئے - بعد ازاں میں نے روپیہ کے لئے سوامی جی اور لالہ رام سرنداس کو کئی بار لکھا - مگر دونوں صاحبوں نے کچھ جواب نہ دیا - تب میں نے اخبار بھارت متر کلکتہ میں یہ بات طبع کرائی - کہ جن لوگوں کو میری مدد کرنی منظور ہو - وہ صاحب براہ راست میرے ہی پاس روپیہ ارسال کریں - کہ دوسری جگہ کا بھیجا ہوا روپیہ مجھے دستیاب نہیں ہوتا - پھر میں نے سوامی جی کو تحریر کیا - کہ اگر آپ کو چندہ کے روپیہ میں سے اس مقدمہ میں کچھ خرچ گوارا نہیں ہے - تو صاف لکھیئے - کہ ہم ہائی کورٹ کے اپیل کرنے سے درگذریں - اس قسم کی پے درپے تحریرات کے بعد سوامی جی نے چندہ کے روپیہ میں سے چھ سو روپیہ لالہ رام سرنداس کی معرفت بھجوائے - غرضیکہ جو کچھ لاہور اور امرتسر وغیرہ سے میرے مقدمہ کے لئے سوامی جی اور لالہ رام سرنداس کے پاس روپیہ فراہم ہوا تھا - اس میں سے صرف یہ ہی چھ سو روپیہ مجھ کو دستیاب ہوئے - باقی بالتمام ان دونوں بزرگوار کے تصرف میں رہا - البتہ جن صاحبوں نے بلا واسطہ میرے پاس روپیہ ارسال کیا - وہ بجنسہ مجھ کو ملا - اور مقدمہ مذکور کے اخراجات میں کام آیا یہاں یہ مطلب اختصاراً معروض کیا - آئندہ تفصیلوار واضح کیا جائیگا - اب اہل عقل انصاف کریں - کہ جو روپیہ میری مدد کے واسطے لوگوں نے سوامی جی اور لالہ رام سرنداس کے پاس جمع کیا - اور انہوں نے مجھ کو بالتمام نہ دیا - خود اس کے مالک بن بیٹھے - تو مسلمانوں کے فساد دفع کرنے کے بارہ میں سوامی جی اور لالہ صاحب موصوف نے خلاف دھرم کیا یا فقیر اندرمن نے ٭

المشتہر

اندرمن از مرادآباد

ترجمہ مراسلہ نامہ نگار

جناب من - نمستے - ظاہر ہو - کہ ایک کاغذ بطور اشتہار منشی اندرمن صاحب کا میرے پاس آیا - اس کا جواب بہت لمبا ہے - لیکن اس وقت اس تھوڑے سے جواب کو آپ اپنے رسالہ میں جگہ دیکر مجھ کو ممنون فرمائیے - جو منشی اندرمن جی اپنی تحریر کے بموجب سچے ہوں - تو اس معاملہ میں اور جگہوں سے جتنا آمدنی و خرچ ہوا ہو - آپ کے رسالہ دیش ہیتشی میں چھپوا کر مشتہر کریں - اور اسی طرح لالہ رام سرنداس بھی - جس کے دیکھنے سے سب صاحبوں کو آپ ہی سچ اور جھوٹ کھل جائیگا - اور اس حساب کے ذیل میں یہ بھی لکھا تھا - کہ جس جس صاحب نے منشی صاحب اور اہل اسلام مرادآباد کے جھگڑے میں جتنے جتنے روپیہ جس جس کے پاس بھیجے ہوں - اور جس جس کی رسید بھی ان کے پاس ہو - نام مع تفصیل اڈیٹر صاحب رسالہ دیش ہیتشی کے پاس بھیجیں - اور ان خطوط کو آپ اپنے رسالہ میں چھاپ کر مشتہر کردیا کریں - جس سے سچ اور جھوٹ سب کو معلوم ہو جاوے - اس میں سچ تو یہ ہے - کہ منشی صاحب جو جھوٹا قصور سوامی دیانند سرسوتی صاحب اور لالہ رام سرنداس صاحب رئیس میرٹھ کا بتاتے ہیں - وہ سب قصور منشی صاحب کا ہے - کیونکہ جب منشی صاحب پر مجسٹریٹ مرادآباد نے پانچ سو روپیہ جرمانہ کئے تھے - اس کے بعد منشی صاحب میرٹھ میں آئے - (جہاں اس وقت سوامی جی بھی تشریف رکھتے تھے) - اور کہا - کہ مقدمہ سب ویدمذہب والوں پر سمجھنا چاہیئے - نہ صرف مجھ پر - اس پر سوامی جی اور دیگر صاحبان نے کہا - کہ یہ ٹھیک ہے - کیونکہ منشی جی نے ویدمت کی حفاظت کے لئے اتنی بڑی تکلیف گوارا کی ہے - اس لئے اس وقت اس معاملہ میں سب ویدمذہب والوں کی مدد کرنا واجب ہے - اس پر سب کی یہی صلاح ہوئی - کہ اس بات کے لئے ایک سبھا یعنی (کمیٹی) قائم ہو -

نہ تھی - کہ اس طرح مدد پا سکتے ÷

اخبار تہذیب مراد آباد جلد ۲ نمبر ۱۰ مطبوعہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے ہم منشی اندرمن کا اشتہار درج کرکے تمام باقی ماندہ حالات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ÷

اڈیٹر اخبار تہذیب - اول شروع میں ایک نوٹ دیتے ہیں - بعنوان "عبرت"

بے علموں کا بھلا کیا - مگر اہل علم کی یہ کیفیت ہے - کہ ادنےٰ باتوں پر آپس میں کٹے مرتے ہیں - ہم پہلے جانتے تھے - کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں ہی کچھ باہمی نزاع کا برتاؤ ہے - اب جو غور سے دیکھتے ہیں - تو ہنود ان سے بھی چار قدم بڑھے ہوئے ہیں - ایک قلیل رقم کی خاطر منشی اندرمن کا اپنے مذہب کے ایک بہت بڑے عالم کو خلاف شان لفظوں کے ساتھ یاد کرنا کیا عبرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں ہے ÷

اشتہار

مخفی نہ رہے - کہ سوامی دیانند سرسوتی کی مشہور جگن ناتھ داس کی پرشنوتری کے رد میں ایک مضمون ویش ہتیشی نامی ماہواری رسالہ اجمیر میں طبع ہوا ہے - اور اس میں اکثر جگہ پر میرا نام بھی نظر حقارت کے ساتھ درج ہے - اس کا جواب جلد تر ماہواری رسالہ کے ذریعہ سے جو کہ عنقریب تحقیقات مذہبی میں ہمارے یہاں سے جاری ہونے والا ہے - طبع ہو کر شائع ہوگا - لیکن مضمون مذکور کے آخر میں جو یہ لکھا ہے - کہ (اندرمن و جگن ناتھ داس کی بدعہدی و پیمان شکنی وغیرہ کو جو کوئی جاننا چاہے - وہ آریہ سماج میرٹھ کے سبھاسد لالہ رام سرنداس وغیرہ سے دریافت کر لے - کہ مسلمانوں کا فساد دفع کرنے کے لئے انہوں نے کیا کیا ادھرم کیا ہے) میں نے اس معاملہ کو سوامی جی کی رسوائی کا سبب جان کر شائع نہ کیا - مگر چونکہ اُلٹے بقول شخصے اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے مجھ پر بہتان لگانے لگے - تب میں نے آریہ بھائیوں کو حقیقت حال سے اطلاع دینا ضروری سمجھا - کہ جب مسلمانوں کے جھگڑے میں مجھ پر پانچ سو روپیہ جرمانہ ہوا - اس وقت سوامی جی نے سماجوں کو چٹھیاں لکھیں - کہ منشی اندرمن کی مدد کے لئے چندہ جمع کرکے ہمارے اور لالہ رام سرنداس سبھاسد آریہ سماج کے پاس روانہ کرو - یہاں سے منشی جی کی خدمت میں روانہ کیا جائیگا - جس روپیہ سے جرمانہ معاف کرانے کیلئے اپیل کریں - پس سوامی جی کی تحریر کے موافق - لاہور - امرتسر - روڑکی - فرخ آباد - فیروزپور - شاہجہانپور - اورنگ آباد - دارجلنگ - گورداسپور - جہلم - ملتان - بٹالہ وغیرہ سے دھرماتما لوگوں نے زر کثیر جمع کرکے سوامی جی اور لالہ رام سرنداس کے پاس بھیجنا شروع کیا - جبکہ مقدمہ مذکور کا اپیل جج مراد آباد میں دائر تھا - مجھ کو چھ سو روپیہ بیرسٹر ایل صاحب کے پاس بھیجنے کی ضرورت ہوئی - لہذا میں نے خود میرٹھ جا کر لالہ رام سرنداس سے کہا - کہ چھ سو روپیہ بیرسٹر صاحب کی خدمت میں روانہ کرنا ہے - چار سو میرے پاس ہیں - دو سو چندہ کے روپیہ میں سے جو آپکے پاس جمع ہیں عنایت کیجئے - لالہ صاحب موصوف نے جواب دیا - کہ یہاں سے تو ابھی تم کو کچھ نہ ملے گا - وہاں ہی سے تدبیر کرکے بھیج دو - پھر میں نے دریافت کیا کہ اب تک آپ کے پاس کتنا روپیہ اکٹھا ہوا ہے - جواب دیا کہ بتلانے کے لئے سماج کی اجازت نہیں ہے - کیا خوب بات ہے - کہ جس کی اعانت کے لئے اشراف لوگوں نے روپیہ بھیجا - اس کو دینا تو ایک طرف تعداد بھی نہ بتلائی جاوے - کہ اب تک اس قدر روپیہ جمع ہوا ہے - آخر کار میں خالی ہاتھ اپنے گھر کو چلا آیا - اور ایک بینک مرکی مدد سے بیرسٹر صاحب کے پاس چھ سو روپیہ ارسال کیا گیا - پھر جب کہ جج مراد آباد سے پانچ سو روپیہ جرمانہ میں سے چار سو چھوٹ کر ایک سو باقی رہا - اسی اثنا میں لالہ رام سرنداس بھی وارد مراد آباد تھے - اس وقت میں نے لالہ صاحب موصوف سے کہا -

(آریہ درپن صفحہ ۱۶۶ ماہ جولائی ۱۸۸۰ء)

فیصلہ ہائی کورٹ - یہ مقدمہ ۳۱ دسمبر ۱۸۷۹ء سے عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں دائر ہے - اور پانچ ماہ تک کوئی تاریخ مقرر نہ ہوکر آخر پیشی کا وقت آیا جیسا کہ لکھا ہے - کہ منشی اندرمن کا مقدمہ ۱۴ مئی ۱۸۸۰ء کو ہائی کورٹ میں پیش ہوا - اس دن حاکم نے اپنے مکھ سے یہ لفظ کہے - کہ مجسٹریٹ مراد آباد نے ساری کارروائی ناقص کی - مدعا علیہ کے گواہ کیوں نہیں سُننے - مسلمانوں نے جو اس پرکار کی کتابیں بنائی ہیں - ان پر مقدمہ کیوں نہیں کیا - اپیل کی میعاد کے اندر ان کی کتابوں کو کیوں نشٹ کردیا - ایسے وچن سنکر سب کو نشچے ہوگیا - کہ یتھارتھ نیائے ہوگا۔

اس دن حاکم نے حکم نہ سنایا - اور اسی طرح یہ مقدمہ ایک مہینہ تک بنا آگیا سنانیکے پڑا رہا - ۳ جون ۱۸۸۰ء کو یہ آگیا سنائی - کہ فیصلہ صاحب جج مراد آباد کا بحال رہا۔ (از بھارت سدھار)

آخر گورنمنٹ عالیہ نے بنظر ترحم خسروانہ ایک سو روپیہ جرمانہ بھی معاف کردیا - چنانچہ منشی اندرمن نے ایک خط اڈیٹر آریہ سماچار میرٹھ کو لکھا - جناب من پرماتما جیتے - جناب کو معلوم ہوگا - کہ ہائی کورٹ الہ آباد نے مقدمہ معلومہ میں ۳ جون ۱۸۸۰ء کو سشن جج مراد آباد کی رائے بحال فرماکر مبلغ سو روپیہ جرمانہ قائم رکھا تھا - اب ۲۹ جون کو لفٹنٹ گورنر بہادر نے باقی ماندہ جرمانہ بھی معاف کردیا - اس حکم کی اطلاع بذریعہ مجسٹریٹ مراد آباد کے ہمکو چار جولائی کو ملی ہے۔

رسالہ آریہ سماچار جلد ۳ نمبر ۳ صفحہ ۱۱۳ راقم اندرمن از مراد آباد

میرٹھ کی کمیٹی کا حال اور منشی اندرمن کی نیت کا بدل جانا

۸ اگست ۱۸۷۹ء کو جب کہ سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کے آریہ سماج میرٹھ کے بذریعہ گشتی خط نمبر ۷۹، لاہور - امرت سر وغیرہ آریہ سماجوں کو تحریک کی گئی - کہ منشی صاحب پر جو الزام زیر دفعہ ۱۵۳ تعزیرات ہند پیشگاہ مسٹر مول صاحب بہادر مجسٹریٹ مراد آباد سے قایم کیا گیا ہے اس کی جواب دہی اور صفائی حاصل کرنیکے واسطے منشی جی کو بخیال ان کی بے قصوری کے روپیہ بطور امداد کے دینا فرض ہے - یہ وہ وقت تھا - کہ خود منشی جی نے بحیثیت سبھاپتی آریہ سماج مراد آباد کے خود میرٹھ میں سوامی جی کی خدمت میں تشریف لاکر مذکورہ بالا امداد بصد عاجزی استدعا و التجا کی تھی کہ سب ویددھرم والوں کا معاملہ ہے - میرے ہی اکیلے کا نہیں ہے۔

اس تحریک میں یہ بھی صاف ظاہر کردیا تھا - کہ بعد وضع اصرف مقدمہ مذکور کے جو کچھ روپیہ پس انداز ہوگا - وہ چندہ دہندہ صاحبان کی ہدایت کے موافق صرف کیا جائیگا - یا واپس کردیا جائیگا - اور اس کے متعلق میرٹھ سماج کے کارکن ممبران کی کمیٹی بنائی - کہ جس کے ساتھ ہی ابیرٹھ سماج کے پردھان وہاں کے مشہور ساہوکار لالہ رام سرنداس جی بنائے گئے - اور یہ فیصلہ پاگیا تھا - کہ جس قدر روپیہ آوے وہ میرٹھ سماج کی اس کمیٹی کے پاس جمع ہو - اور اسی ایک جگہ سے خرچ کیا جاوے - یہ جتنا روپیہ سوامی جی یا لالہ رام سرنداس کے پاس آیا - وہ سماج کی تحویل میں دیا گیا - اور سماج کی ہدایت اور اجازت کے موافق صرف کیا گیا - سوامی جی یا لالہ رام سرنداس کا ذاتی اختیار اس روپیہ کے وصول کرنے یا جمع رکھنے یا خرچ کرنے کی بابت کچھ نہیں ہے - پس وے ہر طرح کے الزام سے بری ہیں - (صفحہ ۳۴۹ آریہ سماچار) ہاں ایک الزام ہم ان پر لگاتے ہیں - کہ وہ ایسے لالچی کی امداد کرنے پر کیوں کمربستہ ہوئے - کیا ان کو یاد نہیں رہا - کہ نکوئی با بداں کردن چنان است کہ بد کردن بجائے نیکمرداں - مگر اس کا جواب سوامی جی نے خود دے دیا ہے - کہ منشی جی جو میں آپ کو ایسا (لالچی) پہلے سے جانتا - تو آپ کے پاس ایک لحظہ بھی نہ ٹھیرتا - اور آپ کی کچھ بھی طاقت

کیونکہ وہ صرف صاحب علم ہیں۔ دولتمند نہیں ہیں ؎

۲۲ر کو تعطیل تھی۔ ۲۴ر کو مقدمہ پیش ہوا ؎

بابو بیجناتھ صاحب وکیل نے اول سوال کے جواب میں شرح محمدی کا ترجمہ بابو شیاما چرن کا کیا ہوا جو کہ قانون سرکاری ہے۔ دکھلایا۔ کہ اس میں مہر کو خرچی لکھا ہے ؎

دوسرے سوال کا جواب منشی صاحب نے قران کے سورۃ تحریم سے دکھلایا۔ چنانچہ انگریزی قران بھی دیکھا گیا۔ اس میں بھی وہی مطلب نکلا ؎

تیسرے امر کا جواب منشی صاحب نے یہ دیا۔ کہ ہدیۃ الاضام والے نے ایک کتھا شیو پارنبی کی مذمت کی رد ہند سے نقل کر کے لکھی ہے۔ میں نے یہ اس کا جواب رد مسلمان سے نقل کیا ہے۔ منشی جی نے ہر چند کتابوں کے منگانے کے واسطے مہلت مانگی۔ مگر نامنظور ہوئی بابو بیجناتھ وکیل نے حکم نامنظوری کی نقل مانگی۔ تاکہ اپیل کی جاوے۔ یہ بھی نامنظور ہوئی ؎

اور پانچ سو روپیہ منشی اندرمن پر جرمانہ کیا۔ اور کورٹ انسپکٹر کو بھیج کر جملہ کاپی حملہ ہند و صمصام ہند منشی صاحب کے مکان سے منگا لیں۔ اور پھڑوا ڈالیں" (از آریہ درپن ماہ مئی سنہ ۶ صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴) ؎

اس مقدمہ میں سوامی جی کی خاص تحریک سے میرٹھ سماج میں ایک کمیٹی قائم ہوئی۔ جس کے پردہان لالہ رام سرنداس جی بنائے گئے اور کل سماجوں سے چندہ کے لئے اپیل کی گئی۔ جس پر روپیہ میرٹھ سماج اور سوامی جی کے پاس و منشی جی کے پاس مراد آباد میں آنا شروع ہو گیا۔ اور آریہ سماجوں اور سماجک ہمدردوں کی دلی کوشش سے ان دنوں اس بارہ میں اخباروں میں بھی بڑی بحث ہوتی رہی۔ خاصکر ودیا پرکاشک لاہور آریہ درپن شاہجہانپور آریہ سماچار میرٹھ میں مہینوں اعلے مضامین شائع ہوتے رہے۔ ان کے سوا نسیم آگرہ۔ اودہ اخبار۔ کوہ نور۔ سفیر ہند و سول ملٹری گزٹ۔ اخبار عام۔ آفتاب پنجاب۔ انجمن پنجاب۔ پرنس آف ویلز گزٹ وغیرہ اخباروں میں بھی وقتاً فوقتاً لکھا جاتا رہا۔

اور گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں بھی کئی جگہوں سے میموریل بھیجے گئے۔ جس پر براہ عنایت خسروانہ گورنر جنرل صاحب بہادر نے شملہ سے ۸ر ستمبر سنہ ۶ کو بمقام نینی تال بنام گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی اور وہاں سے بنام صاحب مجسٹریٹ مراد آباد کے تار آیا۔ کہ مسل مقدمہ منشی اندرمن جلد بھیجدو ؎

صاحب مجسٹریٹ بہادر مراد آباد نے جواب دیا۔ کہ عدالت اپیل میں ہے۔ اور ۱۸ر ستمبر سنہ ۶ تاریخ پیشی مقرر ہے۔ اس پر پھر شملہ سے حکم آیا۔ کہ بعد فیصلہ اپیل کے جلد مع نقل حکم صاحب جج کے مسل ہمارے پاس آ دے ؎

المختصر ۱۸ر ستمبر سنہ ۶ کو اپیل بحضور صاحب جج پیش ہوا تمام وجوہات اپیل بیرسٹر و وکلاء ہائی کورٹ و ضلع نے نہایت عمدگی سے بیان کردیں چنانچہ اُس روز مقدمہ ملتوی کر کے قران کی صورۃ تحریم کے ترجمہ انگریزی و رومن و تفاسیر و لغایت عربی وغیرہ کو دیکھا۔ سب میں وہی مطلب برآمد ہوا۔ جو صمصام ہند کے صفحہ ۱۱ و ۸ میں تحریر ہے۔ حسب بیان وکیل سرکار دامن و چولی و گریبان کا مطلب نہیں نکلا۔ جو انتخابات اشعار نامعقول و عبارات ناشائستہ تیغ فقیر بر گردن شریر و لذت الہند و رسالہ حقگو صوت البیجار تحفۃ الہند وغیرہ رسایل مصنفہ مسلمانان پیش ہوئے۔ انکو صاحب بہادر نے نہیں لیا۔ اور نہ ہی شامل مسل کیا ؎

۲۰ و ۲۱ر کو صاحب بہادر کچہری میں نہیں آئے ؎

۲۲ر ستمبر سنہ ۶ کو یہ حکم سنایا۔ کہ منجملہ پانچ سو جرمانہ کے چار سو معاف اور ایک سو بحال۔ اور لکھا۔ کہ اس مقدمہ میں تمام ہندو شامل نہیں ہیں۔ اور نہ کل ہندوؤں کو اس سے کچھ غرض ہے۔ نہ یہ معاملہ مذہبی ہے۔ اور نہ قومی۔ بلکہ تعلق اس کا خاص ذات مصنف سے ہے۔ کہ جسکا نہ کوئی مددگار ہے۔ نہ طرفدار۔ چونکہ وہ غریب ہے۔ اس لئے چار سو روپیہ معاف کیا گیا۔ جرم اس پر ثابت ہے۔ لہذا سو روپیہ بحال رہے۔

سخت اہانت کی گئی۔ جسے پڑھکر کئی بے علم ہندو مسلمان ہو گئے۔

تب منشی اندرمن مرادآبادی نے اپنے ہندو مذہب کے مطابق اس کا جواب ۱۲۸۳ھ میں بزبان فارسی طبع کرایا۔ اور اس کا نام تحفۃ الاسلام رکھا۔ مولوی سید محمود حسین نے تحفۃ الاسلام کے رد میں خلعت الہنود فارسی میں ۱۲۸۱ھ مطابق سمت ۱۹۲۲ بکرمی میں شائع کی۔ پھر اس کے جواب الجواب میں منشی اندرمن نے پاداش اسلام لکھکر ۱۸۶۶ء سمت ۱۹۲۵ بکرم میں مسلمانوں کی فارسی میں ترکی تمام کی جس کا جواب ان سے آج تک کچھ نہ بن سکا۔

بعد ازاں بریلی کے ایک گمنام مسلمان نے مثنوی اصول دین ہنود تصنیف کی۔ جس کا اندرمن نے مثنوی اصول دین احمد جواب میں ۱۸۶۹ء میں لکھا۔ پھر ایک مسلمان نے ایک نہایت گندہ زبانی کی بھری ہوئی ۱۸۷۳ء میں تیغ فقیر بر گردن شریر نام لکھ اپنا ذاتی جوہر دکھایا۔

پھر مرادآباد کے مسلمانوں سے مولوی احمد دین نے اعجاز محمدی مولوی قطب عالم نے ہدیۃ الاصنام دو کتابیں بنائیں۔ یعنی تحفۃ الہند کی تائید میں قلمیں اٹھائیں۔ اس پر اندرمن نے سمت ۱۹۲۲ میں حملہ ہند و صمصام ہند ۱۸۶۸ء میں صولت ہند تین کتب تیار کیں۔ جو بار اول میرٹھ میں شائع ہوئیں۔ اور دوبارہ غالباً بلندشہر میں چھپیں۔ اسی اثناء میں سوامی جی کے ست اپدیشوں سے ملک میں آریہ سماجیں قائم ہونے لگیں۔ اور جب ۱۸۷۹ء میں بتقریب اپدیش سوامی جی مرادآباد پدھارے۔ تو ان کے ست اپدیش سے منشی اندرمن بھی پورانک جال کو ترک کر دید مت انویائی ہو کر آریہ سماج کے ممبر ہوئے۔ اور وقت انتخاب پردھان ہوئے۔ بعد ازاں ۱۸۸۰ء میں وہی کتب سہ بارہ شائع ہوئیں۔ اور اب اندرمن جی کا سماجوں سے خاص تعلق ہو چکا تھا۔ اور سوامی جی کی بھی ان پر نظر عنایت تھی۔ اس دفعہ مسلمانوں کو جوش اسواسطے آیا۔ کہ وہ کتابیں مرادآباد میں طبع ہوئیں۔ پس مسلمانوں کے ایک متعصب اخبار جام جمشید نے اپنے ۱۶ مئی ۱۸۸۰ء کے پرچہ میں اس طرح لکھا۔ "منشی اندرمن مرادآبادی دشمن اسلام نے ایک مطبع جاری کر کے اہانت اسلام پر کمر باندھی ہے۔ اس وقت تک ایک کتاب حملہ ہند نام نکل چکی ہے۔ اور اسی ہفتہ منشی اندرمن نے دوسری کتاب موسومہ صمصام ہند نکالی ہے۔ جس میں اسلام کے پیغمبروں کو کھلی کھلی گالیاں لکھی ہیں۔ یہ کتابیں شر کا گھر اور مفسدہ کا خانہ ہیں۔ اور مرادآباد کے مسلمان برانگیختہ ہو رہے ہیں۔ اگر منشی اندرمن کا یہی حال رہا۔ تو بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ آخر ایک روز گلا اور چھری نظر آئیگی۔ تعجب ہے۔ کہ اس مطبع کا اجرا جس میں ایک خاص گروہ کے مذہب کی مذمت کی کتابیں چھپا کرتی ہیں۔ صاحب مجسٹریٹ نے کیونکر منظور فرمایا ہے ہم گورنمنٹ سے التجا کرتے ہیں۔ کہ ان کتابوں کو جلوا دے اور آئندہ مطبع بند کرا دے۔" (نمبر ۸ جلد ۵ مرادآباد)

اس پر گورنمنٹ نے ایک چٹھی واسطے دریافت حالات مسٹر مول صاحب مجسٹریٹ مرادآباد کے نام ارسال کی۔ انہوں نے وہ چٹھی عماد علی صاحب ڈپٹی کے حوالہ کی۔ مولوی صاحب نے اس چٹھی پر اپنی کیفیت لکھ کر واپس کر دیا۔

۲۲ جولائی ۱۸۸۰ء کو کچہری میں آتے ہی منشی اندرمن کے نام بموجب دفعہ ۲۹۲ و ۲۹۳ تعزیرات ہند وارنٹ جاری کر کے کچہری میں طلب کیا۔ چنانچہ وہ آئے۔ صاحب بہادر نے ان سے پوچھا۔ کہ تم نے حملہ ہند و صمصام ہند میں یہ تین امور جو تنقیح طلب ہیں۔ کہاں سے لکھے۔ (۱) مہر کو خرچی کیوں لکھا۔ (۲) مریم کے بارہ میں جو لکھا۔ سو کہاں سے لکھا۔ (۳) عائشہ اور سنگ اسود کا بیان کہاں سے لکھا۔

منشی جی نے کچھ دن کی مہلت مانگی۔ کہ اگر مہلت ملے۔ تو سب کا جواب دونگا۔ صاحب بہادر نے وکیلوں کے کہنے پر بھی کچھ توجہ نہ کی۔ اور حکم دیا۔ کہ ہم ۲۵ کو سُنینگے۔ اور ۲۶ کو مقدمہ کرینگے۔ ایک گھنٹہ کے اندر ایک ہزار کی ضمانت دو۔ چنانچہ ایک صاحب نے فوراً ایک ہزار کی ضمانت ادا کر دی۔ ایسی سخت ضمانت طلب کرنے سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ صاحب بہادر کا منشاء ان کو جیلخانہ بھیجنے کا تھا۔

(دنبھ) فریب کے مارے لاہور میں انگلی کٹوا کے انگ بھنگ ہو گیا۔ کہیں ایسی گتی میرے سامنے ان کی نہ ہو جائے۔ اور کرامات کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ میں پرسدھی سے کہتا ہوں۔ کہ بدی ان میں کچھ بھی الوکک شکتی (معجزہ) ویوگ ودیا ہو۔ تو مجھے دکھلا دیں۔

میں نے جہاں تک ان کی لیلا۔ سدھی اور یوگ وشیک (تعلق) دیکھی ہیں۔ وہ ماننے کے یوگ نہیں تھے۔ اب کیا نئی ودیا کہیں سے سیکھ آئے۔ مجھکو تو یہ وشنہ نکماڈمبر روپ دیکھتا ہے۔ بُدھی مانوں میں جو سرشیٹ ہیں۔ ان کے لئے زیادہ وستار کی ضرورت نہیں۔ دانا را اشارہ کافی است۔ شراون ودی ۴ سمت ۱۹۴۰۔ دیانند سرسوتی مطابق ۲۳ جولائی دو شنبہ ۱۸۸۳ء ۶ از جودھپور (بھارت متر کلکتہ ۲ اگست ۱۸۸۳ء صفحہ ۶ ودیش ہتیشی اجمیر جلد ۲ ۵ بھادوں سمت ۱۹۴۰ صفحہ ۴-۷)

باب ہفتم

فصل اول

منشی اندرمن صاحب مرادآبادی کا مسلمانوں سے مقدمہ

اور اس میں

سوامی جی مہاراج کی سہایتا اور میرٹھ سماج میں چندہ کا پربندھ

اول واقعات۔ عرصہ چالیس سال کا گذرا۔ کہ مولوی اسماعیل نام نے ہندو مذہب کے خلاف ردِ ہنود نام ایک کتاب بمبئی میں طبع کرائی۔ جس کے جواب میں چوبے بدری داس نے انہیں دنوں ردِ مسلمان ایک کتاب تصنیف کی۔

اس کے بعد ایک شخص عبید اللہ نے تحفۃ الہند نام کتاب ۱۲۸۴ھ میں اردو میں شائع کی جس میں ہندوؤں کے دیوتاؤں اور بزرگوں کی

ہاں ودیا بھید سے کتھن کا بھید ہونا تو اچت ــــ (واجبات سے) ہے - جو ویاکرن اور نرکت چھند جیوتش - ویدک راج ودیا - گان - شلپ - اور پرتھوی سے لیکر پرمیشور (پرینت) تک کی - انیک ودیاؤں کی مول ودیا ویدوں میں ہے - ان کے شبدارتھ اور سمبندھ جدا جدا ہیں - جیسے ویاکرن ودیا سے جیوتش ودیا وغیرہ کے سنکیت (اصطلاحات) پری بھاشا و نیم اور پدارتھ وگیان پرتھک پرتھک ہوتے ہیں - ویسے ہی ان سب ودیاؤں کے واچک ارتھات پرکاشک منتر بھی پرتھک پرتھک ارتھ کے پرتپادک ہیں - اگر انہیں کو مت بھید کہتے ہیں - تو پرشن کرتا (معترض) کا اعتراض اسنگت (ناواجب) ہے - اور دوسرے پرکار کے مت بھید مانتے ہیں - تو ان کا کتھن سروتھا اشدہ ہے - اس لئیے پرشن کرتاؤں (معترضین) کو اچت ہے - کہ پوروکت (مندرجہ بالا) پرکار سے چاروں ویدوں میں سے جو کوئی ایک منتر بھی بھرانت (غلط) پرتیت ہووے - وہ آپ کے پتر (اخبار) میں مسٹر اے - او - ہیوم صاحب چھوڑ دیں - ان کا اتر بھی آپ ہی کے پتر میں اچت سمے (وقت مناسب) پر چھوڑ دیا جاوے گا ؞

علاوہ بریں اگر ان کو نربھرانت (وغلطی سے مبرا) ہونے کے جاننے کی پکی جگیاسا ہو - تو میری بنائی رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا کو دیکھ لیویں یدی ان کے پاس نہ ہو - تو ویدک یتنرالہ پریاگ سے منگا کر دیکھیں - اور جو انکو آریہ بھاشا کا پورا گیان نہ ہو - تو کسی ست وکتا (راست گو) مترجم سے سنیں - اس پر بھی اگر انکو شنکا رہ جائے - تو مجھ سے سنمکھ (رو برو) ہو کر جتنی شنکا ہوں ان سب کا (یتھاوت سمادھان) جواب باصواب حاصل کریں - کیونکہ اخبارات یا خطوط سے شنکا سمادھان ہونے میں بہت ولمبھ (دیر) ہوتی ہے - اور زیادہ فرصت کی بھی ضرورت ہے - اور مجھ کو وید بھاشیہ کے بنانے کے کام سے فرصت نہ ملنے کے کارن زیادہ پرشن اتر کرنے کا سمے نہیں ہے - اور جو انہوں نے لکھا ہے - کہ سوامی جی ایشور وایشور کی پریرنا یکت ہوں - تو ان کا بھاشیہ نربھرم ہو سکے - اسکا اتر یہ ہے - کہ میں ایشور نہیں - کنتو میں ایشور کا اپاسک ہوں - پرنتو وید منشوں کے ہتارتھ (بہتری بہبودی دارین کو) پرماتما نے پرکاشت کئیے ہیں - اس ابھپرائے سے کہ یہاں تک منشوں کو ودیا اور بدھی ہے - انانشس پکھشپات (بے تعصب و بے طرفدار) ہو کر ویدوں کا ارتھ پرکاش کرتا ہوں - اور وہ سب سجنوں کے درشٹی گوچر (زیر نظر) ہوا ہے - اور ہوگا بھی - یدی کہیں بھرانتی ہو - تو صاحب موصوف ظاہر کریں - بڑے شوک (افسوس) کی بات ہے - کہ آج پرینت ایک بھی دوش وید بھاشیہ میں سے کوئی بھی نہیں نکال سکا ہے - پھر انکا بھرم دور نہیں ہوا - ایسی نرمول (بے بنیاد) شنکا (اعتراض) کوئی بھی کیا کرے - اس سے کچھ بھی ہانی نہیں ہو سکتی - اور ستیارتھ ہونے ہی سے ویدوں کا نربھرانتو یتھاوت سدہ ہے - یدی اس میرے بنائے بھاشیہ میں مسٹر اے - او - ہیوم صاحب کو بھرم ہو - تو اس میں سے بھرانتی منتو (غلطی پن) کسی منتر کے بھاشیہ کے دوارا آپ اخبار دوارا چھپوا دیویں - میں اتر بھی آپ ہی کے پتر دوارا دونگا ؞

اور جو تھیوسوفسٹ کے ادھکش (مہتمم) ایسی باتیں کریں - تو اس میں کیا آشچریہ ہے - کیونکہ وے انیشور وادی (ایشور سے منکر) بودھ مت اولمبی (پیروان بودھ مت) ہو کر بھوت پریت اور چڑیلوں کے ماننے والے ہیں - بڑے شوک کی بات ہے - کہ سروتھا دیا سدہ (ہر طرح علم و عقل سے ثابت) پرماتما کو نہ مانکر بھوت پریت مرتکوں میں پھنس کر اور بھولے منشوں کو پھنسا اپنے کو سدھارنے والا ماننا یہ کتنی بڑی انوچت بات ہے - انکو ناستک مت جو کہ ایشور کو نہ ماننا ہے - وہی پرے (پیارا) لگتا ہے - پرنتو اس میں اتنی ہی نیونتا (کمی) ہے - کہ بھوت پریتوں نے انکو گھیر لیا - سچ ہے - جو ست ایشور کو چھوڑیں گے - وے متھیا بھرم جال بھوت پریتوں اور بندھیا پتر (عقیمہ کی اولاد) کی طرح کوٹ ہومی لال آدی میں کیوں نہ پھنسیں گے - بہت سے سماچاروں میں چھپواتے ہیں - کہ اتنے اتنے ہزار منشوں کو مسٹر ایچ - ایس کرنل الکاٹ صاحب نے روگ رہت کیا - یدی یہ بات ہوتی مجھ کو کیوں نہ دکھلاتے - اور منواتے - اور میرے سامنے کہ جس کو میں کہوں - اس ایک کو بھی نروگ کر دیں - تو میں تھیوسافسٹوں کی ادھکشتا دھنواد دوں - اس میں مجھ کو نشچے ہے - کہ جیسے ایک تھیوسافسٹ

کے شاستروں سے نکل چکے ہیں - تو کوئی وجہ نہیں - کہ پنڈت دیانندجی کو ایک اور فرقہ قائم کرنے اور ایک اور مسلہ نکالنے اور ایک بھاشں کرنے کا استحقاق نہ دیا جاوے - اور یہ خصوصیت ہندو دھرم کی ہے - یہ بات کیوں نہ کہی جاوے - کہ ایک خدا کی پرستش ویدوں میں قائم کرنی ایسی ہی لکھی ہے - جیسے کہ ہمہ اوست یا بت پرستی یا دھرپ کے مسائل کہتے ہیں کہ اسی سے نکلتے ہیں ہم جو کچھ لکھتے ہیں - زباندانی کی بحث کی نیت سے نہیں - بلکہ محض ایک عمل در آمد گذشتہ کے لحاظ سے ہم اپنی رائے دیتے ہیں - ہماری رائے میں خواہ پنڈت دیانند سرسوتی کتنا ہی اپنے پکش پر زور دیں - مگر بہر حال پرانی وحدانیت کے زمانہ کی باتوں کو دوبارہ قائم کرنے کے لیئے ان کی کوشش کچھ نہ کچھ نیک نتیجہ ضرور پیدا کریگی ؁

گو وہ زمانہ ایسا قدیم تھا - کہ ہندوؤں کی خداپرستی کی ابتدائی حالت تھی - ہمکو امید ہے کہ ان دونوں پنڈتوں کے درمیان مباحثہ جاری رہیگا - ان کے علاوہ رفتہ رفتہ اور پنڈت بھی مباحثہ میں شریک ہونگے - اس مباحثہ کی ضرورت کی رگڑ سے نکلا ہوا ایک راستی کا چنگارا بھی بمقابلہ سینکڑوں موجودالوقت تحریکوں کے پرانے فیشن کے ہندوؤں کے مذہبی اعتقادات کو ہلانے کے لیئے بہت بڑا کام دیگا" (انڈین مرر کلکتہ جلد ۱۶ ع ۱۶۱ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۸۸۷ء ؁

تھیوسوفسٹ مارچ ۱۸۸۳ء میں مسٹر اے - او - ہیوم صاحب نے سوامی جی پر مندرجہ ذیل اعتراض کیئے ہیں ؁

وید ایشور کی بانی (کلام) ہے - اس لیئے ابھرانت ہے - آریہ دھرم اور سوامی دیانندجی کا یہی مول منتر ہے - پرنتو وید ایسا دور از قیاس کیوں ہے - ایشور کی کلام میں ایسا بھید کیوں ہے - اگر یہ مول منتر ست کر مان بھی لیں - تو وید ابھرانت ہے - اس کا ارتھ یہ ہے - کہ وید کے اُپدیشک ابھرانت ہیں - کیونکہ وید میں بھرانتی کا رہنا اور نہ رہنا بھاشکاروں کے ہاتھ میں ہے - سوامی دیانند کا وید بھاشیہ بھی ابھرانت ہو سکتا ہے - جب دیانندجی سوئم ایشور تل ہوں - اور ان میں ایشور کی پورن پریرنا ہو - اس لیئے میں للکار کر کہتا ہوں - کہ سوامی جی اپنے مول منتر کو پرمان کریں یا اپنی پریرنا کا پرمان دیں +

اس پر اڈیٹر بھارت متر کلکتہ لکھتا ہے - "ہم لوگوں کو آشا ہے - کہ سوامی دیانندجی اس کا کھنڈن کر کر آریہ سماج کا گورو بڑھا دیں گے - ۱۴ جولائی ۱۸۸۳ء جلد ۶ ع ۲۷ مطابق اساڑہ شدی ۸ سمت ۱۹۴۰ ؁

سری یکت بھارت متر سمپادک مہاشے سپیچے شو - مہاشے آپکے سمت ۱۹۴۰ اساڑہ شدی ۸ گورووار کے چھپے ہوئے اخبار میں کسی نے وید پر اعتراض کیئے ہیں - اس تحریر کا مدعا یہی معلوم ہوتا ہے کہ وید ایشور کی کلام اور غلطی سے مبرا نہیں ہیں - پرنتو اس پرشن کے کرنے والے نے صرف اعتراض ہی کیا ہے - اپنے دعوے کو سچا کرنے کے لئے کوئی خاص دلیل یا ثبوت نہیں لکھا - مقام غور ہے - کہ اُتر اُس بات کا ہوتا ہے جو کسی وید وچن پر بھرانتی یُکت یعنی غلط ہونے کا شک کیا جاتا ہے - بصورت ایسا ہونے کے اسکا اُتر اسی سے دیا جاتا - جیسے کوئی کہے - کہ یہ ایک ہزار روپیوں کی تھیلی کھری نہیں - دوسرے نے اس سے پوچھا - کیا میں تمہارے کہنے ماتر ہی سے تھیلی کو کھوٹا مان سکتا ہوں - جب تک تم کھوٹا روپیہ اس میں سے ایک بھی نکال سدھ نہیں کرا دیتے - تب تک تھیلی کو کھوٹا نہیں مانونگا - ویسا ہی مسٹر اے او - ہیوم صاحب اور جس نے آپ کے اخبار میں چھپوایا ہے - ان دونوں مہاشیوں کی تحریر ہے - اس جگہ ان کو واجب تھا - اور ہے کہ کسی ایک یا زیادہ منتروں کو اپنے حصول مدعا کے لئے وید سے پتہ معہ ادھیاو نمبر منتر کے پیش کرتے - اور پھر کہتے - کہ اس سے ثابت ہے - کہ وید ایشور کی کلام اور غلطی سے مبرا نہیں ہے - تب جواب کے لائق اعتراض ہوتا - اب بھی اگر ان کو جواب حاصل کرنے کی تمنا ہو - تو ایسا ہی کریں - ورنہ اعتراض کرنیکی کوئی وقعت نہیں - البتہ اس میں اتنی بات تو سمادھان (جواب باصواب دینے) کسی پرکار یوگ ہے - کہ ویدوں میں مت بھید (اختلاف عقاید) کیوں ہے - لیکن اگر کوئی غور سے دیکھے - تو یہ بھی ان کی گول مول بات (مغالطہ دہی) ہے - کیونکہ ویدوں میں کس ٹھکانے اور کس کس منتر میں کس پرکار کے مت بھید ہیں یا نہیں - یہ نہیں بتلایا ؁

بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۴۰۷ ٭۲ ہندو بزرگوں کا مذہب جوکہ وید میں ظاہر کیا گیا ہے - وہ بڑے اور صرف ایک خدا میں وشواش اور اس کی ایاسنا ہے جوکہ سرب بیاپک - سربگیہ - اور سرب شکتیمان ہے - جس کے گن وہ (وید) خوفناک لفظوں میں ظاہر کرتا ہے - یہ گن وہ خیال کرتا ہے - اتکار کے طور پر اور صرف النکار کے طور پر تین قسم النکرت طاقتوں میں یعنی پیدا کرنا - دھارن کرنا - ناش کرنا ٭

٭۳ - یہ اعلےٰ باتیں ہمیں یقین دلانے سے رک نہیں سکتیں - کہ وید صرف ایک ہی ایشور کو مانتا ہے - جوکہ سرب شکتیمان انت اناد ہی سب سرشٹی کا سوامی ہے - میں ایک اور سوکت کو لکھتا ہوں - جس میں ایشور کی وحدت کا اس طاقت سے واضح طور پر بیان کیا گیا ہے - جوکہ ہمکو قائل ہی ڈال دیتا ہے - پیشتر اس کے کہ آریوں کی قوم کو سو بھاوک ایک ایشر وادی نہ کہیں ٭

٭۴ اسی سوکت میں اور منتر ہے - جو کھلے طور ایک ایشور کی ہستی ظاہر کرتا ہے - کہ وہ ایشور کے ناموں سے پکارا جاتا ہے - وہ اسکو اندر متر - ورن کہتے ہیں - پھر وہ اچھے بازؤوں والا آسمانی گرتماں جوکہ صرف ایک ہی عقلمند آدمی اسے کئی طریقوں پر کہتے ہیں اگنی یم ماترشوا

فصل سوئم

وید بھاش کا جھگڑا

پنڈت دیانند سرسوتی کو معلوم ہو - کہ انہوں نے اپنے انوکھے اور فصیح ترجمہ ویدوں سے ایک بڑے بھاری زنبوروں کے چھتے کو چھیڑ دیا - یعنی سوامی جی کے رسالہ وید بھاش کی نسبت پروفیسر ٹانی - گریفتھ جیسے فاضلوں نے اعتراض کئے ہیں - جن کا نتیجہ یہ ہوا - کہ دو بڑے بھاری فریقوں کے درمیان مباحثہ چھڑ گیا ہے - جس میں آریہ سماج لاہور ایک طرف - اور دیگر پنڈت اور وید خواں دوسری طرف - اس دوسرے پنڈت مہیش چندر نیاء رتن پرنسپل سنسکرت کالج کلکتہ کے غالباً سب سے بڑے فاضل ہیں - جنکی رائے اس وجہ سے بڑے وزن کے لائق ہے - پنڈت نیاء رتن صاحب نے مہربانی سے ہمارے پاس ایک رسالہ بھیجا ہے - جس میں انہوں نے اپنی رائے اس بارہ میں ظاہر کی ہے - اس رسالہ میں پنڈت صاحب موصوف پنڈت دیانند سرسوتی کے ان کل رائوں کی تردید کرتے ہیں - جو موخرالذکر پنڈت نے اپنے وید بھاش میں درج کی ہیں - ہمکو یاد ہے - کہ بڑا بھاری مباحثہ کلکتہ (جن دنوں کہ سوامی دیانند سرسوتی سمت ۱۹۲۹ میں کلکتہ میں براجمان تھے) میں انہی دو پنڈتوں کے درمیان پنڈت دیانند جی کے عقاید کی بابت ہوا تھا - جیسا فاضل پنڈتوں کے لفظی مباحثوں کا حال ہوا کرتا ہے - ویسا ہی اس مباحثہ کا انجام ہوا - یعنی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا - بلکہ فریقین کے درمیان بدمزگی ہو گئی - ویدوں کے الہامی ہونے کے بارے میں ہم سوامی جی کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے - اور نہ اس امر کی بابت کہ ویدوں میں صرف خدا پرستی کی ہی کی بابت ہدایت ہے - خواہ پنڈت دیانند غلطی پر ہوں - اور فریق مخالف درستی پر - اور خواہ فریق مخالف غلطی پر ہوں - اور پنڈت دیانند درستی پر یعنی لفظ اگنی کے معنے کسی وقت اور کسی زمانہ میں ایشور کے ہوتے تھے - یا بقول پنڈت نیاء رتن کے اس کے معنے ہمیشہ آگ کے ہی ہوتے تھے - اس سے درگذر کر کے ایک امر کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرنے کی جرأت کرتے ہیں - ہماری رائے میں سوامی دیانند سرسوتی کو پورا استحقاق اسبات کا حاصل ہے - کہ جس طرح وہ چاہیں - ویدوں کا ارتھ کریں - بخیال اس کے جو کچھ وہ ترجمہ کرتا ہے - وہ ترجمہ بھی اصل وید نہیں ہے - جس طرح سائنا چارج وغیرہ پہلے بھاش کر چکے ہیں - جن کے لاکھوں پیرو ہندو نیز موجود ہیں - اور انہیں کے بھاشوں کی بنیاد پر مختلف فرقے ایک دوسرے کے خلاف قائم ہو چکے ہیں - اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا - کہ سانکھ کا ناستک پن اور ویدانت کا ہمہ اوست اور پرانوں کی بت پرستی اور سب کے بعد نفرت کے لائق بام مارگ وغیرہ فرقے سب ویدوں اور ویدوں کے قول پر مبنی ہیں - جبکہ اس قسم کے مختلف فرقے ایک ہی قسم

۴- وہ میری گرامر کی غلطیاں نکالتا ہے - مجھ پر پرسمی پد کی جگہ آتمنے پد کا استعمال کرنے کا الزام لگایا ہے - اس بات کو یقین دلانے کے لیئے کہ وہ گرامر کی باتوں میں سخت غلطی پر ہے - میں نے چار تبٹ بھاش نگیش - رام شرن اچارج - انوبھوتی سروپ اچارج کے چار ٹکڑے دیئے ہیں جن کی کاپیاں پنڈت صاحب کو بھیجی جاسکتی ہیں - کہ وہ میرے ویدادہی ہی کے استعمال کو ٹھیک جائز ظاہر کرتے ہیں - میرے وداتھے کے ٹھیک استعمال کیواسطے میں نے پانینی کی اشٹادھیائی کے تیسرے پد کا ۴۷ سوتر کا حوالہ دیا ہے ؛

۵ - جو وزن چھند کا میں نے استعمال کیا ہے - اس پر بھی اعتراض ہے - یہ سب ان کے اعتراض ہنسی والے ہیں - اگر میں اس کے جائز ہونے پر پرمان دوں - تو یہ چھوٹا سا جاندر بھر جائیگا - میں پنگل کے سوتروں سے صرف ایک ہی موزون پرمان دیکر صبر کرونگا - اور اس کے بھاش کرتا بھٹ ہلایدہ سے ایک مثال (دیکھو اصل ہندی میں)

پنڈت رکھی کیش سکنڈ ٹیچر اورنٹل کالج لاہور - ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ پنڈت رکھی کیش نے پنڈت گرو پرشاد کے قدمون کی پیروی کی ہے - اور اس واسطے اس کے تمام اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے - وہ لفظ آپ چکرت کے استعمال پر اعتراض کرتا ہے - اس بات کو ظاہر کرنے کے لیئے کہ میرا استعمال ٹھیک ہے - میں صرف اس کو پانینی کے ادھیا - ۱ - پاد ۳ - سوتر ۳۲ کا حوالہ دیتا ہوں ؛

پنڈت بھگوانداس اسسٹنٹ پروفیسر سنسکرت گورنمنٹ کالج لاہور -

پنڈت بھگوانداس کسی نئی بات پر ذکر نہیں کرتا - اور اسی واسطے میں اس کو جو کچھ کہ پہلے کہہ چکا ہوں - اس کی طرف متوجہ کرتا ہوں ؛ خاتمہ پر مجھے کہنے کی اجازت ہو - کہ ان تمام اعتراضوں کا زور ملک کے سکولوں میں میرے وید بھاش کے جاری ہونے کے خلاف لگایا گیا ہے لیکن میرے جج سخت غلطی پر ہیں - میرا وید بھاش مہا بھارت کے پہلے بھاشوں کے حوالوں سے اور یورپین سکالر کے بھاشوں کے خلاف تحقیقات کا ایک زبردست مادہ پیدا کردیگا - جو کہ سچائی کو ظاہر کریگا - اور سکولوں کی اخلاقی ٹون کو بڑھائیگا - چونکہ یہ ایسا ہوگا - اسواسطے یہ گورنمنٹ کی سرپرستی کا حقدار ہے ؛

پنجاب گورنمنٹ نے اس عرضی کو بنگال و ممالک مغربی و شمالی - بنارس و مدراس میں برائے اظہار رائے بھیجدیا - لیکن جیسا کہ اوپر سے ظاہر ہوتا ہے - ان سب نے اپنی رائیں بھاش کے خلاف ظاہر کیں - کیونکہ وہ مہیدھر و سائن کے بھاش سے تعصب میں آئے ہوئے تھے - اسواسطے کامیابی نہ ہوئی - بت پرست ایک طرف سماج کو گالیاں نکال رہے تھے - اور دوسری طرف سے عیسائی مشنری اپنا اس پر کینہ نکالتے تھے - لیکن سرب شکتیمان ایشور کا دھنواد ہے - کہ جس نے اپنی سہایتا کا ہاتھ بڑھایا - اور سماجوں کو روز افزوں ترقی دیکر مبارک کام پورا کیا ؛

بقیہ حاشیہ* لیکن ہندوستان کی مقدس کتاب کے بہت قدیمی شرحوں کے مطابق وہ بیشمار آدمیوں اور چیزوں کے نام تین دیوتاؤں میں گھٹ جاتے ہیں - اور آخر کار - ایک ایشور میں نگھنٹو یا ویدوں کی شرح دیوتاؤں کی تین فہرستوں سے ختم ہوتی ہے - پہلے وہ جو آگ کے ذومعنی ہیں - دوسرے وہ جو ہوا کے - تیسرے وہ جو سورج کے نرکت کے آخری حصہ میں جس میں دیوتاؤں کا بالکل ذکر ہے - وہاں یہ دونوں ذکر آئے ہیں - کہ کل تین دیوتا ہیں तिस्र एव देवता دوسرا نتیجہ کہ یہ صرف ایک ہی ایشور کو ظاہر کرتے ہیں - ویدوں کے کئی منتروں سے ثابت ہوتا ہے - اور یہ صاف اور واضح طور پر رگ وید کے انڈکس میں نرکت اور وید کے پرمان سے ظاہر کیا گیا ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے - (جو کہ اس سے اور ان سے پہلے مضمون ہندوستان کی مقدس کتاب کے ترجمہ سے نکلتا ہے) کہ ہندوستان کا پرانا مذہب جو کہ ہندوستان کی مقدس کتاب پر مبنی ہے - صرف ایک ہی خدا کو مانتا ہے ؛"

جو میں نے لکھا ہے۔ وہ ان کے پرمانوں کے انوکول ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر مسٹر گریفتھ کے پاس وہ پرانے بھاشیہ یا پرمان جو میں نے دیئے ہیں۔ ہوتے۔ تو وہ بالکل اس کے برخلاف رائے دیتے جو کہ اب انہوں نے دی ہے۔ سائن مہیدھر اور اوٹ کی بھاشیہ پہلے زمانہ والوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اور وہی ہیں کہ جن کا اب تک میکس مولر اور ولسن نے ترجمہ کیا ہے۔ اسواسطے یہ ٹھیک پرمانک نہیں کہے جا سکتے۔ اور یہی کتابیں ہیں۔ کہ جنکو مسٹر گریفتھ وغیرہ نے ٹھیک پرمان مانا۔ اور یہی کتابیں ہیں۔ کہ جن سے مسٹر گریفتھ اور باقی ریویو کرنے والوں نے مغالطہ کھایا۔ مجھپر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ میں نے لفظوں کے وہ معنے لئے ہیں۔ جس سے میرا مطلب سدھ ہوتا ہے۔ لیکن یہ الزام ٹھیک نہیں ہیں کیونکہ میں نے جگہ بہ جگہ اَیتریٔ براہمن۔ شت پتھ براہمن۔ نروکت اور پاننی گریمر کے پرمان دئے ہیں۔ میں ایسا خیال کرنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ مسٹر گریفتھ نے میری کتابیں پوری پڑھنے کے بغیر رائے دی ہے۔ ورنہ مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ مسٹر گریفتھ میری محنت کو برباد کیوں خیال کرتا ہے۔ ایک ہزار سے زیادہ میں نے وید بھاشیہ کے خریدار پیدا کر لئے ہیں۔ اور میرے بھاشیہ کے لئے ہر روز نئی درخواستیں بکثرت آرہی ہیں۔ میں اس بات کو کہدوں کہ میرے بھاشیہ کے گراہکوں میں سنسکرت و انگریزی دونوں علوم کے وِدوانوں کے نام درج ہیں۔ آخیر پر مسٹر گریفتھ کی یہ بات کہ جن منتروں میں بہت سے دیوتاؤں کا ظاہراً ذکر ہے ان کا عالم اور جاہل کے لئے تسلی بخش جواب نہیں ہو سکتا۔" میں چاہتا تھا۔ کہ وہ چند ایسے منتر پیش کرتے۔ اور پھر دیکھتے۔ کہ تسلی بخش طور پر اُن کا جواب دیا جاتا ہے یا نہیں۔ مندرجہ بالا دعوے کے ثبوت میں کالبروک کی کتاب ویداز میں سے اور چارلس کولین کی کتاب ہندو متھولوجی سے اور ریورنڈ گیرٹ کی بھگوت گیتا۔ اور میکس مولر کی ہسٹری آف اینشنٹ سنسکرت لٹریچر صفحہ ۷۵۶ سے ذیل میں درج ہے

مسٹر ٹانی صاحب ایم۔ اے۔ پرنسپل پریذیڈنسی کالج کلکتہ

رگ وید کے پہلے منتر میں اگنی لفظ ہے اور مسٹر ٹانی اسکا ترجمہ آگ کرتا ہے لیکن اُسکو اُسکی پہلی قائم کردہ رائے مغالطہ دیتی ہے کہ آگ بھی ایک پرستش کی چیز ہے۔ اگنی عنصر کی اپاسنا کبھی کسی رشی نے نہیں کی۔ اگنی مادی کے معنوں میں صرف انہیں منتروں میں آتی ہے۔ جن میں دنیاوی کار و بار کا ذکر ہے۔ مگر اوروں میں جن میں دعاؤں اور عبادت کا ذکر ہے۔ وہاں یہ ایشور کا ایک نام ہے۔ اور یہ میری گھڑنت یا قیاس نہیں ہے۔ بلکہ اس کے دونو معنے براہمنوں اور نرکت میں صاف ظاہر ہیں۔ آخیر پر مسٹر ٹانی کی یہ رائے ہوئی۔ کہ میرا وید بھاشیہ سائن اور انگریزی بھاشیوں کا کھنڈن کرتا ہے۔ اس کے واسطے مجھ پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔ اگر سائن نے غلطی کھائی ہے۔ اور انگریزی ترجمہ کرنے والوں نے اسے اپنا رہنما پسند کیا۔ تو مغالطہ بہت دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ صرف سچائی ہی ٹھہر سکتی ہے۔ اور جھوٹ ترقی پذیر تہذیب کے کسوٹی پر ضرور گریگا۔

پنڈت گورو پرشاد ہیڈ پنڈت اورینٹل کالج لاہور۔ پنڈت صاحب کہتے ہیں۔ کہ چھاپنے والے نے وہی چھاپ دیا۔ جو اس کو دیا گیا۔ یہ ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ چھاپے والے کی غلطی میری بھی غلطی ہے۔ پھر بھی اس کی مہربانی کا میں مشکور ہوں۔ کہ اگر اس نے ہر ایک چیز کی غلطی نکالی ہے۔ تو اس نے کم سے کم میرے چھاپنے والے کو کچھ وقعت دی ہے۔

۲۔ مجھ پر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ میں اپنا ایک مت گھڑتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ اس بات سے اس کی ویدوں کی بابت اپنی ناواقفیت ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر اُس نے پہلے بھاشیہ پڑھے ہوئے ہوتے۔ تو وہ باوجود ان دلائل کے جو پہلے دی گئی ہیں۔ ایسا کبھی نہ کہتا۔

۳۔ مجھ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ میں نے ورتر۔ اندر۔ توشٹ کو اپنے معنے دیئے ہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں میں اُسے وید بھاشیہ کے دگیا پن کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس میں کہ یہ لفظ مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ اور جس کی ایک کاپی ساتھ منسلک ہے ہے۔ کہ یہ صرف ان کی پرانی سنسکرت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

---

*لہ۔ معمولی دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ وید کے دیوتا اتنے ہی تھے۔ جنکو کہ پرارتھناؤں کے مصنفوں نے ایڈریس کیا ہے

ہیں۔ سماج امید کرتی ہے۔ کہ گورنمنٹ ان کی رائوں پر (جو اور باتوں میں اگرچہ کیسے ہی لائق ہوں۔ مگر ہماری رائے میں انکو اتنی شہرت حاصل نہیں ہوئی۔ کہ اونہیں ویدک سکالر کہا جائے)۔ فیصلہ نہیں کریگی ؛

اب آخیر میں سماج ان سب باتوں کو بطور اقتصار دہرانے کی اجازت مانگتی ہے۔ کہ جن پر گورنمنٹ سوامی دیانندجی کے بھاشیہ کی سرپرستی قبول کرے۔ اور امید کرتی ہے۔ کہ گورنمنٹ ملک کی اور لوکل گورنمنٹوں کو بھی ایک بڑے بھاری ریفامر اور سکالر کے نشکام نیک کام کو سہائتا دینے کے لیئے آمادہ کریگی ؛

اول۔ ہندوستان کی علم زبان اگر قدرتی طریقہ پر چلے۔ تو بالضرور ویدوں سے شروع ہوگی۔ اسواسطے ویدونکا پرچار بہت ضروری ہے ؛

دویم۔ اس وید بھاشیہ چھپنے سے جو تحقیقات کا مادہ پیدا کیا گیا ہے۔ اسکو ترقی دینے میں مدد دیگی ؛

سوم۔ وید ودیا کا پھیلنا ہندو دماغ کو باطل توہمات و جاہلانہ تعصبات سے آزاد کریگا ؛

چہارم۔ سوامی دیانند کا بھاشیہ بہت زور آور پرمانوں پر مبنی ہے۔ جن کو کہ یورپین سکالر بھی مانتے ہیں۔ اگرچہ وہ ابھی تک اُسے کام میں نہیں لائے ؛

پنجم۔ چونکہ خود غرض برہمنوں اور غلط آگاہی رکھنے والے یورپینوں سے فی الحال بلا تعصب رائے ملنے کی کوئی امید نہیں۔ لہذا اس حالت میں اوسکو ازمائش کا ٹھیک موقعہ دیا جاوے ؛

لاہور ۲۵ اگست ۱۸۸۳ء

ہم ہیں جناب آپ کے فرمان بردار

جیون داس دسارہ اپرشاد بھٹاچاریہ وغیرہ

سوامی دیانند کے بھاشیہ پر ریویو کرنے والوں کے اعتراضونکے جواب کا انگریزی میں آزادانہ ترجمہ جو وکیل ہند اخبار اور یونیورسٹی کے کاغذات سے جو انہوں نے چھاپے ہیں۔ یہ پڑھکر افسوس ہوا۔ کہ کئی منشوں نے میرے بھاشیہ کے خلاف رائیں دی ہیں۔ ان کے اعتراضوں کا میں سلسلہ وار جواب دیتا ہوں ؛

اول۔ ایف گریفتھ صاحب۔ ایم۔ اے۔ پرنسپل بنارس کالج کے اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں۔ مجھے اس بات کے کہنے کی اجازت ہو۔ کہ انکی رائے کی بعض باتیں درگذر کرنے کے لائق ہیں۔ پانچ ہزار برس سے ویدونکا ابھیاس نہیں رہا۔ مہابھارت سے پہلے تمام رسم و رواج ویدک ریتی سے ہوتے تھے۔ اسواسطے وہ ہمیشہ پڑھے جاتے تھے۔ اور جو لفظ کہ ان میں آتے ہیں۔ ان کے ٹھیک معنے لیئے جاتے ہیں۔ جو بھاشیہ کہ اوسوقت کیئے گئے۔ انکو ہی کا راہبر سمجھنا چاہیئے ؛

سائن کا بھاشیہ جو بہت دیر پیچھے ہوا۔ وہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ پورانے بھاشیہ بر زبان یاد کیئے جاتے تھے۔ کوئی بھی سکول نہیں تھا۔ جہاں ویدونکی تشریح نہیں کیجاتی تھی۔ اور پورانے بھاشیوں کے بغیر ویدونکی تشریح ناممکن ہے میرا بھاشیہ بالکل اُنپر مبنی ہے۔ جو منتر کہ اب تک چھپ چکے ہیں۔ میں نے اون پر اون کے پرمان دیئے ہیں۔ اور

کہیں۔ اور کتنے دوست لوگ۔ ہم ہمیشہ اندر کی خوشی میں رہیں ؛

پروفیسر ولسن نے سائن کی بالکل نقل نہیں کی۔ بلکہ یہ ترجمہ کیا ہے ؛

ہمارے پروہت اس کی پوجا کرتے ہوئے بولیں۔ او گالیاں نکالنے والو۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ اور اور جگہ سے بھی جہاں کہ وہ پوجا جاتا ہے۔ دشمنوں کے ناش کرنے والے۔ ہمارے دشمن کہیں۔ کہ ہم یش والے ہیں۔ لوگ ہمیں مبارک دیں۔ ہم ہمیشہ ان کی خوشیوں میں رہیں۔ جو کہ ہمیشہ اندر کی مہربانی سے آتی ہیں +

سٹیوین سن نے ترجمہ کیا ہے۔ تمام منش ایشور کی اپاسنا میں شامل ہوں۔ تم بدذات اور نفرت کرنیوالے یہاں سے چلے جاؤ۔ اور دیگر جگہ سے بھی جبکہ ہم اندر کی پوجا کرتے ہیں۔ او دشمن کے ناش کرنے والے تمہاری مہربانی سے ہمارے دشمن بھی ہمیں جو کہ دولتمند ہیں۔ نرمی سے بولتے ہیں۔ پھر کیا تعجب ہے۔ اگر اور آدمی بھی ایسا کرتے ہیں۔ ہم خوشیاں منائیں۔ جو کہ اندر کی برکت سے آتی ہیں ؛

پروفیسر بن فی ترجمہ کرتا ہے۔ اور نفرت کرنے والے کہیں۔ کہ وہ سب سے نکالے گئے ہیں۔ اسواسطے وہ اندر کو مانتے ہیں۔ تمام دشمن اور ملک ہمیں خوش کہیں۔ او ناش کرنے والے اگر ہم اندر کی زیر حفاظت ہیں ؛

پروفیسر راتھ نے لفظ اینتا کو ٹھیک دوسری جگہ کے معنوں میں لیا۔ اور اس واسطے اس فقرہ کو کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ انہی معنوں میں لیا۔ جس میں کہ میں نے لیا۔ بعد کو اینس۔ وی۔ آر۔ اسنے آپنے آپکو درست کیا۔ انہی لفظوں کو اسطرح ترجمہ کیا۔ کہ تم کسی اور کو ڈھونڈتے ہو ؛

پروفیسر بالن سن نے اپنی کتاب اورینٹ اور آکسیڈنٹ جلد ۲ صفحہ ۴۶۲ میں پروفیسر راتھ کے دوسرے معنوں کو کسیقدر لیکر اور بن فی پر ترجیح دیکر یہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ وہ چیز جو کہ بھول گئی ہے۔ وہ غیر مقرر ہے۔ لیکن اور دیوتاؤں کی اندر کے سوا پرستش ہے اسی بے یقینی کے سبب پروفیسر میکس مولر نے اپنی رگ وید سنگتا کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کہ میرا ترجمہ کئی جگہ درستی کے قابل ہے اور دیر بعد یا جلدی اس کی جگہ نیا ترجمہ ہوگا۔ اور ہندوستان میں ویدک علمیت کا کم ہونا اس بات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سوامی دیانند کے بارمبار چیلنج دینے کے باوجود بھی کوئی پنڈت ابھی تک سامنے نہیں آسکا اس بات کو ثابت کرنے کے لیئے کہ ویدوں میں بت پرستی ہے۔ اگرچہ وہ سارے کہتے ہیں کہ یہ ان میں ہے۔ ایسی حالت ہونے کا یہ باعث ہے۔ کہ ہندوستان میں ویدوں کو صرف زبانی یاد کر لیتے ہیں اور اس کے معنے نہیں سمجھتے۔ برخلاف اس کے سوامی دیانند نہ صرف اپنی فصاحت سے اور نہ صرف اپنی زبردست دلائل کے زور سے لوگوں کے دلوں کو یقین دلا دیتا ہے بلکہ اپنے وید بھاش میں لفظوں کی تاریخ اور ہر ایک منزل کو جس سے کہ وہ اپنے معنے کرتا ہے۔ بتلاتا جاتا ہے۔ اور جو معنے کہ وہ لفظوں کے دیتا ہے۔ ویدوں۔ برہمنوں۔ نگھنٹو۔ اور پانینی کی گرامر سے ثابت کرتا جاتا ہے۔ القصہ اپنی بڑی بھاری علمیت اور گہری تشخیص کو اس کام میں استعمال کرتا ہوا وہ محبت سے اس انسانوں کی لائبریری کی سب سے قدیم کتاب میں جان ڈال رہا ہے۔ ان تکلیفات کو ظاہر کرتا ہے۔ جنہوں نے اسکی آزاد ترقی کو آجتک بند رکھا۔ اور علم زبان کو عموماً اور ہندوستان کے علم زبان کی خصوصاً لا انتہا خدمت کرتا ہے۔ اوس کے ہزار خریدار بن گئے ہیں۔ اور روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ ان باتوں کو خیال کرکے اور اس بات کو کہ جیسا کہ پنجاب گورنمنٹ اور ہندوستان کی لوکل گورنمنٹیں یہ جانتی ہیں۔ کہ ہندوستان کی ہسٹری (تواریخ) پر وید نے کتنا اثر ڈالا ہے۔ اور اس بات کو بھی کہ وہ ہر ایک ہندوستانی لٹریچر کے ساتھ بہت قریبی سمبندھ رکھتا ہے۔ اور گہری بنیاد جو کہ ہندوستان کی قوم کے دل پر انکی مذہبی و اخلاقی باتوں نے قائم کی ہے۔ اور انکے سناتن پرمان جن سے کہ ہندوستان کی زندگی کے پبلک اور پرائیویٹ کام کیئے جاتے

میکس مولر مشرقی زبانوں کے جاننے والے پیدا ہوئے۔ اس تحریک نے نہ صرف راجندر لال مترہمکو دیا۔ بلکہ امید ہے۔ کہ سوامی دیانند سرسوتی کے وید بھاشں کے ذریعہ ویدودیا کی کلید ہمکو ملیگی۔ مگر اس بات کا بہت افسوس ہے۔ کہ یوروپ کے ودوانوں کے معلومات بہت سے اس ملک کے پنڈتوں سے حاصل کئے ہوئے ہیں۔ جوکہ خود بھی وید ودیا کی گہری معلومات سے آگاہ نہیں تھے۔ اور ان یوروپ والوں میں سے جو سب سے زیادہ ودوان سمجھے جاتے ہیں۔ ان کو سائن اور مہیدھر کے سوا اور کسی کا نام تک معلوم نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ویدک ودیا میں ترقی بہت کم ہوئی۔ اور وید کے منتروں کی تعلیم کے متعلق غلط خیالات یوروپ میں پھیلے۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ ہر سال ہر مہینہ اور ہر روز اس ملک کی قدیمی تہذیب اور علم کی نسبت نئی روشنی ملتی جاتی ہے۔ اور اگرچہ یوروپ کے مشرقی فاضلوں کی مجموعی یا مشترکہ کوششوں نے اس بارہ میں بہت کچھ کام کیا۔ مگر ابھی بہت کام باقی ہے۔ اور ہمکو امید ہے کہ ایک وقت آئیگا۔ جبکہ موجودہ وید بھاشں ویدک ودیا کی متعارفات کی معلومات کی ایک کلید سمجھی جاویگی اسلئے کچھ تعجب نہیں۔ کہ وہ اس بات کو سنکر ہنسی اڑادیں۔ کہ ویدوں میں صرف ایک خدا کی تعلیم ہے۔ مگر ہمکو یقین ہے۔ کہ سوامی دیانند جی نے جو تحریک اس بارہ میں کی ہے۔ اس سے زیادہ تحقیقات کا جوش پھیلے گا۔ اور آخر راستی کا پرکاش ہوگا۔ لیکن بہ نسبت اس ملک کے پنڈتوں کے یوروپین ودوانوں سے ہمکو زیادہ امید ہے۔ کیونکہ بت پرستی کے قائم رکھنے میں انکی ذاتی غرض کوئی نہیں ہے۔ بالفعل آریہ سماج کو صرف اسبات کی امید ہے۔ کہ جوں جوں روشنی پھیلے گی۔ تاریکی دور ہوکر یہ لوگ سنبھلتے جاویں گے۔ یہ بات کہ وید ودیا یوروپ میں بھی آجکل دن کمیاب ہے۔ اس سے زیادہ ثبوت کی محتاج نہیں۔ کہ یوروپ کے بڑے بڑے ودوان اس بات کو قبول کرتے ہیں۔ کہ ویدوں کے کئی منتر ایسے گوڑھ ہیں۔ کہ جن کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ اور جو کچھ ان منتروں کا ارتھ ظاہر کرنے کے بارے میں اب تک کوشش کی گئی ہے۔ اس میں لفظوں کے صرف قیاسی ارتھ بتائے گئے ہیں۔ کہ جن سے کچھ مسلسل ارتھ نہیں نکل سکتا۔ زمانہ حال کے فاضلوں کی ویدک ودیا سے لاعلمی مندرجہ ذیل ایک ہی منتر کے ترجمہ سے ظاہر ہوگئی۔ جو چھ مختلف فاضلوں نے مختلف طرح پر کیا ہے۔ اور اسکا غالباً باہمی اس قدر اختلاف ہے۔ جسقدر کہ مول منتر کے اصلی معنوں سے ؎

उतब्रुवन्तुनोनिदोनिरन्यतश्चिदारत ॥ दधाना इन्द्र इद्दुवः ॥ ५ ॥

उतनःसुभगाँअरिर्वोचेयुर्दस्मकृष्टयःस्यामेदिन्द्रस्य शर्मणि ॥ ६ ॥

دیباچہ رگ وید سنگھتا صفحہ ۲۲-۲۴

نمبر ۱۔ آیا ہمارے دشمن یہ کہتے ہیں۔ کہ تم جو صرف اندر کی پوجا کرنے والے ہو۔ اور کہیں چلے جاؤ۔ اور یا صرف ایک ہی بڑے زور آنند کی۔ تمام لوگ ہمیں خوش نصیب کہتے ہیں۔ کاش کہ ہم ہمیشہ اندر کی زیر حفاظت رہیں + مجھے خیال آیا۔ کہ اس منتر کے عام معنوں میں تو کوئی شک نہیں۔ مگر اس میں ایک لفظ اری ہے۔ جس کے معنے زیادہ وچارنے کے لایق ہیں۔ لیکن بہت سے معانی جو مختلف عالموں نے کیئے ہیں۔ وہ عجیب ہیں۔ پہلے اگر ہم سائن کی طرف دیکھیں۔ تو وہ یہ معنے کرتا ہے +

سائن کا ترجمہ۔ ہمارے پروہت اندر کو اُٹھاویں ہمارے دشمن یہاں سے چلے جائیں۔ اور دیگر جگہ سے بھی چلے جائیں ہمارے پروہت اندر کی اُپاشنا کریں۔ وہ جوکہ ہمیشہ اندر کی پوجا کرتے ہیں۔ اور دشمنوں کے ناش کرنے والے لوگ ہمیں دہنوان

وہو ہذا

ڈاکٹر جی ڈبلیو لائٹنر صاحب ایم-اے بیرسٹرایٹ لاء رجسٹرار آف دی پنجاب یونیورسٹی کالج بمقام شملہ ؛

صاحب جو چٹھی گورنمنٹ پنجاب نے پنڈت سوامی دیانند سرسوتی کے وید بھاشیہ کی حسن وقبح کی جانچ کے واسطے آپکے یونیورسٹی کالج کے سینٹ کے پاس بھیجی تھی- اسکے نتیجہ کو جنوب میں بمبئی و پونا- اور ممالک مغربی وشمالی میں مراد آباد و شاہجہانپور اور پنجاب میں لاہور وامرتسر کی آریہ سماجیں بہت انتظار کے ساتھ دیکھ رہی ہیں- بفور اس کے کہ آریہ سماج لاہور کو مسٹر گریفتھ و مسٹر ٹانی صاحبان اور بعض پنڈتان لاہور کی رائے کا حال معلوم ہو- آریہ سماج نے باوجودیکہ اس سے کچھ استفسار نہیں کیا گیا- اپنا فرض سمجھا- کہ ایسے حالات اور واقعات آپ پر ظاہر کئے جاویں- جب تک وہ فاضل مجمع (سینٹ کے ممبران) فریقین کے بیان سننے کے بعد زیادہ صحیح اور پختہ فیصلہ اس بارے میں صادر نفرماویں ؛

سوامی دیانند نے خود بھی اس بارہ میں ایک مضمون طیار کیا ہے- جسکو آریہ سماج مخالفین کے کل اعتراضات کا شافی جواب سمجھتا ہے- اور وہ اصل مضمون بھی ساتھ بھیجا گیا ہے- معلوم ہوتا ہے- کہ مہابھارت کے زمانہ سے پہلے کہ جس کا زمانہ انگریزی حساب کے بموجب بھی اور نیز اور اوسط اندازہ سے مسیح سے چھ سات سو برس پہلے ہوتا ہے- ویدوں کی تعلیم و تشریح برابر ہند میں ہوتی تھی- اسوقت ایسے سکول موجود تھے- جہاں صرف ویدوں ہی کی پڑھائی ہوتی تھی- اور ویدوں کی تشریح و تفسیر کے سہولیت کے لیئے بھاشیہ اور فرہنگ اور گرامریں لکھی جاتی تھیں- ان تصانیف میں سے بعض باوجود انقلاب و تباہی زمانہ اب تک موجود ہیں- یہ تصنیفات گو کمیاب ہیں- مگر بالکل معدوم نہیں ہوگئیں- ان میں سے زیادہ مشہور پستکیں یہ ہیں- براہمن- نرکت- نگھنٹو اور پانینی منی کی گرامر وغیرہ- پس ان پستکوں کو ویدوں کی زیادہ اور معتبر تفسیر اور ویاکرن سمجھنا چاہیئے- جبکہ جنگ مہابھارت کا زمانہ آیا- اس وقت ہندو سوسائٹی کی جڑ کو سخت صدمہ پہنچا- اسوقت لوگوں کو بجائے ودیا ادھین کے معاش کا زیادہ خیال دامنگیر ہوا- اس لڑائی میں کل شمالی حصہ ایک نہ ایک طرف ہوگیا- نہ صرف ایام جنگ ہیں- بلکہ اور کئی صدیوں تک بھی ویدوکت تعلیم کس مپرسی کی حالت میں ہوگئی- جب ذرا امن و امان کا زمانہ آیا- تو ویدوں کی تعلیم کا نئے سرے سے چرچا ہونا شروع ہوا- اور نئی قسم کی تعلیم گاہیں جاری ہوئیں- اور نئی تفسیریں بننے لگیں- جنمیں پورانے رشیوں کی تفسیروں کا کچھ لحاظ نہ رکھا گیا- بلکہ لوگوں نے اس زمانہ کے مطابق من مانی تفاسیر بنالیں- ابھی اس سے بدتر زمانہ آئندہ آنیوالا تھا- یعنی بدھ مت اس ملک میں پھیلنے لگا- ویدوں کے فاضل پکڑ پکڑ کر مارے گئے- اور انکی پاک کتابیں جلائی گئیں- اور تباہ کی گئیں- ابھی بودھ مذہب کو ملک سے نکالے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا- اور برہمنوں کو غلبہ پائے کو بہت مدت نہ گذری تھی- کہ اور زیادہ خوفناک دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا- جنگ مہابھارت اور بودھ مذہب نے ملک کو تباہ کرنے میں جو کسر باقی رکھی تھی وہ مسلمانوں کی فتح نے پوری کی- کل علم و ہنر اور ویدک ودیا کا خاتمہ ہوا- سائن- مہیدھر- اوبٹ اور راون کے بھاشیہ اسی مابعد کے زمانہ کے ہیں- جن سے جو کچھ ہوا- سراسر نقصان ہی ہوا- فائدہ کچھ بھی نہ ہوا- اور عوام لوگوں کے دلوں پر ان ٹیکاؤں نے اسقدر اثر کیا ہے- کہ پورانے رشیوں کی تفاسیر کو کوئی نہیں پوچھتا- اور زمانہ آئندہ میں ایک روشنی کا جلوہ ہونے والا تھا- پچھلے صدی کے آخیر میں سنسکرت زبان کی طرف کولبروک جونس اور کیری جیسے بڑے فاضلوں کی توجہ ہوئی چنانچہ ان لوگوں کی تحریک سے علم زباندانی میں وہ وہ کارنمائیاں کیئے- کہ مثل بوپ- برنوف- شلی گل- ونس- ویبر اور

۸
اویدارتھ ۔ صفحہ ۲۴ ماگھ کرشن ۱۰ سمت ۱۹۳۳ مطابق ۱۴ جنوری ۱۸۷۷ء

۹
اکھیاتک ۔ ” ۳۹۲ پوس کرشن ۹۰ سمت ۱۹۳۵ مطابق ۲ جنوری ۱۸۷۸ء سمرتھ دان مینجر

۱۰
کارکیہ ۔ ” ۴۶ بھادر کرشن ۱۲ سمت ۱۹۳۵ ۲ اگست ۱۸۷۸ء کو شروع بھادر ودی بدھ وار کو سماپت کیا ۔ پنڈت دیارام مینجر ”

۱۱
سودر ۔ ” ۲۴ کارتک کرشن ۱ سمت ۱۹۳۹ ۲۷ اکتوبر ۱۸۸۲ء کو منشی سمرتھ دان کے اہتمام سے پریاگ میں چھپی ॥

۱۲
پری بھاشک ۔ ” ۵۶ اشون شکل سمت ۱۹۳۹ اکتوبر ۱۸۸۲ء اودے پور باہتمام منشی سمرتھ دان پریاگ ॥

۱۳
انادی کوش ۔ ” ۱۳۸ ” کرشن ۳ سمت ۱۹۴۰ ۱۹ ستمبر ۱۸۸۳ء کو طبع ہوئی ۔ ماگھ کرشن ۱ سمت ۱۹۳۹ ۲۹ نومبر ۱۸۸۲ء سردی برتو میں تصنیف کی ۔ اودے پور میں باہتمام سمرتھ دان پریاگ ॥

۱۴
گن پاٹھ ۔ صفحہ ۱۳۸ شراون کرشن ۴ سمت ۱۹۴۰ ۲ اگست ۱۸۸۳ء کو طبع ہوئی ۔ ماگھ شکل ۱۰ سمت ۱۹۳۹ ۱۶ فروری ۱۸۸۳ء کو سوامی جی نے اودے پور میں بھومکا لکھی ॥

۱۵
انکنٹھو ۔ صفحہ ۶۶ پر اودے پور میں تصنیف ہوا ۔ مارگ شیرش گوروار ۴ سمت ۱۹۳۹ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۲ء کو طبع ہوا ۔ اشون کرشن ۳۰ باہتمام سمرتھ دان پریاگ ॥

۱۶
اشٹادھیائی

۱۷
دھاتو پاٹھ ” ۷۲ اودے پور میں تصنیف ہوا ۔ پوس ودی ۱۰ گورووار سمت ۱۹۳۹ طبع ہوا پریاگ میں کارتک شکل ۲ سمت ۱۹۴۰ سمرتھ دان کے اہتمام سے پریاگ میں ॥

نمبر ۴۰

بھرم اوچھیدن وانو بھرموچھیدن

راجہ شو پرشاد ستارۂ ہند نے بحالت قیام بنارس سوامی جی سے خط وکتابت کی ۔ اور ان سے اپنے اودگیہ حاشیے چڑھا کر نویدن ع ا کے نام سے ۱۸۸۰ء میں طبع کرایا ۔ اس کا جواب سوامی جی نے جیشٹھ بدی ۲ سمت ۱۹۳۷ گورووار مطابق ۱۰ جون ۱۸۸۰ء میں طیار کر کے طبع کرایا اور انکے بنائے ویسے ہی اسیہہ نویدن ع ۲ کا جواب باصواب بھی دیا ॥

ایک معتبر ذریعے سے معلوم ہوا کہ لالہ سیوارام بی ۔ اے مرحوم خلف رائے کنہیالال صاحب اگزیکٹو انجینیر نے سوامی جی کو لکھا کہ اس میں آپ نے نرمی سے کام نہیں لیا ہے ۔ اور سخت لفظ استعمال کئے ہیں ۔ سوامی جی معرفت لالہ سائیں داس جی مرحوم پردہان آریہ سماج لاہور کے انہیں جواب دیا ۔ کہ میں آج کل کے کالج اور سکولوں کا پڑھا ہوا نہیں ہوں ۔ جو دل میں اور ہو اور ظاہر میں اور کروں ۔ میں جو دل میں صحیح سمجھتا ہوں ۔ اسی کو ظاہر کرتا ہوں ۔ لمع بازی کی اور پالیسی کی باتیں مجھے نہیں آتیں ॥

سوامی جی نے لاہور میں آکر اپنا وید بھاشیہ معہ ایک چٹھی کے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں اس غرض سے ارسال کیا تھا ۔ کہ وہ اسے محکمہ تعلیم کے کورس میں داخل کرے ۔ اس چٹھی کو گورنمنٹ نے بغرض حصول رائے سینٹ میں بھیجدیا ۔ اور سینٹ نے پنڈتوں اور سنسکرت کے پروفیسروں کی رائے طلب کی ۔ وہ رائے سوامی جی کو کسیطرح معلوم ہو گئی ۔ سوامی جی نے ان اعتراضات کا جواب لکھکر آریہ سماج لاہور میں بھیجدیا ۔ تاکہ وہ اوسے انگریزی میں ترجمہ کر کے گورنمنٹ کی خدمت میں روانہ کرے ॥

کٹ گئیں - تو درخت اور شاخ کب رہ سکتے ہیں - ہرگز نہیں - مت متانتر کی طرف دھیان جاتا ہے - تو سوائے کنٹھی تلک وغیرہ کے ایک دوسرے سے راگ دویش کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا - مُول سُوتر سب چھپے ہوئے ہیں - رہی دیش پریتی - یہ رہتی تو اور کیا چاہئیے تھا - یہ جب تک رہی ہے - اس کے درشٹانت آپ لوگ مرہٹوں کے اتھاس اور پنجاب میں سکھ جاتی کے اتھاس سے بھلی بھانتی جان سکتے ہیں - جب ان تینوں کی یہ دشا ہو رہی ہے - تو پھر اتری گن کیا ہمیں اپنے ابھیرا ۶ اور ارتھ کے کارن ان لوگوں کی جنہوں نے ان تینوں باتوں کے اُدھار پر کمر باندہی ہے - اور مان اپمان کے دکھ سکھ کو ایک طرف رکھ دیا ہے - ابھمان کی پوٹ کو دور کر پھینکا ہے - اپنے پتر کلتر اور بندہوں کے سُکھ سے نراش ہوئے - اور دن رات دیش کا بھلا چاہتے ہیں - نندا کرنی اوچت ہے؟ کبھی نہیں - سچ پوچھو - تو سوامی دیانند سرسوتی جی کے پرادُر بھاؤ (ظہور) سے جگت میں وید ودیا کا اوگاہن - آریہ بھاشا کی اونتی کے چہنہ (علامتیں) ہندو اس اپوتر نام سے گھِن (نفرت) اور آریہ نام میں لوگوں کی شردھا دیکھنے لگی ‫:‬

پنڈت گن! جب تک ان تینوں وشیوں کی اونتی نہ ہوگی - دیش اُدھار کی سنبھاوُنا - پراچین پدھتی کے آدر بھاؤ (ظہور) کی آشا اور پھر اپنے شاستر اُدہار ہونے کی چنتا دور ہوتی جائیگی - مہاتما گن گراہک ہوتے ہیں - دوش اُدوِشش میں تپ پر نہیں رہتے - ویدی مت کے دِشتے میں کہیں وِرودھ نہ ہو - تو اُنسے پتروں یا نوین پستک رچنا واسمواد پتروں (اخباروں) کے دوارا پرگٹ کرد - وِچکشن لوگ (ناظرین بدھی مان) ست است کا نردھارن کر لینگے - نہیں تو اس مہاتما کو سہ یوگ کر اوتشاہ کرنے کرانے سے دیش کا منگل ہو گا - بہت ایسے ایسے اُتشاہی پرش آپ لوگوں کے پرمکھ رہنے کے کارن اتشاہ بھنگ ہوئے بیٹھے ہیں - اور من میں کُڑھتے ہیں - کہ ان کنکنوں کا کب دھونس ہوگا جو ہم اپنے سوادھینا پرگٹ کریں - میرے پیارے پنڈتو - ٹک جاگو - اب سونے کا سمہ نہیں - اپنے پہلے دنوں کو دیکھو - کہ کن کارنوں سے ہماری جاتی کا اتنا مان ہوا تھا - کہ ہمارے چھ برس کے بالک کے سامنے بھی بہے بیت ہو کر بڑے بڑے راجا مہاراجہ ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے + اور کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی - کہ وہ ہماری جاتی کا نرادر کرے - یہ ہماری ہی شکتی تھی - کہ جسے چاہتے راجہ بناتے - اور سنگھاسن سے اوتار بھی دیتے تھے - اور اب کیوں اپمان ہوتا ہے - پیارے بھائیو - ٹک اس مہاواکی کی اور بھی دھیان دو -

सर्वनाशेसमुत्पन्ने अर्धं त्यजति पंडतः

یعنے سب کا ناش ہوتا ہوا دیکھکر پنڈت جن آدھے کو تیاگ دیتے ہیں - اب سمہ بہت ورتیہ آیا ہے - نوین ودیاؤں نے یُوا (جوان) پرشوں کے ہردے کو پرکاشت کیا ہے - اور جو یکتی ہی کو پردہان مانتے ہیں - آپ ان کو سنتوش نہیں دے سکتے - وہ پراچین پدھتی سب کی سب چھوڑ جاتے ہیں - جنکی دھرم میں کچھ رچی ہوئی - وہ اگر برہم نہیں بن سکے - تو اس میں شک نہیں - کہ منڈلیوں کی صورتوں میں ناستک ہوئے چلے جا رہے ہیں - ویدی یہی دشا ہے - تو آپ نہیں جان سکتے - کہ اوسکی اپیکشا (بالمقابل) دیانند سوامی کا مت سریشٹ ہے - یا اسریشٹ (راقم پنڈت بھاگودت) ۲۶ اگست ۸۰ء جلد ۳ نمبر ۳۵ ‫:‬

بیوہار بھانو - یہ گرنتھ پھالگن شکل ۱۵ سمت ۱۹۳۶ مطابق ۶ مارچ ۸۰ء صفحہ ۴۴ پر تصنیف ہو کر بنارس میں شائع ہوا - یہ تینوں باہتمام منشی بختاور سنگھ مینجر کے طبع ہوئے ‫:‬

سندھی وشئے - صفحہ ۴۴ سمت ۱۹۳۷ مینجر ماسٹر شادی رام کے اہتمام سے بنارس میں طبع ہوئی ‫:‬

نامکا صفحہ ۲۶ جیشٹھ شکل سمت ۱۹۳۸ مطابق مئی ۸۱ء ویدک ینترالیہ پریاگ میں چھپی +

سنسکرت واکیہ پربودھ صفحہ ۷۷، ۱ مارگ شیرش شکل ۸ سمت ۱۹۳۷ مطابق ۲۸ نومبر ۸۰ء پنڈت دیارام مینجر کے اہتمام سے پریاگ میں مورت ہوئی ‫:‬

ساماسک صفحہ ۶۳ بہادر کرشن ۱۲ سمت ۱۹۳۸ مطابق ۲۱ اگست ۸۱ء ‫:‬

اس کے نیم سب ایسے ہیں - کہ دھرم کے جھگڑے اور مت متانتروں کا بیٹیا چھوڑ کر بھی ہر ایک سماج کے آدمی اس میں شریک ہو سکتے ہیں - اس بارہ میں ہم لوگ یہ پرستاو کرنا چاہتے ہیں - کہ دیش ہتیشی اور پشو ئو پر دیالو لوگ اپنے پاس سے تھوڑا تھوڑا خرچ کر کے مانس بھوجن نشیدھ اور اسکا پرمان چھپوا کے سب دیش میں بیدام - کے وتیرن کر دیں - آشا ہے - کہ اس اپاؤ سے بہت آدمیوں کی آنکھیں کھل جاوینگی - سوامی دیانند سرسوتی دوارا رچت بنارس ویدک یندرالہ میں چھپی - دام ۱۰/ (بھارت متر ۵ رمئی ۱۸۸۰ء جلد ۴ عدد ۱۸) ؛

۲۳ سے ۲۹ تک

ویدانگ پرکاش

اس میں مندرجہ ذیل پستک ہیں - ویدک گرامر یا ویدونکی صرف و نحو یعنے ورن اُچارن شکھشا جسے سوامی جی نے ماگھ چترتھی سنیچروار سمت ۱۹۳۶ مطابق ۳۱ جنوری ۱۸۸۰ء کو تصنیف کیا -

سنسکرت واک پربودھ - یہ گرنتھ سنسکرت بولنے کے متعلق ہے - جس میں چند سنسکرت کے فقرے اور مقابلہ میں ہندی کا ترجمہ ہے - پھالگن شکل سمت ۱۹۳۶ مطابق ۲۲ مارچ ۱۸۸۰ء کو مرتب ہو کر ۵۵ صفحہ پر شائع ہوئی - جلدی چھپنے کے کارن اسمیں کئی جگہ اشدھیاں رہ گئی تھیں اس پر بنارس کے چند خود غرض مورتی پوجکوں نے ملکر ایک گرنتھ سراپا گندہ زبانی سے بھرا ہوا ابودھ نوارن نام بنایا - اور اس خیال سے کہ کہیں لائبل کے پیچھے نہ دھر جاویں - مصنف کے نام کی جگہ خالی چھوڑی ؛

اس پر ایک غیر متعصب ہندو **اخبار المشہور ہندو پردیپ** نے مندرجہ ذیل ریویو دیا - جسے ہم ناظرین کے مطالعہ کے لیئے درج کرتے ہیں

پر اپت گرنتھ - ہمارے پاس ابودھ نوارن نامک ایک چھوٹی سی پستک بنارس سے آئی ہے - اس میں دیانند کا کھنڈن کا پرانا رام آسرہ بہت کچھ گایا گیا ہے - پر وہی نری پنڈتائی کے ڈھنگ پر دیانند کے آشا پر کچھ درشٹی نہیں ہے - ان دنوں شُشک ویاکرنیونکی لڑائی کے ڈھنگ پر ادن کے لیکھ پر اشدھیاں نکال نکال کر لکھ دی گئی ہیں - ہم دیانند کے کسی طرح پکشپاتی نہیں ہیں - پر نرے سنسکرت اگیہ پنڈتونکی بھی سراہنا نہیں کر سکتے - دیانند چاہو بہت بُرے ہوں - پر دیش کے فائدہ اور شودھن کی اور (طرف) تو بہت پرورت ہیں - پنڈتوں کی توند کس کام کی - سوائے آنکھ میں جھونک پر جاکو تو نتے اور پھر باوجود ایک نکھر چتر بھیج ہیں - جن کے اگوا بیٹھے بھکھاری - تن کی باٹ گوسئین ماری - ماہ ستمبر ۱۸۰۶ء جلد ۴ عدد ۱ ؛

ایک اور پنڈت صاحب جو لاہور سناتن دھرم سبھا کے فاضل ایڈیشک ہیں - وہ اسی ابودھ نوارن پر بھارت متر کلکتہ میں یوں لکھتے ہیں - ودیہ اتینت اچھا ہوا - کہ سونے رنگ سلاک - کسوٹی اور آنچ دینے سے ہی کھلتا ہے - آپ جیسے مہاتماؤں کو چاہیئے - کہ دیانند سرسوتی جی کرت پستک روپ بن کو خوب منتھکر آنچ نکالیں - جو اس بن کو سُویم (خود بخود) دگھدہ کرے - جب تک یہ نہیں ہوگا - ست است کا نرد ھارن نہیں ہو سکتا - شوک یہ ہے - کہ ہمارے آج دن کے اکرت ودیا وادہونک ودیا اُنتی کے انی بھگیہ (———) نہیں جانتے - کہ دیش اونتی کے مول کارن تین ہی ہیں انکی طرف وشیش (خاصکر) درشٹی رکھنی چاہیئے - ایک ماتری بھاشا اونتی - (مادری زبان کی ترقی) دوسری ایک دھرم پستک کا مان - تیسرے دھرم ہتیشی ست پرشونکا آدر - پنڈت گن ! ان کی طرف درشٹی نہ رکھنے سے ہمارا سروسو (سب کچھ ناش ہونا سنبھو (ممکن) ہے - دیکھیئے دیش بھاشا کے نشٹ ہونے سے ہماری آریہ جاتی اپنا گھر بھول کر کدھر کو جا رہی ہے - آریہ بھاشا کے چھوٹے چھوٹے شبدوں کے ارتھ ہمیں فارسی و انگریزی شبدونمیں انوباد کر کے سمجھانے پڑتے ہیں - سبھاؤں میں یدی ہم ادکت بھاشاؤں کے شبدونکا بول چال میں بیوہار نہ کریں - تو مورکھ ٹھہرتے ہیں - جب یہ دشا ہے - تو پراچین پدھتی کے رہنے کا کیا ٹھکانا ہے - مولے نشٹے نیو برہ نشے نہ شاکھا - یعنی جب جڑیں

نمبر ۲۱

یجرُوید بھاشِ

سائنیا چاریہ کا یجرُوید بھاشِ ملتا نہیں - اسواسطے اسپر رائے لگانا ہی ویرتھ ہے - مگر مہیدھر کا بھاشِ ملتا ہے - اور وہی آج کے لوگوں کا رہنما ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے - کہ یہ بام مارگی تھا - کیونکہ اس کا بنایا ہوا منتر مہودیہی خود اس امر کا شاہد ہے - اس وید کا مکمل بھاشِ سوامی جی طیار کر چکے ہیں - اور طبع بھی ہو گیا ہے - پوس سُدی ۱۳ گورووار سمت ۱۹۳۴ مطابق ۱۷ر جنوری ۱۸۷۸ء پنج شنبہ کو سوامی جی نے اسکا ارمبھ کیا اور ــــ میں اسے سماپت کیا ــــ صفحوں کی پستک ہے ؛

نمبر ۲۲

ست است ببیک

یہ وہ تحریری مباحثہ ہے - جو بتاریخ ۲۵ دوشنبہ ۲۶ سہ شنبہ ۲۷ چہار شنبہ اگست ۱۸۷۹ء مطابق بھادروں سُدی ۷ - ۸ و ۹ سمت ۱۹۳۶ کو بمقام کتب خانہ بریلی عام مجمع میں درمیان سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج و ریورنڈ ٹی جی اسکاٹ صاحب مسلہ تناسخ اوتار - اور گناہ کی معافی کے مضامین پر ہوا تھا - جس میں پادری صاحب کو جیسی ناکامیابی اور شری سوامی جی مہاراج کو جیسی سچی کامیابی ہوئی ہے - وہ اس کے مطالعہ کرنے والے پر بخوبی ہویدا ہو جاتی ہے - بڑی احتیاط سے بار اول ماہ ستمبر ۱۸۷۹ء مطبع آریہ بھوشن شاہجہانپور میں طبع ہوا - اور دوبارہ آریہ درپن شاہجہانپور میں اور چوتھی اور پانچویں بار اردو و ہندی میں لاہور میں طبع ہوا ؛

نمبر ۲۳

گوکرنانِدھی

یہ گرنتھ سوامی جی نے مانس و شراب دو زبردست اخلاقی تہذیب و رحمدلی کے بگاڑنے والے افعال کے خلاف تصنیف کیا - اور اس روشنی کے زمانہ میں صرف شاستری پرمانوں سے کام نہیں لیا - بلکہ دلائل عقلی سے ان ہر دو مہلک تاثیروں کو دنیا کے سامنے پیش کیا - اول مرتبہ یہ گرنتھ ناگری میں سوامی جی نے سمت ۱۹۳۷ دسمبر گورووار مطابق ۱۸۸۰ء کو ویدک ینترالہ بنارس میں طبع کرایا - دوسری بار ۲۰ر اپریل ۱۸۸۲ء مطابق بیساکھ سمت ۱۹۳۸ ایک ہزار پستک طبع ہوا - اور آجتک پانچ بار طبع ہو چکا ہے ؛

بھارت متر اخبار کلکتہ نے اسپر مندرجہ ذیل ریویو لکھا ہے

ہم بہت دھن واد کے ساتھ اس اپورو پستک کی پراپتی سویکار کرتے ہیں - گو بدھ نشیدھ تھے پرمانوں کے سوائے بھیڑ بکری اتیادی کل جیوؤں کے مانس کھانے کی اودیہ تا اس میں دکھائی ہے - دام بھی اسکا بہت تھوڑا ہے - اس کے ساتھ گئو رکھشا آدی رکھشنی سبھا کا نیم بھی چھپا ہے - اور

صاحب اہلو والیہ کے ۲۴ ستمبر ۱۸۷۷ء ۷ بجے صبح دوشنبہ مطابق اسوج ۱۳ سمت ۱۹۳۴ ہوا تھا۔ جو اسی وقت مرزا موحد جالندھری نے پنجابی پریس میں بماہ دسمبر ۱۸۷۷ء طبع کرایا۔ دوبارہ آریہ درپن ماہ جون و جولائی ۱۸۸۰ء میں طبع ہوا۔ اور سہ بار مرزا موحد صاحب نے اپنے وزیر ہند پریس سیالکوٹ میں طبع کیا۔ چوتھی مرتبہ لاہور اور پانچویں بار آریہ سماج امرتسر نے ۱۸۸۶ء میں شائع کیا۔ خود مسلمانوں کا فیصلہ ہے۔ کہ مولوی کامیاب نہیں ہوئے۔ اور کرامت کو ثابت نہ کر سکے ؏

نمبر ۱۹

رگ وید بھاشیہ

بھومکا کے بعد سوامی جی نے اسکا آرنبھ کیا۔ اس کے آغاز کی تاریخ مگھر شکل ۶ سوموار سمت ۱۹۳۴ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۸۷۷ء سہ شنبہ ہے بیماری کے آغاز تک برابر اس میں دل و جان سے مصروف رہے۔ رگ وید تک سماپت کر لیا تھا۔ چونکہ ساینا چاریہ اور میکس مولر وغیرہ کے اپوگیہ اور وید ورُدھ بھاشیوں سے بہت کچھ ادھرم دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ بنابراں سوامی جی نے جب اچھی طرح مطالعہ کیا۔ تو انہیں نشچے ہو گیا۔ کہ ویدوں کا وہ سدھانت جو رشی منیوں نے نکالا تھا۔ اور جو بزرگ آریہ لوگ سمجھتے تھے یہ نہیں ہے۔ جو اس پورانک زمانہ میں پایا جاتا ہے بلکہ وہ اور ہے۔ آجکل کے بھاشکار پورانوں کو آگے رکھکر وید کا بھاشیہ بناتے ہیں۔ نہ کہ وید کو مطابق کرکے یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ کہ راہ راست سناتن دھرم سے دور جا پڑتے ہیں۔ اسی خاص منشاء کے پورن کرنے کے لیئے سوامی جی نے اپنا جدا بھاشیہ بنایا۔ جس کی اصلی غرض یہی ہے۔ کہ ویدوں کے ذمہ سے متھیا کلنک دور کریں۔ چنانچہ ایشور کی اپار کرپا سے وہ پورے کامیاب ہوئے ؏

نمبر ۲۰

بھرانتی نوارن

جب سوامی جی نے رگ وید بھاشیہ نکالا۔ اور اس کی اشاعت روز بروز بڑھنے لگی۔ تو مورتی پوجک پنڈتوں کے اوسان باختہ ہوئے۔ چنانچہ بام مارگی۔ چولی مارگی نوین ویدانتی یعنی مشرک۔ وشنو۔ شیو۔ نانک پنتھی۔ چکرانکت۔ شاکتک۔ ناستک وغیرہ کل مورتی پوجک پنڈت اُن جملہ خیالات مذکورہ بالا کے معتقد اپنا رزق برباد ہوتا دیکھکر اور اپنی آمدنی کم ہو جانے کے خیال سے باوجود باہمی سخت اختلاف کے بھی مورتی پوجا میں اتفاق دیکھکر سب کے سب لنکیش کی سینا کی طرح ایک آریہ کل دوا کر پر ٹوٹ پڑے۔ کسی نے وید بھاشیہ پرتو۔ کسی نے دیانند مت مردن اور کسی نے دیانند مت اَمول آدمی کو واک ٹکت گرنتھ رچے اور بیتھا نام تھاگن یعنے دُربچن اون کتابوں کے اندر بھرے۔ ان پوران پاٹھکوں نے پورانوں کے مطالعہ سے نشچے کیا۔ کہ گالیاں ہی انسان کو کامیاب کرتی ہیں۔ سوامی جی نے ان سب کے بھرانتی یعنی شکوک دور کرنے کے ارتھ یہ گرنتھ بھرانتی نوارن کارتک شکل ۲ سمت ۱۹۳۴ مطابق ۷ نومبر ۱۸۷۷ء چہار شنبہ کو جبکہ پنجاب میں براجمان تھے تصنیف کر کے آریہ بھوشن پریس شاہجہان پور میں طبع کرایا۔ آجتک تین بار طبع ہو چکا ہے ؏

پورنماشی سمت ۱۹۳۳ مطابق یکم دسمبر ۱۸۷۶ء کو طبع ہو کر تقسیم کیے گئے ؛
اس پر انڈین مرر کلکتہ نے ریویو لکھا ہے۔ "اگر ایسا بڑا فاضل شخص جیساکہ پنڈت دیانند سرسوتی ہے وید وں کا ترجمہ کرے۔ تو وہ واقعی ایک قیمتی اور قدر کے لائق کام ہوگا۔ اور ہم اس بات کو سنکر بڑے خوش ہیں کہ پنڈت جی نے یہ کام شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ بنارس کے پرنٹنگ پریس سے سنسکرت میں ایک اشتہار جاری کیا ہوا ہے۔ کہ یہ ترجمہ ماہوار شائع ہوگا۔ خریدار لوگ لاجرس کمپنی میں درخواست کریں ؛

نمبر ۱۶

ست دھرم وچار میلہ چاندپور

یہ مباحثہ مابین سوامی جی مہاراج و پادری ٹی جی سکاٹ صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کے دو روز ہزار آدمیوں کے مجمع میں بڑے اچھے طریقہ سے انجام پذیر ہوا۔ بعد مولوی صاحبان اور پادری صاحبان کو ایسی شکست فاش ہوئی۔ کہ سوامی شنکر آچارج کے بعد اوس وقت تک آریہ ورت کی تاریخ نے اس روش کی کوئی نظیر نہیں دیکھی تھی۔ خود موجدان میلہ کیطرف سے اس مہینہ میں رفاہ عام پریس سیالکوٹ میں طبع ہوا۔ اگر کوئی یہ دیکھنا چاہے۔ کہ کسطرح دلائل منطقہ سے عالم لوگ دیگر مذاہب کے علما کا منہ بند کرتے ہیں۔ یا کسطرح وید مقدس بائیبل و قران پر غلبہ پا سکتا ہے۔ تو ضرور مطالعہ فرماویں۔ آجتک ۸ بار طبع ہو چکا ہے۔ اور تاہنوز روز اول ہے ؛

نمبر ۱۷

آریہ اُدیش رتن مالا

یہ پستک اسواسطے بنایا گیا۔ کہ جب سوامی جی ہر جگہ جاتے۔ اور ست دھرم کا اپدیش فرماتے تھے۔ تو لوگ ان سے آریہ سدہانت دریافت فرمایا کرتے اور اس کی آسان بھاشائی پستک طلب فرمایا کرتے۔ مگر ایک آسان اور خلاصہ پستک نہ ہونے کے سبب اکثر وقت ضائع کرنا پڑتا۔ بنابراں سوامی جی نے اس مشکل کو رفع کرنے کے واسطے بحالت قیام امرت سر شراون شدی ۷ بدھ وار سمت ۱۹۳۴ مطابق ۴ شنبہ مطابق ۱۵ اگست ۱۸۷۷ء کو لیتھوگراف چشمۂ نور پریس امرت سر میں ۳۰ صفحہ پر طبع کرائی گئی۔ آریہ سدہانت جاننے کے واسطے نہایت عمدہ سستا اور آسان زبان کا اچھا رسالہ ہے ؛

نمبر ۱۸

مباحثہ جالندھر

یعنی

سوال و جواب در باب تحقیق تناسخ و کرامات

یہ مباحثہ مابین سوامی دیانند سرسوتی صاحب و مولوی احمد حسن عرف ولی محمد تیاردی واقعہ شہر جالندھر پنجاب بمقام کوٹھی سردار بکرما سنگھ

سری سوامی دیانند سرسوتی صاحب کی تحریر رموز بید و شاستر کی نسبت حکایت

"برجاپت سورج کا نام ہے - مصنف حکایت نے - دیو - اوکھا کو اس کی دختر فرض کیا - دیو کے معنی روشنی - اوکھا کے معنی صبح کاذب ہیں آفتاب نے شعاع کو ڈالا - اس کو نطفہ قرار دیا - اُس سے دن بمعنے آدت پیدا ہوا ؁

اور پرجن یعنی ابر کو باپ قرار دیا - اور پرتھی کو دختر - جب ابر نے زمین پر پانی برسایا - اس کو نطفہ قرار دیا - اس سے زراعت وجملہ موجودات پیدا ہوئی - اس تشبیہہ کو بیوقوفوں نے برخلاف لکھ کے مشہور کیا - جس سے عیب لگتا ہے ؁

حکایت - اندر نے مسماۃ اہلیہ زوجہ گوتم سے بھوگ کیا - اس کے معنے یہ ہیں - اندر نام سورج کا اور چندرماں کا نام گوتم ہے - اور شب کا نام اہلیہ ہے - کیونکہ ابر نام دن کا ہے - اور شب میں لے ہوتا ہے یعنی پوشیدہ - گویا مرد و عورت کا اتصال - شب کا یار آفتاب ہے - کہ اس میں پوشیدہ ہوتا ہے - اسکے معنے احمقوں نے برعکس کئے ہیں ؁

حکایت - برتراسر اور اندر کی بھاگوت کے چھٹے اسکندھ میں حکایت ہے - رگ وید کے ایک منتر کا یہ مدعا ہے - اندر نام آفتاب کا ہے نگھنٹو میں دیکھو - جب تشا یعنی سورج نے ابر کو اپنی شعاع سے کہ بمنزلہ بجر کے ہے شکست کیا - برتراسر یعنی ابر پہاڑ و زمین پر آکر اُنسے ملتجی اعانت کا ہوا یعنی پانی ہو کے زمین پر بہتا ہوا سمندر کو گیا - پھر اس پانی کو سورج نے اپنی کرن کے وسیلہ سے کشش کیا - کہ بخار و دخان ہو کے بلندی کو گیا گاہ برتراسر آفتاب کی شعاع کو روکتا ہے - گاہ آفتاب کی حرارت سے پانی ہو زمین پر گرا - ہمیشہ یہی صورت رہتی ہے ؁

خلاصہ یہ ہے - کہ استادوں نے ابر کی پیدائش اور بارش کی کیفیت کو ایک جنگ نامہ سورج اور ابر کا بنایا ہے - عقل کے دشمنوں نے مطلب کو نہ سمجھ وہ بیان کیا - جو عقل کے خلاف ہے - چنانچہ اس قسم کی اکثر تشبیہات ہیں - چنانچہ اون میں سے ایک اور کتھا بھی بید بھاش کی دیباچہ میں رقم ہوئی ہے ؁

نتیجہ

حق یہ ہے - بادشاہوں کے کلام کے سمجھنے کو بادشاہی دماغ چاہیئے - اور رکھیشروں کے کلام کو سمجھنے کو رکھیشروں کا دماغ چاہیئے ؁

بادشاہ اور رکھیشر کبھی نامعقول اور بعید از قیاس کلام نہیں کرتے ہیں - بدمعاش عورات کے خراب کرنے اور مردوں کے خراب کرنے اور جھوٹی باتیں بنا سکنے کو خلاف عقل کتھا بتاتے ہیں - سوامی جی مہاراج کی تصنیف سے بدمعاش کی بدمعاشی اسطرح جاویگی - جیسے ہوا سے ابر اور گدھوں کے سر سے سینگ - اور برہمنوں کے سر سے ودیا اور سنتوکھ - اور راجوں کے دل سے ہمت - وغیرت - کم نصیب ہوگا وہ شخص - جو سوامی جی مہاراج کی تصنیف سے محروم رہیگا - امید ہے - کہ اسی طرح ہم اس صحیفہ میں آپ کے اقوال مقدس کو نقل کرتے رہینگے"

نمبر ۱۵

وید بھاش کا وگیاپن

سوامی جی نے جب وید بھاش کے چھپوانے کا ارادہ کیا - تو اس سے پہلے بطور ٹریکٹ یہ شائع کیا تھا - اس میں تین چیزیں تھیں - اول وید بھاش کا وگیاپن پتر ۸ صفحہ - دوم بھاش کے نمونہ کا انک صفحہ ۴۴ - سوم گجراتی بھاشا کے نمونہ کا انک تینوں ایک بار ہی مارگ شکل

نمبر ۱۲

سنسکار ودھی

یہ پستک واسطے ادائے اُن رسومات مذہبی کے طیار کی گئی ہے - جن سے ہر ایک انسان کو سمبندھ ہے - اس میں ع۱۶ سنسکار ہیں - جو گربھادان سے مرتک تک عمل در آمد کے لوگئیے ہیں - اسکے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے - کہ پُرانے رشی کس طرح اس سنسار میں اپنی جیون یاترا کو پورا کرتے تھے - یہ گرنتھ سوامی جی نے پُرانے رشی منیوں کی ریتی سے پورن سنسکار سمبندھی پُستکوں سے جمع کر کے تالیف کیا - اس کی ہر ایک گرہستی کے گھر میں ضرورت ہے - پہلی بار اشیاٹک پریس بمبئی سمت ۱۹۳۱ بکرم مطابق شمت ۱۷۹۸ اشابس ہن و ۱۸۷۷ء ایک ہزار جلد طبع ہوئی ॥

یہ گرنتھ کارتک کرشن پکھ اماوس شنی وار سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۲ ر نومبر ۱۸۷۵ء کو بننا آرنبھ ہوا - اور پوس سُدی دشمی سوم وار سمت ۱۹۳۲ مطابق ۳ ر جنوری دوشنبہ ۱۸۷۶ء کو مرتب ہوا تھا ॥

دوبارہ سوامی جی نے اپنی زندگی میں اس کو کئی مقامات پر درست کر کے اساڑھ بدی ۱۳ - روی وار سمت ۱۹۴۰ مطابق یکم جولائی ۱۸۸۴ء کو پریس میں دیا - آجتک تین بار طبع ہو چکی ہے ॥

اخبار انڈین مرر انگریزی کلکتہ میں سنسکار ودھی پر یہ ریویو طبع ہوا ہے ॥

پنڈت دیانند سرسوتی جی نے اصل ویدوں میں سے سنسکاروں کی ایک کتاب تیار کی ہے - تاکہ جو لوگ اپنے خانگی سنسکاروں اور برادری کے رسوم کو موجودہ بت پرستی کے طریقہ پر نہیں کرنا چاہتے - وہ اس کتاب کے مطابق کر سکیں - یہ پنڈت صاحب واقعی دل و جان سے بت پرستی کے دور کرنے کے درپے ہیں - اس غرض کے پورا کرنے کے لیئے جو کوشش اور سیلف سیکری فائس کام میں لا رہے ہیں - لاریب ہر ایک قوم کے لیئے تقلید کے قابل ہے - ہم کو اطلاع ملی ہے - کہ ہریش چندر چنتامنی بمبئی والے نے اپنے باپ کا مرتک سنسکار اُس ویدک طریقہ مجوزہ فاضل پنڈت کے مطابق کیا ہے (۲۵ جون ۱۸۷۶ء جلد ۱۵ ع ۱۴۹ سنڈے ایڈیشن کالم ۴ صفحہ ۱) ॥

نمبر ۱۳

وید بھاش بھومکا

یہ گرنتھ وید بھاش کا دیباچہ ہے - سوامی جی نے اس میں مکمل خوبی و خوش اسلوبی سے ویدک دھرم کے متعلق تمام اعتراضات و باطل توہمات کا زور سے ردّ کیا ہے - بھادوں شکل روی وار سمت ۱۹۳۳ مطابق ۲۰ ر اگست ۱۸۷۶ء اس کا آرنبھ کر کے سمت ۱۹۳۵ کو سماپت کیا ہے - لاجرس پریس بنارس میں ۲۷۶ صفحہ پر طبع ہوئی ہے - اعلےٰ درجے کی علمی لیاقت کی پستک سراپا قابل دید ہے - اِس پر منشی گھنیا لال صاحب نے مندرجہ ذیل ریمارک دیا ہے +

نمبر ۸

آریہ بھی و نے

یہ پُستک سندھیا کے علاوہ پرارتھنا پُستک ہے۔ اس میں پچاس منتر رگ وید کے اور پچاس منتر یجر وید کے ہیں۔ جس کا بھاشا ارتھ ساتھ ہی کیا گیا ہے۔ پاٹھ کرنے کے یوگیہ اور آتما کو شانتی دینے والی ہے۔ اول بار سمت ۱۹۳۲ بیساکھ شکل مطابق ۷ اپریل ۱۸۷۵ء میں صفحہ ۴۸ پر بمبئی میں طبع ہوئی۔ آج تک تین بار طبع ہو چکی ہے ÷

نمبر ۹

بلبھ آچارج مت کھنڈن

یہ گرنتھ سوامی جی کی سمتی وسہائتا سے سمت ۱۹۳۱ مطابق ۱۰ ار نومبر ۱۸۷۴ء کارتک کی اماوس منگل وار کو بمبئی نرنے ساگر پریس میں طبع ہوا تھا۔ بلبھ آچارج مت کا اس میں اچھی طرح کھنڈن کیا گیا ہے۔ یہ پستک سنسکرت سے گجراتی میں پنڈت شیام جی کرشن ورما نے ترجمہ کیا ہے۔ ۲۴ صفحہ کا ہے ÷

نمبر ۱۰

سوامی نارائن مت کھنڈن

یعنے

سکھشا پتری دھوانتی نوارن

یہ پستک بھی سوامی جی نے بحالت قیام بمبئی سوامی سہجانند سرسوتی نے جو مت سوامی نارائن الہ آباد میں چلایا ہے۔ اس کے کھنڈن میں سمت ۱۹۳۱ اکادشی ابت وار مطابق ۱۸۷۴ء میں تصنیف کر کے ۱۸۷۶ء میں اورنیٹل پریس بمبئی میں گجراتی و سنسکرت میں طبع کرائی ÷

نمبر ۱۱

ویدانت دھوانتی نوارن

نوین ویدانت کے کھنڈن میں یہ سوامی جی کا دوسرا پستک ہے۔ جو انہوں نے سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء اورینٹل پریس بمبئی میں چھپوایا۔ ویدانت کھنڈن میں نہایت موزون اور دلچسپ کتاب ہے۔ زبان اسکی سنسکرت و بھاشا ہے ÷

مرتبہ	نام سال یا سمت	نام مقام یا مطبع	تعداد جلد	زبان	کیفیت
میزان سابقہ ۱۲			میزان سابقہ ۱۲۰۰۰		
۲ بار		لکھیم پور	۱۵۰۰۰	مول	"
۴ بار		ویدک ینترالہ	۱۵۰۰۰	مول سنسکرت و بھاشا	"
ایکبار		بلند شہر	۷۰۰	مول معہ ترجمہ اردو	"
ایکبار		میرٹھ	۷۰۰	مول معہ ترجمہ ناگری	"
آریہ سماج کے بعد			۴۳۴۰۰		
			۱۳۰۰۰		
۲۰ بار			۵۶۴۰۰		

نمبر ۶

ستیارتھ پرکاش

یہ پستک غیر مذاہب کی واقفیت اور سودھرم بودھن کے لئے ستمبر ۱۸۷۴ء میں سوامی جی نے لکھوایا۔ اور ۱۸۷۵ء میں ستار پریس بنارس میں راجہ جے کشن داس صاحب بہادر جی ایس آئی کی لاگت سے طبع ہوا۔ یہ گرنتھ ۵۰۰ صفحہ سے زیادہ تصنیف کیا گیا تھا۔ مگر ویدک دھرم کا سدھانت اور محمدی اور عیسائی مذاہب کے حالات کئی کارنوں سے پہلی بار طبع نہ ہونے پائے تھے۔ اور پریس کی بے پرواہی سے بہت جگہ اشدھیاں ہوگئیں تھیں لہذا ۴۰۰ صفحہ پر پہلی بار ایکہزار نامکمل طبع ہوئی ؛

دوبارہ سوامی جی نے اسے مکمل کرکے شدھ کیا۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۸۲ء مطابق بھادوں ودی ۴ سمت ۱۹۳۹ کو پریاگ پریس میں طبع ہونے کے لئے دیا گیا۔ اور دوہزار طبع ہوا ؛

سہ بارہ ۱۸۸۴ء میں سوامی جی کے سورگباش ہونے کے بعد ۲۰۰۰ چھاپا گیا۔ اور چوتھی بار ستمبر ۱۸۹۰ء مطابق سمت ۱۹۴۷ بمقام اجمیر ۵۰۰۰ شائع ہوا۔ آجتک گیارہ ہزار اشاعت پا چکا ہے۔ اب پانچویں بار زیر طبع ہے۔ مذہبی معلومات کا ذخیرہ۔ علمی تحقیقات کا خزانہ۔ ویدک دھرم کا جنگی میگزین ہے۔ جسنے ایکدفعہ اسے تمام سمجھ کر پڑھ لیا۔ پھر ممکن نہیں۔ کہ کبھی ویدک دھرم سے گر جائے۔ ستیارتھ پرکاش سوامی جی کی مذہبی فتح کی یادگاری کا ستمبہ ہے۔ ہر ایک انسانی دماغ کو ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ ستیارتھ پرکاش بہت سے جدید معلومات سکھلاتا ہے ؛

نمبر ۷

مطابق اساڑھ ساون سمت ۱۹۳۲

۱۵ عدد ویاکھیان

سوامی جی نے بماہ جولائی و اگست ۱۸۷۵ء کو پونا میں ایک مہان ودوانوں کی سبھا کے سنکھیہ ۱۵ عدد ویاکھیان دیئے۔ جو اُسی وقت وہاں کے ایک اخبار کے ایڈیٹر نے شورٹ ہینڈ یعنی مختصر نویسی سے لکھ کر مرہٹی زبان میں شائع کیئے ؛

آریہ پرتی ندہی سبھا راجپوتانہ نے ۱۸۹۴ء میں پنڈت گنیش رام چندر مہاراشٹر برہمن سے ہندی میں ترجمہ کرواکر نمبر شائع کیئے۔ اور نامہ نگار نے سوانح عمری کے لئے مسٹر شری نواس راؤ جی مہاراشٹر سے بھاشا میں انوباد کرایا۔ یہ تمام بھی دیکھنے کے لائق ہیں ؛

نمبر ۴

پرتما پوجن وچار

شاستر ارتھ ہگلی

سمت ۱۹۲۴ مطابق ۱۸۶۷ء میں جب سوامی جی کلکتہ سے ہوکر ہگلی میں تشریف لائے۔ تو وہاں اُنکا پنڈت تاراچرن ترک رتن بھٹاچارج سے (جنہوں نے ۱۸۶۹ء مطابق سمت ۱۹۲۶ میں پنڈتان بنارس کی طرف سے شرومنی ہوکر سوامی جی سے روبرو کاشی مہاراج کے شاستر ارتھ کیا تھا) بماہ سمت ۱۹۲۹ شاستر ارتھ سنسکرت زبان میں ہوا۔ اسی وقت اس کا ترجمہ بنگالی زبان میں شائع کیا گیا۔ اور ساتھ ہی بہت جلد سمت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۷۳ء لائٹ پریس بنارس میں ۱۸ صفحہ کا بابو ہریچندر ایک مورتی پوجک ہندو نے جو کہ گوکلیا گوسوامی کے مت میں تھا۔ اسے لفظ بلفظ ہندی بھاشا میں چھپواکر شائع کیا۔ آجتک پانچ مرتبہ طبع ہو چکا ہے۔ مگر علیحدہ پستک فروختنی نہیں ملتا۔

نمبر ۵

پنچ مہایگیہ ودھی

سمت ۱۹۲۴ سے سوامی جی نے لوگوں کو گنگا کے کنارے پنچ یگوں کا اپدیش شروع کیا۔ صد ہا کاپیاں سندھیا کی لکھوا کر بانٹتے رہے۔ سمت ۱۹۳۰ سے چھپوا کر بانٹنی شروع کیں۔ ۱۸۷۵ء سے تو آریہ سماج قائم ہوئی۔ اس سے پہلے چھ مرتبہ سنسکرت میں طبع ہوئی۔ ۱۸۷۵ء سے ۱۸۹۶ء تک ۲۰ بار طبع ہو چکی ہے۔

مرتبہ	نام سال یا سمت	نام مقام یا مطبع	تعداد جلد	زبان	کیفیت
ایکبار	سمت ۱۹۳۰ شراون شکل	بنارس ودیا ساگر	۱۰۰۰	سنسکرت	
۱ بار	سمت ۱۹۳۰	لائٹ پریس بنارس	۱۰۰۰	"	
۲ بار	سمت ۱۹۳۱	"	۲۰۰۰	"	
۳ بار	۱۸۷۴ء	لکھنؤ نولکشور	۲۰۰۰ ۵۰۰۰	"	
۷ بار	سمت ۱۹۳۱ اسوج سُدی پڑوا	بمبئی	۲۰۰۰ ۱۳۰۰۰	"	آریہ سماج سے پہلے
ایکبار		لاہور برجانند پریس	۲۰۰۰	مول	"
دو بار		"	۲۰۰۰	انگریزی	"
ایکبار		"	۱۰۰۰	اردو	"
ایکبار	۱۸۸۷ء	"	۲۰۰۰	انگریزی	"
ایکبار		"	۱۰۰۰	"	"
ایکبار		بمبئی	۱۰۰۰	گجراتی	"
چار بار		لاہور	۲۰۰۰	اُردو	"
ایکبار		امرتسر	۱۰۰۰	اُردو	"
۱۲			۱۲۰۰۰		

باب ششم ۔ فصل دوئم

تصنیفات

پاکھنڈ کھنڈن

یہ پستک ۷ صفحہ بزبان سنسکرت سوامی جی نے بھاگوت کھنڈن دفعہ پر تصنیف کیا ۔ سمت ۱۹۲۲و۲۱ میں جب وہ دو برس آگرہ میں رہے ۔ اونہیں ایام کا مصنفہ معلوم ہوتا ہے ۔ سب سے پرانی قلمی کاپی اس کی جیشٹھ ۲ - ۹ تتھی وتھیتر سمت ۱۹۲۳ مطابق ۷ رجون ۱۸۶۶ء کی لکھی ہوئی پنڈت چھنگن لال جی شاستری کشنگڑھ کے پاس موجود ہے ۔ اجمیر سے واپس جاکر سمت ۱۹۲۳ کے آخیر میں بمقام آگرہ مطبع جوالا پرکاش میں پنڈت جوالا پرشاد بھارگو کے اہتمام سے کئی ہزار کاپیاں طبع ہوئیں ۔ اور یکم بیساکھ سمت ۱۹۲۴ کمبھ پر مطابق ۱۲ر اپریل ۱۸۶۷ء کے میلہ ہردوار پر اسے مفت تقسیم کیا ۔ یہ نہایت خوبصورت اور موزون ٹریکٹ اعلےٰ درجہ کی فصیح وبلیغ سنسکرت میں ہے ۔ دوبارہ طبع نہیں ہوا ۔

نمبر ۲

ست دھرم وچار

یعنی

شاستراتھ کاشی

یہ وہ مشہور مباحثہ ہے ۔ جو مابین سوامی جی و پنڈتان بنارس کے ۱۶ر نومبر ۱۸۶۹ء مطابق کارتک شدی ۱۲ سمت ۱۹۲۶ کو خاص شہر بنارس درگاکنڈ پر ہوا تھا ۔ جو اسی سال بماہ دسمبر ۱۸۶۹ء باہتمام منشی ہربنس لال صاحب کے لایٹ پریس میں پنڈت گوپی ناتھ مینجر کی سعی سے سنسکرت و بھاشا میں ۲۴ صفحہ پر طبع ہوا ہے ۔ آج تک اردو ۔ ہندی و سنسکرت میں چھ بار طبع ہو چکا ہے ۔ اور درحقیقت قابل دید ہے اسکے مطالعہ سے روز روشن کی طرح ہویدا ہو جاتا ہے ۔ کہ کس طرح سچائی بطالت پر غلبہ حاصل کرتی ہے ۔ اور کس طرح گیان اگیان کا ناش کرتا ہے

نمبر ۳

ادویت مت کھنڈن

یہ ٹریکٹ سوامی جی نے بحالت قیام بنارس مباحثہ نمبر ۲ کے بعد دوبارہ تصنیف فرمایا ۔ اور علیحدہ تین کرکے بلکہ کوئی وچن سدھا ماہوار ہندی کے رسالہ میں بزبان سنسکرت معہ ترجمہ بھاشا مدرت کرایا ۔ دیکھو کوئی وچن سدھا جلد ۱ سمت ۱۴و۱۵ بابت ماہ جیشٹھ شدی ۱۵ و اساڑھ شدی ۱۵ سمت ۱۹۲۷ مطابق ۱۳ر جون ۱۸۷۰ء صفحہ ۸۷ - ۹۰ و ۹۲ - ۹۶ مطبع لایٹ پریس باہتمام گوپی ناتھ پاٹھک کے طبع ہوا ۔ یہ چھوٹا سا رسالہ نوین ویدانت کا قلعہ توڑنے کے واسطے ایک فوجی رسالہ سے زیادہ بلوان ہے ۔ دوبارہ طبع نہیں ہوا ۔

جس کا آرنبھ ہوا تھا۔ وہی اب مترا پور بھیروی محلہ مسٹر درگا پرشاد کے ستھان میں سمت ۱۹۳۱ متی اساڑھ سدی ۵ شکروار ۱۹ جون ۱۸۷۴ء پراتہ کال ۷ بجے سے اُپرانت آرنبھ ہوگا۔ اسکا پربندھ اب اچھی پرکار ہوگا۔ پرانتہ سات بجے سے پٹھن اور پاٹھن ہوگا دس گیارہ تک اور پھر ایک بجے سے پانچ بجے تک اس میں ادھیاپک گنیش شروتری جی رہیں گے۔ سو پورب مانسا۔ ویششیشک۔ نیائے۔ پاتنجل۔ سانکھ۔ ویدانت درشن۔ ایشس۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن۔ منڈک۔ مانڈوک۔ تیتری ایتریہ۔ چھانڈوگیہ۔ بریہدارنیک دس اوپنشد۔ منوسمرتی۔ کاتیاین اور پاراسر کرت گریہ سوتران کو پڑھایا جائیگا۔ تھوڑے سے کے پیچھے چار وید۔ چار اُپ وید تتھا جوتش کے گرنتھ بھی پڑھائے جائینگے۔ اور ایک اُپ ویاکرنیہ رہیگا۔ وہ اشٹادھیائی۔ و ہاتو پاٹھ گن آدی گن سکھشا اور پرتپدک گن پاٹھ۔ یہ پانچ پانني منی کرت اور پاتنجل منی کرت بھاشیہ۔ پنگل منی کرت چھند و گرنتھ۔ یاسک منی کرت۔ نرکت نگھنٹو اور کاریہ النکار سوتر بھاشیہ ان سب کو پڑھنا ہوگا۔ جن کو پڑھنے کی اچھا ہووے۔ سو آکر پڑھیں۔ جو ودیا ادر شٹا چار کی پریکشا میں اوتم ہوگا۔ اس کی پریکشا کے پیچھے پاری توشک یتھا یوگ ملے گا۔ سو پریکشا ماس ماس میں ہوگی۔ اسمیں برہمن چھتری اور ویش سب پڑھیں گے۔ ویدپرنیت اور شودر منتر بھاگ کو چھوڑ کے سب شاستر پڑھینگے۔ پھر جب جب اس آریہ ودیالہ کے لیئے ادھک ادھک چندہ ہوگا۔ تب تب ادھیاپک اور ودیارتھی لوگونکو بھی پڑھایا جائیگا۔ اس کی رکھشا اور بردھی کے لیئے ایک آریہ سبھا ستھاپت ہوئی ہے۔ اور ایک آریہ پرکاش پتر بھی نکلیگا۔ ماس ماس میں ان تینون باتوں کی پرورتی کے واسطے بہت بھدر یوگ پرورت ہوئے ہیں۔ اور بہت پرورت ہونگے۔ اس سے ہی آریہ ورت دیش کی اونتی ہوگی۔ اس ودیالہ میں یتھاوت سکشا دیجاویگی۔ جس سے کہ سب اوتم بیوہاریک ہوئے ؛ دستخط سوامی دیانند سرسوتی از بہار بندھو جلد ۲ نمبر ۲۱ - ۸ - جولائی ۱۸۷۴ء

الغرض بنارس میں دو ماہ رہکر اور پاٹ شالا کا نئے سر سے انتظام باقاعدہ کراکے آغاز ماہ جولائی ۱۸۷۴ء سوامی جی (الہ آباد) پریاگ میں تشریف لائے اور وہاں سے بمبئی کی طرف چلے گئے ؛

پنڈت ہیم چندر چکرورتی اپدیشک آدی برہم سماج کلکتہ جو سوامی جی سے تعلیم پانے کی غرض سے کانپور میں آیا تھا۔ وہ اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے۔ جب ہم کانپور میں گئے۔ تو یہاں پنڈت دیانند سرسوتی سے ہماری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کاشی میں ایک ویدک سرب دھرم پاٹ شالا ماگھ مہینے کے شکل پکھش سے ستھاپن کیا ہے۔ یہ انہوں نے ہم سے کہا ہے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ لوگوں نے اس کے واسطے بہت سہائیتا دی سوامی جی کے دورہ سے اس دیش میں دھرم سمبندھی بہت اونتی ہوتی ہے۔" (از تتو بودھنی کلکتہ مطبوعہ ماہ جیشٹھ سمت ۱۷۹۶ نمبر ۳۶۹ صفحہ ۳۶) اسی پاٹ شالا کی بابت سوامی جی نے اپنی ایک چٹھی مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۷۵ء میں لالہ ہربنس لال کائستھ کو بنارس میں مندرجہ ذیل الفاظ لکھے ہیں "اور پاٹ شالا کی بیوستھا آپ لوگوں پر ہے۔ جیسے چلے چلاؤ" (از احمد آباد گجرات) غالباً ماہ فروری ۱۸۷۵ء میں پاٹ شالا ٹوٹ گئی ؛

پنڈت دیودت شاستری ادھیاپک ویدک پاٹ شالا پورانا کانپور نے بیان کیا۔ کہ جب سوامی جی نے یہ پاٹ شالا استھاپن کی۔ تو اول جواہر داس سادھو اسکے منتظم رہے۔ جواہر داس کے بعد لالہ ہربنس لال صاحب کائستھ اس کے مہتمم رہے۔ اس پاٹ شالا کے کچھ ادھیاپک گنیش شروتری جی تھے۔ میمانسا آدک شاستر وہاں لوگ پڑھتے رہے۔ سوامی جی جب بمبئی و پونا میں سماج ستھاپت یعنی قائم کرکے آئے تب تین سال بعد اس پاٹ شالا کو توڑ دیا۔ اس دفعہ چترماشہ بنارس میں کیا تھا ؛

کی اشٹیشن پہنچے - آگے سُدی ۷ رکا لکھا پتر پہنچا - سماچار بھی ودت ہوا - یہاں ایک ماس تک تو ہماری ستھتی ہوگی - سو جاننا - یہاں کی پاٹ شالا کا پربندھ بہت اچھا ہے - ایک چھ شاستروں کا پڑھانے والا بہت اُتم ادھیاپک رکھا گیا ہے - ویسا ہی ایک ویاکرن استھاپن کیا گیا ہے - دش اشٹو میدھ پر استھان لیا گیا ہے - بہت اُتم - اس میں پاٹ شالا پورن ماشی کے پیچھے بیٹھے گی - کیدار گھاٹ کا استھان اچھا نہیں تھا - اس سے اب ہمارے پاس باغ میں پاٹ شالا ہے - اچھے اچھے ودیارتھی بھی پڑھتے ہیں - سو جاننا آگے تم پتر دیکھتے ہی روپیہ اور پستک جلدی بھیجدو - ولمبھ (دیر) کھشن ماتر بھی مت کرنا - اور دنیش رام کو ایک مہابھاشیہ پستک دے کر اور سب پستک یہاں بھیجدو - اور جو دنیش رام نہ دے - تو پھر دیکھا جائیگا - تم اپنے پاس کے پستک اور روپیہ ہنڈی کرا کے شیگھر بھیجدو - آگے گوپال و آینہ کو پڑھنے کی اچھا ہووے - سو چلا آوے - برہمچاری لکھشمی نارائن یہاں اب تک نہیں آیا - اور نہ کوئی تمہارا پتر کنتو پتر آیا - اس کا یہ اتر جاننا اور سب یہاں آنند منگل ہے - اور پنڈت جگل کشور - مہتہ گوپال دت اور دنیش رام آدی کو بھی ہمارا پتہ ابھی دا دن کہہ دینا -

سمت ۱۹۳۱ متی جیٹھ سدی ۱۳ شکروار ‫:

ان چٹھیوں کے لکھنے سے پایا جاتا ہے - کہ سوامی جی نے پاٹ شالا کے از سر نو قرار واقعی انتظام کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا - اور کچھ مدت وہاں رہکر ہر طرح کا پربندھ کرنا ٹھان لیا تھا - چنانچہ اس مبارک منشاء کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے ایک اشتہار ۲۰ جولائی ۱۸۷۴ء کے اخبار کوی وچن سدھا بنارس میں شائع کرایا - جس کی نقل ہمیں بہار بندھو پٹنہ میں سے اس طرح ملی ہے ‫:

بہار بندھو اساڑھ سدی ۱۴ - سمت ۱۹۳۱ بکرم

تاریخ ۲۰ جولائی کی کوی وچن سدھا میں آپ کا وگیاپن پتر چھپا ہے - اسے ہم یہاں بڑی ہی خوشی سے چھاپتے ہیں ‫:

وگیاپن پتر

ایک سماچار سب کو ودت ہو - کہ آپ کا آریہ ودیالہ کاشی میں سمت ۱۹۳۰ پوس ماس مطابق دسمبر ۱۸۷۳ء میں کیدار گھاٹ پر جس

انتظام کے سوامی جی نے سمت ۱۹۳۴ کے کنوار یعنی ستمبر ۱۸۷۷ء میں خود آن کر پاٹ شالا کو توڑ ڈالا - یہ پاٹ شالا سات سال تک رہی - اسکا کل خرچ ٹھاکر مکند سنگھ جی رئیس چھلیسر اپنی طرف سے ادا کرتے رہے ؛

بنارس کی پاٹ شالا

سادھو جواہر داس اُداسی مقیمی اسی گھاٹ بنارس نے بیان کیا - کہ ایک دفعہ سوامی جی نے ہم کو مرزا پور بلایا - اور جب ہم وہاں پہنچے - تو ہم سے فرمایا - کہ ہم کانشی میں پاٹ شالا قائم کرنی چاہتے ہیں - آپ اُس کی نگرانی سویکار کریں - ہم نے قبول کیا - چنانچہ باہمی صلاح سے ہم بنارس سے پورب کو اور سوامی جی بنارس سے پچھم کو چندہ کے واسطے گئے - ہم نے ڈمراؤں - آرہ - چھپرہ - پٹنہ آدی نگروں میں پھر کر تقریباً دو ماہ میں للعہ ر ماہوار چندہ لکھوا کر اور دو ماہ کے لعہ پیشگی لے کر بنارس میں واپس آئے - اور یہاں آکر وہ لعہ سوامی جی کے پاس بھجوائے - سوامی جی نے اُس کے مار روپیہ کر کے ہمارے پاس واپس بھیجے کہ تم اس سے کام کرو - پیچھے ہم اور بھیجیں گے - چنانچہ اُس روپیہ کے آنے پر ہم نے پوس بدی دوتیا سمت ۱۹۳۰ بکرم مطابق ۶ - دسمبر ۱۸۷۳ء بروز دوشنبہ کیدار کے مندر کے پاس ایک مکان ۱۲ روپیہ پر کرایہ لیکر پاٹ شالا قائم کی پنڈت شوکمار شاستری بمشاہرہ صہ ماہوار ویاکرن پڑھانے کے لئے مقرر کئے گئے - اول روز صہ کی مٹھائی مندرجہ ذیل پنڈتان کو دی گئی ؛

پنڈت شوکمار - پنڈت ہری کشن - پنڈت بدیا دھر - پنڈت بیاس جی - پنڈت گنیش شروتری پنڈت مرلی دھر - پنڈت ہربنس سہائے - پنڈت ہری پرکاش اور ایک دیگر پنڈت کو بمعہ ایک ایک روپیہ دکھشنا دی گئی - پنڈت شوکمار جی ویاکرن پڑھاتے تھے - اور ہم تیسرے پہر جا کر یوگ بھاش اور نیائے درشن پڑھاتے تھے - چھ ماہ تک پاٹ شالا ہم چلاتے رہے - اس کے بعد سوامی جی آئے - اور سر جو پرشاد بنیہ کے باغیچہ میں اترے - اور پاٹ شالا کو دیکھا - اور سب پریکشا لی - شوکمار کو کہا - کہ تم آریہ دھرم کا اپدیش دیا کرو - اس نے کہا - کہ اس تنخواہ پر نہیں - اگر پچاس روپیہ دو تب ایسا کر سکتا ہوں - کیونکہ ایسا کرنے سے میری اُپ جیوکا کی ہانی ہوتی ہے - کیونکہ وہ ویدگیہ یعنی وید کے جاننے والا نہیں تھا - بنابریں سوامی جی نے اس کو ہٹا کر پنڈت گنیش شروتری کو ہماری معرفت بلوا کر ۱۵ روپیہ ماہوار پر مقرر کیا - اس دفعہ سوامی جی دو ماہ رہے - آم کا موسم گرمی کی رتو تھی ؛

بابو شو سہائے گوڑ برہمن ساکن کاہن پور نے بیان کیا - کہ مجھے سوامی جی نے پاٹ شالا بنارس کے واسطے جس کا دوسرا نام ست شاستر پاٹ شالا تھا - چندہ اُگھرانے کے واسطے کانپور - لکھنؤ - فرخ آباد - شکرالہ پور کی طرف روانہ کیا تھا - اور ایک چٹھی بطور سرٹیفکیٹ اختیار وصولی چندہ کے دی تھی ؛

اسی پاٹ شالا کے متعلق سوامی جی کی دوسری چٹھی مورخہ شکروار ۹ مئی ۱۸۷۸ء کی ہے - سوامی دیانند

کے سمت ۱۹۲۷ میں سوامی جی رام گھاٹ سے تشریف لائے اور ہر کھنڈی مہادیو رام چندر جی کے استھان پر ٹھیرے۔ کارتک شکل چودس کو ٹھاکر صاحب وہاں گئے اور سوامی جی سے عرض کی۔ کہ میں پاٹھ شالا قائم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ چھلیسر میں تشریف لے چلیں سوامی جی نے بخوشی منظور فرمایا۔ اور کہا کہ تم چلو ہم چوتھ یا پنچمی اگہن بدی سمت ۱۹۲۷ مطابق ۱۲ و ۱۳ نومبر ۱۸۷۰ء بروز شنبہ و یکشنبہ کے آوینگے۔ ٹھاکر صاحب کا بیان ہے کہ ہم نے ایک پالکی چھلیسر سے جاکر روانہ کر دی۔ اور اُن کے آنے سے پہلے ہی تخمیناً ۲۰۰ یا ۲۵۰ کے قریب آدمی ہر قوم کے جن میں چھتری زیادہ تھے۔ سوامی جی کی پیشوائی کو آئے ہم لوگوں نے چھلیسر سے دو میل ورے ندی کالندی پر آکر سوامی جی کی پیشوائی کی۔ چنانچہ ۱۰ بجے دن کے سوامی جی وہاں تشریف لائے اور وہاں ہی انہوں نے اشنان کیا۔ اور گنگا رج تمام جسم پر لگائی۔ بجائے کپڑوں کے صرف ایک کوپین تھی۔ بعد ازاں سوامی جی پالکی میں سوار نہیں ہوئے بلکہ سب کے ساتھ پاپیادہ آئے۔ ہم سب لوگ ننگے پاؤں مودبانہ اُن کی پیشوائی کے واسطے گئے تھے۔ لوگوں نے ہر چند مہاراج کو پالکی میں چڑھنے کے واسطے کہا۔ مگر انہوں نے منظور نہ کیا۔ تب ۱۲ بجے قصبہ چھلیسر سے ہوتے ہوئے پچھم کی طرف والے باغ میں جہاں پاٹھ شالا قائم کرنے کی صلاح تھی۔ سوامی جی تشریف لائے۔ وہاں سوامی جی کے واسطے ایک استھان اچھی طرح شدہ کر دیا گیا تھا۔ اور ایک علیحدہ مکان سوامی جی کے واسطے تین چار روز میں بنوا کر آراستہ کر دیا گیا تھا۔ سوامی جی کی نشست کے واسطے ایک عمدہ چوکی ولیسی بچھائی گئی تھی اور اُس پر ایک عمدہ قالین بچھایا گیا تھا۔ اول سوامی جی نے اُس پر بیٹھنے سے انکار کیا۔ کہ ہمارے مٹی آلودہ جسم سے یہ بہت خراب ہوگا۔ لیکن ہم لوگوں کے اصرار تمام سے اوپر براجمان ہوئے۔ آخر ایک دو روز کے بعد پاٹھ شالا کے مقرر کرنے کی تاریخ نیت کی گئی۔ چنانچہ اس روز ہون کیا گیا۔ اور بہت سے مہاجان برادری ٹھاکران و پنڈتان و برہمنان گرد نواح کو جلسہ برہم بھوج پاٹھ شالا میں بلایا گیا۔ برہم بھوج کے بعد برہمن لوگ بہت خوش ہوئے اور کہا ــ کہ درحقیقت ہم لوگ بہت غلطی پر تھے۔ جو کچھ سوامی جی فرماتے ہیں۔ وہ سب سچ ہے۔ علاوہ بھوجن کے دکھشنا بھی دی گئی۔ چنانچہ بہت عرصہ تک سوامی جی کو لوگ یاد کرتے اور اُن کی تعریف کرتے رہے۔ پاٹھ شالا کے واسطے پنڈت کمار سین ساکن دورد ضلع علی گڑھ جو پاٹھ شالا فرخ آباد کا ودیارتھی اور سوامی جی اُس سے واقف تھے۔ بلایا گیا۔ پاٹھ شالا میں تین روز میں ہی قریب بیس کے ودیارتھی جمع ہو گئے +

اس پاٹھ شالا کے نیم یہ تھے پنڈت کی تنخواہ۔ ودیارتھیوں کی خوراک کپڑے باستثنائی اُن چھتری لوگوں کے جو خیراتی کھانا پسند نہ کرتے تھے۔ اور یہ بھی نیم کیا گیا تھا کہ سوائے رشی کرت گرنتھوں کے اور کوئی گرنتھ اُن کی خلاف نہ پڑھایا جاوے اور سب ودیارتھی دونو وقت سندھیا پڑھا کریں۔ اور یہ ہی ہدایت ہوئی کہ ایک ہون کنڈ کا استھان بھی بنایا جاوے۔ چنانچہ بنایا گیا۔ اس پاٹھ شالا میں بہت دور کے ودیارتھی وہاں پڑھتے تھے مثلاً بنارس۔ سکیت۔ منڈی۔ علی گڑھ۔ وغیرہ کمار سین کے بعد سمت ۱۹۳۱ میں پنڈت دینش رام جی یہاں پڑھانے آئے اور سمت ۱۹۳۴ کے کنوار تک وہاں پڑھاتے رہے۔ اور آخر کو بسبب خاطر خواہ فائدہ نہ ہونے اور طالب علموں کے پھر بدستور پوت لیلا میں پھنس جانے کے۔ اور بہ سبب نہ ہونے ٹھیک

تو پنڈت جیون سکھ نے سب حال سوامی جی سے کہا۔ سوامی جی نے فرمایا کہ ایک کے نہ دینے پر ضرور اس کو سزا ہوگی۔ اُس پر عـ۵ روپیہ جرمانہ کئے۔ ان میں سے عـ۵ معاف کئے عـ۵ داخل پاٹ شالا کرائے تھے اور حکم دیا کہ آج سے ایسا کام کوئی نہ کرنے پاوے۔ اس پاٹ شالا میں جگن ناتھ فرزند گردھاری لعل نے اشٹادھیائی کو ایسا یاد کیا کہ وہ پہلے ادھیا کے پہلے پاد کو اُلٹا بھی سنا دیا کرتا تھا۔ اس پر سوامی جی نے بروقت امتحان پرسن ہو کر اس کے پتا سے صـ۵ دلوائے تھے +

پورنماشی کو شالا میں پریکشا ہوتی تھی جس کے گن یعنی پاس کے نمبر ادھک ہوتے تھے (کل اٹھ گن تھے) اُس کی تعریف زیادہ ہوتی اور اُس کی خوراک میں گھی کی بڑھی ہوتی تھی اور جس ودیارتھی کے اُتم پریکشا نہیں ہوتی تھی۔ اُس سے چھوٹے ودیارتھی کا جوتا اٹھواتے تھے۔ پربندھ کے منتظم پنڈت جیون سکھ ولد پنڈت ہینی مادھو مرحوم تھے۔ تعطیل کے روز اماوس و پورنماشی کو ۵ آدمی روز ہون کرتے تھے۔ پنڈت ونش رام۔ پنڈت جیون سکھ۔ دوارکا پرشاد ویش۔ بھودیو یعنی گوپال دت۔ ہرنرائن وید پاٹھی۔ روپ دھن والوں کا بھی پربندھ تھا +

پہلی دفعہ سوامی جی جیٹھ میں آئے اور کنوار میں گئے ۴ ماہ یہاں رہے پھر سمت ۱۹۲۷ میں آئے اور ایک ماہ پاٹ شالا میں رہے فرخ آباد کی طرف چلے گئے۔ پھر اگن سمت ۱۹۲۹ مطابق نومبر ۱۸۷۲ء کو جب کلکتہ سے لوٹ کر آئے تو تیسری دفعہ پاٹ شالا کے پاس رام دیال صراف کے باغ میں آئے۔ ان دنوں پنڈت ونش رام کی جگہ پنڈت جگل کشور جی عـ۵ روپیہ ماہوار پر کام کرتے تھے اور پنڈت ونش رام و گوپال داس اور روشود ہانند سنیاسی اندھا یہ تینوں جگل کشور جی سے مہابھاش پڑھتے۔ اس دفعہ سوامی جی یہاں ۱۰۔۱۲ یوم رہے۔ پھر یہاں چھلیسر کی طرف چلے گئے۔ برھمی و مال کنگنی کھانے کا ودیارتھیوں کو اپدیش کیا کرتے تھے اور کھلاتے بھی تھے۔ ایک دفعہ بارش کے سبب سے ہوا آتی تھی۔ جس سے ودیارتھیوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ پنڈت جی نے پنڈت جیون سکھ جی کو دیوار بنانے کے واسطے کہا۔ مگر مزدوروں کے نہ ملنے کے سبب انتظام نہ ہو سکا تھا دروں سے صرف دو بند ہوئے۔ سوامی جی نے پھوس کے چھپر بنانے کو کہا۔ ہم نے کہا کہ ہمیں بنانے کی تدبیر معلوم نہیں۔ آخر کو سوامی جی خود بتلانے لگے۔ اور چار پانچ مقام پر بنا کر طریقہ بتلایا۔ پھر ہم نے بنا لیا۔ غرض کہ ودیارتھیوں کے حال پر بہت مہربانی کرتے تھے۔ یہ پاٹ شالا سمت ۱۹۳۱ میں پنڈت جگل کشور جی کی بدانتظامی سے ٹوٹ گئی۔ پنڈت جی اس شالا کو توڑ کر خود کنور ہلاس سنگھ جی کے پاس چلے گئے۔ اور پاٹ شالا سماپت ہوئی۔ کل ۴ سال کچھ مہینے یہ پاٹ شالا جاری رہی۔ یعنی مئی ۱۸۷۰ء سے جون ۱۸۷۴ء تک +

قصبہ چھلیسر ضلع علی گڑھ کی پاٹ شالا

ٹھاکر مکند سنگھ جی رئیس چھلیسر اول اول سوامی جی کو سمت ۱۹۲۴ میں بمقام کرناس ملے تھے اور اپنے تمام شکوک رفع کر کے صدق دل سے آریہ ہو گئے تھے۔ اور اسی طرح پھر بھی اکثر ملتے رہے۔ آخر کو جب بعد جیتنے شاستراتھ بنارس

مگر لائق ودیارتھیوں کو کپڑا اور سینکیں بھی ملتی تھیں جب ایسا پرآرنبھ ہوا۔ تو میں جو اس وقت مادھوا چارج کے پاس چوردوالوں کی پاٹ شالا میں پڑھتا تھا۔ وہاں چلا آیا۔ اور اشٹا دھیائی پڑھنے لگا۔ تو مہینے میں ایک آبرتی اشٹا دھیائی کی ارتھ سہت کرلی اور گنگم اور اہرن ویدک پرکریا کے سوا بھی پڑھ لئے۔ پنڈت جوالا دت پریاگ۔ نند کشور ساکن فرخ آباد۔ اجودھیا پرشاد سرواریہ جمنا دت ساکن بیشکر۔ اندرمن بنگال۔ منڈن دھر پریاگ۔ کمار سین سوہنا ضلع بلند شہر۔ بلدیو ساکن قائم گنج۔ دیو دت ساکن بولیاں ایسے ہی اور تقریباً ۵۰ ودیارتھی اس وقت پڑھتے تھے۔ ابھی سوامی جی کانشی نہیں گئے تھے۔ اول وہاں پنڈت برج کشور پڑھاتے رہے پھر وہاں جگل کشور جی آئے۔ اُن کی جگہ اودے پرکاش جی بلائے گئے۔ وہ وہاں پڑھاتے رہے۔ اتنے میں سمت ۱۹۲۷ میں سوامی جی یہاں کاشگنج میں آئے۔ تو یہاں پاٹ شالا کی تجویز کی جس کے واسطے اودے پرکاش جی کو لکھ کر مجھے وہاں سے بلالیا۔ میں ماہ جیٹھ سمت ۱۹۲۷ میں یہاں آیا اور بموجب فرمانے سوامی جی کے ایک پستک مہابھاشیہ قلمی۔ وہاں تو پاٹھ اشٹا دھیائی وارتک یہ بھی وہاں سے لے آیا۔ واسطے یہاں کام کرنیکے لئے منگا مل برہمن کاسگنج سے مجھے لوانے گیا تھا۔ جب میں آیا۔ تو یہاں پاٹ شالا آرنبھ ہوئی میں ۸ روپیہ ماہوار پر یہاں مقرر ہوا۔ اور غالباً ۶ ماہ بعد ۱۰ روپیہ ہو گئے۔ سوامی جی کی میرے پر اتنی کرپا تھی۔ وہاں فرخ آباد میں بھی کہہ آئے تھے۔ کہ تم کو ہم پڑھانے کے واسطے بلاویں گے۔ تم پکش پات چھوڑ کر خوب پڑھانا۔ ودیارتھیوں کی کمی کا خیال نہ کرنا اور کسی کے بہکانے میں نہ آنا۔

اس پاٹ شالا کی بابت سوامی جی کی ۷ مارچ ۱۸۷۱ء کی چٹھی بندرابن سے لکھی ہوئی تھی۔ جسکا خلاصہ مطلب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

خلاصہ مطلب

وشنو ہانند نکل گیا۔ اس میں جو ست کارن ہوئے۔ سو جلدی لکھ بھیجنا۔ بندرابن سیٹھ جی کے باغ میں پورب نکٹ ملوک داس جی کا باغ لگتا نا لفافہ کے اُوپر لکھ دیجئے۔ ہم کو انومان سے معلوم ہے کہ جگل کشور سے پڑھایا نہیں گیا ہوگا۔ تھوا اور کچھ کارن ہوا ہوگا۔ جو ایسے ایسے ودیارتھی چلے جاویں گے۔ تو پڑھانے والے کی کسر گنی جائیگی۔ اس کا حال جلدی لکھو۔ اور کون کیا کیا پڑھتا ہے۔ سو بھی لکھنا۔ جو جیسا ورتمان ہوئے۔ سمت ۱۹۲۳

اس پاٹ شالا کے ودیارتھی یہ تھے۔ گوپال دت[1]۔ بینی سکھ[2]۔ رام پرشاد[3]۔ کلیان دت[4]۔ کرشن بلبھ[5]۔ بدھ سین[6]۔ نراین دت[7] شنکر دت[8]۔ سکنائے کاشگنج۔ وکنور بلال سنگھ[9]۔ وامبا پرشاد[10]۔ دکامتا پرشاد[11]۔ وگنگا دھر سہائی[12] ندری۔ وگوپال دت[13]۔ ٹیک رام[14] وسالگرام[15] سہائی سہاور۔ وبہاری دت[16]۔ دیوی سہائی[17] ورن پور۔ وننند کشور[18] برہم چاری۔ ودیو دت[19] کانگنج وچھید لال[20] کاظم آباد کے۔ پنچم دت وجگل کشور ساکن بدرم کے ان کے سوا سندر وجگن ناتھ۔ ولکشمن پرشاد ویش تھے۔ وچاندری پرشاد کایستھ یہ بھی اور ان کے سوا اور لوگ بھی پڑھتے تھے سیٹھ پور کے نارد من جی اور رسم گڑھ کے ہر نرائن وغیرہ ودیارتھی تھے۔

ذکر ہے کہ پنچم ودیارتھی اس شالا کا معہ کنبہ کے امروہی میں میراں کی جات کو گیا۔ وہاں جات کر کے جب واپس آیا۔

اور بھی لوگوں نے ماہوار چندہ لکھا تھا - اور صرف یہی نہیں - بلکہ شادیوں پر جو سنکلپ ہوتا تھا - وہ سب پاٹ شالا کے واسطے جمع ہونے کی بابت سب کا اتفاق ہوگیا تھا - لالہ نربھی رام جی سیٹھ فرخ آباد کی تحریر کے مطابق لالہ روپ چند سکھانند ویش چودھری سے خرید روئی کی چنگی گنگا کی جو چھٹانک من لگتی ہے - اُس کے بھی ۵ روپیہ ایک بار ہم نے اُس سے لئے تھے ❊

پنڈت ڈلارام المشہور ویشن رام جی گوڑ نے بیان کیا کہ جب سوامی جی فرخ آباد میں آنکرٹو کا گھاٹ پر ٹھہرے سدھ گوپال کے استھان پر سمت ۱۹۲۵ اور موسم گرمی کا تھا - اس وقت سوامی جی پرتما پوجن اور بھاگوت کو منع کرتے تھے - کہ یہ وید ورُدھ ہیں اور یہ کہتے تھے - کہ جب پہلے زمانہ میں یگ ہوتے تھے - تو دیوان (دیوتا) آتے تھے - مگر جب سے سنسکرت پرچار اور یگ کا بیوپار اُٹھ گیا تب سے یہ نانا پرکار کے مت متانتر پھیل گئے - اور بہت سی باتیں اُدہوگتی کی ہوگئی ہیں - اور جب لوگ پھر یگ کریں - وید پڑھیں - تو پھر اوتم گتی کا سمے ہو جاوے - انہیں ایام میں سوامی جی نے پنی لال سیٹھ سے کہا کہ پاٹ شالا اٹھلانے کا بندوبست کرو - کہ ویاکرن پانینی اور مہابھاشیہ کا پرچار رہو ❊ پنڈت رام پرشاد شرما ساڈساکن کاسگنج نے بیان کیا - کہ سوامی جی مجھے ترک بدھی کہا کرتے تھے - الفاضی تعلیم تو مجھ کو کسی کا پکش پات نہیں تھا - ۵ یا ۶ مہینہ سوامی جی رہے تھے - ایکدفعہ میں سوامی جی کو ٹہلانے کے واسطے جیوارام کائیستھ کے باغیچہ میں لیے گیا - سوامی جی آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے تھا - راستہ میں اُس باغ کے اندر ایک آم باغ والے کا گرا ہوا میں نے اٹھالیا - سوامی جی نے جب لوٹ کر دیکھا کہ میرے ہاتھ میں آم ہے - تب فرمایا کہ नोषकाम्यमुततथाप्यातोपाम्मतवपित्राभोस्ति वा तवपितोवाग नंगनामोस्ति

جس کا مطلب تھا کہ تم نے کیوں آم اُٹھالیا - کیا تیرے پتا کا آم ہے یا تیرے پتا کا باغ ہے - اور مکان پر آکر دو روپیہ جُرمانہ کیا ❊

علاوہ چندہ مذکورہ بالا کے { روپ دھن والے - موہن والے - کنور ہلاس سنگھ والے / عـہ ماہوار - عـہ ماہوار - عـ۵ ماہوار } دیتے تھے

ایک دفعہ سوامی جی کی عدم موجودگی میں مادھو چین سکھ کی صلاح سے یہ تجویز ہوئی - کہ سب لوگ ست پر چلیں اور درست گرنتھوں کا پرچار کریں - پوران آدک کو نہ پڑھیں - اس پر سب ودیارتھیوں نے انشٹا دھیائی آرش گرنتھوں کے پڑھنے کی بابت وید کے پستک سوگند کی جگہ اٹھائے کہ وید ورُدھ کام نہ کرینگے - مگر میں نے انکار کیا - جس پر انہوں نے بھی پاٹ شالا سے نکال دیا - جب پھر سوامی جی آئے تو پریکھشا کے روز مجھے یاد کیا - چین سکھ نے کہا - کہ اُس کو پڑھانے کا پنڈت ویشن رام جی کا حکم نہیں سوامی جی نے سب حال دریافت کیا - اُس پر وید اٹھانے کے کی وستھا سب سنائی گئی - یہ سنکر سوامی جی سب پر بہت ناراض اور ناخوش ہوئے - کہ ہماری آگیا کے بنا کیوں ایسا کام کیا - کیا یہ برہمن لوگ بغیر لوپ لیلا کے رہ سکتے ہیں - اب تو یہ بے دھرم ہوئے اور فرمایا کہ یہ سود ہے - یہ چماروں کے ہاں جانے والے کب اس طرح جلدی مان سکتے ہیں - یہ تو بالکل جیو کا کے آدھین ہیں چنانچہ سوامی جی نے مجھ رام پرشاد کا پٹھن پاٹھن جاری کر دیا - سوامی جی ودیارتھیوں کی باہمی بحث بھی کراتے تھے ❊

اِن ہی ایام میں سوامی جی نے سیٹھ پنی لعل کو پاٹھ شالا اٹھلانے کے لئے کہا - اس پاٹ شالا میں اَن تو سب کو ملتا تھا -

قصبہ کاسگنج ضلع ایٹہ کی پاٹ شالا

سوامی جی گنگا کے کنارے پر ہوتے ہوئے اور ست اپدیش کرتے ہوئے گڑھیا میں آئے اور وہاں سے پنڈت انگد رام شاستری بدریا درسی سے ایک زبردست مباحثہ کر کے اپنا شش کیا۔ کاسگنج کے تقریباً ایک سو آدمی اکٹھے ہو کر سوامی جی کو لانے کے واسطے سورون میں گئے۔ اندنوں سوامی جی کا اقرار تھا کہ ہم کچھ مدت گنگا کے کنارے اپدیش کریں گے۔ اور کنارہ چھوڑ کر تب جاویں گے جبکہ کوئی پاٹ شالا قائم کر دیگا۔ چنانچہ اسی وعدہ پر کاسگنج کے پنڈت سکھانند جی و پنڈت اجدھیا پرشاد جی و پنڈت خیراتی لال جی رئیس و نرائن برہمن رئیس و گردھاری لال ویش۔ کل تقریباً ۱۰۰ آدمی وہاں گئے۔ یہ ذکر ماہ چیت یا بیساکھ سمت ۱۹۲۷ مطابق مارچ و اپریل ۱۸۷۰ء کا ہے اور سوامی جی سورون سے بلدیو گر سنیاسی کے ساتھ اسی کی بگھی میں بیٹھ کر کاسگنج کو روانہ ہوئے۔ جب بگھی شہر کے پاس پہنچی تو کھڑی کر دی۔ جب اور سب ساتھ والے آ گئے۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ سوامی جی آپ کو شہر میں چلنے سے کچھ دوش تو نہیں۔ ورنہ باہر سے لے چلیں سوامی جی اندنوں سنسکرت بولتے تھے فرمایا۔ کہ اس مین کیا دوش ہے چنانچہ یہ سب لوگ سوامی جی کے ساتھ پیدل آہستہ آہستہ سورون دروازہ سے داخل ہو کر اور نندری [illegible] دروازہ سے نکل کر پنڈت مکند رام برہمن رئیس کاسگنج کے باغ میں جو بیچ گھروناہے۔ اُس میں آنکر سوامی جی کو ٹھہرایا۔ ول سکھ و گردھاری لعل کے دکان پر جوالا ۱۷۰ روپیہ پُن کے جمع تھے وہ سب نے بالاتفاق تمام ہی اسی پاٹ شالا کے خرچ کے واسطے تجویز کر دئے۔ اور پنڈت ٹولا رام جو فرخ آباد کے سوامی جی کی پاٹ شالا کا ودیارتھی تھا۔ اُس کو یہاں بلایا گیا۔ اول خبر آئی کہ وہ بیمار ہے۔ جس پر سوامی جی افسوس کرنے لگے۔ کہ اگر وہ مر جائے تو بہت ہانی ہوگی۔ کیونکہ ہماری پاٹ شالا کا پڑھا ہوا سو بودہ ودیارتھی ہے۔ چنانچہ اُس کے آرام ہونے پر وہ یہاں آیا۔ اور ۱۵ر ماہوار پر ملازم ہو کر پاٹ شالا کو پڑھانے لگا۔ سوامی جی نے اس کا نام بدلا کر ونیش رام رکھا۔

پاٹ شالا کے نیم یہ تھے۔

(۱) سندھیا اول پڑھا کر ودیارتھی پاٹ شالا میں بھرتی ہوں اور اسی سے اُس کی بدھی کی پریکشا بھی ہو جاوے گی۔

(۲) اشٹادھیائی۔ مہابھاشیہ۔ منوسمرتی۔ ویدیہ گرنتھ پڑھائے جاویں۔

(۳) اگر کوئی ودیارتھی سورج اودے سے پہلے اُٹھ کر سندھیا نکر لے تو اُس روز اُس کو بھوجن کی آگیا نہیں ہے۔ اُسے سائنک کی سندھیا کر کے بھوجن ملے اور نگرانی ہو۔ کہ وہ اُس بستی میں جا کر کھانا نہ لے۔

(۴) ودیارتھیوں کو شہر میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ مگر نیوتے میں کبھی کبھی جانے کی اجازت ہے۔

(۵) اس پاٹ شالا کے فنڈ سے شہر کے ودیارتھیوں کو بھوجن نہ ملے۔ باہر والوں کو ملے۔

(۶) محنتی اور بدھی مان ودیارتھی کے واسطے وشیش پربندھ کھانے کا کیا جاوے۔

اسی شالا کے مکان کے پاس ایک کوٹھڑی میں ہون کنڈ کھدوا کر اُس میں اگنی ہوتر کرنے کی آگیا دی اس چندہ کے سوا

پنڈتوں کو پوپ لیلا ارتھ نہ چھوڑنے کے سبب سوامی جی نے ۷ برس کے بعد پاٹ شالا فرخ آباد کی توڑ دی۔

مرزا پور کی پاٹ شالا

کاشی شاستر ارتھ کے بعد پریاگ کی کمبھ سے ہو کر مرزا پور والوں کے پریم سے سوامی جی مرزا پور آئے۔ اس سے پہلے بھی ایک دفعہ آ چکے تھے۔ اس مرتبہ پھاگن سمت ۱۹۲۶ مطابق فروری ۱۸۷۰ء میں سوامی جی یہاں تشریف لائے اور رام رتن لڈھا کے باغ میں نواس کیا۔ جو ودیا انوراگی اُن کے پاس آتا۔ اُسے پاٹھ شالا کا اپدیش کرتے تھے۔ انہیں ایام میں سبرجو پرشاد شکل کی معرفت چودھری گورچرن لال سے برہمن و رام گوپال اگروال سے بات چیت ہوئی۔ جس پر وہ معتقد ہو گئے۔ کہ ماہوار ہم دیا کریں گے۔ پاٹھ شالا قائم کی جاوے۔ یہ بات چیت ہوتے ہوتے دو ماہ گذر گئے۔ آخر الامر جیٹھ سمت ۱۹۲۶ مطابق جون ۱۸۷۰ء میں پاٹ شالا کا پرآرنبھ ہوا۔ لال ڈگی کے پاس جو گورچرن لال جی کا مکان ہے۔ وہ پاٹ شالا کے واسطے تجویز ہوا۔ سوامی جی وہاں تشریف لائے۔ ہون ہوا اور منگل ارتھ مہابھاشیہ کا پاٹھ کرا دیا گیا۔ دس۱۰ گیارہ۱۱ برہمنوں کو بھوجن بھی دیا گیا۔ خود سوامی جی نے برہم بھوج کی مٹھائی سے کچھ نہیں کھایا۔ سندھیا بلی وشودیو کا قاعدہ جاری ہوا۔ جو ودیارتھی سندھیا نہیں کرتا تھا۔ اور سورج اُدے سے پہلے نہیں اٹھتا تھا۔ وہ دن بھر بھوجن سے محروم رہکر تمام دن گایتری جپتا تھا۔ ۳۰۔۳۲ ودیارتھی داخل ہو گئے۔ سب کو بھوجن پاٹ شالا سے ملتا تھا پڑھانے کے واسطے پنڈت جوگل کشور جی متھرا سے بلائے گئے۔ جو معہ پنڈت گوپال ساکن کاسگنج ودیارتھی خود اور بلدیو پرشاد اپنے دوسرے ودیارتھی کے یہاں آئے۔ پاٹ شالا قائم کرنے کے بعد سوامی جی کاشی کی طرف چلے گئے۔ اور جاتے وقت شکل سبرجو پرشاد کی نگرانی پر پاٹ شالا کو چھوڑ گئے +

ودیارتھی لوگ اکثر شرارت کیا کرتے۔ جب بنسرا اور رُیننگ ملنے کا موقع آتا۔ تو بہت نام لکھاتے اور پیچھے بھاگ جاتے۔ اوّل پنڈت جگل کشور ان کے بعد پنڈت جوالا دت پھر بلدیو پرشاد پھر گوپال پنڈت پھر منڈن رام پنڈت یہ لوگ ایک دوسرے کے بعد پڑھاتے رہے +

پنڈت دیودت جی شاستری ہیڈ پنڈت پاٹ شالا کانپور بیان کرتے ہیں کہ میں فرخ آباد کی پاٹ شالا میں دو سال پڑھکر پھر زیادہ پڑھنے کے واسطے مرزا پور کی پاٹ شالا میں گیا۔ وہاں اُس وقت پنڈت جوالا دت ادھیاپک تھے۔ ایک دفعہ وہاں میں ایک مورت پر بیٹھ گیا۔ وہ مورت مہادیو کی تھی۔ دیو کی نندن ودیارتھی نے ہم سے تکرار کیا۔ ہم دونو باہمی تکرار کرتے ہوئے اپنا مقدمہ پنڈت جوالا دت کے پاس لیگئے۔ پنڈت جوالا دت جی نے اُس لڑکے کا لحاظ کیا۔ اتنے میں سوامی جی بھی آ گئے۔ انہوں نے بھی مقدمہ کو سنا۔ آخر کار ۱۸۷۳ء میں سوامی جی نے پنڈت جوالا دت کو موقوف کر پاٹ شالا توڑ دی۔ پھر چند لوگوں کے کہنے سے سوامی جی نے پنڈت گجادھر کو بلایا کہ وہاں پاٹ شالا چلا دے۔ مگر وہ نہ پڑھا سکے۔ اور پاٹ شالا ٹوٹ گئی۔ ہم وہاں مرزا پور میں پنڈت جوالا دت جی کے پاس ایک سال تک پڑھتے رہے۔ یہ پاٹ شالا تین سال تک رہی۔ یعنی جون ۱۸۷۰ء سے جون ۱۸۷۳ء تک +

چنانچہ پنڈت گنگادت جی نے ان پچھلے الفاظوں کے سوا ساری بات لالہ پنی لال سے آنکر کہدی- کہ آپ ہی اس کا فیصلہ کریں- اگر تم نہ ہو تو خیر سوامی جی ہی یا کوئی اور بندوبست کرے- پھر شام کو لالہ پنی لال جی مجھے ساتھ لیکر سوامی جی کے پاس گئے- ودیارتھیوں کا حال لالہ پنی لال نے میرے ذریعہ سے سوامی جی سے پھر لکھوایا- اور پنی لال نے اپنے مکھ سے یہ لفظ کہے چوبے نے اس ودیارتھی کو مار ہی کیوں نہ ڈالا- اچھا کرتا اگر مار ڈالتا- تب سوامی جی نے وہی الفاظ پھر اُس کے منہ پر کہے- اس پر پنی لال کو بہت برا معلوم ہوا- سوامی جی نے یہ بھی کہا تھا- کہ کیوں پنی لال نے اس ودیارتھی کو تسلّی ندی اور نہ انصاف کیا- اس پر پنی لال نے گروہ کیا تھا- پھر ہم وہاں کچھ دیر بیٹھے رہے- پھر ہم نے سوامی جی سے کہا کہ آپ کو پر تہکش ایسا کہنا نہیں چاہیے- تب سوامی جی نے یہ کہا-

युष्माकंतुसःस्वामीतुल्यवत्तर्तेपरंतुअस्माकं सः सपरो मतुल्योपिनअस्माकंकिंकरिष्यति

کہ تمہارا دہ ہوکر ہوگا- مگر ہمارا تو بال بھی نہیں بنیگا کر سکتا ہمارا کیا کرے گا- اور یہ بھی کہا کہ ودیارتھیوں کا ان داتا تو کوئی اور ہو جاوے گا- اگر وہ ودیارتھیوں کا اپرادہ نہ سنے گا- تو تین دن تک یہ لوگ اس کا ان نہ گرہن کرینگے- مگر انصاف کرنے پر گرہن کرینگے- لیکن ہرگز تین دن تک انصاف نہ کیا- تو ودیارتھی سب معہ پنڈت کے یہاں چلے آدینگے- اس پر پنی لال وہاں سے چلا آیا- اور پنڈت گنگادت بھی اُس کے ساتھ چلے آئے- پنڈت دیو دت جی کہتے ہیں- کہ اُس سُندری چوبے نے اول تو ودیارتھی کو مارا- پھر گوبند کو پکڑ کر سوامی جی کے پاس بسرانت پر لے گئے- مگر سوامی جی کے درشنی بدلی ہوئی دیکھکر چھوڑکر بھاگ آیا- آخر جب پنی لال نے کچھ سزا اُس چوبے کو نہ دی- تب سوامی جی نے پنڈت کو معہ سب ودیارتھیوں کے وہاں بسرانت بلالیا+

لالہ جگناتھ جی رئیس فرخ آباد نے بھی اس کی تائید کی- اور کہا کہ جب کئی برسوں تک پاٹ شالا رہی دو چار ودیارتھی بھاشا پربنت پڑھکر جب طیار ہوئے تو پھر اپنی قدیم طریقہ پوپ لیلا میں پھنس گئے اس پر سوامی جی کی پاٹ شالا کی طرف سے اُرچی ہو گئی- تب سوامی جی نے چاہا کہ پاٹ شالا توڑ دی جاوے- چنانچہ سوامی جی نے مجھ سے کہا- کہ تم اپنا حصہ ویدک ندھی یعنی وید بھاشیہ کی سہاتیا میں دو اور نربھے رام اپنے حصہ سے کچھ کچھ پاٹ شالا جاری رکھیں- چنانچہ نربھے رام جی بعد ازاں پاٹ شالا کو وہاں سے اپنے باغ میں لے گئے- اور سوامی جی ہم سے ہمارے حصہ کا روپیہ وید بھاشیہ کی سہاتیا میں لیتے رہے- اول یہاں پنڈت برج کشور- پھر جگل کشور ان کے بعد رُوے پرکاش جب آئے- اور پھر نند کشور آئے- جگل کشور صرف چند روز رہے تھے- یہ نند کشور وہاں کے ودیارتھی تھے- اس کے بعد نیلا مر ہوئے- یہ بھی اُسی پاٹ شالا کے ودیارتھی تھے+

پنڈت شام لعل کا بگنج ساکن قائم گنج نے بیان کیا کہ اُودے پرکاش کو جب سوامی جی نے فرخ آباد میں مقرر کیا- اور خود چلے گئے- تو پیچھے اُس نے شیو ولنگ کا سوامی جی کھنڈن کرتے تھے منڈن کرنا شروع کیا- لوگوں نے سوامی جی کو خبر دی جب سوامی جی آئے- اور اُدئے پرکاش کو منع کیا- اُس نے کہا کہ ہم اس بات سے منع نہ ہونگے- کیونکہ یہ تو ہمارا سبھاؤ ہی ہے- کہ جو کوئی ہمارے سامنے اگر کسی بات کا منڈن کرے ہم اُس کا کھنڈن کرتے ہیں- اور اگر کوئی کھنڈن کرے- تو ہم منڈن کرتے ہیں- یہ تو ہم اپنی ودیا دکھلانے کے واسطے کیا کرتے ہیں- غرضیکہ ایسی ایسی باتوں سے دق ہوکر اور لالچی

اسوسی شوادیہائی کو مرزاپور کی پاٹ شالا سے فرخ آباد بلالیا۔ اور وہاں راسکھ ودیارتھی کو بھیجدیا۔ فرخ آباد میں اُسوقت ۷۰ سے ۸۰ تک ودیارتھی پڑھتے تھے۔ تخمیناً ڈیڑھ یا دو برس تک لالہ پنی لال کے ماتحت پاٹ شالا رہی +

پھر جب سوامی جی ماگھ سمت ۱۹۲۷ میں پورب سے واپس آکر کچھ مدت یہاں رہے۔ اسی روز ایک انیائی بات لالہ بنی لال سے ہوئی۔ جس سبب سے سوامی جی اُس سے ناراض ہو گئے اور پاٹ شالا اُس کے مکان سے اُٹھوا کر بسرانت پر جہاں خود ٹھیرے ہوئے تھے۔ لیگئے وہاں نئے سرے سے خود اُس کا پربندھ کیا۔ اس سمے پاٹ شالا کے سہایک سیٹھ ہری رام و لالہ جگناتھ پرشاد جی تھے +

پھر سمہ سمہ میں یہاں آتے اور پاٹ شالا کا انتظام فرماتے رہے۔ آخر الامر سمت ۱۹۳۲ کے جلسہ میں جب بمبئی سے آئے اور وید بھاش کرنے کا پختہ ارادہ ہوا۔ اُس وقت پاٹ شالا کو توڑکر سب روپیہ وید بھاش کے خرچ کے واسطے لیگئے۔ یہ پاٹ شالہ ۷ سال اور کچھ مہینہ رہی۔ پنڈت دیودت کانکبج جو اِس وقت ویدک پاٹ شالا کانپور پُرانے کے ہیڈ پنڈت ہیں۔ اور پنڈت بھیم سین جی سناڈ برہمن جو اسوقت ایک نامی پنڈت ہیں۔ اور رسالہ آریہ سدھانت کے ایڈیٹر ہیں۔ اور پنڈت جوالادت جی شاستری کانکبج جو ویدک یتنترالہ اجمیر میں ہیں اور پنڈت وینش رام جو کاشگنج کی پاٹ شالا کے ہیڈ پنڈت ہیں۔ اور پنڈت کنور سین ساکن دیوڑا اسی طرح اور بھی بیسیوں ودوان اسی پاٹ شالا فرخ آباد کے ودیارتھی ہیں۔ فرخ آباد کی پاٹ شالا لالہ بنی لال کے اہتمام سے نکل جانے اور اُس کی انیائی اصلیت یہ ہے کہ کسی ودیارتھی کی لوٹیا اور دھوتی چوری چلی گئی۔ وہاں ایک سُندر نام چوبے رہتا تھا جس کو للو رہا ہوا رملا کرتا تھا۔ اُس کی ماتا وہاں آیا کرتی تھی۔ کیونکہ بنی لال کی طرف سے وہاں عمارت کا کام جاری تھا۔ جو وہاں مزدور تھا وہ چوبی اُن مزدوروں پر میٹ تھا۔ لوٹا و دھوتی لے جانے کا شک سب ودیارتھیوں نے اُس چوبے کی ماتا پر کیا۔ بلکہ ایک مزدور اُسی ودیارتھیوں کے مکان سے نکلتے ہوئے بھی انہوں نے دیکھا تھا۔ چنانچہ جس ودیارتھی کا دھوتی و لوٹا چوری گیا تھا۔ اُس نے اُس سے پوچھا ہی تھا کہ اُس نے جاکر اپنے بیٹے سے کہدیا۔ وہ چونکہ بدمعاش آدمی تھا۔ اُس نے آکر ودیارتھی کو مارا۔ ودیارتھی نے پنڈت سے فریاد کی۔ پنڈت جی نے کہا۔ کہ میں اس میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تم سوامی جی سے کہو۔ جب اُس نے سوامی جی سے جاکر فریاد کی۔ انہوں نے کہا کہ تم پاٹ شالا آدھیش کے پاس یعنی لالہ بنی لال کے پاس جاؤ۔ ودیارتھی کئی دفعہ اُس کے پاس گئے۔ مگر انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ کئی دفعہ کی ہیرا پھیری میں پنڈت گنگادت جی گوڑ پردھت راجا۔ درگا پرشاد جی کے سوامی جی کے پاس گئے۔ تب سوامی جی نے کہا

अस्मार्क विद्यार्थीनापुत्रंपौत्रंदुहित्रावासंति तेषां आ प्रधंसात्वादंडंदास्यामीचतुर्वेदिमंवा

یعنی میرے ودیارتھی کیا بیٹے پوتے یاد ھتے ہیں۔ جو میں اُن کے اپرادھی کو جاکر ڈنڈ دوں یا چوبے کو بھی۔ اور میں راجہ بھی نہیں ہوں۔ مگر وہی ان کا ان داتا ہے۔ وہی ڈنڈ دیوے +

آخر الامر جب بہت سی بات چیت کے بعد سوامی جی کو چوبے کا قصور اور بنی لال کی اُس کی سزا دہی سے لاپرواہی اچھی طرح معلوم ہوگئی۔ تب بولے

प्रंचस:चतुर्वेदितुतस्यजामातोवर्ततेतस्यप्राधंसात्वा

पिदंडंनदापयेतविद्यार्थिनातुतच्छातस्यक:वर्तते

تب سنسکرت میں فرمانے لگے۔

یعنی وہ چوبے تو اُس کا شاید داماد ہے کہ اُس کا اپرادھ جانکر بھی اُس کو ڈنڈ نہ دیا۔ مگر غریب ودیارتھی اُس کے کیا لگتے ہیں۔

باب ششم

سنسکرت ودیا پرچار

فصل اوّل

ویدک پاٹھ شالائیں قایم کرنیکے حالات

جب تک سری سوامی ورجانند جی زندہ رہے تب تک جو ودیارتھی سوامی جی کو ملتا۔ یا جو اُن سے ودیا ابھیاس کا ارادہ بتلاتا اُسے بذریعہ پتر کا کے گوروجی کے پاس بھیجدیتے تھے چنانچہ کئی ودیارتھی انہوں نے ایسے بھیجے اور وہ مہاراج جی سے تعلیم پاتے رہے۔ جب کنوار کرشن پکش ترودیودشی سوموار سمبت ۱۹۲۵ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۸۶۸ء دوشنبہ کو سوامی ورجانند جی سورگباس ہوئے۔ اُس کے بعد سوامی جی نے ویدک پاٹ شالائیں قائم کرنے کا پختہ ارادہ کیا۔ چنانچہ مقامات ذیل پر پاٹ شالائیں جاری کیں۔ فرخ آباد[1]۔ مرزاپور[2]۔ کاشگنج[3]۔ چھلیسر[4]۔ بنارس[5]۔ لکھنؤ[6]+

فرخ آباد کی پاٹ شالا

سمبت ۱۹۲۶ سے سمبت ۱۹۳۲ تک

جب سوامی جی نے ہردوار کے کمبھ سے نیاگی ہوکر گنگا کنارے گھومنا شروع کیا۔ تو گھومتے ہوئے فرخ آباد میں بھی آئے اور کئی پنڈتوں سے دھرم چرچا ہوتا رہا جس پر صدہا دھرماتماؤں کے دل سوامی جی کے اپدیشوں کی طرف راغب ہوئے۔ لالہ پنی لال سیٹھ ویش ایک نامی گرامی ساہوکار فرخ آباد کے تھے۔ وے ایک جگہ شیوالہ بناشیولنگ ستھاپت کرنا چاہتے تھے۔ یہ سمبت ۲۵ و ۲۶ کا ذکر ہے۔ اسی سال سوامی جی نے آکر وہاں مورتی پوجن کا کھنڈن شروع کیا۔ اور پنڈت سری گوپال وہلدر او جھا وغیرہ نامی گرامی پنڈتوں کو شکست فاش دی پھر پنی لال نے جب سوامی جی سے ایکانت میں بیٹھ بیٹھ کر سارے اپنے شکوک رفع کر لئے۔ تب انہوں نے اپنے باغ میں اوس ستھان پر سنسکرت پاٹ شالا کھولی۔ جہاں وے شیولنگ ستھاپت کرنا چاہتے تھے۔ اس دفعہ سوامی جی اگھن سمبت ۱۹۲۵ سے لیکر ۶ ماہ تک فرخ آباد میں رہے۔ اور اسی دفعہ پاٹ شالا جاری کی۔ ۵۰ کے قریب ودیارتھی جمع ہوگئے۔ اول اول پنڈت برج کشور جی متھرا سے آئے ۳۰ روپے ماہوار تنخواہ پاتے تھے۔ ودیارتھیوں کے کھانے کپڑے کا بندوبست سب بابو درگا پرشاد جی سے ہوتا رہا۔ لالہ پنی لال جی پنڈت کی تنخواہ دیتے تھے۔ ان کے باغ میں پاٹ شالا قائم کرکے اور اُس کا قرار واقعی بندوبست کرنے کے بعد وہاں سے پورب کی طرف چلے گئے +

کچھ کال تک پنڈت برج کشور جی پڑھاتے رہے۔ مگر جب وہ رخصت لیکر گئے پھر دوبارہ واپس نہ آئے۔ تب سوامی جی نے پنڈت جگل کشور

خفیف چیزیں ملکر ایسی سخت طاقت پیدا ہوتی ہے جو بہت عظیم ہے یعنے اس گفتگو کے نتیجہ سے ظاہر ہے کہ ہر چیز کیلئے کوئی نہ کوئی کارن چاہئے تو کارن کے لئے بھی کوئی کارن ضرور ہوگا +

جواب ازلی کارن اوسکا نام ہے - جو کسی کا معلول نہ ہو - جو کسی کا معلول ہو اُسکو علت ازلی یا علت قدیم نہیں کہہ سکتے - کنتو وہ پرم پر اور پورواپر سمبندہ سے کاریہ کارن نام والا ہوتا ہے یہ سب وِدوانوں کو جو (علم طبیعات) پدارتھ ودیا کو تھاوت جانتے ہین - واجب التسلیم ہیں وہ کسی شے کو چاہے جہان تک اوستھانتر تقسیم یا تنصیف کرتے جاویں خواہ سوکھشم خواہ استھول جسکی اخیر میں اوستھا ہو اُسکو کارن کہتے ہیں اور جو کہ بجلی کا درشٹانت دیا وہ بھی نشچت کارنون (یقینی اور مقداری علتوں) سے ہوتا ہے جو اوسکے لئے اوشیک ہیں - دوسرون سے وہ نہیں ہو سکتی +

سوال ہفتم +

سوال - اگر وید ایشر کا بنایا ہوتا تو مثل دیگر اشیاء قدرتی مثل آفتاب پانی ہوا وغیرہ تمام دنیا کے عام آدمیوں پر اوسکا فائدہ پہونچنا چاہئے تھا -

جواب سوریہ آدی سرشٹی کے موافق ہی وید و نسے سب شے کو فائدہ پہونچتا ہے کیونکہ سب مذہبی اور ودیا کی (علمی) پستکوں کا آدی کارن وید ہی ہیں اور ان کتابوں میں ودیا کے وِرُدھ جو باتیں ہیں وہ بے علمی الحاق ہیں کیونکہ وہ سب کتابیں وید کے پیچھے بنی ہیں دلیل قدامت وید یہ کہ دوسرے ہر ایک مذہبی پستک میں وید کی بات اشارتاً یا پرتیکش پائی جاتی ہے اور ویدوں میں کسی کا کھنڈن منڈن نہیں اور جیسے سرشٹی ودیا والے سوریہ آدی سے ادھک اُپکار لیتے ہیں ویسے ہی وید پڑھنے والے وید سے ادھک اُپکار لیتے ہیں اور نہیں پڑھنے والے کم +

سوال مولوی - کوئی اس دعوے کو تسلیم نہیں کرتا کہ کسی زمانہ میں وید کو تمام لوگوں نے تسلیم کیا ہو اور نہ کسی مذہبی کتب میں پرتیکش یا اشارہ سے ویدوں کا کھنڈن یا منڈن پایا جاتا ہے +

جواب وید کا کھنڈن منڈن کتابوں میں ہے - جیسے قرآن میں بے کتاب والے اور ایک اُمی الشر کے ماننے والے - جیسے بائبل میں پتا پیتر اور پوتر آتما ہوم کی بھیٹ ایشر کو پریہ - یا جگ مہا یاجگ ویگ بھاگیگ آدی شبد اور جتنے مذہبوں کے پستک بنے ہوئے ہیں - بیچ کے زمانہ کے ہیں اس سمے کے اتہاس سے سدھ ہے کہ مسلمان عیسائی آدی جنگلی تھے تو جنگلیوں کو ودیا سے کیا کام اور پہلے ودوان پرش ویدوں کو مانتے تھے اور حال میں علم فلالوجی (شبد ودیا) کے پرکشک مرکش مولد آدی ودوان بھی سنسکرت رگ وید آدی کو سب کی جڑ اور سب زبانوں کی اصل قرار دیتے ہیں اور جب بائبل قرآن نہیں بنے تھے تب سوائے وید کے دوسری ماننے کے لایق پستک کوئی بھی نہیں تھی زمانہ رشیوں کی تلقین وید کا ابتدائی زمانہ آفرینش انسان سے ہے جسے ۱۹۶۰۸۵۲۹۹۴ برس ہوئے اس سے قدیم کوئی کتاب نہیں ہے +

پانڈیا موہن لال جی نے کہا کہ مولوی صاحب کے مباحثہ کے اول روز تو دربار (رانا صاحب) نہیں آئے تھے - مگر اونہوں نے مباحثہ تحریری ہونا منظور فرمایا تھا - آخر روز سری حضور تشریف لائے اور مولوی صاحب کی ضد دیکھ کر دربار نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ سوامی جی نے کہا ہے - وہ بیشک ٹھیک ہے پھر مباحثہ نہیں ہوا - کوئی راج شیامل داس جی نے بھی اس کی تائید کی + باب پنجم ختم ہوا

جن کتابوں میں ہونگے وہ سروگیہ یعنے عالم کل کی بنائی ہوئی نہ ہونگی اور وجود معلول بے علت محال ۔ چار مذہب جو کہ اصل کل مذاہب کے ہیں ۔ (یعنی پورانی ۔ جینی ۔ انجیل توریت والے (کرانی) قرآنی) ان کی کتابیں میں نے کچھ دیکھی ہیں اور اس وقت بھی میرے پاس ہیں اور میں کسی قدر کہہ بھی سکتا ہوں اور کتاب بھی دکھا سکتا ہوں مثلاً

پوران والے ایک جسم سے ابتدا خلقت مانتے ہیں ۔ یہ بھی غلط ہے ۔ کیونکہ جسم مرکب ہے اور اس لئے وہ مخلوق ہے اس کے لئے بھی خالق کی درکار ہے ؛

جنہوں نے اس مخلوق کو ازلی اسطرح پر مانا ہے کہ کوئی اس کا صانع نہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ مرکب خود نہیں بنتا انجیل اور قرآن میں عدم سے وجود مانا ہے ۔ یہ چاروں باتیں بطور نمونہ کے قواعد علم کے خلاف ہیں اسلئے انکو وید سے مشابہت نہیں کرسکتے ویدوں میں علت سے معلول کو مانا ہے اور علت کو ازلی قدیم ہے معلول بحیثیت تسلسل قدیم اور بحیثیت اجزا سلسلہ حادث یعنے اخیر والی مانا ہے اسکو تمام عقلمند تسلیم کرتے ہیں ۔ میں صحیح اور غلط اقوال کی وجہ سے وید کی صحت اور مذہبی کتابوں کی غلطی کا قائل ہوں اگر کوئی صاحب ظاہراً دیکھا چاہے تو ایک روز تین گھنٹہ میں تو میں اُن مذہبی کتابوں کو قواعد قدرت کے خلاف دکھا سکتا ہوں ۔ اور اگر منکر وید میں سے خلاف قواعد قدرت دکھاوے گا تو اُس کو بعد غور کرنے کے صرف اُسکی بے علمی ہی ثابت ہوگی ۔ اس لئے وید صحیح علوم کی کتاب ہے نہ کہ خاص مذہب کی ؛

سوال ششم

سوال ۔ مادہ قدیم ہے ؛

جواب ۔ علت مادی قدیم ہے ۔ یعنے اُپادان کارن ؛

سوال ۔ قدیم آپ کتنی چیزوں کو مانتے ہیں ؛

جواب تین ۔ پرم آتما ۔ جیو اور دنیا کی علت ۔ یہ تین ذات سے قدیم ہیں ۔ ان کی ترکیب (سنیوگ) تفریق (ویوگ) (کرم) فعل ، اور اُن کا پھل بھوگ (نتیجہ) تسلسل سے قدیم ۔ کارن کی مثال مثلاً گھڑا معلول ۔ علت مادی (یعنے اُپادان کارن) مٹی ۔ بنانے والا علت فاعلی (نمت کارن) گھمار ۔ چکر ۔ ڈنڈ ۔ آدی ۔ علت آلی یعنے ۔ سادھارن کارن ۔ (کال) زمان و آکاش سموائے کارن یعنے علت فاعلی کے متعلق ہے ؛

سوال وہ شے جسپر ہماری عقل حاوی نہیں ۔ ہم اُسے قدیم کیونکر مان سکتے ہیں ؛

جواب ۔ جو چیز نہیں ہے ۔ وہ کبھی نہیں ہوسکتی اور جو ہے وہی ہوتی ہے ۔ جیسے اس مجلس کے اصحاب جو تھے تو یہاں آئے ۔ یہاں ہیں ۔ تو پھر بھی کہیں ہونگے ۔ بے علت معلول کا ماننا عقیمہ کی زائیدگی کی مثل ہے ۔ معلول شے سے چاروں علتیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے ۔ بیشتر ماننی پڑینگی ۔ دنیا میں کوئی معلول بھی نہیں جسکی پہلی چار علتیں نہوں ۔

سوال ۔ ممکن ہے کہ جگت کا کارن جسے آپ قدیم کہتے ہیں شاید وہ بھی کسی دوسرے شے کا نتیجہ ہو جیسے کہ بجلی کے بننے میں گئی

زبان کو بھی جانتا تھا - اوسی نے سکھا دئے - یہ باتیں خلاف قیاس نہیں - جو اسکو خلاف قیاس کہے وہ اپنے دعوے کی دلیل دے - مدعی ثبوت کرے - پوران جو پُرانی کتابیں ہیں یعنے وید کے چار برہمن ہیں وے وہاں تک صحیح ہیں جہاں تک مخالف وید نہوں - اور جو اٹھاراں پوران جدید ہیں مثل بھاگوت و پدم پوران وغیرہ - وے قدرتی قواعد کے اور علم کے خلاف ہونے سے صحیح نہیں بالکل جھوٹے ہیں +

سوال م - پوران مذہبی کتاب ہیں یا علمی +

جواب س - وہ قدیم کتابیں یعنے چاروں برہمن علمی اور پچھلی بھاگوت وغیرہ پوران مذہبی ہیں - جیسی کہ دوسری مذہبی کتابیں +

سوال - جبکہ وید علمی کتاب ہے - اور پوران مذہبی کتاب ہیں اور وہ بقول آپکے غلط پس آریوں کا مذہب کیا ہے +

جواب س - دھرم وہ ہے - جسمیں بے تعصبی - عدالت - اور حق کا اختیار اور باطل کا انکار - ویدوں میں بھی اُسی کا ذکر ہے اور وہی آریونکا قدیم دھرم ہے اور پوران صرف تعصبی فرقہ یعنے شیوا اور بشنو وغیرہ اہل فرقہ کے ہیں مثل دوسری مذہبی کتابوں کے

سوال م - تعصب آپ کسے کہتے ہیں +

جواب س - جو بعیلی - کام - کرودھ - لوبھہ - موہ - بدصُحبتی سے کسی اپنی غرض کیلئے عدالت و حق کو چھوڑ کر باطل و ظلم کو اختیار کیا جاوے +

سوال م - اگر کوئی ان صفات سے خالی ہو اور یہ نہو تو آریہ لوگ اس کے ساتھ اپنا سا سلوک یعنے طعام و شادی کا کرینگے یا نہیں +

جواب س - کوئی صاحب علم کھانے اور شادی کو دھرم یا دھرم سے خاص تعلق نہیں جانتے - بلکہ اسکا تعلق خاص رواج ملک و جماعت قریب سے ہے اور نہ اُسکی امتزاج سے دھرم کی ترقی نہ انکار سے نقصان - لیکن کسی مُلک یا جماعت میں رہ کر کسی دوسرے مذہب والے کے ساتھ ان دونوں فعلوں میں شریک ہونا موجب نقصان ہے اسلئے کرنا نامناسب ہے کیونکہ جو لوگ کھانے اور شادی وغیرہ پرہی ایمان یا بے ایمانی کو بنی سمجھتے ہیں اونکی اصلاح صاحب علم کو ضروری ہے اور اگر کوئی صاحب علم اُنسے علیحدہ ہو جاوے تو جماعت کو اُس سے نفرت ہوگی اور یہ نفرت اسکی تلقین کے فائدہ اٹھانے سے محروم رکھتی ہے اور سب علموں کا نتیجہ یہ ہے کہ دوسروں کو فائدہ پونہچانا - اور نقصان پونہچانا ٹھیک نہیں +

سوال پنجم (یکشنبہ ۱۷ - ستمبر ۱۸۸۲ء مطابق بھادوں سُدی ۵ سمت ۱۹۳۹)

سوال م - تمام اہل مذاہب اپنی کتب مذہبی کو سب سے بہتر اور اُس زبان کو سب سے بہتر کہتے ہیں اور نیز اوسکو اوس علت کا معلول کہتے ہیں اور جو دے ذہنی دلائل پیش کرتے ہیں اوسی طرح پر آپ نے بھی وید کی نسبت کہا - کوئی دلیل ظاہر نہ کی پھر وید میں کیا خصوصیت ہے +

جواب س - پہلے بھی اسکا جواب دے دیا گیا ہے - کہ جو پرتیکش وغیرہ پرمانوں اور قواعد قدرت کے خلاف مضامین

سوال م - برہم نے وید چاروں رشیونکو جُداگانہ طور پر پڑہایا - یا بالاتفاق بتدریج تلقین کی - یا ایک بارگی +

جواب س - برہم اِس ذریعہ سے کہ وُہ محیط (حاوی) ہے - چاروں کو علیحدہ علیحدہ بتفریق و بتدریج پڑہاتا گیا - کیونکہ وہ چاروں محدود العقل ہونے سے ایک ہی وقت میں متعدد امورات کے علم کو نہیں جان سکتے اور ہر ایک کی تحصیل عقل کے تفاوت سے کبھی چاروں ایک وقت میں اور کبھی علیحدہ علیحدہ سمجھہ کے بالاتفاق پڑہتے رہے - وید چاروں (جس طرح) علیحدہ علیحدہ ہیں اوسی طرح ہر ایک شخص کو ایک ایک وید پڑہایا +

سوال م - مدت تعلیم کسقدر رہے -

جواب س - جو عرصہ کہ اونکی تعقل کے قوت کے لئے چاہئے تھا +

سوال م - پڑہانا بذریعہ الہام قلبی تھا - یا بذریعہ حرف - صوت - جو مرقوم ویدمیں یعنے شبدارتھ سمبندھ کے -

جواب س - وہی الفاظ موضوعہ جو ویدمیں موجود ہیں - وہی پڑہائے گئے (بجنسہٖ الفاظ و معانی معہ تعلق لفظی و معنوی) +

سوال م - الفاظ موضوعہ کے لئے مُنہہ - زبان وغیرہ آلات درکار ہیں - تلقین کرنے والے میں یہ آلات ہیں یا نہیں +

جواب س - اوس میں یہ آلات نہیں ہیں کیونکہ وہ نراکار ہے - پرمیشور واسطے تلقین کے اعضا و آلات تکلم سے بے نیاد ہے +

سوال م - لفظ کیسے بولا گیا +

جواب س - جیسے آتما اور من میں بولا - سُنا اور سمجہا جاتا ہے +

سوال م - بدون جانے ہوئے زبان کے الفاظ کس طرح اُونکے من میں آئے

جواب س - ایشر کے ڈالنے سے کیونکہ وہ محیط کل ہے +

سوال م - اِس تمام گفتگو میں دو امر خلاف قیاس ہیں - اول یہ کہ برہم نے حرف چار ہی آدمیونکو ایسی زبان میں وید کی تعلیم دی کہ جو کسی مُلک یا قوم کی زبان نہیں - دوم یہ کہ الفاظ موضوعہ جو پہلے سے جانے ہوئے نہ تھے - دل میں ڈالے گئے اور اُنہوں نے صحیح سمجھے - یہ امر اگر منظور رکھا جاوے - تو کل خلاف قیاس امور مثل معجزات وغیرہ جملہ مذاہب کے صحیح منظور کرنے چاہییں

جواب سوامی - یہ دونوں باتیں خلاف قیاس کے نہیں - کیونکہ یہ دونو ہی سچی ہیں - جو کچھ زبان سے یا دل (آتما) سے بتایا جاوے - وہ بدون الفاظ نہیں ہو سکتا - اونسنے جب الفاظ بتلائے تو اونمیں قوت قبول تھی - اوسکے ذریعہ اُونہوں نے پرمیشر کے قبول کرانے سے موافق اپنی قابلیت کے قبول کیا اور آلات تکلم کی احتیاط متکلم و مخاطب کے (تفریق) جدائی میں ہوتی ہے - کیونکہ جو متکلم مُنہہ سے نہ کہے اور سامع کے کان نہ ہوں - تو نہ کوئی تلقین کر سکتا ہے - اور نہ کوئی استماع - پرمیشر چونکہ سب جا میں محیط اسلئے اُونکے آتما میں بھی موجود تھا - جُدا نہ تھا - پرمیشر نے اپنی علم قدیم کے الفاظ کو اُونکے یعنے چاروں کے آتماؤں میں ظاہر کیا - اور سکھایا - اُنہوں نے اُسکے سکھانے سے جیسے کہ کسی غیر مُلک کی زبان کا عالم کسی دوسرے مُلک کے ناواقف آدمی کو جس نے اوس زبان کا کوئی لفظ نہیں سُنا - سکھا دیتا ہے - اِسی طرح پرمیشر نے جسکا علم سب پر محیط اور حاوی ہے اور اُس علمی

ج سوامی - بہوتیوں کو کس میں ملاتے ہیں - وے کسی سے نہیں ملتے ہیں اسی پر کارین سے اوپتی ودت ہوتی ہیں +

ج مولوی - جیسا فرق ان تینوں میں ہے - ویسا دوسرے میں نہیں - اس کچھ فرق کا سبب تینوں تو ہونگے آپس میں ملجانے کا ہے پر

ان تینونکی صورت کل ایک دوسرے سے نہیں ملتی +

تیسرا سوال

سوال مولوی - پرش کی پیدائش کب سے ہے اور انتہا کب ہوگی +

جواب سوامی - ایک ارب چھیانوے کروڑ اور کتنے لاکھ وغیرہ برس اُتپتی کو ہوئے اور دو ارب برس سے کچھ اوپر تک اور رہیگی +

س مولوی - اسکی کیا وجہ و دلیل ہے

جواب سوامی - اس کا حساب ودیا اور جیوتش شاستر سے ہے +

سوال مولوی - وہ حساب بتلائیے +

ج سوامی - بہومکا کے پہلے انگ میں لکھا ہے - اور ہمارے جیوتش شاستر سے ثابت ہے دیکھ لو -

چوتھا سوال (چارشنبہ ۱۳ ار ستمبر ۱۸۸۲ء مطابق بھادوں سدی ۱۱ کیم سمت ۱۹۳۹ بکرمی)

ضمن سوال (اول مولوی جی کی طرف سے) آپ مذہب ادہرم کے پیشوا ہیں یا علم کے یعنے آپ کسی مذہب کے پابند ہیں یا نہیں

جواب سوامی جی کی طرف سے - جو مذہب علم سے ثابت ہوتا ہے اوسکے پابند ہیں +

سوال م - آپ نے کس طرح جانا کہ برہم نے چاروں رشیونکو وید پڑہایا +

جواب س - تلقین کئے ہوئے ویدوں کے ملاحظہ سے اور معتبر حکیموں کی شہادت سے +

س مولوی جی - یہ شہادت آپ تک کس طرح پہونچی +

جواب س - سلسلہ قولی اور اُنکی کتابوں سے +

سوال م - (سوالات سے پیشتر پرسوں یہ قرار پایا تھا - کہ جواب بروئے معقول ہونگے نہ منقول سے) اب آپ اوسکے خلاف منقول کی شہادت دیتے ہیں +

جواب س - معقول وہ ہے جو بروئے علم ثابت ہو وہ خواہ تقریری ہو خواہ تحریری - سب عقلمند اوسکو مانتے ہیں اور آپ بھی +

سوال م - موافق اس قول کے برہم کا چاروں رشیوں کو وید کا تلقین کرنا بروئے علم یا عقل کسطرح ثابت ہوتا ہے +

جواب س - بدون علت کے معلول نہیں ہوسکتا - اسلئے علم کی بھی کوئی علت چاہئیے اور علت علم وہ ہے جو قدیم (ازلی وابدی) ہو - یہ علم ازلی پرمیشر میں - اوسکی صنعت کے ملاحظہ سے ثابت ہوتا ہے جس طرح کہ وہ تمام مخلوقات کا علت فاعلی (یعنے نمت کارن) ہے اوسی طرح اُوسکا علم بھی تمام انسانوں کے علم کی علت ہے اگر وہ ان لوگوں (رشیوں) کو تلقین نکرتا تو یہ جو علمی کتاب ہے اور قواعد قدرت کے موافق ہے اسکا سلسلہ ہی نہ چلتا +

جواب سوامی - اب بھی سب ہی انیک ماباپ کے بیٹے ہیں ✤

سوال مولوی - اسکے یقین دلانے والے ثبوت کہئے ✤

جواب سوامی - پرتیکش آدی آٹھوں پرمان ✤

سوال مولوی - وے کونسے ہیں ✤

جواب سوامی - پرتیکش - انومان - شبد - اپتی - سمبھو - اپمان - ابھاؤ - ارتھاپتی ✤

سوال مولوی - ان آٹھوں سے ایک ایک کی تمثیل دیکر ثابت کرئے ✤

نوٹ (اس سے آگے مولوی صاحب کی بجائے م اور سوامی کی بجائے س مستعمل ہوگا -)

سوال م - یہ جو صورتیں انسانی ہیں انکے بدن ایک طرح کے بنے یا مختلف طرح کے بنے ✤

جواب س - کہہ آدمیوں میں ایک سے رنگوں میں کچھ بھید ہے ✤

سوال م رنگوں میں کس کس میں کیوں کیوں اختلاف ہے ✤

جواب س - کچھ چھوٹائی بڑائی میں کسی قدر فرق ہے ✤

س م - یہ فرق ایک دیش یا ایک قوم میں ایک ہی طرح کے ہیں یا جدا جدا دیش میں جدے ہیں ✤

جواب س - ایک ایک ملک میں انیک ہیں - جیسے ایک ماباپ کے لڑکوں میں بھی جدی جدی طرح کے ہوتے ہیں ✤

س م - ہم جب دنیا کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں - تو آپکے کہنے موافق نہیں پاتے ایک ہی دیش میں کئی قوم مثلاً ہندی حبشی چینی وغیرہ - اختلاف میں جدی جدی معلوم دیتی ہیں - یعنے چین والے ڈاڑھی نہیں رکھتے اور نکونے منہہ کے ہوتے ہیں حبشی ملنگی وغیرہ ایسے ہی تینوں کی شکل نہیں ملتی - سو یہ اختلاف کل ایک ملک میں کیونکر ہے ✤

جواب سوامی - اون میں بھی فرق ہے ✤

سوال م - ڈاڑھی نہیں نکلنے کا کیا سبب ہے ✤

جواب سوامی - دیش کال اور ماباپ آدمی کے شریروں میں کچھ کچھ بھید ہے - تمام رج ویرج کے موافق بنتے ہیں اور وات پت اور کف آدی دہاتوؤں کے سنیوگ ویوگ سے بھی کچھ کچھ بھید ہوتے ہیں ✤

سوال مولوی - ہم تمام دنیا کے آدمی تین طرح کے دیکھتے ہیں جنکی تقسیم یہ ہے - ڈاڑھی والے نبا ڈاڑھی والے - گھونگر وبال والے - ڈاڑھی والے ہندوستانی - فرنگی - عربی - مصری وغیرہ - بے ڈاڑھی والے چینی جاپانی - کیمسٹکا کے - گھونگر وبال والے - حبشی - اور ان تینوں کی بناوٹ اور وضع میں بہت سا فرق ہے - ایک دوسرے سے نہیں ملتا اور آپ کا فرمانا اور اوپر والے سببوں سے ہے اور یہ تینوں قسم والے ایک ملک والے دوسرے ملک میں جاکر رہیں تو کبھی فرق نہیں ہوتا - نسل برابر ہے - تو اصورتیں مورث اعلیٰ دنیا کی آپ کے بیان سے تین ہونگی زیادہ نہیں ✤

مولوی - بنا کارن کے کاریہ ہوتا ہے یا نہیں +

سوامی - نہیں +

سوال مولوی - اس بات کی شہادت کیا ہے +

جواب سوامی - برہما آدک انیک رشیوں کی اور اُنکے گرنتھ بھی موجود ہیں +

سوال مولوی - یہ شہادت مشکوک اور نا معقول ہے - وجہ بیان کیجئے +

جواب سوامی - وید کی شہادت خود وید سے ظاہر ہے +

مولوی - اسی طرح سب مذہب والے اپنی اپنی کتابوں میں بھی کہتے ہیں +

سوامی - ایسی بات دوسرے مذہب کی کتاب والوں میں نہیں ہے - نہ وہ سدّھ کر سکتے ہیں +

مولوی - اہل کتاب سب ہی سدّھ کر سکتے ہیں +

سوامی - میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ مت والے ایسی سدّھ نہیں کر سکتے - (اور اگر کر سکتے ہیں - تو بتلائے کہ محمد صاحب کے پاس قرآن کیسے پہونچا -)؟

جواب مولوی - جیسے چاروں رشیوں کے پاس وید آیا تھا +

افسوس کہ مولوی صاحب نے بالکل بلا سوچے سمجھے ایسا کہدیا - یہ کسی طرح ٹھیک نہیں - نہ تو قرآن شروع دنیا میں محمد صاحب کے آتما میں پرکاش ہوا - اور نہ اوسکی مقر کہانیاں ہی ایسی ہیں جو ابتدائے سرشٹی کی ہیں اور نہ اُسکی زبان - محمد صاحب اور خدا کے درمیان تیسرا جبرائیل اور بیشمار فرشتوں کی چوکیداری اور پہرہ اور آسمان سے نزول وغیرہ تمام باتیں ایسی ہیں جس سے کوئی محمدی بھائی انکار نہیں کر سکتا - پس قرآن کسی طرح اس صفت سے موصوف نہیں ہوسکتا اور عثمان اور قرائوں کے تغیر وتبدل کی کہانی مزید براں - (از مولف)

سوال دوم

سوال مولوی - تمام دُنیا کے انسان ایک نسل کے ہیں یا کئی نسل کے ہیں +

جواب سوامی - جُدی جُدی کے +

سوال مولوی - کس دلیل سے +

جواب سوامی - سرشٹی کے آدی میں ایشری سرشٹی میں ا وتنے جیو نشر پر دھارن کرتے ہیں کہ جتنے گربھ سرشٹی میں شریر دھارن کرنے کے یوگ ہوتے نہیں اور وے اسنکھہ جیو ہونے سے انیک ہیں +

سوال مولوی - اسکی ظاہری دلیل کیا ہے +

سوال مولوی ہمارے پوچھنے سے یہ مطلب ہے کہ تمام آدمیوں کی زبان پر اور تمام انسانوں کے طریقوں پر اور تمام قدرتی طریقوں پر کونسی کتاب حاوی ہے سو آپنے وید قرار دیا سو وید ایسی یوگ ہے یا نہیں +

جواب سوامی ہاں

سوال مولوی - آپنے فرمایا کہ وید کسی ملک کی زبان نہیں جو چیز کسی ملک کی زبان نہیں ہوتی وہ سب زبانوں پر حاوی کیسے ہو سکتی ہے +

جواب سوامی جو کسی خاص دیش کی بھاشا ہوتی ہے تو دوسرے دیش بھاشا میں ویاپک نہیں ہو سکتی کیونکہ اسی میں بدھ (محدود) ہے +

سوال مولوی - جبکہ بھاشا ایک دیش کے ہونے سے وہ دوسرے دیش میں نہیں ملتی - جب وہ کسی دیش کی ہے ہی نہیں تو وہ سب پر حاوی کیسے ہو سکتی ہے +

جواب - جو ایک دیش کی بھاشا ہے - اوسکا ویاپک ہونا سرجتا ورُودھ ہے - اور جو خاص کسی دیش کی بھاشا نہیں وہ سب بھاشاؤں میں ویاپک جیسے آکاس کسی خاص دیش کا نہیں ہے اسی سے سب دیشوں میں ویاپک ہے ایسے وید کی بھاشا بھی کسی خاص دیش سے سمبندھ نہ رکھنے سے، ویاپک ہے +

سوال مولوی - یہ زبان کس کی ہے +

جواب سوامی - ودیا کی +

سوال مولوی - بولنے والا اس کا کون ہے +

سوامی - اسکا بولنے والا سرب دیشی ہے +

مولوی تو وہ کون ہے +

سوامی - وہ پربرہم ہے +

مولوی - اس کا مخاطب کون ہے +

سوامی - سُننے والے چار رشی تھے آدی سرشٹی میں - جنکا نام اگن - وایو - آدتیہ - اور انگرہ تھا - اِن چاروں نے ایشر سے تعلیم پا کر دوسروں کو سنایا +

مولوی - ان خاص چاروںکو کیوں سُنایا تھا +

سوامی - وے چار ہی سب میں پُن آتما اور اوتم تھے

مولوی - کیا اس بولی کو وے جانتے تھے +

سوامی - اُوس جاننے والے نے اُوسی وقت اُنکو بھاشا بھی جنا دی تھی - یعنے اوس معلم نے اوسیوقت زبان کا علم دیدیا +

مولوی - اس کا ثبوت کس دلائیل سے کرتے ہیں +

جواب سوامی - بنا کارن (علت) کے کاریہ (معلول) کوئی نہیں ہو سکتا +

اصل کا پیاں ہلوٹی ہیں۔ اور جنکی مولوی صاحب نے بھی تصدیق کی ہے۔ مگر انکی دانائی اور ایمانداری پر افسوس ہے کہ اوس وقت تو کوئی معقول جواب نہ بن آیا۔ اور بعد ازاں دسمبر ۱۸۸۹ء میں بے بنیاد اور جھوٹے جھوٹے حوالے سے کچھ کا کچھ اصل تحریر کے خلاف شایع کرکے اپنی دینداری کا شگوفہ دکھلایا۔ اس مباحثہ کے روز سامعین ہندو و مسلمان خاص عام کی بہت کثرت تھی۔ یہاں تک کہ سہری دربار کنیٹھ باس مہاراجہ سجن سنگھ جی بھی مباحثہ سماعت فرمانے کو تشریف فرما ہوئے تھے ؞

مباحثہ بمقام اودیپور درمیان سوامی دیانند جی مہاراج اور مولوی عبدالرحمان صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جج عدالت اودیپور ملک میواڑ

۱۱۔ ستمبر ۱۸۸۲ء مطابق بہادوں بدی ۱۴ سمت ۱۹۳۹ سوم وار

مولوی صاحب سوال اول۔ ایسا کونسا مذہب ہے جس کی اصل کتاب سب انسانوں کی بول چال اور تمام قدرتی طریقوں کے ثابت کرنے پر حاوی ہو جب بڑے بڑے مذہبوں پر غور کیا جاتا ہے جیسے ہندوستانی وید پران یا جین والے چینی جاپانی برمی بودھ والے فارسی ژند والے یہودی توریت والے نصرانی انجیل والے محمدی قرآن والے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اونکے مذہبی اصول اور فروع خاص ایک ملک مین ایک زبان سے ایک طریقہ پر ایسے بنائے گئے ہیں جو دوسرے سے نہیں ملتے اور ان مذہبوں میں سے ہر ایک مذہب کی تمام خوبیاں اور کرامات خاص اوسی ملک میں ہیں۔ وہیں جہاں وہ بنا ہے جن میں سے ایک کوئی علامت اور نشانی اسی ملک کے سوا دوسرے ملک میں نہیں پائی جاتی بلکہ دوسرے ملک والے عدم واقفیت سے اوسے بڑا جانکر انسانی برتاؤ سے تو کجا بعض منہ دیکھنے تک کو روا نہیں رکھتے اسی صورت میں سب مذہبوں میں سے کونسا مذہب حق سمجھنا چاہیے +

(جواب سوامی جی کا) مذہبی کتابوں میں سے قابل اعتبار ایک بھی نہیں کیونکہ تعصب سے پر ہوتی ہیں جو علمی کتاب کہ بدون تعلق تعصب ہے وہ میری رائے میں صحیح ہے اور ایسی کتاب کا عام قدرتی قواعد سے خلاف نہونا بھی ضروری ہے مینے جو ابھی تک تحقیق کیا ہے۔ اسکے رو سے سوائے وید کے کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو سبکے نزدیک قابل اعتبار ہو کیونکہ تمام کتابیں کسی نہ کسی ملک کی زبان سے مخصوص ہیں اور وید کی زبان کسی ملک کی زبان سے مخصوص نہیں صرف علمی زبان ہے چونکہ وید کتاب علمی ہے اسی سبب سے کسی خاص مذہب سے تعلق نہیں رکھتی یہی کتاب کل ملکی زبانوں کی اصل اصول ہے اور کامل ہونے سے امر معروف اور نہی منکر اسکا کام ہے اور تمام قدرتی امور کے موافق ہے +

سوال م کیا وید مذہبی کتاب نہیں ہے +

جواب سوامی وید مذہب کی کتاب نہیں ہے بلکہ علمی کتاب ہے +

سوال م۔ مذہب کے آپنے کیا معنے قرار دئے ہیں +

جواب۔ سوامی۔ پکش پات ہٹ کو مذہب کہتے ہیں اسی سبب سے مذہبی کتابیں سربجا ماننے نہیں ہوسکتیں +

برہم ہتیا۔ یعنے قتل عمد کرے۔ شراب خوری یا زنا کاری کرے۔ مگر پرتما پر پھول چڑھا دے تو چڑھاتے ہی شدہ ہو جائے۔ الغرض۔ ایسے ایسے اوتم اوتم اپدیش کرکے تشریف لے گئے +

سوامی جی ۲۲ مئی ۱۸۷۹ء مطابق جیٹھ سُدی ۲ سمت ۱۹۳۶ کو میرٹھ سے چلکر علی گڈھ میں ٹھاکر مکند سنگھ جی کے ہاں پدہارے یہاں آتے ہی طبیعت پھر ناساز ہوگئی ۲۸ تک وہاں رہکر ٹھاکر بھوپال سنگھ و ٹھاکر منا سنگھ جی کے ساتھ چھلیسر میں تشریف لے گئے پیچھے ٹھاکر مکند سنگھ جی بھی چلے گئے۔ معالجہ ہوتا رہا۔ چند روز کے بعد آرام ہوگیا۔ ایک ماہ اور کچھ دن یہاں رہے بسبب بیماری اسدفعہ کوئی مباحثہ نہیں ہوا۔ لوگ البتہ درشن ارتھ آتے رہے اور کوئی کوئی دہرم سمبندہی بات چیت بھی کرتے رہے۔ ۲ جولائی ۱۸۷۹ء تک یہاں ٹھہر کر ۳ جولائے ۱۸۷۹ء کو روانہ مراد آباد ہوگئے +

چنانچہ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ ہم بمقام چھلیسر پرگنہ تھل ضلع علیگڈہ میں قیام پذیر ہیں۔ جُلاب جو لیا تھا۔ اوس سے فارغ ہوگئے۔ مگر کمزوری کسی قدر ہے۔ بعد ۷۔ ۸ دن کے مقام مراد آباد کو جائینگے۔ مُنشی اندرمن بھی یہاں آئے ہیں۔ ۲۲ جون ۱۸۷۹ء دیانند سرستی از چھلیسر +

پاتال نواسیوں کے پتر کا مطلب یہاں لکھنا کٹھن ہے۔ جب سمجھینگے۔ تب جواب لکھا جاویگا +

ہمارا شریر اب کچھ اچھا ہوتا آتا ہے۔ اساڑھ سُدی ۵ منگل سمت ۱۹۳۶ چھلیسر دیانند سرستی۔ (چندہ وید بہاش کا منا سنگھ وصول کرینگے) +

سوامی جی ایک خط میں لکھتے ہیں کہ شوک کی بات ہے کہ آریہ پرش ٹھاکر منا سنگھ کا شریر چھوٹ گیا۔ ۲۰ نومبر ۱۸۷۹ء از کانشی دیانند سرستی +

مباحثہ سوامی دیانند سرستی جی اور مولوی عبدالرحمان

سپرنٹنڈنٹ پولیس و جج عدالت اودے پور ملک میواڑ

پنڈت برج ناتھ جی حاکم سایر ملک میواڑ (جو اُسوقت اس مباحثہ کے لکھنے والے تھے) نے بیان کیا کہ میں اوس وقت سوامی جی کے درمیان مترجم بھی تھا۔ عربی کے دقیق الفاظوں کا ترجمہ سوامی جی کو اور سنسکرت کے دقیق الفاظ کا ترجمہ مولوی جی کو بتلا دیا کرتا تھا۔ یہ مباحثہ میں نے اسوقت اپنے ہاتھ سے لکھا۔ جس کے وہ اصل کاپی میرے پاس پنسل کی لکھی ہوئی ابھی تک موجود ہے +

تین آدمی اس مُباحثہ کے لکھنے والے تھے۔ ایک پنڈت برج ناتھ جی حاکم سایر۔ دُوسرے میرزا محمد علیخاں سابق وکیل حال ممبر کونسل ٹونک۔ تیسرے مُنشی رام نرائنجی سررشتہ دار باغ کلاں سرکاری۔ جن میں سے علاوہ صاحبان کی

صاحب ساکن صدر بازار کے جو دس منتخب صاحبان میں شریک تھے جناب ماتحت جج صاحب اور جناب منصف صاحب۔ اور جناب ڈپٹی صاحب سے یہ کہلا بھیجا۔ بہتر ہے۔ کہ پرسوں شرائط مباحثہ طے کیجائیں۔ تاکہ مسٹر کیسپین صاحب بھی شریک ہوسکیں اور اس بات کو تینوں صاحبوں نے منظور کرلیا۔ مگر دوشنبہ ۱۲ مئی ۷۸ء کے روز دونوں ماسٹر صاحب اسوجہ سے کہ گورنمنٹ کے بورڈنگ ہاوس میں مابین طلباء مدرسہ کے کچھ ایسا فساد ہوا کہ مدارس کے انسپکٹر صاحب تک نوبت پہونچی۔ ماتحت جج صاحب کے بنگلہ پر نہ جاسکے۔ اِلاّ مجبوری کی وجہ سے اطلاع دیگئی۔ اور ڈپٹی صاحب ماتحت جج صاحب سے یہ فرما آئے تھے کہ بعد آجانے اور صاحبوں کے آپ مجھکو اطلاع دیکر بلالیں۔ جب کوئی صاحب وہاں نہ پہونچے تو ماتحت جج صاحب نے ڈپٹی صاحب کو بھی اطلاع نہ دی۔ غرض اوس روز کوئی صاحب تشریف نہ لیگئے ✣

بعد اس کے جسوقت ماتحت جج صاحب سوامی جی کے پاس تشریف لائے۔ تو یہ فرمایا۔ کہ آپ جانتے ہیں مجمع عام میں مباحثہ کا ہونا اچھا نہیں۔ بلکہ میں خود مجمع عام میں شریک نہیں ہوسکتا۔ اور بغیر تحریر ہونیکے زبانی باتوں سے کچھ نتیجہ بھی نہیں نکل سکتا۔ مگر مولوی صاحب کو نہ مجمع خاص پسند ہے۔ نہ تحریری مباحثہ۔ اگر یہ نہ ہوتا تو دسویں ہی تاریخ کو قواعد مرتب نہ ہوجاتے

یہ سُنکر اہل حق کو کامل یقین ہوگیا کہ جیسے رڑکی میں مولوی صاحب یورپین حکام کے روبرو مباحثہ تحریری اور مجمع خاص کو منظور کرکے مُنکر ہوگئے ہیں۔ یہاں بھی مجمع خاص اور تحریری مباحثہ یعنے مباحثہ کے لکھے جانے اور شیوع پانے کو کب مانینگے اور طاقت بیانی مولانا صاحب کی چاندا پور کے مباحثہ میں ظاہر ہو چکی تھی۔ آگے کچھ تحریک نہ ہوئی،،

(از آریہ سماچار میرٹھ بابت جیٹھ سمت ۱۹۳۶ (مئی ۷۹ء) صفحہ ۲۲ سے ۳۶ تک)

انہیں دنوں میں ایک پنڈت چترر بھج شاشتری بھی ہردوار سے میرٹھ کو چلے آئے۔ اور دل سے بڑھکر ایک نیا سوانگ ساتھ لائے یعنے کسی سبھا کا ایک چپراسی بھی ہمرکاب۔ بات بات میں پیچ تاب گلی کوچوں میں شیخی بگھارنے کے مرد۔ علم سنسکرت سے ناواقف وہناڈ لوگوں سے بہکانے میں فرد۔ الغرض میرٹھ میں سوائے آوارہ گردی اونسے اور کچھ نہ بن سکا۔ گلی کوچوں میں شاستر ارتھ کا دم البتہ بھرتے پھرے۔ مگر شاشترارتھ کرنے والے یعنے سوامی جی یا اہل سماج سے کبھی آکر نہ بھڑے۔ اس خوف سے۔ کہ کہیں شاسترارتھ نہ ہوجائے۔ اور فورًا دکھشنا ملے۔ قطع نظر ان باتوں کے اونکی ایک عقلمندی قابل غور ہے کہ جب اُونسے اور کچھ نہ بن پڑا۔ تو مولوی محمد قاسم صاحب سے جاکر میل کیا۔ اور سوامی جی کے برخلاف ہوکر اُونکی امداد کے ساعی ہوئے اور خود پُرانوں کی بُرائیاں اُونکو بتلائیں۔ وید مقدس اور ست شاستروں سے نہ تو خُود واقف تھے جو کہ مُنہہ کھولتے۔ اور نہ اون میں کوئی ایسی بات یا مقام ہے۔ کہ جہاں جائے کلام ہو جو شاستری صاحب اپنی پنڈتائی چھو نکتے۔ الغرض یہ تو سوائے پورانوں کی بُرائیاں مسلمانوں کو دکھلانے اور اُونسے حُسینی برہمن بن کچھ دکھشنا کمانے کے باقی کورے کے کورے گئے ✣

سوامی جی کے خلاف ایک دن مورتی پوجا کے پَن اور جواز میں پنڈت چترر بھج جی نے فرمایا۔ کہ بھکشن ابھکشن سب کہاے

کیا جائے گا۔ اسلئے کہ بغیر اونکے اقوال و افعال کی تردید کے مباحثہ کب ممکن ہے اور اگر اس شرط سے وہی مطلب ہے جو چاندا پور میں بیان کیا گیا تھا۔ یعنے مولوی صاحب نے فرمایا تھا کہ جو ہمارے محمد صاحب کو بُرا کہے واجب القتل ہے تو مباحثہ بھی ہو لیا کیونکہ قتل کا فتویٰ تو پہلے ہی ہو چکا۔ پھر مباحثہ کون کریگا ✦

دفعہ ۷۔ کی بابت یہ کہا کہ جس قدر میں بھاشا جانتا ہوں نہایت صاف صاف کہونگا اور اگر کوئی لفظ کسی فریق کا دوسرے کی سمجھ میں نہ آوے تو حاضرین جلسہ سے جو صاحب دونوں زبانیں جانتے ہوں سمجھا دیا کریں ✦

دفعہ ۸ و ۹ کی نسبت حاضرین جلسہ کو اختیار ہے کہ جونسا مکان چاہیں تجویز کریں ✦

دفعہ ۱۰۔ کی نسبت میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ پہلے آپ ہی وید پر اعتراض کریں۔ اور میں جواب دوں اور اسکے بعد میں قرآن پر اعتراض کروں اور آپ جواب دیں ✦

مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ پنڈت جی سوال و جواب کے لئے بہت تھوڑا وقت تجویز کرتے ہیں اتنے وقت میں سوال و جواب کا انجام نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ مضمون کی فصاحت و بلاغت تھوڑے وقت میں سب جاتی رہتی ہے ✦

اس پر مسٹر کیمپین صاحب نے فرمایا۔ کہ صاحب آپ مباحثہ کرینگے یا صنائع بدائع کو کام میں لائینگے۔ صنائع بدائع میں البتہ فصاحت و بلاغت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مباحثہ میں صنائع بدائع کی کیا حاجت ہے ✦

اس کے بعد جناب منصف صاحب نے فرمایا۔ کہ پہلے کوئی حاکم یعنے پنچ قرار دے لیجئے۔ تب یہ امور طے ہونگے۔ چنانچہ تجویز ہوئی۔ کہ جناب ماتحت جج صاحب و جناب منصف صاحب و جناب مسٹر کیمپین صاحب و جناب ڈپٹی صاحب و پنڈت گیندن لعل صاحب بالاتفاق جو قواعد مرتب کر دیں۔ وہ سب کو منظور ہیں سوامی جی نے کہا کہ صاحبان موصوف ایک کمرہ میں علیحدہ تشریف لیجا کر یہ امور طے کر دیں۔ اور بابو شو نرائن صاحب نے اسیوقت ایک کمرہ علیحدہ فرش و روشنی وغیرہ سے درست کرا دیا۔ مگر اہل اسلام نے اصرار کیا۔ کہ اسوقت قواعد کا مرتب ہونا ملتوی رکھا جاوے۔ اس پر مسٹر کیمپین صاحب نے دریافت کیا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ جو اسوقت قواعد کے مرتب کرنے سے گریز ہے۔ بجواب اسکے جناب ڈپٹی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں جب تک مولوی صاحب کا منشاء دلی اس بارہ میں دریافت نہ کر لوں۔ رائے دینا بہتر نہیں سمجھتا۔ اور نیز اس وقت ہم کچہری سے اسی طرف چلے آئے ہیں۔ دن بھر کا تکان بھی ہے ان امور کا طے ہونا کسی اور وقت پر ہی منحصر رہے۔ تو بہتر ہے۔ اور منصف صاحب اور صدر علی صاحب نے بھی یہی ارشاد کیا ✦

اس کے بعد سوامی جی نے یہ فرمایا۔ کہ اسوقت ان کا طے ہو جانا ہی مناسب تھا۔ مگر مجھکو جناب ڈپٹی صاحب اور آپ صاحبان کا کہنا منظور ہے۔ چنانچہ تجویز ہوئی۔ کہ کل بروز یکشنبہ ۱۱ مئی ۱۸۷۹ء پانچوں صاحب ملکر قواعد مرتب کر دیں۔ مسٹر کیمپین صاحب نے کہا۔ کہ میں کل بوجہ یکشنبہ شامل نہیں ہو سکتا۔ آپ چاروں صاحب ہی طے کر لیں۔ مگر اسکے بعد جب سب صاحب کمرہ کے باہر کوٹھی کے دروازہ تک ہی تشریف لائے تھے۔ کہ ماسٹر گیندن لعل صاحب نے معرفت لالہ گنگا سہائے

اس پر جناب مولوی قادر علی صاحب ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ نے فرمایا کہ میں شر و فساد کا ہرگز ذمہ وار نہیں ہو سکتا البتہ اگر جناب صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع چاہیں تو اُسکا انتظام ممکن ہے ❊

اس پر کسی نے یہ کہا کہ گورنمنٹ مذہبی معاملات میں ہرگز دخل نہیں دیتی ہے جناب صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع کو کیا غرض ہے۔ جو مباحثہ کا انتظام کرتے پھریں۔ اگر آپکو بھی ہماری طرح اندیشۂ فساد ہے تو آپ کیوں مجمع عام میں مباحثہ ہونے پر اصرار کرتے ہیں۔ مجمع خاص میں مباحثہ ہونے کو کیوں نہیں منظور فرماتے ❊

سوامی جی نے سُنکر جناب ڈپٹی صاحب سے کہا کہ آپکو مجمع کے بندوبست سے کیا غرض ہے جب کسی کے چوٹ پھینٹ لگیگی تب آپ تحقیقات اور تجویز کو طیار ہونگے۔ اور مولوی محمد قاسم صاحب سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ میں اور آپ جو کچھ کہیں گے وہ لکھدیا جاوے گا۔ اور حاضرین جلسہ کو سُنا دیا جاوے گا۔ پھر روانگی تقریر میں کیا فرق آسکتا ہے ❊

دفعہ چار کی نسبت سوامی جی نے لکھا کہ صبح کے وقت حکام لوگ بوجہ اپنی کچہری اور عدالت کے کام کے شامل مباحثہ نہیں ہو سکتے اس لئے بہتر ہے کہ مباحثہ شام کے ۶ یا ۷ بجے سے نو دس بجے رات تک ہو اور اہل اسلام مابین مباحثہ سے نماز کے وقت نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اب مولوی صاحب نماز پڑھ کر تشریف لے آئے ❊

دفعہ ۵ کی نسبت سوامی جی نے کہا کہ تقریر کے لئے اگر وقت مقرر نہ ہوگا تو بڑی دقت ہوگی یعنے ممکن ہے کہ ایک شخص چار روز تک اپنی ہی کہی جائے۔ دوسرے کی سُنے ہی نہیں۔ اور جب وقت مقرر کر دیا جائیگا۔ تو اپنے وقت میں سوال کرنے والا سوال کریگا جواب دینے والا جواب دیگا۔ اور فضائل مذہب بیان کرنے کی مباحثہ میں کیا ضرورت ہے۔ آپ لکچر دینگے یا مباحثہ کرینگے جو فضائل مذہب بیان کرنے کا پہلے ہی سے ارادہ ہے۔ مباحثہ میں بذریعہ سوال و جواب کے تردید و تائید ہوگی یا فضائل مذہب بیان کئے جاویں گے۔ اور راے صاحب! وہ سوال کون ہے کہ خود تو ایک گھنٹہ میں پورا ہوا اور جواب نصف گھنٹہ میں پورا ہو جائے؟ پس ایک سوال زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں اور اسکا ٹھیک ٹھیک جواب زیادہ سے زیادہ پاؤ گھنٹہ یعنے ۱۵ منٹ میں اچھی طرح ادا ہو سکتا ہے۔ مثلاً دیکھئے کہ پرمیشر ہے یا نہیں۔ یہ سوال ہے اور اُس کا جواب کہ پرمیشر ہے یا نہیں کیسا جلد پورا ہو گیا عموماً سوال و جواب جو ایک عرصہ دراز تک بیان کئے جایا کرتے ہیں۔ اُسکی یہ وجہ ہوتی ہے۔ کہ ایک سوال میں چند سوال اور ایک جواب میں چند جواب شامل ہوا کرتے ہیں اور جبکہ ایک اور اُس کا ٹھیک ٹھیک جواب ہو تو کچھ زیادہ وقت کی ضرورت نہیں اور اگر سوال کے لئے ایک گھنٹہ اور جواب کے لئے نصف گھنٹہ مقرر کیا جاوے تو ظاہر ہے کہ مباحثہ ہر روز غائت درجہ تین گھنٹہ ہوگا تو اس حساب دو سوال اور دو جواب ہر روز ہونگے پس مباحثہ کے لئے بھی ایک عمر دراز درکار ہوگی کبھی ختم نہیں ہوگا۔ لہذا ۵ منٹ میں ایک سوال اور ۱۵ منٹ میں اُوس کا ٹھیک ٹھیک جواب بڑی عمدہ طرح سے ادا ہو سکتا ہے۔ اور اس حساب سے کئی سوال و جواب ایک روز میں ہو سکتے ہیں۔ اور مباحثہ کا اختتام بھی ممکن ہے ❊

دفعہ ۶ البتہ کوئی کلمہ خلاف تہذیب کسی پیشوائے مذہب کی نسبت نہ کہا جائے گا۔ مگر اُنکے اقوال و افعال پر ضرور اعتراض

مقرر کئے گئے تھے پورے دو دن بھی میلہ نہ رہنے پایا۔ اور دُوسرے روز لوگوں نے فساد برپا کر دیا اور غُل مچا دیا۔ کہ میلہ ختم ہو گیا۔ اور کیا آپ بھول گئے کہ ہمارے بھگتوں کی چوکی پر لوگ جوتے رکھہ رکھکر کھڑے ہو گئے تھے اور نتیجہ جیسا کہ مقصود تھا حاصل نہ ہوا۔ اگر چاندا پور میں ہی مباحثہ مجمع خاص میں ہو جاتا تو اب مجھے اور تمہیں پھر مباحثہ کرنیکی کیوں ضرورت پڑتی۔ سات روز میں ممکن تھا کہ مباحثہ بخوبی طے ہو جاتا جیسا کہ وہاں مجمع عام ہونے سے حسب دلخواہ کوئی نتیجہ نہ نکلا ایسا ہی ہر ایک جگہہ ہوتا ہے۔ اور ہو گا۔ میں اسواسطے مباحثہ کا مجمع خاص میں ہونا پسند کرتا ہوں اور جو یہ کہتے ہو کہ سب لوگ مُستفید نہیں ہو سکتے تو میں نہیں جانتا کہ آپ کا مطلب کل دُنیا کے لوگوں سے ہے یا تمام میرٹھ سے یا کیا۔ اگر یہ کہو کہ تمام دُنیا سے تو پھر ساری دُنیا کے آدمی ہرگز ایک جگہہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ کہو تمام میرٹھ سے تو بھی کسی مکان یا کوٹھی میں نہیں سما سکتے پس جبکہ آپ کا مجمع عام بھی باعتبار تمام دُنیا کے یا تمام میرٹھ کے مجمع خاص ہے اور اگر بالفرض تمام میرٹھ کے آدمی کسی مکان میں آ بھی جاویں تو بھی دو چار دس بیس ہزار آدمی سب کے سب میرے یا آپکے بیانات کو سُن نہیں سکتے ہیں کہ جو میرے اور آپ کے اس قدر قریب ہوں کہ اِن کے کان تک میری یا آپکی آواز جا سکے پھر فرمائیے کہ مجمع عام میں بلا تحریر سب لوگ کیونکر مباحثہ سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ بیس بیس عالم فاضل بھی دونوں فریق میں کم سے کم دو دو تین تین سو ہونگے تو بھی ممکن ہے کہ اون میں سے جو فاضل سے فاضل اور عالم سے عالم ہوں منتخب کر لئے جاویں ✤

اسی اثنا میں جناب رائے بختاور لعل صاحب ماتحت جج اور جناب سید ذاکر حسین صاحب منصف میرٹھ اور رائے گنیشی لال صاحب مہتمم اخبار پرنس آف ویلز گزٹ تشریف لائے۔ اسوقت جناب مولوی محمد قاسم صاحب نماز پڑھنے کو مع اور دو تین صاحبوں کے تشریف لیگئے۔ مگر باقی اہل اسلام وہیں بیٹھے رہے ✤

سوامی جی نے ماتحت جج صاحب سے کہا کہ آج میں اور مولوی صاحب یہاں قواعد مباحثہ طے کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں اور آپ صاحبوں کو بھی اسی غرض سے تکلیف دی گئی ہے۔ مولوی صاحب مجمع عام میں مباحثہ کرنا چاہتے ہیں اور تقریر کا تحریر ہونا منظور نہیں کرتے چنانچہ جو جو وجوہات اور اعتراض ان ہر دو امور کی نسبت اوپر تحریر ہو چکے ہیں جناب ممدوح سے سوامی جی نے مکرر بیان کر دئے۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر مجھکو بات بدلنی یا جعلسازی مدنظر ہوتی تو میں تقریر کے تحریر ہونے۔ اور ایک پرت مباحثہ کا سرکار میں داخل کرنیکی کیوں خواہش کرتا ✤ ''

مولوی صاحب نے کہ جو نماز سے فراغت پاکر تشریف لے آئے تھے کہا کہ تحریر کی وجہ سے روانگی تقریر میں فرق آئیگا۔ اور مجمع عام میں سب لوگ اپنے روبرو مباحثہ ہوتے دیکھ لیتے ہیں۔ اور سب کے دل کی ہوس نکلجاتی ہے ✤

اسپر جناب ماتحت جج صاحب نے فرمایا کہ سوامی جی کو اکثر مجمع عام میں مباحثہ زبانی کرنے کا اتفاق پڑا ہے اور نتیجہ اس کا بجز فساد اور کچھ نہ ہوا۔ اسلئے اب بھی سوامی جی کو مجمع عام میں مباحثہ کرنے سے فساد کا اندیشہ ہے۔ ممکن ہے کہ اگر جناب ڈپٹی صاحب جو اس ضلع میں ڈپٹی مجسٹریٹ ہیں ذمہ دار ہو جاویں کہ ہم کسی طرح کا شر و فساد نہ ہونے دیں گے تو کیا ہرج ہے مجمع عام میں ہی مباحثہ سہی ✤

کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ حالانکہ منشی جی نے اہل اسلام پر وہ وہ اعتراض کئے ہیں کہ اگر بہ نظر غور ملاحظہ کیا جاوے تو دم مارنے کی جگہہ باقی نہیں مگر تسپر بھی آپ آمادہ مباحثہ ہیں اور روبرو بیٹھکر تقریر ہونے اور اُسکے کہے جانے میں یہ فائدہ بھی ہے کہ جو فریق جس فریق پر اعتراض کرتا ہے اُسکا جواب ٹھیک ٹھیک فورًا دوبدو دینا پڑتا ہے۔ اور انجام اُوسکا یہ ہوتا ہے کہ ضرور دونوں میں سے ایک فریق مغلوب ہوتا ہے۔ دوسرا غالب۔ برسوں کے جھگڑے چندروز میں طے ہو جاتے ہیں اور بہت سے اعتراضات وجوابات کا نتیجہ چندروز میں حاصل ہو جاتا ہے۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ روبرو بیٹھکر مباحثہ ہو۔ اور تین محرر بیٹھکر ہر ایک سوال وجواب کو حرف بہ حرف تحریر کریں اور تینوں پرت پر مباحثہ کرنیوالوں اور میر مجلس کے دستخط ثبت ہوں ایک ایک پرت مباحثہ کرنے والونکو اور ایک پرت سرکار میں داخل کر دیا جائے تاکہ کوئی فریق اپنے بیانات سے انحراف نہ کرنے پاوے اور کسی طرحکی جعل سازی مضامین مباحثہ میں نہ چل سکے ❊

دوسری دفعہ[لہ] کی نسبت سوامی جی نے فرمایا کہ لکچر دینے کیوقت تو لکچر دینے والا اپنی راے اور خیالات اور اپنی عقلی دلائل ہر ایک امر کی نسبت ظاہر کیا کرتا ہے دوسرے کسیکو بیچ میں دخل دینے کا اختیار نہیں ہوتا۔ جسکو اچھا معلوم ہو سُنے جسکو بُرا معلوم ہو نہ سُنے اور اُسمیں سوال وجواب نہیں ہوتے ہیں تاکہ کوئی شخص قایل ہوکر بوجہ ندامت آمادہ فساد ہو صرف ایک فریق دوسرے فریق کے مذہب کی تردید کیا کرتا ہے۔ دوسرا فریق اُوسکی اوسوقت تردید نہیں کرتا۔ اگر ناگوار ہو تو اتنا ہی ہوتا ہے کہ اُٹھکر چلا جائے وہاں نہ بیٹھے اور نہ سُنے اور جبکہ ایک فریق دوسرے فریق کے مذہب کی تردید کرتا ہے۔ اور وہ اُسکا جواب دیتا ہے اور پھر وہ اُس جواب کی تردید کرتا ہے اسی طرح جب کہ مباحثہ میں باہم منڈن یعنے تائید اور کھنڈن یعنے تردید ہوتی ہے۔ تو جس فریق سے کہ جواب معقول نہ بن آوے یا اپنے مذہب کی مذمت کی برداشت نہ ہوسکے تو سوائے اسکے کہ بوجہ ندامت یا اشتعال طبع کے کہ مقتضائے بشریت ہے فساد پر آمادہ ہو اور کچھ نہیں بن آتا۔ پس اگر حاضرین جلسہ چیدہ چیدہ عالم فاضل عقلمند اور سلیم الطبع ہوئے تو بوجہ اپنی فضیلت اور سلیم الطبعی کے غصہ کو ضبط کر دیتے فساد نہیں ہوتے اور اگر کونجڑے قصائی تیلی تنبولی۔ دھوبی۔ جولاہے۔ اٹھائی گیرے۔ لچے۔ بدمعاش اور کچھہ عقلمند اور سلیم الطبع ہوں اور مجمع عام ہو تو فورًا انٹیں پھینکتے ہیں اور دنگہ فساد ہوتے کچھ دیر نہیں لگتی ❊

اے صاحب! مباحثہ تو عاقلوں اور فاضلوں کے جلسہ میں ہوتا ہے کہ جو لطف بھی حاصل کریں اور انصاف کر سکیں کہ کسکا بیان سچا ہے۔ مباحثہ جاہل بے وقوفوں کے مجمع میں نہیں ہوتا وہ لوگ بوجہ جہالت نہ سمجھہ سکتے ہیں نہ داد دے سکتے ہیں اور اکثر دنگہ فساد جاہلوں میں یا جاہلوں کے باعث سے ہوتا ہے اس لئے مباحثہ دانش مندوں ہی کے کہ جلسہ میں ہونا چاہیے ❊

اسپر مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ نہ معلوم اب آپ کیوں مجمع خاص کیلئے ضد کرتے ہیں۔ چاندا پور ضلع شاہجہان پور میں تو آپنے اس بات پر کچھہ بھی ضد نہیں کی تھی۔ اور نیز مجمع خاص میں سب لوگ مباحثہ کے لطف سے مستفید بھی نہیں ہو سکتے ❊"

سوامی جی نے فرمایا آپ نے دیکھا نہیں کہ چاندا پور میں مجمع عام ہونے سے کیسا گڑبڑ ہو گیا تھا یعنے میلہ کیواسطے سات دِن

لہ چونکہ سوامی جی نے اول تیسری دفعہ کی نسبت بحث کی تھی اور بعد ازاں دوسری دفعہ کی بابت اسلئے یہاں بھی اسی طرح لکھا گیا ہے ۱۲

اگر ہو تو وہ جگہہ ہو جو بہ نسبت شہر و لال کرتی دربن وصدر وغیرہ کے بمنزلہ حد اوسط ہو تا کسی کو کمی بیشی فاصلہ کی شکایت نہو +

دفعہ نہم - مکان مناظرہ وسیع ہو تا کہ حاضرین جلسہ کو تکلیف نہ ہو +

دفعہ ۱۰ - اگر ایک سوال یا اعتراض پنڈت جی کی طرف سے ہو تو ایک سوال یا اعتراض ہماری طرف سے ہونا چاہیے +

بعد پڑھے جانے ان جملہ شرائط کے دفعہ ۱ کی بابت سوامی جی نے فرمایا کہ میں مباحثہ کا منتظر نہیں رہ سکتا آج سے تیسرے دن روز چارشنبہ مباحثہ شروع ہو جانا چاہئے اور اس امر کو مولوی صاحب نے بھی منظور فرمایا +

تیسری دفعہ کی نسبت سوامی جی نے کہا کہ میں مباحثہ کی تقریر کا نہ لکھا جانا ہرگز پسند نہیں کر سکتا - کیونکہ آدمی کو بات بدلتے کچھ دقت نہیں پڑتی - اسلئے پہلے میں نے یہہ امر ان لوگوں سے جو بابو شیو نارائن صاحب کے ساتھ آئے تھے طے کر لیا تھا کہ اگر مولوی صاحب مباحثہ مجمع خاص میں کرنا چاہیں اور تقریر کے لکھنے پر بھی آمادہ ہوں تو تشریف لاکر قواعد مباحثہ طے کر لیں اور جب اُنھوں نے اسبات کو منظور کر لیا تھا اُسپر میں نے آپکو تکلیف دی تھی علاوہ اِسکے بغیر لکھے کوئی بات پایہ ثبوت کو نہیں پہونچتی جسکے جی میں یا زبان میں جو آیا کہنا شروع کر دیا کوئی چیز اسبات کی مانع نہیں ہو سکتی کہ جو بات ایک مرتبہ کہی جاوے اوسکے خلاف دوسری نہ کہی جاوے خواہ مجھکو یا آپکو ایسا کہنے کا موقع مل سکتا ہے کہ یہ بات ہمنے نہیں کہی تھی گو دراصل کہہ چکے ہوں اسکے سوا ہر فریق کے آدمی اپنا اپنا غلبہ بیان کیا کرتے ہیں - ایک کہتا ہے کہ میں جیتا دوسرا ہارا - اور دوسرا کہتا ہے میں جیتا وہ ہارا - بغیر لکھے وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو ایک دُوسرے کی فضول گویوں کی بندش کو کافی ہو - اور تقریر کے لکھے جانے سے یہ نتیجہ نہایت عمدہ طرح حاصل ہو سکتا ہے اسکے علاوہ نہ کوئی فریق اور بات بدل سکتا ہے - نہ خلاف واقعہ فضول گویاں ہو سکتی ہیں لکھے ہوئے بیان کو دیکھکر ہر شخص اطمینان کر سکتا ہے - کہ کون جیتا کون ہارا - علاوہ بریں یہ بھی ممکن نہیں کہ جیسے الفاظ اُسوقت زبان سے نکلیں اُنکو کوئی بجنسہ یاد رکھ سکے تو سوائے حاضرین جلسہ کے اور بھی لوگ مباحثہ کا پورا پورا لطف ہی نہیں اُٹھا سکتے لکھا ہوا مباحثہ جب چھپکر دُنیا کے دیش و دیشانتر یعنے ہر ایک شہر و دیار میں پہونچ سکتا ہے اور ہر ایک جگہہ کے باشندے اُس سے ایسا لطف اُٹھا سکتے ہیں کہ گویا اسی جلسہ میں موجود تھے +

اسپر مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ تحریری مباحثہ میں آمد مضامین رُک جاتی ہے - اور طبیعت کُند ہوتی ہے اور جب تحریری مباحثہ ہوا تو میری اور آپکی ایک جلسہ میں جمع ہونیکی کیا ضرورت تھی اپنے گھر بیٹھے تم ہمپر اور ہم تُمپر اعتراض کرتے رہیں اور جواب لکھتے رہیں - اسپر مسٹر کیمپین صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول میرٹھ نے فرمایا کہ جس فاضل شخص کی طبیعت محض بوجہ تحریر کُند اور اُسمیں آمد مضامین رُک جائے وہ اچھے فاضل ہیں کہ اپنی فضیلت و علمیت اور قوت بیانیہ پر اتنے قادر نہیں کہ صرف تحریر ہونے تک اپنے مضامین دلی کو یاد نہ رکھ سکیں اور پھر اپنے منشا و مضامین کو ظاہر کر سکیں اگر یہی فضیلت و طبیعت ہے تو اُس آمد مضامین اور فاضلانہ طبیعت کا خدا حافظ +

اور سوامی جی نے یہ فرمایا کہ دیکھئے گہر بیٹھے تو منشی اندرمن اور اہل اسلام باہم مدت سے اعتراض کر رہے ہیں مگر اب تک اُسکا

بابو شیو نرائن صاحب — پنڈت جگناتھ صاحب رئیس میرٹھ حکیم مُقرب حسین صاحب مہتمم
پنڈت دیوی چند صاحب لالہ للتا پرشاد صاحب اخبار عام میرٹھ
چار صاحب اور تھے جنکے نام معلوم نہیں ہوئے

علاوہ اِن کے مسٹر کیپن صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول میرٹھ بھی حسب الرضائے فریقین اس جلسہ میں شریک ہوئے +

اوّل مولوی صاحب کیجانب سے قواعد مباحثہ جنکو وہ تحریر کرکے اپنے ہمراہ لائے تھے اور جو ۱۲ مئی ۱۸۷۸ء کی نجم الاخبار میں طبع ہو چکے ہیں پڑہے گئے نقل اُنکی ذیل میں درج ہے +

شرائط مناظرہ منجانب اہل اسلام

دفعہ اول - تاریخ مناظرہ میں کم سے کم آٹھ روز کا وقفہ ہونا چاہئیے تاکہ دُور کے مشتاق بھی مستفید ہوسکیں اور اگر پنڈت جی کو جانیکی جلدی ہو تو اُس سے کم وقفہ سہی +

دفعہ دوم - جیسے پنڈت جی نے لکچر دینے کے وقت جو اور مذاہب پر اعتراض کرنیکا وقت ہوتا ہے حاضرین کی کوئی تعداد مُعین نہیں کی ایسے ہی وقت مناظرہ جو اور انکی طرف سے جواب کا وقت ہوتا ہے۔ حاضرین کی تعداد تعین نہ ہونا چاہئیے +

دفعہ سوم - وقت تقریر وہ امر نہ تجویز کیا جاوے۔ جو انکی تقریر میں مخل ہو۔ مثلاً یہہ نہو کہ تقریر کرنے والا ایک جملہ کہکے چپکا ہو رہے جب لکھنے والا لکھ چکے تو پھر اُسکو کہنے کی اجازت ہو ورنہ پھر مناظرہ تحریری و تقریری میں کیا فرق ہوگا +

دفعہ چہارم - وقت مناظرہ ، بجے صُبح سے ۱۱ بجے تک ہونا چاہئیے تاکہ مسلمانونکو نماز وغیرہ ضروریات دین کیلئے بیچین رہنے کی ضرورت نہ ہو +

دفعہ پنجم - تقریر کے لئے کوئی وقت معین نہ کیا جائے۔ کیونکہ کون اپنی تقریر کو وقت پر ناپ تول کراتا ہے۔ اور اگر خواہ مخواہ اندیشہ فضول گوئی سے تحریر ہی منظور ہو تو اگر ہم اس سے قطع نظر بھی کریں کہ ارمان ناتمامی تقریر کے رہجانے کا اندیشہ ہے تو بھی فضائل مذہب کے بیان کرنیوالے کیلئے ایک گھنٹہ اور مجیب کے اعتراض کیلئے آدہے گھنٹہ سے کم نہ ہونا چاہئیے +

دفعہ ششم - مسلمانونکو تو اپنے مذہب کے حق سمجھنے کے لئے اور دینوں کے پیشواؤں کے بُرا کہنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اور دین والوں سے یہ اندیشہ ہے اسلئے یہ عرض کردینا ضرور ہے۔ کہ حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلواۃ والسلام اور اُنکے اتباع کرام کے شان میں گُستاخی نہ ہونی پاوے +

دفعہ ہفتم - فریقین گفتگو اردو زبان میں کریں اور ایسے الفاظ سے تامقدور احتراز کریں کہ جو دوسرونکی سمجھہ میں نہ آویں +

دفعہ ہشتم - مکان مناظرہ کا نہ وہ مکان ہو جہاں پنڈت صاحب فروکش ہیں نہ وہ جگہہ جہاں مولوی محمد قاسم صاحب مُقیم ہوں -

پڑھیں گے۔ جملہ جملہ اگر لکھا جائے۔ تو پھر مباحثہ تقریری و تحریری میں کیا فرق رہیگا اس سے بہترین یہ ہے کہ مباحثہ تحریری ہی ہو جائے۔
(افسوس دیکھئے مولوی صاحب کتنے حیلہ و حوالہ کر رہے ہیں، چھ بجے سے نو بجے تک کل مباحثہ کا وقت ٹھیرا۔ اس میں تحریر کی بھی پخ لگا دی جائے تو یہ معنے ہوئے کہ جاؤ اپنا کام کرو)، المختصر ۱۸ اگست ۱۸۷۸ء مولوی محمد قاسم

ناظرین! جب مولوی صاحب بار بار وہی مرغی کی تین ٹانگ والا راگ گاتے دیکھے اور کسی طرح مباحثہ کے واسطے حسب شرائط طے شدہ کے تشریف نہ لائے۔ تو سوامی جی وہاں آریہ سماج قایم کر کے ۲۲۔ اگست ۱۸۷۸ء کو روانہ میرٹھ ہوئے +

کیفیت شرائط مُناظرہ سوامی دیانند سرستی جی و جناب مولوی محمدؐ قاسم صاحب

(بار سوم)

بمقام میرٹھ

۱۰ مئی ۱۸۷۹ء کو شام کیوقت بہ تجویز ہمدگر سوامی دیانند سرستی جی اور جناب مولوی محمد قاسم صاحب۔ بابو شیو نرائن صاحب گماشتہ کمسریٹ کی کوٹھی پر واسطے طے کرنے شرائط مباحثہ کے جمع ہوئے اُو اکثر شریف اور رئیس اور حکام بھی تشریف لائے مگر چونکہ عوام لوگوں کا بھی انبوہ کثیر ہو گیا تھا۔ لہذا یہ تجویز ہوئی کہ سوامی جی اور جناب مولوی صاحب اور فریقین کی جانب سے دس دس صاحب جنکے نام ذیل میں بغرض اطلاع درج ہیں۔ ایک علیحدہ کمرہ میں بیٹھ کر قواعد مباحثہ طے کر لیں۔ اب جو گفتگو کہ سوامی جی اور مولوی صاحب کے باہم اُس وقت بابت شرائط مباحثہ کے درمیان آئی اور جو جو وجوہات اپنے اپنے بیان کی تائید میں طرفین سے پیش ہوئیں اُنکے ملاحظے سے ہی صاحبان انصاف پسند پر وہ نتیجہ جو مباحثہ کے ہونے سے انجام میں پیدا ہوتا روشن ہو جائیگا۔

اُن صاحبوں کے نام جو شرائط مباحثہ کیواسطے طرفین سے منتخب کئے گئے تھے

آریوں کی جانب سے

- سوامی دیانند سرستی صاحب
- ماسٹر گیندنلال صاحب بی۔ اے
- بابو آنند لعل صاحب سکرٹری آریہ سماج وا ڈیٹر آریہ سماچار
- رائے[1] بختاور سنگھ صاحب ماتحت جج (صدر علی) بہادر۔ میرٹھ
- ماسٹر اجودھیا پرشاد صاحب
- لالہ گنگا سہائے صاحب

[1] یہ صاحب ذرا دیر سے تشریف لائے تھے

اہل اسلام کی جانب سے

- مولوی محمد قاسم صاحب
- مولوی نجم الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس
- مولوی محمد حیات صاحب مہتمم روزنامہ نجم الاخبار
- مولوی قادر علی صاحب ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ بہادر میرٹھ
- مولوی محمد ہاشم صاحب مہتمم مطبع ہاشمی

ترجمہ بخدمت جناب کپتان اسٹوارٹ صاحب بمقام رُوڑکی

گذارش ہے کہ کچھ مسلمانوں نے بخدمت جناب صاحب مجسٹریٹ بہادر چھاؤنی بغرض حصول اجازت مباحثہ مابین سوامی دیانند اور مولوی محمد قاسم درخواست دی تھی جس پر انہوں نے حکم صادر فرمایا ۔ کہ میں ایسا مباحثہ سول یا چھاؤنی سٹیشن پر ہونیکی اجازت نہیں دیتا جسپر مسلمانوں نے جنگل میں سٹیشن سے باہر مباحثہ کرنے کے لئے کہا جسکو ہم لوگ پسند نہیں کرتے ۔ آپ سے درخواست ہے کہ اُسی مکان پر مباحثہ کی اجازت مل جاوے ۔ جہاں کہ سوامی جی اسوقت رہتے ہیں ع عرضی

امراد سنگھہ وللتا پرشاد وغیرہ ممبران سماج ۱۰ اگست ۱۸۷۸ء

ترجمہ حکم کپتان صاحب بہادر و اجازت کرنیل صاحب بہادر

بنام پنڈت امراد سنگھہ اور اُنکے دوستوں کے ۔

کرنیل مانسل نے کہا ہے کہ تھوڑے آدمیوں کی اجلاس کو جو کہ فلاسفروں کے طریقہ پر اپنا کام کرنا چاہئیں ۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہے اسلئے میرے خیال میں مسلمان اور آرین بالفعل اسی مکان پر اپنا مباحثہ کریں جہاں پر سوامی جی رہتے ہیں ۔ میں اپنا مکان بھی دینے کو تیار تھا ۔ مگر اسمیں چوبیس آدمیوں سے زیادہ نہیں آسکتے ۔ اسٹوارٹ ۱۷ اگست ۱۸۷۸ء

یہ حکم ذیل کے خط کے ساتھ مولوی صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا ۔

پیشوائے دین اسلام مولوی صاحب ۔ پرمیشر آپکو ہمیں اور کُل کو ہدائت بخشے ۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ عیدگاہ کے قریب مجمع ہرگز مناسب معلوم نہیں ہوتا وجہ یہ ہے کہ وہاں انتظام کامل کی بدون تعداد معینہ کی صورت نظر نہیں آتی اور آپ بھی سوائے اپنے اوروں کی طرف سے کسی بیضابطہ کارروائی کے ذمہ وار نہیں ہو سکتے لہذا میرا مکان یا کپتان صاحب وغیرہ کا مکان ہی مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ کپتان صاحب کی خدمت میں کل ہمنے اس عرضی کے پیش کرنیکا ذکر کیا تھا اُوس کا جواب آگیا ۔ نقل ہر دو ارسال خدمت ہیں ملاحظہ فرما کر فیصلہ کیجئے ۔ ۱۸ اگست ۱۸۷۸ء ۔ دیانند سرستی ——— +

اسکو پھر مولوی صاحب نے نہ سمجھا ۔ نہیں بلکہ تجاہل عارفانہ کرکے جاہلوں میں بات ٹال موقعہ سنبھال اپنی علمیت کی مشہوری کا خیال کیا کہ ایسا نہ ہو ساری عمر کی شہرت برباد ہو ۔ اور شکست کا غم اوسپر زیادہ ۔ لاچار ہو کر ایک نہائت ہی بزدلانہ حیلہ بناکر لکھتے ہیں ۔ وہ یہ حکم کپتان صاحب کا ہے ۔ کپتان صاحب کو اُس سے کیا علاقہ جو اُنکو تکلیف دے اس بات کا اختیار کرنیل صاحب کو ہے کپتانصاحب کا ارشاد کیا ۔ پر اُنکی اس تحریر میں اگر اوس اوّل بات کی طرف اشارہ ہے ۔ تو بعد صدور حکم صریح اب وہ قابل التفات نہیں (یعنے جب وہ پہلے منع کر چکے ہیں تو ہم اس حکم کی طرف التفات نہیں کرتے) بعد صدور حکم اجنٹ صاحب اور کرنیل صاحب ہمکو سردست اندیشہ دار و گیر تو ہے ۔ بعد تحقیقات بھی یہ معنے نکلینگے ۔ آپکا بنگلہ کپتان صاحب کی کوٹھی سے بڑا نہیں ۔ اثاث البیت کے سوا اگر اُسمیں چوبیس پچیس کی گنجائش ہے تو آپ کے بنگلہ میں سوائے محل اثاث البیت شائد بارہ ہی آدمی سمائیں اوسمیں بعد منہائی صاحبان سول و چھاؤنی ہمارے حصّہ پر شاید پانچ چار ہی آئیں تو آئیں اور اگر ٹھونس ٹھانس کر سو پچاس کو بھر ہی بھیجئے تو باقی دو سو کیا آپ کے چھپر

ٹھیک نہیں ہے جب کچھ ہو گا اطلاع دیجاویگی۔ ہم بہت آنند اور کشل میں ہیں سب سبھا سدو نکو نمستے ۱۷ اگست ۱۸۷۸ء

(دیانند سرستی از رڑکی۔)

اسکے بعد مولوی صاحب کا خط آیا جس میں بعد چند شکایات کے لکھتے ہیں +

"ہم دو حکم سُنا چکے ہیں۔ آپ ایک کرنیل صاحب ہی کی اجازت حاصل کرکے اطمینان فرمائیں مجمع عام نہ سہی ہم تھوڑے سے ہی آدمیوں سے حاضر ہونگے۔ کل ہی لکھا آج پھر لکھتا ہوں ۱۰ اگست ۱۸۷۸ء العبد محمد قاسم

اِس خط کے آنے پر ممبران سماج نے جو کپتان صاحب کو ۱۷ اگست کو بدیں مضمون انگریزی میں چٹھی لکھی تھی اور اُسپر جو کپتان صاحب نے حکم نافذ فرمایا تھا۔ وہ حسب ذیل ہے۔

نقل انگریزی چٹھی جو کپتان صاحب کو لکھی گئی تھی

TO CAPTAIN W. STUART, R. E., RURKEE.

SIR,—We beg leave to state that some Muhamedans of the station applied to Cantonment Magistrate for permission for a religious discussion between Maulvi Muhammad Qasim and Swami Dayanand, the Magistrate said in reply that he could not sanction such a meeting to be held in the Civil or Cantonment Station. A similar reply was received by the Muhomedans on their application to Colonel Maunsell. The Mahomedans in this case propose to us the holding of the assemblage in jungle out of the station where all could attend, but we believe that it would be inconvenient, and request the favor of being allowed to hold a meeting in the place where Swamiji presently stops.

We beg to remain,
SIR,
Yours obediently,
UMRAO SINGH.

17th August 1878.

نقل حکم کپتان صاحب بہ حروف انگریزی

TO PANDIT UMRAO SINGH AND FRIENDS.

Colonel Maunsell has already said that he had no objection to a few people meeting and discussing their affairs in a quiet orderly way like Philosophers.

I think, therefore, that all concerned, both Muhammadans and Aryans, should adopt his suggestion, and meet as they do at present at the Swami's residence.

I would willingly give my own house, but it would not admit of more than twenty-four people attending.

(Sd.) W. STUART.

Dated 17th August 1878.

پیشوائے دین ہنود پنڈت دیانند سرستی صاحب اللہ تعالیٰ ہمکو اور آپکو سب کو راہ حق دکھائے

اسوقت نیاز نامہ صبح کا جواب پہونچا جی تو یوں چاہتا تھا کہ جب مراسلہ ثانی کا بھی جواب آلیتا تب سے جواب لکھتا- مگر نامہ بر جلدی کرتا ہے اسلئے یہ گذارش ہے کہ آپکی اور میری ملاقات پہلی نہیں سال گذشتہ میں میرا انداز تقریر آپ دیکھہ چکے ہیں اوسکے تغیر میں طبیعت کی روانگی نہ رہیگی اور اس سے زیادہ جلدی کی طاقت نہیں اس صورت میں آپ سے ہو سکے تو لکھ بھیجیئگا- اور نہ ہو سکے تو آپ جانیئے مگر یہ عذر کہ میں تاوقتیکہ یہ شرائط تسلیم نہ کیجائیں مناظرہ کو بہتر نہیں سمجھتا درپردہ انکار ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ صاف ہی انکار کریں اور اوقات کسی کے ضائع نہ کریں- ہزاروں مباحثے ہوئے ہزاروں مناظرے ہوئے کسی نے یہ شرط نہ کی تھی آپ کو یہ شرط سوجھی وجہ اسکی بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ آپکو بچاؤ مد نظر ہے- زیادہ بجز انتظار نیاز نامہ سابق اور کیا عرض کروں + ۱۷ اگست ۱۸۷۸ء

العبد محمد قاسم

اسکے جواب میں سوامی جی نے دو خط ارسال کئے ایک میں تو لکھا کہ ہزاروں ہزار شکر پرمیشر کا ہے- کہ آخر آپ شرائط متعلقہ مباحثہ پر راضی تو ہوئے لیکن تو بھی اس موقعہ پر مجھے اس امر کا افسوس ہے کہ آپ اس عنائت نامہ میں یہ نہیں فرماتے کہ ہم تحریر گفتگو مباحثہ میں مددگار ہونگے آپ بخلاف اسکے یوں کہتے ہیں کہ تمکو اختیار ہے تمسے لکھا جائے تو لکھ لینا ہم اپنی تقریر کو جب ختم کرینگے جبھی بیٹھیں گے اس سے تو یوں پایا جاتا ہے کہ آپ ہمارے اس ارادہ کے خلاف کوشش کرینگے اگر کوئی شخص تقریر بآہستگی کرے تو اسکا کہنا کچھ مشکل نہیں لیکن اگر کوئی اس ارادہ سے بولے کہ دوسرا میرا بیان نہ لکھہ سکے تو واقعی دوسرا نہیں لکھہ سکتا بشرط تحریر مباحثہ اسقدر ضروری ہے کہ میں آپ کے بلا اس کے منظور کرنیکے مناظرہ پر ہرگز راضی نہیں بمفصل یہ کہ ایک طرف سے سوال ہو تاوقتیکہ وہ تحریر نہ ہو جائے طرف ثانی جواب نہ دیوے اور جب تک یہ جواب نہ لکھا جاوے دوسرا سوال نہو- بولنا ایسا آہستگی سے چاہیئے کہ تحریر میں دقت نہ آئے- تعداد وقت سوال و جواب کے واسطے کل شروع مناظرہ سے پہلے تجویز ہو جاویگی ان امور میں اگر آپ اتفاق کریں تو بھی مطلع فرمائے معرفت حامل ہذا + دیانند سرستی- ۱۷ اگست ۱۸۷۸ء +

دوسرا خط آپکے اوس عنائت نامہ کے جواب میں پھر دو چار باتیں عرض کرتا ہوں تاکہ پھر آپ کو ایک دفعہ سوچنے اور انصاف کرنیکا موقعہ ملے- کوئی اہل عقل و انصاف بشرطیکہ اس بندوبست کی خوبی سے انکار نہیں کر سکتا کہ مناظرہ کے وقت ایک محرر میری طرف سے تجویز ہو جاوے اور ایک آپکی طرف سے وہ دونو جو کچھ گفتگو ہو تحریر کرتے جائیں بعدہٗ دونوں تحریرونکو مطابق کر کے میرے آپ کے دستخط ہو جائیں تاکہ بعد مباحثہ ہر دو طرف کے جواب و صواب میں شک نہ ہو اگر آپ اس شرط مناسب کو تسلیم نہیں کرتے تو آپ جانیں اس سے تو آپکا صرف بحث نہ کرنیکا ارادہ معلوم ہوتا ہے میں کسی امر ضروری سے ہرگز انحراف اختیار نہیں کر سکتا- اسوقت آپ کا دوسرا رقعہ آیا- میرے بعض احباب نے کپتان صاحب کو تحریر کیا ہے جسوقت نتیجہ برآمد ہوگا آپ کو مطلع کرونگا ۱۷ اگست ۱۸۷۸ء

اسی تاریخ کو ایک خط سوامی جی نے سکرٹری آریہ سماج ملتان کو لکھا کہ روڑکی میں ویاکھیان نت ہوتے ہیں ڈیڑھ آشا ہے کہ آریہ سماج استھاپن ہو جاویگا- مولوی محمد قاسم بھی ہمسے مباحثہ کرنے کے لئے آیا ہے اور ۱۸ تاریخ مقرر ہے سو ابھی کچھ (مباحثہ ہونے کی امید)

بار بار یہ اصرار کرتے ہیں کہ میرے مکان پر اگر مباحثہ کرو - اور وہ جگہہ حضور کے علاقے میں ہے - لہذا خدمت عالی میں ملتمس ہیں کہ حضور ہم لوگونکو پنڈت صاحب کے مکان پر عام طور سے جانیکی اجازت فرما دیں - تاکہ مولوی صاحب مجبوراً اونہیں کے مکان پر جاکر مباحثہ کریں - واجب جانکر عرض کیا + عرضے

محمد لطف اللہ خان ظہیر الدین احمد بیگ صفدر علی - ضامن علی وغیرہ

جمیع مسلمانان روڑکی - مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۷۸ء

اسپر کرنیل صاحب نے حکم دیا کہ ہمارے علاقہ سے اس مباحثہ کو کسی طرح کا تعلق نہیں ہے - اگر تمکو مباحثہ کرنا ہے تو باہر اور کرو - روڑکی یا چھاونی میں ہم اسکا قطعی حکم نہیں دیتے - ہمارے اور مجسٹریٹ صاحب کے علاقہ سے کچھ فاصلہ سے اگر تمکو کرنا منظور ہے تو جاکر کرو - مگر احتیاط سے کر جسمیں فساد نہو - اور ہمارا اور مجسٹریٹ صاحب کا علاقہ کچھ دور تک نہیں ہے - اور ہم اس مباحثہ کو منع نہیں کر سکتے + کرنیل مانسل صاحب (دستخط انگریزی) ۱۷ اگست ۱۸۷۸ء -

اسکو مولوی صاحب نے بذریعہ اپنے اس خط کے بھیجا +

پیشوائے دین ہنود سوامی دیانند سرستی صاحب خدا تعالے ہمکو اور آپ کو سب کو ہدایت فرمائے +

صبح ایک نیاز نامہ آپکی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں اوس کے ملاحظہ سے کیفیت کل معلوم ہوگئی ہوگی - اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا - کہ ہم بہ مجبوری جسطرح آپ فرمائیں آپ ہی کے مکان پر حاضر ہونیکو تیار ہیں - مگر بہ نظر دوراندیشی جیسا کل مجسٹریٹ صاحب کیخدمت میں ایک عرضی بغرض حصول اجازت دی تہی آج کرنیل صاحب کیخدمت میں ایک عرضی گذرانی مگر آپ نے جو اندیشہ فساد کا غل مچایا تو نہ انہوں نے اجازت دی نہ انہوں نے - دونوں نے قطعی ممانعت فرمائی کل کا قصہ سنا ہوگا - آجکی کیفیت نقل عرضی اور نقل حکم سے جو اس نیاز نامہ کے ساتھ ملفوف ہے معلوم ہوگی لہذا گذارش ہے کہ آپ کے مکان پر اور روڑکی میں تو یہ مباحثہ ہو ہی نہیں سکتا البتہ خارج از علاقہ چھاونی و روڑکی ممکن ہے چنانچہ کرنیل صاحب کے حکم سے صاف عیاں ہے سو ہمارے نزدیک تو میدان عیدگاہ سب سے بہتر ہے اگر آپ فرمائیں تو وہاں ہی سب سامان کیا جائے ہم سب کام کرینگے آپکو فقط تشریف آوری ہی کی تکلیف ہوگی اور انشاء اللہ تا مقدور آپکی دلجوئی میں قصور نہ ہوگا اور آپ بالیقین سمجھئے آپ کے اور آپکے ہمراہیوں کی مدارات اور تواضع میں اور تعظیم و توقیر میں کچھ پہلو تہی نہ ہوگی ہمارا یہ شیوہ نہیں کہ کسیکی توہین کا ارادہ کریں بلکہ کسی قسم کا صاحب کمال ہو ہم اوسکی مدارات اپنے ذمہ ضروری سمجھتے ہیں آپ انشاء اللہ اوس سے زیادہ خوش رہینگے - جتنا اپنے مکان پر خوش رہتے آپ بے تکلفانہ عزم مصمم فرمائیں اور بہت جلد ہم نیازمندان کو اپنے منشاء سے مطلع فرمائیں - تاکہ ابھی سے میدان عیدگاہ میں یا جہاں آپ فرمائیں سامان معلومہ روانہ روانہ کریں - زیادہ کیا عرض کروں - جواب باصواب کا منتظر ہوں - اور کسیطرح آپ کو کسی اور مکان پر قدم رنجہ فرمائی منظور ہی نہیں تو اپنے مکان پر مباحثہ کی اجازت حاصل کر کے ہمکو اطلاع دیں فقط + ۱۷ اگست ۱۸۷۸ء

العبد محمد قاسم

کرنا پڑیگا - کہ اس معاہدہ کا موضوع الیہ خوش انتظامی ہے - جسکی تکمیل اور غیر تکمیل کو نقصان پہنچیگے - بعد عہود سلاطین و بیع و شراء کے باہم کسی بات پر راضی ہوجانے پر عہود کا خاتمہ نہیں ہوسکتا عہود اور بھی ہوتے ہیں اور انحراف ان سے بھی اچھا نہیں - اگر آپ کے نزدیک سوائے اُن دو عہود مذکورہ کے اوروں سے انحراف بھی روا ہے تو خیر سے چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی - آپ ذرا انصاف کیجئے ہٹ کو چھوڑیئے اور شرائط معقول کو معقول ہی خیال کیجئے اور اگر بحث نہیں کرتے تو در پردہ کہتے ہو صاف فرما دیجئے پھر زیادہ اس معاملہ میں تکرار نہ کیجاویگی گو ہمارا وقت بے سود ضایع کیا - اور آپ کے معتقدوں کی لن ترانیاں زبانی تو نہ لئے آپ کی شرط معلوم پر راضی نہ ہونیکے لئے ایشر کی گواہی کی (بطور قسم) تو اُسوقت ضرورت ہوسکتی ہے - جب کپتان اسٹوارٹ و کرنیل مانسل آپ کی طرح منحرف ہوجائیں ابھی گواہ موجود ہیں یوں ہی فیصلہ ہوجانا ممکن ہے - ویدوں کے ترجموں کی نسبت میری تحقیقات نئی نہیں ہے نیست و نابود کا لفظ اُسوقت صادق آتا ہے - جب پہلے وجود کا ثبوت ہولے - شلاً قرآن کا ترجمہ زبان سنسکرت میں نہیں ہوا ہے - اس حالت میں آپ یوں نہیں کہہ سکتے کہ کسنے قرآن کے اس ترجمہ کو صفحہ ہستی سے غارت کردیا - اکبر و داراشکوہ کے وقت میں کہیں وید کا ترجمہ نہیں ہوا - صرف داراشکوہ نے اپ نشدوں کا ترجمہ فارسی میں کیا - اور اُسکا نام سر اکبر رکھا - اگر اس بیان میں آپکا کیا قصور آپ کو یہ تو خبر نہیں کہ وید کسے کہتے ہیں اور اپ نشد کسکا نام ہے اپ نشد ویدانت یعنے علم الٰہیات کس کے تصنیفات سے ہیں اور وید سے کیا علاقہ رکھتے ہیں اور وید سے کس کا کلام مراد ہے - ایصاحب ہم صرف وید ہی کو کلام الٰہی مانتے ہیں - اب خاتمہ پر ملتمس ہوں کہ انصاف فرماکر شرائط طے شدہ سے منحرف نہ ہوجئے اور اپنی رائے سے آج ہی قطع فرمائیے اور اگر آج فرصت نہ ملے تو کل علی الصبح تک ضرور اطلاع دیجئے - تاکہ کل بندوبست مناظرہ کا کیا جائے آئندہ آپ کو اختیار ہے لیکن اسحالت اختلاف میں اپنی رائے سے مطلع فرمائیے ۵ اگست ۱۸۷۸ء

آگے ضمیمہ ہے جس میں اون وجوہ کی تردید ہے جنکی لحاظ سے اجازت عام کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے - مگر بہ لحاظ بدخط ہونے کے باوجود سخت کوشش کے وہ نہیں پڑھا جاتا - نابراں ترک کردیا گیا - (مولف)

چونکہ مولوی صاحب کو خاص شرفا و علما لوگوں میں بیٹھ کر بغیر دنگہ فساد کے مباحثہ کرنا منظور نہیں تھا - اس واسطے باوجود سب کچھ فیصل ہوجانے کے ۱۶ اگست کو چند مسلمانوں سے صاحب مجسٹریٹ بہادر چھاونی روڑکی کے ہاں عرضی دلوادی کہ ہمکو چھاونی میں مجمع عام کرنے اور اس میں مباحثہ کی اجازت دیجاوے - انہوں نے حکم دیا کہ ہم ایسے مباحثہ کی نہ روڑکی میں نہ سول اسٹیشن میں نہ چھاونی میں کہیں اجازت نہیں دیتے پھر پوچھا کہ پھر ہم کہاں جاکر کریں تو غصّہ سے جواب دیا کہ قبرستانوں میں جاکر مباحثہ کرو

(آریہ درپن ماہ اکتوبر ۱۸۷۸ء)

پھر مولوی صاحب نے ایسی ہی عرضی مسلمانوں سے کرنیل مانسل صاحب کی خدمت میں دلوائی - کہ جناب عالی گذارش حال یہ ہے کہ ہملوگوں نے کہہ کہہ کر پنڈت دیانند سرستی صاحب نے جو جناب مولوی محمد قاسم کو واسطے مباحثہ کے بُلوایا ہے تو ہم لوگوں نے جناب صاحب مجسٹریٹ بہادر سے واسطے مباحثہ کے ایک میدان وسیع کی درخواست کی تھی جسپر صاحب مجسٹریٹ بہادر نے یہ حکم دیا کہ ہم مباحثہ کی نہ روڑکی میں نہ سول اسٹیشن میں نہ چھاونی میں کہیں اجازت نہیں دیتے اب چونکہ پنڈت دیانند سرستی صاحب

کیا خوب سمجھے تو کیا سمجھے ذرا پہلے کسی سے شاستر کے معنے دریافت کیجئے اور پھر اعتراض پر کمر باندھیے اگر میں آپ سے آگی اس بیان کے صحت کا ثبوت طلب کروں تو فرمائے آپ کیا جواب دینگے جناب میں نے اوس مباحثہ میں وید مقدس کے انکیں مختلف تفاسیر کی صحت تسلیم کی ہے۔ اور اب بھی اونکے صحیح ہونیکا قائل ہوں آریوں میں شاستر صرف چھ ہیں اون سے اور ان تفاسیر سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے براہمن درستہ بھاگ فرمائیے میں نے اونسے کہاں انکار کیا۔ دعوائے بے ثبوت کے تو ہم قائل نہیں آپ ہی اسے کچھ اظہار غنیمت سمجھتے ہونگے۔

پھر آپ کا قول کہ پہلے زمانہ میں تو آپ تبدیل عقاید پر بھی قادر ہیں......... تا التماس احقر پر آپ کو قدرت کیوں نہیں الخ کیا تماشا ہے کہ پہلے تو آپ یوں لکھتے ہیں کہ امر خارجی واقعی کسی کے اختیار میں نہیں واقعی کو کوئی غیر واقعی نہیں بنا سکتا اور غیر واقعی کو واقعی نہیں کر سکتے اور پھر آپ ہی ہمارے طرف سے وکیل بنجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ تبدیل امور خارجہ پر بطور مذکور قادر ہیں اے صاحب اگر ہمارے عقیدہ کی نسبت ہم سے بھی دریافت کر لیتے تو کیا گناہ ہوتا۔ اصل یہ ہے کہ وہ مسایل مذہبی جنپر عقاید مبنی ہیں قایم بالذات ہیں ہرگز اوسمیں تبدیلی کو دخل نہیں۔ لیکن یوں دیکھیئے کہ جب دو شخص ایک ہی مسئلہ مذہبی کو مطالعہ کرتے ہیں اور دونوں کی لیاقت علمی میں اختلاف ہے اسوجہ سے ایک ایک معنے سمجھتا ہے دوسرا دوسرے معنے فی الواقع اونمیں سے ہر ایک یہ کبھی نہیں جانتا۔ کہ معنے میں اصلی سے اختلاف پیدا کرتے ہیں کیونکہ یہ امر اوسکی طاقت سے قطعی باہر ہے۔ ہاں دوسری کی نسبت وہ نقص فہم خیال کرتا ہے مثلاً فساد قوت باصرہ سے اگر کسی کو اشیار محیط فاحاضت سے خورد نظر آنے لگیں تو وہ اسکو اپنی بینائی کا فساد مانتا ہے۔ نہ چیز کا اصل میں ہی چھوٹا ہونا دوسرے یہ کہ میں یہ کبھی نہیں کہتا۔ کہ میں دو سو آدمیوں سے تعداد کے آگے بڑہانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی وجہ معقول نہ ہو میں اوس طاقت کا استعمال ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔ کپتان صاحب کے مکان پر اس معاملہ میں جو کچھ آپ نے رائے ظاہر کی تھی میں اوسے بخوبی سمجھا۔ مگر افسوس کہ اوسکے جواب میں جو کچھ میں نے عرض کیا وہ یا تو آپ بالکل بھول گئے۔ یا اوّل ہی نہ سمجھے تھے اب ضمیمہ منسلکہ سے میرے سول کا مشرح اظہار ہو جاویگا۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ اُنکو باوجود معقول ہونے کے بھی تسلیم کرینگے کیونکہ شرائط معقول کے تسلیم کرنے سے گفتگو یا مناظرہ کرنی ہی پڑیگی اور پھر آپ کی اوس کوشش کا خون ہو جاویگا جو آپ اس غرض سے کر رہے ہیں۔ کہ کہیں مناظرہ تک نوبت نہ پونہچے۔ صرف بالائی باتوں ہی سے فیصلہ ہو جائے۔ شرائط نہ ماننا ہی ہمارے مباحثہ کا نتیجہ ہو مگر آپ شرطونکو کیوں مانینگے۔ یہ تو خوب معلوم ہے کہ تا مقدور آپ گفتگو نہ کریں گے۔ بعد اسکے آپ کا یہ فرمانا کہ۔ اگر بالفرض میں معاہدہ سے انحراف کرتا ہوں تو آپ بروئے انصاف مناظرہ سے انکار کرتے ہیں۔ بالفرض کا لفظ آپ نے صحیح نہیں کہا تحقیق آپ معاہدہ سے انحراف کرتے ہیں اب میری نسبت جو آپ فرماتے ہیں اوسکی بابت اوّل تو یہ کہ مناظرہ سے کب انکار کرتا ہوں۔ ہاں مناظرہ سے پہلے شرائط مناسب کا طے ہو جانا۔ کہ جسسے درستی انتظام ملحوظ ہے۔ بلاشک چاہتا ہوں۔ آپ یہ جو فرماتے ہیں کہ معاہدہ اسکو کہتے ہیں جسمیں طرفین کے نفع و نقصان کا احتمال نہ ہو۔ یہاں کسکا نفع اور کس کا نقصان ہے۔ تو یوں کہئے کہ شرائط مناظرہ سے متعلق معاہدہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ جو معاہدہ معلوم کے وجود کا قائل ہوں تو آپ دریافت کرینگے کہ اسکا موضوع الہ ضروری کیا ہے اور مجھے بجواب اسکے التماس ہوتا ہے۔ آپنا موضوع الہ ضروری رکھتا ہے۔ بلا موضوع الیہ کے وجود معاہدہ لازم نہ آئیگا۔ آپ درحالیکہ میں معاہدہ

کہ اونکے پاس منشی احسن اللہ صاحب کا ایک اس مضمون کا رقعہ آیا آئیت وار کا روز تھا کہ مولوی صاحب آپ سے امور متعلق مناظرہ کے معاملہ میں آپ گفتگو کیا چاہتے ہیں - بجواب اوسکے کپتان صاحب نے تحریر کیا کہ مجھے اب فرصت نہیں - مولوی صاحب کو چاہئے کہ وہ اور پنڈت صاحب باہم جس معاملہ میں گفتگو کی ضرورت سمجھیں کریں - بعدہ میں بھی دیکھ لونگا در حالیکہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ کپتان صاحب نے یہ جو کچھ فرمایا سچ ہے - تو میرا یہ کہنا کہ شرائط معلوم اونکے سامنے فیصل ہوگئی تھیں اور وہ گواہ فیصلہ ہیں ہرگز کپتان صاحب کے بیان کے متناقض نہیں ہے بلکہ اونکی کلام کو میری کلام سے نسبت ساوی ہے میں یہ ہرگز نہیں کہتا کہ کوئی شرط صرف میرے کہنے سے واجب التسلیم گردانی جائے یا کپتانصاحب فرمادیں تو قابل سند شمار ہو یا کسی اور صاحب کی رائے پر صرف اوسکا فیصلہ ہو بلکہ اصل یہ ہے کہ وہ شرائط جو میں نے بکوشش تمام طے کرائیں اور جن پر آپ بہت سی گفتگو کے بعد راضی ہوگئے میری رائے میں نہائیت مناسب اور ضروری تھیں اور کپتانصاحب اور کرنیل صاحب نے بھی اونہیں ایسا ہی خیال فرمایا اور اُنکے اور اُنکے طے ہونے سے مطمئن ہوئے اور اب تک فیصلہ کے گواہ ہیں +

اپ پھر یوں کیوں لکھتے ہیں کہ ہمنے مانا فیصلہ بھی ہوگیا تھا کہ ایصاحب اگر فیصلہ نہیں ہُوا تھا تو ہرگز تسلیم نہ کیجئے میں تو ایکطرف کپتان صاحب و کرنیل صاحب جو اس کمپو میں بڑے باوقار ہیں اونکا تو اعتبار کیجئے +

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اگر اس قسم کی تردید ممنوع ہو - تو یوں ہی سہی آپ انصاف سے لکھئے کہ یہ بات کون سے وید کی روسے ممنوع ہے الخ بیشک ہمارا یہ مذہبی عقیدہ ہے کہ جو بات مسلم الثبوت و معقول نہ ہو ہرگز واجب التسلیم نہیں ہوسکتی اور یہی وجہ ہے جو تعداد کے معدود ہونے میں اتنا ساعی ہونا پڑا بے وجہ نہیں کہتا کیونکہ تعداد کا معدود ہونا نہائیت معقول اور ضروری دیکھتا ہوں اور اس کے خلاف ہونے میں بہت نقصان نظر آتا ہے - اس امر کی تفصیل ضمیمہ منسلکہ رقعہ ہذا سے بخوبی واضح ہوگی جو اون وجوہ کے تردید میں پیش کرتا ہوں - جو آپ نے تعداد کو معدود نکرنے کی بابت میں اثبات کے واسطے قایم کی ہیں +

آپ میرے اس لکھنے کے شاکی ہوتے ہیں کہ مجھے آپ کے لفظ لفظ پر اعتراض ہے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے شائد اس موقعہ پر بھی لفظ لفظ کے ایسے معنے لئے ہونگے - جیسے میرے ویدونکے اعتقاد کی بابت اولٹے معنے سمجھ لئے تھے اور مدعا ہی سے ہاتھ ہی دھو بیٹھے تھے - اس فقرے کے معنے لگاتے وقت یہ بھی خیال رکھئے کہ عبارت میں ایسے ہی موقعہ ہوا کرتے ہیں جہاں دلالت التزامی یعنے مجاز کے ماننے کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے یہ تو جملہ مذکورہ کی عبارت سے بخوبی واضح ہے کہ معنے موضوع الہ اور معنے مدلول میں التزام کیسا قوی ہے میں بیشک وہ کل اعتراض جو مجھے آپ کے اوس کل تحریر پر تھی یہاں پر ظاہر کر دیتا مگر چونکہ اس طول تحریر سے مدعائے اصلی فوت ہوتا معلوم ہوا لہذا اس سے درگذر کی - اب آگے آپکی یہ تحریر ,, کہیں کچھ کہدیا کہیں کچھ الخ آدمی کو چاہئے کہ بات کو منھ سے نکالنے سے پہلے سوچلے اور الفاظ و عبارت کو قلم سے پیچھے نکالے پہلے ذرا غور بھی کرلے کپتان صاحب کے سامنے معاہدے اور اپنے ویدونکے اعتقاد کی نسبت تو میں مفصل بیان کرچکا اگر وہ بیان نیازنامہ کو یہاں تک پڑھتے پڑھتے حافظہ سے محو ہوگیا ہو تو ایک دفعہ پھر مطالعہ کرلیجئے آپ فرماتے ہیں کہ کانپور کے اشتہار میں نا کیس شاستروں پر ایمان لائے الخ

اشتہار بھی پڑھیئے - اور انصاف کیجئے - باقی رہا آپکا یہ جملہ کہ جس جملہ کو آپنے غیر مہذب سمجھا الخ الصاحب معنے ان الفاظ سے وہی لئے جاوینگے جنکے واسطے وہ موضوع ہیں ہاں اگر آپ کہنا کچھہ اور چاہیں اور کہیں کچھہ اور یعنے مدعا کچھہ ہو اور ادائے مدعا اوس سے مختلف - تو ایسی تحریر و بیان سے وہی مدعا سمجھہ سکتا ہے جسے آپنے پہلے فرما دیا ہو کہ میں کہونگا تو یوں لیکن تم اوس بیان سے یہ دیگر مطلب دیگر سمجھنا - مگر شکر ہے کہ آپ نے اپنی کل تحریر سے آخر ایک جلسہ پر غیر مہذب ہونے کا شبہہ تو کیا - مگر ہر مہذب کے نزدیک ایک کیا کتنے ہی جملے اس صفت سے موصوف بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اس عیب سے معیوب ہیں نیز آپ کا یہ قول کہ آج آپنے اور نئی ترقی کی کل کے عنایت نامہ میں تو تین ہی شرطیں الخ جناب مولوی صاحب انصاف کو ہاتھہ سے نہ دیجئے ذرا مدعا ہی کے طرف بھی مائل ہو جیئے - نیاز نامہ سابق میں تین طے شدہ شرائط کا ذکر کیا گیا اور اس سے بعد کے خط میں حسب ضرورت ہم طے شدہ باتوں کا ذکر آیا نہ پہلے خط میں یوں لکھا تھا کہ صرف تین ہی شرطیں طے ہو چکی ہیں نہ دوسری کا بیان ہے کہ صرف چار شرائط کا انفصال ہے - اختتام انفصال ہے پہلے نیاز نامہ میں فیصل شدہ شرائط میں سے صرف تین کے ذکر کی ضرورت ہوئی تھی اوس سے بعد کے نیاز نامہ میں چوتھی فیصلشدہ شرائط بھی درج التحریر ہوئی - وجہ یہ ہوئی کہ نیاز نامہ اول کے جواب میں جو آپکا خط آیا - اوس مین آپ نے چوتھی شرط سے اظہار انحراف کیا - علاوہ ان چار شرائط کے اور بھی کئی شرطیں ہیں جو طے ہو چکی ہیں مگر بار بار آپکی خدمت میں اونکے اظہار کے ضرورت پیش نہ آئی - لیکن اگر آپ اب اونمیں سے کسی سے منحرف ہوتے نظر آتے یا کوئی اور موقعہ ضرورت بیان کرتے تو بلاشک اون شرائط کا بھی ذکر نیاز نامجات آئندہ مین کیا جاویگا مثلاً آپ یاد کیجئے کہ سب سے اول یہ بات طے ہوئی تھی کہ مناظرہ میں دونوں جانب سے گفتگو مہذب مثل حکما ملحوظ رہے - کوئی کسی کے بزرگوں و پیشواؤں کی نسبت الفاظ سخت استعمال نہ کرے - دوسری یہ کہ بوقت مناظرہ سوا میرے اور آپ کے اور کوئی صاحب نہ میری طرف سے نہ آپ کی طرف سے مباحثہ کی متعلق گفتگو کر سکینگے - تیسری یہ کہ میں وید کا مجیب ہونگا اور صرف قرآن پر معترض - اور آپ بخلاف اوس کے قرآن کے مجیب اور وید پر معترض - اب آپ ہی فرمائیے کہ چار شرائط مذکورہ سابق میں یہ تین بھی طے ہو گئی ہیں یا نہیں - ذکر تو انکا اب تک میں نے کسی نیاز نامہ میں نہیں کیا - ظاہر ہے کہ ضرورت ذکر بھی نہیں در پیش ہوئی - ماورائے ازیں یہ آپکا اعتراض صرف اوس حالت میں معقول گنا جا سکتا ہے کہ جب یہ فرماتے کہ تین شرائط مذکورہ خط سابق تو فیصل ہو چکی ہیں یہ چوتھی فیصل بھی نہیں ہوئی - نہ معلوم آپ اس چوتھی کے طے ہو جانے کے مقر ہیں یا نہیں - کپتان صاحب و کرنیل صاحب کے گواہ ہونیکا آپ پھر ذکر کرتے ہیں اور میں پھر بجواب اوسکے آپ کو مطلع کرتا ہوں - کہ یہ امر میں ہی صرف نہیں کہتا کہ وہ معاملات طے شدہ کے گواہ ہیں - بلکہ وہ خود اپنے گواہ ہونے کے مقر ہیں الصاحب یہاں سے یہ دونوں صاحب کچھہ دور نہیں آپ ذرا اونکے مکان تک قدم رنجہ فرمائیے - یا بذریعہ تحریر دریافت کیجئے اور اپنی طبیعت کو تشفی بخشئے پھر اوس چٹھی کا ذکر کرتے ہیں جو کپتان صاحب نے منشی احسن اللہ صاحب کو تحریر کی تھی میںنے آپکی اوس چٹھی کے متعلق عبارت کپتان صاحب کو پڑھکر سنائی تھی کپتان صاحب بیان کرتے تھے کہ لوگوں نے میری عبارت کے اولٹے معنے لگائے اور کیا سمجھے اور فرمایا کہ میں منشی احسن اللہ صاحب سے ملونگا تو کہونگا - کہ میرا یہ مطلب تھا جو آپ سمجھے بلکہ یہ تھا - کپتان صاحب اوس اپنی تحریر کی نسبت یوں فرماتے ہین

دور نہیں ہے۔ اُنہیں تحریر کیجئے اور شہادت بہ مصداق بیان منگا لیجئے۔ پھر اگر ان امور کی صداقت میں انکار بیجا ہوگا تو اُسے بھی ہرگز گنجائش نہ رہیگی پھر آپکا یہ فرمانا کہ باوجودیکہ منشی جی کا نام مناظرین میں تھا۔ دونوں روز اول سے آخر تک کچھ نہ بولے مجھے یقین نہیں آتا کہ اس موقعہ پر آپ کی تحریر سے یہ مطلب ہے۔ چونکہ منشی صاحب کو دو روز تک کچھ فرمانے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ اس سے منشی صاحب کی عدم لیاقت کا ثبوت ہوا اگر آپ کا دراصل یہی مطلب ہے تو سید ابو المنصور صاحب کی لیاقت سے بھی آپ ضرور منکر ہونگے کیونکہ سید صاحب نے بھی دو روز تک اول سے آخر تک کچھ گفتگو نہیں کی پھر آپکا یہ گمان کہ منشی صاحب کا بُلانا بے سود ہے۔ الغرض آپ خاطر جمع رکھئے میں منشی صاحب کو نہیں بلاتا ہوں آپکی اس نصیحانہ گفتگو کا مدعا خوب سمجھتا ہوں۔ منشی صاحب تو ذکر مباحثہ منکر جیسا اسطرف تشریف لانیکا خیال کرینگے یا نکرینگے میں خوب جانتا ہوں مگر اُنکے یہاں تشریف لانے سے واقعی مجھے ایک خوف ہے وہ یہ کہ منشی صاحب کی غلبیت میں جنہوں نے یہاں برائے مباحثہ تشریف لانیکا خیال کیا ہے کہیں وہ اپنے خیال کو خیال خام نہ سمجھ جائیں اور پھر اس سمجھ کا نتیجہ بھی کچھ اور ہو خیر اب اس مدعا کو ختم کرتا ہوں اور دوبارہ اس نیاز نامہ میں گذارش کرتا ہوں کہ میں کبھی چار وید کا قائل ہونے سے منحرف نہ تھا یعنے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے صرف ایک وید کو تسلیم کیا ہو اور باقی کو نہیں مجھے آپکی لیاقت پر ہرگز یہ گمان نہیں ہوتا کہ میں نے اپنا اظہار اعتقاد جو وید مقدس کی نسبت کہا تھا اُسے اپنے خلاف واقعی معنے سمجھے ہوں یہ تو بڑے ہی تعجب کا مقام معلوم ہوتا ہے کہ کپتان صاحب جو اس ملک کے اہل زبان نہیں میرے مختصر سے بیان سے مدعائے اصلی سمجھ جائیں اور آپ جو صرف یہی نہیں کہ باشندہ ممالک مغربی و شمالی ہیں بلکہ ان اضلاع کے خواص میں سے مدعائے اصلی کو چھوڑکر کچھ اور ہی معنے خیال کرلیں اوسوقت جو میں نے اپنی گفتگو سے متعلق الفاظ استعمال کئے تھے وہ قریباً یوں تھے "

میں صرف ایک قرآن ہی پر اعتراض کرونگا اور آپ بھی صرف ایک وید پر کیجئے کہ اس جملہ میں جو لفظ ایک دو جگہ واقع ہوا ہے اوس سے اظہار تعداد مقصود نہیں ہے بلکہ ایک لفظ صرف کی اعانت کا اعادہ کرتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ اس جملہ کے اظہار کے وقت لفظ ایک سے معنے مذکور کے استحصال کے لئے اس لفظ پر اور بالخصوص اوسکے حرف وسطی پہ دیگر الفاظ کی نسبت کم زور دیا گیا تھا پرسوں کپتان صاحب سے میں نے جو اسباری میں گفتگو کی تو وہ افسوس کرنے لگے کہ مولوی صاحب نے اس سادہ جملہ کے معنے ایسے خلاف موقعہ سمجھ لئے پھر آپ مجھ سے اس امر کے شاکی ہیں کہ میں نے کرنیل صاحب کو اپنا گواہ فیصلہ قرار دیا میں اب بھی کرنیل صاحب کو گواہ قرار دیتا ہوں۔ کپتان صاحب سے جب میں نے اس شکایت کا ذکر کیا تو وہ فرمانے لگے کہ بیشک کرنیل صاحب گواہ فیصلہ ہیں اگر آپ کو اس امر میں کچھ کلام ہو فوراً کپتان صاحب و کرنیل صاحب سے میرے اس نیاز نامہ کے حوالہ سے دریافت کیجئے نیز آپکو معلوم ہوگا کہ آیا میں نے آپ کے قول کے موافق دو کپتان صاحب کی نسبت جھوٹ ثابت کردیا "یا آپنے ہر دو صاحب کی نسبت جھوٹ ثابت کیا۔ آپ فرماتے ہیں مجھے شکایت عدم تہذیب زیبا نہیں اور اسکا ثبوت یہ دیتے ہیں کہ ع ذرا انصاف تو کیجئے نکالا کسنے شر پہلے ۔ تسلیم میں اس ثبوت کو کافی سمجھتا ہوں اس معاملہ کے متعلق میری اول تحریر اور آپ کا

پیشوائے دین اسلام مولوی محمد قاسم صاحب پرمیشر ہمکو آپ کو اور کل کو ہدایت بخشے +

کل آپکا عنایت نامہ بجواب نیاز نامہ مرسلہ ۱۲ اگست ونیز بجواب عریضہ مرسلہ یکشنبہ گذشتہ وارد ہوا آپکے نوازشنامہ کے ابتدائے کی نسبت میں از جانب خود اظہار رنج وبست کی ضرورت سمجھتا ہوں بالخصوص اسوجہ سے کہ آپنے شکایت اشتہار بحکم ملاقات اور ہی خیال فرمائی اور گو عبارت اشتہار سے وہ امور بخوبی واضح ہیں کہ جنپر شکایت کی بنا تھی مگر درحالیکہ آپ بقصد عنایت وکرم اپنے عنایت نامہ میں اپنا مقصد اور ہی بیان فرماتے ہیں تو میری رائے میں باوجود تحریر کے عبارت کے نقص لفظی کے بھی اون شکایتوں کا یاد رکھنا ہرگز مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اور گو میں جانتا ہوں کہ بحث ومناظرہ کی خواستگاری اولاً میری طرف سے نہ تھی لیکن میرا مدعا سوائے اظہار حق بلا تخصیص بیک مذہب اور کچھ نہ تھا لیکن تو بھی اب آپکے اس محبت آمیز تحریر کی تردید بخیال اسکے او نہیں صحت مطلب نہیں اس موقعہ پر گوارا نہیں کرتا۔ آپ پھر اپنے نوازشنامہ میں اپنی لیاقت کے سبب میری ویسی ہی قدردانی فرماتے ہیں۔ جیسے آپ اپنی رائے صاحب کے موافق پہلے بھی ظاہر کر چکے تھے لیکن میں چونکہ اپنی نسبت منشی کنہیالال ومنشی اندرمن ودیگر اصحاب کہ جنسے آپ واقف نہیں معلوم ہوتے معاملات مذہبی (دین اسلام) میں بدرجہا فائق پاتا ہوں لہذا آپ کے اس سخن گسترانہ طرز توصیف سے کہ جس کے میں لائق نہیں صرف خجل ہوتا ہوں مگر افسوس صد افسوس کہ منشی اندرمن صاحب کی نسبت جو آپ تحریر فرماتے ہیں ہرگز قابل تسلیم نہیں ہو سکتا جو دو وجہیں کہ آپ اپنی کلام کے ثبوت کی غرض سے پیش کرتے ہیں اونکی صحت کی شہادت آپ کے کلام میں کہیں بھی پائی نہیں جاتی اول تو یہ کہ منشی اندرمن صاحب اوس موقعہ پر مجھ سے کبھی علیحدہ نہیں ہوئے البتہ جن معاملات میں آپ اون سے گفتگو کرنا بیان کرتے ہیں البتہ قبل از ابتدائے مناظرہ آپ چند صاحبوں کے اونسے یہ درخواست کی کہ منشی صاحب اگر آپ ذراسی دیر کے واسطے عوام سے علیحدہ تشریف لاویں تو آپ سے ایک امر تنہائی میں طے کیا جاوے منشی صاحب نے اس امر کو منظور کیا اور پادری نول صاحب کے ڈیرے کے قریب آپ کے ساتھ ہوئے تنہائی میں آپ صاحبوں نے منشی صاحب سے یوں فرمایا کہ حضرت ہماری آپکی تو کتابی بحث مدت سے چلی آتی ہے اور اسیطرح چلی جائیگی ہمارا آپکا کوئی نیا مناظرہ نہیں اس موقعہ پر ہماری رائے یہی ہے کہ آپ خاموش بیٹھے رہیں تو بہتر ہے اوروں سے گفتگو ہوتی رہیگی۔ منشی صاحب نے بجواب فرمایا کہ جیسا مناسب مجلس ہو گا آپکے ارشاد کی تعمیل کرونگا۔ الا بہ وقت مناسب وحسب ضرورت خاموشی مشکل ہے اختیار رہ سکتی ہے ہاں اگر آپ کی اس درخواست اور منشی اندرمن صاحب کے اس جواب سے اونکی لیاقت کے نسبت آپکو ایسی رائے قائم ہوئی ہو تو فی الواقع ہر عاقل کے نزدیک واجب التسلیم ہے دوسری اس راست بیانی کے ارتفاع کی تو انتہا ہی نہیں پائی جاتی کہ آپ نے مجھ سے ایک معاملہ مناظرہ میں گفتگو کرنی چاہی تھا۔ مگر میں نے بہو جن کا عذر پیش کیا تھا کہ آپ نے میرا ہاتھ تک بھی پکڑ لیا مگر میں بزور ہاتھ چھوڑا کر چل ہی دیا اے صاحب منشی پیارے لعل صاحب اور دیگر چند صاحب جو شریک انجمن تھے وہ بہت

واجب التسلیم اور کبھی برہمن کا انکار اور ستر بھاگ کا اقرار مگر تعجب اسپر آتا ہے کہ پہلی زمانہ میں تو آپ تبدیل عقائد پر بھی قادر
تھے اور اب دو سو آدمیوں سے آگے بڑہانے کی بھی طاقت نہیں پنڈت صاحب عقیدہ تو ایک امر خارجی کی تابع ہوتا ہے۔
یعنے کسی مخبر عنہ کی خبر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ امر خارجی واقعی کسیکے اختیار میں نہیں واقعی کو کوئی غیر واقعی نہیں بنا سکتا غیر واقعی
کو واقعی نہیں کر سکتے اگر تبدیل عقائد مشارٌ الیہ پر آپ اسوجہ سے قادر ہیں کہ آپ تبدیل امور خارجہ پر بطور مذکور قادر ہیں تو انسا عہد
واجب التسلیم التماس احقر پر آپکو قدرت کیوں نہیں اور اگر وجہ تبدیل یہ ہے کہ اپنی غلطی معلوم ہوگی تو بیان فرمایے آپکی رائے کے صحت پر
کیا دلیل ہے باقی رہی میری رائے اوسکی صحت اول تو آپکو کپتان صاحب کی کوٹھی پر اوسوقت معلوم ہوگئی تھی جب آپ وجوہ معروضہ
حقیر کو تردید نکر سکی اور جو کچھ شک ہوگا وہ انشاء اللہ اب زائل ہو جائیگا یہ تو میں جانتا ہوں کہ تا مقدور آپ گفتگو کرینگے اور جسطرح
ہو سکیگا ٹالائیں گے مگر میں اپنے شوق کو کیا کروں اسلئے آپ کے اس پردہ میں انکار پر بھی میں بے پردہ اصرار کئے جاتا ہوں پنڈت
صاحب اگر بالفرض میں معاہدہ سے انحراف کرتا ہوں تو آپ بروے انصاف مباحثہ سے انکار کرتے ہیں حضرت سلامت
معاہدہ اسکو کہتے ہیں کہ ایسے معاملات میں جنمیں طرفین کو نفع نقصان کا احتمال ہو جیسے بیع و شرا و عہود سلاطین باہم کسی بات پر
راضی رضا ہو جائیں اس سے انحراف بُرا ہے یہاں کس کا نفع اور کس کا نقصان ہے یہ جواب انحراف کو مذموم سمجھتے ہیں
اور منحرف نہیں ہوتے آپ اوروں سے تو مشورہ کیجئے اگر اہل فہم ہونگے تو یہی کہینگے کہ اگر دوسری بات میں زیادہ خوبیاں نظر آئیں تو
پھر پہلی بات پر اڑ جانا اور ہٹ کئے جانا ضد کرنا عاقلونکا طریقہ نہیں اور ونکا طریقہ ہے اسلئے بال ہٹ اور تریا ہٹ
کسیکو پسند نہیں آتی اب التماس یہ ہے کہ آپ جسطرح بن پڑے میدان اور مجمع عام کو تسلیم فرمائیے ہماری منتوں پر نظر کیجئے یہ بھی نہیں
تو ایک جہانکی آرزو پر خیال فرمائیے اسکی بھی پرواہ نہیں تو موجودہ معروضہ عقلی ہی کا اتباع کیجئے یہ بھی نہیں ہو سکتا پرمیشر ہی کے
لئے اعلان حق پر کمر باندہئے اون سے بھی غرض نہیں تو اپنی اور اپنی مریدونکی آبرو تو سنبھالئے یہ بھی منظور نہیں تو یہی کہدیجئے کہ مجھ
میں جرأت نہیں ہم اپنا سا منہہ لیکر چلے جائینگے۔ اب گذارش یہ ہے کہ آپکو پچاس سے دو سو تک آنا تو یاد رہا پر یہ یاد نہ رہا کہ ہم دوبارہ
یہ عرض کر چکے تھے کہ اس شرط کو ملتوی رکہئے کیا ملتوی کے یہ معنے نہیں کہ اسپر پھر بحث کیجاویگی۔ ہاں شاید آپ یہ فرمانے لگیں کہ ملتوی
کہنے کو پہلے کہا تھا مگر اس کا کیا جواب دیجئگا کہ ہمنے اوٹھتے وقت یہ کہا تھا کہ اگر آپ دو سو سے زیادہ نہیں بڑہتے تو اتنا تو کرو
کہ انکے سوا جنکی ہم ضامن ہوں وہ آجائیں البتہ آپنے اوسوقت بھی موافق مصرعہ۔ خلقے ہمیت یکطرف ایں بندہ تنہا یک طرف
نمانا مگر میری رضامندی کیلئے بھی تو کوئی دلیل چاہیے اگر آپ ایشر کو گواہ کرکے یہ فرمادیں کہ تو راضی ہو گیا تھا تو یوں ہی سہی باقی بید کے
ترجموں کے نسبت آپ کی تحقیقات تو ٹی ہی نکلی اکبر بادشاہ اور دارا شکوہ کے زمانہ کے ترجموں کو اپنے صفحہ ہستی سے نیست و نابود
کر دینا تھا۔ پھر یہ کلمہ کہنا تھا یوں تو یہ باتیں زیبا نہیں جواب جلد عنایت کیجئے دن تھوڑے رہ گئے ہیں آنے والوں
کے پیام چلے آتے ہیں آپ کے حصہ کی شرم بھی ہمیں ہی اوٹھانی پڑتی ہے اگر آپ تھوڑی سی خیرات فرمائیں تو سب کا
دل بہلا ہو جائے۔ ۱۴ اگست ۱۸۷۶ء محمد قاسم۔

اسی صاحب اون کے سامنے تو ہماری آپکی کچھ گفتگو نہیں ہوئی مگر کاش آپ اسی پر پختہ رہیں باقی شکایت عدم تہذیب آپکو زیبا نہیں اول تو میری کلام میں کوئی جملہ خالی از تہذیب نہ تھا دوسری آپنے نہ دیکھا کہ ابتدا کسنے کی مصرعہ ذرا انصاف تو کیجے نکالا کسنے شر پہلے ہو جس جملہ کو آپنے غیر مہذب سمجھا اوسکے معنے آپ کچھ اور سمجھ گئے ہیں اسکے یہ معنے نہیں جو آپ سمجھے زیادہ کیا عرض کروں آپ سے توقع مناظرہ ہی رہی - العبد محمد قاسم ۱۳ - اگست ۱۸۷۸ء

مکرر گذارش یہ ہے کہ آج آپ نے اور بھی ترقی فرمائی کل کے عنایت نامہ میں تو تین ہی شرطیں طے ہوئیں تھیں آج چوتھی شرط بھی طے ہو گئی اس انداز سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ روز مہو سامی تا بے طے کئے ہوئے سب شرطیں طے ہو جائیں گی اسی راست بیانی پر آپ ہی کی جرأت ہے کہ ہمکو منحرف بتاتے ہیں مہاراج کرنیل صاحب آپکی گواہ ہو گئے - کپتان صاحب کو آپ نے گواہ بنا لیا ہمارے واسطے آپنے کسکو چھوڑا الصاحب یہاں سے کرنیل صاحب دور نہیں کپتان صاحب کی چٹھی موجود ہے وہ منشی احسان اللہ صاحب کو لکھتے ہیں کہ امور مذکورہ میں باہم متفق ہو کر اور فیصلہ کر کے ہمکو اطلاع دو تاکہ ہم اوس رائے میں شریک ہوں یا اور کچھ رائے دیں اگر انکی نزدیک فیصلہ ہو چکا تھا تو یوں کہو کپتان صاحب کی نسبت بھی آپ نے جھوٹ ثابت کر دیا شاید انہیں باتوں کو آپ معقول باتیں سمجھتے ہیں جنکے بھروسے یہ فرماتے ہیں کہ معقول بات کا جواب نہیں ملتا اجی صاحب اگر آپ کپتان صاحب پر بھروسہ رکھتے ہیں تو وہی ہمارے حاکم رہے جو وہ تجویز فرماویں اور جسکی طرف اونکی رائے ہو وہی ہمکو منظور ہے اور انہیں سے یہ بھی دریافت کیا جائے کہ وید کی بابت آپ نے کیا کہا تھا اور اب کیا کہتے ہیں اور ہمنے مانا فیصلہ ہو گیا تھا مگر ہم اگر اپنے نفع کی کہیں تو آپ نہ مانیں آپ فرمائیے ہمارا مجمع عام اور میدان وسیع ہیں کیا نفع ہے اگر نفع ہے تو نفع عام ہے اور یا آپ کی جرأت اور علم کا اظہار ہے پھر اگر ہم بعد معاہدہ کے آپ سے یہ التماس کریں کہ آپ بہ نسبت سابق اور عنایت کریں اور تعداد کو معدود نکریں تو آپ کو کیوں انکار ہے ہاں اگر اس قسم کی تردید ممنوع ہو تو یوں بھی سہی آپ انصاف سے کہئے کہ یہ بات کونسے وید کے رو سے ممنوع ہے باقی یہ جواب جو آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھکو تیرے نقطہ نقطہ پر اعتراض واقعی کمال ہے انصاف کا جملہ ہے اور کمال بھی درجہ کے حقانیت کی بات ہے اور کیوں نہ ہو اہل علم ہی ہیں یہ کمال ہوتا ہے کہ کسیکی صحیح بات اور نقطہ نقطہ کو غلط کر دیں مگر مجھکو اون اعتراضوں کی اطلاع کی آرزو ہی رہی کیا کیجئے آپ کی اس مختصر نویسی سے یہ رنج اوٹھانا پڑا ورنہ آپ بیشک تحریر فرما ہی دیتے پنڈت جی صاحب میں اسکے آگے کوئی مرتبہ نہیں دیکھتا جو جواب میں لکھوں بجز اسکے کیا لکھوں کہ آپ کے نقطہ نقطہ اور غلط صحیح باتیں سب صحیح ہیں خود یہ ہی کہہ سکتا ہوں اور کیا کہوں جناب پنڈت جی صاحب اگر معاہدہ اسیکا نام ہے تو یوں کہو کل کو آپ اون مالداروں کو بھی افزائش مقدار خرچ فقرا سے منع کرینگے جنہوں نے یہ التزام کر رکھا ہو کہ روپیہ دو روپیہ اور فقیروں کو بانٹ دیا کریں باینہمہ اگر کچھ خرابی آگئی تو ہماری جانب سے آگئی آپکو کیا نقصان البتہ اسمیں نقصان ہے کہ کہیں کچھ کہدیا کہیں کچھ کپتان صاحب کے بنگلے میں گئے تو تین بیدوں سے انکار کر دیا اور مریدوں کے تھامنے کا وقت آیا تو چاروں کو برسر و چشم رکھا کانپور کے اشتہار میں اکیس شاستروں پر ایمان لائے اور کہیں اور پہونچیں تو صرف چار بیدوں پر قناعت فرمائی کبھی ساری حصہ

جیسے شعاعیں کرہ آفتاب کے ساتھ یہ ارشاد فرمایا کہ اگر مولوی صاحب کا قول صحیح ہو تو بایں نظر کہ بُرائی بھی عالم میں ہے خدا کی طرف بُرائی عاید ہو گی اوسکے بعد ہیں موقع گفتگو پر پہونچا تو پادری صاحبوں نے نمانا اور یہ کہا کہ جلسہ کا وقت ہو چکا اوسوقت میں نے آپسے عرض کیا کہ پنڈت جی گفتگو تو اب ہمارے اور آپکے درمیان ہے آپ ذرا ٹھہر جایئے آپ نے بھی یہ فرمایا کو مجھہ سے بھی ٹھہرا نہیں جاتا ہو جن کا وقت آگیا ہے یہانتک کہ میں نے اپنی یاد کی موافق آپکا ہاتھہ تک پکڑا پر آپ ہاتھہ چھوڑا کر چلدئے جب آپکے طرفسے بھی بے اعتنائی ہی دیکھی تو پھر میں منشی اندرمن کیخدمت میں پہونچا ۔ اور یہ عرض کیا کہ پنڈت جی تو نہیں سنتے آپ ہی سنتے جائیں اُنکو کچھہ موقع عذر سمجھہ میں نہ آیا ناچار سننا پڑا میں نے عرض کیا ۔ جواب تو اس اعتراض کا بطور دفع دخل مقدر میں اپنی تقریر اور تحقیق کے وقت ضمن مثال میں دے چکا ہوں اوسکو سمجھہ لیجئے تو پھر اس اعتراض کا موقع ہی نہیں رہتا پھر جب پنڈت جی نے اوسکا کچھہ لحاظ نکیا تو مجھکو مکرر مفصل عرض کرنا پڑا غرض اوسوقت وہ مضمون عرض کیا جسکی بنا اسبات پر تھی کہ بحیثیت فاعلیت و مفعولیت فاعل کا اثر تو مفعول کیطرف آتا ہے ۔ پر مفعول کا اثر فاعل کیطرف نہیں جاتا اوسپر منشی صاحب نے فرمایا تو یہ فرمایا کہ شاید پنڈت جی اسپر کچھہ اور اعتراض کریں میں نے اُنکے اُبھارنے کو یہاں تک کہا کہ پنڈت جی سے قیامت تک بھی انشاء اللہ تعالے اسکا جواب نہ آیگا مگر پھر بھی وہ کچھہ نہ بولے اور اٹھہ کر چلدئے اگر وہ بھی منجملہ اہل کمال ہوتے اور آپکا خیال اُنکی نسبت صحیح ہوتا تو اور بھی نہیں تو مواقع مذکورہ میں تو بولتے یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ باوجودیکہ اونکا نام بھی منجملہ ناظرین میں تھا دونوں روز اول سے آخر تک کچھہ نہ بولے بایں نظر کیونکر کہدیجئے کہ وہ تو اہل کمال میں سے ہیں اور آپ بایں ہمہ جرأت اون سے کم نہیں مگر آپکو ان باتونکی کیوں خبر ہوئی ہوگی جو بہ نسبت منشی اندرمن حسن ظن میں کچھہ فرق آتا ۔ مگر میرے نزدیک اونکا بُلانا بے سود ہے میں تو یوں گمان کرتا ہوں کہ اگر منشی صاحبکو یہ گمان بھی ہوگا کہ شاید مجھکو گفتگو کرنی پڑی تو انشاء اللہ اسطرف کا خیال بھی نکریں گے ۔ دوسری وجہ تحریر نیازنامہ کے یہ ہے کہ آپ کو شاید مجمع عام کے ہونے سے علی ہذالقیاس جلسہ کے قریب نہر ہونے سے اسوجہ سے تامل ہو کہ ہنوز آپکو اوسکی دلایل پر نظر نہیں اسلئے جلدی میں کچھہ وجوہ لکھہ کر عرض کرتا ہوں اسکے بعد کچھہ اور سمجھہ میں آیگا تو مکرر عرض کرونگا اب آپکی حق پرستی سے مجھکو یہ امید ہے کہ باوجود اصرار معلوم خلاف عادت آپ بھی مجمع عام ہی کے رائے دینگے اور کچھہ تامل نہ فرمائیں گے اور گو آپ گفتگو سے انکار کر چکے ہیں جیسا آپکے خط سے معلوم ہوتا ہے مگر پھر بھی طوعاً و کرہاً گفتگو پر آمادہ ہو جاوینگے اے صاحب آپ کے مشتاقوں کو اپنے محروم ہو جانے سے کمال ہی رنج ہے ۔

پرمیشر کے لئے اب تو آپ مان ہی لیجئے باقی چار وید وں کی تسلیم سے ہمکو کمال ہی درجہ کی خوشی ہوئی پر اسکا رنج ہے کہ آپ اوس گفتگو کو بھول گئے جو کپتان سٹوآرٹ صاحب کے سامنے چند آدمیوں کی مجمع میں آپ نے ارشاد فرمائے تھے لیکن بڑا افسوس ہے کہ آپ اوس قول کے پھر جانے سے نہیں شرماتے اور ہمکو یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ معاہدہ کر کے نہیں پھرا کرتے سبحان اللہ کیا کہیئے خدا جانے اسمیں بھی کچھہ بھید ہوگا شاید آپ کو یاد نہ رہا ہو آپ اپنے اون دو مریدونسے ہی دریافت کریں جو اوسوقت ساتھہ تھے اُنکو یاد ہوگا ورنہ کپتان صاحب سے دریافت کر دیکھیں ان سب سے بڑھہ کر یہ ہے کہ کرنیل صاحب کو بھی آپ گواہ فیصلہ قرار دیتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

پیشوائے دین ہنود سوامی جی دیانند سرستی صاحب اللہ تعالی ہمکو اور سب کو راہ حق دکھلائے +

السلام علی من اتبع الہدےٰ کل ایک نیاز نامہ آپکی خدمت میں آپ کے عنایت نامہ کے جواب میں ارسال کرچکا ہوں آج یہ نیاز نامہ دو وجہ سے لکھنا مناسب معلوم ہؤا اول تو پرسوں جسوقت آپ کا عنائت نامہ پہونچا۔ بوجہ تشریف آوری بعض احباب اوس وقت اُوسکی مطالعہ کا اتفاق نہ ہؤا تھوڑی دیر میں شام ہوگئی۔ اسوقت خط خفی کے پڑہنے میں دشواری معلوم ہوئی صبحکو ایک نظر دیکھکر اوسکا جواب لکھنا اور اُسکی نقل کراکر اسیوقت آپکی خدمت میں روانہ کردیا غرض جلدی میں لکھا تھا وقت تحریر نیاز نامہ تمام مضامین یاد نہ رہے جو سب کا جواب لکھتا۔ اور مضامین تو چنداں قابل لحاظ نہ تھے پھر شکائیت اشتہار کے معذرت بحکم ملاقات و نیاز ضروری تھے اسلئے تاخر معذرت کا عذر بجالاکر عرض پرداز ہوں کہ اشتہار مذکور کے آویزاں اور چسپاں کرنے سے کچھہ اپنا اشتہار اور آپکی تشہیر مدنظر نہ تھی۔ فقط اس امر کا جتانا مقصود تھا کہ مناظرہ اور بحث کی خواستگاری ہماری طرف سے شروع نہیں ہوئی میرے دیوبند سے یہانتک آئے اور آپکی اوس طرف تشریف نہ لیجانی سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ابتدا اس کمترین کیطرف سے ہے مگر یہ امر بے تفصیل جملہ سرگذشت متصور نہ تھی باایں ہمہ بہ تقاضائے محبت مذہب ہرکسی کو اپنے مذہب کی صفائی مقصود ہوتی ہے اور برآت کا اپنے مذہب کے ہرکسیکو خیال رہتا ہے مگر یہ بات بے اسکے نہیں ہوسکتی کہ موافق مثل مشہور۔ آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک دوسروں کے اعتراضوں کو شکر بے باکانہ اپنے مذہب کے حقانیہ کے اظہار کیلئے آموجود ہوا اور ہرکسیکو زبانی اور نیز اگر ضرورت ہو تو بذریعہ تحریر اپنے آمادگی سے آگاہ کردی۔ آپنے کچھہ اور سمجھکر دوستانہ شکایت فرمائی اور مجھکو ایسا شرمایا کہ کیا کہئے اور اس شکایت سے بانیوجہہ کہ شکایت بے عنائیت نہیں ہوتی اپنا ممنوں بنالیا اسلئے یہ گذارش ہے کہ یہ شکائیت میرے نزدیک ہمسنگ عنائیت ہے۔ اور کیا عرض کروں غرض اپنی بڑائی اور آپکی توہین منظور نہ تھی۔ گو آپ بوجہ خاکساری اپنے آپکو تو نہ سمجھیں جتنا ہم سمجھتے ہیں میرے خیال میں آپ اپنے زمانہ میں اپنے مذہب میں یکتا ہیں منشی کنھیالال صاحب وغیرہ بھی شاید ہوں تو آتنے ہی ہوں ہاں۔ منشی اندرمن کی نسبت آپ کچھہ نہ فرمائیں بوجہہ عدم تعارف منشی کنھیالال کے حق میں تو میں کچھہ نہیں کہ سکتا۔ پر منشی اندرمن کو تو آپ رہنے ہی دیں دو باتیں تو آپ مجھسے سُن لیجئے سال گذشتہ میں بوجہ کثرت الفاظ سنسکرت جب میں آپکی تقریر کو نہ سمجھا۔ تو قبل تکلیف دہی جناب مولوی محمد علی صاحب مُصنف سوط اللہ الجبار منشی اندرمن سے میں نے کہا کہ آپ پنڈت جی کی تقریر کا ترجمہ ہی کردیں اُنہوں نے آہستہ سے یہ جواب دیا سچ تو یہ ہے مجھے کبھی لکچر دینے کا اتفاق نہیں ہوا جو لوگ یہ کام کرتے رہتے ہیں انہیں سے یہ کام ہوسکتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ اول تو صبح کے جلسہ میں میری تحقیق کے نسبت آپکو دوبارہ یوں کہنے کا اتفاق ہؤا کہ کیا کہئے وقت ہولیا۔ اگر وقت باقی رہتا تو مولوی صاحب کی بات کا بہی جواب دیا جاتا۔ مگر قریب گیارہ بجے کے یعنے آخر جلسہ میں شاید بایں نظر کہ اب جلسہ برخاست ہوجائیگا اور اہل اسلام کو موقع جواب نہ ملے گا آپنے میرے اوس مضمون کے نسبت جسمیں میں نے یہ ثابت کیا تھا کہ مادہ عالم وہ وجود واسع ہے جو ذات خداوندی سے ایسی نسبت رکھتا ہے

پرتنفق ہوکر عہد کرتے ہیں پھر اوس سے منحرف نہیں ہوتے اگر کوئی بات یا دلیل مناسب نہ معلوم ہو تو اُسپر اول ہی سے ہرگز اتفاق بھی نہ کرنا چاہیئے۔ مگر بعد معاہدہ انحراف کرنا ہرگز جائز نہیں معلوم ہوتا۔ خیر میں اسبارہ میں اپنی رائے یہ ظاہر کرتا ہوں کہ چار امور ند کور جو طے ہو چکے ہیں میں ان میں ہرگز تجاوز نہیں رکھ سکتا ماننے نہ ماننے کا آپکو اختیار ہے۔ کچھ جبراً تو آپکو بحث پر آمادہ کیا ہی نہیں جا سکتا اگر آپ ہر ایک دفعہ چند شرائط قبول کرکے پھر اونسے منحرف ہو جاویں تو اُسکا کچھ علاج نظر نہیں آتا۔ میں از جانب خود شرائط فیصل شدہ میں تبدیلی مناسب نہیں سمجھتا اور نہ ایسا کرنے سے اتفاق کرتا ہوں اگر آپ کو شرائط کے فیصل ہونے میں کچھ شبہ ہے تو کپتان صاحب وغیرہ سے کہ جنکے سامنے یہ امور طے ہو چکے تھے دریافت کیجئے +

چاروں ویدوں میں سے میرے ایک پر معتقد ہونیکی بابت جو آپکا بیان ہے بجواب اوس کے ملتمس ہوں نہیں معلوم آپنے یہ تحریر کس بنیاد پر کی میری کونسی تحریر و تقریر سے آپ نے یہ دریافت کیا کہ میں صرف ایک ہی وید کو مانتا ہوں۔ ایصاحب اس معاملہ میں میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ چار ویدوں میں سے ایک جملہ بھی ایسا نہیں جس سے میں منکر ہوں پھر وید کے ترجموں کی بابت جو آپ فرماتے ہیں سو صاف بیان نہیں کہ کن ترجمونسے مدعا ہے اُردو و فارسی و عربی میں تو تحقیق ہے کہ ابھی وید کا ترجمہ نہیں ہوا لیکن انگریزی میں بعض بعض اجزا کا ترجمہ ہوا ہے مجھے ان انگریزی ترجموں کی لیاقت کی نسبت بڑے بڑے اعتراض ہیں ہم اُنکی اتنی علمی و مذہبی لیاقت کو تسلیم نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ یہ انگریزی کے چند مختصر سے ترجمے قدیم تفاسیر سے کہیں مطابق نہیں ہوتے۔ خاتمہ میں ملتمس ہوں۔ کہ علاوہ چار شرائط فیصلشدہ کے اور جو شرطیں آپ اپنی رائے میں مناسب سمجھتے ہیں تحریر فرمائے میں اپنی رائے اونکی نسبت بہت جلد ارسال کرونگا۔ زیادہ نیاز ۱۳۔ اگست ۱۸۷۸ء

مولوی صاحب کا خط

پیشوائے دین ہنود پنڈت دیانند سرستی صاحب اللہ تعالے ہمکو اور آپکو سب کو راہ حق دکھاے +

اسوقت نیاز نامہ صبح کا جواب پہنچا جی تو یوں چاہتا تھا۔ کہ جب عنایت نامہ ثانی کا بھی جواب آلیتا تب ہی جواب لکھتا۔ مگر نامہ بر جلدی کرتا ہے۔ اسلئے یہ گذارش ہے کہ آپکی اور میری ملاقات پہلی نہیں سال گذشتہ میں میرا انداز تقریر آپ دیکھ چکے میں اُسکے تغیر میں طبیعت کی روانگی نہ رہیگی اور اس سے زیادہ جلدی کی طاقت نہیں اس صورت میں آپ سے ہو سکے تو لکھ بھیجئے گا اور نہ ہو سکے تو آپ جانیں مگر یہ عذر کہ میں تاوقتیکہ یہ شرط تسلیم نہ کیجاوے مناظرہ کو بہتر نہیں سمجھتا در پردہ انکار ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ صاف ہی انکار کریں اور اوقات کسیکے ضایع نہ کریں۔ ہزاروں مباحثے ہوئے ہزاروں مناظرے ہوئے۔ کسی نے یہ شرط نہ کی تھی آپ کو یہ شرط سوجھی وجہ اسکی بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ آپکو بچاؤ مدنظر ہے زیادہ بجز انتظار نیاز نامہ سابق اور کیا عرض کروں + العبد محمد قاسم

(اس پر اگرچہ تاریخ نہیں مگر ۱۳ اگست کی تاریخ معلوم ہوتی ہے +)

ہیں نظم اوس فعل کا نام ہے۔ جس کا نتیجہ انتظام ہوتا ہے۔ سو وہ انتظام جسکو انتظام مناظرہ کہئے۔ نہ انتظام میلہ وہ بھی تجویز تراید ہے اس ہیں آپ کو یاد ہوگا۔ کہ آپ پانچ ہی منٹ پر اڑ گئے تہے۔ اور اسباب میں ہم صفیر پادریاں ہوکر بیان فضایل کے لئے وقت میں وسعت نہیں دیتے تھے۔ ہاں بعد میں بہت اصرار وانکار کے بعد اور پادری اسکاٹ صاحب کی تشریف آوری میں پیچھے انکے تائید سے کسی قدر وقت میں وسعت ہوئی اور ہیں آپکی ثابت قدمی پر کب معترض ہوا تھا۔ جو آپ نے یاد دلایا جس سے مجھکو یہ یاد آیا کہ منشی پیارے لعل اور منشی مکتا پرشاد نے جنکے ہاں آپ مہمان عزیز تھے اور ہر طرح سے آپ کی دلجوئی اور رضا طلبی کے لئے حاضر تھے۔ سب سوالوں کو چھوڑ کر۔ سوال اخیر پر بحث کرائی اور جب جلسہ کی طوالت کی امید تھی اسکو ایک ہی دن میں ختم کرا دیا جس سے ہمارا وہ سفر دور دراز اور خرچ زاید از حیثیت بیکار گیا۔ اوسکی مجبوری شاہجہانپور میں واپس آکر جو موتی میاں صاحب کی طرف سے منشی اندرمن اور آپکی خدمت میں دو نیاز نامہ یکے بعد دیگرے بھجوائے گئے تو اُسکا جواب آپکو یاد ہوگا کیا آیا جب ہر طرح سے مایوسی ہو چکی تب مناظرین اور شائقان مناظرہ نے اپنی اپنی راہ لی اور تہوروریش جان درویش کہکر چلے آئے۔ اب اس دفتر طویل کو ختم کرتا ہوں پر خاتمہ پر دو ایک بات عرض کئے دیتا ہوں عرض ہے اگر کوئی شخص مجبور ہو جائے تو کسی کے نزدیک قابل اعتراض نہیں باینہمہ آپکی دعا سے روز بروز شفا ہوتی جاتی ہے۔ آپ کچھہ تردد نفرمائیں پر خداتعالے ایسا نکرے کہ آپ کو کسی بمبئی کی رجسٹری اور تار برقی کا عذر پیش آئے جسکی تصدیق اور ضرورت پیش آمدہ کے اثبات میں آپکو عرق ریزی کرنی پڑے آخری کلام یہ ہے کہ آپ بغرض تخفیف تصدیع اپنے مریدوں کو ارشاد فرمائیں کہ جواب ترکی بہ ترکی کا خیال نہ فرمائیں ورنہ یہ طرز بھی ہمکو کچھہ یاد ہے گو ویسا کمال نہیں جیسا آپ کے مرید آپ کی نسبت خیال فرماتے ہیں جواب بہت جلد مرحمت ہو اور اقرار وانکار جو کچھہ ہو صاف صاف ارقام فرما دیں۔

الملتمس ہیچمدان محمد قاسم ۱۲ اگست ۱۸۷۸ء

پیشوائے دین اسلام مولوی محمد قاسم صاحب پرمیشر ہیں اور آپکو اور کل کو ہدایت کرے۔

آپکا نوازش نامہ جسکے ورود سے میں کل ممتاز ہوا تہا۔ عبارت ومضمون کے معاملہ میں ایسا درجہ رکہتا تھا کہ مجھے بہت کچھہ غور وفکر کرنے سے پہلے کل ہی اوسکا جواب دیدینا خالی از حکمت معلوم ہوا۔ مگر ہاں آج اوسکا جواب جہانتک مختصر ممکن نظر آتا ہے ارسال کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے نوازشنامہ کے ایک ایک لفظ پر اعتراض ہے اور ہر ایک کے واسطے جواب معقول رکہتا ہوں مگر اس شرط کے مفصل تحریر میں اب اپنے واسطے صرف تضیع اوقات سمجہتا ہوں وجہ یہ کہ معقول بات کا جواب معقول نہیں ملتا بلکہ ایسی طرز کی بھی آپ سے ہرگز توقع نہیں ہو سکتی تھی مگر اپنا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ کسیکی نسبت غیر مہذبانہ وناہموار گفتگو استعمال کیجائے جیسا کہ آپ اپنی تحریر میں استعمال کرتے ہیں۔ خیر ان معاملات کو علیحدہ رکھہ کر مدعائے ضروری الاظہار تحریر کرتا ہوں آپ کے اور میرے درمیان کپتان اسواٹ وکرنیل مانسل صاحب کے سامنے یہ چار امر فیصل ہو چکے تہے (۱) تعداد حضار مباحثہ (۲) مکان مباحثہ (۳) وقت مباحثہ (۴) گفتگوئے مباحثہ کا تحریر ہو جانا۔

اب میں آپ کی تحریر سے ان سب معاملوں میں آپکا اتفاق نہیں پاتا۔ میری رائے میں عاقلوں کا یہ طریق ہے کہ جس معاملہ

ھُدے رہے کتنے ستم کی بات ہے کہ اُنکی ارمان دل کے دل میں رہیں اور رڑکی کے اکثر عام وخاص محروم رہیں پھر کالج کے چند ملازموں کا یہ پاس ہو کہ صبح کی شام کردیجائے بالجملہ بوجوہ مذکورہ یہ دونوں شرطیں یعنے تعداد اور وقت بھی قابل تسلیم نہیں اسلئے یہ آخری گزارش ہے کہ اگر آپکو مناظرہ کرنا ہے تو کچھہ پس وپیش نفرمائیے۔ اجازت عام دیجئے اور وقت کو بھی بدل دیجیے۔ ورنہ انکار لکھہ بھیجئے تاکہ ہم بحالت مایوسی اپنے گھر کی راہ لیں مگر اس صورت میں یہ رنج رہیگا کہ ہم ناکام گئے اور آپ بدنام ہوئے رہی تاریخ اوسکی تسلیم میں ہرچند زیر باری بہی ہے اور بوجہ ہرج اوقات دشواری بہی مگر پہر بہی ہمکو کچھہ عذر نہیں جب چاہیں آپ دست خط کرالیں علی ہذالقیاس اس امر میں بھی ہمکو کچھہ تکرار نہیں کہ آپ برخلاف زمانہ گذشتہ تین بید ونکو کیوں نہیں مانتے اور باوجودیکہ مشتبہ روایت سب بید برابر ہیں سبکو یکساں کیوں نہیں جانتے اگر بوجہ خرابی مضامین یہ انکار ہے تو وہ ساری روائتیں مثل دستاویز مخدوش پایہ اعتبار سے ساقط ہونی چاہیں اسطرح ہمکو اس سے بہی کچھہ بحث نہیں کہ وہ ترجمے جو سب علمائے بید کے نزدیک مسلم ہیں آپ کیوں نہیں مانتے باقی رہی مولوی احمد علی صاحب کی شکائیت۔ اونکی تہذیب سے میں ایک مدت سے واقف ہوں انہوں نے اپنی طرف سے ہرگز کچھہ نہ لکھا ہوگا۔ اگر لکھا ہوگا تو آپکی اور آپکے مریدونکی طعن وتشنیع وزبان درازی کے جواب میں کہا ہوگا آپکے تشنیعات کا ثبوت تو میں سوائے اس کے کچھہ نہیں دے سکتا کہ سینکڑوں آدمی اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ کے اعتراض اس پیرایہ میں بھی تھے چنانچہ یہی وجہ ہوئی کہ جو سرکار کے طرف سے آپکی لکچر کی ممانعت ہوئی پر آپکے مریدونکی تہذیب پر تو یہی اشتہار مرسل گواہ ہے یہ آپ کا نیاز ہے جو اُنکے اس ناز بیجا کا ہم جواب نہیں دیتے ورنہ کسیکے اس قول کے موافق ؎

خدا جانے سبب کیا ہے جو ہم خاموش ہیں ظالم ۔ وگرنہ ہم رقیبونکے ابہی چھکے چھڑا دیتے

انکے ایسے لتے لئے جاتے کہ شائد اُنکو اپنے پاس سے پاس سرکاری واپس کرنی پڑتی ماشاءاللہ حوصلہ تو دیکھو صرف ونحو کی طرف مصروف ہوئے تو ہوئے منطق وحکمت کے اندر بھی دخل درمعقولات ہے۔ آپ اُنکو سُنا دیں کہ ایک دو بار کے درگذر کے بعد بھی اُنہوں نے نہ مانا تو پھر موافق مثل مشہور ایک خط دو خط الخ بہ مجبوری انکو معقول بنانا پڑیگا۔ بالحمد للہ اونکی الٹی بات مثل صورت معکوس اُنکے منہہ پر زیب نہیں دیتی اور آپ کو جو کچھہ کسی نے کہا وہ سب آپکے مریدونکے عنائیت کا ثمرہ ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز ننالم + کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

باقی حافظ رحیم اللہ صاحب کی نسبت جو آپکی مرید کچھہ ارشاد فرماتے ہیں شائد اُنکو اُوس خطاب اور اوس سند کی خبر نہیں جو اہل اسلام میں کاملوں کی طرف سے ملنے کا دستور ہے اور ہمنے فرض کیا کہ اُنکو زبان عربی میں وہ ملکہ نہیں جسپر اطلاق زباندانی صحیح ہو مگر اہل اسلام میں وہ کونسی کتاب ضروری ہے جسکا ترجمہ زبان فارسی واردو میں بکثرت موجود نہیں قران کے ترجمے اور احادیث کی کتب کے ترجمے بکثرت بازاروں میں موجود ہیں مطلب فہمی اور اصول وفروع کے آگاہی کے لئے جسپر بنا رمناظرہ ہے اتنا کافی ہے۔ ورنہ میں جانتا ہوں بید شناسی عالم سے مفقود ہوچکی ہے چنانچہ زبان سنسکرت کے رواج کی کیفیت سے ظاہر ہے اور چاندا پور کی بدنظمی کا جو آپ ذکر کرتے ہیں تو آپ شائد حسب محاورہ عوام کچھہ اور سمجھہ گئے۔ اصل

ضرورت نہیں اور نہ دستور فقط حاضرین کی شہادۃ پر ظہور غلبہ یا مغلوب کا مدار ہوتا ہے - جب اوسمیں آپ دستخطونکی ضرورت سمجھتے ہیں - تو شرائط قبل تحریر دستخط کیونکر واجب تسلیم ہونگے - ہاں اتنی بات میں کچھ شک نہیں کہ جب آپ اپنی کسی بات سے نہ ہٹے اور وجوہ معقول کے جواب میں بوجہ اپنی وہی ایک کہے گئے تو حسب عادت مجھکو زم ہونا پڑا ورنہ اس گفتگو کا انتہا نہ تھا غرض مُفت کی مغزپچی اور تضیع اوقات سمجھ کر قصہ کو مختصر کیا - اور نیز بوجہ اندیشہ تاخیر نماز مجھکو اُٹھنا پڑا - ورنہ میری رائے کی کیفیت اوسی تقریر سے واقضح ہے - جو دربارہ شرائط آپکے گوش گذار چکا ہوں - ہاں اگر آپ کچھ وجہ معقول دربارہ تعداد حضار و وقت گفتار بیان فرماتے تو بیشک میری رائے بدل جاتی - البتہ تخصیص تعین مکان میں اپنی یہ کیفیت ہے نہ کسی کے مکان سے انکار نہ کہیں آنے جانے سے یہاں عار ایسے لحاظ سے جیسے آپنے کچھ اصرار نکیا تھا میں نے بھی کچھ تکرار نکیا - مگر نہ مجھکو آپکے مکان کی فراخی و تنگی سے اطلاع تھی نہ اُسکے قرب بعد سے کچھ آگاہ تہا - یہاں آکر سُنا تو سب کیہ بات ناپسند معلوم ہوئی پھر اسپر نماز کی وقت نظر آئی دوسو آدمیونکی نماز کے لئے پانی وغیرہ بہم پہنچا دشوار معلوم ہوا - اور آنے جانے اور کہانے پینے کی تکلیف علیحدہ رہی - میرے احباب شوق مناظرہ میں لبریز ہیں اونکا مکان پر ٹھیرنا مُشکل جو کھانے کا انتظام کریں اور اسوقت بازار کھلا نہ رہیگا جو بازار سے کھاکر کام کریں علی ہذا القیاس اور مسافر و نکو کھانے پینے کی جو کچھ تکلیف ہو گی وہ ظاہر ہے - غرض خواہ مسافر خواہ اہل شہر اتنی دُور رہنا جماعت کثیر کا جانا اور ہنگام نوا خت واپس آنا پسند نہیں کرتے - اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ قدم رنجہ فرمایا کریں اور قرب نہر رونق افروز ہو کر تشنہ گاناں گفتگو کو سیراب کیا کریں باقی رہی تعداد - اسکی کیفیت سنئے - یہاں آکر جسکو دیکھا اُسے برہم پایا - کہ مشتاقان دیرینہ کو محروم رکھا جاوے کوچہ و بازار میں آپ کے انکار پر جو کچھ تکرار ہو رہی ہے اور آپکی نسبت جو کچھ اظہار ہو رہے ہیں میں لکھ نہیں سکتا اور کچھ حاجت بھی نہیں آپ کو ضرور خبر پہنچی ہو گی - اہل اسلام تو اہل اسلام آپکے ہندو پنڈت بھی بوجہ مخالفت معلوم برہم ہیں - اور پھر باینہمہ وقت پر رکتے نظر نہیں آتے اگر خدانخواستہ کوئی امر ناگفتہ بہ پیش آیا تو بایں وجہ کہ خواست گاران اجازت عام میں میرا نمبر اول ہے عجب نہیں کہ اسکی دارو گیر مجھسے ہو - بالخصوص جب یہ لحاظ کیا جاوے کہ اندھیری راتیں ہونگی اور وقت شب ہو گا - اور پھر وہ شوق عام جسنے ایک عالم کو دیوانہ بنا رکھا ہے پھر کسی قسم کی بے اعتدالی کسی سے آپ کی نسبت ہو جائے تو دُور نہیں - اندیشہ مذکور اور بھی قوی ہوتا ہے - ہاں اگر آپ باتباع رسلان دین اظہار حق میں سینہ سپر ہو جاویں اور مردانہ وار میدان میں آئیں تو پھر کچھ اندیشہ نہیں بلکہ اظہار حق اگر آپکے ذریعہ سے ہو گیا تو وہ رنج دیرینہ جو آپ کے سوا ماہ اعتراض فرمانے سے ہندو مسلمانونکے دلونمیں بھرے ہوئے ہیں - مبدل بمحبت ہو جاوینگی اور آپ اور کل اون اعتراضوں میں معذور سمجھے جاویں گے - اور اسلئے کوئی ضرر بھی پیش نہ آئیگی اور اگر آئی تو اظہار حق میں پیر دین کے پیشواؤں نے بہت کچھ رنج اٹھائے ہیں - اونکا اتباع کچھ بُرا نہیں پر اخفائے حق میں اگر کچھ رنج پیش آیا تو ہمکو کسی کی تقلید میں نشمار کرکے اپنے دل کی تسلی فرمائیگا - علاوہ بریں یہ اندیشہ تو مجھے آپکو برابر ہے - میں باوجود کثرت تعلقات ایک وہم غلط سمجھتا ہوں آپ اس آدمی سے کیوں اتنا ڈرتے ہیں اور ان سب کو جانے دیجیئے اس ضلع میں علماء اور طُلبا اس کثرت سے ہیں کہ اون سبکو جمع کیجئے تو اُنکی تعداد حد معین سے کہیں بڑھ جاتی ہے اور برابر خبریں آتی ہیں کہ سبکو شوق مناظرہ ہے - شب و روز اسی خیال میں رہتے ہیں سوائے اسکے اور مذہب

صاحبان کے تقریباً تیس چالیس آدمی اوسوقت اور بھی موجود تھے +

شرط اول ۔ جس کوٹھی میں کہ سوامی جی اُترے ہوئے ہیں وہیں مباحثہ ہوگا (اول مولوی صاحب نے عذر کیا تب کپتان صاحب نے یہہ کہا کہ اگر اس مکان سے عذر ہے تو خاص ہمارے بنگلہ پر مباحثہ ہوجائے ۔ بشرطیکہ آدمیونکی تعداد ۲۴ سے زیادہ نہ ہو کیونکہ وہاں زیادہ گنجائش نہیں ہے مولوی صاحب نے اُسکو نامنظور فرماکر کوٹھی جائے رہائش سوامی جی پر مباحثہ منظور فرمایا) ۔

شرط دوم آدمی فریقین کے چار سو سے زیادہ نہ ہونگے +

شرط سوم احاطہ مباحثہ میں جانے کیواسطے ہوشیار اور فہیم آدمیوں کو ٹکٹ تقسیم کردے جاویں گے +

شرط چہارم ۔ مباحثہ تحریری ہوگا یعنے جو کچھہ کوئی بولیگا وہ تحریر کراتا جاویگا تاکہ انکار کی گنجائش نہ رہے اور طبع کرانے کے کام آوے +

شرط پنجم ۔ ۶ بجے شام سے ۹ بجے رات تک مباحثہ رہیگا +

شرط ششم ۔ دونوں جانب سے مناظرہ میں گفتگو مہذبانہ مثل حکما کے ملحوظ رہے کوئی کسیکے بزرگوں یا پیشواؤں کی نسبت گفتگو سخت استعمال نہ کرے +

شرط ہفتم ۔ بوقت مناظرہ سوائے میرے اور آپکے اور کوئی صاحب مباحثہ کے متعلق کسی جانب سے گفتگو نہ کر سکینگے +

شرط ہشتم ۔ سوامی جی وید کے مجیب بنینگے اور صرف قرآن پر معترض اور مولوی صاحب قرآن کے مجیب اور صرف وید پر معترض +

شرط نہم ۔ ۱۸ اگست ۷۹ء وقت مقررہ سے مباحثہ بموجب شرائط بالا شروع کیا جاویگا +

یہ جملہ شرائط تحریر ہوکر فریقین کو سنائی گئیں اور دونوں نے منظور کیں اور پھر مولوی صاحب اور سوامی جی دونو معمولی آداب نیاز سے رخصت ہوئے +

وہاں تو خدا جانے کیوں اور کس لحاظ سے مولوی صاحب نے شرائط تسلیم کرلیں جب مکان پر آئے تو مباحثہ کا خوفناک دن سیاہ پہاڑ کی طرح سامنے دکھائی دینے لگا اور چاندا پور کی سی مصیبت نے پہلے ہی سے گھیرنا شروع کیا اور آخرکار چاروں طرف سے گھیر لیا ۔ اور قبل از وقت عقل آگئی ۔ اور صاف طور پر مباحثہ تحریری اور تعداد سامعین سے کھلم کھلا انکار کردیا اور فرمایا کہ جلسہ عام ہو اور گفتگو زبانی ہوا کرے ۔ جیسا کہ اُنکے اگلے خط سے ظاہر ہے + مولوی صاحب نے اس کا جواب یہ ارسال کیا +

پیشوائے دین ہنود پنڈت دیانند سرستی صاحب خدا ہمکو اور آپکو اور سب کو ہدایت دیوے ۔

السلام علی من اتبع الہدیٰ ۔ کل آپ کا عنایت نامہ پہنچا ۔ آپکی عنایتیں میرے سر پر رجسٹری کراکے بھیجنے کا نقطہ یہ باعث ہے کہ مجھکو معتبر طریقہ سے یہ خبر پہنچی تھی کہ آپ اسباب میں خط وکتابت ہو تو رجسٹری شدہ خط ہی کا اعتبار کرینگے ۔ مگر اب اس عنایت نامہ سے معلوم ہوا کہ اس کی کچھہ ضرورت نہیں اسلئے ڈاک کے وسیلہ کی کچھہ حاجت نہیں ہے اور ویسے ہی آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں کہ حسب دستور ایسے معاملات میں انفصال بعد تحریر یہ ثبت مہر یا دستخط سمجھا جاتا ہے گفتگوئے مناظرہ پر دستخطوں کی

خط وکتابت اظہار مدعا ہوسکتا تھا - لیکن نہ معلوم کہ اشتہار آویزان کرانے سے کیا غرض مقصود تھی - میرا بہرحال یہ بھی فرض نہ تھا کہ جواب اشتہار تحریر کرتا - لیکن جن لوگوں نے بدانست خود مناسب سمجھکر جواب تحریر کیا - کہ جواب اشتہار کی نقل میں اپنے خط کے ساتھ آپکی خدمت میں ارسال کروں - لہذا اوسکی تعمیل کرتاہوں ۞

اب باقی رہی بحث کی بابت گفتگو - روز اور وقت تو تجویز ہوہی گیا ہے - اب یہ التماس ہے - کہ آپ جملہ شرائط بحث جو آپ اپنی دانست میں مناسب سمجھیں تحریر کرکے عنائت فرماویں - اور علی ہذالقیاس میں بھی جو شرطیں مناسب سمجھونگا - اُن سے آپکو مطلع کردونگا

میں افسوس کرتاہوں کہ آپکی تحریر رجسٹری شدہ خط کی معرفت نے اور بھی وقت زیادہ ہرج کیا - اگر دستی رقعوں سے کام چلتا تو ایک دن میں سوال وجواب دونوںکے طے ہوجاتے - لیکن آپنے جانے کیا ظاہری مصلحت سمجھی ۞

پھر آپ اپنے عنائت نامہ میں چاندپور کی بدنظمی کا ذکر کرتے ہیں اس سے تو آپ ضرور واقف ہونگے کہ اوس بدنظمی کا باعث کیا تہا ؟ جسکا حال میلہ چاندپور کے منتظم رئیس مُکتا پرشاد منشی پیارے لعل صاحب کے رسالہ مطبوعہ سے بخوبی واضح ہوسکتاہے ۞

اب کیا عرض کروں ہاں اسقدر مناسب ہے کہ اس خط کا خاتمہ ہی اپکے خط کے خاتمہ کے جواب میں ہو تو بہتر - آپ فرماتے ہیں پھر بعد شروع مباحثہ کے ایصاحب میری پہلے مباحثہ کی ثابت قدمی کو فراموش نہ کیجئے - مجھے بھی آپ کی ثابت قدمی کے اظہار پر کچھہ تعجب نہیں آتا اگر خدا ایسا کرے کہ مرض کھانسی سے آپکو ذرا پناہ ملے اور پھر عذر نوکی گنجائش نہ ہو ۱۱ اگست ۱۸۷۸ء

یہ خط بصیغہ رجسٹری نمبر ۹۲۷ مولوی صاحب کے نام بھیجا گیا دیانند سرسوتی

بخدمت شریف پنڈت دیانند سرسوتی صاحب

بعد ما واجب گذارش یہ ہے کہ میں تو بعض وجوہ سے حاضر نہیں ہوسکتا - جناب حافظ رحیم اللہ صاحب فخر الواعظین تشریف لاتے ہیں وہ میری طرف سے مختار عام ہیں اونسے گفتگو کرکے آج سب باتوں کو طے کر دیجئے اور جو بات قابل ترمیم ہو اسکو ترمیم فرمادیجئے والسلام علی من اتبع الہدائے المکلتمس محمد قاسم ۱۱ اگست ۱۸۷۸ء

اس خط کے آنے پر یہ صلاح ہوئی کہ جب تک خود مولوی محمد قاسم صاحب تشریف نہ لاویں تب تک شرائط طے نہیں ہو سکتے پس مولوی صاحب خود تشریف فرما ہوئے اور کمیٹی بیٹھی

کمیٹی بنا بر انفصال شرائط مباحثہ

۱۱ اگست ۱۸۷۸ء

روبروئے کرنیل ہانسل صاحب بہادر وکپتان اسٹوارٹ صاحب بہادر افسران چھاونی رُڑکی

مولوی صاحب اور سوامی صاحب کی موجودگی میں دونوں کی حسب پسند شرائط ذیل قرار پائے علاوہ دو مباحثین اور دو دو پرچین

کہ میں نے اپنی سلسلہ درس کے وقت سے مباحثہ کو علیحدہ کیا تہا - بعد اختتام درس میں نے دو روز تک اس امر کا اشتہار دیا کہ جو صاحب چاہیں درس کے متعلق معاملہ کی بابت جو امر بحث و استفسار طلب معلوم ہو اس میں گفتگو کریں - اشتہار میں صرف ایک روز کا ذکر تہا لیکن آخر جملہ تحریر کا یہ مضمون تہا کہ اگر کل اور اشتہار باسترداد اشتہار ہذا شایع نہ ہو تو مضمون اشتہار ہذا کل کے واسطے بھی مسلم گردانا چاہیے ان دو روز کے عرصہ میں کوئی صاحب مباحثہ کی غرض سے تشریف نہ لائے - نہ کسی نے کوئی تحریری اعتراض بھیجا - دوسری یہ بات بھی واجب الاظہار ہے کہ میں مناظرہ مہذبانہ طور سے ایسے لوگوں سے ہی کرنا چاہتا ہوں جو اپنے مذہب کے اصول و فروع سے ذرا عمدہ واقفیت رکھتے ہوں یعنے خواہ میری نسبت عوام کا کچھ ہی عقیدہ ہو مگر میں بنظر مباحثہ گفتگو کرنے کا ارادہ صرف ایسے صاحبوں سے رکھتا ہوں جو خلق اور علمی (علمی سے مراد علم دین ہے) دونوں میں اپنا مثل نہیں ہے - آپکی ان دونوں قابلیتوں پر مجھے بوجہ تعارف سابق بخوبی اطمینان تہا - اور یہی سبب ہوا - کہ کئی مرتبہ آپ کا ذکر مذہبی معاملات کے متعلق باتو نہیں زبان پر لایا گیا - مولوی احمد علی صاحب اور حافظ رحیم اللہ صاحب کی بابت جو آپ فرماتے ہیں - اس معاملہ میں میرا یہ جواب ہے - کہ مولوی احمد علیصاحب کی بابت یہ تو میں نے بیشک سُنا تہا - کہ اُنکی علمی لیاقت بالا وسط اتنی کافی ہے کہ وہ اپنی اہل مذہب میں سے عام اطمینان کے ساتھ اور ملت کے علمائے دین سے گفتگو کر سکتے ہیں - لیکن افسوس ہے کہ مجھے مولوی صاحب کی طرز بحث کی بابت قابل اطمینان خبریں نہ پہونچیں بلکہ ایسی پہونچیں کہ جنکو سنکر جرأت تہذیبی نے یہ تقاضا نکیا کہ مناظرہ شروع کیا جائے - میں افسوس کرتا ہوں کہ میں مولوی صاحب کی نسبت اس اظہار شکایت کا باعث ہوا - مگر انصاف پسند ونکی خدمت میں امر واقعی کا اظہار کچھہ عیب نہیں ہے - اب حافظ رحیم اللہ کی نسبت سنئے اُنکی بابت مجھے نہائت معتبر طور سے معلوم ہوا ہے کہ انہیں اپنے مذہب سے اسقدر واقفیت نہیں کہ جو مناظرہ کے واسطے کافی شمار کیجاوے - اسکی سب سے بڑی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے - کہ حافظ صاحب زبان عربی سے ناواقف ہیں - جسمیں قرآن اور حدیث کی علاوہ بڑی بڑی معتبر تفسیریں اور دیگر کتب مذہب پائی جاتی ہیں - جو لوگ اس امر کے مدعی ہیں وہ اپنی دعوے کے ثبوت کے ذمہ وار ہیں بلکہ یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر ہم حافظ صاحب سے حدیثوں وغیرہ کی بابت (نہ بطور مناظرہ از اہل مذہب دیگر) چند سوال کریں اور اگر وہ آپکے ہی رائے کے موافق جواب دیں - تو ہمارا دعوائے جھوٹا گنا جائے - یہ بیشک تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حافظ صاحب حافظ ہونگے لیکن علم ادب کے عالم سے مسایل ریاضی حل کرانا ناممکن ہے - خلاصہ یہ ہے کہ ان ہر دو صاحب سے میرا نہ بحث کرنا باوجہ تہا بیوجہ نہ تہا آپ اپنی قابلیت کی نسبت جو فرماتے ہیں - وہ کوئی ذی ہوش تسلیم نہیں کر سکتا - کیونکہ یہ سب جانتے ہیں کہ اہل دماغ اپنا ذکر فروتنی سے ہی کیا کرتے ہیں - ع نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین - مگر ہاں میں علماء آریہ دہرم سے شمار کے لایق نہیں قابلیت تو اتنی نہیں کہ مباحثہ یا مناظرہ کا دعوے یا ارادہ کروں مگر طبیعت و شوق سے لاچار ہوں - علاوہ ازیں ایسے ایسے چھوٹے چھوٹے مباحثونکے واسطے بھی ضرورت نہیں - کہ لالہ کنہیا لعل الکھہ دہاری صاحب و منشی اندرمن صاحب - و بابو ہرشچندر و گوپال راؤ ہر مکہ و پنڈت ہیبت رام صاحب وغیرہ تکلیف فرماویں مجھے اس امر کا بڑا تعجب ہے کہ درحالیکہ آپ مجھہ سے بالخصوص گفتگو کرنے کے لیئے تشریف لائے تھے تو اشتہار عام کے اعلان کی کیا ضرورت ہوئی - اگر آپ غریب خانہ (درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست) تشریف لانا اپنے شان کے خلاف فرماتے ہیں تو بذریعہ

ہو جئے۔ اگر یوں کہا جاتا کہ اعتراض سب کو سنایا جاوے تو جواب دینے کا ہی سب کو اختیار ہے۔ تو تا بجد الفاظ یہ جملہ غلطی سے مبرا کہا جاتا تاس میں فلسفہ کی حقیقت سے کہ جواب سب ہی دے سکتے ہیں عاقل خوب واقف ہیں۔ اے صاحب مذہبی معاملہ تو مشکل ہے ہمیں تو ایسا کوئی کام نظر نہیں آتا جسے سب کر سکیں ✢

(۴۴ الف) قولہ جس طرح بن پڑے پنڈت جی کو گفتگو پر راضی کریں۔ ذرا تحریر بالا کو ایک دو دفعہ بغور پڑھ لیجئے اور پھر دیکھئے کہ پنڈت جی گفتگو کرنے پر راضی بلکہ آمادہ کب نہ تھے۔ بلکہ اونکے یہاں اسقدر عرصہ تک ٹھیرنے کی وجہ ہی معلوم ہوتی ہے کہ جو صاحب قابلیت گفتگو مذہبی رکھتے ہوں۔ آئیں اور گفتگو کریں ✢

(۴۴ ب) سوامی جی صاحب فرماتے ہیں کہ ہم آج (اور شاید فرصت نہ ملے تو کل) مولوی صاحب کی خدمت میں شرائط بحث بہ تفصیل جسٹری شدہ خط کی معرفت ارسال کرینگے۔ اگر مولوی صاحب سے جواب باصواب ملا تو خیر ورنہ عاقلاں خود میدانند ✢ ۱۰ اگست ۱۸۷۸ء

المشتہر مریدان سوامی دیانند سرستی ۱۰ اگست ۱۸۷۸ء

اور ساتھ ہی بذریعہ رجسٹری یہ خط ارسال کیا۔

پیشوائے دین اسلام مولوی محمد قاسم صاحب پرمیشر آپکو ہمیں اور کل کو راہ حق پر قایم رکھے۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ فی الحال آپ کو صحت جسمانی حاصل نہیں ہے مگر ایشور کی ذات سے امید ہے کہ آپکو شفا بخشے۔ میں آپکے اس موقعہ پر تشریف لانیکا اظہار شکر کرتا ہوں۔ بالخصوص اسوجہ سے کہ آپ حالت بیماری میں تکلیف فرما ہوئے۔ اب بعد اظہار واجبات آپ کے عنایت نامہ کے جواب میں حسب ذیل ملتمس ہوں ✢

میں نے اس قصبہ میں آکر حسب عادت خود معاملہ مذاہب میں گفتگو کرنی شروع کی۔ مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ میری وعظ و درس سے بعض اصحاب نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ بحث بالخصوص مخالف اہل اسلام تھی۔ یہ تو میں بہر حال تسلیم کرتا ہوں کہ میں بدانست خود جہاں مناسب سمجھتا ہوں بخلاف اسلام گفتگو کرتا ہوں۔ لیکن اس معاملہ میں یہاں خصوصیت بجانب اسلام سرتاپا غلط ہے۔ جیسا میں مذہب اسلام پر معترض ہوں۔ ملت عیسائی پر ہرگز اس سے کم نہیں۔ حتی کہ میں اپنے ہندوؤں کی مذہبی حالت موجودہ سے اظہار اتفاق نہیں کرتا۔ آپ واقف ہونگے کہ لکچر کے وقت مباحثہ کرنا۔ مدعا فہمی کی حقیقت اور درس کی وقعت کو قطعی ضایع کرنا ہے اصل تو یہ ہے کہ کوئی کام بھی بلا ترتیب و انتظام بدرستی تمام انجام کو نہیں پہنچ سکتا۔ اسلئے میں نے درس کے شروع کرنے سے پہلے یوں مشہر کیا تھا۔ کہ جو صاحب میرے بیان میں کوئی ایسا اعتراض پائیں کہ جسکی بابت اونہیں استفسار منظور ہو یا جواب طلب اعتراض رکھتے ہوں۔ یا میرے بیان کے متعلق کسی امر دیگر پر معترض ہوں۔ تو انہیں لازم ہے کہ ایسے بیانات بخلاصہ و اشارہ رائے یادداشت سے لکھتے جائیں بعد اختتام سلسلہ درس جو وقت اسکام کے لئے معین کیا جائے۔ اسوقت بطور بحث اون امور میں گفتگو کریں۔ آپ تو عالم ہیں کیا آپکی یہ رائے نہ ہوگی کہ جب تک کسی پیرایہ میں ایک سلسلہ گفتگو ختم نہ ہو جائے اور جب تک کوئی اپنی رائے کے موافق دعوائے کا اثبات۔ حق کا مطالبہ اور قضایا کا اعادہ بہ تفصیل بیان نہ کرے تب تک کلام میں تباین کی پردہ داری مانعۃ الجمع کا افشا غرضیکہ اعتراض کی تردید کب کوئی کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے

اشتہار

ایشیا و یورپ میں جو مہذب اجلاس و مباحثوں کا ابتدائی طرز خط وکتابت ہوتا ہے اوس سے تجاوز چاہے کوئی اپنی تحریر میں استعمال کرے مگر ہم درحالیکہ اوسکی نامناسبت کے قایل ہیں ہرگز روا نہیں رکھہ سکتے نہ اپنا یہ عقیدہ ہے کہ مطالب اصل سے تعلق معاملات کی گفتگو میں اظہار غلطی تلفظ پر بالخصوص جبکہ اوسکی صحت کا بھی کسیکو دعوے نہ ہو مثل اطفال مکتب کوشش کرنی بجا ہے اگر ایسا ہوتا تو اس موقعہ پر اون تمام صرف ونحو کی غلطیونکا ذکر نہ آتا جو کہ مولوی صاحب کے اشتہار میں پاتے ہیں +

(۱) وہ بھی زمانہ تھا کہ معاملات مذہب میں گفتگو و مباحثہ کرنے سے لوگونکے سر قلم ہوتے تھے اور ایسا بھی وقت تھا کہ سوائے ایک ملت کے دوسری کی نسبت وعظ اور درس کرنا گویا جان ہی کھو دینا تھا۔ اور ایسے بھی دن تھے کہ جو بادشاہ کا مذہب ہوتا تھا۔ اوسکی پیرو تو بہر حال آزاد تھے لیکن کیا مجال کہ دوسرے مذہب والا اپنے عقاید کا اظہار کرسکے لاکھہ اپنے دل میں کوئی حق کو حق کیوں نجانے لیکن باطل کو باطل کہنے کا اختیار نہ رکھتا تہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تحقیق حق و ابطال باطل زندان سلیمان میں نہیں تو اونسے متاخرین کے قیدخانہ میں تو ضرور تہیں ہزار ہزار شکر ایشر کا اب سلطنت انگلشیہ نے اپنی انصاف پسندی سے رعیت کو آزادی بخشی جو بات انسان اپنی طبیعت کے زور سے پایہ ثبوت کو پہونچاتا تھا۔ اسکے اظہار کا طریق بھی پیدا ہوگیا۔ سچ تو یوں ہے کہ منصفوں اور محققوں کو تو گویا ایک نعمت ہاتھ لگی ہاں ایسوں کے واسطے تو قیامت کا ہی روز آگیا۔ جنکا یہ خیال تھا اور ہے جسکے ہم قایل ہیں چاہئے ثبوت کو پہونچے یا نہ پہونچے ہم ویسا ہی مانیں جائینگے اور جن مسایل کو ہم مانتے اونکے غیر معقول ہونے میں عاقلونکو چاہئے کچھہ بھی کلام نہو مگر ہم کلام کرنے کا موقعہ ہی نہ پیدا ہونے دینگے +

(۲) مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے بذریعہ بعض احباب بہت چاہا کہ تاریخ جلسہ مباحثہ مقرر ہو جاوے الخ ہم نہایت افسوس کرتے ہیں کہ اون احباب میں سے کوئی صاحب ہمارے پاس آکر بیان نہیں کرتے کہ انہوں نے ہمسے جس معاملہ میں گفتگو کی تہی اوس کا کیا جواب پایا اور بعد اوسکے وہ ہم سے جواب کے متوقع ہیں یا ہم اونسے۔ ہم میں سے ایک سے بموجودگی ایک دو صاحبان دیگر احباب میں سے ایک (جنکی تعداد سے ہم ناواقف ہیں اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ منشاءً الیہ زمرہ احباب مذکورہ میں سے ہیں یا نہیں) صاحب نے بمقابلہ مباحثہ گفتگو کی تہی تعجب جو شرطیں انہوں نے بیان کیں اونمیں سے سوائے ایک کے کل فیصل ہوگئی تہیں ایک باقی جو تنقیح طلب تہی اوسکی بابت اونکی رائے طلب کی گئی تھی اوسکا جواب شاید مولوی صاحب کا اشتہار ہو تو ہو۔ اور تو کوئی جواب ہمیں ملا نہیں۔ اب ذرا ناظرین خود غور فرماویں کہ تعین تاریخ مباحثہ میں اس طرف سے تساہل ہوا۔ یا اوس طرف سے۔ علاوہ ازیں مولوی صاحب کو تو سری سوامی جی سے پہلے ہی تعارف ہوچکا تہا۔ وہ خود ہی اس معاملہ میں تحریر کرتے ہاں اس صورت میں اتنا نقص بیشک تھا کہ مولوی صاحب یا اونکے مریدونکو شاید وہ فخر حاصل نہوتا جو اشتہار کے شایع کرنے سے ہوا +

(۳) پھر صاحب اشتہار فرماتے ہیں کہ اعتراض سب کو سنایا جاوے۔ تو جواب بھی سب ہی دے سکتے ہیں۔ اس منطق کے قربان

مقابل کی کیفیت کسی ذریعہ سے معلوم بھی نہو سکے سو یہاں جو مولوی احمد علی صاحب اور حافظ رحیم اللہ صاحب آپسے گفتگو کی آرزو رکھتے تھے اونکی لیاقت ایسی نہیں جو کوئی نہ جانتا ہو۔ مگر ہرچہ بادا باد آپکی اس عنایت نے کہ آپ میری تخصیص فرماتے ہیں باوجود موانع مجھکو کل یہانتک پہونچایا ورنہ میں اپنے آپکو بجناب علم علما اہل اسلام میں شمار نہیں کرتا۔ خواہ نخواہ پیش قدمی کرنا یہہ کام اہل علم اور اہل کمال کا ہے مگر یہ بھی ہے کہ ایسے معرکوں میں بڑے بڑے عالموں کا آنا زیبا نہیں ہم جیسے کم علم کافی ہیں خیر کل حاضر ہوکر آپ کا اقتدار کیا یعنے جیسے آپنے اعلان مباحثہ کے لئے اشتہار آویزان کرائے تھے مینے بھی اشتہار آویزان کرائے آپ کو اُنکی اور اُنکے مضمونکی خبر پہونچی ہوگی اسلئے اُسکے کسی پرچہ کے ارسال کی ضرورۃ نہیں بایں ہمہ اس نیاز نامہ کے ساتھ آپکی خدمت میں جُدا پرچہ بھی پہونچے خیر بنظر احتیاط بذریعہ رجسٹری ایک خاص خط بھی اسباب میں بھیجنا مناسب سمجھا اب یہ التماس ہے کہ آپ کوئی تاریخ ایسی معین فرمادیں جسکی اطلاع کے بعد دور نزدیک کے شائق بھی شامل ہوسکیں مگر اتنا ملحوظ رہے کہ ہم محض بیکار نہیں اور نہ بالکل آزاد ہزاروں کار اور سینکڑوں تعلقات ہماری ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اگر تاریخ میں زیادہ عرصہ ہوا تو پھر ہمکو ٹھہرنا دشوار ہوگا بعد اُسکے ہماری طرف سے یہ التماس ہے کہ آپ گفتگو کریں تو زبان اردو میں کریں۔ آخر بشہادۃ مجمع کثیر آپ اُردو بولنے پر قادر ہیں لیکچر سننے والے سب اس بات کے گواہ ہیں دوسرے یہ کہ بیان کے لئے خواہ مخواہ ایسے تحدید نکیجاوے کہ مطلب ضروری بیان نہوسکے اگر نہ ہوا تو مناظرہ ہی کیا ہوا تیسرے یہ کہ جبتک ایک بات میں فیصلہ نہولے تب تک دوسری بات میں گفتگو شروع نہو اُسکے بعد ہر چند مناسب تو یوں تہا کہ ہم اور آپ ہم پلہ رہتے یعنے دو چار مسئلے اس طرح معین ہو جاتے کہ نصف میں ہم معترض تم مجیب اور نصف میں تم معترض اور ہم مجیب مگر ہماری انصاف پرستی دیکھیئے کہ ہم اُسکی بھی تخصیص نہیں کرتے غرض چاندا پور کی بد نظمی نہو زیادہ بجز انتظار جواب باصواب اور کیا عرض کروں فقط تحریر تاریخ ۹ اگست ۱۸۷۸ء مکرر یہ ہے کہ بعد شروع مناظرہ انشاء اللہ ہم آپ سے زیادہ ثابت قدم رہینگے۔ البتہ ایام گذاری بیکار رہیں دشوار ہے فقط ٭

العبد محمد قاسم

اس چٹھی پر مولوی صاحب کے دستخط ثبت نہ تھے بنابراں سوامی جی نے اُنکو ایک اور خط لکھا۔

جناب مولوی محمد قاسم علی صاحب۔ آپکی خدمت شریف میں واضح ہو کہ کل بوقت شام چھہ بجے کے رجسٹری چٹھی آپکی میرے پاس پہونچی اوس چٹھی پر آپ کے دستخط نہ تھے اسواسطے آپکو تکلیف دیجاتی ہے۔ کہ منشی چٹھی لیکر آپکی خدمت میں پہونچتا ہے آپ اُسپر دستخط ثبت کردیں کیونکہ اشتہار اور لفافہ پر تو آپ کے دستخط موجود تھے مگر صرف چٹھی پر نہ تھے۔ لہذا عرض ہے کہ براہ عنایت دستخط چٹھی مذکور پر کردیویں تاکہ ہم بھی اپنے دستخط کرکے چٹھی براہ ڈاک رجسٹری آپ کے پاس روانہ کردیویں زیادہ خیریت ٭ دیانند سرسوتی

رُڑکی ضلع سہارنپور۔ ۱۰ اگست ۱۸۷۸ء

اسکے جواب میں مولوی صاحب نے اوس چٹھی پر دستخط کردئے۔ کوئی خط ارسال نہیں کیا۔

مولوی صاحب کے عنایت نامہ کے پہونچنے پر سوامی جی کے عقیدت مندوں نے یہ اشتہار جاری کیا اور گلی کوچوں میں لگایا ٭

کی زبان درازیوں کی شہرت سنکر بذریعہ بعض احباب بہت چاہا کہ تاریخ جلسہ مباحثہ مقرر ہو جائے جو کاروبار مدرسہ دیوبند کا حرج نہ ہو جو ہماری متعلق ہیں اور ضروریات خانہ داری میں ہمکو کچھہ دقت پیش نہ آئی اور شائقان دور نزدیک وقت پر آ جائیں اور بآسانی حظ تحقیق حق اٹھائیں مگر خدا جانے کیا بھید تھا جو پنڈت جی کسی طرح تقرر تاریخ پر راضی نہ ہوئے اور کہا تو یہ کہا کہ میں مولوی قاسم علی سے گفتگو کرونگا اور جب وہ آئیں گے جبھی سب باتیں ہو جائینگی ہرچند یہ تخصیص بے معنی ہے اعتراض سب کو سنایا جائے تو جواب بھی سب ہی دے سکتے ہیں۔ مگر بہ مجبوری سب کاموں کو چھوڑ کر آج ہمیں ہی آنا پڑا اب جملہ حضرات ہنود بالخصوص پنڈت جی کے مریدوں کی خدمت میں یہ التماس ہے۔ کہ جس طرح بن پڑے پنڈت جی کو گفتگو پر راضی کریں اور تاریخ جلسہ ایسی مقرر کرائیں جو باہر کے لوگ بھی اُسکی اطلاع پاکر شامل ہو سکیں اور سوا اسکے امور متعلقہ مناظرہ جلدی طے کرالیں تین دن تک ہم انتظار کرتے ہیں اگر جواب باصواب آیا۔ ورنہ الزام پنڈت جی اور اُنکے مریدوں کے ذمہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیگا ۔

ہم وہ نہیں کہ دور سے دعوے کیا کریں — ہم وہ نہیں کہ دوں کے بیٹھے لیا کریں
اپنا یہ قول ہے کہ ہم آئے ہیں آئیے — دعوے اگر کیا تو ہاں کچھ دکھائیے

تاریخ ۸ اگست ۱۸۷۸ء

یوم پنجشنبہ [illegible]

پیشوائے دین ہنود سوامی جی پنڈت دیانند سرسوتی صاحب۔

اللہ تعالےٰ ہمکو اور آپ کو ہدایت کرے۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ یہہ کمترین ہیچ مدان محمد قاسم ایک عرصہ سے کہانسی میں مبتلا تھا کھانسی کی یہ شدت تھی کہ بعض اوقات بات کرنی دشوار تھی اور بعض ضرورتیں بھی درپیش تھیں جو اتنے میں یہ شور اُٹھا کہ جناب رڑکی میں رونق افروز ہوئے ہیں اور جملہ مذاہب بالخصوص مذہب اسلام پر اعتراض فرماتے ہیں۔ خیر یہ بات تو قابل لحاظ نہ تھی کیونکہ ہر مذہب والا دوسرے مذہبوں پر اعتراض کیا ہی کرتا ہے۔ مگر اُسکے ساتھ یہ بھی سنا گیا کہ آپ کو کوئی شخص جواب دیتا ہے تو آپ نہیں لیتے اسکو سنکر کمال تعجب ہوا کیونکہ اعتراض مذہب پر ہو تو بیشک ہر صاحب مذہب منصب رکھتا ہے پھر اُسکی کیا معنے کہ میں تجھہ سے جواب نہیں لیتا۔ اُس شخص سے جواب لونگا۔ پھر اُسکے ساتھ یہ بھی سنا گیا کہ باایں ہمہ آپ اشتہار عام اس بات میں جابجا آویزاں کرا چکے جسکا حاصل یہ ہے۔ کہ جس کسی کا جی چاہے آؤ اور بحث کر جاؤ اگر یہ منادی عام تھی۔ تو پھر وہاں تخصیص علوم کیونکر قابل لحاظ ہوئی مگر ہمکو پھر بھی کچھہ مطلب نہ تھا اتنے میں یہ سنا کہ آپ میری تخصیص فرماتے ہیں۔ بوجہ بیماری و ضرورات مشارالیہا ہر چند مجھکو آنا دشوار تھا۔ مگر یوں سمجھکر کہ تحقیق راہ حق میں سعی کرنی انسان کا سب سے پہلا فرض ہے۔ جب خدائے خالق اور اسکے راہ ہی کو ہمنے اور ہمارے بھائیوں نے پہچانا تو اور کسی چیز کو جانا بھی تو کیا ہوا۔ اس امر میں پہلو تہی مناسب نہ سمجھی اور آپکی اس تخصیص کو اسبات پر مبنی سمجھا کہ میری اور آپکی ایکبار ملاقات اور باہم ایک دو بات بھی ہو چکی ہے۔ اور جس سے تعارف ہوتا ہے اسکی حال و قال پر زیادہ اطمینان ہوتا ہے اور ویسی گفتگو کرنے میں شاید آپکو یہ کھٹکا ہو۔ خدا جانے سلیقہ گفتگو بھی اُنکو ہے یا نہیں گو یہ بات اسوقت تک مناسب ہے کہ اپنی

پرنتو میری سمجھ میں ایک جنم ان باتوں سے سدہ نہیں ہوتا کنتو پُنرجنم سدہ ہے ÷

دستخط انگریزی
لالہ ہمیر چند

دستخط
ہمارے روبرو جو مراتب گفتگو معین ہوئے وہ واقعی یہی تھے جو
اس دیباچہ میں درج میں ÷ العبد محمد حسین محمود

کیفیت شرائط مباحثہ

مابین

سری سوامی دیانند سرستی جی و مولوی محمد قاسم صاحب

بار دوم بمقام رُڑکی ضلع سہارنپور

۲۵ر جولائی ۱۸۷۸ء کو سوامی جی اہل پنجاب کے دھارمک ہردوں کو سیراب کرتے ہوئے رُڑکی میں تشریف لائے اور لالہ شنبھو ناتھ دہلوی کے بنگلہ میں قیام فرمایا۔ سوامی جی نے آتے ہی اوّل تو جائے قیام پر اُپدیش فرمانا شروع کیا۔ اور ۳ اگست ۱۸۷۸ء تک اسی طرح کام کیا۔ اور پھر بذریعہ اشتہار عام و خاص کو اطلاع دیکر آرمن سکول کے متصل ۴ اگست ۱۸۷۸ء سے دیاکھیان دینے شروع کئے اس جگہہ ۴ دیاکھیان بڑے مدلل اور واضح طور پر ہوئے جنہیں صدہا شکوک سامعین کے زایل ہو کر ست دھرم کی طرف توجہ ہوئے ÷

مسلمانوں نے بھی سوامی جی کے اعتراضات سے گھبراکر مولوی محمد قاسم صاحب اعلیٰ مدرس مدرسہ دیوبند کو بُلایا جو ۸ اگست ۱۸۷۸ء کو تشریف لائے اور آتے ہی مندرجہ ذیل اشتہار بازار میں چسپاں کرائے ÷

اشتہار

پنڈت دیانند سرستی صاحب کی لن ترانیاں اور اُنکی زبان درازیاں بالخصوص نسبت مذہب اسلام کس کس کے کان میں نہیں پڑیں۔ چونکہ گورنمنٹ نے دربارہ مذہب و تحقیق مذہب اپنی رعیت کو آزاد کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہوئی کہ ابتدائے عملداری انگریزی سے آجتک ہندوستان میں سیکڑوں جلسہ مباحثہ کے منعقد ہوئے اور سرکار کی طرف سے کچھ دار وگیر نہوئی - اور دو سال سے نواح شاہجہان پور میں میلہ خداشناسی ہوتا ہے جس میں ہزاروں آدمی جمع ہو کر مباحثہ مذہبی کا تماشہ دیکھتے ہیں اسلئے ہم نے بھی

مولوی الغرض یہ جواب پہلے سوال سے کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس جواب کے درمیان ذاتی اور زمانی فرق نہیں کیا گیا۔ صورت علمیہ کی نسبت عدم خاص زید کا یعنے اوسکے جسم معین پر جو ایک زمانہ تعین حادث ہوا تھا۔ وہ اوسکے جسم کے وجود سے پہلے وہ عدم قدیم تھا اور یہہ جو خیال کیا گیا۔ کہ وہ عدم تقدم اوس جسم خاص کا نہیں تھے اوسکے صورت علمیہ علم واجب میں موجود ہے یہ محض غلط ہے کیونکہ خدا کے علم میں یہ جسم خاص تو موجود نہیں جسکا جسم تین ہاتھ کا ہے قدامت شے سے وجود شے کا نہیں لازم آتا۔ باقی رہا صورت علمیہ کا خیال تو خدا کا علم صورت علمیہ کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ صورت علمیہ وہ ہوتی ہے جو حاصل ہوتی ہے عالم کو شے خارج سے جبکہ ہیئت خاص اور شکل خاص کو قدیم نہیں مانا جاتا تو اب خدا کے خیال کے درمیان صورت علمیہ کہاں سے حاصل ہوئی۔ اگر قدیم تھا تو موافق مذہب آپ کے مادہ قدیم تھا اور جو چیز کہ ممکنات سے محسوس نہو جیسے کہ آپ مادہ اور صورت کے قائل ہیں کہ پہلی شکل عارض کے محسوس نہ تھا تو اسکا علم کسیطرح حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ طریقہ علم شے کا یہی ہے کہ بذریعہ کسی حس کے حس مشترک اور خاسہ مدرکہ میں اوسکی شکل حاصل ہو اور اُسی کو صورت علمیہ کہا جاتا ہے اور باقی رہا حال ذرات پانی کا تحلیل ہو کر بخار بنجاتا ہے گو وہ اسکو مبصر نہیں ہے تو کسی نہ کسی حس کے ساتھ وہ مدرک ہے۔ بہر صورت وہ اور صورت جو اوس قسم کی مانی گئی کہ مدرک بحواس نہیں ہے تو اوسکا وجود بھی نہیں ہے جب قدامت باطل ہوئی باقی تناسخ کی کیا صورت ہے اگر یوں کہا جاتا ہے کہ علت ایک بدن کو چھوڑ کر دوسرے بدن سے متعلق ہونے کی جو اوسکے انعال ہیں جو بدن اول میں حاصل کئے تھے تو یہہ ظاہر ہے کہ افعال حرکت سے صادر ہوتے ہیں۔ اور حرکت منطبق زمانہ پر ہے اور زمانہ کا اول جو آخر اور اوسط جمع نہیں رہ سکتا تو علیٰ ہذالقیاس افعال جو بذریعہ زمانہ کے صادر ہوئے ہیں وہ بھی معدوم ہوتے۔ یا تعلق بدن ثانی سے کسی مرجح کی جانب سے نہو گا جب نسبت نفس اول کی نسبت اجسام سے مساوی ہے تو اب تعلق خاص سے ترجیح بلا موجح لازم آویگی۔ نیز اس تعلق سے نقصان بہت پیدا ہونگے۔ کیونکہ پہلے کمالات جو بدن اول میں حاصل کئے تھے وہ دور ہو گئے اور دوسرا تعلق فرض کرو کہ اگر مثلاً گدہے سے یا کتے سے ہوا تو اُسی بدن کتے اور گدہے میں وہ کمال نہیں حاصل کر سکتا۔ جو بدن انسان میں حاصل کر سکتا تھا۔ اب آپ کو لازم ہے کہ اول طریقہ حاصل کرنے علوم کا معین کیجئے بعد اوسکے پھر علت تعلق کی قائم کیجائے تو اوسپر پھر اعتراض کیا جائے + **سوامی** دس اندریاں یعنے دس حواس سے مولوی صاحب کا فرمان درست نہیں چنانچہ جیو آتما یعنے روح کسی اندری سے نہیں دیکھا جاتا مگر وجود اوس کا ہے جو مولوی صاحب نے کہا کہ انادی وستو باطل ہے یہہ کسنے کہا ہے۔ کیا یہ بات آپ نے اپنے ہی دل سے جوڑ لی ہے کیونکہ جب میں لکھوا چکا کہ پرمیشر اور جیو اور جگت کا کارن یہہ تین سناتن ہیں اس سے قدامت ثابت ہے اور ابھاؤ سے بھاؤ کبھی نہیں ہوتا اور جو کوئی کہے اسکا پرمان نہیں ہے۔ جو گدہے اور کتے کے بدن میں منش کا جیو جانے سے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بڑا نقصان ہوتا ہے کیونکہ سب کمائی کی ہوئی چلی جاتی ہے جو مولوی صاحب ایسا مانتے تو مولوی صاحب کو سونا کبھی نہ چاہئے کیونکہ نیند میں جاگرت کی کمائی سب بھول جاتی ہے جو مولوی صاحب کہیں کہ پھر جاگنے سے وہ علم آجاتا ہے تو کتے گدہے کے شریر میں بھی آجائیگا اور پھر علم حاصل کر سکتا ہے جیسے کہ آدمی سونے سے جاگ کر اس سے میں جانتا ہوں کہ مولوی صاحب کی تقریر اور میری تقریر کو پڑھنے والے لوگ آپ ہی دیکھ لیں گے

وہ کسی ایسے امر سے ہوا جو بعد اوس مادہ کو عارض ہوا۔ اور یہ جو جواب میں لکھا گیا کہ کارن کا ہونا یا نہونا نہیں کہا جاتا عجب وہ شے کہ جسکی علت مادی ہیں ہونا یا نہ ہونا نہیں کہہ سکتے وہ شے کہ جسکی علت مادی ایسی ہو اُسکو ہونا کس طرح ہو سکتا ہے یعنے شے موجود معدوم سے نہیں بن سکتی اور اگر اُسکے قدیم ہونے سے کوئی شخص یہہ کہے کہ وہ موجود بہی ہوگا تو یہ غلط ہے کسواسطے کہ عدم سے خاص کا مثلاً زید کا ہر ہر سبب کے موافق اقدم ہے یعنے زید کے مادہ کو ایک شکل خاص حاصل ہوئی ہے کہ جسکے سبب سے اوسکا زید نام رکھا گیا تو وہ شکل خاص اور وہ ہئیت خاص اسی ہئیت سے پہلے کبہی موجود نہ تھی لہذا اُسکو یعنے اسکے عدم کو قدیم کہا جاوے گا۔ صورت یعنے روپ کے جو دو قسم کئے ایک وہ جسکو شکل کہتے ہیں اور ایک ماسوائے اسکے اس سے معلوم ہوا کہ صورت غیر مادہ کا ہے سوامی سُبہاوک گن روپ آدیکھنے شے کے پیچھے کبہی نہیں ہوتے اور جو پیچھے ہو وہ سبہاوک نہیں کہتے جیسے اگنی کے پرماؤں کا سبہاوک اتی اندری روپ یعنے آنکھہ سے نا محسوس ہونا سبہاوک سب دن اُسکے ساتھہ ہے جب نمت کارن کے سنجوگ پر پرمانوں کے سنجوگ کرنے سے استہول کارج ہونے سے اوسکا اندریہ گراھیہ یعنے محسوس بحواس ظاہر ہوا جیسے جل کے پرمانوں اکاش میں اوڑکر ٹھہرتے ہیں اور جب تک بادل نہیں ہوتے تب تک نہیں دیکہہ پڑتے *

ہمارا مطلب یہہ نہیں کہ وہ مادہ نہیں ہے۔ یا مادہ کے سبہاوک گن۔ مثلاً جیسا لڑکے کا ہونا اور لڑکے کا نہیں ہونا جیسا کارج میں یہ ہونا یا نہونا گُن ہے ایسا ہی کارن میں نہیں ہے جو کارن اور کارن کی سبہاوک گن ہے وہ انادی یعنے قدیم کارج جو ہے اوسکا سنجوگ سے ہونا اور بیوگ سے پیچھے نہ رہنا وہ ایک شکل صورت سنجوگ جن جو ہے وہ کارج کی صورت کہاتی ہے اوس کا پرواہ سے انادی پن ہے سروپ سے نہیں اور ایشر کی جو کہ سروگیہ ہے اوسکا نمت کارن یعنے بنانے والا اُسکے گیان میں سدا ہے اور رہیگا (آخر کے فقرہ کا جواب اوپر آگیا)۔ **مولوی** ۔ تقدم یعنے اوّل ہونا دو قسم کا ہوتا ہے ایک ذاتی اور ایک زمانی مقدم ذاتی جیسا پہلے ہم بیان کر چکے ہیں جیسا کہ حرکت ہاتھ کی اور چابی کی اور ایسا ہی تقدم ذات کا اپنے صفات اصلیہ پر مثلاً تقدم ذات پانی کا اپنی برودت پر عقل سلیم جانتی ہے کہ برودت کا قیام پانی کے ساتھ ہے اس تقدم کو تقدم ذاتی کہا جاویگا۔ الغرض تقدم ذات کا اون صفات پر جو اسکے صفات ذاتی ہیں وہ تقدم ذاتی ہے کیونکہ موصوف اپنے صفات پر بالضرور مقدم ہوتا ہے اور شبہات تب وارد ہوں جب تقدم زمانی ہو اور دوسرا تقدم زمانی جیسا کہ باپ کا تقدم اپنے بیٹے پر اب ذات کا خالی ہونا اپنے صفات اصلیہ پر تب لازم آتا ہے۔ اگر زماناً متقدم ہو۔ الغرض مادہ کا تقدم اپنی صورت پر وہ تقدم ذاتی ہے کیونکہ قابل مقدم ہونا چاہئے مقبول پر * **سوامی** درب اسکو کہتے ہیں کہ جسمیں گن کریا سنجوگ ویوگ ہونے کا سبہاؤ رکہے پرنتو جو درب پرتہپن یعنے علیحدہ علیحدہ اونکا یہ لکشن ہے جو دبہو یا بیاپک درب ہے وہی سنجوگ ویوگ سبہاؤ سے علیحدہ رہتے ہیں اور کسی بیاپک میں گن ہی پر رہتے ہیں کریا نہیں جیسے کہ پرمیشر اومیں سنجوگ ویوگ ہوتا نہیں پرنتو کریا اور گن ہیں۔ اور اکاش۔ دشا کال یہہ بیاپک ہیں پرنتو اں میں کریا نہیں گن ہیں *

۱ ذاتی ۲ بڑا ۳ دور تسلسل ۴ یہاں لفظ جسمیں کی جگہ جو یا رکہے کی جگہہ لفظ رہے ہو تب معنے درست درست ہو سکتے ہیں اور یہ غلطی کتابت ہے۔ ورنہ کوئی معنے درست نہیں ہو سکتے۔ ۱۲۔ ۵ شاید کنتو کی جگہہ لفظ گن ہو بہر حال اسمیں شک ہے۔ ۱۲

مصنوع ہونے پر یہہ دلیل ہے کہ وہ مصنوعیت ہے - اور یہ مصنوعیت گویا مُہر خداوندی ہے - یہہ کتاب توریت سے اس زمانہ سے بالیقین پہلے ہے اسمیں وہ خبر ہے جو آجکے دن پائی جاتی ہے - کتاب دانیال باب ۱۱ درس ۱۰ سے ۱۹ تک ہی ثبوت ہے کہ وہ پشینگوئی جو صدہا سال سے لکھی گئی تھی اب پوری ہوئی - دوم وجود قرآن شریف جو تیرہ سَو برس سے مسلمانوں کا سارے فرقوں کے مقابلہ میں یہہ دعوٰے ہے کہ اس قرآن شریف کی مثل ایک سطر بناکے کوئی آدمی دکہادے جیساکہ **فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ** ابتک کسی سے بنا نہیں نہ بنیگا - اگر پنڈت صاحب کو اس معجزہ و کرامت سے انکار ہے تو اسکی مثل سطر بناکر دکھاویں گویا کرامت ہمنے اس جلسہ میں دکہادی اب ہم خداوند پاک سے آرزو کرتے ہیں کہ جملہ خلایق کو رستہ مستقیم پر لاوے اور تعصب انکی نظروں سے دور کرے - فقط ❊

سوال و جواب مقدمہ تناسخ

مولوی وجود کا بغیر ملنے صورت حال کے ممکن نہیں - جب وجود صورت کا حادث ہے تو ضرور مادہ بھی حادث ہونا چاہئے کیونکہ مادہ کو وجود بذریعہ صورت ملا ذریعہ شے کا مقدم ہوتا ہے شے سے تو اب قائل تناسخ پر لازم آتا ہے کہ عالم حادث ہو - حالانکہ انہوں نے مانا تھا کہ قدیم ہے **سوامی** صورت دو قسم کی ہوتی ہے - ایک گیان سے گرہن ہوتی ہے ایک آنکھہ آدی وغیرہ سے - سو کارن میں صورت ہے پرنتو وہ اندریوں سے یعنے حواس سے گرہن نہیں ہوتی کیونکہ جو سوکہشم یعنے باریک چیز ہوتی ہے جب وہ خود ہی نہیں دکھائی دیتی تو اسکی صورت کیا دکھائی دیگی اور جو اس کارن[1] کی کسی طرح صورت نہ ہو تو کارج میں نہیں آسکتی کیونکہ جو کارن کے گن ہیں وہی کارج میں آتے ہیں جیسے ایک تل کے دانہ میں تیل ہوتا ہے وہ کروڑ دانہ میں بھی برابر ہوتا ہے - لوہے کے ایک ذرہ میں تیل نہیں ہوتا من بھر میں بھی نہیں ہوتا - جو چیز نت یعنے قدیم ہے اسکے گن بھی نت ہیں - کارن کا ہونا نہ ہونا نہیں کہا جاتا وہ تو قدیم ہے اور جو چیز قدیم ہے جیسے صورت اوسکے کارن کی حالت میں قدیم ہے صورت بغیر شے کے الگ رہ نہیں سکتی وہ صورت اوسی شے کی ہے اس سے ثابت ہے کہ کارن سناتن یعنے قدیم ہے ❊ **مولوی** یہہ نہیں کہ جو چیز بدون کسی چیز کے نہ پائی جاوے تو وہ اوسکا عین یعنے وہی ہے - مثلاً حرکت ہاتھ اور چابی کی - حرکت چابی کی بغیر حرکت ہاتھ کے نہیں پائی جاتی بلکہ جب حرکت چابی کی ہوگی تو حرکت ہاتھ کی ہوگی اور جب حرکت ہاتھ کی ہوگی تو حرکت چابی کی ہوگی یعنے ان دونو حرکتوں میں کوئی زمانہ کسی سے واسطے متقدم یا مؤخر نہیں نکلتا اور بالیقین عقل سلیم جانتی ہے کہ کنجی کی حرکت بغیر ہاتھ کے نہیں یعنے حرکت کنجی کی محتاج ہے حرکت ہاتھ کی اگرچہ زمانہ موجود میں اکٹھی ہے ایسی ہی مادہ عالم اور اسکی صورت ہے اگرچہ زمانہ میں اتحاد ہو مگر عقل جانتی ہے ایسا کہ مادہ مقدم ہے اسکی صورت سے کیونکہ موصوف اور قابل مقدم ہوتا ہے وصف اور مقبول سے وجود مادہ کا یعنی تشخص اور تعین یعنے محسوس اور دکھائی دینا دہ کسی چیز کے لگنے سے ہوتا ہے یا تو شکل کے لگنے سے یا کسی اور چیز کے لگنے سے بغیر صورت جبکہ وہ شے جسکے لگنے سے وہ مادہ موجودہ عالم میں ہوا اس طرح کے ساتھ کہ محسوس ہوا اور دکھائی دیتے

[1] کے زیادہ ہے گر بدون اس کے خبط عبارت ہے ❊

انقیاس جملہ افعال خرق عادت گو وہ بندہ کی نسبت محال نظر آتے ہیں مگر خدا کی نسبت محال نہیں ہیں جب خدا ایک کی نسبت وہ محل پیدا کرتا ہے تو دوسرے بدن کی نسبت بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اب انکار اس کا گویا انکار طاقت خداوند کا ہے اگر خبر ہر چیز کی جہوٹ ہو تو چاہئے کہ وجود کلکتہ اور لنڈن یا اور شہر کہ جسکو ہمنے اپنی آنکھہ سے نہیں دیکھا اوسکا یقین نہ کریں الغرض ثبوت کرامت کا اسطرح سے ہے جیسے آپ کے نزدیک بید کا ثبوت ہے یعنے جس سے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بید وہی کتاب ہے جو خدا کی طرف سے آئی تہی ورنہ اسکے اوپر کوئی مہر خدا کی نہیں لگی ہوئی جس سے کہا جاوے یہ بید وہی کتاب ہے۔ جو آپ دلیل ثبوت بید میں گزارینگے وہی ثبوت کرامت میں ہوگا +

سوامی جینے یہ ثبوتی چاہی ہے کہ ایشر نے کس کس شخص کی معرفت کرامت دکہلائی اومیں کیا ثبوت ہے کرامت پرمیشر اپنے سبہاؤ سے خلاف نہیں کرتا اسکی مثال سب سرشٹی کا رچنا۔ دہارن کرنا۔ پرلے کرنا۔ نیائے۔ دیا۔ اننت ودیا والا ہے وہ کبہی اپنے سبہاؤ سے خلاف نہیں کرتا۔ اسکی مثال سب سرشٹی ہے جیسے اسوقت منش کا پرش ہی ہوتا ہے پشو نہیں ہوتا۔ اسی پرکار پرمیشر کے کام میں کبہی بہول نہیں رہتی اسلئے پرمیشر کی شکتی ماننا کرامت پر حصر نہیں اور جو کوئی کرامت مانتا ہے وہ اسوقت ورتمان یعنی زمانہ حال میں کسی کراماتی کو مثال دے اور پرمیشر کی طاقت میں بہی کچہہ نہ کچھ حد ہے۔ جیسے ایشر مر نہیں سکتا۔ جاہل نہیں ہو سکتا۔ برا کام نہیں کر سکتا کیونکہ وہ عادل ہے۔ انباشی ہے یعنے لایموت۔ یہ مثال کرامت پر عائد نہیں ہو سکتی کیونکہ کوئی کہے کہ بمبئی نہیں تو وہ برابر بمبئی کو دکہا سکتا ہے۔ ایسے ہی جو یہہ مثال سچی ہو تو بمبئی کی مثال کرامت کو بہی دکہا دے۔ وید کی ایشر کرت یعنے کلام الٰہی ہونا غیر ممکن نہیں کیونکہ وہ انتریامی اور پورن ودوان دیالو نیاء کاری ہے۔ وہ برابر جیو آتما میں انتریامی روپ اپنا پرکاش کر سکتا ہے جیسا اسوقت بہی برا برا نیا کاری کی آتما میں بہے یعنے خوف اور شرم اور اور نیا کاری کی آتما میں خوشی اتساہ یعنے حوصلہ اور پرکاش کرتا ہے اس سے وید کی مثال کرامت سے متعلق نہیں اور ابہیہ میرا اس امر کی نسبت کہ یہ کتاب ایشر کرت ہے یہ ہے کہ جیسا ایشر کا سبہاؤ جیسا سرشٹی کا کرم پرتکیش آدی پرمانوں سے ثابت ہے اور اننت ودیا کا پرکاش نردوشتا آدی ہے ایشر کے کئے میں سب مہریں ہیں اور جو آپ کہیں کہ اور طرح کی مہر چاہئے تو زمین۔ سورج چندر اور منش پر ایشر کی بنائے کی مہر کیا ہے پہر جب مہرے ایشر کا کیا ثابت کرنا تو کہیں مہر نظر نہیں آتی۔ ایشر کا سبہاؤ کیا ہے جو ایشر منش کے سبہاؤ سے اولٹا کرا سکتا ہے تو کسی منش کو پیر سے کہلایا اور پلایا ہے اور منہ سے پیر کا کام لیا ہے یا لوایا ہے۔ مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب مذہب والوں نے یہہ کرامت بہوت بانی یعنے پشنجری جیسے کہ رسائن آدی کا لوبہہ دکہاکے بہت لوگونکو پہنسایا ہے پرمیشر کرپا کرے۔ سب کے آتما میں ودیا کا پرکاش ہو کہ منش ایسے جال پہندوں سے چہوٹ کرست کو ماننے اور جہوٹ سے الگ رہے **مولوی**۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ فعل کرامت خلاف عادت انسانی کرانا یہ محال میں داخل نہیں تاکہ کہا جاوے کہ طاقت خداوندی سے باہر ہے اگر کوئی مکہ معظمہ یا ملک شام میں جائے تو وہاں چالیس آدمی جو کرامت کے دکہانیوالے ہیں اگر کسیکو شبہ ہو تو جاکر دیکہہ لے ایسی بہت کتابیں ہیں سوائے بید کے جنکو کہہ سکتے ہیں کہ یہ خلاف عادت بشری ہیں جیسے گلستاں و بوستاں وغیرہ در باب نصائح ہیں۔ باقی یہہ کہ اسمیں سب علوم ہیں یہہ دعوائے بے دلیل ہے کیونکہ اسمیں علم اضطراب کہاں ہے اور علم اکر اور علم بدیع و بیان وغیرہ علوم اور مصنوعات کے خداوند پاک کے

[1] شاید اول ہو مگر منقول عنہ میں ایسا ہی ہے [2] ٹ قیام [3] فا [4] عدل

عادت وہ جو مقتضائے طبع انسان ہو **سوامی** جو آدمی کی طاقت سے باہر ہے وہ کس طرح اس سے ہوا **مولوی** افعال منسوب بانسان دو قسم ہیں ایک وہ کہ جنکی نسبت انسان کو مظہر اونکا کہا جاتا ہے دوسرے وہ کہ جس مین انسان مصدر اون افعال کا کہا جاتا ہے اول قسم میں انسان کو فاعل حقیقی نہیں سمجھا جاتا جیسا کہ کٹ پتلی کا ناچ یعنی ایسے افعال خدا کی طرف سے اُسکی معرفت ظاہر ہوتے ہیں **سوامی** سب آدمیوں میں یہہ دونوں قسم کے افعال ہیں یا کسی ایک میں **مولوی** ہر ایک میں نہیں بعض میں ہوتے ہیں **سوامی** ایشر اولٹے کام کرا اور کرا سکتا ہے یا نہیں **مولوی** کرا سکتا ہے خلاف عادت انسان کے اور وہ کام خلاف عادت خدا وہی نہیں ہوتا اور خود اپنی عادت کے برخلاف نہیں کرتا **سوامی** آیشر کے کام اولٹے ہوتے ہیں یا نہیں **مولوی** خدا کے کام کبھی اُسکی عادت کی نسبت اولٹے نہیں ہوتے اگرچہ بندوں کی عادت کی نسبت وہ اولٹے سمجھے جا سکتے ہیں **سوامی** کرامت سرشٹی کے سبھاؤ سے مطابق ہوتی ہے یا نہیں یعنے خلاف مقتضائے طبع **مولوی** کرامت میں یہ شرط نہیں کہ خلاف عادت کل مخلوقات کے ہو اگرچہ ممکن ہے کہ کسی نبی یا ولی سے ایسا فعل ہو کہ عادت کل مخلوقات کے موافق نہو **سوامی** کرامت کسی نے دکھائی یا دکھاویگا اس کا کیا ثبوت ہے **مولوی** یہ سوال ایسا ہے جو کہا جاوے کہ کسی کے مُنہہ پر جو ڈاڑہی آئی ہو اُسکی ڈاڑہی آنیکی کیا دلیل ہے جب کرامت میں یہہ بیان کیا گیا کہ وہ فعل جو انسان سے برخلاف عادت انسانی ہوا وسکا فعل خلاف عادت انسانی ہوتا ہے وہی دلیل کرامت ہے۔ بہت سے آدمیوں نے جو خداوند کریم کے نزدیک معزز اور مکرم ہیں اور خدا نے اُنکو واسطے بھلائی خلایق کے بھیجا ہے اونھوں نے دکھایا زمانہ ماضی میں اور آئندہ کو بھی دکھائینگے چنانچہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بہت امور دکھائے اور ایسا ہی اونسے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بہت امور دکھائے ثبوت اس امر کا دو طریق سے ہوتا ہے ایک اخبار مخبرین صادقین سے اور دوسرا خود روائیت سے چنانچہ ہر دو حضرات کا ذکر بالا میں جو گزرا جو لوگ اونکے زمانہ میں موجود تھے اُنھوں نے آپ خود اپنی آنکھہ سے دیکھا اور ہم لوگ جو بعد اس زمانہ کے ہیں ہمکو اس کا ثبوت سچی خبر دینے والونکے کلام اور تحریر سے معلوم ہوا۔ **سوامی** یہ ٹھیک ٹھیک یکتی یعنے دلیل سے ثابت نہیں ہوا کیونکہ سُننا اور کہنا اور لکھنا دو قسم کا ہوتا ہے سچا اور جھوٹھا اب یہ کرامت کی بات سچی ہے اسکی ظاہرا دلیل کیا ہے جیسے کارج کو دیکھہ کے کارن کی پہچان یعنے ندی پر واہ کو دیکھ کے معلوم کرتے ہیں کہ اوپر برکہا ہوئی ہے اسیطرح کہ یہ کرامت ہوئی اس کا ثبوت اسوقت دلیل سے کیا ہے شاید وہ جھوٹھا ہی لکھا ہو یا کہا ہو یا سُنا ہو کیونکہ اب جیسے کوئی مطلبی آدمی جھوٹھی باتوں سے بہکا سُنا کر اپنا مطلب سادھتا ہے جیسے اب بھی دو چار کرامتی اوتار ہوئے ہیں ۔ آگرہ میں شیو دیال اور رام سنگھہ کوکا جو کالے پانی چلے گئے ہیں ایک عقل کوٹ کا سوامی دکن میں موجود ہے ایک ویو معاملہ دار نے سات دن بکنیٹھہ میں رہکر پھر آکر سُنایا کہ میں نارائن سے بات کر کے آیا ہوں اور اب میں تمکو سُناتا ہوں جو جو حکم ہوا اب لاکھوں آدمی اُسکی پگ میں اس قدر نمسکار (دینے سجدہ) کرتے ہیں کہ اسکا پیر سوج گیا ہے۔ جیسے یہ بات اب جھوٹ اندرجال کی طرح ہے ایسی پہلے بھی ہوگی۔ اب اسوقت اتنے ادمیوں کے بیچ میں کوئی کرامت دکھانیوالا موجود ہو تو دکھلائے اور جب اب نہیں تو پہلے بھی نہیں تھا اور آگے بھی نہیں ہوویگا کیونکہ کارج کے دیکھے بنا کارن کی ثبوتی نہیں ہوتی یا کارن کے دیکھے بنا کارج کی **مولوی** جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ کرامت ایک فعل ہے خداوند پاک کا نسبت بندگی کو وہ محال ہوتا ہے مگر خداوند پاک کی نسبت وہ محال نہیں کیونکہ اگر خدا کی نسبت محال ہو جائے تو اُڑنا جانور کا کبھی نہ پایا جائے علی ہذا

سوال و جواب

درباب تحقیق تناسخ و کرامات

فیما بین

سوامی دیانند سرستی صاحب و مولوی احمد حسن صاحب عرف ولی محمد تیاروی واقع شہر جالندہر

دیباچہ

فقیر محمد میرزا موحد جالندہری سامعین کو اس رسالہ کے وجود پذیر ہونے کی وجہ سے آگاہ کرتا ہے کہ بتاریخ ۱۳ ستمبر ۱۸۷۷ء کو سوامی دیانند سرستی صاحب جالندہر مین بھی بطور دورہ کے تشریف لائے اور جناب فیضمآب سردار باوقار بکرماں سنگھہ صاحب بہادر اہلوالیہ کی کوٹھی میں فروکش ہوئے اور بید کے مطابق جسکو وہ کلام الٰہی تصور کرتے ہین کتھا سنانے لگے۔ فقیر نے چاہا کہ سردار صاحب اور مولوی احمد حسن صاحب کی گفتگو بھی کسی معقولی مسئلہ مین سُننی چاہیئے جناب ممدوح نے پسند کیا اور سوامی جی نے بھی قبول کر کے ۲۴ ستمبر کے ۷ بجے صبح کا وقت قرار دیا مولوی صاحب وقت معینہ پر مع خاص و عام ہندو و مسلمان شہر کے آگئے۔ بحث حسب خواہش مولوی صاحب کے مسئلہ تناسخ اور سوامی جی کی مرضی کے مطابق مسئلہ کرامت مقرر ہؤا یعنے سوامی جی تناسخ کو ثابت کرین اور مولوی صاحب اُسکی تردید اور مولوی صاحب اہل اللہ کی کرامت کو ثابت کرین اور سوامی صاحب اُسکی تردید۔ گفتگو شروع ہونے سے پہلے یہ بات قرار پائی کہ طرفین سے کوئی شخص خلاف تہذیب گفتگو نہ کریگا اور سوامی جی کی طرف سے یہہ بھی اعلان ہؤا کہ کوئی صاحب اِس گفتگو کے ختم ہونے پر ہار جیت تصور نہ کرے اگر کریگا تو متعصب اور جاہل تصور ہوگا کیونکہ یہ مسائل ایسے نہیں کہ دو تین گفتگو میں اِن کا تصفیہ ہو جائے یا ہار جیت متصور ہو مگر ہاں جب رسالہ گفتگوے باہمی طبع ہوگا تو خود ہاتھہ کنگن کو آرسی کا مصداق ہوگا۔ اور عاقلان خود میدانند کا ظہور۔ جو سوال و جواب تحریر ہونگے وہ بعد ثبت دستخط لالہ ہمیچند صاحب اور منشی محمد حسین صاحب محمود مطبع ہونگے بعد ختم گفتگو کے جو مولوی صاحب کیطرف سے خلاف عمل عالمانہ ایک فعل سرزد ہؤا بنظر انصاف اوسکا بھی ظاہر کر دینا مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ بعد تمام ہونے گفتگو کے مولوی صاحب خانقاہ امام ناصرالدین کے دروازہ پر گئے۔ اور کچھ فخریہ وعظ سُنا کر مسلمانان حاضرین سے اپنے نمود بے وجود کی شہرت کے طلبگار ہوئے اگرچہ اہل علم اور وضعدار مسلمان تو اس شہرت کی خواہش کو جاہلوں کا کھیل سمجھکر کنارہ کش ہوگئے مگر جہلائے عوام جو مرغ اور لال اور بٹیر اور اگن وغیرہ کی لڑائی کے عادی اور ہار جیت کی شُہرت کے شائق ہیں اُنہوں نے مولوی صاحب کو بازی یافتہ قرار دیا اور گھوڑے پر چڑہا کر شہر کے گلی کوچون میں خوب پھرایا اور جیت ہار کا غُل مچایا مگر خاص وضعدار اور مہذب آدمیوں نے اسے ناپسند کیا اب سوال و جواب سن لیجئے +

سوال و جواب سوامی دیانند سرستی صاحب و مولوی احمد حسن صاحب بمقدمہ کرامت

سوامی۔ کرامت آپ کسکو مانتے ہیں مولوی خرق عادت جو بشر کی طرف منسوب ہو سوامی عادت آپ کسکو مانتے ہیں مولوی۔

بدلانا چاہئے *

دیکھئے ناظرین! ایسے شیر مرد اور دھارمک ہندوستان میں اور ایسے مدلل اور معقول کہ ساری عمر بت پرستی میں گزار دی - مگر عقل نہ آئی - اور نہ کسی ایک کرسچن کو شدھ کر سکے - اور اگر ایک فاضل اجل دھرم رکھشک پیدا ہوا - تو اُسے مورتی پوجا کے خلاف ہونے کے سبب گھر سے ٹکے خرچ بدنام کرتے ہیں - جزاک اللہ *

گر دھرم جوش ہمین است کہ موہن دارد

وائے گر در پس امروز بود فردائے

بشپ صاحب

اس کا کوئی معقول اور مدلل جواب جس سے سوامی جی اور سامعین کی تسکین ہو۔ نہ دے سکے
اس کے بعد تقریباً ۱۲ بجے کے وقت سوامی جی ایک بڑا گرجا دیکھنے کے واسطے تشریف لے گئے ؛
بہمراہی بابو جوالا پرشاد ایم اے طالب علم آگرہ کالج کے نامہ نگار ۳۔ ماہ مارچ ۱۸۹۳ء کو
بشپ صاحب سے ملا۔ اُنہوں نے عموماً سب باتوں کی تائید کی۔ جرمن زیادہ بولتے ہیں۔ انگریزی
آہستہ آہستہ بولتے ہیں۔ مگر اُردو بالکل کم۔ بابو جوالا پرشاد میرے مترجم تھے۔ یہ ساری باتیں
اُنہوں نے ہمیں سنائیں۔ اور ہم نے لکھ لیں۔ جس پر اُنہوں نے بخوشی دستخط کر دئے اور کہا
کہ اور کوئی بات ہوئی ہوگی۔ مجھے یاد نہیں رہی اور فرمایا کہ جب وہ مجھ سے مل چکے۔ تو اُس
کے دو دن بعد میں نے سنا کہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ سوامی جی انگریزوں کی طرف سے اس
بات پر مقرر ہے کہ بدھوا کی شادی شاستروں سے ثابت کرے۔ اس وقت میں تیار نہیں
تھا۔ اگر معلوم ہوتا تو میں تیار رہتا ؛

اس پر ایک مورتی پوجک بھائی برج موہن دیش نے آ بیل مجھے مار کی کہاوت کے
انوسار ۱۵۔ ماہ دسمبر ۱۸۸۰ء کو ایک اشتہار جاری کیا کہ افسوس یہ مہاراج صاحب ایسے خفیف
سوالات کا جواب نہ دے سکے ؛

ہمارے ہندوستان کے پنڈت لوگ تو ایسے سوالات کا جواب ایسا معقول دیں گے۔ کہ
پادری صاحب اور سب لوگ خواہ مخواہ قبول کر لیں گے۔ کیونکہ ویدوں کے انادی ہونے میں کچھ
کلام نہیں ہو سکتا۔ مگر اور لوگ بھی جن کو کچھ علم اور تھوڑی سی بولنے کی شکتی ہے۔ ٹھیک
اُتر دے سکتے ہیں۔ صاحبو! یہ مذہبی معاملہ نہایت نازک ہے۔ ہر شخص کو اپنے مذہب پر
مستقل مزاج رہنا چاہئے۔ کسی کا دیا کھیان یا کڑوی میٹھی بات کو سنکر طبیعت کو فوراً نہ

بشپ صاحب کیونکر بند وبست کرسکتا ہے۔

سوامی جی ہدایت یعنی گیان کے ذریعہ سے۔

بشپ صاحب وہ کتاب گیان کی کون سی ہے۔

سوامی جی چاروں وید پرمیشر کی طرف سے سند ہے (اٹھاراں پورانوں کا نام نہیں لیا)

بشپ صاحب کیا اٹھارہ پوران بھی دھرم پُستک ہیں۔

سوامی جی۔نہیں۔

بشپ صاحب چاروں وید کیسے آئے خدا نے کس کو دئے کس نے دنیا میں پہلے سمجھائے۔

سوامی جی۔اگنی۔وایو۔آدتیہ۔انگرا۔چاروں رشیوں کے آتما میں ایشور نے ویدوں کا گیان دیا انھوں نے سمجھایا۔

بشپ صاحب وید خدا کی طرف سے نہیں بلکہ وید کا بنانے والا ایک برہمن ہے جس کا نام اس وقت یاد نہیں رہا۔

سوامی جی۔ایسا نہیں وید سرشٹی کی آدمیں پرماتما نے پرکاش کئے کسی برہمن نے ان کو نہیں بنایا بلکہ وید پڑھنے سے آدمی برہمن بن سکتا ہے اور وید نہ پڑھے وہ ہرگز برہمن نہیں کہلا سکتا۔

بشپ صاحب۔وہ چاروں مرگئے یا زندہ ہیں۔

سوامی جی۔مرگئے ہیں۔

بشپ صاحب۔اون کے بعد اُن کا جانشین کون ہوا اور ایک کے بعد کون جانشین ہوتا رہا۔اور اب کون ہے۔

سوامی جی۔ہزاروں لاکھوں رشی منی اُن کے جانشین ہوتے رہے۔جیسے چھ شاستروں کے کرتا چھ رشی اُپ نشدوں و برھمنوں کے مصنف رشی منی لوگ علاوہ اُن کے ہر ایک زمانہ میں جو رشیوں کے مقررہ قاعدوں پر عمل کرے شد ھ آچاری ہو وہی جانشین ہو سکتا ہے مگر آپ تلائیے عیسے کے بعد آپ کے ہاں ابتک کون ہوا۔

بشپ صاحب ہمارے یہاں عیسیٰ کے بعد پوپ روم یعنی پادری اعلیٰ بطور نایب خدا کے تصور کیا جاتا ہے جو غلطی ہم لوگوں سے سرزد ہو اس کی اصلاح پادری اعلیٰ یعنی پوپ روم سے ہوتی ہے۔

سوامی جی اور جو غلطی پوپ روم سے ہو اُس کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے آپ کو پوپ کے ظلم وستم اور مذہبی بدعتیں جو تھوڑے زمانہ سے پہلے اور اسوقت ہوتیں تھیں اور بعض ابتک جاری ہیں بخوبی معلوم ہونگی۔اور اسی طرح عیسایوں کی پہلی کونسلوں کے حالات اور مذہبی جہاد و قتل عام آپ سے مخفی نہونگے ان کی اصلاح کس طرح وہ پوپ جو خود ان کا مبدا ہے اور جو خود ان امراض میں مبتلا ہے کرسکتا ہے یہہ بات ٹھیک ویسی ہی ہے جسطرح ہمارے پوپ پوراتک صاحبانکی۔

موصوف کو لکھیں (دیکھو رسالہ تھیوسوفسٹ کا ضمیمہ صفحہ ۱۲ و ۱۳ ماہ فروری سنہ ۸۲ء)

پادری صاحب نے اِن چیلنجوں کا جواب بدیں مضمون ارسال فرمایا۔

جواب از جانب جوسف کوک — بنام کرنیل الکاٹ — مورخہ ۴۔ ماہ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء از بمبئی۔

میں ان چیلنجوں کو قبول نہیں کرتا ہوں کیونکہ ان کی صریح غرض کفر کے پھیلانے کی ہے۔ (دیکھو تھیوسوفسٹ کا ضمیمہ ماہ فروری سنہ ۱۸۸۲ء جلد ۳ نمبر ۵ سلسلہ نمبر ۲۹ صفحہ نمبر ۱۵)

بعد آنے اس کورے جواب کے سوامی جی نے ایت وار ۲۲ جنوری سنہ ۸۲ء وقت ۴½ بجے شام کے فرامجی کاؤس جی انسٹیٹوٹ میں کئی ہزار کی حاضری میں عیسائی دین کھنڈن پر ایک پرزور دلائل سے ٹھیک دیا کھیان دیا جس پر تمام شہر میں عیسائی دین کی لغویت کا شہرہ ہوگیا اور اسی روز سے کرنیل صاحب نے بھی وہاں عیسائی دین کے خلاف انگریزی تقریر کی۔

دھرم چرچا

مابین فادر گاں ریڈ صاحب ادھی۔ ڈی۔ دی ریورنڈ نائب بشپ سینٹ پیٹرس رومن کیتھولک چرچ آگرہ و شری مان سوامی دیانند سرستی جی مہاراج — ۱۲۔ دسمبر سنہ ۸۰ء یکشنبہ مطابق ۱۱۔ مگھر شکل سمت ۱۹۳۷ بکرمی۔

سوامی جی معہ کئی وکلاء و شرفا و مارٹن صاحب میونسپل کمشنر کے بشپ صاحب کے ملنے کو گئے۔

سوامی جی۔ ناستک لوگ پیدا کرنے والے کو نہیں مانتے اگر ہم اور آپ اور دوسرے مذہب کے بدھی مان لوگ ملکر اور سب متوں میں جو ست باتیں ہیں انکا بچار کرکے جن پر سب لوگ ایک مت ہوجاویں اور اختلاف باہمی جاتا رہے تو مقابلہ میں صرف ناستک لوگ ہی رہجاویں گے پھر اُن کو ہم اچھی طرح دلائل عقلی سے قائل کردیں گے گورکھشا جس سے لابھ ہی لابھ ہے ایسی عمدہ باتوں میں ہم کو اور آپ کو اور سب کو ملکر کام کرنا چاہئے۔

بشپ صاحب۔ یہ کام نہایت مشکل ہے اس لئے کہ مسلمان حلال کرنا کبھی نہ چھوڑیں گے ویسا ہی عیسائی لوگ گوشت کھانا کبھی نہ چھوڑیں گے اس میں شک نہیں کہ مالک ضرور ہے۔ اور چونکہ مالک کی صورت نہیں دیکھی اور وہ بولتا نہیں ہے اس وجہ سے یہ ضرور ہے کہ اُس نے ایک عوضی اپنا دھرم کا بتلانے والا دنیا میں بھیجا۔ جس طرح ملکہ معظمہ بغیر دوسرے کے ہندوستان کی حکومت نہیں کرسکتی اسیطرح خداوند خداوند یسوع مسیح کی مدد کے دنیا کے آدمیوں کا انتظام یا نجات کا بندوبست نہیں کرسکتا۔

سوامی جی نے فرمایا کہ اول تو جو مثال ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ کوئی نسبت جیو کو پرمیشور سے نہیں پہلے خدا کی تعریف ہونی چاہئے کہ خدا کیا چیز ہے چنانچہ سوامی جی نے اُس کی صفات سروگیہ ہر جگہ موجود ہے۔ فنا سے رہت۔ سرب شکتیمان وغیرہ سنائیں اور کہا کہ ایسی صفات والا خدا کسی کا محتاج نہیں کہ جو انتظام نہ کرسکے اور دوسرے سے مدد لینی پڑے۔ سوم اگر ہم مان بھی لیں کہ عیسیٰ کوئی اچھے پرش تھے تو ایک آدمی تھے اور ایشر نیائے آدھیش ہیں۔ وہ ایک آدمی کی سفارش سے انیائے نہیں کرسکتا۔ جیسا جس کا کام ہوگا۔ ویسا ہی پھل دیگا پس یہ ناممکن ہے کہ خلاف انصاف پرمیشر کسی کی سفارش قبول کرکے جیو کا اپنے مطابق پھل نہ دیوے پس خدا کو عوضی بھیجنے کی ضرورت نہیں عوضی دینا کام آدمیوں کا ہے ایسا مالک ہے کہ سب کام اور ہر ایک بندوبست بلا عوضی کے کرسکتا ہے۔

میں بھی ایسا ہی اُچت ہوتا ہے وا اور کچھ۔ جب خود عیسیٰ مسیح نے اُن سے کہا کہ جو تم میں رائی بھر ایمان بھی ہوتا تو اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے چلا جا تو چلا جاتا اس سے سِدھ ہوتا ہے کہ اُن میں رائی بھر ایمان نہ تھا تو نہیں ایمان اُس پر نکرنا چاہیئے تھا انجیل منش کے وشواس کے یوگ نہیں۔ کیونکہ ست نہیں جو کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کے پشچات اُن بارہ شاگردوں کا ایمان درست ہوگیا تھا پشچات انجیل بنی یہ بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا کیونکہ جو اس کے سامنے ارتھات اُنکو خود عیسیٰ مسیح ایماندار بنانا چاہتا اور پریشرم کرتا تھا تو بھی نہیں بن سکے تو پشچات کیسے بن سکتے ہیں۔

بابو جی۔ سوامی جی مہاراج میں اسکا اُتّر اب نہیں دے سکتا۔ اب میں اپنے گرہ میں شہر کو جاتا ہوں پادری صاحب سے پوچھکر اتر دونگا۔ اتنا کہکر بابو بہاری لال عیسائی تھوڑی دیر پشچات اپنے گرہ کی اور پدھارے مگر اس اعتراض کا جواب پھر آنکر کسی نے نہ دیا +

(بمبئی میں ایک پادری صاحب سے شاستر ارتھ)

۳۱- دسمبر ۱۸۸۱ء سے ۲۴ جون ۱۸۸۲ء تک جب آخری بار سوامی جی بمبئی میں عرب کے سمندر کے تٹ پر اپنے دھارمک کاریوں میں مصروف تھے اندنوں کا یہ ایک خاص واقعہ ہے۔ جسے پڑھکر آپ حیران ہونگے کہ سچائی کے سامنے جھوٹھ کتنا جلدی سرنگوں ہوتا ہے۔

ریورنڈ جوسف کوک صاحب نے بمبئی ٹون ہال میں ۱۷ جنوری ۱۸۸۲ء کو ایک لیکچر دیا جس میں اُسنے بتلایا کہ صرف عیسائی دین سچا اور خدا کی طرف سے ہے اور یہ کل روئے زمین پر پھیلیگا۔ باقی کوئی مذہب خدا کی طرف سے نہیں۔

سوامی جی نے اِس کی اس وعظ کا حال سنکر خاموش رہنا مناسب نہ سمجھا اور پادری صاحب کو مندرجہ ذیل خط ارسال کیا +

(از بمبئی - بالکیشر - ۱۸ ماہ جنوری ۱۸۸۲ء -)

صاحب آپنے اپنے پبلک لیکچروں میں بیان کیا ہے کہ (۱) عیسائی مذہب خدا کی طرف سے ہے (۲) یہ کل روئے زمین پر پھیلیگا (۳)۔ اور کوئی مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں اِن باتوں سے کوئی بھی سچی نہیں ہے۔ اگر آپ انکو ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں اور یہ نہیں چاہتے کہ آریہ ورت کے لوگ آپ کی باتوں کو بغیر ثبوت کے مان لیں تو میں بڑی خوشی سے آپ کے ساتھ مباحثہ کروں گا اس اگلے روی وار کی شام کو ساڑھے ۵ بجے کا وقت میں فرامجی کاؤس جی انسٹیٹیوٹ میں لیکچر کے واسطے مقرر کرتا ہوں اگر یہ آپ کے پسند نہو تو آپ اور کوئی وقت اور جگہ بمبئی میں مقرر کر سکتے ہیں چونکہ ہمارے میں سے کوئی بھی ایکدوسرے کی زبان نہیں بول سکتا اسلئے میں یہ شرط کرتا ہوں کہ ہمارے دونوں کے دلائل ایک دوسرے کو ترجمہ کرکے سُنائے جاویں اور ایک مختصر نویس مقرر کیا جاوے کہ کل کارروائی کو قلمبند کرے اور دونوں کے دستخط کرائیں۔ یہ مباحثہ معزز اشخاص کے سامنے ہوگا جن کو دونو فریق لائیں گے اور ان میں کم از کم تین یا چار کے اس کاغذ پر دستخط کرائے جائیں گے اور پھر یہ کل تحریر بطور رسالہ کے چھاپ کر شایع کیجاویگی تاکہ عوام جان لیں کہ کونسا مذہب الہٰی (خدا کی طرف سے) ہے۔ دیانند سرسوتی۔

چنانچہ یہ چٹھی کرنیل السکاٹ صاحب نے سوامی جی کے روبرو انگریزی میں ترجمہ کرکے بعد ثبت دستخط مہاراج کے پادری صاحب کی خدمت میں ارسال کی اور اسیطرح خود کرنل صاحب اور بی ن صاحب کپتان نیٹو انفنٹری نمبر ۵ نے اُسی تاریخ ایک ہی جگہ سے ایسے مباحثے کی چٹھیاں پادری

راؤصاحب ۔ تمہارا ایمان پورا ہے وا نہیں۔

بابوجی ۔ ہمارا وشواس پرمیشور پر ہے۔

راؤصاحب ۔ تمہارا وشواس پورا ہے وا ادھورا

بابوجی ۔ ہمارا وشواس پورا ہے

راؤصاحب ۔ جو تمہارا پورا وشواس ہے تو اس پہاڑ کو یہاں سے ہٹا دو۔ کیونکہ آپ لوگوں کے نئے عہدنامہ کے پرب ۱۱ آیت ۲۰ میں اپدیش کرتے ہیں کہ اگر تم لوگوں میں رائی برابر وشواس ہووے تو اس پہاڑ کو اٹھائے دور لیجا سکتے ہو۔

بابوجی ۔ وشواس دو طرح کا ہے اُن میں آپ کونسا پوچھتے ہو۔

راؤصاحب وے دو وشواس کون کون سے ہیں

بابوجی ۔ پہلا وشواس یہ ہے کہ ایشر کو اپنا سرجن ہار سمجھے۔ دوسرا یہ کہ کسی کی بڑائی کی طرف جھک کر وشواس کرنا جیسے ایک آدمی کو سالس کے پاس آکر کچھ روپیہ نذر کئے اور کہا کہ مجھ میں یہی طاقت ہے اُوسنے کہا کہ طاقت ایشر کے روپیہ پیسے سے نہیں ملتی۔

راؤصاحب آپ چاہے جونسے وشواس وا ایمان سے پہاڑ کو ہٹا دو یدی نہیں ہٹا سکتے ہو۔ تو آپ میں رائی برابر بھی وشواس نہیں۔

بابوجی ۔ اس پرشن کا تات پریہ ہر ایک عیسائی پر نہیں لگ سکتا۔ اسلئے کہ اُس وقت مسیح کے شاگردوں نے اپنا بڑپن پانے کے لئے یہ عرض کی مگر تاہم بھی انکا وشواس پربھو پر تھا اور یہ بات اُن کے بڑپن پر تھی اور مسیح نے بھی اس بڑپن پر جواب دیا اب میرا وشواس جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں پربھو پرمیشر پر پورا ہے کہ وہ ہمارا پیدا کرنے والا اور مکتی داتا ہے اور اس بات کی ابھلاشا ہم نہیں رکھتے کہ ہم کراماتی ہو جائیں۔

راؤصاحب ہر ایک عیسائی کا وشواس ایک سا ہم نہیں وا جدا جدا ایک سا ہے تو سب عیسائیوں میں اس وشواس کے رائی بھر انش کا پھل کہنے ماتر سے پہاڑ کا ہل جانا کیوں نہیں اور پرمیشور پر آپ کا پورن وشواش ہے تو کیا اس وشواش میں وہ سامرتھ نہیں اور عیسے جس وشواش کے بل سے آنچرج کام کرتے تھے وہی وشواس آپ کا ہے جسکو آپ مانتے ہیں وا دوسرا یدی وہ دوسرا ہے تو عیسے مسیح نے آپ لوگوں سے کپٹ کیا کہ کسی کو اپنا وشواس نہ بتایا۔ اور جو بتایا تو اُن میں اور آپ لوگوں میں اُس وشواش کا پھل اسوقت کیوں نہیں نظر آتا۔ مجھکو تو یہ نشچے ہوتا ہے کہ عیسے مسیح میں کسی کو وہ وشواس پورا پراپت کرانا سامرتھ نہیں ہے جو ہوتا تو اُنکے ساتھ جو شش موجود تھے جب اُن کا ہی وشواش پورا نہ کرا سکا تو آپ لوگوں کا وشواس پورا کیونکر ہو سکتا وا کرا سکتا ہے جب ایسا ہے تو تم لوگوں کو عیسے مکتی آدمی بھی نہیں دے سکتا جو آپ اُس کے پیدا کئے ہوئے ہیں تو مر ہی جاینگے۔ کیونکہ جو پیدا ہوتا ہے اس کا ناش بھی ہوتا ہے جب ناش ہوا تو جسپر آپ وشواس کر رہے ہیں کہ ہمکو مکتی دیگا یہ ویرتھ ہو جائیگا کیونکہ مکتی کا بھوگنا ناش دھرم والا ہے تو نت سکھ جو آپ کی مت انوسار ہے۔ اس کو کون بھوگے گا جو آپ کہیں کہ آتما تو ہوتی ہے ناش نہیں ہوتا یہ بات سرشٹی کرم اور ودیا سے ورودھ ہے کہ جس کی اُتپتی تو ہووے اور ناش نہ ہو پربھو کے پورے وشواس سے بڑپن اور کرامات پراپت ہوتی ہے وا نہیں جو ہوتی ہے تو آپ کو اس پہاڑ کا ہٹا دینا اوشیہ ہوگا۔ اور جو نہیں تو پرمیشور کے وشواس میں ویسا بڑپن نہیں رہا تو آپ یہ بتلائیے کہ وہ دوسرا وشواس کونسا ہے کہ جس سے بڑپن اور کرامات پراپت ہوتا ہے کیا پرمیشور کے وشواس سے بھی کسی انیہ کا وشواس بڑا ہے اور کیا پرمیشور سے بھی کوئی وستو اُتم ہے۔ وا پرمیشور میں کرامات ہے وا نہیں۔ جو ہے تو اپنے ہی وشواس وا اپنے کے اور اُسکے وشواس

معاملہ پر جو شہادتیں ہمیں ملتی رہینگی ہم شائع کیا کریں گے (رسالہ جنوری ۱۸۷۸ء جلد ۸ نمبر ۴ صفحہ ۱۰۰ کالم ۱) پادری گرے صاحب نے بھی رسالہ تھیوسافسٹ جلد ۱ نمبر ۶ مارچ ۱۸۸۰ء صفحہ ۱۴۱ پر ہوبہو مباحثہ کی تصدیق کی ہے اور اخیر میں لکھا ہے کہ اگر سوامی جی مناسب سمجھیں تو آپکے اخبار میں اپنے اعتراضات کو جنکا جواب سُننے کے لئے وہ اجمیر نہیں ٹھیرے سے چھپوا دیا کریں اور اگر میرے جواب کے لئے اسقدر جگہ اپنی اخبار میں دیں تو میں اُس مباحثہ کو جو اجمیر میں ناتمام رہ گیا تھا جاری کروں۔ دستخط (گرے ۲۷ جنوری ۱۸۸۰ء)

اس کا اُتر سوامی جی نے بنارس سے ۱۰ فروری ۱۸۸۰ء کو لکھا کہ جب اجمیر میں جلسہ ہوا تھا تو میں نے پادری صاحب کو کہا تھا کہ اگلے دن جلسہ میں آؤ اور مباحثہ کرو مگر انہوں نے آنا منظور نہیں کیا اسلئے اب ہم انکے ساتھ مباحثہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہاں اگر کوئی صاحب تعلیم یافتہ بشپ اس قسم کا مباحثہ آپکے اخبار کے ذریعہ کرنے کے لئے طیار ہو تو ہم بلاشُبہ مباحثہ کریں گے اس پر اڈیٹر نے لکھا کہ اگرچہ عیسائی مذہب کے کھنڈن کا مضمون ہند میں ایسا قابل وقعت نہیں تو بھی بلحاظ ترک طرفداری ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی بشپ ایک منطق کے بڑے کا فرجان کے سخت صدموں سے سر توڑنا چاہے تو ہم اخبار میں مباحثہ چھاپ دیا کریں گے

سوامی جی کے مباحثوں کا نتیجہ

امرت سر میں ۱۳ عیسائیوں نے عیسائی مت کو گھرنت جانکر چھوڑ دیا اور سناتن آریہ دھرم کو سویکار کیا دھن ہے اُن سجنوں اور وہاں کے آریہ سماج کو (دیش ہتیشی اجمیر ۱ جلد ۲ نمبر ۳ اساڑہ سمت ۱۹۴۲)

مبارک ہو - میں بمسرت تمام مشتہر کرتا ہوں کہ ایک نیک بخت پاکیزہ خیال عیسائی صاحب نے جنکا نام نامی مسٹر مارٹن لوتھر تھا (جو رُڑکی کرسچن یتیم خانہ میں سُپرنٹنڈنٹ مہتمم رہ چکے ہیں) معہ اپنی محترم بیوی کے دین عیسوی سے دست بردار ہوکر مذہب مقدس یعنی ویدمت اختیار کیا پرمیشر اوروں کو بھی توفیق دے صفحہ ۸ آریہ سماچار میرٹھ جلد ۳ نمبر ۳ بابت ماہ اساڑھ سمت ۱۹۳۸

خوش نصیبی ممالک مغربی شمالی کی پولیس گزٹ مورخہ ۸ ستمبر ۱۸۸۱ء میں مشتہر ہوا ہے کہ جان منٹگمری ہملٹن صاحب انسپکٹر درجہ دوم پولیس ضلع بستی نے مذہب آریہ قبول کرکے اپنا سابق نام جو سکھ لال تھا اختیار کیا یہ پہلے ہندو تھے انہوں نے دین مسیحی قبول کرکے اپنا نام بھی بدل دیا تھا پھر شدھ ہوگئے

(اخبار نیرنگ مضامین متھرا و آریہ سماچار میرٹھ صفحہ ۱۹۷ بابت ماہ کنوار سمت ۱۹۳۷ جلد ۲ نمبر ۱۸)

(بابو بہاری لال عیسائی اور راؤ بہادر سنگھ جی والئے مسودہ کے درمیان مباحثہ جس کے مدھیست سوامی دیانند جی مہاراج تھے واقعہ ۱۲ جولائی ۱۸۸۱ء)

ساون شدی ۴ سمت ۱۹۳۸ سنیچر کے دن بابو بہاری لال جی عیسائی بیاور سے پھر سوامی جی کے ملنے کو آئے تھوڑی دیر بعد باتوں ہی باتوں میں دھرم وشے پر چرچا ہونے لگی تسپر شری مُت راؤ صاحب نے بابو جی سے کہا کہ آئیے میری اور آپکی پرسپر بارتا ہونی اُچت ہے کیونکہ یدی آپکے پادری صاحب آتے تو ان سے سوامی جی بارتالاپ کرتے سو اب اتفاق کی بات یہی ہے کہ آپ پادری صاحب کے شش ہیں اور میں سوامی جی کا اسلئے مجھ سے اور آپ سے ہی بارتا ہونی اُتم ہے اور سوامی جی ہم دونوں کے مدھیست رہیں گے یہ بات بابو صاحب نے سویکار کی اور اس پرکار پرشنوتر ہونے لگے۔

سوامی جی نے اقرار کیا۔ اور کل ۲۴ اعتراض لکھ کر میرے پاس بھیجے پھر ایک روز مقرر ہوا جس روز ہم گئے جواب دینے کے واسطے ہر ایک اعتراض پر دو مرتبہ رد و کد کرنے کی صلاح ٹھیری اس سے زیادہ نہیں اس کے بعد بھی سوامی جی لکھنا چاہتے تھے مگر میں نے انکار کیا جس پر سوامی جی نے اصرار نکیا۔ ہماری منشا تھی کہ مباحثہ لکھا نہ جاوے تاکہ لوگوں کو لطف معلوم ہو مگر سوامی جی لکھنے پر اصرار کرتے تھے آخر یہ صلاح ٹھیری کہ تین آدمی لکھتے جاویں ایک لکھنے والا حافظ جی داروغہ چونگی اور باقی کے نامعلوم ہیں۔

چونکہ لکھانے میں آہستہ لکھانے کے سبب دیر ہوتی تھی اس لئے لوگوں کو مزہ نہ آیا اور ۹ بجے رات کا وقت ہو گیا لوگ سونے لگے سوال صرف دو طے ہوئے اور وہ بھی پورے نہیں جس پر میں نے کہا کہ اب پھر کبھی ہو مگر لکھا نہ جاوے ورنہ ہم نہیں کریں گے سوامی جی نے کہا مباحثہ لکھا ضرور جائیگا آپ کی مرضی ہو تو کریں یا نہ چنانچہ مباحثہ نہیں ہوا۔ وہ مباحثہ رسالہ تھیاسوفسٹ میں کسی نے چھپوا دیا تھا جس میں چند باتیں خلاف تھیں میں نے انکو صحیح لکھکر بھیجدیا چنانچہ وہ میری چٹھی بھی چھپ گئی میں نے یہہ بھی لکھا تھا کہ اس وقت سوامی جی تحریر کرنے پر راضی ہیں اب اخبار موجود ہے بشرطیکہ میری تحریر تمام چھپتی جاوے۔ وہ اعتراض کرتے رہیں تب اچھا ہو۔ اس کے اڈیٹر نے لکھا تھا کہ سوامی جی کہتے ہیں کہ کوئی بشپ صاحب ہو تو ہم مباحثہ کرتے ہیں۔ اسی اخبار کے ذریعہ یا سامنے ورنہ تمہارے سے نہیں۔ لیکن اسوقت کوئی بشپ موجود نہ تھا اور اگر موجود تھا تو ہندوستانی معاملات میں متوجہ نہ تھا کیونکہ وہ ہندوستانیوں کی کاروائی کے واسطے نہیں وہ انگریز پادریوں کا کام کرتے ہیں۔

یہہ مباحثہ رسالہ تھیوسوفسٹ جلد ۱ نمبر ۴ ماہ جنوری ۱۸۸۰ء میں طبع ہوا تھا صفحہ ۹۸ سے ۱۰۰ تک۔

منشی سمرتھ دان نے بیان کیا کہ پادری گری صاحب والے مباحثہ کی رات کو یہ خبر ملی کہ بہ سبب شرارت کے مسلمانوں کا یہ ارادہ ہے کہ یک لخت اتفاق کر کے شامیانہ کے گرداگرد کی تمام رسیاں کاٹ ڈالیں تاکہ سوامی جی پر شامیانہ گرے اور وہ مر جائیں۔ جس کی خبر پاکر ہمنے پہلے ہی انتظام کر دیا ہمنے ہر ایک چوب شامیانہ کے پاس ایک ایک چوکیدار بٹھلا دیا کہ کوئی کسی طرح کی شرارت نکر سکے۔

اس مباحثہ پر کرنیل الکاٹ صاحب کی رائے
اور
اُس پر اڈیٹر تھیاسوفسٹ کی رائے ❖

اِس مندرجہ بالا مباحثہ سے ظاہر ہے کہ پادری لوگ ہندوستان میں کس طرح حکمت عملی سے کام کرتے ہیں حتے الامکان عام جلسوں میں دیسی عالموں کے ساتھ مباحثہ کرنے سے گریز کیا کرتے ہیں اور عموماً کمینہ سے کمینہ قوموں اور جاہل سے جاہل ذاتوں تک ہی اپنی وعظ کو محدود رکھتے ہیں۔ پادریوں کے سکولوں اور کالجوں میں بھی اُستاد ہوشیار دیسی نوجوانوں کے سوالات مذہبی کے جواب جماعتوں کے درمیان دینے سے پہلو تہی کر کے کہدیا کرتے ہیں کہ ہمارے بنج کے مکان پر آکر اپنے سوالات کا جواب لیں جو بے تعصب یوروپین ہند میں آتے ہیں اُن سے یہ بات چھپی نہیں رہ سکتی کہ پادریوں کی کاروائی کو ہند میں سخت ناکامیابی نصیب ہوئی اور جو فیاض لوگ لاکھوں روپیہ پادریوں کو چندہ دیتے ہیں وہ فی الحقیقت برباد کر رہے ہیں ہندوستان کے اکثر پُرانے انگلو انڈین کی یہی رائے معلوم ہوتی ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس بڑے اہم

مگر لکھا نہ جائے اور لکھنا ہو تو پتر دوارہ کیا جائے ۔

سوامی جی نے اس کے اُتر میں لکھ بھیجا کہ پرشنوتر سب کے سامنے کئے جاویں اور لکھے بھی جاویں اس پرکار ہم کو سویکار ہے اینتھا نہیں کیونکہ اور طرح کرنے میں بہت ہانی ہے جو کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اب اگر آپ کو لکھ کر پرشنوتر کرنا ہو تو مجھکو لکھئے میں جب تک آپ کہیں یہاں رہوں اور پرشنوتر کروں اور یدی آپ کو اس پرکار شر کرنا ہو تو سردار بھگت سنگھ جی کو لکھ بھیجو کہ اب مباحثہ نہ ہوگا تاکہ انہوں نے جو خیمہ وغیرہ کا پربندھ کر رکھا ہے اُسے اُٹھالیویں پادری صاحب نے اس بات کو بڑا غنیمت جانا اور خوشی سے سردار صاحب کو اسی پرکار کہلا بھیجا تب انہوں نے سب اسباب اُٹھوا دیا اس کے پشچات سوامی جی تین چار دن اور اجمیر میں رہے ۔ چوتھے دن دوسری دسمبر ۱۸۷۸ء کو مسعودہ کی طرف روانہ ہو گئے

جب **سوامی جی** اجمیر سے چلے گئے اس کے دوسرے دن پادری صاحب نے مشن سکول میں چند اجمیر باشی لوگوں اور طالب علموں کو جمع کر کے سوامی جی کے دو اعتراضات کے اُتر سنائے تاکہ اونکی خامی ظاہر نہ ہو ۔ پھر بدستور پادری صاحب بازار میں وعظ کرنے لگے مگر جب تک سوامی جی یہاں رہے کیا مجال جو بازار کی وعظ کا نام لیا ہو بعدہٗ انکو بازار میں وعظ کرتا دیکھ کر چند لوگوں نے کہا کہ صاحب آپ یہاں ہی تو دکھ لوگوں کے ساتھ گھنٹوں تک مغز مارا کرتے ہیں پرنتو جب سوامی دیانند سرستی جی سے پرشنوتر کرتے تھے تب تو آپ نے یہ کہا تھا کہ ہم کو اتنا سمہ نہیں کہ پرشنوتر کرتے سمہ لکھاتے جائیں اگر آپ سوامی جی کو اپنی مت کی کوئی بات بھی قبول کروا دیتے تو ان کی پیروی کر کے ہزاروں آدمی آپ کی پیروی اختیار کرتے مگر انکے چلے جانیکے بعد آپ کے بے فایدہ کہنے پر کیا ہوتا ہے ۔

حافظ محمد حسین داروغہ چُنگی اجمیر نے بیان کیا کہ میں سوامی جی سے اسی شہر میں دو مرتبہ ملا اور میں نے سوامی جی سے پوچھا کہ انسان کی نجات کس بات سے ہوتی ہے فرمایا کہ صرف ست سے ہی نجات ہوتی ہے اور کسی طرح نہیں ہوتی ۔

سوامی جی کے مباحثہ کے وقت میں کاتب تھا دو اور بھی تھے پادری صاحب لکھنے پر بالکل راضی نہ تھے لیکن سوامی جی صرف تحریر میں (یعنی فریقین بولتے جائیں اور کاتب لکھتے جائیں) مباحثہ کرنا چاہتے تھے ، ۷ بجے سے ۹ بجے تک صرف دو سوالوں کا جواب طے ہوا ابھی بہت باقی تھے پادری صاحب اداس تھے مجھ سے پوچھا کہ تم سمجھے میں نے کہا کہ میں تو نہیں سمجھا پادری صاحب نے کہا کہ جب لکھنے والا ہی نہیں سمجھا تو اور کوئی کیا سمجھے گا سوامی جی نے باقی دو لکھنے والوں سے پوچھا کہ تم سمجھے ہو یا نہیں اُنہوں نے کہا کہ ہم تو سمجھے ہیں سوامی جی نے کہا کہ دو تو سمجھے اگر ایک نہیں سمجھا تو خیر ۔ پادری صاحب نے کہا کہ آئندہ تحریر نہ ہو سوامی جی نے کہا کہ تحریر ہی ہو اس پر حاضرین سے ووٹ لئے گئے میں نے اور ایک مسلمان اور دو پادریوں نے تحریر نہ ہونے پر ہاتھ رکھا تھا اور باقی تمام حاضرین نے سوامی جی کی طرف رکھا تھا پادری صاحب لاچار ہو گئے مگر پھر بھی کہا کہ ہم تحریری نہیں کریں گے ۔

پادری گرے صاحب نے فرمایا کہ سوامی جی ہمکو دو دفعہ ملے ایک دفعہ بہت عرصہ ہوا کہ وہ یہاں رہتے تھے اِن دنوں ڈنڈی جی مشہور تھے باغ میں اُترے تھے ایک دفعہ وہ پادری رابنسن صاحب کے ملنے کے واسطے یہاں آئے اور مجھ سے ملے ویدانت کے مسئلہ پر کچھ بات چیت ہوئی مگر وہ باتیں کچھ اچھی طرح یاد نہیں پھر ہم سوامی جی کے ملنے کے واسطے اِس باغ میں گئے اِن دنوں سوامی جی اتنے مشہور نہ تھے ۔

ایک دفعہ سوامی جی ۱۸۷۸ء میں یہاں آئے اور اُن کے ایک لکچر میں ہم اور ڈاکٹر ہسبینڈ دو نو گئے اِس روز سوامی جی نے عیسائی مذہب اور محمدی مذہب پر بہت سے اعتراض کئے اور کھنڈن کیا ہمنے کہا کہ لکچر کے روز بحث نہیں ہوتی آپ اِن اعتراضات کو لکھکر ہمارے پاس بھیجئے

سوامی جی - توریت کا پرب ۲ آیت ۳ اُسنے ساتویں دن کو آشیرباد دیا اور اُسے پوتر ٹھہرایا - ایشور کو سرب شکتیمان سرب بیاپی سچدانند سروپ ہونے سے پرشیرم جگت کے رچنے میں کچھ بھی نہیں ہو سکتا پھر ساتویں دن وشرام کرنے کی کیا اوشکتا - اور وشرام کیا تو چھ دن تک بڑا پرشیرم کرنا پڑا ہوگا - اور ساتویں دن کو اشیرباد دیا تو چھ دنوں کو کیا دیا - ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایشر کو ایک کھشن بھی جگت کے رچنے میں لگے اور کچھ بھی پری شرم ہو +

پادری صاحب - اب سمہ ہو چکا اس سے ادہک ہم نہیں ٹھہر سکتے اور بولتے سمے لکھانا پڑتا ہے اس سے دیر بہت لگتی ہے اسلئے ہم کچھ نہیں کرنا چاہتے جو بولتے سمہ لکھا نہ جائے تو ہم کر سکتے ہیں - یدی سوامی جی کو لکھکر پرشنوتر کرنا ہے تو ہمارے پاس پرشن لکھ کر بھیجدیں ہم لکھ کر اُتر دینگے - اسپر ڈاکٹر ھسبنڈ صاحب کے کہنے سے سردار بہادر امین چند صاحب نے کہا کہ میری بھی یہی سمتی ہے کہ پرشن لکھ کر پتر دوارہ کیا کریں آج کی طرح کئے جائیں گے تو چھ مہینے تک بھی پورے نہ ہونگے ؛

سوامی جی نے کہا کہ پرشنوتر کے لکھے بنا بہت ہانی ہے جیسے ابھی تھوڑی دیر کے پشچات اپنے میں سے کوئی اپنی کہی ہوئی بات کے لئے کہہ سکتا ہے کہ میں نے یہ بات نہیں کہی - دوسرے اسطرح بات چیت ہونے میں لوگوں کو بیچار تھ چھپا کر پرگٹ نہیں کر سکتے اور یدی کوئی چھپاوے بھی تو جس کے جی میں جو آوے سو چھپا سکتا ہے اور جو مکان پر پرشنوتر لکھ لکھ کیا کریں تو اس میں کال بہت لگے گا اور جو کہا گیا کہ اس پرکار چھ ماس میں پورا نہ ہوگا سو میں کہتا ہوں کہ اس میں چھ ماس کا کچھ کام نہیں ہے ہاں جو مکان پر بیتر دوار اکرینگے تو تین برس میں بھی پورا نہ ہوگا اور منش جو میرے سامنے سُن رہے ہیں وے نہیں سن سکیں گے اسلئے یہی اچھا ہے کہ سب کے سامنے پرشنوتر کئے جاویں اور لکھا یا بھی جائے +

پادری صاحب نے کہا کہ آپ نے یہاں پرشنوتر کرنے میں لوگوں کے سننے کا لابھ دکھلایا پرنتو میں جانتا ہوں کہ آج کی باتوں کو جو یہاں اتنے لوگ بیٹھے ہیں اُن میں سے تھوڑے ہی سمجھے ہوں گے پادری صاحب کی یہ بات سن کر حافظ محمد حسین اور دیگر مسلمان لوگ کہنے لگے کہ ہم کچھ بھی نہیں سمجھے اس پر پادری صاحب نے کہا کہ دیکھئے لکھنے والا ہی نہیں سمجھا تو اور کون سمجھ سکتا ہے پر سوامی جی نے جو دو دوسرے لکھنے والے تھے اُن سے پوچھا کہ تم سمجھے وا نہیں اُنہوں نے کہا کہ ہاں ہم برابر سمجھے ہم نے جو کچھ لکھا ہے اُس کو اچھے پرکار کہہ سکتے ہیں تب سوامی جی نے کہا کہ دو لکھنے والے تو سمجھے اور ایک نہیں سمجھا حاصل کلام پادری صاحب نے دوسرے دن مباحثہ کا لکھا جانا سویکار نہیں کیا - +

سوامی جی نے پادری صاحب سے کہا کہ آج کے پرشنوتر کے تین پرت لکھے گئے ہیں اُن پر آپ ہستاکھشر کر دیجیے اور میں بھی کر دیتا ہوں اور پردھان سبھا سے بھی کرا کر ایک پرتی آپ کے پاس اور ایک میرے پاس اور ایک پردھان کے پاس رہے گی - +

پادری صاحب نے کہا کہ ہم ایسی باتوں پر ہستاکھشر کرنا نہیں چاہتے - اس کے بعد سبھا اُٹھ کھڑی ہوئی اور سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے پرنتو سوامی جی مہاراج سردار بہادر امین چند جی پنڈت بھاگ رام صاحب سردار بھگت سنگھ جی کے مکان پر کہ جو سبھا کے مکان کے پاس تھا ٹھیرے اُس وقت مباحثہ کی دو کاپیوں پر جو سوامی جی کے پاس رہی تھیں (کیونکہ ایک پادری صاحب ساتھ لے گئے تھے) ان دونوں صاحبوں کے ہستاکھشر بھی کرا لئے اور سب اپنے مکانوں کو گئے -

دوسرے دن یعنی ۲۹ نومبر سنہ ۷۷ کو پادری صاحب نے سوامی جی کے پاس پتر لکھ کر بھیجا کہ آج آپ پرشنوتر کریں گے یا نہ یدی کرنا ہو تو کیا جائے

جھوٹے مت ہو کیونکہ تم نے پُرانے فیشن کو اُس کے کاریوں سمیت اُتار پھینکا ہے اور نئے فیشن کو جو گیان میں اپنے سرجن ہار کے سروپ
کے سمان نئے بن رہے ہیں پہنا ہے اس سے ودت ہوتا ہے کہ گیان اور پوترتا میں پرمیشر کے سمان بنایا گیا اور نئے سرے سے ہم لوگوں کو بنایا۔
قرنتھیوں باب ۳ آیت ۱۹۔ اور پربھو ہی آتما ہے اور جہاں کہیں پربھو کا آتما ہے وہی نرباہ کھُلتا ہے اور ہم سب بنا پردہ پربھو کے تیج کو درپن میں
دیکھ دیکھ پربھو کے آتما کے دوارا پرتیج سے اُسس کے سروپ میں بدلتے جاتے ہیں۔ اس سے گیات ہوتا ہے کہ وشواسی لوگ بدل
کے پھر پرمیشر کے سروپ میں بن جاتے ہیں ارتھات گیان۔ پوترتا۔ اور آنند میں۔ کیونکہ دھرمی ہونے سے منش کے شریر کا روپ نہیں
بدلتا ہے ؂

سوامی جی۔ پرماتما کے سدرش آدم کے بننے سے سدھ ہوتا ہے کہ ایشر بھی شریر والا ہونا چاہئے جو پرمیشر نے آدم کو پوتر اور آنند سے رچا
تھا تو اس نے ایشر کی آگیا کیوں توڑی اور جو آگیا توڑی تو ودت ہوتا ہے کہ یہ گیان وان نہیں تھا اور جب اُس نے گیان کے
پیڑ کا پھل کھایا تب اُسکی آنکھ کھُل گئی اس سے جانا جاتا ہے کہ وہ گیان وان پیچھے سے ہوا جو پہلے ہی گیان وان تھا تو پھل کھانے کے پیچھے
گیان ہوا یہ بات نہیں بن سکتی اور پرتھم پرمیشر نے اُسکو اشیرباد دیا تھا کہ تم پھلو پھولو آنندت رہو اور پھر جب اُس نے ایشر کی آگیا کے
بنا اُس پیڑ کا پھل کھایا تب اُس کی آنکھیں کھلنے سے اُسکو گیان ہوا کہ ہم ننگے ہیں۔ گولر کے پتے اپنے شریر پہنے۔ اب دیکھنا چاہئے
کہ جو وہ ایشر کے سمان گیان میں اور پوترتا میں ہوتا تو اُسکو ننگا اور دھتکار رہنا کیوں نہیں جان پڑتا کیا اُنکو اتنی بھی سُدھ نہیں تھی جب پرمیشر
کے سمان وہ گیانی پوتر اور آنندت تھا تو اُسکو سروگیہ اور نت شدھ آنندت رہنا چاہئے اور اُس کے پاس دُکھ کچھ بھی کبھی نہ آنا چاہئے کیونکہ وہ
پرمیشر کے سمان تھے اِن اوپر کہی تینوں باتوں میں ہے تو وہ تِپت کسی پرکار سے نہیں ہو سکتا اور جو تِپت ہوا تو پرمیشر کے سمان نہیں ہوا
کیونکہ پرمیشر گیان آدی گُنوں سے تِپت کبھی نہیں ہوتا پھر بتلائے کہ جیسے آدم پرتھم گیان آدی تین گُنوں میں پرمیشر کے سمان ہو کے
پھر اُن سے تِپت ہو گیا۔ ویسے ہی وشواسی لوگ گیانی۔ پوتر۔ اور آنندت ہونگے وا ادھک۔ کم۔ جو ویسے ہی ہونگے تو پھر جیسے
آدم تِپت ہو گیا ویسے ہی وشواسی بھی ہو جائیں گے کیونکہ وہ تینوں باتوں میں پرماتما کے سمان ہو کر تِپت ہو گیا تھا

پادری صاحب۔ کئی باتوں میں پہلا اُتر کافی ہے اور رہا یہ کہ اگر آدم پوتر تھا تو آگیا کیوں توڑی۔ اُتر یہ ہے کہ وہ پہلے پوتر تھا آگیا
توڑ کے پاپی ہوا پھر یہ کہا کہ گیان وان پیچھے سے ہوا۔ یہ بات نہیں ہے جب پہلے بُرے کے گیان کے پیڑ کا پھل کھایا تب
بُرے جان پڑے پہلے نہ جانتا تھا آنکھیں کھُل گئیں اور اُسکو جان پڑا کہ میں ننگا ہوں۔ اُس کا اُتر یہ ہے کہ پاپی ہو کے اُسکو لجا آنے
لگی۔ پھر یہ کہ یدی وہ پرماتما کے سمان ہوتا تو تِپت نہ ہوتا۔ اُس کا اُتر یہ ہے۔ کہ وہ پرماتما کے سمان بنایا گیا نہ اُسکے تلیہ۔ یدی پرماتما
کے تلیہ ہوتا تو پاپ میں نہ گرتا۔ انت میں جو پوچھا کہ وشواسی لوگ آدم سے ادھک پوتر ہو جائینگے اسکا اُتر یہ ہے کہ ادھک اور کم
پوتر ہونے میں پرشن نہیں ہے کنتو سروپ کے وشے میں ہے کہ پرمیشر کا روپ شریر جیسا تھا وا نہیں یدی وہ سروپ جس کا
کتھن ہوتا ہے شاریرک ہوتا تو دھرمی لوگ جب پرمیشر کے سروپ میں نئے سرے سے نہیں جاتے ہیں تو اپنے شریر کو
بدل ڈالتے ؂

کہ ایک ایک واکیہ پر کم سے کم تین بار پرشنوتر ہونے ہی چاہئیں اس میں پھر بھی پادری صاحب نے کہا کہ ہم کو دو بار سے ادھک پرشنوتر کرنا کرا چت سویکار نہیں ہے تب سوامی جی نے کہا کہ ہم کو اس میں کچھ ہٹھ نہیں ہے سبھا کی جیسے سمتی ہو ویسا کیا جائے سوامی جی کی اس بات پر کوئی کچھ نہ بولا - پرنتو ڈاکٹر ھنبیڑ صاحب نے کہا کہ یہ بھی سبھا سے ہر ایک وشے میں پوچھیں گے تو چار سو منش ہیں - اُن میں سے کس کس سے پوچھا جائے گا - سوامی جی نے کہا کہ بڑی پادری صاحب کو تین پرشن کرنا سویکار نہیں ہے تو جانے دو ہم دو ہی کریں گے کیونکہ اتنے منش وگیاپن دیکھ کر اکٹھے ہوئے ہیں جو یہاں کچھ بات چیت نہ ہوئی تو اچھا نہیں - پھر دوسرے واکیہ پر پرشن کیا ؞

٢ سوامی جی - وہی پرب وہی آیت ۲ اور ایشر کا آتما جل کے اوپر ڈولتا تھا - پہلی آیت سے ودت ہوتا ہے کہ ایشر نے آکاش اور پرتھوی کو رچا یہاں جل کی اُتپتی نہیں کہی تو جل کہاں سے ہو گیا - ایشر آتم سروپ ہے وا جیسے کہ ہم سروپ والے ہیں ویسا جو وہ شریر والا ہے تو اُس کا سامرتھ اکاش اور پرتھوی بنانے کا نہیں ہو سکتا کیونکہ شریر والے کے شریر کے اوبوں سے پرمانو آدی کو گرھن کر کے رچنا میں لانا اسنبھو ہے اور وہ ویاپک بھی نہیں ہو سکتا - جب اُس کا آتما جل پر ڈولتا تھا تب اُس کا شریر کہاں تھا ؞

پادری صاحب - جب پرتھوی کو سرجا تو پرتھوی میں جل بھی آگیا اور دوسری بات کا اُتر یہ ہے کہ پرمیشر آتم روپ ہے توریت کے آرنبھ سے انجیل کے انت تک پرمیشور آتم روپ کہلایا -

سوامی جی - ایشر کا ورنن توریت سے لیکر انجیل پرینت میں بہت ٹھکانوں میں ایسا ہی ہے کہ وہ کسی پرکار کا شریر بھی رکھتا ہے کیونکہ آدم کی باڑی کو بنایا وہاں آنا پھر اوپر چڑھ جانا - سنائی پربت پر جانا - موسےٰ ابراہیم اور اُنکی استری سرہ سے بات چیت کرنا - ڈیرہ میں جانا - یعقوب سے مل یدھ کرنا اتیادی باتوں سے پایا جاتا ہے کہ ضرور کسی پرکار کا شریر وہ رکھتا ہے اور اُسی دم اپنا شریر بنا لیتا ہے ؞

پادری صاحب - یہ سب باتیں اس آیت سے کچھ سمبندھ نہیں رکھتی ہیں کیول انجان پنے سے کہی جاتی ہیں اس کا یہی اتر ہے کہ یہودی - عیسائی اور مسلمان جو توریت کو مانتے ہیں اسی پر ایک رائے ہیں کہ خدا روح ہے ؞

٣ سوامی جی - پرب وہی آیت ۲۶ - تب ایشر نے کہا کہ ہم آدم کو اپنے سروپ میں اپنے سمان بنا دیں اس سے سپشٹ پایا جاتا ہے کہ ایشر بھی آدم کے سروپ جیسا تھا جیسا کہ آدم آتما اور شریر یکت تھا ایشر کو بھی اس آیت سے ویسا ہی سمجھنا چاہئے جب وہ شریر جیسا سروپ نہیں رکھتا تو اپنے سروپ میں آدم کو کیسے بنا سکا ؞

پادری صاحب - اس آیت میں شریر کا کچھ کتھن نہیں پرمیشر نے آدم کو پوتر گیان وان اور آنندت رچا وہ سچدانند ایشر ہے اور آدم کو اپنے سروپ میں بنایا جب آدم نے پاپ کیا تو پرمیشر کے سروپ سے تیت ہو گیا جیسے پہلے پرشنوتر کے

—— ۲۴ اور ۲۵ پرشن سے ودت ہوتا ہے کو لوسیوں کی پتری تیسرا پرب ۹ اور ۱۰ آیت - ایک دوسرے سے

اُس روز مباحثہ دیکھنے اور سُننے کے واسطے عام نوٹس دیدیا گیا تھا اسلئے بہت کثرت سے لوگ سُننے کے واسطے آئے۔ سردار بہادر مُنشی امیں چند صاحب جج۔ پنڈت بھاگ رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ سردار بھگت سنگھ صاحب انجنیر وغیرہ معزز عہدہ داران سرکاری بھی شریک جلسہ تھے ؛؛

وقت مقررہ پر سوامی جی چاروں ویدوں کے پستک ساتھ لیکر آئے۔ پادری گرے صاحب اور ڈاکٹر ھسبنڈ صاحب بھی تشریف لائے بابو رام ناتھ ہیڈ ماسٹر راجپوت سکول جے پور۔ بابو چندو لال وکیل گوڑگانو۔ حافظ محمد حسین داروغہ چونگی اجمیر یہ تین کاتب مقرر ہوئے اول سوامی جی نے کہا کہ میں نے کتنی جگہ پادری لوگوں سے بات چیت کی ہے کبھی کسی پرکار کا گڑبڑ نہیں ہوا۔ آج بھی میں جانتا ہوں کہ پادری صاحب سے بارتالاپ نروگھنتا سے پورا ہوگا۔ پھر پادری صاحب نے بھی نروگھنتا سے بات چیت ہونے کی آشا پرگٹ کی اور کہا کہ سوامی جی نے جو واکیہ لکھکر ہمارے پاس بھیجے ہیں وہ بہت ہیں اور وقت صرف دو یا ڈھائی گھنٹہ کا ہے اسلئے اسکے اعتراض پر دو چار ہی پرشنوتر ہونا ٹھیک ہے۔ اسکے بعد مباحثہ شروع ہوا ؛؛

بولتے سمے ان تین کاتبوں کو سوامی جی اور پادری صاحب حرف بحرف لکھواتے جاتے تھے ؛؛

سوامی جی۔ توریت اُتپتی کی پُستک پرب ۱ آیت ۲ میں لکھا ہے کہ پرتھوی بے ڈول ہے۔ اب دیکھنا چاہئیے پرمیشر سروگیہ ہے سب ودیا اُسمیں پوری ہیں اُس کے ودیا کے کام میں بیڈولتا کبھی نہیں ہوسکتی کیونکہ جیو کو پوری ودیا اور سروگیتا نہیں ہے اسلئے جیو کے کام میں بیڈولتا آسکتی ہے ایشر کے کام میں نہیں ؛؛

پادری۔ یہاں مطلب بیڈول سے نہیں ہے بلکہ اُجاڑ سے ہے۔ ایوب کی کتاب باب ۲ آیت ۲۴ میں ہے کہ بنا مارگ جنگل میں روح نہیں بھرمتا ہے۔ یہاں جس شبد کا ارتھ جنگل ہے اُسی کا ارتھ وہاں بیڈول ہے ؛؛

سوامی جی۔ اس سے پہلی آیت میں یہ بات آئی ہے کہ آرمبھ میں ایشر نے آکاش اور پرتھوی کو سرجا اور پرتھوی بیڈول سونی تھی گہراؤ پر اندھیرا تھا اس سے سپشٹ گیات ہوتا ہے کہ اُجاڑ کا ارتھ یہاں نہیں لے سکتے کیونکہ کہا تھا کہ سونی تھی بیڈول کے ارتھ اجاڑ کے ہونے تو سونی تھی اس شُبہ کی کچھ اوشکیتا نہیں تھی اور جب کہ ایشر نے ہی پرتھوی کو رچا ہے سو برتھم ہی اپنے گیان سے ڈول والی کیوں نہیں رچی تھی پادری صاحب۔ دو شبد ایک ہی ارتھ کے سب بھاشاؤں میں ایک دوسرے کے پیچھے ہوکر آتے ہیں جیسے عبرانی میں توہو بوہو فارسی میں بود و باش یہ سب ایک ہی ارتھ کے واچی ہیں۔ اسی پرکار اردو میں یہ ارتھ ٹھیک ہے کہ زمین ویران اور سنسان تھی ؛؛

سوامی جی اس بات پر اور پرشن کرنا چاہتے تھے اتنے میں پادری صاحب نے کہا کہ ایک ایک واکیہ پر دو دو پرشن اور دو دو اُتر ہونے چاہئیں کیونکہ واکیہ بہت ہیں تو سب پرشن آج نہ ہوسکیں گے۔ سوامی جی نے کہا یہ اوشیہ نہیں ہے کہ آج ہی سب واکیوں پر پرشنوتر ہو جائیں۔ کچھ آج ہونگے پھر اسی پرکار دو چار دن اتھوا جب تک یہ واکیہ پورے نہ ہوں تب تک پرشنوتر ہوتے رہیں گے۔ پادری صاحب نے اس بات کو سویکار نہیں کیا تب سوامی جی نے کہا کہ اور ادھک نہ ہو تو ایک واکیہ پر دس بار پرشن ہونے چاہئیں پادری صاحب نے یہ بھی سویکار نہ کیا سوامی جی نے پھر کہا

باب پنجم

شاستر ارتھ پادری صاحبوں سے

فصل سوم

مباحثہ فیمابین شری سوامی دیانند سرستی جی مہاراج و پادری گرے صاحب مشنری پریسبی ٹیرین مشن اجمیر

جو واقعہ ۲۸- نومبر ۱۸۶۷ء بروز پنجشنبہ مطابق گھر سُدی ۴ سمت ۱۹۳۵ کو ہوا-

۱۳ کارتک سُدی سمت ۱۹۳۵ مطابق ۷ نومبر ۱۸۶۷ء کو سوامی جی اجمیر میں تشریف لائے- گھر بدی ۴ مطابق ۱۴ نومبر ۱۸۶۷ء پنجشنبہ سے لڑکا کے چوک میں ویاکھیان دینا آرنبھ کیا- اول روز ایشر وشئے پر ویاکھیان دیا- ۱۵ نومبر کو ایشر وشئے کا مضمون ختم کرکے الہام کا مضمون آرنبھ کیا- ۱۷ کو بھی یہی وشئہ رہا- ۱۰ کو پھر الہام پر ہی فرما رہے تھے ویاکھیان کے خاتمہ پر ایک بڑی بھاری فہرست توریت و انجیل و قرآن مجید کی غلطیوں کی پڑھ کر سنائی اور کہا کہ میں نے یہ فہرست کسی کو چڑانے کے لئے نہیں سنائی بلکہ اسلئے کہ سب لوگ پکشپات رہت ہو کر وچاریں کہ جن پستکوں میں ایسی ایسی باتیں لکھی ہیں وے ایشر کرت ہو سکتی ہیں یا نہیں- اُس روز صدہا مسلمان و عیسائی و ہنود موجود تھے مسلمان تو کوئی نہ بولا پادری گرے صاحب و ڈاکٹر ھسبنیڈ صاحبان موجود تھے انیں سے ریورنڈ گرے صاحب بولے کہ لکچر کے روز بحث نہیں ہوتی آپ ان اعتراضوں کو لکھ کر ہمارے پاس بھیجئے میں انکا اُتر دوں گا سوامی جی نے کہا میں تو یہی چاہتا ہوں اور ہمیشہ میری یہی اچھیا رہا کرتی ہے کہ آپ جیسے بدھی مان پرش ملکر ست است کا نرنے کریں پادری صاحب نے کہا کہ ست کا نرنے جب ہو گا کہ آپ میرے پاس پرشن بھیجیں گے اور میں اُتر دونگا- پھر سوامی جی نے کہا کہ لکھ کر دونو طرف سے پرشن اُتر بھیجنے میں کال بہت لگتا ہے اور منشوں کو بھی اس سے لابھ نہیں پہنچتا اسلئے یہی بات اچھی ہے کہ آپ یہاں ہی آویں میں پرشن کروں- اور آپ اُتر دیں- تب پادری صاحب نے کہا کہ آپ پرشن میرے پاس بھیجدیویں جب میں دو چار دن میں اُنکو وچار لونگا تب پیچھے اُتر آپ کو یہاں آکر دونگا- سوامی جی نے کہا کہ پرشن تو میں نہیں بھیجونگا لیکن مجھکو جہاں جہاں توریت اور انجیل میں شنکا ہیں اُنیں سے تھوڑے سے واکیہ لکھکر بھیجدونگا- اُنکو جب آپ وچار لیں گے تو اُنھیں میں سے پرشن کرونگا- آپ نے اُتر دینا- اتنی بات ہونے کے پیچھے پادری صاحب چلے گئے +

اُس کے دوسرے دن یعنے ۱۹ نومبر ۱۸۶۷ء شنبہ کو سوامی جی نے توریت اور انجیل کے ۶۴ واکیہ لکھکر پادری صاحب کے پاس معرفت پنڈت بھاگ رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر اجمیر بھیجدئے کئی روز تک پادری صاحب اُنکو وچارتے رہے ہم اُنکے اچھے بھلے وچار لینے کے پورے دس دن بعد یعنے ۲۸ نومبر ۱۸۶۷ء پنجشنبہ مطابق گھر سُدی ۴ سمت ۱۹۳۵ مباحثہ کا دن مقرر ہوا +

کسی نے مت متانتروالوں سے پکھش پرتی پکھش پوروک وادانوواد نہیں کیا وہ ستیاست کو ٹھیک ٹھیک کبھی نہیں جان سکتا اسی لئے تم بھی ایسا کیوں نہیں کرتے؟ پرنتو کیا کرو ناچ نہ آوے انگن ٹیڑھا" دستخط دیانند سرسوتی۔

یہ مندرجہ بالا پتر ۱۶- جولائی ۱۸۶۹ء کو پنڈت بردھی چند و جگناتھ جوشی و بیاس رام نارائن و بابو بہاری لال اور دیگر سردار لوگوں کے ہاتھ سوامی جی نے سادھو جی کی طرف روانہ کیا جب وہ لیکر چلے تو اوس وقت تخمیناً دو سو آدمیوں کے اکٹھے ہوگئے تھے۔ انہوں نے پہنچتے ہی سادھو جی کو اوکت پتر پڑھ سنایا اور نویدن کیا کہ اب آپ اسکا پھر اُتر دیجئے۔ پرنتو پاٹھک گن اُتر دینے میں تو دیا چاہئے نہ جلنے پہلے کسکی سبھا تیا سے اُتر لکھا تھا شیش کیا لکھوں۔ سادھو جی کے چھکے چھوٹ گئے۔

انت کو ان لوگوں نے جب بہت کہا سنا تب یہی مکھ سے نکلا کہ ہمارے سے تو اُتر کوئی نہیں بن آتا ہاں تو سادھو ہیں جب لوگوں نے دیکھا کہ اب سادھو جی نے ہی اپنے مکھ سے ہار مان لی تو اب شیش کہنا اوچت نہیں یہ سمجھ کر نمستے کہکر چلے آئے اور سرب بر تانت راؤ صاحب اور سوامی جی سے نویدن کر اپنے اپنے استھانوں کو چلے گئے۔ دستخط بردھی چند شرمپال مسودہ از دوش ہیتی جلد ۱ نمبر ۲ سمت ۱۹۳۵ اشون صفحہ ۱۲ سے ۱۵ انک) ٭ لالہ چاندمل صاحب کوٹھاری سابق جینی حال آریہ بیان کرتے ہیں کہ جب سوامی جی کے پرشنوں کا اُتر سادھو جی سے نہ پاکر نراس ہوکر اور سادھو جی کو لجت دیکھ کر ہم لوگ اٹھ کر چلے آئے اور سارا برتانت سوامی جی مہاراج اور راؤ صاحب سے نویدن کر دیا اور پھر سادھو جی سے دھرم چرچا کرنا بند رکھا اور پھر سوامی جی کے پے درپے ویاکھیان قلعہ میں سننے سے ہم لوگوں کے سب شکوک رفع ہوگئے بتیساون سُدی پنچمی پنجشنبہ ۱۲ جولائی ۱۸۶۹ء کو ہم میں سے چند آدمیوں نے حاضر ہوکر عرض کی کہ آپ جیسے مہاتما پرشوں کا پدھارنا ہمارا ابھوبھاگ ہے اسلئے ہمارا یگوپویت سنسکار کرا دیجئے تب سوامی جی نے راؤ صاحب کو یگ کی آگیا دی جسپر شراون سُدی ۵ اشٹمی ۱۹۲۶ء اگست ۱۸۶۹ء شنبہ کو راؤ صاحب کی طرف سے سوہن انگیری میں یگ بڑی دھوم دھام سے سنپورن ہوا جسمیں تخمیناً ۵۰۰ آدمی کے موجود تھے ہون کے پشچات برہم بھوجن بھی ستکار پوروک کرایا گیا پھر مندرجہ ذیل پرشوں نے پرن پوروک یگوپویت کے لینے کی ابھلاشا پرگٹ کی اسکا رن شری سوامی جی مہاراج نے یوگ پرشوں کو یگوپویت بھی دیا یہاں ہم انہوں کے نام لکھتے ہیں۔ ٹھاکر لوگ جینی لوگ۔ کائستھ لوگ۔ چارن۔ برہمن ٭ (۱) راجمل جی کوٹھاری (۲) کشن سنگھ جی کوٹھاری۔ (۳) انند جی سرستی کوٹھاری۔ (۴) شیوداں سنگھ جی کوٹھاری۔ (۵) ہیرالال کوٹھاری (۶) کجوڑی مل جی چوڑایا (۷) چھگن جی بہاہرا۔ (۸) بان جی کوٹھاری۔ (۹) پلیہ جی کوٹھاری۔ (۱۰) امر سنگھ جی کوٹھاری۔ (۱۱) راج مل جی مہتہ۔ (۱۲) رکھب داس باپنا (۱۳) ہنسراج جی کوٹھاری (۱۴) بالکشن جی مہتہ (۱۵) کشن سنگھ جی کوٹھاری۔ (۱۶) شیوداں جی مہتہ۔ (۱۷) شیوداں جی فوجدار۔ (۱۸) رام چند اگروال۔ (۱۹) اونار پروہت۔ (۲۰) لالو پروہت لوٹھانیکا۔ (۲۱) بال کشن جی مہتہ (۲۲) اوتار سوکا۔ (۲۳) کلیان سنگھ کوٹھاری (۲۴) جسونت سنگھ کوٹھاری (۲۵) کشنا لال جی (۲۶) چھگن مل جی کوٹھاری (۲۷) کجوڑی مل نار۔ (۲۸) گوپال جی دھوت۔ (۲۹) شوبھاگ سنگھ کوٹھاری (۳۰) چاندمل کوٹھاری (۳۱) بشن سنگھ (۳۲) بلونت سنگھ جی مہتہ (۳۳) بلونت سنگھ چورایہ۔ انکے سوائے اور جینی بھی تھے جنہوں نے آریہ دھرم سویکار کیا ان میں سے بہتوں نے تو ۹- اگست ۱۸۶۹ء مطابق ساون سُدی پونو کو یگوپویت دھارن کیا۔ اور باقی صاحبان بھادون کرشن پنچمی مطابق ۱۴ اگست ۱۸۶۹ء کو یگوپویت سے شوبھت ہوئے اور آریہ دھرم گرہن کیا چنانچہ انہیں دنوں بھارت متر کلکتہ میں یہ خبر اس طرح شایع ہوئی "تھان مسودہ ضلع اجمیر میں سوامی دیانند جی کے ویاکھیان کو سنکر ۳۵ منشوں نے جین مت چھوڑ کر ویدک دھرم پریم سے انگی کار کیا وہ وانوں کو ویاکھیانوں کا ایسا ہی اثر ہوتا ہے" (۱۰- دسمبر ۱۸۶۹ء جلد ۴ نمبر ۳۴ و آریہ درپن جلد ۴ نمبر ۴۹ بابت ماہ اکتوبر ۱۸۶۹ء و بھارت سُدرشا پرورتک جلد ۳ نمبر ۵ صفحہ ۲۴ - ۱۰ دسمبر ۱۸۶۹ء)

بات ہے ؟ کیا دُرگندھ کو کان گرہن کر سکتا ہے ؟ نہیں ! کنتو سگندھ دُرگندھ کا گرہن ناسکا ہی سے ہوتا ہے اِس بات کا آپ نے
پریوجن نہیں سمجھا ہے جیسا گان ودیا نہ جاننے والا دہرو پد کو سمجھ نہیں سکتا کیونکہ جو ودیا کی باتیں ہیں اونکو وِدوان ہی سمجھ سکتا
ہے اودوان نہیں۔ ہم شبدارتھ اور سمبندھ کو وید سمجھتے ہیں کاغذ سیاہی کو نہیں اور کاغذ سیاہی کو جڑ ہونے سے سُگندھ دُرگندھ کا گیان
واسمبندھ نہیں ہوتا کیا جو تمہارے جینی لوگوں کے گرنتھ وا پُستکوں کے کاغذ وا لیکھ آدی ہیں اونکو بنانے والوں نے سُگندھ کر بنایا
اور رکھا ہوگا ؟ ہم کھلے مُکھ سے ویدوں کا پاٹھ کرنا اُتم سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مُکھ باندھنے سے شبد ستھان اچارن نہیں ہوتا جیسا کہ تمہارا
سب اکھشروں کا ناسکا سے اُشدھ اچارن ہوتا ہے اسکا اُتر ہم نے پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ نانوناسک کو مُکھ باندھکر سدیو سانوناسک بولنا شدھ
نہیں پرنتو اِس کے سمجھنے کو ودیا چاہئے۔ اور جو آپ ساد ہو بنتے ہو تو سادھو کی کیا لکشن ہیں ؟ اور آپ سوارتھی ہو وا پرارتھی۔ جو سوارتھ
کی اچھیا ارتھات مُنفادہ ہم نہیں تو ایسا کیوں کہتے اور جو سوارتھی ہو تو سادھو کیوں بنتے ہو جو آپکے پکش بات نہیں ہوتا تو مُکھ پر پٹی باندھنے
کا جھوٹھا اگرہ کیوں کرتے ہیں کہ بنا مُکھ پر پٹی باندھنے کے ہم نہیں بولتے یدی ایسا نیم تھا تو پرتھم ہی پرتھم (جنگل میں بھرمن کرتے سمے) ہم سے
کیوں بولے تھے کہ آپ کا کیا نام ہے ؟ اِتیادی۔ کھُلے مُکھ بولے۔ اور اپنے جینوں سے بھی باتیں کیوں کیا کرتے ہو ؟ اور بہوجن سمہ (سو
پریوجن کے لئے) کیوں مُکھ کہلتے ہو ؟ کیا تم اپنے شریر پوشن بہوجن۔ چھادن۔ مل وسرگ آدی کرم مون سوائے نہیں سمجھ سکتے ہو گے ؟ یہ بات
متھیا ہے کیونکہ جب ہم سُننا چاہتے تھے تب تو تم سُنانے کو کھڑے بھی نہ ہوئے۔ اور جو تم کہیں آتے جاتے نہیں تو یہاں کہاں سے آگئے
کیا ایک ہی جگہ شلا (پتھر) کی طرح استھر رہتے ہو ؟ بھلا جبکا روپیہ چاندی کا ہے اوسکو چھپے پن کا کیا بھے (خوف) ہے ؟ کیا سب سامنے دکھلانے
سے نامبر (نلمبے) کا بھی بجاتا ہے ؟ کیا تم وہیں جاتے ہو۔ جہاں تمہاری باتیں بنا سمجھے بوجھے مان لیویں ؟ ہاں ٹھیک ہے ؟ تم تو اونہیں
گوبر گنیشوں کو سُنا سکتے ہو خوشی سے ستیارتھ اور پرمان شبدوں سے ہلا کر کے تمکو سنتشٹ کیا کریں چاہے ست کہو وا استیہ۔ ہاں ہی لیں جیسے
دہلی کی مٹھائی۔ نہ پوچھیں نہ شنکا کریں۔ نہ جھوٹ کا کھنڈن کریں۔ ٹھیک سمجھ لیا جیسے تم ویسے تمہارے سدھانت ہیں یا تو بالکوں کا کھیل۔
جو مُکھ کی پٹی کا اُتر تم نہیں دے سکتے۔ تو چھوٹے سے گُنڈ میں اننت جیووں کے ہونے آدی کا اُتر دینا تُم کیا کنتو تمہارے تیرتھنکروں نے بھی
اِن ودیا کی باتوں کو نہیں سمجھا تھا جو سمجھتے ہوتے تو ایسی اشُدھ باتیں کیوں لکھ جاتے۔ ستیہ ہے جب سے تم لوگوں نے وید ورودھی ہو کر وید وکت
ستیہ مت کو چھوڑ کے کپول کلپت استیہ مت کو گرہن کیا ہے تب ہی سے ودیا روپ پرکاش سے پرتھک ہو کر اودیا روپ اندھکار میں پرویشٹ
ہوگئے ہو۔ اسی سے ایشر جیو۔ اور پرتھوی آدی تتووں کو یتھاوت نہیں جان سکتے ہو۔

آؤ ! اب بھی کیوں جھوٹھے پکش پات کر کے وید وکت ست مت کا سویکار کیوں نہیں کرتے اور مُکھ پر پٹی باندھنے آدی ودیا ورودھ کپول
کلپت باتوں کو کیوں نہیں چھوڑتے اور انتھیا اگرہ کرتے جاتے ہو۔ ستیہ ہے کہ جو تم لوگوں کے آتماؤں میں وید ودیا کا تھوڑا بھی پرکاش ہوتا
تو ایسی نرمول جھوٹی باتوں کے لکھنے میں لیکھنی کبھی نہ اُٹھاتے اور جو تمہاری سدھانت ست ہوتی تو چرچا کرنے میں جھوٹے حیلہ بہانے کیوں پکڑتے
اور ایسی اشدھ لیکھ کا ویرتھ پریشرم کیوں کرتے ؟ اگر اب بھی سچے ہو تو سُنو اگر تھوڑے کال میں ستیاست کا یتھارتھ نرنے کیوں نہیں
کر لیتے کیونکہ वादी प्रति वादी [illegible] ।। جو وادپرتی وادسے بات سدھ ہوتی ہے وہی ماننے یوگیہ ہے جب

کی وایو سے سمبندھ اور سنگھات چھوٹ ایک ایک پرمانو پرتھک پرتھک ہو کر نہ ملجائیں تب تک اگنی ٹھنڈا کیسے ہو سکتا ہے اور سرد تر وایو
میں وِدیت رُوپ اگنی بھی (کہ جہان وایو کے شریر والے جیو ہیں) ویاپت ہو رہا ہے پھر وایو ستھ جیو کیوں نہیں مرجاتے جب ایک ورکتی
آدمی سے آڑا کیا جائے تو دوسری. اور گرم وایو اوپر اکٹھا پھیلنے اور ٹھکنے سے شیگھر ٹھنڈا نہیں ہوتا کنتو جو چاروں اور سے کُھلا رہے تو شیگھر
ٹھنڈا ہو جاتا ہے جیسے کہ میدان کی اگنی جب اگنی کی اور آڑا ہاتھ دیا جائے تو ہاتھ کی آڑ سے دوسرے اور گرمی پھیلی کی آڑ ہی ہاتھ کرنے سے
گرمی کچھ بھی کم نہیں ہو سکتی اِس سے یہ اُدو والوں کی بات ہی دیکھو جو سورج کی طرف ہاتھ کرے تو کیا سورج کی گرمی گھٹ جاتی ہے اور کیا جس
برتن میں گرم جل کیا جاتا ہے اوسکا مکھ کُھلا رکھنے سے اوپر کو گئی ہی اور آدھا واتین بھاگ بند کرنے سے ارتھات آدھی واچوتھی بھاگ سے بھاپ دباک
اور زور سے نکلکر باہر کی وایو میں نہیں پھیلتی اور جو اوسکا مکھ سمپورن تہا بند کیا جائے تو کیا برتن ٹوٹ پھوٹ اور اُڑ نہ جائیگا ؟ کیا جس نے اگنی کی جوالا
کے سامنے آڑ کی تو اوس کی طرف گرمی کم ہونے سے دوسری طرف اوپر گرمی نہیں ہوتی کیا ہاتھ کے آڑ سے کئے ہاتھ سے اگنی کے دوسرے
اور جس کسی کے ہاتھ اور کوئی وستو ہو تو وہ اوپر تپت نہیں ہوتی اور جب چاروں اور سے اُڑ کر اگنی کو روکا جاوے تو گولا کار ہو کر اوپر کو کیوں نہیں
چڑھیگا - اور بھاپ کے دوسرے بازو ہاتھ جیسا کہ اودھر کا جلتا ہے ویسا اودھر کا نہ جلے گا اور ہاتھ کی آڑ کے ہاتھ میں گرمی اسلئے اوپر نہیں لگتی کہ وہ
اگنی بغل ہو کر اوپر اُڑ جاتی ہے دیکھو تمہاری یہاں اتینت بھول ہے کیونکہ جو وایو کے شریر والے جیو گرم وایو سے مرجاتے تو ویساکھ اور جیشٹھ
ماس میں جبکہ وایو اتینت تپت ہو لو چلتا ہے تب کیا نہ جیو مرجاتے ہیں اور گرم وایو کے جیو جب کہ پوش ماس میں اتی شیت پڑتا ہے تب کیا مرجاتے
ہیں اس سے یہ بات سرشٹی کرم سے ورُودھ ہونے سے متھیا ہی ہے کیونکہ جو ایسا ہوتا تو پیشتر اِس سرشٹی میں اگنی اور سوریہ آدمی کو کیوں رچتا - اِس سے
جو تم سینیاست باتوں کا نشچے کرنا چاہو تو وید آدی ست شاستر پڑھو اور ستو جس سے یتھارتھ گیان پا کے دھرم ارتھ کام اور موکش روپی پھل کو پرپت
ہو سکو جو ایسا نہ کرکے اپنے مت کے گرنتھوں کے وشواس میں رہوگے تو یہ اوتم منش جنم ویرتھ ہی نشٹ کروگے - (دیش ھتیشی صفحہ ۵ سے ۱ انک
جلد ۱ نمبر ۵ - بھادروں سمت ۱۹۳۹).

"یہ بڑی اشچرج کی بات ہے کہ جیوؤں کو اجرامر مانکر پھر اونکا مرن بھی مانتے ہو جو تم کُھلا مکھ رکھنے میں پرتکھش دوش لکھتے ہو تو پرتیت
ہوتا ہے کہ آپ پرتیکش کے لکشن آدمی وِدیا ہی کو نہیں جانتے اسی سے کسی بڑے آدمی آدمی سے باتیں کرنے میں پلا لگانا اچھا سمجھتے ہو جو ایسا
ہے تو پھر ویسا کیوں نہیں کرتے چھوٹے آدمی کے سنمکھ ہر وقت مکھ باندھے رہتے ہو کیا بڑے آدمی کا تھوکا چھوٹے آدمی کے لگ جانا اچھا سمجھتے
ہو ؟ کیا بڑے کے مکھ میں کستوری گھلی ہوتی ہے اور چھوٹے کے نہیں ؟ یدی بڑے چھوٹوں کا وچار ہے تو اپنے چیلوں کے سنمکھ مکھ کیوں
باندھے رہتے ہو ؟ کیونکہ جب کسی بڑے آدمی سے بولا کرو تب باندھ لیا کرو سدیو پیرتھ باتیں کیوں کیا کرتے ہو - ادیکھو اِس بات کو تم نہیں جانتے
بڑے آدمیوں سے باتیں کرتے سمے پلا لگانے سے یہ پریوجن ہے کہ سبھا میں کبھی گپت بارتا کرنی پڑتی ہے یدی مکھ کُھلا رکھا جائے ارتھات کپڑا
نہ لگا ویں تو اپنے منش جو نکٹ بیٹھے ہوں اونسے سُن لیں جہاں کوئی تیسرا منش نہیں ہوتا وہاں باتیں کرنے میں پلا نہیں لگاتے اور کیا
پلا لگانے سے دُرگندھ رُک سکتا ہے ؟ اِسمیں اتنا ہی پریوجن ہے کہ جو وایو کو روک کے نہ باتیں کریں تو اوسکے پھیلنے کے ساتھ ہی شبد بھی پھیل
جائے اور کان میں وایو لگنے سے ٹھیک ٹھیک سُنا بھی نہ جائے جیسا کہ وایو کے ویگ سے چلنے میں ٹھیک ٹھیک نہیں سُنا جاتا دیکھو کیسے اندھیر کی

سکھنیہ پڑھکر سنا دئے اور کہا کہ انکا اُتر دینا آپ کو یوگ ہے اس پر ساد ہو جی نے کہا کہ جو تم لوگ مُکھ پر پٹی باندہو تو میں اُتر دوں تب اُن لوگو نے کہا کہ ہم مُکھ پر پٹی باندھنا پاپ گنتے ہیں آپ ان پرشنوں کا جواب دیں جب پٹی کا باندھنا سِدّہ کر دینگے تب ہم پرسنتا پُوربک پٹی کیا جیسا آپ ہمسے کہیں گے سویکار کرینگے یہ سُن ساد ہو نے کہا کہ میں اُتر نہیں دیسکتا اور اُٹھکر اندر کی طرف چلے گئے پھر اُنہوں نے سب برتانت سوامی جی و راؤ صاحب کو سُنایا اور اپنے اپنے استھان کو پدھارے۔ بعد ازاں ساد ہو جی نے تیسرے دن یعنی ۵ جولائی ۱۸۷۸ء کو سوہن لال کوٹھاری کے ہاتھ سوامی جی کے پرشنوں کے اُتر مندرجہ ذیل ارسال کئے۔

پرشنوں کے اُتر از جانب سادھو سِدّہ کرن جی۔

سوال۔ موُنھ باندھنے میں کیا دھرم ہے۔ ہمکو تو پاپ معلوم ہوتا ہے۔ اِتیادی

جواب۔ جبکہ مکان میں اگنی کی جوالا نکلتی ہے اوس مکان کے دروازہ میں ہو کر ہوا اکھیر جاتی ہے تو ہو لگے جنو سب مر جاتے ہیں جب بار دوار بند کیا جاوے ہوا کی اوٹ سے نیچے بچ سکتے ہیں اور باہر بھی اوس جوالا کا تیج کپڑے کی اوٹ سے ٹھنڈا ہو کر جاتا ہے جیسے کہ اُشن دگرم جل کی بھاپ باہر ایک گرم کری ہوئی چیز کی بھاپ کے نکلتے سمے کپڑے کی اوٹ دو تو پھر اوٹ سے بچ کر بھاپ پاس جاویگی وہ پھر ویسی گرم کبھی نہ رہیگی واآثار ہاتھ دیکر دیکھو تو بیٹھا ہاتھ ویگا اوسکا جلیگا وہی جل کی بھاپ نکلے گی تو دوسری طرف جو آجو ہاتھ جوانہ رہیگا ایسی ویسا نہیں جل سکتا یہ تو پرتکھش دیکھ پڑتا ہے اور جنیو اجرام ہے لیکن وایو کا جیو کا شریر ہے بنا شریر کے جیو رہ نہیں سکتا دوسرے کھلے مکھ رہنو سے پرتکھش دوش بھی ہے کہ اوسکو سب کوئی سمجھ سکتا ہے کیونکہ جو کوئی بڑے آدمی کی نکٹ بات کرے تو مُنہ کے پلہ لگا رہتا ہے کیونکہ جس سے تھوک اُچھلے وا اپنی دُر گندھتا کا سواس دُنکے دوارا نہ پہنچے تو آڑ دے دآپ سریکھے بُدھی مان ہو کر یہ کیا سوال پوچھا آپ کو بھی یہ تو خیال چاہئے کہ وید کی پُستکوں کو کھلے مُنہ باںچنا کیا پُستک کے تھوکارا او دُر گندھ سوانس نہیں پہنچتی ہوگی؟ اِس واسطے ضرور آپ کو اگاڑی (مکھے مُنہ) رہنا لازم نہیں اور ہم تو سادھو ہیں ہم بیفایدہ جوڑ نہیں کرتے کیونکہ یہ بات پکھش پات کہلاتی ہے۔ سوائے دھرم کے سادھو کو کچھ واسطہ نہیں کوئی ہمارے نکٹ آوی اور سُننا چاہے تو سُنے جاوے آپکا کچھ پریوجن نہیں ہاں یہ کچھ دیکھی کہ کچھ دھرم کی بات مانینگے تو جا بھی سکتے ہیں۔" دستخط سِدّھ کرن۔ (ویش ہتیشی جلد ۱ نمبر ۴ صفحہ ۷ سے ۸ تک)۔

اُتر پکھش جواب از طرف سوامی دیانند جی مہاراج **جواب**۔ جبکہ مکان میں اگنی کی جوالا نکلتی ہے۔ اِتیادی۔ یہ تمہارا مُکھ کی پٹی باندھنے کا اُتر اوِدیا رُوپ ہے کیونکہ باہر کا وایو ہی سب پدارتھوں کا جیون ہیتو ہے بنا اسکے سینوگ کے کوئی بھی پرانی نہیں بچ سکتا اور اوسکے سمبندھ کے بنا اگنی بھی نہیں جل سکتی جیسے کسی پرانی وا جلتی اگنی کو باہر کی وایو سے وِیکت کریں تو وہ اوسی سمے مر جاتا ہے اور دیپک آدی اگنی بھی بجھ جاتا ہے مگر اِسکے جلانے آدی کا کارن باہر کا وایو ہے نمانو تو بند کر دیکھ لو۔ اسلئے یہ تمہارا اوِدیا رُوپی اُتر سدھ ہوتا ہے یدی ایسی انیتھا باتوں پر لکھنا بیرتھ ہے کیونکہ جو کسی سے ہو ہی نہیں سکتا دیکھو جو مکان کے دروازے اور چھدر بالکل بند کئے جائیں تو اگنی کبھی نہ جلے گی اور ایک اور سے اوٹ کیا جائے تو دوسری اور سے جہاں مارگ پاتا ہے وہاں سے اتی دیگ سے چلکر وہی وایو کے جیو دل کو اوسکا سمبندھ ہوتا ہے اور کپڑے کی اوٹ سے بھی وہ کبھی ٹھنڈا نہیں ہو سکتا کنتو وہ ایک اور سے رک کر دوسری اور سے گرم ہو جاتا ہے جوالا کی جتنی گرمی ہے جبتک باہر

ہوا کہ آدہک درگندہ بڑہانے والا ادہک اپرادھی ہوتا ہے جیسا کہ آپ لوگ دانت دہاون اور سنان آدی کم کرنے سے درگندہ بڑھاتے ہو جس سے روگ اتپتی کرُدھی اور پرشار تہہ کو نشٹ کر کے دہرم انوشٹہان کے بادہک ہوتے ہو۔ جیسے جا ضرور کے شدہ کرنے والوں کی درگندہ کے سنگ سے نیون بدہی ہوتی ہیں۔ ویسے آپ لوگوں کی کیوں نہیں ہوتی ہوگی۔ جب درگندہ یکت پرش کی بدہی اتی مند۔ تو اس کے سنگیوں کی کیوں نہیں ہوتی ہوگی (از دیش ہیتیشی جلد ا نمبر ۲ صفحہ ۷۔ ۱۳ بابت ماہ جیٹھ سمت ۱۹۳۹)

"جو تم لوگ کچا جل پینے آدی میں دوش گنتے اور ادشن میں نہیں یہ بھی تمکو اگیان بہرم ہوا ہے کیونکہ ٹھنڈے کے جیو اوشن جل کرنے میں اودہک کہہ پاتے ہیں اور ادہکے شریر رندہ جل ہیں گہل جاتے ہیں جیسے سونف کا عرق۔ سدہ ہوا کہ اوکت جل کے پینے والے انو مانس کا جل پیتے ہیں اور جو ٹھنڈا جل پان کرتے ہیں وے (ان جیوؤں کو) گرم جل پینے والوں کی اپکشیا تھوڑا دکھہ دیتے ہیں: دوسرے وا جیو جٹھر اگنی میں پراپت ہو کر بھی بہت سے پران وایو کے ساتھ باہر بھی نکل جاتے ہیں اس سے ٹھنڈا جل پینے والے تم سے بہت کم جیووں کو دُکھہ دینے والے ٹھہرتے ہیں۔ جو تم کہو کہ نہ ہم جل گرم کرتے ہیں اور نہ ہم کسی کو سکھشیا اپنے لئے جل کو اوشن کرنیکی کرتے ہیں تو بھی تم اپرادھ سے نہیں چھوٹ سکتے کیونکہ جو تم گرم جل نہ لیتے نہ پیتے اور نہ اوشن کرنیکی شکھیا کرتے تو وے ادہک جل کیوں گرم کرتے۔ جو ایسا کہو کہ پاپ کرنے والوں کو دوش لگتا ہے اینہ کو نہیں!۔ یہ بھی کتھن ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ چوری کرنے والا تو آپ ہی چوری کرتا ہے پرنتو شکھیا کرنے والے بہتوں کو چور بنا دیتے ہیں اسلئے تم ہی ادہک پاپی ہوئے پھر جل کے گرم کرنے میں اگنی جلانے اور اوس جل سے بھاپ اور پہ اُڑانے سے بھی جیووں کو بہت دکھہ پہنچتا ہے اسی کارن یہ بھی تمہارا کتھن ویرتھ ہوا۔

تمہارے مت میں ایسی ایسی بہت سی باتیں المنت ہیں جیسے ایک چھوٹے سے ارتھات پیسہ بھر کے کند میں انت جیووں کا رہنا ہیں جو کوئی تم سے پرشن کرے کہ جسمیں جیو رہتے ہیں اس کا انت ہے۔ اوسمیں رہنے والوں کا انت کیوں نہیں؟ پھر تم سے اسکے اُتر میں کیول چپ داہٹ کے سوا اور کچھ نہ بن پڑیگا یہ تھوڑا سا ارتھات سمندر میں سے بند وت تمہاری مت کی سدہانتوں میں دوش دکھلایا ہے جو تم سمکہ بیٹھہ کر چرچا کر دتو تمکو اور تمہارے ساتھیوں کو تمہارے مت کے دوش بھلی بھانتی ودت ہو جاویں پرنتو جب کوئی ودوان تمہاری سمکہ تمہاری مت کے کھنڈن وشی میں چرچا کرنا چاہتے تو بھی تم کبھی نہ چاہوگے کیونکہ جو تمہارا مت نردوش ہوتا۔ تو دوسرے مت والوں سے سمواد کرنے میں کبھی نہ ڈرتے اسکا درشٹانت یہ ہے کہ تم اپنی پستکوں کو بہت گپت رکھنے اور اپنی مت والوں سوا دوسروں کو دیکھنے کے لئے نہیں دیتے! یہ تمہارا سدہانت پستک ورتمہاری سدہانتوں کو تمہاری ہی باتیں جھوٹی کر دیتے ہیں جسکا چاندی کا روپیہ ہے وہ صراف و سنار آدی کو دکھلانے میں کیوں ڈرے گا دیکھو ہمارا اودیست سچا ہے اس سے ہمکو کسی کے ساتھ چرچا کرنے میں ڈر نہیں ہوتا جیسے تم ڈر کے کارن ہٹھ کرتے ہو کہ کمھ پر کپڑا باندھے بنا تم سے ہم بات نہیں کرتے یہ تمہارا کیول چہل ہے کیونکہ ناچ نہ آوے انگن ٹیڑھا"۔ دستخط دیانند سرسوتی۔

جب اوکت پرشنوں کو لیکر سادہو جی کے ستھان پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سادہو جی بہت سے استری اور پرشوں کی مدہ میں بکھان کر رہے ہیں تب یہ لوگ وہاں جا بیٹھے جب بکھان پورن ہو چکا تب پنڈت چھگن لال شاستری اور مسودہ نے جو اوکت پرشن لیگئے تھے سب لوگوں کی

سادھو نے کہا کہ ایک اُپاسرے میں۔ سوامی جی نے کہا کہ آپ ہی کو جینیوں نے بلایا ہے۔ سادھو ہاں مجھ ہی کو۔ اور سادھو جی نے کہا کہ آپکا پیٹ تو بڑا موٹا ہے کیا اسمیں گیان بھرا ہے آپ لوہے کا توا باندھ لیجئے نہیں پھٹ جائیگا۔ آپکو گیان اجیرن ہو رہا ہے۔

سوامی جی نے اسکا اس سمے اُتر دینا انوچت سمجھ سادھو سے یہ پرشن کیا کہ آپ لوگ مُکھ پر پٹی باندھتے اور گرم جل کیوں پیتے ہو۔ سادھو جی نے کہا کہ جو آپ بھی مکھ پر پٹی باندھیں تو میں اسکا اُتر دوں۔ اب اِن میں پرسپر باد انوباد ہو ہی رہا تھا کہ راؤ صاحب جو اکثر اپنے محلوں کی چھت پر بیٹھ پراتاکال دور دیکھش (دوربین) دوارا۔ سوامی جی کو بھرمن کرتے دیکھا کرتے تھے دیکھا کہ کسی سے سوامی جی بارتا کر رہے ہیں تتکال ہی راؤ صاحب گھوڑے پر سوار ہو سوامی جی کے پاس آ موجود ہوئے۔ راؤ صاحب کو دیکھ سادھو چلنے لگا تب راؤ صاحب نے سادھو جی سے کہا کہ ٹھہرو پرشن کر کیوں جاتے ہو۔ انت کو راؤ صاحب کے آتے ہی سادھو جی چلے ہی گئے۔ اور سوامی جی مہاراج اور راؤ بہادر سنگھ جی راستہ میں پرسپر بارتا کرتے ہوئے نج استھان کو پدھارے۔ پھر سوامی جی نے شراون ودی ۲ سمت ۱۹۳۸ چارشنبہ ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۸۱ کو یہ لکھت پرشن پنڈت چھگن لال کامدار و جوتشی جگناتھ وغیرہ معززین کے ہاتھ سدھ کرن سادھو کے پاس بھیجے۔

پرشن جین مت انترگت تم لوگ ڈھونڈھیئے جو مُکھ پر پٹی باندھنا اچھا جانتے ہو یہ تمہاری بات ودیا اور پرتکش آدی پرمانوں کی ریتی سے سدھ نہیں ہے اِس سے جو تم ایسا مانتے ہو کہ مکھ کی وایو سے جیو مرتے ہیں تو بھی ٹھیک نہیں کیونکہ جیو اجر امر ہیں اور تم بھی ایسا ہی مانتے ہوگے جو تم کہو کہ جیو تو نہیں مرتا پرنتو ان کو پیڑا ارتھات دکھ دیویں تو ہم پاپ کے بھاگی ہوتے ہیں تو بھی سروتھا ٹھیک نہیں کیونکہ ایسا کئے بنا کسی کا نرباہ نہیں ہو سکتا۔ اسمیں جو تم کہتے ہو کہ جہاں تک بن سکے وہاں تک جیووں کی رکشا کرنی چاہئے مکارن سرب وایو آدی سب پدارتھ جیووں سے بھرے ہیں اِسلئے ہم لوگ مُکھ پر کپڑا باندھتے ہیں کہ مکھ سے اُشن (گرم) وایو نکلنے سے بہت سے جیووں کو دکھ اور باندھنے سے تھوڑے جیووں کو کشٹ پہنچتا ہے تو یہ بھی کہنا آپ لوگوں کا انچت ہے۔ کیونکہ کپڑا باندھنے سے جیووں کو بہت دُکھ پہنچتا ہے۔ کارن یہ ہے کہ مکھ پر کپڑا باندھنے سے گرمی رکنے سے اُشنتا (گرمی) ادھک ہوتی ہے جیسے کسی مکانکا دروازہ بند ہو اور پردہ ڈالا جائے تو اسمیں گرمی ادھک ہوتی ہے اور کھلا رہنے سے کم ہوتی ہے اِس سے دوت ہوتا ہے کہ مکھ پر کپڑا باندھنے سے جیووں کو ادھک پیڑا ہوتی ہے اِسلئے جو کوئی مکھ پر کپڑا باندھتے ہیں وے جیووں کو ادھک پیڑا پہنچانے سے ادھک پاپی ہوتے ہیں جو نہیں باندھتے وہ ان باندھنے والوں سے اچھے ہیں کنتو جب تم مکھ پر کپڑا باندھتے ہو تو مکھ دوارا وایو رُک کر ناک کے چھدر سے ویگ سے جو باہر نکلتی ہے وہ جیووں کے لئے ادھک دُکھ دائی ہوتی ہے جیسے مکھ سے کوئی اگنی پھونکے اور کوئی نل سے۔ تو نل سے وایو چاروں اور سے رک ادھک بلوان ہو اگنی سی لگتی ہے اسی پرکار ناک کی وایو جیووں کو ادھک پیڑا پہنچاتی ہے اِس سے تم ہنسک ہو۔ جو تم کہو کہ ہم ناک اور مکھ پر ایک کپڑا باندھیں گے تو پوروکت ریتی سے مکھ اور ناسکا دونوں کی گرمی پڑ کر دوگنی ہنسا ہوگی اس سے مکھ و ناسکا پر کپڑا باندھنا کداپی یوگ نہیں دوسرے کپڑا باندھنے سے بولا بھی ٹھیک ٹھیک نہیں جاتا۔ نرانوناسک شبدوں کو سانوناسک کر دینا دوش ہے درگندھ بھی ادھک بڑھتا ہے کیونکہ شریر کے بھیتر درگندھ ہے شریر سے جتنا وایو نکلتا ہے وہ درگندھ یکت ہی ہے جب وہ روکا جائے تو ادھک درگندھ بڑھتا ہے جیسا کہ بند جاضرور ساس پرکا مکھ آدی پرکشالن نہ کرنے اور مکھ پر کپڑا باندھنے سے ادھک درگندھ ہو کر ادھک روگ اُتپن کرتا ہے جیسا کہ میلے آدمی ہیں اور نیون درگندھ وشیش روگ نہیں کرتا یہ بات پرتکش ہے اِس لئے یہ ستے

اور سوامی جی شروع دن سے یعنی سمت ۱۹۳۶ سے کار تک سمت ۱۹۴۰ تک اس مذہب کا کھنڈن کرتے رہے - صدہا جینی ابھی مبارک وعظ اور اپدیش سنکر بہت ویدک دہرم کیطرف متوجہ ہوئے اور آریہ سماج میں شرفیاب ہوئے مگر پھر بھی جینی پنڈتوں کے کانوں تک جوں نہ چلی بیسیوں جینیوں نے نہایت ہمت کی کہ اپنے دہرم کے پستک بھی سماج کے حوالہ کردئے - اس صورت میں اگرچہ یہ خشک مباحثہ تھا یعنی صرف ایک ان پڑہ جینی نے اپنی ناموری کیواسطے سوامی جی سے چھیڑ چھاڑ کی تو بھی اسکا فائدہ آریہ سماج کو ہی ہوا یعنی اوسکی پستک پڑھ کر اور اسکی بد تہذیبی اور نامعقول جواب دیکھکر لوگ والٹے سوامی جی کی تہذیب اور سبھیتا کے دلدادہ ہوئے مشتے نمونہ از خروارے اس کتاب کا نام ہی سن لیجے دیانند سرستی مکھ چپیٹکا - ناظرین ایسی لیاقت والے عموماً جین صاحبان ہیں پھر آپ خیال کرسکتے ہیں کہ وہ اس بد تہذیبی سے کسطرح ایک مہذب ریفارمر کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور یہی سبب ہوا کہ باوجود اتنی سرگردانی کے اور بیہودہ شور مچانیکے سوائے پشیمانی کے اور کچھ اونکو حاصل نہ ہوا نہ شاستر ارتھ کرسکے اور نہ سکتے تھے - کیونکہ وہ باطل پر تھے - اور اس صورت میں نالش کہاں اور کیا معنی سوامی جی نے اوسی مطلب کو طبع ثانی ستیارتھ پرکاش میں اس خوبی اور پرزور دلایل سے لکھا ہے کہ اب تو اونکے رہے سہے چھکے ہی چھوٹ گئے - دیکھو صفحہ ۳۹۵ سے ۴۰۵ تک -

اس دفعہ چونکہ اونکو صدہا پستک جین مت کی قلمی اور مطبوعہ بھی مل گئیں تھیں اور ضروری ہے کہ تیغ براں کی زیادہ تیزی کے مطابق بہادر جرنیل زیادہ کام کرتا ہے اور یہی سبب ہوا کہ اونہوں نے ستیارتھ پرکاش طبع ثانی میں نہایت ہی پرزور دلایل سے جین مت کا کھنڈن کیا جو سراپا دیکھنے کے متعلق ہے

سوامی جی کا

ریاست مسودہ میں جینیوں سے شاستر ارتھ

جو ۶ - جولائی سے ۱۶ جولائی تک ہوتا رہا

جب اساڑھ بدی ۱۲ سمت ۱۹۳۸ مطابق ۲۲ جون ۱۸۸۱ع کو سوامی جی دھرم اپدیش کے لئے مسودہ پدھارے تو کئی روز تک مسلسل ویاکھیان دینے کے بعد ۵ - جولائی ۱۸۸۱ع راؤ بہادر سنگھ صاحب رئیس مسودہ نے اپنی ریاست کے معزز جینیوں کو بلاکر کہا کہ تم اپنے کسی ودوان پنڈت یا مت آدمی کو بلاؤ تاکہ اوس سے سوامی جی کا شاستر ارتھ کرایا جاوے اور ست است کا نرنے ہو -

جینیوں نے اتر دیا کہ ہم اپنے سادھو سدہ کرن جی کو بلاتے ہیں وے سوامی جی سے شاستر ارتھ کرینگے -

راؤ صاحب نے فرمایا کہ وے کہاں ہیں جینیوں نے جواب دیا کہ وہ موضع سرواڑ علاقہ کشن گڑہ میں یہاں سے ۱۶ کوس پر ہیں راؤ صاحب نے کہا کہ ہمارے یہاں سے سواری لے جاؤ - اور تم میں سے کوئی جاکر سادھو جی کو بلالائے انہوں نے اتر دیا کہ سواری پر بیٹھ کر وے نہیں آتے مگر انکا چترماس یہاں پر کرنا مقرر ہوا ہے اسواسطے یقین ہے کہ کل آجاوینگے - حسن اتفاق سے پرانا کال اساڑہ سدی ۸ سمت ۱۹۳۸ مطابق ۶ جولائی ۱۸۸۱ع چارشنبہ کو سادھو جی وہاں آپہنچے - اساڑہ سدی ۱۲ یعنی ۹ - جولائی ۱۸۸۱ع شنبہ سوامی جی مہاراج اپنے نیم انوسار بھرمن کو گئے تو سدہ کرن سادھو سے جو شوچ آدی سے نورت ہوکر آتے تھے ارگ میں بھینٹ ہوگئی سادھو نے سوامی جی کے نکٹ آکر کہا کہ آپکا کیا نام اور کہاں سے پدھارنا ہوا -

سوامی جی نے اتر دیا کہ میرا نام دیانند سرستی ہے اور اجمیر سے آیا ہوں پھر سوامی جی نے کہا کہ آپکا کیا نام ہے اور کہاں سے آنا ہوا -

سادھو جی نے کہا کہ میرا نام سدہ کرن ہے اور سرواڑ علاقہ کشن گڈہ سے آیا ہوں چارماہ یہیں رہونگا - سوامی جی یہاں پر آپ کہاں ٹھہرے ہیں

سے بمبئی جا پہنچے ان دنوں سوامی جی بھی بمبئی میں براجمان تھے - اس نے ایک کارڈ یکم جون ۱۸۸۲ء کو لکھا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں

سوامی جی نے فی الفور منتری سماج سے کارڈ کا جواب لکھوا دیا جو درج ذیل ہے -

مستر ورٹھاکرداس مول راج بوگ از بمبئی - آپنے جو جیٹھ سُدی ۱۵ کے روز شری مت پنڈت دیانند سرسوتی سوامی جی کے پاس کارڈ ارسال کیا تھا اوسکے جواب میں آپ کو معلوم ہو کہ جو کوئی تمہارے مت کا جاننے والا اور دھرم اپدیشک ودوان پرتگیا پوربک نیم انوسار شاستر ارتھ کرنے کو تیار ہو جائے تب سوامی جی کو شاستر ارتھ میں ذرا بھی عذر نہیں ہے ہر وقت طیار ہیں پس اگر تمہیں ست است کے نرنے کرنے کرانیکی اچھیا ہے تو اپنے مت کا کوئی ودوان معزز دھرم اپدیشک جب تمہیں ملے یا معلوم ہو فی الفور ہمیں اطلاع دو لیکن اس معاملہ میں دیر نہونی چاہئے کیونکہ سوامی جی تھوڑے عرصہ کے بعد یہاں سے جانیوالے ہیں اونکے جانیکے بعد آپکو اگر کوئی ملا بھی - تو بھی اوسکا ملنا نشپھل ہوگا لہذا کرپا کرکے تین دن کے اندر اگر کسی ودوان کو لا سکتے اور شاستر ارتھ کرا سکتے ہو تو ہمیں اطلاع دو اور اگر یہ اچھیا نہ ہو تو میں تمہیں اپنی رائے بتلاتا ہوں کہ سوامی جی کو ہر روز شام کے ۵ سے ۶ بجے تک فرصت ہے اور اوسوقت ہر ایک کو آنیکی آزادی ہے آپ اوسوقت ملاقات کے لئے آئیے اور اپنے سنشے نوارن کر لیجئے اگر یہ منظور ہو تو مجھے اطلاع دو کہ میں اوسوقت حاضر ہوں -

۵ - جون ۱۸۸۲ء - آپکا سیوک - سیوک لال کرشن داس منتری آریہ سماج بمبئی - مگر اس کارڈ کے پہنچنے سے پہلے ہی منتری سماج ٹھاکرداس کو سوامی جی کے پاس لیگیا وہ اوس ملاقات کی بابت لکھتا ہے "کہ میرے کو سوامی جی کے پاس لیگیا کتنی بات کا چرچا ہو کر پیچھے اس طرح مجھ سے بولا کہ تمہارے کارڈ کے جواب میں ہمنے پتر لکھ کر ٹپال (ڈاک) میں تمکو بھیجا ہے اوس سے جان لینا"

جینون نے ایک نامی وکیل مقرر کیا اوسنے سوامی جی کو نوٹس دیا - ۱۳ جون ۱۸۸۲ء -

سوامی جی نے ایک نامی وکیل مقرر کیا اوسنے جینون کے وکیل کو نوٹس کا جواب دیا - ۱۰ جون ۱۸۸۲ء

لالہ بھولا ناتھ جی ویش سہارنپوری نے بیان کیا کہ جب مظفر نگر سے سوامی جی واپس آئے تو بھوجن کرنیکے بعد میں نے عرض کی کہ مہاراج آپکے پکڑنیکے واسطے جینی لوگوں نے اشتہار دیا ہے اور بموجب تعزیرات ہند ناخود گرفتہ کرآنے کی صلاح کی ہے یہاں سہارنپور میں بھی جا بجا بازار وغیرہ میں اشتہار لگے ہوئے ہیں فرمایا کہ سونیکو جتنی آگ دیجاتی ہے اتنا ہی وہ کندن ہوتا ہے - سوامی جی کو اگر توپ کے منہ سے باندھ کر بھی کوئی پرشن کرے کہ کیا ست ہے تو ویدہی کی شرتی منہ سے نکلے گی - اور اب تو میں نے بہت گرنتھ جینی لوگوں کے دیکھ لئے ہیں وہ میرے پرشنوں کا کیا جواب دے سکتے ہیں - پھر میں نے بروقت سواری پرشن کیا کہ مہاراج ستیارتھ پرکاش دوسری مرتبہ کب تک چھپے گا اسکی بہت اوڈیکتا ہے فرمایا کہ میں یہی تو کر رہا ہوں اور کوئی میرا کام نہیں پھر فرماتے تھے کہ ایشر کرپا کرے تو ان سب کی پشچات استری شکشا کی پستکیں بناؤنگا یہہ کہکر گاڑی میں ڈیڑہ دون کو سوار ہوگئے "

ناظرین! باوجود سوامی جی کے بار بار لکھنے اور پتر بھجوانیکے بھی کسی ودوان پنڈت واقفکار جین دھرم کو نہ ٹھاکرداس لیگئے - اور نہ پنڈت آتمارام جی وغیرہ نے توجہ کی اور مرد میدان بنے - بمبئی شہر میں ہزاروں جینی ہیں مگر کوئی بھی دھرم کی خاطر کٹبدہ ہو کر سوامی جی کے پاس گیا

آشنا اس مت سے ہے جو مہابیر کے گُنی دہر گوتم سوامی جی کے سمے سے شنکر سوامی کے سمے تک ویدویرودھ سارے بھارت ورش میں پھیلا رہا اور جسکو اشوک اور سمپرتی مہاراج نے مانا ہم اوس سے باہر کسی طرح نہیں نکل سکتے کیونکہ جب سے جین نکلا ہے نہیں بودھ نکلا جین - بودھ دونوں پریائے واچی (مترادف) شبد ہیں کوش (لغات) میں دونوں کا ارتھ ایک ہی لکھا ہے اور گوتم کو دونوں مانتے ہیں ورنہ دیب دنش اتیادی پرانے بودھ گرنتھوں میں شاک منی گوتم بدھ کو اکثر مہابیری کے نام سے لکھا ہے - پس اوسکے سمے میں ایک ہی اونکا مت رہا ہوگا ہم نے جو جین نہ لکھکر گوتم کی مت والوں کو بودھ لکھا اوسکا پریوجن کیول اتنا ہی ہے کہ اونکو دوسرے دیش والوں نے بودھ ہی کے نام سے لکھا ہے" اتہاس تمرناشک تیسرا کھنڈ صفحہ ۸ مطبوعہ سمت ۱۸۷۳ء

جب راجہ صاحب اس طرح واضح طور پر چھاپ چکے ہیں اور آجتک بھی اتہاس تمرناشک میں ویسا ہی طبع ہوتا ہے دیکھو اتہاس تمرناشک اوسمیں نہیں بدلا - تو یہ صرف اپنی ہم قوم کو خوش کرنیکے واسطے ایک بلا ثبوت گپ ہے - اور سوامی جی کے ارشاد کا صرف یہی ایک اتہاس تمرناشک ہی سب سے بڑا ثبوت نہیں ہے بلکہ اسکے سوائے اور بھی کئی اس سے بڑھکر ثبوت ہیں مثلاً امرکوش کانڈ ا ورگ اشلوک ۵ سے انکا یہی جسکا مصنف ایک نہایت فاضل جینی گذرا ہے اوس نے بھی اپنی بنائے گرنتھ میں بودھ اور جین مت کو ایک ہی لکھا ہے - پس راجہ صاحب یا ٹھاکرداس کے جین اور بودھ کو ایک نہ ماننا بڑی زبردست غلطی ہے - اور ایک اور بھی بڑا ثبوت ہے کہ دونوں کے دیوتا اور تیرتھ ایک ہیں - پس اس سے انکار کرنا محض جہالت ہے - اور یہ بھی بالکل گپ ہے کہ سناتن سے بہن بہن چلے آئے حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے بودھ سے پہلے تو جین کا ہرگز پرمان نہیں ہے بودھ کے وجود سے جین کا وجود ہوا اور اوس کے کھنڈن کے ساتھ ہی اسکا کھنڈن اور اوسکے عروج کے ساتھ ہی اسکا عروج یعنی اگر بہ دیدہ تحقیق دیکھا جاوے تو بدھ جین ہے اور جین بدھ ہے دو تو ایک جان اور دو قالب نظر آتے ہیں ورنہ اصل میں قالب ایک ہی ہے -

نمبر ۲ سوامی جی کا چارواک کو جین کا ایک فرقہ کہنا اور راجہ صاحب جی کا کرودھت ہونا اور سوامی جی کو مسلمان کہنا متھیا ہے کیونکہ اسکا فیصلہ نہ تو سوامی جی نے راجہ صاحب پر ڈالا اور نہ اونکو اس سے تعلق ہے - یہ تو سوامی جی کی اپنی تحقیقات ہے کہ جب بودھ اور جین ایک ٹھہرے یا یوں کہو کہ جسطرح بودھ کی ایک شاخ جین ہے اوسی طرح ایک شاخ چارواک پس جین اور چارواک ایک ہی مذہب کی شاخ ہیں اور بڑے مذاہب کے سلسلہ میں وہ ایک ہی ہیں -

نمبر ۳ کی بابت سوامی جی یا ہم لوگ مان لیتے بشرطیکہ راجہ صاحب سنسکرت کے ذرہ بھی پنڈت ہوتے پھر وید کے وِشے میں اونکی رائے تسلیم کے قابل کب ہو سکتی ہے لیکن چونکہ وہ خود جین تھے اور جین دھرم کے وہ تکار اور وہ تحریر انہیں نفع ہوئیں ہمارے واسطے مفید ثبوت ہے - بنا بریں ان کل اعتراض فضول ہے پھر بقول شخصے دیوانی مطلق العنانی ہے باعث مرگ ناگہانی - لالہ ٹھاکرداس نے ۱ جنوری ۱۸۸۲ء کو مجذوب کے بڑ ہانکنے کیطرح ایک نوٹس اخبار آفتاب پنجاب میں چھپوایا کہ سوامی جی لاہور - بنارس - احمد آباد - اور بمبئی ان شہروں میں اگر مجھ سے شاستر ارتھ کر لیں اور پھر ۱۷ اپریل ۱۸۸۲ء کو ایک نوٹس احمد آباد سماچار میں اور دوسرا نوٹس یعنی اوسی کی نقل بڑودہ وتسل میں ۱۹ اپریل ۱۸۸۲ء کو چھپوائی اور ایک کاپی اوسکی ۱۲ مئی ۱۸۸۲ء کو شمشیر بہادر اخبار میں بھی شایع کرائی - اور خود بھی حضرت آپنی پرسدہی کرانے اور گالیاں بھری کتاب چھپوانے کی غرض

کی تائید میں جہانتک کہ ممکن ہوا اکثر تحریری اور بعض زبانی ضرب المثل و دلائل کا برتاؤ لکھا ہے اگر جین صاحبوں کے نزدیک وہ غلط ہیں تو اوسکے غلط ہونے کا ثبوت لکھ کر شایع کر دینا منصف نظروں کی نگاہ میں کافی دلیل صداقت یا کذابت کی ہوسکتی ہے اِسکے خلاف نالش کرنے کے منشا کا مفہوم جو کچھ ہوتا ہوگا وہ لوگ خود سمجھ لیں گے۔ میں جناب موصوف کی عتاب سے بنظر بے ادبی از خود ڈرتا ہوں۔ اِسی طرح اگر جین مت والے بودہ مذہب کی شاخ لالہ ٹھاکر داس کی زبان کے موافق نہیں تو نہ سہی ہمکو کیا اگر کوئی اپنی جات اور مت سے انکار کرتا ہے تو ہمنے تو راجہ شیو پرشاد صاحب سی۔ ایس۔ آئی کی کتاب موسومہ اتہاس تمر ناشک حصہ سوم کی تحریر مندرجہ صفحہ ۵ سے جو خود جین مذہب میں ہیں اور اور چند وجہوں سے بھی باور کر رکھا ہے کہ جین مت بھی بودہ مت کی ایک شاخ ہے۔ اگر جین صاحب ہمارے اِس گفتگو سے ایسا بُرا مانتے ہیں کہ جو شائستہ اور مہذب آدمیوں کے بالکل برخلاف ہے تو وہ ہمارے یا راجہ شیو پرشاد صاحب کے ثبوتوں کی تردید اپنی کتب کے حوالہ سے چھاپ کر شایع کر دیں اگر ٹھیک ہوگا تو پھر ہم کیا کوئی انکو بودہ کی شاخ نہ کہہ سکیگا اور اگر وہ دراصل بودہ ہیں (اور کسی مطلب ہی کیواسطے اپنی اصلیت کو چھپانیکی ضرورت سے ہمکو ڈر اگر جھوٹ بلوانا چاہتے ہیں) تو جین جی ہم لوگ جینی کو ست کہنے سے باز نہیں آسکتے کیونکہ سچ بولنا ہمارا اول دھرم ہے اگر فی الواقع لالہ صاحب ہمارے کسی چٹھی یا کسی کتاب کا کوئی فقرہ بتا کر ہمکو سمجھا دیں کہ جس سے دانشمندوں کے نزدیک بھی ہم لوگ مرتکب الزام قرار دادہ لالہ صاحب موصوف کے ہوسکیں تو قصورداری کا اقرار کر لینا بھی ہمسے درست ہے اور یوں تو ہمکو اپنی نیازمندی اور خاکساری کا بقول **شعر** زباں کہو لیں گے ہم پر مدعی کیا بد شعاری ہو * کہ ہمنے منہ میں اونکے خاک بھر دی خاکساری سے خود ہی اقرار ہے خواہ مخواہ مشیخت گناہ آلود سے کیا ہو سکتا ہے یہ تو ایسے ہی بزرگونکا کام ہے جیسے ہمارے محسن لالہ ٹھاکر داس ہیں۔

راقم آنند لال منتری آریہ سماج میرٹھ۔ از آریہ سماچار میرٹھ صفحہ ۵۱۳ سے ۵۴۳ تک ماہ ماگھ سمت ۱۹۳۷ جلد ۲ نمبر ۲۲ و پھاگن سمت ۱۹۳۷ نمبر ۲۳

پھر جینی لوگوں سے اور کچھ نہو سکا یعنی نہ وہ مباحثہ کیواسطے آتمارام جی کو طیار کر سکے اور نہ کسی اور پنڈت کو اور نہ آتمارام جی نے سوامی جی کے پتروں کا کوئی اُتر دیا۔ تو راجہ شیو پرشاد کو کئی پتر بھیجکر اون سے جواب منگا لیا کہ جو اتہاس تمر ناشک میں لکھا ہے وہ میرا منتویہ نہیں ہے "شری سکل جین پنچائیت گوجرانوالہ کو شیو پرشاد کی پرنام پہنچے۔ کرپا پتر پتروں سہت پہنچا۔ نمبر ۱ جین اور بودہ مت ایک نہیں ہیں سناتن سے بھن بھن چلے آتے ہیں جرمن دیش کے ایک بڑے ودوان نے اِس کے پرمان میں ایک گرنتھ چھاپا ہے۔ نمبر ۲ چارواک اور جین سے کچھ سمبندھ نہیں جین کو چارواک کہنا ایسا ہے جیسا سوامی دیانند جی مہاراج کو مسلمان کہنا نمبر ۳۔ اتہاس تمر ناشک کا آشا سوامی جی کی سمجھ میں نہیں آیا اوسکے بہومکا کی نقل اسکے ساتھ جاتی ہے اوس سے ودت ہوگا کہ سنگرہ ہے بہت بات کھنڈن کے لئے لکھی گئی ہیں ہری نسخہ کی انوسار اوسمیں کچھ نہیں ہے۔ نمبر ۴۔ جو سوامی جی جین کو اتہاس تمر ناشک کے انوسار مانتے ہیں تو ویدوں کو بھی اوسکے انوسار کیوں نہیں مانتے ہیں۔ آپکا داس شیو پرشاد از متر ہاس ۴۔ اپریل ۱۸۸۱ء مطابق چیت سُدی ۶ سمت ۱۹۳۸۔

جواب از نامہ نگار:۔ نمبر ۱ یہ راجہ صاحب کی بڑی بھاری غلطی ہے تمر ناشک کی وہ عبارت ایسی نہیں ہے کہ جن کو عام آدمی چہ جاکہ سوامی جی نہ سمجھ سکیں ہم ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے وہ عبارت درج کرتے ہیں "جو سوامی شنکر اچارج سے پہلے جنکو ہوئے کُل ہزار برس کے لگ بھگ گذرے ہیں۔ سارے بھارت ورش میں بودھ اتھوا جین دھرم پھیلا ہوا تھا اسپر نوٹ "بودھ کہنے سی ہمارا

مشفق لالہ ٹھاکرداس صاحب کا ستیارتھ پرکاش کا مضمون سمجھنا ہی قابل تعریف نہیں بلکہ معلوم ہوا کہ جناب ممدوح کو قانون سمجھنے کا بھی نہایت اچھا ملکہ ہے دیکھو ساری تعزیرات ہند میں سے دفعہ ہی تو وہ منتخب کی کہ جس میں اس امر کی بابت زیادہ ایسی سخت سزا لکھی ہے کیوں نہ ہو بڑوں کے بڑے خیال اور بڑے ہی کام ہوتے ہیں۔ مصرع پڑیں پتھر سمجھ پر وہ سمجھے ہی تو کیا سمجھے۔

افسوس کہ اس موقعہ پر مجھکو اپنی ناقص فہمی کا بھی اقرار کرنا پڑا باوجود بہت کوشش کرنیکے میں اب تک نہ سمجھ سکا کہ اس شرکت کا اقرار کر لینے سے لالہ صاحب نے کون دلیل اپنی مفید ہم سب لوگوں کے ملزم ٹھہر لینے کی اپنے ذہن میں سمجھ رکھی ہے اگر کاش سوامی جی کی تحریر مندرجہ ستیارتھ پرکاش جھوٹھ ہو اور اوس جھوٹی تحریر کے دیکھنے والے اس وجہ سے کہ اوس بیان کرنیوالے کی نسبت پورا خیال سچا ہونیکا رکھتے ہیں سچ باور کریں اور اس سچ باور کرنیکی وجہ سے کسی شخص یا اشخاص کو رنج یا نقصان یا الزام معینہ قانون پہنچے تو اگر سچ باور کرنیوالے اپنے سچ باور کئے ہوئے خیال اور اوسکے بیان کرنیوالے کو سچا جاننے کا اقرار کر لیں تو معلوم نہیں ہوتا کہ اون مقران پر الزام کا کیا اثر پہنچیگا۔

شاید انگلش قانون کا کوئی پورانا مسئلہ ہوگا جس کے ذریعہ سے لالہ صاحب ممدوح ہم پر بھی اس اقرار کے ذریعہ سے قانون انگلیشیہ کا نفاذ کرانا چاہتے ہیں یا شاید جین دھرم کے راج نیت کا کوئی اصول قانون حضرت ذی علم کی نظر سے گذرا ہو عام قانون مروجہ ملک ہند سلطنت انگلیشیہ کا تو ایسا مفہوم ہمارے ذہن میں نہیں آتا۔

تعجب ہے کہ لالہ صاحب نے اپنے منشاؤں کے تشہیر کرنے پھر بھی سوامی موصوف کی توہین کرنے سے درگذر نہ کی اور جن الفاظ اور خطابات سے سوامی جی کی طرف مخاطب ہوئے اونکو قانونی تاثیر سے بالکل مبرا خیال کیا۔ یہ تو اونکو بیشک معلوم ہوگا کہ قانون کا اثر ہم پر بھی ہے لیکن ہمکو اس سے کیا وہ جانے اور انکا کام۔ ہم کو تو اپنے سماج کے نیموں کے موافق دردمندانہ دلسوزی کے ساتھ جو محبان قوم کا فرض ہے لالہ ٹھاکرداس صاحب کی خدمت میں اسوقت بھی دست بستہ اسقدر گذارش کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارا سماج یا سوامی جی موصوف کا ہرگز یہ منشا یا مقصود نہیں ہے کہ ہمارے قول یا فعل یا تقریر یا تحریر سے کسی شخص یا اشخاص کی توہین ہو۔ یا انکو رنج پہنچے۔ بلکہ صرف راست بازانہ عقیدت کے ساتھ علم و عقل کی سچی روشنی کا اپنے دیش میں پھیلانا فرض جانتے ہیں اور جس زوال چند روزہ کی وجہ سے اس ملک و اہل ملک کے حالت حقیقی ندمت میں دیکھتے ہیں اوسپر افسوس اور ترحم کی نظر سے دیکھ کر بعض ترقیات دارین کے ذریعہ سمجھا دینا یہ ہمنے اپنا فرض سمجھ رکھا ہے۔ اسکے خلاف یہ طریقہ ہمارا ہرگز نہیں کہ ذلت کی مصیبت میں پڑے ہوؤں کو وہ افعال و طریقہ سلوک اونکی یاد دلا کر رنج دیں کہ جنکی وجہ سے آج وہ اس نوبت کو پہنچے اور نہ کسی پر اوس جبر یا تشدد یا اشتعال کی تحریک کیجاتی ہے کہ جو قانوناً یا اخلاقاً یا مصلحتاً ممنوع ہے اگرچہ یہ ہمارا سچا اور سیدھا راستہ بتانا ہی اکثر ناموزوں طبائع کے خلاف ہے مگر اسکا کیا علاج ہے دھرم اور ملبی راست بازی ہے تو آپ لوگ بھی غور کریں کہ لالہ ٹھاکرداس صاحب جو ہماری سماج پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ شریک الزام توہین مذہب کا ہے اور اس شرکت الزام کا بانی راقم کو قرار دیتے ہیں اوسمیں در اصل کسکی خطا ہے سوامی جی موصوف نے (تو جہانتک ہم سمجھ سکتے ہیں) حتی الامکان اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں فرض مجتہدان جین مت کی حالات لکھے ہیں اور اوس

اوس کا جواب تمام آریہ سماجوں کی طرف سے بحیثیت مجموعی آریہ سماچار میرٹھ پھاگن سمت ۱۹۳۷ مطابق آخیر فروری ۱۸۸۱ء کے صفحہ ۳۲۹ سے ۳۴۵ تک میں طبع ہوا تھا - جس کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں -

مقام گوجرانوالہ واقعہ ملک پنجاب سے لالہ ٹھاکرداس صاحب جین نے بذریعہ اشتہار مطبوعہ ۶ - فروری ۱۸۸۱ء اپنا ارادہ واسطے دائر کرنے نالش توہین مذہبی حسب منشاء دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند سری سوامی دیانند سرستی جی و سماج کے نام ظاہر کیا ہے اور دریافت کیا ہے کہ آیا ممبران آریہ سماج بھارت ورش کے سوامی جی موصوف کی اوس تحریر میں جو ستیارتھ پرکاش کی بارہویں باب میں جو جین مت کی بابت ہے شریک ہیں اور اوسکو سچ مانتے ہیں یا نہیں اگر مانتے ہوں تو وہ بھی اس الزام کے شریک ہیں کہ جو تحریر مذکور کے سے پیدا ہوتا ہے (اگر کاش پیدا ہوتا ہو) اور چونکہ اشتہار مذکور کی طرز تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب آریہ سماجوں میں بھیجا گیا ہے اور اوسکے ذریعہ سے تمام آریہ بھائیوں کے دلوں پر خوف پہنچانا لالہ صاحب کا مقصود ہے لہذا ضروری ہوا کہ اس نزاع معدوم الوجود کی اصل کیفیت جو بذریعہ اشتہار مذکور کے یہاں کے سماج سے منسوب کی گئی ہے سب صاحبوں کی اطلاع کیواسطے مجملاً بیان کر کے اشتہار کے جواب میں یہاں کے سماج کا منشا ہدیہ ناظرین کیا جاوے مخفی نہے کہ جن دنوں سوامی جی مہاراج سال گذشتہ میں یہاں رونق افروز تھے اونہیں دنوں لالہ ٹھاکرداس صاحب نے اپنے مذہبی مناظرہ کی بابت کچھ چھیڑ چھاڑ شروع کی تھی اور دریافت فرمایا تھا کہ ستیارتھ پرکاش میں جو جین مذہب کے مسائل لکھے ہیں وہ کس کتاب کے ہیں اور جین مذہب کا بودھ مذہب کی شاخ ہونا کس کتاب سے ثابت ہے چنانچہ یہاں سے تمامتر دلائل جو ضبط تحریر میں آسکتی تھیں اور نیز وہ تمام حوالے جن سے کہ جین مت کا بودھ مذہب کی شاخ ہونا پایا جاتا ہے بذریعہ چند قطعہ چٹھیات لالہ صاحب موصوف کی خدمت میں وقتاً فوقتاً بھیجدئے گئے اور یہ بھی لکھا گیا کہ اگر آپ کو بہت بازانہ طریق پر امر متنازعہ کی تنقیح منظور ہے تو کوئی تاریخ معین کر کے مناظرہ کر لیجے اوس ثبوت اور مناظرہ کا جواب آخری جو لالہ صاحب کی جانب سے حاصل ہوا وہ یہی اشتہار ہے کہ جسمیں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہم نالش کرتے ہیں سو خیر یہ اونکی مرضی -

یہاں کے سماج کا منشا اس اشتہار کے جواب میں جو حاصل ہوا وہ یہ ہے کہ کسی ممبر کو سوامی جی موصوف کے اتفاق رائے سے انکار نہیں اور نہ یہ کوئی ایسی بات ہے کہ لالہ صاحب کی دھمکی کا اثر ممبران سماج کے دلوں پر پہنچا سکے چنانچہ میں اسموقعہ پر بہ نہایت اطمینان کے ساتھ مشتہر کرتا ہوں کہ یہاں کے سماج کے کل ممبر سوامی جی موصوف کے ساتھ شریک ہی نہیں بلکہ اونکے افعال و اقوال کی جہانتک ہو سکی تائید معقول دلائل سے بہم پہنچا کر آپکو تن من دھن سے اونکا واجب الاتباع خیال کرتے ہیں -

ستیارتھ پرکاش کی عبارت اور مضمون مندرجہ صفحہ ۳۹۶ سے ۴۰۷ تک کہ جس کی یہ تمہید ہے "جین مت ... کا ویاکھیان" بغور دیکھنے کے بعد سب صاحب سمجھ جاوینگے کہ لالہ ٹھاکرداس صاحب صدر نشین جینیوں نے ستیارتھ پرکاش کی عبارت مذکور کو کیسے سچے خیال دانشمندانہ طریقے سے ساتھ پڑھا ہے اور کیسے نازک خیال اور غامض نکتہ چینی کے ساتھ اوس کے مضامین سے اپنے مذہب کی توہین یعنے لا یعنی کا نتیجہ مستخرج فرمایا ہے - اگر حضرت نازک فہم کی ناراضی کا اندیشہ نہوتا تو کہدیتا کہ حضرت لالہ جی نے دانشمندانہ خیال کے رو سے تو نہیں پڑھا بلکہ تعصب کی تاریکی میں اپنی ناعاقبت اندیش بینائی کو کام میں لایا ہے سو خیر گستاخی معاف ہمارے

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✤ درج تھا چھپوا کر ٹھاکر داس جی کے اشتہار کے جواب میں معہ سوامی جی کے پتہ کے جگہ بہ جگہ چسپاں کرا دیا تھا لیکن ٹھاکر داس نے جو نوٹس یہاں سے سوامی جی کے نام روانہ کیا نہ تو وہ ڈیرہ دون بھیجا اور نہ آگرہ بلکہ انبالہ بھیجا- اسی موجب شماتت کارروائیوں سے اون حضرات کو کسی قدر شرمندہ ہونا چاہئے تھا نہ کہ اخباروں میں اور بھی خاک اڑانا- اور پھر لکھا ہے کہ ۲۰ جنوری ۱۸۸۱ء سے ۲۴ جنوری تک اسی فیصلہ کے لئے تاریخ مقرر تھی اور اشتہار جاری ہوا اس فقرہ میں وہ گویا کھلم کھلا سُناتے ہیں کہ ہم بھی پانچوں سواروں میں ہیں- کوئی پوچھے کہ وہ اشتہار کونسا ہے جو از دوہام انبالہ ۲۰ جنوری سے لغائت ۲۴ جنوری ۱۸۸۱ء کی بابت چھپا تھا کہو کیا یہ وہی اشتہار نہیں ہے جو سنہری حروف میں دہلی کے کسی مطبع سے چھپ کر واسطے اطلاع میلہ رتھ جاترا انبالہ کے اکثر مقامات میں بھیجا گیا تھا- کیا یہ وہی تاریخیں نہیں جو فرقہ دگامبر کی ایک مخصوص بُت پرستی یعنی رتھ جاترا کے واسطے مقرر ہوئیں تھیں اور کیا یہ وہی میلہ نہیں کہ اُسمیں جانے سے آتمارام جی وغیرہ نے اول سے آخر تک گریز ہی رکھا؟ اور کیا یہ وہی اشتہار نہیں کہ ٹھاکر داس جی اوسکو بخیال افشائے راز (کہ اشتہار واسطے اطلاع میلہ رتھ جاترا کے چھپا تھا- اور ٹھاکر داس جی اوسکو روپوشی سوامی دیانند سرستی و اعلان شاستر ارتھ ایک جھوٹھی افواہ بنانا چاہتے تھے- اور برعکس مضمون کے پردہ فاش ہونے سے ڈرتے تھے) دکھاتے نہیں تھے- اور آخر کار جب گوجرانوالہ میں راز فاش ہوا تو اونکے پوجیہ صاحب کی لوگوں میں خوب ہنسی بھی ہوئی تھی!! افسوس ہے کہ اگر پوجیہ صاحب اور اونکے سیوک صاحب اِن باتوں سے شرماتے نہیں۔

پوجیہ صاحب اگر کسی وجہ سے بالمواجہہ گفتگو سوامی دیانند سرستی سے نہیں کر سکتے تھے تو خاموش ہی رہتے ایسی ایسی باتیں اخباروں میں درج کرا کر اپنی اور اپنے سیوک کی بدنامی کیوں کرا رہے ہیں خصوصاً جبکہ وہ سب جین مت کے ایک نامی گرامی ودوان ہیں- تو یہ باتیں اونکے شان سے بہت بعید ہیں- اِنکے سامنے ہو کر بات کو فوراً یکسو کیوں نہیں کر لیتے- دور ہی دور سے بکھیڑا کرنے میں وہ اپنا یا اپنے سیوک کا کیا اسد سمجھتے ہیں ہم کچھ سوامی دیانند سرستی جی کے طرفدار یا پوجیہ صاحب کے مخالف نہیں ہیں ہمکو محض بمقتضائے ہمدردی ایسی لغو باتوں پر افسوس آتا ہے- پوجیہ صاحب اگر خدانخواستہ سوامی جی سے بات چیت نہیں کر سکتے اور سوامی جی کے پاس اونکو جانے میں تامل ہے- تو جین لوگ اور اونکے بڑے بڑے پنڈت کہاں- ہیں- میرٹھ- سہارنپور- آگرہ وغیرہ جہاں جہاں سوامی جی ان ایام میں مقیم رہے ہیں سب جگہ جین لوگ اور اونکے اچھے اچھے پنڈت موجود ہیں- پوجیہ صاحب اگر چاہیں تو اونکو بذریعہ چٹھی تحریک کر سکتے ہیں- کہ وہ اپنے کسی اوتم پنڈت کے ذریعہ سے وہیں بات چیت کر کے ہر ایک امر کو اچھی طرح تحقیق کر لیں جسمیں سب باتوں کا بخوبی اور جلدی فیصلہ ہو جاوے اور طرفین کا خواہ مخواہ فضول وقت صرف نہو۔

اخبار عام پامتر باس ہیں جو کبھی صریح لغو اور خلاف باتیں اور طنز آمیز فقرے ایک عرصہ سے اونکی طرف سے چھپتے ہیں وہ گویا اونکو اور اونکی قوم کو روز بروز بدنام کرتے جاتے ہیں اسمیں کچھ شک نہیں کہ اونکے خواہ اونکے کسی سیوک کی اس قسم کی کارروائیوں سے خواہ مخواہ ساری قوم بدنام ہو رہی ہے- بقول اُستاد- چو از قومے یکے بیدانشی کرد ✤ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہہ را ✤ اُمید ہے کہ وہ اُسپر خود ہی فوراً توجہ کریں گے- فقط راقم یکے از گوجرانوالہ-

لالہ ٹھاکر داس جی نے جو نوٹس زیر دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند بنام آریہ سماجوں کے اپنی خوش فہمی سے ۲- فروری ۱۸۸۱ء کو جاری کیا

ناظرین اخبار اور دیگر اشخاص کا جینیوں کے مسلسل اشتہارات کے مطالعہ سے یہ خیال کرنا کہ سوامی دیانند سرستی جی اس قوم سے کیوں فیصلہ نہیں کرتے صرف حقیقت معاملہ سے لاعلمی کے سبب ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ سوامی جی کی نکتہ چینی نے قوم جینی کی مذہبی راستی و ناراستی کو مثل آفتاب عیاں کر دکھایا ہے۔ اسی وجہ سے یہ قوم اس نکتہ چینی کو اپنی تکذیب مذہبی سمجھتی ہے ایک منصف مزاج آدمی ہم پر اعتراض کر سکتا ہے کہ قوم جینی ایسی ویسی نہیں کہ وہ ایک جزوی سی بات پر مقدمہ کھڑا کر دے۔ اس کھلتے ہوئے شگوفہ کی کوئی اور ہی وجہ ہو گی یقیناً اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ صرف ایک ہی آدمی قوم مذکورہ بالا کا اس مقدمہ کو طول دیکر اپنی ناموری حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مگر افسوس کہ وہ اپنے خیالات کو اخبارات میں اپنی قوم کی رائے کا آئینہ ظاہر کرتا ہے حالانکہ اسکے قوم کے تعلیم یافتہ لوگ اس فرضی آئینہ پر اوسکو ایسے نالائم فعل سے باز رکھنے کے واسطے کوشش کرنیسے زنگار لگا رہے ہیں۔ اب ہم سب صاحبوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ بار بار سوامی جی کو نالش کی دھمکی ندیں بلکہ اس قول کو فعل میں لاکر دکھاویں اور اس کے نتیجہ پر فائز ہوں۔

از پنجابی اخبار لاہور مطبوعہ ۱۹ مارچ ۱۸۸۱ء

ہمکو معلوم ہوا ہے کہ گوجرانوالہ میں جو اعتراض پوج آتما رام نے ٹھاکرداس قوم بھابڑہ کے ذریعہ سے مشہور کئے تھے سوامی دیانند سرستی نے اونکا ایک مفصل جواب بروقت پہنچنے فرد اعتراض دستخطی آتما رام جی کے اونکے پاس بھیجدیا تھا۔ چنانچہ ترجمہ اوسکا اخبار آفتاب پنجاب مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۸۸۰ء میں چھپا ہے۔ ظاہر سوامی دیانند سرستی نے اوسمیں ہر ایک امر کا جواب تحریر کر دیا ہے اور اخیر میں یہ بھی وہ لکھتے ہیں کہ پوج صاحب کو اس میں کوئی امر زیادہ تر تحقیق کرنا ہو تو ہم سے مواجہہ میں گفتگو کرلیں مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ نہ وہ اُن جوابوں کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ دیانند جی سے مواجہہ میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ قایل ہو گئے ہیں یا آیندہ قایل ہوجانے کا خوف کرتے ہیں ورنہ ان باتوں سے دیدہ و دانستہ طرح دیکر اخباروں میں ایک قسم کی نہایت عجیب اور صریح خلاف باتیں شایع کرنے پر وہ کبھی رجوع نہوتے مثلاً اخبار عام مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۱ء میں چھپا ہے کہ سرستی جی کے نام ایک نوٹس میعادی ایک ماہ بھیجا گیا مگر چند روز بعد واپس آیا کہ دیانند کا پتہ نہیں ملتا۔ رجسٹری آریہ سماج گوجرانوالہ کو دکھائی گئی کہ ممبر لوگ پتہ بتائیں مگر وہاں سے جواب ملا کہ ہمیں بھی اس بات کی کچھ خبر نہیں ہے آخر جینیوں نے اشتہار جاری کیا کہ دیانند روپوش ہو گیا ہے۔ اور انبالہ میں اب اس فیصلہ کی غرض سے ۲۰۔ جنوری سے ۲۲ جنوری ۱۸۸۱ء تک بڑا بھاری اجتماع ہو گا۔ آریہ سماجوں کو واجب ہے کہ اپنے سوامی کو اس سے واقف کر دیں تاکہ تشریف لاکر جلدی فیصلہ کریں ۔" اور پھر انہیں باتوں کی کسی قدر تائید اخبار عام مورخہ ۲۔ فروری ۱۸۸۱ء میں بھی کی گئی ہے سچ پوچھئے تو یہ باتیں (جو عجیب بے بنیاد گییں ہیں) پوج صاحب اور اونکے سیوک ٹھاکرداس جی کی ایک ہنسی اور بدنامی کر رہی ہیں کیونکہ سوامی دیانند جی کا خط جو آفتاب پنجاب میں چھپا ہے اوسمیں اون کے قیام کا پتہ صاف صاف یعنی ۱۷۔ نومبر ۱۸۸۰ء تک ڈیرہ دون اور اوسکے بعد بمقام آگرہ لکھا ہے اور تسپر وہ آگرہ میں جب سے اب تک انواع لیکچر و مضمون بڑے زور و شور سے دے رہے ہیں جس سے اونکی روپوشی کا کسی کو خیال بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اس شہر میں یہ بھی ہر ایک کو معلوم ہے کہ یہاں کے ممبران آریہ سماج نے بھی وقت دریافت کے یہ پتہ اونکو ٹھیک ٹھیک بتا دیا تھا بلکہ ایک اشتہار بھی جسکے عنوان میں یہ شعر گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

پہر لالہ ٹہاکر داس نے ۲۱- دسمبر ۱۸۸۱ء کو فارسی حرفوں میں ایک نوٹس لکھا اور سماجوں کے نام ارسال کیا جس کا مضمون یہ تہا کہ ہمارے سوال کا جواب سوامی جی کے پاس نہیں ہے اِس سے سوامی جی چھپ بیٹھے ہیں تو آپ اُنکا ٹہام ٹھکانہ بتا دو" اسکے جواب میں آریہ سماج کی طرف سے ایک جوابی نوٹس جاری ہوا جسکے عنوان میں یہ شعر لکھا گیا تھا -

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✦ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اسمیں اُس کی تمام باتوں کا جواب اور سوامی جی کا پتہ بھی مندرج تہا (دیکھو سماچار صفحہ ۳۳ چارشنبہ) مگر ٹہاکر داس چونکہ خود خواندہ نہیں ہے اور کچھ شہرت کا طالب بھی ہے اسکو اشتہار میں بھی پتہ نہ ملا یعنے نہ پڑہ سکا۔

دیوانہ بکار خود ہوشیار کے بموجب و سنہ ۱۲- جنوری کو ایک پترہ سماج گوجرانوالہ کے نام بہیجا جسمیں لکھا تہا کہ سوامی جی کے ساتھ ستیاست نکارنے کرنیکے واسطے ہم ۲۰- ۲۲ جنوری تک بٹالہ میں اکٹھے ہونگے تم سوامی دیانند جی کو بٹالہ بہیجو"

مگر سوامی جی کی تحریر کے مطابق نہ تو آتمارام جی نے اونکو لکھا اور نہ تار دیا اور نہ آتمارام جی مباحثہ کے واسطے طیار ہوئے اور نہ ٹہاکر داس کے سوا کسی اور علم دوست جین نے سوامی جی کو لکھا اسواسطے وہاں کوئی مباحثہ نہ ہوا کیونکہ آتمارام جی مباحثہ سے اور پہر سوامی جی کے ساتھ مباحثہ کرنیسے سخت جی چراتے اور گہبراتے تھے۔

اور اِسی طرح ۱۶ فروری ۱۸۸۲ء کو آریہ سماجوں کے پرتی ایک ورنویدن چہپوایا جسکا وہی مضمون اور وہی منشا تہا کہ ہم سوامی جی پر نالش کرینگے اب ہم چاہتے ہیں کہ جو اس کے متعلق ملکی اخباروں اور آریہ پتروں میں طبع ہوا ہے وہ ہدیہ ناظرین کریں۔

از اخبار آفتاب پنجاب لاہور مورخہ ۱۸- فروری ۱۸۸۲ء

اخبار آفتاب پنجاب مطبوعہ ۱۲- فروری ۱۸۸۲ء میں جو آخری نوٹس گوجرانوالہ کی قوم جینی کی طرف سے طبع ہوا تہا اوس کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ وہ پرانا جہگڑا جو قوم مذکور نے سوامی جی دیانند سرستی کی اوس تحریر پر جس میں کہ اُنہوں نے جینوں کی مذہبی کتب اور اُنکے اصول پر نکتہ چینی کی ہے ایک خفیف سی بات کو ایک بڑا بہاری مقدمہ قرار دیکر اوسکا کورٹ میں فیصلہ کرنا بہتر سمجہا ہے مگر افسوس کہ اِس قوم نے اوس سفسفانہ تحریر پر جو بجواب نوٹس اِسی اخبار میں ۶- دسمبر ۱۸۸۱ء کو شایع ہوئی بالکل توجہ نہ کی اور مثل سابق اپنی کج بحثی کو طوالت دینے کی غرض سے کمربستہ رہے۔ راقم کو تعجب بہات پر ہے کہ جب دیانند سرستی جی نے اس قوم کے اون سوالات کا جنکو کہ وہ اپنی توہین مذہبی تصور کرتے ہیں جواب ٹہیک تفصیلوار اور تشریح جینیونکی مذہبی کتب کا پتہ دیکر ۱۳- دسمبر کے اخبار میں درج فرمایا تو پہر قوم مذکور کا گو نسا عقدہ باقی رہا جسکو کہ سوامی جی صاحب حل نہ کر سکے۔ قوم مذکور کہتی ہے کہ یہ مقدمہ اِس قسم اور اِس وجہ کا ہے کہ سوامی دیانند جی نے جو ہمارے مذہب کی نکتہ چینی کی ہے وہ گویا ہماری توہین مذہبی ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ جس مذہب و ملت پر مدلل و مدبر ثبوت وکر بحث کی جاوے وہ ایک قسم کی سچی نکتہ چینی ہے۔ نہ کہ توہین مذہبی۔ ہاں البتہ غیر مستند ثبوت اور بناوٹی دلائل کی کمزور مدد اور عارضی معاونت سے نکتہ چینی کرنیوالا توہین مذہبی کے الزام سے ملزم ٹہر سکتا ہے مگر کیا کوئی دیانند جی جیسا جو بحر مذاہب میں غوطہ زن ہو کر اور قوی دلائل کا قیمتی جوہر لا کر کسی خاص مذہب پر بحث کرے توہین مذہبی کی بناوٹی جرم سے ملزم و مجرم قرار دیا جاسکتا ہے نہیں ہرگز نہیں بعض

صاحبوں کی بڑی ہانی ہوگی اِس امر کو آپ صرف سرسری نگاہ سے نہ دیکھیں بلکہ ایک قسم کی احتیاط مدنظر رکھیں تاکہ یہ طوالت نہ پکڑ جائے ارسال جواب میں جلدی کرنے سے بہتری متصور ہے۔

جینوں کے وویک سار گرنتھ کی تحریر پر چند اعتراضات

اعتراض اوّل - وویک سار - صفحہ ۱۰ سطر ۱ میں لکھا ہے کہ سری کرشن تیسرے نرک کو گیا۔

اعتراض دوم - وویک سار صفحہ ۴۰ سطر ۸ سے ۱۰ تک لکھا ہے کہ ہری ہر - برہما - مہادیو - رام کرشن وغیرہ کامی کرودھی - اگیانی - استریوں کے دوشی - پاشانکی نوکا کے سمان آپ ڈوبتے اور سب کو ڈوبانے والے ہیں۔

اعتراض سوم - وویک سار صفحہ ۴۲ سطر ۹ سے صفحہ ۲۲۵ کی سطر ۵ تک لکھا ہے کہ برہما - وشنو - مہادیو وغیرہ سب دیوتا اور اپوجیہ

اعتراض چہارم - وویک سار صفحہ ۵ سطر ۱۲ میں لکھا ہے کہ گنگا وغیرہ تیرتھوں اور کاشی وغیرہ چھیتروں سے کچھ پرمارتھ سدھ نہیں ہوتا

اعتراض پنجم - وویک سار صفحہ ۱۳۸ سطر ۳۰ میں لکھا ہے کہ جین کا سادھو بھرشٹ بھی ہو تو بھی غیر مذہب کے سادھوؤں سے اوتم ہے

اعتراض ششم - وویک سار صفحہ ۱ سطر ۱ سے لیکر کہا ہے کہ جینوں میں بودھ وغیرہ شاخیں ہیں - اِس سے ثابت ہوا کہ جین مت کے انترگت بودھ وغیرہ سب شاخیں ہیں - دستخط سوامی دیانند سرستی اگرمتی مارگ شیرش شکر سمت ۱۹۳۷ تاریخ ۲۱ - جنوری ۱۸۸۱ء

ادہر سوامی جی تو اپنے یوگیہ پنڈت آتما رام جی کے پرشنوں کا رد لکھ رہے تھے اور آتما رام جی بھی اپنے پرشن لکھ کر جو سوامی جی نے انکا اُتر لکھا تھا اوسکا جواب طیار کر رہے تھے کہ ٹھاکر داس نے بیچ میں اپنی ہی سمجھ اور اپنی تھوڑی کم ہوتی جانکر سوامی جی کے نام ۲۲ نومبر ۱۸۸۰ء کو ایک نوٹس جاری کر دیا -

جسمیں اوّل تو تمام پچھلے خط و کتابت کا بخیال خود خلاصہ تھا اور آخر میں یہ مہذبانہ الفاظ لکھے ہیں "یدی آپ کی اب بھی معافی مانگنے کی اچھیا ہو تو شیگھر مانگ لو پرنتو پیچھے سے یہ نہ کہنا کہ جینوں میں دیا اور کھشما نہیں اب بھی یدی آپ اپنا کھشما پتر بھیجدیں تو آپ پیچھے سے ولجتا اٹھانے کی آپتی سے بچ سکتے ہیں نہیں تو آپ کو اوبکار ہے - آپکی اگیا انوسار ہم نے انبالہ - لودہیانہ اتیادک استہانوں کے بہت سے جینوں کو اس کام میں اپنے ساتھ ملا لیا ہے جو اپنا اپنا نوٹس بھی آپ کو دینگے اور آپ نے چھٹی پتری بھیجنے میں ہی اتنے فریب کیئے ہیں کہ اسمیں بھی آپکے پکڑے جائنگے کیا آپ جھوٹ لکھ لکھ کر اوروں کو دہوکہ میں پھنساتے اور میرا نام بدنام کرتے ہیں آپ سمرن رکھئے کہ آپ کے یہ سب کپٹ عدالت میں پرگٹ کیئے جاوینگے اور اسکا خاطر خواہ ڈنڈ بھی آپ کو دکھایا جاویگا - اِس پتر کا اُتر چاہئے آپ بھیجیں یا نہ بھیجیں یہ آپ کی اچھیا ہے"!

مگر یہ نوٹس واپس آگیا سوامی جی کو نہ پہنچا کیونکہ ہمارے چالاک لالہ ٹھاکر داس نے اوسے نہ تو ڈیرہ دون بھیجا اور نہ آگرہ بلکہ انبالہ بھیجا - ضرور واپس آنا ہی تھا کیونکہ پتہ غلط تھا حالانکہ آریہ سماج گوجرانوالہ نے بھی اونکو صحیح صحیح پتہ تبلا دیا تھا (دیکھو آریہ سماچار صفحہ ۲۷ جلد ۲ نمبر ۲۳) اور اگر نہ بھی بتلاتے تو بھی سوامی جی کے خط سے بھی آتمارام جی اور اونکو معلوم تھا کہ وہ ۱۷ - نومبر کے بعد آگرہ جائیں گے چنانچہ انکا وہاں جانا اور اُپدیش کرنا بلکہ مباحثہ کرنا نیم آگرہ اور بہاکتی بلاس میں طبع ہو چکا تھا - پس یہ جان بوجھ کر چالاکی تھی - یا ناخواندہ ہونیکے سبب آگرہ کا انبالہ یاد رکھا - آفرین !!

بھی لپیٹے ہیں۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ سنسکرت تو دور رہی دیسی بھاشا بھی آپ لوگ نہیں جانتے مگر بجائے اِس تحریر کے یہ لکھنا مناسب تھا کہ آپ کی غلطی کا کچھ نہیں کیونکہ انسان اکثر غلطی کیا ہی کرتا ہے۔

سوال چہارم کے جواب میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ بہت حیران کرنیوالا ہے۔ تحصیل علم کی آرزو انسان وہاں ظاہر کر سکتا ہے جہاں اپنے سے زیادہ کسی عالم کو دیکھتا ہے میں نے بھی اونہیں علما و حکماء سے تعلیم پائی ہے جو مجھ سے زیادہ عاقل و عالم تھے۔ آپ بھی شاید اسکو تسلیم کرتے ہونگے کیا آپ لوگ غیر مذہب کے علما کو معلم نہ سمجھ کر شاگرد کے خیال سے اور نتیجہ نجات کا لحاظ نہ رکھکر کسی بر عکس مُدعا کے حصول کی آرزو سے خیرات کرتے ہو اور کیا یہ باتیں اودوالوں کی نہیں ہیں کہ اپنے مذہب اور اُسکے سادہوؤں کی بزرگی کا خیال رکھنا اور غیر مذہب کے علما کی نسبت اوسکے برخلاف۔ یہ اچھے لوگوں کی باتیں نہیں ہیں۔ تحقیقاً تمام خلائق میں سے اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا ماننا محققوں اور دھرماتماؤں اور مہاتماؤں کا کام ہے اور اوسکو ہی ہم مانتے ہیں اور مناسب ہے کہ آپ بھی اسکو تسلیم کریں۔ میری تحریر کا مطلب ٹھیک ٹھیک آپ اوسوقت سمجھیں گے جبکہ میں اور آپ بالمشافہ ہونگے۔ میری کتاب ستیارتھ پرکاش کی تحریر سے کوئی شخص یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ جین مذہب کے لوگوں کو مدت تک تکلیف دینا اور خیرات نہ دینا اور جین مذہب بے ایمانی کی جڑھ ہے" بلکہ یہ ثابت ہے کہ "اچھے اور ایماندار لوگوں اور لاوارثوں کی مدد کرنا اور بُرے لوگوں کو سمجھانا"۔

مگر یہ چھ ممنوعات کا کلنک آپ کو ایسا لپٹ گیا ہے کہ جب ایشور کی دیا ہو اور آپ لوگ تعصب کو چھوڑکر کوشش کریں تب دھویا جاسکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔

بھلا جب یہ صریحاً لکھا ہے کہ غیر مذہب کی تعریف نکرنا اور غیروں کو روٹی اور پانی ندینا تو پھر آپ اسکو غلط کیونکر کر سکتے ہیں یہ باتیں آپکے ہزاروں گرنتھوں میں لکھی ہوئی ہیں اور آپ لوگ اسکو سمجھ لیں کہ مجھے ایسا خواب و خیال میں نہیں آیا ہے۔ ہاں جو آپ لوگ کچھ بھی بچار کر دیکھیں تو اونکا چھوڑ دینا ہی دھرم ہے آگے۔ آپ کی اچھا

پانچویں سوال کا جواب اوسکی نسبت جو آپ نے لکھا ہے اوس سے میرے جواب کی تردید نہیں ہو سکتی کیونکہ جب بالوں کے نوچنے کا ثبوت آپکی کتابوں میں لکھا ہے اور میں نے اوسکے حوالہ سے ثابت کر دیا پھر بھلا کہیں منطقی دلائل کا آسرا لینے سے اوس بات سے انکار ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

چھٹے سوال کے جواب میں۔ جب میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ جین اور بودھ جس مت کا نام ہے اوسی کی شاخ چارواک وغیرہ ہیں پھر یہ کیسے غلط ہو سکتا ہے۔

جو آپ جین لوگوں کے گرنتھوں میں ہمارے مذہب کی نسبت لکھا ہے اور جسکا ہماری مذہبی کتب میں کہیں ذکر اذکار نہیں پایا جاتا اور اس سے ہماری توہین مذہبی ترشح ہوتی ہے۔ اسلئے آپ جین لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ بواپسی ڈاک جلد جواب عطا فرماویں کہ آیا وہ باتیں ہماری کن مذہبی کتب میں مندرج ہیں۔ واضح رہے کہ جس تشریح اور ٹھیک ٹھیک پتہ و نشان کے ساتھ بحوالہ صفحہ و سطر وغیرہ میں نے آپ کے سوالونکا جواب دیا ہے۔ اِسی طرح آپ بھی جواب دیں ورنہ آپ

آپ کے اِس قول سے کہ "اسمیں کیا عجب ہے کہ مہابیر تیرتھنکر کے وقت میں چارواک مذہب تھا اونسے پیچھے نہیں ہوا" اِس سے مجھکو حیرانی ہوئی کیا جو مہابیر تیرتھنکر کے پہلے ۲۳ تیرتھنکر ہوئے اون سب کے پہلے چارواک مذہب کو آپ ثابت نہیں کر سکتے - اگر کسی طرحکا جلائے کلام آپ کے لئے ہو تو سائل پوچھ سکتا ہے کہ رگھب دیو بھی چارواک مذہب سے چلے ہیں ؟ پھر آپ اسکے جواب میں کیا کہہ سکتے ہیں کیا چارواک ۵ اقسام سے ایک قسم کا بھی نہیں ہے ؟ اور اُنہیں ایک سدہ اور مکت نہیں ہوا ؟ کیا وے آپکے اصولوں اور کتابوں سے الگ ہو سکتے ہیں ؟ -

علاوہ ازیں آپنے بھی اپنی تحریر میں بودھ مذہب کو اپنے مذہب میں تسلیم کر لیا ہے کیونکہ گرگنڈہ وغیرہ کو آپ نے بودہ مانا ہے اور میں نے بھی اپنے پہلے خط میں جین اور بودھ کے ایک مذہب ہونیکا تحریری ثبوت دیدیا ہے پھر آپکا دوبارہ پوچھنا بے معنے و بے مطلب ہے - جس صورت میں خود مدعی کے گواہ سے مقدمہ پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے تو پھر حاکم کو غیر شخصوں کی شہادت لینی ضروری نہیں ہوتی - بھلا جسکی کئی پشتیں جین مذہب میں چلی آئی ہوں یعنی راجہ شیو پرشاد کی شہادت کو اور جو فی زمانہ یوروپین لوگ بڑی محنت سے تواریخ بناتے ہیں اونکی شہادت کو آپ غلط کہہ سکتے ہیں کہ جنہوں نے اپنی تواریخوں میں بودھ اور جین کو ایک ہی لکھا ہے اور نیز یہ بھی لکھا ہے کہ کچھ باتیں آریوں کی اور کچھ بودھوں کی لیکر جین مذہب بنا ہے -

سوال دوم - کے باب میں جو آپ نے تحریر کیا ہے وہ نموچی ناستک جین مذہب کا بدخواہ سادھوؤں کو نکالنے اور تکلیف دینے والا تھا اوسکو مار کر ساتویں نرک میں بھیجا گیا یہ تحریر آپنے سیتارتھ پرکاش کی تحریر کے جواب میں نہیں سمجھی - خیال کیجئے کہ وہ نموچی جین مذہب کا دشمن تھا اِسلئے مارا گیا تو کیا اوس نے جان بوجھکر پاپ نہیں کیا تھا - کسقدر افسوسناک بات ہے کہ آپ سیدھی بات کو بھی اُلٹا سمجھ گئے -

سوال تیسرے کے جواب میں جو آپنے پراکرت زبان کا ایک شلوک لکھا ہے مگر اُسکے معنے خود بیان نہیں کئے - تشریف میرے پر اُسکا سمجھنا چھوڑ دیا - اوسکا یہ مطلب ہوگا کہ میں اوسکے مطالب اور معنی تک نہیں پہنچ سکونگا - ہاں میں کچھ سب ملکوں کی زبان نہیں جانتا ہوں صرف چند ملکوں کی زبان اور سنسکرت جانتا ہوں - لیکن مذاہب اور اونکی شاخ در شاخ فرقہ ہائے کے اصول اپنے علم اور سمجھ اور عالموں کی صحبت کے اثر سے جانتا ہوں - آپ اور آپ لوگوں کے پیشواؤں نے ایسی زبان بگاڑکر اپنی زبان بنالی ہے جیسے دھرم کا دہم وغیرہ مثلاً جنکا مذہب دلائل عقلی و نقلی سے ثابت نہیں ہو سکتا ہے وے ایسے ایسے غیر مشہور الفاظ بنا لیتے ہیں تاکہ کوئی دوسرا اوسکو سمجھ نہ سکے جیسے شراب کا نام تیرتھ - گوشت کا نام پشپ وغیرہ بنا لیا ہے تاکہ اونکے سوائے کوئی دوسرا نہ جان لے - جو راجہ لوگ منصف اور عادل ہوتے ہیں وے تو راستے ایسے سیدھے بناتے ہیں کہ اندھا بھی منزل مقصود کو پہنچ جائے - لیکن اونکے مخالف راستونکو اسطرح بگاڑتے ہیں کہ کوئی محنت و مشقت سے بھی چل نہ سکے - آپ کتاب رتن سار بھاگ نامی کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے تو کیا ہوا بہت سے شراوک اور جین لوگ اوسکو سچا مانتے ہیں -

دیکھئے آپ ایسے عالم ہوکر [illegible] کو [illegible] لکھتے ہیں اور الفاظ مندرجہ خط کے درست کرنے میں بہت سی ہیر پھال

سوال نمبر۷ - ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۰۳ سطر ۱۱ - ارتھ اور کام دونوں پدارتھ مانتے ہیں۔

جواب - یہ مت فرقہ متعلقہ جین مذہب ہو سومہ چارواک کا ہے جسنے ایسے ایسے شلوک کہ جب تک جئے سکھ سے جئے موت پوشیدہ نہیں خاک شدہ جسم میں پہر آنا نہیں وغیرہ وغیرہ اپنی مت کے بنائے ہیں اسیطرح نیتی اور کام شاستر کے مطابق ارتھ اور کام دو ہی پدارتھ پرشارتھ اور بدہی (تدبیر اور رحمت) سے مانے گئے ہیں۔

یہاں اختصار سے آپکے سوالوں کا جواب دیا گیا ہے کیونکہ خطوط کے ذریعہ پوری تشریح نہیں ہوسکتی تھی جب کبھی میرا اور آپکا سماگم (اتفاقاً ملاقات) ہووے تب آپکو میں گرنتھوں کے حوالہ اور دلائل مشرح کے ساتھ ٹھیک نسچے کراسکتا ہوں آپکو اور بھی جو کچھ سندیہ ستیارتھ پرکاش کی بارہویں سمولاس میں ہووے (میرٹھ کے آریہ سماج کی معرفت) لکھکر بھیجدیجئے سب کا ٹھیک جواب دیدیا جاویگا۔ اب میں یہاں تھوڑے دن تک ہونگا۔ اور اگر آپ بنالہ تک آسکیں تو تاریخ ۱۷۔ نومبر ۱۸۸۰ء تک صبح کے آٹھ بجے سے پہلے پہلے ڈیرہ دون میں اور اُسکے بعد بمقام آگرہ مجھکو تار میں خبر دینی چاہئے کہ میں آپ سے شاستر ارتھ یعنی باہمی گفتگو کے لئے وہاں پہنچ سکوں۔ دانا آدمی کے لئے اتنا ہی کافی ہے زیادہ تحریر کی ضرورت نہیں مِتی کارتک شدی ۱۳۔ ابت وار سمت ۱۹۳۷۔ دستخط۔ دیانند سرسوتی از ڈیرہ دون۔

پھر پنڈت آتما رام جی پوج نے ۸ ماگھ سمت ۱۹۳۷ مطابق ۱۹ جنوری ۱۸۸۱ء کو ایک پتر سوامی جی کے پاس ارسال کیا جن میں کچھ باتوں کو مانا اور کئی باتوں پر پہر اعتراض کئے اوسکا جواب سوامی جی نے یہ ارسال کیا۔

سوامی دیانند سرستی جی کا دوسرا خط مورخہ ۱۳۔ جنوری ۱۸۸۱ء۔

"آنند بجے آتما رام جی (نمستے) آپکا خط ۸ ماہ ماگھ کا لکھا ہوا میرے پاس پہنچا حال مرقومہ سے آگاہی ہوئی میرے سوالات کے جواب میں جو آپ نے تحریر کیا ہے کہ "بودہ اور جین ایک ہی مذہب کے نام ماننے سے ہماری کچھ ہتک عزت نہیں" اسکے مطالعہ سے نہایت خوشی ہوئی۔ یہی سجنوں کا کام ہے کہ حق کو مانیں اور ناحق کو نہ مانیں۔ مگر یہ بات جو آپنے لکھی ہے کہ "یوگا چار وغیرہ چار فرقہ جین بودھ مذہب کے ہیں سو وہ بودھ مذہب جین مذہب سے ایک علیحدہ شاستر کا ہے" اِس کا جواب میں آپکے پاس بہیج چکا ہوں کہ مذہب میں شاخ در شاخ کا فرق تھوڑی باتیں جدی ہونے سے ہوتا ہے مگر بحیثیت مذہب شاخیں ایک ہی مذہب کی ہوتی ہیں دیکھئے کہ اون ہی منکروں میں چارواک وغیرہ منکر ہیں اور جو آپ اونکی تواریخ و سوانح عمری پوچھتے ہیں سو اسکا جواب بھی میں دے چکا ہوں یعنی تواریخ تمر ناشک کے تیسرے باب میں دیکھ لیجئے۔

اور آپ جن بودھوں کو اپنے مذہب سے الگ کہتے ہیں وہ آپکے فرقہ سے خواہ علیحدہ ہوں مگر بحیثیت مذہب ہرگز جدا نہیں ہوسکتے جیسے کسی جینی مثلاً شویت امبر دوسرے جینیوں مثل سمویگی سادھوؤں پر اعتراض کرکے اونہیں جدا اور نیا مانتے ہیں یہ صریحاً ہو ویک نام کتاب میں تحریر ہے علی ہذا القیاس" آپ لوگوں نے اونپر بہت سے اعتراض کرکے اونکے مت میں سمیگت نربے کتاب لکھی ہے تاہم اِس سے وے اور آپ بودھ یا جین مذہب سے الگ نہیں ہوسکتے اور نہ کوئی عالم اونکی مذہبی اصولوں کے روسے اونہیں الگ مان سکتا ہے اونکے مسائل میں اختلاف تو ضرور ہوگا۔

کی پیدایش اور الگ ہونے سے پرلئے ہونا ہی مانتے ہیں - اور وے جین اور بودھ سے علیحدہ نہیں ہیں - بلکہ جیسے پرانک مت میں راماننجی وغیرہ ویشنو ونکی شاخ اور پاشپت وغیرہ شیویوں کی اور وام مارگیوں کی دس مہاودیا اس شاخیں اور عیسائیوں میں رومن کیتھولک وغیرہ اور مسلمانوں میں شیعہ اور سُنی وغیرہ شاخوں کے چند در چند بھید ہیں اور باوجود اسکے وید اور بائبل اور قرآن کے فرقہ میں وہ ایک ہی سمجھی جاتی ہیں ویسے ہی آپکے یعنی جین اور بودھ مت کی شاخوں کے بھید گو الگ الگ لکھے جاسکتے ہیں مگر جین یا بودھ مت میں ایک ہی ہیں -

آپ نے بودھ یعنی جین مت کے ہر ایک فرقہ کے تتر سدھانت یعنی بھید بیان کرنیوالے گرنتھ دیکھے ہوتے تو ستیارتھ پرکاش میں جو تحریر پیدایش اور پرلے کے باب میں ہے اوس پر شنکا کبھی نہ کرتے -

سوال نمبر ۲ - ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۹۷ سطر ۲۴ (پرشن) منش آدکوں کو گیان ہے گیان سے وے اپرادھ کرتے ہیں - اِس سے اونکو پیڑا دینا کچھ اپرادھ نہیں" یہ بات جین مت میں نہیں -

جواب - گرنتھ دویک سار بیں صفحہ ۲۲۸ سطر ۱۰ سے لیکے سطر ۱۱ تک دیکھ لیجئے کیا لکھا ہے یعنی گنا بھوگ اور سوجن وغیرہ سُمدرمی کا حکم جیسے وشنو کمار نے کچھ کے حکم سے بودھ روپ چناکر کے نچی نام پروہت کو کہ وہ جین کا مخالف تھا لات مار کے ساتویں نرک میں بھیجا اور ایسی ہی اور باتیں -

سوال نمبر ۳ - ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۹۹ سطر ۳ - اور اوسکے اوپر (یعنی پدم شلا پر) بیٹھ کے چراچر کا دیکھنا -

جواب - پُتنک رتن سار بھاگ صفحہ ۲۳ سطر ۱۳ سے لیکر صفحہ ۲۴ سطر ۲۴ تک دیکھ لیجئے کہ وہاں مہابیر اور گوتم کے باہمی چرچا میں کیا لکھا ہے -

سوال نمبر ۴ - ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۰۱ سطر ۲۳ اور اونکی مت میں نہ ہوئے وہ سرشٹ بھی ہوئے تو بھی اوسکی سیوا ار تہات جل تک بھی نہیں دیتے -

جواب - پتنک دویک سار صفحہ ۲۱ سطر ۳ سے لیکے سطر ۸ تک لکھا ہے دیکھ لیجئے کہ غیر مذہب کی تعریف یا اونکا گن - کیرتن نمسکار آداب بجالانا یا اون سے کم گوئی یا زیادہ گوئی یا اونکو بیٹھنے کے لئے آسن وغیرہ دینا یا اونکو کھانے پینے کی چیز - خوشبو - پھول دینا یا یا غیر مذہب کی مورت کے لئے چندن - پھول وغیرہ دینا یہ چھ باتیں نہیں کرنی چاہیں -

سوال نمبر ۵ - ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۰۴ سطر ۲۷ کنتو سادھو جب آتا ہے تب جینی لوگ اوس کی ڈارھی موچھ اور سر کے بال سب نوچ لیتے ہیں -

جواب - گرنتھ کلپ بھاش صفحہ ۱۰۸ سطر ۴ سے لیکر ۹ تک دیکھ لیجئے اور ہر ایک گرنتھ میں دیکھئیا کیوقت (یعنی وقت چیلا بنانیکے) پانچ مُٹھی بال نوچنا لکھا ہے یہ کام اپنے ہاتھ خواہ چیلہ یا گورو کے ہاتھ سے ہوتا ہے اور زیادہ تر ڈھونڈیوں میں ہے -

سوال نمبر ۶ - ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۰۴ سطر ۲۰ سے لیکر جو شلوک جینیوں کے بنائے لکھے ہیں وہ جین مت کے نہیں -

جواب - میں اسکا اُتر اس سے پہلے پتر میں لکھ چکا ہوں (مورخہ کارتک سُدی ۴ سنیچر وار) آپکے پاس پہنچا ہوگا دیکھ لیجئے -

اوہک لکھنا اوشیک نہیں کنتو اپنی سمجھتا - اور تا - ایکستا تھا بدھی متا اور دوونا میں تھوڑے لکھنے سے بہت جان لیتے ہیں ہتی کا ر تک

سُدی ۱۴ سنیچر وار سمت ۱۹۳۷ و - نومبر ۱۸۸۰ء - کرپارام منتری آریہ سماج ڈیرہ دون -

بدستخطی خود آتمارام جی نے جو پرشن ارسال کئے تھے ۴ - نومبر ۱۸۸۰ء کو اوسکی نام سوامی جی نے یہ خط ارسال کیا - مورخہ ۱۴ نومبر ۱۸۸۰ء

پوجیہ ور آتمارام جی - نمستے - پتر آپکا تاریخ ۴ - نومبر ۱۸۸۰ء کا لکھا ہوا ۱۰ نومبر ۱۸۸۰ء کی شام کو میرے پاس پہنچا دیکھکر آنند ہوا - اب آپکے سوالونکا جواب تفصیل سے لکھتا ہوں - (از آفتاب پنجاب ۱۳ دسمبر ۱۸۸۰ء)

سوال نمبر ۱ - (ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۲ صفحہ ۴۹۶ سطر ۱۶) میں تحریر ہے کہ جب پرلے (جگت کا نابود ہونا) ہوتا ہے تو پدگل (ذرات عناصر) جدی جدی ہو جاتے ہیں" ایسا نہیں ہے -

جواب - میں نے ٹھاکر داس جی کے جواب میں ایک پتر آریہ سماج گوجرانوالہ کی معرفت بھیجا تھا - جو آپکے پاس ہی پہنچا ہوگا اوسمیں یہ تبلایا گیا ہے کہ جین اور بودھ دونوں ایک ہی ہیں خواہ اونکو بودھ کہو خواہ جین کہو بعضے مقامات میں مہابیر وغیرہ تیرتھنکروں (جین مت کے پیشوایان مذہب کا خطاب ہے) کو بدھ اور بودھ وغیرہ الفاظ سے پکارتے ہیں - اور کہیں جگہ جن - جین - جن ور - جن اند وغیرہ نام سے بولتے ہیں جنکو چارواک بدھ کے شاخوں میں کہتے ہیں - انہیں لوگ بدھ - سوینگ بودھ - اور چار بودھ وغیرہ کہتے ہیں آپ اپنے گرنتھوں میں دیکھ لیجیے (گرنتھ وویک سار صفحہ ۶ سطر ۱۳) - بدھ - بودھ - یہ ایک بدھ انیک بدھ بھگوان ہیں (صفحہ ۱۱۳ سطر ۷)

چار بدھ کی کتھا (صفحہ ۱۳۷ سطر ۸) ہر ایک بدھ کی کتھا (صفحہ ۱۳۸ سطر ۱۲) - سوینگ بدھ کی کتھا - (صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۴) -
چار بدھ سم کال موکھش کو گئے - اسی طرح اور بھی آپ کے گرنتھوں میں کتھا صاف موجود ہیں - جنکو آپ یا اور کوئی جین شمر اونکے خلاف نہ کہ سکیں گے -

اور ٹھاکر داس کی پہلی چٹھی میں (منجملہ اون شلوکوں کے جو میں نے اس سے پہلے پتر میں لکھکر آپکے پاس بھیجائے ہیں) آپ لوگ کئی شلوک منظور بھی کر چکے ہیں - اوس چٹھی کی نقل میرٹھ میں ہے اور آپ کے پاس بھی ہوگی (کلپ بھاش ہو مکا جس میں راجہ شیو پرشاد جی نے اپنی جین مت استھہ پتا وغیرہ بزرگوں کے پرم پرا کا حال لکھا ہے اونکی گواہی بھی لکھ بھیجی اور اتہاس ترناشک کھنڈ ۳ صفحہ ۸ سطر ۱۴ سے لیکے صفحہ ۹ کی سطر ۲۳ تک) صاف لکھا ہے کہ جین اور بودھ ایک ہی کے نام ہیں -

اکثر جگہ مہابیر وغیرہ تیرتھنکروں کو بودھ کہتے ہیں اونہیں کو آپ لوگ جین اور جن وغیرہ کہتے ہیں - اب ہے بودھ کی شاخوں کے بھید جو چارواک ابھیاسک وغیرہ ہیں جیسا کہ آپ کے یہاں شویت امبر - دگ امبر - ڈھونڈیا وغیرہ شاخوں کی بھید ہیں کہ اونمیں کوئی شونیہ واد - (قائل نیستی) کوئی کھشنک (قائل تغیر اوقات) کوئی جگت کو نت ماننے والا - کوئی انت ماننے والا - کوئی سوبھاؤ سے دنیا کی پیدایش اور پرلے (نابود ہو جانا) مانتے ہیں اور کوئی روح کو پانچ عنصر (پانی - مٹی - ہوا - آگ - اور انکے اتصال سے) بنی ہوئی مانتے ہیں اور اسکا ناش ہو جانا بھی مانتے ہیں (دیکھو ترناولی گرنتھ صفحہ ۲۲ سطر ۱۳ سے لیکے صفحہ ۲۴ سطر ۱۰ تک) کہ اوسجگہ سب جگت کی پیدایش اور قیام اور پرلے بھی لکھا ہے یا نہیں اسی طرح چارواک وغیرہ بھی کئی شاخ والے جسکو آپ پدگل کہتے ہیں اوسکو اٹو وغیرہ نام سے لکھتے ہیں اور اونکے آپسمیں ملنے سے جگت

(۵) اگنی ہوتر یا تین وید۔ ترسنڈ۔ بھسم لگانا یہ بے عقل و بے ہمت لوگوں کی روزی برہمانے بنائی ہے۔

(۶) اگر جانور۔ جوتشٹوم یگ میں مارے جانے سے بہشت کو جاتا ہے تو یجمان اپنے باپ کو اس میں کیوں نہیں مار ڈالتا۔

(۷) مرے ہوئے جیوؤں کو اگر شرادھ ترپتی کا باعث ہے تو سفر میں لوگوں کو توشہ رکھنا فضول ہے۔

(۸) بہشت میں بیٹھا ہوا اگر وہاں سے ترپت ہوتا تو کوٹھے پر بیٹھا ہوا کیوں نہ ہوتا۔

(۹) جب تک جیئے سکھ سے جیئے۔ قرض لیکر گھی پیئے۔ خاکستر ہوئے جسم میں پھر آنا کہاں۔

(۱۰) اگر جسم سے نکلکر جیو پرلوک کو جاتا ہے تو متعلقین کی محبت سے پھر لوٹ کر کیوں نہیں آتا۔

(۱۱) یہ سب اوقات بسری کا وسیلہ برہمنوں نے بنا لیا ہے مرے ہوئے جیووں کی کرما وغیرہ نہیں اور کچھ نہیں ہے۔

(۱۲) گھوڑے کے فلاں استری گرہن کرے بھانڈوں نے اسطرح کی باتیں بنا رکھی ہیں۔

(۱۳) تین وید کے بنانے والے بھانڈ۔ دھورت۔ نشاچر ہیں اور جربری اور ترپھری الفاظ پنڈتوں کے کلپت ہیں۔

(۱۴) گوشت کا کھانا راکھشسوں کا کام ہے۔ علے ہذالقیاس یہ سب شلوک اسبات کا اظہار کر رہے ہیں کہ جین مت کے فرقوں نے سخت نندا وید مت کی ہے اور جو کچھ میں نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے وہ سب ٹھیک ٹھیک ہے"

پہلی چٹھی کے جواب میں لالہ ٹھاکرداس وغیرہ کو لکھ بھیجا گیا تھا کہ جین مت کی کئی شاخیں ہیں اگر آپ ہر ایک شاخ کے منتر سدھانت جانتے ہوتے تو آپ کو ستیارتھ پرکاش کی تحریر میں شک کبھی نہ ہوتا آپ لوگوں کے سوالوں کے جواب میں دیر اس لئے ہوئی کہ اگر کوئی صاحب دھیم دبھیہ دو گوان) جیسا کہ سرشٹ پرشوں کو لیکھ کرنا چاہئے ویسا کرتا تو اوسی سمے اُتر بھی لکھا دیا جاتا کیونکہ سبھیا پورک لیکھ کے اوتر میں سوامی جی ولمبھ کبھی نہیں کرتے۔ دیکھئے! اب پنچائت سراوگیان لدھیانہ نے یوگ لیکھ کیا تو سوامی جی نے اُتر بھی شیگر لکھوا دیا۔ اور اب بھی لکھ دیا گیا تھا کہ جتنے ستیارتھ پرکاش وشئک آپ لوگوں کے پرشن ہوں سب لکھ بھیج دیجئے۔ جو سب کے اُتر ایک سنگ لکھ دئے جاویں جیسا سوامی جی نے لکھوایا تھا کہ آتمارام جی کو جین مت والے شرومنی پنڈت گنتے ہیں۔ اِن کا اور سوامی جی کا پتر لیکھ انوسار سماگم ہوتا تو سب باتیں شیگھر ہی پوری ہو جاتیں پرنتو ایسا نہ ہوا اور یہ بھی شوک کی بات ہے کہ ہم نے اس وشئک جسٹری چٹھی آپ پنچائت اور گیان لودھیانہ کو بھیجی گئی اوسکا جواب بھی ابتک نہیں ملا۔ نہ پرشن بھیجے۔ کنتو جو ٹھاکرداس نے ایک بات لکھ بھیجی تھی کہ یہ شلوک جین مت کے کس شاستر اور کس گرنتھ کے انوسار ہیں اور جو بات کرنے کے یوگ آتمارام جی ہیں اون کا شاسترارتھ کرنے میں نشید ھ لکھ بھیجا اور ٹھاکرداس جی کا یہ حال ہے کہ پرنتو چٹھی میں سنسکرت اور بھاشا کے لکھنے میں انیک دوش لکھے ہیں اب آپ لوگ دہرم نیائے سے وچار یہ لیجئے کہ کیا یہ بات ایسی ہونی یوگ ہے کہ جب جب چٹھی ٹھاکرداس نے لکھی تب تب سوامی جی کے پاس اور اوس میں جو بات شششٹ پرشوں کے لکھنے یوگ نہ تھی سب لکھی اور جو یوگ ہیں اتھتا آتمارام جی اونکو بات کرنے اور لکھنے وا چٹھی پر دستخط کرنے سے الگ رکھتے ہیں اور ایک یہ کہ ٹھاکرداس جی سے سوامی جی کا سامنا کراتے ہیں کیا ایسی بات کرنی شششٹوں کو یوگ ہے اب اوبک بات کرتے ہو تو آپ اپنی مت کے کسی یوگ ودوان کو پرورت کیجئے کہ جس سے ہم اور آپ کو سچ اور جھوٹ کی تحقیقات ہو کر بہت عمدہ گیان ہو سکے۔ بدھی مانوں کے سامنے

جن جن کو آپ اشدھ ٹھہرا ویں اون کو آپ ہمارے پاس لکھ کر بھیجدیں ہم اسکا نرنے کرادینگے۔ سو مہاتمن! آپ اور باتوں کے نرنے کو تو رہنے دیجئے سب پرتھم اس بات کا نرنے کرا دیجئے۔ کہ وہ شلوک آپ نے کہاں سے لیکر اور کس پرمان کو رکھ کر لکھے ہیں۔ بس شیش باتوں کا نرنے پھر آپ سے آپ ہو جاوے گا۔ انت میں آپکو یہہ جتانا چاہتا ہوں کہ میرا پرشن کچھ گمبھیر نہیں ہے کیول ایک سادھارن سا ہے اوس کا اُتر آپ شیگھر دیدیجئے اور جو کچھ کہنا ہو سو مجھے لکھیں آتمارام جی کو دُکھ دینے سے پریوجن نہیں۔ اور دوسرا یہہ کہ یدی آپکی بات کو سدھ کرنے کے ارتھ کوئی پرمان آپ کے پاس نہیں تو آپ نے ہستاکشر سہت ایک پتر بھیجکر ہم سے کہشما مانگ لیجئے اور کہشا پتر تمرتا پوربک لکھیں۔ ہم شانت ہو جائینگے۔ نہیں تو اپنا پکش دڑہ رکھ کر مجھے آگیا دیجئے کہ پھر عدالت میں اپنا فیصلہ کروالیا جاے۔ یدی آپ دینے والے نہیں تو ہمارا اُتر دو باتوں اور دو پنگتیوں میں آسکتا ہے گوجرانوالہ ۲۵ اکتوبر ۱۸۸۰ع جینیوں کا ایکداس ٹھاکرداس بہاوڑہ۔

چونکہ اس خط و کتابت میں آتمارام جی پنیج۔ اور سراوگیان لودھیانہ و گوجرانوالہ شامل تھے کوئی ظاہری طور پر اور کوئی چھپکر اسواسطے سوامی جی نے معرفت سکرٹری آریہ سماج ڈیرہ دون کے سب کے نام ایک ہی مضمون کے خط مورخہ ۶ نومبر ۱۸۸۰ء ارسال کرنے کو آریہ سماج گوجرانوالہ میں بھجوا دیے جنہیں ۱۳۔ نومبر ۱۸۸۰ء کو پردہان سماج نے سب کے پاس ارسال کر دیا۔ (نقل خط)

شری یُت پنڈت آتمارام جی اور لالہ ٹھاکرداس جی کو نمستے۔ ڈیرہ دون سے یہاں ایک پتر اون پرشنوں کے اُتر کا جو آپ سبھوں نے سوامی جی سے کئے تھے اس پریوجن سے پہنچا تھا کہ اس کی ایک نقل آپ کے پاس بھیجی جائے سو نقل آپ کے سمیپ بھیجی جاتی ہے اور یہہ بھی پرگٹ کیا جاتا ہے کہ اس کی ایک نقل سوامی جی کی آگیا انوسار لودھیانہ کے شراوک سبھوں کے پاس بھی بھیجی گئی ہے منشی پربھو دیال جی سے آپ کو معلوم ہوا ہوگا تاریخ ۱۳۔ نومبر ۱۸۸۰ء نراین کرشن اُپ پردہان آریہ سماج گوجرانوالہ۔

پوجیہ ور آتمارام جی۔ پنچایت سراوگیان لودھیانہ۔ اور ٹھاکرداس جی رئیس گوجرانوالہ جین مت انویائی سبھوں کے پرشنوں کے اُتر۔

پرشن۔ ستیارتھ پرکاش میں جو شلوک لکھے ہیں جینیوں کے کس شاستر یا گرنتھوں کے ہیں۔

اُتر۔ یہہ سب شلوک برہسپتی مت انویائی چارواک جس کے مت کا عرفی نام لوکایت ہے اور وہ جین مت انویائی ہیں[1] کے مت استھ شاستر و گرنتھوں کے شلوک ہیں۔

شلوکوں کا ترجمہ۔ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(۱)[1] جب تک جیئے سکھہ سے جیئے۔ موت پوشیدہ نہیں۔ خاکستر ہوئے پیچھے جسم میں پھر آنا کہاں۔ (اسیطرح اس فرقہ کے انترگت بھیانک کا مت ہے)

(۲) اگنی ہوتر۔ تین وید۔ ترینڈ بھسم لگانا۔ یہہ بے عقل اور بے ہمت لوگوں کی روزی برہسپتی نے رچی ہے۔

(۳) آگ گرم اور پانی سرد اور چھونے والی ٹھنڈی ہوا کسنے ان کے بنانے والے کو دیکھا یہ اپنی عادت سے ایسے ہیں۔

(۴) نہ بہشت نہ دوزخ نہ کوئی اور نجات نہ برن اور نہ آشرم کے کام پھلدائیک ہیں۔

[1] یہہ شلوک جو ستیارتھ پرکاش بار اول صفحہ ۴۰۲ و ۴۰۳ پر ہیں یہہ تمام شلوک سوامی جی سے پہلے سروشاستر سنگرہ میں ساین آچاریہ نے اور راون کے ٹیکا میں تارانا تھہ واچسپتی صاحب لکھے ہیں جو جیوانند پریس میں طبع ہو چکے ہیں (دیکھو اوسکا آغاز)۔

گوسامنے ٹھاکرداس کو کیا ہوا تھا۔ یہ سوالات بذریعہ آریہ سماج گوجرانوالہ کے سوامی جی کے پاس بمقام ڈیرہ دون ارسال کئے گئے
لالہ ٹھاکرداس جی نے اُنکے نام جو پتر تھا اوس کا اُتر کارتک بدی ۱۳، سمت ۱۹۳۷ کو لکھواکر بھجوایا۔ وہ یہ ہے۔

دیانند سرستی یوگ بھتے۔ مہاشے کارتک پنچمی کو ایک پتر گوجرانوالہ آریہ سماج نے ہمارے مندر میں بھیجا وہ پتر ہمارے پرم پوجیہ وِدوانوں میں اگرگن ساؤہوؤں میں پرشٹھت شریمان آتمارام جی کے نام تھا اُنہوں نے یہ پتر دیکھتے ہی مجھے دیدیا۔ کارن کہ انکو وا انو واد سے کچھ سمبندھ نہیں۔ پتر کا آشے جو کہول کر میں نے پڑہا تو بہت ہی چکت ہوا اور جب بیچ میں دیکھا کہ آپ کی آگیا انوسار یہ پتر لکھا گیا ہے اور آپ ہی نے اپنی گوجرانوالہ کی آریہ سماج کو پتر بھیجکر اُتیجت کیا ہے کہ وہ آتمارام جی کے نام یہ پتر بھیجیں تب تو میرے اشچرج کی سیما نہ رہی پتر کا سرنامہ اور اوپر آتمارام جی کا نام دیکھ کر تو میں نے سمجھا تھا کہ آریہ سماج کو بھرم ہوا جو انہوں نے میرے نام کے بدلے آتمارام جی کا نام لکھ دیا۔ پرنتو نہیں جب پتر کا آشا پڑہا تو وہی پرتیت ہوا کہ آریہ سماج نے جان بوجھکر یہ بھرانتی کی ہے اور اِس بھرانتی کے مول کارن آپ ہو کیونکہ آپ ہی کے اُپدیش سے آریہ سماج نے ایسا کیا۔ آہاہا!!! پیارے دیانند جی یہ بدھی آپ کو کس نے دی؟ یہ آپ کو کس نے سمجھایا کہ آتمارام جی کے نام پتر بھیجو ایک بات میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ پانچ چھ پتر میں نے آپ کے پاس بھیجے دو تین پتر آپ نے بھی میرے ہی نام پر بھجوائے پھر آپ آج بن بلائے آتمارام جی کے سامنے کیوں جا پڑے؟ واہ یہ نیائے اور وِدّتا آپ نے کہاں سے سیکھی کہ جو پتر بھیجے اوس کو تو اُتر نہ دینا اور جو نہ بھیجے اوس کے گلے جا پڑنا آپ پچھلے میرے سادھارن سے پرشن کا تو اُتر دیجئے پھر آتمارام جی کے ہی سامنے آئیے اوس میں آپ کو کیا سمبندھ؟ ایک پرشن کی جگیاسا میں آپ سے کرتا ہوں اور آپ بہیل کر دوسری اور جاتے ہیں پرنتو اِس پھسل پھسل جانے سے آپ جہوٹھ واک اور پرتگیا لکھنے کے اپرادھ سے نہ چھوٹ سکیں گے اِس بات کا خوب آپ دھیان رکھیں۔ آتمارام جی کو پتر بھیجنے سے کداچت آپ نے یہ سمجھ لیا ہوگا کہ ان کو اِدہر اُدھر کی باتاں بناکر سمجھالونگا اور نالش تک نہ پہونچنے دونگا۔ پرنتو میں آپ کو سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آپ کا مہان بھرم ہے آتمارام جی کو اِس مقدمہ سے کچھ سمبندھ نہ ہوگا جو کچھ کرنا ہے سو میں نے کرنا ہے آتمارام جی اِس جھنجھٹ سے الگ ہیں ہاں میری اُن کی ایچھا ہوگی تو جب کبھی اونھیں اوکاش ہوگا وہ آپ کی لکھتا باتوں کا کھنڈن بھی کر دینگے پرنتو اِس سمے انہیں اِس بات سے کچھ سمبندھ نہیں۔

سرسوتی جی مہاراج! آپ بچار کر تو دیکھئے میرا پرشن کچھ بڑا بھاری نہیں کیول اتنا ماتر آپ سے پوچھا اور پوچھتا ہوں کہ ستیارتھ پرکاش کے بارہویں سمولاس میں جو جین مت وِشیک آپ نے شلوک لکھے ہیں وے کس جین پستک وا جینی شاستر کا پرمان لیکر لکھے ہیں بڑے ہی شوک کا وشے ہے کہ اب اِس پرشن کو کئے ہوئے چار ماس ہو گئے پرنتو آپنے اندھا دھند پتر بیچ بیچ کر یہ چار ماس اوڑا دئیے پرسپشٹ اُتر نہ دیا۔ عدالت میں بھلا دعوٰی میرا یہی ہوگا کہ یہ شلوک جو ستیارتھ پرکاش میں دیانند نے لکھے ہیں اور ہماری مت کی نندیا کی ہے سو یہ شلوک ہماری مت کے کسی پرچین سے پراچین اور نوین سے نوین گرنتھوں میں کہیں نہیں ہیں اور یہ جو اِس نے (دیانند نے) بنا پرمان کے ویرتھ ہمارے مذہب کی توہین کی ہے اِسکا ڈنڈ اسکو اوشیہ ملنا چاہئے۔ پریہ ور۔ پھر اوس سمے آپ کیا کرو گے اِس سمے میں چاہتا ہوں کہ گھر میں نبیڑہ کرنا۔ اوتم اور سرشٹ تم ہے گوجرانوالہ کی سماج کے پریرت پتر میں یہ بھی لکھا ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں لکھے ہوئے واکیوں میں

انھوں نے جو لکھا ہے کہ آپ کے مت کے کسی اوتم وِدوان وآتمارام جی سے جو اِس سمہ گوجرانوالہ میں ہیں شاستر ارتھ ہو کر سب ستیارتھ ویدک باتوں پر وچار کیا جائے یہ بہت اوتم اور آپ کی سب باتوں کا جواب ہے اور اِس سے جن باتوں کا فیصلہ مہینوں میں پتر دوارا نہیں ہو سکتا ہے اُن کا دِنوں ہی میں فیصلہ ہو جاتا ہے اور سندیہہ شاستروں کے اتینت وچارنی باتوں کا نشچے جب تک بڑے وِدوان بلکہ پرسپر شاستر ارتھ سے وچار نہ کریں ہو ہی نہیں سکتا یدی آپ شاستر ارتھ کے لئے ابھی کوئی نشچت سمہ نہیں ٹھہرا سکتے تو جب کوئی اچت سمہ اور بدھ ورتی استھان نیت کر سکیں اِس سے اطلاع دیتے جائیں برتھا اور وِروش یکت باتوں کے لکھنے میں آپ پرورت نہ ہوں اور وِدوت رہے کہ اسبھیہ لیکھہ اور کٹو باتوں کے کرنے سے کبھی آپس میں وچار پوربک پرشنوتر بیوہار نہیں ہو سکتا۔ اور جو پرش وِدیا آدی گُن رہت ہو کے پہلے ہی سے لڑائی اور ایوگتا کی باتیں کرے جیسا کہ آپ نے کرپا کی ہے کہ پتھر کے آدمی سے ہی کٹھور تا و اسبھیہ لیکھہ کر کے منشی آنندی لال جی سے اسکا اُتر سنتے رہے اور ابھی تک اوس سے نہیں ہٹے ایسے اَوِدوان لوگوں سے وِدوانوں اور وچار یکت پرشوں کو اوشیہ الگ رہنا چاہئے اور ایسا پرشنوتر بیوہار ایک دوشت بیوہار ہے۔ شوک کی بات ہے کہ آپ پہلے ہی سے ایسی چال چلے ہیں۔ یدی آپ سمت کے کسی اوتم وِدوان کے ساتھ شاستر ارتھ ہو کر وچار نیہ باتوں کا نشچے یتھاوت کیا جاوے تو اچھی پرکار ستیہ اسّت کا نرنے ہو سکتا ہے آگے آپ کی اِچھا۔ نمستے۔ ہستاکھشر نرائن کشن اُپ پردھان آریہ سماج گوجرانوالہ۔

انہیں دنوں میں ایک خط سوامی جی کا بنام سکرٹری آریہ سماج گوجرانوالہ بدیں مضمون آیا کہ آتمارام جی کے جو سندیہہ ستیارتھ پرکاش کی بابت ہوں اون سے لکھوا کر اور دستخط کرا کر ہمارے پاس بھجوائیے تا کہ ہم اون کو اپنی ہستاکھشر کے خط ارسال کریں اُن چند ممبروں نے زبانی جا کر کہا اونہوں نے سوچنے کا وعدہ کیا بعد ازاں سماج کیطرف سے یہ خط آتمارام جی کے نام ارسال ہوا ٢٢ اکتوبر ١٨٨٠ء کو۔

شری یُت پنڈت آتمارام جی یوگ نمستے۔ مہاشے اِس سماج میں سوامی دیانند سرستی جی کا ایک پتر آیا ہے جس میں اُنہوں نے لکھا ہے۔ کہ پنڈت آتمارام جی سے ایک پتر اُن سندیہہ یکت باتوں کا جن کو وہ ستیارتھ پرکاش میں جینیوں کے وِرُدھ ٹھہراتے ہیں اون کے ہستاکھشر ہمارے پاس بھجوا دو کہ ہم وچار پوروک انکا اُتر لکھ کر اور اپنی ہستاکھشر کر کے ان کے پاس بھیجینگے کہ اِس بات کے نِویدن کے ارتھ اِس سماج کے دو تین سبھاسد آپ کے پاس پراپت ہوئے تھے۔ جس پر آپ نے کہا تھا کہ پرنتو ہم اِس وشے میں ہم وچار کر لیویں سو وچار کر لیا ہوگا مہاشے یہ سب کو وِدت ہے کہ آپ ہی کے ایڈیٹ پوربک آپ کے سیوکوں نے اِس وشے میں پتر سوامی جی کے نام بھیجا تھا اور آپ خود بھی اپنی مُکھار بند سے یہ بات کہہ چکے ہیں اِس لئے ہم لوگ بنتی کرتے ہیں کہ یدی آپ کو ستیارتھ پرکاش ویدک سندیہوں پر ستی ہے تو ہستاکھشر کرنے کے لئے آپ سوچ میں نہ پڑیں گے اور اُن سب باتوں کا ایک سوچی پتر اپنی ہستاکھشر سے شوبھت سوامی جی کے پاس بھیجنے کے ارتھ ہمارے پاس بھجوا دینگے کہ ہم شیگھر سوامی جی کے پاس بھیجدیویں پرسپر شاستر ارتھ کے بدلے جو آپ نے سویکار نہیں کیا ہم آپ کے ہستاکھشر یکت سُوچی پتر پر سب باتوں کا نرنے ہو سکتا ہے یدی آپ بھی یتھارتھ نرنے کو بھلا جانکر اِس پر دھیان دیویں انیہا نہیں ٥ کاتک سمت ١٩٣٧ مطابق ٢٢۔ اکتوبر ١٨٨٠ء ہستاکھشر دستخط نرائن کشن اُپ پردھان آریہ سماج گوجرانوالہ۔

اِس پر آتمارام جی نے کل پرشن لکھ کر اور اپنے دستخط کر کے سماج کو دیدئے کیونکہ یہ چھیڑ چھاڑ شروع میں بھی انہیں کی طرف سے تھی

اور شاستروکت بیوہار کے سہت پرتیپوروک شاستر ارتھ کے است کا کھنڈن اور ست کا پرچار کریں ۔ یہ شاستر ارتھ یہ ہم پرکرت وشے جو ستیارتھ پرکاش میں سوامی جی نے لکھا ہے اوسی دشے ہیں ہو پنچپات اپنی وشیوں میں ۔ جو اس شاستر ارتھ میں تمہارا پنڈت تیارتھ پرکاش کے وادوش سمولاس اوکت وشے کو تمہارے مت سے وردھ ٹھہراویگا تو سوامی جی اوس وشے کو دوسری بار ستیارتھ پرکاش نہ چھپوا سکینگے اور معافی بھی مانگینگے اور جو وہ وشے سوامی جی نے تمہارے مت کے انوسار سدھ کر دیا تو جتنی تم نے وید آدک وشے کی نندا لکھی ہے اسکو چھوڑنا اور سوامی جی سے معافی مانگنا ہوگا ۔ جو تم شیگھر شاستر ارتھ کرنا نہ چاہو تو کب تک کروگے اسکا نشچت سمے لکھو پنتو جتنا بنے اتنا شیگھر تا سے کرو سوامی جی اتبھا وہی اور سے کچھ بھی پربندھ نہیں اسکا پرتی اُتر دیکھتے ہی دیجئے اور اس بات میں تمکو ولمبھ کرنا اوچت نہیں کیونکہ تم نے یہ بات اُٹھائی ہے ۔ اس واسطے آپ کو یوگ ہے کہ کل شاستر ارتھ کرنے میں پرورت ہوا چاہو تو آج ہی تت پر ہو جیئے دیکھو ہمارے ساتھ پتر بیوہار کرنے سے تمکو کتنا لابھ ہوا کہ جو پہلے تم اور دوسرا پتر تم نے ہمارے پاس بھیجے تھے وہ کیسی اشدھ تھے اور جو تیسرا پتر تم نے بھیجا تو بھاشا کے قاعدہ سے کچھ اچھا ہے اور ایسرا ارتھ سے تو یہ بھی شدھ نہیں ہے ۔ اب میں اپنے لیکھن کو ادھک لکھنے سے روک کر آپ لوگوں کو جتاتا ہوں کہ آپ لوگ پوروکت باتوں پہ دھیان اوشیہ دیویں ۔ یہ بات بہت اوتم اور لابھ کاری ہے رشی بہادر پنشدی ۸ ۔ روی وار سمت ۱۹۳۷ آشندی لال منتری آریہ سماج میرٹھ ۔

اس خط و کتابت کا اشارہ رسالہ آریہ سماچار میرٹھ اسیج سمت ۱۹۳۷ مطابق ستمبر ۱۸۸۰ء میں صفحہ ۱۹۳ - ۱۹۵ تک موجود ہے ۔

اسکا اتر از جانب لالہ ٹھاکر داس :- سوامی دیانند سرستی یوگ نمستے ۔ آپکا پتر مجھے پہونچا ۔ پرنتو جو میں نے پوچھا تھا جو یہ شلوک کون سے گرنتھ کے شاستر کے ہیں اتھوا کون سے جین سے آپ نے سنے و سکیہیں ؟ ان دونوں میں سے آپ نے ایک کا بھی اُتر نہیں لکھا کیا یہ شوک کی بات ہے کہ جب ستیارتھ پرکاش میں لکھا تھا تب نہیں بچارا تھا ۔ جو اس بات کا اُتر کوئی مانگے گا تو کیا اُتر دونگا ۔ ہم آپ کو پریم پوروک لکھتے ہیں یا تو وہ گرنتھ پرشنوں کا اُتر لکھو نہیں تو اپنی بھول پرگٹ کرو ہم سے معافی مانگو اور جو تم نے لکھا ہے کہ ہمارے پاس آؤ چرچا کرو سو ہاں جو تم ہمارے پرشن کا یتھارتھ اُتر لکھوگے تو ہم کو یہ نشچت ہو جاوے گی جو سوامی جی ستوادی ہیں تو پھر ہمکو جو سننے ہوگا تو آپ کے پاس پہنچنے کو چلے آوینگے جبکہ اُتر یتھارتھ نہ لکھا تو پھر استوادی سے ہم کو پوچھنے کی و اچرچا کرنے کی کیا ضرورت ہے آشون ودی ۹ سوموار مطابق ۲۷ ستمبر ۱۸۸۰ء ۔

گوجرانوالہ ٹھاکر داس بقلم خود ۔

چونکہ پھر وہی پرشن تھا اور محض بے تکی ہانک کر مباحثہ سے پہلوتہی کی گئی تھی بنابراں اس پتر کو گوجرانوالہ سماج نے سوامی جی کے پاس بھیجنا ضروری نہ سمجھکر (کیونکہ انہیں کی معرفت خط و کتابت ہوتی تھی) خود منتری سماج نے اس کا جواب لکھا اور یہ دوسرا پتر آتمارام جی کے نام ارسال کیا ۔

اول خط بنام ٹھاکر داس بلا تاریخ ۔ لالہ ٹھاکر داس جی نمستے ! ہم کو آپ سے کچھ متر بھاؤ بھی ہے ہماری باتوں سے اپرسن و اکرودھ گیت نہ ہونا آپکا پتر متی اسیج ودی ۹ کا آپ نے سوامی جی کے پاس بھیجنے کے لئے اس سماج میں بھیجا تھا سر و تھا پہلی ہی باتوں سے بھرا ہوا ہے اور سوامی جی کے پاس اوس کا بھیجنا بیرتھ جانا ۔ اس لئے نہیں بھیجا گیا کیونکہ سوامی جی کی اور سے اُتر آپ کے پتر کا جیسے اُچت تھا آچکا ہے

اودم - بھائی ٹھاکر داس جی یوگ نمستے - پتر آپ کا مِتی بہادوں بدی ۱۰ سمبت ۱۹۳۷ کا لکھا سوامی جی کے پاس پہنچا - سوامی جی نے ہمکو دے دیا
اوکت پتر کو دیکھا اوپرے جانکر مجھکو اشچرج ہوتا ہے کہ آپ پنڈت پنڈت پنڈت ہوکر کیوں کرتے ہیں میں نے پرتھم پتر میں سب باتوں کے
پرتی اُتر لکھے پھر بھی تم نہ سمجھے تو میرا کیا دوش ہے - کیا میں نے یہ بات نہ لکھی تھی کہ جو سوامی جی سے مت وشیک شاسترارتھ کیا چاہو
تو اپنے مت کے سرو اُتکرشٹ (سب سے بڑے) ودوان کو سوامی جی کے سنمکھ کرو اگر وہ جواب نہ کر سکو تو جو اس سمے گوجرانوالہ میں آتمارام جی
اُپستھت ہیں انہیں کو شاسترارتھ کے واسطے نیت کرو جس میں آپ لوگوں کے مت کی ستیتا اسّتیتا پرسدھ ہو کے سب کو وچار کرنے
کا سمے پراپت ہو اور جو آپ لوگوں پر (مت اور سوگرنتھوں کو گپت رکھنے سے) اُتپتھ روپ کلنک پرسدھ ہو رہا ہے وہ دور ہو کر سومت کا تتھا
تیارتھ پرکاشت ہو جائے لوگ ایسا اپواد تمہارا سے پر دھرتے ہیں کہ جیسے وید آدک شاستروں کو آریہ لوگ - بائیبل آدی کو عیسائی لوگ
اور قرآن آدی کو مسلمان لوگ دیا کہیا اور دیش بھاشانتر میں ترجمہ کر کے پرچار کر رہے ہیں ویسے جین لوگ کیوں نہیں کرتے؟ یدی جینیوں
کے مت وشیک پستک ٹھیک ٹھیک ست اور ودیا پستکوں کے انوکول ہوتے تو وام مارگیوں کے سدرش کول پرمتی کے سمان اپنے
پستکوں کو گپت کیوں رکھتے؟ اِتیادی بدھی مانوں کے اپواد کا نوارن کرنا - آپ لوگوں کو اتینت اُچت ہے سو اس کے نوارن
کے اُپائے دو ہی ہیں - ایک سوامی جی کے ساتھ تمہارے مت کے سرو اُتم ودوان کا شاسترارتھ ہونا اور دوسرا اپنے سب پستکوں کو انیک
دیش بھاشاؤں میں چھپوا کے پرسدھ کرنا - جب تک ایسا نہ کرو گے تب تک پوروکت کلنک دور کبھی نہ ہوگا - پرتھم یتن کا اپائے جو کیا چاہو
تو شیگھر ہی ہو سکتا ہے سوامی جی اور آتمارام جی کا سموادھم اور تم ملکر کرا دیں - جو سوامی جی کا پکش کھنڈت ہو کر آپ لوگوں کا پکش سدھ
رہے تو آتمارام جی آدی آٹھ جینیوں کا ریل کرایہ کھانے پینے کا جتنا خرچ اٹھے اتنا ہم دیں اور جو آتمارام جی کا نراکرت ہو کے سوامی جی کا پکش
سدھ رہے تو آٹھ پرشوں کا پوروکت بیوہار میں یادت خرچ ہو تاوت آپ لوگ دیویں - کوئی اُتم استھان مدھ آوتی ہو وہاں دونوں مہاتما اُپستھت
ہو کے شاسترارتھ کریں ہم لوگوں نے سوامی جی سے اس وشے میں پوچھا تھا - سوامی جی نے کہا ہے کہ جو ایسا ہو تو ہمکو سویکار ہے -
اب تم لوگ آتمارام جی سے پوچھو کر دے اس بات میں پرسن ہیں وا نہیں جو دے شاسترارتھ کرنے کو اُدیت ہوں تو شیگھر لکھیں - کیونکہ
سوامی جی یہاں سے انیتر جانے والے ہیں اس سے یہ کاریہ اتی شیگھر ہونا چاہیے ارتھات دونوں مہاتماؤں کے سماگم سے سب سدّانت
پرکاشت ہو جا سکیں گے اور دوسرے پتر کا اُتر اسواسطے نہیں بھیجا کہ اس میں کچھ وشیش نہ تھا - اب جو تیسرے اُتر میں تم نے لکھا ہے
سو یہ سٹ کو پیش دنہ ہے کیونکہ ان کا اُتر پرتھم پتر کے اُتر میں ہم لکھ چکے ہیں اور اس پتر میں تمکو ایسا اسبھیہ لیکھ لکھنا یوگ نہ تھا تمہا سوامی جی کے
نام پتر بھیجنا بھی انوچت تھا یہ سمجھے جانو کہ سوامی جی اور ان کا سروسو ہمارا اور ہم تتھا ہمارا سروسو سوامی جی کا ہے - جیسا تم نے لکھا ویسا
تم پر بھی آ لگتا ہے کہ تم کون کہنے اور لکھنے والے اور جو ہو تو ہم کیوں نہیں -؟ یہ سب باتیں لکھنے سے کبھی نہیں نپٹ سکتی ہیں بنا دونوں
ودوانوں کے سماگم کے بار بار بنا سمجھے لکھتے ہو کہ تیار تھ پرکاش آپ نے کیوں چھپوایا؟ اتنا بھی بودھ تمکو نہیں ہے کہ یہ گرنتھ سوامی جی
نے چھپوایا ہے وا رجہ جیکرشن داس سی - ایس - آئی نیس مراد آباد نے چھپوایا ہے جب ایسے چھوٹی چھوٹی باتوں کو نہیں سمجھ سکتے ہو تو گوڑھ
باتوں کو کیا سمجھ سکو گے یہ تم اور ہم کو اتینت یوگ ہے کہ اپنے اور دوسرے کے مت کا ست است نرنے کے لیے بیٹھا دو یا پرمان لو

سمرتھ ہو اتنا خرچ ہو جانے پر بھی آپ لوگوں کو بھناتی کٹھن دیکھ پڑتا ہے اور ایک یہہ بات بھی کرو کہ جیسے ہمارے بیچ میں سوامی جی بہت اُتم
وِدوان ہیں ویسے جو کوئی ایک تمہارے بیچ میں سربانگرشٹ ودوان ہو اُسکو سوامی جی کے سامنے کھڑا کیجئے کہ جس سے تم اور ہم کو ویدک اور جین
مت کے چرچا میں کچھ آنند پراپت ہوں اور انیہ منشوں کو بھی لابھ پہونچے ہمارے اس لیکھ کو نندیہہ ستّ اور سول منتر ہتا سوتر کے تُلّ سمجھنا
کہ اتنے ہی لکھنے سے سب کچھ جانیگا تمہارے سامنے اس سے اِدہک لکھنا ہمکو اوچت نہیں کنتو جب جب جہاں جہاں جیسا جیسا پرکرن
آوے گا تب تب وہاں وہاں ویسا ویسا ہی ہم لوگ تم کو ٹھیک ٹھیک ساکھشات کرادیا کریں گے ایسا نشچت جانو جیسے یہہ پتر ہم لوگ وہاں
گوجرانوالہ کے آریہ سماج کی معرفت ہی بھیجتے ہیں ویسے آپ لوگ وہیں کے سماج کی معرفت ہی ہمارے پاس پتر بھیجا کیجئے گا متی شراون
بدی ۵ سوم وار سمت ۱۹۳۷ - دیانند سرسوتی -

اس پتر کے بعد لالہ ٹھاکرداس نے سوامی جی کے نام مندرجہ ذیل پتر ۶ - اگست کو ارسال کیا -

سوامی دیانند سرستی یوگ نمستے - واہ رے واہ اُتر لکھانے والے اُس اُتر کے لکھانے سے تمہاری بڑی وِدوتا جاہر ہو گئی ہے تم نے جو لکھا
ہے کہ ہم ایسے ہیں یا ویسے ہیں ہاں تم ایسے ابھمان کے بیچ ہو وِدوانوں کی یہی ریتی ہوئے گی جو کوئی اُتر مانگے اوسکو اُتر تو یتھارتھ نہیں
لکھنا کنتو اُتر کے بدلے اوس کی نندا اور اپنی بڑائی لکھ دینی واہ کیا ہی نرمل بُدہی کا پربھاؤ ہے پرنتو ایسے اُتر لکھنے سے
ہمارے پتر کا اتر نہیں لکھا کنتو ویرتھ ہی تم نے کاگذ کالا کیا ہے پرنتو تمہارے لکھنے سے ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہے جو سوامی جی نے
کسی جین کے کتھن سُنکر ستیارتھ پرکاش میں لکھ دیا ہوگا پرنتو جین مت کے شاستر سوامی جی نے کدی ہی نہیں دیکھے ہوں گے
جیکر دیکھے ہوتے تو اپتادک شلوک جینیوں نے بنا کر رکھے ہے ایسا کدر سے نہ لکھتے کیونکہ جین مت کے دوشاکہا ہیں - ایک شوتیامبر اور ایک
دیگمبر اِن دونوں میں سے کون سا جین سوامی جی کے کان میں سُنا گیا تھا جیسے اپر شلوک جینیوں کے بنائے ہوئے ہیں اب سوامی جی
کو اُچت ہے جو ان شلوکوں کا ٹھکانا کہیں - اتھوا جس نے اون کے کان میں سنایا ہے اوس جینی کا نام لکھیں اتھوا سوامی جی کی سمجھ میں
اوکت دونوں شاکہاؤں کے سوا اور کوئی جین مت ہے ایسکا یہہ شلوک ہے تو اسکا نام لکھیں ابھمان کی باتیں لکھنے سے وِدوان
نہیں ہوتا اُتر نہیں لکھا اور اُتر کی جگہ ابھمان کی باتاں لکھنی تو یوگ نہیں -

شراون بدی ایک سمت ۱۹۳۷ یہ جینیوں کا داس انو داس ٹھاکرداس -

اسکا اتر جلد نہ آنے پر دوسرا خط ۲۰ - اگست ۱۸۸۰ء کو روانہ کیا -

اوس کا اُتر منشی آنندی لال صاحب نے ۱۲ - ستمبر ۱۸۸۰ء کو دیا - وھو ہذا -

نوٹ - لالہ ٹھاکرداس کے پتر کی نقل ہو بہو کر دی گئی ہے درستی اصلاح وغیرہ کا لحاظ دانستہ نہیں کیا گیا -

چونکہ سوامی جی اِن دنوں آگرہ میں نہ تھے بلکہ میرٹھ میں تھے اسواسطے اُن کو چٹھی بہت ہی دیر سے پہونچی چنانچہ سوامی جی کیطرف سے منشی آنند لال سکرٹری آریہ سماج میرٹھ نے اِس کا جواب تاریخ ۲۶ جولائی ۱۸۸۰ء کو لکھ بھیجا وہ خط یہ ہے۔

ٹھاکر داس جی یوگ بمنتے - پتر آپ کا سمت ۱۹۳۷ اساڑھ شدی پنچمی پنجابی کا لکھا ہوا سوامی جی کے پاس پہونچا دیکھ کر ابھیپرائے دل کا جان لیا اوس کے اُتر لکھنے کے لئے سوامی جی نے مجکو آگیا دی ہے اِس سے آپ کو میں لکھتا ہوں۔

بڑے اشچرج کی بات ہے کہ جو لوگ وِدوان نہیں ہوتے وے ہی انیتھا باتوں کے لکھنے میں پرورت ہوکر اپنے ہانی مانکر بیٹھتے ہیں کیونکہ اون کو اپنی اور پرائی باتوں کی سمجھ تو ہوتی ہی نہیں اس سے آپنے آپ گڑھا کھود اوس میں آپ ہی گر پڑتے ہیں تمہارے لیکھ سے ہم کو یہ ودت ہوا کہ آپ کسی وِدیا کو نہ پڑھے ہو اور نہ کسی وِدوان نے کبھی تم نے سنگ کیا ہے نہیں تو سوامی جی کے لیکھ کے مطلب کو کیوں نہ سمجھ لیتے اور اپنا لیکھ اپنے منشا کے خلاف کیوں لکھتے؟ دیکھئے جب سوامی جی نے بارہویں سمولاس میں اینک ٹھکانوں میں چارمیہ ارتہات جین لوگ ایسا کہتے ہیں لکھا ہی تھا - پھر آپ نے یہ کیوں پوچھا کہ کس شاستر گرنتھ کے انوسار چھاپا ہے اِس لیکھ سے ودت ہوتا ہے کہ آپ جس فرقہ میں ہیں جب اوسی کا حال ٹھیک نہیں جانتے تو دوسرے جینیوں کے فرقوں کی باتوں کو کیسے جاننے میں سمرتھ ہو سکتے ہیں؟ اور اِس سے یہ بھی ودت ہوتا ہے کہ آپ اور آپ کا کوئی سنگی بھی سنسکرت اور بھاشا کو نہیں پڑھے ہیں - جب سوامی جی نے یہ لکھا ہے (کہ جین لوگ ایسا کہتے ہیں) پھر کیا تمہارا لکھنا کہ کس شاستر اور گرنتھ کی بات ہے؟ متھیا نہیں ہے! اور جو تم نے شلوک لکھے ہیں وے ہی سوامی جی کے سب لیکھ میں پرمان بہوت ہیں پرنتو جو تم نے اگنی ہوتر - تین وید - تر پنڈ بھسم دھارن آدی بدھی اور پرشارتھ سے ہین منشوں کی جیو کا یو بھاوے جگت کی بیوستھا - ورن اور آشرموں کی کرپا سب نشچل ہیں لکھا کیا یہ باتیں تمہارا اسر وسونیلام ہونے میں تھوڑا ارادہ ہے میں آپ سے سوہردتا سے لکھتا ہوں کہ اِس معاملہ کو آپ جھوٹا کبھی مت سمجھنا اِس میں سب جین مت والوں کی سمتی لے لیجئے جیسے کہ ہم سب آریوں کی تمہارے سامنے عدالت کرتے میں تن من دھن سے نشچت ہے کیونکہ تم جین لوگوں نے پرم پوتر سب ست ودیاؤں سے یکت سب منشوں کے لئے آتینت ہت کاری ایشر وکت ویدوں اور ویدانوکول انیہ ست شاستروں کی نندا اور اِن پر اُپکاری پستکوں کے ناش کرنے سے اتنی ہانی کی اور کرنی چاہتے ہو کہ جس میں سب جینیوں کا تن من اور دھن لگ جاوے تو بھی نالش کی ڈگری پوری نہ ہوگی اِس لئے تم سب جینیوں کو دگیا پن دیدو کہ وہ بھی سب تمہارے سہایک ہوکے اِس معاملہ کو ہم لوگوں سے چلا سکیں تم سب اِس میں طیار ہو جاؤ جیسے کہ ہم لوگ ست اور اسّت کے نشچے کرنے میں تت پر ہیں ویسا اپنے من میں بڑا وچار کر لیجئے گا ہم آریوں کو وشنو آدی کے سمان کبھی مت سمجھ لینا کہ جیسے اون کے رتھ نکالنے آدی کے معاملہ کو عدالت سے فتح کر لیتے ہو ویسے ہمارے ساتھ کبھی نہ کر سکو گے کیونکہ جیسے پاشان آدک مورتی پوجک تم ہو ویسے وے بھی ہیں اور ہم ہیں پرمیشر پوجک اور تم ہو انیشر وادی ارتہات سنّوتا سدھ انادی ایشر کو نہیں مانتے - اِتیادی ہیتوؤں سے تمہارا اپراجے ہمارے سامنے ہونا کسی پرکار اسنبھو اور کٹھن نہیں ہے اِس لئے تمکو نوٹس دیتے ہیں کہ تم آپس میں ملکر اِس معاملہ کو چلاؤ اور جب تمہاری بوگتا ہمارے سامنے کم دیکھتی ہے تو سوامی جی کے سامنے تمہاری کیا یوگتا ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں - دیکھنا تمہارے ہزاروں گرنتھوں سے وید آدی ست شاستروں کی نند ا کچہری میں ہم سب حکام وغیرہ کے سامنے ٹھیک ثبوت کر دیں گے اِس میں کچھ بھی سندیہہ مت جاننا جتنا تمہارا

کارسپانڈنٹ

نمستے ہم نے اخبار ستیر پلاس لاہور مطبوعہ ۱۹ جولائی ۱۸۸۰ء میں یہ لکھا دیکھا کہ "جین لوگوں نے ملکر سوامی دیانند سرستی جی پر نالش کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے اور اس کی بابت ٹھاکر داس باشندہ گوجرانوالہ نے ایک خط بھی سوامی جی کے پاس بھیجا تھا وغیرہ وغیرہ"۔

ہمکو اس خیال سے کہ کہیں ہمارے بھائیوں کو اس خبر سے مغالطہ نہ پڑے اصلیت کا ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ آج کل جین مندر گوجرانوالہ میں جینیوں کے ایک مشہور گورو کہ جو جینیوں میں نہایت عالم ہیں آئے ہوئے ہیں دراصل بنیاد اس خبر کی ان سے ہی ہے ورنہ ٹھاکر داس اُن کا مرید جو خط وکتابت کا پیشرو بنا ہوا ہے ایک محض بے علم آدمی ہے ناظرین غور فرماویں کہ یہ کارروائی کیسی ہوئی ہے کیا یہ عالموں کا کام ہے کہ ایک بے علم شخص کو ڈھال بنا کر لڑیں!! اور تسپر یہ آرزو کریں کہ سوامی جی ایک بے علم شخص کے واہیات خط کا جواب اپنی طرف سے بھیجیں! اس اخبار میں کئی ایک لغو باتیں بھی چھپی ہیں مثلاً لکھا ہے کہ "جین مت کے لوگوں نے ملکر نالش کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے"، حالانکہ خود شہر گوجرانوالہ کے ذی شعور بھابڑہ بھی اب تک اس معاملہ میں متفق نہیں ہیں۔

پھر لکھا ہے کہ "خط پہلے اس بارہ میں سوامی جی کو لکھا گیا تھا جب جواب نہ آیا تب دوسرا خط معہ نوٹس نالش کے رجسٹری کروا کر اُن کے پاس بھیجا"، حال یہ ہے کہ خط بھیجنے والے نے سوائے ایک خط کے کہ جس میں نالش کا نوٹس دیا گیا تھا دوسرا خط کوئی نہیں بھیجا۔ اصلیت کو گوجرانوالہ کے کئی لوگ کہ جنہوں نے اُس خط کو دیکھا ہے جانتے ہیں اور اوس خط سے بھی کہ جو سوامی جی کے پاس بجنسہ موجود ہوگا یہ بات تصدیق ہو سکتی ہے۔ اُس میں سوامی جی کو لکھا گیا تھا کہ آپ اُسکا جواب دیں اگر جواب نہ آوے گا تو ہم توہین کی نالش کر کے بذریعہ عدالت کے تم سے جواب لیں گے دیکھئے اوس واہیات خط کو اور اوس میں بیجا دھمکی اور تسپر یہ آرزو کہ کوئی مہذب شخص تہذیب کے ساتھ ہمکو اسکا جواب دے! خط کے بھیجنے والے کی لیاقت کو دیکھئے! پھر اوسی اخبار میں لکھا ہے کہ "سوامی جی نے جین مت کی اکثر باتیں صرف توہین کی غرض سے لکھی ہیں"،

ٹھاکر داس جی کو معلوم ہو کہ ست کا اظہار اور اوس کی تحقیق کرنا مُلک کی دینی اور دنیوی ترقیات کے لئے ایک خاص اصول اور عالموں کا فرض ہے (سوامی جی کی تمام گفتگو اسی اصول پر ہے) اس اصول یا اس کے استعمال کا نام بقول آپکے توہین کبھی نہیں ہو سکتا اگر اسیکا نام توہین کہا جاوے تو کبھی ست اور اَست کی تحقیق نہ ہو سکے اور ایسا ہووے تو مُلک کے علم وعقل کی ترقی کو نہایت نقصان پہونچے سو آپ لوگ کہاں تک مُلک کا نقصان ہی کئے جائیں گے اس سے اب تو باز آئیے ہم اُس وقت کے منتظر ہیں کہ آپ کے عالم لوگ بھی سوامی جی کیطرح عام جلسوں میں محققانہ لکچر دیتے اور ست کا اظہار کرتے ہوئے نظر آئیں اور ملک کی آگاہی کے لئے جین مت کی تمام کتابیں چھپ کر شائع ہوں تاکہ اونھیں دیکھیں اور جانیں! اور پرمیشر ایسا ہی کرے) اور اسی اخبار میں درج ہے کہ "کوئی باتوں کا پرمان بھی نہیں ہے" اس کے جواب میں ہم صرف یہی کہتے ہیں کہ جن باتوں کو آپ لوگ اپرمان (غلط) سمجھتے ہوں اُن کی بابت اپنے مت کے کسی لائق عالم شخص کو آمادہ کر کے مباحثہ کریں ورنہ ٹھاکر داس جی کوئی شاستر نہیں پڑھے ہیں کہ جن کی لیاقت خط سے ہی ظاہر ہے جو پہلے بھیج چکے ہیں ایسے واہیات خط یا بے علم شخص کے جھگڑوں کے جوابوں میں اپنے بے بہا اوقات کو برباد کرنا سوامی جی جیسے عالموں کا کام نہیں ہے۔ (آریہ سماج گوجرانوالہ)

۹- راجہ شیو پرشاد کی شہادت اور اوس کا وزن -

۱۰- ٹھاکرداس کا آخری نوٹس اور اوسکا قطعی فیصلہ اور سوامی جی کا آخری دندان شکن جواب -

۱۱- آخر کو ٹھاکرداس نے ۶- فروری ۱۸۸۱ء کو اسکا ایک نوٹس سب سماجوں کو بھیجا کہ ہم سوامی جی پر نالش کرینگے -

۱۲- متربلاس جیت شدی سمبت ۱۹۳۷ میں راجا شیو پرشاد کا جواب چھپا ہے (۴- اپریل ۱۸۸۱ء -)

۱۳- بمبئی کے نوٹس -

سوامی جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش بار اول ۱۸۷۵ء میں طبع کرایا اور اوس کے بارہویں سمولاس میں جین اور بودھ نیز دیگر ناستک متوں کا کھنڈن کیا - اوس کے بعد جب بمبئی میں آریہ سماج قائم کر کے ۱۸۷۷ء کے جون جولائی میں لاہور آئے اور بعد ازاں ماہ فروری ۱۸۷۸ء میں جب گوجرانوالہ میں جا کر ست ویدک دہرم کا منڈن اور وید ورودھ جین آدک متوں کا کھنڈن کیا اور وہاں آریہ سماج قائم ہوئی تب سے وہاں کے لوگوں کو اس کی خبر ہوئی -

کئی برسوں تک سوچ سمجھکر جب وہ سوامی جی کے اعتراضات کی تردید نہ کر سکے تو لاچار ہو کر بیہودہ شور مچانا شروع کیا جس کا مفصل اور صحیح بیانات یوں ہے -

ایک شخص ٹھاکرداس ولد مول راج اوسوال بھابڑہ ساکن گوجرانوالہ نے جو علم سنسکرت یا ہندی یا اردو و فارسی غرضیکہ سب علموں سے بے بہرہ ہے پر تو لیکن بیہودہ تکرار میں بڑا تیز طرار ہے وہ بصلاح پنڈت آتما رام جی - پوجیہ مستعد ہوا کہ سوامی جی سے خط و کتابت کرے چنانچہ وہ غریب یہانتک علم سے ناواقف ہے کہ چٹھی بھی خود نہیں لکھ سکتا اور جس سے لکھوائی وہ بھی محض کودن ہے خود عبارت شاہد ہے کہ اردو و ہندی دونوں سے محروم ہے اور سنسکرت کے تو شبد ماتر سے بھی آگاہ نہیں -

۱- لالہ ٹھاکرداس کا پہلا خط مورخہ ۳- جولائی ۱۸۸۰ء -

سوامی دیانند سرستی یوگ آنر گوجرانوالہ نے لکھتم جین متی کا رن لکھنے کا یہ ہے کہ جو آپ نے ۱۸۷۵ء میں ستیارتھ پرکاش چھپایا ہے اوس پستک کا سمولاس ۱۲ میں صفحہ ۳۹۶ سے لیکر جو دیا کہان جینیوں کے بابت لکھا ہے اور انہیں حوال (احوال) جین مت کے شلوکوں کا لکھا ہے سو آپ کرپا کر کے جین کے شاستروں کا نام لکھو کہ یہ کون سے جین کے شاستر کے شلوک ہیں - اس بات کا جواب جلدی بھیجو - چونکہ جو جین مت میں یہ شلوک ہے نہیں - اور جھوٹ لکھنا یہ بدہی مانوں کی بات نہیں اسواسطے آپ کو یوگیہ ہے کہ اس شاستر کا نام لکھنا اسواسطے آپ کو چٹھی دیجاتی ہے اسکا جواب جلدی بھیجنا اس چٹھی کو بنام ٹھاکرداس گوجرانوالہ جین مندر میں بھیجنا - چٹھی لکھی متی اساڑہ ودی ۱۱ سمبت ۱۹۳۷ پنجابی دستخط بیلی رام کے -

اسکا اتر آنے میں دیری ہوئی اس لئے اساڑہ شدی ۵ مطابق ۱۲- جولائی ۱۸۸۰ء کو پھر آگرہ میں دوسرا خط بھیجا اور یہ خوشی رام سے لکھوایا اور اس میں پہلے سے بڑھ کر صفحہ ۴۰۲ کے شلوک بھی لکھدئے - اور لکھا کہ یہ چٹھی بطور نوٹس کے ہے آریہ سماج گوجرانوالہ نے اسکا جواب آریہ درپن اپریل ۱۸۸۰ء جو دیر سے نکلا تھا اوس کے صفحہ ۹۱ سے ۹۳ تک بہت سا مضمون چھپوایا -

باب پنجم

فصل دوم

سوامی جی مہاراج کا جین مت والوں سے شاستر ارتھ اور جنیوں کی لیلا

واضح ہو کہ سوامی جی مہاراج جہاں تشریف لیجاتے وہاں اِن چار مذاہب (جینی ـ پورانی ـ کرانی ـ قرانی) کا بالخصوص کھنڈن فرماتے تھے صدہا مقامات پر کوئی جینی سامنے نہ آیا اور جہاں کہیں کوئی سمکہ آیا شکست کھا بھاگتا ہوا پیٹھ دکھایا اور اگر کوئی منصف مزاج اور حق پسند ہوا تو جھٹ جین دھرم سے ہاتھ اُٹھا ویدک دھرم کا پیرو کار کہلایا گیہ پویت کا (پوتر) مقدس رشتہ گلے میں ڈال ذات باریتعالیٰ پر ایمان لایا اور توہمات و وسوسات سے نکل راہ راست پر قدم جمایا *

اوّل پنجاب کے جنیوں کا برتانت جس میں مندرجہ ذیل مضمون ہیں

۱ـ ٹھاکرداس کا پہلا و دوسرا خط مورخہ اساڑہ بدی ۱۱ و اساڑہ سُدی ۵ سمت ۱۹۳۷ اوسپر اول منتری آریہ سماج گوجرانوالہ کیطرف سے متر بلاس اور اوس کے دوست ٹھاکرداس کی تردید ـ دوئم سوامی جی کیطرف سے ایکا کافی جواب بذریعہ منتری آریہ سماج میرٹھ ساون بدی ۹ سمت ۱۹۳۷ ـ

۲ـ ٹھاکرداس کا تیسرا و چوتھا خط مورخہ شراون سُدی و بھادوں بدی ۱۰ سمت ۱۹۳۷ اور اوسکا جواب سوامی جی کیطرف سے بذریعہ منتری سماج ـ

۳ـ ٹھاکرداس کا پانچواں خط مورخہ اشون بدی ۹ سمت ۱۹۳۷ اور اوسپر سوامی جی کیطرف سے منتری آریہ سماج گوجرانوالہ کا جواب ـ

۴ـ آریہ سماج گوجرانوالہ کی چٹھی مورخہ ۲۳ ـ اکتوبر ۱۸۸۰ء بنام پوجیہ آتمارام جی ـ اور اون کا اُتر ۲۵ ـ اکتوبر ۱۸۸۰ء کا لکھا ہوا ـ

۵ـ سوامی جی کے خطوط بنام جین سبھا مقام لودہانہ و گوجرانوالہ مورخہ ۹ ـ نومبر ۱۸۸۰ء ـ

۶ـ سوامی جی کے دو خط بنام پوجیہ آتمارام جی کے پہلا مورخہ ۱۴ ـ نومبر بجواب خط ۴ ـ نومبر ۱۸۸۰ء کے اور سوامی جی کا دوسرا خط مورخہ ۲۱ ـ جنوری ۱۸۸۱ء ـ

۷ـ ٹھاکرداس کا نوٹس سوامی جی کے نام ۲۲ ـ نومبر ۱۸۸۰ء کا دیا ہوا ـ پھر ٹھاکرداس کا دوسرا نوٹس بنام آریہ سماج اور اوس کا جواب از طرف آریہ سماج و آفتاب پنجاب لاہور و پنجابی اخبار لاہور ـ

۸ـ لالہ ٹھاکرداس جی کا تیسرا نوٹس بنام کل آریہ سماجوں کے مشعر دھمکی نالش زیر دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند اور اوسکا جواب آریہ سماج کیطرف سے مورخہ فروری ۱۸۸۱ء ـ

کوئی مرد کوئی جیتو مدہ پٹو- مانس کھاؤ- بچار کرو- پانڈے جی کو تو سستی مانڈے سے پریوجن ہے

پرشن ۴- دیو دیوی کی پوجا-

اُتر- کیسی پوجا- ایک بولا چُپ بات بگڑ جائیگی کورے ہی جاؤگے-

اُتر- ہاں مہاراج شاستر سمّت ہے- پرنتو یہاں وید کو بچا گئے (من میں) دکھشنا چاہئے- کوئی بھوت پشاچ- اینٹ- پتھر- کہار پہاڑ- گھاس- لکڑی چولھا- چکی بھلا ہی پوجا لو-

پرشن ۵- اگنی کے کیا ارتھ ہیں

اُتر- اگ

پرشن- ہیں آگ

اُتر- نہیں نہیں سروسمتی یکت ایشر سے یدی یہ (اگ) ایشر نہ ہوتا تو کشن ماتر میں سنسار کے بھسم کرنے کی کس کو سامرتھ ہے دیکھو دیکھتے ہی دیکھتے سجا سجایا بنگلہ جل گیا- ایشر کو ہی سامرتھ ہے-

پرشن ۶- یگ سے کیا مکتی ملتی ہے- ایک کہا ہی چاہتا تھا کہ ایتری- شتت پتھ برہمنوں نے جل وایو شُدھی کا کارن بتایا ہے (دیکھو شت پتھ کانڈھ ادھیائے ۳) اور وگیان وُکتی سے ہی سدّھ ہے- پرنتو ہاتھ کی ہتھیلی اور جمان کا من دونو رکھنے چاہئے

اُتر- یگ سے پرم پد کی پراپتی ہوتی ہے-

پرشن ۷- شرادہ اوچت ہے

اُتر- بھلا آپ کے کہنے کی بات ہے یہ تو سدا کرتّو ہی ہے نہیں تو پوجن اور دکھشنا دونو کی ریڑ ماری جائیگی- یہ ہی بُدھی سے بچارو تو جب مرے کا دوسرا جنم مان لیا تو کون کھانے آتا ہے وا کوئی دوسرے کے مرے سورگ دیکھتا ہے- پھر تمہارے جو کے بھُو سے ملے پنڈ کھاتے سمہ کیا اُنکو اُبکائی نہ آتی ہوگی- وا برس بھر ایک دن کھا کر سدا پیٹ بھرا رہتا ہوگا- دیکھ لو द्रव्येषु सर्वे वशाः یعنی روپیہ کے سب بس میں ہیں ہم نے کہا من کے ترنگ سے ادپک سدھ کر دکھایا- یدپی گن اگر- رتنا گرنا گر آدی سم تلیہ جو نرلوبھ تھے وے ہمارے یہاں نہیں آئے- پرنتو ہم نے مدار چھاپ کرا ہی لی- پشچات جو کچھ ہو ہم نے تو اپنی بات کر ہی رکھی ہے- بھارتی ولاس مہاشے- ہم آشا کرتے ہیں کہ اس شونیہ نرمت چھایا روپ سبھا کے برتانت سے سروسا دھارن کو ودت کر کے ہرشت کروگے- یدی پھر کبھی سمہ ملیگا- تو پھر اور سبھا رچیں گے" (لاٹ پوپ شبہ چنتک)

روپ بن رہا ہے دیکھ لو جو کچھ ہے سو اسی کا چمکار ہے۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کی ورشٹا ہی مائی ہے۔ بدھی۔ بل وِدیا کو کوئی نہیں پوچھتا۔ آجکل وشیش ٹکے والے کی ہی چترائی ہے۔ راجا مہاراجا۔ سیٹھ ساہوکار اسی کے پرتاپ سے بنتے ہیں۔ اس کے آگے بُدھی وِدیا کی کچھ نہیں چلتی ہے۔ ادھک کیوں بچارتے ہو۔ دیکھ لو کہ نارائن بھی لکھشمی کے آدھین اور دُلہن بن رہے ہیں۔ جو شری مت بھاگوت پڑھی واسنی ہوگی۔ تو اس میں سنشے نہ کروگے۔ پھر جب اس کے آپ ہی نارائن داس بن گئے ہیں تو منش کی کیا سامرتھ ہے۔

اس کارن ویش دیشانتر کے وہی وِدوان جو ہمارے کاریہ سادھن سے تت پر تھے۔ کہیں چھن ماتر ہی میں وِدیت (بجلی کی طرح) من ترنگ وت (من کی لہر کی طرح) من ترنگ آر وڑوہ آہی پہنچے۔

لو دیکھتے ہی دیکھتے سبھا بیٹھ گئی۔ جھائیں جھائیں ہونے لگی۔ پرکار پرکار کے شبد مدھر۔ کٹھور۔ تیبر۔ ہونے لگے۔ ہلاس کے ہاس سے چھینک کی چھنکا چھنک بڑھی۔ اور اس سے ادھک سبھا کا پربندھ بھی انوکھا تھا۔ کرسی نہ موڑھے۔ دری چٹائی پرتھوی پر اور اکاش کے مدھ میں سورن منڈت کئے ہوئے چھوٹے بڑے بڑے بٹ برکھنیوں پر سکھ یوجن لٹکوا دئیے۔ دن کو چکا چوندھ نہ لگے اور ست روپی بھانو کا پرکاش نہ ہو سکے۔ یہ وچار کر ماما نے تم آبرت چندر تپ اوپر تنوا دیا۔ اب تو وچار ہونے لگا پرنتو تھیلی میرے ہاتھ تھی اس کارن میری ہی بھر کٹی اور گٹ گعش کے انوسار وہ وچار وچار کر وچار کرتے تھے۔

اب یہ سن لو کہ یہ سمارُوہ کیوں ہوا کہ ست کا ہراس اور استت کا تم پھیلے۔ کیونکہ کل کے راج میں ست کا کیا کام۔ پھر یہ بھی تو ڈر ہے کہ اس امرت تل صورش سیتہ کے آگے میری اس اسیتہ کھٹی اچاری کو کون پوچھتا ہے اس کارن سوادھی کا پری ورتن کر تبیہ سمجھا گیا۔ اب کچھ بچار بھی سن لو۔

پرشن ۱۔ وید سنگتا سب براہمن ست سمان مانتیہ ہیں وا نہیں۔ کوئی کہا ہی چاہتے تھے کہ نہیں کیونکہ ویداتپتی کے پشچات انکی اتپتی ہے۔ پرنتو دو چندراتپ اور پھر مایا کا پرتاپ جھٹ پٹ اوگھاٹ چل نکلے

اُتر۔ ہمارے من مانے کہا کہ سب سماں مانتیہ ہیں

پرشن ۲۔ کیوں۔

اُتر براہمن نہ ہوتے تو وید کہاں سے آتا۔ کیوں جی کیا تم نے کاتیاین جی کو مان لیا۔ اور رشیوں کو جھوٹھا بتلا دیا۔ اور اتہاس پوران۔ نارشنشی۔ کلپ۔ گاتھا کے بھیدوں کو نہ سمجھا۔ پھر بچن کے ان تین بھیدوں ارتھات ودھی[1] واکیہ۔ ارتھ واکیہ[2] پرکرن[3] کو وچار کر نہ دیکھا (پرنتو) ان کو کون سمجھتا ہے یہاں تو اپنے پریوجن سے ہی پریوجن ہے

پرشن ۳۔ کیا منو کے سمان اور سمرتیاں بھی ماننے یوگ ہیں

اُتر۔ ایک کہا ہی چاہتا تھا کہ سرشٹ کنٹ کا بھید ہے۔ دوسرے نے یہ پوچھا کہ منو میں جو یہ۔ न मांस भक्षणे दोषो न च मद्य इत्यादि॥ لکھا ہے۔ یتہ ہے؟ ۔ پرنتو تیسرا بول اُٹھا کہ داتا کا من بگاڑنا انوچت ہے

نوٹ۔ بھارت متر میں لکھا ہے۔ تھیتا ایک سیٹھ نرائن داس کے متر سے سبھا ہوئی تھی اور پنڈت لوگوں کو دکشنا بھی ملی تھی۔ ۲۷ جنوری ۱۸۸۱؁ء۔

نگروں میں پنڈتوں کی سمتی کے لئے بھجواتے اور سمست بھارت والے پنڈتوں کی سمتی سے ایک پُستک جس میں ہندو جاتی کے آچار- بیوہار- نیتی اور دھرم پر ورتک ایک پدھتی ہوتی- پرستت کرتے- جس کے سمپورن ماننے سے ہی ہندو نہیں تو پتت وا اُشدھ سمجھا جاتا- یدپی یہ بات اتینت ہی کٹھن ہے- اسکو میں ہی جانتا ہوں- پرنتو پھر بھی دھرم سے پرے اور کسی وستو کو اُت کرشٹ نہ جاننے وحیاپ ترم ناستی- اس بات کو سنمکھ رکھ کر

प्रेत्यानन्तसुखावह . اس واکیہ کے تات پریہ کو سمجھ ज्ञातव्यस्य शरीरस्य, यच्चास्यात्मनि संवृते

اس بھاواکیہ پرسمپورن ہندو جاتی کے آدھار سے ہی اپنا بھی کلیان من میں ٹھان اس کٹھن کارن کرنے میں کلکتہ کے پنڈتوں کو بھارت کے پنڈتوں کے اگڑ میں ہونا چاہیئے پھر تو نشچت ہے کہ اس مہت کاریہ میں ہمارے سمپورن بھارت ورشی پنڈت بھی اپنے اپنے استھان میں سبھا ستھاپن کرکے ان وشیوں پر میانسا کرا وکت مہا سبھا کے ساتھ سمتی پرکاش کرینگے اور شیگھر ہی ایسا سمے آجائیگا جو اندھیرے کے پیچھے آجایا کرتا ہے-

شانتی ! شانتی ! شانتی ! گورداسپور سے پنڈت بھانودت تتوجگیاسو مورخہ ۲ فروری ۱۸۸۶ء)

بھارتی بلاس اگرہ جلد ۱ نمبر ۵ مورخہ ۱۵- فروری ۱۸۸۶ء میں بعنوان "اپورب سبھا" پوپ منڈلی کے ایک گھرے گھر کے بھیدی نے چھپوایا ہے-

اپُورب سبھا

مہاشئے بھارتی ولاس جی سُن لیجئے کہ ہماری لالسا بھی اپورب ہے- بناوچار کو گلشن میں داب ہم من مانی ہی کرتے ہیں- پھر برھما بھی کیوں نہ اوتر آوُ ہم کس کی سُنتے ہیں- اور ہم میں یہ بھی گن ہے کہ کیتی یکت ہو وا نہو پر ہم سدھ کر ہی دیتے ہیں- اس کارن ہم اپنے اموایہ سے کو بر تھا نہیں کھوتے- یہ ہی بچار کروگے تو سمجھ لوگے کہ سنسار میں ہمارے بنا اُس اتکرشٹ کارج کا سادھک اور کوئی نہ ہوگا- بہت دنوں سے ہمارے من میں تھی کہ کچھ اپنا نام بھی کر دکھائیں اور ہندرپرست کے بیچ اشو آرُدھ وھوں (دہلی کے پانچ سواروں) میں نام لکھاویں اسی کارن سوچ بچار کرکے ایک برہد سبھا کا ڈھانچا ڈالدیا-

دھناڈ تو کسی کے پربھاو سے بنتے ہی ہیں اس سے گیانی بھی وکھیات ہوجائیں-

ادھر ایسا وچار ہی تھا کہ ان گنت کلی کالی وویا مان اور سرو شاستر پاروشی پن بلائے ہی آپہنچے نام سُنتے ہی تانتا لگ گیا گنتاگت کا روپک بند گیا تم یہ شنکا مت کرنا کہ ایسے کیوں آئے اور جو کرتے ہو تو سما دھان سُن رکھو- کہ بھائی ستیاست وویا کو آجکل کون پوچھے ہے- سنسار میں ساڑھے گیارہ ماشہ کی لیلا پھیل رہی ہے- کیا تم نہیں جانتے کہ روپیہ ہی کا

پرگٹ ہوئی جو ویدک منتر بھاگ کو ہی سناتن ایشر کی بانڑی اور منو سمرتی کو ہی یتھارتھ آچاریہ دھرم کا گیا یک دھرم شاستر مان سمپورن شاستر اور پورانوں کو کلپت کہہ رہے ہیں اور پھر ایک اور آسام* نواسی سوامی جی کی چرچا سنی (مراد سوامی آتما نند جی سے ہے) کہ وہ اور ہی گیت سے آریہ دھرم کی پرنچ کرتے ہیں - ایشر کبھی انکا درشن دکھاوینگے تو پرتیت ہوگی کہ وہ مہاتما کیا کہتے ہیں

کس کس کا ورنن کریں - اور ایک دکشنایتہ پنڈت سبھاپتی سوامی اپنی یوگ مت کی پرکھیاتی کے ارتھ یتھا سادھیا چیشٹا کر رہے ہیں - انگریزی بھاشہ میں پستکیں بھی لکھتے ہیں اور استھان استھان میں ویا کھیان سنا کر بیچارے ہندو بھائیوں کو اپنی ہی اور کر رہے ہیں - پھر بڑے بڑے ودوانوں اور مہا ودوانوں کی شکھیا پاکر جو ہمارے آریہ بھائیوں کی چنون میں یہ گھمنڈ ہوا تھا کہ اب ہم بھوت پریت آدی کا ماننا - منتر سدھی پر وشواس کرنا - اور یوگ شاستر کی سب سدھیوں کو سہج کرکے ماننا آدی - کو سنسکاروں کو دور کر سو سنسکرت ہوئے - تھیوسوفی سبھا کے پردھان الکاٹ - بلیویٹسکی کے اپدیشوں اور تھیاسوفسٹ پتر کے پرچار سے وہی کو سنسکار سو سنسکار ہو رہے ہیں - پھر کہیں برہم امرت ورشنی - کہیں سناتن دھرم رکھشنی - اور کہیں ہری گیان پردایینی آدی سبھاؤں کے بھی ہیں آچاریہ اپنا اپنا بھن بھن مت پرکاش کر رہے ہیں سمپادک مہاشے ! جب یہ وشا ہمارے دیش کی ہے تو پھر بنا ترک اور وادیوں کے گرنتھ دیکھے گھر میں ہی فیصلہ کرنا کسی کا رسے بھی یوگیہ نہیں پرتیت ہوتا اور نہ تو اس سے وادیوں کی مت کا کھنڈن اور سادھارن سماج کی سنتشٹی ہی ہو سکتی ہے - سب یہی کہیں گے کہ سب کوئی اپنے اپنے گھر میں اپنی استری کا نام مہارانی رکھ سکتے ہیں - سمپورن سمرتیوں کے ست ماننے والوں کو کوئی یہ تو پوچھے کہ تم نے بابو نوبین چندر رائے کرت دھرم رکھیا ٹیکا اور ست دھرم سوتر نامک پستکوں کو دیکھا ہے اور اوتار آدی کے ماننے والے تتھا ویدور دھ مورتی پوجا کے ستھاپن کرنے والوں کو پوچھو کہ کبھی سوامی دیانند سرستی کرت ستیارتھ پرکاش پرنیت وید بھاشیہ کا پرتھکش وچار بھی کیا ہے ؟ پھر پوچھو کہ کبھی راج نراین وشو کرت ویدانت پر دیش اور سپرلسٹ گرنتھ بھی او لوکن کیا ہے ؟

چیشٹا وہ کرنی چاہیئے کہ جو پنڈتوں کو کرتبیہ ہے اور جس سے لوک پرلوک دونوں کا کلیان ہے - سوارتھ کو کون نہیں جانتا -

پریہ بھراتہ ! یدی کوئی من میں دوکھ نہ کرے تو ایسی سبھا کے وادیوں کو اس بات کے کہنے کا استھان ملتا ہے کہ سرسوتی جی کے سمکہ ہو کر شاستر ارتھ کوئی نہیں کرتا - اپنے اپنے گھروں میں جو جی چاہے دھرو پدیں گاتے ہیں -

ایسی بڑی ہندوستان کی راج دھانی کلکتہ کے نواسی پنڈتوں کو اُچت تھا کہ اس سبھا کے سے اُن سب نوین مت پرورتکوں کو اپنے ساتھ ملا اُنکا اُپدیش پوچھ ترک وترک سے سدھانت نکال پھر ہمتی کے لئے پرتیک راج دھانی اور پرتیک بڑے

* بھارت متر جلد ۴ ع۴۹ مورخہ ۹ - دسمبر سنہ ۹۷ء میں لکھا ہے کہ آتما نند سرستی ملک آسام میں آریہ دھرم کا اُپدیش کر رہے ہیں - اس سے پنڈت بھانودت جی نے سمجھا کہ وہ کسی آریہ دھرم کا اُپدیش دے رہے ہیں - پرنتو ایسا نہیں سوامی جی آریہ سماج کے ہی اُپدیشک ہیں اور اُسی دھرم کے پرچارک ہیں جسے شری سوامی دیانند جی اُپدیش کیا کرتے تھے کوئی دوسرے نہیں ہیں فقط

ہونا چاہئیگا اس سبب سے آریہ دھرم کی جیون شکتی میں آگھات پراپت ہؤا" (اسار سدھاندھی صفحہ ۲ ۸ ۴
۱۹ ماگھ سمت ۱۹۳۷ جلد ۲ عدد ۱۲ کلکتہ)

اس سبھا کی کارروائی کی بابت پنڈت بھالوت جی شاستری کی رائے (از بھارت متر کلکتہ ۱۰ فروری سنہ ۱۸۸۱ء جلد ۴ عدد ۶ صفحہ ۴)
مہاشے آپکے گت سپتاہک بھارت متر کے ۵ پرشٹ اور تیسرے ستبھ کے پاٹھ کرنے سے ودت ہوا کہ کلکتہ سینٹ ہال میں
دیانند سرستی کے مت وشیک ایک اُنک نام کے دکشنی شاستری اور سیٹھ نراینداس جی کی اُچھا سے ست اَست وچار
کے لئے مہا سبھا ہوئی - جس میں پرایا تین سو کے لگ بھگ بڑے بڑے دھانک پنڈت ———— سوسجت ہو
چوکیوں پر براجتے تھے - اور پرایا دو سو کے لگ بھگ شائستہ بھی اپستھت تھے - اس سبھا میں چار وشیوں پر میمانسا
ہوئی - ایک منتر بھاگ کی بھانتی برہمن بھاگ پرمانیہ ہیں - دوسرے منوسمرتی کی بھانتی اوروں کو ہے -
تیسرے یگ آدی کر یا کلاپ کیول جل پون شُدھی کے لئے نہیں بلکہ مکتی جنک ہیں اور چوتھے پورب میمانسا
پرتپادیہ نیتہ نمتک آدی کرم سمودائی جیسا کہ اب ہندو جاتی میں پرچلت ہے سب شاستر سمت ہیں
سمپادک مہاشے ! یدپی اس پرکار کی سبھاؤں سے اُن لوگوں کو جو آجتک یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہندو جاتی کو دھرم کے
وشے کا سہارا دینے والا کوئی نہیں - یا وہ جو دیکھ رہے ہیں کہ ہندو جاتی کا دھرم پوت (دھرم کا جہاز) تیر سے بچھڑ
اب مہا سمندر کی جھنجابات (گرداب) سے پورب کا پچھم اور دکھن سے اُتر کو بارم بار گھومتا پھرتا ہے ایک نہ ایک دن
کسی پربت سے ٹکرا کر لگنا ہو ونشٹ ہو جائیگا اور ہمارے بن آئیگی - سنتوش ہو انھوا پُرانے لوگ جنکو شاستر میں
اتینت شردھا ہے اُنکو دھیریہ ہو - پرنتو ادھونک سمپردائی کے پڑھے لکھے لوگ جو دھرم کو یتھارتھ شانتی نکیتن - پرسپر
بھراتری بھاؤ جنک اور دیش انتی کا ایک ماتر سوپان سمجھتے ہیں - سنتوش جنک ہی نہیں ورنچ کچھ بھی پھل دایک
نہیں ہو سکتے - کیا آپکو اور ادھونک بنگ باشی پنڈتوں کو یہ بات ودت نہیں ہے کہ ہندو جاتی کی -
वत्र: सयन्त्र
इवगेहपति लुडंति ، یہ وشا ہو رہی ہے - پُرانی صدیوں کے سمپردایوں کو تو بھلا ایک اور رہنے دو -
دش شتبدھی کے پڑھے لکھوں میں جو مت ویشک دل بھید ہوتا جاتا ہے اُسے دیکھ سُنکے ہی ہم تو وسمے ساگر میں ڈوبے
جاتے ہیں کہ ہانا راین یہ کیا ہو رہا ہے - ایک پُرش ہے اور سو طرف سے اُسے گھسیٹتا ہے - شری یت راجا رام موہن
رائے پرورتت برہم دھرم کو ہی ست دھرم سمجھ مہاتما دیوندر ٹھاکور آدی آچاریہ لوگوں کو اس اور کھینچ رہے تھے کہ انہیں
میں سے ایک دوسرے پرزگر سیبو پارٹی کے آچاریہ مہامانیہ کیشب چندر آدی نے اپنے اور ہی کھینچا - اور کھینچ تان ہو رہی
ہے کہ کسی اور مہاتما شیو ناتھ شاستری آدی سادھارن برہم سماج پرورتک (पालूद्राप्रोय सवो)
نہ آلو درا پرو گریسوں نے اپنا ہی جامہ پھرایا -

ادھر یہ اپنے باگ جال میں پھنسا ہی رہے تھے کہ آریہ سماج اتھوا سو کیہ ویدک دھرم پرورتک شری دیانند سوامی جی

سنپادک سارسدھاندھی کلکتہ کی بُدھی اور ودیا اور دور اندیشی کا نمونہ بھی ہم یہاں دکھلائے بغیر نہیں رہ سکتے - سُمپرتی سوامی دیانند سرسوتی سنسار کے انیت (بُرا چاہنے) میں پرورت ہوئے ہیں - انکا اپورب اور ادبھت مت دیکھنے سے سپشٹ بودھ ہوتا ہے کہ ین کین پرکارین پرسدھو ہا نو و بھویت ــــــ . ــــــ سوائے اس کے اور کوئی باعث نہیں جان پڑتا ہے کیونکہ اس سنسار میں جتنے دھرم پرچلت ہیں سوامی جی اُن سبھی دھرموں پر دوش آروپ کرکے اپنا ایک ادبھت پنتھ پرچار کرتے ہیں کہ اُس سے ہت ہونا تو کیا ہے بلکہ اور بھی اہت (بُرا) ہونا دکھائی پڑتا ہے . . . . ان سب کے سوا سب سے بڑی ہانی بھارتی آریوں کی یہ ہوتی ہے کہ سناتن برھت آریہ دھرم کی جیونی شکتی میں اگھات (مردہ پن) پراپت ہوتا ہے - وچار کرکے دیکھنے سے ظاہر ہو جائیگا کہ اس کے پہلے جتنے دھرم پرچارک ہوئے اُنہیں سے کسی نے بھی ہماری آریہ دھرم کی مول جیون شکتی کو سپرش نہیں کیا تھا کیونکہ جتنے غیر ملک اور غیر مذہب والے ہوئے انہوں نے تو اپنی دھرم پُستکیں ایشر کے ذریعہ اُن کے پیغمبروں کو ہدایت ہوئی ایسا مان لیا اسمیں ہمارے مول دھرم کو چھوا ہی نہیں اُن کے لیئے جو ایشر نے اچھا سمجھا اُن کے پیغمبروں دوارا اپدیش کیا ہمارا اس سے کچھ تعلق نہیں چاہے اچھا ہو یا بُرا - پس اگر آپ غور کریں تو اس سے ہمارے دھرم کی کوئی ہانی نہیں ہوئی یہ ہی کہو کہ واعظوں کے لوبھ بھرے واک نے یا کسی کے ظلم سے بیس کروڑمیں سے ہزار دس ہزار اتھوا لاکھ دو لاکھ (۵-۶ کروڑ کہتے شرم آتی ہے) منشوں نے بھی اپنا دھرم چھوڑ دیا تو اُس سے بھی مول دھرم کی کوئی ہانی نہیں ہوئی - اور جو کہو کہ بھارت ورش میں ایک آریہ دھرم میں جو اتنے جدا جدا فرقہ ہیں اُن سے مول دھرم میں جو خرابی ہوئی تھی وہ اس سے بھی ہو جائیگی جہاں ۱/۱۰۰ سو وہاں سوا سو ۱۲۵ سہی اور اس سے زیادہ ہانی کیا ہوتی ہے - تو اس کے جواب میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان سمپردائیوں سے ہماری مول دھرم کی کوئی ہانی نہیں ہوئی - کیونکہ شرتی سمرتی سبھی کو سب برابر مانتے ہیں کیوں پورانوں میں سمپردائیوں کی حد بڑی ہے جنکی جو سمپردائی ہے وہ اُسی پُران کو زیادہ وچارتے ہیں اور اُسی کو دیکھتے ہیں تو اس سے دھرم کے مول سروپ وید اور سمرتی میں جو آجتک کسی سمپردائی والے کی طرف سے دست اندازی نہیں ہوئی - اس بڑی بھارت ورش میں جتنے سمپردائی آستک ہیں کیا پنڈت اور کیا مورکھ - ان سب کا وشواش ہے کہ دھرم کا مول وید ہی ہے اور فی الحقیقت سبھی سمپردائی وید مولک ہیں کنتو ادھک انش (زیادہ) مورکھ ہے جو یہ تو جانتے ہیں کہ وید ہی سروسو ہے - لیکن یہ نہیں جانتے کہ اُس میں کیا لکھا ہے - دیانند جی دوارا بھی یہ ہی بڑی ہانی ہوتی ہے کہ یہ اُسی سناتن دھرم مول وید کا وِرودھ ارتھ کرکے پرچار کرتے ہیں - اس سے جس وید کو سب لوگ جانتے ہیں کہ یہی ہمارے دھرم کا مول ہے اُسی وید کا اُلٹا ارتھ جب پرچار ہوا تب جن لوگوں کو وید کا اصلی ارتھ اور اُسکا بھید معلوم نہیں اُن لوگوں کا ضرور وشواش سوامی دیانند کے وِرودھ ارتھ پر ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ

جواب

پنڈت رام سو برہمن شاستری نے جواب دیا کہ یہ تو ہم پہلے سوال کے جواب میں لکھ چکے ہیں کہ برہمن حصہ بھی وید ہی ہے پھر برہمن حصہ کی توہین کرنے سے گویا وید کی توہین ہوئی۔ اور منو نے وید کی توہین کے بارہ میں لکھا ہے۔

جواب الجواب آریہ سماج کی طرف سے

جو شلوک پنڈت صاحب نے پیش کیا ہے اسکا اصلی ارتھ یہ ہے۔ کہ پڑھے ہوئے وید کو بھول جانا۔ وید کی نندا کرنی۔ جھوٹی گواہی دینی۔ دوست کو ایذا پہنچانی۔ ناپاک خوراک کو کھانا۔ شراب پینی۔ یہ چھیوں برابر گناہ ہیں۔ ہماری محقق سبھا کہتی ہے کہ جو پاپ شرابخور کو ہوتا ہے وہی پاپ وید کی توہین کرنے والے کو ہوتا ہے۔ معقول۔ مگر دریافت طلب یہ ہے کہ وہ وید کی توہین کرنے والا کون ہے۔ آیا سوامی دیانند سرستی یا اُسکے مخالفین کا جم غفیر۔ اس امر کا فیصلہ کرنے کیواسطے ضرور ہے کہ فریقین کے چند اقوال کا بطور واقعات ذکر کیا جاوے +

واضح رہے کہ دونو فریق وید کو مستند مانتے ہیں اور کلام الٰہی تصور کرتے ہیں۔ تنازعہ یہ ہے کہ سوامی دیانند سرستی صرف سنگھتا کو وید اور برہمنوں کو اُنکی تفسیر قرار دیتے ہیں۔ اور ہماری پیاری سبھا دونو کو بہیئت مجموعی وید مانتی ہے۔ سوامی جی کہتے ہیں کہ وید میں مورتی پوجن اور پرمیشر کے اوتاروں اور مُردوں کے شرادھ اور گنگا وغیرہ تیرتھوں کا کچھ ذکر نہیں ہے بلکہ اُنکی تردید پائی جاتی ہے ہماری پیاری سبھا ان باتوں کو وید کی تعلیم سے منسوب کرتی ہے اور شیولنگ۔ شالگ رام وغیرہ کی پوجا کو ایک اصول قرار دیتی ہے۔ سوامی جی وید کے اصول کے موافق خدا پرستی سکھاتے ہیں اور ہماری پیاری سبھا مخلوق پرستی کی ہدایت کرتی ہے۔ سوامی جی وید کو مستند بالذات اور دیگر گرنتھوں کو مستند بالغیر مانتے ہیں۔ اور ہماری پیاری سبھا تمام شاستروں اور گرنتھوں کو وید کے برابر مستند مانتی ہے سوامی جی جملہ معاملات دینی و دنیوی میں عقل کو دخل دیتے ہیں اور ہماری پیاری سبھا احکام شاستر میں عقل کو پائجوان گرانا چاہتی ہے۔ سوامی جی کہتے ہیں کہ وید کے پڑھنے پڑھانے کے باب میں کل نوع انسان کا برابر استحقاق ہے اور ہماری پیاری سبھا اُسے اپنی ذاتی وراثت سمجھتی ہے۔ ان جملہ امور کی بحث شرح و بسط کے ساتھ اوپر ہو چکی ہے اور یہاں اُسکے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اب ہم اس امر کا فیصلہ کہ وید کی توہین کرنے والا کون ٹھیرتا ہے اپنے حق پسند ناظرین پر چھوڑتے ہیں اور اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں۔ اے پرماتما تو اپنے فضل و کرم سے کل نوع انسان کو اور خاص کر ہند کو جسے ضرورت زیادہ ہے وہ روشنی عقل عطا کر جسکے لئے وید کے بیج منتر گایتری میں دعا مانگی گئی ہے تاکہ جہالت و شرک کی تاریکی دور ہو کر تیری الوہیت و توحید کا نور جلوہ نما ہو۔ اور شوریدہ خیالی اور باطل توہمات کی جگہ جمیعت و حقیقت کا تموج ہو"

کے کل پنڈتوں نے آجتک اُسکی تردید کی ہے پر ہم صرف اور دو تین پرمان ہی درج کر دینا یہاں کافی سمجھتے ہیں

अग्निर्हिरिणो द्वा अप्सो वायुः स्रष्टमोऽग्निमोषधद्दति

یعنی اگنی وغیرہ چھیئوں الفاظ برھم کے مترادف ہیں (نگھنٹو - ادھیار ۵ -)

ब्रह्माग्निः (شت پتھ ۱-۲-۱۱) आत्मावाग्निः (شت پتھ ۲-۳-۳)

سوال چہارم

پنڈت مہیش چندر جی نے پوچھا کہ اگنی ہوتر وغیرہ یگ کے کرنے سے مراد صفائی ہوا و پانی ہے یا کہ سُرگ وغیرہ میں پہنچنا۔

جواب

پنڈت رام شو براہمن شاستری نے کہا کہ

अग्निहोत्रं जुहुयात् स्वर्गकामः ज्योतिष्टोमेन स्वर्ग कामोयजेत

وغیرہ یجروید کے منتروں سے اگن ہوتر آدی یگ سورگ سادھک ہیں یعنے اُنکے کرنے سے سورگ حاصل ہوتا ہے -

جواب الجواب ازطرف آریہ سماج

اگر سورگ سے مراد سکھ کا حاصل ہونا ہے جیسا کہ اس لفظ کے لغوی معنی ہیں تو ہمیں کوئی انکار نہیں اور اگر اُس سے مراد حور و غلمان کی آرامگاہ اور لذائذ نفسانی والوں کی جائے پناہ ہے تو ہم اُس کو تسلیم نہیں کر سکتے ہوم وغیرہ سے فی نفسہ نجات نہیں مل سکتی بلکہ یہ تو شاریرک سُکھ اور دنیاوی خوشی اور پروپکار کے ذریعہ ہیں اور ایسا ہی تمام رشی اور مُنی مانتے رہے +

جن سے صاف ظاہر ہے کہ اگنی ہوتر آدی یگ کرنے سے جل - وایو - اوشدھی دوارا سکھ ہوتا ہے -

ہاں اگر یہ کہو کہ جو وید منتر ہوم میں پڑھے جاتے ہیں اُنسے پرارتھنا - اُپاشنا اور پرارتھنا اپاشنا سے ایشور پراپتی ہوتی ہے تو البتہ سلسلہ کے اعتبار سے وہ بھی ایک باعث نجات ہو سکتا ہے یا ردھانی ہوم جیسا کہ منو آدی ست شاستروں اور اُپنشدوں میں لکھا ہے کہ اندریوں کا ہوم من میں اور من کا آتما میں اور آتما کا پرماتما میں کریں اور ایسا ہی مہاتما بیاس جی نے بھی لکھا ہے +

سوال پنجم

پنڈت مہیش چندر جی نے پوچھا کہ وید کے براہمن حصہ کی توہین کرنے سے پاپ ہوتا ہے یا نہیں -

اُلٹی پاپوں کی ترغیب ہوتی ہے اور گناہ کرنے پر دلیری۔ آپ ہزار ایسے دام بچھائیں اور لوگوں کو بھرمائیں مگر "اوشیہ میو بھوگتویم کرت کرم شبھا شبھم" ضرور پاپوں کا پھل ہر ایک کو بھوگنا پڑیگا۔

تیسرا سوال

پنڈت مہیش چندر جی نے تیسرا سوال یہ کیا کہ اس منتر میں اگنی میڑے پروہتم وغیرہ وغیرہ میں لفظ اگنی سے مراد پرماتما سے ہے یا آگ سے۔

جواب

اس کے جواب میں پنڈت رام سو براہمن شاستری نے کہا کہ اس منتر میں جو لفظ اگنی آیا ہے اُس سے مراد جلانے کی آگ سے ہے اگر اسکے اصطلاحی معنی کریں تو پورب میمانسا کے رथकाराधिकरणवत् اس سوتر کے خلاف ہوتا ہے اس لئے اس منتر میں آگ سے ہی غرض ہے۔

جواب الجواب آریہ سماج کی طرف سے

ہماری پیاری سبھا کہتی ہے کہ اس منتر میں جو لفظ اگنی آیا ہے اُس سے مراد جلانے کی آگ ہے پرمیشور نہیں۔ لیکن یہ انکار نہیں کیا گیا کہ یہ لفظ کہیں بھی پرمیشر کے معنوں میں نہیں آیا ہے یہاں بھی وہی رتھکار وغیرہ کی دلیل پیش کی گئی ہے جسکی ہم اوپر تردید کر چکے۔ ہماری دانست میں جیسا موقع ہوتا ہے ویسے معنی لئے جاتے ہیں ایسے ہی ایک وشال بدھی پنڈت نے جو برسوں کانشی میں پڑھ کر آیا تھا عام طور پر مرگ کے ارتھ ہرن جانتے ہوئے مانوشیہ روپین مرگا شچرنتی والے بھرتری جی کے شلوک کا بھی ارتھ آدمی کی شکل والے ہرن کا کیا تھا۔ اور ایسی ہی بھٹ آچاریوں کے واسطے سنسکرت والوں نے سیندھو لاؤ والی مثال رکھی ہوئی ہے جو عبارت کا ماقبل و مابعد دیکھنے کے بغیر ارتھ کرتے ہیں وہ بدھی مانو کے سامنے شرمساری اُٹھاتے ہیں۔

کوئی قاعدہ کلیہ مقرر نہیں کیا جا سکتا کہ سب جگہ معروف معنی لئے جائیں یا سب جگہ ترکیبی معنی قرار پائیں بلکہ بیاکرن جاننے والے اُن معنوں کو ترجیح دیتے ہیں جو دھاتو پرتیہ کے قواعد سے بن سکتے ہیں اور یہی طریقہ رشیوں کے زمانہ میں رائج تھا۔ اگنی شبد کے روڑھی (معروف) اور یوگک (ترکیبی) دو نو معنی لئے جاتے ہیں اس لفظ کی نسبت سوامی دیانند سرستی جی نے پستک بھرانتی نوارن میں جو انہوں نے بتردید جملہ پنڈتان عموماً و خصوصاً پنڈت مہیش چندر نیار رتن تصنیف کی ہے اور دیگر پستکوں میں بھی اس قدر شرح و بسط کے ساتھ بحث کی ہے کہ کسی منصف مزاج آدمی کو کوئی شک باقی نہیں رہجاتا۔ اور یہی سبب ہے کہ نہ سنارگ درشنی کے تین سو پنڈتوں نے اور نہ ہندوستان

شہادت اور اقرار صالح اور حلف اور سزائے دروغ بیانی وغیرہ کا بیان ہے۔ اس شلوک اور اس سے اوپر کے شلوک میں اگلے پچھلے شلوکوں کے تعلق میں ایک عام طور پر جھوٹھ سے بچنے کی تحریک کی گئی ہے۔ دونو کا ارتھ یہ ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ میں اکیلا ہوں ایسا نہیں کیونکہ تمہارے اندر پن اور پاپ کے دیکھنے والا منیشر ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ ایسا جو پاک نورانی موکل تمہارے اندر موجود ہے اُسکے ساتھ اگر تمہارا تنازعہ نہیں تو گنگا اور کوروکشیتر مت جاؤ (یعنی اُس منیشر کی ہدایت کے موافق چلو اور جھوٹ نہ بولو۔ یہی اصل بات ہے اور گنگا وغیرہ جانے سے کچھ نہیں ہوتا)۔

درحقیقت اصل مطلب پہلے ہی شلوک میں آجاتا ہے اور پھر اُسی بات کا دوسرے شلوک میں اعادہ کرنا فضول تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شلوک منوجی کا کہا ہوا نہیں بلکہ اُس زمانہ کی ایزادی ہے جبکہ خود غرضی یا غلط فہمی سے فرضی تیرتھوں اور مورتی پوجن وغیرہ کو رواج دیا گیا تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس جگہ کے سوا کل منوسمرتی میں کہیں گنگا کا نام بھی نہیں آیا ہے۔ بھلا جس حال میں کہ منوجی نے ادنےٰ ادنےٰ باتوں کے بیان میں شلوکوں کے شلوک لکھ مارے ہیں تو اگر یہ فرضی تیرتھ جاترا اور مورتی پوجن (جسکا آجکل اسقدر زور و شور ہے اور جسکے سبب حقیقی دھرم الوداع کر گیا ہے) اُنکے نزدیک جائز ہوتی یا اگر ان کے زمانہ میں اسکا رواج ہوتا تو اسکی نسبت دو چار شلوک لکھدیتے کونسی بڑی بات تھی۔ درحقیقت منوجی نے دھرم اور موکش کے جو اصول لکھے ہیں انکو ایسی باتوں سے کچھ بھی لگاؤ نہیں ہے۔

ان خیالی تیرتھوں کی تردید تو بھاگوت جیسے گرنتھ میں بھی پائی جاتی ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں یعنی جو شخص پانی کو تیرتھ سمجھتا ہے اور اہل علم کو نہیں وہ گدھا ہے۔ پھر دیکھو۔

इदंतीर्थमिदंतीर्थं भ्रमन्तितामसाजना आत्मतीर्थं नजानन्ति कथं मुक्तिर्वरानने।

یعنی یہ تیرتھ ہے وہ تیرتھ ہے جاہل اور تموگنی لوگ ایسا کہتے پھرتے ہیں۔ وہ آتما کے تیرتھ کو نہیں جانتے۔ اُنکی نجات کیونکر ہو سکتی ہے؟ یعنی نہیں ہو سکتی۔

اس باب میں اب اور زیادہ لکھنا فضول ہے۔ صرف منوجی کا ایک قول بطور اصول عام ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

अद्भिर्गात्राणिशुध्यन्ति मनस्सत्येन शुध्यति विद्या तपो भ्यां भूतात्मा बुद्धिर्ज्ञानेन शुध्यति॥

ارتھ۔ پانی سے جسم کے اعضا پاک ہوتے ہیں۔ من راستی سے پاک ہوتا ہے۔ معرفت و عبادت سے روح پاک ہوتی ہے۔ علم سے عقل پاک ہوتی ہے۔ یہ شلوک تشریح کا محتاج نہیں۔ اگر گنگا اشنان سے پاپ چھوٹ سکتے ہیں اور سورگ مل سکتا ہے تو عبادت وغیرہ کی تکلیف اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ ادھر خون کیا۔ چوری کی۔ زنا کیا ادھر گنگا میں نہائے اور پاک ہوئے اور سورگ علاوہ برآں۔ پاپوں سے چھوٹنا تو درکنار ایسے اعتقاد سے تو

مراد آلات تنفس ہیں جنکو ایڑا-پنگلا-سُشمنا بھی کہتے ہیں-یہ یوگ سادھن کی ناڑیاں ہیں جنسے طالبان یوگ بذریعہ حبس نفس وتصور وغیرہ منازل درمیانی طے کرکے صفائی قلب حاصل کرتے ہیں اور سمادھی (مراقبہ) میں قایم ہوکر جمال یار کا مشاہدہ کرتے ہیں-قول زیر بحث کا مقصود یہ ہے کہ جہاں دو روشن وتاریک ندیوں (ایڑا اور پنگلا) کا انصال ہوتا ہے یعنی تاریکی (نفس امارہ کی سلطنت) کی حد ختم ہوکر جمال کا جلوہ شروع ہوتا ہے وہاں توحید کی امواج میں غوطہ لگاکر اہل طریقت عالم جبروت کی سیر کرتے ہیں-اور جو سالکان طریقت پاک ہوکر لذات دنیا کو ترک کرتے ہیں وہ راحت جاودانی حاصل کرتے ہیں-درحقیقت یہ بڑے تیرتھ ہیں جو انسان کی روح کو ملوثات سے پاک وصاف کرکے ابدی خوشحالی بخشتے ہیں ؎ لب ببند وچشم بند وگوش بند-گر نہ بینی نور حق بر من بخند-تیرتھ کے معنی ہیں تیرانے کا آلہ-ندیاں تیرانے کا آلہ متصور نہیں ہوسکتیں-بلکہ اگر ڈبونے کا کہو تو بجا ہے-ست شاستروں میں تیرتھ سے پرمیشر-گورو بچار-ست شاستر-بھگتی-اُپاسنا-یوگ وغیرہ مراد لی گئی ہے-اور واقعی یہی نجات کے وسایل ہیں-پھر اگر گنگا وغیرہ لفظوں کے ترکیبی معنوں کی طرف رجوع کیا جائے تو اُن سے بھی ہمارے مطلب کی تائید ہوتی ہے-لطف یہ ہے کہ اُن کے مرادف ایڑا-پنگلا-سُوشُمنا کے ترکیبی معنی بھی علے الترتیب قریب قریب ویسے ہی پائے جاتے ہیں-یہی حال الفاظ ریچک-پورک-کُنبھک کا ہے جو یوگ درشن میں مستعمل ہوتے ہیں-انکی تشریح یہاں فضول ہے-ہر ایک شخص لغت کی کتابوں کو دیکھکر اپنا اطمینان کرسکتا ہے-یہ بات بھی ذکر کرنے کے قابل ہے کہ پُرانوں کے بموجب گنگا بھاگیرتھ کے زمانہ سے چلی ہے-بھاگیرتھ راجہ سُگر کی تیسری پشت میں ہوا ہے اور وہ اُسے اپنے پتروں کی نجات کے لئے بہشت سے لایا تھا اور اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا-اگر اس قصہ کو سچ مانا جائے تو دو سوال پیدا ہوتے ہیں-ایک یہ کہ جو لوگ بھاگیرتھ کے زمانہ سے کروڑہا سال پہلے اِدھر اُدھر مرچکے تھے اُن کی کیا گتی ہوئی-اور اگر بھاگیرتھ اُسے اپنی ہی پتروں کی نجات کے لئے لایا تھا تو اُس سے ہمارا کیا تعلق ہے-دوسرے یہ کہ وید جو سناتن مانا جاتا ہے اُسمیں لفظ گنگا اُن معنوں میں جنکا اُسپر اطلاق کیا گیا ہے کیونکر مستعمل ہوا-حقیقت یہ ہے کہ یہ سب ڈھکوسلے وید کی تعلیم کے خلاف ہیں-

یہ بھی واضح رہے کہ قول زیر بحث رگ وید سنگتھا کا نہیں بلکہ ایک تفسیر کا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ اُس کا پتہ نہیں بتایا گیا-

ہماری پیاری سبھا نے تیرتھوں کے بارہ میں منوسمرتی کا ایک یہ شلوک بطور ثبوت پیش کیا ہے-

यमोवैवस्वतोदेवो यस्तवैषहृदिस्थितः तेन चेद विवादस्ते मागंगा मा कुरून्गमः ।

ہم حیران ہیں کہ ہماری فاضل سبھا نے کیا سمجھ کر اس شلوک کو تیرتھوں کا ثبوت قرار دیا ہے-یہاں تو اُلٹی تردید پائی جاتی ہے کہ گنگا اور کورو کشیتر مت جاؤ-یہ قول منوسمرتی کے آٹھویں ادھیاے کے اُس مقام کا ہے جہاں سوائے

باقی ایک آدھ پرمان جو اُور سمرتی سے اقتباس کیا گیا ہے اُسکی تردید میں قلم فرسائی کرنی فضول ہے کیونکہ ہم اُسکو مستند نہیں سمجھتے۔ جو سال میں پندرہ دن شرادھ کئے جاتے ہیں اُنکا کچھ ذکر ہماری پیاری سبھا نے نہیں کیا۔ اِس لئے اُنکی نسبت بحث کرنی بھی عبث ہے۔ اب ہم اپنے دعوی کی تائید میں منوسمرتی کے ادھیائے ۴ کے تین شلوک (۲۳۹ تا ۲۴۱) ذیل میں درج کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اور اپنی پیاری قوم سے عجز و انکسار کے ساتھ داد چاہتے ہیں۔

नामुत्र हि सहायार्थं पिता माता च तिष्ठतः। न पुत्र दारा न ज्ञातिर्धर्मस्तिष्ठति केवलः।
एकः प्रजायते जंतु रेक एव प्रलीयते एकोऽनुभुंक्ते सुकृतमेक एवच दुष्कृतम्
मृतंशरीर मुत्सृज्यकाष्ठ लोष्ट समंक्षितौ विमुखा बान्धवायांति धर्मस्तमनुगच्छति॥

یعنی۔ پرلوک میں ماں باپ بیٹا عورت اور بھائی بند۔ انہیں سے کوئی بھی مدد نہیں کرسکتا۔ صرف دھرم ہی مددگار ہوتا ہے (کیونکہ) انسان اکیلا ہی پیدا ہوتا ہے اور اکیلا ہی مرتا ہے اور اکیلا ہی اپنے کئے ہوئے اچھے اور بُرے کاموں کا ثمرہ پاتا ہے۔ لکڑی اور مٹی کے ڈھیلے کی طرح مُردہ جسم کو زمین میں چھوڑ کر بھائی بند الگ ہو جاتے ہیں۔ صرف دھرم ہی اُس کے ساتھ جاتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے اعمال حسنہ ہی اُسکے مددگار ہوتے ہیں کسی غیر کے کئے ہوئے شرادھ وغیرہ سے اُسکی ذات کو کچھ فایدہ نہیں پہنچتا۔ قدرت میں کوئی ایسا قاعدہ ہی نہیں پایا جاتا کہ ایک کے کھانے سے دوسرے کو سیری حاصل ہو۔ جو یہاں کچھ نہیں کرتا اُس کو آگے بھی کچھ نہیں ملتا۔ اپنا کیا ہوا ہی کام آتا ہے

گنگا وغیرہ تیرتھوں میں اشنان اور باس کرنے سے

پاپ کی نورتی ہوتی ہے یا نہیں۔

ہماری پیاری سبھا نے تیرتھ کے بارہ میں ایک یہ پرمان دیا ہے۔

सितासिते सरितो यत्र संगते तत्र प्लुता सोदिव मुत्पतंति येवैतन्वा विसृजन्ति धीराः तेजनासोऽमृ-
तत्वंभजन्ते, यत्रगंगा च यमुना च यत्र प्राप्राच सरस्वती, इमम्मे गंगे यमुने इत्यादि।

اس قول میں جو الفاظ گنگا وغیرہ آئے ہیں اُن کو ہماری پیاری سبھا معروف ندیوں کے نام سے تیرتھ قرار دیتی ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ الفاظ **سِت و اسِت** (روشن و تاریک) جو شروع میں بطور صفت واقع ہیں ہماری عالی منزلت سبھا کی فرضی تیرتھوں کے بطلان پر دلالت کرتے ہیں۔ درحقیقت گنگا وغیرہ سے

یعنی سیرت و خاصیت کے اعتبار سے انسان کی دو قسمیں ہیں۔ دیو اور منش۔ جو راست گو اور راست باز ہیں
وہ دیو کہلاتے ہیں اور جو جھوٹے اور فریبی ہیں انکو منش کہتے ہیں۔

اس موقع پر اگر پتری یگ کی کسی قدر تشریح کی جائے تو اُس سے مسئلہ زیر بحث خوب صاف ہو جائیگا۔
واضح رہے کہ پتری یگ کی دو قسمیں ہیں۔ شرادھ اور ترپن۔ شرادھ وہ کام ہے جو صدق عقیدت سے کیا جائے
یعنی دیو رشی اور پتروں کی خدمت گذاری اور ترپن سے مراد ہے انکا خوش کرنا اور خوش رکھنا اور انکو آرام پہنچانا۔
جو لوگ علم و فضل اور سعادت میں کمال حاصل کرکے اپنے اعمال حسنہ سے دنیا میں ایک نظیر قایم کرتے ہیں وہ دیو کہلاتے
ہیں۔ رشی وہ ہیں جو فضایل و کمالات میں ملکہ کامل حاصل کرکے سلسلہ درس و تدریس جاری رکھتے ہیں۔ پتری وہ
ہیں جو علم الیقین اور حق الیقین کی منازل طے کرکے عین الیقین کا مرتبہ حاصل کرتے ہیں۔ اسی مضمون کے ضمن
میں منوسمرتی کا ایک شلوک جسکو ہم بلا تشریح یونہی چھوڑ آئے ہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

नित्यं स्नात्वा शुचिः कुर्य्याद्देवर्षि पितृतर्पणम् देवताभ्यर्चनञ्चैव समिदाधानमेव च ।

یہ شلوک برہم چاری سے متعلق ہے اور اس میں منجملہ اُن باتوں کے جو برہم چاری کو گوروکی خدمت میں رہکر اپنی ترقی
کے لئے کرنی چاہئیں اور جنکا اگلے شلوکوں میں مفصل بیان ہے اول ادب و آداب اور تعظیم و تکریم اور سچی تعلیم
کی حقیقت عام طور پر بتائی گئی ہے یعنی ہر روز نہا کر اور پاک ہو کر دیو رشی پتری یعنی اہل کمالات کی خدمت کرے
اور اُن کے کمالات و خوبیوں کا تصور کرے تاکہ اُسکے دل میں ویسی ہی کمالات و خوبیوں کے حاصل کرنے کی اُمنگ
پیدا ہو۔ الہیات کا سیون یعنی مطالعہ کرے اور اندریوں کو بس میں رکھے۔ مورتی پوجن کی تردید میں ہم بہت کچھ
لکھ آئے ہیں۔ یہاں صرف اسی قدر کہنا کافی ہے کہ اس شلوک سے بھی ہماری پیاری سبھا کا مدعا پورا نہیں ہوتا۔
ہماری پیاری سبھا نے شرادھ کے بارہ میں ایک پرمان منوسمرتی کا دیا ہے وہ یہ ہے۔

पितृयज्ञन्तु निर्वर्त्य विप्रश्चेन्दुक्षयेऽग्निमान् पिण्डान्वाहार्य्यकं श्राद्धं कुर्य्यान्मासानु मासिकम्

یعنی پتری یگ سے فارغ ہو کر اگنی ہوتری برہمن ہر مہینے کی اماوس میں پتروں کا شرادھ کرے۔ یہ شلوک ظاہرا
منوجی کا کہا ہوا نہیں مگر تاہم اُس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ اگر ہر مہینے میں اُس قسم کا شرادھ جسکا اوپر ذکر
ہوا ہے ہوم کی طرح خصوصیت کے ساتھ کیا جایا کرے تو کچھ مضایقہ بھی نہیں۔ ہم کسی ایسے فعل کے مخالف
نہیں جو ایک عمدہ نظیر قایم کرنے کی غرض سے ایسے بزرگوں کی یادگار میں کیا جائے جنکی ذات بابرکات سے
خلق اللہ کو دینی اور دنیوی معاملات میں فایدہ پہنچا ہو یا پہنچتا ہو ورنہ قومی دولت اور قومی سرمایہ کا یونہی
ضایع کرنا اور کسی خاص قوم یا فرقہ کو کسی قسم کا دینی یا دنیوی کام لئے بغیر نام نہاد خیرات مفت کھلانا پلانا اور
بہ صرف زر سست و کاہل بنانا از روئے اصول سیاست مدنی گناہ ہے۔

ونقلاً تا درست اور جایز ہے۔ ہاں مُردوں کی یادگار میں اگر کوئی رفاہ عام کا کام اس غرض سے کیا جائے کہ
ہمکو موت یاد رہے اور ہم برائیوں سے بچے رہیں تو چنداں مضایقہ نہیں۔ ہماری دقیقہ رس سبھا نے جو یہ بیان
کیا ہے کہ لفظ पितृणाम् صیغہ جمع میں مستعمل ہوا ہے اس لئے اُس سے مُردوں کا شرادھ ثابت ہوتا ہے
یہ دلیل صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ یہ لفظ متعدد معنوں میں مستعمل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں وہ خطاب
اعزاز عطا کرنے اور فضیلت و لیاقت کا درجہ مقرر کرنے میں بھی استعمال کیا جاتا تھا اور پھر حالات کے انقلاب سے
وہ استعمال موقوف ہو کر اسکی جگہ اور آور الفاظ قایم ہو گئے۔ زبان انگریزی کا لفظ فادر اس لفظ سے ایک
عجیب مشابہت رکھتا ہے جسکا بیان خالی از لطف نہ ہوگا۔ فادر کا ماخذ پتر ہے اور وہ قریب قریب اُنہی
معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے جن میں کہ لفظ پتر مستعمل ہے یا تھا۔ پہلی صدی کے مصنفان کتب دین مسیحی
اور روما کی سینٹ کے ممبر فادر کہلاتے تھے۔ اور اسوقت کے پیشوایان دین مسیحی یعنی پادری صاحبوں اور
نیز مورث اعلےٰ یا مورث اول پر بھی اُسکا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یہ ایک تائیدی ثبوت اس امر کا ہے کہ لفظ
पितृणाम् سے مراد اعلےٰ طبقہ کے باکمال علما اور حکما وغیرہ کا ہے چنانچہ ستپتھ برہمن میں انکی آٹھ قسمیں
لکھی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) طالبان جمعیت دل و حقایق معرفت سوم سد کہلاتے ہیں (۲) اگنی جو کل موجودات میں سب سے بڑا عامل
ہے اسکی کوایف و خواص کا علم حاصل کر کے جو اُس سے اچھی طرح کام لے سکتے ہیں اُن کو اگنی شواتا کہتے ہیں
(۳) جو علم و عمل سے اپنے نفس پر قادر ہو کر فضایل کمالات میں ملکہ حاصل کرتے ہیں وہ برہسپتی شبد کہلاتے ہیں۔
(۴) جو علم خواص و فوایدِ نباتات وغیرہ میں کمال حاصل کرتے ہیں وہ سوم پا کہلاتے ہیں۔ (۵) جو اگنی ہوتر
وغیرہ یگوں میں کمال مہارت رکھتے ہیں وہ ہور بھج کہلاتے ہیں۔ (۶) جو مناسب وسائل سے جسم و روح کی
رکھشا کرتے ہیں اُنکو آجیہ پا کہتے ہیں۔ (۷) جو اپنا بیش بہا وقت ہمیشہ معرفت و طریقت وغیرہ کی تعلیم و تلقین میں
صرف کرتے ہیں اُنکو سوکالینا کہتے ہیں۔ (۸) جو مدبری اور معدلت پژوہی وغیرہ میں یکتا ہیں وہ یم راج
کہلاتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ لفظ مذکور صیغہ جمع ہی میں مستعمل ہونا واجب تھا۔ اگر ان لفظوں سے خلقت کے مورثان
اعلےٰ مراد لیجائے تاہم لفظ पितृणाम् مرے ہوئے ماں باپ سے منسوب نہیں کیا جا سکتا بلکہ پایا جاتا ہے کہ
قول زیر بحث میں منشوں اور پتروں کے گروہوں میں ایک قسم کی تخصیص کی گئی ہے۔ چنانچہ اسی قسم کی تخصیص
ستپتھ برہمن میں منشوں اور دیوتاؤں میں کی گئی ہے جیسا کہ۔ द्वयंवाइदंनतृतीयमस्ति ।

सत्यंचैवानृतंचसत्यमेवदेवाअनृतं मनुष्याः ॥

اصول پر جب ہم یہ مانتے ہیں کہ ہمارا معبود عین ہستی - عین علم - عین سرور - عین پاکیزگی - عین صداقت - عین جمال - عین محبت - عقل کل - قادر مطلق - عادل ورحیم - حاضر وناظر - محیط کل - حی القیوم - ازلی وابدی ہے جیسا کہ ویدوں میں لکھا ہے تو ہماری روح کی اندرونی قویٰ کا انکشاف ونمود ہو کر اُس میں ایک عظمت وجلال اور وسعت و پاکیزگی پیدا ہوتی ہے جس سے ہماری ساری ترکیب روحانی واخلاقی روشن ہو جاتی ہے اور جسکا نتیجہ راحت جاودانی ہے - اگر ہم ایسے معبود کو پتھر اور دھات وغیرہ کی مورتی یا کسی اَور محدود شے میں تصور کرکے اُس کو سجدہ کرنا اختیار کرتے ہیں تو نتیجہ برعکس پیدا ہوتا ہے - یہ بھی ایک بدیہی امر ہے کہ جملہ دینی اور دنیوی امور میں ہمارا بڑا رہبر وہادی عقل ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری گایتری جو بیج منتر گنی جاتی ہے اُس میں عقل کی روشنی کے لئے ہی دعا مانگی گئی ہے - جن وسایل سے عقل کی ترقی واصلاح ہو اُنکا عمل میں لانا عین صواب ہے - اور جس بات سے عقل میں ضعف وتاریکی پیدا ہو اُسکا اختیار کرنا خودکشی میں داخل ہے - سچی خداپرستی اور سچی تعلیم اور عقلمندوں کی صحبت سے عقل روشن وصاف ہوتی ہے اور برعکس اس کے مادی چیزوں کی پرستش اور بُری تعلیم اور جاہلوں کی صحبت سے وہ ضعیف وتاریک ہوتی ہے پس مادی چیزوں میں سرب شکتیمان پرماتما کا تصور کرکے اُنکو لایق سجدہ قرار دینا گویا عقل کو بگاڑنا ہے اور عقل کا بگاڑنا آتم گھات (خودکشی) ہے اور آتم گھات گناہ ہے پس ثابت ہُوا کہ مورتی پوجن گناہ ہے - میخواری اور زناکاری اسی وجہ سے گناہ ہیں کہ ان سے عقل زایل اور روح ناپاک اور دوسرے کے حق پر دست اندازی اور احکام الہی کی خلاف ورزی ہوتی ہے - پس جب مورتی پوجن سے عقل سلب اور روح کا تنزل اور ایشور کی توہین ہوتی ہے تو فرمائیے کہ مورتی پوجن گناہ نہیں تو اَور کیا ہے - جیسی جو چیز ہو اُنکو ویسا سمجھنا حقیقت شناسی ہے اور جڑ پدارتھوں میں ایشور بھاونا کرنی یا کرانی یا کسی فرضی دیوتا کا تصور کرنا یا کرانا گمراہی اور مغالطہ بازی ہے -

مرنے کے بعد پتروں کا شرادھ وغیرہ

ہماری پیاری سبھانے شرادھ کے بارہ میں ایک یہ قول بطور ثبوت پیش کیا ہے -

निवीतमानुष्याणां प्राचीना वीत पितृणाम् اس قول میں نہ تو مرے ہوئے ماں باپ کا کچھ ذکر ہے اور نہ شرادھ کا لفظ آیا ہے - پھر نہیں معلوم کہ اُس سے مردوں کا شرادھ کیونکر ثابت ہوتا ہے صرف یگیوپویت (جنیؤ) کا اِدھر اُدھر کرنا شرادھ کا ثبوت متصور نہیں ہو سکتا - شرادھ اور ترپن سے جو اصل مراد ہے اُس سے ہم انکار نہیں کرتے - ہمارا اعتراض تو یہ ہے کہ مُردوں کے لئے شرادھ اور ترپن کرنا اور اُن کے نام سے کسی خاص قوم کے شخصوں کو بلاتمیز استحقاق کے عمدہ عمدہ قسموں کا بھوجن کرانا اور چاندی سونا بطور لعل بہا دینا عقلاً

رکھی بلکہ اسکی تردید کی ہے چنانچہ (شت پتھ - کانڈ ۱۴ - ادھیائے ۴) आत्मेत्येवोपासीत सयो न्यमात्मनः
प्रियं ब्रुवाणं ब्रूयात् प्रियं रोत्स्यतीतीश्वरोहतथैवस्यात् । योन्यांदेवतामुपास्तेनसवेदयथापशुरे
پرمیشر جو سب کا آتما ہے اُسکی اُپاسنا کرنی چاہئے جو پرمیشر کے سوا کسی اَور کو پیارا یعنی معبود سمجھتا ہے اُسے جو کہے کہ تو پیارے کے فراق سے رنج و محن میں پڑیگا وہ حق بجانب ہے جو اَور دیوتا کی اُپاسنا کرتا ہے وہ حقیقت کو نہیں جانتا - وہ یقیناً عقلمندوں میں مثل حیوان مطلق کے ہے -

ہائے افسوس ہماری پیاری بھاگوت ان مستند قولوں اور صدہا اَور ایسے ہی قولوں کو نظر انداز کر کے مخلوق پرستی قایم کرنا چاہتی ہے بلکہ بڑے شدّ و مد کے ساتھ ظاہر کرتی ہے کہ جو شخص شیولنگ اور شالگرام کی پوجا نہیں کرتا وہ سیدھا دوزخ کو جاتا ہے - اے میری عالی منزلت سبھا تیری عظمت و فضیلت میں تو کسیکو کلام نہیں ہوسکتا مگر حیران ہوں کہ تیری کارروائی ایسی کیوں نکلی کہ اسکی تردید کے لئے ایک عام آدمی قلم اُٹھا کر مستعد ہو بیٹھا +

اب دیکھو آپکا پیارا شری مت بھاگوت کیا کہتا ہے - मृच्छिलाधातुदार्व्वादि मूर्तावीश्वर बुद्धयः
क्लिश्यन्ति तपसा मूढाः परां शान्तिं नयान्ति ते ।

ارتھ - مٹی - پتھر - دھات - لکڑی وغیرہ کی مورتی میں جو ایشور کا تصور کرتے ہیں ایسے بیوقوف ریاضت سے محض تکلیف اُٹھاتے ہیں اور راحت حقیقی کو حاصل نہیں کرتے -

यस्यात्मबुद्धिः कुणपे त्रिधातुके स्वधीः कलत्रादिषु भौम इज्यधीः यत्तीर्थ बुद्धिः सलिले न कर्हिचित्
जनेष्वभिज्ञेषु स एव गोखरः ।

ارتھ - جو تین خلطوں سے مرکب جسم کو آتما سمجھتا ہے اور زن و فرزند وغیرہ کو اپنا سمجھتا ہے اور مٹی کی مورتی کو لایق پرستش سمجھتا ہے اور جو پانی کو تیرتھ سمجھتا ہے اور عقلمند آدمیوں کو نہیں یقیناً وہ گدھا ہے -

ہماری دانست میں مورتی پوجن کی تردید میں شاستروں کے جو حوالے اوپر لکھے گئے ہیں وہ کافی ہیں - زیادہ لکھنا فضول گوئی میں داخل ہے اب ایک آدھ عقلی دلیل پیش کیجاتی ہے -

جیسا معبود ویسا عابد یا یوں کہو کہ جیسا عابد ویسا معبود - یہ ایک نازک نکتہ ہے - جسکی تشریح سے مسئلہ زیر بحث خوب حل ہوسکتا ہے - ظاہر ہے کہ جو صفات معبود میں مانی جاتی ہیں اُن کا اثر کم و بیش عابد کی ذات پر ضرور ہوتا ہے یا تربیت و تعلیم کے اعتبار سے جیسا عابد ہوتا ہے ویسا ہی وہ اپنا معبود تصور کرلیتا ہے - اِن معاملات میں تصور کو بڑا دخل ہے - اگر ہمارا معبود قہار ہے تو اُس کی قہاری اور اگر غیور ہے تو اُسکی غیوری اور اگر رحیم ہے تو اُس کی رحیمی کا عکس ہماری روح پر پڑتا ہے اور یہ اثر ہماری کل قوائے اخلاقی و دماغی پر پہنچتا ہے - اس

نہیں ہوتا کہ بُت پرستی کی ہدایت کی گئی ہے یا واضعان قانون یا حکام یا اُنکی قوم یا رعایا یا علے العموم بُت پرست ہے۔ یہی کیفیت مہرشی منو کے زمانہ پر صادق آسکتی ہے۔ اگر اُس وقت بعض خود غرض پیشواؤں نے اپنے جاہل معتقدوں کو اپنے پھندے میں پھنسائے رکھنے کی غرض سے بُت پرستی کو کچھ رواج دیا ہو اور منوجی نے مصلحت ملکی کے لحاظ سے بحیثیت واضع قانون صرف بُت شکنی کے واسطے سزا تجویز کردی ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ منوسمرتی میں بُت پرستی کا ہونا جایز قرار پایا ہے۔ اگر بُت پرستی جایز ہوتی تو وید مقدس اور ست شاستروں اور بڑا چین رشیوں منیوں کے گرنتھوں میں اُسکا ذکر صراحت کے ساتھ ضرور درج ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بھلا جب تین سو فاضل پنڈتوں کی سبھا مورتی پوجن کی تایید میں ست شاستروں سے کوئی پرمان نہیں دیسکی۔ اوروں سے کیا امید کیجا سکتی ہے۔ درحقیقت اُسکا رواج بودھوں کے زمانہ سے ہوا ہے۔

پس دلایل مذکورہ بالا سے یہ تو بخوبی متحقق ہوگیا کہ مورتی پوجن جایز نہیں اور اب اُسکی تردید میں اور اُپنشدوں کے چند پرمان دیکر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

न तस्य प्रतिमा अस्ति यस्य नाम महद्यशः

ارتھ۔ اُس پرماتما کی کوئی پرتما نہیں اُسکا نام عین جلال ہے (یجروید سنگتھا ادھیاے ۳۲)۔

स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरं शुद्धमपापविद्धम्

ارتھ۔ وہ (پرماتما) حاضر و ناظر قادر قدیر۔ بے جسم۔ کامل۔ قیود جسمانی سے مبرا۔ مجرد۔ ملوثات سے منزہ ہے (ایضاً ادھیاے ۴۰)۔

अन्धन्तमः प्रविशन्ति येऽसम्भूतिमुपासते। ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भूत्यां रताः

ارتھ۔ جو لوگ پرکرتی وغیرہ مادہ عالم کی پرستش کرتے ہیں وہ تیرہ و تاریک دوزخ میں جاتے ہیں۔ اور جو پیدایش شدہ چیزوں کی پرستش کرتے ہیں وہ اُس سے بھی زیادہ تاریک دوزخ میں جاتے ہیں

एकात्मस्थं येऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां सुखं शाश्वतं नेतरेषाम्॥

ارتھ۔ جو عقلمند اُسے آتما میں قایم دیکھتے ہیں اُنہی کو راحت جاودانی حاصل ہوتی ہے اوراوروںکو نہیں

ततो यदुत्तरतरं तदरूपमनामयम्। य एतद्विदुरमृतास्ते भवन्ति अथेतरे दुःखमेवापि यन्ति।

ارتھ۔ جو جہان اور جہان کی علت مادی سے برتر ہے وہ بے شکل اور بے نقص ہے۔ جو اُسکو جانتے ہیں اُن کو حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے اور دوسرے لوگ صرف عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔

तमेव विदित्वाऽतिमृत्युमेति। नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय

ارتھ۔ اُسکی معرفت سے موت کے پنجہ سے نجات ہوتی ہے۔ کوئی اور راستہ منزل مقصود کا نہیں ہے۔ کسی دیوتا کی پرستش بھی جایز نہیں۔ شت پتھ براہمن میں جہاں تینتیس دیوتاؤں کی دیا کھیا کی ہے (اور انہی تینتیس کے تینتیس کروڑ بن گئے ہیں اور اس فہرست کی تکمیل کے بعد جو اُس میں اور مثل گوگا پیر وغیرہ وقتاً فوقتاً داخل ہوتے رہے ہیں وہ علاوہ ہیں) وہاں بھی پرماتما کے سوا اور کسی کی پرستش جائز نہیں۔

اُس نقصان کو درست کرے - اسمیں بحث طلب صرف لفظ پرتما ہے - قرینہ تو یہ چاہتا ہے کہ اس کے معنی باٹ وغیرہ کے ہوں (چنانچہ ساتھ ہی کے اگلے دو شلوکوں میں اسی طور پر خالص چیزوں میں آمیزش کرنے اور اُن کے بگاڑنے کے لئے اور برابر قیمت دینے والوں میں سے ایک کو اچھی اور دوسرے کو بُری چیز دینے اور قیمت میں فریب کرنے وغیرہ کے لئے سزا تجویز کی گئی ہے) لیکن ہماری پیاری سبھا یہ کہتی ہے کہ اس لفظ کے معروف معنی مورتی کے ہیں اور معروف معنی چھوڑ کر ترکیبی معنی لینے ناجائز ہیں - اور اس دعوی کی تائید میں جیمنی مُنی کا ایک قول بھی پیش کیا گیا ہے - یہ حجت ظاہرا کسی قدر وزن رکھتی ہے - مگر جو لوگ کسی زبان کے علم ادب سے واقف ہیں وہ اسکو بطور قاعدہ کلیہ تسلیم نہیں کر سکتے - بہت مقامات ایسے ہوتے ہیں جہاں معروف معنی چھوڑ کر ترکیبی معنی ہی لئے جاتے ہیں - ہاں جہاں معروف معنوں سے کام نکلتا ہو وہاں خواہی نخواہی ترکیب صرفی کو دخل دینا فضول ہے - یہی منشا جیمنی جی کا ہے - ورنہ وہ قول کل ترکیبات و مصطلحات کا ناسخ ٹھیرتا ہے - ہماری بھولی سبھانے جو لفظ رتھ کار وغیرہ کی مثال دیکر اپنی ہمانسا دانی ظاہر کی ہے اُس سے کوئی مضبوط نتیجہ پیدا نہیں ہوتا - اگرچہ لفظ رتھ کار وغیرہ کے بھی ترکیبی معنی لئے جاسکتے ہیں مگر لفظ پرتما کے ترکیبی معنی لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان الفاظ یا ساری زبان کے الفاظ کے بالضرور ترکیبی معنی ہی لئے جائیں - ہر جگہ موقع و مقام کو دیکھا جاتا ہے - قول زیر بحث میں قراین اور سیاق مضمون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہاں لفظ پرتما کے معنی مُورتی کے نہیں ہیں - بالفرض اگر مورتی کے ہی لئے جائیں تاہم مورتی پُوجن کا جائز ہونا کیونکر ثابت ہوتا ہے - مُورتی پُوجن کے ذکر سے یہ نہیں پایا جاتا کہ مورتی پُوجن کی ہدایت کی گئی ہے بلکہ اُس سے ایک عجیب و غریب کیفیت ظاہر ہوتی ہے جو پراچین آریونکی عظمت اور وسعت خیالات اور اعتدال پسندی پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ دھرماتما اور انصاف پسند راجگان و فرمانروایان اس بات کو روا نہیں رکھتے کہ رعایا یا رعایا کے کسی فرقہ میں اپنے دینی عقاید کو بزور حکومت پھیلائیں - بلکہ اُنکو ہمیشہ یہی مدنظر رہتا ہے کہ ہر قوم اور ہر فرقہ مذہبی امور میں اپنے اپنے مذہبی عقاید کے موافق عمل کرے اور مذہبی رسومات کو آزادی اور امن و امان کے ساتھ ادا کریں اور کوئی کسی کا مزاحم نہ ہو - اور اسی غرض سے قانون وضع کیا جاتا ہے - چنانچہ اس امر کی نظیر سرکار انگریزی کے عہد مبارک میں جو ہند کے لئے ایک برکت عظمےٰ اور نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا ہے پائی جاتی ہے - چاروں طرف آزادی کی برکت پھیل رہی ہے مذہبی مناظرے اور مباحثے ہوتے ہیں - قانون موحدوں اور بُت پرستوں کی برابر حمایت کرتا ہے - یہ تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ بُت پرستی کو کفر سمجھے اور کفر قرار دے - لیکن یہ کسی کی مجال نہیں کہ بُت شکنی کرے - اور اگر کرے تو اُسکو سزا دیجاتی ہے - اگر قانون میں بُت شکنی کے لئے کوئی سزا تجویز کی گئی ہے تو اس سے یہ ثابت

سیاق عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ حق پر ہیں۔ اگر آپ کو یہ معنی پسند نہیں تو بھلا فرمائیے کہ آپ اور آپ کے بھاشیہ کارنے جو لفظ परदिव کے معنی اس بھولوگ کے رہنے والے ویشنو وغیرہ لکھے ہیں وہ کیونکر مقبول ہو سکتے ہیں۔ جس حال میں کہ اس لفظ کے لغوی کیا اصطلاحی یہ معنی ہی نہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ ویشنو وغیرہ مت سے کیوں منسوب کیا گیا ہے اگر ہماری پیاری سبھا خواہی نخواہی انہی معنوں کو قایم رکھنا چاہتی ہے تو اَور مت والوں مثل شیو۔ شکتی۔ گنپتی۔ بھیرو وغیرہ کے اُپاسکوں اور اُس حقانی کبیر اور یزدانی نانک کے پیروؤں کو بھی یہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ لفظ مذکور کو اپنے اپنے مت سے منسوب کریں کیونکہ سب اپنے اپنے مت کو اُتم اور افضل جانتے ہیں۔ درحقیقت لفظ परदिव کے یہاں وہ معنی موزون نہیں جو ہماری فاضل سبھا قایم کرنا چاہتی ہے۔ اب رہی یہ بات کہ اس بچن میں دیوتاؤں کے مکان اور دیوتاؤں کی مورتی کا ذکر ہے۔ سو واضح رہے کہ ان الفاظ سے دیوتا کی مورتی کا پوجن ثابت نہیں ہوتا۔ اگر مصنف کو مورتی پوجن کا جائز کرنا پیش نہاد ہوتا تو اُسکو اس بچن میں دو ایک اَور لفظ بڑھا کر اپنے مدعا کو واضح کر دینے میں کیا تکلیف تھی۔ اس قسم کے الفاظ تو اُن لوگوں کی کتابوں میں بھی پائے جاتے ہیں جو مورتی پوجن کو گناہ کبیرہ اور توہین ذات باری سمجھتے ہیں۔ مثلاً جبرئیل فرشتہ اور اُس کا مکان سدرہ وغیرہ وغیرہ۔ اسکی بابت کچھ آگے بھی لکھا جائیگا खननात् दहनात् इत्यादि भूमि मुञ्चयतेत्यंत اسکی بھی وہی کیفیت ہے جو اوپر بیان ہوئی ہے کچھ تشریح کی حاجت نہیں۔ پرتھوی وغیرہ کھودنا کچھ مورتی پوجن کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ اب رہا منوسمرتی کا پرمان۔ सीमासंधिषु कार्य्याणि देवतायतनानि च संक्रमध्वजयष्टीनां प्रतिमानाशभेदकः प्रतिकुर्याच्च तत्सर्वं पञ्चदद्याच्छतानि च । ان تینوں پنگتیوں میں سے پہلی منوسمرتی کے آٹھویں ادھیائے کے شلوک نمبر ۲۴۸ کی دوسری پنگتی ہے جسکا ارتھ یہ ہے کہ (دیہات کی) حدود کے اتصال کے مقام پر دیو استھان بنانا چاہیئے۔ یہاں کئی شلوکوں میں حدود کی نشان بندی اور متنازعہ حدود کی تنقیح اور شناخت حدود کے نشانات کا بیان ہے چنانچہ شلوک مذکور کی پہلی پنگتی میں تالاب و چاہ و باولی و جھرنا کے مرادف سنسکرت الفاظ موجود ہیں جو اُسی غرض سے مستعمل ہوئے ہیں جس سے دیو استھان ہوا ہے۔ درحقیقت دیو استھان مراد کسی متبرک مکان مثل پاٹھ شالا یا یگ استھان یا دھرم سالہ وغیرہ سے ہے جسکے سبب لوگ حدشکنی سے خایف رہیں۔ اور اس لفظ کو مورتی پوجن کا ثبوت گردانا محض مہرشی منو کی توہین ہے۔ پناہ بیزدان کہاں حدبندی کہاں مُورتی پُوجن +

اخیر دو پنگتیاں منوسمرتی کے نویں ادھیائے کے شلوک نمبر ۲۸۵ کی ہیں۔ ارتھ یہ ہے کہ جو شخص پل اور علم اور پانی کے اوپر سے آنے جانے کے ذریعوں کو اور باٹوں یا پیمانوں کو نقصان پہنچائے وہ پانسو روپیہ جرمانہ دیے اور

اُپنشدوں اور سمرتیوں وغیرہ کے جو پرمان دئے گئے ہیں اُنکی نسبت بحث کرنی فضول ہے کیونکہ جب ہم اصل پُستکوں ہی کو مستند نہیں مانتے تو اُن کے پرمانوں کو کب مان سکتے ہیں اس لئے ایسے پرمانوں کا پیش کرنا ہی عبث تھا۔ اس کے علاوہ ان پُستکوں میں مورتی پوجا وغیرہ کی تردید کے بھی بہت پرمان پائے جاتے ہیں۔ جنکا ذکر آگے کیا جائیگا۔ اور نیز ہم جیمنی جی اور منوجی کے قولوں سے اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ سمرتیوں وغیرہ کے جو قول وید کے مطابق نہیں وہ واجب التسلیم نہیں۔ جس ملک میں اور جس گھر میں ودیا کا پرکاش نہیں وہ بے شبہ مثل خانہ بیچراغ ہے۔ جب بدن سے آتما نکل جاتی ہے تو وہ جلانے یا دفنانے کے لایق ہو جاتا ہے۔ جس آتما میں پرماتما کی محبت اور راستبازی کا نور جلوہ گر نہیں وہ جہل و تاریکی اور عذاب میں مبتلا رہتی ہے۔ لیکن اس بات کو کبھی عقل سلیم قبول نہیں کر سکتی کہ جس گھر میں شالگ رام یا شیولنگ نہیں وہ مسان کے برابر ہے۔

ہماری فاضل سبھا یہ بھی کہتی ہے کہ سوامی جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں اپنی مطلب براری کے لئے کیول اُپنشد کا پرمان دیا ہے اور یہ دس اُپنشدوں سے باہر ہے۔ اس لئے جب اُنہوں نے کیول اُپنشد کو تسلیم کر لیا تو پھر اُنکو باقی اَور اُپنشدیں بھی ماننی پڑتی ہیں۔ یہ ایک عجیب قسم کی منطق ہے۔ بھلا اگر ہم پُرانوں سے مورتی پوجا کے کھنڈن میں کوئی پرمان دیں چنانچہ دینگے۔ تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہم نے سب پُرانوں کو مان لیا۔ کسی خاص امر کی تائید یا ثبوت کے لئے کسی کتاب کے خاص قول کا حوالہ دینے سے ہرگز یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ حوالہ دینے والے نے اُس کتاب کو اور نیز اَور بیسوں کتابوں کو بحیثیت مجموعی مستند مان لیا ہے۔

یوگی وا یوگی پتیرواشریہ: پتیرواسکندو وا وِنایکو وا ... وا ... ۔ یہ قول بھی (اگر

یہ قول بھی (اگر اس کے وہی معنی لئے جاویں جو ہماری عالی منزلت سبھا کے ذہن میں ہیں) ویسا ہی وید کی تعلیم کے خلاف ہے جیسے کہ دیگر غیر مستند پرمان جن پر استدلال کیا گیا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنے بڑے رگوید کو چھوڑ کر ضمیموں کے ضمیموں اور تمتوں کے تمتوں کی طرف کیوں رجوع کیا گیا ہے۔ اگر رگوید جسکا پاٹھ دس ہزار کے لگ بھگ ہے اور جو کائنات کے حقایق اور اُسکی نظم و ترتیب کے اصول کا ایک مشنے ہے آپکے دعوے کی تائید نہیں کرتا تو اِدھر اُدھر ٹنگ و دو کرنے سے کیا ہو سکتا ہے جو بودھاین سوتر کا پرمان دیا گیا ہے اس کے لفظوں سے تو مہادیو مہاپرش یعنی پرماتما کی پوجا ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں شیولنگ وغیرہ کا کچھ ذکر نہیں۔

सम्पद्यमानमवर्तते अथ यदास्य युक्तानि यानानि प्रवर्तन्ते देवतायतनानि कम्पन्ते दैवत प्र- अद्भुत।

तिमा हसति रुदति ... ارتھ اس قول سے مورتی پوجن ہرگز ثابت نہیں ہوتی اور نہ اس میں پوجا کا کچھ ذکر ہے۔ ہمکو معلوم نہیں کہ سوامی دیانند سرستی جی اسکا کیا ارتھ کرتے ہیں۔ لیکن اگر بقول معترض وہ اس کلام کو برہم لوگ سے منسوب کرتے ہیں (گو اُن کی تصنیفات و تحریرات میں ایسا نہیں دیکھا گیا) تو کچھ گناہ نہیں کرتے

پائی نہیں جاتی۔ اس لئے مناسب نہیں کہ اس مجمع کے فیصلہ کو رد وکدح کئے بغیر یونہی چھوڑ دیا جائے۔ بحث شروع کرنے سے پہلے اس بات کا بیان کرنا ضرور ہے کہ سوامی دیانند سرستی جنکے اقوال کی تردید کے واسطے یہ مجمع منعقد ہوا تھا اس باب میں کیا کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ وہ اپنے بحث مباحثوں کا مدار وید وغیرہ ست شاستروں پر رکھتے ہیں اور ان ست شاستروں کو ہمارا مجمع فضلا بھی واجب التسلیم سمجھتا ہے اور سوامی جی کی تحریر میں جا بجا اُنکا حوالہ پایا جاتا ہے۔ سوامی جی کہتے ہیں کہ ست شاستروں میں مورتی پوجن وغیرہ نہیں لکھی ایسی صورت میں مناسب تو یہ تھا کہ اُنہی شاستروں کے پرمانوں سے سوامی جی کے قولوں کی تردید کی جاتی مگر بجائے اسکے اِدھر اُدھر کے پرمان دئیے گئے ہیں۔ اور اگر کہیں کسی ست شاستر کا پرمان بھی دیا ہے تو اُس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ اب ہم جواب شروع کرتے ہیں۔

شیو لنگ و مورتی پوجن

तवश्रिये मरुतो मर्जयन्त रुद्रयत्ते जनिमचारुचित्रम् اس قول سے ہماری عالی دماغ سبھا شیو لنگ کی پوجا ثابت کرتی ہے اور اِس کا بھاشیہ بھی سنداً پیش کیا گیا ہے مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ شیو لنگ کی پوجا کہاں سے نکلتی ہے اور اُسکے ثابت کرنے کے لئے سیدھے سادے ارتھ کو چھوڑ کر کیوں اتنی تکلیف اُٹھائی گئی ہے۔ لفظوں کے ارتھ تو صاف صاف یہ ہیں کہ اے رُدر تیری سرشٹی یا ظہور عجیب دلربا اور حیرت انگیز ہے۔ اس لئے دیوتا لوگ تیری مہما کے لئے اُسکی تقدیس کر رہے ہیں (یعنی تیری عظمت و بزرگی کو ظاہر کر رہے ہیں یا تیری حمد و ثنا کے نعرے مار رہے ہیں) بھلا اب فرمائیے کہ آپ کے بھاشیہ کار نے मार्जयन्त شبد پر جو حاشیئے چڑھائے ہیں اُن کو کون مان سکتا ہے۔ کیا دیوتاؤں کی بہبودی اسی پر موقوف ہے کہ پرماتما کی سچی پوجا چھوڑ کر لنگ وغیرہ استھاپن کر کے اُسکی پوجن گنگا وغیرہ تیرتھوں کے پانی سے کریں۔ دراصل شبد مذکور मृजू یا मार्जि یا मृज् دھاتو سے بنا ہے جسکے معنی ہیں پاک و صاف کرنا۔ آواز کرنا۔ زیب و زینت دینا۔ دیوتے اور لنگ کی پوجا بھلا یہ کب ممکن ہے۔ بالفرض اگر ہمارے ارتھ آپکے نزدیک درست نہوں تو آپ کو کوئی اور بہتر ارتھ تلاش کرنے پڑینگے یا اس پرمان ہی کو رد کرنا پڑیگا کیونکہ آجکل کے دیوتا آپکے شیو لنگ کی پوجا سے متنفر ہو گئے ہیں اور پراچین رشیوں منیوں کے طور پر صرف سرب شکتیمان پرماتما ہی کی پوجا کو اپنی نجات کا باعث تصور کرتے ہیں۔ ہاں اگر شیو لنگ سے کلیان یا کلیان سروپ پرماتما کا انومان کرانے والا گایتری وغیرہ منتر یا کوئی اور سادھن جو وید اور عقل کے موافق ہو مراد لیجائے تو اُسکا سیون تین کال کیا دن بھر کرو تو کچھ مضایقہ نہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ جس چیز کا نام لینے سے شایستہ لوگوں کو نفرت ہوتی ہو اُس کا نشان بنا کر تجارت کے لئے اُسکی پوجا کی جائے۔ مورتی پوجا کے باب میں غیر مستند

وغیرہ نہیں کرتا ہے وہ ہزارہا پشتوں تک چانڈال کی پشت میں پیدا ہوتا ہے اُوپر لکھا ہوا بچن دیول سمرتی کا ہے۔ منو بھی لکھتے ہیں ...यज्ञन्तु निर्वर्त्य विप्रश्चन्द्रक्षयेऽग्निमान्, पिण्डान्वाहार्यकं श्राद्धं कुर्यान्मासानुमासिकम्॥

यनिर्वर्तिय:श्राद्ध يعنی ہر شخص کو اماوس کے دن اپنے والد وغیرہ کا شرادھ کا کرنا نہایت ضروری ہے ÷ اور اتیری اسمرتی کے اس प्रमीत पितृकोऽपि यः इन्दुक्षये नांति मासि प्रायश्चित्ती भवेत्तु सः قول کے مطابق جو نہیں کرتا ہے وہ پاپی ہوتا ہے۔ اس واسطے یہ بات صاف صاف قرار پاگئی کہ مرے ہوؤں کا شرادھ ترپن شرتی اور سمرتی دونوں کی رُو سے ثبوت ہے۔ رگوید سنگھتا میں تیرتھ کے بارہ میں لکھا ہے کہ۔

सितासितेसरितौ यत्रसंगते तत्राप्लुतासोदिवमुत्पतन्ति येवैतन्वां विसृजन्तिधीराः तेजनासोऽमृतत्वं अयने यत्र गङ्गाचयमुनाच यत्र प्राची सरस्वती, यमस्य اس میں गङ्गेयमुने گنگے جمنے وغیرہ الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گنگا وغیرہ تیرتھ اشنان کرنے سے سرگ ہونا اور پاپ سے چھوٹنا مُراد ہے۔ منو سمرتی میں بھی لکھا ہے کہ۔ यमोवैवस्वतो देवो यस्तवैषहृदिस्थितः तेनचेद विवादस्ते मा गङ्गां मा कुरून् गमः। اس کا یہ مطلب ہے کہ جھوٹھ بولنے کے پاپ سے چھوٹنے کے لئے گنگا اشنان اور کروکھشیتر باس کرنا چاہئے ÷

تیرتھ چھیتروں کے بارہ میں اور بہت ثبوت ہیں اس لئے گنگا وغیرہ کا اشنان اور کروکھشیتر وغیرہ کا باس شرتی اور سمرتی دونوں میں ثبوت ہے ÷

اِسکے بعد شری تارا ناتھ باچسپتی نے مورتی پوجن کو بموجب اُپنشدوں کے ثبوت کرنا شروع کیا ان کا بیان بہت بڑھنے لگا اور ادھر شام بھی ہوتی جاتی تھی اس سبب سے مہیش چندر نیا رتن نے تارا ناتھ جی کو ایک رقعہ لکھکر دیا کہ اگرچہ آپ اِس بارے میں کئی روز تک گفتگو کر سکتے ہیں مگر آج وقت بہت کم اور کام بہت زیادہ ہے اگرچہ تارا ناتھ جی کو بہت کچھ کہنا تھا مگر مہیش چندر جی کے کہنے سے اپنا بیان ختم کر کے کہنے لگے کہ ابھی مجکو اس بارہ میں بہت کچھ کہنا باقی ہے ÷

جواب الجواب آریہ سماج کی طرف سے

برہمنوں اور سمرتیوں کی بحث کے بعد اب ہم دوسرے سوال کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ آیا شیو۔ وشنو۔ درگا وغیرہ دیوتاؤں کی مورتی اور شیو لنگ کی پوجا اور مرنے کے بعد پتروں کا شرادھ وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ اور گنگا اور کروکھشیتر وغیرہ تیرتھوں کے اشنان اور باس سے پاپ کی نورتی اور مُکتی ہوتی ہے یا نہیں؟

اگرچہ اس باب میں پہلے بھی بہت کچھ بحث مباحثے ہو چکے ہیں اور کوئی شخص دلائل عقلی و نقلی سے کسی ایسے دعوی کو ثابت نہیں کر سکا مگر چونکہ اب ان امور کی بحث ایک ایسے مجمع فضلا میں ہوئی ہے جسکی نظیر ہند کی تاریخ میں

اِسی کھنڈ میں खननात् दहनात् इत्यादिभूमि शुध्यतेतराम् اس عبارت سے پرتھوی کا کھودنا وغیرہ پایا جاتا ہے۔ دیانند سوامی جی یہ کہتے ہیں کہ اِسی انو واکیہ کے ساتویں کھنڈ میں स पृथिवी मभ्यावर्तत یہ لکھا ہے۔ اسمیں لفظ پرتھوی دکھلائی دیتا ہے اور اس کے پیشتر لفظ پرتھوی کہیں نہیں پایا جاتا۔ لفظ پرتھوی کا استعمال یہاں ہی ختم ہوگیا۔ یہ اُنکا کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ دسویں کھنڈ میں بھی لفظ भूमि آیا ہے اور منو سمرتی میں بھی لکھا ہے کہ

सीमासंधिषु कार्याणि देवतायतनानि च संक्रमध्वजयष्टीनां प्रतिमानाञ्च भेदकः प्रतिकुर्याच्च तत्सर्वं पञ्चद

ان شلوکوں کے بموجب دو گانوں کے درمیان ایک دیوتا کا مندر بنانا واجب ہے اور جو کوئی پتھر وغیرہ کی مورتی اُس میں نہ رکھے اُسپر ۵۰۰ روپیہ جرمانہ ہونا لازم ہے۔ اس بارہ میں سوامی دیانندجی کہتے ہیں کہ प्रतिमीयते धनेनेति व्युत्पत्त्या لفظ پرتما کے معنی وزن کرنے کے ہیں یعنی وزن کرنے کے باٹوں کا نام پرتما ہے۔ سوامی جی کے اس کہنے سے صاف عیاں ہے کہ اُنہوں نے میمانسا شاستر نہیں دیکھا ہے۔ دیکھو پورب میمانسا میں رتھ کے بنانے والے کے بارہ میں لکھا ہے रथकारस्य इत्यादि वर्षासु रथकारोऽग्निमादधीतेति وید کے بچن میں جو لفظ रथक ہے اُسکی تشریح یوں ہے کہ रथं करोतीति रथकारः اس طرح پر تشریح کرنے سے اس کے معنی براہمن چھتری ویش کے نہیں سمجھنے چاہئیں کیونکہ ایسا سمجھنے سے اُس کے معنی صرف اصطلاحی ہو جائینگے۔ اِس لفظ کے لُغوی معنی سے ایک نیچ قوم کا شخص مُراد ہے۔ اگر اسکو چھوڑ کر اِسکے اصطلاحی معنی یعنی رتھ کا بنانے والا لئے جاویں تو چاروں ورن کے لوگوں سے مراد ہو جاتی ہے۔ اس لئے پورب میمانسا کے مصنف جیمنی نے یہی یہی قرار دیا ہے کہ جہاں لغوی معنی ہوتے ہوں وہاں اصطلاحی نہ لئے جائیں۔ اس لئے لفظ پرتما کے لغوی معنی علاوہ پتھر کی مورتیوں کے اور کوئی اصطلاحی درست نہ ہونگے۔ لغوی معنی چھوڑ کر اگر صرف اصطلاحی معنی لیں تو अग्निर्दहः पचिरपाकः इत्यादि اِن فقروں میں पचमचति کی تشریح سے لفظ اگن کے خاص معنی جلانے کے چھوڑ کر اندر وغیرہ دیوتاؤں کے بھی سمجھے جائینگے کیونکہ یہی معنی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے دیوتاؤں کی مورتی اور اُنکی پوجا کرنا بموجب سب شرتیوں اور سمرتیوں کے جائز ہے +

یجر وید کی سنگھتا میں شرادھ کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ निवीतं मनुष्याणां प्राचीनावीतं पितृणाम् ॥ اِس سے پراچیناویت یعنی جنیو کو دہنے کندھے پر کرکے پتر کرم کرنا ظاہر ہوتا ہے۔ اس میں جو لفظ पितृणां صیغہ جمع میں استعمال ہوا ہے اس سے مرے ہوئے ماں باپ کا شرادھ پایا جاتا ہے۔ جب ایک شخص زندہ ہے تو اُسکا صرف ایک باپ اُس وقت ہوتا ہے مگر بعد مرنیکے مثل باپ کے دادا پردادا کو بھی पितृणां بموجب شاستر کہہ سکتے ہیں۔ اسواسطے اس وید بچن میں جو لفظ पितृणां آیا ہے اس سے مردوں کا ہی شرادھ وغیرہ مُراد ہے۔ دیکھو अन्वाहार्यमतिक्रम سمرتیوں میں بھی اسکا یہ مطلب ہے کہ جو مرے لوگوں کا مرنے کے دن شرادھ पार्वणः कोटिकल्पनासु

यदि विप्रः सनत्सम्ये हे वतार्चनजादरात् सयाति नरकं घोरं यावदाचंन्द्रतारका। सकश्मविषये प्राचचितमुदहृतम् ब्रह्मकूर्चं चरेदव दिनेकस्मिन् द्विजोत्तमः।

पर्णकृच्छ्रं वर्षे त्यागे उदुम्बरम्। शालग्रामशिला नास्ति यत्रचैवाम्रतोद्भवा श्मशानसदृश्यगेहं सविप्रः पंक्तिदूषिकः।

یہ گوتم سمرتی کے اشلوک ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو مورتی پوجن نہ کریگا اُسکو جبتک کہ سورج چاند اور ستارے قائم ہیں تب تک دوزخ میں رہنا پڑیگا اسکا پرایشچت (کفارہ) یہ ہے کہ اگر ایک روز پوجن نہ کرے تو برُہم کورچ پرایشچت اور اگر ایک ماہ نہ کرے تو مہرن کرچھ پرایشچت کرے اور اگر سال نہ کرے تو ادمبر کرچھ پرایشچت جس کے گھر میں شالگرام کی مورتی اور سنگھ نہیں ہے وہ گھر شمشان کی مانند ہے ان کے علاوہ شاستری جی کے اور بھی بہت سے ثبوت پیش کئے جو بوجہ نہ ہونے جگہ کافی کے چھوڑ دیئے جاتے ہیں +

پھر یہ کہا اگر سوامی جی رام تاپنی اور برہ جاوال اُپنشد کو کہ جنمیں پوجن رقم ہے دس اپنشدوں میں شمار نہ کئے جاینگی وجہ سے تسلیم کریں تو دیکھو سوامی جی نے اپنے مطلب براری کے لئے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں کیول اپنشد کا ثبوت دیا ہے جو بھی دس اُپنشد سے باہر ہے مثلاً ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳ میں رقم ہے

स ब्रह्मा स विष्णुः स रुद्रसशिवस्सोक्षरः प्रमम स्वराट् स इन्द्रः सकालोऽग्निः स चन्द्रमा इत्यादि।

یہ کیول اُپنشد کا بچن ہے اس لئے جب کہ انہوں نے کیول اُپنشد کو کہ جو دس اپنشد سے باہر ہے تسلیم کرلیا تو پھر اُن کو باقی اور اپنشد بھی ماننے پڑینگے تو پس رام تاپنی اور برہ جاوالہ وغیرہ اُپنشد سب برابر ہیں +

اور اگر کہو کہ شرتی اور سمرتی میں تو مورتی پوجن کا ذکر ہے ہی نہیں پھر مورتی پوجن کیونکہ ہو سکتا ہے ؟ تو یہ بات ٹھیک نہیں ہے کیونکہ شام وید کے پڑھان ۲۶ براہمن کے پانچویں انوباکیہ کے دسویں کھنڈ میں صاف صاف یہ لکھا ہے

सपरान्दिवमन्वावर्तते अथ यदास्यायुक्तानियानानि प्रवर्तन्ते देवतायतनानि कम्पंति देवता प्रतिमा हसंति रुदंति गायंतीत्यादि

ان سے دیوتاؤں کا مندر اور اُن میں دیوتاؤں کی مورتی ثابت ہوئی مگر دیانند سرستی جی اس بچن کے وشے میں کہتے ہیں کہ یہاں دیوتاؤں کے مندر اور دیوتاؤں کی مورتی سے غرض برمھ لوگ سے ہے۔ سوامی جی کے اس کہنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے اس شرتی کے معنی لگانے میں سلسلہ عبارت پر غور نہیں کیا۔ اس شرتی میں جو لفظ (परदीव) ہے اگر اُس کے معنی برمھ لوگ کے لگا دیں تو لفظ सनवेति کہ جس کے معنی دیکھکر کے ہیں کس طور پر موضوع ہو سکتا ہے کیونکہ جب دونو الفاظ کے معنی ملکر برمھ لوگ دیکھکر کے ہون وغیرہ شانتی کرنا ہوئے تب یہ کس طرح ہو سکتا ہے کیونکہ ہم اس لوگ کے رہنے والے برمھ لوگ کو کسی طرح نہیں دیکھ سکتے تب ہم نہیں جانتے کہ سوامی جی اس شرتی کے معنی برمھ لوگ کی پرتما کیونکر لگاتے ہیں۔ لفظ परदीव کے معنی برمھ لوگ کے ہرگز نہیں ہیں۔ اِس سے بھولوک کے رہنے والے وشنو وغیرہ سے ہی غرض ہے اور یہی معنی یہاں موضوع ہیں۔ دیکھو ساینا چاریہ نے بھی اپنے بھاشیہ میں یہی معنی لگائے ہیں

अव्ययमाषाहुत वामधिकारी परंदिव उत्कृष्टा वेखर्गे। दिवं मकीर्यं शोमार्थ वर्तंते प्रवर्ततइति ॥

پوجا اور مرنے کے بعد پتروں کا شرادھ وغیرہ - اور گنگا و کروکھشیتر وغیرہ تیرتھوں اور کھیشتروں میں اشنان اور باس بموجب شاستر کے جائز ہیں یا نہیں -

جواب اس کا پنڈت رام سو براہمن شاستری نے یہ دیا کہ یہ سب بموجب شاستر جائز ہیں اس کے ثبوت میں رگوید میں یہ لکھا ہے । तवश्रिये मारुतो मार्जयंति रुद्रयत्ते जनिमचारुचित्रम् اس کے مطابق شیولنگ کی مورتی کی پوجا استھاپنا وغیرہ سے پوجن کا پھل ہوتا ہے - اس کا بھاشیہ یہ ہے کہ हे रुद्र ! यत् यस्मात् तव जनिम जन्म चारुमनोज्ञं चित्रं स्वकर्माधीनत्वेन जीव जनि विलक्षणं तस्मात् तवत्वत्तः श्रिये ऐश्वर्य प्राप्तयेलिङ्ग रूपं त्वां मरुतो देवाः मार्जयंति, गङ्गादि तीर्थैऽभिषेचयं तीत्यर्थः । अभिषेचनस्य लिङ्गादि रूप प्रतिमा यामेव सम्भवात् लिङ्गस्य प्रतिसिद्धि । یعنی ہے رودر! جب آپ کا جنم آپ کی مرضی پر منحصر ہے تب آپ کا جنم اور جیو عجیب طور کا ہے یعنی آپ کرموں کے بس نہیں اس لئے دیوتا اپنی بہتری و بہبودی کے لیئے آپ کے لنگ کی استھاپنا کرکے پوجن کرتے ہیں - استھاپنا کرنا بغیر لنگ وغیرہ کی صورتوں کے غیر ممکن ہے اس لیئے لنگ وغیرہ کی مورتی کا پوجا خود ثابت ہؤا - اور رام تاپنی اُپنشد میں بھی صاف صاف لکھا ہے کہ अविमुक्ते तवक्षेत्रे सर्वेषां मुक्ति सिद्धये वहं सन्निहितस्तत्र पाषाण प्रतिमादिषु, क्षेत्रेऽस्मिन् यो ऽर्चयेद्भक्त्या मंत्रेणानेन मां शिव ब्रह्महत्यादि पापेभ्यो मोचयिष्यामि माशुचः । یعنی رام چندر جی شیوجی سے کہتے ہیں کہ ہم تمہارے چھیتر یعنی کاشی میں سب کی مکتی کے لیئے پتھر کی مورتی میں موجود ہیں جو ہماری پوجا پتھر کی مورتیوں میں کرتے ہیں اُن کو برہم ہتیا وغیرہ پاپوں سے آزاد کر دیتے ہیں - اس میں کچھ شک و شبہ نہ سمجھو ۔

براجاوالہ اُپنشد کے اس فقرہ سے بھی کہ शिवलिङ्गसिसम्यगभ्यर्च्येति شیولنگ کی پوجا صاف ثابت ہوتی ہے اور منوسمرتی کے दूसरे ادھیائے میں بھی नित्यं स्नात्वा शुचिः कुर्याद्देवर्षिपितृतर्पणम्, देवताभ्यर्चनञ्चैव समिदाधानमेवचेति اور دیول سمرتی میں بھی لکھا ہے स्नात्वानेव भुञ्जीतह्यनभ्यर्च्य च शालिग्रामं हरेश्चिन्हं प्रत्यहं पूजये द्विजः, भास्करं गण धञ्जास्मिं शङ्करञ्च सरस्वतीम् महालक्ष्मीं महा दुर्गांमित्यं विप्रणामर्चयेत्, शालिग्राम शिलातीर्थं पिवेद्यो मनजोत्तमः तस्य पापानि नश्यांतब्रह्महत्यादिकानिच اور گوبیہ گرھیہ پرشسٹ میں بھی لکھا ہے کہ गौरी वा गौरी पतिर्वाश्रियः पतिर्वास्कन्दो वा विनायको वा व्यस्ता समस्ता वाईज्यन्ते। اور بودھاین سوتر میں بھی لکھا ہے महादेवं महापुरुषं वार्चयेत् इत्यादि اسی طرح اور بہت سی مختلف کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شیو وشنو و درگا وغیرہ کی پوجا جائز ہے اور پوجا نہ کرنے سے گناہ ہوتے ہیں جیسا کہ ذیل میں دھرم شاستر سے مرقوم ہے

معنی تو قوت ذہنی کے ہیں اور اس کا اطلاق سمرتی پستکوں پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قول کے ارتھ صاف ہیں یعنی سمرتی (ادراک) پرتکش (شہادت حواس ظاہری و باطنی) تتھی (تاریخ وغیرہ) انومان (قیاس) ان چاروں سے آدیتیہ منڈل کے جانے جاتے ہیں۔ اگر یہاں سمرتی شبد سے تمام سمرتیاں مراد لیجائیں تو یہ قول سب سمرتی پستکوں سے پیچھے کا بنا ہوا ٹھیرتا ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ کیوں؟

دوسرا قول منوسمرتی کا ہے اور وہ یہ ہے वेदोऽखिलो धर्ममूलं स्मृतिशीले च तद्विदाम् اے میری محقق سبھا منوسمرتی تو آدسمرتی گنی جاتی ہے بھلا اس میں پیچھے کی بنی ہوئی سمرتیوں کا کیونکر ذکر آسکتا تھا۔ منوجی نے تو ہدایت عام کے طور پر ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے کہ وید سمپورن دھرم کا مول ہے اور جو وید کو جانتے ہیں انکا قول و فعل جو وید کی ہدایت پر مبنی ہے ستہ دھرم کا مول ہے۔ مراد یہ ہے کہ کل دھرم کا مبدا وید ہے اور جو وید کو جان کر اس کے احکام کی تعمیل سے اپنے دل و دماغ کو روشن کرتے ہیں اور علم و عمل کی ایک زندہ اور موثر نظیر ہیں ان کی ہدایت و کلام اور سیرت و خلق بھی دھرم کا ماخذ ہے۔ جو لوگ خود وید نہیں جان سکتے وہ ایسے لوگوں کی ہدایت و صحبت سے استفادہ کریں۔

اب ہم دو ایک پرمان نمونہ کے طور پر اپنی طرف سے پیش کرتے ہیں تاکہ حقیقت حال اور بھی زیادہ روشن ہو جائے اول دیکھو پورب میمانسا ادھیائے پہلا پاد تیسرا سوتر نمبر ۱ विरोधे त्वनपेक्ष्यं स्यादसति ह्यनुमानम् اس کا ارتھ یہ ہے کہ شرتی کی نقیض جو سمرتی ہو وہ ترک کرنے کے لائق ہے اور جو موافق ہو وہ مانی جا سکتی ہے۔ درحقیقت کل سمرتیوں کے پورا پورا ماننے کا کوئی شخص دعوے نہیں کر سکتا کیونکہ ان میں اس قدر اختلافات پائے جاتے ہیں کہ ان کی توجیہہ و تاویل محال ہے۔ ایسی صورت میں یہی ہو سکتا ہے کہ یا تو وہ یک قلم رد کی جائیں یا جیمنی جی کے اس قاعدہ کلیہ پر عمل کیا جائے کہ جو کچھ وید اور عقل سلیم کے موافق پایا جائے وہ تسلیم اور باقی رد کیا جائے پھر دیکھو منوجی کیا کہتے ہیں ادھیائے ۱۲ اشلوک ۹۵ و ۹۶

या वेदबाह्याः स्मृतयो याश्च काश्च कुदृष्टयः सर्वास्ता निष्फलाः प्रेत्य तमोनिष्ठा हि ताः स्मृताः ॥ उत्पद्यन्ते च्यवन्ते च यान्यतोऽन्यानि कानिचित् तान्यर्वाक्कालिकतया निष्फलान्यनृतानि च ॥ اس کا ارتھ یہ ہے کہ جو سمرتیاں وید کے خلاف ہیں اور جو جو بدعت و الحاد کے مسایل ہیں وہ سب نکمے اور تموگن سے بھرے ہیں کیونکہ وید سے باہر جو کلام ہے وہ انسان کا بنایا ہوا اور زوال پذیر ہے اس لئے مستند اور واجب التسلیم نہیں ہو سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کل سمرتیاں تمام و کمال تسلیم نہیں کیجا سکتیں۔ ہاں جس کلام کی بنا وید پر ہو اور جو عقل سلیم کے موافق ہو اس سے انکار نہیں ہو سکتا جیسے श्रुतिस्मृतिपुराणानां विरोधो यत्र दृश्यते तत्र श्रौतं प्रमाणन्तु तयोर्द्वैधे स्मृतिर्वरा ۔ ارتھ۔ جہاں وید اور سمرتی اور پران ان تینوں میں اختلاف ہو وہاں وید ہی پرمان مانا جاتا ہے اور سمرتی اور پران کے اختلاف کی صورت میں سمرتی کو فوقیت ہے +

سوال دوم۔ پنڈت مہیش چندر نیا رتن نے دوسرا سوال یہ کیا کہ شیو وشنو۔ درگا وغیرہ دیوتاؤں کی مورتی کی

اخیر میں پورب میمانسا کے اول ادھیائے کے دوسرے پاد کے سوتر ۳۱ لغایت ۵۳ بھی ملاحظہ طلب ہیں۔ ان ایں معترض نے ویدوں یعنی سنگھتا کی نسبت بہت سے اعتراض کئے ہیں اور جیمنی جی نے اُن کے جواب دیئے ہیں ان اعتراضوں میں ایک یہ بھی ہے کہ چونکہ منتروں کے معنی سمجھ میں نہیں آسکتے اس لئے وہ بے معنی اور فضول ہیں۔ اس کا ایک جواب جیمنی جی یہ دیتے ہیں کہ چونکہ برہمن گرنتھ موجود ہیں اس لئے ان کے معنی سمجھ بی سمجھے جا سکتے ہیں - دیکھو سوتر ۵۳ विधि शब्दस्य غرض کہ کل سلسلہ اعتراضات وجوابات سے متحقق ہوتا ہے کہ سنگھتا ہی الہامی کتاب ہے اور برہمن گرنتھ اُس کی تفسیر ہیں - ہاں یہ بات ضرور ہے کہ برہمن گرنتھ بھی مستند اور قابل تعظیم ہیں مگر وہیں تک جہانتک اُن کا منتروں سے اختلاف نہو چنانچہ اُس کا فیصلہ بھی جیمنی جی نے ہی کر دیا ہے मन्त्रस्तु विरोधे स्यात् प्रयोगरूपसामर्थ्यात्तस्मादुत्पत्तिदेशः सः (پورب میمانسا ادھیاے ۵ پاد - ۱ - سوتر ۱۶) اس کا ارتھ یہ ہے کہ اختلاف کی صورت میں منتر غالب ہے کیونکہ منتر فی نفسہ مستند ہے اور اسی سے کرم کی تکمیل ہوتی ہے اسلئے وہ یعنی برہمن محض کرم کا مبداء ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ منتر کو برہمن پر فوقیت ہے یعنی منتر مکھ ہے اور برہمن گون اور منتر بغیر کرم پریوگ روپ سدھی نہیں ہوتی۔ اسی سے ہمارے آچاریوں نے منتر کو انتر نگ اور برہمن کو بہیر نگ کہا ہے گویا کہ ایک جان ہے دوسرا قالب۔ ایک مستند بالذات ہے دوسرا مستند بالغیر اور جو ہماری لایق سبھا نے منوسمرتی کے مندرجہ ذیل شلوک کا حوالہ دیکر اس سے یہ ثابت کرانا چاہا ہے کہ برہمن حصہ کا اُپنشد حصہ مثل وید کے ہے اس میں وہ کامیاب نہیں ہوئی

एताश्चान्याश्च सेवेत दीक्षा विप्रो वने वसन् विविधाश्चौपनिषदीरात्मसंसिद्धये श्रुतीः

اس شلوک کا ارتھ یہ ہے کہ بن میں رہکر اس ویکشا اور نیز اور ویکشا کا سیون کرے اور تزکیہ نفس اور صفائی باطن کے لئے اُپنشدوں میں جو شُرتی یعنی وید کے منتر ہیں یا جو منتر برہم ودیا سے متعلق ہیں اُن کا سیون کرے یعنی اُن کو پڑھے اور بچار رے یہ شلوک بان پرستھ آشرم کے باب میں ہے اس میں اُپنشد شبد صفت ہے اور شرتی شبد موصوف یعنی جو شرُتیاں (وید منتر) اُپنشدوں میں آئی ہیں - چونکہ بان پرستھ آشرم آتما کی شُدھی اور موکش کے لئے اختیار کیا جاتا ہے اور اُپنشدوں میں عموماً اسی مطلب کے منتخب منتر لکھے ہیں اس لئے منوجی نے ان منتروں کی طرف خاص کر رجوع دلایا ہے -

منوسمرتی کی طرح اور سمرتیاں بھی واجب التسلیم ہیں یا نہیں

اس باب میں ہماری معزز سبھا میں دو قول بطور پرمان پیش ہو کر تسلیم کئے گئے - اور اُن میں سے ایک یہ ہے स्मृतिः प्रत्यक्षमैतिह्यमनुमानं चतुष्टयं एतैरादित्यमण्डलं सर्वैरेव विधास्यते اے میری پیاری سبھا اس میں کہاں لکھا ہے کہ سب سمرتیاں یا فلاں فلاں سمرتیاں ماننے کے قابل ہیں - اس قول میں جو سمرتی شبد آیا ہے اُس کے

برہمن شبد یا اُسکا مترادف کوئی اَور شبد کہاں ہے۔ بلکہ برہمن وغیرہ کے جو الفاظ یگ کے وقت حسب موقع پڑھے جاتے ہیں انکو اویدک قرار دیا ہے۔ اسکے علاوہ اگر اس حجت کو تسلیم کرلیا جائے تو اس سُوتر کا مضمون یہیں ختم ہوجاتا ہے اور اِسکو اگلے سُوتروں کے ساتھ کچھ تعلق و ربط نہیں رہتا بلکہ اگلے سُوتر فضول اور بیکار ہوجاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگلے سُوتر اِسی विभाग: یعنی تقسیم کی تفصیل بتاتے ہیں چنانچہ तेषामृग्यत्रार्थ वशेन पादव्यवस्था اس کا ارتھ یہ ہے۔ انمیں سے ایک رگ ہے۔ جو معنوں کی پابندی کے ساتھ ترتیب منظومی رکھتا ہے (اور منتر بھی ہے) اس سوتر میں جو ضمیر جمع غائب तेषां (اُن ہیں) آیا ہے وہ لفظ आम्नातेषु کی طرف راجع ہے جو سُوتر ماقبل میں بطور جمع غائب طرفیہ واقع ہے۔ اسکے سوا کوئی اَور لفظ ایسا نہیں ہے جس سے ضمیر तेषां منسوب کیا جاسکے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ سُوتر ماقبل کے دوسرے جملہ میں جو ویدوں کی تقسیم کا ذکر آیا ہے اُس سے مراد یہی تقسیم ہے جو سُوتر زیر بحث اور اگلے سُوتروں میں کی گئی ہے اور برہمن شبد کا اُس سے کچھ تعلق نہیں۔ اس کے علاوہ رِگ وید کی جو تعریف بیان کی گئی ہے وہ کسی طرح برہمن گرنتھوں پر صادق نہیں آتی کیونکہ وہ نہ تو بہیئت مجموعی منظوم ہیں اور نہ منتر ہیں۔ اگلے سوتر میں سام وید کی تعریف کی ہے गीतिषु सामाख्या یعنی جو علاوہ تعریف مذکورہ بالا کے گایا بھی جاتا ہے शेषे यजुः शब्दः یعنی رِگ اور سام کے علاوہ یجروید ہے۔ اِس سے آگے کئی سوتروں تک نگدوں کی بحث چلی گئی ہے جنکو معترض چوتھا وید کہتا ہے وہ بحث ہمارے اصل مطلب سے تعلق نہیں رکھتی اس لئے قلم انداز کی جاتی ہے۔ صرف اس قدر کہدینا کافی ہے کہ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کل سوتروں میں ویدوں کی ماہیت کی تنقیح کی گئی ہے بس اوپر کے بیان اور سیاق کلام اور خود برہمنوں کے مضامین سے صاف متحقق ہوتا ہے کہ برہمن وید نہیں بلکہ سنگھتا ہی وید ہے۔ اگرچہ اس باب میں بیشمار پرمان موجود ہیں مگر مشتے نمونہ از خروارے جیمنی جی کے سوتروں ہی پر کفایت کی جاتی ہے۔ اور بشرط ضرورت اور پرمان پھر پیش کئے جائینگے۔ ان سوتروں کا پرمان خاص کر اس لئے دیا گیا ہے کہ راجہ شیو پرشاد صاحب ستارہ ہند نے کہ اس بحث کے گویا ہراول ہوئے ہیں انہی میں سے دو سُوتروں پر اپنے مباحثہ کا مدار رکھا تھا اور اُنکی تحریر پر بہت سے ناواقف لوگ ابتک ناز کر رہے ہیں۔ چنانچہ حال میں ایک پورانک پنڈت مسمیٰ چترنج صاحب نے میڈم بلیوٹسکی صاحبہ کے رسالہ تھیوسوفسٹ میں ایک نوٹس چھپوایا ہے۔ جسمیں آپنے راجہ شیو پرشاد صاحب کی تحریر کے حوالہ سے سوامی دیانند سرستی جی کے وید بھاشیہ کی خریداری کی ممانعت فرمائی ہے۔ واہ کیا خوب اس مہاتما کو خوب سُوجھی۔ مرحبا۔ مرحبا۔ آپ تو ویدوں کو چھپاتے چھپاتے وہ نوبت پہنچائی کہ الامان۔ اور جب دُوسرے شخص نے اُنکی اشاعت پر کمر باندھی تو یہ مخالفت۔ اِس قسم کا نوٹس بھی آجتک کسی رسالہ یا اخبار میں چھپا نہیں دیکھا۔

اوران میں منتروں کی تعبیر اور امرونواہی کی تشریح اور تاریخی واقعات وغیرہ بطور تفسیر درج ہیں۔ یہ امر اُنکی ترکیب وترتیب اور مضامین سے ظاہر ہے۔ بلکہ جب برہمن شبد کی اصلیت پر غور کیجاتی ہے تو بھی وہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے یعنی برہمن شبد برہم کا بتانے والا ہے اور برہم کے معنی وید (یا پرماتما وغیرہ) کے ہیں اور جو برہم یعنی وید کو جانتا ہے یا جس سے وید جانا جاتا ہے یا جسمیں وید کے مسایل کی تشریح ہے اُسکو برہمن کہتے ہیں۔ وید کے اول مُفسّرین برہم وادنیا کہلاتے تھے اور اُنہی کے نام پر اُنکی تفسیروں کا نام برہمن رکھا گیا اور یہ نام فی نفسہٖ موزون ہے اس کے علاوہ برہمن کے معنی برہمنوں کے مجمع کے بھی ہیں۔ پہلے یہ دستور تھا کہ جب کوئی مذہبی یا قانونی کتاب لکھی جاتی تھی یا کوئی خاص تفسیر مرتب ہوتی تھی یا اُس میں کوئی ترمیم وتبدیل کیجاتی تھی تو وہ کسی مجمع فضلا میں پیش ہوکر بحث ومباحثہ کے بعد منظور ہوتی تھی اور یہ دستور اَب بھی جاری ہے۔ جیساکہ شری مہاراجہ صاحب بہادر والئے جموں وکشمیر نے جو دھرم شاستر تالیف کرایا ہے وہ بہت سے پنڈتوں کی رائے لینے کے بعد شایع کیا گیا ہے اسی طرح عجب نہیں کہ برہمن پُستک بھی مستند برہمنوں کے مجمع یا کونسل میں منظور ہوکر شایع کئے گئے اور برہمنوں کے نام سے نامزد ہوئے ہوں اور ظاہرا یہ بھی ایک وجہ ہے کہ وہ اب تک مستند چلے آتے ہیں اور ان کی تعظیم وتکریم ویدوں کے برابر ہوتی ہے حتیٰ کہ عوام میں وہ وید کا حصہ سمجھے جاتے ہیں ورنہ قیاس میں نہیں آتا کہ برہم (وید) کا ایک حصہ سنگھتا (برہم) اور دوسرا حصہ برہمن (برہم) ہو۔ ایسی تقسیم لفظاً ومعناً ناموزوں اور لغو معلوم ہوتی ہے۔ پس ایسی صورت میں برہمن شبد کے لُغوی اور معقول معنوں کو چھوڑ کر جو اُسکا اطلاق وید کے حصہ پر کیا جاتا ہے اسکے واسطے کوئی نہایت مضبوط وجہ ہونی چاہئے اور وہ موجود نہیں اب آگے چلئے۔

यन्नाम्नातेष्वमंत्रत्वमाम्नातेषु हि विभागः سُوتر ۳۴) یعنی جو کچھ ویدک نہیں وہ منتر نہیں کیونکہ جو کچھ ویدک ہے اُسمیں تقسیم ہے۔ اس سُوتر میں دو لفظ تشریح طلب ہیں آम्नातेषु جو مشتق ہے आम्नाय سے جسکے معنی وید ہیں اور دوسرا विभागः جسکے معنی تقسیم ہیں۔ اب اگر سوتر کے جملہ اول میں جو کلمہ نفی دو جگہ آیا ہے اُسے خارج کیا جائے تو باقی یہ رہجاتا ہے جو کچھ ویدک ہے وہ منتر ہے یعنی منتر ہی وید ہے۔ اور اگر اس جملہ میں جو لفظ आम्नातेषु آیا ہے اس سے مراد اُن الفاظ سے لیجائے جو یگ کرانے والے براہمن یگ کے وقت حسب موقع ایزاد یا تبدیل یا خارج کر دیتے ہیں تاہم ہمارا مطلب فوت نہیں ہوتا۔ دوسرا جملہ جو دلیل کے طور پر واقع ہوا ہے صاف ہمارے مطلب کا موید ہے پہلے جملہ میں کہا ہے کہ جو کچھ ویدک نہیں وہ منتر نہیں دوسرے میں اسی کی وجہ بیان کی ہے کہ جو کچھ ویدک ہے اُس میں تقسیم ہے یعنی ویدک گرنتھوں کی ترتیب وتقسیم معین ومسلّم ہے اُس میں غیر الفاظ کی گنجایش نہیں اور اس تقسیم کی تفصیل اگلے سوتروں میں درج ہے اگر معترض یہ کہے کہ اس تقسیم سے مراد ویدوں کی دو حصوں یعنی منتر بھاگ وبرہمن بھاگ سے ہے تو ہم پُوچھتے ہیں کہ سُوتر میں

میں شامل سمجھا جائے اور پھر سب کا جواب بہیئت مجموعی دیا جائے۔ راجہ شیو پرشاد صاحب نے اس امر کے ثبوت میں کہ برہمن وید کا حصہ ہیں پورب میمانسا کے دو سوتر پیش کئے ہیں اور اُنکی تصدیق پنڈت بشدّھانند صاحب بنارسی اور ڈاکٹر ٹیبو صاحب نے کی ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ اس امر کی بحث کسی قدر شرح و بسط کے ساتھ کیجائے۔ اول ہم سلسلہ بحث کو انہی سوتروں سے شروع کرتے ہیں وہ سوتر یہ ہیں **तच्चोदकेषु मंत्राख्या** **शेषे ब्राह्मण शब्दः** ان کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وید کا منتروں سے باقیماندہ جو بھاگ یعنی حصّہ ہے وہ برہمن ہے لیکن افسوس کہ راجہ صاحب نے اول و آخر کے سوتر بالکل چھوڑ دیئے ہیں بیچمیں سے دو سوتر لے لئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُنکا مقصود ظاہرا ایک شخص کی تردید تھی کچھ تلاش حقیقت منظور نہ تھی۔ اگر ما قبل و ما بعد دیکھ کر کل پرسنگ پر مناظرہ کے طور پر بحث کرتے تو البتہ ایک بات تھی اور اُس سے سرسری طور پر پڑھنے والے پر بھی کسی قدر اصل حقیقت کُھل سکتی تھی۔ درحقیقت اِن دو سوتروں سے راجہ صاحب کا مطلب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ان میں لفظ وید یا اُس کا مترادف کوئی اَور لفظ نہیں آیا ہے بلکہ اگر وہ اگلے پچھلے سوتروں کو غور سے دیکھتے تو اِن دو سوتروں کا پرمان دینے میں ہرگز جرأت نہ کرتے۔ ہم جیمنی جی کی پورب میمانسا کے ادھیائے دوم پاد اول کے ۳۰ سے لیکر ۳۷ سوتروں تک (اور انہی میں وہ دو سوتر ہیں) ذیل میں نقل کرکے اُنکی تشریح کرتے ہیں جس سے صاف ثابت ہو جائیگا کہ آپ کا برہمن بھاگ وید کا حصّہ نہیں ہے۔ وہ سوتر یہ ہیں

(३०) विधिमन्त्रयोरैकार्थ्यं मैकशब्दात् (३१) अपि वा प्रयोग सामर्थ्यान्मन्त्रोऽविधान वचीस्यात् (३२) तच्चोदकेषु मंत्राख्या (३३) शेषे ब्राह्मणशब्दः (३४) अनाम्नातेष्वमन्त्रत्वमाम्नातेषु हि विभागः (३५) तेषामृग्यत्रार्थवशेन पादव्यवस्था (३६) गीतिषु सामाख्या (३७) शेषे यजुः शब्दः।

اول سوتر (۳۰) کا یہ ارتھ ہے کہ ودھی (یعنی برہمن) اور منتر (یعنی سنگھتا) ان دونو کا کیا ایک ہی ارتھ ہے؟ کیونکہ دونو میں ایک ہی قسم کے شبد یعنی الفاظ آتے ہیں گویا ان دونو میں کچھ بھید نہیں۔ یہ قول معترض کا ہے دوسرے سوتر (۳۱) میں جیمنی جی اسکا جواب دیتے ہیں کہ ایسا نہیں (یعنی منتر اور ودھی ایک نہیں) بلکہ منتر قوت پریوگ سے حقایق مُطلقہ کو بیان کرتا ہے اور اس سے اگلے سوتر (۳۲) میں منتر کی تعریف بطور تشریح لکھی ہے یعنی منتر وہ ہے جو انسان کے دل میں کسی شے یا فعل کا علم مطلق پیدا کرتا ہے۔ پھر آگے چوتھے سوتر (۳۳) **शेषे ब्राह्मणशब्दः** میں برہمن کی تعریف لکھی ہے اور یہ پہلے سوتر (۳۰) کے ذیل میں ہے جسمیں ودھی شبد آیا ہے۔ ان سوتروں میں اگرچہ ابتک وید کا لفظ نہیں آیا ہے مگر ضمناً اور بالمعنی یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ منتروں یعنی سنگھتا میں حقایق مطلقہ اور کوایف موجودات کا خالص بیان ہے اِس لئے سنگھتا ہی وید ہے اور وید کے معنی بھی علم مطلق کے ہیں۔ باقی رہا ودھی شبد سو اسکا اطلاق برہمنوں پر ہوتا ہے۔

کہ اُسکا پتہ ونشان نہیں دیا گیا۔ منوسمرتی میں جو ویدوں کا بار بار ذکر آیا ہے اور اُن کے پڑھنے پڑھانے کی ہدایت کی گئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وید منوجی کے زمانہ سے پہلے موجود تھے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس نیت اور کس غرض سے قول مذکور یجروید سنگھتا کا بیان کیا گیا ہے۔ ویدوں میں منوسمرتی کا ذکر آنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا وید فی نفسہ ناقص تھے کہ اُنکی تکمیل منوجی پر چھوڑی گئی تھی۔ غضب تو یہ ہے کہ ہماری محقق سبھا میں سے کسی نے چوں تک نہیں کی اور پنڈت رام سوبراہمن شاستری جی مدراسی کا کہنا بلاحجت تسلیم کر لیا گیا۔ ہماری بھولی سبھا شاید اس بات سے بیخبر ہے کہ ایسی غلط بیانی سے سوامی دیانند سرستی کے اُپدیشوں کی تردید نہیں ہوتی بلکہ اُن کو تقویت پہنچتی ہے۔ درحقیقت قول مذکور سام برہمن کا ہے جسمیں یہ جتایا ہے کہ کرم کانڈ کے باب میں جو کچھ منوجی نے کہا ہے وہ اوشدہی کی بھی اُشدہی ہے۔ بھلا اگر وہ برہمن ہی کا قول بیان کیا جاتا تو اِس میں کیا قباحت تھی۔ بحث کی بحث تھی اور راستی کی راستی۔ دراصل منوجی نے جو کچھ کہا ہے اُسکو تو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ مگر جو باتیں منوسمرتی میں منوجی کے بعد اہل غرض کی طرف سے ایزاد ہوئی ہیں اُن کے ماننے میں البتہ ہمکو عذر ہے۔ جو شخص منوسمرتی کو غور سے پڑھیگا اُسے یقین ہو جائیگا کہ اُسمیں ایسی باتیں بہت موجود ہیں۔ بعض مقامات میں تو اجتماع ضدین کی سی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ ان کا کچھ ذکر آگے موقعپر کیا جائیگا +

وید کا سنگھتا حصّہ جیسا مانا جاتا ہے برہمن حصّہ بھی ویسا ہی ماننے کے لائق ہے یا نہیں

یہ سوال غلط پیرایہ میں رکھا گیا ہے۔ اس میں ایک منطقی مغالطہ ہے جس سے اصل امر بحث طلب بالکل فوت ہو جاتا ہے یا کوئی امر بحث قائم ہی نہیں ہوتا ہے۔ اگر برہمن وید کا حصّہ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ مثل سنگھتا کے مستند نہ مانا جائے۔ اصل امر متنازعہ فیہ فریقین یہ ہے کہ جیسے سنگھتا وید مانی جاتی ہے ویسے ہی برہمن بھی ماننے کے لایق ہے یا نہیں۔ اس لئے بہتر تھا کہ یہ سوال ان الفاظ میں ادا کیا جاتا یعنی برہمن گرنتھ مثل سنگھتا کے وید ہیں یا نہیں یا جیسی سنگھتا مانی جاتی ہے ویسے ہی برہمن واجب التسلیم ہیں یا نہیں؟ یہ سوال بڑا ضروری ہے اور اس کی نسبت آجکل بہت کچھ چرچا ہو رہا ہے۔ ادھر تو سوامی دیانند سرستی جی برہمنوں کو وید کا حصّہ نہیں مانتے۔ اُدھر راجہ شیوپرشاد صاحب ستارہ ہند نے سوامی جی کی تردید میں ایک رسالہ لکھ مارا ہے۔ ہمارے ملک کے پنڈت کچھ اَور ہی گیت گا رہے ہیں۔ بعض لوگ نہ سنگھتا کو مانیں نہ برہمنوں کو۔ یوں ہی دخل درمعقولات دے رہے ہیں۔ بعض نے سوامی جی کی ہجوسرائی ہی اپنا وتیرہ کر رکھا ہے کہ شاید اسی سے عاقبت بخیر ہو۔ ہماری رائے میں اِس سوال کے فیصلہ سے ویدمت کے ماننے والوں میں بہت سے تنازعات رفع ہو سکتے ہیں۔ بہتر ہے کہ راجہ شیوپرشاد صاحب کو بھی آریہ سماج سندرشنی سبھا کے پنڈتوں یا اُس سبھا کی شاخ روساء

اسکا جواب پنڈت رام سو برہمہ شاستری نے یہ دیا کہ یجر وید سنگھتا میں لکھا ہے यद्वै किञ्चन मनुरवदत्त
तत् भेषजम। یعنی جو کچھ منو نے کہا سب قابل تسلیم ہے +

اس وید کے قول سے کل منو سمرتی قابل تسلیم ہے - اور اگر منو سمرتی کا کوئی ایک حصہ مانا جاوے تو اس منتر میں جو لفظ کنچن ہے کہ جسکے معنی جو کچھ کے ہیں واقع ہوا ہے بیکار ہو جاتا ہے - اس لئے کل منو سمرتی کو ماننا لازم ہے - اگر بالفرض منو سمرتی کو تسلیم نہ کیا جاوے تو وہ وید بھی کہ جسمیں منو سمرتی کا ماننا ایک امر ضروری لکھا ہے قابل تسلیم نہیں رہتا اس لئے وید کی سنگھتا ماننے والے کو منو سمرتی کا نہ ماننا سنگھتا کے ماننے کے برعکس ہوتا ہے - دیانند سرستی نے بھی منو کو تسلیم کرکے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۰ میں یہ الفاظ لکھے ہیں प्रशासितारं सर्वेषामणीयांसमणोरपि इत्यादि- اس لئے سوامی جی کا منو سمرتی کو ماننا صاف ظاہر ہے - اب دیکھئے منو سمرتی کے ادھیائے ۲ میں لکھا ہے کہ- एता श्चान्याश्च सेवेत दीक्षा विप्रोवने वसन्वि विद्यासोप निषदी रात्मसंसिद्धये श्रुती:। مطابق اس شلوک کے علاوہ براہمن حصہ کے اُپنشد حصہ کا بھی مثل وید کے ہونا اور تسلیم کیا جانا ثابت ہے - یجر وید آرنیک کی باب اوّل فصل دوم میں لکھا ہے کہ- स्मृति: प्रत्यक्षमै तिह्य मनुमानश्च तुष्टयंस एते राडि मण्डल اس بچن کی مطابق مثل شرتی کے سب سمرتیاں بھی قابل ماننے کے ثبوت ہوتی ہیں - کیونکہ لفظ विधास्यते کے معنی प्रमीयते کے ہیں یعنی جس سے کہ ٹھیک گیان پیدا ہو چنانچہ یہ ہی معنی بھاشکار نے بھی لکھے ہیں اور پنڈت تارا ناتھ باچسپتی نے بھی یوں ہی لکھا ہے वेदो खिलो धर्ममूलं स्मृतिशीले च तद्विदाम्। یعنی وید دھرم کی جڑھ ہیں اور سمرتی بھی ویسی ہی ہیں - منو کے اس قول کے مطابق بھی سب سمرتیاں قابل تسلیم ثبوت ہوتی ہیں - اسی طرح بہت سی دلیلوں سے یہ بات ثبوت ہوتی ہے کہ مثل سنگھتا کے براہمن حصہ اور مثل منو سمرتی کے وشنو یاگولک وغیرہ جملہ سمرتیاں قابل تسلیم ہیں اور یہ ہی سب پنڈتوں کی متفق رائے ہے +

मन्वेव विधायते ।

جواب الجواب آریہ سماج کی طرف سے

ارتھ - جو کچھ منو نے کہا سب قابل تسلیم ہے -

اول ہماری محقق سبھا میں یہ پرمان پیش ہوا - यद्वै किञ्चन मनुरवदत्तत् भेषजम्। اگرچہ جو امر اس قول سے ثابت ہوتا ہے اسکی نسبت ہمیں چنداں اعتراض نہیں مگر جو وہ یجر وید سنگھتا کا قول بنایا گیا ہے یہ بات بالکل غلط ہے وہ یجر وید سنگھتا کی چالیس ادھیاؤں میں کہیں نہیں ہے شاید یہی وجہ ہے کہ

میں تشریف نہ لائے تاہم ان صاحبوں نے سبھا کی کارروائی کو بدل وجان تسلیم کیا

ہندو پیٹریٹ میں لکھا ہے کہ گذشتہ شنی وار کو یہاں کے سینٹ ہاؤس میں بنگال کے پنڈتوں کی ایک سبھا ہوئی تھی قریب پانچسو آدمی کے جمع تھے جن میں اندازاً تین سو پنڈت ہونگے اس سبھا میں سب آدمی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ متھرا کے سیٹھ نارائن داس کی کوشش سے یہ سبھا وید کے کئی وشیوں میں سندیھ لوازن کرنے کے لئے ہوگئی تھی مدراس کے ایک رام سنوا شاستری نے کہا کہ پنڈت دیانند سرستی نے ویدوں کے وشے میں جو مت دیا ہے اس سے دکھن اور دوسرے دیش کے لوگوں کو بہت سندیھ ہوتا ہے اور اس وشے میں بنگال کے پردہان پنڈتوں کی رائے لینے کے لئے وہ کلکتہ آئے ہیں "

جسوقت مندرجہ بالا جملہ صاحبان سینٹ ہال میں جمع ہوگئے تب پنڈت مہیش چندر نیائرتن نے اس سبھا کے قایم کرنے کا خاص منشا بیان کرکے مفصلہ ذیل سوالات پیش کئے تھے کہ ـــــ

۱ ویدوں کے منتر بہاگ اور سنگہتا بھاگ کیطرح برہمن بہاگ بھی ماننے کے لایق ہیں یا نہیں اور منوسمرتی کی طرح دوسری سمرتیاں بھی ماننے یوگ ہیں اتھوا نہیں ہیں جو اسکے اتر میں نتیجہ ہوا کہ دونو ماننیہ ہیں۔

۲ وشنو۔شیو۔درگا کا پوجن۔شرادہ ودھی اور تیرتھ یاترا شاستروکت ہے اتھوا نہیں - اُتر۔ ہاں یہ سب شاستروکت ہیں

۳ رگ وید سنگہتا میں اگنی میلے پروہتم وغیرہ منتر ہے اِس سے اگ اتھوا ایشر کسکو سمجھنا چاہئے اُتر۔اگ کو

۴ یگ وایو اور جل کی شدھی کے لئے کیا جاتا ہے اتھوا مکتی کے لئے - اُتر مکتی کے لئے۔

سنسکرت اور بنگلا دونو بھاشا میں ترک ونرک ہوتا تھا سوال کے جواب سب لکھ لئے گئے تھے۔اور اُن پر سب پنڈتوں کی سہئی ہوئی تھی پنڈت لوگوں کی ودہائی بھی ملی تھی (از ہندو پیٹریٹ) وبہارت متر ۲۷۔جنوری ۱۸۸۱ء

اب ہم تمام اُتر اور پرشن معہ پرتی اُتروں کے جو آریہ سماج اور سوامی دیانند جی کی طرف سے دئے گئے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اور اسی میں راجا شیو پرشاد کے اعتراضوں کی تردید بھی موجود ہے +

سوال اوّل

پنڈت مہیش چندر نیائرتن جی نے اول سوال یہ کیا کہ وید کا سنگھتا حصہ جیسا مانا جاتا ہے براہمن حصہ بھی ویسا ہی ماننے کے لایق ہے یا نہیں ؟

اور منوسمرتی دھرم شاستر کی طرح اور سمرتیاں بھی واجب التسلیم ہیں یا نہیں ؟

جواب

آریہ سنمارگ سندرشنی سبھا کلکتہ

اور

شری سوامی دیانند سرستی جی مہاراج

(بتاریخ ۲۲- جنوری ۱۸۸۱ء ایک شنبہ)

بتاریخ ۲۲- جنوری ۱۸۸۱ء بروز یکشنبہ بوقت شام سینٹ ہال راجدھانی کلکتہ میں وہاں کے رؤساء اعظم اور مشہور پنڈتوں نے جمع ہو کر یہ سبھا سوامی دیانند سرستی جی کی کارروائیوں کے خلاف فتوے پاس کرنے کی غرض سے منعقد کی تھی اخبار سارسدھاندھی میں لکھا ہے کہ اس سبھا کے مہتمم پنڈت مہیش چندر نیارتن پرنسپل کالج تھے اسی سبھا میں پنڈت تارا ناتھ ترک باچسپتی- جیوانند ودیاساگر بی اے- اور نودیپ کے پنڈت بھوون چندر ترک ودرتن- اور جسر کے رام دھن- کانپور کے پنڈت بانکے بہاری باجپئی- اور پنڈت جمنا نراین تواڑی- اور بندرابن کے سودرشناچاری- اور تنجور علاقہ کے کوڑم تعلقہ کے نردوش نللوروگرام- مدراس پریسیڈنسی کے پنڈت رام سوبرھمند شاستری (جنکو رام سوباشاستری بھی کہتے ہیں) وغیرہ تین سو ایسے ہی پنڈت رونق افروز تھے ان کے علاوہ رئیسوں میں وہاں کے مشہور زمیندار آنریبل مہاراجہ جتندر موہن ٹھاکر سی ایس آئی- مہاراجہ کمل کرشن بہادر- راجہ سوریندر موہن ٹھاکر میوزک ڈاکٹر سی ایس آئی- راجہ راجندر لال ملک- بابو جے کشن مکھوپادھیا- کمار دیوریندر ملک- بابو چارو چندر ملک- آنریبل بابو کرشن داس پال- لالہ نراین داس ساکن متھرا- رائے بدری داس مقیم بہادر- سیٹھ جگل کشور جی- سیٹھ ناہر مل- سیٹھ ہنس راج وغیرہ وغیرہ رؤساء مقیم کلکتہ موجود تھے اگرچہ پنڈت ایشر چندر ودیاساگر- اور بابو راجیندر لعل صاحب متر ایل- ایل- ڈی- یہ دونو صاحبان اس بڑی سبھا

ل سارسدھاندھی کلکتہ ۲۴ و ۳۱- جنوری ۱۸۸۱ء صفحہ ۴۸۲- ۴۸۶ جلد ۲ عدد ۱۹ مطابق ۱۹ ماگھ ۱۹۳۷ء اور جلد ۲ عدد ۴۰ ۱۲ ماگھ صفحہ ۴۷۳ و ۴۷۴ و ہندو پیٹریٹ جنوری ۱۸۸۱ء و انڈین ڈیلی نیوز جلد ۱۷ ا ۱۵۲ ۲۵- جنوری ۱۸۸۱ء و انگلشمین جلد ۲۴ عدد ۲۲ ۲۶- جنوری ۱۸۸۱ء و بہار شاستر ۲۷- جنوری ۱۸۸۱ء جلد ۴ عدد ۷ و دہلی گزٹ جلد ۱۱ عدد ۴۲ ۱۹ فروری ۱۸۸۱ء و آریہ درپن جلد ۳ صفحہ ۲۵۳- ۲۶۶

ہردوار کے کُمبھ کا ایک نہایت ہی عجیب واقعہ

۵-اپریل سنہ۶۷ء یک شنبہ مطابق پورنماشی چیت سمت ۱۹۳۶ کو جب کہ سوامی جی بہ سبب کثرت اسہال کے بیمار ہوگئے اور ران بھی درد کرتی تھی یعنی ایک آبلہ چھالا نکلا ہوا تھا۔ میلہ میں دھوم پڑگئی کیونکہ ایک دن ویاکھیان نہیں ہُوا تھا سادھوں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور جوق درجوق بغرض شاستر ارتھ آنے لگے کہ وہ جب شاستر ارتھ کرنے سے انکار کرینگے توہم مشہور کردینگے کہ ہار گئے ۔ سوامی جی اُس روز خیمہ میں چارپائی پر آرام کر رہے تھے۔ جب دور سے اُنکو آتا دیکھا تو اُٹھ بیٹھے اور معمولی سَتکار کے بعد آنے کا سبب پوچھا اُن میں سے ایک نامی گرامی سادھو نے جو سب سے زیادہ وِدوان تھا کہا کہ ہم آپ سے شاستر ارتھ کرنے آئے ہیں۔ سوامی جی نے فرمایا کہ بہت بہتر آپ کسی وشہ پر بات چیت کریں +

سادھو جی۔ ہم ویدانت پر چرچا کرینگے

سوامی جی۔ پہلے آپ مجھے سمجھا دیں کہ ویدانت سے آپکی کیا مراد ہے

سادھو جی۔ ویدانت سے یہ مراد ہے کہ جگت متھیا ہے اور برہم ست ہے

سوامی جی۔ جگت سے کیا مطلب ہے اور کون کون پدارتھ جگت کے اندر ہیں اور متھیا سے کیا مراد ہے

سادھو جی۔ پرمانو سے لیکر سورج تک جو کچھ ہے اُسے جگت کہتے ہیں اور یہ سب متھیا یعنی جھوٹھا ہے

سوامی جی۔ تمہارا شریر۔ بولنا۔ چالنا۔ اُپدیش۔ گورو اور پستک بھی اسکے اندر ہیں یا نہیں

سادھو جی۔ ہاں یہ سب اس کے اندر ہیں

سوامی جی۔ اور آپ کا مت بھی اس کے اندر ہے یا باہر

سادھو جی۔ ہاں وہ بھی جگت کے اندر ہے

سوامی جی۔ جب تم خود ہی کہتے ہو کہ ہم اور ہمارا گورو۔ ہمارا مت اور ہماری پُستک۔ ہمارا بولنا اور اُپدیش یہ سب متھیا ہی متھیا ہے یعنی جھوٹھا ہے تو ہم تم کو کیا کہیں۔ خود مُدعی کے کہنے سے ہی اُس کا دعوےٰ خارج ہے گواہ کی ساکھی و شہادت وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں

سادھو جی۔ حیران و ششدر ہوکر ادسان باختہ وہاں سے تشریف لے گئے اور پھر کبھی اس طرح جتھا باندھ کر سوامی جی کے سنمکھ شاستر ارتھ کو نہ آئے۔

من میں بھرا ہوا ہے یدی ست ودیا کو ساتھ لے مروں گا تو بڑی انرتھ کی بات ہوگی یدی پ ست ودیا کے لکھنے میں مجھے بہت آفت پڑتی دکھائی دی کہ اپراودیا (وید وشاستر) کے پریمی لوگ میرے شتر و اور نندک بن جائینگے پرنتو ست ودیا کا پریم اب مجھے رُکنے نہیں دیتا۔ اسکا زبردستی کھنچاؤ ہاتھ کو لکھنے اور لکھنے میں جوڑتا ہے میں بغیر اپنی زبان اور قلم کو تھامتا ہوا برنتو کیا کروں اور کچھ لکھنے اور کہنے کو جب من ہی نہیں مانتا تو اب اس ست امرت پرواہ نامک گرنتھ کو لکھنے کا آرمبھ اوشیہ کرنا پڑا۔ جو ست ودیا میں نے اس گرنتھ میں لکھی ہے وہ پراپت تو چاہے ست پرشوں کو ہے پرنتو اس وشے کا پرسدھ گرنتھ جو میں نے آج تک کوئی نہیں دیکھا اس کارن میں نے اس کے لکھنے کا پرشرم اُٹھایا نہیں تو کبھی نہ کہتا۔ وداونوں کے آگے میری ایک پرارتھنا ہے کہ اس گرنتھ کے پاٹھ سے کیول یہی بات نہ نکال لیں کہ یہ گرنتھ ناستک مت کو سدھ کرتا ہے مگر شوبہیر وہ ہوگا جو اس گرنتھ کے لیکھ کو اپنی زبان اور دلیل سے کھنڈن کرکے دکھاوے ہاں میں دیکھتا ہوں کہ کسی ایک مصنفوں نے اپنے گرنتھوں میں ناستک مت کا کھنڈن کچھ لکھ رکھا ہے (صاف ناستکتا کا اقبال ہے) پرنتو ایک دیشی کھنڈن ہونے کے کارن ہم اسکو بھی شوبہیر یا نہیں سمجھتے۔ جس کو سامرتھ ہو وہ کسی کے (مراد پنڈت جی کی اپنی ذات ہے) سامنے آکے وا اُسے اپنے پاس بلا کے کھنڈن کرے کیونکہ جو مطلب دونوں کے روبرو ہونے سے سدھ ہوتا ہے وہ تحریر سے دور بیٹھے نہیں ہوتا۔

بغض وحسد کے بل سے تو چاہے کوئی کچھ نام رکھو مگر انصاف دوارا ہم ناستک نہیں ہیں کیونکہ ناستک وہ ہوتا ہے جو ہونی کو نہ ہونی کہے۔ ہمارے مت میں اُسی وستو کی ہستی مانی جاتی ہے جو پرتکھش میں نظر آتی ہے۔ (پرتکھش کے سوا کسی کی نہیں) اب وچارنا چاہئے کہ ناستک ہم ہیں یا وے لوگ ہیں جو ظاہر موجود ہستی یعنی دنیا کو ناستی (ناش ہونے والی) کہہ کے کسی بندھیا پتر (عقیمہ کے بیٹے یعنی پرمیشور کو جو کبھی نہ پیدا ہوا نہ ہے) کی موجودگی کے ماننے والے آستک بن رہے ہیں۔ اس گرنتھ کے پاٹھ سے پرگٹ ہوجاویگا کہ ہم آستک ہیں یا ناستک ہیں۔" (از بھومکا ست امرت پرواہ مطبوعہ ۱۸۷۹ء دہلی)

پنڈت جی نے اپنی نزع رواں سے کچھ دن یا گھنٹے پہلے ایک خط پنڈت گھنیا لال صاحب ایڈیٹر متر بلاس کو لکھا تھا جو انہیں دنوں اُس میں طبع بھی ہوگیا جس میں لکھا تھا۔ "ہماری بڑی بھول ہے کہ ہم اس برِدّھ تر (بڑے بوڑھے) دھرم کو پھر یُوا (جوان) بنانے کا ادیوگ (کوشش) کریں ہم نے تو جگت کا بھلا کرتے کرتے جنم کھو دیا نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ لال جی! اب تو کمر ٹوٹ گئی کس کا اپدیش۔ کس کی سبھا۔ کس کی یاترا۔ اب تو اپنی ہی کھیل مچادیں گے۔ کیونکہ لوگوں کا کھیل بہت دن کھیل کے کچھ پھل نہ پایا۔"

(از دیش ہتیشی صفحہ ۱۱ سطر ۳ سے ۷ تک مطبوعہ بھادوں سمت ۱۹۳۹ جلد ۱ نمبر ۵ اجمیر)

اور کچھ نیا و یدانت آدمی شاستروں کا پڑھنا ہوا تو اُس پڑہی سنی ودیا کا چھپانا مناسب سمجھ لیا تھا کیونکہ جگت کو اُسکا ادھکاری نہیں سمجھا تھا ...... پھر یہہ بات میرے سنکلپ کو شتھل کر دیتی تھی کہ یہہ ست ودیا جیسی میرے من میں بھری ہوئی ہے میری ایسے سانگ اپانگ کسی دوسرے کی سمجھ میں نہ آئی تو لوگ یتھا چھیا چاری (آزاد مطلق) اور کوکرمی (بدچلن) ہو جائیں گے ...... اس وچار کے پراپت ہوئے ست ودیا کو پرگٹ کرنا تو میں نے اچت نہ سمجھا پرنتو اس دن سے جو لوگ مجھے پوچھتے سنتے رہے میں انہیں ویشنو دھرم کا اپدیش کرتا رہا۔ سمت ۱۹۲۳ میں مجھے چاروں وید پڑھنے اور ارتھ وچارنے کا سماگم ملا تو یہہ بات نشچے ہوئی کہ رگ وید آدی چاروں وید بھی یتھارتھ ست ودیا کا اُپدیش نہیں کرتے کیونکہ اپرا ودیا کو لوگوں کے من میں بھرتے ہیں ہاں وید کے اُپنشد بھاگ میں کچھ کچھ ست ودیا ارتھات پرا ودیا اوشیہ چمکتی ہے۔ پرنتو ایسی نہیں کہ جس کو سب کوئی سپشٹ سمجھ لیوے چاہیے وید اور اپنشد کا لکھنے والا ست ودیا کو جانتا تو اوشیہ تھا پرنتو اُسنے ست ودیا کو وید میں نہ لکھنا اور چھپا کے رکھنا اس ہیتو سے یوگ سمجھا ہے کہ جن کے لئے وید اور اپنشد کو لکھا اُنکے لئے یہی اُپدیش سریشٹ تھا جو وہاں لکھا ہے سمت ۱۹۳۶ میں ہردوار کے کمبھہ پر جو میں نے مت متانتر کی وشہ میں کئی پرکار کے واد بواد ہوتے دیکھے کارن انکا مجھے یہہ پرتیت ہوا کہ وے لوگ اس ست ودیا سے شونیہ ہیں کہ جس کے جاننے سے سب وواد شانت ہو جاتے ہیں۔ چت میں تو اُسی دن سے یہہ اُمنگ اُٹھی کہ آج سے ست ودیا کا ڈنکہ اوشیہ بجا دینا چاہیئے پرنتو اپنے آشرم پہنچنے تک میں کئی دن پھر بھی اسی وچار میں رہا کہ ست کے پرگٹ میں جگت پر کچھ اپکار (ہانی) نہ ہو جائے بہت سی سوچ بچار کے بعد گھر پہنچتے ہی میرے من میں یہہ بات درڑھ ہو گئی کہ ست ودیا کے پرگٹ کرنے میں جیسے پہلے ودوانوں نے کئی انرتھ سمجھے تھے ویسے اب اس کو گپت رکھنے میں بھی کئی نقصان (انرتھ) پرتیت ہوتے ہیں۔

(۱) انرتھ یہہ ہے کہ چاہئے منش سب ایک ہی ہیں لیکن جب تک ست ودیا کو نہیں پاتے کوئی بھید واد۔ اور کوئی ابھید واد میں کبھی اکتی نہیں اٹھاتے اور کوئی شیو۔ شاکت۔ وشنو تتھا جین بودھ کے جھگڑوں میں کشٹ اُٹھاتے ہیں اسی بہانتی کوئی لوگ آجکل برہم سماج اور آریہ سماج میں پرورت تتھا ارامداس سے غلام محمد اور غلام محمد سے عبدالمسیح بنکے اپنے رشتہ داروں کو دکھی کرتے اور غیر مذہب کے ساتھ لڑ لڑ مرتے ہیں۔

(۲) انرتھ یہہ ہے کہ بدھی مانوں نے التشیر اور پرلوک کا لالچ اور خوف کیول ادنےٰ اور اوسط درجہ کے منشوں کو شبہ آچار میں پرورت اور منداچار سے نرورت کرنے کے نمت مقرر کیا تھا پرنتو اب اُسکو ست جان کے نہایت اعلےٰ درجہ کے منش بھی اپنا تن من دھن نشٹ کرنے لگ گئے اور سدا کرتے رہینگے۔

(۳) انرتھ یہہ ہے کہ اب میری آیو چالیس برس سے آگے نکل گئی الہٰان سے جانا جاتا ہے کہ اب مرتیوں کا سمہ نکٹ ہے سو مناسب ہے کہ اب اُس ست کو نہ چھپاؤں (صاف ظاہر ہے کہ تمام عمر ست کو چھپاتے اور سست کا اپدیش کرتے رہے) جو چر کال سے میرے

ایک مدت سے سابقہ تھا اُنسے مُلاقی ہوئے بسبیل تذکرہ پنڈت صاحب نے فرمایا کہ سوامی صاحب تو ڈیڑہ دو دن تشریف لے گئے - جسوقت پنڈت صاحب کا یہ بیان مجھ تک پہنچا مجھے بیساختہ ہنسی آگئی اور میں نے اپنے دوست کو سوامی صاحب کا اسوقت تک ہردوار مین ہونا ثابت کر دیا - سوامی صاحب نے اپنے اشتہار مین کمبھہ کے اختتام بعد ٹھرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا اور ایک جگہ بغرض وعظ و نصیحت مہینہ ڈیڑہ مہینہ ٹھہرنا کچھ تھوڑا بھی نہیں گنا جاتا پھر پنڈت صاحب کا سوامی جی کے ڈیرہ پر تشریف لیجانا جو اس کمبھہ کے اختتام کے بعد واقعہ ہوا زور لگانا گویا امر واقعی کو بالکل اُلٹا کر دینا ہے -

پھر یہہ لکھنا کہ سوامی جی نگن یعنی برہنہ رہتے تھے دو معنی رکھتا ہے ایک تو یہہ کہ سوامی جی بالکل برہنہ مادرزاد تھے - دوسرے یہہ کہ سر و پشت وغیرہ پر کپڑا نہ رہتا تھا صرف پارچہ ضروری رکھتے تھے اگر مراد صورت اول سے ہے تو پنڈت صاحب کا بیان بالکل خلاف واقع ہے لیکن بشرط صورت دوم ہم اس بیان کی صحت کو کسی قدر تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی اُنکے اعتراض کا مطلب نہین سمجھتے - ہردوار مین لکچر کے واسطے میز و کرسی کا ہونا اور اپنی معمولی پوشاک صاف کا استعمال وغیرہ سوامی جی نے مفید نہ سمجھا تھا وجہ یہ کہ سوامی صاحب کا وہان تشریف لیجانا فائدہ عوام کے واسطے تھا نہ خاص کے - عوام سے میلہ میں زیادہ تر فقرا وغیرہ تھے جنسے گفتگو کرنے کا موقعہ اغلب وجہ قیاس ہوگیا تھا اگر میز و کرسی وغیرہ اسباب جمع کرکے درس شروع کیا جاتا تو اہل تجربہ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اُن لوگون کا فراہم ہونا کمال دشوار تھا وہ لوگ اپنے تجربہ کی کمی سے ایسے مجمعوں کو مجمع عیسائیوں وغیرہ کا تصور کرکے جمع نہیں ہوتے (مگر سوامی جی تو عموماً تمام عمر تک خلوت مین محض فقیرانہ طریق سے اور لکچر کے وقت تمام بدن پر کپڑا اوڑھ لیا کرتے تھے - مؤلف) بلکہ از بس دل کھول کے اپنے ہم وضع لوگون سے گفتگو کرتے ہیں اور ایسوں سے ہی انہیں انس اور توقع نیک ہوسکتی ہے جو قریب قریب درویشانہ وضع رکھتے ہین پس سوامی جی بعد صورت خاص جو اُس کے معمولی صورت سے بہت کم فرق رکھتی تھی اور ایک مصلحت خاص پر مبنی تھی قابل اعتراض نہیں ہوسکتی اور نہ خود سوامی صاحب کے عقیدہ کے موافق یہ بات اُنکے عقیدے کے نقیض پڑتی ہے" راقم ایک آریہ سماج کا سبھاسد -

پنڈت شردھارام جی کا مت - پنڈت جی نے ست امرت پرواہ نامی ایک گرنتھ مرنے سے کچھ روز پہلے لکھ کر سماپت کیا اُس مین اپنا مت اس پرکار لکھتے ہین "سمت ۱۹۱۱ بکرمی مین جب میری اوستھا دس برس کی تھی ایک مہا پرش کے سنگ سے اس ست ودیا کا شبد میرے کان مین پڑا تھا کہ جس کو میں اس گرنتھ میں پراودیا کے نام سے لکھونگا اُس کے پیچھے جو مجھے کئی پرکار کے دوانوں سے ملنے کا سماگم پڑتا تھا

ل پنڈت چترجھ -

جائے قیام وغیرہ کی تجویز کے بعد ایک اشتہار اپنے اغراض اور مقاصد کی اشاعت کے واسطے دیدیا اُس اشتہار میں جو آپ میرٹھ سے چھپوا کے ساتھ لیگئے تھے اپنے قیام کا ٹھکانہ آپنے آمد کا مقصد اور اسباب کا ذکر کہ گفتگو کے واسطے کونسا وقت معین ہوگا۔ اور اُس کام کے واسطے آپ کا کب تک قیام رہیگا سب امورات مفصل ظاہر کر دئے تھے جسوقت یہہ اشتہار دیا گیا تھا اُسوقت تک نہ پنڈت شردھارام ہردوار پہنچے تھے نہ کوئی اور صاحب جنہیں سوامی صاحب سے موافقت اور دعوے بحث تھا تشریف لائے تھے سوامی جی کا یہہ اشتہار ایک عام اشتہار تھا کچھ اس کی کسی ایک دو اشخاص کے ساتھ خصوصیت نہ تھی جسکو منظور ہوتا اس اشتہار کے رو سے مکان معین تک جانے کی تکلیف گوارا کرتا اور مسائل متنازعہ میں گفتگو کرکے اطمینان حاصل کرلیتا چنانچہ جن لوگوں کی طبیعت مین واقعی شوق تحقیقات تھا اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ ہم نے بچشم خود دیکھا کہ فقرا میں سے بعض نے جن میں سے اکثر صاحب علم معلوم ہوتے تھے کئی دن تک گھنٹوں آن آکر گفتگو کی اور جیسے لذت مباحثہ اور ست سنگ کا آنند کہتے ہیں اُس سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا اب اِس موقعہ پر صاحب تمیز کو یہہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب بحث و مباحثہ کے واسطے یہہ کل انتظام بخوبی تمام مہیا ہو چکے تھے اور مشتہر بھی ہو چکے تھے تو پھر پنڈت شردھارام صاحب کو مباحثہ کے واسطے تشریف لانے میں کیا عذر باقی رہگیا تھا؟ کہیں یہ تو نہیں تھا کہ کسی دوسرے کی فرودگاہ پر جانا ہماری شان میں اظہار کمی کریگا یا پھر اخباروں میں اپنی طبیعت کے موافق خوش گپیاں درج کرانے اور دل بہلانے کا موقعہ جاتا رہیگا ہم خوب سمجھتے ہین کہ پنڈت جی مہاراج نے اس موقعہ بحث کو جان کر اپنے ہاتھ سے کھو دیا اور موقع بھی کیسا کہ جو دراصل بہت ہی اچھا تھا اور پھر مشکل سے حاصل ہو سکتا ہے اتفاق وقت سے سوامی صاحب کے ساتھ اور بھی فضلائے زمن مثل جناب منشی اندرمن صاحب وغیرہ موجود تھے۔

اور پنڈت شردھارام صاحب کو بھی اس امر کی خبر پہنچگئی تھی۔ نہیں اسحالت مین جو پنڈت صاحب نے تشریف آوری سے پہلوتہی کی تو کچھ مصلحت ہی سوچی ہوگی۔ اب پنڈت شردھارام کے اس فقرہ کے معنی کہ سوامی جی نے بحث سے انکار کیا ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور دریافت کرسکتا ہے کہ آپ کے پاس آپ کے دعوے کا کوئی تحریری تقریری کسی قسم کا ثبوت بھی ہے یا صرف دوستوں کے خوش کرنے کے لئے باتیں ہی باتیں ہیں ہم نہیں جانتے کہ پنڈت صاحب اس بات کا کیا جواب رکھتے ہیں کہ جس سمے اُن کے وارد ہونے سے پہلے ایک اشتہار سوامی جی کی طرف سے باظہار خواہش بحث شائع ہو چکا تھا تو اُس کے بعد بلا واسطہ کوچوں میں پنڈت جی کا اشتہار چپکانا کیا معنی رکھتا ہے۔ پھر پنڈت صاحب کا ایک اور معما ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ یہہ کہ اشنان سے ایک روز پیشتر راقم کے ایک دوست جنہیں پنڈت صاحب سے

معقول جواب (گو ہم بابو صاحب کے اکثر اصولوں سے اتفاق نہیں کرتے) دیا کہ پھر پنڈت جی نے دم نہ مارا مگر تعجب ہے کہ باوجود اس کے اب تک پنڈت جی کے دماغ میں ذوق مناظرہ و شوق مباحثہ چلا جاتا ہے۔ خیر شوق گو باقی ہو یا نہ ہو البتہ اخباروں کے ذریعہ سے شوق اظہار کرنا بیشک باقی ہے مگر اُس کی حقیقت کا کھلنا بھی کچھ دور نہیں - پنڈت صاحب کے عقاید دینی کے بارے میں ہمارے کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں صرف اتنا کہنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب ایک عام بت پرست ہیں اور اُن لوگوں میں سے ہیں جنہیں ایسے رسم و رواج کا بانی و موید کہنا چاہیئے جنہوں نے اس قوم اس فرقہ اس مذہب خلاصہ یہ کہ اس ملک کا یہہ حال کر دیا -

باوجودیکہ پنڈت صاحب کی تصنیفات کے ملاحظہ اور دیگر معلومات کے ذریعہ سے ہمیں یہی معلوم ہوا کہ پنڈت صاحب ایک عام بت پرست ہیں لیکن ایک بات ہم نے پنڈت صاحب کی نسبت ایسی سُنی ہے کہ جسے ہمارے تعجب کا کچھ ٹھکانا نہیں رہتا وہ یہ ہے کہ ہمارے پنڈت صاحب ایک کتاب دین عیسائی کی تائید میں بھی بزبان پنجابی بخط گورمکھی تالیف کر چکے ہیں ہمیں یاد پڑتا ہے کہ گورنمنٹ گزٹ پنجاب میں اس کتاب[1] کا رجسٹر نمبر ۴۹ ہے - ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کتاب سے جس میں عیسے کو خدا کا بیٹا وغیرہ مانا ہے پنڈت جی کو کیا تعلق تھا ہاں کوئی دنیوی فائدہ منظور ہوگا - اور اگر فی الواقع کوئی ایسی ہی وجہ ہو تو ہم بھی شکایت نہیں کرتے کیونکہ روٹی تو کسی طرح کما کھائے ..... آجکل فکر معاش کے واسطے آدمی جو کرے سو تھوڑا - سوامی دیانند سرستی صاحب کی سی ہمت - سید احمد خان صاحب کا سا ولی گنھیا لال الکھ دھاری صاحب کا سا حوصلہ کچھ ہر شخص کا تو حصہ ہی نہیں کہ ظاہر بھی باطن ہی کا ترجمہ ہو ورنہ عام تو عام بہت سے خاص بھی محمد صاحب کا یہہ سبق یاد کر رہے ہیں - کہ الدُّنیا زور لا یحصل الا بالزور ترجمہ (دُنیا مکار ہے نہیں حاصل ہوتی بغیر مکاری کے)

خیر اب اس تمہیدی داستان کو طے کر کے تھوڑا سا ہردوار کا احوال جس کو اپنی طبیعت کے موافق پنڈت شردھا رام نے اخبار کوہ نور میں طبع کرا دیا ہے میں بھی ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں اور جو کچھ کہتا ہوں اُس کی صداقت کی ذمہ داری اور جوابدہی کا بوجھ اپنے سر پر لیتا ہوں -

۲۰- فروری ۱۸۷۹ء کو سوامی دیانند سرستی جی رُڑکی سے روانہ ہو کر بمقام ہردوار پہنچے اور

[1] اس کتاب میں پنڈت جی کے مصنف بھجن کا ایک مصرعہ یہہ ہے عیسے میرا رام رمیّا - عیسے میرا کرشن گنھیا - مکھ سے عیسے عیسے بول - تیرا کیا لگے گا مول وغیرہ ۔

سواجہہ مین ظاہر کیا اور پھر سارے میلہ میں اسبات کو مشتہر کردیا جب یہہ کل کارروائی ہوچکی تو میں اپنے دل میں بڑا پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ تو بڑا نالائق ہے جو ایسے پاکھنڈیوں کے ساتھ مل رہا ہے پھر پراشچت کیا اور اُن سے جدا ہوگیا۔

ہم کو برہمنون کی ایسی حالت واھیات پاکھنڈ آمیز سُنکر بڑا افسوس ہوتا ہے اور اس سے یہہ کامل یقین ہوتا ہے کہ خودغرض برہمن ہمیشہ پاکھنڈ اور جھوٹ کے سرتاج رہے ہیں اور کئی ایک جھوٹے پستک بناد ئے ہیں افسوس اب تو اہنین پاکہنڈوں کی طفیل بھوکھے بھی مرنے لگے لیکن اپنی اصلیت کو نہیں چھوڑتے اور جن سادہوؤں اور برہمنوں نے جھوٹے اعتراف کئے وہ سوامی جی کے پاس بھی کبھی نہیں گئے تھے اور وہ سادھو بھی بناوٹی تھے اگر کوئی شخص اسبات کی پیروی کرتا تو اُسکا کیا نتیجہ ظاہر ہوتا؟"

(صفحہ ۶۴ و ۷۴ بذیل دھرم چرچا)

پنڈت رام سرن جی گوڑ ساکن نبت نے بیان کیا کہاں ہردوار میں شردھر ڈاسنہ والے۔مہرچند لاکھے والے۔ جو اسوقت علیگڈھ میں تھے اور پنڈت کشن دیال بھیس وال والے۔ سیوک رام برالی والے مقیمی میرٹھ۔ ایک جموں کے پنڈت۔ شردھارام پھلوری۔ پنڈت بھوانند مظفرنگر کے۔ چتربھج سب نے اکٹھے ہوکر صلاح کی کہ چلو سوامی جی سے شاسترارتھ کریں۔ تب پنڈت شریدھرجی ڈاسنہ والے نے کہا کہ بھائیو وہ شخص پردیس کا رہنے والا اور وید کا جاننے والا اور ہوشیار اور بولنے والا ہے اور وید کا بھاشیہ بھی اُس نے کیا ہے اور تم صرف دیا کرنی ہو تم وہاں مت جاؤ۔ ناحق نیچا دیکھوگے جسپر کوئی نہ گیا میں چونکہ گوڑ اور اُن کا واقف کار تھا اسواسطے میں وہاں موجود تھا مجھ سے اُن کا کوئی لگاؤ نہیں تھا۔

آریہ درپن صفحہ ۱۶۴ - ۱۶۹ تک جلد ۲ ماہ جون ۱۸۷۹ء بعنوان "پنڈت شردھارام صاحب کون ہیں اور اُن کے بیان مندرجۂ کوہ نور کی تصحیح" مدعاے اصلی شروع کرنے سے پہلے اول ہم اس بات کا بیان کرنا ازبس مناسب سمجھتے ہین کہ یہہ پنڈت شردھارام صاحب ہیں کون۔ تہذیب کی نسبت انکے کیسے خیالات ہیں اور مذہب کے بارے مین کیا عقاید رکھتے ہین ہمیں تو اپنی تحقیق کے موافق یہہ پنڈت وہی معلوم ہوتے ہیں جو اکثر خیرخواہان من محبان وطن کے دشمن ہیں جناب منشی کنھیا لال صاحب الکھ دھاری اور جناب بابو نوبین چندر صاحب جیسے لوگون سے اُلجھتے رہے ہیں رسالجات نیّت پرکاش سبھا اور برادرہند کے ملاحظہ سے پایا جاتا ہے کہ منشی صاحب موصوف تو ایسے لوگون کی طرف مُلتفت ہوکر باعث اصلاح وقت ہی نہیں ہوئے ہاں بابو صاحب موصوف نے آپ کی کتاب دھرم رکھشا کا ایسا

میں نے جب اُن کے برخلاف میلہ میں اشتہار چسپاں کیا اور ایک سبھا قایم کرکے اپدیش ہونے لگا تو
پنڈت چتربھج مقیم علیگڈھ میرے پاس تشریف لاکر بولے کہ جا بجا سبھا کا ہونا اچھا نہیں مناسب ہے
کہ ہم تم سب ایک ہی جگہ پر سبھا کیا کریں چنانچہ اُنکے فرمانے سے مایادیوی کے مندر کے نزدیک سبھا
ہوتی رہی میری اس سبھا میں بے شمار سادھو۔ اور پنڈت لوگ شامل تھے اور ہر روز بموجب وید و شاستر
کے چار بجے شام کے اُپدیش شروع ہوتا تھا کہ جس کے سننے کو ہزارہا آدمی جمع ہوتے تھے۔ تین روز برابر
ہماری سبھا کی طرف سے دیانند سرستی کے پاس اس مضمون کا خط جاتا رہا کہ آجکل تمام ہندوستان کے
بدیاوان یہاں جمع ہو رہے ہیں آپ جو کچھ بیان کرتے ہو سبھا میں اگر پنڈت لوگوں کے سامنے
بیان کرو تاکہ ساری دنیا کے سنشئے نورت ہو جاویں۔ اور اگر آپ کو کسی وجہ سے فساد کا خوف ہو تو ہم سب
جن کا نام اس خط میں لکھا ہے ذمہ وار ہیں۔ اول نام اُس میں ہم تین آدمی کا تھا میرا اور پنڈت چتربھج
جی کا اور پنڈت گردھاری لال جی امرتسری کا۔ ماسوائے ان کے اور بہت سے پنڈتوں کے نام تھے مگر سری
دیانند نے صاف لکھدیا کہ ہم سبھا میں نہیں جاوینگے۔ ہمارے اپدیشوں کو سنکر ہماری سبھا میں ۱۲ کس
ہاتھ جوڑکر بولے ہم دیانند کے اُپدیش سنکر اپنے دھرم سے منحرف ہو گئے تھے اور اب توبہ کرتے ہیں
اسوقت سب پنڈتوں کی یہہ تجویز ہوئی کہ انکا تین روز برت کراکے ان کو پوتر کر لیا جائے چنانچہ جب
اُنہوں نے برت سے فراغت پائی تو ہم سب لوگ قریب ۲ ہزار آدمی کے جمع ہوکر باجے بجاتے ہوئے بڑی
دُھوم دھام سے ہردوار پر لے گئے۔ پھر وہاں سے وچھ پرجاپتی کے درشن کو لائے اور تمام میلہ
میں اس اُتشاہ کو مشہور کیا ہماری سبھا کے ہوتے ہوتے ہی دیانند سرستی میلہ کو چھوڑ گئے میں آج
سہارنپور کو جاتا ہوں وہاں قیام رہیگا"۔ راقم شردھارام

رسالہ ودیا پرکاشک ماہ جون ۱۸۷۹ع مین لکھا ہے

"پنڈت شردھارام کی بناوٹ"

اگرچہ کوئی شخص کیسا متعصب ہوتا ہے بعض اوقات راستی کی طرف رجوع ہو جاتا ہے تھوڑے دنوں
کا ذکر ہے کہ بات چیت کے مابین گوپال شاستری نے حلفاً بیان کیا کہ مجھے ہردوار مین بڑی شرم اور
پرمیشر کا خوف معلوم ہوا جب پنڈت شردھارام کے ساتھ ملکر انوچت (ناجائز) کارروائیاں کرتے
تھے منجملہ انکے یہہ ایک بڑا بھاری معاملہ جعل سازی کا پنڈت شردھارام نے کیا کہ چند سادھوؤں کو
سکھلایا کہ تم سبھا میں آنکر بیان کرو کہ ہم سوامی دیانند کے اپدیش سنکر بگڑ گئے تھے آپ کرپا کرکے ہمارا
پراشچت کرائیے چنانچہ اس کارروائی کے مطابق سادھوؤں نے سبھا میں آنکر یہہ امر سب لوگوں کے

پرنتو - ہے! بُدھی مانو میں تم کو ایک ایسی بات سمجھاتا ہوں کہ جس کے سُننے سے تم شیگھر ہی سمجھ جاؤ گے کہ اب یہاں ٹھیرنا اچت نہیں - اُس سمہ تک چاروں طرف سے منشوں کا آگمن تھا اور جتنے منش آتے تھے اُتنے چُولھے جلتے تھے اور گرمی بڑھتی تھی اور مل مُوتر بھی تیاگن کرتے تھے - جس پربھی کے اشنان کی اوشیکتا لوگوں کو تھی وہ بات پوری ہوگئی اب سب کا مُکھ اپنے اپنے دیش کو ہوگیا - اِس کارن منش یہاں بھی تھوڑے رہ جاویں گے اور جب منش یہاں بھی تھوڑے ہوگئے تو گرمی کم ہوگی - اور گرمی کم ہوگی تو درگندھت وایو جو گرمی کے سبب اوپر اچھاوت ہے وہ تت کال ہی نیچے آویگا اور وایو مین پرویش کرکے اُس ماہ ماری (ہیضہ) کو پھیلائے گا کہ جس سے بہت منشوں کا گھات ہوگا - یہہ کہکر ویاکھیان سماپت کر دیا"۔

"دو پنجابی جو لایق اور معزز معلوم ہوتے تھے اُٹھے اور ہاتھ جوڑ کر سوامی جی سے کہا کہ سوامی جی آپ گرنتھ صاحب کو بھی مانتے ہیں یا نہیں سوامی جی نے اُتر دیا کہ گرنتھ صاحب کے کرتا منش ہیں اسکارن میں صرف ایشور وکت وید کو ہی مانتا ہوں اور کو نہیں جب میں ویاکھیان سُنکر روانہ ہوا تو راستہ میں ایک آدمی کو ہیضہ ہوگیا - مجھے سوامی جی کی بات کا اور بھی پورا یقین ہوگیا اور بہت جلدی گاڑی کرایہ کرکے وہاں سے سہارن پور کو روانہ ہو کر چلا آیا"۔

اس کمبھہ ہردوار کی بابت کوہ نور ۱۶ - اپریل ۱۸۷۹ع صفحہ ۲۷۸ جلد ۳۱ نمبر ۳۱ مین لکھا ہے "ایک دوست کے خط سے معلوم ہوا کہ اس میں شک نہیں کہ خلقت کی جمعیت بہ نسبت گذشتہ کمبھہ کے بہت زیادہ ہے چند اعلے درجہ کے پنڈت صاحبان بھی مثل پنڈت شردھا رام صاحب پھلوری و سوامی دیانند سرستی جی و پنڈت سردھا ناتھ صاحب ساکن کانشی جی وغیرہ یہاں موجود ہیں باہم بحث و تکرار کا ارادہ بھی سنا جاتا ہے یاتری لوگ سری گنگا جی سے آٹھ دس کوس کے فاصلہ تک پڑے ہیں جوالا پور سے بھیم گوڈہ تک یاتریوں کی ہی جمعیت نظر آتی ہے"۔

کوہ نور - ۱۹ - اپریل ۱۸۷۹ع صفحہ ۳۹۱ جلد ۳۱ نمبر ۳۲ میں جو ایک خط پنڈت شردھا رام نے جو فریق مخالف کے مشہور سرگردہ اور لکچرار تھے چھپوایا ہے جسے ہم بجنسہٖ درج کرتے ہیں -

بعنوان "پنڈت دیانند سرستی"

دھرم مُورت منشی ہرسکھ رائے صاحب جے سری کرشن میں آجکل ہردوار میں ہوں اس میلہ کا مفصل حال یقین ہے کہ کسی نے آپ کو ضرور لکھا ہوگا لیکن میں دیانند سرستی کا حال آپ کو لکھتا ہوں اگر کوہ نور میں درج فرماوینگے تو بہت لوگوں کو خوشی ہوگی۔

نرسنگ شاستری پنڈت سکھ رام داس مہنت کے خالصہ گدادھر شاستری پنڈت شردھا رام پھلوری پنڈت جواہر لال احمد آبادی پنڈت شمبھودت پنڈت ہیر بھانو پنڈت گنپتی لال جوالا پوری- اُتل اُبناش پنڈت کانشی- پنڈت بھگونت علیگڈھ - پنڈت واسدیو شاستری- پنڈت کیشو دت- پنڈت لیکھ راج جلال آبادی"

پنڈت لیکھ راج یہہ چٹھی لیکر گئے مگر اُسیوقت وہاں میرے کانوں میں یہہ آواز بھی پڑتی تھی اُن لوگوں کی جنکو آجکل سادھو کہتے ہیں یعنی بھنگی- چرسی اور رو راکش وغیرہ کی مالا پہننے والے لوگوں کی "گروہ یہاں آوے تو .... کو ایک پتھر مارو سر پھوٹ جاوے کچھ پرواہ نہیں ایک پھانسی ہو جاویگا"-

اسی کے جواب میں سوامی جی کی طرف سے جو چٹھی آئی اُسکا یہہ مضمون تھا "شاستر ارتھ کرنے سے مجھکو کسی سمہ میں بھی انکار نہیں ہے میں ہر سمہ اُدیت ہوں- پرنتو شاستر ارتھ اس ریتی سے ہونا چاہیئے کہ اس شاستر ارتھ کا پربندہ کرتا راج پُرش (کوئی مجسٹریٹ) ہو اور اُس شاستر ارتھ میں سوائے پنڈتوں کے ناخواندہ کوئی نہ ہو- اور شاستر ارتھ کی جگہ ایسی ہو جو نہ میری اور نہ آپ کی خیال کیجاوے اب جہاں یہہ سبھا ہوئی ہے (یعنی جھونا اکھاڑے میں) وہاں آنے سے میں اپنی زندگی کی ہانی سمجھتا ہوں اگرچہ مجھے اس کا کچھ شوک نہیں میرا شریر پات ہو جاوے- پرنتو اس بات کا شوک ہے کہ میں جس پروپکار کے واسطے اس شریر کی رکھشا کرتا ہوں وہ اُپکار رہ جاویگا- اس کارن سے میں وہاں آنا اُچیت نہیں سمجھتا" اور چٹھیوں کا حال مجھے معلوم نہیں-

پھر خاص پربھی کے روز تیسرے پہر کے وقت میں نے پنڈت شردھا رام سے اجازت مانگی کہ میں باہر سیر کراؤں اُن سے اجازت لیکر سوامی جی کے ڈیرہ پر پہنچا- اُسوقت کی شوبھا میرے آتما کو اتی آنند دایک ہوئی میں نے کیا دیکھا کہ شری سوامی جی مہاراج ایک چوکی پر بھسمی رمائے ہوئے ویا کھیان دے رہے ہیں سبھا میں اُس سمہ تقریباً چار سو منش تھے کہ جس میں سادھو پنڈت- رئیس امیر بُدھی مان بڑے بڑے لائق آدمی پرنیت ہوتے تھے- سوامی جی کے ڈیرہ کی بذریعہ سرکاری سپاہیوں کے حفاظت ہو رہی تھی سنگین کا پہرہ تھا- ویاکھیان سماپتی پر تھا اسوقت میں نے اتنی وارتا سوامی جی کے مکھار بند سے شروں کی یعنی سوامی جی نے اشیر کی پرارتھنا کر کے اس کی پشچات فرمایا کہ اس سمہ آنند پورنک پربھی کا میلہ ایشور کی دیالتا سے سماپت ہوا- اس کارن میں آپ کو سوچت کرتا ہوں کہ اب آپ لوگ شیگھر اپنے اپنے استھان کو چلے جاؤ- اسپر بہت سے منش ایسا کہیں گے کہ انگریز بھی منشوں کو ٹھیرانا نہیں چاہتے اور سوامی جی بھی چونکہ انگریزوں کی طرف سے ہیں اسواسطے اُنہوں نے بھی یہی کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ

موقعہ مجھکو باہر نکلنے کا نہ ملا جس کی وجہ یہہ تھی کہ پنڈت جی اپنے زمانہ کے لایق اپدیشک اور مشہور آدمی تھے اُن کے پاس لوگوں کی آمد و رفت کے سبب کوئی فرصت کا وقت نہ ملتا تھا اسی اثنا مین اتفاقاً جلسہ دھرم سبھا ہونے کا بمقام جھونا کھاڑی ذکر ہوا جس مین ایک روز میں بھی شریک ہوا۔ پر ہی سے تین چار روز پیشتر یہہ سبھا ہوئی جس مین بڑے بڑے پنڈت بنگالی۔ پنجابی و پنڈت چتربھج علی گڈھ والے اور منصف ایشری پرشاد دیو بند والے اور اسی طرح کے لوگ موجود تھے اُسوقت ایک کاغذ جسپر بہت بڑا مضمون لکھا ہوا تھا پنڈت چتر بھج صاحب نے پیش کیا بخط اُردو۔ اور سامنے ایک چوکی پر بہت سی پُستکیں لگی ہوئی تھیں تب پنڈت چتربھج نے بیان کیا کہ دیکھو بھائی اِسوقت یہہ چاروں وید معہ وید انگ موجود ہیں اور پنڈت بھی موجود ہیں دیانند جو سب کے وُردھ اپدیش کرتا ہے اسوقت اُسکو چاہیئے کہ وہ یہاں اگر شاستر ارتھ کرے تاکہ بات ٹھیک ہو جائے جو وہ یہاں نہ آئے تو صاف لوگوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ہم سے شاستر ارتھ نہیں کر سکتا اس قسم کی بہت سی باتیں زور سے بیان کیں اس کے بعد ایک چٹھی سوامی جی کے پاس بھیجی گئی"۔

وساکھ کرشن پرتی پدا کو یہہ خط بھیجا گیا۔ "شری گنیش ئے نمہ" شری دیانند سرسوتی جیو پرتی اُڑیدن نمن لکھتا سادھو ورگ اور پنڈت جن تتھا سبھا سد لوگوں کی پرارتھنا یہہ ہے کہ تین چار دن سے نت چار بجے سے ۶ بجے پرنیت دھرم وشیک ست است وچار ہوتا ہے اور یہہ بھی گیات ہیا کہ جب سے جھونا اکھاڑہ مایا دیوی کے پاس علیگڈھ ست دھرم اولمبی سبھا کا پر آرمبہ ہیا۔ تب سے اس سبھا سے آپ کے پاس پتر بھیجے گئے اب یہہ پتر بھیجتے ہیں یدی اس سبھا مین اگر آپ بھی کچھ وکترتا کریں تو اس میں دو پھل ہم کو دیکھتے ہیں ایک یہہ کہ ایکانت بیٹھکر جو وید شاستر دوارا ویاکھیان دیتے رہتے ہو دو وادون کے سنمکھ وکترتا کرنے میں سب کو یہہ ٹھیک نشچت ہو جائیگا کہ آپ کا کتھن وید و شاستر کے انوسار ہے یا نہیں دوسرا یہہ کہ یدی آپ کا کہنا وید و شاستر کے انوسار نکلا تو ہم سب آپ کے مت پرتی پادن میں اُدیت ہو جاوینگے۔ اور اس ایک بہاؤ سے آریہ ورت کا بڑا بھاری لابھ ہوگا آپ کرپا کر کے سبھا میں اوشیہ پدھارین یدی کسی ہیتو سے آنا نہ ہو تو وہ ہیتو لکھیئے گا"۔

پنڈت گوبند لال دیو بندی۔ سنتو اسوامی۔ کیشو آشرم سوامی۔ چت گھنا نند سوامی پنڈت شربدھ داسنہ والے وکینٹ شاستری پونا۔ شالگرام آچاری مجھوا گوبند اچاری چترکوٹ گوپال شاستری جمون تارا ناتھ بھٹا چارج پنڈت سیتا رام۔ منوہر داس پنڈت کوشل شاستری خاکیون کے پنڈت ایودھیا داس شتروگھن شاستری بانکے بہاری باجپئی شری شیندون کے پنڈت

جانیں آپ کے قانون کے صدقہ ہو جاتی ہیں - میں نے جو آج دیا کھیان میں کہا ہے - آپ اپنے ڈاکٹروں سے بیان کرکے دریافت کریں - انکو چاہیئے کہ مسافروں پر رحم کھاکر سڑک کے کچھ فاصلہ پر جھنڈیاں لگادیویں - تاکہ جھنڈی سے پرے مسافر لوگ حاجت رفع کریا کریں اور آپ جو گنگا کے میدان میں برج یعنی بہٹہ لگاکر پاخانہ ڈالکر جلواتے ہو - یہاں کی وایو کو کیوں اشدھ کرتے ہو - اس سے تو بہت بڑی وبا پھیل جاویگی - کہ میلہ کو جان بچانا مشکل ہوگا - آپ کے ڈاکٹر علم ویدک سے بالکل ناواقف ہیں اور کچھ بھی نہیں سمجھتے ہیں کہ یہہ ہم کیا کراتے ہیں - اس سے اُلٹا خلقت کا ستیاناش ہوتا ہے - میں پہلے اس جگہ رہا اور کمبھہ کے اور میلہ دیکھے مگر ایسی سختی پہلے نہیں ہوتی تھی - جو کچھ مینے آپ سے کہا ہے - اپنے ڈاکٹروں کو ضرور جاکر سمجھاویں - یا اُنکو مجھسے ملاویں -

مہاشئے ایسی ایسی باتوں سے حیرت ہوتی ہے کہ وہ مہرشی تھے - ہر منش شریر - مگر یہہ معاملہ عقل صاف نہیں کر سکتی - کیونکہ کسی منش نے آجتک یہہ باتیں پرگٹ نہ کی تھیں - سوامی جی مہاراج کمترین سے یہہ بھی فرماتے تھے کہ ہم اس جنگل میں چاندی وسپیت سرود رو غیرہ میں بہت دِنوں تک بیچرتے رہے -

سوامی جی کا ارادہ ڈیرہ دون جانے کا دو تین روز پیشتر پربھی کے تھا - مگر سواری کا ہرچند انتظام کیا گیا پر بہم نہ پہنچی - اور نیز علالت طبع کے باعث پربھی کے روز روانہ ڈیرہ دون ہو گئے تھے - سوامی جی کے ایام قیام میں شاید پربھی سے آٹھ نو روز پہلے مجھے ٹھیک یاد نہیں ہے کہ کرنل الکاٹ صاحب کا تار بمبئی سے سوامی جی کے نام اس مضمون کا آیا تھا - کہ آپ یہاں تشریف لاویں - ہم آپ کے درشن کرنا چاہتے ہیں - کمترین نے یہہ تار خود پڑھا تھا - اور جواب دیا گیا تھا - کہ ہم نہیں آسکتے - اگر تم ہم سے ملنا چاہتے ہو - خود آجاؤ - پھر سُنا تھا کہ مسٹر الکاٹ صاحب ڈیرہ دون میں سوامی جی مہاراج کے پاس آگئے تھے +

لالہ بھولاناتھ ویش ساکن سہارنپور نے بیان کیا کہ میں نے جب دیکھا کہ سوامی جی پورے سامان سے اپدیش کرنے کے ارادہ پر ہردوار گئے ہیں چونکہ میں اُسوقت دھرم سبھا کا ممبر تھا اور پنڈت شردھارام صاحب پھلوری کا خاص چیلہ تھا میں نے اپنے گورو کو پھلور سے بذریعۂ خاص چٹھی کے بلایا - اور برخلاف سوامی دیانند جی کے اس قسم کا اشتہار چھپوایا کہ ہم بخلاف سوامی دیانند سرستی کے سناتن دھرم کا اپدیش کرتے ہیں جھونا کھاڑے میں - جن سجنوں کو سُننا ہو وہ ضرور سبھا کو سشوبھت کریں "

پنڈت جی مجھ سے پہلے گئے اور پیچھے میں بھی ہردوار پہنچا میری ابھلاشا تھی کہ ہردوار کی سیر کرتا مگر کوئی

آیا کرتے تھے۔ اُس روز بھی موجود تھے۔ اور اُنہت ویاکھیان تھا۔ مختصر مطلب اُسکا بیان کرتا ہوں۔ سوامی جی نے فرمایا کہ اے بھائیو تم لوگ جو اس میلہ میں اپنے بال بچہ اور سمبندھیوں کو چھوڑ کر آئے ہو تم اپنے انتھکرن میں یہی آشا کرتے ہو کہ اشنان کر کے ہم خیریت سے اپنے گھر کو پہنچ جاویں اور ہم بھی یہی آشا کرتے ہیں۔ لیکن اسبات کو خوب دھیان دیکر سُن لو۔ کہ پربھی کے روز مری پڑیگی۔ یہہ بات ودیا سے تعلق رکھتی ہے اسکا یہہ کارن ہے کہ جو آدمی کے شریر سے وِدیُت یعنی مساموں کے راستے سے گرمی نکلتی رہتی ہے جس جگہ بہت سموداے (گروہ) ہوتا جاتا ہے وہ گرمی اوپر کو جیسا کہ اُسکا سوبھاو ہے چڑھتی رہتی ہے جوں جوں آدمی زیادہ ہوتے جاوینگے توں توں وہ اوپر ہی کو چڑھیگی اور وہ گرمی ایسی ہوتی ہے کہ جسمیں وہ پرویش کریگی ہرگز نہ بچیگا۔

جب اِس سمودائی میں چھید (کشادگی) ہوگی تو اُس جگہ سردی ہونیسے وہ وِدیُت نیچے آجاویگی۔ اور جسکو لگے گی وہ نہ جیوے گا۔ فوراً مرجاویگا۔

منشو میں تم کو اپنا سو ہر و سمجھکر پہلے ہی سے جتلاتا ہوں کہ پربھی سے ایک دو روز پہلے یا جو پربھی نہانے کا بڑا اُتشاہی ہو۔ پربھی کے روز صبح ہی جس جگہ موقعہ آرام کا دیکھو اشنان کر کے فوراً روانہ ہو جانا۔ بالکل توقف مت کرنا۔ اسی میں تمہاری خیریت ہے اور یہہ بھی تم سے کہتا ہوں کہ اسبات پر مت مرنا کہ ہم ہاڑ کی پیڑی پر ہی اشنان کرینگے۔ جس کو تم ہر کی پیڑی کہتے ہو وہاں بہت بھیڑ ہونے سے اور تم کو اُس جگہ پر سمودائی کے سبب زیادہ وِدیُت کا اثر اور دہکم دھکا ہونیسے جان کا خوف ہے جس جگہ اچھا موقعہ دیکھو اشنان کر کے چلے جانا اور بہتر یہہ ہے کہ ایک دو روز پیشتر یہاں سے چلے جاؤگے تو گھر زندہ پہنچ جاؤ گے۔

اے ناظرین کمترین تو یہاں کا رہنے والا ہے ٹھیک وہی حال بعینہ یہاں کا دیکھا کہ پربھی کے روز دوپہر بعد چھید (کشادگی) ہونے سے نیے انتہا مری پڑی اور غالباً فیصدی دس پندرہ آدمی زندہ بھاگنے سے بچے ہونگے۔ بیٹھا بیٹھا اور چلتا چلتا آدمی مرجاتا تھا۔

آخیر ویاکھیان میں سوامی جی نے اُن کپتانوں سے مخاطب ہو کر یہہ کہا کہ آپ کے ڈاکٹروں نے جو دفعہ چونتیس قایم کرادی۔ اس سے بہت کچھ خلقت کا نقصان ہے اس میلہ ہی میں خیال کیجیئے کہ جب مسافر کو حاجت پیشاب و پاخانہ کی ہے۔ اور اِس جگہ سے ٹٹی ڈیڑہ میل پر ہے تو وہاں تک اُسکو حاجت ضبط کرنی پڑیگی اور اُس کی گرمی دماغ میں چڑھ جاویگی۔

جب اُس کا اندر خراب ہوا۔ تو خراب وایو اُس کے اندر بہت جلد موثر ہو جاتی ہے اور اسی وجہ سے بہت

سنسکرت میں گفتگو شروع ہو گئی جو بہت دیر تک رہی ہم انکو کچھ نہیں سمجھے وہ فقیر جواب سے بہت خورم معلوم ہوتا تھا غالباً ویدانت پر گفتگو تھی ''

منشی مول چند مدرس ساکن کنکھل نے بیان کیا کہ سوامی جی نے اگرچہ اُن دنوں مُسہل لے رکھا تھا اور جسم بھی لاغر ہو رہا تھا۔ مگر کوئی وقت اُنکا خالی نہیں جاتا تھا۔ تین گھنٹہ واسطے شاستر ارتھ کے مقرر تھے کہ کوئی آدے اور شاستر ارتھ کرے اکثر نرملا سادھو ویدانتی پنڈت جن کا اکھاڑہ متصل ڈیرہ سوامی جی کے تھا آیا کرتے تھے اور شاستر ارتھ کیا کرتے تھے اور جواب شافی و کافی پاتے تھے یہہ لوگ بہ نسبت پوپوں کے کچھ تہذیب یافتہ تھے مگر تعصب سے خالی نہ تھے اپنی حُجت و براہین ہر روز ڈھونڈ کر لایا کرتے تھے پنڈت ہری سنگھ صاحب نرملہ جو ملک پنجاب میں بہت بڑا نامی پنڈت تھا۔ اور نرملہ لوگوں میں سب سے زیادہ وہی مشہور تھا اُسنے سوامی جی کے ساتھ شاستر ارتھ ویدانت وشے پر کیا۔ مگر ودیا روپی سورج کے سامنے کیا روشنی دکھا سکتا تھا۔ بہت بحث ہوئی آخر مجبور ہوا یہہ شاستر ارتھ سوامی جی کے سامنے بہت طول طویل ہوا تھا سوامی جی عجیب ودیا پرگٹ کرتے تھے۔ جو شک تشکوک سننے والے اپنے دل میں پیدا کر کے لایا کرتے تھے۔ اُنکو دیاکھیان سنکر پھر دریافت کرنے کی حاجت نہ رہتی تھی۔ دیاکھیان ہی میں تشک رفع ہو جاتے تھے۔ کمترین کو بھی جو شک شکوک نسبت مورتی پوجن وغیرہ وغیرہ دل میں جمے ہوئے تھے اور اُنکا حل نہایت مشکل سمجھتا تھا اور میرے دوست منشی امراؤ سنگھ صاحب جنہوں نے سوامی جی کے درشن مقام روڑکی میں کئے تھے مجھکو ہر روز سمجھایا کرتے تھے۔ مگر کمترین تسلی نپاکر مورتی پوجن سے دست کش نہوا تھا۔ سوامی جی کا دیاکھیان مورتی وشے میں سنتے ہی دلکو اس قدر تسلی ہوئی کہ پھر دریافت کرنے کی ضرورت نرہی کمترین اور منشی امراؤ سنگھ صاحب موصوف ہر روز سوامی جی کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ ایک روز مولا مستری سب اور سیر نہر گنگ سوامی جی سے دریافت کرنے لگے۔ کہ آپنے یہہ بات کیوں اور کیسے اُٹھائی۔ سوامی جی نے جواب دیا کہ مجھکو اول ہی سے یہہ خیال تھا۔ کہ مورتی پوجا محض اودیا اندھکار سے ہے مگر علاوہ اس کے میرے گورو پرمہنس شری برجانند سرستی جی مہاراج بیٹھے بیٹھے کھنڈن کیا کرتے تھے کیونکہ آنکھوں سے معذور تھے اور کہتے تھے کہ کوئی ہمارا شش ایسا بھی ہو جو اس اندھکار کو ملک سے ہٹاوے۔ اسلئے مجھے اس مُلک پر دیا آئی۔ اسواسطے یہہ بیڑا اُٹھایا ہے۔

پھر بھی (یعنی اشنان کے دن) سے چار روز پیشتر سوامی جی نے ایسا دیاکھیان دیا کہ لوگوں کی حالت سکتہ کی سی ہو گئی اُسوقت ہزارہا آدمی موجود تھے دو کپتان پولیس بھی دو تین روز پہلے سے دیاکھیان سُننے

سے اُٹھے تو وہ اتنا متاثر ہوا کہ ایکدم سے ہاتھ جوڑ کر رونے لگا اور سوامی جی کے پاؤں پر گر کر کہنے لگا کہ آپ مجھے کرتارتھ کیجئے اور جو کچھ میں نے سخت کلامی کی ہے وہ معاف کیجئے۔ سوامی جی نے اُسے دلاسا دیا اور نرمی سے سمجھایا پانوئں چھوڑوا کے پاس بٹھلا لیا اور سمجھاتے رہے چنانچہ رات کا کھانا بھی اُسنے وہاں کھایا اور پھر وہاں ہی رہنے لگا اور آریہ ہو گیا۔

ایک دن دو ننگے نرنجن اکھاڑے کے جو سوامی جی سے پہلے بھی واقفیت رکھتے تھے بڑی بے تمیزی سے گفتگو کرنے اور کلمات بیہودہ بکنے لگے سوامی جی نرمی اور خندہ پیشانی اور ہنسی خوشی سے اُنکا جواب دیتے رہے کوئی سخت کلامی نہیں کی اور نہ ناراض ہوئے۔ چنانچہ اسی روز وہ دونو سادھو گفتگو کرنے کے بعد اپنی پہلی مت سے نادم ہو کر راہ راست پر آگئے یعنی پیتل کے کڑے اور مالا اور کفنی اور جٹا گنگا میں پھینک کر سوامی جی کے پاس آئے اور بڑی پرارتھنا سے اپنی باقی سندھیہ نوارن کرکے اور کر تبیہ پوچھکر چلے گئے۔

بابو شیام لعل ہیڈ کلرک پوسٹ آفس سہارنپور ایک رات کو کپڑے اتار کر روٹی کھاتے کو گیا اور کپڑے خیمہ کے دروازہ پر رکھ گیا لوٹ کر کپڑے نہ پہنے وہیں رکھے رہے۔ سوامی جی نے کہا کہ کپڑے اُٹھا لو۔ کہا کہ مہاراج کیا چور پڑتے ہیں سوامی جی نے کہا کہ کچھ پہرہ بھی تو ایسا مقرر نہیں آخرکار اُسی رات کو کپڑے اُسکے چوری چلے گئے۔

ایک رات ہم لیٹے ہیں اور برما رام اور نتھو رام وقت ایک بجے رات سے ۵ بجے صبح تک گفتگو کرتے رہے۔ صبح کو جب سوامی جی خیمہ سے نکلے لوٹا پانی کا مانگا میں نے لوٹا دیا اور داتن لینے کو چلا گیا سوامی جی جب واپس آئے تو برہم چاری ہاتھ دُھلانے لگا اور میں نے داتن پیش کی تب فرمانے لگے کہ یہہ سب لوگ جانتے ہیں کہ ہم رات کو اپنے خیمہ کے نزدیک کسیکو بات نہیں کرنے دیتے (یعنی بات جو میرے کان تک پہنچے) مگر تم نے رات بھر ایسی باتیں کیں جس سے میرا ہرج ہوا آئندہ لحاظ رکھو۔"

پنڈت امراؤ سنگھ جی نے کہا کہ میں بھی کمبھہ پر گیا تھا شائد دو روز کے لئے۔ اور سوامی جی کمبھہ سے بہت پہلے گئے تھے رسد وغیرہ کا سامان پہلے سے کیا گیا تھا بموجب تحریر سوامی جی کے جاتی دفعہ سوامی جی سب سامان ساتھ لیگئے اور اُس کی قیمت بھی سوامی جی نے خود دیدی تھی۔

منشی اندرمن سے سوامی جی نے میری ملاقات کرائی اور لالہ رام سرنداس مرحوم رئیس میرٹھ سے بھی وہاں ہی ملاقات ہوئی اُسیوقت میں نے منشی اندرمن سے لیکچر دینے کی درخواست کی سوامی جی نے فرمایا کہ یہہ لکھ سکتے ہیں مگر لیکچر بالکل نہیں دے سکتے اندرمن جی نے بھی اس کی تائید کی دو روز سوامی جی کے ویاکھیان میں نے شام شام کے وقت سنے مضمون یاد نہیں مجمع بہت ہوتا تھا۔ انہیں دو روز میں سے ایک روز ایک فقیر کی

گھبرائے ہوئے تقریباً ۷ بجے شام کو سوامی جی کے پاس آئے اور کہا کہ کوئی ایسی تجویز بتلاؤ کہ جس سے ہماری بدنامی نہ ہو۔ اور ہیضہ بند ہو جاوے۔ سوامی جی نے کہا کہ جہاں تک ہو سکے گوگل کافور اور چندن جلاؤ اور پاخانہ دور لیجاکر پھونکواؤ۔ جس طرف کی ہوا نہ ہو اور میلہ کو کم کرنے کی تجویز کرو چنانچہ اسیوقت سب پاخانہ کی گاڑیاں جگ جیت پور کی طرف لیجانے لگے کیونکہ اُس طرف کی ہوا نہ آتی تھی +

ایک روز نجف علی تحصیلدار رُڑکی وہاں آئے اور ویاکھیان سننے لگے ویاکھیان سنکر کہا کہ آج تک کچھ شک تھا مگر اب اچھی طرح ثبوت ہو گیا کہ جس قدر علم آلٰہی سنسکرت میں ہے اُتنا دوسری زبان میں نہیں دوسری بار معہ وقار علی بیگ ڈپٹی مجسٹریٹ کے آئے ڈپٹی صاحب خیمہ کے دروازہ میں اور تحصیلدار صاحب اندر آگئے۔ اور ڈپٹی صاحب سے کہا کہ سوامی صاحب بڑے ولی لوگ ہیں میں بھی اُن کا خادم ہوں ڈپٹی صاحب نے سوامی جی سے سوال کیا کہ یہہ ہردوار اور ہر کی پوڑی کیا ہیں؟ سوامی جی نے جواب دیا کہ ہر کی پیڑی تو نہیں مگر ہاڑ کی پیڑی ہے کیونکہ ہزاروں من ہڈیاں یہاں پڑتی ہیں ڈپٹی صاحب نے کہا کہ اگر اس گنگا میں اشنان کا مہاتم ہے۔ تو یہی کیا خصوصیت ہے کہ ہر کی پیڑی پر اشنان دان کریں۔ سوامی جی نے کہا کہ یہہ بات پنڈوں کی قایم کردہ ہے کیونکہ اگر لوگ گنگا میں ہر جگہ اشنان کرنے لگیں تو پنڈا جی دکھشنا کہاں سے لیں۔ آپ کے ہاں اجمیر میں بھی یہی بات ہے مجاور کہتے ہیں کہ نہ اِدھر نہ اُدھر چڑھاؤ بلکہ ان اینٹوں میں چڑھاؤ خواجہ صاحب ان اینٹوں میں گھسے ہیں اسپر وہ لاجواب ہو گئے ‘‘

ایک روز کُل پنڈتان موجودہ ہردوار۔ اور سوامی سنچت گری اور جیون گری۔ اور ستوا سوامی (جو ستو کھایا کرتا تھا) ڈھولے کھالے پر جمع ہوئے اور سوامی وشودھانند جی کے نام ایک چٹھی اس مضمون کی آئی کہ اگر آپ مدھیست ہوں تو سوامی دیانند سے شاستراتھ کرتے ہیں آپ کو چاہیئے کہ دیانند کو ساتھ لیکر واسطے شاستراتھ کے آؤ وہی اُنہوں نے سوامی جی کے پاس بھجوا دی سوامی جی نے اُسکا جواب لکھا کہ پہلے نیم مقرر ہوں تب ہمیں شاستراتھ کرنے میں کچھ عذر نہیں نیم لکھ کر بھیجدو۔ اس کے بعد نہ کوئی چٹھی آئی اور نہ کسی نے نیم ارسال کئے نیم کیا بھیجتے۔ وہاں اُنکے ہاں خود ہی شیووں اور وشنووں میں تکرار ہو کر خوب جوت پیزار ہو گئی۔

ایک روز جوت سنگھ نرملا فقیر ایک بجے کے وقت آیا۔ اور سوامی جی سے گفتگو شروع کی وہ ہر لفظ طنز سے کہتا تھا۔ اسپر مجھے غصہ آیا ایکدم میرے مونہہ سے نکلا کہ خاموش ورنہ مونہہ درست کیا جاوے گا سوامی جی نے مجھکو روکدیا اور سمجھایا کہ وہ گفتگو مجھ سے کرتا ہے تم اس میں دخل مت دو آخر میں غصہ میں اٹھکر باہر چلا آیا۔ اسی طرح وہ دو روز تک پیہم آتا رہا اور گفتگو کرتا رہا تیسرے روز جب سوامی جی ویاکھیان

گاڑنے مت دو- ہم نے ہر چند اُنکو سمجھایا مگر اُنہوں نے نہ مانا ہم روکتے تھے وہ سرکاری ملازمت کے زعم میں
گاڑنے پر ضد کرتے تھے اتنے مین ایک گورہ روند دیتا ہوا آپہنچا- اُس نے اس تکرار کو سنکر کہا کہ تم کیوں نہیں مردہ
گاڑنے دیتا میں نے کہا کہ سری سوامی دیانند سرستی جی کا یہہ احاطہ ہے وہ اپنے احاطہ مین نہیں گاڑنے دیتے
اُسوقت اُسنے کہا کہ اووہ دیانند پنڈت جو سب کو خدا کی طرف بلاتا ہے اُسکا یہہ حکم ہے میں نے کہا کہ ہاں
تب اُسنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ جاکر اس کو پہاڑ کے نیچے پھینکدو مگر یہاں مت گاڑو چنانچہ وہ لے گئے-
ایک روز صبح کو صاحب کنسروٹیر جنگلات اور کمشنر میرٹھ اور کلکٹر سہارنپور اور مرزا وقار علی بیگ ڈپٹی
کلکٹر معہ چند دیگر ہمراہیان کے اُس خیمہ کے نیچے جہاں سوامی جی ویاکھیان دیا کرتے تھے آکھڑے ہوئے اور پوچھا
کہ سوامی کہاں ہے- مین نے جواب دیا کہ اسوقت سوامی جی پرستش خدا مین مصروف ہیں- کہا کہ تم جا سکتے ہو
مین نے کہا کہ جا سکتا ہوں مگر کچھ کہہ نہیں سکتا جاکر خاموش کھڑا ہو سکتا ہوں اُنہوں نے کہا کہ پھر جانے سے
کیا فائدہ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ کمشنر میرٹھ تمہارے ملنے کو آیا ہے مین نے کہا کہ نہیں- بابو شیام لعل نے کہا
کہ اگر آپ کچھ دیر ٹھیرین یا تشریف رکھیں تو سوامی جی سے آپ کی ملاقات ہو سکتی ہے چنانچہ اُسی وقت کرسیاں
منگوا کر اُنہیں بٹھلایا گیا تھوڑی دیر کے بعد سوامی جی کو اطلاع دی گئی اور وہ باہر تشریف لائے- جسوقت
وہ خیمہ کے نیچے آئے تو چاروں صاحبان کھڑے ہوگئے اور خندہ پیشانی سے ملاقات کی پھر سب بیٹھ گئے-
اور پرمیشور کے وشے مین بات چیت ہوتی رہی جس پر وہ بہت خوش ہوئے اور اُسی روز سے انتظام پولیس کردیا
تاکہ کسی طرح کی تکلیف نہ ہو اور یہہ بھی کہکر گئے کہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو اطلاع کردیں مہیا کرادی جائیگی-
ایک دن ایک ڈاکٹر یورپین نینی تال کے اور دوسرے روز رُڑکی کی پلٹن کے وہان آئے اور سوامی جی سے
ہون کے معاملہ مین ڈاکٹر نے گفتگو کی آخرکار سوامی جی نے اُن سے سوال کیا کہ تم نے ہیضہ کے روکنے کا کیا بندوبست
کیا ہے کیونکہ ہمیشہ دوہائی پڑتی ہے کہ ہردوار مین ہیضہ پڑتا ہے اُنہوں نے کہا کہ ٹٹیون کا پاخانہ جمع کرکے
نزدیک نزدیک کی موتر کی نالیوں میں بہایا جاتا ہے اور باقی ٹٹیوں میں زمین کھود کر دبوا دیا جاتا ہے سوامی جی نے
کہا کہ ہیضہ زمین میں دبوانے سے ضرور ہوگا اُس ڈاکٹر نے شرطاً یہہ بات کہی کہ ہیضہ نہیں ہوگا سرکار کیطرف
سے بہت انتظام ہوگیا ہے سوامی جی نے سوال کیا کہ کتنے دنوں سے پاخانہ دبوایا جاتا ہے جواب دیا کہ ۱۲
روز سے- اُسوقت سوامی جی نے کچھ تھوڑی دیر سکوت کرکے کہا کہ تیسرے یا چوتھے روز ہیضہ جاری ہوجاویگا
اُسوقت وہ دونوں انگریز مسکرا کر اور باتون مین مصروف ہوگئے- اور تھوڑی دیر بعد بخندہ پیشانی رخصت
ہوکر چلے گئے جب دو روز گذر گئے اور تیسرا روز شروع ہوا اُس روز ۱۰ بجے دن کے ہیضہ ہردوار مین شروع
ہوگیا آنند گری کے مکان مین ایکدم ۹ آدمی مرگئے اور شام تک تقریباً ۳۰ آدمی مرگئے- تب دونوں ڈاکٹر

ہی اُسنے کہا کہ وہ غلطیاں جو آپ نے میری چھٹی مین نکالی ہیں۔ دکھلاؤ۔ اتنی کھگرہ اتنا چلّایا اور اُسکو اتنی گرمی ہوگئی کہ پانی مانگنے لگا۔ ہر چند سوامی جی نرم زبانی اور شیریں کلامی سے اُسکو سمجھاتے تھے مگر اُس پنڈت کو جونک نہ لگتی تھی پھر کھڑا ہوکر کہا کہ مجھے جلد پانی دو۔ میں اُس کے واسطے پانی لے گیا بولا کہ میں یہہ پانی نہیں پینے کا۔ گنگا جی سے لاؤ۔ میں نے کہا کہ میں صبح کے وقت ٹھنڈے پانی میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ تمہیں اگر پنیا نہیں تو تمہاری خوشی۔ سوامی جی نے کہا کہ لادو۔ جسوقت میں لانے کو چلا۔ اُسوقت وہ گھبرا کر وہاں خیمہ سے نکل چلا کہ تو ہاڈے گھر دا پانی کون پیئے۔ تو ہاڈے گھر دا پانی کون پیئے کہتا ہوا چلا گیا۔

ایک روز علی الصباح بہمراہی سربارام زمیندار ساکن جبریرہ تحصیل روڑکی کے میں بیٹھا ہوا تھا اور چاروں طرف سے تنبو کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ کہ اتفاقاً ایک سنیاسی جسکا نام آنند بن تھا بشکل پرم ھنس کفنی پہنے ہوئے اور سر منڈاے ہوئے سامنے سے نظر پڑا اور کوئی دس ودیارتھی اُسی صورت کے اُس کے ساتھ۔ مہاراج جی اُسکو سامنے سے دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور تا درِ خیمہ استقبال کرکے اندر لیجاکر مسند پر بٹھلایا۔ انداز اً عمر اُن کی ۸۰ برس سے کم نہ تھی مگر بدن سے مضبوط اور چست و چالاک تھے۔ بیٹھتے ہی دونوں مسکرا کر شاستر ارتھ میں مصروف ہوئے۔ دونوں سنسکرت بولتے تھے ہم لوگ اشارے کنایوں سے سمجھتے تھے کہ جیو برھم کی ایکتا اور آہنگ برھم پر تکرار تھی۔ ½ ۶ صبح سے شروع ہوکر ۱۱ بجے کا وقت ہوگیا اُسوقت جوگی سنت ناتھ نے اگر واسطے بھوجن کے کہا سوامی جی نے پرم ھنس جی سے کہا اُسنے جواب دیا کہ جب تک یہہ نہ طے ہولے میں بھوجن نہیں کرنے کا۔ بعد ۱۱ بجے کے چاروں وید اور دیگر پُستکین ۶۰-۶۵ کے قریب میں نے بموجب فرمان سوامی جی کے صندوق سے نکالیں اور سوامی جی اُنکے سامنے رکھتے اور موقعہ دکھلانے لگے ۲ بجے تک یہی حالت رہی۔

۲ بجے کے بعد دونوں کھڑے ہوگئے اور کچھ باتیں آپس میں آہستہ سے کرنے لگے اُس پرم ھنس نے ۲ بجے کے بعد اپنے ششون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ دیانند کے مت کو میں نے سویکار کیا۔ تم بھی ایسا ہی مانو۔ اور بنا بھوجن کے چلا گیا۔ دیش بھاشا نہیں بولتا تھا۔ جب کبھی آتا مسکرا کر آنند سے کھڑے کھڑے چلا جاتا۔ ہم نے جب سوامی جی سے پوچھا کہ یہہ کون ہیں۔ فرمایا کہ بڑا ودوان سنیاسی ہے پہلے آپنے کو ایشور یعنی جیو برہم کی ایکتا مانتا تھا اب ہماری طرح جیو برہم کو جدا جدا مانتا ہے۔

ایک روز رات کو چوکیدار سرکاری ایک مردہ مسافر کو سوامی جی کے خیمہ کے سامنے سڑک پر گاڑنے لگے مشعل ساتھ تھی سوامی جی نے پوچھا کہ دیکھو یہ کیوں چلّاتے ہیں۔ جب میں نے جاکر دریافت کیا اور صورت حال سوامی جی سے عرض کی۔ فرمایا کہ ہمارے احاطہ میں مت گاڑنے دو کہو کہ اور کہیں لیجاویں جہانتک ممکن ہو جلاؤ

بلکہ سوامی دیانند جی کو ایک چٹھی اپنی طرف سے لکھی جس کا مضمون یہہ تھا کہ بہت سے جاہل اوِدوان آدمی فساد کرنے کی آرزو سے اکٹھے ہوئے ہیں آپ ہرگز ان لوگوں کی بات پر دھیان ندیں۔ اور میں ایسے لوگوں کے کہنے سے اُس سبھا کا مدعیّت نہیں ہو سکتا جس میں کہ آپ جیسے وِدوان بحث کریں اور یہ چٹھی علانیہ ۳ بجے کے قریب سوامی دیانند جی نے سبھا مین سُنادی اُسوقت تقریباً ۱۰ ہزار آدمی ہوں گے پنڈت بھیم سین نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے سنائی تھی۔ اس کے بعد پوپوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔

ان ایام میں ایک دن منتظم میلہ نے پاخانوں کو جلوانا شروع کیا اُس کی بدبو سے میلہ مین کچھ کچھ ہیضہ پھیلا سوامی جی نے کلکٹر صاحب کو کہا کہ اگر یہہ جلایا جاویگا تو بہت زور سے ہیضہ پھیلیگا مناسب ہے کہ آپ کسی دور جگہ پر اُسے دفنا دیوین چنانچہ پھر جلانا بند کر دیا گیا۔

اپنے جانے سے ایک دن پہلے سوامی جی نے سب سماج والوں کو اُن کے مکانوں پر واپس بھیجدیا کہ اب ہوا بگڑے گی سب چلے جاؤ اور آپ بھی دوسرے دِن ڈیرہ دون کو چلے گئے ٭

حکیم بھان سنگھ جی نے بیان کیا کہ تیسری دفعہ بماہ چیت سمت ۱۹۳۶ میں سوامی جی روڑکی آئے دو روز ٹھہر کر بہلی میں ہردوار گئے تھے اور گاڑی میں خیمہ وغیرہ تھے مولے مستری کی زمین مین سرون ناتھ کے باغ کے سامنے نرملوں کے اکھاڑے کے برابر ہردوار کی سڑک پر سوامی جی نے خیمے لگوائے ٭

سوامی جی کے یہاں سے جانے کے ۴ روز بعد میں ہردوار پہنچا۔ اور سوامی جی کے پاس خیمہ مین ڈیرا کیا۔ ہر روز سوامی جی ویاکھیان دیتے تھے نرملے۔ فقیر۔ اور صدہا مسافر لوگ آتے اور اپنی شنکا نوارن کرتے تھے۔ ایک پنڈت راول پنڈی کا آنکھ سے کانا۔ لُنجا۔ چیچک رو۔ رنگ مائل بسیاہی۔ داڑھی ندارد موچھ کٹی ہوئی سر کے بال ندارد آٹھ بجے صبح کے معہ دو ودیارتھیوں کے وہاں آیا تب یعنے اُس وقت میں دروازہ کا چوکیدار تھا۔ مجھ سے آنکر ہم کلام ہوا۔ کہ دیانند کہاں ہے؟ میں نے پوچھا کہ کون دیانند۔ کہا کہ وہ فقیر جو سوامی کے نام سے مشہور ہے میں نے اُس کو تنبیہاً کہا کہ لیاقت سے گفتگو کر۔ اور سری سوامی دیانند سرستی سوہنہ سے کہو۔ تب میں تجھے بتلا سکتا ہوں۔ ورنہ کوئی ہوگا۔ میری اُس کی یہ باہمی رد وبدل سری مہاراج نے اپنے کانوں سے سنکر اور اُس کی آواز کو پہچانکر ارشاد کیا کہ حکیم جی آنے دو جسوقت وہ خیمہ کے اندر جانے لگا۔ دیو یوگ سے اُس کے سر کا مُنڈاسا گر گیا۔ شام لعل ہیڈ کلرک پوسٹ آفس سہارنپور نے کہا کہ پنڈت جی جلدی کیوں کرتے ہو۔ آہستہ چلو۔ مگر وہ اُسی بات پر رنجیدہ ہو گیا۔ سوامی جی نے اُس کو اعزاز سے بٹھلایا اور مخاطب ہوکر گفتگو ہونے لگی۔ اوّل

کی سماپتی پر دیا جاتا تھا - اور شام کو ۷ بجے سے ۹ بجے تک جو سماجک پنڈت اور سوامی جی کے ششش تھے اُنکا آپس میں مختلف شاستری وشیوں پر سوامی جی کے سامنے شاستر ارتھ ہوا کرتا تھا اور سوامی جی مدھیستھ ہوتے تھے جتنے روز تک میں رہا بلا ناغہ یہی تینوں کام اپنے اپنے موقعوں پر ہر روز ہوا کرتے تھے - بہت سے وشیوں پر نوین ویدانت مت کھنڈن - مورتی پوجا کھنڈن - نوین مت اور پنتھ کھنڈن - تیرتھ یاترا کے مہاتم کا کھنڈن - گورو کے بعد گدی قائم ہونے کا کھنڈن - اور یہہ بھی ثبوت کیا کہ صرف سنیاس ہی ست ہے سواے اس کے جتنے اور فرقے ہیں سب جھوٹھے اور بفائدہ ہیں -

تین لکچر جوتش کے پھلت انگ کے کھنڈن پر دئے اور ایک یوگ شاستر کے وشئے پر دیا - اور ایک اسبات پر دیا کہ چھ شاستر مختلف نہیں ایک ہی مت کو پرتپادن کرتے ہیں یہ لکچر ۴ روز تک رہا اور ایک لکچر نانکامت کے کھنڈن پر دیا - اس کے سوا مجھے یاد نہیں -

جب میں گیا تھا اُس کے چوتھے روز ہندو پنڈتوں کی طرف سے ایک پتر شاستر ارتھ کے واسطے آیا تھا جسکا سوامی جی نے یہہ اُتر دیا کہ میرے یہاں کسی کو آنے کی ممانعت نہیں جسکا جی چاہے شاستر ارتھ کے واسطے آجائے - اس کے جواب میں شردھا رام وچتر بھج نے یہہ لکھا کہ ہم کسی کے مقام پر بحث کو نہیں آتے سوامی جی ہمارے مقام پر آویں - سوامی جی نے اس کا جواب دیا کہ نہ تم ہمارے مقام پر آؤ نہ ہم تمہارے پر بلکہ کوئی ایسی جگہ ہو جو نہ ہماری نہ تمہاری اور اُس میں سرکاری انتظام ہو - اُنہوں نے جواب دیا کہ نانکوں کا اکھاڑہ نہ ہماری جگہ ہے نہ تمہاری وہاں آپ آجائیے اور پولیس وغیرہ بُلانے کی کچھ ضرورت نہیں - سوامی جی نے جواب دیا کہ وہ بھی ایک تمہارے ہی پکش کے ہیں اسلئے وہ تمہارا ہی مکان ہے اور بغیر سرکاری انتظام کے ہم ہرگز راضی نہیں ہو سکتے وہ ضرور ہونا چاہیئے - اس کے بعد لالہ رام سرنداس رئیس میرٹھ نے یہہ کہا کہ چونکہ مجمع بہت ہو جائیگا اُس میں فساد ہونے کا اندیشہ ہے دونوں طرف سے معقول ضمانت داخل ہونی چاہیئے تاکہ فساد نہ ہونے پاوے - سوامی جی نے کہا کہ اگر سوامی وشودھانند جی یہہ کہدیں کہ یہہ اشخاص میرے مقابلہ میں ویدوں کو سمجھ سکتے ہیں اور بحث کر سکتے ہیں تو ہیں راضی ہوں اور وشودھانند جی کو میں اپنا مدھیستھ ٹھہراتا ہوں - اسپر سوامی جی کی چٹھی لیکر وہ لوگ وشودھانند کے پاس گئے - میں بھی اُن کے ساتھ چلا گیا چنانچہ جسوقت سوامی وشودھانند نے اُس چٹھی کو لیکر پڑھا اُسوقت میں اُن کے قریب تھا یہانتک کہ دو ایک آدمی میرے اور اُس کے درمیان تھے اُنہوں نے چتر بھج اور شردھا رام کو اتنی گالیاں دیں اور ایسے فحش الفاظ میں دیں کہ میں انکو نہیں بیان کر سکتا - آخر کو یہہ کہا کہ تم اُس کے مقابلہ میں ایک اکشر بھی نہیں جانتے ہو میں تمہارے مباحثہ کا مدھیستھ نہیں ہو سکتا

علی الصباح سوامی جی سب ضروریات سے فارغ ہو کر قریب ۷ بجے کے بیٹھ جاتے تھے اور مختلف جگہ سے آدمی آ بیٹھتے تھے۔ اور باہر کے آدمی خصوصاً پنڈت لوگ دور دور کے آنے شروع ہو جاتے تھے مختلف مقامات سے آئے تھے۔ اور مختلف وشیوں پر مباحثہ ہوتا تھا مگر کوئی آدمی جہاں تک میںنے دیکھا بغیر تسکین کے نہ جاتا تھا یہہ مباحثہ ۱۱ بجے تک رہتا تھا اور بعض دن ۱۲ بجے تک۔ چنانچہ بڑے بڑے نامی پنڈت مختلف جگہ کے کہ جنکا اسوقت مجھے نام اور مقام معلوم نہیں وہاں آتے تھے اور مختلف منتروں کے معنوں پر بحث و مباحثہ ہوتا تھا۔ اور اکثر مختلف کتابوں کے مقولوں پر بھی بحث ہوتی تھی مگر جو آتا تھا جواب کامل پاتا تھا۔ تین پنڈت جن کے نام مجھے یاد نہیں بہت مشہور و معروف ندیا شانتی سے آئے تھے اُنہوں نے بڑے معقول طور سے برابر چار روز تک ۷ بجے سے ۱۱ بجے تک مباحثہ کیا اکثر یجروید اور اتھروید کے منتروں کے معنی پر بحث ہوئی آخر روز اُنہوں نے اقرار کیا کہ ہم فی الواقعہ ان میں سے بہت منتروں کے معنے نہیں سمجھتے تھے۔ جس کو اب ہم سوامی جی کے فرمانے سے بخوبی سمجھ گئے۔ بیشک یہی ارتھ صحیح ہیں۔ اور بعدہٗ آٹھ ۱۰ روز تک آتے رہے تا اختتام میلہ۔ مگر پھر کبھی مباحثہ نہیں ہوا بلکہ بعض بعض معاملہ میں بر وقت شک ہونے کے سوامی جی سے رائے لیا کرتے تھے۔

اُنہیں ایام میں کشمیر سے مہاراجہ کشمیر کی طرف سے ایک شخص اُنکا خط لیکر آیا اور یہہ گفتگو زبانی کی کہ مہاراجہ صاحب کو کسی نے یہہ لکھدیا تھا کہ سوامی جی کا دیہانت ہو گیا اسواسطے مجھکو اُنہوں نے ارسال کیا ہے کہ اگر سوامی جی زندہ ہوں گے تو ضرور ہردوار کے میلہ پر آوینگے مہاراجہ صاحب کا ایک پتر بھی سوامی جی کو دیا جس پر مہاراجہ صاحب کی مُہر تھی اور یہہ لکھا ہوا تھا کہ سوامی جی کرپا کر کے ایک ایسی پستک بنا دیں کہ جس میں یہہ بات بغیر پکش پات کی سدہ ہو جاوے کہ جو لوگ ہندو مذہب سے دوسرے مذاہب میں چلے گئے ہوں وہ واپس آسکتے ہیں اور یہہ بھی ثبوت دیویں اگر ممکن ہو سکے کہ عیسائی مسلمان یا انیہ جاتی پرش آریہ دھرم میں آسکتے ہیں اور اُن کے ساتھ کھان پان کرنے میں کچھ دوش نہیں آسکتا۔

اسپر سوامی جی نے زبانی صرف اتنا کہا کہ یہ بات ناممکن نہیں بہت ہی آسانی سے ست شاستروں سے سدہ ہو سکتا ہے اور یہہ فرمایا کہ آپ یہاں ٹھیریں جب جاؤ گے اطلاع کر کے جانا۔ میں پتر مہاراج کے نام پر دوں گا۔

پھر ایک بجے سے ۵ بجے تک سبھا ہوتی تھی جس میں ہر مذہب یا پنتھ کے لوگ آتے تھے غرض ایسا حال رہتا تھا کہ صبح کو جس قدر بھیڑ بھاڑ گنگا کے نہانے کی ہوتی ہے۔ اُسی قدر تیسرے پہر سوامی جی کے استھان پر لوگوں کی رہتی تھی۔ بہت سے سنیاسی اور دیگر پنتھ کے سادھو آکر سوال بھی کیا کرتے تھے جنکا اُتر سبھا

یا پتر نہ لانا کیونکہ تم دونوں جگہ کے جانے والے ہو مناسب نہیں ہے کہ ہماری بات وہاں اور اُن کی بات یہاں بیان کرو کیونکہ اُس کی تمام دنیا برخلاف ہے۔ پھر ہم نے چٹھی لانی بند کر دی مگر ملنے جاتے تھے اُس پتر کا مضمون یہہ تھا کہ "میں جو بات کر رہا ہوں اُس کو آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ بالکل ٹھیک ہے مگر آپ لوگ پرسدھ ہو کر باوجود وِدوان ہونے کے کیوں ظاہر نہیں کرتے کیونکہ سوامی جی کہا کرتے تھے کہ ان تینوں شہروں کو میں وِدوان جانتا ہوں اور اُنہوں نے گرنتھ بھی گوڑہ وچار سے پڑھے ہیں۔ اور باقی سب لڈّو۔ پوڑی اُڑانے والے ہیں" اُنہوں نے جواب میں ہم کو صاف منع کر دیا۔ سوامی جی اُسوقت سب وید وِرودھ متوں کا کھنڈن کرتے تھے اور گنگا آدک ندیوں کا بھی۔ سوامی جی مہاراج کی سنسکرت وِدیا تو اِدبہت تھی جو کوئی سامنے آتا بول نہ سکتا تھا۔ سینکڑوں وِدوان ارادہ کر کے اول تو گئے نہیں لیکن جو گئے وہ سب لاجواب ہو کر آئے سبب یہہ تھا کہ جو کوئی پرشن لاتا بسبب معقول جواب پانے کے لاجواب ہو جاتا تھا وہاں یہہ بھی سُنا گیا کہ بہت آدمیوں نے سوامی جی سے اپنا اپنا سنسکار کرایا اندنوں تمام میلہ میں ہلّا مچا ہوا تھا ہر ایک ڈیرہ میں لوگوں کے زبان زد یہی چرچا تھا سوامی جی ہم سے ہردوار میں پوچھتے تھے کہ اب بتلاؤ ان سادھوؤں میں سے آجکل کس کی دوکان تیز ہے"۔

ماسٹر جمعیت رائے جی شرما آرمن سکول رڑکی نے بیان کیا کہ اگرچہ میں سوامی جی کے ساتھ نہیں گیا لیکن بعد کو گیا ۹ روز اُنکے لکچروں میں شریک رہا چونکہ سوامی جی کی نسبت ہردوار سے بہت سی جھوٹھی خبریں آئی تھیں اسواسطے کئی ایک طالب علم گورنمنٹ مشن سکول سہارنپور سے واسطے دریافت حال اُن باتوں کے ہردوار دو ہفتہ پیشتر آئے اور سوامی جی کے پاس ایک مکان میں ٹھیرے یہاں پر سوامی جی نے بہت سے چھپر کے مکان ڈلوائے تھے اس غرض سے کہ جو آدمی کسی طرح سے آوے اُس کو ٹھہرنے کے لئے دقت نہ ہو ہم بھی اُن چھپروں میں جا اُترے میرے ساتھ لالہ کرپا رام جو آجکل ڈاکخانہ لنڈھورا متصل رڑکی کے ہیں اور لالہ بیجناتھ ماسٹر مشن سکول سہارنپور اور لالہ منو لعل ملازم سندھ پنجاب دہلی ریلوے اور رام گلال لڑکا ساکن قصبہ جانسٹ ضلع مظفرنگر تھے جس مکان میں میں ٹھیرا منشی اندرمن صاحب مرادآبادی بھی وہاں تھے۔ لالہ رام سرنداس رئیس میرٹھ اور ایک چودھری رئیس گوجر متصل میرٹھ اور جگناتھ ست گرد اندرمن اور الکھیانند اور تاتھہ جی معہ۔ پنڈت بھیم سین۔ جوالادت۔ اور دیگر ماسٹر شنکر لال حکیم تھان سنگھ۔ لالہ ناتھے رام۔ شیام لال کم سے کم ۵۰ اکے آریہ لوگ باہر سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ میرے سامنے مندرجہ ذیل کارروائی ہوئی۔

کا پیغام بھجوایا کہ یہاں آکر ہمارے ساتھہ شاستر ارتھ کرو جو پیغام لایا تھا اُسے سوامی جی نے یہہ کہا کہ اہین اینٹیں پھینکوانے کے اور ہائے ہلا کرانے کے واسطے جانا نہیں چاہتا۔ ہاں اگر وہ اُس مکان سے اتی رکیت (علاوہ) یا مدہ (درمیان) میں یا للتارو کی ندی میں مقرر کریں تو میں شاستر ارتھ کرونگا اور یہی بات تحریر بھی کردی مگر اُنہوں نے پھر کوئی جگہ مقرر نہ کی۔ وہاں ہی گالی گلوج دیتے رہے۔

پنڈت ایشر سنگھہ جی نرملا سادھو نے بیان کیا کہ ایک دفعہ سوامی جی ہردوار کے کمبھہ پر ہم کو ملے ہمیں کرسی پر بٹھلایا اور خود بھی بیٹھہ گئے میں نے کہا کہ چاروں ویدوں کے درشن ہمیں کرائیے۔ وہ اندر سے اُٹھا لائے ہم نے بڑے آنند سے درشن کئے۔ پھر مہیدہر اور سائین کرت بھاشوں کی غلطیاں بتائیں اور کہا کہ ان دھورتوں نے ارتھوں کے انرتھہ کئے ہیں میں نے کہا کہ آپ پہلے تو جیو برہم کی ایکتا مانتے تھے جواب دیا کہ اسوقت ہم نے سگر وید نہیں دیکھے تھے جب غور سے تمام ویدوں کو پڑھا اور غور کیا تو یقین کامل ہوگیا کہ جیو برہم کی ایکتا ماننا ویدک دہرم کے وروده ہے میں نے کہا کہ جیو برہم کی ایکتا پر تو شنکراچارج کی ساکھشی ہے آپ کے مت میں کون ساکھشی ہے جواب دیا کہ وید پورش یعنی پرماتما۔ میں نے کہا کہ کوئی شرتی جو بھید کو کہتی ہے اس کا کیا جواب ہے کہا کہ دونوں درست ہیں اور درشٹانت دیا کہ جیسے اکاش سے ہماری کٹیا جدا نہیں اس طرح پر ابھید درست ہے اور کٹیا اکاش نہیں اسطور پر بھید درست ہے

ایک دوسرے سادھو نے ایشر سنگھہ جی کے سامنے بیان کیا کہ میں ہردوار میں سوامی جی کے پاس گیا سوامی جی نے دیکھا کہ بہت سے سادھو ایک طرف جارہے تھے۔ سوامی جی نے مجھ سے پوچھا کہ سادھو کہاں جارہے ہیں میں نے کہا کہ ایک اُداسی سادھو آئے ہیں اُس کے ملنے کو جاتے ہیں انہوں نے کہا کہ دیکھو آریہ ورت میں سناتن وید۔ اور وہ کتنے مت متانتر چل گئے ہیں کوئی اُداسی۔ کوئی نرملا۔ کوئی بیراگی وغیرہ ہورہے ہیں اصل دھرم سب نے چھوڑ دیا۔ میں نے کہا کہ مہاراج ایک دھرم ہونا مشکل ہے سوامی جی نے کہا کہ پرمارتھہ اوشیہ کرنا چاہئے جس سے بہت کچھ اتفاق اور ایکتا ہوسکتی ہے۔

سوامی رتن گری جی نے بمقام اجمیر بیان کیا کہ سوامی جی سمت ۱۹۲۶ کے کمبھہ پر بھی ہمیں ملے تھے۔ وہاں کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مجھے کہا کہ آپ ہمارا پتر تین جگہ پہنچایا کریں۔ اول سکھدیو گری جی کے پاس جو اُدت گری جی کی منڈلی والے ہیں۔ دوم جیون گری جی کے پاس جواب مر گئے ہیں سوم بنارس کے مشہور سوامی وشودھانند جی کے پاس۔ چنانچہ بموجب اُن کے کہنے کے میں ایک پتر سوامی سکھدیو گری جی کے پاس لیگیا مگر اُنہوں نے ہم کو منع کیا کہ پھر اُن کی طرف سے ہمارے نام کوئی پیغام

حاشیہ متعلق صفحہ نمبر ۶۲۳

۱۔ سوامی جی اپنے خطوط میں لکھتے ہیں "ہم کو پندرہ دن سے دست آتے ہیں۔ دن بھر میں ۱۰۔۱۲۔۱۴ اب دن دن سے آرام ہے۔ لیکن کمزوری بہت ہے سو یہاں سے ۱۲ تاریخ کو ڈیرہ دون کے پہاڑ کو جاوینگے وہاں سے (بمبئی) آنے کا بندوبست کرینگے جب شریر اچھا ہوگا سو تم نے امریکہ والوں سے کہہ دینا انکو سمجھا دو کہ ہمارا شریر مہینے ڈیڑھ تتھا دو سے کم میں اچھا بھی نہیں ہوگا۔ اور جو اس گرمی کے دنوں میں ریل میں بھی بڑی گرمی ہوگی سو آٹھ دن کے جانے اور آٹھ دن کے آنے میں بڑی تکلیف ہوگی اور دیہ کو بڑا دکھ ہوگا تم اُن کی اچھی طرح دلجمعی کر دینا کہ ہم ضرور آوینگے جس دن ہماری دیہہ کو آرام ہوگا۔ اور ہم کو بڑا رنج ہے کہ امریکہ والے ایسے سمہ میں آئے ہیں جس میں ہمارا اُن سے جلدی ملاپ نہیں ہوسکتا۔ چیت شکل ۱۱۔ ۲ اپریل ۱۸۷۹ء دیانند سرستی از ہردوار ۲ لاکھ کے قریب بیراگی وسنیاسی وغیرہ آئے ہیں میلہ کے بند ہونے کی خبر ہے ہیضہ سے ۵ آدمی تین دن میں مرگئے ہیں"

چیتر شدی ماگھہ ۲۷۔ مارچ ۱۸۷۹ء ہردوار

"تمہارے جانے کے پیچھے ہمارا شریر اچھا نہیں رہا۔ ارتھات ۴۰۰ سے ادھک ادھک دست ہوئے اس سے شریر اتی دُربل ہوگیا۔ وچار تھا کہ شریر اچھا رہتا تو ہم ہردوار سے ہی بمبئی کو اوشیہ آتے پرنتو اب یہاں سے ڈیرہ دون جانے کا وچار ہے سو وہاں جاکر تھوڑے دنوں میں شریر اچھا ہو جائیگا۔ تب آنے کے وشہ میں لکھیں گے سو تم نے امریکہ والوں کے پاس ہمارا نمستے کہنا اور کسی پرکار کا سوچ وچار وے لوگ نکریں کیونکہ بمبئی میں اگر اُن لوگوں سے ہم اوشیہ ملیں گے۔ منشی اندرمن جی بھی یہاں ہمارے پاس آکر ٹھہرے ہیں اور میلہ بھی کچھ وشیش نہیں جُڑا ہے" بیساکھ سدی ۲ سمت ۱۹۳۶ ہردوار دیانند سرستی

"امریکا والوں سے اتی پریم سے ہمارا نمسکار کہنا اور اُن سے کشلتا پوچھنا۔ کہ لاہور آدی کے سماج میں آپ لوگوں کے لئے طیاری کرچکے ہیں وہاں کب تک جاویں گے اور اُنہوں نے سنسکرت پڑھنے کا آرمبھ کیا ہے وا نہیں اور جو کچھ وے ہمارے وشے میں کہا کریں سو لکھدیا کرنا اور ہم نہیں لکھیں تو بھی اُن کی کشلتا آدی سدیو لکھتے رہیں یہاں میلہ اب تک سادھوؤں کا ہی ہے گرہست لوگ تو کم آئے ہیں ہم نے ایک پتر کرنیل الکاٹ صاحب کو ۲۴ تاریخ کو اور دیا ہے تم اُن سے جواب لکھوانا شام لعل گھنہ کو نمستے" ۲۹ مارچ ۱۸۷۹ء چیتر شدی ۴ سمت ۱۹۳۶ ہردوار دیانند سرستی +

"ہردوار میں اُنکا رل۔ اور سو نند راج ہمکو نہیں ملے رام گڑھ سے بھی بہت سے پرکی لوگ پہنچ گئے۔ ہردوار میں بہت لوگوں سے بات چیت ہوئی۔ سادھو لوگوں نے اُپدیش سُنا۔ فائدہ بھی بہت سا ہوا۔ ہیضہ بہت سا نہیں ہے۔ تھوڑا سا ہوا جب امریکہ والے سُنیں گے اور اُن سے بات چیت ہوگی تب سب وہم نکل جاویں گے۔ ہم کو ہردوار میں قریب ۴۰۰ چار سو دست ہوئے اور اب تک بھی کچھ کچھ آتے ہیں۔ لیکن یہاں کی ہوا ٹھنڈی ہونے سے کچھ کچھ آرام ہوتا آتا ہے پرنتو شریر بہت کمزور ہوگیا ہے آج دست بند ہوا دیکھتا ہے جو بند ہو جاوینگے تو شریر بھی ۱۵ سے ۲۰ دن میں اچھا ہو جاویگا" بیساکھ بدی ۱۲ شکروار سمت ۱۹۳۶ دیرہ دون۔ دیانند سرستی +

کے اندر جتنی مرتبہ ہو گیہہ چھونک دو یعنے کسورے (سقورہ) کو گرم کر کے اُس میں گھی ڈالو اور بعد گرم ہونیکے اُس کو ایک طرف سے ڈھانپ کر کڑاہی مین ڈالدو۔ پھر اُسے اتار کر مٹی کے کشادہ برتن مین ڈالدو (سوامی جی کو اس کا خیال تھا لکھ لیا۔)

نجف علی تحصیلدار و ڈپٹی صاحب کی گفتگو جو علیحدہ درج ہے اُس کے علاوہ نجف علی صاحب نے کہا کہ ہمارے پیغمبر صاحب نے اجازت دی ہے کہ کئی عورتون سے شادی کرنی چاہیئے جیسا کہ ایک بادشاہ کے کئی وزیر ہوتے ہیں۔ سوامی جی نے جواب دیا کہ ایک مرد کے واسطے ایک ہی عورت کافی ہے۔ چنانچہ یہہ بات تجربہ اور دلائل عقلی اور نقلی سے ثابت ہے تم دیکھ لو کہ ایک بیسوا سینکڑوں آدمیوں کو خراب کرتی ہے تو جب ایک گھر میں کئی عورتیں ہوں تو اُن کو کبھی ایک مرد کافی نہیں ہو سکتا اسی واسطے ہمارے ویدوں میں اجازت ہے کہ ایک ہی شادی ہونی چاہیئے چنانچہ اُنہوں نے تسلیم کیا کہ یہہ سچ ہے ضرور ایک ہی شادی ہونی چاہیئے۔

مُولا مستری نے میرے سامنے کدارناتھ و بدری ناتھ کے تیرتھوں کی بابت پوچھا سوامی جی نے کہا کہ ہم نے بھی دیکھے ہیں تم خود بھی دیکھ آئے ہو جس طرح پر اصلیت ہے صاف صاف بیان کرو اور جس طرح اور لوگ بیان کرتے ہیں اُس کا خیال نہ کرو۔ تب اُس نے صاف اقبال کیا کہ بیشک میں نے بیفائدہ سفر کیا میں اپنی محنت پر افسوس کرتا ہوں۔

ایک مارواڑی پنڈت دو گھنٹہ تک سنسکرت بولتا رہا انت میں اُسنے کہا کہ مہاراج میرا قصور معاف ہو جو کچھ مباحثہ مین آپ سے ورده کیا یہ میری غلطی تھی اور آنند پور کو چلا گیا۔

ایک دن دیا کھیان میں گجرات کاٹھیاوار یعنی سوامی جی کے جنم بھوم کی طرف کی دو استریاں پولندہ کیطرح باندھی ہوئی مٹھائی لائی تھیں ہم نے اُن سے اُن کی ذات پوچھی تو معلوم ہوا کہ وہ اودیچ کُل کی تھیں وہ خیمہ کے باہر سوامی جی کی پشت کی طرف ایک گوشہ میں بیٹھ گئیں اون کے مرد بھی ساتھ تھے پہلے دن ۴ بجے سوامی جی نے اُنکو کہا کہ ہمارے استھان پر استریوں کے رہنے کے لئے کوئی جگہ نہیں تم نگر میں چلی جاؤ۔ چنانچہ وہ چلی گئیں پھر وہ کئی روز تک معہ اپنے مردون کے آتی رہیں اور بدستور ۴ بجے کے بعد چلی جاتی رہین وہ کل ۷ آدمی تھے۔

میلہ میں باوجود زیادہ احتیاط کے بھی سوامی جی بیمار ہو گئے۔ اور بدہضمی سے اسہال شروع ہو گئے جنہوں نے بہت تکلیف دی مگر وہ اکیلا شیر مرد برابر دھارمک اُتساہ سے لگاتار اُپدیش کرتا رہا۔

ایک روز جُونا اکھاڑے میں بہت پنڈت جمع ہوئے اور اُنہوں نے سوامی جی کے پاس شاستر ارتھ

سوامی جی نے کہاکہ وید وہت پدارتھ کو دھرم کہتے ہیں۔
اسپر میں نے تین شرتی پرمان دین -

सेनेा-गाक्षिचराए।

ऋतु भांयमुपगमत

सौत्रमण्यांसुरां पिबेत्

جس کال ہیں میں نے یہہ تینوں منتر پڑھے۔ اُس کال وہ ہنس کر کہنے لگے کر یہہ کہان کے منتر ہیں میں نے کہا کر اتھرو وید کے۔ سوامی جی نے پستک منگایا اور میرے ہاتھ میں دینے لگے۔ مین نے کہاکہ اس پستک کو میں سپرش نہیں کرتا یہہ ولایت کا چھپا ہوا ہے۔ اسپر وہ کرودھت ہو گئے اور ہم سب اُٹھ کر چلے آئے یہہ بات کمبھہ سے دس روز پہلے کی ہے۔

جب نامہ نگار نے پوچھاکہ آپنے گھر میں وید سے یہہ منتر دیکھ لئے تھے کہاکہ مین نے یہہ شُرتیان اتھرو وید میں نہیں دیکھیں اور نہ آجتک اتھرو وید کبھی دیکھا ہے مگر ہم گورو دوارا پرم پرا سے سنتے چلے آتے ہیں۔ (مؤلف)

منشی امراؤ سنگھ ساکن کنکھل نے بیان کیاکہ سوامی جی یہاں ڈھائی مہینے رہے۔ آدھے ماگھ گئے غالباً دوتیا یا تریتیا کو آئے تھے بیساکھی کے روز پورناں کے بعد یہاں سے چلے گئے۔ سوامی جی کو تازہ دودھ کی ضرورت رہتی تھی جو میلہ کی کثرت کے سبب ملنا دشوار تھا میں اندنوں گانو میں مدرس تھا باہر سے میں نے تجویز کیا کہ دو سیر پختہ دودھ روز بابو شام لعل جی کے پاس کنکھل میں پہنچ جایا کرے اور وہاں سے وہ سوامی جی کو پہنچا دیا کریں چنانچہ تاقیام اُن کے یہہ بندوبست رہا۔

دو ناگے نرنجنی اکھاڑہ کے سر پر جٹا جوٹ آئے تھے کہ ہم آپ کے ساتھ رہکر پڑھنا چاہتے ہین سوامی جی نے سمجھایاکہ ہمارے ساتھ رہکر پڑہنا نہیں ہوسکتا بہتر یہہ ہے کہ تم کسی سماج میں رہکر یا کسی اور جگہ جاکر ودیا حاصل کرو اور ساتھ ہی مثال دیکر سمجھایاکہ سوامی شنکر آچاریہ کے ساتھ دو جینی شش ہوکر رہنے لگے اور کچھ عرصہ بعد موقعہ پاکر بھوجن مین زہر دیکر مار ڈالا اُنہوں نے قبول کیاکہ جیسا آپ اگیا دیتے ہیں ویسا ہی کریں گے۔

سوامی جی نے ان ناگوں سے کڑھی (چنے اور دہی کی بھاجی) کا بنانا پوچھا اُنھوں نے بتلایا کہ اول دہی کو کپڑے میں چھان لیں، تاکہ اُس میں پانی نہ رہے پھر اُس کو کھولو اُس میں بیسن گھاڑا گھول کر ڈالو۔ بیسن ڈالکر پھر مصالح کو گھی میں بھونو (کڑاہی مین) اور بعد ازاں سب چیزیں یعنی وہ بیسن اور دہی گھلا ہوا اُس گھی میں چھونک دو حتے کہ پکاتے پکاتے تیسرا پہر ہو جائے۔ اس کے پکانے

تک اُن سے باتیں ہوتی رہیں وہ صرف ایک کمبل ہی اوڑھے ہوئے تھا۔

ایک روز سوامی جی بیٹھے بیٹھے لیٹ گئے اتفاقاً سوامی جی نے اُٹھکر اور سانس بھر کر یہ کہا کہ رانڈوں اور گائیوں کی ہائے سے ہی یہہ ملک برباد ہوا۔

ایک روز ایک ناگا سادھو جٹادھاری آیا اور کہا کہ سوامی جی میں آپ سے پڑھنا چاہتا ہوں بھکشیا مانگ کر لایا کرونگا۔ سوامی جی نے کہا کہ تم کہاں کے ہو وہ بولا کہ میں فقیروں کی جماعت کا ہوں۔ سوامی جی نے کہا — کہ ہم کو پڑھانے کا اوکاش اتنا نہیں ہے اور تمہارا ساتھ رہنا بھی مشکل ہے اُسنے کہا کہ نہیں میں آپ کے ساتھ رہونگا یہہ کہکر وہ بیٹھ گیا اور وہاں ہی رہا۔ سوامی جی کا ارادہ کنکھل میں ودیا کھیان دینے کا تھا مگر میں انتظام نہ کر سکا۔ رامانند برہمچاری وہاں روٹی پکایا کرتا تھا ایک شخص جوان تقریباً بعمر ۲۰ سال ساکن امرتسر نے آنکر عرض کی کہ مہاراج مجھے امرتسر سماج نے خارج کر دیا ہے سوامی جی نے پوچھا کہ کیا باعث کہا کہ کتابوں کی چوری کا الزام لگایا تھا سوامی جی نے کہا کہ سچ سچ بتلا دے اُسنے کہا کہ ہاں مہاراج۔ سوامی جی نے کہا کہ خبردار جھوٹ نہ بتلانا اُسنے اقرار کیا سوامی جی نے کہا کہ اچھا تو نے چوری نہیں کی اُسنے صاف اقرار کیا کہ ہاں میں نے ضرور کی تھی مگر اب معافی مانگتا ہوں سوامی جی نے کہا کہ اچھا تیرا اپرادہ کھشما کیا گیا اور اسکو لالہ رام سرن داس جی کے پاس بھجوایا کہ ایک خط سماج امرتسر کو لکھ دو کہ اس کا اپرادہ کھشما کیا گیا ہے پھر داخل سماج کر لیں۔

میں نے سوامی جی سے سوال کیا کہ آدمی کی آیو جو پراربدھ انوسار مقرر ہے تو اُسکو اگر کوئی آدمی بیچ میں مار دیوے تو پھر وہ پراربدھ کہاں رہی اور اُس کا کیا حال ہوگا جواب دیا کہ جتنا منش نے بھوگنا ہے وہ پھر منش کی دیہہ میں جنم لیکر اپنا شیش بھوگ بھوگے گا۔

پنڈت پرسرام اچارج (جو مردوں کی سیجا کیا کرتے ہیں) ساکن کنکھل نے بیان کیا کہ کنکھل کے تقریباً ۵ پنڈتوں نے ملکر مجھے مکھی بنایا کہ چلو سوامی جی سے چل کر دھرم چرچا کریں۔ تب ہم سب نے دسویں کے روز سوامی جی سے کہا کہ دھرم کی کچھ بارتا ہونی چاہئے۔

سوامی جی نے کہا ارے لڑکے تو کیوں پوچھتا ہے جو بڑے ہیں وہ پوچھیں۔ میں نے کہا کہ سب پنڈتوں کی آگیا میرے واسطے ہے۔ تب اُنہوں نے کہا کہ پوچھ بھائی کیا پوچھتا ہے۔ میں نے کہا کہ دھرم پدارتھ کس کو کہتے ہیں۔

گیدڑ بھبکیاں تھیں سنسکرت اگر شاستر ارتھ کرنا ٹیڑھی کھیر تھی ایک مثال دیا کرتے تھے کہ ایک جاٹ نے گورو کر لیا اُس کی اُستری نے کہا کہ یہہ تو نے بہت بُرا کیا دو دھڑی اناج کا اور خرچ بڑھا لیا۔ جاٹ نے جواب دیا کہ دیکھو تم مجھے پیاری ہو اور لڑکے بھی مجھے پیارے ہیں اور اسی طرح تمام کنبے کے لوگ بھی مجھے پیارے ہین اسواسطے مین اور کسی کی قسم نہین کھاتا۔ قسم کھانے کے واسطے یہہ گورو کر لیا ہے تم اناج کی دو چار دھڑی کا کچھ خیال نکرو"۔

درگا دت کے بھائی دتی لال نے کہا کہ "سوامی نے دیکھا کہ نرملے سادھو جھنڈا کو جیتپور کرتے ہین تب انکو کہا کہ تم لکرپنتھی ہو اگر تمہارے میں کوئی بوڑھا آدمی ہو تو اُس کی سیوا کرو اس طرح اودیا کے جال میں مت پھنسو"۔

چند انگریز بھی ایک دن آئے اُن سے سوامی جی نے ذکر کیا کہ آپ لوگ پھوٹ کے وقت ہندوستان میں آئے اگر اُنتی کے وقت آتے تو دیکھتے کہ ہندوستان میں کیسے کیسے شوربیر یودّھا موجود تھے اور پھر اُن کی ودیا اور بل کی تعریف کرتے۔

سوامی جی کا سارا دن اُپدیش میں صرف ہوتا تھا پنڈت لوگ دور سے لاف مارا کرتے مگر کوئی سامنے نہ آتا ہمارا والد فروری ۱۸۸۱ء میں فوت ہو گیا انکو بہت حال یاد تھا۔

ایک آدمی نے سوال کیا کہ تم نے ملتانی مٹی کیوں لگائی ہے اُتر دیا اسواسطے لگائی کہ جو مکھی ہیں کاٹے اُس کے مونہہ مین مٹی آوے۔

منشی مول چند نے بیان کیا کہ ایک روز اُن کے ویاکھیان میں سنتے سنتے ایک بڈھا برہمن جوالاپور کا بولا کہ سوامی تیرا گلا کاٹ لوں اور اپنا بھی کاٹ ڈالوں تو نے ہمارا بڑا نقصان کیا اور رزق مار دیا۔ سوامی جی نے کہا کہ کوئی ہے جو اسے ہٹا دے۔ سپاہی نے اُسے ہٹا دیا اور لوگ بھی دوڑے تب سوامی جی نے کہا کہ ایسی کوشش کی ضرورت نہیں یہہ کوئی میرے سے مضبوط نہیں صرف اتنا کرو کہ یہہ ویاکھیان مین خلل نہ ڈالے۔

ایک دن سرِ شام دو سادھو آئے اور نمستے کر کے بیٹھ گئے سوامی جی نے کہا کہ ارے آتما نند تو نے ڈنڈ پکھنڈ ابھی تک نہیں چھوڑا میں تو اس کو مدت تک لیا پھر اگر کچھ بھی لابھ دایک نہیں ایک مشہور اُداسی سادھو کو نرملے لوگ کہیں سے تلاش کر مباحثہ کے واسطے لائے تھے وہ انکو بہت دیر تک جھگڑتا رہا مگر اُس کا نام مجھے یاد نہیں۔ وہ کہتا تھا کہ میرا تو انبھو ہی پرمیشور میں پھٹ گیا ہے تمہاری بات مانتی ہی نہیں سوامی جی نے کہا کہ دیکھو جی ان کا انبھو پھٹ گیا ہے کم سے کم دو گھنٹہ

سوامی جی کی تشریف آوری کی شہرت سُنکر کئی آریہ صاحبان بھی وہاں جا براجے میرٹھ کے رئیس لالہ رام سرن داس جی - چودھری موہن لال زمیندار میرٹھ - منشی اندرمن صاحب رئیس مراد آباد - پنڈت امراؤ سنگھ جی سکرٹری آریہ سماج رُوڑکی - حکیم تھان سنگھ جی رئیس روڑکی - ماسٹر جمعیت رائے جی سہارنپور - ماسٹر شنکرلال صاحب روڑکی - وغیرہ تقریباً ۵۰ صاحبان سوامی جی کے ڈیرہ پر براجمان تھے -

سوامی بشودھانند جی کاشی والے قصبہ کنکھل کی ہنومان گڑھی میں ٹھہرے تھے - اور ستوا سوامی جو اکثر ہنومان گڑھی میں رہا کرتے تھے ہنومان گڑھی چھوڑکر سپت سروور پر جا رہے -

---

درگا دت مستری ولد مولا مستری ساکن جوالا پور نے بیان کیا کہ سوامی جی یہاں اگر تقریباً دو ماہ ٹھیرے - جوالا پور و مایا پور ہر دو جگہ ہمارے مکان میں ٹھیرے تھے ہم پر اُن کی بڑی کرپا تھی - ہر روز اُن کا ویاکھیان ہوتا تھا - مجھے بھی اُپدیش کیا تھا کہ مورتی پوجا گڑیا پوران ہے تم اصلی کو چھوڑکر اس پر لگ گئے تم وہ ترقی کرو جو اصل سے ہو سکے - امید خاں نے میرے پر سوال کیا تھا کہ تم بت پرست ہو سوامی جی نے اُتر دیا یہہ تو چھوٹا بت پرست ہے مگر تم بڑے بُت پرست ہو جو کوہ طور اور قدم آدم والے پہاڑ کو پوجتے ہو سنگ اسود کو چومتے اور تعزیہ کو مانتے اور قبروں سے مراد مانگتے ہو - جسپر وہ لاجواب ہوگیا -

گوتم اہلیا کی کہانی کے بھی ارتھ کئے تھے کہ گوتم چندرماں کا بہ سبب جلد چلنے کے نام ہے اور اہلیا رات کو اور اندر سورج کو کہتے ہیں ساتھ ہی رام چندر کے چرن چھونے سے اہلیا کی موکھش کا کھنڈن کیا -

امید خاں اور پیرجی ابراہیم نے سوامی جی سے سوال کیا کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ مسلمانوں کو بھی آریہ بنا لیتے ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ ہم واقعی آریہ بنا لیتے ہیں آریہ کے معنی سرشٹیٹ اور ست مارگ پر چلنے والے کے ہیں - جب آپ ست دھرم قبول کریں تب آریہ ہو گئے - اُنہوں نے کہا کہ پھر ہمارے ساتھ کھاؤ گے سوامی جی نے کہا کہ ہمارے ہاں صرف جوٹھ کا پرہیز ہے ہم ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھا نہیں کھاتے مسلمانوں نے کہا ایک جگہہ کھانے سے محبت بڑھتی ہے - سوامی جی نے کہا کہ کُتّے بھی تو ملکر ایک جگہ کھاتے ہیں مگر کھاتے کھاتے آپسمیں لڑنے لگتے ہیں - اسپر وہ خاموش ہوگئے -

---

سوامی جی نے ستوا سوامی کو بہتیرا بلایا مگر وہ بالکل سامنے نہ آئے بلکہ کہلا بھیجا کہ ہم انکا درشن کرنا نہیں چاہتے - سوامی جی نے اُتر دیا کہ اگر درشن کرنا نہیں چاہتے ہو تو پردہ ڈلوالو - مگر یہہ سب دور کی

रहियो [सहनाववतु] हम लोग परस्पर एक दूसरे की रक्षा सदा करते [सहनौभुनक्तु] एक दूसरे के साथ विरोध छोड़कर आनंद भोगते। [सहवीर्य्यंकरवावहै] और एक दूसरे का बल पराक्रम विद्या और सुखको बढ़ाते रहें और [तेजस्विनावधीतमस्तु] हमारे बीचमें विद्याका पठन पाठन [तेजस्वि] अत्यंत प्रकाश युक्त हो [माविद्विषावहै] और हम लोग आपस में वैर विरोध कभी न करें। इस प्रकार चाल चलन शुद्ध करने से॥ [ओ३म् शान्तिः शान्तिः शान्तिः॥ जो हमारे [अध्यात्मिक] शरीर की पीड़ा [अधिभौतिक] शत्रू आदि से पराजय आदि क्लेश का होना, [आधि दैविक] अर्थात् अति वर्षा होने न होने आदि और मन आदि इंद्रियों की चंचलता से तीन प्रकार का दुःख होता है वह कभी उत्पन्न नहो किंतुसदा सबसुख बढ़ते रहतेहैं ॥ ६ ॥विचारना चाहिये॥ हेमनुष्यलोगो! ऊपर लिखी व्यवस्था पर आत्मामें ध्यान देकर देखो कि परमेश्वरने वेदद्वारा हमसब मनुष्यों को सुखी होने के लिए कैसा सत्योपदेश किया है कि जिस में चलनेसे अपने लोगों में सब दुःखोंका नाश और सत्य सुखों की वृद्धि बनीरहे क्या तुमने नहीं सुना है कि अपने पुरुष ब्रह्मासे लेकर जैमनी पर्य्यंत महर्षि और स्वायंभव से लेके महाराजे युधिष्ठर पर्य्यंत राजर्षि लोग वेदोक्त धर्म्म के अनुकूल चलके कैसे २ बड़े विद्या और चक्रवर्त्ति राज्य के असंख्यात सुखों को भोगते विमान आदि सवारियों में बैठते सर्वत्र विद्या और धर्म्म को फैला कर सदा आनंद में रहते थे यह बड़े आश्चर्य्य की बात है कि पृथ्वी, जल, अग्नि, वायु, आकाश, सूर्य्य, चंद्रमा, वर्ष, अयन, ऋतु, मास, पक्ष, दिन, रात, प्रहर, मुहूर्त, घड़ी, पल, क्षण, आंख, नाक, कान, आदि शरीर; औषधी, बनस्पति, खाना, पीना आदि, व्यवहार ज्योंके त्यों बनें हैं और हम आर्य्यों का हाल क्यों बदल गया। हे मनुष्यो! आप लोग अत्यन्त विचार करके देखो कि जिस का फल दुःख वह धर्म्म और जिसका फल सुख वह अधर्म्म कभी हो सकता है। अपना हाल अन्यथा होने का यही कारण है कि जिसको ऊपर लिख चुके वेद विरुद्ध चलना और उस प्राचीन अवस्था की प्राप्ति कराने वाला कारण वेदोक्तानुकूल चलना है और वह चाल चलन यह है कि जैसा आर्य्यावर्त्तवासी आर्य्य लोग आर्य्य समाजों के सभासद करते और कराना चाहते हैं, कि संस्कृत विद्या के जानने वाले, स्वदेशियों की बढ़ती के अभिलाषी, परोपकारक निष्कपट होके सबको सत्यविद्या देने की इच्छा युक्त, धार्मिक विद्वानों की उपदेशक मंडली और वेदादि सत्य शास्त्रों के पढ़ने के लिये पाठशाला किया चाहते हैं। इसमें जिस किसी आर्य्य की योग्यता हो वह अपने अभिप्राय को प्रसिद्ध करके इस परोपकारक महोत्तम कार्य्य में प्रवृत्त हो इसीसे मनुष्यों की शीघ्र उन्नति हो सकती है, मैं निश्चित जानता हूं कि इस बात को सुनके सबभद्रलोग स्वीकारकरके आर्य्योन्नति करनेमें तन, मन, धन से प्रवृत्त होंगे निः संदेह ॥

भूतरामाङ्कचन्द्रेऽब्दे माघमासासितेदले।
अमायां बुधवारे वै पत्रमेतदलेखिषम्॥१॥

(शुश्रुवान्)सुनकर (एषः) यह पुरुष (अधेन्वा) सुशिक्षा शब्द अर्थ और संबंध के बोधरहित वाणी और (मायया) छल कपटादि बुरे कामों से युक्त होकर (चरति) चलता है जिस को अज्ञानी (आहु) विद्वान् लोग कहते हैं (उत] जिस को कुछ भी दुःख (न) नहीं प्राप्त होता और जो आप विद्वान् होकर [एनम्) इस विद्यारहित मनुष्य को (स्थिरपीतम्) दृढ़ विद्या युक्त करके (हिन्वंति बढ़ाते (त्वम) उस को (सख्ये] बैर विरोध छुड़ाकर मित्र होने के लिये प्राप्त करते (अपि) और उसको [वाजिनेषु) अतिश्रेष्ठ गुण कर्म्म युक्त करके सुखी करते हैं वे मनुष्य धन्य हैं ।२। इनसे विरुद्ध (यः) जो मनुष्य (सखिविदम्) सबसे प्रीति प्रेम भाव से सबको सुख प्राप्त कराने वाले (सखायम्)सर्वहित कारी मित्रों को (तित्याज) छोड़ देता है अर्थात् औरों से मित्र भाव नहीं रखता (तस्य) उसका (वाचि)सुशिक्षित विद्या की वाणी में (अपि) कुछ भी (भागः) अंश (नास्ति) नहीं है अर्थात् वह भाग्यहीन पुरुष और [यत्] जो कुछ वह विद्वानों वा अविद्वानों के मुख से [ईम] शब्द को [शृणोति] सुनता है सो सब [अलकम्)अर्थ प्रयोजन रहित (शृणोति] सुनता है अर्थात् वह विद्या और ज्ञान के बिना अर्थ का अनर्थ और अनर्थ का अर्थ समझ कर [सुकृतस्य] धर्म्म के [पन्थां] मार्ग को (नहि प्रवेद) कभी नहीं जान सकता । और जो आप सबका मित्र और सबको अपने मित्र समझ के सत्य से सबका उपकार करता है वही धर्म्म के मार्ग को जान कर आप उसमें चल और सबको चलाके धन्यवाद के योग्य होता है ॥ ३ ॥ इनका ऐसे न होने और होने चाहिये जो मनुष्य (वाजिनाय) विद्यादि शुभ गुण प्राप्ति करने और कराने के लिये (किल्बिषस्पृत्) पापका सेवन कराने हारा [पितुषणिः] स्वार्थी (भवति) होता है वह सुखको कभी प्राप्त नहीं होता और जो (हि) निश्चय करके (एषां) इन मनुष्यादि वर्त्तमान जीवों का (अरहितः) अत्यन्त हितकारी है उस (यशसा) कीर्त्तिमान् (सभासाहेन) सभाका भार उठाने और सभाको उन्नति करने (आगतेन) सब प्रकार से प्राप्त होने वाले [सख्या] मित्र के साथ (सखायः) मित्र भाव रखते हैं वे (सर्वे) सब लोग (नंदंति) परस्पर सदा आनंद युक्त रहते हैं ।४। जहां ऐसे मनुष्य होते हैं वहां दुःख का क्या काम है। (सक्तुमिव) जैसे सत्तू को (तितउना) चालनी से छानकर सार असार को अलग २ करके शुद्ध कर देते हैं, वैसे (यत्र) जिस देश जिस समुदाय जिस सभा में (धीराः) धार्मिक विद्वान् लोग (मनसा) विज्ञान और प्रीति से [वाचम्]वाणी को सुशिक्षित और विद्या युक्त करके सत्यका सेवन और असत्य का त्याग करने के लिये [सखायः] परस्पर सुहृद होकर [सख्यानि] मित्रों के कर्म और भावों को [जानते] जानते और जनाते हैं। [अत्र] इसमें वर्त्तमान होने वाले [एषां] मनुष्यों ही की [वाचि] इस वाणी में (भद्रा) कल्याण और सुख करने वाली [लक्ष्मीः]

विद्या शोभा और चक्रवर्त्ती राज्य की श्री [निहिता] सदा स्थित रहती है और जो एक दूसरे के साथ सुख करने में निरत नहीं होते उनको दरिद्रता घेर कर सदा दुःख देती रहती है ॥ ५ ॥ इसलिये हे मनुष्य लोगो तुम ऐसा समझो कि इस आगे लिखी बात को सदा करते

ओंनमः सर्वशक्तिमते परमेश्वराय
विज्ञापनपत्र मिदम् ॥

सब सज्जन लोगों को विदित हो कि पंडित स्वामी दयानन्द सरस्वति जी महाराज विक्रमादित्य के सं० १९३५ फा० शु० ६ गुरु वार को हरिद्वार में आकर श्रवणनाथ की बाग के पास निर्मलों की छावनी के सामने बूचा नाला के पार मूलामिस्त्री के खेतों में ठहरे हैं जो महाशय मनुष्य उन स्वामी जीसे संभाषण करके लाभ उठाना चाहें वे पूर्वोक्त स्थान पर उपस्थित होकर सभ्यता और प्रीति पूर्वक वार्त्ता लाप करें ॥

सब सज्जनों के लिये वेदोक्त उपदेश

ऐसा कौन मनुष्य होगा जो अपना, अपने बन्धु वर्गों का हित और परमेश्वर की आज्ञा का पालन करना न चाहे । क्या कोई ऐसा भी मनुष्य है जो परस्पर मित्रता सदुपदेश, प्रीति, धर्म्मानुष्ठान, विद्या की वृद्धि दुष्टकाम और आलस्य के त्याग श्रेष्ठ कामों के सेवन परोपकार और पुरुषार्थ के बिना सर्व हित करसके और ईश्वर प्रतिपादित वेदोक्तअनुसार आचरण किये बिना सुख को प्राप्त होसके इसलिये आर्य्यों के इस महा समुदाय में वेद मन्त्रों के द्वारा सब सज्जन मनुष्यों के हित के लिये ईश्वरकी आज्ञा का प्रकाश संक्षेप से किया जाता है जिस को सब मनुष्य देख सुन और विचारकर ग्रहणकरें और इस मेले में तन, मन औरधनसे आनेकेसत्यसुखरूप फलोंको प्राप्तहों और अपने मनुष्य देह रूप वृक्ष के धर्म्म, अर्थ काम और मोक्ष रूपी चार फलों को पाकर जन्म सुफल करें और अपने सहचारी लोगोंको भी उक्त फलों की प्राप्ति करावें इस विषय में नीचे लखे वेद मन्त्रों का प्रमाण देखलीजिये

मंत्र

ओ३म् । विश्वानि देव सवितर दुरितानि परासुव यद्भद्रं तन्नआसुव । १ । ऋ० मं० ५० सू० ८ म० ५ उतत्वंसख्ये स्थिर पीतमाहुर्नैनंहिन्वन्त्यपि वाजिनेषु । अधेन्वा चरतिमा ययैष वाचं शुश्रुवाँ अफलामपुष्याम । २ । यस्तित्याज सचिविदं सखा न तस्य वाच्यपिभागो अस्ति । यदीं शृणो त्यलकं शृणोति नहिप्रवेद सुकृतस्य पंथाम् ॥ ३ ॥ सर्वे नंदंती यशसागतेन सभासाहेन सख्यासखायः । किल्विषस्पृत्पितुषणिर्ह्येषामरंहितो भवति वाजिनाय । ४ । सक्तु मिवतित उनापुनन्तो यत्रधीरा मनसा वाचमक्रत । अत्रासखायःसख्यानि जानते भद्रैषां लक्ष्मीर्निहिताधिवाचि । ५ । ऋ० मं० १० । सूक्त ७१ मन्त्र ५ । ६ । १० । २ सहनाववतु सहनौभुनक्तुसहवीर्य्यंकरवावहै । तेजस्विनावधीतमस्तुमाविद्विषावहै ॥ ओ३म् ॥ शान्तिः शान्तिः शान्तिः ६ । तैत्तिरीयारण्यके प्र० ९ । अनु० १ ।

इनमंत्रों के अर्थ

सब मनुष्य इसप्रकार ईश्वरकी प्रार्थना करें कि हे (देव) सब सुखों के देने और (सविता) सब जगत की उत्पत्तिऔरधारण करने वाले परमेश्वर आप कृपा करके [नः] हमारे जितने (विश्वानि) सब [दुरितानि] दुष्ट कर्म और दुःख हैं उन सबको (परासुव) दूरकीजिये और (यत्) जो [भद्रम] शुभकर्म्म और नित्य सुख हैं उन को हमारेलिये सदा प्राप्तकीजिये । १ । परमात्मा ऐसे धार्मिक मनुष्यों को वेद और अंतर्यामीपन से उपदेश करता है कि जो अविद्वान् मनुष्य (अपुष्याम्) साधनरूपपुष्पों और (अफलाम्) अर्थ काम और मोक्ष रूपी फलों से रहित (वाचम्) अर्थ ज्ञान के बिना वाणी को

جیور کشا کرتے ہیں ایسی ان کی کتابوں سے ظاہر نہیں ہوتی -

سہارن پور سے بسواری سیل کارٹ روڑ کی میں تشریف لائے اور صرف ایک روز قیام فرمایا کوئی ویاکھیان نہیں ہوا پنجشنبہ ۲۰ - فروری ۱۸۷۹ء کو روڑ کی سے بسواری رتھ جوالا پور میں سوشوبھت ہوئے اور مولا مستری ساکن جوالا پور کے باغ کے بنگلہ میں ڈیرا کیا اور برابر ست دھرم کا اپدیش دیتے رہے راؤ عوض خان رئیس جوالا پور نے بیان کیا کہ ان دنوں میں سوامی جی سے ۵ - ۷ دفعہ ملا میں نے مذہب حق کی بابت اُن سے پوچھا تھا اُنہوں نے معقول جواب دئے جن سے میری اچھی طرح تسلی کر دی - وہ وید کے بہت بڑے عالم و فاضل تھے عموماً حکمت اور فلسفہ کی باتیں کرتے تھے گورکھشا کی بہت تاکید کرتے تھے میں نے کہا کہ جیور کھشیا ہے تو گورکھشیا ہے اور سُور رکھشیا کیا سبب اچھی ہے اُنہوں نے کہا کہ نہیں اس میں بہت فائدے ہیں اور اس میں سراسر نقصان اس واسطے گورکھشیا کی ضرورت ہے میں نے روزمرہ کے غسل پر بھی اعتراض کیا کہ ہندؤں نے کیوں نیم کر رکھا ہے فرمایا کہ ایسا نیم نہیں ہے مگر حکمت کے رو سے معقول جواب دئے کہ نہانے میں بہت فائدے ہیں اسواسطے روز بشرط صحت نہانا بہت ضروریات ہے میں نے انکی اکثر باتیں سُنیں جو تمام تر معقول تھیں میرا اُن سے اتفاق ہے میں جانتا ہوں کہ وہ اپنے مذہب کے امام تھے - مایا پور میں وہ میلہ میں وعظ کرتے تھے اور ہزاروں آدمی سنتے تھے - منشی اندرمن کے ساتھ بھی میں ملا تھا - یہاں کے برہمنوں کی اُن سے گفتگو کرنے کی طاقت نہیں تھی - راؤ صاحب چونکہ حکیم تھے اُنہوں نے سوامی جی کے اُپدیش سے گوشت کھانا بھی چھوڑ دیا اور اقرار کیا کہ میں حتے الوسع اور مسلمان بھائیوں کو بھی گورکھشا کی ہدایت اور گوشت خوری کی ممانعت ذہن نشین کراتا رہونگا +

۲۷ - فروری ۱۸۷۹ء پنجشنبہ مطابق پھاگن سُدی ۶ سمت ۱۹۳۵ کو جوالا پور سے مایا پور ہردوار میں جاکر شرون ناتھ کے باغ اور نرملوں کی چھاؤنی کے سامنے نیچا نالے کے پار مولا مستری کے کھیت میں کلکٹر صاحب کے ڈیرہ کے قریب رونق افروز ہو خیمے لگا دئے اور رہائش کا قرار واقعی انتظام فرما کر مندرجۂ ذیل اشتہار تمام گذرگاہوں - گھاٹوں - پُلوں - مندروں کی دیواروں پر لگوا دئے +

سوامی جی کا اشتہار

ساله اور لڑکا ۲۴-۲۵ برس کا ہوجاوے - تب شادی کرنی چاہیئے - مورتی پوجا کے بارہ میں کہتے تھے کہ وید کا مطلب سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے ویدوں کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ مورتی پوجا کیجاوے وید کے سوا گیتا میں بھی مورتی پوجا کی تردید موجود ہے -

ایک دن ہنسی مین فرماتے تھے کہ جو لوگ آدھی سطر کا منتر سنادیں وہ تو گرو بنجاویں اور میں جو صفحوں کے صفحہ سناتا ہوں میں گورو کیوں نہیں ؟

منو اور مہابھارت کی بابت فرماتے تھے کہ ان میں بہت تصرفات ہو چکے ہیں جو صحیح منو کے قول ہیں وہی میں مانتا ہوں باقی نہین -

ایک دفعہ ہم نے سوامی جی کا نیوتہ کیا تھا اور وہاں ہی لب گنگ بھوجن بنا کر اُنکو کھلایا اور رات کو بھی وہاں ہی رہے گائتیری کے ارتھ بھی اُنہوں نے ہم کو لکھدئے تھے جو موجود ہیں -

صحت جسمانی کے واسطے ورزش ضروری چیز بتلاتے تھے ہم کو کہا تھا کہ لڑکے کو اشٹا دھیائی پڑھانا اس سے وید کا گیان ہو جاتا ہے -

---

سوامی جی کے اُپدیش سے کانپور میں اکثر لوگوں نے مُورتیاں گنگا میں پھینکدی تھیں -

میلہ کمبھ ہردوار کا مفصل حال

پھاگن بدی ۱۴ سمت ۱۹۳۵ اتوار (۱۶ فروری ۱۸۷۹ء) سے بیساکھ بدی ۵ سمت ۱۹۳۶ جمعہ (۱۱-اپریل ۱۸۷۹ء) تک

ماگھ اماوس سمت ۱۹۳۵ مطابق ۲۲- جنوری ۱۸۷۹ء کو سوامی جی نے چشمہ فیض پریس میرٹھ میں اشتہار چھپوانے کے واسطے دیئے اور وہاں سے کئی ہزار کاپی چھپوا کر پورے انتظام کے ساتھ روانہ سہارنپور ہوئے اور گنھیا لعل کے شوالہ مین اُترے اور وہاں دو لکچر دئے اور مسٹر پال نے جو ریلوے ڈپارٹمنٹ میں ملازم تھے سوامی جی سے گفتگو کی جس کو اُنہوں نے تسلی بخش جواب دئے اس مرتبہ بہت سے جینی بھی سوامی جی سے ملنے کے لئے آئے خصوصاً جینیون کے پنڈت متھراداس اور لالہ تگن چند جی بھی آئے تھے مگر کوئی سوال کسی نے نہیں کیا - اس مرتبہ سوامی جی نے اُنپر یہ سوال بھی کیا کہ جینی جیسی ظاہری

کا تھا اُس کے پڑھنے سے تمام شکوک اور اختلاف دور ہوگئے جب دل سے تمام مخالفت کے بخارات دور ہوگئے تو ساون سمت ۱۹۲۶ میں یہاں سماج قائم کرکے اُس کے سبھاسد ہوئے۔

رائے بہادر منشی درگا ہی لال صاحب کائستھ آنریری مجسٹریٹ و وکیل نواب گنج (کانپور) نے بیان کیا کہ ہلدہر کے مباحثہ میں ہم اور پنڈت کانشی نرائن منصف و مسٹر تھین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ و رائے بختاور سنگھ صدر الصدور و بابو شاما چرن صدر الصدور موجود تھے تماشائیوں کا بہت زیادہ ہجوم تھا گھاٹ کی سیڑھیوں کے اوپر جو فرش ہے وہاں شاستر ارتھ ہوا تھا۔ درختوں۔ کشتیوں۔ چھتوں۔ فرش پر سب جگہ آدمی ہی آدمی تھے۔ گھاٹ کی تینوں منزلیں بھری ہوئی تھیں۔ رام دھن خزانچی بھی موجود تھے۔ اول بابو شاما چرن جی نے جگت پتا پرمیشور کی پرارتھنا کی پھر مباحثہ ۲ بجے کے قریب شروع ہوا مگر جماؤ خلقت کا ایک بجے سے ہی شروع ہونے لگ گیا تھا۔ شام کے وقت مباحثہ ختم ہوا سوامی جی جیتے جب مسٹر تھین صاحب نے کہا کہ اب ختم ہوا۔ اخیر کو ایک بات ہلدھر نے کہی تھی تب سوامی جی نے کہا کہ یہہ تو تم دس بار کہہ چکے ہو اور میں کھنڈن کر چکا اب بار بار کہنے سے کیا فائدہ۔

اُسوقت ولیم ہالسی صاحب کلکٹر تھے اُنہیں کے حکم سے سب انتظام ہوا تھا کوتوال سلطان احمد اور ایک سو آدمی پولیس کے تھے جب مسٹر تھین صاحب اُٹھے اُسیوقت سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ لوگ شور کرتے اور ہلدھر کی جھوٹی جیت کہتے ہوئے چلے گئے۔"

پنڈت کانشی نارائن ورسابق منصف صدر الصدور کانپور حال پنشنر مقیمی بنارس گوگھاٹ نے بیان کیا کہ سوامی جی جب پہلے پہل ۱۸۶۹ء میں فرخ آباد کی طرف سے آئے بھیروں گھاٹ پر اُترے خوب سرگرمی سے مورتی پوجا کی تردید کرتے تھے ہلدھر اوجھا سے شاستر ارتھ ہوا (باقی پنڈت ہردے نارائن جی کے بیان کی تائید کی)

فرماتے تھے کہ وید کا ابھیاس نہ رہنے کے سبب لوگوں کا پراکرم نشٹ ہوگیا ورنہ جیسا بھارت کے لوگ پراکرمی تھے ویسے ہی اب بھی ہو سکتے ہیں گایتری کے جپ کی بہت فضیلت بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پرانایام سے بہت طاقت پیدا ہو جاتی ہے یہہ خیال نئی روشنی والوں کا غلط ہے کہ یوگ سے کچھ نہیں ہوتا اب بھی ایسے موجود ہیں کہ یوگ بل سے ہاتھ بھر زمین سے اوپر تک اُٹھ سکتے اور ٹھیر سکتے ہیں۔ پنر بواہ کی دیور سے اجازت دیتے تھے۔ کہ یہہ رشیوں کی صاف اجازت ہے ساری عمر بدھوا کو دُکھ میں بٹھلا رکھنا بُری بات ہے۔ شادی کے بارہ میں خورد سالی کے بیاہ کی تردید کرتے تھے کہ جب لڑکی ۱۵-۱۶

(ترجمہ اردو میں)

دستخط صاحب اسسٹنٹ کلکٹر بہادر کانپور
مطبوعہ مطبع نظامی کانپور محلہ ناچگھر کہنہ
۱۷ اگست ۱۸۶۹ عیسوی

بروقت بحث میں نے تجویز کیا بحق دیانند سرستی فقیر اور مینے یقین کیا کہ اُنکے دلائل مطابق بید کے تھے میں جانتا ہوں کہ اُنہوں نے وہ دن جیتا اگر وجوہات درکار ہوں تو مین اپنی اُس تجویز کے دلائل تھوڑے روز مین دے سکتا ہوں - فقط

العبد

پنڈت ہردے نرائن ولد پنڈت رام نرائن
منصف مہوبا

بعد از حاصل کرنے سارٹیفکٹ کے پنڈت ہردے نارائن ولد پنڈت رام نارائن صاحب منصف مہوبا نے مندرجۂ بالا اشتہار جاری کیا جس مین مباحثہ کا تمام حال اور فریقین کے صحیح جواب و سوال درج کر کے اُس کے اخیر میں صاحب اسسٹنٹ کلکٹر بہادر کا (سارٹیفکٹ بھی لکھدیا) یہہ اشتہار ۱۷ - اگست ۱۸۶۹ء کو مطبع نظامی کانپور مین کئی ہزار کا پیان چھپکر شائع کیا گیا - اور پھر یہی اشتہار اخبار شعلہ طور کانپور مین ۴ ستمبر ۱۸۶۹ء کو شائع ہوا +

پنڈت سُورج کمار شرما کانکنج رئیس پورانا کانپور بیان کرتے ہیں کہ اس شاستر ارتھ میں ہم بھی موجود تھے اور اُسوقت ہم سوامی جی کے سخت برودھی تھے بہ سبب مخالفت کے چلتے ہوئے ہم کئی اینٹیں بھی پھینک آئے تھے معلوم نہیں کہ کسی کو لگی تھی یا نہ - آدمیوں کا انبوہ بہت زیادہ تھا - کشتیاں - گھاٹ - چھت - میدان سب بھرے ہوئے تھے - اس شاستر ارتھ مین مسٹر ہقین صاحب مدھیست تھے - اس شاستر ارتھ کے بعد ہم آگے سے زیادہ مخالف ہو گئے کیونکہ اُنہوں نے صاف طور پر سب کے سامنے مورتی کا کھنڈن کیا - ہم یہاں تک مخالف تھے کہ اُن کے نام سے جلتے تھے اور جب کوئی کتابیں اُن کی لاتا تھا تو ہم حتے الوسع پھڑوا دیتے تھے یہ مخالفت عرصہ تک رہی -

الغرض سمت ۱۹۲۶ سے سمت ۱۹۳۹ تک یہی نیم تھا کہ جو اُن کی بات کرتا ہم بُرا سمجھتے بلکہ نہیں سُنتے تھے - آخر اگھن سمت ۱۹۳۹ میں ہمارا چھوٹا بھائی سوامی جی کی بہت سی کتابیں خرید لایا ہم نے وہ سب اُن سے جبراً پھاڑنے کے واسطے چھین لیں مگر جب پھاڑنے لگے تو اُن پستکوں کے چھاپے کی خوبصورتی دیکھکر پڑھنے کو دل چاہا اول چاند اپور کا میلہ پڑھا مطالعہ سے دل کو سوامی جی کے دلائل مضبوط معلوم ہوئے - دو سراست است بیک پڑھی

اس اُنتر تی سے جڑ متھیا دوکھ روپ جو دکھائی پڑتی ہے اسکا نشیدہ ہے اسواسطے جڑ روپ کا اُپاشنا کرنا نشدہ ہے بلکہ سچدانند سروپ پرم برمہہ کی ہی اوپاشنا کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد لچھمن شاستری نے کہا کہ پرمیشر محیط کل اشیا یعنی سربیاپک ہے چنانچہ پتھر میں بھی موجود ہے پس مورت پوجنی کیا عیب ہے **جواب** سوامی جی اس حساب سے سب میں پرمیشر بیاپک ہے پتھر میں کیا خصوصیت ہے اور چیتن چھوڑکر جڑ پوجنے میں کیا خوبی ہے یہ جواب سنکر خاموش ہو رہے اُس کے بعد صاحب موصوف نے مختلف سوالات اوجھا اور سوامی جی سے کیئے تب اُنکو بخوبی تحقیق ہوا کہ سوامی جی کی گفتگو بدلائل معقول اور مطابق احکام بید اور اقوال متقدمین کے ہے اور اوجھا کی گفتگو بے بنیاد ہے اور نہایت خوش ہوکر اور کُرسی سے اُٹھکر ٹوپی اُتار کر سوامی جی کو پانچ چار مرتبہ سلام کیا کہ سوامی جی کی بات صحیح اور درست ہے اور اوجھا کی بات بالکل غلط ہے۔ چنانچہ چٹھی انگریزی صاحب ممدوح مورخہ ۷۔ اگست سنہ حال مع ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔ مخالفین نے جو خبر اخبار شعلۂ طور میں چھپوائی وہ محض خلاف واقع وسراسر غلط ہے نہ معلوم مہتمم شعلہ طور نے کس طرح ایسی خبر غلط چھاپدی امید ہے کہ عقلمند آدمی کبھی اس خبر پر یقین نہ لاوینگے فقط منجانب پنڈت ہردے نراین

چٹھی انگریزی محولہ صفحہ ۹۰۶

Gentlemen,—At the time in question I decided in favour of Dayanand Saraswati Fakir, and I believe his arguments are in accordance with the Veds, I think he won the day. If you wish it I will give you my reasons for my decision in a few days.

Yours obediently,

(Sd.) W. THAIRA.

Cawnpore.

لیکن چونکہ یہ جملہ نظائر اصل بید سے مطابق نہ تھے کیونکہ ان ٹیکاؤنکا ارتھ مول کے بالکل برخلاف ہے
لہذا سوامی جی نے انکو تسلیم نہ کیا اور کہا کہ ایسے ہی معنی غلط سے خلائق گمراہ ہوئی ہے اصل بید میں دکھلاؤ
تو میں قبول کروں لیکن اوجھا کی طرف سے بار بار انہیں مقامات پر اصرار رہا اصل بید میں کہیں دکھلا
نہ سکے - لچھمن شاستری جو کہ کسی قدر فہمیدہ آدمی تھے دلیل سوامی جی کو صحیح سمجھکر دوسرے پیرایہ میں
صرف فروعات سے بت پرستی کو قائم کرنا چاہتے تھے چنانچہ انہوں نے اُس موقع پر کہا کہ گرو و دیوتا
و راجا و جزامی یعنی کوڑی کا سایہ لانگھنا منع ہے اُس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پتھر کو دیوتا قرار
دیکر اُس کے سایہ کو نہ لانگھے کیونکہ دیوتا کے سایہ نہیں ہوتا ہے یہ سنکر سوامی جی نے فرمایا کہ جس
طرح دیوتا اِسوقت ظاہر نہیں ہیں اسی طرح گرو اور راجا وغیرہ بھی ہر وقت پاس اور موجود
نہیں رہتے یہ بات بید میں صرف اسواسطے لکھی ہے کہ سابق میں جو لوگ جگ کیا کرتے تھے تو دیوتا
آجاتے تھے سوائے اس کے دیوتا اور راجا اور دیتوں سے لڑائی بھی ہوا کرتی تھی اور دیو مارے بھی
جاتے تھے پس اگر سایہ نہوتا تو مارنا جینا مرنا مارنا کس طرح ممکن تھا کیونکہ دیوتاؤں کا کھانا پینا سونا جاگنا
جورو لڑکے کتابوں سے ثابت ہے پس اگر کسی اتفاق سے دیوتا اور انسان ایک جگہ جمع ہوں تو ایسی حالت
میں اُس کے سایہ کو نہ لانگھے قطع نظر ان سب باتوں کے دیوتا کا سایہ لانگھنا منع ہے پتھر کا لفظ
کسی جگہ نہیں ہے بعدہ اوجہانے پوچھا کہ اگن میں ہون کرنے کی کیا ضرورت ہے پرتھوی اکاش
جل ہوا اور بھی تو چار عنصر ہیں اُنمیں کرے تو کیا حرج ہے سوامی جی نے فرمایا کہ سوائے اگن کے
اور کسی تتو میں بھوجن کرنے کی طاقت نہیں ہے اور بید میں پرمیشر کی اگیا بھی اسی طرح ہے کہ
دیوتا پوجن اگن میں کرنی چاہیئے نہ پتھر میں اس کے بعد اوجھانے صاحب اسسٹنٹ بہادر سے کہا کہ مینے
چار پانچ کتابوں کا برہان دیا مگر سوامی جی نے ایک بھی نہیں مانا اور نہ بت پرستی کا نشیدہ از روئے بید
بیان کیا سوامی جی نے فرمایا کہ جب ہوم کی بدھی یعنی اگن پوجا بید میں لکھی ہے تو بہر حال سب طرح
کی پوجا کا نشیدہ ہو گیا نظیر اُس کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نوکر سے کہے کہ تو جانب مشرق بنارس
کو جا تو شمال و جنوب و مغرب میں سمتوں کے جانے کا نشیدہ وہیں ہو گیا اور بید میں ممانعت بھی ہے
چنانچہ کین اونپشد میں حسب ذیل درج ہے وہ شرتیاں ذیل مین لکھی جاتی ہیں +

यद्वाचानाभ्युदितं येन वागभ्युद्यते । तदेव ब्रह्मत्वं
विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ यन्मनसा न मनुते येनाहु-
र्मनोमतम् । तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ।

صدر اعلیٰ صاحب کے پاس گئے اُنکو بھی اخبار سُنایا اُنہوں نے ہمارے سوال کے جواب میں کہا کہ اسبات کا جواب ہم نہیں دے سکتے آپ لوگ صاحب اسسٹنٹ کلکٹر مسٹر تھین صاحب بہادر کے پاس جاؤ جو وہ کہے وہ ٹھیک ہے کیونکہ وہ مدھیست تھے تب ہم لوگ مسٹر تھین صاحب کے پاس گئے - اُنکو وہ اخبار سُنایا اُنہوں نے سُنکر کہا کہ نہیں نہیں اُس روز کو فقیر جیتا تب ہم نے کہا کہ دیکھئے اس کے خلاف اخبار والے نے یہہ جھوٹی خبر چھاپی ہے تب تھین صاحب نے کہا کہ تم کیا مانگتا ہے ہم لوگوں نے کہا کہ جیسا آپنے دیکھا اور صحیح سمجھا ہے اُس کی ایک سند ہم لوگوں کو دینا چاہئے بہرہ کو کہا کہ بکس لاؤ اور ایک سارٹیفکٹ عنایت کیا جو ابھی تک اصل انگریزی میرے پاس موجود ہے جو آپ کو دیتا ہوں -

اشتہار

اس شہر کانپور میں اندنوں بیاوری طالع ساکنان شہر ایک مہاتما واقف معنی اصول ہر چہار وید یعنی سری سوامی دیانند سرستی جی سنیاسی تشریف لائے اور شہر کے اکثر طالبان حق اُن کے درشن کو جاتے تھے اثنائے ذکر میں حال اکثر تصرفات کا جو برہمنان دین فروش کی جانب سے نسبت کتب معتبرہ شاستر عمل میں آیا ہے بیان فرمایا اس امر کے سُننے سے جن لوگوں نے کہ بصرف زر کثیر بڑے بڑے عالیشان مندر تیار کئے ہیں دل میں بہت سا پیچ و تاب کھا کر شاستر ارتھ کرانا چاہا اور بعض رؤساء شہر نے اوجھا ہلدھر اور لچھمن شاستری ساکن ہٹور کو مع دیگر پنڈتان شہر کے جبراً و قہراً امادہ اِس بحث کا کیا چنانچہ تاریخ ۳۱ - جولائی ۱۸۶۹ء مقرر ہوکر بمقام بھیرون گھاٹ بموجودگی حکام دیوانی و فوجداری و نیز وکلاء عدالت و عملہ پولیس و حکام انگریزی مباحثہ شروع ہُوا اُسوقت قریب بیس پچیس ہزار آدمی کے جمع تھا مسٹر ڈبلیو تھین صاحب بہادر اسسٹنٹ کلکٹر نے جن کو علم سنسکرت میں دخل ہے اور اوجھا وغیرہ نے اس امر کے تصفیہ کے لئے اُنکو بطور ثالث کے فرض کیا تھا پوچھا کہ کس بات پر بحث ہو گی - اوجھا نے کہا کہ پاشان پوجن یعنی بُت پرستی کی بابت آیا مورت پوجنی جائز ہے یا نہیں ہم یہ سب کتابیں واسطے پرمان یعنی سند کے لائے ہیں کہ پتھر کی مورت کو دیوتا سمجھکر پوجن کرنا لکھا اور جائز ہے چنانچہ اوجھا وغیرہ نے کتب مفصلہ ذیل دکھائیں ٹیکا منوسمرتی و رودری مع ٹیکا و ایک اشلوک مہابھارتھ و براہمن شام بید

سلہ اسکی نقل صفحہ ۱۱۰ پر درج ہے

پاس پہنچادے۔ دریا میں ڈال کر پاپ نہ لے"

(صفحہ ۴۹۰ کالم ۱ جلد ۱۰ نمبر ۳۱ مورخہ ۳۔ اگست ۱۸۶۹ء)

پیارے ناظرین! آپنے صدہا مذہبی ہادیوں کی سوانح عمریاں یا حالات زندگی مطالعہ فرمائے ہونگے اُن کے خودغرض اور فسانہ پسند پیرؤں نے کتنے زمین و آسمان کے قلابے ملائے اور کتنے جھوٹ کے طوفان اُٹھائے۔ مگر حاشا کہ کسی مذہبی راہنما نے اپنی مدلل اور مؤثر تقریر سے اتنی عالمگیر اور دلپذیر کامیابی نہیں دیکھی اور نہ اس قدر آتماؤں کی تسخیر کی۔ اور سب سے بڑھکر یہہ کہ مدمقابل کا حریف باوجود مخالفت اندرونی کے اُس کی بے نظیر کامیابی و فتحیابی کی شہادت دے۔ نہیں نہیں بلکہ خود اشتہار دیکر اُس راہبر راہِ یزداں کی لازوال ظفرمندی اور فیروزی کا اقبال کرے +

پنڈت شیو سہاے صاحب نے بیان کیا۔ کہ جب ۳۔ اگست ۱۸۶۹ء کے شعلہ طور میں مہاراج گورو پرشاد و مہاراج پراگ نرائن کے کسی خوشامدی نے راستی سے معرا اور خلاف واقعہ جھوٹھا مضمون طبع کرایا۔ اسی اخبار کو لے کر ایک شخص دوسرے دن میرے پاس آیا کیونکہ ان دنوں سوامی جی کے انویائیوں میں ایک میں ہی زیادہ مشہور تھا۔ اُسے پڑھکر مجھے رنج ہؤا کہ اُسنے قصداً ایسا خلاف واقعہ حال درج کیا۔ اُس اخبار کو لے کر میں سوامی جی کے پاس گیا۔ اور انکو سُنایا کہ دیکھئے شاستر ارتھ کا حال آپ کی ہار اور اوجھا کی جیت چھاپی گئی ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ چھاپنے دو ہمیں اس کا کچھ ہرش و شوک نہیں۔ شاستر ارتھ میں ہار جیت ماننا مورکھ کا کام ہے۔ اسپر ہم نے کہا کہ ایسا تو آپ کے لئے مناسب ہے کیونکہ آپ سنیاسی ہیں مگر ہم گرھستی ہیں شہر والے ہمیں دِق کرتے ہیں اور چھیڑتے ہیں کہ تمہارے گورو ہار گئیے۔ اس کو ہم لوگ سہار نہیں سکتے۔ فرمایا کہ جو تم سے ہو سکے سو تم کرو۔ لیکن ایسا نہ کرنا کہ مجھکو کہیں آنا جانا پڑے +

اُن کی اگیا لے کر میں پنڈت ہردے نارائن و پریم نارائن جی کے پاس گیا کیونکہ وہ بھی سوامی جی کے انویائی تھے اور دن بھر سوامی جی کے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ چلو ابھی ہم پنڈت کاشی نارائن منصف کے پاس چلتے ہیں تب میں اور پنڈت ہردے نارائن دونو پنڈت کاشی نارائن جی کے پاس گئے۔ انکو بھی اخبار دکھلایا پڑھکر پوچھا کہ کیا چاہتے ہو۔ ہم لوگوں نے کہا کہ اُس روز آپ بھی شاستر ارتھ میں تشریف لے گئے تھے۔ آپ کی رائے میں کس کی ہار جیت ہوئی۔ اُنہوں نے کہا کہ مجھ سے اعلےٰ درجہ کے صدر اعلےٰ صاحب موجود تھے اُن کی رائے ٹھیک ہے۔ پھر ہم لوگ

اشتہار — (بہ حروف اردو)

جو کہ دیانند سرستی کے مت کے مطابق بہت لوگ برہمن چھتری ویش وغیرہ اپنا کُل دھرم چھوڑ کر مورتی دیوتاؤں کی گنگا جی مین پرواہ کر دیتے ہیں یہہ بات بیجا ونامناسب ہے اسلئے یہہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ جو لوگ اُن کی مت کو اختیار کریں اُنکو چاہیئے کہ مورتوں کو براہ مہربانی ایک مندر کیلاس نامی مہاراج گورپرشاد سوکل کا ہے اُس میں یا مندر مہاراج پراگ نراین تواری مین پہنچا دیا کریں اور اگر اُنکو پہنچانے کی گنجائش نہو تو ہم کو اطلاع کریں ہم اُنکو اُٹھوا لیا کرینگے اور اُنکے بہانے یا پھینکنے میں جو پاپ ہے۔ وہ سنسکرت مین لکھا ہے فقط

المشتہر اوجھا ہلدھر

اشتہار

(بہ حروف ناگری)

इश्तिहार।

जो कि दयानन्दसरस्वती मत के मुताबिक बहुत लोग ब्राह्मण क्षत्रिय वैश्य वगैरः अपना कुल धर्म छोड़ कर मूर्ति देवताओं को गंगाजी में प्रवाह करदेते हैं यह बात बेजाय ना मुनासिब है ॥ इस लिये यह इश्तिहार जारी दिया जाता है कि जो लोग उनकी मतको अख़्तियार करें उनको चाहिये कि मूर्त्तों को बराह मेहरबानी एक मन्दिर कैलाश नामें महाराज गुरुप्रसाद सुकुल का है उस में या मन्दिर महाराज प्रयाग नारायण तेवारी में पहुंचा दिया करें और अगर उनको पहुंचाने की गुञ्जायश न होतो इत्तला करें हम उनको उठा लिया करेंगे और उनके बहाने या फेंकाने में जो पाप है वह संस्कृत में लिखा है फक़त ॥

दस्तख़त ओझा हलधर *

کسی نے سچ کہا ہے جادو وہ سر پہ چڑھ کے بولے۔ کیا لطف جو غیر پردہ کھولے۔

اس اشتہار کے بعد جو غالباً ۲۔ اگست ۱۸۶۹ء کو مطبع شعلہ طور کانپور میں لالہ بہاری لال منیجر کے اہتمام سے چھپا اور جسے ایک ہندو کاپی نویس برندا بن نام نے لکھا۔ اخبار شعلہ طور میں یہ اڈیٹوریل نوٹ درج ہوا ہے۔

"سنیاسی جی کے فیض صحبت سے بعضے ہنود مورتوں کو دریا میں ڈالنے لگے۔ اوجھا جی نے اسکے لئے اشتہار دیا ہے کہ بید و شاستر میں ایسا کرنا بہت بیجا لکھا ہے جسے دریا مین مورتی ڈالنا منظور ہو۔ ہمارے

شالگ رام و شیولنگ کی مورتیاں اُٹھا اُٹھا کر گنگا میں پھینکنی شروع کر دیں۔ شہر میں کہرام مچ گیا حق پسندوں کے دل شاد و خورّم اور ناحق پسندوں کے گھروں میں غم و الم بلکہ ماتم ہونے لگا۔

خود فاضل اوجھا نے جب دیکھا کہ لوگ اس شاستر ارتھ سے سوامی جی کے پیرو ہو کر مورتیوں کو دریا بُرد کرنے لگے اور ہماری آمدنی میں زرق مار ہونے لگی تو مندرجۂ ذیل اشتہار سنسکرت۔ اُردو۔ ناگری تین زبانوں میں جاری کیا۔

اشتہار

(بہ حروف سنسکرت)

१ इश्तिहार १

१ श्री १

दयानन्दनामा एकः परमहंसायमानोविचित्रनास्तिक शिरोमणिप्रसिद्धशिष्यः प्रतिमापूजननि
षेध बलाबलाचवीचे विषयवासनानिबद्ध मुग्धचित्तो ऽज्ञान ध्वांतधाराप्रवाह नत मन्दान्पंडितं म
न्योमंचयन् सर्वाशी प्रतिमा पूजन विद्वेषा शेषसंजातपातकपल्लवानगिरिशिखरस्फुटदुत्कटमन्दी
स्तोमज्वाला वलीढ सर्वांगोभोक्तु मितस्ततो विचरेतिति ये येतदीयमत सम्मत विचार कारिणः शिवा
दिप्रतिमां दूरीकर्तुं मुन्मनसस्तान्प्रति प्रार्थयते ॥ ये ये भवदीय धर्म धुरन्धर धीरेन्द्र पितृ पिता म
हादि प्रतिष्ठापित शिवलिंगादयास्तान्सर्वान् श्रीगुरुप्रसाद श्री प्रयाग नारायण विनिर्मित कृष्णम
न्दिरा न्यतर मंदिरे प्रापयित्वा सखीभवत ॥ श्रुतंक्षेमयैवामाव्यस्थापिता भविष्यंति ॥ प्रतिमादी
नौस्फोटनो हरणा दावतीव प्रत्यवाय श्रवणात् ॥ तथा च मनुः ॥ संक्रमध्वजय श्रीमांप्राशमानांचभे
दकः ॥ प्रति कुर्य्याच्च तत्सर्वं पंच दद्याच्छतानिच ॥ इति ॥ तदागार भेदेन विदंड मात्र स एव
कोष्ठागारा युधागार देवता गार भेदकान् । हस्त्यश्वरथहर्तृंश्च हन्यादेवा विचारयन् ॥ इति पूजादौ
विधिवाक्यंतत्रैव ॥ नित्यंस्नात्वा शुचिः कुर्य्याद्देवर्षि पितृ तर्पणम् देवताभ्यर्चनं चैव समिदाधानमेव
चेति अन्यत्रतत्रैव मैत्रमसाधनं स्नानन्दन्तधावन मञ्जनम् पूर्वाह्ण एव कुर्वंति देवतानाञ्च पूजनम्
अन्यद्देवतान्यपि गच्छेत्, धार्मिकाश्च दिजोत्तमाम् । ईश्वरश्चेवरक्षार्थं गुरुनेवच पर्वसु ॥ ३५ ॥

میں بھی اکثر باتیں جھوٹھ ہیں - تب اوجھاجی نے فرمایا کہ دیوتا کی چھایا اور گورو کی چھایا اولنگھ کے نہ جانا چاہئے جالانکہ دیوتا کی چھایا نہیں ہوتی - تو مورت کی چھایا اُس شاستر کی بنگتی سے مراد لینا چاہئے - جس سے مورت کی تعلیم ثابت ہے - اس کے جواب میں دیانند سرستی نے جواب نہ دیا -

لچھمن شاستری مدھست نے وید - بیدانت - میمانسا - دھرم شاستر وغیرہ سے بہت اچھی طرح سے سمجھایا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ پوجن مورت کا درست وصحیح ہے اور جمیع مدھستوں نے اس بات کو قبول و منظور کیا اور اوجھاجی کی تحسین وآفرین کی - اور لچھمن شاستری مدھست کے بیان سے اوجھا کا بیان وثبوت بہت صحیح و درست مانا گیا - اس لئے صاحب بہادر مدھست نے فیصلہ کیا کہ جب سرستی جی شاستر کے انوسار ثبوت وجواب نہ دے سکے تو ہندؤں کی نسبت مورتوں کا پوجن کرنا درست وواجب ہے - اور از روے شاستر کے پایا جاتا ہے - پس ہلدر جی اوجھا کی جے ہوئی - اور سرستی جی کی پراجے ہوئی - اس امر کے سُنتے ہی کل رؤسائے جو کہ اُس جگہ موجود تھے کمال خوشی سے جے جے کا شبد کرکے اوجھا کی جیت بیان کی - اُسوقت روپیہ اور پیسے مہاراج پراگ نراین تواری نے اوجھاجی پر سے لٹائے - اور سب اپنے اپنے گھر آئے - یہہ شاستر ارتھ مہاراج گورو پرشاد شکل صاحب اور مہاراج پراگ نارائن کی مدد اور عالی حوصلگی سے ہوا - ان دونوں صاحبوں نے اس شہر کانپور میں بڑے بڑے عالیشان مندر زر کثیر خرچ کرکے بنوائے اور دُنیا و عقبے میں اپنا بھلا کیا - اسجگہ شاستر ارتھ کرنا بہت مناسب تھا چنانچہ شاستر ارتھ میں اور زیادہ نام ہوا" (شعلہ طور جلد ۱ - ۱۱/۳۱ - صفحہ ۹۴۸ کالم ۱ و ۲ وصفحہ ۹۴۹ کالم ۱) ؛

سوامی جی کی کامیابی کا ایک نہایت زبردست اور روشن نشان

گو چند مورتی پوجا کے دلدادہ اور بت پرستی کی اودیا روپی بلا کے دام میں اُفتادہ صاحبان نے اپنے آنسو پونچھنے کے لئے ماتمی آواز سے تاکہ اُن کی شرمساری نہ ظاہر ہو اس لئے ہلدر اوجھا کی جیت یا معاذ اللہ بت پرستی کی فتح مشہور کی مگر خلق خدا اندھی نہیں تھی - عام ہندو پبلک جو کئی ہزار کی تعداد میں وہاں موجود تھی اُس کی آنکھوں میں کون دُھول ڈال سکتا تھا - ہزاروں آدمیوں کے دل جو بادل کی طرح اُمڈ کر آئے تھے مورتی پوجا کی بیوقت اور ناگہانی موت پر آنسو بہانے سے نہ رہ سکے ہلدر اوجھا جیسے فاضلوں اور لچھمن شاستری جیسے پنڈتوں کی شکست فاش سے اُن کے دل تو اول پاش پاش ہو گئے مگر پھر بہت جلدی پر پہلٹ اور بشاش ہو گئے اور متواتر صدہا زندہ دل اور راستی پسند آریہ سنتان نے

پوجن کا شاستر کی ریت سے دیا۔ تسپر سرستی جی نے بیان کیا کہ اکیس شاستر ایشر کے بنائے ہوئے ہیں اور باقی سب گپ ہیں قابل عملدرآمد نہیں۔

چونکہ کسی دیوتا کی نندا کرنا یعنی بُرا بھلا کہنا ہر ملت و مذہب میں خصوص مذہب ہنود میں دیوتا کی نندا کرنا نرک سم تُل ہے۔ اس خیال سے مہاراج گورپرشاد شکل اور مہاراج پراگ نارائن صاحب تیواری کے باہم یہ امر قرار پایا۔ کہ اس بارہ میں شاسترارتھ ہونا یعنی پوجن پرتما کا ثبوت دینا ضرور واجب ہے۔ اس لئے ایک حاکم انگریز مدھیست (جو کہ سنسکرت وغیرہ ودیا میں قابل ہو) تجویز کیا۔ چنانچہ مسٹر تھیبن صاحب بہادر اسسٹنٹ کلکٹر ضلع کانپور جو کہ علم بیاکرن وغیرہ میں بہت لایق و ہوشیار ہیں اس بارہ میں صاحب بہادر کو مدھیست قرار دیا اور لچھمن شاستری بھٹور والے کو بھی طلب کیا ——— اور مدھیست مابین شاسترارتھ ہلدھر اوجھا و دیانند سرستی کے قایم کیا۔

۳۰۔ جولائی ۱۸۶۹ء روز شنبہ کو دو بجے دن کے شاسترارتھ قرار پایا اُس وقت گھاٹ مذکور پر جمیع پنڈتان و ودیاوان و حکام و رؤسائے شہر وغیرہ کا مجمع کثیر تھا اور نواح کی خلقت بھی جمع ہو گئی اور شاسترارتھ ہلدھر جی اوجھا و دیانند سرستی سے نسبت مورتی پوجن کے ہوا اُس میں جو جو بیان سرستی جی نے نسبت نہ پوجنے پرتما کے کئے اُن کے جواب میں اوجھا جی نے شرتی۔ سمرتی۔ وید۔ اپنشد۔ بھارت ایتادی منوسمرتی کے یعنی جو کہ سابق اشتہار سرستی جی کے چھپوائے اور اُس میں جو جو بید قایم رکھے ہیں اُس کے پرمان سے اوجھا جی نے ثبوت و جواب دئے اور پنکتی اُس کی یعنی پتر سے ہر ایک شاستر کے نکال کر صاحب بہادر وغیرہ مدھیستوں کو دکھلائے اور پڑھوائے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ پوجن مورتوں کا ہندؤں کے واسطے ضرور واجب ہے۔ بعد اُس کے سنیاسی جی سے بجواب اُس کے پوچھا گیا کہ تم نہ پوجن کرنے مورت کا کیا ثبوت رکھتے ہو۔ شاستر میں سے دکھلاؤ اُس کے جواب میں سرستی جی نے بیان کیا کہ ان شاستروں

ل یہ ایک مغالطہ ہے جو سنسکرت اشتہار میں لفظ پرمیشور کے آگے رشی परमेश्वर्षि نہ چھپنے سے ہوا ہے اُنوں نے اصل شدہ کی ہوئی کاپی کو نہیں پڑھا غلطی سے مغالطہ کھایا اور لکھ مارا حالانکہ سوامی جی نے اُسیوقت شورہ دیا تھا (المؤلف)

اس کی پریکشا کے واسطے ایک پتر (ورق) جو ہلدھر اوجھا لائے تھے وہ امتحاناً سوامی جی کے سامنے رکھدیا۔ سوامی جی نے پڑھکر سُنادیا اسپر صاحب بہادر نے سوامی جی سے سوال کیا۔

تھیبن صاحب۔ آپ کس کو مانتے ہیں۔

سوامی جی۔ ایک ایشور کو۔

اس کے بعد تھیبن صاحب نے چھڑی اور ٹوپی اٹھائی اور کہا کہ ٹھیک بات ہے اچھا سلام۔ اُن کے اُٹھتے ہی سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور غل مچاتے ہوئے چلے کہ بولو سری گنگاجی کی جے۔ یہ ساری کارسازی پراگ نارائن تیواری مرحوم کی تھی اور روپیہ یا آٹھ آنے کے پیسے بھی اوجھاجی کے سر پر سے لٹائے اور غل مچایا کہ اوجھا جیتے اور سوامی جی ہارے۔ اور اُن کو گاڑی میں چڑھا کر لے گئے ٭

دوسرے روز گورپرشاد شکل مرحوم جنکا کیلاس نام مندر ہے شعلہ طور اخبار والے کے ہاں گئے جو اُنہیں کا کرایہ دار تھا۔ اور اُسسے کہا کہ کل کا شاستراتھ چھاپو اُس نے پوچھا کہ کیا۔ گورپرشاد جی نے کہا کہ ہلدھر اوجھا جیتے اور سوامی دیانند ہارے۔ اس پر لالہ جمنا پرشاد جی مالک شعلہ طور نے کہا کہ کل کے شاستراتھ میں کئی حکام بھی موجود تھے۔ بغیر اُن کی اجازت کے چھاپنا نامناسب ہے۔ اسپر گورپرشاد جی نے کہا کہ مناسب نہ ہوگا تو کیا ہوگا۔ اُس نے کہا کہ شاید وہ دعوے کریں تو عدالت جُرمانہ کردے۔ اسپر گورپرشاد جی نے کہا کہ دس ہزار تک جُرمانہ تو میں ادا کردونگا۔ الخ آخر کار اُن کے اصرار سے جیسا کہ اُنہوں نے کہا ویسا چھاپ دیا۔ چنانچہ اخبار مذکور میں ۳۔ اگست ۱۸۶۹ء کو بترغیب شکل جی مہاراج کے مضمون شاستراتھ کا اس طرح شائع ہُوا۔

"ہفتہ گذشتہ کی اخبار میں دیانند سرستی سنیاسی کا آنا اور ہلدھر اوجھا سے ۲۱۔ جولائی کو شاستراتھ قرار پانا درج ہوا تھا چنانچہ تاریخ مقررہ پر مباحثہ ہُوا۔ دیانند سرستی بھیس سنیاسی نے جب سے کانپور میں وارد ہوکر گنگاجی کے نکٹ گھاٹ نو تعمیر لالہ درگاہی لال وکیل پر آسن جمائے ہیں۔ تمام شہر و نواح میں سرستی جی کے آنے کا شہرہ پڑگیا۔ ہر کہ ومہ اُن کے درشن کو پہنچا۔ ہر ایک کو فہمایش کرنے لگے کہ مورتوں کا پوجنا محض ناجائز ہے ٭

یہہ حال سُنکر تمام رؤسائے شہر و نیز پنڈتان شہر بدیاوان نے اُن کے پاس جاکر ہر طرح سے ثبوت مورتی

چنانچہ پھر سب نیچے چلے آئے۔

بابو شیاما چرن بنگالی مرحوم صدر اعلےٰ و پنڈت کانشی نراین منصف حال مقیم بنارس و سلطان احمد کوتوال وغیرہ سب معزز لوگ موجود تھے آخر کو سب کے سامنے مسٹر تھین صاحب مدھیست نے فیصلہ دیا تھا کہ سوامی جی جیتے ہیں اور اُن کی فضیلت علمی کی بہت تعریف کی۔

پنڈت شیو سہاے جی نے بیان کیا کہ اُس روز میں موجود تھا۔ شاستر ارتھ شروع ہوا ہلدر او جھا اپنے ساتھ لچھمن شاستری کو بھی لایا تھا۔

اول سوال او جھا ہلدہر نے یہہ کیا کہ آپنے جو نوٹس دیا ہے جسکا مضمون اشٹ گیسم اور اشٹ ستیم ہے اُس مین دیاکرن کی اشدھی ہے۔

سوامی جی۔ یہہ باتیں پاٹ شالا کے ودیارتھیوں کی ہیں ایسے شاستر ارتھ ہمیشہ پاٹ شالاؤں میں ہوا کرتے ہیں آج وہ وشئہ (مضمون) چھیڑو جس کے لئے ہزاروں آدمی جمع ہیں۔ دیاکرن کے بارہ مین کل میرے پاس آنا میں سمجھا دوں گا۔

تب او جھا نے پرشن کیا کہ آپ مہابھارت کو مانتے ہیں۔

سوامی جی نے کہا کہ ہم مانتے ہیں۔

او جھا نے ایک شلوک بھارت کا پیش کیا جس کا مطلب یہہ تھا کہ ایک بھیل نے درونا چارج کی مورتی بنا کر اور سامنے رکھکر دھنش ودیا سیکھی۔

سوامی۔ میں تو یہہ کہتا ہوں کہ کہیں پرتما پوجا کی آگیا بتلاؤ اس میں تو آگیا نہیں پائی جاتی بلکہ لکھا ہے کہ ایک بھیل نے ایسا کیا جیسا کہ ہمیشہ اگیانی لوگ آجتک کیا کرتے ہیں وہ کوئی رشی منی نہ تھا نہ اُسکو کسی نے ایسے شکھیا دی تھی۔ اور اگر یہہ بات کہو کہ اسکو ایسا کرنے سے دھنش ودیا آگئی تو اُس کا کارن درونا چارج کی مورتی نہ تھی بلکہ ابھیاس کا نتیجہ تھا جیسا کہ انگریز لوگ چاند ماری کے دوارے سیکھتے ہیں مگر وہ کوئی مورتی نہیں دھرتے پھر اسپر او جھا جی چپ رہے اور دوسرا یہہ پرشن کیا۔

او جھا جی۔ وید میں پرتما کی آگیا نہیں ہے تو نشیدھ کہاں ہے۔

سوامی جی نے جواب دیا کہ جیسے کسی نے مالک نے نوکر کو حکم دیا کہ تو پچھم کو چلا جا اس سے خود ہی تینوں شاؤں کا نشیدھ ہوگیا اب اُس کا یہہ پوچھنا کہ اُتر دکھن کو نجاؤں بیرتھ (بیفائدہ) ہے۔ پس جو وید نے مناسب سمجھا ارشاد کر دیا اور جو نہیں لکھا وہی نشیدہ ہے۔

اس کے بعد مسٹر تھین صاحب کو شک ہوا کہ سوامی جی کچھ پڑھے ہیں یا صرف زبانی ہی شاستر ارتھ کرتے ہیں

گیان اور وگیان سے تمام انرتھ سے اتپن ہونے والے مرن جنم - ہرش - شوک - کام - کرودھ - لوبھ - موہ - سنگ دوش کے تیاگنے کا انوشٹھان ساتواں ست ہے -

اودیا - اسمتا - راگ - دویش - ابھی نویش - تم - رج - ست سب کلیشوں کی نورتی - پنج مہابھوتوں سے اتیت ہو کر موکھش سروپ اور آنند کو پراپت ہونا آٹھواں ست ہے -

یہہ آٹھوں ست گرہن کرنے چاہئیں - فقط دیانند سرستی نے یہہ پتر رچا یہہ بھی سجنوں کو جاننا چاہئے - مطبع شعلۂ طور میں چھپا -

---

پنڈت ہردے نارائن جی نے بیان کیا کہ جب سوامی جی شروع برسات میں یہاں تشریف لائے تو اس شہر کے معزز رئیس پراگ نارائن وگورپرشاد حال متوفیان سوامی جی کے پاس آکر جایا کرتے تھے اُنہوں نے یہاں کیلاس اور بیکنٹھ نامی دو مشہور مندر بنوائے ہوئے تھے - سوامی جی نے اُنکو نصیحت کی کہ آپ نے لاکھوں روپیہ بیفائدہ لگایا - چوہڑے چمار - کولی - مسلمان کھا گئے - ۴۰-۵۰ برس کے بعد یہہ گرجائینگے بہتر ہوتا کہ آپ کوئی ایسا کام کرتے جس سے مُکت یا دیش کا بھلا ہوتا یا کسی غریب کی لڑکی کا بیاہ کرا دیتے اور اگر اُن کا نہیں تو تیس تیس برس کی قنوجی برہمنوں کی لڑکیاں کنواری بیٹھی ہیں اُنہیں کا بیاہ کرادیتے یا کوئی پاٹھ شالا لڑکے یا لڑکیوں کی بناتے یا کوئی کلا کوشل کا کارخانہ کھولتے جس سے ملک اور قوم کا بھلا ہوتا - یہہ لاکھوں روپے آپنے محض برباد کردئے -

جب اُنہوں نے سوامی جی کے پاس اپنی چھا نوجمتی نہ دیکھی تو ہلدر او جھا کو شاستر ارتھ کی ترغیب دی بھیروں گھاٹ کے نیچے فرش پر شاستر ارتھ ہوا تھا - صدر اعلے - منصف اور ڈبلیو تھین صاحب بہادر جائینٹ مجسٹریٹ کانپور کوتوال وغیرہ سب معزز لوگ وہاں موجود تھے میرے خیال میں اُس روز تقریباً ۲۰-۲۵ ہزار آدمی تھے دو بجے سے آدمی جمع ہونے شروع ہوئے ۴½ بجے سے شاستر ارتھ آرمبھ ہوگیا - مضمون مباحثہ مورتی پوجن تھا - سوامی جی کے بالمقابل لچھمن شاستری بھٹور والے - اور ہلدہر اوجھا دونو موجود تھے - شاستر ارتھ سنسکرت میں ہوا - مسٹر تھین صاحب بہادر جو اچھے سنسکرت دان تھے وہ مدھیست مقرر ہوئے - سورج است ہوجانے کے بعد شاستر ارتھ ختم ہوا -

سوامی جی نیچے بھیروں گھاٹ پر اُترے ہوئے تھے اول سب لوگوں نے یہہ چاہا کہ وہ اوپر گھاٹ کے اگر شاستر ارتھ کریں اور کوتوال وغیرہ اہل عملہ نے بھی سوامی جی سے کہا کہ آپ اوپر آجائیں سوامی جی نے اُتر دیا کہ میں نے کسی کو نہیں بُلایا جسکا جی چاہے وہ یہاں آجائے اور جسکا جی چاہے وہ نہ آوے

ان میں جنم سے لیکر شمشان تک سنسکاروں کی ودیا کہیا ہے۔ اٹھارھواں[18] یوگ بھاشیہ اِس میں اُپاسنا اور گیان کے سادھن ہیں اُنیسواں[19] واکو واک اس ایک گرنتھ مین ویدون کے انوکول دلیل کرنے کی بدھی ہے۔ بیسواں[20] منو سمرتی۔ اس میں ورن آشرم دھرموں کے ویاکہیان ہیں اور درن شنکروں کے بھی۔ اکیسواں[21] مہابھارت اس میں اچھے لوگوں اور دشٹ جنوں کے لکھشن ہیں۔

ان اکیس شاستروں کو ست جانو مگر ان اکیس شاستروں مین بھی ویاکرن اور وید اور شسشٹ آچار کے خلاف جو بچن ہو وہ ان میں بھی است ہے۔ ان اکیس شاستروں سے جو علاوہ گرنتھ ہیں اُن سب کو گیانشٹ جانو۔ گپ کہتے ہیں مہتیا گفتگو کو اور پھر جس میں آٹھ گپ ہوں اُسکو بدھی مان گپ اشٹک کہتے ہیں اور جس میں آٹھ سیتہ ہوں اُسکو ست آشٹک کہتے ہیں اب آٹھ گپ کون سی ہیں۔

اول۔ منش کے بنائے ہوئے سب برھم ویورت سے لے کر پوران آدک گرنتھ یہہ پہلی گپ ہے۔

دوم۔ پتھروں وغیرہ کی پوجا کرنا دیوتا کی بدھی (بھاونا) رکھ کر کے یہہ دوسری گپ ہے۔

سوم۔ شیو۔ شاکتک۔ ویشنو۔ گانپت آدی سمپردائے یہہ تیسری گپ ہے۔

چہارم۔ تنتر گرنتھوں میں کہا ہوا بام مارگ مذہب چوتھی گپ ہے۔

پنجم۔ بھانگ سے لیکر باقی نشوں کا استعمال کرنا یہہ پانچویں گپ ہے۔

ششم۔ پراستری گمن کرنا یہہ چھٹویں گپ ہے۔

ہفتم۔ چوری کرنا یہہ ساتویں گپ ہے۔

ہشتم۔ چھل۔ ابھمان۔ دروغگوئی یہہ آٹھویں گپ ہے۔ یہہ آٹھ جو گپیں ہیں اُنکو چھوڑ دینا چاہیئے اب آٹھ ست کون ہیں وہ کہتے ہیں۔

رگ[1] وید آدی اکیس[21] شاستر پرمیشور اور رشیون کے بنائے ہوئے پہلا ست ہے۔

برھمچرج[2] آشرم سے گورو کی سیوا اپنے دھرم کے انوشٹھان کے مطابق ویدوں کا پڑھنا دوسرا ست ہے۔

ویدوکت[3] ورن آشرم کے مطابق اپنے اپنے دھرم سندھیا۔ بندہنا۔ اگنی ہوتر کا انوشٹھان تیسرا ست ہے شاستر[4] کے مطابق اپنی استری سے سنبدہ کرنا اور پنچ مہایگوں کا انوشٹھان۔ رتو کال میں اپنی استری سے صحبت کرنا۔ شرتی اور سمرتی کے مطابق چال چلن رکھنا یہہ چوتھا ست ہے۔

پنجم[5]۔ دم تپ اشچرن۔ یم آدی سے لیکر سمادھی تک اُپاسنا اور ست سنگ پوربک بان پرست آشرم کا انوشٹھان کرنا پانچواں ست ہے۔

وچار[6]۔ ببیک۔ ویراگ۔ پراودیا کا ابھیاس اور سنیاس گرہن کر کے سب کرموں کے پھل کی خواہش نکرنا۔ یہہ چھٹا ست ہے

سنسکرت اشتہار کا

اُردو میں

ترجمہ

ترجمہ - کلیان ہو - [1] رگ وید - [2] یجر وید - [3] سام وید - [4] اتھرو وید ان چاروں ویدوں میں کرم اُپاسنا - گیان کانڈ کا نشچے ہے - سندھیا اپاسنا سے لیکر اشومیدہ تک کرم کانڈ جاننا چاہئے - یم کے آدوسے سمادھی تک اُپاسنا کانڈ جانیں - نش کرم سے لیکر پرم برھم کے ساکھشیات کار (معرفت کامل) تک گیان کانڈ سمجھیں -

[5] پانچواں آیور وید ہے اُس میں چکتسا ودیا (علم حکمت وسرجری) ہے جس کے دو گرنتھ ست جانو - [6] چھٹا دھنُر وید اس میں شستر استر ودیا (علم اسلحہ وجنگ) ہے - [7] ساتوان گندھرب وید اُس میں علم موسیقی ہے - [8] آٹھواں ارتھ وید اُس میں کاریگری شلپ وِدیا کلا کوشل اور عمارت بنانے کا علم ہے - یہہ چاروں ویدوں کے سلسلہ وار چار اُپ وید ہیں - [9] نواں شکھشا جس میں ورن اُچارن کی ترکیب ہے [10] دسواں کلپ اُس میں وید منتروں کے انوشٹھان کی وِدھی ہے - [11] گیارھواں ویاکرن اُس میں شبدارتھ اور اُن کے باہمی سمبندہ کا نشچہ ہے اُس کے مستند گرنتھ اشٹا دھیائی اور مہا بھاشیہ دو ہیں - دونو کو ست جاننا چاہیئے - [12] بارھواں نروکت اس میں وید منتروں کی نروکتی ہے - [13] تیرھواں چھند اس میں گایتری آدی چھندوں کے لکھشن ہیں [14] چودھواں جیوتش اس میں ماضی حال مستقبل کا گیان ہے اِس میں صرف ایک ہی گرنتھ بھرگو سنگتا ست جاننی چاہیئے - یہہ چھہ وید انگ ہیں - یہی چودہ وِدیا ہیں [15] پندرھواں اُپ نشد یعنی ایش - کین - کٹھ - پرشن - منڈک - مانڈوکیہ - تیتری - ایتری - چھاندوگیہ - برہدارنکیہ - شوتیا شتر - کیولیہ یہہ بارہ اُپنشد ہیں - ان میں برھم وِدیا ہے - [16] سولھواں شاریرک سوتر اس میں اپ نشدوں کی تشریح ہے - [17] سترھواں کاتیائن آدی سوتر

१० तत्रवेदमन्त्राणामनुष्ठान विधिरस्ति ॥ व्याकरणम् ११ तत्र शब्दार्थसम्बन्धानां निश्चयोऽस्ति तत्र द्वौ ग्रन्थावष्टाध्यायीव्याकरण महा भाष्याख्यौ सत्यौ वेदितव्यौ ॥ नैरुक्तम् १२ तत्र वेदमन्त्राणां निरुक्तय: संति ॥ छन्द: १३ तत्र गायत्र्यादि छन्दसांलक्षणानिसंति ॥ ज्योतिषम् १४ तत्र भूत भविष्यद्वर्त्तमानानां ज्ञानमस्ति ॥ तत्रैका भृगुसंहितासत्यावेदितव्या ॥ एतानि षट् वेदाङ्गानि वेदितव्यानि ॥ इमाश्चतुर्दशविद्याश्च ॥ ईशकेनकठप्रश्नमुण्डकमाण्डूक्य तैत्तिरीयैतरेय छान्दोग्य बृहदारण्यकश्वेताश्वेतरकैवल्योपनिषदो द्वादश १५ अत्रब्रह्मविद्यैवास्ति ॥ शारीरक सूत्राणि १६ तत्रोपनिषन्मन्त्राणां व्याख्यानमस्ति ॥ कात्यायनादीनिसूत्राणि १७ तत्र निषेकादि-श्मशानान्तानां संस्काराणां व्याख्यानमस्ति ॥ योगभाष्यम् १८ तत्रोपासनाविज्ञानस्य सत्साधनानि संति ॥ वाकोवाक्यमेकोग्रन्थ: १९ तत्रवेदानुकूलातर्कविद्यास्ति ॥ मनुस्मृति: २० तत्रवर्णाश्रमधर्माणां व्याख्यानमस्ति ॥ वर्णसंकर धर्माणाञ्च महाभारतम् २१ तत्र शिष्टानां जनानां लक्षणानिसंति ॥ दुष्टानां जनानाञ्च एतान्येक विंशति शास्त्राणि सत्यानि वेदितव्यानि ॥ एतेष्वेकविंशति शास्त्रेष्वपिव्याकर्णं वेदशिष्टाचार विरुद्धम् यद्वचनंतदप्यसत् एतेभ्य: एक विंशति शास्त्रेभ्यो येभिन्नाग्रन्था: संतितेसर्वे गप्पाष्टकाख्या वेदितव्या:, गपृ मिथ्या परिभाषणे । तस्मात्प: प्रत्यय: ॥ गप्यते यत्तद्गप्पम् अष्टौगप्पानि यत्रस्युर्गप्पाष्टकं तद्विदुर्बुधा: अष्टौसत्यानि यत्रैव तत्सत्याष्टकमुच्यते कान्यष्टौ गप्पानीत्यत्राह मनुष्यकृता: सर्वे, ब्रह्म वैवर्तपुराणादयो ग्रन्था: प्रथमंगप्पम् १ पाषाणादि पूजनं देव बुद्ध्या द्वितीयंगप्पम् २ शैवशाक्त वैष्णवगाणपत्यादय: संप्रदायास्तृतीयंगप्पम् ३ तंत्रग्रन्थोक्तो वाममार्गश्चतुर्थं गप्पम् ४ भंगादिनशाकरणं पंचमं गप्पम् ५ परस्त्रीगमनं षष्ठं गप्पम् ६ चौरोति सप्तमं गप्पम् ७ कपटछलाभिमानानृतभाषणमष्टमं गप्पम् एतान्यष्टौगप्पानित्यक्तव्यानि ॥ कान्यष्टौसत्यानीत्यत्राह ॥ ऋग्वेदादीन्येकविंशति शास्त्राणि परमेश्वरर्षिरचितानिप्रथमंसत्यम् १ ॥ ब्रह्मचर्याश्रमेण गुरुसेवास्वधर्मानुष्ठानपूर्वकं वेदानां पठनं द्वितीयंसत्यम् २ ॥ वेदोक्तवर्णाश्रमस्वधर्म संध्यावंदनाग्निहोत्राद्यनुष्ठानं तृतीयं सत्यम् ३ ॥ यथोक्तदारादि गमनं पंचमहायज्ञानुष्ठानमृतुकालस्वदारोपगमनम् श्रौतस्मार्ता चाराद्यनुष्ठानं चतुर्थंसत्यम् ४ ॥ शम दम तपश्चरणयमादिसमाध्यन्तोपासनासत्संगपूर्वकवानप्रस्थाश्रमानुष्ठानंपंचमंसत्यम् ५ ॥ विचार विवेक वैराग्य पराविद्याभ्याससंन्यास ग्रहण पूर्वकं सर्वकर्मफलत्यागाद्यनुष्ठानं षष्ठं सत्यम् । ६ । ज्ञानविज्ञानाभ्यांसर्वानर्थ जन्म मरण हर्ष शोक काम क्रोध लोभ मोह संगदोषत्यागानुष्ठानं सप्तमंसत्यम् ॥ ७ ॥ अविद्यास्मितारागद्वेषाभिनिवेशतमोरज: सत्वसर्वक्लेशनिवृत्ति: पंचमहाभूतातीत मोक्षस्वरूपस्वाराज्यप्राप्ति: अष्टमं सत्यम् ॥ ८ ॥ एतान्यष्टौसत्यानिग्रहीतव्यानि इति ॥

दयानन्दसरस्वत्याख्येनेदम्पत्रं रचितम्

सर्वैरस्मच्छिष्यैर्वेदितव्यम् ॥

جس کا ترجمہ اخبار آئندہ میں چھاپا جاویگا۔ ناظرین کے ملاحظہ میں آئیگا۔ یہہ سوامی جی ہندوستان کے پنڈتوں میں بڑے عالم و یگانہ روزگار ہیں۔ وید و شاستر کے صرف و نحو و منطق میں بڑے متبحر اور منتخب پنڈتان امصار ہیں اپنے آپ کو اصل باشندہ دکھن کہتے ہیں۔ ۵ برس کی عمر میں اُن کے پتا نے وید آرمبھ کرایا۔ متھرا میں اُنہوں نے علم سنسکرت کو تحصیل فرمایا۔ چند روز تک جے پور میں اقامت فرما ہوئے وہاں مذہب ہنود کی اسی طرح بحث کرتے رہے۔ اس کے بعد گوالیار اور فرخ آباد کی طرف توجہ کی۔ وہاں بھی پنڈتوں سے بحث کی۔ اب جب سے کانپور میں وارد ہوئے یہاں بھی شہرہ مچا۔ سُنا ہے کہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۶۹ع روز ہفتہ کو تین بجے گھاٹ پر بڑا مجمع ہوگا۔ مہاراج ہلدھر جی اوجھا ساکن بھولا جو بہت دنوں سے مہاراج گور پرشاد کے مندر نو تعمیر میں تشریف فرما اور اپنی بدیا میں نپُن (کامل) ہیں تشریف لیجائیں گے اور مہاراج سنیاسی جی سے سمباد فرمائیں گے (جلد ۱۰ نمبر ۳۰ ۔ ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۶۹ع صفحہ ۸۲ کالم ۲)

پنڈت ہردے نارائن صاحب وکیل نے بیان کیا کہ ایک اشتہار سوامی کے حکم سے میں نے مستند پستکوں کا سنسکرت میں چھپوایا تھا یہ خود سنسکرت میں سوامی جی نے لکھ کر دیا تھا۔ جب چھپ کر آیا تو اُسکی مطبوعہ غلطیوں کو سوامی جی نے خود شودھا تھا اور فرمایا کہ دیکھو مورکھ نے چھاپنے میں کتنی غلطی کردی۔ ایک کاپی سوامی جی کی شودھی ہوئی ہمارے پاس موجود ہے باقی اُسوقت تقسیم کردی تھیں جو آپ کو دیتا ہوں۔

سوامی جی کا سنسکرت اشتہار

श्रीरस्तु ॥ ऋग्वेदः १ यजुर्वेदः २ सामवेदः ३ अथर्ववेदः ४ एतेषु चतुर्षु वेदेषु कर्मोपासना ज्ञान काण्डानां विषयोस्ति ॥ तत्र संध्या वंदनादिरश्वमेधान्तः कर्मकाण्डो वेदितव्यः यमादिः समाध्यन्त उपासना काण्डस्सबोधव्यः ॥ निष्कामादिः परब्रह्मसाक्षात्कारान्तो ज्ञानकाण्डो ज्ञातव्यः ॥ आयुर्वेदः ५ तत्र चिकित्साविद्यास्ति ॥ तत्रचरकसुश्रुतौ ग्रंथौ सम्यग्विज्ञातव्यौ ॥ धनुर्वेदः ६ तत्र शस्त्रास्त्रविद्यास्ति ॥ गांधर्ववेदः ७ तत्र गानविद्यास्ति अर्थवेदः ८ तत्र शिल्प विद्यास्ति ॥ एते चत्वारो वेदानामुपवेदा यथासंख्यं वेदितव्याः शिक्षावेदाङ्ग ९ तत्र वर्णोच्चारणविधिरस्ति ॥ कल्पः

لالہ جگناتھ پرشاد رئیس فرخ آباد دو رات جاگنے اور اوس میں سونے اور صبح ٹھنڈے پانی میں نہانے کے سبب بیمار ہوگئے یعنی ہاتھ پاؤں میں درد شروع ہوگیا لوگوں نے مشہور کیا ہلدھر نے پریوگ کیا ہے کیونکہ وہ منتر شاستری ہے آپنے اُسے لیجاکر سوامی جی سے ہروایا اسواسطے اُسنے آپ پر پریوگ کیا ہے اثناے بیماری میں کسی نے جاکر ہلدھر سے کہا کہ لالہ صاحب آپ پر نالش کرنے والے ہین چنانچہ اُسکو ڈراکر لالہ جی کے پاس لائے اور ہم کو کہا اس کی خاطر کرنی چاہیئے چنانچہ ہلدھر صاحب کچھ دیر بیٹھ کر اور عذر معذرت کرکے کہ میں نے کچھ نہیں کیا لوگ جھوٹ بکتے ہیں - چلا گیا - اسدفعہ سوامی جی تقریباً چھ ماہ یہاں رہے *

شاسترارتھ کانپور

جو

مابین شری سوامی دیانند سرسوتی جیو اور پنڈت ہلدھر اوجھا شاستری جی کے ہوا

۳۱ - جولائی سنہ ۱۸۶۹ع

سوامی جی شروع برسات سنہ ۱۸۶۹ع کو اول اول کانپور مین آکر لالہ درگاہی لال کے بھیرو گھاٹ پر اُترے اور دھرم اُپدیش شروع کیا -

اخبار شعلہ طور کانپور مین اس طرح لکھا ہے " تھوڑے دنوں سے ایک مہاراج دیانند سرستی سنیاسی یہاں تشریف لائے ہیں لالہ درگاہی لال صاحب وکیل عدالت دیوانی کے گھاٹ نوتعمیر واقعہ لب گنگ پر ٹھیرے ہین شاستری یعنی سنسکرت کے سوا کسی اور زبان ناگری یا بھاشا (اُردو فارسی) مین بول چال فرماتے نہیں - فقیر گوشہ نشین ہیں - کسی جگہ آتے جاتے نہیں - اودھوتون (کامل مرتاضون) کی سی صورت ہے - مورت کی پرستش اور تعمیر مندر کی سخت ممانعت کرتے ہین کہتے ہیں کہ مورتی پوجا (کا حکم) وید میں آیا نہیں اور وید کے سوا رسم پرستی کا حکم کسی نسخہ پایا نہیں -

اسی مضمون کا ایک پتر (اشتہار) زبان سنسکرت مین مذاہب ہنود کی نسبت مطبع شعلہ طور مین چھپوایا ہے

تو ہماری ہار ہے اور اگر سرو تر لگے تو تیری ہار ہے وہ چپ ہوا مگر پیتمبر داس نے کہا کہ ہاں مہاراج کل یہی بات قرار پائی تھی جیسے سب پنڈتوں نے تسلیم کیا۔ اس رات شاسترارتھ شروع ہونے سے پہلے یہہ معلوم ہوا کہ کچھ لوگون کا ارادہ شور کرنے کا ہے چنانچہ سب کو سنا کر کہدیا گیا کہ جسکو سوامی جی سے بات کرنے کا ارادہ ہو وہ اکیلا اکیلا کرے اگر کوئی بیچ مین بولے گا تو اُٹھا دیا جاویگا سوائے پنڈتون کے جو اور لوگ تھے اُنکو کہا گیا کہ آپ لوگ یہان سے اُٹھکر نیچے چبوترہ پر سُنین۔ اسپر گوری شنکر کشمیری برہمن کرودہت ہوکر اپنے گھر کو چلا گیا اور اُسی روز سے سوامی جی کے خلاف ہوگیا۔

بحث شروع ہونے سے پہلے سوامی جی نے ہلدھر سے کہا کہ ہلدھر تو ابھی جدید پڑھکر آیا ہے اور گرہستی ہے تو اگر سمجھ لے کہ میری ہار ہوگئی تو کچھ ہانی نہین مگر ہار ہونے مین تیری ہانی ہے۔ ہلدھر نے اسبات کی کچھ پرواہ نہ کی اور اُسی ہٹ پر قائم رہا تب سوامی جی نے پنڈت برج کشور کو آواز دی کہ برج کشور مہابھاشیہ لاؤ چراغ بھی پاس منگا لیا۔ مہابھاشیہ کھولکر اس سوتر کو سب کے سامنے سرو تر لگا دیا جس پر ہلدھر بالکل خاموش ہوگیا۔ پنڈت لوگ اور باتین کرنے لگے سوامی جی نے کہا کہ نہیں جس بات پر ہمارا شاسترارتھ ہوا ہے پہلے اسکا فیصلہ کردو کہ کس کی ہار ہوئی تب سب چپ ہونے لگے لالہ جگناتھ پرشاد جی نے کہا کہ جو بات ہو وہ سچ سچ کہدو تب سب نے اقبال کیا کہ کل یہی ٹھہری تھی۔ کہ سمرتھا پدودھی یہہ سوتر سب جگہ لگتا ہے یا ایک جگہ۔ جو بات کل ہلدھر نے کہی تھی وہ غلط ثابت ہوئی۔ اتنا سُن کر ہلدھر پر سکتہ کی سی حالت ہوگئی اور افسوس سے گرنے لگا اُس کے ساتھیون نے سنبھال لیا۔ اُس رات کو گزشتہ رات سے بہت زیادہ آدمی تھے۔ آخرکار ہلدھر کو بعد شکست کھانے کے لوگ اُٹھا لے گئے۔ باقی پنڈت بھی چلے گئے صرف پنڈت پیتمبر داس و اُمادت و رام سہائی شاستری و منی لال و لالہ جگناتھ پرشاد جی بیٹھے رہے رات اکادشی کی تھی بعض بخیال ثواب بعض ست اپدیش کی غرض سے وہان رات بھر جاگتے رہے آج بھی ایک بجے تک شاسترارتھ ہوتا رہا۔

پھر اُسی رات کو سوامی جی کی پنڈت امادت جی سے متر تا پوربک بارتالاپ ہوئی بیچ میں پنڈت رام سہائے جی بولنے لگے سوامی جی نے اُنہیں کہا کہ آپ بوڑھے ہین شاسترارتھ مین اپمان ہو جاتا ہے آپ سنتے رہین جسپر وہ بُدھی مانی سے پھر خاموش رہے صبح کو سب گنگا اشنان کرکے اپنے گھر کو چلے گئے۔ اور ان کے چلے جانے کے بعد بلا اطلاع غیرے سوامی جی بھی کانپور کی طرف چلے گئے۔

ہلدھر اوجھا کو اسی شکست کے سبب لالہ دیو یداس جی نے کچھ روپیہ نہیں دئے ورنہ ضرور دیتے وہ کہتے تھے کہ ہم تمکو کیون روپیہ دین تم تو اُلٹے ہارے آخر اوجھا بھی مایوس ہوکر چلا گیا۔

سوامی جی وہ دھاتو سمرتھ ہوتی ہے اور اس سوتر یعنی سامرتھ پدودھی ہے - १ समर्थो भवति
جتنے پد پرسدّھ ہوتے ہیں - समर्थः पदविधिः

ہلدہر نے کہا - یہہ تو کہئے کہ سمرتھ کس کو کہتے ہیں اور اسمرتھ کس کو کہتے ہیں -

سوامی جی सापेक्षो ऽसमर्थो भवति یعنی اپیکشیا کرنے والا اسمرتھ ہوتا ہے، یہہ مہابھاشیہ کا واک ہے

ہلدھر - یہہ واک مہابھاشیہ میں نہیں لکھا ہے یہہ تو صرف آپ کی سنسکرت ہے -

سوامی جی - برج کشور پنڈت سے بولے کہ دوسرے ادھیا کا پہلا آنک مہابھاشیہ کا نکالئے جب نکالا اور دیکھا گیا تو وہی بات نکلی جو سوامی جی کہتے تھے -

آخرکار لاجواب ہوکر ہلدھر اوجھا نے کہا کہ مہابھاشیہ کار بھی پنڈت ہے اور میں بھی پنڈت ہوں میں کیا اُس سے کم ہوں

سوامی جی نے کہا کہ تم تو اُس کے بال کے برابر بھی نہیں ہو اگر ہو تو کہو کہ قلم سنگیا کس کی ہے -

ہلدہر اس کا کچھ جواب نہ دے سکے جب ہلدھر سے کچھ اُتر نہ بن سکا تب سوامی جی نے کہا کہ بھاشیہ کے مكतयिताञ्च اس سوتر میں دیکھ لو - کہ قلم سنگیا کرم کی ہے اس پر سب لوگ جان گئے کہ ہلدھر اوجھا کی کتنی ودیا ہے - اسی طرح شاستر ارتھ ویاکرن پر ہوتے ہوتے ایک بجے رات کا وقت ہوگیا آخر یہ قرار پایا کہ سمرتھا پدودھی یہہ سوتر اگر سروتر لگے تو ہلدھر جی کی ہار ہو گئی اور اگر ایک جگہ لگے تو سوامی جی کی - یہہ طے ہو کے سب لوگ معہ ہلدھر کے چلے آئے -

لالہ جگناتھ پرشاد و پنڈت منی لال جی نے کہا کہ ہم اور سب پنڈت صاحبان ایک ساتھ ہی چلے جاتے تھے راستہ میں سب پنڈتوں نے کہا کہ سوامی جی نے بڑا ہٹ کیا کیونکہ یہہ سوتر صرف سوتر میں لگتا ہے سروتر نہیں لگتا چونکہ ہم سوامی جی کے خیر خواہ تھے علے الصباح ہم دونو سوامی جی کے پاس گئے وہ روز اکادشی کا تھا ہم نے سوامی جی سے الگ جا کر کہا کہ مہاراج اب یہاں تک ہی رہنے دو اُنہوں نے کہا کہ کیوں - ہم نے کہا کہ رات کو سب پنڈت کہتے تھے کہ समर्थः पदविधिः یہہ سُوتر صرف سوتر میں ہی لگتا ہے سب جگہ نہیں ابھی نہ ہماری ہار ہے نہ اُن کی تذبذب بات بنی رہے - تب سوامی جی نے کرودھ کر کے کہا کہ گوبدہ کی ہتیا سمجھے ہے اگر اُسے نہ لاوے اور گوبدہ کی ہتیا اُسے ہے اگر وہ نہ آوے - تب ہمارا مونھ بگڑ گیا اور ہم نے جان لیا کہ سوامی جی اپنے معلومات اور سچائی پر بڑے مضبوط ہیں - چنانچہ ہم چلے آئے -

اُس دوسری رات کے واسطے دریوں کا بندوبست ہوگیا تھا مگر سوامی جی چٹائی پر ہی بیٹھے رہے آٹھ بجے رات کے سب اکٹھے ہوئے رات چاندنی تھی کُشل کھیم پوچھکر بیٹھ گئے - سب کے سامنے سوامی جی نے کہا کہ بھائی کل ہمارا اور تمہارا کس بات پر شاستر ارتھ تھا کیا اسی بات پر تھا یا نہیں کہ اگر صرف سوتر پر لگے

وقت ۸ بجے رات شہر سے باہر لب گنگ جائے قیام سوامی جی پر گئے۔

لالہ جگناتھ پرشاد رئیس اعظم فرخ آباد نے آگے بڑھکر سوامی جی کو خبر دی (اُسوقت سوامی جی پورب مکھ بیٹھے ہوئے خربوزہ کھا رہے تھے) کہ مہاراج ہلدھر آیا ہے سوامی جی نے اُن کی طرف سے درشٹی نیچے کرلی۔ اور خربوزہ چھوڑ دیا۔ اور پھر سر اُٹھا کر کہا کر آنے دو۔ چنانچہ لالہ صاحب موصوف نیچے اگر اُن کو لیگئے۔ ہلدھر نے جاکر پرنام کیا۔ سوامی جی نے اوتر میں کہا ارے ہلدہر آنند ہے अरे हलधर आनन्दोऽस्ति:

اُسنے کہا مہاراج آنند ہے۔

یہہ پہلے فیصلہ ہوگیا کہ مباحثہ مورتی پوجا پر ہو۔ مگر مورتی پر شروع ہوتے ہی بات سُراپان پر جا پڑی۔ کیونکہ یہہ ہلدھر تانترک پنڈت تھا جو مانس شراب کھاتا تھا۔ اور اُسے جائز سمجھتا تھا اور میتھل برہمن عموماً تانترک ہوتے ہین اور مانس و شراب کھاتے پیتے ہین ہلدھر نے پرمان دیا۔ सौत्रमण्यांसुरां पिबेत्

کہ سوترامنی یگ مین شراب پینی چاہیئے۔

سوامی جی نے کہا کہ سُرا شبد سے اچھے پھل کی رس روپ اوشدھی کا ذکر ہے۔ شراب کا نہیں۔ شراب ارتھ کرنے والوں کا اچھی طرح کھنڈن کیا اور فرمایا کہ اس کا ارتھ یہہ ہے کہ سوترامنی یگ میں سوم رس ارتھات سوم بلی کا رس پیوے۔

پھر ہلدھر نے سوامی جی سے سنیاسی کے لکھشن پوچھے۔ سوامی جی نے سب لکھشن بتلا دئے۔ بعد ازاں سوامی جی نے ہلدھر سے پوچھا کہ آپ برہمن کے لکھشن کہیں مگر وہ اس سے نہ بن سکے اور سنسکرت مین گڑبڑ کرنے لگا۔ تب سوامی جی نے کہا کہ ہلدھر भाषायां वद भाषायां वद بھاشا میں بات کر بھاشا میں بات کر۔

اسپر وہ بہت گھبراگیا اور پرکرن چھوڑ کر دوسری طرف جانے لگا تب

سوامی جی نے کہا کہ اے ہلدھر پرکرن چھوڑ کر مت جاؤ پرکرن پر رہو

भो हलधर प्रकरणं विहाय मागच्छ।

ہلدھر نے اس کا جواب دیا

अहं तु न प्रकरणं विहाय गच्छामि परन्तु श्रीमन्तो पुनः पुनः प्रकरण मभिलपते प्रकरणशब्दस्य कथं सिद्धिः

کہ میں تو پرکرن چھوڑ کر نہیں جاتا مگر آپ باربار پرکرن لفظ کہتے ہیں بتلائیے پرکرن شبد کس طرح سدھ ہوتا ہے

سوامی جی प्रपूर्वात् कृधातोर्ल्युट् प्रत्यये कृतेसति प्रकरण शब्दस्य सिद्धिर्भवति

یعنی کرن دھاتو سے کٹ پرتے کرنے سے پرکرن شبد سدہ ہوتا ہے

ہلدہر کری دھاتو سمرتھ ہوتی ہے یا اسمرتھ कृधातुः समर्थो भवति किंवा समर्थो भवति

فرخ آباد کا دوسرا شاستر ارتھ

مابین

شری سوامی دیانند سرسوتی و پنڈت ہلدھر اوجھا میتھل

شنبہ ۱۹۔ جون ۱۸۶۹ء

جب پنڈت سری گوپال نے اس طرح شکست کھائی اور ہیوستھا اُس کے کسی کام نہ آئی تب وہاں کے لالہ پریم داس و دیوی داس صاحبان اروڑ بنس نے پنڈت ہلدھر اوجھا میتھل برہمن کو جسے سنسکرت میں لوگ بہت بڑا پنڈت یعنی عالم و فاضل جانتے تھے کانپور سے بلایا جہاں پر وہ ایک مندر کی پرتشٹھا کے واسطے بنارس سے آیا ہوا تھا۔

جب ہلدھر جی فرخ آباد میں آئے اُن لوگوں نے مشہور کیا کہ اگر کوئی شرط باندھے تو ہم سوامی دیانند جی سے ہلدھر اوجھا کا شاستر ارتھ کراتے ہیں۔ لالہ جگن ناتھ پرشاد نے ۵۰۰/ روپیہ ساتاون لال برہمن کی معرفت دیوی داس کے پاس بھیجا کہ آپ اگر شرط کے روپے مانگتے ہیں تو یہ نصف ہماری طرف سے موجود ہیں اتنے روپیہ اور ڈال کر آپ اُنہیں کسی ساہوکار کے پاس جمع کرادو اگر ہلدھر جیتے تو تم پانچہزار روپیہ لے لینا اور اگر سوامی جی جیتے تو ہم لے لینگے۔ اس کے جواب میں دیوی داس جی نے کہلا بھیجا کہ روپیہ کی بات نہیں پنڈت جی تو گور پرشاد شُکل کے ہاں مندر پرتشٹھا کے لئے کانپور میں آئے تھے میں نے انکو اس غرض سے بُلوایا ہے کہ آج یا کل اسکو بسرانت (جائے قیام سوامی جی) پر لے چلوں اور بات چیت کراؤں۔

لالہ جگناتھ پرشاد و پنڈت بلدیو پرشاد شُکل ساکن فرخ آباد نے کہا کہ اوجھا لوگوں سے کہتا تھا کہ وہ خود میرے مکان پر چلکر آویں گے اور میں اُنکی زبان بند کردونگا منتر شاستر کے زور سے۔ مگر یہ سب بکواس بھتی میں سوامی جی کی طرف سے دوت بنکر اُس کے پاس جایا کرتا تھا۔

ماہ جیٹھ سُدی دسمی سنیچر سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۹۔ جون ۱۸۶۹ء کو وقت ۸ بجے رات لالہ پریم داس و دیوی داس صاحبان ساہوکاران و پنڈت اُمادت۔ و پنڈت پیتمبر داس و پنڈت رام سہائی شاستری۔ پنڈت گوری شنکر۔ پنڈت للتا پرشاد۔ پنڈت گنیش شکل۔ پنڈت چرنال شکل۔ پنڈت مادھو آچارج۔ پنڈت برج کشور۔ و لالہ جگناتھ پرشاد و پنڈت دنیش رام۔ و پنڈت بہاری دت سناڈھ و پنڈت گنگا دت پروہت معہ پنڈت ہلدھر اوجھا کے

نیچے سے شور کرتے اور گالی دیتے ہوئے چلے گئے پھر جوالا پرشاد ڈاک منشی شراب پیئے ہوئے گالیاں دیتا جاتا تھا ایک سادہ نے اُس کو مارنا بھی چاہا مگر سوامی جی نے سنسکرت میں اُسے منع کر دیا کہ ایسا کرنا اچھا نہیں آخر وہ چلے گئے ہم نے یہی سب برتانت منصف صاحب کو سُنا دیا۔

پنڈت سری گوپال جی نے ایک کتاب ویدارتھ پرکاش ۱۴۳ صفحہ کی پوش سُدی ۱۰ شکروار سمت ۱۹۳۵ مطابق ۳ - جنوری ۱۸۷۹ء کو تصنیف کی جس میں اول سنسکرت نیچے بھاشا اور اس کے نیچے اُردو گویا تین زبانوں میں تھی اُس کتاب کی تاریخ لالہ شنبھوناتھ کائستھ مراد آبادی نے لکھی جن مین چند شعر ہم یہاں درج کر دینے کافی سمجھتے ہیں اُس میں خود شری گوپال جی کہتے ہین سمت ۱۹۲۶ میں پرتھم شہر فرخ آباد میں آئے اور آکے ہمارے دھرم کو کھنڈن کرنے لگے اور پنڈت لوگون کو جھوٹھا جعل ساز بہت سا کہنے لگے کہ ان پنڈتوں نے اپنے روزگار کے واسطے پوران جو ہین کہانیان بنالی ہیں تب سب شہر کے لوگ بھرم گئے اور پنڈتوں کو جعلساز کہنے لگے تب پنڈت لوگوں کی ہتک عزت ہوئی اور اچیو کا بھی گئی یہاں کے کئی ایک پنڈت ان کے پاس جاکے بولے بھی پر انکو ہنیلی بجا کے نرانُتر کیا .... سو میں نے کانشی مین جاکے ۱۷ دن تائیں ویدوں کے پستک بہت پریشرم سے ڈھونڈ کے لکھوائے اور سب کانشی کے پنڈتوں کے ہاتھ کا دستاویز کا ہوستھا پتر لایا۔اور جہاں سوامی دیانند ٹھیرے تھے وہاں ہی اُن کے آگے گنگا جی کے ریتی میں گاجے باجے سے ایک دھرم دھوج میں نے کھڑا کر دیا اور یہ بات کہدی کہ آج سے تیسرے دن دھوجا کے نیچے سبھا ہوگی۔آپ کو کوئی پستک منگانا ہووے واکوئی پنڈت بلانا ہووے سو بلواؤ اور شہر کے دروازہ پہ یہہ بات لکھ کر پتر چھپ دیا کہ جس کسی کو شاستر ارتھ سننا ہووے سو وہاں حاضر ہو جائے .... سو وہاں دس ہزار تائیں آدمی اکٹھا ہوا سو تین پہر سب سبھا بیٹھی رہی ان کے واسطے سو دیانند جی کو بہت سا بلایا پر وہ پھر سبھا میں نہیں آئے" (ویدارتھ پرکاش صفحہ ۵)

قطعہ تاریخ کے قصیدہ سے چند شعر

اتفاقاً پنڈت نیکو سیر	مستعد در علم مجلس بیشتر	ایتلاف قلب را دار د شعار	صورت پاکیزہ و جان و وقار
ماہ و ہفتہ سپہر عقل و ہوش	بر دو کان خوش بیانی گرم جوش	مردم پرگو ادیب خوش کلام	باخرد سوامی دیانند ست نام
جابجا نرد فصایح باختہ	ہر یکے ہمرنگ و بینش ساختہ	گستر انیدہ بساط وعظ و پند	ہر یکے را کرد در تقریر بند
	ہر کہ خود را پیش او پنڈت شمرد	در مقابل اوکسی بازی نبرد	

سے اُتپنّیئے اور اَنُو بھوت سدّھی - پُوران - گیا - شرادہ آدک اپرمان ہے - یہ کتھن اُن کا اُن کی ناواقفیت ظاہر کرتا ہے

تیتری آرنک میں ——————

"برہمنانی اتہاسانی آدی" یہ وچن پرانوں کی پرمانتا کو سِدّھ کرتے ہیں - ویسے ہی اتھرو شیرش میں یہ وچن ہے

"اتہاس پُرانانی" ؛

منُو نے بھی کہا ہے - "پترکھ میں سوادھیاے کو سُناوے" مہابھارت میں بھی - "اتہاس پُورانوں سے" وید کو جانے - انوشاشن پرب میں بھی کہا ہے - "اٹھارہ پُرانوں کے سُننے سے سپھل ہوتا ہے" اور نروکت میں بھی پرانوں کا پرمان ہونا سِدّھ ہے ؛

اس لئے - گیا - شرادہ وغیرہ کا پرمانک ہونا وواد رہت ہے اسی طرح پرتما پُوجن بھی شرُتی سمرتی کلپ سوتروں کے پرمانوں سے ثابت ہے - یہ سنکھشیپ ہے + اسکے آگے پنڈت وِشدھانند آدی ۱۴ پنڈتوں کے ہستاکھشر ہیں ؛

پنڈت سری گوپال کے اس بیوستھا لانے اور سوامی جی کی جانب سے اُس کی تردید ہو جانے کے بعد لالہ پنی لال ویش رئیس فرخ آباد نے واسطے قطعی فیصلہ اس بات کے کہ آیا فی الحقیقت ویدمیں مُورتی پُوجا ہے یا نہیں ہے ایک فاضل پنڈت پیتمبر داس بربتی اپنے گورو کو ماہ جیٹھ سمت ۱۹۲۶ میں کاشی بھیجا اُنہوں نے وہاں جاکر تمام فاضل اور ودوان پنڈتوں سے مِل مِلاکر اچھی طرح دریافت کیا مگر سب ودوانوں سے اُنہیں بھی یہی اُتر ملا کہ بھائی ویدمیں تو مورتی پوجا نہیں ہے پرنتو لوکاچال ہے - اُنہوں نے فرخ آباد میں واپس آکر یہی بات پنی لال جی سے کہی - لالہ پنی لال نے اسپر بھی اور ۱۵ روز تک اپنے گورو جی کو ساتھ لے کر سوامی جی سے شنکا سمادھان کئے جب تمام شک رفع ہو گئے تب پُوری تسلی کے بعد جہاں شیولنگ ستھاپن کرنا چاہتا تھا وہاں پر سوامی جی کی آگیا سے ویدک پاٹ شالا ستھاپن کی اور مورتی پوجا سے قطعی بیزار ہو گیا اور اُسی وقت سے کئی اور صاحبان بھی بت پرستی سے باز آکر ست سناتن ویدک دھرم پر قائم ہوئے -

لالہ گوبند پرشاد ساکن فرخ آباد نے بیان کیا کہ جب اس شاستر ارتھ کا شہرہ ہوا تو لالہ مانگن لال منصف قائم گنج نے بصلاح لالہ کہنو لال وکیل کے مجھے بھیجا کہ صحیح آنکر بیان کرو کہ کون جیتا ہے میں نے آنکر دیکھا کہ سوامی جی بسرانت کے اوپر بیٹھے تھے بہت بھیڑ بھاڑ تھی اُسے چیر کر میں سوامی جی کے پاس پہنچا وہ بہت پرسنتا سے بیٹھے ہوئے تھے وہ لوگ کہتے تھے کہ آپ نیچے آؤ - سوامی جی کہتے تھے کہ وہاں لوگ نہیں دیکھ سکتے اور ہم دُور سے یہاں آئے ہیں اور یہ بسرانت بھی تمہاری ہے تم یہاں آؤ مگر وہ نہ آئے

ہیں - مکتی کو پراپت ہوتے ہیں - اور جنم مرن گربھ کے تاپ اور تینوں دُکھوں کو تیر جاتے ہیں " یہ کہا ہے - سام ویدکے ششٹ براہمن کی ادبھت شانتی میں لکھا ہے - کہ دیوتاؤں کے مندر کانپتے ہیں - پرتما ہنستی ہیں - روتی ہیں - گاتی ہیں - دکھی ہوتی ہیں - ویسے ہی اتھرو وید کے گوشک گریھ پرششٹ میں دیوتا رچا ناچتی ہیں - شوبھا دیتی ہیں - جلن کرتی ہیں - وہاں ہی پر لنگ اور مندرن کی مورتیوں کے گرجنے - رونے - پر آٹھ ماس کے انتر راجا کا مرتیو جانا چاہیئے - اس میں کچھ سندیہہ نہیں ہے وہاں ہی دیوراج دھوجوں کے گرنے اٹھوا ٹوٹنے اور کرو آدیوں کے پرویش ہونے سے راجا کا ناش ہونا لکھا ہے -

اور آشولائن گریھیہ پرششٹھ میں بھی نو گرہ یگ میں سورج کا تامرمئی - چاند کا بلوری اور بھوم کا رکت چندنی سنگھاسن پر آرُوڑھ کرنا بتلایا ہے - اور اس طرح سے وہاں مکھ پرتما ستھاپن نروپن کیا ہے - اور وہاں یہ بھی لکھا ہے - کہ پرتی دن گرہستھی ہون کرے اور اپنے پرے دیوتاؤں کا پُوجن کرے کیونکہ گرہستی انہی پرے دیوتاؤں کا پُوجن کرکے گر اپنے ابھیشٹ کاریوں کو پراپت ہوتا ہے پھر وہاں پر ہی لکھا ہے - کہ ہری ہر - گنپتی - سکند - یا اور دیوتا جو ابھیشٹ ہو - پُوجے - پرتماؤں میں اواہن اور وسرجن ہوتا ہے - اور اُن کو اگنی میں - سُورج میں - اپنے دل میں - یا ستھنڈل پر پرجان کرکے پُوجن کرے - آکھشنک پرتماؤں میں اواہن اور وسرجن نہیں ہوتے - اپنی آکرتی والی پرتماؤں میں دیوتا نزدیک ہوتے ہیں استھر مُورتیوں میں آواہن اور وسرجن کا وکلپ ہے - پر ستھنڈل پر ہی ہوتا ہے - پُورو مکھ پرتا کے سمُکھ ہو کر شیم سے ہو کر جپ کیا جاتا ہے - اور جگہ پورب مکھ ہو کر جپ کیا جاتا ہے اور دلو پنشد میں لکھا ہے - " رشیو نے سنک کو کہا - کہ جیسے درخت پر شاخیں ہوتی ہیں - ویسے ہی میری مُورتی میں پُوجائیں ؛

اب مہا دیو کی پرتی دن کی پوجا بیان کریں گے - سنان کر شدھ ہو کر گوبر سے لیپی ہوئی پوتر جگہ میں مٹی وغیرہ کی مُورت بنا کر یہاں اس طرح پوجو کتھن ہُوا ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے - کہ بودھائن نے مُورتی پُوجا کو مانا ہے ؛

اب منوسمرتی میں " دیوتاؤں کا پُوجن اور لکڑی وغیرہ کا لانا " اس کی ٹیکا میں کلوک نے لکھا ہے - " کہ دو مُورتیوں میں ہری ہر وغیرہ کا پُوجن کرنا " اور اس میں یہ بھی کہا ہے - کہ " ادھم دیوتم آدی " اسکا کرنا بھی پرتما میں ہو سکتا ہے - اس لیئے کلوک پاشان آدی مُورتی کو دیوتا مانتا تھا - وہیں " پرانے دیو گھر میں نہ ہلیک میں کبھی " "

" دیوتاؤ نہی چھایا اور گرو کی آگیا " " چھایا بھی پرتما کی ہو سکتی ہے " " دیو براہمنونکی نزدیکی " اسمیں نزدیکی بھی مُورتیونکی ہو سکتی ہے - " پھر حدونکے ملاپ پر دیوتاؤنکے مندر بنانے چاہئیں " یہ سب وچن صاف صاف مُورتی پُوجا کو ورنن کرتے ہیں اس سے کیا پایا جاتا ہے ؟

اب دکھائے ہوئے وچنوں سے پرتما پُوجن کے بودھن کرانے پر اگر یہ کہا جاوے - کہ بودھائن کلپ سُوتر وغیرہ میں اسکا کرتو نا کلاپ ہے - وہاں مُورتی پُوجن کا نہیں - تو یہ ٹھیک نہیں - ہم نے پُورو بودھائن سے ہی اسکی کرتو تا دکھلائی ہے - اسلیئے یقیں کرنا چاہیئے اسلیئے شولنگ آدی کا پُوجن اتینت مُکتی کا ہیتو ہونا شرتی سمرتی سے جتایا گیا ہے - پرتما پُوجن چاروں وشاؤں میں ششٹوں

नोट विदित होकि इस प्रकार यह व्यवस्था लिख इस के नीचे बहुतसी पंक्तियों में श्री स्वामी जी महाराज के लिये अनेक अवाच्य शब्द लिख २ कर लोगों को "उनका कहा न मानो" ऐसा बहुत कुछ प्रबोध किया है उसको व्यर्थ समझ कर छोड़ दिया है ॥

[१]श्रीमत्परमहंस परिविशुद्धानंद सरस्वती स्वामिनां संमतिः।[२]संमतिरत्र सखाराम भट्टस्य। [३] सम्मतिरत्रार्थैवामदेवशास्त्रिणः [४] सम्मिति रत्रराजाराम शास्त्रिणः। [५]सम्मतिरत्रबालशास्त्रिणः। [६] ह० चंद्रशेखरस्य। [७] ह० कृपाकृष्णस्य। [८] ह० वस्तीरामद्विवेदिनः। [९] ह० पाडे दुर्गादत्तस्य। [१०]ह० सीतलमिश्रस्य [११] ह० देवदत्त पंडितस्य। [१२] ह० पं० घनश्यामस्य [१३]ह० चंद्रधरमैथलस्य।[१४] ह० कालीप्रसाद वंगवासिनः। १५ ह० इथाराम सारस्वतस्यादि ॥

کاشی والوں کی دی ہوئی

بیوستھا کا اردو ترجمہ

رشو - وشنو - آدی کی پرتما اور شولنگ شالگرام شلا پر بھرتیوں کا پوجن جو چاتر ورنگ جنوں سے پرتی دن انشٹھیے ہے - کئی پوران آدی شلوکوں کے پرمانوں سے سمت اور سکل آستک شسٹھ جنوں میں مانت ہونے سے انومت ہے - اُس کو جو کوی شرتی اور سمرتی کی استتی سے اپرمان ٹھہراتے - اور اٹھارہ پوران - گیا - شرادہ آدی کو بھی پرمانی بھوت نہیں مانتے - ہم اُن کو اُتر دیتے ہیں - کہ اُن کا یہ کہنا کہ پرتما شولنگ وغیرہ کا پوجن شرتی سدہ نہیں ہے - پہلے تو اُن کا یہ کہنا ہی کتھن ماتر ہے - اتھرو وید کی دیویہ شیرش گوپال تاپنی اوپنشد میں پرتما پوجن اور وتو پنشد میں (وان) لنگارچن کا سپشٹ ودھان ہے ٭ اور دیوی اتھرو شیرش اوپنشد میں (اس اتھرو شیرش کو نہ جان کر جو پوجن کرتا ہے - وہ سو لاکھ جپ کر پوجن سدھی کو پراپت ہوتا ہے - نوتن پرتما میں جپ کر دیوتا کا سامیپ ہوتا ہے - پران پرتشٹھا میں جپ کر پرانوں کو ستھاپن کرتا ہے) - ایسا کہا ہے - اور گوپال تاپنی میں نارائن دیو بولا - کہ جیسے میرو کے شرنگ پر سات پوریاں ہیں - ویسے ہی بھوگول چکر میں بھی (سات پوریاں) ہیں - اُن کے بیچ ساکشات برہم گوپال پوری متھرا ہے - یہ کہکر وہاں برہد دوادش ۱۲ بھدر یشور آدی لنگ دوادش ۱۲ مورتیاں ہیں - وہاں پر جو کیول رُدر کا پوجن کرتے ہیں - وے مرتیو کو تیر جاتے

सामवेदीये षड्विंशति ब्राह्मणेद्भुतशान्तौ देवतायतनानि कम्पन्ते दैवत प्रतिमा हसन्ति रु-
दन्ति गायन्ति खिद्यन्तीत्युक्तम् तथाथर्ववेदीय कौशिक गृह्य परिशिष्टे देवतार्चाः प्रनृत्यन्ति प्र-
दीप्यन्ति ज्वलन्ति वेति तत्रैव लिङ्गायतन चिह्नानां रोदने गर्जने तथा षष्ठमासात्परं राज्ञो ज्ञेयो मृ-
त्युर्न संशयः इति च तत्रैव देवराजध्वजानां च पतनं भंगमेव वा क्रव्यादानां प्रवेशश्च राज्ञो नाशकरो ध्रुवं
आश्वलायन गृह्यपरिशिष्टे नवग्रह यज्ञे ताम्रमयीं सूर्यप्रतिमां पीठेधितिष्ठि स्फाटिकी मिन्दो
रक्तचंदन प्रतिमां भौमस्येति रीत्या मताद्दिङ्मुखप्रतिमास्थापनं निरूप्य तत्रैव अथ शौमोऽहरहश्चैत्य
गृहस्थो हरिहरविष्टा देवानिष्टं श्रार्थांश्चिनोति तस्यनेहरहश्चैत्यास्ते गणपतिर्वा स्कंदोवान्योवायोभि-
मतस्तएते यथारुचि समस्ता वेश्यन्ते त्यादियजंते तानप्सुह्वाग्नौ वा सूर्ये वा स्वहृदये वास्थंडिले वा
प्रतिमासु वायजेत् प्रतिमा स्वचणिकासुना वाहन विसर्जने भवतः स्वाकृतिषु शस्ता सुदेवता नित्यं
सन्निहिता इत्यस्थिरायान्तु विसर्जनादि विकल्पः स्थंडिलेतु भयंभवति प्रतिमां प्राङ्मुखीं प्रत्यङ्मु-
खी मवाय जेतान्यत्र प्राङ्मुख इत्युक्तम् तथाविष्णोपनिषद्विवर्तते एतानिदलानि वृक्षेयथा तथा
र्चानि मदीयमूर्त्ताविल्युक्तं शिवेन सनकं प्रति अथा तो महादेवस्याहरहपरिचर्य्याविधिं व्याख्या
स्यामःस्नात्वा शुचिः शुचौ गोमयेनोपलिप्य मृदादिप्रतिकृतिं कृत्वेत्यादि वदन् बौधायनोपि प्रतिमा
पूजनं सममंस्त अतएव मनुस्मृतौ देवता भ्यर्चनं चैव समिदाधानमेवचेति प्रतिमादिषु हरि ह-
रादि पूजनमिति कुल्लूकभट्टादयः तत्रैव सोमविक्रयणे विष्टाभिषजे पूयशोणितम् नष्टं देवलकेदत्तम
प्रतिष्ठन्तुवार्धुषाविति ॥ तत्रैव मृदंगां दैवतं विप्रं घृतं मधु चतुष्पथ मित्यादि प्रतिमायाएव त-
त्करण सम्भवा दतएव कुल्लूकभट्टः पाषाणादि दैवतमिति तत्रैवनजीर्णदेवायतने नवल्मीके
कदाचनेति देवतानां गुरोराज्ञश्चेति छायाहि प्रतिमानामेवसंभवति देवब्राह्मणसान्निध्येत्यत्र सा-
न्निध्यं प्रतिमा या एव सम्भवति पुनश्च सीमासंधिषुकार्य्याणि देवतापातनानिचेतिएतानिमनु
वचनानि स्पष्टं प्रतिमा पूजनं वर्णयन्ति संगच्छते ॥

अथ प्रदर्शित वचन जातेन प्रतिमाद्यर्चनस्य वोधनेपि तदिति कर्तव्यता कलापप्रद-
र्शनेनानुष्ठानस्य कर्तुमशक्य तया बोधित प्रायमेवेति चेत्तुल्यमेव तदष्टकाग्निहोत्रादिष्वपि अथत-
दिति कर्तव्यताकलापः कल्पसूत्रैरभिहित एवेतिनोक्तौ चेतिचेत्प्रतिमादिपूजनस्यच इतिकर्तव्यता-
कलापो बौधायनीय कल्पेभिहित इतिनोक्त इति तदपि तुल्यमेव, बौधायन सूत्रं प्रागेव दर्शित
मिति सन्तोष्टव्यम् ॥ तस्माद्बाणलिङ्गाद्यर्चनमत्यन्तमभ्युदय हेतुतया श्रुति स्मृत्यादि बोधितं भवत्येव
अतएवा चतुर्दिगतं शिष्टैरनुष्ठीयमानम् सर्वानुभवसिद्धं प्रतिमाद्यर्चनमिति,पुराणानि गया श्रा-
द्धादिकंचा प्रामाणिकमिति कथनं तदपि स्वख्यातीवाज्ञान बोधकं तैत्तरीयारण्यकीयस्य ब्राह्म-
णानीति हासान्पुराणानि कल्पान् गाथा इत्यादि वचनस्य पुराण प्रामाण्य बोधकस्य जाग
रुकत्वात् तथा शिवाथर्व शीर्षेपिइतिहासपुराणानां रुद्राणांच दश सहस्राणि अङ्गानि भवन्ती-
तिहि वचनम् मनुरपि स्वाध्यायं श्रावयेत् पित्र्येहृति भारते इतिहास पुराणाभ्यां वेदं समुप
बृंहयेदित्युक्तं च आनुशासनिके च अष्टादश पुराणानां श्रवणाद्यत्फलम्भवेदित्युक्तं श्च तथाचनि-
रुक्त वचनैपुराणानां प्रामाणिकत्वे सिद्धेगय श्राद्धादिकस्यापि प्रामाण्यं निर्विवाद मेवेति सर्वं सम
वद्यम् एवं श्रुतिस्मृति कल्पसूत्रैः प्रतिमा पूजना दीनां प्रमाण मिति संक्षेपः ॥

فقیر کے مارنے کے واسطے آئے ہیں اُنہوں نے اپنے کُتّے اُن کے پیچھے چھوڑ دئے اور لاٹھیوں سے اُن کا مقابلہ کیا جسپر وہ سب ٹھاکر لوگ پلایَن کر گئے یعنی بھاگ گئے یہہ خبر سارے گرام میں پھیل گئی تب تمام لوگوں نے اُن ٹھاکروں و چکر انگدوں کو بہت بُرا کہا بعد اس کے اُنہوں نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔

لالہ جگنّاتھ پرشاد جی نے بیان کیا کہ جوالا پرشاد کی بابت ہم نے سوامی جی سے پوچھا۔ فرمایا کہ وہ شراب پیکر آتا تھا اور بکواس کرتا تھا اُنہوں نے اُسکو پیٹا تھا۔ اور اُس کی کرسی لیکر آگ میں جلادی تھی اِسلئے ہم منع کرتے رہے کیونکہ اُس کا قاعدہ تھا کہ ایسے فساد کے موقعہ پر لوگوں کو شانتی کا اُپدیش دیا کرتے تھے۔

ہم نے سنا کہ وہ عرضی دینے والا ہے تب ہمنے سوامی جی سے پوچھا کہ آپ اگر عدالت میں جاوینگے تو کیا کہینگے فرمایا کہ ہم تو یتھارتھ یہہ کہینگے کہ وہ شراب پیکر آیا تھا۔ اُنہوں نے اُسے اُپان پر مار کیا (جوتے مارے) ہم منع کرتے رہے ہم نے کہا کہ اس طرح شاید اُنکو جرمانہ ہو جاوے فرمایا کہ ہم کبھی استّ نہ کہیں گے مگر اُس نے عرضی نہ دی۔

(काशीवालों की दी हुई व्यवस्था)

इस को संवत् १९२५ वि० के अंत में श्रीगोपाल लाये थे,,

॥ श्रीगणेशायनमः अथमूर्ति पूजादौव्यवस्था लिख्यते ॥

येनुकेचिच्छिवविष्ण्वादि प्रतिमानां बाणलिङ्ग शालिग्राम शिला प्रभृतीनां चार्चनं चातुर्वर्णिकैः परमादरपुरस्सरमहरहरनुष्ठीयमानं कतिपय पुराणादि श्लोकैरवगम्यमानमपि सकलास्तिकशिष्टानां प्रधानप्रमाणत्वेनानुमतं श्रुतिमनुस्मृत्योरनुपलम्भात् प्रमाणकोटिप्रवेशं नार्हतीति एव मष्टादश पुराणानितयाश्रद्धं च प्रमाणपथ मधिरोढुंनशक्नुवन्तिइतिब्रुवन्ते तानृप्रत्याचक्षते शास्त्रतत्त्वविदः प्रथमंतावत्प्रतिमा बाणलिंग प्रभृत्यर्चनंश्रुतिसिद्धं न भवतीतिमनोरथमात्रम् ॥

अथर्ववेदीयदेव्यथर्वशीर्षगोपालतापिनीयोपनिषदादिषुप्रतिमापूजनंबिल्वोपनिषदादिषुबाणलिंगार्चनस्यचस्पष्टमुक्तत्वात् तथाहि देव्यथर्वशीर्षोपनिषदि एतदथर्वशीर्षमज्ञात्वायोर्चां स्थापयति सशतलिक्षं जप्त्वापिनशुद्धिंविन्दति नूतन प्रतिमायां जप्त्वादेवतासान्निध्यं भवति प्राणप्रतिष्ठायां जप्त्वा प्राणानां प्रतिष्ठापयतीत्युक्तम् तथा गोपालतापिनीये सहो वाचतं नारायणो देवः सकाम्यामेरोः शृङ्गेयथा सप्त पुर्यो भवन्ति तथा भूगोलचक्रे सप्तपुर्योभवन्ति तासां मध्ये साक्षाद्ब्रह्म गोपाल पुरीहीति मथुरेत्युपक्रम्य तत्र वृन्दवनादि द्वादश वनानि भद्रे श्वरादि लिङ्गानिचोक्त्वा निद्वादशमूर्तयो भवन्तीत्युक्त्वा एकां हि रुद्रायजन्ती त्यभिधाय द्वादशेति भूम्यां तिष्ठन्ति तांश्चिये यजन्ति ते मृत्युं तरन्ति मुक्तिं लभते जन्ममरणगर्भतापत्रयात्मकं दुःखंतरन्तीत्युत्तरम् ॥

کہا کہ تم اندر چلے آؤ چنانچہ وہ آیا - تب کوتوال نے کہا کہ باباجی یہہ بکھیڑا ہے - سوامی جی نے کہا کہ ہم اپنے استھان پر بیٹھے ہیں کسی سے پریوجن نہیں خواہ کوئی کوواک یا کووچن کہے ہم کسی بُرا کہنے والے کو نہیں روک سکتے - پھر کوتوال نے جاکر پنڈت شری گوپال کو بلایا - پنڈت شری گوپال لالہ چھنے لال کے پاس گیا اور چھنے لال لالہ جگناتھ پرشاد کے پاس آئے اور کہا کہ شری گوپال کہتا ہے اگر میرے پر کوئی بات ہوئی تو میں جان دیدوں گا - تب لالہ جگناتھ جی نے کوتوال سے کہلا بھیجا کہ کوئی مباحثہ نہیں ہوا لوگ صرف سوامی جی کے درشن کو گئے تھے جسپر یہہ بات شانت ہوگئی اور شری گوپال شہر سے باہر چلا گیا - اس کے دو تین روز بعد جوالا پرشاد شراب پیکر سوامی جی کی جگہ پر گیا اور کرسی اپنے گھر سے لیگیا وہاں کرسی بچھاکر بیٹھا اور سوامی جی کو بہت کوواک کہے جسپر اول تو اُسے حاضرین نے ممانعت کی جب نہ مانا تو منی لال ویش و مدن موہن ویش و شبدت برہم چاری و نند کشور و دیارتھی نے اُسے خوب پیٹا اور اُس کی کرسی آگ میں جلا دی - سوامی جی نے منع کیا کہ اس پاگل کو مت پیٹو وہ اپنے خیال میں سوامی جی کے مارنے کی نیت سے آیا تھا اُسنے کوتوالی میں رپورٹ کی مگر کچھ نہ ہوا -

پھر یہہ سُنا گیا کہ ٹھاکر داس پانڈے ڈاک منشی کا سمدھی ۲۰ - ۲۵ آدمی لیکر سوامی جی پر حملہ کریگا یہہ سُنکر لالہ جگناتھ پرشاد معہ دو تین سپاہیوں اور منی لال کے وہاں گئے جب قریب لبھرانت کے پہنچے تو سُنا کہ وہ کسی سبب یا تو اپنے پکڑے جانے یا سوامی جی کی شہزوری کے باعث ڈر کر واپس چلے گئے ہیں اُنہوں نے جاکر یہ سارا حال سوامی جی سے عرض کیا کہ ہم نے ایسا سُنا ہے اب آپ باہر کے مکان کے بدلے اندر کے مکان میں رہیئے - تو سوامی جی نے کہا کہاں کہاں میری رکھشا تم کروگے تا ہینتر (اور جگہ) کون کریگا - وہ پرماتما سرو تر (سب جگہ) میری رکھشا کرنے والا ہے - مجھے کسی کا خوف نہیں میں اکیلا ریت مین گنگا تٹ پر گھوما کرتا ہوں ایسے واقعات مجھ پر بہت جگہ ہوئے ہیں -

ایک واقعہ سُنایا کہ سوروں میں لوگوں نے صلاح کی کہ انکو سوتے ہوئے اُٹھا کر گنگا مین ڈالدو یا زہر دیدو چنانچہ اُنہوں نے میرے شک پر ایک اور فقیر سوتے ہوئے کی چارپائی اُٹھاکر گنگا مین ڈالدی تب وہ کیکا یعنی اُسنے چیخ ماری لوگوں نے اُس کی آواز پہچان کر افسوس کیا کہ بہت دھوکا ہوا اور پھر اُسے نکال لیا -

دوسری دفعہ ایک جگہ مینے لب گنگ آچاریوں کے مت کا بہت کھنڈن کیا تھا وہاں کے ٹھاکر لوگ آچاریوں کے مرید تھے وہ دو دوپہر کو میرے مارنے کے واسطے آئے اور جہاں مین بیٹھا ہوا تھا وہاں پر اُسی درخت کے نیچے پہاڑی کانارتھی[1] بھی دوپہر کو آرام کرنے کے واسطے اُترے ہوئے تھے جب اُنہوں نے دیکھا کہ یہہ لوگ اس

[1] یہہ کانارتھی لوگ پہاڑ سے گنگوتری کا جل بھر لاتے ہیں جو ان کی کامری شیو پر چڑھاوے اُسے بطور پرشاد کھلایا پلایا کرتے ہیں ممالک مغربی و شمالی میں زیادہ آتے ہیں اور بڑے سیدھے سادھے ہوتے ہیں - (المؤلف)

وہ شاستر ارتھ کیا کریگا جسے پُلنگ و اِستری لِنگ (مذکر و مونث) کا بھی گیان نہیں تمام دیاکرن میں دھوج
شبد نپُنسک وپُلنگ ہوتا ہے اور اُس بُدھی مان نے اُسے اِستری لِنگ لکھا ہے ۔ باقی رہا نیچے بلانا وہ اسواسطے
ہے کہ کچھ بکھیڑا کریں ۔

سری گوپال نے ایک اور بانس ریت مین گاڑا اور لوگوں سے کہا کہ اسپر سب جل چڑھاؤ جل چڑھانا ہی ٹھیک ہے
یہہ عبث مورتی پوجا کی نندا کرتے ہیں ۔ چنانچہ صدہا آدمیوں نے لُٹیا بھر بھر کر اُسپر جل چڑھایا اور اندھا دھند
اسی جہالت کی پیروی کرتے رہے ۔ سوامی جی اوپر بسرانت پر کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے ۔ اور سینکڑوں
آدمی اُنکے پاس بیٹھے ہوئے تھے لالہ سُکھباسی لال سادہ رئیس نے معہ دو اور رئیسان کے سوامی جی سے کہا
کہ آپ بکھیڑہ سے نہ ڈریں ہم بندوبست کرینگے سوامی جی نے کہا کہ اول تو ہزاروں میں بندوبست مشکل دوم
اگر ہو بھی تو پریوجن کیا ہے ۔ جو اُنکو نشچے کرنا ہے تو جو پنڈت لوگ ہیں یہاں چلے آویں اور بکھیڑے سے مطلب
ہے تو ہم کو کوئی غرض نہیں ۔ اتنے میں شری گوپال کا بھیجا ہوا ایک چوبے سوامی جی کے پاس آیا اوسوقت
سوامی جی شری گوپال کی لیلا دیکھ کر ہنس رہے تھے اور کہتے تھے سर्वैबसिती वर्तते کہ ایک سری
گوپال نے سب کو سڑی کر دیا ہے چوبے نے آخر کہا کہ چلو شاستر ارتھ کرو ۔ سوامی جی نے سنسکرت میں کہا
کہ تو جانتا ہے کہ شاستر ارتھ کیسے ہوتا ہے چوبے نے منی لال ویش سے پوچھا کہ ذرا بتلانا تو سہی
کہ سوامی جی کیا کہتے ہیں اُسنے کہا کہ پوچھتے ہیں تُو ارتھ شاستر ارتھ کا جانتا ہے اُسنے کہا کہ نہیں تب
سوامی جی نے کہا کہ پھر تجھے کیا جیسا تو یہاں ویسا وہاں اسپر وہ حیران ہوگیا اور وہاں ہی کھڑا رہگیا
شری گوپال کو جب لوگوں نے کہا کہ چلو سوامی جی کے پاس اوپر چلکر شاستر ارتھ کرو نیچے کیوں شور کر رہے
ہو تب یہہ اُتر دیا کہ سوامی جی نے بسرانت کیل دی ہے اگر نیچے آویں گے تو سوامی جی ہار جاوین گے
اگر اوپر جاؤں تو میں ہار جاؤنگا ۔ غرضیکہ اوپر نہ گیا ۔ اور نیچے ہی شور کرتا رہا ۔ شہر کے معزز پنڈتوں
مین سے اس کا کوئی شریک نہ تھا ۔ اس روز ۴ بجے تک تو مکان کی چھت پر سیر کرتے رہے پھر ۴ بجے
سے بارہ دری میں آ بیٹھے اور اُسی کا ذکر ہوتا رہا شہر کے تمام وِدوان پنڈت سوامی جی کو پر وکھش
(غیبت) میں برھسپتی کا اوتار اور سکھدیو کی مورتی کہتے تھے ۔

۲۵ ۔ مئی کو منشی بنجا ور لال سرشتہ دار فوجداری نے صاحب کلکٹر کو اُن لوگون کے اجتماع اور مباحثہ
کی خبر دی مسٹر اولڈ فیلڈ صاحب کلکٹر تھے جو پیچھے ہائی کورٹ کے جج ہوئے صاحب نے کوتوال کو
حکم دیا کہ مذہبی ہنگامہ ہوا تم نے ہم کو اطلاع نہیں دی تب شام کو کوتوال قادر بخش وہاں بسرانت پر
گیا اُسوقت لالہ جگناتھ جی رئیس فرخ آباد بھی وہاں موجود تھے اول اُسنے سوامی جی کو باہر بلایا اُنھوں نے

پنپنسک لنگ بول دیا ہے پنڈتوں نے کہا کہ نہیں وہ تو پُلنگ ہوتا ہے۔

اس موقعہ پر سری گوپال نے اپنی خرابی دیکھ کر اپنی کامیابی کا یہ ایک ذریعہ سوچا کہ کاشی جاکر سوامی جی کے خلاف مورتی پوجا کے حق میں بیوستھاپتر (فتوے) لاؤں اور انکو مباحثہ میں اپنا ہمراہی نہ سہی پر انکی کوشش کروں چنانچہ اس ارادہ سے وہ بنارس گئے پنڈت سالگ رام جی شاستری ہیڈ پنڈت گورنمنٹ کالج اجمیر بیان کرتے ہیں کہ جب سوامی جی نے فرخ آباد ہمارے شہر میں اگر مورتی پوجا کا کھنڈن شروع کیا تب پنڈت سری گوپال جی بنارس میں ہمارے پاس آئے کہ آپ فرخ آباد نگر کے رہنے والے ہیں آجکل ایک سوامی دیانند نامی وہاں آئے ہیں اور مورتی پوجا کا کھنڈن کرتے ہیں مہربانی کر کے ہمیں بیوستھا لے دیجئے۔ ہم نے اُن کے واسطے پرمان لکھنے کا ارادہ کیا مگر ہمارے گورو پنڈت راجارام شاستری نے فرمایا کہ تم کیوں محنت کرتے ہو پہلے بھی ایک بار دکھن میں مورتی کھنڈن کا چرچا ہوا تھا اُسوقت ہم نے بدستخطی پنڈتان بنارس ایک بیوستھا لکھی تھی اُس کی نقل بھیجدو۔ چنانچہ مین نے اُس کی نقل کر کے بعد دستخط کرانے پنڈتان بنارس کے اُس کے حوالہ کی گوپال جی کے کچھ روپیہ بھی دستخط کرانے میں پنڈتوں کے بھینٹ پوجا میں خرچ ہوئے تھے۔

ہم نے پہلی دفعہ سری گوپال کی زبانی ہی سوامی جی کا نام سنا تھا۔

سری گوپال جب وہ بیوستھا لایا۔ تو جامہ میں پھولا نہ سمایا سمت ۱۹۲۵ کے انت میں یہ بیوستھا لائے تھے اور آتے ہی بڑی بڑی ڈینگ مارنی شروع کی اور اپنے ساتھ جوالا پرشاد کا کنبہ (جو اول درجہ کا شرابی مشہور تھا) ڈاک منشی کو جو مذہب شاکتک رکھتا تھا ملالیا ۲۲۔ مئی ۱۸۶۹ء سنیچر کے روز جوالا پرشاد نے اشتہار لکھ کر دروازوں پر لگا دئے کہ ہم اور سری گوپال سوامی جی سے شاستر ارتھ کرینگے۔

پنڈت گوپال راؤ ہری جی اوکت بیوستھا کی نقل نرسنگ چودس سے ایک رات پہلے ہی سری گوپال کے پاس جاکر لائے اور سوامی جی کے پاس لے گئے جسکو سوامی جی نے آدے سے انت تک پڑھا اور پڑھکر ہنسے اور کہا کہ میں نے کاشی والوں کی لیاقت جان لی۔ ایسا ہی وہاں بھی شاستر ارتھ ہوگا۔

چنانچہ بروز منگل بیساکھ سُدی نرسنگ چودس سمت ۱۹۲۶ مطابق ۲۴۔ مئی ۱۸۶۹ء کو اُسنے نہایت دھوم دھام سے سوامی جی کے سمیپ گنگا کے کنارے ٹوکا گھاٹ کے میدان میں جا کر اُسی بیوستھا کو جا ٹکایا اور ایک بانس لیکر اُسکا جھنڈا بنایا اور اُسپر سنسکرت میں धर्म ध्वजेय لکھکر گاڑ دیا پنڈت دنیش رام و پنڈت گنگا پرشاد و لالہ جگن ناتھ پرشاد رئیس فرخ آباد نے کہا کہ اُس روز وہاں بڑا میلہ لگ گیا ہزاروں آدمی موجود تھے اُسوقت اُس نے سوامی جی کے پاس آدمی پر آدمی روانہ کئے کہ آپ شاستر ارتھ کے واسطے آئیے اسوقت سوامی جی نے کہا کہ

وہاں کے برہمنوں کو بہت سمجھایا کہ تم پراتا کال اُٹھکر گائیتری کا جَپ کرو اور پاکھنڈ وغیرہ چھوڑ دو پوپ لیلا اچھی نہیں اور نہ اس میں بھلا ہے۔ جو لوگ شاستر دوارا کَپ پڑھنے والے تھے ان کو کچھ نہ کہا۔ مگر جو اپنے بھرشٹاچار میں مصروف سنسار کے ورغلانے میں پرورت تھے بھرشٹاچار ج۔ ست کرموں سے ہین ہونے پر اپنے آپ کو برہمن مانتے تھے اُن کا کُھلم کُھلا کھنڈن شروع کیا منو سمرتی کا حوالہ دیتے تھے کہ جو وید و دیا کچھ نہیں جانتا وہ خواہ کسی کا بیٹا ہو شودر ہے۔ جس پر عوام جنم کے برہمنوں نے پنڈتوں سے جاکر فریاد کی کہ یہ ہماری جیو کا ناش کرتے ہیں یہہ بات بہت بُری ہے۔ تب میرٹھ کے ضلع کے رہنے والے پنڈت سری گوپال یہاں آئے اور شاستر ارتھ کے لئے طیار ہوئے۔ اس شاستر ارتھ میں مدت پتیمبر داس جی تھے اور علاوہ ان کے دس پانچ پنڈت اور بھی تھے۔ بسرانت گھاٹ پر جہاں سوامی جی اُترے تھے سب لوگ جمع ہوئے اور پنڈت سری گوپال گئے اُس وقت سری گوپال و سوامی جی کے درمیان مفصلہ ذیل گفتگو ہوئی۔

پنڈت جی بولے کہ भोस्वामिन् मयारात्रौविचारःकृतः آپ مورتی پوجا کو کیوں اور کیسے کھنڈن کرتے ہیں یہ مورتی پوجا تو سروتہا لکھی ہے۔

سوامی جی कुत्रलिखितमस्ति तदुच्यताम् یعنی کہاں لکھی ہے وہ کہو اور یہ سنسکرت اشدہ ہے۔

پنڈت جی نے سنسکرت کی اشدھی تو قبول نہ کی مگر مورتی پوجا کے پرمان میں منو ادھیائے ۲-۱۷۶ اشلوک پڑھا देवताभ्यर्चनञ्चैव समिधाधानमेवच ।

سوامی جی अस्यार्थः क्रियताम् اِس کا ارتھ کرو

پنڈت جی۔ دیوتا کا پوجن کرے۔ سماینگ پراتا ہَوَن کرے اور پُوجن چونکہ پرتما کا ہی ہو سکتا ہے اور کا نہیں اسواسطے اس سے مورتی پوجن سدہ ہے۔

سوامی جی۔ بیوتپتی دوارا اس کا ارتھ کرو۔ ارچ پوجایام یعنی ارچا پوجا اور پوجا ستکار کو کہتے ہیں۔ پس یہاں اگنی ہوتر اور ودوانوں کے ستکار کا مطلب ہے مورتی پوجا کا نہیں۔

اسپر تھوڑی دیر تک شاستر ارتھ چلتا رہا۔ سری گوپال جو ارادہ کر گئے تھے کہ سوامی جی کو پراست کرینگے وہ بات نہ ہوئی اور نہ مورتی پوجن کا پرتپادن ہوا۔ اس پر سوامی جی کی وِدوتا (فضیلت) کا شُہرہ اور بھی شہر میں پھیل گیا اور اس کا کارن سری گوپال ہوئے۔ کیونکہ اُس نے گو اُس وقت اپنی غلطی نہ مانی مگر دوسرے دن پنڈتوں سے پوچھتا پھرتا تھا کہ پوجا شبد کہیں بھی ہوتا ہے یا نہیں کیونکہ پینے وہاں غلطی سے رچا۔

فرخ آباد کا پہلا شاستر ارتھ

مابین

شری سوامی دیانند سرسوتی و پنڈت سری گوپال جی

سوم وار - ۲۴ - مئی ۱۸۶۹ء

سمت ۱۹۲۵ میں جب سوامی جی دوبارہ فرخ آباد آئے اس دفعہ چرچا زیادہ ہوا - روز بروز ان کے اُپدیش کی شہرت بڑھتی گئی سیکڑوں رئیس اور شریف لوگ اُن کے پاس جاتے اور اپنے شکوک رفع فرماتے رہے اور اسی طرح عام لوگ بھی اس چشمۂ فیض سے لابھ اُٹھاتے اور اپنی دھارمک پیاس بُجھاتے رہے جو برہمن وغیرہ اُن کے پاس جاتے سوامی جی اُنہیں گائیتری - اگنی ہوتر - بلی وشو دیو کا اپدیش کرتے اور سب سے پوچھتے کہ تم وید پڑھتے یا جانتے ہو یا نہیں - بہت لوگ اُن کے ست اُپدیش سے سندھیا کرنے لگے اور جنھوں نے پہلے کرکے چھوڑ دی تھی اُنہوں نے دوبارہ آرنبھ کر دی - جنھوں نے تیسرے کال کا نیم کر رکھا تھا اُن پر سوامی جی نے اعتراض کیا کہ تیسرا کال تم نے کونسا مقرر کیا لوگوں نے مدھیان کال بتایا - سوامی جی نے کہا کہ سندھیا کی بیوتپتی (ترکیب مصدری) شاستر دوارا کرنے سے ظاہر ہے کہ سندھیا صرف دن اور رات کے ملاپ کا نام ہے مدھیان کی سندھیا نہیں ہوسکتی پر آتا کال اور سائینگ کال دو ہی سندھیا کے سمہ ہیں یہاں کے لوگ مدھیان (دوپہر) کے واسطے پرمان تلاش کرنے لگے اور کرن راجا کا پرمان دیا کہ وہ مدھیان کی سندھیا کر کے بھوجن کرتا تھا مگر جب سوامی جی نے مہا بھارت نکالکر اُس کا کھنڈن کیا اور کرشنچندر کی یاترا دوارکا سے ہستناپور تک مندرجہ بھارت سے دو کال سندھیا کا حوالہ نکالا اور لوگوں کو دکھلایا - تب لوگوں نے اگرہ چھوڑ دیا - اور سوامی جی کی بات مان لی ؏

سوامی جی نے اُنکی سندھیا کے منتروں پر بھی آکھیشپ کیا اور ایک سندھیا لکھوائی جو پنچ مہایگ ودھی کے نام سے پرسدہ ہے،

کتنا غلط نکلا اور کس طرح انہیں شرمساری اٹھانی پڑی یہانتک کہ ویدک دھرم کا اور بال شاستری ادھرم کا سرو پ تک نہ بتلا سکے سچ ہے آفتاب توحید کے سامنے بت پرستی کا مردہ چراغ نہیں جل سکتا۔

سوم۔ پر تما شبد پر پنڈتوں کی حیرانی اور سرگردانی درحقیقت رحم کے قابل ہے جس دھارمک بل سے اُس ست پرتگیہ مہاتما نے اُنکو موقعہ دے دے کر گرایا وہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔

چہارم۔ پوران شبد جو وید آدک سناتن گرنتھوں میں آیا ہے اُس سے ۱۸ پوران مراد نہیں۔ پنڈتوں نے کتنی کوشش کی اور کس قدر ہاتھ پاؤں مارے اپنی طرف سے جان پر کھیل گئے ست است کی کچھ پروانہ کی مگر نہ ہوا یہ نہ ہوا رشی کا انداز نصیب۔ نہ اٹھارہ پوران سدّہ ہوئے اور نہ پُوران شبد وشیشن ہا جی سدّ کر سکے چھاندوگیہ کے واکیہ پر تمام پنڈتوں کا بالاتفاق انکار کہ یہہ کہیں نہیں ہے اور سوامی جی کا اِس پر کمال صداقت سے انحصار و اقرار کہ اگر یہہ واکیہ شام وید کے چھاندوگیہ اُپنشد میں نہو تو ہمارا پراجے ورنہ تمہارا۔ یہہ پرتگیا لکھو۔ اِس پر پنڈتوں کا مَون (خاموشی) سادہ جانا اور پرتگیا سے موںھ چھپانا سوامی جی کی کتنی بڑی کامیابی ہے۔

مادھو اچارج کا اندھیرے میں پتروں کا پرکانا۔ سب پنڈتوں کا پڑھنے سے جی چرانا۔ وشودھانند کا عینک کا بہانہ بناکر جان چھڑانا۔

سوامی جی کا ایسے وقت میں ورق اُٹھاکر پڑھنے میں پانچ پل لگانا۔ اور جب اُتّر سنانا چاہا۔ اول وشودھانند کا دیر کا عذر کر کے کھڑا ہو جانا اور ساتھ ہی سب پنڈتوں کا شور مچانا اور کولاہل کرتے ہوئے باہر نکل جانا کیسی تہذیب اور کیسی بدھی متا اور کتنا حق و باطل کے فیصلہ کا خیال سمجھا جا سکتا ہے۔

پنڈت کاشی نراین ورجی منصف حال پنشنر مقیمی بنارس فرماتے ہیں کہ "سوامی رام نرنجن جی کو (جو کہ علم سنسکرت کے بڑے نامی گرامی ودوان تھے) کسی نے خبر دی کہ ایک مہاتما دیانند نام آئے ہوئے ہیں جو مورتی پوجا کھنڈن کرتے ہیں تب اُنھوں نے آگے پیچھے دیکھ کر کہ کوئی غیر تو نہیں سنتا فرمایا کہ کہتا تو سچ ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ کم سن اور ناتجربہ کار ہے"۔

दशमेऽहनिकिंचित्पुराणमाचक्षीत पुराण विद्यावेद: اس گریہ سُوتر کے پاٹھ میں یہاں اُپ
نشدوں کا ہی گرہن ہے اوروں کا نہیں کیونکہ پُرانی وِدیا ویدوں ہی کی برھم وِدیا ہے ۔ پس اس سے بھاگوت
دیوِرت وغیرہ نوین گرنتھوں کا گرہن کبھی نہیں کر سکتے کیونکہ جو یہاں ایسا پاٹھ ہوتا کہ برھم دیورت
وغیرہ اٹھارہ گرنتھ پُران ہیں سو تو وید یا اُپ نشدوں یا کسی رشی کرت گرنتھ میں ایسا پاٹھ ہرگز نہیں ہے
اس لئے کسی طرح بھی ان اٹھارہ گرنتھوں کا اس سے گرہن نہیں ہو سکتا"

وِشودھانند سوامی اُٹھ کھڑے ہوئے کہ ہمکو دیر ہوتی ہے ہم جاتے ہیں تب سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور کولاہل (شور و شر) کرتے ہوئے چلے گئے تاکہ اُن کے شور و شر کرنے سے یہہ لوگوں کو معلوم ہو کہ سوامی دیانندجی کا پراجے ہوا ۔

اب اِسپر بُدھی مان لوگ وِچار کریں کہ کس کا جے اور کس کا پراجے ہوا ۔ دیانند سوامی کے چار متذکرۂ بالا پرشن ہیں اُن چاروں کا وید میں پرمان نہ نکلا تو کیونکر اُن کا پراجے ہوا بلکہ صاف ظاہر ہے کہ کاشی کے پنڈتوں کا پراجے ہوا اور سوامی دیانندجی کا جے ۔

غور طلب مبارک

واضح ہو کہ دیانندجی مہاراج اکیلے ست دھرم اور ست ودیا کے بل سے کاشی کے تمام مورتی پوجک اور شیو شکتی وغیرہ سمپر دائی پنڈتوں کے مقابلہ میں شاستر ارتھ کو موجود تھے واجب تو یہہ تھا کہ کوئی ایک پنڈت جو سب میں مکھی ہوتا اول سے آخر تک گفتگو کرتا مگر اُس دھارمک پرش نے اس کی کچھ پروانہ کی اور چار باتوں میں اُنہیں شاستر ارتھ کے لئے للکارا ۔

اول پاشان آدی مورتی پُوجن وید وِرودھ ہے اسواسطے اُسکا کرنا پاپ ہے" ۔ سارا شاستر ارتھ ہو چکا بنارس کی ساری وِدیا زور لگا چکی ۔ اور آج اُس کو ۲۸ سال ہوتے ہیں کہ کوئی منتر کسی نے بھی وید سے مورتی پُوجن ودھان کا نہ نکالا اور نکالیں کس طرح جبکہ وید میں اُسکا پتہ ندارد ہے ۔ دو تین دفعہ جب نامی نامی پنڈتوں نے پچھاڑ کھائی پھر سارا شاستر ارتھ دیکھے کسی نے مورتی کی طرف رُخ بھی نہیں کیا اور نہ شالگرام وغیرہ کا کہیں نام لیا ۔ پیارے ناظرین یہہ کتنی عظیم الشان فتح یابی ہے ۔

دوم ۔ مُورتی پُوجا کی بازی میں ہار کھا کر پنڈتان بنارس منُوسمرتی آدک ویدمولک ہیں یا نہیں اس طرف دوڑے اہنکار کا سر نیچے ہوتا ہے ۔ ہر کہ گردن بہ کبر افرازد ۔ خویشتن را بگردن اندازد ۔ وشودھانند کا ہاں ہمکو سب گنتھے ہیں

سوامی جی۔ جو سام وید کے چھاندوگیہ اپنشد میں یہہ پاٹھ نہ ہو تو ہمارا پراجے ہو اور جو ایسا ہو تو تمہارا پراجے ہو یہہ پرتگیا (اقرار) لکھو۔

تب سب چپ ہو رہے کسی نے پرتگیا لکھنے کا نام نہ لیا۔

پھر پورن ودوان سوامی دیانند جی نے ست دھرم کی پوری فتحیابی دیکھ کر اور بار بار ہر ایک بنارسی ودوان کو ودیا بل سے پچھاڑ کر عام چیلنج دیا۔

سوامی جی۔ ویاکرن جاننے والے اِسپر کہیں۔ کہ دیاکرن میں کہیں کلم سنگیا کری ہے یا نہیں۔

بال شاستری۔ سنگیا تو نہیں کی ہے پرنتو ایک سوتر میں مہابھاشکار نے آپ ہی سس کیا ہے۔

سوامی جی۔ مہابھاشیہ کے کسی سوتر میں سنگیا تو نہیں کی بلکہ آپ ہی سس کیا ہے جو جانتے ہو تو اُداہرن پوربک سمادھان کہو۔ اِسپر ——

بال شاستری وغیرہ کوئی بھی کچھ اُتر نہ دیسکا اور بالکل گونگے بن گئے

اُسوقت چونکہ اچھی طرح اندھیرا ہو گیا تھا۔ ۲ گھنٹہ تک سب مباحثہ کرتے کرتے اوسان باختہ ہو گئے ہر ایک فرداً فرداً اپنی زور آزمائی کر کے شکست کھا چکا تب اُنہوں نے ایک فریب کا داؤ کھیلا یعنی پنڈت مادھو آچارج نے دو پترے (ورق) وید کے نام سے نکال کر سب پنڈتوں کے بیچ میں رکھدئے اور کہا کہ یہاں یگ کے سماپت ہونے پر یجمان دسویں دِن پُرانوں کا پاٹھ سُنے۔ ایسا لکھا ہے یہاں پوران شبد کس کا وشیشن ہے

سوامی جی نے کہا کہ پڑھو اسمیں کس پرکار کا پاٹھ ہے۔ جب کسی نے نہ پڑھا۔ تب وشودہانند سوامی نے پترے اُٹھا کر سوامی جی کی طرف کر کے کہا کہ تم ہی پڑھو۔

سوامی جی۔ آپ ہی اِس کا پاٹھ کیجئے۔ پترے لوٹا دئے۔

وشودہانند۔ میں بنا عینک کے پاٹھ نہیں کر سکتا ایسا کہکر وے پترے اُنہوں نے اُٹھا کر سوامی دیانند جی کے ہاتھ میں دیدیئے۔

سوامی جی۔ پترے لیکر وِچار کرنے لگے۔

انومان (اندازاً) پانچ پل گذرے ہونگے کہ جیوں ہی سوامی جی یہہ اُتر کہا چاہتے تھے کہ "پُورانی جو وِدیا ہے اِسے پُوران ودیا کہتے ہیں وہ پوران ودیا وید ہے پُوران وِدیا وید اتیادی برھم ودیا کا یہاں گرہن ہے (دیکھو مانڈوکیہ کا آغاز)

اور دیگر مقامات میں رِگ وید وغیرہ چاروں ویدوں کا یہاں شرون لکھا ہے اُپ نشدوں کا نہیں اس لئے

وشودھانند جی بولے کہ برہدارنک اُپنشد کے اس منتر میں

एतस्यमहतो भूतस्यनिःश्वसितमेतदृग्
वेदो यजुर्वेदः सामवेदोऽथर्वाङ्गिरसइतिहासः पुराणं श्लोकोव्याख्यानान्यनुव्याख्यानानीति ॥

یہہ سب جو پہٹت ہین انکا پرمان ہے یا نہیں -

سوامی - ہاں پرمان ہے -

وشودھانند - جو اشلوک کا بھی پرمان ہے تو سب کا پرمان آیا -

سوامی - ست شلوکوں کا پرمان ہوتا ہے اوروں کا نہیں -

وشودھانند - یہاں پوران شبد کس کا وشیشن ہے

سوامی - پستک لائیے تب وچار کیا جا سکتا ہے - تب کسی نے برہدارنک نہ نکالا بلکہ الٹا ایک اور گرہیہ سوتر کا گرنتھ لاکر اُس کے دو پترے نکالکر

مادھو آچارج - بولے یہاں پوران شبد کس کا وشیشن ہے -

سوامی - کیسا بچن ہے - پڑھئے -

مادھو آچارج نے تب یہہ ٹکڑا پڑھا

ब्राह्मणानितिहासान्पुराणानीति ।

سوامی - یہاں پوران شبد برہمن کا وشیشن ہے ارتھات پورانے نام سناتن برہمن ہیں - تب بال شاستری نے کہا کہ کیا براہمن کوئی نوین بھی ہوتے ہیں -

سوامی - نوین تو براہمن نہیں ہیں لیکن ایسی شنکا بھی کسی کو نہ ہو اسلئے یہاں یہہ وشیشن کہا ہے -

وشودھانند - یہاں اتہاس شبد کے ویودھان ہونے سے کیسے وشیشن ہوگا

سوامی - کیا ایسا کوئی قاعدہ ہے کہ ویودھان سے وشیشن نہیں ہوتا اور اویودھان میں ہی ہوتا ہے -

دیکھو گیتا کے اس شلوک میں अजो नित्यः शाश्वतोयं पुराणो नहन्यते हन्यमाने शरीरे अ० २-२०

دُور ستھ دیہی کا بھی وشیشن کیا نہیں ہے اور کہیں ویاکرن وغیرہ میں بھی یہہ قاعدہ نہیں ہے کہ سمیپ ستھ (قریب) ہی وشیشن ہوتے ہین دور ستھ (محذوف) نہیں

وشودھانند - یہاں اِتہاس کا پوران شبد وشیشن نہیں ہے بلکہ اس سے کیا نوین اتہاس گرہن کرنا چاہیے -

سوامی اور جگہ پر اتہاس کا وشیشن پوران شبد ہے سُنئے इतिहासपुराणः पंचमोवेदानांवेद इत्यादि । छा० अ०७खं० ۱ اس واک میں اِتہاس کا وشیشن پوران شبد ہے - تب

وامن آچارج وغیرہ بہت سے پنڈتوں نے کہا کہ یہہ پاٹھ نہیں ہے -

سوامی اگر آپ نے وہ پرکرن دیکھا ہے تو کسی منتر کا ارتھ کہئے - تب
شیو سہائے جی چپ ہو گئے کچھ بھی نہ بول سکے (غریب نے دیکھا ہوتا تو کہتا)
پھر وشودھانند سوامی نے کہا کہ وید کیسے اتپن ہوئے -
سوامی جی - وید ایشر سے اُتپن ہوئے -
وشودھانند - کس ایشور سے - نیا و شاستر پرسدّھ ایشور سے - یوگ شاستر پرسدّھ ایشور سے - اتھوا ویدانت شاستر پرسدّھ ایشور سے -
سوامی کیا ایشور بہت سے ہیں -
وشودھانند - ایشور تو ایک ہی ہے پرنتو وید کون سے لکھشن کے ایشور سے بھئے ہیں
سوامی جی - سچدانند لکھشن والے ایشور سے ہوتے ہیں
وشودھانند - ایشور اور ویدوں میں کیا سمبندھ ہے پرتپادیہ پرتپادک بھاؤ - یا جنیہ - جنک بھاؤ - یا سموائے بھاؤ وا سیوک سوامی بھاؤ اتھوا تت آتم وغیرہ
سوامی جی - کاریہ کارن بھاؤ سمبندھ ہے
وشودھانند - جیسے من میں برہم بدھی کرکے اور سورج میں برہم بدھی کرکے پرتیک اُپاسنا کہی ہے تیسے ہی شالگ رام کا پوجن بھی گرہن کرنا چاہیئے -
سوامی - جیسے منو برہم اِتی اُپاسیت - آدیتہ برہم اِتی اُپاسیت اتیادی وچن وید میں دیکھے جاتے ہیں تیسے پاشان آدی برہم اتی اپاسیت وغیرہ وچن وید میں نہیں دیکھ پڑتے پھر کیونکر مورتی کا گرہن ہو - تب
مادھو آچارج نے کہا اُدبُدھ سو اگنی پرتی جاگر ہتو مشٹا پورتے اِتی اس منتر میں پورتی شبد سے کس کا گرہن ہے -
سوامی جی باولی - کنواں - تالاب - باغ کا گرہن ہے -
مادھو آچارج پاشان وغیرہ مورتی پوجن کا کیوں گرہن نہیں -
سوامی پورت شبد پورتی کا واچک ہے - اس سے کسی طرح اور کبھی بھی پاشان وغیرہ مورتی کا گرہن نہیں ہوتا اگر شنکا ہو تو اس منتر کا نروکت براہمن دیکھئے - (پھر اسپر کوئی کچھ نہ بولا -)

مادھو آچارج نے (پھر ایک نیا سوال پوچھا) کہ پوران شبد ویدوں میں ہے یا نہیں -
سوامی جی - پوران شبد تو بہت سی جگہ ویدوں میں ہے مگر پوران لفظ سے برہم ویورت - بھاگوت - گرڑ آدی گرنتھوں کا ہرگز مطلب نہیں لیا جا سکتا - کیونکہ شبد زمانہ ماضی (بھوت) کا واچی ہے - ہر جگہ دربیہ ہی کا وششٹ ہوتا ہے - اسپر

سوامی جی آپ ادھرم کا لکھشن کہئے۔

بال شاستری نے اُس کا کچھ اُتر نہ دیا۔

پھر بہت سے پنڈتوں نے ہلّا کر کے اکٹھے پوچھا کہ ویدوں میں پرتما شبد ہے یا نہیں (کوتوال صاحب کا انتظام کہاں ہے)

سوامی جی لفظ پرتما تو ہے۔

اُن لوگوں نے پوچھا کہ کہاں پر ہے۔(افسوس کہ کاشی کے پنڈت اور ویدوں سے اتنی ناواقفیت اور بچوں کی طرح پرتما لفظ کی موجودگی میں خوش ہونا فتحیابی کی کوشش کرنا تاکہ عام جاہلوں کو کہدیں کہ تو اب لفظ پرتما تو وید میں سے نکل آیا مورتی پوجا سدھ ہوگئی)

سوامی جی سام وید کے براہمن میں ہے (وہ یجروید کے ۳۲ ادھیا کے تیسرے منتر میں ہے)

اُن لوگوں نے پھر پوچھا کہ وہ کونسا وچن ہے۔

سوامی (دیکھئے صاف باطن کی نشانی بلا پکش پات کے بتلاتے ہیں) کہ دیوتا کے استھان کانپتے ہیں اور پرتمائیں ہنستی ہیں وغیرہ

پھر ان لوگوں نے کہا کہ پرتما شبد تو وید میں ہے آپ کیسے کھنڈن کرتے ہیں۔

سوامی جی۔پرتما شبد سے پاشان پوجا آدی کا پرماں نہیں ہوتا اسلئے پرتما شبد کا ارتھ کرنا چاہئے تب

اُن لوگوں نے کہا کہ جس پرکرن میں یہہ منتر ہے اس پرکرن کا کیا ارتھ ہے۔

سوامی جی اس کا یہہ ارتھ ہے آب ادبہت شانتی کا ویا کھیان کرتے ہیں ایسا شروع کر کے پھر اندر وغیرہ سب مول منتر وادھین کو جو سام وید کے براہمن میں لکھے کہا کہ ان میں سے ہر ایک منتر پر تین تین ہزار آہوتی کرنی چاہئیں اس کے بعد ویاہرتی کر کے پانچ پانچ آہوتی کرنی چاہئیں۔ایسا کہہ کر سام گان کرتا بھی لکھا ہے اس سلسلہ سے ادبہت شانتی کا بدھان کیا جاتا ہے جس منتر میں پرتما شبد ہے سو منتر مرتیولوک وشیک نہیں ہے کنتو برہم لوک وشیک ہے ایسا کہتے ہیں اور بیان کیا کہ جب وہ بگھن کرتا دیوتا پورب دشا میں ورتمان ہووے ایتادی منتروں سے ادبہت درشن کی شانتی کہکر پھر دکھن دشا۔پچھم دشا۔اُتر دشا انترکھش بھومی کی شانتی کہکر مرتیولوک کا پرکرن سماپت کر انترکھش کی شانتی کہکر اس کے انتر سورگ لوک پھر پرم سورگ یعنی برہم لوک کی شانتی ہے

اسپر سب چُپ رہے۔

پھر بال شاستری نے کہا کہ جس جس دشا میں جو دیوتا ہیں تس تس کی شانتی کرنے سے ادبُہت دیکھنے والوں کی شانتی ہوتی ہے

سوامی جی یہہ تو ست ہے پرنتو اس پرکرن میں دکھانے والا کون ہے۔

بال شاستری اندریاں دکھلانے والی ہیں۔

سوامی جی اندریاں تو دیکھنے والی ہیں دکھانے والی نہیں پرنتوہ समप्राची दिग्ग्मव۔ منتروں میں شبد کا پاچیا رتھ کیا ہے

بال شاستری سے اسپر کچھ بھی اُتر نہ بن سکا۔

پنڈت شیو سہائے۔انترکھش آدی گمن شانتی کرنے کا پھل اس منتر کر کے کہا جاتا ہے۔

پنڈت تاراچرن- ویدوں میں پرمان ہے یا نہیں پرنتو جو ایک ویدوں کا ہی پرمان مانتا ہے اوروں کا نہیں اُس کے تائیں کیا کہنا چاہیئے۔ (اس جواب کو غور سے پڑھو۔ وید مین مورتی پوجا کا صاف انکار ہے) مولف

سوامی جی اوروں کا وچار پیچھے ہوگا ویدوں کا وچار لکھا ہے اسلیئے اس امر کا پہلے وچار کرنا چاہیئے کیونکہ وید وکت کرم ہی لکھے ہیں اور منوسمرتی وغیرہ کی بھی وید پر بنیاد ہے اس سے انکا بھی پرمان ہے مگر وید کے خلاف اور ویدمیں اپرسِدّہ کا پرمان نہیں ہے

تاراچرن- منوسمرتی کا وید میں کہاں مُول ہے

سوامی جی جو کچھ منو نے کہا ہے سو اوشدھیوں کی اوشدھی ہے ایسا سام وید کے چھاند وگیہ برہمن میں کہا ہے۔

وشودھانند سوامی بولے کہ رچنا کی اُنپ پتی (———) ہونے سے انومان پرتی پادیہ پردھان جگت کا کارن نہین ویاس جی کے اس سوتر کا ویدوں میں کہاں مول ہے۔

سوامی جی یہہ پرکرن سے جُدا بات ہے اس پر وچار کرنا نہ چاہیئے۔

وشودھانند- جو تم جانتے ہو تو اوشیہ (ضرور) کہو

سوامی جی نے دیکھا کہ مباحثہ مورتی پوجا سے ہٹ کر اور طرف چلا جائیگا اسواسطے نہ کہا اور کہدیا کہ اگر کوئی بات کسیکو یاد نہ ہو تو پُستک دیکھکر کہی جاسکتی ہے۔

وشودھانند- جو یاد نہین تھا تو کاشی نگر میں شاستر ارتھ کرنے کو کیون طیار ہوئے۔

سوامی جی کیا آپکو سب برزبان یاد ہیں

بشودھانند- ہاں ہم کو سب یاد ہے۔

سوامی جی کہئے دھرم کا کیا سروپ ہے۔

وشودھانند وید پرتی پادپھل سہت جو ارتھ ہے وہی دھرم کہلاتا ہے۔

سوامی جی یہہ تو آپ کی سنسکرت ہے اسکا کیا پرمان- شرُتی و اسمرتی کہئیے

وشودھانند چودنا لکھش جو ارتھ ہے سو دھرم کہلاتا ہے یہہ جیمنی سوتر ہے

سوامی چودنا نام پریرنا کا ہے وہاں بھی شرُتی و سمرتی کہنا چاہیئے جہاں پریرنا ہوتی ہے- اور دھرم کے کتنے لکھشن ہیں

وشودھانند دھرم کا ایک ہی لکھشن ہے

سوامی جی دھرم کے دس لکھشن ہیں آپ ایک کیسے کہتے ہیں-

وشودھانند وے دس کون کون لکھشن ہیں-

سوامی منوسمرتی کا شلوک پڑھا- دھرتی- کھشما- دم- اِستیے- شوچ- اندری نگرہا- دھی- ودیا- ستّ- اکرودھ- یہہ دس دھرم کے لکھشن ہیں- تب بال شاستری نے کہا ہاں ہم نے سب دھرم شاستر دیکھا ہے-

باب پنجم ۔ فصل اول

شاسترارتھ کاشی

۱۶ - نومبر ۱۸۶۹ء

ایک دیانند سرسوتی نامی سنیاسی دگمبر گنگا کے کنارے بچرتے ہوتے ہیں ست پورش اور ست شاستروں کے جاننے والے ہیں انہوں نے تمام رگ وید وغیرہ کا وچار کیا ہے ۔ وہ ست شاستروں کو دیکھ اور نشچے کرکے ایسا کہتے ہیں کہ پتھر وغیرہ کی مورتی کا پوجن ۔ شیو شکتی گنپتی اور بشنو وغیرہ کے سمپرداؤں (فرقہ ہائے) ہنانے اور ردراکش ۔ تلسی مالا ۔ ترپنڈ آدی دھارن کرنیکا ذکر کہیں بھی ویدوں میں نہیں ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ یہہ سب متھیا ہی ہیں ۔ کبھی انکو نہ ماننا چاہئے کیونکہ وید دروده اور ویدون مین نشیدہ کے آچرن سے بڑا پاپ ہوتا ہے ایسی مریادا ویدون مین لکھی ہے ۔

اس سبب سے سوامی موصوف ہردوار سے لیکر ہر کہین اسکا کھنڈن کرتے ہوئے کاشی شہر مین آئے اور دُرگا کنڈ کے متصل باغ مین قیام پذیر ہوئے ۔ اُنکے آنے کی دُھوم مچی ۔ بہت سے پنڈتون نے ویدون کی پستکون مین وچار کرنا شروع کیا مگر پاشان (پتھر) آدی کی مورتی کی پوجا کا ارشاد کہین بھی نہ ملا ۔

چونکہ اس کی پوجا کا بہت ہٹ لوگون کو ہے اسلئے کاشی راج مہاراج نے تمام بڑے بڑے پنڈتون کو بُلاکر پوچھا کہ اس وشے مین کیا کرنا چاہئے تب سب نے یہہ نشچے کرکے کہا کہ کسی طرح پر دیانند سوامی سے شاسترارتھ کرکے بڑی مدت کسے رایج طریقہ کو جیسے قایم رہ سکے رکھنا چاہئے ۔

یہہ دل مین ٹھان کار تک سُدی دوادشی سمت ۱۹۲۶ منگل وار (۱۶ - نومبر ۱۸۶۹ء) کو مہاراج کاشی نریش بہت پنڈتون کو ساتھ لیکر سوامی جی سے شاسترارتھ کرنے کی غرض سے گئے تب

دیانند سوامی نے مہاراج سے پوچھا کہ آپ ویدون کی پستک لے آئے یا نہین ۔ تب

مہاراج نے کہا کہ وید تمام پنڈتون کو برزبان یاد ہیں پستک کا کیا مطلب ہے ۔ تب

دیانند سوامی نے کہا کہ پستک کے بغیر ماقبل و مابعد کے مضمون کا وچار ٹھیک ٹھیک نہوگا خیر پستک نہین لائے تو نہ سہی

بعد ازان پنڈت رگھناتھ پرشاد کوتوال نے یہہ قاعدہ مقرر کیا ۔ کہ سوامی جی سے ایک ایک پنڈت وچار کرے ۔

اول پنڈت تاراچرن منطقی مباحثہ کے لئے سوامی جی کے سامنے آئے ۔

سوامی جی نے اُن سے پوچھا کہ آپ وید کو پرمان مانتے ہو یا نہین ۔

پنڈت تاراچرن ۔ جو ورن آشرم مین استھت ہین اُن سب کو وید پرمان ہے ۔

سوامی جی ۔ وید مین پاشان آدی پوجا کا جہاں پرمان ہے وہ دکھلایئے جو نہ ہو تو کہئے کہ نہیں ہے ۔

ریاست اُودے پور میں مہاراجہ ہلکر کے چند خطوط بُلانے کو آئے تھے جسپر سوامی جی نے یہ ارادہ کیا کہ شاہ پور کے راجا صاحب سے ہم نے پچھلے سال سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ اول وہاں جانا ضرور ہے۔ بعد ازاں ہلکر جائینگے۔ شاہ پور سے ہلکر جانے کا ارادہ تھا۔ مگر اتنے میں جودھ پور کی ریاست سے لینے کے واسطے آدمی پہنچ گئے جسپر جودھ پور طیاری کر یدھے روانہ اجمیر ہوئے۔

۲۶ مئی ۴ بجے شاہ پورہ سے روانہ ہوکر ۲۰ مئی ۱۸۸۳ء دوشنبہ کو اجمیر میں پہنچے۔ لالہ شیو پرشاد اپنے روزنامچہ میں لکھتے ہیں۔

"۲۸ مئی کو معلوم ہوا کہ سوامی دیانند سرستی صاحب آئے ہیں دفتر سے آگے سیٹھ فتح مل کی کوٹھی میں گیا جہاں وے ٹھیرے ہیں۔ بہت سے آدمی موجود تھے۔ ایک سیٹھ جی جین مت کے آگئے۔ اُنسے سوامی جی کا سنسار اور دھرم آدھرم اور مت وغیرہ پر تذکرہ رہا۔ سیٹھ جی اصل بات سنسار کا تیاگ بتلاتے تھے۔ سوامی جی اسکو اسنبھو کہتے تھے۔ سنسار کا لکھشن سیٹھ جی نہ بتلا سکے۔ اور اور مختلف باتیں اُلٹی بے تک گڑنگوں کی ہوتی رہیں۔ پھر بھوت پریت وغیرہ کا ذکر آیا۔ سوامی جی فرمانے لگے کہ جب آدمی مرجاتا ہے جبتک اُسکا شریر داہ نہیں کیا جاتا ہے تب تک وہ پریت کہا جاتا ہے پھر اُسکا نام بھوت ہے۔ باقی سب ڈھونگ ہیں۔ پرماتما جیو آتما کا وشے ہوا۔ پھر اُنکے چلنے کی تیاری ہوئی۔ آپ جودھ پور تشریف لیجانیوالے ہیں سٹیشن پر آئے ساڑھے دس بجے تھے۔ ریل میں دیر تھی وہاں پر ایک دکھشنی بھائی ملے۔ یہ سوامی جی سے یوگ سیکھنے آئے ہیں یہاں پر مختلف ذکر رہا۔ بارہ بجے سوامی جی دوسرے درجہ کی گاڑی میں سوار ہو گئے +

باب چہارم

ختم شد

स्वस्तिश्रीसर्वोपकारार्थकारुणिक परमहंस परिव्राजकाचार्य श्रीमद्दयानन्दसरस्वती जी महार.ज-के चरणारविन्दों में महाराजाधिराज शाहपुरेश की बारम्बार नमस्तेस्तु ॥

अपरंच यहां आपका विराजना सार्द्धद्वय मास पर्यंत हुआ तथापि आप के सत्य धर्मोपदेश के श्रवण से मेरी आत्मा तृप्त न हुई आशा थी कि आप ग्रीष्मान्त अत्र स्थित होते परन्तु योधपुराधीशों की ओर से दर्शनों की और वेदोक्त धर्म उपदेश ग्रहण की, पुनः सत्याचरण, असत्य का त्याग और आप के मुखारविन्द से श्रवण करने की अभिलाषा देख कें, आपने वहां पधारना स्वीकार किया और भविष्छरीर भी क्रोड़ों मनुष्यों के उपकारार्थ प्रगट हुआ है यह समझ के मेरी भी सम्मति यही हुई कि आप का पधारनाही उत्तम है ॥

यही समझ के यहां विराजने की प्रार्थना नहीं की आशा है कि कृत कृत्य करने के निमित्त पुरा गमन करेंगे। सं० १९४० मि० जे कृ० ४ ॥

हस्ताक्षर, नाहरसिंहस्य ॥

اُنکے دیئے ہوئے مان پتر کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

مان پتر

سوستی شری سرب اُپکارن ارتھ کارونک۔ پرم ہنس پری براجک آچارج شری مت دیانند سرسوتی جی مہاراج کے قدموں میں والی ریاست شاہ پور کی بار مبار نمستے ہو۔

ویدک دھرم اپدیشک منڈلی میں میری طرف سے ایک اُپدیشٹا (اُپدیشک) رہے جسکے خرچ کے واسطے ایک روپیہ روز یعنی سے ماہوار یہاں سے آجکی تاریخ سے ملتے رہیں گے۔ تاکہ وہ اُپدیشک ویدک دھرم کی ترویج اور پاکھنڈ مت کی تردید کیا کرے۔

اگرچہ یہاں آپکا قیام اڑھائی ماہ تک رہا تو بھی آپکے ست دھرم اُپدیش کے سُننے سے میری آتما سیر نہ ہوئی۔ امید تھی کہ آپ موسم گرما کے خاتمہ تک یہاں رونق افروز رہیں گے۔ لیکن جب مہاراجہ صاحب والی جودھپور کیطرف سے آپکے درشن کرنے اور ویدوکت اُپدیش آپکے مکھ سے سُننے اور ست کے اختیار کرنے اور است کو تیاگنے کی ابھلاشا (خواہش) دیکھ کے آپنے وہاں کا عزم کیا تو میں نے بھی آپسے زیادہ تشریف رکھنے کے لیئے زیادہ اصرار نہ کیا۔ بلکہ آپکا وہاں تشریف لیجانا ہی ضروری سمجھا کیونکہ آپ کی ذات بابرکات کروڑوں منشوں کو فایدہ پہنچانے کے لیئے ہے نہ صرف ایک دو کو۔ اب آشا ہے کہ آپ پھر یہاں تشریف لائینگے اور ہمکو اعزاز بخشینگے۔ دستخط ناہر سنگہ راجا شاہ پورہ میتی جیٹھ بدی ۴ سمبت ۱۹۴۰)

یہ مان پتر بھارت متر کلکتہ جلد ۶ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۹ اجولائی ۱۸۸۳ء صفحہ ۶ پر طبع ہو چکا ہے۔

پرکیا جاوے۔چنانچہ کر دیا گیا۔

جب سوامی جی مہاراج ریل سے اُتر کر شاہ پورہ روانہ ہونے لگے تب مہاراجہ صاحب نے پیشوائی کے واسطے عرض کرائی پر سوامی جی نے انکار کیا۔

سوامی جی پھاگن کرشن بدی ۱۱ ادس مطابق ۹ مارچ ۱۸۸۳ء کو ۴ بجے دن کے یہاں سوشوبہت ہوئے۔اور باہر نواس باغ میں رہنا کو ان کے پاس جہاں ڈیرے وغیرہ پہلے ہی سے نصب کرائے گئے تھے نواس کیا۔اُسی روز سانیگ کال شری جی حضور سوامی جی کے پاس پدھارے۔اور بھی شہر کے بہت سے معزز لوگ درشن کرنے کو آئے۔اُس دن سوامی جی اور مہاراجہ صاحب کی باہم دو گھنٹہ تک باتیں ہوتی رہیں۔اور یہی طریقہ پانچ روز تک رہا۔بعد ازاں طے پایا کہ سانیگ کال ۷ بجے سے ۹ بجے تک ہر روز سوامی جی کے پاس رہنا جسمیں ایک گھنٹہ معمولی بات چیت کرنا یا کسی وشہ پر شنکوک نوارن کرنا۔اور دو گھنٹہ تک پڑھنا۔سب سے اول مہاراجہ صاحب نے منوسمرتی پڑھی اور اُس میں جو کھیپک (ڈالے ہوئے) شلوک تھے وہ دلائل سے جانے گئے۔پھر یوگ سوتر پڑھتے رہے۔اور پرانایام آدی کریا بھی پراتاکال کے سمے میں سوامی جی مہاراج جہاں روز جنگل میں جاتے تھے وہاں شری جی حضور بھی کسی کسی دن مہاراج کے ساتھ جاکر سیکھتے تھے۔یوگ شاستر کی سمادھی کی پرنچپات تھوڑا سا ویشیشک شاستر پڑھا۔

اور سوامی جی نے یہاں ایک برہمن کو (جو تھوڑا سا پڑھا ہوا تھا۔اُسکے اصرار پر) سنیاس گرہن کرایا اور ڈنڈ دھارن کرایا جسکا نام ستیانند سرسوتی رکھا گیا(اور اُسیوقت سے ودیا پڑھنے کے واسطے پریاگ بھیجدیا گیا۔اور وہاں منیجر کے نام چٹھی لکھ دی گئی کہ جب تک یہ ودیا پڑھتا رہے ۵ روپیہ ماہوار اسے بھوجن کے واسطے ملتا رہے۔چنانچہ وہ پریاگ چلا گیا) اس عرصہ میں جودھ پور میں سوامی جی مہاراج کو پدھارنے کے لیئے بھدر پرش آئے۔سوامی جی اُنکے ساتھ جانے کو تیار ہوئے۔جیشٹھ کرشن ۴ شنی وار سمت ۱۹۴۰ دن کے ۴ بجے یہاں سے پدھارے۔مہاراجہ صاحب سوامی جی کو پہنچانے کے لیئے بہت دور تک بگھی میں سوار باتیں کرتے ہوئے ساتھ گئے تھے"۔

یہاں رام سنیہیوں کا بڑا مہنت رہتا ہے۔اور سب سے بڑا اکھاڑہ اُنکا یہیں ہے۔سوامی جی نے اُنکے مہنت سے شاستر ارتھ کے واسطے بہت کوشش کی گر وہ کسی طرح تیار نہ ہوئے۔اصل میں اُن میں ودوان کوئی نہیں۔اور نہ کسی میں شاستر ارتھ کی سامرتھ ہے۔

شریمان شاہ پورہ اَدھیش نے ویدبھاشیہ کی سہایتا میں مالغ ۲۵ دیئے اور مبلغ ۳۰ ماہوار ایک اُپدیشک رکھنے کے لیئے ارپن کیئے جو ویدک دھرم کا پرچار کرتا رہے۔

श्रीमान् महाराजराजाधिराज श्रीनारसिंह जी वर्म्मा शाहपुराधीशों की उदारता और धर्मनिष्ठा

—+✻+—

स्वस्ती श्री सर्वोपकारार्थ कारुणिक परमहंसपरिव्राजकाचार्य श्रीमद्दयानन्दसरस्वती जी महाराज के चरणारविन्दों में, महाराज राजाधिराज शाहपुरेश की वारम्वार नमस्तेस्तु। वैदिक धर्म उपदेशक मंडली में मेरी ओर से एक उपदेष्टा रहे जिस के व्यय के वास्ते एक १) मुद्रा नित्य प्रति मासिक ३०) रौप्य यहां से निरन्तर आज की तिथी से प्राप्त होते रहेंगे सो वैदिक धर्म स्थापन पुनः पाखंडादि खंडन करते रहें। सं० १९४० मि० ज्येष्ठ कृष्ण ४ ॥ हस्ताक्षर नारसिंहस्य

سوامی جی یکم مارچ ۱۸۸۳ء کو اودے پور سے چلکر نیماھیڑی پہنچے۔

"پھر وہاں سے چتوڑ میں پہنچ تین دن نواس کر شاہ پورہ میں سو شوبھت ہوئے" (دیش ہیتیشی بابت ماہ چیت سمت ۱۹۴۰ صفحہ ۲۲)۔

پایا جاتا ہے کہ سوامی جی ۳ مارچ ۱۸۸۳ء سے ۸ مارچ ۱۸۸۳ء تک چتوڑ میں رہے اور وہاں سے ۸ کو روانہ شاہپورہ ہو گئے۔

راجا درگا پرشاد جی رئیس فرخ آباد کو سوامی جی نے ۸ مارچ ۱۸۸۳ء کے خط میں اودے پور کا حال اسطرح ذکر کیا ہے:۔

"ہم آج چتوڑ گڈھ میں ہیں۔ اگامی پھاگن ودی چتردشی گوروار کے دن راجستھان شاہپور میواڑ میں جا کر بیچار و جی وہاں ٹھیریں گے اب اودے پور کا برتانت سنو۔ ہم وہاں بہت آنند میں رہے۔ نت پرتی شری مان مہارانا جی کی اور سے سیوا اتم ریتی سے ہوتی رہی کسی دن کو چھوڑ سب دن تین چار وا پانچ گھنٹہ تک مجھسے ملکر پریم پوربک ست سنگ کیا کرتے تھے۔ کیول سننے ماتر نہیں کنتو اسکا دھارن اور آچرن بھی کرتے تھے۔ چھ شاستروں کا مکھ مکھ وشئے منو سمرتی کے راج دھرم دھا ایک تینوں ادھیا دبلا پر جاگر آدی کے اپدیش کے یوگ شلوک۔ تھوڑا سا ویاکرن کا وشئہ۔ اور تھوڑی لوے کی ریتی شریمان نے مجھسے پڑھی اور راج دھرم میں تت پر تھے۔ اور وشیش کر اب پورن ریتی سے ہوئے۔ وریشیا آدی کا نرت ورشن آدی ہیں سو نرمول کر دیا۔ سویکار پتر جیکو وصیت نامہ کہتے ہیں وہ اودے پور میں شریمانوں سے سویکرت سو مدر انکیت سو ہستا کھشر سو سو ستھمت کر کے اس لکھے ہوئے سبھا کے اودے پور آدھیش سبھاپتی ہوئے۔ اسکا وشیش سماچار تمکو چھپنے پر ودت ہوگا۔ ایک مانیہ پتر مجھ کو دیا ہے۔ اور روپیہ الٹ، کلدار وید بھاشیہ کے سہائے ارتھ۔ اور ایک دوشالا۔ اور ایک سادھارن دوشالا اور ... کلدار رامانند برھم چاری کو۔ تتھا ... کلدار فیروز پور یتیم خانہ کو۔ اور ... ونگرا سکے علاوہ یتیم خانہ کے سکول کے کشیدہ کاڑھنے والی لڑکیوں کو انعام دیا۔ ویدک دھرم کی پرتھم ہی رچی تھی۔ اب وشیش کر ہوئی جیسے شریمان آریہ کل دواکر۔ سوشیلتا۔ سیتلتا۔ کرتگیتا۔ سو سبھنیا۔ پرسنتا گیانتا۔ آدی شبھ گن۔ کرم سبھاؤ یکت ہیں نے دیکھے ویسے بہت ورلے ہونگے۔ اب ہم اسوقت چتوڑ میں ہیں" (۸ مارچ ۱۸۸۳ء پھاگن ودی ۱۰ سمت ۱۹۳۹ دیانند سرستی)۔

ریاست شاہ پور

پھاگن بدی اماوس شکر سمت ۱۹۳۹ سے جیٹھ کرشن ۴ سمت ۱۹۴۰ مطابق ۹ مارچ ۱۸۸۳ء سے ۲۶ مئی ۱۸۸۳ء تک

بابو سورج نارائن پرائیویٹ سیکرٹری مہاراجہ صاحب شاہ پور نے ، مارچ ۱۸۸۹ء کو زبانی مہاراجہ ادھیراج ناہر سنگھ جی دربار والی ریاست کے حسب ذیل لکھکر دیا" اول سوامی جی مہاراج سے مہاراجہ صاحب کا ملنا سمت ۱۹۳۸ میں بمقام چتوڑ ہوا۔ اور وہاں مہاراجہ صاحب نے سوامی جی سے شاہ پورہ پدھارنے کے لیئے عرض کی۔ تب سوامی جی نے فرمایا کہ میں واپس آتے وقت آؤنگا۔ بعد ازاں سوامی جی بمبئی پدھار گئے۔ اور کچھ مہینوں کے پیچھے جب سوامی جی اودے پور تشریف لائے اور وہاں عرصہ تک نواس کر کے روانہ ہونے لگے تب یہاں خبر آئی۔ جسپر ریاست کیطرف سے چند معزز آدمی سوامی جی کو لینے کے واسطے چتوڑ گئے اور انکو نمنترن پتر بھی دیا گیا۔ وہاں سے سوامی جی کی آگیا لیکر جواب پہنچا کہ سوامی جی تشریف لاتے ہیں سواری وغیرہ کا بندوبست ریلوے سٹیشن پر کیا

عـ اس مال پتر (عزت کی چٹھی) کی نقل صفحہ ۵۶۸ پر درج ہے۔

ہو تو بذریعہ تحریر بعد تعین وقت کل آریہ سماجوں سے رائے لے اور کثرت رائے سے انتظام مناسب کرے۔

یازدہم۔ پربندھ نیون آدھک کرنا یا سویکار اسویکار کرنا یا کسی سبھاسد کو موقوف یا مقرر کرنا یا آمدنی و خرچ وجمع کا جانچ پڑتال کرنا اور دیگر امور نفع ونقصان کو سبھا اپنی سالانہ یا ششماہی چھپوا کر بذریعہ چٹھی کے سب سبھاسدوں میں مشتہر کیا کرے۔

دوازدہم۔ اگر اس وصیت نامہ کی نسبت کوئی تنازعہ پیدا ہو تو اسکو حاکم وقت کی عدالت میں پیش نکرنا چاہیئے بلکہ یہ سبھا اپنے آپ اسکا فیصلہ کرے۔ لیکن جو بطور پنچ کے فیصلہ نہ ہو سکے تو راج گرہ میں پیش کر کے کارروائی کیجائے۔

سیزدہم۔ اگر میں اپنے جیتے جی کسی لایق آریہ شخص کو پارتوشک دینا چاہوں اور اسکی لکھت پڑھت کرا کر رجسٹری کرا دوں تو سبھا کو مناسب ہے کہ اسکو مانے اور دے

چہاردہم۔ مجھ کو اور میری پیچھے سبھا کو ہمیشہ اختیار ہے کہ قواعد مندرجہ بالا کو کسی خاص فایدہ ترقی ملک کار خیر اور رفاہ عام کیواسطے کم وبیش کرے۔ (دستخط) دیانند سرستی۔　(العبد) جیوند اس مترجم وصیت نامہ ہذا۔　فروری ۱۸۸۵ء

مہارانا جی نے پھاگن کرشن ۵ کے روز یعنی اسی روز ایک مان پتر (عزت کی چٹھی) اپنے ہاتھ سے لکھکر سوامی جی کی سیوا میں سمرپن کیا (۶۔ اپریل ۱۸۸۳ء بھارت متر کلکتہ) اس چٹھی کی نقل یہ ہے :۔

मानपत्र की प्रति ।

स्वस्तिश्रीसर्वोपकारार्थकारुणिकपरमहंसपरिव्राजकाचार्यवर्यश्री ५ श्रीमद्दयानन्दसरस्वतियतिवर्येषु वृत: महाराजासज्जनसिंहस्य नतिततय: समुल्लसन्तुतदन्तस्त । आप का अठै सात मासका निवास यूंचित अत्यन्त आनन्द में रह्यो क्यों कि आप की शिक्षा को प्रकार श्रेष्ठ और उन्नतिदायक है और आप का संयोग सूं म्हैं ही न्याय धर्मादि शरीरक कार्यां में निस्संदेह लाभ प्राप्त होवा की म्हां का सभ्य जनासहित दृढाशा हुई कारण कि शिक्षा और उपदेश वा श्रेष्ठपुरुषां का दृढ होवै है ज्यो स्वकीय आचरण भी प्रतिकूल नहीं राखै सो यो आप में यथार्थ मिल्यो अब म्हे आप का वियोग को संयोग तो नहीं चावां परन्त आप को शरीर अनेक मनुष्यां के उपकारक है जीसं अवरोध करणो अनुचित है तथापि पुनरागमन सूं आप भी म्हाका चित्तनैं शीघ्र अनुमोदित करेगा इत्यलम् ।

संवत् १९३९ फाल्गुन कृष्ण ५ भौमे
हस्ताक्षर
महाराणा
सज्जन सिंहस्य

کا حساب کتاب سمجھنے اور پڑتال لینے کے لئے بھیجا کرے اور وہ سبھاسد وہاں جا کر کُل آمدنی اور خرچ اور جمع کی جانچ پڑتال کرے اور اسکے نیچے اپنے دستخط کرے۔ اور اس پڑتال کا ایک ایک پرت ہر ایک سبھاسد کے پاس بھیجے۔ اور اگر چھاپہ خانہ کے انتظام میں کچھ نقص دیکھے تو اُسکی اصلاح کی نسبت اپنی رائے لکھکر ہر ایک سبھاسد کے پاس بھیجدیوے۔ اور ہر ایک سبھاسد کو مناسب ہے کہ اپنی اپنی رائے سبھاپتی کے پاس لکھ بھیجے۔ اور سبھا اپنی سبکی رائے سے انتظام مناسب کریں۔ اس معاملہ میں کوئی سبھاسد سستی یا بیجا کارروائی نہ کرے۔

سوم۔ اس سبھا کو مناسب بلکہ لازم ہے کہ جیسا یہ پرم دھرم اور پرمارتھ کا کام ہے ویسا ہی اُسکو اُتساہ۔ پرشارتھ۔ گمبھیرتا۔ اوار تا سے کرے۔

چہارم۔ مفصلہ بالا تئیس آریہ جنوں کی سبھا میرے پیچھے ہر طرح میرے قایم مقام سمجھی جائے۔ یعنی جو اختیار مجھے اپنے سرب کا ہے وہی اختیار سبھا کو ہے۔ اور رہیگا۔ اور مذکورہ بالا سبھاسدوں میں کوئی شخص خود غرضی میں پڑکر ان قواعد کے برخلاف عمل کرے یا اور کوئی غیر شخص مداخلت کرے تو سراسر وہ جھوٹا سمجھا جائے۔

پنجم۔ جیسے اس سبھا کو زمانہ حال میں میری اور میرے سب پدارتھوں کی حتی المقدور حفاظت اور بہتری کرنیکا اختیار ہے ویسے ہی میرے مرتک شریر کے سنسکار کرانے کا اختیار ہے۔ یعنی جب میرا دیہہ چھوٹے تو نہ اُسکو گاڑے نہ جل میں بہائے نہ جنگل میں پھینکنے دیوے۔ صرف چندن کی چتا بنواوے۔ اور جو یہ ممکن نہ ہو تو دو من چندن چار من گھی پانچ سیر مشک کافور ڈھائی من اگر تگر دس من لکڑی لیکر وید کے مطابق جیسا سنسکار ودھی پستک میں لکھا ہے ویدی بنا کر وید منتروں سے جو اُسمیں درج ہیں بھسم کریں۔ اسکے سوا اور کچھ وید کے خلاف نکریں۔ اور جو اس سبھا کے کوئی سبھاسد موجود نہ ہوں تو جو کوئی اُسوقت موجود ہو وہی یہ کام کرے اور جتنا دھن اسمیں لگے اُتنا سبھا سے لیلے اور سبھا اُسکو دیدے۔

ششم۔ اپنی موجودگی میں میں اور میرے پیچھے یہ سبھا مجاز ہے کہ جس سبھاسد کو چاہے علیحدہ کرکے کسی اور لائق سا ماجک آریہ شخص کو اُسکا قایم مقام مقرر کرلے۔ لیکن کوئی اور سبھاسد سبھا سے تب تک علیحدہ نہ کیا جائیگا جب تک اُسکے کام میں کوئی بیجا حرکت نہ پائی جائے۔

ہفتم۔ میرے سدرش یہ سبھا ہمیشہ وصیت نامہ کی تشریح یا اُسکے قواعد اور شرایط کی تعمیل یا کسی سبھاسد کے علیحدہ کرنے اور اُسکی جگہہ اور سبھاسد مقرر کرنے یا میرے وپت اور آپت کال کے نوارن کرنے کے اُپاؤ اور تین میں وہ ادیوگ کرے جو سب سبھاسدوں کی رائے سے نشچے اور نرنے پایا جاسے یا پاویں۔ اور اگر سبھاسدوں ــــــــــ کی رائے میں اختلاف رہے تو کثرت رائے کے مطابق کام کریں۔ اور سبھاپتی کی رائے کو ہمیشہ دوگنا جانیں۔

ہشتم۔ کسی حال میں بھی یہ سبھا تین سے زیادہ سبھاسدوں کو قصور کے ثابت ہونے پر علیحدہ نہ کرسکیگی تاوقتیکہ اُنکی جگہہ اور سبھاسد مقرر نہ کرلے۔

نہم۔ اگر سبھا میں سے کوئی شخص مرجائے یا قواعد مذکورا اور ویدوکت دھرم کو چھوڑکر خلاف چلنے لگے تو سبھاپتی کو مناسب ہے کہ سب سبھاسدوں کی رائے سے اُسکو علیحدہ کرکے اُسکی جگہہ کوئی اور لایق ویدوکت دھرم یکت آریہ پرش کو مقرر کرے۔ لیکن اُسوقت تک معمولی کام کے سوا کوئی نیا کام شروع نہ کیا جائے۔

دہم۔ اس سبھا کو اختیار ہے کہ ہر طرح کا انتظام کرے اور نئی تجویز نکالے۔ لیکن اگر سبھا کو اپنے پرامرش اور وچار پر پورا پورا نشچے اور شواس

۸- شریمیت راج رانا شری فتح سنگھ جی ورما - دیلواڑ ——— سبھاسد

۹- شریمیت مادت شری ارجن سنگھ جی ورما - آسیند ——— ایضاً

۱۰- شریمیت مہاراج شری گج سنگھ جی ورما - اودے پور ——— ایضاً

۱۱- شریمیت راؤ شری بہادر سنگھ جی ورما - معود ضلع اجمیر ——— //

۱۲- رائے بہادر پنڈت سندر لال سپرنٹنڈنٹ ورکشاپ وپریس علیگڈھ - آگرہ ——— ؎

۱۳- راجہ جے کرشن داس سی ایس آئی ڈپٹی کلکٹر بجنور - مراد آباد ——— //

۱۴- بابو درگا پرشاد کوشادھکش آریہ سماج - فرخ آباد ——— //

۱۵- لالہ جگن ناتھ پرشاد - فرخ آباد ——— //

۱۶- سیٹھ نربھے رام پردھان آریہ سماج - فرخ آباد - لبساؤ راجپوتانہ ——— //

۱۷- لالہ کالی چرن رام چرن منتری آریہ سماج - فرخ آباد ——— //

۱۸- بابو چھیدی لال گماشتہ کمسریٹ چھاؤنی مرار - کاہن پور ——— //

۱۹- لالہ سائیں داس منتری آریہ سماج - لاہور ——— //

۲۰- بابو مادھو داس منتری آریہ سماج - دانا پور ——— //

۲۱- رائے بہادر راؤ راجمان راجیشری پنڈت گوپال راؤ ہری دیشمکھ ممبر کونسل گورنر بمبی وپردھان آریہ سماج بمبی - پونا ——— //

۲۲- رائے بہادر مہادیو گوبند رانڈے جج - پونا ——— //

۲۳- پنڈت شیام جی کرشن ورما پروفیسر سنسکرت یونیورسٹی آکسفورڈ لنڈن - بمبی ——— //

سویکار پتر کے نیم

اول - سبھا مذکور جیسے کہ بالفعل نیاء ونسار میری اور میرے کل پدارتھوں کی حفاظت کر کے کار رفاہ عام میں لگاتی ہے ویسے ہی میرے پیچھے ارتھات میرے مرنے کے بعد بھی لگایا کرے (یعنی)

۱- وید اور ویدانگ آدی شاستروں کے پرچار یعنے انکے ویاکھیا کرنے کرانے پڑھنے پڑھانے سننے سنانے چھاپنے چھپوانے وغیرہ میں۔

۲- ویدوکت دھرم کے اپدیش اور سکھشا یعنے اپدیشک منڈلی مقرر کر کے دیش دیشانتر اور دیپ دیپانتر میں پہنچکر ستیہ کے گرہن اور استیہ کے تیاگ وغیرہ میں۔

۳- آریہ ورت کے یتیم اور مفلس شخصوں کی تربیت و تعلیم میں خرچ کریں اور کراویں۔

دوم - جیسے میری موجودگی میں یہ سبھا سب انتظام کرتی ہے ویسے ہی میرے پیچھے تیسرے یا چھٹے مہینے کسی سبھاسد کو ویدک چھاپہ خانہ

؎ یہ صاحب فوت ہو چکے ہیں۔

حضور نیل کنٹھ مہادیو کو پدھارے جہاں سوامی دیانند سرستی کیطرف سے ہوم ہوتا ہے اُسکا پرآرنبھ کرایا (صفحہ ۲۲۱ نمبر ۸ اجلد ۹)۔

"شری مت مہارانا اودے پور آدھیش نے ودت کیا تھا کہ جن پرشوں کو مورتی پوجا آدی وشئیوں میں سندیہہ ہووے وید انوسار ست است نشچہ کرلیں۔ انتھیا پیچھے کو واد انوواد اُٹھانا اوچت و پرمانک نہیں" مگر ابھی تک کسی نے شری یُت سے شاستر ارتھ کا نشچہ نہیں کیا۔ (بھارت سودشا پرورتک ماہ دسمبر ۱۸۸۲ء نمبر ۴۲ صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲)۔

"شری جی نے کھٹ شاستر سماپت کرلیئے (صفحہ ۲۰۹ نمبر ۲ جلد ۹ مارگ شیرشش مطابق دسمبر ۱۸۸۲ء)

"شری حضور جی کھٹ شاستر سماپت کر مہابھارت کے بن پرب و ادیوگ پرب کو بھی سماپت کر شری یُت دیانند سرستی دوارا منو سمرتی کا ساتواں ادھیا سرب ہلکاروں سہت سُنتے ہیں (موہن چندرکا پوش سکل سمت ۱۹۳۹ مطابق جنوری ۱۸۸۳ء جلد ۹ نمبر ۲۱)۔

سوامی جی نے پھاگن بدی ۵ منگل وار سمت ۱۹۳۹ مطابق ۲۷ فروری ۱۸۸۳ء شنبہ کو اپنا وصیت نامہ (سویکار پتر) لکھ کر وہاں ریاست میں رجسٹری کرایا (۳۱ مئی ۱۸۸۳ء بھارت متر کلکتہ جلد ۶ نمبر ۲۱)۔ وہ وصیت نامہ یہ ہے :۔

وصیت نامہ نوشتہ پرمہنس پری برا جکا چاریہ شری یُت دیانند سرسوتی سوامی

سویکار پتر

میں سوامی دیانند سرستی نیچے لکھے ہوئے نیموں (قواعد) کے انوسار (مطابق) تیئیس ۲۳ سجن آریہ پرشوں کی سبھا کو بستر پستک دھن یتر آلہ آدی اپنے سربس کا ادھکار دیتا ہوں اور اُسکو پروپکار سکاریہ میں لگانے کے لیئے مالک بنا کر یہ سویکار پتر لکھدیتا ہوں کہ وقت پر کام آوے۔ اس سبھا کا نام پروپکارنی سبھا ہے۔ اور تیئیس ۲۳ صاحبان مفصلہ ذیل اسکے سبھاسد ہیں :۔

۱- شریمن مہاراج ادھیراج مہہندر یادو آریہ کُل دواکر مہارانا جی شری ۱۰۸ شری سجن سنگھ[ف۱] ورما دھیر ویر جی سی ایس آئی ام اودے پور آدھیش اُودے پور راج میواڑ ________ سبھاپتی

۲- لالہ مول راج ایم اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور متوطن لودھیانہ ________ اُپ سبھاپتی

۳- شری یُت کوی راج شیامل داس جی اودے پور راج میواڑ ________ منتری

۴- لالہ رام شرن داس[ف۲] رئیس اُپ پردھان آریہ سماج میرٹھ ________ ایضاً

۵- پنڈیا موہن لال وشنول جی ساکن اُودے پور متوطن متھرا ________ اُپ منتری

۶- شریمن مہاراج ادھیراج سری ناہر سنگھ جی ورما۔ شاہ پور ________ سبھاسد

۷- شری راؤ تخت سنگھ جی بیدلے راج میواڑ ________ "

ف۱ کمال افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہ مہارانا صاحب ۲۴ دسمبر ۱۸۸۴ء کو عین عالم شباب میں فوت ہوگئے۔ ابتک بجائے اُنکے کوئی سبھاپتی مقرر نہیں ہوا ہے۔

ف۲ لالہ رام سرن داس صاحب فوت ہوگئے اور اُنکی جگہ مہاراج پرتاب سنگھ جی صاحب جودھ پور سبھاسد مقرر ہوئے۔ اور عہدہ منتری پر رائے بہادر پنڈت گوپال راؤ ہری دیشمکھ صاحب مقرر ہوئے جنکا نام فہرست کے نمبر ۱۲ پر درج ہے۔

ہیں۔ انسان کو پرمیشور کیطرف وچار اور ودیا سے معرفت حاصل کرنا چاہیئے"۔

سوامی جی کا ریاست اودے پور میں تشریف لیجانا

۱۱۔ اگست ۱۸۸۲ء سے یکم مارچ ۱۸۸۳ء تک

(از رسالہ موہن چندر کا)

"ادھک ساون بدی ۱۴ گوروار تاریخ ۱۱۔ اگست ۱۸۸۲ء کے دن سری سوامی دیانند سرستی اُودے پور میں اپنے کرتیہ انوسار بھومی بھرمن کرتے کرتے آگئے ہیں اور گلاب باغ میں سنتھاپت ہوئے ہیں۔ یہ سمے ودوجنوں کو اپنے اپنے سندیہ (شکوک) مٹا لینے کے لیئے اچھا ہے۔ سورتی پوجا لشید ھکوں کو چاہیئے کہ اب سوامی جی سے اس وشہ کے واک واتتو باتوں کو پورن ریت سے جان لیں جس سے کسی سنسکرتگیہ ودوان سے کام پڑنے میں نراُتر نہ ہونا پڑے" (دوسرا بھادوں سمت ۱۹۳۹ جلد ۹ نمبر ۱ صفحہ ۱۰۹ ۔ اگست ۱۸۸۲ء)

"آجکل دیانند سرستی مع اپنے شش آتمانند جی کے گلاب باغ میں براجمان ہیں۔ عیسائیوں اور ملیچھوں کا خوب کھنڈن کرتے ہیں۔ ابھی کوئی شاستر ارتھ نہیں ہوا" (نمبر ۱۱ شراون شکل صفحہ ۱۳۴ ۔ اگست ۱۸۸۲ء)

"بھادرپد کرشن ۱۱ (۸ ستمبر ۱۸۸۲ء) کو شری اُودے پور آدھیش سائنگکال کو سوامی دیانند سرستی کے پاس پدھارے۔ سوامی جی نے راج نیتی کا اُپدیش کیا"

"بھادرپد کرشن ۱۴ (۱۴ ستمبر ۱۸۸۲ء) کو سائنگکال کو پھر دیانند سرستی کے یہاں پدھارے۔ وہاں اُس روز مولوی عبدالرحمان خان سے کچھ عقلیہ گفتگو ہوئی۔ اُسی روز برشٹی بھی ہوئی" (صفحہ ۱۴۴ نمبر ۱۲ مطابق ماہ ستمبر ۱۸۸۲ء)

"اشون کرشن ٦ سمت ۱۹۳۹ سوموار کے دن (۲۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء) کو شری جی حضور سوامی جی کے ہاں پدھارے۔ وہاں دو گھنٹہ تک بارتالاپ ہوا" (صفحہ ۱٦۲ نمبر ۱۴ مطابق اکتوبر ۱۸۸۲ء)۔

پنڈت چھگن لال جی شاستری کامدار ریاست مسودہ کو سوامی جی ایک خط میں لکھتے ہیں کہ "شری یت مہارانا جی دوسرے تیسرے سماگم کرتے ہیں اور اُپدیش سُن کر بہت سے ویسن (خرابیاں) ارتھات دن کا سونا۔ راتری میں نہ سونا۔ دن چڑھے اُٹھنا۔ ایتادی بہت باتیں چھوڑ دی ہیں اور اچھی اچھی باتوں کو گرہن کرتے جاتے ہیں (اشون سُدی ۱۱ سمت ۱۹۳۹ ۔ ۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء از رائے پور)۔

"کارتک شکل ۳ سوموار (۱۳ نومبر ۱۸۸۲ء) آجکل سری حضور ہر روز پراتاکال سمے بگھی پر سوار ہو ہوا کھانے کو پدھارتے ہیں۔ اور سائنگکال کو شری یُت سوامی دیانند سرستی کے یہاں پدھار کر پاتنجل سوتر پٹھن کرتے ہیں" (صفحہ ۲۰٦ جلد ۹ نمبر ۱۷ مطابق نومبر ۱۸۸۲ء)

"شری حضور نے پاتنجل سوتر تو سماپت کر دیا اور اب وشیشک دیانند سرستی کے پاس پٹھن کرتے ہیں" (صفحہ ۲۲۲ جلد ۹ نمبر ۱۸ کارتک کرشن سمت ۱۹۳۹ نومبر ۱۸۸۲ء) اور مارگ شیرش کرشن ۲ (۲٦ نومبر ۱۸۸۲ء یکشنبہ) کے دن شری حضور کا گادی اتسو تھا جس روز پراتاکال کو شری

پھر شنبھو نواس میں جاکر دربار نے برملا دو گھنٹہ تک اسی مورتی پوجا پر تقریر کی۔ یہ خلاصہ اُس اپدیش کا ہے۔ مجھے مفصل یاد نہیں۔

ایکدن سوامی جی نے کہا کہ دربار کھٹ شاستر کا ارتھ پہلے مجھ سے سُن لے۔ پڑھانے کے عوض زبانی اچھی طرح ذہن نشین کرادونگا۔ پھر مجھے وید کا ارتھ سنیئے۔

کیلاس پربت سے جب دربار کوئی مشکل سوال کرتے تو وہ لاجواب ہوکر گھسیانے ہوجاتے تھے۔ مگر سوامی جی کو ہم نے کبھی رکتے نہیں دیکھا ایک دفعہ کیلاس پربت کے سامنے سوامی جی کا ذکر آیا اُسوقت جیون گری بیٹھے ہوئے تھے کیلاس پربت نے کہا کہ وہ سادھو بہت اچھا ہے لیکن ایک نقص ہے۔ کسی نے پوچھا کہ وہ کیا ہے۔ جواب دیا کہ زبان کے کڑے ہیں۔

ایک دفعہ ذکر آیا کہ مورتی پوجا کھنڈن کرنے کے نکتہ کو اگر آپ مخفی رکھتے؟ سوامی جی نے جواب دیا کہ میرا یہ قاعدہ نہیں کہ دل میں اور ظاہر اور۔ علاوہ بر آں میں سچ کو چھپانا نہیں چاہتا۔

انہیں دنوں یہاں ایک جویرساگر جتی جی سبھگی نے طیش میں آکر ایک کاغذ پر یہ لکھ کر اور اُسے تختہ پر چسپاں کر اپنے دروازہ پر لٹکا دیا کہ جتنا ہم کو علم ہے سوامی جی کو نہیں ہے وہ یہاں آیا ہوا ہے ہم سے آکر بحث کرلے ہم اُسکو سب باتوں میں تسلی کر دینگے۔ وہ جن باتوں میں راہ سے بھٹکا ہوا ہے اُسکی تسلی کر دینگے۔

ہم نے اسکا حال دربار سے عرض کیا۔ دربار نے دریافت کیا کہ وہ کیسا ہے۔ آخر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ معلم آدمی ہے ایسا لکھ کے لٹکانا اُسکی پست حوصلگی ہے۔ اگر اُسکو علمی مادہ ہوتا تو ایسا نکرتا۔

ایک دفعہ جب دربار سوامی جی سے ملکر رخصت ہوئے تو راستہ میں تقریباً ۵۰ قدم کے فاصلہ پر چند زمیندار (پٹیل) سوامی جی کو ملے اُنہوں نے مقدمہ کی بابت کچھ کہا۔ دربار سوامی جی کیطرف دیکھ رہے تھے۔ سوامی جی نے ہاتھ سے کچھ کہا اور چلے گئے۔ رانا صاحب نے مجھے دوڑایا کہ جاکر مقدمہ والوں سے دریافت کرو کہ اُنہوں نے کیا کہا اور سوامی جی نے کیا جواب دیا۔ میں اسطرح گیا کہ مقدمہ والوں نے مجھے نہ پہچانا کہ یہ دربار کے پاس سے آیا ہے۔ یعنی میں دوسرے راستہ سے گیا۔ اور اُنسے پوچھا۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم نے مہاراج سبھا میں اپیل کی تھی سوامی جی سے یہی کہا۔ تب میں نے کہا کہ سوامی جی نے کیا کہا۔ جواب دیا کہ ہم سادھو ہیں ہمیں دنیاوی راجوں کے کام سے کوئی تعلق نہیں۔ راناجی سے کہو۔ میں نے یہی حال آکر راناجی سے کہا۔ راناجی نے فرمایا کہ میں نے کیا کہا تھا۔ بھلا مولوی! ایسا آدمی دنیاوی دھندوں سے بالکل آزاد تم نے کوئی دیکھا ہے؟ ایسا ہونا مشکل ہے۔

سوامی جی برہمنوں کے فریب کا اثبات و بت پرستی کا ناجواز عمدہ طور پر بیان کرتے تھے۔ ایک دن دربار کے روبرو ایک عبارت کسی مذہبی کتاب کی پڑھی جسکے یہ معنے تھے کہ اگر کسی برہمن کو کوئی جفت پاپوش پہنادے تو تمام زمین بخش دینے کا ثواب اُس پہنا دینے والے کو ملتا ہے۔ پھر کہا کہ اگر یہ سچ ہو تو دربار نے جسقدر جاگیر لاکھوں روپیہ کی برہمنوں کو بخشی ہوئی ہے وہ ضبط کرکے ایک برہمن کو جفت پاپوش پہنا دیویں تو کل دھرتی پُن کرنے کا ثواب دربار کو ملجاویگا۔ مالا جپنی (سبحہ گردانی) کو بالکل لغو ظاہر کیا اور کہا کہ اگر کوئی شخص سرکاری خدمت چھوڑکر دربار کے نام کی مالا جپے تو دربار اُسے لغو جانیگا یا نہیں۔ رام نام کی کثرت تلفظ سے میم اور رے ملکر لفظ اور معنے بگڑتے

طبیعت چاہے تو استراحت کرو۔ دربار نے کہا کہ طبیعت چاہے کی قید کیوں لگائی۔ سوامی جی نے کہا کہ گرمیوں میں کریگی اور سردیوں میں نہیں۔ دوپہر کے بعد ۴ بجے تک انصاف (نیاے) یا لکھنا وغیرہ راج کاریہ کو کریں۔ ۴ بجے بعد رفع حاجت اور کپڑے بدلانے کے دربار ہوا کرے ہو جاوے۔ اس میں چاہیئے فوج کو دیکھے یا عمارات کو۔ باغ۔ محل۔ شہر۔ سڑک۔ غرضیکہ اسوقت بحالت سواری سوائے محلوں کے جتنے کاموں کا کرنا پسند خاطر ہو کریں۔

دن چھپنے پر اپنے محلوں میں آویں اور اُسوقت میں کچھ پڑھیں عبادت کے متعلق۔ اور علم کی بات سُنیں۔ عقلمندوں سے صحبت کریں اور اُنکی بارتالاپ سے لابھ اُٹھاویں۔ تاریخ اور اتہاس بھی سُنیں۔ یہ سب کام دو گھنٹہ تک کریں۔

اسکے بعد کھانا کھاویں۔ اور آدھ گھنٹہ تک کھانا کھانے کے بعد ٹہلیں اور پھر ارباب نشاط یعنی موسیقی والوں (راگیوں) کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ خود ٹہلتے جاؤ۔ اور اُسوقت یہ اگر کچھ گاتے ہوں تو سُنو۔ مگر زیادہ راغب مت ہو جاویں۔

اُسوقت ایک چارن یعنی ہندی شاعر نے کہا کہ شاعری کا خیال بھی سُننا چاہیئے یا کہ نہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ ہاں اسکا سُننا اور خاصکر نازک خیال کا سُننا ضروری ہے۔ مگر نائیکا رس یا جس میں استریوں کی باتیں ہوں وہ نہیں۔ اور ہم کو تو اسکے ذکر سے بھی نفرت آتی ہے۔ بعد ازاں سیج (پلنگ) پر جا کر سو رہو تا کہ تم کو کامل نیند آوے۔ جہاں تک ہو سکے بے چنت ہو کر سو رہو۔ یعنی فکر سے آزاد ہو کر۔ نہ کہ مستغرق ہو بے آرامی نہ ہو۔ پورے چھ گھنٹے تک آرام کرو۔ عورتوں کے ساتھ مت سوؤ۔ مقررہ حالت۔ ہفتہ وار یا پندرہ روزہ روز رکھو۔ جسپر دربار خاموش ہو رہے۔ یہ بات دربار نے ہماری معرفت پوچھی تھی۔ اسکے بعد یہ کہا کہ ہم تم کو بتلائینگے۔ تمہارے یہاں تین موسم آتے ہیں۔ موسم میں تھوڑا تھوڑا تغیر ہے۔ رئیس لوگ لطف اُٹھاتے ہیں وہ ہم شام کو کہینگے۔ مگر میں شام کو نہیں گیا۔ اسواسطے یاد نہیں۔

بوقت رخصت سوامی جی نے کہا کہ دربار اسپر عمل کرینگے۔ دربار نے سر ہلا کر کہا کہ ہاں کل سے ہی شروع کرونگا۔ سوامی جی نے کہا کہ جتنا دربار عمل کرے مجھ سے روز کہدیں۔ دربار نے اقرار کیا۔

چنانچہ اُپدیش کے بعد دوسرے دن دربار نے عمل کیا۔ تین گھڑی رات کے اُٹھے۔ ایک ریاست کا انجنیر ایک میں اور ایک ٹھاکر منوہر سنگھ جی ساتھ گئے وہاں سے لوٹ کر۔

صبح دن نکلنے کے قریب سوامی جی کے پاس آئے۔ وہاں سے سوامی جی کو لیکر محلوں میں آگئے۔ رستہ میں سیتلا کے مندر کے پاس آدمی اور عورتیں کھڑی تھیں۔ اول دریافت کر کے پھر فرمایا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ "کاریگر جو اپنی کاریگری سے چیزیں بنا دیں وہ اُسکی قدرت اور صنعت کو تو ظاہر کرتی ہیں مگر وہ اس لایق نہیں کہ کاریگر اُسکو پوجے۔ یا اور لوگ اُسے پوجیں۔ وہ اشیا اُسکے کاریگر کی جتنی عمدہ صنعت ہوگی اُسکی خوبی بتلائینگی" اس تقریر کے سُننے کے واسطے دربار نے گھبی آہستہ چلانی شروع کی) "بنانے والا جن چیزوں کو بناتا ہے وہ جس مطلب یا غرض کے لیئے ہوتی ہیں وہی مطلب اُنسے حاصل کرنا چاہیئے۔ اب جو پاشان اُدک ہیں اُنکے مختلف کام اور اغراض اور علتیں ہیں اُنسے اُدھک نہ زیادہ کام نہ لینا چاہیئے افسوس کہ دربار نے یہ کسطرح جائز کر رکھے ہیں۔ یہ سمان پتھر ہے اس میں کسیکا حلول کرنا کسیکو انکا فایدہ پہنچانا کسطرح ہو سکتا ہے۔ دربار نے کہا میں سمجھ گیا ہوں میں نے آپکا مطلب پا لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ آپکا اُپدیش بہت عمدہ ثمرہ لاوے گا۔ اگر ابھی کروں تو سخت بکھیڑا ہو جاوے"۔

عمدہ ناً سوامی جی داسکیم بتلاتے تھے

نے سوامی جی کو لڑکا پیدا ہونے کی چٹھی لکھی اور ایک اشرفی لفافہ میں لپیٹ کر ارسال کی کہ آپکی آشیرباد سے ہوا ہے۔ سوامی جی نے وہ اشرفی (مُہر) غربا کو تقسیم کر دی۔ اسی تقریب پر سوامی جی کے کہنے سے آٹھ سو روپیہ یتیم خانہ فیروزپور کو روانہ کیئے۔ آخر کو جب سوامی جی روانہ ہونے لگے تو دربار نے دو ہزار روپیہ بھینٹ کیئے۔ سوامی جی نے انکار کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم بھی واپس نہیں لے سکتے۔ پس دربار نے بہ مصلحت خود ویدک ندھی میں جمع کر دیئے۔ دربار نے سوامی جی سے کہا کہ آپ چھ درشنوں کا ٹیکا چھپوا دیں۔ اسکے واسطے میں بیس ہزار روپیہ تک خرچ کرونگا۔ سوامی جی نے فرمایا کہ میں ابھی وید بھاش کے بعد انکا ٹیکا کرنا ضروری جانتا ہوں تب بندوبست کرونگا۔

چلنے وقت دربار نے مندرجہ ذیل پرسنشا پتر سوامی جی کے بھینٹ کیا۔ اور صاف طور پر رخصت کے وقت عرض کیا کہ مجھ کو آپکے ست اُپدیشوں سے بہت فائدہ پہنچا۔ بموجب کہنے کے عمل کرنے والا سوائے آپکے کوئی نہیں دیکھا۔

سوامی جی کے وقت یہاں سماج قایم نہیں ہوئی۔ مگر بعد ازاں اُتم ریتی سے ستھاپت ہوئی۔ اور اکثر لایق اصحاب اُسکے سبھاسد ہوئے۔

مولوی عبدالرحمان صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اُودے پور نے بیان کیا کہ سوامی جی مہاراج نے مہارانا سجن سنگھ جی کو ایک دفعہ چتر سال محل میں چھ گھڑی رات گئے اِس دن چریا کا اپدیش کیا تھا۔

دن چریا کا اُپدیش

دربار تین گھڑی رات رہےکہ اٹھیئے اول پاخانہ پھر کر منہ ہاتھ دھو ایک پیالہ ٹھنڈے پانی کا پیجیئے یا اُسکے عوض چوب چترک (شطرج) تین ماشہ رات کو بھگو کر صبح اُسے نتار کر پیجیئے۔ اور فرمایا کہ میری اسکے عملدرآمد سے یہ حالت ہے۔ اسکا پینا بہ نسبت پانی کے اچھا ہے۔ پھر اُسوقت پاس والوں کو الگ کر کے پرمیشور کی اُپاسنا کرے ایک گھڑی کے انومان۔ اور کچھ منتر بتلائے مگر مجھے یاد نہیں۔

اسکے بعد اول پیدل ورنہ گھوڑے پر یا بگھی پر ہوا خوری کو جائیے۔ پیدل جانے کو بادلیل ثابت کیا کہ یہ بہت مفید ہے۔ باقی دونوں دوم و سوم درجہ کی ہیں۔ ایک گھنٹہ کامل پھر کر واپس مکان پر آویں۔ مگر رستہ میں سیر کرتے ہوئے ہر ایک چیز کو غور سے دیکھتے جائیں۔ یہ عادت یعنی ہر ایک چیز کو غور سے دیکھنا عمر بھر رکھیں۔ جب دربار سیر کو جاویں تو واپس آکر جس محل میں تمام دن رہیں وہاں گھی کا ہَوَن کرادیں اُسکا طریقہ بتلایا۔ اور ہون کنڈ لوہے کا بنوا دیا۔ اسکے اُنہوں نے تین فایدے بتلائے۔ اول ہوا کی شُدّھی۔ دوم ایک شلوک سُنایا جسکا یہ مطلب تھا کہ ہون سے صرف ہوا ہی شدھ نہیں ہوتی بلکہ بارش وغیرہ سب شدھ ہوتے ہیں۔ اس سے مہا اُپکار ہوتا ہے۔ ایسی عمدگی سے کہا کہ دربار تھر تھرانے لگے (کسی نے مکان پر آنکر شنکا کی کہ دربار جب محلوں میں نہوں اور سمور باغ میں ہوں تو یہاں ہون سے کیا فایدہ ہوگا۔ ہوا منتشر ہو جائیگی۔ دربار نے کہا کہ ہم سوامی جی سے پوچھینگے۔ چنانچہ ہمارے سامنے پوچھا گیا۔

سوامی جی نے بادلایل ثابت کیا کہ ایک باغ کیا بلکہ تمام شہر کو فایدہ پہنچ سکتا ہے۔

پھر آکر ۹ بجے سے پہلے تک ریاست کا ضروری کام کریں۔ دربار نے کہا کہ مجھے ترکیب بتلاؤ۔ فرمایا کہ یہ ہم نہیں بتلاوینگے۔ باشارہ ہاتھ کہا۔

پھر کھانا کھائیں۔ اور کھانا کھا کر ایک محل میں ٹہلیں اور تفریحات میں رہیں ۱۱ بجے تک پھر ایک گھنٹہ یعنی ۱۲ بجے تک بشرطیکہ

کرنی چاہیئے۔ اور کہا کرتے تھے کہ یہاں باغ تک کنچنیوں کی آواز آیا کرتی ہے۔ انہوں نے اندھیر مچا رکھا ہے۔ چنانچہ راناصاحب کو قطعی نفرت ہوگئی۔

عنایت خاں ہائی راگی کو سکھلانا چاہا مگر اسکا اُچارن شدھ نہ ہونے سے وہ نہ سیکھ سکا۔ کیونکہ وہ اپنی چالاکی سے اچارن بگاڑ دیتا تھا۔

ایک دن سوامی جی کو اکیلا پاکر راناجی نے نہایت منت وسماجت سے پرارتھنا کی کہ آپ راج نیتی کے مطابق مورتی پوجن کا کھنڈن نہ کریں تو آپ جانتے ہیں کہ یہ ریاست ایک لنگ ایشور مہادیو کے ماتحت ہے۔ آپ وہاں کے مہنت بنجاویں۔ پس کئی لاکھ روپیہ پر آپ کا قبضہ ہوگا۔ اور یہ ریاست بھی مذہبی طور پر اُس مندر کے ایک گونہ ماتحت ہوگی۔ اس عمدگی سے مہارانا صاحب نے سوامی جی سے یہ ذکر کیا جس سے کوئی بناوٹ انکی نہ معلوم ہوتی تھی۔ اس کو سنتے ہی سوامی جی کو بڑا غصہ آیا اور کرودھی ہوکر فرمایا کہ تم مجھے تچھ لالچ دیکر ایک بڑے زبردست ایشور کی آگیا تُڑوانی چاہتے ہو۔ یہ چھوٹی سی ریاست اور اُسکے مندر کہ جس سے میں ایک دوڑ سے باہر جاسکتا ہوں مجھے کبھی بھی وید اور ایشور کی آگیا توڑنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ پس زبان کو سمبھال لیں۔ لاکھوں کے ایمان میرے متعلق ہیں مجھے ہر ایک طرح پر خیال ہے کس ست سے کام کروں۔ یہ سُنکر مہارانا صاحب حیران ہوگئے اور اُنکے دھارمک بھاؤ سے چکت ہوکر عرض کی کہ مہاراج میں نے یہ سب اسواسطے کہا تھا کہ دیکھوں آپ اس کھنڈن پر کسقدر درڑھ ہیں۔ اب میرا نشچہ پہلے سے بہت زیادہ ہوگیا کہ آپ وید کی آگیا پالنے میں درڑھ ہیں۔

یہاں ہی سوامی جی نے پروپکارنی سبھا قایم کی اور کومی راج شیاملداس جی کو منتری بنایا اور مہاراناصاحب کو اُسکا پردھان مقرر کیا۔ اور یہاں پر ہی سوامی جی نے سویکار پتر (وصیت نامہ) لکھا۔

پھر مہاراج نے سبھا اُودے پور میں اُسے تصدیق (رجسٹری) کرایا۔ اسکا جلسہ شمبھو نواس محل میں ہوا تھا۔ سوامی جی نے اپنی پوری تندرستی میں تندرستی ہوش وحواس کے انکی تصدیق کی۔ ایک نقل سوامی جی کے پاس اور ایک سبھا میں رہی۔

پھر ایک ویدک فنڈ (ویدک فنڈم) پروپکارنی سبھا کی سہایتا کے واسطے قایم کی جسکا نام سوامی دیانند استھاپک ویدک ندھی رکھا گیا۔ اور کہدیا کہ جو میرے متعلق اسوقت روپیہ ہے وہ بھی اور آیندہ بھی جو مجھے ملے وہ سب اسی فنڈ میں جمع ہوکر تینوں اُدیش (منتا) مندرجہ سویکار پتر کو پروپکارنی سبھا پورا کرنی رہے۔ عمدہ عمدہ اصول سے تھوڑے عرصہ میں راناجی کو آگاہ کر دیا۔ شریر کے روگ۔ آدمی کی تکھیا۔ دن چریا کی شکھیا اگر راناجی کو دی۔ صبح کی گشت۔ راج نیتی۔ گھر کا بندوبست۔ نمستے کا برتاؤ۔ ہَوَن کا آرمبھ وغیرہ بہت سی عمدہ باتیں جاری کرائیں۔

سوامی جی کے اُپدیش سے راناصاحب نے اپنی زندگی سدھار لی۔ کثرت ازدواج سے نفرت ہوگئی۔ پختہ بات ہے کہ اُنہیں دنوں میں ایک جگہ سے شادی کی اطلاع آئی۔ مگر راناصاحب نے قطعی انکار کیا۔

ایک دن سوامی جی نے راناصاحب کو کہا تھا کہ لڑکا ہونے کی ہمکو آشا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر آپ تب تک رہیں دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم سدھ نہیں۔ یہ سب ایشر آدھین ہے۔ چنانچہ ۲ فروری سنہ ۸۳ء کو قدرت پرمیشر سے لڑکا ہی ہوا۔ سب سے اول راناصاحب

پنڈیا موہن لال وشنو لال ممبر ایشیاٹک سوسائیٹی کلکتہ نے بیان کیا کہ اول اول سوامی جی سے پڑھنا میں نے اور جگن ناتھ حال انسپکٹر مدارس ریاست و پنڈت برجناتھ نے شروع کیا۔ اسپر مہارانا صاحب کو بھی پڑھنے کا شوق ہوا۔ اُنکے ساتھ پھر ہم تینوں کے سوا مارٹ کشن جی اُجل فتح کرن جی و پنڈت رام پرشاد و کرم آشری پڑھتے تھے۔ دربار نے یوگ درشن کُل اور گوتم سوتر اور کچھ دنیشک سوتر پڑھے۔ اور باقی کہا سا بتلائیا اور فرمایا کہ یہی سب شاستروں کی اصل ہے۔ منوسمرتی پڑھانے سے پہلے کچھ ویاکرن سلیٹ پر رانا صاحب کو سوامی جی نے سکھلا دیا تھا رانا صاحب ایک وقت علی الصباح و ایک دفعہ شام کو آیا کرتے تھے۔ شام کو پڑھتے تھے صبح کو گھومنے کے واسطے آیا کرتے تھے۔ اور اُسی وقت سوامی جی اُنکو اُپاسنا کے طریق بتلایا کرتے تھے۔ پھر رانا صاحب کی طبیعت بیمار ہوگئی سوامی جی محلوں میں جایا کرتے تھے۔ سوامی جی دلیل سے ہر ایک بات منوانے تھے۔ منوسمرتی کے کھشپت شلوک جابجا بتلاتے جاتے تھے کہ دیکھو یہ درمیانی آپسمیں نہیں ملتے۔ منوسمرتی ساتویں ادھیائے اخیر تک سُنائی تھی۔

جب دسہرہ آیا تو سوامی جی بگھی پر بیٹھکر دسہرہ دیکھنے گئے۔ نوور گا کے دنوں میں بلدان کے لیئے بھینسے بہت مارے جاتے تھے۔ اسپر سوامی جی نے دربار سے ایک مدلل مباحثہ کیا۔ بطور ایک مقدمہ کے کہا کہ ہم کو بھینسوں نے وکیل کیا ہے اور آپ راجا ہیں ہم آپکے آگے مقدمہ کرتے ہیں نیٹے نیٹے لباس پُرانی رسومات کے متعلق دکھاتے ہوئے آخرالامر سوامی جی نے سمجھا دیا کہ انکے مارنے سے سوائے پاپ کے کچھ فایدہ نہیں یہ نہایت ظلم ہے۔ بعدازآں سوامی جی نے اُنکو منع کیا۔ تب رانا صاحب نے تسلیم کرکے کہا کہ ہم یکلخت بند نہیں کر سکتے۔ اور نہ کرنا مناسب ہے لوگ آزردہ ہونگے۔ تب سوامی جی نے کہا کہ اچھا آہستہ آہستہ کم کردو۔ چنانچہ وہاں ہی فہرست بنائی گئی۔ رانا صاحب نے اقرار کیا کہ میں آہستہ آہستہ کم کرنے کی کوشش کرونگا۔

سوامی جی نے یہاں ایک بڑا ہون کرایا جو نیل کنٹھ جی کے مندر کے پاس کئی روز تک ہوتا رہا۔ اچھے اچھے سگندھت اوشدھی کا گھیدا رتھ ڈالے گئے تھے۔ چاروں ویدوں کے پاٹھی وہاں یگ میں موجود تھے وہ منتر پڑھتے جاتے تھے۔ انت کے روز دربار بھی پدھارے تھے پورن آہوتی دربار کے ہاتھ سے کرائی تھی۔ اور شیش یگ کا ہم سب کو چکھنے کے واسطے دیا تھا۔ اس یگ میں ہوتا وغیرہ سب باقاعدہ مقرر تھے۔ ممبران دربار نے اُنکی آگیا انوسار ہر روز اگنی ہوتر ہونے کی آگیا دی۔ ہون کے بعد وہ تانبے کا کُنڈ تمام محلوں میں گھمایا جاتا تھا۔ اُن کے جیتے جی برابر ہوتا رہا۔ جب مہارانا سجن سنگھ جی سورگ باس ہوگئے اور مہارانا فتح سنگھ جی گدی پر بیٹھے تب لوگوں نے شک ڈالا کہ وہ ہون کراتے تھے اسواسطے مر گئے۔ تب اُنہوں نے وہم میں آکر بند کر دیا پھر نہیں ہوا۔

گرانند سادھو اندھا بھی ساتھ تھا۔ اُس نے پولیس میں سوامی جی کے حق میں رپوٹ کی کہ یہ مجھے وطن نہیں جانے دیتے۔ پولیس نے رپوٹ واپس کر دی۔ مگر سوامی جی نے اُسکی اس شرارت کے سبب جو صرف ٹکے کی غرض سے تھی اُس اندھے کو نکال دیا۔

وید منتروں کے گانے پر ذکر چلا فرمایا کہ سب وید گائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی آپکے ہاں گانے والا اور شدہ اچارن کرنے والا گویا ہو تو ہم وید منتر سکھلا سکتے ہیں۔

طوائفوں کو کُتیا کہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ انسے ہمیشہ پرہیز کرو۔ اگر تم کو راگ کا شوق ہے تو وید سُنا کرو اور اُسکی اچھی اُنتی

آپ ایسا بندوبست کریں کہ جس سے ملک کو زیادہ فایدہ پہنچے اور وید ودیا کا پرچار ہو۔ یعنی کوئی ویدک فنڈ بنایئے جس میں صرف ویدوں کی تعلیم ہو۔ تب سوامی جی نے ویدک ندھی (ویدک فنڈ) کی تجویز کی۔ اگر وہ زندہ رہتے تو بہت عمدہ بندوبست ہو جاتا۔

ایک دن میں نے عرض کی کہ آپکا سمارک چنہ بنانا چاہیئے۔ فرمایا کہ نہیں بلکہ میری بھسمی کو کسی کھیت میں ڈالدینا کام آئیگی کوئی سمارک نہ بنانا ایسا نہ ہو کہ مورتی پوجا ہو جائے۔ میرا خود بھی پہلے ارادہ تھا کہ اپنا سٹیچو بنواؤں فرمایا کہ کوی راج جی ایسا نہ کرنا مورتی پوجا کی بنیاد یہی ہے۔ اُنکی تمام باتیں نہایت عمدہ تھیں۔ برہمچاری تو اول درجہ کے تھے۔ جہاں تک اُن سے ہو سکتا تھا۔ استریوں کو دیکھتے ہی نہ تھے اُنکا تو بچن تھا کہ بیرج کا ناش آیو کا ناش ہے۔ یہ بیرج بڑا رتن ہے۔ اگر راستہ میں جاتے ہوئے کہیں کوئی استری آجاتی تو اُسطرف پُشت کر لیا کرتے تھے۔ یہ باتیں اُنکی ڈھونگ سے نہیں تھیں بلکہ سچے دل سے تھیں۔ کیونکہ وہ بڑے جتیندری تھے۔ ویشیوں کے متعلق اُنکی کبھی کوئی چینشٹا نہیں تھی بلکہ سوامی گنیش پوری جو راگ رنگ کرتے اور استریوں کو پڑھایا کرتے تھے ۔ اور آجکل جودھپور میں ہیں سوامی جی اسکا خوب خاکہ اُڑاتے تھے اور کہتے کہ یہ اُسکا صاف ڈھونگ و ربھچار ہے۔ فرماتے تھے کہ سادھو کو چاہیئے کہ استری کو آنکھ سے بھی نہ دیکھے کیونکہ یہ برہمچاری کی آنکھ میں گھس جاتی ہے۔

مہارانا سکول کے سیکنڈ ماسٹر صاحب کایستھ نے بیان کیا کہ ایک دن یہاں باغ میں سوامی جی سے ایک مسلمان وکیل باتیں کرتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ جو اچھے اچھے گھرانوں کی اچھی اچھی خوبصورت عورتیں رنڈی بن جاتی ہیں اسکا کیا کارن ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ ہمیں ایسے بھڑوے پن کی باتیں پسند نہیں۔ کسی اَور سے پوچھنا۔

ٹھاکر جگن ناتھ جی حال حاکم جہاز پور نے بیان کیا کہ سوامی جی کے اُودے پور آنے پر میں بھی چند روز اجازت لیکر چتوڑ سے اودے پور آیا تھا مجھے اور میری سال کو سوامی جی نے سندھیا کا اُپدیش دیا تھا اور میرے سامنے کا ذکر ہے کہ اُودے پور میں دربار کو منوسمرتی پڑھاتے ہوئے فرمایا کہ اگر مالک دھرم کے متعلق حکم دیوے تو تعمیل کرنی چاہیئے۔ اور اگر اَدھرم کے متعلق ہو تو نہیں۔ تب ٹھاکر منوہر سنگھ جی رئیس سردار گڑھ نے عرض کی کہ یہ ہمارے حاکم ہیں اگر حکم دیویں اور ہم انکو ادھرم سمجھکر نہ مانیں تو یہ ہماری جاگیر ضبط کرلیں۔ سوامی جی نے فرمایا کہ کچھ پرواہ نہیں اگر دھرم کی خاطر دولت یا جاگیر چلی جاوے تو بے دھرمی کے کھانے اور ادھرم کے کام کرنے سے مانگ کر کھانا بھی اچھا ہے۔

پنڈت برج ناتھ جی نے بیان کیا کہ ایک دن باغ میں سوامی جی کسی سے بات کر رہے تھے ایک دیسی عیسائی گوردیال نام بار بار یہ کہتا تھا کہ ابھی میرے سوال کا اُتر دو۔ ابھی میرے سوال کا اُتر دو۔ سوامی جی نے کہا کہ جب بات ختم ہو جاوے تب تم بولنا۔ لوگوں نے بھی منع کیا۔ مگر اُس نے نہ مانا اور بار بار اپنے سوال کا جواب مانگتا رہا۔ سوامی جی نے حاضرین کو کہا کہ آپ ذرا صبر کریں پہلے اسی کا اُتر دیدوں۔ سب لوگ ادھر متوجہ ہو گئے۔ فرمایا کہ اچھا بول تیرا کیا سوال ہے۔ اُس نے کہا کہ ہم کہاں سے آئے ہیں۔ کہاں ہیں۔ اور کہاں جائینگے؟ سوامی جی نے فرمایا کہ سن! تم پول سے آئے ہو اور پول میں ہو اور پول میں جاؤ گے۔ وہ کہنے لگا کہ ہیں ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ کنارے بیٹھ کر سوچ تیرا جواب ملگیا۔ ہم سب لوگ اُسکے سوال کرنے پر حیران تھے کہ ایسے سوال کا دیکھیئے سوامی جی کیا جواب دینگے۔ مگر اُتر سنتے ہی سوامی جی کی دانائی اور ودوتا کے سب قایل ہو گئے۔

تب صرف گلاب باغ میں ہی اُسی انداز ہ کے موافق گشت کر لیا کرتے تھے -

باغ کی سیر سے نپٹ کر وہاں باغ کی دری خانہ کے چبوترہ میں چوکی پر بیٹھ کر دھیان کیا کرتے تھے۔ اپاسنا اور سمادھی کے بعد ڈیرہ پر جاکر ہاتھ منہ دھو کر دودھ اور برھمی پیتے پھر وید بھاشیہ کیا کرتے - ۱۲ بجے نہا دھو کر بھوجن سے فراغت پاتے - پھر دو چار کروٹ لیکر چٹھیوں کا جواب دیتے یا پروف دیکھتے - پھر چار بجے وہاں سے اُٹھکر جا جم بچھ جاتی تو لوگ آنے شروع ہو جاتے - سب مذاہب کے لوگ آتے سوال و جواب ہوا کرتے - چراغ جلے سبھا برخاست ہوتی تھی - دربار خود بھی سامعین میں شامل ہوتے - اول اول تو نہیں مگر بعد کو سوامی جی کے سامنے دربار کیواسطے گدی لگ جاتی تھی

ایک دن صبح کے وقت جب سوامی جی دھیان سے فارغ ہوئے دربار نے سوال کیا کہ جب کسی مورتی مان چیز خواہ وہ کیسی ہو آپ نہیں مانتے ہیں تو پھر دھیان کس کا کریں ؟

سوامی جی نے اُتر دیا کہ کوئی چیز مان کر دھیان نہیں کرنا چاہیئے ۔ ایشور سرب شکتیمان - سرب سرشٹی کرتا اور سرشٹی کو ایک کرم (ضابطہ) میں چلانے والا - نینتا - پالن کرتا - اور ایسے ہی انیک برھمانڈوں کا سوامی او رنینتا ایسی ایسی اُسکی مہاں کا سمرن کر کے اپنے چت میں اس کی مہماں کا دھیان کرنا چاہیئے - ارتھات اسطرح تمام شکتیوں سے یکت پرمیشور کو یاد کر کے اُسکا دھیان کرنا اور اُسکی اپار مہماں کا برنن کرنا سنسار کے انگاریں چت کی برتی لگانے کی پرارتھنا کرنا - یہ دھیان ہے - میں نے بھی جب ایک بار ایسا سوال کیا تھا تب بھی یہی اُتر دیا تھا -

سوامی جی نوین ویدانت کی بابت فرماتے تھے کہ جیو برھم جدا جدا ہیں ایک نہیں - اگرچہ اُنکی یکتی کے سامنے کسیکی طاقت نہیں تھی مگر میری پوری تسلی نہیں ہوئی -

سوامی جی کی بابت میرا خیال ہے کہ ایسی ساہس والا (باہمت مستقل مزاج) میں نے آجتک کوئی آدمی نہیں دیکھا - میں نے کئی بار راج نیتی قاعدہ کے مطابق یعنی پالیسی سے کام کرنے کو کہا - مگر اُنہوں نے میری ایسی کسی بات کو بھی نہ مانا -

میں نے اور دربار نے کئی بار سوامی جی کو کہا کہ آپ مورتی پوجا کا کھنڈن نہ کریں عام لوگ مخالف ہو جاتے ہیں - پولیٹکل چال پر آپ اور دھیتون کا اُپدیش کریں تاکہ جلد آپ کی بات لوگ مان لیں - سوامی جی نے اسکا اُتر دیا کہ اب کچھ ہی ہو پرنتو ہم ایسی باتوں کو نہ مانینگے - ہم ستیہ کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ چھپا سکتے ہیں - خواہ کوئی کتنا ہی بیودھی ہو - جس پر ہم چپ ہو رہے -

اُتر دینے میں ایسے حاضر جواب تھے کہ دوسرے میں ہونا اسمبھو ہے - وہ سچے پُرش تھے - جھوٹ انکے دل میں ہا کل نہیں تھا - اور کسی بات کا اگر وہ جھوٹی ہو اُنکو اگرہ (ہٹ) نہیں تھا - پروپکاری اور دیش ہتیشی سب سے بڑھ کر تھے - ان سدھانتوں میں اُنکے ہاں کبھی فرق نہیں آیا - میں اُنکو پورن سرشٹیٹ پرش سمجھتا ہوں -

سوامی جی کا یہ خیال تھا کہ اپنے دیش کے ویدوں کی دوائی کرنی چاہیئے - مگر میں اسواسطے کہ ابھی زمانہ کے ہیر پھیر سے موجودہ ویدوں لوگوں میں ایسی طاقت نہیں صرف اسی بات میں اُن سے متفق نہیں ہوں مگر میں یہ خیال ضرور کرتا ہوں کہ کسی وقت ضرور اپنی دیشی ویدک پوری ترقی پر پہنچی ہوئی تھی - دیسی کپڑا پہننے کو بھی فرمایا کرتے تھے - میں نپٹ شردھالو نہیں ہوں سندیہی بھی ہوں - مگر مجھے سوامی کی باتوں پر بہت ہی کم سندیہ ہے - بلکہ پورے طور پر نشچہ ہے - انکے مرنے سے دیش کی بڑی ہانی ہوئی - گئو رکھشا کے بہت خواہشمند تھے میں نے عرض کی کہ

ریاست اودے پور میواڑ

(۲۵ جولائی ۱۸۸۲ء مطابق ساون سُدی ۱۰ سمت ۱۹۳۹ شنبہ سے یکم مارچ ۱۸۸۳ء پنجشنبہ پھاگن ودی ۷ برہسپتی وار پراتاکال سمت ۱۹۳۹ تک)

۲۵ جولائی ۱۸۸۲ء کو سوامی جی نواب کے جاورہ سے بسواری ریل چتوڑ میں پدھارے۔ ٹھاکر جگن ناتھ جی حاکم چتوڑ نے ریاست کی طرف سے اُنکے لیئے سیتھا یوگ پربندھ کر دیا۔ چونکہ موسم برسات کا تھا اسواسطے ریاست سے سواری وغیرہ آنے میں ایک ہفتہ سے زیادہ لگ گیا۔ جو لوگ درشن کو آتے رہے اُنہیں دھرم اُپدیش سُناتے رہے کوئی خاص ویاکھیان نہیں ہوا۔

"سوامی جی ۲۶ جولائی ۱۸۸۲ء چتوڑ گڈھ کے ایک خط میں لالہ کالیچرن سکرٹری آریہ سماج فرخ آباد کو تحریر کرتے ہیں کہ انومان ہے کہ چاترماس یہیں ہوگا۔"

چتوڑ سے نباھیڑہ تک ریل پر اور وہاں سے میانہ میں بیٹھے۔ چونکہ میانہ نازک تھا اور یہ بڑے قوی ہیکل اور مضبوط جوان تھے۔ میانہ رستہ میں ٹوٹ گیا جس سبب سے اُنکو کئی کوس تک پیادہ جانا پڑا۔ پھر ہاتھی اور بگھی اودے پور سے پہنچ گئے جسپر سوار ہوکر سوامی جی ۱۱ اگست ۱۸۸۲ء کے دن اودے پور پہنچ کر نولکھا باغ کے محلوں میں جسکو اب سجّن نواس کہتے ہیں اُتارے گئے۔ راج کیطرف سے تمام پربندھ ہو گئے۔ رامانند برہمچاری اور پنڈت بھیم سین و مہاشی آتمانند جی اُنکے ساتھ تھے۔

کوی راج شیامل داس مہامہوپادھیائے نے بیان کیا کہ ایک دن نولکھا باغ سے میں نے ایک پھول سونگھنے کے واسطے توڑا۔ سوامی جی نے فرمایا کہ یہ اچھا نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ کیا مجھسے پاپ ہوا۔ فرمایا کہ اور پاپ تو نہیں مگر یہ پھول جو یہاں رہتا اور اسکے ذریعہ سے جتنی یہاں کی ہوا شدھ ہوتی وہ اب نہیں ہوگی۔ اُس کی ہانی کا یہ دوش تو ضرور ہوا۔ تب میں قائل ہوگیا۔

ہماری چارن پاٹ شالا میں اُسوقت ۵۰-۶۰ ودیارتھی پڑھتے تھے۔ سوامی جی نے اُنکی پریکھشا لی اور اُنکو اپنی طرف سے ضیافت دی یعنی بھوجن کھلایا اور سکھشا دی کہ وید و ویدانگ کے پڑھنے کا خیال رکھنا اور اپنے بنائے ویدانگ پرکاش کی آگیا دی۔

سوامی جی نے تمام امرائے ریاست کے لڑکوں کی تعلیم کا بندوبست کیا کہ انکے واسطے ایک پاٹ شالا بنائی جاوے۔ اور سندھیا وغیرہ کا بندوبست کیا جاوے۔ چنانچہ زمین کا نقشہ بناکر سوامی جی اور دربار نے ملاحظہ بھی کیا۔ مگر دربار کی بیماری کے سبب اُسکا عملدرآمد نہ ہوا۔ اُس میں شستر شاستر دونوں سکھلانے کی صلاح تھی۔

یہاں سرکاری مدرسہ کی درجہ وار کلاس ہندی بھی سوامی جی نے کی۔ کئی ایک اُستادوں نے پڑھانے سے عذر کیا۔ مگر دربار نے حکم دیا کہ اگر نوکری کرنی ہے تو اسیطرح پڑھاؤ ورنہ استعفا دیدو۔

تمام عدالتوں میں دیوناگری تحریر کی بابت تاکید کی۔ چند الفاظ عربی جو عدالت کے قانون میں استعمال ہوتے تھے اُنکے سنسکرت الفاظ نہ ملتے تھے وہ سوامی جی نے تحریر کروا دیئے۔

شروع میں روز علے الصباح اُٹھکر گوردھن بلاس پربت تک جو یہاں سے دو تین میل ہے جایا کرتے تھے مگر جب راجا جی نے صبح آنا شروع کیا

ان کی طرف سے جو شکوک دلوں میں بھرے ہوئے تھے وہ کب رفع ہوتے بلکہ اور طرح طرح کے خیالات فاسد انکی طرف سے بڑھجاتے - ایسے ناعاقبت اندیشوں کی بات کا جو بلا وجہ کسیکی برائی کریں آئندہ کو کیا اعتبار کرنا چاہیئے - اور ایسے دُشٹ لوگوں کے قولوں پر جو اپنی غرض کے لیئے اوروں کو دھوکھا دیں ڈالتے ہیں کیا انحصار -

کچھ مہارانا صاحب ہی کا یہ خیال نہ تھا بلکہ اور سب سرداروں اور راجاؤں کا بھی یہی حال رہا کہ جسقدر شکوک مخالفوں نے اُن کے دلوں میں سوامی جی کیطرف سے ڈالے تھے وہ سب رفع ہو گئے اور بدخواہ لوگ اُلٹے نظروں سے گر گئے -

الغرض سوامی جی نے قریب ۵ ماہ کے وہاں قیام کیا اور اپنے ست اُپدیشوں سے خوب ہی سامعین اور شائقین کو فائدہ پہنچایا - سوامی جی کی تصنیفات میں سے بہت سی پستکیں مہارانا صاحب نے خریدیں - وید بھاشیہ بھی ماہواری لینا شروع کر دیا - اور چند سرداروں اور پنڈتوں نے بھی خریداروں کی فہرست میں نام درج کر دیئے - چلتے وقت سوامی جی مہارانا صاحب کی ملاقات کو راج استھان پر گئے اور طرح طرح کے ذکر مذکور کے بعد رخصت ہوئے تو مہارانا صاحب نے ۵۰۰ روپیہ راہ کے خرچ کے واسطے اور اور سرداروں نے کچھ کم دو سو روپیہ ماہ ندر کیئے اور پھر جلد درشن دینے کا اقرار اور وعدے کرائیے - چونکہ اپنے دیش کے ایسے اولوالعزم اور دھارمک راجوں مہاراجوں کی توجہ اور عنایت کے شکریہ سے عہدہ برائی نہیں ہو سکتی اس لیئے اُن کے حق میں اس دعا پر اکتفا کیجاتی ہے - شعر "رنگ و بوی گلشن حشمت ترقی پر رہے ء جب تلک ہے گلشنِ عالم میں جوشِ رنگ و بو" -

امید ہے کہ جیسا اور اضلاع میں دھرم چرچا آجکل ہو رہا ہے ویسا ہی بلکہ اور زیادہ اب راجپوتانہ میں بھی ظہور میں آوے گا (آریہ سماچار میرٹھ ماہ ماگھ سمت ۱۹۳۸ جلد ۳ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۲۷ - ۲۳۰) (بھارت سودشا پروتک جنوری ۱۸۸۲ء صفحہ ۲ سے ۲۲ تک میں قریبًا ایسا ہی لکھا ہے) -

ریاست اندور

۱۶ دسمبر ۱۸۸۱ء سے ۲۷ دسمبر ۱۸۸۱ء تک

چتوڑ سے روانہ ہو کر سوامی جی اندور میں پہنچے - لیکن سری مہاراجہ صاحب تکوجی راؤ ہلکر بہادر روائم اندور تو اپنے راج استھان میں سے کہیں باہر تشریف لے گئے تھے - اُنکے چیف سری نواس جی صاحب نے سوامی جی کو بڑی تعظیم و تکریم سے ٹھیرایا اور سب طرح کا آدر ستکار کیا - ایک ہفتہ تک وہاں ٹھیر کر سوامی جی نے اُپدیش دیا اور سامعین اور شائقیں کو فائدہ پہنچایا - بعد اسکے سوامی جی بمبئی کیطرف روانہ ہوئے (آریہ سماچار ماہ ماگھ سمت ۱۹۳۸ صفحہ ۲۲۹ - ۲۳۱) - یہ بات جب مہاراجہ صاحب کو راجدھانی میں آکر معلوم ہوئی تو بہت افسوس کیا اور سوامی جی کو بمبئی میں تار دیا کہ اب میں راجدھانی میں آ گیا ہوں آپ کرپا کر کے جلد درشن دیجیئے - سوامی جی نے اُتر دیا کہ اب تو ہمارا آنا یہاں سے لوٹتے سمے ہوگا - پرنتو اتفاق کی بات ہے کہ جب ۵ مئی ۱۸۸۲ء میں واپس آئے تو بھی مہاراجہ صاحب راجدھانی میں نہیں تھے - یہ خبر سُن سوامی جی مہاراج پھر راجدھانی کیطرف نہیں پھرے - بعد تھوڑے دن کھنڈوے میں ٹھیر کر سیدھے اُدے پور کیطرف چلے آئے -

چتوڑ کا آنند دایک سماچار

اگرچہ آٹھ سات سال یا کچھ اور کم وبیش عرصے سے آریہ سماجیں جابجا آریہ ورت دیش میں قایم ہیں اور دیش کے اور دھرم کی اُنتی کے لیئے عمدہ ذریعہ اور نیز مستحکم۔ ان سبھاؤں کے مقاصد بھی اب سبھوں پر ظاہر ہو گئے ہیں۔ گو اول میں عوام کی سمجھ میں شاید نہ آئے ہوں۔ مگر باایں ہمہ اپنے دیش کے امیر اور دھناڈ اودھر بہت کم توجہ کرتے ہیں اور ہمت کو کام میں نہیں لاتے۔ کیا اس موقع کو غنیمت نہیں سمجھتے ہیں اور کیا اس وقت کو مغتنمات سے نہیں جانتے۔ میری رائے میں تو اس بے اعتنائی کی وجہ سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ اول تو باستثنائے خاص خاص کے یہ لوگ عموماً علم سے بہت کم بہرہ رکھتے ہیں اور بدیں وجہ اس دیش اور دیش والوں کی بہبودی پر نظر نہیں کرتے۔ اور دوسرے ناعاقبت اندیشوں نے مکر اور تذویر کا جال بچھا رکھا ہے اور سماجوں کیطرف سے اُنکو دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ لیکن بڑی خوشی کی بات ہے کہ ان دنوں برعکس اسکے امیر اور دھناڈ تو رہے ایک طرف ہمارے دیش کے راجوں مہاراجوں کو اسطرف توجہ ہوئی ہے۔ اور بہت کچھ ہمدردی اور دستگیری ظاہر کی۔ کیا ہم ان باتوں کو دیکھ کر نہیں سمجھ سکتے کہ اب ہمارے دیش کے اچھے دن آتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور ادبار اور زوال کے سامان بگڑتے جاتے ہیں۔ بیشک ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور اسپر ناز کرنا چاہیئے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سوامی دیانند سرستی جی جو شہر بشہر اُپدیش کرتے ہوئے ۲۷- اکتوبر ۱۸۸۱ء کو ریاست میواڑ میں پہنچے اور چتوڑ گڈھ میں قیام پذیر ہوئے تو سری مہاراج مہارانا صاحب والی اودے پور نے اُنکی آمد کی خبر سنتے ہی اپنا عمدہ ڈیرہ اُن کے قیام کے واسطے استادہ کرا دیا اور سامان ضروری بھی فوراً مہیا کر دیا۔ بہ نظر حفاظت دو سپاہی بھی بطور گارد کے اُنکی قیام گاہ پر تعینات کر دیئے۔ اور دونوں وقت کے کھانے پینے کا معقول انتظام کر دیا اور خود بھی نگران رہے۔ الغرض مہارانا صاحب نے نہ تعظیم و تکریم میں کوئی نکتہ اُٹھا رکھا اور نہ مہمانداری کے جو مراتب ہوتے ہیں اُن میں سے کوئی دقیقہ نامرعی چھوڑا۔

سوامی جی نے پہنچنے کے ایک یا دو دن بعد حسب معمول اُپدیش کرنا شروع کیا اور ویاکھیان کا سلسلہ جاری رکھا تو سامعین اور شایقین کا مجمع کثیر رہنے لگا۔ مہارانا صاحب کے سردار اور مصاحب بھی روزمرہ اپدیش میں آتے اور فایدہ اُٹھاتے ہی رہے۔ حسن اتفاق سے ریاست اودے پور کے سردار اور رئیس اور گرد و نواح کے راجہ بھی جو گورنر جنرل کے دربار کی وجہ سے وہاں آئے ہوئے تھے سوامی جی کی قیام گاہ پر تشریف لائے اور اُپدیش سنکر نہایت خوش ہوئے۔ یہانتک کہ اکثر نے اُن میں سے بالاتفاق سوامی جی سے درخوست کی کہ کرپا کر کے ہمارے راج استھانوں میں بھی ضرور تشریف لایئے اور اپدیش سے مستفید کیجئے جسکو سوامی جی نے بخوشی منظور کیا۔ مگر بمبئی کی واپسی کے وقت آنے کا وعدہ کیا۔ اس اثنا میں شری مہاراج مہارانا صاحب خود بھی دو مرتبہ سوامی جی کی قیام گاہ پر تشریف لائے اور اُپدیش سنکر نہایت خوش ہوئے۔ اور ایک دن اُنکو اپنے راج استھان پر بھی لے گئے۔ اور اُنکے تشریف لانے اور خصوصاً ویاکھیان دینے کے بہت کچھ شکر گذار ہوئے۔ مہارانا صاحب نے کبھی دربار میں اور کبھی اپدیش سے واپسی کیوقت اپنے مصاحبوں اور سرداروں سے فرمایا کہ دیکھو سوامی جی سے سچے اور دیش ہتیشی مہاتما کی نسبت دُشٹ لوگ کیا کیا کہہ کرتے اور اپنی ہٹ دھرمی سے کیسے کیسے جھوٹے الزام اُنکی نسبت لگایا کرتے تھے۔ اگر آج انکے درشن نہوتے تو

کوی راج کی پریرنا سے سوامی جی اور شاستری جی کے درمیان نیا شاستر کے پدارتھوں پر بات چیت ہوئی۔ سوامی جی ۶ پدارتھ مانتے تھے اور شاستری جی سات۔ سوامی جی ابھاؤ کو نہ مانتے تھے۔ چھ سات روز تک کوی راج شاستری جی کو لیجاتے رہے اور ہر روز اسی وشے پر بات چیت ہوتی رہی۔ اگرچہ اچھی طرح شاستری جی نے نہ مانا۔ مگر کوی راج جی کہتے ہیں کہ سوامی جی کی یُکتی پربل تھی۔

کوی راج کی آمد و رفت کے ساتھ اُودے پور راج کے تمام معزز سرداروں کی آمد و رفت شروع ہو گئی جیسے کہ اسین کے راؤ ارجن سنگھ جی دیلواڑہ کے راجہ فتح سنگھ جی۔ شاہپورہ کے راجہ ادھیراج ناہر سنگھ جی۔ کانوڑ کے راوت امید سنگھ جی۔ اور شاوڑی کے راجہ راج سنگھ جی اسی طرح اور بھی معزز روسا جایا کرتے تھے اور اپنی شنکا نوارن کرتے رہتے تھے

لارڈ رپن صاحب کے دربار کے بعد غالباً ۵ انومبر ۱۸۸۲ء کو سوامی جی کو شری حضور رانا صاحب نے بلایا تھا۔ چنانچہ وہ گئے۔ بعد ازآں دربار بھی سری سوامی جی کے ڈیرہ پر گئے اور دیر تک بارتالاپ کرتے رہے۔

سوامی جی جب اول مرتبہ رانا صاحب کو ملے۔ تب وہاں ہی دھرم کے ساتھ راج نیتی کا اُپدیش دیا تھا اور فرمایا تھا کہ آپ راجا شیر کے تلیہ ہیں۔ پاسبان عورتیں جو کنیا کی شمال ہیں اُنکو محلوں میں بالکل نہ ڈالنا چاہیئے۔ دربار نے اُسی روز سے نسچے جان لیا کہ صرف یہی آدمی ہے جو بلا لاگ لپیٹ کے ست اُپدیش کرتا ہے۔ اور دل سے اُنکے اُپدیش کو پسند فرمایا۔

مگہر شُدی ۴ سمت ۱۹۳۹ روی وار مطابق ۴ دسمبر ۱۸۸۲ء کو دوسری بار رانا صاحب سوامی جی کے درشن ارتھ چتوڑ میں ندی کے تٹ پر پدھارے۔ اور اُن کے ست اُپدیش سے کئی گھنٹہ بیٹھ کر مع مصاحبوں کے لابھ اُٹھایا۔

ایک روز برہمنوں نے اعتراض کیا کہ گائیتری منتر سب کے روبرو نہ پڑھنا چاہیئے۔ سوامی جی نے اسکا کھنڈن کیا اور خود بآواز بلند سب کے روبرو پڑھا۔ ٹھاکر جگن ناتھ جی حاکم چتوڑ کو خود گائیتری منتر کا اُپدیش دیا اور فرمایا کہ یہ ایشور کی ودیا سب کے واسطے ہے کسی خاص آدمی کیواسطے نہیں۔ چنانچہ اُنکے پڑھنے کو مسلمان وغیرہ نے بھی سُنا۔

اگرچہ جیون گری جی نے بظاہر ان کے لیئے شاستر ارتھ کا ارادہ ظاہر کیا تھا مگر سوامی جی کے مقابلہ میں اسکا ٹھیرنا مشکل تھا۔ اور اسکے دل میں حسد بھی زیادہ تھا۔ جب سوامی جی کا رانا صاحب نے مانیہ کیا تو جیون گری جی بہت آزردہ ہوئے۔ اور جب سوامی جی نے پونے دو ماہ وہاں رہکر چلنے کی تیاری کی تو دربار نے پہلے بگھی سوامی جی کے ڈیرہ پر بھجوائی۔ وہاں سے سوار ہو کر سوامی جی قلعہ میں پدھارے۔ دربار نے اودے پور آنے کو کہا اور اصرار کیا۔ مگر اُنھوں نے اُتر دیا کہ ہم بمبی سے ہو کر آوینگے۔

مہارانا صاحب نے انت کو ۵۰۰ روپیہ ضروریات سفر کے واسطے بھینٹ کیا اور ۲۰۰ روپیہ دیگر اہلِ دربار نے۔ بعد ازآں تعظیم و تکریم سے اسٹیشن پر پُہنچائے گئے۔ اور ۲۰ دسمبر ۱۸۸۲ء کو سوامی جی ریلوے میں سوار ہو کر ۱۲ کو اندور میں پدھارے۔ اور جب جیون گری نے سوامی جی کے پانسو روپیہ کا ذکر سُنا تو جامہ سے باہر ہو گئے اور جو مُنھ میں آیا کہتے رہے اور جھٹ چلنے کی طیاری کر دی۔ رانا صاحب کو اُنکی ناراضگی کا حال معلوم ہو گیا۔ اُنکے واسطے بھی باوجود نہ ملنے کے بھی رانا صاحب نے ۵۰۰ روپیہ بھیجا۔ وہ کرودھ سے جلا ہوا تھا روپیہ نہ لیا اور کہا کہ تم نے دیانند کا مانیہ کیا ہے اسواسطے ہم نہیں لیتے۔ اسی غصہ میں بھبوکا بنے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

انت کو جانے سے پہلے ہمارے پوچھنے پر اُس پہلے پرشن کا یہ اُتر دیا کہ جیسے مندر اور اکاش ایک نہیں اور نہ جدا ہیں۔ اور جدا بھی ہیں اسیطرح برھم اور جیو بیاپ بیاپک ہونے سے ایک نہیں ہیں۔

اور برھم کے سرب بیاپک ہونیسے وہانسے برھم نیارا بھی نہیں۔ بنابران برھم اور جیو ایک نہیں ہیں۔ جدا جدا ہیں۔

گوکرناندھی بھی ہمکو سُنائی تھی جسکو سُنکر ہمکو بہت آنند پراپت ہوا تھا۔

چکرانکدون کو ایک دن ستریہ تپانے پر اُنھوں نے کہا کہ اگر ستریا آگ میں جلانے سے مکت ہوتی ہے تو تم بھڑ بھونجو نکے بھاڑ میں جا پڑو تاکہ تم سب کی مکت ہو جائے۔ اکثر چکرانکدی اور شہر کے لوگ اُنکے پاس جاتے اور اُن کے اُپدیشوں کو سُنا کرتے تھے۔

یہ بھی فرمایا کہ وید سب کے واسطے ہے حتی کہ چانڈال تک کیواسطے بھی۔ ہے مگر کچھ پرمان نہ دیا (نامہ نگار نے عرض کی کہ یہ بات جناب کی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ اس وشے کا پرمان تو عموماً آریہ لوگ جانتے ہیں تو سوامی جی کیوں نہ جانتے ہونگے۔ فرمایا کہ وہ کونسا پرمان۔ تب میں نے یجروید ادھیائے ۲۶ کا منتر ۲ سُنایا) تب مہاراج اور اُن کے پروہت نے فرمایا کہ ہاں سوامی جی نے یہ پرمان تو ضرور دیا تھا اب ہمیں یاد آگیا۔

جب اُنکے پدھارنے کی صلاح ہوئی تو ہم نے رتھ۔ گھوڑا۔ سیج گاڑی۔ اور اسباب کی گاڑی دیکر اپنے وکیل مقیمی چتوڑ کے نام کاغذ لکھدیا اور مہاراج کو اچھی طرح رخصت کیا۔

وہاں سے چلکر سوامی جی بھیلاڑہ اور سونیارہ سے ہوتے ہوئے دوسرے روز چتوڑ پہنچے تھے۔

چتوڑ گڑھ کے مفصل حالات

۲۷ اکتوبر ۱۸۸۱ء سے ۲۰ دسمبر ۱۸۸۱ء تک

سوامی جی نے بنیڑہ ریاست سے کوٹھی راج تنیاداس جی مہاصوا پادھیائے کو خط لکھا تھا کہ ہم نے چتوڑ گڑھ ۲۷ اکتوبر کو پہنچنا ہے آپ استھان وغیرہ کا پربندھ کر رکھنا تاکہ تکلیف نہ ہو۔ ابھی تک صرف خط و کتابت کی ملاقات تھی۔ مگر اتفاق سے اندنوں کوٹھی راج جی بیمار تھے اسواسطے سوامی جی بھیلاڑہ اور سونیارہ سے ہوتے ہوئے دوسرے روز چتوڑ تشریف لائے اور گھمبیری ندی کے مغربی کنارہ پر اوندھی کے مہادیو کے مندر میں ٹھیرے اطلاع ہونے پر کوٹھی راج نے مہارانا صاحب سے (جو ان دنوں بہ تقریب دربار گورنری لارڈ رپن صاحب بہادر کے وہاں موجود تھے) عرض کر کے ایک ڈیرہ اور بچھابت (فرش وغیرہ) اور پہرہ بھیل کمپنی کا (جسکے دیکھنے کا سوامی جی کو شوق تھا) ہمراہی کی پروانگی وغیرہ سب لے کر اُسے لال پردہ بیت سوامی جی کے پاس لایا تھا۔

اُسی جگہ ندی کے پورب کیطرف پاوٹہ کے مندر میں سوامی جیون گری جی اور آتمانند گری جی ٹھیرے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے شاستر ارتھ کو کہا سوامی جی بڑی خوشی سے طیار ہوئے کہ ضرور شاستر ارتھ ہونا چاہیئے۔ مگر کوٹھی راج نے اس خیال سے کہ دونوں اُنہیں کی معرفت آئے تھے شاستر ارتھ نہ ہونے دیا۔

راضی ہونے پر کوٹھی راج جی قلعہ سے ہر روز سوامی جی کے پاس آتے رہے اور اپنے ساتھ سوبرھمنہ شاستری تیلنگی کو لاتے رہے۔

ایک کالے آسن پر کوپین یا لنگوٹ باندھے بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے واسطے ایک اور آسن دری کے اوپر بچھوا رکھا تھا۔ عام لوگوں کیواسطے دری
تھی۔ سب بیٹھ گئے۔ غالباً اُس وقت دو تین سو کے قریب آدمی ہونگے۔ ہم نے عرض کی کہ مہاراج آپنے تشریف لاکر ہم کو اور نگر نواسیوں کو کرت
کرت کیا۔ ہم آپکے درشن سے اتی پرسن ہوئے۔ اس کے بعد سوامی جی نے ہماری کشل کھشیم پوچھکر کہا کہ کچھ پرشن کیجئے۔ اول ہم نے انکار کیا۔
جب اُنہوں نے پھر فرمایا تب ہم نے پرشن کیا

سوال جیو۔ آتما۔ پرماتما کیا کیا ہیں۔ اور ان میں کیا فرق ہے ؟۔

جواب دیا کہ جیو اور آتما کو تو ہم ایک ہی مانتے ہیں اور پرماتما پرمیشور اس سے نیارا ہے۔ ہم نے گیتا کے مندرجہ ذیل دو شلوک پڑھے:

द्वाविमौ पुरुषौ लोके क्षरश्चाक्षर एव च। क्षरः सर्वाणि भूतानि कूटस्थोऽक्षर उच्यते। उत्तमःपुरुष

स्त्वन्यः परमात्मेत्युदाहृतः यो लोकत्रयमाविश्य बिभर्त्यव्यय ईश्वरः अ०१०-१५।

سوامی جی نے کہا کہ گیتا پرمانک گرنتھ نہیں ہے ہم گیتا کا پرمان نہیں مانتے۔ آپ وید کا پاٹھ کرتے ہیں اور آپکے یہاں وید کا خوب چرچا
ہے وید پرم پرمانیہ ہے وید کا پرمان دیجئے جسپر ہم خاموش ہوگئے۔ پہلے روز صرف اتنی باتیں ہوئیں۔

دوسرے روز سوامی جی نے ہمکو چاروں ویدوں کے درشن کرائے کیونکہ ہماری خواہش تھی۔ ہمارے یہاں صرف یجروید کا چرچا ہے
سوامی جی نے رگ وید کی آور چا اگنی میلے کا اُدات اُچارن کیا اور اُسپر انگلی کھڑی کی وہ ہمارے خیال میں اُنوداتہ ہے۔ انگلی کھڑی
نہ ہونی چاہیئے تھی۔ ہم نے اعتراض کیا۔ تب سوامی جی نے فرمایا کہ ہم انگلی کھڑا کرنے یا ہلانے کو پرمان نہیں مانتے ہیں یہ تو ہم نے صرف اشارہ کیا
تھا۔ پھر اور بیوہار کی باتیں ہوتی رہیں۔

سوامی جی کے پاس تین وید یعنی رگ۔ یجر۔ سام تو ٹھیک سورسہت تھے مگر اتھرون وید پر سور لگے ہوئے نہ تھے۔

ہمارے خیال میں سوامی جی مہاراج اشٹادھیائی اور مہابھاشیہ کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اور نگھنٹو نروکت کے کوش سے
بھی کماحقہ آگاہ تھے۔ اور ان کے انوسار ہی وہ ویدوں کا ارتھ کرتے تھے۔

ہمارے سرستی بھنڈار کے نگھنٹو سے سوامی جی نے اپنے نگھنٹو کا مقابلہ کیا ایک دو لفظوں کا فرق تھا جو سوامی جی نے
مقابلہ سے درست کرلیا۔

ہم ہر روز تیسرے پہر جایا کرتے تھے۔ اور اسیطرح صدہا لوگ جاتے تھے۔ ہمارے دونوں راج کنوروں سے سام وید کا گاین سنا۔ پرھا-
ید-کرم میں سوامی جی نے انکا امتحان لیا اور سُنکر بہت خوش ہوئے اور انعام میں ورن اُچارن شکھشیا کی پستک دی۔ یاگوالک شکھشیا یجروید
کی اُنہوں نے یہاں سے نقل کرائی تھی۔ مگر اب وہ گرنتھ کسی نے بمبئی میں طبع کرایا ہے اور غلط ملط کر دیا ہے۔ ٹھیک نہیں چھاپا گیا۔ ۱۶-۱۸ روز
تک یہاں رہے تھے۔

ایک دفعہ اور پر قلعہ میں بھی ہم انکو ہاتھی پر بٹھلا کر لائے تھے۔ اور یہاں دھرم شاستر اور وید کا اُپدیش بھی دیا تھا اور ست دھرم پر چلنے
کا اتی اُتم ویا کھیان فرمایا تھا۔ وید انگ کے اُن کے ترجمہ کردہ چند پستک ہم نے مول لیئے تھے۔

ریاست بنیڑہ کا حال

۲-اکتوبر ۱۸۸۱ء سے ۲۶-اکتوبر ۱۸۸۱ء تک

۳ بجے اشون سُکل ۴ شکروار کو سوامی جی مسعودہ سے روانہ ہو کر رات ہُرڑے میں بفاصلہ ۹ کوس پہنچے۔ وہاں ۶-۷ گھنٹہ آرام کرکے روپاہیلی میں گئے اور شہر کے باہر ایک باڑی میں اُترے۔ وہاں کے رئیس ٹھاکر لال سنگھ سوامی جی کے پاس آئے اور نیز ویدانت کے وشے بارتالاپ کرتے رہے۔ یہاں ایک رات اور ایک دن رہکر وہاں سے رائیڑہ گئے۔ اور ایک رات آرام فرما کر دوسرے دن ۱۰-اکتوبر ۱۸۸۱ء ۴ گھڑی دن چڑھے بنیڑہ پہنچے اور وہاں جواڑیا کے ایک مکان میں اترے۔

پنڈت بدری ناتھ نے جو سوامی جی کے ساتھ اشٹادھیائی پڑھنے کے واسطے گیا تھا کہتا ہے کہ وہاں راجہ صاحب ان کے ملنے کے واسطے آتے رہے۔ راجہ صاحب ۴-۵ مرتبہ سوامی جی کے پاس آئے۔ سوامی جی نے اُنسے پوچھا کہ آپ کسکو مانتے ہو۔ راجہ صاحب نے کہا کہ وید کو۔ سوامی جی نے کہا اچھی بات ہے۔ ایک دن سام وید کا گاین مہاراجہ صاحب کے دو راج کماروں نے سُنایا تھا۔ سنسکار ودھی وغیرہ بہت سے پستک سوامی جی سے مانگ کر لے گئے اور اُنہیں دیکھ کر بہت سے پرشن لکھکر لائے اور مہیدھر کا بھاشیہ بھی لائے۔ بہادر پنڈت راج گورو بھی ساتھ تھا۔ یہ مہیدھر کا مت انویائی تھا۔ سوامی جی نے جب مہیدھر کا خوب کھنڈن کیا تب مجبور ہو کر یہ کہا کہ آپ مہیدھر کی عدم موجودگی میں اسکا کھنڈن کرتے ہیں۔ ایسا ہی کوئی آپکی عدم موجودگی میں آپکا کھنڈن کریگا۔ غرضیکہ پکش پات میں آکر بہادر پنڈت نے ست کو سویکار نہ کیا اور چلا گیا۔

ایک بات کے سبب کہ جسکو لکھنا میں بہت بُرا سمجھتا ہوں سوامی جی نے اُنہیں ورجا۔ جس سے وہ پھر اُنکے ملنے کو نہ آئے۔ سام وید کی سنگھتا سوامی جی نے وہاں نقل کروائی۔ غالباً رامانند نے لکھی تھی۔

شریمان راجہ گوبند سنگھ جی بہادر والی ریاست بنیڑہ نے فرمایا کہ پہلے مسعودہ کے ٹھاکر صاحب نے جو ہمارے بھانجہ ہیں ہمیں ایک خط لکھا تھا کہ سنسکرت کے فاضل سوامی دیانند جی یہاں آئے ہوئے ہیں آپکا اُنسے ضرور میل ملاپ ہونا چاہیئے۔ جوشی جگن ناتھ اُنکا پروہت خط لیکر آیا۔ ہم سنکر بہت راضی ہوئے۔ اور جواب لکھا کہ ضرور تشریف لاویں۔ چنانچہ چار پانچ روز بعد ۹-۱۰ بجے دن کے سوامی جی تشریف لائے۔ مسعودہ ٹھاکر صاحب کی طرف سے ایک تانگہ ایک رتھ ایک اسباب گاڑی چار سوار ساتھ تھے۔ خود سوامی جی کے ساتھ بھی چند آدمی تھے۔ دو برہمچاری تھے جنمیں ایک اندھا تھا۔ اندھے کو اشٹادھیائی پڑھایا کرتے تھے۔ ایک کا نام رامانند تھا۔

جب سوامی جی آئے تو ہم نے شہر کے باہر چھارامندر کے کوٹ میں پر دو خیمہ ایستادہ کرا دیئے۔ ایک اسباب کیواسطے اور دوسرا خاص اُن کے نواس کے واسطے۔

ہم پچھلے پہر اُنکے درشن کو گئے۔ ہم نے پنڈت بہادر جی راج گورو سے صلاح کی کہ تین چار روز تک تو سوامی جی سے کچھ اُتر پرشن نہ کرینگے بعدہ اگر اپنے میں طاقت دیکھی تو کچھ پوچھینگے۔ مگر جب ہم سوامی جی کے پاس گئے تو دور سے ہی اُنکی وشال مورتی دیکھ کر ہی خوب آنند ہوا۔ اُسوقت سوامی جی

بعد اس کے میں اور بابو روپ سنگھ اور لالہ چنبا مل کا پتہ روز قلعہ میں جاتے اور گڑپوران کے گپوڑے سنگر پوپوں سے پرشن کیا کرتے تھے ایسے جبکہ مہاراج کا شوکاتر ہونے کے کارن یگ اور ویاکھیان کی ضرورت نہ رہی تو سوامی جی نے مجکو فرمایا کہ آج ٹھاکر صاحب سے کہو کہ ہم کو وداع کر دیویں۔ ہم نے ٹھاکر صاحب سے عرض کی۔ فرمایا کہ بہت اچھا کل وداع کر دیویں گے۔ لیکن منشی میرے طرف سے ہاتھ جوڑ کر نویدن کرنا کہ میں شوکاتر ہونے سے لاچار ہوں۔ لیکن آپ یاد رکھیں اور مجکو اپنا شش جانیں۔ میں آپ کو ایشور جانتا ہوں تو پھر جلد بلاتا ہوں۔ اور کسی منش نے جو کچھ کہا ہو وہ آپ کھشما کریں۔ کل شام کو سواری کا پربندھ کر دیا جاوے گا۔ میں نے سارا برتانت مہاراج کو آ سنایا اور ساتھ ہی کہا کہ آپ مہاراج کی ماتم پرسی کیواسطے جاویں۔ فرمایا کہ بھائی میں نے تو سب سنسار سے تعلق چھوڑ دیا ہے کسی کا مرنا اور جینا میرے واسطے ایکسا ہے میں کسی سے شوک یا پرنتا نہیں کرتا اور نہ مجھے کچھ تعلق ہے میرا تعلق صرف اُپدیش سے ہے اور دھرم سے باقی کسی چیز سے نہیں۔ ایک دن راما نند برہمچاری کی نرنگن وارے کے سادھوؤں سے لڑائی ہو پڑی میں نے جا کر صلح کرا دی۔

۸ ستمبر ۱۸۸۱ء پنجشنبہ کو بھوجن کی سنچیات روانگی کی طیاری ہونے لگی میں جا کر قلعہ سے ایک تھ دو گاڑیاں ایک گھوڑا سواری کے لیے لایا ٹھاکر صاحب نے ٹھاکر بھبوت سنگھ اپنے پتا اور گاہر سنگھ اپنے مصاحب اور راما کشن وغیرہ بیس معزز آدمیوں کو رخصت کرنے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے آکر ستکار پوربک کئی باتیں نویدن کیں اور چالیس روپے وید بھاش کی سہایتا میں ارپن کیے۔ سوامی جی نے ان سب کا یتھا یوگ ستکار کیا اور کچھ اپدیش دیکر سب کو وداع کیا۔ کل ۷۲ دن یہاں رہے۔

۵ بجے شام کے روانہ ہو کر اسٹیشن پر آئے اور اسٹیشن ماسٹر تار بابو وغیرہ سب ملازمان سرکاری کو دھرم اُپدیش دیا۔ ۱۰ بجے مارواڑ والی ریل میں سوار ہو کر ۱۲ بجے نیا نگر میں آ گئے۔ راتری کو سرائے میں ٹھیرے اور پرتا کال ڈاک بنگلہ میں ڈیرہ کیا۔

نیا نگر المشہور بیاور کا برتانت

۹ ستمبر ۱۸۸۱ء کی صبح سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی اور جوق در جوق لوگ مہاراج کے درشن کو آنے لگے۔ پنڈت رام پرتاب و چین رام و غیرہ چونگی و بابو بہاری لال عیسائی وغیرہ صاحبان آ گئے۔ اور سب ضروریات کا انتظام قرار واقعی کر دیا۔ سوامی جی نے چاند مل کو فرمایا کہ تم بھوجن کر کے اونٹ لیکر مسعودہ کو جاؤ تاکہ بابو صاحب اور صاحب سے ملاقات کریں۔ چنانچہ وہ آ گیا یا کر اُسی دن شام سے پہلے مسعودہ پہنچ گئے۔

سوامی جی یہاں اُپدیش میں مصروف ہوئے۔ پادری شولبرڈ صاحب و بابو بہاری لال صاحب سے کئی دن باہم پریم پوربک بات چیت ہوتی رہی۔ اور اسی طرح پنڈت پرتاب بیاس جی نے بھی اپنے تمام شکوک رفع کر لیے۔ اور کئی صاحبان نے ستُ اپدیش سے لابھ اُٹھایا۔ اور انہیں دنوں سے آریہ سماج کا بیج بویا گیا۔ ایک شریمالی برہمن جوتشی سورج مل کشن گڑھ والے اسی کا بیٹا یہاں پر سوامی جی کا نشٹک برہمچاری ہوا جسکا نام سوامی جی نے گرونند رکھا اور اسکو ودیا پڑھنے میں مصروف کیا۔ یہاں سوامی جی کے کئی ویاکھیان ہوئے۔ پندرہ دن یہاں رہے۔ کنوار بدی ۱۱ کے دن یہاں سے مسعودہ کیطرف تشریف لے گئے۔

ہرواں جی اپنے گاؤں گئے ہوئے ہیں ہم اُنکی راہ دیکھ رہے ہیں۔ ٹھاکر صاحب نے اُنہیں کے اُپدیش سے سوامی جی کو بُلایا تھا۔

بھادوں سُدی ۱۲ مطابق ۴ ستمبر ۱۸۸۱ء یکشنبہ تک نہ تو ہرواں جی آئے اور نہ ٹھاکر کلیان سنگھ موضع بردلی کے ٹھاکر برادر ٹھاکر صاحب راؤ پور بباعث کسی ضروری کام کے آسکے اسلئے ہون یگ نہوا۔ اب روز عید کا معاملہ اور قاضی جی کا مباحثہ مفصل درج کرتا ہوں۔

اسی درمیان میں ۲۷ اگست ۱۸۸۱ء کو عید الفطر پر قاضی جی آئے۔ اور ۲۸ اگست ۱۸۸۱ء بروز یکشنبہ مطابق بھادوں سُدی ۴ جب پراتاکال سوامی جی آٹھ بجے کے وقت باہر سے گھوم کر آئے تو یونوں کا جھُنڈ اپنے مکان کیطرف آتے دیکھا۔ سوامی جی نے مجھکو پکارا کہ کوٹھاری جی اُوپر آؤ۔ میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ دیکھو شاید یونوں کا گروہ آتا ہے۔ میں نے نیچے آنکر مسلمانوں کو آتے دیکھا۔ اُنکو نیچے ٹھیرا کر سوامی جی سے جاکر کہا کہ یہاں آتے ہیں۔ مہاراج دُگدہ پان یعنی دودھ نوشجان فرماکر کرسی بچھواکر خود بیٹھ گئے اور اُنکو بلوایا اور فرش پر بٹھادیا۔ آتے ہی۔

قاضی جی نے سوال کیا۔ آپ ہم کو داسی پتر کیسے بتلاتے ہو۔

سوامی جی۔ اپنے قرآن شریف کو دیکھو۔ اسرائیل جسکو ابراہیم کہتے ہو اُسکی دو بیویاں تھیں۔ ایک بیاہی ہوئی سارہ دوسری داسی ہاجرہ جسکو اُس نے گھر میں ڈالا ہوا تھا۔ بیاہی ہوئی صرف سارہ تھی۔ اب دیکھئے کہ سارہ سے انگریز لوگ اور ہاجرہ سے تم لوگ اُتپن ہوئے ہو۔ پھر داسی پتر ہونے میں کیا سندیہہ ہے۔

قاضی جی۔ قرآن میں ایسا نہیں لکھا۔

سوامی جی۔ رامانند برہمچاری کو کہا کہ قرآن کا پستک لاؤ۔ چنانچہ پستک لاکر قاضی جی کو دکھلایا قرآن سورۂ عنکبوت۔ دو ہیں سال اسمعیل رابے داد از ہاجرہ کہ کنیزک سارہ خاتون بودہ (جلد ۲ صفحہ ۱۶۰))۔

قاضی جی۔ وہ داسی تو تھی مگر نکاح کر لیا تھا۔

سوامی جی۔ پھر بھی اصل میں تو داسی ہی ہے۔ تو پھر آپکے داسی پتر ہونے میں کیا شک ہے۔

اسپر قاضی جی لاجواب ہوگئے۔ مسلمان سب بیٹھے کے دیکھتے رہ گئے۔

تب قرآن کو سوامی جی نے ہاتھ سے زمین پر رکھدیا۔

قاضی جی نے کہا آپنے یہ کیا کیا کہ قرآن کو پاؤں میں رکھدیا۔

سوامی جی۔ قاضی صاحب ذرا غور کرو۔ کیا قاضی نام ہی کے کہلاتے ہو۔ کاغذ اور سیاہی کیسے بنتی ہے اور چھاپہ خانہ میں کس پر کاغذ چھپتے ہیں اور قلم کیا چیز ہے اور کہاں پیدا ہوتی ہے۔ اسپر لاجواب ہوکر قاضی جی اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنکے ساتھی سب یونہی شانت ہوکر چلے گئے۔

بھادوں سُدی ۱۲ دوشنبہ ۵ ستمبر ۱۸۸۱ء کو تار خبر آئی کہ ٹھاکر صاحب کی ٹھکرانی شنیچ دت والی جو جیپور رہتی تھی اُسکا دیہانت ہوگیا۔ تب ٹھاکر صاحب شوکاتر ہوکر گرڑ پوران کے گپور سے سُننے لگے۔ اسی روز پراتاکال ۷ بجے بابو روپ سنگھ ٹریژری کلرک کوہاٹ تین ماہ کی رخصت لیکر دیشاٹن کرتے ہوئے سوامی جی کے درشن کو آپہنچے اور جب صبح سوامی جی باہر سے گھوم کر پدھارے تو اُنہوں نے پریم سے عنایت کا نوٹ وید بھاش کی سہایتا میں بھینٹ کرکے نمسکار کیا اور تب پرارتھنا کی کہ آپ پنجاب کے سرحدی ضلعوں کیطرف کیوں نہیں آتے۔ مہاراج نے اُنکا سر اُٹھاکر کہا کہ آپکی طرف سے ہمیں تسلی ہے۔ راجپوتانہ میں اُپدیش کی ضرورت ہے۔

وچین رام داروغہ چونگی و بابو بہاری لال عیسائی وغیرہ صاحبان آگئے اور سب ضروریات کا انتظام قرار واقعی کر دیا۔

پنڈت رام پرتاپ جی نے نویدن کیا کہ آپ کرپا کر کے کچھ دن یہاں براجیئے اور ہماری آتما کو گیان روپی ویاکھیان سے شدھ کیجئے۔ مہاراج نے فرمایا کہ میرا ابھی چت کچھ دن ٹھیر کر آپ لوگوں سے دھرم چرچا کرنے کا ہے لیکن راؤ پور سے تین پتر بلاوے کے آئے ہیں ابھی تو وہاں جاتا ہوں لیکن جب وہاں سے لوٹ کر آؤنگا تب آپکی اچھا انوسار یہاں ٹھیرونگا۔ ۱۰ بجے رات کے وہ سب لوگ اپنے استھان چلے گئے ایک بجے رات کے اجمیر سے ایک ریل آئی اور ہم سب سوار ہو کر ۲ بجے رات کے ہری پور پہنچے۔ پر اسٹیشن راؤ پور سے قریباً دو میل دور ہے گاڑی پلیٹ فارم سے دور ٹھیری۔ اتفاقاً رات اندھیری بادل اور بجلی چمک رہی تھی اور کچھ بوندیں بھی گر رہی تھیں۔ اُترتے وقت اتفاقاً ایک پتھر پاؤں لگنے اور اسکے ڈھلک جانے سے سوامی جی پاؤں پھسل کر گر پڑے۔ ہاتھ میں کنکر گڑ گئے۔ مگر اور کہیں چوٹ نہ لگی۔ پرماتما نے سہایتا کی پھر جلدی اُٹھ کر اُس گاڑی میں گئے جسمیں ساتھ کے منش اور اسباب تھا وہ اُتروا کر سڑک پر رکھوا دیا گیا۔ سواری کی تلاش کرائی اور بہت پکارا لیکن کوئی نہ بولا۔ ایک رتھ اور دو گاڑیاں اسٹیشن پر موجود تھیں مگر ہانکنے والے نیند میں غافل رہنے کے کارن نہ بول سکے۔ اسٹیشن ماسٹر نے مہاراج کا بہت ستکار کیا اور اپنا کمرہ کھولدیا۔ اُسمیں سب اسباب رکھکر کوچوں پر سو گئے۔ جب پراتاکال سورج اُدے ہوا تب گاڑیبان اور رتھ دیکھنے میں آئے انکو بلا کر سامان اور پستکیں اُنمیں رکھا اور سوار ہو وہاں سے چلے اور ۱۹ اگست ۱۸۸۱ء جمعہ ۸ بجے دن کے نگر کے باہر پہنچکر بادھوداس کی باغ میں جسکے دروازے پر ایک محل ہے اور سوامی جی کے اُتارنے کے واسطے صاف کرایا گیا تھا آنکر ٹھیرے۔ ابھی تک بارش کی چھینٹیں گر رہی تھیں

سوامی جی کے پدھارنے کی خبر جب ٹھاکر ہر سنگھ صاحب کو ہوئی تب وہ اپنے بندھو جن اور اُمرا سمیت درشن کرنے کے لئے آئے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ بھینٹ کر ہاتھ جوڑ کھڑے رہے۔ سوامی جی نے پوچھا کہ آپ پرسنّ تو ہیں۔ اُتر دیا کہ ہاں آج آپکے درشن سے پرسنّ ہوں۔ پھر سب یتھا یوگیہ بیٹھ گئے۔

پھر سوامی جی نے پرشن کیا کہ آپکے ہاں راج منتری کون ہیں ٹھاکر صاحب نے اُتر دیا کہ شیخ الٰہی بخش ہیں مگر وہ جودھپور گئے ہیں۔ اُنکے بھتیجے کریم بخش جی اُنکے پیچھے سارے کام کا پربندھ کرتے ہیں۔ اور بتلایا کہ وہ بیٹھے ہیں۔ تب مہاراج نے فرمایا کہ آپکے یہاں (مسلمان) منتری ہیں۔ اُہو یہ تو داسی پتر ہیں آریہ پرشوں کو اُچت ہے کہ یونوں کو اپنا راج منتری نہ بنا دیں۔ ایسا کہنے سے کریم بخش اور دو مسلمان جو وہاں موجود تھے غصہ میں آکر گڑگڑانے لگے اور ٹھاکر صاحب بھی سوامی جی سے آگیا لیکر اپنے راج محلوں میں چلے گئے۔ اور مسلمانوں نے شیخ جی کی حویلی میں اکٹھے ہو کر یہ بچار کیا کہ اُنہوں نے ہمکو داسی کا پتر بتایا اس لیئے ان سے فوجداری (لڑائی) کرنی چاہیئے جسپر کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ۔ لیکن ایک چمنو خاں مسلمان نے کہا کہ میری بات مانو اور پہلے کچھ نکرو ۵۔۷ روز کے بعد جب رمضان کی عید پر قاضی جی آوینگے اُنکو لیجا کر سوامی جی سے اُتر پرشن (سوال و جواب) کرائینگے۔ اگر جھوٹے ہونگے تو پھر ایسا ہی کرینگے۔ یہ صلاح سبنے قبول کی۔

سوامی جی کو وہاں پہنچے ہوئے پانچ سات دن ہو گئے مگر نہ تو قلعہ میں ویاکھیان ہوا اور نہ یگ کرنے کی سامگری تیار ہوئی۔ مگر ٹھاکر صاحب روز سوامی جی کے ڈیرے پر آتے اور ویاکھیان سُنتے رہتے۔ ایک دن سوامی جی نے اُنسے کہا کہ آپکے یہاں سے ہرداان جی چارن کا پتر آیا تھا جسمیں یگ کرانے کا ذکر تھا اُسمیں کیا دیر ہے۔ کیونکہ مجکو نیانگر ہو کر میواڑ دیش میں جانا اوشیہ ہے۔ ٹھاکر صاحب نے جواب دیا کہ مہاراج مجکو بھی خیال ہے مگر

پرگٹ کی۔ سامعین خوشی سے جامہ میں پھولے نہیں سماتے تھے اور سب پرمیشور کو دھن باد دیتے تھے کہ جسکی دیا سے ہم نے ایسا ست سنگ پایا۔ اور پھر سب نے ایشور سے پرارتھنا کی کہ وہ راؤ صاحب والئی ریاست مسعودہ کو چرنجیو رکھے اور کنور عطا فرماوے۔ بعد از آں راؤ صاحب نے ۵۰۰ روپیہ بدھیا کی سہایتا میں بھینٹ کئے اور رامانند برہمچاری کو ۵۰ روپیہ اور ہر جو کہار کو ۵ روپیہ انعام دیا۔ ایک مالا پھولوں کی انہوں نے سوامی جی کے گلے میں ڈالی اور ایک مالا پھولوں کی سوامی جی نے راؤ صاحب کے گلے میں ڈالی اور باہمی پریتی پورک بارتالاپ کرتے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے اور بگھی میں براجمان ہوئے۔ نگر نواسی تقریباً چار سو منش آدھ میل ساتھ تھے۔ آخر سوامی جی نے بگھی کو روک کر سب کو دھرم کا اپدیش وغیرہ دیکر وداع کیا اور راؤ صاحب ۵ میل تک پہنچاکر ۵ بجے شام کے قلعہ میں پرویشٹ ہوئے۔

پھر سوامی جی بار سوم اسوج بدی ۱۳ سمت ۱۹۳۷ چارشنبہ ۲ ستمبر ۱۸۸۰ء کو یہاں تشریف لائے اور اُسی سابقہ نواس استھان یعنی رام باغ میں آرام فرمایا۔ سادھارن اپدیش ہوتا رہا۔ کوئی خاص ویاکھیان نہیں ہوا۔ ۱۵ روز رہے اور پھر بنیڑہ کیطرف روانہ ہوگئے۔

اگست ۱۸۸۰ء کے پہلے ہفتہ میں ایک دن ایک سادھو کبیر پنتھی بنارس سے سوامی جی کے پاس مسعودہ میں آیا اور باہمی دھرم چرچا ہونے لگی۔

سوامی جی۔ آپکے مت کے کتنے گرنتھ ہیں؟

سادھو جی۔ ہمارے ۲۴ کروڑ پستک ہیں۔

سوامی جی۔ یہ بات متھیا ہے کیونکہ اتنے گرنتھوں کی سنکھیا اور رکھنے کو کتنی جگہ چاہیئے (اسپر پھر سادھو جی کچھ نہ بولے)۔

تب سوامی جی نے پھر کہا کہ تمہارے کبیر کون تھے۔ اور جب تم کبیر مت میں ہوتے ہو تب اُنکی پرشادی اور گورو کا اوچھشٹ (جوٹھا) بھی کھاتے ہو کہ نہیں؟

سادھو جی۔ اوچھشٹ کھاتے ہیں کبیر کا جنم نہیں ہے۔ اجنم ہے اُسکے ماباپ بھی نہیں۔

سوامی جی۔ کبیر جی کاشی میں کوکرم سے پیدا ہوئے تھے اس کارن اُنکی ماں نے اُسے باہر پھینک دیا تھا۔ اُسی سمے وہاں پر (جہاں کبیر پڑا تھا) ایک مسلمان جولاہا آنکلا وہ کبیر کو اُٹھاکر گھر میں لیگیا اور اپنا پتر سا جان اُسکو پالا اور بڑا کیا۔ اب دیکھئے کہ اُسکا جنم بھی ہوا اور ماباپ بھی ٹھیرے۔

سادھو جی اس بات کو سنکر چپ رہے اور کچھ اُتر نہ دیا۔ پھر اور وشیہ پر باتیں ہوتی رہیں (از دیش ہیتیشی جلد ۱ نمبر ۸ صفحہ ۹۶)۔

ریاست رائے پور کا حال

۱۸۔ اگست ۱۸۸۱ء سے ۸ ستمبر ۱۸۸۱ء تک

چاندمل کوٹھاری ساکن مسعودہ نے بیان کیا کہ بھادوں کرشن ۹ سمت ۱۹۳۸ گوروار کو ۳ بجے سوامی جی مسعودہ سے روانہ ہوکر ٹھیک ۷ بجے رات کے نیا نگر اسٹیشن کی ایک سرائے میں پہنچے۔ میں ہمراہ تھا۔ وہاں ہی شہر کے چند بھلے آدمی ارتھات پنڈت رام دت پرتاب کتھا بیاس۔

کے سرو دیئے گئے۔ جب سوامی جی وید منتر پڑھ کر سواہا شبد اُچارن کرتے تھے تب تمام یگ کرتا لوگ آہوتی ڈالدیتے تھے۔ دو گھنٹہ تک برابر وید منتروں سے آہوتیاں دیتے رہے۔ پشچات یگوپویت لینے والوں کو یگوپویت دیکر گائتری منتر کا اپدیش کرا ایک ایک کے ہاتھ سے جدا جدا آہوتیاں دلائی گئیں۔ اُس روز کل ہون کرتا ۹ کے قریب اور یگوپویت لینے والے ۳۲ تھے۔ خود راؤ صاحب نہار سنگھ جی معہ دس گیارہ اور کھشتریوں اور تین برہمنوں اور ایک کایستھ کے بھی یگیوپویت لیا۔ ۶ سے زیادہ جینیوں نے اس روز یگوپویت لیا۔

اس ہون یگ کے دیکھنے کیواسطے پانچسو کے قریب آدمی موجود تھے سب نے آشچرج مانا کہ ایسا یگ آگے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یگ کے دن کو دیکھا اور سوامی جی مہاراج کے مکھ سے سپشٹ اور شدھ وید منتروں کا اُچارن سُنکر چت کو ایسا آنند ہوتا تھا جسکا برن نہیں ہو سکتا۔ ۱۲ بجے دوپہر کو سب منش سوامی جی سے اجازت لیکر اپنے استھان کو گئے۔ اور یہ چرچا سارے نگر اور پرگنہ میں پھیل گئی۔

دوسرا یگ بھادوں کرشن دوج سمت ۱۹۳۸ مطابق ۱۱ اگست سنہ ۱۸۸۱ء کو ہوا بھرت پور کے آدمیوں نے سوامی جی سے عرض کی کہ ہم بنا یگوپویت کے رہ گئے اس لیئے کرپا کر کے ہمکو بھی یگوپویت دیجیئے۔ سوامی جی مہاراج سے راؤ صاحب نے کہا کہ یہ منش بھی یگوپویت لینا چاہتے ہیں۔ انکے واسطے بھی بندوبست کر دیجیئے۔ چنانچہ اُسوقت بھادوں کرشن پنچمی کا دن ۱۴ اگست سنہ ۱۸۸۱ء یکشنبہ مقرر ہو کر سبکو بدستور سابق اطلاع دیگئی۔ چنانچہ بروز مقررہ پراتاکال سے سامگری اکٹھی ہو کر ۹ بجے سوامی جی کے سوستھ بہت ہونے پر اور یگیوپویت لینے والونکو یگ کُنڈ کے آس پاس بٹھلا کر بیدوکت منتروں سے آہوتیاں دلاکر یگیوپویت دھارن کرا دیا اور گائیتری منتر کا اُپدیش دیکر پھر ایک ایک سے جدا جدا آہوتیاں دلائیں۔ اور یہ یگ ایک گھنٹہ کے بعد سماپت کرایا۔ اس روز بھی زیادہ یگیوپویت لینے والے جینی تھے۔ علاوہ انکے راجپوت کھشتری مہیشری ویش چارن کایستھ صاحبان نے یگوپویت دھارن کیا۔

جتنے جینی صاحبان نے یگوپویت لیا انکا مفصل حال ہم مسعودہ کے جینی شاستراِرتھ میں لکھ چکے ہیں یہاں دوھرانے کی ضرورت نہیں۔

اسی اثنا میں سوامی جی کو رائے پور سے بُلاوا آنے لگا۔ اس یگ کے بعد تیسرا پتر آیا۔ سوامی جی نے اُنکا نیک خیال سمجھ کر وہاں جانا ضروری سمجھا اور راؤ صاحب سے کہا کہ اب آپ مجھ کو پرسنتا کے ساتھ وداع کر دیجیئے کہ میں رائے پور جاؤں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ آپکا سدھارنا میرے دل کو خوشی نہیں دیتا۔ آپ یہیں براجیئے۔ میں آپکی آگیا کو کبھی اُلنگھن نکرونگا۔ اور وید بھاشیہ کرنے کا سب طرح سے اچھا پربندھ کر دیا جاویگا۔ سوامی جی نے فرمایا کہ آپ کھشتری ہیں آپکی پریتی اور دھرم ایسا ہی ہے لیکن ہم سادھوؤں کو ایک جگہ میں زیادہ رہنا اُتم نہیں ہمکو تو دیش بھرمن کر کے اُپدیش کرنا چاہیئے۔ دونوں کے باہمی بات لاپ کے بعد نیت ہو گیا کہ بھادوں کرشن نومی گوروار ۱۸ اگست سنہ ۱۸۸۱ء تین بجے دن کے سوامی جی کو وداع کرینگے۔ بعد ازاں سفر (دیشاٹن) کی تیاری ہونے لگی۔

چنانچہ گاڑیوں میں اسباب اور پستک وغیرہ اچھی طرح دھروا کر حفاظت کیواسطے ہوشیار آدمی مقرر کیئے گئے۔ اور ایک بجے کے وقت بگھی کی سواری اور راج منتری اور بندھو جن کو سوامی جی کے استھان پر بھیجا کہ سوامی جی قلعہ میں پرویش کریں اور وہاں دیا کھیان اور رانت کے ستّ اُپدیش اُنکے مکھ سے سُنکر وداع کریں۔ سوامی جی مہاراج بگھی میں براج کر نگر کے بازار میں سے ہوتے ہوئے قلعہ کے دروازہ تک پہونچے۔ وہاں جناب راؤ صاحب آگے کھڑے ہوئے تھے۔ وہاں مہاراج بگھی سے اُترے اور راؤ صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالکر خاص محلوں میں پرویش کیا اور ڈیوڑھی سے آگے یگ منڈپ کے پاس فرش بچھا کر ایک چوکی پر آسن لگا دیا گیا۔ مہاراج نج آسن پر اور راؤ صاحب گدی پر براجمان ہوئے۔ باقی سب لوگ بھی یتھا اُت بیٹھ گئے۔ اُسوقت سوامی جی نے راج دھرم و پرجا دھرم پر دیا کھیان دیا۔ پھر راؤ صاحب نے خود اپنی زبان سے پرارتھنا پتر پڑھا جسمیں ایشور کی پرارتھنا کر کے شری سوامی جی کی پورن یوگیتا

سوامی جی نے کہا کہ بہت اچھا میں ویاکھیان دیتا ہوں آپ شروان کریں۔ پادری صاحب بولے ہیں ۲۰ منٹ سے زیادہ نہیں ٹھیرونگا آپ ویاکھیان دیجئے۔ تب سوامی جی نے راج نیتی کے وشے میں ویاکھیان دیا۔ سماپتی پر پادری صاحب نے پوچھا کہ ویدوں میں گو اور اشومیدھ لکھا ہے۔ پھر سوامی جی نے کہا کہ نہیں ایسی بات ویدوں میں کہیں نہیں لکھی ہمارے پاس چاروں وید ہیں آپ اُن میں بتلایئے۔ پادری صاحب نے کہا کہ میری پستکیں تو نئے شہر میں ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ کسی منش کو بھیجدو وہ لے آویگا۔ پادری صاحب نے کہا اس سمے نہیں منگوا سکتا یعنی فرصت نہیں۔

بہاری لال نے کہا آپ راجاؤں کو اُپدیش کرتے ہیں غریبوں کو ہر جگہ جا کر نہیں کرتے یہ کہاں لکھا ہے؟ سوامی جی نے جواب دیا کہ اول تو میرے ویاکھیان میں کسی آدمی کو آنے کی رکاوٹ نہیں سب آ کر سُن سکتے ہیں کوئی ممانعت نہیں علاوہ برآں کوئیں کے پاس پیاسا آتا ہے نہ کہ کنوآں پیاسے کے پاس۔ میں ہر جگہ سفر کرتا ہوں۔ اور یتھا شکتی راجا پرجا سب کو ست اُپدیش کرتا ہوں۔ بعد ازآں یہ دونوں صاحب چلے گئے۔

اِتنے میں ایک تارا ٹوٹا۔ لوگوں نے کہا کہ تارا ٹوٹا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ تارا نہیں ہے بلکہ ہوا کی رگڑ سے آگ اُتپن ہوئی ہے۔

اسی دفعہ جینیوں کے مشہور سادھو سدھ کرن جی سے شاستر ارتھ ہوا اور انت کو جب سادھو جی ہار گئے تو ۳۵ جینیوں نے جین دھرم چھوڑ کر ویدک دھرم سویکار کیا۔ جسکا مفصل حال باب پنجم میں مندرج ہے۔

یہ موسم برسات کا تھا۔ برشاکال کے جاری ہونے سے باغ کے بائیں طرف کا تالاب بھر گیا جس سبب سے جو لوگ سوامی جی کے درشن ارتھ جاتے اُنکو تکلیف ہونے لگی۔ بڑے پریشرم سے لوگ جاتے۔ اُس دیاوان نے لوگوں کی تکلیف کو گوارا نہ کر کے وہاں رہنا اچت نہ سمجھا۔ اور وہاں سے تھوڑی دور سوہن نگری کی پہاڑی پر چلے گئے۔ اور وہاں رہنا سویکار کیا۔ اور راؤ صاحب نے سوامی جی کی آگیا پا کر وہاں ہی ہر طرح کا پربندھ کر دیا۔

اُنہیں دنوں سُنا گیا تھا کہ اس ریاست میں شاہی زمانہ کے مسلمان شدہ ہندوؤں کے ساتھ اُنکی ذات کے ہندو لوگ بدستور رشتہ کرتے ہیں لیکن ہندوپن کی جہالت سے بیٹی دیتے تو ہیں مگر لیتے نہیں۔ جیسا کہ ابھی تک جودھ پور کے راج کے علاقہ شیو کے راجپوتوں میں دستور ہے جس سے وہاں کے لوگ عموماً آگاہ ہیں۔

سوامی جی نے اُنہیں بُلا کر سمجھایا کہ ایسا انرتھ کیوں کرتے ہو جو تمہارے دھرم کو نہیں مانتے اُن سے رشتہ کرنا یوگ نہیں۔ چنانچہ ان کے اس مبارک اُپدیش سے آیندہ لاکھوں لڑکیاں مسلمان ہونے سے بچیں اور ہندو قوم کا روز افزوں تنزل رک کر ترقی کے آثار دکھائی دینے لگے۔

سوامی جی نے یہاں دو یگ کرائے۔ پہلا یگ ساون شُدی پونم سمت ۱۹۴۳ کو ہوا سوامی جی نے پہلے ہی ارشاد کر دیا کہ جن لوگوں نے یگوپویت لینا ہو وے سویرے اٹھ بجے اشنان کر کے چلے آویں اُسی پہاڑی پر جہاں سوامی جی رہتے تھے یگ شالا نیت کر کے ہون کنڈ بنایا گیا۔ ۹ اگست ۱۸۸۶ع کو یگ شالا پتوں اور پھولوں سے سجائی گئی ایکطرف تخت بچھا کر آسن سوامی جی کے واسطے آراستہ کیا گیا کنڈ کی دوسری طرف سری راؤ صاحب کیواسطے آسن بچھایا گیا۔ اور تینوں طرف دیگر یگوپویت لینے والوں کے لئے آسن بچھائے گئے۔ ٹھیک آٹھ بجے سوامی جی مہاراج وید کا پستک لیکر اپنے آسن پر براجمان ہوئے۔ اور سب یگوپویت لینے والے اپنے اپنے آسن پر بیٹھ گئے سامگری رکھی گئی اول کنڈ میں پیپل کا کاشٹ رکھکر اُسپر چندن دھر دیا گیا۔ اور پھر کپور کو اگنی لگا کر اور منتر پڑھکر پہلی آہوتی سری حضور کے ہاتھوں سے دلوائی گئی پشچات کھیر۔ ساکل گھرت جو کیسر کستوری سے سگندھت کیا گیا تھا چار منتوں میں ایک ایک پاتر رکھا گیا اور سب کو بٹھا کر بھر جا دی

ریاست جے پور میں دوبارہ تشریف لانا

یکشنبہ ۲۹ مارچ ۱۸۸۱ء سے چہارشنبہ ۴ مئی ۱۸۸۱ء تک مطابق ۵ چیت بکرمی سمت ۱۹۳۸ سے بیساکھ سُدی ۶ سمت ۱۹۳۸ تک

سوامی جی بھرت پور سے چلکر ۵ چیت بدی ۲/۸ اتوار کو جے پور پہنچے اور گنگا پول دروازے کے باہر بن پورہ میں اچرول والے ٹھاکروں کے باغ میں نواس کیا۔

جوشی روپ رام بیان کرتے ہیں کہ چیت کرشنا ۹ سمت ۱۹۳۸ کو پھر سوامی جی پدھارے اور باغ ٹھاکر صاحب میں ٹھیرے۔ ایک ویاکھیان شرشٹی وشہ پر ٹھاکر صاحب کی حویلی میں ہوا۔ انت میں ٹھاکر رگھناتھ سنگھ جی نے ادویت وشہ پر ایک پرشن کیا تھا جسپر دو گھڑی تک ادویت کھنڈن کا اپدیش کرتے رہے۔ پھر کوئی ویاکھیان نہیں ہوا۔ شہر کے عام لوگ سوامی جی کے جائے قیام پر آکر اپنے شکوک رفع کرتے رہے۔ انتظام سب ٹھاکر صاحب کیطرف سے تھا۔ کئی پنڈتوں نے بھی آکر اتر پرشن کیئے۔ اور اسی سال ان کے ست اُپدیشوں سے آریہ سماج کا دھارمک انکور بو یا گیا جسکو تھوڑا سا جل سینچنے سے پنڈت کالو رام جی مہاراج نے اپنے ست اُپدیش سے ویدک دھرم سبھا کے نام سے ظاہر کیا اور پھر جسکا نام آریہ سماج رکھا گیا۔

ریاست مسعودہ میں دوبارہ تشریف لیجانا

۲۳ جون ۱۸۸۱ء سے ۱۷ اگست ۱۸۸۱ء تک

سوامی جی کے اجمیر پدھارنے کے سماچار راؤ بہادر سنگھ جی والئی مسعودہ کے گوشگذار ہوئے۔ راؤ صاحب نے پنڈت برہمی چند کو منتری اور دیگر سوامی جی کے بُلانے کے لیئے اجمیر بھیجا۔ پنڈت جی نے سب بیوستھا کہہ سُنائی۔ تب سوامی جی نے مسعودہ کیطرف پدھارنا سویکار کیا چنانچہ جب اجمیر میں ویاکھیانوں کا سلسلہ سماپت ہوا تب سوامی جی اپنے وعدہ انوسار اساڑھ بدی ۱۲ برہسپتی وار ۴ بجے دن کے اجمیر سٹیشن سے ریل پر سوار ہو کر نصیر آباد اُترے۔ اور وہاں سے رتھ پر سوار ہو اُسی دن ۹ بجے رات ۲۳ جون ۱۸۸۱ء کو مسعودہ میں جا براجے۔ اور نگر کے مغرب کیطرف رام باغ کی بارہ دری میں ڈیرہ کیا۔ اور وہاں ہی چھولداری لگا ڈیرا جو کی پہرہ کا بہلی پرکار پربندھ کیا گیا۔

اساڑھ بدی ۱۳ سمت ۱۹۳۸ سے مہاراج کے ویاکھیان محلوں میں ہونے آرنبھ ہوئے اور حسب ذیل وشیوں پر بارہ ۱۲ ویاکھیان ہوئے:-

اول دھرم وشے۔ دوم راج نیتی۔ سوم پنر براہ ست شاستر اور موکش آدی وشیوں پر۔ پھر دو تین دن باہر باغ میں آنند منگل ہوتا رہا۔

اساڑھ سُدی ۲ مطابق ۲۸ جون ۱۸۸۱ء کو پادری شولبریڈ و بابو بہاری لال عیسائی نئے شہر بیاور سے سوامی جی کو ملنے آئے۔ اول سوامی جی نے ہر دو صاحبان کو آدر سہت بٹھلایا پھر دھرم سمبندھی بارتالاپ ہونے لگی۔ سوامی جی نے پرسنتا انوکول پادری صاحب سے اُنکے دھرم وشہ میں پرشن کیئے جنکا اُتر کچھ نہ دیکر پادری صاحب کہنے لگے کہ سوامی جی میں آپسے شاستر ارتھ کرنے نہیں آیا ہوں بلکہ آپسے کچھ ویاکھیان سُننے کی ابھلاشا ہے

ریاست مسُودہ کا حال

۲ دسمبر ۱۸۷۸ء سے ۹ دسمبر ۱۸۷۸ء تک

بار اول

مگھر سُدی سمت ۱۹۳۵ دوشنبہ کو سوامی جی مسُودہ میں راؤ بہادر سنگھ جی رئیس مسودہ کے بُلانے سے تشریف لیجا کر شہر کے باہر رام باغ میں اُترے قلعہ میں بھی تشریف لائے اور دو تین ویاکھیان ہوئے۔ اور ڈیرے پر عموماً اُپدیش ہوتا رہا۔

جوشی جگن ناتھ نے بیان کیا کہ اُسوقت شیورام داروغہ اصطبل نے وہاں آکر ہنومان کے درشن کیئے۔ ڈنڈوت کی۔ ہاتھ جوڑے اور کچھ شلوک بولکر اُس کی اُستتی کی۔ سوامی جی کو نمسکار نہ کیا۔ البتہ ہنومان کے بعد مجھے نمسکار کیا۔ تب سوامی جی نے کہا کہ اتنی دیر سے تُو نے ہاتھ جوڑے ڈنڈوت کی اور شلوک بھی پڑھا۔ پر تُو کہ وہ تم سے کچھ نہیں بولا۔ ہم سے تُو بولا بھی نہیں۔ دیکھ ہم تجھے برہمن سمجھ کر بغیر بُلائے کے ہی تجھے بولتے ہیں۔ اور وہ تیرے بُلانے پر بھی نہیں بولتا۔ شیورام نے کہا کہ ہنومان کا بولنا اور لوگ نہیں سمجھتے مگر ہم سمجھتے ہیں۔ سوامی جی نے کہا کیا ہم لوگوں سے ہنومان ڈرتے ہیں جو تم سے گُپت بولتے ہیں۔ جسپر وہ خاموش ہوگیا۔

راؤ صاحب بہت پریم سے ویاکھیان سُنتے رہے بلکہ عموماً تمام دن سوامی جی کے ڈیرے پر ہی رہے۔ اور پرشنوتر دوارا اپنے اور دیگر آدمیوں کے سنشے نوارن کراتے رہتے تھے۔ راؤ صاحب کے کامدار جگن لال بڑی پریتی سے ست اُپدیش سُنا کرتے تھے۔ راؤ صاحب نے دو سو روپیہ سالانہ وید بھاشیہ کی سہایتا میں دیئے۔ ۱۰ دسمبر ۱۸۷۸ء مطابق پوہ بدی پڑوا سمت ۱۹۳۵ سہ شنبہ کو بسواری بگھی روانہ نصیر آباد ہوگئے۔

ریاست بھرت پور کا حال

دوشنبہ ۱۱ مارچ ۱۸۷۹ء سے یکشنبہ ۲ مارچ تک مطابق پھاگن سُدی ۱۰ سمت ۱۹۳۵ سے چیت بدی ۵ سمت ۱۹۳۶ تک

سوامی جی ایک چٹھی میں لالہ کالیچرن جی کو فرخ آباد میں لکھتے ہیں "ہم آگرہ سے چلکر بھرت پور میں دس دن رہے اور وہاں سے چلکر ۵ چیت بدی دوار کو یہاں جے پور پہنچے" (۲۲ مارچ ۱۸۷۹ء جے پور دیانند سرستی)۔

سوامی جی ۱۱ مارچ ۱۸۷۹ء کو وقت ۱۰ بجے دن کے آگرہ سے ریلوے میں سوار ہوکر روانہ بھرت پور ہوئے۔ اور اُسی روز وہاں پہنچکر ریل گھر کے متصل ایک رئیس کے باغ میں ٹھیرے پورے دس روز وہاں رہے اور اُپدیش کرتے رہے۔

منشی گردھر لال صاحب وکیل آگرہ وہاں ملنے کے واسطے گئے مگر وہ اُنکے پہنچنے سے پہلے ہی روانہ ہو گئے تھے۔

تحریر فرماتے ہیں "آج آپ کا خط ہم کو ریواڑی میں ملا بابت خوشی حاصل ہوئی۔ ہم اجمیر سے جے پور آئے تھے اور نو روز وہاں قیام کیا۔ اس عرصہ میں وہاں پر ٹھاکر فتح سنگھ صاحب، بابو مشری پرشاد مہتمم بندوبست و ذی اختیار و معزز شخص کپتان وغیرہ ہم سے ملے اور نہایت آنند رہا۔ مگر راجہ صاحب سے ملاقات نہیں کی گئی۔ اور وہاں سے ہم ۲۴ دسمبر کو روانہ ہو کر ۲۵ کو ریواڑی ضلع گوڑگاؤں میں پہنچے اور وہ یا کھیان دیا۔ اب یہاں ویاکھیان پورا ہو چکا ہے لہٰذا ہم پرسوں بتاریخ ۹ جنوری ۱۸۷۹ء دہلی میں جا کر سبزی منڈی کے پاس بابو کیسری لال کے باغ میں ٹھیرینگے اور جو کیفیت وہاں کی ہوگی سو تحریر کیجاویگی۔ اور سب طرح خیریت ہے۔ ہم بہت آنند ہیں۔ سب سبھاسدوں کو نمستے۔ دیانند سرستی ریواڑی ضلع گوڑگاؤں۔ ۷ جنوری ۱۸۷۹ء"

ہزاری لال ویش ساکن نیچانہ ضلع بلند شہر کہتے ہیں کہ میں اُن دنوں جے پور میں اپنے رشتہ دار بابو بہری پرشاد صاحب کے پاس تھا سماج قایم کرنیکی صلاح تھی میرے اور لالہ سری پرشاد و بھگوانداس ساکن بھوڑ و کنھیا لال ساکن جہانگیر آباد و چوبے بھگوانداس کے خیال تو بالکل آریہ ہو گئے اور اب آریہ سماج کے ممبر ہیں۔ سوامی جی وہاں چار بجے اُٹھ کر منہ ہاتھ دھو کر سیر کے واسطے کئی میل پیدل جایا کرتے تھے۔ ایک دن ہم نے کہا سواری لیجایا کریں فرمایا کہ اس سے تو میرا بیٹھا رہنا ہی بہتر ہوگا۔

پنڈت امراؤ سنگھ سیکرٹری آریہ سماج رڑکی نے بیان کیا کہ ۱۸ دسمبر ۱۸۷۸ء کو جب میں کالج جا رہا تھا راستہ میں پنڈت بلدیو رام صاحب کالج کے ماسٹر ملے اُنہوں نے سوامی جی کا حال دریافت کیا کہ وہ آجکل کہاں ہیں میں نے کہا کہ اجمیر میں تشریف رکھتے ہیں کہا کہ جے پور کیوں نہیں گئے۔ میں نے کہا کہ ابھی چند روز ہوئے میرے پاس خط آیا تھا جہانتک مجھے علم ہے جے پور نہیں گئے۔ اُنہوں نے پھر کئی بار تکرار کیا کہ شاید جے پور گئے ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ کو اُنکے جے پور جانیکی کہاں سے خبر ملی ہے۔ کہا کہ میرٹھ سے موتا مل گجراتی برہمن آئے ہوئے ہیں۔ اور حالات بیان کرتے میں اُنھوں نے تامل کیا۔ جب میں کالج پہنچا تو مجھ سے کہنے لگے کہ ہم نے سُنا ہے کہ سوامی جی جے پور میں قید ہو گئے۔ یہ بات سنتے ہی میرے ہوش جاتے رہے۔ اُسوقت پنڈت بلدیو رام کے اشارتاً گفتگو کرنے کا مطلب سمجھ میں آیا۔ فوراً موتا مل گجراتی برہمن کو بلوایا۔ یہ سوامی صاحب کو بخوبی جانتا تھا۔ اُس سے حال دریافت کیا۔ اُس نے کہا کہ جے پور سے دو چار روز ہوئے ایک برہمن میرٹھ آیا ہے اور پتھر والوں کے ہاں ٹھیرا ہے وہ چشمدید بیان کرتا ہے کہ سوامی جی جے پور تشریف لیگئے تھے وہاں شہزادہ وغیرہ کے خلاف اُپدیش دیتے تھے۔ چونکہ راجہ کا بھائی ان دنوں انتقال کر چکا تھا۔ راجا کو اس سے کمال رنج ہوا۔ اور سوامی جی کو مع کل ہمراہیوں کے قید کر دیا۔ ہر چند لوگوں نے کوشش کی مگر کچھ فایدہ نہ ہوا۔ اس نے اس بات کو بہت معتبر طور پر بیان کیا جس سے کمال تشویش ہوئی اور اُسیوقت ایک ٹیلیگرام لالہ ایشرداس کو بمقام اجمیر دیا۔ پانچ چھ گھنٹہ تک انتظار کیا۔ شام کو دوسرا ٹیلیگرام دیا کوئی جواب نہ آیا۔ رات بمشکل کاٹی صبح کو ٹیلیگرام دیا۔ یہ جوابی تھا۔ جواب آیا کہ سوامی جی جے پور تشریف لے گئے ہیں۔ خوف دوبالا ہو گیا۔ اور خبر کی صحت پر یقین ہونے لگا۔ اُسوقت ۱۹ دسمبر ۱۲ بجے کے قریب سوامی جی کو بمقام جے پور تار دیا گیا جسکا جواب سوامی جی کیطرف سے ۵ بجے شام کے قریب آیا کہ میں بخیریت ہوں قطعی اطمینان ہو گیا۔ بعد تحقیقات کے معلوم ہوا کہ یہ خبر صرف بدمعاشوں نے اُڑائی تھی۔ اسکے بعد جب سوامی جی رڑکی تشریف لائے تب آپنے میں نے تار کی بابت تذکرہ کیا فرمایا کہ ہم نے تار کے پہنچتے ہی سمجھ لیا تھا کہ کسی نے کوئی جھوٹی خبر اُڑائی ہے۔

بواپسی تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد تشریف لائے اور ڈھڈے کے باغ میں ڈیرا کیا۔ ٹھاکر رگھناتھ سنگھ جی اور ہم دونوں گئے۔ پرارتھنا کی کہ آپ اپنے باغ میں چلئے۔ فرمایا کہ یہی جگہ عمدہ ہے یہاں ہی ٹکینگے۔ رسوئی وغیرہ کا سرانجام کر دیا گیا اور وہاں ہی رہے۔

کوہ نور میں لکھا ہے۔ ۴ دسمبر ۱۸۷۸ء کو دیانند سرستی جی داخل جے پور ہوئے۔ باغ ڈھڈہ میں مقیم ہیں۔ بہت سے لوگ اُنکے پاس آتے جاتے ہیں مگر مہاراجہ صاحب بہادر سے ابھی ملاقات نہیں ہوئی۔ اور اسیوجہ سے کوئی سبھا بھی ابھی تک نہیں ہوئی۔ (۲۵ دسمبر ۱۸۷۸ء صفحہ ۱۰۷۲ کالم ۲ جلد ۳۰ نمبر ۵۵)

جوشی جی کہتے ہیں بعد ازاں پنڈت لوگ وہاں جاتے رہے اور اُتر پرشن کرتے رہے۔ ہم نے پرارتھنا کی کہ ایک دن ہمارے ہاں ویاکھیان دیجئے۔ اُنہوں نے منظور کیا اور اُسی روز شام کو اُنکے ویاکھیان کی محلوں میں تجویز کی۔ اور اپنے واقفکاروں کو اطلاع دیگئی۔ ویدوشہ پر ۸ بجے رات سے ۹ بجے تک ویاکھیان ہوا۔ اسپر مہاراجہ مادھو سنگھ جی کی کچھ ناراضگی معلوم ہوئی۔ اس دفعہ کُل دس روز رہے۔ شیونارائن جی وید نے کہا کہ اس دفعہ ٹھاکر رگھناتھ سنگھ و راول بجے سنگھ نے مہاراجہ صاحب سے تعریف کی کہ ایک بہت اُتم سادھو آئے ہیں حضور کو ضرور ملنا چاہئے۔ اسپر حضور نے قصد جانے کا کیا۔ مگر اتفاقاً کسی کی شرارت سے یا خود بخود وہاں پرندر برہمن سرکاری مسخرہ آیا اور اُسنے کہا کہ مہاراج اُنسے نہ ملنا چاہیئے وہ تو عیسائی ہیں۔ اسپر مہاراج نے کہا کہ ہمارا اس میں کیا نقصان ہے۔ ہم انگریزوں سے ملتے ہیں کیا اُنکے ملنے سے ہم عیسائی ہو جاوینگے۔ اسپر پرندر نے کہا کہ برہمچاری جی ناراض ہونگے۔ اس بات کے سُننے پر مہاراج جانے سے رُک گئے۔ میں نے سوامی جی سے ذکر کیا کہ اسطرح پرندر نے مہاراج کا دل بگاڑا۔ فرمایا کہ میں تو صرف برہمنوں کی بھلائی کے واسطے ملتا تھا ورنہ میرا کوئی ذاتی مطلب نہیں ہے۔ پیچھے پرندر بھی پچھتاتا تھا۔

رسالہ بھارت سو دشا پرورتک میں لکھا ہے۔ ۱۵ دسمبر ۱۸۷۸ء سوامی جی جے پور میں آ کر سانگانیر کے دروازے کے باہر ڈھڈے کے باغ میں ٹھیرے۔ وہاں اُن کے نواس استھان پر ہی سب لوگ سائنک کال کو آتے اور اپنی اپنی بدھی کے مطابق پرشن اُتر کر جاتے۔ شری یُت ٹھاکر فتح سنگھ جی مصاحب و دیوان راجہ صاحب۔ ٹھاکر لچھمن سنگھ جی اچرول کے سردار اور اُنکے چھوٹے بھائی ٹھاکر رگھناتھ سنگھ جی اور بابو شری پرشاد وغیرہ سبھی پرتشٹت پُرش آتے رہے۔ تین دن تک ٹھاکر لچھمن سنگھ جی کی حویلی پر وید آدی ست شاستروں کے وشیوں پر ویاکھیان ہوئے۔ جے پور میں بھی پوپ لوگوں نے ایک وچتر لیلا کی کہ دو ودیارتھیوں کو بُلایا اور اُنکو پرشن لکھ کر دیئے اور کہا کہ جاؤ سوامی جی سے اُتر مانگو۔ وہ سوامی جی کے پاس جا کر اُتر چاہتے تو سوامی جی کہتے کہ اگر یہ پرشن تمہارے ہیں تو ہم اُتر نہیں دینگے۔ ہمارے شِشوں سے انکے اُتر پوچھ لو۔ اگر وہاں شنکا نوارن نہ ہو تو ہمارے پاس آنا۔ اور اگر تمہارے گوروؤں کے ہیں تو ہم اُتر دینگے۔ پوپوں نے ٹٹی کی اوٹ پر شکار مارنا چاہا۔ پرنتو سوامی جی ایسے ودیارتھیوں کے ساتھ اپنا امولیہ سمے کیوں کھوتے تھے۔ لوگوں کا وچار سوامی جی کو ایک دو ماہ ٹھیرانے کا تھا۔ پرنتو سوامی جی وہاں دو کارنوں سے زیادہ نہ ٹھیرے ایک تو یہ کہ جے پور کے لوگ دن بھر سوامی جی کے پاس بیٹھے رہتے اس کارن انکا وید بھاشیہ بنانے کا کام نہیں ہو سکا۔ دس دن وہاں رہے اور بہت تھوڑا کام ہوا۔ دوم سوامی جی کو ہردوار کے میلہ پر جانا ضروری تھا اسلیے جے پور میں دس دن رہکر ریواڑی پدھارے (۱۸۸۲ء صفحہ ۲۵ و ۲۶ نمبر ۳۹)۔

جے پور کی بابت سوامی جی نے خود ایک خط میں جو ۲ جنوری ۱۸۷۹ء کو ریواڑی سے بابو پیارے لال سبھاسد آریہ سماج لاہور کو لکھا ہے اسطرح

باب چہارم

دیسی ریاستوں اور اجواڑوں میں دھرم اُپدیش

۱- ریاست جے پور

بار اول

آریہ سماج کے انعقاد سے پہلے سوامی جی کئی بار اس ریاست میں پدھارے اور ٹھاکر رنجیت سنگھ جی رئیس اچرول وغیرہ رؤسا کو دھرم اُپدیش دیا۔ مگر آریہ سماجوں کا سلسلہ شروع کرنے کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ ٹھاکر صاحب نے سوامی جی کے لانے کے واسطے جوشی روپ رام کو دہلی بھیجا کیونکہ وہ ایک یگ کی طیاری کر رہے تھے۔ جوشی جی سوامی جی سے مل کر اور اُنکو جے پور پدھارنے کے لیئے طیار کر کے آپ پہلے چلے آئے۔ اُنکا بیان ہے کہ "میرے دہلی سے واپس آنے کے پہلے ہی سردار صاحب کے شریر میں کچھ آکشیپ ہو رہا تھا مگر اُنہوں نے سامان یگ جمع کرنے کی آگیا دی۔ میں نے عرض کی کہ اشٹمی کا مہورت ٹھیک نہیں معلوم ہوتا کوئی اور ہونا چاہیئے۔ میں کسی اور اچھے مہورت کی تلاش کر رہا تھا اتنے میں سردار صاحب کا دُکھ بڑھنے لگا۔ چنانچہ کارتک شکل دسویں دوشنبہ سمت ۱۹۳۵ مطابق ۴ نومبر ۱۸۷۸ء کو سردار صاحب کا شریر پات ہو گیا۔" (کسی داناؔ نے سچ کہا ہے۔ "ایک گھڑی میں گھر جلے اور نو گھڑی کی بھدرا" جوشی جی کا مہورت ہی نہ بنا اور سردار صاحب سورگ باس ہو گئے۔ (مؤلف)۔

اُنکے شریر پات ہونے کے چوتھے روز ۸ نومبر ۱۸۷۸ء کو سوامی جی دہلی سے پدھارے۔ سردار صاحب کی گدی پر اُنکے فرزند ٹھاکر لچھمن سنگھ جی اور اُنکے چھوٹے بھائی رگھناتھ سنگھ جی تھے۔ میں گاڑی لیکر اسٹیشن پر پہنچا۔ میرا مُنہ دیکھ کر فرمایا کہ جوشی جی کیا حال ہے۔ میں نے رُودن کر دیا۔ مہاراج نے افسوس کیا اور مجھے تسلی دے کر فرمایا کہ اب ہم یہاں نہیں ٹھیرینگے۔ اور اُسیوقت آدمی کو کہا کہ ٹکٹ اجمیر کا لے آؤ۔ اور وعدہ کیا کہ دونوں ٹھاکروں سے کہدینا کہ ہم آتے وقت تم سے ملکر جاوینگے۔ اُسوقت اجمیر کیطرف چلے گئے۔

پھر یہی خبر آریہ درپن شاہجہان پور میں شائع ہوئی اور اس سے لیکر دیش ہتیشی اجمیر لکھتا ہے "آریہ لوگ اندنوں اپنے دھرم کے جیون اُدھار کیلئے بڑے نت پر سو رہے ہیں ایک گورو کہتا ہے کہ ویدانت میں سورتی پوجن کا نشیدھ ہے۔ دوسرا اس کے وِرُودھ اُپدیش کرتا ہے اس کارن مہاشے متھرا داس دیجی بھاٹیا جو ایک سوودان سجن پرش ہیں پانچہزار اس منش کو پارتوشک دینا سویکار کرتے ہیں جو سورتی پوجن شاستر دھت کرم نشچہ کرا دیوے۔ مورتی پوجکوں کو اسپر اوشیہ اُدیوگ کرنا چاہئے" (دیش ہتیشی اجمیر جلد ۴ نمبر ۷ سلسلہ نمبر ۴۳ کالم ۱ صفحہ ۲۰۔ جنوری ۱۸۸۳ء)

سال ۱۸۸۲ء

بمبئی

سوامی جی یکم جنوری ۱۸۸۲ء سے ۲۳۔جون ۱۸۸۲ء تک بمبئی میں رہے۔ اور ۲۴ جون کو وہاں سے چلکر بسواری ریل کھنڈوے میں پہونچے۔ وہ خود ایک چٹھی میں لکھتے ہیں۔

کھنڈوا

لالہ کالیچرن رامچرن آنندت رہو۔ وِدت ہو کہ ہم شُکلپکش بمبئی سے کھنڈوا میں آگئے ہیں یہاں रा ० रा ० भाऊ दादा जी کے باغیچہ میں ٹھیرے ہیں۔ ۲۵۔جون ۱۸۸۲ء (دیانند سرستی کھنڈوا) اور ایک خط ۳۔جولائی ۱۸۸۲ء کا بھی ہے۔ پس ۳۔جولائی تک کھنڈوے میں رہے +

اندور

۴۔جولائی کو کھنڈوے سے روانہ ہوکر اندور میں تشریف لائے چونکہ مہاراجا تکوراؤجی ہلکر سوامی جی کے بڑے شردھالو اور پریم رکھنے والے تھے اور جنہوں نے اُن کو کئی بار پہلے بھی بُلایا مگر نہ ملے تھے کیونکہ اُس موقعہ پر مہاراجصاحب راجدھانی میں نہیں تھے لہذا یہ خبر سُن سوامی جی پھر اندور کیطرف نہیں گئے۔ ایک دن ڈاک بنگلہ اسٹیشن پر ٹھیر کر رتلام کو تشریف لیگئے۔ اپنے ایک پتر میں لکھتے ہیں آج ہم اندور سے دو بجے کی گاڑی میں بیٹھکر رتلام جاوینگے۔ وہاں سے اودے پور جانیکا وچار ہے۔ شراون بدی ۵ بدھ وار مطابق ۵۔جولائی ۱۸۸۲ء۔ دیانند سرستی اندور

رتلام

سوامی جی ۵۔جولائی ۱۸۸۲ء کو اندور سے رتلام آئے۔ اور ۸۔جولائی تک وہاں رونق افروز رہے۔ سوامی آتمانند بھی اُن کے ساتھ تھے +

مالوہ نواب جاورہ علاقہ اندور

سوامی جی معہ سوامی آتمانند جی کے رتلام سے روانہ ہوکر ۸۔جولائی یعنے اسی روز جاورہ میں آگئے۔ اور اسٹیشن پر ٹھیرے ہیں اور وہاں سے اودے پور خط ارسال کیا۔ کہ ہم بموجب وعدہ شری مہاراج کے آتے ہیں آپ سواری وغیرہ کا بندوبست کر کے ہم کو اطلاع دیں +

۱۴۔جولائی ۱۸۸۲ء کو اودے پور کا خط آیا۔ کہ ہم نے چتور گڈھ کے حاکم کے نام سپانہ۔ رتھ۔ گاڑی آدمی سواریوں کے واسطے حکم بھیجدیا ہے۔ بیقاوت بند ہوجاویگا آپ تشریف لاوے +

اس چٹھی کے آنے پر سوامی جی نے آتمانند سرستی جی کو بھیجا۔ کہ وہ آگے جاکر دیکھیں کہ انتظام ہوگیا ہے یا نہیں اور خط لکھیں تاکہ ہمکو وہاں دیری نہ لگے۔ حاکم چونکہ دورے پر گیا ہوا تھا اسواسطے دیری لگی۔ اور ۲۳۔ کو آتمانند جی کا خط آیا کہ حاکم آگیا ہے۔ سب انتظام ہوگیا۔ آپ تشریف لاویں چنانچہ سوامی جی ۲۴۔جولائی ۱۸۸۲ء کو وہاں سے چلکر ۲۵۔ کو چتور گڈھ میں تشریف لائے +

اب اس دفعہ سوامی جی کی موجودگی میں ہی بمبئی میں نیم اور اپ نیم سُدھرنے کے سمبندھ میں بھی وچار آتپن ہوا۔ ۸۔ اپریل سنہ ۸۲ع کی رات کو سوامی جی کی حاضری میں آریہ سماج کی انترنگ سبھا ہوئی اس میں پُرانے نیم اور اُپ نیم کے سمبندھ میں سبھاسدوں کی طرف سے بہت کچھ بچار ہونے کے بعد سب آریہ سماجوں کا ایک اُدیش کرنیکے لئے سرب سمتی سے یہ نشچے ہوا۔ کہ جو نیم اُپ نیم سوامی جی کی سمتی سے لاہور آریہ سماج نے سرب ستھانوں کی آریہ سماجوں کے لئے چھپوا کر پرسدھ کئے ہیں وہ بمبئی آریہ سماج نے انگی کار کرنے اور اس کے لئے نمت سادھارن سبھا بلانے کے لئے سمتی لینی چاہی۔

جس کے بموجب ۱۵۔ اپریل سنہ ۸۲ع کی رات کو بال کیشیر میں مہاپنڈت کی حاضری میں نمتک سادھارن سبھا بلائی گئی۔ اور اس میں سرب انومتی سے وہ رزولیوشن پاس ہوا۔ اور سوامی جی کی سمتی سے ہر ایک جگہ کی سماجوں کیلئے لاہور آریہ سماج نے جو نیم اُپ نیم چھپوا کر پرسدھ کئے ہیں پتھار تھ ہو نیسے بحال رکھے گئے لیکن ہمارے بمبئی کے ستھانک سماج کیلئے دیش کال کے انوکول ہوئے ویسے اوشیک ہے۔ کہ کچھ اُپ نیم میں پھیر بچار کرنے کی اور گھٹ ودھی کرنے کی ضرورت ہو تو وہ دشیش اُپ نیم بقررہ اُپ نیموں کے پورتی کے لئے مندرجہ ذیل صاحبان کی کمیٹی اکٹھی کیجاوے ٭

(۱) رائو بہادر گوپال راؤ ہری دیش مکھ۔ (۲) راجمان راج شری آتمارام باپو دلوی۔ (۳) راجمان بہادر اچھیارام بھگوانداس بی۔ اے۔ (۴) راجمان سیوک لال کرشن داس (۵) پیران جیون داس کاہن داس ٭ جنہوں نے اُپ نیموں میں وہاں کے واسطے قدرے تغیر کر لیا ہے

اس دفعہ کئی معزز روسا اس انتظاری میں رہے۔ کہ اگر سوامی جی کہیں تو ہم بڑی بھاری رقم سند رفنڈ کے واسطے دیویں مگر سوامی جی نے اپنے مُنہہ سے کچھ نہ کہا۔ صرف اتنا کہا کہ یہ کام میرا نہیں ہے۔ میں صرف اُپدیشک ہوں۔ کیا دینا اور کیا لینا یہ کام تمہارا اور انکا ہے ٭

دکھن ہندوستان سے بھی بلاوے کیواسطے پیغام آئے تھے اور اسیطرح کاٹھیاواڑ گجرات سے بھی مگر عدم فرصتی کے سبب سوامی جی وہاں تشریف نہ لیگئے اور یہاں سبھاسدوں اور سہایکوں کے زیادہ اصرار پر ۲۲۔ جون تک بمبئی میں رہے اور ۲۳۔ جون سنہ ۸۲ع کو وہاں سے روانہ کھنڈوا ہوئے۔ تمام معزز ممبران سماج و دیگر روسا شہر جو دھرم سے پریتی رکھنے والے تھے۔ اسٹیشن پر پہونچانے آئے۔ اور پریم پوربک باہمی نمستے کہکر وداع ہوئے ٭

جب سوامی جی بمبئی میں ہی براجمان تھے اور زور و شور سے مورتی پوجن وغیرہ اویدک وشیوں کا کھنڈن کر رہے تھے۔ تو آریہ سماج کے لائق و معزز سبھاسد سیٹھ متھرا داس لوجی بھاٹیا بمبئی نواسی نے یہ اشتہار دیا ٭

مورتی پوجکوں کے لئے پاری توشک (انعام)

جو منش مورتی پوجن شاستر (وید وکت) وِدھت کرم نشچے کرادے۔ اُس کو میں پانچہزار روپیہ انعام دونگا۔ ماہ مئی سنہ ۸۲ع المشتہر متھرا داس لوجی بھاٹیا ساکن بمبئی

اسپر لاہور کی اخبار آفتاب پنجاب نے اس خبر کو بمبئی کے انگریزی اخباروں سے لیکر شایع کیا۔ اسپر وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ لکھتا ہے "ہمیں چاہیئے چڑیوں کا دودھ" بقول آفتاب پنجاب لاہور۔ بمبئی کے ایک متمول بھاٹیئے نے پانچہزار روپیہ اُس پنڈت کو دینے کئے ہیں جو ثابت کرے کہ وید و شاستر مورتی پوجا کی اجازت دیتا ہے ٭

وکٹوریہ پیپر رائے دیتا ہے۔ کہ میں ڈنکہ کی چوٹ سے کہتا ہوں۔ کہ شاستر وید خدا پرستی کی اجازت دیتے ہیں نہ کہ بُت پرستی کی پنڈت کیوں جھگڑتے ہیں باز آجاویں۔ بیجا اصرار سے" (مطبوعہ ہفتہ دوم جولائی سنہ ۸۲ع حصہ سوم صفحہ)

جب اتنا ابھیاس ہو جاوے گا۔ تب پھر میں آپ سے پتر دوارہ پوچھ لونگا۔ سوامی جی نے کہا۔ کہ میں پتر کا جواب نہ دے سکونگا۔ میں نے کہا کہ جب اسطرف نزدیک آوینگے۔ تو میں خود آنکر ملونگا۔ سوامی جی خاموش ہو گئے۔ پھر کچھ نہ بولے +

دوسرے روز سندھیا کے سے ایک بمبئی کا سیٹھ اپنے دس گیارہ برس کے ایک لڑکے کو لئے ہوئے سوامی جی کے درشن کیلئے آیا۔ سوامی جی نمستے ہونے کے بعد لڑکے سے بات کرنے لگے۔ لڑکا بڑا ہنرماؤ تھا۔ کئی ایک اپاؤ کر سوامی جی نے اسے بلایا آخرش اُسے کچھ اپدیش دینے لگے۔ اس لڑکے سے کہا کہ سویرے اٹھکر منہہ ہاتھ دھوکر اپنے ماباپ سے نمستے کرو۔ اور جب پاٹ شالا کو جانے لگو۔ تو اپنی کتاب اپنے ہاتھ میں لو۔ نہ کہ نوکروں کے ہاتھوں میں اسیطرح درمیان بہت سی نصیحتوں کے ایک یہ بھی کہا کہ تم کسی عورت کے چہرہ پر بغور مت تاکو۔ اور جب کوئی نظر کے سامنے آجائے۔ تو نظر اپنی پھیر لو۔ نہیں تو اُس کی صورت تمہارے دل میں گھسکر ایک طرح کی دل میں گرمی پیدا کرے گی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تمکو دھات چھینا کا روگ ہو جائے گا۔ کہ جس سے تمکو بہت نقصان ہوگا۔ ایک روز ایک شخص سوامی جی کے درشن کو آیا۔ سوامی جی نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ جواب دیا کہ برہمن۔ کیا کام کرتے ہو؟ کہا میں پہلے سرکاری نوکر تھا۔ اب پنشن پاتا ہوں۔ کہا کہ کچھ سنسکرت بھی جانتے ہو۔ اس نے کہا کہ اپنی معمولی کریا کلاپ جانتا ہوں۔ کہا کہ تب تم اپدیش کیوں نہیں کرتے اس نے کہا کہ کیونکر اپدیش کریں یہاں دن رات لڑکے بالوں کے فکر میں پڑا رہتا ہوں سوامی جی نے کہا کہ اب تمہیں فکر کرنا سراسر بیوقوفی ہے۔ تمہیں پنشن ملتا ہے۔ وہ تمہارے لڑکوں کی پرورش کے لئے کافی ہے۔ بس اب تم چونکہ برہمن ونش میں اتپن ہوئے ہو اور تمہارے پرکھے جگتگرو کہلاتے تھے۔ تمہیں اُچت ہے۔ کہ تم بھی اب جگت کے اُپکار میں کمر باندھو۔ تم کول بھیلوں کے ملک میں چلے جاؤ۔ اور ان کو کرشٹان ہونے سے روکو غرض کسی طرح جیسے تمہاری طبیعت چاہے اُن کو ایک ایشور کی پوجا سکھلاؤ یا کوئی جاپ مگر کرشٹان ہونے سے بچاؤ۔ پرنتو اُس نے نہ مانا۔ ان دنوں بہت سے پادری شہروں کو چھوڑ کر کول بھیل جنگلیوں کے کرشٹان کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ مگر اس نے کچھ اثر نہ دیا۔ ہر چند سوامی جی نے للکارا۔ مگر وہ نہ بولا۔ اور اس بات کو نہ مانا۔ ہم ۸ - ۱۰ روز بمبئی میں رہے " دستخط انگریزی

راقم۔ جنک دھاری لال

سوامی جی کی موجودگی میں ہی ساماجک پرشوں کے دھارمک جوش کے سبب ممبران نے صرف دیاکھیان سننے کے لئے اور پستکالہ بنانے کے لئے اور شالہ بنانے کے لئے پانچ ٹرسٹی مقرر کرکے ایک قطعہ زمین ایک ہزار گز خریدی گرگام پولیس کورٹ کے پیچھے کاکرواڑی نام جگہ ہے +

اور اسی جگہ پر اب آریہ سماج کا عالیشان مندر بلاگت کئی ہزار روپیہ کے بنایا گیا ہے +

(—— نیموں اور اُپ نیموں کی درستی کا برتانت ——)

جب سوامی جی اول یہاں آئے۔ تو نیم اُپ نیم بڑی وستار پوربک بنائے گئے تھے اور ابھی تک سماج انہیں پورانے قواعد کی پابند تھی جب تیسری سماج لاہور میں قائم ہوئی۔ تو یہاں پر ان نیموں کا خلاصہ کرکے سوامی جی کی سمتی سے موجودہ نیم بنائے گئے۔ جو بعد ازاں کل سماجوں میں چھپوا کر بھیجے جاتے رہے +

پر چلے آئے ✤

اسی جلسہ کا حال دیش ہتیشی اخبار اجمیر میں اسطرح لکھا ہے "۲۰ مارچ ۱۸۸۲ء کو آریہ سماج بمبئی کا وارشک اتسو بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ اور سوامی دیانند جی مہاراج کے ایسے سمہ میں اوپستھت رہنے سے اتسو میں اتینت آنند رہا" (جلد ۱۔ نمبر ۱۔ بیساکھ سمت ۱۹۳۹)

پنڈت شنکر لال شاستری اشٹ دو ہائی پرشنو ر ناگر ساکن صاحب مور وی فرماتے کہ دوسری بار سوامی جی کے درشن ہم نے ماہ چیت سمت ۱۹۳۹ میں بمقام بمبئی آریہ سماج کے جلسہ میں کئے۔ وہاں سوامی جی نے ایک ویاکھیان سنسکرت میں دیا تھا۔ اور اس میں بتلایا کہ آجکل کا جو سدھار ہے اس سے منو آدک کا سدھار اچھا تھا فرماتے تھے۔ کہ چور وغیرہ کو جو ڈنڈ منو آدک نے دیا ہے اس سے وہ ہمیشہ چوری کرنے سے ڈرتا تھا۔ اور آجکل کے قاعدہ کے مطابق چوری کرنے میں اسے پریم آتا ہے۔ اس کو اپنے اصل گھر سے اچھی خوراک اور اچھا گھر ملتا ہے ✤

۲۹ - مارچ ۱۸۸۲ء کو پنڈت امرت نارائن نے سوامی جی سے پوچھا کہ من لگا کر اپاسنا کا طریقہ بتلائیے۔ سوامی جی نے کہا کہ یم نیم کا پالن کرو۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر یہی پرشن کیا اور اسی طرح تین بار یہی اتر ملا بار بار پرشن کرنے کا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ جو یم نیم کہتے ہیں ان میں ستیہ بولنے کا حکم ہے۔ اور یہ بحث ہے ہم کو اس کے سوائے کوئی طریقہ بتلائیے۔ کیونکہ پنڈت صاحب پہلے ایک مقدمہ میں جھوٹی گواہی دے چکے تھے۔ اور ایکدفعہ پھر دینی تھی چنانچہ دی ✤

دیگر ممبران آریہ سماج دانا پور کو سوامی جی نے کہا کہ تم ہم سے کئی ایک پرشن پوچھنے کو آئے ہو یہ پرشن تم کو یاد نہ رہینگے ایک کاغذ لیکر جب یاد پڑے لکھتے جاؤ اور اصل بات یہ ہے۔ کہ بالو جنک دھاری لال صرف پرشن پوچھنے کے واسطے ہی گئے تھے۔ اور جب کاغذ لیکر نوٹ کرنے لگے۔ تو جو سوال جی میں اٹھتا تھا۔ اس کا جواب اپنے ہی جی سے مل جاتا تھا۔ غرض دوسرے وقت جب سوامی جی نے کہا کہ کہو کیا پوچھنا ہے مجھے کچھ سوچنے کی بات باقی نہ رہی۔ صرف یہی پوچھا کہ پرمیشور کی اپاسنا کس ریتی سے کرنی چاہیئے۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم نے تمہیں اور تمہارے کئی ساتھیوں کو ایک روز جولس صاحب کے بنگلہ میں اس کا طریقہ بتلا دیا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ آپ نے جیسے بتلایا تھا ویسے ہی میں کیا کرتا ہوں سوامی جی نے کہا کہ تم نہیں کرتے ہو۔ میرے سامنے کرو۔ میں نے پرانایام کرنا ارنبھ کیا۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ پرانایام نہ ہوا۔ کیونکہ جب تم بہتر کا والیو باہر پھینکتے ہو۔ تو چاہیئے کہ گدا اندر سے اوپر کو اٹھ جائے سو تمسے نہیں ہوتا اب یوں ہی کرو پھر ہم نے پوچھا۔ کہ اس اپاسنا کرتے وقت من ادھر ادھر چلا جاتا ہے اس کا کیا اپاؤ کریں سوامی جی نے کہا کہ اسکو ایک جگہ ٹھیرا لو۔ میں نے کہا کہ کیسا روپ خیال کرکے اسپر ٹھیراویں سوامی جی نے کہا کہ روپ کی کچھ ضرورت نہیں۔ ہم نے کہا کہ بنا روپ کے ٹھیرتا نہیں۔ کہا کہ असंप्रज्ञातयोग اسمیں روپ کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر جب تم سے یہ نہیں ہو سکتا تو اپنے جسم کے بھیتر کوئی جگہ فرض کر لو۔ اور وہاں ایک سوئی کی نوک کے برابر یا تل برابر کسی چیز کا خیال کرو اور پھر اسکو خیال میں دو ٹکڑے کر ڈالو۔ اور اس آدھے ٹکڑے پر دھیان جماؤ۔ اور پھر اس کے بھی دو ٹکڑے کر ڈالو اور اسپر دھیان جماؤ اسی طرح برابر قیاس میں اوسے چھوٹا کرتے چلے جاؤ۔ جب تک کہ وہ نہایت چھوٹے سے چھوٹے درجہ پر نہ پہونچ جائے۔ پھر اسے بھی اڑا دو۔ اتنے میں تمہاری دھارنا ہو جائے گی۔ اب سمادھی کا حال بتلاتے ہیں ہم نے کہا کہ بس اتنا ہی رہنے دیجئے

شہر بمبئی کا برتانت

۳۱۔ دسمبر ۱۸۸۱ء سے ۲۔ جون ۱۸۸۲ء تک

مطابق شنبہ پوہ شدی ۱۱ سمت ۱۹۳۸ سے جمعہ اشاڑھ ودی پرو سمت ۱۹۳۹

سنیچر ۳۰۔ دسمبر ۱۸۸۱ء کو سوامی جی پھر بمبئی میں تشریف لائے۔ چونکہ اُن کے آنے کی اطلاع پہلے ہی آچکی تھی۔ بنابراں کرنل ایچ۔ ایس الکاٹ صاحب پر دھان تھیوسافیکل سوسائٹی معہ کئی معزز ممبران آریہ سماج کے اسٹیشن پر سواری لیکر اوپستھت تھے۔ گاڑی کے پہونچتے ہی سب نہایت اُتشاہ اور پریم سے بڑی عاجزی کے ساتھ نمستے کہکر ملے۔ سوامی جی نے سب کی آنند کشل پوچھ گھوڑا گاڑی پر سوار ہو بالکیشر گوشالا پر آنکر سب کی مرضی سے جو بنیت مکان تھا۔ وہاں قیام فرمایا یہ ایک اتی منوہر اور اتم استھان سمندر کے تٹ پر واقعہ ہے۔ اس مکان کے نیچے عرب کا ساگر ٹکراتا ہے +

سالانہ جلسہ شہر بمبئی کا برتانت

جو ۲۰۔ مارچ ۱۸۸۲ء دوشنبہ مطابق چیت شدی پروا سمت ۱۹۳۹ کو ہوا

بابو رام نرائن لال و پنڈت آدت نرائن و جگت دھاری لال ممبران آریہ سماج داناپور بہار اس اُتسو کے موقعہ پر اس خیال سے کہ سوامی جی بھی وہاں ہی ہیں۔ بمبئی میں گئے۔ اور سوامی جی کے پاس ہی قیام کیا۔ سوامی جی اُسوقت سمندر کے کنارہ گوشالا کے نزدیک ایک بنگلہ میں اُترے ہوئے تھے ان کا بیان ہے۔ کہ ہم لوگوں کو دور سے دیکھتے ہی سوامی جی نے کہا۔ کہ دیکھو یہ پٹنہ والے آئے ہیں ہم لوگوں نے سوامی جی کو شکل سے نہ پہچانا۔ کیونکہ جب سوامی جی داناپور میں آئے اسوقت بہت دُبلے اور بیمار ہو رہے تھے۔ اور اُسوقت نروگ اور تندرست اور موٹے تازے تھے اُن کی بولی سے ہم لوگوں نے پہچانا اور نمستے کیا۔ سوامی جی نے جواب کے بعد کہا کہ اُتسو کا ہون ابھی ہوگا اور جلسہ شروع ہوگا۔ تم لوگ سنان کر آؤ ہم لوگ جلد اشنان کر سوامی جی کے ساتھ وہاں سے چلے۔ اور تھوڑی دور جاکر جہاں سے راستہ ٹھیک ہے سواری پر بیٹھکر جائے مقررہ پر پہونچے۔ ہون کرانے والے دکھشنی برہمن تھے۔ ان میں سے ایک برہمن ایسا تھا جسکو چاروں وید بور سہت حفظ تھے۔ وہ بوڑھا اور کالے رنگ کا تھا اور اُس کے مُنہ میں دانت بھی نہیں تھے۔ سوامی جی نے ہم سے کہا کہ تم لوگ جو چتر مُکھی برھما سُنا کرتے تھے۔ وہ یہی ہے چاروں وید اس برہمن کے مُکھ میں ہیں۔ یہی برھما ہے۔ چنانچہ اس روز کے یگ میں وہی برھما قرار دیا گیا۔ بعد ہون کے ہم لوگ سوامی جی کے ساتھ چلے آئے +

پھر سائنکال میں سوامی جی نے دھرم وشہ پر ویاکھیان دیا۔ اور ویاکھیان شروع ہونے سے پہلے ایک دکھشنی برہمن نے تان پورا (طنبورا) ہاتھ میں لیکر ایک ایسی سُور سے سام وید کا منتر الاپا۔ گویا راگ کو سامنے کھڑا کر دیا۔ لوگ سُور میں مگن ہوگئے۔ وہیں ایک انگریز ڈاکخانوں کے بڑے افسر معہ اپنے بال بچوں کے بھی آنکر چکت ہوکر سنتے رہے۔ بعد ویاکھیان سماپتی کے ہم ویرے

کرنے کو تیار ہیں پرنتو انتظام اور نیموں کے ساتھ شاستراتھ ہونا چاہئے۔ جب بھاگ رام جی سے منتری کے ذریعہ سب یہ تانت کہا گیا۔ تب انہوں نے پورانک پنڈتوں کو بلا کر کہہ دیا کہ تم بلا شک اپنے شاستری جی کو بلاؤ۔ پرنتو مندرجہ ذیل شرائط (نیم) پر بندھے کے لئے رہیں گے +

- سبھا کا استھان ہماری سمتی کے انوسار ہوگا۔

اس سبھا میں ہم پردھان کی رینی پر سپورن ادھکار رکھینگے جس سے دونوں پکش والوں کے نیا دانیا پر دھیان رہے +

شاستراتھ تحریری ہوگا۔

شاستری جی کو سوامی جی کے سنمکھ بیٹھکر اُتر پرشن کرنے ہوں گے +

یدی کوئی پُرش مُورکھتا وا کسی پر کار سے اسبھ بھاشن (بے تہذیبی) سے گفتگو کرے گا۔ فی الفور سبھا سے نکال دیا جاویگا +

جب یہ نیم پنڈت لوگوں نے سنے تب ان کا اُتشاہ اور ساہس سب بھنگ ہوگیا۔ کیونکہ اُن کا اصل میں تو ست است کا نرنا کرنے کا منشا نہیں تھا۔ کنتو دور دور ہی ایک گپ شٹک دوارا آپ نے ویسے ہی لیلا کرنی تھی۔ جیسے آگرہ وغیرہ میں کر چکے ہیں۔ انت کو سوامی جی کا وہ مشہور مقولہ تیری چُپ میری چُپ کی لیلا ہوئی۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ सत्येन ास्ति भयं क्वचित यعنے ست کو کوئی خوف نہیں یہ ذکر ۷۔ تاریخ کا ہے +

اس کے بعد شہری سوامی جی بے خوف و خطر پندرہ دن تک آریہ لوگوں کو ست اُپدیش سے آنند منگل دیتے رہے۔ مگر کسی نے شاستراتھ کا نام تک نہ لیا +

آخر کو راؤ صاحب مسودہ کے نمنترن آنے پر ۲۳۔ جون ۱۸۸۱ء کو سوامی جی مسودہ تشریف لے گئے + یکم۔ جولائی ۱۸۸۱ء منالال اُپ منتری آریہ سماج اجمیر۔ از بھارت سودشا پرورتک جولائی ۱۸۸۱ء جلد ۱ نمبر ۲۵۔

چنانچہ بھارت بلاس آگرہ میں لکھا ہے۔ "سوامی دیانند سرسوتی اجمیر میں ڈیڑھ ماس نواس کرکے اور آریوں کو سد اُپدیشوں کی برشا کرکے ۲۳۔ جون ۱۸۸۱ء کو مسودے کی طرف جو اجمیر سے سولہ کوس کی دوری پر ہے یاترا کو گئے"

(جلد اول نمبر ۱۸ صفحہ ۱۴۸ ۔ ۵۔ جولائی ۱۸۸۱ء)

انہیں دنوں آریہ ورت کے مہذب اور نامی اخباروں میں ایک نوٹ نکلا۔ ہر ایک آدمی کا ایک ایک ماٹو (سدھانت) نرالا ہوتا ہے۔ جیسا پنڈتوں کا ماٹو کیول دکھشنا ہے۔ سوامی دیانند کا سدھانت پرتما پوجن کا جڑ پیڑ سے اُچھید کر دینا ہے۔ انڈین پوپ لوگوں کا سدھانت سیوکوں کا تن من دھن ارپن کرانا ہے۔

(از ہندی پردیپ جلد ۵۔ نمبر ۲۔ صفحہ ۱۳۔ آشون شکل ۸ سمت ۱۹۳۸ مطابق اکتوبر ۱۸۸۱ء و نسیم آگرہ ۲۳۔ دسمبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۳۸۵ و ادھیت وکتا و آریہ درپن ۱۸۸۱ء صفحہ ۱۹۷)

ایک نوجوان ہندو جس کے خیالات بالکل عیسائی دین کی طرف جھکے ہوئے تھے ہر روز پرشن کرنے آتا ۔ اور شانت ہو کر جاتا تھا ۔ آخر کار وہ پوری شانتی پانے کے بعد عیسائی دین سے متنفر ہو کر ویدک دھرم انویائی ہو گیا ۔

ویاکھیانوں میں صدہا آدمی آتے اور لابھ اُٹھاتے تھے ۔ ۲۴ ۔ مئی ۸۱ء وقت دوپہر مہاراج جی سے رخصت ہوتے ہوئے میں نے عرض کی کہ آپ مجھے اپنی کوئی نشانی عنایت فرماویں ایک پستک اشٹادھیائی کی مرحمت کی جو ابھی تک پشاور سماج میں موجود ہے ۔ بعد ازاں ان کے قدموں کو ہاتھ لگا نمستے کر کے نیاز مند روانہ ہو کر چلا آیا ÷

۸۔ تاریخ مئی ۸۱ء روی وار سے سیٹھ گجمل جی کے ستھان میں مہاراج جی کے ویاکھیان آرنبھ ہوئے ۔ اور ۳۰ مئی ۸۱ء تک ارتھات ۲۲ ۔ ویاکھیان وید آدی وشیوں میں برابر نرِوگھنتا سے ہوتے رہے ۔ سینکڑوں پرش پرتی دن اُپدیش سننے کو آتے تھے اور اپنی اپنی مذہبی خوبیوں سے واقف ہو اور آگاہی پا لابھ اٹھاتے اور پرسنتا پرگٹ کرتے تھے باقی رہی ویاکھیانوں کی بیوقلیں سو وہ تو کہنے میں نہیں آسکتیں ۔ ہمارے ویاکھیانوں کے پربندھ کرتا رائے بہادر پنڈت بھاگ رام جی جج اجمیر تھے ان کی کرپا اور سہاینتا سے وہ آنند آتا تھا ۔ کہ ورنن نہیں ہو سکتا ۔

انتظام کے سوائے خود رائے صاحب ویاکھیان کے ارنبھ سے انت تک برابر سبھا میں اوپستھت رہتے تھے اور شروتا جنوں کا یہ حال تھا کہ ایسے آنند میں مگن ہو جاتے تھے کہ اُنکو سات بجے سے نو بجے تک کچھ بھی سے کا تنبیت ہونا نہیں معلوم پڑتا تھا یہی اچھا رہتی تھی کہ کچھ اور بھی شرون کرتے رہیں یہی بیوستھا ہر ایک ویاکھیان میں رہتی تھی ۔ اور سبھا کی سماپتی پر سب لوگ دھنیواد دیتے ہوئے اپنے گھروں کو جاتے تھے پرنتو کوئی کوئی اودیا گرست پوپ مت انویائی پیچھے سے نندا بھی کرتے تھے ۔ ویاکھیانوں کی سماپتی کے پشچات یعنے ۵ ۔ جون ۸۱ء کو ایک ہمارے آریہ بھائی بابو ہیرالال ساکن نصیر آباد نے شری مہاراج جی سے یگوپویت لیا اور آٹھ بجے سے ہون آرنبھ ہو کر بارہ بجے سماپت ہوا ۔ بعد ازاں سب آریہ بھائیوں کو بھوجن بھی انکا رپوربک کرایا گیا ÷

اس کے بعد سوامی جی کے چار ویاکھیان ہر آدت وار کو سماج مندر میں ہوتے رہے ۔ ۲۲ ۔ تاریخ تک آریہ سجن پرش اپنے اپنے شنکا نوارن ارتھ آتے جاتے رہے ۔ پرنتو کوئی کرانی قرانی پورانی جینی انیا دی شاستر ارتھ کرنے کو نہیں آئے ۔ ہاں ہندو بھائیوں نے پنڈت چیتر بھج کو سوامی جی سے شاستر ارتھ کرنے کو بلانے کا وچار کیا اور خود پنڈت جی نے دو خط بھی کانشی سے اجمیر میں ایک سیٹھ کے گماشتہ کے پاس بھیجے ۔ کہ مجھکو اجمیر میں بلاؤ میں سوامی جی سے شاستر ارتھ کر کے ان کو پراست کرونگا ۔ جسپر کئی پورانک پنڈت صاحبان پنڈت بھاگ رام جی کے پاس آئے اور بڑے ابھمان سے اپنا منشا پرگٹ کیا ۔ کہ اوکت شاستری یعنے پنڈت چیتر بھج شر مار اج پورانک جی کو سوامی جی سے شاستر ارتھ کرنیکو بلاتے ہیں آپ سوامی جی کو سوچت کر دیجئے ۔ تب پنڈت بھاگ رام جی نے سماج کے منتری پنڈت سکھدیو پرشاد جی کو بلا کر اوکت شاستری کی چٹھی پتری دکھلائی ۔ اور کہا کہ یہ سوامی جی کو دکھلا کے ابھپرائے ودت کرو ÷

سب کو معلوم ہے کہ سوامی جی ست کے آدھار پر سنگھ وت آریہ ورت میں سرونز گرجن کر رہے ہیں ۔ پھر بھلا ان کی گیدڑ بھبکی میں کب آنیوالے تھے ۔ (اور جب کہ وے اوکت شاستری کو بھلی بھانتی جانتے تھے ۔) تُرت ہی سوامی جی نے فرمایا کہ ہم تو ست است کے نرنے کرنے کو ہی پھرتے ہیں ۔ پنڈت بھاگ رام جی سے کہدو ۔ کہ جو پنڈت چیتر بھج یہاں آوے ۔ تو ہم بھی اون کے ساتھ ہیں ۔ شاستر ارتھ

وشیہ میں وکترتو (ویاکھیان) ہتی وساکھ سُدی ۱۰۔ روی وار سمت ۱۹۳۹ کے دن سے سندھیا کے سات بجے سے لیکر نو بجے تک سیٹھ گجمل کے استھان میں ہوگا۔ اس لئے سب آپت سبھ (مہذب) سجن پرشوں کو ودت کیا جاتا ہے۔ کہ وقت مقررہ پر مقام مذکورہ میں تشریف لاکر سبھا کو شوبھت کریں ✤

لالہ شیو پرشاد کا بیٹا حال سکرٹری ویدک ٹینٹر الہ اجمیر اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں "۔۔ مئی سنہ ۱۸۸۳ تیسرے پہر سیٹھ فتح مل کی کوٹھی پر گیا جو متصل تارگھر کے ہے۔ کیونکہ وہاں سوامی دیانند جی ٹھیرے ہوئے تھے ان کے درشن کئے۔ معلوم ہوا کہ آج اِن کا ویاکھیان سیٹھ گجمل کی حویلی میں سات بجے سے نو بجے تک ہوگا۔ شام ہوگئی تھی۔ وہاں گیا۔ آدھ گھنٹہ ٹھیرا زیادہ پھر ٹھیرا نہ گیا۔

۱۹۔ مئی سنہ ۱۸۸۳ کو گنج میں نئے دروازہ کے باہر آگ لگی۔ اور ۲۲۔ مئی سنہ ۱۸۸۳ کو مدار دروازہ کے باہر پورانے سکول کے پاس گئے۔ اُن کے واسطے سوامی جی نے اپنے لکچروں کے سامعین سے چندہ کرکے اُن مصیبت زدوں کی امداد کی ✤

۱۱۔ مئی سنہ ۱۸۸۳ کو نامہ نگار لبنا ورسے سوامی جی کے درشن نمت روانہ ہوکر ۱۶۔ کی رات کو اجمیر پہنچکر سرائے متصل اسٹیشن میں ڈیرا کیا اور ۱۷۔ مئی صبحکو سیٹھ جی کے باغیچہ میں جاکر سوامی جی کا حضور میں نیاز حاصل کیا۔ ان کے درشن سے تمام تکالیف سفر بھول گئی۔ اور اُن کے ست اُپدیشوں سے تمام عقدہ حل ہوگئے۔ جے پور میں ایک بنگالی صاحب نے مجھ سے سوال کیا تھا۔ کہ آکاش بھی ویاپک ہے۔ اور برہم بھی دو ویاپک کسطرح اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ مجھ سے اس کا کچھ اُتر نہ بن آیا میں نے یہی پرشن سوامی جی سے پوچھا۔ انہوں نے ایک پتھر اُٹھا کر فرمایا کہ اس میں اگ سرب بیاپک ہے۔ یا نہیں میں نے کہا کہ ویاپک ہے۔ پھر پوچھا کہ مٹی میں نے کہا کہ ویاپک ہے۔ پھر پوچھا کہ جل میں نے کہا کہ ویاپک ہے پھر پوچھا کہ آکاش اور ہوا۔ میں نے کہا کہ ویاپک ہے۔ پھر پوچھا کہ پرماتما۔ میں نے کہا کہ وہ بھی ویاپک ہے۔ فرمایا کہ دیکھا کتنی چیزیں ہیں۔ مگر سب اس میں ویاپک ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو جس سے سوکھشم ہوتی ہے۔ وہ اسی میں ویاپک ہوسکتی ہے۔ برہم چونکہ سب سے اتی سوکھشم ہے۔ پس سرب بیاپک ہے۔ جس سے میری شانتی ہوگئی ✤

مجھے انہوں نے فرمایا کہ اور جو تمہارے دل میں شکوک ہوں سب نوران کرلو۔ میں نے بڑے سوچ سمجھکر دس سوال لکھے۔ جن میں سے آٹھ مجھے یاد ہیں باقی بھول گئے ✤

پرشن۔ جیو برہم کی جدائی میں کوئی وید کا پرمان بتلائیے ✤

اُتر۔ یجروید کا چالیسواں ادھیا سارا جیو برہم کا بھید بتلاتا ہے۔

پرشن۔ غیر مذہب کے آدمیوں کو شُدھ کرنا چاہئے یا نہیں۔

اُتر۔ ضرور شُدھ کرنا چاہئے ✤

پرشن۔ بجلی کیا چیز ہے اور کسطرح پیدا ہوتی ہے۔

اُتر۔ بجلی ہر جگہ ہے۔ اور رگڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ بادلوں کی بجلی بھی بادلوں اور ہوا کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہے ✤

مجھے ارشاد فرمایا کہ ۲۵۔ برس سے پہلے شادی نہ کرنا۔ کئی عیسائی و جینی پرشن کرنے آتے مگر جلدی لاجواب ہوجاتے تھے ✤

پرچارنی سبھا پریاگ کے اُپدیشک مذکورہ بالا دونوں پرائشچت کرتا ہی ہیں ۔ کہئے جن کی ایسی بدھیاں ہیں وے کیا خاک وِدیا اور دھرم کا پرچار کرینگے ۔ یہ بھلے مانس سبھا کے اور لوگوں کو کیوں بدنام کرتے ہیں ۔ سبھا کو اس پر خبردار ہونا چاہیئے ✤

ناظرین آپ لوگوں نے شاستری جی اور ان کے پریچی پرائشچت کرتاؤں کی کرتوت جان لی کیا ان لوگوں سے کچھ بھی دیش اور دھرم کی اُنتی ہوگی ؟ ایک ورشتا از پریاگ (بھارت متر کلکتہ ۸ ۔ مارچ ۱۸۸۱ء جلد ۴ نمبر ۱۰)

دس مارچ ۱۸۸۱ء کو شری سوامی دیانند سرستی جی ۱۰ بجے دن کے وقت بسواری ریل بجانب بھرت پور تشریف لے گئے ۔ اور از جانب آریہ سماج آگرہ ایک ایڈریس سنہری کاغذ پر اس وقت پیش کیا گیا ۔ کہ جس کو موصوف الیہ نے نہایت خوشی سے لے لیا ۔ اور بہت سے لوگ آپ کو ریل تک پہنچانے گئے ✤ (نسیم آگرہ ۱۵ ۔ مارچ ۱۸۸۱ء صفحہ ۷۹ ۔ جلد ۴ ۔ نمبر ۱۰ ۔ وبھارتی بلاس جلد ۱ نمبر ۸ ۔ صفحہ ۶۲)

اجمیر

۵ ۔ مئی ۱۸۸۱ء سے ۲۲ ۔ جون ۱۸۸۱ء تک

سوامی جی ابھی آگرہ میں تھے ۔ کہ بھارتی بلاس آگرہ میں یہ خبر طبع ہوئی "شری سوامی دیانند سرستی جی مہاراج کی اسطرف آگمن سُنکر سجن لوگوں کو اتی پرسنتا ہو رہی ہے ۔ پرنتو عیسائی اور مسلمانوں کے پیٹ میں پانی اُچھلتا ہے ۔ اس کارن یہ لوگ مہاراج جی مذکور سے شاستر ارتھ کرنے کیلئے پربندھ کر رہے ہیں" نامہ نگار اجمیر ۔ (۲۵ ۔ فروری ۱۸۸۱ء جلد ۱ نمبر ۶)

پھر لکھا ہے ۔ "شہر اجمیر میں بھی سجن آریہ پرشوں نے ایک آریہ سماج ۱۳ ۔ فروری ۱۸۸۱ء کو قائم کی ہے ۔ ہر ایک آدت وار کو گائن سہت ایشور پرارتھنا کی جاتی ہے ۔ بعد ازاں ایک یا دو سبھاسد دیش اُنتی یا آریہ دھرم کے مضمون پر ویاکھیان دیتے ہیں ۔ آشا ہے کہ شری سوامی دیانند سرستی جی کے آنے سے یہ سماج جلدی ترقی پاوے گی" (بھارتی بلاس ۱۵ ۔ اپریل ۱۸۸۱ء صفحہ ۸۶)

الغرض سوامی جی مہاراج آریہ پرشوں کے نمنترن انوسار جے پور سے بسواری ریل ۵ ۔ مئی ۱۸۸۱ء گیارہ بجے رات کو اجمیر اسٹیشن پر پدھارے سجن آریہ پرش پہلے ہی اسٹیشن پر موجود تھے ۔ سوامی جی کو بگھی میں بٹھلا کر سیٹھ فتح مل جی کے باغیچہ کی کوٹھی میں ٹھہرایا یہ کوٹھی شہر کے باہر اچھی پُر فضا اور دل کش جگہ میں واقع ہے بہت دور بھی نہیں ✤

پراتا کال ہی سوامی جی کی تشریف آوری کے سماچار دور دور اور گھر گھر پھیل گئے ۔ ۷ ۔ مئی ۱۸۸۱ء کو آریہ پرشوں کی طرف سے مندرجہ ذیل وگیاپن پرکاش کیا گیا ✤

وگیاپن پتر

سب مہاشئے سجنوں کو ودت ہو کہ شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج سمت ۱۹۳۸ منی ویساکھ سُدی ۷ ۔ گورووار کے دن سے اجمیر میں آگرہ دروازہ کے باہر تار اور ڈاک گھر کے پاس شری سیٹھ فتح مل جی کی باٹکا کی کوٹھی میں ٹھیرے ہیں ۔ اوکت سوامی جی کا سناتن وید وکت

آریہ سماجیوں کو بڑے شبد پیٹ بھر کر کہے اپنے لکچر کو سرب انگ سُندر کرنے اور فصاحت دکھلانے کو درمیان میں ایسے ایسے اوانچ اپشبد بھی کہے کہ آریہ سماجیوں کو چاہئے کہ اپنے گھر کی بدھواؤں کو گیارہ گیارہ خصم کراویں جو میں آریہ سماج میں ہوتا تو اپنی بدھوا بہن بیٹیوں کو گیارہ گیارہ خصم اوشیہ کرواتا!!! ایسا فحش بولنے میں انہوں نے کچھ کمی نہیں کی بلکہ تین گھنٹہ سے زیادہ وقت لیا۔ اس میں سب لوگوں کے پرسن کرنے کے لئے ایک یہ نیم بھی رکھا کہ ایک پُستک کے ڈھائی پترے سنائے اُن کو پندرہ پندرہ بار لوٹ لوٹ کر پڑھا۔ کوئی نیا شروتا آتا تو پھر اُن پتروں کو آرمبھ سے سنانا شروع کر دیتے جیوں جیوں نئے شروتا آتے گئے۔ تیوں تیوں انہیں ورقوں کو بار بار سُناتے رہے۔ اور پیٹے کا بین کرتے رہے ؞

کہئے اڈیٹر صاحب! آپ نے یا آپ کے ناظرین نے بھی کبھی ایسی تقریر سنی ہے۔ ہاں جو کبھی ایسے مہاتماؤں کا سنیوگ ہوا ہو۔ تو ممکن ہے ایسے انوکھے لکچرار دور کہیں کسیکو ہی گاہ بگاہ ملتے ہیں۔ میں نے بھی کئی بڑے شہروں میں بڑے بڑے عالموں کے ویاکھیان مختلف زبانوں میں سنے ہیں پر یہ ٹھٹھا۔ یہ کھٹیبر۔ ہائے ہائے۔ یہ توبہ توبہ یہ بدتہذیبی یہ بد زبانی۔ یہ بھدا پن یہ ہر ایک بات کا بار بار کہنا۔ کہیں نہیں دیکھا میں نہیں چاہتا کہ ایسے خلاف تہذیب ویاکھیان کی تردید میں متوجہ ہوؤں ایسے واہیات باتوں کے کھنڈن میں کون بدھی مان پرورت ہو سکتا ہے۔ ایسی بدتہذیبی کے سبب سے اُن دو چار آریہ سماجیوں نے بھی جو وہاں اسکے ویاکھیان میں موجود تھے اسکی اس حرکت سے متنفر ہو اس کو اپنی توجہ سے نیچے گرا دیا۔ میرا پرایوجن یہاں لکھنے سے صرف شاستری جی کی لیاقت کے اظہار سے ہے کہ دیکھئے ایسے شاستری کہلاتے پھرتے ہیں ؞

ناظرین کچھ اور بھی سنئے۔ ایسے کو تیسا ملا۔ ملا برہمن کو نائی۔ اس کہاوت کا پرایوجن بھی یہاں ہی کھلا ہے۔ شاستری جی کہہ چکے۔ تب رام نراین و بہاری لال نام کے دو برہمن اُٹھکے بولے۔ کہ ہم نے سوامی جی، ویدک یینترالیہ میں تھوڑے دن کام کیا تھا۔ اس سے پاپی ہو گئے تھے۔ اب شاستری جی کے اپدیش سے پرائشچت کرا کے شدھ ہوئے ہیں۔ دھن رے بدھی جیو دھن رے ودیا بھنڈار و کیا ویدک مت کے ماننے والوں کے کاریالہ (کارخانہ) میں کام کرنے سے تم لوگ پاپی ہوئے۔ ہم یہاں اور کچھ نہیں کہتے صرف اتنا ہی کہتے ہیں۔ کہ پتھر پڑے ان بدھیوں پر ؞

ہم پرائشچت کرتا رام نراین سے کہتے ہیں کہ آریہ لوگ تو عام ہندؤں کو اپنے سے جدا نہیں سمجھتے مگر تم سمجھتے ہو۔ پس اس پر وچار کرو۔ کہ غیر ملک غیر مذہب والے ہندو مت کے مخالف پادری لوگ ان کے یہاں سے جو پنڈت پستک ادیک پروف شودھتے اور پڑھا کر کے روپیہ کما اپنے گھر والوں سمبندھیوں کا پالن کرتے ہیں ان کا تم نے کیا کیا۔ وہ بڑے سنسکرت کے ودوان ہیں۔ کیا تم ان سے بھی پرائشچت کراؤ گے۔ کیا تم اُن کے پرائشچت نہ کرنے سے اپنا میل ملاپ اونسے چھوڑ دو گے۔ کیا آریہ ورت کو جو انگریزی حکومت کے اندر ہے۔ پرائشچت کراؤ گے۔ ہم کہتے ہیں کچھ ہونا ہوانا نہیں یہ تمہاری چھوٹی بدھیوں کا نمونہ ہے ؞

ان لوگوں کے پیچھے ان کی بات کے کھنڈن کرنے میں ایک مہاشہ کچھ بولے تھے۔ مگر پیچھے پریاگ سماج کے پنڈت دیو کی نندن نے سنا بھیشٹ سے شاستری جی اور پرائشچت کرتاؤں کی نکمی بدھیوں کا برتانت کہدیا کہ جو کچھ اس سبھا میں ان لوگوں نے کیا وہ پرپنچ اور آڈمبر ہی کیا ؞

شاستری جی اس کام کی اجیوکا (گذارہ) مہاراجہ کاشی کے ہاں سے پاتے ہیں اسی لئے ان کو اس بڑھاپے میں ایسا کھیل کرنا پڑتا ہے۔ ودیا دھرم

یہ تو پرسدھ بات ہے۔ کہ چنر بھج میں دیانند کی سی ودیا نہیں ہے۔ تب یہ اپنے کو کس طرح سنسار میں اُجاگر (روشن) کر روٹی کھائیں کچھ دنوں سے یہی ایک یکتی سوجھ گئی۔ کہ ہر ایک پرانے ڈھنگ کے چھوٹے موٹے رجواڑوں میں پرویش پانے کی یہ بہت اچھی حکمت ہے۔ یہ اپنے کو راج پورانک کہکر پرسدھ کرتے ہیں۔ پوچھنا چاہیے کہ یہ پنڈت راج کی اپادھی (ڈگری) آپکو کسنے دی ہے؟

یعنے برہسپتی بھی اگر اپنی تعریف خود کرے

تو زوال یا بیعزتی کو پراپت ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جہاں کہیں پہنچے دس بیس دہورت برہمنوں کو ملا سو پچاس آدمیوں کو کہیں اکٹھا کر گال گنگھوٹا کرا آئے آچسپت ہوئے۔ اندلوں کے ناخواندہ مورکھ برہمنوں نے اب ہندو مت کے قائم رکھنے کی یہی دلیل سمجھ سوچ لی ہے کہ نہ کچھ ودیا کا کام ہے۔ نہ شعور نہ لیاقت چاہیے۔ بس اسی طرح بے تمیزی کی طاقت سے گال گنگھوٹا کر کرائے پرجا کی آنکھ میں دھول جھونکتے جائیں۔ اور ہندو دھرم کی اصلیت کو اسی طرح پر چھپاتے ہوئے من مانا مورکھ ہین دین پرجا کا شکار کر۔ مار نے کھاتے رہیں سو اب اس انیسویں صدی میں یہ بات چلنے والی نہیں ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں کی سطح چنر بھج کی مانند بے سروپا باتوں میں شردھا نہیں ہو سکتی۔ کیا بنارس یا ریوان کے دو ایک پرانے ڈھنگ کے راجاؤں نے چنر بھج کو اپنے دربار میں آنے دیا اتنے ہی یہ ایسے راج پورانک ہو گئے جھینگر اور مچھلی والی مثل۔ ہمکو دیانند سے کچھ پریوجن نہیں نہ ہم سروانش میں ان کے مت کے اپاشک ہیں نہ ہم کو کسی طرح کا واسطہ اُن سے ہے۔ مگر اتنا کہیں گے۔ کہ دیانند محض ایک تن تنہا فقیر آدمی ہے۔ سچے جی (صدق دل) سے دیش کی بھلائی چاہتا ہے کیا بھیا جو کہیں کہیں پر کتنی باتوں میں بہکا ہوا ہے پھر پورا کرتے بن نہیں پڑتا۔ پھر بھی اُن کی ذات سے ملک کو بہت کچھ لابھ پہونچا ہے چنر بھج تتھا اس سمے کے ہندو دیا مورکھ برہمن سوائے اپنا مطلب نکالنے کے دیش ہتیش جاتی کو کونسا لابھ پہونچاتے ہیں جب سے سوچ سمجھ کر ہم اپنی پکش پات شونیہ (بے تعصب) رائے کا نہ پرکاش کریں۔" (ہندی پردیپ فروری سنہ ۸۲ء جلد ۵۔ نمبر ۶ صفحہ ۲۰-۲۱)

ایسے لوگوں سے کیا ہوتا ہے

نام کے پنڈتوں کی کارروائیوں کا نمونہ بھی دیکھ لیجیے۔ ماگھ کے میلہ میں یہاں پریاگ میں شاستری چنر بھج شرما آئے اور اپنی کارروائی کی فکر میں پڑ گئے تاریخ ۵ ۲ فروری کو وگیاپن دیا کہ وہ سناتن دھرم وید و شاستر پوران اُکت اپدیش کریں گے اور نیچے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ سری دیانند سرسوتی جی نے ویشنو مت کا کھنڈن کیا ہے۔ اور جو سمیش لگائے ہیں اُن کا کھنڈن کرینگے۔ اس وگیاپن کے دیکھنے سے کتنے سجنوں نے تو یہی کہا کہ یہ بڑے شاستری ہیں۔ جو پہلے بھی بازیگر کی سی لیلا کیا کرتے تھے ان کو کھنڈن منڈن کچھ نہیں آتا۔ یہ تو حرف ہو ہائے اور توبہ جانتے ہیں سو کرینگے۔ بہت سے لوگ تماشا دیکھنے ہی کے پریوجن سے اور کتنے ایسے جنہوں نے پہلے ان کی نقلیں نہ سنی تھیں اپدیش سننے کے پریوجن سے بھی گئے۔

شاستری جی نے اول سے ہی اپنے چاروں طرف پستکیں پھیلا کر دستار سا کر لیا تھا۔ کہ جس سے بڑے بھاری چاروں وید کی ودوتا ظاہر جانے جائیں۔ لوگ آنے لگے۔ تب لگے ہانکنے پرنتو اپدیش کیا ہوت دھرم کس کا جی میں آیا۔ سو کہنے لگے پستکوں میں سے ایک کو ہٹایا ایک کو دھرا۔ ایک کو آپ پڑھتے ہیں ایک کو دوسرے سے پڑھواتے ہیں۔ بیچ میں پستکوں کو پٹکنے بھی جاتے ہیں۔ حاصل کلام سوائے پستکوں کی وردشا کرنے اور ایک پستک کے دو اڑھائی ورق سنانے کے اور کچھ نہ ہوا۔ ہاں اتنا تو ضرور ہوا۔ کہ سوامی دیانند جی سرسوتی اور

کہ شاستر ارتھ کرنا ہو تو گھر پر آؤ۔ جب ہم اور رامیشر ہمارے مترادن کے مکان پر گئے۔ تب بہانہ کیا کہ میرا ماتھا دکھتا (یعنے سر دکھتا) ہے آپ کرپا کر کے گھر جائیں اور چلتے سمے انہوں نے آدھ سیر پیڑے اور ایک ایک روپیہ ہماری بھینٹ کیا ہم اپنے گھر چلے آئے۔ اور پھر ان کے دیاکھیان میں نہیں گئے +

چتربھج جی نے دو سوانگ کئے۔ ایک تو گنج بہاری لال کا بیٹا سے جس نے کبھی سوامی جی کا دیاکھیان سنکر کنٹھی توڑ ڈالی تھی پرائشچت کرا کے شہر میں باجے بجوا کر پھرایا۔ کہ میں نے پرائشچت کر لیا ہے +

دوسرا یہ کہ ہردیال برہمن ساکن ریواڑی جو معمولی سنسکرت جانتا اور خستہ حال پھرا کرتا تھا۔ ان دنوں بابو بھگونت پرشاد ممبر آریہ سماج آگرہ کے پاس ناگری پڑھانے پر چھ سات روپیہ ماہوار پر نوکر تھا۔ چتربھج نے اُسے جال میں پھنسا دم جھانسا دے اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کرے کہ میں آگرہ آریہ سماج کا پنڈت ہوں اور آریہ سماج کے فلاں فلاں ممبروں کو پڑھاتا ہوں اب تک میں انکو اور آریہ سماجوں کو بہت اچھا اور سچا جانتا اور سوامی جی کے بیانات کو عمدہ مانتا تھا۔ مگر اب شاستری جی کے ملنے سے مجھکو معلوم ہوا۔ کہ میں اب تک دھوکے میں تھا۔ اور ادھرم کرتا تھا اسلئے آج میں پرائشچت کر کے آریہ لوگوں سے الگ ہوتا ہوں اور سب آریہ لوگوں سے پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ ذرا ہوش میں آئیں اور آریہ سماج کے جال سے اپنے آپ کو بچائیں وغیرہ وغیرہ۔ سچ ہے۔ نکوئی با بدان کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مردان۔ افسوس کہ لالچ کرونی اور ناکردنی سب کچھ کرا دیتا ہے۔ الغرض ان کے اس فعل سے پوپ لوگوں کے مکر و فریب کا حال اور بھی اچھی طرح لوگوں پر کھل گیا۔ کیونکہ تمام بدھی مان جانتے تھے کہ ہردیال نہ تو آریہ سماج کا ممبر اور نہ آریہ سماج کا اپدیشک تھا۔ دروغ آدمی کو شرمسار کرتا ہے۔ اسی شرمساری کے مارے اُسے جلد ہی آگرہ چھوڑنا پڑا +

ایک روز سوامی جی بحالت چاندگرہن اس کی اصلیت پر دیاکھیان دے رہے تھے۔ ایک رگناتھ سارسوت برہمن ساکن سوضع اچھنیرہ ضلع متھرا وہاں گیا یہ دیاکھیان پیپل منڈی میں ہوا تھا۔ اس نے جاتے ہی رولا ڈالا کہ لوگو گرہن میں پڑ رہا ہے۔ تم لوگ اس ناستک کی باتیں سن رہے ہو۔ یہ بڑا پاپ ہے۔ مگر کسی نے اس کی پرواہ نہ کی۔ ۱۵۔ جنوری ۱۸۸۱ء کے بعد جلدی پنڈت جی متھرا سیٹھ جی کے پاس رخصت ہو کر چلے گئے +

پنڈت چتربھج اور سوامی دیانند

یہ پنڈت چتربھج برس میں ایک بار یہاں ماگھ میلہ کے دنوں میں آتے ہیں دیانند کے ورودھ اپنے من کی جو کچھ چاہتے ہیں بک جھک جاتے ہیں چاہے انکی کا کچھ اثر ہو یا نہ ہو۔ کوئی سبھا اران کی بات پر کان دے یا نہ دے پر یہ دیرتھ کی ٹائیں ٹائیں کرنے سے نہیں چوکتے۔ پرتیت ہوتا ہے کہ ادشیہ اس میں چتربھج کا کوئی گپت مطلب ہے +

پنڈت چتر بھج کا آنا

اسی اثناء میں پنڈت چتر بھج شاستری جی بھی تشریف لے آئے۔ اور صرف تنہا ہی نہیں آئے بلکہ اپنا معمولی ڈھکوسلہ بھی ساتھ لائے یعنے آتے ہی گلی کوچوں میں ناخواندوں کے سامنے اپنی فضیلت جھونکنے لگے اور سوامی جی کی بلا واسطہ نندا کرنی شروع کی کسیکو کسی پہلو پر بہکایا کسیکو کسی لالچ سے پھسلایا غرض جہانتک بن سکا جو جنگل میں آیا اس کو دھرم ورودھ راستہ بتلایا۔

آخر پنڈت جی کے ویاکھیان شروع ہوئے "۳۰۔ دسمبر ۱۸۸۰ء کو پنڈت چتر بھج سہائے پورانک نے محلہ بیلن گنج میں اور یکم جنوری ۱۸۸۱ء کو مدرسہ وکٹوریہ کالج میں لکچر دیا" (۷۔ جنوری ۱۸۸۱ء نسیم آگرہ) اور ۱۵۔ جنوری کو اس کے ویاکھیان ختم ہو گئے" (نسیم آگرہ ۱۵۔ جنوری ۱۸۸۱ء)

پنڈت صاحب ویاکھیان شروع کرنے سے پہلے بلند آواز سے کہدیا کرتے تھے کہ اگر آریہ سماج کا کوئی ممبر یہاں بیٹھا ہو تو چاہئے کہ وہ اٹھ جائے۔ کیونکہ ہم اُن کو نہ اپنا ویاکھیان سنانا چاہتے ہیں۔ اور نہ اپنی صورت دکھانی اور نہ اُس کی دیکھنی پسند کرتے ہیں۔ منشی گردھر لال صاحب وکیل نے بیان کیا کہ وہ اس غرض سے آیا تھا کہ میں سوامی جی سے بحث کروں گا۔ وہ سامنے تو کبھی نہ آیا۔ وکٹوریہ کالج میں کتھا بانچنے کی طرز سے ویاکھیان دیئے۔ زیادہ تر اس کا زور اس بات پر تھا۔ کہ سوامی جی نے برہمنوں۔ پورانوں مورتیوں کا بہت نقصان کیا۔ تبھی مت کے گوسائیوں کو بہکاتا تھا۔ کہ اگر تم اسطرح غفلت کرتے رہوگے۔ تو تمہاری اجیویکا جاتی رہے گی۔ تم کو چاہئے کہ اسپر نالش کرو۔ ایکروز میں اُن کے ویاکھیان میں گیا۔ وہ سوائے اس کے کچھ نہ کہتے تھے۔ کہ جو برہمنوں کی برائی کرتا ہے اور پورانوں اور اوتاروں کو نہیں مانتا وہ سادھو نہیں ہو سکتا اور جو اسطرح آبادی اور شہر میں رہے۔ وہ سنیاسی نہیں ہو سکتا۔ اور برہمنوں کو بہکاتا تھا۔ کہ تم گوسائیوں سے ملکر ان پر نالش کرو۔ تمہارا بہت نقصان کر رہا ہے۔ اور یہ بھی کہتا تھا کہ میں اتنی کوشش کرکے بنارس سے آیا ہوں۔ میری بھیٹ اور سہاتیا کرو۔ وہ ایک معمولی علم کا آدمی تھا وہ تمام پورانک باتوں کو حوالہ میں پیش کرتا تھا۔ سوامی جی اُسے ایک معمولی سنسکرت کے جاننے والا اور ستنارائن کی کتھا بانچنے والا جانتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ وہ اوپ جیویکا کے واسطے یتن (کوشش) کر رہا ہے۔

پنڈت مکند جی سناڈھ نے بیان کیا کہ ہم ایک دن پنڈت چتر بھج جی کے ویاکھیان میں گئے۔ اُس وقت گائتری کا ونتہ تھا۔ انہوں نے یہ پڑھا [illegible] گر یہ سونتر پڑھا مگر اس کا آخری حصہ جس میں یہ لکھا ہے۔ [illegible] نہیں پڑھتے تھے۔ تب ہم نے کہا کہ آپ منتر کے انت کے ٹکڑے کو کیوں نہیں پڑھتے۔ اسپر موہن لال پنڈت نے کہا کہ مہاراج یہ بیلن گنج میں سب کو گائتری منتر دیتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ شاستر انکو اُل دیتے ہیں اگر ورودھ ہو تو بتلا دیں لوگوں نے کہا کہ تم چتر بھج جی سے بولتے ہو۔ ہم نے کہا آپ کو چتر بھج دیکھتے ہوں گے۔ ہم کو تو دو بھج میں سے صرف ایک بھج دکھتی ہے۔ جس کو وہ اچھال رہے ہیں۔ تب چتر بھج جی نے کہا۔ کہ میں دیانندی سے بات نہیں کرتا۔ میں نے کہا کہ میں دیانندی نہیں ہوں ست اولمبی ہوں چتر بھج بولے

کا ابھی ذکر چلا جس پر انہوں نے کہا کہ ہم اور ہندوؤں سے اچھے ہیں سوامی جی نے کہا نہیں وہ رام چندر اور کرشن آدی اتم پرشوں کو دیوتا اور اوتار مانتے ہیں۔ تم گورو کو پرمیشر سے بڑھکر مانتے ہو۔ پس تم اُن سے کسطرح اچھے نہیں بلکہ بُرے ہو انہوں نے کہا کہ وید کے پڑھنے میں بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔ مگر اُس سے کچھ بھگتی حاصل نہیں ہوتی۔ سوامی جی نے کہا کہ جو پرشارتھ کچھ نہیں کرتا۔ اور بھکشا مانگ کر پیٹ پالنا چاہتا ہے۔ اُنہیں وید کا پڑھنا بہت کٹھن ہے۔ یہ لوگ کچھ بھی ودوان نہیں تھے +

سوامی جی نے کسی سے افواہ سُنا کہ چونکہ وہ ہر ایک مذہب کا کھنڈن کرتے ہیں اسواسطے مجسٹریٹ نے اُن کو میرے مکان سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ سوامی جی نے مجھے کہا کہ اگر آپ کو کچھ خطرہ ہو تو ہم کسی اور جگہ اب بندوبست کر سکتے ہیں میں نے کہا کہ اول تو میں کسی کا نوکر نہیں ہوں دوم آپ کوئی بات قانون کے خلاف نہیں کہتے۔ اور نہ گورنمنٹ کے مخالف۔ پس مجھے کوئی خطرہ نہیں اصل میں یہ جھوٹی افواہ تھی۔ جو سراسر بے بنیاد نکلی۔ غالباً یہ افواہ سٹھوں یا پادریوں کی جانب سے اُڑائی گئی تھی۔ کیونکہ سیٹھ نرائن داس کا شنہ سیٹھ لچھمن داس (جو ہمارے موکل ہیں) ایک دن ہمارے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے سوامی جی کو یہاں ٹھہرایا ہوا ہے۔ اور یہ ہمارے مت کی نندا کرتے ہیں۔ آپ اِن کو مکان سے نکال دیں۔ کیونکہ آپ ہمارے وکیل ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر کسی بھلے مانس کے مکان پر کوئی ادنے آدمی بھی آجاوے۔ تو وہ اُسے منع نہیں کرتا۔ چہ جائکہ ایک ایسا بزرگ آدمی ہیں یہ کام ہرگز نہیں کر سکتا بعد اُس کے ایک ملاقات میں نرائن داس نے کہا۔ کہ متھرا میں شاستر ارتھ ہمیں نے کہا کہ وہاں مدہست کون ہوگا۔ اور کون انتظام کریگا۔ بہتر یہ ہو کہ جو شاستر ارتھ کرنا چاہے۔ وہ کچھ مضمون لکھے۔ اور اس کے جواب میں سوامی جی لکھیں۔ اور پھر سوامی جی کے لکھے ہوئے کا جواب وہ لکھیں۔ پھر پنڈت لوگ خود تصفیہ کر لینگے۔ کہ کس کا قول صحیح ہے۔ اور کس کا غلط۔ اسپر اُن کی رائے قائم نہ ہوئی۔ پھر وہ کلکتہ چلے گئے۔ اور وہاں جاکر ایک دھرم سبھا پنڈتوں کی منڈلی اکٹھی کی۔ پنڈتوں کی سبھا سے تو کوئی پتر نہیں آیا مگر اندنوں کلکتہ کی اخبار میں کچھ مضمون چھپا تھا +

یہاں ہی گو کر مذہبی تصنیف کا کچھ انگریزی پڑھا کرتے تھے۔ شاید ولائیت جانے کا ارادہ تھا۔ کہ وہاں جاکر ست اپدیش کریں۔

اُن کے دیاکھیانوں کا سار انش خوردسالی کی شادی دور کرنا۔ برہم چریہ کا پرچار۔ جیو رکھشا کرنا۔ دیسی صنعت و حرفت کی ترقی اور ست دھرم کی طرف زیادہ وچار کرنا تھا +

عورتوں میں لکچر دینے کیواسطے اول منظور کیا۔ پھر کہا کہ ان کے پتی آنکر ہمارا لکچر سنیں ہم عورتوں میں لکچر دینا پسند نہیں کرتے ایک مندر کے مالک نے ہم کو اس کا ٹرسٹی (امین) کرنا چاہا ہم نے انکار کیا۔ سوامی جی سے جب ذکر ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نے بُرا کیا۔ آپ اگر ہوتے تو غالباً اس جائیداد سے بہت کچھ دھرم کارج ہوتا۔ اتنے میں انہوں نے باوجود ہمارے انکار کے بھی ہمارا نام لکھ ہی دیا۔ سوامی جی کا قول اب صحیح معلوم ہوا۔ کیونکہ ہم نے اب اُس مندر کی جائیداد سے ایک سکول متھرا میں جاری کر دیا ہے +

اُنہیں دنوں بابو شب دیال اسسٹنٹ انجینیر سوامی جی کو ملنے آئے۔ اور انہوں نے یہاں گورکھشا پر لکچر دیا +

سوامی جی دیاکھیان تخت پر بیٹھ کر دیتے تھے اور بعد دیاکھیان کے تخت سے اتر کر نیچے بیٹھ جاتے اگر کوئی اور دیاکھیان دینا چاہتا تو وہ تخت دے سکتا تھا کسی بات کا انہیں ابھمان نہ تھا +

سوامی جی نے فرمایا کہ اول تو جو مثال ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ کوئی نسبت جیو کو پرمیشور سے نہیں - دوم پہلے خدا کی تعریف کرو کہ خدا کیا چیز ہے چنانچہ سوامی جی نے اُس کی صفات سروگیہ - ہر جگہ موجود - فنا سے رہت سروشکتیمان سنائیں اور کہا کہ ایسی صفات والا خدا محتاج نہیں کہ دوسرے کی مدد سے انتظام کرے - سوم اگر ہم مان بھی لیں کہ عیسےٰ کوئی اچھے پرش تھے تو وہ ایک آدمی تھے - اور الپشر بنیا، ادھیش ہے پھر وہ ایک آدمی کی سفارش سے اپنا بھلا نہیں کر سکتا جیسا جس کا کام ہوگا - ویسا پھل ہوگا - پس یہ ناممکن ہے - کہ خلاف انصاف کے پرمیشور کسی کی سفارش کو قبول کرکے پُن پاپ کے مطابق پھل نہ دیوے اُسپر وہ کوئی جواب نہ دے سکے - پھر پادری صاحب سے پوچھکر گرجا کے دیکھنے کو آئے وہاں ایک شخص نے یہ کہا کہ آپ پگڑی اُتار لیجئے - سوامی جی نے کہا کہ ہمارے قاعدہ کے رو سے پگڑی کا پہننا داخل تعظیم ہے - اگر تم چاہو تو ہم جوتی اُتار کر جا سکتے ہیں - اُنہوں نے کہا کہ نہیں آپ کو جوتا اور پگڑی دونوں اتار کر جانا چاہئے - پس سوامی جی صرف باہر کے برانڈے سے اُن کی مورتیاں دیکھکر چلے آئے -

ایک دن پنڈت چھجو جی و کالیداس جی سکنائے مائی تھان آئے - اور سندھیا کی بابت پرشن کیا کہ آپ تو سندھیا دو کال کی کہتے ہیں مگر سندھیا تو ترکال ہے - اِس کے اُتر میں سوامی جی نے فرمایا - کہ اول تو کسی معتبر گرنتھ میں نہیں پایا جاتا - کہ تین کال سندھیا ضروری ہے - دوم سندھیا کے ارتھ سے بھی ظاہر ہے کہ دو وقت ہونی چاہئے - اگر آپ لوگ دوپہر کی تیسری سندھیا کہیں تو آدھی رات کی چوتھی کیوں نہ ہو اور پہر پہر گھڑی گھڑی کے پیچھے کیوں نہ ہو پس کوئی وقت خالی نہ رہا - ہر وقت سندھیا ہی کیا کریں - پس دو وقت کی ٹھیک ہے - زیادہ ٹھیک نہیں اور یہی رشی مُنیوں کا سدھانت ہے - اسپر وہ کچھ جواب نہ دے سکے +

اُنہیں دنوں منشی اندرمن یہاں آئے اور راستہ میں برندابن میں سیٹھ نرائن داس کے مکان پر ٹھہرے اور اُن کے ہم خیال یا حامی بنکر یہاں آئے اگرچہ سوامی جی کے سامنے انہوں نے کوئی تقریر نہیں کی مگر ان کی اِن باتوں سے مجھے ایسا معلوم ہوا - کہ سیٹھ صاحب نے اُنہیں طمع دیکر ملا لیا ہے وہ صرف منشی آدمی تھا - دھرم پہچان (واقفیت) اُسے کافی نہیں تھی +

ایک دن منشی اندرمن نے جیو کے بارہ میں مکتی سے واپس آنے کی بابت سوال کیا - سوامی جی نے کہا کہ یہ اسمبھو ہے . کہ ہمیشہ کی موکھش ہوجائے اور یہ بھی اسمبھو ہے - کہ جیو پرمیشور میں ملجائے - کیونکہ جیو الپگیہ اور وہ سروگیہ ہے - جداگانہ صفات کے سبب وہ ایک دوسرے میں شامل نہیں ہوسکتے - منشی اندرمن نوین ویدانت کی طرز پر اُتر دیتے تھے +

ایک دن رادھا سوامی مت کے ۵ - ۷ پنجابی فقیر آئے پرشن اپنی آدر پرشن کیا کہ کوئی گورو کے اپدیش اور سہائتا کے بدون سنسار ساگر سے پار نہیں ہوسکتا - سوامی جی نے اُتر دیا کہ گورو کی شکھشا تو ضروری ہے - مگر جب تک کوئی چیلہ اپنے چلن درست نہ کرے کچھ نہیں ہوسکتا - اُنہوں نے سوال کیا کہ ایشور کے درشن کیسے ہوسکتے ہیں - سوامی جی نے کہا کہ جس طرح تم سور کھتائی سے ایشور کے درشن کرنا چاہتے ہو اس طرح سے نہیں ہوسکتے - ایک سوال اُن کا یہ تھا - کہ ایشور تو بھگت کے پابند ہیں - سوامی جی نے کہا بھگتی تو ایشر کی ضروری ہے مگر پہلے یہ سمجھ لو کہ بھگتی چیز کیا ہے - بدون کسی پُرشارتھ کے کرنے کے کوئی چیز خودبخود حاصل نہیں ہوسکتی اور جس طور پر کہ تم بھگتی کرنا چاہتے ہو - ایسے بہت سے پنتھ لوگوں کے بگاڑنے کے لئے ہوئے ان سے اِس لوک یا پرلوک کا کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا - مورتی پوجا

آتا تھا وہ لوگ حاضر نہیں ہوئے۔ چونکہ مجھے بھی خبر ملی تھی میں اسٹیشن پر موجود تھا۔ بہ سبب نہ معلوم ہونے اس مکان کے میں سوامی جی کو اپنے مکان پر لے آیا۔ دوسرے دن وہ لوگ حاضر ہوئے۔ اور عدم حاضری کی معافی مانگ کر مکان مقررہ پر جانے کی صلاح ہوئی۔ مگر سوامی جی نے مجھے کہا کہ اگر تمکو تکلیف نہ ہو۔ تو ہمکو یہ مکان پسند ہے۔ میں نے نہایت خوشی سے منظور کیا۔ پھر میں نے یہ بھی کہا۔ کہ آپ جب تک یہاں ہیں بھوجن وغیرہ اخراجات کا میں متحمل ہوں سوامی جی نے فرمایا ہمارا یہ قاعدہ نہیں کہ اخراجات سے کسی ایک آدمی کو زیر بار کریں ہمارے پاس سامان موجود۔ کہار برہمن وغیرہ ہمراہ ہیں ہم خود بندوبست کریں گے۔ ہاں جو کبھی ضرورت ہوگی کہدیا جاویگا۔ اسی طرح سیٹھ سونی رام جی نے جو پنے لال جی کے داماد تھے انہوں نے بھی بہت کچھ کہا کہ آپ ہمارے پر کرپا کریں مگر سوامی جی نے نامنظور کیا۔ آخر ہم دونوں ان کی رضامندی پر راضی ہوئے۔ یہاں اُسوقت کوئی آریہ سماج نہیں تھی۔ اور نہ کوئی سماج کا خیال تھا۔ سوامی جی نے بعد کو فرمایا۔ کہ ہم یہاں مہینہ بھر یا کم و بیش رہیں گے اور ویاکھیان دیا چاہتے ہیں لوگوں کی کیا صلاح معلوم ہوتی ہے۔ اسوقت سوائے منشی لچھمن پرشاد جی کے اور کوئی سماجک معاملات سے واقف نہ تھا۔ پس ہم سب لوگوں نے صلاح کر کے مفید عام سکول کا مکان واقعہ پیپل منڈی میں ویاکھیان کا بندوبست کیا۔ جس میں تقریباً ایک ماہ تک شام کے ۷ بجے سے ۸½ بجے تک ہر روز بلاناغہ ویاکھیان دیا۔ اور ہر ایک ویاکھیان کے اخیر میں روز آدھ گھنٹہ تک شنکا سمادھان ہوتا رہا۔ تقریباً وہ مکان بھر جایا کرتا تھا +

ایک دن مولوی طفیل احمد کوتوال شہر نے تناسخ پر اعتراض کیا کہ یہ غلط معلوم ہوتا ہے اس کے ماننے سے کئی الزام عائد ہوتے ہیں خدا ایسا نامنصف نہیں کہ روحوں کو بار بار پیدا کرے اور اُن سے نامنز احرّم سرزد ہوں مثلاً ایک شخص مر گیا جو اِسوقت اُس کی بیٹی ہے۔ اگلے جنم میں وہی اُس کی جورو ہو وے +

سوامی جی نے جواب دیا کہ بیٹی اور باپ کا رشتہ جسم کا ہے رُوح کا نہیں۔ چونکہ روح کا کسی کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں اس سے یہ اعتراض رُوح پر عائد نہیں ہوسکتا۔ جس پر ان کی شانتی ہوگئی اور وہ پھر کوئی جواب نہ دے سکے +

ایک پادری صاحب ہمارے مکان پر آئے تھے۔ اُنہوں نے سوال کیا۔ کہ آپ نے جو وید بھاشیہ میں اگنی کو پرمیشر قرار دیا ہے وہاں اگنی کا ارتھ پرمیشر نہیں ہوسکتا۔ سوامی جی نے کہا کہ اول تو دیاکرن کے رو سے اس شبد کے معنے پرمیشور کے ہوسکتے ہیں۔ دوم صفات کے لحاظ سے بھی پرمیشور کا نام ہوسکتا ہے۔ جسپر ان کا کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔ پھر سوامی جی کو کہا کہ آپ کبھی پہاڑ پر آتے ہیں یا نہیں اگر کبھی آویں تو میں بہت سی باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں سوامی جی نے کہا۔ کہ میں آرام کرنے کے لئے تو نہیں ہاں دھارمک کام کرنے کے لئے جا سکتا ہوں یاد پڑتا ہے۔ کہ وہ منصوری یا نینی تال کے پہاڑ پر رہنے والے پادری تھے +

سینٹ پیٹرسن چرچ کے بڑے پادری صاحب نے سوامی جی کے پاس آدمی بھیجا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ سوامی جی نے مجھ سے کہا۔ کہ اگر ہم اُن سے ملیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اور بہتر ہوگا۔ بلکہ اُن کے چرچ کو بھی دیکھیں گے میں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں چنانچہ گئے۔

پادری صاحب نے کہا کہ جس طرح ملکہ معظمہ بغیر دوسرے کے ہندوستان میں حکومت نہیں کرسکتی اسی طرح خداوند بدُون مسیح کے دنیا کے آدمیوں کا انتظام یا نجات کا بندوبست نہیں کرسکتا +

کو اوپاسنا وپر ارتھنا کی ضرورت و اُنکی خوبیاں اور طریقہ کرنے کا بیان کیا - ۱۶ و ۱۷ - کو مکتی کی تعریف اور سادھن - ۱۸ - کو کُل ویاکھیانوں کا خلاصہ مطلب - ۱۹ کو کھان پان کا وچار - ۲۰ - کو گاؤکشی کے بیحد نقصانات اور گورکھشا کے بیشمار فوائد - ۲۱ - ۲۲ - کو سبھا اور سوسائٹی کے فایدے بیان فرماکر پہلے سلسلہ کے ویاکھیان ختم کر کے اُسی روز سب کو سُنا دیا اور بذریعہ اشتہار مشتہر کر دیا - کہ اب جس کسیکو مجھ سے مباحثہ کی تمنّا ہو یا میرے بیانات میں سے کسی بات پر کچھ شبہ ہو - یا بطور خود کچھ دریافت کرنے کا مدعا ہو تو وے آج سے لیکر دس روز تک میرے جائے قیام پر آکر اپنا اطمینان کرلیں یعنے اعتراضات پیش کریں - اور اُن کے جوابات سُن لیں مگر آگر گفتگو کرنا تو درکنار - کسی نے بھی جو اِدھر اُدھر شیخی بگھارتے اور مباحثہ کی لاف و گزاف کا دم مارتے تھے - اس طرف مونہہ تک نہ کیا - کیوں نہو مباحثہ کرنا خالہ جی کا گھر نہیں - البتہ اسقدر تو ہوا - کہ جن اصحاب کو کچھ دریافت کرنا تھا - وے اِن ایام میں آکر برابر اپنے شکوک مٹاتے رہے - اور بعض ودیا سے ہین جنھیں نہ سمجھنے کی لیاقت اور نہ کہنے کا سلیقہ تھا وہ اپنا اور وں کا وقت ہی ضایع کرتے رہے +

الغرض سوامی جی کے اپدیش نے ملک کے خیرخواہوں کے دلوں میں اثر پیدا کیا اور دیش اُنتی اور دھرم کی ترقی کا جوش دلایا - جسپر باہم یہ منصوبہ ٹھیرا - کہ ایک سماج شہر آگرہ میں (علاوہ سماج گوکل پورہ کے جو شہر سے بہت دور ہے - اور جہاں پر بہ سبب بُعد مسافت کے شہر والوں کا آنا جانا کم ہوتا ہے) قائم کیا جاوے - چنانچہ ۲۶ - دسمبر سنہ ۸۱ء بروز ائیت وار ایک جلسہ ہوا اور آریہ سماج کی بنیاد شہر آگرہ میں قائم کی گئی +

۲۳ - جنوری سنہ ۸۱ء سے سوامی جی نے دوسرا سلسلہ ویاکھیانوں کا شروع کیا - چنانچہ لکھا ہے کہ ۲۳ - تاریخ کی شام سے سوامی دیانند کے ویاکھیان پھر شروع ہوئے - (نسیم آگرہ صفحہ ۲۳ - ۲۴ - جنوری سنہ ۸۱ء جلد ۴ - نمبر ۳)

سوامی دیانند سرستی مہاراج کا سلسلہ ویاکھیان ثانی بتاریخ ۲۹ - جنوری سنہ ۸۱ء کو ختم ہوا - (۳۰ - جنوری سنہ ۸۱ء صفحہ ۲۱ - نسیم آگرہ) دوسرے سلسلہ کے کل سات ویاکھیان ہوئے +

سوامی دیانند ابھی تک یہاں ہی ہیں - منشی اندرمن بھی کچھ دنوں کے لئے یہاں آئے تھے - آگرہ سے پنچ سمواد داتا (کوی وچن سُدھا ۳۱ - جنوری سنہ ۸۱ء جلد ۱۲ - نمبر ۲۶)

سوامی دیانند سرستی جی ابھی تک یہاں اُپستھت ہیں - اور پرتی رَوی وار کو کوٹھی نمبر ۱۴۳ - سیب کے بازار میں راتری کے سمے ویاکھیان ہوا کرتا ہے " (بھارتی بلاس آگرہ ۲۵ - فروری سنہ ۸۱ء)

یکشنبہ تاریخ ۲۷ - فروری سنہ ۸۱ء کی شب کو سوامی دیانند سرستی جی کا لکچر بازار سیب میں ہوا - (۲۸ - فروری سنہ ۸۱ء نسیم آگرہ صفحہ ۶۳ نمبر ۸)

شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کا ویاکھیان بتاریخ ۶ - مارچ روز یکشنبہ سیب کے بازار میں ہوا " (۷ مارچ سنہ ۸۱ء صفحہ ۱۷ نسیم آگرہ نمبر ۹)

منشی گردھر لال صاحب وکیل نے بیان کیا کہ اخیر سنہ ۸۰ء میں منشی لچھمن پرشاد پروفیسر بریلی کالج پنشنر حال متوفی اور چند دیگر صاحبان نے سوامی جی کو میرٹھ سے بُلانے کی تحریک کی اور صلاح ہوئی - کہ شہر سے باہر کسی مکان میں انہیں ٹھیرایا جاوے - جس رات کی گاڑی میں اُنہوں نے

نائب خدا کے تصور کیا جاتا ہے اور جو کوئی غلطی ہم لوگوں سے سرزد ہو اُس کی اصلاح پادری اعلےٰ یعنے پوپ روم سے ہوتی ہے مگر پوپ صاحب کی غلطی کی نسبت کسی معقول دلیل مذہبی سے تسکین سامعین کی نہ کر سکے۔ ویدکی نسبت جو کچھ سوامی جی سے پوچھا گیا باوجود اس کے کہ بہت عرصہ قلیل اس کے جواب کے لئے تھا۔ ممدوح الیہ نے نہائت معقول اور عمدہ جواب اُس کا دیا۔ بعدہٗ گرجے کو دیکھ کر سوامی جی موصوف واپس آ گئے۔ دو تین مرتبہ یہاں کے پنڈتوں نے اس ارادے سے سبھا کی تھی کہ سوامی جی سے مباحثہ مذہبی کیا جائے مگر کوئی نتیجہ اس کا ظاہر نہیں ہوا۔ اور نہ اِس آمادگی کی ابھی تک مستعدی پائی جاتی ہے۔ تاہنوز کسی پنڈت یا کسی اور شخص سے مباحثہ کسی امر پر سوامی جی سے نہیں ہوا اور جو بعض اخبارات میں نسبت مباحثہ کے شائع ہوا ہے وہ غلط ہے"۔ (۲۰۔ دسمبر سنہ ۸۰ء جلد ۲ نمبر ۳۵)

ہر ایک شخص کا ایک ایک منشا نرالا ہوتا ہے۔ جیسا پنڈتوں کا منشا صرف دکھشنا ہے۔ سوامی دیانند سرستی کا منشا مورتی پوجن کو جڑھ سے اکھاڑ دینا ہے"۔ (نسیم آگرہ صفحہ ۳۸۵-۲۳ دسمبر سنہ ۸۰ء)

۲۲۔ تاریخ دسمبر سنہ ۸۰ء کو ویاکھیان سری سوامی دیانند سرستی کا ختم ہوا۔ اور اس کے بعد دس روز کی مہلت اس غرض سے دی گئی کہ جن صاحبوں کو کچھ اعتراض یا شبہ ہو وہ پانچ بجے شام سے دس بجے رات تک اس کی بحث کر لیں مگر ہنوز کوئی عالمانہ بحث پیش نہیں ہوئی مگر چند صاحبوں نے یہ تحریک کی تھی۔ کہ کوئی شخص پنڈت متھراجی میں ہیں اُن سے مباحثہ ہو۔ سوامی جی موصوف نے اس کا یہ جواب دیا کہ درحقیقت وہ پنڈت عالم ہیں کہ جن کی ہنوز کوئی شہرت نہیں پائی جاتی ہے اور نہ اُن کی علمی فضیلت کا ابھی تک گل کھلا ہے اگر وہ مجھ سے کسی امر میں بحث کرنا چاہتے ہیں تو تشریف لانا اُن کا باعث خوشی کا ہوگا۔ مگر متھرا جانا اُس صورت میں مناسب ہو سکتا ہے کہ جب پنڈت موصوف کی لیاقت کا معمول سے بڑھکر کمال کا یقین ہو جاوے دہلی گزٹ نے جو اس بارہ میں بے بنیاد اور واہیات تحریر کی ہے کہ سوامی جی متھرا جانے سے منکر ہیں بالکل غلط ہے۔ کیونکہ بغیر یقین اس امر کے کہ کوئی صاحب علم متھرا میں مباحثہ کی خواہش رکھتا ہے متھرا میں کہ جہاں پر بہت جہلا دشمن اُن کے ہیں اور ایک مرتبہ ان پر حملہ بھی کر چکے ہیں اُن کا جانا خلاف مصلحت ہے۔ اگر درحقیقت کسی کو کسی امر میں شک ہو وہ بطریقہ مہذبانہ بحث کرنے کو آمادہ ہیں۔ ہماری دانست میں محرکان اس امر کو مناسب ہے کہ جس کسی کو وہ اس لائق تصور کریں ان کا آگرہ میں قدم رنجہ فرمانا نہائت مناسب ہوگا۔ تاکہ ایک مجمع کثیر میں وہ عقدہ حل ہو جاوے۔ اور لوگوں کا شک رفع ہو جاوے"۔ (از نسیم آگرہ ۳۰۔ دسمبر سنہ ۸۰ء جلد ۳۔ نمبر ۳۶۔ صفحہ ۲۸۷)

یہ ۲۲۔ سے ۲۸۔ تک لگاتار پچیس ویاکھیان سوامی جی کے بدیں تفصیل وتکمیل مندرجہ ذیل مضامین پر ہوئے۔ ۲۸۔ نومبر کو دھرم کی تعریف۔ ۲۹۔ نومبر پرمیشور کی ماہیت اور توصیف۔ ۳۰۔ نومبر و یکم دسمبر سرشٹی اُتپتی اور آدسرشٹی کی کیفیت۔ ۲ و ۳۔ دسمبر سنہ ۸۰ء کو وید منقدس کے الہامی ہونے کے دلائل ومیکس مولر اور دیگر بھاشوں کی تردید۔ ۴۔ کو سنسکاروں کی فضیلت پر گربھادھان سے آٹھویں سنسکار تک بیان کیا۔ ۵۔ کو بیاہ سنسکار کی بابت ارشاد فرمایا۔ ۶۔ کو نیوگ وسنیاس کی بابت اپدیش کیا۔ ۷۔ کو پنچ مہایگ کی فضیلت اور انکے ادا کرنے کی تاکید بیان فرمائی۔ ۸ و ۹ کو مورتی پوجن کے کھنڈن پر برابر دو روز تک پُرزور ویاکھیان دیا۔ ۱۰ و ۱۱ کو پُنر جنم اور جنم مرن کی کیفیت۔ ۱۲۔ کو پرتھوی آدی لوگوں کے بھرمن اور باہمی آکرشن کے متعلق شاستروں کا منڈن اور پورانوں کا کھنڈن ۱۳۔ کو راجا پرجا دھرم راج بیوستھا اور ادھکار۔ ۱۴ و ۱۵

قانون سے پیش آنا چاہئے۔ سو ٹھاکر مکند سنگھ جی و بھوپال سنگھ جی مختار ہیں سب کام کرلیں گے +

ویدک ینتر الہ کے انتظام میں منشی بختاور سنگھ کے سبب خرابی آرہی تھی ۔ اُس کا انتظام بھی کرتے رہے ۔ پانچ روز رہے ۔ کوئی لکچر نہیں ہوا۔ یکم نومبر ۱۸۸۰ء کو پنڈت بھیم سین جی نے ویدک ینتر الہ کا چارج بنارس میں لے لیا +

شہر آگرہ تشریف لیجانے کی کیفیت

۲۵۔ نومبر ۱۸۸۰ء سے ۱۰۔ مارچ ۱۸۸۱ء تک

اخبار نسیم آگرہ میں لکھا ہے "آج کل یہاں پر دیانند سرستی صاحب کی تشریف کی آمد آمد ہے" (۲۰۔ نومبر ۱۸۸۰ء جلد ۳ نمبر ۲۳۔ صفحہ ۲۵۵)

واضح ہو کہ سوامی جی ڈیرہ دون سے ۲۰ نومبر کو چلکر ۲۱ کو میرٹھ پہونچے اور وہاں سے ۲۴ کی رات کو چلکر ۲۵۔ نومبر ۱۸۸۰ء کو آگرہ میں پہونچکر لالہ گردھاری لال صاحب بہارگو وکیل کے مکان پر فروکش ہوئے۔ اُسی روز اُن کی آمد کی خبر خاص و عام میں پھیل گئی اور ان کی تشریف آوری کی دھوم نزدیک و دور مچ گئی۔ دو روز کے بعد (جو ملنے ملانے میں بسر ہوئے اور دیا کھیان وغیرہ کے انتظام و انصرام میں گذر گئے) ۲۸۔ نومبر ۱۸۸۰ء کو سوامی جی کا اپدیش شروع ہوا۔

نسیم آگرہ میں لکھا ہے "۲۵۔ نومبر کو سوامی دیانند سرستی بوقت نو بجے رات کے یہاں پر پہنچے۔ اور ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ تاریخ کو مکان مدرسہ مفید عام سابق میں لکچر دیا سامعین کا اژدہام کثرت سے تھا۔ اور بیان بھی قابل تعریف ہے" (۳۰۔ نومبر نمبر ۳۴۔ صفحہ ۲۶۳)

دوسرے عشرہ کی اخبار میں لکھا ہے۔ سوامی دیانند سرستی جی نے ہر روز اس عشرہ میں بلا ناغہ لکچر دئے۔ اور سامعین سوائے بعض کے اکثر ان کے کلمات پُر تاثیر سے محظوظ ہوتے رہے۔ تاریخ نہم کی صبح کو ٹھاکر شام لال سنگھ کے یہاں سوامی جی موصوف نے ایک چھوٹا سا ہون کرایا۔ اور بیدی زمین کھود کر بنوائی ۔ اُس وقت بہت آدمی جمع تھے۔ ٹھاکر موصوف کے تین لڑکوں کا جنیو وید کے موافق کرایا حلوے اور چند خوشبودار اشیاء سے اہوتی دلائی۔ حاضرین برہمنوں کو بھی روپیہ سے چار آنہ تک دکھشنا دلائی گئی۔ اور علاوہ اس کے رفاہ عام کے واسطے علیحدہ ایک رقم ٹھاکر موصوف سے جمع کرائی گئی + (۱۰۔ دسمبر ۱۸۸۰ء جلد ۳ نمبر ۳۴)

پنڈت کاشی نرائن منصف آگرہ نے بیان کیا کہ ایک میم صاحبہ بھی اس اگنی ہوتر کو دیکھنے آئی تھیں ۔ جو رومن کیتھلک چرچ کی تھیں۔ پھر اسی اخبار میں لکھا ہے۔ سوامی دیانند سرستی جی مہاراج کا لکچر بوقت معمولی ہر روز ہوتا ہے۔ درحقیقت تقریر سوامی صاحب موصوف کی نہائت قوی اور عمدہ اور نیز استفادۂ عوام پر مبنی ہے۔

۱۲۔ تاریخ ماہ حال کو بہ خواہش نائب بشپ یعنے بڑے پادری صاحب کیتھلک چرچ کے سوامی جی ممدوح بڑے گرجے میں تشریف لے گئے۔ کہ جنکے ہمراہ معزز وکیل و معزز عہدہ دار و دیگر چند شرفا وہاں تشریف لے گئے تھے۔ پادری صاحب موافق دستور انگریزوں کے مُلاقی ہوئے۔ اور زیادہ دیر تک اپنے حالات اور اپنے مذہب کی باتیں کرتے رہے۔ اور منجملہ اس کے یہ بھی بیان کیا کہ پادری اعلےٰ بطور

کر لیتے کہ بہت اچھا پہلے آپ سوال کیجئے اور جواب لیجئے پیچھے ہم کو اعتراض کرنے دیجئے اور جواب عنایت کیجئے۔ علاوہ بریں ڈیرہ دون کے تمام روساء وشرفا کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ ان پادری صاحبان کو صرف بیعلم آدمیوں کو ہی بہکانا آتا ہے۔ صاحب علم کے سامنے کبھی ان حضرتوں نے کسی مقام پر مباحثہ کیا اور اگر شائد کبھی کیا بھی تو نام نہیں پایا۔ بس اب اور زیادہ اس بارہ میں کہاں تک لکھوں ناظرین باتمکین اصل حقیقت کو اسی قدر بیان سے خود ہی سمجھ سکتے ہیں اور حق وناحق کی تمیز فرما سکتے ہیں +

اسی اثناء میں منشی محمد عمرؐ صاحب پر جو سال گذشتہ سے ڈیرہ دون آریہ سماج میں شامل ہیں اور جن کا نام فی الحال الکھ دھاری ہے مسلمانوں نے جا کر غلبہ کیا۔ اور کہا کہ تیری نجات ناممکن ہے اور مستحق سخت عذاب اور لایق رنج ومحن ہے۔ بجواب اس کے منشی صاحب موصوف نے جو فی زمانہ مسلمان صاحبوں میں قابل یادگار ہیں۔ اور راستی پسند اور نیک کردار ہیں۔ معترضین اور مخالفین سے سوال کیا۔ کہ آپکا خدا رب العالمین ہے۔ یا رب المسلمین درصورت اول تو آپ کو بہ نسبت میری بہتری کے کچھ خصوصیت نہیں۔ اور جو گمان ثانی ہے تو محض لایعنی ہے +

بہتر تو یہی ہے۔ کہ آپ لوگ بھی وید مقدس پر ایمان لائیں اور مذہب حق کو ہی حق مانیں۔ ورنہ چھٹکارا دشوار ہے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے اکثر اصحاب جو بغیر دیکھے بھالے سوامی جی کی نسبت الفاظ ناشائستہ خواہ از روئے تعصب کے یا اور کسی غرض سے زبان پر لاتے تھے۔ اُنکے ویاکھیان سُنتے اور اُن سے گفتگو کرنے ہی راستی پر آگئے۔ اور اپنی غلطی سے نادم وخجل ہوئے اور کہنے لگے۔ کہ ہم نے جھوٹھی خبریں سُنکر سوامی جی کی نسبت کچھ اور ہی سمجھ رکھا تھا۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور نکلا۔ مگر ہٹ دھرم ہٹ دھرمی سے مسلمان اور عیسائی لوگ قرآن وانجیل کی تردید سے آجکل کے برہمن لوگ اپنے جیوکا کی نرباہ کی سوچ سے۔ زناکار بدمعاش اور دروغ گو وغیرہ اپنے فعل بد کی محبت سے۔ اب بھی سوامی جی کو برا بھلا کہے جاتے ہیں۔ رہی حق پسند اور دور اندیش وے تو پہلے ہی سے اس دور دوار میں سوامی جی کو معتقات سے سمجھتے ہیں۔ ارادہ تھا کہ سوامی جی کے ویاکھیانوں کی شرح کیفیت بھی یہاں تحریر کروں مگر چونکہ اول تو ان کا تفصیل وار لکھنا ذرا دشوار ہے دوم اکثر اونمیں کے سوامی جی کی تصنیفات میں موجود ہیں لہذا اس سے درگذر کرتا ہوں۔ اور مضمون ہذا کو اس پرارتھنا پر کہ پرمیشور اودیا کا ناش کرے اور دھرم کا پرکاش ختم کرتا ہوں فقط +

کرپارام سکرٹری آریہ سماج ڈیرہ دون از آریہ سماچار بابت ماہ گھر سمت ۱۹۳۷ (۲۵۰-۲-۲) مطابق نومبر ۱۸۸۰ء

میرٹھ کا حال

سوامی جی ڈیرہ دون سے جلکر میرٹھ تشریف لائے۔ چنانچہ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں "لالہ کالیچرن جی و رام سرن جی آنندت رہو۔ میں ڈیرہ دون سے یہاں آیا۔ چوبے طوطا رام کی غفلت سے پُستکوں کا نقصان ہو جائے گا۔ یہاں سے دو چار دنوں میں آگرہ جاؤنگا۔ اور وہاں میں ایک مہینہ رہونگا۔ اور ماسٹر شادی رام جی کی ضامنی لالہ رام سرنداس جی نے دیدی ہے اور منشی بختاور سنگھ جی کی چھٹیوں سے معلوم ہوا کہ اُن کے اوپر

کیوں اسقدر گھبراتے ہیں جو پہلے آپ وید پر دس اعتراض تک کر لیجئے اور بعد سُننے جوابات کے مجھکو انجیل پر اعتراضات کرنے کی اجازت دیجئے تاکہ سُننے والوں کو لطف اور کیفیت آوے۔ اور سچ اور جھوٹھ کی ماہیت ظاہر ہوجاوے بھلا یہ کون سا دستور ہے کہ آپ اپنی کہی جاویں اور دوسرے کی نہ سُنیں اسپر پادری صاحب کو مجمع کی شرم نے روکا اور تب بہت لاچار ہو کے اُنسے مجبور آ گیا کہا یا کہ بہت اچھا مگر جسوقت انجیل پر اعتراض کئے جانیکی ساعت آئی اور تحریر کی نوبت پہونچی۔ تب تو پادری صاحب کی عجیب ہی نوبت ہوئی۔ یعنے وہی مسلمان صاحبوں کا سا وظیفہ ورد زبان تھا۔ کہ جب تک ہم اپنے سوال کے جواب سے تشفی حاصل نہ کرلیں نگے۔ اور اس کے مقرر نہ ہوجائیں گے۔ تب تک نہ ہم تمکو بولنے دینگے۔ اور نہ تمہاری سُنیں گے پھر یہ دیکھکر سوامی جی نے کہا کہ آپ اپنے سوالوں کی بابت تو کہتے ہیں۔ مگر میرے سوالوں کی نسبت بھی اس کارروائی کو قبول کرتے ہیں؟ تو بس سوائے نہیں کے اور کیا جواب تھا۔ کیونکہ یہ کُل بکھیڑا تو اپنی فضیلت جھونکنے اور جھوٹھی سرخروئی حاصل کرنے کی غرض سے تھا۔ مباحثہ سے تو یکقلم اجتناب ہی تھا۔ جب سوامی جی نے پادری صاحب کا آخری نہیں کا جواب سُنا۔ تو یہ کہا کہ پادری صاحب آپ مطلق انصاف سے کام نہیں لیتے صرف مباحثہ کا نام کرتے ہیں۔ لیکن آپ کی یہ حکمت عملی کہ کہیں قلعی نہ کُھل جائے۔ رائیگاں گئی۔ اور آپ کی ساری حقیقت کُھل گئی۔ کیونکہ آپ اُن قاعدوں کے جو مباحثہ میں لازم ہوتے ہیں کاربند نہیں ہوتے۔ اور نہ اور کی سُننا چاہتے ہیں۔ دیکھو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور پھر بھی کہتا ہوں کہ اول آپ وید پر ایک سے لیکر دس تک اعتراض کیجئے اور مجھ سے جواب لیجئے اور بعد ازاں مجھکو اپنی انجیل پر اعتراض کرنے دیجئے۔ اور جواب عنایت کیجئے۔ اور جب آپ میرے اعتراضوں کا جواب دیچکیں تو پھر آپ خواہ اور نئے دس سوال مجھ پر کیجئے۔ خواہ اپنے پہلے دس سوالوں میں سے اگر کسی میں شُبہ باقی رہے۔ اور میرے جوابوں سے کسی بات کا سمجھ کے موافق اطمینان نہ ہووے تو وہ پوچھئے اور پھر جواب سنئے تاکہ شائقین اور ناظرین بھی جانیں۔ کہ ست کیا ہے اور است کیا ہے۔ الغرض جب پادری صاحب کو کچھ اور حیلہ باقی نہ رہا تو یہ کہا کہ یا تو آپ صرف میری ہی تشفی کیجئے اور اپنے اعتراضوں کو رہنے دیجئے۔ ورنہ میں جاتا ہوں آپ بیٹھے رہئے۔ اسپر سوامی جی نے کہا کہ پادری صاحب اس مجمع کے حاضرین تو آپ کے بار بار بھاگنے اور کسی شرط پر نہ جمنے سے بخوبی جان ہی گئے ہیں کہ آپ انجیل پر اعتراض پیش ہونے سے تھر تھر کانپتے ہیں۔ اور پیچھا چھوڑانے کے لئے بار بار کودتے پھاندتے پھرتے ہیں خیر اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔ بہتر تو یہی تھا کہ آپ مباحثہ کرتے اور جی کا ارمان نکال لیتے۔ یہ سُنکر پادری صاحب نے سخت کلامی سے کہا کہ بس!! آپ جواب دیتے ہی نہیں میں جاتا ہوں۔ مجھے کام ہے۔ اس پر سوامی جی نے بھی کہا کہ آپ سوال کا جواب لیتے ہی نہیں۔ کیونکہ آپ کا مدعا تو کچھ اور ہی ہے۔ مباحثہ کا تو صرف نام ہے۔ خیر جائیے۔ مجھکو اسوقت کام ہے +

جائے غور ہے کہ بھلا کبھی ایسی کارروائیوں سے مباحثہ ہونے کی صورت ممکن نظر آتی ہے۔ اور کہیں اسطرح سچ اور جھوٹھ کی تمیز ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں یہ امر تو کسی کو قابل تسلیم نہیں ہوسکتا کہ ہم تو اعتراض کریں اور دوسرے کو اعتراض کرنے نہ دیں۔ اپنی کہیں اور کی نہ سنیں۔ مگر حقیقت تو یہ ہے۔ کہ جو کام لائق گرفت کے ہو اس کی صفائی کی نسبت گفتگو کرنے کا کون روادار ہوسکتا ہے۔ اور جو کتاب از سرتاپا سراسر قابل اعتراض ہو اُس کے بے عیب ہونے پر بحث کرنا کون اختیار کرسکتا ہے پس اگر معترضین کی کتب مذہبی صحیح اور اعتراضات سے بری ہوتیں تو کیوں اس غرض سے کہ ان پر بحث نہ ہو اس قدر روبہ بازیاں کیجاتیں اور بیسوں طرح کی بناوٹیں بنائی جاتیں یہی نہ تسلیم

کہ شاید یہاں سبھا میں سے کوئی شخص آپ صاحبوں کی نسبت کلام ناشائستہ یا ہنسی ٹھٹھہ کرے تو اس کی ذمہ واری اس طرف کے منتظم حسب اطمینان اور تجویز آپ کے کر سکتے ہیں۔ اور اگر آپ لوگ مجھکو ہی اپنے پاس عزت یا اور کسی باعث سے طلب کرنا چاہتے ہیں تو مجھکو اس میں بھی عذر نہیں مگر بشرطیکہ صاحب مجسٹریٹ کا انتظام ہو۔ کیونکہ جہاں کہیں میں نے پوران مت والوں سے اِن پاس جا کر شاستراتھ کیا ہے وہاں سخت کلامی کا تو کیا ذکر ہے بلکہ کئی انواع واقسام کے فسادات کی جانب سے ہوئے ہیں۔ اور سب آپس کا انتظام انہوں نے طاق پر رکھا لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ جواب پنڈتوں کی طرف سے کچھ نہ ملا گویا جواب کا نہ آنا ہی جواب رہا کچھ دنوں کے بعد کئی ایک صاحبوں نے سوامی جی سے کہا کہ اگر آپ ایک ہفتہ ٹھیریں تو ہم ایک پنڈت رام لال نامی جو نہایت ہوشیار اور ذیعلم ہیں۔ مباحثہ کے واسطے طلب کریں اس پر سوامی جی نے جواب دیا کہ آپ ان کو بُلائیے میں دو مہینے تک ٹھیر سکتا ہوں۔ اس کے بعد نہ کوئی آیا نہ گیا۔ صرف واہیات باتیں اِدھر اُدھر ملاتے پھرے تا کہ سرخروئی عام لوگوں میں میسّر رہے مگر نہ ہو سکے۔

اس کے بعد محمدی لوگوں کی طرف سے بذریعہ ایک تحریر کے چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ مگر مباحثہ کس کا اور مناظرہ کیسا۔ وہاں تو صرف ظاہر داری اور خود نمائی تھی۔ خلاصہ اُن کے اصرار کا (جس سے مباحثہ سے درپردہ انکار کا اظہار تھا) یہ تھا کہ ہم وید کے کلام اللہ یعنے علم الٰہی ہونیکی بابت سوال کرینگے اور جب تک کہ ہماری اپنی تسلی اور تشفی نہ ہو گی۔ تب تک کسی کی نہ سُنیں گے۔ اسپر سوامی جی نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو پنڈتوں کو دیا تھا۔ اور علاوہ اس کے یہ بھی کہدیا کہ پہلے آپ وید کی نسبت سوال کریں میں جواب دونگا پھر میں قرآن پر اعتراض کرونگا۔ آپ جواب دیں۔ اور اگر آپ کو صرف وید کے کلام الٰہی ہونے کے لئے ہی ثبوت چاہئیے۔ تو میرے وید بھاش کے دیباچہ میں سے جس میں تمام جال تم مشرح تحریر ہے۔ دیکھ لیجئے۔ اور پھر جو کچھ شبہ رہے مجھ سے سوال کیجئے۔ الغرض یہ چھیڑ چھاڑ بھی یہیں تک رہی آگے کو پھر ذرا بھی نہ چلی۔

اس کے بعد ایک پادری صاحب جن کا نام گلبرٹ اور خطاب سیکماسر ہے۔ ہمراہ چند عیسائیوں کے ظاہرا مباحثہ کے لئے آئے اور آتے ہی سوامی جی سے یہ گفتگو درمیان میں لائے کہ وید کی کلام الٰہی ہونے میں تمہارے پاس کیا دلیل ہے۔ چونکہ سوامی جی اُن کے انداز سے سمجھ گئے تھے کہ یہ سب چھیڑ چھاڑ ہے۔ کچھ تصدیق حق پر اس گفتگو کا مدار نہیں۔ اس لئے ان کے سوال کے جواب میں اسطرح کہا کہ انجیل کے کلام الٰہی ہونیکا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے۔ یہ سُنکر اُدھر پادری صاحب کہنے لگے۔ کہ واہ پہلے تو ہمارا سوال ہے۔ اُدھر سوامی جی نے کہا کہ واہ مجھکو بھی تو پہلے جواب لینے کا خیال ہے اسپر پادری صاحب اُٹھکر چلنے لگے۔ تب سوامی جی نے کہا کہ پادری صاحب آپ تو بحث کرنے کو آئے تھے پھر اتنی جلدی کیوں بھاگتے ہیں۔ پادری صاحب نے اسپر یہ فرمایا کہ جب آپ جواب ہی نہیں دیتے پھر ہم بیٹھکر کیا کریں اسوقت سوامی جی نے کہا کہ بہت اچھا پہلے میں ہی جواب دوں گا مگر اس کے بعد انجیل کی بابت میں سوال کروں گا اور آپ سے جواب لوں گا اسپر بھی پادری صاحب نہ جمے اور اُٹھکر بھاگنے کو ہوئے۔ تب سوامی جی نے کہا کہ پادری صاحب آپ پہلے وید پر کچھ ایک نہیں بلکہ دو تین سوال کر لیجئے مگر بعد جواب دینے کے تو میرے اعتراضوں کو سنئے۔ لیکن یہ بھی پادری صاحب کو ناگوار گذرا اور حالت بدلی اور چلنے کا قصد کیا۔ تب سوامی جی نے یہ کہا کہ اچھا پہلے آپ پانچ سوال تک وید پر کر لیجئے۔ اور جب ان کے جواب میں دے چکوں پھر مجھکو اپنی انجیل پر اعتراض کرنے دیجئے لیکن یہ بھی پادری صاحب کو منظور نہ ہوا۔ اور بدستور ہراس رہا۔ تب سوامی جی نے کہا۔ کہ آپ انجیل پر اعتراضوں کے ہونے سے

جی موصوف نے لفظ قیصر ہند کا ترجمہ راج راجیشری کیا ہے ۔

راقم مونیر ولیم ۔ از آکسفورڈ اکتوبر ۱۸۸۰ع

اس چٹھی کا ترجمہ انہیں دنوں انڈین مرر کلکتہ و نسیم آگرہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۰ع صفحہ ۴ ۲۷ ۔ و آریہ سماچار میرٹھ جلد ۲ ۔ نمبر ۲۴ ۔ صفحہ ۷۰ ۲ پر طبع ہوگیا تھا ۔

از آریہ سماچار میرٹھ صفحہ ۲۴۴

سوامی جی کے ڈیرہ دون میں تشریف لانے کی مختصر کیفیت اور جدید مذہب والوں کے مباحثہ کی چھیڑ چھاڑ اور اس کے متعلق حقیقت ۷ ۔ اکتوبر ۱۸۸۰ع سے ۲۰ ۔ نومبر ۱۸۸۰ع تک

واضح ہو کہ سوامی جی مہاراج ۷ ۔ اکتوبر ۱۸۸۰ع کو بوقت آٹھ بجے صبح کے اس سرزمین کی خوش قسمتی سے ڈیرہ دون تشریف فرما ہوئے ۔ اور آتے ہی ہر ایک کی آگاہی کے لئے جگہ جگہ اپنے آمد کے اشتہار چسپاں کرائے جس سے خاص و عام کو اطلاع ہوگئی ۔ مگر حق پسندوں کو خوشی ہے اور ادھرمیوں کی گتی اور جن کی شان میں شیخ سعدی نے کیا موزوں کہا ہے ۔ شعر

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

غم اور بیکلی نصیب ہوئی المختصر عام طور پر یہ ظاہر کر دیا گیا کہ سوامی جی صرف ویدمت کو مانتے ہیں اور دیگر جدید مذاہب یعنی پورانی ۔ قرآنی ۔ کرانی جینی وغیرہ کے نقص اور قبوحات بدلائل عقل و نقلی ثابت کرتے ہیں ۔ اس لئے جو صاحب منجملہ مذاہب مذکورہ بالا کے اپنے مذہب کی تصدیق اور ویدمت کی تردید کرنے کی طاقت رکھتے ہوں آکر اس طور سے مباحثہ کریں کہ بیس آدمی اپنی طرف سے جو صاحب علم منصف اور راستباز ہوں ہمراہ لاویں اور انہیں کو پنچ ٹھہرائیں اور اسی طرح سوامی جی کی طرف سے بھی بیس آدمی اور پنچ قرار دیئے جائیں اور نیز فریقین اشخاص زود نویس فریقین کے سوال و جواب کے تحریر کرنے کے لئے (ایک سوامی جی کی طرف سے دوسرا فریق مخالف کی طرف سے اور تیسرا پنچوں کی جانب سے) مقرر ہوں اور ہر ایک سوال و جواب پر دستخط فریقین اور پنچوں کے ثبت ہوں بعد اختتام مباحثہ کے ایک نقل سوال و جواب کی سوامی جی کے پاس اور دوسری فریق مخالف کے پاس رہے گی اور تیسری حسب رائے پنچوں کی عدالت میں بھیجی جاوے گی تاکہ کوئی شخص کسی طرح کی تبدیلی نہ کر سکے اور نہ کسی کو فضول گوئی کا موقعہ ملے ۔

شرائط مذکورہ الصدر کو دیکھکر دوران مدت والے سجن پرشوں نے آپس میں ملکر درباره بحث مباحثہ کے کچھ چرچا تو لوگوں کے دکھانے کے لئے کیا مگر کم ہمتی سے مشورہ کر کے خاموشی کا بزنا و برتا ۔ اگرچہ صرف ایک روز الیاس ذکر آیا ۔ کہ سوامی جی سے یہاں کے پنڈت لوگ آج ۲ بجے دن کے مشن سکول میں مباحثہ کرنے کو مستعد ہیں جس پر سوامی جی نے جواب دیا کہ اول تو میں سنیاسی ہوں آپ سب کو مجھے ابھیاگت سمجھ کر میرے پاس آنا کچھ بیجا نہیں ۔ اور اگر یہ منظور نہ ہو تو تھوڑی دور آپ چلکر آئیں اور تھوڑی دور میں آؤں ۔ اور متصل دوکان پورن سنگھ سوداگر کے جو طرفین کے لئے قریب اور موقعہ کی جگہ ہے ۔ وہ شاستر ارتھ کے لئے مقرر ہو اور درست است کا نرنے [illegible] ہاں سنت است کا نرنے ہو اور آپکے خیال دامنگیر ہو کہ

جب میں بمبئی میں تھا اسوقت میں نے سوامی جی موصوف کو آریہ سماج کے عام جلسہ میں دھرم کی بابت اپدیش دیتے سنا ہے جسکا مضمون آریوں کا زندہ مذہب تھا اور نیز ان کا ایک سنسکرت کا خط جو انہوں نے حال میں اپنے شاگرد شام جی کرشن ورما کو جواب بالیئل کالج اکسفورڈ کے ممبر ہیں لکھا تھا دیکھا ہے ۔ جس کا ترجمہ میں باجازت مکتوب الیہ کے ذیل میں درج کرتا ہوں +

ترجمہ خط

دیانند سرسوتی سوامی کی اشیرباد شام جی کرشن ورما کو ہو ۔ واضح ہو کہ اگرچہ تم بوجہ ثابت قدمی طریقہ وید اور اپنے علم کے قابل تحسین ہو مگر افسوس کہ تم نے بہ تحریر صحایف مجھکو عرصہ سے شادمان نہیں کیا ۔ اب میں امید کرتا ہوں کہ اپنی کشل اور امورات ذیل کے جواب سے مجھکو مسرور کرو گے انگلستان کے باشندے کس قسم کے ہیں اور ان کی خصلت سیرت اور اطوار کیسے ہیں ۔ وہاں کی زمین اور آب و ہوا کیسی ہے ۔ اور اشیاء خوردنی اکل و شرب وغیرہ وہاں پر کیسے ملتے ہیں ۔ جب سے تم یہاں سے گئے ہو تمہاری تندرستی کا کیا حال ہے ۔ اور تمہاری غرض وہاں (انگلستان میں) ہر روز پوری بھی ہوتی ہے یا نہیں کس قدر شائقین ہیں اور کیا کیا کتابیں تم سے پڑھتے ہیں ۔ تمہاری ماہواری آمد و خرچ کیا ہے تمہارے مطالعہ اور دوسروں کے پڑھانے اور غور کرنے کے کون سے وقت ہیں ۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ دھرم کے اپدیش کرنے میں آریہ ورت کے موافق ابھی تک تمہاری شہرت انگلستان میں نہیں پھیلی ۔ شاید یا تو یہ وجہ ہو کہ میں دور ہوں اور تمہاری شہرت سے مجھکو آگاہی نہ ہوئی ہو ۔ اور یا یہ کہ تم کو اس کام کے لئے فرصت نہ ملتی ہو ۔

اگر وجہ دوئم ہے تو اب میری دلی تمنّا ہے کہ جسوقت تم پڑھنے اور پڑھانے سے فارغ ہو ویدمت کی ترقی میں سعی کرو اور اس کے بعد یہاں کو واپس آؤ ۔ لیکن اس سے پہلے نہیں کیونکہ ایسے کار نیک میں شہرت پیدا کرنا روپیہ پیدا کرنے سے بہتر ہے ۔ بلکہ اس سے ایک طرح کی کلیان حاصل ہوتی ہے +

ہمارے مشفق پروفیسر مونیر ولیم اور موکھش مولر صاحب کی وید و شاستر کی نسبت حال میں کیا رائے ہے اور ان کی اور اوروں کی وید بھاشہ یعنے اُس شرح وید کی بابت جو میں اندنوں کر رہا ہوں کیا رائے ہے اور ان گرنتھوں کے ارتھوں کی پرچار کرنیکا انکو کہاں تک شوق ہے کیا یہ سچ ہے ۔ کہ تھیوسافیکل سوسائٹی نے ایک شاخ ویدمت کی لنڈن میں قائم کی ہے ۔ کبھی تم نے قیصر ہند کی نیاز بھی حاصل کی ہے اور کبھی پارلیمنٹ میں بھی گئے ہو ۔ مہربانی سے ان سب سوالات کا جواب بہت جلد بھیجدو ۔ نیز اور باتیں جنکو تم قابل تحریر سمجھو مفصّل لکھ بھیجو بالفعل میرا اسقدر لکھنا کافی ہے ۔ اور عقلمند کو اشارہ کفی ہوتا ہے ۔ زیادہ طوالت کی ضرورت نہیں محرّرہ منگل وار اساڑھ منگل ۶ سمت ۱۹۳۷ مطابق ۱۳ ۔ جولائی ۱۸۸۰ء

چٹھی مندرجہ بالا نہایت صاف سنسکرت میں لکھی ہوئی ہے ۔ یوں تو اکثر تعلیم یافتہ آریہ لوگوں سے میری خط و کتابت رہی ہے اور کشمیر ٹراونکور وغیرہ کے فضلاء سے رسل و رسائل جاری ہے مگر یہ چٹھی سب کا ایک نمونہ ہے اور اسکے ترجمہ کے چھاپنے سے میری یہ غرض ہے کہ فی زمانہ سنسکرت رائج اور مستعمل ہے ۔ اور اس میں وہ خیالات ظاہر کئے جاتے ہیں جو آریہ ورت میں تعلیم یافتہ اشخاص مذہبی اصلاح اور اپنی ملک کی تعلیم اور تربیت کی ترقی سے سرکار انگلشیہ کے عہد سلطنت میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے کیا کرتے ہیں ۔ سوامی

پہلے اتر ہو چکا ہے۔ ہرگز نہیں ویاپک ویاپ بھاد کرلیتا ہے۔ کبھی امید نہیں (مولف)

پنڈت بھگوان سہائے مختار عدالت نے بیان کیا کہ ایک روز سوامی جی کا شرادھ کھنڈن پر ویاکھیان تھا۔ برہمنوں نے کچھ ڈھیلے بھی پھینکے تھے۔ مگر اس کا انتظام لالہ الفت رائے کورٹ انسپکٹر وغیرہ صاحبان نے کردیا۔ اور آئندہ شرارت سے لوگ باز آئے۔

ایک دن ایک مسلمان کالڑکا آیا اور اُسنے کچھ سوال کیا۔ اور ساتھ ہی بیہودہ بکنے لگا۔ جسپر سوامی جی نے شانتی سے جواب دیا مگر وہ بدستور بیہودہ بکنے سے باز نہ آیا پر تو سوامی جی کو ذرا کرودھ نہ آیا۔ یہاں ایک روز ویاکھیان دیتے اور ایک روز سوال وجواب کرتے تھے پھر یہاں سے میرٹھ کے جلسہ پر چلے گئے +

جن دنوں سوامی جی میرٹھ میں تھے۔ انہوں نے اپنے شاگرد پنڈت شیام جی کرشن ورما کو ایک خط سنسکرت میں ارسال کیا تھا جسے لنڈن کے مشہور اخبار ایتھی نیم مورخہ ۲۳۔ اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ء نمبر ۲۷۶۵ صفحہ ۵۳۲۔ ۵۳۳ میں فاضل مونیر ولیم نے اپنے ریمارک کے ساتھ شایع کیا ہے +

بہت کم اشخاص اس امر سے واقف ہونگے۔ کہ سنسکرت زبان ابھی تک آریہ ورت کی خط وکتابت اور روزمرہ کی بول چال میں کہانتک مستعمل ہے۔ اس میں ایک اور عمدگی اور سہولیت یہ ہے کہ تعلیم یافتہ اشخاص کے درمیان مثل زبان فرانس کل صوبجات آریہ ورت میں جہاں مختلف زبانیں مستعمل ہیں استعمال کیجاتی ہے۔ کسٹ صاحب نے اپنی تحقیقات سے جتلایا ہے کہ آریہ ورت ولیش میں قریب دوسو زبانیں کے بولی جاتی ہیں۔ درصورت عدم موجودگی زبان سنسکرت اور ہندوستانی کے جو تعلیم یافتہ لوگوں میں رایج ہے۔ یہ انواع واقسام کی زبانیں مختلف صوبجات کے خیالات کے اجتماع کرنے میں نہایت دشواری پیدا کر سکتی ہیں۔ بعض اشخاص یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ زبان سنسکرت متروک الاستعمال ہے اور اکثر مان لیتے ہیں کہ یہ معرض زوال میں ہے۔ مگر کیا کوئی ایسی زبان کو معدوم کہہ سکتا ہے کہ ہنوز موجود اور دم مار رہی ہو اور جسمیں خیالات ہمہ گر ظاہر کئے جاتے ہوں اور گفتگو کی جاتی ہو اور بذریعہ روزمرہ کی خط وکتابت کے اسکے پایہ ثبات کو استقلال حاصل ہو اور ہندوکش سے تا سیلون انشا پردازی علوم اور امورات مذہبی کے اظہار سے جسکا زندہ اثر باستحکام کامل ہو +

ناظرین اخبار ایتھینم کو یاد ہوگا کہ قریب ایکسال کے گذرا اسوقت بنسبت تشریف آوری ایک نوجوان ہندو گفتسری کہ (جسکا نام شام جی کرشن ورما ہے اور جنکو علوم سنسکرت میں عمدہ دستگاہ ہے۔ اور جنکی تحریر اور قوت بیانیہ اس زبان میں اس انتہا درجہ کی ہے۔ کہ ان کے لئے پنڈت کا خطاب موضوع ومناسب سمجھکر عطا کیا گیا ہے۔) ایک مضمون شایع ہوا تھا۔ اور اس اخبار میں یہ بھی درج تھا۔ کہ اُس نوجوان شخص نے ایک ایسے مشہور عالم شخص سے تعلیم پائی ہے۔ جو صرف قدیم زبان سنسکرت کو ہی نہیں جانتے۔ بلکہ انہوں نے بذریعہ تردید شرکیت اور الحاد اور بت پرستی کے آریہ ورت کے تمام مذہبی فرقوں میں بڑی ہل چل ڈالدی ہے +

سوامی صاحب آریہ قوم کے ایک ماتر سچے مذہب کی وحدانیت کے قایل ہیں اور اپنے اصول مذہب کو وید پر مبنی رکھتے ہیں نہ تاکید کی ہے۔ اس ترقی دہندہ واصلاح کنندہ ملک کا نام دیانند سرسوتی سوامی ہے۔ جس کی فصاحت تقریر اور متانت تحریر کا میں خود شاہد ہوں کیونکہ

میرے ایک دوست لالہ بدھ سنگھ ساکن مظفر نگر۔ نے کہا کہ میں سوامی جی سے تخلیہ میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں چنانچہ اس نے دریافت کیا کہ استری سکھشا کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے سوامی جی۔ نے فرمایا کہ جو فوائد ہیں وہ سب لوگ جانتے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ آپ کا جو یہ اعتراض ہے کہ عورتیں لکھ پڑھکر زیادہ خراب ہوجاویں گی اور بدکاری کرنے لگیں گی کیونکہ بوجہ لکھے پڑھے ہونے کے پوشیدہ طور پر خط و کتابت کا موقعہ انکو ملیگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ لکھنے پڑھنے سے عیب کرنا نہ زیادہ ہوسکتا ہے نہ کم۔ یہ منحصر ہے زیادہ تر صحبت اور طبیعت پر چنانچہ بہت سے آدمی لکھے پڑھے ہوئے ہیں اور بد چلنی کرتے ہیں مگر فرق اس قدر ہے کہ اگر تعلیم یافتہ آدمی عیب بھی کریگا تو لیاقت کے ساتھ کریگا۔ جس کا نتیجہ ناقص نہ ہوگا +
کم سے کم دس[1] ویاکھیان یہاں ہوئے۔ ۸۔ بجے سے ویاکھیان ہوتا تھا +

بھگت جیون لال کائتھ مظفر نگر محرر آبکاری

سوال اول روز۔ اگیان کی نورتی اور گیان کی پراپتی کے بنا دکھ کی نورتی اور سکھ کی پراپتی ہوتی ہے یا نہیں +

جواب سوامی جی۔ سکھ دو پرکار کے ہوتے ہیں۔ ایک ودیاجن۔ ایک اودیاجن۔ ودیاجن ایسا سکھ ہوتا ہے جسکو سب سکھ کہتے ہیں اور اودیاجن ایسا ہوتا ہے کہ جیسا پشو آدمی کو۔ اگیان کی نورتی بنا گیان کے نہیں ہوتی ہے اور نہ گیان کی نورتی بنا اگیان کے اور جیو کے الپگیہ ہونیسے ایک بشئے میں اسکو گیان ہوتا ہے۔ اور انیک بشئے میں اگیان اور جو سرگیہ ہے۔ اس میں اگیان نہیں رہتا۔ اور جو الپگیہ ہے اس میں گیان اور اگیان دونوں رہتے ہیں اور جو سرگیہ ہے وہ الپگیہ نہیں۔ اور جو الپگیہ ہے۔ وہ سرگیہ نہیں اور جو الپگیہ ہے وہ اِمت اور ایک دیشی ہوتا ہے۔ اور جو سرگیہ وہ اننت سرب دیش کال وستو رہت ہے۔ جیسے اکاش سرب مورتی مان درب ل میں بیاپک ہے اور مورتی مان درب ویاپیہ ہیں۔ بیاپک اس کو کہتے ہیں جو سرب دیش بھت ہو۔ اور بیاپیہ اس کو کہتے ہیں جو ایک دیشی ہو۔ بیاپیہ وستو بیاپک سے بھن ہوتی ہے تینوں اوستھا اوس کی بیاپک کے ساتھ ہی رہتی ہیں۔ اور جیسے مورتی مان درب کبھی اوستھا میں اکاش نہیں ہوسکتے۔ اور اکاش مورتی مان درب کا سروپ بھی نہیں ہوسکتا۔ اسی[1] سے دونو وستو بھن ہیں ارتھات بیاپ بیاپک دو وستو وشنشٹ رہتی ہیں ایک وستو وشنشٹ نہیں ہوسکتی رات کے گیارہ بجگئے اسواسطے مکمل نہ ہوا۔

دوسرے دن اثنا، بات چیت میں سوامی جی نے کہا کہ اِن پوپ جی کی لیلا ہے پاربتی نے اپنے بدن سے میل اتار کر بالک بنا کر رکھدیا دروازے پر بیٹھ ہوا۔ پاربتی کو خبر نہ ہوئی چہ ہے کی سواری اور ہاتھی کا سر لگادیا۔ میں نے کہا کہ اس میں تو کچھ شچ نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ پاربتی کے تو ہاتھ تھے اور شبیر میں سے میل اتار کر پتلا بنا سکتے ہیں مگر آپ یہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں انادی ہیں جب استھول سرشٹی ہوئی۔ تو نر آدیو پاتما سنجوگ کر دیتا ہے۔ پس وہ نرآدیو پرمانو کا سنجوگ وبھاگ کیسے کرتا ہے +

سوامی جی نے فرمایا کہ تم پرمانو جانتے ہو جھروکے میں جو نظر آتے ہیں۔ ان کو ترسرینو کہتے ہیں۔ اس کا ۶۰ واں حصہ پرمانو ہوتا ہے۔ تم اس پرمانو کو اپنے ہاتھوں سے سنجوگ دیوگ نہیں کرسکتے۔ پرماتما اُن پرمانوں کی اپیکھشا انی سوکھشم ہے۔ کہتے ورشٹی میں وہ استھول ہیں اس لئے وہ سنجوگ ویوگ کرسکتا ہے۔ اسپر میں نے یہ عرض کی جو پرمیشور سوکشم ہے وہ بیاپک کیسے ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ جو سوکشم ہوتا ہے۔ وہ ویاپک ہوتا ہے استھول کبھی ویاپک نہیں ہوتا۔ جیسے اکاش سوکھشم ہے پس ویاپک ہی ہے۔ مگر پرتھوی ستھول ہے۔ سو ویاپک نہیں۔ میں نے کہا کہ اگر پرمیشور کی بیاپکتا آپ اکاش کیطرح مانتے ہیں تو اس سے جیو اور ایشور کے سروپ میں ابھ ماننا پڑیگا۔ سوامی جی نے کہا

[1] اسی سے دونو وستو بھن ہیں ارتھات بیاپ بیاپک دو وستو وشنشٹ رہتی ہیں ایک وستو وشنشٹ نہیں ہوسکتی ۱۲

گتاگت۔ پتر ج اور اسی مسئلہ پر میں نے سوامی جی سے کچھ پوچھا تھا۔ کیونکہ شہر کے چند پنڈت میرے پاس آئے اور کہا کہ چلو ہم چلکے سوامی جی سے مباحثہ کریں۔ مگر میں نے جب ان سے خود بات چیت کی تو وہ میرے ہی پرشنوں کا اتر نہ دے سکے مگر پنڈتان کے اصرار پر میں آخر سوامی جی کے پاس گیا اتنے میں لالہ بدری پرشاد جی بھی آگئے۔ اور سوامی جی سے بات چیت شروع کی لالہ بدری پرشاد جی نے سوامی جی سے کہا کہ آپ سے بحث کرنا چاہتے ہیں مگر میں نے کہا کہ میں نہ بحث کرنا چاہتا ہوں اور نہ بحث کی لیاقت رکھتا ہوں مگر صرف بطور شاگرد کے سمجھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ شرادھ کا پھل اُس کے بزرگوں کو نہیں پہونچ سکتا کیونکہ اول تو پتہ معلوم نہیں کہ کس لوک میں ہیں +

اس کے جواب میں میں نے عرض کی کہ اگر یہ اصول قبول کیا جاوے۔ تو دان کا دینا بھی نش پھل ہے۔ اس کا پھل ہم کو بعد مرنے کے کس طرح ملیگا۔

اُتر۔ وہ جیو کا اپنا کرم ہے۔ اور کرم کرتا کے ساتھ رہتا ہے۔ نشٹ نہیں ہوتا۔ مگر مرتک کے شرادھ دوسرے کا کرم ہے اور جب اس کا تعلق بالکل دنیا سے ہو چکا تب کیا گیا ہے۔ اس واسطے نش پھل ہے اور شاستر میں بھی ایسا ہی لکھا ہے +

اور علاوہ براں اگر یہ مانا جاوے کہ بزرگوں کو ہمارے دان یا دعا سے اچھا فائدہ پہونچگیا ہے تو یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ جس کے دشمن بددعا دیتے ہیں یا اس کے بیٹے اس کے نام سے فریب کرتے ہیں اس کا بھی اثر ضرور پہونچیگا تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہماری دعا سے سورگ کو اور بددعا سے نرک کو بار بار آنا جانا پڑیگا +

اس پر میں نے یہ کہا کہ ان کو نیکی کا پھل ملنا چاہیئے بدی کا نہیں۔ اسواسطے کہ جسوقت وہ شخص مرا تو بدی کا پھل اوسیوقت تجویز ہوگا۔ لہذا بددعا کا اثر نہیں مل سکتا۔ جیسا کہ حاکم مجازی ایک جرم کی سزا دے چکتا ہے۔ تو گو آیندہ مدعی کتنی ہی فریاد کرے مگر سزا میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی لیکن نیکی کا پھل کسی مرتک پتر کو اسواسطے لکھا ہے کہ جو دھن متوفی نے اکٹھا کیا تھا۔ وہی نیک کام کرنے میں اس کی اولاد صرف کرتی ہے۔ مثلاً اسنے اپنے دھن کے اکٹھا کرنے میں اگر کوئی ادھرم بھی کیا ہو اور اس کی سزا ابھی تجویز ہو چکی ہے۔ تو چونکہ بعد ازاں اس کی اولاد نے اچھے کام میں لگایا۔ اس کا پھل اس کو ملنا چاہیئے۔

اُتر۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ بدی کا پھل تجویز ہو چکا۔ اگر تجویز ہو چکا ہو تو بھی ورنہ فعل کے مطابق تو تجویز ہونگے۔ مقدم موخر کی کوئی شرط نہیں یہ ٹھیک ہے کہ سزا میں کمی و بیشی نہیں ہوسکتی۔ تو پھر بیٹے کے دان کرنے سے اس نرک گامی کو کیا فائدہ ہوسکتا ہے باقی رہی مرتک کے جمع کردہ دھن کے خرچ کی بابت اگر وہ نیکی میں خرچتا ہے۔ تو اور بدی میں خرچ کرتا ہے۔ تو دونوں طرح کرنے والے کا فائدہ نقصان ہے۔ کسی مرتک کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ورنہ اگر نیک کام میں خرچ کرنے سے مرتک کو فائدہ ہے تو بد سے بھی۔ ورنہ جو بدی اس دھن سے لڑکا پیچھے کرتا ہے ناممکن ہے کہ اس کا اثر نہ پہونچیگا اور چونکہ باپ کی جمع کردہ دولت سے عموماً اولاد بدچلن ہوتی ہے۔ بنابراں یہ اصول ہی نہایت خراب اثر ڈالنے والا ہے + (از نامہ نگار)

پھر میں نے جلدی جانا تھا۔ زیادہ بات چیت نہ ہوئی۔ چلتے وقت بھی سوامی جی فرماتے تھے۔ کہ اسبات کا پورا فیصلہ نہیں ہوا اسروز سے سوامی جی کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی +

پھر سوامی جی مظفرنگر سے بتقریب جلسہ سالانہ آریہ سماج میرٹھ تشریف لائے - یکم - اشون) بدی چتردشی سمت ۱۹۳۷ آدت وار مطابق ۳ اکتوبر سنہ روز یک شنبہ کا تھا - اور بالحاظ قائمی سماج کے دوسرا جلسہ تھا ⁂

۷ - بجے صبح سے سماج کے صحن میں وید منتروں سے حسب قاعدہ قدیم رشیوں اور منیوں کے ہون کا آرنبھ ہوا اور دس بجے سماپت ہوا اس کے بعد شری سوامی دیانند سرستی جی مہاراج نے اول وید منتروں سے پرمیشور کی استتی پرارتھنا اور اوپاسنا کی اور پھر ہون کے فوائد عظیم کی تشریح بیان فرمائی اور متعصبوں اور ہٹ دھرمیوں کے عام اعتراضات کی (کہ ہون کے کرنے سے عمدہ پدارتھوں کا مفت اگ میں جلانا پرمیشور کو ثواب پہنچانا آتش پرستی کرنا اور عقائد باطلہ میں مبتلا رہنا ہی ہوتا ہے -) جو بعض بوجہ ناواقفیت کے اور بعض ہٹ دھرمی سے دیدہ و دانستہ پیش کیا کرتے ہیں خوب ہی تردید کی ⁂

دوپہر کے بارہ بجے جلسہ برخاست ہوا سہ شنبہ کو چار بجے پھر جلسہ شروع ہوا - اول بابو مدن موہن دت ممبر سماج میرٹھ نے پھر ماسٹر سجنا در سنگھ صاحب بابو گوبند سنگھ صاحب - منشی ڈال چند صاحب - بابو بھاگوت پرشاد صاحب و پنڈت پالی رام صاحب پنڈت لکھشمی دت جی نے ویاکھیان دئے المختصر سب کے بعد جگت بکھیات پنڈت سوامی دیانند سرستی جی نے زبان مبارک سے اپدیش فرمایا اور شائقین اور سامعین کو مستفید کیا - سوامی جی کے ویاکھیان کی صفت جہاں تک کی جائے بجا ہے اور جس قدر اُن کی عنایتوں کا شکریہ ادا کیا جائے زیبا ہے انہوں نے کچھ تو پنڈت لکھشمی دت جی کے بیان کی تائید کی اور اکثر بیشتر بیان امر حق کی داد دی کچھ مختلف نصایح بیان فرمائے تھے اور پرم اُپکار اور استقلال کی خوبیاں کہہ سنائیں تھیں یوں تو یہ سماج ویسے ہی سوامی جی کی عنائتوں اور مہربانیوں کا جو اس سماج بلکہ اس ملک والوں کے حال پر عموماً مبذول ہیں - کسی طرح شکریہ ادا نہیں کر سکتی ہے اور اب جو سوامی جی مہاراج اور پنڈت لکھشمی دت صاحب نے اور سہارنپور رڑکی آگرہ - لاہور - انبالہ کانپور کے سماج اور بیرونجات کے عنایت فرماؤں نے اپنے قدم میمنت لزوم سے بتقریب سالانہ جلسہ کے اس سماج کو ممنون فرمایا اور ان سب صاحبوں کی تشریف آوری اور بعض مہاشیوں کے ویاکھیان خصوصاً سوامی جی مہاراج کے اور پنڈت لکھشمی دت جی کے اپدیش نے جلسہ کی رونق کو دوبالا کر دیا - تو یہ سماج اُن کی ان عنایتوں کی اور بھی زیادہ ممنون اور مشکور ہوئی ہے - (صفحہ ۲۰۶ - ۲۰۹ رسالہ آریہ سماچار ماہ کارتک سمت ۱۹۳۷ جلد ۲ - نمبر ۱۹)

مظفرنگر کا حال

۱۵ ستمبر سنہ ۸۰ء سے ۲ - اکتوبر سنہ ۸۰ء تک

چارشنبہ مطابق ۲ - اسوج شکلا انت دبھادوں سُدی ۱۲ - سمت ۱۹۳۷ سے ۱۳ - بدی شنبہ سمت ۱۹۳۷ تک

لالہ نہال چند جی ویش رئیس مظفرنگر نے بیان کیا کہ سوامی جی اسوج کے مہینے میں یہاں تشریف لائے اور ہمارے بنگلہ میں شہر کی جانب مشرق اترے تھے منشی ڈال چند ہیڈ ماسٹر ضلع سکول اور لالہ بدری پرشاد تحصیلدار و بابو سجناتھ منصف اور میں بُلانے میں شریک تھے اندنوں

انجمن تھیاسوفیکل سوسائٹی کی بانی لیبلوٹسکی صاحبہ کے ہمراہ امریکہ سے آئی ہیں۔ اور تحریک سماج کے کلکتہ سے یہاں تشریف لائیں۔ اور بابو چھیدی لال صاحب ممبر سماج کی کوٹھی پر مقیم ہوئیں یہ اپنے آپ کو دکھن کی رہنے والی بتاتی ہیں اور اب چند سال سے کلکتہ اور اس کے نواح میں ٹھہری ہوئی ہیں البتہ فی زمانہ اس ملک کی مستورات میں سے علم سنسکرت میں طاق ہیں اور لیکچر دینے میں شہرہ آفاق۔ انہوں نے چار یا پانچ لیکچر دربارہ تعلیم نسوان کے ایک بابو چھیدی لال صاحب کی کوٹھی پر اور باقی سماج میں دئے اور لیکچر بڑی دھوم دھام کے رہے۔ اول تو زبان صاف اور شستہ اور پھر دلائل اور نظائر قوی اور برجستہ الغرض بائی صاحبہ دو ہفتہ سے زیادہ یہاں مقیم رہیں۔ اور پھر اپنے ایک بنگالی دوست کے ساتھ جو ان کے آنے کے بعد میرٹھ میں تشریف لائے تھے دہلی ہوتی ہوئیں وطن کو واپس گئیں۔ سوامی جی مہاراج نے اپنی تصنیفات کا ایک پیکٹ (جس میں سنسکار ودھی۔ ستیارتھ پرکاش۔ سندھیا۔ آریہ ونے وغیرہ بہت سی کتابیں شامل تھیں) رامابائی کو عطا کیا اور سماج نے بخیال ان کے خرچ راہ اور انتشاہ کے ایک سو پچیس روپیہ نقد اور ایک تھان قیمتی دس روپیہ کا روانگی کے وقت اُن کی نذر کیا۔ بائی صاحبہ کی لیاقت علمی میں کچھ شک نہیں اور باایں ہمہ تعجب ہے کہ اگر وہ نیک چلن نہ رہیں اور بد چلنی سے اپنی علمیت کو بٹہ لگائیں یہ ان کی یہاں کی چند روزہ کی سکونت کا تجربہ ہے۔ زیادہ حال زیادہ سابقہ پڑنے سے ہی معلوم ہو سکتا ہے ؀

اس ضمن میں کرنیل الکاٹ صاحب بھی معہ میڈم بلیوٹسکی صاحبہ کے شملہ کو جاتے ہوئے سوامی جی مہاراج کی ملاقات کے لئے یہاں تشریف لائے اور بابو چھیدی لال صاحب کی کوٹھی پر فروکش ہوئے۔

یوں تو کرنیل صاحب اور لیڈی صاحبہ سے تذکرے درمیان میں آئے اور انہوں نے بھی یوگ ودیا وغیرہ کی نسبت بوساطت پنڈت بلدیو پرشاد صاحب ہیڈ ماسٹر نارمل سکول میرٹھ کے بہت سے بیانات سوامی جی سے سُنے اور دریافت فرمائے۔ مگر چند باتوں میں مثل سماج کے ایک یا دو نیموں اور ایشر پرستی وغیرہ تذکروں کے بہت کچھ انہیں اور سوامی جی میں رد و بدل رہا لیکن بقول شخص۔ ع۔ آنرا کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک سب طرح سے اُن کا اطمینان کرا دیا گیا۔ البتہ ایشر وشئے میں اُن کا بھرم رفع نہ ہوا۔ لیکن مجھکو یقین ہے۔ کہ اگر وے سوامی جی مہاراج کے بیانات کو اس بارے میں سنتے تو بے شک حق و ناحق کو سمجھ جاتے۔ مگر وے تو ایسے ہٹ پر ہے کہ ایشر وشئے میں اپنا عقیدہ ظاہر تو کرتے گئے۔ مگر گفتگو کرنے یا سُننے کو باوجود سوامی جی کے اصرار کے پھر مطلق راضی نہ ہوئے۔ کرنیل صاحب نے دو روز سماج میں جا کر تھوڑی تھوڑی دیر تک انگریزی میں اپنے سیلون کے سفر کی کیفیت کو کہہ سنایا ؀

کچھ اس دلیش والوں کو زمانہ سلف کی خوبئیں سنا کر اُکشاہ دلایا۔ اور ایک روز بابو چھیدی لال صاحب کی کوٹھی پر لیکچر دیا جس میں انہوں نے اول آریہ سماج کے نیموں کو جس کا ترجمہ انگریزی میں ہمارے سپریزیڈنٹ صاحب نے کر دیا تھا حاضرین جلسہ کو پڑھ کر سنایا بعد ازاں اپنی سوسائٹی کے اُصولوں کو پڑھا اور ایک دوسرے کا مقابلہ کر کے دکھایا۔ پھر سیلون کے سفر کی حقیقت وہاں کے پادریوں سے مباحثہ کی کیفیت کو بیان کیا۔ اور سوامی جی مہاراج سے جو کچھ اس مرتبہ گفتگو ہوئی تھی اس کو بھی (جس کا ذکر میں مختصراً اوپر لکھ چکا ہوں۔) کہہ سنایا اور تھیاسوفیکل سوسائٹی۔ اور آریہ سماج کا تعلق بیان کیا جسکو سوامی جی مہاراج نے بھی اِس سے پہلے بذریعہ بھاشا کے وگیاپن کے مشتہر کیا تھا۔ اس کے بعد وے اگلے روز شملہ کو روانہ ہوئے مگر سوامی جی مہاراج کے دو ویاکھیان اور ہوئے۔ پھر وے بھی حسب درخواست چند اہالیان اور رئیسان مظفر نگر کے وہاں ۱۵ تاریخ ستمبر سنہ ۱۸۸۰ء کو تشریف لے گئے ؀"

(از آریہ سماچار میرٹھ بابت ماہ کارتک سمت ۱۹۳۷ جلد ۲ نمبر ۱۹ صفحہ ۲۱۸ سے ۲۲۲ تک)

لوگوں نے اپنی اشتمکش دفع کی - لوگ سوامی جی سے پھر ویاکھیان دینے کے واسطے بہت کہتے رہے اور ساتھ ہی اس کے سماج ستھاپت کرنے کی بھی اچھیا پرگٹ کی مگر سوامی جی ایک ضروری کام کے سبب زیادہ نہ ٹھیر سکے اور ۶ - جولائی سنہ کو میرٹھ کی طرف تشریف لے گئے اور پنڈت طوطا رام جی کو پیچھے سماج قائم کرنے کے واسطے چھوڑ گئے - جب تک وہاں رہے عموماً سو سوا سو [۱۲۵] آدمی ہر وقت پرشن درشن اور اپدیش ارتھ موجود رہتے تھے ؛

۱۱ - جولائی سنہ ہ روی وار کو سماج ستھاپت ہوا - اور اس روز سے برابر جاری ہے -

از بھارت سودشا پرورتک نمبر ۱۳ - جولائی سنہ ۸۰ صفحہ ۸ سے ۱۱ تک

شہر میرٹھ کا حال

۸ - جولائی سنہ ۱۸۸۰ع سے ۱۵ - ستمبر سنہ ۱۸۸۰ع تک

۸ - جولائی سنہ ۸۰ع کو سوامی جی حسب درخواست سماج میرٹھ کے اسجگہ تشریف لائے اور منشی رام سہائے صاحب نائب سکرٹری سماج میرٹھ کی کوٹھی واقعہ چھاؤنی میں قیام پذیر ہوئے ان کی آمد کی خبر سنتے ہی شائقین علم دوست کے دل تو خوشی سے باغ باغ ہو گئے مگر پوپ اور ان کے چیلوں کے جگر حسد سے پاش پاش ہوئے لیکن لاحاصل - کیونکہ اپنی طرف سے تو وہ پہلے بہت من گھڑت لکھتے رہے گر چونکہ دروغگو کو کبھی فروغ نہیں ہوا - اس لئے نادم و خجل ہی رہے لیکن کیا کریں عادت سے لاچار تھے - جب اسمرتبہ کچھ اور نہ ہوا تو گرائیہ پر ایک دو کتھا کہنے والے ہی بلا کر کتھائیں کرائیں ایک صاحب نے تو سماج کے قریب ہی اپدیش کے وقت رامائن کی چوپائیں آواز بلند کئی روز کہلوائیں تاکہ نہ خود سنیں نہ اوروں کو سننے دیں مگر ان باتوں سے ہونا ہی کیا تھا - سننے والوں کا تو کچھ بھی نہ گیا - البتہ صاحب عیب کا عیب ظاہر ہو گیا - خیر وہ جانیں اور ان کا کام - اپنا تو اس شعر کے مطابق

تو ام آنکہ نیازارم اندرون کسے   حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

مصرعہ اول پر عمل ہے - مگر مصرعہ دوم کا عقدہ لاینحل ہے - اختصار کلام اس مرتبہ سوامی جی دو ماہ سے زیادہ یہاں قیام پذیر ہوئے - ہر روز شام کے وقت قیام گاہ پر بیٹھکر شائقین کو ست اپدیش سے فائدہ پہونچاتے رہے - اور ویاکھیان اس ایام میں ہر ہفتہ دو دو ہوتے رہے جن میں علم کی فضیلت اور اس کی تحصیل کی ضرورت - دھرم کا سچا گیان - ایشر برہم اور مایا کا بیان - وید مقدس کے پرمیشور کرت ہونے کے ثبوت بالتصریح مکتی کے سادھن اور ان کی تشریح - ویدانت کی فلاسفی خود غرضوں کی خود غرضی - پاپ اور پن کے بچار کی تائید - ناستکوں کے اعتراضات کی تردید ایک اُپ نشد کے بہت سے مقامات اور اور مختلف بیانات بیان فرمائے - چونکہ سوامی جی سے اور رامابائی سے عرصہ سے خط و کتابت ہو رہی تھی — پس اسی خط و کتابت کی اثناء میں رامابائی معہ ایک بنگالی اور دو ملازموں یعنی ایک مرد اور ایک عورت کے حسب

لوگ جو یہاں پڑھنے آیا کرتے تھے بیشک جب مہاراج کی طرح مہاتما لوگ ہونگے تب ہی غیر ممالک کے لوگ آتے ہونگے "

سوامی جی کل پانچ روز رہے ہم نے इदं विष्णुर्विचक्रमे त्रेधा निदधे पदम् والے منتر کا ارتھ پوچھا تھا سوامی جی نے فرمایا کہ تین پدوں سے مراد اندھکار ۔ پول ۔ پرکاش ہے ۔ چوبے ابیں لال پلیڈر و کشن گوپال وکیل بھی جایا کرتے تھے کسی پادری یا پنڈت سے یہاں شاستر ارتھ نہیں ہوا ۔ ہم نے پوتر بھومی کی بابت پوچھا تھا ۔ فرمایا کہ ہمالیہ پر بھی کوئی پاپ کریگا تو بھی پھل بھوگے گا +

یہاں سے بسواری گھوڑا گاڑی بہاروں گئے ۔ اور ایک روز بہاروں رہکر ۸ ۔ جولائی ۱۸۸۰ء کو میرٹھ تشریف لے گئے +

مین پوری کے منگل سماچار

یکم جولائی ۱۸۸۰ء سے ۶ ۔ جولائی ۱۸۸۰ء تک

۳۰ ۔ جون ۱۸۸۰ء کو سوامی جی فرخ آباد سے یاترا کر یکم جولائی ۱۸۸۰ء ۶ بجے پراتا کال مین پوری سوشوبہت ہو کر ۔۔۔ کرل دروازہ کے باہر ٹھان سنگھ سوھیل کے باغ میں ٹھیرے یہ سماچار سن ہزاروں نگر نواسی اس سمہ سے لیکر سایںگ کال کے ۱۱ ۔ بجے تک پرمانند پوربک درشن کی اچھیا کر آتے جاتے رہے اور پرمود سے سوسن بھاشن کر چت کو ہرشت کرتے رہے ۔ لوگوں کے شکوک دور ہونے سے جو انہیں آنند ہوتا تھا وہ گویا اس مصرع کے حسب حال ہے ۔ جنم دردری مانو نوندہ پائی ۔ پنڈت طوطا رام جی بیان کرتے ہیں کہ وہاں شایستہ لوگ یہ کہتے پھرتے تھے کہ جیسا کچھ آنند ہم پہلے سے رشی منیوں کے سماگم کا سنتے آئے ہیں پرتکش دیکھ لیا ۔ اس اپورب مورتی کو دھن ہے ۔ اس طرح آنند پوربک دو دن گذر گئے +

تیسرے دن تاریخ ۳ ۔ جولائی ۱۸۸۰ء کو ۵ بجے سایںگ کال کو ایک بڑے لمبے چوڑے اکٹ گنج نامی استھان میں ویاکھیان کا آرنبھ ہوا یہ ویاکھیان دھرم وشے پر تھا اگرچہ اُس روز ابر تھا مگر بڑے بڑے سیٹھ ساہوکار اور اچھے اچھے رئیس حاکم و افسر لوگ اور عہدہ داران و دیگر سامعین کی بڑی بھیر بھاڑ تھی +

غالبًا ایک ہزار آدمی ہونگے ۔ تب کا انتظام بھی لایق تعریف تھا ۔ یعنی آغاز سے سماپتی تک کوئی کسی پرکار کا شور نہیں ہوا ۔ کیونکہ سبھا کے پربندھ کرتا صاحب کلکٹر بہادر تھے ۔ صاحب جج مہاشے کی یہ ہوستھا دیکھنے میں آئی کہ ویاکھیان کے آرنبھ سے سماپتی پرینت دو گھنٹہ تک برابر چت لگا کر سنتے رہے ۔ اور کسی طرف کوئی توجہ نہ کی +

۴ ۔ جولائی ۱۸۸۰ء کو بھی یہی حال ہوا اس روز مطلع صاف تھا ۔ اس لئے پہلے روز سے دگنے آدمی تھے ۔ یہ ویاکھیان ایشر وشے میں ہوا ۔ سبھا کی سماپتی پر سب لوگ سب طرح سے دھنواد دیتے ہوئے گھروں کو کہتے جاتے تھے کہ جیسے سوامی جی کی پرتشٹھا پہلے سے سنتے تھے ویسا ہی دیکھنے میں آیا +

۵ ۔ جولائی ۱۸۸۰ء کا دن شنکا سمادھان کے لئے رکھا گیا تھا ۔ تاکہ جو کچھ دو دن میں شنکا پیدا ہوئی ہو وہ نورت کیجاوے ۔ اُس روز

مین پوری تک گئے تھے ٭

ایکدفعہ مادھورام کے طویلہ میں. بحالت ویاکھیان فرمایا کہ لوگ جو کہتے ہیں کہ پرتھوی شیش پر ہے اگر وہ سوچیں تو اُن کو شیش کے واسطے کوئی آدھار تلاش کرنا پڑیگا۔ اور اُس کے واسطے کوئی اور مگر اصل میں یہ لفظ ٹھیک ہے لوگ ارتھ نہیں جانتے اور غلطی سے لوگوں نے اس کا ارتھ سانپ جان لیا۔ ورنہ اصل میں یہ سب ناشوان ہیں سب کا شیش (باقی) پرمیشور رہے۔ اور پرتھوی اس کی آدھار ہے ٭

ایک روز ہمکو بطور نصیحت سنا کر کہا کہ ایسا کون بیوقوف ہوگا جو اپنا بیج دوسرے کے کھیت میں جاکر بووے اور اگر کوئی ایسا کرے تو اس کو پھل کیسے مل سکتا ہے۔ ہمکو سوائے تسلیم کے اور کوئی جواب نہ ہوا۔ اور ایک دفعہ ہم سے فرمایا کہ تم اس کو چھوڑ دو اور قول دو میں نے کہا کہ قول تو نہیں دیتا۔ مگر ضرور چھوڑ دونگا۔ چنانچہ پرمیشور کی کرپا اور ان کے اپدیش سے ہم نے اس عیب کو بالکل چھوڑ دیا۔

لالہ نرائن داس صاحب مختار منتری آریہ سماج فرخ آباد نے بیان کیا کہ یہاں پر سماج کے ایک ممبر سے چند بدمعاشوں کی لڑائی ہوئی تھی جسپر عدالت سے دو بدمعاشوں کو تین تین ماہ کی قید ہوئی تھی۔ چند روز بعد سوامی جی فرخ آباد میں آئے یہ مقدمہ مسٹر الکاٹ صاحب کی عدالت سے فیصلہ ہوا تھا۔ وہ سوامی جی کے بھی واقفکار تھے۔ بحالت ملاقات سوامی جی کے صاحب مجسٹریٹ نے سوامی جی سے مقدمہ کا حال ذکر کیا سوامی جی نے اُن سے کہا کہ اور تو درست تھا مگر جاے واردات وہ جگہ نہیں تھی اور جگہ تھی صرف اتنا جھوٹھ تھا۔ بلا روک ٹوک اصلیت بتلادی کسی کا کچھ لحاظ نہ رکھا ٭

کمپ فتحگڈھ میں بحالت ویاکھیان ڈالسٹن صاحب جائینٹ مجسٹریٹ نے یوگ کی بابت پوچھا تھا سوامی جی نے یوگ کی تشریح کی اور فرمایا کہ اگر آپ لوگ یوگ کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے کیونکہ مانس شراب کے کھانے والے ہو اگر یوگ کرنا چاہو تو روٹی اور مونگ کی دال کھانی چاہئے۔ تب کرسکتے ہو ورنہ نہیں" ٭

مین پوری کے حالات

چوبے ہردیال جی نے بیان کیا کہ مرزا احمد علی بیگ صدر الصدور اور موہن لال منصرم وغیرہ بہت سے لوگ باغ میں ملنے گئے تھے اور ہر روز جایا کرتے تھے۔ لکچر ان کے اکٹ گنج میں سرائے کے اندر ہوئے۔ کل تین لکچر ہوئے شامیانہ لگ کر انتظام قرار واقعی ہوا تھا ایک روز پرمیشور کے ثبوت میں ویاکھیان دیا۔ دوسرے روز وید کی اُتپتی اور دھرم اُپدیش۔ تیسرے روز وید کے پرتپادن اور سب متوں کے کھنڈن پر۔ ایک ڈاکٹر انگریز نے ناستک پن کا سوال کیا۔ سوامی جی نے اس کا جواب دے کر کہا تھا کہ یہ پرلے درجے کے ناستک ہیں جو میٹر وغیرہ کو بھی نہیں مانتے صاحب کلکٹر اور ایلیٹ صاحب جج و ڈاکٹر صاحب ہر روز لکچر میں آیا کرتے تھے۔ لکچروں کے اختتام پر مرزا احمد علی بیگ نے بہت دھنواد دیا تھا۔ کہ یہ جو کہتے ہیں کہ دور دیش جیسے چین وغیرہ کے

کہا کہ چل تجھے سوامی جی سے تسلی کرا دوں جس پر ہم دونوں آئے۔ سوامی جی اسوقت ہنڈ دینے کے تلکے پر ایک باغ میں اترے ہوئے تھے اور آم کا موسم تھا۔ سوامی جی اسوقت بھوجن کر رہے تھے۔ ہم نے جا کر کہا کہ مہاراج اُپست تنو کا یہ پنڈت رامانجی بدن کا جلانا ارتھ کرتا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں۔ فرمایا کہ ہم بھوجن کر لیں۔ چنانچہ بھوجن کرنے کے بعد تھوڑا سا ٹہلے اور کہا کہ بھوجن کر تو اشت پدم گھیت یعنے بھوجن کر کے سو قدم چلے۔ پھر تھوڑا سا لیٹ کر پلنگ پر بیٹھ نوکر کو کہا کہ وید لاؤ۔ وہ لایا سوامی جی نے وہ منتر نکالا (رگ وید منڈل ۹۔ سکت ۸۳۔ منتر ۱ و ۲) اور ارتھ کر کے بتلایا اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ اگر تم ہمارا ارتھ نہ مانو تو تمہارا سائن بھی ایسا ہی ارتھ کرتا ہے پھر وہاں کیا کرو گی۔ اُپست تنو سے جپ تپ یم نیم وغیرہ باتیں مراد ہیں بدن کا جلانا مراد نہیں ہے۔ مگر پنڈت بشن دت پھر بھی ضد کرتا رہا۔

پھر سوامی جی نے تربوز چیر کر سب کو بانٹ دیا۔ اُس رامانجی نے کہا کہ تلسی کا پتا ہو تو ہم کھاویں۔ سوامی جی نے کہا کہ تم سے بکری کی عادت نہیں جاتی۔ اس نے کہا کہ یہ تو اچھا ہے۔ سوامی جی نے فرمایا کہ روگ کے واسطے نہ کہ ہر وقت۔ ہر وقت چبانا تو صاف پشوپن ہے اور کچھ نہیں۔ اس کے کھانے میں کچھ مہاتم نہیں۔

پہلے سوامی جی نے ایک دفعہ ست پرکاش پاٹھشالا بھی قائم کی تھی جس میں ہم نے پراگیہ تک پڑھا پھر کالج میں چلا آیا۔ عرصہ ہوا۔ وہ شالا بند ہو گئی ہے۔

شہر فرخ آباد کا حال

۲۰ - مئی سنہ ۷۹ء سے ۳۰ - جون سنہ ۷۹ء تک

پنڈت گوپال راؤ ہری جی بیان کرتے ہیں کہ ساتویں بار ارتھات انتم بار شری سوامی جی مہاراج سمت ۱۹۳۶ کے ادھ بیساکھ ماس میں یہاں آئے اور ڈیڑھ ماس رہکر مین پوری ہوتے ہوئے میرٹھ کو چلے گئے۔ اس اوسر میں سماجی پنڈتوں کا سنیوگ و یوگ کچھ ہوا دیکھ یہاں کا دھرم الوکول کاریہ چلنے کے ارتھا انترنگ سبھا کے اوپر انہوں نے بھارلنک سبھا ستھاپت کی۔ بہت سے ویاکھیان یہاں اور فتح گڈھ میں دئے۔ اور اسی اوسر میں دھرم سبھا والوں کے پنڈت آمادت جی سے اچھیا انوسار مکھ کر شاستر ارتھ ہونے کے ارتھ بہت لکھا پڑھی بھی ہوئی۔ راجا شیو پرشاد کرت نویدن پتر کا دانت توڑ اتر بھی دیا گیا۔

لالہ جگناتھ جی رئیس فرخ آباد نے بیان کیا کہ وہ سمت ۱۹۳۶ میں آئے اس دفعہ بہت سے ویاکھیان دئے۔ غالباً سماج کے مکان میں تین اور مادھورام کی باڑی میں دو۔ کیمپ فتح گڈھ میں بابو گوری لال کے بنگلہ پر تین۔ آخر کو جب چلنے لگے تو اور لوگوں اور بابو درگا پرشاد جی نے کہا کہ آپ آج نہ جاویں سوامی جی نے فرمایا کہ ہم آج ضرور جاوینگے۔ ڈاک گاڑی تلاش کی گئی سوامی جی نے فرمایا کہ ہم پیدل چلے جاوینگے۔ اور سویرا مین پوری میں کرینگے۔ رہیں گے نہیں چونکہ وہ پروگرام کو توڑنا نہیں چاہتے تھے۔ اور لوگ محبت سے رکھنا چاہتے تھے۔ جس پر آخر بابو درگا پرشاد جی نے کوتوال شہر سے کہکر زبردستی گاڑی جُتوائی اور اپنا جمعدار صالح محمد خاں ساتھ کر دیا۔ طوطا رام چوبے یہاں سے ساتھ

آخر سوامی جی نے اس کے بضد ہونے پر کہا کہ اس سے ہوگا تو کچھ نہیں لیکن اگر تو یہی چاہتا ہے تو لے اور اپنے پاؤں کا انگوٹھا اُس
ستک پر لگا دیا اور وہ چلا آیا یہ ذکر مجھکو اُس نے خود سُنایا تھا ؛

جن دنوں سوامی جی علاقہ بہار کے داناپور میں اُپدیش دے رہے تھے کسی نے جھوٹھ موٹھ انڈین مرر کے اڈیٹر کو کہا کہ سوامی جی نے کسی پتھر کی مورتی پر لات ماری جس سے لوگوں پر بُرا اثر ہوا۔ اور انہوں نے اپدیش میں آنا بند کر دیا۔ چنانچہ اخبار میں اِن لفظوں میں لکھا ہے ؛

از انڈین مرر "ہم امید کرتے ہیں کہ ہمکو یہ خبر صحیح نہیں ملی کہ پنڈت دیانند سرستی لوگوں کے مذہبی اعتقادات کا ذکر عزت کے ساتھ نہیں کرتے۔ کہتے ہیں۔ کہ بہار کے ایک قصبہ میں سوامی جی نے ہندؤں کی ایک پتھر کی مورتی پر لات مارنے کی خواہش ظاہر کی تھی ہم کو معلوم ہے کہ اس کاروائی سے لوگوں پر بُرا اثر ہوا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اُن کا اپدیش سننے سے ہٹ گئے۔ ایک ہندو بت شکن اور گرم جوش عیسائی مشنری میں تھوڑا ہی فرق ہے پس حیرانی کی بات نہیں ہے کہ لکھنؤ وِٹ نس اخبار میں یہ فقرہ نکلا جبکہ برہمنوں کو علانیہ طور پر ملک کے سخت بدخواہ بیان کیا جاتا ہے اُن کے پاپوں کو ظاہر کیا جاتا ہے اور اُن کو برابر سزاوار قرار دیا جاتا ہے تو جو عزت اِس فرقے کو صدیوں سے حاصل ہے اس میں بڑا بھاری فرق آتا ہے۔ اپنے ملک کے بڑے بھاری فرقہ کی بابت ایسی سخت کلامی کرنے سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں نیکو کاری کچھ اور ہی ہے " ۲- دسمبر سنہ ۷۹ء جلد- ۱۹- عدد ۲۹۷ سنڈے

مگر یہ محض بہتان ہے۔ کسی نادان نے شرارت کی راہ سے جھوٹی خبر ارسال کی سوامی جی نے ہرگز ایسا نہیں کیا اور نہ کوئی اُن کے ویاکھیانوں سے ناراض ہوا۔ بلکہ تمام لوگ نہایت اشتیاق سے سنتے رہے۔ اور پنڈت گوکل چند وغیرہ جو اول بڑے کٹے بت پرست اور چتربھج جی کے مددگار تھے مورتی پوجا کی اصلیت اور سوامی جی کے ست اپدیشوں کی برکت سے اسی روز سے آریہ سماج کے حامی بن گئے۔ جو اب کلکتہ آریہ سماج کے سبھاسد اور ویدک دھرم کے بڑے پریمی اور پرجوش ممبر ہیں۔ کئی جگہ ایسی بے بنیاد افواہیں سوامی جی کی نسبت لوگوں نے شائع کرائیں ؛

آخر الامر سوامی جی ۲۰- دن وہاں ست اپدیش کر کے کارتک سُدی ۷- گورو وار مطابق ۱۹- نومبر کو داناپور سے چلکر اسی روز بنارس میں سوشوبھت ہوئے۔ اور مہاراجا دہج نگر کے آنند باغ میں قیام فرمایا ؛

شہر لکھنؤ کا حال

۵- مئی سنہ ۸۰ء سے ۱۹- مئی سنہ ۸۰ء تک

سوامی جی بنارس سے روانہ ہو کر لکھنؤ میں پدھارے۔ پنڈت یگیہ دت شاستری نے پریاگ میں بیان کیا کہ جن دنوں میں پاس گنگا دھر شاستری کے لکھنؤ میں پڑھتا تھا ایک دن مسٹر اپیندر ناتھ دت رام کرشن مت انویائی سے (جو بھاگوت جانتا تھا) اُپنیشت تنو کے ارتھ پر تکرار ہوا۔ میں نے

پارپانچ وبلہ ادبین کے وہاں آئے ہم نے چٹائی دیکر بٹھلایا انہوں نے کہا کہ شاستر ارتھ ہونا چاہئے۔ ہم نے کہا کہ قبول ہے تب کہا کہ کوئی جگہ بتاؤ۔ ہم نے اوما چرن بنگالی کا مکان بتلایا اور کہا کہ ٹکٹ اور انتظام سرکاری ہو جتنے دونوں طرف کے سکرٹری چاہیں آتنے آدمی برابر برابر دونوں طرف کے ہوں ۔ اس نے کہا کہ باہر کی ذمہ داری کون کریگا۔ وہ ہم نے اپنے ذمہ لی۔ تب کہا کہ وہاں نہیں۔ عام جگہ میں ہو۔ ہم نے کہا کہ ایسی جگہ راجا کا بنگلہ ہے۔ وہاں سے بھی انکار کیا ہم نے کہا کہ تمہاری کہاں مرضی ہے۔ کہا کہ اُس شوالہ کے پاس سیدان میں جہاں حسن من ہے۔ ہم نے کہا کہ اس کی ایک طرف شراب خانہ اور دوسری طرف تاڑی خانہ ہے جس میں تین چار ہزار بدمعاش جمع ہو سکتے ہیں اور ایسے ہی لوگ وہاں رہتے ہیں وہاں کون بھلا مانس جاویگا۔ تمہارا مطلب شرارت سے معلوم ہوتا ہے؛

ایک نواب اور دوسرے ڈاکٹر وزیر خاں وپنڈت بشیشر مصر یہ صاحبان اکثر بلاناغہ لکچروں میں جایا کرتے تھے۔ اول الذکر صاحبوں کو مسلمانوں نے بہت دق کیا۔ کہ تم اُن کے لکچروں کی کیوں تعریف کرتے ہو۔ مگر وہ انصاف پسند راستی سے باز نہ آئے۔

ٹھاکر داس گھڑیساز نے کہا کہ ہم بھی چتربھج کی طرف سے پیغام لایا کرتے تھے۔ سوامی جی نے فرمایا۔ کہ اگر وہ ہمارے سامنے آکر مُورتی پُوجا کا ثبوت دیں تو ہم اُن کو پانچسو روپیہ انعام دینگے۔ ہم نے جاکر اُن سے کہا اُس نے جواب دیا کہ بھائی ہم نہیں جاسکتے؛

ایک حلوائی ٹھاکر چند بھگت بھی اندنوں چتربھج شرما کی طرف سے سیکھ سکھ کر سوامی جی سے مورتی پوجا پر وواد کیا کرتا اور بکواس بھی بہت کرتا تھا۔ یہ بڑا چالاک آدمی تھا ایک دن سوامی جی نے اُس کو کہا کہ تو ہم کو روز دق کرتا اور ہمارا سمے بیرتھ ضایع کرتا ہے۔ ایسا نکر ورنہ تیرا انگ بھنگ ہو جاویگا۔ کیونکہ وید میں مُورتی پُوجا ہرگز نہیں ہے۔ ایسا کرنا مہا پاپ ہے۔ جس پر وہ کرودھت ہو کر کچھ بولا اور چلا گیا۔ اس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ وہ گلت کوڑھی ہو کر اس جھگڑے کے دس بارہ یوم بعد مر گیا۔ سب کوئی جانتے ہیں کہ اس کا یہ حال ہوا؛

ہری ہر کھیشتر پر جانے کی صلاح ہوتی رہی اور رائے بہادر بابو مہابیر پرشاد جی نے اپنے آدمی بھی تعینات کر دئیے۔ مگر باقاعدہ ٹھیک وقت پر انتظام نہ ہونے کے سبب سوامی جی وہاں تشریف نہ لیگئے؛

بابو بنی لال ممبر آریہ سماج داناپور نے بیان کیا کہ ایک شخص درگا دہتی برہمن سکنہ پورانا داناپور اسٹامپ فروش اپنے جات بھائیوں کے خوف سے سوامی جی کے لکچر میں نہیں جایا کرتا تھا۔ اور اگر جاتا تو چوروں کی طرح باہر کھڑا رہکر سنتا۔ اور پھر چلا جاتا۔ اس کا شوق بہت تھا کہ میں سوامی جی کے مُکھار بند سے کچھ سنوں۔ کئی دفعہ کوشش کی مگر ناکامیاب ہوا۔ آخر اُسے معلوم ہوا کہ سوامی جی پراتا کال تین چار بجے ہی نکل جایا کرتے ہیں۔ ایک رات جدھر سوامی جی جایا کرتے تھے۔ وہ اُدھر جاکر پہلے ہی بیٹھ رہا۔ جب سوامی جی لوٹ کر داناپور سے پورب لب نہر آرہے تھے۔ تب یہ اُن کے پیچھے پیچھے چلا۔ راستہ میں سوامی جی نے اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔ اُس نے کہا کہ میں یہاں کا ہی باسی ہوں۔ مگر برادری کے خوف سے آپ کے ویاکھیان سُننے کو لوگوں کے سامنے نہیں آسکتا۔ آپ سے بات چیت کرنے کی بہت شردھا ہے۔ یہی باتیں کرتے کرتے سوامی جی بنگلہ کے دروازہ پر پہونچگئے۔ تب پوچھا کہ تمہارا مطلب کیا ہے۔ اُسنے کہا کہ مہاراج میری یہی شردھا ہے۔ کہ آپ اپنے چرن کو میرے مستک پر لگا دیجئے۔ سوامی جی نے کہا کہ اس کا کیا پھل ہوگا؟ اور کسی بات کی اچھیّا ہو تو کہو ورنہ ہم جاتے ہیں۔ کسی وقت آنکر پوچھ لینا۔ اُس نے کہا کہ ضرور کسی وقت حاضر ہونگا۔ مگر اس وقت میری یہی شردھا ہے

چترَ بھج کا سوامی جی کو سنایا انہوں نے کہا کہ وہ سامنے نہیں آئے گا۔ دور سے ہی شور مچاتا رہتا ہے ÷

ایکدن یوں دھوکا دیا گیا کہ جب سوامی جی ویاکھیان دے چکے تو تجویز ہوئی کہ جہاری شاہ کے مکان میں جہاں چترَ بھج بھی آویگا وہاں سوامی جی چلکر باہمی شرائط مباحثہ فیصلہ کرلیں۔ ہم لوگ اُس مکان کے حال سے ناواقف تھے۔ چنانچہ سوامی جی اور کتنی دیگر صاحبان ہماری ذات کے گئے۔ بہت سے تو اُس مکان کے باہر رہ گئے۔ اُس مکان میں ایک دوسرے راستہ سے پہلے ہی بہت سے ہندو مسلمان بھرے ہوئے فساد کی نیت سے بیٹھے تھے سوامی جی گئے تب پوچھا کہ کدھر ہیں چترَ بھج سامنے آویں اور بات کریں تب گوبندسرن ستری دھرم سبھانے کہا کہ پنڈت جی نہیں ہیں ہم سے بات کیجئے کیونکہ آن کو اس وقت آنکھوں سے نہیں سوجھتا تب سوامی جی نے کہا کہ اگر نہیں سوجھتا تو زبانی جواب سوال کرے۔ اُس نے کہا کہ وہ سامنے نہیں آویگا۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو ان کے درشن کرنے سے پراشچت لگتا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ وہ کپڑے کی آڑ سے بات چیت کرے ہر گوبندسرن نے کہا کہ ہم سے آپ بات چیت کریں وہ نہیں آویں گے۔ سوامی جی نے کہا کہ تم کون ہو جس سے ہم بات چیت کریں وہ آویں تب اُس نے ایک چراغ جو جلتا تھا اُس کو بجھا دیا۔ اور سب نے تالی بجانا شروع کیا تب ہم نے للکارا کہ سب کو مار ڈالیں گے۔ ایسا مت جانو۔ ہمکو باہر آنے کا راستہ بھی اندھیرے کے سبب معلوم نہ تھا۔ لمپ ہمارے ساتھ تھا۔ چنانچہ ایک ہمارا ممبر لمپ لیکر سوامی جی کے آگے چلا۔ اور سوامی جی اُس کے پیچھے اور ہم سب سوامی جی کے پیچھے انہوں نے دو تین ڈھیلے پھینکے تھے مگر وہ ہم تک نہ پہونچ سکے ہم دونوں ہاتھ میں ڈنڈا لئے ہوئے اور یہ کہتے کہ ارے بدمعاشو! تم کو جان سے مار ڈالیں گے۔ کوئی آوے تو سہی۔ چنانچہ ہم آہستہ آہستہ باہر نکل آئے اور سب بھائی اکٹھے ہوئے اور سوامی جی کو گاڑی میں بٹھلایا ہماری طرف بہت مضبوط آدمی تھے۔ وہ ہماری مضبوطی کے سبب کچھ نہ کرسکے۔ اُس کی ایسی کرتوت سے ہم جو پہلے اسی کے حامی تھے اور مورتی پوجک تھے دھرم سبھا سے بیزار ہو کر آریہ سماج کے ممبر ہوگئے۔ پھر ہم بحالت ویاکھیان سوامی جی کا معہ آٹھ دس آدمیوں کے پہرہ دیتے رہتے تھے۔ کہ کوئی شریر ڈھیلا نہ پھینک دے۔ اپدیش کم سنتے تھے۔ مگر اس میں بھی کوئی کوئی بات ہم سُن لیتے تھے۔ وہی اپنے واسطے کافی سمجھتے تھے۔ یہ کام اپنی خوشی سے کرتے تھے۔ کسی کے کہنے سے نہیں ÷

انہیں دنوں ایک پروانہ نمبر ۷۹۵ - صاحب مجسٹریٹ بہادر کی پیشگاہ سے بدیں مضمون صادر ہوا۔ کہ درگاپرشاد و مادھو لال جہابیر شاہ و جنک دھاری لال ساکنان داناپور کو معلوم ہو کہ بملاحظہ رپورٹ سب انسپکٹر داناپور معلوم ہوا کہ دو پنڈت اس شہر میں آئے ہوئے ہیں دونوں کا طریقہ مذہبی دو طرح کا ہے۔ دونوں پنڈتوں کی مدد میں بہت سے آدمی جو جس طریقہ مذہبی پر ہیں رہتے ہیں۔ دونوں پنڈتوں میں اپنے اپنے رواج مذہبی میں سبھا شاستر ارتھ ہونے کا پیغام ہے۔ و بوجہ اختلاف در رواج مذہب و ہونے کلمہ و کلام طریقہ پر اپنے اپنے مابین تم لوگ و سمیان گوبندسرن و پیارے لال و رام کشن و بابو لال و نند لال ساکنان داناپور بمقتضائے رواج مذہب کے ہر حال احتمال وقوعہ سنگین کا ہے۔ بنابراں تم لوگوں کو لکھا جاتا ہے۔ کہ اگر سبھا کرنے میں یا بحث مباحثہ میں کسی قسم کا جھگڑہ و تکرار وقوع میں آوے گا تو جوابدہی اس کی تم لوگوں سے لی جاویگی تاکید مزید جانو۔ ۱۰ - نومبر ۷۹ء

اس کے دو دن بعد جب ہم سوداگر سنگھ جھکری کے گرگوسائیں کے شوالہ میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت گوبندسرن معہ رام کشن و پرمیشری کھتریان

ہیپ اُس کو جس سے بہتوں کا اُپکار ہو صاحب نے بھی اقبال کیا۔ تب سوامی جی نے کہا کہ گائے سے زیادہ اپکار ہوتا ہے۔ یا بالنس سے۔ اُس جگہ سوامی جی نے مفصل حساب کر کے بتلایا (بموجب گئو کرونانِدھی) کہ بدیں خیال گئو مارنا ادھرم اور پالن کرنا دھرم ہے۔ جونس صاحب نے فرمایا کہ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے۔ سوامی جی نے فرمایا کہ جو بات ثابت ہو جاوے۔ اس کے مطابق چلنا چاہئے۔ یا نہیں صاحب نے فرمایا کہ ہاں۔ تب سوامی جی نے کہا کہ پھر آپ گئو مانس کیوں کہاتے ہیں اس کو چھوڑ دیجئے۔ اس پر صاحب بہادر نے اقرار کیا کہ میں آئندہ گئو مانس نہ کھاؤنگا مگر بکرے وغیرہ کا کھاؤنگا۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم اس کا تمہیں حکم نہیں دیتے مگر گائے کی ادشیہ ممانعت کرتے ہیں اس کے بعد باہمی خوشی خوشی ٹلکر چلے آئے۔

سوامی جی وقت کے نہایت پابند تھے۔ ویاکھیان کے ٹائم پر جوں ہی وقت ہوتا تھا۔ اور گھنٹہ بجتا تھا۔ خواہ شروتاگن آئے ہوں یا نہ جھٹ اوم کہہ ویاکھیان شروع کر دیتے تھے۔

پنڈت چتربھج جی پورانک جی کی کرتوت

جن دنوں سوامی جی یہاں آئے تو دھرم سبھا نے علیگڈھ کے پنڈت صاحب کو ویاکھیان کے واسطے بلایا تھا۔ اس کے آنے سے پہلے ہی سوامی جی کا نوٹس گھوم چکا تھا۔ کہ جس کسی کو شاستراتھ کرنا یا کچھ پوچھنا ہو وہ اوشیہ آکر پوچھے اور ویاکھیان بھی شروع ہو گئے تھے پنڈت جی کے آنے پر باہمی خط وکتابت شروع ہو گئی۔

بابو صوبیدار سنگھ وسوداگر سنگھ وجے رام سنگھ کو (جو تینوں ایک ہی برادری کے ہیں) سوامی جی نے بھیجا۔ کہ جاکر چتربھج سے دریافت کریں کہ وہ کس وِشے پر شاستراتھ کرینگے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم گئے اور پیغام سنایا۔ کہ آپ لکھ کر جواب دیجئے کہ آپ کس وِشے پر شاستراتھ کرو گے۔ یا جس طرح طبیعت چاہے۔ تب پنڈت جی نے کاغذ نکالا اور کہا کہ میں نے وہاں ہرایا۔ وہاں ہرایا۔ وہاں ہرایا کوئی ۲۴ جگہ کا ذکر کیا ہم نے کہا کہ اگر ہرایا ہے تو ایک دفعہ پھر ہرا دو رام لعل و نند لعل برادران نے (جن کے مکان میں پنڈت جی اترے ہوئے تھے) کہا کہ ان کہنے سے کیا فایدہ ہے۔ اگر ہرایا ہے تو پھر ہرا دو۔ مگر پنڈت جی یہاں تک ہرایا ہرایا کہتے رہے کہ ہماری بات ہی نہ سنی۔ انت کو ایک اور بات کہی کہ تم لوگ نہیں جانتے ہو۔ دیانند سوامی اصل میں کرشان ہے (عیسائی) اس وقت ہم نے کہا کہ تم بھلے آدمی نہیں ہو جو ایسے مہاتما کو ایسا کہتے ہو۔ ایسی فضول باتوں سے کیا فائدہ صاف شاستراتھ کا جواب دو۔ ہماری یہ سب باتیں بازار والوں نے بھی سنیں مگر اُس نے شاستراتھ والی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور نہ کوئی شرط طے کی ۔

دوسرے دن صبح ہم بدھو شاہ سنار کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھا کہ پستکوں کی گٹھڑی بندھی ہوئی پنڈت جی پچھم کی طرف بازار کے راستہ سے چلے آتے ہیں۔ وجہ یہ تھی کہ نند لعل و رام لعل نے اُن کی فضول گوئی اور مباحثہ سے حیلہ جوئی اور احتمال فساد کے سبب وہاں سے نکال دیا تھا۔ تب انہوں نے جاکر ٹھاکر باڑے میں تھانہ کے قریب ڈیرا کیا۔ آریہ سماج سے مخالفت کرانے کی غرض سے چتربھج مسلمانوں سے بڑی محبت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ مسلمان بھی اس کے مددگار ہو کر سوامی جی کی مخالفت کرتے تھے۔ ہم نے سارا حال

(ہیرپیچر) موجود ہیں اور اپنے اپنے دھرم کا وعظ کرتے ہیں - ایک متلاشی وہاں گیا - اور وہ کرسچن - محمدی - ہندو - جین وغیرہ جن کا شمار ایک ہزار تک ہے - سب کے پاس سچے دھرم کی تلاش میں گیا - اور اُسے ہر کسی نے یہ بتلایا کہ ہمارا دھرم سچا ہے اور یہ باقی نو سو ننانویں جھوٹھے ہیں اب ہر ایک کی سچائی کے لئے خالی اس کا اپنا بیان اور ایک کی جھوٹائی کے لئے نو سو ننانویں کی گواہی گذرتی ہے - اس سے کیا سمجھنا چاہئے - (صاحب نے جواب دیا کہ معمولی انصاف سے تو ہزاروں جھوٹھے ٹھہرتے ہیں) پھر سوامی جی نے کہا کہ دنیا کی کوئی چیز ایک دم مضر نہیں - کچھ نہ کچھ فائدہ وہ ہر ایک چیز رکھتی ہے - اس لئے یہ ہزاروں جومت ہیں ایک ایک دم جھوٹے نہیں ہو سکتے - کچھ نہ کچھ سچائی ان میں ضرور ہے - سوامی جی نے کہا کہ قیاس کر لو کہ وہ متلاشی ایک سادی نوٹ بک بنا کر پھر ان ہزاروں میں سے ہر ایک کے پاس گیا - اور ہر ایک سے یہ سوال کیا سچ بولنا اچھا ہے یا جھوٹھ - سبھوں نے کہا کہ سچ بولنا - چوری کرنا یا ساہوکاری؟ سبھوں نے کہا کہ ساہوکاری - دیا کرنا اچھا ہے یا شاپ دینا؟ سبھوں نے کہا کہ دیا کرنی - جن سب باتوں میں ہزاروں کی ایک رائے ہے پس ان کے سچا ہونے میں کوئی شک نہیں - اسی طرح جو جو سوالات اس کے دل میں آپجے وہ سب سے پوچھے جس میں سب کی ایک رائے ہو جائے وہ دھرم ہے اور جس میں نا اتفاقی ہو وہ ادھرم یعنے اس کا اُلٹ ہے - پس ان نصیحتوں کا مجموعہ جس میں سب کی ایک رائے ہے وہ متلاشی جمع کرے پس وہی دھرم پرمیشور کی طرف سے اور سچا ہے اس میں کسی کی کھینچ نہیں اس میں ایسا کہیں نہیں ہے - کہ سوائے محمد کی شفاعت یا بنا عیسے کے وشواش یا بنا رام کرشن کی گواہی یا کسی سنیاسی نش کے وسیلہ کے نجات نہیں مل سکتی ہے " اتنا کہکر سوامی جی نے پوچھا کہ اس میں آپ لوگوں کو کچھ کہنا ہے تب جونس صاحب بولے کہ آپ ایسے طور سے ان باتوں کو کہتے ہیں کہ اس کے خلاف کہنے میں گران گذرتا ہے - مگر جب ایسا ہی خیال آپ کا ہے - تو آپ چھوت چھات کیوں مانتے ہیں - ہمارے ساتھ کھانے میں کیا عذر رکھتے ہیں کہا کہ کسی کے ساتھ کھانے یا نہ کھانے میں ہم دھرم ادھرم نہیں مانتے یہ سب باتیں دیش یا جاتی کے رواج سے تعلق رکھتی ہیں اصل دھرم سے نہیں جو سمجھدار ہیں وے بھی بلا ضرورت اپنے دیش یا رواج کے خلاف کام نہیں کرتے - کیا آپ اپنی بیٹی کی شادی کسی نیٹو کرسچن سے کر سکتے ہو - اور کرنے کے بعد آپ کو خوشی ہوگی - صاحب نے کہا کہ نہیں تب سوامی جی نے کہا کہ دھرم کے خیال سے یا اپنی جات کے رواج کے خیال سے - اُس نے کہا کہ جات کے رواج کے خیال سے - تب فرمایا کہ اسیطرح اپنے دیشی بھائیوں کے رواج سے ہم بھی اس کو نہیں کرتے - ورنہ ہم اس کو دھرم قطعی نہیں مانتے - جس سے وہ خاموش ہو گئے -

پھر مورتی پوجا کی بابت ذکر ہوا - مسٹر جونس صاحب نے پوچھا کہ ہندو لوگ بت پرست کیوں ہیں سوامی جی نے کہا کہ یہ بت پرستی ہندوں کا دھرم نہیں ہے - کیونکہ ان کے ست شاستروں میں اس کا ذکر نہیں معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بزرگ لوگ جب مرے تو ان کی تصویریں بنا کر رکھیں اور اسی طرح سمے گذرنے پر محبت کے خیال سے ان کی پوجا شروع کی جیسے کہ آپ لوگوں میں بہت سے لوگ عیسے و مریم و کمروس اور مسیح کے شاگردوں کی تصویر یا مورت بنا کر پوجتے ہیں - یہ او دیا کی باتیں فریقین میں مساوی ہیں جس پر وہ بہت ہی خوش ہوئے - اور ہاتھ ملا کر تشریف لے گئے یہ بات چیت غالباً دو گھنٹہ تک ہوتی رہی ۔

پھر ایک دن پادری صاحب ملاقات کو سوامی جی صاحب کے بنگلہ پر تشریف لے گئے وہاں پر سوامی جی اور جونس صاحب سے گنٹو کے مانس پر ذکر ہوا یعنے سوامی جی نے پوچھا کہ کس خیال کو نیکی کہتے ہیں - یعنے نیکی کی تعریف کیا ہے - صاحب نے کہا کہ آپ ہی کہیں - سوامی جی نے کہا کہ ہم نیکی سمجھتے

ٹھاکر داس۔ گھڑی ساز نے بیان کیا۔ کہ ہم سوامی جی کے پاس اکثر جایا کرتے تھے۔ ہم تو اجداس کے پنتھ میں ہیں۔ جو سکرمت کا پنتھ کہلاتا ہے۔ اُن کے گرنتھ الکھروتی۔ بھی ہرن۔ عرضی۔ کدمادی۔ اور بہت سے بھجن اور وندبنے ہوئے ہیں۔ بتھیر گولر با نام گاؤں جو ضلع لکھنؤ میں ہے۔ وہاں ان کی سمادھ ہے۔ ہملوگ پر نوکا جاپ اور یوگ کی کریا سادھتے ہیں۔ ریچک۔ پورک۔ کُمبھک یعنے کھینچنا۔ چھوڑنا اور دھارنا۔ سادھتے ہیں ان میں پرانایام کرتے ہوئے ہمکو بیماری ہوگئی تھی۔ جس سے ہماری نابھی کمل کی ہوا بگڑ گئی تھی۔ اکثر درد رہتا اور کھانا بھی کم ہوکر کمزور ہوگئی تھی۔ اسوقت ہماری اس بیماری کو تین سال ہوچکے تھے۔ میں نے سوامی جی سے سار برتانت کہا فرمایا کہ ہم بھی یوگ جانتے ہیں اور اکثر کیا بھی ہے۔ ہم اس بیماری کو چھوڑا دینگے چنانچہ اسیوقت ہمکو چیت لٹا کر زانو ہمارے کھڑے رہنے دئیے۔ اور دونوں پاؤں زمین پر جوڑ کر اور اُن پر اپنے دونوں پاؤں رکھکر ہمکو اسطرح سے اٹھایا کہ ہمارے پاؤں زمین سے نہ اُٹھنے پائے۔ ہمارے سر کے نیچے کسی دوسرے نے ہاتھ دیکر اٹھایا تھا۔ اس طرح کرنے سے اسی وقت ہماری نابھی کمل درست ہوگیا اور ایک منٹ میں ہمکو راضی کر دیا پھر آج تک وہ درد نہیں ہوا۔

پھر سوامی جی نے فرمایا کہ ہم بھی تم سے ایک بات سیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ مترتائی ہوگئی ہے۔ ہمارے پاس گھڑی ہے۔ اس کے کھولنے اور بگڑنے و درست کرنے کا بھید ہم نہیں جانتے اس کو بتلا دیجئے ہم نے اس گھڑی کو اُن کے سامنے کھولا درست کیا۔ تنی کمانی لگائی اور کل قاعدہ سوامی جی کو بتلا دیا اور دو ہتھیار یعنے چمٹی اور پیچکش بھی سوامی جی کو دیدیئے۔ سوامی جی ان کی قیمت دینے لگے۔ ہم نے انکار کیا کہ جب ہمارا آپ سے گورو بھاؤ ہوگیا۔ تو ہم آپ سے کچھ نہیں لینگے پھر ہم نے ایکدن سوامی جی سے سوال کیا کہ ایشور ارُوپ ہے اس کا روپ دکھیں کیونکہ جب اس کا نام ہے تو اس کا کچھ روپ بھی ہوگا۔ فرمایا کہ جس طرح ذرات تمام اکاش میں اُڑ رہے ہیں مگر نظر صرف سورج کی کرنوں اور جھروکے میں آتے ہیں۔ ہر جگہ نہیں ویسے ہی ایشور ہے۔ تو ہر جگہ۔ مگر تصور کرنے سے سوجھتا ہے۔ یوں نہیں ٭

ہم نے پوچھا کہ وہ تصور کیا ہے۔ اس کا بھید ہمکو بتلائیے جس سے ہمکو دکھائی پڑے۔ تب سوامی جی نے فرمایا کہ یہ جو تنکے سورج کی کرنوں میں دکھائی پڑتے ہیں۔ اس کا اگر لاکھواں حصہ کیا جاوے۔ تو وہ دکھائی نہیں دیگا۔ سو ایسی پرکار ایشور درشان اور سرب گیہ تو ہے مگر نظر نہیں آتا۔ اس پر ہمارا نتیجہ ہوگیا۔ کہ وہ اروپ تو ہے۔ دھیان سے سوجھتا ہے۔ مگر مورتی والا نہیں ہے ٭

ایک دن جونس صاحب سوداگر نے کہلا بھیجا کہ ہم ملاقات کو آنا چاہتے ہیں چنانچہ وہ معہ گیا کے پادری صاحب اور مسٹر چھبر بیحد صاحب اور میر اور چند میم صاحبان کے تشریف لائے۔ کرسی اور چارپائیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ جونس صاحب نے کہا کہ آپ کچھ فرماویں سوامی جی نے کہا۔ کہ ہم تو روز کہتے ہیں آج آپ ہی کچھ فرماویں۔ تاکہ ہم بھی سنیں۔ آخرالامر سب نے یہی کہا۔ کہ سوامی جی بیان فرماویں تب سوامی جی نے اس طرح کہنا شروع کیا۔ کہ سب قدرتی اشیاء جو پرمیشور نے پیدا کی ہیں۔ سورج۔ چند۔ ابر۔ زمین۔ ہوا وغیرہ وہ سب آدمیوں کیلئے پرمیشور نے بنائی ہیں۔ کسی ایک کے واسطے نہیں (پادری صاحب اقبال کرتے گئے) جیسے پرمیشور کی بنائی ہوئی چیزیں سب کے واسطے ہیں۔ ویسے ہی پرمیشور کا بنایا ہوا دھرم بھی سب کے لئے ساوی ہونا چاہئے۔ نہ کہ جدا۔ (پادری صاحب نے کہا۔ کہ ہاں مساوی ہونا چاہئے۔) تب سوامی جی نے کہا۔ قیاس کرو کہ ایک میلہ ہے۔ جس میں سب دھرم کے پادری

آدمی ہیں جب ہمارے سامہنے آپنے مذہب کا اتنا کھنڈن کیا۔ اور نہیں ڈرے۔ تو اور کسی سے کیا ڈرتے ہوں گے۔ اور خوشی ہوکر چلے گئے۔

ایک روز ٹھاکر پرشاد سنار نے (جس نے چند روز اس سے پہلے باوجود موجودگی ایک عورت کے دوسری شادی کر لی تھی) سوامی جی سے پوچھا کہ مجھکو یوگ کا طریقہ بتلائیے۔ تاکہ میں اُس پر عمل کیا کروں۔ سوامی جی نے (بغیر جانے اس کے حالات کے) اُتر دیا کہ تو ایک شادی اور کر لے تب تیرا یوگ ٹھیک ہو جاوے گا۔ جسے سُن کر وہ حیران رہگیا اور پھر کبھی یوگ سیکھنے کی خواہش نہ کی؛

اسی نے ایکدفعہ بحالت ممبری سماج سبھا میں بحالت بحث ایک ممبر سے بدکلامی کی۔ جس پر ہم لوگوں نے اُسے منع کیا اور یہ غصہ ہوکر چلا گیا۔ ہم نے اس کا نام خارج کر دیا یہ خارج ہونے پر ناراض تھا۔ سوامی جی کے تشریف لانے پر اس نے سوامی جی سے سفارش کرائی کہ مجھے بھرتی کر لیا جاوے۔ ہم لوگوں نے سوامی جی سے عرض کی کہ آپ بغیر قاعدہ کے کہیں تو ہم کر لیتے ہیں ورنہ قاعدہ یہ ہے کہ وہ ایک معافی کی درخواست سبھا میں دے۔ سوامی جی نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ ہم بغیر قاعدہ کے کبھی نہیں کہتے۔ اور نہ بغیر قاعدہ کے کوئی کام ہونا چاہئے؛

بالو شیو غلام پرشاد۔ (جو خوب بھنگ پیا کرتے تھے) نے سوامی جی سے پوچھا کہ من ایکاگر ہونے کی کوئی تجویز بتلائیے سوامی جی نے فرمایا کہ اگر تم دو تولے بھنگ پی لیا کرو۔ تو خوب جمے گا۔ وہ سُنکر بہت متعجب ہوا۔ کیونکہ سوامی جی کو اُس کے حال سے آگاہی نہ تھی۔ اصل میں لوگ بدعادتوں کو نہیں چھوڑتے اور اعلےٰ روحانی باتیں پوچھتے ہیں؛

سوامی جی ۶- نومبر ۱۸۷۹ء کو منیجر کے نام پتر لکھتے ہیں "آج کل داناپور میں ہر تی دن ویاکھیان ہوتے ہیں آج پانچواں دن ہے یہاں کا سماج اور سماج کے پُرش بہت اُتم ہیں سماج کا پربندھ بھی بہت اُتم کیا ہے یہاں سے اماوس کے پشچات ہری ہر کھشیتر کے میلہ میں جانا ہوگا۔ وہاں سے کارتکی پورنماشی کے انتر کاشی میں جاکر چھاپہ خانہ کا پربندھ کیا جاوے گا۔ اور وہاں آدھی چیت یا انت تک ٹھہریں گے؛

دیانند سرستی از داناپور

ایکدن۔ بالو اننت لال مرحوم نے ایک گلاب کا پھول توڑا۔ اُسے دیکھکر سوامی جی نے للکار کہا۔ کہ بھائی تو نے بُرا کیا۔ یہ پھول کتنی ہوا کو سُگندھت کرتا تو نے اسے توڑ کر اس کے مقررہ کام سے اسے باز رکھا جب اندر آنکر بیٹھے۔ تو سوامی جی کے ایک ہاتھ میں مکھی اڑانے کا مورچھل تھا۔ تب بالو ندکور نے کہا۔ کہ پھول کے توڑنے میں تو آپ نے پاپ تبلایا۔ مگر کیا آپ کے ہاتھ کی مورچھل سے مکھی کو تکلیف نہیں ہوتی۔ اس پر سوامی جی نے کہا کہ موذیوں کے روکنے میں تمہارے جیسے آدمیوں نے خرابی کی جس سے بھارت غارت ہوگیا۔ تم جیسے کمزور اور بزدل لوگوں سے میدان جنگ (رن بھومی) میں کیا ہو سکتا ہے؟

مجھے مادھو لال- نے ۹- نومبر ۱۸۷۹ء کو اپنے گھر میں سوامی جی کو بُلا کر سنسکار ودھی انوسار ہون یگ کرا کیگوپویت اور گائتری کا اُپدیش لیا تھا۔ اور کدار ناتھ اور ٹھاکر پرشاد نے جونس صاحب کے بنگلہ پر ہون کے بعد یگوپویت گرہن کیا؛

ویاکھیان ہو اس دن سندھیا کے پانچ بجے سے دس بجے تک اوپسھنت یعنی موجود ہو کر وید آدی ست شاستروں کو اور یکتی پوروک سنمباد کر کے ست است کا نشچے پر پرست کا گرہن است کا تیاگ کریں۔ اور اوکت سوامی جی ۲۔ نومبر ۱۸۷۹ء اتوار سے لیکر ہر روز سندھیا کے ۶ بجے سے آٹھ بجے تک داناپور نیا گڑھ میں ویاکھیان دینگے۔ سب سجن لوگوں کو اُچت ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لاکر ہیں اور سبھا کو سوشوبھت کریں

مادھو لال منتری آریہ سماج داناپور ۲۔ نومبر ۱۸۷۹ء

اور اسی کے مطابق مہابیر پرشاد کی دوکان کے سامنے نیا گڑھ احدو وکمپ میں ایک بڑے شامیانہ کو نصب کر کے روشنی وغیرہ کے انتظام کے بعد ویاکھیان شروع ہوا۔ اور اس تاریخ سے ۱۶۔ نومبر تک مسلسل ویاکھیان ہوتے رہے صرف ۱۳۔ نومبر ۱۸۷۹ء مطابق کارتک کرشن چتر دشی برہسپتی وار کو بہ سبب تیوہار دیوالی کے ویاکھیان نہیں ہوا۔ کُل چودہ ویاکھیان ہوئے۔

مضامین ذیل پر ویاکھیان ہوئے تھے سرشٹی وشہ۔ دلیش اُنتی۔ ویدک دھرم۔ پورانک مت کھنڈن۔ عیسائی مت کھنڈن۔ سلمانی مت کھنڈن۔ دھرم میں ایکتا کی ضرورت۔ الہام۔ طریقہ تعلیم۔ مورتی پوجن۔ کسی مضمون پر دو روز ورنہ باقی سب پر ایک ایک ویاکھیان ہوا۔ درمیان میں حسب موقعہ نوین ویدانت اور برھمو سماج کا بھی کھنڈن کرتے رہے۔

ایکروز موقعہ ویاکھیان کے بہت نزدیک مسلمانوں نے شرارت کر کے ایک مولوی واعظ کو کھڑا کر دیا ہندوؤں کی بھی اُن کے ساتھ آمیزش تھی۔ کیونکہ پنڈت چتربھج ایسے کاموں میں خوب ہوشیار ہیں یہ مولوی اس قدر کندہ ناتراش تھا۔ کہ اُسے سوامی جی کا نام بھی صحیح لینا نہیں آتا تھا۔ وہ سوامی جی کی جگہ اسامی جی کہتا تھا۔ جب ہم نے بگھن ہوتے دیکھا۔ تو انسپکٹر صاحب کو خبر دی جس نے آنکر فوراً ہٹا دیا۔ اور تا اختتام لکچر خود وہاں کرسی ڈالکر بیٹھا رہا۔ اور آئندہ بدستور ایسا ہی کیا۔ بلکہ ایک روز ایک پادری صاحب اور کئی انگریزوں کو بھی لایا اور اپدیش سُنوایا۔

ایکروز۔ بابو گلاب چند لال نے سوامی جی سے کہا کہ مہاراج آپ مسلمانوں کے خلاف کچھ نہ کہیں سوامی جی نے ان کو اس وقت کوئی اتر نہ دیا مگر جب ویاکھیان شروع ہوا تو دین اسلام کا خوب کھنڈن کیا۔ اور کہا کہ چند چھوکروں کے چھوکرے ہم کو منع کرتے ہیں مگر میں ست کو کیوں چھپاؤں مسلمانوں کی جب چلتی تھی تب ہملوگوں کا تلوار سے کھنڈن کیا۔ اب کیا اندھیر ہے کہ وہ مجھے باتوں سے کھنڈن کرنے میں بھی رکاوٹ ڈالتے ہیں میں ایسا سُراج (اچھا راج) پاکر بھلا کسی کا پول کھولنے میں کبھی رُک سکتا ہوں۔

لکچر کے بعد ڈیرہ پر آکر سوامی جی نے فرمایا کہ یہ وقت ایسا ہے۔ کہ کسی مذہب کے پول کھولنے اور عمدگی دکھلانے میں کوئی آدمی کسی کو نہیں روک سکتا۔ یہ بات انگریزوں کے راج کی بڑی بڑائی کی ہے۔ دیکھو پنجاب کے کسی شہر میں (جس کا نام اب مجھے یاد نہیں رہا) میں ایک روز ویاکھیان دے رہا تھا۔ اور اُس سے ایک دن پہلے یہ نوٹس ہو چکا تھا۔ کہ میں آج عیسائی مت کا کھنڈن کروں گا۔ اس لئے بہت سے ولائتی اور تعلیم یافتہ سجن اور پادری وہاں آئے تھے۔ اور سب سے بڑھ کر کسی کارن سے جنرل رابرٹس صاحب بہادر بھی میرے ویاکھیان میں پہنچگئے میری زبان میں جتنی طاقت تھی اس سے بائبل کا کھنڈن کیا۔ اور اس کا پرسپر ورودھ دکھلا کر پُرزور دلائل سے اُس کو جھوٹا دھرم ثابت کیا۔ ویاکھیان کی سماپتی پر جب ہونا تو درکنار جنرل رابرٹس صاحب اتنا خوش ہوئے کہ ہم سے آکر ہاتھ ملایا۔ اور کہا کہ بیشک آپ بیخوف

سے بات چیت تو اُدشیہ ہوگی اور تلوگوں نے لکھا تھا کہ ہمارے سبھا سد آپ کو لینے آویں گے سو جو آنے کا وچار ہو تو چھ دن کے بیچ مرزاپور میں پورلوکت پتہ پر آجاویں کیونکہ کارتک بدی پرتی پدا تاریخ ۳۰- اکتوبر ۱۸۷۹ء کو ہم یہاں سے چلکر ڈمراؤں و آرہ اتھوا پٹنہ میں پہونچیں گے اس میں سندیہ نہیں سب سے میر انستے

دیانند سرستی

اس خط کے آنے پر ہم نے بابو لکھن لال و شام لال مرحوم کو مرزاپور بھیجا- جو سوامی جی کو سکنڈ کلاس کی گاڑی میں لے آئے پنڈت بھیم سین و پنڈت دیودت و ایک خدمت گار برہمن (جو پہلے کسی مندر کا پوجاری تھا- اور اب مورتی پوجا چھوڑ کر سوامی جی کے ساتھ ہو لیا تھا-) ساتھ تھے- ۳- اکتوبر ۱۸۷۹ء ۱۰ بجے شام یہاں تشریف لائے بہت سے لوگ گاڑی و ٹمٹم لیکر وہاں گئے ہوئے تھے گویا ایک قسم کا میلہ تھا پلیٹ فارم پر تقریباً پندرہ آدمی تھے راستہ میں بازار کے دونو طرف ہزاروں آدمی تھے- چنانچہ لبواری جوڑی یہاں داناپور میں آکر بابو مادھو لال کے مکان پر ٹھیرے اور لوگوں سے ملاقات کی اور چار پی

یہاں پر ہی بابو اما پرشاد مکرجی ہیڈ کلرک محکمہ صاحب مجسٹریٹ نے سوال کیا

بابو- اگرچہ آپ کا کہنا ٹھیک ہے مگر لوگ ہٹ سے نہ مانیں تو آپ کیا کریں گے-

سوامی- ہمارا کام اتنا ہی ہے- کہ ہمارے کتھن کو لوگ کان میں جگہ دیں اور جب پورے طور پر سن لیں گے- تو وہ سوئی کی طرح اندر چبھ جاینگے- نکالنے سے نہ نکلینگے- اگر ان کا دوست یا پیارا ایکانت میں پوچھے گا- تو صاف کہدیں گے- کہ ٹھیک ہے ہٹ یا لوبھ لالچ سے نہ کہیں تو نہ کہیں

سوامی جی وہاں سے بھوجن کر کے بنگلہ جونس صاحب (جو ویگھا لاج کہلاتا ہے اور جو صاحب بہادر نے بغیر کرایہ دیا تھا-) تشریف لیگئے چونکہ لکچر چھاونی کی حدود میں ہوتے تھے- بنا بران ہم نے صاحب مجسٹریٹ بہادر کیمپ داناپور سے بذریعہ عرضی اجازت مانگی - ۳۱- اکتوبر کو بدیں مضمون اجازت ملی "ان ویاکھیانوں کے ہونے میں ہمکو کوئی عذر نہیں بشرطیکہ لکچرار اور اُن کے ماننے والے دوسروں کے دل کو دکھاویں جو اُن سے دوسری رائے رکھتے ہیں اور مسٹر گلبرٹ انسپکٹر پولیس سے کہا جاوے کہ شور و غل روکنے کے لئے ضروری بندوبست کر دے"

میجر ایچ بیلو صاحب مجسٹریٹ کیمپ داناپور- ۳۰- اکتوبر ۱۸۷۹ء

چنانچہ ۲- نومبر ۱۸۷۹ء کو مندرجہ ذیل اشتہار معہ ترجمہ انگریزی چھپوا کر لگایا گیا

وگیاپن

سب سجن لوگوں کو وِدت ہو کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کارتک بدی ۲- سمت ۱۹۳۶ گوروار کے دن داناپور میں آکر ویگھا لاج نامک بنگلہ میں ٹھیرے ہیں- جس کسی کو اُن سے ملنے کی اچھیا ہو وہ اگتے استھان میں پراتاکال آٹھ بجے سے لیکر ساڑھے نو بجے تک اور جب دن

بلکہ وچار شکتی اور ست کی جانب درِڑھتا (ثابت قدمی) بھی ویسی ہی ہے۔ اُن ردّی پرچوں کو انہوں نے یہاں لا کر سبھا میں سُنایا جسے اکثر لوگوں نے پسند کیا۔

دوسرے سال ہری ہر کھیتر کے میلہ جو کارتک کی پورنما کو ہوتا ہے ہم گئے۔ اور وہاں ستیارتھ پرکاش کی ایک کاپی ملی جس کو ایک سبھا سد نے خرید لیا ہم لوگ اُس کو اول سے آخر تک پڑھ کر بہت پرسن ہوئے۔

پھر ہم نے سبھا کی طرف سے ایک خط چھیدی لال کو لکھا کہ سوامی جی کی کوئی اور پستک ہے یا نہیں چھیدی لال نے جواب دیا کہ سُنا ہے لاجرس کے ہاں اِن کی بنائی وید بھاشیہ بھومکا چھپتی ہے۔ جس پر ہم نے لاجرس کے ہاں سے ۷ جنوری ۷۸ء کو تین جلد بھومکا منگوائیں اور اُسی پر سے سوامی جی کا پتہ معلوم ہوتا رہا۔ اور خط و کتابت شروع ہوئی اور اپریل ۷۸ء میں ہم نے بموجب فرمانے سوامی جی کے ہندوست سبھا کا نام آریہ سماج رکھا اور سب کارروائی نیم اُپ نیم کے مطابق کرنی شروع کی اور اکتوبر ۷۸ء کو بابو بھولا ناتھ و لکھن لال و بدھو لال صاحبان کو سوامی جی کے پاس دہلی بھیجا۔ جس پر سوامی جی نے یہاں تشریف لانے کا وعدہ کیا۔

بعد ازاں جب سوامی جی نے اِدھر آنے کا ارادہ کیا تو ہمکو کانپور سے یہ خط لکھا۔

آریہ سماج کے منتری بابو مادھو لال آنندت رہو۔ تمہاری کئی چٹھیاں آئیں ہم سفر میں رہے اس لئے چٹھی کا جواب نہیں بھیج سکے۔ وگیاپن تُم نے چھپوا لینے نمونہ بھیجے ہیں۔ اور ہم ۱۶۔ اکتوبر کو پریاگ جائیں گے۔ تب تمکو اور چٹھی بھیجیں گے۔ اب ہم بنارس نہیں جاویں گے۔ مرزاپور سے داناپور سید سے چلے جاویں گے۔ راستہ میں کہیں نہ ٹھیریں گے۔ ہمارے پاس کوئی آدمی آپ بھیجیں۔ جب ہم دوسری چٹھی لکھیں تب مرزاپور میں بھیجنا۔ مراد آباد سے وگیاپن بابت نوین پُستک چھپوانے کے آپ کے پاس گیا ہوگا۔ اس کے مطابق چندہ کرنے کا بندوبست کر رہے ہو گے۔ فرخ آباد سے ایک ہزار روپیہ ہو گئے ہوں گے۔ یہ چندہ ہمکو بنارس میں مارگ شیرشن میں جانا ہوگا۔ سو سمجھ لینا۔ ہمکو داناپور سے لوٹ کر آرہ اتھوا جہاں کہیں ٹھیرنا ہوگا۔ وہاں ٹھیریں گے مارگ شیر کہ تک بنارس لوٹ کر آجاویں گے۔ اور وگیاپن میں استھان کی جگہ چھوڑی ہے۔ سو تم جو جگہ نشچت ہو لکھ کر چھپوا دینا۔ اور تاریخ کی جگہ چھوڑ دینا جب ہم آئیں گے لکھوا لیں گے۔ ہمارے رہنے کا مکان شہر سے ایک میل الگ رہے۔ اس سے دُور نہ ہو۔ ویاکھیان کا مکان شہر میں ہو۔ اور رہنے کے مکان کی آب و ہوا اچھی دیکھ لینی۔ اور ہری ہر کھیتر کے میلہ میں جائیں گے۔ وہاں کا بھی بندوبست مکان ڈیرا تنبو وغیرہ کا کر لینا اب ہم چٹھی مرزاپور سے لکھیں گے اور اگلے مہینہ میں بنارس میں آکر چھاپہ خانہ اپنا بنوانے کی تجویز کریں گے۔ سو چندہ اپنے ہاں جلدی کرنا اور اب بنارس میں چھ مہینے رہنے کا بندوبست ہوا ہے۔ جس میں وید بھاشیہ اور باقی پُستک جلدی چھپ کر طیار ہو جاویں گے ایسا وچار ہے۔ مقام کانپور ۱۲۔ اکتوبر ۷۹ء

دیانند سرستی

اس کے بعد دوسرا خط مرزاپور سے آیا۔ بابو مادھو لال جی آنندت رہو۔ ودت ہو کہ آشون سُدی ۹۔ گوروار سمت ۱۹۳۶ تاریخ ۲۳۔ اکتوبر ۷۹ء کو ہم پریاگ سے مرزاپور آکر سیٹھ رام رتن کے باغ میں ٹھیرے ہیں۔ اب تم لوگوں کا کیا وچار ہے۔ ہمارا شریر بیمار ہے۔ پرنتو تمہارے یہاں آنے کو لکھ چکے ہیں۔ آنا تو ہوگا ہی۔ ویاکھیان ہو نہ ہو نا وہاں آ کر معلوم ہوگا۔ ویاکھیان نہ ہوگا تو تم لوگوں

کوئی رسوئیہ نہیں ہے۔ ایک برہمن کو رسوئی کے واسطے رکھئے۔ جو ہوشیار ہو اور کھانا بنانے میں دغابازی نہ کرے ورنہ ہمکو بہت کچھ سہنا پڑے گا۔ برتن وغیرہ بھی موجود رکھئے گا۔ آج ۶ بجے شہر میں سوامی جی لکچر دلویں گے سو ہم جاویں گے۔ کل باغیچہ میں بہت سے آدمی آئے تھے اور اُن کے ساتھ سیٹھ رام رتن بھی تھے۔ انہوں نے سوامی جی کو کہا کہ ہم ۳۰ اکتوبر کو بیکانیر جاتے ہیں اجمیر کے راستہ بھتیجے کی شادی کے واسطے۔ اسواسطے ہم آپ کے ساتھ داناپور نہیں جا سکتے۔ اور نہ دوسرے ممبر ہی جا سکتے ہیں۔ لکچر ہال بنانے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کٹرہ پر اچھا ہوگا جو مہابیر پرشاد کے سامنے ہے۔ جہاں کئی سو آدمی سوامی جی کے لکچر سننے کے لئے جمع ہو جاویں گے اگر آپ نے حکم نہیں لیا ہے تو بہتر ہے کہ آپ مجسٹریٹ صاحب کا حکم لے لیجئے گا جس سے وہ کبھی انکار نہ کریں گے۔

مکھن لال۔ ۲۹۔ اکتوبر ۱۸۷۹ء۔ مرزاپور۔

داناپور (بہار) میں دھرم پرچار

۳۰۔ اکتوبر ۱۸۷۹ء سے ۱۹۔ نومبر ۱۸۷۹ء تک

بابو مادھو لال و رام نراین و جنک دھاری لال صاحبان معزز ممبران آریہ سماج داناپور نے بیان کیا۔ کہ سمت ۱۹۲۴ سے ہمکو دھرم کی تحقیقات کا خیال ہوا۔ اسوقت ہم اپنا اسکول جاری کر کے اس میں پڑھایا کرتے تھے مورتی پوجا کی شردھا ہمارے دل سے اُٹھ گئی تھی۔ دینی دھرم پستک نہ ہونے سے ہم نے اپنے آپ کو وچار پنتھی قرار دیا تھا۔ اور مندرجہ ذیل اشخاص ملکر بحث مباحثہ کیا کرتے تھے۔

شیو غلام پرشاد۔ ٹھاکر پرشاد شاہ۔ بابو لال۔ شام لال۔ ہیرا لال۔ مادھو لال۔ جنک دھاری لال۔ اور وچار سبھا اس کا نام رکھا ہوا تھا اس میں بہار بندھ راین۔ ویدک دھرم تتو یعنی مخزن برہم گیان وغیرہ پڑھا جاتا تھا۔

اس کے ایک دو برس بعد جب ہم نے منشی کھنیا لال الکھ دھاری کی کتابوں کو دیکھا اور ممبر بھی زیادہ ہو گئے تو اُس کا نام ہندو ست سبھا رکھا گیا۔ جس میں کچھ کچھ برہم سماج کی کُتب پڑھی جاتی تھیں۔ تارک بابو۔ نند لال گپت۔ شیو چندر سنگھ۔ منشی گنیش پرشاد برہم سماج کے خیال کے لوگ تھے۔ اور اسی کے متعلق لکچر دیا کرتے تھے۔

ایکدفعہ جنک دھاری لال بنارس گئے۔ اُن دِنوں ستیارتھ پرکاش وہاں طبع ہو رہا تھا۔ اُنہوں نے واپس آکر گیارھویں سمولاس کے کچھ ردّی پروف دکھلائے۔ اور کہا کہ دیانند سوامی کی طرف سے ایک پاٹشالا بنارس لکھشمی کُنڈ پر ہے۔ اور اُسی جگہ منشی ہربنس لال کا ایک چھاپہ خانہ ہے۔ کہ جس میں یہ ستیارتھ پرکاش چھپ رہا ہے۔ منشی ہربنس لال سے بھی ملے تھے۔ ایک شخص چھیدی لال جو پہلے داناپور میں رہ گیا تھا وہ اُسوقت پریس میں پروف دیکھنے والا تھا۔ اُسی کے ہاں یہ ٹھہرے تھے۔ اور وہاں سے ہی پروف کے ٹکڑے ملے تھے اور انہیں کی زبانی دیانند سوامی جی کی تعریف سُنی کہ وہ بہت بڑے آدمی ہیں۔ پوچھا کہ کیونکر بڑے ہیں جواب دیا کہ ست کے کہنے میں کتنی ہی بعزتی کی نوبت کیوں نہ پہونچے مگر وہ ست کے کہنے سے نہیں رُکتے سو یہ کام مہاتما کا ہے ہر کسی سے نہیں ہو سکتا کیونکہ لوگ باوجود جاننے کے بھی بہت سے کارنوں سے پورا پورا ست نہیں کہتے۔ سوامی جی میں صرف ودیا ہی نہیں

کرتاہوں کہ ہمارے سوامی جی بالفعل کمزور ہیں اور انکی شکل وجسم بہ نسبت اس کے جیسا کہ ہم نے دہلی میں دیکھا تھا کمزور ہے۔ مگر کچھ ڈر کی بات نہیں ہے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ سنگرھنی کی بیماری ڈیڑھ ماہ ہوا* کہ اچھی ہو گئی۔ اور ہفتہ گذشتہ سے ان کو ہر ایک روز کے بعد بخار آتا ہے۔ مگر میں خوشی سے کہتا ہوں کہ ۲۶-کو بخار کی باری تھی مگر نہ آیا۔ ہم نے ان سے داناپور سیدھا چلنے کو کہا لیکن وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر ہم جائیں گے بھی تو ہم اقرار نہیں کرتے کہ روز لیکچر دے سکیں گے یا نہ اور پندرہ روز تک ٹھیریں گے۔ اور ہری ہر چھتر میں جانے کا بھی اقرار نہیں کر سکتے تس پر ہم نے جواب دیا کہ جیسے آپ کی اچھا ہو ویسا کیجئے اور روز لیکچر دینے کی ضرورت نہیں ہے اور سونپور کے بارے میں پیچھے دیکھا جاوے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس بات کو آپ پسند کیجے گا اب میں پورا بر تانت لکھتا ہوں + تین پنڈت اور ایک سادھو انکے ساتھ شامل ہیں اور ایک کہار نوکر ہے۔ سوامی جی کو چھوڑ پانچ آدمی ہوئے سو آپ طیاری کیجئے۔ ایک پلنگ نوار کا سوامی جی کے واسطے اور چار معمولی چارپائی اوروں کے واسطے۔ چونکہ سوامی جی کمزور ہیں وہ آٹا چاول اور دال مونگ کی کھاتے ہیں۔ آپ ارہر اڑد کی دال کا بندوبست کر رکھئے گا۔ گھی کو ہوشیاری سے خرید کر رکھئے گا۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو ابھی اس کی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ وہ کہتے تھے کہ بازار کا گھی بری قسم اور آمیزش کا ملتا ہے۔ مگر ہم نے اُن کو کہا کہ ہم اچھا گھی خرید لیں گے۔ وہ راضی ہوتے ہیں مرزاپور سے ویروار ۳۰-اکتوبر ۱۸۷۹ء کو چلنے کے واسطے اس گاڑی میں جو نو بجے بتیس منٹ کو یہاں سے چلتی ہے۔ اور داناپور کو اسی دن ساڑھے تین بجے شام کے پہونچتی ہے۔ اس شرط پر کہ آپ وہاں بھوجن طیار رکھیں کیونکہ یہاں سے بہت سویرے چلکر وہاں پہونچتے ہی سوامی جی بھوجن کریں۔ بعد ازاں کسی سے ملاقات کریں گے۔ اور چاہتے ہیں کہ مفصلہ ذیل چیزوں کا بھوجن بناویں۔ چاول۔ روٹی۔ مونگ کا دال اور ساگ مگر یہ خوب سمجھنا چاہئے۔ کہ مرچ و کھٹائی نہ پڑے اور روٹی میں گھی بھی نہ لگے۔ پہلے سوامی جی نے کہا تھا۔ کہ پسنجر ٹرین جو یہاں سے ساڑھے بارہ بجے چلتی ہے اور داناپور ساڑھے نو بجے رات کے پہونچتی ہے۔ اس کی فسٹ کلاس میں چلیں کیونکہ اس میں پاخانہ وغیرہ کا آرام رہتا ہے پھر فرمایا کہ اس میں پندرہ روپیہ ساڑھے سات آنہ کرایہ لگتا ہے جو زیادہ ہے اسواسطے ہم ڈاک گاڑی میں دوم درجہ میں جائیں گے جس کا محصول سات روپیہ گیارہ آنہ نو پائی ہے۔ اور جس میں پاخانہ بھی ہے اس چٹھی کے پاتے ہی آپ بابو گلاب چند کا بنگلہ خالی رکھئے۔ اور جتنے ممبر آسکیں اسٹیشن پر ساڑھے تین بجے حاضر رہیں۔ کیونکہ ہم لوگ ساڑھے تین بجے ضرور پہنچیں گے۔ اور مہربانی کر کے آپ کچھ پھل بھی رکھئے گا۔ جیسا کہ امرود۔ شریفہ۔ کیلا۔ شاید وہ ان کو مانگیں کیونکہ ہم نے ان چیزوں کو دیکھا ہے۔ اور اچھی قسم کا تھوڑا سا مٹھائی بھی رکھئے۔ مگر بہت نہیں۔ دوسرا پنڈت بھی آنیوالا ہے آج یا کل۔

مرزاپور سماج کے کوئی ممبر ہملوگوں کے ساتھ نہیں جائیں گے۔ سو ہم لوگ سات آدمی آتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میرے پاس روپیہ کافی ہے مگر اوروں کے لئے ہمکو ڈیوڑھے درجہ کا کرایہ دینا ہوگا سوائے دو آدمیوں کے جن کو سوامی جی کے نوکروں کی حیثیت سے تیسرے درجہ کا کرایہ دینا پڑے گا۔ ۲۸-اکتوبر ۱۸۷۹ء مرزاپور

مکھن لال

کل کی چٹھی کے لگاتار میں آج خوشی سے بیان کرتا ہوں کہ سوامی جی آج بہت اچھے ہیں۔ لیکچر ضرور دیویں گے اگر دیری نہ ہو وہاں آنیسے۔

پریاگ کے سماچار

۱۷-اکتوبر سے ۲۲-تک

سوامی جی کان پور سے بسواری ریل آشون ودی ۱۱ سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۶-اکتوبر ۱۸۷۹ء کو روانہ ہوکر ۱۷-اکتوبر کو پریاگ راج پدھارے اور صرف چھ دن آرام فرماکر مرزاپور کی طرف چلے گئے۔ کوئی خاص کام نہیں کیا۔ ہاں جو صاحبان ملنے کو آئے انہیں ست اپدیش سے فیض پہنچاتے رہے۔

مرزاپور کا حال

۲۳-اکتوبر ۱۸۷۹ء سے ۲۹-اکتوبر ۱۸۷۹ء تک

سوامی جی اشون سُدی ۹-گورووار سمت ۱۹۳۶ مطابق ویروار ۲۳-اکتوبر ۱۸۷۹ء کو پریاگ سے رونق افروز مرزاپور ہوکر سیٹھ رام رتن جی کے باغ میں ٹھہرے۔ طبیعت بیمار تھی تو بھی پروپکار کے بنا قرار نہ تھا۔ سوامی جی نے کل تین ویاکھیان وہاں دئے۔ ویاکھیانوں کے سُننے کیلئے علاوہ ہر وقت لوگ آتے اور اپنے شکوک رفع کیا کرتے تھے۔ مفصل حال ان دو خطوط میں ہے جو ساتھ شامل ہیں داناپور سے بابو مکھن لال سوامی جی کے لینے کیواسطے مرزاپور آئے وہ اپنی دو چٹھیات میں یہاں کا حال اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

بابو مادھو لال جی۔ یہاں ۵ بجے کل ہم پہنچ گئے اور ایک لڑکا اسٹیشن پر موجود تھا۔ جس کو بابو ننو لعل نے بھیجا تھا۔ جہاں سوامی جی لکچر دے رہے تھے۔ وہاں ہم گئے۔ اور آٹھ بجے تک ٹھہرے بعد ازاں سوامی جی کے ساتھ اُن کے ڈیرے پر گئے۔ جو باغیچہ میں تھا۔

کُل حالات کہنے سے پہلے میں لکچر کا حال لکھنا چاہتا ہوں لکچر روم بہت بڑا اور اچھا تھا۔ جس میں بہت آدمی ٹھہر سکتے ہیں اور بہت جمع تھے شطرنجی اور دری بچھی ہوئی تھی۔ اور روشنی بھی خوب کی ہوئی تھی۔ بیچ میں ایک ٹیبل رکھا ہوا تھا۔ جس کے اوپر دری اور تکیہ رکھا ہوا تھا جس پر سوامی جی نے ٹھیک ۶ بجے بیٹھکر لکچر شروع کیا۔ سب لوگ بڑے دھیان سے لکچر سُن رہے تھے جو دھرم کے وشے میں اور بہت دلچسپ تھا۔ بابو ننو لعل حاضر نہ تھے۔ کیونکہ اُنوں کی بیماری سے اُن کو دس پندرہ منٹ میں دست جانے پڑتا تھا۔ شام لعل یہاں آیت وار کو آئے اور پھر اُسی روز بنارس چلے گئے۔ اُنہوں نے سوامی جی کو نہ دیکھا جیسا کہ ان کو چاہئے تھا اور سوامی جی کے لیجانے کے لئے رہنا چاہئے تھا اِس کے عوض میں وہ یہاں سے بنارس جاتے ہیں اور آج شام تک گھر پہونچ جائیں گے۔ جب ہم باغیچہ میں آئے تو ہم نے دیکھا کہ بنگلہ جو ہم لوگوں کے لئے دیا ہے۔ اچھا بنا ہوا اور عمدہ آراستہ ہے تصویر۔ آئینہ اور اصل چیزیں جہاں تہاں لٹکتے ہیں۔ ٹیبل۔ چوکی۔ کوئچ۔ بیٹھنے کی چیزوں سے کمرے سجے ہیں۔ دری۔ سونج کی چٹائی تمام پھیلائی ہوئی ہے۔ اب میں اس کو افسوس کے ساتھ بیان

کان پور

۸-اکتوبر ۱۸۷۹ء سے -۱۶-اکتوبر تک

سوامی جی ۸-اکتوبر کو فرخ آباد سے چلکر اسی دن یہاں پدہارے- یہاں پر آکر انہوں نے مندرجہ ذیل نوٹس جاری کیا

وگیاپن پتر

ٹھاکر مکند سنگھ ومنا سنگھ عام مقدمہ کے واسطے مختار ہیں مگر کتابیں بیچنے اور روپیہ لینے کے مختار یہ ہیں- منشی سمرتھ دان بمبئی والے منشی اندرمن جی پردھان آریہ سماج مراد آباد- بختاور سنگھ سکرٹری آریہ سماج شاہجہان پور- لالہ رام سرنداس اپ پردھان آریہ سماج میرٹھ- لالہ سائیں داس منتری آریہ سماج لاہور- لالہ بلدیو داس وڈاکٹر بہاری لعل منتری آریہ سماج گورداسپور- چودھری لکھمشن داس سبھاسد آریہ سماج امرت سر- بابو ارجن ادھار بابچپی تار آفس ریلوے لکھنو- پنڈت سندر لال- رام نارائن پوسٹماسٹر جنرل آفس پریاگ بابو مادھو لال منتری آریہ سماج داناپور- ان سب کو چندہ وید بھاشہ کے ٹھہرانے کا اختیار ہے- اور جس کے پاس جتنا چندہ ہو وے جیس راج گوٹے رام ساہوکار فرخ آباد کے پاس روپیہ بھیجکر رسید منگالیں- اور منشی سمرتھ دان بمبئی والے- اور منشی اندرمن جی مراد آبادی کے پاس ہیرے بنائے سب پستک ملین گے۔

دیانند سرستی ۱۴-اکتوبر ۱۸۷۹ء از کانپور

چھاپہ خانہ کے واسطے ایکھر از فرح آباد سے ہوا ہے- اب اپنا چھاپہ خانہ سوتنتر کر لیجاوے گا- تم بھی بمبئی میں اس کے واسطے چندہ کرو ہمارا وچار مارگ شیرش تک اپنا چھاپہ خانہ کر لینے کا ہے- از کان پور ۱۱-اکتوبر ۱۸۷۹ء

آشون ودی ۱۱ شنی وار یعنے ۱۶-اکتوبر کو یہاں سے پریاگ کو جاویں گے۔

دیانند سرستی از کان پور

تو اکثر اچھی نصیحت فرماتے ہیں اور بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ہندو مسلمان سب کے برخلاف ہوتی ہیں۔ لیکن خذ ما صفا و دع ما کدر پر عمل کرنا چاہئے ہر جلسہ میں ہزارہا آدمی کا ہجوم ہوتا تھا۔ اور یہ کشمکش ہوتی تھی۔ کہ بیان نہیں۔ اخیر سبھا کا جلسہ لالہ مدنموہن لال صاحب کے مکان پر ہوا تھا۔ اور راقم خبر وہاں بھی گیا تھا۔ فرقہ مختلفہ کے لوگ مجتمع تھے۔ اس جلسہ کے صبح کو لالہ مدنموہن لال صاحب کے رشتہ میں کسی عورت کا انتقال ہوگیا۔ جو کہ لالہ مسطور سرسوتی مہاراج کے معتقدین میں سے ہیں کہا کہ جیسے آپ کریا کرم کو کہیں ویسا کیا جاوے چنانچہ انہوں نے خلاف اس کے بتلایا جیسا کہ اگروال بنییوں میں رسم ہے۔ لیکن انہیں کے بتلانے پر عمل کیا گیا۔ اور اکثر بنیئے جو رشتہ دار تھے۔ وہ اپنے رسوم کے خلاف دیکھکر شریک نہیں ہوئے۔ آج کل اس شہر میں کوچہ بکوچہ خانہ بخانہ سرسوتی مہاراج ہی کی باتوں کا چرچا ہو رہا ہے پچیس سوال سرسوتی مہاراج کے خلاف پنڈت بلدیو پرشاد صاحب ہیڈ ماسٹر ضلع اسکول فرخ آباد نے حسب استمزاج دیگر پنڈتان شہر کے لکھکر ان کے پاس بھیجے تھے۔ سنا گیا ہے کہ انہوں نے جواب تو اسی روز سب کے دیدئے تھے۔ مگر یہاں ان کے پاس نہیں آئے ہیں۔ سرسوتی مہاراج نے ۸۔ اکتوبر کو کیپ فتحگڈھ میں سبھا کی اور اسی روز وہیں سے براہ کانپور روانہ پٹنہ وغیرہ کی طرف ہوئے۔ اور قریب دو ہزار روپیہ کے حسب الارشاد مہاراج کے واسطے کتب وغیرہ طبع ہونے کے اس شہر سے جمع ہوگیا۔ اور ہر ہفتہ میں پنڈت گوپال رائے ہری و دیگر لوگ مہاراج سرسوتی کے اقوال کے موافق سبھا کیا کریں گے اور پنڈت بلدیو پرشاد صاحب موصوف و لالہ جھنالال صاحب و دیگر اشخاص جو ازبت پرستی کی سبھا کیا کریں گے۔

نیرنگ مضامین۔ پنڈت بلدیو پرشاد صاحب ہیڈ ماسٹر ضلع سکول کو تو ہم نے سنا تھا۔ کہ بی اے ہیں مگر بی اے نہیں معلوم ہوتے ایک بی اے سے ایسی حرکت ظہور میں آنا ناممکن معلوم ہوتا ہے کیا لطف ہے۔ کہ پنڈت صاحب نے جنم کرم میں ایک سبھا بنائی تو بت پرستی کی وہی مثل ہوئی۔ کہ بہت خوش ہوئے۔ تو ابنٹ مارے۔ واہ۔ واہ۔ خوب بی اے کی کمبخت نگاہی کل علم ریاضی اور سر ولیم ہیملٹن کی فلاسفی کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ پچیس سوال بت پرستوں کی طرف سے سوامی دیانند سرستی کے برخلاف بنا ڈالے سوالوں کی وقعت تو اسی سے ظاہر ہے کہ ایک بت برستی کی مجلس کے صاحب معترض سرگروہ ہیں۔ اسی قسم کے بی اے۔ کل تعلیم یافتوں پر دھبا لگاتے ہیں بلکہ اپنے اُستاد اور کالج کی ہتک کے بانی ہیں۔ اب ہم ہیڈ ماسٹر صاحب کو بصد عجز ہدایت کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ کل پڑھا لکھا بھول گئے ہوں یعنے بجز چند انگریزی الفاظ کے اور کچھ نہ یاد رہا ہو۔ تو ابھی وقت ہے۔ پھر سے انہیں کتابوں کو شروع کریں اور برس چھ مہینے میں جب ان کے مطالعہ سے فارغ ہوں۔ تو اپنی عقل سلیم سے گوشہ تنہائی میں مشورہ لیں کہ آیا بت پرستی جائز ہے۔ یا ناجائز۔ ہیڈ ماسٹر صاحب بڑے دلیر معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس امر کی بھی مطلق پرواہ نہ کی کہ کہیں خدانخواستہ اس مجسم عقل سبھا کے سرگروہ ہونے کی خبر ڈائرکٹر صاحب تک پہنچے گی۔ تو ان کے دل میں آپ کی طرف سے کیسے نفیس خیالات پیدا ہوں گے۔

ہے پرمیشور ان کو جلد راہ راست پر لا۔

ہی سامرتھ تھا۔ گھوڑے کی برابر کسطرح آسکتا۔ اسیطرح کپول کلپت گرنتھ ماننے والے پوپ لوگوں کا سامرتھ ہے وے کبھی پراچین ویدمت ماننے والوں کے سنگھ شاستر ارتھ کرنے میں اسمرتھ ہو جاتے ہیں پھر سماج کے استھان میں پدھار کر بابو درگا پرشاد صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ فرخ آباد سے بات چیت ہوئی سوامی جی نے پوچھا۔ کہ یہاں کون کون ممبر کمیٹی ہیں۔ بابو صاحب نے کہا کہ مہاراج میں بھی ہوں فرمایا کہ کیا تم مقدمہ میں نیاء کرتے ہو بابو صاحب ہاں مہاراج۔ سوامی جی۔ راجا کا کام ہے کہ پکشپات لیش ماتر بھی نکرے اور انیاء کبھی نکرے بابو صاحب۔ مہاراج مجھ سے جہاں تک ہو سکتا ہے۔ تحقیقات خوب کر لیتا ہوں مگر دل کی بات کیونکر جان سکتا ہوں۔ سوامی جی۔ جب تک پورن ودیا اور وگیان اور دوسرے کے انتہ کرن کی بات جاننے کی سامرتھ نہو وے نیائے کرنا کسیکو اوچت نہیں ہے اگر تمہاری سامرتھ اتنی نہیں ہے تو نیائے کیوں کرتے ہو۔ بابو صاحب چپ رہے۔

پھر ویاکھیان شروع ہوا۔ اسی وشئہ پر ویاکھیان بھی ہوا سوامی جی نے انصاف اور ساکھشی کے متعلق بہت کچھ وستار پوربک اپدیش دیا اور اخیر کو یہ بھی فرمایا کہ میونسپلٹی کا یہ انتظام کہ مل کو ڈھیر کرا دیتے ہیں نہایت ہی ہانی کارک ہے اور اس سے بہت روگ اتپن ہوتے ہیں۔

ایک دن فتحگڈھ میں بھی سوامی جی کا ویاکھیان ہوا تھا۔ ویاکھیان سے پہلے سوامی جی نے یہ فرمایا تھا۔ کہ آریہ سماج کے دس نیم پر بہت سے لوگوں نے ہر قسم کی پریکھشا کی مگر آجتک ایک حرف بھی ان میں ویرتھ نہ پایا اور نہ کوئی آدمی ویرتھ ثابت کر سکتا ہے۔ ویاکھیان میں برہمو سماجیوں کا بڑے پرزور دلائل سے کھنڈن کیا عین ویاکھیان کے درمیان ایک شخص بنگالی یا پنجابی شراب پیکر آیا اور چلانے لگا۔ ایسا معلوم ہوا کہ وہ کسی کا سکھلایا ہوا آیا ہے۔ لوگ اُس کو آہستہ سے سمجھانے لگے۔ جسوقت سوامی جی نے اس کی آواز سنی فوراً ایک پُرزور آواز سے اُسے للکارا۔ عام آدمی خاموش ہو گئے۔ اور شخص مذکور کا نشہ ہرن ہو گیا۔ اور وہ خود بھی کافور ہو گیا۔

اخبار نیرنگ مضامین جلد ۲ ع ۵ مطبوعہ ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۷۹ء روز جمعہ میں اُس وقت کا حال بدین عنوان درج ہے۔

شہر فرخ آباد و کمپ فتحگڈھ

مدت ہفتہ عشرہ کی منقضی ہوئی کہ مہاراج دیانند سرستی صاحب بسواری گھوڑا گاڑی پر وارد فرخ آباد ہو کر لب گنگ لالہ جگن ناتھ صاحب کے بلڈنگ پر مقیم ہوئے۔ بفور اصغائے* تشریف آوری مہاراج موصوف اہل شہر میں سے اکثر لوگ حصول ملازمت کو گئے۔ اور کلمات ابدار استماع کر کے محظوظ ہوئے۔ اس بات پر اکثر لوگوں کا اتفاق ہے۔ کہ علم سنسکرت میں بہت بڑا ملکہ رکھتے ہیں اور بت پرستی قطعاً منع کرتے ہیں۔ چنانچہ مہاراج موصوف نے ۳۰۔ ستمبر سے ایکروز کا وقفہ دیکر لالہ جگن ناتھ صاحب موصوف کے دولتکدہ پر تین روز سبھا کی اور بذریعہ اشتہار کے جملہ روسائے شہر کو مطلع کیا تھا۔ منجملہ اُن کے اکثر شریک جلسہ ہوئے جناب اسکاٹ صاحب بہادر جائنٹ مجسٹریٹ اور نیز پادری صاحب ایکم تبیاد و مرتبہ تشریف لائے اور آغاز جلسہ سے تا اختتام تشریف رکھتے رہے۔ راقم خبر بھی اس جلسہ میں تھا۔ الحق بیان مہاراج موصوف کا ایسا ہے۔ کہ کسیطرح سامع کو سننے سے سیری نہیں ہوتی اور اُن کے کلام سے پایا جاتا تھا۔ کہ وید پر عمل ہے۔ اور بت پرستی جو فی زمانہ لوگ کرتے ہیں وہ اسکے خلاف ہے۔ بہت ہندوؤں نے انکی تقلید اختیار کی اور کرتے چلے جاتے ہیں جب وبیان کرنیکو بیٹھتے ہیں

کہ آپت گرنتھوں کے پرمان سے ان پرشنوں کا اُتر پتر دوارا دھرم سبھا کے پاس بھیجدیں اور یہ بھی ودت رہے کہ دھرم سبھا کے سبھاسدوں نے یہ سنکلپ کرلیا ہے کہ اگر آپ اُن پرشنوں کے اُتر پتر دوارا پرمان سہت نہ دیویں گے تو یہ سمجھا جاوے گا۔ کہ آپنے اپنا مت ادھونک مان لیا۔ اور ایک پرتی ان پرشنوں کی آپ کی مت انویائی سبھاؤں میں اور امریکہ کے سجنوں کے پاس بھیجی جائے گی اور دیسی اور انگریزی پتروں میں مدرت کیجائے گی ان سوالات پچودہ شخصوں کے دستخط کئے تھے کہ جن کے نام رسالہ بھارت سودشا پرورتک میں مرقوم ہیں۔

جواب وگیاپن۔ جو آپ لوگوں کو شاستر پرمان سہت اُتر اپیکھت تھا تو اتنے پنڈتوں میں سے کوئی ایک بھی تو کچھ پنڈتائی دکھلاتا آپ کے تو پرشن سب کے سب اُنڈ بنڈ شاستر برُدہ یہاں تک کہ بھاشا ریتی سے بھی شُدھ نہیں ہیں سالیسوں کا اُتر پرمان سہت مانگنا مانو کا جرؤں کی تلا دیکر نرینت یمان کی مارگ پر یکشا کرنا ہے شاستر وکت اُتر شاستر گیوں کو ہی ملتے ہیں کیونکہ وے ان بچنوں کو سمجھ سکتے ہیں تمہارے سامنے شاستر وکت بچن لکھنا ایسا ہے۔ جیسا کہ گنوار منشوں کے آگے رتنوں کی تھیلیاں کھول دینی فی الحقیقت تمہارا ایک بھی پرشن اُتر دینے کے جوگ نہ تھا تتھاپی ہمنے : [illegible] اس نیاسے سب کا اُتر شاستر وکت پرمان کے سہت دیا ہے۔ سمجھا جائے تو سمجھ لو۔

رام جی لال ولد بال کشن اہیر جدونبسی ملازم راجا درگا پرشاد نے بیان کیا کہ میں نے جب قائم گنج میں سنا کہ سوامی جی بریلی وغیرہ سے ہوتے ہوئے فرخ آباد پدھارے ہیں اسیوقت درشن کے واسطے فرخ آباد گیا اول آپنے گوبند لال حال مختار عدالت ریاست دربھنگا و بدری پرشاد وکیل عدالت ججی ضلع ہذا کا یگوپویت سوامی جی سے کرایا۔

ایک روز لالہ کالیچرن کے باغ میں چھت کے اوپر سری سوامی جی اور بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ عورت کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی اسیوقت سوامی جی نے اپنے جسم کو بغلوں کے نیچے تک کپڑا باندھ لیا اور کہا کہ استری لوگ آتی ہیں۔ اتنے میں عورتیں آئیں۔ اور سری سوامی جی مہاراج کو ڈنڈوت ارتھات نستے کر کے بیٹھ گئیں۔ ایک لڑکے کا نام (جس کی عمر دو برس کی تھی) اس کی والدہ سے پوچھا۔ اس نے اس کا نام بھیماں بتلایا۔ سوامی جی کہنے لگے۔ کہ یہ نام اچھا نہیں۔ اس کی ماتا نے کہا کہ مہاراج آپ کوئی اچھا نام رکھدیجئے۔ سوامی جی مہاراج نے اس کا نام بھوراج رکھدیا۔ اور ارتھ کیا کہ بھو کہتے ہیں پرتھوی کو اور راج نام پرکاش کا ہے۔ پس جو پرتھوی میں پرکاش مان ہے اس سے اس کا نام بھوراج ہونا چاہئے۔ اس کی ماتا اور تمام حاضرین یہ نام سنکر پرسن ہوئے ان کی دو لڑکیاں موجود تھیں اُن کے پڑھنے کے واسطے شکھیا دی کہ اول ان لڑکیوں کا ودیا پڑھانا ضروری ہے جب ودیا پڑھ چکیں تب بیاہ کرا دینا ابھی بیاہ کی جلدی نہیں ہے۔ عمر لڑکیوں کی اسوقت غالباً دس بارہ برس کی ہوگی۔

ایک روز باغ مذکور سے واسطے ویاکھیان کے سوامی جی گھوڑا گاڑی پر سوار ہوکر مکان آریہ سماج کیطرف آرہے تھے۔ میں بھی ہمراہ تھا ایک کتا بھونکتا ہوا خوب زور سے گھوڑے کے پیچھے دوڑا اور تھوڑی دور چلکر عاجز ہوکر رہ گیا۔ سوامی جی مہاراج نے فرمایا کہ اس کا اتنا

جواب - جیتی پتروں کی شردھا سے سیوا اُپکار تھ وِدیارتھیوں سے ترپتی کرنی شرادھ اور ترپن کہلاتا ہے - وہ وید آدشاستر وکت ہے بھوجن بھٹ یعنے سوارتھیوں کا لڈو آدسے پیٹ بھرنا شرادھ اور ترپن شاستر وکت تو نہیں کنتو پاپوں کا انرتھ کارک اڈمبر ہے جو منو آدک گرنتھوں میں لیکھ ہے - سو وید انوکول ہونیسے ہی نیہ (قابل تسلیم) انیہ کوئی نہیں -

بیسواں^۲۰ سوال - کوئی منش یہ سمجھکر کہ میں پاپوں سے مکت نہیں ہو سکتا آتم گھات کرے تو اس کو کوئی پاپ ہے یا نہیں ؟

جواب - آتم گھات کرنے میں پاپ ہی ہوتا ہے - بنا بھوگ پاپ آچرن کے پھل کے پاپوں سے مکت کوئی بھی نہیں ہو سکتا -

اکیسواں^۲۱ سوال - جیو آتما سنکھیات ہے یا اسنکھیات ؟ کرم سے منش پشو اتھوا ورکھش آدی یونی میں اُتپن ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب - ایشور کے گیان میں جیو سنکھیات اور جیو کے الپ گیان میں اسنکھیات ہیں پاپ ادھک کرنے سے جیو پشو ورکھش آدی یونی میں اُتپن ہوتا ہے -

بائیسواں^۲۲ سوال - بواہ کرنا انوچت ہے یا نہیں ؟ اور سنتان کرنے سے کسی پرش پر پاپ ہوتا ہے یا نہیں ؟ اور ہوتا ہے تو کیا ؟

جواب - جو پورن ودوان اور جتیندری ہو کر سرب اُپکار کیا چاہے - اُس پرش و استری کو بواہ کرنا جوگ نہیں - انیہ سب کو اُچت ہے - وید وکت ریت سے بواہ کر کے رِتو گامی ہو کر سنتان اُتپتی کرنے میں کچھ دوش نہیں بچار آدسے سنتان اوتپن کرنے میں دوش ہے - کیونکہ انیا آچرنوں میں دوش ہوئے بنا کبھی نہیں رہ سکتا ہے -

تئیسواں^۲۳ سوال - اپنے سگوتر میں سمبندھ کرنا دوشت ہے یا نہیں اگر ہے تو کیوں ہے ؟ سرشٹی کے آد میں ایسا ہوا تھا یا نہیں ؟

جواب - اپنے سگوتر میں بواہ کرنے میں دوش یوں ہے کہ اس سے شریر آتما - پریم - بل آدکی اُنتی یتھاوت نہیں ہوتی - اس لئے بھن (غیر) گوتروں میں ہی بواہ سمبندھ کرنا اوچت ہے - سرشٹی کے آد میں گوتر ہی نہیں تھے پھر بر تھا پرشیرم کیا - ہاں البتہ پوپ لیلا میں دکش پرجاپتی و اکشپ کی ایک ہی سب سنتان ماننے سے پشو بیوہار سدھ ہوتا ہے اس کو جو ملے سو مانتا رہے -

چوبیسواں^۲۴ سوال - گائیتری جاپ سے کوئی پھل ہے یا نہیں ؟ اور ہے تو کیوں ہے ؟

جواب - گائیتری جاپ جو ویدکت ریت سے کرتے تو پھل اچھا ہوتا ہے - کیونکہ اس میں گائیتری کے ارتھ انوسار آچرن کرنا لکھا ہے پوپ لیلا کے جپ انرتھ روپ پھل ہونے کی کیا ہی کتھا کہنا ہے ؟ کوئی اچھا و بُرا کیا ہوا - کرم نشپھل نہیں ہوتا ہے -

پچیسواں^۲۵ سوال - دھرم ادھرم منش کے انتریہ بھاؤ سے ہوتا ہے - یا کرم کے پرنام سے ؟ اگر کوئی منش کسی ڈوبتے ہوئے منش کو بچانے کو ندی میں کود پڑے اور وہ آپ ڈوب جائے تو اُسے آتم گھات کا پاپ ہوگا یا پُن -

جواب منشوں کے دھرم اور ادھرم بھیتر اور باہر کی ستا سے ہوتے ہیں کہ جن کا نام کرم اور کو کرم بھی ہے جو کسی کو بچانے کیلئے پرشیرم کریگا - اور پھر اُپکار کے لئے جس کا شریر بیوگ ہی ہو جائے اُس کو بنا پاپ پُن ہی ہوگا -

اشتہار - سنجانب پنڈتان شہر فرخ آباد - دیانند سرستی کے پاس یہ پرشن دھرم سبھا فرخ آباد کی اور سے بھیجے جاتے ہیں

جواب - ہم جوتش شاستر کے گنت بھاگ کو مانتے ہیں۔ پھلت بھاگ کو نہیں کیونکہ جتنے جوتش کے سدھانت گرنتھ ہیں انمیں پھلت کا لیش بھی نہیں ہے۔ جو بھرگو سدھانت کہ جس میں کیول گنت ودیا ہے اس کو ہم آپت گرنتھ مانتے ہیں۔ اتر کو نہیں جوتش شاستر میں بھوت بھوشت کال کا سکھ یا دکھ وِوت ہونا کہیں نہیں لکھا۔ سوائے ان آپت اوکت گرنتھوں کے یعنے غیر مستند آدمیوں کی مصنفہ کُتب کے۔

چودھواں[۱۴] سوال - جوتش شاستر میں آپ کس سدھانت کو آپت گرنتھ سمجھتے ہیں۔

جواب - جوتش شاستر میں جو جو ویدانکول گرنتھ ہیں۔ اُن سب کو ہم آپت گرنتھ جانتے ہیں۔ انیہ (غیر) کو نہیں۔

پندرہواں[۱۵] سوال - آپ پرتھوی پر سکھ دکھ - وِدیا - دھرم اور نِش سنکھیا کی نیونتا ادھکتا ملتے ہیں۔ یا نہیں؟ اگر مانتے ہیں تو آگے ان کے بردھی تھی یا اب ہے یا ہوگی؟

جواب - ہم پرتھوی میں سُکھ آدکوں کی بردھی کسی کی بیوستھا سا پیکش ہونے سے انیت مانتے ہیں مدھ اوستھا میں برابر جانو۔

سولھواں[۱۶] سوال - دھرم کا کیا لکھشن ہے۔ اور دھرم سناتن ہے پرمیشور کرت اتھوا نُش کرت۔

جواب - جو پکش پات رہت نیا دکہ جس میں ست کا گرہن اور است کا پریتاگ ہو۔ وہ دھرم کا لکھشن کہلاتا ہے۔ سو سناتن اور ایشور وکت اور وید پرتی پادت ہے۔ نِش کلپت کوئی دھرم نہیں۔

سترہواں[۱۷] سوال - اگر محمدی یا عیسائی مت انویائی کوئی آپ کے انوسار ہے۔ اور آپ کے مت میں درڑھ وشواشی ہو۔ تو آپ کے مت انویائی اس کو گرہن کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور اس کا پاک کیا ہوا۔ (پکایا) بھوجن آپ اور آپ کی مت انویائی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب - بنا ویدوں کے ہمارا کوئی کیول کلپت مت نہیں ہے۔ پھر ہمارے مت کے انوسار کوئی کیسے چل سکتا ہے۔ کیا تمنے اندھیرے میں گر کر کھانا پینا مل موتر کرنا جُوتی دھوتی انگرکھا - دھارن کرنا سونا اٹھنا بیٹھنا چلنا دھرم مان رکھا ہوگا! ہائے افسوس ہے ان کو منی پرشوں پر کہ جن کے باہر اور بھیتر کی درشٹی پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ جو کہ جوتا پہننا یا نہ پہننا دھرم مانتے ہیں! سنو اور آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ سب اپنے اپنے دیش بیوہار ہیں۔

اٹھارہواں[۱۸] سوال - آپ کی مت سے بنا گیان مُکتی ہوتی ہے - یا نہیں؟ اگر کوئی پرش آپ کی مت انوسار دھرم پر ارُوڑھ ہو اور اگیانی یعنے گیان ہین ہو اُسکی مکتی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب - بنا پرمیشور سمبندھی گیان کے مکت کسی کی نہ ہوگی۔ سنو بھائیو! جو دھرم پر آروڑھ ہوگا اُسکو گیان کا ابھاؤ کبھی ہو سکتا ہے؟ واگیان کے بنا دھرم پر پورا ستھر نشچے کوئی مُنش کر سکتا ہے!

انیسواں[۱۹] سوال - شرادھ آدک ارتھات پنڈ دان آدک جس میں پتر ترپتی کے ارتھ برہمن بھوجن آدک کراتے ہیں شاستر رتی ہے یا اشاستر رتی ہے اگر اشاستر رتی ہے۔ تو پتر کرم کا کیا ارتھ ہے؟ اور منو آدک گرنتھوں میں ان کا لیکھ ہے یا نہیں؟

سے ادھرم ہوتا ہے۔ دھرم سے آتما من۔ اندریہ اور شریر کو سکھ پراپت ہو تو دھرم اور جو انیائے سے ہو تو ادھرم ہوتا ہے۔ جو پاپی منش کو ادھرم سے چھوڑانے اور دھرم مین پرورت کرنے کے لئے اوشدھی آدسے روگ چھوڑانے کی اچھیا ہو تو دھرم۔ اس سے وپریت (الٹی) کرنے سے ادھرم ہوتا ہے۔

نواں[9] سوال۔ تامس بھوجن (مانس کھانے سے پاپ ہے یا نہیں اگر پاپ ہے تو وید اور آپت گرنتھوں مین ہنسا کرنا جگ آدکوں مین ودت ہے اور بھکشن ارتھ ہتیا کرنا کیون لکھا ہے۔

جواب۔ مانس کھانے مین پاپ ہے۔ ویدوں تتھا آپت گرنتھوں میں کہیں بھی جگ آدی کے لئے پشو ہنسا کرنا لکھا نہیں ہے۔ گو۔ اشو۔ اج میدھ کے ارتھ وامیوں نے بگاڑ دیئے ہیں انکے سچے ارتھ ہنسا کرنا کہیں بھی نہیں لکھا۔ ہاں جیسے ڈاکو آدی دشٹ جیووں کو راجہ لوگ مارتے بندھن اور چھیدن کرتے ہیں۔ ویسے ہی ہانی کارک پشوؤں کو مارنا لکھا ہے پرنتو مار کر ان کو کھانا کہیں بھی نہیں لکھا۔ آج کل تو وامیوں نے جھوٹھے شلوک بنا کر گؤ مانس کا کھانا بھی بتلایا ہے جیسے کہ منوسمرتی مین ان دھورتوں کا ملایا ہوا لیکھ ہے کہ گؤ مانس کا پنڈ دینا چاہیئے کیا کوئی پرش ایسے بھرشٹ وچن مان سکتا ہے؟

دسواں[10] سوال۔ جیو کا کیا لکھشن ہے۔

جواب۔ اچھیا۔ دویش۔ پریتن۔ سکھ۔ دکھ۔ گیان

یہ جیو کا لکھشن نیائے شاستر میں لکھا ہے۔

گیارہواں[11] سوال۔ سوکھشم جنتروں سے گیات ہوتا ہے۔ کہ جل میں اننت جیو ہیں۔ تو جل پینا اوچت ہے یا نہیں۔

جواب۔ کیا ودیا ہین لوگ آپنی مورکھتا کی پرسدھی آپنے بچنوں سے نہیں کرا دیتے! نہ جانیں یہ بھول دنیا میں کب تک رہیگی اجب پاترا و ریا پارستھ جل انت والے ہوں تو امیں اننت جیو کیسے سما سکیں گے اور چھانکر یا آنکھ سے دیکھ کر جل کا پینا سبکو اوچت ہے۔

بارہواں[12] سوال۔ منش کے لئے بہت استری کرنا کہاں نشیدھ ہے؟ اگر نشیدھ ہے تو دھرم شاستر میں جو یہ لکھا ہے۔ کہ اگر ایک پرش کی بہت استری ہوں۔ اور ان میں ایک کی پتر ہونے سے سب پتروتی ہیں۔ یہ کیوں لکھا؟

جواب۔ منش کے لئے انیک استریوں کے کرنے کا نشیدھ وید میں لکھا ہے۔ سنسار میں ہر کوئی اچھا نہیں ہوتا۔ جو انیک ادھرمی پرش کام آتر ہو کر اپنے وشے میں سکھ کے لئے بہت سی استری کر لیویں تو ان میں نتیہی کھاؤ (سوکن کے بھاؤ) سے بردھ اویشیہ ہوتا ہے۔ جب کسی ایک استری کے پتر ہوا۔ تو کوئی درودھ سے لش آدک پریوگ سے نہ مار ڈالے اسلئے یہ لکھا ہے۔

تیرہواں[13] سوال۔ آپ جوتش شاستر کے پھلت گرنتھوں کو مانتے ہیں۔ یا نہیں؟ اور بھرگو سنگتا آپت گرنتھ ہے یا نہیں؟

پکش پات کا دوش آتا ہے۔

جواب۔ سنسار کی رچنا اور پرلے کو ہم مانتے ہیں سرشٹی پرواہ سے اناد ہے ساد نہیں کیونکہ ایشور کے گن کرم سبھاؤ انادی اور ست ہیں۔ جو ایسا نہیں مانتے اُن سے پوچھنا چاہئے کہ پرتھم ایشور نکما اور اُس کے گن کرم سوبھاؤ نکمے تھے۔ جیسے پرمیشور اناد ہے ویسے جگت کا کارن جیو بھی اناد ہے۔ کیونکہ بنا کسی چیز کے اُس سے کچھ کارج ہونا سمبھو نہیں جیسے اس کلپ کی سرشٹی کے آد میں بہت استری پُرش اوتپن ہوتے تھے ویسے ہی پورب کلپ کی سرشٹی میں اوتپن تھے۔ اور آگے کی کلپانت سرشٹیوں میں بھی اوتپن ہونگے کرم آدک بھی جیو کے اناد سے ہیں۔ چار منشوں کی آتما میں وید اپدیش کرتے ہیں یہ ہیتو ہے کہ اُن کے سدرش یا ادھک پُن آتما جیو کوئی بھی نہیں تھے۔ اس سے پرمیشور میں پکش پات کچھ بھی نہیں آسکتا۔

چھٹا سوال۔ آپ کی ست انوسار نیون ادھک کرم انوسار پھل ہوتا ہے۔ تو منش سوتنتر کیسے ہیں؟ پرمیشور ہر وگیہ ہے تو اُس کو بھوت بھوشت۔ ورتمان کا گیان ہے۔ ارتھات اُس کو یہ گیان ہے کہ کوئی پُرش کسی سمہ میں کوئی کرم کرے گا اور پرمیشور کا یہ گیان است نہیں ہوتا کیونکہ وہ ست گیان ہے ارتھات وہ پُرش ویسا ہی کرم کرے گا۔ جیسا کہ پرمیشور کا گیان ہے تو کرم اس کے لئے نِیت ہو چکا تو جیو سوتنتر کیسے ہے؟

جواب۔ کرم کے پھل نیون ادھک (کم و بیش) کبھی نہیں ہوتے کیونکہ جس نے جیسا اور جتنا کرم کیا ہو اس کو ویسا اوتنا ہی پھل ملنا نیاو کہلاتا ہے ادھک نیون ہونے سے ایشور میں انیاؤ آتا ہے۔ ہے آریو! ایشور کے گیان میں بھوت بھوشت کال کا سمبندھ بھی کبھی ہوتا ہے!

کیا ایشور کا گیان ہو کر نہ ہوا اور نہ ہو کر ہونیوالا ہے جیسے ایشور کو ہمارے اگامی کرموں کے ہونے کا گیان ہے۔ ویسے منش اپنے سوبھاؤک گن کرم ساد ہنوں کے نت ہونے سے سدا سوتنتر ہیں پرنتو انچہت دکھ روپ پاپوں کا پھل بھوگنے کے لئے ایشور کی ویوستھا میں پرتنتر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ راجا کی ویوستھا میں چور اور ڈاکو پرادھین ہو جاتے ہیں ویسے اُن پاپ پن آتمک کرموں کے دکھ سکھ ہونے کا گیان منش کو پرتیکھ نہیں ہے کیا پرمیشور کا گیان ہمارے کئے ہوئے کرموں سے الٹا ہے۔ جیسے وہ اپنے گیان میں سوتنتر ہے ویسے ہی سب جیو اپنے اپنے کرم کرنے میں سوتنتر ہیں۔

ساتواں سوال۔ موکش کیا پدارتھ ہے؟

جواب۔ سب دُشٹ کرموں سے چھوٹ کر سب شبھ کرم کرنا جیون مُکت اور سب دکھوں سے چھوٹ کر آنند سے پرمیشور میں رہنا یہ مُکت کہلاتی ہے۔

آٹھواں سوال۔ دھن بڑھانا اتھوا شلپ ودیا و ویدک و دیا سے ایسا بہتر ارتھات کلا تنتھا اوشدھی نکالنا جس سے منش کو اندیہ جن سکھ پراپت ہو۔ اتھوا پاپی منش چور وگ گرست ہو۔ اوشدھی آدسے نیروگ کرنا دھرم ہے یا ادھرم ہے؟

جواب۔ نیاؤ سے دھن بڑھانے۔ شلپ ودیا کرنے پر وپکار بدھی سے بہتر واوشدھی سدھ کرنے سے دھرم اور انیاؤ کرکے کرنے

جیسے جیل خانہ میں چوری آدی پاپوں کے پھل کا بھوگ ہوتا ہے ویسے پرایشچت بھی سمجھو۔ یہاں چھما کی کچھ بھی کتھا نہیں۔ کیا پرایشچت وہاں پاپوں کے دکھ روپ پھل کا بھوگ ہے ہو کداپی نہیں۔ پرمیشور کی چھما اور دیالتا کا یہ پریوجن ہے۔ کہ بہت سے مُوڑھ نش نا سنکتا سے پرماتما کا ایمان اور کھنڈن کرتے اور پوتر آدکے نہ ہونے یا اکال میں مرنے۔ اَت برشٹی۔ ابرشٹی۔ روگ۔ اور دردور کے ہونے پر ایشور کو گالی پردان آدبھی کرتے ہیں۔ تتھاپی پر برہم سہن اور کرپالتا سے رہت نہیں ہوتا یہ بھی اس کے دیالو سوبھاؤ کا پریوجن ہے۔ کیا کوئی نیائے آدھیش کرت پاپوں کی چھما کرنے سے انیائے کاری اور پاپوں کے آچرن کا بڑھانے والا نہیں ہوتا؟ کیا پرمیشور کبھی اپنے نیائے کاری سوبھاؤ سے بِرُدھ انیائے کر سکتا ہے؟ ہاں جیسے نیا آدھیش ودیا اور سوشکھیا کرکے پاپیوں کو پاپ سے پرتھک کرکے راج ڈنڈ ایرتشٹھت آدکرکے شُدھ کر کے سُکھی کر دیتا ہے۔ ویسے پرماتما کو بھی جانو۔

تیسرا سوال۔ اگر آپ کی مت سے تتو آدکون کے پرمانو نِت ہیں۔ اور کارن کا گُن کارج میں رہتا ہے تو پرمانو جو سوکھشم۔ اور نت ہیں ان سے سنسار آدک ستھول اور انت کیسے اُتپن ہو سکتا ہے۔

جواب۔ جو پرم اودھی سُوکھشمتا کی ارتھات جس کے آگے ستھول سے سوکھشمتا کبھی نہیں ہو سکتی وہ پرمانو کہلاتا ہے۔ جس کے پرکرت اپیاکرت۔ اییکت کارن آدنام بھی کہلاتے ہیں۔ وہ اناد بھی کہلاتے ہیں وہ اناد ہونے سے ست ہے۔ ہائے لوگوں کی اُلٹی سمجھ پر؟ جو کارن کے گن سمواے سمبندھ سے ہیں وے کارن میں نت ہیں جو کارن کے کارن اوستھا میں نت ہیں وے کارج اوستھا میں بھی نت ہیں کیا جو گن کارن اوستھا میں ہیں۔ وے کارج اوستھا میں برتمان ہوکر جب کارن اوستھا ہوتی ہے۔ تب بھی کارن کے گن نت نہیں ہوتے؟ اور جب پرمانو ملکر ستھول ہوتے ہیں یا پرتھک پرتھک ہوکر کارن روپ ہوتے ہیں تب بھی ان کے بھاگ اور سنیوگ ہونے کا سامرتھ نت ہونے سے انت نہیں ہوتے؟ ویسے ہی گرتو۔ لگھتو ہونے کا سامرتھ بھی اُن میں نت ہے۔ کیونکہ یہ گن گنی میں سموائے سمبندھ سے ہے۔

چوتھا سوال۔ منش اور ایشر میں کیا سمبندھ ہے؟ ودیا گیان سے منش ایشر ہو سکتا ہے۔ یا نہیں؟ جیو آتما اور پرماتما میں کیا سمبندھ ہے۔ اور جیو آتما اور پرماتما دونوں نت ہیں؟ اور جو دونوں چیتن ہیں تو جیو آتما پرماتما کے آدھین ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں ہے؟

جواب۔ منش اور ایشور کا راجا پرجا۔ سوامی سیوک آدی سمبندھ ہے۔ الپ گیان ہونے سے جیو ایشور کبھی نہیں ہو سکتا جیو اور پرماتما میں بیاپ بیاپک آدی سمبندھ ہے جیو آتما پرماتما کے آدھین سدا رہتا ہے۔ یہ تنتر کرم کرنے میں نہیں کنتو پاپ کرنے کے پھل بھوگ میں وہ ایشور کے ویوستھا آدھین رہتا ہے۔ تتھاپی دکھ بھوگنے میں سُتنتر نہیں ہے۔ چونکہ پرمیشور انَنت سامرتھ یکت ہے اور جیو الپ سامرتھ والا ہے۔ لہذا اُس کا پرمیشور کے آدھین ہونا اوشیہ ہے۔

پانچواں سوال۔ آپ سنسار کی رچنا اور پرلے کو مانتے ہیں یا نہیں؟ اور جب پرتھم سرشٹی ہوئی تو آدسرشٹی میں ایک یا بہت اُتپن ہوئے؟ جب کہ ان میں کرم آدک کی کوئی وشیشتا نہ تھی ست تب پرمیشور نے کچھ منشوں کو ہی وید اپدیش کیوں کیا۔ ایسا کرنے سے پرمیشور

اسوقت سوامی جی کو اُن سوالات کے سُننے تک کا بھی وقت نہ تھا لیکن اُن لوگوں کے آنے سے سُنتے ہی اُسیوقت ان کا جواب دینا شروع کیا - اور اُن سے لکھ لینے کو کہا لیکن وے نہ لکھ سکے -

۷ - اکتوبر ۱۸۷۸ء کو بہت سے آریہ سبھاسدوں نے شام کے وقت عرض کر کے اُن سوالوں کے جوابات سوامی جی سے لکھوا لئے - اور مضمون (بعد چلے جانے سوامی جی کے) صاف ہو کر ۱۲ - اکتوبر ۱۸۷۸ء کو آریہ سماج میں سنایا گیا - اور بعدہٗ وے جواب پوپ لوگوں کے پاس بھیجدیئے ؛

۸ - اکتوبر ۱۸۷۸ء کو کیمپ فتحگڈھ میں منشی گوری دیال صاحب وکیل کے مکان پر بڑی دھوم دھام کے ساتھ اُتم اور منوہر ویاکھیان دیکر یہاں سے کانپور کو تشریف لے گئے -

فرخ آباد کے پنڈتوں کے سوالات اور سوامی جی کے جوابات

پہلا سوال - آپت گرنتھوں یعنے وید آدک ست شاستروں کے رو سے پری براجکوں یعنے سنیاسیوں کے دھرم کیا ہیں وید وں کے رو سے اُن کو پالکی یعنے سواریوں پر اور دھوم یعنے حقہ وغیرہ پینا یوگ ہے یا نہیں -

جواب - وید آدی شاستروں میں وِدوان ہو کر وید اور وید انوکول ست شاستروکت ریت سے پکش پات شوک ویر - اودیا - ہٹ - دُراگرہ - سوارتھ سادھن - نِندا - اُستتی - مان - اپمان - سرودھ - آدی دوشوں سے رہت ہو - سوپر یکشا پوربک ست اَست نشچے کر کے سروتنز بھرمن پوربک سروتھا ست گرہن است پرتیاگ سے سب منشوں کی شاریرک - آتمک اور ساماجک اونتی آسن کے سادھن - ست ودیا - سناتن دھرم - سوپرشارتھ ٹکت کر کے بیوہارک اور پارمارتھک سکھوں سے ورتمان کر کے دشٹ آچرن سے پرتھک کر دینا سنیاسیوں کا دھرم ہے - لاکھ میں ہرش الابھ میں شوک آدی سے رہت ہو کر دیہانواں میں بیٹھنا اور سوگ آدی نوارن ارتھ اوشدھی وت دھوم یعنے حقہ پیکر پراُپکار کرنے میں ست پرتنہوں کو کچھ بھی دوش نہیں یہ سب شاستروں میں بدہان ہے پرنتو نم کو ورتمان وید آدی ست شاستروں سے برُدہ ہونے کے کارن بھرم ہے - سو اِسی ست گرنتھوں سے بیمکھ تا نہ چاہئے

دوسرا سوال - اگر آپ کی مت میں پاپوں کی چھما نہیں ہوتی تو منو آدک آپت گرنتھوں میں پرائشچت کا کیا پھل ہے ؟ وید آدگرنتھوں میں پرمیشور کی چھماشیلتا اور دیالتا کا برنن ہے اس سے کیا پریوجن ہے ؟ اگر اُس سے اگنتک پاپوں کے چھما سے پریوجن ہے تو چھما نہ ہوتی اور جب منش سوتنتر ہے اور اگنتک پاپوں سے بچا رہے تو اُس میں پرمیشور کی چھماشیلتا کیا کام آسکتی ہے -

جواب - ہمارا گنتو ہم لوگوں کا سوائے وید پرتپادت مت کے اور کوئی کیول کلپت مت نہیں ہے - ویدوں میں کہیں کئے ہوئے پاپوں کی چھما نہیں لکھی نہ کوئی یکتی سے بھی وِدوانوں کے سامنے کئے پاپوں کی چھما سِدھ کر سکتا ہے - شوک ہے اُن منشوں پر کہ جو پرشن یعنے سوال کرنا نہیں جانتے اور کرنے کو اُدیت ہو جاتے ہیں - کیا پرائشچت تم نے دُکھ بھوگ کا نام سمجھا ہے ؟

کہلاویں! ہے پرمیشور کرپا کر!

ان بدھی والوں کو سوچنا چاہئے کہ سوامی جی نے گائے کا مہاتم گھٹایا یا بڑھایا۔ اور جو وے لوگ کہتے ہیں کہ سوامی جی گؤ کو پشو کہتے ہیں سو اس میں کیا لابھ یا ہان جگت میں اُتپن ہوتی ہے۔ اور سوچو تو حقیقت میں گائے پشو ہے یا دیوتا۔ اس کو ماتا کہنے والے اس کے پُتر ہوئے۔ وے چھوٹی عمر میں بچھڑے اور بڑی عمر میں بیل کہلاویں گے۔ یا نہیں؟ اور جب کوئی ان سے بیل یا بچھڑا تاؤ کہے تو چڑینگے یا نہیں اور جہاں گائے کی پوجا ہے وہاں گھاس بھُس جل وغیرہ سے اس کو سنتشٹ رکھنا کہا ہے۔ یا گندہ چاول پُشپ وغیرہ سے اسے پوجکر ڈنڈوت کرنا اوچت ہے اور وید میں ہوم کے پیچھے جو پرم دھارمک اور وید وکت ودیاوان ججمان ایشور کی پرارتھنا میں کہتے ہیں यजमानस्य पशून् पाहि یعنے ججمان کہتا ہے کہ ہے پرمیشر میرے پشوؤں کی نوا چھی طرح رکھیا کر کہ جس سے میرے یہاں ہوم کی سامگری دودھ دہی گھی وغیرہ کی کمی نہ پڑے اور سنتان پُشٹ ہو تو یہاں پشو ہیں گائے کا گرہن ہے یا نہیں؟ پھر سوامی جی جو پشو کہتے ہیں۔ تو کیا برپت کرتے ہیں لیکن جب سب لوگ یہاں سے وہاں تک گائے پُتر یعنے بچھڑے بن رہے ہیں تو ان سے کیا کہا جاوے۔ یہاں وہی کہاوت یاد آتی ہے کہ اندھے کے آگے روئے اپنے دیدے کھوئے۔ بھائیو سوامی جی مہاراج سے ودیا اور ویش ہتکاری کی ودماتا میں جن ش نے منشتو حاصل نہ کیا۔ تو پھر آگے کونسا دن ایسا آوے گا۔ یہاں تک تو باتوں کا جمع خرچ اور نرکھشر پوپوں کی لیلا ہوئی۔ اب تھوڑی سی دولت کا جمع خرچ اور ساکھشر یعنے مہابھارتی اور بھاگوتی ونیا ویاکرن آدک سنسکرت اور بی اے تک انگریزی پڑھے ہوئے پوپوں کی لیلا سنو۔

۳ و ۴- اکتوبر ۱۸۷۸ء کو یہاں کے بڑے بڑے پرتشٹھت رئیس اور دھناڈ لوگوں نے سوامی جی کے دربار میں حاضر ہوکر دو سو سے لیکر ہزار ہزار روپیہ تک جمع کر کے آریہ سماج کے مستحکم قائم کرنے کی غرض کی اور ایک ہزار روپیہ وید بھاشیہ آدک پستکوں کے جلدی طیار ہونے کے لئے علیحدہ دیا اور بہت سے لوگوں نے ماہوار موافق اپنی حیثیت کے دینا قبول کیا۔

جب یہ خبر شہر میں پھیلی تب سب پوپوں کا پیٹ پھولا۔ اور ان کے مستک میں شتول بڑھا۔ جیوں تیوں رات کاٹی۔

۵- اکتوبر ۱۸۷۸ء کی صبح بڑی دھوم دھام مچاتے تلک لگاتے دھوتی جھٹکاتے مالا ہاتھ میں اپنے ایک ججمان پرتشٹھت لالہ صاحب کے مکان پر جمع ہو شرنا گت ہوئے۔ کہ لالہ صاحب اب ہمارا دھرم لجیا اور جیو کا آپ ہی بچا سکتے ہیں۔ اور اس کی تجویز اب ہم نے یہ سوچی ہے۔ کہ سوامی جی کے پاس جانیکی تو ہماری سامرتھ نہیں۔ لیکن وے کل جانے کو ہیں آج ہم کچھ سوالات بنا کر کل ان کے پاس بھیجیں گے۔ ان کو جواب دینے کا موقع ملے گا نہیں۔ پیچھے سے ہم خوب تالی بجا دیں گے۔ اور سب شہروں میں مشہور کرا دیویں گے کہ فرخ آباد کے پنڈتوں کے سوالات کا جواب سوامی جی نہ دے سکے یہ سن کر سب نے کہا کہ واہ واہ بڑی عمدہ تجویز ہے۔ غرضکہ ایسا ہی کیا۔ یعنے پیچھے انڈ بنڈ واہیات سوالات اسی روز تیار کئے۔

۵- اکتوبر ۱۸۷۸ء کو آریہ سماج کے نئے مکان میں سوامی جی نے ویاکھیان دیا۔

۶- اکتوبر ۱۸۷۸ء شام کے وقت پنڈتوں نے مندرجہ ذیل ۲۵- سوالات سوامی جی کے پاس بھیجے۔ فی الحقیقت

سے کم وہ دس مرتبہ جنے گی اور اوسط درجہ پانچ سیر دودھ ہر روز دیگی اور برس تک دے گی تو اٹھارہ ہزار سیر دودھ ہوگا۔ اس میں فی من پانچ سیر چاول ڈال کر کھیر بناویں گے۔ اور فی آدمی ایک سیر کھاویگا۔ تو دودھ سے بارہ ہزار آٹھ سو پچاس آدمیوں کا پیٹ بھریگا جسکو مار کر کھانے سے وہ صرف بیس آدمی کو ایک دن کافی ہوتی ہے۔ اِس کے سوائے اُس کے جو دس بچھیا ہوئی تو اُن سے اور بچھیا اور بچھڑے جو ہوں گے۔ وہ فایدہ زاید ہوگا۔ اور جو بچھڑے ہوئے تو ہزاروں جگہ زمین اُن سے جوت کر طرح طرح کا لاکھوں من اناج پیدا ہو کر ہزاروں آدمیوں کا ایک طرح کا فایدہ ہوگا۔ اب غور کرنا چاہئے کہ جب ایک گائے کے مارنے سے اتنا بھاری نقصان ہوتا ہے تو کل ملک میں ہر روز ہزاروں گائے کے مارے جانے سے ہر سال کسقدر نقصان ہوگا۔ اسیطرح گائے سے دگنا بھینس سے اور نہائی بکری کے مارے جانے سے نقصان ہوتا ہے۔ خوب جان لو کہ اسی وجہ سے یہ دیش اوجڑ ہو گیا ہے۔ اور ہوتا چلا جاتا ہے اب دیکھو کہ کیسے افسوس کی بات ہے۔ کہ اسقدر نقصان کو دیکھکر بھی ہمارے ملک کے حاکم لوگ ادھر توجہ نہیں کرتے یہ قصور صرف انہی کا نہیں بلکہ ہم لوگوں کا بھی ہے۔ کہ ہم لوگوں میں اتفاق نہ ہونے سے یہ نقصان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر اس ملک کے آدمی مل کر گورنمنٹ کو عرضی دیں اور وہاں سے اس بات کو بند کرا دیں تو کیا نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں ایک محلہ کے ایک گھر کے بھائی بھائیوں میں نااتفاقی ہے۔ تو کُل ملک کا کیا کہنا ہے۔

اب ناظرین ذرا پوپ لیلا پر غور کریں کہ کہاں تو یہ ویاکھیان ہو رہا تھا۔ اور کہاں پوپ جی نے یہ مشہور کر دیا کہ دیکھو سوامی جی گائے کو پشو بتلاتے ہیں۔ اور اس کے مارنے میں کچھ بھی دوش نہیں کہتے ہیں۔ واہ رے سمجھ۔ بریں عقل و دانش بباید گریست

البتہ سوامی جی اس پوپ لیلا کا کھنڈن بیشک کرتے ہیں کہ جس میں گودان بیل پا کہا جاتا ہے اور جنم بھر چاہے کتنے ہی پاپ کیوں نہ کرے جہاں مرتے وقت ایک گئو دان کیا فوراً پونچھ پکڑے ہوئے بیترنی ندی سے بیکنٹھ میں پہنچ گئے

بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ وہ گائے تو پوپ جی کے گھر بندھی رہتی ہے۔ پھر بیچارے مرے ہوئے کو کہاں سے اُس کا دُم پکڑنا نصیب ہوتا ہوگا۔ اور پھر کس کی پونچھ پکڑ کر بیترنی تیرتے ہوں گے۔ اور پھر دیکھو کہ ایک مرے ہوئے کو ایک گائے کے بوجھ کا سہارا چاہئے۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ اُس ایک ہی گائے کو بہت سے آدمیوں کے ہاتھ سے دان کرایا جاتا ہے۔ تو جب بہت سے آدمیوں کے ہاتھ ایک ہی گائے دی گئی۔ تو پھر فرمائیے بیترنی کے کنارے اس کے جھگڑے میں کیا کچھ جوتا چلتا ہوگا۔ اس کے جواب میں تیری چپ اور میری چپ۔ آپ اگر کوئی بڑے اجھگڑ ہوئے تو بولے کہ واہ صاحب وہ گائے۔ تو اسیوقت قصائی کے ہاتھ بہت سے برہمن جا پہنچتے ہیں۔ بس اس کے سامنے سب ہی چپ جاؤ۔

ہمارے اس کہنے سے کوئی یہ نہ جانیں کہ گئودان کرنا ہی نہ چاہئے۔ یہ دان نہایت اُتم ہے۔ جب دان کرنے والا اچھی طرح وید کے جاننے والے ویدانکول چلنے والے گُنی ستپاتر برہمن کو دیوے۔ ہائے کیسے کیسے دھوکے دیتے ہیں۔ لیکن نام کے نین سکھوں کو کچھ بھی نہیں سوجھتا۔ اور جو کوئی سمجھا دے۔ اور مفلسی کی جڑ کاٹے اور لاکھوں گئوؤں کے بچانے کی تجویز بتا دے۔ وُہی بیری ناستک اور جو گئودان لیکر قصائی کے ہاتھ گائے کٹوا دیں۔ وے بڑے دھرماتما دھرم دھوجی

لکھنو کا حال

۱۸ ستمبر ۱۸۷۹ء سے ۲۳ ستمبر ۱۸۷۹ء تک

سوامی جی شاہجہان پور سے ۱۷ کو روانہ ہو کر ۱۸ کو لکھنو میں رونق افروز ہوئے اور صرف چھ روز یہاں رہکر فرخ آباد کو تشریف لیگئے جیسا کہ وہ خود ایک خط میں لکھتے ہیں "ہم ۱۸ ستمبر ۱۸۷۹ء کو سایانگ کال کو شاہجہان پور سے لکھنو آئے اور تاریخ ۲۴ ستمبر ۱۸۷۹ء بدھ وار کے دن پراتا کال کانپور کو جاویں گے اور وہاں سے اُسی روز فرخ آباد کو جاویں گے۔ اور وہاں ایک سنپاہ یا دس دن ٹھہر کر پھر کانپور آویں گے۔ اور پھر یہاں دو چار روز ٹھہر کر پریاگ مرزاپور۔ کاشی ہوتے ہوئے کارتک پورنماشی تک داناپور پہونچینگے اور اب ہمارا شریر پہلے سے اچھا ہے"

دیانند سرستی ۲۱ ستمبر ۱۸۷۹ء لکھنو

فرخ آباد کا حال

۲۵ ستمبر ۱۸۷۹ء سے ۸ اکتوبر ۱۸۷۹ء تک

سوامی جی ۲۴ ستمبر ۱۸۷۹ء کو لکھنو سے چل کر ۲۵ ستمبر ۱۸۷۹ء پنجشنبہ اسوج سُدی ۱۰ سمت ۱۹۳۶ کو فرخ آباد پہنچے۔ جب تک سوامی جی رہے ہر روز ۵ بجے شام سے ۷ بجے شام تک ویاکھیان ہوتا رہا ضلع کے حاکم اور افسر لوگ اور اہل محلہ و رئیس ساہوکار ہزاروں آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ ہوئی۔ ۲ اکتوبر ۱۸۷۹ء کو سوامی جی نے لالہ جگن ناتھ پرشاد صاحب رئیس فرخ آباد کے مکان پر ایک ویاکھیان دیا جس میں شُدھ ہردے ست پُرش لوگ بڑے پریم سے ویاکھیانوں کو سنکر آنند میں مگن ہوتے تھے لیکن کمارگ گامی اور وے لوگ جن کی طرح طرح کی جعلسازی و دھوکہ بازی وغیرہ ہزاروں سوانگ سے روزی چلتی کھٹی کرتے تھے۔ اور سماج سے باہر نکل کر سوامی جی کے ویاکھیان کا مطلب کچھ کا کچھ سناتے تھے۔ اور لوگوں کے دلوں میں صریحاً بھرم ڈالتے تھے۔ مثلاً سوامی جی نے کسی ویاکھیان میں فرمایا۔ کہ آج کل کی عملداری میں گاؤ بیل وغیرہ مارے جاتے ہیں اس سے اس ملک کے باشندوں کا بڑا نقصان ہوتا ہے۔ کہ دیکھو ایک اچھی موٹی تازی گاؤ کہ جو لوگ مارینگے تو آخر بیس آدمیوں کا پیٹ بھرے گا۔ وہ بھی تب جب کہ اس کے ساتھ دس سیر اناج بھی ہو۔ اور جو اس کی رکھشا کریں گے تو وہ کم سے کم بیس برس تک جیوے گی۔ تو دیکھو اس سے کتنا فایدہ ہوگا۔ یعنے کم سے

پرمیشور ہیں۔ راجندر جی کی بھگتی کرنا پرم دھرم ہے کوئی کہتا ہے کہ لال لنگوٹ والے کی لالسا میں سب دن مست پڑے رہنا دھرم ہے کوئی کہتا ہے کہ ماکھن کے چور گوپیوں سے کلول کرنے والے کے شرن آنا دھرم ہے کوئی کہتا ہے کہ چرس پیکر دھتورہ کا دم لگاکر بھنگ کا لوٹا چڑھاکر بھولے کی یاد میں محو ہو جانا یہی ٹھیک دھرم ہے کوئی کہتا ہے کہ سفت خوردن کو کھلانا زر بینا زمین دینا یہاں تک کہ زن تک بھی دیدینا دھرم ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ گنگا میا جمنا میا سرستی انیا دیں ڈبکی لگانا دھرم ہے کوئی کہتا ہے کہ کتھا کا کرانا اور اچھی اچھی ودّب پدارتھ برہمنوں کو دینا دھرم ہے کوئی کہتا ہے کہ خوب تان کر حلق تک شراب پینا مچھلی اور قلیہ کھانا اور پھر ڈٹ کر عیاشی کرنا یہ ہی پرم دھرم ہے اسیطرح کوئی جل سنگھ کوئی سورج سنگھ کوئی تلسی سنگھ کوئی پیپل سنگھ کوئی منہر اسنگھ کوئی کالشی سنگھ کوئی رام سنگھ کوئی گنیش سنگھ کوئی بھیرون سنگھ کوئی گوگا سنگھ کوئی شہیدا سنگھ کوئی غازی سنگھ کوئی پیر سنگھ کوئی قبر سنگھ کوئی مردہ سنگھ کوئی مدار سنگھ کوئی بھوت سنگھ کوئی چڑیل سنگھ کوئی مسان سنگھ کوئی جن سنگھ کوئی پیغمبر سنگھ کوئی کاغذ سنگھ وغیرہ کو پوجنا دھرم بتلاتا ہے کوئی کہتا ہے کہ ہولی گھوسٹ اور خدا کے اکلوتے بیٹے پر ایمان لانا دھرم ہے کوئی کہتا ہے کہ رسول پیغمبروں کو ماننا اور جہاد کرنا ہی دھرم ہے غرضیکہ اسیطرح سب نے اپنے اپنے دھرم بتلائے ہر یک شخص کے منہ سے نئے ہی دھرم سنکر یہ شخص سکتہ کے سے عالم میں اُتر گیا اور سب سے پوچھکر پنڈت جیو کے پاس آیا اور سب قصہ بیان کیا تو پنڈت جیو نے کہا کہ اب دیکھو ان سب میں سے سچا دھرم تم کو بتلاتا ہوں غور سے سنو۔ دیکھو جب ایک بات کے سچ ہونے پر چار شخصوں کی گواہی ایکسان گذر جاتی ہے تو حاکم جان جاتا ہے کہ یہ بات سچ ہے۔ اور جب کہ ایک معاملہ پر ننانویں گواہی گذریں تو اُس کے سچ ہونے میں کیا شک ہے تو پس جب ایک شخص اپنے دھرم کی بات بتاوے اور اس کو ننانویں شخص کہیں کہ غلط ہے۔ تو اُس کو کسطرح مانا جاوے ہرگز نہیں مثلاً یہاں ایک شخص نے کہا کہ پتھروں کو پوجنا دھرم ہے اس پر ننانویں گواہی گذریں کہ نہیں جھوٹ ہے اسیطرح دوسرے نے کہا کہ عیسٰے پر وشواس لانا دھرم ہے اس پر بھی ننانویں گواہی خلاف گذریں تو اُن کو ہرگز نہ ماننا چاہئے تیسرے نے کہا کہ محمد صاحب کا ماننا دھرم اور باقی سب نے برخلاف کہا کہ جھوٹ ہے اور سمجھنا چاہئے کہ یہ سب اپنے مذہب کے لوگوں کی فوج جمع کرنے والے ہیں اب جن باتوں کے ماننے میں سب کی گواہی یکساں ہو اُس کو مانو کوئی ایسی بات کسی نے کہی کہ جو درمیان سے ملتی ہو۔ اُس شخص نے جواب دیا۔ کہ ہاں مہاراج بہت سی باتیں ملتی ہیں مثلاً صرف ایک پرمیشور کو ماننا اُسی کا دھیان کرنا ست بولنا اور ماننا است کو چھوڑنا۔ غریبوں پر دیا کرنا وغیرہ ایسی باتیں سب کے دھرم کے وشے ایک سے ہیں تب پنڈت جیو نے کہا تو یہ ہی دھرم کی باتیں ہیں صرف انہیں کو مانو باقی سب غلط اور گمراہ کرنے والی ہیں فقط۔

یہاں سے سوامی جی یجروید بھاشیہ کو لکھتے ہیں کہ کنور رتنا سنگھ چھلیسر والے کا اب چندہ وصول کرنے کا کچھ بھروسہ نہیں اس لئے تم کو چاہئے کہ جہاں تک بنے چندہ وصول کرو آٹھ دن پیچھے لکھنو جاویں گے۔ اب ہمارا شریر کچھ اچھا ہے ۱۷ ستمبر ۱۸۷۹ء شاہجہان پور

دیانند سرسوتی

یہاں سے ہی سوامی جی نے سنسکرت درس و تدریس پٹھن پاٹھن کے متعلق پستکیں بنانی آرنبھ کیں اور ان کے اطلاع بذریعہ ایک وگیاپن کی عام پبلک کو دی

خلاصہ سوامی جی کے ویاکھیانوں یعنی لکچروں کا

(ست دھرم وشے)

امروز سوامی جیو نے ست دھرم پہچاننے اور جاننے کی ایک ایسی دلچسپ اور ٹھیک تمثیل دی کہ اُس کا جاننا ہر شخص کو ضرور ہے۔ سوامی جی نے فرمایا کہ ایک شخص کہ جس نے ابھی تک کسی مذہب کو قبول نہیں کیا تھا۔ ایک پنڈت کے پاس گیا اور کہا کہ مہاراج میں کسی ایک مذہب کو جو سچا ہو اور جس سے موکش مل سکے قبول کرنا چاہتا ہوں کرپا کر کے بتلا دیجئے کہ کونسا مذہب سچا ہے۔ پنڈت جی نے کہا کہ چلو تمکو سچا مذہب بتلا دیویں۔

پنڈت جی اُس شخص کو ایک جگہ کہ جہاں ننو شخص مختلف مذہبوں کے بیٹھے ہوئے اپنے اپنے مذہب کی بڑائی اور دوسروں کے مذہب کی بُرائی کر رہے تھے۔ لیگئے اور کہا کہ تو ہر یک شخص سے التجا کر چل۔ کہ میں ایک سچے مذہب کو اختیار کرنا چاہتا ہوں آپ کرپا کر کے بتلا دیجئے کہ کون سچا ہے وہ شخص پہلے ایک مذہب والے کے پاس گیا۔ اور یہ ماجرا بیان کیا وہ مذہب والا بولا کہ آیئے آیئے بیٹھئے میں ابھی آپکو سچا مذہب کہ جس سے تم جھٹ پٹ راہ نجات کو پہونچ جاؤ بتلاتا ہوں سنو یہ صرف ایک میرا مذہب تو سچا ہے اور باقی دیکھو یہ ۹۹ جو تمکو دکھلائی دیتے ہیں سب جھوٹے ہیں ان کی ایک نہ ماننا آؤ جلدی میرے مذہب میں ہو جاؤ۔ وہ شخص بولا کہ اوروں کے پاس بھی ہو آؤں دیکھوں وے کیا کہتے ہیں۔ دوسرے مذہب والے کے پاس جو گیا تو وہ چلا دوڑا کہ آؤ بھائی بیٹھو تم اگر نجات چاہتے ہو تو میرا مذہب جلدی اختیار کر لو میرے مذہب میں ہوتے ہی جہاں ایک کلمہ پڑھا فوراً نجات ہوئی اور باقی جو یہ ۹۹ بیٹھے ہیں سب جھوٹے ہیں اِن کی بات ہرگز نہ ماننا چاہئے۔ تیسرے مذہب والے کے پاس جو گیا سو وہ یہ سمجھکر کہ خوب جال میں پھنسا ہے بچا جاویگا کہاں گھر بیٹھے نکار ملنے لگا۔ اپنے مذہب کی تعریف کرنے لگا کہ دیکھو ایک میرا ہی مذہب سچا ہے۔ اور باقی ۹۹ سب جھوٹے صرف ایک میرے ہی مذہب سے مکت ہو سکتی ہے۔ دوسرے کی ہرگز نہیں ایسی ایسی باتیں کہہ کہہ کر اُس کو پھسلانے لگا۔ چوتھے مذہب والے کے پاس جو گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ہاتھ میں رتّی سی لئے ہوئے کہیں کھٹا کھٹ کر رہا ہے۔ اُس کو دیکھتے وہ بول اُٹھا کہ آؤ بیٹھو پرمیشور کی تم پر بڑی کرپا ہوئی جو تم کو یہاں بھیجا اب تو جلدی سے میرے مذہب میں ہو جاؤ نہیں تو یہ ۹۹ مذہب والے ہرگز نہیں چھوڑیں گے اور یہ سب جھوٹے ہیں اب تو جلدی آ اور بہت دیر ست لگا غرضیکہ اسیطرح ۹۹ مذہب والوں کے پاس گیا سب سرائے کی بھٹیاریوں کی طرح لگے واویلا مچانے اور اپنے اپنے گھروں میں بُلانے پھر آخر کار وہ اُس سوویں مذہب والے کے پاس بھی گیا اور اپنی غرض ظاہر کی وہ بولا کہ بھائی سنو نجات یعنے مُکت کا حاصل کرنا خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔ صرف ایک ادویتیہ پرمیشور کا دھیان کرنے اور اس میں پرم پریت کرنے سے ہی نجات حاصل ہو سکتی ہے ورنہ مثل ان ۹۹ گمراہوں کے دھکے کھاتے ہوئے پھرنا ہے۔ آخر کار جب وہ شخص سب کے پاس ہو چکا تو اپنے دل میں گھبراتا ہوا کہ عجب معاملہ ہے جو کہتا ہے اپنی ہی سی کہتا ہے۔ پنڈت جی کے پاس آیا اور کیفیت مفصل بیان کی پنڈت جی نے کہا کہ ایک دفعہ پھر جا کے ہر یک سے دریافت کر کہ آپ کا دھرم کیا ہے۔ وہ شخص جو گیا تو کوئی کہتا ہے کہ سری رامچند رسا گتات

جواب چٹھی ہذا منجانب سوامی جی بنام پنڈت انگد شاستری

اوم نمہ سروشکتی متے جگدیشورا ئے

سری یت انگد شاستری آدپنڈتا نپرتی دم پر کیہاپنم ۔ سمت ۱۹۳۶ اشون کرشن ۱۲ شنی وار کا لکھا تمہارا پتر اشون کرشن ۱۳ ۔ رپی وار کو دن کے ۱۱½ بجے میرے پاس پہونچا ۔ پتر ستھ لکھا ابھپرائے سب پرگھٹ ہوا ۔ مجھکو تی نشچے ہے کہ تم لوگ شاستروں کا بچار کرنا کراناتو تب جانوگے کہ جب تمہارے انیک جنموں کے پُن اودت ہوں گے ۔ پرنتو جو میں تمہارے نشچے کئے استھانوں میں بات چیت کرنے کو آوُں تو تمکو ہلا غلا کرنے کو اوسر اچھا مل جاوے اب جو تم کو پورُ بوکت پچاس دھارمک بدھمان رئیسوں کے ساتھ یہاں آکر کچھ کہنا سُننا ہو تو میں آنے سے روکتا نہیں آگے تمہاری پرسنتا ۔ سمت ۱۹۳۶ اشون کرشن ۱۳ ۔ سوی وار

جواب چٹھی ہذا بنام سوامی جی

۔ جے جئے تی جٹا ئے پرماتمنے نمہ ۔

سری یوت دیانند سرستی سمی پے شومت کوشل پورب کم مد بگیا پنم

آپ کا پتر ۳½ بجے میرے پاس پہنچا پتر ستھ لیکھ اشم پرگھٹ ہوا ۔ آپ کو ایسا نہیں چاہیئے ۔ کبھی کچھ لکھنا اور کبھی کچھ[1] ۔ یا تو سوامی جی پرگیا چلشو کے مت پر ہونا چاہیئے جس کا آپ اپنے پورب پتر میں سویکار کر چکے ہیں جس پرم پرا سے شاستر ارتھ ہوتے ہیں اُس بدھی[2] سے کیجئے ہم تیار ہیں تین استھان جو نرنت ہیں انمیں سے کسی پر آجاؤ[3] ۔ متی اشون کرشن ۱۳ ۔ روی وار سمت ۱۹۲۹

حاشیہ

[1] سوامی جی نے تو کہیں ایسا نہیں کیا یہ پنڈت جی کی سمجھ کی خوبی ہے ۔ ناظرین خود ملاحظہ کریں کہ کہاں ایسا ہوا ہے ؛

[2] ہم کو تو جو بدھی پرم پرا سے سجن پرشوں میں شاستر ارتھ کی معلوم تھی اس مطابق لکھ چکے اب پنڈت جی وہ بدھی بتلاویں کہ جو پرم پرا سے شاستر ارتھ کی ہو ۔ اور اگر پرم پرا کی بدھی وہی ہے کہ جو پنڈت جی نے لکھی تو ہمارا دور ہی سے ڈنڈوت ہے ۔ ہم ایسے غل غپاڑہ کی جگہ سے گھبراتے ہیں ۔

[3] کیا کشتی ہے ؛

بختاور سنگھ

اور فساد کا موقع خوب ہاتھ لگ سکتا ہے لیکن افسوس یہاں کی ایسی باتوں سے نفرت ہے۔ (۱۸) ناظرین خود جان سکتے ہیں کہ کون کس کا سمے بے ارتھ یعنے بے فائدہ رائیگان کر رہا ہے۔ (۱۹) روی وار کو چٹھی بھیجیں اور بلا سطے شرائط روی وار ہی کو شاستر ارتھ کرنا چاہیں ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔ (۲۰) ۷ بجے شام سے ۹ بجے تک کا وقت ہم نے حسب مرضی جملہ حاضرین اس غرض سے لکھا کہ اُسوقت بہیں کچہری کے لوگ بھی کہ جو باعلم ہیں آسکیں ورنہ بے علم لوگوں کے سامنے شاستر ارتھ کا کرنا محض بے فائدہ ہے۔ (۲۱) واہ صاحب واہ! یہ عجیب کہی۔ بس پنڈت جی کی لیاقت کا حال معلوم ہوگیا۔ علم تاریخ اور کتب کے بننے تک کا حال پنڈت جی کو معلوم نہیں سوامی جی نے یہ سب کتابیں حاضرین جلسہ کے سامنے نکلوا کر سب کو دکھلا دیں کہ جن کے ہونے سے ہی پنڈت جی منکر ہیں۔ بھلا اسکا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ ہمارے شہر کے ایک لیئق پنڈت جی کا بھی یہ منقولہ ہے۔ کہ وید لُپت (غایب) ہوگئے بھلا جب ان پنڈتوں کی تحقیق اس درجہ کمال کو پہنچگئی ہو تو پھر کیا ٹھکانا ہے۔ (۲۲) مہی دھر وغیرہ کے ٹیکہ ایسے بے سر و پا اور واہیات ہیں کہ جن کو بیان کرتے ہوئے شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ کیا یہ اصل ٹیکہ وید کے کہلا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ (۲۳) کبھی پندرہ اور کبھی بیس منٹ مقرر کرنے سے پنڈت جی کا ارادہ گڑبڑ مچانے کا معلوم ہوتا ہے۔ بھلا ایسی شرائط تہذیب یافتہ اور معقول پسندوں میں کہیں بھی سُنی ہیں پنڈت جی کے ہر ایک فقرہ سے اگر بہ غور دیکھا جاوے عجب قسم کی بُو آتی ہے۔ کیا اس چٹھی کو پڑھکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ پنڈت جی کا ارادہ شاستر ارتھ کا ہے (۲۴) یہ نیم تو ملکش نہیں معلوم ہوتا بیشک یہ ملکش ہے۔ کہ شاستر ارتھ میں ماو شما سب چلے آویں وہاں لٹھ باز خاں منچرے خاں بھانگ خاں دھتورہ خاں چرس خاں وغیرہ جمع کرنے کا کیا پریوجن ہے۔ جہاں کہیں سبھا ہوتی ہے یہ ملکش نیم کہیں نہیں ہوتا ہے یہ شاستر ارتھ تو کیا بلکہ اکھاڑہ کا شان ہے افسوس پنڈت جی سامعین کی تعداد مقرر کرنے سے گھبراتے ہیں پنڈت جی کے انکار سے صاف ظاہر ہے کہ اگر تعداد معین ہوگئی تو ہتھیلی پیٹنے اور ڈھیلے برسانے کو کوئی نہیں ملیگا۔ پنڈت جی کا مدعا اصلی حاصل نہ ہوگا۔ (۲۵) افسوس پنڈت جی تجا سے غرض بھانڈوں اور راس دھاریوں کے تماشے سے سمجھے سچ بات کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہدینا اس میں کیا لجا ہے۔ (۲۶) ناظرین خود جان لیوینگے کہ کس کی طرف سے حیلہ حجتیں ہوئیں۔ (۲۷) یہاں تو پنڈت جی ایک روز بھی سوامی جی کے پاس نہ آئے سوامی جی کے ہر طرح پر نقصان ہی پر کمر باندھے رہے۔ وہاں لیجانے سے نہ جانیں کیا کیا کریں گے بھلا سوامی جی کب ایسے پیٹیوں میں آنے والے ہیں۔ (۲۸) پنڈت جی ظاہر کریں کہ کہاں کہاں کون کون سی غلطیاں ہوئی ہیں ویسے ہی الکل پچو لکھدینے سے کیا ہوتا ہے پنڈت جی کے پتر میں جو غلطیاں تھیں جہاں تک ہو سکا ہم نے ظاہر کیں باقی ناظرین خود جان لیوینگے (۲۹) رہی سوامی جی کی۔ وے پنڈت جی بتلاویں۔ جو غلطیاں اس چٹھی میں مثل پہلی چٹھی کے ہیں وے ناظرین خود دیکھ لیویں ان کی چٹھیوں کے لفظوں کی نقل بعینہ حاشیہ پر کر دی گئی ہے۔ دیکھئے کے۔ ہیں۔ کو۔ وغیرہ الفاظ کس قدر غلط لکھے ہیں +

الراقم

بختاور سنگھ

نقل جواب خط ہذا بنام منشی بختاور سنگھ سکرٹری آریہ سماج

منشی صاحب ۔ مدعا پرداز ہوں مباحثہ اس وجہ سے نہ ہوا ۔ کہ انگد شاستری کے رفقا درپے توہین پنڈت دیانند سرستی کے تھے علی العموم سکان بریلی ہیں ۔ جب اُن سے کہدیا گیا ۔ کہ یہ صاحب دھرم میں نئی نئی باتیں نکالتے ہیں اور بت پرستی کو منع کرتے ہیں وے لوگ مشتعل ہوگئے اور چاہتے تھے کہ ایک جم غفیر کے ساتھ مباحثہ شہر سے باہر ہو ۔ اِس امر کو پنڈت دیانند سُرستی نے پسند نہ کیا و ان کا منشا تھا کہ خاص لوگوں کے روبرو کسی رئیس کے یہاں جہاں اہل علم ہوں امور متنازعہ فیہ کا تصفیہ ہوجاوے ۔ الراقم

نیاز احمد فاروقی

یہ دونوں خط اصلی ہمارے پاس موجود ہیں ۔ اب ناظرین غور کریں کہ پنڈت جی نے جو شہر کے باہر ایک جم غفیر کے ساتھ مباحثہ کرنا چاہا تھا ۔ اُس کا کیا مطلب تھا ۔ کیا یہ ہندوستانی دنگل تھا ۔ فرمایئے ایسی جگہ سے سوامی جی اگر انکار نہ کرتے تو کیا کرتے ۔ ایسے ایسے ڈھکوسلے سوامی جی نے پنجاب میں خوب دیکھے ہیں ۔ اب ہرگز کسی کے جال میں نہ پھنسیں گے ۔ امرت سر کا حال رسالہ آریہ درپن میں ناظرین نے دیکھا ہوگا ۔ کہ کیا ہوا تھا ۔ [8] کیا خوب سوامی جی کی چٹھی کا مطلب سمجھے ۔ کہاں لکھا ہے ۔ کہ سندیہ ہے بلکہ یہ صاف لکھا ہے کہ پنڈت جی بھی اُن کے شاگرد ہوں گے ۔ کیونکہ ان کے پاس سینکڑوں ودیارتھی آتے جاتے تھے ۔ کیا ایک اُستاد کے چند شاگرد برابر علم اور برابر گُن وان ہونے کا دعوےٰ کر سکتے ہیں ۔ ممکن نہیں کہ سب یکساں ہوں ۔ ایک اُستاد کے پاس سینکڑوں طالب علم آتے بہت سے لیئق ہوجاتے ہیں ۔ اور بہت سے نہیں پڑھتے تو رہجاتے ہیں کیا ان سب کا ہمہ یکا دعوےٰ درست ہوسکتا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ [9] سوامی جی کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی ان جگھوں میں جاتے ہوئے ان کو نہ دیکھا یہ سب باتیں پنڈت جی کی غلط ہیں ہاں سپت شتی استوتر کا پاٹھ بیشک کرتے تھے ۔ مگر اس کو شدھ بنا لیا تھا ۔ اُس کے مطابق کرتے تھے [10] وید پڑھ کے چلنے سے کُمارگ ہوتا ہے ۔ کیا وید پڑھ کے چلنے سے جو کُمارگ ہوتے ۔ [11] یہ غلط ہے اُن کی چالیس برس کی عمر سے زیادہ ہوگئی تھی ۔ جب الور گئے تھے ۔ [12] وے مورتی پوجا نہیں کرتے تھے ۔ بلکہ اُس کو چھوڑنے کا سب کو اُپدیش کیا کرتے تھے ۔ [13] افسوس پنڈت جی نے بتلایا نہیں کہ کہاں کتھن اور اور بیر تانت اور اور کہاں پور باپر بردوہ ہے ۔ چٹھیوں کی تحریری گفتگو ہے تقریری نہیں کہ کوئی تبدیل کر سکے ۔ پنڈت جی بتلاویں کہ کہاں پورباپر بردوہ ہے ۔ ورنہ زبانی تو ہم بھی جو چاہیں سو کہدیں لیکن کیا کریں مجبور ہیں ہمارا یہ شیوہ ہی نہیں ۔ [14] کیا دو چار روز کے ٹھیرنے سے خزانچی صاحب کا بنگلہ سوامی جی کا ہوگیا ۔ نہ وہ مکان سوامی جی کا ہے ۔ اور نہ پنڈت جی کا اس میں کیا شک ہے ۔ فرماویں خوب یہ ایک ہی رہی دروغ گویم بر روے تو سوامی جی نے کہاں لکھا ہے کہ خزانچی صاحب کے باغ میں شاستر ارتھ ہو سوامی جی نے تو خزانچی صاحب کا بنگلہ لکھا ہے ۔ ناظرین پنڈت جی کی تحریر پر غور کریں ۔ [15] پنڈت جی اور سوامی جی دونوں کی چٹھیوں کے دیکھنے سے لوگوں کو معلوم ہوجاوے گا کہ کس کا ارادہ کھنڈن مانڈن ہے ہم کو یہاں زیادہ لکھنا مناسب نہیں [16] پنڈت جی جو جگہ بتلاتے ہیں افسوس وے سب ہمارے نزدیک شاستر ارتھ کے لیئے تو نہیں بلکہ اکھاڑہ اور دنگل کے لیئے موضوع معلوم ہوتے ہیں بھلا کہاں شاستر ارتھ اور کہاں اکھاڑہ ! ہاں ان مقامات پر دنگہ

دھرم کے بر ودھی پائے گئے۔ بابوجی نے یہ چٹھی سوامی جی کے پاس بتاریخ ۱۲ ستمبر بوقت $\frac{1}{2}$ ۱۱ بجے دن کے بھیجی تھی۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ بابوجی نے اس قدر عرصہ تک کیوں دبا رکھی۔ پنڈت جی نے اپنے کسی آدمی کے ہاتھ براہ راست سوامی جی کے پاس یا منشی بختاور سنگھ سکرٹری آریہ سماج کے پاس کیوں نہ بھیجدی۔ کہ جواب اُسیوقت ملتا۔

۳ یہ وہی مثال ہے کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ اپنا مطلب پنڈت جی سدھ کہتے ہیں یا سوامی جی بھلا کوئی صاحب بتلا تو دیں کہ سوامی جی نے کب ہتکار کی روٹیاں نو گرہ کا چرہاوا سینچر وغیرہ کا لال کا لا پیلا دان چھنا کا ٹکہ کسی سے طلب کیا ہے۔ وید آدست شاستروں کے پڑہنے کی کب کسی کو ممانعت کی ہے۔ کب کسی کو جنم پتر سے دیکھکر اُس کو جھوٹ [illegible] ف دلا کر اُس کا مال ٹھگا ہے۔ پنڈت جی ہی کوئی مثال دیں۔ کہ جہاں سوامی جی نے کسی کے سامنے ہاتھ پسارا ہوا۔ سوامی جی کو سب بڑے چھوٹے جانتے ہیں کہ سب کو ان ٹھگائیوں اور جھوٹی سیم درجا سے بچاتے ہیں۔

۴ اتنے کرن سے تو بخوبی ظاہر ہے۔ کہ پنڈت جی شاستر ارتھ کے بہانے مورتی پوجا والوں کے عموماً بے علم جم غفیر کو اکٹھا کر کے دنگہ اور فساد کی نیت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ پنڈت جی کی جگہ مقرر کی ہوئی اور بلا تعداد سامعین کا شاستر ارتھ میں لانا وغیرہ شرائط سے ظاہر ہوتا ہے۔

۵ سچ بات کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ لکھنا جھوٹ نہیں ہوتا ہے پنڈت جی نے چونکہ یہ بات اپنی طبیعت سے گھڑ کر لوگوں کے خوش کرنیکو جھوٹ لکھدی تھی۔ اس لئے اس جھوٹ کو جھوٹ لکھدیا۔ کیا جھوٹ ہوا۔

۶ سب نہیں جو بت پرست نہیں ہیں بلکہ اُس کو برا جانتے ہیں وے کیسے پرسن ہوتے ہونگے۔

بریلی میں جو کیفیت ہوئی اس کا صحیح حال سوامی جی کی چٹھی سے معلوم ہوگا۔ کہ کس کی طرف سے انکار ہوا۔ پنڈت جی نے تو اپنی مرضی کے موافق جو چاہا ظاہر کر دیا۔ اور اُن کے گروہ عظیم نے بلا سوچے سمجھے اُسی کو صحیح تسلیم کر لیا۔

اب چونکہ پنڈت جی نے مولوی نیاز احمد صاحب ہیڈ ماسٹر ضلع اسکول شاہجہان پور کو بطور گواہ کے اُس معاملہ کا سچا حال جاننے والا اقرار دیا ہے۔ ہم نے یہ سمجھکر کہ سانچ کو آنچ کیا۔ جو مولوی صاحب سے اس بارہ میں خط و کتابت کی اس کی نقل ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ پنڈت جی کے قرار دادہ گواہ سے ہی بریلی کا صحیح حال ناظرین پر ظاہر ہوجاوے۔

نقل خط بنام مولوی نیاز احمد صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ضلع سکول شاہجہانپور

جناب من بعد تسلیم آنکہ بعض شخص اس بات کی خواہش کرتے ہیں کہ آپ سے حال شاستر ارتھ یعنے مباحثہ بریلی کا جو درمیان سوامی دیانند سرستی و پنڈت انگد شاستری ہونے والا تھا۔ دریافت کریں لہذا براہ مہربانی یہ لکھدیجئے۔ کہ وہ مباحثہ کس وجہ سے نہ ہوسکا کس کی طرف سے ڈھیل ہوئی۔ اور وجہ ڈھیل کیا تھی۔ جواب اس کی پشت پر لکھدیجئے تاکہ اُن کو دکھلا دیا جاوے۔ آپ یقین ہے کہ اچھی طرح سے کیفیت اس کی جانتے ہوں گے۔ زیادہ والسلام

آپکا نیاز مند بختاور سنگھ

کنتو کنٹھن[۱۹] مانتر ہی ہے۔ سیدی اس استھان کو آگراہیہ ہے تو نمبر انت گھاٹ کنہوت پر جو باغ مہاراج ننگولال جی کا ہے اتھوا لال بہادر لال کے باغ ہیں جہاں روچی ہووے وہاں کا سویکار کیجئے۔ اور ان بہیر نہ باز ناؤں سے ہمارا سمے بہیر تھ نہ گنمائیے۔ ربی وار کو دو بجے سے ۶ بجے تک شاستر ارتھ ہونا چاہئے۔ راتری میں شاستر ارتھ کرنے کا کون اوسر ہے۔ مدھیست کے وشئے میں جو چاروں وید اور برہما سے جیمنی سے پریئنت جو وید ارتھ ہو وہک شاستر آپ انگی کار کرتے ہو یہ کتھن آپ کا کیا ہے جیمنی سے پریئنت کوئی گرنتھ وید ارتھ پرتپادک نہیں ہوا ہے۔ ہاں سوتر آدا اور یدی کرم اگن گرنتھ پریئنت دس بیٹھنی ہے۔ ان کوئی ارتھ پرتپادک سابئن جہی دھر آد پر بھرتی سدرش نہیں ہے۔ جو کوئی گرنتھ آپ کے پاس ہووے تو دکھلائیے۔ پرنتو گرنتھ سو کنٹھ سب سے جے پرلے جے کے پمفی او ترن داتا نہیں ہو سکتے کنتو ہمارے پتر لکھنت سبھ جیوں کے نیا وید سُرُوہ نِشنک شاستر ارتھ بارنا کرنے میں ہمار اکوئی اِبھرائی نہیں ہے۔ جیسا کہ آپکا اس وشئے میں اب بھی اتسک ہووے کہ اوبہے پکش کو کیول وید ارتھ ہی چنتون کرنا پڑیگا۔ نہ سو کیول کلپت بارتا۔ جو آپنے کتھنا کو کتھن میں پرشن کے دو منٹ اور اوتر کے دس منٹ کئے ہیں اس شاستر ارتھ میں یہ نبندہ کیسے پورن ہو سکتا ہے۔ کنتو کبھی کبھی پندرہ اور بیس بھی اپیکشت ہونگے۔ آپ کے جس پکش میں شاستر ارتھ ہوگا۔ وہی پرشن سمجھا جائے گا۔ اس کے کھنڈن منڈن میں اوبہے پکش کو سمان ہی سے یوگ ہونا چاہئے۔ ہم اپنے نسیم کو کداپی نہ بنائیں گے۔ ارتھات دس منٹ ایک پکش سنسکرت اوپپادن کرے اور دوسرا اُس کا اولنتھا دیش بھاشا میں لکھا دیوے اسی پرکار دوسرا پکش بیچا کرے تو وہ دیش بھاشا لکھا وے اور جو آشئے سبھئے جن لیکھ سے نا سمجھیں وہ پرتیاگ کریں۔

آپ نے تیسری بھتی دفعہ کا رہت آشئے لکھا کہ اوبہے پکش کے پچاس منش بنا ٹکٹ سبھا میں پروش نہ کریں۔ اس کا کیا پریوجن ہے جہاں کہیں سبھا ہوتی ہے یہ نیکش نیم کہیں نہیں ہوتا ہے۔ یہاں موضع چاندا پور کی سبھا میں آپ بھی موجود تھے کسی کو آنے جانے کا پرتی بندھ نہ تھا۔ باراں میں لجا کا پرتیاگ کر نسرلج ہونا وید شاستر برُدہ ہے۔ لجا کا سویکار کر منو شتو ۔۱۳۔ ۱۵۔ انیک مہینوں کی اودہی اور دن پرتی تین گھنٹے شاستر ارتھ ہونے سے یہ نشچے ہوتا ہے۔ کہ کیول حیلہ حجتوں میں میری رخصت کے دن بتیت کرنا ہے۔ میری ایسی ہی اِچھیا ہے۔ تو پہلی بھیت چلئے۔ بناء الوسار ستکار کر شاستر ارتھ کروں گا۔ آپ سروتر جاتے آتے ہیں وہاں جانے میں کیا بندھن ہے۔ آپ کے پتر مدھ بھاشا کے ہی شبد اشُدھ ہیں کیا سنسکرت۔ آشون کرشنی دواد شیام شنیشچرے سمبت ۱۹۳۶ تاریخ ۱۳۔ ستمبر سنہ ۱۸۷۹ء۔

دستخط انگد شاستری

حاشیہ

[۵۱] یہہ غلطیاں منش پہلی چٹھی کے ہیں اس کے حاشیہ میں درست کر دی گئی ہیں۔ یہ بالکل غلط سراپا لغو[۵۲] ہے۔ سکریٹری کے پاس ہرگز چٹھی نہیں بھیجی گئی۔ بلکہ سکریٹری نے خود جا کر سوامی جی کے پاس چٹھی کو دیکھا۔ سوامی جی کے پاس یہ چٹھی معرفت بابو ہرگوبند بنرجی کے پہونچی۔ کیا بابو جی سکریٹری سماج ہیں۔ پہلے یہ دھان بیشک تھے۔ سماج نے بابو جی کو سماج کے اِس عہدہ سے برطرف کر دیا۔ کیونکہ بابو جی آریہ

ہوئی تھی۔ وہ جس کی طرف سے ٹوٹی گئی اس کا اچپہرائے وہاں وا انیہ ودیشی پرشوں کو جو وہاں سماج میں اُپستھت تھے اچھی پرکار ودت ہے۔ کنتو یہاں بھی اس برتانت کے جاننے والے دس بیس پرش ورتمان ہیں اور کنچت کنچت برتانت کو مولوی عبدالنجی صاحب انسپکٹر پولیس اور تھرڈ ماسٹر ضلع اسکول شاہجہان پور بھی جانتے ہیں۔ آپکو اچھی پرکار سمرن کرنا چاہئے۔ کہ خزانچی لالہ لچھمی نارائن صاحب کے بغیچہ میں شاستر ارتھ روکوا دینا آپ ہی کا کرم تھا۔ میں نے تو اپنے شاستر ارتھ لشیک نیموں میں باغ میں شاستر ارتھ کرنا پرنتم ہی ناپسند کر کے راجہ نوبت رام صاحب بہادر سرگ باش کے تڑاگ پر شاستر ارتھ کرنا لکھا تھا۔ اس کو آپ نے تیاگ کر باغ میں سمست شاستر ارتھ در تنک لوگوں کو پتر دوارا آواہن کر آپ نے ہی انکار کیا اپنے کرموں کا پھل دوسرے پر ارد پت کرنا انیت بدھ متا ہے اور جو کہ سری سوامی جی کے شش ہونے میں آپ کو سندیہہ ہے۔ وہ متھیا ہے۔ میرے سہادھیائی ان کے جو شش ہیں وے سب ادھانی راج دواروں میں ودیا بل سے پرتشٹھا پا رہے ہیں اور یہ سماچار بھی سمست متھرا باشی شیر لشٹ پرشوں کو معلوم ہے۔ کہ سری مہاراج ڈنڈی جی نیم پوربک پرت دن ستیشی استوتر کا پاٹھ اور کبھی کبھی شری نیلکنٹھ مہادیو جی تتھا رنگ ناتھ مہادیو جی کے شردھا پوربک درشن تتھا نیر تھ پر کرما اور دان آدک کرم سب کرتے تھے۔ ہاں جب سے کہ کرشن شاستری سے کومدی ستہ اجادیو کتھر نی شونی پنچو ادھتانے اس میں کھشٹی ستھی سماس وشیک پتر دوارا شاستر ارتھ ہوا تب سے انیت بیمار ہوئے۔ تب سے ناگوجی بھٹ اور کیوٹ کومدی پر بھرتی گرنتھوں کا کھنڈن پر باکیہ بیمانسا دہورت نراکرت بیاکرن کے گرنتھ بنائے۔ پرنتو وید برُدھ ہنسیاچرن کمارگ پر برتی یہ ان کا دھرم نہیں تھا۔ اور نہ کوئی انہوں نے ایسا گرنتھ بنایا۔ اسی بات پر اروڑہ ہو کر شاستر ارتھ سے بہر مکھ ہوئے بہت تھوڑے دن کی بات ہے متھرا باشی سر لشٹ پورشوں سے نشچے ہو سکتا ہے۔ کنتو مقام الور راج دھانی سے بھی جہاں کہ دس برس کی اوستھا سے رہتے تھے کچھ دن سری گنگا جی گھاٹ سورجی اور متھرا جی محلہ چیتے بازار کیدار ناتھ چھتری کے استھان پر کرائہ دیکر رہتے تھے۔ جو پر گیا چکشو جی پاشان آدمورتی پوجا تتھا سپت شت استوتر پاٹھ تیرتھ آدکون کے بِرودھی ثابت ہوئیں تو میں بھی اُسی ست کو گرہن کر دوں۔ ورن آپ ایسی بیجا حرکت ہٹ دھرموں کا پرتیاگ کیجئے۔ آپ کے سبھاسد تتھا یہاں شاہجہان پور کے رئیسوں سے پرارتھنا ہے۔ کہ سری متھرا جی سے نشچے کرنے میں۔ پر گیا چکشو میرے بھی اور دیانند سرستی دونوں کے گورو ہیں جو ان کا آچرن ہو وے وہ ست مانکر کرنا چاہئے اور جیٹھ کرشن تیار ہیں بینتے جو لکھا سو نشیک ہے کہ اپنے مکھ سے آپ میں اُتم گنوں کا آدیش مانکر جیٹھ جمنا سبھنک کے بیدہ ہے جو شاستر ارتھ نیم آپ نے لکھی ان سے بھی انتر آشے آپ کا ودت ہو چکا انھمات کتھن انیہ اور برتانت نرالا اور پر بادپر برودہ بھی ہے۔ استھان کے لشیے میں یے کتھن ہوا۔ کہ خزانچی صاحب کے بنگلہ میں شاستر ارتھ کریں گے کیونکہ اوہے پکشو سے اس استھان کو کچھ کسی پرکار کا سو تو سمبندھ نہیں ہے۔ یہ کہنا آپ سے سلپ بکتا ان کو سبھو نہیں ہوتا ہے۔ آپ کا سو تو نو اس دوار یہ گت ہے۔ ہم نے تو اوہے پکش رہت آپ کے لیکھا انوار خزانچی جی صاحب کا باغ شاستر ارتھ کے نت نشچے کیا ہے۔ اب اس میں آپ کو شنیدہ کرنے کا اوسر وخیش نہ رہے۔ نہ چاہئے۔ کیونکہ اس میں تو آپ کے دو نو نیم سادھن ہو جائیں گے۔ اِس کارن سے شاستر ارتھ نشیک استھان کے آگرہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپکی شاستر ارتھ کرنے کی اِچھا نہیں ہے۔

۱۳ جبتک کسی وشے کا کھنڈن یا منڈن پورا نہو تبتک شاستر ارتھ بند نہ ہوگا۔ کنتو پرتی دن ہوتا ہی جائیگا کیونکہ آر بدھ کرموں کو بیچ میں
نشپھل نہ چھوڑ کر سدھانت پرینت پہنچا دینا ودوانوں کا مکھیہ سدھانت ہے اور اسی ریت سے بہت دنوں وا مہینوں تک شاستر ارتھ
ہونے سے آپ کے شاستر ارتھ کرنے کے اوت سوکتا (بڑی خواہش) بھی پوری پورن ہوگی انیتھا نہیں۔
۱۴ اور بھی پکش والوں کو سرکار سے پولیس آدکا پربندھ اوشیہ کرنا ہوگا۔ کہ جس سے کوئی اسبھیہ منش شاستر ارتھ میں وگھن
نہ کر سکے۔
۱۵ اس شاستر ارتھ کا سمے جس دن سے آرمبھ ہوگا اس دن سے سندھیا کے پانچ بجے سے آٹھ بجے تک پرتی دن ہونا چاہیے
۱۶ ایک دن پہلے میں بولوں گا تو دوسرے دن آپ بولینگے۔ اور جو پہلے بولے گا وہی اُس دن انت میں بھی بولے گا اور سب سننے
والے اور جب چھپ کر تیار ہوگا تو سب سجن لوگ بانچیں گے تب اپنی اپنی ودیا اور بدھ کے انوسار سچ وا جھوٹ کو جان کر جھوٹ کو چھوڑ کر ست
کا گرہن کر لیں گے۔ آپ کی چٹھی کل دوپہر سمے آئی۔ اس سے آج اُتر لکھا گیا۔ جو پرات کال آتی تو کل ہی لکھ دیا ہوتا آپ کا پتر
سنسکرت اور بھاشا میں انیک پر کار سے بہت اشُدھ ہے۔ سو جب ملو گے تب سمجھا دیا جائے گا۔ سمت ۱۹۳۶ اشون کرشن ۱۱۔ سوموار

(جواب چٹھی ہذا منجانب پنڈت انگد شاستری)

ہری اوم

سری یُت دیانند سرستی سمیپے شومت کشل پورب کم دو بگیا پنیم

تاریخ ۱۰۔ ستمبر کو ایک پتر میں نے آپ کے سبھا کے سکرٹری دوارا پاس آپ کے بھیجا تھا اس کا پرتی اُتر آج تاریخ ۱۲۔ پانچ بجے دن کے
ست سماج میں آیا۔ اس کو بھلے پرکار پڑھ کر سمپورن سبھا سدوں کو شرون کرا دیا۔ آپ کے پتر ادلوکن سے گیات ہوتا ہے۔
کہ وید برُدھ چلنا چلانا کسی مطلب کے کارن ہوتا ہے۔ اس ہیتو سے پرگٹ ہے کہ کوئی مطلب آپ کو سدھ کرنا ہے۔ آپ کا شاستر
ارتھ کرنے کا انشبیدہ اور میرے شاستر ارتھ کرنے کی سچی اچھیا ہونے کا آشے آپ کے انتھ کرن سے اچھے پرکار ودت ہوگا اور
یہاں کے سجن پرشوں کو بھی (معلوم) کیونکہ گرہست آشرم میں ایسا کوئی بھی منش نہیں ہے۔ جو اپنا ان میں دھن تتھا بدیش یاترا آد شرم سہن کرا نیند تھا
جاوے نہ کہ ملازم سرکار۔ میرا آپ کے پاس بنگلہ میں نہ ٹھہرنا اور پنڈت گھنیا لعل رئیس کے مکان پر ٹھہرنا شاستر ارتھ کرنے کی اچھیا
کا پرت بند نہیں ہو سکتا۔ شاستر ارتھ کرنے نہ کرنے کی اچھیا آپ کے تمن لکھت نیموں سے پرسدھ ہے۔ آپ کا جہاں نہاں سنتے
چلا جانا جو میں نے اپنے پورب پتر میں لکھا تھا۔ اُس کا آپ کو اتنت جھوٹھ لکھنا جھوٹھ ہے۔ اور جو آپ نے لکھا کہ تمسے مجھکو کنچت
ماتر بھی بھے نہ کبھی ہوا تھا نہ ہے۔ اور نہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میں ایسے گن ہی نہیں ہیں جو کسی کو بھے پردھون یہ بارتا آپ کی ایتھار تھ
ہے۔ مجھ میں ایسے بھینکر گن نہیں ہیں جو کسی کو بھے پردھون پرنتو میرے گنوں سے سمت سبھا جن پرش ہیں اور آہر دقت پریشور سے
پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ مجھ میں اور میرے اِشٹ متروں میں بھی بھینکر گن نہ ہوں۔ بالس یہی ہیں شاستر ارتھ لیک جو کار وائی نشچت

پاس پہنچے ہو جائیگا - ہاں متھرا میں سری سوامی جی کے پاس بہت ودیارتھی جاتے تھے آپ بھی کبھی گئے ہونگے - پرنتو جو آپ سوامی جی کے شِشش ہوتے تو ان کے اوپدیش سے برُدھ آچرن کیوں کرتے - اور جیسا کہ کتنہ آتم گن کرم اور نیچ گن کرموں سے ہی ہوتے ہیں - اس شاستر ارتھ میں نمن لکھت نیم اُبھے پکش والوں کو ماننے ہوں گے -

۱ اس شاستر ارتھ میں چاروں وید ید ہست ہیں ارتھات وید بردھ جھوٹا اور وید انوکول سچا مانا جاوے گا -

۲ اس شاستر ارتھ میں جو وید کے کسی منتر پد کے ارتھ کرنے میں بپرتی پکش ہو تو جس کے ارتھ پر برہما جی سے لیکر جیمنی منی پرینت اوکت سناتن مانیہ گرنتھوں کا پرمان ساکشی میں ملینگے - اُن کا ارتھ سنت مانا جائیگا دوسرے کا نہیں - اور وید انوکول سرشٹ کرم انوسار پرتکش آدی پرمان لکشن لکشت - آپت انوچرن ابردھ اور اپنے آتما کی ودیا اور پونرآدان پانچ کسوٹیوں سے پریکشا میں جو جو سچا وا جھوٹھا ٹھیرے گا - سو سو ویسا ہی مانا جائیگا انیتھا نہیں -

۳ ایک ایک کی اور سے سب دھارمک ودوان جیتر پچاس پچاس پرش شاستر ارتھ میں سبھاسد ہونے چاہئیں -

۴ ان دونوں طرفوں کے ستو منشوں کو پرتھم سے سبھا میں پرویش کرنے کے لئے ٹکٹ ملجائینگے وے ہی سبھا میں آسکیں گے انیہ نہیں -

۵ جو جس کا پکش ہوگا وہی اپنے سپرمان پکش کو لکھا کر سنا سمجھا یا دوسرے سے سنا کر سمجھایا کریگا -

۶ آدا اُبھے پکش والوں کو اپنے اپنے سمے میں ایک ایک اکشر پرشن یا اوتر لکھوا کر آگے چلنا ہوگا انیتھا نہیں -

۷ اس شاستر ارتھ میں اُبھے پکش والے جو جو کہیں گے اس اس کو تین لیکھک لکھتے جاویں گے اپنے اپنے پکش کے لیکھ لکھوا کر انت میں تینوں پر سوہست اکشر کرا کے ایک پرتی مجھکو دوسری آپ کو اور تیسری سرکار میں رہے گی کہ جس سے کبھی کوئی گھٹا بڑھا نہ سکے انیتھا نہیں

۸ میں جو آپ نے دس دس منٹ لکھے سو سو بیکار کرتا ہوں پرنتو اُتر دینے کے لئے دس منٹ اور پرشن کرنے کے لئے دو منٹ ہونا یوگ ہے -

۹ شاستر ارتھ وشے میں مجھے اور آپ کو ہی بولنے اور لکھوانے سنوانے کا ادھکار ہوگا - انیہ کو نہیں - انیہ سبھاسد نو دھیان دیکر سُنتے رہیں گے -

۱۰ جہاں خزانچی جی کے بنگلہ میں میں ٹھیرا ہوں یہ ہی شاستر ارتھ کے لئے نشچت رہنا چاہئے - کیونکہ یہ نہ میرا استھان ہے نہ آپکا -

۱۱ اس شاستر ارتھ میں وید آدی سناتن شاستروں کی ریت سے پاشان آدی مورتی پوجا اور پوران آدی گرنتھوں کا کھنڈن وشے میرا اور آپ کا منڈن وشے رہے گا -

۱۲ کو پکن ہٹ دُراگرہ - کرودھ - پکش پات - بھے - شنکا - لجا آدی کو چھوڑ کر ست کا گرہن اور جھوٹ کا چھوڑنا اُبھے پکش والوں کو اوش ہونا چاہئے - کیونکہ آپتوں کا یہ ہی سدھانت ہے -

دیانند سرستی جی اور پنڈت گوپال راؤ ہری اور پنڈت رام بہروس صاحب وغیرہ وغیرہ سے جو خط و کتابت رہتی ہے اور دکھن کے بہت سے پنڈتوں کے دستخط جو دیکھے گئے۔ کسی جا میں لفظ شاستری کا استعمال ہوتے ہوئے نہ دیکھا حالانکہ چھیوں شاستر اُن کی زبان پر ہیں ؛

جواب چٹھی منجانب سوامی دیانند سرستی جیو

اوم نمہ سروشکتی متے پرمیشورآئے

کیا آپ لوگ مورتی پوجا آد وید بردھ کام کرنے سے وید بمکھ ہوکر وید پرتی پادت ایک ادوتی ایشور پوجا اور ست دھرم آد سے اُلٹا چل اور چلا کر اپنا مطلب سِدھ نہیں کرتے ہیں!

اور کیا میں کوئی دھرم ارتھ کام موکش سنبندھی کرم وید بردھ کبھی کرتا اور کراتا ہوں!

جو آپ کو شاستر ارتھ کرنیکی سچی اچھیا ہوتی تو سبھیتا سے پوربک شاستر ارتھ کرنے کا نشید میں نے کب کیا تھا اور اب بھی نہیں کرتا!

پرنتو جو شاستر ارتھ کو آپ کی سچی اچھیا ہوتی تو جہاں میں ٹھہرا تھا اسی استھان میں آکر ٹھہرتے۔

اس استھان میں ٹھہرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اچھیا شاستر ارتھ کرنے کی نہیں ہے +

کِنتو کہنے ہی ماتر ہے +

اور اب آگے جیسی ہوگی ویسی معلوم بھی ہو جائیگی +

ہاں جہاں مورکھ اودیا یکت پُرشوں کا ہلّہ غلہ ہوتا ہے۔ وہاں میں کھڑا بھی نہیں ہوتا تم نے جو یہ لکھا کہ میں جہاں جہاں جاتا ہوں وہاں وہاں سے تم کنارہ کاٹ کر چلے جاتے ہو یہ بات تمہاری اتینت جھوٹ ہے +

تم سے مجھکو کنچت ماتر بھی بھے نہ کبھی ہوا تھا نہ ہے۔ اور نہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میں ایسے گُن ہی نہیں ہیں جو بھے پرد ہوں +

پس بریلی میں بھی تمہاری اُلٹی کارروائی ارتھات دنگا بکھیڑا کرنے والے منتیوں کو سنگ لانے کے کارن خزانچی لچھمی نرائن نے اپنے بنگلہ میں تمکو آنے سے روک دیا تھا یہ تم کو تمہارے ہی کرموں کا پھل ملا ہے سوائے بریلی اور شاہجہان پور کے میں نے کبھی آپ کا آنا سنا بھی نہیں۔ اب آپ اور میں دونوں شاہجہان پور میں ہیں جو اس سماگم سے بھاگے سو جھوٹا۔ اب آپ کو جتنا شاستر ارتھ کرنے کا بل ہو کر لیجئے۔ پرنتو یاد رکھنا چاہئے سب آپتوں کی یہی ریت ہے کہ سروداست کو جتاتا ہے اور جھوٹ ہراتا ہے۔ اس کو مت بھولئے گا۔ میں اپنی ودیا اور بدھی کے انوسار نشچت جانتا ہوں کہ میں اور پرشوں کو جہاں تک شکتی ہے ست سناتن دھرم پر چلاتا ہوں۔ اس میں جو تمکو وید بردھ ہونے کا بھرم ہوا سو جو شاستر ارتھ ہوگا تو تبھی تم وید بردھ چلتے ہو

فقرہ سوامی جی کہیں پنڈت جی اس کا ترجمہ اُلٹا سیدھا کر کے حاضرین کو سُنا دیویں جو وقت سوامی جی روکیں کہیں کہ نہیں یہ مطلب اِسکا نہیں تو اسیوقت یہ لوگ زور زور بول کر ایک گڑبڑ مچا دیویں اور کہکر کہ سوامی جی ہار گئے ہار گئے کھڑے ہو جاویں اور فوراً اُٹھ اور ہنجر چلا دیں جیسا کہ امرت سر میں ہو چکا ہے کہ جس کی کیفیت ناظرین نے رسالہ آریہ درپن میں دیکھی ہوگی اگر پنڈت جی بھاشا میں ہی بولیں تو کیا ہرج ہے۔ بلکہ اگر صحیح ہو تو ہزار کیا بلکہ لاکھ غنیمت پنڈت جی کی سنسکرت اور بھاشا کی لیاقت گلی تو اس چٹھی سے عیاں ہوتی ہے۔ کہ ایک دو صفحہ کی چٹھی میں قریب پچاس کے غلطیاں ہیں تعجب صرف یہ ہی ہے کہ پنڈت جی مدرسہ سرکاری پیلی بھیت کے مدرس سنسکرت ہو کر ایسی صریح غلطیاں کرتے ہیں تو وہاں کے بیچارے طالب علموں کی کیا کیفیت ہوگی شاید اس شرط سے پنڈت جی کا یہ مطلب ہو۔ کہ سوامی جی کی لیاقت سنسکرت کو جانچیں تو سوامی جی نے بہت سے گرنتھ بنائے ہیں اور وید بھاشیہ یعنے ترجمہ وید کا ہوا بزبان سنسکرت اور بھاشا چھپتا ہے اس کو دیکھیں اور جانچیں اگر کہیں غلطی ہو نکالکر ظاہر کریں اس موقع پر یہ بیان کرنا بھی موضوع ہوگا۔ کہ پنڈت مہیش چندر نیا رتن ساکن کلکتہ اور پنڈت گورو پرشاد لاہوری نے جو کتابیں وید بھاشیہ کے کھنڈن میں بنائی ہیں اُن کا جواب سوامی جی نے نہائت عمدگی کے ساتھ لکھدیا ہے اور ہمارے پاس موجود ہے پرمیشور نے چاہا ایکماہ کے اندر چھپکر تیار ہو جاویگا۔ ۲۵ اس طرح پر لکھنا چاہئے [illegible] ۲۶ آج کل کے پنڈت لوگ پراجے یعنے شکست دینے پر جان دیتے ہیں۔ ۲۷ یہ لیوینگے [illegible] ہے نہ کہ لے ہیں گے ۲۸ کرودھ اور غُصہ ایک ہی چیز ہے اگر کرودھ کے معنے غصہ لکھنا تھا تو ان دونوں الفاظ کے بیچ کوئی لفظ مثل یا یا ارتھات یا یعنے وغیرہ کے ڈالنا تھا۔ ۲۹ پنڈت جی نے اپنی سبھا میں بیٹھکر راجہ کاشی پور کی چٹھی پڑھی۔ کہ جس میں سوامی جی کی نسبت الفاظ بے ادبانہ اور گستاخانہ لکھے تھے اور بار بار اپنی زبان شریف سے بھی ان الفاظ کو بیان کیا۔ پھر فرماتے یہ کٹو باکیہ ہیں یا اُدھر باکیہ ۳۰ کہنے [illegible] اسطرح لکھنا چاہئے۔ ۲۶ یہ باتیں او ودان اور الپ بدھی والوں کی ہوتی ہیں۔ ودوان اور بدھ مان منشوں کو تو ہمیشہ ست کلمبے ادر است سکا براجے کرنا اومانا چاہئے۔ ۳۱ کرون تو [illegible] اسطرح لکھنا چاہئے۔ ۳۲ بحث مباحثہ کے لئے یہ شرط بہتر ہے سوال جواب کے لئے ہرگز درست نہیں کیا معنے کہ ایک شخص دس منٹ میں سو سوال کر سکتا ہے۔ کہ جن میں سے جواب ایک کا بھی دس منٹ میں دینا مشکل ہے۔ ۳۳ نہیں اسطرح ہونا چاہئے [illegible] ۳۴ یہ کوئی لفظ کسی زبان میں نہیں یہ لفظ نخویز ہے [illegible] اسطرح لکھنا چاہئے تھا۔ ۳۵ اس فقرہ کو شرائط میں داخل کرنا اور اسپر نمبر ۵ کا ڈالنا ہرگز نہ چاہئے یہ فقرہ شرائط سے کیا تعلق رکھتا ہے۔ ــــ لفظ شاستری کے اوپر ہم نہیں سمجھتے کہ یہ چرخہ سا علامت کس بات کی ہے۔ ہم اپنے خوشنویس سے اسکا عکس بعینہ اتروا دیتے ہیں جیسا کہ پنڈت جی کے دستخط میں موجود ہے۔ ناظرین میں سے کوئی صاحب اگر اس کے معنے سمجھیں تو براہ عنائت ہمکو بھی مطلع فرماویں کیونکہ سنسکرت اور بھاشا میں ہم نے یہ علامت نہیں دیکھی۔ اور نہ علم ہندسہ اور ریاضی میں کبھی پڑھی فارسی عربی۔ انگریزی کے علم تہذیب اور معاشرت کے رو سے اپنے تئیں مولوی پنڈت اسکوائر [illegible] بی۔ اے۔ ایم۔ اے وغیرہ لکھنا درست نہیں ہے اگر صاحب گورنر جنرل بہادر اپنے دستخط کرتے ہیں تو صرف لفظ لٹن لکھتے ہیں۔ سنسکرت میں بھی جہاں تک ہم نے دیکھا ہے اور بڑے بڑے پنڈت مثل سوامی

سری یوت دیانند سرستی نان سمی پے مت گشل پوریک مدم بگیا پنیم

۴ کو [illegible] اسطرح چاہئے ۵ صرف ایشور ہی کافی تھا ٦ کرتے ہو اسطرح ہونی چاہئے [illegible] ۷ یہ لفظ ہیں [illegible] ہے نہ کہ
[illegible] ۸ یہ لفظ بھنتا [illegible] ہے ۹ پنڈت جی کا یہ لکھنا خلاف واقع ہے اس کا مفصل حال ناظرین سوامی جی کی اگلی چٹھی یعنے اس کے
جواب میں پاوینگے ۱۰ لفظ کا موضوع نہیں ہے۔ بجائے اس کے لفظ کے [illegible] ہونا چاہئے ۱۱ اردو میں تو یہ لفظ لکھنے میں کچھ بن بھی
گیا لیکن ناگری کا نہیں ہے۔ صرف اگر کوئی پڑھے تو ہرگز سمجھ میں نہ آوے کہ [illegible] کیا بلا ہے دراصل یہ لفظ مقرر [illegible] اسطرح پر لکھنا
چاہئے تھا۔ ۱۲ یہ الفاظ اسطرح پر لکھنے چاہیں [illegible] کا نکشیوں کو ۱۳ پانچ ہزار آدمیوں کے جمع کرنے سے صاف ظاہر ہے
کہ نیت فساد اور بلوہ کی تھی کیا کل پانچ ہزار آدمی باعلم تھے۔ جو شاستر ارتھ کو سمجھ جاتے اگر نہیں تو جمع کرنا فضول تھا ۱۴ یہ بیان پنڈت جی کا
خلاف واقع ہے۔ آگے چلکر ناظرین پر بخوبی روشن ہو جاویگا ۱۵ اگست ۱۴ سے لیکر ۴ ستمبر تک ۲۱ روز بریلی ٹھیرے گیا پنڈت جی کی
یہ مرضی تھی کہ ایک ہی جگہ بیٹھے رہتے۔ ہمارے اکثر دیکھنے اور سننے میں آیا کہ جہاں سوامی جی ایک جگہ سے دوسری جگہ تشریف لیگئے فوراً
ان لوگوں نے اوڑا دی کہ سوامی جی چلے گئے ورنہ شاستر ارتھ کرنے کو ہم مستعد تھے۔ ہردوار میں حالانکہ قریب دو مہینے کے سوامی جی ٹھیرے
اشتہارات وغیرہ چسپاں کئے کسی نے شاستر ارتھ کا نام تک نہ لیا جب وہاں سے ڈیرہ دون کو تشریف لیگئے تو پنڈت سروھارام پھلوری
نے کیا اوڑا دیا کہ سوامی جی بھاگ گئے۔ تو آپ فرمائیے ایسی بے بنیاد باتوں پر کیسے اعتماد کیا جاوے۔ اسطرح پر ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ پنڈت
انگد شاستری یہاں سے بھاگ گئے۔ سوامی جی سے شاستر ارتھ نہ کر سکے کیونکہ سوامی جی کے جانے سے پہلے تشریف لے گئے مگر ایسی طفلانہ
گفتگو کرنی ہمکو لازم نہیں پنڈت جی یہاں قریب ایک ہفتہ کے مقیم رہے اگر واقعی انکی اصل منشا شاستر ارتھ کی ہوتی تو یہ زمانہ بخوبی کافی تھا بریلی
میں دیکھئے پادری اسکاٹ صاحب سے تین روز تک کیسے آنند کے ساتھ مباحثہ رہا ہم پنڈت جی کے نہایت ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے
اسقدر تکلیف پیلی بھیت سے یہاں تک آنے کی گوارا کی اور زیادہ تر اسیات کے کہ یہ چٹھی بہ غرض شاستر ارتھ سوامی جی کے پاس بھیجی
مگر افسوس صرف اتنا ہی ہے کہ اصل منشا ان کا اور رہا اگر شاستر ارتھ کا ہوتا تو جو جو شرائط سوامی جی نے رقم فرمائی تھی* ان کو تسلیم کر کے شروع
کر دیتے یہ ہٹ کہ باغ خزانچی صاحب میں یا بسرانت گھاٹ کے باغات میں ساتھ ایک جم غفیر کے ہی ہو ہرگز نہ کرتے ہم پنڈت جی کا
یہ مطلب کہ ایک جم غفیر جمع ہو اب تک نہیں سمجھے کیا ممکن ہے کہ شاستر ارتھ کی باتیں ہر کس و ناکس سمجھ لے شاستر ارتھ کی باتیں تو ودوان
اور بدھمان پرشوں کے سمجھ میں بھی یکایک آنی بعض وقت مشکل ہو جاتی ہے۔ پھر فرمائیے کہ اس جم غفیر کے ساتھ شاستر ارتھ کرنا تھا یا
دنگل ۱۶ یہ لفظ ہوں [illegible] ہے نہ کہ [illegible] ۱۷ کر کے [illegible] اسطرح ہونا چاہئے ۱۸ پنڈت جی نے لفظ [illegible] کو [illegible] اور [illegible] کو [illegible] اور
[illegible] کو [illegible] اور [illegible] کو [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کل چٹھی میں لکھا ہے بار بار ان الفاظ کے درست کرنے کی ضرورت نہیں۔ ۱۹ ہون [illegible]
کا یہاں کچھ مطلب نہیں یہاں ہوں [illegible] ہونا درست ہے۔ ۲۰ یہ لفظ [illegible] ہے ۲۱ جا میں کیا جاویں [illegible] چاہئے ۲۲ ۲۳ تشدیق کوئی
لفظ نہیں یہ تصدیق [illegible] کی خرابی لگائی ہے ۲۴ اس شرط سے صاف ظاہر ہے کہ پنڈت جی کا مطلب صرف یہی ہے کہ جو

آپ ایک عرصہ سے ایتدویشی منوشیوں کو انادایشوری یا کیہ وید بوہت دھرم کے برودھ اپدیش کرتے ہو۔ تمبھی شاستر ارتھ چکیہ شوبہ ہوت دلوں سے جہاں تہاں آپ کا آگمن سنگر گیا۔ اول مقام کرنواس سری گنگا جی کے تٹ پر پھر علیگڑھ پرنتو آپ وہاں سے کنارہ کرچلدئے سمت ۳۲ میں شہر بریلی آکر ایک اشتہار دیا میں بھی اپنا کارج چھوڑ کر بریلی آیا۔ آپ نے پرنتو پورب مجھسے شاستر ارتھ کرنا سویکار کیا۔ اگت سمت مارگ سیرش شکل ربیوار کا دن بارہ بجے کا مقررہ کیا اور کل نیم شاستر ارتھ کے بھی ہو گئے۔ سمت جن شروں کا نکشی اون کو بھی پرسدھ پتر دوارا خبر دی گئی۔ نیوکت سمے پر قریب پانچ ہزار پورش کے جمع ہوئے بروقت شاستر ارتھ آپ نے انکار کیا۔ اور وہاں سے چلدئے۔ اب آپکا پھیر بریلی آگمن ہوا۔ جب تک میں نے اپنے آنے کا اوکاش کیا آپ وہاں سے شاہجہان پور چلے آئے۔ میں بھی اپنا نہایت کام ہرج کر کل تاریخ ۹ ستمبر سنہ حال کو شاہجہان پور آیا ہوں آپ کرپا کر کے شاستر ارتھ کر لیجئے اور آریہ ورتی لوگوں کی پر ورتی شبہ مارگ چھوڑا کر کو پتھ میں نہ کیجئے کیونکہ مے بھی سری مہاراج مگت سوامی جی مہاراج سے گیا چاشو کا آپ کی سمے سے پورب کا صبیشٹھ شش ودیار دپی ہتش میں ہوں اسی کارن آپ کو ایسا لکھنا ہوا۔ اگر آپ کو مجھ سے شاستر ارتھ کرنا ہے۔ تو اس پتر ملکھت نیموں کو سویکار کر ایک نقل اس کی دستخطی اپنی پاس میرے بھیجدیجئے۔ اگر آپ کی رائے میں اور نیم ہو ویں تو مجھکو لکھنا۔ مناسب سمجھکر سویکار کرونگا۔

(۱) اول تو یہاں پر کوئی مدیکش نہیں معلوم ہوتا اس لئے بدمان بہت پارسی عربی انگریزی پڑھے ہوئے دھرماتما پورش دس تنھا ہیں بٹھائے لئے جائیں۔ اول جو وشئی شاستر ارتھ میں ہووے اوس کو بزبان سنسکرت میں اول میں کہوں پھیر اُس کو آپ سنسکرت میں انوباد کر بہ تصدیق میرے ترجمہ بھاشا کر کے اُکت سجنون کو شروں کرادے ہیں۔ اسیطرح پر آپ کے کتھن کو میں سنادونگا۔ اور جس وشئے کے سمجھنے کو اُکت پورش اسمرتھ ہوینگے تو وہی وشئے لکھکر دستخطی اُن لوگوں کو دئے جاویں۔ وہ جس پنڈت کو سرشیٹ سمجھیں اُس کو دکھاکر جے پراجے کا نشچے کر لیویں گے (۲) دوسرے شاستر ارتھ میں بیٹھکر کے وہ غصہ اتیل کٹو باکیہ کہنے کا اختیار فریقین میں سے کسی کو نہ ہوگا۔ اگر جس کی طرف سے ہووے وہ پراجے سمجھا جاوے۔

(۳) تیسرے سمے مقررہ ہونا چاہئے اتھات شاستر ارتھ میں یعنے دس منٹ میں اوپ بادن کروں۔ تو دس ہی منٹ آپ اوپ بادن

(۴) یہاں میرا کوئی مکان نہیں ہے۔ خزانچی صاحب پر جکشور کا ندویچ کیا ہے آپ ایک دن نشچے کر دیا کیجئے +

(۵) اس کے جواب سے اطلاع دیجئے۔ کدھی کم تاریخ ۱۰ ستمبر ۱۸۷۶ء

دستخط انگدہ شاستری

حاشیہ

لہ لفظ سری بدون کریا کے یہاں واہیات ہے۔ ٹہ اوم جو اسطرح لکھا ہے یہ بھی غلط ہے [illegible] اسطرح چاہئے۔ ٹہ بموجب قاعدہ ویاکرن یعنے صرف ونحو یہ سنسکرت کی سطر غلط ہے۔ اسطرح پر ہونی چاہئے۔

انہیں دس یوم کے اپنے ارادہ تحریری و دستخطی خاص سے اس سماج کو اطلاع بخش کر مرہون احسان فرماویں ورنہ خوشی فقط

المشتہر

بختاور سنگھ

ہم چاہتے ہیں کہ سوامی جیو کے ہر ایک ویاکھیان کا خلاصہ یہاں پر درج کریں تاکہ ناظرین اس کو پڑھ کر اپنے دھرم و کرم وغیرہ سے خوب واقف ہوں اور وید وکت ویاکھیان کو جان لیویں۔قبل ازیں ہم ایک معاملہ اہم کی طرف رجوع ہوتے ہیں ؛

وہ یہ ہے کہ جب لوگوں کو سوامی جیو کے یہاں تشریف لانے کی خبر ہوئی تو بڑی کھلبلی مچ گئی۔چنانچہ چند صاحبوں نے جن کو شوق مباحثہ تھا۔پنڈت انگد شاستری کو بلایا۔یہ پنڈت جی مدرسہ سرکاری پیلی بھیت میں پندرہ روپیہ ماہوار کے سنسکرت اور ہندی پڑہانے پر نوکر ہیں۔۱۸۷۸ء ایام قحط میں انہوں نے چند بھوکوں کی پرورش کی تھی اس لئے سرکار سے ایک خلعت بھی اُن کو مل چکا ہے۔اُسی سال انہوں نے اشتہار بھی دیا تھا کہ فلانے روز بارش ہوگی چنانچہ اتفاق سے اُسی روز بارش ہوئی۔ہم نے سُنا ہے۔کہ امسال بھی انہوں نے یہ سمجھ کر کہ شاید قیافہ ٹھیک ہو جاوے پھر اشتہار دیا تھا۔کہ ۲۷ اگست سے ۲۷ ستمبر تک بارش نہوگی۔امسال کی بارش کا حال ناظرین پر بخوبی عیاں ہوگا۔کہ کسقدر بارش ہوئی۔اور خاصکر انہیں ایام میں کہ سینکڑوں ہزاروں مکانات مسمار ہو گئے۔

سنسکرت اور ہندی زبان میں آپ کی لیاقت آپ کی چٹھی ذیل سے جو بنام سوامی جی آئی۔بخوبی ناظرین پر ظاہر ہو جاوے گی۔ہم مناسب نہیں سمجھتے تھے۔کہ پنڈت جی کی چٹھیوں کی غلطیاں ظاہر کریں لیکن حسب تجویز سماج مجبور ہوئے۔ دربارہ اس شاستر ارتھ کی جو خط و کتابت درمیان پنڈت جی موصوف اور سوامی جیو ہوئی ہم اُس کو بلا کم و کاست اصل چٹھیوں دستخطی سے کہ جو بخط ناگری ہیں اور جو سماج کے دفتر میں موجود ہیں۔اُردو میں نقل کرتے ہیں۔جہاں مناسب سمجھا گیا سنسکرت لفظوں کے اُردو معنے بھی درج کر دئے گئے۔اور حاشیہ پر اصل لفظ بعینہٖ جس طرح چٹھیوں میں رقم ہیں۔ناگری میں لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ ناظرین کو دقّت غلطیاں سمجھنے میں نہ پڑے۔اصل مضمون کے نیچے غلطیاں جو چٹھیوں میں موجود ہیں۔اور جو امور خلاف واقعہ لکھے گئے ہیں اُن پر سماج کی جانب سے رائے لکھی جاتی ہے ؛

نقل چٹھی پنڈت انگد شاستری جی بنام سوامی دیانند سرستی جیو

سری

ہری اوم

سری یوت دیانند سرستی سمی پے شومت کشل پو ربک مدو گیاپنم

روئیداد تشریف آوری سوامی جیو بمقام شاہجہان پور

۴۔ستمبر ۱۸۷۹ء سے ۱۷۔ستمبر ۱۸۷۹ء

سوامی جیو یہاں بتاریخ ۴۔ستمبر کو رونق افروز ہوئے اور بنگلہ خزانچی صاحب میں کہ جس کا بندوبست پہلے سے کر لیا گیا تھا فروکش ہوئے۔چنانچہ اُسی روز حسب منشاء سوامی جیو اشتہار ذیل چھپوا کر شہر میں جا بجا آویزاں کرائے گئے اور جملہ رئیساں و پنڈتان شہر کی خدمت میں روانہ کئے گئے ❊

اشتہار از دفتر آریہ سماج شاہجہانپور

(۱) واضح ہو کہ پنڈت سوامی دیانند سرستی جیو مہاراج اس جگہ کل بتاریخ چوتھی ستمبر ۱۸۷۹ء کو بوقت دوپہر رونق افروز ہوئے اور بنگلہ خزانچی صاحب (عقب کوٹھی صاحب جج بہادر مجسٹریٹ بہادر) میں فروکش ہیں جن صاحبوں کو درشن کی خواہش ہو اور بارتالاپ حاصل کرنا ہو بنگلہ مذکور میں تشریف لیجاویں ❊

(۲) حسب ایماد سوامی جیو وحسب الاجازت جناب مسٹر ولیم صاحب بہادر ہیڈ ماسٹر واسطے آگاہی ہر خاص وعام کے مشتہر کیا جاتا ہے۔کہ گورنمنٹ ہائی سکول یعنے مدرسہ سرکاری متصل جیل خانہ میں بتاریخ ذیل سوامی جیو کا لکچر یعنے ویاکھیان ہوگا ❊

تاریخ	یوم
۶۔ستمبر	شنبہ
۷۔ستمبر	یکشنبہ
۹۔ستمبر	سہ شنبہ
۱۱۔ستمبر	پنجشنبہ
۱۳۔ستمبر	شنبہ
۱۴۔ستمبر	یکشنبہ

ویاکھیان ہر روز ٹھیک پانچ بجے سے سات بجے شام تک ہوا کرے گا۔

(۳) بوقت ویاکھیان کے کسی صاحب کو ہرگز اجازت نہ ہوگی کہ کس قسم کا سوال کر سکے یا ویاکھیان میں دخل دے سکے

(۴) ہاں کسی صاحب کو کوئی امر دریافت کرنا ہو تو بنگلہ پر کہ جس میں سوامی جیو فروکش ہیں تشریف لیجا کر دریافت کر لیں

(۵) اگر کسی فریق ہندو مسلمان عیسائی یا اور کسی کا ارادہ شاسترارتھ یعنے بحث مباحثہ کا ہو تو لازم ہے کہ براہ مہربانی اپنے مدعا اصل سے اس سماج کو مطلع فرماویں تاکہ اس کا بندوبست کافی کر لیا جاوے مگر بہ لحاظ رہے کہ مباحثہ تحریری ہوگا زبانی ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔باقی اور شرائط مباحثہ بوقت اطلاع حسب مرضی فریقین طے ہو جاوینگے ❊

(۶) چونکہ اکثر لوگ بعد تشریف لیجانے سوامی جیو کے اس قسم کی گفتگو کیا کرتے ہیں کہ سوامی جیو چلے گئے ورنہ ہم بحث کرتے اس لئے ایسی باتوں کے خیال سے یہ بھی مشتہر کیا جاتا ہے۔کہ جو صاحب بحث کرنا چاہیں آج سے لیکر چودھویں ستمبر تک درمیان

کیونکہ دیکھو کہ کسقدر گناہ اور ناانصافی اور زعم اور خون اور کروڑوں طرح کی خرابی دنیا میں ہے۔ پنڈت جی نہیں مانیں گے۔ ایک طرح کا غدر دنیا میں ہے جیسا کہ سرکار انگریزی نے کیا خدا بھی اس کا بندوبست کریگا۔ میں بیشک مسیح کے بارہ میں کچھ گفتگو نہ کروں گا۔ فقط یہ ہی ذکر کرتا ہوں۔ کہ اس مقدس کتاب میں جس کی معافی ہے۔ اس کے وسیلہ سے ہے۔ درد کا ذکر لیکن درد کا بیان نہیں کہ وہ کیسے کیسے ہے۔ جب کبھی اس میں گفتگو ہو تو دیکھو لیوینگے۔ میرے صرف یہی دلیل ہے کہ نقلی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ معافی ہوتی ہے۔ اور توبہ سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ معافی ہوتی ہے۔ طریقہ خوب جاننا اور معاملہ ہے اور یہ ٹھٹھے خدا کی کلام پر کرنا اگر پنڈت جی کو مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور ہر ایک بات کو اُلٹا سمجھنا وہی جانیں وید کے انیک انیک طرح کی باتوں کے بارہ میں میں یہاں پر کچھ کہتا نہیں۔ اب ان جوابوں کو دیکھ لیجئے۔ گنتی باب چودہ ۱۸ آئیت ارتھ یہ ہے۔ کہ خدا گناہ معاف کرتا ہے۔ لوقا کی انجیل۔ باب ۹ یم آئیت ۱۵۔ باب اور ۱۰ آئیت یوحنا کا پہلا خط پہلا باب ۹۔ آئیت ارتھ یہ ہے۔ کہ گناہ کی معافی ہوتی ہے۔ پھر مسیح نے اپنے شاگردوں کو سمجھایا کہ اپنی دعا میں یوں بولو یعنے اللہ ہمارے گناہوں کی معافی کر۔ اب تجربہ کی دلیلیں دیکھ لیجئے گا۔ تجربہ بہت عمدہ کام ہے جیسے تجربہ کی دلیل ہے اور کوئی دلیل پکی نہیں ہے۔ آدمی کہہ سکتا ہے۔ کہ میرا گناہ معاف ہو۔ اور دعوے غلط۔ کیونکہ جیسے کہ پنڈت جی نے خود کہا ایک مثال ہیں کہ پاپی کو ڈنڈ ہوگا۔ وہی گناہ بھی ہے۔ پھر توبہ توبہ کہا تو بھی وہی گناہ موجود ہے۔ پھر خدا کے بیٹے کا نام لیا۔ وہی گناہ موجود ہے میں مانتا ہوں کہ انسان جھوٹا دعوے کرے۔ کہ فرض کرو کہ وہ سچی توبہ کر کے نیک راہ پر آجاویں اور دیکھ لیویں کہ اب وہ بات نہیں دلیں تسلی ہے چین ہے۔ جو شے ہے نور ہے الزام مطلق نہیں اب سمجھ لیجئے ہزاروں آدمی دنیا ہی میں ہیں۔ کہ جنکا یہی تجربہ ہے دیکھ لیا کہ بیشک ایشور نے میرے گناہ کو مٹا دیا۔ اب وہ راضی ہیں وہ الزام اور بوجھ دل پر نہیں ہے۔ برائی کی خواہش بھی دل پر نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں دل بدل گیا۔ میری طرف سے انجیل کے مطابق گواہی آئی۔ یہ آسان ہے۔ کہدینا کہ یہ باطل بات ہے۔ لیکن جاننے والے جانتے ہیں۔ جس کا درد گیا وہ جانتا ہے شائد کوئی کہدیوے کہ دھوکا ہے۔ میرے خاص دین کے اکتالیس کروڑ عیسائی ہیں انمیں اکثر تو جھوٹے ہیں۔ میں مانتا ہوں اور اُن کا دعوے غلط۔ لیکن بہت سچے آدمی ہیں کہ جن کا دعوے صحیح ہے۔ اور اُن کے چال چلن سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ گناہ سراسر مٹایا گیا۔ تو یہ تجربہ کا کام ہے۔ اور میں پھر کہتا ہوں کہ دل کے معاملہ میں اور دلیل کے معاملہ میں بہت پکی دلیل ہے۔ یعنے یہ نہیں کہ ہم فقط دعوے کریں دعوے تو جھوٹ ہو سکتا ہے۔ لیکن جس کا گناہ توبہ کر کے ایک لخت گذر گیا کیا وہ نہیں جانتا جیسا کہ کوئی باپ اگر اپنے بیٹے سے معافی کا کلمہ بولے کیا وہ اب نہیں جانتا ہے۔ کہ باپ نے مجھکو معاف کیا سو اُن کے دل کا بھی حال ہوا۔ میں نے عقلی دلیلوں اور نقلی دلیلوں اور تجربہ کی راہ سے ثابت کیا کہ خدا گناہ کو معاف کرتا ہے۔

دستخط اسکاٹ صاحب

آج عیسےٰ مسیح کے معاملہ کو لانے والے آپ ہی ہوئے جو کہ آپ نے عیسےٰ کے وسیلہ سے پاپوں کا معاف ہونا کہا تھا۔ یہاں میں پوچھتا ہوں کہ عیسےٰ جیو تھا یا ایشور جو کہیں کہ جیو تھا تو سبھی آدمیوں کے جیو ہونے سے ایشور کے سامنے وسیلہ دینے اور دلانے کے ادھکاری ہوئے پھر آپ ایک عیسےٰ کا نام کیوں لیتے ہیں اور جو وہ ایشور تھا۔ تو اپنے آپ کا وسیلہ کبھی نہیں بن سکتا۔ جو کہیں کہ اس میں جیو آتما اور پرم آتما دونوں تھے تو دونوں کے کیا کیا کام تھے۔ اور دونوں ساتھ ساتھ تھے یا کبھی جدے بھی۔ جو کہیں کہ جدے تھے۔ تو وِلپ وِیاپکتا نہیں رہی جو کہیں کہ ویاپ ویاپکتا ہے تو عیسےٰ میں اور ان جیون میں کیا فرق ہے۔ جو کہیں کہ وہ باپڑ ہے تھے۔ سو ٹھیک نہیں کیونکہ انجیل کے لیکھ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ودوان نہیں تھا۔ مگر ایک سادہ پورش تھا۔ جو کہ عیسےٰ کو مانتے ہیں۔ اُن کے دعوےٰ سے اور جب عیسےٰ کو یہودیوں نے پھانسی چڑھایا تب اُس نے ایشور سے پرارتھنا کی کہ تو نے مجھکو کیوں چھوڑا ہے۔ ایسی باتوں سے اس میں کیول جیو ہی حرکت کرنے والا تھا ایشور نہیں۔ کنتو ایشور تو جیسے سب میں ویاپک ہے۔ ویسے اس میں بھی تھا۔ جو کہیں کہ اس نے مردے جلایا اندھے کو آنکھیں دی کوڑھیوں کو چنگا کیا۔ بھوت نکالے اس لئے وہ ایشور تھا۔ یہاں میں یہ کہتا ہوں کہ یہ باتیں پرتکش آدی پرمان اور سرشٹی کرم آدی سے برودھ ہونے سے بالکل ودوانوں کو ماننے کے یوگ نہ تھیں نہ ہیں اور نہ ہونگی۔ یہ باتیں پورانیوں کے موافق ہیں یکشی بولا بھی پشو ہاتھی آدمی آدمی کی بولی بولے جیسے کہ توریت میں لکھا ہے۔ کہ گدھے آدمی کی بولی بولے۔ کیا ان باتوں کو کوئی ودوان مان سکتا اور بدیا دان کو منا سکتا ہے۔ اور جو یہ کہا۔ کہ جیسی دوا کھانے سے روگ چھوٹ جاتا ہے۔ ویسے پاپوں کو معاف کرتا ہے۔ کیا دوا کا نیم سے سیون کرنا پرہیز کرنا بید کے کہنے میں چلنا اپنی مرضی سے نہ چلنا ڈنڈ نہیں ہے۔ اب تین دن تک پادری صاحب سے اور مجھ سے باتیں ہوئیں۔ لیکن میں اپنی عقل کے موافق سمجھتا ہوں کہ ایک میرے دعوےٰ کی دلیل پر اور اپنے دونوں کے دعوےٰ کے ثابت کرنے میں اور میری دلیل یا اعتراضوں کو کھنڈن یا اپنے دعوےٰ کے منڈن کرنے میں ٹھیک ٹھیک پکی دلیل نہیں دی۔

دستخط دیانند سرسوتی

پادری اسکاٹ صاحب۔ اب غور کرنے والے غور کریں کہ اسی لکھائی کے بیچ میں مباحثہ کے شرائط کے خلاف کچھ باتیں کہی گئیں اور وہ لکھی نہ گئیں اور معاملہ وہی ہوا۔ جس کے اوپر جھگڑہ پڑا۔ یعنے صرف ذرا ارتھ ملانے کے لئے میں ایک جملہ سنایا چاہتا تھا۔ لیکن یہ ضرور نہ سمجھا۔ کہ لکھنے والے پر بھی اس کے لکھنے کیلئے کہوں سو اب حوالہ دینے میں فقط حوالہ لکھونگا۔ اور عبارت کا کچھ خیال نہ کروں گا۔ اور دیکھنے والے پیچھے اس مقام کو نکال کر دیکھ لیویں صرف یہ لکھوا دوں گا۔ کہ کس مطلب کے لئے حوالہ دیتا ہوں۔ پنڈت جی کا کہنا کہ میری پکی دلیل نہیں اور میں نے یوں یوں ثابت کیا۔ اس میں کچھ دلیل نہیں۔ میں بھی ایسی کہہ سکتا ہوں لیکن سننے والوں کا کام ہے۔ کہ کل معاملوں کو دیکھکر خود انصاف کریں۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اس میں کچھ طرفداری ہووے۔ میری بھی نہ کرنا چاہئے پنڈت جی نے اس کا جواب کچھ نہ دیا کہ لفظ معافی دنیا میں سے کیوں نہیں خارج کرتے۔ یہ ایک محض باطل اور ناقص لفظ ہے نقصان ہی نقصان کے واسطے ہے۔ بیشک میں کہتا ہوں کہ معافی خدا کی انسان کی معافی میں مشابہ ہے کیونکہ ہم نے کہا کہ وہ عالم الغیب ہے اور ٹھیک ٹھیک معافی کا موقع جانتا ہے۔ اور معافی کی شرط بھی۔ لیکن انسان چوکتا ہے۔ غدر تو گھر میں خدا کے نہیں لیکن دنیا میں ہے

اس سبب سے انسان کی معافی اور خدا کی معافی میں ذرا فرق ہے۔ جب انسان توبہ کرے اور اس طریقہ پر چلے۔ جو کہ مقرر ہے۔ خدا اس کو معاف کرتا ہے اور اس کے دل کو پاک بھی کرتا ہے۔ اور میرا مطلب یہ ہے۔ کہ امکان ہے کہ خدا نے کسی کو معاف کیا اور اس کے دل کو پاک بھی کیا ہو لیکن انسان کی عملداری اور شریعت کے سبب سے قانون کی رو سے وہ معاف نہیں ہوتا ہے۔ تو یہ میرا مطلب ہے۔ اور معافی کے نفع اس میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیسیوں دلیل جاننے والے جانتے ہیں کہ معافی کا نتیجہ نہایت عمدہ نکلتا ہے۔ تعصب اور جھگڑے کی راہ سے کوئی انکار کرے تو کرے۔ پنڈت جی کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ خدا کسی کو چھوڑتا نہیں ہے۔ بلا ڈنڈ دئے ہوئے لیکن یوحنا نے اس ڈاکو کو سزا نہیں دلائی۔ معاف کیا اور ہمارا یہ دعوےٰ ہے۔ خدا بھی جب اس کو مناسب معلوم ہوتا ہے جیسا مقدس کتاب میں لکھا ہے۔ معاف کرتا ہے۔ پنڈت جی نے آدتی کے معنے پرمیشور بھی لکھے ہیں۔ اور میور صاحب کا دعوےٰ ہے۔ کہ یہ آدتی وید کے قول سے گناہ وغیرہ کو چھوڑ بھی دیتی ہے اگر شیطان اب معاف نہ ہوا۔ تو یہ میرے دعوےٰ کے خلاف نہیں کیونکہ لفظ بھی کی اور دلیل ہے۔ اور موقع موقع معافی اور موقع موقع سزا۔ اور پنڈت جیو کا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ ایشور معافی کبھی نہیں کرتا۔ اور لفظ معافی کو دنیا سے نکال دو۔ اگر خدا ایک گناہ بھی معاف کرے تو میرا دعوےٰ صحیح کیونکہ کل پر دعوےٰ نہیں جبکہ لفظ بھی دلالت کرتا ہے بیٹے کے وسیلہ کا مقدمہ یہاں نہیں ہے۔ اس بھید میں دخل نہیں دیتا ہوں ہمارے لئے کافی یہ ہے۔ ثابت کرنا کہ کس وسیلہ سے گناہ جاتا ہے۔ مثلاً درد کی مثال دوائی سے درد گیا۔ ہم دوا کو جانتے نہیں ہیں تو کیا مضائقہ ہے۔ لیکن غور کیجئے کہ معافی کا شرط توبہ ہے۔ اب نقلی دلیل چلی اب اس کلام کے اعتبار میں اب کچھ کہتا نہیں۔ جو لوگ اس کے حق میں دریافت کرنا چاہیں اور دلیل دریافت کریں اور کل کی تحریر پر غور کریں توریت میں خروج باب ۳۴-۸۔ آیت گنتی چودہ باب اٹھارہ آیت ۔

دستخط اسکاٹ صاحب

سوامی دیانند سرستی جیو۔ معاف کرنا اور پوتر ہونا ہے یا نہیں کیا معاف کرنا پوتر ہونے کے لئے یا پوتر ہونا معافی کے لئے جو کہیں کہ پوتر ہونے کے لئے ہے۔ تو ٹھیک نہیں۔ کیونکہ معاف کرنے سے پاپ کی نورتی سنسار میں دیکھنے میں نہیں آتی اور جو اشدھ ہونے کے لئے معاف کرنا ہے تو معاف کرنا ہی بے فائدہ ہوا۔ جب ہمارا اور ایشور کا معاف کرنا جدا جدا ہے۔ تو آپ نے پہلے کیوں کہا تھا۔ کہ ہم دیالو ہیں اور ایشور تُلّ ہیں اور جو یوحنا معاف کرانے والا ایشور کے سامنے ہے۔ تو ایشور خوشامدی اور بے سمجھ ٹھہرتا ہے۔ اور کیا یوحنا انسان نہیں تھا۔ کہ جس نے معاف کیا۔ کیا یوحنا راجہ تھا۔ یا ایشور دو دلوں میں جانتا ہوں۔ نہیں پھر ڈنڈ دینے سے نیا نہیں چھوڑتا ہے۔ اور چھوڑتا بھی ہے یہ بات بیہودہ ہے۔ جو پادری صاحب نے یہاں منشوں کے راج کے بارہ میں قانون کی پابندی ہونے سے ڈاکوؤں کو معاف نہیں کیا جاتا کہا یہاں میں پوچھتا ہوں کہ کیا ایشور کے گھر میں قانون کی پابندی نہیں ہے۔ اور غدر ہے۔ کیا ایشور سربگیہ نہیں ہے۔ کہ یوحنا کے پھسلانے سے یا خوشامد کرنے سے معاف کرتے ہیں راضی ہو گیا اور ایشور کی سرودگیتا ایسی باتوں سے نشٹ ہو جاتی ہیں۔ اور جو پادری صاحب نے کہا کہ ایشور کبھی کبھی نیا سے ڈنڈ دینا اور کبھی کبھی معاف بھی کر دیتا ہے۔ یہ بات ایسی غلط ہے۔ کہ کوئی کہے۔ کہ کبھی کبھی اگنی گرم اور کبھی کبھی ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اور جو یہ بات کہی کہ

معاف کریں۔ جب خدا بھی معاف کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خدا معاف کرے جب انسان ہیں معاف کرتا ہے دل کا جاننے والا وہی ہے۔ عیسائیوں کا دعوے یہ ہے۔ کہ بوسیلہ نش کلنک اوتار عیسے مسیح کے اس دنیا کے بیچ میں معافی کا بندوبست ہے۔ میں پنڈت جی سے پوچھتا ہوں کہ آوتی کا معنے کیا ہے۔ میور صاحب کی کتاب کا ذکر جو ہوا سوامی جی جلدی بات کو بھی اولٹی نہ سمجھیں۔ میں مورکھ نہیں ہوں مطلب یہ ہے۔ میور صاحب کی کتاب اکثر انگریزی میں ہے۔ لیکن سنسکرت اشلوک بھی وید کے بھرے ہوئے ہیں لیکن انگریزی دان صاحب کی دلیلیں انگریزی میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اور اپنی سنسکرت میں بھی سمجھیں۔ شیطان کا حال جو ہے ہم نہیں جانتے شاید وہ بیس مرتبہ معاف ہووے اور اب اس کے لئے امید نہیں۔ کون جانتا ہے۔ لیکن ہم اتنا کہتے ہیں کہ آج شیطان کا مقدمہ نہیں ہے۔ پنڈت جی سے یہ پوچھتا ہوں کہ معافی کبھی نہ ہونا چاہئے۔ اور یہ لفظ بالکل ایک جھوٹ ہی لفظ ہے۔ اس کا ہونا لغت میں نہ چاہئے۔ انسان کے دل میں اسکی مطلق کوئی مراد نہیں۔ اس لفظ کا دنیا میں کچھ کام نہیں ہے۔ پنڈت جی اس بات پر غور کریں۔

دستخط اسکاٹ صاحب

سوامی دیانند سرستی جیو۔ میں کب گھبرایا جو آپ نے کہا کہ گھبراویں نہیں۔ جب پہلے کہا کہ پاپوں کو ایشور معاف بھی کرتا ہے۔ اور اب کہا کہ کر سکتا ہے۔ تو کیا یہ بات پر پیر پردہ ہونے سے حلف دروغی نہیں ہے۔ عقلی نقلی اور تجربہ آپت لوگوں کا سچا ہوتا ہے۔ نہیں سب کا۔ جب ڈاکو کا کہیں کہیں معاف کرنا اچھا ہے۔ تو آج کل کی گورنمنٹ کو بھی چاہئے کہ کسی کسی موقع پر ڈاکوؤں کو معاف کریں۔ یوحنا کے معاف کرنے سے کیا معافی کے یوگ ہوا۔ اس نے ڈر سے مرنے کے خوف سے یا کسی مطلب سدھ کرنے کے لئے معاف کیا ہوگا۔ تو کیا اس نے یہ کام اچھا کیا۔ اور جب تک اس نے ڈاکہ مارنا چھوڑا نہیں تھا۔ تب تک اپنے ساتھ کیوں نہیں لیا۔ اور جو کہو کہ معاف کر کے لیا تو یہ بات سچ نہیں ہے۔ کیونکہ جب اس نے ڈاکہ کا کام چھوڑ دیا اور اچھا کام کرنے لگا تب اچھا آدمی یعنے نیک ہوا اور اس کے ڈاکہ مارنا اور بھلا کام کرنا دونوں کاموں کا ایشور نتیجہ دیتا ہے۔ جب پادری صاحب کا یہ دعوے تھا۔ کہ ایشور پاپوں کو معاف بھی کرتا ہے۔ اس کے خلاف پادری صاحب آپ بولے کہ جب کبھی ہم معاف کرتے ہیں تو ایشور نہیں کرتا ہے۔ اور جب ہم نہیں کرتے ہیں۔ تو ایشور کرتا ہے۔ پادری صاحب نے جو مجھ سے آوتی کا ارتھ پوچھا سو پرتھوی آدی کش مانا ہے اور ایشور آدی ہیں۔ جیسے کسی ہل جوتنے والے کے سامنے یا اور ودیا والے کے سامنے جواہرات یا دوسرے ودیا کی بات کریں تو کیا بے فائدہ نہیں ہے۔ جو شیطان کا گناہ معاف نہیں ہوگا۔ تو آپ کا دعوے شیطان کے معاف کرنے کے بارہ میں اٹک گیا۔ معاف شبد کسی اور محاورہ کے لئے ہے۔ ڈنڈ تو دیا جاتا ہے۔ لیکن جیسا سمرتھ کو ویسا اسمرتھ کو نہیں۔ جیساکہ پاگلوں کو پاگلخانہ میں بھیج دیا۔ جو ایشور عیسے کے وسیلہ سے معاف کرتا ہے۔ تو وہ کیا خوشامدی نہیں ہے۔ کیا آپ نے ایشور کے سامنے بھی وکیل آدی کی ضرورت جانی۔ کیا اسکو سرب شکتمان اور سرب بیاپی نہیں مانتے۔ اور جو عیسے کے وسیلہ سے آپ معاف کرنا مانتے ہیں۔ تو عیسے کے پاپ کئے ہوئے کا معاف کرنا کس کے وسیلہ سے ہے +

دستخط دیانند سرستی جیو

پادری اسکاٹ صاحب۔ اب یہاں پر مناسب ہے۔ کہ غور کرنا کہ معاف کرنا اور بات ہے۔ اور دل کو پاک کرنا اور بات ہے۔

سوامی دیانند سرستی جیو۔ جو دعوے کا شبد ہے کہ جس پر پرتھم پرتگیا تھی اس سے دوسرا شبد بولنا نیائے شاستر کی ریت سے دعوے خارج کی باتیں ہیں کہ جس کو پرتگیا نتر کہتے ہیں۔ پادری صاحب نے کہا کہ اصل دعوے وہی ہے کہ ایشور پاپوں کو معاف بھی کرتا ہے اس سے یہ آیا کیا پادری صاحب کو یہ یوگ تھا۔ کہ ایسے موقع پر کم اصل دعوے کریں۔ جب ہم نہیں جانتے تو میں پوچھتا ہوں کہ جتنے انش میں معاف کرنا پادری صاحب مانتے ہیں اسکو بھی ٹھیک ٹھیک جانتے ہیں۔ یا اس میں بھی شک ہے۔ اور معاف کرنا کیا ڈاکو آدی کا آپ کی مت میں ایشور نہیں کرتا آپ ڈاکو آدی کو معاف کرینگا اپدیش نہیں کرتے۔ جو وسیلہ سے ایشور معاف کرتا ہے تو پڑ دھیں ہوتا ہے۔ اور کس کے وسیلہ سے کیا آپ کا یا اور دوسرے کسی کا۔ جو کہو کہ اپنے آپ کا تو وسیلہ ہی جھوٹ اور کہو کہ دوسرے کا تو تمہیں نہیں رہا۔ جو پادری صاحب نے کہا کہ آدی گناہ کو معاف کرتی ہے یہ وید میں لکھا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ آدی کس کا نام۔ اور معاف کرنا چاروں ویدوں میں کہیں نہیں لکھا جب معافی کرنا ہی بے فائدہ ہے تو ایسی جھوٹھی باتیں وید میں کیوں ہونگی۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ انگریزی والے سنسکرت ویدوں کا سدھانت کریں۔ یہ تو ایسی بات ہے۔ کہ کوئی سنسکرت پڑھکر انگریزی کا سدھانت کر دے۔ اور جو ماباپ آدمعاف کرتے ہیں یہ پادری صاحب کا دعوے ہے یہ بھی بالکل معاف کرتے ہیں۔ یا کچھ کچھ جو کہیں کچھ کچھ تو بھی ٹھیک نہیں کیونکہ گناہ کرنے سے ماباپ کے آتما اپنے لڑکوں پر کیا پرسن ہوتے ہیں اور ان کو کیوں گھڑکتے ہیں۔ یہ ہی ڈنڈ ہے۔ کیونکہ وہ سامرتھ ہے۔ جب پانچ برس کی عمر سے زیادہ ہوتے ہیں تب بہت سے ماباپ ایسے ایسے گناہ بھی معاف نہیں کیئے اور جو کہیں کہ کرتے ہیں تو بہت ماباپ اور لڑکوں میں کبھی بیر کیوں ہوتا ہے۔ اس سے پادری صاحب کا درشٹانت غلط ہے۔ کیونکہ سب ماباپ کھما کرتے تو نظیر درست ہوتی شیطان نے آپ کی مت کے موافق بہت گناہ کئے ہیں۔ لیکن اس کو آج تک کوئی ڈنڈ دیا یا نہیں آگے دے گا یا نہیں۔ جب شیطان کو بنایا تب پاک تھا۔ اور پھر گناہ کیا تو خدا نے معاف کیوں نہیں کیا۔ اور کریگا یا نہیں۔

دستخط دیانند سرستی

پادری اسکاٹ صاحب۔ ہمارے عالم فاضل عزیز دوست دیانند سوامی جیو نہ گھبراویں میں گریز نہ کروں گا لیکن مجھکو اختیار ہے کہ اپنی دلیل کی بنیاد جسطرح جانوں ڈالوں پہلے عقل سے ثابت کرنا کہ معافی امکان ہے۔ پھر آگے چل کر دیکھ لینا۔ نقلی دلیلوں سے کہ یہ بنیاد صحیح ہے۔ یا نہیں یعنی اصلی دعوے عقل کے بموجب ہے کہ نہیں۔ پھر اس کا ذکر نہ کروں گا۔ میری تین طرح کی دلیل اس گفتگو میں ہے۔ عقلی و نقلی و تجربہ سے۔ وہ ڈاکو کی مثال اس طور سے ہے۔ کہ عملداری کے سبب سے ڈاکو کو معاف کرنا اچھا نہیں ہے۔ لیکن کون نہیں جانتا ہے۔ کہ کبھی کبھی ڈاکوں کے معاف کرنے سے بڑا عمدہ کام نکلتا ہے۔ مثلاً یوحنا رسول نے ایک شخص کو کلیسا میں شامل کیا۔ پیچھے وہ ڈاکو کلیسا سے خارج ہوا۔ جنگل میں بھاگ گیا۔ اور بڑے ڈاکوؤں کا کام کرنے لگا۔ یوحنا رسول اس کو ڈھونڈھنے کو گیا۔ پہلے ڈاکو نے اس کو مار ڈالنا چاہا۔ سو یہ اس وقت عمر رسیدہ تھا۔ اس سے نہ ڈرا۔ اس کے پاس گیا۔ اور کہا کہ میں بوڈھا آدمی ہوں مجھکو کیوں مارتا ہے۔ ڈاکو کا دل ٹوٹ گیا۔ اور رونے لگا۔ اور سب تمام ڈاکوؤں کو چھوڑ دیا۔ یوحنا کے ساتھ چلا آیا۔ اور ایک بڑا سرگرم اور نیک مرد بنا کبھی پھر قصور نہیں کیا۔ بلکہ دینا کے بیچ میں نہایت سرگرمی کے ساتھ نیک کام کیا۔ ڈاکوؤں وغیرہ کے معاملہ میں امکان ہے۔ کہ ہم

پاپ کا بڑھانے والا ہوتا ہے - کیونکہ جیوؤں کو پاپ کرنے میں حوصلہ بڑھتا ہے جب پرماتما سرب گیہ ہے تو اس کے نیائی گن بھی بے بھول ہیں اس سے جب پرمیشور اپنے کرم سبھاؤ سے اولٹا کام نہیں کر سکتا تو نیا سے اولٹا معاف کیوں کر سکے گا اور ایشور جو دیالو ہے تو دیا کا بھی وہی مطلب ہے جو کہ نیا کا ہے - معاف کرنا دیا نہیں - جیسے ایک ڈاکو پر کوئی دیا سے معاف کرے تو کیا وہ دیالو گنا جاویگا کبھی نہیں کیونکہ ہزاروں جیوؤں کو اس نے دکھ پہنچایا - جب ڈاکو معاف کیا جاوے گا تو بڑے حوصلہ کے ساتھ اور بھی ڈاکہ خوب ماریگا اسلئے دیا کا بھی اور مطلب ہے - جو پادری صاحب جانتے ہیں وہ نہیں ہے -

دستخط دیانند سرستی

پادری اسکاٹ صاحب - پنڈت جی جلدی نہ کریں میرا مطلب بے ایمانی پر کمر باندھنے کا نہیں ہے - جب خدا معاف کرتا ہے تو اس میں سکتا یا نہیں سکنے کا ذکر اول اسواسطے کیا - کہ اس کا امکان معلوم ہوتا ہے بیشک آگے چل کر اصل دعوے یہ ہے - کہ وہ کرتا ہے - ہم نہیں کہہ سکتے ہیں - کہ وہ کہانتک سزا دیتا ہے اور کہانتک معاف کرتا ہے - یہ اسی کا کام ہے - ہمارا نہیں ہے لیکن جب وہ سرب گیانی ہے - ہم لوگوں کے مانند بھول کبھی نہیں کرتا ہے - ہم لوگ اپنی باتوں میں بھول بھی کرتے ہیں - خدا اپنی اچھی باتوں میں اور اسکی سب اچھی ہیں بھول نہیں کرتا ہے - خدا سب کچھ جانتا ہے ہم سب کچھ نہیں جانتے ہیں اس کے معاف کرنے میں بے شک بھید ہے کیونکہ معاف کرنا ہمیشہ نازک معاملہ ہوتا ہے - عیسائی لوگ دعوے میں کہا کرتے ہیں کہ وہ بلا وسیلہ اور بلا نیاے کے معاف کرتا ہے - لیکن جب وہ رحیم ہے اور منصف بھی ہے تو یہ بالکل ایک ہی بات ہے - یعنے نیاے اور دیا ایک ہی بات ہے - منصفی دل سے سوچئے کچھ مطلب دیا سے ضرور ہوگا - جو کہ نیائیں نہیں ہے - ویدیں ضرور لکھا ہے کہ خدا معاف کرتا ہے - یہاں پر ایک کتاب میور صاحب کی جس میں لکھا ہے - کہ آدتی گناہ کو معاف کرتی ہے پنڈت جی کہیں گے یہ ترجمہ غلط ہے - انگریزی دان پر فرض ہے - کہ میور صاحب وغیرہ کی کتابیں دیکھکر انصاف کریں - میں یہ پوچھتا ہوں کہ معافی کا خیال وید والوں کو بالکل آیا نہیں - معافی کا مطلب نہیں جانتے تھے اور معافی کرنا بالکل بھول ہے - میں ثابت کروں گا - کہ معاف کرنا موقع موقع پر بڑا عمدہ کام ہے - اس کو دنیا میں سے نکال دو دنیا کا خیال بہت بڑا ہو جاویگا آیا ہر ایک کے قیاس میں یہ جانتا ہے - کہ معافی سے بھی دنیا میں بڑی اچھی باتیں نکلتی ہیں کون جانتا ہے - کہ ماباپ کے بیچ میں بیٹا بیٹی کے بیچ میں واسطہ ہے - اور اور کے بیچ میں دوست دوست کے بیچ مطلق معافی کا ذکر کبھی نہیں ہووے اور یہ دعوے کہ معافی کرنے سے گناہ بڑھ جاتا ہے - تو یہ صحیح ہے - اگر لفظ معافی معافی ہوا اور کبھی سزا نہوا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض موقع پر کسی صورت میں معافی نہ کرنا چاہئے - جیسا کہ ڈاکوؤں وغیرہ کے معاملے میں - آیا کل معاملہ ایسے نہیں - کہ ہم معافی کو دنیا میں سے بالکل دور کریں - جو انادی ہے - اور نیاے کاری وہ جانتا ہے - کہ معافی کب کرنا چاہئے - اور رحم کب کرنا چاہئے - آگے چل کر میرا دعوے ہوگا - کہ معافی کرنے سے گناہ چھوٹ بھی جاتا ہے - اور سزا دینے سے کبھی کبھی گناہ بڑھ جاتا ہے - اور اسی طرح سے اور بھی بے ڈر اور بڑا شیطان ہو جاتا ہے *

دستخط اسکاٹ صاحب

کیفیت مباحثہ درباب اس کے کہ خدا گناہ کو معاف بھی کرتا ہے +

بتاریخ ۲۷ - اگست ۱۸۷۹ء

دعوئے پادری اسکاٹ صاحب - یہ دعویٰ نہیں ہے کہ خدا سزا نہیں دیتا ہے وہ سزا بھی ضرور دیتا ہے لیکن صرف یہ مطلب ہے - کہ وہ موقع موقع جیسا کہ اس کو مناسب معلوم ہوتا ہے - انسان کی بہتری کے واسطے گناہ معاف کرسکتا ہے - جب کوئی خدا ہے اور وہ سرگن بھی ہے اور چیتن ہے - اور اس میں طرح طرح کی صفتیں ہیں تو یہ ضرور سمجھنا چاہیئے وہ ہمکو دیکھتا ہے - ہمارے لئے فکر کرتا ہے ہماری بہتری چاہتا ہے - ہمکو سُدھارنا چاہتا ہے - سو کچھ بیجا دعوےٰ نہیں ہے - کہ اکثر باتوں میں ہم خدا کے مشابہ ہیں یعنے ہم دین کی باتیں جیسا کہ نیاء اور انیاء وغیرہ جانتے ہیں خدا میں طرح طرح کی صفتیں ہیں جیسا کہ انصاف محبت رحمت وغیرہ سو یہ انسان میں بھی پائی جاتی ہیں جب ہم اس بات پر غور کریں کہ اکثر باتیں ہم میں اور خدا میں ایک ہی ہیں تو ہم کسیقدر خدا کی ذات کو پہچان سکتے ہیں تو سمجھنا چاہیئے کہ ساتھ ہمارے خدا کا ایسا رشتہ ہے جیسا کہ ہم آپس میں رکھتے ہیں - یعنے خدا ہمارا حاکم ہے - ہمپر حکومت کرتا ہے وہ ہمارا باپ ہے - اُس نے ہمکو پیدا کیا ہماری پرورش خبرگیری کرتا ہے - جب ہم ان باتوں پر بھی غور کرتے ہیں تو خدا کا حال زیادہ تر جانتے ہیں اور غور کرنا چاہیئے کہ دید اور دینی کتابوں میں حاکم اور باپ وغیرہ کے رشتہ خدا کے ساتھ مذکور ہیں - اب سوچنا چاہیئے - کہ جب دینی کتابوں میں ایسا ذکر ہے تو کچھ نہ کچھ اس میں مطلب ہمارا سمجھانے کے لئے ہے - کہ ہم یہ سمجھیں کہ جیسے کہ اس میں حاکم باپ وغیرہ کے رشتہ ہیں مشابہ اسکے کچھ رشتہ خدا کا ہمارے ساتھ ہے اب سوچنا چاہیئے - کہ حاکم اور باپ وغیرہ کا کیا کام ہوتا ہے - یہ تو بیشک سزا دینے والے ہیں اور اُس میں کچھ شک نہیں ہے کہ سزا میں ایک مطلب یہ ہے - کہ سزا یافتہ کو سُدھارنا اور اوروں کو عبرت ہو تم ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ سزا کو جلدی چھوڑنا چاہیئے - لیکن دیکھئے اگرچہ چاہیئے کہ حکومت مطلوبہ اور عبرت انگیز ہو معافی ہوتی ہے -

دستخط اسکاٹ صاحب

تردید منجانب سوامی دیانند سرستی جیو - پادری صاحب کا ایسا دعوےٰ تھا - کہ خدا گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے - معاف کرسکتا ہے یہ شد نہیں تو پادری صاحب نے دوسطر جسے کیوں کہا اور یہ کہا کہ سزا بھی ضرور دیتا ہے - یہ بات پر سپر بروده ہے کیا آدھا ڈنڈ دیتا ہے - اور آدھا معاف کرتا ہے - یا کچھ کم زیادہ جیسے ایشور سب باتیں جانتا ہے - ویسے ہی جیو لوگ جانتے ہیں یا کم و زیادہ جیسے ہمارے بیچ میں نیایادھیش نیاد کاری اور انیاد کاری ہوتا ہے - ویسا ہی ایشور ہے - یا فقط نیاد کاری - جو نیاد کاری ہے - تو معاف کرنا کہاں کیونکہ نیاء اس کا نام ہے - جس نے جتنا جیسا کام کیا اس کو اتنا ویسا ہی پھل دینا - جو کسیقدر ایشور کو جانتے ہیں تو میں پوچھتا ہوں - کہ ایشور کی سب باتوں میں ایسی ہی ریت ہے یا کچھ کم زیادہ - میں بھی مانتا ہوں کہ ایشور کے ساتھ ہمارا راجہ پتا کا سمبندھ ہے - لیکن کیا انیاد کرنے کے لئے ہے - کبھی نہیں دید آدی پستکوں میں معاف کرنا نہیں لکھا ہے - نیاد کرنے کا ایشور کو کیا مطلب ہے - نیاد دھیش اور سبھا آدکے سزا جو ان کے سُدھرنے کے لئے ہے - یا کچھ اور مطلب - اور جو معاف کرتا ہے - تو کون کون کام پر معاف کرتا ہے - اور کون کون پر نہیں - جب معاف کرتا ہے - تو ایشور

یہ کہنا بیفایدہ ہے کیونکہ وہی پرش یا پادریصاحب ہیں کہ کل مباحثہ میں تھے۔ جب اوتار ہونے سے پہلے دیکھا ہی نہیں تو اُسی نے اوتار لیا یہ کہنا بالکل ناممکن ہے۔ کیا پادریصاحب غور نہیں کرتے کہ پرتھوی سورج چندر مُش شریر آدی پرمیشور کی قدرت کے نمونہ کتنے ہیں اور ایک ساڑھے تین ہاتھ کے شریر میں آکر گھاپی ٹرھ گھٹ کر مرجانا بڑا نمونہ ہے۔ اور جو انجیل کے لیکھ کی بات کہی کہ وہ کلام اوتار ہوئی یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ کلام شبد ہوتا ہے۔ اور شبد گن ہوتا ہے وہ درب کبھی ہوسکتا ہے؟ ایسی غلطبات جس انجیل میں لکھی ہے وہ کبھی سچ ہوسکتی ہے؟ اور کبھی اوتم ہوسکتی ہے؟ پادریصاحب نے انجیل میں یوحنا کے ٹیناکی پرکاشت واک کی کتھا سرونتھا سمجھو ہے کہ جو پوتھی کے ایک بندھنا کھولنے سے اُس میں سے ایک سوار معہ گھوڑے کے نکلا ایسے کبھی نکل سکتا ہے؟ ایسی ایسی کئی جھوٹ باتیں کیا پادریصاحب نے نہیں دیکھی ہونگی پھر ایسی کتاب کے سچ ہونیمیں دعوے کرتے ہیں سو سوائے ضِدّ کے اور کوئی بات نہیں۔ اِس لئے پادریصاحب اور سب انسانوں کو چاہئے کہ سب سرونتھا۔ سچ ایشور کرت ویدوں کی شرن لیکر دھرم ارتھ کام اور موکش کے سِدّھی اوش کریں ٭

دستخط دیانند سرستی جیو

پادری ڈی جی اسکاٹ صاحب۔ پُھونتا کے معاملہ میں مکاشفات سے لکھا ہے۔ اِس کے حق میں پنڈت جی کی ایسی سمجھ ہو تو میں جواب نہیں دیسکتا ہوں خدا خلقت کو اپنی قدرت کاملہ سے نیستی سے ہستی میں لایا ہنر تو یہ ہے جب چاہے اُس کو فنا بھی کرے جب تک منفر رہے تب تک اِس میں سرب بیاپک نہیں ہے۔ اس سے علیحدہ ہے۔ اور یہ کہا بار بار کہ میں نے اوتار لیا کچھ کارن نتھا۔ بانہیں سولوٹکے پہلی نوشت کو دیکھ لینا کہ خدا کی قدرت کی حد ہونا یہ ہے کہ وہ کوئی بات اپنی ذات کے خلاف نہیں کرسکتا ہے۔ ہم دعوے کرتے ہیں کہ ہمارے بھی سب کے جسم میں پرکاش ہوتا ہے اور کل کاموں کے لئے ایک کامل نمونہ دیا ہے۔ انسان کے واسطے اس کا جلال سورج چاند ستارے سے زائد ہے کلام کے معنے یہ ہیں کہ وہ خدا کا ظاہر کرنے والا ہوا جیسے کہ کلام انسان کے ارتھ کو ظاہر کرتا ہے سو مسیح سے اوتار خدا کے مطلب کو ظاہر کرتا ہے۔ اب دیکھئے کہ لوگ بائبل پر کیسے مستعد ہیں کہ تربیت یافتہ قومیں اس کتاب کو کیسے پکڑے ہوئے ہیں پچیس سوسائٹی چھپواتی ہیں اب دو سو بولی میں چھپوایا۔ نمونہ کے واسطے دو سوسائیٹی کا کام تھا۔ اب ایک سال میں انگلستان میں ایک نے ۲۲۔ لاکھ ۹۶۔ ہزار ایک سو تیس جلد چھپوائی اور ینائیٹے امریکہ میں ایک سوسائیٹی میں ستر بڑی کل چھپوانے کے لئے ہیں چار سو کارندہ ہیں اس میں بیس ہزار پانچ سو جلد ایک دن میں تیار کرتے ہیں ایک سال میں سات لاکھ پچاس ہزار بانٹ دئے۔ ایک سال کا خرچ بارہ لاکھ چوراسی ہزار روپیہ یہ ایک ہی سال کا کام ہوا کون کہہ سکتا ہے کہ اس کتاب کو نہیں مانتے۔ سو میں نے ثابت کیا کہ دیہ دھارن اِمکان ہے عقل سے بعید نہیں ہے۔ نہائیت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس کا بھاری سبب میں نے بیان کیا اور اِس کتاب کا قول صادق ٹھہرتا ہے ٭

دستخط اسکاٹ صاحب

پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب - دویت وادی وہ ہیں جو دو پدارتھ مانتے ہیں ایک تو خدا دوسرے مخلوق - ادویت وادی وہ ہیں جو ایک ہی شے مانتے ہیں سو معلوم ہوا کہ پنڈت جی ایک ہی شے مانتے ہیں دو نہیں - خدا ان دیکھا تو ہے لیکن جب اپنے باتیں ظاہر کرنا چاہتا ہے جسمانی یعنے جسم میں تو روح سے ہم آپکے جسم کو دیکھتے ہیں خدا کو نہیں ۔ لیکن اُس قسم کے سبب سے خدا کا حال بہت زیادہ جانتے ہیں کیونکہ ایک شے نہ پاک اور کامل ہماری نظر نہیں ہوتا ہے اِس لئے خدا اوتار ہوتا ہے خدا نے دیکھ لیا کہ انسان کے واسطے بہتر رائے یہ ہے تو ایسا ہوا قادر مطلق تو ہے لیکن تب بھی اس کا مطلب یہ نہیں ہے ۔ کہ کوئی بات اُس سے بعید نہیں ادھرم اُس سے بعید ہے ۔ جھونٹ اُس سے بعید ہے دو اور دو پانچ نہیں مان سکتا ہے ۔ اس سے یہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک چیز ہو بھی اور نہ بھی ہو یعنے ایک ارتھ سے اُس کی قدرت کی حد ہے میں نے یہ کہا کہ اگر انسان کی مرض نہیں تو خدا اُس کو نہیں سُدھار سکتا سُدھارنے کے لئے اس کی بہتر رائے یہ ہے کہ دیہہ دھارن کر کے ایک کامل نمونہ انسان کے لئے دیوے انسان تو نمونہ چاہتا ہی ہے دنیا میں کوئی پاک گرو نہیں کہ جس نے کبھی گناہ نہیں کیا کہ ہر بات میں کامل ہو ۔ خدا دیہہ دھارن کر کے انسان کے لئے ایسا نمونہ دے سکتا ہے کہ ٹھیک ٹھیک دھرم کی راہ پاک کے نیکوکاری ہر بات میں معلوم ہو اس میں بہت بھاری مطلب ہے کون نہیں جانتا ہے کہ انسان ہمیشہ نمونہ کو پکڑتا ہے مدرسوں میں دیکھو فوج میں دیکھو گھر میں دیکھو جب نمونہ عمدہ ہے ہادی عمدہ ہے تو سب ترقی عمدہ ہوتی ہے ۔ کیا یہ کوئی عمدہ مطلب نہیں ہے کہ خدا دیہہ دھارن کر کے انسان کے واسطے ایک کامل اور کافی نمونہ دکھلا دے کہ جس سے یہ نجات کا بند و بست کامل ہو وے خدا کی خوشی یوں ہے یہ میرا مطلب ہے کہ کھلا کر کے کہہ دینا کوئی اچھی بات نہیں ہے اس میں فروتنی کرنا چاہئے ۔ اگر خدا نے یوں کیا اپنی خوشی سے اس واسطے کہ بہتر رائے یوں ہی معلوم ہو وے تو ہم کیوں خلاف بولیں اب نقلی دلیل چلی انجیل میں لکھا ہے کہ ابتدا میں کلام تھا ۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا اور کلام مجسم ہوا یعنے وہی خدا جسم میں ظاہر ہوا یہ لکھا ہے ۔ یعنے خدا جسم میں ظاہر ہوا ۔ اور جس کتاب میں یہ لکھا ہے ایسی عمدہ کتاب ہے ۔ اور اپنا ثبوت کہ وہ منجانب اللہ ہے ۔ جو کچھ اسمیں لکھا اچھی عقلی دلیل ہے ۔ اور یہ کہا کہ زیادہ لوگ اس کتاب کو جھوٹھ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں جیسا کہ وید کو محض غلط ہے کیونکہ کوئی دلیل پیش نہیں ہو سکتی اُس کی +

دستخط اسکاٹ صاحب

سوامی دیانند سرستی جیو - ادویت وشیشٹ پرمیشور کا دوسرے کا نہیں اس کے کہنے سے بیان آیا کہ پرمیشور ایک ہے جیو انیک ہیں اور جگت کا کارن انیک پرکار کا ہے ۔ اور جو پادری صاحب کہیں کہ سوائے خدا کے دوسرا کوئی نہیں تھا تو جیو اور یہ جگت کہاں سے آیا جو کہیں کہ ایشور سے تو جیو اور جگت ایشر ہوا ۔ جو کہیں کہ کارن سے تو پادری صاحب کو بھی کارن کا ماننا ضرور ہوا ۔ اور جیو کی اُتپتی ماننے میں تو اس کا ناش بھی ماننا ضرور ہوگا ۔ یہ کئی مرتبہ بات آئی لیکن ٹھیک ٹھیک جواب نہیں ہوا ۔ کہ اس کو دیہہ دھارن کرنے کی کیا ضرورت اور بغیر اس کے اپنا کام کیا نہیں کر سکتا ۔ اس کا کچھ جواب نہیں ہوا جب اس کی قدرت میں حد ہے ۔ تو ایشور کی حد کیوں نہیں ۔ جو کہیں کہ ایشور کی بھی حد ہے تو سرو بیاپک نہیں ۔ تو یہ بات پادری صاحب کے پہلے قول سے خلاف ہوتی ہے ۔ جب پرمیشور کی سب باتوں کو نہیں جانتے یہ بات پادری صاحب نے کہی تھی ۔ کہ اوتار لیتا ہے ۔ اس بات میں کیوں ضد کرتے ہیں اور جب اُس کو اوتار لینے سے پہلے کوئی نہیں جان سکتا تو اُسی نے اوتار لیا

یہ کروں گا صفت کی حرکت کرنا یہ ہے کہ فعل میں ہو جیسے کہ محبت اور شفقت کا رکھنا اور انصاف کرنا - اور یہ کہنا کہ دیہہ دھارن کرنے سے پرمیشور کی لاچاری معلوم ہوتی ہے - غلط فہمی ہے - پنڈت جیو کا عقیدہ یہ ہے - کہ جنم لینے سے انسان شدھ ہو جاتا ہے - تو اُس میں بھی پرمیشور لاچار ہے یا اُس کی خوشی ہے اگر وہ سرب شکتی مان ہے - تو نہیں کہنا چاہئے - کہ لاچار ہے - پنڈت جی کے قول سے اور اگر اُس کی خوشی ہے تو اس کی خوشی وہ جانتا ہے کہ انسان کے بارہ میں کون طریقہ بہتر ہے لیکن ہاں بعض باتوں میں ہم مانتے ہیں کہ پرمیشور لاچار ہے غور کیجئے اگر وہ سرب شکتمان ہے تو ایکدم میں بالکل روح کو پاک کیوں نہیں کرتا کیوں انسان کو انیک طرح کے دُکھ دیتا ہے غور کرنا چاہئے کہ انسان فعل مختار ہے - اور خدا اُس کے ساتھ زبردستی نہیں کرتا ہے خدا تو چاہتا ہے کہ وہ سدھر جاوے لیکن سدھرنا بالکل خدا کے اختیار میں نہیں ہے - خدا نے انسان کو یوں ہی بنایا اور یہ فعل مختاری انسان کا جلال ہے اور اس سے اپنا بڑا نقصان بھی کر سکتا ہے - خدا نے بہتر رائے یوں جانی کہ انسان کے سدھارنے میں کامل نمونہ اوتار کے طور پر اُس کو دکھا دے خدا کے گُم ہونے سے نہیں انسان کے گُم ہونے سے اور باتوں کو چھوڑ کر آگے چلکر زیادہ بیان کروں گا ؛

دستخط اسکاٹ صاحب

سوامی دیانند سرستی جیو - جو پادری صاحب نے بے ادبی کے معاملہ میں کہا سو ٹھیک ہے - لیکن سچ کے کہنے میں کبھی بے ادبی نہیں ہو سکتی جھوٹ کے کہنے میں بے ادبی ہے - اور جو پادری صاحب نے مجھکو دویت بادی بتلایا سو ٹھیک نہیں کیونکہ میں ادویت وادی ہوں کہ میں ایشور کو ایک مانتا ہوں جو پادری صاحب نے کہا کہ بندر اور گیدڑ کے شریر میں پرمیشور سرو بیاپک ہونے سے بندر اور گیدڑ نہیں کہا جاتا - تو آدمی کے شریر میں بیاپک ہونے سے آدمی بھی کہا جانا نہیں چاہئے اور جو کہیں کہ کہنا چاہئے - تو بندر آدمی بھی کہنا چاہئے - اور جو کہا کہ جس شریر میں خدا نے اوتار لیا اُس میں دوسرا جیو نہیں تھا - تو میں پوچھتا ہوں کہ اس میں پہلے خدا تھا یا کہ نہیں - جو کہیں کہ تھا - تو اس کا آنا جانا اسمبھو اور جو نہیں تھا - تو اس کا سرو بیاپک ہونا نہیں تھا - اور جو میں نے ظاہر ہونے میں پوچھا تھا - اس کا ٹھیک ٹھیک جواب پادری صاحب نے نہیں دیا - گول کر گئے جو ایشور درش نہیں تو اُس کو ظاہر ہونا کہنا بے فائدہ ہے اور جو کہیں کہ درش ہے - تو سرو بیاپک نہیں - اور جو پادری صاحب نے کہا کہ ہماری کمزوری کے واسطے وہ اوتار لیتا ہے - تو ہماری کمزوری کے لئے سرو بیاپک کیا ہمارا پورا کام نہیں کر سکتا - جو یہ کہیں کہ نہیں کر سکتا تو اس میں کیا دلیل - اور سرو شکتیمان بھی نہیں رہتا اور جو کہیں کہ کر سکتا ہے تو جنم دھارن کرنا بیفائدہ - اور جو کہا کہ پریتی کا رکھنا سو ٹھیک نہیں ہے - کیونکہ یہاں پریتی صفت اور پریتی کرنے والا چیتن دربے ہے اس لئے پادری صاحب کا کہنا ٹھیک نہیں پرمیشور اپنے سُبھاؤ گُن کے انکول کام کرنے میں کبھی لاچار نہیں لیکن اوتار کے دھارن کرنے میں وہ لاچار ہے - جیسے کہ پادری صاحب نے کہا کہ آدمی کو وہ نہیں سُدھار سکتا - اب میں پوچھتا ہوں کہ سرو شکتیمان کا کیا ارتھ - پادری صاحب کیا چاہتے ہیں - جیسے پادری صاحب نے کہا کہ بعض باتوں میں ایشور لاچار ہے ویسے اوتار لینے میں بھی لاچار ہے - کیونکہ سرو بیاپک کا آنا جانا ظاہر گم ہونا سرو تھا اسمبھو ہے - جب وہ دُکھ ناش نہیں کرتا تو پادری صاحب کے کہنے سے پادری صاحب کی بات کٹی جو کہ اوتار لیکر انسانوں کا دُکھ کاٹتا ہے - اور جو کہا کہ دُکھ کیوں دیتا ہے اس کا یہ جواب ہے - کہ وہ نیایادھیش ہے - جیووں کے جیسے پاپ پن ہوتے ہیں ویسا ہی اُس کا پھل دینا اوش ہے - کیونکہ وہ سچا نیا کاری ہے -

دستخط دیانند سرستی جیو

سوامی دیانند سرستی جیو - جو پادری صاحب نے کہا کہ پنڈت جی کے دعوے سے میرے دعوے کو ثابت کیا یہ بات غلط ہے - کیونکہ دیہہ دھارن کرتا ہے - اس کے معنے یہ کہ پہلے وہ دیہہ میں نہیں تھا اس کتھن سے پادری صاحب کے دعوے کو خارج نہ کیا ثابت کیا - جو کہ سرو بیاپک ہے وہ دیہہ دھارن کرتا یا دیہہ دھارن کرے اور چھوڑے یہ کہنا سرو تھا اسمبھو ہے اور جب وہ سرو بیاپک ہے - تو دیہہ دھارن کرنیکو کہاں سے آیا - کیا اوپر یا نیچے یا باہر یا بغل سے - جو کہیں کہ کسیطرف سے آیا تو سرو بیاپک نہیں ہوا - اور جو کہیں کہ سرو بیاپک ہے - تو کہیں نطفہ سے آنا ثابت نہیں ہوسکتا - ظاہر ہونے میں پادری صاحب سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا پہلے گم تھا کہ آنکھ سے نہیں دیکھا - ظاہر ہونے میں دیکھ پڑا جو کہیں کہ دیکھ پڑا تو کیا روح آنکھ کے دیکھنے کا وشے ہے جو کہیں کہ نہیں تو ظاہر ہونا کیا معنے؟ جیسے سانپ بل میں سے نکلکر ظاہر ہو کر گم ہو جاوے ویسا میں نے پوچھا تھا - کہ بندر کس کی صورت میں بنایا - اُس کا کچھ جواب نہیں دیا - کیا بندر آدمی کا بنانے والا ایک ہی خدا ہے یا جدا جدا - جب اس کو دیہہ دھارن کرنے میں پادری صاحب کوئی ضروری معاملہ نہیں دکھلا سکتے تو پادری صاحب کا دعوے خارج - جو پادری صاحب نے کہا کہ پرمیشور کی صفتیں حرکت کرتی ہیں - یہ بات بالکل جھوٹی ہے - کیونکہ صفت گن ہوتی - درب نہیں - اُس کی حرکت کرنیوالا درب ہوتا ہے - گن نہیں - جو پادری صاحب کہیں کہ دیہہ دھارن کرنا ضرور ہے - تو اس کی ٹھیک ٹھیک ضرورت کی بات بتلادیں - اور یہ جو کہا کہ آدمی کی ترقی کے لئے دیہہ دھارن کرتا ہے - تو پورب اوکت دوش پادری صاحب کے کہنے میں سب آتے ہیں - اور میں پوچھتا ہوں - کہ وہ سرب بیاپکتا اور اپنی سامرتھ سے کیا جیوں کی ترقی نہیں کراسکتا جو کہیں کہ کراسکتا ہے - تو دیہہ دھارن کرنا بیفائدہ - جو کہیں کہ نہیں کراسکتا تو سرب شکتمان نہیں رہا - اور جو میں نے دوش دئے تھے - کہ پادری صاحب کے کہنے میں کہ دیہہ دھارنیں پرماتما کو قید میں لانے کا سامرتھ بھی نہیں ہوسکتا اتنے دوش قائم رہے -

دستخط دیانند سرستی

پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب ہر بات میں یہ کہنا یہ جھوٹ ہے - ذرا ادب سے بعید ہے - کیونکہ جھوٹ بے ایمانی اور فریب ہے - بہت باتیں غلط ہیں - کہ اُن کو جھوٹھ بتانا ذرا ادب سے بعید معلوم ہوتا ہے - خدا تو بندر کی دیہہ میں سرب بیاپک کے طور پر ہے - لیکن کوئی اُس کو بندر بتا وے - ویسے کوئی خدا کو گیدڑ بتادے - گمراہ ادویت بادی کہیں گے لیکن پنڈت جی تو دویت بادی ہیں - یہ میں پوچھتا ہوں پنڈت جی سے کہ سوائے پرمیشور کے کوئی چیز ہے - سنسار میں نہیں لیکن جب پرمیشور کا کوئی خاص اوتار ہو تو اُس دیہہ میں وہ سرب بیاپک ہے اور علاوہ پرمیشور کے اور کوئی جیو اس میں نہیں - اس کو اوتار کہتے ہیں - کچھ آنے جانے کا معاملہ نہیں - بعض سیاہی ایسی ہے - کہ جب اس سے لکھتے ہو کچھ نظر نہیں آتا ہے لیکن وہ لکھائی موجود ہے یا نہیں سیاہی موجود ہے - حرف موجود ہے - اُس کو ذرا آگ کے سامنے دیکھاؤ تو کل لکھائی نظر آتی ہے - موجود تو تھی لیکن نظر نہیں آتی تھی - اسیطرح سے پرمیشور کا نظر آنا کچھ آنے جانے کا معاملہ درحقیقت نہیں ہے - صرف اس نے اپنے آپ کو ہماری کمزوری کے واسطے اس بدن میں ظاہر کیا - گم نہ تھا - کہیں سے آیا نہیں پھر اِس میں گفتگو

ہوسکے ہاتھی گھوڑے وغیرہ پایا نہیں۔ سب بیاپک ہے تو اُس نے دیہہ دھارن نہیں کیا سب جگت۔ یعنے ذرہ ذرہ کو دھارن کر رکھا ہے۔ یہ پادری صاحب کہنا وہ دیہہ دھارن کرتا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیا پہلے دھارن نہیں کرتا تھا۔ کیا قادر مطلق اپنی خوشی سے دیہہ دھارن کرتا ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ وہ اپنی خوشی سے دیہہ چھوڑ بھی دیتا ہوگا۔ کیونکہ جو کوئی پکڑیگا وہ چھوڑیگا۔ اور وہ کبھی اپنے مارنے میں بھی شکتی رکھتا ہے۔ یا نہیں جو کہئے کہ نہیں تو اُس بات میں تو وہ قادر مطلق نہیں ہے۔ جیسے اُودیا آدمی ایشا کرنے آدمی میں اُنکا سبھاؤ ہی نہیں ہے۔ وہ ہی اُس کے لئے مرنے آد ہونے میں قید ہے۔ کیونکہ اپنے سبھاؤ سے خلاف کوئی کام چرتیارتھ نہیں کر سکتا؛

دستخط دیانند سرستی

پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب۔ میرا یہ ہی سوال ہے۔ کہ آیا پنڈت جی کا یہ مطلب کہ اب پرمیشور دیہہ دھاری ہے کیونکہ اُس کی دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ دعوے کرتا ہے۔ کہ پرمیشور اب دیہہ میں ہے۔ اور اب یہ سب صورتیں جو نظر آتی ہیں۔ اُس کا دیہہ ہے۔ تو پس اُسی نے نمبر ۱ دعوے ثابت کیا اس لئے کیا رہا۔ دیہہ دھارن کے معنے کیا ہیں۔ اس گفتگو میں یعنے جو دیہہ جانور درخت پتھر وغیرہ میں۔ ازل سے پرمیشور سرب بیاپک تو ہے۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ اس طور پر دیہہ دھاری ہے۔ جیسے جب کوئی کہدیوے۔ کہ فلانا پرمیشور کا اوتار ہے۔ تو پنڈت جی اس میں کیوں جھگڑتے ہیں دیہہ دھارن کے معنے کون نہیں جانتا ہے۔ اور یہ کہدینا اس خاص معنے پر کہ خدا دیہہ دھاری ہوا کچھ آنے جانے کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن صرف یہ معنے ہیں۔ کہ وہ ہمارے لئے جسم میں ظاہر ہوا۔ جب وہ جسم غائب ہو جاوے۔ تب بھی خدا وہاں پر موجود ہے۔ لیکن وہ روحِ خدا اُس جسم میں اُسوقت بھی حیوانی روح نہیں ہے۔ ابھی روح اِس جسم میں ظاہر ہوئی کچھ آنے جانے کا معاملہ نہیں ہے۔ میں نے صاف صاف کہا کہ انسانی روح مشابہ خدا کی روح کے ہے۔ لیکن جدا ہے۔ بندر کی حیثیت اور ہے۔ اس کی گفتگو کرنا کیا ضرور ہے۔ رہا یہ سوال کہ خدا نے بندر کو کس صورت میں بنایا جیسے اُس کی خوشی ہوئی بنایا۔ یعنے بندر کی صورت اور گیڈر کی صورت اور بیل کی صورت اور انسان کو اپنی صورت میں۔ تو اس میں کلام کرنے کی کیا ضرورت۔ اب رہا یہ سوال کہ خدا نے دیہہ دھارن کیوں کی اس کا جواب دیتا ہوں اُس کا امکان تو معلوم ہوا کچھ غیر ممکن نہیں ہے۔ مکان کی مثال یاد کیجئے اور یہ بھی کہ دیہہ دھارن کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو ایک دیہہ میں ظاہر کرنا۔ اگر اس کو حرکت سمجھئے تو سمجھئے ہم ڈرتے نہیں کہ کہدیں کہ پرمیشور کی صفتیں حرکتیں کرتی ہی نہیں ہیں۔ تو وہ کیا پتھر ہے۔ گویا نرگن ہے۔ اُس کا آنا جانا کچھ نہ ہوا۔ جینا مرنا کچھ نہ ہوا۔ صرف انسان کی کمزوری کے سبب اوتار ہونا یعنے دیہہ دھارن کرنا دیہہ دھارن کرنے میں یہ فائدہ ہے۔ کہ انسان کے لئے کوئی کامل ہادی اور نمونہ چاہئے۔ جب ہادی کامل اور نمونہ کامل ہو تو انسان ترقی کرتا ہے۔ نہیں تو ترقی کا وسیلہ اچھا نہیں ہوتا ہے۔

دستخط اسکاٹ

پادری اسکاٹ صاحب ہم نہیں کہتے ہیں کہ خدا کو مطلق نہیں جان سکتے لیکن تو بھی بہت باتیں ہم بالکل نہیں جان سکتے سرب بیاپک کے بارہ میں عقیدہ ہے کہ وہ ایسا ہے ۔ لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا ہے ۔ کہ اس کا مطلب ہمکو اچھی طرح سے معلوم ہے یہ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے دیہہ دھارن کیا لیکن اس کا دیہہ میں اپنے تئیں دھارن کرنا ایک بھید ہے ۔ بلکہ ہمارے روح کا معاملہ جسم کے ساتھ بھید ہے ۔ رہا یہ سوال کہ خدا کی خوشی میں قید ہے یا نہیں پنڈت جی اسکا مطلب بتلاویں میں کہتا ہوں کہ پرماتما یعنے خدا کی روح اور انسان کی روح کچھ ایک مانند نہیں ایک محدود دوسری لامحدود ۔ اس لئے دو خدا نہیں ہیں ۔ انمیں ایک خالق اور دوسرا مخلوق ۔ لیکن خدا کی خوشی ہوئی کہ انسان کو اپنے مشابہ بنایا ۔ ہم یہاں انسان کی روح کے بارہ میں گفتگو کرتے ہیں اور جیو کے بارہ میں نہیں ۔ نہیں لکھا ہے ۔ کہ خدا نے بندوں کو اپنی صورت میں بنایا ۔ رہا یہ سوال کہ آیا خدا بالکل بدن میں آجاتا ہے ہاں کُل بدن میں آگیا تو بھی باہر بھی رہا کیونکہ سرب بیاپک ہے ۔ تو اُس بدن کے اندر کیوں نہیں ہے ۔ لیکن ہم نہیں کہتے ہیں اور کہیں نہیں ۔ غور کیجئے کہ اس کمرہ کے اندر ہے ۔ قادر مطلق اِسوقت موجود ہے ۔ وہ ازلی خدا اسوقت موجود ہے یعنے خدا اپنی صفتوں کے ساتھ اس کمرہ کے اندر موجود ہے ۔ کوئی انکار کر سکتا ہے ۔ تو اس میں کیا مشکل ہے ۔ اگر اُس کی خوشی یوں ہوئی ۔ کہ اپنے تئیں ایک بدن میں ظاہر کرے غیر ممکن نہیں خوشی اُس کی جب کوئی مطلب ہو اپنی لاچاری سے نہیں کرتا ہم لوگوں کی خاطر کیونکہ ہماری عقل اگر ہمکا نا جانتی ہے ۔ تو آگے چلکر ہم دیکھ لینگے ۔ کہ آیا کوئی مناسب سبب ہے ۔ کہ خدا دیہہ دھارن کرے ۔ اگر کوئی کہدیوے کہ دیہہ دھارن کرنا اُس بزرگی کے خلاف ہے تو اُس کی غلط فہمی ہے ۔ وہ کس بات میں اُس کی بزرگی کے خلاف ہے ۔ دیہہ میں کچھ عیب ہے دیہہ میں کچھ ناپاکی ہے ۔ یا کچھ نجاست ہے ۔ کہ خدا اُس سے گھِن رکھے ۔ کس نے دیہہ کو بنایا کیا وہ اب سرب بیاپک نہیں یعنے ہر دیہہ میں اب بھی موجود ہے ۔

دستخط اسکاٹ

سوامی دیانند سرستی جیو ۔ پادری صاحب نے میرے سوال کے ٹھیک ٹھیک جواب نہیں دئے جب وہ سرو بیاپک ہے ۔ تو ایک دیہہ میں آنا یا ایک دیہہ سے نکلنا سروتھا اسمبھو ہے ۔ خدا نے دیہہ دھارن کیا ۔ اس کی ضرورت میں نے پوچھی تھی ۔ اس کا کچھ جواب نہیں دیا ۔ اور اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیا کہ ایشور اور جیو روحانی ٹھیک ٹھیک ایک ہے یا اُس میں بھی جدائی ہے ۔ پہلے پادری صاحب کہہ چکے ہیں ۔ کہ لکھا ہے ۔ کہ انسان کی روح اپنے سروپ میں بنائی اس کے خلاف پیچھے کہا کہ وہ جدے جدے ہیں ایک نہیں مجھسے پوچھا کہ پنڈت جی اس کا مطلب بتلاویں میں پادری صاحب کا مطلب کیوں بتلاؤں وہی بتلاویں میں بھی جانتا ہوں کہ پرمیشور سرو بیاپک ہے اِس کارن سے وہ اوتار دھارن نہیں کر سکتا کیونکہ کیا پہلے اس میں نہیں تھا ۔ یا اس میں ایک تھا ۔ اب دوسرا تیسرا اسیطرح سے ہزاروں گھس گئے ۔ جب بیجد ہے تو حدوالے شریر میں دیہہ دھارن کیا ۔ یہ بالکل جھوٹھ اور جو پادری صاحب نے کہا ۔ کہ انسان کی روح اپنے سروپ میں بنائی بندر کی نہیں تو میں پوچھتا ہوں ۔ کہ بندر کس کے سروپ میں بنا ہے ۔ کیا بندر کا خدا کوئی دوسرا ہے ۔ اسیطرح سے سب کے خدا دوسرے

جب پیغمبر نے کہا ہو میں نے پہچانا نہیں۔ پھر کوئی دعوے کرے اس کا بڑا نادان ہے۔ غور کیجئے کہ خدا تعالےٰ کی ازلیت کے بارہ میں ہم کیا جانتے ہیں سو اسیطرح ہم قادر مطلق کے بارہ میں کیا جانتے ہیں سرب بیاپک یعنے ہمہ جا حاضر ہے اسکے بارہ میں ہم کیا جانتے ہیں۔ ہاں ان الفاظ کے کچھ کچھ معنے ہم جانتے ہیں مگر یہ بیوقوفوں کا دعوےٰ ہے کہ ہم خدا کا کل حال جانتے ہیں۔ آجکی گفتگو میں دو سوال یہ ہیں آیا خدا دیہہ دھارن کر سکتا ہے۔ دوئم یہ کہ ایسا کبھی ہوا کہ نہیں۔ خاص کر اول سوال کے بارہ میں اسوقت گفتگو ہے۔ پہلے سوال کے معنے یہ ہیں کہ آیا امکان ہے۔ کہ خدا اپنے تئیں جسم میں ظاہر کرے غور کیجئے یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا جسم ہو جائے۔ پہلا دعوے یہ ہے۔ کہ دیہہ دھارن کرنیکا امکان ہے۔ انسانی روح اور الہٰی روح بہت باتوں میں مشابہ ہے بلکہ یہ کہنا مناسب ہے کہ ایک ہی ذات کی روح ہیں کیونکہ خدا کے کلام میں لکھا ہے۔ کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا یہ نہیں کہ جسمانی صورت پر لیکن روحانی پر یعنے اکثر صفتیں جو کہ خدا میں ہیں انسان میں بھی ہیں یعنے رحم۔ عدل اور طرح طرح کی دینی صفتیں۔ اس سبب سے خدا کے ساتھ انسان میل کر سکتا ہے۔ تو اس حالت میں ہم جو مجسم ہیں کیوں انکار کریں کہ خدا مجسم ہو اگر اس کی خوشی ہو کہ دیہہ میں ظاہر ہو کیا بعید ہے۔

دستخط پادری اسکاٹ صاحب

تردید منجانب سوامی دیانند سرستی جیو۔ جو پادری صاحب نے کہا کہ اُس کی پریکشا ہم نہیں کر سکتے اس پر سوال ہے کہ بالکل نہیں کر سکتے یا کچھ کچھ کر سکتے ہیں۔ ویسے سرب بیاپک کے بیشے میں کچھ جانتے ہیں یا نہیں۔ اور جو کچھ جانتے ہیں تو کتنا۔ جو کسی کا کہنا ہو کہ میں ایشور کو جانتا ہوں تو وہ مورکھ ہے اور جو یہ پادری صاحب کا کہنا ہے۔ تو کچھ اُس کے جاننے میں اختیار نہیں رہا۔ اور پادری صاحب اپنے پہلے قول کے خلاف بولے ہیں وہ یہ ہے کہ ایشور دیہہ دھارن کرتا ہے۔ کر سکتا ہے یا نہیں ایسا نہیں لیکن دیہہ دھارن کرتا ہے یہاں سوال کہ اُس کو کیا ضرورت دیہہ دھارن کرنے میں ہے دوسرے اس کی خوشی میں کوئی فیصلہ ہے یا نہیں تیسرے وہ نراکار ہے یا کہ ساکار۔ چوتھے وہ سرب بیاپک ہے۔ یا کہ ایک دیشی ہے۔ جیو اور ایشور کے گُن دیا آدی کیا ٹھیک ٹھیک ملتے ہیں۔ یا نہیں۔ بہت سے جیو نہیں بھی دیا دیکھنے میں آتی ہے۔ سوال۔ وہ دونوں ایک ہیں تو دونوں خدا ہوتے ہیں اس کا کیا جواب۔ روحانی ریت میں جو پرمیشور دیہہ دھاری ہوتا ہے تب بالکل دیہہ میں آجاتا ہے یا ٹکڑا ٹکڑا ہوتا ہے۔ تو ناش والا ہوا اور جو بالکل آجاتا ہے تو شریر سے چھوٹا ہوا تو وہ ایشر ہی نہیں ہو سکتا اور جیو تھا ایشور میں کچھ بھی بھید نہیں آسکتا ہے۔ اور اگر وہ ایک دیشی ہے۔ تو ایک جگہ میں رہتا ہے یا گھومتا پھرتا ہے جو کہئے کہ ایک جگہ میں رہتا ہے۔ تو اُس کو سب جگہ کی خبر رکھنا اسمبھو ہے اور جو گھومتا پھرتا ہے۔ تو کہیں اٹک بھی جاتا ہوگا۔ اور دھکا اور شستر بھی لگتا ہوگا۔ جب پرمیشور سرشٹی کرتا ہے۔ تب نراکار سروپ سے یا ساکار سے جو کہو کہ نراکار سروپ سے تو ٹھیک ہے۔ اور جو کہو کہ دیہہ دھاری ہو کر تو سرو تھا سرشٹی کرنا اسمبھو ہے۔ کیونکہ تر سرنو آدی پدارتھ سرشٹی کا کارن روپ اُس کے اختیار میں کبھی نہیں آسکتے ہیں۔

دستخط دیانند سرستی جیو

سوامی دیانند سرستی - جو کرنیل الکاٹ صاحب کے بارہ میں پادری صاحب نے کہا کہ وہ اچھا پُرش نہیں یہ تو میں ٹھیک ٹھیک مان نہیں سکتا - کیونکہ جن سے برُودہ ہوتا ہے - وہ دونوں پرسپر کے بشے میں اولٹا سُودھا کہتے ہیں - وید تو ریت سے بہت پُرانا ہے - اور جس کی بات پُوری سے اَدھوری دوسری میں لکھی ہو وہ اُس سے پہلے ہوتا ہے - لڑکپن میں نیمتک گُن کم تھے - اور سوبھاوک برابر سب وقت رہتے ہیں اس بات کو پادری صاحب ٹھیک ٹھیک نہیں سمجھے - جو کہ آگ کے سنجوگ سے جل میں گرمی آتی ہے - وہ نیمتک اور جو آگ میں گرمی ہے - سو سبھاوک - جو جو جیو کے سبھاوک گُن ہیں وہ کم و بیش نہیں ہوتے - کنتو نیمتک کم و بیش ہوتے ہیں اور پادری صاحب نے کہا - کہ جیلخانہ کے قیدیوں کو دیکھکر دیکھنے والوں کو خوف ہوتا ہے - کہ میں ایسا کرم نہ کروں لیکن جسکو سزا اُس پُنرجنم کے کرم کی ملتی ہے - اُس کو یاد ہی نہیں جیسے اور لوگ کارج سے کارن کو مانتے ہیں - کیا وہ نجانے گا - ایک حکیم کو بخار آیا اور ایک جاہل کو وید (طبیب) نے علم سے اُس کا کارن جان لیا - کہ فلاں سبب سے مجھکو بخار ہے - لیکن اُس گنوار نے نہیں جانا مگر بخار کی تکلیف دونوں کے علم میں ہے پر گنوار یہ جانتا ہے - کہ کسی بدپرہیزی سے مجھکو بخار آیا ہے - اس سے اُس کو سزا سے سُدھرنے کا پھل پراپت ہوتا ہے کہ جو میں بُرا کام کرونگا تو بُرا پھل جیسا کہ اُس کو ہے - وہ مجھکو ملے گا - جب جیو سے جیو اور شریر سے شریر پیدا ہوتے ہیں تو آپ کا بنانے والا پرمیشور نہیں - اس سے آپکا قول ٹھیک نہیں رہا اور پرتھم پرتھم آپ کے قول کے موافق جو جو جیو ہوئے - وے رگن رگن جیو اور شریروں سے ہوئے جو کہیں کہ پرمیشور سے تو پرمیشور بھی آدمی گھوڑے اور درخت اور پتھر کے موافق ہوا کیونکہ جس کا کارج جیسا ہوتا ہے - اُس کا کارن بھی ویسا ہی ہوتا ہے - اور درمیان میں دورہ سپر دکرنا بہت دن تک کہ جو سزا سے بھی بھاری ہے - پھر اُس کو سورگ یا نرک رگن کرموں سے مل سکتا ہے - کوئی بھی نہیں - جب آپ سروگیہ نہیں تو کیوں دعوے کرتے تھے کہ پنرجنم نہیں - اس سے آپ کا ایک جنم سِدھ نہیں ہوتا ہے - اور پُنرجنم سِدھ ہوگیا +

دستخط دیانند سرستی

کیفیت مباحثہ درباب اس کے کہ ایشور دیہہ دھارن کرتا ہے +

تاریخ ۲۶ - اگست ۱۸۷۹ء

دعوے پادری اسکاٹ صاحب - آج کا سوال یہ ہے - کہ پرمیشور دیہہ دھارن کرتا یعنے مجسم ہو سکتا ہے - یا نہیں مناسب یہ ہے - کہ اس کے بارہ میں نہائیت فروتنی کی گفتگو کریں جب خدا تعالےٰ کے حق میں گفتگو ہے تو انسان کو چاہئے کہ نہائیت سوچ اور تامل کے ساتھ بولیں اس میں گنجائش گھمنڈ اور غرور کی نہیں ہے - کہ گویا ہم خدا تعالےٰ کا کُل حال جانتے ہیں شاعر نے کہا ہے - سے عرش سے لے فرش تک جس کا کہ یہ سامان ہے - حمد اس کی گر لکھا چاہوں تو کیا امکان ہے +

کیونکہ آگے جنم لینا ہی نہیں ہے۔ جو دل میں آوے وہ کرتے رہو۔ اور بے فائدہ دورہ سپرد ہوا۔ یعنے آج مرا اور قیامت تک ویسا ہی حوالات میں پڑا رہا۔ اور کچہری کے دروازہ بند اور خدا بیکار بیٹھا ہے۔ اور جو گیا دوزخ میں وہ وہاں کا ہوا۔ اور جنت میں گیا۔ وہ وہاں ہی کا ہوا۔ اور کرم تو حد والے کئے جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ بیحد چلتا ہے۔ ایشور میں یہ بہت انیائے آتا ہے اور اُمیدواری کے بغیر آدمی درست نہیں ہو سکتے کیول رنج سے تکلیف کا کونسا سبب ہے۔ اور جو نصیحت کے واسطے اسکو تکلیف ملتی ہے۔ وہ سدہار کے لئے ہے۔ لیکن اس کا پھل تو دیا آدمیں اور پادری صاحب نے کہا تھا۔ کہ ایک مکان میں ہمیشہ سکھ بھوگیں گے۔ وہ مکان کونسا ہے۔ اور کہاں +

دستخط دیانند سرستی

پادری اسکاٹ صاحب۔ کرنیل الکاٹ صاحب کا ایک کاغذ میرے پاس موجود ہے۔ کہ جس میں عیسائیوں کی اور پادریوں کی اور دین عیسوی کے بارہ میں ایسی فضول اور سخت کلامی ہے۔ کہ میں کسی بازاری و بدمعاش کے حق میں نہ لکھتا۔ کہتے ہیں کہ یہ سخت دل اور بے رحم ہیں دنیا میں ساری خرابی کا بانی اور یہ دین عیسوی بُرائی کی جڑ ہے۔ علاوہ اس کے اور طرح کی بھی سخت کلامی ہے اور غور کیجئے۔ کہ اس شخص کا دل اور عقل کیسی ہوگی خود غور کیجئے۔ یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ کہ بید توریت سے پورانا ہے۔ اسواسطے کہ توریت میں قربانی کا ذکر ہے۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اول اُس میں ہوا وید والوں نے توریت سے لے لیا۔ دونوں باتکا دونوں میں ذکر ہے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا ہے۔ کہ کس میں اول ہوا۔ اور یہ کہنا کہ بعض صفتیں قائم ہیں اور بعض نہیں ہیں۔ اس لئے اس جنم کی ہمیں یاد نہیں رہتی۔ بعض صفت تو قائم رہتی ہیں۔ اور چاہئے یہ ہے کہ کوئی بات یاد ہو پرانے جنم کی۔ اگر ہماری اور پنڈت جی کی گفتگو اس برس ہوئی کہیں ہوئی ہو بعض بات تو ضرور یاد رہتی ہیں۔ نیند کی مثال تو درست نہیں کیونکہ اگر کبھی نیند میں بات یاد نہیں رہتی تب بھی اکثر بات یاد رہتی ہے۔ سو پرانے جنم کی کوئی بات کیوں نہیں یاد رہتی ہے۔ جیلخانہ کی مثال ہے۔ سو وہ بھی پوری نہیں۔ کیونکہ سزا کا فقط ایک مطلب اس میں ظاہر ہوا۔ سزا میں دو مطلب ہیں۔ ایک تو سزا یافتہ کے سدھارنے کیواسطے دوسرا مطلب دیکھنے والوں کو نصیحت لیکن اس نیر جنم میں صرف دیکھنے والوں کو نصیحت ہے۔ یہ نہیں کہ اُس شخص کو سزا کا حال معلوم ہو کہ یہ سزا مجھے کیوں ملی۔ رہا یہ سوال کہ روحیں کہاں سے آئی ہیں تعلیم یافتہ قوموں میں آج کل یہ دعوے ہے۔ کہ جیسا بیج سے بیج درخت سے درخت پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئی نہیں کہتا ہے۔ کہ یہ درخت پیشتر ہوا۔ اس طرح روح روح اور بدن سے بدن پیدا ہوتا ہے۔ تاہم یہ بات عقل سے بعید ہے۔ کہ خاص کر بدن کس طرح پیدا ہوتا ہے لغر روح کس طرح پیدا ہوتی ہے۔ لیکن یہ نہیں کہ یہ روح جواب موجود ہے سو پیشتر کسی بدن میں تھی ابھی پیدا ہوئی اور جب یہاں سے جاوے گی اسکا نیاؤ ٹھیک ٹھیک ہوگا کرم اوپر۔ اِسئے پرمیشور انیائی نہیں ہے بلکہ اس سے بھی پرمیشور کا نیاؤ ثابت ہوتا ہے اور یہ کہ ہمیشہ روح کہاں رہتی ہے۔ ہم دعوٰی نہیں کرتے ہیں کہ ہم عالم الغیب ہیں سُکھ کی جگہ بتاویں کہ وہ کہاں ہے۔ سرب شکتیمان خدا روح کو جگہ سکھ کی دیسکتا ہے۔ ہمارا جاننا نہ جاننا کیا ہوا +

دستخط اسکاٹ صاحب

پادری اسکاٹ صاحب - پنڈت جی کا دعوٰے کہ بچہ کی مثال سے کہ وہ کسی بات کو یاد نہیں کرتا جو لڑکپن میں ہوئی سو یہاں باطل ٹھیرتی ہے کسواسطے کہ بچے کچھ تو یاد بھی کرتے ہیں اور پھر یہ سوال لازم آتا ہے - کہ جب ہماری ارواح ازل سے ہے تو ہم بھی بچے کی مثل کچھ بڑھ گئے ہیں ہمیں کچھ تو حالات معلوم ہونے چاہئیں مگر ایسا نہیں ہوتا اس دلیل پر غور فرمائیے - ممکن معلوم نہیں ہوتا ہے - کہ ہم ازل سے چلے آتے ہیں اور جنم میں اگر سب بات بھول گئے اور پھر جنم لینے کی سزا کا کچھ مطلب بھی نہ نکلا - اور نیند کا ذکر جو ہوا سو جواب سے ثابت ہوتا ہے - کہ نیند کی بات بھی یاد رہتی ہیں بعض آدمی نیند کیوقت بڑے خیالات نکالتے ہیں یہاں پر ایک پختہ اعتراض کا ذکر کرنا چاہتا ہوں - اس تعلیم سے دنیا میں گناہ کا سہارا ہوتا ہے - کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ جو چاہیں سو کریں بھوگیں گے پھر کسی وقت میں - اچھا جنم بھی کبھی تو ملیگا - یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دور ہمیشہ رہیگا - کیا کریں ہم مانتے ہیں - کہ جو تکلیف وغیرہ دنیا میں ہے اس کا کوئی سبب ضرور ہوگا کبھی بدذات کو سزا کیواسطے کبھی نیکوں کو کہ اُن کو تعلیم طرح طرح کی ملی - کہانی ہے کہ بادشاہ کا لڑکا تھا - پنڈت کے یہاں تعلیم کے لئے بھیجا گیا - پنڈت نے اس کو سب طرح ہوشیار کیا پھر بادشاہ کے پاس لایا - اور اُس سے کہا کہ فقط ایک ہی کام باقی ہے - اس نے پوچھا کہ اِس نے کچھ قصور کیا - کہا کہ نہیں تب کہا کہ مجھے چابک دینا اور خود سوار ہو کر لڑکے سے کہا کہ دوڑ اور اس کو خوب مارتا گیا پھر بادشاہ کے پاس لے آیا بادشاہ نے کہا کہ یہ کیوں کیا پنڈت نے کہا تاکہ اوروں سے ہمدردی کرنا سیکھے اور رحم دل ہو جاوے - سو امکان ہے - کہ نیکوں کو بھی تکلیف ملے - کسی اچھے مطلب کے واسطے کچھ ضرورت نہیں ہے - کہ پُرانے جنم کے سبب سے - ڈارون صاحب آواگون نہیں مانتے - صرف یہ ہی کہتے ہیں - کہ دنیا میں نسل در نسل نیچ جانور اونچ نسل میں ہوگئے - یہ مطلب نہیں کہ کوئی جانور اب اور پیشتر بھی تھا - کرنیل الکاٹ صاحب کا ذکر جو ہوا - سو اس کا دعوٰے سُن لیجئے - تو معلوم ہوگا کہ کیسے آدمی ہیں -

دستخط اسکاٹ

سوامی دیانند سرستی جی - لڑکے کی نظیر سے میرا یہ مطلب ہے - کہ وہ جو کچھ سُکھ دُکھ بھوگتا ہے - اُس کی یادگیری اُسکو اپنے سے نہیں ہوتی کہیں کسی کے کہنے سے ہوتی ہے +

اور جیو کا سبھاوک گُن ایک سا رہتا ہے - لیکن نیمتک گُن گھٹتے بڑھتے ہیں اس لئے جیو ایک سا ہے - لیکن اُس کے گیان کی سامگری پشچات پانچ برس کے بڑھتی جاتی ہے - اب اگر پادری صاحب یا مجھکو کوئی پوچھے - کہ دس برس کے پہلے کسی سے ایک دن بھر بات چیت کیا کی پیرا بپد واکشروں سے یاد ہے تو بھی کہنا پڑیگا - کہ ٹھیک ٹھیک نہیں - جب سدا سے جیو نہیں آتے تو کہاں سے ہوئی جیلخانہ کے قیدیوں کے گناہوں کو سب لوگ ٹھیک ٹھیک اگرچہ نہیں جانتے لیکن انومان کرتے ہیں کہ کسی گناہ کے کرنے سے جیلخانہ میں پڑا ہے - اس سے میں کبھی گناہ نہ کروں ورنہ میرا بھی یہی حال ہوگا - پادری صاحب میرے مطلب کو نہیں سمجھے وہ خواب کی بات نہیں ہے - وہ سشوپتی کی تھی - کہ جس نیند میں کچھ بھی یاد نہیں رہتا - اُس نیند میں ایک بھی خیال کوئی نہیں یاد کر سکتا ہے - جو پُنر جنم نہیں مانتے اُن کی تعلیم سے دنیا میں پاپ بڑھتے ہیں -

کہ یہ نئی نہیں ہے۔ یہ بھی بہت پرانی ہے توریت کسیطرح وید سے نئی نہیں ہے۔ اس میں پُنر جنم مطلق نہیں توریت اور انجیل کے جھوٹے ہونے کے بارہ میں اب مقدمہ نہیں ہے۔ اس فضول دعوے کو رد کرتا گویا ہم کہ یہ جھوٹے نہیں وید کے بارہ میں کچھ نہیں کہنا ہے اس کا بھی مقدمہ نہیں ہے۔ لیکن اس بات پر غور کیجئے کہ تعلیم یافتہ قومیں تو توریت اور انجیل پر قایم رہتی ہیں۔ لیکن ہندو لوگ جوں جوں تعلیم یافتہ ہوجاتے ہیں۔ اور جسقدر تعلیم یافتہ ہوتے جاتے ہیں۔ وید کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ ضرورت ہے تو دلیلیں دیسکتا ہوں۔ اور یہ کہنا کہ کرم ازل سے ہے۔ اس لئے پنر جنم ہوتا ہے۔ تو پرمیشور کو بھی پنر جنم لینا چاہئے۔ اور اگر کوئی کہے کہ اُس کے کرم سب اچھے ہیں۔ تو کیا مشکل ہے کہ اُس کے کرم و فضل سے ہم بھی ایسے نیکے ہو جاویں۔ کہ پھر بندر یا گیدڑ بننا نہ پڑے۔ جیسے کہ ہماری کتاب مُقدّس میں لکھا ہے۔ ایک دفعہ انسان کے لئے مرنا ہے بعد اسکے نیا؛

نرگُن سگُن کے بارہ میں سوامی جیو کے ارتھ کو میں نہیں مانتا۔ نرگُن کے معنے یہ نہیں ہیں کہ کچھ گُن نہ ہو جب اُس میں گُن نہیں ہے تو سگُن نہیں ہے۔ تو اُس وقت جنم لینے کا بندوبست کون کرتا ہے۔ اب پھر میں پوچھتا ہوں کہ اگر سزا کے واسطے جنم لیتا ہے تو یہ چاہئے۔ سزا اس کہ سزا اٹھانے والا یاد کرے کہ مجھے سزا کیوں ملتی ہے۔ نہیں تو سزا عبث ہے۔ میں پھر پوچھتا ہوں کہ کسی کو یاد کیوں نہیں رہتا۔ کہ ہم بندر گیدڑ پچھلے جنم میں تھے +

دستخط اسکاٹ صاحب

سوامی دیانند سرستی جیو۔ پہلے پرش کے بشے میں اوتر۔ جیو الپگیہ ہے۔ اس لئے پورب جنم کی بات کو یاد نہیں رکھ سکتا ہے۔ پادری صاحب کو غور کرنا چاہئے کہ ایسی بات کیوں پوچھتے ہیں کیونکہ اسی جنم میں جنم سے پانچ برس تک کی بات کیوں یاد نہیں رہتی اور سُشوپتی ارتھات بہت نیند میں جب سو جاتا ہے۔ تب جاگرت کی بات ایک بھی یاد نہیں رہتی ہے۔ اور کارج کارن کے انومان سے ارتھات کارج کو دیکھ کارن کا نشچے کرلیا۔ سب ودوان لوگ مانتے ہیں جب پاپ پُن کا پھل سُکھ دُکھ نیچ اونچ جگت میں دیکھتا ہے۔ تو کارن جو پورب جنم کا کرم ہے۔ سو کیوں نہیں پورانی نئی تعلیم درشٹانت کے لئے کافی نہیں کیونکہ بالکل سچ نہیں اور جنکو آپ تعلیم یافتہ مانتے ہیں اُن قوموں میں کوئی آدمی ارتھات فلاسفر بندر سے انسان کا جنم ہونا مانتا ہے۔ یہ بالکل جھوٹھ ہے۔ یہ وید کی باتیں ہیں کہ بیدی کا بنانا کہ ابراہیم کو خدا نے کہا کہ اس سے میں خوش ہوتا ہوں تم جگ کیا کرو اتیادی وید کی بات بائیبل میں موجود ہے۔ اور عیسیٰ نے بھی ساکشی دی ہے کہ اس کا نقطہ بھی جھوٹ نہیں ہے۔ اس لئے اور دوسری دلیل دیتا ہوں کہ آج کل میکس مُلر آدلکچرار اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں۔ کہ رگ وید سے پہلے کتاب بھوگول میں کوئی نہیں۔ اب میں سینکڑوں گواہی دیسکتا ہوں کہ بائیبل ان انڈیا کے بنانے والے وغیرہ اور آج کل کے فلاسفر سینکڑوں کی زبان سے میں نے سنا ہے۔ کہ ہم بائیبل انجیل کو نہیں مانتے۔ اور کرنیل الکاٹ وغیرہ نے بھی بائیبل کی ہدایت کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور ہمارے آریہ لوگ ایف۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایم اے ایل ال ڈی لاکھوں لوگ بائیبل کو نہیں مانتے۔ اور تعلیم یافتہ ہیں سو یہ نظیر پادری صاحب کی کافی نہیں پرمیشور کا پُنر جنم نہیں ہوتا کیونکہ اننت اور سرب بیاپک ہے۔ شریر میں نہیں آسکتا۔ اور نت مُکت ہے۔ بندھن کا کام کبھی نہیں کرتا +

دستخط دیانند سُرستی جیو

کبھی مکروہ کیڑہ کے بدن میں اور کبھی کسی اچھی دیہہ میں ایسے ازلی دور میں زیادہ تسلی ہے یا توریت وزبور وانجیل کی تعلیم میں کہ آخرکار جو لوگ نیکی کی کوشش کرتے ہیں اور نیک بنتے ہیں ایک ایسے آرام گاہ میں پہنچینگے کہ پھر جنم لینا نہ ہوگا۔ نہ کسی طرح کی تکلیف ہوگی غور کیجئے کس کتاب کی تعلیم میں زیادہ تسلی نہ ہے۔ علاوہ اس کے پرمیشور کس طرح نرگن اور سگن دونوں ہو سکتا ہے۔ کہ اس میں صفت بھی ہے اور وہ بلا صفت بھی ہے۔ وہ کیا شے ہے۔ کہ جس میں کوئی صفت نہیں ہے۔ کہئے اس میں بناء کی صفت نہیں تو بناء کیونکر کرے اور تمپیر جنم کے راہ سے لوگوں کو سزا کیونکر دیوے ایسے بے بنیاد خیالات کے سبب سے تعلیم یافتہ قومیں اس مسئلہ کو چھوڑتی جاتی ہیں علاوہ اس کے اگر یہ تمپیر جنم سزا کے واسطے ہے۔ تو اس میں کیا سزا ہوئی مثلاً جب بندر جانتا ہی نہیں کہ میں نے کیا قصور کیا یا کوئی پادری صاحب یا پنڈت صاحب مثلاً مکروہ کیڑہ کے بدن میں پیدا ہوئے تو ان کی سزا کیسی ہوئی وہ جانتے ہی نہیں کہ ہم نے کیا کیا قصور کئے آیا یہ کبھی کسیکو یاد آیا ہے یا آتا ہے کہ میں فلاں زمانہ میں بندر تھا۔ یا میں کسی زمانہ میں گیدڑ تھا۔ اور جب کل دنیا میں کسی کو یاد نہیں ہے تو ایسے تمپیر جنم میں کسی کو کیا سزا ہے ہم مانتے ہیں کہ تکلیف کبھی کبھی سزا کے واسطے ہوتی ہے۔ اور کبھی نہیں بھی *

دستخط ٹی۔ جی۔ اسکاٹ

سوامی دیانند سرستی جی۔ دونوں انادی ہونے سے برابر نہیں ہوتے جب تک کہ ان کے سب گن برابر نہوں پرمیشور اننت۔ جیو سانت۔ پرمیشور سروگیہ جیو الپگیہ۔ پرمیشور سدا پوتر او مکت تھا جیو کبھی پوتر کبھی بندہ او کبھی مکت۔ اس لئے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

توریت انجیل زبور کے خلاف ہونے سے سچی بات جھوٹ نہیں ہو سکتی کیونکہ بہت آدمیں بھی بھرم سے سچ کو جھوٹ جھوٹ کو سچ بہت جگہ لکھا ہے سچی تو اس کتاب کی بات ہو سکتی ہے۔ کہ جسمیں شروع سے اخیر تک ایک بھی جھوٹ نہو ایسی کتاب سوائے ویدوں کے بھوگول میں ایشر کرت کتاب کوئی بھی نہیں۔ کیونکہ ایشر کے گن کرم اور سبھاؤ سے انوکول ویدھی ٹھیک ہے دوسری نہیں سوائے وید کے اوپدیش کے کسی کتاب میں ٹھیک ٹھیک سب باتوں کا نشچے نہیں نظر آتا ہے اسلئے سب سے اتم وید کی تعلیم ہے۔ دوسرے کی نہیں پرمیشور اپنے گنوں سے سگن ہے۔ یعنے سروگیہ آدگنوں سے اور نرگن کارن کے جڑ آدی گن اور جیو کے اگیان جنم مرن بھرم آدگنوں سے رہت ہونے سے پرم آتما نرگن ہے۔ اس لئے یہ نشچے جاننا چاہئے۔ کہ کوئی پدارتھ بھی اس ریت سے سگنتا اور نرگنتا سے رہت نہیں *

جب جیو کا پاپ زیادہ اور پن کم ہوتا ہے تب اسے بندر وغیرہ کا شریر لینا پڑتا ہے۔ اور جب پاپ پن برابر ہوتے ہیں تب آدمی اور پن ادھک اور پاپ کم ہوتا ہے۔ تب ودوان وغیرہ کا

دستخط دیانند سرستی

پادری اسکاٹ صاحب۔ سب پرانی تعلیم جھوٹی نہیں اور نہ سب نئی تعلیم سچی ہے لیکن جب تعلیم یافتہ قومیں سوچتے سوچتے کسی بات کو باطل ٹھیراتی ہیں تو یہ قوی دلیل ہے۔ کہ وہ باطل تو ہے۔ اور ایک ہی دفعہ کے جنم لینے کے بارہ میں سوچ لیجئے

نے اور انگریزوں نے بھی چھوڑ دیا ہمارے پورانے ڈرووڈ لوگ بھی جو کہ ہمارے گورو تھے۔ یہی سکھلاتے تھے۔ اور ہم لوگ سب کے سب مانتے تھے لیکن روشنی کے پھیلنے سے اور تعلیم حاصل کرنے سے اِس پورانی اور بے بُنیاد تعلیم کو چھوڑ دیا سو ہمارا سوال پنڈت جی سے یہ ہے کہ آیا اس مسئلہ کیلئے کونسی دلیلیں ہیں جب کچھ خاص ثبوت دیا جاوے۔ تو ہم اُن کے ردّ کے لئے اعتراض کرینگے۔ بالفعل میرے دو چار سوالات یہاں پر ہیں آیا علاوہ ایشور کے روح کے اور ارواح اناد سے یعنے ازل سے ہیں یا نہیں اِس جنم لینے سے کبھی فراغت ہوگی یا نہیں آپ کا یہ دعوٰے کہ کُل تکلیف جو دنیا میں ہوتی ہے۔ سزا کے واسطے ہے۔ پُنر جنم فقط سزا کے واسطے ہے یا اور کوئی سبب ہے۔ یہ بھی ایک سوال ہے۔ کہ آیا پرمیشور ہر وقت سگن ہے یا کبھی نرگن بھی ہوتا ہے۔ یہ جنم لینا اوسی کی خاص قدرت سے ہر دم ہوتا رہتا ہے یا کسی قدرتی قانون سے ہوتا ہے۔ جیسے کہ بیج کا اُگنا پھل کا پکنا پانی کا برسنا وغیرہ

دستخط ٹی جی۔ اسکاٹ صاحب

سوامی دیانند سرستی جی۔ تین پدارتھ انادی ہیں ایک ایشور ایک کارن اور سب جیو۔ جنم سے کبھی فارغ نہ ہونگے پُنر جنم فقط سزا اور جزا دونوں کے لئے ہے پرمیشور سگن اور نرگُن ہمیشہ رہتا ہے۔ قدرتی قانون اُس کا یہی ہے۔ کہ جیسا جس نے پاپ یا پُن کیا۔ اُس کو ویسا ہی اپنے ست نیاے سے پھل دیتا ہے۔ اب پادری صاحب نے جو کہا تھا۔ کہ پورانی تعلیم بھی پُنر جنم کی ہمارے بیچ میں تھی اس سے ثابت ہوا۔ کہ سب دیش میں پُنر جنم کی تعلیم تھی۔ اور یہ جو کہا کہ جو قوم سُدھرتی جاتی ہے۔ وہ پُنر جنم کے مسئلہ کو چھوڑتی جاتی ہے۔ اب اس پر ایک سوال ہے۔ کہ پورانی باتیں بالکل جھوٹ یا کچھ سچی بھی ہوتی ہیں۔ اور نئی تعلیم سب سچی ہے یا اس میں کچھ جھوٹ بھی ہے۔ جو پادری صاحب کہیں کہ پورانی تعلیم ماننے کے لائق نہیں۔ تو توریت زبور انجیل کی تعلیم آجکے اپیکھشا سے پُرانی ہے۔ یہ بھی نہ ماننی چاہئے۔ یہ کوئی بات ثبوت کی نہیں ہے۔ کہ پہلے مانتے تھے اب نہیں مانتے۔ اس لئے سچی یا جھوٹی ہے۔ یا پہلے نہیں مانتے تھے۔ اور اب مانتے ہیں۔ اس لئے جھوٹی یا سچی ہے۔

اب پادری صاحب نے کہا کہ کچھ ثبوت ہو تو ہم اس پر کچھ اعتراض کریں۔ اس کے ثبوت کے لئے میں نے پُنر جنم لکھا دیا۔ کہ اس جیو کے کرم آدی انادی اور ایشور کا نیاے کرنا آدی انادی ہیں۔ جو کرم کی بات نہ مانی جاوے تو سرشٹی میں بُدھ مان نربدھی اور داردر راجہ اور کنگال کی اوستھا ایشور کس طرح سے کر سکے۔ کیونکہ اس میں طرفداری آتی ہے۔ اور پکش پات سے اُسکا نیاے ہی نشٹ ہو جاتا ہے۔ جب کرم کے پھل میں تو پرمیشور برابر نیاے کاری بنتا ہے۔ انیائی نہیں اور وہ ایشور انیاے کبھی نہیں کرتا۔

دستخط دیانند سرستی

پادری اسکاٹ صاحب۔ پنڈت جی کے کہنے سے تمام جیو یعنے ارواح ازل سے ہیں۔ تو اس حساب سے ہماری اور اُس کی ازلیت میں کچھ فرق نہیں۔ یعنے دو شئے ازل سے ہیں۔ ایک طرح سے دو پرمیشور ہوئے۔ میرا یہ اعتراض ہے کیسے توریت اور زبور اور انجیل کے بالکل خلاف ہے۔ اور میں دریافت کرتا ہوں کہ کس تعلیم میں زیادہ تسلی ہے۔ یعنے کہ ہمارے روح ہمیشہ تک حیرانی میں پھرتے رہینگے۔ کبھی بیل کے بدن میں کبھی بندر کے بدن میں

بطور سند رہے تاکہ کوئی پیچھے کبھی گھٹا بڑھا نہ سکے۔

التماس

ہم اس مباحثہ کو لفظ بہ لفظ اصل سے کہ جس پر سوامی جی اور پادری صاحب کے دستخط خاص ہوئے ہیں مطابق کرکے اور حسب الاجازت سوامی جی کے مرتب کرکے اس مطبع میں طبع کرتے ہیں ایک لفظ کا بھی تغیر تبدل نہیں کیا ہے یہاں تک خیال اس کے صحیح ہونے میں کیا ہے۔ کہ جہاں جس صاحب کے دستخط تھے وہاں دستخط کا لفظ لکھکر اونہیں کا نام لکھدیا ہے۔ ناظرین بالتمکین دونوں صاحبوں کی گفتگو کو راستی کی آنکھ سے دیکھیں اور تعصب کو نزدیک تک نہ آنے دیں تاکہ حق ناحق بخوبی عیاں ہو جاوے۔

بعض صاحبوں نے فرمایا کہ ان مباحثوں کا اخیر میں نتیجہ بھی نکال دینا چاہئے۔ لیکن ہم نے اپنی رائے دینا مناسب نہیں سمجھا۔ انکے نتائج کا انحصار اوپر عقل سالم ناظرین کے ہی چھوڑا جاتا ہے۔

کیفیت مباحثہ در مسئلہ تناسخ بتاریخ ۲۵ اگست ۱۸۷۹ عیسوی

ثبوت اواگون منجانب دیانند سرسوتی جی ۔ جیو جیو کے سبھاوک گن کرم اور سبھاؤ انادی ہیں اور پرمیشور کے نیائے کرنا آدی گن بھی انادی ہیں۔ جو کوئی ایسا نہیں مانتا۔ کہ جیو کی اور اسکے گن آدی کی اوتپتی ہوتی ہے اسکو ان کا ناش ماننا بھی اوش ہوگا۔ اور نسکارن آد کا بھی نشچے کرنا اور کرانا ہوگا۔ کیونکہ کارن کے بنا کارج کی اوتپتی سروتھا اسمبھو ہے جو جو جیو کے پاپ اور پن آدی کرم پرواہ سے انادی چلے آتے ہیں ان کا ٹھیک ٹھیک پھل پہنچانا ایشر کا کام ہے۔ اور جیو بنکا بنا اسنھول سوکشم او کارن شریر کے سکھ دکھ کا بھوگ کرنا اسمبھو ہے۔ جب یہ بات ہوئی تب بارم بار شریر کا دھارن کرنا بھی جیو کو اوش ہے۔ کیونکہ کر یہ مان کرم نئے نئے کرتا جاتا ہے۔ ان کا سنچت اور پرالبدھ بھی نیا نیا ہوتا چلا جاتا ہے۔ جب اس سرشٹی میں ودیا کی آنکھ سے مش دیکھے۔ تو سرشٹی کرم اور پرتکش آدی پرمانوں سے ٹھیک ٹھیک سدھ ہوتا ہے۔ کہ دیکھو آج سوموار ہے۔ وہی پھر بھی آتا ہے۔ مہینہ رات دن آدی بھی پنہ پنہ آتے ہیں۔ اور گیہوں کا بیج بونے سے پھر وہی گیہوں آتا ہے۔

دستخط دیانند سرسوتی

اعتراض منجانب پادری ٹی۔ جی اسکاٹ صاحب ۔ اس آواگون کے بارہ میں صرف حق کیواسطے جستجو کرنا چاہئے۔ ہار جیت کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ تعلیم پورانی تو ہے لیکن دنیا میں سے مٹی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے روح ہیں ہمیشہ جنم لیتے رہتے ہیں کبھی انسان کے بدن میں کبھی بیل کے بدن میں کبھی بندر کے کبھی کیڑہ مکوڑہ کے بدن میں پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ ایسی تعلیم ہے کہ تعلیم یافتہ قومیں اس کو چھوڑتی جاتی ہیں قدیم مصریوں نے پہلے اسکو مانا ہوا تھا پھر چھوڑ دیا۔ اسیطرح یونانیوں نے اور رومیوں

الکاٹ صاحب کو یہ بات بھی ہماری اور سے سُنا دینا کہ ہمارا یہ ابھیپرائے نہیں کہ اِس سماچار کا نام کیول آریہ پرکاش وا تھیوسوفسٹ ہو کِنتو دونوں کو مِلا کر رکھا جاوے۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ آپ نے چوتھی کے ساتھ دو پتر ولایت کے بھیجے سو پہنچ گئے ہمارا شریر دستوں کی بیماری سے بہت دُربل ہو گیا تھا اب آنند ہے۔ ۲۷ اگست سنہ ۱۸۷۹ء۔

دیانند سرستی بریلی

اصل مباحثہ جو مابین سوامی جی و پادری ٹی۔ جی۔ اسکاٹ صاحب کے ہوا تھا۔ ہم واسطے تفریح طبع ناظرین کے یہاں درج کرتے ہیں۔

اوم تت ست

تمہید

واضح ہو کہ یہ مباحثہ تحریری بڑے آنند کے ساتھ جیسا کہ عموماً مہذب اور تعلیم یافتہ لئیق شخصوں میں ہوا کرتا ہے اور جیسا کہ فی الحقیقت ہونا بھی چاہئے۔ درمیان سوامی دیانند سرستی جیو اور پادری ٹی۔ جی اسکاٹ صاحب کتب خانہ بریلی میں تین روز بتاریخ ۲۵-۲۶-۲۷- اگست سنہ ۱۸۷۹ء رہا۔ اور لالہ لچھمی نرائن صاحب خزانچی و رئیس بریلی اس کے میر مجلس رہے۔

بحث تینوں روز اِن مسائل پر رہی

پہلے روز۔ آواگون یعنے مسئلہ تناسخ پر۔ جسکو ثبوت سوامی جی نے اور ردّ پادری صاحب نے کیا۔

دوسرے روز۔ اس پر کہ ایشور دیہہ دھارن کرتا ہے۔ جسکو ثبوت پادری صاحب نے اور ردّ سوامی جی نے کیا۔

تیسرے روز۔ اس پر کہ خدا گناہ معاف بھی کرتا ہے جسکو ثبوت پادری صاحب نے اور ردّ سوامی جی نے کیا۔

منجملہ اور شرائط کے نہایت ضروری یہ شرطیں تھیں۔

کہ مباحثہ تحریری ہوگا۔ تین کاتب ایک سوامی جی کیطرف دوسرا پادری صاحب کیطرف اور تیسرا امیر مجلس کی طرف بیٹھکر کل مباحثہ کو لفظ بلفظ قلم بند کرتے جاویں جبوقت ایک شخص درمیان ایک وقت مقررہ کے گفتگو کر چکے۔ تو اُس کا لکھا ہوا بیان حاضرین جلسہ کو سُنا دیا جاوے۔ اور ہر ہر پرت پر اُس کے دستخط خاص کرائے جاویں اور بعد ختم مباحثہ کے اخیر میں صاحب میر مجلس کے دستخط ہوں۔ ان تین پرتوں میں سے ایک سوامی جی کے پاس دوسرا پادری صاحب کے پاس اور تیسرا امیر مجلس کے پاس

ایک آدمی بعمر بیس سال جوان کے ہمراہ آیا تھا اُسکے اُس ویدنے سوامی جی کی بابت پوچھا کہ مہاراج جی کو آسیب کا خلل ہے بہت علاج کئے آرام نہیں ہوتا فرمایا کہ تم پنڈت اور وید ہو کر ایسے اگیانی ہو رہے ہو۔ اور ایسی اتنیہ جھوٹھ بات کو مانتے ہو شوک ہے تمہاری بدھی اور ودیا پر۔ ارے بھائی بھوت بھوشیت۔ ورتمان یہ تین نام کال کے ہیں بھوت جون کوئی نہیں ہے۔ اور جو لوگوں کو ہٹرا ہوتی ہے اُس کی بابت ویدک گرنتھوں میں بہت ایسے روگ ہیں کہ جن کے ہونے سے منش الٹی چیشٹا کرنے لگتے ہیں اور انڈ بنڈ بکتے ہیں کیوں جی حکیم جی تم کیا نہیں جانتے۔ حکیم جی نے کہا ہاں مہاراج ستیہ ہے۔ پھر سوامی جی نے کہا کہ اس نے کوئی نشہ کی چیز کھائی ہے۔ لوگ چھپانے لگے ایک آدمی نے آہستہ سے کہا کہ اس نے بھنگ بہت پی ہے۔ میں اُس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے سُنکر سوامی جی سے عرض کر دیا۔ اُسی وقت سوامی جی دھتکارنے لگے۔ تب سب قائل ہو گئے پھر سوامی جی نے اُس کو ایک دوائی بتلائی جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ پھر مجھکو دو دوائیاں ایک دانتوں کا منجن اور ایک داد کی دوائی بتلائیں اور سب ترکیب لکھوا دی میں نے کچھ غلطی کی خفا ہو کر فرمایا کہ تم یہ نہیں سمجھتے کہ ترکیب ہی بڑی چیز ہے پرمیشور نے کل چیزیں دنیا کی انسانوں کے واسطے اوشدھی ماتر درکھی ہیں جو ترکیب نہیں جانتے وہ محروم رہتے ہیں اُن کو اِن سے کچھ سُکھ نہیں ملسکتا اس سئے ترکیب ٹھیک ٹھیک لکھنی چاہیئے"۔

بریلی کا حال

۱۴ اگست سے ۳ ستمبر ۱۸۷۹ء تک

۱۴ اگست ۱۸۷۹ء مطابق بھادوں بدی ۱۲ سمت ۱۹۳۶ پنجشنبہ کو سوامی جی بمقام بریلی تشریف فرما ہو کر بیگم باغ کوٹھی لالہ لچھمی نارائن صاحب خزانچی میں فروکش ہوئے۔

اول کئی روز تک ویاکھیان ہوتے رہے جس میں صاحب کلکٹر بہادر و دیگر معزز انگریز و پادری صاحبان و رؤسا شہر سننے کو آتے رہے اور بڑا آنند رہا۔

بعد ازاں تجویز ہوئی کہ پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب سے سوامی جی کا مباحثہ ہو۔ چنانچہ دونوں نے بخوشی خاطر منظور کیا۔ اور ۲۵ اگست دوشنبہ تاریخ مباحثہ مقرر کی گئی۔

سوامی جی نے یہاں سے ہی کرنیل الکاٹ صاحب کے بار بار اصرار کرنے پر اپنا جیون چرتر بطور اختصار لکھکر ارسال کیا۔ جیسا کہ وہ ایک چٹھی میں منجیر وید یجاشنہ کو لکھتے ہیں وہ کرنیل صاحب نے ہمکو لکھا تھا۔ کہ آپ اپنا جنم چرتر کچھ لکھدیجئے۔ پرتھم تو ہمارا شریر اچھا نہیں رہا۔ اس کارن سے نہیں بھیج سکے۔ اب دو چار دن سے کچھ اچھا ہے۔ سو آج تمہارے اس پتر کے ساتھ کچھ تھوڑا سا جنم چرتر لکھ کر بھیجتے ہیں۔ سو تم جس سمہ پہنچے اُس سمہ اُن کے پاس پہنچانا۔ کیونکہ اُن کا سماچار میں چھاپنے کا سمہ آگیا ہے

ओ३म्

श्रीगणेशायनमः

दयानंद कृत आर्य्यसमाज के दस नियम

वेद में १० दस नियमों का अत्यंताभाव है, योग शास्त्र में भी ५ पांच नियम हैं परन्तु वह योग का अंग हैं आर्यों के १० नियमों में वे नहीं हैं। हठयोग प्रदीपिका में १० नियम हैं परन्तु दयानन्द ने हठयोग प्रदीपिका की निन्दा करी है और आर्य्यों के १० नियमों में से वे भी नहीं हैं किन्तु आर्य्य समाज के १० नियम वेद और ऋषि कृत ग्रंथों में नहीं है ॥ ५ वें स० की पृ० ७३ पं० ५ वीं तथा पृ० २१८ पं० २६ से साबित है कि आर्य्य लोग वेद में लिखे ही को मानते हैं १० नियम मानने से आर्य्य समाजी प्रतिज्ञा हानि निग्रह स्थान में गिरे हैं ॥ १० वें नियम से साबित है कि समाज के काम में परतंत्र रहना चाहिये इस नियम से आर्य्य जीव परतंत्र सिद्ध हुए परन्तु इसके बिरुद्ध ५ वां स० पृ० २०३ पं० १ से जीव को स्वतंत्र लिखा है। ५ वां स० पृ० ५५६ पं० ५ से पूर्वापर विरुद्ध को झूंठी हलफ़ दरोग़ी कहा है उससे आर्य्य जीवों को परतंत्रता स्वतंत्रता प्रति पादिक दोनों लेख झूठे हुए। ९ वें नियम से सावित है कि सब की उन्नति में अपनी उन्नति समझनी चाहिये परन्तु इसके विरुद्ध ५ वां स० पृ० ४०४ पं० १५ तथा पृ० ४०५ पं० १ एक से योरोपियन की उन्नति मानने वाले ब्रह्म समाजियों को निर्बुद्धि और मूर्ख कहा है उससे यह भी पूर्वापर विरुद्ध झूंठी हलफ़ दरोग़ी है ॥ ७ वें नियम से सावित है कि सब से प्रीति पूर्वक बर्त्तना चाहिये परन्तु इसके विरुद्ध ५ वां स० पृ० ४११ पं० १ से साबित है कि जैसे झूंठे दूकानदार वेश्या और भडुवे होते हैं वैसे ही वैष्णव नानक बल्लभादि को भी जानना- इस लेख से सब से प्रीति पूर्वक बर्त्तना गधा का सींग सावित हुआ परन्तु पूर्वापर विरोध से यह दोनों लेख भी झूंठे हैं ॥ ६ वें नियम से सावित है कि संसार का उपकार करना इस समाज का मुख्योद्देश है परन्तु इसके विरुद्ध ५ वां स० पृ० २८६ पं० ६ से सावित है कि मनुष्य का मांस खाने से भी संसार की कुछ हानि नहीं सो जब आर्य्यों में मनुष्य का मांस खाने से संसार की हानि नहीं तो संसार का उपकार करना भी वंध्या का पुत्र सावित हुआ परन्तु हलफ़ दरोग़ी से यह दोनों लेख भी झूंठे हैं ॥ पहिला नियम यह है कि सब सत्य विद्या और जो पदार्थ विद्या से जाने जाते हैं उन सब का आदि मूल परमेश्वर है। इसके विरुद्ध ५ वां स० पृ० २४७ पं० १० वीं से साबित है कि मिथ्या भाषण चोरी आदि अपवित्र में अपवित्र और पवित्र में पवित्र का ज्ञान होना विद्या है। इस लेख से झूंठ और चोरी आदि का मूल भी परमेश्वर सावित हुआ क्योंकि झूंठ चोरी आदि भी विद्या ही से जाने जाते हैं आर्य्याभिविनय से आर्य्यों का ईश्वर चोरी करने और कराने वाला सावित हुआ है परंतु हलफ़ दरोग़ी से यह लेख भी झूंठे हैं। दूसरे नियम में ईश्वर के सच्चिदानन्दादि लक्षण लिखे हैं सो ज्यों के त्यों वेदों में नहीं और आर्य्य वेद में लिखे ही को मानते हैं न मानें तो वह प्रतिज्ञा झूंठी होगी परन्तु हलफ़ दरोग़ी से यह लेख भी झूंठे हैं.

तीसरे नियम में लिखा है कि वेद सत्य विद्याओं का पुस्तक है वेद का पढ़ना पढ़ाना और सुनना सुनाना सब आर्य्यों का परम धर्म है। इसके विरुद्ध ५ वां स० पृ० ५१ पं० २४ वीं से सावित है कि वेद और स्मृतियों में धर्म्म का ही आचरण करना ॥ इस लेख में स्मृतियों का पढ़ना पढ़ाना सुनना सुनाना भी सावित हुआ स्मृतियां शब्द बहु बाची है परन्तु हलफ़ दरोग़ी से यह लेख भी झूंठे हैं तीसरे नियम में पुस्तक को वेद कहा ५ वें स० पृ० ४० पं० ४ से भी पुस्तक ही को वेद कहा है उस के विरुद्ध वे० भू० पृ० २८ पं० १६ वीं से सावित है कि वेद तो शब्दार्थ सम्बंध स्वरूप है पुस्तक वेद रूप नहीं है परन्तु हलफ़ दरोग़ी से यह लेख भी झूंठे हैं। पहिले और आठवें नियम का स्वरूप भी तीसरे नियम में आचुका है। तीसरा नियम झूंठा होने से पहला और आठवां नियम भी गप्पो वाच्य सावित हुआ। तीसरे नियम से वेद ही को सत्य विद्या कहा है और वेद का पढ़ना आर्य्यों का परम धर्म्म लिखा है परन्तु हलफ़ दरोग़ी की कृपा से आर्य्य मत में वेद ही झूठा सावित हो चुका है उससे चौथा व पांचवां यह दोनों नियम भी झूंठे सावित हुए अभिप्राय यह कि आर्य्य मत के ग्रंथों ही से आर्य्य समाज के दश नियम कुत्ते के सींग समान झूंठे सावित हो चुके। ५ वां स० पृ० ४११ पं० २५ वीं से सावित है कि जिस में परस्पर विरोध हो वही कल्पित झूंठ अधर्म अग्राह्य है उससे दयानन्द कृत सत्यार्थ प्रकाशादि ग्रंथ और दस नियम भी कल्पित झूंठे अधर्म्म अग्राह्य सिद्ध हो चुके ॥

सन् ७५ का स० पृ० १९९ पं० ११ से अधर्म्मी ही को शूद्र और भडुवा कहा है उस से आर्य्य लोग शूद्र भडुए सावित हुए ॥ ५ वां स० पृ० ५०३ पं० ३ से झूंठ बोलने वाले ही को शैतान कहा है। ५ वां स० पृ० ५८५ पं० १० वीं से शैतान ही को बाग़ी ग़दर मचाने वाला पापी कहा है उससे आर्य्य लोग शैतान बाग़ी ग़दर करने वाले पापी सावित हुए ॥ पंच महायज्ञ वि० पृ० ६६ पं० ४ से झूंठ बोलने वाले को असुर कहा है उससे आर्य्य लोग असुर सावित हुए ॥ वे० भू० पृ० २३० पं० १५ से असुर ही को डाकू चोर कहा है उससे आर्य्य लोग डाकू चोर सावित हुए ॥ वेदभाष्य भू० पृ० ३३७ पं० २५ से सावित है कि राजा को चाहिये स्त्री पुरुष डाकू चोरों के पैर ऊपर और शिर नीचे कर टांग देवे और बुरी दशा से मरवा डाले ॥ ५ वां स० पृ० ४०१ पं० २ से सावित है कि राजा को चाहिये चोर का काला मुख कर गले में फटे जूतों का हार डाल कर गधे पर चढ़ा छोकड़ों से धूल डलवा बाज़ार में घुमा जूतों से पिटवा कुत्तों से चिथवा कर मरवा डालें ॥

यद्यपि हमारा इरादा ऐसा नहीं तथापि आर्य्य मत के नियमादि की दया से बाबाजी दयानन्द और उसी की लकीर के फकीर अपने हृदय मुक्त से निर्णय करें आर्य्यों से हमारा द्वेष नहीं है किन्तु हमने दयानन्द का मत दरसाया है कि जिस से सब को ज्ञात हो जावे कि बाबाजी व इस नमूना के निराकारी ये आर्यों को चाहिये कि विद्या की आंखें और न्याय की लालटेन से १० नियमों का खंडन देखें और क्रम से मंडन करें विशेष दश नियमों का खण्डन नूतन मत समीक्षा में हम ने लिखा है बड़े नागपुर गोरक्षिणी सभा से मंगवा देखिये, २० भाग दयानन्द मिथ्यात्व प्रकाश के मैंने बनाये हैं सदर मेरठ पं० ईश्वरी प्रसाद से मंगवा देखिये ॥ किमधिकम्

आप का शुभ चिन्तक

आत्माराम सागर सन्यासी सनातन हिन्दू धर्म का सहायक

سری گنیشائی نمہ

دیانند سرستی کے بنائے ہوئے آریا سماج کے دس اصول

ویدٔ مین بھی دش اصول نہین پائے جاتے ہین یوگ شاستر مین بھی پانچ ہی ہین جو کہ یوگ کا انگ ہین آریون کے دس اصول مین وے بھی نہین ہین
ہٹ یوگ پر دیپکا مین دس اصول ہین لیکن دیانند نے اُسکی ہجو کی ہے اور آریونکے دس اصول مین وہ بھی نہین ہین علاوہ برین آریونکے اصول ویدٔ اور
رشیون کی کتابون مین بھی نہین ہین ــــ پانچوین ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۳ سطر ۵ مین و نیز صفحہ ۲۱۸ سطر ۲۶ مین درج ہے کہ آریا لوگ ویدٔ ہی سے
لکھے ہوئے کو مانتے ہین دس اصول کے قائم کرنیسے آریا سماج اپنے اصول کے خلاف ثابت ہوئے کیونکہ وید مین دس اصول نہین ہین (دہم اصول سے
ثابت ہے کہ سماج کے دھرم مین پابند رہنا چاہئے اس سے سماجیونکا پابند ہونا ثابت ہے بخلاف اسکے پنجم ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۳ سطر ۱ مین جیو کو
آزاد قرار دیا ہے پنجم ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۶ سطر ۵ کے بموجب ایسے اصول کا قرار دینا جو کہ ایک دوسرے کے قاطع و خلاف ہوں داخل
کذب و حالت دروغ ہے اسوجہ سے آریا سماج کے دونون اصول (آزادی پابندی) جو کہ ایک دوسرے کے ضد ہین کاذب ہوئے اصول نہم سے
ثابت ہے کہ سبکی ترقی مین اپنی ترقی تصور کرنا چاہئے بخلاف اسکے پنجم ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۰ سطر ۱۵ و نیز صفحہ ۵۰ سطر ۱ سے واضح ہوتا ہے
کہ برہم سماجیونکو انگریزون کی ترقی چاہنے پر جاہل و بیعقل قرار دیا ہے یہ امر اصول اول الذکر کے خلاف ہونیسے باطل ہوگیا ساتوین
اصول سے ثابت ہے کہ سب لوگونکے ساتھ (بلا استثنا) محبت و اتفاق کو قائم رکھنا چاہئے بخلاف اسکے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۴ سطر ۱ سے
واضح ہوتا ہے ــــ کہ بشنو اور نانک بلب وغیرہ کو جھوٹے دکاندار رنڈی و بھڑوا قرار دیا ہے اس امر سے سبکے ساتھ محبت و اتفاق قائم
رکھنا ناممکن الحصول ہے جیسے کہ گدھے کی خواہش سینگ اور امر مذکورہ بالا کے کاذب ہونیسے یہ دونون امر بھی باطل ہوگئے اصول ششم سے
ثابت ہے کہ سنسار کا اپکار کرنا اس سماج کا فرض ہے مگر ستیارتھ پرکاش پنجم صفحہ ۲۸۶ سطر ۶ سے ثابت ہے کہ انسانکے گوشت کھانیسے بھی
سنسار کا نقصان نہین ہے تو ایسے اصول والون سے اپکار کا ہونا زن عقیمہ سے لڑکا پیدا ہونیکی مانند ہے یعنی اپکار ہونا ناممکن ہوگیا اور جھوٹ
یہ دونون امر بھی داخل کذب و حلف دروغی ہوگئے اصول اول کے بموجب سب ست ودیا اور جو کچھ ودیا سے جانا جاوے ہے اُسکا مبدأ ایشر ہے
مگر پنجم ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۰ سطر ۱۰ سے ثابت ہے (جھوٹ بولنے اور چوری کرنے وغیرہ ناپاک کامونسے ناپاکی اور پاک کامونسے پاکی کا
جاننا علم ہے اس اصول سے جھوٹ و چوری کا مبدا ایشر ہی واضح ہوا) (کیونکہ پاکی اور ناپاکی دونونکا معلوم ہونا علم ہے اور علم کو مبدأ
ایشر ہے لہذا جھوٹ کا مبدا ایشر ہوا) آریا ورت کے بموجب اُنکا ایشر چوری کرنے اور کرانیوالا ثابت ہوا لہذا پس یہ امر بھی داخل
دروغ حلفی ہوا دوسرے اصول مین ایشر کے سچدانند وغیرہ اوصاف درج ہین وے ہو بہو ویدون مین نہین پائے جاتے ہین
چونکہ آریا ویدون کے لکھے ہوئے ہی کو مانتے ہین لہذا یہ اصول بھی کاذب ہوا تیسرے اصول مین درج ہے کہ وید سب ست ودیاون کی
کتاب ہے اور وید کا پڑھنا اور پڑھانا سننا اور سنانا آریونکا فرض اعلیٰ ہے مگر پانچوین ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۱ سطر ۲۴ سے ثابت ہے
کہ وید اور سمرتیون مین دھرم کا ہی آچرن کرنا ہے بموجب اسکے سمرتیونکا پڑھنا پڑھانا سننا اُوسنانا ثابت ہوا سمرتیان اخص ہے و عام ہے
پتھر یہ بھی باطل ہوگئی تیسرے اصول مین وید کو کتاب لکھا ہے پانچوین ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴ سطر ۱ مین بھی یہی درج ہے بخلاف
اسکے وید بھومکا صفحہ ۲۸ سطر ۱۶ سے ثابت ہے کہ وید (شبد ارتھ سنبندھ) سروپ ہے کتاب نہین ہے پس یہ تعارض تحریر یہ بھی داخل کذب
ہوا چھٹے و آٹھوین اصولون کی بھی کیفیت تیسرے اصول سے ظاہر ہوگئی پس پہلا آٹھوان اصول بھی تیسرے کے ابطال سے باطل ہوا۔ اصول سوم مین وید کو
ست ودیا کہا ہے اور وید کا پڑھنا آریونکا فرض اعلیٰ قرار دیا ہے مگر کذب بیانی کی بدولت آریون مین وید بھی باطل ہوا اور چوتھا پانچوان اصول بھی
غلط ہوا حاصل کلام۔ آریون ہی کی کتابون سے آریون کے اصول بے بنیاد ہوئے پانچوین ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۴ سطر ۲۰ کے بموجب جبکہ کلام ایک
دوسرے کا معارض ہو تو اُسکا کلام لغو اور بے بنیاد ہے۔ بوجوہ ماسبق ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتب و نیز دش اصول مجوزہ دیانند غلط طرد
اور ہم و کاذب ہوئے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش نسخہ عیسوی صفحہ ۱۹۹ سطر ۱۱ ان او ہرم ہی کو شودر و بھنڈوا قرار دیا ہے پس آریہ لوگ شودر و بھنڈوا
قرار پائے دیکھو ستیارتھ پرکاش پنجم صفحہ ۲۰۵ سطر ۳۱ مین کاذب ہی کو شیطان کہا ہے و نیز صفحہ ۵۰۸ سطر ۱ مین شیطان ہی کو باغی غدر مچانیوالا و پاپی کہا ہے
اس سے شیطان وغیرہ ثابت ہوئے اور بموجب پنج مہانگ ودّہ صفحہ ۲۶ سطر ۴ کے کاذب ہونیسے اشر ثابت ہین وید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۳۴۲ سطر ۵ کے بموجب
راجہ کو چاہئے کہ چور ڈاکو کو قتل کرے بموجب پنجم ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۱ سطر ۲ راجہ کا فرض ہے کہ چور ڈاکو کا کالا منہ کر جوتونکا ہار ڈال کتون سے
چنوا کر مار ڈالے حتی گو کہ ہماری یہ رائے نہین ہے تاہم فرض حیثیت آریونکو لازم کرنا پڑتا ہے کہ یہ سزا انہین کی مستند کتب کے قول سے عائد ہوتی ہے

سوامی جی۔پھر جو ویاپک ہے وہ ساکار کیسے ہوسکتا ہے +

پنڈت رام پرشاد۔اس یجر وید کے منتر میں मगोल भीम: कुचरागि रिष्ट: جو کچھ شبد آیا ہے اُس سے متس (مچھ) وغیرہ اوتار سدّھ ہوتے ہیں کیونکہ کچر کا ارتھ ہے پرتھوی پر چلنے والا +

سوامی جی۔کچر سے متس آدی اوتار سدّھ نہیں ہوتے کو کے ارتھ وید میں کبھی پرتھوی کے نہیں لئے جاتے۔

پنڈت رام پرشاد مہیدھر کی ٹیکا میں تو ایسا ہی لکھا ہے۔

سوامی جی مہیدھر کا ٹیکا اکثر اشدھ ہے۔نرکت اور نگھنٹو آدی کے بغیر وید کا ارتھ شُدھ نہیں ہوسکتا +

پنڈت رام پرشاد۔پھر آپ نے اپنے پاس مہیدھر کا ٹیکا کیوں رکھا ہوا ہے +

سوامی جی۔کھنڈن کیواسطے۔اور دیکھو اس کا اشُدھ ارتھ गणानांत्वा गणपतिं हवामहे اتیادی آٹھ دس منتروں پر۔کیا۔ایسے ارتھ پرمان یوگ ہیں کہ یجمان کی استری گھوڑے کے پاس سووے وغیرہ وغیرہ ویدوں پر جو رشیوں کی ٹیکا ہیں وہی پرمان کے یوگ ہیں۔اور اوتاروں کا نہ ہونا یجروید کے چالیسویں ادھیار کے منتر سے

सपर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरंशुद्धम इत्यादि।

ثابت ہے کہ سرب بیاپک پرماتما کلیان سروپ۔کایا یعنے جسم سے رہت ناڑی نس آدی بندھن سے بری اور شدھ سروپ پاپوں سے نیارا ہے۔جس نے آدجگت میں اپنی انادی پرجا جیووں کے واسطے وید ودیا کا پرکاش کیا۔یہ شاستر ارتھ دو روز میں تمام ہوا۔۱۴ اگست ۱۸۷۹ء وقت دوپہر تک سوامی جی بدایوں میں نواس کر دوپہر کو وہاں سے جانب بریلی تشریف لے گئے۔چنانچہ منیجر پریس کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں وہ ہم مراد آباد سے چلکر بدایوں ٹھہرے ہیں۔یہاں سے بھادوں پد کرشن ۱۲۔گوروار ۱۴ اگست ۱۸۷۹ء کو بریلی پہنچیں گے۔ابتک ہمارا شریر کام کے یوگ ٹھیک نہیں ہوا ہے ؂

دیانند سرستی از بدایون

رامجی لعل ولد بال کشن آہیر جدونبسی ساکن مراد آباد نے بیان کیا۔کہ بدایون میں بتقریب سلونو ۲ اگست ۱۸۷۹ء رکھشیا باندھ کر بہت بوڑھے بوڑھے لوگ آئے۔جن میں کئی پنڈت اور ویدبھی تھے۔سوامی جی ان کو دیکھکر ہنسے اور فرمایا۔کہ تم بردہ لوگوں نے رکھشیا بندھن کیوں باندھا ہے۔تم اپنے دیش کی ریت کو بھی بھول گئے۔کہ آ جکے دن اس آریہ ورت میں کیا ہوتا تھا۔ان لوگوں نے پوچھا کہ مہاراج آپ کہو کیا ہوتا تھا۔سوامی جی نے فرمایا۔کہ آ جکے دن بڑا یگ راجا کی طرف سے ہوتا تھا۔اور جتنے ودیارتھی لوگ شالاؤں میں پڑھا کرتے تھے ان سب کے ہاتھ میں ایک رکھشیا بندھن راجا کی طرف سے باندھا جاتا تھا۔جس سے سب پرجا اور راج سمبندھی لوگ ودیارتھیوں کی رکھشیا کریں۔اور ان کو کوئی دُکھ نہ دے سکے اب پیٹ بھرنے کیلئے سب تم بڑے چھوٹوں سے رکھشیا بندھن باندھ لیا۔پنڈت لوگ لاجواب ہوکر بیٹھ گئے۔اور اس کو تسلیم کر اور باتیں پوچھنے لگے۔

سوامی جی سہسر کہتے ہیں سمپورن جگت کو اور اسنکھ کو جس میں اسنکھیات سر۔ آنکھ۔ اور پیر ٹھہرے ہوئے ہیں اُس پرمیشور کو سہسر شیرشا وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ اُس کی ہزار آنکھیں ہوں +

پنڈت جی نے امرکوش کا پرمان دیا +

سوامی جی نے فرمایا کہ ویدوں میں امرکوش پرمان نہیں بلکہ نروکت اور نگھنٹو وغیرہ۔

پنڈت جی نے کہا کہ ہم نے تو وہ پڑھے ہی نہیں اور لکھشمی وشنو کی استری ہے۔ اور ساکار ہے اس میں لکھشمی سُکت کا پرمان ہے۔

अश्वपूर्वां रथमध्यां हस्तिनाद प्रमोदिनाम् । श्रिय-
न्देवीमुपह्वये श्रीर्मादेवीर्जुषताम् ॥ ३ ॥

اس میں جو وشیشن ہیں اِن سے ثبوت اُس کے ساکار ہونے کا ہے +

سوامی جی۔ اول تو یہ واکیہ سنگھتا کا نہیں اور جو تم اُسکو وشنو کی استری سمجھ کر بتلاتے ہو تو وشنو تمکو اپنی استری نہیں دیگا۔ اور تم اُس کے ماں کہنے سے باپ کے بھاگی ہوئے اور وہ بھی بیبھچارنی ٹھہریگی لکھشمی کے ارتھ راج لکھشمی۔ راج کی سامگری اور شوبھا کے ہیں اور اسی سبب سے اس شلوک میں ہاتھی رتھ۔ اور گھوڑے لکھے ہیں +

پنڈت رام پرشاد۔ آپ جو کہتے ہیں کہ ویدوں کے پڑھنے کا ادھکار سب کو ہے یہ انُچت ہے وید پڑھنے کا ادھکار کیول دوِجوں کو ہی ہے اور ان میں سے بھی لکھا برہمنوں کو ہے +

سوامی جی۔ यथेमां वाचं कल्याणी मावदानि जनेभ्यः । इत्यादि ।

اس وید منتر سے صاف ثابت ہے۔ کہ ویدوں کے پڑھنے کا ادھکار سب کو ہے +

پنڈت جی۔ جو رام چندر اور کرشن آدی ہوئے ہیں یہ ساکھشات پرمیشور کے اوتار ہیں +

سوامی جی۔ ایسا نہ سمجھنا چاہئے۔ یہ وید کے برودھ ہے۔ پرمیشور کبھی اوتار نہیں لیتا +

پنڈت جی۔ اس یجروید کے منتر سے وشنو کا باون اوتار سِدّھ ہوتا ہے +

इदं विष्णुर्विचक्रमे त्रेधानिदधे पदम् ।

سوامی جی۔ اِس سے باون اوتار سدھ نہیں ہوتا اس کا ارتھ یہ ہے۔ کہ پرمیشور اپنی سامرتھ سے سب جگت کو تین استھانوں میں استھاپن کر کے دھارن کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ پرمیشور نے تین پرکار سے چرن رکھا جیسا کہ تم کہتے ہو +

پنڈت برندابن جی بولے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ وشنو ساکار نہیں ہے +

سوامی جی۔ وِشنو کے ارتھ تو کرو یہ کس دھاتو سے بنا ہے +

پنڈت برندابن جی विष्लृ व्याप्तौ سے وِشنو بنتا ہے یعنے جو سرب بیاپک ہو اُسے وِشنو کہتے ہیں +

یکم اگست ۷۹ء۔بوقت صبح اکثر سبھاسدان آریہ سماج نے قدمبوسی حاصل کی۔سوامی جی کی طبیعت ناساز تھی اور مستعمل ادویہ کرتے تھے۔کتاب بھاگوت کا ذکر آیا۔فرمایا کہ بھاگوت میں سری کرشن کی (جو ایک بڑے وِدوان مہاتما شخص تھے) مذمت کی ہے۔حالانکہ مہابھارت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے عاقل اور نیک کردار تھے۔اور جو خرافات اُن کی نسبت بھاگوت میں لکھے ہیں وہ مہابھارت میں مطلق نہیں پائے جاتے۔سبھاسدوں کے کل حال نہایت شفقت سے دریافت فرماتے رہے۔

شنبہ ۲۔اگست۔صبح سے ہی اشتہار ویاکھیان سوامی جی کے اکثر جگہ شہر میں چسپاں کرا دئے گئے۔اور شام کو لالہ گنگا پرشاد صاحب مرحوم کے دیوان خانہ میں ایشر وشے میں ویاکھیان ہوا۔

یکشنبہ ۳۔اگست کو کوٹھی چونگی پر دھرم وشے میں ویاکھیان ہوا۔سامعین کی تعداد دو ہزار سے کم نہ تھی۔اس کے بعد سوامی جی کے جائے قیام پر ویاکھیان ہوتے رہے۔

مولوی حامد بخش صاحب رئیس بدایوں معہ چند دیگر اہل اسلام کے ایک روز سوامی جی کے پاس باغ میں گئے۔اور مباحثہ کا تذکرہ چھیڑا۔سوامی جی نے فرمایا کہ آپ سب صاحبان ایک شخص کو منتخب کرلیں۔اور شرائط مباحثہ طے ہوجاویں۔مولوی صاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد قاسم صاحب کو بذریعہ تار برقی اطلاع دی ہے۔یقین ہے۔کہ وہ چار پانچ روز میں آجائینگے۔سوامی جی نے فرمایا کہ بہت اچھا۔میری اُن کی ملاقات چاندپور کی ہے۔

پھر نہ کبھی مولوی محمد قاسم صاحب آئے اور نہ کبھی مباحثہ کا تذکرہ ہوا۔

ایک روز شاہجہان پور کے کمشنری ہاسکنس صاحب بھی سوامی جی کے پاس گئے تھوڑی دیر عجز وانکساری سے باتیں کرکے چلے آئے مگر کوئی مباحثہ کا تذکرہ درمیان نہ لائے۔

۴۔اگست دوشنبہ کو چند پنڈتان شہر کی ایک چٹھی بغرض شاستراتھ سوامی جی کے پاس پہنچی اُس میں کاتب نے بلا استمزاج کے پنڈت پران ناتھ کا بھی نام لکھدیا تھا۔دوسرے دن پنڈت جی نے سوامی جی سے جاکر کہدیا کہ میری اُس چٹھی پر سہی نہیں تھی نام میرا ناحق لکھدیا۔

کیفیت شاستراتھ

پنڈت رام پرشاد وپنڈت برندابن وپنڈت ٹیکارام وپنڈت رام پرشاد داروغہ مجلس وغیرہ صاحبان قیام گاہ سوامی جی پر بغرض شاستراتھ پہنچے اول پنڈت رام پرشاد جی نے گفتگو شروع کی۔

پنڈت رام پرشاد۔ایشور ساکار ہے۔اور اُس میں پرش سُکت کی یہ رچا پرمان ہے یجروید ادھیاء ۳۱ منتر پہلا

सहस्रशीर्षा पुरुषः سہسر شیرشا اتیادی

اگر ایشور ساکار نہیں تو اُسکو شیرشا وغیرہ کیوں لکھا۔

منگا ئی گئی ۔ اور موہن بھوگ بھی زیادہ تیار کیا گیا باغ کی روش پر ویدی بنائی گئی اتفاق سے اُس وقت بارش زیادہ ہونے لگی قریب پانسو آدمیوں کا مجمع تھا ۔ امیر غریب سب طرح کے لوگ جمع تھے سوامی جی نے فرمایا کہ ایشور کی مرضی ایسی ہی تھی جو بارش کم نہیں ہوئی اور دیر بہت ہو گئی ہے انمیں بہت سے امیر لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے گھر پر اب تک بھوجن کر چکے ہوتے پس مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا موہن بھوگ سب لوگوں کو دیدو اور کچھ بازار سے پوری کچوری منگا کر سب کو کھلا دو اور بند مکان میں تھوڑی سامگری کا ہون کر دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ۔ ہنوز ہون اور جلسہ ختم نہیں ہوا تھا کہ بازاری لوگوں نے یہ خبر اُڑائی کہ سوامی جی کا جوٹھا حلوا سب لوگوں نے کھایا ہے بلکہ میرے سامنے اُسی جگہ اسپونفٹ امیر لوگوں کے رفیق اور آدمی دریافت حال کے لئے باغ مذکور میں پہنچے اور کہنے لگے ۔ کہ سارے شہر میں یہ مشہور ہو رہا ہے ۔ سب لوگ اور سوامی جی سنکر ہنسے ۔ اور کہنے لگے کہ مورکھوں میں ایسی ہی باتیں ہوتی رہتی ہیں چنانچہ اُس روز سماج قائم کیا گیا ۔ اور مندرجہ ذیل صاحبان عہدہ داران مقرر ہوئے منشی اندرمن پردہان ۔ کنور پرمانند ۔ اور ٹھاکر شنکر سنگھ منتری ۔ ساہو شیام سندر جی کوشادھیکش ۔ اور لالہ جگن ناتھ داس پستکادھیکش باقی اٹھتیس ممبران درج رجسٹر ہو گئے ۔

ساہو شیام سندر جی کہتے ہیں کہ اِس دفعہ جب اُنکو معلوم ہوا ۔ کہ میں نے سب دُراچار چھوڑ دئے ہیں تب فرمایا کہ آج سے ہم تمہارے ہاں بھوجن کریں گے اور اگنی ہوتر اور بلی وشو دیو کی اجازت دی اور میری والدہ کو بھی اُپدیش دیا ۔ کہ جس روز نیز الڑکا بلی وشو دیو نہ کرے اُسے بھوجن ہرگز نہ دینا اور اُس روز سے ہمارے ہاں بھوجن کیا ۔

لوگوں نے جو دھُورتتا سے یہ بات مشہور کی تھی ۔ کہ سوامی جی نے حلوا میں تھوک دیا ہے ۔ اور وہ سب نے کھایا ہے ۔ اس پر پنچائتیں کی گئیں اور برادری سے الگ کئے جانے کی دھمکیاں دی گئیں باقی ممبر تو مضبوط اور مستقل رہے ۔ مگر چند آدمی اِن گیدڑ بھبکیوں سے ڈر کر سماج سے الگ ہو گئے ۔ سوامی جی ۳۰ ۔ جولائی ۱۸۷۹ء کو بسواری ریلوے جانب بدایون تشریف لیگئے ۔

بدایون کا حال

۳۱ ۔ جولائی ۱۸۷۹ء سے ۴ ۔ اگست ۱۸۷۹ء تک

بدایون میں سماج ماہ مئی ۱۸۷۹ء سے چند خیر خواہان ملک و قوم کی ہمت سے قائم ہو گیا تھا اور بعد ازاں سوامی جی کے مراد آباد آنے پر یہاں کے چند اُتساہی ممبروں نے ہمت کر کے پنڈت بہاری لعل سبھاسد کو مراد آباد بھیجا چنانچہ حسب استدعا آریہ سماج بدایون سوامی جی مراد آباد سے بتاریخ ۳۱ ۔ جولائی مطابق ساون سُدی سمت ۱۹۳۶ پنجشنبہ کو روانہ ہو کر اُسی روز وقت تین بجے رات کے تشریف لائے اُن کے ہمراہ تین کس اور تھے علاوہ اِن کے پنڈت بہاری لعل سبھاسد آریہ سماج بدایون ۔ منشی بلدیو پرشاد سبھاسد آریہ سماج مراد آباد بھی اُن کے ہمرکاب تھے بعد استقبال و پیشوائی سوامی جی کو باغ ساہو گنگا رام میں ٹھیرایا گیا ۔

ڈھنڈ مچا دینگے۔ اور سوائے اس کے پرمیشور کا نام جس لفظ میں آوے اُسے کہنا چاہیے۔ نمستے کہنے میں یہ بُرائی ہے کہ جو راجہ سے نمستے کیا جاوے تو کیا راجا بھی ایک ادنی کو ہی چمار سے نمستے کہیگا۔ سوامی جی مہاراج نے فرمایا کہ منشی جی بڑا کس کو کہتے ہیں جس آدمی نے یہ غرور کیا۔ کہ میں بڑا ہوں۔ ارتھات راجا یا ودوان یا شوربیر ہوں تو اس میں ابھمان (غرور) آگیا اور اس کی بڑائی میں دوش لگ گیا۔ دیکھو جتنے مہاراجہ ادھیراج۔ شوربیر اور ددوان ہوئے ہیں انہوں نے اپنے مکھ سے اپنے آپ کو بڑا کبھی نہیں کہا۔ نمستے کا ارتھ مان اور ستکار کا ہے۔ جس سے راجا۔ پرجا دونوں کو آپس میں نمستے کہنا ٹھیک ہے اب ہم تم سے یہ پوچھتے ہیں۔ تم اپنے انتہ کرن سے ستیہ کہدینا کہ جب کوئی شخص تمہارے مکان پر آتا ہے یا تمکو ملتا ہے تو اُسے دیکھکر تمہارے دل میں کیا خیال آتا ہے۔ منشی جی خاموش رہے۔ تب سوامی جی کہنے لگے۔ کہ کون نہیں جانتا کہ معزز کو دیکھکر اس کی تعظیم اور ادنی کو دیکھکر اس کی خاطر داری کا فوراً خیال ہوتا ہے۔ پھر بتلائیے ایسے موقعہ پر پرمیشور کے نام کا کیا سمبندھ ہے۔ منش کو چاہیئے جو دلمیں ہو وہی مکھ سے کہے۔ اور یہ آپ کا دوش ہے۔ کہ آپنے پہلے جے گوپال اور پھر پرماتما جینے جاری کیا۔ وچار کرکے ایسا شبد جو پہلے اس دیش واسیوں میں جاری تھا۔ جاری کیوں نہ کیا اس سے سب آریہ سماجوں میں نمستے کا اچارن کرنا ٹھیک ہے۔ جیساکہ سب دن سے مہرشی لوگوں میں پرچار تھا۔ اور نمستے شبد ویدوں میں بھی آیا ہے۔ ہم یجر وید سے بہت سے پرمان دے سکتے ہیں۔ آپ پرماتما جینے کا کسی پراچین گرنتھ سے پرمان نہیں دے سکتے۔ پھر اسیدن بعد دوپہر بہت سے پرمان آرش گرنتھوں اور ویدوں سے نکالکر دکھلائے مگر منشی جی نے اپنی دراگرہ اور ہٹ دھرمی سے نہ مانا۔

ایک روز دو تین پنڈت سری سوامی جی مہاراج سے بحث کرنے کو آئے۔ اُندنوں سوامی جی کا تیبر دستوں کی بیماری سے دُربل ہو گیا تھا۔ مگر تاہم پنڈت لوگ کانپنے لگے۔ اور مُکھ سے بات کا نکلنا دشوار ہو گیا۔ سوامی جی نے فرمایا۔ کہ بھائی گھبراؤ مت ساودھان ہوکر مجھ سے کہو کیا پوچھتے ہو۔ پنڈتوں نے کہا کہ مہاراج آپ کے سنمکھ بات چیت کرنے کا ہمارا کیا سامرتھ ہے۔ اور سوائے اس کے ہم اکیلے ہیں۔ آپکے سب شش بیٹھے ہیں ہماری کون مانے گا۔ سوامی جی مہاراج نے فرمایا کہ تمکو ادھرم کی بات کہتے ہوئے لجیا نہیں آتی دیکھو تمہارے سامنے جگن ناتھ ہمارا شش ہماری بات کو کبھی ماتر سے نہیں مانتا اور ہم سے کہہ رہا ہے۔ کہ مہاراج جب تک آپ مجھکو پرمان سہت نہ بتلاویں گے۔ میں کبھی نہ مانونگا۔ اور کہا کہ یہ لوگ ہمارے ہاں میں ہاں ملانے والے نہیں ہیں۔ پنڈت لوگ سب کا سما ضایع کرکے چلے گئے۔ بحث کرنے کی جُرات نہ ہوئی۔ پھر سوامی جی نے سب لوگوں سے فرمایا کہ بھائی تم سب کا ویدرست ہے اگر ایسا کہو گے کہ ہم دیانند سوامی کے مت میں ہیں۔ تو کوئی تم سے پرشن کریگا۔ کہ دیانند سوامی اور اُن کے گورو کا کیا مت ہے۔ تو تم جواب نہیں دے سکوگے ؛

پھر ۲۰ - جولائی سنہ ۷۹ء کو راجا صاحب کے مکان پر ہون کرانے اور سماج بنانے کی صلاح ہوئی بہت سی سامگری

ولائت کی میوزم میں رکھےگئے ؛

رام جی لعل جدوبنسی نے بیان کیا کہ جب شری سوامی جی سنہ ۷۹ء میں مراد آباد تشریف لائے۔ میرے دوست منشی مادھو پرشاد نے مجھے قائم گنج میں اطلاع دی۔ میں نے جواب لکھا۔ کہ گو امسال بارش زیادہ ہو رہی ہے۔ اور بوجہ ٹوٹ جانے سڑک ریلوے کے راستہ میں بڑی بڑی تکلیفات ہیں۔ مگر میں عہد کرتا ہوں کہ مجھکو سوائے موت کے اور کوئی نہیں روک سکتا۔ بشرط زندگی ضرور حاضر ہونگا۔ پھر میں نے بڑی محبت کے ساتھ رخصت حاصل کی اور مراد آباد پہنچا۔ منشی اندرمن صاحب نے کہ جن کے پاس میں کچھ دنوں فارسی پڑھا تھا۔ مجھکو ہدائیت کی کہ چلو سوامی جی کے تمہیں درشن کرا دوں۔ میں ان کے ہمراہ سوامی جی کے پاس گیا انہوں نے میرا حال یوں ظاہر کیا۔ کہ مہاراج آپکی ملاقات کو یہ شخص ایسی بارش میں قائم گنج سے آیا ہے۔ سوامی جی مہاراج نے خوش ہو کے فرمایا۔ کہ وہاں ایک بلدیو پرشاد پنڈت ہے جس کو ہم نے وید دھرم کا اپدیش کیا ہے۔ اس کو تم جانتے ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں مہاراج میں جانتا ہوں وہ برابر اسی روز سے ویدمت کا اپدیش دوسروں کو کیا کرتے ہیں پھر فرمایا کہ ایک اور بنسی دھر پنڈت تھا۔ اس نے ہمارے سامنے تو پاشان (پتھر پوجا) پھینک دی تھی۔ اب وہ کیسا ہے۔ میں نے کہا کہ مہاراج انہوں نے دوسرے برہمنوں اور رشتہ داروں کے کہنے سے پھر مورتی پوجا شروع کر دی ہے۔ دوسرے دن منشی اندرمن نے مجھے ہدائیت کی کہ یہ بہت اچھے ودوان۔ دھرماتما۔ پروپکاری۔ سرب ہتیشی سنیاسی ہیں۔ تم بھی ان کے شش ہو جاؤ۔ یعنے یگوپویت لے لو۔ جیسا کہ اور بہت لوگوں نے یگوپویت لیا ہے۔ میں خود بھی ستیارتھ پرکاش کے پڑھنے سے سری سوامی جی کے اپدیش کو ست اور اچھا جانتا تھا۔ اور اس پر منشی اندرمن نے ہدایت کی فوراً سری سوامی جی سے بعد ہون کے اپدیش لے لیا یعنے انہوں نے مجھے یگوپویت دیکر گایتری منتر یاد کرا دیا۔ جب میں شدھ پڑھنے لگا۔ تب بڑی محبت سے میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ کہ ہمارا یہ شریر ہمیشہ نہیں رہے گا۔ تم جب تک زندہ رہو ہماری پستکوں سے سکھیا لیتے رہنا۔ اور دوسرے لوگوں کو نصیحت کرتے رہنا۔ میں نے قبول کیا۔ پھر اپنے مکان پر آیا۔ میری برادری اور گھر کے لوگوں نے مجھ پر جھوٹے دوش لگائے۔ اور گوڑ برہمنوں نے طعنہ زنی کی مگر میں نے سب کا کہنا غلط سمجھ کر کچھ خیال نہیں کیا اور رشتہ داران قریبی اور کنبہ والوں سے صاف کہہ دیا کہ اگر زیادہ بکواس کروگے تو میں تم سب کو بھی چھوڑ دونگا۔ اور اس معاملہ میں مجھ کو اپنی والدہ اور زوجہ اور لڑکی کی بھی محبت نہیں ہے۔ میں دھرم سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتا دس دن تک سوامی جی میری موجودگی میں مراد آباد رہے۔ میں روز ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا؛

سماج قائم ہونے سے پہلے کئی روز تک باہم منشی اندرمن اور سری سوامی جی مہاراج کی اس بات پر بحث ہوئی کہ سماجوں میں سلام کی جگہ کیا لفظ مقرر کیا جاوے۔ سری سوامی جی فرماتے تھے۔ کہ نمستے کہنا چاہیئے۔ منشی اندرمن کہتے تھے کہ پرماتما جیتے کہنا چاہیئے۔ منشی اندرمن نے کہا کہ ہم نے اول جیگوپال اور بعدہٗ پرماتما جیتے جاری کیا۔ اس پر لوگوں نے بہت اعتراض کئے۔ اور ہنسی دل لگی اڑائی۔ اب سب معاملہ ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ اب نمستے جاری کی جاویگی تو پھر لوگ

ہیں بیٹھ کر ایسی زبان میں بات چیت کرنا جو عام لوگ نہ سمجھ سکیں خلاف دھرم اور چوری کی بات ہے۔ آپ نے علم انگریزی کا غرور کیا۔ حالانکہ آپ سے زیادہ انگریزی جاننے والے انگریز یہاں موجود ہیں اگر میرے مقابلہ میں چھپا کر گفتگو کی تو ایسے لوگ بہت موجود ہیں جو مجھے آپکی انگریزی سمجھا سکتے ہیں۔ اگر اس کے بدلے میں سنسکرت بولوں تو کہاں جاؤ گے۔ اور کس سے پوچھو گے ایسا کرنا یوگ نہیں

ساہو شیام سندر جی نے کہا کہ انہیں دنوں کا ذکر ہے۔ کہ ایک روز پنڈت نرائن داس سوامی جی سے سنسکرت میں بارتالاپ کر رہا تھا۔ اتفاقاً سوامی جی کے منہ سے ایک شبد اشدھ نکلا۔ اسنے اعتراض کیا سوامی جی نے قبول کیا۔ کہ ہاں یہ غلطی سہواً میرے منہ سے نکل گئی ہے۔ اسپر اُس نے گھمنڈ کیا۔ اور اسی پر بار بار اصرار کیا تب سوامی جی نے غصہ سے کہا کہ ارے چھوکرے میں نے اپنی غلطی سویکار کی اور تو اس پر بھی نہیں مانتا۔ اگرچہ ادھرم ہے لیکن اگر میں ضد کروں تو تو اسے سِدھ کر سکتا ہوں اور تو اسے ہرگز کھنڈن نہ کر سکیگا لیکن یہ ادھرم ہے ؛

جب میرے لڑکے کے یگوپویت سنسکار کا سمیہ آیا۔ تب سوامی جی کو ایک چٹھی ارسال کی انکا جواب آیا کہ یگوپویت کرا کر اس کو گھر میں پڑھانا۔ آجکل گوروکل کا پربندھ ٹھیک نہیں ہے۔ اور اس کا بواہ مت کرنا۔ اس پر ہم کو اچنبھا ہوا۔ کہ سوامی جی نے یہ کیا لکھا مگر ہم نے اسی خیال سے اُس کی شادی نہ کی۔ آخر کار وہ عزیز بعرصہ پانچ سال کا ہوا کہ اس جہان سے چل بسا ؛

ساہو سورج رتن جی نے بیان کیا کہ اِن دنوں میں اگرچہ سوامی جی کا مخالف تھا۔ مگر ان کے پاس جایا کرتا تھا۔ سوامی جی اِن دنوں بیمار تھے اور ان کو دست آتے تھے۔ ایک دن میرے جانے سے پہلے نرائن داس المشہور بیل پتہ سے بات چیت ہو رہی تھی جب میں پہنچا تو سوامی جی سے کہا کہ دیکھئے۔ مورتی پوجا میں جو بات چیت ہو رہی تھی آپ نے سنسکرت بولنے میں غلطی کی تھی۔ اور میں نے غلطی پکڑی تھی۔ مطلب اس کا یہ تھا کہ مجھے اپنی ودیا کا بل بتلا وے کہ میں نے سوامی جی کی اُشدھی پکڑی تھی۔ سوامی جی نے کہا کہ ہاں تم نے میری اُشدھی پکڑی تھی۔ اور میں نے سویکار کیا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ مورتی پوجا ویدوں سے سدھ کر دیں تو ہم لوگوں کا اُدھار ہو جاویگا مگر اس نے کوئی منتر نہ پڑھا۔ بلکہ اسی غلطی کو دوہرانا شروع کیا۔ تب سوامی جی نے کہا کہ ارے چھوکرے تو اسی سہواً اشدھی پر اڑ رہا ہے۔ اگر تجھ میں کچھ ودیا ہے۔ تو ودیا کی بات کر مگر اس نے اور کچھ بات نہ کی اور چلا گیا ؛

یہاں بحالت بیماری اسہال یعنے سنگرہنی کے ان کے علاج کے واسطے اول پنڈت لکھمی دت وید بدایون کے منگائے گئے۔ سوامی جی نے اُن سے سنسکرت میں بارتا کر کے ان سے علاج کرایا۔ اور پھر جب ان سے راضی نہ ہوئے تو ڈاکٹر ڈین صاحب بہادر نے اُن کا علاج کیا۔ وہ دن میں کئی بار آیا کرتے تھے۔ اور خوب دل سے علاج کیا۔ سوامی جی کے بیمار ہو جانے پر تقریباً دو سو روپیہ فیس کے ان کے پیش کئے گئے۔ انہوں نے لینے سے انکار کیا۔ کہ میں سوامی جی کے علاج کی فیس نہیں لیتا۔ یہ جگت اپکاری پُرش ہے۔ ان کے علاج کی فیس لینا یوگ نہیں تب ہم لوگوں نے مراد آباد کی ساخت کی چند چیزیں بطور تحفہ کے دیں جسکو ڈاکٹر صاحب نے بڑی خوشی سے لیا۔ اور کہا کہ ہم ان کو

ایک دفعہ راجا صاحب کے مکان پر شام کو سوامی جی کا لکچر تھا اس کے بعد پادری پارکر صاحب سے آدم کے بہشت سے نکالے جانے کی بابت ذکر ہوا۔ سوامی جی اپنی گفتگو میں آدم جی اور حوا جی کہتے تھے۔ اثنائے گفتگو میں پادری صاحب نے کہا کہ آدم پاپی۔ اس پر ڈپٹی امداد علی صاحب نے کہا کہ آپ ایسا لفظ نہ کہیں ہمارے پیغمبر کو آپ پاپی نہ کہیں دیکھئے سوامی جی آدم جی کہتے ہیں۔ تب پادری صاحب نے کہا کہ میرا مطلب پیغمبر پاپی کہنے کے سدھ نہیں ہوتا۔ اسپر ڈپٹی امداد علی صاحب نہایت گھبرا گئے اور پیٹ کھولکر بتلایا کہ میں یوں سرکار کا خیر خواہ ہوں اور اس خیر خواہی میں اتنی تلواریں لگی ہیں۔ اسپر پادری صاحب نے شانتی سے کہا کہ یہ ڈپٹی پن کا کام نہیں ہے۔ یہاں دینی مباحثہ ہے۔ سوامی جی خاموش رہے۔ اور پھر مباحثہ شروع ہوا۔

منشی اندرمن اس سے پہلے اِن کو کسی اور جگہ جاکر ملے تھے اور اس سبب سے پہلے اُن کے پیرو ہوئے تھے اور انہیں کے بلانے سے سوامی جی اس دفعہ یہاں تشریف لائے تھے۔ اور نام نہاد سماج بھی قائم کی۔ مگر وہ بعد چلے جانے سوامی جی کے منشی اندرمن کی راجا صاحب کے ملازم سے ان بن ہونے کے سبب اسی سال ٹوٹ گئی۔ سوامی جی بہ طرف پنجاب چلے گئے۔

دوسری بار سوامی جی ۳ - جولائی ۱۸۷۹ء کو مراد آباد سوشوبہت ہوئے۔ اور جناب راجا صاحب کے اسی بنگلہ میں اُترے بہ سبب بیماری اس دفعہ صرف تین ویاکھیان دئے۔ ایک دن مسٹر سپیڈنگ صاحب کلکٹر کے نویدن سے مراد آباد چھاونی کی پہلی کوٹھی میں راج نیتی پر ویاکھیان دیا۔ لوگوں کے بلانے کا انتظام خود صاحب بہادر نے کیا تھا۔ اور ایک قسم کا ٹکٹ جاری کیا تاکہ بدون ٹکٹ کوئی صاحب نہ جا سکے تمام آریہ لوگوں کو ٹکٹ مل گئے۔ اور ناخواندہ اور کم سمجھ لوگوں کو ٹکٹ نہیں دئے گئے۔ تمام معزز انگریز اور حکام عدالت اور وکلا اور روسا اور عملہ عدالت بلوائے گئے۔ قریب تین سو کے مجمع تھا۔ چھ بجے شام سے ویاکھیان شروع ہوا۔ اور کئی گھنٹہ تک ہوتا رہا۔ اول سوامی جی نے یجر وید کی رچا جو ستیارتھ پرکاش کے شروع میں درج ہے۔ ایسی شیریں زبانی سے پڑھی کہ تمام کوٹھی گونج اٹھی۔ اور شانتی پھیل گئی۔ اور اس کی پوری شہادت مل گئی۔ کہ دنیا میں جس قدر علم موسیقی پھیلا ہوا ہے۔ وہ سب ویدوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ پھر ویاکھیان شروع ہوا۔ اور سامعین نے خوب دل لگا کر سنا۔ ویاکھیان میں سوامی جی نے راجا اور پرجا سمبندھی کرتو کا اُپدیش کیا۔ اور باہمی فرائض اچھی طرح ذہن نشین کئے اور چونکہ صاحب کلکٹر بہادر کو شکار کا زیادہ شوق تھا۔ سوامی جی نے شکار وغیرہ دسینوں (عیوب) کی کماحقہ تردید کی۔

جب ویاکھیان ختم ہوا۔ صاحب کلکٹر بہادر نے کھڑے ہو کر سوامی جی کی بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ جب پنڈت جی نے اسوقت فرمایا ہے۔ اگر اسطرح کا برتاؤ رعیت و راجا کرتے تو ایام غدر میں جس قدر تکلیفات و صدمات راجا اور پرجا نے اٹھائے ہرگز نہ اٹھانے پڑتے جو کچھ اُنہوں نے فرمایا ہے۔ یہ سب سچ ہے۔ اس میں کسیطرح کا شک نہیں لوگوں پر بھی اس کا بہت اثر ہوا۔

اس کے بعد بابو کالی پرسن وکیل جی مراد آباد کسی سے انگریزی میں بات چیت کرنے لگے۔ سوامی جی نے انہیں منع کیا کہ سبھا

اسی دفعہ سوامی جی کا پادری پارکر صاحب سے کئی دن تک پراتا کال تحریری مباحثہ ہوتا رہا جو پنڈت کنور پرمانند کے پاس ہوئے تھے۔ ساہو شیام سندر جی رئیس مراد آباد نے بیان کیا۔کہ پادری پارکر صاحب کا مباحثہ راجا جیکشن داس صاحب بہادر کی کوٹھی پر کم سے کم پندرہ روز تک ہوتا رہا ہیں روز جایا کرتا تھا۔کنور پرمانند اور روپ کشور ماسٹر مشن سکول و ماسٹر ہری سنگھ اور بھی کئی صاحبان جایا کرتے تھے آخری دن کا مضمون یہ تھا۔کہ دنیا کتنے روز میں پیدا ہوئی۔پادری صاحب کا دعوے تھا۔کہ دنیا پانچ ہزار سال سے پیدا ہوئی۔اور سوامی جی اس کا کھنڈن کرتے تھے۔

اس زمانہ میں برٹش انڈین الیوسی ایشن کمیٹی کا جلسہ اسی کوٹھی کے ایک کمرہ میں ہوا کرتا تھا اس آخری روز سوامی جی دوسرے کمرہ میں جاکر ایک پتھر بلوری اٹھا کر لائے۔کہ آپ لوگ سائینس جانتے ہیں اس کو سائینس سے ثابت کریں۔کہ کتنے برس میں یہ پتھر اس شکل میں آیا آخر کار تحقیقات سے یہ ہی ثابت ہوا کہ وہ کئی لاکھ برس میں تیار ہوا ہے۔پھر کہا جب دنیا نہیں تھی تو یہ پتھر کیسے بن گیا۔جس پر پادری صاحب نے یہ ناکارہ عذر پیش کیا۔کہ ہم آدمی کی پیدائش کو پانچ ہزار برس کہتے ہیں۔اس پر سوامی جی نے کہا کہ جب دنیا کی پیدائش کا ذکر ہے۔تو دنیا کے اندر آدمی وغیرہ سب آ گئے۔اسی پر مباحثہ ختم ہوا تھا۔پادری صاحب نے اس مباحثہ کا حال کسی اخبار میں بھی طبع کرایا تھا۔مگر اس کا نام مجھے معلوم نہیں اور یہ بھی سنا۔کہ پادری صاحب نے ایک چٹھی ولائیت امریکہ میں ارسال کی ہے۔کہ ہم نے آج تک ایسا فاضل پنڈت کوئی نہیں دیکھا۔اس دفعہ اکثر بھوجن میرے ہاں سے جایا کرتا تھا۔ایک روز میں نے کہا کہ آج آپ بھوجن میرے مکان پر چلکر کریں۔انہوں نے انکار کیا۔ایک اور صاحب نے سوامی جی کو بھوجن کے واسطے کہا ان کے ہاں جاکر بھوجن پا لیا۔مجھے یہ امر ناگوار گذرا۔اور میں نے سوامی جی سے شکایت کی سوامی جی نے مجھے اسکا جواب عام جلسہ میں دیا کہ تجھ سے مجھے آریہ بننے کی امید ہے جب تک تو کو کرم نہ چھوڑیگا میں تیرے ہاں جاکر بھوجن نہ کرونگا اور یہی (ایمان) تیرے واسطے کافی ہے۔

بالو روپ کشور صاحب نے بیان کیا کہ ریورنڈ ڈبلیو پارکر صاحب اور سوامی جی کے درمیان جو مباحثہ ہوا تھا۔وہ میں نے لکھا تھا۔مگر افسوس کہ میرے بیٹے کی غفلت سے وہ کاغذات برباد ہو گئے۔اب جو زبانی مجھے معلوم ہے۔وہ لکھواتا ہوں۔ اس مباحثہ میں تین صاحبان انگریز موجود تھے۔ایک پادری پارکر دوسرے مسٹر بیلی صاحب اور تیسرے ایک اور پادری صاحب علاوہ ان کے ڈپٹی امداد علی و بابو رام چندر بوس و کنور پرمانند و ماسٹر ہری سنگھ و اسی طرح چالیس پچاس آدمی تھے۔ مباحثہ لکھا جاتا تھا۔چودہ و پندرہ روز مباحثہ ہوتا رہا۔بیلی صاحب اب علیگڈھ میں رجسٹرار ہیں۔ہر روز صبح دو تین گھنٹہ بیٹھتے تھے۔

آخر میں ایک بات مجھے یاد ہے۔کہ سوامی جی نے ثابت کر دیا تھا۔کہ مسیح بُت پرستی کی تعلیم دیتا تھا کیونکہ جو البشر کو کسی کے ذریعہ مانتا اور کسی کے ذریعہ مراد مانگتا ہے وہ بُت پرست ہے۔اور ہم لوگ بت پرست نہیں ہیں۔

شہر مرادآباد کا سماچار

لالہ کھیم کرنداس منتری آریہ سماج مرادآباد نے بیان کیا کہ شری سوامی جی مرادآباد میں تین بار پدھارے تھے۔ اور تینوں بار میں نے مہاراج کے درشن سے اپنا جنم سپھل کیا تھا ؎

بار اول ۱۸۷۶ء میں یہاں تشریف لائے اور راجہ جے کشن داس صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی کے بنگلہ میں جو حویلی کے باغ میں ہے اُترے یہ وہی راجا صاحب ہیں کہ جنکی سہاتیا سے ستیارتھ پرکاش بار اول طبع ہوا تھا۔ اور جنہوں نے بہت سے اُتم پستک ولائیت جرمن سے منگاکر سوامی جی کو اولوکن ارتھ دئے تھے۔ اور انہیں کی تعریف میں منشی اندرمن نے تحفۃ الاسلام کے آغاز میں ایک قصیدہ درج فرمایا ہے۔

ویاکھیان کے نوٹس کنور پرمانند جی کی طرف سے دئے گئے۔ سوامی جی نے پانچ چھ دن سائنگ کال کو راجا صاحب کی حویلی کی کوٹھی کے چبوترے پر کئی عمدہ مضامین پر ویاکھیان دئے۔ گو شہر کے پنڈتوں نے سوامی جی کے خلاف بہت کولاہل مچایا لیکن شاستر ارتھ کے لئے کوئی سامنے نہ آیا ؎

البتہ ایک دن ایک سبھا دھرم سبھا نام سے رام گنگا کے تٹ پر ٹھاکر جگ موہن سنگھ تحصیلدار کے انساہ سے اکٹھّی ہوئی مگر پنڈتوں کے اپنی اپنی پرسنشا (تعریف) چاہنے سے آپس میں ورودھ اور جھگڑا ہونے کے کارن اُس سبھا سے کوئی پریوجن سدھ نہ ہوا ؎

ایک دن شری سوامی جی مہاراج ویاکھیان دے رہے تھے۔ کہ پنڈت بندے دین سپرنٹنڈنٹ بہت ایسے کٹو بچن (سخت کلام) کہکر چلے گئے۔ کہ یہ دُشٹ ہمارے دیوتاؤں کی نندا کرتا ہے۔ اس کا مُنہ نہ دیکھنا چاہئے۔ پرنتو سوامی جی اپنے شانت چت سے برابر ویاکھیان دیتے رہے اور اس بات پر ذرہ بھی خیال نہ کیا ؎

ویاکھیان سماپتی پر شنکا نوارن کے لئے وقت دیتے تھے اور اکثر لوگ دس گیارہ بجے راتری تک سوامی جی مہاراج سے ست سنگ کرتے رہتے تھے۔ مندرجہ ذیل صاحبوں نے اُنہیں دنوں سوامی جی سے یگوپویت لیا تھا۔ لالہ کھیم کرنداس لالہ چندر منی۔ لالہ دوارکا داس۔ اور ایک اور صاحب تھے جس کا نام مجھے یاد نہیں۔ ایک دن میں نے پوچھا۔ کہ اگر لوگ آپ سے یگوپویت لینے میں دوش لگاویں۔ اور ہمارا مت پوچھیں تو کیا اُتّر دیا جاوے۔ فرمایا کہ سنیاسی سے یگوپویت لینا شاستر وکت ہے۔ اور اپنا مت ویدک بتلایا کرو ؎

ابھی وید بھاش شروع نہیں ہوا تھا۔ سوامی جی اس کے چھپوانے کی تیاری کر رہے تھے۔ میں نے اول خریداروں کی فہرست میں نام لکھایا۔ جسکے نمونہ کے انک میں نمبر ۹۔ پر رسید شائع ہوئی ؎

بھائی ہرگلال جی اور پنڈت مکند لعل تحصیلدار موجود تھے انہوں نے سوامی جی سے درخواست کی کہ آپ کل ہمارے ہاں بھوجن کریں ۔ سوامی جی نے کہا کہ مجھے بھوجن کرنے میں کوئی عذر نہیں مگر سُنا جاتا ہے کہ برہمو سماج والوں کے ہاں انتیج (مہاپنچ لوگ) بھی بھوجن پکانے کا کام کرتے ہیں اسواسطے اُن کا بھوجن کرنے میں میری رچی نہیں اس کے بعد کھانے کے مسئلہ پر باہمی چرچا ہوتا رہا آخرکار بابو صاحب نے یہ کہا بیشک یہ بات صحیح ہے ۔ کہ ہم کسی کے ہاتھ سے کھانے کو بُرا نہیں سمجھتے مگر عملاً ایسا نہیں کرتے ہیں سوامی جی نے کہا کہ اگر آپ دل سے مانتے ہیں اور کرتے نہیں تو ہم کھا لینگے ۔

دوسرے دن کھانے کے وقت میرے بھائی نے مجھے کہا کہ آج سوامی جی نے کالی موہن کے ہاں دعوت قبول کی ہے یہ سنتے ہی میں نے ایک تھال میں کھانا سوامی جی کے واسطے پرسوا کر فوراً آنگے ڈیرہ پر پہنچا دیا اور خود بھی جا پہنچا سوامی جی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے ۔ میں نے کہا کہ آپ کے واسطے کھانا ہے ۔ اور آپ نے بڑی بھول کی جو کالی موہن کے ہاں کا کھانا قبول کیا ۔ کیونکہ یہ میری چشم دیدہ بات ہے کہ انکے ہاں ایک بھنگن کھانا پکایا کرتی تھی ۔ فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں تھا ۔ ہم نے ابھی اُنکی روٹی میں سے ساگ کی ترکاری الگ نکال کر رکھی ہے میں نے کہا کہ آپ اس کھانے کو واپس کیجئے فرمایا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ دغا کیا تمہارے بھائی اور پنڈت مکند لعل کے سامنے باتیں ہوئیں انہوں نے بھی ہمکو نہیں کہا ۔ چنانچہ وہ تھال واپس کر کے میرے لائے ہوئے کھانے سے تناول شروع کیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی آ گئے ۔ میں موجود تھا ۔ کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے ۔ کہ کل آپ نے قبول کیا ۔ اور آج انکار کر دیا ۔ سوامی جی نے جواب دیا کہ جو کل آپ نے بیان کیا تھا ۔ وہ بات خلاف معلوم ہوئی ہم نے سُنا ہے ۔ کہ تمہارے ہاں بھنگن کھانا پکایا کرتی ہے ۔ اس نے کہا کہ میں نے کہدیا تھا کہ ہم ہر ایک کے ہاتھ کا کھانا کھا لیا کرتے ہیں میرے اس کہنے پر بھی آپ نے مان لیا تھا ۔ سوامی جی نے کہا کہ پنڈت مکند لعل و ہرگلال موجود تھے آپ نے صاف کہا تھا ۔ کہ ہم صرف کہتے ہیں کرتے نہیں ۔

جب سوامی جی چلنے کو تیار ہوئے ۔ میں اُن کے پاس چالیس روپیہ بنابر خرچ لیکر گیا ۔ جن میں پندرہ روپیہ چندہ کی لسٹ میں وصول شدہ بھی شامل تھے ۔ انہوں نے میرے اصرار کرنے پر دس روپیہ واپس کر کے تیس روپیہ زادِ راہ لے لئے ۔ باقی کے واسطے میں نے ہر چند کہا مگر انہوں نے نہ مانا ۔ اور ۳۰ ۔ اپریل سنہ ۱۸۷۹ء کو بسواری بیل کارٹ یہاں سے تشریف لے گئے ۔

انکے چلے جانے کے بعد ۲۶ ۔ جون سنہ ۱۸۷۹ء کو یہاں آریہ سماج قائم ہوئی ۔ جس میں مندرجہ ذیل عہدہ دار مقرر ہوئے ۔

بابو مادھو نرائن پردھان ۔ بابو گوپال سنگھ خزانچی ۔ پنڈت کرپارام منتری ۔

ڈیرہ دون سے چلکر یکم ۔ مئی سنہ ۱۸۷۹ء کو سوامی جی سہارنپور پہنچے اور دو روز یہاں رہکر ہمراہی کرنل صاحب و میڈم صاحبہ میرٹھ میں پدھارے ۔ ۷ ۔ مئی سنہ ۱۸۷۹ء کو صاحبان موصوف معہ بھائی مُول جی کے بسواری ریل بمبئی کو واپس گئے ۔ مفصل حال علیحدہ درج ہے سوامی جی میرٹھ سے ۲۵ ۔ مئی سنہ ۱۸۷۹ء کو روانہ ہوکر اسی روز علیگڈھ میں پہنچے ۔ چونکہ طبیعت بدستور ناساز تھی ۔ تین دن وہاں رہکر ہمراہی ٹھاکر بھوپال سنگھ و ٹھاکر منا سنگھ کے چھلیسر چلے گئے ۔ وہاں بڑے احتیاط اور سادہ دماغی سے علاج ہوتا رہا اچھی طرح تندرست ہوکر پورے ایک ماہ کے بعد ۳ ۔ جولائی کو وہاں سے جانب مراد آباد تشریف لیگئے ۔

جس بنگلہ میں سوامی جی اُترے ہوئے تھے وہ پھُوس کا تھا۔ مجھے گھر آ کر یہ خبر لگی کہ آج رات کو سوامی جی کا بنگلہ جلایا جاویگا میرے دل میں خوف پیدا ہوا۔ اس پر اول تو سوامی جی کو اطلاع دیدی اور دو تین نوکر اپنے وہاں بھیجدئے۔ اور دو چوکیدار مقرر کئے۔ رات کو پنڈت بھیم سین بھی جاگتے رہے۔ مگر سوامی جی ہمیں تسلی دیتے رہے۔

دوسرے دن جب میں دفتر گیا تو تھوڑی دیر بعد میرا بھتیجا تعاقب میں آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ تقریباً اکیس پچاس مسلمان سوامی جی کے مکان پر پہونچ گئے ہیں۔ جو بر سر فساد معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سُن میری طبیعت میں بڑا جوش پیدا ہوا۔ اور صاحب سے اجازت لیکر وہاں پہنچا۔ مگر وہ میرے پہنچنے سے پہلے چلے گئے تھے اس وقت وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ سوامی جی کی زبانی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی ایک بڑی بھیڑ بھاڑ انکے پاس پہنچی تھی۔ جنہوں نے کہا کہ ہم سے مباحثہ کرو۔ آپنے جو بیجا تہمت ہمارے مذہب پر لگائی ہے۔ اُسکی صفائی کیجئے۔ ہم نے کہا کہ میں ایک ایک سے مباحثہ نہیں کرسکتا اول شرائط مباحثہ تیار ہوں پھر جو تم میں سے زیادہ ودوان ہو وہ مجھ سے مباحثہ کرسکتا ہے۔ ان لوگوں نے قواعد تیار کر کے پھر آنے کا اقرار کیا اور اُس سے دوسرے روز یعنے لکچر کے تیسرے روز عین لکچر کے وقت مسلمانوں نے اپنے قواعد پیش کئے جو تمام جلسہ کے سامنے پڑہے گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ یک طرفہ ہیں اور مولوی احمد حسن کا اُن میں نام تھا۔ سوامی جی نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ اگر کوئی ان سے واقف ہو تو بتلاوے کہ وہ کیسے آدمی ہیں لوگوں نے کہا۔ کہ بیشک وہ عالم آدمی ہیں۔ اور باڈیگارڈ میں ملازم ہیں۔ تب سوامی جی نے قواعد منظور کر کے جو تغیر و تبدل کرنا تھا۔ وہ مناسب طور پر کر کے واپس دیدئے۔ اس روز لکچر دھرم وشے پر تھا۔ جو اچھی طرح بخوش اسلوبی سماپت ہوا اُس روز مسٹر برکلی صاحب ایک ہی انگریز تھا۔

چوتھے روز پورانوں کے وشے پر لکچر ہوا جس میں مورتی پوجا کا کھنڈن وغیرہ بھی آگیا۔ اور کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔
پانچویں روز سے نویں روز تک آریہ ورت کے گذشتہ اتہاس پر لکچر تھے۔ جس میں سوامی جی نے راجہ سگر وغیرہ لوگوں کے جیون چرتر سنائے۔

تمام ڈیرہ میں ہلّہ مچگیا لوگ کہتے تھے۔ کہ پیچھے سے تو بہت صاحبان بڑبڑ کرتے ہیں۔ مگر سامنے بولنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا تقریر و دلیل زبردست ہے۔

ان لکچروں کے بعد پھر سوامی جی دستوں کی بیماری میں مبتلا ہو گئے اسی عرصہ میں مس ڈگ نے کسی کے بہکانے سے نوٹس دیا کہ ہمارا بنگلہ جلدی خالی کر دو لوگ کہتے تھے کہ پادری صاحب کے بہکانے سے۔ مگر ٹھیک معلوم نہیں کہ کیوں ایسا کیا۔ ہم نے گتھری صاحب کی کوٹھی کی صلاح کر لی مگر اتنے میں کرنیل صاحب کی تار سوامی جی کے نام سہارنپور سے آگئی جس پر سوامی جی نے یکلخت اپنا ارادہ روانگی کا کر دیا اُس وقت نہ ہمارا کوئی مددگار تھا۔ اور نہ کوئی دنیا رنگ کا رو بار میں غمگسار۔

ایک روز بابو کالی موہن گھوش برہم سماج کے ممبر سوامی جی کے پاس گئے میں اسوقت موجود نہیں تھا۔ مگر میرے بڑے

بائیبل اور قرآن دونوں کے اصول پُرزور دلائیل سے بطرز معقول کھنڈن کئے۔ ڈھائی گھنٹہ تک لکچر ہوتا رہا پانچ سو کے قریب آدمی تھے۔ بحالت کھنڈن بائیبل کے پادری صاحب کو نہائت جوش آیا مگر پھر بھی اختتام لکچر تک ضبط کئے ہوئے خاموش بیٹھے رہے۔ لکچر کے ختم ہونے پر ایکدم جوش کے ساتھ بول اُٹھے کہ پنڈت صاحب نے صرف خاک اُڑائی اور اپنے ویدمت کو اُس خاک میں چھپالیا۔ یہ الفاظ چونکہ غصہ کی حالت میں کہے گئے تھے اس لئے بے ترتیب تھے اور کہا کہ کسی پنڈت کو ہم نے آجتک وید کے اصول بیان کرتے نہیں سُنا۔ کیا یہ واقف اور سب ہندو ناواقف ہی ہیں۔ بعد اس کے بائیبل کے جن مسائل کی سوامی جی نے تردید کی تھی ان کو ثابت کرنے لگے جب پادریصاحب کہکے خاموش ہوئے تب سوامی جی کھڑے ہوئے۔ انہوں نے غصہ کی حالت میں جو الفاظ ناواجب کہے تھے۔ ان پر کچھ نہ کہا صرف اُن کے پیش کردہ ثبوت کی تردید کی۔ اس تردید کو پادریصاحب نہیں سُن سکتے تھے اور جوش کے مارے چلا چلا اُٹھتے تھے۔ یہاں تک کہ مسٹر پارمر نے بزبان انگریزی پادریصاحب سے یہ کہا۔ "ڈاکٹر ماہرے سن۔ جس خوبی اور حلیمی کے ساتھ لکچرار اپنے دعوے کو ثبوت کرتا ہے اسکو تم نامعقول اور غصہ آمیز الفاظ سے روکنا چاہتے ہو یہ میری رائے میں اچھا نہیں۔ چاہئے کہ جس مضبوطی اور استقلال کے ساتھ وہ اپنے دعوے کے ثبوت اور آپکی تردید میں دلائل دیتے ہیں آپ بھی دیں"۔

اس کے جواب میں پادریصاحب نے یہ کہا۔ "میں بہت مناسب طور پر جواب دے رہا ہوں اگر تم کو مناسب نہیں معلوم ہوتا تو تم بھی انکے ساتھ مل جاؤ" یہ کہا اور غصہ میں اُٹھ کر چلے گئے۔ اور باقی انگریز بیٹھے رہے۔ جب پادریصاحب چلنے لگے۔ تو سوامی جی نے اُن سے دریافت کیا پادریصاحب۔ کل کو بھی آؤ گے؟ اس کے جواب میں پادریصاحب نے نہائت غصہ میں اگر بہت شور سے کچھ کہا مگر کسیکی سمجھ میں نہیں آیا کہ اُنہوں نے کیا کہا:

اس کے بعد مسٹر پارمر اور گارٹ لین نے میری معرفت سوامی جی سے گفتگو کرنے کی درخواست کی سوامی جی نے منظور کیا اور لکچر کی جگہ سے اُٹھکر برآمدہ میں آاُن کے پاس چوکی پر بیٹھ گئے۔ مسٹر گارٹ لین صاحب سوامی جی سے گفتگو شروع کرنا چاہتے تھے کہ مسٹر بن موہن بوس (برادر پادری رام چندر بوس) نے بائیبل کے بارہ میں گفتگو چھیڑ دی پانچ سے ساڑھے سات تک وہ باکھیان رہا۔ آٹھ کے قریب اُن سے گفتگو شروع ہوئی۔ دس تک بات چیت ہوتی رہی۔ تمام وقت بوس صاحب ہیڈ ماسٹر مشن سکول ڈیرہ دون نے لیا۔ آخر کو درمیان میں ہیڈ ماسٹر اور مسٹر گارٹ لین کا آپسمیں جھگڑا ہو گیا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب بائیبل کا ثبوت کرتے تھے۔ اور گارٹ لین صاحب تردید۔ خاموش کرانے کی بہت کوشش کی گئی مگر خاموش نہ ہوئے۔ اسواسطے اور کسی سے گفتگو نہ ہوئی۔

اُسروز مسلمان بھی بہت آئے تھے۔ جن میں سے چند مولوی تھے۔ اُسیروز کے بیان میں برہم سماج کے نیموں کی تردید کی تھی جس سے وہ بھی خلاف ہو گئے اور ہر طرح کی مدد دینے سے انکار کر دیا۔ سوامی جی کا قول پورا ہوا۔ الغرض بارہ بجے رات تک وہاں گفتگو ہوتی رہی:

شبانہ روزہ اور بیماری سے طبیعت میں نقاہت ہوگئی تھی +

پنڈت کرپارام گوڑ ساکن روڑکی حال مقیمی ڈیرہ دون نے بیان کیا - کہ اپریل میں سوامی جی کا پتر ہردوار سے آیا - کہ ہم پربی سے دوسرے روز ڈیرہ دون کو کوچ کرینگے - جس سے اس بات کا فکر پیدا ہوا - کہ کوئی آزاد مکان لیا جاوے - آخر بصلاح چند بنگالی صاحبان کے مس ڈک کا بنگلہ تجویز کیا گیا - بعدہٗ بابو شام لعل کی تحریر ہردوار سے آئی - کہ کرنیل الکاٹ صاحب و میڈم بلیوٹسکی صاحبہ سوامی جی کے ملنے کے لئے وہاں آئیں گے - اُن کے واسطے بھی بنگلہ تجویز کر رکھنا مگر جلدی ہی دوسری چٹھی آئی - کہ کچھ ضرورت نہیں وہ ڈیرہ دون نہیں آئینگے +

۱۴ - اپریل ۱۸۷۹ء کو سوامی جی کے آنے کی خبر تھی اسروز میں نے ہردوار کی سڑک پر اپنے بھتیجے اور دو نوکروں کو اسواسطے بھیجدیا کہ وہ سوامی جی کو بنگلہ معلومہ پر ہمراہ لا لاویں خود بہ رخصت نہ ملنے کے سبب حاضر نہ ہو سکا - ۱۰ - بجے کے قریب میرے پاس دفتر میں خبر پہونچی کہ سوامی جی آ گئے - میں اپنے افسر سے دریافت کر سوامی جی سے ملنے گیا - دیکھا کہ وہاں بہت سے بنگالی صاحبان جمع ہیں ان میں سے ایک نے گاڑی کا کرایہ بھی اپنے پاس سے دیدیا تھا - پنڈت بھیم سین - سیلا ہبر اور ایک ودیارتھی کل تین آدمی سوامی جی کے ساتھ تھے میں اُسوقت ملاقات کر کے چلا گیا پھر شام کو حاضر ہوا تمام شہر میں شُہرت پھیل گئی بہت سے آدمی جمع ہوئے - مختلف وشیوں پر گفتگو ہوتی رہی ؛

اِندنوں سوامی جی کو دستوں کی مرض نے اس قدر دِق کر رکھا تھا کہ گفتگو کرتے ہوئے کئی دفعہ قضائے حاجت کے واسطے جانا پڑتا تھا - ہم لوگوں نے کہا کہ آپ کے لئے کسی ڈاکٹر کو بلاتے ہیں فرمایا کہ میں ڈاکٹری دوا نہ کھاؤنگا - چنانچہ نہیں کھائی - گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد جب سب لوگ چلے گئے تب سوامی جی نے مجھے ایکانت میں بلایا کہ میرے بُلانے کو جو یہاں چندہ ہوا ہے - اس میں کون لوگ شامل ہیں - میں نے فہرست دکھلائی جس میں سوائے بنگالیوں کے صرف دو نام اور تھے اور وہ بنگالی تمام برہم سماج کے ممبر تھے -

سوامی جی نے سُنکر بہت افسوس ظاہر کیا - کہ ان لوگوں کے بھروسہ نہیں یہ بوجھ اپنے سر پر نہیں اٹھانا چاہئے تھا - کیونکہ یہ لوگ آج تمہارے متر اور کل تمہارے شترو ہو جائیں گے یہ تم نے بھول کی جو برہم سماج کے ممبروں کا وشواس کیا - کہ یہ کسیطرح کی سہاتیا کرینگے میں نے عرض کی کہ آپ کچھ خیال نہ کریں اگر یہ امداد نہ کریں - گے تو میں اکیلا ہی آپ کی خدمت کے واسطے کافی ہوں فرمایا کہ میری یہ غرض نہیں کہ کسی اکیلے کو تکلیف دوں +

یہاں آنے پر دو تین دن کے آرام سے دستوں میں کمی ہوئی اور بعد آرام پانے کے لکچروں کا اشتہار دیا گیا - اور اُسی بنگلہ مس ڈک صاحبہ میں سوامی جی کے لکچر شروع ہوئے +

پہلا لکچر ایشرو شیہ پر ہوا - اُس میں قریب تین سو کے آدمی تھے - ناستک مت کا نہائت خوبی سے کھنڈن کیا +

دوسرا لکچر وید کے ایشر کرت ہونے پر تھا - اُس میں خصوصیت یہ ہوئی - کہ ایک طرف بائیبل تھی اور دوسری طرف قرآن تھا - اس روز یہ پانچ انگریز مسٹر پارمر - مسٹر گارٹ لین - کرنیل برائے لی - مسٹر کروَن - ریورنڈ ڈاکٹر مارے سن بھی موجود تھے

پھر زمین ادھر (ہوا میں معلق) رچ کے اگر ہمکو بتلا وے تو ہم تجھکو پرمیشر مانیں۔ سب لوگ ہنس پڑے اور وہ خاموش ہو گیا۔
گو سوامی درگا پرشاد نے بیان کیا۔ کہ سوامی جی پندرہ روز رہے۔ اور گیارہ ویاکھیان دئیے ہیں روز جایا کرتا تھا ایک دن انہوں نے ویاکھیان میں کہا کہ جگت چار پرکار کا ہے۔ ایک تو بکری کی طرح جو پانی پیتی ہے۔ اور بجز پانی کے خراب کرے اُٹھکر چلی جاتی ہے دوسرے بھینسے کی طرح۔ جو پیتے ہیں۔ اُس میں موتتے ہیں۔ اور پانی گدلا بھی کرتے ہیں (باقی دو یاد نہیں)۔
یہاں پر ایک دن سوامی جی کے پاس ایک چٹھی اس مضمون کی آئی کہ مجھکو مخالفوں نے یقین کرا دیا تھا کہ سوامی جی مر گئے ہیں میں بڑا افسوس کرتا تھا مگر اب جو سُنا کہ آپ زندہ ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ سوامی جی نے فرمایا کہ دیکھو دھورت لوگ کتنی شرارت کرتے ہیں۔ پھر اُنکو تسلی بخش خط لکھدیا۔
یہاں سے ایک پنڈت بھاگیرتھ جی سوامی جی کو میرٹھ میں ملے۔ وہ جب گئے۔ تب سوامی جی نے کہا کہ تم بھی پنڈتوں میں پگ اڑانے کی غرض سے آئے ہو تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ بھی دیانند سوامی سے سنسکرت بول آئے ہیں۔ تم ابھی جاکر پڑھو۔
یہاں سے ۹۔ جنوری ۱۸۷۹ء کو بسواری ریل دہلی کو پدھارگئے۔ ڈپٹی صاحب نے نہایت عزت وتعظیم سے رخصت کیا تھا۔

دہلی کا حال

۱۰۔ جنوری ۱۸۷۹ء سے ۱۵۔ جنوری ۱۸۷۹ء تک

۹۔ کو برواڑی سے سوار ہو کر اوسی دن دہلی پہونچکر کابلی دروازے سبزی منڈی کے پاس بال مکند وکشور یچند کے موتی باغ میں نواس کیا۔ ۹ سے ۱۱ تک کوئی ویاکھیان نہیں دیا۔ جو لوگ ڈیرہ پر آتے رہے انہیں ست اُپدیش فرماتے رہے۔ ۱۲۔ جنوری ۱۸۷۹ء کو پہلا ویاکھیان دیا۔ اس دفعہ صرف دو یا تین ویاکھیان دئیے ۶۔ روز رہکر میرٹھ تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے جلد روانہ ہردوار ہو گئے

ڈیرہ دون کا حال

۱۴۔ اپریل ۱۸۷۹ء سے ۳۰۔ اپریل ۱۸۷۹ء تک

سوامی جی ہردوار کے کُمبھ میں پرچار کر ڈیرہ دون پدھارے۔ دھرم پرچار کے ساتھ آرام کرنے کا بھی ارادہ تھا۔ کیونکہ ہردوار کی محنت

لیگئے - وہاں ایک دیسی پادری سے بات چیت بھی ہوئی مگر نہیں یاد نہیں ؛

یہاں اُن کے گیارہ لکچر ہوئے - حاضرین چار سو سے سات سو تک ہوا کرتے تھے اُن کے سامنے کسی پنڈت کو تاب مقابلہ کی نہ ہوئی مگر اُن کے چلے جانے کے بعد یہ لوگ اکثر گپ ہانکا کرتے تھے ؛

راؤ صاحب نے اپنی برادری کے لوگ واسطے سُننے ویاکھیانوں کے دور دور سے بُلائے تھے جن سے ان لوگوں کو بہت لابھ پہونچا - اور انہیں کی تاثیر سے ابھی تک اکثر صاحبوں کے دلمیں وہ خیال قایم ہیں پورانی اودیا کے خیال اب بالکل نہیں میرے چھوٹے بھائی عمر راؤ لعل سنگھ اور میں صدق دل سے آریہ ہیں بعد ازاں یہاں برابر آریہ دھرم کا چرچا ہوتا رہا اور اب تین ماہ سے چند نوجوانوں نے آریہ سماج بھی قایم کی ہوئی ہے - ہم لوگ ہر طرح سے اُنکے سہایک ہیں ؛

جب راؤ جودھ سنگھ جی کی والدہ صاحبہ فوت ہوئیں تو بسبب منع کرنے سوامی جی کے راؤ صاحب نے بھدر بالکل نہیں کرایا اور اکثر رسوم ویدوکت ادا کیں - اور اپنے مرنے پر بھی انہوں نے مرتک سنکار ویدوکت کرنے کی آگیا دی تھی مگر نہ ہو سکا وہ ۱۱ - فروری ۱۸۸۹ء کو سورگباش ہوئے ؛

پنڈت رام سہائی آدگوڑ نے بیان کیا کہ یہاں ریواڑی میں کوئی پنڈت اُن کے سامنے نہیں ہوا - جب وہ آٹھ دن ویاکھیان دے چکے تب ہم اور رام سیوک پنڈت گجراتی نے ملکر انکو خط لکھا کہ آپ ہنومان جی کے مندر میں پدھاریں وہاں ہمارا اور آپ کا سمبھاشن ہو گا - سوامی جی نے زبانی اُتر بھیجا کہ ہم نے ہنومان جی کے مندر میں اگر کوئی ہنومان نہیں کرنا ہے تم کو جو کچھ پوچھنا ہے یہاں چلے آؤ - مگر ہم لوگ نہیں گئے ؛

گنگا پرشاد ڈھوسر نے بیان کیا کہ میں نے ایک دن سوامی جی سے کہا کہ مہاراج ! برہم گائیتری کے بارہ میں پنڈت لوگ کہتے ہیں کہ سوائے برہمن کے کسی کو اِس کا ادھکار نہیں - اس میں آپ کی کیا رائے ہے - فرمایا برہمن - چھتری - ویش تینوں ورنوں کے واسطے گائیتری اور سندھیا کرنی لکھی ہے - اور ایک ہی گائیتری سب کے واسطے ہے - تم سیکھو ہم تمکو اُپدیش کرینگے چنانچہ سوامی جی نے ایک پُستک پنچ مہایگ ودھی بلا قیمت ہمکو دی اور برہم گائیتری یاد کرا دی - دوسرے روز جب مجھ سے سُنی تو میرا اُچارن ٹھیک نہیں تھا تب ایک گھنٹہ تک مجھے شُدہ اُچارن کرایا - جو اب تک یاد ہے - شہر کے برہمنوں نے مجھے کہا کہ یہ برہم گائیتری نہیں ہے تب میں نے جاکر سوامی جی کو کہا اور عرض کی کہ مہاراج آپ سے میں نے کوئی اور چیز نہیں مانگی تھی صرف برہم گائیتری سیکھنا چاہتا تھا آپ نے مجھے کیا سکھلا دیا کیونکہ پنڈت لوگ کہتے ہیں - کہ یہ برہم گائیتری نہیں تب سوامی جی نے ہنسکر کہا - کہ جو کوئی کہے یہ برہم گائیتری نہیں ہے - اُس سے کہنا کہ سوامی جی تمکو بلاتے ہیں وہاں چلو - دوسرے یہ کہ تم اُن کے روبرو پڑھو وہ پڑھنے سے ناراض ہوں گے - میں نے آکر ایسا ہی کہا - مگر کوئی بھی میرے ساتھ نہ گیا - ایک آدمی نے مُجھکو کہا تھا کہ اس کے پڑھنے سے پاپ ہوتا ہے - سوامی جی نے مجھے جواب دیا کہ جو پاپ ہو وہ مجھکو اور جو پُن ہے وہ تجھکو - یہاں کا کوئی پنڈت ان کے مقابلہ میں نہ آیا ؛

ایک سادھو نے کہا کہ میں برہم ہوں اول تو خاموش رہے - پھر کہا کہ ایشور نے سورج - چاند - زمین - وغیرہ کو بنایا تو ایک ہاتھ

ریواڑی کا حال

۲۴۔دسمبر ۱۸۷۸ء سے ۔۹۔جنوری ۱۸۷۹ء تک

راؤ جودھشٹر سنگھ خلف راؤ تلارام (جو پچاسی گاؤں کے زمیندار تھے)۔ دہلی کے دربار قیصری میں گئے تھے۔ وہاں ہی سوامی جی کا اشتہار دیکھ اُن سے ملنے گئے۔ درشن اور بات چیت کے بعد اُن سے پرارتھنا کی کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لاویں میں آپ کا اُپدیش سننا چاہتا ہوں راؤ صاحب کو ست دھرم کا زیادہ متلاشی دیکھ سوامی جی نے فرمایا کہ اگر ہم آپ کو قائم مزاج دیکھینگے تو ویدک دھرم کی سکشا ضرور دیں گے۔ بعد ازاں عرصہ تک باہمی خط و کتابت ہوتی رہی آخرالامر اُن کا حد سے زیادہ ست دھرم کی تلاش میں اصرار دیکھکر جے پور سے تار دیا کہ ہم ریواڑی آتے ہیں سواری اور مکان رہائش کی تجویز کر دیں۔ راؤ صاحب نے نلہ پوریوں کے باغ میں جو شہر سے آدھ میل جانب مشرق ہے۔ سوامی جی کے ٹھہرانے کی تجویز کی۔ بڑی خاطر و تواضع سے سوامی جی کو لائے چار آدمی سوامی جی کے ساتھ تھے۔

راؤ مان سنگھ رئیس ریواڑی نے بیان کیا کہ شہر اور ریلوے اسٹیشن کے رستہ میں جو ہمارے بزرگوں کی چھتریاں اور تالاب ہیں ان میں سوامی جی کے لکچر ہوتے رہے ہیں۔ جس کے پاس اب گرجا بن رہا ہے۔ مورتی کھنڈن مرتک شرادھ کھنڈن۔ گائتری اور وید کا ادھکار سب کو ہے۔ یہی دھرم بھاشا کا کھنڈن۔ برہما اور اس کا اپنی کنیا سے وبھچار اس کہانی کی معقولیت سے تردید کر کے اُس کا ست ارتھ بتلایا۔ پادریوں اور مسلمانوں کے بہشت کا کھنڈن کر کے ویدک مکتی کو پسند کیا۔ اور کہا کہ جیسے پورانک لوگ ہنڈی لکھا کرتے ہیں۔ ویسے ہی پادری بھی ہنڈی لکھا کرتے ہیں۔ گائتری کے ویاکھیان کے رو بر فرمایا تھا۔ کہ برہمن ہم پر ناراض ہونگے۔ اور دل میں کڑھتے ہونگے۔ کہ یہ سب کے روبرو گائتری پڑھتا ہے۔ مگر میں اُن کی بھلائی کے واسطے سناتا ہوں۔ پھر سب کے روبرو گائتری سُنائی۔ اور اس لکچر کے آرنبھ میں ملکہ کے اوتم راج کا دھنیواد دیا۔ کہ ہم اُس کی بدولت ست دھرم کا اپدیش کرتے ہیں۔ ورنہ ممکن نہیں تھا۔ کہ ہم اس طرح اپدیش کر سکتے۔ اور شرادھ میں مثال دی تھی۔ کہ اگر فی الحقیقت مرتک کو شرادھ پہونچتا ہے اور وہی چیز۔ تو جو لوگ گوشت خوری کے حامی ہیں۔ ان کے واسطے برہمنوں کو گوشت کھلانا چاہئے۔ مگر وہ نہیں کھاتے اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اپنے اعمال سے سورگ نرک ملتا ہے۔ مرتک شرادھ سے نہیں۔ گورکھشا پر بھی ویاکھیان دیا تھا۔ جس میں بالتفصیل اُسکے فوائد کا ذکر کیا تھا۔ نیوگ اور بیوہ ویواہ پر بھی ویاکھیان دیا تھا۔ کہ اس کے نہ ہونے سے زنا کی کثرت ہو رہی ہے۔

ایک دن راؤ صاحب مرحوم سوامی جی کو اپنے مکان رامپورہ میں (جو اُن کی دارالامارت ہے ریواڑی سے باہر بفاصلہ ایک میل)

ایک دن کسی آدمی نے سوامی جی سے اپنے منجملہ کتنے سوالوں کے یہ بھی سوال کیا کہ ماس کھانا اور شراب پینا درست ہے یا نہ۔ سوامی جی نے فرمایا کہ شراب پر کیا موقوف ہے۔ کسی پرکار بھی نشہ درست نہیں بلکہ حرام سمجھنا چاہیئے۔ رہا گوشت کی بابت وہ بغیر جیو ہنسیا کے مل نہیں سکتا۔ علاوہ ست شاستر اور وید وکت ریت سے ماس کھانا بھی درست نہیں۔ بلکہ پاپ ہے۔

چوتھے روز تین بجے ریلوے اسٹیشن پر آکر سید ماجے پور کا ٹکٹ لیا۔ یعنے ۱۴۔ دسمبر ۱۸۷۸ء کو نصیر آباد سے روانہ ہو کر سید ہامے پور کو تشریف لے گئے۔

پنڈت سکھدیو پرشاد جی نے کہا "جے پور کی بابت سنا کہ وہاں کے وزیر فتح سنگھ جی نے سوامی جی کی بڑی خاطر کی اور وہ آیا جایا بھی کرتے تھے اور سررشتہ تعلیم کے افسر بابو شری بلبھبھی سوامی جی کے ایدیش سنکر پکے معتقد ہو گئے۔ مہاراج کو کئی سمپر دائی لوگوں نے بہکا دیا تھا۔ مہاراج صاحب اگرچہ نہ آئے تھے۔ مگر سب طرح کی خاطر تواضع کا انتظام کر دیا تھا۔

یہاں دن چریا یہ تھی کہ سویرے چار بجے صبح اُٹھتے تھے۔ شوچ کر کے اور تھوڑی دیر ایکانت بیٹھکر دھیان کرتے تھے۔ پھر چار پانچ کوس بھرمن کو جنگل میں نکل جایا کرتے تھے۔ وہاں سے سات بجے کے بعد واپس آتے۔ اور پھر برہمانند کو کچھ لکھانے بیٹھتے تھے۔ اور گیارہ بجے کے قریب اشنان کر کے مرتکا بدن پر لگاتے تھے۔ اور پھر کوٹھڑی میں جاکر کچھ کثرت کرتے بارہ بجے یعنے صرف ایک ہی وقت کھانا کھاتے۔ شام کو دودھ پیتے تھے۔ اور تمباکو کبھی کبھی منہ میں لیتے تھے۔

ان کے چلے جانے کے بعد میں نے جابجا مورتی پوجکوں اور عیسائیوں سے ویدک دھرم کے مقابلہ میں مباحثے شروع کر دیئے اور مشن سکول کے دروازہ پر بھی کسی کسی عیسائی سے بحث مباحثے ہوتے رہے۔ کبھی کبھی بازار میں بھی بطور پرچ کے کھڑے ہو کر وعظ کیا کرتا۔ ایک دفعہ معہ چند طالب علموں کے جا رہا تھا۔ کہ اوپر ایک مکان پر ایک رام سنیہی سادھو بیٹھا تھا ایک لڑکے نے اُسکو دیکھکر نمستے کیا۔ دوسرا بول اٹھا کہ یہ نمستے کو نہیں سمجھتے۔ یہ تو رام رام جانتے ہیں۔ اسپر سادھو مذکور نے غصہ ہو کر کہا کہ تم لوگ اس طرف آؤ تم نے کیا کہا۔ ہم واپس آئے میں نے اُس سے کہا کہ تم یہ بتاؤ۔ کہ رام کو تم نام پرمیشور کا ہے آجتک جو تم نے مان رکھا ہے۔ یہ کس وید کا ہے۔ یا کس شاستر کے رو سے ہے۔ وہ کہنے لگا کہ ہاں رام نام ویدوں میں ہے ہم نے کہا۔ کہ کس وید کے کس ادھیا اور کس منتر میں۔ اُس کا جواب وہ بالکل نہ دے سکا اور گھبرا گیا۔

اور تب سب کو اس کا فایدہ معلوم ہوگا۔ الجملہ کہ پرمیشر نے اپنی نہایت مہربانی سے ایسی داتا گورنمنٹ ہم لوگوں کے سر پر مقرر فرمائی جسکے عہد میں ہر طور علوم مفید کی ترقی ہو رہی ہے۔ ایشور سے دست بدعا ہیں کہ اس گورنمنٹ کو تا دیر قایم رکھے۔

پنڈت سکھدیو پرشاد جی نے بیان کیا کہ جو وگیاپن اس روز لگایا تھا اسکا مضمون یہ تھا۔ کہ یہاں پر سوامی دیانند سرستی پدہارے ہیں۔ وہ سندھیا کے ۷ بجے سے کرنب اکرتب وشئے پر ویاکھیان دینگے۔ سب لوگ آنکر شرون کریں اشتہار میری طرف سے تھا میں نے اپنے طور سے دو پنڈتوں کو جو باشندہ پشکر اور سکول نصیر آباد میں پڑہاتے تھے ان کو اپنا مددگار ویاکھیان کے بندوبست کرنے میں بنالیا۔ چنانچہ سوبھارام جی کا مندر ویاکھیان کے لئے قرار پایا۔ یہ سب بات طے کر کے میں پانچ بجے کے بعد کرایہ کی بگھی لیکر سوامی جی کے لینے کو باغیچہ میں گیا۔ وہاں سے قریب سات بجے کے واپس آئے۔ اُن پنڈتوں نے مجھ سے اقرار کر لیا تھا۔ کہ تمہارے لوٹنے تک اچھی طرح لمپ دری وغیرہ کا بندوبست کر رکھینگے مگر جب ہم واپس لوٹے اور بگھی کو مندر کے دروازہ پر لیکر پہونچے تو دیکھا کہ وہاں مندر میں نہ چراغ ہے۔ اور نہ دری اور نہ کوئی آدمی نظر آیا۔ میں نے اُترکر دریافت کیا۔ تو ایک پوجاری کوٹھری سے بولا کہ یہاں کوئی بندوبست نہیں جب یہ حال سوامی جی کو معلوم ہوا۔ تو وہ کسیقدر بعد تبسم ہو کر فرمانے لگے۔ کہ یہ تم نے کیسا کچا بندوبست کیا۔ میں نے کہا کہ مہاراج میں لاچار ہوں جو میرے مددگار تھے۔ وہ کچے نکلے۔ خیر اب میں جلد دوسرا بندوبست کرتا ہوں چنانچہ میں پاپیادہ بگھی کے آگے آگے سوامی جی کو کلو مہاراج کی دوکان اور پولیس اسٹیشن کے پاس لے آیا۔ اور فوراً کلو مہاراج اور لالہ دینامل کوتوال کو سوامی جی کے آنے کی اطلاع دی وہ فوراً نکل آئے۔ اور کہا کہ سوامی جی کہاں ہیں۔ میں نے ان کو سوامی جی سے ملایا۔ اور سوامی جی کے روبرو ان کو میں نے یہ حال کہا۔ کہ اب ویاکھیان کے لئے کوئی مکان تجویز کرنا چاہیئے۔ کلو مہاراج نے بھی لالہ دینامل کو تحریک کی کہ مکان تلاش ضرور اور جلد کرو بازار میں گئے اور کوئی دس منٹ بعد واپس آکر کہا کہ چلو مکان سجا سجایا تیار ہے۔ چنانچہ اوسی وقت منالال جی کے مکان میں سوامی جی کو لے گئے۔ سوامی جی بیٹھے اور لوگ جوق در جوق آنے شروع ہوئے۔ مگر ان دو پنڈتوں یعنے گوکل چند و کالی داس نے شکل تک نہ دکھلائی۔ ویاکھیان شروع ہونے کو تھا۔ کہ مسمی منالال و ہیرالال سراوگیاں نے آکر سوالات کرنے شروع کئے۔ اس میں قریب پندرہ بیس منٹ گذر گئے۔ وہ دونوں سوامی جی کے جوابات سنکر خاموش ہو گئے۔ تب اول ویاکھیان شروع ہوا۔ اس روز ساٹھ ستر آدمی شریک تھے۔ نو بجے ویاکھیان ختم ہوا۔ اور سوامی جی اٹھکر بگھی میں بیٹھکر چلے گئے۔ انہیں دونوں سراوگیوں کے بہکاوٹ سے پانچ چار لڑکوں نے تالی پیٹنا اور شور و غل کرنا شروع کیا۔ تب میں نے بامداد لالہ دینامل جی اُنکو ڈرایا۔ جسپر وہ خاموش ہو گئے۔ اور سوامی جی قریب دس بجے کے اپنی فرودگاہ پر پہونچے۔ دوسرے روز اور تیسرے روز بھی اسی مضمون پر ویاکھیان ہوتے رہے۔ پھر کوئی شور و شر نہ ہوا۔ اور کسی نے سوال یا شنکا نہ کی دوسرے روز ایکسو پچاس اور تیسرے روز قریب دوسو کے آدمی تھے۔ سامنے پادری صاحبان کے چیلے چانٹے تھے۔ ویاکھیانوں کو سنکر کوئی بھی ترک بادہیں کرتا تھا۔ بلکہ یہی کہتے تھے۔ کہ سوامی جی کا ویاکھیان بہت عمدہ ہے۔ بہت اچھا ہے باغیچہ میں بھی مختلف لوگ اُستر پرشن کرنے آتے تھے۔ سوامی جی نے یہ کہدیا تھا۔ کہ جس کسیکو شنکا سمادھان کرنا ہو وہ وہاں دن کو آوے۔ چنانچہ کئی لوگ گئے۔ اور شکوک رفع کرتے رہے

چنانچہ وہ اخیر نومبر ۷۸ء یعنے شروع مگھر سسوده سے پدھارے - میں اسوقت مشن سکول نصیر آباد میں ماسٹر تھا - ان دنوں سوامی جی مسوده میں ۱۰ - یوم رہے تھے - راؤ صاحب مسوده کی رتھ میں بیٹھ کر سوامی جی نصیر آباد آئے - دو سوار اُن کی اردل میں تھے - منشی برہمانند ہمراہ تھے - اُن کے کہنے کے مطابق آبادی سے باہر ایک میل پورب کی طرف بھونا کھیڑی کے مشہور باغیچہ میں جو اُسوقت کلّو مہاراج کے قبضہ میں تھا - وہاں جا کر ٹھہرا دیا - دوسرے روز صبح ہوتے ہی ویاکھیان کی تجویز کی گئی - برہمانند نے مجھے مضمون وگیاپن کا بنا دیا - اس کے کئی ایک پرتی طالب علموں سے کروا کر دس جگہ چسپاں کر دئے اور خاص خاص لوگوں کو بھی دیدی - اس وگیاپن کا مضمون یہ تھا ؏

اسوقت نصیر آباد کا کچھ حال اُسی وقت سے پنڈت سکھدیو پرشاد جی نے لکھکر رکھا ہوا تھا - وہ کاغذ دیدیا جس کی نقل مندرجہ ذیل ہے اوم تت ست - واقعہ ۱۰ - دسمبر ۷۸ء بروز سہ شنبہ کو ۴ بجے دن کے شریمت پنڈت سوامی دیانند سرستی جی مہاراج مقام راجدھانی مسوده سے دو گھوڑوں کی بگھی میں اس مقام چھاونی نصیر آباد میں تشریف لائے - تاریخ ۱۱ - ۱۲ و ۱۳ - ماہ مذکور سنہ صدر تین روز تک از روئے وید انسان کے افعال کی بابت لکچر دئے - تجربہ سے ثابت ہوا کہ وید کی تعلیم ہر ملت و مذاہب مروجہ کے لوگوں کو کسیقدر سخت معلوم ہوئی ہے - الحق راست تعلیم اول اول ہر زمانہ اور ہر ملک میں انسان کے دل میں کچھ نہ کچھ صدمہ پہونچاتی ہے گو کہ بعدہٗ فوائد دارین دیتی ہے - منجملہ دیگر برہمنوں کے جین مت والوں کو جو کہ بدھ مذہب کی ایک شاخ بڑا استبدل پاکر اپنا گروہ اس آریہ ورت میں قائم ہو گیا ہے - اُن کو کچھ زیادہ بہ نسبت دیگران ناگوار معلوم ہوتی ہے - مگر جب وے البشر پریرنا سے وید اور اس کے احکام یا شاستری کتب کو دیکھیں گے - خواہ بگوش ہوش سنینگے تب اُنکو خاطر خواہ معلوم ہو جائیگا کہ بلاشک وید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ساری بھلائی اور فوائد دارین کا اصل اصول ہے - آمین - اگرچہ یہاں پر لکچر تھوڑے ہوئے تاہم لوگوں کے کان کھل گئے اور اونگتے ہوئے چونک پڑے جو کچھ سچائی وید کی ہر ایک لفظ سے ٹپکتی ہے - اس کے واسطے دلیل کی احتیاج نہیں ہے - بقولیکہ مشک کی تعریف کی حاجت نہیں عطار کو - اگرچہ اس پرچہ کے ذریعے سے آریہ ورت اور دیگر ولایتوں کے سب دانا لوگوں کے پیش نظر یہ ذکر پہونچے گا مگر تو بھی شنیدہ کے بود مانند دیدہ - اتنا یقین ہے - کہ مثل ہم لوگوں کے آجتک شائد کہ بڑے بڑے - بی اے - اور ایم اے - وغیرہ درجوں کے پاس گئے انہوں نے اس طرز سے وید کا سچا ارتھ یعنے مشرح نہیں سنا ہو گا جیسا کہ یہ لاثانی اور اپنے زمانہ کا یکتا گرو سناتا ہے - گیان و عقل کی دولت یا فنوں کو یہ بڑا بھاری موقعہ اس گورو کے تحصیل سے بیوپار کر کے اپنی مذکوره دولت کو ترقی دینے کا آگیا ہے - گم گشتگان کے لئے سوامی جی ممدوح نے روشنی پھیلانا شروع کی ہے - بشرطیکہ ہم لوگ آریہ ورت ماشی تجاہل اور کاہلی کو بالائے طاق رکھکر سنیں - اور وید پستکوں کو دیکھنے میں سرگرمی کریں - بھلا کبھی یہ بھی سنا ہے - کہ بغیر کان کو کھود دینے کے ہیرا کسیکو ملا ہے - پیشتر ازیں قریب دو ہفتہ کے مقام اجمیر میں بھی انہوں نے دس گیارہ لکچر متعدد مضامین کے از روئے وید دئے تھے - اس سے یہ فائدہ عوام کو ہوا کہ ہر کہ و مہ متلاشی ویدک کتابوں کا ہونے لگا ہے - بلکہ اکثروں نے وہاں پر منگائی ہیں - یہاں پر یعنے نصیر آباد میں تو ابھی ایک ہی شخص کے پاس آئی ہیں انشوٗ سے امید ہے - کہ اور لوگ بھی طلب کرینگے

آئیگا۔ کہ خود خدا نے انسان کے لئے بُرائی پیدا کی تو پھر اب بُرائی کی سزا کیوں ہے ÷

ان سوالوں کے جواب سوامی جی مہاراج نے کئی طرح پر دیر تک دئے۔ چنانچہ سوال نمبر ا۔ وہ کا جواب ایسا معقول تھا کہ میری تسکین ہوگئی تھی اور ۳ و ۲ کی نسبت پھر وعدہ فرمایا تھا اسی روز شام کو سوامی جی نے اوپدیش دیا۔ اجمیر کے بیشمار خاص وعام تھے۔ چونکہ اوپدیش کرنے میں ہر دو چار فقرہ کہنے کے بعد گلاس میں سے پانی کے گھونٹ لیتے تھے۔ دوسرے دن میں نے اُسکی نسبت بھی آپ سے عرض کیا کہ یہ طریقہ تو انگریزیا وریوں کا ہے۔ آپ کیوں کرتے ہیں فرمایا کہ یہ ایک حکمت سے متعلق امر ہے۔ انسان کمزور ہے کہتے کہتے جوش طبیعت پر آجاتا ہے پانی کے گھونٹ لینے سے وہ فرو ہو جاتا ہے۔ اس میں کیا بُرائی ہے ÷

اوسی روز سوامی جی مہاراج سے گورکھشا کی بابت دیر تک مجھ سے باتیں ہوئیں چونکہ میرے خیالات قدیم ہی سے گئو ہتیا کے خلاف ہیں میں نے متواتر مضامین اور خاص رسالہ میں یہ بات بخوبی ثابت کر دی ہے۔ کہ ہندوستان جیسے ملک میں گئو مارنا بالکل حماقت اور نادانی ہے اور یہ کہ گائے کے مارنے میں مسلمانی نہیں دھری ہوئی ہے۔ لہذا سوامی جی مجھ سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آج سے ہم تم کو اپنے ارادوں کا ایک ستون سمجھتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ تم جو رسالہ گئو رکھشا کے بارہ میں لکھو اوس کی ایک نقل ہمکو بھی دکھلانا اس وقت ایک تصویر بھی سوامی جی نے اپنی عنایت فرمائی ÷

اس کے بعد جب سوامی جی اودے پور گئے تب بھی ملاقات ہوئی جودھپور گئے تب بھی ہوئی تھی میرے خیال میں سوامی جی مہاراج ایک بزرگ شخص تھے اور ان کے مرنے سے ہندوستان کو بہت بڑا صدمہ پہونچا ÷

دستخط
مراد علی

نصیر آباد چھاونی

۱۰- دسمبر ۱۸۷۸ء مطابق پوہ بدی پڑوا سمبت ۱۹۳۵ لغایت ۱۴- دسمبر ۱۸۷۸ء مطابق پوہ بدی ۵ سمبت ۱۹۳۵

پنڈت سکھدیو پرشاد جی ماسٹر نارمل سکول اجمیر نے بیان کیا۔ کہ اخیر ماہ نومبر ۱۸۷۸ء میں میں نے سنا کہ سوامی جی مسوده میں براجمان ہیں۔ میں نے ایک نویدن پتر اُن کی سیوا میں اس مضمون کا بھیجا کہ چھاونی نصیر آباد میں بھی تشریف لاویں اور یہاں ست دھرم کا اپدیش کریں تاکہ یہاں کی بھی کچھ اوِدیا دور ہو چنانچہ ۱۰- دسمبر ۱۸۷۸ء کے قریب وہ مسوده سے تشریف لائے۔ میں نے جو چٹھی ناگری میں لکھی تھی۔ اس میں یہ دوہا بھی لکھا۔

دوہا۔ منگل روپ ہوئے بن تب سے کین نواس رہاں پت جب سے

مطلب یہ تھا کہ جب آپ یہاں آویں اور آپ کے ست اپدیش سے یہاں ست دھرم کا پرچار پھیلے تب میں خوش ہو کر یہ دوہا پڑھونگا

اور پھر وہ کس طرح موجودہ حالت کو پہونچ گئے اور اب پھر کس طرح سُدھر سکتے ہیں۔ بگڑنے کے خاصکر دو سبب بتلائے کہ ان کے پاس دولت لاانتہا ہو گئی تھی اور اسی سبب سے عیش میں آگئے دنیا بھر میں کوئی جیت نہ سکتا تھا۔ اس لئے ظلم کرنے لگے۔ اور ظلم کرنے سے سلطنت میں زوال آیا۔ اور اس بربادی کا سبب مہابھارت کی مشہور لڑائی بھی ہوئی اب انکی درستی سماج وغیرہ کرنے سے ہو سکتی ہے۔ آج دس بجے مکان پر آیا یہ لکچر سوامی جی کا آخری ہے ؛

۲۸۔ نومبر ۱۸۷۸ء۔ روز پنجشنبہ آج شام کو اس مکان میں گیا جہاں سوامی جی صاحب لکچر دیا کرتے تھے آج پادری گرے صاحب سے بحث تھی یعنی سوامی جی نے کچھ سوال بابت انجیل و توریت وغیرہ کے کئے ہیں ان کا جواب پادری صاحب دینگے۔ سوائے اسکے اور کچھ نہ ہوگا۔ تین شخص بابو رام ناتھ ہیڈ ماسٹر راجپوت سکول جے پور۔ بابو چند و لال وکیل گوڑگانوہ۔ حافظ محمد حسین صاحب داروغہ چونگی اجمیر لکھنے کے واسطے بیٹھے اور حرف بحرف لکھا جاتا تھا۔ مگر افسوس کہ پادری صاحب نے یہ کہا کہ کسی بات میں دو سے زیادہ سوامی جی اعتراض نہ کریں اس بات سے کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ صرف دو سوالوں کا جواب ہوا۔ نو بجے تک رہا مگر کچھ نہ ہوا۔ بات ادھوری سی رہی اور پادری صاحب نے کہا کہ اگر سوامی جی زبانی سوال و جواب کریں تو میں تیار ہوں سوامی جی نے زبانی سوال و جواب کو محض تضیع اوقات سمجھ کر انکار کیا ؛

مولوی محمد مراد علی صاحب پروپرائٹر راجپوتانہ گزٹ اجمیر نے سوامی جی کی ملاقات کا حال اسطرح لکھ کر دیا کہ مجھے سری مہاراج سوامی جی جگت تارک سے پانچ مرتبہ نیاز حاصل ہوا ہے۔ اول دفعہ ۱۸۷۸ء میں جبکہ منشی امین چند صاحب سردار سابق جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر نے مہاراج ممدوح کو یہاں بلایا تھا جس روز رات کو سیٹھ گجمل لونتھ کی حویلی واقعہ چوک کڑک کا میں جناب ممدوح نے اوپدیش دیا۔ اس روز اول تو قریب دو بجے دن کے ملاقات ہوئی تھی۔ چونکہ سوامی جی مہاراج کا شہرہ تمام ملک میں پھیل رہا تھا۔ اور یہاں آپ اول ہی مرتبہ تشریف لائے تھے اس لئے میں ایک سوالی کی صورت میں آپکی خدمت میں گیا۔ میرے ساتھ ایک خادم اور ایک ہندو جو دیوان بوٹا سنگھ کے ہاں کمپاؤنڈر تھا گئے۔ اور بیٹھتے ہی مہاراج سے میں نے یہ سوالات کئے ؛

(۱) روح کیا چیز ہے۔ (۲) بعد فنا ہونے شریر کے اکثر مذاہب انسان کو بشرط نیکی موکش یا نجات پانا تسلیم کرتے ہیں دراصل وہ موکش کس چیز کا نام ہے ؛

(۳) بار بار جنم لینے کی کیا علت ہے۔ اگر اس قول پر عمل کیا جائے کہ گناہ کرنے سے آدمی بار بار جنم لینے کا مستحق ہوتا ہے۔ تو میرے خیال میں انسانی صفت کا خاصہ یہی ہے۔ کہ وہ گیان جب تک حاصل نہو ضرور گناہوں کا مرتکب ہوا کرتا ہے۔ اس صورت میں پایا جاتا ہے کہ خود خدا ہی کی مرضی سے آدمی بار بار جنم لینے کا مستوجب ٹھیرتا ہے اگر خدا کی مرضی نہو تو انسان ماں کے پیٹ ہی سے ایسا پیدا ہو اور پاکیزگی بسر کرسکے تا کہ گناہ کا مرتکب بھی نہو۔

(۴) برائی خواہ شیطان سے خواہ خدا سے پیدا ہوئی ہے یا اپنی ہی مرضی سے۔ اگر اپنی مرضی سے پیدا ہوئی تو معلوم ہوا کہ خدا کے سوائے بھی کوئی مادہ برائی خواہ بھلائی کا ایسا ہے جو خود ہی پیدا ہونیکی طاقت رکھتا ہے۔ خدا کے بس کا نہیں اور جو خدا ہی نے اس برائی کو پیدا کیا تو معلوم ہوا کہ برائی کا بانی بھی پرمیشر ہے اور چونکہ اُس کی پیدا کی ہوئی کوئی چیز عمدگی سے خالی نہیں اور نہ ناکارہ اس لئے اس سے یہ لازم

میں جواب دونگا۔ جس پر اُس نے کہا کہ میں آپ سے بحث کرنا چاہتا ہوں مگر اُدھر سے وہی بات ٹھیک جانی گئی اور صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر بہادر جو پنڈت بھاگ رام صاحب ہیں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ بس صاحب بس۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

۱۵۔ نومبر ۷۸ء روز جمعہ۔ دو بجے دن کے رام پرشاد کے باغ میں گیا کہ جہاں سوامی صاحب موصوف اُترے ہیں سوامی جی کی عمر پچاس برس کی ہوگی ایک لنگوٹ باندھے ہوئے اور اُسپر ایک دہوتی لپٹی ہوئی اور ایک باناتی کوٹ اودے رنگ کا ویسا ہی ٹوپ اور ایک برانڈی یعنے دُہوسہ کہ جس کے نیچے بانات لگی ہوئی تھی اوڑھے ہوئے لیٹ رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ آپ کو دست لگ رہے ہیں۔ مگر اس حالت میں بھی بہ سبب سادہن برہمچریہ آشرم کے یہ حال تھا کہ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوتا کہ یہ بیمار ہیں۔ بدن میں ٹھیک ٹھیک۔ اور قد میں لمبے ہیں۔ اور آواز کے زور سے بولتے ہیں۔ سرہانے پر دو تکیہ تھے۔ اور ایک رومال میں کئی نالی بندھ رہی تھیں۔ کچھ اِدھر اُدھر کی باتیں ہو رہی تھیں۔ آپ کے ساتھ پانچ آدمی ہیں وہاں سے شام تک واپس مکان پر آیا۔ حویلی ند کو رمیں لکچر سُننے گیا۔ آج میں ذرا دیر سے گیا تھا۔ اور کل کا باقی ماندہ لکچر درباب پرمیشر کے جو کچھ کہا وہ میں نے نہ سُنا جب میں پہونچا تو درباب وید مقدس کے لکچر شروع ہوا۔ اول تمہید اُٹھائی۔ کہ الیشر کی طرف سے ایک کتاب کا آنا ضروری ہے۔ پھر یہ ظاہر کیا کہ اُس میں کیا کیا وصف چاہئے۔ اونمیں سے ایک ہی کہا تھا۔ کہ نو بجگئے۔ باقی اگلے روز پر چھوڑا۔ واضح ہو کہ یہ دلایل قریب قریب وید بھاشیہ میں آگئے ہیں۔ کل لکچر نہ ہوگا کل لوگ آرام کریں۔

۱۷۔ نومبر ۷۸ء روز یکشنبہ۔ آج لکچر سننے سات بجے گیا۔ آج وید میں مختلف ودیا بتلائیں۔ اور ساونتری اور اہلیا کی کتھا سنائی نو بجے واپس آیا۔

۱۸۔ نومبر ۷۸ء دوشنبہ۔ آج لکچر شام کے چھ بجے سے ہی شروع ہوا۔ کچھ وید ودیا کا بیان ہوا۔ اور کچھ سوالات دربارہ توریت وانجیل و قرآن کے سنائے۔ جسپر گریصاحب پادری نے کہا کہ ہمارے پاس ان سوالوں کو بھیجدو۔ تو ہم ان کا جواب دیں۔ وہاں سے آٹھ بجے اُٹھے۔ رام پرشاد کے باغ میں گئے۔ وہاں سوامی جی صاحب سے کچھ بات چیت ہوئی۔ وہاں سے نو بجے واپس آیا۔

۲۲۔ نومبر ۷۸ء جمعہ شام کو لکچر میں گیا آج کچھ ستی ہونے کا ذکر کیا اسکو خلاف دھرم بتلایا اور پھر غیر ملکوں میں آنے جانیکا ذکر کیا۔ اس کی مثالیں بھی دیں۔ (جیسے سکھدیو جی اور ارجن اور کرشن وغیرہ کا جانا) اور کچھ ملکوں کے نام بھی بتلائے۔ پھر یہ کہا بھائی کسی علم کے واسطے جاؤ۔ لیکن اپنی اچھی اچھی رسموں کو مت چھوڑو۔ اس کی مثالیں بھی دیں۔ پھر دو تین اور مثالیں دیں۔ پھر جوئے کا ذکر کیا۔ اور جنگ کے وقت آس کا نشیدہ کیا لیکن یہ نہیں کہا کہ چوکا مت لگاؤ۔ پھر جنم مرن کا بیان شروع کیا اس میں یہ بتلایا کہ جنم کیا ہے اور مرن کیا ہے۔ باقی کل ہوگا۔ نو بجے واپس آیا۔

۲۳۔ نومبر ۷۸ء روز سنیچر رات کو لکچر میں گیا۔ جنم مرن کا بیان اُس میں تناسخ کے ثبوت بیان کئے۔ اور گڑر پران وغیرہ واہیات کا نشیدہ کیا نو بجے واپس آیا۔

۲۵۔ نومبر ۷۸ء روز دوشنبہ آج شام کو لکچر میں گیا۔ آج یہ ذکر کیا کہ پہلے آریوں میں ترقی کسطرح اور کس چیز کے سبب سے تھی

سمجھ کر لو کہ ہم اتنے دنوں میں ان کو بلاویںگے جو اس پرکار کا پھر پربندھ نکروگے تو ہمارا ٹھہرنا نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہم کو آگے کی یاترا کرنی ہے۔ مسلمانوں نے اس بات کو منظور نہ کیا پیچھے سے مولوی محمد قاسم کے ایک شِشیہ کو سوامی جی کے مکان پر لیکر آئے اور کہنے لگے کہ آپ ان سے شاستر ارتھ کرو سوامی جی نے کہا کہ ہمارا ان سے شاستر ارتھ نہیں ہو سکتا۔ انکے گورو کو بلاؤ اُن سے کرینگے ایسے تو بہت سے ودیارتھی ہیں اُن سے ہم شاستر ارتھ نہیں کر سکتے ہاں جو انگی ہار جیت سے مولوی محمد قاسم کی ہار جیت سمجھی جائیگی تو پھر ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں نے کہا ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ اُس سمے وہاں پنڈت بھاگ رام جی اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر اجمیر بھی موجود تھے انہوں نے مولویصاحب کے شِشیہ سے کہا۔ کہ مولوی صاحب کو بلاؤ گے۔ تب تو سوامی جی کا شاستر ارتھ ہوگا نہیں تو تم کرنا چاہو تو مجھ سے کرو۔ تم مولویصاحب کے شِشیہ اور میں سوامی جی کا مسلمانوں کو یہ بھی سویکار نہ ہوا۔ ایسے ہی گال بجا کر بیٹھ رہے کچھ کیا نہ کرایا اسی پرکار پوپ یوں نے اپنی رُو کے گیت گائے۔ پرنتو شاستر ارتھ کرنے کی ہمت کسی کو نہ ہوئی۔

ندان۔ سوامی جی تئیس چوبیس دن اجمیر میں رہکر مسودہ کو پدھارے۔

(از بھارت سدھنا پرورتک نمبر ۲۶ صفحہ ۱۰-۱۲)

بابت جون سنہ ۱۸۸۲ع

اجمیر کا حال

منقول از روزنامچہ لالہ شیو پرشاد جی کائستھ ولد لالہ گنیشی لال تحصیلدار ضلع اجمیر

۷۔ نومبر سنہ ۱۸۷۸ع مطابق کارتک سدی ۱۳ سمت ۱۹۳۵ سے یکم دسمبر سنہ ۱۸۷۸ع مطابق مگھر سدی سمت ۱۹۳۵ تک

۷ نومبر سنہ ۷۸ع روز پنجشنبہ ۹ بجے دن کے میں ریل پر گیا۔ کیونکہ سوامی دیانند سرستی جی آنیوالے تھے۔ تین بجے کی ریل میں آگئے مگر مجھکو درشن نہ ہوئے۔ میں دوسری طرف کھڑا رہا۔ وہ بابو بھگت سنگھ صاحب کی بگی میں سوار ہو کر چلے آئے۔"

۱۴۔ نومبر سنہ ۷۸ع۔ روز پنجشنبہ شام کو لڑکا کے چوک میں ایک مکان میں گیا۔ کہ جہاں سوامی دیانند سرستی جیو نے پرمیشر کی ایکتائی اور وجود پر لکچر دیا وہ لکچر سات بجے سے نو بجے تک ہوا۔ اس لکچر میں قریب قریب وہی بیان تھا۔ جو ویدبھاشیہ کے دیباچہ میں اس بیان میں لکھا گیا۔ ہاں اس لکچر میں ناستکوں کا کھنڈن ذرا اچھا کیا۔ نہایت فصاحت اور پوری آواز کے ساتھ لکچر دیا گیا۔ ایک سراوگی بنام دھنامل بعد ختم ہونے لکچر کے آیا اور اس نے بیان کیا کہ میں کچھ سوال جواب کیا چاہتا ہوں اور اگر اس میں میں ہاروں تو میں سوامی جی صاحب کی باتیں مان لوں اور جو سوامی صاحب ہار جاویں تو وہ جین دھرم مان لیں جس پر سوامی جی نے فرمایا کیونکہ مجھکو فرصت کم ہے۔ اول تم بابو الیشر داس صاحب سے نپٹ لو اور اگر وہاں تمہارے سوالوں کے جواب نہ ملیں تو پھر

ٹھاکر - د دیار تھی - سادھو اور منشی سمرتھ دان اکتر ہوئے - تب پور یوکت بات نشچے کرنے کے لئے ہم نے سوامی جی مہاراج سے پوچھا کہ مہاراج یہاں کئی سادھو آئے ہیں - وے منتھ ارتھات منش آدمی مارنے کا منتر چلا کر اپنی منتر شکتی دکھلانا چاہتے ہیں سو آپکی آگیا ہو تو ہم انکو پریکھشارتھ آپ کے سامنے لاویں سوامی جی نے آگیا دی - کہ جاؤ لیتے آؤ - ہم تو تم لوگوں کو نشچے کرانے کے لئے ایسی باتوں میں انتاہ پوربک تت پر ہوا کرتے ہیں - ہم نے پوچھا کہ آپ پریکشا کس پرکار لینگے - تب سوامی جی نے کہا کہ ہم ہوادار شیشے میں ایک مکھی کو بند کر دینگے - اور اس شیشے کو اپنے پاس رکھیں گے - اور ان سے کہیں گے - کہ لو بھائی اس مکھی کو تم منتروں سے مارو - اور جو وے منش پر ہی منتر چلانا چاہینگے - تو میں کہونگا - کہ میرے پر چلاؤ - ہم نے اس ٹھاکر اور ودیارتھیوں کو سادھوؤں کے بلانے کو بھیجا انہوں نے جا کر کہا کہ آپ سوامی جی کو منتر شکتی دکھانیکے لئے کہا کرتے تھے - سوامی جی یہاں پدھارے ہیں - اور آپ کو اسی کاریہ کے نمت بلاتے ہیں - سادھو کر دوہنت ہو کہنے لگے - کہ چلو چلو یہاں کہاں منتر رکھے ہیں - کیا ایسے منتر دکھلائے جاتے ہیں الغرض اسی پرکار کرودھ اگن سے لال ہو گئے - سب پیچھے آکر کہنے لگے - کہ وہاں تو یہ دشا ہوئی - سوامی جی نے کہا کہ بھائی تم لوگوں کو بہکانے کے لئے یہ پرپنچ کیا تھا - پرنتو ہمارا آنا ہو گیا - اس سے قلعی کھل گئی - تم لوگ دھوکھا کھا جاتے - پرنتو ہم تو ایسے بہت لوگوں سے مل چکے ہیں جہاں جاتے ہیں - وہاں اسی پرکار کے جال رکھے ہوئے دیکھتے ہیں -

اسی پرکار انیک واد وواد کرتے کرتے پانچ چھ دن تک پشکر میں رہے - پھر پیچھے اجمیر میں آکر سیٹھ رام پرشاد کے باغ میں ٹھیرے تھوڑے دن کے پیچھے گج مل جی کی حویلی میں - ایشیر ستی یا دن - وید - ورن آشرم - نیوگ - پرویش گمن آگمن - بھکش ابھکش ابتادی وشیوں پر ویاکھیان ہونے لگے - ویاکھیانوں کا ورگیا پن بھی انگریزی - اردو - آریہ بھاشا تینوں میں دیدیا گیا تھا - اس کارن سے ویاکھیان سننے کے لئے راؤ صاحب سودہ سردار بہادر سنگہ - منشی امین چند جی جج - پنڈت بھاگ رام جی - سردار بھگت سنگہ جی اور سیٹھ ساہوکار آدمی کیشٹ پرش آتے تھے اور سادھارن لوگ دو سو سے لیکر چار سو تک آتے تھے جو جو لوگ ویاکھیان سننے جاتے وے اپنے اپنے استھانوں پر آریہ لوگوں کو - نایا کرتے تھے -

بھارت سودشا پرورتک نمبر ۴۳ سنہ ۱۸۸۲ء

حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک ویاکھیان ہوتے رہے - اجمیر میں آپ ہی چرچا رہا - وید آدی وشے پر جس دن ویاکھیان تھا اس دن اجمیر کے بڑے پادری گرے صاحب مشن ہاسپٹل کے ڈاکٹر ہس بینڈ Husband بھی آئے تھے - ویاکھیان ہو چکنے پیچھے پادری صاحب اور سوامی جی کا شاستر ارتھ ہونے کی بات چیت ہوئی - پھر جب ویاکھیان ہو چکی پیچھے شاستر ارتھ ہوا - مفصل ضمیمہ میں موجود ہے

از آریہ درپن ماہ جون سنہ ۱۸۸۰ء

پادری صاحب نے تو شاستر ارتھ کیا - اور اسی پرکار مسلمان اور پوپ لوگوں نے بھی کئی پرکار کی لیلا پھیلائی - پہلے تو شہر کے کئی مولوی کہتے پھرے کہ ہم شاستر ارتھ کرینگے - پیچھے پادری صاحب کی دشا دیکھکر ڈر گئے - او کہنے لگے کہ مولوی محمد قاسم صاحب کو بلا دیں گے - ان سے شاستر ارتھ کرنا ہوگا - سوامی جی نے کہا - کہ انکو تم لوگ بلانا چاہتے ہو - تو تار دیدو اور ہم سے شاستر ارتھ کے

سوامی جی کا پشکر پر پرچار کرنا

کارتک شکل پورنما کو پشکر کا میلہ تھا اس لئے سوامی جی کی آگیا انوسار ان کے پشکر پدھارنے کی تیاری کر رکھی تھی اسی دن سوامی جی پشکر کو پدھارے وہاں جا کر مہاراجہ جودھپور کے گھاٹ پر جو ناتھ جی کے دریچے کے نام سے مشہور ہے اور پہلے سے ہی سوامی جی کے قیام کے واسطے خالی رکھا گیا تھا۔ ٹھہرے۔ دوسرے دن تمام میلہ میں مندرجہ ذیل وگیاپن چسپاں کئے گئے۔

وگیاپن پتر

سب سجن لوگوں کو ودت ہو کہ پنڈت سوامی دیانند سرستی جی مہاراج سمت ۱۹۳۵ کارتک شکل ۱۳ گوروار کو پشکر میں آ کر ناتھ جی کے دریچے ارتھات جودھپور کے گھاٹ پر ٹھہرے ہیں جس سجن کو سناتن ویدوکت دھرم وشئے میں کہنا واسننا ہووے ست پرشوں ادکنت استھان میں جا کر اور سماگم کر کے سبھتیا اور برہتی پوپک ویدا اور پراچین شاستروں کے وشئے میں سنبھاشن کریں سب منشوں کو اتینت اوشیک ہے کہ اتی پرشارتھ سے ستیاست کا نرنے کر کے اُس سے سب منشوں کو جان کار کریں کیونکہ یہ منش جنم اتی درلبھ دھرم کے سیونے ادھرم کے چھوڑنے پرماتما کی بھگتی اور پرمانند بھوگنے کے لئے ہے۔ اس لئے جو شبھ کام کل کرنا ہو آج ہی کریں جس سے سب سمے منگل کاری بنا رہے۔

(از سودشا پرورتک نمبر ۱۳ صفحہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء)

اس وگیاپن کے دیکھنے سے کیا سادھو اور کیا گرہست پرایا سب لوگ آتے رہے۔ سب نے اپنی بدھیوں کے انوسار پوچھ پاچھ کر کے سنشے نوارن کئے۔ کتنے پوپ جی آئے سو وہاں جو پرشن کیا۔ اوس کا پرمان پوربک اُتر پایا۔ پرنتو آگے میلہ میں جا کر لوگوں کو الٹا سودھا سمجھایا تھا کیونکہ انکی تو یہ پرکرتی (عادت) ہی ہے۔

شری سنت راؤ صاحب بہادر سنگھ جی والئی مسودہ پرتھم درشن کو وہاں ہی پدھارے۔ اور اسی پرکار سب لوگ آتے رہے۔ وہاں پشکر میں منتر جپنے والے کئی سادھو بھی آتے تھے اُن کا برتانت بھی کچھ سُنئے کہ اجمیر کے پاس ایک گاؤں میں بام مارگی سادھو رہتے تھے وے منتر جنتروں کے نام سے پرسدھ ہوئے تھے۔

اُس گرام کے ودیارتھی اجمیر کالج میں پڑھتے تھے۔ انہوں نے ان سادھوؤں سے کہا کہ تمہارے منتر آدی سب جھوٹے ہیں تب سادھوؤں نے کہا کہ ہم منتروں کی شکتی دکھلا سکتے ہیں لڑکوں نے اوسی سمے دیکھنا چاہا۔ تب سادھوؤں نے کہا کہ تمہارا گورو کون ہے اُتر دیا کہ سوامی دیانند سرستی جی۔ سادھو بولے بس ہم اوسی کو دکھلاویں گے۔ جب وہ آوے تب اُس سے ہمیں ملانا! الغرض وہاں کے ٹھاکر کے سامنے لڑکوں نے سادھوؤں سے یہ پرتگیا کروالی۔ کہ ہم سوامی جی کو منتر شکتی دکھلا دینگے۔ اس سمے پشکر میں سوامی جی۔ وہ

اجمیر۔ سوامی جی مہاراج۔ ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۷۸ء ۔بڑا افسوس ہے کہ ہم نے یہاں پر تجویز آپکے آنے کی کی تھی اور سمرتھ دان جی نے بھی بہت کوشش کری۔ لیکن چندہ لکھا تو گیا وصول ہونیکی امید نہیں ہے۔ سو پھاگن تاہیں ضروری بندوبست پکا ہو جاویگا۔ سمرتھ دان آپ کو یہ خبر نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن کوشش کر رہے ہیں سو آدمی سب سمرتھ دان سے ناراض ہو گئے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں۔ اب سمرتھ دان چھپاتے ہیں۔ کہ آپ کو پہلے لکھدیا سو اب آپ رنجیدہ نہ ہوں پھاگن میں سب کام پکا رکھیں گے۔ تب آپ انوگرہ کر کے ہماری ابھلاشا کو ترپت کرنا یہاں آریہ سماج جاری کرنے کا وچار ہے۔

آپکا داس جگل بہاری شرما کالج اجمیر

تب سوامی جی نے سمرتھ دان کو پتر لکھا۔ "بابو سمرتھ دان جی انند سے رہو۔ ودت ہووے۔ کہ آج جگل بہاری شرما کی ایک چٹھی آئی جس سے جانا گیا۔ کہ وہاں چندہ کا کچھ پربندھ نہیں ہوا ہے۔ سو تم کچھ چنتا مت کرو اب ملنا نہ ہو تو پھر کبھی ملیں گے اور کچھ افسوس مت سمجھو ہم تمہارے پریم کو خوب جانتے ہیں۔ اور کچھ شنکا کی بات نہیں ہے۔ یہاں پر بھی آنند پوربک ویاکھیان ہو رہا ہے اور سب پرکار سے کشل ہے ہم بہت آنند ہیں"۔

ہستاکھشر دیانند سرستی۔ دہلی۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۷۸ء

یہ خط سوامی جی کو جب اجمیر سے آیا۔ تب جانا گیا کہ یہ کسی پوپ کی کرپا ہے۔ تب سوامی جی کو ایک مفصل خط لکھا گیا کہ وہ جگل بہاری شرما کے نام سے پتر کسی نے جھوٹھا لکھ بھیجا ہے۔ یہاں سب تیاریاں کر لی ہیں۔ آپ پدھارو اس پتر کے پہونچنے سے سوامی جی کا پتر ۲۸۔ اکتوبر ۱۸۷۸ء کا لکھا آیا۔ کہ ہم اجمیر اوشیہ آوینگے یہاں ہم نے سمجھ لیا ہے۔ کہ جگل بہاری شرما کے نام سے کسی برہمن نے لیلا کی ہے پرنتو کیا ہوتا ہے۔ ایسے دھورت بہت ہوتے ہیں۔ سوامی جی کے آنے پر جگل بہاری شرما کا اصل خط دیکھا گیا۔ منشی سمرتھ دان جی کہتے ہیں کہ وہ پتر اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ دیکھتے ہی لکھنے والے کے ہستاکھشر اور لکھنے کی ریتی پہچان لی یہ نام اوس نے بناوٹی لکھا تھا۔ اصل میں وہ ایک پرتشٹھت آدمی ہیں۔ ہم اُن کا لحاظ کر کے تاکہ وہ زیادہ بدنام نہ ہوں۔ اونکا نام ظاہر نہیں کرتے۔

از دیش ہتیشی (؟) سوستاپرورتک نمبر ۲۔ صفحہ ۱۲۔ دسمبر ۱۸۸۱ء

سوامی جی دہلی سے اجمیر کی ریل میں سوار ہوئے۔ انہوں نے تار دیا تھا کہ ہم آتے ہیں۔ کارتک منگل ۱۲۔ گرووار سمت ۱۹۳۵ مطابق ۷۔ نومبر ۱۸۷۸ء کو تیسرے پہر گاڑی آنے والی تھی منشی سمرتھ دان اور بابو مادھو پرشاد ایک اسٹیشن آگے پیشوائی کو گئے پھر وہاں سے گاڑی میں ساتھ ہی سوار ہو کر آئے۔ اسٹیشن پر سردار بھگت سنگھ جی اور لالہ ایشر داس جی۔ سی۔ ای۔ وغیرہ کئی بھلے موجود تھے۔ سو سب لوگ سوامی جی سہت نگر میں جائے قیام پر پہونچے +

ہو جاوے۔ کیونکہ تین چار آدمی بڑے مددگار اور سبھاسد ہو گئے ہیں اور ایک نیا سماج قایم کیا جاویگا۔ کل سوامی جی کے ہاں پانچ بجے سے ہم رہے۔ اور جب گاڑی آئی سوامی جی نے ہم سب کو اپنے ساتھ اُس گاڑی میں بٹھلا لیا اور جہاں لیکچر ہونے والا تھا وہاں لیگئے یہ بہت عمدہ مکان ہے اسی مکان میں دہلی سکول ہے۔ آج ہم پھر بھی آپ کا لیکچر سنیں گے اور دہلی شہر آج ہی رات کو بڑے افسوس کیساتھ چھوڑ دیں گے۔ بلبر بانجار بھی بہت ہے۔ وہاں آنے پر پورا بیان کریں گے۔ اور خبر کے لئے منتظر رہتے ہیں۔ سوامی جی دوسرے سال کے اکتوبر کو داناپور کو دیکھیں گے۔

لکھن لال ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۷۸ء دہلی

سوامی جی کے ست اُپدیشوں سے دہلی میں آریہ سماج نومبر ۱۸۷۸ء کے شروع ہفتہ میں باردوم قائم ہو گیا۔ اور مندرجہ ذیل اصحاب عہدہ داران مقرر ہوئے۔ لالہ لکھن لال پردھان۔ لالہ حکومت رائے سکرٹری۔ بعد ازاں ۶۔ نومبر رات کو سوامی جی دہلی سے بسواری ریل روانہ اجمیر ہو گئے۔

سوامی جی مہاراج کا اجمیر میں

پدھارنا

۷۔ نومبر ۱۸۷۸ء

سمت ۱۹۳۵ میں جن دنوں سوامی جی پنجاب میں تھے۔ تب اجمیر کے لوگوں کی بہت اچھیا ہوئی کہ سوامی جی مہاراج کو یہاں بُلا دیں۔ پھر سوامی جی پنجاب سے میرٹھ اور وہاں سے دہلی پدھارے۔ تب سب لوگوں کا اتی پریم بڑھا سب ست دھرم کے ابھلاشیوں کی طرف سے سیٹھ وان جی چارن نے سوامی جی کو خط لکھا۔ سوامی جی نے سب کا پریم دیکھ کر انہیں لکھا کہ آپ لوگ مکان آدی کا پربندھ کر رکھیں۔ ہم دہلی کے کام سے نپٹ کر آویں گے۔ اور جب تم مکان وغیرہ کی تیاری کر لو تو ہم کو کہنا۔ ہم چلنے سے تین چار دن پہلے ایک پتر لکھینگے اور جب سوار ہونگے۔ تب تار دیدینگے۔ سوامی جی کی آگیا انوسار لوگوں نے وہاں مکان وغیرہ کی تیاری کر کے چندہ فراہم کیا اور سوامی جی کو خط لکھا۔ کہ آپ پدھاریں یہاں سب پرکار کی تیاری ہے۔ اور اجمیر نواسی اس انتظار میں تھے کہ سوامی جی جلدی اپنے چلنے کا حال لکھتے ہیں کہ اسی اثنا میں ایک سوار تھی پوپ نے نہایت حیرت انگیز لیلا کی یعنے جب اجمیر میں سوامی جی کے تشریف لانے کے واسطے چندہ ہوا۔ اور شہر کے معزز لوگوں میں ان کے آنے کا چرچا مچا تو پاکھنڈیوں کی نیند جاتی رہی۔ اور پوپ لیلا میں پھنسے ہوئے لوگوں کے پاپ پنج تھرانے لگے کہ سوامی جی آئے اور ہم لوگوں کی سب لیلا بہر پرگٹ ہو جائینگی۔ اس لئے کوئی ایسی تدبیر کریں جس سے ایک بار تو ان کا آنا روک وٹال دیں پھر جیسا ہوگا دیکھا جاویگا۔ سب نے بچار کر سوامی جی کو اس بات پر لکھا اور اس کے نیچے اپنا فرضی نام جنگل بہاری لکھدیا۔

نامی جگہ میں ہوگا تو ہم لوگ ۶ بجے شام کو ٹھیک ٹائیم پر پہونچے مگر بدنصیبی سے ہم لوگوں کو سوامی جی سے ملاقات نہ ہوئی چونکہ سوامی جی کے ڈیرہ پر گاڑی نہ بھیجی گئی تھی کیونکہ جس کے سپرد یہ کام تھا وہ بیمار ہوگیا مگر سوامی جی نے آج صبح کو ہم لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ میرے پاس ۴ بجے سندھیا کو آیئے تب ہم بڑی فرصت سے آپ لوگوں سے بات چیت کریں گے اور جہاں لکچر ہوگا وہاں لے چلیں گے اور کہا کہ آج رات کو تم لوگ یہیں رہنا ہم لوگوں نے اس بات کو قبول کیا ہم لوگوں نے سوامی جی کو درخواست کا ہندی فارم دکھلایا سوامی جی نے اُس میں اور کچھ ملا دیا اوسی طرح انگریزی درخواست میں بھی ترمیم کیا گیا جو تبدیلی ہوئی ہے بہت اچھی ہے اور جب ہم لوگ پہونچینگے تب سب لوگوں کو بتلائینگے ہم لوگ بڑے شکرگذار ہیں کہ سوامی دیانند سُرستی سے آپ سے پہلے ملاقات ہوئی وہ بہت خوب صورت اور پورے قد اور جسم کے ہیں اُنکے چہرہ دیکھنے سے اُن کی بڑی علمیت ظاہر ہوتی ہے کئی ایک مددگار اُن کے پاس جمع رہتے ہیں اور وہ ویدبھاشیہ کرنے میں مشغول رہتے ہیں سوامی جی نے کہا کہ یہ کام ہم آپ ہی لوگوں کے لئے کر رہے ہیں جو بہت ہی اُنتی کا رک میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد ہوگا تب ہم لوگوں نے کہا کہ ایشور ایسا نہ کرے۔ سوامی جی برہمنوں کو پوپ کے نام سے پکارتے ہیں۔ دیکھئے یہ بات سب سے مہربانی کرکے مت کہئے گا۔ افسوس کی بات ہے کہ ان دنوں یہاں بُخار ملیریا بہت زور شور سے ہے بہت لوگ بیمار ہیں جہاں کہیں جاتے ہیں لوگوں کو بیماری پاتے ہیں ہم لوگ اتنے ڈر گئے تھے کہ آج ہی رات کو ڈاک میں روانہ ہوتے مگر چونکہ سوامی جی نے آج رات کو اپنے ہی ڈیرہ میں رہنے کے لئے ہم لوگوں کو فرمایا ہے آج ہم لوگ نہیں آسکتے مگر ہم لوگ جلد آوینگے پنڈت جی سے جو کچھ ہم نے پوچھا ہے اُس کے لئے بہت وقت ملیگا۔ کل دوسری چٹھی لکھیں گے جب ہم ادھر آتے تھے تب ہم الہ آباد میں ایک روز کے لئے اتر گئے تھے۔ اور پنڈت سندر لال جی سے ملاقات کیا تھا۔ وہ بڑے پکے آریہ ہیں۔

مکھن لال ۱۶۔ اکتوبر ۱۸۷۹ء

دوسری چٹھی۔ کل کے لگاتار ہیں مجھے بڑی خوشی ہے۔ آپ کو آگاہ کرتے ہیں۔ کہ کل آنریبل پنڈت دیانند سرستی کے لکچر بن حوشاہ جی کے چھتہ میں ہوا تھا گئے۔ لوگ بہت خوش ہوئے سوامی جی کی نصیحتوں سے فائدہ حاصل کرینگے ۲۰۰ سے زیادہ آدمی حاضر تھے رات کو ہم سوامی جی کے ڈیرہ پر رہے۔ اور صبح جو کتاب ہم لوگ چاہتے تھے۔ لیا۔ اور بھی کتابیں لیں ساٹھ جلد پنچ مہایگ ودھی لیا ہے۔ اور دس جلد کا دام دیا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ اُن کو ساتھ لیتے جاؤ۔ سماج میں رکھ دینا۔ جیسا موقعہ ملے بیچتے رہنا۔ بکنے کے بعد دام روانہ کردینا ماسوائے اسکے سوامی جی نے تیس جلد رتن مالا اور ایک جلد ستیارتھ پرکاش بھی دی۔ اصل میں سوامی جی کا مطلب ہے کہ وہاں بھی چھوٹی سی لائبریری کے طور پر بکنے کی کتابیں رہیں اس سے بڑی اُنتی ہوگی اس بات میں بابو سندر لال جی کی بھی رائے تھی مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ بابو ٹھاکر پرشاد گپت کی بھی یہ رائے تھی۔ باقی حال ہم آنے پر کہیں گے آج رات دوسرا ویاکھیان سننے کے بعد روانہ ہونگے ہم نے کل کہا تھا کہ سوامی جی اوسط قد کے آدمی ہیں اس سے میرا مطلب یہ ہے۔ کہ سوامی جی ایک لمبے آدمی ہیں۔ اور بڑے تندرست اور جسیم دیکھنے میں بڑے خوبصورت پہلوان معلوم ہوتے ہیں جیسا کام کرنے کا موقعہ ہو ویسا کرنے کے لئے تیار معلوم ہوتے ہیں وہ اپنے ساتھ ہمیشہ ایک ڈنڈا رکھتے ہیں کل انہوں نے بہت عمدہ اپدیش لوگوں کو سنایا ہے۔ اس میں کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ کہ تھوڑے دنوں میں یہاں بھی سماج قائم

بموجب اس اشتہار کے ۱۳ ۔ اکتوبر ۱۸۷۸ء سے ویاکھیان شروع ہوئے پہلا ویاکھیان ویدوشہ پرتھا جوشی روپ رام جی جنکو ٹھاکر سرتیجسنگھ جی نے جے پور سے سوامی جی کے پاس بھیجا تھا وہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے ایک دفعہ ٹھاکر صاحب نے یگ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ سوامی جی نے فرمایا کہ تم گایتری پرشچرن ہمارے سامنے کراؤ ہم برہمنوں کی پریکشا کرکے بٹھلاویں گے مگر وہ یگ کسی کارن سے اُس وقت رہگیا۔ اتنے میں ساون سمت ۱۹۳۵ کو ایک چٹھی سوامی جی کی میرٹھ سے آئی تب ٹھاکر صاحب کو وہ یگ یاد آگیا مجھے اجازت دی کہ تم جاؤ اور سوامی جی کو میرٹھ سے لینے آؤ۔ میں ٹھاکر صاحب سے چٹھی لیکر سوامی جی کو لینے کے ارادہ پر روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک سارسوت برہمن ملگیا میں اُس کے ساتھ دہلی گیا وہاں معلوم ہوا کہ سوامی جی یہاں موجود ہیں۔

بلیھ نام گاؤں کی طرف شہر دہلی کے باہر باغیچہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں نے جاکر پرنام کیا مجھے پہچان لیا۔ اوس وقت مُلتانی مٹی بدن کو لگائے ہوئے تھے دوسرے روز ایک اور باغیچہ میں جاکر ڈیرا کیا جو پچھم کی طرف تھا۔ وہاں میں نے ایک روز ویاکھیان سُنا حاضری تخمیناً چھ سو کی تھی۔ شنو دیوی کا منتر اُچارن کرکے ویاکھیان آرنبھ کیا لکچر ویدوشہ پر تھا۔ اور یہی پہلا لکچر تھا۔ انت میں ایک مسلمان نے کچھ پرشن کیا اور سوامی جی نے اتر دیا مگر اُتر پرشن دونوں مجھے یاد نہیں تیسرے دن میں چٹھی کا جواب لیکر آیا۔

لالہ مکھن لال و بھولا ناتھ سکنائے دانا پور بہار جو بتقریب ملاقات بہنگام قیام دہلی آتے تھے وہ اپنی ۱۶ و ۱۷ ۔ اکتوبر ۱۸۷۸ء کی چٹھیوں میں لکھتے ہیں "۔

بموجب اقرار کے ہم آپ کو سوامی دیانند سرستی کی پہلی ملاقات کا نتیجہ لکھتے ہیں کہ ہم لوگ آج صبح سوامی جی کے پاس گئے اور اُن سے سبزی منڈی میں بالمکند کے باغیچہ میں ملے۔ جو ایک بہت بڑا اور خوب صورت باغ ہے۔ جب ہم پہونچے تو سوامی جی کو وید بھاشیہ کے ترجمہ میں مشغول پایا مگر جوں ہی انہوں نے ہم لوگوں کو دیکھا تو اندر بلالیا۔ ہم نے بھگون نمستے کہا۔ چونکہ ہم نے یہاں کسی کو بھگون انہی وادما کہتے نہ سنا اسلئے ہم نے بھی نمستے کہا۔ ہم لوگوں نے اپنی سماج کی حالت سے مطلع کیا۔ اور ممبروں کی تعداد سے بھی۔ یہ سُنکر سوامی جی خوش ہوئے۔ پھر ہم نے جدید دھرم سبھا دانا پور کا حال بھی سنایا جس پر سوامی جی نے کہا کہ وہ سبھا بہت دن تک نہ رہے گی۔ ہم نے کہا کہ اور بھی کئی ایک ممبر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کو تھے۔ مگر بہ سبب عدیم الفرصتی کے نہ آسکے سوامی جی نے کہا کہ یہ بات ہم جانتے ہیں تمہارا آنا اور اُن کا آنا برابر ہے تب ہم لوگوں نے کہا کہ آپ دانا پور چلنے کی کوشش کرکے ہری ہر چھیتر کے میلہ کے وقت جو کاتک مہینہ میں ہوا کرتا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم اتنے کم وقت میں نہیں جاسکتے اس سے افسوس ہے۔ چونکہ صرف ایک ہفتہ ہوا ہے کہ ہم یہاں آئے ہیں اور ہم زبان دے چکے ہیں کہ پہلے جے پور اور اجمیر جائینگے تب ہردوار کے میلہ میں پہنچیں گے اور وہاں پشکر کے میلہ میں جہاں کئی لاکھ آدمی ہر سال اکٹھے ہوتے ہیں فرمایا کہ ہم جب دانا پور جائینگے تو اسی میلہ کے قریب جائینگے اسی سے ہم لوگ سمجھ گئے۔ کہ سوامی جی کا دانا پور جانا ممکن ہے کہ آئندہ اسالی سال میں چھتر کے میلہ کے قریب ہو۔ اور اسکے بارہ میں ہم پھر لکھینگے۔

جب ہم یہاں پہونچے۔ اور ۱۶ ۔ اکتوبر کہ ہم لوگوں نے ڈاک گھر کے پوسٹماسٹر سے سنا کہ سوامی جی کا لکچر شاہ جی کے چھتہ

شہر دہلی میں دہرم پرچار

۹- اکتوبر سنہ ۱۸۷۸ع سے ۶- نومبر سنہ ۱۸۷۸ع تک

میرٹھ میں آریہ سماج قائم کرنے کے بعد سوامی جی دہلی میں تشریف لائے اور سبزی منڈی میں لالہ بالمکند وکیسری چند کے باغ میں رونق افروز ہوکر پانچ دن بعد مندرجہ ذیل اشتہار جاری کیا۔

اشتہار

ناظرین باتمکین کو مژدہ ہو کہ اندنوں پنڈت سوامی دیانند سرستی جی مہاراج شہر دہلی میں وارد ہوئے ہیں اور بمقام سبزی منڈی لالہ بالمکند وکیسری چند کے باغ میں قیام پذیر ہیں جس کسی کو اُن سے ملاقات کرنی ہو وہ پانچ بجے شام سے لیکر دس بجے رات تک اُن سے مل سکتا ہے اور وید شاستر وغیرہ میں جو کچھ دریافت کرنا منظور ہو دریافت کرسکتا ہے سوامی جی موصوف کاتک بدی تیج روز آتیوار مطابق ۱۳- اکتوبر سنہ ۱۸۷۸ع سے مکان ڈیٹن* صاحب واقع چیتہ شاہ جی میں کہ جس میں مدرسہ سرکاری ہے چھ بجے شام سے اٹھ بجے رات تک ویاکھیان یعنی اوپدیش کیا کریں گے جن صاحبوں کو اوپدیش سُننا منظور ہو مکان مقررہ میں وقت معینہ پر تشریف لاویں کیونکہ اس وقت کو ہدیہ غیب سمجھنا چاہیئے ۔ کہ سوامی مہاراج یہاں قدم رنجہ ہوئے اور زہے نصیب ہمارے کہ وہ یہاں اوپدیش کریں گے اور سوامی جی مہاراج اسطرح اوپدیش کرتے ہیں کہ ہم آریہ ورت لوگ کیا بلکہ امریکہ یعنے نئی دنیا کے ہزاروں باشندے وید مقدس کے پیرو ہوکر معتقد مذہب ہو گئے ہیں فقط۔

پنڈت بشمبر سہائے صاحب - لالہ گنگا سرن صاحب - بابو نپتی مل مصور - لالہ نتھمل داس کتب فروش - بابو بالمکند صاحب

لالہ گنگا پرشاد صاحب - لالہ جوالا ناتھ صاحب قانونگوئے - لالہ بدری پرشاد صاحب - بخشی کشن لال صاحب
محرر مینونسپل فنڈ میرٹھ
بابو کشن چرن سرکار صاحب
کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ گاہ انجینئر

پنڈت چندربھان صاحب
مدرس
منشی بشیشر پرشاد صاحب
نقشہ نویس
پانڈے رگھبیر دیال صاحب - بابو مدن موہن دت صاحب
ہیڈ کلرک دفتر حرنیلی
ڈاکٹر [illegible] صاحب

بابو دوارکا ناتھ گھوش
کلرک دفتر کمشنری
بابو منا لال صاحب - لالہ متھرا داس صاحب - لالہ شمبھو ناتھ صاحب
ملازم ڈاک خانہ میرٹھ
پنڈت بالمکند صاحب
کلرک دفتر جیل

لالہ جگناتھ صاحب قانونگوئے
تحصیل ہاپوڑ
پنڈت گنگا پرشاد صاحب پٹواری
موضع گیاہٹ
لالہ شیام لال صاحب - لالہ جوتی سروپ صاحب

لالہ بھولا ناتھ صاحب - لالہ چیت رام صاحب - منشی رام سرن داس صاحب - لالہ منا لال صاحب - ہری منوہر چرن سرن رائے

رائے کانتا پرشاد صاحب
مہتمم اخبار سہیل ہند
ہری ہر ہیرا لال صاحب
ناظر عدالت ماتحت ججی میرٹھ
لالہ جینتی رام صاحب - چودھری گلاب سنگھ صاحب - لالہ ہیرا لال صاحب - لالہ شمبھو [illegible]
بابو جگل کشور صاحب ۞

ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

منتظمان سبھا

پنڈت کندن لال صاحب بی اے | لالہ رام سرنداس صاحب رئیس | بابو چھیدی لال صاحب گماشتہ کمسریٹ
سکنڈ ماسٹر ضلع سکول میرٹھہ سبھاپتی | میرٹھہ نائب سبھاپتی | کوشادھیکش یعنے خزانچی
پنڈت جگناتھہ صاحب رئیس - بابو انندلال صاحب سکنڈ کلرک - پنڈت انباشنکر صاحب سکنڈ کلرک نہر
میرٹھہ پستکادھیکش یعنے مہتمم | دفتر جرنیلی - منتری یعنے | اوپ منتری یعنے
کتب خانہ سبھا | سکرٹری | نائب سکرٹری

ممبران انترنگ سبھا

ماسٹر اجودھیا پرشاد جی - پنڈت پالی رام صاحب مدرس | لالہ گنگا سہائے جی - بابو اودے چندر بنرجی صاحب کلرک دفتر کمشنری میرٹھہ
نارمل سکول میرٹھہ | پنڈت پران ناتھہ صاحب ❖

ممبران سماج

رائے گنیشی لال صاحب | مہتمم جلوہ طور پریس | بابو بہکی لال صاحب | کلرک محکمہ نہر گنگ | لالہ چندر سین صاحب - پنڈت کشن لال صاحب - لالہ پراگدت صاحب
لالہ بلدیو پرشاد صاحب - لالہ بشن سہائے صاحب - لالہ کرپاشنکر صاحب اہلمد فوجداری تحصیل باغپت - بابو سورج بہان صاحب اکونٹنٹ
منشی للتا پرشاد جی - پنڈت گوپی ناتھہ صاحب | ہیڈ کلرک دفتر جیل | پنڈت بہاری لال صاحب | کلرک دفتر جیل | منشی شام سندر صاحب - دفتر سپرنٹنڈنگ انجینیر
منشی ششیر دیال صاحب - پنڈت بہاری لال صاحب | ماسٹر نورمل سکول میرٹھہ - بابو بہولا ناتھہ صاحب کلرک | دفتر صاحب انسپکٹر مدارس - پنڈت اجودھیا ناتھہ صاحب
بابو گنیشی لال صاحب - | کلرک دفتر سپرنٹنڈنگ انجینیر نہر گنگ | لالہ چونی لال صاحب نقشہ | نویس نہر گنگ | ڈاکٹر رام چند صاحب - لالہ گنیشی لال صاحب نقشہ نویس - لالہ نند رام صاحب
بابو شیو پرشاد صاحب کلرک دفتر کمشنری - لالہ دیبی پرشاد صاحب - لالہ رام لال صاحب - پنڈت دیبی چند صاحب نقل نویس
چودھری سوہن سنگھ صاحب | زمیندار ساکن موضع مہودیہ - منشی ڈالچند صاحب | ہیڈ ماسٹر ضلع سکول مظفرنگر - لالہ سیتارام صاحب | ساکن مظفرنگر - منشی کلیان رائے صاحب ماسٹر | سکول سہارنپور | عدالت دیوانی میرٹھہ
پنڈت بلدیو سہائے صاحب ساکن | قصبہ تہانہ بہون | لالہ پراگ داس صاحب | طالبعلم گورنمنٹ سکول | لالہ چونی لال صاحب | سنتری | لالہ منالال صاحب | ساہو | بابو ٹوڈرمل صاحب امین

دو مسلین ملازم نہ ہوں ــ غرض میری دانست میں یہ سب باتیں او دیا اور تعصب کی ہیں اور انصاف اور دہرم سے بالکل بعید ہیں ــ ایسی ہی باتوں نے آریہ لوگوں کا راج اس ملک سے کہو دیا ہے اور اگر یہی نوبت رہی تو آئیندہ کو رہے سہے دہرم اور ثروت کو کہ جواب برائے نام ہے یہ بھی کسی دن کہو بیٹہیں گے ــ مصرعہ برین عقل و دانش بباید گریست ✤ قصہ مختصر انجام تمام کاروائی کا یہ ہوا کہ یہاں کے چند رئیسان اور پنڈتان نے لکہہ بہیجا کہ جب تک سوامی جی اپنے برن اور آشرم کو تحقیق نکر دلویں تب تک ہم لوگ اُن سے گفتگو نہیں کر سکتے ہیں اور نہ مل سکتے ہیں شاستر ارتہہ کا کیا ذکر ہے ــ

واہ واہ سہل چہوٹے خوب بہانہ ہاتہہ آیا مگر اصل کیفیت کہل ہی گئی ــ

بہلا کہئے اگر یہ ہی مدعا تہا تو کیوں جہوٹہی سبہا جگہہ جگہہ کرائی اور اشتہار چہپوائے کہ سوامی جی سے شاستر ارتہہ ہوگا اور سوامی جی بلوائے جاوینگے مگر کیا کیجئے سچ بات تو مُنہہ پر آہی جاتی ہے آخر انکار کرنا ہی پڑا ــ

سچ تو یہ ہے کہ اگر انکار نہ کیا جاتا تو اور کیا ہو سکتا تہا ــ بعد اس کے کہ جب شاستر ارتہہ کے ڈہکوسلے سے کچہہ پیش نہ جا سکی تو چند اشخاص نے کہ جن کا نام مجہکو معلوم نہیں ہے حاکمان وقت کے یہاں اس غرض سے رپوٹیں کرائیں اور بہت بہت سے جہگڑے بکہیڑے اوٹہائے کہ سوامی جی میرٹہہ میں نہ ٹہرنے پاویں اور ان کا اُپدیش نہ ہونے پاوے ــ لیکن چونکہ ہماری گورنمنٹ نہایت حق پسند ہے اور عادل بے بدل ہے اور کبہی کسی کے مذہبی معاملات میں اصلا دخل دینا مناسب نہیں سمجہتی ہے اسواسطے اون کی کچہہ پیش نہ گئی اور اپنے مُنہہ کی کہائی ــ پرمیشور کی کرپا سے سوامی جی کا اوپدیش میرٹہہ میں قریب ایک ماہ کے خوب جاری رہا اور آریہ سماج بہی میرٹہہ میں قایم ہو گئی ✤

مژدہ

برین مژدہ گر جان فشانم رواست　　　کہ این مژدہ آسایش جانِ ماست

دیکہئے جب اچہے دن آتے ہیں تو نیک ہی نیک کام بن آتے ہیں اور ویسے ہی سامان بن جاتے ہیں ع زہے قسمت زہے طالع زہے بخت کہ شہر میرٹہہ میں آریہ سماج بہ سرپرستی سری سوامی **دیانند سرستی** جی مہاراج اور بہ عالی ہمتی اہالیان شہر بتی اسوج بدی تیج سمت ۱۹۳۵ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۸۷۸ء سے قایم ہوئی ہے پرمیشر پرماتما کرپا کرکے روز بروز ترقی بخشے ــ

اس سماج کا مکہہ کام دہرم اوپدیش اور دیش کی اونتی یعنی ترقی کرنے کا ہے ہر ہفتہ آٹہویں دن شام کے وقت لالہ رام سرن داس صاحب رئیس میرٹہہ کے مکان پر کہ جو اس سبہا کے نائب سبہاپتی ہیں سبہا منعقد ہوا کرتی ہے ــ

اول کسی ایک سبہا سد یعنی ممبر کا مضمون پڑہا جاتا ہے ــ اس کے بعد منت شاستروں کے آشے یعنی شاستری وشے کا پاٹہہ ہوا کرتا ہے ــ سنسکرت ودیا کی ترقی کا عین ارادہ ہے بالفعل اکثر سبہا سدوں نے دیوناگری اور سنسکرت کا پڑہنا ہی شروع کر دیا ہے اور ان کو علم سنسکرت کا شائق دیکہہ کر اوروں کو بہی اس کے پڑہنے کی ترغیب ہوتی ہے منتظمان اور ممبران سبہا کے نام مع عہدہ وسکونت

کیوں نہ جوش میں آئے اور کیوں تقریر و تحریر فضول درمیان نہ لائے ۔ خوب معلوم ہے کہ وے لوگ ظاہرا التعصب کو پسند نہیں کرتے ہیں اور مثل اور جدید مذہب والوں کے بلا دلیل معقول شاید کم گفتگو کرتے ہیں ۔

اب پنڈت صاحبان اور اپنے آریہ لوگوں کا حال سننے واضح ہو کہ جب سوامی جی علانیہ پاشنان آدی مورتی پوجن کا نشیدہ اور بہاگوت آدی پورانوں کی تردید ازروئے وید و شاستر اور نیز بدلائل معقول شہر بہ شہر کرتے پھرتے ہیں ۔ اگر وے حقیقت میں غلطی پر ہیں تو کیا یہ کسی سے نہیں ہو سکتا ہے کہ ایسا معقول بندوبست کریں اور ازروے انصاف اور بہ خیال نشچے ست دہرم کے ایسی تدبیر کریں کہ سوامی جی خود اپنے اوپدیش سے باز رہیں ۔ مگر باوجودیکہ قریب قریب کل آریہ ورت دیش میں سوامی جی نے آج تخمیناً سات برس یا کچھہ کم زیادہ عرصہ سے شور ڈال رکھا ہے پھر بھی افسوس کوئی پنڈت صاحب یا کوئی اور رئیس ایسی سعی نہیں کرتے ہیں ۔ کیا دہرم کے کام میں کوشش کرنا اور صرف اوٹھانا اچھا نہیں سمجھتے اور کیا اپنے دیش والوں کی بہتری کو اپنی بہتری نہیں خیال کرتے ہیں ۔ غرض اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ست ست ہی ہے اور جہوٹھ جہوٹھ بقول شخصے کہ دروغ کو فروغ کہاں ہو سکتا ہے ۔ اس سے زیادہ اور کیا لکھوں ۔

اب دیکھئے کہ میرٹھہ کی دہرم رکشنی سبہا کی طرف سے چند سوالات و معہ جوابات اوپر لکھے گئے ہیں پیش تو ہوئے مگر یہ کسی سے نہ ہو سکا کہ اونکو بلا تعصب بحث مباحثہ اور لائق اطمینان عوام بہٹہ کر طے کرالیں تا کہ معاملہ یکسو ہو وے اور یہ واد و واد دور ہو جاوے ۔

دنیوی جہوٹھے جھگڑوں میں تو عمر گذر جاتی ہے اور ہزاروں روپیہ بہی صرف ہو جاتے ہیں مگر افسوس دہرم کے کام میں نہ جسم پر محنت اوٹھائی جاتی ہے نہ روپیہ صرف کیا جا سکتا ہے ۔ اور اگر کسی نے سعی بہی کی اور صرف بہی اپنے ذمہ لیا تو بوجہہ تعصب اور بہ خیال ناموری کہ جسکا وجود عدم سے بہی بدتر ہے ۔ دیکھئے میرٹھہ اور گرد و نواح کے پنڈت صاحبان نے مختلف اور لاطائل جھگڑوں کے سوالات تو سوامی جی کے روبرو پیش کئے مگر مطلب کی بات پر بہت کم توجہہ کی ۔ لیکن ان لوگوں کا تو چنداں قصور نہیں ہے ۔ کیونکہ اول تو ان میں آج کل ودیا کم ہے اور مزید برآں جہل مرکب یعنے ہمہ دانی کا دعویٰ چلا جاتا ہے ۔

دوئیم یہ کہ اگر سوامی جی کا قول پایہ ثبوت کو پہونچ گیا تو بدیدہ ظاہر اون کے معاش کے سلسلہ میں کچھہ عرصہ کیواسطے خامی آتی نظر پڑتی ہے گو انجام میں نہایت بہتری ہے ۔ اب اپنے شہر میرٹھہ کے دیگر صاحبوں کی کارروائیوں کو دیکھئے کہ جو صاحب صاحب مقدور مہتمم اور کارکن تھے اونہوں نے اپنی دستخطی تحریر اور بذات خاص ست دہرم کے نشچے کرانے میں کس قدر عار کیا کہ عرصہ ایک ماہ تک تمام باتیں جھگڑے کی پیش ہوتی رہیں پر یہ کسی سے نہ ہوا کہ بذریعہ اپنی تحریر دستخطی یا بذات خود یا دخل درمیان دیگر ست دہرم کے نشچے کرنے میں تدبیر مناسب کریں ۔ کیا بموجب قول عوام اپنے دہرم سے خلاف شخص کے دیکھنے یا گانے یا ملنے سے دہرم بگڑ جاتا ہے یا دہرم کے کام میں مصروف ہونے سے کچھہ امارت میں فرق پڑتا ہے یہ بات تو ہرگز نہیں ہوتی ہے اور اگر بالفرض ایسا ہی ہے تو انگریزوں کی صورت کیوں دیکھتے ہیں اور کیوں اُن سے ملتے ہیں ۔ اگر یہ کہا جاوے کہ مجبوری حاکم اور محکوم کا فرق ہے تو مسلمانوں سے کیوں ملتے ہیں اور کیوں اُنکی صورت دیکھتے ہیں اب تو اُن کی بادشاہت بہی نہیں ہے ۔

سب کو معلوم ہوگا کہ آریہ لوگوں میں سے ایسے رئیس بہت کم ہیں کہ جن کا ربط و ضبط مسلمانوں سے نہ ہو وے اور جن کے یہاں ایک

بھیجی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ آپ کو صرف اُن پنڈتوں کے کہنے پر جو ویدوں سے واقف بھی نہیں ایسا تحریر کرنا مناسب نہیں۔ اب بہتر ہے اگر آپ مناسب خیال کریں کہ میں اپنے دو ودیارتھیوں کو آپ کے یہاں سبھا میں بھیجدوں اور وے بشرط آپ کی رضامندی کے آپ کے پنڈت صاحبان سے وید کی بابت کچھ دریافت کریں جس پر آپ کو کیفیت پنڈتان کی معلوم ہو جاوے گی اور آپ کو یہ منظور نہ ہو تو آپ براہ عنایت میری قیام گاہ پر یا بابو چھیدی لعل کے مکان پر معہ پنڈتان کے تشریف لاویں اور جملہ شکوک کو رفع کر لیویں۔ اس خط کا جواب بھی لالہ کشن سہائے اور دیگر صاحبان کی طرف سے بلا دستخطی آیا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ آپ وید بالکل نہیں جانتے اور آپ گمراہ ہیں اور ہمارے پنڈت فاضل ہیں۔ ہمکو ہمارے پنڈت مثل سری دہریہ کہتے اور لکھتے ہیں کہ جبتک آپ اپنا برن اور آشرم تحقیق نہ کر دیویںگے تب تک ہمکو آپ کے پاس نہیں آنا چاہیئے اور نہ پنڈتوں کو آپ سے سبھاشن یعنی گفتگو کرنی چاہیئے فقط ؛

جب یہ تحریر سوامی جی کے پاس آئی تو اس سے شاسترارتھ کا صاف انکار معلوم ہو گیا اور امید مباحثہ کی بالکل جاتی رہی اور اس کے بعد سلسلہ رسل و رسائل بھی بالکل منقطع ہوا ؛

نتیجہ

اگرچہ حالات مندرجہ بالا سے ہر صاحب منصف مزاج بلا رو و رعایت نتیجہ نکال سکتے ہیں اور ہر فریق کا منشا اُدلی دریافت کر سکتے ہیں تاہم وہ نتیجہ جو ان حالات سے صاف صاف مترشح ہے بطور اختصار ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب سوامی جی نے اپنے ویاکھیان میں مسلمین صاحبوں کے مذہب پر بھی بہت سے اعتراض از روئے اُن کی مذہبی کتابوں اور دیگر وجوہ کے علانیہ عوام میں بیان کئے اور اس وجہ سے مسلمین صاحبوں نے جنمیں مولوی لوگ اور اور ذی علم بھی شامل تھے ظاہرا اُن کے جواب دینے کے واسطے بذریعہ تحریر یا تقریر سلسلہ جنبانی شروع کی۔ پس ہر شخص یہ امر بلا تامل کہہ سکتا ہے کہ مسلمین صاحبوں کی کارروائی دو باتوں سے اصلاً خالی نہیں ہو سکتی ہے۔ یا تو ان صاحبوں نے دیکھ لیا کہ سوامی جی کے اعتراضات صحیح نہیں ہیں بلکہ اُن کی غلط فہمی ہے اس واسطے ان کے شک و شبہ کو رفع کرنا چاہیئے تاکہ عوام کو فائدہ اور آگاہی ہووے یا انھوں نے یہ خیال کیا کہ سوامی جی کے اعتراضات کیسے ہی صحیح ہیں مگر تعصب مذہبی یا اپنی سرخ روئی اور پاس سخن کی وجہ سے راستی کو چھوڑ کر روبہ بازی میں مصروف ہوئے۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ مسلمین صاحبوں کی کارروائی مذکورہ بالا سے کیا ظاہر ہوتا ہے ہر ایک شخص دیکھتے ہی کہیگا کہ ان کی کارروائیوں سے اعتراضات کے رفع کرنے اور جواب دینے کا ہرگز منشا نہ تھا۔ البتہ اپنے مذہب والوں پر اپنی فضیلت ثابت کراتے تھے ورنہ مباحثہ کی شرائط اور جگہہ اور دیگر امور ضروری کی نسبت تحریک کرتے اور مباحثہ تحریری سے گریز نکرتے اور کسی مسلمین رئیس کی معرفت یہ امور پیش کر کے اُن کو انجام تک پہنچاتے اور ہرگز جھوٹھی اور متعصبانہ خبریں اخبارات میں بذریعہ چٹھیات شائع نہ کراتے۔

اب چند سطر عیسائی اور پادری صاحبونکی نسبت بھی تحریر کیجاتی ہیں۔ بتلائے کیا اس شہر میں کوئی پادری صاحب اور عیسائی نہیں ہیں اور کیا سوامی جی نے اون کے مذہب کی تردید علانیہ از روئے اونکی مذہبی کتابوں اور دلائل معقول کے نہیں کی۔ یہ امر سب پر روشن ہے کہ یہاں پر عیسائیون کا ایک مجمع رہتا ہے اور سوامی جی نے مثل اور وید ورودہ مذہبوں کے اون کے مذہب پر بھی علانیہ اعتراضات کئے کہ جنکو اکثر پادری اور عیسائیون نے جلسہ میں بخوبی اور بغور سنا۔ بلکہ اوس وقت آپس میں تذکرہ میلہ چاندا پور کا بیشتر کرتے رہے۔ پھر بھلا وے جبا

رہیں تو بہتر ہے۔ اور مکان سبھا منتظمان سبھا کی رائے پر ہوگا +

(۸) یہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ رفع سندھیہ کے واسطے کوئی پنڈت کاشی جی یا مہاراجہ جموں کے یہاں سے دو روز کے عرصہ میں تار برقی بھیجکر بسبب اچھے یوم بلا لیجئے بھلا صاحب یہ کب ممکن ہے ہمارے اور تمہارے وہ پنڈت نوکر تو نہیں ہیں جو اس عرصہ قلیل میں تشریف لاویں۔ یہ امر ناممکن ہے۔ لیکن بعد طے ہونے جملہ امور کے جب تک کوئی شخص خاص ہر دو مقامات مذکور کو نہ بھیجا جاویگا۔ آنا کسی پنڈت صاحب کا ایسی جگہ سے دشوار ہے۔ لہذا التماس ہے۔ کہ اگر آپ کو بدل فیصل کرنا اس امر اہم کا منظور ہے۔ تو تا تشریف آوری پنڈت وید دان صاحبوں کے آپ بھی یہاں تشریف رکھیئے اور جو اس قدر عرصہ تک تا تشریف لانے اُن کے آپ کو ٹھیرنا ناگوار ہو تو ایسا آدمی تجویز فرمائیے۔ کہ لائق مدہست کے ہو یعنی واقف کار ارتھ وید اور اُن گرنتھوں کا ہو کہ جن کو ہر دو فریق تسلیم کریں +

جائے غور ہے۔ کہ جب تک کوئی آدمی مدہست مقرر نہ ہوگا تب تک یہ امر بخوبی تحقیق کو نہ پہنچیگا۔ کہ کون راست کہتا ہے اور کون جھوٹھ کہتا ہے۔ اور نیز یقین ہیں سے کس کے ارتھ صحیح ہیں۔ اگر آپ یہ خیال فرماویں۔ کہ گرنتھوں کے رو سے ہم ساکشی دیدیوینگے۔ تو بھی اُن گرنتھوں کے ارتھوں کا نتیجہ کرنے والا چاہیئے القصہ بدوں مقرر ہونے مدہست کے انتظام سبھا کا پورا پورا نہیں ہوسکتا۔ درینصورت بعد ملاحظہ اس تحریر کے درباره بلانے پنڈت صاحبان کے اور نیز بھیجنے آدمی کے آپ بہت جلد ارقام فرمائیے۔ تاکہ آدمی روانہ کئے جاویں۔ اور براہ مہربانی جملہ امورات کا جواب صاف صاف مشرح عنایت فرماویں۔ فقط انتظار جواب ہے +

تحریر ۷ استمبر ۱۸۷۸ء

بعد وصول ان نیموں کے سوامی جی نے پھر ایک خط اپنا خاص دستخطی لالہ کشن سہائے صاحب کے پاس بھیجا جسکی نقل بھی ذیل میں درج ہے۔ "لالہ کشن سہائے جی صاحب آنند رہیے۔ جو کہ کل حسب الایما آپ کے پنڈت مان سنگھ اور نیز دیگر صاحبان نے سبھا کے نیم لکھوا دیئے ہیں۔ ہم اُن کے بخوبی پابند ہیں۔ اگر آپ کو فی الحقیقت اور بدل نتیجہ کرنا ست اور اسست کا منظور ہے تو آپ اُن پر غور کیجئے اور عمل فرمائیے۔ ورنہ امورات مناسب میں تحریر و تقریر خلاف ورزی کے نتائج بھی بہرہیچ بے سود ہوینگے فقط ۱۰ استمبر ۱۸۷۸ء +

اس خط کے جواب میں لالہ صاحبان کی طرف سے ایک خط بلا دستخطی آیا کہ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ زبانی پنڈتان کے معلوم ہوا کہ آپ وید کے خلاف اُپدیش کرتے ہیں اور نیز اس قسم کی تحریر تھی جس کا لکھنا یہاں مناسب نہیں اور نہ اُس سے کچھ کار بیاری کی غرض تھی۔ اس کے جواب میں سوامی جی نے ایک تحریر طول طویل اپنے خاص دستخطی لالہ صاحب کے پاس

اے اس شرط میں پنڈتوں کی تشریف آوری کے واسطے کوئی مدت معین مقرر کرنی چاہیئے تھی کیونکہ الفاظ تا تشریف آوری کے قیام سے قیامت تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پس ایسی شرط کو کون منظور کریگا ۱۲۔ ۵۲ یہ خط ۱۰ کو سوامی جی کے پاس آیا۔ مگر تاریخ ۷ استمبر ۱۸۷۸ء غلطی سے یہ دستخط اُس پر درج کئے گئے تھے ۱۲۔

میں کیجاتی ہے۔ ناظرین خود انصاف کرلیوینگے مگر ہاں بعض بعض کی شرح بطور اختصار حاشیہ پر لکھدیگئی ہے۔ پرچہ ناگری میں سکھوں وغیرہ کے نام دریافت کیئے گئے تھے۔ اُس کی نقل یہاں درج نہیں کیگئی +

نقل نیم سبھا جو پنڈت سری گوپال جی نے قواعد مرسلہ سوامی جی کے بھیجے تھے

(۱) جسقدر نام منتظمان سبھا بطور متخاصین قرار دیتے ہیں یعنی فریق اول لالہ کشن[۱] سہائے صاحب۔ لالہ بختاور[۲] سنگھ صاحب حکیم بلدیو[۳] سہائے صاحب۔ لالہ انبا پرشاد[۴] صاحب وکیل۔ لالہ تلسی دھر[۵] صاحب وکیل۔ لالہ ہولاس[۶] رائے صاحب ساہو + اور فریق دویم۔ لالہ سُندر[۱] داس صاحب۔ بابو چھیدی[۲] لعل صاحب۔ لالہ گینشی[۳] لعل صاحب۔ لالہ جگناتھ[۴] صاحب پنڈت گنگا رام[۵] صاحب لالہ گُنبدن لعل صاحب ماسٹر۔ اس میں چند نام اور ہونے چاہئیں۔ یعنے لالہ ہر سہائے صاحب ساہو۔ لالہ شبن لال ساہو۔ لالہ مراری لعل صاحب۔ حکیم لچھمن نرائن صاحب۔ سوامی لیکھراج صاحب۔ سوفی گوبند پرشاد صاحب۔ لالہ پیارے لعل صاحب لالہ نبی دھر شیو پرشاد صاحب۔ بابو گنگا نرائن صاحب گماشتہ کمسریٹ +

ہماری رائے میں ان صاحبوں کو بلا امتیاز فریق کے منتظم سبھا اور نشچے کرانے دھرم سناتن کے لکھنا چاہئے اور فریق اول پنڈت سری گوپال جی مہاراج وغیرہ پنڈتان اور فریق دویم سوامی دیانند سرسُتی جی مہاراج کو سمجھنا چاہئے +

(۲) ہمارے نزدیک اگر صاحب کلکٹر[۱] بہادر ضلع بلند شہر کہ علم شاستر ارتھ میں بہرہ کافی رکھتے ہیں۔ مدہست[۲] مقرر ہو دیں تو بہت اچھا ہے۔ کیونکہ بلا مدہست کے تنقیح سچ جھوٹھ ارتھ ویدوں کے غیر ممکن ہے اور دربارہ مقرر ہونے ایک مدہست کے لالہ گنگا سہائے سے بھی زبانی گفت گو گردی ہے۔ اور بدون مقرر ہونے مدہست کے قاعدہ سبھا دھرم شاستر کا نہیں ہے +

(۳) تعداد حاضرین[۳] جلسہ وجہ اِجرائے ٹکٹ کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ درصورت امتناع موجب بدنامی متصور ہے جبکہ صاحبان منتظم کو اس کا خیال رہیگا اور انتظام اُن کے ذمہ رہیگا۔ کہ درصورت بدنظمی نیکنامی اور بدنامی اُن کی ہے +

(۴) پنڈت ساکشر[خواندہ] ہوں کچھ تعداد اُن کی ضرور نہیں ہے۔ اور بلا ساکشر[خواندہ] لانا عبث ہے +

(۵) گرنتھوں[۴] کے باب میں چٹھی ناگری لفہذا ہے۔ آپ جو لکھتے ہیں۔ ویدوں سے برودھ بچن کا پرمان گرنتھوں میں بھی ہو تو نہ مانا جاویگا۔ واضح ہو کہ اسیواسطے تجویز مقرر ہونے ایک مدہست کے کہ جو جھوٹھ سچ کو صاف صاف بلا جانبداری ظاہر کرے ضرور ہے +

(۶) یہ تحریر[۵] جناب کی نہایت پسند ہے کہ سب صاحبان کو سچائی کی پیروی ہونی چاہئے +

(۷) وقت[۶] سبھا چار بجے سے سات بجے تک رہیگا۔ اور پانچ منٹ تحریر سوال اور پندرہ منٹ تحریر جواب کے واسطے بہت کم ہیں۔ کیونکہ یہ تحریر سنسکرت کی ایسی نہیں ہے کہ اسقدر وقت تحریر کے واسطے بھی کافی ہو لہذا سوال وجواب بلا قید وقت

۱؎ میری رائے میں یہ سوال محض اسیوجہ سے ہے کہ مباحثہ نہ ہو کیونکہ صاحب کلکٹر بہادر بلند شہر کا میرٹھ میں اس کام کے واسطے آنا اور پھر تاطے ہونے نتیجہ مباحثہ یہاں تشریف رکھنا غیر ممکن ہے۔ اور مزید برآں یہ کہ صاحب بہادر غیر مذہب ہیں۔ اور گورنمنٹ کو ایسیں دخل دینا منظور نہیں ہے ۲؎ منصف یا ثالث ۳؎ اس شہر میں سراسر بدانتظامی اور فساد کا ہونا قرین قیاس ہے۔ کیا جب ہر ایک کس و ناکس متعصب وغیرہ بھی شریک جلسہ ہوں اور کوئی شخص افعال بد کی ذمہ داری اپنے ذمہ نہ لیوے تو پھر انتظام اور امن کہاں ۴؎ جبکہ ہر امر متنازعہ کے الفاظ و عبارت کی تصریح کتب ہائے معتبر و منقولہ فریقین سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ اور مدہست غیر متعصب کا ملنا محال تو حاضرین جلسہ بلا موجودگی مدہست کی تھوڑی مدد کے ذریعہ سے اطمینان حاصل کر سکینگے ۵؎ اس سے ظاہر ہے کہ سچائی ڈھونڈیں لیکن اگر نکریں تو ادھرم کا اقرار نہیں ۶؎ اسکا مضایقہ نہیں کہ وقت بڑھا دیا جاوے لیکن بلا قید ہر فریق مجاز ہو کہ کسی دراز قید وقت تک اپنے بیان کو ختم نکرے تو پھر حصول مدعا غیر ممکن ہے ۱۲

بلکہ جہانتک ممکن ہو وکتا کا لفظ بہ لفظ لکھا جاوے۔

پانچ منٹ واسطے ہر سوال کے اور پندرہ منٹ واسطے ہر جواب کے مقرر ہوں اور وقت مقررہ کی کمی کا اختیار ہے زیادتی میں پابند رہنا ہوگا +

(۱۵) سبھا میں منجانب سوامی جی اور پنڈت جی اور نیز دیگر صاحبان باہم کوئی سخت کلامی نہ ہو بلکہ نہایت شائستگی اور ملائمیت سے نشچے ست اور است کا کریں +

(۱۶) وقت سبھا ۶ بجے شام سے نو بجے رات تک رہے تو نہایت بہتر ہے +

(۱۷) سوال اور جواب کی تحریر کے واسطے تین محرر مقرر ہونے چاہئیں۔ اور ہر تحریر پر سبھا میں بعد مقابلہ فریقین کے ہر روز دستخط ہو کر ایک ایک تحریر ہر فریق کو دیجاوے اور ایک تحریر کہ جس میں فریقین اور میر مجلس کے قفل سے مقفل ہو کر میر مجلس کے سپردگی میں رہے تاکہ کچھ کمی و بیشی تحریروں میں نہ ہونے پاوے اور وقت ضرورت کے کام آوے +

(۱۸) مکان سبھا جملہ منتظمان کی رائے پر تجویز ہوگا +

(۱۹) جموں اور کاشی جی وغیرہ مقامات کی رائے پر اس سبھا کے فیصلہ کا نشچے نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ مقامات مورتی پوجن کے گھر ہیں۔ اور وہاں پنڈتوں سے اس بارہ میں شاستراَرتھ بھی ہو چکا ہے۔ اس واسطے وید و شاستر آدی مذکورہ بالا کہ جن میں ہر امر کی تصریح بخوبی بیان کیگئی ہے مدہست اور ساکھشی کو کافی ہیں۔ البتہ یہ اختیار رہیگا اگر فریق ثانی کو کچھ شک اور شبہ ہو تو آج ۱۷ تاریخ ستمبر ۱۸۸۰ء سے دو یوم کے اندر مقامات مذکورہ بالا یا اور جگہ سے جو پنڈت اُن کی رائے میں بہتر اور عمدہ ہوں بذریعہ تار برقی آمد و رفت کے باب میں اُنسے گفتگو طے کر لیویں یا انتظام کر لیویں۔ اور آج سے چھ دن کے اندر یعنی ۲۲ تاریخ ستمبر روز یکشنبہ تک اُن کو یہاں بُلا لیویں۔ اگر فریق ثانی کی طرف سے اس عرصہ میں انتظام مناسب نہ ہو یا خلاف عملدرآمد ہووے تو اس فریق کی کُل باتیں خام اور بے بُنیاد سمجھی جاوینگی۔ اور اگر سوامی جی اس عرصہ میں کہیں چلے جاویں یا اس تحریر کے پابند نرہیں تو اُن کی بات بھی خام اور بے بُنیاد تصوّر کیجاویگی۔

(۲۰) جملہ فریقین کو سبھا کے وقت تمام پُستکیں جنکا حوالہ دیویں سبھا میں ہمراہ لانی چاہئیں۔ بلا اصلی پُستک کی زبانی کوئی ساکھشی طرفین کو قبول نہ ہوگی فقط مرقوم ۱۷ ستمبر ۱۸۸۰ء +

یہ پچھلی شرط لالہ کشن سہائے صاحب کو نہیں لکھائی گئی تھی۔ اور اس کا لکھا جانا ضروریات سے بھی نہیں سمجھا گیا تھا کیونکہ شہادت ہمراہ ہوا کرتی ہے۔ مگر اب بہ نظر احتیاط شرط ہذا بھی شامل کی گئی +

۱۸ ستمبر ۱۸۸۰ء کو بھی لالہ کشن سہائے جی نے کچھ جواب نہ بھیجا مگر پنڈت سری گوپال کیجانب سے سبھا کے نیم یعنے قواعد تجویز ہو کر بخط اردو معہ ایک پرچہ ناگری کے سوامی جی کے پاس آئے اُن قواعد کی نسبت رائے دینا فضول ہے اُن کی نقل لفظ بہ لفظ ذیل

عـــلہ اہلکاران سرکار جو سبھا میں شریک ہونا چاہینگے۔ وہی قبل اس وقت کے شریک سبھا میں ہو سکینگے۔ اور خواندہ اور لائق آدمیوں کا ہی سبھا میں موجود ہونا بہر نہج واجب ہے ۱۲ عـــلہ چونکہ مورتی پوجن ہی امر متنازعہ ہے پس کوئی دانشمند ہرگز یہ رائے نہ دیویگا۔ کہ مورتی پوجنے والے جو دیدہ دانستہ مخالف ہیں مدہست یا منصف قرار دیئے جاویں۔ کیونکہ جو مدعی ہے کبھی منصف نہیں ہو سکتا ہے باقی رہا سوال مہلت وہ بھی بدیہہ ظاہر کافی ہے +

(۳) حاضرین جلسہ سبھا علاوہ منتظمان ہر جانب سے پچاس پچاس سے کم اور دو سو سے زیادہ نہوں تو بہتر ہے +

(۴) جس قدر حاضرین جلسہ سبھا کی تعداد قرار پاوے اُسیقدر ٹکٹ چھپکر نصف نصف منتظمان ہر فریق کو تقسیم کر دیئے جاویں +

(۵) ہر فریق اپنی اپنی جانب سے حاضرین کو باقاعدہ رکھیں۔ اور اُن کے بہر نوع ذمہ وار ہیں +

(۶) ہر جانب سے تعداد پنڈتان لائق دس دس سے زیادہ نہ ہو کم کا اختیار ہے +

(۷) ہر دو جانب سے صرف ایک ایک ہی پنڈت سبھا میں گفتگو کریں۔ یعنے ایک جانب سے سوامی دیانند سرستی اور دوسری جانب سے پنڈت سری گوپال +

(۸) اس سبھا میں ویدوں کے پرمان سے ہی کھنڈن اور منڈن یعنی تردید اور تائید ہر امور کی کیجاویگی +

(۹) وید کے منتروں کے ارتھ کے نشچے کے واسطے برہما جی سے لے کر جیمنی مُنی جی تک کے گرنتھوں[1] کی کہ جن کو فریقین قبول کرتے ہیں۔ ساکھشی دینی ہوگی +

(۱۰) ان گرنتھوں کی تفصیل ذیل میں درج ہے +

اشٹیریہ[1] - سُنت پتھ[2] - سام[3] - گوپتھ[4] - شکھشا[5] - کلپ[6] - ویاکرن[7] - نرکت[8] نگھنٹو - چھند[9] - جوتش[10] - پورب میمانسا[11] - ویشیشک[12] نیائے[13] - یوگ[14] - سانکھیہ[15] - ویدانت[16] شاستر - آیُروید[17] - دھنرُوید[18] - گاندھرب وید[19] - ارتھ وید وغیرہ[20] ×

واضح ہو کہ اشٹیریہ برہمن[2] سے لیکر ارتھ وید وغیرہ تک رشیوں اور منیوں مندرجہ بالا کی ہی ساکھشی اور پرمان ہوگا۔ اور بالفرض[3] اگر ان میں بھی کوئی واکیہ وید ورُدھ[3] ہو تو طرفین اُسکو قبول نکرینگے +

(۱۱) ویدوں اور پرتکش آدی پرمانوں - شرشٹی کرم اور ست دھرم سے ٹھیک طرفین کو گفتگو کرنی اور ماننی ہوگی +

(۱۲) اس سبھا میں جو شخص کسی فریق کی طرفداری اور رعایت کرے اُسکو ہزار برہم ہتیا کا پاپ ہوگا +

(۱۳) چونکہ بہت بڑی بات صرف ایک پاشان آدی مورتی پوجن ہی ہے۔ اس لئے اس سبھا میں مورتی پوجن کا کھنڈن اور منڈن ہوگا اور اگر ویدوں کی ریت سے پنڈت جی پاشان آدی مورتی پوجن کا منڈن کر دیویں تو پنڈت جی کی سب باتیں بھی سچ سمجھی جاوینگی۔ اور سوامی جی اُسیوقت سے مورتی پوجن کا کھنڈن چھوڑ کر مورتی پوجن اختیار کر لیوینگے۔ اور جو سوامی جی ویدوں کے پرمان سے پاشان آدی مورتی پوجن کھنڈن کر دیویں تو سوامی جی کی اور باتیں بھی راست سمجھی جاوینگی اور پنڈت جی اُسی وقت سے پاشان آدی مورتی پوجن چھوڑ کر مورتی پوجن کا کھنڈن اختیار کر لیویں۔ ویسا ہی دونوں فریقوں کو بھی قبول کرنا ہوگا +

(۱۴) سوال[4] اور جواب طرفین سے تحریری ہونے چاہئے۔ یعنی ہر سوال زبانی کہا جاوے۔ اور فوراً تحریر ہوتا جاوے۔

[1] یعنی اگر صرف بجواکسی قول ان گرنتھوں کے سوامی جی مورتی پوجن کا کھنڈن کریں اور ویدوں میں اُس کا پرمان نہو تو اصلاً یہ بات قابل قبول نہ ہوگی اور اگر پنڈت صاحب کوئی حوالہ ان گرنتھوں کے صرف کسی قول کا مورتی پوجن کی تائید میں دیویں۔ اور اس کی ساکھشی ویدوں میں نہ پائی جاوے تو وہ بھی تسلیم نہ ہوگا۔ اس تشریح میں ایسے قولوں سے مراد ہے کہ جیسے منوسمرتی میں پرورتی نکت نام قول منوسمرتی کے ورُدھ اور ویدوں کے خلاف ہے۔ [2] نام کتاب [3] خلاف وید [4] ظاہر ثبوت [5] قوانین قدرت [6] بلا پابندی وقت کے ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جس عرصہ تک چاہے گفتگو کئے جاوے کہ جس کے باعث اس کا روکا جانا بہر نہج اس کی دلشکنی اور خفگی اور خلاف قواعد سبھا ہے۔ اس واسطے پابندی وقت کم یا زیادہ بطور مناسب ہونی چاہئے +

سوامی جی کی طرف سے لالہ کشن سہائے صاحب کے پاس سبھا میں ہی بھیجا گیا۔ قریب ختم ہونے سبھا کے اُن صاحبوں نے کہ جو خط لے گئے تھے۔ لالہ کشن سہائے اور لالہ بختاور سنگھ وغیرہ صاحبان سے کہا کہ سوامی جی کے خط کو جو آپ کے نام سے بھیجے ہوئے خطوں کا جواب ہے اور جس کو ہم لے کر آئے ہیں سبھا میں سنوا دیجئے تاکہ عوام کو مضمون مندرجہ سے آگاہی ہو جاوے لیکن لالہ کشن سہائے صاحب نے اس وجہ سے کہ اُس خط پر خاص دستخط سوامی جی کے نہ تھے سبھا میں پڑھنے کی اجازت نہ دی اور بعد رد و بدل بسیار کے کہا کہ صبح لالہ بختاور سنگھ صاحب کے مکان پر آ کر جملہ امورات طے کر لئے جاویں۔ اس وقت اور زیادہ گفتگو فضول ہے +

نہایت جائے تعجب ہے۔ کہ سوامی جی کے پاس جس قدر بلا دستخطی خطوط لالہ صاحبان کی جانب سے آئے اُن سب کو سوامی جی نے حاضرین سبھا کو معہ اپنے جوابات کے سنوا دیا مگر لالہ صاحبان نے اس ایک خط کو بھی سبھا میں پڑھنے کی اجازت نہ دی بلکہ خود بھی نہ پڑھا +

اگلے روز ۷ ستمبر کو حسب وعدہ پانچ آدمی سوامی جی کی طرف سے شرائط سبھا کے طے کرنے کے واسطے لالہ بختاور سنگھ صاحب کے مکان پر گئے۔ اور نیم یعنی قواعد سبھا کا تحریری مسودہ معہ دستخطی چٹھی سوامی جی کے اپنے ساتھ لیگئے۔ لالہ صاحب موصوف نے پوجن وغیرہ سے فارغ ہو کر اول قواعد سبھا کے مسودہ کو سنا اور بعد اُس کے معہ ان پانچوں شخصوں کے لالہ کشن سہائے صاحب کے مکان پر گئے +

لالہ کشن سہائے جی نے فی الفور پہنچنے کے اپنے محرر کو بلا کر سبھا کے نیموں کے مسودہ کی نقل کرا لی اور یہ کہا کہ اس کا جواب کل صبح تک بعد مشورہ کے بھیجا جاویگا۔ اُن نیموں کی نقل کہ جو سوامی جی کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ بغرض اطلاع ذیل میں درج ہے۔ چند فقروں کی تشریح حاشیہ پر کر دیگئی ہے۔ کہ جو لالہ کشن سہائے صاحب سے کہدئے گئے تھے +

نقل نیم یعنی قواعد سبھا منجانب سوامی دیانند سرستی جی کہ جس کے مسودہ[1] کی نقل پنڈت مان سنگھ اور دیگر صاحبان نے بموجب درخواست لالہ کشن سہائے صاحب اور بختاور سنگھ صاحب کے سترھویں ستمبر کو وقت صبح لکھا دی تھی +

(۱) چونکہ سب سے پیشتر منتظمان سبھا کا قرار دیا جانا ضرور ہے۔ لہذا ہمارے نزدیک مناسب ہے کہ صاحبان مفصلہ ذیل ہر دو جانب سے منتظم قرار دیئے جاویں +

۱۔ پنڈت گنگا رام صاحب

(بشرط منظوری)

۱- لالہ رام سرن داس صاحب رئیس	۱- لالہ کشن سہائے صاحب رئیس
۲- رائے گنیشی لعل صاحب مہتمم مطبع جلوہ طور	۲- لالہ بختاور سنگھ صاحب رئیس
۴- بابو چھیدی لعل صاحب گماشتہ کمسریٹ	۳- حکیم بلدیو سنگھ صاحب
۵- پنڈت گنیدن لعل صاحب ماسٹر گورنمنٹ اسکول	۴- لالہ انبا پرشاد صاحب وکیل
۶- پنڈت جگن ناتھ صاحب	۵- لالہ تلسی دھر صاحب وکیل
	۶- لالہ بھولا سرائے صاحب ساہوکار

(۲) ان صاحبوں میں سے کوئی صاحب بلکہ جہانتک ممکن ہو جناب ماتحت جج صاحب بہادر میر مجلس منتظمان قرار دیئے جاویں

[1] نوٹ - یہاں لفظ مسودہ اس وجہ سے لکھا گیا ہے کہ ۷ تاریخ کی صبح کو سوامی جی نے قواعد سبھا کی نسبت اپنا منشا ان پانچوں شخصوں سے کہ جو قواعد شاستر ارتھ طے کرنے کے واسطے بھیجے گئے تھے ظاہر کیا تھا +

مگر باوجود اس کے کہ سوامی جی نے بارہا کہدیا تھا کہ جب تک دستخطی تحریر لالہ کشن سہائے صاحب کی میرے پاس نہیں آویگی اُس وقت تک میں کسی تحریر پر عملدرآمد نہ کرونگا۔ اور جب تک کہ قواعد شاستر ارتھ جو واجب اور لابد ہیں۔ قرار نہ پاوینگے شاستر ارتھ بھی ممکن نہیں۔ تاہم خط مذکورہ بالا بلا دستخطی لالہ کشن سہائے صاحب اور دیگر صاحبان کے تھا اور نہ کچھ اُس خط میں قواعد شاستر ارتھ وغیرہ کا ذکر تھا۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ اُس کی تحریر سے صاف روشن ہے کہ کُل صاحبان کے دستخط بقلم کاتب ہوئے ہیں۔ دویم لالہ ہولاس رائے جو کہ زبان فارسی سے بالکل واقف نہیں صرف ہندی دان ہیں۔ اُن کے دستخط بھی فارسی میں اور ایک ہی قلم کے لکھے ہوئے تھے غرض اِس خط پر دستخط نہ ہونے سے سوامی جی کو خیالات گوناگون دل میں آئے اور مصلحتاً اُنھوں نے خاموشی اختیار کی +

اُسی روز شام کو لالہ سیڈھا سنگھ صاحب خلف لالہ بختاور سنگھ صاحب معہ سوتی گوبند پرشاد صاحب کے سوامی جی کے پاس سبھا میں بابو چھیدی لعل کے مکان پر آئے۔ اور سوامی جی سے لالہ کشن سہائے صاحب اور دیگر صاحبان کے خطوں کے جواب نہ بھیجنے کی وجہ دریافت کی سوامی جی نے یہ جواب دیا کہ چونکہ کوئی دستخطی خط لالہ کشن سہائے صاحب کا میرے پاس اس دم تک نہیں آیا پس میں کس طرح جواب بھیجتا۔ پھر سوتی گوبند پرشاد صاحب نے کہا کہ ہم خاص لالہ کشن سہائے جی کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ آپ اپنا منشا شاستر ارتھ کرنے کا ظاہر کیجئے۔ بجواب جس کے سوامی جی نے کہا کہ جواب بعد[1] پرسش معلوم ہوتے ہیں۔ اور میں آپ کے بیان کو غیر معتبر بھی نہیں سمجھتا ہوں لیکن چونکہ پیشتر سے ایک صاحب یعنے لالہ کشن سہائے کی تحریر خاص پر[2] معاملہ کا طے ہونا منحصر رکھا گیا ہے۔ اسواسطے یہ بہتر ہے کہ آپ اُن کی تحریر دستخطی بھجوا دیجئے مجھ کو شاستر ارتھ میں کچھ عذر نہیں ہے بلکہ عین مدعا یہ ہے اور جبکہ لالہ کشن سہائے صاحب اور دیگر صاحبان نے ہی آپ کو بھیجا ہے تو پھر تحریر دستخطی بھیجنے میں کیا پس و پیش ہے۔ اُس وقت لالہ سیڈھا سنگھ صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ کو اسیطرح اس کا طے کرنا منظور ہے تو کل صبح ضرور دستخطی چٹھی لالہ کشن سہائے جی کی بھجوا دینگے اور بعد اس کے دونو صاحب سبھا سے تشریف لے گئے مگر ایفاے وعدہ اگلے روز بھی نہوا۔ بلکہ مختلف کارروائیاں کہ جن کا آگے بیان ہے ظہور میں آئیں یعنی دوسرے روز بعد دوپہر کے ایک رجسٹری خط اسی مضمون کا منجانب لالہ صاحبان مذکور پھر سوامی جی کے نام آیا مگر بلا دستخطی صرف کاتب نے بھیجنے والوں کے نام لکھدئے تھے۔ اب غور کرنا چاہئے۔ کہ تمام طرح کی کارروائیاں تو اس عرصہ میں ہوتی ہیں مگر دستخطی تحریر اور گفتگو باقاعدہ درمیان نہ آئی۔ بعد آنے خط رجسٹری شدہ کے سوامی جی نے جواب خطوط لالہ کشن سہائے صاحب کا لالہ شیو لعل صاحب کی معرفت بھیجا۔ لیکن سبھا وقت اعلان شدہ سے پیشتر ہی برخاست ہو گئی تھی۔ ناچار وہ خط واپس آیا +

دوسرے دن پھر پنڈت صاحبان کی سبھا شہر کی منڈی کے قریب ایک کوٹھی میں ہوئی کہ جس جگہ پھر وہی خط

---

[1] لایق [2] بار بار تحریر دستخطی کی طلب اسلئے تھی کہ شاستر ارتھ کا انجام بخوبی ہو جاوے۔ اور ذمہ داری تم صاحبوں ہی بذریعہ انکی تحریر کے بہر نہج رہے +

وہاں جاکر مجھ کو بہت کچھ سخت سست کہا اور اخیر میں تالیاں بجائیں جو باتیں کہ فضیلت سے نہایت بعید ہیں۔ البتہ پنڈت کنول نین اور سالگ رام یا دیگر پنڈتان سے مثل سری دھر اور رہر جس رائے جی کے مباحثہ ہونا نہایت بہتر بات ہے بشرطیکہ لالہ کشن سہائے صاحب بذریعہ اپنی دستخطی چھٹی کے یہ باتیں طے کرلیں +

اب غور کیجئے کہ سوامی جی نے تو کیا کہا اور اسمیں کیا کیا ایجاد اور رنگ آمیزیاں ہوئیں۔ اسیوقت سے عوام میں چرچا ہوا کہ سوامی جی نے سری گوپال سے شاستراتھ کا انکار کیا پنڈت کامل کو دیکھ کر ڈر گئے کیا خوب!!! جب یہ خبر سوامی جی کے گوشگذار ہوئی۔ اور چند صاحبان نے بھی سوامی جی سے کہا کہ آپ سری گوپال جی سے ہی مباحثہ قبول کیجئے۔ رفع سخت کلامی وغیرہ کی تدبیر پہلے ہی کردی جاویگی۔ غرض سوامی جی نے دوسرے دن آکر سبھا میں اعلان دیا کہ میں شاستراتھ کو مستعد ہوں خواہ پنڈت سری گوپال جی سے یا اور کسی سے ہوجے کہ اگر لالہ کشن سہائے صاحب جو کہ رئیس اور علاوہ بھدر پرش ہیں۔ اپنی دستخطی چھٹی کے ساتھ کسی اپنے ودیارتھی[2] کو بھی شاستراتھ کے واسطے بھیجیں تو اُس سے بھی میں شاستراتھ کو موجود ہوں۔ مگر ہار جیت اس طرف سے میرے ذمہ اور اُس طرف سے لالہ کشن سہائے صاحب کے ذمہ سمجھی جاویگی۔ چنانچہ بعد برخاستگی سبھا کے پنڈت سری گوپال جی کو جو پنڈت جگننا تھ کے مکان پر مقیم تھے مالک مکان کی معرفت سوامی جی کے اعلان سے اطلاع دیگئی اور لالہ کشن سہائے صاحب اور عوام کو بھی اس امر کی اطلاع ہوگئی۔ اس کے بعد بھی دو روز اور لالہ رام سرن داس صاحب کے مکان پر سوالات کے جواب دینے میں صرف ہوئے۔ مگر اس عرصہ میں لالہ کشن سہائے صاحب یا پنڈت صاحبان کی جانب سے کوئی تحریری یا زبانی سلسلہ جنبانی نہ ہوئی اور ۱۳ ستمبر ۱۸۷۷ء کو یہاں پر سبھا ختم ہوئی +

۱۴ ستمبر سے بابو چھیدی لعل صاحب گماشتہ کمسریٹ کی کوٹھی پر اوپدیش دھرم کا شروع ہوا جس کی اطلاع ایک دن پہلے ہی عوام کو دیدیگئی تھی۔ اور ۲۲ ستمبر سنہ رواں روز یکشنبہ تک ہجگہ متواتر روزمرہ دیاکھیان جاری رہا۔ اس ایام میں سوامی جی نے چند حالات پر مثل پوپ[2] لوگوں کی لیلا یا کھنڈیوں کی بناوٹ کمی بارش اور زیادتی قحط اور وبا وغیرہ کے وجوہات ازروے ویدک شاستر اور دیگر دلائل معقول اور آریہ لوگوں کے ست کرم اور آریہ سماج کے قواعد اور نیز دیگر مختلف بیانات کا اوپدیش فرمایا۔ اور نیز رگ وید کے چند ادھیاؤں کا پاٹھ ارتھ[4] سہت نہایت عمدہ طور سے سبھا میں کہہ سنایا +

اس[5] اثناء میں پندرھویں ستمبر ۱۸۷۷ء کو لالہ شبن لعل صاحب رئیس کے دیوانخانہ میں پنڈتان شہر وغیرہ کی سبھا منعقد ہوئی اور اُس کے اگلے روز یعنی ۱۶ ستمبر کو ایک اشتہار بھی اُن کی جانب سے مشتہر ہوا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اس سبھا میں دھرم کا اوپدیش ہوگا اور سوامی دیانند سرستی شاستراتھ کے لئے بلائے گئے ہیں فقط اور نیز ایک خط بخط اردو منجانب لالہ کشن سہائے صاحب و لالہ بختاور سنگھ صاحب و بوالا سرائے صاحب بنام سوامی جی کے آیا جسکا مدعا یہ تھا کہ آپ کو سبھا میں لالہ شبن لعل صاحب کے مکان پر آکر پنڈتان سے شاستراتھ کرنا چاہئے +

---

[1] لائق [2] طالب علم [3] مکاروں کی مکاری [4] معہ معنی [5] اول تو یہ امر قابل غور ہے کہ سبھا تو ۱۵ تاریخ کو ہوئی اور ۱۶ تاریخ کو یہ اشتہار چھپا کہ ۱۵ تاریخ کو سبھا ہوگی اور سوامی جی شاستراتھ کو بلائے گئے ہیں۔ دویم یہ کہ عام قاعدہ ہے کہ اول مباحثہ کے واسطے امر تنقیح طلب باتفاق فریقین کے قرار دیا جاتا ہے شاستراتھ کی جگہ اور وقت اور دیگر امور ضروری طے ہوا کرتے ہیں۔ بعد ازاں شاستراتھ کا اشتہار دیا جاتا ہے۔ مگر یہاں امر تنقیح طلب یا ضروری کا بالکل ذکر نہیں صرف اشتہار چھپوا دیے لوگ کلی کوچوں میں چسپاں کرادئے و جگہ جگہ تقسیم کرادئے۔ اس سے سوا جھوٹی فضیلت کے اور کیا مدعا ہوسکتا ہے شاستراتھ کا تو صرف بہانہ تھا۔

رنگ دکھلاویگا +

اب یہاں سے وہ ذکر لکھا جاتا ہے۔ کہ جس سے حاضرین سبھا اور میرٹھ کے آریہ لوگوں کو سوامی جی اور پنڈت صاحبان کے شاستر ارتھ[1] کی امید قوی ہوئی تھی۔ نویں تاریخ ستمبر روز چہارشنبہ کو بمقام صدر بازار میرٹھ بہ استہان بلیشر مہادیو جی پنڈتان میرٹھ اور چند رئیس جمع ہوئے اور شاستر ارتھ کی بابت مشورہ کیا گیا اور اُسی دن ایک چٹھی بخط ناگری اُن کی جانب سے سبھا میں سوامی جی کے پاس آئی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ بلیشر مہادیو میں روز یکشنبہ کو واسطے نرنے[2] دھرم کے سبھا ہوگی۔ سوامی دیانند سرستی بھی سبھا میں آویں - اس چٹھی پر اگرچہ نام لالہ انجنا ور سنگھ صاحب اور لالہ کشن سہائے صاحب اور لالہ ہولاس رائے صاحب اور چند پنڈت صاحبان کے مرقوم تھے۔ لیکن کسی صاحب کے دستخط خاص نہ تھے۔ چونکہ سوامی جی نے تاکیداً پیشتر ہی کہدیا تھا کہ میں بلادستخطی[3] تحریر لالہ کشن سہائے صاحب کے کسی امر کو یقین نہ کرونگا۔ اسواسطے اس وقت بھی کہدیا کہ اس بے دستخطی چٹھی کا اعتبار نہیں اور کچھ جواب نہ دیا۔ زاں بعد ۱۲ تاریخ کو لالہ منالال صاحب خلف لالہ کشن سہائے صاحب رئیس نے ازجانب لالہ صاحب موصوف کے سوامی جی سے آکر کہا کہ لالہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر آپ مباحثہ میں پراست[4] ہوویں۔ تو آپ کو مورتی کھنڈن[5] چھوڑ دینا پڑیگا۔ چنانچہ سوامی جی نے اس بات کو منظور کیا اور شام کے وقت سبھا میں مجمع عام کہدیا کہ شاستر ارتھ کی سبھا کے واسطے اگر لالہ کشن سہائے جی خواہش رکھتے ہیں تو آج سے چار روز کے اندر جملہ شرائط سبھا کو مجھ سے بذریعہ تحریر دستخطی خاص طے کرلیں۔ مگر لالہ کشن سہائے صاحب کیطرف سے اِس عرصہ میں پھر بھی کوئی امر ظہور میں آیا بعدازاں چند رئیس صاحبان لالہ انجنا ور سنگھ صاحب کے مکان پر جمع ہوئے اور بصلاح ہمدیگر ایک چٹھی منجانب لالہ کشن سہائے صاحب رئیس سبھاپتی دھرم رکشنی سبھا میرٹھ سوامی جی کے پاس سبھا میں آئی۔ مگر اس چٹھی پر بھی لالہ صاحب کے خاص دستخط نہ تھے صرف کسی محرر کی تحریر تھی۔ اور پنڈت کنول نیتر و بھاگیرت و سالگ رام اور دیگر پنڈت صاحبان کے نام بھی اس پر بھیجنے والوں میں لکھے ہوئے تھے۔ اور اس چٹھی کا خلاصہ یہ تھا کہ پنڈت سری گوپال جی یہاں موجود ہیں۔ جس دن آپ چاہیں اُن سے شاستر ارتھ کریں +

لیکن بعد پڑھے جانے چٹھی کے سبھا میں سوامی جی نے صاف دلی سے کہا کہ میں شاستر ارتھ[6] کو بہرحال موجود ہوں۔ لیکن پنڈت بھاگیرتھ اور سری گوپال جی سے شاستر ارتھ نہونا چاہئے۔ کیونکہ وے دونوں پنڈت نہایت کرودھی[7] ہیں۔ مجھے سری گوپال سے دوتین مرتبہ گفتگو کا اتفاق پڑا ہے۔ مگر بباعث غصہ کے دونوں تینوں مرتبہ اُن کو بات کرنے کی بھی تاب نہ رہی۔ اور آخر میں سخت کلامی کی اور گالیاں دیں پس یقین ہے کہ وہی حال اب بھی پیش آویگا اور شاستر ارتھ کا کچھ نتیجہ نہ نکلیگا۔ اور پنڈت صاحب کی لیاقت کا حال تو سب پر روشن ہے کچھ بیان کی ضرورت نہیں باقی رہا پنڈت بھاگیرتھ صاحب کی استعداد کا حال سو وہ اُن کے مندرجہ بالا سوالوں کی طرز تحریر سے ہی ظاہر ہے۔ اور دوم ایک مرتبہ کئی سال گذرے جبکہ میں لالہ لیکھراج کے باغ میں ٹھہرا ہوا تھا پنڈت بھاگیرتھ[8] نے

۱ مباحثہ ۲ تحقیق ۳ واضح رہے کہ سوامی جی جو دستخطی تحریر کسی رئیس یا معزز شخص کی شاستر ارتھ کے معاملہ میں چاہتے تھے۔ اس سے یہ غرض ہے کہ مباحثہ کا نتیجہ عمدہ ہو۔ کیونکہ ایک دو جگہ مباحثہ کی نوبت بغیر تحریر اور میدان پڑنے کسی رئیس کے آئی وہاں کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ نہ صرف نتیجہ نکلا بلکہ صورت فساد کی قائم ہوگئی ۴ مغلوب ۵ تردید ۱۲ ۶ مباحثہ ۷ غصہ ۸ یہ پنڈت صاحب میرٹھ کی دھرم رکشنی سبھا کے اہتمام پر مقرر تھے ۱۲ منہ

نقل خط مولوی عبداللہ صاحب

الحمد للہ رب العالمین و صلے اللہ علے النبی = ما بعد فقیر محمد عبد اللہ ساکن شہر میرٹھ محلہ شامی پاڑہ درخدمت سوامی دیانند پرشاد کے گذارش کرتا ہے۔ کہ آپ دین مسلمانی پر چند اعتراض کرتے ہیں۔ اور یوں بھی کہتے ہیں۔ کہ جس کا دل چاہے ہم سے مباحثہ کرے یعنی بحث کرے اور جو مسائل دریافت کرے ہم اس کا فوراً جواب دینگے۔ سو مباحثہ کے اندر بہت شرطیں ہیں لیکن اسمیں پانچ شرطوں کا ہونا ممکن ہے۔ اول یہ ہے کہ ثالث کا ہونا ضرور چاہئے یعنی منصف کا۔ اور دویم یہ ہے کہ جبتک مباحثہ ہو چکے۔ آپ کو کہیں جانا نہو گا۔ سوئم یہ ہے کہ گفتگو ہماری اور تمہاری ہوگی اُس میں اور کوئی شخص بولنے نہ پاویگا۔ چہارم یہ ہے کہ خدا کو حاضر اور ناظر جان کر اور تعصب اور نفسانیت کو دور کرکے جو شخص مغلوب ہوئے اُسیوقت حق کو تسلیم کرے۔ اور پنجم یہ ہے کہ کسی رئیس کا بندوبست ہونا جائز ہے اور چھ بجے سے چار بجے تک مباحثہ ہو کیونکہ بعد اُس کے روزہ کا وقت آجاتا ہے اور گفتگو تقریری چاہتے ہیں۔ ہم تحریری نہیں چاہتے۔ اگر یہ سب باتیں آپ کو منظور ہوں تو جواب اس کا رقعہ ہذا کی پشت پر درج کر دیجئیگا۔ پھر انشاء اللہ تعالے آپ سے مباحثہ رہیگا۔

العبد
مولوی محمد عبد اللہ صاحب

اس خط کا جواب مولویصاحب کو
تحریری دیا گیا جس کی نقل بعینہ آگے درج ہے

مولوی عبد اللہ صاحب سلامت ۔ درجواب آپ کے لکھا جاتا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ حسب منشاء اپنی بذریعہ معزز رئیسان شہر اور صدر کے سلسلہ جنبانی کیجئے۔ مجھ کو کچھ عذر نہیں اور جملہ معاملات تحریری ہونے چاہئیں۔ نہ کہ تقریری فقط

از جانب دیانند سرستی ۷ ستمبر ۱۸۷۸ء

بعد اس کے مولوی صاحب موصوف کا دوسرا خط آیا۔ اُس کا بھی منشاء اصلی یہی تھا کہ مباحثہ تقریری واجب ہے تحریری نہیں ہونا چاہئے۔

میری دانست میں اس سے غرض معلوم ہوتی تھی۔ کہ تقریر میں کہنے کسی بات سے انکار اور اثبات کی گنجایش رہتی ہے مگر تحریر میں کچھ پیش نہیں چلتی ہے اسی واسطے تحریر سے مولوی صاحب کو گریز تھا چونکہ معلوم ہو لیا تھا کہ مولوی صاحب تقریری بحث کی ضد نہ چھوڑینگے اس واسطے اُنکے دوسرے خط کے پیش ہونے کے بعد سبھا میں سوامی جی نے یہ جواب دیا کہ مباحثہ تحریری ہوگا اور تقریری ہرگز مناسب نہیں باقی کل منشاء مولویصاحب کا منظور ہے۔ اس معاملہ میں اور زیادہ تحریر اور تقریر فضول ہے۔ اب جائے غور ہے۔ کہ ایسی ایسی بے بنیاد کارروائیں تو مولویصاحب اور اُن کے ہم مذہبوں کی طرف سے ظہور میں آتی رہتی ہیں مگر واہ رے تعصب پھر بھی لاف وگزاف سے باز نہیں آتے۔ اور ہمیشہ اخباروں کے پرچوں کو اپنی تعریف اور دوسروں کی جھوٹی مذمت سے سیاہ کرتے ہیں۔ خیر ابھی تو یہانتک نوبت ہے معلوم نہیں کہ آیندہ کو یہ تعصب اور کیا کیا

اس خط کی نقل میں جو املاء وغیرہ کی غلطی ہے۔ وہ چھاپہ خانہ کی غلطی نہ تصور کیجاوے۔ بلکہ نقل مطابق اصل ہے۔ اگر اس میں کسی کو شبہ ہو تو اصل خط آریہ سماج میرٹھ کے پاس موجود ہے ملاحظہ کرے تحریر کے لفظ سے یہاں یہ مراد ہے کہ جو سوال کیا جاوے فوراً لکھا جاوے۔ اور جو جواب دیا جاوے۔ وہ بھی اسیوقت قلمبند ہو جاوے۔

پس خوب ثابت ہو گیا کہ ازروے وید اور دلائل معقول کے پرمیشور کا اوتار کسی پرکار سے نہیں ہو سکتا ہے فقط +

اول تو ان سوالات کی طرز تحریر سے میرٹھ کی دھرم رکھشنی سبھا کے پنڈتوں کی لیاقت ظاہر ہوتی ہے - دوئم سوال تحریری اور جواب تحریری کی درخواست مگر سبھا پتی یا سبھا کے پنڈتوں کے دستخط کا سوالات کے پرچوں پر نام نہیں - چونکہ بغرض جواب دینے کے سوالات کا رکھنا ضرور تھا مگر بلا دستخطی کسی کام کے نہ تھے - اسلئے بنظر احتیاط سکرٹری سبھا مذکور کے دستخط سبھا میں تینوں پرچوں پر کرائے گئے اور اُنسے کہدیا گیا کہ ان سوالات کے جواب سبھا کے آخری دن مثل اور کُل سوالات کے زبانی دیئے جاوینگے لیکن سکرٹری سبھا مذکور نے جوابات تحریری کیلیئے اصرار کیا بجواب جس کے سوامی جی نے یہ فرمایا کہ اگر سبھا یعنی لالہ کشن سہائے صاحب ساہو کی دستخطی چٹھی لاؤ تو البتہ جواب تحریری دیئے جاوینگے - یہ جواب باین خیال دیا گیا تھا کہ یہ سوال بنام نہاد ایک سبھا کے پیش کئے گئے تھے غرض سکرٹری سبھا مذکور بعد رد و بدل کے باین اقرار کہ چٹھی دستخطی سبھا پتی کی کل بھجوا دینگے چلے گئے لیکن چٹھی بھیجنے کا ہرگز نام نہ لیا - اور اُسیوقت سے جو کچھ کہ دل میں آیا مشتہر کرنے لگے - اب باقی اور سوالات جو پیش ہوئے تھے - اُنمیں سے صرف تین یا چار صاحبوں کے سوال باقاعدہ اور قابل جواب دینے کے تھے - یعنے پنڈت نتھو سنگھ صاحب پٹواری اور لالہ شوناتھ صاحب آڑھتی ساکن صدر بازار اور پنڈت رام ناتھ صاحب مدرس گورنمنٹ اسکول - پنڈت نتھو سنگھ صاحب اور لالہ شوناتھ صاحب کے سوالات قریب قریب دھرم رکھشنی سبھا کے سوالات سے ملتے تھے اور پنڈت رام ناتھ جی کا سوال طول طویل روح کی بابت تھا جس کا بیان تناسخ[1] کے ذکر میں کیا گیا تھا - باقی سوالات پنڈت چُنی لال شاستری ملازم دھرم رکھشنی سبھا اور ہردیال پنڈت اور ایک شخص سونٹھ پانی بیچنے والے کے کہ جو پنڈتائی کا دعوےٰ کرتا تھا اور دیگر آدمیوں کے ایسے تھے کہ قابل تحریر نہیں منجملہ اُن کے پنڈت ہردیال کے سوالات تو ایسے فحش تھے کہ سبھا میں پڑھتے وقت حاضرین جلسہ نے اُن کا پڑھا جانا بند کرا دیا - اختصار کلام اُن میں سے سونٹھ بیچنے والے پنڈت مذکورہ بالا کے سوالات کا خلاصہ بغرض[2] اطلاع عوام ذیل میں درج کیا جاتا ہے - اس سے اوروں کی نسبت بھی خیال کر لینا چاہئے - بقول شخصے کہ مشتے نمونہ از خروارے +

خلاصہ سوالات

اے سوامی جی مہاراج یہ کس وید میں لکھا ہے - کہ سوامی جی گلاب جامن اور بالوشاہی اور مٹھائی کھاویں - اور بستر بھی پہنیں - اور آپ کہتے ہیں کہ آریوں کا نام چار اکشر دن تک کا ہونا چاہیئے - پھر آپ کا نام (یعنی سوامی دیانند سرستی) اتنا بڑا کیوں ہے - اور یہ کس وید میں لکھا ہے - کہ سوامی جی لوٹا سے پانی پیویں فقط

الغرض ہر ایک پرچہ کے جواب (بجز پرچہ پنڈت ہردیال کے) خواہ وہ جواب دینے کے قابل تھے یا نہ تھے سبھا میں زبانی دیئے گئے + ایام ویاکھیان میں مولوی عبداللہ صاحب کی طرف سے بھی ایک خط آیا تھا جس کی نقل حرف بحرف آگے درج ہے اُس کے ملاحظہ سے مولوی صاحب مذکور کی جملہ کیفیت معلوم ہو جاویگی کچھ حاجت تحریر کی نہیں ہے +

[1] یعنی آواگون [2] یہ سوالات کہ جن کا خلاصہ متن میں درج ہے - زبان بھاشا میں تھے یہاں بغرض آسانی تحریر اور عوام کی اطلاع کے اردو میں لکھ دیئے گئے ہیں ۱۲

گلنے پر خوش ہو رہا ہے۔ کوئی رادھاجی کی مورتی پر موہت اور فریفتہ ہے۔ اور از حد پریم بھگتی ظاہر کر رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ واہ واہ ساکھشات رادھا کرشن جی ہی آگئے ہیں۔ اِن ہی گنہیّا جی نے ہزاروں گوپیوں کے ساتھ بھوگ بلاس کیا ہے [1] اسو رانٹیں رکھیں ہیں۔ خوب دُودھ ماکھن چرا کر کھایا ہے۔ نہاتے ہوئے ننگی استریوں کے کپڑے تک چرا لئے ہیں اور اُن کو پہروں برہنہ سامنے کھڑا رکھا ہے۔ زیادہ اور کہاں تک تمہاری باتوں کا بیان کروں۔ اب شرم بھی مانع ہے۔ اور عقل بھی مقتضی نہیں ہے۔ لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ آپ لوگ اپنے دیش کے ایسے ایسے راجہ مہاراجوں کو جو ہزاروں لاکھوں پر حکومت رکھتے تھے اور اُن کی پرورش اور دستگیری کرتے تھے۔ اور ایسے ایسے اوتم پُرشوں کو جو تمام عمر پرمیشور کی آگیا میں رہے راست گفتاری نیک کرداری اور دھرم کے کاموں میں بے مثال ہوئے۔ کھانے کپڑے کا محتاج بنا کے بد دھرمی زناکار اور تماش بین اور چور ٹھہراتے ہو۔ اور صرف اپنے مطلب برآری اور دل لگی کے واسطے اُن کی بدنامی کرتے اور کراتے ہو اور اُن کی نسبت ایسی ایسی جھوٹھی روایتیں کہ جن کا ثبوت کسی کتاب یا اتہاس سے بہم نہیں پہنچ سکتا ہے۔ دل سے بنا بنا کر بیان کرتے ہو اور پھر اپنے آپ کو اُن کا بھگت گُن گانا اور تعریف کنندہ سمجھتے ہو۔ ہائے ہائے ان باتوں کے بیان سے اس قدر رنج والم کا دل پر ہجوم ہے کہ زیادہ بیان کی مجال نہیں۔ اس لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور اپنے اس بیان کی تائید میں کہ پرمیشور کا اوتار کسی حالت میں نہیں ہو سکتا ہے۔ دو وید منتر کہتا ہوں اول یجر وید کے چالیسویں ادھیائی کا اٹھواں منتر ہے۔ اور دوم یجر وید کے ۳۱۔ ادھیائے کا پہلا منتر ہے +

सपर्य्यागाच्छुक्रमकायम व्रणमस्नाविरं शुद्धमपाप
विद्धम्। कविर्मनीषी परिभूः स्वयंभूर्याथातथ्यतो
ऽर्थान् व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥

اس منتر کا خلاصہ یہ ہے۔ پرمیشور سب میں بیاپک اور اننت [1] پراکرم والا ہے وہ سب پرکار کی شریر سے رہت [2] ہے کٹنے جلنے وغیرہ دُکھوں سے پرے ہے۔ ناڑی [3] ادی کی بندھن سے پرتھک ہے۔ سب دوشوں سے علیحدہ اور سب پاپوں سے نیارا ہے سب کا جاننے والا سب کے من کا ساکشی سب سے اعلےٰ اور انادی ہے۔ وہی پرمیشور اپنی پرجا کو وید کے [4] دوارا انتریامی [5] روپ سے سب بیوہاروں کا اُپدیش کرتا ہے +

सहस्रशीर्षा पुरुषः सहस्राक्षः सहस्रपात् । स भूमि
ं सर्वतस्पृत्वा ऽत्यतिष्ठ दशाङ्गुलम् ॥

اس منتر کا خلاصہ یہ ہے۔ پرمیشور تینوں پرکار کے جگت (یعنی گذشتہ موجودہ اور آئندہ) کو رچتا ہے اُس سے [6] بھن دوسرا اور کوئی جگت کا رچنے والا نہیں ہے کیونکہ وہ سرب [7] شکتیمان ہے۔ موکش بھی پرمیشور کی ہی کرپا سے ملتی ہے۔ پرتھوی آدی جگت پرمیشور کے بیاپک ہونے سے استھت یعنی قائم ہے۔ اور وہ پرمیشور اِن چیزوں سے علیحدہ بھی ہے۔ کیونکہ اُس میں جنم آدی بیوہار نہیں وہ اپنے سامرتھ سے سب جگت کو اوتپن کرتا ہے اور آپ کبھی جنم نہیں لیتا ہے +

ع۱ بجید ع۲ منتر ع۳ رگ وغیرہ ع۴ بذریعہ وید کے ع۵ عالم الغیب ع۶ اس کے سوا ع۷ قادر مطلق +

کیا ہے۔ اگر آپ کہیں کہ راون اور کنس آدمی کو بنا اُتار لئے پرمیشور کیسے مار سکتا تھا تو یہ آپ کا کہنا نہایت نادرست ہے کیونکہ جب وہ نراکار پرمیشور بِنا شریر کے سب جگت کا پالن اور دھارن کر رہا ہے۔ اور بنا شریر کے جگت کی پرلے بھی کر سکتا ہے۔ تو اُس کو بنا شریر کے کنس آدمی ایک دو منش کا مارنا کیا مشکل تھا۔ اور جو یہ بات آپ پوچھتے ہیں۔ کہ ان اوتاروں کا بنانے والا کون ہے اور کس نے ان کو پراکرم دیا[۲] تھوا یہ خود سامرتھ[۳] تھے۔ اس کا جواب نہایت آسان اور صاف ہے۔ سب کا بنانے والا اور پراکرم دینے والا پرمیشور ہے۔ اُس کے سوا اور کوئی بنانے اور پراکرم دینے والا نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک شائد کوئی اور بھی پرمیشور کے سوا بنانے اور پراکرم دینے والا ہے۔ از خود تو نہ کوئی سامرتھ ہوا اور نہ ہے اور نہ ہوگا۔ یہ جو آپ سوال کرتے ہیں۔ کہ اُن اوتاروں کی سی سامرتھ اور کسی راجہ اتھوا منش میں کیوں نہیں ہوئی یہ آپ کا کہنا تو سراسر فضول ہے۔ کیونکہ جیسے جسمیں گُن ہوتے ہیں ویسی اُسمیں سامرتھ ہوتی ہے۔ اور جیسی جس میں سامرتھ ہے ویسے ہی اُسمیں گُن ہوتے ہیں۔ آج کل بہت سے ایسے منش ہیں کہ محض ناکارہ اور اگیانی ہیں۔ اور بہت سے ایسے عالم سامرتھ اور پراکرم والے ہیں کہ ہزاروں میں اور کوئی اُن کے برابر نہیں تو کیا اس وجہ سے ان سامرتھ والے منشوں کو پرمیشور کا اوتار کہنا یا ماننا درست ہے واہ واہ پرمیشور کے اوتار ہونے کا آپ نے کیا عمدہ ثبوت سوچ رکھا ہے سچ ہے بقول شخصے ع

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

مگر بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ آپ لوگ اگرچہ رامچندر جی اور سری کرشن آدمی اوتم پُرشوں کو پرمیشور کا اوتار مانتے ہو تاہم اُن کی غایت درجہ کی مذمّت اور بُرائی کے درپے رہتے ہو۔ شہر بشہر اور کوچہ بکوچہ اُن کی پتھر وغیرہ کی مورتی بنوا کر اُن سے بھیکھ منگوائی جاتی ہے اور پیسے پیسے کے واسطے عوام کے روبرو اُنکے ہاتھ پھیلوائے جاتے ہیں۔ جب مالدار یا ساہوکار شوالہ یا مندر میں آتے ہیں۔ یا پوجاری جی خود اُن کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سیٹھ جی آج ٹھاکر جی بھوکھے ہیں۔ رادھا کرشن جی کو کل رات سے بال[۴] بھوگ بھی نہیں ملا ہے۔ ان دنوں سیتا رام جی کو پرشادی کی ہی مشکل پڑ رہی ہے۔ سردی کے کپڑے ناراین کے پاس نہیں ہیں اور سیت[۶] کال سر پر آگیا ہے۔ پورانے کپڑے سیتا رام جی کے تو کوئی بدمعاش چرا لے گیا۔ اُسی روز سے ہم سیتا رام جی کو تالی کنجی میں بند رکھتے ہیں نہیں تو اُن کی بھی خیر نہ تھی اور اگر کسی رئیس یا امیر کی جانب سے شوالہ یا مندر کا ماہواری خرچ وغیرہ مقرر ہوا تو پوجاری جی یا باوا جی جب کہیں بیٹھے ہوتے ہیں۔ تو اپنی جھوٹھی پریم بھگتی کے جتانے کے واسطے کہتے ہیں۔ کہ لو ججمان ہم کو جانے دو۔ اب ہمارے سیتا رام جی یا رادھا کرشن جی بھوکھے ہونگے۔ اور جب ہم جاوینگے تو اُن کو بھوجن ملیگا ورنہ بھوکھے بند رہینگے۔ اب دیکھئے رام لیلا کو بنوا کر کس طرح آپ لوگ اپنے اوتم پُرشوں کی نقل بنواتے اور کس قدر اُن کو فضیحت کراتے ہو اور غیر مذہب والوں کو اُن پر ہنسواتے ہو اور اُن کی تحقیر کراتے ہو۔ رہس لیلا کا تو کچھ ذکر ہی نہیں دیکھو اکثر اشخاص کیا امیر کیا رئیس اور کیا دوکاندار اور کیا پیشہ ور وغیرہ رہس کی محفل میں جمع ہوتے ہیں۔ اور رہس دیکھ دیکھ نہایت خوشی کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ کرشن جی خوب ناچتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے رادھا جی بڑی سوبھاوان ہیں۔ کوئی کنھیا جی کے

[۱] قیامت [۲] ملکہ یا [۳] صاحب قدرت [۴] طعام [۵] ناخشنہ [۶] موسم سرما

گنگاجی کی سب ندیوں میں پوجینیہ اور سریشٹ ہونے میں کیا پرمان ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یا تو گنگاجی آپ کے نزدیک سریشٹ اور پوجینیہ نہیں اور اگر سریشٹ اور پوجنیہ بھی ہیں۔ تو آپ اس کا پرمان اور ثبوت نہیں دیسکتے ہیں۔ ورنہ اس امر کا مجھ سے دریافت کرنا کیا ضرور تھا۔ اب اس قدر سوال جو باقی رہا کہ اگر گنگاجی کے پوجنے اور سریشٹ ہونے میں کچھ سندیہہ ہے تو ظاہر کرو اس کا جواب یہ ہے کہ مجھ کو اس بات میں ذرا بھی سندھیہ نہیں بلکہ میں نشچے کرکے گنگاجی کو سریشٹ مانتا ہوں کیونکہ اور کسی ندی یا دریا کا ایسا اُدتم اور گن ہت جل نہیں ہے مگر گنگاجی کو مُکتی دینے اور پاپ چھٹانے کا ذریعہ نہیں مان سکتا ہوں۔ خوب سمجھ لو کہ پاپ اور پُن جس قدر کیا جاتا ہے اُس سے ایک ذرّہ نہ گھٹ سکتا ہے۔ اور نہ بڑھ سکتا ہے۔ اور جب گنگاجی کے اشنان سے مُکت حاصل ہوئی یا پاپ چھوٹ گئے تو پھر ست دھرم اور نیک کام کرنا پرمیشور کی آگیا میں چلنا اور اُس کی اُستتی اور اُپاسنا کرنا محض فضول ہے کیونکہ جب ایک چیز آسانی سے ملسکتی ہے تو پھر دشوار راستے کو کیوں چلئے۔ وید آدی ست شاستروں میں کہیں گنگاجی کے اشنان کا مہاتم مُکت دائک ہونے میں نہیں لکھا ہے۔ اور اگر کہو کہ تیرتھ آدی نام تو وید اور دھرم شاستروں میں لکھے ہیں۔ تو یہ صرف سمجھ کی غلطی ہے۔ وید آدی ست شاستروں میں ویدوں کے پڑھنے دھرم کی انُشٹھان اور ست کے گرہن اور اَست کے تیاگ کا نام تیرتھ لکھا ہے۔ کیونکہ ان ذریعوں سے ہی منش دُکھ ساگر سے ترکر مُکتی پاسکتا ہے۔ دیکھئے اول تو منوجی مہاراج نے منوسمرتی کی پانچویں ادھیائے کے نویں اشلوک میں لکھا ہے +

अद्भिर्गात्राणि शुध्यंति मनः सत्येन शुध्यति । विद्या तपोभ्यां भूतात्मा बुद्धिर्ज्ञानेन शुध्यति ॥

اس کا خلاصہ یہ ہے۔ جل سے شریر کی شُدھی ست سے من کی شُدھی ودیا اور تپ سے جیو آتما کی شُدھی اور گیان سے بُدھی کی شُدھی ہوتی ہے +

دوم چھاندوگ اُپنشد کا یہ بچن ہے

अहिंसन्सर्व भूतान्य न्यत्रतीर्थेभ्यः ॥

اس کا خُلاصہ یہ ہے۔ منشوں کو اس تیرتھ کا سیون کرنا اُچت ہے کہ اپنے من سے بَیر بھاؤ کو چھوڑ کر سب کے سُکھ دینے میں پروِرت رہیں اور سنساری بیوہار کی برتاؤ میں کسی کو دُکھ نہ دیویں۔ اس کے سوا اور کوئی تیرتھ نہیں ہے +

پس اب سمجھ لینا چاہئے۔ کہ ازروئے ست شاستروں اور دیگر دلایل کے گنگا کبھی مکت دایک نہیں ہو سکتی +

(۳) آپ جن کو پرمیشور کا اوتار کہتے ہیں۔ یہ بڑے مہا اُتم رِشی تھے۔ پرمیشور کی آگیا میں چلتے تھے ست دھرم اور نیائے آدی گنوں سہت تھے وید آدی ست شاستروں کو پورن پورن جاننے والے تھے۔ آجتک کوئی اور ایسا ہوا اور نہ ہے مگر آپ جو ان اُتم رِشیوں کو پرمیشور کا اوتار مانتے ہو۔ یہ آپ کی بھرانتی ہے۔ بھلا پرمیشور کا کبھی اوتار ہو سکتا ہے۔ وہ تو اجر اور امر ہے۔ جب اُس کا اوتار ہوا تو اُس کی یہ صفت جاتی رہی۔ علاوہ ازیں جب پرمیشور بیاپک اور سب جگہ موجود ہے تو اُس کا ایک شریر میں آنا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اگر کہو کہ پرمیشور ہر جگہ اور ہر منش میں موجود ہے تو یہ سچ ہے۔ مگر یہ نہیں کہ صرف ایک منش و ایک جگہ میں ہے اور اَوروں میں نہیں۔ سو اس کے پرمیشور کو جنم لینے کی ضرورت

علا عمدہ عٹ با وصف ا وفائدہ مند عہ نجات دہندہ عٹ آغاز عہ اختیار کرنا عٹ ترک کرنا عہ روح عٹ استعمال عہ مناسب عہ معروف عہ غلطی +

از روئے یُکتی اور دلیل کے بھی پاشان آدی مورتی پوجن درُست نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ کہا جاوے کہ ہم پاشان آدی کی مورتی میں دیو کی بھاونا[1] کرتے ہیں۔ کچھ اُسکو پاشان وغیرہ نہیں مانتے ہیں تو اول تو یہ بتلائیے کہ بھاونا سچی ہے یا جھوٹھی ۔ . . . . ۔ اگر سچی ہے تو سُکھ کی بھاونا کرنے والونکو دُکھ کیوں ہوتا ہے۔ یعنے جب سنسار میں سب سُکھ کی بھاونا کرتے ہیں اور دُکھ کی بھاونا کوئی نہیں کرتا پھر اُسکو دُکھ کیوں ہوتا ہے اور سُکھ ہی سُکھ کیوں نہیں ہوتا۔ اور اسیطرح پانی میں دودھ کی اور مٹی میں مصری کی بھاونا کر دیکھو اگر بھاونا سچ ہے تو یہ چیزیں بھی بھاونا کرنے سے ویسی ہی ہو جاوینگی اور اگر نہ ہوویں تو بھاونا سے پاشان آدی مورتی بھی دیو نہیں ہوسکتی اور اگر یہ کہا جاوے کہ بھاونا جھوٹھی ہے تو آپ کا ماننا اور کرنا بھی جھوٹھ ہولیا۔ اور اگر یہ کہو کہ چونکہ پرمیشور سب میں سب ویاپک[2] ہے اسلئے پاشان آدی مورتیوں میں بھی بیاپک ہے۔ تو آپ کی بہت بڑی غلطی اور بھول ہے۔ کہ آپ لوگ چندن اور پھول وغیرہ لے کر مورتیوں پر چڑھاتے ہیں۔ کیا چندن اور پھول میں پرمیشور بیاپک نہیں۔ اور یہ قطع نظر اس کے اپنے ہی میں پرمیشور کو بیاپک کیوں نہیں مانتے۔ پاشان آدی مورتیکو کیوں سرنوا[3] تے ہو۔ غرض جبکہ پرمیشور سب بیاپک ہے اور آپ بھی بیاپک مانتے ہیں۔ تو صرف پاشان آدی مورتیوں ہی میں کیوں سب بیاپک مان کر انکی اوپاسنا کرتے ہو اس صورت میں تو صرف ایک چیز میں پرمیشور کو بیاپک مان کر اُس کی ویاپکتا[4] کو چھوٹا کرتے ہو۔ اگر یہ کہا جاوے کہ مورتی پوجن گیانی منشوں کے برہم کے پہچاننے کے واسطے ایک ذریعہ بنا رکھا ہے۔ تو یہ بات بھی عقل اور دلیل سے سراسر بعید ہے کیونکہ گُن گُنوں سے اور گُن حاصل کرنے کے سادھنوں سے ملتا ہے۔ جڑ پدارتھ اور ایسے ذریعوں سے کبھی گُن نہیں ملسکتا ہے پس پاشان آدی مورتی یعنی پتھر وغیرہ کی مورتی پوجن سے تو روز بروز بُدھی پتھر ہوتی جائیگی۔ برہم[6] پہچاننے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور دوم آپ کے اِس قول سے آپ کا پہلا قول بھاونا کا بھی جھوٹھا ہو گیا کیونکہ جب گیانی لوگ برہم کو نہیں جانسکتے ہیں۔ تو وے صرف پاشان آدی مورتی کو پرمیشور جانینگے نہ کہ پرمیشور کو پتھر سے پرتھک[7] اور پتھر میں بیاپک جانینگے۔ اور اگر یہ کہو کہ ہم پاشان آدی مورتی میں پران پرتشٹھا[8] کر کے جان ڈال لیتے ہیں۔ پھر وہ مورتی جڑ[9] نہیں رہتی ہے تو یہ بات بالکل مُور کھتا ہے کیونکہ پاشان آدی مورتی میں کبھی پران پرتشٹھا سے جان پڑتی نہیں دیکھی اور نہ جیو کے لکھشن اور کام کبھی مورتی میں نظر آئے اور اگر بالفرض بہ قول آپ کے پران پرتشٹھا سے پاشان آدی مورتیوں میں جان بھی پڑ جاتی ہے۔ تو پھر مردہ کو آپ کیوں نہیں زندہ کر لیتے ہیں بیجان جسم میں تو سانس کے آنے کے واسطے چھید[10] بھی ہوتے ہیں لیکن پاشان آدی مورتیوں میں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ پاشان آدی مورتی پوجن پرمپرا[11] سے چلی آتی ہے تو یہ صرف بھرم اور اودیا کا پھل ہے۔ غور تو کیجئے اگر پاشان آدی مورتی پوجن قدیم ہے تو ویدوں میں اُس کی ہدایت ہونی چاہئے کیونکہ وید قدیم ہیں اور جب ویدوں میں اُسکی ہدایت نہیں تو پاشان آدی مورتی پوجن بھی قدیم نہیں ہے۔ مندر اور دہام وغیرہ کی نسبت جو آپ نے لکھا ہے۔ یہ سب پاشان آدی مورتی پوجن کے لوازمے ہیں۔ جبکہ پاشان آدی مورتی پوجن ہی وید ورُدھ اور جھوٹھا ثابت ہولیا تو اُن کا کیا ذکر ہے +

(۲) اول تو سوال آپ کا عجیب قسم کا ہے۔ جس کی خوبی اُسکی عبارت سے ہی ظاہر ہے لکھنے یا کہنے میں نہیں آسکتی۔ آپ پوچھتے ہیں کہ

[1] اعتقاد [2] محیط [3] جھکاتے ہو [4] محیط علم ہونا [5] ذریعہ [6] خداشناسی [7] جُدا اور علیحدہ [8] یعنے جان ڈالنے کا منتر پڑھکر [9] بیجان [10] سوراخ [11] قدیم +

اس منتر کا خلاصہ یہ ہے۔ پرمیشور کی پراتما ارتھات سدرش نظیر ناپ کا سادھن یا پرتی بنب جس کو تصویر کہتے ہیں کسی پرکار نہیں اُس کی اگیا کا ٹھیک ٹھیک پالن اور ست بھاشن آدی کرم کا کرنا جو اوتم کیرتی ہوئی کا ہیتو ہے اُس کی نام کا سمرن کہاتا ہے۔ وہی پرمیشور تیج والے سورج آدی لوگوں کی اوتپتی کا کارن ہے۔ ماتا پتا کے سنجوگ سے نہ اوتپن ہوا اور نہ ہوگا اسی سے یہ پرارتھنا کہ ہے پرماتمن ہم لوگوں کی سب پرکار سے رکشا کر ہم کو کرنی واجب ہے +

اب دیکھئے اس منتر سے صاف صاف پاشان آدی مورتی پوجن کا نشیدھ ہے۔ یعنی پرمیشور کی نہ مثال ہے نہ نظیر ہے اور نہ اُس کا پرتی بنب یا تصویر ہے اور نہ ہو سکتی ہے تو پھر پرمیشور کی پاشان آدی مورتی بنانا اور اُسکو پرمیشور ماننا اور اُس کی اوپاسنا کرنا کس طرح سدھ ہوا یہ سب گیان کا پھل ہے اور کچھ نہیں۔ بلکہ وید میں تو صرف ایک نراکار پرمیشور کی اوپاسنا کی ہدایت اور غیر کی اوپاسنا کی ممانعت ہے۔ پھر بتلائیے کہ پچاسوں اور سینکڑوں دیوتاؤں کی اوپاسنا کس حوالہ سے صحیح ہے۔ منجملہ بہت سے منتروں کے دو وید منتر اوپاسنا بشے کے اپنی بیان کی تائید میں یہاں درج کرتا ہوں +

हिरण्यगर्भ: सम वर्त्तताग्रे आदी   منتر اول

اس منتر کا خلاصہ یہ ہے۔ ہرنگربھ جو پرمیشور ہے وہی ایک سرشٹی کے پہلے برتمان تھا وہی اس جگت کا سوامی ہے۔ اور وہی پرتھوی سے لے کر سورج آدی تک سب جگت کو رچ کر اس کا دھارن کر رہا ہے۔ اُسی سکھ سروپ پرمیشور دیو کی ہم اوپاسنا کریں۔ اور کی نہیں یہ رگ وید کے آٹھویں ادھیائے ساتویں اشٹک اور تیسرے ورگ کا پہلا منتر ہے +

अन्धन्तम: प्रविशंति आदी॥   منتر دوم

یہ یجروید کے چالیسویں ادھیائے کا نواں منتر ہے +

اس منتر کا خلاصہ یہ ہے۔ جو منش کبھی نہ اوتپن ہونے والی انادی جبڑ روپ کارن کی اوپاسنا کرتے ہیں وے اودیا آدی دکھ روپ اندھکار میں پرویش کرتے ہیں۔ اور جو منش سنجوگ سے اوتپن ہوئے پرتھوی بکار روپ کارج میں اوپاسنا بھاؤ سے من کرتے ہیں۔ وے کارن کی اوپاسنا کرنے والے منش سے بھی مہا کلیشوں کو پراپت ہوتے ہیں۔ پس اس سے صاف صاف ثابت ہے کہ منشوں کو اوکت کارن اور کارج یعنی مذکورہ بالا سامان اور اُس سے بنے یا پیدا ہونے والی چیزوں اور پاشان آدی مورتی کی اوپاسنا نہیں کرنی چاہئے۔ اور صرف ایک پورن برہم پرمیشور کی اوپاسنا کرنی واجب ہے +

ع۱ یعنی ع۲ بیچ بولنا ع۳ تعریف ع۴ ذریعہ ع۵ روشنی دار ع۶ مالک ع۷ سورج وغیرہ روشنی دار چیزوں کا جو پیدا کرنے اور قائم رکھنے والا ہے۔ اُسی کی صفت ہرن گربھ ہے۔ جو انسان کبھی نہ پیدا ہونے والی بے جان چیزوں کی اوپاسنا کرتا ہے وہ لاعلمی اور جہالت کی پُرآلام تاریکی میں پھنسا رہتا ہے اور جو انسان سنجوگ سے پیدا ہونے والی زمین پتھر وغیرہ چیزوں میں اوپاسنا کی نیت رکھتا ہے یا اوپاسنا کرتا ہے وہ اُس سے بھی زیادہ سخت عذابوں اور رنجوں میں مبتلا ہوتا ہے +

سامرتھ کسی راجہ میں اتھوا اور منش میں نہیں سنی ہو پرمان شرتی سمرتی ہوے تو لکھیئگا فقط ۔

اور شیگر[1] و نیا یوگ ہے ۔ پتر ووارا اوتر دینے میں سندھیہ سمجھیں تو بلیشر مہادیو کے مندر میں سبھا نیت[2] کیجاوے جس سے ستیا رتھ کا نشچے اور سندیہہ کی نورتی[3] ہووے فقط ۔

حالانکہ اس امر کا لکھنا کچھ ضروریات سے نہیں ہے ۔ تاہم بنظر احتیاط قبل تحریر جوابات کے درج کیا جاتا ہے ۔ کہ تردید اور ثبوت دو طرح سے ہونا مناسب ہے یعنے بحوالہ وید آدی ست شاستر اور بدلائل معقول ۔ چنانچہ جوابات مندرجہ ذیل میں بھی اس امر کا لحاظ رکھا گیا ہے ⁜

واضح ہو کہ اگر کل بیانات اور حوالے جو سوامی جی نے اپنے ویاکھیان میں بجواب سوالات دھرم سبھا میرٹھ کے دئے تھے یہاں لکھے جاتے تو اس مضمون کو بہت طوالت ہو جاتی ۔ اور سوا اس کے سوامی جی کے ویاکھیان کا ایک حصہ بھی اُس دن قلمبند نہیں ہو سکا تھا اس واسطے دو چار حوالوں اور چند دلائل ہی پر یہاں اکتفا کیا جاتا ہے ۔ اس سے باقی کا بھی حال سمجھ لینا چاہئے یاد رہے کہ حتے المقدور یہ جوابات سوامی جی کے بیان کے موافق لکھے گئے ہیں ۔ لیکن اگر یادداشت اور جلدی تحریر کی وجہ سے کچھ اصل بیان سے اختلاف ہو گیا ہو تو وہ غلطی میری یاد کی تصوّر کرنی چاہئے ⁜

جوابات

(۱) مجھ کو پاشان[4] آدی مورتی پوجن کے بشے میں سندھیہ یا بھرم ہرگز نہیں ۔ بلکہ بخوبی نشچے[5] ہے ۔ کہ یہ وید وردھ[6] ہے ۔ البتہ بھرم آپ لوگوں کا صحیح ہے کہ جس کی وجہ سے پاشان آدی مورتیوں کو استھانوں اور مندروں میں استھاپن کر کے اُن کا نام دیو یا دیو کی مورتی رکھتے ہیں اور اُن کو دیو مانتے ہیں جائے غور ہے کہ پاشان آدی مورتی پوجن کی ہدایت[7] نہ کسی رشی منی کے قول سے اور نہ کسی شاستر کے حوالے سے ثابت ہے بلکہ سب سے اُس کی ممانعت ظاہر ہے ۔ اور نہ پاشان آدی مورتی کا نام کسی وید یا شاستر میں دیو لکھا ہے ۔ اور نہ کسی رشی منی نے برہما جی سے لے کر جیمنی منی تک اپنی پستکوں میں دیو کے معنے پاشان آدی مورتی کے لکھے ہیں ۔ صرف پرمیشور ودوان[8] اور وید منتر آدی کا نام دیو ہے ۔ جو کہ دِب گنوں[9] سے یکت[10] ہیں ۔ پاشان آدی مورتی کا نام دیو ہرگز نہیں تو پھر بتلائیے آپ کا ایسا ماننا کس ریتی سے درست ہے ۔ علاوہ اس کے پرمیشور کی پاشان آدی کی مورتی بنا کر اوپاسنا کرنا تا از روئے ویدوں کے کہ جن پر ہمارے مذہب کا کُلّی دار و مدار ہے ۔ ممنوع اور برعکس ہے ۔ جیسا کہ یجر وید کے ۳۲ ادھیائی کے تیسرے منتر سے ظاہر ہے ⁜

न तस्य प्रतिमास्ति यस्य नाम महद्यशः। हिरण्यगर्भ

इत्येष मामा हिंसीदित्येषा यस्मान्नजात इत्येषः।

[1] جواب تحریری جلد دینا مناسب ہے [2] مُقرّر [3] رفع [4] پتھر وغیرہ کی مورتی [5] یقین [6] خلاف ہدایات وید [7] وغیرہ [8] فاضل [9] اوصاف حمیدہ [10] فاضل

اور اصل حال دریافت نہ کیا۔ پس جب شہر کی بات شہر میں ہی غلط طبع ہووے تو دور کی خبروں کا کیا ٹھکانا ہے۔ ایسا امر انتظام مطبع اور عموماً شہرت اخبار کے واسطے نہایت مضر ہے۔ آمدم بر سر مطلب ۵ ستمبر ۱۸۷۸ء سے لالہ رام سرن داس صاحب رئیس شہر میرٹھ کے مکان پر بموجب اُنکی درخواست کے ویاکھیان دینا قرار پایا اور یہ خبر بذریعہ اشتہارات کے مشتہر کرا دیگئی۔ جن اشتہارات میں یہ بھی درج تھا۔ کہ جملہ سوالات تحریری جو ہر روز سبھا میں پیش ہوا کرینگے۔ اُنکے جواب آخر سبھا میں بیان کر دیئے جاوینگے۔ غرض پانچویں تاریخ سے مکان مذکور پر متواتر نو روز تک ویاکھیان ہوتا رہا۔ اِسمیں سے چھ روز کے اندر آریہ ورت[1] کی گذشتہ حالت اور موجودہ حالت۔ پاپ اور پُن کے لکھشن اور نرک اور سُرگ کی ویوستھا[2] اور یگ اور ہون کی تفصیل۔ وید اور ست شاستروں کی تعریف اور اُن کے رو سے پاکھان[3] آدی مورتی پوجن کا نشیدہ[4] اور بھاگوت آدی جدید پُستکوں کے وِرُدھ اور اسمبھو[5] اکوش[6] کا حال۔ تناسخ یعنے آواگون کا ثبوت اور بدرخواست اکثر صاحبان کے میرٹھ میں آریہ سماج کے تقرر کا ذکر اور ترغیب اور وید وِرُدھ مذہبوں کی تردید کا بیان ہوا اور خصوصاً مسلمین اور عیسائیوں کے مذہب کی تردید بحوالہ اُنہیں کی مذہبی کتابوں کے کیگئی۔ اور تین دن میں جواب جملہ سوالات کے جو اس عرصہ میں پیش ہوئے تھے اور جن کا کچھ حال آگے درج ہو گا دیئے گئے +

اول تو میرٹھ کی دھرم رکھشنی سبھا کی طرف سے چند سوال جو ذیل میں معہ جوابات کے درج ہیں تین پرچوں پر ایک بزبان سنسکرت اور دوم بزبان بھاشا اور سوم بزبان اُردو معرفت سکرٹری سبھا مذکور اور دو ودیارتھیوں[7] کے پیش ہوئے۔ اور بعد ازاں ایک دو پرچہ سوالات کے روز آتے رہے۔ الغرض۔ آتاریخ کو برخاستگی کے وقت سبھا میں بہ مجمع عام اعلان دیدیا گیا کہ جملہ سوالات پیش شدہ کے جواب کل سے دیئے جانے شروع ہونگے۔ جن صاحبوں نے سوالات پیش کئے ہیں۔ کل کے دن سے سبھا میں آکر جواب سُن لیویں اور جس کسی کو جوابوں کا تحریر کرنا منظور ہو وہ اُسی وقت قلمبند کر لیویں۔ چنانچہ بموجب اِس اعلان کے تین دن میں کُل سوالات کے جواب سوامی جی نے سبھا میں بیان کر دیئے +

نقل سوالات منجانب دھرم سبھا میرٹھ

(۱) جبکہ چار[8] دہام اور اشٹ[9] پوری آدی نگر اور گراموں میں اونت[10] تیرتھ اور مندر اور اُن میں دیوتاؤں کی مورتیوں کا استھاپن ہو رہا ہے۔ اور پرم پر[11] سے پوجا ہوتی آتی ہے۔ اب اسمیں آپ کو بھرم اور سندھیہ[12] ہوا سُنا ہے۔ جو اوِش[13] سندیہ ہے۔ تو شرتی سمرتی کے پرمان اسمیں دیجیگا۔ اور جو سندھیہ نہیں ہے تو یہ وگیت[14] کیجیگا +

(۲) اور گنگا جی سب ندیوں سے سریشٹ اور پوجینہ ہیں۔ اس میں بھی پرمان دیجئے اور جو سندھیہ کچھ ہو تو پرکاشت کریں +

(۳) اور جو اوتار ہوئے یہ کون ہیں اور اُن کا بنانے والا کون ہے۔ اور پراکرم ان کو کس نے دیا تھا یہ سامرتھ ہیں اوتاروں کے سے

[1] جس کو اب ہندوستان کہتے ہیں ۱۲ [2] بیان اور شرح ۱۲ [3] مخالفت ۱۲ [4] بعید القیاس ضد یکدیگر ۱۲ [5] قول ۱۲ [6] طالب العلم ۱۲ [7] یہ نقل بھاشا کے سوالات کی ہے۔ اصل سوالات میں تو نمبر بھی نہیں لگے ہوئے تھے صرف یہاں سمجھنے کے واسطے احتیاطاً نمبر لگا دئے گئے ۱۲ [8] چار دہام مراد یہاں چار متبرک مقامات یعنے جگنناتھ و بدری وغیرہ سے ہے [9] یعنی سات شہر جیسے کاشی جی وغیرہ [10] تیرتھ وغیرہ [11] بلاناغہ [12] شک و شبہ [13] فی الحقیقت ۱۲ [14] ظاہر ۱۲

بعض شخص پنڈت صاحب کی نسبت یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ وہ وید اور دیوتاؤں کی نندا اور مذمت کرتے ہیں۔ یہ خیال اُن کا بالکل باطل ہے پنڈت صاحب بموجب وید اور ست شاستر کے اپدیش فرماتے ہیں۔ اِسمیں جس قسم کی بات جس صاحب کی سمجھ میں نہ آوے پنڈت صاحب اُن کو بموجب وید کے بخوبی سمجھا سکتے ہیں۔ اور یہ اپدیش چھ بجے شام کی سہ پہر کے شروع ہوگا +

مطبوعہ مطبع سلطان المطابع کیمپ میرٹھ

المشتہر
اجودھیا پرشاد ماسٹر ساکن کیمپ میرٹھ

بروز اوّل سوامی جی نے سب سے پیشتر قریب ایک گھنٹہ کے کچھ مضمون تمہیدی بیان فرمایا جسمیں وہ جملہ قواعد بھی شامل تھے جو ہر شخص کو سبھا میں آنے اور سبھا سے جانے اور گفتگو اور سوال وغیرہ کرنے میں واجب اور ضروری ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی کہدیا کہ جس کسی شخص کو کوئی سوال دریافت کرنا ہووے۔ ہر روز بعد ختم ہونے ویاکھیان کے پیش کرے اور کُل کے جواب آخر روز سبھا میں دیئے جاوینگے اسکے بعد پرمیشور کے بِشے میں ویاکھیان دیا گیا۔ دوسرے روز ویاکھیان میں دھرم اور ادھرم کے لکھشن مع تمثیلات بیان ہوئے۔ تیسرے روز اوپاسنا۔ استُتی اور پرارتھنا کا وہ طریقہ جو بموجب وید مقدس کے کرنا چاہیئے بیان فرمایا +

روز چہارم سوالات کے جوابات کے واسطے مقرر ہوا کہ جس کی اطلاع سبھا میں بہ مجمع عام کُل حاضرین کو ایک دن پہلے دیدیگئی تھی۔ چونکہ کوئی سوال کسی شخص کی جانب سے اُس عرصہ میں تحریری یا تقریری پیش نہیں ہُوا تھا اور خیال تھا کہ آج کچھ نہ کچھ سوالات ضرور پیش ہونگے اس واسطے اول ایک گھنٹہ کامل تک اس امر کا انتظار رہا مگر جب کوئی سوال اُس روز بھی پیش نہ ہُوا تو سوامی جی نے سرشٹی کے بِشے میں ویاکھیان دینا شروع کیا +

البتہ ایام ویاکھیان میں صرف ایک مسلمین صاحب ساکن صدر بازار کیمپ میرٹھ نے ایک خط سبھا کی برخاستگی کے وقت پیش کیا تھا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ سوامی جی نے جو وقت جلسہ ۶ بجے شام سے ۸ بجے رات تک کا قرار دیا ہے اُس وقت میں مسلمین صاحب بوجہ روزہ داری کے سبھا میں نہیں آسکتے۔ اگر وقت مناسب تبدیل کر دیا جاوے تو وہ لوگ آکر سوال جواب کریں۔ مگر اس شرط پر کہ سوامی جی مباحثہ اور اپنے قیام کا اقرار نامہ کاغذ اسٹامپ پر بذمہ داری کسی ہندو معزز رئیس کے تحریر کر دیں +

یہ خط سبھا میں اسیوقت پڑھا گیا چونکہ اُس میں کوئی سوال متعلق دھرم کے نہ تھا کہ جس کا جواب سوامی جی پر بموجب اشتہار کے اپنی زبان سے دینا واجب ہوتا لہذا وہ خاموش رہے اور مہتمم سبھا نے جواب دیا کہ اس درخواست کا پیش ہونا معرفت کسی مسلمین رئیس کے مناسب ہے تاکہ ضروری امورات کی تحریر عمل میں آوے اور خط اسیوقت واپس دیا گیا مگر بعد اُس کے وہ مسلمین صاحب پھر تشریف نہ لائے اور نہ کوئی تحریر پیش کی۔ لیکن تعجب ہے کہ ہمارے شہر کے نجم الاخبار میں بلا تحقیق یہ حال محض برعکس کیونکر طبع ہوا معلوم ہوتا ہے کہ مہتمم مطبع مذکور نے بیان زبانی یا عام تحریر پر اطمینان کر لیا

عـ۱ بابت عـ۲ وصف اور گن عـ۳ دھیان اور یاد آلہی عـ۴ حمد عـ۵ التجا و مناجات عـ۶ دنیا کی بابت عـ۷ مسمی عبد الغنی صاحب پسر رحیم بخش نیچہ بند +

میرٹھ کا حال

۲۶ اگست ۱۸۷۸ء سے ۹ اکتوبر ۱۸۷۸ء تک

واضح ہو کہ تاریخ ۲۶ اگست ۱۸۷۸ء کو سوامی جی مہاراج میرٹھ میں تشریف لائے اور لالہ دھودر داس کی کوٹھی میں جو کمپ میرٹھ میں متصل لین ہندوستانی رسالہ کے واقع ہے اور جو پیشتر سے خاص اسی واسطے فرش وغیرہ سے آراستہ کیگئی تھی فروکش ہوئے۔ اُسی روز سوامی جی کی رونق افروزی کی خبر تمام شہر اور چھاونی میں مشتہر ہوگئی۔ اگلے روز سے سوامی جی نے کوٹھی مذکور کے برآمدہ میں بیٹھ کر حاضرین کو اپدیش دینا شروع کیا یعنی کسی کے سوالات کے جوابات دے کر اُسکے شک و شبہ رفع کئے اور کسیکو از خود دھرم کا اپدیش دے کر اپنا فرض ادا کیا۔ غرض اسی طرح کی کارروائی ہفتہ بھر جاری رہی مابعد حسب درخواست اکثر صاحبان شہر و چھاونی کے رائے گنیشی لعل صاحب مہتمم مطبع جلوہ طور کی کوٹھی واقعہ صدر بازار کمپ میرٹھ میں یکم ستمبر ۱۸۷۸ء سے ۹ بجے رات تک آریہ لوگوں کے ست سناتن دھرم کا ویاکھیان دینا قرار پایا اور اس کی اطلاع بذریعہ اشتہارات مطبوعہ ایک روز پیشتر عام کردی گئی +

Notice

It is hereby notified that Swami Daya Nand Surrustee the great reformer of the old religious systems of Aryawarta (India) will deliver lectures on the subject of social and religious reforms at the premises of Rai Ganeshee Lall propritor Jalwai-i-toor at Sadder Bazar Meerutt, on Sunday the 1st of September 1878 at 6 P.M.

The lecture will last 2 hours and will open to the public as it is highly important that men of all castes, creeds, and colour might avail themselves of the valuable instructions of Sawamiji (Sd) Ajodya Parshad Master

مہاراج سوامی دیانند سرسوتی میرٹھ میں تشریف لائے ہیں واقع یکم تاریخ کو وقت چھ بجے دن کے اپدیش اُن کا کوٹھی جناب رائے گنیشی لعل صاحب پر ہوگا۔ اس واسطے یہ اشتہار واسطے تشریف لانے اور سننے اپدیش کے دیا جاتا ہے ہر صاحب کیا ہندو کیا مسلمان کیا صاحبان انگریز تشریف لاکر اپدیش سنیں۔ اور جو کچھ سوال جواب پنڈت صاحب سے کریں اُس کا جواب پنڈت صاحب بہت معقولیت سے اپنی زبان سے دینگے بعض

علیگڈھ کا حال

۲۲ اگست ۱۸۷۸ء سے ۲۶ اگست ۱۸۷۸ء

۲۱ اگست کو روڑکی سے روانہ ہو کر ۲۲ اگست کو سوامی جی علیگڈھ میں تشریف لائے اور پنڈت آفتاب رائے کے باغ میں جہاں ٹھاکر مکند سنگھ جی و ٹھاکر بھوپال سنگھ و ٹھاکر منا سنگھ روسا چھلیسر ٹھیرے ہوئے تھے قیام فرمایا انہیں ایام میں سوامی جی کی ملاقات کو مسٹر مول سی تھیکرسی مسٹر ہرشچندر چنتامنی۔ پنڈت شیام جی کرشن ورما بمبئی سے آکر بابو جوگندر ناتھ وکیل کے مکان پر فروکش ہوئے +

کنور جوالا پرشاد پاٹھک نے اُن سے سوال کیا کہ غیر قوم و مذہب والوں کے ہاتھ کا پکا ہوا یا چھوا ہوا کھانے سے ویدوکت دھرم والوں کو کچھ نقصان ہوسکتا ہے یا نہیں اور اس میں کچھ بُرائی یا بھلائی ہے یا نہیں۔ سوامی جی نے جواب دیا کہ نہ کچھ بُرائی ہے نہ بھلائی +

شام کو کئی معزز صاحبان اُن کے درشن ارتھ گئے۔ اور اپنے شکوک رفع فرماتے رہے۔ روح و مادہ کے انادی ہونے پر کئی پرشن تھے۔ جن کے سوامی جی نے بڑی تسلی بخش جواب عنایت فرمائے +

سوامی جی کی طبیعت کچھ ناساز ہوگئی اسلئے یہاں اس دفعہ ویاکھیان کم ہوئے مگر جائے قیام پر روز سادھارن اپدیش ہوتا رہا +

۲۳ اگست ۱۸۷۸ء کو سید احمد خان صاحب نے سوامی جی مہاراج اور اصحاب بمبئی کی دعوت کی بہ سبب علالت طبع سوامی جی شریک نہ ہوئے مگر دیگر صاحبان شریک دعوت ہوئے

بہت سے پنڈت اور مولوی صاحبان ہر روز دھرم اپدیش سُننے اور بات چیت کرنے کے واسطے تشریف لاتے اور آنند اُٹھاتے رہے۔

۲۵ اگست کو سوامی جی کا ویاکھیان ہوا جس میں ہزارہا ہندو مسلمان شریک تھے۔ مولوی فریدالدین صاحب سب جج علیگڈھ بھی اُس میں موجود تھے بعد ختم ویاکھیان مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر چند کلمات میں سوامی جی کی تحسین کی اور پھر دیر تک گفتگو کرکے چلے گئے +

۲۶ اگست ۱۸۷۸ء کو سوامی جی علیگڈھ سے روانہ ہو کر میرٹھ پہنچے +

لے آویں سا اول مشہور ہوا کہ ستو سوامی مباحثہ کرینگے۔ اور یہاں آوینگے۔ اور پنڈت آتمارام وغیرہ کی زبانی طیاری و آمادگی ظاہر ہوئی تھی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مباحثہ کرنا نہیں چاہتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ میں سوامی جی کا مُنہ نہیں دیکھتا اس بات کا تذکرہ سوامی جی سے میں نے کیا تب فرمایا کہ کہ اگر میری صورت دیکھنے میں ستو سوامی کو اعتراض ہے تو بہتر ہے۔ کہ درمیان میں ایک پردہ ڈالدیا جائے اور اس طرح بحث ہوتی رہی۔ سوامی جی کا یہ جواب پنڈت آتمارام وغیرہ سے کہدیا گیا مگر وہ اس پر بھی راضی نہ ہوئے +

حکیم تھان سنگھ جی پنڈت تلوک چند کی کتھا پر اور سب باتوں کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جب تلوک چند نے وید کھولکر منتر پڑھنا چاہا تو کہہ دیا کہ پہلے دیکھ لو کوئی یونوں میں سے نہ بیٹھا ہو اتنے میں نظر اُس کی سخاوت حسین ملازم حرنجی لعل پر پڑی فوراً کتاب بند کرکے کہا کہ جب تک میانجی یہاں بیٹھے رہینگے۔ میں نہ پڑھونگا۔ داروغہ نہال سنگھ نے میانجی کو وہاں سے اٹھا دیا اُس وقت اُنہوں نے کچھ پڑھا تب لوگوں نے اس سے واسطے مُباحثہ کے تحریک کی اُسنے جواب دیا کہ میں اُس کا درشن نہیں کر سکتا۔ تس پر منشی لعل سنگھ نقشہ نویس گوداہم نے کہا کہ شاستراتھ کا نشی میں تو تمام پنڈت صاحبان اور راجا صاحب سوامی جی کے مورچہ میں سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آپ نے یہ ڈھکوسلا کہاں سے نکالا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ شاستراتھ نہیں کر سکتے +

چونکہ میں حکیم ہوں جب یہ پنڈت مرنے لگا میں اُس کا معالج تھا اثناء معالجہ میں اور کئی مرتبہ اثنائے بات چیت میں کہا کہ حکیم جی اگر میرا باپ وستی رام زندہ نہ ہوتا تو میں بیشک آریہ دھرم قبول کرتا مگر اب خوف سے لاچار ہوں غرضیکہ اسی ارمان میں مر گیا +

ایک روز میں نے سوامی جی سے یوگ سیکھنے کا ذکر کیا کہ جب آپ اُس علم کو اتنا زبردست سمجھتے ہیں تو اُس کے سیکھنے کی بابت ہم آریوں کو آپ اجازت کیوں نہیں دیتے کہا ابھی نہیں اول اور علوم حاصل کرو پھر یوگ کرو" +

۲۲- اگست کو سوامی جی روڑکی سے بجانب علیگڈھ روانہ ہو گئے +

بعد گفتگو کے پنڈت صاحب نے سوامی جی سے کہا کہ میں نے سنسکرت میں ایک دیاکرن تصنیف کیا ہے۔ جس کے چھپوانے کا قصد رکھتا ہوں آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اور یہ کہکر سوامی جی کے آگے اپنی کتاب رکھدی۔ سوامی جی نے اسے کھولکر ۵ منٹ تک دیکھا اور فرمایا کہ آپ کی لیاقت بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور آپنے عام سنسکرت کو اچھا تحصیل کیا ہے۔ آپ آج کل کیا کرتے ہیں۔ کہا کہ بیکار ہوں۔ سوامی جی نے فرمایا کہ اگر آپ میرے ہاں آویں تو یقین ہے۔ کہ آپ کی ضرورت کے موافق آپ کی مدد بھی ہوگی۔ اور آپ ویدودیا بھی حاصل کرینگے۔ اور مجھ کو بھی آپ سے اپنے کام میں مدد ملیگی۔ انہوں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں ابھی چند وجوہات خانگی کے سبب آپ کی ارشاد کی تعمیل نہیں کر سکتا۔ اگر آئندہ موقعہ ملا تو ضرور حاضر خدمت ہونگا۔ سوامی جی نے کہا کہ بہت خوب مگر آپ اپنے وقت کو کسی عمدہ کام میں کیوں نہیں صرف فرماتے۔ پنڈت جی نے کہا کہ کیا کروں فرمایا کہ آپنے اس دیاکرن کی تصنیف میں جو وقت ضائع کیا ہے اگر اسکو کسی آرش گرنتھ کے ترجمہ میں صرف کرتے تو عوام کو بڑا فائدہ ہوتا۔ پنڈت جی نے کہا کہ کیا میرا دیاکرن ناچیز ہے۔ فرمایا کہ جیسا ہے ویسا ہی ہے۔ مگر اس سے کوئی فائدہ کسی کو نہیں ہو سکتا ایسے دیاکرن مثل سارسوت چندر کا وغیرہ کے بہت موجود ہیں۔ آپ نے نئی بات کیا کی۔ جیسے وہ غیر مکمل اور نامکتفی ہیں ویسا یہ بھی ہے۔ آپ کو کوئی کام بڑھکر کرنا چاہئے۔ کہا کہ میری رائے میں سنسکرت دیاکرن کے کُل قاعدے میرے دیاکرن میں منضبط ہیں۔ میں اس کو ہر طرح کافی اور کامل سمجھتا ہوں۔ سوامی جی نے فرمایا کہ آپ اپنی دیاکرن کو دیکھکر کوئی قاعدہ بیان کیجئے۔ پنڈت جی نے اصرار سے کہا کہ آپ ہی کسی قاعدہ کا ذکر کیجئے۔ بہت کچھ ردوبدل کے بعد پنڈت صاحب نے دیاکرن ہاتھ میں لیا۔ اور شلوک پڑھکر ایک قاعدہ بیان کیا۔ سوامی نے ۱۷-۱۸ وید منتر پڑھے اور کہا کہ ان فقروں میں سے ایک میں اس قاعدہ کو لگائیے۔ مگر وہ ہر موقع پر بیکار ثابت ہوا +

پنڈت جی بہت شش و پنج میں پڑ گئے۔ اور دیر تک رہکر نہایت غور و تامل کے بعد کہا کہ بیشک۔ ان میں سے کسی منتر میں نہیں لگتا۔ مگر ویدوں کی دیاکرن جدا ہو سکتی ہے۔ یہ میرا دیاکرن عام سنسکرت کے واسطے ہو سکتا ہے۔ سوامی جی نے فرمایا کہ یہی تو مجھے اعتراض ہے۔ اور اسی کی شکایت کرتا ہوں کہ دیاکرن ایسا ہونا چاہئے۔ جو سب قاعدوں پر حاوی ہو۔ عام سنسکرت کے واسطے ہم ایک دیاکرن پڑھیں۔ اور ویدوں کے واسطے دوسری کی تلاش کرتے پھریں۔ اسمیں بہت تکلیف و سردردی ہوتی ہے۔ اور وقت بھی بہت ضائع ہوتا ہے۔ اس کے بعد سوامی جی نے شاستروں اور اتہاسوں اور دیگر کتب سنسکرت کے شلوک پڑھنے شروع کئے جو تعداد میں ۳۲-۳۳ تھے فرمایا۔ کہ ان تمام شلوکوں کی زبان عام سنسکرت ہے۔ یہ وید منتر نہیں ہیں۔ ان میں سے کسی پر اپنے قاعدہ کو استعمال کیجئے۔ پنڈت جی کمال حیران ہوے۔ اور سوامی جی کے قدم پکڑ لئے اور کہا کہ آپ سمندر ہیں۔ مجھ کو اس سے پہلے کبھی ایسا خیال نہ تھا کہ یہ عام قاعدے ایسے کثیر التعداد مستثنیات رکھتے ہونگے۔ مجھے ان قاعدوں کی ناکمالی پر دلی اعتراف ہے۔ میں نے اپنی پستک کو کاشی کے پنڈتوں کو بھی دکھلایا تھا۔ کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ سب نے تعریف کی۔ مگر آپ سے یہ تمام بھید کھل گیا۔ اس کے بعد سوامی جی نے پانینی مُنی کا ایک سوتر پڑھا۔ جس میں قاعدہ زیر بحث کا بیان تھا۔ اور فرمایا کہ چاہئے اس قاعدہ کو وید منتروں پر لگائیں خواہ عام سنسکرت پر اس کا استعمال کریں۔ اسمیں ہرگز کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ قدیم رشیوں کی تصنیفات میں یہی تو خوبی ہے۔ آپ ایسی کتابوں کے حاشیہ لکھنے اور شرح کرنے کی کوشش کریں۔ جس سے سنسکرت ودیا کی انتی ہو۔ اس کے بعد گفتگو ختم ہوئی +

بعض روڑکی کے معززین نے بھی کوشش کی کہ سوامی جی کا مباحثہ ستیاسوامی سے ہو جاوے۔ چنانچہ آدمی بھیجے گئے۔ تاکہ ہردوار سے انکو

ایک روز کرنیل ہان سل آر۔ ای صاحب بہادر کمانڈنگ افسر روڑکی بہمراہی کپتان اسٹوارٹ آر۔ ای صاحب کوارٹر ماسٹر تشریف لائے سوامی جی اُس وقت انجیل پر ویاکھیان دے رہے تھے۔ کرنیل ہان سل نے بہت غور سے سُنا اور کپتان سے جن باتوں کو نہیں سمجھتے تھے ترجمہ کرا لیتے رہے مگر بائبل پر اعتراض سُن کر نیل صاحب کے مزاج میں کسی قدر اشتعال پیدا ہوا۔ اور اعتراض کرنے شروع کئے۔ دیر تک مباحثہ جاری رہا دوران بحث میں کرنیل صاحب کی طبیعت کبھی کبھی مشتعل معلوم ہوتی تھی۔ مگر جواب سُن کر ساکت ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ بحث کے ایک موقع پر آن کر قطعی بند ہو گئے۔ کہ ہم اس کا جواب کل کو دینگے۔ مگر اگلے روز صرف کپتان تشریف لائے کرنیل صاحب نہ آئے کپتان صاحب تمام بیانات کو نہایت شوق سے سُناکئے مگر کبھی بحث نہ کی۔ ۲۵ جولائی سے ۲۱ اگست تک ہر روز برابر ویاکھیان ہوتے رہے +

اِسی دفعہ مولوی محمد قاسم صاحب سے سوامی جی کی خط وکتابت شروع ہوئی۔ اخیر کو مولوی صاحب تسلیم شرائط مباحثہ سے انکار کر گئے تھے۔ اُسوقت چند صاحبان کے دل میں دھرم کا اُتساہ ہو گیا اور انہوں نے سوامی جی کے ویاکھیانوں سے تمام حالات ضروری معلوم کرکے ۲۰ اگست ۱۸۷۸ء کو آریہ سماج قائم کیا۔ اور حسب ذیل صاحبان عہدہ داران مقرر ہوئے +

ماسٹر شنکر لال پردھان۔ ماسٹر امراؤ سنگھ سکرٹری۔ ماسٹر رنگی لال خزانچی +

مولوی صاحب باوجود بار بار اصرار سوامی جی مہاراج کے ہرگز باضابطہ مباحثہ پر طیار نہ ہوئے اور اخیر تک شرائط مناسب سے روگردانی کرتے رہے ہر چند کہ کرنیل ہان سل اور کپتان اسٹوارٹ صاحب نے اجازت عطا فرمائی جیسا کہ جواب تحریری سے واضح ہے اور کپتان صاحب نے تو یہی کہا کہ خاص میرے بنگلہ پر مباحثہ ہو جاوے بشرطیکہ چوبیس تک آدمیوں کی تعداد رہے تب بھی مولوی صاحب راضی نہ ہوئے اور یہی کہتے رہے کہ جتنے مسلمان جمع ہونا چاہیں جمع ہونگے۔ اُن کو اجازت دیجاوے۔ اُن پر اعتراض نہ کیا جاوے۔ اور سب سے بڑھ کر تحریر کا مطلب ہمیشہ اُلٹا سمجھتے رہے کبھی وقت مباحثہ پر حجت کی کہ یہ ہماری نماز کا وقت ہے جب اُس میں بھی اُن کی مرضی کے موافق فیصلہ کیا گیا۔ تب کہا کہ علیگڈھ کے میدان میں مباحثہ ہو جو جنگل میں واقعہ ہے۔ جہاں پر کوئی انتظام نہیں ہو سکتا کبھی ماہ رمضان کا بہانہ کیا۔ اور مباحثہ کے تحریر ہونے اور اسپر فریقین کے دستخط ہونے اور طبع ہونے پر راضی نہ ہوئے۔ اخیر تک قطعی انکار کرتے رہے۔ جب سوامی جی نے دیکھا کہ یہ لوگ کسیطرح شرائط طے نہیں کرتے اور معقول طور پر مباحثہ کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ بلکہ جاہلوں کو ورغلانے اور بہکانے کے واسطے صرف زبانی مناظرہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور آخرکار جب مولوی صاحب نے خط وکتابت سے بھی انکار کر دیا جسکا مفصل حال علیحدہ درج ہے تو انہوں نے اپنا اصول سمے ضائع کرنا مناسب نہ جانکر وہاں سے سیدھے براہ ریل کار بہ راستہ سہارنپور ۲۱ کو چلکر ۲۲ اگست ۱۸۷۸ء کو علیگڈھ تشریف لیگئے +

جس زمانہ میں مباحثہ کی چھیڑ چھاڑ تھی۔ اور ترجمہ کے معاملہ میں گفتگو درپیش تھی۔ اُسوقت پنڈت تلسی رام برادر گنگا رام رئیس میرٹھ نے پنڈت امراؤ سنگھ جی سے ذکر کیا۔ کہ ایک پنڈت جی کی لیاقت سنسکرت اعلےٰ درجہ کی ہے اور بحث کرنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتے اور فارسی عربی کی بھی استعداد رکھتے ہیں۔ ان کو بُلایا جاوے۔ اور ترجمہ وغیرہ میں اُن سے مدد لیجاوے۔ اور شریک مباحثہ کیا جاوے۔ دریافت کیا گیا کہ وہ آج کل کہاں ہیں معلوم ہوا کہ وہ روڑکی جلد آنے والے ہیں۔ خوش اتفاقی سے دو تین روز کے بعد پنڈت صاحب تشریف لائے۔ اور نیازمندی سے ملے۔ اور سوامی جی کے دیدار کے مشتاق ہوئے۔ میں اُن کو سوامی جی مہاراج کے پاس لیگیا۔ سوامی جی نے بہت تعظیم سے بٹھایا اور مختلف معاملات پر گفتگو ہوتی رہی

(اسپیشیز) مختلف جنس کے جانوروں کے جُفت ہونے سے بچے پیدا نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح اور بھی کئی دلائل قاطع بیان فرمائیں۔ یہاں کے موجودہ انگریزی خوان سُنکر نہایت مُتعجب ہوئے کیونکہ ایسے دلائل اُنہوں نے آج تک نہیں سُنے تھے اور یہ بھی اُن کو خیال تھا کہ جو علم طبعی اور علم کیمیا اور دیگر علوم فلسفہ کے مسائل ہم انگریزی کالجوں میں پڑھتے ہیں اُس کے موجد انگریز ہی ہیں۔ اور وہ پہلے کسی کو معلوم نہ تھے مگر چونکہ مہاراج سوامی جی کی زبان سے وہ ایسے مسلسل اور مدلل بیان ہوئے تھے کہ گویا آپ کوئی فلسفہ کی کتاب پڑھ رہے ہیں۔ اس لیے سامعین کو اور بھی تعجب ہوتا تھا۔ جب اس کا ذکر سوامی جی سے خود کسی نے کیا کہ ہم ان مسائل کو مسائل جدیدہ سمجھتے تھے۔ تب آپ نے اِس دیش کی حالت موجودہ پر سخت افسوس کیا اور فرمایا کہ جس مسئلہ صحیحہ کو تم نو ایجاد جانتے ہو اُس کا نام لو اور میں اُس کا ثبوت کُتب قدیمہ سے دونگا۔ اِس پر بعض لوگ سکونِ آفتاب و حرکت زمین۔ امریکا کا حال۔ ابر و باراں و عنصر کی حقیقت۔ عناصر کیمیاوی۔ تحقیق جمادات و سیارات آسمانوں کی حقیقت شمس و نجوم و اقمار کی کل حقیقت بھونچال و طوفان وغیرہ کی ماہیت وغیرہ بہت سے مسائل پر سوال کرتے تھے اور سوامی جی ست شاستروں سے بدلائل قاطع اُن کا جواب دیتے تھے سُننے والوں کو ہرگز شک کی گنجائش نہ رہتی تھی۔ کیونکہ ادھر سوال کیا ادھر جواب میں شلوک موجود تھا جس کے لفظی ترجمہ سے ہی اطمینان کُلی ہو جاتا تھا۔ اور شاستروں کی عظمت دل نشین ہوتی تھی +

کشش ارضی کا مسئلہ نیوٹن کی ایجاد ہے اس سے پہلے نہیں تھا۔ یہ خاص کر میرا اعتراض تھا۔ جب میں ایک لفظ کہکر ٹھیرا تو فرمایا کہ سارا قصّہ بیان کریں۔ میں نے سیب کے گرنے کا مشاہدہ نیوٹن بیان کیا تب آپ نے ایک شلوک پڑھا اور اُس کا ترجمہ کیا۔ شلوک صاف تھا اور ترجمہ لفظی سمجھ میں آتا تھا۔ یقین کُلی ہو گیا کہ اس شلوک کے مصنف کا اعتقاد کُلی مسئلہ کشش ارضی پر معلوم ہوتا ہے۔ کئی وید منتر بھی سوامی جی نے اسی مسئلہ کے ثبوت میں زبان مبارک سے فرمائے۔ اگرچہ ہم وید کی زبان نہیں سمجھتے تھے۔ مگر اُن کے فرمانے اور ترجمہ کرنے سے اچھی طرح ذہن نشین ہوتا تھا +

لالہ کنھیا لعل صاحب انجنیر نے سوال کیا کہ حالت نشہ میں طبیعت مجتمع ہو جاتی ہے۔ اور جس معاملہ کی طرف طبیعت متوجہ ہوتی ہے اُسی میں محو رہتی ہے پس اس حالت میں جیسا اچھا ایشور کا دھیان ہو سکتا ہے۔ اور طرح نہیں۔ سوامی جی نے فرمایا کہ نشہ کا قاعدہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ بیان کرتے ہیں۔ کہ جس چیز کا خیال طبیعت میں ہوتا ہے آدمی اُسمیں محو رہتا ہے۔ مگر حقایق اشیا کا صحیح تصوّر مطابقت سے ہوا کرتا ہے جب ہم ایک چیز کا تصوّر کرتے ہیں اور اُس کا تعلق دوسری اشیاء کے ساتھ کر کے دیکھتے ہیں۔ اور اُس شے اور دیگر اشیا میں نسبت قایم کر کے دیکھتے ہیں۔ تب اُس شے کا صحیح تصوّر طبیعت میں مُرتسم ہوتا ہے۔ ورنہ اس شے کا تصوّر خلاف واقعہ ارتسام پذیر ہوتا ہے۔ اور گُنی کو گُن سے کوئی نسبت نہیں رہتی۔ پس حالت نشہ میں ایشور کا دھیان باطل اور اوگنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ سائل صاحب کو یہ جواب نہایت پسند آیا۔ اور کامل تشفّی ہو گئی (لالہ صاحب خود شراب نہیں پیتے تھے بلکہ نفرت تھی مگر لوگوں کے موجودہ اعتراض کو خود پیش کر کے جواب مانگا تھا۔ چونکہ شہر میں شور و غل بہت مچگیا تھا۔ اور جُہلا کی طرف سے فساد کا اندیشہ اور بے انتظامی کا خوف تھا۔ اس واسطے شہر میں لکچر بند کر دیئے گئے مگر جس بنگلہ پر سوامی جی قیام فرما تھے۔ وہاں ہر روز انصاف پسند لوگ جمع ہوتے اور برابر ویاکھیان جاری رہا۔ لوگ سوال کرتے تھے اور سوامی جی اُنہیں سوالوں کے متعلق ویاکھیان فرمایا کرتے تھے +

مکان پر ہندؤں کا ایک مجمع ہؤا۔ اور تلوک چند صاحب موصوف نے حسب وعدہ وید پر ویاکھیان دینا شروع کیا۔ ٹامسن کالج کے کتبخانہ سے جرمنی کا چھپا ہؤا رگ وید آیا۔ اور پنڈت جی مہاراج کے آگے رکھا گیا آدھ گھنٹہ تک پنڈت جی نے پستک مذکور کی ورق گردانی کی اور شخص کو علیحدہ ہوکر مخاطب فرماتے رہے۔ کہ بھائی دیکھو یہ وید ہے۔ اور رگ وید ہے۔ میرا چھپایا ہؤا نہیں۔ اور میرا ترجمہ کیا ہؤا نہیں۔ اس پر رشیوں کا بھاش ہے۔ اور ولایت کا چھپا ہؤا ہے۔ تم اس کو مانو سوامی دیانند کی بات مت مانو۔ مجمع میں سے کسی شخص نے کہا کہ مہاراج یہ بھی فرمائیے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ تاکہ کسی کو شکایت نہ رہے۔ تب آپ نے سہسر شیرشا کا منتر پڑھ کر سنایا کہ اس سے مورتی پوجا سدھ ہوتی ہے۔ اس کے بعد سنکھ اور گھڑیال سجا اور جے رام جی کی ہو کر جلسہ برخاست ہؤا +

ادھر سوامی جی کا ویاکھیان وقت مقررہ پر تھا۔ غالباً بائبل اور قرآن اور وید کے مضمون پر تھا اس سے پہلے ہی مسلمان بہت مخالف ہو گئے تھے۔ اور آمادہ فساد معلوم ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ ویاکھیان میں مخل بھی ہوئے اور شور وغل کرتے رہے۔ پولیس بھی بسبب مسلمان ہونے کے کسی قسم کی مدد نہیں دیتی تھی۔ اور دیگر سرکاری ملازم جو مسلمان تھے خفیہ زور آوریاں کرتے تھے ان حالتوں کو دیکھ کر سوامی جی مہاراج کی خدمت میں ویاکھیان کے وقت ایک رقعہ بدیں مضمون پیش کیا گیا۔ کہ چونکہ شریر لوگوں کی طرف سے آج فساد کا اندیشہ معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے آپ مذہب اسلام پر آج زیادہ نہ فرماویں۔ سوامی جی مہاراج نے لیکچر دیتے وقت اس رقعہ کو پڑھا اور اشارہ سے جواب دیا کہ میں نے پڑھ لیا مگر ویاکھیان بدستور جاری رکھا اور قوی سے قوی اعتراض جو مذہب اسلام پر ہو سکتے ہیں کئے۔ اس وقت آپ کا کلام تھا بلکہ آئینہ اسلام تھا۔ ہر بیان کے ساتھ قرآن کے حوالے موجود تھے (اس موقع پر اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی مہاراج نے شاہ ولی اللہ دہلوی کے ترجمہ سے بھاشا میں ترجمہ طیار کروا رکھا تھا) مسلمان اعتراضوں کو سنکر لب بسکوت تھے۔ اور ہماری خوش انتظامی کے باعث فساد کرنے پر کامیاب نہ ہوئے۔ ہرچند دھمکیاں دیتے تھے۔ مگر کچھ کر نہ سکتے تھے۔ سارے شہر میں غل تھا اور ہر گلی کوچہ میں یہی ذکر تھا اگلے روز پھر ویاکھیان ہؤا۔ اور سرکاری امانت کا بھی بندوبست کیا گیا کہ جس سے فساد ہونے نہ پاوے +

چوتھے روز مضمون انگریزی فلاسفی ڈارون کا مسئلہ۔ انگریزی تعلیم کا اثر اور دیگر مضامین متعلقہ رہا۔ ساتھ ہی مسلمان وعیسائیوں کے فلسفے کے مسائل پر گفتگو تھی۔ اور پورانوں کے لغویات پر بھی بحث تھی انگریزی فلاسفی کو سوامی جی اپنی اصطلاح میں کیٹ بیٹ کی فلاسفی فرماتے تھے۔ اور تعلیم کے فواید اور اس کے طریقوں پر بحث کی اور انگریزی گورنمنٹ کی خوبیاں اور جو آزادی ہم کو گورنمنٹ نے دی ہے۔ اس کی نسبت بھی بہت کچھ فرمایا ڈارون کے مسئلہ بندر سے انسان کی خلقت کی تردید کی کہ ایسا نہیں ہو سکتا اور بڑے بڑے دلائل قاطع سنائے۔ ان میں سے ایک دلیل یہ تھی کہ اگر انسان بندر سے بالواسطہ یا بلاواسطہ پیدا ہوا ہے۔ تو اس کی صورت ایک امر واقعی ہے ڈارون کے مریدوں اور اس طریق کے حکیموں نے کسی خاص قید کا پابند نہیں کیا ہے۔ پس جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ واقعہ غیر مقید تھا تو کیا وجہ ہے کہ اب ہزارہا سال سے کسی بندر کا بچہ آدمی نہیں ہوتا اگر پہلے کبھی بندر مچھلی سے جفت ہو کر ایک عجیب الخلقت بچہ پیدا کرتا تھا اور وہ عجیب الخلقت بچہ کسی اور مخلوق سے جفت ہوتا تھا اور اسی طرح ہوتے ہوتے اس سلسلہ کا آخری جزو انسان ہو گیا۔ تو اب کیا وجہ ہے کہ وہ سلسلہ بند ہو گیا۔ کیا آخری عجیب الخلقت حیوان نے وصیت کر دی تھی کہ جیسی حرکت میرے پہلے بزرگ کرتے آئے ہیں۔ وہ آیندہ کوئی جانور اور خاص کر بندر نہ کرے۔ اسیطرح یہ بھی فرمایا کہ

انسان برابر ہیں۔ تم روز آن کر اُپدیش سُنو۔ اور تم کو یہاں کوئی نظر حقارت سے نہیں دیکھتا۔ مسلمانوں کے نزدیک خواہ تم کیسے ہو۔ سوامی جی کے اِس فرمانے سے وہ بہت خوش ہوا۔ اور پھر روز ویاکھیان میں آتا رہا +

اِس جلسہ میں سوامی جی مہاراج کی بروقت گفتگو یہ نوبت تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ مگر کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے سوال کا جواب اُس کو نہ ملا ہو۔ شب کے وقت جب کُل جلسہ برخاست ہوا۔ تب لالہ رام سندہس مرحوم سب اوورسیر ضلع بلند شہر اور میں باقی رہ گئے۔ جب سوامی جی مہاراج وید بھاشی کا کام کر چکے۔ تب ہم دونوں سے گفتگو شروع کی جب رات بہت زیادہ گذر گئی۔ تب سوامی جی نے فرمایا کہ تم کو گھر جانے میں تکلیف ہوگی یہاں ہی آرام کرو۔ مگر جواب دیا گیا کہ کوئی تکلیف نہیں اور ہم چلے آئے۔ اسیطرح کئی روز تک وہاں ہی اُپدیش فرماتے رہے +

دوسرے روز علے الصباح پھر حسب دستور مجمع ہوا اور بحثیں اور گفتگوئیں ہوتی رہیں۔ اسی روز قرار پایا کہ شہر میں ویاکھیان شروع کرایا جاوے۔ چنانچہ جناب صاحب مجسٹریٹ سے اجازت حاصل کر کے آرمن سکول کے مُتصل ایک میدان ویاکھیان کے واسطے قرار پایا اور فرش و لوازم ضروری سے اُسکو آراستہ کیا۔ ۴۔ اگست ۷۶ء ۵ بجے شام لیکچر کا وقت قرار دیا گیا۔ سوامی جی کی خدمت میں سوا چار بجے کے قریب بگھی لے کر لالہ پنا لعل اور میں پہنچے گھڑی کو دیکھکر فرمایا۔ کہ ابھی سوا چار بجے ہیں۔ اور راستہ صرف پاؤ گھنٹہ کا ہے۔ آدھ گھنٹہ کیوں قبل از وقت پہنچوں میں پانچ بجے سے صرف پانچ منٹ پہلے پہنچنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ٹھیک ۵ بجے لیکچر شروع کر دیا۔ اُس وقت قریب ۵۔۶ سو آدمیوں کے موجود تھے +

پہلا ویاکھیان ست دھرم اور ویدوں پر تھا۔ اکثر حاضرین نے نہایت پسند کیا۔ لیکن پنڈت ان شہر نہ آئے اور کہتے رہے کہ ہم سوامی جی کا درشن کرنا نہیں چاہتے۔ ہندؤں سے بہت سے لوگ جن کو سوامی جی کے نام سے مخالفت تھی۔ لیکن اُنہوں نے لیکچر سنا وہ یوں کہتے تھے۔ کہ ان باتوں سے تو ہم کو بھی اختلاف نہیں۔ مگر ہم کو خوف ہے۔ کہ یہ کوئی نیا ویدمت جاری کرنا چاہتے ہیں۔ کہیں ایسا نہو کہ انگریزوں کے بھیجے ہوئے ہوں +

دوسرے روز بھی وہیں ویاکھیان ہوا مضمون مورتی کھنڈن اور آواگون تھا۔ ڈاکٹر سورلش چندر صاحب اسٹنٹ سرجن نے سُن کر فرمایا کہ میں نے اپنی ساری عمر میں ایسے دلائل ساطع آواگون کے بارہ میں کبھی نہیں سنے تھے۔ اور مجھ کو آواگون پر اعتقاد ہی نہ تھا۔ مگر اب مجھ کو اپنی غلطی پر آگاہی ہوئی اور غالب ہے کہ میں آواگون پر قایل ہو جاؤنگا۔ اُنہیں کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ سوامی جی مہاراج بنگالہ میں بھی بہت سے پنڈتوں سے مباحثہ کر چکے ہیں +

شہر کے روساء نے ایک نامی پنڈت (جو اُس وقت ارمن سکول میں مدرس تھے۔ اور جن کے والد پورب میما نسا اور ویاکرن کے بہت بڑے عالم سنے جاتے ہیں۔ اور کنکھل میں رہتے ہیں۔ اور خود یہ پنڈت صاحب بڑے عالم سمجھے جاتے تھے) کی خدمت میں جا کر التجا کی کہ آپ مباحثہ کے واسطے تیار ہو جئے۔ اور سوامی دیانند سرستی کو اپنی وید ودیا سے ثابت کر دیجئے کہ ویدوں میں مورتی منڈن موجود ہے۔ پنڈت صاحب نے فرمایا کہ مورتی پوجا تو وید میں موجود اور قدیم سے چلی آتی ہے۔ اس کے منڈن کی ضرورت ہی کیا ہے (واہ رے غفلت) اور نہ آپ لوگوں کو اس میں شک کرنا چاہئے +

سوامی دیانند پنڈت بڑے لسان آدمی ہیں۔ اور اُن کی زبان کے سامنے کوئی شخص بول نہیں سکتا۔ اس واسطے میں بحث کرنے سے معذور ہوں۔ مگر آپ کو اپنے مکان پر ویاکھیان دیدونگا۔ چنانچہ جس روز سوامی جی کا تیسرا ویاکھیان تھا اُسی روز منشی جیرن جی لعل مرحوم کے

تک سوامی جی کے اقوال کو جہاں تک اُن کے ظاہری طریقوں سے معلوم ہو سکتا ہے پسند فرمایا۔ اور تحسین کرتے رہے۔ اب ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ کچھ عرصہ سوامی جی کی تشریف آوری سے پیشتر ایک مولوی صاحب اسی قصبہ کے بازار میں عیسائیوں اور ہندوؤں کے برخلاف وعظ کیا کرتے تھے۔ ہندو اُنسے نہایت کم مباحثہ کیا کرتے تھے۔ بدیں وجہ کہ اُنکی مزاج میں سختی اور تہذیب سے کنارہ کشی زیادہ تھی۔ یہاں تک کہ پادری ہاپ نر صاحب سے مولوی صاحب کی تکرار ہو گئی۔ جب مسلمانوں کو یہ حال معلوم ہوا کہ سوامی جی مہاراج یہاں لکچر بھی دینگے۔ تب غالباً اُن کو یہ شبہ گذرا کہ شاید ہمارے مولوی صاحب کے جواب میں ہندوؤں نے کسی پنڈت کو بلایا ہے۔ اور یہ خیال ایسا پھیلا کہ ویاکھیانوں کے شروع ہونے سے پہلے مسلمانوں کی مزاجوں میں اُن کی عادت کے موافق برگشتگی ثابت ہوئی +

جس روز سوامی جی تشریف لائے۔ اسی روز شام کے وقت سوامی جی نے ایک مجمع کے سامنے جس میں تمام خواندہ لوگ موجود تھے اور مشنری کالج کے ماسٹر تھے۔ جو بتقریب درشن بنگلہ پر تشریف لے گئے تھے۔ ایک نہایت دل پسند تقریر حسب درخواست میرے مسئلہ الہام پر فرمائی تھی۔ جس کے ہر ایک لفظ سے سوامی جی کی کمال لیاقت عیاں تھی۔ خاص اسی تقریر کے سُننے سے مسلمانوں کے دل میں سوامی جی کی بزرگی کا خیال پیدا ہوا اور بہت مداح ہوئے +

اُسی روز سوامی جی نے کرنیل الکاٹ کی ایک چٹھی جو امریکا سے آئی تھی اور جس کا جواب ہنوز نہ گیا تھا حاضرین جلسہ کو دکھائی۔ اور میں نے اس کا ترجمہ کر کے سب کو سنایا اور اُن کے جواب کا مسودہ بموجب اُن کے فرمانے کے میں نے مرتب کر کے ہریشچندر چنتامنی کے پاس بنا بر روانگی امریکہ روانہ کر دیا۔ اسی جواب میں سوامی جی مہاراج نے اپنے عقاید کو نہایت صراحت اور وضاحت کے ساتھ ظاہر فرمایا تھا جس کو سُن کر حاضرین کو بھی سوامی جی کے مذہب سے اچھی طرح واقفیت ہو گئی تقریباً ۵۰ آدمی اُس وقت بیٹھے تھے۔ لالہ سرجندہس وگھنیا لعل (جو اُس وقت انجنیر کلاس میں پڑھتے تھے۔ اور اب انجنیر ہیں) بھی وہاں موجود تھے۔ سوامی جی مہاراج اکثر بر سبیل تذکرہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ افسوس ہے کہ غیر مذہب اور غیر ملک والوں کو ہمارے مذہب کی تحقیقات کا یہ شوق ہو اور ہم اس بھومی کے رہنے والے اور اپنے آپ کو آریہ پرشوں کی اولاد سمجھنے والے پنبہ درگوش ہوں۔ سوامی جی کی اِن باتوں کو سُن کر حاضرین میں سے بہت لوگ ہمہ تن مشتاق ہو گئے۔ یہاں تک کہ سفر مینا کی پلٹن کا ایک مذہبی سکھ جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اور ہمارے مجمع میں کسیقدر احتیاط سے بیٹھا ہوا تھا۔ نہایت شوق کے ساتھ سوامی جی کی ہر بات کو سنتا رہا۔ اتفاق سے اُسی وقت مُنیر خان کمبو کا چٹھی رسان سوامی جی مہاراج کی ڈاک لے آیا۔ اور اُس نے اس مذہبی کو دیکھ کر غُل مچانا شروع کیا۔ بلکہ اُس کے مارنے پر آمادہ ہو گیا اور چلا کر کہا کہ اے منحوس ناپاک تو ایسے بڑے بزرگ اور مشہور زمانہ شخص کی خدمت میں اِس بے ادبی سے آبیٹھا اور اپنی ذات سے اُن کو اطلاع نہ دی اُس وقت تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ شخص مذہبی تھا وہ شخص نہایت شرمندہ ہو کر علیحدہ جا بیٹھا۔ منیر خان نے کوشش کی کہ وہ شخص نکال دیا جاوے۔ سوامی جی مہاراج نے نہایت نرمی و اخلاق سے فرمایا کہ بے شک اِس شخص سے تھوڑی غلطی ہوئی لیکن اس کو سزا بھی کافی مل گئی ہے۔ اب اُسکے علیحدہ بیٹھ کر سننے میں کوئی نقصان نہیں اور اِس سے کوئی تعارض نہ کرنا چاہئے۔ اُس نے آنکھوں میں آنسو بھر کر اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں نے کسی کا کچھ نقصان نہیں کیا اور سب سے پیچھے جوتیوں کی جگہ علیحدہ بیٹھا ہوں۔ سوامی جی نے چٹھی رسان کو کہا کہ ایسا جبر تم کو مناسب نہیں اور سمجھایا کہ پرمیشور کی سرشٹی میں سب

باب سوم

فصل سوم

ممالک مغربی وشمالی و بہار و راجپوتانہ و بمبئی میں دھرم پرچار

روڑکی کے حالات

۲۵ جولائی ۱۸۷۸ء سے ۲۱ اگست ۱۸۷۸ء تک

زبانی پنڈت امراؤ سنگھ صاحب:۔ جون ۱۸۷۸ء میں لالہ مرلیدھر صاحب ویش پنجاب سے تشریف لائے۔ اور اُنھوں نے سوامی جی کی فضیلت کا حال سماج نیکے مقاصد اور قیام بیان کرکے کہا کہ پنجاب میں اِس طرح آریہ سماجیں قائم ہوئی ہیں۔ یہ سن کر علے العموم طبیعتوں میں شوق پیدا ہوا۔ اور لالہ صاحب موصوف کے سمجھانے کے موافق ایک تحریر بطور عرضداشت یہاں سے چند روساء و ملازمان سرکاری کے دستخط کرا کر سوامی جی کیخدمت میں ارسال کیا گیا اور درخواست کیگئی کہ براہ کرم آپ کسیقدر عرصہ کے واسطے یہاں تشریف لائے +

سوامی جی مہاراج کی طرف سے جواب آیا کہ اس وقت ہم فلاں مقام کیطرف جانے کا قصد کرتے ہیں۔ غالباً وہاں اتنا وقت صرف ہوگا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہاں سے رخصت کیوقت کہاں جانا ضروری ثابت ہو۔ اس واسطے سردست روڑکی آنے کا کوئی وعدہ بقید وقت نہیں ہوسکتا۔ البتہ جس وقت ممکن معلوم ہوگا۔ آپ کو اطلاع دیجاویگی +

ہم اس وقت ایک گونہ مایوس ہوگئے لیکن نہایت ہی قلیل عرصہ کے بعد سوامی جی مہاراج کا اور عنایت نامہ آیا جس میں درج تھا کہ چند وجوہات خاص کے باعث قصد سابق موقوف کیا گیا۔ اور اب ہم روڑکی تین روز کے عرصہ میں آسکتے ہیں۔ اگر آپ نامناسب سمجھیں تو اطلاع دیں۔ درصورت عدم اطلاع دہی تصور کیا جائیگا کہ آپ کو آنے سے اختلاف نہیں۔ اِس خط کے آنیسے ہم سب کو نہایت خوشی ہوئی۔ اور سوامی جی کے تشریف لانے سے پیشتر سول اسٹیشن میں لالہ شمبھو ناتھ دہلوی کا بنگلہ انکے قیام کے واسطے تجویز کیا گیا۔ ۲۵ جولائی ۱۸۷۸ء کو سوامی جی معہ برہمانند و بھیم سین و ۵-۶ دیگر آدمیوں کے صبح کیوقت تشریف فرما ہوئے اور بنگلہ میں قیام فرمایا۔ اکثر روساء شہر اور خصوصاً ٹامسن کالج کے ماسٹر اور انجنیر جماعت کے طلباء سوامی جی کیخدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دریافت کرتے رہے جس سے اُن کو علے العموم سماج کے مقاصد اور سوامی جی کے مشن سے آگاہی ہوئی۔ جو لوگ سوامی جی کو ملنے جایا کرتے تھے۔ اِنمیں چند مسلمان بھی شامل تھے جنھوں نے اُسوقت

تھا کہ سوامی جی ودیا کے ساگر ہیں مگر کھارا سمندر کیونکہ برہمنوں کے گذارہ کا خیال نہیں کرتے - مجھ کو یاد آتا ہے کہ سوامی جی اپنے ویاکھیان کو کسی اخبار میں شائع کرایا کرتے تھے مگر معلوم نہیں کہ کونسی اخبار میں اس کی بابت شائد بابو رلا رام صاحب سوہندی اکونٹنٹ محکمہ تعمیرات کہ جو برہمو سماج کے چیف ممبر ہیں معلوم ہوگا - جب سوامی جی ویاکھیان دیتے تھے تو منشی مولراج صاحب جواب عہدہ سپرنٹنڈنٹ چیف کورٹ سے پنشیاب ہوکر آجکل دھرم سبھا امرتسر کے پریذیڈنٹ ہیں - اور نیز لالہ دیوی داس صاحب جو آجکل تحصیل اجنالہ کے منصف ہیں اپنے شکوک کو نوٹ کرتے تھے اور بعد ویاکھیان سوامی جی کے ساتھ بحث کرتے تھے - اگرچہ سوامی جی اُن کے شکوک رفع کرنے کے واسطے بہت سے مفصل دلائل کے ساتھ اُن امورات میں فرماتے تھے مگر اُن کی تسلّی نہیں ہوتی تھی - اس لئے سوامی جی ان کو ہٹی کہا کرتے تھے - سوامی جی کے ویاکھیان مضامین ذیل سُنے تھے -

پرمیشر نراکار ہے نہ کہ ساکار   وید کلام الٰہی ہیں   آریہ دھرم کی تشریح   تناسخ یعنے اواگون جو آج کل کے ویدانتی کہتے ہیں اُن کو کھنڈن کیا   کھانے پینے کی پرہیز کے بابت وغیرہ

ایکدن بعد اختتام ویاکھیان سوامی جی کی سیٹھ ہرمزجی پارسی نے جو سابق چھاؤنی ملتان کا کوتوال تھا اور اُس وقت پنشنخوار تھا سوال کیا کہ جب ہم بقول سوامی جی کے آریہ ورت کے رہنے والے بھائی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہندو بھائی ہمارے ساتھ کھانے پینے کا پرہیز رکھتے ہیں - چونکہ یہ ایسا سوال تھا جس کا جواب ہر ایک آدمی سوامی جی کی زبان سے سُننا چاہتا تھا اس واسطے کُل آدمی اُس وقت ٹھہر گئے - اور جب سوال وجواب شروع ہوئے سوامی جی نے فرمایا کہ آپس میں رل ملکر کھانے کے کیا فوائد ہیں اور نہ کھانے میں کیا نُقص - سیٹھ ہرمزجی نے کہا رل مل کھانے سے پریتی اور محبت زیادہ ہوتی ہے اور پرہیز کرنے سے نااتفاقی پیدا ہوتی ہے - سوامی جی نے فرمایا کہ آریہ ورت کی حکمت کے رو سے رل مِل کھانا منع ہے - کیونکہ بہت سی بیماریاں ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ جُوٹھا کھانے سے یا پانی پینے سے یا حُقہ نوشی کرنے سے یا پاس بیٹھنے سے فوراً دوسرے پر اثر کر جاتی ہیں - چنانچہ پنڈت جسونت رائے صاحب اسسٹنٹ سرجن نے اُسوقت ان بیماریوں کی تشریح کری - دوئم - اگر اکٹھا کھانے سے پریتی و محبت زیادہ ہوتی تو امیر کابل شاہ روم کو بروقت حملہ آوری شاہنشاہ روس کی امداد دینے سے کیوں انکار کرتے - اِس سے ظاہر ہے کہ پریت اور محبت زیادہ کرنے کے اور وسائل ہیں نہ کہ رَل مل کھانا اور اکٹھا کھانے سے پریتی بڑھتی تو مسلمان بھائی کبھی ایک دوسرے کے ساتھ تنازعہ نہ کرتے حالانکہ وہ ایکدوسرے کے جانی دشمن بن جاتے ہیں *

معلوم ہوا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ احکام الٰہی دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو جسم کے ساتھ متعلق ہیں۔ دوسرے وہ جو روح کے ساتھ علاقہ رکھتے ہیں۔ اگر کسی حکم کے خلاف جو جسم سے علاقہ رکھتا ہے کیا جاوے تو تکلیف ہوگی اور تندرستی میں خلل آویگا۔ اسی طرح اگر کوئی حکم جسکی تعمیل سے روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے نہ مانا جاوے۔ تو روح کو وہ باتیں نصیب نہیں ہوتی ہیں۔ جو اُس کو ہونی چاہئے۔ گوشت کھانا روح کے واسطے مُضر ہے جو دنیوی آدمیوں کو معلوم نہیں ہوتا ہے۔ گوشت کے کھانے والے کو یوگ ودیا نہیں آتی ہے۔ اور نہ کوئی سِدّھی اس کو حاصل ہوتی ہے۔ یعنی وہ حق شناسی سے محروم رہتا ہے۔ ویدوں کا مطلب یہی ہے کہ ہر ایک شخص حق شناس ہو۔ اس لئے اس میں منع کیا گیا ہے اگر تم کو یقین نہیں آتا تو تم آزما لو۔ اس بات پر انہوں نے مجھ کو ایک بات بتلائی اُسکا طریقہ اور خوراک ظاہر کیا۔ میں حسب ہدایت اُس کو ۲۰ روز تک برابر کرتا رہا۔ باوجود اس کے کہ میں صرف چاول دہی اور دال ہی کھاتا رہا۔ میں اس قدر طاقتور ہوا کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ یہ توانائی ایسی خوش کُن تھی اور ایسی تندرستی بخش کہ میں اُس کی خوبی کسی لفظ میں بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ دماغ ایسا روشن ہوا جیسا کہ صبح کے وقت طلوع آفتاب سے تمام دنیا منور ہوتی ہے۔ اور مجھ میں ایسے آثار نمایاں ہونے لگے جنسے میں آیندہ کے حالات بیان کر سکتا تھا۔ مجھ کو اُسوقت ایسی خوشی معلوم ہوتی تھی جس کو میں کسی دنیوی زبان سے ظاہر نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ خوشی صرف روح ہی معلوم کر سکتا ہے اکتیسویں دن میرا لڑکا میرے سامنے کھانا لایا۔ میں بے ساختہ اُس کے ساتھ شریک ہوا۔ اُس میں گوشت بھی تھا۔ جب میں اُس کو کھا چکا تو اسوقت مجھ کو معلوم ہوا کہ میرا دماغ تاریک ہو گیا اور تمام وہ باتیں جو پہلے مجھ میں تھیں فوراً کافور ہوئیں۔ میں بہت پچھتایا۔ مگر کیا ہو سکتا تھا۔ اب صرف دس روز میعاد میں سے باقی رہ گئے تھے۔ اُسوقت سے اِس وقت تک میں اس حالت کو واپس نہیں لا سکا۔ یہ میرا تجربہ ہے جو میں اب ظاہر کرتا ہوں۔

دوئم سوامی جی سے میں نے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک میکس مُولر صاحب علم سنسکرت میں کیسی لیاقت رکھتے ہیں۔ انہوں نے یہ الفاظ فرمائے کہ میکس مُولر صاحب علم وید میں ایک لڑکا ہے۔ جبتک کوئی گورو اُس کو تعلیم نہ دیوے تب تک وہ سائین اور مہیدھر کی پیروی کبھی نہیں چھوڑیگا۔ اُس کو اسوقت تک ویدوں کی صوری معنے معلوم نہ ہوئے معنوی معنے تو اسکو اس عمر میں معلوم نہیں ہو سکتے ہیں۔ یہ معنوی معنے سینہ بسینہ چلے آتے ہیں۔ یہ وہ گفتگو ہے جو میں نے انسے کی تھی۔ اور اچھی طرح یاد ہے اور اب ظاہر کرتا ہوں۔ فقط۔ پنڈت کشن نرائن مترجم

موہن لال ہیڈ کلرک دفتر لوکل فنڈ ملتان نے بیان کیا۔ سوامی جی نے شہر کے پنڈتوں کے پاس واسطے بحث کرنے کے نوٹس بھجوائے۔ پنڈت صاحبان میں سے کوئی بحث کرنے کے واسطے نہ آیا اور نہ کسی نے جواب بھیجا۔ تعلیم یافتہ لوگ شہر و چھاونی سے سوامی جیو کا ویاکھیان سُننے آیا کرتے تھے اور بیوپاری لوگ بھی آتے تھے مگر کثرت تعداد تعلیم یافتہ لوگوں کی ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ مخالف لوگوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ سوامی جی سرکار کی طرف سے لوگوں کو عیسائی مذہب کی طرف توجہ دلانے کے واسطے مقرر ہوئے ہیں۔ لیکن جب مختلف مضامین پر سوامی جی نے ویاکھیان دئے تو اُس وقت شہر کے پنڈتوں کی زبانی یہ سنا جاتا

اور جے گوپال جے گوپال کا شور مچایا۔ پولیس کے سپاہی نے اُن کو منع کر دیا اور گھرکی (زجر و تنبیہ) کی۔ کوئی گوکلیاؤں کا چیلہ یا گوسوامی اُن سے مقابلہ نہ کر سکا۔ سوامی جی گوسوامیوں کے مختلف فرقوں۔ بہارجی والے۔ گنجامالی۔ بیٹی والے۔ برہم سنبدھی وغیرہ کا خوب دل کھول کر کھنڈن کرتے رہے۔ یہاں کا کوئی پنڈت سامنے نہ جا سکا۔

ایک دن بازتا چلی ایک شخص ہندو نے یہ کہا کہ باوا تو تو مسی کلا ارتھ نو کر دکھا۔ میں نے کہا کہ ارے مورکھ ایسا مت کہو۔ مہاتما سے چرچا کرنا ہے مگر تجھ کو تو پڑھنا بھی نہیں آتا۔ تب اُس نے مجھ سے کہا کہ بھولا میں نے تم سے نہیں پوچھا۔ بابا سے پوچھا ہے۔ میں نے کہا ارے بابا تیرے تک (نظر) میں ہی نہیں آتا۔ وہ تو ودیا کا سمندر بھرا ہے۔

تب سوامی جی نے کہا کہ آیندہ ایسے موڑھ ہو لنسے ہم بات نہیں کرینگے جو سنسکرت میں مباحثہ کریگا اُس سے ہی بات چیت کرینگے۔

تب میں نے کہا کہ مہاراج ایسے گنوار لوگ آپ کے گُنوں کو نہیں جانتے کیونکہ۔ ع گل ست سوامی و در چشم دشمناں خار ست

سوامی جی یہ فارسی کا مصرع سنکر ہنسے اور بولے کہ یہ کیا کہا۔ تب میں نے اور دیگر حاضرین نے اُس کا ترجمہ کر سنایا۔ بعد اُس کے وہ مجھ کو ہمیشہ میرے پرشنوں کا بخوبی اُتر دیتے اور میری بات پر غور کرتے تھے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ دان دینے سے منع کرتے تھے یہ غلط ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ ملتان جیسے نگر میں اگر، برس رہوں۔ برہمنوں کے بچوں کے واسطے پاٹ شالا بناؤں وہ بھیکہ مانگنا بالکل چھوڑ دیں۔ چونگی سے اُن کو گذارہ ہے۔ میں چاروں ویدوں کی ٹیکا کروں۔ اصل میں سوامی جی دیا کا سروپ تھے۔

وہ شیر مرد میدانِ رضا جب آیا تو سب گیدڑ چھپتے پھرے۔ کوئی کسی مذہب کا ودوان ان کے مقابلہ میں نہ آیا۔ میں اکثر پنڈتوں کے پاس جاتا تھا اور کہتا تھا کہ شاستر ارتھ کرو۔ مگر وہ عوض اس کے کہ مجھے کرآنی کہتے تھے۔ کچھ نہ بولتے اور نہ کبھی سامنے آتے تھے۔

جب سوامی دیانند سرستی جی حسب الطلب انجمن ملتان یہاں تشریف لائے تھے۔ تو وہ بیگی کے باغ میں فروکش ہوئے۔ وہاں وہ ہر روز لکچر دیا کرتے تھے۔ اور اول میں اور میرے احباب نیز مسلمان اور عیسائی بہت سے اعتراض لیکر موقعہ پر حاضر ہوئے۔ اُس وقت وہ لکچر دے رہے تھے۔ میں وہاں لکچر سنتا رہا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد انہوں نے میرے اعتراضات کا جواب ایک ایک کرکے دینا شروع کیا۔ میں نہایت حیران ہوا۔ اسطرح سب احباب نے بیان کیا کہ جو اعتراضات اُن کے تھے اُن کے جوابات اُن کو مل گئے تھے یہانتک کہ سب کے مُنہ بند ہو گئے۔ اس وجہ سے ہم سب نے یقین کر لیا کہ وہ یوگی تھے۔ اِس کے بعد کسی ہندو مسلمان یا عیسائی نے اُن سے کوئی سوال نہ کیا۔

ایک دفعہ اُن سے گوشت کھانے پر گفتگو ہوئی۔ انہوں نے فرمایا گوشت کھانا ویدوں کے خلاف ہے۔ اُس کا کھانا ناجائز ہے۔ میں نے کہا کہ اُس کے کھانے میں کوئی ہرج معلوم نہیں ہوتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا جو حکم پرم آتما کا ہے اُس کے مطابق کرنا فائدہ بخش ہوتا ہے۔ تمام احکام الٰہی ہمارے واسطے فائدہ مند ہیں۔ عدول حکمی میں وہ فائدہ تو درکنار نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ گوشت کھانے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے اور نہ ہمکو ابتک کوئی نقصان

سرکار کی طرف سے ۴ سپاہی انتظام کے واسطے مقرر تھے تاکہ کوئی فساد نہ کرنا پاوے۔ گوتم اور اہلیا اور اندر کی کتھا کی تردید کی کہ یہ برہمنوں نے بیہودہ اُن کی نندا کی ہے۔ اور اسی طرح یہ جو کہتے ہیں کہ کرشن جی نے چیر چُرائے تھے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے اور گو میدھ و اشومیدھ آدک یگوں کی تردید کرتے تھے کہ ایسا شاستر میں ہرگز نہیں۔ یہ لوگوں کی سمجھ کا پھیر ہے۔ اور کہتے تھے کہ مانس۔ شراب کھانا اور اسی طرح دیگر بیچار کرنا بڑا پاپ ہے۔ فرماتے تھے کہ جو شراب پینے والا ہوتا ہے جس طرح پنچھی پنجرے میں اور نیچے آگ لگا دی جاوے ایسا ہی اُس کو دکھ ہوتا ہے۔ اپنی جان کو ثبوت میں پیش کرتے تھے۔ کہ میں کوئی مانس کھانے والا نہیں ہوں۔ جس کا جی چاہے مقابلہ کرے۔ سواد صرف مصالحہ کا ہے مانس کا نہیں۔ مانس کوئی بل (کچھ طاقت) نہیں دیتا۔ لڑکیوں کے جو لوگ ٹکے لیتے ہیں اس کی بھی پر زور دلائل سے تردید کرتے تھے۔ کہ یہ جو بٹھلا کر ٹکے لیتے ہیں یہ ایسے ہی ہیں جیسے کوئی طوائف کے ٹکے لیتا ہو۔ وہ تو تھوڑے لیتے ہیں مگر یہ تو برابر گن کر لیتے ہیں یہ ہرگز نہیں کرنا چاہئے +

لالہ بھولا ناتھ کھتری کھنہ ساکن محلہ گھاٹر یاں شہر ملتان نے کہا کہ پھاگن کے گذرنے اور ہولیوں کے دنوں میں سمت ۱۹۳۴ میں سوامی جی یہاں آئے ہولیوں کے بعد گئے ۲۵۔۲۶ روز ٹھہرے تھے۔ ایک برہمن کے لڑکے نے اندنوں مجھے خبر کی کہ ایک بھاری پنڈت سمندر کی تلیہ ودیا میں آئے ہوئے ہیں۔ پریں کھارے چل۔ جس پر میں نے کہا کہ اچھا چلکر سُنیں تو سہی۔ چنانچہ میں اور وہ دونوں بگی کے باغ میں ویاکھیان سُننے گئے اُس وقت ہزاروں آدمی جمع تھے۔ اور سوامی جی مہاراج سورج کے سمان لوگوں کا تم دور کر رہے تھے۔ اُسوقت بڑے بڑے امیر و رئیس۔ دولتمند۔ اہلکاران سرکاری اور ہر ایک ورن کے آدمی ساکنان شہر موجود تھے۔ اُن کے ست اپدیش بھگت جنوں (آدمی) کو ایسے تھے جیسے گلاب کے پھول اور نیچ جنوں کو جیسے کانٹے۔ سوامی جی نے گائتری کا اُچارن کیا اور کہا یہ منتر سب سے شریشٹ ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ چاروں ویدکا یہی مُول گورو منتر ہے۔ سب رشی مُنی اسی کا جاپ کرتے تھے۔ آجکل کے لوگ جو مختلف دیوتاؤں کے پوجاری اور کوئی نانک مت اور کوئی کبیر اور کوئی گوکلیا گوسائیں اور کوئی بام مارگی سب نے یہ منتر چھوڑ دیا۔ اور نئے نئے منتر لوگوں نے گھڑ لئے۔ مدہ۔ مانس میں لوگ پرورت ہو کر ست دھرم سے تپت ہو گئے۔ جب سے مدہ مانس کا پرچار ہو کر لوگ ست دھرم سے تپت ہوئے تب سے ہی دیوبھومی میں غیبر (انارید) لوگ آکر راج کرنے لگے۔ یہ بھی فرمایا کہ دیش میں راجہ کو چاہئے کہ دو طرف آبادی ایک طرف جنگل۔ ایک طرف گھاس سبزہ زار گوؤں وغیرہ کے واسطے رکھنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے دیش کی اُنتی ہوتی ہے۔ گئوگھات کے نقصان اور رکھشیا کے فائدے بتلائے تھے۔ ایک دن سوامی جی نے لکچر میں یہ آدھا شلوک پڑھا۔ شلوک اردھین پروکھیامی یداُکتم گرنتھ کوٹی بھی۔ تب میں نے آدھا ٹکڑہ اور پڑھ دیا۔ برہم ستیم جگت متھیا جیوو برہم ایو کیولم

سپاہی نے مجھے ڈانٹا کہ کیوں شور کرتا ہے۔ سوامی جی نے اُس کو منع کیا کہ کچھ مت کہو اُس نے کچھ برا نہیں کہا۔

پنڈت جسارام ساکن گوجرہ نے چھٹی ارسال کی تھی جو بہت اشُدہ تھی۔ سوامی جی نے اُس کی غلطیاں عام پبلک میں ظاہر کیں کہ دیکھو مباحثہ کے واسطے اُدیَت ہو جاتے ہیں مگر سنسکرت بھی شُدہ نہیں لکھ سکتے +

گوکلیا گوسائیوں کی لیلا سوامی جی بہت پرگٹ کرتے تھے۔ اسواسطے گوسائیوں کے بالکوں کو لوگ اٹھالائے تھے آنکر نقارہ سجایا

لئے بھنگ کے نشہ میں بول اُٹھا۔ سوامی جی اُس کی اندبنڈ باتیں سنکر اُسے پولیس مین دوارہ روک دیا۔

ایک دن گوسائیں جی کے مندر والے گھوڑے پر چڑھ کر گھڑیال بجاتے اُن کے مقام لکچر کے پاس آگئے تب سوامی جی نے بند کرا دیا۔ دوسرے دن گوسائیں لوگ سارے سیوک ساتھ لے سونٹے۔ چاکو ہاتھ میں لئے جے گوپال جی مچاتے آئے۔ تب سوامی جی اُس گھمنڈ کو دیکھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ویاکھیان بند کر دیا۔ وے لوگ بھی ہانٹے ہو مچاتے ہوئے چلے گئے۔

دلیسی رام برہمن سارسوت دھنی پونترہ ساکن ملتان محلہ تو تلہ کا اُتھان نے بیان کیا کہ جب سوامی جی یہاں آئے تو ہم روز دونو وقت جایا کرتے تھے وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ برہمن کو نہ مانو بلکہ یہ کہتے تھے کہ جو برہمن کرم دھرم کرتا ہو اُس کو ماننا چاہیئے۔ وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ برہمن کو گؤ مت دو۔ بلکہ یہ کہتے تھے کہ گؤ ویترنی سے پار نہیں اُتار سکتی یہ بات ٹھیک ہے ہاں ایشر نمت گؤدان برہمن کو دینا پُن ہے پر متھیا نہیں۔

ایک دن ایک برہمن اُن کے واسطے ریشمی چھاتا لایا اور سوامی کے پاس رکھ دیا۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ کیسا رکھا ہے اُس نے کہا کہ مہاتما آپ کے واسطے لایا ہوں۔ سوامی جی نے کہا کہ سُنو بھائی ہم فقیر لوگ ہیں۔ ہمارا یہ کام نہیں۔ سردی میں جاویں تو ہم کو سردی نہیں ستاتی اور نہ گرمی میں جائیں تو دھوپ۔ یہ تو کسی نٹو سے کو دو۔ جو لاہوری جوڑا پہنکر خوب گلیوں میں گھوما کرے۔ ہم کو ایسی چیز نہیں چاہیئے۔ پارسیوں نے وقت رخصت (تین ویاکھیان کے بعد) سات سو روپیہ بھینٹ کیا تھا۔ ملتان کا کوئی پنڈت مباحثہ کے واسطے نہ جاتا تھا۔ وہ ابھی لاہور میں تھے کہ میں یہاں کے پنڈتوں سے پوچھا کرتا تھا۔ وہ یہ کہتے کہ وہ بڑا بُدھیمان ہے اُس نے اپنے زور سے یہ پرنالی بنالی ہے۔ تمام لوگ اُن کا ویاکھیان سُننے جایا کرتے تھے۔

پنڈت دیو بداس جی ساکن ملتان حرم دروازہ اُن کے پاس ایک وقت ہر روز جایا کرتے تھے۔ جن دنوں وہ آئے ہولیوں کے دن تھے۔ ایک دن سوامی جی اپنی کتھا کر رہے تھے کہ گوسائیں جی باغ کے دروازہ سے گذرے تو گھڑیال بجایا سوامی جی نے کہا کہ دیکھو گھڑیال بجا کر لوگوں کا خیال ہٹاتا ہے۔ اُن کو کہو کہ ٹھہر کے بجاوے۔ جب اُس نے دوبارہ بجایا تو پولیس کے سپاہی نے جاکر بجانے والے کو تھپڑ لگایا۔ اس کے بعد ہولیوں کے اختتام تک سوامی جی نے چھاؤنی میں ویاکھیان دئے۔ سوامی جی کے ویاکھیان میں ۷۔۸ پارسی صاحبان آیا کرتے تھے۔ اور بعض صاحبان سوامی جی کو صدر بازار میں لے گئے تھے۔

ایک برہمن کورو کشیتر کے علاقہ کا سوامی جی کے پاس آیا۔ اُس نے بہت سے ٹیکے لگائے ہوئے تھے۔ سوامی جی کے سامنے اُس نے شلوک سنسکرت کے بھی اندبنڈ پڑھے۔ تب سوامی جی نے کہا کہ سمجھ کے پڑھو۔ اشدھ پڑھتے ہوئے ہو۔ ودیا آدک چھوڑ کر آپ بھیکھ مانگنے پر لگ پڑے جس پر وہ کچھ نہ بولا اور چلا گیا۔ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کانشی میں ایک بال شاستری اور ایک سنیاسی مہاتما ہیں باقی کوئی ودوان نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے اشتہار کو لالہ مولراج صاحب بہائی کمشنری کے سررشتہ دار نے سوامی جی کو سُنایا تھا کہ وہ کچھ انعام دینا چاہتا ہے۔ اگر سوامی جی اُس کا اتر دیں۔ سوامی جی نے لالہ صاحب کو کچھ کہا تھا کہ اُسکو لکھ دو کہ ہم سمجھا دینگے۔

کچھ کچھ سمجھو ہے''۔

پنڈت ٹھاکر دت جی رئیس ملتان نے بیان کیا کہ میں اور پنڈت برانی لعل ساکن ڈیرہ غازیخاں و پنڈت کنور لال جی سوامی جی سے ملنے کے واسطے باغ میں گئے۔ ۸-۹ بجے دن کا وقت تھا۔ اُسوقت وہ وید بھاشیہ کر رہے تھے۔ مکتی کی وشے پر بات چلی تھی۔ پنڈت برانی لال کا مت یہ تھا کہ مُکتی سے پُنر آورتی نہیں ہوتی۔ سوامی جی کا مت یہ تھا کہ مکتی سے واپس آتا ہے۔ تمام بات یاد نہیں۔ ایک لفظ یاد ہے۔ یعنے سوامی جی نے کہا تھا کہ مُکتی کوئی کالا پانی نہیں جس سے واپس نہ ہو سکے۔

اور چونکہ اُسوقت وید بھاشیہ ہو رہا تھا ایک منتر مُکتی وشے کا تھا۔ اُس کا بھاشیہ کروا رہے تھے۔ سوامی جی نے ततो विमुच्येत لکھوایا۔ اس پر پنڈت جی نے کہا کہ بدی بندھن نہیں ہے تو موکھش کیسے ہوگا۔ یعنے جیونکا۔ سوامی جی نے سوچکر کہا کہ یہ ٹھیک کہتے ہیں۔ اس کی جگہ ततो निवर्तयेत लکھوایا۔

پنڈت برانی لال جی ساکن ڈیرہ غازیخاں نے بیان کیا کہ وہ شبد ततो न खवर्तीयेत् تھا۔ نورتیت نہیں تھا۔ اور علاوہ اس کے یہ تھا کہ ہم نے کہا کہ شری مد بھاگوت کی شیردھری ٹیکا پرمان ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پرمان نہیں۔ ہم نے کہا کہ شری جگن ناتھ جی نے پرمان کری ہے۔ اسواسطے سب کو ماننی چاہیئے۔ اس کے جواب میں اُنہوں نے ایک ایسی بات کہی جو نندا اگیت تھی۔ اس واسطے میں اُسے نہیں لکھوا تا۔ ہم اُٹھ کر چلے آئے۔ تب اُنہوں نے کہا کہ پھر ہمارے پاس آنا۔ ہم نے کہا کہ اگر رہینگے تو آوینگے۔ ہم پھر جانے کیونکہ وہ بُدھی مان اور ودیا گیہ تھے مگر اس سبب سے ہم پھر نہ گئے۔

پنڈت ہوالال جی سارسُت برہمن قوم بچرت نے بیان کیا کہ سوامی جی نے ایک روز ویاکھیان برہمنوں کی موجودہ حالت پر دیا تھا۔ جس میں درشٹانت دیا کہ ایک پٹھان اور ایک دوکاندار ہندو کا ایک دفعہ ساتھ ہوگیا۔ اُس ساہوکار ہندو کے ساتھ ایک برہمن ملازم تھا۔ جب وہ سویرے اٹھتا تو اول کہتا مہاراج پاؤں لاگے۔ اور جب پانی کی ضرورت ہوتی تو برہمن پانی لاتا۔ ہاتھ دھلاتا۔ نہلاتا۔ اور جب روٹی کی ضرورت ہوتی تو برہمن روٹی بناتا۔ اور اُسے کھلاتا۔ اور جب چلتا تو برہمن بوجھا اُٹھاکر ساتھ چل پڑتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ راستہ چلتے ہوئے اندھیری آنے لگی پٹھان نے دل میں خیال کیا کہ وہ ساتھی میرا پیچھے رہ گیا اُس کو ساتھ لینا چاہیئے۔ تھوڑی دیر بعد دوکاندار آگیا مگر ساتھ برہمن نہیں تھا۔ تب پٹھان نے پُوچھا اوہ ہندو کہاں گیا وہ تمہارا رز۔ پیر۔ بہشتی۔ باورچی۔ خر۔ یہی حالت آگلے برہمنوں کی ہے۔

مُنشی صفدر حسن صاحب ٹریژری کلرک ملتان حال پنشنر نے بیان کیا کہ سوامی جی کی ودیا اور لیاقت اور مُدلّل اور معقول گفتگو کے سبب بحث کرنا تو درکنار کسی کو پوچھنے یا دریافت کرنے کی ہی تاب نہیں ہوتی تھی۔ لالہ ساگر چند سے بحث ضرور ہوئی تھی مگر مضمون مجھے یاد نہیں۔ ۴-۵ سو کے قریب حاضری ہوا کرتی تھی۔ بابو میراں بخش جی بھی جایا کرتے تھے۔

پنڈت چاندمل جی نے بیان کیا کہ ایک دن سوامی جی ویاکھیان میں اس بات کا کھنڈن کر رہے تھے کہ گوتم اور اہلیا کی کتھا النکار ہے اس کا پُران اوکت مطلب نہیں ہے۔ وہ اہلیا اور اندر کو راتری اور سورج پر گھٹا رہے تھے۔ تب ایک مہا برہمن نربلا (حقہ) ہاتھ میں

آریہ کے ارتھ سریشٹ۔ وِدوان۔ دھرماتما کے تھے ہندو شبد یونانی (مسلمان) آدمی ایرکھک لوگوں کا بگاڑا اور بدلا ہوا ہے۔ جس کے ارتھ غلام۔ کافر کالا آدمی آدی ہیں ایسا وچار کر نام اپنی سبھا کا آریہ سماج دانا پور رکھکر وید وکت دھرم پر دِڑھ ہوکر کام کرو۔ اور سب سبھاسدوں کو نمستے کہنا چاہئے۔ سلام و بندگی نہیں۔ تاریخ یکم اپریل ۱۸۷۸ء دیانند سرستی۔ ملتان۔

۴۔ اپریل ۱۸۷۸ء کو ملتان میں آریہ سماج قائم ہُوا اور ۷ سبھاسد ہوئے۔ باوا برہمانند جی کہتے ہیں کہ میں نے اسوقت بطور ہنسی کے کہا کہ صرف سات ہی ممبر ہیں۔ تب سوامی جی نے ظرافت سے ہنس کر اُتر دیا کہ مسلمانوں کے پیغمبر کی صرف ایک عورت مددگار تھی اور اُس نے اِس قدر ترقی کی۔ اور ہمارے دھرم کے تو سات مددگار ہیں۔ اُسوقت پردھان سردار پریم سنگھ ہوئے تھے۔ و سکرٹری پنڈت کشن نرائن سوری تھے۔

ایک پنڈت مہاتما بردہ ہر روز جاتے اور کھڑاؤں پر چلا کرتے تھے۔ اُن کی سوامی جی پر بڑی شردھا تھی۔ وہ عموماً کہا کرتے تھے کہ یہ مہاتما ہونہار ہیں۔ ان کا اچھا سمپردائے چلیگا۔

ایک دن میں نے ذکر کیا کہ صبح کو پانی پینا بہت مفید ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ زیادہ نہیں صرف اڑھائی آچمن مل تیاگن کرنے سے پہلے پہلے گرمی و خشکی کی مرض کو بہت مفید ہے۔ ایک لکچر یوگ وشے پر دیا تھا اور اسی روز کہا تھا کہ ہم نے سوامی جی برہمانند جی سرستی سے یوگ پڑھا ہے اور اُس کا قاعدہ بھی سیکھا ہے۔ سوامی جی کے چلے جانے کے بعد برہمانند جی سرستی یہاں ملتان میں تشریف لائے تھے۔ وہ بھی کہتے تھے کہ ہم سے دیانند جی نے یوگ سیکھا ہے۔ مگر اب وہ ہماری بات نہیں مانتے۔

ایک اور چِٹھی سوامی جی نے بابو مادھو لال جی کے نام ملتان سے ارسال کی جس میں لکھا ہے پرسنتا کی بات ہوئی کہ آپ نے اپنی سبھا کا نام آریہ سماج رکھا ہے اب آپ کی درنشٹی دیش کے سُدھار پر ہونی چاہئے۔ ۱۲۔ اپریل ۱۸۷۸ء ملتان۔ دیانند سرستی کتابوں کی رسید ہمارے پاس لکھکر بھیجد یجئے لاہور کے پتہ سے۔

ایک خط سوامی جی کا ملتان سے اور ہے جو ۲۴۔ مارچ ۱۸۷۸ء مطابق چیت ۱۱۔ سمت ۱۹۳۴ شنی وار کا لکھا ہوا ہے۔

شری یُت مولراج۔ جیونداس۔ سائیں داس۔ بل داس جی آنند رہو۔ آگے رام رکھا سے پتر ملسکیں گے تو بھیجدیئے جاوینگے وانوین لکھوا کر بھیجد ینگے۔ پرنتو جیسے آج پرینت نہیں چھپے ویسے ہو تو پرشرم وبرتھ ہے جیسی انترنگ سبھا کے نیموں کا جھمیلا آجتک پورا نہیں ہوا ایسا نہ ہو اس لکھنے کا پریوجن یہ ہے کہ جو کام جس سمے کرنا چاہئے وہ اس سمے میں ہونے سے سپھل ہو جاتا ہے۔ اُس لئے سمے پر کام کرنا بُدھی مانوں کا لکھشن ہے یہاں بہت آنند میں ہم لوگ ہیں آشا ہے کہ آپ لوگ بھی آنند میں ہونگے۔

ایک کام یہ ضروری ہے کہ اس منشی سے یہ کام ٹھیک ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ایک منشی انگریزی۔ فارسی اور ناگری بھاشا کا پڑھا ہُوا۔ حساب نقشہ لگانا بھی جانتا ہو جو ایسا نہ ملسکے تو انگریزی۔ فارسی۔ اردو تو ٹھیک جانتا ہو کہ جو چِٹھی پتر ٹھیک ٹھیک پڑھ اور لکھ سکے۔ وہ آلسی نہ ہو اور جس کا سوبھاؤ کسی پر کار بُرا نہ ہو اس کا ماسک ہواری ۲۰ سے ادھک نہ ہونا چاہئے۔ اسکو آپ چار پانچ دھیان سے ۲۰ اور بیس دنوں کے بیچ میں نسچت کر کے مجھ کو لکھئے۔ یہاں ویاکھیان نت ہوتے ہیں سماج ہونے کا بھی

مانتے ہیں اور دس اُپ نشد اور وہی اصل ہیں۔ ع۲۵ اُپ نشد جھوٹے ہیں اور اسی طرح اور گرنتھ اور اُپ نشدیں ویدانت کی جھوٹھی ہیں شلوک مہابھارت کے چند ہزار اصلی باقی نقلی ملتے تھے۔ برہم چرج کے وشے میں استری اور پُرش دونوں کو برہم چرج کی ہدایت کرتے تھے۔ تاکہ جلدی بردہ نہ ہوں۔

اِن دنوں مُسلمان لوگ کہتے تھے کہ دیکھو ہندوؤں میں ایک فقیر آیا ہے جو کہتا ہے کہ چار کتاب الہامی ہیں حالانکہ ہمارے پاس صرف ایک ہے۔ کئی مولوی اُن کے پاس گئے مگر لاجواب ہو کر واپس آئے۔ قرآن کی بابت کوئی بات ثابت نہ کر سکے۔ بوہڑ دروازہ والا مولوی جو سب سے زیادہ عالم تھا۔ وہ بھی ایک دن گیا تھا۔ مگر سوامی جی نے دلیلوں میں ہی اُڑا دیا۔

کل ۳۶ لیکچر ہوئے اور ایک دن سوامی جی بیمار رہے۔ کُل ۳۷ روز یہاں رہے۔ اور یہاں سے سیدھے لاہور کو تشریف لے گئے جو چیزیں یہاں عمدہ بنتی ہیں وہ تقریباً ۷۰ روپیہ کی از قسم آہن وغیرہ ہم لوگوں نے خرید کر دیں۔

ایک بڑا بھاری ناستک یہاں تھا وہ سوامی جی کے اُپدیش سے آستک ہوا یعنے لالہ ساگرمل صاحب انجینیر جو کہتا تھا کہ میں ۱۴ سو کتابیں پڑھکر ناستک ہوا ہوں۔ تین روز اس سے مباحثہ ہوتا رہا۔ آخر وہ البشر کی ہستی پر قائل ہوا۔ وید بھاشیہ کی پہلی کاپی چھپ کر یہاں آئی تھی۔ یہاں سے سب سے پہلے یہی خریدار بنا۔

سوامی جی لالہ پوہلو رام منتری آریہ سماج گوجرانوالہ کو ایک خط میں لکھتے ہیں ملتان میں سماج ہونے والا ہے۔ سو جانو گے ویاکھیان پرتی دن ہُوا کرتا ہے۔ نوین سماچار کچھ نہیں ہے۔ سب سبھاسدوں کو نمستے۔ ۲۹۔ مارچ ۱۸۷۸ع دیانند سرستی۔

اسی طرح ایک اور چٹھی سوامی جی کی مورخہ یکم اپریل ۱۸۷۸ع ملتان سے آئی ہے جو داناپور سبھا کے منتری کو لکھی گئی تھی۔ دھو ہندا بابو مادھو لال جی آنندت رہو۔ ایک کشل پتر بتاریخ ۲۴ ۔ر گت ماس (ماہ گذشتہ) کا اُچت سمہ پر ہمارے پاس پہنچا۔ وشے لکھا سو پرگٹ ہوا۔ آپ کی اچھیا کے انوسار کل کی تاریخ ۲۱۔ مارچ ۱۸۷۸ع کو دو چھپے ہوئے پتر آریہ سماج کے مُکھ دس اُدیش ارتھات نیموں کے بھیج چکے ہیں۔ اور ایک کاپی اوکت سماج کے اُپ نیموں کی بھی بھیجتے ہیں۔ سو نشچے ہوتا ہے کہ دونو کاپیاں نیم اور اُپ نیموں کی آپ کے پاس اوشیہ پہنچینگی رسید شیگھر بھیجدیجئے۔ اور ان نیموں کو ٹھیک سمجھ کر وید کی آگیا انوسار سب کے ہِت میں پرورت ہونا چاہئیے۔ وشیش کر کے اپنے آریہ ورت دیش کے سدھارنے میں اتینت تتپر رہنا۔ اور پریم بھگتی سب کی پرسپر سکھ کے ارتھ تتھا اُن کے کلیشوں کے مٹنے میں ست بیوہار اور اُت کنٹھا کے ساتھ اپنے ہی شریر کے سکھ دکھوں کے سمان جانکر سروداتین اور اُپایے کرنا چاہئیے۔ سب کے انُہِت کرنے ہی کا نام پرم دھرم ہے۔ اسی پرکار دیدیں برابر آگیا پائی جاتی ہے۔ جس کا ہمارے پراچین رشی منی آدی بتھاوت پالن کرتے اور اپنے سنتانوں کو ودیا اور دھرم کے انوکول ست اپدیش سے انیک پرکار کے سکھوں کی بردھی ارتھات اُنتی کرتے چلے آئے ہیں۔ کیول اسی دیش سے ودیا اور سکھ سارے بھوگول میں پھیلا ہے۔ کیونکہ وید البشر کے سب ست ودیاؤں کا کوش اور آنادی ہے۔ باقی سب بیوہار تتھا البشر کی اُپاسنا آدی کے وشے ہماری پُستکوں اور اُن اُپ نیموں آدی کے دیکھنے سے سمجھ لینا اُچت ہے۔ آپ کو ہندوستان سبھا کے ستھان میں آریہ سماج نام رکھنا چاہئیے۔ کیونکہ آریہ نام ہمارا اور آریہ ورت نام ہمارے دیش کا سناتن ویدوکت ہے۔

تیرتھ یاترا اور میلوں کی بابت - بدھوا کی حالت زار پر + برہمچریہ کے فوائد پر + تعلیم و تربیت پر + آریہ اور ہندو شبد پر + یوگ پر - چھ شاستر کی ایکتا پر -

دو عیسائی جو لکچر سننے آیا کرتے تھے وہ کہنے لگے کہ سوامی جی پادریوں سے مشن سکول میں مباحثہ کریں - سوامی جی نے کہا کہ جہاں لکچر ہوتا ہے وہاں ہی ہو - کیونکہ وہ کسی جگہ غالباً گوجرانوالہ کا حال بتلاتے تھے - کہ پادریوں نے عیسائیوں کو تو ٹکٹ اندر آنے کے واسطے دئے اور ہمارے مددگاروں کو نہیں +

سوامی جی نے برہمو سماج کی بابت لکچر دیتے ہوئے کلکتہ میں جانے اور بابو کیشب چندر سین صاحب سے ملنے کا ذکر کیا - اور کہا کہ وہ پرتکش پرمان کے سوا کچھ نہیں مانتا تھا ہم نے کہا کہ جس طرح شریر کی اُستھولتا سے انسان کی خوراک کھانے کا ثبوت ملتا ہے - اور حقہ کا درشٹانت دیا کہ دھواں اس میں ہے یا نہیں - انہوں نے کہا کہ ہاں ہے - سوامی جی نے کہا کہ نظر تو نہیں آتا - غرضیکہ انکو قائل کیا - ذکر کرتے تھے کہ وہاں ہماری اُنسے زیادہ بات چیت ویدوں کے الہام اور چھ پرمان پر رہی - سوامی جی کے لکچر سنکر اور اُن سے موثر ہو کر یہاں بھی برہم سماجیوں نے ارادہ کیا کہ آریہ سماج میں داخل ہو جاویں - مگر آخر ایک برہمو کے کہنے سے کہ بیشک اُنہوں نے ہم کو قائل تو کر دیا ہے مگر یہ کوئی وجہ نہیں کہ جو ہمکو دلیل سے قائل کر دیوے اُس کے واسطے ہم اپنا مذہب چھوڑ دیں اور جب کوئی اور آوے تو ہمیں اس کو بھی چھوڑنا پڑے - جس پر سب داخل ہونے سے رُک گئے - مگر ہر طرح سہایک و مددگار رہے +

ایک دن ایک کابل کا برہمن جو سرکاری فوج میں ملازم تھا اور سنسکرت جانتا تھا آیا اُس نے وید اُٹھا کر پڑھا - مگر ارتھ نہ کر سکا - آخر مباحثہ اس امر پر ہوا کہ آریہ ورت کی حدود اربعہ کونسی ہے وہ چونکہ کرودھی اور اُجڈ سا آدمی ہے - بار بار کرودھ کرتا تھا - اور سوامی جی ہنس پڑتے تھے +

ایک دن مانگھی رام گلاب واسیا نے چار مہاواک پر بات چیت کی - سوامی جی نے ہنسکر فرمایا کہ انکو نام پڑھو آدھے آدھے ٹکڑے نہ پڑھو اور ساتھ ہی کہا کہ اول تو یہ وید کے نہیں - دوم پورے واک وید کے مخالف نہیں - چنانچہ سوامی جی نے مکمل واک سنائے اور ارتھ کیا - اُسی روز پھر نوین ویدانت کھنڈن پر لکچر بھی دیا - اور اس کے بعد سناتن ویدانت کے تمام طریقے بتلائے - اور اُس کے دوسرے دن پنجاب کے سادھوؤں کی کارروائیوں پر کہا - اور ایک سکھی مذہب پر دیا - کہ بابا نانک جی نے کیا سوچکر یہ گرنتھ بنایا - ایک پنڈت آیا اُس نے ایک شُرتی بولی - سوامی جی نے کہا کہ یہ کہاں کی ہے اُسکو اُتر نہ آیا تب سوامی جی نے اُسے ایک کبیر پنتھی کا درشٹانت سنایا کہ وہ اپنا مطلب سدھ کرنے کے واسطے کبیر جی کا نام ڈالکر واک بنالیا کرتا تھا - ہے تم اُسکو گردھر کا نام ڈالکر چند شلوک سنائے - اور اُس کی تردید کی تیرتھ یاترا کی بابت بھی بہت کچھ بیان فرمایا اور اس کی خرابی ظاہر کی - زمین کے گول ہونے اور پھرنے اور ستاروں و سیاروں کی بابت جوتش کے رو سے اصلیت ظاہر کی - ریل گاڑی کی بابت بھی ذکر کیا - کہ اُس کے اصول مدت سے لوگوں کو معلوم ہیں اور بہت سے پرمان دئے اور کسی گرنتھ کا پرمان دیا تھا - کہ اسوقت جو چلانے والا انجن ہوا کرتا تھا - اُس کے ۱۲ چکر ہوتے تھے ترپراری دیت کی بابت سنایا - کہ وہ ایک ہی وقت تین جگہ لڑتا تھا - اس کی وجہ صرف یہی کلا تھی - شاستروں کی بابت فرماتے تھے کہ ہم چھیوں شاستر

بتلایا کہ پارسی قوم آریہ ورت سے جاکر وہاں آباد ہوئی +

دوسرے لکچر میں یورپ کے آباد ہونے کا ذکر تھا۔ تیسرا لکچر پرانے زمانہ میں شادی کے طریق پر تھا۔ نیز اُسمیں لڑکی اور لڑکوں کے سکولوں اور اُن کے انتظام پر درش و تعلیم وغیرہ کی بابت مُشرّح بیان تھا۔ یہی تین لکچر چھاونی میں ہوئے۔ آخری تیسرے لکچر کی شام کو جب ہم سب چھاونی سے آنے لگے تو پارسی صاحبان نے ایک تھال کشمش کا اور ایک سو روپیہ نقد بطور مہمان نوازی کے پیش کیا۔ جس کو سوامی جی نے بہت ممبروں کے کہنے سے سویکار کیا۔ چنانچہ پھر ہا نے ویدبھاش فنڈ میں اُسے جمع کرا دیا +

ایک لکچر حفظ صحت کے اصولوں پر دیا تھا۔ جس کے خاتمہ پر ہرمزجی صاحب پارسی نے بیگی کے باغ میں سوال کیا کہ جب آپ یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم اور آپ ایک نسل سے ہیں تو پھر آپ ہمسے کھان پان کا بیوہار کیوں نہیں کرتے سوامی جی نے اُتر دیا کہ آپ لوگوں کا مسلمان وغیرہ قوموں سے بیوہار ہونے سے ہم لوگ آپ سے ایسا بیوہار نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر آپ لوگ کچھ مدت تک آریہ لوگوں سے ملتے رہیں۔ تو یہ بات دور ہو جاویگی۔ اور آنا ربیوہار ایک ہو جاویگا۔ باقی رہا باہمی ایک جگہ جُوٹھا کھانا۔ اُس کی بابت آپ ہی فرماویں۔ کہ آپس میں رل مل کر کھلانے کے کیا فوائد ہیں۔ اور نہ کھانے میں کیا نقص۔ سیٹھ ہرمزجی نے کہا کہ رل مل کھانے سے پریتی اور محبت زیادہ ہوتی ہے اور پرہیز کرنے سے نااتفاقی پیدا ہوتی ہے۔ سوامی جی نے فرمایا کہ آریہ ورت کی حکمت کی رو سے رل مل کھانا منع ہے۔ کیونکہ بہت سی متعدی بیماریاں ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ جُوٹھا کھانے سے یا پانی پینے یا حقہ نوشی کرنے سے یا پاس بیٹھنے سے فوراً دوسرے پر اثر کر جاتی ہیں۔ چنانچہ پنڈت جیونت رائے صاحب اسسٹنٹ سرجن نے اُس وقت ان بیماریوں کی تشریح کر دی۔ دوم اگر اکٹھا کھانے سے پریتی اور محبت زیادہ ہوتی تو امیر کابل شاہ روم کو بروقت حملہ آوری شہنشاہ روس کے امداد دینے سے کیوں انکار کرتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ پریت اور محبت زیادہ کرنے کے اور وسائل ہیں نہ کہ رل مل کھانا۔ اگر اکٹھا کھانے سے پریتی ہوتی تو مسلمان بھائی ایک دوسرے کے ساتھ کبھی باہمی تنازعہ نہ کرتے۔ حالانکہ وہ ایک دوسرے کے جانی دشمن بن رہے ہیں +

چوٹی کیواسطے کہا کہ ہمالیہ وغیرہ سرد ملکوں میں کُل بال رکھنے چاہئے۔ پنجاب میں صرف شکھا اور جو زیادہ گرم ملک ہو وہاں بال بالکُل مُنڈوا دیوے تو کوئی ہرج نہیں +

مضمون ذیل پر ویاکھیان دئے

برہمنوں کی وِدیا وغیرہ کی بابت + وید کلام الٰہی ہیں یعنے ایشور گیان ہیں۔ پرمیشر نراکار ہے نہ کہ ساکار۔ گو کلیا گوسائیوں کی لیلا کی بابت۔ تلک چھاپ وغیرہ کی بابت + مورتی پوجا و اوتار کھنڈن پر + یگوپویت اور ہون پر + اپنی سوانح عمری مع مسلمانی مت کی بابت۔ عیسائیوں کی بابت۔ سرشٹی وِدیا کی بابت۔ برہموسماج کی تنقیح اور آریہ دھرم کی تشریح کی بابت۔ یورپ کے آباد ہونے پر + تناسخ یعنے آواگون پر + آج کل کے ویدانتیوں کی بابت + کھانے پینے کی پرہیز کی بابت یعنے حفظ صحت پر

ماہنۂ ۱۳۱ روپیہ چندہ کیا - اور سوامی جی کو تار دیا گیا - سوامی جی نے جواب بھیجا کہ چند روز اور لاہور میں ٹھہر کر ہم آپ کو اطلاع دینگے ◆

بعد چند روز کے یہ صلاح ہوئی کہ مجھے لاہور بھیجا جاوے - چنانچہ میں لاہور گیا - اُس وقت سوامی جی انارکلی کے بازار کے باہر اُترے ہوئے تھے - اور اُس روز شہر میں لکچر دے کر آئے تھے - خوب شور بھی ہوا تھا - چنانچہ جب لوہاری دروازے کے باہر ٹھنڈی کھوئی پر پانی پینے لگا - تو وہاں ذکر ہو رہا تھا - کہ آج کئی پرتنگ ٹھاکروں کے لوگوں نے راوی میں ڈالدئیے ہیں - چنانچہ وہاں سے دوسرے دن ۶½ بجے شام کے ریلوے میں چلکر ہم ملتان پہنچے - ان کے ساتھ دو پنڈت ایک برہمن رسوبیہ اور ایک کہار تھا - سیکنڈ کلاس کی گاڑی میں ہم دونو آئے - یہاں جب پہنچے تو چھاونی کے اسٹیشن پر نیس کے قریب صاحبان اسٹیشن پر موجود تھے - وہاں سے سوار کرا کر سوامی جی کو برہم سنگھ کے مندر میں لے گئے - صرف آدھ گھنٹہ وہاں ٹھہرا کر اور پانی وغیرہ پلا کر بگھیوں پر سوار کرا شہر میں پہنچے - بیگی کے باغ میں اُن کا اُتارا کیا - غالباً مارچ کا مہینہ تھا - سب نے درخواست کی کہ آج شام کو یہاں آپ لکچر دیں - ان دنوں ہولیوں[۵] کا مہینہ تھا اور شام کو اکثر لوگ وہاں جایا کرتے تھے اسواسطے کوئی نوٹس نہیں دیا گیا - صرف ڈونڈی پٹوائی گئی - اور وہ باغ بھی اندنوں خوب بارونق تھا - اور جگہ بھی عین موقعہ پر تھی - سوامی جی تخت کے اوپر آسن بچھا کر اور پیچھے تکیہ لگا کر پدم آسن مار کر لکچر دیتے تھے - کرسی پر نہیں - پہلا لکچر اُنکا سرشٹی وشئے پر ہوا یعنی سرشٹی کیا اور کس جگہ اور کس طرح ہوئی - اُس میں سوامی جی نے بتلایا کہ آدسرشٹی تبت میں ہوئی اور آریہ تینکیک - اور درمیانی لوگ تین طرح پر تھے - جو آریہ تھے وہ سماں پا کر بدر دو شو کران بلوں کی مدد سے آریہ ورت میں چلے آئے - درمیانی لوگ ایران کی طرف چلے گئے اور تینکیک لوگ تاتار وغیرہ کیطرف چلے گئے - نہایت معقول اور عمدہ دلائل تھے - حاضری ۶ - ۷ سو کے قریب تھی - اسی طرح دو تین روز تک علمی لکچر ہوتے رہے - بعد ازاں گوکلیا گوسائیوں کی مت کی تردید شروع کی - اس تردید کو سنکر شہر میں شور مچا - کیونکہ اس شہر میں اس مت کے لوگ زیادہ ہیں - اور یہی لوگ مشہور کرنے لگے کہ یہ عیسائیوں کے نوکر ہیں جنہوں نے ہندوستان کو عیسائی بنانے کے واسطے انکو ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے - مگر سامعین کی تعداد میں باوجود مخالفت کے بھی کم نہ ہوئی ◆

انہیں دنوں میں ایک دن شہر کے معزز گوسائیں گوپال جی والے معہ اپنے سیوکوں کے وہاں فساد کرنے اور دنگہ مچانے کی غرض سے گئے - اور سوامی جی کے پاس جا کر عین لکچر کے وقت سنکھ وگھڑیال بجانے اور جیکارے بلانے شروع کئے - مگر سوامی جی نے کوئی پرواہ نہ کی اور برابر لکچر دیتے رہے - اُن کا مطلب تھا کہ سوامی جی کچھ بولیں اور ہم فساد کریں - مگر جب سوامی جی نے کسی طرح کی پرواہ نہ کی تو وہ خود بخود شور کرتے ہوئے چلے گئے - اس روز درحقیقت فساد کا خوف تھا ◆

اِس کے بعد سب کی یہ صلاح ہوئی - کہ ہولیوں کے سبب سے یہاں اور لکچر نہ ہوں - صرف ۴ لکچر ہولیوں میں ہوئے -

بعد ازاں ہرمرجی کونوال چھاونی وڈنشاجی و بہرام جی سوداگران چھاونی ملتان نے صلاح کر کے سوامی جی کے ویاکھیان چھاونی میں اپنی کوٹھی پر کرانے کی صلاح دی کیونکہ شہر میں ہولیوں کے سبب سے شور اور فساد کا خطرہ تھا -

چنانچہ پارسی صاحبان کی بگھیوں پر سوامی جی اور ہم وہاں گئے - وہاں پہلا لکچر گیو پویت کی بابت تھا - سوامی جی نے اُس میں

---

[۵] ۱۸۷۸ء میں ہولا آشٹک ۱۲ - مارچ ۱۸۷۸ء سہ شنبہ سے ۱۸ - مارچ ۱۸۷۸ء دوشنبہ تک تھا - مطابق پھاگن سدی ۸ - پورنماشی تک ◆

سوامی جی نے ایک روز لکچر میں بیان کیا کہ سردار ہری سنگھ نلوا بڑا شجاع ہوا ہے۔ اِسکا سبب غالباً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۲۵ و ۳۶ برس تک برہم چاری رہا۔ میری عمر اِسوقت ۵۱ سال کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرا بھی برہم چرج اکھنڈت ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جس شخص کو طاقت کا حوصلہ ہو میں اُس کا ہاتھ پکڑتا ہوں وہ چھوڑا دیوے۔ یا میں ہاتھ کھڑا کرتا ہوں کوئی اُسے نیچے کرے۔ اُس وقت حاضری ۵۰۰ کے قریب تھی۔ اور کئی کشمیری پہلوان بھی تھے۔ مگر کسی کا حوصلہ نہ پڑا۔

سوامی جی کے چلے جانے کے دو سال بعد میں نے یکلخت مورتی پوجا ترک کر دی اور آریہ سماج کا ممبر ہو گیا۔ سوامی جی کے سامنے سماج ہوا۔ اور صاحبان ذیل عہدہ داران مقرر ہوئے۔ منشی نرائن کشن پردہان۔ ماسٹر پوہلو رام منتری۔ لالہ آتما رام خزانچی۔ اور سردار سنت سنگھ و حضورا سنگھ و متھرا داس یابندہ و ماسٹر دیا رام وغیرہ بہت سے صاحبان ممبر ہوئے۔

دوشنبہ ۴۔ مارچ ۱۸۷۸ء شیو راتری کے روز وقت دوپہر جب سوامی جی یہاں سے تشریف لیجانے لگے تو میں نے سب لوگوں سے چھپا کر مٹھائی کی ایک ٹوکری کپڑے میں لپیٹ کر سوامی جی کو جا کر دی اُنہوں نے میرے پریم کو دیکھ پرسنتا سے لے لی۔ تمام شہر کے معزز لوگ اور تعلیم یافتہ صاحبان اُنکو اسٹیشن تک چھوڑنے گئے تھے۔

شہر ملتان

۱۲۔ مارچ ۱۸۷۸ء سے ۱۶۔ اپریل ۱۸۷۸ء تک

سوامی جی جب گوجرانوالہ میں تھے۔ تب لالہ جیونداس جی کو ایک خط میں لکھتے ہیں "آج کی تاریخ ملتان سے بھی ایک چٹھی ڈاکٹر جسونت رائے صاحب کی آگئی ہے۔ اُس طرف کو ضرور جانا پڑیگا" ۹۔ فروری ۱۸۷۸ء از گوجرانوالہ

سوامی جی ۴۔ مارچ ۱۸۷۸ء کو گوجرانوالہ سے چلکر کچھ دن لاہور میں رہے۔ اور ہولیوں میں ملتان تشریف لائے۔ چنانچہ کوہ نور میں لکھا ہے کہ سوامی دیانند سرسوتی صاحب یہاں (ملتان) پہنچ گئے۔ اور اپنے اپدیشوں میں مصروف ہیں (۲۳۔ مارچ ۱۸۷۸ء جلد ۳ نمبر ۱۲۔ صفحہ ۲۴۳ کالم ۲)

باوا برہمانند جی برہم چاری مقیمی ملتان نے بیان کیا کہ ۱۸۷۸ء میں بابو رلا رام صاحب و پنڈت بسنت رام برھمو صاحبان نے جو یہاں منیجر کے دفتر ریلوے میں اعلےٰ عہدہ دار تھے ذکر چھیڑا کہ کوئی مہاتما سنیاسی بڑے وِدوان اور ویدوں کے مطابق مورت کی تردید کرتے ہیں اندنوں سوامی جی لاہور میں تھے۔ جسپر صاحبان ذیل نے کمیٹی کی۔ بابو رلا رام۔ پنڈت بسنت رام۔ سردار پریم سنگھ و پنڈت جسونت رائے ڈاکٹر۔ بابو من موہن سرکار ہیڈ ماسٹر۔ اور لالہ مولراج سر رشتہ دار کمشنری اور میں (برہمانند) اور چند بنگالی صاحبان نے صلاح کر کے

سنایا کہ چونکہ سوامی جی اب بارہ ۱۲ بجے نہیں آتے ہیں اسواسطے وہ ہارے ہوئے سمجھے جاویں - یہ کہکر جلسہ برخاست ہؤا -

سوامی جی پادریوں کی اس بیہودہ کارروائی پر بہت افروختہ ہوئے - اور شہر کے معززین نے بھی اُن کی اس جاہلانہ نمود پر بہت ہنسی کی اور سوامی جی کی درخواست پر شہر کے چند سربرآوردہ اصحاب نے مُتصل سمادھ چار بجے شام کے ایک وسیع جگہ پر فرش فروش منبر کُرسی وغیرہ سب سامان مہیا کر کے انتظام مباحثہ کر دیا اور چونکہ وہ جگہ گرجاگھر کے متصل تھی - جہاں پہلے دو روز مباحثہ ہوا تھا اسلئے جو لوگ وہاں حسب معمول مباحثہ سُننے کے لئے آئے وہ اسی جگہ پہنچ گئے جہاں مباحثہ کی تیاری تھی - غرضیکہ لوگ جوق جوق تشریف لانے لگے اور وہ سب جگہ کی وسعت سے نہایت خوشدل تھے - پادری صاحبان کو ہرچند ایک مرتبہ اُن کے قاصد کی زبانی اور دوسری مرتبہ ایک اور معزز شخص کی زبانی اطلاع وقت سے اول ہی دی گئی مگر وہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلے علاوہ پہلی یاددہانیوں کے وقت مقررہ پر یاددہانی دی گئی مگر اُنکا قدم رنجہ فرمانا مُحال ہوگیا - اس لئے لاچار وقت مقررہ سے تخمیناً پون گھنٹہ بعد سوامی جی نے لیکچر دینا شروع کیا اُس روز لیکچر بھی انجیل کی تعلیم پر تھا جس میں اُنہوں نے عیسوی مت کی نہایت ہی عالمانہ اور دلچسپ طور پر تردید کی - آج حاضری سب دنوں سے زیادہ تھی - اور لوگ پادریوں کے مذہب کی اصلیت سُنکر بہت خورسند ہوئے -

اِس کے بعد تخمیناً دس بارہ یوم تک سوامی جی گوجرانوالہ میں مقیم رہے - مگر کسی پادری کو کبھی کچھ حوصلہ نہ ہؤا البتہ لکچر کے بعد بعض بعض اشخاص کسی کسی وشے پر اپنے اپنے شنکاؤں کا اظہار کیا کرتے تھے - جنکا جواب سوامی جی نہایت سادہ اور پریتی پورک الفاظ میں مگر قوی اور تسلی بخش دلائل کے ساتھ دیا کرتے تھے - اور وہ سب بڑی شانتی کے ساتھ اپنے اپنے گھر جاتے تھے ٭

اُن کی تشریف لے جانے سے ایک روز پیشتر یہاں آریہ سماج بھی قائم ہوگیا تھا - مُنشی نرائن کشن جی کہتے ہیں کہ "میں بھی اس شہر میں سوامی جی کا ایک یکتا اور مشہور مُخالف تھا - مذہبی مباحثوں میں اکثر انٹرسٹ لیا کرتا تھا اور سوامی جی کو شروع سے ہی نہایت اپشبد (بُرے الفاظ) سے مخاطب کیا کرتا تھا - مگر جسوقت سے اُس پورن رشی اور مہاودوان کے ست اپدیشوں کو سُنا - اور اُس کی کتابوں کو پڑھا - تب سے اُس اِسم بامُسمیٰ انام اور اس مقدس کام پر فدا ہونا یعنے اُس کے ست اپدیشوں پر چلنا صدق دل سے انسانی زندگی کا حاصل مانتا ہوں - اور اس کے ظہور کو پرماتما کا ایک بڑا بھاری انوگرہ جانتا ہوں"

پنڈت بھگوت دت المعروف ہر بھگوان قوم سبھی نے بیان کیا کہ سوامی جی کے یہاں تشریف لاتے وقت میں رائے مول سنگھ کے بڑے مندر کا پوجاری تھا - لیکن ہر روز سوامی جی کے درشن کو بھی جایا کرتا تھا آخر کو یہاں تک شوق بڑھا کہ ٹھاکروں کی آرتی کر کے جلدی ہی چلا جاتا - اور دوسرے ساتھی کو کہ جاتا کہ لوگوں کو چرنامرت تم دیدینا میں جاتا ہوں اُن کے اپدیشوں کے سُننے سے ہی میرا دل مورتی پوجا سے قطعی متنفر ہوگیا - میرے سامنے سوامی جی کے آنے کے دوسرے دن پنڈت بھاسدیو وزیرآباد والے نے یہاں آنکر سوال کیا کہ ایشور ستا کو کیسے سدھ کرتے ہو یعنے ایشور کے ہونے میں کیا ثبوت ہے - سوامی جی نے کہا کہ اسکا جواب ہم مفصل وزیرآباد میں ایک دفعہ تم کو دے چکے ہیں - دیوان ٹھاکرداس دوگل دیگر رئیس وزیرآباد نے کہا کہ یہ تو تم وہاں پوچھ چکے ہو اور کچھ پوچھو مگر اُس نے پھر کچھ پرشن نہ کیا ٭

بھائی حضورا سنگھ جی کہتے ہیں کہ بعد مباحثہ ڈپٹی گوپال داس جی نے پادری صاحب کو کہا کہ سوامی جی آپ کے سوالات کا کافی جواب دے چکے ہیں آپ کا ہٹ ہے جو نہیں مانتے اور لوگوں کو بھی غالباً اُسوقت یقین ہوگیا تھا کہ سوامی جی راستی پر ہیں اور پادری صاحب غلطی پر۔

یہ بات بھی قابل جتلانے کے ہے کہ اثناء مباحثہ میں سوامی جی نے انجیل کے مسائل اور مسیح کی الوہیت وغیرہ کے متعلق بھی متواتر بہت سے اعتراضات کئے اور اس سے عیسوی مذہب کی قلعی کھلتی رہی کہ کرسچانٹی کی باتیں کس قدر ہیچ در پوچ ہیں مگر پادری صاحبان رہ گئے۔ جواب سے پے در پے پہلو تہی کرنا اور بالکل طرح دینا ہی غنیمت سمجھتے رہے۔

گرجا گھر چونکہ ایک تنگ جگہ تھی جہاں سے اس مباحثہ کے صدہا شائق مباحثہ کے استفادہ سے محروم گھر کو واپس جاتے تھے چنانچہ اُن کا ہجوم دیکھ کر اُن کو ناکام واپس کرنے کے لئے مکان گرجا گھر کے تمام دروازہ بند کر دئے جاتے تھے اور گرجا گھر کے اندر بوجہ تنگی مکان اور کثرت سامعین کے لوگوں کے دم گھٹنے لگ جاتے تھے۔ اِس لئے لوگوں کی خواہش یہ تھی کہ یہ مباحثہ کسی کشادہ جگہ میں ہو۔ اس لئے دوسرے روز اوقات مباحثہ پورے ہونے کے بعد سوامی جی نے پادری صاحبان سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ جگہ نہایت تنگ ہے لوگوں کا ایک بڑا مشتاق حصہ یہاں سے محروم جاتا ہے اور جو لوگ اندر آکر بیٹھتے ہیں وہ بھی بسبب تنگ جگہ کے بہت تکلیف پاتے ہیں اور مزید برآں یہ جگہ ایک فریق کا مذہبی مکان بھی ہے۔ اس لئے کوئی جگہ ایسی تجویز ہونی چاہئے۔ جو کہ ان سب نقصوں سے بری ہو۔ پادری صاحبان نے اُسوقت تو کوئی ٹھیک جواب نہ دیا مگر اگلے روز تخمیناً بارہ بجے دن کے جبکہ سوامی جی وید بھاشیہ کے کام میں ہمہ تن مصروف تھے۔ اور اُنکو پہلے سے مطلق کوئی اطلاع نہیں تھی اور نہ اُن سے کوئی مشورہ لیا گیا تھا کہ مباحثہ ۱۲ بجے دن کے ہوگا۔ خود بخود چند کرسچن بھائیوں کو گرجا گھر میں بُلا کر بٹھا لیا اور سوامی جی کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ بھی اس وقت گرجا گھر میں آ جائیں۔ سوامی جی اُسکی بات کو سنکر بہت متعجب ہوئے اور فرمایا کہ جب چار بجے شام کا وقت فریقین کی سمتی سے مقرر ہو چکا ہے اور لوگوں کو بھی صرف اُسوقت کی خبر ہے اور اس بارہ بجے کے وقت کے لئے نہ تو کوئی باہمی مشورہ ہوا ہے اور نہ پیشتر سے مجھ کو اطلاع دی گئی ہے اور نہ لوگوں کو اُسکی خبر ہے تو معلوم نہیں کہ آپ نے خود بخود ۱۲ بجے دن کا وقت کس طرح سے مقرر کر لیا ہے۔ اور ہم نے کل کہا تھا کہ گرجا گھر کافی طور پر وسیع جگہ نہیں ہے تو کیا اُسکا یہی جواب ہے کہ جگہ کا اچھا انتظام کرنے کی بجائے اس پر دست وقت بھی خود بخود ایسا مقرر کر لیا جسکو فریق ثانی نے شروع ہی سے نامنظور کر رکھا ہے۔ اس واسطے ایسے لچر و متکبرانہ کارروائی کی مجھے کسی قسم کی پابندی لازمی نہیں۔ کہ میں وید بھاشیہ جیسے اعلےٰ اور مخصوص کام کو جسکو کہ میں اب یہاں پر بیٹھا کرتا ہوں چھوڑ کر پادری صاحبان کے گرجا گھر میں حاضر ہونے کے لئے مجبور ہوں۔ پادری صاحبان اگر جگہ کا کوئی معقول انتظام نہیں کر سکتے تو وہ وقت معہودہ پر (جو کہ وہ دونو کی سمتی سے مقرر ہوا ہے اور جس کے لئے شائقین مباحثہ کو پہلے سے اطلاع ہے) تیار رہیں چار بجے شام کے لئے میں انتظام کا خود ذمہ لیتا ہوں۔ یہ کہکر کرسچن قاصد کو سوامی جی نے رخصت کیا اور لالہ گوپال داس جی نے ایسا ہی انہیں جواب دیا۔ کہ اس وقت برخلاف قاعدہ میں حاضر نہیں ہو سکتا۔

شہر کا تو کوئی آدمی اس روز دوپہر کو گرجا میں نہ گیا مگر پادریوں نے چند کرسچن اور چند لڑکے سکول کے کرسیوں پر بٹھلا کر اُن کو

اختلاف ہے تو وہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے۔ جسپر کہ ہم کسیوقت بطور خود اُن سے بازنالاپ کر سکتے ہیں۔ ہمارے لئے اسوقت پادریوں کی تحریک پر خوامخواہ اپنے گھر میں جھگڑا برپا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ ایساہی جواب پادری صاحبان کے پاس بھی ان کی طرف سے بھیجا گیا تھا اور ایکے وزیر پنڈت ودیا دھر جی سوامی جی کے پاس تشریف لے گئے تھے اور دیر تک باہمی پیار کی باتیں ہوتی رہیں۔

اس کے بعد کسی نے سنسکرت میں لکھے ہوئے چند اعتراض جو غالباً کسیوقت بمبئی میں چھپے تھے سوامی جی کے روبرو پیش کئے اس پر سوامی جی نے اُنکو بتلایا کہ ہم فلاں وقت ان پرشنوں کے اُتر دے چکے ہیں۔ ہمارے اُس اُتر پر کوئی وچار کرنا ہو تو پیش کرو۔ جسپر سائل سے کچھ نہ بن آیا۔ انہی دنوں کے کوہ نور میں لکھا ہے۔ "تھوڑے عرصہ سے سوامی دیانند سرستی صاحب یہاں رونق افروز ہیں۔ اور مہاں سنگھ کے باغ میں ۶ بجے شام سے ۸ بجے شام تک لیکچر دیتے ہیں۔ اکثر لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں"۔ (۲۳۔ فروری ۱۸۷۸ء جلد ۳ نمبر ۸ صفحہ ۱۵۲)

آخرکار ان سب باتوں کے بعد خود پادری صاحبان نے مباحثہ کے لئے کچھ سلسلہ جنبانی کی۔ جس پر فریقین کی سمتی سے تجویز ہوا کہ جبتک مباحثہ کی ضرورت سمجھی جائے ہر روز چار بجے شام کے بعد مباحثہ ہوا کرے۔ کیونکہ سوامی جی اُس وقت سے پہلے ہر روز وید بھاش کے ضروری کام میں مصروف رہا کرتے تھے۔ لیکن مباحثہ کے لئے مکان کا کوئی خاص وچار نہیں ہوا تھا۔ آخرکار عین پادریوں کے گرجاگھر متعلقہ مشن سکول میں مباحثہ شروع ہو گیا +

چنانچہ سوامی جی اپنے ۱۹۔ فروری ۱۸۷۸ء کے خط میں لالہ جیونداس کو تحریر فرماتے ہیں "کہ اس جگہ ہر روز ویاکھیان ہوتا ہے۔ ابھی تک کوئی خاص بات تحریر کے لائق نظر نہیں آتی ہے۔ پھر تھوڑے عرصہ میں لکھا جاویگا۔ آج ۶ بجے سے پادری لوگوں سے بحث ہوگی"

۱۹۔ فروری ۱۸۷۸ء مطابق پھاگن بدی ۲ سمت ۱۹۳۵ سہ شنبہ کو ۴ بجے شام عین گرجا گھر میں مباحثہ کے واسطے تشریف لے گئے۔ مندرجہ ذیل پادری صاحبان موجود تھے۔ پادری بار صاحب مشنری سیالکوٹ۔ پادری میکی صاحب امریکین و پادری سویفٹ صاحب المعروف لاشا دیسی پادری علاوہ ان کے مسٹر موہن بیر صاحب گورکھا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و مسٹر ہیوسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر و واکر صاحب اسسٹنٹ کمشنر و ڈپٹی گوپالداس صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و ڈپٹی برکت علی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور ان کے علاوہ عموماً شہر کے سارے معززین رؤساء وہاں تشریف فرما تھے۔ ڈپٹی گوپالداس جی مدھست بنائے گئے تھے۔ سامعین کے واسطے ٹکٹ لگائے گئے تھے۔ گرجا گھر کا اندر باہر تمام آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ غالباً ڈیڑھ دو ہزار کے قریب آدمی ہونگے۔ مباحثہ کرنے والے پادری سویفٹ صاحب تھے۔

پادری سویفٹ صاحب نے اعتراض پیش کیا اگر جیو بھی اَنادی مانا جائے اور ایشور بھی تو وہ دونو یکساں ہو گئے۔ دو روز تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ سوامی جی نے اس بات کو علمی ثبوتوں اور عقلی دلائل سے بہت عمدگی سے رد کیا کہ وہ دونو یکساں نہیں ہوتے بلکہ مالک و مملوک ہوتے ہیں ۴ بجے سے ۸ بجے تک مباحثہ ہوتا رہا۔

مباحثہ تحریری تھا یعنے دونو طرف کے سوال و جواب لکھنے والا گنگارام چوپڑہ تھا۔ مگر وہ کاغذات تحریری کہیں گم ہو گئے اب نہیں ملتے ہیں۔

گوجرانوالہ کا مباحثہ

پنجشنبہ ۷ ۔ فروری ۱۸۷۸ء سے ۴ مارچ ۱۸۷۸ء دوشنبہ تک

سوامی جی بروز بسنت پنچمی مطابق ۷۔ فروری ۱۸۷۸ء پنجشنبہ و ماگھ شدی ۵ سمت ۱۹۳۴ کو وزیرآباد سے دھرم اُپدیش کرتے ہوئے گوجرانوالہ میں تشریف لائے۔ اور شیوراتری کے دن دوپہر کی ٹرین میں یہاں سے بطرف لاہور عزیمت فرما ہوئے۔

منشی نرائن کشن جی کالیستھہ اُپ پردھان آریہ سماج گوجرانوالہ فرماتے ہیں کہ یہاں پر اُن کے درشن اور ست سنگ سے پیشتر اکثر لوگ اُن کو عیسائیوں وغیرہ کا خفیہ تنخواہ دار خیال کرتے تھے۔ مگر اُن کے ست اُپدیشوں سے یہ خیال یک لخت بدلنا شروع ہوگیا۔ لوگ سمجھ گئے کہ یہ ایک صاف باطن اور وِدوان سادھو ہے۔ اور پھر محض اختلاف عقائد کے متعلق طرح طرح کی گفتگوئیں ہونے لگیں۔

جب سوامی جی گوجرانوالہ میں تشریف لائے تو سردار سنت سنگھ برادر کلان سردار دھرم سنگھ و سردار ایشر سنگھ صاحبان معہ منشی حضوا سنگھ جی کے اُن کو ریلوے اسٹیشن پر لینے گئے تھے۔ اِن کے نام رائے لبھا رام جی کی چٹھی آئی تھی۔ رائے لبھا رام جی اُسوقت سوامی جی کے ہمراہ تھے۔ سوامی جی یہاں تشریف لاکر سردار مہاں سنگھ صاحب کی سمادھ کی عالیشان عمارت میں قیام پذیر ہوئے۔

بروز تشریف آوری اور اُس سے اگلے روز اکثر لوگوں سے مختلف وِشیوں پر اُن کا بارتالاپ ہوتا رہا۔ اُس کے بعد ہر روز ۴ بجے شام سے ۶ بجے تک آریہ اُدّیش رتن مالا میں لکھے ہوئے اُدّیشوں میں سے کسی ایک اُدّیش پر ہر روز اُنکا ویاکھیان ہوتا رہا۔

چار پانچ روز گذرنے پر یہاں کے پادری صاحبان نے سوامی جی سے اُن کے عقائد مذہبی دریافت کئے۔ سوامی جی نے بجواب اُس کے ایک کاپی آریہ اُدّیش رتن مالا کی اُن کے پاس بھیجدی۔

اُس کاپی کے پہنچنے پر اول پادری صاحبان نے گوجرانوالہ کے پنڈت صاحبان کو تحریک کی کہ وہ سوامی جی سے مباحثہ کریں۔ اور ساتھ ہی شہر کے لوگوں نے بھی اُن کو کسی قدر مجبور کیا۔

اُنہی دنوں میں سردار لہنا سنگھ وغیرہ معززین نے پنڈت جوالا دت ساکن گوجرانوالہ کو کہا کہ آپ سوامی جی کے پاس چلیں اور اُن سے شاسترارتھ کریں اور سُنیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ پنڈت جی بولے کہ آپ تو اُن سے شاستر ارتھ کرنے کو کہتے ہیں اور ہم اگر اُس سے کہیں دو چار ہو جائیں تو ہم کو سمیت بستروں کے سنان کرنا پڑے تب شُدھ ہوں۔ ہم اُس کے پاس نہیں جاوینگے۔

تین چار پنڈت اُنہی ایام میں کہیں شہر چھوڑ کر ہی چلے گئے تھے۔ ایک پنڈت ودیا دہاری یا ودیا دھر جی جو اس شہر میں خاص بقدر شش اور نامی گرامی ودوان ہیں اور جو ایک سنسکرت پاٹھ شالا کے ادھیاپک ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ سوامی جی سے اگر ہمکو کسی وشے میں کوئی

بال رکھے ہوئے تھے۔ کچھ مجنوط الحواس معلوم ہوتا تھا۔ اور اُس کی معاش کا ذریعہ گداگری تھی۔ اُنہوں نے اُسے ایک ٹوٹی کرسی پر جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے شاستر ارتھ کے لئے سوامی جی کے مقابل بٹھلا دیا۔ پنڈت واسدیو نے ایک منتر پیش کیا۔ اور سوامی جی سے ارتھ کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ سوامی جی نے اُس منتر کے ارتھ کئے۔ جس سے پنڈت مذکور کی تشفی ہوگئی۔ یہ سب گفتگو سنسکرت میں ہوئی تھی۔ پھر پنڈت نے کہا کہ کل وہ ایک وید منتر جس سے پرستش سالگرام اور تلسی سِدھ ہوتی ہے لائیگا۔ یہ سب کارروائی لوگ بڑی شانتی کے ساتھ سنتے رہے۔ اور اس روز بڑے امن و آرام کے ساتھ اس جملہ کارروائی کا خاتمہ ہؤا۔ تیسرے روز شہر والے بڑی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ پنڈت کو لائے اور اُسی مرمت طلب کرسی پر سوامی جی کے سامنے براجمان کیا۔ اور یہ تجویز قرار پائی۔ کہ سنسکرت میں جو گفتگو ہو۔ اُس کا ترجمہ ہندی میں سُنایا جاوے۔ پنڈت نے منتر بتائید پوجا سالگ رام و تلسی پیش کیا۔ سوامی جی نے کہا۔ کہ یہ اصل منتر نہیں۔ بلکہ کسی منتر کی شرح ہے۔ اس اثناء میں ہجوم بہت بڑھ گیا۔ سوامی جی نے اس خیال سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ فساد ہو جائے۔ مجھے کئی دفعہ بُلا کر پولیس کے انتظام کے واسطے فرمایا۔ چونکہ اس موقع پر میرے دوست پنڈت رام چند آنریری مجسٹریٹ وزیر آباد موجود تھے۔ اس لئے مجھے اطمینان تھی۔ کہ وہ فساد نہیں ہونے دیں گے۔ اس لئے پولیس کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ سوامی جی نے اصل منتر پیش کرنے کے لئے پنڈت سے پھر کہا۔ قیل و قال یہیں تک تھی۔ کہ آنریری مجسٹریٹ صاحب باوجودیکہ اُن سے ٹھیرنے کے لئے کہا گیا۔ مگر وہ یہ کہکر کہ اُنہیں ضروری کام ہے۔ لہٰذا ٹھیر نہیں سکتے چلے گئے۔ سوامی جی نے پنڈت سے ہر چند کہا۔ کہ وہ اصل منتر جس کی اُس نے ٹیکا پڑھی ہے۔ وہ پیش کرے۔ مگر وہ پیش نہ کرسکا۔ اتنے میں ایک لڑکا دس بارہ برس کی عمر کا کچھ شی شی کرتا ہؤا سنائی دیا۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ بیجا حرکت کرتا ہے اُسے چپ کرا دو۔ لالہ لبدھا رام ساہنی اپرنٹس انجنیر ممبر آریہ سماج وزیر آباد نے اس لڑکے کے ایک یا دو چھڑی ماریں۔ چونکہ پنڈت اصل منتر پیش نہیں کرسکتا تھا اور اس کا پکش عین ٹوٹنے کو طیار تھا۔ لوگوں نے سوامی جی اور لالہ لبدھا رام پر حملے کئے۔ لیکن باقی ممبران آریہ سماج وزیر آباد اور چند ممبران آریہ سماج جہلم نے جو اس موقع پر وہاں موجود تھے اُن کے حملوں کو روکا اور سوامی جی اور لالہ لبدھا رام کو بچایا +

جس مقام پر سوامی جی فروکش ہوئے تھے۔ وہ اس جگہ سے جہاں لکچر ہوئے۔ بہت قریب تھا۔ ہم سب صحیح وسلامت وہاں پہنچ گئے اور دروازے بند کر لئے۔ لوگوں نے اینٹیں پھینکیں پتھر مارے۔ مگر ہم دروازے بند کئے اندر بیٹھے رہے۔ سوامی جی کا ہندوستانی کلرک لاٹھی لیکر ہجوم میں گیا۔ لوگوں نے اُسے خوب مارا۔ جب سوامی جی کو یہ حال معلوم ہؤا تو خود لاٹھی لیکر باہر نکلے اور پُرزور آواز دی لوگ بھاگ گئے۔ اس کے بعد بھی کئی روز سوامی جی نے وزیر آباد میں قیام کیا۔ اور ویاکھیان دئیے۔ چونکہ اُنہوں نے دیکھا کہ ویاکھیان سُننے بہت کم آدمی آتے ہیں۔ اس لئے بہتر سمجھا کہ کسی اور شہر میں جاکر اُپدیش کریں۔ پس وہ وزیر آباد میں ایک ہفتہ مقام کرنے کے بعد گوجرانوالہ روانہ ہو گئے۔ اور وہاں کتنے ہی روز قیام فرما کر اُپدیش کرتے رہے +

سوامی جی بھی اوپر آگئے۔ لوگوں نے نیچے سے اینٹیں پھینکنی شروع کیں تب بہاری بابو سوامی جی کا کلرک واسطے سمجھانے کے نیچے گیا۔ اُسکو لوگوں نے گرادیا اور خوب پیٹا۔ کہار نے سوامی جی کو خبر کی۔ کہ لوگوں نے بابو کو مارڈالا۔ تب سوامی جی کو غصہ آیا اور لاٹھی لیکر نیچے اُترنے کا ارادہ کیا اور ایک خوفناک آواز دی جس کے سننے سے ڈر کے مارے لوگوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ خیرخواہان سوامی جی نے نالش کی تجویز کی مگر سوامی جی نے اُنکو شانت کردیا کہ جو ہؤا۔ سو ہؤا۔ نالش مت کرو +

لالہ بالک رام ٹھیکہ دار ترکی و مہتہ ڈھیرا مل ساکن میانی و پنڈت باشی رام انسپکٹر ڈاکخانجات و رائے لبدھا رام جی نے (یہ سب صاحبان اس موقع پر موجود تھے) اتنا ہی بیان کیا جتنا کہ پنڈت شہزادہ نند جی ساکن لاہور نے لکھکر دیا۔ بنابران ہم اُسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اُس وقت گورو کوٹھ کے پاس ایک مکان میں سماج ہؤا کرتی تھی اور عہدہ داران سماج حسب ذیل تھے:۔ لالہ لبدھا رام پردھان۔ لالہ سکھدیال سکرٹری + اور یہ سماج لاہور کے چند ممبران نے بہ سبب تبدیل ہوجانے کے سوامی جی کے جانے سے پہلے ہی قائم کی ہوئی تھی +

سوامی دیانند سرستی جی مہاراج کا قیام بمقام وزیرآباد

ہم نے وزیرآباد سے سوامی جی کی سیوا میں بمقام گجرات پتر بھیجا (کیونکہ اُن ایام میں سوامی جی رونق افروز گجرات تھے) کہ یہاں پر تشریف فرما ہو کر چند روز قیام کیجئے۔ اور اُپدیش دیجئے۔ سوامی جی نے کرپا کر کے ہماری اس درخواست کو منظور فرمایا۔ بروز تشریف آوری سوامی جی ہیں (شاہزادہ نند)۔ لالہ لبدھا رام اپرنٹس انجنیر۔ لالہ سکھدیال کھتری۔ لالہ سکھدیال سود ممبران آریہ سماج وزیرآباد مع دیگر چند احباب کے بطور استقبال ریلوے اسٹیشن وزیرآباد پر حاضر ہوئے۔ اور سوامی جی کو ساتھ لاکر بالائی منزل کوٹھی واقع باغ راجہ فقیراللہ متصل ثمن بُرج فروکش کیا۔ اُس وقت سوامی جی کے ساتھ صرف چند پنڈت۔ ایک ہندوستانی کلرک۔ ایک رسویہ اور ایک کہار تھا۔ حسب منشاء سوامی جی مناسب اور ضروری انتظام کھانے کا کیا گیا۔ لوگوں کو سوامی جی کی تشریف آوری کی اطلاع دی گئی۔ اگلے روز سے لیکچر شروع ہوئے۔ پہلے دن کے لیکچر بعد دوپہر میں باشندگان شہر کا انبوہ کثیر موجود تھا اور خوب سماں بندھ رہا تھا۔ کہ ایک شخص جھنجلا کر اُٹھا۔ اور چیخ کر بولا۔ کہ جو لیکچر سنے گا۔ وہ تخم ہندو نہ ہوگا۔ اُس پر گو برہمن اور اُن کے بہت سے پیرو اُٹھ کر چلے گئے۔ تو بھی کثیر التعداد مردمان شہر بیٹھے رہے۔ اور لیکچر جاری رہا +

اس موقع پر اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نامی برہمنان وزیرآباد تشریف آوری سوامی جی سے پہلے ہی خود بخود شہر بدر ہو گئے تھے۔ کیونکہ اُنہیں خوب معلوم تھا۔ کہ وہ سوامی جی کے ساتھ شاستر ارتھ کرنے کا حوصلہ نہیں کر سکیں گے۔ اور اس میں اُن کی بدنامی ہوگی۔ دوسرے روز شہر کے بہت سے آدمی اکٹھے ہو کر بتقرر ایک سو روپیہ چھپا لینے مزدوری ایک پنڈت کو لائے۔ اُس کا نام واسدیو تھا۔ اس کے سر پر سکھوں کی طرح

اشیرباد گرہن کرو۔ اور اپنی حالت سے ہمیشہ واقف رکھو۔ اور دوسری ۲۰۔ جنوری ۱۸۷۸ء کی ہے۔ اُس میں اول پُستکیں بھیجنے کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ پنجاب سے لوٹکر جب میں بنگال احاطہ میں آؤنگا تمہاری ملاقات سے ضرور خوشی اٹھاؤنگا۔ تمہاری کوشش اور خواہش اپنے دیسی بھائیونکی ترقی میں دیکھ کر میں بہت خوش ہؤا۔ سکل سرشٹی کا کرتا آپ کو تندرست اور سرسبز رکھے۔ تمہاری یہ خواہش دیکھکر کہ تم اپنے ملک کی حالت بہتر کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ مجھے ایسی خوشی ہوئی کہ بیان نہیں کر سکتا۔ اس میں کچھ سندیہہ نہیں کہ تم اس زندگی میں اس کے پھل کو چھوگے تم سب کو میری اشیرباد۔ دیانند سرستی از گجرات۔ خط وزیرآباد میں لکھیں پوسٹماسٹر کے ذریعہ سے ٭

لالہ گنگارام جی دھرم سبھاسد آریہ سماج راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ میں جہلم سے دو تین دن کے لئے گجرات میں سوامی جی کے ویاکھیان سننے کے لئے آیا تھا۔ شہر کے برنچ سکول میں جو متصل تحصیل شہر واقع ہے شام کو آپ کے ویاکھیان ہؤا کرتے تھے۔ بڑا ہجوم ہوتا تھا۔ پورانک لوگ اینٹیں بھی پھینکتے تھے۔ اور بعض شایستہ لوگ ان شریروں کو دھمکاتے اور پکڑنا چاہتے تھے۔ مگر سوامی جی ہنسکر ٹالدیتے اور کہتے۔ بھائی آپ دانا ہیں۔ ایسے پاگلوں پر کھشما کر کے جانے دو۔ اُنکا یہی علاج ہے کہ اُن کو ست اُپدیش دیا جاوے ہمارے ساتھ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ٭

یہاں بھی لکچر کے بعد حسب معمول سمے دیا جاتا تھا۔ میرے سامنے سکول کے پنڈت نند لعل جی سوامی جی سے پرشن اُتر کرتے رہے۔ یہ پنڈت صاحب سوامی جی کے بڑے ہی مخالف تھے۔ اور کئی برس تک مخالف رہے۔ مگر آخر ست کے تیج سے آپ سماج کے سہایک ہوئے۔ اور اب کئی سالوں سے گجرات آریہ سماج کے ادھیاپک ہیں ٭

دوسرے پنڈت ہوشناک (جو اندنوں ریاست جموں کے کسی پاٹ شالا شاید اُتربہنی میں ملازم تھے) کا مقابلہ سوامی جی سے ہؤا تھا۔ سوال زیر بحث وہی تھا جو پنڈت نند لال جی نے بیان کیا ہے۔ یہ پنڈت بھی سنا ہے کہ ریاست سے علیحدہ ہو کر آتے ہی اول آپ آریہ سماج گجرات میں ملازم ہوئے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دیانند جیسے عالم بے بدل و فاضل اکمل کے زبردست دلائل اور علمی دبدبہ کہاں تک مخالفوں کے دلوں میں مؤثر ہو کر اُن کو تسخیر کر لیا کرتا تھا۔ جس سے مخالفوں کو راہ راست پر آجانے کے سوا کوئی چارہ نہ بن پڑتا ٭

وزیرآباد میں دھرم اُپدیش

۲۔ فروری ۱۸۷۸ء سے ۷ فروری ۱۸۷۸ء تک

سوامی جی ۲۔ فروری کو گجرات سے ریلوے میں سوار ہو اُسی روز وزیرآباد پُہنچے۔ اور شمن برُج میں رونق افروز ہوئے۔ پنڈت بھیمسین نے بیان کیا کہ سوامی جی وزیرآباد میں ایک مسلمان کے مکان میں ٹھہرے تھے وہاں شاستراَرتھ کے سمے کا ذکر ہے کہ بہ سبب ہونے مخالفت کے ایک لڑکا شور کرتا تھا۔ رلیے لبدھا رام نے چھڑی سے اُسکو خاموش کرانا چاہا۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے لڑکے کو مارتا ہے سب نے سوامی جی و رائے صاحب پر حملہ کیا۔ اور اُنکو گھیر لیا سوامی جی نے سونٹا لیکر پھرایا سب ہٹ گئے۔ سوامی جی نے کہا کہ پستک لیکر اوپر چڑھ جاؤ۔ ہم اوپر پہنچ گئے۔ پھر

سر جس میں ہیں۔ نہ یہ کہ جس کے ہزار سر ہیں۔ چترانن کا ارتھ بھی میں نے پوچھا تھا کہ اگر آپ چار منہ نہیں مانتے تو کیسے سدھ ہوگا۔ سوامی جی نے مدھم پریوگ کر کے سدھ کر دیا *

ڈاکٹر بشنداس صاحب جنہوں نے سوامی جی کو راولپنڈی سے گجرات بُلایا تھا۔ اس طرح ایک چٹھی میں تحریر فرماتے ہیں *

لالہ مرلیدھر صاحب جس قدر مجھے خود ذاتی تجربہ ہے اور چشم دید ہے مختصر بیان کرتا ہوں۔ پنڈت دیانند سرستی کو مینے بذریعہ تحریر راولپنڈی سے غالباً شروع سال ۱۸۷۸ء بموجب تحریک ایک معزز مہربان دوست کے التماس کی تھی کہ جناب یہاں تشریف لاویں۔ سو وہ تھوڑے عرصہ کے بعد گجرات پنجاب میں جبکہ میں وہاں سپرنٹنڈنٹ حکام و ہیڈ ڈسپنسر ضلع گجرات کا تھا تشریف لائے۔ اور قریباً ۲ ہفتے کے میری اُنہوں سے خوب گہری زیارت کی ملاقات نشست و برخاست رہی سب بندوبست جگہ رہایش اور خوراک وغیرہ کا مینے خود کیا۔ بیشک خوراک اُن کی معمولی تھی۔ باوجودیکہ اُنہیں کو نقد روپیہ دیا گیا تھا اور عرض کیا گیا تھا کہ اور جس چیز کی ضرورت ہو مجھے ارشاد فرمانا اور جو طبع میں آوے کھانا وغیرہ کھایا کریں۔ مجھے پختہ یاد ہے کہ وہ سب مل ملا کر پانچ یا چھ آدمی تھے اور قریباً پانچ یا چھ روپیہ کے ہفتہ واری خرچ خوراک وغیرہ کا تھا۔ آدمی نہایت معقول بے ریا تھے۔ سنسکرت کے علم کی بابت میں نہیں کہ سکتا کہ کیسے عالم فاضل تھے کیونکہ میں اس علم سے بیخبر ہوں۔ البتہ یہ صفت اُنمیں بہت لائق تعریف کے تھی کہ نہ تو کسی سے ڈرتے تھے اور نہ کسی کی رعایت کرتے تھے صاف صاف واقعہ بیان کرتے تھے صفت اُنہوں میں دیکھی ہے یا جناب منشی کنھیالال صاحب الکھ دھاری میں۔ اور تو جسقدر آجکل کے واعظ وغیرہ ہیں یا بہت جو پیچھے بھی گذر چکے ہیں یہ صفات کسی میں ہی دیکھنے میں نہیں آئیں۔ اگر کبھی موقع ملا۔ تو پھر زیادہ تشریح کی جاویگی۔ آنند۔ آنند نیچر پر چلنے والا کسی مذہب یا سماج وغیرہ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا۔ سب کی سیوا اور سب کو حق حق کہنے والا * برہمہ گیانی ڈاکٹر بشنداس بھلا ہاری۔ از مادھوپور ضلع گورداسپور۔ ۲۸ فروری سنہ ۱۸۹۰ء

بابو منگول مل پوسٹماسٹر لاہور نے بیان کیا کہ سوامی جی جن دنوں گجرات میں تھے وہاں کے چند ہندوؤں نے بالاتفاق صلاح کر کے سوامی جی سے یہ پرشن کیا کہ آپ گیانی ہیں یا اگیانی۔ (یعنے اگر گیانی کہیں گے تو ہم بولینگے کہ آپ اہنکار کرتے ہیں سنتوں کو اہنکار نہیں چاہئیے اور اہنکاری کا تپ نشٹ ہو جاتا ہے۔ اور اگر کہیں گے کہ اگیانی ہیں تو ہم کہیں گے کہ جب آپ خود ہی اگیانی ہیں تو ہم کو کیا سکھلاوینگے) *

سوامی جی نے ایسا اُتر دیا کہ وہ سب کے سب حیران رہ گئے۔ فرمایا کہ میں کئی باتوں میں اگیانی ہوں اور کئی باتوں میں گیانی۔ مثلاً دوکانداری۔ بیوپار۔ انگریزی فارسی سے اگیانی ہوں۔ اور سنسکرت اور دھرم کی باتوں سے گیانی ہوں۔ اس جواب کو سنکر وہ نہایت شرمندہ اور لاجواب ہو کر چلے گئے *

بابو رام رتن ساکن گجرات حال پروفیسر صادق کالج بہاول پور نے بیان کیا کہ جب سوامی جی گجرات آئے میں اُس وقت سکول میں پڑھتا تھا۔ مہتہ گیا چند فرزند مہتہ وزیر چند کو خبر ملی۔ کہ برہمنوں نے ارادہ کیا ہے کہ شب کو جا کر سوامی جی کو ایذا پہنچائیں اور زخمی کریں۔ اُس نے جا کر سوامی جی کو خبر کی۔ سوامی جی نے اُسے کہا کہ تم کچھ مت کرو۔ آٹھ سات آدمیوں کے واسطے میں اکیلا کافی ہوں *

رام رتن جی نے کہا کہ وہاں پر ایک روز بحالت ویاکھیان سوامی جی نے گایتری کا ارتھ سنایا۔ جس کو سن کر مولوی محمد علی صاحب مدرس فارسی نے کہا کہ مہاراج اگر گایتری کا یہی ترجمہ ہے تو ہم بھی اس کا ضرور روز پاٹھ کرینگے۔ اور ہمیں بھی اس پر ضرور عمل کرنا چاہئیے *

سوامی جی نے دو چٹھیاں بابو مادھولال سابق منتری آریہ سماج داناپور کو گجرات سے لکھی تھیں پہلی ۲۰ جنوری ۱۸۷۹ء کی ہے۔ جس میں اول لالہ جی کے ہاں بھاشیہ چھپنے کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ پنجاب کے احاطہ میں بہت سے شہروں میں سماج قائم ہو چکا۔ اور برابر تعداد بڑھتی ہوئی چلی جائیگی۔ میرا

اِس کے دوسرے دن سوامی جی نے اپنے جنم چرتر کا کچھ حال سنایا اور شیو پوجن کرنے اور مورتی پر چوہے دوڑنے کا حال بھی تبلایا ✤

اسی طرح سوامی جی نے ایک لکچر میں پاتال کا ارتھ امریکا کیا اور اس طرح وُیت پتی کی पादस्य तले योदेश: पाताल: اسپر مینے ردکا۔ تب مُجھے سوامی جی نے کُرسی پر بٹھلا کر بات چیت شروع کی۔ مین نے اُنسے پوچھا کہ یہ کس طرح سدّھ ہوا۔ انہوں نے اسکو سدّھ کر دیا۔ تب مینے اُنسے پوچھا کہ پاتال کے لکشن امریکہ میں کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ مہابھاش میں لکھا ہے: चतुष्टयेशब्दा ना प्रवृति: ان میں روڑھی طور پر ہوسکتے ہیں۔ اگرچہ یہ اُتر صحیح تھا مگر میں نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو اور لوک یعنے گرہ جو ہیں۔ اسی طرح اُن کے بھی معنی نکال دو یعنی ستل اور وتل کے معنی بھی تبلاؤ۔ اسپر شاستر ارتھ پکی طرح مقرر ہونے لگا۔ انہوں نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ نیم کرو۔ مہابھاش اور چھ درشن پرمانک مقرر ہوئے۔ آخر میں کہتا تھا کہ میں ان کے سوائے نیا، مکتا دلی اور ویدانت کے نوین گرنتھ بھی پرمانک۔ مانتا ہوں۔ انہوں نے نہ مانا اور وہ دن گذر گیا ✤

گوبند سنگھ داروغہ جو باطن میں سوامی جی کی طرف تھا۔ اُس نے دوسرے دن مجھے آکر کہا۔ کہ پنڈت جی تم نے خوب کہا آج پھر کرو تاکہ انکو ہرایا جاوے مینے کہا کہ چھاپہ دوسرے دن تمام روز بوکنین صاحب انڈین وزڈم دیکھتے رہے۔ اور اس میں سے ایک سوال نکالا اور میرے ساتھ یہ صلاح کی کہ پڑھنے کی باری تم نے سُنانا اور مباحثہ (جھگڑے) کی باری میں کھڑا ہونگا۔ ۶ بجے لکچر شروع ہوا جسمیں سوامی جی نے چھپو برلاج کے پنڈتوں کا ذکر کیا کہ ہمنے اُن سے کئی سوال کئے تھے جنمیں سے ایک مجھے یاد ہے कल्माच कि भवति پنڈتوں نے رات کو ویاکرن کے بہت سے پُستک دیکھ مارے مگر اُس کا اتر انکو نہ ملا۔ اور وہ کوئی جواب نہ دیسکے ✤ لکچر کے خاتمہ پر بوکنین صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور سوال کیا۔ ادبادا۔ ادبادا۔ تو ان بیچاروں اندھوں کے جو ڈنگوری چھینتا ہے اُسکے بدلے انکو کیا دیتا ہے۔ سوامی جی نے اُتر دیا کہ میں وید دیتا ہوں اور یوگ ابھیاس۔ بوکنین صاحب نے کہا کہ میرے آپ پر سوال ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ کیجئے ✤

بوکنین۔ ویدوں میں لکھا ہے کہ پہلے اس ملک میں مردہ دفنائے جاتے تھے۔ تم کیسے جلانے کو کہتے ہو ✤

سوامی جی نے کہا کہ منتر سناؤ ✤

مین نندلال نے منتر سنایا مگر اب وہ منتر یاد نہیں رہا۔ جس کا ارتھ یہ تھا۔ کہ اے پرتھوی تو اسکو اپنے دونو بھجاؤں میں لیلے وغیرہ ✤

سوامی جی ٹھیر گئے اور کہا کہ اب چونکہ وقت گزر گیا ہے کل تمہارے سوال کا جواب دیا جاویگا ✤

دوسرے دن اُنہوں نے ایک اور منتر سُنایا اور اس کے ذریعہ سے اس منتر کا ارتھ کیا کہ اسکا مطلب مردہ گاڑنے سے نہیں ہے بلکہ یہ ہے۔ کہ زمین کھود کر مُردے جلائے جاتے تھے۔ زمین کے دونو کنارے بازو فرض کئے گئے ہیں۔ بوکینن صاحب چپ کر گئے ✤

گوپال سنگھ قانونگوے قوم برہمن نے (جو اچھی طرح اُپ نشد جانتا تھا) مادہ کے انادی ہونے پر سوال کیا۔ سوامی جی نے اُسے اچھی طرح اُتر دیکر اُس کی تسلی کر دی۔ اسی روز لوگوں نے ڈھیلے وغیرہ بھی مارے تھے ✤

ایک اور دن رام کشن نامی نے سوامی جی کو اینٹ ماری تھی مگر وہ لگی نہیں جسپر جیل کے کلرک بنگالی بابو نے اُس کے پیچھے پولیسمین بھیجے کہ اُسے پکڑ لاؤ۔ چنانچہ وہ اُسے پکڑ لائے مگر وہ منکر ہو گیا۔ سوامی جی نے اُسے معاف کر دیا ✤

کہتے ہیں کہ دمدمہ کے پاس بھی اُن پر اینٹیں چلی تھیں ✤

مجھ پنڈت نندلال کے ساتھ سہسر شیرشا सहस्रशीर्षा والے منتر پر ذکر ہوا تھا۔ اُنہوں نے یہ ارتھ کیا تھا کہ ہزاروں کے

اسی پہلے روز پنڈت ہوشناک رائے آیا۔ اور آنکر سنسکرت میں کہا کہ میں شاستر ارتھ کرنا چاہتا ہوں۔ سوامی جی نے کہا۔ کہ یہاں وقت مقررہ ملتا ہے۔ بیٹھ جاؤ۔ پیچھے سب سُنا جائیگا۔ اسی اثنا میں سوامی جی نے پوپ لیلا کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اُنہوں نے ایسا ہی کئی شُرتیاں فرضی (من سے) گھڑ لیں۔ **استری شودرو نادھیئتام** حالانکہ یہ کہیں کا بھی منتر نہیں ہے۔ گوسوامی شبداس نے کہا کہ نہیں یہ شُرتی ہے اور ہم بتلادینگے۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ چار وید موجود ہیں۔ ان میں سے نکال دیں۔ اُس نے کہا۔ کہ ہم اپنے ویدوں سے بتلائیں گے۔ پہلا دن ختم ہؤا +

دوسرے دن سوامی جی نے مورتی پوجا کھنڈن پر لکچر دیا۔ اُسی میں محمود غزنوی کا آنا اور اُس کے حملوں سے دیش کے دھن کی ہانی کا مفصل برنن کیا اور مندروں میں عورتوں کے جانے اور وہاں کی دُردشا کا بیان فرمایا جس میں کسی شخص نے مکان کی چھت پر جانب مغرب سے یہ سوال کیا کہ آپ نے فرمایا کہ استری کو اُچت ہے کہ ایک ہی پلنگ اپنے پتی کے پاس جائے یعنی بیبچار نہ کرے مگر جس کا پتی طوایف (کنجری) کے پاس جائے اُس کی عورت کیا کرے۔ اُنہوں نے کہا کہ اس کی عورت بھی ایک اور مضبوط سا آدمی رکھے +

ایک دن کسی نے سوال کیا کہ جنیؤ کیوں پہنا جاتا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ دھرم کا نشان ہے اور سوائے اسکے لوگونکے خیال میں چابی (کلید) وغیرہ باندھنے کے بھی کام آتا ہے +

بعد ازاں گوسوامی شبداس اور پنڈت ہوشناک رائے کی باری آئی۔

اول گوسوامی شبداس سے سوامی جی نے پُوچھا کہ کہاں ہے استری شودرونہ دھیئتام والی شُرتی؟ وید لائے ہو؟

گوسوامی نے کہا کہ ہمارے اس پُستک میں ہے +

سوامی جی نے کہا کہ ہمارے ان ویدوں میں بتلاؤ +

گوسوامی جی۔ نے کہا کہ ہمیں کیا معلوم آپ کے ان ویدوں میں کرٹھوں کی گالیاں (یعنے ہیرٹی) لکھی ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ اچھا تم اپنا گرنتھ بتلاؤ۔ وہ چونکہ وید نہیں تھا اس واسطے وہ بھی نہ بتلایا +

اس کے بعد پنڈت ہوشناک نے کہا کہ سوامی جی میں آپ پر اول نیائے میں پرشن کرونگا۔ اس کا اُتر دنیا۔ مدھست بنانے کی تجویز ہوئی۔ سوامی جی نے مجھ پنڈت نندلال کو مدھست مان لیا اور دیگر پنڈتوں نے بھی +

پرشن ہؤا ویاپتی واد کے بیچ **व्यधि कर्म धर्मा विच्छिन्न भावः** یہ سمان ادھی کرن لکھشن میں سوال کیا +

میرے خیال میں چونکہ سوامی جی جاگدیشی نہیں جانتے تھے۔ اس واسطے اُنہوں نے ویاپتی کے لکھشن جو مہابھاشیہ میں کہے ہیں وہ بتلائے۔ یعنی **अविना भावो व्याप्तिः** جو آرش گرنتھوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی کہا کہ ہم تمہارے لکھشن کو نہیں مانتے۔ تم اس میں بتلاؤ۔ کیا غلطی ہے۔ اور اُس کے لکھشن کا بھی سادھارن ارتھ کرکے دوش بھی اُسکا بتلادیا تھا۔ پھر مجھ سے پوچھا گیا۔ میں نے کہا کہ سوامی جی نے ٹھیک کہا ہے۔ یہ دن ختم ہؤا +

کہ اُن کی روانگی سے ایک دن پہلے میں نے ایک اپنے وطنی بھائی سے بحث کر کے اُس سے سماج کی ممبری کی درخواست لی تھی اور وہ میری جیب میں پڑی ہوئی تھی۔ ریلوے اسٹیشن پر سوامی جی کی روانگی کے وقت میں نے وہ درخواست منتری کو دی۔ سوامی جی نے پوچھا کہ یہ کیسا کاغذ ہے۔ جب اُن کو معلوم ہوا۔ کہ میں نے ایک نئے ممبر کی درخواست دی ہے تو فرط محبت و پیار سے خود بدولت گاڑی سے باہر آ گئے۔ اور بڑے تپاک سے مجھے بغل میں لیا اور فرمایا کہ یہ ریاستوں کے دیوان اور خاندانی اور راج کرمچاری لوگ ہیں۔ سدا دھرم کے سہایک ہوا کرتے ہیں۔ ابھی کیا تم دیکھو گے کہ یہ سماج کے بڑے مددگار ہونگے۔ ہم کو ان سے بڑی آشا ہے ٭

سوامی جی یہاں سے گجرات تشریف لیگئے

گجرات کے حالات

۱۳۔ جنوری ۱۸۷۸ء سے ۲۔ فروری ۱۸۷۸ء تک

سوامی جی ۱۳۔ جنوری ۱۸۷۸ء کو راولپنڈی و جہلم سے ہوتے اور سماج قائم کرتے ہوئے حسب الطلب ڈاکٹر بشنداس صاحب کے گجرات میں تشریف لا کر اول روز دمدمہ میں رہے۔ دوسرے روز فتح سر میں تشریف لا کر وہاں ڈیرا کیا ٭

پنڈت نند لال ہیڈ سنسکرت ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول گجرات نے بیان کیا کہ جس مکان میں اب گورنمنٹ سکول کا بورڈنگ ہوس ہے۔ اُس میں سوامی جی کے ویاکھیان کی صلاح ہوئی۔ مسٹر بوکنین صاحب ہیڈ ماسٹر سکول سے اجازت لیکر ویاکھیان شروع ہوئے ٭ پہلا ویاکھیان دیش کی حالت پر دیا جنگین کا ورشٹانت دیا کہ اس طرح خوشامدی لوگوں نے دیش کا ستیاناش کیا۔ خانگی امور خوردسالی کی شادی وغیرہ بہت سی جو باتیں دیش کے بگاڑنے والی ہیں اُنکا ذکر کر کے اُن کی اصلاح کے طریقے بتلائے۔ اُن کے لکچروں کے آغاز میں وید منتروں کا اُچارن نہایت ہی من موہت تھا۔ ہزاروں آدمی سننے کو آتے تھے اور مسلمان بھی کثرت سے آیا کرتے تھے۔ قاضی محمد دین مرحوم نے مجھ سے کئی بار اُن کے ویدوں کے خوش الحانی کی نہایت تعریف کی تھی ٭

جب سوامی جی یہاں آئے تو انہیں دنوں میں ایک سنیاسی منڈلی والا بھی بڑے جاہ و شان سے آیا تھا۔ سوامی جی کے ویاکھیان میں اُس نے اپنے شاگردوں کو بھیجا اور یہ سوال کرایا کہ آیا گنگا ماننے کے لایق ہے یا نہ۔ سوامی جی نے جواب دیا کہ یہ بھی اور پانیوں کی طرح پانی ہے۔ یہ لوگوں کی بڑی بھول ہے کہ سُمندر اور دودھ کی ندیاں اُنہوں نے مانی ہوئی ہیں۔ در حقیقت دودھ کی ندی کوئی نہیں۔ ہاں بعض ندیوں میں سفید مٹی گھُل کر آتی ہے۔ اُسے مورکھ لوگ سفیدی کے سبب دودھ کی ندی کہیں تو اشچرج نہیں ٭

گوشت حسب معمول قوم کھاتے پیتے تھے۔ سماج میں داخل ہونے پر گوشت تو آپ نے خود ہی تیاگن کر دیا تھا۔ اور شراب سوامی جی کے کہنے سے تیاگن کر دی تھی۔ صاحبان مذکورہ بالا عرصہ تک جہلم آریہ سماج کے پردھان اور منتری رہے اور کئی جلسہ آپ کے وقت میں بڑے دھوم دھام سے ہوئے ✤

بعد ازاں رائے لبدھا رام جو اب اگزکٹو انجنیر ہیں۔ اور اُس وقت اسسٹنٹ انجنیر تھے۔ ایک موقعہ پر آپ نے جہلم سماج میں بڑے زور و شور کا ویاکھیان دیا تھا۔ اور اِس قدر آپ کو جوش تھا کہ آپ اپنے تئیں ضبط نہیں کر سکتے تھے۔ آپ بڑے پریمی اُتساہی اور سماج کے خیر خواہ ممبر تھے۔ اور شاید کہ اب بھی ویسے ہی ہونگے۔ اُس زمانہ میں آپ کا یہ حال تھا کہ جہاں کسی نے نمستے کیا۔ آپ نے اُس سے برادرانہ سلوک کرنا شروع کیا۔ اگر کوئی ریل میں سفر کر رہا ہے اور اتفاق سے آپ سے نمستے ہو گئی۔ تو مشکل تھا کہ بغیر ایک دو دن ٹھہرائے کے جانے دیتے۔ ملاقات اور ناملاقات کا آپ کے ہاں کچھ حساب نہ تھا۔ اُن سے ملاقات کرنے کے لئے لفظ نمستے ہی بڑی سفارش اور بڑی چٹھی تھی۔ جس موقع پر آپ نے جہلم میں ویاکھیان دیا تھا ایک دن بھجن منڈلی کے ساتھ اپنے کئی عمدہ عمدہ کپڑوں کے جھنڈے بنوا کر تمام شہر میں ایسے بھجن گائے کہ سب سُننے والوں کے دل پر بہت اچھا اثر پیدا کیا۔ (افسوس کہ یہ مہاشہ ۱۸۹۶ء کو فوت ہو گئے)

اکثر پنڈت صاحبان سوامی جی مہاراج سے بحث کرنے کو آمادہ ہوئے جنہیں سوامی جی نے دو برجستہ جواب دے کر سوائے دم بخود ہونے کے۔ اور کچھ بن نہ آیا ✤

ایک دن شام کے وقت سوامی جی چھاونی سے ویاکھیان دینے کے لئے جہلم سکول کی طرف آتے تھے اور ایک معمولی رفتار سے چل رہے تھے مگر آپ کی معمولی رفتار بھی اس قدر تھی کہ بندہ دوار کا ناتھ دوڑ دوڑ کر ساتھ چلتا تھا۔ آپ صرف ایک ہی دفعہ بھوجن کیا کرتے مگر آپ کو اپنے عمدہ نیموں کی وجہ سے ایسا بل حاصل تھا کہ سینکڑوں آدمی جب آمادہ فساد ہوتے تو آپ کو ذرہ بھی خیال نہ ہوا اور گنبھیرتا کے ساتھ بغیر کسی اضطراب کے کھڑے رہے۔ اور آپ کو کسی بات کا خیال نہ ہوا۔ اور مخالف پارٹی خود ہی آپ کی اس بزرگی اور عظمت کو دیکھ کر شرمندہ ہو کر بھاگ گئی ✤

لالہ گنگا رام جی نے آریہ سماج کے مشہور موسیقی دان مہتہ امیر چند صاحب مرحوم بالی کی بابت بیان کیا کہ مہتہ صاحب ان دنوں جہلم میں مثل خوان تھے۔ پہلے ان کے خیال نوین ویدانت کی طرف مائل تھے۔ سوامی جی کے اُپدیش سُنکر اُن کا میلان خاطر ویدک دھرم کی طرف پایا جاتا تھا۔ کیونکہ مہتہ جی سوامی جی مہاراج کے اُپدیش سنکر اُن کی تعریف فرمایا کرتے تھے اور کبھی کبھی بعد ازاں سماج میں بھی آیا کرتے تھے۔ اسی طرح آتے آتے چار پانچ سال بعد آپ سماج کے ممبر ہو گئے ✤

سوامی جی کی طبیعت بڑی سادگی پسند ملنسار خوش طبع اور پرلے درجہ کی خُلیق تھی مگر اسکے ساتھ راستبازی کا سچّا نمونہ ہونے کے سبب مکاری و پالیسی کے سخت مخالف تھے جس سے بعض اوقات پُرجوش ہو جاتے تھے۔ جس کو کوتاہ اندیش غصّہ اور غضب کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر اصل میں یہ کرودھ نہ تھا بلکہ سچّائی کا جوش تھا۔ جہاں آپ چھوٹے لڑکوں اور عام لوگوں سے بھی برابر توجہ دیکر گفتگو کیا کرتے تھے۔ وہاں بڑے سے بڑے امیر کو بھی صاف اور بے باکانہ جواب دینے سے کبھی نہیں ہچکتے تھے۔ مجھے یاد ہے

کے آج کل کے جھوٹے بہانے کا زبردست جواب ہے۔ اُس وقت جو آریہ بھائی ممبر سماج ہوئے تھے وہ بھی اس بارہ میں بخوبی شہادت دے سکتے ہیں *

پنڈت دوارکا ناتھ صاحب کشمیری رئیس دہلی جو اُس زمانہ میں جہلم سکول میں پڑھتے تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ ۱۸۷۸ء کے شروع میں سوامی جی جہلم میں تشریف لائے۔ اور چھاونی کی ایک کوٹھی میں فروکش ہوئے۔ اور تقریباً ۱۵ دن آپ یہاں رونق افروز رہے۔ ٹھیرنے کے استھان پر ایک معمولی سنیاسی کی طرح بستروھارن کئے رہتے تھے۔ مگر جب ویاکھیان دینے جاتے تو ایک پتیمبر اس طرح باندھ لیا کرتے تھے کہ جیسے سلمان تہمد باندھ لیا کرتے ہیں۔ اور اُس پر ایک بڑا ڈھیلا اور لمبا اُونی چوغہ پہن لیتے تھے۔ اور سر پر ایک پتیمبر باندھ لیتے۔ شہر میں آپ نہ کبھی گمن کرتے تھے۔ اور نہ استریوں کو اپنے پاس آنے دیتے تھے۔ اور ہمیشہ شہر سے فاصلہ پر اُترا کرتے تھے۔ اِن سیدھے سادھے کپڑوں میں آپ کے چہرہ مبارک پر وہ تیج اور بل نظر آتا تھا کہ جو لوگ آپ کے برخلاف کچھ کہنا چاہتے تھے کیا ممکن تھا کہ سوائے ادب کے کوئی کلمہ ناشایستہ اُن کے منہ سے نکلے *

اُس زمانے میں سوامی جی مہاراج ویدوں کا ترجمہ کیا کرتے تھے۔ چار پنڈت آپ کے ساتھ تھے۔ سوامی جی مہاراج ہر ایک پنڈت کو علیحدہ علیحدہ بتاتے جاتے اور وہ لکھتے جاتے تھے *

اس عرصہ میں جہلم گورنمنٹ سکول میں مختلف اُمورات پر آپ ویاکھیان دیتے رہے۔ اکثر مسلمان آپ کی راست گفتاری اور صدق بیانی سے بہت خوش ہوئے۔ خاصکر ڈاکٹر کرم الٰہی جو اس وقت وہاں سول ڈسپنسری میں تھے۔ آپ کے ویاکھیانوں کو بڑی توجہ اور دل سے سُنتے تھے۔ اور بہت مداح تھے *

اُس وقت جہلم سکول کے ہیڈ ماسٹر مسٹر شب چرن گھوس ایک بنگالی کرسچن تھے۔ سوامی جی مہاراج سے مباحثہ میں ایسے بند ہوئے کہ پھر سوامی جی مہاراج کے ویاکھیانوں میں کسی امر پر معترض ہونے کا تو کیا ذکر ہے سامنے اور بالمواجہ سوامی جی مہاراج کے نہ بیٹھے۔ مگر ویاکھیان ہر روز برابر سُنتے رہے۔ سوامی جی نے انجیل کے حوالوں سے ایسا قائل کیا کہ پھر مونہہ نہ ہوا کہ سوامی جی مہاراج سے گفتگو کریں *

جس زمانہ میں سوامی جی مہاراج جہلم میں تشریف رکھتے تھے اس وقت ایک بوڑھے مہاتما دریائے جہلم کے کنارے پر رہتے تھے اور شاید برسوں سے وہاں مُقیم تھے۔ آپ کو سنسکرت کا ایسا اچھا علم تھا کہ سوامی جی مہاراج سے سنسکرت میں اس طرح پر گفتگو کرتے تھے جیسے ہم اپنی مروجہ زبان میں گفتگو کرتے ہیں۔ یہ باہمی محبت و پیار کی گفتگو تھی۔ سورگباشی فاضل اجل پنڈت گورودت جی ان مہاتما کو جوگی ظاہر کیا کرتے تھے *

سوامی جی مہاراج کے ویاکھیانوں کا جہلم باسیوں پر ایسا اچھا اثر پڑا کہ وہاں اچھے اچھے لائق اور ودوان پُرش سماج بنانے پر آمادہ ہو گئے اور ایک سماج بہت عُمدہ بُنیاد پر قائم کی۔ ماسٹر لچھمن داس بی۔ اے فیل لکھنؤ کے رہنے والے جو برہم سماج کے ممبر تھے۔ اور بڑے بھاری مے خوار تھے۔ بادہ خواری تیاگن کر کے سماج کے پردھان ہوئے۔ بابو جوالا پرشاد صاحب جن کی لیاقت اور تعلیم بی۔ اے تک تھی اور اس زمانہ میں فارسٹ ڈیپارٹمنٹ میں ہیڈ کلرک تھے۔ چونکہ آپ ذات کے کایستھ تھے اس لئے شراب اور

سب اُن کا متھیا پرلاپ ہے کیونکہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ وہ وید کا الہامی ہونا اِن دِنوں بخوبی مان چکے تھے۔ کیونکہ سوامی جی نے للکار کر کہا تھا کہ اگر کوئی شنکا باقی رہا ہو تو پیش کرو۔ مگر اُنہوں نے صاف کہا تھا کہ نہیں مہاراج میری پوری تشفی ہو گئی۔ علاوہ بریں سماج کے ہر ایک جلسہ میں ماسٹر جی کا مختلف لوگوں سے ویدوں کے الہامی ہونے اور دیگر آریہ سدھانتوں کی تائید میں بحث کرتے رہنا۔ اُن

بقیہ حاشیہ ۔ اُس کے پُرشارتھ کا لکھشن ہے۔ اُس کی تسکتی پرمت اور سوبھاؤ سے اپورن ہے۔ وہ انیک لوگوں میں کرم انوسار بھرمن کرتا اور مُکتی میں پرماتما میں بسرام کرتا ہے۔ یہاں تک منش کے آتما کی گتی ہوئی۔ اب آگے اِس کی سنگیا جو کہ سرشٹی میں پرسِدھ ہوئی ہے لکھکر باتا کو پورن کرتا ہوں +

(۱) دھرم اور ودیا کے تتو کے پرکاش کرنے والے مہاتما لوگ اوتار کہلاتے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں سے ایشور اور ایشور کے گُن کرم پرسِدھ ہوتے ہیں +

(۲) منن شیل اور شاستر کرتا منش مُنی اور رِشی کہلاتے ہیں +

(۳) اُپدیش کرنے والے منش آچارج اور گورو کہلاتے ہیں +

(۴) جو لوگ ست سبھاؤ۔ ست کرم شیل اور پروپکار نرت ہیں وے سادھ کہلاتے ہیں +

(۵) آچارج اودھیاپک۔ یاجک۔ سادھو۔ بھوگی سب برہمن کہلاتے ہیں +

(۶) راجا۔ راج کرم چاری اور رکھشک کھشتری کہلاتے ہیں +

(۷) کھیتی آدبیوہار کرنے والے شِلپی بنیک آدی ویش کہلاتے ہیں +

(۸) اور شاریرک سیوا کرنے والے شودر کہلاتے ہیں +

(۹) آٹھ برس سے لیکر یُووا اوستھا تک جو ودیا گرہن کرتے اور شکھیا لیتے ہیں۔ وے برہم چاری کہلاتے ہیں +

(۱۰) سب پرکار کے بیوہاروں کو سِدھ کرنے کا سامرتھ پُرش گرہستی کہلاتا ہے +

(۱۱) ایکانت میں وچار کرنے والے کا نام بان پرستھ ہے +

(۱۲) سروتر بھرمن۔ اَست کا کھنڈن۔ ست کا پرکاش کر کے سب کا پرم اُپکار کرنے والا سنیاسی کہلاتا ہے +

(۱۳) جتنے ودیا بھاشن۔ سو بچار۔ ایشور اُپاسنا۔ دھرم اُنوشٹھان۔ ست سنگ۔ برہم چرج۔ جتی اندریہ آدی اُتم کرم ہیں۔ وے سب تیرتھ کہلاتے ہیں۔ کیونکہ اُن سے جیو دُکھ ساگر سے ترجاتا ہے +

(۱۴) جو ایشور وکت ست ودیاؤں سے یُکت رِگ۔ یجُر۔ سام۔ اتھروچار پستک ہیں اور جنسے منُشوں کو ست ست گیان ہوتا ہے اُن کو وید کہتے ہیں +

(۱۵) جو پراچین ایتری۔ شت پتھ برہمن آدی رِشی مُنی کرت ستیارتھ پُستک ہیں۔ اُنہیں کو پوران۔ اِتہاس۔ کلپ۔ گاتھا اور نارا شنسی کہتے ہیں +

پس یہاں تک جگت میں جو چیتن وستو آتما ہے اس کا برنن ہوا۔ اور چونکہ جڑ وستوؤں کا کچھ برنن کرنا ضرور نہیں کیونکہ وہ ہر ایک کو بخوبی معلوم ہے اِس واسطے دوسرے پرچہ میں منش بیوہاروں کا برنن کیا جاویگا۔ امید کہ لوگ میری محنت کو ضائع نہ کرینگے بلکہ غور فرما کر اس سے انیک گنے فوائد حاصل کرینگے" +

پس ناظرین بخوبی جان سکتے ہیں کہ یہ کہنا اُن کا سراپا بے بنیاد اور باطل ہے خدا جانے کیوں ایک غلطی قبول کرنے کے بدلے اُلٹا اَست بھاشن کرتے ہیں۔ ایشر اُنہیں پھر ست مارگ انوگامی کرے (مؤلف)

بعد اس کے کُل ویاکھیان سکول ہی میں ہوتے رہے۔ عیسائی صاحبان دو تین روز تک تو بڑے شوق سے بحث کرنے کو آتے تھے۔ آخر اپنی کمزوری سے سوامی جی کے دلائل قاطع کے سامنے مقابلہ سے عاری ہو کر بہ بہانہ بیماری وغیرہ میدان بحث سے گریز کر گئے۔ اور پھر کبھی جلسہ میں نہ آئے۔ سوامی جی شام کے وقت لکچر دیا کرتے جس میں اول باآواز بلند خوش الحانی سے وید منتروں سے (کھڑے ہو کر) پراتھنا کرتے تھے۔ اونکا وید اُچارن نہایت دلکش ہوا کرتا تھا۔ پھر کرسی پر بیٹھکر آریہ اُدیش رتن مالا میں سے سلسلہ وار ایک ایک وشے پر مفصل ویاکھیان دیا کرتے تھے۔ آپ کا طریقہ بیان صاف۔ عام فہم اور ہنسانے والا ہوا کرتا تھا۔ جس میں رسومات قبیح بت پرستی اور پورانک توہمات مانس بھکشن اور کرانی۔ قرانی متوں کا کھنڈن بڑے زور سے ہوتا تھا۔ سوامی جی کے سامنے ایک کرسی رکھی جاتی تھی۔ جس پر لکچر کے بعد عام حاضرین میں سے جو سوال یا بحث کرنا چاہے۔ اُن کو بیٹھنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ یہاں سوائے عیسائی صاحبان کے اور کسی سے قابل ذکر کوئی بحث مُباحثہ نہیں ہوا۔ ہاں ایک آدھ بات پوچھنے یا شنکا نوارن کے لئے اکثر آدمی آتے رہے۔ آپ کے قیام کی جگہ پر بھی سادھو پنڈت وغیرہ کوئی صرف درشن کے لئے کوئی شنکا نوارن کے لئے آیا کرتا تھا۔ آپ ہر کس و ناکس سے بڑی توجہ اور محبت کے ساتھ مخاطب ہوا کرتے تھے۔ آٹھ پہر کے بعد ہر شام کے ۵ بجے کے قریب بھوجن کرتے اور ان دنوں حقہ بھی پیتے تھے۔ آپ کے ساتھ دو یا تین پنڈت وید بھاش لکھنے والے اور ایک بابو انگریزی خوان واسطے خط و کتابت کے رہا کرتا تھا۔ نت کرم کے سوا اپنا سارا وقت وید بھاش آدی وید پرچار میں ہی صرف کرتے تھے۔ رات کے وقت بھی بہت کم سویا کرتے تھے۔ میں عموماً دن بھر اُن کے قیام گاہ پر جایا کرتا تھا +

ماسٹر لچھمن پرشاد جو پہلے برہمو تھے۔ اکثر وہ بھی اُن کے پاس بیٹھتے اور اپنے سنشے و اعتراضات نوارن کرتے رہتے تھے آخرکار اُنہوں نے اپنے تمام شکوک رفع کرکے ویدک مت سویکار کر لیا۔ اور سوامی جی کی موجودگی میں اُن کے سامنے سماج ستھاپت ہو کر ماسٹر جی زیادہ شردھالو اور یوگ ہونے کے کارن پردھان مقرر ہوئے اور منتری بابو جوالا پرشاد ہیڈ کلرک فارسٹ آفس قرار پائے۔ سماج کے کُل ممبروں کی تعداد ۱۰ یا ۱۲ تھی +

یہی ماسٹر جی سُنا ہے کہ چند سالوں سے پھر برہمو ہو گئے اور لوگوں کو کچھ کا کچھ کہتے پھرتے ہیں۔ کہیں کہتے ہیں کہ میں نے سوامی جی کے سامنے وید الہامی پستک[۱] نہیں مانے تھے۔ کہیں کہتے ہیں کہ سوامی جی خود بھی الہامی نہیں مانتے تھے اور کہیں اور کچھ۔ مگر یہ

[۱] ماسٹر جی کا یہ کہنا سراپا انرتھ ہے کہ میں نے سوامی جی کے سامنے وید الہامی پستک نہیں مانے تھے۔ صرف یہ نہیں کہ اُسی وقت بلکہ ۱۸۷۸ء سے جنوری ۱۸۸۰ء تک برابر مانتے رہے اور صرف پوشیدہ طور پر ہی نہیں بلکہ اخباروں میں بھی ویدوں کے الہامی ہونے کے بارہ میں مضامین شائع کراتے رہے۔ چنانچہ اُنکا لکھا ہوا ایک مضمون آریہ درپن ماہ جنوری ۱۸۸۰ء صفحہ ۳-۷ تک ہندی و اُردو میں چھپا ہوا موجود ہے بہ عنوان **سرشٹی اور سرشٹا کا برنن** جس کے نیچے یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ لچھمن پرشاد جی پردھان آریہ سماج جہلم کا لکھا ہوا جس میں اول ماسٹر جی نے اس بات کو تلایا ہے کہ جگت بنا ہوا ہے اُس کا بنانے والا پرمیشور ہے۔ پھر پرمیشور کے گُن آریہ سماج کے نیم نمبر ۲ کے مطابق سدھ کئے ہیں۔ آگے جیو کے انادی ہونے پر یوں لکھتے ہیں۔ منش کی دیہہ جڑ اور آتما چیتن ہے۔ من۔ بُدھی۔ بھوگ۔ اِچھیا۔ اور باسنا آتما کے گُن ہیں اور کرتو اُس کی شکتی ہے۔ اہنگ گیان اُس کا سروپ بودھک ہے وہ بھی انادی ہے۔ اور موکھش کرنا

شہر جہلم کی کارروائی

۳۱- دسمبر ۱۸۷۷ء سے ۱۶- جنوری ۱۸۷۸ء تک

سوامی جی راولپنڈی سے بسواری شکرم ۳۰- دسمبر ۱۸۷۷ء کو گجرات جانے کے ارادے سے جہلم ریلوے اسٹیشن پر تشریف لائے۔ ساتھ کے لوگوں کو اسٹیشن پر چھوڑ آپ ٹہلنے کے لئے پریڈ کی طرف آگئے۔ کسی شخص نے لالہ لچھمن پرشاد ماسٹر رسالہ نمبر ۱۲ کو آنکر کہا۔ کہ ہندوؤں کے گورو آئے ہوئے ہیں۔ وہ دیکھنے گئے تو پہچانا کہ سوامی جی ہیں۔ کیونکہ پہلے لکھنؤ میں دیکھا ہؤا تھا نمسکار کیا اور جہلم میں ٹھہر کر اپدیش کرنے کے لئے درخواست کی۔ سوامی جی نے فرمایا کہ یہاں کوئی بندوبست کرنے والا نہیں ماسٹر جی نے بندوبست کرنے کا اقرار کیا۔ اور اُن کو ایک بنگلہ میں دریا کے نزدیک ٹھیرایا ◆

ماسٹر لچھمن پرشاد بیان کرتے ہیں کہ سوامی جی وہاں چودہ روز رہے۔ بنگلہ جائے قیام رہا اور گورنمنٹ سکول میں لکچر دئے۔ جن میں آریہ سماج کے اصول مفصّل بیان کئے۔ کسی نے کچھ اعتراض پیش نہ کیا۔ صرف ایک دیسی پادری کچھ اعتراض لکھکر لائے تھے۔ مگر جس وقت پڑھنے کو کھڑے ہوئے اُن کے بدن پر لرزہ آگیا۔ اور ناکامیاب ہوکر سکول سے باہر نکل گئے ◆

پہلے دن کچھ لوگوں نے فساد بھی کیا۔ لیکن میں نے دوسرے دن سے گارد کا بندوبست کر لیا تھا۔ پھر کچھ جھگڑا نہ ہؤا۔ جہلم میں اُن کے لکچروں کا یہ نتیجہ ہؤا۔ کہ وہاں اُن کے رہتے رہتے ایک آریہ سماج قائم ہو گیا جس کا میں لچھمن پرشاد پردھان ہؤا اور کبھی کبھی ویاکھیان دیدیا کرتا تھا اور اُپاسنا بھی کراتا رہا۔ بابو جوالا پرشاد منتری و لالہ نوبت رائے خزانچی مقرر ہوئے ◆

ایک دفعہ لالہ نوبت رائے کے بھائی کو ہندو بنانے کے لئے جو مسلمان ہو گیا تھا میں نے سوامی جی کو خط لکھا۔ سوامی جی نے منوسمرتی کے چند شلوک لکھ کر فرمایا تھا کہ اِس طریقہ سے اُس کو پھر شُدھ کر سکتے ہیں۔ مگر چونکہ جہلم سماج ابھی کمزور تھی۔ اس کام کو ہندوؤں سے کروانا بہتر خیال کیا مگر ہندو راضی نہ ہوئے اور اس واسطے وہ کام نہ ہو سکا ◆

جہلم کے سوا گجرات اور وزیر آباد میں بھی سوامی جی کے ساتھ رہا۔ جہاں بہت دنگے فساد ہوئے تھے۔ لیکن وہاں کی کیفیت مجھے یاد نہیں ◆

لالہ گنگا رام وہم حال پردھان آریہ سماج راول پنڈی بیان کرتے ہیں۔ کہ ان دنوں میرا نواس جہلم میں تھا۔ کیونکہ میرے پتا جی وہاں سرکار جموں و کشمیر سے بعہدہ وکالت مامور تھے۔ سوامی جی سیٹھ جا جا جی کی کوٹھی (جو متصل ڈاکخانہ و گرجا گھر کے ہے) میں ٹھیرے تھے۔ آپ کا پہلا لیکچر سرائے منگل سین کے نزدیک میدان میں ہؤا۔ دوسرے دن اپنے قیامگاہ پر ویاکھیان دیا۔ اُس روز سرکاری سکول کے ہیڈ ماسٹر بنگالی عیسائی معہ ایک دو دیگر پادریوں کے بحث کے لئے آئے۔ بحث کا سلسلہ شروع ہؤا۔ مگر مختصر اور کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ کیونکہ وقت تنگ ہو چکا تھا۔ تب حسب درخواست پادری صاحبان قرار پایا کہ آیندہ سوامی جی کے لیکچر سکول ہال میں ہؤا کریں۔ چنانچہ

آدمی جایا کرتے تھے۔ بعد ازاں ۲سو کے قریب جاتے رہے۔ جب وہ کوئی لفظ مورتی کی بابت کہتے تو لوگ کہتے تھے کہ دیکھو کرانی اس سے بڑھکر اور کیا کہتے ہیں ✦

یہاں ہر روز لکچر ہوتا تھا پھر سردار سوجان سنگھ جی کے باغ کی پورانی بارہ دری میں چلے گئے یہاں دو دن لکچر اور ایک دن وقفہ تقریباً ایک ماہ یہاں رہے ✦

پنڈت لکھی رام برہمن سے ساسنے بات چیت نہیں ہوئی۔ سوامی جی نے چونکہ اشتہار شاستر ارتھ کا دیا ہوا تھا۔ اسواسطے پنڈت لکھی رام نے شاستر ارتھ کے واسطے جواب لکھا کہ میں شاستر ارتھ کرنا چاہتا ہوں۔ اُسمیں چونکہ بہت اشدھیاں تھیں۔ اسواسطے جابجا ہڑتال لگائی ہوئی تھی سوامی جی نے اُتر دیا کہ جب وہ لکھنا ہی نہیں جانتا اور اتنے تھوڑے سے کاغذ پر اتنی جگہ ہڑتال لگائی ہے۔ اُسے کہو کہ شدھ لکھ کر ارسال کرے۔ مگر وہ پھر نہ خود سامنے آیا اور نہ جواب لکھا۔ البتہ گلی کوچوں میں اپنی خشکی جھاڑتا رہا ✦

سوامی جی جب سرداروں کے باغیچہ میں تھے۔ تو اُس طرف سے جنگل جاتے ہوئے سنپت گری ملے۔ اول آپس میں نمسکار ہو کر سوامی جی نے پوچھا کہ سنپت گری راضی ہو۔ کچھ ست اپدیش بھی کرتے ہو یا نہ۔ اتنی ہی باتیں بھاشا میں ہو کر پھر سنسکرت بولنے لگے۔ مکان پر جا کر جب لوگوں نے سنپت گری جی سے حال پوچھا تو فرمایا کہ یہہ برہمن ہیں ہم اور یہ اکٹھے پڑھتے رہے۔ بڑا ودوان ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اُس سے شاستر ارتھ کریں۔ سنپت گری نے کہا۔ کہ تم لوگ فقیروں کا جُدھ دیکھنا چاہتے ہو۔ ہم ایسا نکرینگے۔ لوگوں نے کہا تم ایسا اُپدیش کیوں نہیں کرتے فرمایا کہ ہم سے نہیں ہوسکتا یہ نشنگ ہے ✦

کرپا رام سیٹھی کھتری حال وکیل ریاست جموں بھی ہمارے ساتھ تھا جاتے ہی نمسکار کر مٹھیاں بھرتا رہا۔ بھرتے بھرتے ایک ایک عضو پر ہاتھ لگا کر نام پوچھتا رہا سوامی جی بتلاتے رہے۔ تب اخیر میں پوچھا کہ جب اِنکا ہاتھ پاؤں۔ ناک۔ کان وغیرہ نام ہیں تو سوامی دیانند کس کا نام ہے سوامی جی نے کہا کہ جس طرح گاڑی کے ایک ایک جوڑ کا نام پہیّہ۔ دُہری وغیرہ ہے۔ اور کُل کا نام گاڑی۔ اسیطرح جُزیات کا نام آنکھ ناک وغیرہ ہیں اور کل کا نام دیانند سرستی۔ جس پر اُس کی شانتی ہوگئی ✦

۷ نومبر ۱۸۷۷ء سے آخیر دسمبر تک سوامی جی کا راولپنڈی میں پتہ ملتا ہے ✦

سوامی جی کی موجودگی میں ہی یہاں آریہ سماج قائم ہوا اور مندرجہ ذیل صاحبان عہدہ دار مقرر ہوئے۔ لالہ گنیشداس پردھان لالہ کشنچند سکرٹری اور قریباً ۲۵ صاحبان ممبر سماج ہوئے ✦

نوٹ۔ ایک دفعہ سردار بکرما سنگھ جی مرحوم نے برہم چرج کی بابت ذکر فرمایا کہ مہاراج سنتے ہیں کہ برہم چرج سے بہت بل بڑھتا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ ست ہے۔ اور ایسا ہی شاستر میں لکھا ہے کہ برہم چاری رہنے سے بل پراپت ہوتا ہے۔ سردار صاحب نے کہا کہ شاستر میں جو لکھا ہے۔ اس کا ثبوت ہونا مشکل ہے۔ آپ بھی تو برہمچاری ہیں۔ مگر آپ میں ایسا بل پرتیت نہیں ہوتا۔ سوامی جی اس وقت خاموش رہے۔ چند گھنٹوں کے بعد جب سردار جی بگھی پر سوار ہونے لگے تو سوامی جی نے پیچھے سے بگھی کو پکڑ لیا۔ گھوڑا چلنے سے رُک گیا۔ سردار جی نے جب پیچھے پھر کر دیکھا۔ تب چھوڑ دیا اور ہنسکر کہا کہ یہ برہم چرج کے بل کا ثبوت میں نے دیدیا۔ انکے اکھنڈ برہمچرج اور شہ زوری کی کئی اور مگر اس سے بڑھکر شہادتیں ملی ہیں ✦ (مؤلف)

کوئی مضبوط صلاح دی۔ پھر صلاح ہوئی کہ پنڈت شردھارام کو سوامی جی کے مقابلہ میں بلایا جاوے۔ مگر چند آدمیوں کی زبانی معلوم ہؤا کہ جب وہ لاہور میں ہی مقابلہ میں نہیں آتا تو یہاں کیسے آئیگا اور بیفائدہ سردار صاحب کا ۱۰۰۰ یا ۲۰۰۰ روپیہ خرچ ہو جاویگا۔ غرضیکہ یہ صلاح بھی رہ گئی۔ پنڈت برج لعل جی نے کوئی شلوک بولا۔ تب سوامی جی نے کہا کہ یہ کہاں کا ہے اور کس زمانہ کا ہے۔ اس کا وہ کوئی معقول اُتر نہ دے سکے۔ تب ہری پور کے پنڈت ہری چند جی نے اپنا سُنا سُنایا شلوک اشدھ پڑھا جس پر سوامی جی نے جوش میں آکر کہا کہ یہ لڑکوں کی شالا نہیں ہے کہ تم اشدھ بول کر وقت ضائع کرو اگر کچھ جانتے ہو تو بتلاؤ کہ یہ کہاں کا ہے۔ پنڈت برج لعل جی نے بھی اُن کی اشدھی کو سویکار کیا۔ جس پر وہ پنڈت پھر کچھ نہ بول سکا +

سردار صاحب کی کوٹھی میں سوامی جی کے عام ویاکھیان ہوئے اور ۱۸ رات تین گھنٹہ گھنٹہ کہکر اپنے جنم کا حال تبلایا۔ عام ویاکھیان میں نہیں صرف خاص آدمیوں کو۔ اپنا نام نہیں بتلایا تھا۔ مگر پتا کا نام تبلایا تھا جو مجھے یاد نہیں۔ لیکن میرے بھائی صاحب کو یاد ہوگا۔ یہاں بھی ۲۰-۲۵ روز رہے انت کے دنوں میں اُنہوں نے سماج بنانے کی صلاح کی اُس وقت تقریباً ۳۰ آدمی داخل ہوئے اُن میں سے لالہ گنیش داس و لالہ شیو دیال و لالہ لدھا رام سب سے مکھیا تھے +

یہاں ہی مہاراج جموں کی چٹھی آئی تھی۔ تب سوامی جی نے کہا کہ ہم وہاں نہیں جا سکتے۔ وہ مورتی پوجا میں کھچت ہو رہا ہے۔ اور اُسنے سینکڑوں مندر مورتی کے بنوائے ہیں۔ اور ہم نے کھنڈن کرنا ہؤا شاید فساد نہ ہو جاوے +

ایک دن پشاور جانے کا ارادہ ہؤا مگر پھر سنکلپ ہٹ گیا +

جموں کی چٹھی آنے کی تقریب پر ایک ذکر سنایا کسی مارواڑ کے راجا کا کہ اُسنے ۲۰ سیر کے قریب رودراکھش تمام بدن پر پہنے ہوئے اور ۵ سیر مٹی کے گلولے وہ بناتا جاتا اور برہمن اُس پر جل چھوڑکر بہاتا جاتا تھا ہم نے ارادہ کیا کہ اُسکو اُپدیش کریں۔ چنانچہ گئے اور کہا کہ جب تک تم ہمارے اپدیش کو نہ سنیگا ہم تمہارا ان نہ گرہن کرینگے۔ ہم تین روز وہاں رہے۔ آخر کار اُس کے پنڈت کیا اور ہماری بحث ہوئی اور راجا سُنتا رہا پنڈت نے کہا کہ یہ گوری شنکر ہیں سوامی جی نے کہا کہ نہیں یہ تو ایک درخت کے بیج ہیں۔ سوامی جی کہتے تھے کہ اُس وقت تو اُسنے ترک نہ کئے مگر جبکہ پھر وہ راجا ہمکو ملا اور آخر پر نام کیا تب ہم نے دیکھا کہ اُسنے ایک ہی رودراکھش رکھا ہوا ہے باقی سب اُتار دیئے۔ وہ بڑا شکر گذار ہے کہ آپ نے میری اتنی اودیا دور کی۔ راجاؤں کی حالت ایسی ہی ہو رہی ہے +

ایک روز شام کے وقت سوامی سمپت گری جی ملے تھے صرف چند منٹ سوامی جی کا اُنسے ارادہ شاستر ارتھ کا تھا مگر وہ رضامند نہ ہوئے

لالہ میا داس جی سیٹھی دوکاندار راولپنڈی نے بیان کیا کہ سوامی جی کے یہاں تشریف لانے سے پہلے ہی برہمنوں نے مشہور کر دیا تھا کہ لوگوں کو عیسائی کر رہا ہے۔ اور عیسائیوں کا نوکر ہے۔ کوئی سُننے مت جائے۔ جب سوامی جی نے آکر سواں ندی کی پل کے اوپر دائیں جانب آخری جیمسن جی کی کوٹھی سے ہے وہاں قیام کیا۔ بابو گریش چندر ہیڈ کلارک ضلع نے سوامی جی کا استقبال کر کے اُنکو اُتارا تھا۔ اُنکے آنے کی بابو گریش چندر جی نے اپنے ہاتھ سے لکھکر اشتہار لگوائے تھے۔ اُنکے پہلے لکچر سے ہی شہر میں ولولہ پڑ گیا کیونکہ اُنہوں نے اُسی میں ہی بڑے پرزور دلائل سے مورتی پوجا کا کھنڈن کیا تھا۔ بازار میں برہمن کہتے تھے۔ کہ اگرچہ کپڑے بھگوے تو پہنے ہوئے ہیں مگر شکل عیسائیوں کی مخفی نہیں۔ چلکر دیکھ لو۔ حقہ پیتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ اُپادھی کیوں ڈال رکھی ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ بلغم اور کف کی نورتی کے واسطے پیتا ہوں۔ اول اول چار سو کے قریب

سے بحث ہو گی"۔ ۱۴ نومبر ۱۸۷۷ء صفحہ ۱۰۱۸ جلد ۲۹ ع ۶۵ +

اسی کوٹھی میں ایک دن سوامی جی نے ویاکھیان کے بعد جب کہ خاص خاص آدمیوں کے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔ فرمایا کہ ہندوؤں کی حالت پر نہایت افسوس ہے وہ غیر مذہب کی کتاب نہیں دیکھتے۔ اور ملیوں میں جب کبھی کوئی پادری یا مولوی ان کو کہتا ہے کہ برہما جی نے اپنی بیٹی سے بُرا کیا تو چھوٹ قایل ہو جاتے ہیں۔ برہما کی بات تو کسی معتبر گرنتھ میں نہیں ہے۔ مگر بائیبل میں لوط پیغمبر کا اپنی بیٹیوں سے بیچار کرنے کا ذکر ہے وہ اگر بتلادیں تو یہ پادری و مسلمان ہرگز مقابلہ میں بات نہ کر سکیں۔ اُس وقت ایک دیسی پادری و مولوی مشن سکول کے بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے گھر میں اتفاق کیا کہ یہ بات سوامی جی نے جھوٹھ کہی ہے کل ان پر اعتراض کرینگے۔ چنانچہ دوسرے دن وہ آئے اور اعتراض کیا۔ کتابیں ساتھ لائے۔ ویاکھیان کے خاتمہ پر جب سوامی جی بیٹھے تب اُنہوں نے کہا کہ کل جو آپ نے کہا تھا کہ لوط نے اپنی لڑکیوں سے زنا کیا ہے یہ بات جھوٹھ ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ ہمکو معلوم تھا۔ کہ تم کو اس بات کی غیرت ہو گی چنانچہ وہ لوگ کتابیں لے کر پاس بیٹھ گئے۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ تمہاری لڑکپن کی بات ہے تمکو اول یہ چاہیے تھا کہ اول گھر میں چراغ جلا کر اپنی چارپائی کی حالت معلوم کر لیتے۔ تاکہ تمکو اس سبھا میں شرمساری نہ ہوتی مگر وہ نہ سمجھے تب سوامی جی نے کہا کہ ارے ٹلسیا! ہماری بائیبل لاؤ۔ چنانچہ وہ لایا اور نکال کر بتلایا[1] جسمیں صاف طور پر لکھا تھا۔ پھر وہ نہایت شرمندہ ہوئے مگر ساتھ ہی یہ کہا کہ شراب کے نشہ میں تھا لالہ شبدیال جی نے کہا کہ خواہ کچھ ہی ہو مگر اُس کو یہ معلوم تھا کہ میری عورت مر چکی ہے۔ اور عرصہ سے میں بے زن ہوں۔ اور یہ میری لڑکیاں ہیں۔ گناہ سے کسی حالت میں بھی ان کی بریت نہیں ہو سکتی۔ پھر وہ شرمندہ ہو کر چلے گئے اور کہا کہ بیشک یہ ہمارا قصور تھا اگر گھر میں دیکھ لیتے تو آپ کو تصدیعہ نہ دیتے +

اتنے میں لوگوں نے جامن جی کو ترغیب دینی شروع کی کہ سوامی کو یہاں مت رہنے دو۔ سوامی جی نے اُسکے کہنے سے پہلے ہی وہاں سے جگہ بدلنے کی ٹھیرالی۔ بھائی جے سنگھ جی نے سردار سجان سنگھ جی سے کہا کہ سوامی جی کی مرضی وہاں رہنے کی نہیں۔ اگر آپ کہیں تو یہاں باغ میں آجاویں۔ سردار صاحب نے بخوشی منظور کیا۔ چنانچہ سوامی جی یہاں آگئے اور آن کر باغ کی بارہ دری میں ٹھیرے +

پنڈت لکھی رام یہاں کے مشہور پنڈت تو چھپتے پھرتے تھے۔ کیونکہ اُن کے دماغ میں خشکی تھی۔ اُن کو خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ جوش میں کوئی خراب بات نکلے۔ ایک دن سردار صاحب کے باغ میں شہر کے لوگ جانے کے واسطے طیار ہوئے۔ سوامی سنپت گری جی پہلے تو دلیری دیتے رہے کہ میں ضرور چلونگا۔ مگر آخر کو عین وقت پر ٹال گئے۔ چنانچہ شہر کے تمام خاص لوگ بغیر پنڈت لکھی رام کے ہمراہی پنڈت برج لال کے گئے۔ تقریباً ۵ سو آدمی تھے بھائی عطر سنگھ جی نے پہلے جا کر عرض کی کہ مہاراج اس طرح لوگ آرہے ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں ہے آنے دو۔ دیکھو کیا ہوتا ہے +

سردار کرپال سنگھ جی نے یہ چرچا چلائی کہ آپ نے جو آج کے واسطے مورتی کھنڈن کا مضمون رکھا ہے۔ اسمیں یہ شنکا ہے۔ اور دیگر لوگوں کو بھی۔ کہ سناتن سے لوگ مورتی پوجا کو ستھاپن کرتے آئے ہیں۔ اور آپ کھنڈن کرتے ہیں۔ اُن کو کیسے یقین ہو؟

سوامی جی نے کہا۔ کہ یہ معاملہ اندھے اور سوجاکھے کا ہے۔ اگر کوئی ایسا ہو جس نے شاستر دیکھے ہوں۔ ہم پتر لکھتے ہیں۔ جس کی مرضی ہو خواہ سنپت گری بھی اُن سے ملجائیں اُس کا کھنڈن کریں۔ مورتی پوجن اور برت رکھنے پر۔ خواہ کانشی میں ہی بھیجدو۔ مگر کوئی مستعد ہوا اور نہ سنپت گری نے

---

[1] پیدایش باب (۲۰) آیت ۳۰ لغایت ۳۸ +

شہر راولپنڈی

میں

تشریف آوری

۷ نومبر ۱۸۷۷ع سے ۲۹ دسمبر ۱۸۷۷ع تک

کوہ نور میں لکھا ہے کہ سوامی دیانند سرستی جی حسب استدعا اہل مذاق راولپنڈی کے، ۷ نومبر ۱۸۷۷ع کے ایک بجے کی ریل میں اُسطرف روانہ ہوگئے بھائی عطر سنگھ جی نے بیان کیا کہ سوامی کی تشریف لانے سے پہلے کا ذکر ہے کہ جواہر و پربھدیال دو کھتریوں نے جو راولپنڈی میں تیل اور گھی کی دوکان کرتے تھے اور جو دو تین پستکیں سنسکرت کی بھی پڑھے ہوئے تھے۔ اُن سے سردار سُجان سنگھ جی رئیس راولپنڈی نے ذکر کیا کہ ہم نے سوامی جی کو لاہور میں دیکھا ہے وہ مورتی تیرتھ اور شرادھوں کا کھنڈن کرتے ہیں پربھدیال نے کہا کہ یہ بات انکی ایوگ ہے یہ تو سناتن دھرم شیونکے وقت سے چلا آتا ہے۔ اگر یہ کھنڈت ہوتا تو رشی کیوں جتن کرکے اسکو قائم کرتے۔ آپ چونکہ سنسکرت نہیں جانتے اسواسطے آپ کو انکی ودیا زیادہ معلوم ہوتی ہے سردار صاحب نے کہا کہ اگر آپ کی ایسی ہی مرضی ہے تو آپ وہ سب پرمان لکھ کر ہمکو دو ہم سوامی جی کے پاس بھجوا دینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انہوں نے پتر کا لکھدیا اور سردار صاحب نے اُس پر لفافہ لکھوا کر سوامی جی کے نام ارسال کردیا جب وہ لفافہ سوامی جی کے پاس لاہور پہنچا تو سوامی جی اُنکی لیاقت کو جان گئے۔ صرف یہ کہا کہ آپ علم نہیں جانتے ہیں۔ ہم خود ہی وہاں آنکر اُتر دینگے۔ چنانچہ ۲۵۔ ۳۰ روز کے بعد تشریف لائے۔ یہاں سے کرایہ وغیرہ کے واسطے روپے ارسال کئے گئے جب سوامی جی تشریف لائے۔ میں نے سوامی جی کے تیل کا خرچ ان کی دوکان پر ڈلوا دیا۔ مگر وہ ایسے گھبرائے کہ اُنہوں نے منہ دکھلانا بند کردیا مگر کبھی کبھی مجھ سے پوچھ لیتے کہ وہ کب جائینگے +

راولپنڈی آکر سوامی جی جانسن کی کوٹھی میں اُترے، ۸ بجے صبح کے وقت یہاں تشریف لائے تھے۔ بہار نبدھو ۵ دسمبر ۱۸۷۷ع جلد ۵ ع ۴۸ میں لکھا ہے۔ کہ پنڈت دیانند سرستی آجکل راولپنڈی میں براجتے ہیں +

پنڈت بھیم سین جی کہتے ہیں۔ کہ سوامی جی راولپنڈی میں دو ماہ ٹھیرے جاڑے کا موسم تھا +

سوامی جی کی تحریروں سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ۷ نومبر ۱۸۷۷ع چار شنبہ مطابق کارتک سُدی ۲ سمت ۱۹۳۴ راولپنڈی میں تشریف لائے +

اِن دنوں کنکھل کی گدی کے مہنت سادھو سنپت گری جی وہاں موجود تھے سوامی جی نے آتے ہی اُن کا حال پوچھا کہ وہ یہاں ہی ہیں +

اُس کوٹھی میں سوامی جی نے تقریباً ۲۰ دیاکھیان دئیے اور غالباً ۴۰ روز اُس میں رہے +

کوہ نور میں لکھا ہے۔ سوامی دیانند سرستی لاہور سے تشریف لاکر سیٹھ جانسن جیو سوداگر کی کوٹھی پر قیام پذیر ہوئے۔ کل ۴ بجے وہ لکچر دیوینگے پنڈتان وغیرہ

خواہ کتنے ہی ہوں پر آپ کو کوئی فقیرانہ رمز کی بات نہیں آتی۔ پھر اُس نے پوچھا کہ تمہارا گورو کون ہے اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمارا گورو وید ہے پھر وہ کچھ نہ بولا۔
اِس کے بعد کُل چھاؤنی کے برہمنوں کی طرف سے کچھ سوال طیار ہو کر آئے۔ لانیوالے سے سوامی جی نے پوچھا کہ یہ تم نے بنائے ہیں
اس نے جواب دیا کہ نہیں کئی آدمیوں نے ملکر بنائے ہیں۔ تب اُس نے خود ہی علے الترتیب ایک ایک کر کے پڑھا اور سوامی جی جواب
دیتے رہے۔ اُس نے بیچ میں کوئی شکایت نہ کی۔

رائے میا داس صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و پادری بوس صاحب بھی ڈیرہ پر گئے تھے۔ اُن کی بات چیت ہوئی مگر ہمیں معلوم نہیں۔ اُنکے
یہاں آنے پر کرایہ شکرم و آرائش مکان و خوراک کُل خرچ لعہ ۲ر۶ پائی روپیہ ہوا اور بعد ازاں اُن کی موجودگی میں ہی سبھا کا نام آریہ سماج رکھا گیا۔

یہاں کے بڑے مندر کے رگھناتھ پوجاری بھی گئے تھے۔ اُس نے کچھ پوچھنا چاہا۔ سوامی جی نے اُن سے اول اُنکا نام پوچھا اُس نے کہا کہ
رگھناتھ پوجاری۔ سوامی جی نے کہا کہ کیا پڑھے ہو اُس نے چند گرنتھوں کے نام بتلائے۔ سوامی جی نے کہا کہ پوجاری کا ارتھ کرو۔ اُس نے نہ کیا تب
سوامی جی نے کہا کہ یہ پوجا اور اری دو لفظوں سے بنا ہے یعنے پوجا کے شترو۔ اس پر وہ کچھ نہ بولے اور چلے گئے۔

لالہ کرپا رام برنچ پوسٹماسٹر صدر بازار فیروزپور نے بیان کیا کہ سوامی جی یہاں دو شکرموں میں آئے تھے۔ کرایہ صہ ۵ لالہ متھرا داس
جی نے دیا تھا پستکیں بہت ساتھ تھیں۔ جب ہم جایا کرتے تو لوگ منع کرتے کہ یہ تو لوگوں کو کرانی کرنے آیا ہے اور انگریزوں سے تنخواہ پاتا ہے۔
اُس کے پاس مت جاؤ خصوصاً برہمن لوگ زیادہ منع کیا کرتے۔ مگر جب ہمنے ویاکھیان سُنا تب معلوم ہؤا کہ برہمنوں کا کہنا بالکل جھوٹھ ہے اُنہوں
نے بیان کیا کہ یہاں عیسائی محمدی سب متوں کا کھنڈن کر کے سناتن دھرم کا منڈن کیا اور اِس خوبی سے کیا کہ اکثر لوگ آنسو بہا کر رونے
لگے۔ مکتی رام گورگور کرتا ہی رہگیا اور سب لوگ ہنس پڑے اور گوپال شاستری کا حال بھی ایسا ہی ہؤا۔ جس سے ست پر نشچے ہو کر
آریہ سماج قائم ہوئی۔ میں اول چند مدت تک جاتا رہا۔ پھر ممبر ہو گیا۔

منشی مٹھن لال صاحب و منشی گوپال سہائے جی نے بیان کیا کہ رگھناتھ پوجاری نے یہ بھی کہا تھا کہ مہاراج وید کے سہارے سے سب
شاستر بنے ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے مگر جس طرح کہ تھیلی میں روپیہ کی کھری اور کھوٹی حالت کو پرکھنا ضرور ہوتا ہے۔ اور وہ کام
صراف کا ہے اور اسی طرح ودوانوں کا کام ہے کہ ست اور است بات کا نرنے کریں۔

جس مکان کو لالہ متھرا داس نے اُنکے واسطے بنایا تھا وہ اگرچہ اسمیں نہیں رہے مگر اُنکے جانیکے بعد وہاں ہی سماج عرصہ تک ہوتی رہی۔ سوامی جی کے آنے سے پہلے ہی ہم نے
رگھونس سہائے کے کہنے کے مطابق ہندو سبھا کا نام آریہ سماج رکھ لیا تھا بعد ازاں گوبند لعل کو بھیجا گیا۔ جو جا کر سوامی جی کو لے آیا اور یہاں اُنکے ویاکھیان ہوئے

بھگت سروپ سنگھ نے بیان کیا کہ یوگ کی بابت ہم نے سوامی جی سے بہت بات چیت کی اور کئی باتیں نئی دریافت کیں۔ اور ہم وشودہانند
سوامی بنارس والے سے بھی ملے مگر ہمارے خیال میں وشودہانند یوگ جاننا تو درکنار اُس کے بو و باس سے بھی ناواقف ہیں۔

سوامی جی کے اُپدیشوں کے بعد یہاں باقاعدہ ہندو سبھا کا نام آریہ سماج رکھا گیا۔ نیم اور اُپ نیم سویکار کئے گئے اور مندرجہ ذیل
صاحبان عہدہ دار مقرر ہوئے۔ لالہ متھرا داس صاحب پروایزر پردھان۔ منشی گوبند لعل سکرٹری۔ اور بہت سے صاحبان سبھاسد
ہوئے اور سوامی جی سب سے رخصت ہو کر ۵۔ نومبر ۱۸۷۷ع کی رات کو فیروزپور سے روانہ ہو کر صبح ہی لاہور پہنچ گئے۔

ایک روز موجودہ زمانہ کے بیوقوف برہمنوں کا جب ذکر کر رہے تھے - تب تمثیلاً فرمایا کہ ایک مہاراجہ کے ہاں کوٹھاری جی تھے - راجہ کے پاس جب کوئی پنڈت جاتا اور کوٹھاری جی سے کہتا کہ میری سہایتا کیجئے میں کچھ پڑھا لکھا نہیں ہوں کوٹھاری جی فرماتے کہ اس کی کچھ پرواہ نہیں - جو تمہارے من میں آئے کہتے جاؤ صرف ہاتھ میں مالا اور گئومکھی ہونی چاہئے - چنانچہ کوٹھاری نے ایک پنڈت سے اپنا حصہ مقرر کر لیا - وہ ایک گھاٹ پر جا کر جپ کرنے لگا راجا کا جپ کروں - راجہ کا جپ کروں ۰

دو چار دن کے بعد ایک اور آیا وہ بھی بدستور حصہ ٹھیرا کر وہاں ہی گیا اور اس نے پہلے برہمن کا جاپ سنکر یہ کہنا شروع کیا - جو تو کرے سو میں کروں - جو تو کرے سو میں کروں -

اس کے بعد ایک ودوان پنڈت بھی وہاں پہنچ گئے - وہ بھی جپ کے واسطے بھیجے گئے انہوں نے جا کر دونوں کا سنا اور حیران ہو کر یہ کہنا شروع کیا - یہ نبھے گی کب تک - جو تھے بھی اسیطرح پہنچے اور انہوں نے ان تینوں کا جاپ سنکر یہ کہا کہ جب تک نبھے گی تب تک ۰

اس سے انہوں نے بتایا کہ آج کل برہمنوں کے حالات ایسے تذبذب ہو رہے ہیں جو باوجود جاننے کے بھی اودیا میں دھکیلے جاتے ہیں اخیر لکچر جو مکتی کے وشے پر تھا - اس میں آٹھ انگ اُپاسنا کی فضیلت تشریح کے ساتھ بتلائی - منشی رام سہائے جی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ایسے ہر ایک ویاکھیان کو بڑے اُتساہ سے سنتے رہے - اور شہر و چھاؤنی کے بڑے بڑے سیدار معزز رئیس بھی اُنکے لکچروں میں برابر آتے رہے ہ

مولوی کرامت علی وکیل پٹیالہ نے بھی کچھ سوال کئے تھے - مگر وہ ہمکو یاد نہیں ۰

پنڈت کرپارام حال کلرک میگزین فیروزپور نے سوال کرنا چاہا - اور جاتے ہی کہا کہ آپ تو کرسی پر بیٹھے ہیں - میں کھڑا ہوں میرے اور آپ کے سوال و جواب کس طرح ہو سکتے ہیں - سوامی جی نے اس کے واسطے کرسی منگائی - جب کرسی آنے میں دیر ہوئی تو سوامی جی نے فرمایا کہ آپ کرسی کے بغیر بھی بول سکتے ہیں - اور اگر حسرت ہے کہ میں کیوں بیٹھا ہوں تو میں بھی نیچے بیٹھ جاتا ہوں - اتنے میں کرسی آگئی اور بیٹھ گئے اُنہوں نے سوال کیا کہ خدا محدود ہے یا غیر محدود ہے - سوامی جی نے کہا کہ میں عربی نہیں سمجھتا بھاشا میں کہو کہ اسکا نات پر یہ مطلب اُکیا ہے کیا ایک دیشی یا سرب بیاپک سے مطلب ہے اُسنے کہا کہ ہاں - سوامی جی نے کہا کہ سرب بیاپک ہے - کرپارام جی نے اپنی گھڑی لیکر ایک میز پر رکھدی کہ بتلاؤ اس میں کہاں ہے - سوامی جی نے اکاش کی مثال دیکر فرمایا کہ اکاش سب جگہ سمایا ہے - سب چیزیں اکاش کے اندر رہیں میز اپنا سوٹا اپنا گھڑا کر کے ابھی اکاش کے اندر ہے جیسے یہ اکاش کے باہر نہیں ہو سکتا - اسیطرح آپ کی گھڑی بھی پرمیشور کی بیاپکتا سے جدا نہیں - اس پر اُنہوں نے اپنی تسلی تو ظاہر نہ کی صرف یہ کہا کہ بس تمہیں گھوڑے ہانکنے آتے ہیں ۰

مگر غور و فکر کرنے کے بعد جواب کو راست سمجھ کے صدقِ دل سے آریہ سماج فیروزپور کے سبھاسد ہو گئے اور پوری صداقت سے سوامی جی کی عزت کرتے ہیں ۰

اُس کے بعد کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کے دفتری مکھنی رام نے ایک بھاشا کا دوہرا پڑھا جسکا پہلا مصرعہ یہ ہے گیان گیان گیان کو کھنڈ کر کھیل چوگان میدان ہا دوسرا پڑھنے لگا ہی تھا کہ سوامی جی نے درمیان میں روک دیا کہ پہلے اسی آدھی تک کا ارتھ کر دو - جب وہ ارتھ کرنے سے رکا تب سوامی جی خود ارتھ کرنے لگے کہ کچھ پڑھو اور اچھی طرح سے لکھ پڑھ پھر لکھا پڑھا سب بھول جاؤ اور گلی ڈنڈا کھیلو - اس پر اُسنے کہا کہ آپ پڑھے ہوئے

چھاونی فیروزپور کا حال

جمعہ ۲۶ - اکتوبر ۱۸۷۷ء سے دوشنبہ ۱۲ نومبر ۱۸۷۷ء تک

چودھری بشن سہائے جی نے بیان کیا کہ سوامی جی لاہور میں تشریف لائے اور وہاں آریہ سماج قایم کی اور اسطرح پنجاب کے دیگر شہروں میں چرچا ہونے لگا - ان دنوں یہاں ایک ہندو سبھا قائم تھی اس سبھا میں بابو گوبند سہائے برادر بابو دینا دیال وکیل نے لاہور سے آن کر کہا کہ ایک سوامی جی آئے ہیں - جو مورتی پوجا وغیرہ کا کھنڈن کرتے ہیں - اور اپنے وید شاستر کی عظمت دیگر سب مذہبی کتب پر ثابت کرتے ہیں لاہور میں بڑے بڑے عالم و فاضل اُن کی طرف رجوع لائے ہیں میری سمجھ میں یہ سبھا اُنہیں کے عقائد پر قائم ہونی چاہیئے - اس پر لالہ متھرا داس صاحب جو اُس وقت سبھا مذکور کے پردھان تھے شوق پیدا ہوا اور اُنہوں نے گوبند لعل کا بتھ کو لاہور بھیجا اور وہ سوامی جی کو بسواری شکرم اپنے ساتھ لائے سوامی جی کی تشریف آوری سے پہلے لالہ متھرا داس جی نے اُنکی آمد آمد کے شوق میں ایک مکان خاص طیار کرایا جو اُنکی نشست استھان اور رہائش کے لائق تھا - کوہ نور میں لکھا ہے کہ سوامی جی ۲۶ - اکتوبر ۱۸۷۷ء کو فیروزپور روانہ ہو گئے (۳ نومبر ۱۸۷۷ء صفحہ ۹۰۳)

چنانچہ سوامی جی تشریف لائے مگر اُنہوں نے آبادی میں رہنا پسند نہ کیا - لہذا لالہ بنواری لعل کی کوٹھی میں جو قدیم توپخانہ کے محاذ میں تھی ڈیرا کیا - وہیں پنڈت لکھنے والے بھی سوامی جی کے ساتھ تھے ؛

سوامی جی کے لکچروں کے واسطے لالہ متھرا داس کے مکان کے سامنے ایک اُفتادہ زمین میں شامیانے نصب کئے گئے اور اُنہیں اچھی طرح سجایا گیا پہلے روز جب سوامی جی آئے - تو اُن کے درشنوں کے واسطے بہت سے لوگ گئے ؛

یہاں کُل ویاکھیان ۹ ہوئے - اور یہ سب شام کو ہوتے رہے ؛

پہلے ویاکھیان کے آغاز کرتے ہی گوپال شاستری نے جو اس ضلع کا رہنے والا ہے - اور اپنے کو جموں کا طالب علم بیان کرتا تھا کہا ہم نے کچھ سوالات کرنے ہیں - سوامی جی نے کہا کہ ویاکھیان شروع ہو گیا ہے - اس کے بعد جو چاہے سو پوچھ لینا - اُس نے کہا کہ مجھ کو آپکے کہنے پر بہت سے اعتراض ہیں - سوامی جی نے کہا کہ لکھتے جاؤ اخیر میں سب کا جواب دیا جاویگا - اُس نے کہا کہ میں اس قدر نہیں لکھ سکتا تب اُسکو سبھا کی طرف سے کہا گیا کہ اگر نہیں لکھ سکتے تو خاموش رہو - اور سوامی جی نے کہا کہ چپ چاپ سُنتے جاؤ - مگر چونکہ اُس وقت اُس کی حالت نہایت بیقرار اور زبان لکنت میں اور جان کانپ رہی تھی اور سوامی جی کے تیج کے سبب اُسکے اوسان باختہ ہو رہے تھے اُسے چپ چاپ نہ بیٹھا گیا اور یہ کہکر سبھا سے چلا گیا - کہ یہ گپ اشٹک ہے - جو کوئی اہل ہنود ہو وہ نہ سُنے - اس پر دس بارہ آدمی اُٹھ کر چلے آئے لکچروں میں تمام اصولی باتوں کا اُنہوں نے صاف طور پر ذکر کیا تھا - ایک روز سوال و جواب کے واسطے رکھا اور اخیر روز ویاکھیان مکتی کے وشئے پر تھا - اور پہلا سرشٹی اُتپتی کے وشئے پر -

مگر ہم نے جا کر دیکھا تو اشنان تو درکنار پاؤں ڈالنے کو دل نہیں چاہتا تھا کیونکہ سِکھ لوگ کیسوں کے بال بھی دیوالی کے روز اُس میں جا کر ڈالدیتے ہیں۔ سردار صاحب نے کہا کہ مہاراج آج ہمارے پربھی ورہے ہیں یعنے برسے۔ سوامی جی نے کہا کہ جب ویاکھیان ہوتا ہے تو بلا لحاظ سچ ہی سچ کہا جاتا ہے +

ویدوں کی بابت لالہ ہرنرائن ولد بابو ہیراج جی نے پرشن کیا کہ آپ ایشر کو نراکار مانتے ہیں۔ مگر وید تو مُکھ اور قلم اور دوات اور بانی کے بغیر رچے نہیں جاتے۔ ایشر نے کیسے بنائے۔ اُنہوں نے کہا کہ تم اپنے چت میں کچھ پڑھو۔ اُس نے پڑھا۔ سوامی جی نے کہا کہ تم تو پڑھ سکتے ہو۔ مگر ایشر کیا ایسا بھی نہیں کر سکتے۔ ایشر نے تم کو اور سب وِشو کو رچا ہے +

ایک دن ویاکھیان دے رہے تھے کہ اتنے میں سنکھ اور گھڑیال بجا۔ سوامی جی نے کہا کہ دیکھو یہ عورتوں کے بلانے کا بگل ہے۔ سادھو لوگ بچوں کے مُنہ کو پرشاد کی چاٹ یا برفی کا مزہ ڈالدیتے ہیں اسلئے جب گھڑیال بجتا ہے تو لڑکا ماں کو کہتا ہے۔ کہ چل ماں۔ آرتی دیکھیں گھڑیال سُنیں۔ مگر اُس بچہ کو معلوم نہیں کہ وہاں ماں کی کیا دُردشا ہو گی۔ اسیطرح اور بھی کئی باتیں ارشاد فرمائیں +

۲۴ ستمبر ۱۸۷۷ء ۷ بجے صبح روز دوشنبہ مطابق اسوج بدی ۲ سمت ۱۹۳۴ کو مولوی احمد حسن صاحب سے روبرو سردار صاحب کے مباحثہ ہوا (تناسخ اور کرامت پر) جس میں مولوی صاحب سے کوئی جواب نہ بن سکا اور کامل شکست کھائی۔ مرزا موحد صاحب اڈیٹر و مالک وزیر ہند سیالکوٹ ساکن جالندھر نے اُس مباحثہ کو اُسی سال مطبع پنجابی لاہور میں طبع کرایا ہے۔ جو ضمیمہ میں موجود ہے +

جالندھر کے متعلق سوامی جی ایک خط میں لکھتے ہیں +

آریہ سماج لاہور کے سب سبھاسدوں کو نمستے ووت ہو۔ آگے امرت سر سے جا کر جالندھر میں پہنچگئے۔ سردار سوچیت سنگھ جی کے باغ میں ٹھیرا ہوں۔ آگے جو جو ورتیش ہوہار ہیگا سو لکھا جائیگا۔ آگے سردار وکرمان سنگھ جی بہت اچھے پرش ہیں۔ وید بھاشیہ کا چھٹا انک آگیا وا نہیں مو ہر لگا کر موہر کو امرت سر بھیجدینا۔ سمت ۱۹۳۴ متی بہادر سُدی شنی وار مطابق ۱۵ ستمبر ۱۸۷۷ء +

سوامی جی جالندھر میں ۱۲ ستمبر ۱۸۷۷ء کو تشریف لائے اور ۲۴ ستمبر ۱۸۷۷ء کو مولوی احمد حسن صاحب عرف ولی محمد پشاوری سے مباحثہ ہوا جو اول مرتبہ ستمبر ۱۸۷۷ء میں پنجابی پریس لاہور میں طبع ہوا۔

ایک چٹھی سوامی جی کی مورخہ ۵۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء جالندھر سے لکھی ہوئی بنام بنئے مادھو جی کے ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ سوامی جی ۱۲ ستمبر ۱۸۷۷ء سے ۵۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء تک یہاں براجمان رہے۔ سوامی جی ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء تک وہاں رہے +

پنڈت بھیم سین جی نے بیان کیا کہ ایک کراماتی مسلمان فقیر سے کچھ بادر بحث ہوا تھا۔ آخرکار اُس کے چوتڑوں سے عند التلاش ایک پنج سیری نکلی حالانکہ وہ کہتا تھا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ پدارتھ آسمان یا جنات سے منگاتا ہوں۔ سردار صاحب کے اصرار پر سوامی جی نے اُس کی یہ چالاکی ظاہر کی تھی۔ تاکہ یہ فریب سردار صاحب کے دل سے دور ہو۔ کنہیا لعل برہمن ساکن کُل تھم ضلع جالندھر نے ڈاکٹر گنگارام جی سے بیان کیا کہ میں کئی دفعہ سوامی جی کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا ایک دن پوچھا کہ تم روز کیوں آتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ مہاراج آپ کوئی اُگیا کریں جس کو میں پالن کروں تاکہ میرا کلیان ہو۔ سوامی جی نے فرمایا کہ اگر تم کر سکتے ہو تو ایک سرائے بنادو اُس میں لحاف اور چارپائی رکھدو تاکہ لوگ آرام پاویں۔ اور ٹھاکر دوارہ بنانا یا مڑھی یا پیر پوجنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ تمہارا اسی سے کلیان ہوگا +

اُن کر بحث کرے کہ شرادھ زندوں کے ہیں یا نہیں - اگنی کھواتا وغیرہ شبدوں کے ارتھ کئے اور کہا کہ اُن کے ارتھ مانے جاویں تو اگنی میں جلا ہوا کبھی آ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں مگر اسکا ایسا ارتھ نہیں ہے - اسیطرح جو للو عمر ۲۴ برس ودیا پڑھے وہ پتا - جو عمر ۳۳ پڑھے وہ پتامہا اور جو عمر ۴۸ برس تک پڑھے وہ پرپتامہا ہو سکتا ہے (دیکھو منوسمرتی ادھیا ۲) پس یہ تینوں صرف جیتے ہوؤں کے نام ہیں مُردوں کے نہیں - اسیطرح فرمایا کہ جب پنڈ کی بیدی بناتے ہیں - اور اس کے گرد یہ منتر پڑھ کر لکیر کھینچ دیتے ہیں +

ये रू पाणि प्रति मुञ्च माणा असु राःसंति सुधा चरंति परा परो निपरो अग्नि ष्टान् लोकान्

प्रादुतमात् प्रीणाहिन: ॥

جس کا پریوجن یہ ہے کہ بھوت پریت اس کے نزدیک نہ آویں +

مگر خیال نہیں کرتے کہ کبھی تو اس کے پڑھنے سے اُڑ نہیں سکتی بھوت پریت کیسے دور ہو سکتے ہیں - ایسے خیالات محض باطل ہیں -

پران پرتشٹا مورتی پوجا کی بابت بھی بہت طوالت سے کھنڈن کیا جو ستیارتھ پرکاش میں موجود ہے - شرادھ کے کھنڈن کے روز ڈیرہ پر آکر ہم سے بہت آدمیوں کے روبرو ذکر کیا کہ اگر کوئی پنڈت ہو تو ہم اُسے بتلاویں کہ اصل کیا ہے - چنانچہ وہاں پنڈت شیو رام جی بیٹھے ہوئے تھے ہم نے کہا کہ یہ پنڈت ہیں تب اُن سے کہا کہ یہ لفظ پتری جیتے پر آتا ہے یا مرے پر - آپ نرپکش ہو کر کہیئے - پنڈت جی نے کہا کہ مہاراج دیاکرن کے رو سے جیتے پر آتا ہے - کیونکہ پالنا اور رکھیا کرنے والے کو پتری کہتے ہیں (میں نے خود پنڈت صاحب سے پوچھا انہوں نے اس بات کی تائید کی) تب سوامی جی نے کہا کہ ہم بھی تو جیتے کا ہی کہتے ہیں - یہ تو نہیں کہتے کہ مرے کو کھیر اور جیتے کو تیر +

ایک دن عین اس وقت جبکہ پنڈت شردھا رام پھلوری بھی ویاکھیان میں موجود تھے اور کنٹھی اور تلک لگایا ہوا تھا تب سوامی جی نے اس طرح بیان کیا کہ ایک مسافر راستہ میں مر گیا زاغ (کوے) نے اُس کے ماتھے پر بیٹھ کر دی - اُدھر جمدوت آئے اور اُدھر وشنو کے گن - اُنمیں تکرار ہوئی - آخر وشنو کے گن زبردستی اُسے بیکنٹھ کو لیگئے +

سوامی جی نے کہا کہ اس سے پولیس کا سپاہی تو ڈرتا نہیں جمدوت کیسے ڈر سکتے ہیں - دوسرے دن پنڈت شردھا رام نے لاہوریوں کے ٹھاکر دوارے میں لکچر دیا کہ جیسے کوئی ٹھگ لڈو دیکر بچوں کے زیور اُتار اکرتے ہیں ویسے ہی یہ تم کو ایسی ایسی باتیں سنا کر ٹھگتا ہے +

رام ناتھ ولد لالہ سرجن مل مرہوترہ نے بیان کیا کہ مینے کہا کہ مہاراج جب ہم برہمنوں سے پوچھتے ہیں کہ اتھر وید کوئی ہے تو در جواب کہتے ہیں - کہ عورتیں جو بیاہ میں گایا کرتی ہیں وہ اتھر وید ہے - سوامی جی نے کہا کہ ایسا نہیں ہے - وہ نہایت اُتم وید ہے - دیکھو - برہمچاری کو کہا کہ لاؤ چنانچہ دکھلایا اور لکچر میں لا کر سب کو دکھلایا +

کاشی کا بھی ایک روز کھنڈن کیا اور اُس کی دُردشا بتلائی جو کہتے ہیں - کہ پنچ کوش کے کئے ہوئے پاپ فلاں جگہ - اور وہاں کے فلاں جگہ اور اُس جگہ کے مندر میں اور وہاں کے شوا ئے نمہ کہنے سے - سوامی جی نے کہا کہ پاپ تو شُدہ سنکلپ - اور تپ کرنے اور پھل بھوگنے سے دور ہوتے ہیں - یہ دیکھو کیسا اندھیر ہے - گنگا جی کی بابت بھی ذکر کیا تھا - کہ کلایا تکلیف تو بھرم یا روگ دور ہونے سے ہٹتی ہے - نادان اشنان سے سمجھتے ہیں - کہ پاپ دور ہو گیا مگر وہ تو دور ہوتا نہیں - اُسی روز فرمایا کہ ہم نے دور سے امرت سر کی بڑی مہماں سنی تھی - کہ اُس میں اشنان سے

ایک دفعہ اندھیر نگری کی مثال دی۔ جس میں چور کے بدلے بیوقوف راجا پھانسی ملا۔ اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا۔

ایک دن مُکتی کی بابت ویاکھیان دیا اور فرمایا کہ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ جیو برہم ایک ہو جاتے ہیں۔ یہ غلط ہے بلکہ پرمیشر سمبندھ کا ہو جانا یہ ہی موکش ہے۔ موکش میں جیو پرم آنند کو بھوگتا ہے۔ نہ کہ لے (فنا) ہو جاتا ہے۔ تبلایا تھا کہ جیو موکش سے ایک کلپ کے بعد واپس آتا ہے۔ مگر آکر کسی اُوتم گھر میں جنم لیتا اور پرسوارتھ کرتا ہے۔ کرشن وغیرہ لوگ یہ موکش سے واپس آئے ہوئے تھے ✚

ایک روز زنانس وشراب کی بابت بھی ذکر کیا تھا کہ انکے استعمال سے آتشک اور شریر کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ اور پرمانوں بگڑ جاتے ہیں ✚

ایک دن فرمایا تھا کہ آجکل کے راجاؤں کی کیا حالت ہے۔ انگریز لوگ اپنے آدمیوں کا بہت لحاظ کرتے ہیں اگر کوئی گورہ یا فرنگی کسی دیسی کو قتل کر ڈالے اور وہ عدالت میں کہدے کہ میں نے شراب پی تھی تو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ سخت اینائے (ظلم) ہے یہی حالت بعینہٖ دریودھن کی تھی۔ جب اُس کی آنکھیں مقررہ استھان سے نکلکر مستک پر چلیں تو راج کا ستیاناش ہو گیا۔ اسیطرح یہاں بھی اگر یہ زیادہ ظلم کرینگے تو راج زیادہ نہ رہیگا جیساکہ اُنہوں نے لکھنؤ کے بلوہ میں بعوض مارنے چند انگریزوں کے لاوارث بے گناہ دیسی آدمیوں کو مار ڈالا۔

ایک دن ویاکھیان میں جبکہ راجہ بکرماں سنگھ جی بھی بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ جو راجا ہو کر کنجری (طوائف) رکھتا ہے۔ وہ کنجر ہے۔ سردار صاحب نے کہا کہ ہمارے پر بھی؟ کہا کہ نہیں ہم تو سب کو کہتے ہیں کسی کی رعایت نہیں کرتے یہ دھرم کی بات ہے ✚

ایک راجا کی کہانی سنائی کہ وہ دہلی میں گئے وہاں انہیں ایک آدمی ملا کہ مہاراج مجھے ایک ایسی پوشاک بنانی آتی ہے کہ جو اُسے پہنے تو وہ کسیکو نظر نہ آوے مگر جو حرام کا ہوگا اسکو نظر آئیگا۔ راجا نے خوش ہو کر فرمایا کہ کیا لیگا۔ کہا کہ عــ۲ــہ ہزار۔ آخر عــ۱۰۰۰۰ــہ ٹھہری اُسنے ۵ ہزار روپیہ پیشگی مانگا۔ کئی مہینہ تک طیاری میں مصروف رہا۔ آخر کئی آدمیونکو بھیجکر بلایا۔ راجا صاحب نے کہا کہ پوشاک لائے کہا کہ حضور لایا ہوں راجا صاحب نے کہا کہ ہمکو نظر نہیں آتی۔ کہا کہ اگر نظر آتی تو اُس کی تعریف کیا ہوتی۔ آپ اندر چلیں میں پہنا دوں چنانچہ اندر لیجاکر راجا صاحب کے سب کپڑے اُتروا کر بالکل برہنہ کر دیا۔ اور جھوٹھ موٹھ سر پر ہاتھ پھیر کر عمامہ۔ کُرتہ۔ پاجامہ۔ دوپٹہ کا افترا کرتا گیا۔ اسیطرح بالکل برہنہ راجا صاحب کچہری میں آئے۔ وزیر کچھ عقلمند تھا۔ اُسنے جب دیکھا تو نہایت شرمندہ ہوا کہ اگر ابھی کسی راجا کا وکیل آجاوے۔ تو کیا کہیگا عرض کی کہ مہاراج ایک عرض ہے فرمایا کہ کہو۔ کہا کہ آپنے ساری پوشاک دہلی کی پہنی ہے صرف لنگوٹی دیسی پہن لیجئے تاکہ یہ برہنگی بری معلوم نہ ہو۔ راجہ صاحب نے کہا کہ کیا ہم ننگے ہیں۔ اُس نے کہا کہ ہاں حضور تب راجہ صاحب نے بمشکل اقرار کیا اور مانا کہ اُس ٹھگ نے ہمیں فریب دیا۔ یہی حال آج کل کے راجاؤں کا ہے ✚

شرادھ کی بابت کسی پنڈت کے سامنے شاسترارتھ نہیں ہوا مگر ہاں ایک دن جبکہ سوامی جی نے مرتک شرادھ کھنڈن پر ویاکھیان دیا تو دوسرے دن اُسی مکان پر پنڈت رام دت جی آنریری مجسٹریٹ نے ویاکھیان دیا کہ شرادھ مرتک کا ٹھیک ہے اور تیرتھ ضرور ہیں۔ پورانوں کے پرمان دیئے وید کا کوئی منتر نہ سنایا اور اعتراض کیا کہ جب سوامی جی کہتے ہیں کہ مرتکونکے شرادھ نہیں تو وہ پتا کو تو زندہ بتلا دینگے۔ مگر پتامہا اور پرپتامہا کس کے بناوینگے گرڑپران وغیرہ کے بہت پرمان دیئے۔ اور کہا کہ وید کی بابت پھر سوچ کر کہونگا۔ اُس روز سوامی جی نہیں آئے تھے۔ اس لیکچر کے نوٹ سوامی جی کا ایک ودیارتھی لکھ کر لے گیا تھا ✚

دوسرے دن جب سوامی جی چار وید۔ چھ شاستر۔ اُپنشد وغیرہ۔ سب گرنتھ اپنے ساتھ لائے۔ اور وہاں ہی ویاکھیان دیا اور فرمایا کہ جس کو اچھا ہو

شہر جالندھر

ماہ ستمبر ۱۸۷۷ء

سوامی جی جب اخیر سال ۱۸۷۴ء سے اخیر ۱۸۷۵ء تک بمبئی کیطرف رہے اور وہاں آریہ سماج قائم کی تو انہیں دنوں میں سردار بکرماں سنگھ و سردار سوچیت سنگھ انکو بمبئی میں ملے تھے پھر دربار قیصری دہلی ۱۸۷۶ء کے اخیر میں ملاقات ہوئی جہاں سردار صاحب نے سوامی جی سے اِستدعا کی تھی کہ آپ ضرور پنجاب میں تشریف لائیں اور ست دھرم کا اپدیش فرماویں +

لالہ سرجن مل کھتری مہوترہ ساکن وستی گوجان ضلع جالندھر نے بیان کیا کہ سوامی جی پہلی بار لودھیانہ سے یہاں آکر ماہ اپریل ۱۸۷۷ء ایک ہی رات سردار سوچیت سنگھ جی کی حویلی میں رہکر لاہور کیطرف چلے گئے اس دفعہ انہوں نے کوئی لکچر نہیں دیا +

دوبارہ ۱۲ ستمبر ۱۸۷۷ء پنجشنبہ مطابق بھادوں سُدی ۶ سمت ۱۹۳۴ کو پرتا کال کے ½۹ بجے سوامی جی امرتسر سے چلکر ۲ بجے کے قریب جالندھر میں تشریف لائے اور سردار صاحب کی کوٹھی میں فروکش ہوئے +

دوسرے دن کنور سوچیت سنگھ جی کے ہاں ویاکھیان ہوا اُس روز آدمی بہت زیادہ تھے۔ مکان تنگ تھا۔ ویاکھیان کی سماپتی پر سوامی جی نے کہدیا کہ کل کے روز ویاکھیان سردار بکرماں سنگھ جی کے مکان پر ہوگا اُس روز ایکہزار کے قریب آدمی تھے۔ چھت صحن وغیرہ سب بھرے ہوئے تھے شرادھ ہونیکے آرنبھ سے پہلے ہی ویاکھیان شروع ہو گئے تھے +

پہلا ویاکھیان سرشٹی اُتپتی پر تھا اُس میں سوامی جی نے بتلایا کہ آدمی پہلے جوان اُتپن ہوئے تھے۔ ورنہ اگر بالک یا بردھ بناتا تو کام نہ کر سکتے اسواسطے جوان پیدا کئے گئے +

دوسرا ویاکھیان سردار بکرماں سنگھ جی کے مکان پر شروع ہوا یہاں ۱۵ سے ۱۶ ویاکھیان دیئے تمام ضروری باتیں ویاکھانوں میں ظاہر کیں سنسکار۔ شرادھ۔ ایشر۔ الہام وغیرہ مضامین پر لکچر ہوتے رہے +

ایک دفعہ بینگن کی مثال دی کہ آج کل راجا لوگ اور پروہت لوگ کیسے ہوتے ہیں یعنے ایک راجا نے بینگن کھانے کا ارادہ ظاہر کیا پروہت نے فرمایا کہ مہاراج کیسی اُتم چیز ہے۔ دیکھئے رنگ اس کا شام کرشن جی کیطرح۔ مکھ میں غبسری۔ یا سر پر مکٹ اور نام کیسا کہ بہو گن۔ راجا صاحب نہایت خوش ہوگئے اور خوب مزے سے کھانے لگے کئی بار کے کھانے سے خون آنے لگا۔ اور بواسیر ہوگئی۔ تب اُن سے طبیعت بگڑ گئی اور کہنے لگے کہ پروہت جی بینگن تو بڑے خراب ہیں پروہت جی نے کہا کہ مہاراج آپ ست کہتے ہیں۔ دیکھئے اسکا رنگ سیاہ کالا گویا حبشی یا بھنگی سر پر صلیب کی میخ اور کانٹوں کا تاج نہایت بری حالت۔ بیج ایسے جیسے کسی کو کوڑھ ہو جاوے نام کیسا خراب یعنے بیگُن

ایک دفعہ دلی کی مٹھائی کی مثال دی کہ تم بہاؤ کیا پوچھتے ہو کھائے جاؤ۔ فرمایا یہی حال جھوٹھے پرچار کا ہے +

یہاں پر مجسٹریٹ اور پولیس دونو موجود ہیں - اس کا بھی خیال رکھنا - ان کی بات ڈاکٹر بہاری لعل جی کو نہایت ناگوار گذری - جس پر انہوں نے میاں صاحب کو اچھی طرح دندان شکن جواب دیئے - اور ڈاکٹر صاحب و میاں صاحب کے باہمی رنج و مقابلہ کی گفتگو ہو کر جلسہ برخاست ہوا - رات کے آٹھ ۹ بجے تک یہ مباحثہ یا جھگڑا ہوتا رہا - اسکے دو ماہ بعد میاں صاحبان نے ڈاکٹر صاحب سے معافی مانگی اور سردار محمد حیات خانصاحب نے موافقت و صلاحیت کرا دی +

ایک دن اثناء لکچر میں جبکہ مسٹر کاک صاحب انجنیر بھی کھڑے تھے تب سوامی جی نے کہا کہ انگریزوں کو اس ملک میں عرصہ ہو گیا مگر ابھی تک انکا اُچارن اُشدھ ہے تکار کی جگہ ٹکار بولتے ہیں - جیسے تم کی جگہ ٹم - اس پر مسٹر کاک صاحب کو نہایت برا لگا - وہ چلے گئے اور چلتے ہوئے یہ کہہ گئے کہ تم اگر مغرب میں پشاور کی طرف جاؤ تو تمہاری خبر لیجائے +

مولوی باقر علی عربی مدرس گورنمنٹ سکول گورداسپور سے تناسخ کے بارے میں بات چیت ہوئی تھی +

ایک دن شرادھ کی بابت ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو برہمن تیروں کو تل اور جو دیتے ہیں - اور خود کھیر اور لڈو اڑاتے ہیں - ایک ان پڑھ برہمن کا قصہ سنایا کہ وہ بھتی پتر کا گیان نہ رکھتا تھا - ایکم کا گیان نہ رکھتا تھا - ایکم کا چاند دیکھ کر کونے میں لاٹھیاں رکھتا جاتا اور ان کو گن کر تھتی بتلایا کرتا تھا +

لالہ رام سرن داس (پلیڈر) نے بیان کیا کہ سوامی جی نے ایک دفعہ ویاکھیان میں فرمایا تھا کہ ہندو تو صرف چھوٹی سی چوہیا کو پوجتے ہیں - اور مسلمان اُس سے بڑے بُت پرست ہیں یعنے وہ بلی کو پوجتے ہیں - کیونکہ سالگرام ایک چھوٹی سی چیز ہے - اور مکہ کا بت خانہ بہت بڑا ہے پس مسلمان بہت بڑے بت پرست ہیں +

سوامی جی کی موجودگی میں ہی لوگوں کے دھارمک اُتساہ سے وہاں ۲۴ - اگست ۱۸۷۷ء کو آریہ سماج قایم ہو گئی اور صاحبان ذیل عہدداران و سبھاسد مقرر ہوئے - منشی سورج سرن منصف پردھان - دیوان کشن داس مثلخوان حال منصف سکرٹری - ڈاکٹر بہاری لال اسسٹنٹ سرجن و بابو امرت کشن بوس ہیڈ کلرک ضلع پنشنر و لالہ ہرچرن داس منصف و لالہ کنہیا لعل ساہوکار - و لالہ کا کا مل و لالہ رام سرن داس وکیل و بابا خزان سنگھ ساہوکار - ڈاکٹر بھگت رام و لالہ ہنس راج ساہنی و لالہ گو رچرن داس وکیل سبھاسدان +

۲۶ کو سوامی جی وہاں سے بدستور سابق شکرم میں سوار ہو کر بٹالہ میں تشریف لائے - اور تقریباً ایک گھنٹہ یا کچھ زیادہ رائے بھاگ سنگھ کے باغ میں آرام فرما کر سیدھے امرتسر میں رونق افروز ہوئے +

سادھو درکت ہیں۔ اگر تم نے شاسترارتھ کرانا ہے۔ تو کسی پنڈت کو بلاؤ اور نہ ہم وہاں جاتے ہیں۔ تب میاں صاحب نے کہا کہ اگر آپ شہر میں جانے یا اُن کے مکان پر جانے سے اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ تو مہنتوں کے باغ میں یا کسی اور جگہ جہاں آپ چاہیں سبھا قائم کرتے ہیں۔ وہاں چلیں اور شاستراتھ کریں۔ انھوں نے کہا کہ نہیں ہمکو کچھ ضرورت نہیں۔ دنگہ فساد ہو جاتا ہے! ور دو دھ نکلتا ہے۔ اور اگر تم زیادہ دِق کروگے تو ہم یہاں سے چلے جاوینگے (لالہ منگل سین جی سے خود سوامی گنیش گری جی نے یہ سارا برتانت ذکر کیا تھا) آخر ہر دو میاں صاحبان نے پنڈت لکھشمی دھر جی اور پنڈت دولت رام جی ساکن دینا نگر کو سوامی جی مہاراج کے ساتھ شاستراتھ کرنے کو بُلوایا۔ جس روز یہ پنڈت صاحبان تشریف لائے۔ اُس روز سوامی جی کا دیا کھیان شو پوران کے کھنڈن پر تھا۔ سوامی جی نے وہ کہانی سُنائی کہ لنگ مہا دیو کا بڑھا اور برہما بشن شو اور ہنس بن کر اُس کے ناپنے کے واسطے گئے وغیرہ وغیرہ +

ہر دو پنڈت صاحبان و میاں صاحبان نے کچھ خلاف تہذیب الفاظ زبان سے نکالنے شروع کئے کہ جُھوٹھ بکتا ہے جھوٹ بکتا ہے۔ تب ڈاکٹر بہاری لعل جی نے حسب قاعدہ سبھا عرض کیا۔ کہ اول سب کچھ سُن لینا چاہئیے۔ بعدازاں اعتراض کرنے کے واسطے طیار رہنا چاہئیے۔ مگر یہ کہاں ممکن تھا۔ آخر جب سوامی جی نے دیکھا کہ پنڈت صاحبان کہنے سے باز نہیں آتے تو فرمایا کہ اب میں خاموش ہوتا ہوں۔ پنڈت صاحبان میں سے جسے جائے اعتراض ہو پیش کریں۔ چونکہ مجمع کثیر تھا اور لوگوں کا شوق بھی تھا کہ فریقین کو دیکھیں۔ اسواسطے سامعین کی درخواست پر بابو بہاری لعل جی نے کہا کہ پنڈت صاحبوں میں سے جو مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ میدان میں کرسی پر تشریف لائیں اور خود ایک کرسی وہاں بچھوا دی۔ چونکہ ان میں سے کوئی ایک ایسا وِدوان نہ تھا اور نہ اُن میں سوامی جی کے ودیا۔ تیج کے مقابلہ کی شکتی تھی۔ اس لئے میاں صاحبان و پنڈت صاحبان کی یہ خواہش تھی۔ کہ سب ملکر اُتر پرشن کریں۔ اور اس رو و کد میں یہ لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے تھے جس سے شور ہوتا تھا۔ اس لئے سوامی جی نے فرمایا جو ایک پنڈت صاحب چاہیں سامنے بیٹھ کر اُتر پرشن کریں۔ اگرچہ یہ تجویز بڑی معقول تھی۔ اِلّا مخالف پارٹی کے مفید نہ تھی۔ میاں ہری سنگھ نے کہا کہ اکیلا کوئی پنڈت آپ سے شاستراتھ نہیں کرسکتا۔ دو یا زیادہ ملکر کرینگے۔ سوامی جی نے کہا کہ اچھا جس کو اچھا ہو۔ یہاں آکر اسکو باری باری بتلاتا رہے اِس پر بیساختہ میاں ہری سنگھ کے منہ سے نکلا کہ یہ بندر کلّی کون کھیل سکتا ہے +

پھر جب ڈاکٹر صاحب نے اصرار کیا کہ شاستراتھ کا قاعدہ ہے کہ دو نو سُکھ بیٹھ کر بچار کریں ضرور پنڈت جی کو یہاں مقابلہ پر بیٹھ کر شاستراتھ کرنا چاہئیے۔ تب میاں صاحب کے منہ سے نکلا کیا کنجریوں کا ناچ ہے۔ جو درمیان میں آنے کی ضرورت ہے۔ اس اسبھتا کے واکیہ پر در گذر کیگئی اور جس طرح وہ چاہتے تھے ویسی ہی بات چیت شروع کی +

مورتی پوجا پر ذکر چلا پنڈتوں نے یہ منتر गणा नान्त्वा इत्यादि پیش کیا کہ اس سے گنیش جی کی مورتی سدھ ہوتی ہے سوامی جی نے اِس پر کسی بھاشی کا پرمان مانگا۔ اُنھوں نے مہیدہر کا ذکر کیا۔ سوامی جی نے جھٹ مہیدھر بھاشی نکالکر آگے رکھا اور اس کا خراب ترجمہ لوگوں کو سُنایا کہ نہ تو اِس سے مورتی پوجا سِدھ ہوتی ہے۔ اور نہ گنیش پوجا بلکہ یہ تو نہایت فُحش ترجمہ ہے۔ اور ساتھ ہی سناتن نروکت وغیرہ گرنتھوں سے اُس کا عمدہ ترجمہ بھی بتلایا کہ اس کا مورتی پوجا سے کوئی تعلق نہیں۔ جب میاں صاحب کو یہ بات ناگوار گذری تب کہا کہ انگریزی راج ہے۔ ورنہ اگر ریاست ہوتی تو کوئی آپ کا سر کاٹ ڈالتا۔ سوامی جی نے کبھی پرواہ نہ کی برابر کھنڈن کرتے رہے۔ جب میاں صاحبان سے اور کچھ نہ ہوسکا تو یہ کہا کہ

گورداسپور کا حال

۱۸ اگست ۱۸۷۷ء سے ۲۶ اگست ۱۸۷۷ء تک

(نوٹ سوامی جی لاہور سماج کے ممبروں کو ۱۰ ستمبر ۱۸۷۷ء کے خط میں گورداسپور میں ۵۰ جلد آریہ اُدیش رتن مالا کی بابت اطلاع دیتے تھے۔ کہ ہم نے بھیجدی ہیں جس سے ظاہر ہے۔ کہ اس سے پہلے وہاں تشریف لے گئے تھے۔ اور رسالہ ویدپرکاش میں جون ۱۸۷۷ء میں طبع ہؤا گورداسپور سماج کا نام موجود ہے) اس دفعہ سوامی جی امرتسر میں ۵ جولائی ۱۸۷۷ء سے ۲ ستمبر ۱۸۷۷ء تک رہے اور اِس کے درمیانی عرصہ میں وہ گورداسپور تشریف لے گئے۔ لالہ منگل سین جی بیان کرتے ہیں کہ لالہ ہنس راج ساہنی بھیری و لالہ گورچرنداس گورداسپوری (حال وکیل) جو اِن دنوں لاہور میں تعلیم پاتے تھے۔ اُنہوں نے گورداسپور میں آ کر سوامی جی کے لکچروں کی تعریف ڈاکٹر بہاری لعل صاحب اسسٹنٹ سرجن گورداسپور کے سامنے کی۔ جس پر ڈاکٹر صاحب نے اپنے بھائی بلبہ داس کو معہ گاڑی امرتسر بھیجا اور رستہ میں ڈاک لگا دی +

چنانچہ امرتسر سے روانہ ہو کر ۱۸ اگست ۱۸۷۷ء بوقت ۵ بجے شام قریب غروب آفتاب کے گورداسپور میں تشریف لائے۔ سوامی جی کی آمد کا چرچا یہاں پہلے ہی سے پھیل رہا تھا۔ اس واسطے جس روز اُنھوں نے آنا تھا تو بہت سے باشندگان شہر اور اہلکاران ضلع پیادہ اور سوار شہر سے باہر استقبال کو گئے۔ خود ڈاکٹر بہاری لعل مکان کی آرایش میں مصروف رہے میں بھی استقبال والوں میں موجود تھا۔ ہم لوگ میل بھر کے فاصلہ پر گئے ہونگے۔ کہ اُدھر سے سوامی جی بسواری شکرم تشریف لائے۔ سب نے نمسکار و نمستے کی۔ اور سوامی جی اُتر پڑے اور سب نے آدر سنکار کیا۔ اور کشل آنند پوچھنے کے بعد گاڑی پر سوار ہو کر آہستہ آہستہ ہم سب لوگ ان کو شہر میں لائے۔ اور ڈاکٹر صاحب کے مکان لب سڑک متصل شفاخانہ میں فروکش ہوئے اور آتے ہی ۱۵-۲۰ منٹ کے آرام کے بعد اشنان کر اپنا منوہر ویاکھیان پہلے روز مورتی پوجا پر شروع کیا۔ سامعین کی تعداد ہر روز ایک ہزار اور کبھی کبھی دو دو ہزار ہو جایا کرتی تھی پھر اوتار اور ایشور پر ویاکھیان دیا گو رکھشیا اور اس کے فواید اور اِسی طرح تناسخ اور شرادھ اور آریہ ورت کی پرانی حالت پر ویاکھیان دئیے۔ اور تمام باتیں جو آریہ بننے کے لئے ضروری ہیں۔ خلاصتاً بیان کر دیں +

لکچر کے علاوہ اور سمے میں بہت لوگ سوامی جی کے پاس شنکا سمادھان کرنے اور اعتراض ہٹانے کے ارتھ جاتے اور مستفیض ہوتے رہے لکچر میں تمام معزز عہدہ داران سرکاری مثلاً سردار محمد حیات خان صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر اور میاں ہری سنگھ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و میاں شیر سنگھ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس و مسٹر کاک صاحب انجنیر وغیرہ صاحبان آیا کرتے تھے +

سوامی جی کے آنے کے تیسرے روز میاں ہری سنگھ صاحب اور میاں شیر سنگھ جی نے جو دونو مورتی پوجنے والے تھے۔ اُنہوں نے اول سوامی گنیش گری جی سے (جو تارک الدنیا۔ گوشہ نشین اور عمدہ وِدوان اور شہر سے باہر نہال شاہ کے تالاب پر رہتے تھے۔ اور جو عرصہ ہؤا کہ ایکسیال ہؤا کہ زر جایا کا دشی کے روز فوت ہو گئے) جا کر کہا کہ آپ چلکر سوامی دیانند جی سے شاستر ارتھ کرو۔ گنیش گری جی نے کہا کہ ہمارا یہ نیم نہیں کہ لوگوں سے شاستر ارتھ کریں۔ ہم

پادری بیرنگ صاحب وغیرہ بڑے گھبرائے - اور لاچار ہو کر اُنہوں نے مباحثہ کے واسطے پادری کے آین بنرجی کو کلکتہ میں تار دیا جس کا جواب آیا کہ میں آتا ہوں چونکہ سوامی جی عرصہ تک رہکر اب جانے والے تھے اُن کو کہا گیا کہ کے آین بنرجی پادری آتے ہیں آپ ابھی نہ جائیں اُنہوں نے منظور کیا پادریوں نے اُسے تار دی کہ آپ جلد آئیے تب اُس کا جواب آیا کہ میں نہیں آسکتا ہوں میری لڑکی بیمار ہے میں نے پادریوں کو کہا کہ ایک لڑکی مر جاوے تو کیا - ایسے جگہ بھینسیوں حیں سُدھرتی ہیں ضرور اُسے بلاویں کیونکہ وہ اگر مرتی بھی ہے تو مسیح کی گود میں جاتی ہے کوئی خطرہ کی جگہ نہیں - مگر وہ پادری صاحب بالکل نہ آئے - اُس پر کئی آدمی عیسائی مت کے خیال سے پھر کر آریہ سماج کے ممبر ہو گئے -

بعد ازاں بابو سنگھی نے مجھکو کہا کہ کل مشن سکول میں تناسخ پر بحث ہو گی اگر تم تناسخ ثابت کر دو گے تو اپنے آپ کو علیحدہ سمجھو اور اگر مانو گے کہ ایک ہی جنم ہے تو سکول میں ملازمت آپ کی موجود رہیگی چونکہ میرے خیالات سوامی جی کے اُپدیش سے آواگون پر دیڑھ تھے اس واسطے میں نے آواگون کو ثابت کیا جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ مجھے سکول سے علیحدہ ہونا پڑا اور اس روز سے اپنی دُکان جاری کر دی پھر مُلازمت نہیں کی ہے بابو صاحب کی معرفت کئی عیسائی شدہ ہوئے ہیں اُن کو ہمیشہ یہی دھن لگی رہتی ہے پرمیشور اُن کی ہمت کو روز افزوں ترقی دے -

سوامی جی نے پنجاب سے چلتے ہوئے ایک خط منتری آریہ سماج گوجرانوالہ کے نام امرتسر سے لکھا ہے جو ایک گونہ تمام سماجوں کے واسطے آخری وصیت اور سراپا نصیحت ہے بنا بران اُسے ہم بجنسہٖ درج کرتے ہیں -

"منتری اور سبھاسد آنند رہو - پرگٹ ہو کہ اب ہم ۱۱ جولائی ۱۸۸۱ء بدھ وار کو یہاں سے پورب کی طرف پرستھان کرینگے اور جالندھر لودھیانہ آدی نگروں میں ملتے ہوئے آگے کو چلے جاوینگے شاید ہی کہ دو چار دن کیلئے انبالہ ٹھہر جاویں اب ہمارا اور آپ لوگوں کا ملاپ کیول پتر دوارا ہی ہو سکے گا اس لئے آپ سدا پتر بھیجتے رہنا - تتھا ہم بھی بھیجا کرینگے اب آپکو لکھتے ہیں کہ پرتی دن سماج کی اُنتی کرتے رہو کیونکہ یہ بڑا کام آپ لوگوں نے اُٹھالیا ہے اُسکے پرنام (نتیجہ) (پرنیت) تک پہنچانے ہی میں سکھ اور لابھ ہے - یہاں کا سماج پرتی دن اُنتی پر ہے اور کئی پرتشٹت پُرش سبھاسد ہو گئے ہیں یہاں کے پنڈتوں نے شاستر ارتھ کیلئے صلاح کی تھی سو وے سبھا میں نہ تو کچھ بولے نہ کچھ بات کا اُتر دیا کیول مُکھ دکھلا کر چلے گئے - اور یہاں کے لوگوں نے جو کئی پوپوں کی اور (طرف) تھے حاکم سے آریہ سماج کی چغلی کھائی تھی جسکا پرنام ست کے پرتاپ سے یہ ہوا کہ اب کوئی آریہ سماج کی اور (طرف) آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا سب سبھاسد کو دل سے نمستے -
۲۶ - جون ۱۸۸۱ء دیانند سرستی - امرتسر -"

آپ اُنہیں بلادیں یا مجھے وہاں بھیجیں اور میری اُن سے دھرم سمبندھی الہام پر بات چیت کرادیں تو آپ کو اچھی طرح تسلی ہو جاویگی کہ کون سچا ہے تب سردار صاحب چپ چاپ چلے آئے اور زیادہ زور نہیں دیا۔

پادری کلارک صاحب سے کھانے پینے کی بابت ذکر ہوُا تھا۔ سوامی جی کے ست اُپدیشوں سے خاص کر اُن طالب علموں اور عام لوگوں کو بہت فائدہ ہوُا اُن کے دل میں عیسائی دین کی جانب سے بڑے شک پیدا ہو گئے۔

پہلی دفعہ کوئی خاص مباحثہ نہیں ہوُا البتہ سردار ہرچرنداس نے نیوگ پر کچھ اعتراض کئے تھے کہ یہ آپنے اچھا نہیں کیا جو رنڈیوں کو خصم کرایا سوامی جی نے کہا کہ ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ بیوا کی شادی رنڈوے مرد سے ہونی چاہئے کوارے سے نہیں۔ یہ سوال و جواب سرسری تھے۔

دوبارہ جب آئے تو اُس وقت جالندھر میں ایک عیسائی لڑکے کو عام ہندوؤں کی مدد سے شُدھ کر کے آئے تھے تب اُن کریہاں شُدھی پر لکچر دیا بابو ربیارام وکیل کی شُدھی کا اُن کو بڑا خیال تھا مگر اُنہوں نے باقاعدہ مباحثہ نہ کیا۔

اس دفعہ بابو سنگھی کی کوشش سے پادری بیرنگ صاحب نے پنڈت کھڑک سنگھ کو جو اس سے پہلے بارہ سال پہلے عیسائی ہو چکے تھے اور عیسائی دین کے بڑے رُکن شمار ہوتے تھے موضع دہوکے سے بلایا کہ وہ آنکر سوامی جی سے مباحثہ کرے جب وہ آیا تب پادری بیرنگ صاحب نے کہا کہ لو اب پنڈت صاحب آتے ہیں اب امید ہے کہ اچھی طرح مباحثہ ہوگا۔

پنڈت کھڑک سنگھ صاحب سے میں بابو سنگھی کے مکان پر جا کر ملا اُسنے مجھ سے پوچھا کہ آپ جانتے ہیں وہ کون ہے جس کے واسطے مجھے بلایا ہے میں نے کہا کہ اُن کا نام سوامی دیانند سرستی جی ہے اور وہ سردار بھگوان سنگھ کے باغیچہ میں اُترے ہیں اُنہوں نے کہا کہ مجھے اُن کے پاس لیچلو۔ میں نے کہا خوشی سے چلئے چنانچہ میں اور وہ ۴ بجے کے قریب سوامی جی کے پاس پہنچے وہاں جا کر ایسا اچنبھا ہوُا جو آج تک کبھی نہیں دیکھا تھا یعنی پنڈت کھڑک سنگھ نے جاتے ہی نمسکار کہا اور سوامی جی کے پاس بیٹھ گیا اور سوامی جی کے ساتھ جو لوگوں کی بات چیت ہو رہی تھی وہاں پہ کھڑک سنگھ۔ سوامی جی کی طرف سے جواب دینے لگے ایک برہمن نے کہا کہ ہم تو سوامی جی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔ کھڑک سنگھ نے کہا کہ جب ہم سے تمہاری تسلی نہ ہوگی تب سوامی جی سے پوچھ لینا۔ جب جلسہ برخاست ہوُا تو ہم کھڑک سنگھ کو اپنے ساتھ گھر میں لے آئے اور عیسائی دین اُن کے اندر سے بالکل نکل گیا۔ وہ پکے سوامی جی کے پیرو ہو گئے اور بعد ازاں اپنی دو نو لڑکیوں کی شادی ہندوؤں میں کی اور آریہ سماج کا اپدیش دینا شروع کیا۔ شُد غلامی کہ آب جو آرد۔ آب جُو آمد و غلام ببرد۔

پادری صاحب گئے تو مباحثہ پر اُلٹا اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

میں رہینگے ۔ اس پر پنڈت بہاری لعل صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر امرتسر نے سوامی جی کو کہلوا بھیجا کہ ایسے عام موقع پر ایسی گفتگو کرنی مناسب نہ تھی سوامی جی نے جواب دیا کہ سچے امر کے ظاہر کرنے میں مجکو خوف نہ تھا ۔

ایک برہمن نے جو چرس بھنگ کے نشہ کا عادی تھا ایک دفعہ سوامی جی کے اُپدیش سے جو غالباً منشی اشیا کے خلاف تھا ناراض ہو کر سوامی جی کو سونٹا مارنا چاہا لوگوں نے پکڑ لیا سوامی جی کو جب یہ حال معلوم ہوا کچھ بھی مواخذہ نہ کیا چھوڑ دیا ۔

پادری کلرک صاحب نے سوامی جی کو کہا کہ ہم اور آپ ایک میز پر کھانا کھاویں سوامی جی نے فرمایا کہ اس سے فائدہ کیا ہوگا پادری صاحب نے کہا اس سے دوستی بڑھے گی سوامی جی نے جواب دیا کہ سُنّی اور شیعہ مسلمان و روسی و انگلنڈ والے ایک برتن میں کھالیتے ہیں اور تم اور رومن کیتھولک ایک میز پر کھالیتے ہو پر دل سے ایک دوسرے کے دُشمن ہو پھر آپ کی صرف میز پر کھانے سے ہماری دوسرے دھرم والوں سے کس طرح دوستی ہو سکتی ہے پادری صاحب لاجواب ہو گئے اور کمشنر صاحب سے بھی یہ ذکر ہوا تھا ۔

ایک روز سوامی جی نے ہر کی پوڑی اور امرتسر کی صفتیہ نام پر اعتراض کیا اور پُر زور دلائل سے کھنڈن کیا کہ نہ یہ ہر کی پوڑی ہے اور نہ تالاب کا پانی امرت ہے یہ تمام پُورانوں کی طرح پوپ لیلا ہے ۔

اسپر سوامی جی کو کسی نے بنظر خیر خواہی اطلاع دی کہ چند نہنگ آپکے مارنے کے درپے پھر رہے ہیں اور وہ کہتے تھے کہ سوامی جی کے پاس رات کو آدمی ہوتے ہیں اگر کبھی اکیلے ہوئے تو ہم رات کو ضرور مار ڈالینگے ۔ سوامی جی نے الٰہی محبت دایشور پریم کے جوش میں آ کر اس روز سب آدمیوں کو کہدیا کہ رات کو یہاں کوئی نہ سوئے ہم کو جسنے ہدایت کی ہے کہ ہم جگت کا اُپکار کریں اسی کے آشرے ہم ہمیشہ رہتے ہیں کسی آدمی کے آشرے نہیں ہیں دیکھیں کوئی نہنگ وہنگ کیا کر سکتا ہے ۔ چنانچہ اُس رات کو ایسا ہی کیا مگر اس اکھنڈ برہمچاری کے سامنے کسی کی کیا طاقت تھی کہ مقابلہ کو آوے یہ سب گیدڑ بھبکیاں تھیں ۔

سوامی جی کی تشریف آوری سے پہلے پنڈت لوگ وید منتر مجمع عام میں نہیں سُنایا کرتے تھے مگر جب سوامی جی نے ان کا کھنڈن شروع کیا ۔ تب سوامی جی کے مقابل ودوان بننے کے لئے شودروں اور مسلمانوں کی وبرو آکر برابر وید منتر پڑھا کرتے تھے ۔

بابو گیان سنگھ نے بیان کیا کہ جن دنوں سوامی جی پنجاب میں آئے تو مشن سکولوں کی تعلیم سے بہت لڑکوں کے خیال اپنے دھرم سے پھرے ہوئے تھے میں اُسوقت مشن سکول امرتسر میں ماسٹر تھا پادریوں کے اُسوقت کے حال مجھ سے کچھ مخفی نہیں تھے ۔ تقریباً چالیس طالب علموں نے جو دل سے عیسائی دین کیطرف راغب تھے اور اپنے آپ کو ان ہٹائیزڈ کرسچن کہتے تھے یعنی بغیر بپتسما کے عیسائی ۔ اُنھوں نے اپنی ایک سبھا جدا قائم کی ہوئی تھی جسکا نام انھوں نے پریئر میٹنگ رکھا ہوا تھا وہ اُسمیں ایتوار کو اُپاسنا وغیرہ کیا کرتے تھے ظاہر میں ہندو لیکن باطن میں پکے عیسائی تھے اگر سوامی جی نہ آتے تو وہ ضرور عیسائی ہوجاتے اتنے میں یہاں سوامی جی تشریف لائے اور میاں محمد جان کی کوٹھی میں ویاکھیان دینے شروع کئے اُنکے یہاں لانے والے سردار دیال سنگھ صاحب تھے کوٹھی بھی اُنھوں نے ہی کرایہ کی لی تھی ۔ باہمی کچھ دھرم سمبندھی بات چیت بھی ہوتی تھی مگر وہ چند منٹوں سے زیادہ نہیں سوامی جی نے اُنکو کہا تھا کہ آپ ابھی لڑکے ہیں جس کے آپ شاگرد ہیں وہ ابھی زندہ ہے یعنی بابو کیشب چندر سین

دیاکھیان دیتے ہیں جیسے بدھوا بواہ وشیک بڑے زور شور سے یکتیوں کا پرکاش کیا - ہم نے اُدکت پنڈت کے رچت گرنتھوں اور اُن کے کتھت واکوں کو سُنا اور بچار اکر سُمدائی میں کس کس انش میں اُس کا وِرودھ ہے اور وہ کیوں نہیں ٹلتا - تو پرگٹ ہوا کہ دیانند پرانوں اور منو آدک سمرتی گرنتھوں کو اپرمانک مانتے ہیں - اوتار کو اُتم منش مانتے ہیں - دیوتا اندر آدی نہیں ہیں کنتو وِدوان پُرش کو کہتے ہیں - پرتما پوجن ٹھاکردوارے شوالے آدی پرترشٹھا کو اسَت کرم ٹھہراتے ہیں اور وید آدھین کا ادھکاری چانڈال آدمی کو بھی تبلاتے ہیں -

دوم بدھوا بواہ شُرتی سِدّھ دکھلاتے ہیں - کسی جاتی سے کھان پان میں دوش نہیں سمجھتے - اتیادی اُنکے سنکیت بیچ اُن کے رچت پربندھوں میں سا کھیات پرتیت ہو سکتے ہیں ورتھات اُکت پنڈت جی جو کچھ کہتے ہیں بدھی پُوروک یُکتی سے کہتے ہیں تو میں یہ سوچتا ہوں کہ یدی یہی باتیں ہماری سناتن دھرم انویائی آریہ گنوں کو وِرودھ ہیں تو کیوں نہیں آج تک کسی وِدوت سماج نے دیانند کرت گرنتھ پر سالوچنا کی اور جب وے یُکتی پوربک شُرتی سِدّھ پرمان چاہتے ہیں تو کیوں نہ ایسے وِشے نرنئے ہوکر پرکاشت ہوں اور آریہ ماتر کا ایک مت ہو میں دیکھتا ہوں کہ جس جس نگر میں وے جاتے ہیں بہت بڑی نرشنکتا سے سومت سِدّھ وِشیوں کے دیاکھیان دیتے ہیں اور کچھ نہ کچھ تھوڑے بہت منش اپنے اُنوگامی بنا ہی لیتے ہیں اور ہمارے پُرانے فیشن کے پنڈت لوگ سُن سُن کر یا تو مُنہ ہی مُنہ میں بڑبڑایا کریں گے یا چپ چاپ سے مُنہ تاکتے رہینگے جب رہینگے تو باہر لوگوں میں کیوں دُرجنوں سے ٹکار دھکار کرتے پھرنے لگے - پرنتو سمکھ ہو کر کوئی بھی کسی وِشے میں پرتی اُتر نہیں کر سکتا اور جو کوئی اُن کو کچھ اُتر دینا چاہتا ہے وہ بھی اندھ بندھ بکتا ہے - میرے اس لکھنے سے برا مت مانو کیونکہ دیکھو ہمارے سناتن دھرم انویائی براہمن اور سنیاسی بڑے بڑے وِدوان اور دھرم ستی اوتار کہلاتے ہیں پرنتو کوئی بھی پرتشٹھت پنڈت جو چتر وید ارتھ پارنگتا ہو ویدوں کے شُدّھ ارتھ پر وچار کرے اور بھارت ورش اگیان کوپ میں پتت ہوتے کو بچا دے - یا پرتی پکھش لوگوں کے آکشیپ سموہ آتمک گرنتھ کا کھنڈن کرے اور اپنا سناتن دھرم پرکاش کرے ایک بھی نہیں درشٹ آتا ہے یہ وِشا تو ہماری مت آچارج براہمن اور پرمی پراچینوں کی ٹھہری باقی رہے دھنی اور راجا لوگ - یہی سماج کچھ ایسی بادھیہ اُپادھی گرہست ہے کہ اس کا ادھر تنک دھیان نہیں اور بنا ان لوگوں کی سہائتا کے کبھی کاریہ نرباہ نہیں ہو سکتا ہے پس کیونکر دھرم رکھشا کیونکر ہو -

نمبر ۳۹ - ۱۷ جون ۸۰ء)

پنڈت ہرے نارائن صاحب نے بیان کیا - کہ ایک ویاکھیان میں سوامی جی نے یہ بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ انگریز دولتمند ہوتے جاتے ہیں اور دیسی غریب - اس امر کا فکر نہ کرنا چاہیئے کیونکہ جسقدر انگریز دولتمند ہونگے اُسی قدر آرام طلب ہونگے اور آرام طلبی سے سُست اور سُستی سے کمزور ہو جاویں گے -

اور دیسی لوگ غریب ہونے کی وجہ سے محنت کش ہونگے اور محنت کش ہونے سے طاقتور ہونگے اس سے دیسی لوگ قائم رہیگے

میں فرش بچھایا گیا بڑے بڑے معزز اور عالم لوگ شاستر ارتھ سُننے کو آئے تھے - اور دو میز دو کرسی بالمقابل لگائی گئین تھیں اور ایک میز پر پُستک رکھی گئی تھیں ہجوم قریب پانچ چھ ہزار آدمیوں کا تھا - اکثر لوگ کوٹھوں پر بیٹھے ہوئے تھے جب سوامی جی چار وید اور شاستر وغیرہ پُستک لیکر آئے تو اوّل مجمع عام میں حاضرین مجلس کو ہر ایک ویدوں کی پُستک کا معائنہ کرایا گیا بعد ازاں جب کوئی پنڈت شاستر ارتھ کو نہ آیا تو سوامی جی نے ویاکھیان شروع کیا - تھوڑا ویاکھیان ہوا تھا - تو بابو موہن لعل وکیل آئے اور کھڑے ہو کر بیان کیا کہ میں پنڈتوں کی طرف سے وکیل ہو کر آیا ہوں اور وہ مجلس میں آنا چاہتے ہیں اُنکو بلایا جاوے اس معزز کے بیان پر دو تین آدمی پنڈتوں کو حیلہ حوالہ سے لائے جس وقت پنڈت صاحب آئے بڑا شور و غل ہوتا آیا اور جے کارے بولتے تھے اور کُرسی پر چار پنڈت آ بیٹھے اوّل چندر بھان کو قواعد شاستر ارتھ کے لکھے ہوئے دئے گئے جسکو پڑھکر اُنہوں نے کہا کہ اچھا یہاں جواب نہیں دیا جاتا ہم بھی اپنے اُصول لکھینگے اور آپ کو اطلاع دینگے - ہم قواعد لکھکر آپ کے پاس ارسال کرینگے اور آپ کے قواعد طلب کرینگے یہ بات ہوتی تھی - اور پنڈتوں کو آئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ شور و غل ہونے لگا اور پنڈتوں کے معاون اینٹ روڑہ مارنے لگے خیال کیا گیا تھا کہ ہر ایک روڑہ سوامی جی کی طرف پھینکا گیا تھا چونکہ اکثر لوگ اِردگرد اُن کے کھڑے ہوئے تھے وہ بچ رہے وہ روڑے معزز لوگوں کو لگے - بعض کے خون نکلا بعض کے چوٹ لگی حالت بلوہ اور مفسدہ نمودار ہوئی لوگ جان سے تنگ آ گئے - پولیس بھی کھڑی دیکھ رہی تھی آخر الامر بڑے احتیاط سے معاملہ فرو ہوا -

دوسرے روز بابو موہن لال وکیل کو ایک خط باستدعائے جواب لکھا گیا اُنہوں نے جواب دیا کہ میں اُسی وقت کا وکیل تھا اور پنڈتوں نے کوئی جواب مجھے نہیں دیا جو میں آپ کو دوں اور میں اِس کام سے بے تعلق ہوں اور پنڈت صاحب باہم ایکدوسرے سے جھگڑتے ہیں اُن کا کچھ ارادہ معلوم نہیں ہوتا ناچار ہیس جون تک جواب کے منتظر رہے اور ٹکٹیں داخلہ کی بھی چھپوائی گئیں لیکن پنڈتوں کی طرف سے وہی حالت معلوم ہوئی - چونکہ ان تمام حالات سے اور اُن کی گفتگو سے جو وے باہم کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا منشا صرف فساد برپا کرنے کا تھا نہ کہ جواب دینے اور شاستر ارتھ کرنیکا - اس لئے میں التجا کرتا ہوں کہ ان واقعات سے جو نتیجہ نکلتا ہے آپ لوگ خود خیال فرما سکتے ہیں فقط ۲۱ جون ۱۸۷۸ء

المشتہر

باوا نرائین سنگھ وکیل منتری آریہ سماج امرتسر (راقم آریہ درپن ماہ جولائی ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۲ سے ۳۰ تک جلد ۱ نمبر ۷)

اخبار کوہی نور وچن سُدھا میں لکھا ہے کہ پنڈت دیانند سرستی جو ایک برس سے کچھ اوپر کال سے پنجاب میں ہیں وہ پنجاب کے مُکھ نگروں میں اپنے مت چلانے کی اِچھیا سے پھرتے رہتے ہیں پر پنجاب کو موہن بھوگ کے تُل سمجھا ہے اس لئے کہ ان کا اُپدیش یہاں کے سنسکرت شاستران بھگیہ پُرشوں میں شیگھر اثر کرتا ہے اسی ہیتو سے وے اس مُلک کو پسند کرتے ہیں اور آجکل ایک پکش سے کچھ یہاں امرتسر میں آئے ہوئے ہیں اور ایک مت سمبندھی وشیوں پر

شاستر ارتھ نہ لکھا جائیگا اور نہ میں نے اشتہار پر دستخط کئے اور چٹھی پر میرے جبراً دستخط کرائے تھے۔ اگر مجھے منظور ہوگا تو میں تنہا ملوئی بنگہ یا کسی اور جگہ شاستر ارتھ کرونگا اور میں جواب تحریری اسواسطے نہیں دیا کہ بسنت گر نے آگے جو چٹھی لکھی تھی اُس میں خرابی ہوئی (جسکا منشا یہ تھا کہ ویاکرن کے رو سے غلط نکلی) اور میں لکھوں تو یہی حال ہو اور میں پنڈتوں میں شامل نہیں ہوں کیونکہ وہ فساد کرنا چاہتے ہیں اور مجھے جبراً بلاتے ہیں اور اشتہار میں ڈُنی چند نے میرا نام آپ ہی لکھدیا اور نسبت گرساہو نے سماج میں اپنا ساہو بھیجا کہ ہمارا نام بلا وجہ مُنصفی میں لکھدیا ہے اور نہ مجھ سے پوچھا ہے اور نہ سوامی جی کی منصفی کرنے کی مجھے سامرتھ ہے۔

غور طلب یہ باتیں ہیں - اوّل تو سوامی جیو جب روانہ ہونے لگے تو شاستر ارتھ کا ذکر کرنا شروع کیا۔ دوم آپ ہی ایک تاریخ اور مقام بلا اِستفسار ہمارے اور بلا کسی امر کے قرار دیئے چھپوا دیا۔ آپ ہی اشتہار دیا کہ اور کوئی موقعہ مقرر ہو تو ہم شاستر ارتھ کر سکتے ہیں۔ اب برخلاف اُس کے اور اور جگہوں کا نام لیتے ہیں جہاں کوئی جانے بھی نہ دے۔ سوم جگہ وے بتلا دیں اور انتظام ہم کریں یہ کب ہو سکتا ہے۔ چہارم منصف کا فیصلہ برخلاف ویدوں کے نامنظور ہوگا اور پھر صاف آدمی کی منصفی کے بغیر شاستر ارتھ نہیں ہو سکتا۔ پنجم یہ ثابت نہیں کرتے کہ کون آدمی سوامی جی کے مقابلہ میں منصفی کریگا اور جو طرفدار نہ ہو۔ ششم لوگوں کو یہی کہتے رہے کہ حتے المقدور شاستر ارتھ نکرینگے لیکن طرز ایسا دکھلائینگے جس سے لوگوں کو معلوم ہو کہ پنڈت جی مستعد ہیں پس اُن تمام امور کو خیال کر کے اور پنڈتوں کے تحریری اشتہار کو منظور کر کے اعلان کیا جاتا ہے کہ منگل کے روز ۱۸- جون ۱۸۷۷ء کو بوقت ۶½ بجے شام کے سوامی جی مع پستکوں اور ویدوں کے شاستر ارتھ کرنے کے لئے سردار بھگوان سنگھ صاحب کے طویلے میں آوینگے اور وہاں ۲½ گھنٹہ ٹھیرینگے اور پولیس کا انتظام ہوگا جس پنڈت صاحب نے شاستر ارتھ کرنا ہو تشریف لاوے اور جب تک شاستر ارتھ نہ ہوگا تب تک ہر روز آنا ہوگا ورنہ بعد اُس کے جو کچھ مناسب ہوگا کیا جاویگا۔ رئیس لوگ بھی تشریف لاویں - باوا نرائین سنگھ منتری آریہ سماج اور سوامی جی کی آگیا سے اعلان کیا گیا ۱۷ جون ۱۸۷۷ء

اشتہار

۱۸ جون ۱۸۷۷ء کو بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر درخواست کر کے پولیس واسطے نگرانی شاستر ارتھ کے لی گئی اور چھ بجے شام کے بموجب اشتہار مورخہ ۱۷- جون ۱۸۷۷ء کے سردار بھگوان سنگھ صاحب کے طویلہ

ہو نہیں اور اتنی دیر تک ہم -نیم انوکول بات چیت شروع ہو جائے پر سردار صاحب پھر نیم کے برخلاف چلنے لگے تب سوامی جی نے روکا اور نیم انوکول چلنے پر کہا جس پر سردار صاحب ناراض ہو کر چلے آئے - اور پھر کبھی بات چیت نہ کی -

اشتہار۔ عرصہ ایک سال کا ہوا کہ سوامی دیانند سرستی کوٹھی جناب میاں محمد جان صاحب میں ٹھہرے ہوئے تھے اور وہاں ویاکھیان دیتے رہے تھے کسی پنڈت نے آنکر شاستر ارتھ نکیا اور سچائی کے واسطے یہ کہتے رہے کہ ہم کوٹھی نہیں جاتے اگر سوامی جی شہر میں آئیں تو شاستر ارتھ کر سکتے ہیں چنانچہ اسی لحاظ سے سوامی جی ملوئی بنگہ میں آکر ویاکھیان دیتے رہے مگر کوئی پنڈت نہ آیا۔

اب عرصہ ایک ماہ کا ہوا ہے پھر سوامی جی امرت سر میں آئے اور ملوئی بنگہ میں بروز مقررہ ویاکھیان دیتے رہے کسی پنڈت نے شاستر ارتھ کا ذکر نکیا لیکن جب یہ سُنا کہ اب سوامی جی چلے جاوینگے تو لوگوں کو کہنے لگے کہ ہم شاستر ارتھ کرینگے جس کے جواب میں آریہ سماج کیطرف سے اشتہار دیا گیا کہ جس شخص کو شاستر ارتھ کرنا ہو سماج میں آنکر وقت اور قواعد مقرر کرے چنانچہ کوئی شخص نہ آیا بلکہ ایک اشتہار چھپوا دیا کہ ہم ۱۴ و ۱۵ جون سنہ ۷۸ء کو شاستر ارتھ کرینگے اور گھنٹہ گھر اور بیتجا سنگھ کے شوالے کو بتلاتے ہیں اور بسنت گر ساہدو کو منصف مقرر کرتے ہیں اور اُس کے سوا اور کوئی جگہ سوامی جی مقرر کریں تو بھی ہاں شاستر ارتھ ہو سکتا ہے - ملوئی بنگہ اور جمعدار کے باغ میں نہیں ہو سکتا -

جس کے جواب میں آریہ سماج کی طرف سے لکھا گیا کہ جہاں تم کہتے ہو وہاں ہی شاستر ارتھ منظور ہے اگر فساد ہونے کی ذمہ داری قبول کرو ورنہ ملوئی بنگہ میں شاستر ارتھ ہو تو تمہاری کوئی ذمہ داری نہیں ہے اگر مواقعات مندرجہ بالا پسند نہ ہوں تو سرکاری گھنٹہ گھر اور میدان وسیع مل سکتے ہیں اور پولیس کا انتظام فریقین کرینگے وید اور ویدانکول شاستر کے بموجب فیصلہ ہوگا اور یہ امر بھی فریقین میں قرار پایا کہ اگر وید کے مخالف منصف بھی فیصلہ دیگا تو بھی منظور نہ ہوگا جس کا مطلب یہ ہے کہ وید ہی منصف ہو سکتے ہیں۔ جس کے جواب میں پنڈتوں نے لکھا ہے کہ جو جو مواقعات سابق ذکر ہوئے وہ ہم پسند نہیں کرتے اب سردار منگل سنگھ اور بھائی وستی رام صاحب کے بنگہ میں شاستر ارتھ کریں اور اپنا خود کل انتظام کریں اور منصف ضرور کریں اور رئیسوں کو لاویں -

اس کے جواب میں آریہ سماج کی طرف سے لکھا گیا کہ آپ کے تحریری اشتہار کے بموجب سردار بھگوان سنگھ صاحب کا طویلہ مقرر کرتے ہیں اور ۶½ بجے شام کے منگل کے دن ۱۸ جون سنہ ۷۸ء کو شاستر ارتھ کرنے کو موقعہ مندرجہ بالا پر تشریف لاویں۔ شاستر ارتھ لکھا جاویگا تمام لوگ دیکھ کر منصفی کرینگے اور ایک میر مجلس مقرر ہوگا - رئیسوں کو فریقین حتے المقدور لاوینگے اور جواب جلدی دینا چاہئے جب یہ تحریر پانچ آدمی پنڈت چندر بھان کے پاس لیگئے تو انہوں نے زبانی باتیں مندرجہ ذیل کہیں اور کاغذ واپس کر دیا کہ میں کاغذ نہیں لیتا - اور

مانو اور جو اَست ہو اُس کو چھوڑ دو۔

ایک روز ایک برہمن آیا اور سوامی جی کے اُپدیش کے سمہ میں اُس نے زور زور سے سنسکرت بولنا شروع کیا۔ سوامی جی نے چند لحظہ کے لئے چُپ ہو کر اُس کی باتیں سُنیں اور کہا کہ مہاتما جی تھوڑی دیر ٹھہرئے میں اپنا ویاکھیان ختم کر لُوں پھر آپ سے بات چیت کرتا ہوں وہ بولتا ہی رہا تو آخر سماجک لوگوں نے اُس کو ایک طرف بٹھلا دیا۔ سوامی جی ویاکھیان سماپتی پر حسب دستور کے آسن پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اُن مہاراج کو بلاؤ۔ وہ پنڈت جی قریب ہی بیٹھے تھے بولے کہ میں یہاں موجود ہوں پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے جواب ملا کہ کورکشیتر سے صرف شاستر ارتھ کے لئے آیا ہوں سوامی جی نے دریافت کیا کہ آپ نے وید بھی پڑھے ہیں۔ کہا ہاں۔ پوچھا کہ کون کون وید۔ جواب دیا کہ سارے وید۔ اُس کے بعد سوامی جی نے پوچھا کہ ویاکرن بھی پڑھا ہے۔ کہا کہ ہاں۔ پھر پوچھا مہابھاشیہ پڑھا تو جواب دیا ہاں۔ اِس پر سوامی جی نے ایک پرشن ویاکرن میں کیا۔ تو پنڈت جی نے کچھ سنسکرت کا فقرہ پڑھا۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ کیا ہے تو جواب دیا کہ سُوتر ہے۔ اس پر سوامی جی نے کسی سے لیکر پنسل اور کاغذ دیا کہ اس فقرہ کو لکھ دو اور یہ بھی لکھ دو کہ یہ سُوتر ہے۔ اسپر وہ گھبرایا اور پھر بات چیت سے بھاگتا نظر آیا اور چلا گیا۔ میں اور لالہ رام گوپال سر رشتہ دار محکمہ نہر باری دوآب ایک ہی دن ممبر ہوئے تھے۔

اُن دنوں میں نے سنا کہ سوامی جی نے ایک نوٹس دیا ہے کہ پنڈتان شہر اگر میری کوئی بات وید ورُدھ خیال کرتے ہوں تو آکر نرنے کر لیویں۔ ورنہ یہ دھرم کا معاملہ ہے ہر ایک کو اس میں مدد دینی چاہئے مگر کوئی پنڈت صاف طور پر مقابلہ پر نہیں آیا بعض بعض چھوٹے چھوٹے پنڈت مثل گردھاری لعل وغیرہ کے سوامی جی کی قیامگاہ پر آئے مگر پرشن کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔

سُنا ہے کہ نوہریوں کے مندر واقعہ کٹڑا نوہریاں کے ایک مشہور پنڈت سوامی جی سے کسی قسم کا ورودھ نہیں کرتے تھے بلکہ کہا کرتے تھے کہ سوامی جی سچ کہتے ہیں۔

اِسی اثنا میں مَیں نے سُنا کہ لالہ ایشر داس برادر خورد لالہ گاگر مل صاحب سوامی جی کے پاس گئے سوامی جی نے عادت کے موافق جھاڑ دیا کہ تمہیں کیا خبر ہے۔ اس پر گھنٹہ گھر پر منڈلی کی ایک سبھا ہوئی اور یہ بھی سنا کہ وہاں لالہ ایشر داس نے کہا کہ مجھے کچھ پرائشچت لگانا چاہئے کہ میں سوامی جی کے پاس گیا تھا۔

لالہ جیون داس جی نے بیان کیا کہ سردار دیال سنگھ صاحب رئیس نے وید وِشے پر سوامی جی سے بات چیت کرنے کے واسطے ایک دن مقرر کیا چنانچہ بحث اس امر پر ہوئی کہ وید الہامی ہے یا نہیں چونکہ سردار صاحب بسبب برہمو خیال رکھنے کے ویدوں کے مخالف ہیں بنا بریں اُنہوں نے مخالف پکش لیا اور بغیر پابندی کسی قاعدہ کے گفتگو شروع ہوئی مگر سردار صاحب بلاوجہ طول گفتگو کرتے جاتے اور مطلب کی طرف نہ آتے تب سوامی جی نے وقت مقرر کیا کہ اتنی دیر تک آپ

رہا جس سے مجھے آرام ہو گیا پھر میں وہاں سے گھر چلا آیا-

۱۳-اگست ۱۸۷۷ء کو امرت سر میں کرامت ورشہ پر ایک مولوی صاحب سے مباحثہ مقرر ہوا- اس پر باوا نرائن سنگھ منتری سماج نے مندرجہ ذیل خط لاہور سماج کو روانہ کیا۔ مشفق مہربان لالہ جیون داس منتری آریہ سماج زاد لُطفکم- ۱۳-اگست ۱۸۷۷ء کو سوامی جی کا چرچا کرامت ورشہ میں ایک مولوی صاحب سے ہوگا اور سوامی جی کا منشا ہے کہ کوئی شخص عربی خوان اس جلسہ میں ہونا چاہئے اور یہ خیال کیا گیا ہے کہ آریوں کا ملنا مشکل ہے اس لئے مولوی عماد الدین پادری کا یہاں آجانا بہتر ہے اور اُن کے بُلانے کے واسطے یہ خط ہمراہ اِس آدمی کے روانہ کیا ہے آپ بمدد خود مولوی صاحب کو جس طرح ہو یہاں آنے کے واسطے بغرض دیگر بہر حال اس طرف آنیکے قابل کریں یہ کام خاص آپ کا ہی ہے آریہ سماج ۱۲-اگست ۱۸۷۷ء کو قائم ہو گیا ہے باوا نرائن سنگھ وکیل منتری آریہ سماج مورخہ ۱۲-اگست ۱۸۷۷ء-

مگر پادری صاحب وقت پر نہ ملے اور نہ اُنھوں نے جانا سویکار کیا اس واسطے مباحثہ ملتوی رہا-

اُنھیں دنوں سوامی جی نے یہاں رہکر آریہ اُدیش رتن مالا نامک ایک لگھو پُستک ۱۵-اگست ۱۸۷۷ء مطابق شراون شُدی سمت ۱۹۳۴ کو تصنیف کیا اور اُسے پریس میں دیکر طرف گورداس پور کی چلے گئے اور ۲۷-اگست ۱۸۷۷ء کو واپس تشریف لائے ۱۲-ستمبر ۱۸۷۷ء کو وہ کتاب چھپ کر ہر طرح طیار ہو گئی سوامی جی اپنے ایک خط میں لاہور سماج کے منتری کے نام اس طرح لکھتے ہیں- آریہ سماج کے سب سبھا سدوں کو سوامی جی کا اشیرباد پہنچے- آگے سرب شکتی مان جگدیشر کی کرپا سے پرتی دن امرت سر آریہ سماج کا اُتساہ بردھی کو پراپت ہوتا جاتا ہے ۱۰۰ ایم کا پُستک (آریہ اُدیش رتن مالا) بھی آجکل چھپ کے جلد بند ہو کے طیار ہو جاویگا پانچسو پُستک لاہور اور پچاس پُستک گورداس پور کو بھیجے جاوینگے اور سمت ۱۹۳۴ بھادروں سُدی ۶ گورو وار تاریخ ۱۳-ستمبر ۱۸۷۷ء پراتاکال ۹ ½ کی ریل میں جالندھر کو جانا ہوگا- سو جاننا- جو وید بھاشیہ پر ورودھ سمتی کے اُتر کے پتر چھپوا کر بمبئی آدمی میں بھیجدیئے جاویں گے اور نیز سماچار پتروں میں چھپوا دئے جاویں تو بہت اچھی بات ہوگی آگے آپ لوگوں کی جیسی اِچھیا ہو ویسا کیجئے گا- سمت ۱۹۳۴ متی بھادروں سُدی ۳ سوم وار مطابق ۱۰-ستمبر ۱۸۷۷ء دیانند سرسوتی ⁘

دوبارہ سوامی جی راولپنڈی وغیرہ کی طرف سے ست اُپدیش کرتے ہوئے ۱۵ ارمئی ۱۸۷۸ء کو امرت سر میں تشریف لائے اور سردار بھگوان سنگھ صاحب کے باغ میں نواس کرکے ملوئی بنگہ میں دیاکھیان دینا آرمبھ کیا ہزارہا آدمی سوامی جی کے اُپدیش سُننے کو آیا کرتے تھے-

لالہ مُرلیدھر صاحب ریاضی ماسٹر میونسپل بورڈ سکول گورداس پور جو اِس وقت امرت سر میں تھے تحریر کرتے ہیں کہ میں ان دنوں اکثر سوامی جی کو باغ سے لینے اور پہنچانے کے لئے جایا کرتا تھا ایک دن میں نے کہا کہ مہاراج مجھے گورو منتر دیویں- سوامی جی نے کہا کہ کیا اب تک ہم نے گورو منتر نہیں دیا ہمارا یہی گورو منتر ہے کہ جو ستیہ ہو اُسکو

کمشنر صاحب نے فرمایا کہ آپ کوئی نظیر دیں تو ہمکو یقین آوے۔

سوامی جی نے فرمایا کہ ہندو دھرم سُمندر کا حکم رکھتا ہے جس طرح اُس میں بیشمار لہریں آتی ہیں اُسی طرح اس دھرم میں دیکھئے اس دھرم میں ایسے لوگوں کا بھی ایک مت ہے جو چھان چھان کر پانی پیتے ہیں تاکہ پانی کے ذریعہ سے کوئی ایسا جانور جو نظر نہ آسکتا ہو اُن کے پیٹ میں نہ چلا جائے ایک مت ایسے لوگوں کا بھی ہے جو دودہا دھاری ہیں یعنی صرف دُودھ پیتے ہیں اور کوئی چیز نہیں کھاتے پیتے۔ ساتھ ہی ایک مت ایسے لوگوں کا بھی ہے جو بام مارگی کہلاتے ہیں وہ جو کچھ پاتے ہیں بلا لحاظ پاک وناپاک (پوتر واپوتر) حرام وحلال (یوگ وایوگ) کھا جاتے ہیں ایک مت ایسے لوگوں کا بھی ہے جو عمر بھر جتی رہتے ہیں یعنی نہ تو کسی عورت سے بیاہ کرتے اور نہ کسی عورت پر بدنظری کرتے ہیں اور ایک مت ایسے لوگوں کا بھی ہے جو بیگانی عورتوں سے اپنا مُنہ کالا کرتے ہیں ایک مت ایسے لوگوں کا بھی ہے جو کیول نراکار پرماتما کو ہی پُوجتے ہیں اُسی کا دھیان کرتے ہیں اور ایک مت ایسے لوگوں کا بھی ہے جو اوتاروں کی پرستش کرتے ہیں ایک مت ایسا ہے کہ صرف گیانی ہیں اور ایک ایسا ہے جو صرف دھیانی ہیں اُسی دھرم میں وہ لوگ بھی ہیں جو چھوت چھات کا ایسا پرہیز کرتے ہیں کہ غیر مذہب کے لوگ تو یکطرف شُودروں کے ہاتھ تک سے پانی پیتے ہیں نہ کھانا کھاتے ہیں اور ایک مت اُن لوگوں کا بھی ہے جو شُودروں کے ہاتھ سے پانی پیتے ہیں اور اُن سے بھوجن بنوا کر کھاتے ہیں باوجود اس کے یہ سب کے سب ہندو کہلاتے ہیں اور در حقیقت میں بھی ہندو ہیں۔ کوئی اِن کو ہندو دھرم سے خارج نہیں کرتا پس سمجھنا چاہیئے کہ یہ دھرم نہایت پکا ہے کچا نہیں۔

پرکنس صاحب نے پُوچھا کہ آپ کس قسم کا مت بڑھانا چاہتے ہیں۔

سوامی جی نے فرمایا کہ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ وید مقدس کے احکام کی تعمیل کریں اور کیول نرکار ادّوتی (لاشریک) پرمیشور کی پرستش اور اُپاسنا کریں شُبھ گُنوں کو گرہن کریں اور اوگنوں کو تیاگ دیں (از آریہ درپن جلد ۳ نمبر ۲ صفحہ ۲۶ و ۲۷)

ویدراج پنڈت سرب سُکھ جی فرماتے ہیں کہ یہاں امرتسر میں ایک دفعہ سوامی جی کو موٹی ہڑر کی ضرورت پڑی جب اُن کو کہیں نہ ملی تو میرے پاس اُنہوں نے آدمی بھیجا جب اُس نے آن کر مجھ سے طلب کی تو ساتھ ہی میرے گھر میں مندر دیکھکر ناراض ہو کر چلا گیا۔ اور جاکر سوامی جی کو کہا۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم نے جو کچھ اُن کی بابت سُنا ہے وہ اچھے آدمی ہیں وہ دل سے مورتی پوجا کے قائل نہیں پھر دوسرا آدمی آیا۔ میں نے اپنا فخر سمجھکر چند ہڑر کے دانے بڑے موٹے ارسال کر دیئے اور کہلا بھیجا کہ مہاراج ہم اگیانی پُرش ہیں ہمارا دھیان نراکار پر نہیں جمتا ورنہ دل سے تو میں اُسی نراکار پرماتما کو ہی پوجتا ہوں مورتی کو نہیں۔ سوامی جی ہم سے پرسن رہے۔

پنڈت بھیم سین جی کہتے ہیں کہ میں تقریباً دو ماہ امرتسر میں بیمار رہا اور پنڈت سرب سُکھ جی کے لڑکے پنڈت مہادیو کی دوائی کرتا

سے اوپر ہو گیا۔

اُن دنوں سب سے زیادہ ودوان یہاں پنڈت رام دت جی تھے جب سوامی جی کے اُپدیش سے لوگوں کی روز بروز مورتی پوجا سے شردھا دور ہونے لگی تو شہر کے پنڈتوں اور اُن کے شش ملازمان سرکاری نے پنڈت جی سے کہا کہ جس طرح ہو آپ سوامی جی سے شاستر ارتھ کریں اُنہوں نے بہتیرا کہا کہ میں وید نہیں جانتا وہ بڑے ودوان ہیں میری اُن سے شاستر ارتھ کی سمرتھ نہیں پنڈتوں نے بہت دق کیا کہ ہماری عزت نہیں رہتی آپ ضرور شاستر ارتھ کریں تب وہ مہاتما بُدھی مان پنڈت امرت سر چھوڑ کر ہردوار چلے گئے - ایسے ہزاروں پنڈت ہیں جو صدق دل سے سوامی جی کی باتوں کو سویکار کرتے ہیں مگر دنیا سے بھی ڈرتے ہیں -

پشاور کے لائق پنڈت مُرلیدھر جی مرحوم جن دنوں نامہ نگار مورتی پوجا ترک کر آریہ سماج میں داخل ہوا تو اکثر بطور نصیحت کہا کرتے تھے کہ یدپی شُدھم لوک وِرُدھم ناکرنی یم ناچرنی یم کہ اگرچہ شُدھ اور ست ہے مگر چونکہ سماج کی ریتی کے خلاف ہے بنا بران اس پر عمل کرنا چاہیئے اور نہ اُسے ماننا چاہیئے عموماً ودواں پنڈتوں کا تو یہی سدھانت ہے"

پنڈت بہاری لال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر امرتسر سوامی جی کے ملنے کو تشریف لے گئے اور عند الملاقات اثنائے تذکرہ میں کہا کہ مہاراج آپ کے اور سب خیال اچھے ہیں اور ہر طرح عمدہ ہیں اگر آپ مورتی کا کھنڈن نہ کریں تو سب لوگ آپ کے انوکول ہو جاویں اور آپ کی آگیا کو سویکار کریں - سوامی جی نے اُتر دیا کہ میں ست کو نہیں چھوڑ سکتا -

سردار ہرچرن داس صاحب رئیس سوامی جی کو ملنے گئے چونکہ یہ بڑے موٹے تھے نہایت ہی مشکل سے چل سکتے تھے سوامی جی نے اُن کے روبرو کہا کہ یہ ہمارے دیش کے مُردہ دلی ہیں جن میں چلنے کی بھی ہمت نہیں رہی ایسے لوگ دیش کا کیا بھلا کر سکتے ہیں -

سوامی جی کے ست اُپدیشوں کا جب بہت چرچا ہوا تو ایچ پرکنس صاحب بہادر کمشنر امرت سر نے سوامی جی سے ملنے کا ارادہ ظاہر کیا لالہ گورمکھ رائے وکیل نے سوامی جی سے کہا کہ کمشنر صاحب ملنا چاہتے ہیں اور اُن کو آپ سے ملنے کا کمال اشتیاق ہے تو آپ ہی اُن کے بنگلہ پر چلیں چنانچہ سوامی جی ایک روز تشریف لے گئے - اور وہاں پر کئی خاص باتوں کے سوا مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی -

——— ایچ پرکنس صاحب بہادر کمشنر امرت سر نے سوامی دیانند سرسوتی جی سے سوال کیا کہ ہندو مذہب کیوں سوت کے تاگے کی طرح کچا ہے -

سوامی جی نے فرمایا کہ یہ مذہب سوت کے تاگے کی طرح کچا نہیں بلکہ لوہے سے بھی بڑھکر پکا ہے - لوہا ٹوٹ جائے تو ٹوٹ جائے لیکن یہ کبھی ٹوٹنے میں نہیں آتا -

اُس کے تین دن بعد ہم نے اپنے کانوں سنا لوگ کہتے تھے یہ کوئی اوتار آیا ہوا ہے اور ساکھشات ایشور پوجا کا اُپدیش کرتے ہیں وہ پہلی سی بدگوئی نہیں رہی تھی۔

اُنہیں دنوں میں سوامی جی نے گھنٹہ گھر میں ٹھاکر جنم کے برت کی بابت اُپدیش دیا کہ یہ بات بناوٹ ہے لوگ پتھر کو ٹھاکر کہتے اور اُس اجنما کا جنم بتلاتے ہیں یہ صرف کسی نے بھیکھ مانگنے کا طریقہ بنا دیا ہے ورنہ وید شاستر میں اُس کا پتہ نہیں اُس وقت بہتیرے آدمی سُننے والے تھے ہمکو نتیجہ ہوا کہ آج بالضرور پچاس یا سو آدمیوں کی شردھا مورتی پوجا سے بدل گئی اس لکچر سے لوگوں کے دلوں میں بہت ہی اُتساہ پیدا ہوا دو دن ہم نے دو ویاکھیان سُنے پھر ہم نے اُن سے لدھیانہ میں آنے کی بابت ذکر کیا فرمایا کہ ہم ابھی ٹھیک نہیں کہہ سکتے کہ آوینگے یا نہیں کیونکہ وہاں ریلوے نہیں۔

۵ر جولائی ۱۸۷۷ء سے ۵۔ اگست تک برابر اُپدیش ہو کر لوگوں کے دل میں ست دھرم کا بیج بویا گیا جس پر لوگ آریہ سماج قائم کرنے پر اُدّت ہوئے چنانچہ ساون سدی سمت ۱۹۳۴ مطابق ۱۲۔ اگست ۱۸۷۷ء یکشنبہ کو اُسی تقریب پر بابو سارداپرشاد جی بھٹاچاریہ۔ لالہ سری رام ایم۔ اے دو صاحبان لاہور سے پدھارے تھے اوّل سوامی جی نے اُپاسنا کرکے ست اُپدیش دیا پھر بابو سارداپرشاد جی نے ویاکھیان دیا اور میاں جان محمد صاحب کی کوٹھی میں سماج قائم ہوئی تقریباً ۵۰ صاحبان ممبر ہوئے اور مندرجہ ذیل عہدہ دار قرار پائے بابو کھنیا لعل صاحب وکیل پردھان۔ پنڈت سالگرام وکیل اُپ پردھان۔ بابو نرائن سنگھ وکیل منتری۔ پنڈت ہردیو نارائن اُپ منتری وغیرہ

پھر سماج کے واسطے ملوشی بنگہ میں ایک مکان لیا گیا۔ اور خود سوامی جی نے سب کو وہاں ہون کی ریتی بتلائی ملوشی بنگہ کے مکان کے اندر جو صحن ہے اس میں سوامی جی نے خود وید منتر پڑھ کر اوّل ہون کرایا۔

منسکھ رائے کا باپ ہمیشہ چاہتا تھا کہ کسی کو بیٹے کا گورو بنادے کیونکہ وہ نگورا ہے۔ مگر وہ کسی کو گورو نہیں بناتا تھا جب سوامی جی آئے۔ اور اُس نے اپدیش سُننے شروع کئے اُس کے تمام شکوک رفع ہوگئے اور سوامی جی کو گورو بنانا چاہا چنانچہ مصری کا تھال بھر لایا اور مہاراج جی کے ارپن کیا اور دکھشا لی بعد ازاں گورمنتر پوچھا سوامی جی نے فرمایا کہ اور کوئی گورمنتر نہیں گائتری ہی گورومنتر ہے۔ اور بعد ازاں سماج کا ممبر بھی ہو گیا۔

سوامی جی ایک دن ملوشی بنگہ میں لیکچر دینے بگھی پہ جا رہے تھے پنڈت تُلسی رام جی نے سماج کے ممبروں سے پوچھ کر بجالت گُذر نے گاڑی کے نمسکار کرکے اُتار لیا اور اپنی بیٹھک میں لیجاکر مہاراج جی کی بڑی استُوتی کی اور کہا کہ آپ ودیا کے سورج ہیں میرا آتما آپ کو دھنیواد دیتا ہے ایسا کہکر چند کوزے مصری کے اور ۱۱؍ نقد بھینٹ کئے اور بڑی نمرتا سے نمسکار کرکے رُخصت کیا اور پھر سوامی جی ویاکھیان کو آئے اس بات کا شہر میں بہت چرچا ہوا اور سوامی جی کے ست اُپدیش کا گھر گھر ذکر ہونے لگا۔

اُن کے ست اپدیش سے دو چار آدمیوں نے مورتیاں پھینک دیں اور پوجا ترک کرنے والوں کا نمبر تو سینکڑوں

بھائی عطر سنگھ آڑھتی ساکن میاں احمد ضلع راولپنڈی حال آڑھتی بازار راولپنڈی نے بیان کیا کہ سنہ ۱۸۷۷ء میں جن دنوں آموں کا موسم تھا حکیم جے سنگھ اپنے برادر خورد کے ہمراہ لاہور گیا اور وہاں پنڈت شردھا رام پھلوری کے لکچر سُنے عورتیں پھولوں کے ہار زیادہ لیکر جاتی تھیں اور وہ بھی اُن سے زیادہ متوجہ ہوتے تھے وہاں ہم نے سوامی دیانند جی کی بھی تعریف سنی اور انارکلی میں آریہ سماج کے جلسہ پر بھی گئے سوامی جی اُس وقت امرتسر میں تھے مگر اُن دنوں لاہور میں سوامی جی کی نندا کرنے والے لوگ زیادہ تھے جو کہتے تھے کہ وہ عیسائیوں کا نوکر ہے -

لاہور سے ہم امرتسر گئے اور چاہتے تھے کہ سوامی جی کے ویاکھیان سُننے جائیں مگر وہاں آس پاس کے لوگوں سے سُنا کہ یہ انگریزوں کی طرف سے ہم لوگوں کے بھرشٹ کرنیکے واسطے آئے ہیں بنا بران ہم اُن سے ملے بغیر ترنتارن چلے گئے جہاں ایک پنڈت بھائی بیر سنگھ جی مدگت سے میل ہؤا جو سنسکرت کے اچھے ودوان اور ہمارے پہلے جان پہچان تھے انہوں نے فرمایا کہ سوامی جی ایک ولی پرش ہیں اور اعلےٰ درجہ کے ودوان ہیں ہم نے کہا کہ آپنے بھی ورکتوں میں جھنڈا گاڑا ہوا ہے جواب دیا کہ نہیں - ہم اُن کے مقابلہ کے ہرگز نہیں -

ہم نے اُن کو راولپنڈی آنے کے واسطے طیار کیا اور امرتسر تک ساتھ لائے - امرتسر آکر انہوں نے فرمایا کہ چلو تم کو سوامی جی کے سامنے کراؤں مگر میں خود اُن کے سامنے نہیں جاؤنگا ایسا نہو کہ بازتا چل پڑے اور اُن سے بات کرنے کے لئے ہم سامرتھ نہیں ہیں -

اُس روز ہمارے جانے سے پہلے سوامی جی کھشور (حجامت) بنوا کر بیٹھے ہوئے تھے ہم سادھو بیر سنگھ جی کو رخصت کر کے اُن کے پاس جا نمسکار کر بیٹھ گئے اُنھوں نے ہم سے سب حال پوچھا ۲ بجے سے تین بجے تک وہاں ٹھیر کر ہم جانے لگے تو فرمایا کہ ابھی تھوڑی دیر بعد یہاں ہی سماج ہوگا سب لوگ آوینگے اگر تم نے سُننا ہے تو ٹھیر جاؤ چنانچہ ہم ٹھیر گئے تھوڑی دیر بعد راجا صاحب دیال صاحب رئیس کشن کوٹ و سردار بھگوان سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ و لالہ سنت رام صاحب سیٹھرا اور بہت سے معزز لوگ آگئے اور آتے ہی سادھارن طور پر بیٹھنے گئے - سوامی جی نے سنگھاسن پر بیٹھ کر منتر پڑھ دیا کھیان آرمبھ کیا اور ایک کرسی اپنے سامنے رکھدی کہ جس کسی کو بعد ویاکھیان کے مباحثہ کرنا ہو سامنے آن کر بیٹھے اور سوچے اگر نہ بول سکے یا شانتی ہو جائے تو پھر اپنی جگہ پر جاکر بیٹھ جائے - اتنے میں ایک براہمن آیا اور آتے ہی کھڑا ہوگیا راجا صاحب دیال جی نے کہا کہ آئیے پنڈت صاحب آگے آ جائیے پنڈت جی بولے کہ ہم ایسی سبھا میں کیا آئیں جو ایسے وردھ اتر تھ بچن سبھا میں کہتے ہیں کہ اس دیش کے برہمن لوگوں کو گودان کا ادھکار نہیں اور نہ اُن کو کوئی شلوک یاد ہے تو ہم اگر گودان نہ لیں تو کیا خاک کھائیں - سوامی جی نے کہا کہ ہم نے ایسی بات نہیں کہی مگر یہ کہا ہے کہ تم چونکہ ودوان نہیں ہو اس واسطے تم کو ادھکار نہیں ہے اور نہ وید منتر یاد ہے تم دان لیتے ہو اور رکھا کر نیشٹا کر دیتے ہو تم خاک نہ کھاؤ گھاس کھاؤ - اس پر راجا صاحب نے کہا کہ مہاراج آپنے یہ کیا کہا کہ گھاس تو گدھے کھاتے ہیں - سوامی جی بولے کہ تمہاری اِن سے مذاق ہوگی ہم نے تو سادھارن کہا ہے پھر وہ پنڈت کچھ نہ بولا -

مہاراجہ کے سامنے اُپدیش دیا۔ کہ آج بڑے ہی اندیشہ کی بات ہے کہ ہمارے ہی لوگ ہمارے پُراتن دھرم کے بگاڑنے میں اُدّم کر رہے ہیں۔ جیساکہ دیانند سرستی۔ بھائیو ہشیگر جاگو اور اپنے گھر کی رکھشیا کرو۔ (از کوہ نور) ٭

آخر جب سوامی جی نے لاہور سے دیگر صوبجات کی طرف جانیکا ارادہ کیا۔ اُس وقت عام جلسہ میں بابو سارداپرشاد نے اُٹھکر نہایت جوش کے ساتھ درخواست کی کہ آپ یہاں سے اور جگہ تشریف نہ لیجاویں اور اسجگہ کچھ اور مدت قیام فرماویں۔ سوامی جی نے جوابدیا۔ کہ جس طرح تم لوگ ہمارے یہاں رہنے کی ضرورت سمجھتے ہو۔ اُسی طرح اور مقامات میں بھی ہمارے جانیکی ضرورت ہے اور ہم کسی ایک جگہ کے پابند ہو کر نہیں رہ سکتے۔ جہاں تک ہم سے ہو سکیگا۔ کُل دیش میں ویدک دھرم کا پرچار کرینگے ٭

امرتسر میں ویدک دھرم پرچار

بار اوّل ۵۔ جولائی ۱۸۷۷ء سے ۱۲۔ ستمبر ۱۸۷۷ء تک

بار دوم ۔ ۱۵۔ مئی ۱۸۷۸ء سے ۱۱۔ جولائی ۱۸۷۸ء تک

سوامی جی نے جب پہلی بار امرتسر آنے کا ارادہ کیا تو سردار دیال سنگھ صاحب رئیس مجیٹھ نے میاں محمد جان رئیس امرتسر سے اُن کی کوٹھی للعہ روپیہ ماہوار کرایہ پر لیکر سوامی جی کے ٹھیرنے کے واسطے مقرر کی۔ سوامی جی لاہور سے ۵ جولائی کو تشریف لاکر کوٹھی میاں محمد جان صاحب واقعہ بیرون دروازہ رام باغ میں رونق افروز ہوئے انکی تشریف آوری کا شُہرہ سنکر جوق در جوق لوگ درشن کے واسطے آنے شروع ہوئے ہر ایک آدمی اپنے شکوک رفع کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ لوگوں کا پریم و اُتساہ دیکھ کر سوامی جی نے وہاں ہی تیچھلے پہر ویاکھیان دینے شروع کئے اور یہ سلسلہ ۱۲۔ ستمبر تک جاری رہا۔ مگر درمیان میں کبھی کبھی ایک دن کے واسطے سوامی جی لاہور چلے جایا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ سماج ابھی نئی اور کمزور تھی راجا صاحب دیال صاحب و سردار بھگوان سنگھ صاحب۔ لالہ سنت رام صاحب پٹرا اور تمام معزز روساء امرتسر ویاکھیانوں میں تشریف لایا کرتے تھے ٭

درخواست کی گئی۔ کہ آپ بھی اپنی رائے دیویں۔ سوامی جی نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں انترنگ سبھا کا ممبر نہیں ہوں۔ اس لئے میں رائے دینے کا حق نہیں رکھتا۔ چنانچہ تاوقتیکہ انترنگ سبھا نے اُن کو اُس وقت انترنگ سبھا کا ممبر نہ بنایا اُنہوں نے رائے نہیں دی۔ (از رپورٹ سالانہ) + کوہ نور میں لکھا ہے کہ اُس کے بعد حسب استدعا اہل مذاق راولپنڈی ۵ و ۷- نومبر کو ایک بجے کی ریل میں اس طرف کو روانہ ہوگئے۔ (۱۰- نومبر ۱۸۷۷ء - جلد ۲۹ - نمبر ۶۴ صفحہ ۱۰۰۶) +

۷- نومبر ۱۸۷۷ء سے یکم مارچ ۱۸۷۸ء تک سوامی جی گجرات وزیرآباد۔ راولپنڈی جہلم گوجرانوالہ کی طرف رہے اور اُن شہروں میں آریہ سماجیں قائم کیں۔ کوہ نور میں لکھا ہے کہ سوامی دیانند سرستی صاحب ۲- مارچ ۱۸۷۸ء سے وارد لاہور ہیں اور وعظ و نصائح میں مصروف ہیں۔ عنقریب ملتان کے جانیکا ارادہ رکھتے ہیں (۹- مارچ ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۰۲) +

سوامی جی اس دفعہ بھی نواب صاحب کے باغیچہ میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں ایک دن دین اسلام کی تردید میں ویاکھیان دے رہے تھے اور پاس ہی جناب نواب نوازش علیخاں صاحب ٹہل رہے تھے اور لکچرار کا لکچر برابر سُن رہے تھے۔ لکچر کے اختتام پر ایک شخص نے سوامی جی سے کہا۔ کہ مہاراج آپ کے ٹھہرنے کے واسطے نہ کوئی ہندو مکان دیتا ہے اور نہ کوئی عیسائی اور نہ مسلمان۔ نواب صاحب نے مہربانی سے مکان عنایت فرمایا۔ آپ یہاں بھی کھنڈن کرتے ہیں۔ آج نواب صاحب بھی لکچر سُن رہے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ناراض ہوں۔ سوامی جی نے کہا۔ کہ میں دین اسلام کی تعریف کرنے یہاں نہیں آیا ہوں۔ اور نہ کسی اور دین کی۔ میں تو صرف ویدک دھرم کو سچا مانتا ہوں اور باقی سب مذاہب کو باطل۔ جسے میں صحیح جانتا ہوں۔ اُس کا اُپدیش کرتا ہوں۔ میں نے دیکھ لیا تھا۔ کہ نواب صاحب سُن رہے ہیں۔ میں اُن کو جان بوجھ کر ویدک دھرم کی خوبیاں سُنا رہا تھا۔ مجھے نارائن پرماتما کے سوا کسی کا خوف نہیں (زبانی لالہ بالک رام جی مرحوم) +

دوسرے روز سوامی جی جانب ملتان تشریف لے گئے۔ اور ۱۶- اپریل ۱۸۷۸ء تک ملتان میں رہ کر ۱۷- اپریل ۱۸۷۸ء کو واپس لاہور میں تشریف لائے اور ست اُپدیش میں مصروف رہے +

۸- مئی ۱۸۷۸ء چارشنبہ مطابق بساکھ سدی ۶ سمت ۱۹۳۵ کی انترنگ سبھا لاہور میں سوامی جی بھی موجود تھے۔ اور چونکہ ایک معاملہ ایسا درپیش تھا۔ کہ سوامی جی کی رائے کی اس میں ضرورت تھی۔ اسلئے باتفاق ممبران انترنگ سبھا پرتشٹت ممبر مقرر کئے گئے۔ اس موقعہ کی اِس سبھا کی کارروائی قابل تحریر ہے کہ ایک ممبر انترنگ سبھا نے یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ سوامی جی اِس وقت موجود ہیں اسلئے وہ اِس سبھا کے پردھان مقرر کئے جاویں۔ سوامی جی نے اصلی پردھان کے موجود ہونے کے وقت اپنا پردھان ہونا منظور فرمایا۔ درحقیقت وہ کہیں دخل درمعقولات دینا پسند نہیں کرتے تھے۔ جن دِنوں سوامی جی لاہور میں تھے۔ اُن دِنوں پنڈت سردھا رام نے بتاریخ ۱۲ مئی ۱۸۷۸ء جموں میں

سماج کا منعقد ہوا۔ پنڈت اگھورناتھ گپت صاحب پرچارک براہم سماج ہند نے (جو اس متبرک موقعہ پر کلکتہ سے تشریف لائے تھے) اُس دن اُپاسنا کی اور اُپدیش دیئے اس دفعہ یہ اُتسب جس دھوم دھام سے ہوا غالباً ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا اول یہ کہ اس سال یہاں پنڈت دیانند سرسوتی کے آنے اور ایک عرصہ تک متواتر اُپدیش دینے سے عموماً لوگوں کے دل کسی قدر مذہبی اُلفت میں پہلے ہی سے جوش زن تھے اور اسلئے کثرت سے لوگ شامل اُتسب ہوئے تھے۔

تقسیم اوقات اُتسب کے موافق سات بجے صبح سے آٹھ بجے تک بھجن گائے گئے بعدازاں آٹھ بجے سے اُپاسنا شروع ہوئی۔ اگھوربابو نے جن کا دل پریم سے سرسبز ہو رہا تھا۔ حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا۔ کہ بھائیو آج جو اُتسب ہے وہ اندرونی اُتسب ہے بیرونی کل تعلقات کو چھوڑ دینا چاہئے۔ صرف اپنی روح اور خداوند کریم کی پاک روح سے واسطہ رکھنا چاہیئے دُنیا کو قطعی بھول جاؤ۔ اور دل کو ایک دفعہ بیقراری کے ساتھ پرمیشر کے پریم رس کے پینے کے لئے مستعد کرو تمام دن جوگ اور دھارنا کے ساتھ پریم سے پرمیشر کے پریم میں ڈوب کر خوب آنند اور شانتی حاصل کرو۔ پرمیشر کی آبحیات کا پاک چشمہ جاری ہو رہا ہے۔ پس اس وقت تم میں سے جس جس کے دل میں بے اعتقادی اور بے چینی کے کواڑ لگے ہوئے ہیں اُن کو اعتقاد اور محبت الٰہی کے تیشہ سے آبحیات حقیقی کے پاک چشمہ کو اپنے اپنے دلوں میں گرنے دو اور اس سے آج اپنے اپنے خشک روحوں کو خوب سیراب کرو۔

اس کے بعد ایک بھجن گاکر حسب معمول حمد الٰہی کیگئی بعدازاں عرصہ تک دھیان یعنی تصور ہوا۔ تصور کے اختتام کے وقت پنڈت دیانند صاحب سرسوتی بھی معہ ڈیڑھ دو سو مقلدوں کے مندر میں آکر شامل اُتسب ہوئے تھے۔ اخیر اگھور بابو نے ایشر پریم یعنی محبت الٰہی پر ایک چھوٹا سا اُپدیش دیا اور سب کی بہبودی کے لئے دعا مانگی (برادر ہند ماہوار رسالہ بابت ماہ نومبر ۱۸۷۷ء صفحہ ۳۲۲-۳۲۶)۔

اس دفعہ سوامی جی صرف ۱۰ روز ٹھہر کر روانہ فیروزپور ہو گئے۔ چنانچہ کوہ نور میں لکھا ہے "تقریباً دس روز ٹھہر کر فیروزپور کی طرف حسب درخواست وہاں کے آریہ دھرم کے لوگوں کے ۲۶- اکتوبر ۱۸۷۷ء کو روانہ ہو گئے" (۳- نومبر ۱۸۷۷ء جلد ۲۹- نمبر ۹۳ صفحہ ۹۸۳)

۲۶- اکتوبر سے ۴- نومبر ۱۸۷۷ء تک سوامی جی فیروزپور رہے جیسا کہ کوہ نور میں لکھا ہے "سوامی دیانند سرستی صاحب فیروزپور سے ۵ تاریخ نومبر کو صبح ہی لاہور میں تشریف لائے اور شام کو آریہ سماج میں لکچر دیا"۔ (کوہ نور مؤرخہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۷ء صفحہ ۱۰۰۶)۔

بتاریخ ۶- نومبر ۱۸۷۷ء سہ شنبہ مطابق کاتک سدی ۲ سمت ۱۹۳۴ کو آریہ سماجوں کے اُپ نیم انترنگ سبھا میں بعد بحث و ترمیم ضروری کے منظور ہوئے۔ اس جلسہ میں سوامی جی مہاراج موجود تھے اس موقعہ کی ایک بات قابل تحریر ہے اور اس سے معلوم ہوگا۔ کہ سوامی جی کس قدر قاعدہ کے پابند تھے جب اُپ نیموں پر بحث ہوتی تھی تو کمیٹی کی طرف سے

کہ یہ ہمارا تجربہ ہے۔ کہ جن دنوں ہم جنگل میں رہا کرتے تھے۔ ہم علے الصباح دن نکلنے سے پہلے بہت سے انگریزوں کو ہوا خوری کرتے دیکھتے تھے۔ لیکن آجکل اکثر انگریز دن چڑھے اُٹھتے ہیں۔

اُسی مقام پر مرزا فتح بیگ صاحب ساکن قصور سے سوامی جی کی بحث ہوئی تھی۔ جس میں سوامی جی نے اُن کے سوالات کا پورا پورا جواب دیا۔ اور ثابت کر دیا تھا۔ کہ ویدک دھرم ہی سچا اور ایشریہ دھرم ہے۔

ایک دن پنڈت رام رکھا ساکن لاہور نے سوامی جی سے پرشن کیا۔ کہ سام وید میں بھاردواج وغیرہ رشیوں کے نام آتے ہیں اور اس سے یہ سندیہہ ہوتا ہے کہ وید بہت پیچھے رشیوں نے بنائے۔

اس پر سوامی جی نے بہت سے منتر زبانی پڑھ کر سنائے جن میں بھاردواج وغیرہ نام آتے تھے اور کہا کہ ان مقامات پر یہ نام کسی منش کے نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے اسجگہ خاص معنی ہیں ساتھ ہی تمام منتروں کا ارتھ سنایا اور کہا کہ اس قسم کی غلطیاں وید کے اصلی معنی نہ جاننے کے باعث ہوتی ہیں۔ کیونکہ لوگ عموماً ظاہری معنی لیتے ہیں۔ یہ رشیوں کے نام نہیں ہیں۔ بلکہ رشیوں کے نام اسی جگہ سے رکھے گئے ہیں۔ جس سے پنڈت جی کی پوری پوری تسلی ہو گئی۔ (از رپورٹ)

ایک بشپ صاحب اس جگہ تشریف لائے اور آنکر سوال کیا۔ کہ وید کے رشیوں کو ایشر کی بابت کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے اور ثبوت میں منتر پیش کیا۔

(ہرنیہ گربھا سم ورتتاگرے بھوتسیہ جاتا وغیرہ۔)

رائے مولراج نے سوامی جی کو اُس کی انگریزی کا ترجمہ کر کے سُنایا۔ تب سوامی جی نے کہا۔ کہ اس کا یہ ترجمہ نہیں ہے۔ غلط ترجمہ کے سبب آپ کو شک ہوا ہے۔ اس کا ارتھ یہ ہے کہ سرب پیاپک پرماتما کی ہم اُپاسنا کرتے ہیں۔ پھر بشپ صاحب نے کہا کہ دیکھو بائیبل کی برکت کہ اُس کا اُپدیش اتنی دور پھیلا ہوا ہے کہ جہاں تک آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ بھی وید ہی کا سبب ہے۔ ہم لوگ اُس دھرم کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور آپ لوگ برہم چریہ۔ ودیا ادھین۔ ایک استری سنگ۔ ودیش یاترا۔ دیش پریتی وغیرہ رکھتے ہیں۔ اسواسطے اتنی اُنتی ہو رہی ہے۔ ہماری قوم کی غفلت سے ہی یہ آپ کی ترقی ہے بائیبل کے سبب سے نہیں۔ (از بھائی مولی لعل جی شاستری)

۲۱۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء کو برہم سماج لاہور کا سالانہ جلسہ تھا۔ اُس میں سوامی جی مہاراج اپنی عالی حوصلگی سے معہ تقریباً دو تین سو آریہ سجنوں کے تشریف لے گئے۔ چنانچہ انڈین مرر کلکتہ سنڈے اڈیشن ۲۸۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء میں اس طرح لکھا ہے۔

"ہم کو اطلاع ملی ہے۔ کہ لاہور براہم سماج کے گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر پرارتھنا ہو جانے کے بعد پنڈت دیانند سرستی مثل پرانے دُرباسا رشی کے دو تین سو مریدوں کے ساتھ برہم مندر میں تشریف فرما ہوئے" (جلد ۱۶ نمبر ۱۵۵)

برادر ہند میں لکھا ہے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء کو اتوار کے دن برہم مندر لاہور میں چودھواں سالانہ اتسب پنجاب برہم

۱۸۷۷ء صفحہ ۶۷۰ جلد ۹ نمبر ۳۲)

نور افشاں لدھیانہ میں لکھا ہے کہ ۶- اکتوبر ۱۸۷۷ء کو پادری پی ایم - مکرجی نے مقام منگیر میں ایک لکچر آرین لوگوں کے دھرم کی بابت دیا- جس میں اول یہ ثابت کیا کہ ایرین لوگ اس ملک سے جو کاسپین سمندر کے کنارے واقع ہے ہندوستان میں آئے تھے- دوم ایرین لوگوں کی حالت چال چلن وغیرہ کا بیان کرکے اِن کی بہت تعریف کی سوم- وید وشاستر کے کئی مقاموں کو پیش کرکے بیان کیا کہ اِن مقاموں کی تعلیم بائیبل کی تعلیم سے ملتی ہے اور آخرکار صاحب موصوف نے اپنے ہموطنوں کو اس تاکید سے جتایا کہ اپنے وید و شاستر کی تعلیم کو غور سے ملاحظہ فرماویں اور نیز دین عیسوی پر بلا تعصب غور کرکے اُسے دریافت کریں- ثبوت کامل ہے کہ ہندو دھرم جو کہ زمانہ حال میں پایا جاتا ہے- اُس دھرم سے کہ جس کا ذکر وید و شاستر میں پایا جاتا ہے بالکل خلاف ہے- پس اگر کوئی وید و شاستر کے دھرم کو اہل ہنود میں جاری کرکے اس پر عمل کرے اہل ہنود اُس سے ایسا سلوک کریں کہ جیسا عیسائیوں سے کرتے ہیں- مثلاً اکثر اہل برہمو سماج شروع میں وید و شاستر کے دھرم پر معتقد تھے- لیکن اہل ہنود کے سامنے کافر ٹھیرے پھر تھوڑے دن ہوئے کہ پنڈت دیانند سرستی نے پنجاب میں اکثر اہل ہنود کو تعلیم دی کہ آرین لوگوں کے دھرم پر چلنا چاہئے- لیکن اگرچہ پنڈت مذکور نے وید شاستر کی تعلیم میں سائنس کی تعلیم کو ملایا تو بھی اکثر اہل ہنود اس پر یہ ٹھانتے تھے- کہ پادریوں کا نوکر ہے اور ہندو دھرم کو بگاڑتا پھرتا ہے- پس ہندو دھرم کا زور اسباب کثرتیہ قدیم سے ہے منحصر نہیں ہے- کیونکہ وید و شاستر پر کوئی نہیں چلتا- مگر زور ذات پات میں اور جہالت پر مبنی ہے- جہالت کو دور کرو تو دین ہنود جو آجکل جاری ہے ایسا بھاگ جاوے جیسا اندھیرا سورج سے بھاگتا ہے (یکم نومبر ۱۸۷۷ء صفحہ ۱۴۳ جلد ۵ نمبر ۴۴) +

پھر سوامی جی امرتسر- گورداس پور- جالندھر میں دھرم اُپدیش کرتے اور آریہ سماج ستھاپت فرماتے ہوئے دُسہرہ سے ایک روز بعد لاہور میں تشریف لائے اور نواب رضا علی خاں کے باغیچہ بیرون مستی دروازہ میں فروکش ہوئے +

چُنانچہ کوہ نور میں لکھا ہے "سوامی دیانند سرستی صاحب دُسہرہ سے (۱۶- اکتوبر) ایک روز بعد کے یہاں آئے ہوئے تھے اور روز آریہ سماج میں شام کے وقت ۶ بجے سے ۸ بجے تک دھرم اُپدیش سناتے رہے" (۳- نومبر ۱۸۷۷ء صفحہ ۹۸۳) +

جب اس جگہ سوامی جی ٹھیرے ہوئے تھے- کئی شخص دن نکلنے سے پہلے ان کے پاس پرانایام اور اُپاسنا کا طریق سیکھنے جایا کرتے تھے- جس سے اُن کو بہت فائدہ ہُوا +

ایک روز اسی باغیچہ میں ایک پادری صاحب اور ایک مس صاحبہ سوامی جی سے ملنے کو آئے گفتگو کے درمیان سوامی جی نے فرمایا کہ دولت کا حد سے زیادہ ہونا قوم کے زوال کا باعث ہوتا ہے- جیسے کہ اِس آریہ قوم کا حال ہُوا- اور یہ بھی کہا کہ اب انگریزوں میں بھی دولت کے زیادہ ہونے سے اُن کی عادت بگڑتی جاتی ہے چنانچہ اُنہوں نے فرمایا

اور شملہ کو سوامی جی نے اسی جگہ ضرورت دہرم اور آریہ سماج کے فوائد پر ویاکھیان دیا۔ اس دفعہ صرف ایک دن کے واسطے سوامی جی امرتسر سے تشریف لائے تھے۔ اخبار کوہ نور لاہور میں مضمون مندرجہ ذیل طبع ہُوا:

"آریہ سماج لاہور۔ پہلے دو سہ ماہ میں جو سوامی دیانند سرستی جی ودھرم اُپدیش کرتے رہے ہیں اس کے سُننے سے لوگوں کے دلوں میں قومی ہمدردی نے اس قدر جوش مارا۔ کہ اُنہوں نے ۲۴۔ جون ۱۸۷۷ء کو یہ سماج قائم کیا۔ اب اس سماج کے قریباً تین سو ممبر ہیں اور روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے اصل منشا اس سماج کا آریہ دھرم اور سنسکرت ویدوں کے علم کی ترقی اور رواج ہے اسی غرض سے اب ایک پاٹ شالا یعنی مدرسہ تعلیم سنسکرت اور ویدوں کے لئے جاری کیا گیا جس میں فی الحال ایک سو اشخاص تعلیم پاتے ہیں۔ یہ سماج صرف سوامی جی کی تشریف آوری کا نتیجہ ہے۔ تواریخ کے دیکھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس عرصہ ۲۵۰۰ برس میں از عہد سوامی شنکر آچارج کوئی ہادی وید خوان ورکھیشر پیدا نہ ہُوا۔ جو راہ راست بتلاتا کیا یہ کچھ کم خوشی کا موقعہ ہے۔ کہ سوامی جی بھلائی و راہنمائی کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اے بھائیو آریہ دھرم والو اب خواب غفلت سے بیدار کیوں نہیں ہوتے دیکھو۔ دھن ہے پرمیشور دیالو سچدانند جس نے وید کو دنیا پر ظاہر کیا۔ اور دھن ہیں وہ آریہ لوگ جنہوں نے وید کی پیروی اختیار کی وہ وید کی تعلیم کے بل سے بلوان اور گُن سے گنوان خوشی سے اپنا وقت گذارتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ طور پر برتتے تھے۔ جس کا ثبوت صرف یہ کافی ہے کہ ابتدائی پیدائش دنیا سے آخری سلطنت راجے پتھورا تک کوئی غیر قوم اس آریہ ورت پر حملہ آور نہ ہو سکی۔ مگر اے بھائیو جبکہ اس قوم نے بےعلمی کے باعث نفاق میں ترقی پائی تو اُس وقت سے آریہ ورت کا حال دگرگوں ہو گیا۔ اُس وقت سے محمود غزنوی وغیرہ آیا اور آخر شہاب الدین غوری اس ملک پر قابض ہو گیا۔ جس نفاق کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارا وید مقدس اور آریہ دھرم کرم بالکل نابود ہو گیا اور وید کی تعلیم تو ایسی معدوم ہوئی۔ کہ اگر ہم چراغ لیکر بھی تلاش کریں تو کہیں پتہ نہیں ملتا۔ مگر شکر ہے اُس رحیم کا کہ جس نے اپنی دیا سے ہم لوگوں کی حالت زار دیکھکر شری پنڈت سوامی مہاراج دیانند سرستی جی کو پیدا کیا اور اپنی شکتی سے اُن کے دل میں یہ قائم کیا کہ وہ خدا پرستی و تعلیم وید سکھلاویں مخلوق پرستی و عجائب و غرائب عقاید سے اجتناب کریں اور راہ راست پر لاویں۔ ہم سوامی جی کے نہایت مشکور ہیں کہ جنہوں نے اس قدر تکلیف اُٹھا کر اور وید کی تعلیم پا کر ہماری راہنمائی کے لئے اپنی عمر کا تمام حصہ وقف کر دیا جس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ جیسی جیسی وہ کوشش کر رہے ہیں اگر تمام ملک یکدل ہو کر قدر کرے تو ایک دن میں ہی افلاس اور بےعلمی کی کشتی پار ہے اور پھر وہی وید دھرم اور کرم حقیقی عبادت جو کسی زمانہ میں پہلے رکھیشر مُنشیر کیا کرتے تھے آن موجود ہوتے۔ مگر افسوس کہ بعض لوگ خود تو جہالت کے کوئیں میں گر پڑے ہیں۔ مگر اوروں کو بھی نکلنے سے مانع ہوتے ہیں اپنے سچے دھرم اور حقیقی معبود کی عبادت میں مشغول ہوؤ اور تمام لوگوں کو راہ راست کی ہدایت کرو آیندہ تمہارا اختیار۔ اے بھائیو میری رائے میں نفاق کو یک لخت بیخ و بُن سے اکھاڑ دینا چاہیئے اور صرف وید پر سب کو چلنا چاہیئے۔ جو کچھ اُس میں ہدایت کی گئی ہے۔ صرف ہماری اُسی سے نجات متصور ہو سکتی ہے۔"

رقیمہ نیاز۔ ایم۔ اے خیر خواہ آریہ دھرم (از کوہ نور ۲۸ جولائی

تھے اور ہمیشہ اپنی قوم کی ترقی کے خیال میں رہتے تھے ◆

تاراچند کلرک پولیس ضلع مظفرگڈھ

ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی سے ہی سوامی جی امرتسر کی طرف چلے گئے اور پھر گو چند بار اتوار کے واسطے لاہور آتے رہے مگر زیادہ ایک دو دن سے نہ رہے ◆

برہمو سماج کے رسالہ برادر ہند میں جو یکم جولائی ۱۸۷۷ء کو شائع ہوا - سوامی جی کی بابت مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہے ◆

"خیالات اُن کے اکثر وسیع اور بہت سا حصہ اُن کا اِس زمانہ کے عالمانہ خیالات کے موافق ہے - دماغ اُن کا نہایت ترقی پذیر معلوم ہوتا ہے - اور اسلئے اُنہوں نے اگرچہ بجز زبان سنسکرت اور کسی زبان کا علم ادب نہیں پڑھا - تاہم ایک ارسی علم ادب اور روشن دماغ تعلیم یافتہ لوگوں کی صحبت کے ذریعہ سے اُنہوں نے اپنے خیالات کو اس قدر صاف اور وسیع بنا لیا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے تمام ہمعصر پنڈتوں کے تعصب آمیز اور تنگ خیالوں کے درجہ سے گذر کر ایک سچے عالم اور روشن دماغ پنڈت کا نمونہ بن گئے ہیں - بلکہ ہمارے ملک کے عام انگریزی پڑھے لکھے لوگوں کے خیالات سے بھی کسیقدر ترجیح رکھتے ہیں اس شخص کے دل میں بظاہر قومی ہمدردی اور قومی اصلاح کا بہت بڑا جوش معلوم ہوتا ہے - گو اسوقت یہ کہنا سخت مشکل ہے - کہ وہ جوش کہاں تک خود غرضی سے خالی اور اُس کی آمیزش سے پاک ہے کیونکہ اس کا ثبوت محض تجربہ پر موقوف ہے اور اُس کا دکھلانے والا صرف زمانہ ہے تاہم ان کی ذات سے جہاں تک ہم اِسوقت قیاس کرسکتے ہیں ملک میں بہت کچھ ترقی اور اصلاح کی امید ہے مذہبی اصلاح کے لحاظ سے **بت پرستی کا یہ شخص بہت بڑا دشمن ہے** - چنانچہ منجملہ اور ایسے اشخاص کے جو بت پرستی کی بیخکنی کرنے میں اندنوں کوشش کر رہے ہیں اس شخص کو اس زمانہ کا بہت بڑا بُت شکن کہیں تو بھی بیجا نہ ہوگا - براہم سماج کی مذہبی شاخ کی اصلاح کے حق میں کہ جس کا اصول ہر قسم کی بت پرستی کو دفع کرنا اور دنیا میں خدا کی پرستش پھیلانا ہے تو یہ شخص ایک ایسا معاون فرشتہ ہے کہ جس کی تعریف جس قدر کیجائے تھوڑی ہے - صرف مذہبی اصلاح کا ہی یہ شخص طالب نہیں بلکہ تمام قومی برائیوں کو جو مثل بچگی وغیرہ کی شادی کے ملک میں پھیل رہی ہیں اُن کی اصلاح مدنظر رکھتا ہے - عورات کی تعلیم اور اُن کی آزادی کا خاص کر خواہاں ہے اور اُس کی بھی یہ رائے ہے - کہ تاوقتیکہ اُن میں تعلیم نہ پھیلیگی - اُنہیں زنانہ قید سے رستگاری حاصل نہ ہوگی - تب تک اس ملک میں کسی نمایاں ترقی کی امید کرنا لاحاصل ہے - غرضیکہ قوم سے جہالت اور تعصب کا دفع کرنا - علم کا رواج دینا - قومی اتفاق پیدا کرنا اور اُسے عام تہذیب کی صورت میں لاکر ایک عمدہ نمونہ بنانے میں کوشش کرنا اس شخص کی عام اور خاص علت غائی ہے (صفحہ ۲۰۲) ◆

۲۱ - جولائی ۱۸۷۷ء شنبہ کو لاہور سماج نے ایک پُستکالہ کھولنے کی تجویز کی جس میں سنسکرت کی کتابیں فروخت کے واسطے رکھی جاویں اور اس کام کے واسطے لالہ سائیں داس نے مار روپیہ کا وعدہ کیا ◆

۲۲ - جولائی ۱۸۷۷ء روی وار کو انارکلی سماج میں اول صبح ۷ بجے پنڈت شاردا پرشاد جی نے آریہ دھرم پر ویاکھیان دیا

لاہور کے حالات کے متعلق پنڈت تارا چند کلرک پولیس آفس ضلع مظفر گڈھ نے اپنے ایک بھائی کے حالات لکھ کر ارسال کئے ہیں جن کو میں بجنسہٖ یہاں درج کرتا ہوں +

جبکہ سوامی دیانند سرستی جی مہاراج پہلے پہلے لاہور میں تشریف لائے اور وید وکت دھرم کا ویاکھیان دیا اور لاہور میں آریہ سماج قائم کیا۔ اُن دنوں میں کالج کے لڑکے اُن کے پاس سنسکرت پڑھنے جایا کرتے تھے۔ ان میں سے میرے بھائی پنڈت گنپت رائے بھی تھے جو کہ ان دنوں میں وکالت کی جماعت میں پڑھا کرتے تھے۔ سوامی جی مہاراج ان کو سچے ویدوکت دھرم اور سنسکرت جو کہ اس ملک سے نیست و نابود ہوتی جاتی تھی ان کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ایک دن سوامی جی مہاراج نے پنڈت گنپت رائے سے پوچھا۔ کہ تمہاری شادی تو نہیں ہوئی۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ مہاراج شادی تو نہیں ہوئی۔ لیکن سگائی یعنی منگنی ہوگئی ہے سوامی جی نے فرمایا۔ کہ تم شادی نہ کرنا۔ اُنہوں نے پوچھا مہاراج کیوں۔ جس کے جواب میں سوامی جی نے فرمایا۔ کہ تمہاری عمر کچھ کم معلوم ہوتی ہے۔ یعنی تیس سال کے اندر ہے۔ پنڈت گنپت رائے نے گھر میں تو کچھ نہ کہا۔ لیکن اپنے دوستوں وغیرہ سے کہا۔ کہ میں شادی بالکل نہیں کرونگا۔ چند عرصہ کے بعد اُن کے سُسر نے شادی دینے کو کہا اور اُن کے گھر والوں کو بہت تنگ کیا۔ پنڈت گنپت رائے کو لاہور سے شادی کے واسطے بلایا گیا۔ آنا تو کجا خط کے جواب سے بھی جواب رہا۔ پھر سب چُپ ہو رہے کچھ مدت بعد اُن کے پاس اُن کے والد کی طرف سے اس مضمون کا تار پہنچا۔ کہ تمہارے والد سخت بیمار ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تو ہمارا لڑکا ہے۔ تو شاہ پور میں (جو کہ اُس کا وطن ہے) آکر پانی پینا۔ پنڈت گنپت رائے مجبور ہو کر شاہ پور کو روانہ ہوئے وہاں جب پُہنچے تو دیکھا۔ کہ والد بیمار تو تھے۔ لیکن ایسے سخت بیمار نہ تھے۔ جیسا کہ اُن کو لکھا گیا تھا۔ تا اُن کی شفایابی اُسی جگہ رہے۔ اُن کے رشتہ داروں نے اُن کو بہت کچھ سمجھایا۔ اور کہا۔ اگر تم اپنی سگائی چھوڑ دو۔ اور وہ کسی اور سے بیاہی جاوے تو تب بھی لوگ تمہارا نام ضرور لینگے۔ کہ یہ پہلے فلانے سے منسوب تھی۔ بات اُن کے بھی دل لگ گئی اور نیز اُنہوں نے یہ سوچا کہ شاید کوئی لڑکا پیدا ہو جائے جس سے نام میرا چلا جائے اِسلئے شادی کرنے پر رضامند ہوئے اور اُن کی شادی ہوگئی۔ یہ سوچ کر ایام زندگی تھوڑے ہیں۔ عیش و آرام سے گذاریں۔ اُنہوں نے کالج کی تعلیم چھوڑ دی اور ادھر ادھر سیر میں دن گذارتے رہے۔ ایک دن اُن کو کہا گیا۔ کہ تمہارا خیال کہ میری زندگی تھوڑی ہے۔ خام ہے جوتش اور فقیر ہمیشہ سچے نہیں ہوتے چاہئے کہ کچھ روزگار تلاش کرو۔ بیکار آدمی دنیا میں اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ اُن کے بڑے بھائی پنڈت جسونت رائے نے جو کہ اُن دنوں میں مظفر گڈھ کے سول سرجن تھے ان کی سفارش کر کے ان کا نام نائب تحصیلداری میں درج کرایا اور تحصیل لودھراں و شجاع آباد ضلع ملتان میں قائمقام نائب تحصیلدار بھی رہے۔ آخر کار بیمار ہو کر ۲۸ سال کی عمر میں اس جہاں سے کوچ کر گئے۔ مرتے وقت اُنہوں نے اپنے کل رشتہ داروں اور دوستوں سے کہا کہ مجھ کو سوامی جی نے فرمایا تھا۔ کہ تمہاری عمر تیس سال کے اندر ہے اور یہی سبب تھا۔ کہ میں شادی سے پہلے انکار کرتا تھا اور اسی سبب سے میں نے وکالت کی تعلیم بھی چھوڑ دی تھی۔ پنڈت گنپت رائے ضلع شاہ پور کے ایک شریف اور وشنو خاندان میں سے

باتفاق دیگر ممبران آریہ سماج بابو سارداپرشاد نے عام جلسہ میں یہ تجویز پیش کی کہ سوامی جی کو سماج کے متعلق کوئی خاص خطاب مثل مُربّی یا ہادی کے دیا جاوے سب لوگوں نے سبھاسدوں کو منظور کیا۔ تب سوامی جی نے ہنسکر کہا۔ کہ اس لفظ سے گورو پن کی بو آتی ہے اور میرا مشن گورو پن آدی پنتھوں کے توڑنے کا ہے۔ نہ کہ خود گورو بنکر ایک نیا پنتھ قائم کرینگا۔ اور کہا کہ اگر اس قسم کی پدوی سے کل کو میرا ہی دماغ پھر جائے۔ یا اگر میں بچ رہا تو جو میرا جانشین ہو وہ مغرور ہوکر کچھ کام کرنے لگے تو پھر تم لوگوں کو بڑی دقت پیش آویگی۔ اور وہی خرابی پیدا ہوگی جو دوسرے نویں پنتھوں کو پیش آئی ہے۔ اسلئے اس قسم کی کوئی تجویز ہرگز نہ ہونی چاہئے۔ پھر بابو سارداپرشاد جی نے کہا کہ اور نہیں تو ہم آپ کو اس سماج کا پرم سہایک کہینگے اس پر سوامی جی نے کہا کہ اگر مجھے آپنے پرم سہائک مانا۔ تو اس جگدیش جگت گورو سربشکتی مان سہائی کو کیا کہوگے۔ آخر کار سوامی جی نے یہ کہا۔ کہ میرا نام بھی آپ لوگ سماج کے سہائکوں میں داخل کرلو۔ جیسے کہ اور لوگ سہائک ہیں میں بھی ایک سہائک ہوں"۔ ایک روز انارکلی کے مکان میں مکتی وشہ پر ویاکھیان دیا تھا۔ اور کہتے تھا کہ ہم ویدکے اس مسئلہ کو مدت تک سوچتے رہے اور بعد مدت سالہ ہم کو پورا پورا نتیجہ ہوگیا ہے کہ انسان کے محدود کرموں کا پھل محدود ہوتا ہے اور روح انسانی اپنے اچھے کرموں کا پھل بھوگ کر پھر اسی سنسار میں آجاتی ہے۔ سوامی جی سنسکرت نہایت سلیس بولتے اور لکھتے تھے۔ بہت سے لوگوں کی درخواست پر انہوں نے ایک ویاکھیان سماج کے مکان میں بزبان سنسکرت دیا اور وہ ایسا سلیس تھا۔ کہ جن کو تھوڑی سی سنسکرت آتی تھی وہ اس کو بخوبی سمجھتے جاتے تھے +

پنڈت نندلال جی ہیڈ پنڈت گورنمنٹ ہائی سکول گجرات نے بیان کیا کہ مجھے زبانی سنت رام بی۔ اے حال ہیڈ ماسٹر ہائی سکول جالندھر اپنے ودیارتھی کے معلوم ہوا کہ ایک ودوان سنیاسی لاہور میں آئے ہوئے ہیں۔ اس پر میں ملنے اور شاستراتھ کے شوق سے رخصت لیکر ۱۸۷۷ء میں لاہور گیا۔ اور اپنے کلاس فیلو پنڈت سکھدیال نیا یک ماسٹر اورنٹیل کالج کے پاس جاکر ٹھیرا اور اُن کو کہا کہ چلو سوامی جی سے چلکر شاستراتھ کریں اُس نے کہا۔ کہ ہم اُس کے پاس نہیں جاتے وہ اپنی کہتا ہے دوسرے کی نہیں سنتا۔ مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہ پہلے اُن کے پاس ہو آئے ہیں اور اِن سے اُن کا دھرم چرچا ہو چکا ہے۔ آخرالامر میں اُن کے ودیارتھی لبھا رام کو ساتھ لے سوامی جی کے پاس گیا اس وقت ۵ – ۶ آدمی موجود تھے۔ وہ لنگوٹ پہنا ہوا لیٹے ہوئے تھے۔ ہمارے سامنے ایک شخص نے ناریل بھر کر دیا۔ اور ان کے پاس بیٹھا ہوا ایک کتھری ویدانت کی بابت کچھ پوچھ رہا تھا۔ سوال یہ تھا۔ کہ ویدانت کیسی چیز ہے۔ سوامی جی نے کہا۔ کہ جسوقت آدمی غمگین ہوتا ہے۔ اس سے اپنے من کو سہارا دے سکتا ہے۔ پھر ہماری باری آئی۔ سوال تو مجھے یاد نہیں رہا۔ مگر اتنا یاد ہے کہ انہوں نے سنسکرت بولتے ہوئے ایک جگہ ल्युट प्रत्ययांत = अन् प्रत्ययांत بولا وہاں چاہئے تھا۔ پُنسک لنگ مگر انہوں نے استری لنگ بولا۔ میں نے کہا۔ کہ ایسا نہ بولئے یہ پُنسک لِنگ ہے سوامی جی نے کہا کہ اس سوتر कृत्य ल्युटो बहुलं سے اس کو استری لنگ ہو سکتا ہے۔ اس واسطے یہ اشدھ نہیں۔ اتنے میں اُن کے ... ہوگیا تھا۔ وہ اُٹھ گئے اور ہم چلے آئے۔ پھر ہم ڈاکٹر رحیم خاں کی کوٹھی میں اُن کا لکچر سننے گئے مضمون یاد نہیں +

رکھا اور یہ بات ست سبھا کے اصولوں کے خلاف ہے بلکہ اسی سبب سے کئی لوگوں کے درمیان جھگڑا ابھی برپا ہو گیا ہے اور عام دکاندار لوگ جو ست سبھا کے اصولوں پر اپنا وشواس رکھنے لگ گئے تھے اسبات کو سُننے اور دیکھنے سے منحرف ہو گئے نظر آتے ہیں اور ست سبھا جو قائم ہوئی ہے مطلقاً عام لوگوں کی بہبودی کی غرض سے ہے لہذا بخدمت ممبران اگزیکٹو کمیٹی آریہ سماج التماس ہے کہ وہ جو آیندہ اتوار کو اُس سماج والوں کی اُپاسنا اس مکان میں جمع ہو کر مقرر کی گئی ہے کسی اور مکان میں تجویز فرمائی جاوے تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس مندر میں دو بارہ ایسا ہونے کے وقت فساد ہو جانیکا شُبہ ہے اور اگر کچھ دیر ممبران آریہ سماج اس مندر میں اپنی اُپاسنا کرنا چاہتے ہوں تو البتہ یہ مقدمہ اگزیکٹو کمیٹی ست سبھا میں پیش کیا جاویگا اور فیصلہ سے اطلاع دیجاویگی۔ اطلاعاً عرض کیا گیا ۲۳ جولائی ۱۸۷۷ء مطابق ۷ اساڑھ بدی سمت ۱۹۳۴ +

چونکہ ممبروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی تھی اِدھر ست سبھا نے بھی انکار کر دیا بنابران ۸ جولائی ۱۸۷۷ء کو ایک مکان واقعہ انارکلی جس میں آجکل ٹربیون[عہ] اخبار کا دفتر ہے عہ ماہوار کرایہ پر لیا گیا اور اُسی روز یکشنبہ کو اس مکان میں سماج کا ہفتہ وار جلسہ منعقد ہُوا اور سوامی جی نے خود ایشر اُپاسنا کرائی۔ اُسی روز یا کسی دوسرے روز ویاکھیان میں سوامی جی نے کہا تھا۔ کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ بڑا بھاری کام ویدک دھرم پرچار کا جو ہماری اس زندگی میں پورا نہ ہوگا۔ لیکن اگر اس جنم میں نہیں تو پھر دوسرے جنم میں ہم اس کام کو پورا کرینگے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کا کتنا بڑا استقلال اور ارادہ تھا +

مندرجہ ذیل اشخاص اس وقت سماج کے ممبر ہوئے اور سال ۱۸۷۷ء کے واسطے عہدہ داران منتخب ہوئے +

لالہ مولراج ایم-اے پردھان — لالہ سری رام ایم-اے مرحوم اُپ پردھان — بابو ساردا پرشاد بھٹاچاریہ و لالہ سائیں داس مرحوم و

لالہ جیونداس سکرٹریان — لالہ بشن لال ایم اے جائینٹ سکرٹری — لالہ کندن لال خزانچی — لالہ بدب داس مرحوم پُستکادھکش

پنڈت امرناتھ — ڈاکٹر بھگت رام ساہنی — ڈاکٹر خزانچند — لالہ مدن سنگھ — لالہ منگومل — لالہ ہنس راج ساہنی وکیل

لالہ دوارکا داس — لالہ ایشرداس بی-اے مرحوم — بھائی نہال سنگھ مرحوم — لالہ بالک رام مرحوم — لالہ رام سہائی مل — لالہ گوبند سہائے

لالہ ایشرداس ایم-اے — ڈاکٹر سدانند +

ایک روز مکان سماج واقعہ انارکلی میں برہمو سماج کے لوگ ملکر آئے اور سوامی جی سے کہا۔ کہ ویدوں میں مورتی پوجا کا ذکر اکثر جا بجا ہے۔ پنڈت بھانودت برہمو لوگوں کی طرف سے سوامی جی کے ساتھ تقریر کرتے تھے۔ خاص اُس شُرتی کا بھی ذکر آیا جس میں گنگا۔ جمنا لفظ آتے ہیں۔ اس پر اعتراض یہ تھا۔ کہ ویدوں میں گنگا جمنا کی بھی پرستش درج ہے۔ سوامی جی نے کہا۔ کہ اگر آپ لوگ تمام پرکرن پڑھ لیتے تو یہ اعتراض نہ کرتے یہاں پر گنگا جمنا نام دو ناڑیوں کا ہے اور یہ مقام یوگ ابھیاس کا ہے یہاں پر دریاؤں سے کچھ مطلب نہیں ہے اور ان الفاظ کے ساتھ خاص کر اس قسم کے وشیشن یعنی صفات ہیں کہ ان کا دریاؤں پر ہرگز اطلاق نہیں ہو سکتا اور بہت سے سوال دیاکرن وغیرہ کے کئے جن کا پورا پورا جواب برہم سماجیوں کو ملگیا +

جب سوامی جی مکان آریہ سماج واقعہ انارکلی میں گاہے گاہے ویاکھیان دیا کرتے تھے۔ انہیں دنوں ایک روز

عہ کچھ عرصہ سے اب اس جگہ بھارت انشورنس کمپنی کا دفتر ہے۔ ٹربیون کا دفتر یہاں سے بدلا گیا۔ (آتمارام)

۶ - سنسار کا اُپکار کرنا اِس سماج کا مُکھ اُدیش یعنی خاص منشا ہے ارتھات شاریرک - آتمک اور ساماجک اُنتی کرنا +

۷ - سب سے پریتی پُوربک دھرم انوسار یتھا یوگیہ برتنا چاہئے +

۸ - اَوِدیا کا ناش اور وِدیا کی برِدھی کرنی چاہئے +

۹ - ہر ایک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتُشٹ نہ رہنا چاہئے - کِنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہئے +

۱۰ - سب منشوں کو سربتھا ودہ چھوڑ کر ساماجک سرب ہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئے اور پرتھیک ہتکاری نیم میں سب سُتنتر ہیں +

نتیجہ - یہ اُسی آریہ سماج کے مبارک نیم یا **اصول ہیں**۔ جس کو شری پر اُپکاری سوامی دیانند سرستی جی مہاراج اور اُن کے مبارک اور رشید پیروکاروں نے قائم فرمایا ہے - دانا وہ ہے جو خاک سے لعل اور سخن سے مغز کو نکال لیتا ہے **آد سچ جوگاد سچ** (**نانک**) **ہے بھی سچ اور ہوسی بھی سچ** - سانچ کو آنچ نہیں اور دروغ کو فروغ نہیں - مخالف اور نامُنصف اور مُتعصب جو چاہیں سو کہیں - مگر ہم یہی کہینگے کہ سوامی جی صاحب موصوف ہمارے آریا دیش میں دھرم اور ست کے پرگٹ کرنے کے لئے سمپُورن کلا اُتار پیدا ہوئے ہیں - تاریخ امروزہ سے ہم نے اپنی اخبار کے واجب الادا فرائض میں اس ضروری فرض کو بھی داخل کر لیا ہے - کہ جہانتک ہم کو موقعہ اور فُرصت ملیگی - سوامی صاحب کے مُبارک خیالات کو اس صحیفہ کے ذریعہ سے شائع کیا کریں گے" +

از رپورٹ سالانہ آریہ سماج لاہور - اُسوقت لاہور کی عجیب حالت تھی شہر کے دو فریق ہو گئے تھے **ایک وہ جن کے** خیالات سوامی جی کے اُپدیش سُنکر پُراچین ویدک دھرم کی طرف رجوع ہو گئے تھے اور دوسرے پورانک لوگ جو پُرانی **چال** اور رسم کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے اُس وقت اِن دونوں فریقوں میں **عجیب کشمکش تھی** - پُرانے چال کے **لوگ** اور **براہمن** آریہ سماج کو ناستک اور کرانی کا خطاب دیتے تھے" +

پہلی دفعہ اُپاسنا ڈاکٹر رحیم خان صاحب کی کوٹھی میں ہوئی اور ہون بھی ہوا اور وہاں ہی آریہ سماج کی بُنیاد رکھی گئی اور اُپاسنا کے بعد بابو ساردا پرشاد بھٹاچارج جی نے کچھ ویاکھیان دیا - جس کے بعد سوامی جی نے یہ کہا - کہ اب ہم کو آشا بندھ گئی ہے کہ آپ ست دھرم کو اچھی طرح سے چلا سکینگے +

دوسرا ہفتہ - بتاریخ یکم جولائی ۱۸۷۷ء بروز یکشنبہ مطابق اساڑھ بدی ۵ سمت ۱۹۳۴ ست سبھا کے مکان میں اکٹھے ہو کر آریہ سماج کی کارروائی ہوئی جس میں سوامی جی نے پورانوں کا خوب اچھی طرح کھنڈن کیا اور بڑے پُرزور دلائل سے اُن کی وید وِرُدھ باتوں کی تردید کی - اس پر ست سبھا والے بھی سوامی جی سے ناراض ہو گئے - چنانچہ اُنہوں نے بدیں مضمون ایک خط لکھا +

التماس - ظاہر ہو کہ چونکہ سوامی جی مہاراج نے بروز یکشنبہ گذشتہ اپنے ویاکھیان میں شاستروں اور پورانوں کا ماننا جائز نہیں

تھے اور بہت سے ہونے کو تیار تھے - ایک تعداد کثیر برہم سماج کی طرف راغب تھی - غرضیکہ ہندؤں کے توہمات اور بد رسومات کے باعث سے بہت سے تعلیم یافتہ لوگوں کے خیالات پھر گئے تھے - صرف سوسائیٹی کی قید نے اُن کو قابو میں رکھا ہُوا تھا - شراب خوری اور تماش بینی بھی بہت بڑھ گئی تھی ایسے وقت میں کون خیال کر سکتا تھا - کہ ہندؤں میں بھی کوئی شخص ہونا ممکن ہے جو مذہبی خیالات کے اِس بہاؤ کو ایک طرف سے دوسری طرف بدل دیوے جو ہندؤں میں بھی قوم بننے کی اُمنگ پیدا کر دیوے جوان کو اپنی وقعت اور عزت پیدا کرنا سکھلاوے - بیشک ایسے وقت میں جب تعلیم یافتہ لوگ مذہبی تعلیم کے لئے یورپ و امریکہ کی طرف دیکھ رہے تھے اپنی ہی قوم میں یکایک ایسے بڑے مہاتما اور ودوان سنیاسی کا دیش اُپکار اور دھرم سمبندھی اصلاح کے لئے کمر باندھ کر جیون پرینت (تا زندگی) کام کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا ایک نہایت ہی عجیب بات معلوم ہوتی ہے کس کے خیال میں آتا تھا - کہ اِس مُردہ قوم میں بھی کوئی جاندار شخص موجود ہے اس وقت میں سوامی جی کا پنجاب میں آنا گویا ایشر کی ایک خاص کرپا کا اظہار سمجھنا چاہئے ۔

واضح ہو کہ جب سوامی جی ڈاکٹر رحیم خان صاحب کی کوٹھی (ملحق اُلحدود چبارہ چھجو بھگت بیرون شہر) میں فروکش تھے - اُسوقت اُنہوں نے لوگوں کو جتلایا کہ آریہ دھرم کی اُنّتی تب ہی ہو سکتی ہے جب شہر بشہر گاؤں بہ گاؤں آریہ سماجیں قائم ہو جاویں - چونکہ سوامی جی کے اُپدیشوں سے لوگوں کے خیالات اپنے دھرم پر مستحکم تو ہو چکے تھے - سب لوگوں نے اسبات کو منظور کیا اور بتاریخ ۲۴ - جون ۱۸۷۷ء یکشنبہ مطابق جیٹھ سُدی ۱۳ سمت ۱۹۳۴ و ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۹۴ھ و اساڑھ ۱۲ سنگرانت کو آریہ سماج لاہور شہر میں قائم ہُوا - چونکہ اس سے پہلے بمبئی و پُونا میں آریہ سماجیں قائم ہو چکی تھیں اور نیم بھی مقرر ہو چکے تھے لیکن وہ طویل تھے اُن مفصل نیموں کو پنجاب میں یہاں کے چند اصحاب کے کہنے سے بصلاح ان کے سوامی جی نے مختصر کر دیا چنانچہ وہ نیم ۹ - ماہ ستمبر ۱۸۷۷ء کے پرچہ خیر خواہ پنجاب و سٹار آف انڈیا جلد ۱۲ - نمبر ۱۷ صفحہ ۸ شہر سیالکوٹ میں طبع ہوئے -

آریہ سماج لاہور کے نیم یعنی اصول

۱ - سب ست ودّیا اور ودّیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدی مُول پرمیشر ہے ۔

۲ - ایشر سچدانند سروپ - نراکار - سرب شکتی مان - نیائے کاری - دیالو - اجنما - اننت - نربکار - انادی - اُنُوپم - سرب آدھار سرب ایشور - سرب بیاپک - سرب انتریامی - اجر - امر - ابھے - نت - پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اُسکی اُپاسنا کرنی یوگ ہے ۔

۳ - وید ست ودیاؤں کا پُستک ہے - وید کا پڑھنا پڑھانا اور سُننا سُنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے ۔

۴ - ست گرہن کرنے اور است کے چھوڑنے میں سرودا اُدّت رہنا چاہئے ۔

۵ - سب کام دھرم انوسار ارتھات ست اور است کو بچار کر کے کرنے چاہئے ۔

جی نے جواب دیا۔ کہ اگرچہ ہم جوگ وشِشٹ کو پرمان نہیں مانتے مگر پھر بھی یہ شلوک آدھا جوگ وشِشٹ کا ہے آدھا کسی اور شخص کا گھڑا ہُوا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی نکلا (از رپورٹ)

اسی طرح ہر روز بحث ہوا کرتی تھی۔ ایک دفعہ سوامی جی کے پاس پنڈت نیج بھان آیا اور آنکر شرادہ وِشے پر بات نا شروع کی بہت لوگ بیٹھے ہوئے تھے اُس نے اپنے دعوے کے ثبوت میں आयंतुनः पितरः सौम्याः सा० والا منتر پیش کیا۔ سوامی جی نے اس کا ارتھ کر کے فرمایا کہ اس کا تعلق مُردہ شرادہ سے کسی طرح نہیں ہے۔ جس پر وہ اور تو کچھ جواب نہ دے سکے صرف یہ کہا۔ کہ آپ کے اِس قدر پیرو ہو گئے ہیں مگر اِن میں کوئی بھی ایسا نہیں جو صرف ایک منتر بھی شُدھ پڑھ سکے۔ تب پنڈت بہاری لال شاستری نے اُٹھکر وہ منتر شُدھ پڑھا اور ساتھ ہی پنڈت جی نے جو ایک شلوک پیش کیا تھا اور وہ اُشدھ تھا۔ اُس کی اُشدھیاں بھی تبلائیں کہ آپ اِن اُشدھیوں کو شُدھ کیجئے" (زبانی پنڈت بہاری لعل شاستری) ✦

ایک دن کچھ اِستریاں دوپہر کے وقت خاص اجازت حاصل کر کے سوامی جی کے پاس اُپدیش سُننے کی غرض سے گئیں اور سوامی جی سے پُوچھا۔ کہ گیان اور شانتی کس طرح ہو سکتی ہے۔ سوامی جی نے اُن سے کہا کہ تمہارے پتی تمہارے گورو ہیں اُنہیں کی سیوا تم کو کرنی چاہئیے اور کسی سادھو کو گورو مت بناؤ اور وِدیا پڑھو تم اپنے خاوندوں کو یہاں بھیجا کرو اور اُن کے ذریعہ سے ہمارے اُپدیش سے فائدہ اُٹھایا کرو اس روز کے بعد سوامی جی نے اِستریوں کا آنا بند کر دیا (از رپورٹ) ✦

سوامی جی نے ڈاکٹر رحیم خاں کی کوٹھی میں ہی اپنی زندگی کے حالات بھی کئی دن تک بیان کئے تھے جو نہایت عجیب و غریب تھے ✦

سوامی جی کے ست اُپدیشوں سے کئی صاحبوں کے دل مُورتی پوجا سے پھیر دئے بعضوں نے مورتیوں کو بستہ فراموشی میں باندھ لیا۔ بعضوں نے چُپکے جا کر دریائے راوی کی نذر کیا۔ اور بعض جو من چلے اور برادری کی پرواہ نہ کرنے والے تھے ایسے دھارمک اور بہادروں نے اپنی مورتیاں علانیہ بازاروں میں پھینک دیں۔ اُن میں سے ایک مہاتما سورگباشی لالہ بالک رام جی کھتری ساکن لاہور تھے۔ جس سے تمام شہر میں ہلڑ مچ گیا۔ چنانچہ کوہ نور میں لکھا ہے "سوامی دیانند سرستی کی ساعی بلیغہ کا نتیجہ اُن کے پیرؤں کے علاوہ فریق ثانی کے حق میں بھی گویا اکسیر اعظم بن پڑا یعنی جیسا کہ ایک گروہ اشخاص تازہ خیال نو تعلیم یافتہ شہوت پسندوں کا اُن کے قابو میں آ گیا ہے اور اُن کے اُپدیشوں کا اثر یہاں تک کارگر ہُوا۔ کہ اس ہفتہ میں ایک شخص نے اپنے ٹھاکروں کی چوکی سر بازار سڑک پر پھینک دی" (۱۲ جون ۱۸۷۷ء صفحہ ۵۰۹ جلد ۲۹ نمبر ۲۴ شنبہ) ✦

پنجاب میں قائمی آریہ سماج کی ابتدائی تاریخ

سوامی جی کے آنے سے پیشتر تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک عجیب حالت تھی۔ انگریزی تعلیم نے اُنکو پرانے طریق مذہب اور رسُوم سے منحرف کر دیا تھا۔ کتنے لوگ بظاہر ہندو لیکن دل میں عیسائی و محمدی تھے اور بہت سے لوگ عیسائی ہو گئے

کہا کہ یہ آہنگ برہماسمی کا واک ویدوں میں نہیں ہے اور اُپ نشد میں جہاں آیا ہے وہاں کا اگلا ٹکڑا یعنی پورب پڑھنے سے یہ مطلب نہیں نکلتا - جب ان کو اچھی طرح بتلایا گیا تب اُن کی تسلی ہو گئی +

ازرپورٹ - ایک روز کا ذکر ہے - کہ بھائی دت سنگھ سوامی جی سے ویدانت مت پر بحث کر رہے تھے اور اگنی ہوتری جی بھی اُس وقت موجود تھے - بحث کے درمیان پنڈت شو نرائن جی بول اُٹھے کہ سوامی جی سے جواب نہیں آیا اور وہ ہار گئے -

اس پر سوامی جی نے پنڈت جی سے پوچھا کہ بھلا اب بتلائیے کہ ہم نے کیا کہا +

پنڈت جی نے کچھ بیان کیا +

تب سوامی جی نے بھائی دت سنگھ جی سے پوچھا کہ کیوں ہم نے یہی کہا +

بھائی دت سنگھ نے کہا کہ نہیں آپ نے یہ نہیں کہا - پنڈت جی نے کچھ نہیں سُنا +

پھر سوامی جی نے پنڈت جی سے پوچھا - کہ بھلا بتلائیے تو سہی کہ بھائی دت سنگھ نے کیا کہا تھا +

پنڈت شیو نرائن نے پھر کچھ بیان کیا +

بھائی دت سنگھ نے کہا - کہ یہ میں نے نہیں کہا تھا +

اُسوقت سوامی جی نے پنڈت شیو نرائن سے کہا - کہ آپ بغیر سوچے سمجھے رائے دیدیتے ہیں اس پر پنڈت جی خفا ہو گئے (ازرپورٹ بھائی دت سنگھ جی نے بھی اس کی تصدیق کی)

ڈاکٹر نتھو رام اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے بیان کیا - کہ ہمارے سامنے ایک دن پنڈت شیو نرائن نے آنکر اعتراض کیا کہ سوامی جی سام وید میں اُتو کی کہانی ہے آپ کس طرح کہتے ہیں کہ وید میں کوئی کہانی نہیں ہے سوامی جی نے کہا نہیں پنڈت جی نے پھر کہا کہ ضرور ہے آپ کیوں انکار کرتے ہیں تب سوامی جی نے سام وید اُٹھا کر ان کے ہاتھ میں دیدیا کہ اگر ہے تو آپ ضرور نکال کر سب کے سامنے بتلائیے پنڈت جی پُستک لیکر کچھ دیر تک تلاش کرتے رہے پھر آخر کو کہدیا کہ اس میں تو نہیں ملتی اس پر سوامی جی تو خاموش رہے مگر اور لوگوں نے بہت شرمندہ کیا +

ازرپورٹ - ایک روز لاہور کے ایک پنڈت صاحب سوامی جی سے مورتی پوجا پر بحث کرنے لگے اور ایک شلوک پڑھ کر کہنے لگے - کہ منوسمرتی میں بھی مورتی پوجا کی آگیا دی ہوئی ہے - سوامی جی نے کہا - کہ اگر یہ شلوک منوسمرتی کا نہ ہو تو آپ اس اپنی ٹوں ٹوں پوں پوں (مورتی پوجا) کو چھوڑ دیویں گے - اُسیوقت منوسمرتی منگائی گئی - مگر پنڈت جی نے کہا کہ ہم آپ کی کتاب کی سند نہیں مانتے اپنے گھر جا کر منوسمرتی دیکھ کر لاویں گے سوامی جی نے اس بات کو منظور کیا - تیسرے روز پنڈت جی جب پھر آئے تو سوامی جی نے پوچھا کہ وہ شلوک منوسمرتی میں ملا پنڈت جی خاموش ہو گئے - اور صرف یہی کہا کہ بیشک وہ شلوک منوسمرتی کا نہیں تھا +

اسی طرح ایکبار ایک پنڈت نے ایک دن ایک شلوک پڑھ کر کہا - کہ دیکھو یوگ وشسٹ میں مورتی پوجا کی آگیا دی ہوئی ہے سوامی

پنڈت صاحب کی جب اس سبھا میں (جس کا مقصد بُت پرستی کو قائم رکھنا اور ویدوں سے اس کا جائز ثابت کرنا ہے) شامل ہونے کی لوگوں میں خبر ہوئی تو پنڈت صاحب کے کُل ایسے تعلیم یافتہ احباب کو جو اُن کے خیالات کا بخوبی علم رکھتے تھے۔ نہایت تعجب ہُوا۔ ہمیں خصوصاً اس امر کو سنکر علاوہ تعجب کے بہت کچھ رنج بھی ہُوا۔ کیونکہ پنڈت صاحب ہمارے خاص عنایت فرما تھے۔ اور جب کبھی اُن سے ہمارا اس معاملہ میں ذکر آیا تھا تو وہ کبھی بت پرستی کی تائید نہ کرتے تھے حتے کہ چند روز گذرے کہ اُنہوں نے ہم سے اسباب کا بھی ذکر کیا تھا۔ کہ پنڈت دیانند سرسوتی چاہتے ہیں کہ میں اُن کے ساتھ ہوں اور بطور مشیر ہی کے اُن کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اُپدیش دیتے ہیں اُن کا اس قومی کام میں ممد و معاون ہوں۔ مگر میں کنبہ داری کی صحبت میں کچھ ایسا پھنسا ہُوا ہوں کہ وہ باوجودیکہ میرے اور میرے کُنبہ کے لئے کافی گذران کے انتظام کر دینے کا بھی ذمہ لیتے ہیں اور نیز میرا دل بھی اس کام کو نہایت پسند کرتا ہے۔ تاہم مجھ میں اس قدر دلیری پیدا نہیں ہوئی کہ میں اُن کے ساتھ اس عمدہ مشن میں مددگار بن سکوں۔ ہمارے ناظرین اس سے بخوبی قیاس کرسکتے ہیں کہ پنڈت صاحب نے کسی مصلحت کو ایک بُت پرست پنڈتوں کی جماعت میں شامل ہو کر اُن کی سبھا کا سکرٹری ہونا اختیار کیا۔ اور نہ صرف یہیں تک بلکہ پنڈت صاحب نے اُس دن سے سوامی دیانند کے ہاں کی آمد و رفت بھی بند کر دی اور کچھ دنوں کے بعد اپنا دستخطی اشتہار مشتہر کیا کہ فلاں پنڈت صاحب اُن کی سبھا کی طرف سے بت پرستی کے جائز ہونے میں ایک لکچر دینگے اور ثابت کرینگے کہ ویدوں میں بت پرستی کے لئے اجازت موجود ہے۔ اس لکچر کے علاوہ پنڈت صاحب نے خود دو لکچر اسی اثناء میں اسی قسم کے دئے کہ جن میں اُنہوں نے دیوتاؤں کی حقیقت بیان کی اور بالمعنی ان لکچروں کے ذریعہ سے بُت پرستی کی تائید کی یہاں تک تو اختصار کے ساتھ یہاں کے پنڈتوں اور اُن کی مخالف سبھا کا ذکر کیا گیا۔ اب اس بات کا ذکر کہ سوامی دیانند سرسوتی کے کیا خیال ہیں کیا اصول ہیں اور ملک میں وہ کس قسم کی اصلاح پیدا کرنے کے لئے شہر بشہر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ نوجوان تعلیم یافتہ لوگوں میں کہاں تک ان کی وعظ اور نصیحت اثر بخش ہوئی ہے یا ہو سکتی ہے برہم سماج کے اصول سے اُن کے خیالات کہاں تک مطابق ہیں اور کن کن امور میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف کن وجوہات سے ہے کہاں تک سوامی جی اپنی بے نظیر کوششوں میں اب تک کامیاب ہوئے ہیں اور آئندہ کہاں تک اُن کی کامیابی کی اُمید ہو سکتی ہے۔ امید ہے کہ ہم کسی آیندہ رسالہ میں ہدیہ ناظرین کرینگے" (صفحہ ۱۸۲ - ۱۸۶ جلد ۳ نمبر ۶)

ماسٹر مرلی دھر جی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب کہ سوامی جی راے میلا رام کے تالاب پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں سوامی جی کے درشن کرنے کو گیا میرے ساتھ میرے دوست لالہ گوبند سہائے بھی موجود تھے سوامی جی سے جو بات چیت ہوئی اُن کا اثر میں اپنے اوپر بہت زیادہ پاتا تھا اُسوقت سوامی جی نے مجھے چند نصیحتیں دھرم کے بارہ میں میرے لئے اور اُن کے لئے جنکا تعلق مجھ سے ہو کیں سوامی جی مہاراج کی عزت میرے دل میں اُسی روز سے جگہ کر گئی۔

پنڈت متھرا داس ساکن امرتسر جنکو بوجہ خیر خواہی سرکاری بمقام گوگیرہ ضلع امرتسر میں سرکار نے جاگیر دی ہوئی تھی۔ وہ لالہ جیونداس کے ساتھ سوامی جی کے پاس گئے یہ ویدانتی تھے۔ سوامی جی سے مہاواکیوں پر بات چیت کی۔ تب سوامی جی نے

ہو جاتا۔ خیر! اس لکچر کے بعد ایک لکچر اُن کا وہاں اور ہُوا اور پھر یہ قرار پایا۔ کہ چونکہ اُس جگہ اندیشہ فساد کا ہے اور شور و غل بھی بہُت ہوتا ہے۔ بہتر ہو کہ آیندہ سے برہم مندر میں اُن کے لکچر ہُوا کریں۔ چنانچہ دو لکچر برہم مندر میں بھی ہوئے اور وہاں جیسا کہ چاہیئے بخوبی قاعدہ کی پابندی رہی۔ اور نہایت بُردباری کے ساتھ لوگوں نے اُن کے اُپدیش کو سُنا۔ مگر اِسی اثنا میں جس شخص کے باغ میں پنڈت صاحب فروکش ہوئے تھے اُس نے باوجود ایک رئیس ہونے کے بلا لحاظ اسبات کے کہ اُس نے خود اپنی رضا و رغبت سے مکان مذکور اُن کی سکونت کے لیئے عنایت کیا تھا۔ تعصب کا مطیع ہو کر پنڈت صاحب سے مکان مذکور کے خالی کرانے کا متقاضی ہُوا۔ خیر۔ مکان کی یہاں کیا پرواہ تھی۔ سوامی جی کے خیر اندیشوں نے فوراً ایک دوسری کوٹھی کا (کہ جو اُس مکان سے کہیں بڑی اور کہیں عمدہ ہے) انتظام کر دیا اور پنڈت صاحب نے رئیس مذکور کے مکان کو چھوڑ کر اس نئی کوٹھی میں سکونت اختیار کی۔ یہ نئی کوٹھی اس شہر کے مشہور ڈاکٹر خان بہادر رحیم خاں صاحب کی ہے کہ جن کے حُسن اخلاق اور سیر چشمی کا ہمارے ناظرین اس امر سے بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ باوجود مسلمان ہونے کے جب لوگوں نے اُن سے کوٹھی کے لیئے درخواست کی تو اُنہوں نے نہایت خوشی کے ساتھ کوٹھی پنڈت صاحب کے لیئے حوالہ کر دی۔ درحقیقت خاں صاحب کی یہ ایک ایسی عنایت تھی کہ جس کے لیئے پنڈت صاحب کے ہوا خواہ ہمیشہ مشکور و ممنُون رہینگے۔ یہ کوٹھی خود اس قدر بڑی تھی اور نیز اس کے سامنے کا صحن اس قدر وسیع تھا کہ علاوہ پنڈت صاحب کی سکُونت کے۔ اُن کے لکچر کے لیئے بھی نہایت عمدہ اور موزون سمجھی گئی۔ چنانچہ جب سے وہ اس کوٹھی میں آئے۔ تب سے برہم مندر سے اُن کا اُپدیش موقوف ہو کر کوٹھی مذکور میں جاری کیا گیا +

یہاں پُہنچکر سوامی جی نے بُت پرستی کے مخالف اس قدر زور و شور سے لکچر دینے شروع کئے۔ کہ یہاں کے برہمنوں میں خصوصاً اور دیگر لوگوں میں عموماً ایک جوش پیدا ہو گیا۔ برہمنوں نے جب دیکھا۔ کہ بہت سی بھیڑیں اُن کے ہاتھ سے نکل گئیں اور روز بروز نکلتی جاتی ہیں۔ تب تو وہ خاموش نہ رہ سکے۔ لاچار اُن لوگوں نے بھی ملکر ایک کمیٹی کی اور اُس میں شہر کے مشہُور مشہُور اور چیدہ چیدہ پنڈت اکٹھے ہوئے۔ ان پنڈتوں نے پنڈت بھانودت صاحب اچارج ست سبھا پنجاب کو بھی طلب کیا اور بخیال اس کے کہ پنڈت بھانودت صاحب ایک ایسی سبھا کے اچارج تھے کہ جس کا مقصد بظاہر لوگوں میں نراکار ایشر کی اُپاسنا یعنی بے شکل خدا کی پرستش پھیلانا تھا اور وہ خود بھی یہاں کے پڑھے لکھے لوگوں میں اس خیال کے لیئے مشہور ہو رہے تھے کہ وہ طریق بُت پرستی کو اچھا نہیں جانتے ہیں اور نیز شروع شروع میں جب سوامی دیانند جی یہاں تشریف لائے تو یہ اُن کے ہاں آمد و رفت بھی رکھتے تھے۔ کُل سبھا کے پنڈتوں نے ہم زبان ہو کر اُن سے اس امر میں بہت کچھ اصرار کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی پنڈت دیانند سرسوتی کا مت (مذہب) رکھتے ہو۔ پنڈتوں کا یہ کہنا تھا کہ پنڈت صاحب گھبرائے اور کہا کہ نہیں میرا مت اُنکے موافق کیوں ہونے لگا تھا میرا مت وہی ہے جو آپ لوگوں کا ہے چنانچہ اگر آپ لوگ اُنکے مقابل میں کچھ کہا چاہیں تو میں دام و جان سے آپکی مدد کیلئے حاضر ہوں اسبات کو سنکر کل حاضرین خوش ہو گئے اور پنڈت صاحب سبھا مذکور کے سکرٹری قرار دئے گئے۔

پادری صاحب۔ اگر میرے گُن کرم اچھے ہوں تو کیا میں بھی برہمن کہلایا جا سکتا ہوں +

سوامی جی بیشک اگر آپ کے گُن کرم برہمن ہونے کے لائق ہیں۔ تو آپ بھی برہمن کہلائے جا سکتے ہیں +

اوسی مکان میں ایک دن بابو ساردا پرشاد جی نے پرشن کیا ہے کہ میں نے ویدوں کا ترجمہ انگریزی و بنگالی میں کچھ کچھ پڑھا ہے جس سے مجھے ویدوں کے سچّا ہونے پر شک ہے۔ بابو صاحب کئی شُرتیوں کا ترجمہ بھی لے گئے سوامی جی نے کہا کہ جو شرتی سب سے زیادہ قابل اعتراض معلوم ہو اُس کو پیش کرو۔ بابو صاحب نے ایک شُرتی ہرنیہ گربھا سم ورتتا اگرے آدی سوامی جی نے کہا کہ اس کا ترجمہ غلط کیا گیا ہے۔ اصلی ترجمہ ویاکرن اور ویدکرن اور وید کے قاعدہ کے مطابق یہ ہے۔ جس پر مفصل بحث کرنے سے بابو ساردا پرشاد جی کی اچھی طرح تسلّی ہوگئی۔ یہ اعتراض بابو جی نے تتو بودھنی پترکا سے لیا تھا۔ پھر میکس مولر کا اعتراض بتلایا۔ کہ جب سے سونا پیدا ہوا تب سے یہ منتر بنایا گیا +

از رسالہ برادر ہند بابت ماہ جون ۱۸۷۷ء (جو یکم جون کو نکلا کرتا تھا) +

۱۹ اپریل ۱۸۷۷ء سے اخیر مئی ۱۸۷۷ء تک سوامی جی کے ویاکھیان سُننے اور بحث مباحثہ کے دیکھنے کے بعد سوامی جی کے حالات برہمو اخبار لاہور میں مندرجہ ذیل لکھے ہوئے +

پنڈت سوامی دیانند سرسوتی

۱۹ اپریل ۱۸۷۷ء کو پنڈت دیانند سرسوتی لدھیانہ سے روانہ ہو کر اُسی تاریخ کی شام کو یہاں لاہور میں پہنچے اور رتن چند داڑھی والے کے باغ میں فروکش ہوئے۔ لوگ اُن کے یہاں تشریف لانے کے پہلے سے ہی انتظار کرتے تھے۔ جس وقت اُنہیں پنڈت صاحب کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا۔ لوگ جوق جوق اُن کے درشنوں کو جانے لگے۔ برہمن لوگ خصوصاً اونکے آنے سے نہایت محظوظ ہوئے۔ کیونکہ اُن کیطرف سے خاصکر پنڈت صاحب کو یہاں بُلانے میں تحریک کی گئی تھی۔ چار روز تک لوگوں کا پنڈت صاحب کے پاس اُسی باغ میں ہی مجمع ہوتا رہا۔ اور بحث مذہبی ہوتی رہی بعدہ یہ تجویز قرار پائی کہ پنڈت صاحب شہر کے اندر کسی موزون مکان میں لوگوں کو دھرم کا اُپدیش دیا کریں کہ جوان کی زندگی کا خاص مقصد ہے شروع کریں۔ چنانچہ عام مشورہ میں یہ قرار پایا۔ کہ مکان باولی صاحب بہ سبب اس کے کہ وسط شہر میں اور وسیع بھی ہے اس کام کے لئے بہت عُمدہ ہے حسب قرارداد اشتہار مُشتہر کئے گئے اور تاریخ مُعین پر پنڈت صاحب نے مکان مذکور میں ویدوں کے حالات پر ایک لکچر دیا۔ اس لیکچر کے سُننے کے لئے نہایت کثرت سے لوگ اکٹھے ہوئے تھے۔ مگر چونکہ یہ ایک مشہور بات ہے کہ پنڈت صاحب بُت پرستی کی بیخکنی کرتے ہیں۔ یہاں کی پُرانی ٹکسال کے لوگ خصوصاً برہمن (جن کی روزی کا بہت بڑا مدار بت پرستی پر منحصر ہو رہا ہے) لکچر قرار پانے سے پہلے ہی پنڈت صاحب کے ساتھ اس قدر خصومت قائم کر بیٹھے تھے۔ کہ لیکچر کے وقت اُن لوگوں نے نہایت شور و غل اور بیہودہ پن کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ اگر پولیس کا انتظام نہ کیا گیا ہوتا تو عجب نہ تھا کہ کسی قسم کا فساد بھی برپا

یعنی دُنیا کے لوگ چاہے اُونکی نندا کریں چاہے تعریف خواہ دولت حاصل ہو یا چلی جائے - اسی وقت موت نصیب ہو یا ایک یگ تک جینا ہو - لیکن جو دھیر اور مستقل مزاج پُرش ہوتے ہیں وہ ست مارگ (صراط المستقیم) سے ذرا بھی قدم پیچھے نہیں ہٹاتے + یعنی

ست دھرم کو ترک کرنا اور لوگوں کی چند روزہ اور عارضی واہ واہ کے لئے اسپر عمل کرنا دانا نہ رکھا - اور کہا کہ میں مہاراجہ

جموں و کشمیر کو خوش کروں یا ایشور کی آگیا کا جو ویدوں میں مندرج ہے پالن کروں

سوامی جی کے اس جواب سے پنڈت من پھول صاحب بھی ناراض ہو گئے اور اپنا آنا جانا بند کر دیا +

ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی میں جاکر سوامی جی نے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ ایک روز دیاکھیاں دیتے تھے اور ایک روز بحث کرتے تھے - صدہا لوگ ہر روز اُن کے دیاکھیان اور سوال و جواب سننے کے لئے جاتے تھے - ہر قسم کے لوگ پادری پنڈت مولوی اور عالم لوگ وغیرہ ان سے بحث کرتے تھے - اور اپنے ہر ایک سوال کا جواب باصواب پاتے تھے +

کوہ نور میں لکھا ہے کہ سوامی دیانند سرستی جی ابھی لاہور میں ہی رونق افروز ہیں اور اپنے اُپدیش بید وکت دھرم پر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب کی کوٹھی میں دے رہے ہیں - (۱۹ - مئی ۱۸۷۷ء صفحہ ۳۴۴ جلد ۲۹ نمبر ۲۰) +

ایک دن جب پادری ڈاکٹر ہوپر صاحب بھی سوامی جی کی بحث کے دن معینہ وقت پر کُرسی پر سوامی جی کے سامنے بیٹھے کیونکہ جو شخص بحث کرنا چاہتا تھا وہ دوسری کُرسی پر جو سوامی جی کے مقابل میز کی دوسری طرف رکھی ہوتی تھی بیٹھ جاتا تھا صاحب موصوف نے بزبان سنسکرت سوامی جی سے دو سوال کئے +

پہلا سوال ویدوں میں اشومیدھ اور گومیدھ وغیرہ کا ذکر ہے اور اُس وقت میں لوگ گھوڑے اور گائی وغیرہ کی قربانی کیا کرتے تھے - آپ اس کی بابت کیا کہتے ہیں +

سوامی جی نے جواب دیا کہ ویدوں میں اشومیدھ اور گومیدھ سے گھوڑے اور گائے کی قربانی مراد نہیں ہے بلکہ ان کے معنی یہ ہیں

राष्ट्र   वाश्वमेघः ॥ शत० १३।१।६।२ ॥ अन्नंहिगौ ॥ श० ॥४।३।१।२२

گھوڑے - گائے - آدمی پشو ہتیا (منش مار کر ہوم کرنا کہیں نہیں لکھا - کیول بام مارگیوں کے گرنتھوں میں ایسا انرتھ لکھا ہے یہ بات بام مارگیوں نے چلائی اور جہاں جہاں الیکھ ہے وہاں وہاں انہیں مارگیوں نے پرکشپت (تحریف) کی ہے دیکھو!

راجا نیاء (عدل) سے پرجا کا پالن کرے یہ اشومیدھ ہے انّ (غلہ) اندریاں ساخته کرنا اور پرتھوی آدی کو پوتر کرنے کا نام گومیدھ ہے - جب منش مر جائے تب اُس کے شریر کا بدھی پوربک داہ کرنا (جلانا) نرمیدھ کہلاتا ہے - اس کے سوا ان کے ارتھ ویاکرن اور نروکت وغیرہ کے حوالوں سے بتلائے جس سے پادری صاحب کی تشفی ہو گئی +

دوسرا سوال یہ تھا کہ ویدوں میں جاتی بیوہار کس طرح ہے +

جواب سوامی جی - ویدوں میں جاتی گُن کرم انوسار ہے +

اور منافق اُس کے برعکس۔ جو کچھ یہاں ہو رہا ہے وہ اسی ڈھنگ پر ہے جس کا اظہار کسی قدر ہفتہ گذشتہ میں کیا گیا ہے (۵ مئی ۱۸۷۸ء جلد ۲۹ نمبر ۱۸ صفحہ ۳۹۲)۔

ویاکھیان
لاہور آریسماج کی رپورٹ سالانہ سے سوامی جی کے ست دھرم پرچار کا نہ اور بلا لحاظ رتن چند کے باغ میں اور باولی صاحب وغیرہ میں دینے سے شہر کے پُرانے خیالات کے لوگوں اور براہمنوں میں بڑی ہل چل پڑی۔ کیونکہ سوامی جی اپنے ویاکھیانوں میں آجکل کے براہمنوں کی سوارتھتا (خود غرضی) اور اگیانتا (جہالت) کو صاف طور پر جتلاتے تھے۔

پنڈت شردھارام پھلوری بھی اِن دنوں لاہور میں موجود تھے اور بھائی نندگوپال صاحب کی دھرم سالہ میں اُپدیش کرتے تھے (کوہ نور ۱۷ مئی ۱۸۷۸ء) اسی طرح بہت سے پنڈتوں نے ملکر ایک سبھا قائم کی جس میں پنڈت شردھارام پھلوری و پنڈت بھانودت صاحب لاہوری و پنڈت ہرپرشاد صاحب لاہوری وغیرہ شامل تھے۔ اوّل اس سبھا کے متعلق پنڈت ہرپرشاد نے باولی صاحب میں مورتی پوجن کے منڈن پر لکچر دیا۔ اور ۱۵ مئی ۱۸۷۸ء کو اسی مضمون پر پھلوری صاحب کا بھی لکچر ہوا۔ ویاکھیان سُننے کے لئے بہت لوگ جمع ہوئے تھے پنڈت صاحب نے بڑی پیشینگوئی اُن کی نسبت منہ سے نکالی تھی کوہ نور ۱۹ مئی ۱۸۷۸ء میں لکھا ہے کہ پرمیشر انجام بخیر رکھے اور نتیجہ نیک پیدا کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی کے برخلاف اُس وقت سخت مخالفت تھی براہمن لوگ سمجھتے تھے کہ سوامی جی ہماری عمروں کی کمائی کو بند کرتے ہیں۔ مورکھ لوگ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ سوامی جی اُن کی جڑ مضبوط کرتے ہیں اور اُن کو اس لائق بناتے ہیں کہ زمانہ حال میں بھی اُن کی قدر ہو۔

براہمن لوگ اس قدر مخالف ہوئے کہ دیوان بھگوانداس خلف دیوان رتن چند صاحب سے جن کے باغ میں سوامی جی فروکش تھے جاکر شکایت کی کہ سوامی جی مورتی پوجن کا کھنڈن کرتے ہیں اور برہمنوں اور دیوتاؤں کی نندا کرتے ہیں اسبات کے سُننے سے دیوان بھگوانداس جی بھی مخالف ہو گئے۔ اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ سوامی جی کا قیام کسی اور مکان میں کرایا جاوے **ڈاکٹر رحیم خان** صاحب نے نہایت خوشی سے اپنی کوٹھی سوامی جی کے ٹھیرنے کے واسطے دینی منظور فرمائی۔ جو شکریہ کے ساتھ قبول ہوکر سوامی جی وہاں قریب ڈیڑھ ماہ کے قیام پذیر رہے۔

ڈاکٹر رحیم خاں صاحب کی کوٹھی میں جانے سے پیشتر پنڈت من پھول صاحب نے ایک دن سوامی جی سے کہا کہ آپ مورتی پوجن کا کھنڈن نہ کیا کریں کیونکہ اس سے شہر کے لوگ بھی ناراض ہیں اور نیز یہ ہے کہ اگر آپ مورتی پوجن کا کھنڈن کرنا چھوڑ دیں تو مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر بھی بہت خوش ہونگے۔

اگر سوامی جی زمانہ ساز ہوتے اور لوگوں کے خوش کرنے کا بھی اِن کا مدعا ہوتا تو پنڈت صاحب کی اس صلاح کو منظور کر لیتے۔ لیکن اس مہاتما نے بھرتری جی کے قول ذیل پر عمل کیا۔

निन्दन्तु नीति निपुणा यदिवा स्तुवन्तु लक्ष्मीः
समा वि शतु गच्छतु वा यथेष्टम् । अद्यैव वा मरणमस्तु युगान्त रेवा न्याय्यात्पथः प्रवि चलंति
पदं न धीराः ॥

سنو سوامی جی کی نصیحت کو۔ اور لعنت کرو اُن پر جو تم کو سوائے **سچدانند ادوتیہ** کے دوسرے کے پوجنے کو رہبری کرتے ہیں۔ اور مت دو اُن کو کُچھ مگر اُن کے کھانے کو گوبر" (از رسالہ نیت پرکاش سبھا لدھیانہ ہفتہ نمبر ۲۰۔ ۲۴ مئی ۱۸۷۶ء صفحہ ۳۱۹ - ۳۱۲) +

پنڈت سوہن لعل جی نے اعتراض کیا۔ کہ آپ سنیاس دھرم میں ہو کر اُس کے خلاف کام کرتے ہیں۔ سوامی جی نے پوچھا کہ میں کون کام سنیاس کے خلاف کرتا ہوں۔ کہا کہ آپ شیوجی کی نندیا کرتے ہیں۔ سوامی جی نے اُتر دیا۔ کہ میں شیو کی نندیا نہیں کرتا۔ بلکہ جتنی شیو کی عزت میرے من میں ہے۔ اور کسی میں کیا ہوگی۔ اور اُس کلیان سروپ شیو کی تو سب عزت کرتے ہیں ہاں تُمہارا پتھر کا شیو جو جڑھ یا مردہ اور مندر کے اندر بند ہے میں اُن کو نہیں مانتا۔ اور نہ اُس کی عزت کرتا ہوں اور نہ وہ عزت کے لائق ہے جس پر وہ لاجواب ہو کر چلے گئے +

لاہور میں آنے کے دوسرے دن ۲۰۔ اپریل ۱۸۷۷ء کو پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری اڈیٹر رسالہ برادر ہند نے سوامی جی کے ساتھ ویدوں کے کلام الہٰی ہونے پر بارتالاپ کی اور اکثر سوامی جی کے پاس جاتے اور بارتالاپ کیا کرتے تھے ایک دن پنڈت جی نے ایک پھول لا کر نذر کیا۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ تم کیوں توڑ لائے پنڈت شیونرائن جی نے کہا کہ آپکے واسطے لایا ہوں۔ کہا کہ یہ تم نے بُری بات کی۔ پوچھا کہ کس طرح جواب دیا۔ کہ اول تو جتنے عرصہ تک سوگندھ پھیلانے کے واسطے قدرت نے پیدا کیا تھا اُس سے پہلے تُم نے توڑ ڈالا۔ **دوم**۔ اب جلدی سڑ جائیگا اور بدبو پھیلائیگا۔ **سوم**۔ اگر قدرتی طور پر رہتا تو بہت آدمیوں کو اس سے لابھ پہنچتا۔ **چہارم**۔ اپنے آپ گرتا تو خشک ہو کر گرتا اور بدبو نہ پھیلاتا بلکہ کھاد بن جاتا۔ جس پر پنڈت جی اور سامعین کو بہت سا لابھ حاصل ہوا۔ (از بانی لالہ جیونداس جی) +

باولی صاحب کے بعد سوامی جی نے دو ویاکھیان برہم مندر **لاہور واقعہ انارکلی** میں دئے۔ برہم سماج کے لوگوں کا خیال تھا کہ سوامی جی براہم دھرم کا اُپدیش کرینگے۔ لیکن جب عین برہم مندر کے اندر سوامی جی نے ایک ویدوں کے ستیہ اور ایشر کرت ہونے پر اور دوسرا آتما کے آواگون پر ویاکھیان دیا۔ تب براہم سماجیوں کی آنکھیں کُھلیں اور سوچنے لگے کہ اگر ہم ایسا جانتے۔ تو اِن کے ویاکھیان براہم مندر میں نہ ہونے دیتے۔ چنانچہ ایسا وچار کر آئندہ اُن کا ویاکھیان دینا وہاں منظور نہ کیا بلکہ اُسی وقت سے براہم لوگ دل سے مخالفت کرنے لگے +

چنانچہ کوہ نور لاہور میں لکھا ہے کہ۔

سوامی دیانند سرستی ابھی لاہور میں ہی رونق افروز ہیں اور کوٹھی ڈاکٹر رحیم خاں صاحب خان بہادر واقعہ انارکلی میں فروکش ہو کر کبھی کبھی اُپدیش ویدوکت دھرم پر حسب خواہش سامعین کے کرتے ہیں جنکو سنکر شہر کے لوگوں میں دو فریق ظاہر ہوئے ہیں۔ ایک وہ جو اُن کے اُپدیش کو صحیح اور مفید سمجھتے ہیں۔ دوم وہ جو برخلاف و بناوٹی خیال کر کے خلاف ورزی رکھتے ہیں۔ پہلا فریق تو تعلیم یافتہ و نوعمر نوکری پیشوں کا ہے۔ دوسرا پورانے طریق پورانی وضع والوں اور عمر رسیدہ لوگوں کا ہے۔ نتیجہ کی نسبت ابھی ہم کچھ۔ نہیں کہہ سکتے۔ کہ انجام اس کا کیا ظہور میں آویگا۔ یہ ضرور دیکھا جاتا ہے کہ موافق فریق ترقی پذیر ہے

وغیرہ لکھا ہے۔ اب میں آج کی تقریر ختم کرتا ہوں۔ باقی ماندہ بیان اگلے جلسے میں جمعہ کے دن اسی مکان میں کہونگا۔ صفحہ ۳۷۰

جلد ۲۹ نمبر ۱۷

اخبار عام لاہور ۲- مئی ۱۸۷۷ء میں سوامی جی کے آنے کی بابت اس طرح لکھا ہے

ایک ہفتہ سے زیادہ ہوا۔ کہ لاہور میں سوامی دیانند سرسوتی جی تشریف فرما ہیں۔ یہ صاحب لباس فقیرانہ رکھتے ہیں اور شہر بشہر تلقین کرتے پھرتے ہیں کہ چاروں وید کتب ربانی ہیں اور تمام دنیا کا علم ان کتابوں میں موجود ہے کوئی بات ایسی نہیں جو ان کتابوں سے باہر ہو ہندوستان کے قدیم باشندے ہر علم و فن سے ماہر تھے۔ ریل چلانا یہ جانتے تھے۔ تار کی خبریں یہ پہنچاتے تھے۔ امریکہ کی خبر ان کو تھی۔ علم طب۔ علم سیاست مدن و علم منطق ان کے ہاں سب کامل تھے۔ مگر ان کی بہت کتابوں کا نباش ہو گیا۔ اور نفاق نے ان کی یہ نوبت کر دی جو آج ہم دیکھتے ہیں۔ ویدوں میں بتوں کی پرستش کا کہیں ذکر نہیں۔ اور نہ چاند و سورج آگ و ہوا وغیرہ کی پوجا کی ہدایت ہے۔ جو لوگ ایسا سمجھے ہوئے ہیں وہ بڑی غلطی پر ہیں سوامی جی وید کی ٹیکا یعنی شرح بھی لکھ رہے ہیں اور اس کے کئی حصے چھپ بھی چکے ہیں۔ ان کے نزدیک جو دھرم وید کا ہے وہی سچا دھرم ہے ✦

ہم نے بھی دو چار لکچر سوامی جی کے سنے۔ حقیقت یہ ہے کہ سوامی بڑے طباع آدمی ہیں اور آج ہندوستان میں ویدوں کا سمجھنے والا ان کا ثانی کوئی نہیں سنا جاتا۔ مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وید کے منتروں کی جو شرح وہ کرتے ہیں وہی ٹھیک ہے۔ کیونکہ ان کتابوں کی شرح جو اور آچاریوں نے کی ہے سوامی جی کی شرح اس سے مختلف ہے۔ سوامی جی ہندوستان کے نو تعلیم یافتہ لوگوں سے اس بات میں متفق ہیں کہ ذات کچھ چیز نہیں ہے۔ ان کے نزدیک برہمن وہ ہے جو برہمنوں کے کام کرے ورنہ وہ شودر سے بدتر ہے اور شودر کے معنی سوائے جاہل کے کچھ اور نہیں ہیں۔ آپس میں کھانے پینے کا پرہیز جو ان دنوں اس ملک میں جاری ہے اور ایک مدت سے چلا آیا ہے وہ ان کے نزدیک جھوٹھا ہے۔ ویدوں میں اس دستور کی کچھ اصل نہیں۔ رانڈوں کی شادی کر دینی اُچت ہے۔ یہ کوئی عیب کی بات نہیں۔ چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں کا بیاہ نہ کرنا چاہیئے۔ ان تہذیب کی باتوں نے برہمنوں کو سوامی جی کا دشمن بنا دیا ہے۔ مگر ان کو اس کی کچھ پرواہ نہیں وہ اپنے کام میں کمر ہمت باندھے ہوئے ہیں۔ جو لوگ اس ملک کے خیر خواہ ہیں اور دل سے اس کی ترقی کے خواہاں ہیں اُن کو چاہیئے کہ تن من دھن سے سوامی جی کی مدد کریں ✦

اس پر **منشی گنہیا لعل** صاحب الکھ دھاری رائے دیتے ہیں کہ سوامی جی کے خیال و کلام کی تعریف ہم نے اب تک اسواسطے نہیں کی تھی کہ بیوقوف اور بیوقوفوں کے پیرو لدھیانہ میں (بحالت قیام سوامی جی) کہتے تھے۔ کہ جیسے گنہیا لعل لامذہب ہے ویسے ان کے دوست سوامی جی پادریوں کی طرف سے ہندوؤں کے گمراہ کرنے کو گنہیا لعل کے بلائے یہاں آئے ہیں ✦

"**اے گوبر کے کھانے والو!** اور اُن کی دُم سے ناک رگڑنے والو! دیکھو پنڈت مکند رام صاحب جو ایک سچے اخبار لاہور کے اڈیٹر ہیں وہ ان کی کیسی تعریف کرتے ہیں۔ تم لوگ میرے اور نیک راہ بتانے والوں کے دشمن ہو۔ لیکن ہم لوگ تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ ہم لوگ رنڈیوں کو مرد اور گدھوں کو آدمی بنانے والے ہیں اور ہندوستان کی بہتری کے خواہاں۔

ہے۔ اپاسنا مراد پوجن سے یعنی تواضع و تکریم۔ تعریف و توصیف محض سے۔ گیان مراد عقلی اور علمی قوت سے ہے لیکن جیساکہ حرکت کا کام
ہر سہ قسم میں داخل ہے ویسا ہی گیان کا اور اسی واسطے جو حرکت یا فعل عقل کی رہنمائی سے ظہور میں آتا ہے اُس کا نام دھرم ہے۔ اور
برعکس اُس کے ادھرم۔ دھرم کے دوسرے معنی عدل یعنی نیاء کے بھی ہیں۔ یعنی دھرم میں نیاؤ اور نیاء میں دھرم ہے۔ چاروں
ویدوں کی قریباً ۲۰ ہزار رچا ہیں یہ جو مشہور ہے کہ دیوتاؤں کی خاص نوع تھی اصل میں دیو مراد بُدھی مان اور عاقل اور عالم لوگوں
سے ہے۔ قدیم زمانہ میں اُن کا پوجن ہوتا تھا۔ جیساکہ شاستروں میں ذکر ہے۔ کہ استریوں کا پوجن کرنا چاہیے۔ اُس سے یہ بھی مراد ہے کہ
اُن کا آدر ستکار کرکے ان کو خوش رکھنا چاہیئے۔ دشوکرما ایک بڑا مہاتما پرش بانی ہر ایک قسم کی دستکاریوں کا تھا۔ کوئی غیر مجسم دیوتا نہ تھا جیمنی
وغیرہ رشیوں نے ویدوں کا خلاصہ مطلب شاستروں اور سمرتیوں میں لکھا ہے۔ کرم کانڈ کی تعریف زیادہ تر دیکھنا چاہو۔ تو کرم کانڈ کے
بارہ ۱۲ ادھیا مصنفہ جیمنی رشی کو ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ یجن یگ کو کہتے ہیں۔ جو ویدوکت کیا جاتا ہے۔ وہ یگ اور ہوم یعنی اگنی ہوتر متعفن اور
وبا انگیز ہوا اور پانی بارش کے صاف کرنے کے لئے صبح و شام کئے جاتے تھے۔ یعنی ایک سیر گھی میں ایک رتی کستوری اور ایک ماشہ
کیسر وغیرہ کئی قسم کی خوشبودار چیزیں ملاکر بارہ بارہ آہوتی ہر مرد اور عورت آگ میں ڈالتے تھے۔ کہ یہ مقدار اُس قدر ہوا اور پانی کے صاف کرنے
کو کافی سمجھی جاتی تھی جو بہ سبب شامل ہونے بخارات متعفن ہم انسانوں کی رات و دن بھر میں متعفن ہو جاتے تھے اور جو بعض موقعوں
اور متفرق آدمیوں کے مل موتر کے بخارات سے پیدا ہوتا تھا اُس کی اصلاح کے واسطے پکش وار ہر اماوس اور پورنماشی کے دن ایک
بڑا ہوم کیا جاتا تھا۔ جس کی خوشبودار اور سبک ہوا سے وہ بخارات بھی صاف ہو جاتے تھے۔ اور عموماً جملہ قسم کے بخارات متعفن ہی کی اصلاح
کے لئے ششماہی وار اور سالانہ بھی ایک ایک ہوم کلاں کیا کرتے تھے۔ جس کو اب دیوالی اور ہولی کہتے ہیں۔ اور یہ رسم اُسی وقت کی
چلی آتی ہے کہ اس ترکیب کے ساتھ اُن بخارات کے صاف ہوتے رہنے سے جیسی وبائیں اور بیماریاں اس سنسار میں اس وقت نازل
ہوتی رہتی ہیں۔ اُس زمانہ میں اُن کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اور اسی کا نام پرشوں کا پرشارتھ تھا جو اُتما اور پرماتما کا عین مقصد
ہے یہ جو مشہور ہے۔ کہ ویدوں کا پڑھنا بجز برہمن کے ممنوع ہے یہ بات ناواقف لوگوں کی خود غرضی سے مملو ہے۔ جس کسی کو
اس بات کی صحت منظور ہو وہ یجروید کے چھبیس ادھیا کا دوسرا منتر دیکھ لے۔ جس کا خلاصہ مطلب یہاں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ
ایشور سب منشوں کو اپدیش کرتا ہے کہ جیسا میں تم کو اُپدیش کرتا ہوں۔ ویسا ہی تم بھی سب برہمن چھتری۔ ویش اور شودر ادرا تی
شودر عموماً سب لوگوں کو اپدیش کرتے رہو۔ افسوس کہ اپنے ویدوں کو کوئی دیکھتا نہیں اور دوسروں کے کہنے پر بھیڑ چال چل رہے ہیں
اندھی کا اندھا رہنما ہوتا ہے۔ اس واسطے دونو چاہ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ خود غرضی پھیل رہی ہے۔ جس کا مال کھایا جاتا ہے اُس کی
خیر خواہی کرنے کی بجائے بدخواہی ہو رہی ہے اور ویدوں کے اصل معنی اور مطلب کو نہ سمجھ کر جو چاہتے ہیں سو وید وکت بیان کر
دیتے ہیں ایسے مغالطے دینے والوں سے مُخلصی تب ہی ہو سکتی ہے جبکہ وید ودیا کا پرچار اچھی طرح ہووے۔ ویسے ہی نادان لوگوں
نے بعض مطالب جو ویدوں میں بطریق روپک النکار (استعارہ) کے بیان کئے ہیں۔ اُنہوں نے اُن کو پرانوں میں بطور ایک قصہ
مذہبی کے قرار دیا ہے۔ جیساکہ چندرماں کا گوتم رشی کی استری کے ساتھ ہم بستر ہونا برہما جی کا اپنی دختر کے پیچھے کاماتر ہو کر بھاگنا

بیباکانہ ہندؤں کے موجودہ دھرم کا کھنڈن اور ویدوں کا سچا اپدیش کیا کرتے تھے ؂

اول عام ویاکھیان سوامی جیو کا باولی صاحب میں ۲۵ - اپریل ۱۸۷۷ء چارشنبہ مطابق بیساکھ سدی ۱۳ - کو - ۶ بجے شام سے ۸ بجے تک ہوا - جس کے سننے کے لئے بیشمار لوگ جمع ہوئے - اس ویاکھیان کا مضمون **وید اور وید وکت دھرم** تھا اس میں سوامی جیو نے ویدوں کا تات پریہ - یگیہ کے فائدے اور خاص کتھاؤں مثلاً گوتم اہلیا - برہما جی کا اپنی پتری کے پیچھے دوڑنے کا اصلی مطلب بموجب وید کے ظاہر فرمایا - اس موقعہ پر سوامی جی نے یہ بھی فرمایا - کہ ویدوں کے چار اُپ وید اور ۱۱۲۷ شاکھا ہیں اور ان میں کس طرح کے علوم جو ویدوں سے نکلے ہیں بھرے ہوئے ہیں اس ویاکھیان میں سُننے والوں کا بڑا انبوہ تھا اور انتظام پولیس کا بھی کرنا پڑا تھا - اس کے بعد دوسرا لکچر سوامی جی کا باولی صاحب میں بروز شکر ۲۷ - اپریل ۱۸۷۷ء کو ہوا - جس میں اُس سے بھی زیادہ رونق ہوئی - اس ہفتہ میں سوامی جی نے جو کچھ کام لاہور میں کیا - اور جو کچھ بدھی مان لوگوں نے اس سے نتیجہ نکالا وہ ہم اسی ہفتہ کے دو مشہور اخباروں سے ذیل میں درج کرتے ہیں ؂

از کوہ نور لاہور - ۲۸ - اپریل ۱۸۷۷ء جلد ۲۹ نمبر ۱۷ صفحہ ۳۶۹ و ۳۷۰ ؂

ایک مشہور عالم ویدوں کے سوامی دیانند سرستی نے جو دہلی اور لدھیانہ ہوتے ہوئے ۱۹ - اپریل کو لاہور میں پہنچکر دیوان رتن چند صاحب کے باغ میں فروکش ہوئے ہیں - ۲۵ - اپریل کے ۶ بجے شام سے ۸ بجے تک حسب خواہش بہت سے شائقین ست دھرم و براہمہ دھرم وغیرہ لوگوں کے مکان باولی صاحب میں وید و وید وکت دھرم پر ایک لکچر دیا - جس کے سُننے کو غالباً قریب پانسو آدمی کے جمع ہوئے ہونگے - لکچر مذکور میں اول سوامی جی موصوف نے ویدوں اور شرتی اور منتر وغیرہ کی وجہ تسمیہ اور اُن کے لفظی معنی بقاعدہ ویاکرن بیان فرمائے - کہ یہ چاروں وید جگت یعنے سرشٹی کے پرانوں کے موافق انادی یعنی قدیمی ہیں جب سرشٹی ہوتی ہے - تب یہ بھی ظاہر ہو جاتے ہیں - اور پرلے یعنی قیامت کے وقت جیسا کہ درخت کا انگور درخت کے تخم میں پوشیدہ ہوتا ہے - ویسا یہ بھی پوشیدہ ہو جاتے ہیں - پرمیشور گیان سروپ نے ہم لوگوں کو گیانی بنانے کے لئے **اگنی آدتیہ وایو** اور انگرہ چار مہاتماؤں کے ہردے میں ویدوں کا پرکاش فرما کر عوام میں ظہور فرما دیا - بعد ازاں فرمایا کہ وید جو انادی ہے اور اس کی قدامت کا سب کو اقرار ہے جس سے یہ بات بدلائل ساطع بخوبی ثابت ہوتی ہے - کہ ابتدا میں تمام عالم میں یہی دھرم مروج تھا اور سب مختلف دھرم اس سے نکلے ہیں ان کی رو ویدوں کی گیارہ سو ستائیس شاخیں ہیں - جن میں بے شمار علوم کے اصول موجود ہیں - ایسا کوئی علم یا فن نہیں جن کا اصول ویدوں میں نہ ہو - چنانچہ کرہ زمین کے متحرک ہونے اور آفتاب میں جذب مرکزی کے ہونے کے علوم کے اصول ویدوں میں موجود ہیں ایسے اثبات کی وید کے منتروں سے تصدیق ہوتی ہے گو ان کے معنی بے علم لوگوں نے برعکس اختیار کر رکھے ہیں - راجا بھوج کے عہد میں جس کو تخمیناً ۱۴ سو برس کا عرصہ ہوا - ایسے بمان جاری تھے - جو فی گھنٹہ ۵۵ میل چلتے تھے - اور جن میں شہر کے شہر معہ اثاث البیت کے آکاش کے راستہ سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا سکتے تھے اور ایک پنکھا ایسا ایجاد ہوا تھا - جس کی ایک بار کنجی دینے سے ایک ماہ خود بخود چلتا رہتا تھا - وید میں قسموں پر منقسم ہیں — اُپاسنا - گیان - کرم کا نڈ مراد ہر قسم کی حرکات انسانی سے

جو سمندروں کو عبور کرکے ورملک بملک کی سیاحت فرماکر سوداگری کے ذریعہ اپنے ملک کو مالامال کرتے تھے۔ اب جہاز میں بیٹھنے کو دھرم کے خلاف سمجھنے لگے۔ چھوٹی عمر کی شادی نے نسل کو اتنا کمزور کیا۔ کہ جیسے بہادر قوی اور ہمت ور لوگ زمانہ قدیم میں ہوتے تھے۔ بہت ہی کم نظر آنے لگے۔ غیر قوموں اور مذہبوں نے اس مردہ اور کمزور قوم کی یہ حالت دیکھ کر اس پر ہاتھ دراز کرنا شروع کیا۔ اور کروڑوں اور لاکھوں کو آسانی سے اپنی طرف کرلیا۔ سنسکرت وریا کا رفتہ رفتہ اس قدر زوال ہوا۔ کہ برہمنوں میں گنتی کے لوگ وروان نظر آنے لگے جب سنسکرت کی تعلیم اس قدر کم ہوگئی۔ تو پھر ویدوں کو کون پڑھتا۔ اگر تمام ہندوستان میں تلاش کرو۔ تو کوئی پورا پورا وید جاننے والا نہ مل سکیگا۔ جب دھرم کے **مول پستک** سے اس قدر قوم میں ناواقفیت ہوگئی۔ تو پھر کیا ٹھکانا ہے۔ جو جس کے جی میں آیا وہی دھرم بنگیا۔ اور جو جس نے چاہا اپنے سوارتھ کے واسطے وہی سکھلایا اور اپنا پیٹ بھرا۔ جب طرح طرح کے مت اور پنتھ جاری ہوگئے اتفاق کی جڑھ قطع ہوگئی۔ بیراگی۔ سنیاسی کے ساتھ لڑتا تھا۔ اور سنیاسی اوداسی کے ساتھ۔ ہر ایک پنتھ کا گورو اور زبردست راجا پرمیشر کا اوتار مانا جانے لگا۔ ملک کی ایسی حالت کے وقت انگریزی تعلیم شروع ہوئی جس کے ذریعے لوگوں کو کچھ کچھ سمجھ آنے لگی۔ مگر چونکہ دھرم کی تعلیم سے یہ قوم پھر بھی بے بہرہ رہی۔ مذہبی حالت ملک کی اور بھی بگڑ گئی۔ اپنے بزرگوں اور رشیُ منیوں کی عظمت کو نہ سمجھ کر انگریزی تعلیم یافتہ لوگ اُن کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ اور شراب کا رواج بھی پھیلنا شروع ہوا۔ چونکہ اپنے سچے اور فلسفانہ دھرم سے انگریزی تعلیم یافتہ بھی ناواقف تھے۔ بہت سے عیسائی ہوگئے اور باقی روز بروز ہو رہے تھے۔ ایسی حالت میں جبکہ بھارت کا ایک چوتھائی جہاز ڈوب چکا تھا۔ اور باقی ڈوبنے کو تیار تھا۔ اور جبکہ اہل جہاز بالکل غافل سوئے ہوئے تھے۔ پرمیشر کو یہ منظور ہوا۔ کہ یہ قوم جس نے تمام دنیا کو شائستہ بنایا ہے۔ بالکل غارت ہو جاوے اور وہ وید جن کے وسیلہ سے تمام دنیا میں علم حقانی کی روشنی پہنچی بالکل گم ہو جاویں پہلے بھی کئی مرتبہ ویدوں کو لوگ بھول گئے تھے۔ مگر سرب شکتی مان پرمیشر نے اپنی دیا لتا سے کسی نہ کسی مہاتما کے ذریعہ اُن کو پرکاش کیا۔ ایسے وقت میں جبکہ لوگ اپنے دھرم اور ویدوں کے ارتھوں کی ناواقفیت سے عیسائی اور مسلمان اور طرح طرح کے نئے نئے مذہبوں میں شامل ہوتے جاتے تھے **سوامی دیانند سرسوتی جی** نے ویدوں کا اُپدیش پھر از سرِنو دنیا میں شروع کیا۔ اس مہاتما کے سارے جیون چرتر کا اس رپورٹ میں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر چند حالات ان کے لاہور میں آنے قیام کرنے اور آریہ سماج قائم کرنے کے متعلق اس رپورٹ میں بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

۱۹- اپریل ۱۸۷۷ء (پنجشنبہ مطابق بیساکھ سدی ۶ سمت ۱۹۳۴ بکرمی و ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۴ ہجری) کو سوامی جی لاہور میں تشریف لائے۔ پنڈت من پھول صاحب سابق میر منشی گورنمنٹ پنجاب و منشی ہرسکھ رائے صاحب مالک مطبع کوہ نور ان کے استقبال کے لیئے ریلوے اسٹیشن پر معہ چار گاڑیوں کے تشریف لے گئے۔ ایک میں تو سوامی جی اور منشی ہرسکھ رائے و پنڈت من پھول صاحب سوار ہوئے۔ دو گاڑیوں میں سوامی جی کے ساتھ کے نوکر وغیرہ بیٹھے اور چوتھی گاڑی میں سوامی جی کی پُستکیں وغیرہ اسباب رکھا گیا۔

اول سوامی جی کا قیام دیوان رتن چند صاحب داڑھی والا کے باغ میں ہوا تھا۔ اسجگہ سوامی جی ہر روز ویاکھیان دینے اور

پھر میں اُن کے ساتھ لاہور وغیرہ کیطرف گیا - اور پھر اُنہوں سے اجازت لے اپنے گھر چلا آیا - میرے خیال میں اُن کی مانند کسی کا تیج نہیں تھا - یہاں کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ سوامی نے بھوت کے کھنڈن پر ایک تماشہ دکھلایا - جس مکان میں ہم تھے اُس کے تین در تھے اور اُس کے دونو طرف طاق میں ایک چراغ جلا کر رکھ دیا - اور پھر کہا کہ اُس چراغ کو بجھادو - جب بجھا دیا - تو کہا - کہ جاؤ دوسرے کا بھی بجھادو - جب دوسرا گُل کیا تو وہ پہلا جل اٹھا اور جب اُس کو گل کیا - تو وہ دوسرا جل اُٹھا - دونو چراغوں میں ۱۰ - ۱۲ گز کا فاصلہ تھا - چنانچہ اُنہوں نے کئی مرتبہ کیا - اور ایسا ہی ہوتا رہا - ہم نہیں سمجھے کہ کیا بات ہے - پھر بتلایا کہ یہ علم کی بات ہے - جادو اور بھوت کوئی نہیں یہاں کسی پرش کی استری کو بھوت تھا - اُس کے پرش کو یہ بتلایا تھا - کہ یہ بھوت نہیں صرف بیماری یا فریب ہے ٭

شہر لاہور کے مفصل حالات

(از سالانہ رپورٹ مرتبہ لالہ مدن سنگھ بی - اے - لالہ جیونداس و لالہ سائیں داس صاحبان)

تواریخ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے - کہ کسی قوم کی حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی - کبھی ترقی کبھی تنزل - کبھی عروج کبھی نزول بعض اقوام تو جیسا کہ قدیم زمانہ کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے - صفحہ ہستی سے غائب ہوگئی ہیں اور بعض ایک کمال تہذیب اور شائستگی اور ترقی کی حالت سے گر کر نہایت پستی اور جہالت کے درجہ کو پہنچ گئی ہیں - برخلاف اس کے اور بہت سی اقوام جو ایک دفعہ نہایت وحشیانہ اور ذلیل حالت میں تھیں - اب نہایت اعلےٰ درجہ کی مہذب اور عالم ہوگئی ہیں ٭

یہ قوم ہندوؤں کی جو ایک دفعہ آریہ یعنی سریشٹ لوگوں کی قوم تھی زمانہ حال میں نہایت پستی کی حالت کو پہنچ گئی ہے جیسی جیسی قوم کی حالت ہوتی ہے - ویسا ہی ویسا دھرم اور مذہب کا بھی نقشہ ہوتا جاتا ہے - جوں جوں یہ قوم گرتی گئی ویسے ویسے دھرم کی بھی ہانی ہوتی گئی - یہاں تک کہ جو اعلےٰ اور شدھ خیال ایشر کی بابت ویدوں میں موجود ہیں - اُن سب کو بھول گئے اور پرماتما کو طرح طرح کی صورتوں میں ظاہر کر کے اور پتھر وغیرہ کی مورتی بنا پوجنے لگے وہ اعلےٰ اور پوتر خیال اخلاق کی بابت جو ویدوں اپنشدوں اور دھرم شاستروں میں بھرے ہوئے ہیں - بالکل بھلا دئے اور بجائے اُن کے طرح طرح کے کارگ پنتھ مثل وام مارگ اور گونڈا پنتھ جن میں بداخلاقی اور بدچلنی دھرم کے لباس میں ظاہر کی گئی جاری ہوگئے - جہالت کا یہ نقشہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ ایک سرب شکتی مان پرماتما کی پرارتھنا کریں - ہزاروں بھوت - پربت - سیتلا - مسانی - جن - پیر - قبر وغیرہ کی پرستش کر اُن سے مرادیں مانگنے لگے یہ قوم جس میں ہر ایک استری ودیاوتی ہوتی تھی اب اس حالت میں ہوگئی ہے کہ اس کی استریاں بالکل گمراہی اور جہالت کی حالت میں گر کر علم حاصل کرنے کو عیب اور منحوس سمجھنے لگیں یہ قوم ایک وقت تمام دنیا میں اپنا جلال اور رتبہ رکھتی تھی - سب سے پست ہوگئی یہ قوم جس میں بڑے بڑے پرتاپی - پُرشارتھی اور تیجسوی پرش ہوتے تھے - ایسی نربل ہوگئی کہ کسی بڑے کام کے لائق نہ رہی جو لوگ کہ اپنا ایکا کرنا اپنا مکھ دھرم سمجھتے تھے - اُن کا یہ حال ہوا - کہ پیٹ بھرنا اور خود مزے اُڑانا اور عیش کرنا ہی سب کو اچھا معلوم ہونے لگا - یہ لوگ

اور بے خوف ہو کر اپنا کام کرتے رہے -

نور افشاں میں آخری روز کی بابت لکھا ہے "سنا جاتا ہے کہ یہاں کے بعض اہل اسلام نے پنڈت دیانند سرستی صاحب سے مباحثہ کی درخواست کی تھی - مگر اُنہوں نے منظور نہیں کی - شاید بباعث عدم واقفیت مسائل اہل اسلام و نہ سمجھنے زبان کے منظور نہ کی - مناسب ہے کہ پنڈت صاحب مسایل اہل اسلام و دین عیسوی سے آگاہی پیدا کریں - کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو اخلاقی دین کا رہبر بناوے چاہئے - کہ دونو سے چشم پوشی نہ کرے"

(نور افشاں ۱۹ - اپریل ۱۸۷۷ء جلد ۵ نمبر ۱۶ صفحہ ۲۲۸) +

لاہور کے برادر ہند میں لکھا ہے - کہ سوامی جی ۱۹ - اپریل ۱۸۷۷ء کو لدھیانہ سے روانہ ہو کر اسی تاریخ کی شام کو یہاں لاہور میں پہنچے - پنڈت بھیم سین جی نے بیان کیا کہ سہارن پور سے چلکر سوامی جی لدھیانہ میں اُترے - منشی گنہیا لعل جی الکھ دھاری نے ٹھیرایا - وہاں ایک جج صاحب انگریز اُن کے پاس آیا کرتے تھے - جو وید بھاش کے گراہک ہوئے تھے - لدھیانہ میں سوامی جی ۱۴ - ۱۵ - روز رہے اور اس سمہ وہاں جلاب بھی لیا تھا - وہاں شردھا رام پھلوری نے کچھ ہلہ کیا تھا - مگر وہ پھر لاہور چلا گیا - وہاں سے چلکر لاہور میں آنکر رتن چند داڑھی والے کے باغیچہ میں ٹھیرے +

پنڈت رام بھرن گوڑ ساکن نبت نے بیان کیا - کہ میں سمت ۱۹۳۴ کو الور سے دہلی کی جانب آ رہا تھا - راستہ میں ایک مقام پر چوروں نے میرے کپڑے سوتے ہوئے اُٹھا لئے صرف ایک دھوتی میرے پاس رہ گئی - وہاں سے میں برہنہ دہلی آیا - اُس وقت گھنٹہ گھر کے متصل پادری نیوٹن صاحب وعظ کر رہے تھے - اُس نے دُرگا پاٹھ کا ایک شلوک پڑھا -

چونکہ اُس نے غلط پڑھا - میں نے اُس کی اشدھی پکڑی اس نے درجواب پوچھا کہ تم کون ہو - میں نے انہیں سارا حال سُنایا - پادری صاحب نے کہا - کہ تم نوکری کرنا چاہتے ہو - میں نے اقرار کیا - وہ مجھ کو وہاں سے لُدھیانہ ساتھ لے گئے - چنانچہ میں نے اُن سے دو روپیہ لیکر کپڑے بنوائے - لُدھیانہ پہنچکر بمشاہرہ ۵ روپیہ ماہوار مشن سکول میں مجھے عیسائیوں کی لڑکیوں کو ناگری پڑھانے پر مقرر کیا - میں چھ ماہ تک وہاں نوکر رہا - اتنے عرصہ میں چار صاحبان یعنی ویری صاحب - پادری روڈ ایف صاحب و پادری کالسی صاحب و پادری نیوٹن صاحب مجھ کو عیسائی دین کی ترغیب دیتے رہے - یہاں تک کہ میں نے ایک روز وہاں عیسائی دین کے منڈن پر گرجا میں کچھ وعظ بھی کی - میرا دل بالکل عیسائی دین کی طرف ہو گیا تھا - اور ہندو دین کی غلطیاں میرے ذہن نشین ہو گئی تھیں - ویری صاحب لاہور وغیرہ کی طرف بتقریب دورہ گئے ہوئے تھے - ۵ - ۶/۷ - دن میں آنے والے تھے اور اُن کے آنے پر میرے بپتسمہ پانے کا دن مقرر تھا - میں عیسائی ہونے پر تیار ہو گیا تھا +

اِتنے میں مہاراج سوامی دیانند سرستی جی لدھیانہ تشریف لائے - دو روز ویاکھیان ہو چکنے کے بعد تیسرے دن وہاں کے بنیوں کے کہنے سے میں بھی ویاکھیان سُننے گیا - میرے سامنے لوگوں نے سوامی جی سے عرض کی کہ اِسکو عیسائی کرسٹان کرتے ہیں یہ ویشنو برہمن وِدوان ہے اُس کو آپ بچا دیں - سوامی جی نے اُپدیش دیا - اور وہاں سے میری نوکری چھوڑائی - مگر عیسائیوں نے میری کتابیں قیمتی ۱۰۰ روپیہ وہاں ہی روک دیں - سوامی جی اُس کے بعد ۸ - ۹ روز وہاں رہے اس وقت سوامی جی کے ساتھ تین آدمی اور تھے -

کام نہیں کیا۔ مگر عقل کے گوارا ہونے کی نسبت تو کیا کہوں کہا۔ جب عقل یہ گوارا کر لیتی ہے۔ کہ خدا کی روح کبوتر کی شکل میں ایک آدمی پر اُتری تو اِس کے گوارا کرنے میں کچھ زیادہ دِقّت نہیں ہونی چاہئے ✦

ایک پنڈت نے بھی سنسکرت میں کچھ ذکر کیا۔ سوامی جی نے اول اُس کا سنسکرت میں جواب دیکر کہا۔ کہ تم کو میرے اس جواب سے ہی معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں سنسکرت بول سکتا ہوں۔ مگر زیادہ مفید یہ ہے کہ بھاشا میں گفتگو ہو تا کہ اور لوگ بھی بخوبی سمجھیں۔ اس روز سوامی جی نے میز کرسی لگا کر ویاکھیان دیا تھا ✦

دوسرے دن سوامی جی نے تخت پر بیٹھ کر ویاکھیان دیا۔ اس ویاکھیان کے ایک پنڈت نے اپنے ساتھی کو کہا تھا۔ کہ ناستک ہے اِس کا منہ دیکھنا دھرم نہیں۔ چلو۔ تب سوامی جی نے کہا۔ کہ میرے منہ میں تو کوئی خاص بات نہیں ہے۔ جس کو تم دیکھو۔ اگر نفرت ہے تو میرے پیچھے کھڑے ہو جاؤ۔ میری صرف بات سنو ✦

لالہ لکھپت رائے برہمن سارسُت بھرواگر ساکن لُدھیانہ نے بیان کیا۔ کہ میں بمقام سہارنپور پادریوں کے پاس نوکر تھا۔ اور رات کو کنھیا لعل ویش کے شوالہ کے نچلے مکان میں رہا کرتا تھا۔ اِنہیں دنوں سوامی جی اُس شوالہ کے بالائی حصہ میں آن کر رونق افروز ہوئے وہاں جب تک اُن کے لیکچر ہوتے رہے میں سُنتا رہا۔ یہ ذکر سنہ ۱۸۷۷ء کا ہے۔ پادری کالڈر وڈ صاحب جرمنی کے مجھے عیسائی ہونے کے واسطے وِق کیا کرتے تھے۔ بنابراں میں نوکری چھوڑ کر یہاں چلا آیا۔ میرے آنے سے غالباً ایک ہفتہ پہلے سوامی جی لُدھیانہ میں تشریف لائے تھے۔ میں یہاں بھی جب تک وہ رہے روز ویاکھیان سننے جایا کرتا تھا۔ ماسٹر خیر الدین جو اب ریڈ گورنمنٹ سکول میں نوکر ہیں وہ سوامی جی کے ڈیرہ پر جایا کرتے تھے۔ پادری ویری صاحب نے انجیل بھی ارسال کی تھی ✦

آخری دن کنھیا لعل الکھ دھاری اور سوامی جی بگھی میں بیٹھکر کارسٹیفن صاحب جج کی کوٹھی میں گئے۔ کیونکہ اُنہوں نے کہہ رکھا تھا کہ آپ مجھے ضرور مل کر جائیے۔ لوگ ریلوے پر اسباب لے گئے۔ وہاں سٹیفن صاحب نے لفافہ میں بند کر کے کچھ روپے دئے۔

لالہ رامدیال کھتری پوری نے بیان کیا۔ کہ سوامی جی اول سات روز تک اپدیش دیتے رہے اور شروع میں کہہ دیا تھا۔ کہ سات روز میرے ویاکھیان سنو۔ درمیان میں کچھ مت بولو۔ آٹھویں روز ویاکھیان نہیں دیا۔ بلکہ اُسی جگہ اگر سب کو مباحثہ کا چیلنج دیا۔ مگر کسی نے خاص طور پر پرشن نہیں کیا۔ البتہ پادری ویری صاحب روز آتے اور اپنے شکوک رفع فرماتے رہے ✦

جب امرتسر و جالندھر سے بتاریخ ۱۳۔ جولائی سنہ ۱۸۷۷ء کو واپس آئے۔ تو پھر اُسی باغ میں اُترے میں اور دیگر آدمی اُن کے درشن کو جایا کرتے تھے۔ ۳۔ ۴ روز رہے مگر کوئی ویاکھیان نہیں دیا۔ اکثر مسلمان وغیرہ بھی جایا کرتے تھے ✦

لالہ لکھپت رائے کے بیان میں (ھ کے بعد) سہارنپور میں بحالت تشریف فرمائی شوالہ کے ایک دن مُسمات منگاں زوجہ لالہ کنھیا لعل ویشیا وہاں آئی۔ سوامی جی نے جیسا کہ اُن کی عادت تھی کہ عورتوں سے مخاطب نہیں ہوتے تھے اسطرف توجہ نہ کی۔ جس پر وہ ناراض ہوئیں اور مجھ کو کہا کہ اُن کو کہہ دو کہ وہ یہاں سے چلے جاویں چنانچہ سوامی جی پھر ایک پنچائتی مکان میں نہر کے کنارے جا رہے اور چتر گپت کے مندر میں جا کر لیکچر دیا۔ وہاں بھی بسبب کھنڈن کرنے مورتی کے ایک بیراگی گالی دیتا رہا۔ مگر اُنہوں نے کچھ خیال نہ کیا۔

فصل دوم - پنجاب کی یاترا

شہر لدھیانہ میں دھرم اپدیش

۲۱ - مارچ ۱۸۷۷ء سے ۱۹ - اپریل ۱۸۷۷ء تک

سوامی جی - بعد مباحثہ چاندا پور کے براہ راست لدھیانہ میں تشریف لائے اور معرفت منشی گنھیا لعل صاحب الکھ دھاری کے لالہ منبی دھر دیش کے باغ میں بیروں شہر بفاصلہ ایک میل جواب لالہ رام جی داس جی رئیس لدھیانہ کے پاس ہے - ٹھیرے - دس بارہ آدمی ساتھ تھے - اور اُن کے ہمراہی جو پنڈت تھے - اُن سے سوامی جی وید بھاش نقل کرایا کرتے تھے +

سوامی جی ۲۱ - مارچ ۱۸۷۷ء کو لدھیانہ میں پہنچے - اور یکم اپریل ۱۸۷۷ء یکشنبہ مطابق بیساکھ بدی ۲ سمت ۱۹۳۴ کو منشی جٹ مل صاحب خزانچی صدر کے مکان میں ویاکھیان دیا - اور اُس کے بعد بھی بہت سے ویاکھیان دئے - ہزاروں آدمی اُن کے ویاکھیان سننے کو جمع ہوا کرتے تھے - اُس ہفتہ کا نور افشاں اخبار لکھتا ہے " پنڈت دیانند سرستی سوامی جو ہندوستان میں معروف و مشہور بیدک اور جگہ بہ جگہ اپدیش کرتے پھرتے ہیں - اس ہفتہ میں یہاں تشریف فرما ہوئے ہیں - چنانچہ یہاں لالہ جٹمل صاحب خزانچی کے مکان پر ہر روز اُپدیش کرتے ہیں - جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ پنڈت صاحب مذکور اہل ہنود کی ریت و رسم مروجہ حال کی اصلاح کے در پے ہیں - اور چاہتے ہیں کہ سوائے ایک پرمیشور کے اور کسی کی بندگی و پوجا پاٹ وغیرہ نہ کی جاوے - صرف ایک ہی خالق کو مانا جاوے - اور جس قدر اب اہل ہنود بُت پرستی میں مشغول ہیں - اُس کو ترک کر دیں - اور ہدایت دستوروں پر چلیں - جیسا کہ پیشتر آرین لوگ چلتے تھے - یقین ہے کہ اُن کے اُپدیش سے اہل ہنود کو بہت سے فائدے پہنچینگے " (نور افشاں ۵ - اپریل ۱۸۷۷ء جلد ۵ نمبر ۱۴ صفحہ ۲۱۱) +

پھر دوسرے ہفتہ کے نور افشاں میں لکھا ہے " ۹ - اپریل ۱۸۷۷ء کو لالہ جٹمل صاحب کے مکان پر ۵ بجے شام سے ۸ بجے تک پنڈت دیانند سرستی سوامی صاحب نے اُپدیش کیا - اور دو تین آدمیوں کے ساتھ جواب و سوال ہوئے " (۱۲ - اپریل ۱۸۷۷ء جلد ۵ نمبر ۱۵ صفحہ ۲۲۰) +

لالہ رام جیداس جی خزانچی ولد جٹمل صاحب نے بیان کیا - کہ ایک دن پادری ویری صاحب معہ مسٹر کارسٹیفن صاحب بہادر جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر کے تشریف لاکر سوامی جی سے کرشن جی کی بابت معترض ہوئے - اور اثنا گفتگو میں فرمایا - کہ کرشن جی کے ایسے کاموں کے ساتھ اُن کا مہاتما ہونا عقل گوارا نہیں کرتی - سوامی جی نے فرمایا - کہ یہ جو الزام وغیرہ لگائے جاتے ہیں یہ تو غلط ہیں - اُنہوں نے ایسا کوئی

پھر کبھی نہ پیدا ہونا اس کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ جو میں نے بیان کیا اُس کے برخلاف ہونا چاہیئے سو ایسا ہونا غیر ممکن ہے اور پھر یہ بات کہ مرا اور حوالات ہوئی یعنے جب قیامت ہوگی تب اس کا حساب کتاب ہوگا تب تک بیچارہ حوالات میں رہا ایسی بیوستھا ماننا اچھا نہیں بعد ازاں پادری صاحبان تشریف لے گئے اور منشی اندرمن صاحب نے فرمایا کہ میں نے ایک کتاب عمادِ ہند کہ جس کا نام اندر بجر بھی ہے اور وہ مولوی محمد علی صاحب تحصیلدار بلاری کی کتاب کے جواب میں ہے لکھی ہے اس میں تناسخ کی بحث ہے اور وہ بھی جلد طبع ہو گی اُس میں نہایت عمدگی کے ساتھ ثبوت آواگون ہے ◆

۲۱ مارچ صبح کو پادری صاحب جو ۲۰ مارچ کی شب کو وہیں آرام کئے تھے سوار ہو گئے اور ۲۱ مارچ کو منشی اندرمن صاحب کے نام ایک خط مولوی محمد طاہر عرف موتی میاں رئیس شاہ جہان پور اس درخواست سے آیا کہ اگر آپ اور سوامی جی یہاں تشریف لاویں تو مولوی احمد علی صاحب آپ سے مباحثہ کیا چاہتے ہیں جس کا جواب منشی صاحب نے یہ لکھا کہ اگر جلسہ عام میں یہ بحث ہوتی تو سُننے والوں کو ایک لُطف حاصل ہوتا خیر اگر آپ معہ مولوی صاحبان کے چاندا پور میں تشریف لے آویں تو از ہمہ بہتر ہے کیونکہ یہاں سب مذہبی کتابیں اور پوتھی موجود ہیں جو مولوی صاحب نے لکھا اس کا ثبوت مولوی صاحب دیویں اور جو میں نے لکھا اُس کا ثبوت میں دوں۔ ۲۲ مارچ کو پھر ایک خط آیا کہ آپ اور سوامی جی تشریف لائیے مولوی صاحبان آپ سے مسئلہ تناسخ یعنے آواگون میں مباحثہ کیا چاہتے ہیں۔ جس کا جواب منشی صاحب نے لکھا کہ ہم آج دوپہر کے بعد شاہ جہان پور میں پہنچ جاوینگے مگر ہلچلی صاحب کے مکان پر ہماری اور مولوی صاحبوں کی بحث ہونی چاہیئے۔ جو میں نے لکھا ہے مجھ سے بحث و مباحثہ ہو جاوے اور جس قدر انھوں نے لکھا ہے اُن سے بحث مباحثہ ہو جاوے پھر اسی تاریخ پر منشی صاحب اور سوامی جی اور کئی ایک رئیس جو کہ سوامی جی کے ساتھ اور منشی جی کے ساتھ کئی ایک شہروں سے جلسہ دیکھنے کو تشریف لائے تھے وہ سب صاحبان شاہ جہانپور کو سوار ہو گئے اور ۲۳ مارچ کو دو بجے تک خزانچی کی کوٹھی میں رونق افروز ہو کر اپنے اپنے استھانوں کو ریل پر سوار ہو کر چلے گئے ◆

کہ پرمیشور دھرم آتما منشوں کو مکتی کے کام کرنے سے مکتی سوتنترتا یعنے خود مختاری دے سکتا ہے اس بات میں کسی کی سہائتا کا محتاج نہیں امداد کی خواہشیں سارے انسانوں کی آپس میں ہی ہیں ایشر کو نہیں نہ وہ خوشامدی ہے۔ جو خوشامد سے انیائے کرے وہ تو اپنے سچے عدل سے دائم و قائم رہتا ہے اور اپنے سچے پریم سے جگت اور گیا رہت بھگتوں کو جتھاوت مکتی دیکر اور سب دکھوں سے بچا کر ہمیشہ کے لئے آنند میں رکھتا ہے اس میں کچھ سندیہہ نہیں +

اتنے میں چار بج گئے سوامی جی نے کہا ہمارا ویاکھیان باقی ہے لیکن مولوی صاحبان نے فرمایا کہ ہمارے لوگوں کے نماز پڑھنے کا وقت آگیا۔ پادری اسکاٹ صاحب نے سوامی جی سے فرمایا کہ ہم کو علیحدگی میں کچھ گفتگو کرنی ہے۔ سو دونوں صاحب ایکجانب تشریف لے گئے۔ اس عرصہ میں ایک مولوی صاحب نے جس میز پر بائبل اور قرآن اور ویدوں کی پستکیں رکھی تھیں۔ اس کے پاس کی میز پر جوتا پہنے ہوئے کھڑے ہوکر اپنے مذہب کا وعظ کرنا شروع کیا ایسے ہی اس کے دوسری طرف پادری صاحب اور کرشچن صاحب اپنے مذہب کا بیان کرنے لگ گئے اور کتنے ہی لوگوں نے وہاں یہ مشہور کر دیا کہ میلہ ختم ہوگیا ہے تب سوامی جی نے پادری لوگوں اور آریہ لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا گڑبڑ ہو رہا ہے مولوی لوگ نماز پڑھ کر آئے یا نہیں۔ تب انہوں نے کہا میلہ تو پورا ہوگیا۔ اس پر سوامی جی بولے کہ ایسے جھٹ پٹ کس نے ختم کر دیا نہ کسی کی سمتی لی گئی نہ کسی سے پوچھا گیا اپنی ہی اچھا سے میلہ پورا کر دیا اب آگے کچھ بات چیت ہوگی یا نہیں پادری صاحب نے کہا ہم نہیں جانتے کس نے کیا لیکن سب لوگ ہم سے یہی کہتے ہیں۔ کہ میلہ پورا ہوگیا جبکہ وہاں اس قسم کا بہت شور و غل دیکھا اور میلہ میں سمباد کرنے کی کوئی بیوستھا معلوم نہ ہوئی تب اکثر لوگوں سے سوامی جی نے کہا کہ ہماری خواہش تو یہ تھی کہ کم سے کم پانچ دن تک اور زیادہ سے زیادہ آٹھ دن تک میلہ رہنا چاہئے تھا جس کے جواب میں پادری صاحب نے کہا کہ دو دن سے زیادہ ہم لوگ نہیں رہ سکتے۔ اور اس گڑبڑ میں ایک عیسائی صاحب کی دو جلد کتابیں کسی نے چرا لیں۔ سوامی جی نے اپنے ڈیرہ پر آکر دھرم سمباد شروع کر دیا اور سب آریہ لوگ سوامی جی کے ڈیرہ پر آکر دھرم سمباد سننے لگے۔ اور اسی روز یعنے تاریخ ۲۰ مارچ کی شام کے وقت مولوی صاحبان اور پادری صاحبان وغیرہ سوار ہوگئے اور پادری اسکاٹ صاحب معہ دیگر دو پادری صاحبوں کے ۲۰ مارچ کی شب کو سوامی جی کے ڈیرہ پر تشریف لائے سوامی جی نے سائبان کے نیچے کرسی بچھوا کر بڑی خاطرداری سے پادری صاحبوں کو بٹھلایا اور آپ بھی بیٹھ گئے پھر آپس میں بات چیت ہونے لگی رفتہ رفتہ مسئلہ تناسخ یعنے آواگون کی نسبت پادری صاحبان نے پوچھا کہ آواگون سچا ہے یا جھوٹھا اور اسکا کیا ثبوت ہے سوامی جی نے فرمایا کہ آواگون سچا ہے اور جو جیسے کرم کرتا ہے ویسا ہی شریر پاتا ہے اگر عمدہ کرم کرتا ہے تو آدمی کا جسم پاتا ہے اور خراب کرنے سے جانور وغیرہ کا جسم ہوتا ہے اور جو سب اچھے کام کرتا ہے۔ تو وہ دیو یعنے بدیاوان اور بدھ وان ہوتا ہے۔ دیکھو جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب اسیوقت اپنی ماں کا دودھ پینے لگتا ہے سبب یہ ہے کہ اس کو پہلے جنم کا ابھیاس بنا رہتا ہے یہ بھی ایک ثبوت آواگون کا ہے نیکبخت و بدبخت اور قسم قسم کے درجہ و مرتبہ اور سکھ دکھ دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کرموں کا پھل ہے اور کرم دیہہ سے اور دیہہ سے آواگون ثابت ہے اور جیو انادی ہے کہ جس کا آد اور انت نہیں اور جس جسم سے جیو جنم لیتا ہے اس جسم کا کسیقدر سبھاؤ یعنی عادت وغیرہ بھی بنی رہتی ہے اسی سبب سے انسان وغیرہ مختلف طبیعتوں اور عادتوں وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ یہ بھی ایک ثبوت آواگون کا ہے اور اور بہت سے ثبوت آواگون کے ہیں۔ لیکن ایک بار ہی روح کا پیدا ہونا اور

حصّے دھرم کرے اور ایک حصہ پاپ کرے تو اُس کا نام ترتیا ہے۔ اگر کوئی سمپورن دھرم کرتا ہے اور کچھ ادھرم نہیں کرتا اس سمے کا نام ست جگ ہے لیے تیرے برہمن کے پرمان میں لکھا ہے۔ سو اُس کے بنا جانے کوئی بات کہدینی کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ اور جو کوئی بُرا کام کرتا ہے۔ وہ دُکھ پانے سے کبھی نہیں بچ سکتا۔ اور جو کوئی اچھے کام کرتا ہے وہ دُکھ پانے سے بچ جاتا ہے۔ خواہ آریہ ورت کا رہنے والا ہو خواہ اور دیش کا رہنے والا کیا عیسےٰ مسیح کی بنا ایشور اپنی سامرتھ سے بچا سکتا ہے۔ کسی پیغمبر کے بھروسہ کی پرواہ نہیں۔ ہاں یہ بات سچ ہے جب جس جس دیش میں سکھنا دینے والے دھرم آتما اُتم پرش ہوتے ہیں۔ اُس اُس دیش کے منش پاپوں سے بچ جاتے ہیں۔ اور اُنہیں دیشوں میں سکھ اور گُنوں کی بِردھی ہوتی ہے۔ یہ بھی سب لوگوں کا اپنا سُدھار ہے کچھ مذہب اور مذہب کے اوپر حصر نہیں ہے۔ جیسے آریہ لوگوں میں وے ہمیشہ سُدھرے ہوئے ہیں۔ اس زمانہ میں انیک بُدّھیوں سے ستا اوپدیش کے کم ہونے سے جو کسی پرکار کا بگاڑ معلوم ہو تو اس سے آریہ لوگوں کے سناتن مت کی اوپر کوئی دوش عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ سرسٹی کی اُتپتی کے وقت سے لیکر آج تک آریوں کا ہی مت چلا آتا ہے۔ وہ اب تک کچھ نہیں بگڑا انکو غور کے قابل یہ بات ہے۔ کہ جیسے اٹھارہ سو یا تیرہ سو برسوں کے عرصہ میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مذہبوں میں باہمی اختلاف سے انیک فرقے ہو گئے اگر اُسی نسبت کو لیکر ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نو سو چھہتر برسوں والے آریوں کے سو دھرم کے بگاڑ کا مقابلہ کیا جاوے تو آپ لوگوں کے مت سے بہت ہی کم بگڑا ہے اور آپ لوگوں میں جس قدر سُدھار ہے سو مذہب کے سبب سے نہیں۔ کنتو پارلیمنٹ کی سبھا وغیرہ اُتم پربندہ کے پرچار سے سُدھار ہے۔ اگر یہ پربندھ نہ ہو تو آپکے مت سے کچھ بھی سُدھار نہ رہے۔ اور پادری صاحب نے جو انگلستان کے وُشٹ منش کا درسٹانت میرے ساتھ ملا کر دیا سو اُن کی یہ طرز بیان اُنکے لائق نہ تھی پرنتو نہ جانے کس پرکار سے اُن کے مکھ سے یہ بات بھول سے نکلی +

سوامی جی مولوی صاحب کے بیان پر جیسا چاہے سو کرے ایسا ٹھیک نہیں کیونکہ وہ پورن بدیا پرپا اور ٹھیک ٹھیک انصاف پر سدا رہتا ہے کسی کا پکش پات نہیں کرتا یہ کہنا کہ جو چاہے سو کرے اِس سے یہ بھی نکلتا ہے۔ کہ ایشور ہی بُرائی بھی کرتا ہوگا۔ اور اُسکی اچھیا سے بُرائی ہوتی ہے یہ کہنا ایشور میں نہیں بنتا جو کوئی مکتی کے کام کرتا ہے وہ اُسی کو مکتی دیتا ہے۔ اور کو نہیں دیتا مکتی کے کام کئے بغیر کسی کو مکتی نہیں دیتا کیونکہ وہ نیائے کبھی نہیں کرتا اگر بنا پاپ یا پُن کے کئے جسکو چاہے دُکھ دیوے اور جس کو چاہے سُکھ دیوے تو ایشر کی نسبت پرماد انیائے عاید ہوتا ہے سو وہ کبھی ایسا کام نہیں کرتا جیسے اگنی کا سبھاؤ یعنے خاصیت پرکاش اور جلانے کی ہے اسکے برخلاف وہ نہیں کر سکتی ایسے ہی ایشور بھی اپنے نیائے کے سبھاؤ سے ورُدھ پکش پات سے کوئی بیوستھا پن نہیں کرتا۔ یعنے ہر ونت کا حاکم مکتی کے لئے پرمیشور ہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے اور جو کوئی دوسرے کو حاکم ملنے سو اس کا ماننا بر تھا ہے اور مکتی دوسرے کے اوپر بشواش کرنے سے کبھی نہیں ہو سکتی کیونکہ ایشور اگر مکتی دینے میں دوسرے کے آدہین یعنے محتاج بالغیر ہے تو وہ ایشور ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ ایشور کسی کی سہائتا یعنے امداد اپنے کام میں نہیں لیتا اس لئے کہ وہ سرب شکتی مان ہے اور میں جانتا ہوں کہ سب بُدھیوان لوگ ایسا ہی مانتے ہیں۔ مگر پکش پات یعنے تعصب مذہبی سے بظاہر نہ ملنتے ہوں تو یہ بات دیگر ہے۔ پرنتو اس میں مجھ کو بڑا شوک ہے۔ کہ لاشریک بھی ایشور کو مانتے ہیں اور پھر پیغمبر دنکو مکتی دینے میں ایشور کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ یہ بات کوئی بُدھیوان نہیں مانیگا۔ پس اس سے یہ سِدّھ ہوتا ہے

ہم سے کچھ پاپ بھی ہوتا ہے تو ہمارا بھروسہ عیسٰے مسیح پر ہے وہ خود ہم کو بخشا دیگا۔ کیونکہ اُس نے ہمارے پاپوں کے عوض میں جان دی ہے۔ پس ایسی ویوستھا ماننے والے پاپوں سے بچ نہیں سکتے اور جو گھڑی کا درشٹانت دیا تھا سو ٹھیک ہے کیونکہ سب اپنے اپنے کام کرنے میں سوتنتر یعنی خود مختار ہیں پرنتو ایشور کی آگیا اچھے کاموں کے کرنے کے لیئے ہے۔ بُرے کاموں کے لئے نہیں۔ اور آپنے جو یہ فرمایا بہشت میں پہنچنا مکتی ہے بوجہ بہکانے شیطان کے انسانوں میں شکتی نہیں کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر مکتی پا سکیں یہ بات بھی ٹھیک نہیں کیونکہ جب انسان خود مختار ہیں اور شیطان کوئی شخص نہیں تو خود دوشوں یعنی گُناہوں سے بچکر ایشور کی کرپا سے مُکتی پا سکتے اور بہشت سے آدم بوجہ کھانے گیہوں کے نکالا گیا اور یہی آدم کا پاپ یعنی گُناہ ہوا کہ گیہوں کھایا اور گنہگار ہو گیا۔ تو میں آپسے پوچھتا ہوں کہ آدم نے تو گیہوں کھایا اور پاپی ہو گیا اور بہشت سے نکالا گیا۔ آپ لوگ جوائس بہشت کی اچھیا کرتے ہیں۔ تو کیا آپ وہاں سب چیز کھاوینگے اور ہر طرح کی عیش کرینگے۔ پھر کیا پاپ نہیں ہوگا اور وہاں سے نکالے نہیں جاؤگے اِس سے یہ بات بھی ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ اور آپ لوگوں نے ایشور کو مُنش حاکم کی مانند مانا ہوگا۔ یہ رویہ ہی آپ لوگوں نے ایشور کو ٹھہرایا ہوگا کہ وہ سرگیہ نہیں جس سے اُس کے یہاں مُنش کے لیئے گواہی اور وکیل کی ضرورت تبلاتے ہو لیکن آپ کے کہنے سے ایشور کی ایشورتا سب بگڑ جاتی ہے۔ کیونکہ وہ خود سب کچھ جانتا ہے اُس کو گواہی یا وکیل کی کچھ ضرورت نہیں اور وہ کسی کی سفارش کی بھی ضرورت نہیں رکھتا کیونکہ سفارش نہ جاننے والے سے کی جاتی ہے سو دیکھئے کہ آپ کے بیان سے ایشور پرم آدھین یعنی مُحتاج بالغیر ٹھہرتا ہے کیونکہ بغیر عیسٰے مسیح کی گواہی یا سفارش کے وہ کسیکو مُکتی نہیں دیسکتا اور وہ کچھ کبھی نہیں جانتا اسی سے الپگیتا ہی ایشور کی نسبت آپ کے کہنے سے عاید ہوتی ہے جس سے وہ سرب شکتی مان یعنی قادر مطلق اور سرگیہ یعنے عالم مطلق کسی پرکار سے نہیں ہو سکتا اور جبکہ وہ نیاء کاری یعنی عادل ہے اور کسی کی سفارش خوشامد سے وہ نیائے کے برخلاف کبھی نہیں کر سکتا اگر برخلاف کرتا ہے تو عادل نہیں ٹھیر سکتا۔ اور اگر آپ مُنش حاکم کی طرح فرشتوں کا ایشور کے دربار میں حاضر رہنا مانوگے تو بہت سے دوش ایشور کی نسبت عائد ہونگے۔ اور اس بات سے ایشور سرب بیاپک یعنی محیط کل اشیاء نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر سرب بیاپک یعنی محیط کل اشیاء ہے تو شریروالا یعنی جسمانی نہ ہونا چاہیئے اور جو سرب بیاپک یعنی محیط کل اشیاء نہیں ہے۔ تو لازم آتا ہے۔ کہ جسمانی ہو اور جسمانی کی صورت میں اُس کی شکتی یعنے قدرت سب پر گھیرنے والی یعنی حاوی نہ ہوئی جسقدر جسم والا دور کی چیز کا گیان یعنے علم رکھتا ہے۔ اُسیقدر وہ اُسکو پکڑ نہیں سکتا۔ مار نہیں سکتا وغیرہ اور جسمانی ہوگا وہ پیدا اور مرنے والا یعنی حادث اور فانی ہوگا پس ایسی ویوستھا ماننے سے ایشور کس جگہ پر ہے اور فرشتے اُس کا کام کرتے ہیں یہ کسی پرکار سے ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ ورنہ ایشور محدود ہو جاویگا ✦

پس دیکھو کہ ہم آریہ لوگوں کے شاستر کے بھاؤ ارتھ پڑھے بغیر لوگوں کو اُلٹا نشچے ہو جاتا ہے یعنی کچھ کا کچھ مان لیا جاتا ہے اور جو پادری صاحب نے کلجگ کے باب میں کہا سو ٹھیک نہیں کیونکہ ہم آریہ لوگ جُگوں کی ویوستھا اس پرکار سے نہیں مانتے اس میں اُیتریے برہمن کا پرمان ہے ✦

ارتھ۔ جو منش بالکل پاپ کرتا ہے اور نام ماتر دھرم کرتا ہے۔ اُسکو کلجگ کہتے ہیں جو آدھا دھرم کرتا ہے اُسکو دواپر کہتے ہیں اور اگر تین

مولوی محمد قاسم صاحب ہم لوگ یہ نہیں کہہ سکتے کہ پنڈت جی نے جو مکتی پانے کے ذریعے بیان کئے ان سے ہی مکتی ہوتی ہے۔ کیونکہ ایشور کو اختیار ہے جس کو چاہے اُس کو بخشے اور جس کو نہ چاہے۔ اُس کو نہ بخشے۔ جیسے وقت کا حاکم جس مجرم پر راضی ہو اُس کو چھوڑ دے اور جس سے ناراض ہو اُس کو قید کرے پس وہ مختار ہے۔ جو چاہے سو کرے اُس پر ہمارا اختیار نہیں ہے۔ نہ جانے ایشور کیا کریگا۔ ہر وقت کے حاکم پر بھروسہ کرنا چاہئے سو اس وقت کا حاکم ہمارا پیغمبر ہے اُس پر ایمان لانے سے مکتی ہوتی ہے ہاں یہ بات ضرور ہے کہ علم سے اچھے کام ہو سکتے ہیں۔ مگر مکتی تو خاص اُسی کے ہاتھ ہے +

سوامی دیانند سرستی جی مہاراج - پادری صاحب کے بیان پر آپنے جو یہ کہا کہ دُکھوں سے چھوٹنا مکتی نہیں الا پاپوں سے چھوٹنے کا نام مکتی ہے سو میرے اُپدیش کے یعنی مدعا بیان کو نہ سمجھکر یہ بات کہی ہے۔ کیونکہ مَیں تو پرتھم سادھن میں ہی سب گُناہوں سے ارتھات اَستّ کاموں سے بچنا کہہ چکا ہوں اور بُرے کاموں کا پھل ہی دُکھ کہلاتا ہے۔ یعنی جب پاپ کریگا تو دُکھوں سے نہیں بچ سکتا علاوہ اِس کے اور سادھنوں میں بھی سپشٹ یعنی صاف کہا ہے کہ ادھرم یعنی باطل راہ کو چھوڑ کر دھرم کا آچرن کرنا مکتی کا سادھن ہے۔ اگر پادری صاحب ان باتوں کو سمجھتے تو ہرگز ایسی بات نہ کہتے۔ دوسرے جو وہ یہ کہتے ہیں کہ ایشور نے آدم کو پوتر رچا تھا۔ پرنتو شیطان نے بہکا کر پاپ کرایا تو اس کی اولاد بھی اسی کارن سے پاپی ہو گئی سو یہ بات ٹھیک نہیں ہے کیونکہ آپ لوگ ایشور کو سرب شکتیمان مانتے ہی ہیں سو جب ایشور کے پوتر بنائے آدم کو شیطان نے بگاڑ دیا اور ایشور کے راج میں دخل دیکر ایشور کی بیوستھا یعنی انتظام کو توڑ ڈالا تو اس سے ایشور سرب شکتیمان نہیں رہ سکتا اور ایشور کی بنائی ہوئی چیز کو کوئی نہیں بگاڑ سکتا ہے۔ اور ایک آدم نے پاپ کیا تو اُس کی ساری اولاد پاپی ہو گئی۔ یہ بالکل خلاف عقل ہے۔ جو پاپ کرتا ہے وہی دُکھ پاتا ہے دوسرا کوئی نہیں پا سکتا اور ایسی بات کوئی بدّیاوان نہیں مانیگا سو جو آپ کہتے ہیں کہ آدم نے پاپ کیا اور اس کی ساری اولاد پاپی ہوئی یہ بات بھی ٹھیک نہیں علاوہ اِسکے ایک آدم اور حوّا سے کبھی کسی پرکار سے اس جگت کی اُتپتی نہیں ہو سکتی کیونکہ بہن اور بھائی کا بیاہ ہونا بڑے دوش کی بات ہے۔ پس ایسی بیوستھا ماننی چاہئے کہ سرشٹی کے آدی میں بہت سے مرد اور عورت پرمیشور نے پیدا کئے اور جو یہ کہ شیطان بہکاتا ہے تو میرا یہ سوال ہے کہ شیطان نے سب کو بہکایا پھر شیطان کو کس نے بہکایا اگر یہ کہو کہ خود آپ سے ہی بہک گیا تو سب جیو بھی آپسے ہی بہک گئے ہونگے۔ پھر شیطان کو بہکانے والا ماننا بے ارتھ ہے اگر یہ کہو کہ شیطان کو بھی کسی نے بہکایا ہے تو سوائے ایشور کے دوسرا کوئی بہکانیوالا شیطان کا نہیں ہو سکتا ہے تو پھر ایشور نے ہی سب کو بہکایا تب مکتی دینے والا کوئی بھی آپ لوگوں کے مت میں نہیں رہا اور نہ مُکتی پانے والے۔ کیونکہ جب ایشور ہی بہکانے والا ٹھہرا تو بچانے والا کوئی بھی نہیں ہو سکتا! ور یہ بات ایشور کے سبھاؤ سے بھی ورودھ ہے۔ کیونکہ وہ نیائے کاری اور ستّ کا مونکا ہی کرتا ہے۔ تتھا اچھے کاموں میں ہی پرسنّ ہوتا ہے وہ کسی کو دُکھ دینے والا نہیں باوجودیکہ اس کے راج میں شیطان اتنا گڑبڑ کرتا ہے۔ پھر بھی ایشور اُس کو نہ ڈنڈ دیتا ہے۔ نہ قید کرتا ہے تو اس سے صریح ایشور کی نربلتا یعنی ناطاقتی یا کمزوری پائی جاتی ہے اور ایشور کو بہکانے کی اچھیا ہے اس سے یہ بات ٹھیک نہیں اور نہ شیطان کوئی شخص ہے۔ جبتک شیطان کے ماننے والے شیطان کو مانینگے تب تک پاپ کرنے سے نہیں بچ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو پاپی ہی نہیں جیسا شیطان نے آدم کو اور اسکی جورو کو بہکا کے پاپی کیا ویسا ہی ایشور نے آدم کی اولاد کے پاپ کے عوض میں اپنے اکلوتے بیٹے کو سولی پر چڑھا دیا پھر ہم کو کیا ڈر ہے اور اگر

سے پرمیشور کو بھجتا ہے۔ تب وہ کرپا کرکے پرمیشور اُس کو اپنے آنند میں استھر کر دیتا ہے۔ جیسے چھوٹا بالک گھر کے اوپر سے اپنے ماتا پتا کے پاس نیچے آنا چاہتا ہے یا نیچے سے اوپر اُن کے پاس جانا چاہتا ہے۔ تب ہزاروں ضروری کاموں کو بھی ماتا پتا چھوڑ کر اور دوڑ کر اپنے لڑکے کو اُٹھا کر گود میں لے لیتے ہیں۔ کہ ہمارا لڑکا کہیں گر پڑیگا تو اُس کے چوٹ لگنے سے اُس کو دُکھ ہوگا۔ اور جیسے ماتا پتا اپنے بچوں کو سدا سُکھ دینے اور اُن کو سُکھ میں رکھنے کی اِچھیا پرشارتھ سدا کرتے رہتے ہیں ویسے ہی پرم کرپاندھ پرمیشور کی طرف کوئی سچے آتما کے بھاؤ سے آگے چلتا ہے۔ تب وہ اننت شکتی روپ ہاتھوں سے اُس جیو کو اُٹھا کر اپنی گود میں سدا کے لئے رکھتا ہے پھر اُس کو کسی پرکار کا دُکھ نہیں ہونے دیتا ہے اور وہ سدا آنند میں رہتا ہے اتیادی یعنی اس قدر مکتی کے سادھن ہیں۔ کہ دھرم جو نیائے یعنی پکشپات کو چھوڑ کر ارتھات ادھرم سے کسی چیز کی چاہنا نہ کرے۔ دیکھو سب پاپ انیائے ادہرم اور پکشپات سے ہوتا ہے جیسے یہ مولوی صاحب کا بستر جو چاہے اگر اتیاچار وانیائے سے بھی مجھکو ملے تو میں اسکو اوڑھ کر سُکھ پاؤں اس میں اپنے سُکھ کا پکشپات کیا اور مولوی صاحب کے سُکھ اور دُکھ کا کچھ خیال نہیں کیا۔ اسی پرکار پکشپات سے ہی سدا ادہرم ہوتا ہے۔ اور اُس سے اپنے کام کو سِدّھ کرنا جو ہے اسی کو انرتھ کہتے ہیں اور دھرم اور ارتھ سے کامنا یعنی خواہش کرنا ارتھات اپنے سُکھ کی سِدّھی کرنا اس کو کام کہتے ہیں۔ اور ادھرم یعنی انرتھ سے کام سِدّھ کرنا اِس کو کُسکام کہتے ہیں اور اِن تینوں یعنی دھرم ارتھ اور کام سے مُکتی ارتھات پورب اُکت موکش کو جو سِدّھ کرنا ہے اس میں یہ بات ہے۔ کہ ایشور کی آگیا کا جو پالن کرنا ہے۔ اسکو دہرم کہتے ہیں اور اُس کی آگیا کے توڑنے کو ادہرم کہتے ہیں سو دھرم آدی ہی مُکتی کے سادھن ہیں اور کوئی نہیں اور مُکتی ست پرشارتھ سے سِدّھ ہوتی ہے انیتھا نہیں یعنی اور کسی سے نہیں ۔

پادری اسکاٹ صاحب۔ پنڈت جی نے بیان کیا ہے کہ سب دوکھوں سے چھوٹنے کا نام مُکتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ سب گناہوں سے بچنے اور بہشت میں پُہنچنے کا نام مُکتی ہے وجہ یہ ہے کہ ایشور نے آدم کو پوِتر رچا تھا۔ مگر شیطان نے جب اس کو بہکا کے گناہ اُس سے کرا دیا لہذا اِس کے سبب اولاد بھی پاپی ہے۔ جیسے گھڑی ساز نے اِس کی چال سوتنتر رکھی ہے اور وہ خود ہی چلتی ہے۔ ایسے ہی انسان بھی اپنے اختیار سے پاپ کرتے ہیں۔ لہذا بااختیار خود مکتی نہیں پا سکتے اور نہ ہی گُناہوں سے بچ سکتے ہیں۔ پس حضرت عیسےٰ مسیح کے بھروسے بنا کسی کی مُکتی نہیں ہو سکتی۔ جیسے ہندو لوگ کہتے ہیں کہ کلجگ منُشوں کو پاپ کرا کر بگاڑتا ہے۔ اِس سے اُن کی مُکتی نہیں ہوسکتی لیکن عیسےٰ مسیح کے بھروسے سے وے بھی بچ سکتے ہیں۔ خداوند عیسےٰ مسیح جس جس دیش میں گئے ارتھات اُس کی سکھشا جہاں جہاں گئی ہے وہاں وہاں منش لوگ پاپوں سے بچتے جاتے ہیں۔ دیکھو اِس زمانہ میں سوائے عیسائیوں کے کس کے مت میں بھلائی ہے اور اچھے گُنوں کی افزایش ہے اور میں ایک نظیر بیان کرتا ہوں کہ جیسے پنڈت جی بلوان ہیں ایسے ہی انگلستان میں ایک شخص فربہ اندام تھا مگر وہ شراب پیتا تھا اور چوری پیشہ اور بدزبانی بھی تھا۔ مگر جب عیسےٰ مسیح پر اعتقاد لایا تب سب بُرائیوں سے چھوٹ گیا اور میں نے بھی جب مسیح پر وشواش کیا تب مُکتی کو پایا۔ اور بُرے کاموں سے بچ گیا۔ سو عیسےٰ مسیح کی مرضی کے خلاف عمل سے مُکتی نہیں ہو سکتی اسواسطے عیسےٰ مسیح پر وشواش سب کو لانا چاہئے اور اُسی سے مُکتی ہو سکتی ہے۔ اور کسی طرح نہیں ہو سکتی ۔

جلسہ بعد دوپہر تاریخ ۲۰ مارچ۔ پھر بعد اُس کے ایک بجے سب صاحبان تشریف لائے تب سب صاحبوں نے اِس پر غور کیا کہ اب وقت تو بہت تھوڑا باقی ہے اور باتیں بہت ہیں اِس لئے صرف مُکتی کے سوال میں گفتگو ہو تو بہت اچھی بات ہے۔ تھوڑی دیر تک یہ قیل وقال ہوتی رہی کہ پہلے کون بیان کرے ایک دوسرے پر ڈالتا تھا۔ تب سوامی جی نے کہا کہ پہلی ترتیب سے بھاشن ہونا چاہئے۔ یعنے جیسے اول پادری صاحب پھر مولوی صاحب بعدہ میں نے کہا تھا۔ مگر پادری صاحب اور مولوی صاحب کا جبکہ اِس بات پر اتفاق ہوا کہ وہ لوگ پہلے بیان نہیں کرینگے سوامی جی ہی کریں تو سوامی جی نے اس طرح فرمایا۔ سوامی دیانند سرستی مہاراج۔ مُکتی کہتے ہیں چھُوٹ جانے کو۔ جتنے دُکھ ہیں ان سے چھُوٹ کر ایک سچدانند سروپ پرمیشور کو پراپت ہو کر سدا آنند میں رہنا اور پھر جنم مرن وغیرہ دوکھ ساگر میں نہیں گرنا اسی کا نام مُکتی ہے وہ کس پرکار سے ہوتی ہے۔ اس کا پہلا سادھن یعنے عمل ستّ کا آچرن ہے اور وہ ستّ آتما اور پرماتما کی ساکھشی سے نشچے کرنا چاہئے پس جس میں آتما اور پرماتما کی ساکھشی نہ ہو وہ استّ ہے جیسے کسی نے چوری کی جبکہ وہ پکڑا گیا اُس سے راج پُرش نے پوچھا کہ تو نے چوری کی یا نہیں تب وہ کہتا ہے کہ میں نے چوری نہیں کی پرنتو اُس کا آتما بھیتر سے کہہ رہا ہے کہ میں نے چوری کی ہے۔ تتھا جب چوری کی اِچھّا کرتا ہے۔ تب انتریامی پرمیشور اُسکو جتا دیتا ہے کہ یہ بُری بات ہے۔ اُس کو تُو مت کر اور نیز شنکا۔ لجّا اور بھے وغیرہ اُسکے آتما میں اُتپن کر دیتا ہے۔ اور جب ستّ کام کی اِچھّا کرتا ہے تب اُس کے آتما میں آنند اُتپن کر دیتا ہے۔ کہ یہ کام تو کر اُس وقت اپنا آتما بھی ستّ کام کرنے میں نربھے اور پرسنّ ہوتا ہے۔ استّ میں نہیں۔ جب اُس کی آگیا کو توڑ کر بُرا کام کر لیتا ہے تب وہ مکتی پانے کا ادھکاری کسی پرکار سے نہیں ہو سکتا اُسی کو اسُر۔ دُشٹ دیئت اور نیچ کہتے ہیں۔ اِس میں وید کا پرمان ہے۔

असुर्यानाम ते लोकाअंधेन तमसा वृता: इत्यादि

ارتھ۔ آتما کا ہنن کرنیوالا ارتھات جو پرمیشور کی آگیا توڑتا ہے اور اپنے آتما کے گیان سے وُروہ بولتا اور مانتا ہے۔ اُس سے اُس منش کا نام اسُر ارتھات راکشس دُشٹ وپاپی و نیچ وغیرہ ہوتا ہے۔ اور مُکتی کے ملنے کے سادھن یہ ہیں۔ اوّل۔ تو ستّ آچرن مُکتی کا سادھن ہے۔ دوسرے۔ ستّ بدیا یعنے ایشور کرت وید بدّیا کو جتھاوت یعنے جیسا کہ چاہئے ویسا پڑھ کر گیان کی اُنّتی یعنے ترقی اور ستّ کا پالن جتھاوت کرنا۔ تیسرے۔ ستّ پُرش گیانیوں کا سنگ کرنا۔ چوتھے۔ یوگ ابھیاس کر کے اپنے من اور اندریوں اور آتما کو استّ سے ہٹا کر ستّ میں استھر کرنا اور گیان کو بڑھانا۔ پانچویں ایشور کی کرپا کا لیش کیرتن کرنا ارتھات اُس کے گُنوں کی کتھا سُننا بچارنا جس کا نام اوستتی ہے

چھٹے پرارتھنا اُس کو کہتے ہیں کہ ہے جگدیشور۔ ہے کرپاندھے۔ ہے امنت پتا استّ سے ہم لوگوں کو چھوڑا کے ستّ میں استھر کراور ہے بھگوّن مجھکو اندھکار ارتھات اگیان اور ادھرم آچرن پرمادآدی دُشٹ کاموں سے الگ کر کے بدیا۔ دھرم اور سرشیٹ کام کرنیمیں لگا اور پرکاش روپ میں مجھکو سدا کے لئے استھاپن کر ہے پربھو مجھکو جنم مرن روپ سنسار کے دوکھوں سے چھوڑا کر اپنی کرپا کٹاکش سے امرت ارتھات موکش کو پراپت کر۔ جب سچے من سے اپنے آتما پران اور سب سامرتھ

سوامی جی کا بیان مولوی صاحب کے بیان پر۔ آپ جو یہ کہتے ہو کہ بھیتر کے گُنوں سے جگت بنا ہے۔ تو بھی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ گُن درّبیہ کے بغیر الگ نہیں رہ سکتے اور گُن سے درّبیہ بن بھی نہیں سکتا جب بھیتر کے گُنوں سے جگت بنا تو جگت بھی ایشور ہوا اگر یہ کہو کہ باہر کے گُنوں سے جگت بنا تو ایشور کے سوائے آپ کو بھی وے گُن اور درّبیہ انادی ماننے پڑینگے اور اگر کہو ارادہ سے ہم لوگ بن گئے۔ تو میرا یہ سوال ہے کہ ارادہ کوئی چیز ہے یا گُن ہے اگر چیز کہو گے تو وہ انادی ٹھہر جائیگی اور جو گُن مانو گے تو جیسے چھا یعنے صرف خواہش سے گھڑا نہیں بن سکتا اِلّا مٹی سے بنتا ہے تو ویسے ہی ارادہ سے ہم لوگ بھی نہیں بن سکتے۔

پادری اسکاٹ صاحب۔ ہم لوگ اتنا جانتے ہیں کہ ناستی سے استی کو ایشور نے بنایا اور یہ ہم نہیں جانتے کہ کس چیز اور کس پرکار سے یہ جگت بنایا اس کو ایشور ہی جانتا ہے انسان کوئی نہیں جان سکتا۔

مولوی محمد قاسم صاحب۔ خدا نے اپنے نور سے جگت کو بنایا ہے۔

سوامی دیانند سرستی مہاراج۔ پادری صاحب کے بیان پر۔ کارج کو دیکھکر کارن کو دیکھنا چاہئے کہ جو چیز کارج ہے ویسا ہی اُس کا کارن ہوتا ہے جیسے گھڑے کو دیکھ کر اُس کا کارن مٹی جان لیا جاتا ہے کہ جو چیز گھڑا ہے وہی چیز مٹی ہے۔ اور آپ کہتے ہیں۔ کہ اپنی قدرت سے جگت کو بنایا سو میرا یہ سوال ہے کہ وہ قدرت انادی ہے یا پیچھے سے بنی ہے جو انادی ہے تو درّبیہ روپ اُس کو مان لو اور اُسی کو سب جگت کا انادی کارن ماننا چاہئے۔ **سوامی جی کا جواب مولوی صاحب کے بیان پر۔** نور کہتے ہیں پرکاش کو اُس پرکاش سے کوئی دوسرا درّبیہ نہیں بن سکتا مگر وہ نور مورتی مان درّبیہ کو یعنے صورت والی شئے کو پرسدّہ دکھلا سکتا ہے۔ اور وہ پرکاش کرنیوالے پدارتھ کے بغیر جُدا نہیں رہ سکتا۔ اس سے جگت کا جو کارن پرکرتی آدمی انادی ہے۔ اُس کے مانتے بنا کسی کار سے کسی کا نرباہ نہیں ہو سکتا اور ہم لوگ بھی کارج کو انادی نہیں مانتے اِلّا جس سے کارج بنا ہے اُس کارن کو انادی مانتے ہیں۔

ایک ہندوستانی عیسائی صاحب۔ اگر ایشور نے اپنی ذات سے سب سنسار کو بنایا تو اُس کی ذات میں سب سنسار سناتن سے تھا۔ اور وہ اُس کی ذات میں انادی تھا۔ تو ایشور ہی محدود ہو جاویگا۔

سوامی دیانند سُرستی مہاراج۔ جبکہ ایشور کی ذات میں سب جگت تھا۔ تب تو وہ انادی ہوا اور وہی انادی وستو یعنے چیز رچنے سے سیما یعنے حد میں آئی ارتھات لمبا چوڑا بڑا چھوٹا وغیرہ سب پرکار کا ایشر نے اُس میں سے بنایا پس وہ جگت ہی بوجہ رچے جانے کے محدود ہوا ہے ایشور محدود نہیں ہوا پس جو میں نے پہلے کہا تھا۔ کہ ناستی سے استی کبھی نہیں ہو سکتی۔ اِلّا بھاؤ سے ہی بھاؤ ہوتا ہے۔ سو آپ لوگوں کے قول سے بھی وہی بات ثابت ہوگئی۔ کہ جگت کا کارن انادی ہے۔

عیسائی صاحب سُنو بھائی مولوی صاحب اس بات کو کہ پنڈت جی اس کا جواب ہزار طرح سے دے سکتے ہیں۔ ہم اور تم ہزار دل ملکر بھی ان سے بات کریں تو بھی پنڈت جی برابر جواب دے سکتے ہیں۔ پس اِس باب میں آئندہ تقریر کو طول دینا مناسب نہیں۔ گیارہ بجے تک یہ گفتگو ہوئی۔ بعدہٗ سب صاحبان اپنے اپنے ڈیروں کو تشریف لے گئے۔ اور جا بجا میلہ میں یہ ذکر تھا۔ کہ جیسا پنڈت جی کو سُنتے تھے۔ اُس سے ہزار درجہ زیادہ پایا +

آکاش میں بنے رہتے اور اُن پرمانوؤں میں جو سنجوگ اور بیوگ ہونے کی شکتی ہے وہ تو اوشیہ اُن میں رہتی ہے جیسے مٹی سے گھڑا بنایا جو کہ بنانے کے پہلے نہیں تھا اور ناش ہونے کے بعد بھی نہیں رہے گا لیکن اُس میں جو مٹی ہے وہ نشٹ نہیں ہوتی اور جو گن (صفت یعنی چکنا پن) اُس میں ہے کہ جس سے وہ پنڈاکار یعنے بشکل گول کے ہوتی ہے وہ مٹی میں ہمیشہ سے ہے ویسے ہی سنجوگ اور بیوگ ہونے کی یوگتا پرمانوؤں میں ہمیشہ سے ہے اس سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اُن پرمانوؤں و دربیوں سے یہ جگت بنا ہے وے دربیہ اَنادی ہیں کاریہ دربیہ نہیں اور میں نے تم سے یہ کب کہا تھا کہ جگت کی چیز خود اپنے کو بنا سکتی ہے کنتو میرا کہنا تو یہ تھا کہ ایشور نے اُس کارن سے اس جگت کو رچا ہے اور جو پادری صاحب نے کہا کہ قدرت سے جگت کو بنایا ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ قدرت کوئی چیز ہے یا نہیں اگر کہو کہ کوئی چیز ہے تو وہ انادی ہوئی وِرالا یہ کہو کہ کوئی چیز نہیں ہے تو اُس سے آگے کوئی دوسری چیزیں بن بھی نہیں سکتیں اور جو پادری صاحب نے یہ کہا کہ پنڈت جی نے یہ نہیں بتایا کہ جس سے یہ جگت بنا ہے شاید پادری صاحب نے نہیں سُنا ہوگا کیونکہ میں نے تو پرکرتی آدی ناموں سے کارن کہا تھا جس کا نام پرمانو بھی ہے اس سے یہ کاریہ جگت بنا ہے۔

سوامی جی کا جواب مولوی صاحب کے بیان پر۔ سب چیزوں کا کارن انادی ہے تو بھی ایشور کو ماننا ضرور ہے کیونکہ مٹی میں یہ سامرتھ یعنے طاقت نہیں کہ آپ سے آپ گھڑا بن جائے اور جو کارن ہوتا ہے وہ آپ کاریہ روپ نہیں بن سکتا کیونکہ اس میں بننے کا گیان نہیں ہوتا اور کوئی جیو بھی اُس کو نہیں بنا سکتا۔ آج تک کسی نے کوئی چیز ایسی نہیں بنائی جیسا کہ میرا اوم ہے اس کو کوئی نہیں بنا سکتا اور اُن پرمانوؤں کو کوئی پکڑ کے اُن سے اس حکمت سے بنا سکے ایسا بھی آج تک کوئی منش نہیں ہوا ہے نہ اِس سے میں ہے کہ دو ترسرینو کا بھی سنجوگ کرا سکے اس سے یہ سدّھ ہوا کہ اُس پرمیشر کی ہی یہ سامرتھ ہے کہ سب جگت کو رچے اور دیکھو نیتر یعنے آنکھ کی رچنا ہے اُس میں اتنی ودیا کا درشٹانت ہے کہ آج تک بڑے بڑے وید لوگ یعنے حکما بچار کرتے کرتے اپنی عقل کو خرچ کر چکے ہیں تو بھی آنکھ کے جاننے کی ودیا باقی رہ گئی ہے کہ کس کس پرکار کے اور کیا کیا گن اس میں ایشور نے رچے ہیں اس کو سمپورن کوئی نہیں جان سکا ایک ایشور کو ہی سامرتھ ہے۔ اور دیکھو سورج اور چاند وغیرہ جگت کی رچنا اور دھارن کرنا ایشور ہی کا کام ہے تتھا جیوؤں کے کرموں کے پھل کا پہنچانا یہ صرف پرم آتما کا ہی کام ہے دوسرے کا نہیں اس سے ایشور کو ماننا اوشیہ ہے

ایک ہندوستانی عیسائی صاحب جب کہ دو چیزیں ہیں ایک کاریہ دوسرا کارن تو دونوں انادی نہیں ہو سکتیں اس سے ایشور نے ناستی سے ہستی اپنی قدرت سے کی **مولوی محمد قاسم صاحب** وصف دو قسم کے ہوتے ہیں ایک باطنی دوسرے ظاہری۔ باطنی تو اپنی ذات میں ہوتے ہیں اور ظاہری دوسرے سے اپنے میں آتے ہیں اور باطنی اوصاف دوسرے میں جا کر ویسے ہی بن جاتے ہیں لیکن جس کے وصف ہوتے ہیں۔ وہ اُس سے جُدا ہوتا ہے جیسے سورج کا عکس اگرچہ جس برتن میں پڑتا ہے ویسا ہی بن جاتا ہے لیکن سورج نہیں بن جاتا ایسے ہی ایشور نے ہمکو اپنے ارادہ سے بنایا ہے **سوامی دیانند سرستی مہاراج** اول عیسائی صاحب کے بیان پر۔ آپ دونوں کے انادی ہونے میں کیوں شنکا کرتے ہیں کیونکہ جس قدر پدارتھ اس جگت میں بنے ہیں۔ اُن سب کے کارن ارتھات پرمانو آدی سب انادی ہیں اور جیو بھی انادی ہے۔ جس کی تعداد کوئی نہیں بیان کر سکتا اور ناستی سے ہستی کبھی نہیں ہو سکتی جیسا میں پہلے کہہ چکا ہوں پرنتو آپ جو کہتے ہیں کہ قدرت سے بنایا تو بتائیے کہ قدرت کیا چیز ہے۔ جو کہو کہ کوئی چیز ہے تو پھر وہی کارن ٹھہرنے سے انادی ہوئی اور ایشور کے نام گن کرم سب انادی ہیں کوئی حال میں بنانے سے نہیں بنا۔

اسباب کو نہیں مان سکتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو پرم پرا سے متی وار یعنی تاریخ وار دن چڑھاتے چلے آتے ہیں اور جوتش شاستروں میں بھی ویسے ہی لکھا ہے اور اتہاس میں بھی اسی پرکار سے لکھا ہے تو اس کو متھیا کوئی نہیں کرسکتا جیسے بھئی کھاتہ میں پرتی دن یعنی روز بہتی وار تاریخ وار لکھتے ہیں اس کو جھوٹھ کوئی نہیں کرسکتا اور جو کوئی کہے اوس سے بھی کوئی پوچھے گا کہ تمہارے مت میں سرشٹی کی اُتپتی کو کتنے برس ہوئے ہیں تب کوئی چھ ہزار برس کوئی سات ہزار آٹھ ہزار برس بتلاتا ہے وہ بھی گویا اپنی کتابوں کی رو سے کہتا ہے تو اُس کو کوئی نہیں مانے گا کیونکہ وہ پستک کی بات ہے اور بھوگربھ ودیا یعنی زمین کے طبقات یعنی تبدیلی کے نتیجے کی مدت معلوم ہونیکے علم سے بھی جو دیکھا جاتا ہے تو اُس سے بھی اُسی قدر اُس کی تعداد شمار میں آتی ہے۔ وہ بھی ہم آریہ لوگوں کے مت میں تو جگت کے برسوں کی گنتی بن سکتی ہے اور کسی کے مذہب میں نہیں اس لئے یہ بیوستھا سرشٹی کی اُتپتی کی برسوں کی ٹھیک سب لوگوں کو ماننا اُچت یعنے واجب ہے۔ سوم کس لئے سرشٹی بنائی اس کا جواب یہ ہے۔ جیو اور جگت کا کارن سروپ سے انادی جیو کے کرم اور کارج جگت پرواہ سے انادی ہے۔ جب پرلے ہوتا ہے تب جیوؤں کے کچھ کرم شیشٹ یعنی بالقرار باقی رہتے ہیں اُن کرموں کے بھوگ کرانے کے لئے اور پھل دینے کے لئے ایشور سرشٹی کو رچتا ہے اور اپنے پکش پات رہت نیائے کو یعنی بے طرفداری کے عدل کو پرکاشت کرتا ہے تتھا ایشور میں۔ گیان بل دیا آدی اور رچنے کی یعنے اختراع کی جو اتینت شکتی یعنے قدرت مطلق ہے اس کے سپھل کرنے کے لئے سرشٹی کو بنایا ہے جیسے آنکھ دیکھنے کے لئے اور کان سننے کے لئے موضوع ہیں ویسے ہی رچنا شکتی رچنے کے لئے موضوع ہے سو اپنی سب سامرتھیا یعنے قدرت کی سپھلتا یعنے مفید کرنے کے لئے اس جگت کو پرمیشور نے رچا ہے تاکہ لوگ سب پدارتھوں سے سکھ پاویں اور دھرم ارتھ کام موکھش کی سدھی کرنے کے لئے جیوؤں کے نیتر یعنی آنکھ وغیرہ سادھن بھی رچے ہیں کیونکہ اس سرشٹی کے کرنے میں بے انتہا پریوجن ہیں چونکہ وقت کم اور اُس کا بیان بہت طول ہے اتنے ہی سے عاقل لوگ جان لیں گے۔ **پادری اسکاٹ صاحب** جس کی سیما یعنے حد ہوتی ہے وہ انادی نہیں ہو سکتا یعنے جگت حدود سے محدود ہے پس اس لئے وہ انادی نہیں ہو سکتا۔ کوئی چیز اپنے آپ کو نہیں بنا سکتی لیکن ایشور نے جگ کو اپنی قدرت سے بنایا ہے کوئی نہیں جانتا کہ ایشور نے کس چیز سے بنایا ہے اور پنڈت جی نے بھی نہیں بتایا کہ کس چیز سے جگت کو بنایا۔ **مولوی محمد قاسم صاحب** جب کہ ساری چیزیں ہمیشہ سے ہیں تو ایشور کو ماننا لاحاصل ہے اور کوئی پیدائش کا وقت نہیں کہہ سکتا۔ **سوامی دیانند سرستی مہاراج** پادری صاحب میرے بیان کو اچھی طرح نہیں سمجھے یعنی یہ کہ میں تو جگت کے کارن کو انادی کہتا ہوں پس جو کارج ہے سو انادی نہیں ہوتا جیسے میرا شریر ساڑھے تین ہاتھ کا ہے سو قبل پیدا ہونے ایسا نہیں تھا اور ناش ہونے کے بعد ایسا نہیں رہے گا پر اس میں جتنے پرمانو یعنے جزو لایتجزیٰ ہیں وے نشٹ نہیں ہوتے اس شریر کے پرمانو الگ الگ ہو کر

لہ سب لوگ یہ بات دیکھتے ہیں کہ آگ سے بہت سے اجسام جل جاتے ہیں۔ اب غور کرنا چاہئے کہ جب کوئی چیز جلتی ہے تو کیا ہوتا ہے دیکھنے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ لکڑی جلکر تھوڑی سی راکھ رہ جاتی ہے تو اب یہ جاننا چاہئے کہ جلنے سے کسی جسم کا کچھ حصہ حقیقت میں نیست ہو جاتا ہے یا صرف حالت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ جب موم بتی جلاتے ہیں تو ظاہر میں معلوم ہوتا ہے کہ موم نیست ہو گیا یہ نہیں نظر آتا کہ وہ کیا ہوا پر حقیقت میں موم جل کر ہوا کی شکل کی چیز نکل جاتا ہے اور ہوا میں ملنے کے سبب سے نہیں نظر آتا اس کے تجربہ کے لئے ایک بوتل کے اندر موم بتی جلا دو اور اس کے منہ بند کر دو تو ضرور ہے کہ اگر موم بتی کا کچھ حصہ ہوا کی شکل میں تبدیل ہو جاوے گا تو وہ بوتل کے باہر نہیں جا سکے گا۔ پر اس تجربہ میں تھوڑے عرصہ کے بعد یہ نظر آوے گا کہ بتی بجھ گئی پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ بتی کیوں بجھی اس واسطے غور کرنا کہ بوتل کی ہوا میں اب کچھ فرق ہوا یا نہیں۔ اس بات کو اس طرح سے معلوم کرو گے تھوڑا سا چونے کا پانی اس بوتل میں ڈالو اور صرف ہوا بھری ہوئی بوتل میں بھی جس میں کوئی بتی نہ جلی ہو ڈالو تو یہ نظر آوے گا کہ جس بوتل میں بتی جلی ہے اس میں چونے کا رنگ تبدیل ہو کر کچھ دودھ کا سا ہو جائے پر دوسری بوتل میں کچھ تبدیل نہ ہوگی اس سے ثابت ہوا کہ بتی کے جلانے سے کچھ نئی چیز بوتل کی ہوا میں مل گئی ہے وہ ایک چیز ہوا کی طرح ہے جو نظر نہیں آتی حقیقت میں موم بتی کا کوئی ذرہ نیست نہیں ہوتا پر جن چیزوں سے وہ بتی بنتی ہے اُن کی حالت میں فرق پڑتا ہے۔

سماورایان یعنے علت آلی - یعنی چاک وغیرہ ساودھن اور وشا۔ آکاش اور کال وغیرہ - اب جو ایشور کو جگت کا اُپادان کارن مانیں تو ایشور ہی جگت روپ بنتا ہے کیونکہ مٹی سے گھڑا جدا نہیں ہو سکتا اور جو سادھارن کارن مانیں تو دونوں صورتوں میں وہ پھر آدھین یعنے محتاج یا جبر ٹھہرتا ہے۔ اسی وجہ سے جو یہ کہتے ہیں کہ ایشور جگت روپ بن گیا ہے تو اُن کے مت سے چور وغیرہ ہونے کا دوش ایشور کی نسبت عاید ہوتا ہے اس سے ایسی ویوستھا اسباب میں ماننی چاہئے کہ جگت کا کارن انادی ہے اور نانا پرکار کے جگت کو بنانے والا پرمیشور ہے۔ اس صورت میں جگت کا کارن و جیو بھی اپنے سروپ سے انادی ہے اور کاریہ جگت تنہا جیووں کے کرم اور استھول کاریہ جگت تت پرواہ سے انادی ہے۔ ایسے مانے بنا کسی پرکار نرواہ نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ودیادان ناستی سے استی مان سکتا ہے۔ اب یہ کہ ایشور نے کس سمے یعنے کس وقت جگت کو بنایا ہے ارتھات سنسار کو بنے ہوئے کتنے برس ہو گئے ہیں اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ سنو بھائیو اس سوال کا جواب ہم اور یہ لوگ تو دے سکتے ہیں آپ لوگ نہیں دے سکتے کیونکہ آپ لوگوں کے مت یعنے مذہب کوئی اٹھارہ سو برس سے کوئی تیرہ سو برس سے کوئی پانچ سو کوئی سات سو برس سے اُتپن یعنے پیدا ہوئے ہیں تو ان کے مت میں جگت کے اتہاس کے برسوں کا لیکھ یعنے تحریر کسی پرکار سے نہیں ہو سکتی اور ہم آریہ لوگ سدا سے کہ جب سے یہ سرشٹی ہوئی ہے تب سے برابر ودیاوان ہوتے چلے آئے ہیں اور اس دیش سے سب دیشوں میں ودیا گئی ہے۔ اس بات میں سب دیش والوں کے اتہاسوں یعنی تواریخوں کا پرمان ہے کہ آریہ ورت سے مصر دیش میں اور مصر دیش سے یونان میں اور یونان سے یورپ وغیرہ میں ودیا پھیلی ہے۔ اس لئے اس کا اتہاس دوسرے کے مت میں نہیں ہو سکتا دیکھو ہم آریہ لوگ سنسار کی اُتپتی اور پرلے کے وشئے میں وید آدی شاستروں کی ریت سے سدا سے جانتے ہیں کہ ہزار چتر یُگوں یعنے چوکڑیوں یا چار جگوں کا ایک برہم دن اور اتنے ہی یُگوں چوکڑیوں کی برہم راتری ہوتی ہے ارتھات جگت کی اُتپتی ہو کے جب تک کے برتمان ہوتا ہے اس کا نام برہم دن ہے اور پرلے ہو کے ہزار چوکڑی جگوں کی پرینت اُتپتی نہیں ہوتی اس کا نام برہم راتری ہے۔ اور اس میں چودہ ۱۴ منونتر ہوتے ہیں ہر ایک منونتر اکہتر ۷۱ چوکڑی جگوں کا ہوتا ہے سو اس سمے ساتواں ویوست منونتر گذر رہا یعنے برت رہا ہے اور اس سے پہلے چھ ۶ منونتر گذر چکے ہیں یعنے سوارچش ۲ اوتمی ۳ تامس ۴ رہوت ۵ چاکھشش ۶

پس ایک ارب چھیانوے ۹۶ کروڑ آٹھ ۸ لاکھ باون ۵۲ ہزار نو سو چھہتر ۷۶ برس۔

یعنے ۱۹۶۰۸۵۲۹۷۶ برسوں کا بھوگ ہو چکا ہے اور اب دو ارب تینتیس ۳۳ کروڑ بتیس ۳۲ لاکھ ستائیس ۲۷ ہزار چوبیس ۲۴ برس یعنے ۲۳۳۳۲۲۷۰۲۴ برس اس سرشٹی کو بھوگ کرنے کے باقی ہیں سو ہمارے ویش کے اتہاسوں میں جتھارت کرم سے یعنے جیوں کے تیوں بالترتیب سب باتیں لکھی ہیں اور جوتش شاستر میں بھی منی وار یعنے تاریخ وار پرتی سمت یعنے ایک ایک سال گھٹاتے بڑھاتے رہے ہیں اور جوتش کی ریت سے جو ورش پتر بنتا ہے اس میں بھی یتھاوت سب کو کرم سے لکھتے چلے آتے ہیں یعنے ایک ایک برس بھوگ میں آج تک بڑھاتے آئے ہیں سب آریاورت دیش کے اتہاسوں میں اس بات میں ورودھ یعنے اختلاف نہیں پھر جب کہ جین مت والے اور مسلمان اس دیش کے اتہاس پستکوں کا ناش کرنے لگے تب آریہ لوگوں نے سرشٹی کے اتہاس کو کنٹھ یعنے حفظ کر لیا سو بالک سے لے کر بڈھے تک نت پرتی یعنے روز مرہ اُچارن کرتے ہیں کہ جس کو سنکلپ کہتے ہیں۔

ओं तत्सत् श्री ब्रह्मणो द्वितीये प्रहरार्द्धे वैवस्वत मन्वन्तरे ऽष्टाविंशति तमे कलियुगे
कलिप्रथमचरणे आर्य्यावर्त्तान्तर्गतैक देशे ऽमुक देशे ऽमुक नगरे इत्यादि ॥

اس کو بھی بچاریئے تو سرشٹی کے برسوں کی گنتی برابر جان پڑتی ہے اگر کوئی یہ کہے کہ ہم

تب بال بدہی لوگ یعنی طفلانہ عقل والے ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ درلبھ یعنی نہیں رہا پرنتو وہ سوکشم ہوکر آکاش میں ہی رہتا ہے کیونکہ کارن کا ناش کبھی نہیں ہوتا اور ناش ادرشٹ کو کہتے ہیں ٭

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ہے سو آگے کو ہوتا ہے اور جو نہیں ہے وہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ پس اسباب سے ثابت ہو چکا ہے کہ بنا بھاؤ سے بھاؤ کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس جگت میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کا کارن کوئی نہ ہو اس سے یہ سدھ ہوا کہ بھاو سے ہی بھاو ہوتا ہے ارتھات استی سے استی یعنی ہستی سے ہستی یا وجود سے وجود ہوتا ہے ناستی سے استی یعنی نیستی سے ہستی یا عدم سے وجود کسی پرکار نہیں ہو سکتا یہ بات تو بیاگھات سدرش یعنی اپنی بات کو آپ ہی کاٹنے کے برابر یا مانند بات ہے۔ پہلے کسی چیز کا اتینتا بھاؤ یعنی عدم مطلق کہہ کر پھر یہ بھی کہنا کہ اس کا بھاو یعنی وجود ہو گیا صریح باہم ورودھ یعنی پہلے قول کے برخلاف بات ہے اس کو کوئی بدیاوان نہیں مانے گا کہ بنا کارن سے کوئی کاریہ ہو سکے کیونکہ اس کو کوئی بھی کسی پرمان سے سدھ نہیں کر سکتا کہ جو ابھاو سے بھاو یعنی ناستی سے استی اور حکم سے جگت کی اُتپتی کو سدھ کرکے دکھلاوے۔ پس اس سے یہی جاننا چاہئے کہ ایشور نے جگت کی انادی اُپادان کارن سے سب سنسار کے پدارتھوں کو بنایا ہے انیتھا نہیں۔ اس موقع پر دو پرکار کا بچار اُپستھت ہوتا ہے یعنی دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔

اول جو جگت کا کارن ایشور ہو تو ایشور ہی سارے جگت کا روپ ہوا۔ گویا گیان سکھ دکھ جنم مرن ہانی لابھ نرک سورگ کھشدا ترشنا یعنی بھوک اور پیاس چھیدن یعنی کٹنا جور آدی یعنی تپ وغیرہ روگ بندھ اور موکش یعنی گرفتاری اور نجات سب ایشور میں ہی متصور ہوتے ہیں۔ گویا گنتا بلی چور دُشٹ آدک ایشور ہی بن گیا ہے دوسرے جو سامگری یعنی لوازم مانیں تو ایشور کاریگر کے سمان ہوتا ہے یعنی صانع مخلوق کا تو جواب یہ ہے کہ کارن تین پرکار کا ہوتا ہے۔ اول اُپادان یعنی علت مادی اُس کو کہتے ہیں کہ جس کو گرہن کرکے کسی پدارتھ کو بناوے جیسے مٹی کو لے کر گھڑا اور سونا لے کر زیور اور روئی لے کر کپڑا بنایا جائے۔ **دوم** نمت یعنی علت فاعلی جیسے کمہار اپنی ودیا اور سامرتھ کے ساتھ گھڑے کو بناتا ہے۔ **سوم**

ا جب کوئی شے بہت چھوٹی صورت کی یعنی ذرہ ہو جاتی ہے تو پھر اُسے اور چھوٹا کرنا غیر ممکن ہے۔ اگر کسی شے کے حصے کرتے کرتے ایک اتنا چھوٹا حصہ ہو جاوے کہ پھر اُس کا حصہ کرنا غیر ممکن ہو تو اُس چھوٹے حصہ کو ذرہ کہتے ہیں جتنے اجسام دنیا میں ہیں وے سب ذروں سے بنتے ہیں کسی پتھر کو توڑ سکتے ہیں اور نہایت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو الگ کر سکتے ہیں پر وے ذرے جن کے جمع ہونے سے پتھر بنا ہے ہمیشہ کسی نہ کسی صورت کے بنے رہتے ہیں۔ کوئی ایک ذرہ بھی اس جہان میں سے نہیں نیست ہوتا صرف صورت اور حالت تبدیل ہوا کرتی ہے۔ جب موم بتی جلاتی ہیں تو دیکھنے میں یہ خیال پڑتا ہے کہ تھوڑی دیر میں سب بتی نہیں رہتی نہ جانیں کہ کیا ہو گئی پر حقیقت میں وے ذرے جتنے بتی میں تھے بدل کر ایک طرح کی ہوا کی صورت پر ہو جاتے ہیں کوئی ایک ذرہ بھی نہیں نیست ہوتا ٭

۲ یعنی وہ دیکھنے میں نہیں آتے یعنی ایک ایک پرمانو الگ الگ ہو جانے تب اُس کا درشن نہیں ہوتا پر جب وہی پرمانو ملکر ستھول دربیہ ہوتے ہیں تب درشٹی میں آتے ہیں۔ یہ ناش اور اُتپتی کی بیوستھا ایشور سدا سے کرتا آیا ہے اور ایسے ہی سدا کرتا جائے گا اس کی سنکھیا یعنی شمار نہیں کہ کتنی دفع ایشور نے سرشٹی اُتپن یعنی پیدا کی اور کتنی دفعہ کرسکے گا یہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا۔ اب اس باب میں جاننا چاہئے کہ جو لوگ ناستی ارتھات ابھاو یعنی نیستی یا عدم سے ہستی یعنی وجود ہونا مانتے ہیں۔ اور حکم یعنی شبد سے جگت کی اُتپتی جانتے ہیں اُن کا کہنا کسی پرکار سے ٹھیک نہیں ہو سکتا کیونکہ ابھاو یعنی نیستی یا عدم سے بھاو یعنی ہستی یا وجود کا ہونا سرتھا اسمبھو یعنی ہر حال میں ناممکن ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ بندھیا کے پُتر کے پُتر یعنی عقیمہ یا بانجھ عورت کے بیٹے کے بیٹے کا بواہ یعنی شادی میں نے آنکھ سے دیکھی ہے۔ تو اگر اُس کے پُتر ہو تو بندھیا کیوں کہلاتی پھر اُس کے پُتر کے ابھاو ہونے سے اُس کے پُتر کے بواہ کا بھاو کب ہو سکتا ہے جیسے کوئی کہے کہ میں کسی جگہ میں نہیں تھا اور یہاں آیا ہوں یا سانپ جل میں نہیں تھا اور نکل بھی آیا تو ایسی بات بدیاوانوں کی نہیں ہوتی اس میں کوئی پرمان نہیں ہے کیونکہ جو چیز ہے ہی نہیں وہ کیونکر ہو سکتی ہے جیسے ہم لوگ اپنے استھانوں میں نہیں ہوتے تو یہاں چاندا پور میں کبھی نہ آسکتے تھے ٭

تابع نہ ہوتے۔ کب سے یہ دنیا بنی یہ کہنا لاحاصل ہے کیونکہ ہم کو روٹی کھانے سے کام ہے نہ یہ کہ روٹی کب بنی ہے اس سے کیا غرض ہے یہ عالم مخلوق کے واسطے بنایا گیا ہے کیونکہ سب چیزیں انسان کے لئے خدا نے بنائی ہیں۔ اور ہم کو اپنی عبادت کرانے کے لئے بنایا ہے دیکھو زمین ہمارے لئے ہے ہم کو زمین کے لئے نہیں بنایا کیونکہ اگر ہم نہ ہوں تو زمین کا کچھ ہرج نہیں لیکن زمین کے نہ ہونے سے ہمارا سب ہرج ہوتا ہے۔ ایسے ہی پانی ہوا آگ وغیرہ سب چیزیں انسان کے لئے بنائی گئیں ہیں۔ انسان سارے مخلوق سے اشرف ہے انسان کو عقل بھی اسی شرف کے پہچاننے کو دی ہے پس انسان کو اپنی عبادت کے لئے اور اس عالم کو انسان کے لئے بنایا ہے۔

سوامی دیانند سرستی مہاراج۔ پہلے میری سب مسلمانوں اور عیسائیوں اور سننے والوں سے یہ گذارش ہے کہ یہ میلہ کیول یعنے صرف ستیہ کے نرنے یعنے سچ کی تحقیقات کے لئے منعقد ہوا ہے اور یہی منشی پیارے لعل صاحب اور منشی مکتا پرشاد صاحب موجدان میلہ کا پریوجن یعنے مقصد ہے کہ منجملہ سب مذاہب کے سچا مذہب کون سا ہے تاکہ ہم اس سے واقف ہو کر اسی کو ست سمجھیں اور جھوٹھے خیالات کو چھوڑ دیں۔ پس اس موقع پر ہار اور جیت کی خواہش کسی کو نہ کرنی چاہئے کیونکہ سجنوں یعنے اچھے لوگوں کا یہی منصد اعلی ہونا چاہیے کہ ست کی ہمیشہ جیت اور اَست کی ہار ہوتی ہے۔ لیکن جیسے مولوی لوگ کہتے ہیں کہ پادری صاحب نے یہ بات جھوٹھ کہی ایسے ہی عیسائی کہتے ہیں کہ مولوی صاحب نے یہ بات جھوٹھ کہی ایسی تقریر کرنا مناسب نہیں درحقیقت بدیا والوں یعنے عالموں اور فاضلوں کے باہم یہ طریقہ انسب مستقل ہونا چاہیے کہ اپنے اپنے گیان اور بدیا یعنے عقل اور علم کے انوسار یعنے موافق ست کا منڈن یعنے سچائی کا ثبوت اور اَست کا کھنڈن یعنے باطل کی تردید وسیج کومل بانی یعنے شیریں زبانی اور شایستگی کے ساتھ کریں جس سے سب لوگ پریتی یعنے محبت سے ملکر ست کا پرکاش یعنے راستی کا اظہار کریں ایک دوسرے پر طعنہ زنی کرنا برے برے بچنوں یعنے بدکلامی سے بولنا دویش سے یعنے مخالفت سے کہنا کہ یہ ہارا اور یہ جیتا ایسا طریقہ ہرگز مسلوک نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ سب پرکار یعنے ہر طور سے پکش پات یعنے طرف داری کو چھوڑ کر سچ سچ بھاشن یعنے راست راست بیان کرنا سب کو اوچت یعنے واجب ہے ایک دوسرے سے ورودھ واد کرنا یہ ابدیا والوں یعنے بے علموں کا سبھاو یعنے عادت ہے۔ بدیا والوں یعنے عالموں کا نہیں۔ اس سے میری یہ غرض ہے کہ کوئی اس میلہ میں یا اور کہیں کٹھور بچن کا بھاشن یعنی سخت کلامی نہ کریں۔ اب میں اس پہلے پرشن کا اوتر کہ ایشور نے جگت کو کس چیز سے اور کس سمے اور کس لئے بنایا۔ اپنی چھوٹی بدھی اور بدیا کے انوسار دیتا ہوں پرمیشور نے سب سنسار کو پرکرتی ارتھات جس کو ابیکت اپراکرت اور پرمانو یعنی جزو لایتجزی وغیرہ ناموں سے کہتے ہیں بنایا ہے۔ سو یہی جگت کا اوپادان کارن ہے جس کو وید آدی شاستروں میں نت یعنی قدیم کرکے نرنے کیا ہے اور یہ سناتن ہے۔ جیسے ایشور انادی ہے۔ ویسے ہی سب جگت کا کارن یعنے علت اصلی بھی انادی ہے۔ جیسے ایشور کا آد اور انت یعنی آغاز اور انجام نہیں ویسے اس جگت کے کارن کا بھی آد اور انت نہیں ہے جتنے اس جگت میں پدارتھ دیکھتے ہیں ان کے کارن سے ایک پرمانو بھی ادھک یا نیون یعنے زیادہ اور کم کبھی نہیں ہوتا جب ایشور اس جگت کو رچتا ہے تب کارن یعنی علت سے کارج یعنے معلول کو بناتا ہے۔ سو جیسا کہ یہ کارج جگت دیکھتا ہے ویسا ہی اس کا کارن ہے سوکشم دربیوں یعنے لطیف چیزوں کو ملا کر استھول دربیوں یعنی کثیف چیزوں کو رچتا ہے تب استھول دربیہ ہو کر دیکھنے اور بیوہار کے جوگ یعنی کارآمد ہوتا ہے اور یہ جو انیک پرکار یعنے نوع بہ نوع کا جگت دیکھتا ہے اس کو اسی کارن سے ایشور نے رچا ہے اور جب پرلے کرتا ہے تب اس استھول جگت کے پدارتھوں کے پرمانوؤں کو جدا جدا کر دیتا ہے کیونکہ جو جو استھول سے سوکشم ہوتا ہے وہ آنکھ سے دیکھنے میں نہیں آتا

ہیں اِس باعث سے اس تحریری غلطی کو ہم نے قبول کریا اور تمہارے قرآن میں بہت تحریف ہوئی جس کی تائید میں ایک مولوی عیسائی نے بزبان عربی بہت کچھ بیان کیا اور سورۃ کے حوالے دئے۔ **مولوی محمد قاسم صاحب** آپ بڑے متلاشی راستی کے ہیں اگر آپ کو راستی ہی پسند ہے تو تین خدا کیوں مانتے ہیں۔ **پادری نول صاحب** ہم تین خدا نہیں مانتے بلکہ وے تینوں ایک ہی ہیں یعنے واحد حقیقی سے مراد ہے۔ عیسےٰ مسیح میں انسانیت اور الوہیت دونوں تھیں اسی سبب سے وہ دونوں بیوہاروں کو کرتا ہے یعنے انسان کے روح سے انسان کا کام اور خدا کے روح سے خدا کا کام یعنی معجزہ دکھلاتا ہے۔ **مولوی محمد قاسم صاحب** واہ واہ ایک میان میں دو تلوار کیونکر رہ سکتی ہیں یہ کہنا پادری صاحب کا محض غلط ہے اس نے تو کہیں نہیں کہا کہ میں خدا ہوں لیکن تم زبردستی اُس کو خدا بناتے ہو۔ **پادری نول صاحب** نے ایک آیت انجیل کی پڑھی اور فرمایا کہ دیکھو یہ ایک آیت جس میں مسیح نے اپنے آپ کو کہا ہے اور کئی ایک معجزے بھی دکھلائے ہیں جس سے اُس کے خدا ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ **مولوی محمد قاسم صاحب** جو وہ خدا تھا تو اپنے آپ کو صلیب سے کیوں نہ بچا سکا۔ **ایک پادری ہندوستانی صاحب** نے چند آیتوں کا قرآن میں اختلاف دکھلایا اور یہ فرمایا کہ اوامر اور نواہی منسوخ ہوتے ہیں اخبار منسوخ نہیں ہو سکتے سو آپکے قرآن میں اخبار منسوخ ہیں اور اول بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے تھے بعدہٗ کعبہ کی طرف کرنے لگے اور چند آیتوں کے معنے بھی پڑھ کر سنائے اور کہا کہ بغیر عیسےٰ مسیح پر ایمان لائے کسی کی مکتی نہیں ہو سکتی اور تمہارے قرآن میں بائبل کا ماننا اور عیسیٰ مسیح کا ماننا لکھا ہے۔ تم لوگ کیوں نہیں مانتے ہو۔ غرض اس طرح کی تقریریں کرتے کرتے شام ہو گئی ⁂ **جلسہ صبح روز دوم تاریخ ۲۰ مارچ ۱۸۷۶؁ء** ساڑھے سات بجے صبح کے سب صاحب تشریف لائے اور اپنے اپنے موقع پر کرسی نشین ہو گئے اور منشی مکتا پرشاد صاحب اور منشی پیارے لعل صاحب کی طرف سے وہ پانچ سوال جو کہ کمیٹی نے منظور کئے تھے پیش ہوئے۔

اور وہ پانچ سوال یہ ہیں۔ پہلا۔ دنیا کو پرمیشور نے کس چیز سے اور کس وقت اور کس واسطے بنایا۔ **دوسرا**۔ ایشور سب میں بیاپک یعنی ذات الٰہی محیط کل اشیا ہے یا نہیں۔ **تیسرا**۔ ایشور نیائے کاری اور دیالو یعنے عادل اور رحیم کس طرح ہے۔ **چوتھا**۔ وید۔ بائبل اور قرآن ایشور کا واکیہ یعنے کلام الٰہی ہونے میں کیا دلیل ہے۔ **پانچواں**۔ مکتی یعنی نجات کیا چیز ہے اور کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ کچھ عرصے تک اس پر باہم گفتگو ہوتی رہی اور ایک دوسرے کو کہتا تھا کہ پہلے وہ شخص بیان شروع کرے لیکن آخر کار پادری اسکاٹ صاحب نے جو کہ ۱۹ مارچ کی شب کو تشریف لائے تھے پہلے سوال کا جواب دینا شروع کیا اور یہ بھی فرمایا کہ اگرچہ یہ سوال کسی کام کا نہیں ایسے سوال کے جواب دینے میں تضیع اوقات کرنا میری سمجھ میں اچھا نہیں لیکن جب کہ سب کی مرضی ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں ⁂

پادری اسکاٹ صاحب اگرچہ ہم نہیں جانتے کہ ایشور نے یہ سنسار کس چیز سے بنایا ہے لیکن اتنا ہم جانتے ہیں کہ نیستی سے ہستی میں لایا کیونکہ پہلے سوائے ایشور کے دوسرا پدارتھ یعنے کوئی چیز نہ تھی اُس نے اپنے حکم سے اس سرشٹی یعنے مخلوقات کو رچا ہے۔ اگرچہ یہ بھی ہم نہیں جان سکتے کہ اس نے کس وقت اس سنسار کو بنایا لیکن اس کا آغاز تو ہے برسوں کی تعداد ہم کو معلوم نہیں ہوتی نہ سوائے ایشور کے کوئی جان سکتا ہے۔ پس اس بات میں زیادہ تقریر کرنا ٹھیک نہیں۔ ایشور نے کس لئے اس جگت کو بنایا اگرچہ اس کا جواب بھی ہم لوگ ٹھیک نہیں جان سکتے لیکن اتنا ہم لوگ جانتے ہیں کہ سنسار کے سکھ یعنے آرام کے لئے ایشور نے یہ سرشٹی کی ہے۔ کہ جس میں ہم لوگ سکھ پاویں اور سب ہم کے آنند کریں اس لئے ایشور نے جگت کو بنایا ہے۔ **مولوی محمد قاسم صاحب** اُس نے اپنے وجود خاص سے ظاہر یعنے پیدا کیا اس سے جب ہم جدا نہیں ہو سکتے تو اس کے

لوگ تماشا دیکھیں اس کے بعد پادری صاحبان نے فرمایا کہ چوتھے یا پانچویں سوال میں بیان ہونا چاہئے اور مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ نہیں ہر ایک سوال جیسے سلسلہ وار ہے ویسے ہی ہر ایک سوال میں گفتگو ہو تو بہتر ہے اس پر سوامی جی او نیز منشی اندرمن صاحب نے اور منشی مکتا پرشاد صاحب اور منشی پیارے لعل صاحب نے بھی اتفاق رائے کیا غرض آدھ گھنٹہ تک یہی گفتگو رہی اور بہت دیر تک گفتگو اس امر کی رہی کہ اول کون صاحب جواب دیں یہاں تک کہ چار بج گئے اور مولوی صاحبوں نے فرمایا کہ ہمارے نماز پڑھنے کا وقت آگیا لہٰذا وے سب صاحب نماز پڑھنے کو تشریف لے گئے اور جب سب مولوی صاحب نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ اول میں ایک گھنٹہ سوائے سوالات مذکورہ کے اپنے اعتقاد کے مطابق بیان کرتا ہوں اور پھر اس میں جس کسی صاحب کو اعتراض ہو وہ فرماویں میں اس کا جواب دوں گا چنانچہ سب نے منظور فرمایا مولوی صاحب کے بیان کا خلاصہ یعنے اصلی مقصد یہ ہے۔ **مولوی محمد قاسم صاحب** بعد حمد و ثنا اس یہ فرمایا کہ جس جس وقت میں جو جو حاکم ہو اسی کی اطاعت کرنی ضرور ہے جیسے کہ اس وقت میں گورنر کی ہی خدمت کرتے اور اسی کا حکم مانتے ہیں جس کے حکم کا وقت گذر چکا نہ کوئی اُس کی خدمت کرتا ہے اور نہ اُس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اور جیسے جب کوئی قانون منسوخ ہو جاتا ہے تو اُس کے احکام کی تعمیل کوئی نہیں کرتا اور جو قانون بجائے قانون منسوخہ جاری ہوتا ہے اس کی تعمیل سب پر واجب آتی ہے تو انہیں نظائر کے مطابق جو جو اوتار اور پیغمبر پہلے زمانوں میں تھے اور جو جو کتابیں یعنے توریت و زبور و انجیل اُن کے عہد میں نازل ہوئیں تھیں اب اُن کی تعمیل نہ ہونی چاہئے اس زمانہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد صاحب ہیں اس واسطے اُن کو پیغمبر ماننا چاہئے اور جو کلام اللہ یعنی قرآن شریف اُن کے عہد میں نازل ہوئی اس پر عمل کرنا چاہئے اور ہم سری رام اور سری کرشن وغیرہ اور عیسیٰ مسیح کی مذمت نہیں کرتے کیونکہ وے اپنے اپنے وقت میں اوتار اور پیغمبر تھے لیکن اس وقت تو حضرت محمد صاحب کا ہی حکم چلتا ہے دوسرے کا نہیں اور جو کوئی ہمارے مذہب یا قرآن شریف یا حضرت محمد صاحب کو برا کہے گا وہ واجب القتل ہے۔ **پادری نول صاحب** محمد صاحب کے پیغمبر اور قرآن شریف کے خدا کی کلام ہونے میں شک ہے کیونکہ قرآن میں جو جو بات لکھی ہے سو سو بائبل شریف کی ہے لہٰذا قرآن جدی کتاب آسمانی نہیں ہو سکتی اور حضرت عیسیٰ مسیح کے اوتار ہونے میں بھی کچھ شک نہیں کیونکہ اس کے وعظ سے جانا جاتا ہے کہ وہ سچے راہ بتلانے والا تھا محض ہی کے وعظ سے یہ آدمی مکتی یعنی نجات پا سکتا ہے۔ اور اس نے معجزے بھی دکھلائے تھے۔ **مولوی محمد قاسم صاحب** ہم حضرت عیسیٰ کو پیغمبر تو مانتے ہیں اور بائبل کو کتب آسمانی بھی مانتے لیکن عیسائی لوگوں نے اس میں تحریف یعنی بہت کچھ کم و بیش کر دیا ہے اسواسطے وہ اصل نہیں اور چونکہ دہ بہ روے قرآن شریف منسوخ بھی ہو گئی ہے اس واسطے وہ اعتبار کے قابل نہیں رہی اور ہمارے حضرت پیغمبر صاحب خاتم الانبیا ہیں یعنے آخری پیغمبر ہیں اس لئے ہمارا مذہب سچا ہے۔ پھر دیگر مولوی صاحبان نے بائبل میں سے ایک آیت پادری صاحب کو دکھلائی اور بیان کیا کہ آپ ہی صاحبوں نے یہ لکھا ہے کہ اس آیت کا پتہ نہیں لگتا۔ **پادری نول صاحب** جس صاحب نے یہ لکھا ہے وہ راست گو تھا یعنے اگر اُس نے تحریری غلطی کو ظاہر کر دیا تو کچھ برا نہیں کیا۔ اور ہم لوگ سچ کو چاہتے ہیں جھوٹھ کو نہیں اس لئے ہمارا مذہب سچا ہے۔ **مولوی محمد قاسم صاحب** یہ تو صحیح کہے کچھ برا نہیں کیا لیکن جب کہ کسی کتاب میں یا دستاویز میں ایک بات بھی جھوٹھ لکھی ہوئی ثابت ہو جائے تو ظاہر وہ کتاب کسی صورت میں قابل اعتبار نہیں رہتی اور نہ وہ دستاویز قابل پذیرائی عدالت ہو سکتی ہے۔ **پادری نول صاحب** کیا قرآن شریف میں تحریری عیب نہیں ہو سکتا لہٰذا اس بات پر اصرار کرنا اچھا نہیں اور جو ہم راستی ہی کو پسند کرتے ہیں اور راستی ہی کے متلاشی رہتے

جوابات فرماویں اور پھر جس کسی کو جو اعتراض ہو دس دس منٹ تک سوال کریں اور جواب دیں اور نیز یہ شرط بھی لگائی گئی کہ ان دس منٹوں میں کوئی دوسرا شخص دخل نہ دے اس میں سب صاحبوں نے اتفاق رائے کیا۔ اور منشی پیارے لعل صاحب نے کھڑے ہو کر باآواز بلند تقریر شروع کی ✦ جلسہ روز اول تاریخ ۱۹ مارچ ۱۸۷۷ء منشی پیارے لعل صاحب کی تقریر کا خلاصہ اول شکر پرمیشر کا ادا کرنا چاہئے کہ جو سب جگہ موجود اور محیط ہے اور یہ خوش قسمتی ہم لوگوں کی ہے کہ اس نے ہم سب کو ایسے شہنشاہ وقت کے قبضہ میں دیا کہ سب لوگ مذہبی گفتگو دل کھول کر کر سکتے ہیں سوائے اس کے شکریہ جناب مسٹر رابرٹ جارج کریصاحب بہادر کلکٹر اور مجسٹریٹ ضلع کا ادا کرنا چاہئے کہ صاحب ممدوح نے اپنی قدردانی اور فیض رسانی سے اس میلہ برہم بچار معرفت بخدا شناسی کو منظور فرما کر اجازت دی زبان کو طاقت نہیں کہ گویائی میں دم مارے آج وہ روز مبارک ہے اور خوش نصیبی اس زمین کی ہے کہ صاحبان عالیشان اور علماء واقف کار ہر ایک مذہب کے تشریف فرما ہیں صاحبو یہ دنیا مسافر خانہ ہے زندگی کا کچھ بھروسا نہیں آج کے روز پرمیشر کے فضل کا ظہور ہے کہ سب صاحبوں نے عالی ہمتی سے قصد کر کے اس جلسے کو رونق بخشی اور اپنے اپنے مذہب مقدس کی خوبیاں نہایت ملائمت اور شیریں زبانی سے بیان فرماویں گے کہ جن کی کلام اور بیانات سے راہ نجات کا ثمرہ حاضرین جلسہ کو حاصل ہوگا میں آسا داس عرف پیارے لعل کبیر پنتھی پرمیشر کا شکریہ ادا کر کے دست بدعا واسطے قائمی اس جلسہ کے ہوں اور صاحبان نے جو اپنی خوش حوصلگی اور عالی ہمتی سے تشریف فرما ہو کر اس جلسہ کو رونق بخش فرمایا ان کی تعریف میں قلم کو طاقت نہیں کہ تحریر میں لا سکے اور زبان کو یارا نہیں کہ بیان کر سکے بجز اس کے کہ ہزارہا شکر اُس پار برہم کا ہے۔

بعد ازاں اس بات پر گفتگو ہوئی کہ کون کون شخص منجملہ ہرسہ مذاہب کے گفتگو کریں اس پر تو بہت بحث ہوئی یعنے جب اہل اسلام کی طرف سے اور اہل عیسائیوں کی طرف سے پانچ پانچ صاحب قرار پائے اور اہل آریوں کی جانب سے صرف سوامی دیانند سرستی مہاراج اور منشی اندرمن صاحب تجویز ہوئے تو مولوی صاحبان اور پادری صاحبان نے بہت اصرار فرمایا کہ تم بھی اپنی جانب سے پانچ شخص مقرر فرماؤ۔ اس کے جواب میں سوامی جی نے فرمایا کہ ہم دو ہی منش کافی ہیں۔ تاہم مولوی صاحبان نے پنڈت لکشمی دت صاحب شاستری مدرس بنارس اسکول ماسٹر شاہجہانپور کا نام خود بخود ہی پادری صاحب سے لکھوانا چاہا۔ تب سوامی جی نے پھر اُن سے یہ کہا کہ آپ کو محض اپنی جانب کے انتخاب کرنے کا اختیار ہے ہمارے انتخاب اور انتظام میں مداخلت کرنے کا آپ کو کچھ اختیار نہیں ہے اور پنڈت لکشمی دت شاستری صاحب سے سوامی جی نے فرمایا کہ آپ یہ نہیں جانتے کہ یہ لوگ باہم ہمارے اور تمہارے بیہودہ کرا کے آپ تماشا دیکھیں گے باوصف اسبات کے کہ ایک مولوی صاحب نے پنڈت لکشمی دت شاستری صاحب کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ تم بھی اپنا نام لکھواؤ ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔

تسپر سوامی جی نے پھر بھی یہی جواب دیا کہ بانیان میلہ وغیرہ اور آریہ لوگوں کی رائے کا اتفاق ہو تو نام ان کا لکھوا دو ورنہ محض تمہارے کہنے سے ہی ان کا نام نہیں لکھا جائے گا۔ بعدہٗ ایک اور مولوی صاحب اُٹھ کر بولے کہ سب ہندوؤں سے پوچھا جائے کہ اُن دونوں کے نام لکھانے میں سب کی رائے کا اتفاق ہے یا نہیں۔ جس پر سوامی جی نے فرمایا کہ جیسے آپ کو بجز فرقہ سُنّت جماعت کے اہل شیعہ وغیرہ فرقوں نے اتفاق کر کے نہیں بٹھلایا علےٰ ہذا القیاس پادری صاحب کو رومن کیتھلک وغیرہ فرقوں نے مقرر نہیں کیا۔ ایسے ہی گو کہ آریہ لوگوں میں عجب نہیں کہ ہماری نسبت بعض متفق الرائے ہونگے اور بعض مختلف الرائے مگر آپ کو کسی صورت میں ہمارے مذہب میں دخل دینے کا اختیار نہیں ہے۔ اور منشی اندرمن صاحب نے فرمایا کہ ہم سب آریہ لوگ وید شاستروں کو مانتے ہیں اور شاستری صاحب بھی وید شاستروں کو مانتے ہیں۔ اگر کسی صاحب کا مذہب آریہ لوگوں میں سے وید شاستروں کے برخلاف ہو تو چوتھا مذہب قائم کر کے بٹھلا دیجئے گا۔ غرض اس قیل و قال سے مدعا مولوی صاحبوں کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ آپس میں جھگڑیں تو ہم

لوگ اس کو پسند کریں گے اور تھوڑا تھوڑا سب مذہبوں کا احوال اس میں درج کردوں گا کہ جس میں لوگ جانیں کہ بڑے جاننے والے ہیں اور اس کتاب کو طبع کرا کے ہندوستان میں مشہور کردوں گا پس ایک میرے نام کا بھی مذہب جاری ہو جاوے گا مگر مجھ کو ایک یہ ڈر ہے کہ کہیں میرے سکھ مجھ کو بھی اُتار نہ کہنے لگیں جیسا بابو صاحب کبیر کے لفظ پر جانفشانی کرتے ہیں ایسے ہی بعد میرے میرے سکھ بھی کبھی مناظرہ شروع نہ کریں۔ تب سوامی جی نے فرمایا کہ آدمی کو وہ کام کرنا چاہیئے کہ جس سے رفاہ عام اور ہر طرح کا سکھ اور دھن کی بردھی ہو اور جو کام کہ سب کو مضر پڑے اس کا کرنا اچھا نہیں ایسے ہی بہت دیر تک آپس میں خوش خلقی سے بات چیت ہوتے ہوتے سب صاحب آرام کرنے کو تشریف لے گئے ✦

مولوی صاحبان اور پادری صاحبان ۱۹ مارچ کی صبح کو اور بعض صاحب ۱۹ مارچ کی شب کو تشریف لائے تھے۔ اول بعض صاحبوں نے سوامی جی کے ڈیرہ پر جا کر یہ فرمایا کہ اہل ہنود اور اہل اسلام مل کر پادریوں کے مذہب کا کھنڈن یعنے تردید کریں لیکن سوامی جی نے یہ جواب دیا کہ اس میلہ میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کسی کا پکش پات یعنی طرفداری نہ کرے بلکہ میری سمجھ میں تو یہ اچھی بات ہے کہ ہم اور مولوی صاحبان اور پادری صاحبان پریتی سے مل کر ست کا نرنے یعنی تحقیقات کریں کسی سے ورودھ یعنے برخلافی کرنی اُچت نہیں۔ اس کے بعد پھر جلسے کی شرائط قایم کرنے کے لئے یہ تجویز ہوئی کہ جو ڈیرہ واسطے جلسے کے تجویز ہوا ہے اس میں سب صاحب جمع ہو کر اسباب میں گفتگو کریں۔ مگر پادری صاحبان نے فرمایا کہ تنہائی میں بیٹھکر یہ بات قرار پاوے تو بہتر ہے اُس ڈیرہ میں بہت ہجوم ہو جاوے گا اس پر سب صاحبوں کا اتفاق رائے ہو کر پادری صاحبان کے ڈیرہ پر تشریف لے گئے اور دو دو صاحبان ہر ایک مذہب میں سے منتخب ہو کر سبھاسد یعنے ممبر قرار پائے۔ سوامی دیانند سرستی جی مہاراج اور منشی اندرمن صاحب تو آریا لوگوں کی جانب سے۔ اور مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی سید ابوالمنصور صاحب اہل اسلام کی طرف سے۔ اور پادری نول صاحب اور پادری جان ٹامسن صاحب ہندوستانی اہل عیسائیوں کی طرف سے۔ اور مولوی محمد طاہر عرف موتی میاں صاحب رئیس وآنریری مجسٹریٹ شاہجہان پور اور لالہ رام پرشاد صاحب رئیس وآنریری مجسٹریٹ شاہجہان پور اور منشی پیارے لعل صاحب اور منشی گُپتا پرشاد صاحب رئیس چاندا پور جمع ہو کر بچار کرنے لگے لیکن اس پر اس قدر طویل تقریر کی نوبت پہنچی کہ کوئی پوری شرائط قایم ہونے نہیں پائی بجز تعیُّن اوقات جلسہ یعنے اگرچہ جلسہ سبھا کا وقت سات بجے سے گیارہ بجے تک قبل دوپہر ایک بجے سے چار بجے تک بعد دوپہر قرار پایا تھا اور پادری صاحبان نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم دو روز سے زیادہ قیام نہیں کر سکتے کیونکہ اشتہار میں بھی دو روز کے واسطے میلہ ہے اور اگر ہم کو اول میں معلوم ہوتا تو ہم ٹھیر سکتے تھے۔ اور اس وقت وہ سوالات بھی جو آئینے مرقوم ہیں پیش ہو کر منظور کئے گئے تھے۔ لیکن چونکہ ۹ بجے سے بارہ بجے تک سب صاحبان تناول طعام کے لئے تشریف لے گئے تھے اس صورت میں گویا میلہ کے روز اول کا نصف دن اسی سوچ بچار میں صرف ہو گیا۔ تب سوامی جی نے فرمایا کہ ہم اس قرار پر آئے تھے کہ میلہ کم سے کم پانچ روز اور زیادہ سے زیادہ آٹھ روز تک رہے گا اس عرصے میں سب مذہبوں کا حال اچھی طرح سے معلوم ہو سکتا تھا تب منشی اندرمن صاحب نے جواب دیا کہ سوامی جی آپ خاطر جمع رکھیں ایک ہی دن میں سچا مذہب معلوم ہو جاوے گا۔ ایک بجے کے بعد میں جبکہ بہت لوگ جمع تھے تو مولوی صاحبان اور پادری صاحبان جو کہ پہلے سے پہنچ کر کرسی نشین ہو رہے تھے سوامی جی نے فرمایا کہ یہاں تو کھڑے ہونے تک کے لئے بھی جگہ نہیں ہے بلکہ اس ڈیرے میں سبھا کے ہونے سے سب لوگ تقریر کو سُن نہیں سکیں گے پس اگر ڈیرہ کے باہر جلسہ سبھا کا ہو جاوے تو مناسب ہے چنانچہ بالاتفاق رائے باغ میں فرش کرایا گیا اور کرسیاں بچھوائی گئیں تب سب صاحبان حفظ مراتب کے ساتھ کرسی نشین ہو گئے۔ بعدہ یہ قاعدہ بالاتفاق تجویز ہوا کہ نصف نصف گھنٹہ تک ہر ایک صاحب منجملہ ہر سہ مذاہب کے ان سوالوں کے

ہے ۔ یہ گفتگو ہوتی تھی کہ بابو ہرگوبند بنرجی مہاراج صاحب ہیڈ کلرک کلکٹری شاہجہان پور نے ایک کتاب انگریزی پڑھنا شروع کی اُس کتاب میں یہ لکھا تھا کہ پرمیشور کا دھیان کرنے کے وقت ایک چندن کا نشان آگے بنا لیا جاوے تو طبیعت بہت اچھی طرح سے لگتی ہے اور بابو صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ کتاب ولایت میں بھی بڑے بڑے صاحبوں نے پسند کی ہے اس پر سوامی جی نے فرمایا کہ ایشور سرب بیاپک ہے اور سب جگہ موجود ہے جیسے میرے آتما میں بھی ہے اور میں شبد اوچارن کرتا ہوں ۔ اس میں بھی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ مانا جاوے تو مجسم ہو جاویگا ۔ ایشور ہی نہیں رہیگا جیسے اگر کسی پدارتھ وغیرہ سے ایشور کو علیحدہ کرو تو ہٹاتے ہٹاتے ہر ایک پدارتھ سے ایک جگہ پر قائم کر دوگے یا ایک ذرہ کے برابر فرض کروگے یا اس سے زیادہ تو وہ جسمانی کوئی چیز وغیرہ ہو جاویگی اور ہٹاتے ہٹاتے کہیں قائم نکروگے تو پھر کچھ بھی نہ رہیگا تو اس سے یہ سدھ ہوا ہے کہ پرمیشور سرب بیاپک سب جگہ موجود ہے یعنی کوئی جگہ اور پدارتھ اُس سے خالی نہیں پس میری آتما میں بھی ہے پس مجھکو کیا غرض پڑی کہ میں اپنے نیتروں میں آؤں اور پھر اُس چندن کے نشان کا خیال کروں ۔ اس سے تو پرمیشور کے دھیان میں ایک طرح کا نقصان واقع ہوتا ہے ایسے ہی مالا پھیرنیکو بھی سمجھنا چاہئے کیونکہ جب مالا پھیرینگے تو گنتی کرنے میں طبیعت متوجہ ہوگی ۔ پس سبکو اپنے آتما میں سچے من سے ایشور کا دھیان کرنا چاہئے ۔ اور پھر سوامی جی نے بابو لیکھراج صاحب سے فرمایا کہ پرمیشور ۔ ایشر ۔ مہادیو ۔ شیو ۔ دیوی ۔ شیش جسکو سب لوگ سانپ سمجھتے ہیں ۔ کشپ جسکو لوگ منش سمجھتے ہیں ۔ سچدانند ۔ بھگون ۔ اور اور بہت سے نام لئے اور فرمایا کہ انکے ارتھ سے پرمیشور کے سوا کسی پر وہ عائد نہیں ہو سکتے ہیں ۔ اور بہت سے پران بھی ہیں مگر آپنے جو کبیر نام کہا اس سے اکر نام بڑا نکلا اور آپ کوئی پران بھی نہیں دیسکتے ۔ اس سے یہ بات ٹھیک نہیں جیسے یہ کبیر کے پیرو ہیں ایسے اور بہتیرے پیرو ہیں ۔ سو لوگوں نے مہنت بن بنکر منشوں کو دھوکا دے دیکر دھن ہر لئے ہیں ۔ اور پہاڑی کا نام گل شفا اور آگ کا نام آتش بتلا کر لوگوں کو دھوکا دیکے اپنا مطلب سدھ کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ کان بند کرے کیسا پھند بجتا ہے اس میں سب باجونکی آوازیں ہیں جب جیو چھوٹیگا تب اسی میں سما جائیگا ۔ کوئی کہتا ہے کہ سوہنگ وغیرہ سور سے جپو پھیں میں سے آواز نہ ہوگی ۔ پھر جب جیو مریگا تب اُسی شبد میں سما جائیگا پھر آواگون نہیں ہوگا ۔ کوئی کہتا ہے کہ سوانس سادھو اور اس نتھوے سے اُس نتھوی میں نکالو کوئی کہتا ہے کہ یہ سوانس دیکھو اسمیں تت یعنی اربعہ عناصر و اکاش وغیرہ معلوم ہو جاوے ۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ مہنت صاحب بڑے انترجامی ہیں سب کے دل کی بات بتا دیتے ہیں اور جو وہ مانگے وہی ہو جاویگا ۔ سو اس طرح کے بہت طریقے ہیں ۔ سو یہ اندھکار سنسار میں ہو رہا ہے سو سبکو مناسب ہے کہ ستیہ کا گرہن کریں البتہ بات کو تیاگ دیں اس سے سب طرح کا سکھ ہوگا اور آپس میں پریت پراوپکار دھن کی بردھی پرمیشور کی استتی پرارتھنا بُرے کاموں سے دور رہنا پھر سب سنسار میں آنند ہی آنند پراپت ہو جاوے اور بابو لیکھراج صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ جو میں نے بیان کیا وہ منشی پیارے لعل صاحب کی طبیعت کے خوش کرنیکے واسطے تھا اور سوامی جی نے فرمایا کہ تین اُتار تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ایک تو وہ صاحب جن کی کتاب بھار بندرابن ہے انکے ہزاروں سکھ ہیں اور وہ انکو اُتار مانتے ہیں اور امسال وہ صاحب سرگباش ہو گئے ہیں اور دو اور دکن میں زندہ ہیں ۔ ان صاحبونکے بھی ہزاروں سکھ ہیں اور انکو اُتار کہتے ہیں تب منشی اُنکتا پرشاد صاحب نے کہا کہ اگر یہی اندھا دھند ہے تو میں بھی ایک اپنے نام کا مذہب جاری کرونگا ۔ اور میرے نام سے بھی اُنکتی ترشح ہے اور ایک لفظ عمدہ بنا کر جسکو سکھ کرونگا ۔ اس کے کان میں کہہ دونگا ۔ یا اسکو ایسی معقول بات سمجھاؤنگا جسکو وہ بیوقوف مان لیگا ۔ اور جو بات یا لفظ میں ایجاد کروں گا ۔ اس کو ایک کتاب میں ایسی معقول طرز سے ثابت کروں گا ۔ کہ بہت

جتھا دت پراپت نہ ہوتی جیسے ایشور نے سب پدارتھ وغیرہ آدمیوں کے سُکھ کیواسطے بنائے ہیں۔ سو ایشور سب سکھوں کے پرکاش کرنیوالی وید بدیا اور جس میں سچ کے سوا کوئی دوسری بات نہیں ایسی بدیا کو ایشور کیوں نہ پرگٹ کرتا اس سے ویدوں کو ایشور کے رچیت ماننے سے ہی کلیان ہے اور کسی طرح نہیں۔ اور آپ کے بیچک سار میں جیو یعنی روح کو پرمیشور ٹھہرایا ہوگا جیسا کہ آپ نے بھی بیان کیا سو یہ نوین بیدانتیوں کا مت ہے سو وہ چار پرکار کا ہے۔ ایک یہ ہے کہ جیو یعنی روح کو برہمہ مانا جیو کو برہمہ ماننے میں اول ایک قول کا ثبوت دیتے ہیں۔ آہنگ برہماسمی جس کو رگ بید کا قول کہتے ہیں لیکن رگ بید کے آٹھوں اشٹکوں میں یہ واک نہیں ہے مگر بید کا ویاکھیان جو ایتریہ براہمن نے کیا ہے اس میں یہ قول ہے ایم آتما برہم سو اس قول میں برہمہ کا سروپ نردپن کیا ہے۔ دوسرے جو اس قول کو بیان کرتے ہیں تتوَمسی اور اس کو یجر بید کا بچن بتلاتے ہیں لیکن یہ یجر بید کا قول نہیں ہے شت پتھ براہمن کا ہے اس کا ویدانتی لوگ ایسا ارتھ کرتے ہیں کہ میں برہمہ ہوں یعنی بھرم سے میں چھوٹ گیا سو اب میں نے جان لیا کہ میں برہمہ ہوں۔ یہ ارتھ ٹھیک نہیں کیونکہ عبارت میں سے ایک ٹکڑا لے لیا اور باقی کو چھوڑ کر اپنا مطلب سِدّھی کا ارتھ کرکے سوارتھ سِدّہ کرتے ہیں۔ کہ شت پتھ برہمن کانڈ کا ۱۴ اپر پاٹھک ۳ کانڈ کا ۱۸ دیکھو جہاں یہ قول مع کل عبارت کے درج ہے وہاں صرف ایشور کا برنن ہے۔ تیسرے جو آپ پرمان دیتے ہیں سو یہ بھی سام بید کا بچن نہیں ہے لیکن سام براہمنا نترگت چھاندوگ اوپنشد کا ہے اس کا بھی عبارت سے ایک ٹکڑا لیکر بیدانتیوں نے لگاڑا ہے سو وہاں پر اودّالک اپنے سویت کیتو پُتر کو اُپدیش کرتا ہے کہ وہ ایشور کیسا ہے اتینت سُوکشم ہے کہ پرکرت اکاش اور جیو آتما سے بھی اتینت سُوکشم ہے وغیرہ۔ چوتھے پرگیانم برہم اتھروَن بید کا تو واکیہ نہیں لیکن مانڈوکیہ اوپنشد وغیرہ کا ہے ارتھ یہ ہے کہ بچار شیل پُرکھ اپنے انترجامی کو پرتکش گیان سے دیکھ کے کہتا ہے کہ یہ جو میرا انترجامی سرب آتما ہے ہی برہمہ ہے یعنی میرا بھی ہی آتما ہے سو یہ اپنے جیو کو سمجھانے کیلئے بچن ہے پس دوسرے جتنے چاہیں پاپ کریں اور کہتے پھریں کہ ہم اکرتا اور ابھوگتا ہیں سو پاپ کرتے ہیں وہ دکھ سے کسی پرکار سے نہیں بچ سکتے تیسرے جگت کو متھیا مانتے ہیں چوتھے موکش میں جیو کا لے ہونا مانتے ہیں جیسے سمندر میں قطرہ کا ملنا۔ سو بیدانتی لوگوں میں یہ دو بڑے عیب ہیں ایک جگت کو جھوٹھا ماننا اور دوسرا جیو برہمہ کو ایک ماننا اور ایسا کہتے ہیں کہ یہ جگت سُپن تُل ہے یہ اُن کا کہنا خلاف ہے کیونکہ جس کا کارن ستیہ ہے وہ استیہ نہیں ہو سکتا سُپن بھی درِشٹ اور شُرتی سنسکار سے ہوتا ہے درِشٹ اور شُرتی سنسکار پرتکش انوبھو سے بنا سُپن میں نہیں ہوتا سربگ اور ادستھا وغیرہ سے رہت ہونے سے پرماتما کو تو سُپن ہی نہیں ہوتا اور جو جیو برہمہ ہوتے تو جیسے برہمہ میں یہ سب انتہا سرشٹی رچی ہے ویسے ایک مکھی یا مچھر جیو کیوں نہیں رچ سکتا اس سے جگت کو متھیا اور جیو برہمہ کی ایکتا سمجھنا ہی متھیا ہے۔ جگت کو متھیا ماننے میں جگت کی بردھی اور آپس میں محبت اور علم وغیرہ ہزاروں کام نشٹ ہونے سے جگت کے اُتم جو کارج ہیں وے سب نشٹ بھرشٹ ہو جاتے ہیں۔ اور جیو اور برہمہ کو ایک ماننے سے پرمارتھ سب نشٹ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پرمیشر کی اگیا۔ پالن۔ اُستتی پرارتھنا اور اپاسنا کرنے کی پرتیت بالکل چھوٹنے سے صرف جھوٹھی بڑائی اور بے انصافی کا کرنا ہے۔ پاپ کی اچھیا اندریوں سے وشیوں کے بھوگ میں اتہات اتیَنت بُرے کاموں میں پھنس کے اپنے مانس جنم دھارن کے دھرم ارتھ۔ کام۔ اور موکش یہ چاروں پھل نہیں ہونے سے اس جیو کا جنم برتھا ہو جاتا ہے اس سے انسان کو لازم ہے کہ ستگ سن کرنا اور اسَت کو چھوڑنا اور آپس میں پریت سے بیوہار کرنا مناسب ہے سو بابو صاحب اپکا کہنا سب متھیا اور بے ارتھ

و کبیر مانتے ہیں ہر ایک ملک میں علیحدہ علیحدہ زبان ہے اس میں کچھ دوش و گناہ و شنکا و اعتراض کسی مت کے رو سے قرار نہیں پا سکتا کہ کبیر کیوں نام رکھنے ہو اور سب نے خواہش کی کہ ایک مذہب ہو جاوے لیکن تمام جہان میں ایک مذہب نہ ہو سکا۔ ہاں اگر البتہ پرمیشر خدا کبیر چاہے تو ممکن ہے کہ ہو جاوے۔ کیونکہ جب اُس نے ایک دم میں اپنی اچھیا خواہش قدرت کاملہ سے آسمان و زمین وغیرہ کو پیدا کیا تو کیا اس کی ذات و صفات قدرت سے بعید و مشکل بات ہے کہ مذہب سب کا ایک ہو جاوے۔ طریقہ عبادت اس مت میں یہ ہے کہ روحانی نسپچے دل واتھ کرن کی بہاونا سے سُرت کو شبد روپ نہ اچہر یار شبد میں لگاتا ہے یہ قول کبیر پرمیشر سچدانند کا ہے جو ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔ پنڈ میں ہوتا تو مرتا نہ کوئی۔ برہمنڈ میں ہوتا تو لکھتا سب کوئی۔ پنڈ برہمنڈ دونیارا۔ کہیں کبیر بھید ہمارا۔ اور کتاب ٹیک سار کبیر پرمیشر کی ہے۔ ابیات

نگر قید مجھ کو یہ بھاتی نہیں۔ کسی کی غلامی سوہاتی نہیں۔ میں اس جام فانی سے ناشاد ہوں۔ میں قید مذاہب سے آزاد ہوں۔ جدا ہوں میں منقول و معقول سے۔ ہے نفرت بڑی مجھکو ہر دو توسے۔ سبھوں کے متوں سے یہ مت ہے انوپ۔ ہمارا خداوند ہے شبد روپ۔ جسے کہتے ہیں روح وہ ہے خدا۔ سبھوں میں ہے ایک سبھوں سے جدا۔ میں ہرگز نہ مانونگا روح کے سوا۔ کہ ہے حضرت روح میرا خدا۔ میں آنند آنند میں شاد ہوں۔ کہ بیہودہ جھگڑوں سے آزاد ہوں۔ اب آواگون سے میں آزاد ہوں۔ نگر میں کبیرا کے آباد ہوں۔ میرا دیس ہے جو کبیرا کا دیس۔ شبد روپ میرے خدا کا ہے بھیس۔ **بحث**۔ کبیر کے لفظ پر جیسا کہ بابو لیکھراج صاحب نے فرمایا۔ کہ کیول برہم ہے بیاپشن شرپہ رار اسب میں رم رہا تا کا نام کبیر۔ ایسے سوامی جی نے ایک نام لے کر ہر ایک حرف پر اسی طرح لگایا تب بابو صاحب نے فرمایا کہ کبیر کے معنے بڑے کے ہیں سو پرمیشور بڑا ہے اس بحث سے کبیر ہم کہتے ہیں تب سوامی جی نے منشی اندرمن صاحب سے دریافت کیا کہ اس لفظ سے کوئی اور لفظ ہے جس کے معنی اس سے زیادہ بڑے کے ہوں تب منشی اندرمن صاحب نے فرمایا کہ لفظ اکبر کے معنی بہت بڑا۔ پھر سوامی جی نے فرمایا کہ لفظ اکبر تو لفظ کبیر کے معنی سے بڑا نکلا تب پر بابو صاحب نے فرمایا کہ انسانوں نے سب نام رکھے ہیں اور سب علم ایجاد کئے ہیں اور کتاب اور پوتھی بنا کر ایشور کا نام رکھدیا ہے ایسے ہی ہم بھی کبیر نام پرمیشور کا رکھتے ہیں اردو یک سار کو کتب آسمانی ٹھیرتے ہیں اور حقیقی بات ہے وہ سب آدمی ہی نے بنائی ہے اور بابو صاحب اور منشی پیاری لعل صاحب نے فرمایا کہ ہم اپنا کبیر پنتھ کا ضرور لکچر عام میں دینگے تب منشی اندرمن صاحب نے جواب دیا کہ آپ چوتھا مذہب کبیر پنتھ کا بھی قایم کر کے ضرور لکچر دیجئے گا تب سوامی جی نے فرمایا کہ ایشور نے جب سرشٹی رچی تھی اُسی وقت میں وید ودیا کا اپدیش بھی پرجا کے سُکھ کے لئے کیا تھا۔ جب ایشور نے پرتھم یعنی اول وید سکھے ہیں ان کے پڑھنے کے بعد بنانے کی سامرتھ ہو سکتی ہے اس پڑھنے اور گیان کے بغیر کوئی انسان بدیا وان نہیں ہو سکتا۔ جیسے اس وقت میں کسی شاستر کو پڑھ کے یا کسی کا اپدیش سُنکے اور انسانوں کا چال چلن وغیرہ کو دیکھ کے گیان ہوتا ہے اور کسی طرح نہیں ہو سکتا جیسے کسی ایک لڑکے کو جس وقت پیدا ہو علیحدہ کیا جاوے اور اس کی پرورش بھی کی جاوے۔ اور جب تک وہ مر جاوے تب تک اس سے کچھ بات چیت نہ کی جاوے تو انسانیت اس میں کسی طرح نہیں آسکتی۔ ایسے ہی جنگلی آدمیوں کو سمجھنا چاہئے کہ بنا اُپدیش کے جیسا کہ چاہئے ویسا گیان کسی پرکار سے نہیں ہو سکتا اور ان کی عادت جانوروں کی طرح ہے۔ ایسی ہی ویدوں کے اُپدیش کے بنا سب انسانوں کی عادت ہو جاتی ہے پھر پستکوں کے بنانے کی نسبت کیا کہنا اور جو پرمیشر اپنی وید بدیا کا اپدیش نہ کرتا تو دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ اور موکش کی

شاہجہانپور اور مولوی محمدؐ قاسم رئیس نانوتہ ضلع سہارنپور اور نواب محمد حیدر علی خانصاحب رئیس شاہجہان پور اور مولوی محمد حفیظ اللہ خان صاحب ماسٹر عربی اسکول شاہجہانپور اور حکیم محمد حسین خانصاحب رئیس شاہجہان پور - اور منشی دوست محمد خانصاحب اسکول ماسٹر شاہجہان پور اور مولوی سید محمد احمد علی صاحب وکیل عدالت شاہجہان پور اور مولوی سخاوت حسین خانصاحب وکیل عدالت شاہجہان پور۔ اور اور بہت سے رئیس و مولوی ورؤسائے بریلی و میرٹھ و مرادآباد و لکھنؤ و شاہجہانپور اور عیسائی صاحبان و پادری صاحب شاہجہان پور و مرادآباد و بریلی و کانپور وغیرہ انگریز ولایتی - و منشی محی الدین خانصاحب و منشی طوطا ناتھ صاحب و منشی مولا داد خانصاحب اور اور بہت سے عیسائی صاحب تشریف لائے +

اب آگے میلہ کا احوال بیان ہوتا ہے - یہ نئے ڈھنگ کا آنند سروپ میلہ سچے دھرم کی پریکھشا یعنی امتحان کرنے کے نمت چاندا پور ضلع شاہجہانپور میں صاحب کلکٹر بہادر کی منظوری سے منشی پیارے لعل صاحب رئیس چاندا پور کی جانب سے متی چیت سدی چوتھ سمت ۱۹۳۴ مطابق ۱۹ مارچ ۱۸۷۷ء کو مقرر کیا گیا تھا - اور ایک علان بھی چھپوا کر مشتہر کیا گیا تھا اس غرض سے کہ پنڈت اور مولوی اور پادری صاحبان جو اپنے اپنے دھرم یعنی مذہب کے عالم و فاضل ہوں تشریف لاویں بلکہ اور سجن پرش جیسا کہ چاہئے تعظیم و تکریم کے ساتھ جمع کئے گئے تھے - چنانچہ اس اعلان کے بموجب بڑے بڑے عاقل اور عالم لوگ مثل مولوی محمد قاسم صاحب جو مشہور ہندوستان میں ہیں - متوطن نانوتہ علاقہ رام پور ضلع سہارن پور سے اور بعض مولوی صاحبان دہلی و میرٹھ و بریلی وغیرہ سے منجانب اہل اسلام کے - اور پادری اسکاٹ صاحب جو مشہور ولایت تک ہیں - اور پادری نول صاحب اور پادری پارکر صاحب، و پادری جانسن صاحب و پادری صاحب شاہجہانپور و پادری جان تامسن صاحب ہندوستانی وغیرہ کانپور و مرادآباد و بریلی وغیرہ سے منجانب اہل عیسائیوں کے - اور سوامی دیانند سرستی مہاراج جو مشہور ہندوستان میں ہیں - اور منشی اندرمن صاحب رئیس مرادآباد منجانب آریہ لوگوں کے بلائے گئے تھے - سو سوامی جی مہاراج اور منشی جی صاحب پندرھویں مارچ کو ہی رونق پذیر ہو گئے تھے +

اول جو اٹھارہ تاریخ کی شب کو سوامی جی کے ڈیرہ پر گفتگو ہوئی وہ یہ ہے - بابو لیکھراج صاحب اسکول ماسٹر سہارن پور و منشی پیارے لعل صاحب وقت شب سوامی جی کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور بابو صاحب نے یہ بیان کیا ٥

کس کا کیول برہم ہے تبا بشن شریر + رارا سب میں رم رہا تا کا نام کبیر + یہ لفظ کبیر اس واسطے بولا جاتا ہے کہ کایا میں جو بیر ہے یعنی سریر جسم میں جو آتما جو ہے وہی کایا کا بیر یعنی پریہ پرش مالک ہے کہ جب یہ بیر پرش کایا یعنی جسم سے علیحدہ ہو جاتا ہے تب یہ کایا بیوہ عورت کی طرح بے شوہر و بے خاوند کے رہ جاتی ہے - متھیا مٹی ہے اس واسطے کایا بیر یعنی جسم میں جو آتما ہے وہی کبیر ہے ٥

پانی سے پیدا نہیں سوایسا نہیں شریر + ان ہار کرتا نہیں تا کا نام کبیر + یہ پد بھی اس کبیر لفظ کو ثابت کرتا ہے - وہ شبد روپ کبیر پرم آتما برہم ہے ایشور پرم آتما یہ شبد سنسکرت زبان کے ہیں - گاڈ وغیرہ زبان انگریزی میں ہیں - خدا جل شانہ رب العالمین وغیرہ نام ملک عرب کے ہیں کبیر پد یعنی کلمہ خاص ہندی لفظ ہے یعنی کایا میں بیر قائم کبیر سو آتما ہی پرم آتما ہے - اچھر میں نہ اچھر اور پھول میں سگندھ ایسا ہی شبد میں سب جگہ بیاپک ہے - ہم مجسم کو جو اربعہ عناصر سے پیدا ہے اس کو کبیر نہیں مانتے ہیں ہم برہم سچدانند لازوال اوناشی اکھنڈ جو ہے اُسی کو پرمیشور

ستیہ دھرم پرکاشک سماچار

یعنے

رؤیداد میلہ خدا شناسی مقام چاندا پور ضلع شاہجہان پور ممالک مغربی و شمالی جو ۱۸ ماہ مارچ ۱۸۷۷ء سے ۲۰ مارچ ۱۸۷۷ء تک رہا ۔ منشی پیارے لال صاحب کایستہ رئیس چاندا پور ضلع شاہجہان پور نے سچے دھرم کی پریکشا نمت ضلع شاہجہان پور کے صاحب کلکٹر بہادر کی منظوری سے متی اچیت سُدی چوتھ سمت ۱۹۳۴ مطابق ۱۹ مارچ ۱۸۷۷ء کو یہ میلہ مقرر کیا ۔ اور ایک اعلان چھپوا کر مشتہر کیا ۔ کہ پنڈت و مولوی و پادری صاحبان جو جو اپنے اپنے دھرم و مذہب میں مشہور و معروف عالم فاضل ہوں وہ تشریف لاویں اور اپنے اپنے مذاہب کے روسے حق و باطل کا فیصلہ فرماویں ۔

چنانچہ اوس اعلان کے بموجب صاحبان ذیل جو تمام ہندوستان میں اپنے اپنے مذاہب کے سب سے بڑے فاضل شمار ہوتے تھے تشریف لائے سب سے اول وید ودیا کے مشہور آچارج اور آریہ سماج کے بانی شری سوامی دیانند جی مہاراج ۔ اور ان کے ساتھ دین محمدی کے مشہور مخالف اور عربی و فارسی کے کماحقہ واقف قران و حدیث کے پورے محقق منشی اندرمن صاحب مرادآبادی یہ دونو صاحبان ایسے کاموں میں خاص دلچسپی کے سبب اپنے کمال شوق سے ۱۵ ، مارچ ۱۸۷۷ء کو رونق افروز ہوگئے ۔

دین مسیحی کی جانب سے مشہور منطق دان اور فاضل قسیس رسائل کوائف منطق اور خدا کی ہستی کا ثبوت کے مصنف مفسر انجیل پادری ٹی - جی - اسکاٹ صاحب معہ پادری نول صاحب و پادری پارکر صاحب و پادری جانسن صاحب و پادری جان ٹامسن صاحب و چند دیگر پادری صاحبان بریلی - کان پور - مرادآباد - و شاہجہان پور سے اپنی پوری علمی طاقت سے ۱۹ مارچ ۱۸۷۷ء کی صبح کو تشریف لائے اور اُسی روز اُسی وقت ہندوستان کے سب سے بڑے اور مشہور عربی مدرسہ دیوبند کے فاضل اُستاد اول اور رسالہ تقریر دلپذیر وغیرہ کے مصنف مولوی محمد قاسم صاحب ساکن نانوتہ علاقہ رام پور متعلقہ سہارن پور جن کے ہاتھ سے مولوی صاحبان کو دستار فضیلت ملتی ہے ۔ اور مولوی سید ابو المنصور صاحب دہلوی امام فن مناظرہ جن کے پاس سلطان روم کا تمغہ فضیلت موجود ہے اور جن کی کتابیں زندہ جاوید وغیرہ پادری صاحبان کے مقابل تصنیف موجود ہیں ۔

انکے علاوہ اس جلسہ میں مندرجہ ذیل آریہ صاحبان بابو ہرگوبند صاحب بنرجی ہیڈ کلارک کلکٹری شاہجہان پور و لالہ راجارام صاحب خزانچی لکھنؤ و منشی جگناتھ صاحب رئیس مرادآباد و پنڈت بدری داس صاحب رئیس امروہہ و کنور مکند سنگھ صاحب رئیس علی گڈھ و پنڈت متھرا پرشاد صاحب رئیس بریلی و دیوان دیاشنکر صاحب ڈپٹی و پنڈت لکشمی دت شاستری رئیس بنارس و راے امراؤ سنگھ صاحب و لالہ رام پرشاد صاحب آنریری مجسٹریٹ شاہجہانپور و بابو برجپال داس صاحب منصف شاہجہان پور و بابو لیکھراج صاحب اسکول ماسٹر سہارن پور و بابو نبواری لعل صاحب رئیس شاہجہانپور و بابو بہاری لعل صاحب رئیس شاہجہان پور و منشی سوہن لعل صاحب رئیس شاہجہان پور و بابو رام سہاے صاحب ماسٹر اسٹیشن ریل اور بہت سے رؤساء شاہجہانپور اور شہروں گرد نواح کے اصحاب اہل اسلام کے مولوی محمد طاہر عرف موتی میاں صاحب آنریری مجسٹریٹ

اور لکچر بخیر و خوبی سماپت ہوا - تیسرا لکچر سرشٹی اتپتی وشے پر تھا یہ بھی اس جگہ ہوا یہ چار گھنٹہ سے زیادہ رہا اس روز بہ سبب دیر ہو جانے کے پوجا کا ہرج ہوا پوجاری کئی مرتبہ درمیان میں بولا مگر معزز سامعین نے اُسے روک دیا اور ۹ بجے شام کے قریب ویکھیان سماپت ہوا اور آئندہ کے لیئے یہ ٹھہرا کہ وہاں لکچر نہ ہوں۔ بلکہ جہاں شوالہ میں سوامی جی اُترے ہیں وہاں ہوا کریں - مگر ان لکچروں کا حال مجھے یاد نہیں لیکن بہت روز تک ہوتے رہے چترگپت کے مندر میں جو ویاکھیان ہوئے اُن میں ایک روز کون سُکھی ہے اور کون دُکھی اِس کی بھی تشریح کی اس میں اُنہوں نے ایک مہاجن کا درشٹانت دیا جو بہت امیر تھا اور اُس کا عدالت میں ایک مقدمہ تھا تاریخ پیشی سے چند روز پہلے ہی وہ فکر کی آگ میں جلتا رہا نوکر اُس کے کام کر کے چلے جاتے اور آرام کرتے مگر وہ دن رات اسی دُکھ میں رہتا تھا کہ دیکھئے اُس روز کیا ہوگا - تاریخ پیشی کے دن وقت مقررہ پر پالکی آموجود ہوئی خس کی ٹٹی بھی لگی ہوئی تھی وہ بیٹھا مگر دل گھبرایا ہوا کچہری میں جا کر ایک طرف اُترا کہاروں نے آرام کیا چلم پی - مگر وہ بدستور مغموم رہا جس سے بخوبی ثابت کیا کہ دولت سے سُکھ نہیں امارت پر نازاں ہونا بیوقوفوں کا کام ہے نہ بُدھی مانوں کا - ایک روز یہ بیان کیا کہ دھرم کی قید میں رہنا اچھا ہے یا آزاد - جس میں اُنہوں نے یہ بات بدلایل معقول ثابت کی کہ یہ خیال بیوقوفوں کا ہے کہ ہم کسی کی قید میں نہیں ہر ایک شخص کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی کی قید میں ہے پس بہ نسبت اور سب قیدوں کے دھرم کی قید اُتم ہے اُسی روز سے لالہ ہرہنس سنگھ وکیل وغیرہ کئی صاحبوں کے دل میں جو آزادانہ خیالات رکھتے تھے یہ بات جاگزین ہوئی کہ ضرور دھرم کا پابند رہنا چاہیئے اسی دفعہ بلدیو بیاس یہاں کے مشہور رہاگوتی پنڈت سوامی جی کے پاس گئے مگر اُن کے سامنے بالکل نہ چل سکے شہر میں چرچا مچ گیا تب آٹھ دس برہمن ایک بیادر برہمن دوسرا پرما - تیسرا اکورا - چوتھا گنپت وغیرہ سادھو دیوانداس ستی کے پاس گئے ایک کرشٹان ایسا آیا ہے کہ کسیکو بولنے نہیں دیتا سادھو جی نے کہا کہ میرا کرشٹان سے کیا کام - اُنہوں نے بضد ہو کر کہا کہ آپ کو چلنا ہوگا آخر وہ بھی اُن کے کہنے سے گئے یہ چونکہ سوامی جی کے پہلے جانکار تھے کچھ زیادہ ذکر نہ ہوا صرف برہمنوں کو سوامی جی نے یہ کہا کہ تم پوپ لیلا کو چھوڑ کر ویدوں کو دھارن کرو ایک پرمیشور کو مانکر پرانک باتوں کو چھوڑ دو -

چند لکچر سوامی جی کے لالہ گھنیا لعل کے شوالے میں ہوئے آخر برہمن اور پوجاریوں نے مالک مکان سے شکایت کی کہ ایسے شخص کا ایسے مکان میں ٹھہرنا مناسب نہیں اول اُسنے سماعت نہ سُنی مگر آخر جب اُن لوگوں نے اُسے بہت ہی تنگ کیا تب نہایت اخلاق سے سوامی جی سے عرض کی کہ اگر آپکو تکلیف نہ ہو تو لوگ مجھے دِق کرتے ہیں آپ کسی اور جگہ تشریف لیجاویں تو اچھا ہوگا کیونکہ آپ مورتی کا کھنڈن کرتے ہیں اور یہ مندر ہے سوامی جی نے فی الفور وہاں سے اسباب اُٹھوا کر رام باغ کی تیواری جی مندر سے ملی ہوئی راج باغ کے متصل ہے جا کر ڈیرا کیا - اور کچھ دن وہاں مقیم رہے جو کوئی ان سے کوئی پرشن کرتا تھا اُنکو ایسا جواب دیتے کہ پوچھنے والے کے سارے شکوک رفع ہو کر پوری تسکین ہو جاتی - بعض شہدے لوگ مندر کے اندر جا کر تضحیکاً کچھ گال گھڑیال بجا کر شور مچاتے مگر سوامی جی اُنکی پروا نکرتے تھے -

سوامی جی معہ بہاری بابو کے جاندا پور گئے باقی سب ملازموں کو سہارنپور رام باغ چھوڑ گئے ۲۴ کو میلہ سے واپس آ کر رام باغ اُترے چند لکچر اور ہوئے تمام مذاہب کے لوگ اُنکے پاس پرشن کرنے جایا کرتے تھے چونکہ یہ جگہ عام تھی اسجگہ ہر قسم کا آدمی جا سکتا تھا - اکثر مسلمان اور عیسائی سب گئے اور اپنے شکوک رفع فرماتے رہے وہاں سے سوامی جی پنجاب کو بدھار گئے *

دختر برہمن سے مناسب نہیں **سوال** ہندوؤں میں جو بعد شادی کے رسم مُکلاوہ یعنی گَونہ کی ہے وہ بھی ہونی چاہیے یا نہیں کہ اور قوموں میں یہ رسم و رواج بالکل نہیں ہے یعنی محمدی و عیسائی اس رسم کو نہیں مانتے **جواب** وہ محض فضول ہے اگر وید شاستر میں بوجہ معقول اس رسم کا کچھ ذکر ہوتا تو اُنکا کرنا لازم آسکتا تھا جن قوموں میں یہ رسم نہیں ہے اُن میں کیا بُرائی ہے **سوال** - دُسہرہ و ہولی و دیوالی وغیرہ ہندوؤں کے تہواروں میں جو رسم اب رائج ہیں وہ بھی درست ہیں یا نہیں **جواب** ہولی و دیوالی وغیرہ معقولیت سے چاہئے **سوال** مستورات کو بھی بدیا کا حاصل کرنا چاہیئے یا نہیں **جواب** مستورات کو ضرور بدیا پڑھانی چاہیئے کہ بدوں علم کے انسان کی عقل حیوان کی عقل کے برابر ہوتی ہے **سوال** - ہندو لوگ جو پنڈتوں سے جنم پترہ لکھواتے ہیں اور پنڈت لوگ - میں - مثلاً کُنبھ - دہن - مکر - کی راسوں کا حال شاستری پترہ سے دریافت کرکے منگل اور سورج اور سنیچر کی کھوٹی دشا اور ہانی لابھ بتلاتے ہیں اکثر باتیں تو موافق آتی ہیں اور بہت نادرست بھی ہوتی ہیں اس کا کیا سبب ہے - **جواب** یہ جنم پترہ نہیں بلکہ روگ پترہ ہے پنڈت صاحب سب کسی کو کھوٹی دشا کے جپ کرنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ بتلاتا ہے - دانا و عقلمند آدمی ایسے امور کے پابند نہیں ہوتے - **سوال** - ہندوستان کے آدمی مستورات کو بوجہ اس کے کہ مائل بدکاری نہ ہوں پردہ میں رکھتے ہیں اور عیسائی جو اپنی عورتوں کو پردہ میں نہیں رکھتے اور جابجا کی سیر کراتے ہیں باوصف اس کے ہند کی عورتیں بہ نسبت عیسائی عورتوں کے زیادہ بدکار نظر آتی ہیں - **جواب** مستورات کو پردہ میں رکھنا دائم الحبس کرنا ہے جب اُن کو بدیا ہوگی وہ خود اپنے علم کے ذریعہ سے عقلمند ہو کر ہر طرح کے عیبوں سے پاک و صاف رہ سکتی ہیں پردہ میں رہنے سے عفّت نہیں رکھ سکتیں اور نہ بدوں تحصیل علم معقول ہو سکتی ہیں اور یہ رسم پردہ داری اس طرح جاری ہوئی کہ جب محمدی سلاطین اس ولایت کے بادشاہ ہوئے اُنھوں نے بزور حکومت جس کی بہو بیٹی کو اچھا خوبصورت دیکھا زبردستی چھین لیا اور لونڈی غلام بنا لیا ہندوؤں کو اس وقت میں بجز مجبور ہونے کے طاقت مقاومت نہ تھی ناچار ہو کر پاس اپنی عزت و حُرمت کے اپنی مستورات و بہو و بیٹی کو گھر سے باہر جانے کو منع کر دیا سو بے وقوفوں نے اُس کو رسم بزرگانہ قرار دے لیا دیکھو میموں یعنی انگریزوں کی عورتوں کو کہ بہ نسبت ہند کی عورتوں کی کیسی عالی ہمت و صاحب علم و عقل اور عفت دار ہوتی ہیں +

پہلا لیکچر اُن کا یہاں چترگپتا کے مندر میں ناظم گردھاری لعل کے انتظام سے ہوا مضمون یہ تھا کہ آریہ کون ہیں اور کہاں ہیں - اس لیکچر میں بہت آدمی آئے یہاں تک کہ اِس مکان میں بیٹھنے کے لئے جگہ تک نہ رہی ساڑھے تین گھنٹہ تک ویاکھیان ہوتا رہا - دوسرے روز ست کے وشہ میں ویاکھیان ہوا اُس روز سامعین کی اس قدر کثرت تھی کہ اوپر کی چھت اور کمرے بلکہ دروازہ تک میں لوگ بھرے ہوئے تھے اور وہ لیکچر تقریباً ۴ گھنٹہ تک رہا ۴ بجے شام سے لیکچر شروع ہوا تھا سہارنپور کے تمام معزز رئیس شریک تھے ہر ایک کے مُنھ سے واہ واہ نکلتی تھی لوگ حیران تھے کہ یہ کس دل و دماغ کا آدمی ہے رات ہو جانے پر مندر کی پوجا کا وقت ہوا اگر اس وقت پوجا نہ ہوئی پجاری نے شکایت کی کہ لیکچر بند ہونا چاہیئے مگر کسی نے پجاری کی نہ سُنی

چلن اور نیز دیگر اُمور کو دیکھ لیویں گی ممکن نہیں کہ پھر کوئی صورت نا اتفاق باہم عورت یا مرد کے پیدا ہو۔ ورنہ ماں اور باپ کا پسند کیا ہوا عورت کے پسند کب ہو سکتا ہے۔ سوال۔ وید شاستر کے رو سے بیوہ عورت یا مرد کا بواہ ہونا مُناسب ہے یا نہیں اور بصورت حیات یا وفات اپنی زوجہ کے مرد کو دوسرا دنبیرا بواہ کرنے میں کچھ عیب تو نہیں جواب۔ بیوہ عورت کا دوسرا پُنر بواہ ہونا چاہئے اور مرد بصورت حیات اپنی عورت کے دوسری شادی کا مُستحق نہیں مگر بعد وفات اختیار ہے کہ چاہے کرے یا نکرے ایسا ہی عورت بیوہ کو بھی مختار ہونا چاہئے۔ سوال گرو کس کو کرنا چاہئے اور وہ گورو کتنی صفتوں سے موصوف ہو۔ جواب۔ گورو پتا یعنی والد وغیرہ کو کرنا چاہئے اور تا حیات اُن کی تعمیل حکم اور رضامندی کا خواستگار رہے۔ سوال۔ اگر کوئی برہمن یا بقال یا اور کوئی شخص ہندؤں کے مذہب میں سے بلا سمجھے نفع و نُقصان یا کسی شخص کی ترغیب سے مُسلمان یا کرسچن ہو جاوے اور اُن کی رسومات شادی و غمی و کھانے پینے میں چند روز تک شامل رہا ہو بعدہ اگر وہ شخص مُلتجی معافی قصور اپنے کا ہووے تو پھر اس کو اپنی قوم میں شامل کر لینا چاہئے یا نہیں۔ جواب۔ بلاشک اگر مُلتجی معافی قصور کا ہووے تو برادری کو چاہئے کہ اُس کو اپنی قوم میں شامل کر لیں۔ سوال۔ خدا کس جگہ رہتا ہے کہ بظاہر کسی کی نظر میں اُس کی صورت یا سیرت دکھلائی نہیں دیتی۔ جواب۔ نارائن سرب بیاپک ہے یعنی سب جگہ حاظر اور ناظر ہے جو کوئی شخص گیان سے آیئنہ دل کو صاف رکھتا ہووے وہ دیکھ سکتا ہے واقعی اگیانیوں کی نظر سے وہ دور ہے سوال۔ برہما کے چار مُنہ تھے یا نہیں اور وید کو برہما نے کسی کاغذ پر لکھا تھا یا بالکل چاروں وید کنٹھ یاد تھے۔ جواب۔ برہما کے چار مُنہ نہیں تھے بلکہ چاروں وید اُس کے مُنہ میں تھے اگر چار مُنہ اُس کے ہر چہار طرف ہوتے تو سونا اور آرام کرنا اُس پر وبال جان ہو جاتا مُورکھوں نے بجاے چاروں وید کنٹھ ہونے کے چار مُونہہ فرض کر لئے ہیں۔ سوال۔ خدا نے جو زمین اور آسمان اور سورج اور ستارے اور دن اور رات و انسان و حیوان اقسام اقسام اور نوع بنوع اور رنگا رنگ اور مختلف اشکال کی چیزیں بنائی ہیں کسی سامگری یا مصالحہ سے بنائی ہیں یا اور کسی طرح سے۔ جواب۔ نارائن کو کسی مصالحہ کی ضرورت نہیں وہ خُود صانع بیچون و چرا ہے اور یہ سب چیز اُس نے نایا یعنی مادہ سے بنائی ہیں۔ سوال۔ آپ کی تقریر سے معلوم ہُوا کہ برہما کے چار مُنہ نہیں تھے اور نہ کسی کی کوئی ذات تھی مگر باعتبار پیشہ یعنی جو وید شاستر پڑھ کر موجب اُس کے اُپدیش کرتا تھا وہ تو برہمن اور جو قوت بازو میں دلاور اور رعایا کی پرورش کرتا تھا وہ چھتری اور جو تجارت و زراعت کرتا تھا وہ ویش اور جو مزدوری و حجامی وغیرہ کرتا تھا وہ شودر۔ اس مضمون سے یہ بات لازم آتی ہے کہ اگر کسی چمار یا بھنگی یا قصائی نے ودیا حاصل کر لی ہو تو وہ بھی مثل پنڈت کے ہے بس وہ چمار یا بھنگی یا قصائی جس نے بدیا حاصل کی ہے اگر وہ چاہے کہ میں کسی برہمن کے گھر میں اپنی شادی کروں تو یہ امر برہمن کو بھی لازم ہے یا نہیں کہ اپنی دختر اُسے بواہ دے۔ جواب۔ واقعی اگر ان چھوٹے پیشہ والوں میں سے کسی نے بدیا حاصل کی ہو تو مثل پنڈت کے ہے لیکن بسبب اس کے کہ اوس نے ایک عرصہ تک رذیل پیشہ کے آدمیوں میں پرورش پائی ضرور ہے کہ تھوڑی رذالت اُس کے دماغ سے نجاوے تو منسوب ہونا اُس کا

سوالات از جانب لالہ چنڈی پرشاد ساکن قصبہ امیٹھہ ضلع سہانپور جوابات از سری سوامی دیانند سرستی جیو مہاراج

سوال - بموجب بید شاستر ہندوئونکو کس کس کی پرستش کرنی چاہیئے اور ایام پیدایش سے تا مرگ کیا کیا کام کرنے چاہئیں جواب سوائے نارائین اور کسی کی پرستش کرنی نہ چاہیئے بدیا یعنی علم حاصل کرکے من کی شدھی کرنی چاہیئے اور راست بازی سے معاش اور دیگر امور دینوی کرنے واجب ہیں سوال - اکثر ہندو لوگ مثل کایستھ و چھتری وغیرہ شراب و شکار کھاتے پیتے ہیں سو یہ کام بھی کرنے درست ہیں یا نہیں جواب شراب اور شکار کا کھانا پینا نہ چاہیئے اور عقلاً بھی جاندار کا کھانا ظلم میں داخل ہے اور از روئے وید شاستر منع ہے سوال - بھوت اور چڑیل اور جن و پری کا سایہ کہیں کچھ ہے یا نہیں کہ اکثر لوگ بروقت واقع ہونے ایسے امر ملانوں اور سیانوں اور قبور وغیرہ سے اُن کے دفعیہ کے خواستگار ہوتے ہیں جواب بھوت اور چڑیل اور جن پری کا سایہ کہیں کچھ نہیں ہے یہ صرف لوگوں کا وہم ہے اگر کچھ ہوتے تو فرنگیوں پر اُن کا سایہ ضرور ہوتا سوال - بعد تحلیل جسم کے یہ روح کہاں جاتی ہے جواب مرگ کے بعد روح جسم سے علیحدہ ہو کر میراج یعنی ہوا کے یہاں چلی جاتی ہے سوال - بعد مرگ دوبارہ جنم بھی ہوتا ہے یا نہیں اور بہشت اور دوزخ کا کیا حال ہے کوئی دلیل عقلی ایسی نہیں کہ آواگون اور سُرگ اور نرک کا حال بدلائل معقول معلوم ہو جاوے کس واسطے کہ پیدائش سے پہلے اور مرنے کے بعد کا حال کسی کو معلوم نہیں ہوا جواب - دوبارہ جنم بھی ضرور ہوتا ہے اور بہشت اور دوزخ بھی ہر جگہ موجود ہے انسان جس طرح بذریعہ عقل کے پہچان سکتا ہے کہ پیدا کنندہ زمین و آسمان و انسان و حیوان کا ہم آتما ہے اسی طرح بدیا حاصل کرنے سے بہشت اور دوزخ کا حال یہاں معلوم ہو سکتا ہے دہلی کے جلسہ میں منشی گھنیا لعل صاحب الکھ دھاری سے کہ وہ بھی آواگون اور بہشت دوزخ کے قائل نہیں ملاقات ہوئی تھی وہ مجھسے ایک پوتھی شاستر کی لیگئے ہیں یقین ہے کہ جس وقت منشی صاحب موصوف پوتھی کو بخوبی دیکھ لیوینگے اُنکا شک رفع ہو جاویگا - سوال - خدا نے خلقت کو کیوں پیدا کیا اور پیدا کرنے سے اُس کا کیا مقصد تھا جواب - جیسے آنکھ کا کام ہے دیکھنا اور کان کا کام ہے سُننا اور دیکھنے یا سُننے سے آنکھ یا کان کا کچھ مقصد نہیں مگر عادت طبعی ہے مثل اُن کی نارائن کا بھی کام ہے اور پیدا کرنے یا مارنے سے اُس کا مقصد کچھ نہیں - سوال - سلسلہ تناسخ یعنی آواگون کب تک جاری رہیگا جواب جب تک تم ستیارتھ پرکاش وغیرہ ایک دو پوتھی وید کے ترجمہ کی نہ دیکھو گے تب تک تمکو بتلانے سے صحت نہیں ہو سکتی - سوال - خدا نے خلقت کو کب پیدا کیا اور چاروں جگ یعنی ست جگ - دواپر - ترتیا و کلجگ ہر ایک کی کتنی کتنی عمر ہے جواب - ایسے امر ویدوں سے بخوبی ثابت ہو سکتے ہیں ہر ایک جگ کی مختلف عمر ہے وید شاستر کے ترجمہ سے تم خود دیکھ لوگے - سوال - شادی مرد اور عورت کی کس کس عمر میں کرنی چاہیئے اور کیا رسم ہونی چاہیئے جواب - شادی کے وقت مرد کی عمر ۲۴ سال اور عورت کی عمر ۱۶ سال ہونی چاہیئے اس قدر عمر سے مرد یا عورت ہرگز کم نہوں اور شادی عورت کو اپنی پسند کے موافق کرنی چاہیئے کیونکہ مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے تمام عمر بسر کرنا پڑتا ہے جب وہ اپنی پسند کے موافق اس کی صورت و شباہت اور چال و

بنائی گئی ہے اُس میں سوامی جی دس پندرہ روز رہے بسبب لکھے ہوئے اُس عبارت کے گورہ لوگ آکر دق کرتے تھے۔ اس واسطے وہاں سے قریب لیکھ راج کے باغ میں چلے گئے دس روز وہاں رہے یہ مکان گو بہت اچھا نہیں تھا مگر بہ نسبت سابقہ کے اس میں کوئی خاص دقّت نہیں تھی بھاگیرت اور کمل نین پنڈتان اکثر جایا کرتے تھے ان دنوں سوامی جی حقّہ پیتے تھے ایک روز پنڈت بھاگیرتھ جی نے پرشن کیا کہ یہ جو تما کو پیتے ہو اسکے وشے مین بتاؤ یعنی کہ کیا وید میں کہیں حقّہ پینا لکھا ہے سوامی جی نے اتر دیا کہ . . . . وید میں کہیں لشید ھ ہے اس پر تھوڑا سا باد ببادھ ہوا آخر کار اس نے کہا کہ تم سنیاسی ہو کر حقہ پیتے ہو۔ سوامی جی نے کہا کہ اگر تو حقّہ سے ناراض ہوتا ہے تو لے۔ یہ کہا اور پھینک کر اُسے توڑ ڈالا۔ اس دفعہ گو کوئی لکچر نہیں دیا صرف ملنے والے لوگوں سے دھارمک باتیں کرتے رہے شہر میں مشہور ہو گیا کہ ایک فقیر ناستک مورتی کا کھنڈن کرنے والا اور شرادھوں کا نہ ماننے والا آیا تھا۔ لالہ جوالا پرشاد ویش ساکن میرٹھ کہتے ہیں کہ اسی کارن میں چونکہ شیو کا بھگت تھا سوامی جی سے نہ ملا۔ پنڈت پالی رام و منشی کلیان رائے و لالہ سرنداس وغیرہ کئی صاحبان جایا کرتے تھے انتظام کسی خاص آدمی کا نہ تھا اپنے پاس سے کھاتے اور بھوجن بناتے تھے . . . . . . لوگوں نے یہ بھی مشہور کر رکھا تھا کہ یہ انگریزوں سے تنخواہ پاتے ہیں ٭

فروری و مارچ ۱۸۷۷ء

شروع ۴ ر فروری ۱۸۷۷ء میں سوامی جی میرٹھ سے چلکر سہارنپور میں تشریف لائے پن چکی کے پاس لالہ کھنیا لعل کے شوالہ کے متصل مکان میں قیام فرمایا اِس وقت سوامی جی کے ساتھ مفصلہ ذیل آدمی تھے۔ پنڈت بھیم سین۔ بہاری بابو۔ سامنتا۔ بھوودیو۔ بلدیو برہم چاری۔ یہاں پہنچتے ہی سوامی جی کے پاس خبر آئی کہ قصبہ چاندا پور ضلع شاہجہان پور میں برہم بچار نام میلہ ہوگا اور اس میلہ کا اشتہار اور ایک درخواست بنابر شمولی میلہ بھی موصول ہوئی کہ جس طرح ہو آپ ضرور تشریف لاکر رونق افروز میلہ ہوں اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہمیں افتخار بخشیں۔ سوامی جی نے اُنکو لکھا کہ کم سے کم دو ہفتہ تک اگر مباحثہ کریں تو میں آسکتا ہوں دو تین روز کے واسطے نہیں اس کے جواب میں منتظمان میلہ نے بصلاح منشی لیکھ راج صاحب کپور منتھی سوامی جی کو ایک درخواست کی کہ دو ہفتہ کا ہم بندوبست نہیں کر سکتے مگر ایک ہفتہ کا بندوبست کریں گے آپ ضرور تشریف لائیے اور جس قدر آپ کے ساتھ نوکر چاکر ہوں اُنکی بابت ہم کو لکھیں تاکہ آپکی سیوا میں پہلے سے ہی خرچ بھیجدیا جاوے اس پر منشی گردھاری لعل ناظر اور ماسٹر لیکھراج و دیگر معززباشندگان شہر نے سوامی جی سے بہت پرارتھنا کی کہ آپ وہاں جس روز تشریف لیجلیں ہم بھی آپ کے ہمراہ چلیں گے۔ موجدان میلہ نے مبلغ ۵۰ روپیہ واسطے زادراہ کے ارسال کئے مگر سُنا گیا کہ سوامی جی نے اُس خرچ کو نہیں لیا۔ سوامی جی نے ان کو لکھ بھیجا کہ منشی اندرمن کو مرادآباد سے بلالو اور ہم ۱۵ مارچ ۱۸۷۷ء کو وہاں پہنچ جاویں گے۔

بحالت قیام سہارنپور کئی لوگوں سے دھرم سمبندھی بات چیت کرتے رہے اور بھوجن کا بھی بناتے رہے۔ اس زمانہ کے متعلق منشی جینڈی پرشاد ساکن قصبہ امبٹہ ضلع سہارنپور کے سوال وجواب سوامی جی کے ساتھ ہوئے جو ہم رسالہ دھرم سمباد نمبر ۵ مطبوعہ سیالکوٹ صفحہ ۲ و ۳ و ۴ سے یہاں درج کرتے ہیں ٭

منظور ہو وہ زر قیمت کمپنی مذکور یا سوامی جی کے پاس بھیجکر طلب کرلے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے مُلک کے ہندی خوان لوگ اس عظیم اور مُتبرک قومی کام میں اعانت کرنا ضرور اپنا فرض سمجھینگے۔ ہم اس موقع پر سوامی جی کے اُس عدیم المثال حوصلہ پر مبارک باد کہتے ہیں اور دل و جان سے اُن کی کامیابی کے لئے آرزو ظاہر کرتے ہیں (جلد ۳ نمبر ۲ صفحہ ۶۲ و ۶۳)

اور اخبار انڈین مرر کلکتہ کے سنڈے اڈیشن میں مندرجہ ذیل ریمارکس درج ہیں

"اگر ایسا بڑا فاضل شخص جیسا کہ پنڈت دیانند سرستی ہے ویدوں کا ترجمہ کرے تو وہ واقعی ایک قیمتی اور قدر کے لائق کام ہوگا اور ہم اس بات کو سُنکر بڑے خوش ہیں کہ پنڈت جی نے یہ کام شروع کر دیا ہے چنانچہ بنارس کے پرنٹنگ پریس سے سنسکرت میں ایک اشتہار جاری ہؤا ہے کہ یہ ترجمہ ماہوار رسالہ کے طور پر شایع ہوگا۔ خریدار لوگ لاجرس کمپنی میں درخواست کریں" (جلد ۱۶ نمبر ۴ - مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۷۶ء)۔

مُنشی کنھیا لعل صاحب الکھ دھاری اپنے رسالہ نیت پرکاش سبھا میں دربار دہلی کا بیان معہ حال ملاقات دیانند سرستی صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں اور دہلی کے دربار کا حال لکھ کر آخیر میں یوں رقمطراز ہیں "شری دیانند سرستی مہاراج نے کتب مفصلہ ذیل نامہ نگار کو عنایت کیں ستیارتھ پرکاش یہ بہت بڑی کتاب ہے اور اس میں علم اخلاق ہے۔ وید برُدھ مت کھنڈن یعنی جو مذہب بیدوں کے برخلاف ہے اُس کی تردید و پنچ مہایگیہ بدھی اور نت کرم بہار اور بیکار سبھا۔ آریہ ونے یہ کتابیں ٹائپ کی چھپی ہیں اور بخط ناگری ہیں اور اپنے مطبع کا رسالہ بھیجنے کا اقرار کیا ہے چنانچہ ۳۰ جنوری کو وہ بھی پہنچا اس کا اشتہار علیحدہ ہوگا اور اُن کے مکان پر ایک آدمی جل ہنس دکھاتا پھرتا تھا تلے کا نصف جسم مثل مچھلی کے اور منہ اور ہاتھ بشکل آدمی کے تھے مگر وہ مُردہ تھا اور دریائی گھوڑا بھی اسی ترکیب کا کلکتہ میں دیکھا تھا دریائی جانور یا آدمی خشکی کے آدمیوں اور گھوڑوں سے کچھ نسبت نہیں رکھتے ہیں مگر دو قسم کی دریائی خلقت دیکھنے سے قیاس میں آتا ہے کہ دریائی ہاتھی اور اونٹ اور گائے بھی ہوں تو کیا عجب ہے۔

دربار میں جو جگہ نامہ نگار کو ملی قریب میری کرسی کے کئی سُگرپور کی ریاست کے سردار تھے اون کی شکل دیکھنے سے رامچندر جی کی فوج کا کچھ شک رفع ہوگیا" (صفحہ ۵۶ - ۲۲ جنوری ۱۸۷۷ء نمبر ۲)

سردار بکرماں سنگھ صاحب اہلووالیہ رئیس جالندھر و پنڈت من بھول صاحب و منشی ہرسکھ رائے صاحب پروپرائیٹر کوہ نور و منشی کنھیا لعل صاحب الکھ دھاری رئیس لودھیانہ وغیرہ صاحبوں نے سوامی جی کو پنجاب میں آنے کی درخواست کی جسکو اُنہوں نے منظور کیا سوامی جی نصف جنوری تک دہلی میں رہے اور یہاں سے ہی بنگالی بابو کو وید بھاشِ کا مینجر مقرر کر بنارس بھجوا دیا اور اس کی جگہ بہاری لال ساکن بریلی کو عــہ ماہوار پر رکھ لیا۔

ماہ جنوری ۱۸۷۷ء

سوامی جی معہ پنڈت بھیم سین دہلی سے روانہ ہوکر ۱۶ جنوری ۱۸۷۷ء کو میرٹھ میں تشریف لائے اور ڈپٹی مہتاب سنگھ کی کوٹھی واقعہ سورج کُنڈ پر ٹھہرے اُس کوٹھی پر انگریزی میں یہ لکھا ہؤا تھا کہ یہ کوٹھی بلوڈن صاحب کی یادگار میں یورپین کے استعمال کے واسطے

دونو ویدک الہام کے قایل تھے نمبر ۲ و ۳ برہمو صاحبان تھے اور نمبر ۴ سید صاحب غرضیکہ یہ تین صاحب کسی سبب سے فایل یاست دھرم کی طرف مائل نہ ہوئے اور یہ پریتن بھی پورا نہ ہوا۔ یہاں آپس میں اُن صاحبوں کی کئی روز ملاقات ہوتی رہی۔ ایک روز بابو کیشب چندر جی نے سوامی جی کو صلاح دی کہ آپ اگر یہ کہدیں کہ ہمکو پرمیشر ایسا کہتا ہے اور ایسا ہی اُپدیش کریں تو بڑی کامیابی ہو سوامی جی نے کہا کہ وہ انتریامی ہے کیا کسی کے کان میں کہنے آوے ہے میں ایسا جھوٹھ نہیں کہ سکتا۔

ایکدن وہاں سوامی جی کے سامنے بازیگر کا تماشا ہؤا سوامی جی نے پنڈت بھیم سین سے کہا کہ تم کچھ اِس کو کہو تاکہ وہ نکالے۔ پنڈت جی نے آم کی سفارش کی مگر وہ نہ نکال سکا پھر اُس نے سلیٹ پر سوامی جی اور چند آدمیوں کی العبد کروا کر اُسے توڑ کر درست کردیا اور انگشتری بھی توڑ کر جوڑ دی۔

دربار کے روز سوامی جی تو نہیں گئے تھے مگر باقی اُن کے ساتھی سب تماشا دیکھنے گئے تھے +

سوامی جی نے ٹھاکر گوپال سنگھ رئیس کرناس وحکیم رام پرشاد اصل ساکن برولی حال علیگڈھ نے بیان کیا کہ جب ہم دہلی میں ساتھ گئے تھے تب فرمایا کہ ہم نے چار دن وید دیکھنے لئے مانس و شراب بھکشن کا کہیں ذکر نہیں تم لوگ چھوڑ دو چنانچہ ہم نے چھوڑ دیا اور ہم کو سورج کے ارگ دینے سے بھی منع کیا اور ایسا ہی ٹھاکر کشن سنگھ جی مرحوم کو کہا تھا۔

ایک ٹھاکر نبین سنگھ جو زیادہ مانس و شراب کھانے والا تھا وہ ہیں سوامی جی کے ست اُپدیش سے متاثر ہوکر دونوں کو ترک کرکے پکا آریہ ہو گیا۔ ہمارے بھائی کشن سنگھ مرحوم نے ٹھاکر بھوپال سنگھ و مکند سنگھ دو نو بھائیوں سے کہا کہ آپ سندھیا کیوں نہیں کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہمکو سوامی جی نے منع کیا ہے کہ تم سندھیا اگنی ہوتر مت کرو صرف دھیان کر لیا کرو چنانچہ سندھیا کے وقت ہمارے بھائی نے عرض کی کہ مہاراج یہ سندھیا نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمکو سوامی جی نے منع کر دیا ہے۔ سوامی جی نے فی الفور اُن کو جواب دیا کہ ہم نے تم سے کب کہا ہے تم لوگ ایسا جھوٹھ کبھی مت کہا کرو جس پر وہ بہت شرمندہ ہوئے اور اُس روز سے سندھیا کرنی شروع کردی۔

دہلی سے سوامی جی نے اپنے وید بھاش اور آریہ سماج کے اصول کے دو اشتہار۔ ریویو کے واسطے انڈین مرر کلکتہ اور برادر ہند لاہور کے پاس بھیجوا دیئے جن پر برادر ہند المشہور ہندو باندھو بابت ماہ فروری ۱۸۷۸ء میں مندرجہ ذیل ریویو شایع ہؤا۔

سوامی دیانند سرسوتی کے دو اشتہار ہمارے پاس پہنچے ہیں ایک میں اِن قواعد کا ذکر ہے جو ہندوستان میں آریہ سماجوں کے قائم کرنے کی غرض سے اُنہوں نے بالفعل منضبط کئے ہیں۔ دوسرے میں ایک ایسے رسالہ ماہوار کا ذکر ہے جو بنارس میں لاجرس کمپنی کے مطبع سے شایع ہوا کریگا اس رسالہ میں صرف ویدوں کے اصل منتر معہ شرح بزبان سنسکرت اور ہندی مشتہر ہؤا کرینگے اب تک سوامی جی دس ہزار شلوکوں کی شرح لکھ کر ختم کرچکے ہیں اور باقی روزمرہ لکھنے کا سلسلہ جاری ہے۔ سوامی جی کُل ویدوں کی شرح اسی طور پر عام و خاص کے پڑھنے سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے ایک ماہوار رسالہ کے ذریعہ سے مشتہر کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں پر اپنی شرح کے اظہار سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ویدوں میں بجز خدا پرستی۔ بُت پرستی یا مخلوق پرستی نہیں ہے سنسکرت اور ہندی زبان جاننے والوں کے لئے اس سے بڑھکر اور مژدہ کیا ہو سکتا ہے؟ اس رسالہ کی قیمت سالانہ ۴؎ ہے جس کسی کو خریدنا

ہمارے دیش کے راجاؤں کو خود غرض پنڈت کسی حق گو کی بات نہیں سُننے دیتے ایسا نہ ہو کہ سونے کی چِڑیا اُن کے جال سے نکل جائے اور آریہ ورت کے راجاؤں کی دُردشا کا مُول کارن یہی ہے

دوسرا پریتن یہ تھا کہ ہندوستان کے اندر جو منش اُپدیش میں مشہور ہیں اور جو مذہبی کام کسی نہ کسی ڈھب پر کر رہے ہیں اُن سب کو اکٹھا کیا جاوے چنانچہ ایک دن ان سب کو سوامی جی نے اپنے ڈیرے پر نمنترن کیا جس میں صاحبان ذیل شریک ہوئے۔ منشی گھنیا لعل الکھ دھاری۔ بابو نوین چندر رائے۔ بابو کیشب چندر سین۔ منشی اندرمن صاحب مراد آبادی۔ وآنریبل سید احمد خان صاحب بابو ہرشچندر چنتامنی اور ساتویں سوامی جی مہاراج۔ باہمی اکٹھا ہو جانے کے بعد سوامی جی نے کہا کہ ہم لوگ سب ایک مت ہو جاویں اور ایک ہی ریتی سے دیش کا سُدھار کریں تو آشا ہے کہ جلد دیش سدھر سکتا ہے۔

خود بابو نوین چندر صاحب نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے پھر دوسری بار سوامی جی کی ملاقات ہم لوگوں سے دلّی میں ۱۸۷۷ء میں قیصرِ ہند کے دربار کے سمے ہوئی تھی وہاں انہوں نے ہمیں بابو کیشب چندر سین اور شری یت ہریش چندر چنتامنی کو نمنترن کیا اور ہم لوگوں سے یہ پرستاب کیا کہ ہم لوگ پرتھک پرتھک (جدا جدا) دھرم اپدیش نکرکے ایکتا کے ساتھ کریں تو ادھک پھل ہوگا اس وشے میں بہت بات چیت ہوئی پرمُول وشواس میں اُن کے ساتھ ہم لوگوں کا بھید تھا اس لئے جیسا وے چاہتے تھے ایکتا نہ ہو سکی" از گیان پردیپن جلد ۴ نمبر ۲۱ و ۲۲ بابت جنوری ۱۸۷۷ء صفحہ ۲۳ و ۲۴

انڈین مرر کلکتہ میں لکھا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ ایک پاپولر میٹنگ دہلی میں ہوئی تھی یعنی پنڈت دیانند سرستی کے مکان پر ایک کانفرنس اس غرض سے ہوئی کہ انڈیا کی موجودہ ریفارمروں میں ایک اتفاق باہمی کا سلسلہ قائم کیا جاوے ہمارے منسٹر (مراد بابو کیشب چندر) سے بھی اس میں موجود تھا اگر مختلف مقامات کے نیٹو ریفارمروں کے درمیان اتفاق کا سلسلہ ایک حقیقی اور عملی بنیاد پر قائم ہو جاوے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ بہت بھاری اور نیک نتائج پیدا ہونگے ہم اس کی کامیابی کی دعا مانگتے ہیں (جلد ۱۶ نمبر ۱۱ - ۱۴ جنوری ۱۸۷۷ء سنڈے اڈیشن)

پھر رسالہ برادر ہند لاہور میں لکھا ہے ہم دلی مسرت کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ دہلی دربار کی تقریب میں ہندوستان کے مشہور اور لائق ریفارمرس (اصلاح کنندگان) نے پنڈت دیانند سرسوتی کے مکان پر ایک جلسہ خاص اس غرض سے منعقد کیا کہ ہماری اصل علت غائی اُن سب کے رہنما ہے اس کی ایک ہو کر آیندہ سے بجائے علٰحدہ علٰحدہ کام کرنے کے کُل متفق ہو کر قوم کی اصلاح میں مصروف اور نیز آپس میں اُن کے اگر کسی قسم کا اختلاف ہو تو اُس کا بھی باہمی تنقیح کے ساتھ فیصلہ کر لیں اس جلسہ میں برہم سماج کے پیشوا بابو کیشب چندر سین صاحب بھی شامل تھے (جنوری ۱۸۷۷ء جلد ۳ نمبر ا صفحہ ۳۲)

سوامی جی چاہتے تھے کہ یہ سب ریفارمر ویدوں کو ایشری گیان مانکر اُس کے رو سے دھرم پرچار کریں کیونکہ وہی سب سے سچّا اور سناتن اور معقول پُستک ہے اس پر سوامی جی نے سب صاحبان کو سمجھانے کے واسطے بڑی کوشش کی اور بہت کچھ دلایل سے ذہن نشین کیا مگر کئی کارنوں سے جو کہ ایسے مشہور آدمیوں کے علاوہ ہوتے ہیں متفق الرائے نہ ہوئے۔

مگر واضح ہو کہ یہ سب ویدوں کے الہام سے منکر نہیں تھے کیونکہ نمبر ا دیدانتی تھے جو معقول طریقہ پر ویدوں کو سب سے اچھا مانتے تھے نمبر ۲ ۶۶۴

اِس کو کرود ہوا سوامی جی نے کہا کہ تم تھوڑی حیثیت کے آدمی نے بُرا مانا اگر کرشن جی کے سامنے اُن کو پرائی استری سے بدنام کرتے اور اُس کا سروپ بیان کرتے تو وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے۔

میں وہاں سے ہی ستیارتھ پرکاش واکریہ بھی وینے خرید لایا تھا۔ پہلے بہ سبب کثرت سے مطالعہ کرنے کُتب مُنشی کنھیا لعل صاحب الکھ دھاری کے میں لا مذہب عقیدہ رکھتا تھا سوامی جی کی پُستکیں پڑھکر آریہ دھرم پر نشچہ ہوا۔

کئی دن چندر اجگاں اودھ بھی سوامی جی کے پاس درشن کو آئے اور جو کچھ دھرم سمبندھی نشچہ کرنا تھا کیا۔ ایران کے ایک مولوی صاحب جو فارسی ہی بولتے تھے وہ ہمراہی منشی بلدیو سہائے کائستھ (مرحوم) انسپکٹر پولیس بنارس مُباحثہ کو آئے تھے۔

ایک اور مولوی صاحب معہ چار دیگر حاجیوں کے واسطے مُباحثہ کے آئے جو عربی زبان بولتے تھے مگر سوامی جی نے اُن کو ایسے معقول جواب دیئے کہ وہ آخر کار لاجواب ہو کر چلے گئے۔

ایک فاضل دکھشنی برہمن جو بمبئی احاطہ میں جج تھے وہ بھی ہر روز اُپدیش سُننے کے لئے آیا کرتے تھے۔

بابو نیلامبر صاحب مُصاحب مہاراجہ کشمیر معہ دیوان اننت رام صاحب کے ایک روز تشریف لائے اور صلاح کی کہ سوامی جی کی مہاراجہ رنبیر سنگھ جی سے ملاقات کرائی جاوے۔ سوامی جی نے منظور کیا۔ اصل میں اُن کو مہاراجہ صاحب نے ہی روانہ کیا تھا مگر مہاراجہ صاحب ارادہ کر کے پھر پنڈتوں کے سکھانے سے پھر گئے۔ پنڈت گنیش شاستری جو دہرم شاستر کے جموں میں جج ہیں اُنہوں نے بمقام جموں فروری ۱۸۸۷ء میں فرمایا کہ مہاراج سورگباشی نے ضرور ارادہ ملنے کا کیا تھا مگر لوگوں نے منع کر دیا اور جب پنجاب میں آئے تو بھی مہاراج کا ارادہ اُن کو جموں میں بُلانے کو تھا ہم نے کہا اگر اُن کو بلاتے ہیں تو پہلے مندروں کو گرا دیجیئے گا پس اس دفعہ بھی بُلوانے کا ارادہ ملتوی رہا مگر ایشر کی اپار کرپا ہے کہ اب بھی پنڈت صاحب سوامی جی کے بڑے مداح اور صدق دل سے مانتے ہیں کہ مورتی پوجا ویدوں میں نہیں ہے چنانچہ اُنہوں نے ہزاروں آدمیوں کے سامنے خود مہاراج پرتاب سنگھ جی والی جموں و کشمیر کے حضور بہنگام مباحثہ آریہ سماج ۱۸۹۲ء میں بمقام جموں صاف کہدیا کہ مہاراج ویدمیں تو مورتی پوجا نہیں ہے گو مہاراج اُس وقت ناراض ہی ہوئے مگر ایشر نے اُن کے مُنہ سے ست بُلواہی دیا۔ ہے جگت پتی تیری اپار مہماں ہے !-!!-!!!

راجاؤں میں سے ابھی تک سوامی جی کا تعلق دشیش کر مہاراج ہولکر اندور سے تھا کیونکہ ۱۸۷۷ء سے پہلے اُن کے ہاں نواس کر آئے تھے سوامی جی سے وہ پریم کرتے تھے۔

سوامی جی نے وہاں رہکر ۲ دو پریتن (کام) کیئے۔

پہلا پریتن یہ کہ اِتنے راجا جو اکھٹے ہوئے ہیں وہ سب ایک دن جمع ہو کر ہمارا ویاکھیان سُن لیں۔ تو ہمارا آنا سپھل ہو۔ اور اُس کا تین بھی کیا مگر راجاؤں کو فرصت نہ ہونے کے سبب یہ پریتن پورا نہ ہوا۔ مہاراجہ ہولکر اندور بہت چاہتے تھے کہ ایسا ہو اور ایسا ہی مہاراجہ چنبہ کی بھی یہی مرضی تھی۔ گو تمام راجاؤں کے کان تک یہ ویدک دھونی تو وہاں خوب زور شور سے پہنچ گئی کہ ویدوں میں مورتی پوجا ہرگز نہیں ہے مگر اکھٹے ہو کر خاص ویاکھیان وہ لوگ نہ سن سکے۔

آغاز ۱۸۷۷ء

ماہ جنوری دہلی دربار اور اُس کی کیفیت اور دورۂ پنجاب کا آغاز

دہلی میں شیر مل کے انار باغ میں جو اجمیری دروازہ دہلی سے طرف مغرب و جنوب قطب کی سڑک پر جو گوڑگانو کو بھی جاتی ہے سوامی جی کے خیمہ شامیانے نصب کئے گئے اس باغ کے نواح میں رئیسان و راجگان اودہ کے بھی خیمہ نصب کئے اس باغ کے دروازہ پر بڑا بورڈ لگا دیا جس پر حسب ذیل تحریر تھا۔

"قیام گاہ سوامی دیانند سرستی"

اسی تقریب پر مندرجہ ذیل صاحبان بھی وہاں براجمان ہوئے۔ راجہ جیکشن داس صاحب سی ایس آئی۔ ٹھاکر مکند سنگھ صاحب رئیس چھلیسر ٹھاکر گوپال سنگھ صاحب رئیس کرنباس۔ حکیم رام پرشاد ساکن علیگڈھ۔ ٹھاکر نین سنگھ صاحب۔ منشی اندرمن صاحب رئیس مرادآباد۔ ٹھاکر بھوپال سنگھ رئیس دہلی۔ ٹھاکر کشن سنگھ کرنباس۔ پنڈت بھیم سین صاحب۔ بابو ہرشچندر چنتامنی خزانچی لچھمی نراین جی رئیس بریلی۔

باغ میں روزانہ ۱۰-۲۰ پنڈت دہلی وغیرہ کے آتے اور مباحثہ کرتے رہتے تھے۔ سوامی جی نے وہاں شہر دہلی کے علاوہ تمام دربار میں اور خاصکر ہر ایک راجہ کے دروازہ پر نوٹس لگوا دئے تھے اور مہاراجگان کے پاس پہنچا بھی دئے تھے تاکہ اپنے پنڈتوں سے کہکر یہ اچھا موقع ہے ست اسُت کا نرنے کرا لیجئے اور جو ست ہو اُس کو گرہن کیجئے۔

پنڈت ہردے نارائن جی نائب تحصیلدار سرائے سدھو متنان بیان کرتے ہیں کہ جسوقت دہلی دربار ہوا تھا میں دہلی گیا تھا وہاں پر اخبار انڈین پبلک اوپینین کا ایک ضمیمہ بنام امپیریل اسمبلیج جاری ہوا تھا اُس ضمیمہ کو میں نے شائد ایک ہفتہ کے لئے خرید کیا تھا تاکہ دربار کے تازہ حالات معلوم ہوتے رہا کریں اُس ایک پرچہ میں لکھا ہوا پایا تھا کہ دیانند سرستی بُت شکن شیر مل کے باغ میں فروکش ہیں اُس پتہ پر سوامی جی کی خدمت میں حاضر ہؤا ایک متھرا کا چوبا آیا اُس نے جے رادھا کرشن کر کے سوامی جی کو مٹی دینی چاہی سوامی جی نے کہا یہ کیسی مٹی ہے اُس نے کہا کہ بالک پن میں کرشن جی نے یہ مٹی کھائی تھی سوامی جی نے جواب دیا کہ بچے مٹی کھایا کرتے ہیں سو انہوں نے بھی ایسا کیا ہوش والوں کو مٹی کا کھانا یوگ نہیں ہے۔

پھر سوامی جی نے تھوڑی دیر کے بعد اُس سے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہاری استری خوبصورت (سُروپا) ہے اور جَتر ہے اُس پر

* انڈین پبلک اوپینین مطبوعہ لاہور و بنشین انڈین پبلک اوپینین مطبوعہ دہلی سے دربار کی خبریں مندرجہ ذیل نقل کی جاتی ہیں صاحبان مندرجہ ذیل دہلی میں وارد ہوئے جانب مغرب بابو کیشب چندر سین صاحب ہمرکاب مہاراجہ صاحب بہادر ہولکر و بابو نوین چندر رائے صاحب ممبر سینٹ پنجاب یونیورسٹی کالج متعلقہ راجپوتانہ سٹیٹ ریلوے میجر بانتہ صاحب بہادر متعلقہ رجمنٹ نمبر ۱۰ و پنڈت دیانند صاحب سرستی - دیکھو نور ۶ جنوری ۱۸۷۷ء صفحہ ۲ کالم ۲ جلد ۲۹ نمبر ۱)

ج جیسے کوئی آدمی پت داسنتاپ میں بے اختیار بولنے لگتا ہے۔ اسی طرح اُس بھگوان نے اُن چاروں کے گھٹ (انتہ کرن) میں اور زبان میں پرکاش کر کے کہا اور اُنھوں نے اُس کے زور سے بے اختیار کہا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ بھگوان نے وید کہے ہیں۔

س ۲۵ جیو ایک ہے یا انیک۔

ج جیو ایک ہے اور جاتی یعنی قسم انیک ہیں۔ مثلاً آدمی کی ایک جات ہے اور جانور کی دوسری جات ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس

س ۲۶ یہ جیو ہر ایک دیہہ میں جاتا ہے اور چھوٹا بڑا ہو جاتا ہے۔

ج جیسے جل میں جو رنگ ملا دو گے ویسا ہی جل ہو جاویگا۔ اسی طرح جس دیہہ میں یہ جیو جاویگا ویسا ہی اُس کا روپ اور رنگ اور چھوٹا بڑا دیہہ ہوگا۔ پرنتو جیو سب کا ایک سا ہے۔ جیسا چیونٹی کا ویسے ہی ہاتھی کا۔

رائے گھنیا لعل صاحب الکھ دھاری۔ "برہمن یا پنڈت یا وہ جو کہتا کہنے کے لایق یا وہ جسے گورو کرنا چاہئے وہ یہ ہے۔ وے بدمعاش ہیں جو اپنی چیلیوں پر سوار ہوتے ہیں اور اُن سے راگ گنواتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ مُنجم بنتے ہیں۔

(کلیات الکھ دھاری مقالہ ۲ باب ۳ فصل ۱۰ صفحہ ۲۲۷ و رسالہ ۱۸۷۶ء صفحہ ۶۹۷)

شاہ جہان پور

یکم نومبر ۱۸۷۶ء چارشنبہ مطابق کاتک سُدی پورنما کو لکھنؤ سے شاہجہان پور میں تشریف لائے۔ یہاں کوئی عمدہ مکان ٹھیرنے کو نہ ملا۔ ایک باغیچہ میں مندر تھا۔ وہاں ٹھہرے مگر لوگوں نے ہلہ گلہ کر کے وہاں سے نکال دیا تب ایک دوسرے باغیچہ میں جا رہے۔ یہاں ۵ روز رہے۔ کوئی خاص اُپدیش نہیں ہوا۔ نوٹس ان کا ہر جگہ یہی ہوتا تھا۔ کہ صبح سے ۹ بجے تک اور ۵ بجے سے ۸ بجے شام تک جو چاہے آن کر اُتر پرشن کرے باقی وقت بھومکا بنانے میں مصروف رہتے۔

بانس بریلی

۶ نومبر ۱۸۷۶ء دوشنبہ مطابق مگھر بدی ۵ سمت ۱۹۳۳ کو شاہجہان پور سے بانس بریلی میں آئے اور لالہ لکشمی نارائن خزانچی کی کوٹھی میں ٹھہرے وہاں کچھ اُپدیش بھی ہوا۔ اور ایک انگدرام شاستری سے شاستر ارتھ کا بھی چرچا ہوا۔ مگر وہ سامنے نہ آیا دور سے ہی شور کرتا رہا۔ اوسی عمر لالہ لکشمی نارائن جی نے ماں وید بھاش کی سہاتیا میں دئے۔ اخیر نومبر تک بریلی میں رہ کر یکم دسمبر ۱۸۷۶ء مطابق مگھر سُدی پورنماشی کو یہاں ہی ایک برہمن کا لڑکا وویا تھی بھولا نام سوامی جی کے ساتھ رہنے لگا سوامی جی نے اس کا نام بھودیو رکھا۔

کرنواس

راج گھاٹ کے اسٹیشن پر اُتر کر کرنواس میں دو روز ٹھہرے یہاں کے ٹھاکر صاحبان سوامی جی کے درشن سے بہت خوش ہوئے اور سوامی جی کا ارادہ دہلی دربار کا سن کر کئی اتنا ہی سجن وہاں جانے کو تیار ہوئے۔ پھر وہاں سے سوار ہو کر ۴ دسمبر دوشنبہ کو اسٹیشن اترولی پر اُترے ۵-۶ آدمی اُو بھی ساتھ تھے۔ ٹھاکر مکند سنگھ جی اور اُن کے تمام بھائی بند جو سوامی جی کے پرانے پریمی بھگت ہیں۔ ۵-۷ روز رہنے کے بعد ذکر ہوا کہ دہلی دربار قریب ہے اس میں جانے کی تجویز کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس کے واسطے دو ڈیرا۔ ایک شامیانہ فرش فروش اور دو جوڑی گاڑی فٹن روانہ دہلی کئے گئے اور اخیر دسمبر کو سوامی جی معہ ٹھاکر مکند سنگھ و دیگر ٹھاکر صاحبان کے علیگڈھ کے اسٹیشن پر پہنچے بابو ہرِشچندر چنتامنی بمبئی والے بھی اُسی روز دہلی جاتے ہوئے مل گئے اور سب ملکر روانہ دہلی ہوئے تھے

س ۱۶ کس طرح معلوم ہو۔

ج جس طرح دکھ سکھ کا اثر دل میں معلوم ہوتا ہے اسی طرح وہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔

س ۱۷ سب جگہ یکساں ہے یا کم و بیش۔

ج سب جگہ وہ یکساں ہے۔ پرنتو یہ بات ہے۔ کہ جس قدر جس کے آتما میں اُس چیتن کا پرکاش ہے۔ یعنی جسقدر جس کو گیان ہے اُس قدر اُن کو انوبھو ہوتا ہے

س ۱۸ دیو کس کو کہتے ہیں۔

ج جو منش ودیا وان اور ہر جبھی مان پنڈت ہو اُس کو دیو کہتے ہیں۔

س ۱۹ رام لیلا دیکھنا دوش ہے؟

ج ہاں دوش ہے۔ ہزار ہتیا کے برابر دوش ہے اور اسیطرح مورتی پوجا کا ہزار ہتیا کے برابر پاپ ہے۔ کیونکہ بغیر صورت کے عکس نہیں اُتر سکتا۔ اور جبکہ اُس کی صورت نہیں تو مورت غلط ہے۔ اگر کسی کا فوٹوگراف سے یا اور کسیطرح صحیح عکس اُتار کر یادگاری کو اور دیکھنے کو سامنے رکھا جائے وہ درست ہے لیکن اُس کی یعنے برہم کی مورت اور صورت بنانا اور نقل در نقل کچھ کا کچھ کر دینا بالکل غلط اور ناجائز ہے۔

س ۲۰ سنسکرت زبان کب سے ہے اور کیوں اُس کو اچھا کہتے ہیں۔

ج سنسکرت زبان ہمیشہ سے ہے اور بہت صاف اور شدھ ہے۔ اس کے برابر کوئی زبان اچھی نہیں ہے۔ مثلاً فارسی اور انگریزی میں صرف ब ظاہر کیا چاہیں تو صاف ظاہر نہیں ہو سکتا۔ یعنی فارسی میں بے اور انگریزی میں بی ہے مگر جس میں اور کوئی شامل نہ ہو یہ صرف سنسکرت زبان میں ہی ظاہر کرنے کا وصف ہے۔

س ۲۱ وید میں پرمیشور کی اُستتی ہے تو کیا اُس نے اپنی تعریف لکھی۔

ج جیسے ماتا پتا اپنے بیٹے کو سکھاتے ہیں۔ کہ ماتا پتا اور گورو کی سیوا کرو۔ اُن کا کہا مانو اسیطرح بھگوان نے سکھلانے کے لئے وید میں لکھا ہے۔

س ۲۲ بھگوان کا جب سروپ اور شریر نہیں۔ تو منہ کہاں سے آیا کہ جس سے وید کہا۔

ج بھگوان نے چار رشیوں اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرہ کے ہردے میں پرکاش کر کے وید بتایا۔

س ۲۳ اب معلوم ہوا کہ چار وید اُن چار رشیوں کے بنائے ہوئے ہیں۔

ج نہیں نہیں بھگوان کے وید بنائے اور کہے ہیں۔ کیونکہ وے چاروں کچھ پڑھے نہ تھے اور نہ کچھ جانتے تھے۔ اُن کے دوارا آپ ہی کہے ہیں۔

س ۲۴ بھگوان نے اُن کے ہردے میں کس طرح آ کے وید کہا۔

ج ست بولنا - پروپکار وغیرہ نیک کرم ہیں -

س۶ ست کسے کہتے ہیں -

ج زبان سے سچ بولنا جو دل میں ہووے - وہ زبان سے کہنا یا ایسا بچار کر کے کہنا جو کبھی جھوٹ نہ ہو -

س۷ مورتی پوجنا کیسا ہے -

ج بُرا ہے - ہرگز مورت پوجنا نہ چاہئے - اسی مورتی پوجا کے سبب سے سنسار میں اندھکار پھیل گیا -

س۸ بغیر مورت کے کس کا دھیان کرے اور کس طرح کرے -

ج جیسے سکھ دکھ کا دھیان دل میں ہوتا ہے - ویسے پرمیشر کا دھیان من میں ہونا چاہئے مورت کی کچھ ضرورت نہیں -

س۹ کیا کرم کرنا چاہئے -

ج دو وقت سندھیا کرے - اور ست بولے اور جو نیک کام رفاہ عام کے ہوں وہ کرے -

س۱۰ سندھیا تین وقت کرنا چاہئے - یا دو وقت

ج صرف دو وقت صبح و شام - تین وقت نہیں -

س۱۱ بار بار - یا ہر بار منتر جپنا یا پرمیشر کا نام لینا چاہئے یا نہیں - اور جیسے برھمن لاکھ دو لاکھ منتر یا پرمیشر کے نام کا جاپ اور پرسچرن کرتے ہیں - یہ درست ہے یا نادرست -

ج پہچاننا چاہئے جاپ اور پرسچرن کرنا کچھ ضرور نہیں -

س۱۲ پرمیشر کا کوئی اور روپ ہے - یا نہیں -

ج اُس کا کوئی روپ اور رنگ نہیں ہے وہ اروپ ہے اور جو کچھ اس سنسار میں دکھلائی دیتا ہے - اُسی کا روپ ہے کیونکہ صرف ایک یعنے وہی ایک سب کا بنانے اور پیدا کرنے والا ہے -

س۱۳ ایشور دنیا میں دکھلائی کیوں نہیں دیتا ہے -

ج اگر دکھلائی دیتا شاید سب کوئی اپنی اپنی مراد مانگتے اور حیران کرتے - دوم جن تتوں سے منش کا یہ شریر بنا ہے اُن سے اُس کا دیکھنا غیر ممکن - تیسرے جس نے جس کو پیدا کیا - اس کو وہ کیونکر دیکھ سکتا ہے -

س۱۴ جب دکھلائی نہیں دیتا تو کس طرح اُس کو پہچانے -

ج دکھلائی تو دیتا ہے - یعنے یہ منش - جانور - درخت وغیرہ سب چیزیں جو اس سنسار میں دکھلائی دیتے ہیں - ان سب کا آخر کوئی ایک یعنے وہی ایک بنانے والا معلوم ہوتا ہے - یہی اُس کا دیکھنا ہے - اور جیسے سکھ دکھ پہچانا جاتا ہے - ویسے ہی اس کو پہچانے -

س۱۵ برھم ہم میں اور سب میں ہے یا نہیں -

ج سب میں ہے اور ہم میں بھی ہے -

زبان کی تحصیل میں مصروف ہیں۔ بعد تحصیل زبان مذکور کے انگلنڈ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کے ولایت جانے میں وہاں کی شرقی زبان کے عالموں میں ان کی فضیلت کی بڑی دھوم ہوگی یقیناً پنڈت صاحب وہاں بھی خدا پرستی کے پھیلانے میں ساعی اور سرگرم رہینگے (یکم اکتوبر ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۳۷)

۳۰ ستمبر ۱۸۷۶ء کو سوامی جی نے لکھنؤ میں ایک لکچر دیا جس کا مضمون ایشر کی توحید تھا۔ سامعین کی بہت بڑی تعداد بڑے شوق سے سننے میں مصروف تھی اور بہت اچھا اثر ہوا۔ چنانچہ انڈین مرر و ہندو باندھو میں اس طرح لکھا ہے "۳۰ ستمبر ۱۸۷۶ء کو پنڈت دیانند سرسوتی نے لکھنؤ میں ایک لکچر دیا۔ جس کے ضمن میں انہوں نے پروگریسو سماج کے براہمو لوگوں اور نیز اُن کے پیشوا کی بہت بڑی تعریف کی اور کہا کہ براہمو لوگوں کی کل کوششیں جو اُن کی طرف سے خدا پرستی کے پھیلانے میں عمل میں آ رہی ہیں۔ نہایت تحسین و آفریں کے قابل ہیں" (یکم اکتوبر ۱۸۷۶ء ہندو باندھو صفحہ ۲۳۸)

سوال و جواب سیٹھ سری دھنی راج دیانند سرستی صاحب و لالہ برج لعل صاحب رئیس بمقام لکھنؤ

سوال ۱ برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر۔ کس طرح ہیں۔ کب سے ہیں۔ اور کس کے بنائے ہیں۔

جواب کرموں کر کے چاروں ورن دُرست ہیں۔ اور لوک بیوہار سے نا درست یعنی جو جیسا کرم کرے ویسا ہی اُس کا برن ہے مثلاً جو برہم ودیا جانے وہ برہمن۔ جو جنگ کرے وہ چھتری۔ جو لین دین حساب کتاب کرے وہ ویش۔ جو خدمت کرے وہ شودر ہے اگر برہمن چھتری یا شودر کا کام کرے برہمن نہیں۔ الغرض برن کرموں سے ہوتا ہے خاندان سے نہیں خاندان سے یہ چاروں برن (بحالت موجود) قریب بارہ سو برس سے بنے ہیں۔ جس نے بنائے اس کا نام اس وقت سوامی یاد نہیں مگر مہابھارت وغیرہ سے پیچھے بنے ہیں۔

س ۲ کیا برہمن برہما کے مُکھ سے اور چھتری بُھجا سے پیدا ہوئے ہیں۔

ج اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے شریر میں مُکھ سرشیٹ ہے۔ ایسے سب ورنوں میں برھم (برہم کا جاننے والا) سرشیٹ ہے اسی وجہ سے کہدیا کہ برہمن مُکھ سے ہوا علے ہذا القیاس۔

س ۳ جنیؤ کس واسطے برہمن رکھتے ہیں۔

ج جنیؤ صرف ودیا کی ایک نشانی ہے۔

س ۴ کوئی کرم کرنا چاہیے یا نہیں۔

ج اوتم کرم کرنا چاہیے۔

س ۵ اوتم کرم کون سے ہیں۔

یہاں سوامی جی اس بات کو سوچتے رہے کہ وید بھاشیہ کس طرح آرمبھ کریں ۔ اور کہاں چھپواویں ۔ اور کون کون پنڈت ملازم رکھیں ۔ ہیم کو بھی ماہ اساڑھ میں یہاں بلا لیا ۔ اور کہدیا کہ ویاکرن کا ابھیاس بڑھاؤ ۔ آگے کام پڑیگا ۔ یہاں سوامی جی نے وید بھاشیہ کے دونوں اشتہار چھپوانے کا بندوبست کیا اور نیز بھومکا کے چھپنے کا مسٹر لاجرس صاحب سے انتظام کیا ۔ ابھی تک وید بھاشیہ کا کام آرمبھ نہیں ہوا تھا یہاں چتر ماس میں سوامی جی زیادہ ویدک گرنتھ بچارتے رہتے پنڈت ہیم چندر چکرورتی نیپال جاتے ہوئے سوامی جی کو ملے سوامی جی نے انہیں ایک لوگ درشن بیاس بھاشیہ اور دوسرا مہابھاشیہ عنایت کیا +

جون پور

بنارس سے چلکر ۵ اگست سہ شنبہ بھادوں بدی ۱۱ کو جون پور میں پدھار کر ایک ندی کے کنارہ ایک مکان میں جو دھرم سالہ کی طرح تھا ۔ قیام فرمایا ۔ جو کوئی آیا اُسے سادھارن طور پر اُپدیش دیتے رہے ۔ یہاں صرف تین دن رہے ۔ پنڈت بھیم سین و سانت گوتر برہمن سو یہ کل تین آدمی تھے +

اجودھیا

شکر ۱۸ اگست ۱۸۷۶ء مطابق ۱۴ بھادوں بدی کو اجودھیا میں پہنچکر سرجو باغ میں چودھری گورچرن لال کے مندر میں جہاں پاٹ شالا ہے اُترے اور وہاں ہی دو دن بعد وید بھاشیہ بھومکا کا آرمبھ کیا ہے ۔ (یعنے بھادوں شکل پرتی پدا روی وار سمت ۱۹۳۳ کو) جو ۲۰ اگست ۱۸۷۶ء کا دن تھا ۔ یہاں سوامی جی ایک ماہ ۹ دن رہے یعنے ۲۴ ستمبر ۱۸۷۶ء تک وہاں رہے +

لکھنؤ

۲۶ ستمبر سہ شنبہ مطابق اسوج سدی ۹ کو سوامی جی سردار بکرمان سنگھ صاحب اہلووالیہ کی کوٹھی واقع حسین گنج میں قیام فرما ہوئے پنڈت رام آدھار باجپئی نے وہاں ٹھہرایا تھا ۔ کیونکہ وہ سوامی جی کا پہلے واقف تھا یہاں ایک ماہ رہے اور زیادہ بھومکا کی تصنیف میں مصروف رہے یہاں پر بھی کئی خیر خواہان ملک و قوم کی صلاح سے ارادہ کیا کہ انگلش پڑھکر ولایت میں ست اُپدیش کے واسطے جانا چاہئے ۔ چنانچہ ایک بنگالی بابو انگریزی پڑھانے کے واسطے نوکر رکھا اور پڑھنا شروع کیا جس کی بابت اخبار انڈین مرر کلکتہ سے لے کر بہار بندھو پٹنہ میں اس طرح شایع ہوا " انڈین مرر سے جانا گیا کہ پنڈت دیانند سرستی ولایت جانا چاہتے ہیں اس لئے آجکل لکھنؤ میں انگریزی پڑھ رہے ہیں ۔ اس میں کچھ سندیہہ نہیں کہ اُدگت مہاشے کے ولایت جانے سے وہاں کے وِدوانوں کو بڑا آنند ہوگا " (جلد ۴ نمبر ۴۰ ۱۸ اکتوبر ۱۸۷۶ء)

اور ہندو بانددھو لاہور (جو برہمو اخبار تھا) نے شایع کیا کہ مشہور پنڈت دیانند سرستی جوان دنوں لکھنؤ میں مقیم ہیں اور وہاں انگریزی

مگر خاموش کر کے بیٹھ گئے۔ اور سوامی جی مہاراج یکم مئی ۱۸۷۶ء مطابق بیساکھ سُدی کو بمبئی سے روانہ ہو کر جیٹھ بدی سمت ۱۹۳۳ مطابق ۹ مئی ۱۸۷۶ء کو فرخ آباد میں پہنچے۔

سوامی جی نے ویدوں پر بھاشیہ کرنے کا ارادہ یہاں ہی پختہ کر لیا تھا۔ اور اسی جگہ وید بھاشیہ کا نمونہ طیار کر کے چھپوایا تھا جس میں صرف ایک منتر کی سنسکرت و بھاشا و گجراتی درج تھی علاوہ اشتہار کے یہ دس صفحہ کا تھا۔

بمبئی کے ایک دیسی سماچار پتر میں سوامی جی کے ۱۸۷۶ء میں بمبئی تشریف لیجانے اور وہاں کے پنڈتوں کے مباحثہ کے متعلق اس طرح طبع ہوا ہے اوس کے (بعد مباحثہ بنارس) پیچھے سوامی جی بمبئی کو آئے اور یہاں اُنہوں نے گھوشن پتر (اشتہار مباحثہ) دیا کہ جو پنڈت چاہے آکر ہم سے شاستر ارتھ کر لے۔ پر کسی کا ساہس نہیں ہوا۔ کہ اُن کے سامنے آکر مورتی پوجن ستھاپن کر سکے۔ (داز گیان پرکاشنی صفحہ ۳۲ جلد ۴ نمبر ۳۱ و ۳۲ جنوری ۱۸۸۵ء)

فرخ آباد

مئی ۱۸۷۶ء

جیٹھ بدی سمت ۱۹۳۳ مطابق ۹ مئی ۱۸۷۶ء کو سوامی جی پانچویں بار فرخ آباد میں تشریف لائے اور لالہ جگناتھ داس کے بسرانت پر ڈیرا کیا اُس سمہ بتاریخ ۲۳ مئی ۱۸۷۶ء مطابق جیٹھ بدی ۱۵ اوس پراتا کال ایک پادری صاحب معہ دو نیٹو کرسچنوں کے آکر اپنی ریتی انوسار سودھرم سمبندھی بارتالاپ کرنے لگے آخر جب تاب مقابلہ نہ لا کر لاجواب ہوئے تو لوگوں کے سامنے پرنام کر کے کہا کہ پنڈت جی مہاراج یقین ہوا کہ آپ جلد ہمارے ست انویائی ہو جاویں گے اِس پر سوامی جی نے اُتر دیا کہ یہ تو پرم اسنبھو ہے پرنتو تھوڑے دنوں بعد دیکھو گے کہ بہت سے عیسائی ویدک مت کی پرشنسا کرتے ہوئے اُس کے انویائی ہونے کی پرارتھنا کریں گے ایشر کی کرپا سے سوامی جی کا یہ واکیہ سدھ ہو گیا۔ دیکھئے اب کس طرح جوق در جوق لوگ عیسائی دین سے نکل کر ویدک مت کی شرن آ رہے ہیں اور یورپ کے فاضل کس طرح ویدک دھرم کے نیم سویکار کرتے جاتے ہیں۔

یہاں جوالا دت کو کہا تم ہمارے ساتھ رہو مگر اُس نے نہ مانا کیونکہ سوامی جی کو وید بھاشیہ کے واسطے شودھنے اور خوشخط لکھنے والے کی ضرورت تھی اس دفعہ بھی دیا کھیان ہوئی اور پاٹشالا کا خرچ توڑ کر اور سب روپیہ وید بھاشیہ کے لئے لیکر جلد پورب کو چلے گئے اور کہہ گئے کہ اگر یہاں آریہ سماج ستھاپت ہوا تو ملیں گے نہیں تو ہم کداپی نہ آوینگے۔ ایسا نشچے سمجھ کر اوشیہ سماج ستھاپت کرو۔

بنارس

جیٹھ سُدی ۱ مطابق ۲۴ مئی ۱۸۷۶ء کو فرخ آباد سے چلکر جیٹھ سُدی ۴ کو بنارس میں پہنچے اور اودم گری کے باغیچہ میں قیام فرمایا اور ۱۴ اگست ۱۸۷۶ء مطابق بھادوں بدی ۱۰ سمت ۱۹۳۳ دوشنبہ تک بنارس میں رہے گویا قریب ۳ ماسہ یہاں گذارا۔

پرسِدّھ کر دیتے اتنا ہی نہیں بلکہ دس برس ہوئے پنڈت دیانند سوامی سب دیش دیشانتر ہیں گھومتے ہیں اِس کا پیچھا کبھی نہ چھوڑتے جہاں جہاں وہ جاتے وہاں وہاں سب لوگوں کے سامنے پرمان بتا کے اُس کا منہ بند کرنے کے سوائے چھوڑتے نہیں۔ کیونکہ وہ تو پرتگیا کر کے ہر دیش دیشانتر ہیں پھرتے ہیں کہ وید میں پاشان پوجن کا لیش ماتر کچھ بھی وِدھان نہیں ہے اس کو گھومنے کیوں دیتے۔

دیکھو راہج سمپرادائے والے کمل نین آچارج سبھا میں سے چلے گئے اور اب تھوڑے دن ہوئے پنڈت رام لعل نام کے ایک وِدوان اِدھر آتے ہیں سو بھی وید سے مورتی پوجا کا منڈن کرنے کو تیار ہیں۔ ایسا سُن کے میں بھائی جیون جی نام کا گرہست کے گھر میں سبھا میں گیا تھا وہاں دیکھتا ہوں تو اُس پنڈت کو دیانند سوامی وید سے دکھلا دینے کا آگرہ کرتے ہیں۔ اور پنڈت رام لعل جی سمرتی میں چلے سبھا میں نیم ہوا تھا کہ وید میں سے سِدّھ کرنا۔ تو بھی رکھش گپ چپ بیٹھے۔ اور آخر کو کچھ بھی وید میں سے سمواد ہوتے بنا سبھا برخاست ہوئی۔

ایسی ایسی لیلا پنڈت لوگوں کے دیکھ کر اور کتنے ایک وِدوان ایکانت میں کہتے ہوئے اسپر بن سے میں تو نشچے کر کے آریہ سماج کا سبھاسد ہوا ہوں کہ وید میں مورتی پوجا کا کچھ بھی وِدھان نہیں ہے یہ تو برہمن لوگوں نے اپنے پیٹ بھرنے کی لیلا پھیلائی ہے اس میں کچھ سندیہ نہیں اِس (مورتی پوجا کو) کو دھرم جگیاسو لوگوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔

اور اگر کوئی پھر بھی کہے کہ وید میں آگیا ہے تو اُس کو پوچھنا چاہئے کہ وید میں سے بتلاؤ اور میں بھی ظاہر طور پر اِسے اِشتہار کے ذریعہ نشچے کرتا ہوں کہ جو کوئی بھی پنڈت مجھ کو وید میں سے پاشان آدی پوجنا وِدھایک منتر بمعہ ارتھ وید کے انگول سے کر کے بھیج دیگا اُس کو میں ما عہ روپیہ دکھشنا دونگا۔ اتنا ہی نہیں پرنتو وہ پنڈت جِس ریتی سے دھرم کے بیوستھا بتا دیگا ویسا ہی میں برتنے کو طیار ہوں لیکن ایسا دِن کب ہوگا کہ میرے اس پرشن کا اُتر ملے گا۔ ابھی جو بھوجن کرنا ہووے تو ہزاروں طیار ہو جاویں۔ اور اس اپتر کو باچکے بند اکرنے تو بیٹھیں گے مگر مجھے اس کا کچھ فکر نہیں کیونکہ میں نے تو یہ کوشش اِس واسطے کی ہے کہ پنڈت لوگ جو جھوٹ بول بول کر اگیانی لوگوں کو بہکاتے ہیں اُس کے کھرے کھوٹے کی پریکھشا کی مجھ کو بھی بڑی دیر سے جگیاسا (تلاش) ہے اس لئے یہ اشتہار دیا ہے۔

اگر کوئی پنڈت وید کے منتر کو چھپوانے کی کوشش کرے تو اُسے حوالہ دریافت کرے تاکہ وہ منتر سنگتا کیں جہر لکھا ہے سو مفصل اور صحیح لکھنا سو پرسِدّھ کیا جائیگا اور یہ بھی لکھے کہ سب دھرم جگیاسو گرہست کو اس ریتی سے پوچھنا اچت (مناسب) ہے۔ جس سے سچے اور جھوٹے کی پریکھشا ہووے یہی ہمارا دگیاپن ہے۔

ازبمبئی تاریخ ۴ اپریل ۷۶ء

المشتہر

جیون دیال	نرکا دیال

پتہ نل بازار کے ناکے اوپر پتن وتی کے سامنے

مکان نمبر ۶۰

اِس اِشتہار پر بھی کوئی پنڈت صاحب اُدیت (طیار) نہ ہوئے دکھشنا پر جی تو بہت للچایا مگر ابھی انگور کھٹے ہیں کون دانت کھٹے کرے

और अंत को कुछ भी वेद में से सम्वाद हुए बिना सभा विसर्जन हुई ॥ ऐसी २ लीला पण्डित लोगों की देख के और कितने एक विद्वान एकान्त में कहते हुए इस पर मैं तो निश्चय करके आर्य्यसमाज का सभासद हुआ जो कि वेद में मूर्त्ति पूजा का कुछ भी विधान नहीं है यह तो ब्राह्मण लोगों ने अपने पेट भरने को लीला बनाई है और इस में कुछ संदेह नहीं है इस (मूर्त्तिपूजा) को धर्म्म जिज्ञासु जनों को छोड़ देना चाहिए ॥ और यदि कोई फिर भी कहें कि वेद में आज्ञा है तो उसको पूछना चाहिये कि वेद में से बतलावे और मैं भी स्पष्ट रीति से इस विज्ञापन द्वारा प्रश्न करता हूं कि जो कोई पण्डित मुझको वेद में से पाषाणादि पूजन विधायक मंत्र इसका अर्थ वेद के अंगों से करके भेज देंगे उसको मैं (१२५) दक्षिणा दूंगा इतना ही नहीं परन्तु वह पण्डित जिस रीति से धर्म्म की व्यवस्था बतादेगा वैसा ही मैं वर्त्ताव करने को उद्दित हूं। परन्तु ऐसा दिन कब होगा कि मेरे इस प्रश्न का उत्तर मिलेगा। अभी जो भोजन करना होवे तो हजारों उद्दित हो आवें और इस पत्र को बांचके निंदा करने तो बैठेंगे परन्तु मुझे तो इसका कुछ भय नहीं क्योंकि मैंने तो यह यत्न इसवास्ते किया है कि पण्डित लोग जो झूठ बोल २ कर अज्ञानी लोगों को बहकाते हैं इनके खरे खोटे की परीक्षा की मुझको भी बड़ी देर से जिज्ञासा है इसलिये यह विज्ञापन दिया है।

यदि कोई पण्डित वेद के मंत्र के छपवाने का यत्न करे तो उसे वह मंत्र संहिता में जिसतरह लिखा है सो विस्तार पुर्व्वक और शुद्ध करके लिखना। सो प्रसिद्ध किया जावेगा और सब धर्म्म जिज्ञासु मनुष्य को इस रीति से पूछना उचित है जिस से सच्चे और झूठे की परीक्षा होवे यही हमारा विज्ञापन है ॥

जीवन दयाल भैरवा दयाल — स्थान बम्बई

पता मल्ल बाज़ार के नाके ऊपर — ४ अप्रेल सं० १८७५

पतन वाली के सामने मकान नं० ६०

استہار کا ترجمہ

مورتی پوجا منڈن کرنے والے اور دھرم جگیاسو لوگوں کو سوچنا۔

سرب آریہ بھدر آچاریہ پنڈت شاستری لوگوں کو اُچت ہے کہ اس سمہ جب وید میں مورتی کی پوجا کرنے کا وِدھان ہے وانہیں اس کا نرنہ کرنے کے لئے بڑی بڑی سبھا اور تکرار ہوتی ہے۔ تب اَوشیہ سودیش کلیان ارتھ سب وِدوان کو کرتبیہ ہے کہ پکشپات چھوڑ کے جس وید میں پاشان آدی مورتی پوجن پرتیپادن منتر ہو جائے سو منتر۔ وید کے انگوں سے ارتھ پوروب اپنے رشی منیوں نے براہمن۔ سوتر آدی گرنتھوں میں کر رکھا ہے وہ ساکھشی بہت چھپوا کر پرسدھ کرنا چاہیے۔

سو ہم اٹھارہ ماہ ہوئے پنڈت دیانند سرسوتی سوامی اس شہر میں پدھارے وہاں سے دیکھتے ہیں کہ گٹولال آدی سب پنڈت یہ واستویک مارگ (سیدھا راستہ) چھوڑ کے اپنے ششس منڈل اپنے کو چھوڑ نہ جائے اس لئے اسکو یُکتی سے بودہ کرتے ہیں۔ اور جیسے سبھی مورتی پوجکوں کو گھر میں بیٹھے بودہ ہوا ہے سو سیدھا مارگ سویکار نہیں کرتے ہیں یہ بڑی بچارنے کی بات ہے کیونکہ گذشتہ برس گٹولال آدی ودوانوں نے نو مین پاشان مورتیوں کی وید کے آدھار سے استھاپنا کرامی۔ اتنا ہی نہیں پرنتو: چاروں وید کے برہمن مورتی میں بیٹھے تھے اور وید کے ہزاروں منتر بولتے تھے۔ پس اگر ست ہوے تو اُوپر لکھی ریتی سے پرسدہ کیوں نہیں کرتے ہیں۔ اس سے جگیاسو لوگوں کو نشچے کرنا چاہیے کہ جو وید کے آدھار سے ہی پاشان آدی پرکرن چلتا ہوتا۔ تو یہ پنڈت لوگ کب ہی کے یہ سب وِدھان چھوڑ کے

اُن کا کہنا مانا اور جو است کہتے ہیں تو ان کی باتوں کا بہاکر کے کھنڈن کرنا چاہیے سو آپ لوگ دونوں باتوں سے ایک بھی نہیں کرتے اِس کا کیا کارن ہے۔

پنڈت رام لال جی - سوامی جی سنیاسی ہیں اُن کو کسی کی پرواہ نہیں انہوں نے وید آدی شاستروں کو آدہین بہت دنوں تک کیا ہے۔ وے سامرتھ ہیں اُن کی بدھی بڑی پربل ہے وہ کہتے ہیں سو شاستر انوسار ست ہی کہتے ہیں پرنتو ہماری شکتی نہیں کہ اُن کا سامہنا کر سکیں کیونکہ ہم لوگ گرہستی ہیں ہم کو انیک باتوں کی اپیکشا بنی رہتی ہے پھر ہم سوامی جی کی سی باتیں کیسے کہہ سکتے ہیں سنسار میں اور بھی چرچا پھیلا ہوا ہے جو اُس کے وِرودھ کہیں تو ہمارے کہنے سے کچھ بھی نہیں ہوا اور لوگ سامنے ہو جاویں پھر آجیوکا ہی جاتی رہے تب نرباہ کیسے ہوئے۔

مینیجر - اِس سے سدھ ہوا کہ آپ دھرم کی جیوکا کرتے ہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ یہ بات مِتھیا ہے پھر اُس سے دربیہ اُپارجن کرنا ادھرم ہے دیکھو سوامی جی نے استّ کو چھوڑ کر ست گرہن کیا تو تھوڑے کال میں ان کا کتنا مان ہوا ہے اسی پرکار جو آپ لوگ بھی ست کو سویکار کریں تو ویسا ہی سنمان اور نام آپ لوگوں کا کیوں نہ ہو

پنڈت جی - کیا کریں سرب سنسار میں ایسی ہی پرورتی ہو رہی ہے اُس سے ورودھ ہم لوگ کہیں تو کوئی نہیں مانتا اس پرکار تو سوامی جی کا ہی نرباہ ہو سکتا ہے ہم گرہستیوں کا نہیں" (صفحہ ۹۰)

اس شاستر کے بعد آریہ بھائی جیون دیال نرکا دیال نے مندرجہ ذیل اشتہار جاری کیا

विज्ञापन का उलथा ॥

मूर्त्ति पूजा मंडन करने वाले और धर्म्मजिज्ञासु लोगों को सूचना।

सर्व आर्य्यभद्र आचार्य पण्डित शास्त्री लोगों को उचित है कि इस समय में जब वेद में मूर्त्ति पूजा करने का विधान है व इस का निर्णय करने के लिये बड़ी २ सभा और तकरार होती हैं तब स्वदेश कल्याणार्थ सब विद्वानों को कर्त्तव्य है कि पक्षपात छोड़के जिस वेदमें आज्ञा आदि मूर्त्ति पूजन प्रतिपादन मंत्र हो उस मंत्र का जो अर्थ अंगों से अ० पूर्व ऋषि मुनियों ने ब्राह्मण सूत्रादि ग्रन्थों में कर रक्खा है वह साक्षी सहित छपवा कर प्रसिद्ध करना चाहिये ॥

सो १८ मास हुए जब पण्डित दयानंद सरस्वती स्वामी इस नगर में पधारे वहां से देखते हैं कि गट्टू लालादि सब पण्डित यह शास्त्र विचार मार्ग छोड़ कर अपने शिष्य मण्डल अपने को छोड़ न जाए इस लिये उनको युक्ति से बोध करते हैं और जैसे सभी मूर्त्ति पूजकों की जड़में बैठे मौन हुआ है सो सीधा मार्ग स्वीकार नहीं करते हैं यह बड़ी विचारने की बातें हैं क्योंकि गत वर्ष गट्टू लालादि विद्वानों ने नवीन पाषाण मूर्त्तियों की वेद के आधार से स्थापना कराई इतना ही नहीं परन्तु वह चारों वेद के ब्राह्मण वर्गों से बैठे थे और वेद के हजारों मंत्र बोलते थे पस यदि सत्य है तो ऊपर लिखी रीति से प्रसिद्ध क्यों नहीं करते हैं इस से जिज्ञासु लोगों को निश्चय करना चाहिये कि जो वेद के आधार से जो पाषाणादि पूजन चलता होता, तो यह पण्डित लोग कब ही के यह सब विधान छोड़ के प्रसिद्ध कर देते इतना ही नहीं बल्कि दश वर्ष हुए पण्डित दयानन्द स्वामी सर्व देश देशांतर में फिरते हैं कि वेद में पाषाण पूजन का लेशमात्र कुछ भी विधान नहीं है इसको भूलने क्यों देते ॥

देखो रामानुज सम्प्रदाय वाले कमल नयना चार्य्य सभा में से चला गया और अब थोड़े दिन हुए पण्डित रामलाल नाम के एक पण्डित इधर आते हैं वो भी वेद से मूर्त्ति पूजा का मण्डन करने को उदित हैं ऐसा सुनके मैं भाई जीवन जी नाम का अपस्यके घरमें सभा में गया था वहां देखता हूं तो उस पण्डित को दयानन्द स्वामी वेदसे दिखला देनेका आग्रह करते हैं और पण्डित रामलाल जी कहे स्मृति में नियम हुआ था कि वेद में से सिद्ध करना। तो भी अब चुप चुप बैठे

شری دیانند سوامی جی اور پنڈت رام لال شاستری ساکن رانی کے رائپور کا شاسترارتھ جو ۲۷ مارچ ۱۸۷۶ء کو ہوا

جب سوامی جی بمبئی سے پورب کی طرف جانے کو طیار ہوئے اُس وقت یہاں کے پنڈتوں نے آپ دُور رہکر پنڈت رام لعل جی کو جو ندیا شانتی کے وِدوان تھے میدان میں آنے کے واسطے طیار کیا اُسنے ایک ہوکا بھائی جیون جی کے گھر میں بہت جدوجہد کے بعد چیت سُدی سمت ۱۹۳۳ دوشنبہ کے روز شاسترارتھ شروع کیا بہُت سے بھدر پُرش اس شاستراَرتھ کے سمہ موجود تھے۔ بالاتفاق فریقین پنڈت بھوجھاؤ جی شاستری ساکن گھاری پوری میر مجلس قرار پائے۔

سوامی جی۔ وید کے کس منتر سے مورتی پوجا کا بدہان ہے سو تبلائیے۔

پنڈت رام لال جی۔ پوران اور سمرتیوں کے شلوک بولنے لگے۔

سوامی جی۔ یہ گرنتھ مانیہ (سند) کے یوگ نہیں ہیں وید کا بدی کوئی منتر یاد ہو تو کہئیے۔

پنڈت جی نے منوسمرتی کے دہ شلوک جن میں پرتما۔ دیو شبد تھے بولے۔

سوامی جی نے سب شلوکوں کے بچار تھ پرمان سمہت ارتھ کر دئے کہ ان کا مورتی پوجا سے کوئی تعلق نہیں۔

پنڈت جی پھر اور سمرتیوں اور پورانوں کے شلوک بولنے لگے مگر اخیر تک وید کا کوئی منتر نہ بولے (تب مدھست جی بولے) مدہست پنڈت بھوجاؤ جی شاستری بولے کہ رام لال جی سوامی جی پرشن کچھ اور کرتے ہیں اور آپ اُتر کچھ اور ہی دیتے ہیں۔ یہ سبھا اور پنڈتوں کا نیم نہیں ہے جیسے کسی نے کسی سے دوارکا کا مارگ پوچھا اور بتلانے والے نے کلکتہ کا مارگ تبلایا اسی پرکار کا یہ آپ کا شاستراَرتھ ہے۔ اس کہنے پر بھی رام لال نے کوئی وید کا پرمان نہیں دیا۔ تب سب کی سمتی سے سبھا برخاست ہوئی اور میر مجلس نے سب میں سپشٹ کہدیا کہ آج پنڈت رام لعل پاشان پوجنے کو وید وکت سدّھ نہ کر سکے۔"

اس ست کہدینے پر اس ست وکتا (راستگو) شاستری کو کتنے سوارتھی پنڈتوں نے ستانے میں کوئی کسر نہ رکھی۔

پھر چیت سمت ۱۹۴۰ میں انہیں پنڈت صاحب کی منیجر وید بھاشیہ و ویدک نیترالہ پریاگ سے ملاقات ہوئی اور وہ ساری کی ساری رسالہ دیش ہِتیشی ماہ چیت سمت مذکور میں طبع ہوگئی ہے جو خالی از لطف نہیں۔

منیجر آپنے سنسکرت وِدیا کا بہت دن تک ادہئین کیا ہے اور آپ اس بھاشا کے وِدوان ہیں اور دھرم شاستر کے گرنتھ دیکھے ہونگے اور آپ کے سوا کانشی آدی ستھانوں میں اور بھی بہت وِدوان ہیں۔ اور سوامی دیانند سرستی بھی بڑے ودوان ہیں سو آپ سب لوگ جانتے ہونگے پھر کیا کارن ہے کہ آپ لوگوں اور سوامی جی کی دھرم سمبندہی وشیوں میں باتیں نہیں ملتی ہیں۔ سوامی جی چاروں ویدوں کو پرمانک مانتے ہیں تب اُن میں لکھی باتوں کو کیا آپ لوگ سدّھ نہیں کر سکتے؟ جو سوامی جی ست کہتے ہیں تو آپ لوگوں کو

بمبئی میں سوامی جی کے پاس ایک دفعہ بہت سی استریاں اولاد کی خواہش کے واسطے آئیں۔ اُس وقت کئی سیٹھ ساہوکار بھی بیٹھے ہوئے تھے سوامی جی نے اُتر دیا کہ لڑکا سوائے بیراگیوں کے اور کوئی نہیں دیسکتا۔ میرے پاس نہیں ہے۔ جتنے سیٹھ وغیرہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ سب شرمندہ ہوگئے اور وہ چلی گئیں۔

جب لوگ کھنڈن منڈن کے سبب سوامی جی کو گالیاں دیتے تھے تب سوامی جی کہتے تھے کہ جیسے لوگ سُسرال میں جاتے ہیں اور گالیوں سے خوش ہوتے ہیں ویسے ہی میں ایشر پرماتما کی بھگتی کا پرچار کرتے ہوئے دھرم ورودھیوں کی گالیوں سے خوش ہوتا ہوں +

ایک روز بمبئی میں کئی ہزار کی مجمع میں بحالت ویاکھیان راجاؤں کی بربادی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آجکل کے راجاؤں کی بربادی کا باعث یہ ہے کہ اُن کے صلاح کار اس قسم کے ہوتے ہیں اول جوتشی۔ دوم تیل والا سوم اونٹ والا چہارم ہیجڑہ۔ کسی ایک راجا پر جب غنیم چڑھ کر آیا اور قلعہ کے اندر گھسنے لگا تب اُسے خبر ہوئی اول جوتشی سے پوچھا اُس نے کہا کہ ابھی مہاراج کو بھدرا ہے۔ پھر تیل والے سے پوچھا آپ فرمائیے آپ کی کیا رائے ہے۔ اُس نے کہا جلدی کیوں ہے آپ ابھی تیل دیکھیں اور تیل کی دھار دیکھیں۔ پھر اونٹ والے سے پوچھا کہ آپ اپنی رائے کہئے اُس نے کہا حضور دیکھئے تو سہی آخر اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ یہ ایسی ہی صلاح کرتے رہے۔ اور غنیم اندر گھس آیا تب ہیجڑہ سے پوچھا کہئے اب آپ کی رائے۔ اُس نے کہا کہ آپ قنات تان لو کیا وے پردہ میں گھس آئینگے۔ اس کے آخر میں افسوس سے میز پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اگر ہمارے راجاؤں کی یہ دشا نہ ہوتی۔ تو ہماری یہ دُردشا کیوں ہوتی۔ مُلک کی بربادی کا کارن یہی ہے۔

بمبئی کے بڑے پادری وِلسن صاحب کو ہر چند سوامی جی نے دھرم چرچا کے واسطے بُلایا مگر وہ سامنے نہ آیا اور سوامی جی نے اُس کے پاس سوال بھیجے اُن کا کچھ جواب ندیا آخر الامر سوامی جی خود ہی ایک روز اُس کے پاس چلے گئے وہ بڑے تپاک سے ملا۔ اور کچھ عرصہ تک بات چیت ہوتی رہی۔ پھر بہانہ کیا کہ میرا اس وقت ضروری کام ہے۔ میں کسی وقت آپکے مکان پر حاضر ہونگا۔ لیکن جب تک سوامی جی وہاں ہے۔ وہ تشریف نہ لائے بلکہ بمبئی چھوڑکر کہیں باہر چلے گئے۔

جس دن کوئی بڑا مباحثہ ہونے کو ہوتا اُس دن تین بجے رات اُٹھکر اور تازہ پانی منگاکر بموجب قاعدہ ویدک مقررہ مہینوں کے مطابق سونف وغیرہ پھانکتے اور اوپر سے تازہ پانی پیکر شوچ کو جاتے اور آنکر اشنان کرتے پھر دھیان دھرتے تھے ۶ بجے صبح تک۔ مباحثہ کے روز پرماتما کا دھیان زیادہ کیا کرتے تھے۔

بمبئی میں ہی میکس مولر صاحب کی ایک چٹھی جرمن سے آئی تھی بدیں مضمون کہ اگر آپ یہاں آویں تو بہت بڑی کرپا ہوگی۔ اور دہاں کے دھن بھاگیہ ہیں جہاں آپ نے جنم لیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ سوامی جی نے اُتر لکھا تھا کہ میری آشا آنے کی اوشیہ تھی مگر یہاں کے لوگ ابھی مجھے ناستک کہتے ہیں۔ جب تک میں اس مُلک کو اچھی طرح نہ بتلادوں کہ میں کیسا ناستک ہوں تب تک نہیں آسکتا۔ جب میکس مولر صاحب کی چِٹھی آئی تھی تب دہاں کے بھائیوں نے اپنے جہاز پر لیجانے کا اقرار بھی کرلیا تھا مگر سوامی جی خود نہ گئے +

رفع کئے مگر اِن تین صاحبوں نے کسی خاص سبب سے باوجود کئی بار لاجواب ہونے کے بھی ست کو گرہن نہ کیا۔

یہ لوگ انصاف سے کام نہیں لیتے اور حق بات کے قبول کرنے سے گھبراتے ہیں۔ مثلاً سب سے بڑا اعتراض اِن کا یہ تھا۔ کہ آپ ویدوں میں اگنی۔ اندر وغیرہ چند شبدوں کے ایشور واچی ارتھ کیوں کرتے ہیں۔ سوامی جی نے ویدوں کے پُرانے ویاکھیان برہمن گرنتھ بتلائے کہ خود سب رشیوں نے اگنی وغیرہ کے دو ارتھ کئے ہیں۔ ایک تو یہ بھوتک اگنی جڑھ پدارتھ دوم گیان سروپ پرماتما۔ اُپ نشدوں کے بھاشیہ میں شنکر آچارج وآنند گری وراجا رام موہن رائے و میکس مولر۔ ودارا شکوہ و سائین ۔ شوپن ہار۔ اوبٹ۔ ڈیوڈ پیرسن وغیرہ سب فضلا نے بالاتفاق ایشاواسیہ اُپ نشد کے ۱۸ ویں واک میں جو اگنی شبد آتا ہے۔ وہاں پر میشور ارتھ کیا ہے اور آج تک کسی بُدھی مان نے اُس سے اِنکار نہیں کیا۔ اور ایشیاٹک سوسائٹی کے لایق وِدوان ممبر پنڈت ست برت سام آشرمی نے بھی اپنے نرُوکت کی ویاکھیا کے انت میں یہی ارتھ کیا ہے۔ اسی طرح باقی شبدوں کا ارتھ ہے۔ جو اور تمام وشیشنوں کے ساتھ بعض موقعہ پر برہم کا واچک ہوتے ہیں۔ مگر تعصب کو کوئی کیا کہے۔

اور جب کہ خود ویدوں میں ارشاد ہے کہ جو پرماتما کے سوا کسی غیر سے اُپاسنا یا پرارتھنا کرے وہ حیوان مُطلق ہے اور وہ نرک گامی ہوگا دیکھو یجر وید ادھیایہ ۴۰ منتر ۹ اور ایسا ہی برہمن گرنتھوں میں بیان ہے تو پھر وید میں کسی دیوتا یا جڑھ چیز کی اُپاسنا کا ماننا صریح جہالت ہے۔ اور جو حق بات کے ماننے سے جان بُوجھکر انکار کرے اوسے ہم کیا کہیں۔ چنانچہ اُس وقت کے اخبار انڈین مرر کلکتہ میں یہ حال اس طرح پر شایع ہوا ہے۔

"معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت دیانند سرسوتی بمبئی پریزیڈنسی میں اپنے کام کا پربندہ کر رہے ہیں۔ آریہ سماج جس کا حال ہمارے ناظرین وقتاً فوقتاً سُنتے رہے ہیں۔ اُس کا وجود انہیں کا قایم کردہ ہے۔ کُل عملی مقاصد کے واسطے یہ سماج گویا برہم سماج ہی ہے اصول کی بڑا فرق یہ ہے کہ آریہ سماج والے ویدوں کے الہامی ہونے کے قائل ہیں۔ باوجودیکہ سوامی جی کی خواہش برہم سماج سے سب باتوں میں میل کی ہے مگر ویدوں کا الہامی ہونا اُن کے لئے ایک بڑی بھاری بات ہے۔ جس کو وہ ہرگز نہیں چھوڑیں گے حقیقت یہ ہے کہ سوامی جی کیا اس ملک میں اور کیا اور جگہ براہمو لوگوں کی ایکٹیو ہمدردی اور شمولیت کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے اور اس سے اُن کو آگاہی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرح اُن کی یہ بات ذہن نشین ہوگئی ہے کہ کوئی اصلاح مذہبی یا سوشیل اس ملک میں استحکام پذیر نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہندوؤں کی مقدس کتابوں کے پرمان و تائید سے جاری نہ کیجاوے اگر موجودہ انڈیا نے مغربی تعلیم نہ پائی ہوتی تو یہ خیال اُن کا صحیح تھا۔ مگر اس وقت کُل امور کا فیصلہ زمانہ کی سپرٹ سے ہوتا ہے نہ کہ شاستر سے۔ اور مذہبی اور عملی اصلاحین جو اُس سپرٹ کے مطابق ہو رہی ہیں۔ اُن کی کامیابی ایسی ہی یقینی ہے۔ جیسے کہ ویدوں کی پُرانی باتوں کی ترویج کی ناکامیابی۔ بمبئی یا بنگال کے براہمو پنڈت دیانند سرستی کے ساتھ اِسقدر ملکر کام کر سکتے ہیں جس قدر کہ بت پرستی ذات پات اور دیگر خراب رسموں کے موقوف کرنے کا تعلّق ہے مگر دیگر مذہبی امورات میں اسقدر اِختلاف رکھتے ہوئے ہماری شمولیت ناممکن ہے۔" (سنڈے اڈیشن صفحہ ۲ جلد ۱۴ نمبر ۲۸۱ مطبوعہ ۲۹ نومبر ۱۸۷۵ء)

لوگوں کو پورن وشواس ہے - ایسا ہی ہو - تتھا استو -

آگے ہونے والے لوگوں کو ہمارے پرم متر چیلوں کرکے سمان بِبیک سے رہت کام کبھی نہیں کرنا چاہئے - کیونکہ ویسا کرنے والا پُرش خود کلنکت ہو کر اپنے سہ باسیوں کو کلنک لگاتا ہے - بنا بران ایسا کام کبھی ست بُدھی کا نہیں کہا جاتا - ایسا سدھانت ہے -

جیسے راجا کی سواری کا ہاتھی - گاؤں کے شریر کتوں کے بھونکنے سے ذرا بھی ڈرتا نہیں - ویسا ہی ہمارا یہ بڑی تعریف کے لایق زبردست بہادر مندرجہ بالا لوگوں کی بیشمار حرکتوں سے کبھی ذرا بھی ڈگمگایا نہیں - ایسے جگت پوجیہ مہا انوبھو (روشن ضمیر) کے ساتھ ہمارے پُونا کی مانند نہایت مُہذب شہر میں کبھی کوئی ایسا چھل نہیں کرنا چاہئے تھا - پرنتو کُٹل سوار تھی اور تسری (ددویشی) لوگوں نے اپنے ساتھ اِس نگر کو نہایت بدنام کر دیا - خیر ! جہاں بہت اُتم لوگ رہتے ہیں - وہاں چنڈالوں کے گھر بھی ہوتے ہیں - اس مثال سے ہم اپنے من کو صبر بھی کرا لیں تو بھی یہ بات بُری ہو گئی - اِس لئے یہاں کے بہت سے سجن اور ودوان لوگوں نے سوامی جی کے پاس جا کر بہت افسوس ظاہر کیا پرنتو دھن وہ تپوندھی (عبادت کیش مرتاض) جس کے دھیریہ یا گمبھیریہ یا شوریہ میں ذرا بھی فرق پڑا ہوا کسی کے بھی دیکھنے میں نہیں آیا -

جو شخص اس بچار میں کہ بھارت ورشی لوگوں کو سنسارک اور پرمارتھک سُکھ کیسے پراپت ہو گا رات دن مگن ہو کر اپدیش کرتا ہو اور جس کے سامنے آتے ہی رامانج اور کمل نین آچارج جیسے بھی مَیں مَیں کرنے والے یعنی اپنے برابر کسی کو نہ سمجھنے والے بڑے ودوانوں کی بھی فضیحت اُڑ گئی - انکو مورکھ یا پرمادی سمجھنے والے اور سمجھانے والے کون - کیسے سیانے یا چتر ہیں اُنکا تم تھوڑا بھی بچار کرو - اس کے بعد یہاں کے ایک اُدیوگی پُرش نے سوامی جی کے دیا کھیانوں کا سارانش خلاصہ طیار کیا ہے - اوپر سے سوامی جی کا گمبھیر وچار اور سوتنتر وچار اور ترک شکتی کی بیحد طاقت سمجھ میں آتی ہے - اس لئے اس کو دیکھو جس کے ذریعہ سے شانتی ہو جاویگی -

ولایت میں ودیا - بُدھی کے ساگر اڑاس سمتھ - بیکن - مِل وغیرہ مہا پنڈت جیسے مشہور ہو گئے ہیں - اور جن کے موافق پہلے اپنی طرف کناد - گوتم آچارج جیسے ویدودیا نگ اُپانگ اور دھرم سنستھاپک ہو گئے ہیں - اُن کے برابر کی ہی سوامی جی کی مورتی تھی - ایسا کہنے کو ہم کو تھوڑی بھی شنکا معلوم نہیں ہوتی - ایسا ہی سمجھنا چاہئے کہ ایسے سمگت پُرش سونے کی پریکھشا (امتحان) کے واسطے ہمارے یہاں کے چیلون کر جیسے متسری پُرش گھنشام مثلاً (کسوٹی) ہیں - اس پر ہمارے سورن کی اچھی طرح سے پریکشا ہو کر وہی سچا ٹھہرا جسکو اچھا ہو وہ مقابلہ کرکے دیکھ لے "۔

اخیر اگست ۱۸۷۵ء کو سوامی جی پُونا سے واپس بمبئی میں تشریف لائے اور سماج میں قیام فرمایا اُس وقت پنڈت منڈن رام بلھو یوسنگھ دونوں رخصت ہو کر کان پور میں راجا جیکشن داس جی کے پاس چلے آئے -

بمبئی میں بابو نوین چندر رائے و بابو پرتاب چندر موزم دار اور ڈاکٹر بھنڈارکر ممبران برہم سماج سے بھی سوامی جی نے دھرم سمبندھی بارتالاپ کی اور ویدوں کے متعلق جو ان کے اعتراض تھے - ان کا قرار واقعی کھنڈن کیا اور بہت سے برہم سماج والوں کے شکوک

مطابق آچرن کرنے کا حوصلہ اور اوبہہ کتا (دیٔ صفائی) کسی میں ملتی نہیں۔ اسی طرح اُس پرکار کے بندھن انھوا لالچ جیسے کاسن ان میں بالکل نہیں تھے۔ تب ان سے اور اندلوں کے بنکپارسی (بیوپاری) لوگوں سے کیسے سمتی (ایکتا) ہو سکتی ہے۔ اسیواسطے ان لوگوں نے سوامی جی سے ہر طرح ورودھ کیا۔ اُن سب سے بڑھکر یہاں کے لوگوں کا حال دکھائی دیا۔ یہاں کے لوگوں کی ایسی ہی خراب بدھی تھی۔ اور یہاں کے تین مشہور آدمی اُن کو مدد دینے والے اور اُبھارن والے دیکھ کر ہمارے چت کو بڑا کھید ہوتا۔ اُن میں سے مُصنّف نبندھ مالاکار निबंध मालाकार سب سے بڑھکر تھا۔ مندرجہ بالا تین گرہستوں میں اوّل پروفیسر رام کرشن گوپال بھنڈارکر ہیں۔ اُن سے اور سوامی جی سے باہمی آکھشیپ اور شنکا روبرو ہوئی اس سبب سے اُن کا مت اُن کے ہی پاس رہا۔ ایسا سمجھنا چاہئے۔ دوسرا آکھشیپ کیلاس باسی وشنو شاستری پنڈت کا ہے۔ انہوں نے اپنے اندوپرکاش اخبار میں ایک دفعہ سوامی جی کے وِرُودھ کچھ لکھا تھا۔ پرنتو آگے کو سوامی جی کی اعلےٰ لیاقت اور تپوبل کو سمجھ گئے وہ جلدی سیدھے راستہ پر آگئے۔ اور پھر کبھی اُن کے خلاف نہیں کیا صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ہم نے اُن کے مُنہ سے بہت دفعہ سوامی جی کی اُستتی سُنی اور اُنہوں نے ہمیشہ اپنے اندوپرکاش میں احمدآباد اور اُس کی اطراف میں رلاہوا مان اور سویش مفصل پرکاشت کیا۔ اور ہمارے ساتھ روبرو ہونے پر بھی اُنہوں نے سوامی جی کے وشے میں اپنی اُوچیہ بدھی تبلائی۔ اب بچارنا چاہئے کہ اندوپرکاش کے سمپاوک وشنو شاستری جی کی وچارشکتی کتنی شُدھ اور لائق تعریف تھی اور پھر سمجھنا چاہئے کہ نبہ میں لوگ سوامی جی کو کیا سمجھتے تھے۔ اور پیچھے سے آہستہ آہستہ اُن کی بدھی اُن کی بابت کسطرح پلٹی تھی۔ یہ حالت بہتوں کی دیکھی گئی۔

اس کا بستار تھہ برتن جسکو دیکھنا ہو۔ وہ سوریہ اُدے اخبار جو تھانہ متصل بمبئی سے نکلتا ہے اُس میں دیکھ لے۔ اب رہ گئے تیسرے آدمی یعنی کیلاس باسی دوسرے وشنو شاستری چپ لُون متصل بمبئی کے رہنے والے (اڈیٹر نبندھ مالا) ان کا مرتے دم تک سوامی جی پر ایک جیسا کٹاکھش جاری تھا۔ یہ بڑا ودوان اور دیرگھ درشی اور نہ ہوتو نہ ہو شیتیی اس کے درمیان میں سوامی جی کا ورودھی تھا اگرچہ اس وقت وے دونوں نہیں رہے۔ پرنتو ان دونوں کے لیکھ سامنے موجود ہیں۔ اُن پر سمالوچنا (ریویو) کرنا چاہئے نبندھ مالا کے کرتا نے ستیہ نند اگنیت آکھشیپ سوامی جی پر کئے ہیں اس کی بابت ہمکو اُداسین رہنا ٹھیک معلوم نہیں ہوتا ہم کو اتنا ہی کام کرنا باقی ہے وہ کرکے ہم اپنا گرنتھ سماپت کرتے ہیں۔ ایسا اعتراض کرکے آگے بہت کچھ اس کی بابت اپنا پیتھلوت وچار اور ببیک کرتے کرتے انت کو لوگ ہٹ وادی نے اپنا یہ نرنے سدھ کیا ہے کہ چپلون کے رہنے والے میں پہلے کہے ہوئے وشنو شاستری جی کے سمان وچار کرنے والی شکتی نہیں تھی ویتھار تھہ کرنا اور لکھنا ان کو منظور نہیں تھا یا ایسے کرنے سے گھور وپتی (سخت آفت) اُن کے سر آجائیگی۔ ایسی کچھ دہشت اور خوف اُن کے چت میں آجاتا تھا۔ اِس لئے اُنہوں نے سب ودیا جاننے والوں کے سموہ سے وپریت چلن رکھا۔ خیر! کچھ ہی کیوں نہ ہو سر ہمارے سوامی جی مہاراج کی جس طرح بڑی عزت ہوئی تھی وہ انکی زندگی میں سب جگہ اس بھارت ورش میں پورن ریتی سے ہو گئی اور اُن کے پیچھے اُن کی ویسی ہی کیرتی ہمیشہ اِس جگت میں پھیلی رہیگی اور آگے بھی روز افزوں بڑھتی جاویگی۔ کیونکہ اُس یوگیشر کا نشکپٹ کام تھا۔ اس لئے ایسا ہی دوراندیش

تپونِدھی تھے۔ اسواسطے اُن کو اس بھومنڈل پر اس قدر عزت حاصل ہوئی اور سب بھارت ورش کے چھوٹے۔ بڑے۔ سمجھدار۔ راجے مہاراجے وِدوان جن اور سب پرکار کے بُدھی مان لوگوں سے اِن کو انوپم سنمان ملا۔ اگرچہ اس وقت یہاں وِشنو باوا برہم چاری۔ اور گجرات میں سوامی نارایَن عرف سہجانند اچھے سادھو ہو چکے ہیں۔ پرنتو اُن کو ان کے برابر پورن وِدیا نہیں تھی۔ اس لئے یہ اُن سے اعلےٰ درجہ پر ہیں۔ انکو ویدک مت سنتہا کپ ایک دوسرا شنکر آچارج سب لوگوں کو بغیر شنکا کے سمجھ لینا چاہئیے۔ ان دِنوں پورانک دھرم کمال پر اور ویدک دھرم پائمال و زوال پذیر ہو گیا تھا۔ پورانوں کی کتھا ایکتا اور انیکتا اسی طرح مورتی پوجا ہی اویدک۔ اگیان اور انرتھ سوچک ہے۔ اس لئے ہم سب کو وہ چھوڑ دینی چاہئیے۔ ایسا سوامی جی کا اُپدیش سُنکے پیٹ بھرنے والے بھوجن بھٹ اور شاستری ویدک اور پوران کے منڈن کرنے والوں کو سرو تر سب کو نہایت بُرا لگا اور وہ سب سوامی جی سے دویش کرنے لگے اُنہوں نے ہی اپنے پیٹ کے واسطے شریمان سوامی دیانند سرستی جیسے جگت پوجنیہ مہاتماؤں کی نندا شروع کی اور وہی لوگ اس مہاپرش کو ناستک۔ پاکھنڈی اور عیسائی کہنے لگے۔ یہ بات کوئی نئی نہیں جتنے سُدھارک (ریفارمر) ہو چکے ہیں۔ اُن کے اوپر ہمیشہ ایسی ہی (وپتی) مصیبت آئی یہ بارتا اتہاس جاننے والے کو معلوم ہے اور ہم پرتکھش اپنی آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں۔ یہ بھی ایسا ہی ایک نظارہ ہے۔ اسی طرح سے جب ہی اگیانی لوگوں کے دل میں اس مہاتما پرش کے وشہ میں اُپوجتا آگئی تو بھی اُس پورن پرتاب شیل کے من میں کبھی آرمبھ کئے ہوئے کاموں میں ترسکار گہن کا لیش بھی اُتپن نہیں ہوا۔ اس پرکار مان اور اپمان میں تُلتا رکھکر وہ ہمیشہ پرم اُتشاہ پورک سب جگہ کام کرتا رہا اور اُتر ہندوستان کے سب نگروں میں اُن کے اپدیش سے آریہ سماج قائم ہو گیا۔ ۱۸۷۵ء کے جون و جولائی کے مہینہ میں یہاں کے پرتشٹھت اور سنبھاوت بڑے وِدوان اور گرہست منڈلی کے بُلانے پر شریمان سوامی جی مقام پونا میں آئے تھے۔ اُس سمہ یہاں کے ہندو کلب میں اُن کے پندرہ سولہ ویاکھیان سُننے میں آئے تھے۔ اُس وقت سامعین کا کتنا ہجوم تھا۔ اور اپورب وکتا کے اپدیش سے اور ویاکھیان کی طرز بیان سے اُس وقت یہاں کے ست پُرش لوگوں نے سوامی جی کا بہت اچھی طرح سنمان کیا۔ ایک دن اُنکو ہاتھی (گجاوڑ) پر بٹھلا کے بڑے ٹھاٹھ سے سب شہر پونا میں پھرا کر لائے تھے۔ پرنتو یہاں کے چھچھور۔ سترپر بیوقوف۔ بے سمجھ۔ خود مطلبی۔ اور دویش کرنے والے سوامی جی کا وہ ستکار نہ سہار سکے ان لوگوں نے جو کچھ نہیں کرنا وہ باتیں کیں۔ جس پر آخر کار پولیس کی مدد لینی پڑی اس کا تھوڑا یا بہت وستار ہمکو لکھنا پسند نہیں کیونکہ جنھوں نے جیسا کیا تھا ویسا ہی بدلا اچھی طرح پالیا۔ پرنتو پونا کے سمان مشہور شہر میں لوگوں نے ایسے انوچت کر کے اپنا بڑا ہی الولکیہ اور نندا کرالی۔

پرسدھ ہے کہ سوامی جی میں للّو پتّو۔ لوبھ۔ بالکل نہیں تھا۔ اس لئے وے نس پرہ اور نرلوبھ سے بیدھڑک اپنی سچی رائے لوگوں کو تبلاتے تھے۔ یہ بات سوارتھی لوگوں کو کیسے پسند ہوتی۔ کُل کے پروہت کو یہ کہ یجمان کو ایباست (عقل) ظاہر کیا تو اپنی پروھتائی بند ہو جاوے گی ایسے ڈر رہے تھے۔ پنڈتوں کو یہ کہ ہم نے اس کو ایسا ہی شاستر آدھار ظاہر کیا۔ تو لوگوں میں اپنی اپرتشٹھا ہو جاویگی۔ ایسی چنتا رہتی تھی۔ اور گرہست کو ہم فلانے آچار کے مطابق چلے تو عام لوگوں میں جو ہماری عزت ہے وہ دور ہو جاویگی اور اپ ہاس (بدنامی) ہو جاویگی ایسا ڈر رہتا تھا۔ علےٰ ہذا القیاس بلا رو رعایت اور دل کو سچّا معلوم ہونے والا مت لیکر اُس کے

اُن کی چھوٹی اور بڑی غلطیوں کو بھومکا میں ظاہر کر دیا ہے اس بھومی کے اوپر سے انیک اگیات اور بہتو کی باتیں سمجھ کے لوگوں میں سے جھوٹھے آچار اور جھوٹھی سمجھ کس کس پرکار سے اپنا عمل آجتک اس بھارت ورش پر رکھتے ہوئے آئے ہیں اور اُن کے سبب سے شاستری پنڈت گیانی اور وِدوان لوگوں نے کیسی اُداسینتا اور خرابی اور نرمگتو निर्म तत्व کہلایا ہے یہ سب سمجھ میں آتا ہے +

دو ہزار برس سے برہمنوں نے یہ اچھی طرح ورد زبان کر لیا ہے کہ وید و شاستر یہ اپنے گُپت دھن ہیں ان کی طرف ہمارے بنا اور کوئی نہ دیکھے۔ ان کے ورُدھ سوامی جی کا یہ مت ہے کہ جس جس کو عقل ہے وہ وید و شاستر کے پڑھنے کا ادھکاری ہے اور اُس کو اجازت ہے جس سبب سے سب برہمن پاگل کُتے کی طرح دیوانہ ہو کر سوامی جی پر غصہ کی آگ جھاڑنے لگے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ دیانند جو پرتپادن کرتے تھے وہ لَلّو پتّو کے ساتھ نہیں کرتے تھے وہ پُرزور دلائل اور اکھنڈنیہ پرمانوں سے یکت تھے مگر لوگوں میں ان باتوں کی شائستگی اور وچار پوربک گرہن کرنے کی تمیز نہیں تھی۔ اس سبب سے برہمنوں اور دیانند میں مخالفت اور ونتنڈا پڑتا تھا۔ اس سے برہمنوں کا کم حوصلہ اور سوامی جی کا فراخ حوصلہ معلوم ہوتا ہے جو سمجھدار لوگ ہیں وہ اچھی طرح اس بات کو جانینگے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ سوامی جی کو کسی قسم کا بندھن۔ لوبھ۔ نخوت یا برادری کی پابندی نہیں اسی لئے وہ کسی کا لحاظ۔ ڈر۔ اور خاطرداری نہیں رکھتے۔ نیا اور وید شاستر کے مطابق جو واجبی ہے وہ بیدھڑک کہتے ہیں اُن کے پاس کپٹ کا لیش بھی نہیں جب کوئی آدمی اُن کے پاس شنکا لیگیا اُس کا اُنھوں۔ نے یوگ ریتی سے سمادھان کر دیا +

آج پرینت اُن کے پاس جس قدر معترض آئے۔ یا جسقدر اعتراض اُن کو معلوم ہوئے۔ اُن سب کے سمادھان سوامی جی نے اپنی وید بھاش بھومکا اور ستیارتھ پرکاش نامک گرنتھ میں اچھی طرح سے لکھ دیئے ہیں وہ پنکتیں ایسے سروماننیہ (مسلم عامہ) ہیں کہ جن کو دیکھ کے سب کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں۔ اور سب کے اوپر سوامی جی کا ہی سدھانت قایم رہتا ہے۔

اُن کے دیاکھیانوں میں سب دھرم اور سب متوں کے لوگ خوشی سے آتے اور وہ سب کے سامنے بلا خوف آپ ہا دن کے دیاکھیان دیتے اور کھنڈن منڈن کرتے تھے۔ اسی طرح سے سروتّر سرب کال میں نرشنگ (بے خوف و خطر) ایکدم پھر کر اور جہاں تہاں ہر ایک کے ساتھ شاستر ارتھ کر کے سات سمندر کے پار اپنی کیرتی کا جھنڈا پھرایا۔

لنڈن۔ امریکا ارتھات پاتال تک انہیں کی فتحیابی کا نقارہ بج رہا ہے۔ ہندوستان کے بہت سے راجہ اور رئیس اور لاکھوں بدھی مان اور سمجھدار لوگوں نے اپنے اپنے ویشنو آدی متوں کو چھوڑ کر بھگتی پوربک سوامی جی کا انوسرن کیا ہے۔ تمام بھارت ورش کے بڑے بڑے مہارتھی اور راتی رِشی واقف پنڈت اور شاستری لوگوں میں جا کر شیر کے موافق بیدھڑک جا کر بیٹھنا اور جاتے جاتے اُن سے مباحثہ (واک یدھ) کر کے او سیدم اُن کو پراست کر کے ہنستے ہوئے اُٹھنا اور سروتر اپنا ہی پکش قایم کرنا یہ سوامی جی کا کتنا بلند حوصلگی کا کام ہے۔ اور ودیا اور تپوبل کے ہوتے ہوئے بھی کسی قسم کا ہنکار نہیں تھا۔ اُن کے ساتھ کام کے لئے دو تین شش ہمیشہ رہتے ہیں۔ جو وہ پراچین رشی منیوں کی طرح ستیہ پتھ پر ورتنے والے۔ شُدھ مت کے سنتھاپک۔ سچے ویش انوراگی اور پوروگن جاننے والے اور عالم عدیم المثل۔ بلا لاگ لپیٹ کے صاف کہنے والے۔ پرم نس پریہ۔ جتندریہ۔ چھ شترؤں کو جیتنے والے۔ ویراگیہ شالی

نمبر ۵ ۔ ۱۳ ر جولائی ۱۸۷۵ء سہ شنبہ اساڑھ سُدی ۱۰ سمت ۱۹۳۲ ویدک الہام کے وشے ہیں ۔

نمبر ۶ ۔ ۱۷ ر جولائی ۱۸۷۵ء شنبہ مطابق اساڑھ سُدی ۴ سمت ۱۹۳۲ پُنر جنم کے وشے پر ۔

نمبر ۷ ۔ ۲۰ ر جولائی ۱۸۷۵ء سہ شنبہ ساون بدی ۲ سمت ۱۹۳۲ یگ سنکار کے وشے پر ۔

نمبر ۸ ۔ ۲۴ ر جولائی ۱۸۷۵ء شنبہ ۶ ساون بدی سمت ۱۹۳۲ اتہاس کے وشے پر ۔

نمبر ۹ ۔ ۲۵ ر جولائی ۱۸۷۵ء یکشنبہ ۷ " "

نمبر ۱۰ ۔ ۲۷ ر جولائی ۱۸۷۵ء سہ شنبہ " ۱۰ سمت ۱۹۳۲ "

نمبر ۱۱ ۔ ۲۹ " " پنجشنبہ ساون ۱۲ سمت ۱۹۳۲ "

نمبر ۱۲ ۔ ۳۱ " " شنبہ ساون ۱۴ سمت ۱۹۳۲ "

نمبر ۱۳ ۔ ۲ ۔ اگست ۱۸۷۵ء دوشنبہ ساون سُدی پروہست ۱۹۳۲ نت کرم اور یگیہ

نمبر ۱۴ ۔ ۳ ۔ اگست ۱۸۷۵ء " ساون سُدی ۲ "

نمبر ۱۵ ۔ ۴ ۔ اگست ۱۸۷۵ء چارشنبہ ساون سُدی ۳ سمت ۱۹۳۲ اپنا جیون چرتر ۔

یہ پندرہ ویاکھیان ایک علٰحدہ پُستک میں اُسی وقت کسی صاحب نے زبان مرہٹی میں طبع کرا دئے تھے ۔ چنانچہ اخیر ویاکھیان میں سوامی جی نے فرمایا کہ پچھلے سال بمبئی میں آیا اور بمبئی میں گوسائیں جی مہاراج کے پکش کا کھنڈن بہت پر کار سے کیا اور بمبئی میں آریہ سماج ستھاپن کی ۔ بمبئی سے احمد آباد اور راجکوٹ میں کچھ دن جا کر دھرم اُپدیش کیا اور ان دنوں تمہارے اس شہر میں تقریباً دو مہینے ہوئے کہ آیا ہوں ۔

بعد ازاں پونا میں آریہ سماج قائم کی پونا کے ایک فاضل مہاراشٹری نے سوامی جی کا پونا میں آنا اور وہاں کی کُل کارروائی مفصّل رسالہ میں شائع کی ہے جس کو ہم بجنسہ یہاں درج کرتے ہیں ۔

لوک ہت وادی

فروری ۱۸۸۳ء

"سوامی دیانند سرستی مہاراج ان دنوں بڑے لکچرار پورن وِدوان اور سادھو ہیں کہ جن کی پوری اُستتی ہم سے نہیں ہو سکتی ۔ بھومنڈل (کرہ زمین) پر سب جگہ ان کی نرمل کیرتی تھوڑے دن میں بخوبی پھیل گئی ۔ سوامی جی نے اپنے وید بھاشیہ کے آرمبھ سے پہلے جو وید بھاشیہ بھومکا بنائی ہے اُسے جو کوئی شُدھ چت سے پڑھیگا اُس کو وید اور دھرم وشے پرشنکا بالکل نہیں رہیگی اور اُس میں اُتم ریتی اور اچھے وچار سے تمام انسانوں کی بہتری کے واسطے ایسی رچنا کی ہے کہ جس کو وید کا ہیتو جاننا ہو تو وہ وید بھاشیہ بھومکا ضرور دیکھے یہی ہماری آشا ہے ۔

سوامی جی جو وید بھاشیہ لکھتے ہیں وہ وید کا لفظی ترجمہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی پہلے بھاشیہ کارمہی دھر وغیرہ نے جو غلطیاں کی ہیں

نے بیوقوف لوگوں کو ورغلا کر ایک بڑا فساد کھڑا کیا۔ مگر اُس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ اُس میں پیشروی کرنے والے غریب اور جاہل دو گرہستوں میں سے ایک کو چھ ماہ اور دوسرے کو ۹ ماہ جیلخانے کی ہوا کھانی پڑی اور جو لوگ سکھلانے والے تھے اُن میں سے بڑے بڑے سوامی جی کی خوشامد کر کے اُن کے ذریعہ سے مقدمہ چلانے والوں کو روک کر بچ گئے اور وہاں سماج بھی قائم ہو گیا۔ لیکن کئی ایک پونا نواسیوں کے پرپنچ مئے برتی (خرابیوں) سے بہت کال تک نہ رہ سکا اور ویسے ہی بھڑوچ۔ راجکوٹ وغیرہ کئی ایک شہروں میں بھی ہؤا۔ اُس کا خاص سبب دیکھنے سے یہی پرتیت ہوتا ہے کہ سوامی جی کے زیادہ نہ ٹھیرنے کے سبب اور علاوہ دھرم ادھرم سمجھنے کی پُستک بھی اپنی بھاشا میں طیار نہ ہو سکنے سے اور اُس سلسلہ سے آگے بھی کسی کا وچار نہ کرنے کے سبب اُس مہاتما کے لگائے ہوئے پودے اُس کے وداع ہونے کے بعد پنڈتوں کے پرپنچ مئے اُپدیش جال میں پھنس جانے کے سبب ٹِک نہ سکے کیونکہ اگر سوامی جی وہاں بہت دن رہتے تو وے لوگ سوامی جی کے ساتھ شِشٹ سنگ کر کے اپنا نشچے کر لیتے تو ہم امید کرتے ہیں کہ وے سماج بھی پنجاب کی سماجوں کے موافق بڑی اُنتی کو پہنچتے اس میں کچھ سنشے نہیں۔ کیونکہ سوبھاوک ریتی سے جو ہم وچار کرتے ہیں تو ہمیں یہی پرتیت ہوتا ہے کہ سوامی جی مہاراج نے جو جو اُپدیش کا پرارنبھ کیا تھا اُن میں کا بہت سا حصہ آجکل چلتے ہوئے دھرم پوتھا سے بالکل وِردھ ہی دکھلائی دیتا تھا +

بلدیو سنگھ جی کا بکھیچ بیان کرتے ہیں کہ بمبئی میں سماج قائم کرنے کے بعد سوامی جی پونا گئے (مسٹر بھانجی پرشوتم داس ساکن بمبئی ممبر آریہ سماج بمبئی بیان کرتے ہیں کہ اُس وقت گوپال راؤ ہری دیش مکھ وہاں جج تھے اُنہوں نے سوامی جی کو وہاں بلایا تھا) وہاں بھی مورتی پوجا پر شاستر ارتھ ہؤا مگر کوئی بھی وید سے مورتی پوجا سِدھ نہ کر سکا لوگوں نے پرتما ھنستی رُدنتی کا پرمان بھی دیا تھا مگر سوامی جی نے اس کا صاف ارتھ کر دیا کہ جس سے وستو پرمان کی جاوے وہ پرتما ہے پھر تمام واک کا صاف ارتھ کر دیا کہ اس میں مورتی پوجا کا کہیں ذکر نہیں۔ کنیاؤں کی شالا اور لڑکوں کی پاٹ شالا اور ان میں ایک دوسرے کی تصویر بھجوانے کا بھی ویاکھیان میں ذکر کیا تھا +

وشنو شاستری سے بھی سوامی جی کا پونا میں شاستر ارتھ ہؤا وہ پُنربواہ کو مانتے تھے نیوگ اور پُنربواہ پر شاستر ارتھ ہؤا تھا۔ سوامی جی نے فرمایا تھا کہ آپت کال یعنی موت وغیرہ کی مُصیبت پڑنے پر گیارہ تک کرنے کی وید میں آگیا ہے کچھ فیصلہ نہیں ہؤا تھا اس سارے سفر میں سوامی جی کے ساتھ پنڈت منڈن رام مصر کا بکھیچ ساکن پریاگ وارا گنج گئے تھے وہی سوامی جی کی پُستک وغیرہ لکھا کرتے تھے۔

پونا کے مباحثہ میں ۳۰۔۴۰ پنڈت موجود تھے +

وہاں مخالف لوگوں نے ایک گدھے کا سوانگ بنایا تھا۔ وہاں سماج قائم کر کے سوامی جی پھر بمبئی میں آ گئے +

سوامی جی نے پونا میں ۲ ماہ نواس کیا اور مندرجہ ذیل مضامین پر پندرہ [۱۵] ویاکھیان دئے۔

نمبر ۱۔ ۴۔ جولائی ۱۸۷۵ء کو ایشر کی ہستی پر مطابق یکشنبہ یکم اساڑھ سُدی سمت ۱۹۳۲

نمبر ۲۔ ۶۔ جولائی ۱۸۷۵ء کو اُسی ویاکھیان پر اعتراضوں کا جواب مطابق سہ شنبہ ۴۔ اساڑھ سدی سمت ۱۹۳۲

نمبر ۳۔ ۸۔ جولائی ۱۸۷۵ء پنجشنبہ ۶۔ اساڑھ سُدی وید ودیا کا سب کو ادھکار ہے۔

نمبر ۴۔ ۱۰۔ جولائی ۱۸۷۵ء شنبہ اساڑھ سُدی ۸ سمت ۱۹۳۲ اُس پر پرشنوں کا اُتر۔

دھرم میں جو کچھ بات اُس میں ہے یعنی اُس کا یہ حال ہے کہ وہ سدھ نہیں ہوتی۔ بقول اُس کہاوت کے ہے۔ نکل جائے تو ہاتھی نکلجائے اور اٹک جائے تو چیونٹی۔ درحقیقت یہ اسی طرح ہوا آخر کمل نین اچارج نہ بیٹھے سبب یہ کہ جن شبدوں میں دیانند سوامی مورتی کا کھنڈن کرے ان شبدوں کو سُنکے کمل نین اچارج جیسے کے ویسے چُپکے منہ بغیر جواب دئے واپس چلے جائیں تو ویددھرمیوں میں ان کے لئے بھاری ہنسی ہو اس سے سبھا کو بخوبی معلوم ہوگیا کہ اس آچارج میں مورتی پوجن وید پرتپادت ہے۔ یہ سدھ کرنے کی بالکل شکتی نہیں تھی۔ اور سبھا کو اُن کے درشن ہوئے یہ بھی نہ معلوم کیا کارن تھا ✣

بعد اس کے سیٹھ ہرگوبند داس بابا نے دیانند سوامی سے پرشن کیا کہ مورتی پوجن ست یُگ میں تھا یا ابھی ہوا در جواب سوامی جی نے کہا کہ ست یُگ یا کسی اَور یُگ میں نہیں تھا اسی کل یُگ میں جین اور بُدھ مت نکلنے کے بعد ہم وید دھرم پالنے والوں میں سوارتھی (خودغرض) لوگوں نے گھُسیڑ دیا۔ جب شنکر آچارج نے جین مت کا کھنڈن کیا تب بہت سے جینیوں نے اپنی مورتیاں زمین میں گاڑ دیں جو اُسیوقت کی گڑی ہوئیں کسی جگہ سے نکلتی ہیں۔ باقی اپنے آچارج لوگوں میں پہلے بھی نہ تھی اور اپنے ویدوں میں اس کا ذکر بھی نہیں ہے۔ بعد ان کے سیٹھ چھبیل داس للّوبھائی نے اُس کمل نین اچارج کی ایسی بیڈھنگی چال پر تقریر کرکے اُس پر حاشئے چڑھائے اور مسٹر لوول جی ٹھاکرشی نے بھی اپنی رائے اس بات پر ظاہر کی ✣

آخر پنڈت دیانند سوامی جی نے اُس اچارج کی وِدیا ہیں نرلیتا کے بارہ میں بولتے وقت فرمایا کہ افسوس ہے کہ اتنی بہت سی پُستکیں آج جس شُبھ کام کے لئے اکٹھی کی گئی تھیں۔ ان کا ایک بھی صفحہ نہیں پلٹا گیا۔ خیر یوں کہکے: نہ تسیہ پرتما استی یسیہ نام مہدیشہ اس منتر سے مورتی پوجن کھنڈن کرنے کا پرارنبھ کیا اور اُس کی پُشٹی میں وید کے بہت سے منتر ادا ھن۔ پوجن بسرجن پران پرتشٹا کے ارتھ بھی کر سنائے اور ان منتروں میں ایسا کوئی بھی ارتھ نہیں اور ویسا اپیوگ کرنے کے لئے ویدوں میں کہیں لکھا بھی نہیں ہے یہ مورتی پوجا ویدک دھرم والوں کی نہیں ہے اس بابت اَور بھی کئی ایک منتر ارتھ سہت کہہ سنائے اور سدھ کرکے دکھلایا کہ کسی سمے بھی مورتی پوجا ویدک دھرم والوں کا دھرم تھی یہ کبھی نہیں سدھ ہوگا اور ہم کو بھی اُچت ہے کہ مورتی پوجا کو چھوڑ دیں ✣

اسی طرح سوامی دیانند نے اپنا ویاکھیان سماپت کیا بعد سیٹھ بیچرداس نے سوامی کو پھولوں کا ہار پہنایا اور آٹھ دس شاستریوں اور وید پاٹھی برہمنوں کو دکھشنا آدی دیکر سبھا وسرجن کی گئی۔ اور دیانند سوامی سیٹھ چھبیل داس للّوبھائی کے دو گھوڑے کی گاڑی میں بیٹھکر اپنے مقام پر تشریف لے گئے ✣

پُونا کا برتانت

یکم جولائی ۱۸۷۵ء سے اگست ۱۸۷۵ء تک

زبانی لالہ سیوک لال کرشن داس جی کے معلوم ہوا کہ ۲۰ جون ۱۸۷۵ء کو جب سوامی جی پونا گئے اور وہاں کے شاستری لوگوں سے جب شاستر مرجادا کے بموجب شاستر ارتھ نہ ہوسکا تو پونا میں اُس مہاپنڈت کے سنمکھ سچی بات کو جھُوٹھا نکر سکنے سے وہاں کے کئی ایک پنڈتوں

کر وید انگ جاننے والے چاہیئے۔ تب میں نے کہا کہ ویسے پنڈت تو ملنے مشکل ہیں۔ یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ (مجھے تو جہاں
سے بھی ملے سینگ والا خرگوش چاہیئے۔ وید۔ وید انگ۔ اپانگ اور اُپ وید کی ضرورت پورا کرنے میں کتنے پُستکوں کا وزن اور تعداد چاہیئے
اندازہ کرو۔ سرو گیہ کے سوا کوئی اتنی ودیا جاننے والا ملنے کا نہیں۔ تو بھی آپ کے کوئی خیال میں ہو تو کرپا کر کے بتادیں۔ کہا کہ ندیا۔ شانتی پوری میں
رنگ جیت تو تاوری ہے (جہاں ان کی سمپردائے بہت پھیلی ہوئی ہے) تب میں نے کہا کہ اُس جگہ ہمارا واقف کار کوئی نہیں۔ اور
بنارس اپنے دھرم کا سرب اوپری استھل ہے اور وہاں پنڈتوں کی بڑی بھاری سنکھیا ہے وہاں آپ کی جان میں کوئی وید وید انگ کے جاننے والا
پنڈت ہو تو فرمائیں کہ جس سے ہم اپنے آڑھتی کو تار دیکر خبر منگالیویں۔ جو ہمیں تو خاطر جمع ہے کہ ایسا پنڈت ملنا دُرلبھ ہے اور ویسے ودیا جاننے والا
بھی نہیں بلکہ پہلے بھی کبھی ایسی ودیا جاننے والا کوئی ہو گا ویسا ماننا بہت مشکل ہے۔ تب آچارج نے کہا کہ اُن کے نام تو ہم نہیں کہینگے
ہم تو صرف جو اشتہار ۴۔ جون ۱۸۵۷ء کو چھاپا گیا ہے اُس میں جو لکھا ہے اُسی کے بموجب جو پنڈت لوگ ہوں تو واد بواد کریں تو وہ اشتہار
میں نے پڑھکر سنایا اور کہا کہ اس اشتہار میں شُکروار کی خبر ہے اور بعد اُس کے سینچر کے روز تمہارے شش نے اُس اشتہار میں دستخط کرلئے
ہیں اُس نے سینچر کے روز دوسری دستاویز کر کے دستخط کئے ہیں وہ تم کو قبول ہے یا نہیں اس میں تو تمہارے اور دیانند سوامی کی سبھا فرام جی۔
کاؤس جی انسٹیٹیوٹ میں اکٹھی کی جائیگی۔ تب اچارج نے کہا کہ اس بات کی مجھ کو بالکل خبر نہیں اور ہمیں قبول بھی نہیں۔ تب میں نے کہا
کہ میں بڑا دلگیر ہوں کہ جو کام تم کو لازم ہے وہ نہ کر کے ٹالمٹولا کرتے ہو تم کو یوگ نہیں۔ پس سوامی دیانند جو فرماتے ہیں وہ دراصل ستیہ ہے
اور اُس میں کچھ بھی فرق نہیں ہے ویسی ہماری پکّی خاطر جمع ہوگی اور جو کچھ اچارجوں کے اوپر سوامی دیانند الزام لگاتے ہیں وہ بھی درحقیقت
درست ہیں اور اُس الزام میں سے اگر تمہیں مُکت ہونا ہے تو مورتی پوجا وید پر تپادت ہے آگے کہنے کے بموجب ثابت کرو جس سے
تمہاری (سبھا) عزت رہیگی۔ اگر نہیں کرو تو تمہاری مرضی۔ اس طرح میری بنتی کرنے پر بھی کمل نین اچارج اس کلنک سے مُکت ہونے کیلئے
ہمت نہ کر سکے تس پر وہ آچارج کس نرمول کیتی سے اس بات سے اب چھٹکارا پانے کی تجویز کرتا ہے اس کو دیکھ کر تم لوگوں کو بھی معلوم
ہو گیا ہو گا کہ آچارج میں مورتی پوجا وید پرتی پادت ہے سِدھ کرنے کی بالکل طاقت نہیں ہے۔ ٹھکر متھرا داس لوجی جب کہہ چکے اتنے میں
کمل نین آچارج کچھ بھی مورتی پوجن سمبندھی ثبوت دیئے بغیر بنا بولے چُپکے منہ اُٹھکر چلدیئے تب چیرمین سیٹھ بیچرداس نے عرض کیا کہ
مہاراج آپ بغیر بولے چُپکے منہ چلے جاتے ہو سو ٹھیک نہیں یہ تمام حاضرین گرہست لوگ تمہارے منہ سے مورتی پوجا وید پر تپادت ہے ایسا تم
سِدھ کروگے وہ سُننے کے لئے دلی اشتیاق سے بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو کچھ بھی سنائے بغیر ایکدم چلا جانا یہ تم کو لازم نہیں ہے۔
اس پر تمام لوگوں کو یہ معلوم ہو جائیگا کہ مورتی پوجا وید میں نہیں ہے +

اس پر آخری سوامی دیانند جی نے آچارج جی سے بنتی کی کہ تمہارا مورتی پوجن وید پر تپادکش ہے۔ تم کو لازم تھا کہ سِدھ کر دیتے اور
اور اب جواب نہیں کرتے تو میں مجبور ہو کر مورتی پوجا کا کھنڈن کرتا ہوں اور وہ وید پرتی پادت نہیں ہے ویسا سِدھ کر دیتا ہوں ان کو آپ
سُنیں تو اچھا ہے یہ کہنے پر بھی کمل نین اچارج ٹالمٹولا کر کے چلتے ہوئے اور بہت سے مورتی پوجک جو مورتی پوجن وید سے سِدھ ہو گا
ایسا سچ سننے کو آئے تھے وہ بھی نراس ہو گئے بہت سے وچاروان گرہست لوگوں کی تو مورتی پر سے شردھا بھی اُٹھ گئی کہ اتنی پول ہمارے

سہارا اس مورتی پوجا پر ہے اور وے مورتی وید پرتیادت نہیں ہے ایسا سوامی دیانند بیدھڑک کھلی ریت سے سِدّھ کر چکے ہیں اور علاوہ اس کے یہ بھی فرماتے ہیں کہ ویدوں میں مورتی کے پران پرتشٹھا کرنے کے منتر بالکل نہیں ہیں۔ اور پران پرتشٹھا کرنے میں جن منتروں کا اپیوگ کرتے ہیں ویسا ارتھ بھی بالکل نہیں ہے ویسے ہی اواہن وسرجن پوجن مورتیوں میں جن منتروں سے کرتے ہیں ویسے ہی نکلپ کے منتروں کے ارتھ ویدوں میں نہیں ہیں اور جن منتروں کو اس بارہ میں اُپ یوگ کرتے ہیں ان منتروں میں بھی ویسا ارتھ بالکل نہیں ہے۔ یہ تو اچارجوں نے اپنا پیٹ بھرنے کے واسطے ایک کایت کھڑا کیا ہؤا ہے۔ اس واسطے کوئی بھی اچارج یا پنڈت کھلم کھلا یہ سِدّھ کر سکے اُس کو دیانند سوامی مانتے نہیں ہیں۔ جس سے آپ اور تمام دوسرے مورتی پوجک اچارجوں کو یہ لازم ہے کہ جہاں دیانند سوامی ہو وہاں جا کے بغیر کسی طرح کی ڈھیل کرنے کے مورتی پوجا وید پرتیادت ہے ایسا سِدّھ کر دینا چاہیئے اور ویسا نہ ہو تو اُس بارے میں بڑی بھاری ہانی ہمارے ویشنو دھرم کو پہنچیگی اور تمہارا تو سمپردائے بڑا بھاری ہے علاوہ اس کے ویدمت کا زیادہ ابھمانی ہو اس واسطے اس سمے اگر تم اگواہو کر مورتی پوجا وید پرتیادت ہے یہ بات سِدّھ نہ کرو تو دوسرے کسی اچارج سے ایسی امید نہیں ہوسکتی اس واسطے آپ کو اوشیہ قبول کرنا چاہیئے اور جو آپ قبول کریں تو اس کا یہ بندوبست کیا جاویگا اب تو جو ضرورت ہے وہی پوری کی جائے۔ یعنی پیش کردہ سوال کا جواب ملنا چاہیئے مورتی کے پران پرتشٹھا آواہن۔ وسرجن اور پوجن جن منتروں سے آپ کرتے ہیں وے منتر تو آپ کی پُستکوں میں سنگرہ کئے ہی ہونگے اور یہ کس وید کی سنگھتا کے کس جگہ کے ہیں وہ کرپا کر کے بتلادیویں اور اُسکا بھاشکاروں نے کیا کیا ارتھ کیا ہے اور برہمنوں میں اُس کے ارتھ کیا اپیوگ کئے سو بھی بتلادیویں تو تمام تکرار کا خاتمہ ہو جائیگا اور سچ سچ کیا ہے سو ہر ایک کو معلوم ہو جائیگا۔ ہم سبھا میں ایسا بندوبست کرینگے کہ جو کچھ بولا جائیگا سو اُسی وقت لکھ لیا جائیگا اور دونو پکش کاروں کو صرف منہ سے ہی بولنے کی اجازت نہ دیجائیگی بلکہ آپ جو اپنے مت کی پُشٹی کے وچن بولوگے وہ وید آدی گرنتھوں سے اُسی وقت بتلادینا ہوگا۔ ویسے ہی دیانند سوامی بھی جو کچھ کھنڈن منڈن کے وشئے میں کہیگا سو بھی اُسی وقت وید آدی پُستکوں میں دکھلادیوینگے۔ اسی طرح دونو پکش والوں کا جو کچھ بولنا ہوگا وہ لکھ کر طیار کر کے اُس پر دونو پکش والوں کی ہستاکشر ہونگے اور پنڈت لوگوں کی گواہی ہوگی اور اُس کی ایک ایک نقل دونو پکش والوں کو دیجاویگی۔ اور ایک نقل ہر روز چھاپ کر شائع کی جاویگی کہ آج اتنا ہی کام سبھا میں ہؤا اسی طرح جہانتک اس بات کی سماپتی ہووے وہاں تک ہمیشہ سلسلہ جاری رہیگا اور جب اُس کا اخیر ہوگا تب تمہارے اور دیانند سوامی جی کے دستخط اور پنڈتوں کی گواہی کے ساتھ چھاپ کر ہندوستان کے مکھ مکھ بھاگوں (حصوں) میں جہاں اپنے دھرم بھائیوں کا بڑا بھاری سمودائے ہے وہاں بانٹ دئے جاوینگے اور اُس کا خرچ نصفا نصف دونو طرف والے دینگے یہ سُنکے کمل نین اچارج نے مجھ سے کہا کہ چار دشا کے چار پنڈت چاہیئے۔ اور جن کو میں پریکھشا لوں۔ تب میں نے کہا کہ ایسے پنڈتوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جو چھاپا جائیگا سو چار کے بدلے سارے پنڈتوں کو رائے دینے کا موقعہ ملیگا اور اِس پُستک میں تمام پنڈتوں کی سیوا میں عرض بھی کیا جائیگا کہ جن کو اس بات میں رائے دینی ہو وہ تین ماہ میں فلانے آدمی کے پاس لکھ کر بھیجدیے وہ زیادہ مفید ہے اور آپ جن پنڈتوں کے واسطے فرمارہے ہو ویسے پنڈت بمبئی میں بہت ہیں کہو وہ نیا شاستر جاننے والے یا ویاکرن جاننے والے یا اُتر میمانسا یا پورب میمانسا جاننے والے سانکھیہ شاستر جاننے والے چاہیئے۔ یا دھرم شاستر جاننے والے چاہیئے۔ تب اچارج نے کہا

پھر ان پنڈتوں میں سے ایک پنڈت کو جس نے کہا کہ میں تو ویشنو ہوں اُس کو بلا کر اپنے پاس بٹھلایا اور پھر دوسرے پنڈتوں کو کہا کہ تم سالگ رام اور گیتا جی کی قسم لیکر سچا سچا ابھپرائے (مطلب) ظاہر کرو گے تب شاستری کالیداس گوبند جی نے کہا کہ جو ہم کو ست معلوم ہوگا سو تمام کو ظاہر کیا جائیگا۔ بعد اُس کے ویشنو پرس رام شاستری سے بھی اسی طرح پوچھا گیا تو اُنہوں نے یہی جواب دیا کہ جو ہم کو درست معلوم ہوگا سو ہی کہینگے اور تم دونو طرف والے جو کچھ بولو گے لفظ بلفظ ہم لکھ لینگے اور اس پر یوگ سمتی بھی دینگے تب کمل نین اچارج نے اُن سے پوچھا کہ تم کو کس شاستر کا آدھیئن ہے شاستری نے جواب دیا کہ اس بارہ میں یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور جو تم یہی پوچھو گے تو تم کو کیا معلوم ہے سو کہو۔ کمل نین جی نے کہا ہم کہتے ہیں ایسا کہکر آگے کچھ اتر نہ دیا۔ تب ویشنو جی شاستری نے اُٹھکر اچارج کی ایسی چال پر ٹیکا کر کے سُنایا کہ ایسے فضول تکرار کر کے وقت گنوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اچارج کے اوپر بڑا بھاری فرض یہ ہے کہ مورتی پوجن وید پرتی پادت ہے ایسا سدّھ کرے اُس کے عوض ایسی نکمّی باتیں کر کے فضول وقت کو گنوانا یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے وغیرہ ॥

بعد اُس کے سوامی دیانند جی نے نمرتا پوربک کمل نین اچارج کو بینتی کر کے کہا کہ آج کا دن میں بہت آنند کا سمجھتا ہوں کہ آپ کے ساتھ مجھ کو سماگم ہوا اور مورتی پوجن وید پرتیپادت نہیں ہے ایسا میں پرتگیا پوربک کہتا ہوں اور وہ ثابت کرنے کو میں طیار ہوں اور اس بارہ میں میں نے دیش دیش میں ویاکھیان اور سمباد کئے ہیں جو آپ کو بھی معلوم ہونگے اسلئے آج آپ کرپا کر کے یہ بتلائیں کہ پران پرتشٹھا۔ آواہن وسرجن اور پوجن کس وید میں اور کس جگہ ہیں اور اُس کا ارتھ بھاشکاروں نے کیا کچھ کیا ہے اور وید کے برہمن میں اُس منتر کا کونسا ارتھ اپیوگ میں لیا ہے وہ بھی کہئے جس سے سب سُننے والے گرھستوں کو بڑا سنتوش ہووے اور ہم کو پرسپر لابھ ہووے اور تمہارے اور ہمارے بیچ میں مدھست کی ہیں کوئی ضرورت نہیں سمجھتا تسپر بھی اگر آپ کو مدھست کی ضرورت ہو تو مدھست میں وید اور وید کے برہمن وغیرہ مدھست سب سے اوپر ہیں وہ کسی کا بھی پکش پات نہ کرینگے اور وہ تمام پُستکیں فی الحال منبر پر آپ کے سامنے حاضر ہیں۔ پس جو کچھ وید میں تمہارے مت کی پُشٹی کارک وچن ہوں کرپا کر کے دکھلاویں اور اُس کا ارتھ سمجھاویں کہ جس سے جھوٹھ اور ست کیا ہے سو تُرت (جلد) معلوم ہو جائے اور جو کچھ تمہاری یا ہماری طرف سے بولا جائیگا تو بات بات کو پنڈت لوگ لکھ لینگے اُس پر ان دونو دستاویز لکھنے والوں کے دستخط ثبت کرا کر چھپوا کر پرسِدّھ کئے جاویں اور اُس کے اوپر تمام دنیا کے پنڈت لوگوں کو رائے زنی کا موقعہ ملے۔ ایسا کرنے سے سارے آریہ لوگوں کو ہمارے تمہارے تکرار کے بیچ میں کھرا اور کھوٹا تُرت معلوم ہو جائیگا ॥

پنڈت دیانند کی ایسی یوگ بینتی کمل نین اچارج نے قبول نہ کی اور اِدھر اُدھر ٹالمٹولا کرنے لگے سو دیکھ کر سیٹھ متھرا داس لوجی نے سبھا کو ظاہر کیا کہ میں نے سوامی دیانند جی کی اجازت سے کئی ایک گرھستوں کے ساتھ ۶۔ جون ۱۸۷۵ء کو کمل نین اچارج کے پاس جاکر عرض کی کہ آپ جب بمبئی میں براجے ہو اور پھر مورتی پوجا وید پرتی پادت سدّھ کرنے کا آپ کا درڑھ (مضبوط) ابھپرائے ہے سو بات دیانند سوامی کو معلوم ہونے سے آپ سے سماگم کرنے کی اچھیا ہوئی ہے۔ اس واسطے آپ فرماویں کہ کسی گرھستی کے گھر یا بنگلے یا باغیچے میں یا فرام جی کاؤس جی انسٹیٹیوٹ میں یا کُھلے میدان میں جہاں آپ پسند کریں اُس جگہ اُن سوامی اور آپ کا سماگم ہو۔ وہاں مورتی پوجن وید پرتپادت ہے آپ سدّھ کر دیں اور ویسا کرنے کا آپ کے اوپر بڑا بھاری فرض بھی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ لاکھوں کروڑوں لوگوں کا

ست دھرم سے اُسکو پالن کرینگے ٭

۱۔ جو سری دیانند سوامی اور کمل نین اچارج سوامی کی سبھا فراہمی کاؤس جی انسٹیٹیوٹ میں آئندہ سنیچر کو کی جاوے اور جو اسکا خرچ ہووے سو نیچے دستخط کرنے والے دونو شخص دیویں اور پولیس کا بندوبست کریں ٭

۲۔ اگر سری سوامی دیانند سرستی وید میں جیتے اور اسی طرح مورتی کھنڈن میں تو اروواڑی شیو نرائن بینی چند جو ہمیشہ کمل نین اچارج کی طرف سے اپنے دستخط کے اشتہار شائع کرتا ہے وہ اس کا چیلہ ہووے اور جو کمل نین جیتے تو ٹھکر جیون دیال کمل نین کا چیلہ ہووے اور رامانندی ٹیکا لگاوے نہیں تو شیو نرائن اپنے تلک کو مٹا دیوے ٭

۳۔ اس سبھا میں بغیر سمپردائے کے (یعنی کوئی بھی سمپردائے کا پکش نہ کرے) بلا پکش پات کے شاستری لوگ بلائے جاویں اور وہ لوگ جو ابھپرائے ظاہر کریں اُس کو چھاپ کر شائع کیا جاوے اور اُس کے اوپر دونو صاحبان محرران دستاویز دستخط کریں اور اُس میں جو کوئی عمل نہ کرے وہ اپنا دھرم ہارے ٭

العــــــــــبد ٹھکر جیون دیال

العــــــــــبد شیو نرائن بینی چند

پیچھے سبھا کو عرض کیا گیا کہ ان دو گرہستوں نے ایک خانگی دستاویز بنایا ہے تو بھی اُس سے آج کیا اچھا موقعہ ملا کہ دیانند سوامی نے یہاں آکر مورتی پوجا وید پرتی پادت نہیں ہے ایسا سِدھ کیا ہے سو آج کمل نین اچارج مورتی پوجن وید پرتپادت ہے ایسا سِدھ کرینگے اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ کمل نین اچارج اب اپنا ویاکھیان شروع کرینگے کیونکہ کوئی بھی مُنش یوں کہے کہ فلاں پستک میں نہیں ہے تو سِدھ کرنے کا کام قبول کرنے والوں کا ہے ٭

اتنے میں دستاویز پر دستخط کرنے والا مارواڑی شیو نرائن بینی چند بولا کہ اس دستاویز میں شُرتی سمرتی سے مورتی پوجن کے سِدھ کرنے کا لکھا ہے سو سمرتی کا نام کیوں نہیں پڑھا گیا۔ تب مسٹر بھائی شنکر نے پھر سے وہ دستاویز پڑھ کر سنائی۔ اور کہا کہ اس میں ویدہی سے سدھ کرنے کا لکھا ہے سمرتی کا نام اس میں بالکل نہیں۔ تب وہ پھر بولا کہ پنڈت جو لکھا وہ پڑھنے میں نہیں آیا۔ تب مسٹر بھائی شنکر نے کہا کہ پنڈتوں کی منکھیا اس میں لکھی نہیں ہے تب اُس نے وہ دستاویز دیکھنے کو مانگی۔ جسے پردھان صاحب نے اُسے پڑھنے کو دیدی۔ جس سے اُن کی اور اُن کے ساتھیوں کی خاطر جمع ہوئی کہ اس بارے میں اس میں کچھ بھی لکھا نہیں۔ بعد اُس کے کمل نین اچارج بولے ٭

کمل نین اچارج۔ یہ جو پنڈت لوگ بیٹھے وہ کس سمپردائے کے ہیں کیونکہ سمپردائے والے ہونے نہ چاہیئے۔ ایسا کہنا کمل نین جی کا سُنکر سبھا میں بیٹھے ہوئے دو دان گرہستوں کو بڑی تعجب ہوئی کہ ویددھرمیوں کا دھرم خاصکر چار حصہ میں تقسیم ہوا تھا۔ اول شیو۔ دوم سمارت تیسرا شاکتک اور چوتھا ویشنو۔ تب اُن سمپردائے میں نہ ہو ویسا برہمن کوئی ملے۔ ایسا کمل نین کا کہنا وچار پورپک ہو دکھائی نہیں دیتا تھا کمل نین اچارج کہنے لگے کہ جو مدھست ہو وہ کسی سمپردائے کا نہ ہو اور پہلے جب اُس کا امتحان بھی لوں پھر وہ مدھستہ رکھا جائیگا جس سے یہ سِدھ ہوتا تھا کہ ٹالمٹولا کرکے وقت ضائع کردیں ٭

راؤبہادر دادو بھائی پانڈورنگ ۔ مبرس بھائی شنکر نانا بھائی ۔ گنگا داس کشور داس ۔ ہرگوبند داس نانا ۔ منسکھ رام سورج رام ۔ رنچھوڑ بھائی اُودے رام ۔ شاستری وشنو پرشرام پنڈت وغیرہ بہت سے معزز سیٹھ ساہوکار اور عالم فاضل ودوان لوگون کا بڑا بھاری اجتماع تھا جس سے وہ جگہ بہت گنجان بھری ہوئی تھی ❊

اول ۔ دیانند سوامی آئے جبپر کئی ایک کارکنان سبھا نے سوامی جی کو اُس کرسی پر بٹھلایا جو کہ میز کے بائیں بازو تھی ۔ کیونکہ مثل مشہور ہے ناچ نہ جانے انگن ٹیڑھا (नाचता न आवडे एटले आंगणो वांको) یون کر کے نہ کہے کہ ہم اُس کے بائیں بازو پر بیٹھینگے اس واسطے دائیں بازو کی کرسی راماُنج سمپردائے والے کمل نین اچارج کے واسطے رکھی گئی اور سبھا میں موجود لوگ اُن کا مارگ دیکھنے لگے اور اُس وقت یہ بھی چرچا ہونے لگی کہ وہ توہین کی جگہ ہے وہاں ہم لوگ کیونکر آویں ۔ ایسا جھوٹا اعتراض کر کے بھی نہیں آوینگے ایسے ایسے خوش گپ لڑانے لگے اِتنے میں ایک یہ بھی گپ پھیلنے لگی کہ اچارج کے سمپردائے کے لوگوں نے ایسی اپرتشٹا برداشت کرنے کے بدلے اُس کو لاکر بدھست کے لیئے تکرار کر کے اُس کو واپس لیجانا جس سے سوامی جی کے پکش والے لوگ ہمارے اور ہمارے اچارج کی ہار نہیں کر سکینگے ۔ جس سے اپنی عزت بھی کر چکے (کیونکہ تمام بمبئی اور اُس کے گردنواح میں وہ بہت مشہور تھا) اسی طرح لوگ کئی پرکار کی وچار کر رہے تھے اتنے میں ساڑھے تین بجے کے عمل پر آچارج اور پچیس ۲۵ تیس ۳۰ اُس سمپردائے کے برہمن اور کئی ایک بھاٹیئے ۔ سولٹے اور ماڑواڑی سیوک لوگ ہمراہ آتے ہوئے سُنکر اُس سبھا کے انتظام کرنے والے گرہست لوگ زینہ پر اُن کے استقبال کے واسطے گئے اور باعزت لا کے اُن کو سبھا میں سوامی دیانند جی کے دائیں بازو کی کرسی پر بٹھلایا اور اُن کے ہمراہی کئی ایک برہمن اور ماڑواڑی وغیرہ آچارج کے آس پاس سٹیج پر بیٹھ گئے تھے ۔ بعد اس کے فوراً ہی راؤ بہادر سیٹھ بیچرداس امبائی داس کو سبھاپتی کی کرسی دی گئی اور اُنھوں نے کرسی نشین ہونے کے بعد ایک مختصر سپیچ دی جس کا سارانش یہ تھا کہ بھائیو ہم سب مورتی پوجک ہیں اور میں خود بھی ایک مورتی پوجک ہوں لیکن دیانند سوامی ہمکو یہ سِدّہ کر دیتے ہیں کہ مورتی پوجن وید پرتپادت نہیں ہے اس کو سُن کر کے کسی نے کرودھ نکرنا ۔ ہوشیاری اور سنتوش سے اُس بات کو دھیان دیکر آپ لوگ اچھی طرح سُنیں اور اِس کو سمجھیں جس سے ہمکو امولیہ لابھ ہوگا اور دھرم سمبندھی سچا راستہ کون سا ہے سو ہمکو معلوم ہوگا اور پھر اس بات سے اپنے دیش کا کلیان ہوگا اور جس سے ہمکو اتینت سکھ اور سنتوش ہوویگا ۔ ویسا ہی دوسری طرف سے ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ راماُنج سمپردائے کے کمل نین اچارج یہاں براجمان ہیں وے مورتی پوجا وید پرتپادت ہے ایسا سِدّہ کرینگے وہ بھی ہم سُنینگے کہ جس سے جو سچا سارانش ہے وہ ہمکو معلوم ہو جائیگا ۔ اتنا کہنے کے بعد اُنھوں نے فرمایا کہ اس سبھا کو بُلانے کا خاص مطلب اسی وقت مجھے معلوم ہؤا کہ ایک دستاویز دو گرہستوں کے درمیان ہؤا ہے اور اُس دستاویز کی خوبی سے یہ سبھا بُلائی گئی ہے جو اس وقت مسٹر بھائی شنکر نانا بھائی اس سبھا کو پڑھ کر سنائینگے جس سے اُس کا مطلب آپ کو روشن ہو جائیگا ❊

اس کے بعد مسٹر بھائی شنکر نانا بھائی نے وہ دستاویز پڑھ کر سنائی جس کی نقل مندرجہ ذیل ہے ❊

دستاویز

بمبئی تاریخ ۵ ۔ جون ۱۸۷۵ء ہم نیچے دستخط کرنے والے دونوں آدمیوں نے اپنی راضی خوشی سے اس دستاویز کو پڑھ دستخط کئے ہیں جو اپنے

تن من اور دھن سے بھاوت سدا کریں ⁜

۲۶ ۔ جب تک نوکری کرنے اور کرانے والا آریہ سماجستھ رہے تب تک اَور کی نوکری نہ کرے اور نہ کسی اَور کو نوکر رکھے وے دونو پرسپر سوامی سیوک بھاؤ سے بتھاوت برتیں ⁜

۲۷ ۔ جب بیاہ ۔ پُتر جنم ۔ مہالابھ یا مرن یا اَور کوئی سمے دان و دھن خرچ کرنے کا ہو تب تب آریہ سماج کی نمت دھن وغیرہ دان کیا کرے ایسا دھرم کام اَور کوئی نہیں ہے ۔ اس نشچے کو جانکے اس کو کبھی نہ بھولیں ⁜

۲۸ ۔ ان نیموں سے کوئی نیم نیا لکھا جائیگا ۔ یا کوئی نکالا جائیگا یا کم و بیش کیا جائیگا ۔ سو سب سرشیٹ سبھاسدوں کی وچار ریت سے سب سرشیٹ سبھاسدوں کو ودت کرکے ہی یتھا یوگ کرنا ہوگا ⁜

اور عُہدہ دار (ادھکاری) نیت کئے گئے تت پشچات پرتی شنی وار شام کو آریہ سماج کے جلسے ہونے لگے مگر چند مہینے کے بعد سنیچر کا دن سماجک پُرشوں کے انوکُول نہ ہونے سے آیت وار کا دن رکھا گیا جواب تک ہے ⁜

سوامی جی سماج قائم کرنے اور ایک دو ہفتہ چلانے کے بعد پھر احمدؔ آباد کو تشریف لے گئے اور وہاں جاکر بڑے پُرزور والائل سے سوامی نارائن کا مت کھنڈن کرنا شروع کیا اور اخیر مئی ۱۸۷۵ء مطابق جیٹھ بدی ۱۱ تک وہاں رہے ⁜

ان کے بمبئی سے چلے جانے کے بعد پنڈت لوگوں نے جھوٹھ موٹھ ایسا غوغا مچایا کہ ہم شاستر ارتھ کو طیار ہیں مگر افسوس کہ سوامی جی چلے گئے اور کئی آدمیوں نے اپنی مشہوری چاہنے کے واسطے اشتہاروں کے دوارا بھی شور مچایا کہ اگر سوامی جی یہاں ہوتے تو ہم ضرور شاستر ارتھ کرتے جسپر سماج کے منتری نے تار دیکر سوامی جی کو احمدؔ آباد سے بلایا ۔ چنانچہ وہ واپس تشریف لائے ⁜

اُن کے آتے ہی پھر کیا تھا پنڈت صاحبان کے اوسان باختہ ہو گئے اور لگے مقابلہ سے پیٹھ دکھلانے آخر سماج نے رامانج مت انتھہ پنڈت کمل نین اچارج کو جب وکیل کی معرفت نوٹس دیا تب وہ شنی وار ۱۲ ۔ جون ۱۸۷۵ء مطابق جیٹھ سدی ۹ سمت ۱۹۳۲ کو سبھا میں پدھارے اور مباحثہ ہوا ۔ مفصل حال اُس کا ہدیہ ناظرین ہے ⁜

مورتی پوجا وشے پر سوامی دیانند اور کمل نین اچارج کا سمواد شنبہ ۱۲ جون ۱۸۷۵ء مطابق جیٹھ سدی ۹ سمت ۱۹۳۲

(تاریخ ۱۷ و ۱۸ جون ۱۸۷۵ء کے بمبئی سماچار سے)

گذشتہ شنبہ کے روز بموجب اشتہار مطبوعہ کے فرامجی کاوس جی انسٹیٹیوٹ میں ۲ ½ بجے سے لوگوں کا آگمن ہونے لگا اور تین بجے کے وقت پنڈت شری دیانند سرستی سوامی پدھارے اُن کے پاس آریہ لوگوں کے پراچین دھرم کی مکھ پستکیں ویدوں کی سنگھتا برہمن آرنیک اُپنشد سوتر ۔ شکشیا ۔ کلپ ۔ نروکت ۔ نگھنٹو ۔ ویاکرن وغیرہ بھی جو ڈیڑھ سو سے زیادہ سٹیج کے مدھ بھاگ میں ایک میز کے اوپر جمائی گئی تھیں اور اُس کے دونو جانب دو کرسیاں سمباد کرنیوالے پنڈتوں کے لیے اور اس کے نیچے آٹھ کرسیاں نوٹ کرنیوالے شاستریوں کے لیے رکھی گئی تھیں اور سبھا میں راؤ بہادر بیچر داس امبائی داس ۔ سیٹھ لکھشمی داس کھیم جی ۔ سیٹھ متھرا داس لوجی

۱۳- جو آدمی ان کاریوں کی انتی اور پرچار کے لئے جتنا پرتین کرے اس کا یتھا یوگ ستکار اتساہ کے لئے ہونا چاہئے +

۱۴- اس سماج میں وید وکت پرکار سے ہر ایک اودتی پرمیشر کی ہی استتی پرارتھنا اور اپاشنا کرنے میں آئیگی۔ یعنی نراکار سرب شکتی مان نیاکاری اجنما انت نروکار انادی انوپم۔ ویالو سرب جگت پتا۔ سرب جگت ماتا۔ سرب آدھار۔ سرب ایشور۔ سچد آنند آدی لکھشن یکت۔ سرب بیاپک۔ سرب انترجامی اجر امر ابھے نت شدھ بدھ مکت سوبھاؤ۔ اننت۔ سکھ پرد۔ دھرم ارتھ کام۔ موکش پرد اتیادی وشیشنوں سے پرماتما کی ہی استتی اسکا گن کیرتن۔ پرارتھنا اس سے سرب سریشٹ کاریوں میں سہائے چاہنا۔ اپاشنا اس کے آنند سروپ میں مگن ہو جانا سو پورو کت نراکار آدی لکھشن والے کی ہی بھگتی کرنی اس سے سوا کسی اور کی کبھی نہیں کرنی +

۱۵- اس سماج میں نکھیک آدی نینتشٹی پرینت سنسکار وید وکت کئے جائینگے +

۱۶- آریہ ودیالہ میں وید آدی سناتن آرش گرنتھوں کا درس وتدریس کرایا جائیگا اور وید وکت ریت سے ہی ست شکھیا سب پرش اور استری کو سدہار ہوگی +

۱۷- اس سماج میں سودیش کے ہت ارتھ دو پرکار کی شدھی کے لئے پرتین کیا جائیگا۔ ایک پرمارتھ اور دوسری لوک بیوہار ان دونو کا شودھن اور شدھتا کی انتی تتھا سب سنسار کے ہت کی انتی کی جائیگی +

۱۸- اس سماج میں نیاء جو پکش پات رہت ارتھات پرتیکش آدی پرمانوں سے یتھاوت پریکھت ست دھرم وید وکت ہی مانا جائیگا اس سے وپریت کو حتے الوسع نہ مانا جائیگا +

۱۹- اس سماج کی طرف سے سریشٹ وودان لوگ سرو تر ست اپدیش کرنے کے لئے سمے انوکول بھیجے جائینگے +

۲۰- استری اور پرش ان دونو کے ودیا ابھیاس کے لئے جدا جدا آریہ ودیالہ ہر ایک ستھان میں حتے الوسع بنائے جائینگے استریوں کے لئے پاٹھ شالائیں ادھیاپن اور سیوا پربندھ استری دوارا ہی کیا جائیگا اور پرش پاٹھ شالا کا پرشوں سے اس کے خلاف نہیں +

۲۱- ان پاٹھ شالاؤں کی بیوستھا پردھان آریہ سماج کے انوکول پالن کی جائیگی +

۲۲- اس سماج میں پردھان آدی سب سبھاسد پرسپر پریتی کے لئے ابھمان۔ ہٹ۔ دراگرہ اور کرودھ آدی درگن سب چھوڑ کے اپکار سوہردتا سے سب سے سب کو نرویر ہو کے سو آتم وت سپریتی کرنی ہوگی +

۲۳- وچار سمے سب بیوہاروں میں نیایکت سرب ہت جو ست بات پہلی پرکار وچار سے ٹھہرے اسی کو سب سبھاسدوں کو ظاہر کر کے وہی ست بات مانی جائے خلاف اس کے نہ مانی جائے اسی کا نام پکش پات چھوڑنا ہے +

۲۴- جو آدمی ان نیموں کے انوکول آچرن کرنے والا دھرماتما ست گنی ہو اس کو اتم سماج میں داخل کرنا اس کے وپریت کو سادھارن سماج میں رکھنا اور اتینت پرتکھش دشٹ کو سماج سے نکال ہی دینا پرنتو پکش پات سے یہ کام نہیں کرنا بلکہ یہ دونو باتیں سریشٹ سبھاسدوں کے وچار سے ہی کی جائے اور طرح سے نہیں +

۲۵- آریہ سماج۔ آریہ ودیالہ۔ آریہ پرکاش پتر اور آریہ سماج ارتھ دھن کوشش ان چاروں کی رکھشا اور انتی پردھان آدی سب سبھاسد

سے آریہ سماج ستھاپن ہوئی +

آریہ سماج کے نیم

سمت ۱۹۳۲ چیتر سدی ۵ شنی وار کو آریہ سماج بمبی میں قائم ہوا

۱ - آریہ سماج کا سب منشوں کے ہت ارتھ اوشیک ہونا چاہیئے +

۲ - اس سماج میں مکھیہ سوتہ پرمان ویدوں کا ہی مانا جائیگا مکھشی کے واسطے اور ویدوں کے گیان کے واسطے اسی طرح آریہ اتہاس کے واسطے شتپتھ برہمن آدی ۴ وید انگ چھہ ۶ اُپ وید ۴ - درشن ۶ اور ۱۱۲۷ شاکھا ویدوں کے دیاکھیان ویدوں کے آرش سناتن سنسکرت گرنتھوں کا بھی ویدانوکول ہونے سے گون (پرمان) مانا جائیگا +

۳ - اس سماج میں پرتی دیش کے مدہ ایک پردھان سماج ہوگا اور دوسرے شاخ در شاخ ہونگے +

۴ - پردھان سماج کے انوکول اور سب سماجوں کی بیوستھا رہیگی +

۵ - پردھان سماج میں وید وکت انوکول سنسکرت اور آریا بھاشا میں نانا پرکار ست اپدیش کے لیئے پستک ہونگے - اور ایک آریہ پرکاش پتر یتھا انوکول آٹھ آٹھ دن میں نکلیگا یہ سب سماج میں پرورت کیئے جائینگے +

۶ - ہر ایک سماج میں ایک پردھان پُرش اور دوسرا منتری تھا انیہ پرش اور استری یہ سب سبھاسد ہونگے +

۷ - پردھان پُرش اس سماج کی یتھاوت بیوستھا کا پالن کریگا - اور منتری سب کے پتر کا جواب تتھا سب کے نام بیوستھا لیکھ کریگا +

۸ - اس سماج میں ست پُرش ست نیتی ست آچرنی آدمیوں کے ہت کارک سماجستھ کیئے جائینگے +

۹ - جو گرہست گرہ کرت سے فرصت پراپت ہوئے سو جیسا گھر کے کاموں میں پرشارتھ کرتا ہے اس سے ادھک پرشارتھ اس سماج کی انتی کے لئے کرے اور ورکت تو نت ہی اس سماج کی انتی ہی کریں - انیتھا نہیں +

۱۰ - ہر آٹھویں دن پردھان منتری اور سب سبھاسد سماج ستھان میں اکٹھے ہوں اور سب کاموں سے اس کام کو مکھ جانیں +

۱۱ - اکٹھے ہو کر سروتھا ستھر چت ہوں پرسپر پریتی سے پرشنوتر پکش پات چھوڑ کر کریں - پھر سام وید آدی گان پرمیشر - ست دھرم ست نیتی کے متعلق نیز تتھا ست اُپدیش کے متعلق ہی باجا وغیرہ کے ذریعہ سے گان ہو اور اسی مضمون پر منتروں کا ارتھ اور دیاکھیان ہو پھر گان پھر منتروں کا ارتھ پھر دیاکھیان پھر گان وغیرہ +

۱۲ - ہر ایک سبھاسد نیاء پوربک پرشارتھ سے جتنا دھن پراپت کرے اس میں سے آریہ سماج - آریہ ودیالہ اور آریہ پرکاش پتر کے پرچار اور اُنتی کے لئے آریہ سماج دھن کوش میں فیصدی پریتی پوربک دیوین ادھک دینے سے ادھک دھرم پھل - اس دھن کا ان وشیوں میں ہی خرچ ہوئے اور جگہ نہیں +

پوش سدی ۱۱ سوموار سمت ۱۹۳۱ (۱۸-جنوری ۱۸۷۵ء) کو راجکوٹ سے احمد آباد کو چلے-پورنماشی برہسپتی وار (۲۱-جنوری ۱۸۷۵ء) کو احمد آباد میں آئے-پانچ سات دن رہینگے-پھر بمبئی کی طرف جائینگے-بڑودہ میں نہیں جائینگے-بڑودہ میں گڑبڑ مچی ہے انگریز لوگ فوج لیکے چڑھ گئے-راجا کو قید کرلیا راجا کے اوپر وِش کا فریب لگا کے-آگے ستیارتھ پرکاش کتنے ادھیا تک چھپا جتنا چھپا ہو نِتنا راجا جیکشن داس کے پاس بھیجدو-جلدی چھاپو یہاں بہت سے لوگ لینے کو کہتے ہیں-اس کے بنا بہت حرکت ہے-اور سکھشا کی پستک چھپی کہ نہیں آگے شبہ ہو-سمت ۱۹۳۱ متی ماگھ بدی ۲ شنی وار مطابق ۲۳-جنوری ۱۸۷۵ء-آگے مراد آباد میں قرآن کے کھنڈن کا ادھیا شودھنے کے واسطے گیارہا سو شودھ کے آپ کے پاس آیا کہ نہیں جو نہ آیا ہو تو راجا جیکشن داس جی کو خط لکھو جلدی چھاپنے کے واسطے بھیجدیویں اور بائیبل کا ادھیا سب شودھ کرکے چھاپ دو-دو مہینے میں چھاپنے کے واسطے جو آپ نے لکھا ہے سو دو مہینے ہیں سب پستک چھاپ دو شدھ کرکے اشدھ نہ ہونے پاوے اور پاٹ شالا کی بیوستھا آپ لوگوں کے اوپر ہے جیسے چلے ویسے چلائے جاؤ ہم لوگ اور سوامی جی اتی پرسن ہیں سوامی جی کا اشیرباد سب لوگوں سے کہدینا جواب اس پتہ سے لکھنا: بمبئی میں ٹھکانا بالکیشر کے سمیپ ٹھاکر شری نارائن جی کے نام سے بھیجدینا ہم کو ملجائیگا*

پوش سدی ۱۱ سوموار سمت ۱۹۳۱ مطابق (۱۸-جنوری ۱۸۷۵ء) کو راجکوٹ سے احمد آباد کی جانب چلے اور پورنماشی برہسپتی وار ۲۱-جنوری ۱۸۷۵ء کو احمد آباد میں آئے اور سوامی نارائن مت کا خوب کھنڈن کیا-اور انہیں دنوں کتاب سوامی نارائن مت کھنڈن تصنیف کی اس دفعہ سات دن رہے یہاں سے سوامی جی اول بڑودہ جانے والے تھے مگر ان دنوں بڑودہ میں گڑبڑ مچ گئی انگریز لوگ فوج لیکے چڑھ گئے-راجا کو قید کرلیا بالزام زہر خورانی-اس واسطے اُدھر کا ارادہ ملتوی کرکے بروز پنجشنبہ ۲۹-جنوری ۱۸۷۵ء مطابق ماگھ بدی ۸ سمت ۱۹۳۱ سوامی جی دوبارہ بمبئی میں تشریف لائے*

سوامی جی کے گجرات کی طرف تشریف لے جانے سے آریہ سماج کی قائمی کا خیال جو بمبئی والوں کے دل میں پیدا ہؤا تھا وہ پھر ڈھیلا ہوگیا وہ اب سوامی جی کے دوبارہ آنے سے پھر بڑھنے لگا اور آخر یہاں تک بڑھا کہ چند صاحبوں نے درڑھ سنکلپ کرلیا کہ خواہ کچھ ہی ہو بغیر قائم کئے ہم نہیں رہینگے-سوامی جی کے واپس آتے ہی بماہ فروری ۱۸۷۵ء گورگانوہ کے محلہ میں ایک پبلک جلسہ کرکے سرگباشی رائے بہادر دادو با پانڈورنگ جی کی پردھانتا میں نیموں پر بچار کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی لیکن اُس کمیٹی میں بھی کئی ایک لوگوں نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ ابھی سماج سنتھاپن نہ ہونا چاہئے-ایسا انترنگ وچار ہونے سے وہ پرتین بھی ویسا ہی رہا*

اور آخر جب کئی ایک بھدر پرشوں کو ایسا معلوم ہؤا کہ اب سماج سنتھاپن ہوتا ہی نہیں تب چند دھرماتماؤں نے ملکر راج مان راجیشری پانا چند آنند جی پاریکھ کو نیم مقرر کردہ پر بچارنے اور درست کرنے کا کام سپرد کردیا جب نیم درست کردہ سوامی جی نے منظور کرلئے بعد ازاں چند بھدر پرش جو آریہ سماج قائم کرنا اور نیموں کو بہت پسند کرتے تھے لوک بھے (خوف دینا) کی پرواہ نکرکے دھرم کے میدان میں آگے ہوئے اور چیتر شدی ۵ شنی وار سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۰-اپریل ۱۸۷۵ء و ۳-ربیع الاول ۱۲۹۲ھ و سمت ۱۷۹۷ سالباہن و ۱۲۸۳ فصلی و ماہ خورداد ۱۲۴۴ فارسی و چیت ۲۹ سنکرانت سمت ۱۹۳۲ کو شام کے وقت محلہ گورگانوہ میں ڈاکٹر مانک جی کے باغیچہ میں مسٹر گردھر لال دیال داس کوٹھاری بی اے ایل ایل بی کی پردھانتا میں ایک پبلک جلسہ کیا گیا-جس میں یہ نیم سنائے گئے اور سروسمتی سے پرمان ہوئے اور اُسی روز

میں سوامی جی راجکوٹ کی بڑی دھرم شالہ کے بنگلے میں اُترے ہوئے تھے ہم اُن سے تین بار ملے۔ اول بار ہم اور جیون رام شاستری و منی شنکر جٹا شنکر ناگر ہم تینوں اُن کے پاس گئے اُس وقت وید میں اندر ورن۔ اگنی وغیرہ جو شبد آتے ہیں وہ پرم برھم و اچک ہیں ایسا دیاکرن دوارا دھا تو سے شبد کی ویتپتی کرکے دکھلا رہے تھے تخمیناً ہم ایک گھنٹہ بیٹھے تھے +

دوسرے دن دھرم شالہ کے چوک میں سبھا کر کے سوامی جی نے دیاکھیان دیش بھاشا میں دیا تھا۔ اس وقت آریہ لوگوں کا یہ ورنن کیا کہ آریہ لوگ امریکہ گئے تھے اور اگنی گاڑی بھی آگے تھی۔ انگریزوں کی نئی ایجاد نہیں اس پر وید کے منتر بھی بولے تھے جن کا اس قسم کا مطلب تھا کہ اگر اگنی ہمارا سہایک ہو تو اُس ہم کو نہیں پہنچیگی۔ یہ بھی ذکر کیا تھا کہ ارجن نے امریکہ میں شادی کی تھی۔ پس یہ بات جو کہتے ہیں۔ کہ امریکہ کو لمبس نے پرسدھ کیا۔ صحیح نہیں بلکہ آریہ لوگ اس سے پہلے پرسدھ کر چکے تھے اس وقت ترکھڑ صاحب کے ساتھ کچھ وشیش تکرار معلوم ہوگئی تھی۔ سوامی جی نے کہا تھا کہ دیاکھیان میں مت بولو۔ دیاکھیان کے پشچات اُتر دونگا +

تیسرے دن جب میں اُدھر موروی چلنے لگا۔ تو پھر ان کے پاس گیا اُس وقت سوامی جی بولے کہ تم جیسے ودوان کو وید وگت دھرم و شے پر مضبوط شردھا رکھنی چاہئے +

پنڈت جیون رام جی شاستری رئیس راجکوٹ نے بیان کیا کہ سوامی جی یہاں غالباً ۲۵ روز رہے تھے اُنہی دنوں یہاں گورنر بمبئی بھی تشریف لائے ہوئے تھے نوٹس لگوا کر کئی دیاکھیان دئے تھے۔ سب دیاکھیان ہندی میں دئے تھے اور سنسکرت بھی بولتے تھے۔ کیننگ کالج میں مانس خوری کے نشیدھ میں دیاکھیان دیا تھا۔ منی شنکر جٹا شنکر کے ساتھ گرنتھوں کے پرکھشپت بھاگ پر بات چیت ہوئی۔ منی شنکر نے کہا کہ منو اور بھارت میں جو آپ پرکھشپت کہتے ہو اس کا کیا کارن ہے۔ سوامی جی نے جواتر دیا مجھے یاد نہیں۔ چتر بھج شاستری مرحوم سے بھی بات چیت ہوئی تھی +

چند روز ہم گئے پھر ہمارے پتا جی نے منع کر دیا کہ تم مت جاؤ اُس وقت گوکھشا کرنے اور مانس بھکشن نشیدھ اور دلیش اُنتی اور مورتی پوجا کھنڈن اور نوین متوں ویدانت آدک کا کھنڈن کرتے تھے ہم سے کوئی شاستر ارتھ نہیں ہوا +

اُس وقت کی ایک چٹھی سے اس سفر کا سارا ورتانت اچھی طرح گیات ہوتا ہے جسکو ناظرین کی آگاہی کے لئے یہاں درج کرتا ہوں۔
"سوستی شری مت سربشٹ اُپمان یوگ لالہ ہری ونش لال آدی کو دیانند سرستی سوامی کی اسیس پہونچے یا آگے منڈن رام پنڈت اور بلدیو دت سوامی جی کے ششش کا اشیر باد تیھو چت پہنچے۔ یہاں کشل آنند ہے آپ لوگوں کا کشل آنند چاہیئے آگے پوش بدی ۵ سمت ۱۹۳۱ (۲۸۔ دسمبر ۱۸۷۴ء) کو احمد آباد سے راجکوٹ کاٹھیاواڑ میں گئے وہاں دس بارہ وکنتر تو (لکچر) بھئے۔ لوگ سنکے بڑے پرسن بھئے راجکوٹ میں ایک راجکمار پاٹ شالا ہے سو اس میں راجکمار لوگ پڑھتے ہیں کئی راجکمار وکنتر تو میں آتے رہے سنکے بہت پرسن بھئے۔ ایک دن ماسٹر لوگ سوامی جی کو راجکمار پاٹ شالا میں لے گئے سوامی جی نے وہاں بھی وکنتر تو کیا راجکمار لوگ سب بہت پرسن بھئے پھر سوامی جی نے راجکمار لوگوں کو بہت سکھشا کی پھر راجکمار پاٹ شالا کے پرنسپل صاحب نے سوامی جی سے کئی باتیں پوچھیں سوامی جی نے سب کا اُتر دیا۔ صاحب بھی بہت پرسن ہوئے۔ سوامی جی کو دو جلد رگوید کے پستک نذر کئے +

سامنے ساٹھ صاحبوں نے دستخط کر کے آریہ سماج چلانے کا نشچہ کیا۔ اور سوامی جی نے ہندی بھاشا میں اُس کے نیم بھی رچ دئے اور اس میں وقتاً فوقتاً دھرم اُپدیش کرنا اپنے ذمے لیا۔ مگر اُن میں سے کئی ایک صاحبان پر برادری کی طرف سے خارجی طور پر بہت سے دباؤ ڈالے گئے اور کئی ایک صاحبوں نے اپنی امیری کے کسرِ شان سمجھا اور چند صاحبوں کے دوستوں اور رشتہ داروں میں جھگڑے ہونے لگے اور انت کو اس مہا پنڈت پر پنڈت لوگ نانا پرکار کے کپول کلپت جھوٹے دوش بھی لگانے لگے کہ وہ عیسائی ہے انگریزوں کا نوکر ہے ملیچھ ہے وغیرہ کہ جس سے مہاراج جی سے ان کی شردھا اُٹھ جائے ۔

گجرات کاٹھیاوار کی یاترا

اتنے میں ماہ دسمبر ۱۸۷۴ء گوپال راؤ ہری دیش مکھ بہادر جج احمد آباد کا بیٹا جو کہ بیرسٹر ہے آنکر سوامی جی کو احمد آباد لے گیا۔ احمد آباد کا ایک بھاٹیا رئیس سوامی جی کو اسٹیشن پر لینے آیا تھا جو کہ بہت بڑا دولتمند تھا یہاں تک کہ اُس نے دو تین لاکھ روپیہ لگا کر اپنا مندر بنایا تھا راستے میں اُس نے سوامی جی سے اپنے مندر کی تعریف شروع کی۔ سوامی جی نے بجواب اس کے افسوس ظاہر کیا اور گاڑی میں ہاتھ مار کر کہا کہ اتنا روپیہ تم نے ایک پتھر پر لگایا اگر کسی پاٹ شالا پر لگاتے تو وید کے پڑھے ہوئے برہمن جگت کو فائدہ پہنچاتے ۔ ایسی ہی مورکھتا کی وجہ سے ہم لوگوں کی یہ دُردشا ہو رہی ہے کہ وید جرمن سے آتے ہیں تب پڑھنے نصیب ہوتے ہیں ۔

اُس نے کہا کہ میں پرتما سدھ کرا دونگا چنانچہ اُس نے ملاراؤ راجہ کو یہ بات کہی۔ اور پنڈت بلائے اور ایک جج کے باغ میں جہاں سوامی جی ٹھیرے ہوئے تھے شاستر ارتھ کی ٹھیری دو ڈھائی سو پنڈت اکٹھے ہوئے - ۵ - ۶ گھنٹے تک شاستر ارتھ ہوتا رہا۔ آخر کو جب وہ لوگ پرتما سدھ نہ کر سکے تو اُلٹے گالیاں دینے لگے۔ تب دیش مکھ گوپال راؤ ہری جج و بھولا ناتھ بھائی نے کہا کہ معلوم ہؤا پرتما پوجا کا حال حقیقت میں ویدوں سے سدھ نہیں ہوتا - ماننا نہ ماننا اپنی مرضی ہے تقریباً ایک ماہ سوامی جی احمد آباد میں رہے ۔

پوس بدی ۵ سوموار سمت ۱۹۳۱ مطابق ۲۸ - دسمبر ۱۸۷۴ء کو احمد آباد سے جانب راجکوٹ روانہ ہوئے اور ۳۱ - دسمبر ۱۸۷۴ء کو وہاں پہنچے اندنوں وہاں گورنری دربار تھا۔ ایک دھرم شالا یعنی سرکاری سرائے ہے اُس کے بڑے بنگلے میں ڈیرا کیا۔ دس بارہ لکچر وہاں دئے۔ یہاں ایک راج کمار پاٹ شالا ہے جس میں علاقہ گجرات کے تمام رئیسوں کے لڑکے پڑھتے ہیں۔ ان دِنوں موجودہ مہاراج موروی بھی وہاں تعلیم پاتے تھے اور کئی راج کمار لکچروں میں آتے تھے موجودہ مہاراج موروی پنڈت کانشی رام ایم۔ اے او دیج ہیڈ ماسٹر موروی سے فرماتے تھے کہ ہم نے بھی سوامی جی کا وہاں لکچر سُنا ہے۔ ایک دن وہاں کے ماسٹر لوگ سوامی جی کو پاٹ شالا (راج کمار کالج) دکھلانے کے واسطے لیگئے وہاں کے پرنسپل صاحب نے سوامی جی کو کہا کہ آپ راجکماروں کو اُپدیش دیں سوامی جی نے اُنکو بھلی پرکار شاستر یکت سکھشا دی پھر پرنسپل صاحب سوامی جی سے بارتالاپ کرتے رہے جس پر وہ پرسن ہوئے اور چلتی دفعہ سوامی جی کو دو جلد رگ وید کی بھینٹ کیں ۔

راجکوٹ کے چند بھدر پرشوں نے سوامی جی کا فوٹو لیا ۔

پنڈت شنکر لال جی شاستری اشٹادھیائی پرشنورا ناگر رئیس موروی و ہیڈ پنڈت موروی ہائی سکول نے بیان کیا کہ جب سمت ۱۹۳۱

اس میں سے آکاش شانتی اور ادبُہت شانتی کہکر پرتما ہستی رُونتی نکلوایا جس پر سب لوگ خوش ہوگئے اور سب برہمنوں کو ۸۰۰ر دکھنا ٹوٹی گئی اور سبھا برخاست ہوگئی ۔

"افسوس کہ اتنی بڑی سبھا اور کسی کو اتنی عقل نہ آئی کہ یہ واک سام وید سنگھتا کے نہیں ہیں مگر وکھشنا بُری بلا ہے ـــ اے زر تو خدا نہٖ ولیکن بخدا ستار عیوبی وقاضی الحاجاتی ۔ یہ واک سام وید یا کسی اَور وید کی سنگھتا کا بھی نہیں ہے۔ محض پبلک کو دھوکا دیا گیا ہے اُنہوں نے سمجھا کہ جیسے ہم ین سکھ ہیں ویسے اَور ودوان بھی ہونگے مگر ایسا خیال سراپا باطل ہے" ۔

یہاں سوامی جی ہمیشہ سمندر کے کنارے ٹہلنے جایا کرتے تھے۔ جیون جی نے چار آدمی سوامی جی کے مارنے کے لئے مقرر کئے جس سڑک پر وہ تعینات تھے اُسپر سوامی جی ہر روز بہمراہی بلدیو سنگھ کے جایا کرتے تھے ایک دن اُن لوگوں سے مقابلہ ہُوا مگر سوامی جی کی صورت دیکھکر مارنا تو درکنار وہ کچھ بول بھی نہ سکے تب سوامی جی نے اُنہیں یہ کہا کہ ہمارے مارنے کے واسطے تم ہی آتے ہو کیونکہ اُن کے ہردے کا کھوٹ اُنپر صاف ظاہر ہوگیا۔ وہ لوگ پھر کبھی نہیں ملے مگر سوامی جی ہمیشہ اُسی سڑک پر گھومنے جایا کرتے تھے اُن کی کچھ پرواہ نہیں کی ۔

گوسوامی جیون جی نے جب دیکھا کہ ان سے ہماری پیش نہیں جاتی تو مدراس کو بھاگ گئے۔ بعد ازاں سوامی جی نے بلبھ چارج مت کھنڈن پستک تصنیف کرکے شائع کی۔ پھر سوامی جی کا بمبئی کے پنڈتوں سے لائبریری میں شاستراتھ ہُوا۔ ایک بڑا سنگھاسن بنایا گیا اور اُسپر وید کی پستک پران کے واسطے رکھی گئیں برہمنوں نے کہا کہ ہم اوپر بیٹھتے ہیں سوامی جی نے کہا کہ ہم سنیاس دھرم سے بیٹھتے ہیں تم کچھ ہم سے پوچھو اگر ہم اُتر نہ دے سکے تو تم بیٹھ جانا۔ ہم اُتر آئینگے یہ شاستراتھ ویاکرن اور پرتما کے وشے پر تھا مگر کوئی پنڈت مورتی پوجا کو وید سے سِدھ نکر سکا" ۔

بمبئی کے پنڈتوں کے شرومنی جیکشن بیاس سے نیلادھر سیٹھ کے باغ میں جیو برھم کی ایکتا پر شاستراتھ ہُوا۔ اور اُسی تقریب پر سوامی جی نے ویدانت دھوانتی نوارن پستک تصنیف کرکے چھپوائی ۔

سوامی جی کے چلے جانے پر پھر اس اوتم دھرم کار یہ یعنی ست اُپدیش کو چلانا مشکل ہوگا اسکارن ایک آریہ سماج قائم ہونا چاہئے۔ اس قسم کا خیال کئی ایک دھرم جگیاسو گرہست لوگوں کو ہُوا ۔

اس خیال کو سنکر سوامی جی کے یہاں بلانے کے لئے جنہوں نے زیادہ حصہ لیا تھا وہ لوگ ناراض ہوگئے کیونکہ ان لوگوں کا یہ ہیتو تھا کہ سوامی جی کے دوارا کسی خاص مت کا کھنڈن کراکے اُس کے بہت سے انویائیوں کو اپنی طرف کرکے سوامی جی کے جانے کے بعد ان لوگوں کو اپنا شش بنا کے اُنہیں کتھا شرون کرنے کے لئے آنیکا اپدیش کرنا رہیہ پورانک پنڈت لوگ نوین ویدانتی تھے) ویسا ہی جو لوگ وید کو نہیں مانتے تھے اور سوامی جی کے سہایک تھے (یعنی ہم بھاجی پرارتھنا سماجی) وے لوگ بھی اس بات سے خوش نہیں ہوئے کیونکہ ان لوگوں کو یہ نشچے تھا کہ سوامی جی کو چاہنے والوں میں سے بہت سا حصہ ہماری سماج میں شامل ہوگا ۔

اسی طرح جب بعض بعض دھرم جگیاسوؤں کو ان دونو کا یہ دلی منشا معلوم ہُوا کہ یہ لوگ اوپر سے ست شودھک (طالبان حق) اور اندر سے خود غرض ہیں تب اُن کو آریہ سماج استھاپن کرنے کی خواہش بہت بڑھ گئی اور آخرکار سماج قائم کرنے پر وہ آمادہ ہوگئے جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ سمت ۱۹۳۱ کے مگھر بدی ایکم سے سات مطابق ۲۴ سے ۳۰ نومبر ۱۸۷۴ء تک میں کئی ایک پُرشوں نے اُس مہا پنڈت کو سمجھا کے اُن کے

سب کے سامنے کھڑے ہو کر زور سے کہا کہ مہاراج دیانند جی کہتے ہیں کہ وید میں مورتی شبد بھی نہیں ہے۔ اور نہ مورتی پوجا وید میں ہے۔ جب تک اس کا جواب نہ ملیگا تب تک لوگوں کا سندیہہ نورت نہوگا تب اُنہوں نے سب کو پرکاش کر کے کہا اور سام وید کی سنگھتا نکالی اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۹ - میں نہیں کہتا کہ رانڈوں کا عقد ثانی کرو۔ مگر رانڈوں کو حمل حرام گرانے کی اجازت دو۔ تاکہ اسقاط حمل نہوں نفاق نے ہند سے حب الوطنی کو کھویا ہے اور مسلمان و عیسائی بنایا ہے۔ جن کے سر عقل سے خالی ہیں۔ وے دور اندیش نہیں ہوتے۔ نفع اس حرکت کا اگر ہوگا برہمنوں کو اور کسی قوم کو نہیں۔ آج کے چھتریوں سے وے کہار اچھے ہیں جن کے کندھوں پر ڈولے راجوں کے گھروں سے بادشاہوں کے یہاں پہنچتے تھے۔ جیسے کابل میں سب گھوڑے نہیں ہوتے گدھے بھی ہوتے ہیں ویسے ہر قوم میں لائق و نالائق ہوتے ہیں۔ سب سے مقدم ویاس جی و پاراشر جی جوان کے باپ تھے دیکھو بجر سوچی مصنفہ شنکر آچاریہ) چھوٹی عمر کے بیاہ نے ہندؤں کو تعلیم علم و ہنر و سیر بلاد سے کھویا اور مکر و فریب سکھایا اور ضعیف القوئے و پست ہمت بنایا۔ دیانند سرستی کے کہنے کو نہ سنو کوئی وید شاستر کے جاننے والا اگر ہند میں زندہ ہو اُس سے پوچھو کہ یہ بھیکھ مانگنے والے اور بیوقوفوں کے ٹھگنے والے کچھ نہیں جانتے ہیں جن کے بچنوں کو پرمان سمجھتے ہو۔ جو ویدوں و شاستروں اور علم معقولات سے جاہل ہیں اُن سے کہنا بھینس کے آگے بین بجانا ہے۔ ورنہ ہر مذہب کی کتابیں و بیدوں سے متفق ہیں کہ پرم آتما وہ ہے کہ رنگ و ذائقہ و مس و بو و آواز سے محسوس نہو۔ اور جس کی شکل ہوگی وہ مٹیگی۔ پس اوتار در کنار برھما و بشن و مہیش و شکت بھی اگر شکل و رنگ رکھتے ہیں فنا ہونے والے ہیں جیسے کہ ہم یا تم جس کو فنا نہیں ویسا ہند میں بلکہ کسی ولایت میں کوئی نہیں ہوا۔ اور نہ ہے اور نہوگا +

نامہ نگار نے دیانند سرستی کو آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ مگر اُن کے حالات کے ادراک سے معلوم ہوتا ہے کہ اوتار پرتھوی کا بھار دور کرنے کو ہوئے تھے۔ اِنہوں نے دُنیا کے آدمیوں کے دلوں سے اندھکار کے نکالنے کو اوتار لیا ہے اور اوتار بشن یا رُدر کے تھے یہ ست چت آنند ادویتی کے ہیں ان کے چرنوں میں سیس کو نوا کے بار بار نمسکار کرتا ہوں کہ یہ سچے براہمن ہیں +

اے بھائیو! غور کرو کہ تمہارے منجموں اور گوروؤں اور پنڈتوں نے اور تمہارے پتھروں اور دیوتوں اور مندروں کی مورتوں نے مسلمانوں کے حملہ کو بالکل نہ روکا اور مسلمانوں نے جو برہمنوں اور تمہاری مندروں کی مورتوں سے کیا تواریخ سے اور گیا اور کاشی میں جا کے تصدیق کر لو +

دشمنوں کے وار سے محفوظ رکھنے اور دشمنوں پر غالب آنے کو علم و ہنر اور وہی ایک ست چت آنند ادویتی ہے۔ دیانند سرستی اور برہم سماجیوں کے کہنے کو سنو ورنہ سو برس کے اندر کوڑی کے تین تین ہو گے۔ ہم اُس وقت نہونگے مگر ہمارا لکھا ضرور رہیگا۔ افسوس ہے جاہلوں کو دوست دشمن نظر آتے ہیں۔ اور دشمن مادر سے زیادہ مہربان اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مذہب اور ہندیوں کا ادبار ہے آج ہندو ایسے بے حقیقت ہیں کہ سو ہندو کو ایک مسلمان دھمکا سکتا ہے اور برہمن جو اُن کے گرو ہیں وے ناخواندہ بھیک مانگنے کو برہمن کا دھرم قرار دیتے ہیں۔ اس علم و عقل پر رونا آتا ہے +

جب پانچ برس کی بیٹی رانڈ ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ کرم پھوٹ گئے۔ کوئی اُس وقت نہیں کہتا ہے کہ تمہاری اور تمہارے رہبروں کے ہردے کی آنکھیں پھوٹی ہیں جب لوگوں کو کچھ تمیز ہوگی معلوم کرینگے۔ اُن کے بزرگ کیسی عقل رکھتے تھے۔ اور جن لفظوں سے انگلستانی دو ہزار سال سے پیشتر کے انگلستانیوں کو کہتے ہیں اُنہیں صفات سے سو پچاس برس بعد ہندوستانی اسوقت کے پیر و مریدوں کو کہینگے۔ اس لکھنے سے یہ امید نہیں کہ کوئی اس رائے پر عمل کرے کہ پتھر میں جونک نہیں لگتی جب کسی زمانے کے مردم اسوقت کے مردم کو بیوقوف کہیں نامہ نگار کو معاف رکھیں۔ کہ جو اُن کو اُس وقت کہنا فرض ہوگا اُن کے بزرگ اُس سے سخت تر الفاظ سے فی الحال یاد فرماتے ہیں +

الراقم سرستی کنت

متھرا پنتھ نام ایک بھاٹیہ جو پہلے جیون جی کے سمپردائے میں تھا۔ اب اُس نے ان کی کنٹھی توڑ کر سوامی جی کی سہایتا لی اور بہت سے آدمی کنٹھی توڑ کر اپنے ساتھی بنائے تھے۔ اس کی وجہ سے سوامی جی نے ایک روز دھوبی تالاب پر ایک مکان نہایت عمدہ سہ منزلہ میں تیسرے پہر کو ایک ویاکھیان دیا۔ اُس وقت ۵ ۶ ہزار آدمی سے کم نہ ہونگے اور زیادہ سے زیادہ ۱۰ ہزار ہونگے۔

اُس وقت ہم بھی موجود تھے سوامی جی وید کے منتروں کا ارتھ کر رہے تھے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس کا جرنیلی پہرہ موجود تھا۔ ۲ بجے سے ۶ بجے تک ویاکھیان ہؤا مضمون اس کا مورتی پوجا تھا۔ سوامی جی نے اُس ویاکھیان میں مورتی پوجا اور گٹو لال وغیرہ کے مت کی اچھی طرح وید منتروں اور یکتیوں سے تردید کی اس ویاکھیان کی بہت تعریف ہوئی اور جیون لال جی وغیرہ ویشنو سمپردائے والوں کو اس سے کمال درجے کا رنج ہؤا اور یہ بات بھی مشہور ہوئی کہ اب انکے خلاف کوئی نہیں بول سکیگا۔

یہ بات جیون جی نے گٹو لال کو کہی اور یہ بھی کہا کہ اگر ایسا ہی ہؤا تو پھر بمبئی کے ہمارے شش گو پہلے بھی بہت پھر گئے ہیں اور متھرا پنتھ نے ہمکو بہت گھٹایا ہے اور باقیماندہ بھی ہمارے قبضہ سے نکل جاوینگے اور ویشنو دھرم اُٹھ جائیگا۔ تب اُس کے اگلے روز یہ بات ٹھیری کہ لال باغ میں کل رات کو ایک ویاکھیان گٹو لال کی طرف سے ہو جس کا مضمون دیانند سرستی کے خلاف مورتی پوجا استھاپن رکھا جاوے۔ وید و شاستر رکھے جاویں اور سب ویشنوؤں اور دوسرے مت کے پنڈتوں کو بلایا جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ہزاروں آدمی جمع ہوئے۔ اور گٹو لال جی آ کر بیٹھے۔ ایک اُن کے شش نے دیانند کا مت پرکاش کیا جو انہوں نے اگلے روز کے ویاکھیان میں کہا تھا۔ اُس پر گٹو لال نے سنسکرت و بھاشا میں وکتا کی اور گرنتھوں کے پرمان دئے اور پستک کھول کھول کر پنڈتوں سے بچوائے (اسواسطے کہ وہ خود اندھے ہیں) اس [1] سے سب نے سمجھا کہ مورتی استھاپن ہو گئی۔ اور سب اُن کی تعریف کرنے لگے۔ تب ہم نے

[1] منشی کنہیا لعل الکھ دھاری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ رقم ہے کہ یہ مہاراج بمبئی میں ہدایت کرتے ہیں کہ مورتوں کو نہ پوجو۔ (۲) ویدوں وشاستروں کے مقابلہ میں پوران ناچیز ہیں۔ (۳) رانڈوں کا عقد ثانی کرو۔ (۴) اوتاروں کو مثل دیگر بندگان خدا کے سمجھو۔ (۵) جب مرد ۲۵ برس کا اور عورت ۱۶ برس کی ہو اُن کا عقد کرو اُس بیچارے خدا کے واسطے ہدایت کرنے والے کے مقابلہ کو ۲۰۰ پنڈت جمع ہوئے ہیں۔ کہ اُس کے اقوال کو ویدوں سے رد کریں +

مؤلف۔ آدمی کو عقل و حواس اسواسطے عطا ہوئے کہ حق و ناحق و سچ و جھوٹ و مفید و مضر و مصلحت عام و خاص میں تمیز کرے۔ اسواسطے نہیں کہ ایک حواس والے کو عقل کُل سمجھ اُسکے ساتھ مثل بھیڑوں کے چاہ میں گرے۔ وید معقول پستک ہیں ان میں بخلاف سوامی دیانند جی کے ہرگز نہوگا۔ اگر کسی خود غرض نے اپنے مطلب کے پورا کرنے کو کوئی شُرتی بت پرستی وغیرہ کی ملادی ہو کچھ عجب نہیں۔ کہ جب چاروں ویدوں کا مجموعہ کہیں دستیاب نہیں ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شُرتی مفید مطلب بنا اُس کو ویاس کا قول قرار دیا ہو۔ اگر ایسا ہی ہو ویاس بھی ایک آدمی تھا۔ اور جتنے حواس و پران آدمی رکھتے ہیں وہ بھی رکھتا تھا۔ اگر اُس نے اپنے وقت کی مصلحت کے مطابق رائے لکھی ہو ہمکو ضرور نہیں کہ اُسوقت کی رائے پر عمل کریں۔ ہزار سال پیشتر دُنیا کے مردم تیر و کمان سے جنگ کرتے تھے اور بھیشم پتامہ کو پانڈؤں کے خاندان کے آدمی اُستاد سمجھتے تھے آج کے روز وصف اور کمال پھوٹی کوڑی کے برابر بھی قدر نہیں رکھتا۔ کہ ایک توپ کے گولہ سے سو اُستاد تیر اندازی کے وہاں پہنچیں جہاں کی کچھ خبر نہیں۔ بس اس وقت کے مردم کو تمیز کرنا واجب ہے کہ مورتیوں کو پرم آتما پر شرف ہے یا پرم آتما کو مورتیوں پر۔ اگر مورتیں زیادہ شرف رکھتی ہوں تو آتما و پرم آتما اور ایشر اور پرم ایشر کو کتابوں او تلفظ سے نکالدو اور جس مورت کو دو سو پنڈت منضبط کریں اُسکو پوجو۔ کردگے وہی جو تمہارے باپ دادا کرتے رہے۔ لیکن اتنا کہنا فرض ہے کہ تمام ہندو ملکے ایک مورت قائم کریں۔ اور سب اُس سے رجوع کریں۔ کسبیوں کی مانند بسنت اور دسہرہ کو گھر بہ گھر نہ پھریں۔

سترھویں کا اُتر۔ جگت اُتپتی جیسی وید میں لکھی ہے اور جس نے کی ہے۔ اُس سارے کو اُسی طرح مانتا ہوں *

اٹھارھویں کا اتر۔ جس وقت سے سرشٹی کا سلسلہ ہؤا ہے اس کال کی کوئی سنکھیا نہیں ہے۔ یہ جاننا چاہئے *

اُنیسویں کا اُتر۔ وید وکت جو یگ آدی کرم ہے وہ یتھا شکتی سب کرنی چاہئے *

بیسویں کا اُتر۔ وید وکت جو طریقہ ہے وہ ماننا چاہئے اور نہیں *

اکیسویں کا اُتر۔ شاکھاؤں میں جو کرم کہے ہوئے ہیں۔ وہ وید انوکول ہونے سے پرمان ہیں ورُدھ ہونے سے نہیں *

بائیسویں کا اُتر۔ ایشور کا کداچت جنم مرن نہیں ہوتا جس کے جنم مرن ہوتے ہیں۔ وہ ایشر ہی نہیں ہے۔ سرب شکتی مان ہونے سے انتریامی ہونے سے نرآویو ہونے سے۔ پری پورن ہونے سے۔ نیاءکاری ہونے سے *

تیئیسویں کا اُتر۔ مَیں سنیاس آشرم میں ہوں *

چوبیسویں کا اُتر۔ ست دھرم وچار نامک پُستک جس نے میترالہ میں چھپوائی اس کا مت اُس میں ہے میرا اُس کے مت میں آگرہ نہیں *

یدی ہم آریہ لوگ وید وکت دھرم کے وشے میں پرتی پورو پکشات کو چھوڑ کر وچار کریں تو سب طرح کلیان ہی ہے۔ یہی میری اچھیا ہے۔ تس کے لئے ہمیشہ روزمرہ سبھا ہونی چاہئے تو سرپشٹ سمجھو جس طرح سے بہت پرکار کے دھرموں کا ناش ہو جائے ویسا سب کو کرنا چاہئے *

پرنتو ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ پرشنوں کا بیج کو چھپ پینا اُس کی مانند پُنر وکت دوش سے دوشت کو نہیں سمجھ کر یہ میں نے جانا کہ جس کو پرشن کرنے کا گیان نہیں اُس کے سماگم میں اُچت وچار کس طرح ہو سکیگا۔ ایسی میری متی ہے کیونکہ جہاں بھوجن کا ہی فکر ہے۔ وہاں دھن کا جمع ہونا اسنبھو ہے اور جس نے پرشن کئے اُس نے اپنا نام بھی نہیں لکھا یہ بھی ایک نقص ہے۔ ایسا سجّنوں کو سمجھنا چاہئے اس میں سوامی جی کی سمتی ہے اس کے اُپرانت جو کوئی اپنا ظاہر نام لکھنے کے بغیر پرشن کریگا اس کا اُتر اسی سے دلاؤنگا اور جس سمپردائے کو جو مانتا ہے اس کو خلاصتاً جب تک نہ کہیگا تب تک اس کا بھی اسی سے دلاؤنگا پرسدھ کرتا سوامی پوزمانند کارتک تسکل ۷ سوموار سمت ۱۹۳۱ مطابق ۱۶ ۔ نومبر ۱۸۷۴ء *

اس کے بعد نہ تو اُس پہلے پرشن کرتا نے مُنہ دکھلایا اور نہ کسی اور نے سنگمُکھ ہو کر مباحثہ کیا اور نہ گٹّولال شاستری وغیرہ ویشنو مت کے وِدوانوں نے کبھی شاستر ارتھ کرنے کا نام لیا۔ اور نہ کبھی سپشٹ اپنا نام لکھ کر کوئی اُن کو نوٹس دیا۔ مرد میدان بنکر سامنے آنا اور مورتی پوجا کو وید انوکول سدھ کرنا تو سراپا محال اور جان کا وبال بلکہ جنجال ہو گیا *

پنڈت چھوٹے لعل سارسوت برہمن ساکن پٹنہ جو ماہ کاتک سمت ۱۹۳۱ کو سوامی جی سے بمبئی میں ملے تھے اُنکو سوامی جی نے کہا کہ جیون جی گوسائیں ٹٹی کی آڑ میں ہم سے شاستر ارتھ کرتے ہیں سامنے نہیں آتے ہم چاہتے ہیں کہ جو کوئی ہم سے شاستر ارتھ کرے وہ اپنا نام اور مت سپشٹ لکھکر بتلاوے تب ہم کرینگے *

اس کے بعد سوامی جی نے ایک چھوٹا سا پتر چھاپا کہ جو کوئی ہم سے شاستر ارتھ کرنا چاہے وہ اپنا نام۔ مت۔ سمپردائے صاف صاف بتلا دیوے تب ہم اُس کا اتر دینگے یا اُس سے شاستر ارتھ کرینگے۔ پردہ کے اوٹ میں اعتراض کرنا ٹھیک نہیں *

سوامی جی نے اپنے اشتہار میں ایک جگہ پرنام کو پرایام لکھا تھا گٹّولال نے لکھا کہ یہ اشدھ ہے تب سوامی جی نے کہا کہ ह्रच ایک سوتر ہے۔ اس سے ایسا سدھ ہوتا ہے آپ اُس کو ملاحظہ کریں *

پکش ۴ شکروار کو گیان دیپک بنترالہ کے چھپے ہوئے ۴۲ پرشنوں کا اتر دیا جاتا ہے +

پہلے پرشن کا اُتر ۔ پرتھکش آدی پرمانوں کو سویکار کرتا ہوں +

دوسرے کا اُتر ۔ چاروں ویدوں کو پرمان مانتا ہوں +

تیسرے کا اُتر ۔ چار سنگتاؤں کو پرمان مانتا ہوں ۔ مگر پرشیشٹ کو چھوڑ کر (یعنی پری شیشٹ کو پرمان نہیں مانتا ہوں وہ اپرمان ہے) برہمن آدکوں کو میں مت کے طور پر سویکار نہیں کرتا ۔ پرنتو ان کے مصنف جو رشی ہیں ۔ اُن کی ویدوشیہ میں کیسی سمتی ہے یہ جاننے کے واسطے مطالعہ کرتا ہوں کہ اُنہوں نے کیسا ارتھ کیا ہے اور اُن کا کیا سدھانت ہے +

چوتھے کا اُتر ۔ تیسرے میں سمجھ لینا +

پانچویں کا اُتر ۔ سکھشا آدک جو ویدانگ ہیں اور اُن کے کرتا جو منی ہیں اُن کی وید کے وشیہ میں کیسی سمتی ہے یہ جاننے کے واسطے دیکھتا ہوں اُن کو مت مان کر کے سویکار نہیں کرتا +

چھٹے کا اُتر ۔ وید ۔ ویدانگ ۔ بھاشیہ اور اُن کے ویاکھیان جو آرش یعنے رشی پرنیت ہیں اُن کو مت مانکر سویکار نہیں کرتا ۔ کنتو پریکشا کے واسطے ۔ وہ ٹھیک کئے گئے ہیں وا نہیں کئے گئے اس واسطے دیکھتا ہوں وہ میرا مت نہیں ہے +

ساتویں کا اُتر ۔ جیمنی کرت پورب میمانسا ۔ بیاس کرت اُتر میمانسا ۔ چرن بیوہ اُن کو بھی مت مانکر سنگرہ نہیں کرتا ۔ کنتو ان کے مت کی پریکشا کے واسطے دیکھتا ہوں اور طرح نہیں +

آٹھویں کا اُتر ۔ اپ پران ۔ اُپ پوران ۔ تنتر گرنتھ ۔ ان کے ادلوکن اور ارتھ میں شردھا ہی نہیں کرتا ۔ ان کے پرمان کی تو کیا کتھا ہے +

نویں کا اُتر ۔ ساری بھارت اور بالمیکی رچت رامائن کا پرمان نہیں کیونکہ لوک میں بہت پرکار بیوہار ہے ۔ اُن کے حال کا جاننا ہی اُن کا مطلب ہے کیونکہ وے گزر گئے ہیں +

دسویں کا اُتر ۔ بھی نویں میں سمجھ لینا +

گیارھویں کا اُتر ۔ منوسمرتی کو منو کا مت جاننے کے واسطے دیکھتا ہوں اس کو ارشٹ سمجھ کر نہیں +

بارھویں کا اُتر ۔ یاگولک آدی اور متاکھشرا آدی کا تو پرمان ہی نہیں کرتا +

تیرھویں کا اُتر ۔ بارھویں میں سمجھ لینا +

چودھویں کا اُتر ۔ بشنو سوامی آدی جو سمپردائے ہیں اُن کا پرمان میں لیش ماتر (ذرہ بھی) نہیں کرتا ۔ بلکہ ان کا کھنڈن کرتا ہوں کیونکہ یہ سارے سمپردائے وید ورُدھ ہیں +

پندرھویں کا اُتر ۔ چودھویں میں سمجھ لینا +

سولھویں کا اُتر ۔ میں سوتنتر نہیں ہوں بلکہ وید کا پیرو ہوں ایسا سمجھنا چاہئے جڑھ آدی جو چھ پدارتھ ہیں ان کا جیسا وید میں کتھن ہے ویسا مانتا ہوں +

اور ابو ستھتھ سبھا آدمی ان کے پرپنچوں میں وہ مہاتما پھنسنے نہیں اور اس کا گہرا ہیتو یعنی اصل منشا وہ دھارمک پُرش بخوبی سمجھ گئے تھے۔ اور روز بروز دیگر متوں کے پنڈت لوگوں کی تمام سوارتھ مئے پربرنا بھی و چارشیل کے خیال میں آنے لگی۔ اور وے سمجھ بھی گئے کہ پنڈت لوگ ایک مت ہو کر کولاہل (شور) مچا کر کھرے دھرم کی خوبی چھپانے میں کوشش کرتے ہیں (یعنی مختلف متوں کے پنڈت سوامی جی کے مقابل اپنی رزق ماری دیکھ کر ایک ہو جاتے ہیں) ✤

بلبھ آچاریہ مت والوں کا شاستر ارتھ

سوامی جی نے جب وہاں جا کر ان کے مت کا تمام حال معلوم کیا تو ان کی من وگن کیفیت معلوم ہو جانے کے بعد انہوں نے لگاتار اس مت کے کھنڈن اور اس کی قلعی کھولنے پر لکچر دینے اور اُپدیش کرنے شروع کئے اور برہم سمبندھ والے منتر کا بھی جس سے وہ چیلے اور چیلیوں کا تن من دھن اپنے ارپن کرا کے برہم سمبندھ کراتے ہیں خوب ہی خاکہ اڑایا گوسائیں جی کا بہت نقصان ہونے لگا۔ تب جیون جی گوسائیں نے سوامی جی کے ملازم بلدیو سنگھ جی برہمن کا ننگج کو بلا کر کہا کہ تم کو میں ایک ہزار روپیہ دونگا۔ اگر سوامی جی کو مار دو اور اُسی وقت ۵ نقد اور ۵ سیر مٹھائی بطور پرشاد کے دی اور ہزار روپے کا اقرار کر کے رُقعہ لکھ دیا۔ بلدیو سنگھ بھی سوامی جی کے پاس پہنچا نہیں تھا کہ اُن کو خبر ہو گئی کہ تمہارا رسویہ جیون جی کے پاس کھڑا ہے جب وہ پہنچا تب ۔

سوامی جی نے پوچھا کہ تم گوکلیوں کے مندر میں گئے تھے۔

بلدیو سنگھ ۔ ہاں مہاراج گیا تھا۔

سوامی جی ۔ کیا ٹھیرا۔

بلدیو سنگھ ۔ ۵ روپیہ نقد اور ۵ سیر مٹھائی اور یہ رقعہ دیا ہے کہ مار دو تو ہزار روپے لو ۔

سوامی جی ۔ مجھ کو کئی دفعہ زہر دیا گیا ہے مگر مرا نہیں ۔ بنارس میں زہر دیا گیا۔ کرن واس میں راؤ کرن سنگھ چکرانتی نے پان میں زہر دیا تب بھی نہیں مرا اور اب بھی نہیں مرونگا۔

بلدیو سنگھ ۔ مہاراج میرے خاندان کا کام زہر دینا نہیں ہے اور پھر ایسے کو جس سے تمام جگت کو فائدہ پہنچ رہا ہے ۔

سوامی جی نے مٹھائی پھینکوا دی اور رُقعہ پھاڑ کر پھینک دیا اور کہا کہ "خبردار آئندہ اُن کے ہاں کبھی مت جانا" ✤

بمبئی کے رہنے والے کسی گمنام پا ۔ گو ۔ ن ۔ نام نے کارتک شکل ۴ شکروار سمت ۱۹۳۱ کو چوبیس [24] پرشن چھپوا کر سوامی جی کے پاس بھجوائے ۔ سوامی پورنانند نے سوامی دیانند سرستی جی کی سمتی سے ان پرشنوں کے اُتر میں مندرجہ ذیل وگیاپن پتر شائع کیا ✤

وگیاپن پتر

معلوم ہو کہ جیسا سوامی نارائن ہے ویسا میں نہیں ہوں اور جس طرح جیپور نگر کے گوسوامی نے شکست کھائی ایسا بھی میں نہیں ہوں بمبئی نگر کے نواسی کسی ایک ہری بھگتوں کے پاؤں کے خواہشمند ۔ پا ۔ گو ۔ ن ۔ ایسے گپت نام والے پرش کے سمت ۱۹۳۱ کارتک شکل

باب سوم

فصل اوّل۔ بمبئی کی یاترا اور آریہ سماج کی بنیاد

بار اول دوشنبہ ۲۶۔ اکتوبر ۱۸۷۴ء سے ۳۰۔ نومبر ۱۸۷۴ء مطابق کاتک بدی ۱ سمت ۱۹۳۱ سے مگھر بدی ۷ سمت ۱۹۳۱ تک

بار دوم پنجشنبہ ۲۹۔ جنوری ۱۸۷۵ء سے چارشنبہ ۱۶ جون ۱۸۷۵ء مطابق ماگھ بدی ۸ سمت ۱۹۳۱ سے اساڑھ بدی ۱۲ سمت ۱۹۳۲ تک

بار سوم چارشنبہ یکم ستمبر ۱۸۷۵ء سے اپریل ۱۸۷۶ء مطابق بھادوں سدی ۲ سمت ۱۹۳۲ سے چیت وبساکھ سمت ۱۹۳۳ تک

باراول بمبئی کے کتنے معزز گرھستوں کی پریرنا سے بنارس سے چلکر الہ آباد۔ جبل پور۔ ناسک سے ہوتے ہوئے بمبئی کے قریب پہنچ کر ایک سیٹھ صاحب کو تار دیا کہ ہم آتے ہیں جب پہنچے تو وہ سیٹھ گاڑی لیکر وہاں موجود تھا سوامی جی کو لیجا کر بمبئی سے دو کوس دور بال کیشر مہادیو کے پربت پر ٹھیرایا۔ اور دھرم ادھرم سمبندھی وچار کرنے کی جن کو اچھیا ہو اُن کو وہاں بلانے کے واسطے ایک اشتہار چار زبان میں شائع کیا۔ پنڈت سندن رام کانکبج ساکن دارا گنج پریاگ اس تمام سفر میں ساتھ تھے اور وہی پُستک وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ (سوامی جی کے بمبئی پہنچنے سے ایک ماہ پہلے ان کا ستیارتھ پرکاش سیوک لال کرشن داس نے گجراتی میں ترجمہ کر کے اسکا خلاصہ آریہ متر نام گجراتی اخبار میں طبع کرایا تھا۔ اُس سمے کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ اتنے قلیل عرصے میں وہ مہاپرش یہاں پدھار سارے بمبئی علاقے کے پنڈتوں میں اتنا عظیم الشان تھلکہ (کولاہل) مچادیگا ۔۔

اس اشتہار کے جاری ہونے سے اُس سمے وہاں دھرم ادھرم سمبندھی چرچا اتنی پُرجوش ہوئی کہ اُس کا مفصل حال لکھنے کو ایک جدا پُستک چاہیے مت متانتر کے پنڈتوں کے اہلہ شیری اُبھارنے کو بھی وچتر پرکار کے لیکھ ہونے لگے۔ ویسا ہی پنڈت لوگوں نے بھی اپنے نانا پرکار کے ارتھوں کے لیے پرپنچ رچ کے اپنے اپنے شاگردوں کو جھوٹھ موٹھ سمجھا کے دھرم ادھرم سمبندھی ہتھیار تھ وچار کرنیکے بدلے ایسے ایسے جال پھیلائے کہ سُننے اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے ۔۔

آخر کئی لوگوں نے سمتی کر کے پرتھم دوسرے متوں کا ظاہر او چار ہونا بند کر کے جس مت میں دھرم کے نام سے وشیش بیچار پھیل گیا تھا (یعنی بلبہ اچار مت) اُس مت کے پنڈتوں کے ساتھ ظاہر وواد چلایا گیا جس میں وشیش کر کے اُس مت سے ناراض ہو کر اُسی کو توڑنے والوں کا بڑا بھاری انبوہ تھا۔ اُن سے اس مت کے آچاریوں کا پشو ورت (حیوانوں کی طرح) کرموں کا وستار پوربک حال سوامی جی نے سُنا اُن کے مغز میں بھی ایک دُھن سما گئی اور جدھر تدھر ہینڈ بل یعنی دستی اشتہاروں میں یہی چرچا ہو رہی تھی۔ اُس وقت اُس مت کے لوگوں نے بھی پرپنچ کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی اس کے علاوہ ان کے مددگار بھی زیادہ تھے۔ پرنتو سوامی جی دہ گ

کی مگر اوس وقت پنڈتوں کو کوئی منتر مورتی پوجا کے ثبوت کا ویدسے نہ مل سکا ایک ویاکھیان دیکر اور دو روز رہکر تیسرے روز وہاں سے آگے روانہ ہوئے +

ناسک

۲۴- اکتوبر سنہ ۱۸۷۴ع تک

سوامی جی اکتوبر کو جبل پور سے چلکر ناسک ترمبک میں پہنچے اور ایک منصف برہمن کے مکان پر ٹھہرے یہ جگہ راما وتار کے متعلق تیرتھ ہے اس کو پنچوٹی کہتے ہیں۔ ۵۰۰، ہزار برہمن بھیکھ مانگنے والے اسجگہ رہتے ہیں جنکا گذارہ اُسی تیرتھ کے سبب سے ہے۔ سوامی جی نے جاتے ہی دوسرے روز اپدیش دینا شروع کیا اور ایک ویاکھیان میں اُنہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جب رامچندر جی بن کو گئے تب یہاں ٹھہرے پھر یہاں تیرتھ ماننے کی کون سی وجہ ہے اِنکے مورتی و تیرتھ کے خلاف اُپدیشوں کے سبب کوئی برہمن تاب مقابلہ کی نہ لایا۔ ہاں البتہ شرتیوں کے بدلے گالیاں دیتے رہے۔ کیا کریں بیچاروں کے پاس وید نہیں رہے گالیاں بھی نہ دیں۔ سوامی جی اوس مکان پنچ وٹی کو دیکھنے بھی گئے تھے۔ یہاں کچھ روز ٹھہر کر بمبئی کیطرف روانہ ہوئے یعنے ۲۶- اکتوبر سنہ ۱۸۷۴ع دوشنبہ کو بمبئی میں تشریف لیگئے +

باب دوسرا ختم ہوا

رکھا ہوا ہے جہاں کہ مسلمان ہر سال سجدہ کرنیکیلئے گروہ در گروہ دنیا کے تمام حصوں سے جاتے ہیں ایسی یاترا (حج) مسلمانوں کے درمیان نجات کا ذریعہ مانی جاتی ہے۔

نماز سے واپس آنے پر مولوی اور چند انگریزی فارسی جاننے والے ہندوؤں نے آواگون کا مسئلہ چھیڑا۔

اونہوں نے کہا کہ روح ایکدفعہ پیدا کیگئی ہے اور یہی بات ٹھیک ہے آپ آواگون کے اعتقاد کو چھوڑ دوین کیونکہ کوئی بھی مہذب آدمی اس زمانہ میں اِس کو یقین نہیں کریگا۔ اِس پر یقین کرنا پورانے ہندوؤں کی غلطی تھی۔

سوامی جی نے آواگون کے ثبوت کیلئے بڑی مضبوط دلائل دیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ جانوروں میں عقل حیوانی ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ ایک طاقت ہے جو خدا نے حیوانوں کو دنیا میں کام کرنیکے لئے بخشی ہے۔

سوامی جی نے بعد ازاں مسئلہ آواگون پر ایک لمبی سپیچ دی۔ بعد ازاں پنڈت جوالا پرشاد بی اے نے اونکو کہا کہ رات کے آٹھ بج گئے ہیں اور سندھیا کے لئے بہت دیر ہوگئی ہے اِس پر جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرے دن شام کیوقت کسی بنگالی جنٹلمین کے گھر میں لکچر دیا قریباً ایکہزار آدمی کے لکچر سُننے کیلئے اکٹھے ہوئے سوامی جی نے دھرم کے دس لکھشن بیان کئے جو کہ کسی خاص مذہب سے تعلق نہ رکھتے تھے اور نہ انسانوں کی زبردست سے زبردست کوششیں ایسے دھرم کو ناش کر سکتی نہیں۔ اُس نے زمانہ کی جہالت پر افسوس کیا کہ جسکے سبب سے عورتیں پبلک لکچر سے فایدہ اُٹھانے سے محروم رہکر اپنی جہالت کو دور نہیں کر سکتی ہیں اور اُن باتوں میں سے جو اُس فاضل نے کہیں ایک یہ بھی تھی کہ راجہ نل نے ایک گاڑی (رتھ) اسٹیم انجن کی مانند استعمال کیا جبکہ وہ ایودھیا کے راجہ کو دمینتی کے سوئمبر پر لے گیا۔ سوامی جی کے لکچر کا میور کالج کے طالبعلموں پر ایسا اثر ہوا کہ وہ ابتک ہندوستان کے مُختلف حصوں میں آریہ سماج کے ممبر ہیں۔

جب الہ آباد سے بمبئی کیطرف چلنے کا ارادہ کیا تب بلدیو سنگھ کو یہ خط لکھوا کر بلایا۔

بلدیو سنگھ شرما۔ آجکل دیانند سوامی یہاں پر ٹھہرے ہیں اونکو تمہاری بڑی ضرورت ہے اور تمہارے بنا اونکو بہت کلیش ہے اِس لئے سوامی جی کی آگیا انوسار اور تمہارا راجہ صاحب کی سمتی سے تمکو لکھا جاتا ہے کہ تم اِس پتر کو دیکھتے ہی جلد چلے آؤ اور کچھ ولمبہ مت کرو کیونکہ سوامی جی دو چار دن میں دکھشن میں جاوینگے۔ جوالا پرشاد۔ پریاگ۔ ۲۶۔ ستمبر ۱۸۷۴ء (مطابق اسوج بدی ۶ شنبہ سمت ۱۹۳۱ بکرمی)۔

سوامی جی نے الہ آباد میں ماہ ستمبر کے آخیر تک رہکر راجہ صاحب کو ستیارتھ پرکاش لکھوا دیا اور خود بلدیو سنگھ کے آنے کے ۸-۱۰ روز بعد بسواری ریل روانہ جبل پور ہوئے۔

جبل پور

اکتوبر ۱۸۷۴ء

سوامی جی یہاں پہنچکر جمنا داس کے باغ میں اُترے اونکے پہنچتے ہی تمام پنڈت لوگ جمع ہوئے اور مورتی پوجا پر شاستر ارتھ کی تجویز

بعدازاں سوامی جی نے ہندو مرہٹوں کے سامنے جنہوں نے اپنے ہندو دھرم سے مُرتد بھائی کو اپنا مذہبی پیشرو (سپوکس مین) بنایا تھا- عیسایئوں کے خدا کی نسبت جاہلانہ خیالات کو ظاہر کرنیکے لئے توریت کے بابل کے بُرج کے قصہ کی کیطرف اشارہ کیا جسمیں یہ درج ہے کہ پورانی مغربی نسلوں نے عیسایئوں کی دیومالا میں آسمان پر چڑھنے کی کوشش کی اُنکی اِس دلیرانہ تجویز سے عیسایوں کا خدا چونک پڑا- نہائیت خوف زدہ ہوکر اپنے بچاؤ کیلئے بابل کے بُرج بنانیوالوں کی زبان میں گڑبڑ کردی جو ایک دوسرے کی بات کو سمجھنے کے نا قابل ہوکر کام چھوڑ بیٹھے اور خدا آدمیوں کے اِس وحشیانہ حملہ سے بچ گیا-

عیسایئوں کے خدا کا اپنی ہی مخلوقات سے ڈر جانا نہائیت ہی عجیب اور بیان سے باہر ہے- بیشک وہ نہایت ہی جاہل ہونے چاہئیں جنہوں نے کہ آسمان کی ظاہری اور دکھلاوے کی محراب دار چھت کو محدود او نچائی خیال کرکے اوپر مصنوعی ذریعوں سے چڑھنا ممکن سمجھا- اِس سے یہ پرتیت ہوتا ہے کہ عیسایئوں کا ایمان ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں بلکہ اسکے برخلاف وہ ایک خاص جگہ میں محدود ہے جس جگہ کے متعلق وہ ٹھیک ٹھیک نہیں بتلا سکتے- تاہم جبکہ عیسائی مرہٹہ نے اِس اعتراض کا کچھ جواب نہ دیا اوسکے اور ہندو بھائی کچھ بولے اور خاصکر کاشی ناتھ شاستری نے نہایت گستاخانہ طور سے سوامی جی سے پوچھا کہ کس مطلب کیلئے تمام ملک میں شور برپا کر رکھا ہے-

سوامی جی نے جوابدیا کہ مجھ سے پہلے پنڈتوں نے بڑی مکاری پھیلائی ہے اور اُنکی عقل پتھروں کے پوجنے سے پتھر اگئی ہے یعنی اونکی عقل پر پتھر پڑ گئے جسکے سبب وہ سچائی کے اصول کو نہ سمجھ سکے- شاستری پھر خاموش ہو کر معہ اپنے دوستوں کے چلا گیا-

کسی کالج کے طالبعلم نے ملیکھش لفظ کے معنی پوچھے-

سوامی جی نے جوابدیا کہ وہ جنکا اچارن شُدہ نہیں وہ ملیکھش ہیں-

اسبات کو چند آدمیوں نے یہ کہکر تسلیم کیا کہ مسٹر پوپ نے بھی یہی معنی اپنی کیمپی ریٹو گرامر میں کئے ہیں- انگریزی کا لفظ گاڈ اوس نے سنسکرت لفظ گوڑہ سے نکالا ہے جس کے معنے گپت کے ہیں-

کالج کے طالب علم جو کہ سوامی جی کی بابت بڑی شردہا ظاہر کرتے تھے اونکے چند دیگر سوالات کا جواب دینے کے بعد سوامی جی نے پنڈت جوالا پرشاد بی اے فرزند راجہ جیکشن داس صاحب سی- ایس آئی کو حاضرین مجلس کے سامنے سندھیا (آریوں کی عبادت کی پُستک) کے پڑھنے کے لئے کہا- جو کہ اوسوقت قلمی کاپی تھی-

بعدازاں مولوی نظام الدین بی اے کو جو کہ دھرم چرچا سُننے میں بڑی دلچسپی ظاہر کیا کرتا تھا- سوامی جی نے پُوچھا کہ اہل اسلام خدا کو کسطرح مانتے تھے لیکن اوس مولوی نے کسی اسلامی کتاب کا حوالہ دینے کے بجائے سر ڈبلیو ہملٹن کی میٹا فزکس جلد ا کے شروع سے خدا کی چار صفات بیان کیں اور سوامی جی نے اوسکو مسلمانوں کا ایمان خیال کیا-

جب مولوی نماز کے لئے گیا- سوامی جی نے کہا کہ مسلمانوں نے اوروں کے چھوٹے چھوٹے بُتوں کو توڑ دیا لیکن اپنے بڑے بُت کی پوجا کو نہ چھوڑا مسلمانوں کا یہ بُت خدا کی طرف سے بھیجا ہوا کالا پتھر (حجر الاسود) ہے جو کہ مکہ کے مندر میں بڑی خوبصورتی سے

قصبہ مڑسان ضلع علیگڈھ

۲۰- مارچ ۱۸۷۴ء مطابق چیت سمت ۱۹۳۰ تک-

اتنے میں راجہ ٹیکم سنگھ صاحب والی مڑسان خود فٹن لیکر آئے اور سوامی جی اونکے ہمراہ معہ بلدیو سنگھ برہمن متھرا سے سوار ہوکر چلے گئے باقی تمام ہمراہیان پیچھے سے پہنچ گئے مڑسان پہنچکر راجہ صاحب کے بنگلہ میں اُترے اور راجہ صاحب نے ٹھاکر گور پرشاد سنگھ رئیس بیسوان کو کہلا بھیجا کہ سوامی دیانند جی یہاں ٹھیرے ہوئے ہیں تم کہتے ہو کہ میں نے سایُن بھاشی کے او سار یجروید کا بھاشیہ کیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ تمنے غلط کیا ہے آکر فیصلہ کرلو اور تم یہ بھی کہتے تھے کہ دیانند وید کا ارتھ نہیں جانتے پس آنکر نرنے کرو- چنانچہ وہ آئے مگر سوامی جی کے پاس نہ آئے علیحدہ اُترے- جس وقت سوامی جی مڑسان کے راجہ صاحب کے پاس بنگلہ میں بیٹھے ہوئے ارتھ کر رہے تھے اوسوقت ٹھاکر گور پرشاد سنگھ بھی آگئے راجہ صاحب نے بلایا کہ آئیے اندر آئیے مگر وہ اندر نہ آئے باوجود بہت اصرار کے باہر ہی کھڑے رہے اندر اونکے سنمکھ نہ آئے- تب راجہ ٹیکم سنگھ جی نے فرمایا کہ تم تو دیانند کی بابت کہتے تھے کہ وہ کچھ نہیں جانتے لیکن اصل بات یہ ہے کہ تم خود کچھ نہیں جانتے بعد ازاں مڑسان کے راجہ صاحب سوامی جی کو بڑی عزت و تعظیم سے فٹن پر سوار کرا کر خود میڈو اسٹیشن پر پہنچا گئے-

سوامی جی کے تمام ہمراہی میڈو سے چھیسر کی پاٹ شالا میں چلے آئے اور سوامی جی وہاں سے سوار ہوکر اول الہ آباد کو تشریف لیگئے اور وہاں سے بنارس جاکر ۱۹- جون ۱۸۷۴ء کو پاٹ شالا کا تبدیل مکان فرمایا اور تقریباً ایکماہ وہاں رہکر اوس کا انتظام کیا-

الہ آباد

چارشنبہ یکم جولائی ۱۸۷۴ء سے اخیر ستمبر ۱۸۷۴ء تک

اساڑھ بدی ۲ سمت ۱۹۳۱ مطابق جولائی ۱۸۷۴ء کو سوامی دیانند سرستی یہاں تشریف لائے اور شہر کے باہر اوپی باغ میں ٹھہرے- لوکل پوسٹ آفس کی معرفت باشندگان شہر کو یہ نوٹس دیا کہ جو کوئی کسی مذہبی معاملہ پر بحث کرنا چاہے وہ میرے پاس مقررہ وقت آسکتا ہے- اُن اصحاب اور پنڈتوں میں سے جو سوامی جی کو ملنے کے لئے گئے پنڈت کاشی ناتھ شاستری سنسکرت پروفیسر میور کالج اور اونکے چند طالب علم ذکر کے قابل ہیں-

ایک کرسچن مرہٹہ جنٹل مین مسمی مہیاہ نیل کنٹھ گھوری پروفیسر میکس مولر کا ترجمہ کیا ہوا رگ وید لے آیا یہ تبلانیکے لئے کہ اگنی کے معنی صرف آگ کے ہیں خدا کے نہیں-

سوامی جی نے اوسکو یہ جواب دیا کہ اگر پروفیسر میکس مولر نے وید کے منترونکا ترجمہ کرنیکے لئے صرف یہ معنی استعمال کئے ہیں تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ ایک متعصب عیسائی ہونیکے سبب سے اوس کا دلی منشا ہے کہ ویدوں کے معنوں کو خراب کرے تاکہ ہندوستانی جہالت میں پھنسکر ویدونکو چھوڑدیں اور بائبل کو گرہن کریں- پس اوسکے متعصب ہونیکے سبب اوسکا ترجمہ قابل سند نہیں ہوسکتا-

ص ۱۵ جی کے اوسان خطا ہوگئے مگر سوامی جی اِس شور و شر سے ذرا نہ گھبرائے اسی شور و شر کے عین وقت میں ٹھاکر کشن سنگھ و ٹھاکر گوپال سنگھ وغیرہ ٹھاکر صاحبان رئیسان کرنواس وہاں آگئے اور چونکہ یہ سارے سوامی جی کے دھرم انویائی تھے اُنکے آجانے پر سوامی جی کے ہمراہیوں نے دروازہ کھولدیا۔ اتنے میں پنڈت دیوی پرشاد جی ڈپٹی کلکٹر متھرا معہ دیگر معزز رئیسان متھرا کے بھی آگئے اور متھرا کے پنڈتوں کو شاستر ارتھ کیواسطے بلایا مگر کس کی طاقت تھی کہ اونکے روبرو ہیم پور یہ کب شاستر ارتھ کرنیکا حوصلہ کرتا باقی رہے چوبے اونکے پاس سوائے لاٹھی شاستر اور گالی پرمان کے اور کوئی شاستر یہ پرمان کہاں تھا۔ بنابراں اون مفسدوں کو ڈپٹی کلکٹر صاحب نے منتشر کردیا۔ سوامی جی یہاں اس دفعہ پانچ روز رہے۔

پنڈت بالکرشن جی حکیم رئیس متھرا نے بیان کیا کہ سوامی جی ماہ چیت سمت ۱۹۲۳ میں برندابن سے لوٹ کر متھرا میں آئے اور گوسوامی پرشوتم داس جی کے بلدیو باغ میں اُترے اور تمام نوین ست متانتروں کا کھنڈن شروع کیا۔

سری پانڈے مدن دت جی بعمر ۸۰ سال تمام بدن پر چھاپ لگا اور ناک چڑھا کر خرقہ پہنے دوختہ کی گوڈری اوڑھی ہوئی معہ گٹڑ دھوج اپنے پوتے اور مجھ بالکرشن اپنے شش کے اونکے پاس گئے یہ مہاراج چالیس برس تک دودھ آہاری رہے اور بڑے بھگت آدمی تھے اوس وقت دو بجے کا وقت تھا۔ سوامی جی نے اونکو آسن دیا اور آنند پوربک کُشل کھیم سے پوچھا اور ٹھنڈی جی کی پاٹ شالا کا حال بھی دریافت کیا بعد ازاں اونکے پوتے سے پڑھائی کا حال پوچھا اوسنے کہا کہ ویاکرن پڑھتا ہوں سوامی جی نے اوس سے یہ سوتر پوچھا اوسکے एचोयवायाव: اوتر نہیں سکا تب میں نے اُتر دیا۔ سوامی جی مدن دت پر بہت ناراض ہوئے کہ آپنے اِس لڑکے (پوتے) کو بگاڑ دیا ہے اگر اسی طرح رہا تو مہا مورکھ ہوگا اور مجھ سے پوچھا کہ تم کیا پڑھتے ہو میں نے کہا کہ کومدی۔ فرمایا کہ کومدی بدھی کو بگاڑ دیتی ہے۔ تم اشٹادھیائی پڑھو میں نے اوسی روز جاکر کومدی کو تیاگ اشٹادھیائی کا پڑھنا شروع کیا۔

باہمی بات چیت کرتے کرتے سوامی جی کی باتوں کا مدن دت جی پر یہاں تک اثر ہوا کہ وہ جو گھر سے مورتی پوجا کے ثبوت کرنیکے واسطے گئے تھے سینکڑوں آدمیوں کے سامنے سوامی جی کے روبرو مورتی پوجا اور تمام وید ورودھ سمپرداؤں کا کھنڈن شروع کردیا اور دیر تک کھنڈن کرتے رہے سب لوگ حیران ہوگئے اور کہنے لگے کہ سوامی جی کے پاس کوئی جادو ہے۔

اوسکے دوسرے روز ایک برہمچاری کو اُپدیش دیکر سوامی جی نے سالگرام کی مورتیوں کا پرسنگ جمنا میں ڈلوایا اور بھاگوت کا پڑھنا چھوڑوا کر ست گرنتھوں کے پڑھنے کی آگیا دی۔ شہر متھرا کے تمام معززوروساو شرفا اونکی خدمت میں آتے اور شنکا رفع فرماتے رہے اور یہ بھی سنا گیا کہ گوسوامی پرشوتم داس جی نے ایک چٹھی سوامی جی کے پاس بھیجی کہ آپ کرپا کرکے ہمارے مذہب کا کھنڈن نکریں مگر سوامی جی نے وہ چٹھی صدہا آدمیوں میں پیش کردی ایک چوبے نے سوامی جی سے کہا کہ جب تم تلک چھاپ کا کھنڈن کرتے ہو تو خود مٹی کیوں لگاتے ہو۔ در جواب کہا کہ مجھکو مکھی ستاتی ہے ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔

اوسوقت سوامی جی ایک کُرتہ اور لنگوٹی پہنتے اور تمام بدن پر رج لگایا کرتے تھے۔ کوئی اسباب وغیرہ پاس نہ تھا یہاں پر جتنی دیر رہے سوا کے واسطے سب طرح کے سامان گوسوامی پرشوتم داس جی کہاں سے آتے تھے۔ یہاں سے سوامی جی مُرسان کو تشریف لیگئے۔

سوامی جی کا پہلا چیلنج اور خاصکر یہاں تشریف لانیکا بڑا نشانہ اور شیش کارن رنگا چارج تھے مگر ادہر سے تو باوجود بار بار اشتہار پر اشتہار بھیجنے کے صرف برخواست کا معاملہ رہا مگر پنڈت سکھا لال گوسوامی اور برہم چاری گردہاری داس جی بھی بہیترے وعدے کرتے اور مدت کا جھگڑا ڈالتے رہے اور دور سے ہی گیدڑ بھبکیاں سُناتے رہے مگر اوس شیر بر میدان صداقت اور پرسرام بیشہ وحدانیت کے سامنے کوئی نہ آیا اور نہ کسی نے مورتی پوجا وغیرہ ویدوروده باتوں کو ویدوں سے سدہ کیا سدہ کرنا تو درکنار نام تک نہ لیا۔

فتحیاب بہادر نے جب دیکھا کہ دشمن محصور اور تاب مقابلہ میں معذور ہے اور بزدلی سے اپنی غار سے باہر نہیں نکلتا تو تیغ ادوقا گوارا نکر دھرم کا اپدیش اور ستیہ ودیا کے پرچار کے جھنڈے کا رُخ متھرا کی طرف پھیرا۔

زبانی گنگا دت شاستری لطیفہ سوامی جی نے بلدیو سنگھ کو متھرا میں اپنے آنے سے پہلے یہ چٹھی دیکر بھیجا تھا کہ تم برندابن میں کوئی ایسا مکان تلاش کرو جہاں بندر اور پتھر نہ ہوں۔

متھرا شہر کا برتانت

۱۵۔ مارچ سنہ۷۳ء سے ۱۹۔ مارچ سنہ۷۳ء تک مطابق چیت بدی ۱۲ سمبت ۱۹۳۰ سے چیت سدی ۱ سمبت ۱۹۳۱ تک

متھرا وہ شہر ہے جہاں ہمارے حق پرست اور توحید کے حامی سوامی نے تین چار برس رہکر اپنے بزرگ گورو سے سنسکرت کی تعلیم کو تکمیل کیا ہے بھلا ایسے شہر میں جسکو پہلے ہی اوسکے گورو نے جیتا ہوا تھا اوسکا مقابلہ کرنے والا کون تھا یہی سبب تھا کہ اپنا پورانا درس گاہ جانکر وہ بے کھٹکے چلا آیا۔ متھرا میں سب سے بڑا خیال اوسکو یہ تھا کہ سوامی برجانند کے ودیارتھی مجھے اپنا ہم مکتب سمجھ کر اس خیال سے آجاویں کہ میں انکا لحاظ کرکے مورتی کھنڈن نکرونگا یا اون سے سابقہ دوستی کے خیال سے شاستر ارتھ نکرونگا۔ اس باطل خیال کے دور کرنیکے واسطے۔

سوامی جی نے پہلے ہی متھرا میں اپنے سوادھیاؤں کو کہلا بھیجا جیسا کہ پنڈت گنگا دت جی شاستری بیان کرتے ہیں۔

کہ سوامی جی نے متھرا میں آنے سے پہلے مجھے کہلا بھیجا تھا کہ جہاں میں جاتا ہوں وہاں کے پنڈت لوگ ایکجا اکٹھے ہوکر مجھے ستاتے ہیں اگر میرے مکان پر آپ نہیں آتے میرے نہ جانے پر مجھے کہدیتے ہیں کہ ہار گئے۔ تم ایسا متھرا میں نہ کرنا۔ جس جگہ تم کہو میں وہاں جاکر بیٹھ جاؤں اور یاد رکھو کہ ویدمیں مورتی پوجا نہیں ہے تمکو اگر ملے تو تلاش کر رکھنا اور اگر پنڈت لوگ مباحثہ کیواسطے آویں تو پہلے ڈنڈی جی کے ودیارتھی آدیں میں نے لچھمی نراین کا مندر بتلایا کہ آپ وہاں ٹہریں مگر سوامی جی بہ سبب ہونے جگہ کشادہ اور کافی بندوبست کے یہاں آکر وہاں ٹھہرے بلکہ گوسوامی پرشوتم داس جی کے باغیچہ میں ٹہرے بموجب اُن کے فرمانے کے ڈنڈی جی کا کوئی ودیارتھی اول نہ گیا اور پنڈت لوگ گئے مگر یہاں کے لوگوں سے کچھ جواب نہ بن سکا جس سے اُنکا دیگ وجے ہوگیا آخری دن جب وہ جانیکو طیار تھے اوس وقت ونڈی بیدی پرشاد صاحب نے سوامی جی کو کہا کہ آج آپ ضرور رہیں شاستر ارتھ ہوگا چنانچہ سوامی جی رہے مگر شاستر ارتھ کس کا۔ یہاں کے چوبے شاستر ارتھ کرنیکے ارادہ پر گئے۔ ایکدم چار پانچ سو آدمیوں کا گروہ حملہ کرکے چڑھ آیا تمام ہی مونہہ سے گالی دیتے اور جنگ و جدال پر آمادہ تھے۔

بلدیو سنگھ برہمن نے بہمراہی ٹھاکر بھوپال سنگھ رسالدار رسالہ نمبر ۲ چار پانچ دیگر ٹھاکروں کے سُورنگر باغ کا پھاٹک بند کردیا ٹھاکر ہیرا سنگھ

شاستراتھ کرنا نہیں چاہتے ہمکو شاستراتھ سے کیا فایدہ۔

سوامی جی تو وہاں ہر روز ویاکھیان دیا کرتے تھے اور پنڈت لوگ کثرت سے جایا کرتے تھے وہ لوگ اوّل اپنے گھروں سے اکٹھے بیٹھکر اور سوچ سوچ کر پرشن لایا کرتے تھے مگر اونکے روبرو پہنچکر بجز خاموشی کے کچھ نہ بن پڑتا تھا۔ سوامی جی کہتے تھے کہ جو تمہیں سندیہہ ہو وہ نورت کر لو تب وہ لوگ کہتے تھے کہ مہاراج آپ سب سچ کہتے ہیں ہم پیٹ کے مارے سچ نہیں کہہ سکتے۔

یہ بات میری چشم دید ہے اور میں اسکو قسمیہ بیان کرتا ہوں کہ رنگا چارج کوئی بیمار وغیرہ ایسا نہ تھا کہ اگر ہمت کرتا تو شاستراتھ کر سکتا دیگر ہمت کرتا کون۔ سورج کے سامنے چراغ نہیں جلتا۔ شعر لبپہ کو روز روشن شمعٔ کافوری نہند ⁂ زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ

بیماری تو صرف اسکا بہانہ تھا۔ بلکہ اوسنے میرے ایک دوست کے روبرو یہ بھی کہدیا تہا کہ اگر وہ (دیانند) ہار جائے تو اس سادہو کا کیا بگڑے گا لیکن اگر ہم ہار گئے تو ہماری تمام عزت برباد ہو جاوے گی۔

سوامی جی کے سوادھیائی اور اُنکی پاٹشالا کے ادھیاپک پنڈت اودے پرکاش جی نے بھی کئی بار سوامی جی کے پاس آکر کہا کہ آپ مورتی کھنڈن چھوڑ دیجئے۔ سوامی جی نے جواب دیا کہ اگر سچ ہے تو آپ بھی منڈن کریں یعنی مورتی نشیدہ میں اپدیش دیا کریں۔ ورنہ ہمارے ساتھ شاستراتھ کر لیں۔ میں تو اس اندھیر کو جو بیراگیوں۔ گسائیوں وغیرہ مت متا نشروں کے آچاریوں نے مچا رکھا ہے نہیں دیکھ سکتا۔" اودے پرکاش جی نے یہ اسواسطے کہا تھا کہ اُنکی بھی مان پرتشٹا جو مورتی پوجا کے پرچارک ہونے سے تھی سوامی جی کے ست اپدیش سے برباد ہو رہی تھی۔

جب گوبند گر سنیاسی مقیمی مندر گوپیشر مہادیو نے پورنا واقعہ برندابن نے۔ شروع سے آخیر تک بابر ویاکھیان میں حاضر رہکر ست اپدیش سے لابہہ اوٹھایا اور رنگا چارج کی ایسی بُری ور دی حالت دیکھکر مورتی پوجا سے سخت متنفر ہو گئے۔ شری سوامی جی کے ست اپدیش کا ہی پہل ہے کہ یہ مہاتما با وجود مندر میں رہنے اور عرصہ تک بُت پرستی کرنے بلکہ پوجاری رہنے کے اب قطعی طور پر مورتی پوجا سے متنفر اور صدق دل سے ویدک دھرم کے ماننے والے ہیں۔ اور اسیطرح کئی دیگر حق پسندوں نے اونہیں دنوں میں مورتی پوجا سے توبہ کرکے نراکار پرماتما کی بھگتی اختیار کی۔

پنڈت ہری کرشن سوامی برجانند جی کے ودیارتھی نے بیان کیا کہ سوامی جی نے ہم سے برندابن میں پوچھا تھا کہ یہ گٹھلی والا کرشنانند (یعنی رور اکھش دہاری) دیکھا ہے ہم نے کہا کہ ہاں سوامی جی آپکا کہنا تو سب اچھا ہے مگر ساٹھ برس کا رام نکلتا ہی نکلیگا۔ جو لوگ اودیا میں لگے ہوئے ہیں وہ ایسے جلدی اودیا سے نہیں نکل سکتے۔

سوامی جی کے پاس ہر روز صبح سے شام تک تخمیناً ایک ایک سو یا ڈیڑہ سو آدمیوں کے مجمع رہتا تہا۔ اُنہیں دنوں عیسائی لوگ بھی جو بتقریب میلہ آئے تھے سوامی جی کے پاس گئے مگر اونکی خاص بات قابل تحریر نہیں۔

لاہور براہم سماج کے سبھا سد ڈاکٹر برج لعل گھوش دستہرا کے ڈاکٹر نوین چندر اور کئی ایک بنگالی صاحبان بھی آئے تھے اور اُنہوں نے براہم دھرم کی نسبت گفتگو کی تھی جنکو سوامی جی نے بوجوہات معقول سمجھایا کہ براہم دھرم اور ہمارے دھرم میں بہت کچھ فرق ہے۔

گوسوامی رادھا چرن جی نے بیان کیا کہ سوامی جی یہاں عموماً فرمایا کرتے تھے کہ سیٹھ لچھمی چند نے جقدر روپیہ لگا کر یہ مندر بنایا ہے اگر اتنا خرچ کرکے پاٹشالا بنا دیتا تو بڑا فایدہ ہوتا۔ کیونکہ اس مندر سے کسی طرح دین و دنیا کا لابہہ متصور نہیں؟۔

سوامی جی نے ۵ مارچ سے مورتی کھنڈن کنٹھی تلک چھاپ - ویشنو مت وغیرہ ویشیوں پر بڑے زور و شور سے ویاکھیان دینے شروع کئے اُدھر رنگاچارج کو بھی سوامی جی کے زبردست دلائل و معقول مسائل کی روز بروز بڑھ چڑھکر اطلاع ملنے لگی اور ساتھ ہی قضا کی طرح مباحثہ کے دن بھی قریب آنے لگے اور یہ اونکو اچھی طرح نشچے تھا کہ وہ بغیر شاستر ارتھ کے نہیں چھوڑیگا - اور نتیجہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ہرنیکشپ کو نرسنگھ کا سامنا تھا تو بالمجبور معذور بیمار بن بیٹھے اور جوں جوں دن نزدیک آتے گئے بیماری بڑھتی گئی اور آئے دن نزع رواں کی نوبت پہنچنے لگی - میلہ گذر گیا مگر رنگا چارج جی باوجود بار بار کے تقاضا و اصرار کے مباحثہ پر طیار نہ ہوئے اور نہ گھر سے باہر نکلے -

بخشی محبوب مسیح صاحب جو ایک بزرگ نیک سیرت اور راستی پسند اور آزاد منش آدمی ہیں اُنہوں نے بیان کیا کہ فی الحقیقت رنگا چارج بہانہ کر کے بیمار ہو گئے تھے ورنہ اصل بات یہ ہے کہ وہ صرف شاستر ارتھ سے ڈرتے تھے -

بخشی محبوب مسیح نے اِس بات کی سوامی جی کو اطلاع پہنچائی چنانچہ سوامی جی نے اپنے آخری ویاکھیان میں یہ بات ظاہر کر دی کہ درحقیقت مورتی پوجا تلک چھاپ وغیرہ مت متانتر کسی طرح وید دکت ثابت نہیں ہو سکتے ہیں اور سراپا متھیا ہیں اور یہی سبب ہے کہ باوجود ہمارے بار بار بلانے کے آجتک رنگا چارج مقابلہ میں نہیں آیا کیونکہ اوسے بخوبی نشچے ہو گیا ہے کہ برسوں کی کمائی ہاتھ سے جاتی ہے اور اب آخر نوبت بایں جا رسید کہ کلکٹر صاحب سے درخواست کرتے ہیں -

رنگا چارج کے تیز مزاج چیلوں نے کئی دفعہ سوامی جی کو مار دینے کی صلاح کی مگر وہ اِس جھوٹے منصوبہ میں کسی طرح کامیاب نہ ہو سکے بلدیو سنگھ وغیرہ سوامی جی کے ہمراہی بیان کرتے ہیں کہ یہاں جب رنگا چارج کے مت انویاؤں نے شور و شر کا ارادہ کیا - تو ہم لوگوں نے سوامی جی سے کہا کہ آپ باہر نہ جایا کریں - سوامی جی نے فرمایا کہ کل کو تم شاید یہ کہو گے کہ کوٹھی کے اندر چھپ کر بیٹھا کرو - جسپر پھر کسی نے کچھ نہ کہا -

راجہ اُودت نرائین صاحب رئیس متھرا نے بیان کیا کہ جب سوامی جی بتقریب جانے برندابن کے متھرا میں آئے تو میں سواری لیکر حاضر ہوا وہ سواری میں بیٹھکر مکان پر تشریف لائے میں نے اچھی طرح خاطر و تواضع کی اُنہوں نے فرمایا کہ کچھ مدد کر سکتے ہو میں نے اقرار کیا تب بولے کہ ہم برندابن میں ٹھہرتے ہیں وہاں دو چار آدمی پہرہ کے طور پر ہمارے پاس مقرر کر دو میں نے سبب پوچھا فرمایا کہ راؤ کرن سنگھ بروکی والا ہم سے دشمنی رکھتا ہے اور ان دنوں بیکنٹھ اُتسو ہے اور وہ رنگا چارج کا سیوک ہمیشہ اُتسو پر آیا کرتا ہے شاید کچھ شرارت کرے اور ویاکھیان میں کھنڈت پڑے - جسپر میں نے چار آدمی مقرر کر دئے اور خود بھی بلا ناغہ ہر روز جایا کرتا تھا -

اُدھر راؤ کرن سنگھ ہمارے بڑے دوست تھے ایکدن سوامی جی کے ڈیرے سے میں آیا تو راستہ میں راؤ صاحب ملے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو ہم نے کہا کہ شریمان سوامی دیانند جی مہاراج سرستی کے پاس سے - یہ جواب سنکے جل بھن کر غصہ میں آگ بگولا ہو کر سوامی جی کے نام کو بد تہذیبی سے زبان پر لاکر کہا کہ ایسے ناستک کے پاس کیوں جاتے ہو ہمکو اسکا کہنا نہایت ناگوار گذرا ہم نے کہا کہ مہاتماؤں کو گالی دینا آپکو مناسب نہیں - کہا تم اوسکے چیلے ہو ہم نے جواب دیا کہ اگرچہ ہم چیلے نہیں ہیں مگر جسکو ہزارہا آدمی عمدہ کہتے ہیں اوسکی نسبت ایسی سخت کلامی کرنا زیبا نہیں اور ہم رنگا چارج کے چیلے نہیں اگر ہم اوسکو گالی دیں تو تم خفا ہو گے یا نہیں -

سوامی جی کا تشریف لانا صرف رنگا چارج کے ساتھ مباحثہ کی غرض سے تھا مگر رنگا چارج نے شاستر ارتھ نکیا بلکہ کہلا بھیجا کہ ہم

کے نام پنڈت جی کا خط لاکر ملوک داس کے باغیچے میں (جسے بعضے رادہا باغ کہتے ہیں) شہر کے باہر پھاگن شکل اکادشی سمت ۱۹۳۲ ء ۱۰ بجے دن مطابق ۲۶ فروری ۱۸۷۸ء پنجشنبہ کو ڈیرا کیا۔ یہاں تشریف لانیکی کئی وجہ ہیں مگر سب سے زبردست وجہ یہ تھی جو پنڈت گنگادت جی (سوامی جی کے سوادھیائی) بیان کرتے ہیں کہ سوامی جی نے ہمکو ایک چٹھی اور ۱۰؍ روپیہ فرخ آباد سے ارسال کئے کہ آپ پنی لال ساہوکار کی پاٹ شالا میں پڑھانیکے لئے آویں میں جانیکو طیار ہوا مگر مجھے چوبوں کی برادری نے ڈرایا کہ دیانند نے وہاں لوگوں سے سالگرام کی مورتیاں پھینکوادی ہیں اوس کی نوکری ست کرو جسپر ہمنے سوامی جی کو جواب لکھا کہ تمکو وہاں آنے سے فایدہ تو بہت ہے مگر یہاں متھراجی مورتی کا گھر ہے اور یہاں بڑے بڑے کھم (ستون) سونے کی مورتیوں کے کھڑے ہیں اور رنگاچارج سب دیش میں ڈونکا بجا اور دن میں مشعل جلاکر پھر آیا ہے کہ مورتی ستیہ ہے" آپ دور ہی دور سے مورتی پوجا کا کھنڈن کر رہے ہیں ہم جبتک اس گھہ ستھان میں مورتی کا کھنڈن نکرینگے تب تک ہاں کس طرح آسکتے ہیں کیونکہ اسطرح جانے سے نندا ہوگی اور آپ کی اگر یہاں آکر مورتی کھنڈن کروگے تو زیادہ پرتشٹا ہوگی۔ اسکا اثر آیا کہ ہم ضرور آوینگے چنانچہ بموجب وسی وعدہ کے عین موقعہ پر جبکہ رتھ کا میلہ بھر رہا تھا بابا چیت یہاں تشریف لائے۔

رتھ کے میلہ کا دوسرا نام برہم اُتسو ہے جسمیں تمام ہندوستان کے فاضل وشنو سمپردائے کے پیرو لوگ جمع ہوتے ہیں اور علاوہ براں وہ مورتی پوجا کا مشہور قلعہ اور بُت پرستی کا عظیم الشان گڈھ جسکے گڈہ کپتان مشہور سنسکرت دان رنگاچارج تھے۔ وہ اسی جگہ تھا یہ وہی تیرتھ استھان ہے جہاں نواس کرنیکے واسطے ہزاروں مرد و عورت گھربار چھوڑ چھاڑ کر برج باسی بن رہے ہیں۔ جس رنگاچارج کی ٹہرے سوامی برجانند جی بھی کچھ قدرسے چھیڑ چھاڑ تھی وہ اِس مذہبی فاتح سے کب بچ سکتا تھا اور رنگاچارج گے صدہا پڑہے لکھے چیلے جیکے ست اُپدیش سے مورتیوں کو گنگا جی کے سمرپن کر چکے تھے اوس سے مباحثہ کرنیکا سوامی جی کو عرصہ مزید سے پورا اشتیاق تھا اور ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ اندنوں جس طرح مورتی کا کھنڈن کرنے والا اور دلائل قاطع سے اوسکا بیخ و بنیاد سے استیصال کرنیوالا سوائے سوامی دیانند کے اور کوئی بھی نہیں تھا۔ اسی طرح مورتی پوجا کا پرچار کرنے والا رنگاچارج جی سے بڑھکر کوئی نہ تھا من چلا بہادر جس حقیقی جوش و خروش سے آیا وہ اِسی سے ظاہر ہے کہ جس باغیچہ میں جاکر خیمہ لگایا وہ بھی رنگاچارج کے باغ کے پچھاڑی تھا۔

بخشی محبوب مسیح کی طرف سے ہندی میں نوٹس چسپان کئے گئے کہ تیوہار ہولی کے بعد سوامی دیانند جی چیت بدی دوج مطابق ۵ مارچ ۱۸۷۸ء پنجشنبہ کو یعنی جبکہ برہم اُتسو کا میلہ شروع ہوتا ہے مورتی کھنڈن وغیرہ وشئیوں پر ویاکھیان دینگے لوگ آکر سنیں اور لابہہ اُٹھاویں پہلے روز بباعث تیوہار ہولی کے سوامی جی نے کوئی ویاکھیان نہ دیا ڈیرے پر جو کوئی مُنہ بانہ طریقہ سے آتا اوسے دہرم اپدیش کرتے رہتے مگر وہاں بھی کوئی وقت خالی نہ جاتا اکثر پنڈت لوگ سوامی جی سے ملنے کو آتے اور ست اپدیش سے لابہہ اُٹھاتے مگر آتے ہی مباحثہ کیواسطے تحریری چیلنج رنگاچارج جی کے پاس بھجوایا جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ "تم کہتے تھے کہ برتا پوجن کنٹھی تلک دیدے سدہ ہے سو دکھلاؤ"

بلدیو سنگھ برہمن ساکن سینی ضلع علیگڈہ سوامی جی کا یہ چیلنج لیکر اچارج جی کے پاس گیا اوس وقت راؤ کرن سنگھ بھی وہاں موجود تھے رنگاچارج جی نے جبکا یہ جواب دیا کہ شاستر ارتھ میلہ کے بعد ہوگا یہ چٹھی جو بطور اشتہار خاص کے تھی اوسی کی ایک کاپی رنگاچارج کے دروازہ پر بھی چسپان کی گئی۔

فرماویں۔ ظاہر میں تو یہ الفاظ کہے مگر دل میں اسے سوامی جی کا فرمانا نہایت ناگوار گذرا۔ مگر یہ بات ظاہر نگی بلکہ مہاراج سے استدعا کی کہ آپ براہ مہربانی بیسوان تشریف لاویں تو میں نہایت شکر گذار ہونگا۔ سوامی جی نے منظور کیا۔ مگر کئی دنوں بعد جب کہ ابھی سوامی جی علی گڈھ میں ہی تھے اونکی دھرم پتنی کی مرتیو ہوگئی۔ اسی وجہ سے سوامی جی اوس تاریخ کو بیسوان تو نہ گئے بلکہ حسب استدعا راجہ ٹیکم سنگھ صاحب رئیس مرسان کے مرسان تشریف لیگئے۔

ہاتھرس کا برتانت

سوامی جی ۲۲ - جنوری ۱۸۷۴ء پنجشنبہ مطابق ماگھ سدی سمت ۱۹۳۰ کو علی گڈھ سے بہمراہی ٹھاکر مکند سنگھ جی رئیس چھلیسر سواری ریل ہاتھرس میں تشریف لیگئے اور وہاں ایک باغ میں براجمان ہوئے۔ سوامی جی کے تشریف لانے سے پہلے راجا جیکشن داس جی بھی وہاں پہنچگئے تھے لوگوں سے دھرم سمبندھی بارتالاپ ہوتی رہی۔ ۱۰-۱۲ پنڈت ہر روز سوامی جی کے پاس آتے تھے اور اپنے شنکا نوارن کرتے تھے سوامی جی نے یہاں ایک ویاکھیان مرتک شرادھ کھنڈن پر دیا اور لوگوں پر اسکے متھیا ہونے کی اچھی طرح قلعی کھولی مورتی وشے پر بھی سادھارن طور پر تی اپدیش کرتے رہے۔ اس شہر میں بھی متھرا کے قریبی ہونے کے سبب مورتی پوجا کا بڑا زور ہے ڈیڑھ دو سو آدمی ان کے مورتی و شرادھ کی تردید سے کبیدہ خاطر ہوئے ہوئے فساد کر نیکی نیت سے ایک روز آئے تھے مگر راجا صاحب کی خوش انتظامی سے کوئی فساد نہ ہوا۔

اسی لکچر شرادھ کھنڈن والے کی نسبت منشی کنہیا لعل الکھ دھاری نے اپنے ایک رسالہ میں اسطرح لکھا ہے ایک اپدیش دیانند سرستی نے ہاتھرس میں عوام کو کیا وہاں کے برہمن ڈرگئے کہ انہوں نے ہماری روٹیوں کو کھویا اور ہماری چڑیوں کو جال میں سے نکالنا ہے افسوس غرضمند اپنے نفع کی خاطر جانور کو آدمی بننے نہیں دیتے ہیں بلکہ آدمی کو جانور بنایا کرتے ہیں ہندی لائق تعریف کے ہیں کہ اِن کے زر۔ زمین اور زن کے برہمن مسلمان و عیسائی سب طالب ہیں گویا اپنا حق سمجھتے ہیں باہمہ یہ ہنوز مرے نہیں (دیکھو اکھار رسالہ نیت پرکاش ماہ ۱۸۷۴ء صفحہ ۱۴۱)

سوامی کرشن اندر سرستی بھی ان دنوں وہاں موجود تھے مگر انہوں نے بھی سوامی جی سے یہاں کوئی شاستر ارتھ نہیں کیا۔ سوامی جی ۵-۶ روز یہاں رہے بعد ازاں راجہ ٹیکم سنگھ والی مرسان ضلع علیگڈھ کی آمدہ فٹن پر سوامی جی بہمراہی ٹھاکر بھوپال سنگھ حال رسالدار و چند دیگر ہمراہیوں کے مرسان تشریف لیگئے۔ اور چند روز رہکر براہ ہاتھرس متھرا تشریف لائے۔

متھرا اور برندابن کے حالات

۲۶ - فروری ۱۸۷۴ء سے ۱۵ مارچ ۱۸۷۴ء تک۔

سوامی جی ہاتھرس میں چند روز دوبارہ راجا ٹیکم سنگھ جی کے مہمان رہے۔ اور انہیں ویدک دھرم کا اپدیش دیا چلتے وقت انہوں نے سوامی جی سے پرورش دینے کا وعدہ لیکر متھرا کی جانب رخصت کیا وے واپس ہاتھرس میں تشریف لائے اور ہاتھرس سے ایک چٹھی راجہ جیکشن داس صاحب سی ایس۔ آئی کی پنڈت دیوی پرشاد ڈپٹی کلکٹر متھرا کے نام لیگئے اور وہاں سے بخشی محبوب مسیح سپرنٹنڈنٹ چونگی برندابن

علاوہ ویاکھیانوں کے بھی کوئی وقت فرصت کا سوامی جی کو نہ ملتا تھا کوئی نہ کوئی پنڈت یا مولوی موجود رہتا ہی تھا۔ ایک پنڈت بُدھ ساگر جی جو علیگڈھ کے پنڈتوں میں نامی گرامی تھے سوامی جی سے ملے اور باہمی سنسکرت بھاشا میں گفتگو ہوتی رہی ابعد ملاقات کے وہ ہمیشہ سوامی جی کی تعریف کیا کرتے تھے۔

یہاں کے پنڈت مہر چند (جو اوسوقت لالہ بدری پرشاد وکیل کی پاٹشالا میں پڑھلتے تھے) بہت عرصہ سے لوگوں کو بطور مبالغہ کہا کرتے تھے کہ جب سوامی جی علیگڈھ میں آوینگے تو میں اونکے ساتھ مباحثہ کرونگا اور دو منٹ میں پراست کر دونگا۔ لیکن یہاں سوامی جی نے تقریباً ایک ہفتہ قیام فرمایا۔ اور روزانہ نوٹس اونکے پاس بھیجے گئے مگر وہ ایک روز بھی تشریف نہ لائے اور بہانہ یہ کیا کہ جب سوامی جی پرتما کا کھنڈن کرتے ہیں ہم اونکی صورت نہیں دیکھنا چاہتے۔ سوامی جی نے بجواب اسکے فرمایا کہ پنڈت صاحب اگر مجھکو دیکھنا نہیں چاہتے تو درمیان میں ایک پردہ کھڑا کر دیا جاوے اُدہر سے وہ بولتے جاویں۔ اِدہر سے ہم۔ اگر یہ بھی منظور نہیں تو ایک دیوار کی پرلی طرف وہ بیٹھ جاویں یا اُدہر سے وہ۔ اِدہر سے ہم بولینگے مگر دیوار ایسی ہو کہ وہ ہماری سن سکیں اور ہم اونکی لیکن ان کُل تجاویز میں سے پنڈت جی نے کوئی بھی منظور نہ کی اور میدان میں قدم نہ رکھا اور نہ کسی بات پر ٹھہرے۔

اِسدفعہ ایک روز اوسی باغ میں سوامی جی مہادیو کے مندر کے پاس فرش پر تشریف رکھتے تھے ایک تیگر بودہی پنڈت ساکن قصبہ کول وہاں آکر اور چبوترہ مندر کے اوپر بیٹھ کر سوامی جی سے مباحثہ کرنے لگا اوسوقت حاضرین میں سے چند مہذب آدمیوں نے اوسے کہا کہ اگر آپ گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو سبھیتا پوربک نیچے فرش پر آکر بارتالاپ کیجئے مگر وہ اوسی جگہ بیٹھا رہا اس پر سوامی جی نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں پنڈت جی کو وہاں ہی بیٹھا رہنے دو اوپر نیچے سے کسی کو بزرگی حاصل نہیں ہو سکتی دیکھو یہ کوّا جو برکھش پر بیٹھا ہوا ہے وہ پنڈت جی سے اونچا ہے اس سے کیا۔ مگر پنڈت موصوف نے وہاں سے جنبش نہ کی۔

وہاں پر ہی ایک سادھو بھنگی چرسی یہ پوچھتا ہوا آیا کہ دیانند کون ہے اور کہاں ہے۔ سوامی جی کے پاس آکر بھی اوسنے یہی سوال کیا۔ اوسوقت سو ڈیڑہ سو آدمی سوامی جی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اشارہ کیا کہ یہ ہیں۔ سوامی جی نے اوسے پوچھا کہ تو نے گلے میں کیا ڈالا ہوا ہے اوسنے کہا کہ رُدراکھش۔ سوامی جی نے کہا کہ رُودر کی آنکھ تو اُکھاڑ لایا ہے۔ جسپر وہ اور بھی طیش میں آیا اور گندی گندی گالیاں دیں مگر سوامی جی ذرا بھی آزردہ نہ ہوئے مگر جب وہ گالیاں دینے سے دیر تک نہ رُکا تو سوامی جی لوٹا لیکر شوچ کو چلے گئے ورنہ اگر وہ اشارہ کرتے تو لوگ اوسے اچھی طرح سیدھا کرتے۔

اِنہیں ایام میں ٹھاکر گورپرشاد سنگھ رئیس بسواں (جنہوں نے ایک یجروید بھاشیہ چھپوایا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ بھاشیہ ہم نے لکھا ہے حالانکہ وہ انہوں نے نہیں بلکہ انگد رام شاستری ایک گھشی ساکن بریلی نے مہیدہر سے مہندی کیا ہے مگر اوس بھاشیہ پر لکھا ہے کہ ٹھاکر گورپرشاد سنگھ مصنف ہیں بلکہ ولایت کی سوسائٹی سے ایک ہزار روپیہ انعام اور سارٹیفکٹ بھی انہیں کے نام پر آیا ہے) یہاں آئے اور سوامی جی سے اونکی گفتگو روبروئے ٹھاکر مکند سنگھ اور راجہ صاحب کے ہوتی رہی اونے سوامی جی سے اپنے بھاشیہ کی بابت دریافت کیا سوامی جی نے در جواب کہا کہ یہ تم نے بہت غلطی کی ہے وہ نہایت اشدہ اور وید ورُدھ ہے اوسوقت ٹھاکر صاحب نے عرض کی کہ میں اوسکی دوبارہ صحت کر دونگا آپ بھی کچھ امداد

آئے اس اوسر میں انہوں نے دیش اُپکار کی درشٹی سے میری معرفت کیمپسن صاحب ڈائرکٹر سر رشتہ تعلیم و میور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی سے ملنے کا اُدیوگ کیا تھا۔

پنڈٹ ہردے نرائن جی وکیل کانپور نے بیان کیا کہ فرخ آباد میں سوامی جی نے لفٹنٹ گورنر میور صاحب سے ذکر کیا تھا ہم نے سنا ہے کہ آپ یہاں سے ولائت جا کر انڈیا کونسل میں بھرتی ہونگے پس بہتر ہے کہ انڈیا کی بہتری کیواسطے گؤ رکھشا کے وشے میں آپ کچھ کوشش کریں انہوں نے وعدہ فرمایا تھا۔ انہیں دنوں کسی پادری صاحب سے بھی گؤ کے بارہ میں بات چیت ہوئی تھی۔ سوامی جی نے گائی کے فوائد بتلا کر اسکی رکھشا کی ضرورت میں پادری صاحب کو قائل کر دیا تھا۔ سوامی جی یہاں سے کاسگنج گئے اور وہاں آٹھ دس روز قیام فرمایا اور پاٹشالا کا انتظام کر کے ۲۰۔ دسمبر ۱۸۷۳ء کے قریب روانہ چھلیسر ہو گئے۔

چھلیسر ضلع علیگڈھ

۲۰۔ دسمبر ۱۸۷۳ء شنبہ مطابق پوہ سُدی ۲ سمت ۱۹۳۰ کاسگنج سے روانہ ہو کر اسٹیشن راج گھاٹ پر سوامی جی نے کرناس کے ٹھاکر صاحبان سے ملاقات کی اور چھلیسر کی پاٹشالا میں قیام فرمایا۔ بحالت قیام چھلیسر راجہ جیکشن داس صاحب بہادر سی ایس آئی۔ ڈپٹی کلکٹر سوامی جی کے درشن کو پدھارے اور وعدہ لیکر واپس چلے گئے۔ تین چار روز سوامی جی نے پاٹشالا میں لوگوں کو دھرم اپدیش دیا ہزاروں سامعین گرد و نواح اپدیش سُننے آیا کرتے تھے لیکن مخالفت کا وہ زور شور جو پہلی مرتبہ ہوا تھا اس دفعہ نہیں ہوا۔ برہمچاری کھیم کرن سوامی جی کے ساتھ تھے بیرونجات کے آئندہ پنڈتوں سے کسی کے ساتھ شاستر ارتھ نہیں ہوا بلکہ جن صاحبان نے بارتالاپ کی محض نشچے کے لئے مباحثہ کیواسطے نہیں۔ پاٹشالا کے متعلق جو کچھ تغیر و تبدل کرنا تھا جب وہ کر چکے تو وہاں سے معہ ٹھاکر مکند سنگھ جی بسواری فیل معہ بیس ۲۰ پچیس ۲۵ دیگر راجپوتوں کے ۳ بجے شام علی گڈھ میں تشریف لائے۔

علی گڈھ

اغاز ۱۸۷۴ء

۲۶۔ دسمبر ۱۸۷۳ء مطابق پوہ سمت ۱۹۳۰

سوامی جی مہاراج علیگڈھ میں باغ چاؤ لال میں متصل اچل تالاب کے ٹھہرے اور راجہ جیکشن داس صاحب کے مہمان ہوئے مہاراج کے آتے ہی ہزاروں آدمی شہری قصباتی و دیہاتی گروہ در گروہ جمع ہو گئے اور دھرم سمبندھی بات چیت شروع ہو گئی ۱۰ بجے رات تک لوگوں نے ہر قسم کے سوالات کئے لیکن سوامی جی مہاراج کسی کے سوالات سے عاجز نہیں ہوئے اوس روز ۱۰ بجے تک سوامی جی کو بالکل فرصت نہ ملی شنبہ ۲۷۔ دسمبر ۱۸۷۳ء کو اوسی باغیچہ میں حسب استدعائے رئیسان شہر سوامی جی کا ویاکھیان ہوا جسمیں اکثر معززین۔ ہندو مسلمان و حکام سول و ملٹری شریک تھے وہ ویاکھیان قریب ۹ بجے دن کے شروع ہو کر ۱۲ بجے کے قریب ختم ہوا تھا۔ بعد ویاکھیان کے جن لوگوں کو کچھ دریافت کرنا تھا وہاں ہی اوسی وقت دریافت کر لیا۔ اسی طرح کئی روز تک متواتر ویاکھیان ہوتے رہے۔

وہ بیہوش ہوجاتے تھے ہند کے سمندر اور دریاؤں بلکہ ابر مین بھنگ پڑی یا نطفہ ہیں کہ جو کہے وہ دیوانہ ہے۔ جو خالق خلقت و صانع صنعت و آفریدگار موجودات و رب العالمین کو مانتا ہے وہ ناستک و بھرشٹ ہے اور جو سنگ تراشوں اور ٹھٹیروں کے بنائے کھلونوں سی مثل نابالغ چھوکریوں کے کھیلتے ہیں اور لنگ و جلہری کو پوجتے ہیں اور تعزیوں سے مراد مانگتے ہیں اور شیخ سدو اور لگن پور والے مردوں کی قبر پر جا کر ذات کھو دیتے ہیں اور جھوٹھے قصوں و کہانیوں کو باور کرتے ہیں اور سری کرشن کو اتہام عیاشی۔ دزدی۔ مکاری لگاتے ہیں وے اوتم بھگت اور سنت جن ہیں سچ ہے نکٹوں کی مجلس میں ناک والا خجل ہوتا ہے۔ سچ مانو جن کے کہنے پر چلتے ہو وے تمہارے دین و دنیا کے دشمن ہیں اگر دوست ہوں نادان دوست ہیں۔ یہ (سوامی دیانند) برہم سروپ آتما روپ نہکلنک اوتار ہے۔ افسوس ہے کہ دنیا کے مردم کو جو بھیانک ور و چک بات کہے وہ میٹھی معلوم ہو اور سچی تلخ۔ ہند کے مردم بت پرستی میں بھی کامل نہیں ہیں اگر پختہ پتھر سے بنے ہوتے جب محمود غزنوی اور عالمگیر پدر کش نے انکے بتوں کو توڑا تھا تب وس سے لڑتے اور جس طرح اوسنے ہند کے عبادت خانہ خراب کئے تھے یہ اونکے عبادت خانوں کو مسمار کرتے۔ ہر روز ہزاروں ہندو تبدیل مذہب کرتے ہیں اور جو ہندوپن کا دعوے رکھتے ہیں وے مسلمان مردوں کی قبور سے ناک رگڑتے ہیں۔ اتفاقاً جو ایک خدا پرست اونکے شہر میں کہیں سے وارد ہوا اوسکو ناستک و بھرشٹ بتاتے ہیں ؎ چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا: ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا: جو جبکو پوجتا ہے وہ مثل اوسکے ہو جاتا ہے ہندی بتوں کو پوجنے سے مثل بت اپنی جگہ سے سرک نہیں سکتے ہیں اور جو سختی اور پنر ہوتی ہے مثل بتوں کے قبول کرتے ہیں ہند کے بت پرستوں نے دوسری ولایت کی ایک بسوہ زمین نہیں لی اور نہ ایک پھوٹی کوڑی۔ اور اپنی زن و زمین و زر ہر کس و ناکس کو دیتے رہے یہ سب فضیلت انکو انکی بت پرستی سے حاصل ہوئی ہے اگر اونکی یہی عقل رہی تو چند روز میں انکا نام و نشان ہی نہ رہے گا ؎

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر: ہر آنچہ ناصح مشفق بگوید بپذیر: (از کلیات الکھدھاری مقالہ ۲ باب ۲ فصل ۹ صفحہ ۶۷۶)

فرخ آباد

۲۰ - نومبر ۱۸۷۳ء سے ۱۰ دسمبر ۱۸۷۳ء تک

ہیم چندر جی چکرورتی کہتے ہیں کہ کانپور سے ہم شام کو معہ سوامی جی کے گھوڑا گاڑی میں سوار ہوئے۔ گاڑی کے استھان پر کشمیری پنڈت صاحبان چار پانچ گھوڑا گاڑی لائے تھے سوامی جی نے کہا کہ ہم اکیلا آدمی پانچ گاڑی پر تو نہیں جائیگا تمہارے لوگوں کی شردھا اچھی ہے ہم خوش ہیں چنانچہ وہ گاڑی میں بیٹھے اور ہم بھی بیٹھ گئے سوامی جی تمام رات آسن لگائے اپنے دھیان میں بیٹھے رہے ۹ بجے صبح فرخ آباد پہنچے وہاں ایک باغ میں جسمیں مندر بھی تھا اترے۔ وہاں ہی سوامی جی کی پاٹ شالا تھی وہ ایک بہت بڑا باغ تھا کچھ لوگوں کی بابت سوامی جی نے کہا کہ یہ لوگ ہمکو پہلے مارنے آئے تھے اب بھگت ہو گئے ہیں اوس وقت ہمکو ناستک کہتے تھے فرخ آباد سے ہم بیمار ہو کر چلے آئے۔

پنڈت گوپال راؤ ہری جی نے بیان کیا کہ چوتھی بار یہاں سوامی جی سمت ۱۹۳۰ کے تقریباً پوس مہینہ میں پورب کلکتہ کی جانب سے

کریگا میں نے کہا کہ آپ - اوسنے کہا کہ میں انتظام پیچھے کرونگا پہلے صاحب کو اطلاع کر آؤں وہ اطلاع کرنے گھوڑا دوڑا کر گئے اور میں بھی پیچھے چلا گیا میں چونکہ اِن دنوں میں فوجداری کا سر دفتر تھا مسٹر سی جی ڈینیل صاحب کلکٹر نے بنگلہ سے نکلتے ہی پہلے مجھے پوچھا میں نے انگریزی میں سب حال عرض کر دیا کہ ایک فاضل پنڈت صاحب جنکو آپ بھی فرخ آباد سے جانتے ہیں آج اونکے لکچر کیواسطے میں نے بغیر آپ کی اطلاع کے منادی کرادی ہے صاحب نے فرمایا کہ کچھ پرواہ نہیں وہ بڑے فاضل ہیں ہم نے اونکا نام سُنا ہوا ہے - لکچر ضرور ہو - مگر اونکو کہدینا کہ کوئی لفظ کرخت نکہیں میں نے کہا کہ وہ پنڈت فاضل ہیں ایسا کبھی نہیں کرتے - چنانچہ صاحب نے کوتوال سے کہدیا کہ جلدی جاؤ انتظام کرو -

القصہ لکچر شروع ہوا جب بہت کچھ ہو چکا تو ایک ڈھیلہ کسی نے پھینکا - ہم نے کوتوال کی شرارت جانکر لکچر بند کرادیا اِسدفعہ سوامی جی قدرے بہاشا بولنے لگے تھے -

پنڈت شیو سہائے جی نے کہا کہ اِس دفعہ سوامی جی کے اُپدیش کے ذرا فاصلہ پر پراگ نرائین نے ایک شامیانہ کھڑا کر کے ایک مہن گر گوسائیں کو کھڑا کر دیا جو سوامی جی کو گالیاں دیتا اور کہتا تھا کہ یہ جھوٹھا ہے انگریزوں نے بھیجا ہے خراب ہے - گراہی کرنے آیا ہے غرضکہ صدہا طرح کی گالیاں دیتا تھا اوس روز عام لوگوں نے جو پراگ نرائین کے مددگار تھے اوسکی ترغیب سے کچھ اینٹیں پھینکی تھیں یہانتک کہ ایک پتھر سوامی جی کے قریب آنکر پڑا تب سوامی جی کو کیتر ناتھ جی اور دیگر معززو کلا و شرفا اپنے ہمراہ لیگئے -

دوسرا ویاکھیان لالہ شیو پرشاد خزانچی کے مکان بنگال بنک میں ہوا اوس میں کوئی بگھن نہیں ہوا - اِس مرتبہ لالہ درگاہی لال وکیل کے بھیروں گھاٹ پر اسواسطے نہ اُترے کہ وہ بن رہا تھا سوامی جی نے اونکو کہا کہ یہاں ایک ہون کنڈ بنادینا مورتی قایم نہ کرنا - مگر سوامی جی کے چلے جانیکے بعد لوگوں نے اونہیں دِق کیا جسپر اُنہوں نے مجبور ہوکر گنگا جی کی مُورتی استہاپن کر دی جب سوامی جی تیسری مرتبہ آئے تو مُورتی کا پدہارنا سُنکر وہاں پر نہ ٹھہرے وہ درشن کو آئے سوامی جی نے کہا کہ یہ تم نے کیا کیا بہت مُورکھتا کی مورتی اوسکی رکھتے ہیں جسکا ابہاؤ ہو گنگا تمہارے گھاٹ کے نیچے بہتی ہے اوس کی مُورت رکھنے سے کیا فایدہ -

کانپور کا برتانت

رسالہ ستیہ پرکاش بہالدہیائے بابت ۱۸۷۳ء صفحہ ۹۲ میں لکھا ہے "کانپور سے ہمارے کارسپانڈنٹ ۲۵ - اکتوبر ۱۸۷۳ء کو لکھتے ہیں سوامی دیانند سُرستی چندروز سے یہاں وارد ہیں اونکی ہدایت ہے کہ سوائے پریشر دوسرے کی عبادت نکرو اور بُت پرستی ناقص فعل ہے اور وے ویدوں اور سمرتی کو واجب التسلیم سمجھتے ہیں اور بہاگوت وغیرہ پورانوں کو قصہ کہانی بتاتے ہیں شہر کے منصف صاحب و چند عمائد شہر کی امداد سے انہوں نے کئی مقام پر لکچر دئے لیکن شہر کے بنیا اور مہاجن اونکو ناستک اور بھرشٹ بتلاتے ہیں"

رائے کنہیا لعل الکھ دھاری اڈیٹر بھوتوں اور چڑیلوں کی پوجا سکھانیوالے احمق پوجنے والوں کو ڈرا او پھسلا کے زر و زمین و زن و تن من دھن ٹھگتے ہیں اور وے کام روکے جادو کے مینڈھے وہی حرکت کرتے ہیں جو اونکو جادو کے زور سے سکھاتے ہیں مثل مشہور ہے کوئیں میں بھنگ پڑی ہی یعنی کسی گاؤں کے کسی آبنوشی کے چاہ میں کسی نے بھنگ ڈالدی جتنے آدمی اوس چاہ سے پانی پیتے تھے

نہانیکے بعد ورزش یعنی ڈنڈ کرتے پھر دہوپ میں سورج کی طرف موہنہ کرکے پڑ رہتے - اور کچھ بسرام کرتے - بعد ازاں برہم چاری رسوئی تیار کرکے اُنہیں بلاتا وہ ہمیں ساتھ لے بہوجن کو جاتے گرم گرم پہلکے پکاکر تازہ تازہ گھی میں بھگو کر دیتا جاتا اور ہم کھاتے جاتے - ایک ترکاری بھی ہوتی تھی کہانے سے پہلے برہم چاری بلی وشودیو کرتا تھا -

کھانیکے بعد ایک روٹی اوپر چیل کوے کے واسطے پہینکتے - دوسری زمین پر کتّا کیواسطے اور تیسری گنگا میں مچھلیوں کیواسطے ڈالدیتے پھر تھوڑا بسرام کرتے اور ایک برتن میں پانی ڈالکر رکھ لیتے - ایک روڑا پتھر یا اینٹ کا خوب گرم کرکے اوس برتن میں ڈال اوپر کپڑے سے باندھ دیتے پھر اوسے چھان کر رکھ چھوڑتے جب لوگ بات چیت کیلئے آتے تو سوامی جی ضرورت کیوقت اوس جل سے گھونٹ گھونٹ پیا کرتے تھے جو لوگ آتے اونکو شام کے بعد وداع کردیتے اور اوسوقت پاؤبھر گرم کرو دُودھ چار کے موافق پیتے تھے اور پھر ہم لوگوں سے ہنسی خوشی کی باتیں کیا کرتے ایک روز ہم نے پوچھا کہ اتنے بڑے بڑے پنڈت لوگ آپ سے وچار کیواسطے آتے ہیں کیا یہ سب کی بہول ہے کوئی کچھ نہیں جانتا صرف آپ ہی کی بات ٹھیک ہے - اُسپر سوامی جی ہنس کے اُتر دیا کہ ست تو بہت لوگ جانتے ہیں - مگر روٹی بند ہو جانیکے خیال سے صاف صاف نہیں کہتے -

پھر ہم لوگوں سے جُدا ہو کر خود تمام رات اسی طرح بیٹھ کر یوگ کرتے تھے کئی دفعہ جب ہم ۱۱-۱۲ بجے اُٹھے تو اونکو پدم آسن لگائے یوگ آنند میں بیٹھا دیکھا اور اسی طرح کسی اور وقت بھی اُٹھتے تو اُنکا یہی حال دیکھتے تھے بہت سخت سردی کا موسم مگر وہ کپڑا بالکل نہ پہنتے تھے جب رات کو اونکی سمادھی کے وقت ہم لوگ اونچی بات کرتے تو سوامی جی ہونکار مار دیتے تھے ہم لوگ خاموش ہو جاتے ایک لنگوٹی رکھتے اور دگمبر رہتے تھے جب کبھی سوامی جی کا دھیان پراتا کال سے پہلے کھُل جاتا اور ہم لوگ اوسوقت سوتے ہوتے تو جگا دیتے کہ اُٹھو گائیتری کرو - اُٹھو گائیتری کرو -

استری لوگوں کی مورتی نہیں دیکھتے تھے اور جس طرف وہ نہاتی تھیں اودہر سے کبھی نہ جاتے تھے - نہ مٹھائی کھاتے - نہ عمدہ گرم کپڑا یا بانات وغیرہ پہنتے اگر کوئی لاتا تو برہم چاری کو بنا دیتے یا جاتے وقت لوگوں کو بانٹ دیتے - چنانچہ جب کانپور سے چلنے لگے تو کپڑے اور مٹھائی سب غریب لوگوں کو بانٹ دی -

پنڈت ہردے نارائن کول دتاتری وکیل کانپور نے بیان کیا کہ جب سوامی جی کلکتہ سے لوٹ کر آئے تو پہلے جتنا کولاہل نہیں ہوا مگر بہت لوگ سننے نوارن کیواسطے جایا کرتے تھے اِس دفعہ اوم اور گائیتری کے ارتھوں کو ۸-۹ روز تک پنڈت کا نشی نرائن منصف کے بنگلہ واقع الٹھ گھاٹ پر سناتے رہے - اکثر لوگ سُننے کو آیا کرتے تھے ایک روز ایک آدمی بکواس کرنے لگا پنڈت جی کے آدمیوں نے پکڑ کر نکال دیا کہ درمیان میں بولنے کا حق نہیں -

بابو کھیترناتھ بنگالی وکیل کانپور نے بیان کیا کہ جب سوامی جی کلکتہ سے لوٹ کر آئے تو گھاٹ پر اُترے اسدفعہ ہم نے اونکے لکچر کی تجویز کی پریٹ کے میدان میں شامیانہ کہڑا کرکے بغیر اطلاع مجسٹریٹ اونکے لکچر کی ڈونڈی پٹوادی - لکچر کے آغاز سے ذرا پہلے کوتوال نے جو گورپرشاد سے (دیکھو مباحثہ کانپور) کچھ تعلق رکھتا تھا کہا کہ آپنے بغیر اطلاع مجسٹریٹ کے کیوں ڈونڈی پٹوائی اگر بلوہ ہو جاویگا تو کون انتظام

نہیں کرسکتا۔ (صفحہ ۱۴)

ناظرین! دیکھئے یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے اور ایسا تودہ طوفان جھوٹ کا بہتان اوٹھاتے ہوئے پورانک پنڈتوں کو ذرا بھی نہیں آتی جون ۱۸۷۳ء مطابق اساڑھ سمت ۱۹۳۰ میں وہ سوامی جی سے ملے اور اکتوبر ۱۸۸۳ء کارتک سمت ۱۹۴۰ تک سوامی جی زندہ رہے تب تک گرو جی کے بہائی نے ایک حرف نہ لکھا اور سوامی جی کی وفات کے بعد سمت ۱۹۴۱ میں اپنا سر اپا رہتیا جیون چرتر ایسے ایسے زٹل سے بھرا ہوا لکھہ مارا۔

نامہ نگار جب اون سے ۱۷ جنوری ۱۹۰۹ء کو سوامی جی کے حالات دریافت کرنیکے لئے ملا اور اثنا گفتگو میں مورتی پوجا کا ثبوت مانگا تو کہا کہ ہم نے اس کا ثبوت پستکوں میں لکھدیا ہے (اوسوقت آپ شیولنگ کی پوجا کر رہے تھے) میں نے نہ تسیہ پرتما استی (یجر ۳۲-۳) والا منتر پیش کیا تو لاچار ہوکر ہون کنڈ سے مجھے ایک چٹکی خاکستر کی دی میں نے لیلی - اور پھر پھانک دی۔ کہا کہ میں نے کہانیکے واسطے دی تھی میں نے کہا کہ پاگل اسے کھاتے ہیں بدھی مان نہیں کہاتے تب ایک بٹ سی چوڑی ریوڑی دی اور اوسپر خاکستر ڈل دی کہ اسکے کہانے سے رات کو تمہیں شیو جی خود درشن دیکر مورتی پوجن کا نتیجہ کرادینگے میں نے خاکستر صاف کرکے ریوڑی کہالی - دوسرے دن جب میں گیا تو پوچھا کہ رات کو نتیجہ ہوئی یا نہیں میں نے کہا کہ سوا ریوڑی کے میٹھا ہونیکے ایسی تچھہ باتوں سے اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ تب شرمندہ ہوکر اور باتیں بنانے لگے یہی حال تمام ایسے برہمنوں کا ہے وہ جگت کے ٹھگنے میں بڑے چالاک اور بیباک ہیں ست گرہن کرنیکا ذرا خیال نہیں +

ساون سدی پورنماشی سمت ۱۹۳۰ مطابق ۱۰ جنوری ۱۸۷۳ء شکروار کو سوامی جی ڈمراؤں سے ریلوے میں سوار ہوکر مرزا پور میں پہنچکر پاٹ شالا کے انتظام میں مصروف ہوئے مگر پنڈت جوالا دت کی بد انتظامی سے پاٹشالا کا حال ابتر رہا تھا پس اوسے توڑدیا اور وہاں ہی سادھو جواہر داس جی کو بنارس سے بلایا اور بنارس میں پاٹشالا جاری کرنیکی اون سے صلاح کی وہ راضی ہوگئے اور چندہ جمع کرنیکے واسطے کوشش کرنے لگے وہاں سے روانہ ہوکر الہ آباد میں آئے اور کچھ دن یہاں الوپی باغ میں قیام فرماکر یہاں سے کانپور کو چلے گئے +

کانپور کا حال

۲۰ اکتوبر ۱۸۷۳ء سے ۱۹ نومبر ۱۸۷۳ء تک

پنڈت ہیم چندر چکرورتی نے بیان کیا کہ ہم کلکتہ سے چلکر بغرض تعلیم سوامی جی کے پاس کانپور میں پہنچے - وہ اوسوقت گنگا کے ٹوکا گھاٹ پر تھے جو شہر کی آبادی سے دو ڈیڑہ کوس دور ہے وہاں ایک کٹیا میں بچھالی بچھی ہوئی تھی وہاں ہی رہتے تھے ہم بھی اونکے پاس رہے۔

ایک روز سوامی جی کے ساتھ کسی معزز کے مکان پر ہم گئے وہاں اُنھوں نے گائیتری پر ویاکھیان دیا بہت لوگ جمع تھے ایک اور برہم چاری بھی سوامی جی کے ساتھ تہا جو تہوڑا پڑہا ہوا اور بہوجن بنایا کرتا تھا۔

یہاں پر ناکال سوامی جی شوچ کو جاتے پھر آدھ گہنٹہ دانتن کرتے پھر گلا وغیرہ کرکے ہمکو اُپدیش دیتے یعنی اُپنشد پڑھاتے - اوسوقت انکا خیال تھا کہ اگر سب جگہ ویدک پاٹ شالا ہوجاویں تو بڑا اُپکار ہوگا - اور جب یہ مہا بھاشیہ ہوجاوے تو بہت ہی اُپکار ہوگا۔

دوپہر کیوقت سوامی جی اشنان کرتے اور گنگا کے پرواہ میں چت لیٹے ہوئے بہتے سورج کیطرف دیکھتے چلے جاتے گھنٹہ کے قریب یا کچھ زیادہ۔

سوامی جی ہم دویت مانتے ہیں۔

پنڈت جی نے کہا کہ اس شرتی पञ्चमेवा द्वितीयम् ब्रह्म سے وروودہ ہوتا ہے یعنی آپکا دویت ماننا اس کے خلاف ہے۔

سوامی جی اسکا یہ ارتھ نہیں جو آپ سمجھے بلکہ اسکا یہ ارتھ ہے کہ جیسے کسی کے گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو وہ کہتا ہے کہ یہاں میں ایک ہی ہوں اور کوئی نہیں مگر گاؤں والے اور ناطے کٹمب کا نسبندہ نہیں وہ موجود ہیں اونکا انکار نہیں۔ پس سجاتی وجاتی سگت بہید شونیہ جو شنکر اچارج کا مت ہے وہ متھیا ہے ہم اوسکو نہیں مانتے۔ یہاں صرف دوسرے برہم کا انکار ہے نہ جیو کا۔

پنڈت جی اس سدہانت کو تو ہم نہیں مانتے۔

سوامی جی۔ ہم جو نہیں مانتے شنکر اچارج کو اسواسطے نہیں مان سکتے اوسکی مت کو مگر جو آپ نہیں مانتے تو آپکے پاس کیا ثبوت ہے اس کا اونہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

سوامی جی نے مورتی کی بابت اعتراض کیا کہ مورتی پوجا میں شرتی پرمان نہیں۔

پنڈت جی نے ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद् बाहूराजन्यः कृतः ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रोऽजायत ॥ य० ३१ ११ ॥ त्र्यम्बकं यजामहे सुगन्धिं पुष्टिवर्धनम् ॥ य० ३ — ६० یہ دو شرتی پرمان دیں کہ اگر مکھ نہیں تو چاروں ورنوں کی اُتپتی کیسے ہوئی اور مورتی نہیں تو مکھ کہاں سے اور دوسرا منتر خاص شیو کی پوجا کا ہے جسکے تین نیتر ہیں اور جاوال اپنشد میں لکھا ہے धिक भस्मरहितं भालंधिकग्राम शिवालयं । धिकविसार्चनं जनमधिक विद्याम शिवाश्रयाम् ॥ ایتادی پرمانوں سے مورتی پوجا سدھ ہے آپ کیسے کہتے ہیں کہ مورتی پوجا میں شرتی پرمان نہیں ہے۔

سوامی جی نے اول اُن دو منتروں کا ویاکرن اور برہمن گرنتھوں کے مطابق تھارتھ ارتھ کرکے اُنکے بھرم کو نوارن کرنیکی کوشش کی اور بتایا کہ پرمانک اپنشدون میں جاوال نہیں ہے وہ جعلی اپنشد ہے اوسمیں کسی نے واگ جال رچا ہے جو ویدورُدھ ہے اسواسطے اپرمان ہے۔ اُسپر پنڈت جی نے کچھ اُتر نہ دیا تمام حاضرین آگاہ اور خود دیوان صاحب گواہ ہیں۔

پھر گیتا کے شلوک سرب دھرماں پری تیجہ پر کچھ بات چیت ہو کر منسی خوشی سبھا وسرجن ہوئی۔

مگر باوجود اسکے پنڈت جی مورتی پوجا کے تعصب و تاریکی کے باعث اپنی وگوجی میں ایسا ارتھ لکھتے ہیں کہ جس سے ہر ایک آستک کو نفرت ہونی چاہیے۔

नो शशाक यदा प्रोक्तु जहास वथो ब्रवी इचः धन्य स्त्वहि महानात्मा सर्वशास्त्रपारगः ॥ अथ सोऽपि यदा वक्तुं न शशाक तदा निरस्तो भूत्वा धन्यस्त्वमिति प्रशंसया दया नन्दः श्रीमदयो गी वर्य स्विप्रराजेन्द्र सप्रणना मेत्याह नो शशाक अथ त्वं महानात्मा ब्रह्मेव नाहंत्वदन्य वक्तार ॥ दुर्गाविजय ॥

اسکا مطلب ہے کہ جب دیانند جواب دینے میں سمرتھ (عاجز) ہوا تب ہنس کر کہا کہ اے پنڈت درگا دت جی تم دھن ہو تم برہم ہو میں جیو ہوں تم سروگیہ ہو اور سب شاستروں کے پورے جاننے والے ہو یہ دیانند جی نے ہماری تعریف کی اور ہمیں پرنام کرکے کہا کہ تم برہم ہو میں جیو بات

آرہ کا حال

۱۱-جون سنہ ۱۸۷۳ء سے ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۷۳ء تک

اساڑھ بدی پڑوا - ۱۱- جون سنہ ۷۳ء کو سوامی جی آرہ میں تشریف لا کر بابو ہربنس رائے صاحب وکیل کے ہاں نواس کیا اُنہوں نے بڑی خاطر تواضع سے سوامی جی کا ستکار کیا اور سیوا سشروشا میں کسی طرح کی کمی نہ رکھی تقریباً ایک ماہ سے کچھ دن اوپر یہاں قیام رہا اور وید کے دھرم کے پرچار میں تت پر رہے - کوئی خاص برتانت یہاں کا معلوم نہیں ہوا - وہاں سے ڈمراؤں کی طرف چلے گئے -

ریاست ڈمراؤں

۲۶-جولائی سنہ ۱۸۷۳ء تا نہایت ۱۰ اگست سنہ ۱۸۷۳ء

آرہ سے روانہ ہو کر سوامی جی بسواری ریل ڈمراؤں میں پہنچے - اور ریلوے اسٹیشن کے متصل راجہ صاحب والئی ڈمراؤں کے بنگلہ میں مُقیم ہوئے اور ریاست کی طرف سے ہر طرح کا انتظام کیا گیا - مہاراجہ صاحب ڈمراؤں معہ دیوان صاحب کے ملنے کو تشریف لائے اور درشن سے لابھ اُٹھایا اور اپنے سنشے نوارن کئے -

سادھو جواہر داس جی اُداسی مُقیم بنارس بیان کرتے ہیں کہ اِس دفعہ پنڈت دُرگا دت شیو کے ساتھ شیو مورتی پر شاستر ارتھ ہونیکو تھا مگر اُسنے انکار کیا کہ مورتی کی ہم پوجا کرتے ہیں آپ کے کھنڈن کرنے پر ہم ناراض ہونگے بنابراں اس وشے پر شاستر ارتھ نہ ہوا البتہ اور وشیوں پر کچھ بارتالاپ متر تا پورب ہوتی رہی -

پنڈت دُرگا دت ساکن ڈمراؤں (جو اپنی خود ستائی کی مرض میں حد سے زیادہ مُبتلا ہیں اور جنہوں نے اپنا نام پرم ہنس درگا دت یوگی ورید وبر راج اندر وغیرہ وغیرہ رکھا ہوا ہے) نے بیان کیا کہ کانشی سبھا کے تین برس بعد جب سوامی جی کلکتہ سے لوٹ کر بنارس کی طرف جاتے ہوئے یہاں اوترے تھے راجہ صاحب کی بڑی کوٹھی میں جو ریلوے اسٹیشن کے پاس ہے نواس کیا جب دیانند جی آئے تو پنڈتوں نے اونکے پاس جانا اور ملنا شروع کیا - راجہ صاحب نے بھی خاص خاص پنڈتوں کو بُلا کر کہا کہ پنڈت لوگ جائیں اور اونکی ودیا اور دھرم کا پرچے (امتحان) کریں جس پر یہاں کے سب پنڈت جیسے رادھا کشن جی وٹھاکر پنڈت وپنڈت سومیشر دت جی وپنڈت چندرمنی جی وغیرہ اکیلے اکیلے گئے مگر سب پراست ہوتے رہے تب مہاراج نے خیال کیا کہ ہمارے اِس راج میں کوئی بھی اِنکے مقابلہ کا نہیں ایسا سوچ بچار کر رائے بہادر دیوان جے پرکاش جی کی معرفت ہمکو بُلایا اور راجہ صاحب نے سوامی جی کو بھی ریلوے والی کوٹھی سے تالاب کے اوپر والی کوٹھی پر بُلایا راجہ صاحب و دیوان صاحب کے سوا وہاں تین سو کے قریب آدمی تھے -

پنڈت جی چونکہ مہادیو جی کے پوجاری تھے اور یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ مباحثہ مورتی کھنڈن پر نہیں ہوگا پس پنڈت جی اِس خیال سے کہ مورتی کے بغیر سفر کرنا گناہ ہے مورتی شیو لنگ کی ساتھ لیگئے اور اپنے سامنے کُرسی پر رکھدی اور بارتا شروع ہوئی +

ایک دن برہمنوں نے پنڈت جگن ناتھ کی مدد مانگی جو کہ شہر کا ایک ہر دلعزیز پروہت تھا اور جو کہ اپنی پاک ذات سے سبھا کو رونق نہیں بخشتا تھا۔ اوسنے برہمنوں کو امداد دینے سے انکار کیا باین حیلہ کہ اگر میں جاونگا تو مجھے ایک ناستک سے بات کرنی پڑیگی اور میرا مذہب اوس کا موہنہ دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتا بلکہ منع کرتا ہے ورنہ مجھے پرایشچت کرنا پڑیگا۔

برہمنوں کا جتھا اوسکے ایسے بچن سنکر ناامیدی سے بغیر کسی نتیجہ کے بکھر گیا۔ مگر بزرگ (دیانند) نے دیالتا سے اونہیں ایک نصیحت کی تاکہ وہ کسی طرح اوسے مقابلہ میں لاکر اپنی مت کو سدھ کر سکیں۔ سوامی جی اپنے دشمنوں پر رحم کرتے تھے بدیں لحاظ انہوں نے کامیابی کا ایک طریق اونہیں بتلایا کہ جس سے وہ بغیر پرایشچت کئے اون سے بات چیت کر سکے۔ اُنہوں نے کہا کہ میرے موہنہ کے سامنے پردہ ڈالدو جس کا دیکھنا مغرور پنڈتوں کو گناہ ہے۔ یہ تدبیر تائل سے گرہن کیگئی لیکن اِس گورکھ دہندے میں پھنس کر پنڈت کو آنا پڑا ہر ایک شخص پنڈت جی کا منتظر تھا جنکے آنے پر ہی فیصلہ ہوناتھا۔ آخر کار پنڈت اپنے شاگردوں کو ساتھ لیکر آیا اور ایک پردہ واقعی اونکے درمیان ڈالدیا گیا۔

اول سوامی جی نے سمرتیوں میں سے چند سوال سنسکرت میں پنڈت جی پر کئے مگر پنڈت کا جواب گرامر کی غلطیوں سے بھرا ہوا تھا اور جو جواب دیا وہ بھی سمرتیوں کی رو سے غلط تھا۔ اور سوامی جی اُن تمام غلطیوں کو ہر ایک موقعہ پر مجلس کے سامنے جتلا دیا کرتے تھے۔ سنسکرت بولنے اور پے در پے اعتراض کرتے ہوئے سوامی جی نے اوسے بالکل لاجواب کر دیا اور صرف لاجواب ہی نہیں بلکہ تمام مجلس کو یقین کرادیا کہ وہ جاہل مطلق اور بہتیا گھمنڈ رکھنے والا ہے۔

پھر سوامی جی چار گھنٹہ تک بغیر کسی رُکاوٹ کے بڑی فصاحت سے وِیاکھیان دیتے رہے۔ جس کے اخیر میں پروہت اور پنڈتوں کو نسچہ ہوگیا کہ ہم ہار گئے اور ہمارے نام پر ہمیشہ کے لئے دھبہ رہیگا۔ یہ سوچ کر وہ فوراً بول اُٹھے کہ ویدوں کے انرتھ (یعنی اُلٹے ارتھ) ہو رہے ہیں اور سوامی جی ویدوں کی بعزتی کر رہے ہیں اور اُن میں سے جو زیادہ شریر تھے یہ دھمکیاں دیتے ہوئے کہ اگر سوامی جی ہمکو رستہ میں ملے تو ہم اونکو پتھروں سے ہلاک کر دینگے بھاگ گئے۔ سوامی جی چھپرہ میں دو ہفتہ تک رہے۔ اور اونکے میزبان نے اونہیں نہایت احتیاط سے رکھا۔

ایک دن جبکہ وہ وہاں کے سکول کو ملاحظہ کے لئے گئے ہر ایک کلاس اونکی عزّت و تعظیم کرنیکے لئے کھڑی ہوگئی پھر وہ وہاں سے دیناپور کی طرف بغیر کسی تکلیف کے روانہ ہوگئے۔

بہار کے ایک رسالہ میں لکھا ہے بذکر رائے شیو غلام شاہ بہادر کے "ایک بار شری دیانند سرستی سے شاستر ارتھ کرنے کیلئے برہمنوں کو اکٹھا کیا پر دیانند کے سمکہہ شاستر ارتھ یا اکتی یکتی کرنے میں کون ٹھہر سکتا ہے۔ بڑے بڑے عیسائی، محمدی اور بودھ مت والے کا تو کچھ ٹھکانا نہیں پھر ان سادھارن برہمنوں سے کیا ہو سکتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ برہمنوں نے تالی بجادیا تھا کہ دیانند سرستی ہار گئے رائے شیو غلام شاہ بہادر اِس بات کو جان گیا کہ برہمنوں نے ویرتھ انکے ساتھ گول مال کر دیا پھر سوامی جی کا سشٹا چار بہلی بہانت کیا اور جانیکے سمے بہت دور تک ساتھ گئے۔ (بہار درپن صفحہ ۲۵۴)۔

پنڈت راجناتھ تواڑی نے بیان کیا کہ ایک روز ۶ بجے سے ۹ بجے تک سبھا ہوئی پنڈت چھوٹو رام و پنڈت برج بھوشن و رام لعل مصر وغیرہ ۵۰ اکے قریب لوگ موجود تھے۔ مورتی۔ پوران۔ شرادھ۔ پنڈ پردان ان چار وشیون کا سوامی جی نے اس سبھا میں کھنڈن سُنایا۔ دوسرے روز بھی اوسی وقت سبھا ہوئی اوس روز بیراگی بھی موجود تھے۔ سرشٹی اپتی پر اُپدیش دیا سب لوگ دھیان دیکر سُنتے رہے۔

چھپرہ (بہار)

۲۵۔ مئی ۱۸۷۳ء سے ۹ جون ۱۸۷۳ء تک

یکشنبہ ۲۵۔ مئی ۱۸۷۳ء مطابق جیٹھ بدی سمبت ۱۹۳۰ یعنی شروع گرمی میں سوامی جی چھپرہ کو تشریف لیگئے رائے شیو غلام شاہ بہادر ایک دولتمند زمیندار اُنکو ملنے آیا اس معزز آدمی نے (جو کہ ہمیشہ سے ایسے نیک کاموں کا سرپرست دکھیا رہا ہے) بڑے پریم بھاؤ سے انکا آدر ستکار کیا۔ باوجود برھمنوں کی سازشوں کے جو عموماً سوامی جی کے ہم سفر رہتی تھیں اوس نے ایک عظیم الشان ہال میں اونہیں ٹھہرایا جس میں ہر قسم کے ساز و سامان آسایش مہیا تھے۔ سوامی جی کے شہد کی مانند شیریں بچنوں نے جو بیزبان کے دلمیں اونکی محبت و عزت پیدا کر دی تھی اوس کے سبب سے برہمنوں کو سخت حسد پیدا ہو گیا جس سے اُنہوں نے تمام شہر میں یہ خبر پھیلا دی کہ اس نگر پر ایک بڑے پکے ناستک نے حملہ کیا ہے اونکی امداد اور ایشور کے ویدک اصول اور پورانک مت کے مباحثہ کی اچھیا کا نوٹس عام کو دیا گیا۔ شام اور صبح کو ہر ایک درجہ کے آدمی شہر کے ہر ایک کونہ سے جمع ہوتے اور وہ سوامی جی کے خوبصورت چہرے کی طرف جو کہ ایک اونچے پلیٹ فارم پر چاندی کی کرسی پر براجمان تھے دیکھتے۔ وہ اونکی فصاحت کو سُنکر موہت ہو جاتے اور پنڈتوں کی بزدلی پر حیران ہوتے۔ ظاہرا تو پنڈت لوگ اُنکی عزت کرتے مگر گھروں میں جاکر شیخی بگھارتے پھر کیکواُن کے سامنے آنے کی جرأت نہ پڑتی۔

قلم نہیں لکھ سکتی اوس تسخیر کو جو دیکھنے والوں کے گروہوں پر وہ حاصل کرتے تھے۔ اونکا ماتھا بڑا ہوا تھا جس سے کہ غیر معمولی دماغی طاقتیں ظاہر ہوتی تھیں اونکی نظر تسخیرات کی تاثیر والی اور بزرگانہ تیج والی تھی اونکے بولنے کا طریقہ بارعب۔ عالمانہ اور گھمبیرتا یکُت تھا۔ اور جبکہ اونکی آواز بلندی پر پہنچتی تھی تو وہ گھروں کی پورانی محرابوں میں گونجتی تھی۔ اوسکا بھگوے رنگ کا چولہ جو کہ چھاتی کے اوپر لپٹا ہوا اور آستینوں پر کھلا لٹکتا تھا وہ ہر ایک دیکھنے والے کو ست یُگ کے پُرانے رشیوں کی یاد دلاتا تھا جوتوں کے بجائے اونکے پاؤں میں صندلی کھڑاویں تھیں۔ اونکے چہرہ کی سنجیدگی اونکے دشمنوں کے دلوں میں خوف و ہراس پیدا کر دیتی تھی۔ اُنکا مصمم ارادہ کسی اعلیٰ چیز کے حاصل کرنیکا اونکے چہرے پر کبھی سوچ بچار کے آثار نمودار کر دیتا تھا۔

برہمنوں کی جمعیت خواہ کتنی ہو اونکے لئے کبھی فائدہ مند نہیں تھی۔ اُنہوں نے اپنے آپکو بھیکھ مانگنے والے فقیروں کے جتھے میں بانٹ لیا اور اچھی طرح سے مستعد و کمربستہ ہوگئے کہ اگر دلیل سے نہیں تو لاٹھیوں سے ضرور ہی اوس سے شاستراتھ کرکے اوسے لاجواب کرینگے اس کی طرف اُنکی نفرت کا یہ حال تھا۔

پس معلوم ہوا کہ ان پنڈت جی کا یہی حال ہے۔

اسکے بعد سوامی جی نے مسکرا کر پنڈت تارا چرن سے کہا کہ میں تو کھنڈن کرتا ہی ہون لیکن یہاں تو آپکے کہنے سے ہی پرتما پوجن کا کھنڈن ہوگیا اسپر پنڈت جی کچھ نہ بولے خاموش ہوکر اوپر کے مکان میں چلے گئے۔

تب سوامی جی بھی اودہر ہی کو چلے اور سیڑہیون پر پہنچکر پنڈت جی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اوپر چلے آئے۔ اوپر پہنچکر بابو بندرابن چندر وغیرہ لوگوں کے سامنے سوامی جی نے پنڈت جی سے کہا کہ آپ ایسا بکھیڑا کیوں کرتے پھرتے ہیں؟ پنڈت جی بولے کہ میں تو لوک بہاشا کا کھنڈن کرتا ہوں اور ست شاستر پڑھنے پڑھانیکا اپدیش بھی کرتا ہوں اور پاشان آدی مورتی پوجن بھی متھیا ہی جانتا ہوں پرنتو کیا کروں میں جو ستیہ ستیہ کہوں تو میری جیوکا چلی جاوے ارتہات کاشی راج مہاراج جو سنیں تو مجھکو نکالکر باہر کردیں اس سے میں ستیہ ستیہ نہیں کہہ سکتا ہوں جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔

پورے پندرہ روز سوامی جی وہاں رہے اور بعد ازاں ۱۶- اپریل ۱۸۷۳ء کو روانہ بھاگل پور ہوگئے۔

بھاگل پور

۱۷- اپریل ۱۸۷۳ء پنجشنبہ مطابق بیساکھ بدی ۵ سمت ۱۹۳۰ کو سوامی جی بھاگل پور پہنچے اور اسی پہلی جگہ میں نواس کیا۔ اس دفعہ انکے دیاکھیان سکول میں ہوتے رہے پورے ایکماہ وہاں نواس کرکے نگر نواسیوں کو اپنے منوہر اپدیشوں سے کرتارتھ کیا بھاگل پور نواسی بابو من مت ناتھ چودہری بی اے سنسکرت پڑھنے اور اپدیش گرہن ارتھ ساتھ ہولئے اور تقریباً سال ڈیڑہ سال تک ساتھ رہے۔

پٹنہ

یکشنبہ ۱۸- مئی ۱۸۷۳ء مطابق جیٹھ بدی ۶ سمت ۱۹۳۰ کو سوامی جی پٹنہ میں تشریف لاکر بابو بلدیو سہائے رئیس پٹنہ کی معرفت گلاب باغ میں اترے انکا بیان ہو کہ صرف ایک ہفتہ یہاں رہے اشتہار بھی دیا تھا کہ اب بھی کیسکو سندیہہ ہو تو آکر نورت کرلے کیونکہ جب پہلی مرتبہ سوامی جی چلے گئے تھے تب پنڈت لوگ پیچھے عذر کرتے تھے ایک کہے میں نہیں تھا دوسرا کہے مجھے تو خبر ہی نہیں ہوئی۔ شہر کے معزز روسا، اور کالج کے عموماً طالب علم اور پنڈت لوگ اکثر جایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ کسی کے اچھا برا ہونے پر لوگ ایشر کو دوش دیتے ہیں یہ لوگوں کی بھول ہے انکا ایسا کہنا ٹھیک نہیں۔ یہ تو سب آدمیوں کے پرابدھ کرم کا پھل ہے اثنا، گفتگو میں کسی آدمی نے پرشن کیا سوامی جی نے سرتی کا پرمان دیا اوسنے پھر سوال کیا کہ شرتی کا کیا پرمان فرمایا کہ وہ سُتہ پرمان ہے جیسے سورج کے پرکاش کیواسطے چراغ کی ضرورت نہیں ایسے سُتہ پرمان وید کیواسطے اور پرمان نہیں ہوسکتا۔

یہاں کا کوئی پنڈت اونکے مقابلہ کی تاب نہ لاسکا اور نہ کسی کا موہنہ انکے مقابلہ میں کھلا۔ بناسی لوگ بہت سی جھوٹی افواہیں کہ یہ کوئی جرمن عیسائی ہے اڑاتے رہے مگر یہ الزام فضول تھے ہم اکثر جایا کرتے تھے مگر جب جاتے انکو اکیلا نہ پاتے تھے لوگوں کا جمگھٹ لگا رہتا تھا

پرمان دیا تو کیوں دیا؟ دیکھو جبتک جاگرت اوستھا رہتی ہے تبتک درشٹی میں سب پدارتھ اشتھول رہتے ہیں سُپن وستھا میں کوئی پدارتھ اشتھول نہیں رہتا پھر سُپن میں بقول آپکے کسی چیز کا گیان نہیں ہونا چاہئے مگر یہ بات نہیں اور آپ یہ اقرار کر چکے ہیں کہ ہم جلپ و وتنڈا نکرینگے پھر جات ساد ہن سے پرتما قائم کر نا کیسا؟ دیکھئے اگر اس کہنے سے کہ ستھول پدارتھ میں ہی من ٹھہرتا ہے پیدا ہوتا ہے کیونکہ استھول پدارتھوں میں سب سنسار آجاتا ہے۔ کیا گدھا کیا گھوڑا۔ کیا درخت کیا اینٹ پتھر وغیرہ۔ آپ بتلائیے کہ آپ کسکا دھیان کرینگے۔ اکچھ محض پرتما دموُرتی ہی تو استھول پدارتھ نہیں ہے جو آپ اوسی کو لئے لیتے ہیں۔

پنڈت آپکے کہنے سے ہی پرتما پوجن کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ استھول ہی ہے۔

سوامی آپنے جو یہاں [illegible] شبد تین بار خلاف ویاکرن کہا سو اس سے آپ کی سنسکرت کا حال بخوبی ظاہر ہو گیا اور معلوم ہوا کہ آپ کو اسی وجہ سے اتنا غرور ہے۔

اور لوکا منتر استھ ہے جو آپ چتر بھج وشنو کو لیتے ہیں سو وے تو بیکنٹھ میں سُنے جاتے ہیں پھر اونکی اُپاسنا یعنی اُنکا نزدیک بُلانا اور اُنمیں من قائم کرنا کیسے ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اور جو پتھر وغیرہ کی موُرتی ایک کاریگر کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے وہ وشنو کیسے ہو سکتی ہے؟ بڑی تعجب کی بات ہے

پنڈت اِس وچن سے
अथ स यदा पितृ ना काङ्क्षयति तेन पितृलोकेन संपन्नो महीयते लोकास्तस्य
دوسرے لوگ میں رہنے والے کی بھی اوپاسنا آتی ہے۔

سوامی یہ وچن اِس بیان سے کچھ تعلق نہیں رکھتا کیونکہ اِس سے اُپاسنا ذرا نہیں آتی اسکا تو یہ مطلب ہے کہ جس جوگی کو انوماں آٹھ سدّھی ہو گئی ہیں وہ سدھ جس جس لوک میں جانے کی خواہش کرتا ہے وہاں جاکر آنند کرتا ہے آپ جو یہ کہتے ہیں کہ مرکر اُس لوک میں جاتا ہے یا پتھروں کی اپاسنا اُس لوک میں کرتا ہے سو یہ دونوں باتیں اِس بچن سے ثبوت نہیں ہوتی ہیں۔

پنڈت۔ اُپاسنا کا جو استھول وشئہ کہا تھا اوسمیں پرتما بھی آگئی۔ آپ دیکھ لیجئے۔ کہ ہم واد ہی کرینگے جلپ و وتنڈا کبھی نہیں کرینگے۔

سوامی آپ جو بار بار استھولتو سادھرم سے پرتما پوجن کا استھاپن کیا چاہتے ہیں سو آپ اپنی اس پر تُلگیا کو کہ ہم واد کرینگے ناش کرتے ہیں

پنڈت ــ **प्रथमतः अस्माभिः यत्**

سوامی آپنے جو یہ سنسکرت بولا سو ویاکرن کے قاعدہ سے بھی غلط اور یہاں بھی کچھ تعلق نہیں رکھتا اِسطرح پر چاہئے تھا **प्रथमतो स्माभिर्यत्**

پنڈت جس بات کی مثال دی جاوے اوسمیں سب باتوں کا ملنا کچھ ضرور نہیں۔

سوامی میں نے کب ایسا کہا کہ مثال سب طرح ملنی ہی چاہئے آپنے جو یہ بچن بولا تھا اُس کا تو ایک حصّہ بھی آپکے پکش سے تعلق نہیں رکھتا تھا اسلئے اُسکا کہنا اور آپکا پکش سب بیرتھ ہی ہو گئے۔

پنڈت ــ **उपासनामात्र मेवभ्रममूलम्** یعنی اپاسنا سب متھیا یعنی جھوٹی ہی ہے۔

سوامی دیکھو آپکا جو پرتما استھاپن کا پکش تھا سو جب وہ ثبوت نہو سکا تو آپ ہی اُسکا کھنڈن کرنے لگے کہ پرتما پوجن ہی بھرم موُل یعنی متھیا ہے جس وقت پنڈت جی نے اپنے موُنھ سے یہ نکالا اُسیوقت بابو بھودیو مُکرجی و پنڈت ہری ہر ترک سدھانت و بابو بِرندابن چندر وغیرہ یہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ پنڈت جی آئے تھے تو یہ گھمنڈ اور دعوی کرکے کہ ہم موُرتی پوجا ثبوت کرینگے اور یہاں لگے اُلٹا اوسی کا رد کرنے!

جو پنڈت ہوتا ہے وہ کبھی اپنے مونھ سے اپنی بڑائی کی ڈینگ نہیں مارتا جو پنڈت جی غرور کے سمندر میں ہی ڈوبے جاتے ہیں تو انکو ایک بار میرے پاس لے آیئے جو ڈوبنے سے بچ جاویں تو اچھا ہے۔

تب بابو جی وغیرہ نے پنڈت جی سے کہا کہ آپ باغ میں سوامی جی کے پاس چلئے اور جیسے آپکی خواہش ہو شاستر ارتھ کیجئے آپ کچھ فکر نکریں سوامی جی کسی سے بیر نہیں رکھتے۔ اِس بات کو سنکر پنڈت جی نے کہا کہ اچھا ہم چلینگے۔

چنانچہ ۸۔ اپریل ۱۸۷۳ء منگل مطابق چیت سدی ۱۱ سمت ۱۹۳۰ کو بوقت شام بہت سے لوگ شاستر ارتھ سُننے کو جمع ہوئے اور پنڈت جی بھی اپنے گاؤں کے لوگوں کو لیکر جو اُنہیں کی پکش کے تھے وہاں پہنچے۔ تب پنڈت جی اور سوامی جی میں اِسطرح کی باتیں ہونے لگیں۔

پنڈت۔ ہم پرتما پوجن قایم کرنے کا پکھش لیتے ہیں۔

سوامی۔ آپ کی خواہش ہو سو لیجئے لیکن میں تو اسکا خلافِ وید ہونے سے ہمیشہ کھنڈن ہی کرونگا۔

پنڈت۔ اِس شاستر ارتھ میں واد ہونا ٹھیک ہے یا جلپ یا وتنڈا۔

سوامی۔ واد ہی ہونا ٹھیک ہے کیونکہ جلپ اور وتنڈا کرنا پنڈتوں کو ہرگز لازم نہیں اور واد بھی وہی جو کہ گوتم رشی نے لکھا ہے

پنڈت۔ اچھا واد ہی ہوگا۔

اُس وقت یہ بھی تجویز کیگئی کہ اِس شاستر ارتھ میں علاوہ چاروں وید۔ ۱۶ انگ اور ۶ شاستر کے اور کسی کا پرمان ہرگز نہ لیا جاوے

چنانچہ اِسبات پر دونو راضی ہوگئے۔

پنڈت۔ चित्तस्य आलम्बने स्थूल आभोगो वार्तिक इतिव्यासवचनम् ॥ - پاتنجل کا سوتر ہے۔ पातंजल सूत्रम् !

کہ چت بنا استھول پدارتھ کے استھر نہیں ہوتا اسلئے اُپاسنا میں استھول پدارتھ پرتما کا گرہن کیا جاتا ہے یہ ویاس جی کا بچن ہے۔

سوامی۔ پاتنجل کے شاستر میں ایسا سوتر کہیں نہیں ہے ہاں اِسطرح بیشک ہے۔ विषयवति वा प्रवृत्ति रुत्पन्ना मनसः

स्थितिनिबंधनी० पा०१०सू०३५ یعنی من کی استھتی کا کوئی وشے ہوتا ہے سواس سُوتر کے ویاکھیان میں ویاس جی نے یہ لکھا ہے۔ नासिकाग्रे धारयत इत्यादि کہ ناسکا کے آگے کے بھاگ میں من کو استھر کرنا۔ آپکے غلط پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے یوگ شاستر نہیں دیکھا اور اپنے جو پہلے پاتنجل کا سوتر کہکر پھر اخیر میں اُسکو ویاس کا وچن کہا سو بھی محض غلط ہے کیونکہ ویاس جی نے یوگ شاستر کے ویاکھیان میں کہیں ایسا نہیں لکھا ہے جو یہ پاتنجل کا سوتر ہوتا تو ویاس جی کا وچن نہیں ہوسکتا اور جو ویاس کا وچن مانو تو پاتنجل کا سوتر نہیں ہوسکتا اِس سے آپکی ایک بات دوسری بات کو رَدّ کرتی ہے۔

پنڈت تاراچرن۔ स्वरूपे साक्षाद्वतीप्रज्ञा आभोगः सचस्थूल विषयत्वात् स्थूल इत्यादि

یعنی ایک پدارتھ آنکھوں سے دیکھنے سے بُدھی میں ساکھشات ہوتا ہے اور جو کہ آنکھوں سے ستھول پدارتھ ہی دیکھا جاسکتا ہے۔ اسلئے اُپاسنا ستھول وشے ہونے سے پرتما آتی ہے۔

سوامی۔ آپ پہلے اقرار کرچکے ہیں کہ ہم اِس شاستر ارتھ میں علاوہ وید وغیرہ ست شاستر کے اور کسی کا پرمان نہ دینگے پھر یہ جو آپنے بھاگوت کا

کہتے ہیں کہ برہمو سماج کے بڑے مشہور لیکچرار بابو کیشب چندر سین نے سوامی جی کے انگریزی نہ جاننے پر افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ اگر وید ودّوان کے فاضل انگریزی جانتے ہوتے تو انگلستان جانیکے لئے میرے دلپسند ساتھی ہوتے۔ لیکن چونکہ پورانی فلاسفی کے فاضل کی طبیعت میں غرور نہ تھا اسلئے اوس نے انگریزی کے ہندوستانی فصیح لکچرار کو جواب دیا کہ میں بھی برہمو سماج کے لیڈر کے سنسکرت نہ جاننے پر ویسا ہی افسوس ظاہر کرتا ہوں جو کہ ایک شائستہ مذہب ہندوستان کے لوگوں کو اوس کے ذریعہ سکھلانے کا دعوے کرتا ہے جسکو وہ عموماً سمجھ بھی نہیں سکتے۔

ہُگلی کا حال

یکم اپریل ۱۸۷۳ء سے ۱۵- اپریل ۱۸۷۳ء تک

سہ شنبہ یکم اپریل ۱۸۷۳ء مطابق چیت سُدی سمت ۱۹۳۰ سوامی جی نے ہُگلی میں اگر مشہور زمیندار برندابن منڈل کے باغ کی کُٹی میں نواس کیا آتے ہی شہر میں ہلڑ مچگیا چاروں طرف سے لوگ آنے شروع ہوگئے۔

اوس وقت ہُگلی کالج کے ادھیاپک عیسائی مت کے مشہور حامی ریورنڈ لال بہاری دے تھے وہ سوامی جی کے پاس وچار کیواسطے گئے ورن بھید پر وچار ہوا جس میں تھوڑی دیر کے بعد پادری صاحب نے لاجواب ہوکر ہار مان لی کہ بیشک ایسا سمجھنا میری غلطی تھی۔

بابو اکھے چندر بنگ ساہتیہ وچار کے مشہور آدمی نے بنگلہ جیون چرتر کے مصنّف دیوندر ناتھ مُکھ اُپادھیائے کو لکھا ہے کہ ہم سب کے سامنے چون چوڑ نامی جگہ میں منڈل بابوؤں کے گھر میں سوامی جی نے دوپہر کو وکترتا دی اوسوقت بھٹ پلی کے کئی ایک پنڈت موجود تھے۔ سوامی جی کی سرل سنسکرت بولنے کو سُنکر میں نے دلمیں اوسروز سینکڑوں مرتبہ اونکی پرشنسا کی میرے دلمیں پہلے یہ خیال نہ تھا کہ ایسے مُشکل مضمون بھی ایسی سرل سنسکرت بھاشا میں ادا ہوسکتے ہیں اونکے بیان کو تمام لوگ سمجھتے جاتے تھے اور بھٹ پلی کے رہنے والے تاران چرن سے مباحثہ سندھیا کے سمے ہوا تھا۔ اور وہ منگل وار کا دن تھا؟؟

شاسترارتھ ہُگلی۔

یکشنبہ ۶- اپریل ۱۸۷۳ء کے دن یہاں کے رئیسوں نے ایک سبھا کی اور جس میں سوامی جی سے ویاکھیان کرایا بہت سے لوگ سُننے کیلئے آئے سوامی جی ویاکھیان کہہ رہے تھے کہ اتنے میں پنڈت تاراچرن بھی آپہنچے اُن سے بابو برندابن چندر وغیرہ لوگوں نے کہا کہ آپ بھی سبھا میں آبیٹھئے اور جو خواہش ہو سو کہئے پنڈت جی سبھا میں تو نہ آئے لیکن اوس مکان کے اوپر چڑھ کر دور سے گرجنے لگے۔ اوسوقت اونکے سبھا میں نہ آنے اور اوپر ہی اوپر گرجنے سے سب لوگوں پر ظاہر ہوگیا کہ بس پنڈت جی صرف دیکھنے اور کہنے کے ہی ہیں جانتے کچھ بھی نہیں کیونکہ جو کچھ بھی جانتے ہوتے تو سبھا میں آنے سے کیوں ڈرتے! پھر ۹ بجے سبھا برخواست ہوگئی۔

۷- اپریل ۱۸۷۳ء دوسرے دن بابو برندابن چندر منڈل جی نے سوامی جی سے کہا کہ کل پنڈت تاراچرن بھی آئے تھے سوامی جی نے کہا کہ پھر سبھا میں کیوں نہیں آئے۔ بابو جی نے کہا کہ وے تو بڑا گھمنڈ کرتے ہیں سوامی جی نے کہا کہ غرور کرنا تو پنڈتوں کا کام نہیں ہے مورکھوں کا ہے

منع کیا کہ پھر نہ جانا مگر وہ ایک دن پھر چلا گیا خبر ہونے پر سوامی جی نے نکال دیا۔

ساد ہو جواہر داس جی نے بیان کیا کہ سوامی جی جب کلکتہ سے واپس آئے تو کپڑے پہنتے تھے ہم نے سبب پوچھا فرمایا کہ جب ہم کلکتہ میں گئے تو برہم سماجیوں نے اعتراض کیا کہ اس سے کیا فائدہ ہے آپ جیسے ودوان کو جگت اُپکار میں کپڑے پہننے سے کیا ہرج ہے ہم نے سویکار کیا۔

ٹھاکر داس ویش ساکن فرخ آباد نے کہا کہ ہم نے سوامی جی کی زبانی کلکتہ کا حال سُنا اُنہوں نے فرمایا کہ جب پہلے پہل کیشب چندرسین میرے پاس آئے اور گفتگو ہونے لگی گفتگو کی سماپتی پر اُنہوں نے سوال کیا کہ کیشب چندرسین سے آپ ملے ہیں ؟۔ سوامی جی نے کہا کہ ہاں ملا ہوں۔ پوچھا کہ وہ تو کہیں باہر گئے ہوئے تھے آپ اون سے کب ملے۔ فرمایا کہ میں مل چکا دو تین دفعہ ردو بدل کے بعد سوامی جی نے کہا کہ تم ہی کیشب چندرسین ہو۔ پوچھا کہ آپ نے مجھے کیسے پہچانا۔ فرمایا کہ یہ گفتگو دوسرے کی ہو ہی نہیں سکتی اُس روز سے انکی باہمی بہت پریتی ہو گئی اور پھر برابر ہر روز آتے رہے اور گھنٹوں ہار کر تارالاپ ہوتی رہی۔

کہتے تھے کہ بابو نے ہم سے یہ سوال کیا کہ تین مذہب اسوقت دُنیا میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ بائیبل۔ قرآن۔ وید۔ اپنے اپنے مذہب کو سبھی پر میشورکرت کہتے ہیں کسکو سچ مانیں۔ ہم نے وید کو چھ دلیلوں سے ثابت کیا تھا۔ (مجھے سب یاد نہیں ہیں مگر ایک یاد ہے) کہ قرآن و بائیبل میں ہر قسم کے جھگڑے۔ رقصے کہانیاں اور کھنڈن منتوں کا موجود ہے مگر وید میں سوائے اُپدیش کے کوئی جھگڑا نہیں اسواسطے وہ اِن سب سے سچا ہے۔

کلکتہ کی بابت خود سوامی جی نے اسطرح لکھا ہے کہ جن کے استھان میں ہم ٹھیرا تھا اُنکا نام شری یت راجہ جوتندر موہن ٹھاگور تھا شری یت راجہ سوریندر موہن ٹھاگور ہے اُنکے پاس سمت ۱۹۲۹ میں میرے قیام کے دنوں میں پنڈت تارا چرن ترک تن ناک بھاٹ پاڑا گرام کے نواسی جو کہ گرام ہگلی کے اُس پار ہے (پرنتو آجکل وے پنڈت جی شری یت کاشی راج مہاراج کے پاس رہتے ہیں۔) تین بار جا جا کے بہہ پرتگیا کی تھی۔ کہ ہم آج آدیشیہ شاستر ارتھ کرنیکو چلیں گے ایسا ہی تین دن تک کہتے رہے پرنتو ایکبار بھی شاستر ارتھ کرنے نہ آئے اس سے بُدھی مان لوگوں نے انکی بات جھوٹھ جان لی ۔

فاضل پنڈت موتی رام جی ساکن مرزاپور نے (جو سوامی وشودھانند کے سوادھیائی اور انکے قدردان ہیں) بیان کیا کہ سوامی جی کے پاس کلکتہ میں اکثر بنگالی معزز آدمی آیا کرتے تھے وہاں ایک برہم سبھا تھی جو آدیتیہ وار کو ہوتی تھی اوسکے سب مکھیا لوگ آیا کرتے تھے وہاں کے پنڈت تارا ناتھ ترک واچسپتی بھٹا چاریہ لوگوں کو کہتے تھے کہ ہمارے سامنے سوامی جی کا واک بند ہو جاویگا سوامی جی نے لوگوں کو پریرنا کر کے اونہیں بُلایا آتے ہی اونہوں نے مخفی پرشن کئے جنکو وہ اپنے خیال میں بڑے کٹھن اور لاجواب جانتے تھے مگر سوامی جی نے اون سب کا ۲۲ - ۲۳ اُتروں میں ہی جواب دیدیا جب اُنہوں نے اُتر سُنے تو سوامی جی کے پاؤں پر گر پڑے۔

جب سمت ۱۹۳۱ میں سوامی جی یہاں تشریف لائے اندنوں پنڈت تارا ناتھ جی لکھنؤ جاتے ہوئے سوامی جی کے پاس باغ میں اُترے سوامی جی نے ہم سے انکا پریچے کرایا اور کہا کہ یہ تارا ناتھ ہیں ہم نے تارا ناتھ جی سے بات کی اُنہوں نے کہا کہ آشچریہ ہے ہم نے جب پرشن کئے تھے تب خیال تھا کہ کوئی پرتھوی بھر میں جواب دینے والا نہیں مگر اُنہوں نے دم بھر میں اُتر دیئے اوسروز سے ہم اِن سے اتی پرسن ہیں۔

کسی کو نہ رہنے دیتے تھے۔ اِندنوں سنسکرت بولتے۔ صرف ایک کوپین رکھتے بدن پر مٹی لگاتے تھے پان یا حقہ کہاتے پیتے نہیں تھے مگر تمباکو کی نسوار کرتے اور کچھ تمباکو کے ٹکڑے موںھ میں رکھتے تھے کہتے تھے کہ اِس سے دانت کو آرام ہوتا ہے۔

اِندنوں سوامی جی نے یہ بھی ویاکھیانوں میں کہا تھا کہ وید آو چنا کے بغیر سنسکرت کی سِکھشا سے کچھ فایدہ نہیں ہے کیونکہ اِس سے لوگ پورانوں کے کو کرم اپدیش سے بِبچاری ہو جاتے ہیں یا جو بچارشیل ہیں وہ دہرم سے پتت ہو کر ہانی کارک ہوتے ہیں۔ اِس سے لوگوں کی کچھ آنکھیں کُھلیں۔ بنگال کے لفٹنٹ گورنر کیمبل صاحب نے بھی اُن دِنوں یہ پرستاو کیا کہ سنسکرت کالج اٹھا دیا جاوے سوامی جی نے اسبات کو سُنکر کہا کہ ایسے سنسکرت کالج کے رہنے سے کچھ فایدہ نہیں کہ جس میں وید نہیں پڑھائے جاتے۔ چنانچہ مولا جوڑ میں جو پرسنو کمار ٹہاکور نے سنسکرت کالج استہاپن کیا تھا وہاں جاکر سوامی جی نے یہ پرستاؤ کیا کہ اِسمیں ویدوں کی تعلیم ہووے اور اِسی بارہ میں اُنہوں نے مِسٹر نوگوپال متر سمپادک نیشنل پترکا کو ایک مضمون بھی ارسال کیا۔

آیورویدکے پرچار میں بھی سوامی جی کی بہت درشٹی تھی اِسبارہ میں اُنہوں نے ڈاکٹر مہندرو لال سرکار سے بہت بات چیت کی اور اُنہیں سنسکرت ویدک وِدیا کے مہتو بتلائے۔

اوسوقت یہ تجویز ہوئی کہ سب لکچر جو سوامی جی نے کلکتہ میں دئے ہیں وہ ٹریکٹوں میں بسرپرستی بابو کیشب چندر سین صاحب کے شائع کئے جاویں مگر سوامی جی کے چلے جانیکے بعد کشیب بابو کی توجہ پوری نہ رہی اسواسطے وہ کام نہ ہوا۔

بابو درگا پرشاد جی رئیس اعظم فرخ آباد نے بیان کیا کہ اُندنوں ہم بھی کلکتہ گئے تھے بسبب سابقہ معرفت کے سوامی جی کے درشن کو گئے اوسوقت حقہ کی ممانعت کی بابت اپدیش کر رہے تھے اور اوسے دہومرپان شبد سے پکارتے تھے۔

پنڈت بلدیو شرما نے بیان کیا کہ ہم دوبارہ سوامی جی سے بمقام کلکتہ سمت ۱۹۲۹ میں ملے وہاں سوامی جی کی کیشب چندر سین سے خوب ملاقات رہی وہ انگریزی کا عالم تھا اوس نے ایک گرنتھ بنایا جس کے آغاز میں ایک شلوک لکھا تھا۔ ایشور کے چرن دِپتیا دی برنن کئے ہوئے تھے۔ اور سنسکرت بھی شُدھ نہ تھی۔ اِس شلوک کا سوامی جی نے کھنڈن کیا کہ ایک تو اِسکے پد شُدہ نہیں دوم پرمیشور کے پانو نہیں ہوتے اور اگر گورو پر لگاؤ تو وہ بیاپک نہیں۔ بابو کیشب چندر سین اِس اعتراض سے ناراض نہیں ہوئے بلکہ خوش ہوئے۔

بابو صاحب نے سوامی جی کو کہا کہ آپ سنسکرت میں ویاکھیان دیتے ہیں آپ کچھ کہتے ہیں لوگ کچھ سمجھ لیتے ہیں اِس سے آپ بھاشا میں ویاکھیان دیا کریں سوامی جی نے سویکار کیا۔

وہاں سات تالاب کے پاس رام موہن رائے کا باغیچہ تھا اوسکا مالک مکان سوامی جی کی بہت خاطر تواضع کیا کرتا تھا وہاں ہی سوامی جی نے مجھے فرمایا کہ بلدیو! رئیسوں کے لڑکے انگریزی فارسی سنے لیلئے باقی کمہو ہنکے لڑکے رہگئے وہ سنسکرت کیواسطے رہے۔ یہ بازمیں ان سے کچھ نہیں ہوگا۔ وہاں سے ہی پاٹ شالاؤں کے خلاف صلاح ہوئی کہ میں وید بہاشیہ کرونگا اور ویاکھیان دونگا۔

گنجانن وِدیارتھی وہاں ایک وزکسی مارواڑی کے نیوتہ جیمنے چلاگیا اور وہاں سے زیادہ کھا آیا جس سے بیمار ہوگیا سوامی جی نے

سوریندر موہن گاڑی پر سوار آگئے تھوڑی دیر میں کسی نے سوامی جی کو آکر کہا کہ راجہ بہادر آپ کو بلاتے ہیں دیانند جی نے اُتر دیا کہ میں اِسوقت اور لوگوں کے ساتھ بات چیت کر رہا ہوں اسواسطے میں اُنکو چھوڑ کر اُٹھ جانا ٹھیک نہیں سمجھتا۔ یہ سُن راجہ صاحب خود ہی آگئے اور کچھ دیر بعد سُور (آواز) کی اُتپتی پر سوامی جی سے پرشن کیا۔ سوامی جی نے اُتر دیا وہ نہ سمجھ سکے اسپر سوامی جی ورت ہو گئے اور وہ کرودھ میں آکر اُٹھ کر چلے گئے۔ بعد ازاں اونکے نوکروں اور آشرت لوگوں نے سوامی جی کے خلاف باتیں لوگوں میں مشہور کرنی شروع کیں چنانچہ اُنہیں دنوں سوم پرکاش اخبار نے یہ لکھا۔ "دگ بجے کرتے ہوئے (سوامی دیانند) کلکتہ میں پہنچے ہیں۔ شنکر اچارج نے دگ بجے سے ادویت مت استھاپن کر کے جیسا جگت میں اُپکار کیا ہے۔ سوامی جی کا ایسا اُدیش ہے یا نہیں یہ ہم نہیں کہہ سکتے ہیں مگر ہم ان کی وچار پرنالی جیسے کہ سُنی ہے اوس سے صاف ظاہر ہے کہ اپنی پانڈتیہ پرکاش کر کے اپنی مشہوری حاصل کرے۔" (۲۱۔ پھاگن سمت ۱۹۲۹ مطابق ۲ مارچ ۱۸۷۳ء)

جب سوامی جی کے حامیوں نے اسکا جواب لکھا تب سوم پرکاش والے نے چھپا پا اُنہوں نے اوسے ہندو ہتیشی اخبار ڈھاکہ میں بھیجکر مدرت کرایا۔ اُنہیں دنوں وہاں کے الپ بُدھی لوگوں نے مشہور کیا کہ یہ کوئی جرمن دیشی آدمی ہے جسنے ہندو دھرم نشٹ کرنیکے واسطے سنیاسی کا بھیس بنایا ہوا ہے۔

۲۔ مارچ ۱۸۷۳ء یکشنبہ مطابق پھاگن سُدی سمت ۱۹۲۹

وقت ۳ بجے دن کے بڑا نگر بورنیو کمپنی کے ہال میں ہون کے فوائد پر سرل سنسکرت میں ویاکھیان دیا بہت لوگ جمع تھے تمام ہال بھرا ہوا تھا ایشور کا ایک ہونا۔ جیو و ایشور کا بھگتی سمبندھ پنچ مہایگ کی اگیا۔ ہون کی ضرورت اور اسکے متعلق اور شنیک باتوں کو اچھی طرح وستار پوربک بیان کیا۔

۹۔ مارچ یکشنبہ مطابق پھاگن سُدی سمت ۱۹۲۹ کو سوامی جی کا لکچر برہان گور کی سکول میں ہوا جسکی بابت انڈین مرر ۱۰ مارچ ۱۸۷۳ء میں اسطرح لکھا ہے "۹ مارچ ۱۸۷۳ء کو پنڈت دیانند سرستی جی نے برہان گور کے نایٹ سکول میں ویدک مسایل پر ایک لکچر دیا اوس جگہ معزز روسا کا ایک بھاری مجمع تھا لکچرار صاحب ایک ریشمی کپڑا پہنے ہوئے بڑی سنجیدگی کے ساتھ پلیٹ فارم پر تشریف لیگئے اور ساڑھے تین بجے لیکچر شروع ہوا جس کے شروع میں سرب شکتی مان پتا سے پرارتھنا کی اور پھر بڑی فصیح و بلیغ اور سرل سنسکرت میں تین گھنٹہ سے زیادہ دیر تک ویاکھیان دیا اُنہوں نے ویدوں میں سے بہت صاف اور واضح دلائل سے پرمیشور کی توحید اور ذات پات کے نقصان اور صغر سنی کی شادی کی بُرائیاں ثابت کیں۔ انکی کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف بڑے عالم ہی نہیں ہیں بلکہ بڑے گہرے سوچ بچار کے پُرش ہیں انکی وجوہات بڑی زبردست۔ اور قاطع اونکی طبیعت اور طرز بیان نڈر اور دلیرانہ ہے ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری تعلیم یافتہ کلکتہ نواسی دوست اونکے آیندہ لکچروں کے سُننے کے لئے جایا کرینگے۔"

اِسی طرح اخیر مارچ ۱۸۷۳ء تک دو تین لکچر اور ہوئے اور تعلیم یافتہ صاحبان نے بڑی دلچسپی سے اونکے ستاپدیش سے لابھ اُٹھایا۔
پنڈت ہیم چندر چکرورتی جی کہتے ہیں کہ سوامی جی کے ڈیرہ پر ۲ بجے سے شام تک ٹھہرنیکی اجازت تھی اچھی شام ہو جانیکے بعد

میں پرویش کی اور براہم لوگ برہم کو مانتے ہیں اسواسطے اسکا نام براہم دھرم ہے۔

کلکتہ برہم سماج کا سالانہ جلسہ ماگھ میں ہوتا تھا اوسکی تیاری ہوئی دوجندرناتھ ٹھاکور مہرشی دیویندرناتھ جی کے بڑے فرزند سوامی جی کو بلانے گئے اوسوقت سوامی یوگ دھیان میں لگے ہوئے تھے ہمارے جانیسے اونکے دھیان میں گھبن ہوا تب دوجندرناتھ کے ساتھ سوامی جی کا دھرم وشے اور شاستر وشے پر نانا پرکار کی بارتالاپ ہوئی سوامی جی نے اونکو یہ سمجھانیکی کوشش کی کہ کپل کا سانکھیہ شاستر نریشیر وادی نہیں ہے۔ دوجندرناتھ جی نے سوامی جی کو مہرشی کی باڑی میں آنے کیواسطے اصرار کیا تب وہ دوسرے دن آنے کا وعدہ کیا چنانچہ دوسرے روز ۱۱ ماگھ کے دن ہیم چندر گیا اور سوامی جی مہرشی کی گاڑی میں تشریف لائے۔ اُنہوں نے سوامی جی کی بڑی خاطر کی سوامی جی نے اونکو بہتر دھرم اُپدیش کیا اور ہیم اندرناتھ مرحوم اونکے پُتر سے آتما سادھن پر بات چیت کی سوامی جی آتما کو سوادھین مانتے تھے اور وہ پرادھین انت کو سوامی جی نے اوسکی وید کا پرمان نکالکر تسلی کردی۔

مہرشی کے گھر میں ایک منڈپ تھا اوسمیں ایک ویدی تھی جسکے چاروں طرف سنسکرت کے شلوک لکھے ہوئے تھے سوامی جی نے اونہیں پڑھکر آنند لابھہ کیا۔ مہرشی نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ ہمارے محل کی تیسری منزل پر رہیں اور کچھ دن یہاں نواس کریں۔ مگر سوامی جی نے اُتر دیا کہ میں گرہست کے گھر میں رہنا پسند نہیں کرتا شام کی سندھیا سمے سوامی جی واپس تشریف لیگئے۔ چنانچہ اوسوقت کا حال آدی براہم سماج کی ماہواری اخبار تتو بودھنی پتر کا بنگلہ میں اسطرح لکھا ہے۔ "۱۱ ماگھ سمت ۱۷۹۴ شالباہن مطابق سنہ ۱۲۸۰ جنوری ۱۸۷۳ء مطابق ماگھ بدی ۸ سمت ۱۹۲۹ کے سالانہ اُتسو میں دوپہر کو برہم سماج کے پردھان آچاریہ مہرشی دیویندرناتھ ٹھاکور کے بھون میں بہت آدمیوں کے ساتھ پرم ہنس پری براجکاچاریہ شری یُت سوامی دیانند سرستی سے دوپہر سے شام تک دھرم آلوچنا یعنی وچار ہوا اس سے سب آدمیوں کو اُن سے بچار کر کے بہت آنند پراپت ہوا۔" (بابت ماہ پھاگن سمت ۱۷۹۴ نمبر ۳۵۴ صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱)۔

پرموود کانن باغ میں (جہاں سوامی جی اُترے ہوئے تھے) دیوانِدر ناتھ و کیشب چندر سین کی عکسی تصویریں لگی ہوئی تھیں سوامی جی نے دیوندرناتھ کی تصویر دیکھکر کہا کہ اسکا سوبھاؤ انوراگ رشی شرینی کی طرف ہے اُن سے سوامی جی کو بہت انوراگ ہو گیا تھا۔

یکشنبہ مطابق پھاگن بدی ۱۱ سمت ۱۹۲۹

انڈین مرر ۲۲ فروری ۱۸۷۳ء میں ذکر ہے کہ ۲۳۔ فروری ۱۸۷۳ء کو گوراچرن دت کے گھر میں ایشر اور دھرم وشے میں ویاکھیان ہوگا چنانچہ ویاکھیان ہوا جسمیں وید میں مورتی پوجا نہیں ہے اسکا اچھی طرح ذکر کیا گیا۔ اسمیں پنڈت مہیش چندر نیایہ رتن بھی موجود تھے خاتمہ پر اُنہوں نے بنگالی میں ترجمہ کر کے لوگوں کو سنایا پرنتو ٹھیک انوواد نہ کر سکے کیونکہ جو باتیں اونہوں نے کہیں وہ سوامی جی نے نہیں کہیں تھیں اس بات پر سنسکرت کالج کے ودیارتھیوں نے مہیش چندر کے ورُدھ کہا کہ جب ایسا سوامی جی نے نہیں کہا تو اپنے کیوں اپنی طرف سے کہدیا جس پر گول مال ہوکر پنڈت مہیش چندر چلے گئے۔

ایکدن شام کیوقت تالاب کے کنارے جو اوسی باغ میں تھا سوامی جی اور لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ راجہ

سوامی جی کا کشیب چندر سین کے ساتھ تناسخ پر مباحثہ ہوا تھا۔ اور اسپر بھی کہ ادویت واد (ہمہ اوست) وید پرتپادت ہے یا نہیں۔

راج نارائن وسو کے ساتھ ہوم کے وشے پر ہوا تھا۔ وسو نے ہوم کو مورتی پوجا کی ایک دوسری شکل کہا تھا دیانند جی نے اُتر دیا کہ جو کاریہ برہم سمرن کیسے انوشٹان ہوتا ہے اور خاصکر وہ جو تمام جگت اور سادھارن لوک کے سُکھ کے لئے سپناوت ہوتا ہے اوسکو ہم مورتی پوجا کا انگ نہیں مان سکتے اُسکو سُنکر وہ پھر کچھ نہ بولے۔

راج نارائن وسو نے اپنی بنائی پستک ہندو دہرم کی سرشٹیتا سوامی جی کو سنائی تھی بعد سُننے کے بولے کہ ہندو دہرم کی فضیلت کو پرتپادن کرنے کیلئے پوران اور تنتر کا پرمان ماننا یُکتی سنگت نہیں۔ شاستروں سے بھارت تک پرمان ماننے چاہئے۔ اور ایسا ہی ہم مانتے ہیں۔

گیان اندر لال رائے ایم۔ اے۔ بی۔ ایل۔ اڈیٹر اخبار رتپا کا بنگلہ لکھتے ہیں "سوامی دیانند جب دہرم پرچار کے نمت کلکتہ آئے تھے تب چاروں طرف اُسکا بُہت ہی اندولن ہونے لگا کیا لڑکا کیا بُڈھا۔ کیا استریاں بھی اونکے درشن اور اُنکے مُکھ کی بات سُننے کی نمت آتر یعنے نہایت خواہشمند تھیں۔ ونکے لکچر دینے کی شکتی اور ترک شکتی اور شاستروں کے پورن گیان کو دیکھکر سب کوئی اچنبھے ہونے لگے دل کے دل (جوق در جوق) لوگ اُنکے سمیپ دہرم جگیاسو ہوکر اور اپنے پرشنوں کا اچھا اُتر پاکر اتی ترپت ہوکر واپس آئے جو مُنش گُنی ہوتا ہے وُہی گُن کے گرہن میں سمرتھ ہوتا ہے اور نہیں۔ سورگ باشی کشیب چندر سین نے سوامی دیانند جی کا بُہت ہی آدر کیا تھا۔ اونکو اپنے گھر لیجا کر اور سبھا کرکے اونکا ویاکھیان سبکو سُنوایا۔ کشیب بابو کے مکان میں ہم نے جب پہلے پہل سوامی جی کی وکترتا (لیکچر) سُنی اوس دن ہمنے ایک نوین بات دیکھی کہ سنسکرت بھاشا میں ایسی سرل اور مُدھر وکترتا (صاف اور دلچسپ شیریں بیان) تھی جو پہلے ہمنے کہیں نہ سُنی تھی اور نہ دیکھی تھی۔ وہ ایسی سہج سنسکرت میں ویاکھیان دینے لگے کہ سنسکرت نہ سمجھا ہوا مور کھہ ہے وہ بھی اونکے ویاکھیان کو سمجھنے لگا۔ اور بھی ایک وشے میں ہم بُہت ہی اشچرج ہوئے انگریزی بھاشا کے نجاننے والے ایک ہندو سنیاسی کے مونہہ سے دھرم اور سماج کے سمبندھ میں ایسا اُدار مت یعنی نرپکش دھرم پہلے کبھی نہیں سُنا تھا۔ ناگیدر ناتھ چٹ اُپادھیائے نے بھی ایسا لکھا ہے۔

بابو کشیب چندر سین جی کے گھر میں سوامی جی نے ۹۔ جنوری ۱۸۷۳ء پنجشنبہ مطابق پوس سُدی اشٹمی ۱۹۲۹ کو ویاکھیان دیا تھا جس کے نوٹس ہندی انگریزی اور بنگلہ میں چسپاں کئے گئے تھے۔ اخبار انڈین مرر ۱۲۔ جنوری ۱۸۷۳ء میں لکھا ہے **پنڈت دیانند سرسوتی** یہ بڑا عالم پنڈت پچھلے برہسپتی وار کو ایشیاٹک میوزیم میں خاص اس غرض سے گیا کہ وید اور اُپنشدوں کی کچھ جلدیں خریدے اور بعد اوسکے بابو کشیب چندر سین کے گھر پر بُہت سے برھموؤں سے ملا اور اُنکے سوالات کے جواب میں اپنے ویدک مسائل بیان کئے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ان پنڈت صاحب کے شُستہ خیالات کو طبع کرکے بذریعہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کے مُشتہر کرنیکے لئے ایک کمیٹی بنائی جاویگی۔

ہیم چندر جی کہتے ہیں کہ کیشب چندر جی کی باڑی میں ویدک دھرم وشے پر ویاکھیان ہوا تھا جسمیں کشیب چندر سین اور بُہت سے معزز لوگ لیکچر میں اُپستھت تھے سب لوگ سنتشٹ ہوئے بڑے بازار کے کئی گُنڈے ہندوستانی جھگڑا کرنے لگے مگر کچھ نہ کرسکے۔

ایک روز سوامی جی نے مہرشی دیوندر ناتھ ٹھاکور کرت برہم دھرم گرنتھ کل ہم سے سُننے کے بعد کہا کہ اسکا نام اُپنشد کی ٹیکا چھوڑ کر برہم دھرم کیوں رکھا جب اس میں کل شلوک اُپنشدوں کے ہیں تو یہ نام موزون نہیں ہمنے کہا کہ وید میں جو برہم ودیا ہے وہی ودیا مہرشی نے برہم دھرم

وادی یعنی ایشور کو نہیں ماننا۔

سوامی جی نے کہا کہ سانکھیہ نریشر نہیں ہے جو لوگ رشی منی کا ٹیکا چھوڑکر اور بھرشٹ لوگوں کی ٹیکائیں دیکھتے ہیں اُن سے یہ بات سمجھتے ہیں ورنہ رشیوں کے بھاشوں سے سانکھیہ نریشر نہیں معلوم پڑتے۔ ہم نے پوچھا کہ رشی کا بھاشں کونسا ہے۔ فرمایا کہ بھاگوری بھاشں دیکھو تب تمہارا سندیہہ دور ہو جاویگا۔ اور ایشر آسدھی سوتر کا سانکھیہ میں پورب پکش ہے آگے اسکا جواب ہے۔ اگر سانکھیہ والا ناستک ہوتا تو وہ اِن باتوں کو نہ مانتا حالانکہ وہ پنر جنم مانتا ہے۔ وید مانتا ہے۔ پرلوک مانتا ہے۔ یوگ مانتا ہے۔ آتما مانتا ہے۔ پھر وہ کسی طرح نریشر وادی نہیں ہو سکتا۔ لوگ الپ بدھی منشوں کے گرنتھ پڑھ کر بھرم میں پڑ گئے ورنہ کوئی درشن کسی درشن کا ورودھی نہیں۔ سرشٹی کے چھ کارنوں سے چھ درشنوں کی اُتپتی ہوئی۔ نیائے پرمانوں کا میمانسا کرم کا۔ سانکھیہ تتوں کے میل کیواسطے پاتنجل گیان وچار اور بدھی کیواسطے۔ ویشیشک کال کا نروپک۔ اور ویدانت پرماتما کرتا کا حال بتلاتا ہے۔ پس کوئی شاستر ناستک نہیں۔

ایکروز ہم نے پوچھا کہ یگوپویت پہننا چاہئے یا نہیں۔ کیونکہ اندنوں برہم سماج پر یگوپویت چھوڑ دینے کا بڑا چرچا اُٹھا تھا وجہ یہ تھی کہ بابو کیشب چندر سین نے اندنوں یگوپویت کے رکھنے پر ترک اوٹھائی تھی کہ جو برہمو لوگ یگوپویت رکھیں گے وہ بڑے پاپی و کپٹی ہیں ہمنے اسیواسطے سوامی جی سے پوچھا تھا کہ رکھنا ضروری ہے یا نہیں یا پھینکنا اچھا ہے۔

سوامی جی نے ہمکو کہا کہ تم برہمن ہے تمکو یگوپویت رکھنا بہت عمدہ بات ہے جو مورکھ برہمن ہے اوسکا یگوپویت توڑدو اور جو پنڈت گیانی ویدگیہ دھارمک لوگ ہیں اونکو ضرور یگوپویت پہننا چاہئے۔ چنانچہ اوسوقت سے آجتک ہم نے یگوپویت نہیں چھوڑا۔ یہ ہم پر بڑا اُپکار کیا۔ اندنوں بہت لوگ سوامی جی کے پاس اسی بات کے پوچھنے کیواسطے گئے اور اونکی کرپا سے پتت ہونے سے بچ گئے۔ یگوپویت نہیں بتاگا ہماری طرح پہنے رہے۔

ایکدن سوامی جی نے ہمکو کہا کہ تم نے سب اُپنشد پڑھا ہے ہمنے کہا کہ نہیں تھوڑا تھوڑا پڑھا ہے۔ آخر اونکے کہنے سے ہم نے اون سے ہی پڑھنا آرمبھ کیا۔ اور جب یہاں سے چلے گئے تو ہم بھی کانپور میں اون سے جا کر ملے۔ پھر وہاں سے فرخ آباد ساتھ گئے ان دونوں جگہ کئی ماہ تک ساتھ رہکر ہم نے سوامی جی سے چھ اُپنشدیں پڑھیں۔

پنڈت مہیش چندر نیائے رتن۔ و پنڈت تارا ناتھ ترک واچسپتی وغیرہ شاستری اکثر جایا کرتے تھے۔ بابو کیشب چندر سین و راج نارائن وسو و دو جیندر ناتھ ٹھاگور ہمیشہ دیانند کے پکش کو لیا کرتے تھے۔ راجہ سوریندر موہن ٹھاگور و دیویندر ناتھ ٹھاگور بھی اکثر بیٹھے رہتے تھے۔ جو لوگ اونسے ملنے کو جاتے وہ کیشب چندر اور واچسپتی کو تو اکثر وہاں بیٹھے ہوئے دیکھتے تھے۔ اور کھیتر ناتھ بندوپادھیائے سٹی کالج کلکتہ کے پنڈت اور کرشنو چندر متر شرنا محلہ شملہ کلکتہ بھی سوامی جی کے اپدیش کو بہت پیار کرتے تھے۔

صبح سے دو بجے تک کسی کو بھی نہ ملتے تھے اسواسطے کوئی آتا بھی نہیں تھا۔ اُسوقت سوامی جی اپنے یوگ ابھیاس۔ برہمن بچار میں مصروف رہتے تھے اور دو بجے کے بعد بڑے بڑے پنڈت لوگ جمع ہوتے تھے اور سوامی جی سب کے سنشے نوارن کرتے تھے چنانچہ اونکے اُپدیشوں سے سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کو لابھ پہنچا۔

انگریزی کے مشہور اخبار انڈین مرر کلکتہ مورخہ ۳۰۔ دسمبر ۱۸۷۲ء میں لکھا ہے "ایک بڑا زبردست ہندو بُت شکن یعنی پنڈت دیانند سرسوتی جنے حال میں بنارس کے اعلیٰ پنڈتوں کو ایک عام مباحثہ میں حیران کیا اور اپنے دیگر کارناموں سے مشرقی ہند میں بڑی شہرت پائی ہے کلکتہ میں آئے ہیں اور راجہ جوتندر موہن ٹاگور کے باغ کے بنگلہ میں بمقام نینان ٹھہرے ہیں"۔ پنڈت ہیم چندر چکرورتی ساکن دکھنی بار آسات ضلع چوبیس پرگنہ بنگال اپدیشک آدی برہم سماج نے بیان کیا کہ اِن دنوں ہم کلکتہ کی کانشی پور کی راجباڑی میں تھا سنا کہ ایک بڑا پنڈت سنسکرت کا ویدیگیہ مہاراجہ صاحب کے باغ میں آیا ہے دوپہر کی پشچات بہت سے لوگ وہاں پنڈت جی کے ساتھ شاستر ارتھ اور وچار کیواسطے جمع ہوتے ہیں۔ ایک روز ہم بھی دیکھنے کیواسطے گیا اور اِس پرکار پرشن کیا۔

۱

پرشن جاتی بھید ہے یا نہیں۔

اُتر منش ایک جاتی۔ پشو ایک جاتی۔ پکھشی ایک جاتی اسی میں جاتی بھید ہے"

اُن کے اِس اُتر کو سُنکر ہم مون ہو گیا تب سوامی جی نے فرمایا کہ تمہارا پرشن شاید یہ ہے کہ ورن بھید ہے یا نہ۔ ہم نے کہا کہ یہی ہمارا مطلب ہے سوامی جی نے کہا کہ بیشک ورن بھید ہے جو ویدیگیہ اور پنڈت ہے وہ برہمن۔ جو اوس سے نیون اور یدھ کرتے ہیں اور گیانوان ہیں وہ کھشتری۔ جو بیوپار کرتے ہیں وہ ویش۔ اور جو مورکھ وہ شودر ہیں۔ اور جو مہامورکھ وہ اتی شودر ہیں۔ تب ہم بہت خوش ہوئے۔ اور اسی سے سوامی جی پر ہماری بھگتی آئی۔

۲

دوسرا پرشن ہمارا یہ تھا کہ ایشور مورتی والا ساکار ہے یا نرا کار۔

سوامی جی نے کہا کہ موجودہ سنسکرت کتابوں میں تو بہت سے ایشور ہیں تم کون سا ایشور چاہتے ہو سچدآنند آدی لکھشن والا۔ یا کوئی اور اگر سچدانند والا چاہتے ہو تو وہ ایک ایشور ہے اور نراکار ہے۔

ہم نے کہا کہ وہ جو دُنیا کا مالک ہے اوسکا آکار ہے یا نہیں۔

سوامی جی نے کہا کہ اوسکا آکار نہیں وہ تو سچدانند ہے یہی اوسکا لکھشن ہے۔

ہم نے چوتھا پرشن یہ پوچھا کہ اوسکے ملنے کا کیا اپاؤ ہے۔

سوامی جی نے کہا کہ یوگ کے بہت دن کرنے روپی کرم سے ایشر کی اُپ لبدھی ہوتی ہے۔

ہم نے کہا کہ وہ یوگ کس طرح ہے۔ اسپر سوامی جی نے اشٹانگ یوگ کی باتیں ہمکو لکھدیں۔ وہ کاغذ ہمارے پاس ہے اور زبانی اِس طرح سمجھایا کہ جب رات تین گھڑی رہ جائے اوسوقت اُٹھ کر موتھ ہاتھ دھو پدم آسن لگائے (چنانچہ نمونہ بھی بتلایا) جہاں تمہاری اچھا ہو بیٹھو مگر نرجن استھان ہو۔ گایتری کا ارتھ سہت دھیان کرو اور وہ ارتھ بھی لکھدیا جواب تک میرے پاس موجود ہے یہ پہلے دن کا ذکر ہے پھر ہم روز جانے لگے۔

ایکدن ہم نے پوچھا کہ سانکھیہ کے کرتا کو لوگ ناستک کہتے ہیں اور سانکھیہ درشن کو نریشر وادی (منکر خدا) کہتے ہیں اور اُسمیں ایشر آسدھی ایسا سوتر بھی ہے اُس سے نریشر کی بات معلوم ہوتی ہے کہ ایشر نہیں ہے کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ درشن نریشر

یہ راجہ صاحب دل میں عیسائی مت کی طرف جھکے ہوئے تھے۔ اونکی رانی صاحبہ کی بھی یہی مرضی تھی کہ سوامی جی ضرور تشریف لاویں مگر مکان کا قرار واقعی بندوبست نہ ہونے سے سوامی جی وہاں نہ گئے۔

اِسکے دوسرے دِن سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب بنگالی جو برہمو تھے معہ پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ برہموں کے تقریباً ۳ بجے دن کے آئے اور آنکر اپنے مت کا ذکر کیا۔ سوامی جی نے اونکو مفصل جواب دیا اور سمجھایا کہ سب جہان کے لوگوں کے ساتھ کھانا ٹھیک نہیں اور چار دن ورن بھی ایک نہیں ورن کرم انوسار ٹھیک ہے ورنہ تمہارے کہنے سے وید کا حکم ٹوٹتا ہے پس تمہارا کہنا ٹھیک نہیں۔ بہت سے دلائل اور یکتی سے انہیں سمجھایا غرضیکہ اسی طرح رات کے دس بجے تک اون سے بات چیت ہوتی رہی۔

دوسرے دن صبح کو پھر برہم سماج کے لوگ آئے اور بارتالاپ ہوتی رہی۔ اُسی روز ۴ بجے شام کے مہاراج بردوان پھر تشریف لائے اور ڈنڈوت کر کے بیٹھ گئے اوس روز بھی مہاراج بہت دیر تک سُنتے رہے کچھ نہ بولے۔ مگر برہم سماج کے لوگ جب ہر طرح لاجواب ہوئے تب کہا کہ کلکتہ کے جو ہمارے بڑے ہیں وہ اگر آپکی بات مان لیں تو ہم بھی مان لیں گے۔ اوس روز مہاراجہ صاحب اور برہموں صاحبان ۹ بجے رات تک بیٹھے رہے ایک عظیم الشان شامیانہ بھی وہاں تن گیا تھا۔

اِس کے بعد دو روز تک سوامی جی وہاں اور رہے پھر کلکتہ جانیکی اچھا ہوئی اس دفعہ سوامی جی کُل ایک مہینہ تک وہاں رہے۔

بھاگلپور کے ایک وِدوان مہاشہ سوامی جی سے یوگ کی کریا سیکھ تیاگی ہو کر چلے گئے تھے اونکا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ انہیں دنوں میرے بدن میں بخار ہو گیا اور سوامی جی نے جانیکی طیاری کر دی۔ اتنے میں ایک برہمن ودیارتھی گجانن گوڑ جو مرزاپور کی پاٹشالا میں پڑھتا تھا وہاں آیا۔ اور سوامی جی سے مِلا سوامی جی پہلے اوسے جانتے تھے۔ میرے بخار کے دنوں میں اوسنے رسوئی بنائی۔ سوامی جی نے مجھے کہا کہ تم یہاں رہو۔ کلکتہ کا پانی خراب ہے ہم گجانن کو لیکر کلکتہ جاتے ہیں تم مت جاؤ۔ چنانچہ سوامی جی نے ہمکو بابو رام پنڈت اور پاربتی چرن کے سپرد کیا کہ کسی بات کی اسے تکلیف نہ ہو اور ایک چٹھی ڈپٹی سوہن لعل جی کے نام دی کہ اسے پھر ہمراہ کر دیویں ہم ایک ماہ اون کے بعد بھاگلپور میں رہے پھر پٹنہ میں چلے آئے۔ سوامی جی مگھر پورنماشی تک بھاگلپور میں رہکر پوہ بدی پڑوا مطابق ۱۵ دسمبر ۱۸۷۲ء کو بسواری ریلوے روانہ کلکتہ ہوئے۔

راجدھانی کلکتہ میں سوامی جی کا پدھارنا

۱۶ - دسمبر ۱۸۷۲ء سے آخر مارچ ۱۸۷۳ء تک

مسٹر چندر شیکھر سین بیرسٹر ایٹ لا نے سوامی جی کو کلکتہ میں بلانے کے واسطے زیادہ اُدیوگ کیا اوّل وہ دیویندر ناتھ ٹھاکور کے پاس گیا وہ انتظام میں اسمرتھ تھے اور چاہتے بھی نہ تھے اسواسطے وہ سوریندر موہن جی کے پاس گیا اُنہوں نے بھی پہلے کوئی انوراگ نہیں دکھلایا۔ مگر جب دوسرے دن چندر شیکھر سین سوامی جی کو ہوڑا اسٹیشن سے لیکر پہنچے تب سوامی جی کو دیکھ سوریندر موہن جی بڑی خاطر سے اونہیں اپنے باغ میں لیگئے اور وہاں سب کھان پان کا بندوبست کر دیا۔ ایک گجانن ودیارتھی مرزاپوری سوامی جی کے ساتھ تھا جو منو پڑھتا تھا۔

جس جگہ سوامی جی ٹھیرے تھے وہ بارک پور ٹرنک روڈ کے متصل ٹالاگانو کے نزدیک پرمود کانن نام باغ ہے جسکا دوسرا نام نیلان بھی

وہ دونوں اور دیگر معزز لوگ آئے اور سوامی جی کو بگھی میں سوار کرا کر برآسی میں لے گئے وہاں سوامی جی نے پاربتی چرن کی پھلواڑی میں ڈیرا کیا ہمارے پتا بھی ساتھ گئے اور تین روز تک رہنے کے پشچات پنڈت بہے رام وغیرہ لوگوں کے سمجھانے سے کہ "اگر یہ سوامی جی کے پاس ہمیشہ رہیگا تو اچھا ودوان ہو جاویگا۔ تم گھبراؤ مت۔ سندیہہ مت کرو" وہ چپ کر گئے۔ سوامی جی نے کچھ نہ کہا اسی طرح سے زیادہ سمجھانے سے پتا ہمارے سمجھ گئے اور تین دن کے بعد ۵؎ روپیہ ریل کا کرایہ وغیرہ لیکر واپس وطن کو چلے گئے ہم وہاں ہی رہے۔

سوامی جی وہاں ہر روز سنسکرت میں اپدیش کرتے رہے اور سینکڑوں اور ہزاروں منش روز جمع ہوتے یہانتک وہاں رونق ہوتی کہ حلوا۔ پوڑی۔ تماکو والوں کی وہاں دکانیں لگ جاتیں۔ یکہ۔ بگھی گاڑی ہر روز وہاں جمع رہتے۔

پنڈت بہے رام جی نے بردوان کے راجہ کی کوٹھی پر جا کر انکو سوامی جی کے مفصل حالات سے آگاہ کیا۔ جسپر راجہ صاحب نے چار نیائک پنڈتوں کو سوامی جی کے پاس بھیجا۔ وہ پنڈت لوگ ۱۰ بجے کے قریب آئے۔ اسوقت سوامی جی کے بھوجن کرنیکا سمہ تھا۔ پنڈتوں کو آسن دیکر بٹھایا گیا۔ سوامی جی نے بھوجن کر کچھ دیر آرام کیا پھر دن کے ایک بجے سے بات چیت شروع ہوئی۔ دو پنڈت نیای شاستر میں بولتے تھے اور سوامی جی انکا اتر دیتے تھے۔ ۵ بجے شام تک ان سے بات چیت ہوتی رہی۔ پھر پنڈت لوگ رخصت ہو گئے اور کہہ گئے کہ ہم صبح راجہ صاحب کو بھی آپکے درشن کیواسطے لاوینگے چنانچہ پنڈتوں نے یہاں سے راجہ صاحب کے پاس واپس جا کر سوامی جی کی بہت استت کی اور انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ ۴ بجے شام کے ہم ضرور چلینگے۔ اس روز صبح کو سویرے ہی سے ۳۰-۴۰ پادری صاحبان یورپین۔ ویٹو آگئے۔ اور چند مسلمان مولوی بھی۔ سوامی جی ان سے بھی سنسکرت میں بولتے رہے وہ بھی حتی الوسع سمجھتے رہے۔ سوامی جی کا اپدیش سنکر ایک بنگالی برہمن عیسائی شدہ بہت رونے لگا اور افسوس کیا کہ اگر آپ جیسے پنڈت لوگ ہمکو پیشتر ملتے تو ہم عیسائی نہوتے کیونکہ جب ہم سکول سے پڑھکر اور وہاں پادریوں کے اعتراضات سنکر گھر جا کر پنڈتوں سے پوچھتے تو کوئی بھی ان سوالات کے جواب خاطر خواہ نہ دیتا تھا۔ اگر ہمکو جواب ملتا تو ہم کرشچان نہ ہوتے۔

اسی روز ۴ بجے شام کے راجہ صاحب بردوان بگھی پر تشریف فرما ہوئے۔ کرسیاں وہاں پہلے ہی بہت جمع تھیں۔ اور علاوہ انکے مہاراج صاحب نے بھی بھجوا دی تھیں۔ مہاراج کے ساتھ وہ چاروں پنڈت بھی تھے انمیں سے ایک پنڈت نے پہلے آن کر سوامی جی کو اطلاع دی بعد ازاں راجہ صاحب تشریف لائے اور تھوڑی دیر تک سوامی جی کی باتیں پادریوں کے جواب میں سنیں مگر خود کچھ نہ بولے۔ اسوقت ایشر ساکار ہے یا نراکار اس وشے پر بات چیت تھی۔ گفتگو سماپت ہونیکے بعد راجہ صاحب تشریف لے گئے۔ اور پنڈتوں کو حکم دے گئے کہ سوامی جی کو کل ہمارے مکان پہلے آویں۔ چنانچہ صبح کو پنڈت بہے رام اور ایک دو پنڈت لوگ آئے اور سوامی جی کو کہا کہ آپکو راجہ صاحب نے بلایا ہے۔ وہاں چلئے۔ سوامی جی نے کہا کہ اگر وہ ایسا ہی ایکانت استھان اور سوچھ جگہ ہو تو ہم چل سکتے ہیں شہر سے باہر ہوادار جگہ ہو۔ جہاں شور و غل نہ ہو اور ایکانت نہو وہاں ہم نہیں جا سکتے۔ تم پہلے جا کر مکان تجویز کرو۔ بموجب سوامی جی کے اس کہنے کے پنڈت صاحبان نے جا کر دیکھا مگر سوائے اس ایک کوٹھی کے جسمیں بہت طرح کی گڑبڑ تھی اور کوئی مکان پسند نہ آیا۔ آخرکار ایک مسجد تجویز کی جسکے ساتھ قبریں بھی تھیں مگر سوامی جی نے کہا کہ ہم ایسے گورستان میں نہیں رہنا چاہتے ہم مردہ نہیں ہیں راجہ صاحب کو یہاں آنے میں کیا عذر ہے۔

باہر ریلوے اسٹیشن سے دکھن ایک چھٹ پٹی تالاب ہے وہاں گئے۔اور شجاع گنج سے پوڑی اور مٹھائی ۸ ر کی لے لی ۸ بجے رات کے ہم سب تالاب پر پہنچے۔ وہاں تالاب کے متصل پچھم کی طرف ایک شوالہ اور مکان دو کوٹھری اور ایک کمرہ والا تھا۔لیکن اُسوقت اُسمیں کوئی نہ تھا۔یہ مکان موہن لال برہمن ساکن دیپی کا تھا ہمارے ٹھہرنیکے تھوڑی دیر بعد موہن لعل برہمن بھی معہ دو چار دیگر آدمیوں کے ٹہلتا ہوا وہاں آگیا۔سوامی جی کو ٹہلتے ہوئے دیکھکر ڈنڈوت کیا اور تُرت ایک لوٹا جل اور بچھونا وغیرہ منگا دیا۔اُس کے بعد سنسکرت میں سوامی جی اُس سے بارتالاپ کرتے رہے وہ اچھّا پنڈت اور سنسکرت جانتا تھا ۱۰ بجے رات تک اُسکی سوامی جی سے باتیں ہوتی رہیں اسکے بعد وہ سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے اور ہم لوگوں نے بھی آرام کیا۔

سوامی جی ۴ بجے صبح کے اُٹھے اور شوچ و اشنان سے فرعت حاصل کر کے دھیان میں لگ گئے۔۶ بجے ہم بھی اپنی ضرورتوں سے نپٹ کر اشنان کر اشٹادھیائی کا پاٹھ کرنے لگے۔اسکے پشچات بہت سے برہمن اور پنڈت اکٹھے ہو کر سبھا ہونے لگی۔سوامی جی مورتی پوجا کا کھنڈن کرتے رہے اور دیگر سب پنڈت سُنتے رہے۔کسی نے بھی کوئی بات نہ کہی اُنکی سنسکرت ہی سُنکر لوگوں کے حواس باختہ ہوتے تھے۔

ایک بنیا اگروال قوم کا دو تین روز تک ایک گڑوا دودھ اور سیدھا انّ آدک بھجواتا رہا اُسکی اچھیا اسمیں یہ تھی کہ میرے گھر میں پُتّر ہو سوامی جی نے دو روز لیا۔تیسرے روز پھیر دیا اور کہا کہ غرض والی بھکشیا ہم نہیں لینگے ہم ایشور نہیں کہ تمکو پُتّر دیں اور تمہارا انّ کھائیں حالانکہ اُسنے یہ مطلب اپنا ابھی تک ظاہر نہیں کیا تھا مگر سوامی جی نے اُسکے بتلانے سے پہلے بتلا دیا۔وہ آٹا۔دودھ۔میٹھا۔گھی۔بہت بھیجتا تھا۔چنانچہ سوامی جی نے اُسکا سیدھا لوٹا دیا۔اُس سے پہلے تین چار روز موہن لعل پنڈت کے ہاں سے پھر متفرق لوگ بھیجنے لگے۔جو کوئی مارواڑی وغیرہ آتا کوئی روپیہ اور کچھ اور چیز دیجاتا تھا۔مگر وہاں ایک آچاری تھا وہ سب لوگوں کو سوامی جی کے درشن اور اُپدیش سے منع کرتا تھا مگر کسی نے اُسکا کہا نہ مانا اور سب لوگ برابر آتے رہے۔لوگوں نے آچاری کو شاسترارتھ کیواسطے کہا مگر وہ بالکل نہ آیا اور کہتا رہا کہ کانشی میں اُس نے مہا دیو کی نندا کی ہے یہاں بھی لوگ اِسکی طرف جانے لگے یہ بہت بُرا ہوا چنانچہ لاچار وہ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اُسکا نام سورج مل آچاری یا ایسا ہی کچھ تھا۔

اس جگہ بھاگل پور میں جب ایک ہفتہ کے قریب گذرا تو ایکدن جبکہ ہم رسوئی بنا رہے تھے تب سوامی جی نے ہمکو یکبارگی کہا کہ तव बाप आगत یعنی تیرا باپ آگیا اور ہم تمکو کہتے تھے کہ پتا سے آگیا لیکر آؤ مگر تمنے نہیں مانا جس پر اُنکو تکلیف ہوئی ہم نے جب باہر آکر دیکھا تو اُسوقت تک ہمارے پتا نہیں آئے تھے مگر اسکے آدھ گھنٹہ کے بعد جبکہ رسوئی تیار ہو چکی تھی ہمارے پتاجی آگئے اور آنکر سوامی جی سے نمسکار کیا اور مجھے دیکھکر رونے لگے سوامی جی کو بھی افسوس ہوا اور کہا کہ اپنے پُتّر کو تم لیجاؤ ہم اور فقیروں کی طرح چیلہ بنانے والے نہیں ہیں کہ آپکو دُکھ دیویں اسپر ہمارے پتاجی کچھ نہ بولے۔پھر اسکے بعد ہم نے اُنہیں پانوں دھلوا کر رسوئی کھلوائی۔پھر ہم پتاجی کو سوامی جی کے پاس چھوڑ کر وہاں سے ڈیڑھ کوس دور برارہی میں جہاں ہم پہلے پڑھتے رہے ہیں اپنے ایک دوست سے ملنے گئے۔برارہی میں ہم پنڈت بھیرام صاحب ساکن بنارس سنسکرت ٹیچر گورنمنٹ سکول بھاگلپور۔اور پاربتی چرن سکرٹری سکول سے ملے اور سب حال سُنایا۔اسپر وہ لوگ کہنے لگے کہ سوامی جی کو آپ یہاں لے آئیے ہمنے کہا کہ آپ چلئے اور درشن کیجئے وہاں چلکر جیسی اُنکی اگیا ہووے کرینگے آخر الامر

مونگیر کا حال

اسوج سُدی یکم پنجشنبہ مطابق ۳- اکتوبر ۱۸۷۲ء

آٹھ بجے بیگم پور سے سوار ہوکر ۲ بجے رات کے جمال پور کے اسٹیشن پر اُترے وہاں گاڑی بدلتی ہے ایک بھاگلپور کی لائین کلکتہ کو جاتی ہے دوسری پٹنہ کی لائین کلکتہ جاتی ہے اور ایک مونگیر کو جاتی ہے۔ ایک گھنٹہ تک وہاں ٹھہرے اور تقریباً آدھ گھنٹہ تک وہاں ایک انگریز سے سوامی جی کی بات چیت ہوتی رہی اور اُس انگریز نے ہم تینوں کو لیجا کر ایک عمدہ گاڑی میں بٹھلا دیا اور جاتے ہوئے سوامی جی کو سلام کیا ہم جمعہ ۴- اکتوبر ۱۸۷۲ء ۴ بجے صبح کے مونگیر پہنچے اسٹیشن سے ہٹ کر تھوڑی دور ایک تالاب ہے وہاں ہم ٹھہرے اور پاخانہ پھر کر اشنان کر کے نت کرم سے فراغت پائی المختصر ہم لوگ ۵ بجے کیوقت وہاں سے آگے مونگیر کی طرف چلے سوامی جی آگے آگے جلدی سے چلتے تھے اور ہم سب پیچھے تھے۔ سوامی جی (جیسے کسی کا دیکھا ہوا ہو ویسے ہی جا کر ایک فقیر کی پھلواڑی میں ایک مکان تھا) اوس مکان میں جا ٹھہرے کچھ دیر پیچھے ہم لوگ بھی پہنچے۔ اوس مکان میں دو کمرے تھے اور کنواں بھی وہاں تھا۔ گنگا کی دھار ابھی وہاں سے نزدیک تھی مگر اوسوقت اوس مکان یا باغ میں کوئی نہ تھا۔ سوامی جی نے فرمایا यद्देवा सन्नद्धुक کہ یہاں ہی آسن لگا دو چنانچہ ہم لوگ بیٹھ گئے اور ڈیرہ کر کے کہار پانی لانے کو اور ہیں آٹا دال لانیکو گیا اور آنکر بھوجن بنایا ہم روز ایسے ہی رہے سوائے ایک دو برہمنوں کے اور کوئی نہ آیا۔ ایک روز کہار نے گنگا پر جا کر ایک ٹال والے سے ایک خشک لکڑی مانگی کہ سوامی جی کی رسوی کیواسطے دو۔ ٹال والے نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کون سوامی ہیں۔ نہیں دینگے۔ ہم اور سوامی جی اوسوقت مکان کے اندر تھے اندر سے وہ جگہ نظر نہیں آتی تھی۔ جب کہار آیا تو سوامی جی نے مجھکو فرمایا- भोराजनय अस्तो यदि उपानद् दत्वा दातव्या کہ اسے راجا تھا اسکو جوتے لگاؤ۔ میں حیران ہو گیا کہ کیا سبب ہے۔ میں نے عرض کی کہ مہاراج اسکا کیا قصور ہے کہا کہ یہ ایندھن کیا بھیجا مانگنے گیا تھا۔ میں نے اوس سے پوچھا کہ تو کہاں گیا تھا۔ کہا کہ اوس سے لکڑی مانگتا تھا۔ میں نے کہا کہ اوس نے دی تب کہا کہ نہیں۔ بلکہ کہا کہ ہم نہیں جانتے کون سوامی جی ہیں تب میں نے اوسکو آہستہ آہستہ جوتے مارے۔ پھر سوامی جی نے ہم دونوں کو سمجھایا کہ اگر کبھی بھیجا یا مانگوگے تو ہم دونو کو نکال دینگے۔ اسکے بعد وہ آدمی کہ جس سے لکڑی مانگنے کہار گیا تھا وہ خود بخود ہی ۵ بوجھ لکڑی کے اُٹھوا کر لایا۔ اور آ کر سوامی جی کو پرنام کیا سوامی جی نے کہا کہ تم لکڑی اٹھا کر لیجاؤ ہم نہیں لینگے تم سے کون مانگنے گیا ہے اوسنے منت کی کہ مہاراج ہم سے قصور ہوا ہے یہ کہار گیا تھا اور ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کون ہے اس نے لکڑی مانگی ہم نے کہا کہ نہیں معلوم کون سوامی ہیں پیچھے معلوم ہوا کہ ۴ روز سے اس پھلواڑی میں ایک سوامی جی اُترے ہوئے ہیں چنانچہ اسکے اصرار پر سوامی جی نے منظور کر لیا اوس روز سے ہر روز دو چار رئیس شہر مونگیر کے آنے لگے اور تمام شہر میں خبر ہو گئی کہ سوامی دیانند جی آئے ہوئے ہیں اور کھنڈن منڈن کرتے ہیں جسکو اچھا ہو آنکر شاستر ارتھ کرے اور سیدھا یعنی (ان آدک بھی آنے لگا پھر سوامی جی کا اپنا خرچ کرانا لوگوں نے بند کرا دیا ایک دن ایک برہمن نے آنکر بہت سے بنتی کی کہ میرے گھر چلکر بھوجن کیجئے۔ سوامی جی نے سویکار کیا دوسرے دن جب وقت آیا تو ہمکو بھیجا کہ تم جا کے بھوجن کر آؤ اور ہمارے واسطے یہاں ہی بنا لو۔ ہم گرہستی کے گھر نہیں جانا چاہتے۔ اسکے دوسرے روز بہت سے پنڈت اور رئیس لوگ اکٹھے ہوئے (۳۰ یا ۴۰ کے قریب) اور مورتی پوجا کا کھنڈن ہونے لگا۔ سب پنڈت لوگ سُنتے رہے کسی نے انکار نہ کیا۔ اور نہ شاستر ارتھ کیا یہ پھلواڑی ایک

کیمر پنیتھی کی تھی اور کسی رئیس کا نام معلوم نہیں۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ وہاں مونگیر میں ہم صبح کو آدیتہ ہردے کا پاٹ کر رہے تھے سوامی جی آئے اور سب میرے پستکوں کو اوٹھا کر اپنے پاس لیگئے اور سب کو دیکھا وہ پستکیں یہ تھیں - اندر جال - آدیتہ ہردے - سورج استوارج - پوچھا کہ آدیتہ کے ہردے کا پاٹھ کتنے دن سے کرتے ہیں میں نے کہا کہ آپکے پاس آنے سے پہلے تو اکیس پاٹھ روز کرتا تھا اور جب سے آپ کے پاس آیا ہوں آپکے ڈر کے مارے چھپ کر ایک آدھ پاٹھ کرلیا کرتا ہوں اور اندر جال کو دیکھا کہ تم ان سب کو ست مانتے ہو میں نے کہا کہ اسمیں سے میں نے کچھ بھی جانچ نہیں کی مگر یقین ہے کہ آپکے پاس رہنے سے اسکا کچھ بھید ملجاویگا - سوامی جی نے کہا کہ ---------- ان سب کو گنگا میں بہا دو اور اٹھ کھڑا ہو ورنہ اپنے گھر کو چلے جاؤ - چنانچہ میں نے اوسیوقت اونکے حکم کی تعمیل کی یعنی سبکو گنگا میں ڈالکر سوامی جی کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپ کچھ منتر دیجئے - سوامی جی نے کہا کہ یگیوپویت جس سے لیا اوس نے گائتری بھی دیا نہیں میں نے کہا کہ اپنے گاؤں کے ایک برہمن سے لیا تھا کہا کہ وہی گورو منتر ہے اور وہی گورو ہے مگر سوامی جی نے ہمکو گائتری شدہ کرا دی اور اسکا مارجن وغیرہ بھی بتلا دیا اور اشٹادھیائی اور لکشمی سُکت مجھکو پڑھنے کیواسطے دیا - اور یہی پستکیں ہر ہم چار ہی پڑھا کرتا تھا - یہاں ایک دن ایک مونی سادھو سوامی جی کے بھوجن کیوقت آیا اور چپ چاپ مون ہو کر بیٹھ گیا سوامی جی نے دو چار باتیں پوچھی اوس نے کوئی اُتر نہ دیا پھر سوامی جی نے بھوجن کی بابت پوچھا کہا کہ کرینگے چنانچہ سوامی جی نے اونکو بھوجن کرایا جب بھوجن کر چکا تو سوامی جی نے ایک شلوک پڑھا ---------- اور سمجھایا کہ اگر تو مورکھ ہے تو تیرا مون رہنا ٹھیک ہے اور اگر پنڈت ہے تو کچھ بات چیت کرو چنانچہ وہ بولا تب سوامی جی نے اوسکے سامنے مورتی پوجن کا کھنڈن کیا اور پورانوں کا بھی اوس نے دونوں کا کھنڈن سویکار کیا اور کہا کہ یہ دونو ماننے کی چیزیں نہیں ہیں ایک گھنٹہ تک بات چیت کر کے وہ چلا گیا جب سوامی جی مونگیر میں پہنچے تھے اوسکے تیسرے روز یہ سادھو آیا تھا - مونگیر میں سوامی جی ۱۵ روز رہے آسون کی پورنماشی مونگیر میں ہوئی تھی جس نے ہ بوجھ لکڑی کے دیئے تھے وہ کایستہ تھا وہی سوامی جی کو اسٹیشن پر چھوڑنے آیا تھا اور پانچ روپئے بھی دیا اس کے بعد ہم وہاں سے بھاگل پور کا ٹکٹ لیکر ایک بجے سوار ہو کر ۵ بجے شام کے بھاگل پور پہنچے سنکرولہم - اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء مطابق اسوج سُدی ۲ سمت ۱۹۲۹ کو مونگیر میں پہنچے اور سنہ ۱۸ - اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء مطابق کارتک بدی ۲ سمت ۱۹۲۹ یعنی ۱۵ روز وہاں رہے۔

بھاگل پور کا حال

کارتک بدی سمت ۱۹۲۹ مطابق ۲۰ - اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء

۲۰ - اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء آدیت وار ۵ بجے شام بھاگل پور میں پہنچے - سوامی جی آگے آگے جاتے تھے اور ہم دونو پیچھے تھے اُنہوں نے جا کر گنگا کے کنارے ۸ بجے شام کیوقت بدھیشر ناتھ مہادیو کے مندر میں ٹھیرے - شہر بھی نزدیک تھا بہت عمدہ میدان اور وہاں نیچے اوپر مہادیو تھے سوامی جی کوٹھے پر چلے گئے تھوڑی دیر وہاں ٹھیرے پھر آنکر کہا کہ یہاں سے چلو - چنانچہ وہاں آدھ کوس دکھن میں جا کر شہر کے محلہ شجاع گنج سے

روز یعنی آدیتہ وار کو سوامی جی کے پاس سبھا کرنے کو پنڈتان ذیل آئے۔
باجپئی جی کے وِدیارتھی۔ پنڈت چھوٹو رام تواری پٹنہ کالج کے ہیڈ پنڈت مرحوم۔ پنڈت برج بھوشن مصر ساکل دیپی برہمن کالج کے تھرڈ پنڈت پنڈت رام اوتار تواری پٹنہ کالج کے سیکنڈ پنڈت۔ پنڈت رام لعل مرحوم ساکل دیپی ماسٹر کالج ـــ اور پنڈت چھوٹو لعل جی سارسوت وغیرہ بہت سے برہمن تھے۔

کل حاضرین کی تعداد اوسوقت ۲۰۰ کے قریب تھی۔ اُنمیں سے پنڈت رام اوتار جی شری سوامی جی مہاراج سے بھٹو جی دِکھشت کے بنائے ہوئے کومدی کے اِس منگل شلوک کو

मुनित्रयं नमस्कृत्य तदुक्ति परि भाव्यचेत्यादि

پڑھکر شاستر ارتھ کرنے لگے۔ اِس سمہ شبد اون کے مُکھ سے ایسے اُشدہ نکلتے تھے کہ جنکا ٹھکانہ نہیں۔ چنانچہ سب اوس کے ساتھی پنڈت اوس کو اُلو کہنے لگے کہ تمکو تو خود سنسکرت بولنی نہیں آتی۔ تم سوامی جی سے بکواد کیا کرتے ہو۔ سب پنڈت لوگوں نے اور خاصکر پنڈت رام لعل جی مصر نے اوسے ڈانٹ دیا اور چھوٹو رام جی تواری نے اونکو منع کیا کہ تم یوں ہی اپنی پرتشٹا کھوتے ہو۔ تمہارے مُکھ سے اُشدہ بہت نِکلتا ہے تُم چپ ہو ابھی تک شری سوامی جی نہیں بولے تھے۔ تھوڑے سمہ پر شری سوامی جی ہنس پڑے اور ساتھ ہی سب حاضرین کی سوائے پنڈت رام اوتار مذکورہ کے ہنسی نِکل گئی اور پنڈت رام اوتار جی کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔ تھر تھر کانپتے ہوئے اکیلے وہاں سے نکلکر باہر جاکر اِدہر اودھر ٹلتے ہوئے گھر کو چلے گئے یہ سبھا ایک بجے سے ۵ بجے تک رہی سوامی جی مہاراج نے سنسکرت میں اپدیش دیا۔ اور سب پنڈت لوگ سُنتے رہے۔ (اوس سمہ سوامی جی کومدی کو کومتی کہتے تھے) اور سارسُت وچندرکا وغیرہ سب نوین دیاکرن کے گرنتھوں کا کھنڈن کرتے تھے۔ اور سب پنڈت لوگ ہوں ہوں اور ٹھیک ٹھیک کرتے رہے میرا من اوسوقت بہت پرسن ہوا میں نے من میں کہا کہ دھن بھاگ میرا ہے جو ایسے مہاتما پُرش کے ساتھ ہوا۔

سوامی جی نے اوسکی صبح یعنی سوم وار کے دن پورب کی جاترا کی طیاری کی۔ اوسدن ڈپٹی سوہن لعل جی نے مجھکو ۳۰ روپیہ واسطے خرچ سوامی جی کے دیا اور کہا کہ سوامی جی سے کہیں الگ نہ ہونا اگر سوامی جی کو تکلیف ہوئی تو میں ناراض ہونگا میں نے کہا کہ میں اونکے چرنوں میں نت من لگائے رکھونگا اور اونکا آگیا کاری رہونگا تب سوہن لال جی نے کہا کہ ایسا ہی چاہئے۔ خوب دل لگا کر پڑھنا اگر خرچ کم ہو جائے تو دو روز پہلے میرے پاس چٹھی لکھنا۔ روپیہ بھیجدونگا۔ اور تمہارا وظیفہ جو دو ماہ کا ہوگا وہ جب کوئی تمہارے گھر سے آویگا ہم دیدینگے۔ یہ سب باتیں سمجھاکر ڈپٹی سوہن لعل جی اور میں دونو سوامی جی کے پاس پہنچے اور سب حال کہا تب سوامی جی بہت پرسن ہوئے اور منشی منوہر لعل جی مرحوم نے ایک کہار للہ ماہوار پر ساتھ کردیا اوسکا نام شیو چرن تھا جو اب مر گیا۔ اور انہوں نے لوٹا۔ کڑاہی۔ کڑچھہ توا۔ گلاس۔ یہ سب چیزیں خرید کر کے ہمراہ کردیں۔ اور دال ترکاری کے مصالح بھی بنواکر ساتھ دیدیئے۔ اِسکے بعد ۳۔ اکتوبر ۸۷۲ء ۶ بجے شام کے سوامی جی اور منشی منوہر لعل بگھی میں اور پنڈت چھوٹو لعل اور چند آدمی دیگر جونکہ میں اسٹیشن پر گئے۔ بیگم پور کے اسٹیشن سے ریل پر سوار ہوئے پنڈت چھوٹو لعل نے مونگیر کے ٹکٹ کٹواکر لادیئے رات کے ۸ بجے کی گاڑی پر سوار ہوئے اور سب کو رخصت کیا۔ یہ لوگ سوامی جی کے بہت بھگت تھے۔ سوامی جی تقریباً ایک ماہ پٹنہ میں رہے۔

پرسن ہوکر کہا کہ تیرا بڑا بھاگ ہے اگر تم سوامی جی کے ساتھ رہوگے۔ تو ضرور بہت اچھے پنڈت ہو جاؤگے۔ اِس بات کو سُنکر جو ہمرے ساتھی تھے سب بہت پرسن ہو گئے چنانچہ میرا نام طالب علموں کے رجسٹر سے کٹوا دیا گیا۔ اور چھ بجہ شام تک نارمل سکول میں بیٹھے رہے جب سات بجہ شام کا وقت ہو گیا تب ڈپٹی سوہن لعل نے مجھکو بلاکر کہا کہ تم سوامی جی کے پاس جاؤگے یا نہیں۔ میں نے کہا کہ آج تو بہت دیر ہو گئی ہے بڑی فجر چلا جاؤنگا تب سوہن لعل جی کہنے لگے کہ ابھی تم چلے جاؤ اور تھوڑا سا دودھ اور مصری بھی سوامی کیواسطے لیتے جاؤ۔ تب میں نے کہا کہ رات کا وقت اور شب تاریک۔ فاصلہ دوڈھائی کوس سے کم نہیں۔ شہر نہیں بلکہ میدان جنگل اور راستہ کے کنارے پانی بھی ہے۔ پھر میں اکیلا کیسے جاؤنگا۔ تب سوہن لعل جی نے مجھ سے کہا کہ تم بڑے ڈرپوک ہو۔ اگر تم ایسا ڈر جی میں رکھوگے تب شری سوامی جی کے ساتھ کیسے رہوگے سو آج ہی آپ چلے جائیے اوسیوقت دو سیر مصری اور ایک لوٹے میں تین سیر کے قریب دودھ اپنی گؤ کا منگا کر دیدیا میں نے اون سے کہا کہ اگر کوئی آدمی میرے ساتھ ہووے تو میں چلا جاؤنگا۔ تب کہا کہ آدمی سے کیا کام۔ آپ سب چیزیں لیتے جاویں۔ میں نے کہا کہ مجھکو رات کے سمہ بہت ڈر لگتا ہے سوہن لعل جی نے کہا کہ جو تم ابھی سے ایسا ڈروگے تو سوامی جی کے ساتھ کیسے رہوگے وہ تو جنگل میں رہتے ہیں نہ کہ بستی میں اگر تم آج نہ جاؤگے تو ہم شری سوامی جی کے ساتھ نہ جانے دینگے نہیں تو آج ہی جاؤ اور اِسی سمہ چلے جاؤ۔ تب میں بہت اوداس ہوکر چلا۔ ایک ہاتھ میں دودھ اور مصری کو کمر میں باندھ لیا اور بادشاہی ایسگا گنج میں جہاں میں رہتا تھا پہنچا۔ اور سب حال منشی شام بہاری لعل سے کہا بولے کہ آپ چلے جائیے رہنے سے اچھا نہ ہوگا تب ہم جلدی دشا جنگل سے فراغت حاصل کرکے سندھیا کر ایک ہاتھ میں دودھ کا لوٹا اور ایک ہاتھ میں ایک بانس کی لاٹھی لے لی اور سوامی جی کیطرف دھیان لگا لیا شہر کی آخیر آبادی تک جو درگاہ کے پاس ختم ہوتی ہے وہانتک تو نربھی پہنچے۔ اوسجگہ سے آگے بڑھے تو کوئی آدمی نہ ملا۔ وہاں سے آگے وہ جگہ قریباً ڈیڑھ کوس دور تھی۔ اوسوقت تھوڑا تھوڑا جی ڈرنے لگا۔ میں اپنے من میں رام رام کہنے لگا۔ اسوج کا مہینہ اندھیری رات۔ اوسپر تھوڑی تھوڑی بوندیں پڑنے لگیں۔ اور رستہ بڑا بھیانک۔ سڑک کے دونوں طرف پانی تھا۔ ایسا جی میں سوچتے ہوئے چلا جاتا تھا کہ اتنے میں دیکھا کہ ایک بڑا بھاری سانپ پانی سے نکل کر سڑک پر چلا آتا ہے اوسے دیکھ کر بڑا خوف معلوم ہوا اور آگے جانے سے من رک گیا۔ گھبراکر پیچھے آنیکی صلاح کی۔ جب ادہر دیکھا تو اُسطرف بھی ایک سانپ پانی سے نکلا ہوا چلا آتا ہے تب میں بہت ہی گھبرا گیا نہ ادہر کے رہے نہ اودہر کے بڑی دیر تک کھڑا رہا پہر سوچا کہ سوامی جی کی طرف چلنا چاہئے چنانچہ اونکی چرنوں کی طرف دھیان لگا کر اونکے پاس چلنے کی اچھیا کی جب سانپ کے قریب پہنچا تو آنکھ بند کرکے چھلانگ مار کر اوسپر سے کود گیا جب آگے دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا اوس سے آگے ریل کی سڑک پر پھاٹک والے سپاہی کے پاس آنکر دم لیا۔ طبیعت بہت گھبرائی ہوئی تھی تھوڑی دیر وہاں بیٹھ کر پھر آگے چلا اور سوامی جی کے پاس پہونچگیا اوس سمہ سوامی جی اور کچھ مالی لوگ بھی اونکے پاس باغ میں بیٹھے ہوئے تھے بارش کی بوندیں زیادہ پڑنے لگیں تھیں۔

तिं मार्गे تعجب کی بات ہے کہ سوامی جی اِس میرے راستہ کے سب حال کو جان گئے چنانچہ میرے آتے ہی اونہوں نے پوچھا

विभितोऽसि کہ تجھے راستہ میں خوف معلوم ہوا ہے میں نے کہا کہ ہاں مہاراج بہت ہی خوف کہایا ہے تب سوامی جی نے فرمایا

तिं सर्पोदृष्टः کیا سانپ کو دیکھا ہے میں نے کہا کہ ست ہے۔ اُسپر وہ خاموش ہوگئے۔ میرا من بہت ہی خوش ہوا پھر میں نے ڈپٹی سوہن لعل جی نے جو دودھ مصری دی تھی وہ سب سوامی جی کے سامنے رکھدی اور سب حال جو وہ کہتے تھے فرمادیا سوامی جی ہنس پڑے۔ یہ روز سنیچر کا تہا دوسرے

مجھ سے ورن - نام اور مکان پوچھا میں نے کہا کہ میرا نام راجناتھ تواری ہے برہمن میتھلادیشی ہوں پھر سوامی جی نے پوچھا کہ تیرے ماتا پتا ہیں ؟ میں نے کہا کہ جیتے ہیں ۔ تب سوامی جی نے فرمایا کہ بیٹھ جا - بعدازاں وہ بہت دیر ٹہلتے رہے اور پھر بیٹھ گئے اوس جگہ بچھاونا نہ تھا - پختہ زمین پر گچ تھا - مکان بہت پختہ اور عمدہ اور دروازوں میں آئینہ لگے ہوئے تھے - اور جب سوامی جی وہاں ہی لیٹ گئے تب میں نے اونکے پانو دبانا - اور اپنا منورتھ بھی کہنا شروع کیا کہ میں آپ کے ساتھ رہنے کی اچھیا کرکے آیا ہوں آپ اپنے چرن میں مجھکو لگا لیجئے تب سوامی جی نے پوچھا کہ تیرے کتنے بھائی ہیں میں نے کہا کہ اکیلا ہی ہوں تب سوامی جی نے کہا کہ تم ماتا پتا سے آگیا لے آؤ تب میں رکھونگا میں نے کہا کہ ماتا پتا جب آپکا حال سُنیں گے کب کہیں گے کہ تم سادھو فقیر کے ساتھ جاؤ بلکہ کہیں گے کہ تم کو بہکا کر فقیر بنا لیں گے کہیں اور ہی کسی پنڈت سے پڑھو تب پڑھنا بھی چھڑوا دینگے سو میں اونسے نہ پوچھونگا اگر وہ کسی سے بھی سنیں گے تو آنکر روکیں گے سو آپ کرپا کرکے اس ادہم کو اپنے ساتھ لگا لیجئے - اور ودیا دان دیجئے - جس سے یہ شریر پوتر ہو کر آپکا اپدیش سروتہا گاتا رہے - میری بہت بنتی پر سوامی جی نے پرسن ہو کر سویکار کیا - میں نے راتکو وہاں ہی باس کیا - فجر ہونے پر سوامی جی کو پرنام کرکے کھڑا ہو گیا - سوامی جی اوسوقت پہر رات رہی پر بیدار ہوتے تھے - اور بعد ضروری فراغت کے ایکانت میں خاموش بیٹھا کرتے تھے - تب سوامی جی نے مجھے فرمایا کہ تم اشنان کرو - جب میں اشنان کرکے آیا تب آگیا دی کہ آج تو ہی رسوئی بنا - تب میں رسوئی بنانیکے لئے گیا - وہ برہمچاری جو سوامی جی کے ساتھ آئے تھے وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ کسکی رسوئی بناتے ہیں میں نے کہا کہ سوامی جی کی - اوسنے کہا کہ آپ اپنی رسوئی بنائیے سوامی جی کا ہم بناوینگے - میں نے جاکر سوامی جی سے سارا حال کہا - سوامی جی نے اوسکو بلاکر کہا کہ تم رسوئی مت بناؤ تم اپنے گھر جاؤ کیونکہ تم چور ہو جلدی جاؤ - **तस्करत्वात् ग्रामं गच्छ पाकं माकुरु** اسپر وہ برہمچاری خاموش ہو کر بیٹھ گیا - جو کہار سوامی جی کے پاس تھا اوسکو برہمچاری نے جاکر کہا کہ سوامی جی یدی مجھکو کچھ خرچ دیویں تو میں گھر جاؤں - یہ بات کہار نے سوامی جی سے کہی تب سوامی جی نے بیگ سے ۵ روپیہ نکالکر دیئے - پھر سب چیز میرے حوالہ ہو گئیں - وہ برہمچاری چلا گیا اُس کی عمر چالیس سال کی تھی نام معلوم نہیں - پھر میں نے رسوئی بنا کر چوکے پر آسن بچھا کر سوامی جی کو بھوجن جمایا - سوامی جی ترکاری کو شاک کہتے تھے اور دال کو سوپ - میں نے یہ بچن نہ سمجھے جب اُنہوں نے کہا کہ **सूपं देहि शाकं देहि** میں اپنے من میں بہت گھبرایا کہ سوپ اور ساگ تو ہے نہیں کیونکہ ہماری بول چال میں سوپ چھاج کو اور ساگ پالک وغیرہ کو کہتے ہیں اور اونکا مطلب سوپ سے دال اور ساگ سے آلو - بینگن - کریلہ وغیرہ تھا - جب میں حیران ہو کر نہ سمجھا تب سوامی جی نے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتلا دیا اوسدن سے میں سمجھ گیا - سوامی جیکو بھوجن کرانیکے بعد میں نے بھوجن کیا - پھر میں نے پوچھا کہ اگر آگیا ہو تو میں ڈیرہ پر جاکر سکول سے نام کٹوا کر آپ کی سیوا میں حاضر ہو جاؤں اور اپنی کل چیزیں بھی لے آؤں شری سوامی جی نے اجازت دی تب میں نے اوس سمہ چوک میں جاکر جنیؤ خریدے اور کئی اور چیزیں بھی - اور سکول میں آکر گوبند بابو ماسٹر - اور ڈپٹی سوہن لال جی سے سارا حال کہا کہ میں سری سوامی جی کے ساتھ رہونگا - اور اُنہیں سے پڑھونگا - میرا نام اِس سکول سے کٹ سکتا ہے یا نہ - یہ سُن ڈپٹی سوہن لال جی بہت پرسن ہو کر بولے کہ تم کیسے جانتے ہو کہ تمکو شری سوامی جی ساتھ رکھیں گے کیونکہ وہ تو کسی کو ساتھ رکھتے ہی نہیں جب وہ کہیں گے تب سکول سے نام کٹوا لے گا پہلے نہیں - میں نے اُتر دیا کہ میں رات کو وہاں تھا اور اب بھی وہاں ہی بھوجن پایا اور سوامی جی کو بھوجن کرا کر آیا ہوں - صرف نام کٹوانے اور چیزیں لینے آیا ہوں سوامی جی سے میں نے رات ہی کو سب حال پوچھ لیا ہے یہ سب حال سُنکر وہ بہت

کرتے تھے۔ مہینہ بھر کے قریب یہاں رہے۔

بابو امرت لال جی نے اسطرح بیان کیا کہ غالباً عرصہ ۱۳ سال کا ذکر ہے (یعنی ۱۸۷۹ء مطابق سمت ۱۹۳۶ کا) کہ ہم بنارس کو جا رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ سوامی جی لنگوٹ مارے سڑک داؤدنگر پر جا رہے ہیں۔ وہاں سڑک کے اوپر کیچڑ تھا ایک گاڑی بان کی گاڑی اور بیل کیچڑ میں پھنس گئے تھے سوامی جی نے دیکھا کہ بیل والا بیلوں کو زور سے مار رہا ہے مگر وہ پھر بھی نہیں چلتے۔ سوامی جی نے جا کر بیلوں کو کھولدیا اور گاڑی کو کھینچکر پچھم کی طرف خشکی پر پہنچا دیا ہم لوگ دیکھکر بہت حیران ہوئے کہ اتنا شہزور۔ بعدازاں ہم آگے کو چلے گئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی شائد کانشی یا داؤدپور کو جا رہے تھے۔

پنڈت راجناتھ شرما تواڑی اصل ساکن موضع جوران پورسیہ دار اضلع مظفرپور ملک بہار نے بیان کیا کہ ۱۸۷۳ء میں جب میں پٹنہ نارمل سکول میں پڑھتا تھا۔ اُس سمے سوامی جی کانشی میں تھے اور کانشی کے پنڈتوں نے ایک اشتہار چھپوا کر ویش دیش کے پنڈتوں کے پاس بھجوایا تھا کہ ایک سنیاسی آئے ہیں جو وشوناتھ کی نندا کرتے اور سب اوتار اور پوران کی نندا کرتے ہیں یہ اشتہار کانشی سے پنڈت جمناپرشاد جی کے پاس جو اُسوقت سکول کے پنڈت تھے۔ آیا تھا اور انہوں نے مجھے دکھلایا تھا۔ جس سبب سے میرا جی بہت اداس ہوا یہ ذکر ہم نے بہادوں سمت ۱۹۲۶ یعنی ۱۸۷۲ء سوامی جی آسوج سمت ۱۹۲۹ کو پٹنہ میں آگئے اور مہاراج بھوپ سنگھ کے باغ میں جو اگم کنواں کے پاس شہر سے دکھن کی طرف ہے ٹھہرے اوس سمے پٹنہ شہر میں بہت گڑبڑ ہوا۔ اوسوقت اونکے خوف سے اس دیش کے اکثر پنڈت جدھر تدھر بھاگ گئے۔

بعدازاں یہاں کے رئیس اور اُمرا جیسے منشی منوہر لعل مرحوم۔ بابو رام لعل مصر مرحوم۔ اور ڈپٹی سورج مل مرحوم۔ و ڈپٹی سوہن لعل اور اکثر بنگالی صاحبان شری سوامی جی کے درشن کو جاتے تھے۔ اوسوقت سوامی جی سنسکرت بولتے تھے اور مورتی پوجن پوران اور ویدوردھ گرنتھوں کا کھنڈن کرتے تھے۔ یہاں اگر سوامی جی نے ایک بنگالی کی معرفت اشتہار بہاشا میں چھپوا کر سارے شہر میں لگوادئے کہ جسکو مورتی پوجن کا منڈن اور پوران کا ثابت کرنا ہو اور انکے سوا جتنے مت والے ہوں سب لوگ شری سوامی جی کے سامنے آکر ثابت کریں ورنہ پھر پیچھے لوگ کہیں گے کہ سوامی جی شاستر ارتھ کے خوف سے کھسک گئے تو نہیں سُنا جاویگا۔

۱۵ روز تک سوامی جی مہاراج آپ کا سندیہ نورت کر کے تب پورب کو جاوینگے۔ اس اشتہار کو دیکھکر سُنکر کوئی بھی اونکے پاس نہ آیا۔ اور نہ شری سوامی جی کا کسی نے سامنا کیا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ ڈپٹی سوہن لال۔ منشی منوہر لال و گوبند بابو ماسٹر و ڈپٹی سورج مل و بابو رام لعل مصر یہ سب نارمل اسکول میں اکٹھے ہوئے شری سوامی جی کی غیر حاضری میں اونکی بہت پرشنسا کر رہے تھے اوس سمے میں بھی وہاں تھا۔ انکی یہ باتیں سُنکر میرا من بہت پرسن ہوا اور کہا کہ ایسے مہاتما پرش کا ملنا بڑے بھاگ سے ہوتا ہے پس اگر میں سوامی جی کے درشن و دیا پراپت ارتھ اُنکے ساتھ رہونگا تو برہمن کے گھر کا جنم میرا سپھل ہو جاویگا کیونکہ برہمن کو چاہئے کہ چاروں وید کو پڑھے۔ سو اس سمے کوئی بھی پڑھتا پڑھاتا نہیں ہے سب برہمن ماتر چنڈی دیوی کا پاٹ۔ یا میگھ پر کہہ کے لگنوں کا گن کر کہدینا ہی مکھ وید سمجھتے ہیں۔ سو میں اس ٹھگواری ودیا کو نہ پڑھونگا۔ اور جو میں سوامی جی کے ساتھ ہو جاونگا تو ضرور ست ودیا اور ست مارگ پر چلونگا۔ ایسا سمجھ کر میں نے ایک دن شام کو جا کر سوامی جی کا درشن کیا۔ اوس سمے سوامی جی پھلواڑی میں ٹہلتے تھے اور ایک برہم چاری جو کانشی سے سوامی جی کے ساتھ آیا تھا وہ بھی موجود تھا۔ یہ برہم چاری سوامی جی کے لئے رسوئی بنایا کرتا تھا۔ میں سوامی جی کے سامنے جا کر ہاتھ جوڑ نمسکار کر کے کھڑا ہو گیا۔ تب شری سوامی جی نے

کہنے کو پرمان ماننا جب ہماری بدھی میں کوئی روگ ہو جاوے تب ہمارا اچن پرمان نہ ماننا۔

بابو گور پرشاد سین رئیس و وکیل پٹنہ بانکی پور نے بیان کیا کہ جن دنوں سوامی جی کلکتہ کو جانے والے تھے اور تقریباً جانے کلکتہ کے یہاں آئے تو اوس وقت مہاراج بھوپ سنگھ کے باغ میں اُترے تھے اونکی شہرت سُنکر ہم معہ بابو تیج چندر دیو مرحوم کے اونکے درشن کو گئے اور ہمنے دلمیں یہ سوال ٹھانا ہوا تھا کہ وہ کسطرح کہتے ہیں کہ دُنیا کو تیاگ دو۔ ہم نے جاکر پوچھا کہ سنیاس آشرم کو تیاگ کرنا صحیح ہے یا نہ۔ سوامی جی نے کہا سنیاس آشرم آپ کسکو کہتے ہیں ہم نے کہا کہ دارا۔ پری گرہ۔ لڑکا بالا کے ساتھ رہنا۔ اپنا دی۔ پھر پوچھا کہ اپنا دی میں کیا ہے ہم نے کہا کہ دھن دولت حاصل کرنا۔ تب کہا کہ گرہ کیا ہے۔ ہم نے اُسپر کچھ نہ کہا تب خود ہی کہا کہ گرہ میں ہے کھانا۔ پانی پینا۔ سوانس لینا۔ شوچ و دیا ابھیاس کرنا گیان اُپارجن کرنا۔ یہ کہتے ہی تھے کہ ہمارے سوال کا جواب ہو گیا یعنی اونکے فرمانے کا یہ مطلب تھا کہ ایسا کوئی آدمی نہیں کہ سنسار آشرم کو تیاگ کر سکے۔ اندنوں سنسکرت بولتے تھے چہرہ سے جلال اور فضیلت ظاہر ہوتی تھی۔

بابو امرت لال ساکن ٹھٹھری بازار بانکی پور نے بیان کیا کہ سوامی جی یہاں ۲۰ سال ہوئے تب اول اول تشریف لائے اور مہاراج بھوپ سنگھ کی پھلواڑی میں اُترے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ سوامی جی دشا جنگل کو گئے ہوئے تھے جو برہمن رسوئی بناتا تھا اوسکا چچا آگیا رسوئی ہو رہی تھی رسوئی کے چوکہ کے پاس آگر اوسکے چچا نے کہا کہ جب رسوئی بن چکتی ہوگی اور سوامی جی کھا چکتے ہونگے تب ہی آپ لوگ کھاتے ہونگے اوسنے کہا کہ ہاں۔ اوسنے کہا کہ چوکا تو جھوٹھا ہو جاتا ہوگا۔ تمکو چاہئے کہ کچھ لکیر وغیرہ کا نیم کر لیا کرو۔ اُسپر وہ برہمن خاموش ہو رہا۔ بعدہٗ سوامی جی آئے کُلّا اِلّا کرکے اشنان کیا اور پھر اوس مٹی کو جو بھیگی ہوئی رہتی تھی۔ بدن پر لگایا پھر ٹہلتے رہے ٹہلنے اور مٹی سوکھنے کے بعد بدن ملدیا۔ اور بیٹھکر دھیان پوجا کی۔ اُسکے بعد جب رسوئی طیار ہوئی اور رسوئی کے واسطے سوامی جیکو بلایا تو سوامی جی جاکر برخلاف دستور سابق اوس روز چوکے کے باہر ہی بیٹھ گئے۔ کہ ہمکو یہاں ہی رسوئی دو۔ رسویہ نے کہا کہ مہاراج یہ کیوں۔ فرمایا کہ ہمکو کسی کی برادری کا ڈر نہیں کہ کوئی ہمکو برادری سے باہر کردیگا وہ حیران ہوا کہ کس نے کہا تھا۔ آخر کو سوامی جی نے رسوئی اوس روز چوکا کے باہر کھائی۔

ایکدن کا ذکر ہے کہ ایک نزہت کا پنڈت آیا اوس کی سوامی جی سے شاسترارتھ کے طور پر باہمی سنسکرت میں ہی بات چیت ہونے لگی اوس نے بھاگوت کا پرمان دیا جسکو سوامی جی نے کھنڈن کیا تب اوس نے کہا کہ ایسا بھی تو کوئی نہیں جو جیسے کہ یہ ۱۸ ہزار شلوک بنے ہوئے ہیں بنا کے دکھلا دے۔ تب سوامی جی نے کہا کہ یہ کوئی بڑی بہادری کی بات نہیں اوسنے جس طرح وہ بناوٹی گرنتھ ۱۸ ہزار کا بنایا ہے ہم ۳۶ ہزار کا بنا سکتے ہیں جوتا اور کھڑاؤں کا سوال و جواب لیجئے۔ آپ لکھتے جائیں۔ چنانچہ وہ لکھنے لگا سوامی جی نے بتلانے شروع کئے ابھی دو شلوک ہی لکھے تھے جب اوس پنڈت نے سنسکرت اور ویاکرن کی لیاقت اور شلوک نو تصنیف کی خوبی دیکھی تب اوس نے حیران ہوکر پرنام کیا۔ اور خاموش ہوکر چلا گیا۔

سوامی جی اکثر دار چینی کھایا کرتے تھے ودوان برہمن پنڈت اور صدہا آدمی یہاں کے اونکے پاس جایا کرتے تھے اور اون سے بات لاپ کرتے تھے پنڈت لوگوں کو اونکی سنسکرت کے سامنے بولنے کی تاب کم ہوا کرتی تھی ہم نے کوئی آدمی مقابلہ کی تاب لاتا ہوا نہیں دیکھا۔ مورتی شراب۔ مانس۔ پوران۔ شرادھ مردوں کا ان سب کا کھنڈن کرتے تھے۔ ڈنڈوت پرنام کا اُتر اشیرباد نہیں دیا کرتے تھے۔ صرف ہوں کہدیا

ڈمراؤں میں ہی آرہ کے وکیل ہربنس رائے اونکے ملنے کو آئے اور وہاں بُلایا چنانچہ ناگارام جی بھی ساتھ گئے۔ آرہ میں جاکر سوامی جی ہربنس رائے کے ہاں ٹھہرے۔ اُسنے خوب عزت وتعظیم کی اور وہاں کے پنڈتوں سے شاستر ارتھ بھی ہوا۔ چلتی بار اوس نے ایک سو روپیہ نذر دیا۔ سوامی جی نے بہت انکار کیا لیکن اوسنے کہا کہ آپ کلکتہ جاتے ہیں وہاں آپ کا کوئی واقف کار نہیں۔ کام آئیگا۔ آخرکار سوامی جی نے لیا۔ اور ایک برہم چاری کے سپرد کیا۔ یہ برہم چاری اونکے ساتھ تہا۔

آرہ سے چلکر پٹنہ میں گئے۔ اور وہاں منشی منوہر لعل وڈپٹی ساون مل ورائے سوہن لعل کے ہاں اُترے وہاں سے برہم چاری واپس آئے کیونکہ اسکو تو لوبھہ ہوا کہ یہ ورتیہ سوامی جی اوسکو دیدیویں سوامی جی نے کہا کہ یہ خرچ کیواسطے ملا ہے۔ آخر کو سوامی جی نے اوسے نالائق دیکھ کر واپس لوٹا دیا وہاں بھی لوگوں نے خاطر وتواضع کی۔

پنڈت چھوٹے لعل جی سارسُت ساکن پٹنہ محلہ مرزی گنج نے بیان کیا کہ سوامی جی بہادوں سُدی ۳ یا ۴ سمت ۱۹۲۹ مطابق ۶ یا ۷ ستمبر ۱۸۷۲ء جمعہ یا شنبہ کو مہاراج بھوپ سنگھ کے باغ المشہور عشق باغ میں (جو محلہ کھمور کے نزدیک ہے) اُترے تھے۔ صدر اعلے اور وکیل وغیرہ معززین شہر اکثر آتے تھے۔ رام جیون بھٹ جو یہاں کے ایک مشہور ودوان ہیں وہ پچاس ساٹھ برہمنوں اور پنڈتوں کو ساتھ لیکر گئے اور شاستر ارتھ کیا اس شاستر ارتھ میں باہمی بات چیت میں سوامی دیانند سرستی نے کہا کہ ورشٹوا ہاسو اس پر ایک ہنس رام پنڈت نے کہا کہ یہ پاٹھ تم نے اشدہ کہا اُسکی صفائی نہیں ہوئی تھی اور بھٹ جی موصوف چپ چاپ بیٹھے رہے اور شاستر ارتھ ہوتا رہا اوسوقت پنڈت رام لعل کالج کے بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ ان پنڈتوں کا آپس میں تکرار ہوکر بغیر کسی قسم کی صفائی کے یہ لوگ چلے گئے۔ اوسیوقت بابو کُنج بہاری رئیس اگروال کے ساتھ ہم بھی گئے یہ ورشٹوا ہاسو والی بات ہم سے پہلے ہو چکی تھی اور ہم کو یہہ ۵۰-۶۰ آدمی واپس آتے ہوئے ملے تھے۔ ہم نے پوچھا تھا کہ کیا ہوا تو رامجی بھٹ نے کہا کہ جائے بیٹھے ہیں۔ ہم گئے تو پوچھا کون ہیں ہم نے کہا کہ ہم پنج گوڑوں سے آدمین یعنی سارسُت۔ اور جب ہمارے ساتھی کی بابت پوچھا تو ہم نے کہا کہ اروجا پھر بابو کنج بہاری جی نے ہم کو کہکر سوامی جی سے ایک پرشن کرایا کہ مرکر کیا ہوتا ہے جیو کہاں جاتا ہے تب سوامی جی نے کہا کہ اسکا جواب ہم یجروید سنگتا سے کہتے ہیں کہ جیو مر کر وایو بہوت ہوکر وایو دوارا آکاش میں اُڑتا ہے پھر پُشپ آشر سے۔ ان آشر سے جل آشر ہوکر منُش کے ہردے اور بیرج میں پراپت ہوکر استری میں گربھ استھاپن کرتا ہے۔ وہی پھر جنمتا ہے اوسکو بندھ ہے اور موکش ہے نہ نرک ہے نہ سورگ ہے۔ اور اس مارگ میں کنٹک گرڑ پوران ہے اوسکو تیاگ کرو۔ کہ جسمیں لکھا ہے کہ لوہے کے کڑاہ میں تپایا جاتا ہے اور گرایا جاتا ہے یہ سب متھیا ہے۔ سوامی جی کو یہاں آئے دس روز ہو گئے تھے کہ ہم گئے۔ اور ہمارے ملنے کے بعد ۱۹ روز اور رہے ہم نے اُن سے گائیتری کا ارتھ پوچھا سوامی جی نے بنیس طرح کا ارتھ سُنایا۔ سوامی جی کے ساتھ یہاں ایک برہم چاری تھا۔ وہی رسوئی بناتا تہا۔ اوسوقت سنسکرت بولتے نگن رہتے اور بائی ٹ لگاتے تھے ہم سوامی جی کو ریل پر پونچانے بھی گئے تھے۔

پنڈت رام لعل کالج کے پنڈت ساکل دیپی برہمن نے سوامی جی کے اپدیش سے سالگرام گنگا میں ڈالدئے تھے سوامی جی درگا پاٹھہ کو مُرغا پاٹھہ کہا کرتے تھے۔

ہم نے ایکدن پوچھا کہ ہم آپ کی بات کب تک مانیں۔ فرمایا کہ جبتک ہماری بُدھی میں سنپات آدک روگ نہ ہو جاویں تب تک ہماری

نکرکے کہاکہ ہوم! کیوم کرشتی کیاکریگا۔ یہ راستہ میں ڈٹے کھڑے تھے کہ وہ خود ہی راستہ چھوڑکر چلاگیا ہم نے کہاکہ سوامی جی اگر وہ سینگ مارتا تو کیا ہوتا فرمانے لگے کہ رے مُسن۔ ہیں دونوں ہاتھوں سے اوسکے سینگوں کو پکڑکر ہٹا دیتا۔ آخرالامر اسدفعہ سوامی جی پاٹ شالا کا بندوبست کرکے معلوم بلا اطلاع چار گھڑی رات کے تڑکے چلے گئے۔ دوپہر کو خبر لگی کہ موضع بلرام میں (جو یہاں سے دو کوس مغرب کو ہے) پنڈت گنیش جی نے سوامی جی کو روکا اور دودھ پلایا تھا وہاں گھنٹہ بھر ٹھہر کر اور موضع چکیری کے نزدیک سے گذر کر رات کو کہیں نواس کر صبح کچھ دن چڑھے موضع ہنوٹ میں پہنچے تھے جب سوامی جی موضع چکیری کے اسطرف پہنچے تو ایک چمار سے اُنھوں نے آسان سنسکرت میں راستہ پوچھا चकेरीग्रामः क्वास्ति وہ سمجھ گیا اور کہاکہ چکیری پوچھت ہو یہ جو سامنے دیکھت ہے ہاتھ اوٹھا کر راستہ بتلا دیا۔ وہاں کے لوگ درشن کیواسطے دوڑے اور عرض کی کہ یہاں ایک مندر میں وشنو پنڈت رانگا چارج کے مت کا رہتا ہے وہ آپ سے شاستر ارتھ کریگا کیونکہ وہ ہمیشہ کہتا رہتا ہے کہ میں سوامی دیانند سے ضرور شاستر ارتھ کرونگا۔ سوامی جی ہنوٹ کے پچھم کی طرف ریت میں بیٹھ رہے اور للئہ فٹ آدمی اوس گاؤں کے سوامی جی کے پاس بیٹھ گئے۔ اور کچھ اوسکے بُلانے کیواسطے گئے۔ اور اِسی طرح پے درپے آدمی بلانیکے واسطے بھیجے گئے۔ مگر وہ نہ آیا آخرالامر جس نمبردار کے مندر کا وہ پوجاری تھا وہی اوسکے بلانیکے واسطے گیا اور کہہ گیا کہ میں حال میں ہی لاتا ہوں مگر اوسنے درجواب کہاکہ میں شاستر ارتھ نہیں کرتا۔ اوسنے کہاکہ مندر سے نکالدونگا پوجاری نے مندر سے نکل جانا منظور کیا مگر شاستر ارتھ سویکار نہ کیا۔ اور یہانتک خوفناک ہوا کہ گاؤں سے باہر نہ نکلا۔ وہاں کے لوگوں نے سوامی جی کو دہی پلایا۔ اور وہاں چند گھنٹہ ٹھہر کر رام گھاٹ کی طرف چلے گئے۔

سمت ۱۹۲۸ یعنی ۱۲ مارچ ۱۸۷۱ء سے ۱۱ مارچ ۱۸۷۲ء تک

اِس سال بھی سوامی جی گنگا کے کنارے یاترا کرتے اور دھرم اُپدیش میں مصروف رہتے ہوئے پاٹشالاؤں کا انتظام کرتے رہے۔ کاسگنج سے کرناس تک خاص خاص مقام پر ہفتوں ٹھیر کر سنسکرت گرنتھوں کا مطالعہ کیا۔ اور خاصکر ویدوں کے حصّوں پر زیادہ خیال کرتے رہے ماہ بھادوں سے کارتک تک کرناس وانوپ شہر میں رہے اِسی سال راؤ کرن سنگھ نے سوامی جی پر تلوار نکالی۔ اسی سال ٹھاکر و نکا یگوپویت کرایا مگھر سمت ۱۹۲۸ مطابق دسمبر ۱۸۷۱ء میں فرخ آباد تشریف لائے اور تین ماہ رہے پنڈت وشویشر دت سرجو پاری سے شاستر ارتھ ہوا اور آپس میں پرستاد ھی باقی سمہ وید و شاستر کے وچار میں لگے رہے۔

۲۵ فروری ۱۸۷۲ء مطابق پھاگن بدی ۱ سمت ۱۹۲۸ یکشنبہ کو فرخ آباد سے چلکر الہ آباد و میرزاپور سے ہوتے ہوئے بنارس میں تشریف لائے اور کچھ مدت قیام فرماکر کلکتہ کی تیاری کی۔

سمت ۱۹۲۹ ۱۲ مارچ ۱۸۷۲ سے ۱۱۔ مارچ ۱۸۷۳ء تک

سوامی جی شروع مارچ سے ۱۶۔ اپریل ۱۸۷۲ء تک بنارس میں رہے ۱۷۔ اپریل ۱۸۷۲ء چارشنبہ مطابق رام نومی چیت سُدی ۹ سمت ۱۹۲۹ کو سوامی جی بنارس سے پورب کی یاترا کو نکلے ۱۹۔ اپریل ۱۸۷۲ء تک ڈمراؤں میں ناگا جی اُداسی جو بالکل سوامی جی کے مت انویائی تھے اون کے پاس رہے کئی ایک پنڈت لوگ اُنکے ملنے کو آئے مگر کوئی خاص شاستر ارتھ نہیں ہوا۔

ایک دن سوامی جی یہاں گنگا تٹ پر اشنان کر رہے تھے - اور دریا میں بہت لوگ ڈونگے پر بندھا چل سے آتے تھے اوسوقت وہ یہ بات چیت کر رہے تھے کہ سوامی تو ناستک ہے اوسکے پاس نہ جانا چاہیے اگر کوئی جلائے تو اسکا سر کاٹ لے - یہ بات سوامی جی سُنتے تھے جب بج استھان پر آئے تب اونہوں نے ہم لوگوں سے کہا کہ میرزاپور کے لوگ اسطرح کی باتیں کرتے آ رہے تھے - اگرچہ جب تک ہمکو پرمیشور نہیں مارتا کوئی مارنے والا نہیں لیکن اونکو تو ناستی پاپ ہو چکا - کیونکہ اگر اونکا اختیار ہوتا تو ضرور ایسا کر دیتے -

اس مرتبہ سوامی جی یہاں سے بیساکھ سمت ۱۹۲۶ میں گئے مطابق اپریل ۱۸۷۰ء اور بیساکھ میں آئے تھے گویا اس حساب سے دو ڈھائی ماہ رہے - اسدفعہ بھی پاٹ شالا کا اپدیش کرتے رہے مگر ابھی قایم نہیں ہوئی تھی اشٹادھیائی اور مہابھاش کے پڑھنے کا لوگوں کو اپدیش دیتے تھے اور کہتے تھے کہ کومدی وغیرہ ہو لوگوں کے بنائے گرنتھوں سے پورا نہیں پڑتا چنانچہ سوامی جی کے ایسے ہی اپدیشوں کو سنکر اور گرہن کر پنڈت بہولا رام جی سرجو پاریہ ساکن میرزاپور نے پرسن چت ہو اشٹادھیائی پڑھنے پر راضی ہو سوامی جی کی سمتی سے فرخ آباد کی پاٹ شالا میں جاکر پنڈت اُدے پرکاش جی سے پڑھنا شروع کیا -

آنریبل سید احمد خانصاحب سی - ایس - آئی اپنے لکچر میں جو اُنہوں نے رسم و رواج مضمون پر میرزاپور انسٹیٹیوٹ میں ۳ - نومبر ۱۸۷۳ء مطابق دوشنبہ کارتک سدی ۱۴ سمت ۱۹۳۰ کو دیا تھا یوں بیان کرتے ہیں "اب اجنر کو میں سوامی دیانند سرستی کا نام لیتا ہوں جسکو میرزاپور کے لوگ بخوبی جانتے ہیں اسکے خیالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں - اور وید و دہرم شاستر کے مطابق ہوں یا نہیں کیونکہ میں اوسپر ٹھیک رائے دینے کے قابل نہیں ہوں مگر میں اسبات کی تعریف کرتا ہوں کہ اُسکا ارادہ نہایت نیک ہے جو اُسکے دل میں ہے وہ علانیہ کہتا ہے گو ہمیں مجکو شک ہے کہ وہی کرتا ہے یا نہیں" (تہذیب اخلاق ۱۵ - شوال ۱۲۹۰ھ صفحہ ۱۶۶ جلد ۴ نمبر ۱۵ مطابق ۶ - دسمبر ۱۸۷۳ء)

یہاں سے جیٹھ سمت ۱۹۲۷ میں بنارس میں تشریف لیگئے - اور پورے دو ماہ یعنی - مئی اور جون تک ٹھہر کر پھر واپس گنگا کے کنارے چل پڑے اور فرخ آباد میں آکر کچھ مدت نواس کیا سیٹھ پنی لال کا جھگڑا ابھی اسی مرتبہ ہوا چنانچہ پاٹ شالا کا انتظام اوس سے چھین کر لالہ نربھے رام جی کے سپرد کیا - وہاں سے لوٹ کر جا بجا ٹھہرتے ہوئے سوروں میں آئے اور وہاں سے روساہ کاسگنج ضلع ایٹہ انکو اپنے قصبہ میں لاکر پاٹشالا قایم کرنیکے باعث ہوئے - سوامی جی نے بذریعہ انگد رام جی شاستری کے کاسگنج میں جیٹھ سُدی دسمی سمت ۱۹۲۷ مطابق ۹ جون ۱۸۷۰ء پنجشبنہ کو چند آدمیوں کے یگوپویت سنسکار کرائے پنڈت چین سکھ جی بیان کرتے ہیں کہ یہاں پر سوامی جی پہر رات سے یوگ ابھیاس کیا کرتے تھے اور گھڑی آدھ گھڑی دن چڑھے تک دھیان میں مصروف رہکر اُٹھتے تھے اوسوقت سب ودیارتھی سندھیا کرکے ودیا اُپارجن میں پرورت ہوتے تھے سوامی جی جب دھیان سے فارغ ہو کر باہر نکلتے تو اونکے نیتر بسبب یوگ ابھیاس کے ہر روز سرخ ہوتے تھے وہ ہاتھ دھو اور آہستہ آہستہ آنکھوں پر پانی لگاتے اور ہاتھ پھیرتے تب گھڑی دو گھڑی میں سادہ حال ہوتے تھے اوسکے بعد شوچ آدک کو دو ڈھائی کوس پر جاتے اور میں اشنان کرانیکو ساتھ جایا کرتا تھا - جب اشنان کر کے واپس آتے تو دن بھر بستی کے معزز لوگ حاکم - اہلکار - رئیس وغیرہ آتے اور بارتالاپ ہوتی رہتی - شام کو ایک گھنٹہ دن رہے سوامی جی میل ڈیڑھ میل دوری پر دشا کو جاتے اور میں ساتھ جاتا - وہاں شوچ کر شُدہ ہو کر کھیت میں بیٹھ کچھ یوگ ابھیاس کرتے - اور ہم لوگ سندھیا کیا کرتے - ایک دفعہ سوامی جی جا رہے تھے راستہ پگڈنڈی میں ایک سانڈ بڑا زبردست سامنے آگیا ہم لوگ اسے دیکھ کر علیحدہ ہو گئے مگر سوامی جی چھاتی تان کر سامنے کھڑے ہو گئے - ہم نے ہر چند آواز دی کہ سانڈ آیا ہے سانڈ - مگر اونہوں نے کچھ پرواہ

ہونا چاہئے کیونکہ یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ آپ بہت سے پرمان دینگے - تب سوامی جی نے یکتی پوربک اُنکے ارتھوں کے بہت دوش بتلائے شاستر ارتھ ہوتے ہوتے سائنگ کال ہوگیا - سوامی جی کے پیچھے رام پرشاد اگروال بیٹھے تھے اونہوں نے ہتھیلی بجاکر پنڈتوں کو چلنے کا اشارہ کیا مگر سوامی جی نے سمجھا کہ یہ شاید ہماری ہنسی کے طور پر تالی بجاتے ہیں - اُسپر وہ کھڑے ہوگئے اور للکار کر کہا کہ کسنے تالی بجائی خبردار جو ایسا کروگے تو میں اکیلے ہی سب کو مار سکتا ہوں - تم لوگ ہمکو بدمعاشی دکھلاتے ہو - باغیچہ کا کواڑ بند کرلو - لوگ باہر نہ جانا پاویں - اسپر رام پرشاد نے خوف سے کانپ کر اور ہاتھ جوڑکر کہا کہ مہاراج میں نے چلنے کا اشارہ کیا ہے ہنسی کے طور پر تالی نہیں بجائی - تب سوامی جی نے شانت ہوکر کہا کہ پنڈت لوگوں کا سندھیا سمیت گیا اور سندھیا نہیں کی انکو شودر سمجھنا چاہئے نہ کہ برہمن - ایسا کہا اور سب لوگوں نے مونارائن کی اور چلے آئے دوسرے روز سے بابو رام چندر گھوش نے ایک سپاہی کا وہاں بندوبست کردیا تاکہ کوئی خرابی نہ ہونے پاوے -

بابا بال کرشن بیراگی کے شش پنڈت چھوٹو رام اُپنشد پڑھنے کیواسطے گُپت طور پر رات کو سوامی جی کے پاس جایا کرتے تھے ایک روز اوکت باباجی کا بنایا ہوا گیتا کا تِلک سوامی جی کے پاس لیگئے سوامی جی نے دیکھ کر اوسکی ٹیکا میں کئی ایک دوش نکالے کہ اسکا ایسا ارتھ نہ ہونا چاہئے اسکو چھوٹو رام بیاس (یعنی کتھا کرنے والے) نے آنکر باباجی سے کہا - پہلے باباجی ہمیشہ سوامی جی کی تعریف کیا کرتے تھے - اس پر ناراض ہوکر سوامی جی کی نندا کرنے لگے - بلکہ یہ بھی کہنے لگے کہ اونکا موہنہ نہیں دیکھنا چاہئے -

باباجی نے اوس گیتا کے تلک میں یہ بھی لکھا تھا کہ گیتا بیاس کا بنایا نہیں ہے - ٹھیک ہے - اُسپر سوامی جی نے کہا کہ وہ بالکل جھوٹھ نہیں ہے بہت باتیں اوسمیں عمدہ ہیں ہاں کچھ پیچھے کا ملایا ہوا ہے اگر باباجی اسکو بالکل ٹھیک کہتے ہیں تو ہم گیتا کا منڈن کرتے ہیں کہدو کہ وہ ہم سے شاستر ارتھ کریں - رام رتن لڈھانے (جو بابا بال کرشن داس کے شش تھے اور جسکے باغ میں سوامی جی اُترے ہوئے تھے) یہ حال باباجی سے جاکر کہا بالکرشن نے جواب دیا کہ اونکے استھان پر ہم نہ جاوینگے - سوامی جی نے یہ سُنکر کہا کہ یہ استھان ہمارا تو نہیں ہے یہ تو تمہارا استھان ہے اور اگر ہمارے ٹکنے سے ہمارا ہوگیا ہے تو اوسکے شش ملانا ایک کا باغیچہ پاس ہے وہاں آجائیے اور شاستر ارتھ کریئے - اگر وہاں بھی نہیں تو گنگا پار چلکر ریتی میں شاستر ارتھ کر بیٹھے مگر بالکرشن جی کسی بات پر نہ جمے -

ایک آدمی نے سوامی جی سے سوال کیا کہ یہ جیو آتما پرمیشور ہے یا نہ - سوامی جی نے کہا کہ کیا تم کچھ پڑھے ہو اوسنے کہا نہیں تب سوامی جی نے اُتر دیا کہ تم میں اِس بات کے سمجھنے کی سامرتھیہ نہیں - یہ بات بہت سوکھشم ہے - اِس بات پر ایک پنڈت نے شلوک پڑھا [illegible]

جلےوِشنُ ستھلےوِشنُ کہ اس شلوک سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہے سو وشنو ہی وشنو ہے اُسپر سوامی جی نے کہا کہ اگر اسکا یہ ارتھ ہے اور جل تھل بالکل وشنو ہی وشنو ہے تو آپ لگ پاخانہ بھی اوسپر جاتے اور پیشاب بھی اوسی پر کرتے - جس سے بڑا دوش لگتا ہوگا اُسپر وہ خاموش ہوگیا

ایک دن پنڈت گجادھر کہدر سے کھانے پینے کے وشئے پر کچھ بات چیت تھی سوامی جی نے منو کا یہ شلوک پڑھا [illegible] اسمیں چکری شبد کا ارتھ سوامی جی نے کولال کیا - اوس نے کہا کہ نہیں اسکا ارتھ تیلی ہے اور کُلُّوک بھٹ کا پرمان دیا سوامی جی نے فرمایا یعنی کلوک تو محض اُلو ہے اسکا ارتھ تیلی نہیں کیونکہ تیلی کے پاس تو چکر ہے یعنی کولہو اوسکے پاس چاک کہاں ہے جو چکری [illegible] کہاوے چکر تو کمہار کے پاس ہے اسلئے وہ چکری کہاتا ہے جسپر وہ خاموش ہوکر چلا آیا - پنڈت دیو دیال وید نے بھی تائید کی -

جُوٹھا چھوڑ دیا سوامی جی نے کہا کہ ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ جُوٹھا نہ چھوڑنا تم نے یہ اچھا نہیں کیا۔ اُس پر وہ بڑے زور سے چلّا کر بولا کہ بچّہ تم نہیں جانتے ہم تمہارے گورو ہیں اور آج اِن سب کھنڈن کا پھل تمکو معلوم ہو جاویگا اسپر سوامی جی کو یقین ہوا کہ یہ لوگ زیادہ بدمعاشی کیا چاہتے ہیں۔ تب ڈپٹ کر بولے کہ کیوں تو مجھکو بھئے دکھاتا ہے اگر ایسے ہی ہم بھئے (خوف) کرتے تو تمام ملکوں میں گھوم کر کیوں کھنڈن کرتے اور للکار کر بولے کہ کوئی ہے کواڑے کو بند کر دو میں اکیلا سب کو مار سکتا ہوں اتنا سُن سب ہیبت زدہ اور بھئے بھیت ہو گئے۔ اور جگن ناتھ مالوی ہاتھ جوڑ کر بولے کہ لوگوں کو کیونکر پرتیت ہو کہ مورتی پوجن آدی واجب نہیں اُسپر سوامی جی نے کہا کہ ویدوں میں کہیں اسکا پرمان نہیں۔ اور پرمیشور سوتنتر ہے وہ کسی کے بس میں نہیں ہو سکتا۔ جیسے کہ تم مورتی کو تالے میں بند کر رات کو چلے جاتے ہو۔ یہ جڑ ہے اسی لئے کچھ وریا سر اپ کسی کو نہیں دے سکتی ہے کیول ایک پرمیشور کی اُپاسنا کرنی یوگ ہے۔ اور برہمنوں کا سندھیا۔ گایتری اگنی ہوتر آدی کرنا ہی کرتویہ ہے اُسکو سنکر جگن ناتھ مالوی پرسنّ ہوئے اور کہا کہ ہم یہ بات نہیں جانتے تھے کہ آپ کیول مورتی کھنڈن کرتے ہیں بلکہ ہم نے سُنا تھا کہ آپ دیوتوں کا کھنڈن کرتے ہیں پھر جھوٹو گر کو بھی اوسنے اشارہ کیا۔ وہ بھی دُور بیٹھ گیا اور سادھارن طور پر چند منٹ بات چیت کر چلے آئے۔

یہاں کے چند پنڈتوں نے ایک روز ایک پتر سوامی جی کے پاس سنسکرت میں لکھکر بھیجا۔ دوپہر کے وقت جبکہ ہم موجود تھے یہ پتر پہنچا۔ سوامی جی نے اوس پتر کو لیکر دیکھا۔ اور دیکھنے پر اوس کے ہر ایک شبد اور وِیاکرن میں اشدھیاں نکالیں۔ پتر کو اپنے پاس رکھ لیا اوسکا مضمون یہ تھا کہ ہم لوگ آج شاستر ارتھ کرنے آوینگے آپ مورکھ اور دُشٹ آدی کڑے (سخت) شبد کہدیا کرتے ہیں اگر ایسا ہی ہمکو کہا تو آپ کو ڈنڈ دیا جاویگا۔ تب سوامی جی نے لوگوں سے کہا کہ گوبند بھٹ بھاگوت کا بڑا ابھمان رکھتا ہے وہ شاستر ارتھ کرنے آویگا یوں تو سادھارن طور پر چاہے بالک سے بھی شاستر ارتھ کروں مگر اس بھائی کو تو ضرور مورکھ بناؤنگا۔ آخر کو دو گھنٹہ بعد وہ لوگ آئے یعنی رام پرشاد مہاجن۔ پنڈت جی سری ساکادیبی۔ رام پرشاد برہم چاری۔ گردھر کہت بھگت ہر گوبند بھٹ آدی بہت لوگ آتے ہی مونارائین آدی بیوہار کر کے چاروں پنڈت سوامی جی کے پاس بیٹھ گئے اور لوگ کھڑے رہے۔ سوامی جی نے اوس پتر کو نکالکر اوسکی اشدھیاں کہنی شروع کیں۔ اسپر انہوں نے کہا کہ اکھشر اچھا ہونیکے لئے لیکھک سے لکھوائے گئے ہیں۔ تب سوامی جی نے کہا کہ آپ لوگوں نے پر شودھ کیوں نہیں لیا کیا شودھنے کی طاقت نہیں تھی۔ اگر ایسا ہی تھا تو بھاشا میں کیوں نہ لکھا اُسپر برہمن لوگوں نے کہا کہ جس کام کے لئے ہم آئے ہیں وہ کرنا چاہئیے اُسکو جانے دیجئے۔ اوّل گوبند بھٹ نے بھاگوت کھنڈن کے وشئے میں شاستر ارتھ اٹھایا۔ سوامی جی نے اوسکے اُچارن کی اشدھیاں نکالنی شروع کیں یہانتک کہ وہ کوئی اکھشر بھی شُدھ نہ بول سکتے تھے۔ تب رام پرشاد برہم چاری نے کہا کہ بھٹ جی آپ اِدھر آئیے اور جی سری سے شاستر ارتھ ہونے دیجئے۔ لاچار ہو کر بھٹ جی وہاں سے اُٹھکر پنڈتوں کے پیچھے آنکر بیٹھ گئے۔ تب جی سری پنڈت سے شاستر ارتھ ہونے لگا سوامی جی نے اونکی سنسکرت کی تعریف کی کہ اِنکا بولنا ہمکو بہُت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اتنے میں بہت بھیڑ ہو گئی سوامی جی نے کہا کہ چلو میدان میں۔ چنانچہ سب وہاں سے اُٹھکر میدان میں آئے۔ وہاں میدان میں پورب کی طرف سوامی جی اور پچھم کی طرف پنڈت لوگ بیٹھے مورتی کھنڈن پر شاستر ارتھ ہونے لگا۔ न तस्य प्रतिमास्ति – इत्यादि اس یجروید کے منتر کا سوامی جی نے پرمان دیا جی سری دوسری طرح اسکا ارتھ کرنے لگے۔ سوامی جی اوسی پر دوسرا پرمان دینے لگے تب جے سری نے کہا کہ اِس منتر پر آپ کا اور ہمارا شاستر ارتھ ہو چکا

کے سامنے جایا کرتے اور وہاں سے شوچ اور اشنان کر مٹی لگا کر چلے آتے تین بجے کے قریب آنکر سمادھی لگا ایشور کے دھیان میں بیٹھ جاتے پھر کسی کے آنے جانے کا خیال نہ تہا۔ ایکدن ہم بہت سویرے گئے مگر وہ اوسوقت بھی سمادھی میں تھے۔ ہم خاموش ہوکر بیٹھ گئے جب سورج نکلا۔ تب اُٹھکر ٹہلنے لگے۔ اور ہم کو دیکھکر پوچھا کہ تم کب آئے تھے ہم نے سب حال کہا۔

اِسی طرح ایکدن کا ذکر ہے کہ سوامی جی رات کے ۲ بجے کے قریب گنگا کی طرف جارہے تھے۔ سی بولڈ صاحب کے سپاہی نے دیکھا اور حیران ہوگیا کہ ایسے لمبے شریر والے کون ہیں ڈر گیا۔ صاحب کو جاکر خبر دی صاحب لال ٹین لیکر آئے اور دیکھا کہ سوامی جی ہیں تب سنتری سے کہدیا کہ یہ جسوقت آویں آنے دیا کرو کہ گنگا کو چلے جایا کریں کوئی روک ٹوک نکرے۔

رام گوپال ویش نے جو ویدانتی تہا اکثر ٹیکے گیتا کے دیکھے مگر ایک شلوک کی بابت جو اُسکا شک تہا وہ رفع نہ ہوا آخر کار وہ ایکدن ہمکو ساتھ لیکر سوامی جی کے پاس گیا اور سوامی جی سے کہا کہ آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔ اونہوں نے اجازت دی تب یہ شلوک پوچھا۔ सर्वधर्मान् परित्यज्य मामेकं शरणंव्रज ॥ سوامی جی نے فرمایا کہ اِس وارتک سے شम्ब्वादिषुपररूपं वाच्यम् وکار کے آگے اکار رہا اوسکو تدروپ ہوگیا یعنی وہ شبد دہرم ہی رہا مگر واستو میں ادہرم ہے ارتھ ادہرم ہوگا۔ جس سے وہ بہت خوش ہوا اور پھر پوچھا کہ کوئی پرمان بھی۔ سوامی جی نے رگ وید کی دو تین شرتیوں کے پرمان دیئے

پنڈت رام پرکاش جی نے بیان کیا کہ جب سوامی جی سمت ۱۹۲۶ میں ماگھ کے میلہ پریاگ کے بعد یہاں آئے اور لالہ رام رتن کے باغیچہ میں اُترے تو ہمارا آنا جانا شروع ہوگیا یہاں کے پنڈت لوگ پرتی دن شاستر ارتھ کیواسطے جایا کرتے تھے اور ہم سُنا کرتے تھے۔ ایکدن جگن ناتھ مالوی۔ چھوٹو گر گوسائین وغیرہ سینکڑوں آدمی بارادہ دنگا فساد گئے۔ سوامی جی وہاں بارہ دری میں بیٹھے تھے۔ چھوٹو گر گوسائیں آتے ہی سوامی جی کی جنگھیا پر جنگھیلا کر بیٹھ گیا باقی کھڑے رہے اور سوامی جی کو کہا کہ بچہ ابھی تک تم کچھ پڑھا نہیں جاکر پڑھو۔ اسبات کو آپ نہیں جانتے کہ جس لنگ سے سب کی اُتپتی ہوتی ہے اوسکا تم کھنڈن کرتے ہو یہ کہا اور ایک شلوک لنگ اشٹک म्मुरारि सुराचिंत लिङ्गम् तं प्रणमामि सदाशिवलिङ्गम् شیولنگ کی طرح ہاتھ بنا کر پڑہا۔ اُسپر سوامی جی نے سنسکرت میں سب لوگوں سے پوچھا کہ को ऽयम् یہ کون ہے جگن ناتھ مالوی نے کہا کہ جیسے کاشی میں وشوناتھ ہے ایسے ہر کار مرزا پور میں جو بوڑھے مہادیو ہیں یہ اوسکے پوجاری ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ کاشی میں کون وشوناتھ ہے وشوناتھ وشو بھر میں ہے وہ پنڈی ناتھ ہے۔ اوسوقت سوامی جی کے پاس ہم اور سیتا رام پنڈت اور متھرا پنڈت بیٹھے تھے۔ پھر جگن ناتھ مالوی نے سوامی جی سے پوچھا کہ آپکا اصل مطلب کیا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ ایک پرمیشور کی اُپاسنا میں مانتا ہوں اور جڑھ پاشان آدی مورتی پوجن کو کھنڈن کرتا ہوں اسپر چھوٹو گر نے سوامی جی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولا بچہ تو نہیں جانتا کہ اسی لنگ نے تمکو پیدا کیا ہے سوامی جی نے کہا کہ تمہاری پیدایش اِس پتھر کے لنگ سے ہوئی ہوگی ہم تو اپنے ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں سوامی جی کے پاس ایک سونگھنی کی ڈبیا پلاس کی تھی اور ایک طرف پتھر پر کہانیکا تمباکو رکھا تھا۔ چھوٹو گر وہ اُٹھا کر ناک میں بھرنے لگا سوامی جی نے کہا کہ اگر سونگھتا ہے تو اِس ڈبیا کو تو۔ مگر اوسنے نہ لیا۔ سوامی جی کے سامنے کوئی آدمی ڈونے میں بتاشہ دہر گیا تہا چھوٹو گر نے کہا کہ یہ بتاشہ ہے سوامی جی نے کہا کہ ہاں اگر کہانے کی ضرورت ہو تو لو۔ مگر جوٹھا مت چھوڑنا سب کہا لینا اوسنے اُٹھا کر کہانے شروع کئے تھوڑا سا کہایا باقی

کرتا ہے جب ہمارے سامنے آویگا تب اوس کا واک بھی نہ نکلے گا۔ سوامی وشودہانند جی وہاں ہی تھے سوامی جی نے اوسکے ودیارتھیوں سے کہاکہ واک نہ نکلے ایسی سدھی تو ہمکو بھی دیکھنا ہے کسی طرح اوس سے ہماری ضرور مینٹ کرادو۔ اور اوسکے ساتھ وشودہانند جی بھی ہوں۔ کیونکہ یہ وشودہانند کے گوربھائی ہیں۔ ودیارتھیوں نے جاکر اوس سے کہاکہ اون کے پاس چلو مگر اوس نے قبول نہ کیاکہ ہم اوسکے پاس نہ جاوینگے بعد ازاں ودیارتھیوں نے آنکر جواب دیاکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم جائینگے تو نہیں۔ سوامی جی نے کہاکہ گنگا کا کنارہ ہے ہم ہی چلے جاوینگے مگر وہ دونو گوروبھائی اکٹھے رہیں مگر اوسنے یہ بھی نہ مانا اور کہاکہ جب کبھی ایسا ہوگا تب دیکھ لیں گے۔ جب یہ بات ہمکو معلوم ہوئی تو ہم نے ہرجس رائے سے اور سوامی وشودہانند جی سے کہا کیونکہ ہمکو سوامی جی کا اوسوقت بھروسہ بہت کم تھا کہ دیکھئے وہ کیا کہتے ہیں تب ہم سے وشودہانند نے کہاکہ وہ ورکت ہے اوس سے کون لگے ہم نے کہاکہ آپ بھی تو سنیاسی ہیں کہاکہ اس سے کیا۔ ہرجس رائے جائے تو جائے مگر ہم نہ جائینگے۔ پھر ہم چلے آئے۔ یہاں آنکر ہم نے سب گرنتھوں کو دیکھا کہیں بھی مورتی پوجا کا ہونا ثابت نہ ہوا۔ تب ایک ماس بعد سوامی جی یہاں میرزاپور میں آئے۔ اور رام رتن لڈہا کے باغیچہ میں اُترے وہاں پر ایک داودپنتھی ساد ہوآیا تھا اُوس سے ہمارا نام لیکر پوچھاکہ تم اونکو جانتے ہو اوسنے کہاکہ جانتے ہیں تب کہاکہ اونہیں خبر کر دینا چنانچہ اطلاع پاکر ہم گئے جاتے ہی پوچھاکہ کہو اب تک دس وشے کا کوئی پرمان ملا ہم نے کہاکہ نہیں ملا۔ تب فرمایاکہ ایشور پراپتی کے لئے لوگ کیا کرو یہ مورتی پوجن فی الحقیقت جھوٹھ ہے۔ کہاں سے پرمان ملے۔

سوامی جی نے جب مرزاپور میں آنکر ست اپدیش دینا شروع کیا تو میگن پنڈت اور بھگوتی چرن برہمن وید وغیرہ بہت سے لوگوں نے اونکے اپدیش سے مورتی پوجا چھوڑ دی تھی تو ہم اتنا اُدہار انکا مانتے ہیں کہ اسی مرزاپور میں کئی ایک برہمن اور پنڈت رہتے تھے پرنتو سب سندھیا اپاسن آدی کرموں سے رہت تھے۔ گنگا پر جاتے تو جیسے موسل نہلائے ایسے چلے آتے مگر اب سب سندھیا کرتے ہیں یہانکے بابا بال کرشن بیراگی نے مہابھارت اور اُپ نشدوں پر ٹیکا کیا تھا سوامی جی نے اوسکا کھنڈن کیا۔ بابا بال کرشن نے مہابھارت سے گیتا۔ وشن سہسر نام۔ مہادیو سہسر نام اور اسی طرح اور بہت سی باتیں نکالکر مہابھارت ۲۴ ہزار شلوک کے قریب چھنے دیا تھا۔ گجادہر مالوی سکول کے پنڈت نے اوس ٹیکا کو شودہا تھا۔ ایک گجادہر نام کہتری* سوامی جی کے پاس اوس بیراگی کے بنائے ہوئے ٹیکا کے دو پترے لیکر گیا۔ سوامی جی نے اوسمیں بہت سے شبدارتھ دوش اور سنگتی دوش اور ویاکرن کے دوش اساد ہو یہ کے بارہ میں بتلائے چنانچہ یہانتک وہ دوشوں سے بھرپور تھے کہ اوس کی ایک پنگتی یعنی ۶۰ اکھشر میں ۴۰ دوش بتلائے۔ بعد ازاں گرد ہر مالوی کے لڑکے کا اُپنین سنسکار ہونے لگا اوسمیں بالکرشن نے آنا تھا۔ مگر وہ سوامی جی کے ڈر کے مارے نہ آیا۔ گردہر نے اوسے خود ہی جاکر کہاکہ سوامی جی نہیں آوینگے آپ چلیں مگر وہ اسقدر خوفناک ہواکہ کسی طرح نہ آیا۔ اور سوامی جی نے تو آنا ہی نہیں تھا کیونکہ اندنوں نگر میں نہیں آتے تھے۔ جب کبھی ریل وغیرہ پر جانیکا کام پڑتا تو باہر سے چلے جاتے۔ اگرچہ سوامی جی اوس میں نہ آئے مگر گجادہر کہتری* اپنے وہ دو پترے اور تمام غلطیاں بالکرشن جی کی اوس سبھا میں سُنا دیں اور یہ بھی کہدیا کہ اس پتر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شودہن کرنیوالے اور بنانے والے دونوں مورکھ ہیں اوسکو سُن کر شودہک گردھر مالوی خفا ہوئے اور اُسکو دُرواک سُنائے مگر وہ خفا نہ ہوئے بلکہ کہاکہ آپ چونکہ ہمارے ماہیں چاہیں جو کہیں اور پھر سب وہ دوشوں کو ظاہر کیا مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

سوامی جی راتری کو روز ۲ بجے اُٹھتے اور ایک انگریز اسمی سی بولڈ صاحب کے کارخانہ سے گذر کر نیچے گنگا کے کچی گھاٹ پر سوتیا تالا

اور اواہن وید منتروں سے ہوتا ہے کیا وہ پرمان نہیں۔ تب سوامی جی نے کہا کہ وہ پرتشٹا اور اواہن کے وید منتر کہو تب ہم نے منتر کہا سوامی جی نے کہا کہ اسکا ارتھ کہو جب ارتھ کیا تو اونمیں پرتشٹا اور اواہن کا کچھ پر یوجن نہ آیا۔ پھر ہم نے پوجن اور پشپ چڑھانے اور دہوپ دیپ نئی وید وغیرہ کے منتر اونکے آگے پڑھے اونکا ارتھ بھی سوامی جی نے سُنایا کہ اونکا ارتھ تو یہ ہے پھر تُم اُن سے کیسے نئی وید وغیرہ چڑھاتے ہو اور نوگرہ وشٹی کے جو منتر ہیں اونکا بھی ارتھ دیکھیئے اونکا ارتھ بھی کر کے سُنایا اون سے بھی سورج اور برہسپتی کے سوا کسی گرہ کا تعلق نہ نکلا تت پشچات ایک اوداسی جوتش سروپ آگیا اوسنے ہمارے سامنے یہ برتانت کہنا کیا۔ کہ یہاں پریاگ میں ہی سوامی جی کا کانشی شاستر ارتھ سے پہلے پنڈت رشیو سہائی سے شاستر ارتھ ہو چکا ہے۔ جس کی اصلیت اسطرح تھی کہ بال میک راماین کے اوپر اس نے ٹیکا بنائی ہے سوامی جی نے کسی سے کہا کہ وہ ٹیکا لا کر دکھلاؤ چنانچہ اوس نے لاکر دکھلایا۔ پھر فرمایا کہ جسنے ٹیکا کی ہے اوسے ہم سے ملاؤ چنانچہ وہ معہ ہنسی دھرڈہو سر کے آیا تھا سوامی جی نے اوسکے ارتھ میں ارتھ دوش اور شبد دوش بتائے۔ اسپر وہ کچھ شاستر ارتھ کرنے لگا مگر سوامی جی سے وہ پراست ہو گیا اور اُٹھکر گنگا کے پتیر پتیر کانشی کو چلدیا۔ اوسکے پیچھے پیچھے سوامی جی بھی چل پڑے۔ وہ جاکر کانشی نریش کے مکان رام نگر میں چلا گیا سوامی جی باہر کھڑے رہے جب کوئی پوچھتا تو کہتے کہ جو اندر چھپا ہے اُس کو بلادو یعنی شیو سہائی کو نکالو۔ لوگوں نے راجا سے جاکر اطلاع دی راجا نے سوامی جی کو بُلایا وہ نہیں گئے اور گنگا پتیر پر آکر بیٹھ گئے راجا نے حکم دیا کہ ان کی بھکشا اور کھانے پینے کیواسطے پوچھو اور باغیچہ میں ٹھہرانے کا حکم دیا سوامی جی نے کچھ مدت وہاں ٹھہر کر کانشی جانے کا ارادہ کیا راجہ نے کہا کہ ہمارے نوکا میں بیٹھ کر پار جاؤ۔ اور ہمارے باغیچہ میں جاکر اوترو۔ سوامی جی نے دونوں سے انکار کیا اور خود بخود پار چلے گئے اور ایک باغیچہ میں دُرگا کُنڈ پر جا ٹھہرے۔ پھر کانشی نریش نے ان سے پنڈتوں کا شاستر ارتھ کرایا۔ وہ سارا چھپ گیا ہے۔ یہ سارا ذکر[1] جوتش سروپ نے ہم کو سُنایا جب وہ ذکر سُنا چکا تب سوامی جی نے ہم سے دھرم کی بابت پوچھا آخر کو مورتی وشئے پر کوئی وید پرمان نہ نکلا پشچات ہم نے کہا کہ آج ہم اپنے استھان پر جاوینگے مگر رسوئی یہاں ہی آکر بناوینگے۔ آپ کہیں نہ جانا۔ سوامی جی نے سویکار کیا چنانچہ ہم نے آکر بھوجن بنایا اور سوامی جی نے اور ہم نے وہاں ہی بھوجن کیا۔ اور سائنکال پرینت وہاں رہے سمبھاشن کرتے رہے۔ کسی بھی استھان سے بھی مورتی پوجا پر وید کا پرمان نہ ملا۔ تب ہمارے من میں کھٹکا کہ اب تک جہاتما اور ودوان لوگ کیسے کرتے آئے ہیں تب سوامی جی نے کہا کہ اتہاس میں مہابھارت اور بالمیکی راماین اور سمرتیوں میں منوسمرتی اور سوتر وغیرہ میں ان سوتر وغیرہ کو دیکھئے آگے وید کی سنگتا تمہاری پٹھت ہے اونکا بھاش منگا کر دیکھئے تب آپ کو ستہ ہی پرکاش ہو جاویگا کہ یہ محض گپ ہے۔ ایک پنڈت ہرجس رائے ماتہرس کے رہنے والے جو مشہور ریاپک ندیا شانتی کے پڑھے ہیں وہ بھی سمت ۱۹۲۶ کے میلہ اگھہ میں پریاگ آئے تھے اونکے رشش جاکر سوامی جی کے پاس کہتے تھے کہ وہ سوامی جی انیتر یعنی الگ بیٹھ کر کھنڈن

[1] یہی ذکر (جو پنڈت موتی رام جی نے زبانی پنڈت جوتش سروپ کے سُنایا) پنڈت بلدیو پرشاد شکل ساکن فرخ آباد نے اسطرح بیانکیا کہ جب اس طرح شیو سہائی کے پیچھے چلتے چلتے سوامی رام نگر میں پہنچے۔ تو راجہ کے باغیچہ کے پاس ریت میں ایک مٹی کا ڈلہ سرہانے رکھ کر سو گئے۔ صبح ہوتے ہی جو لوگ درشن ارتھ آئے اونکو شیو سہائے کے ٹیکا کا کھنڈن زبانی سُنایا اور یہ خبر شیو سہائی کو پہنچی وہ راجا صاحب سے رخصت لیکر گھر کو چلا گیا میں نے کوری ہنڈیا میں کھچڑی بنائی سوامی جی نے کھائی اور فرمایا کہ یہ اُتم بنی ہے۔ مٹی کے برتن میں بہت گن ہیں اور راس برتن میں ایکبار کھچڑی اتی اوتم ہوتی ہے اور بعد ازاں وہاں رام نگر میں ہی سب بید وردہو سلکا کھنڈن شروع ہوا۔ کنوآنام نوکی ...

فاضل پنڈت موتی رام جی گوڑ ساکن مرزاپور نے بیان کیا کہ سب سے اول ہم سوامی جی سے ماگھ سمت ۱۹۲۶ بکرمی کی سنکرانت پر پریاگ میں ملے ہم وہاں اماوس پر اشنان کو گئے تھے واسو کی ٹیک پر سوامی جی ٹکے تھے۔ اوسوقت ہمارے ساتھ ایک ودیارتھی بدھ رام تھے جو کہ پچھلے شاستر ارتھ سے اونکے واقف تھے۔ اور دوسرے گنگادھر ہمارے سوادھیائی ساکن دادری حال مرحوم ہمارے ساتھ تھے۔ ہم پراتا کال سوامی جی کے درشن ارتھ باسو کی گئے ۷ بجہ کا وقت تھا دیکھا کہ وہ گنگا کے تیر اور گھاٹ کی برجی پر سوتے تھے صرف ایک لنگوٹ لگائے ہوئے اور سب انگ چاروں شانہ چت ہاتھ پاؤں پھیلائے سوتے تھے۔ بہت سرد ہوا چل رہی تھی جب ہم پہنچے تو اونکو اوپر سے دیکھ کر بدھ رام بولا کہ جسنے کاشی میں شاستر ارتھ کیا تھا وہ گپ شپ ٹسک یہی ہے۔ پھر ہم نیچے گھاٹ کے فرش پر گئے۔ سوامی جی بھی ہمارے اترنے کی آواز سن کر کھڑے ہوکر فرش پر آگئے۔ اوسوقت سنسکرت بولتے تھے۔ ہم سے پوچھا کہ آپکا ورن اور نواس استھان کیا ہے یعنی آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے۔ ہم نے جواب دیا کہ مرزاپور نواسی دبرہمن ورن ہون یعنی میں برہمن ہوں اور مرزاپور سے آیا ہوں۔ اوسوقت ایک سارسوت برہمن وہاں موجود تھا۔ سوامی جی نے اوس سے کہا کہ وہ کٹ اوٹھا لاؤ چنانچہ وہ چٹائی لیکر ہمارے پاس آیا اور اُسے بچھا دیا سوامی جی نے کہا کہ کٹ کے اوپر بیٹھے ہم نے سوامی جی سے کہا کہ آپ ہی بیٹھے فرمایا کہ میرا آسن تو سرو تر ہے میں نے کہا کہ جب آپ ایسے بیٹھتے ہیں تو ہم بھی ایسے ہی بیٹھ جاوینگے۔ چٹائی کی کیا ضرورت ہے۔ سوامی جی نے ہمارے اصرار کرنے پر آخر کو فرمایا کہ لوکی گاتھا انوسار آپکا چٹائی پر بیٹھنے کا حق ہے +

ہم نے اُتر دیا کہ یہ لوکی گاتھا ست نہیں۔ پھر سوامی جی نے ہم سے فرمایا کہ سب کام چھوڑ کر پرم کرت سندھیا اُپسنا اکانت میں کرنی چاہئے اور یہ کہ طلوع آفتاب کا سمہ آگیا گنگا میں جاکر سندھیا کرکے پھر آجانا۔ چنانچہ ہم اونکے کہنے کے انوسار گئے۔ اور سندھیا کرکے واپس آگئے۔ وہ بھی بغیر کسی پاتر کے گنگا کے کنارے کنارے بہت دور چلے گئے + اول اپنا لنگوٹ اتارا اور دہوکر ڈالدیا اور ریت میں گاڑدیا خود شوچ وغیرہ کرکے اسنان کیا اور لنگوٹ باندھکر اپنی جگہ پر چلے گئے۔ اتنے میں ہم بھی جا پہنچے۔ اوسوقت دو آچاری وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور رام رتن لڈھا حال مرحوم ساکن مرزاپور بھی وہاں تھے۔ سوامی جی اوسوقت آچاریوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ مستک سنگھار سے اُپاسنا دوارہ اُتم سنگھا کیا کرو کہ ایسا تلک لگانے سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ آڈمبر رچنا مہاتماؤں کا کام نہیں۔ یہ تُم نے کیسی نایارجی ہوئی ہے۔ پھر جب وہ کچھ اُتر نہ دے سکا تب فرمایا کہ شوک مہا شوک۔ تلک آدی چن بنانے میں لوگوں کی رُچی ہے یوگابھیاس میں کسی کی نہیں ہے مورکھ جب تک تو یہ تلک لگاتا رہا اتنی دیر تک گائتری منتر کا جاپ کیوں نکر لیا۔ عبث کال ضایع کیا۔ اوس نے کہا کہ یدی آپ ہمارے ملک میں ہوں تو زمین میں گاڑکر مارڈالیں۔ سوامی جی ہنسنے لگے۔ اوسپر وہ چل پڑا جب چلنے لگا تب کہا کہ یوگ سادھن کیا کرو غرضکہ بار بار اوسکو سمجھاکر بخوبی لاجواب کیا اتنے میں رام رتن لڈھا نے کہا کہ مہاراج یہ ہمارے مرزاپور کے پنڈت ہیں آپ انکے سامنے کچھ کہیں۔ سوامی جی نے اون سے پوچھا کہ تُم کس مندر کے شش ہو اس نے کہا کہ ہم ناتھجی کے شش ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ تمہارا آچار یہ ویشیا پتر جی تم اُس کے شش بنے ہو۔ یہ تمکو اُن ادہکار ہے پھر سوامی جی نے ہم سے پوچھا کہ انکو ادہکار ہے یا نہیں ہمنے کہا کہ ادہکار نہیں پھر سوامی جی نے ہم سے پوچھا کہ دہرم کیا ہے اور اُس کا سروپ کیا ہے ہم نے کہا کہ آپکے کہنے میں دوش ہے تا ہی بولے کہ اسمیں کیا دوش ہے ہم نے کہا ادہرم کا روپ نہیں ہے اسکا سروپ پوچھنا انوچت ہے۔ تب سوامی جی نے منوسمرتی اور مہابھارت سے دھرم کا سروپ کہنا شروع کیا ہم نے کہا کہ جو وید کا پرت پادت ہے وُہی دہرم ہے تب سوامی جی نے کہا کہ وید میں پرتما پوجن ہے یا نہیں ہم نے جواب دیا کہ ہے اسپر سوامی جی نے کہا کہ کہاں ہم نے کہا کہ پرتشٹا

سنسکرت کو ایسا صدمہ پہنچا کہ جسکی مرمت اب آگے کو شاید اسنبھو ہے اوکت شاستری جی سنسکرت تتھا وید کے پورن پنڈت تھے شر نگو وید دا د ہیتہ یہ شرتی اس سمے انہیں پرچرتار تھی اکثر ایسے پنڈت بہت ہیں جو یا تو بڑ او یاکرن ۱۲ ورش میں پچ پچ کر رٹ ڈالے پہر ودیا دوسرے وشے کے جاننے کی اور طرف اون پر اگیان کا مترچھایا ہوا ہے یا تو ٹیکا ستھانے ٹیکا کی بھانتی ویدکی سمر سنگتا رٹے بیٹھے ہیں پرارتھ گیان کی روے کورے بر کہبے او تار ہیں اوکت شاستری میں سو بات نہیں تھی شاستر اور وید دونوں میں پنڈت تھے۔ اب دوگن دکھ ہمیں اس بات کا ہے کہ ایسے مہاں پنڈت ان پرانتوں میں خاصکر کانشی میں دھنی راجا بابوؤں کو الو بنائے خوب روپیہ اینٹھنے کے سوائے اپنا نام چرسمرنی رہنے کی کوئی بات نہیں چھوڑ جاتے۔ نہ سنسکرت ہی کو کسی طرح فایدہ اونکی ذات سے پوہنچتا ہے نہ لوک اپکار۔ مہابر کہہ کی جڑہ سینچنے کی اچھیا سے ایک چلو پانی اپنے جیتے جی اوسپر کبھی چھوڑتے ہونگے۔ پامر لوگو نکی سمان یہ لوگ بھی پرجا کو ٹھگ من مانگتا کھایا لوٹا یا اور جہانتک دھن سینچی کرتے بن پڑا۔ کیا۔ انت کو جیسے آئے ویسے موہنہ بائے چل کھڑے ہوئے۔ بال شاستری نے تو لوک اپکار ایک اور طرف رہے۔ ودیا کے اچیرن میں آئے حال میں ودہوا واہ کھنڈن پر کچھ لکھا تہا۔ واہ رے عقل پڑہا لکھا سب کچھ پر پرانے خیال کی گند کی دور نہ ہوئی۔ وہی بنگال کے پنڈت ہیں کتنی دیش کی بھلائی کر رہے ہیں ایشر چند رنے تو ودھوا واہ پرچلت کر اپنے نام کا سہتمبھ ہی گاڑدیا۔

تارا ناتھ۔ پریم چند رسر کہبے کیسے مہو پکاری ہوئے۔ جنہوں نے ساہتیہ کا اوہار کر دیا جن گرنتھوں کا نام تک کوئی نہیں جانتا تہا اون پر تلک ٹپنی بنائے ممدرت کر انہیں وسترت کر دیا۔ یدی پریم چند رسر کہبے مہانو بھاو ہم لوگوں کے بھاگ سے نہ ہوئے ہوتے تو ساہتیہ درپن کا پان ہمیں کون کراتا۔ ایک کانشی کے پنڈت ہیں جو کہ وڑ پر کروڑ پڑہاتے ہوئے سنسکرت کو سجبر کا ٹکرہ کرتے جاتے ہیں وہی تارا ناتھ ہیں جنہوں نے سرلا آدمی کے دوار اچہاتروں کیلئے سنسکرت پٹھن پاٹھن مہا سرل کر دیا۔ (ہندی پردیپ جولائی ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۸ و ۱۹ جلد ۵ نمبر ۱۱۔ اہاڑہ شکل ۱۵ سمت ۱۹۳۹)

کانشی کے مشہور سمت ۱۹۲۶ او ے مباحثہ کے بعد سوامی جی کچھ مدت وہاں رہکر ماگھ سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۷۰ء چہار شنبہ کے کمبھ پر پرپاگ آئے۔ یہ کمبھ ماگھ میں مکھر کی سکرانت پر ہوا کرتا ہے۔

فاضلہ ماجی بدہ نگری مقیمی گنغا بر ناسنگم بنارس نے بیان کیا کہ ماگھ بدی اکادشی کو سوامی جی کا نام ہم نے پرپاگ کے میلہ میں سنا اوس وقت ہم ودیارتھی اور لکہو کومدی پڑہا کرتی تھیں جو تش پڑہ چکی تھیں ۱۰-۴ ودیارتھی ساتھ لیکر ہم راجا باسو کی پرگئیں وہاں لب گنگ پتھر کے فرش پر سوامی جی کو بیٹھے دیکھا۔ بہت سے سیناسی اور پنڈت لوگ وہاں اکتر ہو کر شاستر ارتھ کیواسطے آتے اور ہمارے سامنے ہی سامنے دو بات میں اٹہتے چلے جاتے تھے۔ ہم کچھ دیر تک یہ آنند دیکھتی رہیں بہیڑ بہاڑ کے سبب کچھ بات چیت سوامی جی سے نہ کر سکیں دوسرے روز پہر گئیں اوسروز سوامی جی سے بات چیت ہوئی اونکی باتوں سے ہمارے دل پر دشواس پیدا ہو گیا اوسوقت ہم نے اون سے یہ بھی پوچھہ لیا کہ آپکا یہاں سے کدہر چلنا ہو گا۔ سوامی جی نے فرمایا کہ مرزا پور جاپیں گے۔ اسی سے ہم ماگھ سدی پڑوا کو وہاں سے چل پڑے ہمارے آنیکے کچھ روز بعد سوامی جی مرزا پور آگئے۔

پنڈت رام آدھین جی تواری ساکن مرزا پور نے بیان کیا کہ ہم نے باسو کی پر سوامی جی سے پوچھا کہ اس وقت جاڑا بہت پڑتا ہے مگر آپکو جاڑا نہیں معلوم ہوتا اسکا کیا کارن ہے فرمایا کہ آپکے موہنہ کو جاڑا کیوں نہیں لگتا ہم نے کہا کہ یہ ہمیشہ کہلا رہتا ہے فرمایا کہ یہی حال ہمارے شریر کا ہے اوسوقت ننگن رہتے اور سنسکرت بولا کرتے تھے۔

और कर्मों में दृढ़ता से वर्तमान होकर (मारिषाम) कदाचित् दूसरे मनुष्यादि प्राणियों के अनुपकार दुःख पीड़ा रूप हिंसा कर्म हारे वा किसी दुष्ट से पीड़ित न हो कर सदा स्वयं आनन्द युक्त रहकर सब जीवों को आनन्द ही देते रहें ॥

सब सज्जनों को विदित हो कि आज मैं इस आर्य्यावर्त्त देश के निवासियों के लिये बड़ी प्रसन्नता की बात को प्रकट करता हूं कि संवत् १९३६ माघ शुक्ल २ बृहस्पति वार के दिन यहां काशी में लक्ष्मीकुंड पर श्री युत महाराजे विजयनगराधिपति के स्थान में वैदिक यंत्रालय नियत किया गया है जिस में वेद भाष्य(जो प्रथम डाक्टर लाज़रस साहब के यन्त्रालय में छपता था और तत् पश्चात मुम्बई में छपा करता है) वह और व्याकरणादि शास्त्रों के विषय प्रकाश युक्त पुस्तक मुद्रित हुआ करेंगे–इस यन्त्रालय के अधिष्ठाता श्री युत स्वामी दयानन्द सरस्वती जी हैं और उनकी ओर से मैं बख़तावरसिंह जो कि मन्त्री आर्य्य समाज शाहजहांपुर का था नियत हुआ हूं इस में यन्त्र टाइप आदि उत्तम प्रकार की विलायती बनी हुई सामग्री कलकत्ते से मंगाई गई है इस यन्त्र के मुद्रित पुस्तकों में श्रेष्ठ कागज़ लगा करेगा और अक्षर भी सुन्दर, स्पष्ट और शुद्ध हुआ करेंगे अब १३ तेरहवें अंक तक वेदभाष्य मुम्बई में छपकर आगे वहां से उठके यहां काशी में आकर १४ चौदहवें अंक से लेके सदा इसी वैदिक यंत्रालय में मुद्रित हुआ करेगा इसलिये जिन महाशयों को वेदभाष्य आदि का मूल्य भेजना अथवा यहां से कोई पुस्तक मंगवाना हो वो उक्त ठिकाने में मेरे पास भेजा और मंगवाया करें ॥

رسالہ ماہ چیت سمت ۱۹۳۶ میں ویدک ینترالہ کا اشتہار درج ہے از جانب بختاور سنگہ مینجر مطبع کہ ۱۲ فروری ۱۸۸۰ع مطابق ماگہ شکل دویج برہسپتی وار کو کانشی میں لکہشمی کُنڈ پر شری مہاراج وجی نگر کے استہان میں ویدک ینترالہ قایم کیا گیا ہے اِس ینترالہ کے ادہشٹاتا شری سوامی دیانند سرستی ہیں اور اتکے چودہویں نمبر سے وید بہاشیہ بھی یہاں طبع ہوا کرے گا۔

اوّل کچھ مدت تک منشی بختاور سنگہ مینجر رہے۔ اونکے انتظام کی خرابی کے سبب ون سے پنڈت بہیم سین نے چند روزہ چارج لیا اور ماسٹر شادی رام مینجر مقرر ہوئے اونکی عدیم الفرصتی کے سبب اور بنارس میں لایق مینجر نہ ملنے کے باعث ینترالہ رائے بہادر پنڈت سُندر لال سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ ورکشاپ الہ آباد کی زیر نگرانی رہنے کے لیے جو کہ ۱۸۸۳ع سے سوامی جی کے دہرم انویائی اور درڑہ آریہ پرش تہے۔ الہ آباد لایا گیا اور وہاں پر سوامی جی کے دوسرے پورلنے بہگت پنڈت دیارام جی مینجر مقرر ہوئے بعد ازاں منشی سمرتھ دان مینجر مقرر ہوئے اور ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۸۳ع کو جب کہ سوامی جی فوت ہوئے یہی صاحب مینجر تھے پہر کچھ روز منشی شیو دیال سنگہ جی مینجر رہے اور بعد ازاں الہ آباد سماج کے چند ممبروں کی ایک کمیٹی اور پہر بہگت سیلداس جی مینجر ہوئی۔ جنکے اہتمام میں ۱۸۹۱ع میں ینترالہ پروپکارنی سبہا کے آرڈر سے الہ آباد سے اجمیر منگایا گیا۔ اور وہاں کچھ مدت کے بعد پنڈت جوالا دت وپنڈت وغیرہ مینجر مقرر ہوئے مگر اب کمیٹی کی زیر

بال شاستری کے مرنے پر اخبار ہندی پردیپ کے فاضل اڈیٹر کی رائے

وِدو جن مُکٹ یعنی کانشی کے مہان پنڈت شری بال شاستری ۱۳ جولائی ۱۸۸۲ع کو سُرد ہام گئے۔ اونکی سُرگ واس ہونے سے کانشی میں

کل تعداد زرچندہ کی جو مطبع کی اعانت کے لیے تجویز کی گئی - تعداد وصول - تعداد زرچندہ جو وصول ہونے کو باقی ہے - تعداد زر جو سوامی جی کے پاس لغایت ماہ رواں بھیجی گئی - کیفیت -

التماس

کچھ عرصہ ہوا کہ جب آریہ سماج مراد آباد نے بخیال ترقی اور بہبودی اپنی دیش کے بذریعہ ایک یوناگری پتر کے تمام آریہ سماجوں کو اسبات کی تحریک کی تھی کہ سب جگہہ سے ایک چندہ معقول فراہم کیا جاوے اور اوس سے چھاپہ خانہ قایم کیا جاوے جسمیں سنسکرت کی کتابیں اور آریہ دھرم کی پُستکیں معہ اونکی شرحوں اور ٹیکاؤں کے طبع ہوا کریں تاکہ ہم لوگ اوس نعمت عظمی سے جس سے کہ عرصے سے محروم پڑے ہیں ان کتابوں کے ذریعہ سے باسانی مستفید ہوں اور نیز کتابوں کی تفصیل معہ اونکے فوائد کی تشریح کے پتر مذکور میں بخوبی تمام مندرج تھی چنانچہ مبلغ چارسو ... روپیہ اس سماج سے دھرم ارتھ چھاپہ خانہ کی امداد میں پیشکش کئے گئے اُمید ہے کہ کل سماجوں نے حسب استطاعت اور مصلحت وقت ضرور اس کار خیر میں ... فرمائی ہوگی اسلئے اب بموجب ہدایت آریہ سماج مراد آباد کے سب سماجوں اور آریہ لوگوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ جو کچھ روپیہ اس مد کا جمع ہوگیا ہو یا ہونیوالا ہو وہ بہت جلد خدمت میں جناب مخدوم مکرم منشی اندرمن صاحب آچاریہ وسبھاپتی آریہ سماج مراد آباد کے روانہ فرماویں اس کام ... کسی طرح مناسب نہیں اور ایسا موقعہ بھی ہمیشہ حاصل نہ ہوگا کیونکہ سوامی جی مہاراج کی بدولت اُن پُستکوں کے ترجمے اور ٹیکے جنکا سمجھنا اور سمجھانا امر محال تھا آجکل باسانی چھپ سکتے ہیں اور جو کچھ امر اسباب میں دریافت طلب ہو بذریعہ تحریر کے لالہ بھگوتی پرشاد صاحب خزانچی آریہ سماج مراد آباد یا برادرِ ذات جناب منشی اندرمن صاحب آچاریہ آریہ سماج سے دریافت فرمادیں لہذا اس کام میں سعی بلیغ عمل میں لائیں اور موقعہ اور وقت کا بخیال شعر ؎

اکسیر ہمین پیروی قدم بزرگان کہ ہیچ رنگ خنا ... بہار از دست ... بہت کچھ خیال کرکے دریغ توجہ نفرماویں -

المشتہر آنند لال منتری آریہ سماج میرٹھ (آریہ سماچار جلد ا نمبر ۹ پوس سمت ۱۹۳۶ صفحہ ۲۷) -

॥ विज्ञापन पत्र मिदम् ॥

योदेवानामसिमित्रो अद्भुतो वसुर्वसूनामसि चारु रध्वरे।
शर्मन्त्स्याम तव सप्रथस्तमेऽग्ने सख्ये मारिषामावयं तव ॥
ऋग्वेदे १ मण्डले ९४ सूक्ते १३ मन्त्रः

जिस लिये (अग्ने) हे विज्ञान स्वरूप और सब जीवों को वेद तथा अन्तर्यामी द्वारा विज्ञान देने वाले जगदीश्वर आप [देवानाम] सब विद्वान् और सूर्य्य लोकादि दिव्य पदार्थों के [देवः] स्वामी पूजाभिमय और उपास्य देवता [असि] हैं [वसूनाम्] जिन्होंने २४ वर्ष पर्यन्त ब्रह्मचर्य्य से वेदादि विद्या पढ़ी हैं और निवास के हेतु पृथिव्यादि लोकों के बीच में प्रत्यक्ष और व्यापक होके [वसुः] निवास करने और अपने में सब को निवास कराने हारे [असि] हैं [अध्वरे] हिंसा करने के अयोग्य धर्म युक्त उपासनादि व्यवहारों में (चारुः) सर्वोत्कृष्ट (अद्भुतः) अत्यन्त आश्चर्य्य रूप प्रशस्त गुण कर्म स्वभाव सहित (मित्रः) सब के हित कारी सुहृद् सखा हैं इस लिये हम लोग (तव) सब पराक्रमादि कर्मों स्वभाव युक्त आप की (सप्रथस्तमे) सर्वोत्कृष्ट विस्तीर्ण विद्यादि शुभ गुण और अत्यन्त आनन्दों के हेतुओं से संयुक्त (सख्ये) मित्रता के भाव

اب تو پنڈت جی گھبرائے اور لگے ادہر اودہر لڑکوں کو سکھلانے کہ تم وہاں ہمارے ساتھ چلکر ایسا ایسا کہدینا لیکن ایسے خراب کام میں کون پنڈت جی کی مانتا ہے پرانشچت کا نام ہی سُنکر لوگوں کی روح قبض ہوتی ہے خاصکر اسوجہ سے کہ تمام لوگوں میں حقارت ہوگی اور نام بدمشہور ہوگا آخر کار جوں توں کر کے پنڈت جی ایک شخص کو دوسری سبھا میں لائے جب اُس سے اُسکا نام پوچھا گیا تو اوس نے اپنا نام رام کرشن دوبے تبلایا (پنڈت جی نے سکھلایا ہوگا کہ رام پرشاد دوبے کہدینا لیکن بناوٹی نام کب تک یاد رہ سکتا ہے وہ بھول گیا) پھر پوچھا گیا کہ تم سوامی جی کے پاس گئے تھے؟ اوسنے جواب دیا کہ کبھی نہیں جب یہ بات ہوئی تو پنڈت جگل کشور جی کی قلعی کُھل گئی پھر لوگوں نے کہا کہ آپنے اشتہار جھوٹ موٹ کیوں چھپوایا ہے اسمیں پنڈت جی غصہ میں لال ہو کر لگے گڑ بڑ بکنے تب اونکے موہنہ سے یہ فقرہ نکلا کہ "جسنے دیانند کا موہنہ تک دیکھا ہو وہ ہندو کا بیج نہیں" اس بات کے کہنے پر بابو نراین سنگھ نے کہا کہ سمت ۱۹۲۶ میں جو شاستر ارتھ ہوا تھا۔ اوسمیں مہاراج کاشی نریش اور پنڈت بال شاستری اور سوامی بشودہانند وغیرہ ہزاروں ہندو موجود تھے آپ اُن سبکو گویا اسقدر سخت گالیں دیتے ہیں۔ اسپر سبھا نے تجویز کر کے پنڈت جگل کشور کو سبھا سے نکالدیا نکالتے وقت اُنہوں نے نہایت واویلا مچایا اور نزدیک تھا کہ مارپیٹ شروع ہو جاتی لیکن ایشور کی کرپا سے معاملہ نہ بڑھا خیر ہوئی۔ (آریہ درپن بنارس مئی ۱۸۸۰ء صفحہ ۱۱۴ و ۱۱۵)

اس مبارک تجویز میں اونکی صلاح کار ضرور پنڈت چتربھج جی تھے یہ اونکی عقلمندی سے جگل کشور جی نکالے گئے ورنہ اتنی عقل اونکو نہیں تھی۔

سوامی جی ساڑھے ۵ مہینہ بنارس میں رہے۔ اپدیش دیتے رہے۔ اشتہارات کئی بار چسپاں کرائے۔ پریس قایم کیا کتابیں طبع کرائیں۔ آریہ سماج قایم کیا۔ مگر پنڈت صاحبوں کو مقابلہ کی ذرا بھی ہمت نہ ہوئی ۵ مئی ۱۸۸۰ء کو سوامی جی بنارس سے روانہ ہو کر لکھنو کی طرف تشریف لیگئے جس تاریخ وہ بنارس سے چلے گئے اُوسی تاریخ کو پنڈت چتربھج شاستری نے بذریعہ ڈاک ایک چٹھی سوامی جی کے نام بنارس کے پتہ پر بیرنگ چھپی ہوئی ارسال کی جو سوامی جی کی عدم موجودگی میں ۶ مئی کو سکرٹری آریہ سماج بنارس کے نام پونہچی چٹھی کی جب موہر دیکھی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ ۵ مئی کی تاریخ کو شہر کے ڈاکخانہ سے ڈالی گئی ہے ع چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد +

ویدک پریس کے حالات

سب سے اول ۸ ستمبر ۱۸۷۹ء اور دوبارہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۰ء کو آریہ سماج مراد آباد نے ایک ویدک یتر الہ زیر اہتمام سوامی جی مہاراج کھولنے کی تحریک کی اور سب صاحبوں کی سیوا میں نویدن کیا کہ اسکی امداد کیواسطے زر چندہ اکٹھا کر کے منشی اندرمن صاحب پردہان اور آچاریہ آریہ سماج مراد آباد کے نام روانہ فرمادیں جس پر سماجوں میں چندہ ہونا شروع ہوا۔

یہی ذکر ماہ پوس سمت ۱۹۳۶ مطابق جنوری ۱۸۸۰ء کے رسالہ آریہ سماچار میرٹھ میں منشی آنندلال منتری آریہ سماج نے بذریعہ ایک التماس کے آریہ سماجوں کی آگاہی کیواسطے طبع کیا کہ روپیہ منشی اندرمن جی کے پاس اور جو کچھ دریافت کرنا ہو وہ منشی بھگوتی پرشاد خزانچی سماج مراد آباد سے دریافت کریں۔

پھر ماہ ماگھ سمت ۱۹۳۶ مطابق فروری ۱۸۸۰ء کے رسالہ سماچار میں یہی ذکر بطور التماس ضروری کے کیا گیا چونکہ سوامی جی نے چھاپہ خانہ موسوم ویدک یتر الہ شہر بنارس میں جاری کر دیا ہے اور کتابیں بھی شروع ہوگئی ہیں اسلئے سب لوگوں سے گذارش ہے کہ جسقدر جمع ہوگیا ہو یا جمع ہونیوالا ہو وہ بہت جلدی سوامی جی کی خدمت میں روانہ فرماویں اور ایک نقشہ حسب تفصیل ذیل مرتب فرما کر آریہ سماج میرٹھ کو عنایت کریں۔ نام سماج

اس دفعہ ساڑھے پانچ ماہ پورے بلکہ ۴ دن اوپر بنارس میں قیام فرمایا بار بار کے مارنا خلاف اصول شجاعت تصور کرکے ہمیشہ اُن کے سر پر ویدک دہرم کا جھنڈا گاڑنے کی صلاح کرکے پورے ۲۰ ویاکھیان سنا کر لوگوں کے ہر طرح کے شکوک باطل ناش کرکے چند آدمیوں کے یگوپویت سنسکار کرائے اور ۲۱ مارچ ۱۸۷۹ء سے ۱۵ اپریل ۱۸۷۹ء تک مسلسل اور غیر مسلسل ۲۰ ویاکھیان سماپت کرنیکے بعد آخری دن یعنی ۱۵ اپریل ۱۸۷۹ء پنجشنبہ مطابق چیت سدی ۶ سمت ۱۹۳۷ مطابق ۲۴ جمادی الاول ۱۲۹۶ھ سبھا سدان نے بڑی دھوم دھام کے ساتھ آریہ سماج قایم کی اور ویدک پریس بھی وہاں جاری کیا گیا اور بعد ازاں لب سڑک کلاں متصل بنارس کالج رائے بہادر لالہ سرحن مل صاحب اگزاکٹو انجنیر باشندہ گجرات پنجاب کی کوشش وسعی جمیلہ سے سمت ۱۹۸۱ء میں آریہ مندر بھی طیار ہو گیا جس سے ہمیشہ تک ست دھرم کا جھنڈا وہاں نصب ہو گیا ایشر اوسکے ذریعہ تمام بنارس کو استت اور اندھکار سے نکالکر ست ویدک مارگ پر دڑھ کرے فتحیاب اس بے نظیر فتحیابی کے بعد ایشر کا شکریہ ادا کرتا ہوا لکھنو کی طرف چلا ✢

”اخبار بھارت متر کلکتہ مطبوعہ ۱۹ اگست ۱۸۸۰ء میں برہم امرت برشنی سبھا کے ایک حق پسند ممبر نے اول تو اوس سبھا کے ممبروں کی لیاقت کا اندازہ لگایا ہے اور پھر اون کی کرتوت اس طرح ظاہر کی ہے کہ سنیچر کو سبھا میں پنڈت جگل کشور نے ایک ایسی بیہودہ بات کہی کہ میں اُسکو نہیں لکھ سکتا۔ اسپر بابو نراین سنگھ و بابو گنیش داس وغیرہ نے اونکو رو کا تو لڑنیکو مستعد ہوئے بس پر بڑا غل ہوا اور مار پیٹ کی نوبت بھی آہی گئی تھی لیکن ایشر کی کرپا سے خیر ہو گئی“

بھارت متر میں جس بیہودہ بات کا مجملاً ذکر کیا گیا ہے ہم اوسے مفصل ظاہر کرتے ہیں کہ جب سوامی جی ماہ مئی ۱۸۷۹ء میں یہاں سے تشریف لیگئے تو اُس سبھا کے ایک پنڈت جگلکشور نے یہ تجویز کی کہ اب کوئی عجیب و غریب خیالی بات دل سے تراش کر جھوٹ موٹ اُڑانی چاہئے کہ جس سے سبھا کے لوگ بھی خوش ہو جاویں اور ہمارا نام دھرماتماؤں میں روشن ہو جاوے چنانچہ پنڈت جی نے مندرجہ ذیل

اشتہار چھپوا کر شہر میں لگایا اور سبھا میں پڑھا۔

”بھاگیہ وش سے مورکھ جن کی پرسدھی کے انوسار ہم لوگوں نے دیانند سرستی کے پاس جاکے ویدارتھ جاننے کی اچھیا کی تھی پرنتو جب سوامی جی کے مکھ سے نانا پرکار کی وید ورودھ شسٹ آچار کے خلاف بارتا پڑھی۔ تب تو ہم نے کانشی استھ۔ برھما مرت درشنی سبھا کے سبھا سدوں سے اپنی سندیہہ دور کرنیکی اچھیا کی اور جب ہم اپنی بدھی انوسار سمست سنشا سے رہت بھئے تب اوکت سبھا کے ممبر پنڈت جگل کشور پاٹھک جی (جو کہ ہمارے ویدک گورو ہیں) کے اپدیش سے۔ رج چت نگلانی بورتی پوروک کو سنگ جنت پاپ لورت ارتھ من کر نکا نیتر تھ پر تیہا ودھی پراشچت اور شری وشویشر آدی دیوؤں کا درشن کرکے اپنی سمتی کے انوسار ویدابھیاس کی اچھیا پرگٹ کرتے ہیں اور یہ پرتگیا کرتے ہیں تاکہ ہم لوگ سج گورو ہر دشٹ مارگ سے دور نہ ہونگے پراشچت کرنے والوں کے نام مفصلہ ذیل تھے۔

سیتارام۔ بھوانند پانڈے۔ کرشن رام شکل۔ رام پرشاد دوبے اس پتر کے پرکاش کرتا ویدشاستر سمپن پنڈت جگل کشور پاٹھک ✢

جب مذکورہ بالا اشتہار سبھا میں پڑھا اوسوقت بہت سے لوگوں کو خوشی ہوئی کہ جن چار شخصوں کے اُسمیں نام لکھے ہیں اُنکے درشن بھی کرنا چاہئے چنانچہ بابو نراین سنگھ ممبر آریہ سماج بنارس نے پنڈت جگل کشور سے پوچھا کہ وے اشخاص کہاں ہیں پنڈت جی غصہ میں لال ہو کر بولے کہ ہم اونکو اگلی سبھا میں لینگے آوینگے۔ پنڈت جگل کشور نے تو یہ اشتہار اور ان چار شخصوں کے نام اپنی طبیعت سے گھڑ کر بطور مشغلہ اور دل لگی یہ کام کیا تھا اب چاروں کو لاویں کہاں سے

چوتھا حملہ

اساڑھ سمت ۱۹۳۱ کو اس خوبی وخوش سلوبی سے کیا کہ مخالفوں کے باقیماندہ ہوش وحواس بھی خطا ہوگئے ست دہرم پرچار کی پاٹ شالا بنارس میں جاری ہوگئی اور تین چار وِیاکھیان بھی نہایت دہوم دہام سے ہوئے اور عام لوگ ان میں شریک ہوکر منقادِ شریعت وید ہونے لگے مہاراجہ بنارس نے صُلح کا پیغام بہیجا اور ملاقات کی بڑے بڑے نامی پنڈت پاٹشالا میں ملازم ہوگئے ہزبرمیدان کارزار برابر ست اپدیش ورید ک دہرم کا پرچار کرتا ہوا چند ماہ کو وہاں سے بمبئی کی طرف تشریف لیگیا۔ شورِ بیرون کو نچلا بیٹھنا اور غافل ہوجانا ضروری نہیں اور افواہاً بھی سنا گیا کہ کچھ پنڈتوں نے دید منتر مورتی پوجا کے ثبوت میں نکالکر پروپُرزے سبھا میں اِس خبر کے سنتے ہی فتحمندی کا خون جوش مارنے لگا اور پنڈتونکے خلاف امید بہت جلدی۔

پانچوان حملہ

سمت ۱۹۳۳ میں کیا۔ اور پنڈتوں کو کئی بار للکارا اور وگیاپن بہجوا کر مباحثہ کیواسطے اُبھارا مگر وہ کُمبھ کرن کی طرح ایسے سوئے کہ گویا استطالب جنگ بہادر شیر مرد چار ماہ اونکا انتظار کرکے فتحیاب دہلی کی طرف چلا گیا۔ تین سال تک ہندوستان کے مختلف حصص میں دہرم کا پرچار کرتا ہوا اور کئی مقامات پر دہارمک کمپ (آریہ سماج) قایم کرتا ہوا سمت ۱۹۳۶ کے کمبھ پر ہردوار پہنچا۔ اور وہاں نہایت ہی پُر زور دلائل سے کھنڈن کیا۔ تمام انڈیا کے وِدوان وہاں جمع تہے خوب خوب مقابلہ ہوئے اور اچھے اچھے لوگوں نے ہاتھ دکھلائے مگر اونکی ہستی کی تیغ برّان کے آگے اٹھارہ پوران کہاں رہ سکتے تھے۔ پنڈتوں نے ہزاروں جدوجہد کی اور سر مارے مگر آخرکار باوجود سر توڑ کوشش کے بھی ہار گئے۔ اور پختہ ارادہ کیا کہ بنارس میں پھر مقابلہ کرینگے۔ یہ خبر اوس سچے دہرم پر جان دینے والے کے کان میں پہنچ گئی اور ۲ ماہ کے بعد بڑے تزک واحتشام کے ساتھ بنارس پر

چھٹا حملہ

کاتک سدی ۱۲ گورووار سمت ۱۹۳۶ مطابق ۲۷۔ نومبر ۱۸۷۹ء کو کیا یہ چونکہ سب سے آخری حملہ تھا سو واسطے ہمیں اس مَن چلے بہادر نے گذشتہ جنگوں سے بہت بڑھکر پُرشارتھ دکھلایا دہارمک کمپ کا صدر مقام مہاراجہ وجی نگر کا آنند باغ تھا سوامی جی کی امداد کو امریکہ کے مشہور اور بہادر سپہ سالار کرنیل الکاٹ صاحب معہ میڈم بلاوٹسکی اور بہادروں کے تشریف لائے۔ بنارسی محصور بُت سے بزدلانہ حملہ کرتے رہے مگر کچھ پیش نہ گئی انگریزی وسنسکرت وبہاشا میں ویدک دہرم کے اپدیش ہوئے ہر گلی کوچہ وشارع عام میں ویدک دہرم کا نقارہ بجنے لگا پہلے شکست یافتہ وشودہانند وبال شاستری تو گھر سے باہر بھی نہ نکلے۔ اُنکے واسطے نہ رہے زمین نہ رہے آسمان حیرانی کا عالم سارا سنسار تیرہ وتار تھا وہ گھبرا رہے تھے کہ ہم کس بلا میں پھنس گئے گھر سے باہر نکلیں تو دروازہ پر اشتہار۔ بازار جاویں تو گذرگاہوں بازاروں اور دیواروں۔ بورڈوں پر اشتہار اور گھاٹ پر جائیں تو وہاں بھی لجیا وعزت دلانے والا اشتہار وشنو کے سودرشن کی طرح پیچھے لگے ہوئے ہے۔

دھارمک یدھ کا پہلا حملہ

۱۲-کارتک سمت ۱۹۲۶ کو ہوا۔ ۸-۹ سو پنڈت اور تمام تینتیس ۳۳ کروڑ دیوتا اور بتیس پچیس ہزار بنارس باسی لوگ ایکطرف مہاراجہ کانشی کے ہمرکاب اپنے سارے سازوسامان اور جنگ و جدال کے ارادہ پر مضبوط ہو کر میدان میں تشریف لائے۔ اور دوسری طرف صرف ایک جگدیشر کے بھروسہ پہ ایک مرد میدان رشی منیوں کے ناموں کی عزت رکھنے والا۔ دیوتاؤں کے کلنک دور کرنے والا ست شاستروں کے پوتر اصول ظاہر کرنیوالا سوامی دیانند سرسوتی وید و شاستر کے علمی شستر لئے اور ینا و کے زرہ بکتر پہنے حملہ آور ہوا۔ باوجود اسقدر زور و شور کے بھی بنارسی لوگ اپنی بہادری ثابت نکر سکے اور نہ مورتی پوجا سدھ ہوئی ست کا بول بالا اور اَست کا مونہہ کالا ہوا۔ لیکن جسطرح ہاتھی کے گذرنے پر پیچھے شور مچایا کرتے ہیں اور بعضے کو دن ڈھول اڑایا کرتے ہیں وہی حال عام شہدوں کا ہوا۔ اور اسی ڈھول اڑانے اور ہا ہو مچانے کو ہی جیت سمجھ خاموش ہو گئے یہ ابھی غافل سوئے ہی پڑے تھے کہ یکایک اندر بجر کیطرح

دوسرا حملہ

جیٹھ سمت ۱۹۲۷ کو بنارس پر ہوا اس دفعہ اوس حملہ آور دھرماتما نے آگے سے زیادہ کام کرنے کا ارادہ کیا اور اسے اپنی کامیابی اور فتحیابی کی بھی نہایت امید تھی اس دفعہ صرف مندروں پر ہی حملہ نہ تھا اور نہ صرف دیوتاؤں پر ہی بلکہ خدا سے منکر خود خدا بنے ہوئے نوین ویدانتیوں پر بھی قہر کی بجلی گری اور کئی اشتہار دھارمک جنگ کیواسطے بار بار بزدل بنارسیوں کے گھروں اور مندروں پر چسپاں کئے مگر کوئی بھی مقابلہ میں نہ آیا بہادر شور بیر فتحیاب ہو کر مورتی پوجا جیو برہم کی ایکتا۔ پرانوں اور دیوتا پرستی کا کھنڈن کرتا ہوا اور سندھیا گائیتری آدک ویدوکت دھرموں کا منڈن کرتا ہوا پھر گنگا کے کنارے چل پڑا۔ ابھی تک پچھلے زخموں سے صحت نہ ملی تھی کہ مجروحان بنارس پر پھر نہ تھکنے والا بہادر اوس سے زیادہ جوش و خروش سے۔

تیسرا حملہ

کرنے کے ارادہ پر ماہ پھاگن سمت ۱۹۲۸ کی موسم بہار میں ویدوں کی پوتر اگنی کا پرکاش کرنے آیا اور دو ماہ ست دھرم کی امرت روپی برشا کرتا ہوا اور سب کے کانوں میں مورتی پوجا کے متھیا ہونے اور ویدک ستیا کی پوتر دھونی پہنچا کر اشغالوں اور روباہ مزاجوں کی طرح زہر دینے کے سوا کوئی بھی ہمت کر کے مرد میدان بن سامنے آیا۔ دھرم کی خاطر قربان ہونیکو طیار اور دھارمک کارزار کا پیاسا بہادر فتحیاب کلکتہ کی طرف چلا گیا۔ بنارس والوں کے بزدلی دیکھکر شجاعت کے قدرتی اصول کے مطابق اونہیں ستانے اور طاقت حاصل کرنیکا ایک اچھا موقعہ دیا۔ یعنی دو سال تک اونہیں فرصت دی تاکہ وہ اپنے شستروں کو اچھی طرح درست کریں عین طیاری اور ہوشیاری کے وقت۔

ملی ہے چین کرتے ہیں جو ہم سوامی جی کی طرح کہنے لگیں تو کوئی ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دے پھر بتلائیے کہ ہماری گھر بیٹھے جیو کا کیسے چلے بھائی ہمکو پیٹ سچ نہیں کہنے دیتا۔ صفحہ ۴۷ و ۴۸۔ آریہ درپن فروری ۱۸۸۰ء۔

راجہ شیو پرشاد سی۔ ایس آئی کی ۲۴۔ ۲۵ منٹ کی ۱۱۔ دسمبر کی ملاقات کا حال تو پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسکے بعد سوامی جی سوا چار مہینہ تک بنارس میں رہے مگر پھر نہ ملے اور نہ اپنے شکوک رفع کئے اور نہ کوئی اور پنڈت صاحب بڑا یا چھوٹا ہی مرد میدان بنا سوامی جی نے چلنے سے کچھ روز پہلے اشتہار میں ظاہر کر دیا تھا کہ میں ۵ مئی ۱۸۸۰ء کو یہاں سے روانہ لکھنؤ ہو جاؤنگا اوس سے پہلے جو چاہے آنکر مجھ سے سندیہ نوارن کر لے۔ مگر کس کو انصاف سے غرض تھی کون راستی کو پیار کرتا تھا کیسے آدمی مارے جانے کی پرواہ نہیں۔ کون لوہے کے چنے چبائے اور اپنے دانت تڑوائے اور منہہ کی کھائے۔ سوامی وشودہانند۔ بال شاستری یا اور کوئی شاستری یا اچارج مرد میدان بنکر سامنے نہ آیا۔

اب جین مت انویاییوں کی سنئے انکو سوائے بزدلانہ داؤ پیچ کے کچھ آتا ہی نہیں عین بروز چارشنبہ ۵ مئی ۱۸۸۰ء (بیساکھ کرشن اکادشی سمت ۱۹۳۷) جب کہ سوامی جی چلنے کی طیاری کرکے اسباب روانہ کر رہے تھے اور خود بھی ریل پر جانے کو طیار تھے راجا صاحب نے سوامی جی کو پتر لکھ کر اُتر مانگا۔ مطلب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ وہ ایسی حالت میں یا خط نہیں لینگے اور یا جواب دینے کے بغیر چلے جاینگے یا خط ہمارا انکو دیر سے ملیگا۔ اور مفت راجہ گفت بے محنت فتح مل جاویگی اور پھر کسی مورتی پوجک یا نانک مت کے اخبار میں جھٹ شایع کرا دینگے کہ سوامی دیانند ہار گئے بھاگ گئے۔ راجہ صاحب سے مقابلہ نکر سکے۔

لیکن سوامی جی نے باوجود نہایت عدیم الفرصتی کے بھی اُتر لکھ بھیجا اور انہیں کہلا بھیجا کہ مہربانی کرکے اُتر سن جائے مگر وہ بالکل تشریف نہ لائے کیونکہ ست اسنت کے نرنے کرنیکا ہرگز ارادہ نہ تھا آخر جب سوامی جی وہاں سے اوسی روز چلے آئے پیچھے راجہ صاحب نے جھوٹی ناموری اُڑانے اور کاشی کے ودوانوں میں ٹانگ اڑانیکی خاطر نویدن نمبر ۱ چھپوا کر سوامی جی کے ویدبھاش کے خریداروں کی طرف بھیجا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ کاشی میں باوجود بار بار نوٹس لگانے اور مباحثہ کیواسطے بلانیکے کوئی ودوان سوامی جی کے سنمکھ نہ آسکا اور اگر آیا تو صرف ایک یعنی راجہ شیو پرشاد جی ستارہ ہند یا پنڈت چتربھج صاحب شاستری شرما مگر اسکا اثر سوائے اسکے اور کیا ہوا گو مشت خاک راجہ برباد رفتہ آمد پس آپ لوگ جان سکتے ہیں کہ اس قسم کے لوگوں سے کبھی حق کے قبول کی آشا ہو سکتی ہے۔؟ راجہ صاحب ہمارے دیش اور دہرم یا قوم کے جسقدر خیر خواہ ہیں وہ کسی اخباروں کے مطالعہ کرنیوالے سے پوشیدہ نہیں ایک وقت تمام انڈیا نے بالاتفاق کہا تھا۔

مازراجا چشم یاری داشتیم * خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

اب ہم اس دفعہ کا مفصل حال عرض کرتے ہیں یہ درحقیقت سوامی جی کا بنارس پر چھٹا حملہ تھا۔

اول جب سوامی جی وہاں گئے۔ تو صرف تحقیقات اور واقفیت اور معلومات کی غرض تھی کہ وہان کون کون عمدہ فاضل ہیں اوسوقت خود جاکر چند فاضل پنڈتوں سے ملے اور اونکی کارروائی ملاحظہ کی۔ اور ابھی تک ویاکرن میں کمال بھی حاصل نہ کیا تھا اور نہ دہرم کی بابت تحقیقات حقہ کو سماپت کیا تھا لیکن جب جگت وکھیات سوامی برجانند جی سے ہر طرح تعلیم پاکر کامل ہو گئے اور کئی مہاتماؤں سے وید وغیرہ کا بھی پورا ابھیاس کر لیا۔ تب ہمہ تن ست پر دڑھ ہوکر اپنی ساری علمی طاقت سے تن تنہا ایشر آشرت ہوکر ست میو جیتی کے بھروسہ بنارس پر دہار مک یدہ کیواسطے پہلا حملہ کیا

پکار کر سمست سبھاسدوں کو سنا دو کہ کچھ آگامی شنی وار سے اسی سمے اور اسی استھان میں ہونگے چار دن بیچ میں ہیں ستاوت تمہارا اٹھ ہوا منگل کا میلہ بھی سماپت کرلو۔

اس پرکار سویکار ہوا سنتے ہی سمست سبھاسدوں نے ایک ساتھ خوب ہی آنند دھونی کی پشچات نستی اور دھنواد اور جے دھونی کرتے ہوئے سب نج نج استھانوں کو گئے۔

ان چھ ویاکھیانوں کا سلسلہ روز شنبہ ۱۰ اپریل ۱۸۶۸ء مطابق یکم چیت شدی سمت ۱۹۲۳ سے آرمبھ ہوا اور ۱۵ اپریل ۱۸۶۸ء پنجشنبہ مطابق چیت شدی ۶ تک برابر جاری رہا۔ ان ویاکھیانوں کی سماپتی کے آخری دن اوسی استھان میں شری سوامی جی کے سنمکھ سبھاسدوں نے بڑی دہوم دہام کے ساتھ آریہ سماج ستھاپن کی جو ابھی تک ایشور کی کرپا سے قایم ہے اور اب تو وہاں ایک عمدہ موقعہ پر لب سڑک بنارس کالج کے قریب آریہ مندر بھی بن چکا ہے جس سے ہمیشہ تک ست دہرم کا جھنڈہ وہاں کھڑا ہوگیا۔ ایشور اوسکے ذریعہ تمام بنارس کو است اور اندھکار سے نکالکر ست ویدک مارگ پر ورڑہ کرے۔ چنانچہ انہیں دِنوں یہ اخبار وغیرہ میں چھپا تھا۔

منگل سماچار پر آنند کی بات ہے کہ شری یُت سوامی جی مہاراج کے اگر پرتاپ سے کانشی میں بھی ۱۰ اپریل ۱۸۶۸ء کو آریہ سماج ستھاپت ہوگیا یدیپی ابھی ابھی سبھاسدوں کی سنکھیا جیسے کہ اوکت نگر کے لئے چاہئے ویسی نہیں ہے تتھاپی ہمکو آشا ہے کہ اسکی اُنّتی شیگھر ہوگی کیونکہ اس کے پرچارک بڑے سبھیا اور اچھے اچھے ودوان لوگ ہوئے ہیں (صفحہ ۱۶ و ۱۷ بھارت سودشا پرورتک اپریل ۱۸۶۸ء جلد ۱ نمبر ۱ فرخ آباد) اور رسالہ آریہ درپن جو بنارس سے نکلتا تھا اوس میں بھی لکھا ہے ایشور کی کرپا سے بمقام بنارس۔ لکھنو۔ کانپور۔ چھپرہ چار اور آریہ سماج ہوگئے (صفحہ ۴۲ جلد ۳ نمبر ۱ صفحہ ۴۲ کالم ۲)۔

پنڈت مرادسنگ ماسٹر رڑکی کالج لکھتے ہیں کہ ہمارے مہربان جناب بابو پربھتی سنگھ صاحب کمپوٹر بمقام کمایوں ہم سے حلفاً بیان کرتے تھے کہ اونسے اور بُت پرستوں کے پناہ جناب پنڈت وشودھانند سوامی بنارسی سے ایک مرتبہ اتفاقاً گفتگو ہوئی تھی سوامی صاحب نے برسبیل تذکرہ اقرار کیا کہ واقعی پنڈت دیانند سرستی صاحب کا دید بھاشیہ اپنی کمال فضیلت وصحت کے لحاظ سے قابل اعتقاد ہے لیکن بھئی عام کے روبرو میں اِسبات کا اظہار کیونکر کرسکتا ہوں اگر ذرا کروں تو ابھی ہماری عزت خاک میں ملجائے اور نتیجے پانی ہیں جو فرق آئے وہ مزید برآں۔ صفحہ ۲۰۱ آریہ سماچار میرٹھ ماہ کنوار سمت ۱۹۳۶ جلد ۴ نمبر ۶۔

ہمکو جو یہاں کئی صاحبوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تو اُن سے یہی سُنا کہ سوامی بشودھانند اور پنڈت بال شاستری وغیرہ کانشی کے پنڈت تنہائی میں سب یہی کہتے ہیں کہ جو کچھ سوامی جی کہتے ہیں وہ سب سچ۔ لیکن کیا کریں اگر ہم بھی ویسا ہی کہنے لگیں تو بہت لوگ ہمکو چھوڑ دیں ہم سے دشمنی رکھنے لگیں پھر ہماری روزی کیسے چلے۔

ایک روز ہمکو (یعنی منشی بختاور سنگھ ایڈیٹر آریہ درپن کو) ایک صاحب ملے جب اپنے ملک کے بگڑ جانیکا ذکر چلا تو کانشی کے ایک با علم پنڈت کا کہ جنکو ابھی ایک ہزار روپیہ کا گاؤ سنکلپ ہوا ہے ذکر کرنے لگے کہ دیکھو پنڈت جی سے جو سوامی جی کے بارہ میں ہم نے دریافت کیا تو پنڈت جی کہنے لگے کہ سوامی جی کہتے ہیں تو سچ لیکن ہم کیا کریں اِسکو (پیٹ کھولکر اور اوسکی طرف اشارہ کرکے) دیکھو ابھی ایک جائداد

کیا فایدہ ہے۔ فرمایا کہ بہکشا جو دیتے ہیں وہ بھی سلسلے نہ دینگے۔ اور لوگ الزام دینگے کہ سوامی جی کے انویائی ہو گئے۔ ہم نے یہی حال آنکر سوامی دیانند جی سے کہدیا۔ سوامی جی نے درجواب کہا کہ ناحق وہ بھے کھاتے ہیں۔ سنسار ورُدھ ہو کر کیا کرے گا۔ اگر اونکو ایسا ہی ڈر ہے تو ہم اونکو ایک جگہ استھاپن کر دینگے وہ کاشی میں بیٹھ جاوے دیش بھر میں ہم کرینگے۔ وہ کیوں نہیں ست پر ورِڑہ ہوتا۔ پرنتو یہ بھی تم اون سے کہدینا۔ کہ میرے پاس اگر کسی ودیارتھی نے بھی پتر بھیجا۔ تو ہم جواب تمکو اور بال شاستری کو دینگے اور کسی سے مطلب نہیں۔ ہم نے آنکر وشودہانند جی سے کہا۔ تب اُنہوں نے درجواب کہا کہ ہم تو پتر و تر دیتے نہیں لوگ چاہیں سو کریں وہ تو ادوہوت ہے انشنگ کھنڈن کرتا ہے ہم نہیں کر سکتے“

سنسکرت کی فاضلہ مسمات باجی ٹدہ نگری برھمنی ساکن برنا سنگم آنند گفا بنارس نے بیان کیا کہ جب سوامی جی سمت ۱۹۳۶ میں یہاں آئے تو وہ پوس کے مہینہ میں کرنیل الکاٹ صاحب اور میڈم بلیوٹسکی صاحبہ و بسنٹ صاحب اور اونکی میم صاحبہ اور ایک میم صاحبہ جو کلکتہ پولیس کے بڑے صاحب کی استری تھیں۔ اور دمودر بمبئی والے وہ سب ہمارے ملنے کو یہاں ہمارے مکان پر آئے اور سوامی جی بھی ساتھ تھے یوگ کی رِسدھی کا ذکر چلا ہم نے کہا کہ ہمارے یوگ میں دو پیسہ کو سِدھی دکھلاتے ہیں ہم اسکو بہت بُرا سمجھتے ہیں یہ کام مداریوں کے ہیں ہم یوگ میں رِسدھیوں کو بُرا سمجھتے ہیں یہ ٹھیک باتیں نہیں ہیں پھر ہم بھی اونکے ملنے کو آنند باغ میں گئی تہیں۔ پھاگن کے مہینے سوامی جی کے یہاں ویاکھیان ہوتے تھے چونکہ پردے کے دن تھے اسواسطے ہم وہاں نہ جا سکیں۔ پنڈت کیشو دیو باپو دیو کے پرسدہ شِش المشہور چندر دیو روز جایا کرتے تھے۔

اسی دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن گنیش رام برہمن کشن نگرا گجراتی نے جو اونکے پاس رسویہ تھا جھوٹ بولا سوامی جی نے اوسکو نکال دیا اور نوٹس دیا کہ ہمکو اور نوکر چاہیئے چنانچہ ایک اور آدمی نوکر رکھا وہ گنیش رام اب ہریداس سلار پور والے کے ہاں رسویہ ہے۔

مخالف لوگ یہاں اونکو بُرا کہتے تھے ایک دن ہم نے لوگوں کے بُرا کہنے کا اون سے ذکر کیا کہ مہاراج لوگ بُرا کہتے ہیں فرمایا کہ ہمکو اس سے تیتکشا یعنی تحمل آتا ہے۔ اونکے چمار کہنے سے ہم چمار تھوڑے ہی ہو گئے ہمارا کام اپدیش کرنا ہے۔ ہمکو اِن کے غصہ کرنے سے کیا ہمکو تو سنسار کا اُپکار کرنا چاہیئے۔

سوامی جی کے اول کُل ویاکھیان ۱۴ ہوئے۔ اگرچہ دن ۱۶ ہوتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو روز ویاکھیان نہیں ہوئے سوامی جی نے ۱۲- مارچ ۱۸۸۰ع کی شام کو مطابق پھاگن سُدی سمت ۱۹۳۶ یکشنبہ کی شام سے بنارس میں ویاکھیان دینا آرمبھ کیا۔ اور چیتر کرشن ۱۱ سمت ۱۹۳۷ مطابق ۵- اپریل ۱۸۸۰ع کو اِنکا آخری ویاکھیان ہوا۔ اِس ویاکھیان کی سماپتی پر بہت سے لایق اور معزز آدمیوں نے ملکر یہ التماس سوامی جی کی خدمت میں پیش کی ”ہے کرپانکیتن۔ آپ کو ان ۱۴ ویاکھیانوں کے دینے میں جو شرم ہوا اوسکی اُپکرتا ہم کسی پرکار کر نہیں سکتے نسندیہ آپکی اس انوپم انوکمپا سے ہمارے اینک جنموں کا اندھکار مٹ گیا پرنتو اس اپورب امرت پان سے ہم بھگت جنوں کی چت کی ترپتی نہیں ہوئی اِس کارن ہم سب اُپکرت جن آپ کی سیوا اینک پرنام اور دھنواد پورک سوینے پرارتھنا کرتے ہیں کہ یدی آپ اپنی استھتی پرنیت کچھ ویاکھیان دینا اور سویکار کرینگے تو ہمارا بڑا ہی اہو بھاگ ہوگا“

اُسپر سوامی جی نے یہ اُترہ دیا۔ کہ مہاشیو یدپی میری یاترا کا سمے سمیپ ہونیکے کارن مجھے اب اوکاش نہیں رہا تتھاپی وِدت کرو کہ آپ لوگوں کا اُتساہ بھنگ ہونیکی ورشنکا سے میں آنند پورک ۶ ویاکھیانوں کا دینا اور سویکار کرتا ہوں یہ بات تُم میں سے کوئی ایک پُرش اسی سمے اوچ سور سے

چندروز ویاکھیان ہونیکے بعد بنگالی ٹولے کے ایک شخص نے ایک درخواست دی کہ کئی لوگ ایسے ہیں جو یہاں نہیں آسکتے اگر بنگالی ٹولے میں آپ کسی جگہ ویاکھیان دیں تو وہ لوگ بھی آکر سُن سکتے ہیں سوامی جی نے اوسوقت اِس پتر کا اُتر نہ دیا اور کہا کہ کل اسکا اُتر دینگے - یہ پتر اصل میں چند بدمعاشوں نے شرارت کرنیکے واسطے لکھا تھا کہ اگر وہاں ویاکھیان دینگے تو وہ پتھر یا جوتہ پھینک دینگے جب سوامی جی نے مکان پر آکر بچار کیا - تو یہ بات اچھی طرح ظاہر ہوگئی چنانچہ دوسرے دن سوامی جی نے ویاکھیان میں کہدیا کہ یہاں کسی کو آنے کی مُمانعت نہیں ہے اور مکان راجا وجی نگر کا ہے ہمارا نہیں اور جو آتے ہیں سب کو ہم جانتے ہی نہیں اسلئے کسی کو آنے میں شرم نہیں کرنی چاہئے جسکو خواہش ہو وہ آوے ورنہ اوسکی مرضی -

فاضل پنڈت موتی رام جی گوڑ ساکن مرزاپور نے بیان کیا کہ سمت ۱۹۳۶ میں جب سوامی جی بنارس کے آنندباغ میں اُترے ہوئے تھے ہم ملنے کو گئے ایک وہاں تالاب ہے اوس تالاب کے دکھن کی طرف گھاٹ کے چٹان پر بیٹھے ہوئے تھے - سادہو جواہرداس اوداسی بھی اوسوقت آیا اور کہا کہ ہم نے سوامی جی سے کچھ پوچھنا ہے اور یہ کہ سوامی جی جو کہتے ہیں کہ پورانوں میں وِرودھ ہے تو ہمکو آرش گرنتھوں میں بھی وِرودھ دیکھتا ہے جیسے کہ ٹ شاستر - چنانچہ سوامی جی سے پوچھا اور سوامی جی نے پرستاؤ پرکُ اتر دیا کہ اِن سب کی ایک ہی ؤاکیتا ہے شاریرک کے ساتھ سب کا تعلق تبلا دیا کہ شاریرک ہیل روپ ہے - باقی سب اوس کے متعلق ہیں - کوئی انکا وِرودھ نہیں اِندنوں ویاکھیان لکھشمی کُنڈ پر ہوا کرتے تھے - ۷ بجے سے ۹ بجے رات تک ۲ گھنٹہ ویاکھیان دیتے تھے - اعتراض کی عام اجازت تھی کہ درمیان میں لکھ لے آخر کو ہم جواب دینگے" ۱۰ - ۱۱ ویاکھیان ہم نے سُنے اور اندنوں ہم وہاں ۱۷ - ۱۸ روز رہے تھے - سرشٹی اُتپتی سے لیکر پرلے تک ویاکھیانوں کا سلسلہ تھا ہمکو فرمایا کہ وشودہانند سوامی جی سے تمہارا بہت سمبندھ ہے یعنی تُم ایک گورو کے (طالبعلم ودیارتھی) سہ تیرتھ ہو کیوں نہیں وہ ست پر وِرت ہوتے سامنے اگر شاستر ارتھ کرکے نرنے کرلیں یا ہم چھوڑدیں یا وہ چھوڑدیں تم جاکر کہو - اندنوں گوردہری چندر بھی سوامی جی کے پاس آتا اور پنڈتوں کے پاس بھی جایا کرتا تھا کہ کسی طرح شاستر ارتھ ہو جاوے مگر اوسکو تو وشودہانند جواب دے چکے تھے - کہ ہم سوامی ہیں ہمکو شاستر ارتھ کرنیکا ادھکار نہیں ہے چنانچہ سوامی جی کے ارشاد کے مطابق ہم وشودہانند جی کے پاس گئے بعد کُشل آنند کے ذکر ہوا کہ کانشی میں اتنے وِدوان ہیں مگر ایک آدمی نے آکر سب کو منتھن کر ڈالا - کوئی جواب نہیں دیتا - اِس لئے تمکو مناسب ہے کہ اُتھان کرکے معہ بال شاستری کے مقابلہ کرو - سب کانشی تمہارے ساتھ ہے وشودہانند ہم سے کہنے لگے کہ تُم بھی اونکے سنگ کرکے ایسے ہی ہوگئے ہو - ہم نے کہا کہ ہمارا سنگ پہلے تو تمہارے سے اور تمہارا تعلق بھی بہُت پُرانا ہے مگر ستیارتھ جو وہ کہتے ہیں اِس سے ہمارا چِت کہتا ہے کہ وہ ضرور سچ کہتے ہیں تب کہا کہ تُم کیسے کہتے ہو کہ وہ سچ کہتے ہیں - ہم نے کہا کہ وید آدکون کے پرمان سے جانتے ہیں کیونکہ وہ پرمان دیتے ہیں اور جو آپ لوگوں کو آگرہ ہوتا ہے اور کسی آرش گرنتھ میں مورتی پوجا کا پرمان نہیں - سوامی وشودہانند جی نے کہا کہ یہی تو کسر ہے کانشی میں اتنے وِدوان ہیں دیانند جی کو تو وید ارتھ لگتا ہے - مگر کانشی کے وِدوانوں سے کسی سے نہیں لگتا یہی کسر ہے - ایک گنیش شروتری یہاں ہے صرف وہی ویدارتھ کو جاننے والا ہے سو وہ بھی اون سے ملا ہوا ہے دوسرے وہ شاستر ارتھ بھی ویدوشے پر کرتے ہیں اُسکے ارتھ لگانا یہاں کوئی جانتا نہیں - اسواسطے شاستر ارتھ اونکے ساتھ کوئی کرنے کو سامرتھ نہیں ہوتا پر ہم نے اُن سے کہا کہ آپ بھی سرستی ہیں اور وہ بھی - سو دونوں ایک ہو جاؤ اور ست دھرم کے اوپر آپ درڑھ ہو جائے اُتر دیا کہ ست پر آروڑھ تو ہو جاویں مگر گنگا جی کا پرواہ بہ رہا ہے پورب کو - ایسا کوئی ہے نہیں کہ اوسکو پچھّم یا اُتر کو کردے جو یہ پرواہ چل گیا ہے سو اب رُک نہیں سکتا اور اگر آج ہم اُس کے اوپر کھیتی کریں تو سب منش ہم سے وِرودھ کرنے لگ جائیں - ہم نے کہا کہ آپ کو وِرودھ اور بہت سے

رسالہ ہتیوسافسٹ ماہ مارچ ۱۸۸۰ء میں لکھا ہے۔

"سوامی دیانند سرستی جی کے ویاکھیان کی نسبت مسٹر وال صاحب مجسٹریٹ بنارس نے جو ایک بیجا مبالغت کر دی تھی وہ آخرکار رفع ہو گئی اور سوامی جی نے ۲۱ - مارچ ۱۸۸۰ء (مطابق ۱۰ پھاگن یکشنبہ شدی سمت ۱۹۳۶) کی شام سے بنارس میں اپدیش کرنا شروع کر دیا حصول اجازت کے پہلے (جس کی سوامی جی کو کسی حالت میں اصلا ضرورت نہ ہونی چاہئے تھی) مسٹر وال صاحب اور سوامی جی میں ایک گھنٹہ تک گفتگو رہی اور حضور لفٹنٹ گورنر بہادر نے صاحب مجسٹریٹ کی کارروائی کی نسبت یہ عذر پیش کیا کہ ایام محرم میں سوامی جی کے حق میں ویاکھیان دینا بہتر نہ تھا اول ویاکھیان سوامی جی کا سرشٹی کے وشے میں ہوا"۔

پھر اخبار بھارت متر کلکتہ میں لکھا ہے بڑے آنند کی بات ہے کہ شری کاشی جی میں سوامی دیانند سرستی اکیس ۲۱ تاریخ سے ویدانت کے وشے میں پرتی دن ۷ بجے شام سے سات آٹھ بجے رات تک ویاکھیان ویا کرینگے یہ ویاکھیان لکھشمی کنڈ پر شری یُت مہاراج وجی نگرادھی پتی کے استھان میں اوکت سمے پر ہوا کریگا۔ دیکھئے ایشر کُشل سے نبھاوے۔ (یکم اپریل ۱۸۸۰ء مطابق چیت کرشن ۶ برہسپتی وار جلد ۳ سمت ۱۹۳۶ نمبر ۱۴)

پھر رسالہ ویش ہتیشی اجمیر میں لکھا ہے کہ ہولی سے پانچ دن پہلے یعنی ۲۱- مارچ ۱۸۸۰ء کو سوامی جی کی ویاکھیان آرمبھ ہوئے اور ہولی سے دو دن پہلے یعنی ۲۵ مارچ ۱۸۸۰ء کو سمرتھ وان بختاور سنگھ۔ مُراری لال برادر خورد بختاور سنگھ نے سوامی جی سے یگوپویت لیا سنسکار سے ایکدن پہلے سوامی جی نے ویاکھیان میں یگوپویت کے فوائد بتلائے تھے اور کہا تھا کہ آجکل کے پوپ لوگ یگوپویت سنسکار میں بہت پاکھنڈ کرتے ہیں سو برتنا ہے رکنتو ستروکت بدھی سے جیسا کہ سنسکار ودھی میں لکھا ہے ویسا ہی کرنا چاہئے۔ (جلد ۱ نمبر ۱۰ صفحہ ۱ بابت ماہ ماگھ سمت ۱۹۳۹ بکرمی)

آریہ سماچار میرٹھ میں لکھا ہے۔ آج لوگوں کو توہی اُمید تھی کہ اس مرتبہ کاشی میں دھرم کی اہم اور ضروری امورات حسب اطمینان عوام طے ہو جاوینگے مگر افسوس کہ آج وہ امید ناامیدی سے مبدل ہو گئی۔ اور تعصب کی بارہ میں شہر کاشی اور مقامات سے بھی سبقت لیگیا۔ بھلا پوپ تو اپنی پوپ لیلا قایم رکھنے کیواسطے ہٹ دھرمی سے باز نہیں آئے بڑے بڑے ودوان اور مہاتما سنیاسی کیوں دنیوی طمع میں پھنسے اور پوپ لوگوں اور جاہلوں سے خوف زدہ ہوئے لیکن اصل تو یوں ہے کہ اگر ایسا نکرتے تو اور کیا کرتے کیونکہ سچ میں کلام کیا اور واقعی امر کی تردید اور بحث کیسی مگر واے برحال متعصب کہ اونسے خاموش تو نہیں بیٹھنے دیا۔ یعنی شاستر ارتھ تو در کنار۔ پوپ لوگ تو وہ چال چلے تھے کہ بنارس میں سوامی جی کا ویاکھیان ہی نہ ہونے پاوے مگر چونکہ ست کی سدا جے ہے اور است کی ہمیشہ ہار۔ اسلئے اون کی چال کچھ پیش نہ گئی۔ بلکہ آخرکار اونہیں کی رہی سہی اور خاک اڑی دیکھو آج ۲۱ مارچ سنہ رواں سے سوامی جی کا ویاکھیان کاشی میں ہو رہا ہے اور آنند مل رہا ہے دھارمک پُرش پُرسنّاش ہیں مگر پوپوں کے کلیجے پاش پاش۔ خیر اب پرمیشر سرب شکتی مان سے پرارتھنا ہے کہ پاکھنڈ کا ناش ہو اور دھرم کی برودھی۔ ورکاش" (از آریہ سماچار میرٹھ صفحہ ۹ و ۱۰ جلد ۱ نمبر ۱۲ بابت ماہ چیت سمت ۱۹۳۶)

پنڈت رام پرکاش جی اُپدیشک آریہ سماج مرزا پور نے بیان کیا کہ اسدفعہ ہم بھی اونکے ویاکھیان سننے بنارس گئے تھے در وہاں ۳ اکچر سوامی جی کے سُننے ہم ماہ چیت بدی کو گئے تھے کل سوامی جی کے ۲۲ ویاکھیان ہوئے تھے سرشٹی اُتپتی سے لیکر پرلے تک مختلف مضامین پر ویاکھیان ہوئے تھے ہمارے جانے سے پہلے لوگوں نے شرارت کراکر ویاکھیان بند کروا دئے تھے مگر آخرکار اجازت ہو گئی تھی۔

کیواسطے قرار دیاگیا ہے اور جو شخص کہ لیاقت رکھتے ہیں اور بافہم ہیں اونکو ایک پرمیشر کی اُپاسنا کرنی اور اوس مذہب کے ماننے کی جو از روئے فلاسفی کے سچا معلوم ہوتا ہو کسی طرح کی ممانعت نہیں۔ مگر اونکا قول ہے کہ بت پرستی آجکل کے منکر یا دہریوں کے عقیدے سے بدرجہا بہتر ہے۔

اِس مورتی پوجن کی بحث سے میری اسکے سوا اور کچھ غرض نہیں ہے کہ اخبار پاینیر کے یوروپین ناظرین ایسے ایسے بیانات کے دیکھنے سے یہ خیال نفرماویں کہ مورتی پوجن اور شُد پرمیشر کی ظاہر اور مجسم قایم مقام کی پرستش نہیں ہے۔

اسکا جواب یا تردید بحوالہ آریہ کارسپانڈنٹ از پائنیر ۱۵ - جنوری ۱۸۸۰ء

میں اخبار پاینیر کے کارسپانڈنٹ اے بی نامی کی تحریر پر جس سے گو وہ دعوے کرتے ہیں تاہم سوامی جی کے بنارس کے پہلے مباحثہ کا حال صاف صاف اور بے رورعایت ہرگز ظاہر نہیں ہوتا۔ چند سطور ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

اِسموقعہ پر مباحثہ مذکور کی مفصل کیفیت لکھنا میری رائے میں بالکل مناسب نہیں کیونکہ اخبار پائینر کے اکثر ناظرین (یوروپین) کو اوسکی کیفیت بخوبی سمجھ میں نہ آسکے گی۔ رہے وہ صاحب جو اس مباحثہ کی مفصل کیفیت دیکھنا چاہتے ہوں اور اوسکے ازبس شائق ہوں۔ اونکو چاہیئے کہ ایک چھوٹی کتاب مسمی شاستر ارتھ جو برجو ی داس کمپنی سوداگران بنارس کے دُکان سے ملسکتی ہے خرید کر اوس مباحثہ کی اصل کیفیت ملاحظہ فرمائیں۔

اختصار کلام مباحثہ مذکور میں امر متنازعہ یہ تہا کہ آیا از روئے وید مقدس کے جنکو عام ہنود بھی کلام الٰہی مانتے ہیں مورتی پوجن کی ہدایت ہے یا نہیں۔ سوامی جی کا یہ دعوے تہا کہ وید مقدس سے مورتی پوجن کی اصلا ہدایت نہیں۔ مگر پنڈت لوگ نہ تو اوسوقت اور نہ جب سے آجتک وید مقدس میں ایک بھی ایسا فقرہ بتا سکے جو سوامی جی کی کلام کی تردید ہووے۔ اور اونکے قول کی تائید پنڈتوں کے اوسوقت کے جواب بالکل مذبذب تھے۔ اور وہ جلسہ مباحثہ کا ایک عام تماشاگاہ بن رہا تہا کچھ مجمع مناظرہ نہ تہا کیونکہ پنڈت لوگ امر متنازعہ پر توجہ تے ہی نہ تھے کبھی منطق۔ کبھی دیاکرن کبھی اور۔ اور مختلف باتوں پر جن سے امر متنازعہ کو کچھ ہی تعلق نہ تھا وقت کو ٹال رہے تھے۔ اب خیال کیجیے۔ کہ جب اوس مباحثہ میں یہ صورت رہی اور ایسی کارروائی ظہور میں آئی۔ تو کارسپانڈنٹ اے بی صاحب کسطرح کہہ سکتے ہیں کہ سوامی جی اول مباحثہ میں مغلوب ہو گئے تھے۔ قصہ مختصر اُمید ہے کہ ناظرین انصاف دوست اِس تحریر کے ملاحظہ سے خود ہی حق وناحق کی تمیز فرمالیں گے۔

چونکہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اخبار پائینر اسلئے نہیں ہے کہ اسمیں مورتی پوجن کے مباحثہ کے متعلق حالات طبع ہوا کریں اور اب بخلاف اوسکے میں خود ہی اِس مضمون کو چھپنے کیواسطے بھیجتا ہوں اسلئے یہ کہہ دیتا ہوں کہ اِس تحریر سے میری یہ غرض ہے کہ آپکے کارسپانڈنٹ اے بی صاحب جو اس زمانہ کے وید ودیا کے عالم کو غلط خبر سے بدنام کیا چاہتے ہیں اِس معاملہ میں امر حق کی داد دوں۔

اِسکے ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ سوامی جی کی اِس کلام کی کہ قدیم آریہ لوگوں کی ہدایات میں مورتی پوجن کی اجازت نہیں ہے یوروپین سنسکرت دان بھی تائید کرتے ہیں اور شاہد ہیں۔ ،، جب سوامی جی کا ویاکھیان مجسٹریٹ نے روک دیا تھا ہندو دہرم کے حامی اخبار نہایت خوش ہوئے اور بڑے زور سے مجسٹریٹ کے حکم پر خوشی منائی اور جب پائنیر نے مجسٹریٹ کے خلاف لکھا تو ہندو اخباروں نے پاینیر کے خلاف بھی بہت کچھ لکھا مفصل (کوی وچن سُدہا جلد ۱۱ نمبر ۲۳ و ۲۴ مورخہ ۱۹ - جنوری ۱۸۸۰ء) اور یہ بھی لکھا کہ نہیں تو شاید آپ گپت کرسچن ہونگے جو آجتک آپکو لوگ عیسی کا اوتار کہتے ہیں یہ بات سچ ہوگی (کوی وچن سُدہا ۱۹ جنوری ۱۸۸۰ء) ۔ جلد ۱۱ نمبر ۲۳ و ۲۴۔

کہ اس دفعہ سوامی جی اول ہی مرتبہ بنارس میں آئے ہیں - اور وہاں کے برہمن بخوف مباحثہ کے مجسٹریٹ کی حمایت میں پناہ لائے - لیکن یہ تو صورت ہی نہیں ہے کیونکہ قریب دس سال کے گذرے کہ سوامی جی بنارس میں تشریف لائے تھے اور وہاں کے پنڈتوں سے اس بارہ میں مباحثہ کا اشتہار دیا تھا کہ آیا مورتی پوجن کی از روئے کتب مقدس آریہ لوگوں (جو آجکل ہنود کے نام سے بدنام ہیں) اجازت ہے یا نہیں - چنانچہ پنڈت لوگ بھی مباحثہ کے لئے تیار ہوئے اور زیر حمایت اور سرپرستی جناب مہاراجہ صاحب بنارس کے (جو اوس جلسہ مباحثہ کے میر مجلس قرار دئے گئے تھے) ایک باغ میں درگا مندر کے قریب جمع ہوئے - یہ ایک معرکہ عظیم تھا اور سینکڑوں عالم پوجاری اور ہزاروں دنیادار لوگوں کا ہجوم مباحثہ کے سُننے کے لئے مجتمع ہوا تھا اس مباحثہ میں ایک طرف سوامی دیانند سرستی تھے اور دوسری جانب پنڈت بال شاستری سابق پروفیسر سنسکرت کالج بنارس - اور پنڈت تاراچرن ترک رتن (خاص پنڈت مہاراجہ بنارس نیز اسکے بعد چند اور پنڈت بھی شاستر اِرتھ میں آ شامل ہوئے تھے -

اِس جلسے کی روئیداد شام ویدمی شاخ کے عالم اڈیٹر صاحب نے تحریر کی تھی اور ایک ماہوار سنسکرت کے رسالہ موسوم بہ پرتن کمر نندنی میں چھاپی گئی تھی امر متنازعہ یہ تھا (جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں) کہ آیا مورتی پوجن کی آریہ لوگوں کی متبرک کتب سے ہدایت ہے یا نہیں - پنڈتوں کا بیان تھا کہ وید مقدس میں مورتی پوجن کی ایسی ایسی صاف صاف ممانعت نہیں ہے جیسے کہ یہودیوں کے دس احکام مذہبی میں سے ایک میں درج ہے اور پورانوں میں مورتی پوجن کی از حد تاکید ہے - سوامی جی پورانوں کے مستند ہونے سے انکار کرتے تھے - اور منجملہ اور بہت سے بیانات کے جو اوس وقت اُنہوں نے کہے یہ بھی کہتے تھے کہ لفظ پوران ہمیشہ بطور صفت کے مستعمل ہوا ہے اور ایسی کتابوں کے ناموں کے اول میں جو قدیم کہلاتی ہیں بطور صفت کے استعمال ہوتا ہے بخلاف اِس کے پنڈتوں کا دعویٰ تھا کہ لفظ پوران اسم ہے اور اُن چند کتابوں کا جنپر آریہ لوگوں کی (ہنود) جدید مذہب کی بنا ہے نام ہے - غرض بعد رد و بدل کے سوامی جی نے کہا کہ اگر یہی دعویٰ ہے تو لفظ پوران کا استعمال بطور اسم کے کہیں وید مقدس میں دکھاؤ - اِسی اثنا میں خوبی قسمت سے ایک پنڈت نے کسی متبرک کتاب کے چند ورق جسمیں لفظ پوران بطور اسم کے مستعمل تھا اُٹھا کر دکھلائے اوس وقت سوامی جی نہ اوس کے مستند ہونے سے انکار کر سکے اور نہ اپنی علمیت اور ذہانت سے لفظ پوران کے استعمال کو اوس محل پر بدلکر بیان کر سکے صرف تامل میں سرنگون رہگئے اور پنڈتوں نے فتح کی تالی بجادی - بلکہ چند فسادی لوگ تو شور و غل مچاکر بدیں خیال کہ وہ قومی پرستش کے مروجہ طریقے پر معترض ہیں - سوامی جی کے مارنے کو مستعد ہوئے - مگر بوجہ موجودگی مہاراجہ صاحب بنارس کے فساد کی آگ بُجھ گئی اور کچھ بھڑک نہ سکی بعد اسکے سوامی جی بنارس میں چند روز اور رہے لیکن اونکی وہ ناموری جاتی رہی اور پنڈتوں کی فتح کی خبر تمام آریہ لوگوں کے دلوں کو فرحت بخش اور تازگی دہ ہوئی -

الغرض بنارس کے برہمنوں سے جو سوامی جی کا اصل مباحثہ ہوا تھا اوس کی سچ سچ اور بے تعصب کیفیت اِسطرح پر تھی -

اب اِس بیان سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ جب کوئی شخص ایکمرتبہ اپنے دشمن سے شکست فاش کھاوے تو پھر وہ گو کتنا ہی مُسلح کیوں نہ ہو - اور پہلے سے زیادہ ترقوی - دوبارہ مقابلے کا مجاز نہیں - بدیں نظر مباحثہ ثانی کی ممانعت البتہ قابل اعتراض ہے - مگر یہ واضح رہے کہ گو اس مرتبہ سوامی جی ہی فتحیاب ہو جاویں تاہم یہ ممکن نہ ہوگا کہ مورتی پوجن کی آریاورت سے بیخ کنی ہو جاوے کیونکہ باوجود رواج بائیبل کے بُت پرستی اب تک کسی نہ کسی صورت سے یوروپ میں بھی رائج ہے اور نیز ادنی درجے کے مسلمانوں میں بھی جاری ہے - میں بھی مقر ہوں کہ مورتی پوجن ایک قسم کی پرستش ہے جو صرف نادانوں اور مبتدیوں پر فرض ہے اور جو لوگ کہ مورتی پوجن کے معتقد اور حامی ہیں اون کا بھی یہ بیان ہے کہ مورتی پوجن جو ایک ادنی اور زبون قسم کی پرستش کا طریقہ ہے صرف نادانوں اور مبتدیوں

بنارس میں کوئی مذہبی مباحثہ نہیں ہونا چاہئے۔ جسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ عرصہ دس یا بارہ برس کا گذرا کہ جب سوامی جی دیانند سرستی اس شہر میں آئے تھے اور اُن کی بحث سے بہت فساد برپا ہوا تھا۔ تعجب نہیں کہ اب بھی ویسا ہی ظہور میں آوے۔ میں نے سُنا ہے کہ مسٹر وال صاحب متعصب پنڈتوں کے بہکانے میں آگئے اور یہ حکم لکھدیا۔

اب باقی رہی یہ بات کہ ایک یوروپین مجسٹریٹ سے (جو عدل گستر اور آزادی پسند گورنمنٹ کے قایم مقام ہیں) اپنے اختیارات مجسٹریٹی کے استعمال میں کیسی غلطی ظہور میں آئی اس کی کچھ حاجت تشریح نہیں۔ وہ تو خود ظاہر ہے اور بیشک مسٹر وال صاحب ذرا غور سے خود بھی معلوم کرینگے کہ انہوں نے کارروائی مذکورہ بالا سے اس زمانہ کے ایک نہایت عالم اور لائق شخص کے دلکو دُکھایا" (پانیر الہ آباد ۳۰- دسمبر ۱۸۷۹ع)۔

کرنیل صاحب میڈم صاحبہ کے بنارس تشریف لانیکی بابت رسالہ بھارت سودشا پرورتک فرخ آباد میں لکھا ہے:-

"امریکہ کے کرنیل السکاٹ صاحب آدی دو تین معزز لوگ بمبئی سے چلکر ۱۵- دسمبر ۱۸۷۹ کو سوامی جی کے درشن ارتھ کاشی میں پہنچے اُنہوں نے وہاں کئی جگہ ودوانوں کی سبھا میں ویاکھیان دیکر اپنا یہ مکھ ابھپرائے پرکاشت کیا کہ پرتھوی بھر میں وید جیسا پراچین اور گیان پورن کوئی گرنتھ دوسرا نہیں ہے۔ اسی وید سے سب جگہ گیان پھیلا ہے۔ یہاں کے درشن شاستر سب جگہ کے شاستروں سے سرشٹ ہیں انہیں وید شاستر کے سیکھنے کے لئے ہم اپنا گھر دوار اور بال بچہ اور سمست سکھوں اور لابھوں کو تیاگ کر یہاں آئے ہیں پرنتو پرم شوک ہمکو اب یہاں کے دیش نواسیوں پر ہے کہ جنہوں نے آلسی ہو اپنی سب پراچین ودیا تیاگ دی ہے ہم نے آریہ ورت کو اپنا دیش سمجھ یہیں مرنا ٹھانا ہے اسلئے کہ آریوں کو نیند سے جگا دیں اور انہیں انکے پراچین مہتو اور رشی گنوں کے کاموں کی یاد دلاویں کہ جس سے ہر ایک پُرش وِدوان ہو سمست منشوں کو اپنا بھائی سمجھ کر بھلا چاہنے والا ہو اور کہا کہ ہماری سبھا میں سب دھرم والے شامل ہو سکتے ہیں پرنتو وے نہیں جو ایشر اور پرلوک کو نہیں مانتے۔

اس پر کاشی باسیوں نے انکو بہت دھنوا دویا اور کہا کہ ہم لوگوں کے پُراچین وید آدک گرنتھوں پر اِن دور دیش کے رہنے والے (جدا دھرم والے) ودوانوں کی اس پرکار نشٹھا ہونیکا مول کارن ودوان منڈلی بھوشن بھارت رتن سوامی دیانند سرستی جی مہاراج کو سمجھنا چاہئے گو کہ کئی وشیوں میں ہم لوگوں کی رائے اُن سے نہیں ملتی تو بھی ہم لوگ اُنکو اسنکھیہ دھنوا د دیتے ہیں (ماہ دسمبر ۱۸۷۹ع صفحہ ۱۹ و ۲۰ جلد ۱ نمبر ۶)۔"

اودھ اخبار مطبوعہ ۶- جنوری ۱۸۸۰ع میں وہی مضمون پانیر سے ترجمہ ہو کر لکھا گیا ہے اور اوسکے اخیر میں لکھا ہے:-

"اُمید ہے کہ لوکل گورنمنٹ مجسٹریٹ بنارس مسٹر وال صاحب سے کیفیت طلب کریگی کہ کیوں اُنہوں نے سوامی دیانند سرستی کو اسپیچ دینے سے ممانعت کی جو وہ دینا پر کہنا چاہتے تھے حقیقت میں یہ عجیب امر ہے اور کبھی پہلے ایسا نہیں ہوا۔ نہیں معلوم یہ اسپیچ جو وہ ایک خاص مذہب پر کہنے والے تھے کیوں روکا گیا۔ مسٹر وال صاحب یہ جواب نہیں دیسکتے کہ ہمارا ضلع ایسا ہے جہاں آرج لوگ (ہندو) اپنے مذہبی دلائل نہ کرنے پائیں جس سے کہ فتور کا احتمال ہے چونکہ یہ مجسٹریٹ تھے اسلئے یہ ممانعت کی تقریر محض بچپن کی ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو معلوم ہو کہ بنارس ایسی کارروائی سے بدنام ہو جو کہ انتظام اور فیاضی برٹش کے بالکل خلاف ہے۔

اِسکے بعد سوامی جی کے اوسوقت کا حال دو کارسپانڈنٹوں نے بھی طبع کرایا ہے وہ بھی نذر ناظرین کرتا ہوں۔

(پہلا کارسپانڈنٹ اے- بی ہندو ہیں) از پائنیر مطبوعہ ۸- جنوری ۱۸۸۰ع۔

اخبار پائنیر کے مضمون سے جس میں اوس کارروائی کا مذکور ہے جو آجکل سوامی دیانند سرستی کے ساتھ بنارس میں عمل میں آئی اوسکے ناظرین کو خیال ہوگا

ملک کی ترقی کے خواہاں ہیں لیکن آجکل کے ایک وقوعہ نے جو ذیل میں درج ہے میرے اِس خیال کو بالکل بدل دیا۔

دیکھئے پانچ برس سے ایک شخص جس کی علمیت اور فضیلت میں ذرا جائے کلام نہیں اس دیش میں ظاہر ہوا ہے وہ شہر بشہر پھرتا ہے اور ویدوں کے احکامات کا اُپدیش کرتا ہے جنمیں ایک پرمیشر کی اُپاسنا کی ہدایت ہے اور اور رونکی ممانعت اور صرف یہی نہیں بلکہ اوسنے ثابت کر دیا کہ رسم ستی اور بُت پرستی و دیگر رسوم قبیحہ جو پُرانوں میں درج ہیں اور خود غرض پوجاریوں کی ایجاد وید کے منشاء کے بالکل خلاف ہیں اوسنے رواجات بد کو اور سربا نارایج ہیں اور جنہوں نے ایک سب سے بہتر اور برتر مذہب کو ایسا کچھ خراب کر دیا ہے اسطرح عوام کے روبرو ثبوت کو پہنچایا اور قدیم آریہ ورت جا علم و فضل کا اسطرح بیان کیا اور یہاں کے باشندوں کو اپنے آباؤ اجداد کی خوبیوں کے حاصل کرنے کا وہ حوصلہ دلایا کہ آجکل کے نوجوانوں کے شامل ترقی ملک کا ایک جوش پیدا ہو گیا حق تو یہ ہے کہ وہ منطق میں لاجواب ہے اور فصاحت میں لاثانی۔ اس شخص کا یہ ارادہ ہرگز نہیں کہ گورنمنٹ خلاف کوئی تحریک کسی طرح کی اُٹھاوے بلکہ اپنے جلسوں میں اوسنے صاف صاف بیان کیا ہے کہ یہ صرف عملداری سلطنت انگلشیہ کی ہے کسی مذہبی بحث میں کبھی مداخلت نہ کی۔ بلکہ تمام و کمال آزادی دی اختصار کلام اِس عالم شخص کی کل کارروائیاں مُوبمُو راست ہیں اور اغلباً اپنے میر اور دیش والوں کے لئے غایت درجہ کی مفید۔ یہ شخص پنڈت دیانند سرستی سوامی ہے اور آریہ سماج کا بانی*

آریہ سماجوں کے اصول اور اونکی کارروائیاں البتہ قوی تر دلائل سے برہمہ سماج کے خلاف ہیں کیونکہ کیشب چندر سین جات بھید کی لفظ خارج کرتے ہیں اور ویدوں کو اون کتابوں کے ساتھ جنکو پرمیشر کرت فرض کر رکھا ہے مساوی درجہ پر قائم رکھتے ہیں بخلاف اسکے کا دئ گو بموجب ہدایت وید کے برن بیوستہا کا اپدیش کرتے ہیں تاہم وے تفریق قومی کے مروجہ دستور میں مخل نہیں ہوتے اور ویدوں کو سب سے زیادہ مستند کہا گیں الغرض کیشب چندر سین کی بہ نسبت سوامی جی کی کاروائی بہت کچھ معقول ہے اور اوس سے کسی طرح فساد کا احتمال نہیں اسلئے اگر سچ پوچھئے تو سوامی جی بمقابل کیشب چندر سین کے اعانت گورنمنٹ کے مستحق تھے۔

لفظ ۱۷ سوامی دیانند سرستی شہر بشہر پھرے اور ویاکہیان اور اپدیش دئے اُنہوں نے بمبئی سے لیکر پچاس مختلف شہروں میں سماج قائم کر دئے اسوقت آریہ ورت دیش میں اونکے پیرو قریب تین لاکھ کے بیان کئے گئے ہیں۔

وے اپنے دورے سے ہوتے ہوئے آخر کار بنارس میں داخل ہوئے اور اشتہار دیکر بُت پرستی وغیرہ معاملوں وہاں کے عام پنڈتوں سے مباحثے کے خواستگار اور دو مشہور پنڈتوں سے جو وید کے نہایت عُمدہ جاننے والے مشہور ہیں شاستر ارتھ کی خصوصاً تحریک کی اِس سے اونکی یہ مراد تھی کہ اگر بنارس میں جو مذہبی خیالات کی بنا ہے پنڈتوں کو شکست ہو جاویگی تو بیشک بُت پرستی جاتی رہیگی اور یہاں کے باشندوں پر نہایت عُمدہ اثر ہوگا مگر افسوس کہ پنڈتوں نے کچھ جواب ہی نہ دیا حالانکہ اگر سوامی دیانند سرستی غلطی پر تھے تو پنڈتوں کو اونکے جھوٹے بنانیکا نہایت عُمدہ موقعہ حاصل تھا بلکہ یہاں کی شکست تمام اونکی تمام کارروائیوں کو تہ و بالا کر دیتی۔ اور برہمنوں کے اعتقاد کو عوام کے دلوں میں دوبالا۔ خیر سوامی کو شل لوتھر کے اُسپر بھی صبر نہ آیا اور ۲۰ دسمبر ۱۸۷۹ء کو بنگالی سکول میں ویاکہیان دینے کا اشتہار دیا کرنیل الکاٹ صاحب نے بھی (جنکی رائے پنڈت دیانند سرستی سے اکثر معاملات میں ملتی ہے) اوسی دن اور اُسی مقام پر امریکہ کے برہمہ اُپاسک سبھا کیطرف سے لکچر دینے کا اشتہار دیا تھا اور ایک انبوہ کثیر دونوں شخصوں کے بیانات کے سُننے کے لئے جمع ہوا تھا مگر جب ہی کہ پنڈت دیانند سرستی سوامی اسکول کے چبوترے پر آئے اوسی وقت ایک چٹھی مسٹر وال صاحب مجسٹریٹ بنارس کی طرف سے پنڈت جی کو دیگئی جسمیں لکھا تھا کہ اسوقت

श्लोक की भाषा।

सर्व शक्तिमान् जगदीश्वर की सृष्टि में दो प्रकार के मनुष्य हैं। एक उत्तम दूसरे निकृष्ट
त्तम वे हैं जोकि विचार युक्त सुशील धर्म और उपकार करने में संतुष्ट दुष्ट कर्मों से दूर सत्य के प्रेमी
का के समान अविद्यादि दोषों और कष्टों से लोगों को पार उतारने वाले विद्वान् हैं। वे अपनी
न्ति परोपकार और गंभीरतादि को कभी नहीं छोड़ते और जो क्रूर कामी अविद्यादि मल-
 स्वार्थी दूषित मनुष्य हैं। वे श्रेष्ठ मनुष्यों को बड़े २ विघ्न सदा क्या नहीं करते हैं? यह
ड़ा आश्चर्य है कि आप्त लोग असभ्य लोगों पर कृपा करके सदा उनका उपकार ही किया कर
हैं। परन्तु वे अपने दोषों से उपकार को अनुपकार ही माना करते हैं। इस लिये हम प्रार्थना
रते हैं कि सर्व शक्तिमान् परमात्मा अपनी कृपा से उन मनुष्यों को सब बुरे कामों से हटा
र सत्यमार्ग में सदा प्रवृत्त करें॥ संवत् १९३६ मि० मार्ग शुक्ल १४ शनीवार॥ (اشتہار کا ترجمہ)

سب کانشی نواسی ودوان مہاشیوں کو پرگٹ ہووے کہ شری تارا چرن شرمانے ایک اشتہار چھپوایا جس کا مطلب یہ ہے کہ کانشی نواسی ودو
(علما) سوامی دیانند سرستی جی سے شاستر ارتھ کرنیکو اچھا کرتے ہیں یہ پتر وشواس کرنے یوگ تہے پرنتو ایسا لیکھ مہذب ودوانوں کا نہیں ہے
دیکھنے سے ہمکو بڑا اشچرج ہوتا ہے کہ جب جوتے گانٹھنے اور بنانے ہارا کانشی کا چار ودوانوں کی اُپماں کو دہارن کرتا ہے تو پنڈت لوگ کس
کو دہارن کرینگے بہلا بگلے اور ہنس کی برابری کہاں ممکن ہے یدی یہ بات کسی مُورکھ سے بھی پوچھی جاوے تو وہ بھی دریہتا پورک کہے گا کہ سنت
کا سدہانت بنا پنڈتوں کے سماگم کے کداپی نہیں ہو سکتا اب اِس کانشی میں سرب اوتم پنڈت دو ہیں ایک سوامی وشودہانند سرسوتی جی
بال شاستری جی۔ جو ان دونوں مہاشیوں سے کوئی ایک بھی شاستر ارتھ کرنا چاہے تو میں سروتہا اُتسہت ہوں سوائے اِن دونوں کے دوسروں کو
پتر دینا اور لکہنا سروتہا نرارتہک ہے۔ (شلوک کی بہاشہ)

سرب شکتی مان جگدیشر کی سرشٹی میں دو پرکار کے منش ہیں ایک اوتم دوسرے نکرشٹ۔ اوتم وے ہیں جو کہ وچار یکت سوشیل دہرم
کرنے میں سنتشٹ۔ دشٹ کرموں سے دور ستیہ کے پریمی کشتی کے سمان اوِدیا آدی دوشوں اور کشٹوں سے لوگوں کو پار اُتارنے والے ودوا
وے اپنی شانتی پراپکار اور گمبھیرتا آدی کو کبھی نہیں چھوڑتے اور جو کرور کامی اودیا آدی مل یکت سوارتھی۔ دُوشت منش ہیں وے سرشٹ
کو بڑے بڑے وگھن سدا کیا ہی کرتے ہیں۔ یہ بڑا اشچرج ہے کہ آپت لوگ اسبہیہ لوگوں پر کرپا کر کے سدا اُنکا اپکار ہی کیا کرتے ہیں پرنتو و
دوشوں سے اُپکار کو انُپکار ہی مانا کرتے ہیں اِسلئے ہم پرارتھنا کرتے ہیں کہ سرب شکتی مان پرماتما اپنی کرپا سے ان منشوں کو سب بُرے کا
ہٹا کر ست مارگ میں سدا پرورت کرے۔ مارگ شکل ۱۴ اشنی وار ۱۹۳۶ء +

ازاخبار پائنیر (بحوالہ یورپین) کارسپانڈنٹ میں لکھا ہے۔

آج یہ امر غور طلب ہے کہ آیا ہمکو مذہبی معاملات کی آزادی سرکار انگلیشیہ کی عہد سلطنت میں حاصل ہے یا نہیں مجھے یقین تہا کہ
گورنمنٹ اِن معاملات میں بالکل مداخلت نہیں کرتی ہے اور دربار دہلی کے اشتہار کے شرائط اور انتظام ملکی کے دیکھنے سے میرے اِس خیال کی اور
ہوتی تھی اور چونکہ میں نے یورپ میں تعلیم پائی ہے۔ اِسلئے یہ خیال تھا کہ اگر گورنمنٹ مداخلت بھی کرے گی تو وہ اُن لوگوں کی شریک

پھر اوسی ۲۷ - دسمبر ۱۸۷۹ء کے سٹار کے دوسرے کالم میں لکھا ہے کہ صاحب کلکٹر بنارس نے خود بخود سوامی جی کو بذریعہ انسپکٹر پولیس کے یہ اطلاع دیدی کہ تُم کو اپنے عقائد مذہبی کے ویاکھیان کرنے اور اُپدیش دینے کی اجازت ہے "

اگرچہ صاحب کلکٹر کا یہ روکنا ہی ناجائز تھا جیسا اُنکو خود ہی یہ ناجائز حکم منسوخ کرنا پڑا۔ مگر یہ جھگڑا تو ۲ دسمبر کے ویاکھیان کی بابت تھا۔ اور سوامی جی کے اشتہار پنڈتوں کو مباحثہ کیواسطے ہر روز نئے لگائے جاتے تھے۔

جتنے خلاف تہذیب اشتہار گالیوں سے پُر بنارس کے عام پنڈت صاحبان لگاتے رہے اُن کی تو کسی نے پرواہ نہ کی مگر اِن تین ہفتوں کے بعد ۲۵ - دسمبر ۱۸۷۹ء کے قریب ایک اشتہار بالکل خلاف تہذیب اسنہ شبدوں سے بھرا ہوا پنڈت تارا چرن شرما بھٹا چارج کی طرف سے نکلا (ہم نے اوسکی بہت تلاش کی مگر نہیں ملا) مورکھوں کی گالیوں کی پرواہ نکر کے جب پنڈتوں کو بھی دیکھا کہ گالیاں دینے کا آرنبھ کرنے لگے ہیں تب سوامی جی نے یہ دوسرا دگیاپن ۲۷ دسمبر ۱۸۷۹ء کو شائع کیا (نقل دگیاپن پتر)

॥ ओ३म् । नमः सर्वशक्तिमते जगदीश्वराय ॥

विज्ञापन पत्र मिदम् ॥

समस्ता न्धार्मिकान् प्रति दम्प्रत्याय्यते। यच्छ्रीतारा चरण प्रकाशितं वाराणसिस्थ विदुषां स्वामिभिः सहशास्त्रार्थ करणाभि प्राय सूचकं सभ्यविद्वल्लेख विरुद्धं पत्रमस्तितद्दृष्ट्वा ऽत्यन्तमाश्चर्यं मतिभातिनः। यद्यत्रत्यो दियालु रूपानहान्निर्माता ऽन्त्यजो ऽपिविद्वदुपमां विभर्त्ति तर्हि हित्याः पण्डिताः खलुकस्योपमां दधतिति नहियोग्ययोर्विदुषोः समा गमेन विना कदापि सत्यासत्य व्यवहाराणां सिद्धान्ता भवतुमर्हति। तस्माद्यावनि समागमे विशुद्धा नन्द सरस्वती स्वामिनो, बालशास्त्रिणो वा संवादङ्कर्तुं प्रवर्त्ते रन्नेता :विलयदैते ऽत्र प्रवर्त्स्यन्ति तदा स्वामिनो ऽप्युद्यताः सन्त्ये वेत्यलमति विस्तरेण ॥ विद्वांसः सुविचार शील सहिता धर्मोपकारे रता दुष्टं कर्म विहाय सत्य सरणा नौकेव पारायते ॥ क्रूराः कामसिताः क्रिमत्र समलाः स्वार्था अहोभावना विघ्नाः कस्य नरस्य नैव विततान् कुर्य्यूः सदा दूषिताः ॥ १ ॥ न्तुरा माङ्क चन्द्रे ऽब्दे मार्गशीर्ष सितेदले ॥ चतुर्दश्यां शनीवारे पत्रमेतदलेखिषम् ॥

सब काशीस्थ धार्मिक विद्वान् महाशयों पर प्रगटहो कि श्री ताराचरण शर्म्माने एक विज्ञापन पत्र छपवाया जिसका अभिप्राय यह है कि काशी निवासी विद्वज्जन स्वामी दयानन्द सरस्वती जी से शास्त्रार्थ करने की इच्छा करते हैं। यह पत्र विश्वास करने योग्य तो है परन्तु ऐसा लेख सभ्य-विद्वानों का नहीं होता इस के देखने से हमको बड़ा आश्चर्य होता है कि जब जूते गांठने और बनानेहारा काशी का चमार विद्वानों की उपमा को धारण करता है तो पण्डित लोक किसकी उपमाको धारण करेंगे। भला बक और हंसकी समता कहीं सम्भव है। यदि यह बात एक मूर्ख से भी पूंछी जावे तो वह भी दृढ़ता पूर्वक कहेगा कि सत्य सत्य का सिद्धांत बिना पण्डितों के समागम के कदापि नहीं हो सकता। अब इस काशी में सर्वोत्तम पण्डित दो हैं। एक स्वामी विशुद्धानंद सरस्वती दूसरे बाल शास्त्री जो इन दोनों महाशयों में से कोई एक भी यदि शास्त्रर्थ करना चाहेतो स्वामीजीभी सर्वथा उपस्थित हैं। सिवाय इन दोनों के दूसरों को विज्ञापन पत्र देना और लिखना सर्वथा निरर्थक है ॥

بنارسی لوگوں نے دیکھا کہ اب ہمارا بچنا مشکل ہے مباحثہ نکرنے کی ندامت سے ہی ابھی تک ہم سر نہیں اٹھا سکتے اور سوامی جی بار بار اشتہار لگوا کر ہمیں یاد دلاتے ہیں بلکہ ہماری خجالت کو اور بڑھاتے اور نیزوں پانی ہمارے سر چڑھاتے ہیں اسپر طرہ یہ ہے کہ اب وہ لکچر دینے لگے جس سے ہمارا رہا سہا خاکہ بھی اُڑا دینگے اور ہمیں اچھی طرح آدمی بنا دینگے ہر طرف سے متعصب پنڈتوں نے لاچار ہو کر بالاتفاق مسٹر وال صاحب کلکٹر بنارس کے ہاں عرضی دی کہ سوامی جی کے ویاکھیانوں سے یہاں بلوہ ہو جاویگا اور فساد عظیم برپا ہوگا وہ بند کئے جاویں۔

چنانچہ ۲۰ دسمبر ۱۸۷۹ء عین موقعہ پر جب کہ سوامی جی سکول مذکور کے دروازہ پر پہنچے تھے۔ صاحب مجسٹریٹ کی چٹھی سوامی جی کو دی گئی جس میں لکھا تھا کہ اسوقت بنارس میں کوئی مذہبی مباحثہ نہ ہونا چاہیئے۔

چنانچہ مفصل حال اسٹار اخبار بنارس مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۸۷۹ء میں اسطرح لکھا ہے۔

"کئی دن ہوئے جب کہ بذریعہ اشتہارات مطبوعہ کے مشتہر ہوا تھا کہ ویدودیا کے عالم کامل پنڈت دیانند سرستی بنگالی ٹولے کے پرسے پیر تھوہری سکول میں ویاکھیان دینگے مگر افسوس کہ وہاں جانے پر معلوم ہوا کہ پنڈت جی کے اپدیش کو صاحب کلکٹر بنارس نے بذریعہ تحریری حکم کے ملتوی کرا دیا مگر کرنیل السکاٹ صاحب سے جو امریکہ برہم اُپاسک سبھا کے میر مجلس ہیں اور پنڈت جی کے عقائد مذہبی سے بہت کچھ پابند ہیں اسطرح سے پیش آنا آسان نہ تھا کرنیل صاحب نے نہایت فصاحت کے ساتھ مجمع عام میں بزبان انگریزی لکچر دیا اور جو کچھ اونکو کہنا تھا صرف اُسی پر اکتفا نہ کی بلکہ پنڈت جی کی منشا کو ٹھیک ٹھیک دگو ایک مختلف زبان میں) کہہ سُنایا۔ اس لیکچر کے ختم ہونے پر ایک شخص نے مجمع میں سے نہایت ناشائستہ طور سے اُسکی تردید میں زبان کھولی۔ میں اس شخص کے بیانات پر کچھ اپنی رائے ظاہر نہیں کرنا چاہتا ہوں مگر اتنا کہے دیتا ہوں کہ فی الحقیقت اوسکو خلل دماغ تھا۔ اب خیال فرمائیے کہ اسطرح کی بیہودہ کارروائی کی کیا وجہ ہے اگر کلکٹر صاحب کی طرف سے سوامی جی کے ویاکھیان کی بدیں گمان ممانعت کیگئی تھی کہ اون سے چند اہل مذاہب کی اہانت ہوگی تو کیا ایک انگریز کے لیکچر سے جو پنڈت جی کے معتقد ہیں وہی وجہ عائد نہیں ہوسکتی۔ اِسبات کے جواب دینے میں کچھ بہت جُست وجو کی ضرورت نہیں دیکھو یہ صرف کمبخت رنگ کا فرق ہے جسنے پنڈت جی کو عوام میں اپنے خاص مُلک کے مذہب پر ویاکھیان دینے کے قابل نہ رکھا مگر کرنیل صاحب کو جو عقائد مذہبی میں بہت کچھ سوامی جی کے قدم بقدم ہیں ایسی زیادتی سے بچایا۔ پنڈت دیانند سرستی اس شہر میں اول ہی مرتبہ نہیں آئے بلکہ یہاں پر انکا نام تو پہلے ہی سے ہر ایک کی زبان زد ہو رہا ہے اُنھوں نے اصلاح مذہب کا قابل تحسین کام جسکا کوئی مشکور نہیں ہوتا اختیار کیا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آریہ ورت دیش میں بہت کم ایسے مقامات ہونگے جہاں پنڈت جی اِس غرض سے نہ گئے ہوں اونکو اس اثنا میں بہت سخت سخت مباحثے اور مقابلے پیش آئے ہیں بلکہ بعض موقعوں پر اونکو اپنے مُلک والوں کی طرف سے بڑی بڑی زیادتیاں جھگڑے اور فساد وغیرہ برداشت کرنے پڑے ہیں مگر بنارس کا سا معاملہ اور کسی جگہ پیش نہ آیا اس شہر میں جو آج لوگوں کے دھرم کا مرکز ہے ایسے مہاتماؤں کا آنا نہایت مبارک سمجھنا چاہئیے اور اونکو مشرقی برہم ودیا پر آزادانہ بحث کرنے کا اختیار ہونا چاہئیے میں قبول کرتا ہوں کہ پنڈت جی کبھی کبھی جوش میں آجاتے ہیں اور گاہے گاہے جواباً طعنہ آمیز بھی دیتے ہیں مگر یہ امر ہرگز قابل دست اندازی گورنمنٹ کے نہیں ہے۔ بیشک گورنمنٹ پر اسقدر فرض ہے کہ کسی مذہب کی توہین نہ ہونے پاوے مگر پادریوں اور عیسائیوں سے بڑھکر کوئی فرقہ ہوگا جنکے مذہبی باتیں اسی ہمارے دلوں میں زیادہ تر ریخ واقعہ ہوتا ہو اگر کلکٹر صاحب کو مذہبی اہانت کا ایسا ہی خیال ہے تو مناسب ہے کہ فوراً ایک حکم جاری کریں کہ کسی قسم کی وعظ بلا لحاظ رنگ و قوم کے ہونے پاوے وغیرہ وغیرہ (سٹار ۲۷ دسمبر ۱۸۷۹ء بنارس)

ٹھیکتا ہے۔ سوامی جی کو نا سنک آچارج۔ دہورت شرومن وشیشن دیئے ہیں بھلا کہو تو وید وید انگ ماننے والے کو کیول ہورتی پوجا کھنڈن پرناستک کہنا کیسا اینیاو اور مورکھتا ہے۔ سوامی جی نے کبھی کسی کو ٹھگا ہے نہ ٹھگنا چاہتے ہیں نہ اور ونکی طرح کو کرم کرتے نہ اوروں کو ویسی راہ بتلاتے نہ پاکھنڈی سادہوؤں کی طرح کہیتروں میں بیٹھ کر پیسہ کے لالچ میں کسی ارتھی کو جنتر منتر دیتے ہیں پھر یہ دہورت کس طرح کہے جا سکتے ہیں وہ لکھتا ہے کہ یہاں کے پنڈت اوشیہ پراست کرینگے" پرنتو میری طرف سے یاد رکھئے کہ ایسے لوگ کبھی سوامی جی کا سامنا کر کے پار نہ پا وینگے پرسدہ ہے گرجتے سو برستے نہیں اس سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ کاشی میں کوئی اس لائق پنڈت نہیں ہے ہم خوب جانتے ہیں کہ دو چار اچھے دو وان ہیں پرنتو وے بکتے نہیں اور نہ گالی دیتے ہیں بلکہ بہلت بر کہش کیطرح پرم نمرتا سے اِس وشے کی بارتا کرتے ہیں۔

کوئی وچن شدھ نہیں ۰۰ دسمبر ۱۸۷۹ء کو جو لکھا ہے کہ بابو پرمدا اس کے سنگھ سوامی جی ہچکیچ باتیں کرتے تھے" وہ سمپورن نرمول ہے اوکت بابو جی خود اپنے منشا کا پرتپادن یتہاوت نہیں کر سکتے۔ ہائے نہ معلوم ایسے است باتوں کو بیدھرک پرچار کرنے سے لوگوں کو کیا لابھ ہوتا ہے ابھی تک اوکت پتر کا کوئی کام ابھہ واپرشنسی اور نرمول کسی نے نہیں بتایا تھا پر اس سمے انہوں نے دیانند نندا روپی بوٹی ایسی گاڑھی اکنٹھ چھپائی ہے کہ جس سے اون کے ۴ فروری ۱۸۸۰ء کے لکھت پتر بھارت دُردشا ناٹک میں پوربا پرورودھ اُتپن ہو گیا کیونکہ اکت ناٹک بالکل سوامی جی کے اُپدیشوں کے انوکول اور پرستت (موجودہ) پتر نرا (بالکل) اوسکے پرتیکول (خلاف) لکھا گیا ہے وہی مثل ہوئی کہ ناک کٹی تو کٹی پر اپنے انشٹ کو تو بدشگنی ہوئی۔ پاٹھک (ناظرین) یکش پات بڑی بلا ہے اِس سے کیول یہی لوگ نشٹ نہیں ہوتا کنتو پر لوک بھی بگڑ جاتا ہے" (آریہ متر اخبار ہندی بنارس مطبوعہ دسمبر ۱۸۷۹ء نمبر ۱۳)

بحالت قیام بنارس سوامی جی کے درشن کرنیکی غرض سے کرنیل السکاٹ صاحب و میڈم بلیوٹسکی صاحبہ معہ دو تین دیگر صاحبان کے بمبئی سے چلکر ۱۵ دسمبر ۱۸۷۹ء (مگھر سدی دو شنبہ مطابق یکم محرم ۱۲۹۷ھ) کو کاشی میں پہنچے اور سوامی کے پاس والے بنگلہ میں اوسی باغ کے اندر سو شوبہت ہوئے ۱۶ دسمبر ۱۸۷۹ء راجا شیو پرشاد صاحب سی۔ ایس۔ آئی۔ جین مت انویائی کرنل صاحب کی ملاقات کو وہاں باغ میں آئے چونکہ وہ سوامی جی کے مہمان تھے بنابران راجہ صاحب نے اول سوامی جی سے ملکر کہا کہ میں کرنیل صاحب و میڈم صاحبہ سے ملنا چاہتا ہوں سوامی جی نے ایک آدمی بھیجکر اونہیں اطلاع کرائی اور جبتک صاحبان موصوف کے ساتھ راجہ صاحب چلے نہ گئے تب تک کچھ باتیں (غالباً ۴۔۵ منٹ) تک سوامی جی سے کرتے رہے پھر دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی۔

سوامی جی نے بنارس میں پہنچکر اول تو عام پنڈتوں اور مولویوں اور پادریوں اور جینیوں کو مباحثہ کیواسطے پھر چیلنج دیا اور شرائط مباحثہ چھپا کر مشتہر کیں۔ مگر جب کوئی اِس طرح مباحثہ کیواسطے سنمکھ نہ ہوا اور نہ ہی کسی نے شاسترارتھ کرنیکی خواہش ظاہر کی بلکہ پوشیدہ طور پر بعض و ہورت لوگ غلط فہمیاں پھیلانے لگ گئے تو سوامی جی نے پھر یہی مناسب سمجھا کہ بذریعہ عام دیاکھیان کے مذاہب باطلہ کی اصلیت لوگوں کے ذہن نشین کیجاوے۔ چنانچہ اشتہارات شائع کئے گئے کہ وید ودیا کے عالم کامل پنڈت دیانند سرسوتی بنگالی ٹولے کے پرے پسر تھوری سکول میں بتاریخ ۲۰ دسمبر ۱۸۷۹ء بروز شنبہ مطابق اگھن سُدی ۷ سمت ۱۹۳۶ کو ویاکھیان کرینگے آشا ہے کہ سب صاحبان آنکر لابھ اوٹھاویں۔ المشتہر بھیم سین شرما (اور اسی تاریخ کرنیل صاحب کے ویاکھیان کا بھی اوسی موقعہ پر اوراوسیوقت کا اشتہار تھا۔)

اور اُردو وہ بھاشاؤں کے لکھنے پڑھنے والا ہو۔ ان پُرشوں کی جیسی جیسی یوگیتا ہوگی اونکو تنخواہ بھی ویسی ہی دیجاویگی اور کام بھی ویساہی لیا جاویگا۔ جس کسی کو ایسا کرنا سویکار ہو وہ مذکورہ بالا پتہ پر سوامی دیانند جی سے ملکر انتظام کرلیوے۔

اسی کے نیچے یہ تیسرا وگیاپن۔

سندھیا کے چار بجے سے پہلے رات کے ۸ بجے تک سوامی جی کو سب سے ملنے اور بات چیت کرنیکی ہر روز فرصت رہتی ہے۔

المشتہر۔ پنڈت بھیم سین شرما۔ یکم دسمبر ۱۸۷۹ع

اس اشتہار کو چھپوا کر سوامی جی نے کاشی کے شاہی راستوں گذرگاہوں۔ کوچوں۔ مندروں۔ اور گھاٹوں پر چسپاں کرایا اور بہت سی کاپیاں اس کی ہندی۔ انگریزی اور اُردو سماچار پتروں کو بھی روانہ کیں۔

چنانچہ سٹار اخبار بنارس میں لکھا ہے کہ "پنڈت دیانند سرسوتی آجکل بنارس مہاراجہ وجی نگرم کے باغ میں اُترے ہیں اور ہندو دھرم کے وشے میں وادانوواد کرنیکی اونکی اچھیا ہے اس بہیر آئے سے ہندی اور سنسکرت میں وگیاپن وِتَرن کیا ہے"۔ ۶۔ دسمبر ۱۸۷۹ع

ہندی اخبار بھارت متر کلکتہ ۱۱۔ دسمبر ۱۸۷۹ع صفحہ ۴ جلد ۲ نمبر ۹ ۴ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور آریہ سماچار میرٹھ ماہ مگھر ۱۹۳۶ مطابق دسمبر ۱۸۷۹ع صفحہ ۴ ۱۵۔ جلد ۱ نمبر ۸ و آریہ درپن شاہجہان پور فروری ۱۸۸۰ع میں یہ اشتہار بجنسہ نقل کیے گئے ہیں۔

اور صرف یہی نہیں بلکہ اسکی بہت سی کاپیاں ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں بھجوائیں تاکہ ایسے مشکل سمے (سنکٹ) پر اگر کوئی اور ودوان پنڈت ہو تو آنکر کاشی والوں کی سہائی کرے۔

باوجود اس شور شوری کے پنڈتوں نے بہتیرا خون جگر کھایا اور ویدوں کو دیکھا بھالا مگر مورتی پوجا کی بدھی نہ نکلنے کے سبب بیچارے دم سادھ خاموش بیٹھے رہے کسی کو کچھ کرتبیہ نہ سوجھا اور سوجھتا تو کہاں سے جبکہ ویدوں میں اسکا مول ہی نہیں ہے۔

چنانچہ انہیں دنوں بنارس کے ایک مشہور اخبار آریہ متر نے وہاں کی عام پبلک کی پُر تشویش حالت اور پراگندہ تصویر ان الفاظ میں اُتاری ہے۔

"جب سے سوامی جی نے اگر وگیاپن دیا ہے تب سے سارے نگر میں بھونکمپ (زلزلہ) سا ہو رہا ہے کوئی تھان اونکی چرچا سے خالی نہیں دیکھ پڑتا۔ کتنے ہی لوگوں نے بھی سوامی جی کے اوپر برے اسبیہ وگیاپن بناکر جہاں تہاں لگادئے ہیں کوئی لکھتا ہے کہ میں نے اسے فلاں شہر میں ہرا دیا تھا لیکن اونکا کچھ نردوش پتر نہیں چھاپا کہ جس سے اوسکا لیکھ وشواش یوگیہ ہووے۔ کوئی کہتا ہے کہ میں اب اونکو ہرا کر پار تھو پوجا کراؤنگا ایک پنڈت نے لکھا ہے کہ پورانی و قرانی و کرانی آدمی کے ورودھ وادی سوامی کو ہم ہرا دینگے"۔

ان کے لکھنے کے ڈھنگ سے جان پڑتا ہے کہ پرسپر ورودھی اور سب دھرم سیتہ ہیں کیول وید ویدانگ کے ماننے والے دیانند کا ہی دھرم اسیتہ ہے۔

بعض سماچار پتروں نے بھی پکشپات پکڑا ہے اور جو جی میں آیا بنا وچارے لکھہ مارا ہے سندیہہ یہ بڑی کھید کی بات ہے یہاں کے کسی مہاپرش کا بھیجا ہوا پتر سار سدھانِدھی میں چھپا ہے "جس کے پرتی شبد سے پتر لیکھک کی اودیکتا ایرشا (بغض) اور پکشپات (تعصب)

ترجمہ اشتہار بزبان اُردو

پوشیدہ نہ رہے کہ میں وید مت کا پیرو ہوں اور اسکے مخالف جدید مذاہب والوں کی تردید کرتا ہوں جو اگیان وجہالت سے مورتی پوجن کرتے ہیں۔ جل اور استھل میں پاپ دور کرنے کی شکتی جانتے ہیں بیاس مُنی وغیرہ کے نام سے مشہور کئے ہوئے پُستکوں کو مستند جانتے ہیں ایشور کا اوتار یا اوسکے پسر ہونے سے اونکے معتقدین کے گناہوں کی معافی کی امید رکھتے ہیں خدا کا اپنے دوست پیغمبر کو زمین پر ہدایت کرنے کیواسطے بھیجنا تسلیم کرتے ہیں مُردوں کے زندہ کرنے۔ پہاڑوں کے اوٹھانے اور چاند کے دو ٹکڑے کرنیکی روائتیں گانتے ہیں۔ کارن کے بنا کارج کی اُتپتی کہتے ہیں۔ خود برہم بننا یعنی برہم کے بغیر کسی وستو کا وجود ہی نہ ماننا جیو اور برہم کو ایک ہی سمجھنا۔ کنٹھی تلک اور رودراکش آدی دھارن کرنا۔ اور شیو شاکت۔ وشنو اور گنپت کے متوں کا پیرو ہونا ان سب کا کھنڈن کرتا ہوں بنا بران اس وشے پر جس وید آدی شاستر کے جاننے میں مُشل۔ مہذب۔ معزز۔ عالم کو خلاف معلوم ہو اگر وہ اپنے مت کے ستھاپن اور دوسرے کے مت کو کھنڈن کرنیمیں سامرتھ ہو دو میرے ساتھ شاستر ارتھ کر کے مندرجہ بالا باتوں کو سدھ کرے جس میں مذکورہ بالا گن نہ ہوں وہ ہرگز نہیں کر سکتا۔ اِس شاستر ارتھ میں وید مت رہینگے وید آرتھ نشچے کے لئے جو برہما سے لیکے جیمنی مُنی تک کے بنائے اتھرے برھمن سے پورب میانسا تک ویدانوکول آرش گرنتھ ہیں وہ دونو طرف والوں کو مانتی ہونے کے کارن مانے جاویں گے اور جو اس سبھا میں سبھاسد ہوں وے بھی پکش پات رہت دھرم ارتھ۔ کام اور موکش کے سروپ تہا سادہنوں کو ٹھیک ٹھیک جاننے اور ستیہ کے ساتھ پریتی اور استیہ کے ساتھ دوبش رکھنے والے ہوں اسکے وپریت نہیں۔ دونوں پکش والے جو کچھ کہیں اوسکو جلد لکھنے والے پتن کاتب لکھتے جاویں وادی پرتی وادی اپنے لکھے کے انت میں بدستخط خود اپنا اپنا نام لکھدیں۔ پھر جو خاص معزز حاضرین جلسہ ہوں وے بھی دونوں کی تحریر پر دستخط کریں اُن پُستکوں میں سے ایک وادی دوسرا۔ پرتی وادی کو دیدیا جاوے اور تیسرا سبھا کی سمتی سے کسی بڑے افسر سرکاری کے دفتر میں رکھا جاوے جسمیں کوئی اُلٹا نکر سکے۔ جو اس پر کار ہونے پر بھی کانشی کے ودوان ست اور استیہ کا نرنے اور ونکو نکرا دینگے تو اونکے لئے اتینت (نہایت ہی) لجیا کی بات ہے کیونکہ وِدوانوں کا یہی سوبھاؤ ہوتا ہے جو ستیہ اور استیہ کو ٹھیک ٹھیک جان کے ستیہ کا گرہن اور استیہ کا پریتیاگ کر دوسروں کو گر کے آپ آنند میں رہنا اوروں کو آنند میں رکھنا۔

مارگ شیرش بدی ۳ سوم وار سمت ۱۹۲۶ (مطبوعہ وش شودیدہ آریہ پریس بنارس) آریہ سماچار میرٹھ دسمبر ۱۸۶۹ء و آریہ درپن فروری ۱۸۸۱ء میں یہ اشتہار شائع ہوچکا ہے۔

اِس کے نیچے دوسرا دیا گیا پن چھ ملازموں کیواسطے ہے نمبر ۱ وید ویدانگ آپ انگ میں ماہر شدہ لکھنے اور شبدارتھ کے وچار سے شُدہ اُشدھ کو جان کے شُدہ کرنے اور بھاشا کے ویاکرن ریتی سے سنسکرت کی بھاشا کو سُندر رچنا کرنیوالا ودوان ہو۔

نمبر ۲- ویاکرن میں ہوشیار لکھنے میں زود نویس اور سنسکرت کی ٹھیک ٹھیک بھاشا کرنے والا۔

نمبر ۳- شُدہ لیکھک اور زود نویس۔ نمبر ۴ بھمن رسوئی بنانے میں اتی چتر۔ نمبر ۵- ہوشیار نوکر کہار۔ کاچھی یکورمی واکسان نمبر ۶ سناگری انگلش

युक्ति १। सृष्टिक्रम २। प्रत्यक्षादि प्रमाण ३। आप्तों का आचार और सिद्धान्त ४। तथा अपने आत्मा की पवित्रता और उत्तम विज्ञान से विरुद्ध होने के कारण पाषाणादि मूर्ति पूजा, जल और स्थल विशेष में पाप निवारण करने की शक्ति। व्यास मुनि आदि के नाम पर छल से प्रसिद्ध किये नवीन, व्यर्थ पुराण नामक आदि ब्रह्मवैवर्तादि ग्रन्थ। परमेश्वर के अवतार। वह ईश्वर का पुत्र होके अपने विश्वासियों के पाप क्षमा करके मुक्ति देनेहारे का मानना। उपदेशके लिये अपने मित्र पैगम्बर को पृथिवी पर भेजना। पर्वतों का उठाना। मुरदों का जलाना। चन्द्रमा का खण्ड करना। कारण के विना कार्य्य की उत्पत्ति मानिना। ईश्वर को नहीं मानना स्वयम् ब्रह्म बनना अर्थात् ब्रह्म से व्यतिरिक्त वस्तु कुछ भी न मानना जीव ब्रह्म को एक ही समझना कण्ठी तिलक और रुद्राक्षादि धारण करना। और शैव, शाक्त, वैष्णव, गाणपतादि संप्रदाय आदि हैं, इन सब का खण्डन करते हैं। इस से इस विषय में जिस किसी वेदादि शास्त्रों के अर्थ जानने में कुशल, शिष्ट, आप्त विद्वान को विरुद्ध जानपड़े। अपने मत का स्थापन और दूसरे के मत का खण्डन करने में सामर्थ्य हो वह स्वामी जी के साथ शास्त्रार्थ करके पूर्वोक्त व्यवहारों का स्थापन करें। इस से विरुद्ध मनुष्य कभी नहीं करसकता। इस शास्त्रार्थ में वेद अध्यक्ष रहेंगे। वेदार्थ निश्चय के लिये जो ब्रह्मा से लेके जैमिनि मुनि पर्य्यन्त के बनाये ऐतरेय ब्राह्मण से लेके पूर्व्व मीमांसा पर्य्यन्त वेदानुकूल आर्षग्रन्थ हैं वे वादि और प्रतिवादी उभय पक्षवालों को माननीय होने के कारण माने जावेंगे और जो इस सभा में सभासद हों वे भी पक्षपात रहित, धर्म अर्थ काम और मोक्ष केस्वरूप तथा साधनों को ठीक २ जानने सत्य के साथ प्रीति और असत्य के साथ द्वेष रखने वाले हों इन से विपरीत नहीं। दोनों पक्ष वाले जो कुछ कहें उसको शीघ्र लिखने वाले तीन लेखक लिखते जावें। वादी और प्रतिवादी अपने २ लेख के अन्त में अपने २ लेखपर हस्ताक्षर के अपना २ नाम लिखें। तथा जो मुख्य सभासद हों वे भी दोनों के लेखपर हस्ताक्षर करें। उन तीन पुस्तकों में से एक वादी दूसरा प्रतिवादी को दे दिया जाय। और तीसरा सब सभा की सम्मतिसे किसी प्रतिष्ठित राज पुरुष की सभा में रक्खा जावे कि जिस से कोई अन्यथा न कर सके। जो इस प्रकार होने पर भी काशी के विद्वान् लोग सत्य और असत्य का निर्णय करके औरों को न करावेंगे तो उन के लिये अत्यन्त लज्जा की बात है क्यों कि विद्वानों का यही स्वभाव होता है जो सत्य और असत्य को ठीक २ जान के सत्य का ग्रहण और असत्य का परि त्याग कर दूसरों को कराके आप आनन्द में रहना। औरों को आनन्द में रखना॥

॥ दूसरा विज्ञापन् ॥

स्वामी जी को छः पुरुषों कीअपेक्षा है॥ एक॥ वेद वेदांग निघण्टु, निरुक्त व्याकरण मीमांसादि शास्त्रों में निपुण, शुद्ध लिखने पूर्वापर शब्द अर्थ और सम्बन्ध के विचार से शुद्धा शुद्ध को जानके शुद्ध करने और भाषा के व्याकरण की रीति से संस्कृत की भाषा की सुन्दर रचना करने वालाविद्वान्॥

दूसरा॥ व्याकरण में निपुण लिखने में शीघ्रकारी पूर्वोक्त रीति से संस्कृत की ठीक २ भाषा की रचना करने हारा॥

तीसरा॥ शुद्ध लेखक शीघ्र लिखने वाला॥

चौथा॥ ब्राह्मण रसोई बनाने में अतिचतुर॥

पांचवा॥ चतुर सेवक कहार काछी कुर्मी वा किसान॥

और छःठा नागरी इंगलिश और उर्दू भाषाओं का लिखने पढ़ने वाला हो। इन छः पुरुषों की जैसी २ योग्यता अपने २ काम में होगी उस को मासिक भी वैसाही दिया और उससे यथायोग्य काम लिया जायगा। जिस किसी को ऐसा करना अपेक्षित हो वह उक्त स्थान पर जाकर स्वामी जी से मिल के प्रबन्ध कर लेवे॥

ऋतुकालाङ्कचन्द्रेऽब्दे मार्गशीर्षेऽसितेदले॥ चन्द्रवारे तृतीयायां पत्रमेतदलेखिषम्॥ १॥ संवत् १९२६ मती मार्गशीर्षवदी ३ सोमवार को यह पत्र मैंने लिखा है॥

तृतीय विज्ञापन॥

संध्या के चार बजे से ले के रात्रि को दश बजे पर्य्यन्त स्वामी जी को सब से मिलने और बात चीत करने का अवकाश प्रति दिन रहता है॥

हस्ताक्षर

पण्डित भीमसेन शर्मा।

दशाश्वमेध आर्य्य यन्त्र में मुद्रित हुआ।

سب حال عرض کیا کہ مہاراج اب ہمارے ہاں بھنگ بُجھنے لگی اب کرپا کرکے اتنی انوگرہ کیجی اور جگہ کریں تو ہماری اجیوکا بنی رہے۔ سوامی جی نے یہہ سنکر کچھ اتر نہ دیا اور دل میں مسکرائے کہ تم ابھی سے گھبراتے اور چلاتے ہو مجھے تو جتبک مورتی پوجا کو جڑہ پیڑ سے نہ اکھاڑلوں تب تک شانتی نہیں آئیگی پھر بنارس کا شاسترارتھ چھپوایا اور مورتی پوجا کے پرزور کھنڈن سے پنڈتوں کے اچھی طرح سے دانت کھٹے کئے۔

ساد ہو جواہرداس جی نے بیان کیا کہ اس دفعہ چند گُنڈے بنارسی سوامی جی کو مارنے کا ارادہ رکھتے تھے اونکی یہ بات ہمیں معلوم ہوگئی ہم نے سوامی جی کو اطلاع دی فرمایا کہ گھبراؤ نہیں اور اپنے گھر کا ایک واقعہ سنایا کہ جب ہم بالک تھے کسی ہمسایہ زمیندار یا رشتہ دار نے ہمارے ایک کھیت پر قبضہ کرلیا پتاجی نے ہم سے ذکر کیا ہم تلوار لیکر گئے اور جب نکالکر اونکے پیچھے دوڑے تب اون سب کو بھگا دیا آپ گھبرائے نہیں ۱۰-۵ اکیلے اکیلا ہی کافی ہوں اور اسوقت سے ایک لٹھ بھی پاس رکھ لیا۔ فرخ آباد کے پاٹ شالا کے چندہ دیارتھی بھی سوامی جی کے درشن ارتھ چندر گرہن کے میلہ پر بنارس آئے تھے جنکو سوامی جی نے واپس کردیا

پنڈت کیشو جی شاستری (مرحوم سارست برہمن رئیس جام نگر جو سوامی جی کو سمت ۱۹۲۶ کے شاستر ارتھ پر ملے تھے بلکہ شاستر ارتھ کے وقت وہاں موجود تھے وہ کہتے تھے کہ اوسوقت...... ہم کے قریب آدمی جمع تھے سائینگ کال کا سمہ تھا مورتی وشے پر شانتی کا کوئی پتر کسی برہمن گرنتھ کا ایک برہمن لایا سوامی بولا لاؤ دیکھیں کون وید کا منتر ہے جب سوامی جی نے پتر ہاتھ میں اوٹھایا۔ تب سب لوگوں نے سوامی ہارے ہارے ایسا شور کردیا پرنتو سوامی جی جو پتر داچ کر کچھ بولنا چاہتے تھے اسکا وقت نہ دیا۔ وہ دیاکرن اور وید میں پوری واقفیت رکھتے تھے ہمکو سوامی جی کہتے تھے کہ تم بھی ست کا گرہن کرو پھر دولو ملکر اپدیش کریں ہم نے کہا کہ آپ تیاگی ہیں ہم گرہست میں اونکی طرح ہم سے نہیں ہوسکتا۔ ان کے شاگرد پنڈت شنکر لال شاستری نے اسبات کی تائید کی۔

سوم بار آغاز جیٹھ بدی سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۶ مئی ۱۸۶۹ء دوشنبہ مرزاپور سے لب گنگ سیر کرتے ہوئے تشریف لائے اور لالہ مادہو داس آنریری مجسٹریٹ بنارس کے باغ میں متصل درگا کنڈ نواس کیا۔ اس دفعہ نوین ویدانت مت کھنڈن پر ایک چھوٹا سا ٹریکٹ **ادویت مت کھنڈن** تصنیف کرکے بنارس لائیٹ پریس میں طبع کرایا جسکی نقل اوسوقت کے ماسک پتر کا کوئی وچن سُدہا میں بھی طبع ہوگئی (جلد ۱ نمبر ۱۴ و ۱۵ بابت ماہ جیٹھ ۱۵ واساڑہ سُدی ۵ سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۳ جون و ۱۲ جولائی ۱۸۶۹ء صفحہ ۸۷ سے ۹۰ و ۹۲ سے ۹۶) اور بابو ہریش چندر ویش کی کتاب دوشن مالکا جو اسی سال طبع ہوئی تھی اور جس میں مصنف نے سنسکرت ودیا سے کم لیاقتی کے سبب تعصب اندرونی سے بھرے ہوئے چند بے بنیاد اعتراض کئے تھے وہ سوامی جی کے ست اپدیش سے اس لائق ہوگئی کہ ردیوں میں ڈالی جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا اس دفعہ سوامی جی ڈہائی ماہ بنارس میں رہے۔

چہارم بار۔ پھاگن بدی ۲ سمت ۱۹۲۹ مطابق یکم مارچ ۱۸۷۳ء شنبہ کو بنارس میں سوشوبہت ہوئے اور ۱۶ اپریل ۱۸۷۳ء سہ شنبہ مطابق چیت سُدی اشٹمی سمت ۱۹۳۰ تک بنارس میں قیام فرماکر مورتی پوجن کا شب و روز کھنڈن کرتے رہے اسدفعہ لالہ مدہوسودن داس برادر خورد لالہ مادہو داس جی کے باغ میں نواس کیا تھا ابھی تک کپڑے نہیں پہنتے تھے اور صرف سنسکرت بولتے تھے ۱۷ اپریل ۱۸۷۳ء کو برا ستہ ڈمراؤں کلکتہ کی طرف چلے گئے

پنجم بار سوامی جی بنارس میں اپنی پاٹشالا دیکھنے آئے جو کہ چھ ماہ قبل ازین سادہو جواہرداس جی نے حسب الارشاد سوامی جی کے جاری کی تھی سوامی جی اخیر جون ۱۸۷۴ء مطابق اساڑھ سمت ۱۹۳۱ کے اخیر جبکہ آموں کا موسم تھا یہاں تشریف لائے اور اکثر گوسائیں رام پرشاد جی اوداسی کے باغ میں ڈیرا کیا۔ دو ماہ بنارس میں رہے اُسوقت کپڑا پہنتے تھے اس دفعہ بہاشا بولنی آرمبھ کی .... جی نے منع کیا کہ آپ ایسا نکریں مگر اُنہوں نے

بنارس کے شاستر ارتھوں (مباحثوں) کی مفصّل کیفیت

یعنی

شری سوامی دیانند جی مہاراج کی وہاں ۷ بار تشریف لانیکے حالات

پورانوں میں بنارس کا بڑا مہاتم لکھا ہے اور شیومت کے ماننے والے خصوصًا اور عمومًا سارے پورانک ہندو بہائی کانشی کی مہما برنن کرتے ہوئے بس نہیں کرتے کئی پورانوں میں کانشی کھنڈ کے نام سے خاص مضمون ہے اور صرف یہانتک ہی نہیں بلکہ کانشی مرنات مکتی یہ شُرتی بھی پورانکوں نے بنائی ہوئی ہے اور اِس اعتقاد پر لاکھوں ہندو وہاں موکھش پانے کی امید پر جیتے ہیں۔ گنگا خود ہی موکھش کیواسطے کافی تھی بنارس دوبالا زیادہ ہوگیا پھر موکھش کا خیال کیوں نہو۔ شاہجہان کے زمانہ سے بنارس کا مہاتم ذرا کم ہوگیا اور اسکے کروت پر زنگار جم گیا ورنہ بکرماجیت کے زمانہ سے شاہجہان کے زمانہ تک جو پورانوں کی پیدائش و جوانی کا اصلی زمانہ ہے کانشی کروت پر لاکھوں انسان موکھش کے تمنا پر پران دیکر قربان ہوگئے۔

شاہجہان بادشاہ کی ایک پُشت بعد پھر کروت انسانی لہو چاٹنے لگ گیا تھا مگر گورنمنٹ انگریزی نے تو اس بیجان بیزبان کے گلے پر درحقیقت چھری رکھدی ۱۷۹۵ء سے تو اوس کی کس مپرسی کی حالت ہے۔ مگر بنارس کی عزت تینوں فرقوں کے ہندوں کے دلمیں برابر ہے گو اوسکی وجہ مختلف ہو پس ہندوستان کا مُصلح اور ست دھرم پرچارک خواہ کوئی ہو جبتک بنارس کو اپنی ودیا کے شت اگھنی سے فتح نکرلے تبتک فتحیاب کہلانے کے یوگ نہیں ہوسکتا۔ اس منشا ہے۔

اوّل بار سوامی جی اسوج سمت ۱۹۱۳ کے شروع مطابق ۵ استمبر ۱۸۵۶ء دوشنبہ کو بنارس میں تشریف لائے اور گنگا اور برنا دو ندیوں کے سنگم پر جو گُفا ہے اوسمیں قیام فرمایا اوسوقت یہ گُفا ہونند سرسوتی کے قبضہ میں تھی مشہور پنڈت کاکارام و پنڈت راجارام شاستریوں اور کئی دیگر ودوانوں سے ملاقات کی اور دہرم سمبندھی بارتالاب ہوئی۔ بارہ روز رہکر جب دیکھا کہ یہاں ہمارا گوہر مقصود ملنا دشوار ہے ۲۷ ستمبر ۱۸۵۶ء مطابق اسوج بدی ۱۴ کو وہاں سے آگے چانڈال گڈہ المشہور چنار گڈہ کی طرف چلے گئے۔

دوم بار یہاں تیرہ برس کے بعد اوسی تاریخ یعنی اسوج بدی سمت ۱۹۲۶ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۸۶۹ء سہ شنبہ کو تشریف لائے اور صدہا پنڈتوں اور کئی ہزار نگر نواسیوں کے سامنے مہاراجہ کانشی نریش کے سنگھ ۱۶ نومبر ۱۸۶۹ء کو وہ مشہور شاستر ارتھ کیا جس سے اونکی تمام انڈیا میں دُھوم پڑگئی تقریبًا ۴ ماہ یہاں رہے اور ماگھ کی سنکرانت مکر کنبھ پر مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۷۰ء چارشنبہ کو الہ آباد تشریف لیگئے اس دفعہ درگاکنڈ کے آنند باغ مہاراجہ امیٹھی میں مقیم رہے جو سڑک کہ دُرگا کے مندر کو جاتی ہے اوسکے عین راستہ میں سوامی جی نے ۴ ماہ مورتی پوجا کا کھنڈن کیا۔ یہ بات بنارس میں اب تک مشہور ہے کہ جب سوامی جی نے راستہ میں ڈیرہ جمایا تو جو لوگ دُرگا کے درشن کے واسطے جاتے راستہ میں ہی سوامی جی کے پاس رُک جاتے تھے اور جب اُنکا اُپدیش سُنتے تو آگے جانے کی سردھا ہی نہ رہتی مورتی پوجا سے متنفر ہو واپس آنند پوربک اپنے گھر کو چلے جاتے ایسا ہوتے ہوتے مندر کی آمدنی میں بہت دھکا لگا۔ اور پوجاریوں کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ ایکدن وہ صلاح کرکے سوامی جی کے پاس آئے سوامی جی نے پوچھا کہ تُم لوگ کیسے آئے۔

ہوئے کہ اوس سے جواب نہیں بن آیا اور وہ ہار گیا چلدیئے۔

اِس میں کچھ شک نہیں کہ دیانند کو کچھ زیادہ مہلت ملنی چاہئے تھی مگر یہ ظاہر ہے کہ جواب دینے میں کچھ دقت معلوم ہوئی اور دیانند نے بعد میں اپنے رسالہ میں یہ جواب شائع کیا کہ لفظ پوران کے ساتھ ودیا کا لفظ ملایا چاہئے جسکے معنے پورانی ودیا یعنی وید کے ہیں یہ جواب بہت اطمینان بخش نہیں ہے۔ اسمیں کچھ زیادہ شک نہیں ہو سکتا۔ کہ اِس جگہ لفظ پوران سے اپوران مراد ہے مگر چونکہ وہ ورق سام وید کے ایک برہمن میں سے ہیں اور اسمیں بہت سی باتیں پیچھے سے شامل کی گئی ہیں اسلئے اوس نظیر کو ہندوؤں کی نظر میں اور میں خیال کرتا ہوں کہ دیانند کی نظر میں بھی کچھ وقعت نہیں ہو گی کیونکہ ایک دفعہ مجھ سے دیانند نے اسبات کا اقبال کیا کہ برہمنوں میں سے بہت سے حصے پیچھے کے شامل کئے ہوئے ہیں اور جو فقرہ برہمنوں میں بت پرستی کے جواز میں کہیں پایا جائے وہ جعل سمجھنا چاہئے۔

یہ ریفارمر عیسائی مذہب سے ناواقف نہیں ہے اوسنے انجیلوں کو پڑھا ہے گو میرے خیال میں بہت احتیاط سے نہیں میری دیانند سے اسبارہ میں گفتگو ہوئی بالفعل اوسکا خیال زیادہ تر اپنی ہی تجاویز کی اصلاح میں لگا ہوا ہے اور دوسرے مذہب کی تحقیق کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکتا ہے " (کرسچین انٹیلیجنسر بابت ماہ مارچ ۱۸۷۰ع جلد پورانا سلسلہ نمبر ۴ نیا سلسلہ نمبر ۲ صفحہ ۷۹ سے ۸۰ تک کلکتہ ٹامس اسمتھ سیٹی پریس۔)

ایک اور قابل دید رائے

کانشی کی ۲۶ کارنٹ والے مشہور شاستر ارتھ کے بعد کانشی کے فاضل پنڈتوں کی صلاح سے باجپئی رگھبر دیال نے

ایک کتاب ست دھرم رنِرنے ۱۲ صفحہ کی بہادوں شدی ۴ منگل وار سمت ۱۹۲۷ مطابق ۳۰۔ اگست ۱۸۷۰ع دواکر پریس میں طبع کرائی اوسکی دفعہ ۳ میں صاف لکھا ہے "اِس کال میں گرہست برہمنوں میں ودیا ادھین کا نیوگن اوکاش (عدیم الفرصتی) ہے ان لوگوں میں جو کوئی ودیا ادھین کرتے ہیں بہودھا (اکثر) ایک ہی شاستر پڑھتے ہیں تتھا کیول (صرف نحو) بیاکرن وانیائے واجیوتش واپوران۔ دھرم شاستر ایتادی اور وید اتنا ہی جانتے ہیں کہ سدھیا بندہن آدی میں اپیوگی ماتر۔ اور کوئی پن شالی پرش ہیں کہ وید اور شاستر سب جانتے ہیں۔ پرنتو سینا سیوں میں ایسے ودوان ہیں کہ ویدوں کے انشیہ بھاگ اچھی پرکار سے جانتے ہیں۔ کرم کانڈ بھاگ نہیں اولوکن کرتے۔ کاہے سے کہ اُس سے انکو کچھ پریوجن نہیں اور دیانند سوامی پرتی وادی کے وچن بہ تیگھر کہدیتے ہیں یہ وید میں نہیں ہے اتھوا اور وید کے اِس سے یہ اپرمان ہے۔ اِس سے یہ جانا جاتا ہے کہ دیانند سوامی کو وید۔ منو سمرتی آدی دھرم شاستر بہت اُپستھت ہیں " صفحہ ۲ و ۳

ناظرین خود ہی دیکھ لیں کہ مخالف کس طرح اونکی مہا انوبھاؤ ودیا کی مجبوراً شہادت دے رہے ہیں ؟ ؟ فقط

یا کھتری یا برہمن بنا سکتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جو تنزل کا مستحق سمجھا جاتا ہے اوسے راج شودر بنا سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ کوئی برہمن جو اپنے کام سے نالائق ہو جاوے وہ فوراً شودر اور جو شودر لائق ہو جاوے وہ فوراً برہمن بنجاتا ہے مگر وہ اپنے آپ اسطرح کی تبدیلی کرنے کا مجاز نہیں۔ راج ہی صرف ایسا کر سکتا ہے اس اخیر کی شرط سے اِس ریفارمر کی یہ تھیوری ناقابل عمل ہو جاتی ہے۔ راج آجکل اس قسم کے ادہکاروں کے انتظام کی بابت کچھ سروکار نہیں رکھتا یعنی جو بدچلن برہمن ہو اوسے شودر اور جو نیک بدھی مان شودر ہو اوسکو برہمن بنادے یہ بات خود برادری کے متعلق ہونی چاہیئے۔

عام مباحثہ ۱۷ نومبر ۱۸۶۹ء کو ریفارمر کے جلائے قیام پر ہوا۔ راجہ بنارس کے پہنچتے ہی مباحثہ اس طرح شروع ہوا کہ دیانند نے ریاست کے پنڈت تارا چرن سے جو پنڈتوں کی طرف سے جوابدہی کے لئے مقرر ہوا تھا پوچھا کہ آیا وہ ویدوں کو مستند مانتا ہے یا نہیں۔ جب اُنہوں نے اقرار کیا کہ میں ویدوں کو مستند مانتا ہوں۔ تب دیانند نے تارا چرن سے کہا کہ ویدوں سے وہ منتر نکالکر بتلاؤ کہ جن میں پاشان آدی پوجا منت یعنی مورتی پوجا کے بدھی پائی جائے۔ بجائے ویدوں کے پرمان دینے کے تارا چرن نے کچھ کال پورانوں کے پرمان دینے میں تبیت کیا آخر کار دیانند کے موبنہ سے یہ بات نکلی کہ میں منوسمرتی اور شاریرک سوتر وغیرہ کو مستند صرف اِسوجہ سے مانتا ہوں کہ انکی ویدوں پر بنیاد ہے۔ تو وشودہانند بڑا ویدانتی بیچ میں آکودا اور شاریرک سوتر میں سے ایک سوتر پیش کرکے دیانند سے کہا کہ تبلاؤ یہ ویدوں پر کس طرح مبنی ہے یعنی اسکا مول ویدوں میں کہاں ہے۔ دیانند نے تھوڑا سا تامل کرکے جواب دیا کہ میں ویدوں کو دیکھ کر اسکا جواب دیسکتا ہوں کیونکہ سارے وید مجکو برزبان یاد نہیں ہیں تب وشودہانند نے بڑے طمطراق سے کہا کہ اگر تمکو سارے وید زبانی یاد نہیں تھے تو شہر بنارس میں اگر اپنے آپکو ٹیچر ہونے کا دعوے کیوں کیا۔ دیانند نے جوابدیا کہ کسی پنڈت کو بھی کُل وید یاد نہیں ہیں۔ اِس پر وشودہانند اور کئی اوروں نے فخریہ کہا کہ ہمکو کُل وید برزبان ہیں۔ اسپر بہت سوالات ہوئے جسکا امر زیر بحث سے کچھ تعلق نہ تھا مگر دیانند نے یہ سوالات اِس غرض سے کئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اوسکے مخالف کا دعوے جھوٹا تھا۔ وہ لوگ دیانند کے کسی سوال کا جواب نہ دے سکے۔

آخر کار بعض پنڈتوں نے پھر اصلی مضمون کے سلسلہ کو اُٹھایا اور دیانند سے پوچھا کہ جو لفظ پرتما اور پورتی کے وید میں آتے ہیں کیا اِس سے مورتی پوجا سدہ نہیں ہوتی۔ اونے جوابدیا کہ اگر اونکا صحیح ارتھ کیا جاوے تو اوس سے مورتی ثابت نہیں ہوتی چونکہ دیانند کے مخالفین میں سے کسی نے اوسکے ارتھوں پر اعتراض نہ کیا اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو وہ لوگ سمجھ گئے تھے کہ دیانند کے ارتھ صحیح ہیں یا ویدوں سے اِسقدر کم واقف تھے کہ اُس کے پیش کردہ ارتھ کی تردید کرنے کا حوصلہ نہ پاسکے۔ تب ایک مادہوا آچاریہ نامی پنڈت نے جو کہ مشہور پنڈت نہ تھا ایک قلمی وید پتک کے دو ورق پیش کئے اور ان میں سے ایک فقرہ پڑھکر سُنایا جس میں پوران کا لفظ آتا تھا یعنی یہ فقرہ پڑھکر سُنایا برہمانی اِتہا سانی پوانالی اور پوچھا کہ اسجگہ لفظ پوران سے کیا مطلب ہے، دیانند نے جوابدیا کہ اِسجگہ صرف کلمہ صفتیہ ہے جسکے معنے قدیم کے ہیں، یہ کوئی خاص نام نہیں ہے۔ وشودہانند نے اِن معنوں کی نسبت اعتراض کیا اور اونکو ویاکرن سے سدہ کرانا چاہا مگر آخر کار کُل پنڈت دیانند کے معانی کو تسلیم کرتے ہوئے معلوم ہوتے۔

پھر مادھوا آچارج نے دو اور ورق ایک قلمی ویدک پستک کے پیش کئے اور یہ فقرہ پڑھکر سُنایا۔

यज्ञसमाप्तौ दशमेऽहनि किञ्चित पुराण पाठ माचक्षीत्

ترجمہ کہ یگیہ کے خاتمہ پر دسویں دن پوران سُننے چاہیئے اور پوچھا کہ یہاں پوران کے معنے کس طرح کلمہ صفتیہ ہوتے ہیں دیانند نے قلمی ورق کو ہاتھ میں لیلیا اور جواب دینے کیلئے وچارنے لگے اوسکے مخالفین نے قریب دو منٹ انتظار کی اور چونکہ اِس عرصہ میں کچھ جواب نہ ملا وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور نفرت وحقارت کے ساتھ یہ پکارتے

اُس کے اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ یا تو یہ بات قبول کریں کہ ویدوں میں اسکا کچھ ثبوت نہیں اور یہ بات اونکے لئے بمنزلہ خودکشی ہے یا یہ دعوے کرتے کہ پہلے کوئی اور وید موجود تھے خواہ اُسکی کچھ بنیاد ہو یا نہو باوصفیکہ یہ دعوے اونکا اور بھی خطرناک تھا اِس میں کچھ تامل نہیں ہو سکتا کہ اِن دو میں سے وہ کس بات کو پسند کرتے - دیانند کو ویدوں کے گم ہونے سے قطعی انکار رہے یہ بات خواہ کچھ ہی ہو - مگر ایک بے تعصب محقق اس بات کو صاف سمجھے گا کہ اگر کوئی پہلے وید اور تھے تو اِنکا عام منشا وہی ہوتا جو موجودہ ویدوں کا ہے اور اُن سے کسی طرح موجودہ ہندو مت کو مدد نہیں ملتی -

۲ - بُت پرستی اور پوران - بُت پرستی کو یہ قطعی رد کرتا ہے نہ صرف اس خیال سے کہ وہ ایک بے ضرر غلطی ہے بلکہ قطعی گناہ ہے وہ دیوتا پرستی یعنے زیادہ خداؤں کے ماننے کے خلاف ہے صرف خدا اور اوسکی وہی صفات وہ مانتا ہے جو عموماً موحد لوگ مانتے ہیں وہ پہلے ویدوں کا خالق ہے اور پھر دنیا کا - پس وید بمقابلہ دنیا کے ازلی ہیں مگر خدا کے مقابلہ میں غیر ازلی ہیں خدا کے نام مختلف ہیں - ویدوں میں اسکا وشنو آتما - اگنی وغیرہ بلحاظ خاص خاص صفات خداوندی کے نام ہیں اگرچہ خدا دنیا سے علیحدہ ہے کیونکہ دیانند ویدانت یعنی ہندوؤں کے مسلہ ہمہ اوست کو نہیں مانتا تاہم خدا دنیا میں بطور ایک اصول زندگی کے موجود اور وہا پک ہے مثلاً خدا اگنی مانا جاتا ہے جسکے معنے زندگی کے ہیں اور اسلئے اوسکی پرستش بذریعہ اگنی یعنی آگ کے کیجاتی ہے - مگر اوسکے منشا کے سمجھنے میں ہمکو غلطی نہ کھانی چاہئے جبکہ وہ کہتا ہے کہ خدا دنیا میں اگنی ہے وہ اگنی سے مراد آگ کی نہیں لیتا بلکہ اوس چیز کی جس سے روح اور زندگی کا مطلب ظاہر ہو پھر اوسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ معمولی اگنی یعنی آتش خدا کا سروپ یا وکیل ہے بلکہ یہ پرماتما کی ذات کا ایک مظہر اعلیٰ ہے چونکہ یہ پرماتما کا ایک مظہر اعلےٰ ہے اُس کے ذریعے سے بھی اچھی طرح اوسکی پرستش ہو سکتی ہے - اگنی کی پرستش نکرنی چاہئے بلکہ اوسکو اسکی پرستش کے ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کرنا چاہئے خدا کی پرستش خاصکر اِن تین طریقوں سے ہو سکتی ہے -

سب سے اوّل ویدوں کا پڑھنا بغرض حصول گیان پرماتما کے - پھر اخلاقی قوانین کی تعمیل بطور خدا کی مرضی کے - خدا کی پرستش بذریعہ آگ یعنی اگنی ہوتر کے - یہ تین طریقہ حصول نجات کے ہیں - انسان کی نجات کے لئے کبھی کوئی اوتار نہیں ہوا اور نہ کوئی اوتار ہونا ممکن ہے - یہ خدا کی صفت کے خلاف ہے پس دیانند ہندوؤں کے اوتاروں کا ایسا ہی رد کرتا ہے جیسا کہ عیسایوں کے اوتار کا یعنی خدا کا اوتار وہ قطعی نہیں مانتا اور اگر کوئی ایسے اوتار حقیقت میں ہوئے ہیں تو وہ دیوتوں کے اوتار تھے نہ کہ خدا کے وشنو - شیو - برہما اگر کوئی ایسے نام والے آدمی تھے تو وہ صرف دیوتا تھے یعنی اعلےٰ درجہ کی مخلوق مگر خدا نہیں - پس وہ پورانوں کے قریب قریب سب کہانیوں یا کہاوتوں یا گپیات کو رد کرتا ہے اور خاصکر کرشن کی لیلا کو -

۳ - ذات - پات کو یہ ریفارمر صرف ایک پولٹیکل کارروائی سمجھتا ہے جسکو وقت کے راجاؤں نے پرجا کے سکھ کیلئے قایم کیا تھا نہ کہ ایک قدرتی یا مذہبی علامت - قدرتی نشان یوں نہیں ہے کہ چار ذاتوں کو بطور جدا گانہ اقسام انسانوں کے خدا نے پیدا نہیں کیا - بلکہ کل انسان ایک ہی قسم اور ایک ہی جنس کے ہیں - اور مذہبی نشان یوں نہیں ہے کہ انسانوں کی گتی اور اوکی قسمت دوسری دنیا میں ذات پات پر نہیں ہے ذاتیں محض مختلف پیشہ یا اوہکار ہیں جنکو راج نے خلط ملط نہ ہو جانیکے خیال سے اور مختلف کاموں کے بہتر انتظام پانے کی غرض سے منضبط کیا تھا بعض آدمی جو خاصکر اس کام کیلئے لائق ہیں - اونکو راج نے پوجا کرنے اور علم اخلاق اور فلسفہ کے لئے منتخب کیا اور اُنکا نام برہمن رکھا اور دوسروں کو بیرونی امن و اندرونی انتظام ریاست کے لئے چھتری بنایا اور تجارت بیوپار اور کاشتکاری کے لئے لائق آدمیوں کو ویش اور باقی آدمیوں کو سب کی خدمت کیلئے شودر بنایا ہر ایک ذات کو ایک خاص ادہکار کے حقوق دئے گئے اور وہ موروثی قرار دیئے گئے مگر چونکہ یہ کل تقسیم راج کی قائم کردہ ہے اسلئے جو شودر لائق ترقی سمجھا جاتا ہے اوسے راج دیش

شمار کرنا سہل تھا یہ ریفارمر ایک طرح خارج شدہ سمجھا گیا اور جو کوئی اس مباحثہ کے بعد انکے ملنے کے لئے جاتا اوسکو بھی خارج کرنیکا خوف دلایا جاتا اس مباحثہ کے بعد اس ریفارمر نے بہت جلد ایک تحریری جواب طیار کرکے اپنے مخالفوں کے پاس بھیجا مگر اوسپر کسی نے کچھ خیال نہیں کیا تب اصلاح کنندہ نے اپنے مسائل کا ایک پرچہ طیار کرکے ایک مہینہ بعد چھپوا دیا اور اُسیوقت اوسنے اپنے دشمنوں کو للکارا کہ ہمارے رسالہ کا جواب دو مگر ہندوؤں نے اوسپر بھی کچھ جواب نہ دیا مُصلح پھر بھی جنوری ۱۸۷۰ء کی اخیر تک وہاں رہا - اوسکے بعد بنارس سے روانہ ہوکر الہ آباد میں میلہ دیکھنے چلا گیا تاکہ وہ اُن لوگوں کو جو وہاں جمع ہوں اپدیش کرے جب میں پھر اُن سے اخیر مین ملا تب تک اوسنے کوئی فیصلہ اس بات کا نہیں کیا تھا کہ آیا میلہ کے بعد پھر بنارس کو جائیگا یا کسی اور جگہ جب یہ ریفارمر وہاں سے روانہ ہوگیا تو ہندوؤں کے فریق نے پھر ایک رسالہ اس مباحثہ کا طیار کرکے چھپوایا اور اس میں لکھدیا کہ امر متنازعہ فیہ یہ تھا -

ریفارمر کے مسائل ان تین حصوں پر منقسم ہو سکتے ہیں - ہندؤں کے دھرم شاستر - بت پرستی[۲۰] کی اصلیت - پوران اور ذات پات کا سوال - ان کے متعلق اور بھی بہت سے خفیف امور ہیں - ان تینوں[۱] میں سے پہلا جو ہے وہی بنیاد اوسکی کل اصلاح کی ہے صرف وہ مندرجہ ذیل کُتب کو مستند شاستر مانتا ہے - چار وید[۱] - چار اُپ وید[۲] - چھ ویدانگ[۳] - بارہ اُپنشد[۱۵] - شاریرک سوتر[۱۶] - کاتیاین سوتر[۱۷] - یوگ بھاشیہ[۱۸] (واکو واک)[۱۹] منوسمرتی - مہابھارت[۲۰] ان میں سے ویدوں کو اسلئے مانتا ہے کہ وہ خود پرمیشر کے واکیہ ہیں اور باقیوں کو اسلئے کہ وہ ویدوں پر مبنی ہیں یا اُن میں اُنکا خاص ذکر ہے باقی جن پُستکوں کو پُورانک ہندو شاستر کی پدوی دیتے ہیں مثلاً جن میں بڑی پُستک چھ درشن اور ۱۸ پوران ہیں اُنکو وہ جھوٹا مانتا ہے کیونکہ اُن کے مضامین یا تو ویدوں کے خلاف ہیں یا اُنکا اونمیں ذکر نہیں اس اصول پر وہ ہندو مت کی ہر ایک چیز کو جو صریح برخلاف ویدوں کے ہیں یا ویدوں میں اُن کی اجازت نہیں رد کرتا ہے اس کیفیت سے ظاہر ہوگا کہ اوسمیں اور پورانک پنڈتوں میں شاستر کے اصول کی نسبت کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں کا اسمیں اتفاق ہے کہ صرف چار وید ہی مستند ہیں اور جو کچھ وید کے خلاف ہے جھوٹ ہے اصل فرق اس امر میں ہے کہ وید کیا ہیں دیانند صرف موجودہ ویدوں کو مانتا ہے یعنی سنگھتا کو یا جو کچھ کہ اون سے ثابت ہو اور باقی پنڈت برخلاف اسکے یہ مانتے ہیں اور دعوے کرتے ہیں کہ پہلے اور بہت سے ویدک پُستک تھے جو کہ کہتے ہیں کہ اب غائب ہوگئے ہیں اور ہر ایک شاستر وہر ایک چیز موجودہ ہندو دھرم کی جو کہ موجودہ ویدوں سے ثابت نہیں ہوتی اسکا اُنمیں پُورا ثبوت تھا مگر یہ بات ثابت کرنی بہت مشکل ہے - بعض انگریز سنسکرت والوں کی یہ رائے ہے کہ پنڈتوں کی رائے صحیح ہے اونمیں میکس مولر بھی شامل ہے چنانچہ اوسکی دلیل مختصر یہ ہے کہ گُم شدہ ویدوں کا ذکر پہلے پہل بُدھ مت والوں کے مباحثہ میں ہوا تھا بغرض ثبوت اس امر کے کہ بعض برہمن بھی ویدوں کے ہی حصہ ہیں یہ دعوی ایسا نہیں کہ جسکے لئے کوئی ثبوت بہم پہنچ سکے آسانی سے اپنے عقائد کو سہارا دینے کیلئے ممکن ہے کہ پیش کیا ہو پس یہ ایک خطرناک دلیل ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ برہمن اگر اُسکو سچا نہ جانتے تو پیش نکرتے (دیکھو انشنٹ سنسکرت لٹریچر صفحہ ۱۰۶ و ۱۰۷) -

مگر میری دانست میں یہ دلیل میکس مولر کی صحیح نہیں ہے - چونکہ موجودہ ویدوں میں بعض باتوں کا کچھ ثبوت نہیں تھا - اسلئے برہمنوں کے لئے سوائے

لہ چار وید رگ وید یجر وید سام وید - اتھرو وید معہ اونکے برہمنوں کے - چار اُپ وید یہ ہیں آیور وید جو علم طبابت کی بابت ہے جسمیں دو کتابیں شامل ہیں - دھنر وید علم جنگ - گاندھرب وید علم موسیقی ارتھ وید علم عمارت (انجنیرنگ) چھ ویدانگ شکھیا - کلپ ویاکرن چھند مہابھاشیہ - نروکت - جوتش جسمیں ایک بھرگو سنگتا شامل ہے - ایش - کین کٹھ - پرشن - منڈک - مانڈوک - ایتریہ - تیتریہ - چھاندوگیہ برہد ارنیک شویتاشتر کیول یہ اُپنشد بارہ ہیں اور بہت سے اُپنشد ہیں جنکو پورانک ہندو مانتے ہیں - مگر دیانند انکا کھنڈن کرتا ہے - کُل مہابھارت کو نہیں مانتا بہت سی حصہ جنکو یہ پرکشپت بتلاتا ہے اور اونہیں حصوں میں بھگوت گیتا بھی شامل ہے اگر میں غلطی نہیں کرتا جو فہرست شاستروں کی میں نے دی ہے اوسکو صحیح سمجھنا چاہئے کیونکہ ریفارمر نے خود میرے واسطے اپنے ہاتھ سے ایک کاغذ پر لکھدی تھی

ہوئی جو اور کسی جگہ اوسکو نصیب نہیں ہوئی بشرطیکہ یہ ہماری معلومات صحیح ہوں کہتے ہیں کہ اوس جگہ کے برہمنوں نے متفق ہوکر اوسکی فتحیابی کو تسلیم کیا ہے اور مندروں کو بتوں سے خالی کردیا ہے یہ بات تحقیق ہے کہ اوس جگہ کا ایک بڑا دولتمند مہاجن اوسکا معتقد بنگیا ہے اور اوس نے ایک پاٹشالا قائم کی ہے کہ جہاں اصلاح یافتہ ہندو مذہب سکھلایا جاتا ہے اور اوسمیں کچھ بہت شک نہیں کہ اوسکے رسوخ کے سبب سے وہ کل غریب برہمن اوسکے معتقد بنگئے ہوں جو گذارہ اوس سے پاتے تھے اصل میں یہی بات ہے اس سے زیادہ جو کچھ خبر ملی ہے غالباً مبالغہ ہوگا۔

اس کا بنارس میں آنا واقعی ایک ناکامیابی ہوئی بہر حال اوسکے آنے پر جو پہلے یہاں جوش پھیلا تھا وہ بہت بڑا تھا اب اگرچہ وہ جوش کم ہوگیا ہے مگر کسی قدر اب بھی بعض لوگوں میں باقی ہے اور اگر ہمارے مشن کے لوگ اسمیں دانائی کے ساتھ کچھ کارروائی کریں اور اس مُصلح کی تحریک کو خفیہ طور پر کچھ مدد دیجائے تو بعید از قیاس نہیں ہے کہ جو اسکی پہلی کوشش سے نہیں ہوسکا وہ مطلب اب حاصل ہوجائے۔

بنارس میں اوسکے پہنچنے کی تاریخ مجھکو معلوم نہیں۔ اکتوبر کے شروع میں وہ آگئے ہونگے مگر میں اوسوقت وہاں موجود نہ تھا میں جب نومبر میں واپس آیا تب میں اوس سے ملا۔ میں ہمراہی شہزادہ بھرت پور اور ایک دو پنڈتوں کے اونکے ملنے کے لئے گیا تھا اوسوقت جوش بہت پھیلا ہوا تھا۔ بنارس کے کل برہمن اور تعلیم یافتہ لوگ کثرت سے اونکے پاس جمع ہوا کرتے تھے ایک چھوٹی کوٹھی کے برانڈے میں جو بندر[1] تالاب کے متصل جو ایک بڑے باغ کے سرے پر ہے سوامی صاحب روز صبح سے شام تک لوگوں کی ملاقات کیلئے جو اونکے درشن اور پرشن اور اونکی بات چیت سننے کے لئے لگاتار (جوق درجوق) آیا کرتے تھے دربار کیا کرتے تھے مگر معلوم نہیں ہوتا کہ رئیس لوگ یعنی ہندوؤں کے سرگروہ یا بڑے نامی پنڈت علانیہ اونکے پاس جاتے ہوں شاید خفیہ جاتے ہوں۔

آخرش جوش اس قدر بڑھا کہ بنارس کے راجہ کو اپنی سبھا کے پنڈتوں اور دیگر رسوخ والے لوگوں کی صلاح سے اس مُصلح کا مقابلہ کرنا پڑا یعنی اوسکے اور عام پنڈتوں کے درمیان ایک عام مباحثہ کا انتظام کرنا پڑا تاکہ اس ریفارمر کو شکست دیکر جوش فرو کیا جائے اُنکو پختہ یقین تھا کہ اس سادھو کو شکست دینگے مگر شاید شروع سے ہی انہوں نے مصمم ارادہ کرلیا تھا اور پکا منصوبہ من میں ٹھان لیا تھا کہ جس طرح ہو دھوکہ یا صفائی سے اس پر فتح حاصل کی جاوے۔

یہ مباحثہ ۱۷ نومبر ۱۸۶۹ء کو اوسی مکان میں جہاں کہ یہ ریفارمر ٹھہرا ہوا تھا۔ ہوا۔ ۳ بجے سے ۷ بجے شام تک ہوتا رہا راجہ خود اسمیں موجود اور رئیس مجلس تھا۔ بڑا بھاری ویدانتی جو پنڈتوں کے فریق کا گورو تھا یعنی وشودہانند گوڑ سوامی۔ جس کی بابت مشہور ہے جو پہلے کبھی اپنے مکان سے باہر نہیں نکلا تھا اور غالباً یہ مبالغہ ہے اپنی جائے پرستش سے جو گنگا کے کنارے پر واقعہ ہے اپنی ودیا سے ہندوؤں کی مدد کرنیکے لئے اور فتح کرنے پر زور دینے کیلئے باہر نکلا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اس ریفارمر کا ان لوگوں کو بڑا بھاری خوف تھا۔ کل نامی پنڈت وہاں موجود تھے اور ایک بڑا بھاری مجمع اور لوگوں کا جن میں تعلیم یافتہ و ناتعلیم یافتہ معزز لوگ شامل تھے ہوگیا تھا۔ پولیس کے لوگوں کا بھی ایک دستہ موجود تھا جو دروازہ پر اسبات کا انتظام کرتے تھے کہ بہت سے لوگ جو باہر جمع تھے اندر داخل نہ ہوجائیں جو ناحق کوشش اندر جانیکی کرتے تھے مجھے شک ہے کہ شاید پولیس والے اس بات کی ہی نگرانی کرتے تھے کہ اس سادھو کے اتنے بڑے دشمن جو اسکے گرد جمع ہیں وہ اوسپر کسی طرح کی زیادتی نکریں مگر کوئی بکھیڑا اس قسم کا نہیں ہوا اور کل کارروائی امن امان سے ختم ہوئی بجز اسکے کہ اخیر پر جبکہ لوگ اوٹھ کھڑے ہوئے ہندوؤں کے فریق نے ایک ایسا جیکارا بولا جس سے وہ اپنی بیجا طور پر حاصل ہوئی جیت کو ظاہر کرتے تھے خواہ یہ جیت اُنہوں نے بُری طرح سے حاصل کی یا بھلی طرح۔ اس سے انکا مطلب سادھ ہوگیا یعنی جسقدر جلدی سے جوش پھیلا تھا اوسیقدر جلدی سے جوش فرو ہوگیا جیسا کہ پہلے گروہ در گروہ لوگ اونکے پاس جاتے تھے اب اتنے لوگ جانے لگے کہ جنکا

[1] مراد درگا کنڈ سے ہے جہاں بندر زیادہ ہوتے ہیں۔ اسلئے بنارس کے انگریز اوسے منکی ٹینک کہتے ہیں۔

جواب اتھارٹیو (فیصلہ کُن) طور پر دیتا ہے ویدوں سے یہ خوب ماہر ہے۔ الّا چوتھے اتھرون وید کے کچھ حصّے ہی اُسنے مطالعہ کئے ہیں اور مکمل اتھروید پہلی دفعہ مجھسے ہی لیکر دیکھا ہے جو میں نے قلمی اپنے پاس سے اونکو عاریتًا دیا تھا۔ مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ برہمن لوگ (آجکل) ویدوں سے وہ مراد نہیں لیتے جو ہم لوگ لیتے ہیں یعنی صرف منتر سنگتا جو چار وید مشہور ہیں بلکہ اسمیں وہ اُن مذہبی نثر کی کتابوں کو بھی شامل کرتے ہیں جو ویدوں کے ساتھ برہمن اُپنشد وغیرہ نام سے ملائے جاتے ہیں۔ گیارہ سال کی عمر سے اوس نے اپنے آپ کو ہمہ تن ویدوں کے مطالعہ میں لگا رکھا پس وہ ویدوں سے علمًا بنارس کے کل نہیں تو اکثر بڑے بڑے پنڈتوں سے زیادہ ماہر ہے جو ویدوں کو صرف دوسری کتابوں کی مدد سے ہی جانتے ہیں بلکہ اس سے بھی کم یعنی براہ راست ویدوں کو نہیں پڑھتے ہیں بہر حال یہ ایک عجیب بات اس میں موجود ہے کہ یہ ویدوں کا بغیر کسی کتاب کے سہاے یا انڈیپنڈنٹ مطالعہ کرتا ہے اور یہی بڑا بھاری فرق اسمیں اور دیگر پنڈتوں میں ہے۔ روایتی ترجمہ کرنیکے ڈھنگ کی یہ تقلید نہیں کرتا ہے مشہور سائن کے بھاش کی وہ کچھ وقعت نہیں سمجھتا پس کوئی تعجب کی بات نہیں کہ جو ویدوں کا مطالعہ اوسنے آزادانہ طور پر کیا ہے اِس سے اوسکو یقین ہو گیا ہے کہ کُل موجودہ پنڈتوں کے مت متانتر ویدوں سے اور ویدوں کے زمانہ کے دہرم سے جو دو ہزار برس گذرے کہ تھا بالکل مخالف ہیں چونکہ یہ ایک مُستعد طبیعت کا آدمی ہے اِس لئے اُسنے یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ جو یقین اوسکو ویدوں سے حاصل ہوا ہے اوسے وہ اپنی ذات تک محدود نہ رکھے بلکہ اپنے مُلکی بھائیوں کے گوشگذار کرے اور ہندو سوسائٹی میں ایک پوری (ریفارم) اصلاح پیدا کرے المختصر اوسکا مدعا یہ ہے کہ ہندو سوسائٹی کو دوبارہ ٹھیک ٹھیک وسی حالت میں لاوے جس میں کہ یہ دو ہزار برس پیشتر سے تھی یعنی جسوقت تک کہ موجودہ چھ فلاسفی کے سلسلوں میں سے کوئی بھی موجود نہ تھا اور ۱۸ پورانوں میں سے کوئی نہ تھا اور یہی پوران موجودہ ہندوازم کی بِنا اوسکی ذاتوں کے امتیاز اور مورتی پوجا کے سرچشمہ ہیں مگر جسوقت کہ وید اور وید وکت ٹراج ہی شروسن (افضل) گنے جاتے تھے اور جبکہ صرف ایک خدا ہی کی پرستش ہوتی تھی اور ویدوں کا ہی مطالعہ کیا جاتا اور ہون یگ ہی بِنا مکمل کریاؤں کے برہمن لوگ اپنے لئے اور چھتریوں اور ویشوں کے لئے ادا کرتے تھے کم از کم اتنی مُشتاقانہ دُھن تو اِس ریفارمر کے دماغ میں ضرور ہے۔

مگر تواریخ اِس طرح سے کبھی نہیں پلٹا کھاتی کوئی قوم بھی خصوصًا جبکہ وہ ہندوؤں جیسی ہو یہ نہیں کر سکتی کہ جسحالت میں وہ دو ہزار برس پیشتر تھی پھر اوسیحالت میں رہنے کے لئے قدم اوٹھا سکے یا اٹھانا چاہے لیکن ممکن ہے کہ اونکی کوشش سے ایک اور اصلاح کا راستہ طیار ہو جائے اور ممکن ہے کہ وہ ہندوؤں کو اسبات کا نسخہ کرادے کہ انکا موجودہ ہندو مذہب ویدوں سے بالکل برخلاف ہے یہ ایک امر ایسا ہے کہ جس سے عمومًا ہندو قطعی ناواقف ہیں اور چند جو واقف ہیں یا جنکو اِس امر کی نسبت کچھ شک ہو گیا وہ خاموش رہنا ہی مناسب سمجھتے ہیں اگر ایک دفعہ اونکو اِس بنیادی غلطی کا یقین کامل ہو جاوے تو کچھ شک نہیں کہ وہ فورًا ہندومت کو چھوڑ دینگے کیونکہ وہ اِس مت پر اسلئے اڑے ہوئے ہیں کہ انکا یقین ہے کہ قدیم سے ہندو دہرم ایسا ہی چلا آتا ہے اور انکے پورانے بزرگوں کا یہ دہرم ہے کہ جنکی نسبت یقین کیا جاتا ہے کہ وہ پرمیشور سے مُلہم ہوا کرتے تھے۔ وہ ویدک حالت میں نہیں پہنچ سکتے وہ حالت اب گذر چکی ہے اور اوسکے دوبارہ سرسبز ہونیکی امید نہیں ہے اب جو کچھ حالت ہو گی اُس سے کم و بیش ہو گی ہم امید کرتے ہیں کہ اب عیسائی مذہب پھیلیگا جو کچھ وہ ہو وہ بہر حال موجودہ بُت پرستی اور ذات پات کے بندھنوں کی حالت سے بہتر ہوگا۔ الّا کہنا پڑتا ہے کہ مجھکو پورا یقین نہیں ہے کہ اِس مُصلح (ریفارمر) کی کوششیں اصلاح کے راستہ میں اسقدر ہی کامیاب ہونگی وہ گنگا کے کناروں پر سفر کرتا ہے کبھی نیچے کی طرف چلا جاتا ہے اور کبھی اوپر کی طرف۔ اور کہیں کہیں بڑے شہروں میں اپنے خیالات پھیلانیکے لئے ٹھہر جاتا ہے مگر جسقدر کہ مجھکو خبر ملی ہے۔ فرخ آباد میں جو متصل کانپور کے ہے اِسکو اسقدر پوری کامیابی

اس ویدک پاٹھشالا میں ویدک ودیا پڑہنے کیلئے داخل کئے جائیں اوسحالت میں ایک نائیٹ سکول بنائی جانی چاہئے اس صورت میں رات کا سکول جاری کیا جائے تو کسی خرانچی مدد کی ضرورت نہ ہوگی چونکہ امید ہے کہ نودیپ یا دیگر سماجوں کے طالب علم اس سکول میں داخل ہونگے اسلئے انکی ضروریات بہم پہنچانے کا بندوبست ہونا چاہئے شروع میں مار روپیہ ماہوار پر پنڈت اور ضروری خرچ دس طالبعلموں کے خرچ کیلئے معہ سائر خرچ کے ماسک چندہ سے کیا جائے میں بالفعل سکول کے مکان اور بورڈنگ ہوس کی بابت کچھ نہیں کہتا کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی دھناڈہ پرشوں میں سے اس مطلب کیلئے اپنا مکان دیسکتا ہے جب اسکا بندوبست ہوجائے تو ماینہ ور پنڈت دیانند سرستی جی معہ ایک سنسکرت ادھیاپک کے کلکتہ کو روانہ ہونگے اور جبتک کہ یہ پاٹھشالا اچھی طرح قائم نہ ہوجائے تب تک وہ اسجگہ رہینگے ہمارے پنڈت کا یہ ارادہ ہے کہ بنارس جو ہمیشہ سے ودیا کا گھر رہا ہے ویدک پاٹھشالاؤں کا مرکز بنایا جاوے اور اگر دھناڈہ لوگ اس بڑے آدمی کی خواہش پورا کرنیکے لئے طیار ہونگے تو ہند پر بڑا اپکار کرینگے۔ خرابی کے درخت کی شاخیں کُل آریہ ورت پر چھا گئی ہیں اور اُن کا یہ بڑا مبارک منشا ہے کہ ست کا کلھاڑا اس درخت کی جڑہ پر لگا کر جو خاصکر بنارس میں گھر لگا ہوا ہے کاٹ دیا جاوے کل پنڈت جی یہاں سے الہ آباد کو روانہ ہوگئے ہیں جہاں وہ ایک مہینہ ٹھہرینگے (از ہندو پیٹریٹ ۴ فروری ۱۸۷۳ع)۔"

اور اسی طرح ایک فاضل انگریز نے بھی اوسوقت کا چشم دیدہ حال اسطرح شائع کیا ہے :-

ایک ہندو ریفارمر

اِس ریفارمر کی شُہرت جس نے کل شہر بنارس کو کمپائیمان کر رکھا ہے دور دور تک پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے پس اس شخص اور اُسکے خیالات اور مباحثہ عام کا حال جو پنڈتوں کا اوسکے ساتھ ہوا ایک ایسے شخص کی طرف سے لکھا جانا جو اُس مباحثہ میں موجود تھا اور جو اس مباحثہ سے پہلے اور پیچھے اِس ریفارمر سے کئی دفعہ ملا اور اوسکے ساتھ گفتگو کی انٹیلیجنٹ ناظرین کے لئے خالی از لطف نہو گا۔

نام اوس ریفارمر کا دیانند سرستی سوامی ہے یہ علاقہ گجرات کے ایک گانو کا باشندہ ہے نام اُسجگہ کا وہ کسی پر اس خوف سے ظاہر نہیں کرتا کہ مبادا اسکا باپ جو اُسکو پاگل قرار دیتا ہے آکر اوسکو زبردستی واپس نہ لیجائے۔ جیسا کہ پہلے ایک موقعہ پر اوسنے کیا۔ یہ وجیہہ اور خوبصورت آدمی ہے بڑے قد کا مگر سڈول۔ خاصکر اوسکے چہرہ سے ہوشمندی کے آثار نمایاں ہیں وہ سینیاسی کے بانہ میں ہے قریب قریب کُل بدن سے برہنہ بھسم لگائے ہوئے رہتا ہے سنسکرت بہت صفائی سے بولتا ہے اور بولنے میں کہیں نہیں رُکتا گو بڑے پالشڈ طرز کی نہیں ہوتی اور کہیں کہیں صحت کے درجہ سے گری ہوئی ہوتی ہے مثلاً اسکو انکار ہے کہ مَن دہا تو جسکے معنی ماننے کے ہیں اوسکا صیغہ متکلم جمع اور حال علاوہ منومھے رینا ہے کے مَن مہے بن سکتا ہے۔

یہ ایک اچھا منطقی ہے اور مباحثہ میں انصاف کو ہاتھ سے نہیں دیتا بہر حال اِس بات میں بہت ہی عُمدہ کارروائی کرتا ہے کہ وہ عموماً اپنے مخالف کو بلا روک ٹوک پُوری آزادی کے ساتھ اپنی تقریر کرنیکی اجازت دیتا ہے اور اسکی کُل کارروائی نہایت درجہ کی اتہار ٹیٹو (پرمان یکت) ہوتی ہے۔ اوسکا قالب۔ دل و دماغ سراپا قوی اور مستعد ہیں اور چونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اوسکی ویدوں کی واقفیت اسکے مخالفوں سے بڑھکر ہے اسلئے اپنے مخالفوں کی تقریر کو ایک گونہ بے پرواہی سے سُنتا ہے اور بارہا ایسا ہوتا ہے اور خاصکر کم درجہ کے پنڈتوں کی صورت میں کہ وہ اپنے تردیدی

درج ہے اور اُس نے ایک سرکلر یعنی نوٹس جاری کیا ہے جسمیں بنارس کے پنڈتوں کو لکھا ہے کہ دکھلائیں کون ساحصہ ویدوں کا بُت پرستی کے جائز ہونیکی اجازت دیتا ہے مگر کسی نے اونکے سامنے آنے کی جرأت نہ کی۔

اوس رشی کی بڑی شہرت سُنکر ہم نے اوسکے دیکھنے کا ارادہ کرلیا اور اسلئے بنارس میں دُرگا باڑی کے قریب آنند باغ میں گئے جس دلکش باغ میں اُنہنے اسوقت رہایش اختیار کی ہوئی ہے اوس معزز پنڈت کی رشیوں جیسی صورت اور اوس کی خوش مزاجی اور بچوں جیسی سادگی نے ہمارے دل پر ایسا اثر کیا جو کبھی نہیں دور ہو سکتا۔ جب وہ تقریر کرنے لگا اوسکے موںہہ سے تمن گرنے لگے اور اُس نے جو عاقلانہ نصیحتیں کیں اوس سے ہمکو یقین ہوا کہ ہندوستان کا گولڈن ایج (ست جگ) سنہری زمانہ ابھی تک بالکل معدوم نہیں ہوا۔

یہ بڑا پنڈت ویدوں میں اٹھارہ برس کی تلاش کے بعد اِس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اونمیں بت پرستی کی بُو تک نہیں ہے۔ ویدک دہرم جو کہ ہندوستان کے پُرانے رشیوں کا تھا اوسکی از سرِ نو تازہ کرنیکی منشا سے وہ مذہبی اصلاح کی مشن پر منودار ہوا ہے۔ اوسنے تمام دنیاوی خوشیوں اور لذتوں کو سلام کرکے زاہدانہ ریاضتوں کو اختیار کیا ہے اور ہندو مذہب کے ترو تازہ کرنیکی امیدوں سے اور اپنے ہموطنوں کیلئے ایک ہمیشہ کی نعمت مہیا کرنیکی خواہش سے مسرور ہے۔ ایک خدا کی سچی تعلیم کے پہیلانے اور موجودہ بہنا ئیوں اور پنڈتوں کے مسلہ ہمہ اوست کی غلط فہمیوں کو جسے وہ ویدوں کی خاص تعلیم سمجھتے ہیں مٹانیکے لئے وہ اپنے تعلیم یافتہ اور روشن دماغ بھائیوں کو ایک ویدک سکول قائم کرنیکے لئے اپیل کر رہا ہے جس کا استاد ہونا وہ خود بہت خوشی سے منظور کریگا۔

القصہ ہم اپنے سچے ہندوؤں کے سرگروہوں کے پاس بڑے زور سے اپیل کرینگے کہ وہ ویدک سکول قائم کرنے میں دیانند سرستی کو مدد دیں کیونکہ عموماً تمام تعلیم یافتہ دیسی دل میں ایک خدا کے ماننے والے ہیں اگرچہ بعض اپنے والدین اور نزدیکی رشتہ داروں کی خاطر بت پرستی کرتے ہیں بہتوں نے ظاہرا برہمو ازم (نویں دیانت) اختیار کرلیا ہے اسلئے یہ ضرور ہے کہ ویدک دہرم دوبارہ پہیلایا جاوے۔ ترقی کی لہر روکی نہیں جا سکتی اور سناتن دھرم رکھشنی سبہا کے ممبر ہندوؤں کے موجودہ مذہب کو قائم رکھنے میں کامیاب نہیں ہونگے۔

وہ ہندوؤں کا ہمیشہ شکریہ حاصل کرینگے اگر وہ ہندو مذہب کو اون غلطیوں سے جو اِس میں آگئی ہیں صاف کرنیکی کوشش کریں اور ویدک دہرم کو تعلیم یافتہ آدمیوں کا مذہب ٹھہرائیں۔" (ہندو پیٹریٹ ٧ اجنوری ١٨٧٠ء)۔

پہر اوسی اخبار میں باہ فروری یہ مضمون چھپا ہے

"آپ کے حوصلہ دلانے والے الفاظ سے ہم دلیر ہوکر آنند باغ واقعہ بنارس کو گئے اور اِس نیورپنڈت کو آپکے اڈیٹوریل کا مطلب پڑھکر سنایا جسکو سنکر مہرشی بہت ہی خوش ہوئے اور خندہ پیشانی سے آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کیا پہر اُنہوں نے مندرجہ ذیل تجویز تبلائی جسکے مطابق مجوزہ ویدک سکول کی کارروائی کرنیکا منشا ہے اگرچہ یہ سوامی جی گجرات کے رہنے والے ہیں مگر اُنہوں نے تعلیم متھرا میں سورداس سوامی کے پاس پائی ہے ویدک سکول میں۔ اس سوامی کے شش تہوڑے سے ہیں جو اُس سکول میں تعلیم دینا معقول تنخواہ پر سویکار کرینگے تنخواہ ۴۰ سے ۵۰ ما تک ہونی چاہئے اِس قسم کی پڑھائی جاری کی جاوے جس سے ویدوں کا مطلب ودیارتھی لوگ اچھی طرح سے سمجھ سکیں اور اونکا ارادہ ہے کہ چند اچھے اچھے ودوان پنڈتوں سے انتخاب ہوکر سکول میں رکھے جائیں جس سے کہ ودیارتھیوں کو سنسکرت ودیا بخوبی آجائے جس کی تحصیل کے لئے دو برس صرف ہونگے تب ایکسو بیہ یا ہوار پر وید پڑھانیکے واسطے نوکر رکھا جاوے چونکہ اعلیٰ تعلیم نے بہت سے نوجوانوں کے دل میں مذہبی جوش پیدا کردیا ہے اِسلئے سنسکرت کالج کے اعلیٰ تعلیم یافتہ ودیارتھی اور دیسی پاٹشالاؤں کے پنڈتوں کو ترغیب دیکلیے

सत्य साम श्रमीषंप्रति लिख्यतां तावत यथार्थ तो
वादि प्रतिवादि वच....श्रुत्वा ज्ञापयत् — लेख्य का
र्य्य नियुक्त सामश्रमी यथा वृतं शास्त्रार्थ लिखति तथाहि ॥

خود پورانک پنڈتوں کی پستک سے بھی ظاہر ہے۔

(صفحہ ۳ و ۴)

کہ پنڈت ست برت سام آشرمی کاتب تھے ہم نے اون کے رسالہ سے چند صفحہ اخذ کئے ہیں۔

اور صرف یہ نہیں کہ ایک پرتن کمر نندنی میں ایسا لکھا ہے بلکہ مشہور انگلش پیپر ہندو پٹیریٹ و گیان پرداینی نے بھی اسطرح لکھا ہے۔

بمبئی کے ایک دیسی سماچار پتر میں سوامی جی کا حال اسطرح لکھا ہے "ادنکے گورو کے مرتیو ہونے پر اُنہوں نے ہندو دہرم کا سنسکار آرنبہ کیا پہلے اونکا شاستر ارتھ کاشی دہام میں وہاں کی پنڈت منڈلی سے ہوا راجہ صاحب بنارس کے ہاں سبھا ہوئی۔ سو پنڈت اکثر تھے پنڈت دیانندجی کا دعوی یہ تھا کہ مورتی پوجن ویدوہت نہیں ہے بہت ترک و ترک۔ وادانو واد کے پیچھے دیانندجی کی جیت ہوئی" (ازگیان پرداینی جلد ۴ نمبر ۳۱ و ۳۲ صفحہ ۲۳)

بنارس کا حال از ہندو پٹیریٹ

۱۷ جنوری ۱۸۷۰ء

"ہندوں کی بت پرستی اور تعصب کا مضبوط قلعہ جو ہندوں کی دیو مالا (متہالوجی) کے مطابق شیو کے ترسول پر کہڑا ہے اور اسلئے کسی کے اثر سے موثر نہیں ہوا اب گجرات سے ایک رشی کے ظاہر ہونے پر بنیاد سے ہلایا گیا ہے۔ اس بڑے معزز شخص کا نام دیانند سرسوتی ہے وہ پنڈتوں کے موجودہ طریقہ عبادت کو معدوم کرنیکی نیت سے آیا ہے۔

وہ ویدونکو ہی قابل پرمان مذہبی کتاب مانتا ہے اور پورانوں کو مکاری سے بنائے ہوئے کہتا ہے جنکو زمانہ جہالت کے بعض چالاک برہمنوں نے اپنی خود غرضی کیلئے ایجاد کیا ہے وہ کہتا ہے کہ وید بت پرستی کی تعلیم بالکل نہیں دیتے۔ وہ بنارس کے پنڈتوں اور بڑے آدمیوں کو اپنے ساتھ شاستر ارتھ کرنیکے لئے چیلنج دیتا ہے۔

کچھ عرصہ گذرا کہ رام نگر کے مہاراجہ نے ایک جلسہ کیا جسمیں اوس نے بنارس کے چیدہ اور بڑے بڑے عالم و فاضل پنڈت بلائے۔ دیانند سرسوتی اور پنڈتوں کے درمیان ایک بڑی زبردست اور طول طویل بحث ہوتی رہی لیکن انہوں نے باوجود اپنے تمام فخر شاستر دانی کے شکست فاش کہائی۔ پنڈتوں نے جب معلوم کیا کہ باقاعدہ مباحثہ سے ایسے بڑے آدمی پر غالب آنا ناممکن ہے تو اپنی منشا پوری کرنیکے لئے گناہ آلودہ وسائل اختیار کرنیکی طرف رجوع ہوئے۔ انہوں نے رشی کو پورانوں کا ایک پتر دیا جس میں بت پرستی کا حال درج تھا سرسوتی کو وہ پترہ دیکر کہا کہ یہ ویدوں کے منتر ہیں جب وہ انکو مطالعہ کر رہا تھا تب پنڈتوں کے گروہ نے زیر کمان مہاراجہ صاحب تالیاں بجائیں یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ مذہبی مباحثہ میں اوس بڑے پنڈت نے شکست کھائی۔

سوامی اگرچہ مہاراجہ صاحب کے سخت سلوک و اس بزدلانہ کارروائی پر سخت ناراض ہوئے مگر پہر بھی ہمت نہ ہاری اور ابھی تک مذہبی جنگ پہلے سے بھی زیادہ جوش و خروش سے کر رہا ہے۔ اگرچہ وہ اکیلا ہے لیکن پہر بھی فریقین کے گروہ کے درمیان بخوف کہڑا ہے اوسکے پاس سچائی کی ڈہال اوسکی حفاظت کرنیکے لئے ہے جسکے سبب سے وہ فتحمندی کا جہنڈا ہوا میں لہرا رہا ہے اسی پنڈت نے ابھی ایک سالہ چھپوایا ہے جس کا نام ست دہرم وچار ہے جسمیں مذکورہ بالا مذہبی مباحثہ

کانشی نریش کے پریس میں چھپوایا ہے جسمیں سوامی جی کو صدہا گالیاں دی ہیں مگر وہاں قلم سنگیا والے مضمون کا کوئی جواب نہیں دیا اور کوئی دلیل یا پرمان مورتی پر نہیں چھپوایا۔

اخیر میں اوسی پتر کا میں لکھا ہے۔

مہاراجہ[۱] کانشی نریس کی اس شاستر ارتھ کو اول سے آخر تک سنکر کچھ تسلّی نہ ہوئی۔

تب اِس طرح کہنے لگے کہ یہ ہمارا آنا بہت اچھا ہوا اگرچہ دیانند ڈھیٹھ اور مورکھ ہے تاہم اوسکو کوئی ایک پنڈت کسی طرح نہیں ہرا سکتا ہے یہ کرن کی طرح ہے کہ جسکو چھ پہلوانوں نے ملکر گرایا تھا جب اُسمیں بل نہیں رہا تو گر گیا۔ اور بھی سنو دیانند جی کے صرف ہرا دینے سے ہی یہ بچار ختم نہیں ہوا اب پنڈت لوگ ملکر بچار کرو کھنڈن منڈن اور منڈن کھنڈن کا اور گرنتھ بناکر پرکاشت کرو۔

श्री मन्महाराजस्तु गम्भीरधीश्चार चक्षु हृं ष्ट्राऽऽध्य न्त विचार्य्य कोलाहलम् ' नहि तृप्तिं जगाम । ततः प्रकाशितवां श्चक्र मादिदं स्वागतम् अस्तु दयानन्दो धृष्टो मूर्खश्च पर स एव केन चित्कोविदेन पराजयः संभाव्यते ।

सहि षड्भिः करणो निपातित इति न्यायेन ध्वस्त बलो निरस्तः अपिच नहि तन्निरासेनैव विचारः शे षतां गतः । उद्भावयन्तुकोविदामिथः खण्डन मण्डन मण्डन खण्डञ्च ग्रन्थ कारेण मेतु च तत्समस्तं मद्रा प्यता = इति ॥

شری ہری کرشن ویاس۔ شری جی نارائن ترک پنچانن شری کرشن ویدانت سرسوتی وغیرہ لوگوں نے جو وہاں ودوانوں میں گنے جاتے تھے کہا کہ یہ بچارا تو ٹھیک ٹھیک نہیں ہوا لیکن دیانند کی ہار ہوگئی یہ ٹھیک ہے۔

अपरे । श्रीहरे कृष्ण व्यासः, श्री जयनरायण तर्क पञ्चा ननः, श्री शिव कृष्ण वेदान्त सरस्वति इत्ये व माद यो विद्द १ कति पयावदन्ति विचार स्तु सम्यक् न भूतः परं दयानन्दः परा जित्त इति तु सत्यम् ॥

[۱] اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے شاستر ارتھ سے جہاں اسقدر جہالت و تعصب کا زور ہو کسی آدمی کی تسلّی نہیں ہو سکتی۔ دیانند کو گالیاں دینے سے کوئی اوسے نہیں جیت سکتا اور یہ کلمہ کہ دیانند ایسا زبردست وِدوان ہے جیسا کہ جنگ بھارت میں کرن زبردست پہلوان تھا کہ جس کو چند پہلوانوں نے ملکر گرایا تھا باتوں سے کہنا کہ دیانند ہار گیا اُس سے دیانند نہیں ہار سکتا۔ جب تک کہ دیانند کی دلائل کو کوئی نہ توڑے اور نہ اوسکے سوال کا جواب دے دلیل اوس کی یہ ہے کہ چاروید مول سنگھتا میں مورتی پوجا نہیں ہے اسواسطے وہ سناتن دھرم نہیں ہوسکتا۔ اور جب وید اس کا کھنڈن کرتا ہے تو پھر اوسکا پوجنا وید ورودھ ہونے سے مہا پاپ ہے۔ کانشی کے چند پنڈتوں نے لالچ بُری بلا ہے مہاراج کے لالچ دینے سے گو شاستر ارتھ پر راضی ہوگئے اِس سے تو اگر شاستر ارتھ نہ کرتے تو بہتر ہوتا اور خاموشی میں اِن کی عزت بنی رہتی کتاب کا نام رکھا دُرجن مت مردن اور ۹ صفحہ کی کتاب پورانوں کے واکوں کے بہر مارے سے بھر دی۔ حاشا کہ ساری کتاب میں ایک بھی وید منتر موجود ہو۔ گو اصل مباحثہ کے سوا بھی بہت سے واک بھرے ہوئے ہیں مگر پرمان کا پتہ نداردہے اوسکے مطالعہ کرنے والے پر پنڈتوں کی بدتہذیبی اور نالیاقتی یا وید و شاستر کے ناواقفیت یا جھوٹ کی شکست صاف ظاہر ہوجاتی ہے اور اس طرح راجہ صاحب کا منسی کا مدعو۔ یا مہادیو ہونا بھی اوسی طرح عیاں ہوجاتا ہے۔

सर्वा एव द्रष्टाः
سب دیکھے ہیں ؟

दयानन्द० शृणु – शृणु – सहस्र„ वर्सा„ (शाखा)
دیانند سوامی ۔ سُنو، سُنو ۔ ہزار شاخوں سے یہ غرض ہے کہ

सामवेदः सहस्र मार्गकाः – इति तस्यार्थः सं हितस्तु तु सर्वत्र शाखासु – एका एव ॥
اُس کا ہزار طرح سے ویاکھیان ہے لیکن سنگھتا ایک ہی ہے ۔

वि० स एव दृश्वरः
وشودھانند ۔ وہی یعنی اکاش ہی ایشر ہے ۔

द० [उपहस्य] हे ! स एव खप्त्वरः । अलमनर्थ विवा
سوامی دیانند (ہنس کر) ہاں ! وہی ایشر ہے جس بات کا
یہاں تعلق نہیں اسکا ذکر کرنا فضول ہے یہاں پرتما پر بحث چاہیے

रखे शत्यकरणं तद्वद ।
اِس کا پرمان دو ۔

वि० (पृष्टे दत्तवामहस्तः अरे ! बाबा !! तुं –
وشودھانند ۔ (سوامی جی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر) ارے ! باوا تو

अभी कुछ पढ़ानहीं कुछदीनपढ़
ابھی کچھ پڑھا نہیں ۔ کچھ دن پڑھ ۔

दया० [हस्तंवला दूरि कृत्य)भवता सर्वं पठितम.
دیانند ۔ (اُنکے ہاتھ کو جلد زور سے ہٹا کر) آپنے سب کچھ پڑھ لیا ہے ؟

वि० (प्रहस्य] सर्वम्
وشودھانند (ہنسکر) ہاں سب پڑھ لیا ہے

द० (पुनः २ प्रभुपहस्य] व्याकरण मपि ।
سوامی (ان کی طرف موہنہ کرکے) کیا ویاکرن بھی !

वि० तदपि
وشودھانند ۔ ہاں وہ بھی ۔

द० (रक्त चक्षः]कल्मसंज्ञाकस्य १ [गर्जयन)वद वद
دیانند سرستی (لال آنکھیں کرکے) کلم سنگیا کسکی ہے ؟
(گرج کر) کہو کہو ؟ ۲

جب اُن سے کچھ جواب نہ بن پڑا تو بال شاستری جی نے دیکھا کہ اب کانشی کی ناک قایم نہیں رہتی اور سخت بیعزتی ہوتی ہے وہ اپنے بڑے پنڈت وشودھانند کی عزت قائم رکھنے کیواسطے میدان میں آگئے ۔ اور بولے کہ میں اسکا اُتر دیتا ہوں ۔ سوامی جی نے کہا کہ آپ ہی کہئے کہ قلم سنگیا کس کی ہے تب بال شاستری نے کہا کہ سنگیا تو نہیں کی ہے پرنتو ایک سوتر میں مہابھاشکار نے اُپہاس لکھا ہے

पं०बा० सा कस्मिन्सूत्रे संज्ञा त न कृता किन्तु महा भाष्य कारेणोप

दया० कस्य सूत्रस्य महाभाष्ये – संज्ञातु न कृता हास्य कृत ए
اُسپر سوامی جی نے کہا کہ کس سوتر کے مہابھاش میں سنگیا

उपहास सोदाहरण पूर्वकं समाधानं वदेति
تو نہیں کیا اور اُپہاس کیا ہے اداہرن پوروک سمادھان کہو اُسپر بال

तदा बालशा० किमपिनोक्तं मन्येनापि चेति ॥
شاستری اور دیگر پنڈتوں نے بھی کچھ نہ کہا اور خاموش رہے ۔

بلکہ اتنا ظلم کہ پرتن کمر نندنی کے اڈیٹر نے تو لکھا اور لالہ ہربنس لال نے اپنے مطبوعہ شاستر ارتھ میں اُسکا ذکر کیا ہے مگر کانشی والوں نے جو سمت ۱۹۲۶

لہ مباحثہ سنسکرت میں اور مہا شاہر جا کو دے صاف ظاہر ہے کہ مورتی پوجا کا کوئی کسی طرح کا ثبوت نہ دے سکے اور اسطرح چالاکی سے شرمندگی اتارنے لگے ۔

۲ اسپر وشودھانند جی سے کوئی جواب نہ بن پڑا کیونکہ وہ ویاکرن میں محض کورے ہیں ۔ دیکھئے کتنی بڑی سخت شکست ہے اور مقام شرمساری ہے اب ایسے پنڈت کیواسطے جو کانشی کا گھمنڈ سرتاج ۔ اور جسے تمام ہندو وشوناتھ کا اوتار مانتے ہوں اب کہاں گیا انکا غرور و تکبر کے ساتھ یہ کہنا کہ ہاں سب کچھ پڑھ لیا ہے ۔

کانشی کے مباحثہ کی بابت

رسالہ پرتن کمرنندنی کلکتہ کی تحریر

جس وقت یہ شاستر ارتھ ہوا پنڈت ست برت شام آشرمی ایڈیٹر اخبار مذکور درمیان موجود تھے اور اپنی نوٹ بک میں سب حال اپنا چشم دید لکھتے جاتے تھے چنانچہ ۱۶ نومبر ۱۸۶۹ء کو شاستر ارتھ ہوا اور دسمبر ۱۸۶۹ء کے رسالہ پرتن کمرنندنی میں اوسے شائع کر دیا۔ اِس رسالہ کا انگریزی نام دی ہندو کمین ٹیڑ تھا اور سنسکرت زبان میں نکلا کرتا تھا۔ اب اونہوں نے ایک سنسکرت رسالہ اُوکھا نام نکالا ہوا ہے اور ایشیاٹک سوسائیٹی کلکتہ کے پاس سب سے زیادہ لائق پنڈت یہی ہیں +

ہم اوس رسالہ سے اس مباحثہ کی بابت درج کرتے ہیں۔

از رسالہ پرتن کمرنندنی ماہ دسمبر ۱۸۶۹ء نمبر ۲۸ سمت ۱۹۲۶ بکرمی۔

ترجمہ۔ دیانند سوامی ایک سادھو ہیں کہ جنہوں نے ست دھرم کے پرکاش سے است کے دور کرنے کا بیڑا اوٹھایا ہے +

سوامی دیانند۔ سورگ وغیرہ میں اندر آدی دیوتا ہیں یا نہیں

وشود ہانند سوامی[١] ویدوں کے منتر ہی دیوتا ہیں۔

(کاشی راج کی بھوئیں چڑھ گئیں)

سوامی دیانند پھر اُپاسنا کس طرح ہوگی۔

وشود ہانند جی۔ شالگرام آدی کی مورتی ہیں۔

سوامی دیانند ایسا وید میں کہاں ہے۔

وشود ہانند جی ایک شام[٢] وید کی ہزار شاخ ہیں کیا آپنے

दयानन्दो नाम साधुः सद्धर्माविर्भावेता सद्धर्म परि
लोपनेऽहं कृत संकल्पः,,
दयानन्द स्वामी स्वर्गादौ इन्द्रादयोदेवाः सन्तिनवा,
वशुद्धानन्द स्वामी—मन्त्रमयोदेवता
[मह्ाराजभु....कुचम्]
द० कथ मुपासता ?
वि० प्रतीको पासना, शालिग्रामादौ
द० क्ववेदे लिखित मिदम्
वि० एकस्य हि सामवेदस्यैव सहस्र शाखाः भवन्ता

١ جس وقت سوامی وشود ہانند نے منتر کو دیوتا کہا کانشی کے راجہ صاحب نے سمجھا کہ پرتما کا تو اپنی ہی جانب سے کھنڈن ہو چکا اس سے متحیر ہو کر بھوئیں چڑھ گئیں۔ اور جب وشود ہانند جی نے بعد ازاں شالگرام میں اُپاسنا بتلائی تھی تو اور بھی تعجب کیا ٢ دیکھئیے سوال از آسمان جواب از ریسمان کدھر سے کدھر چلے گئے وہ پرکرن ہی چھوڑ گئے اسطرح پرکرن آنتر میں جا کر موتی بد جا کا کھنڈن منڈن تو درکنار رہا ویدوں کے الہام پر چلنے لگے تب سوامی جی نے اونکو ایک دو پرشنوں کا جواب دیکر ٹوک دیا کہ پڑگیا وِردہ اور مضمون وِردہ جا رہے ہو۔ یہ بحث کا قاعدہ نہیں چنانچہ وشود ہانند جی نے ویدوں کی بابت پوچھا کہ وید اور ایشور کا کیا سمبندھ ہے سوامی جی نے جواب دیا کہ کاریہ کارن۔ وشود ہانند جی نے کہا کہ اس سمبندھ سے وید رہ نہیں سکتے۔ سوامی جی نے جواب دیا کہ جو ایشر میں کچھ بھی نہیں رہ سکتا تو آکاش سے کس وستو کا سمبندھ کیسے ہو سکے گا یہ کہو؟ اسپر وشود ہانند جی بولے کہ آکاش ہی ایشور ہے کیا خوب! ذرا اسپر ناظرین غور فرماویں +

ہم نے کہا کہ کانشی کے پنڈتوں نے بڑی دُہورتتا کی سوامی جی کا ودیا سے مقابلہ کرنا چاہئیے تہا یہاں اُنکا دہورتتا کرنا ان کا اپیش ورویانند جی کا یش بڑہاویگا +

پادری اینھ زنگٹن صاحب مشنری بنارس اپنے بھاشا بہاسکر میں لکھتے ہیں بنبر ۳۰۶ دیانند سوامی جی سے میرا پرچے ہوا ہے بُدہی ان شتر و بُدھی ہین منش سے اوتم ہے (دیکھو اس کا اپادان کارک صفحہ ۱۸ مطبوعہ اکتوبر ۱۸۷۱ء)

ساد ہو مایارام جی پرم ہنس لودہی نے بیان کیا کہ جب سوامی جی کا کانشی میں شاستر ارتھ ہوا تب ہم کلکتہ میں تھے ہمنے ایک سادھو کی زبانی سُنا تہا کہ بنارس میں دیانند کے ساتھ وشودہانند وغیرہ نے معقولیت سے مباحثہ نہیں کیا بلکہ دہورتتائی سے - جو بُری بات ہے - ایک دفعہ ہم ایک برہم چاری کے ساتھ آنند باغ میں جہان دیانند جی اُترے ہوئے تھے پہنچتے ہوئے - ہمارا ارادہ تو نہیں تہا مگر برہم چاری لے گیا اون کے پاس پہنچکر برہم چاری نے سوال کیا کہ شاریرک پر شنکر اور رامانج وغیرہ لوگوں کے بھاشی ہیں ایک ادویت دوسرا ادویت بتلاتا ہے ہم کس کا مانیں - سوامی دیانند نے کہا کہ دونوں کا ٹھیک نہیں بلکہ بھید ابھید دونوں ہیں برہم سرب بیاپک سواسطے ابھید ہے برہم جیو نہیں اسواسطے بھید ہے ہمنے اعتراض کیا کہ پہر شنکر مت والے جو ابھید مانتے ہیں یعنی جیو برہم کی ایکتا اون کو کیا پہل پراپت ہوگا جواب دیا کہ اونکی نشچہ متھیا ہے - متھیا پھل ہوگا - ہم کوئی اور سوال کرنا چاہتے تھے مگر برہم چاری نے چلنے کا ارادہ کیا سوامی جی سنسکرت کے بڑے عالم تھے -

گوسوامی گھنشیام داس جی رئیس ملتان نے بیان کیا کہ سمت ۱۹۳۰ کے پریاگ کمبھ پر ہم معہ گوسائیں گوردھن داس و پنڈت رامادہو جی و پنڈت اننت رام جی کے جیون گر جی پرگیا چلیشور کے مکان پر گئے وہ ایک اچھے وِدوان اور ویدانت درشن میں خاصکر پورے فاضل تھے - غالباً پنڈت اننت رام جی نے پرشن کیا کہ مہاراج وید کا ادہکار سب کو ہے اور ساتھ ہی ادھیائے چھبیس والا منتر پڑھا - جیون گری جی نے کہا کہ اس کا ارتھ یہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ یگ میں ججمان ایسی بانی کہے کہ جو سبکے کلیان دینی والی ہو تب سوامی جی کی بابت بھی ذکر چلا جیون گری نے کہا کہ وہ برہمن کا لڑکا تہا اور سوامی پورنا نند جی کا شش ہے سنسکرت کے بولنے اور یوگ میں اُسکی بڑی رچی تھی اور کھنڈن منڈن میں بھی اُسکی شروع سے رُچی تھی - اور بڑے چنچل بُدہی تھے " جس سے مجھے نشچہ ہوگیا کہ وہ فی الحقیقت برہمن تھے اور یہ وہم دور ہو گیا جو لوگ مشہور کرتے تھے کہ وہ عیسائی ہیں اور عیسائی بنانے کیواسطے مقرر ہیں +

پھر ہم کانشی میں گئے تو ہمارے ساتھ گوسوامی گوردہن داس و چاندو مل کہتری ملتانی بھی تھے ہمیں پنڈت بال شاستری جی سے ملنے کا شوق ہوا چنانچہ ہم اونکے درشن کو اونکے مکان پر گئے اثناء گفتگو میں ہم نے پنڈت جی سے سوال کیا کہ آپ کا اور سوامی جی کا جو شاستر ارتھ ہوا تہا اوس میں کس کی جے ہوئی - تب پنڈت جی نے نہایت شیریں زبانی اور نمرتا سے فرمایا کہ ہم گرہست اور وہ جتی سنیاسی ہمارے پوجیہ اونکا ہمارا شاستر ارتھ کہاں بن سکتا ہے " پھر ہماری شانتی ہوگئی اور اِن بچنوں کے سُننے سے ہی مجھے سوامی جی پر پورا وشواس ہوگیا اور تمام باطل شکوک دور ہو گئے +

اور تعصب وطرفداری سے خالی ہیں وے سمجھ سکتے ہیں کہ اندر یعنی شاہ ابر وآفتاب وآتش وغیرہ اشیاء قدرتی کو ہی قدیم ویدک رشی برہم یا ایشر جانکر پرستش کرتے تھے اسی سبب سے انکی دعاؤں میں انکے ہر دو قسم کے صفات یعنی جسمانی وروحانی کا بیان ہے (صفحہ ۶۰-۶۲) مغل سرائے سے ایک صاحب نے یہ خط اخبار کے ایڈیٹر کو لکھا۔

بخدمت صاحب دھرم گیان پردایینی پتر کا التماس آنکہ اس ملک میں آپ وید اور اُپ نشد ہائے قدیم سے اکثر انتخاب کیا کرتے ہیں اسلئے ایک چھوٹی پُستک موسومہ ستیہ دھرم آپکی خدمت میں بھیجنے کی جرأت کی اس پستک کے ملاحظہ سے آپ کو واضح ہوگا کہ شہر بنارس میں فی زمانہ حال ایک سنیاسی صاحب نام نامی جنکا دیانند سرستی ہے تشریف لائے ہیں اور یہاں کے پنڈتوں کے ساتھ مباحثہ مذہبی میں مشغول ہوئے ہیں یہ صاحب بید کے جاننے والے ہیں صرف بید اور منوسمرتی کو سہو وخطا سے مبرا مانتے ہیں اور پُران وغیرہ شاستروں کو جدید اور مصنوعی سمجھکر بیان کرتے ہیں کہ ان شاستروں کا جو مذہب ہے وہ قابل اختیار کرنیکے نہیں ان مہاپُرش کا دیدار حاصل کرکے ہم لوگوں کو نہایت خوشی ہوئی۔

کاشی راجہ کی سبھا میں یہاں کے پنڈتوں نے انکو تنگ کیا اسلئے انکے ساتھ مباحثہ کرنا اُنہوں نے موقوف کردیا مگر ایک طلاع اُنہوں نے اس مضمون سے جاری کی کہ بیدوں میں بُت پرستی کی کہیں اجازت نہیں۔ ایشور کی کوئی مورت بشکل فرضی بنانے سے بڑا گناہ ہوتا ہے اور اُس کامل الوجود کی ہتک ہوتی ہے پس اس باب میں اگر کوئی معترض ہو تو دیانند کے پاس آکر اپنے دعوے کو ثابت کرے لیکن آجتک اس کا جواب کوئی نہیں دے سکا۔ سنیاسی صاحب موصوف کا مذہب عموماً براہم دھرم کے ساتھ ملتا ہے۔ تارک الدنیا ہوکر اُنہوں نے عزم بالجزم کیا ہے کہ اگر کوئی راجہ یا کوئی صاحب ثروت بیدخوانی کیلئے ایک پاٹ شالہ مقرر کریں تو یہ بید ہائے قدیم کے معنی اصل ظاہر کرینگے جس سے قوم ہنود سے بُت پرستی اُٹھ جاسکتی ہے یہ سنیاسی صاحب خاص اسی مقصد سے تمام شہروں میں گھوم رہے ہیں کہ اس ملک کے تمام آدمی ایک پرمیشور کے پرستش کنندہ ہوں اُنکا مفصل حال اور اخباروں سے ظاہر ہوا ہوگا پس اس خط میں زیادہ لکھنا فضول ہے ایصاحب میں پہلے یہ سمجھا تھا کہ بیدوں میں بہت سے دیوتے اور دیویوں کے پرستش کی ہدایت ہے لیکن دیانندجی کے بیان سے اندر وغیرہ لفظوں کے معنی سننے سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب الفاظ ایک پرمیشور کے ہی اسم ہیں اُنکا مطلب اندر وغیرہ متفرق دیوتاؤں سے نہیں مگر کاشی میں جو لوگ بید پڑھتے ہیں انہیں ان الفاظ کے معنے اسکے برخلاف سمجھائے جاتے ہیں بنارس کے کُل پنڈت سرستی موصوف کو بدلائل معقول ومنقول بید سے بُت پرستی کے جائز ہونیکا ثبوت نہیں پہنچا سکے بلکہ سرستی جی کے ساتھ گفتگو سنسکرت زبان میں بھی سبقت نہ لیجا سکے سرستی صاحب سوائے سنسکرت کے یہاں کی اور کوئی زبان نہیں بول سکتے مگر ایسی آسان سنسکرت بولتے ہیں کہ ہم لوگ اُنکی تمام باتوں کو سمجھ سکتے ہیں یہ صاحب ڈھونڈیوں کے برخلاف بھی ایک پستک تصنیف کررہے ہیں۔ کاشی کے سب ڈھونڈیوں کا یہ قول ہے پورن برہم یعنی ہمہ کامل برحق دمنورو سرور بالذات برہم ہوں دیانند سرستی جی انکی اس حماقت کو توڑکر یہ ثابت کرتے ہیں کہ مہاتما شنکر اچارج جی کا جنکے ڈھونڈی لوگ پیرو کہلاتے ہیں کہیں یہ مت نہ تھا شنکر اچارج جی نے ایشر کی وحدانیت کو ثابت کیا اور نہ انکی کلام کا یہ مطلب ہے کہ کُل عالم جھوٹ ہے سوائے برہم کے دوسری شئے موجود ہی نہیں ہے۔ ان دنوں میں جو لوگ بید کے جاننے والے کہلاتے ہیں وے اسکے برخلاف معنی بیان کرتے ہیں ان سنیاسی جی کے پاس جیسا ہمنے سُنا اُس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ براہم دھرم ہی متقدمین رشیوں کا مذہب تھا اور صرف ویدہی اونکے صحیفہ مذہب تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راجہ رام موہن رائے بیدوں کے اصلی معنوں سے واقف تھے۔ اسی لئے اُنہوں نے بید اور بیدانت کو سہو وخطا سے مبرا المقصود کیا تھا" راقم ا د مغل سرائے (صفحہ ۶۰۵ تک ۶۰۶)

مشہور فاضل سوامی کیلاس پربت جی فرماتے ہیں "جب سوامی جی کا کاشی میں پہلا شاستر ارتھ سمت ۱۹۲۶ والا ہو چکا اوسکے بعد ہم کاشی میں آئے حال سنکر

اشوج مہینہ نمبر ۲۵ ۳۳ صفحہ ۹۵ ۔ سمت ۱۹۲۶ شالباہن)

اخبار صحیفہ عالم میرٹھ ۲ دسمبر ۱۸۶۹ء کے صفحہ آخر میں بعنوان "مباحثہ" ایک خط درج ہے ۔ جسمیں اوس نے ایک مورتی پوجک کے جھوٹے بیان کی اسطرح جیبر تردید کی ہے :-

"صاحب خبر نے یہ مضمون اپنے دل سے گھڑا ہے اس سے آگاہ نہیں کہ دیانند سرستی بت شکن کی مہاراجہ صاحب نے بڑی تواضع و تکریم کی انتظام طعام و میزبانی کا اہتمام مہاراجہ صاحب کی طرف سے ہوا اور جلسہ مباحثہ مذہبی میں خود مہاراجہ صاحب تشریف لیگئے جب پنڈتان بنارس نے سوالات کے جوابات کافی پائے آمادہ پرخاش ہوئے او سوقت گوسائیں جی نے براہ مصلحت سکوت فرمایا اس سکوت پر بنارس والوں نے تالی بجائی اور بات بات کا شور مچایا ہرچند مہاراجہ صاحب اور پرم ہنس جی مانع ہوئے لیکن بلوائے عام تھا کسی نے نہ سنا ہر شخص فتح فتح کہتا ہوا اپنے گھر میں بھرا عوام کا یہ حال تھا مگر محققین کو تصفیہ نہ ہونے کا ملال تھا"

پائینر مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۸۶۹ء میں ایک خط چھپا ہے اوس کا راقم بھی اس بات کا شاکی ہے کہ ایسے امر کے جواب کے واسطے وقت دیا مزور تھا روہیلکھنڈ اخبار نے بھی کچھ حال شایع کیا ہے کہ "دیانند سوامی سرستی جی کہ مانع بت پرستی ہیں اور جن کا کانپور کے پنڈتوں سے بھی شاستر ارتھ ہوا تھا بنارس کے پنڈتوں کو انہوں نے جیت لیا ۔ اور بنارس کے پنڈتوں نے جھوٹھ ہی اپنی فتح کا اظہار کیا ۔ (ماہ نومبر ۱۸۶۹ء)

اس مباحثہ کے متعلق رسالہ گیان پردآیینی پتر کا نمبر ۴ جلد ۵ بابت ماہ اپریل ۱۸۷۰ء مطابق چیت سمت ۱۹۲۷ مطبوعہ متر بلاس لاہور صفحہ ۶۰ پر لکھا ہے "بت پرستی" "کاشی جی میں ایک سیناسی دیانند سرستی آئے ہیں جنکا مت یہ ہے کہ بت پرستی کی اجازت ویدوں میں نہیں بلکہ بت پرستی ویدوں کے خلاف ہے اس باب میں کاشی کے پنڈتوں سے انہوں نے شاستر ارتھ بھی کیا تھا بیان جسکا پستک موسومہ ست دھرم وچار میں درج ہے چنانچہ اس پستک کی ایک جلد خط مندرجہ بالا کے ساتھ ہمارے پاس پہنچی اور ہم فرستندہ خط و پستک مذکور کے مشکور ہوئے ۔ سیناسی صاحب کا شاستر ارتھ پتر کا موسومہ پرتن تکرنندنی میں مشتہر ہوا ہے پستک اور پتر کا کے بیان میں باہم کسیقدر اختلاف پایا جاتا ہے مگر یہ امر دونوں سے ظاہر ہے کہ پنڈتان کاشی اور سیناسی جی کی باہم شاستر ارتھ میں زیادہ تر فضول باتوں کا مباحثہ ہوا الا اس میں شک نہیں کہ پرتما پوجن یعنی بت پرستی کی اجازت بیدوں سے پنڈت ثابت نہیں کر سکے بت پرستی کا شروع زیادہ تر پورانوں کے زمانہ سے ہے پورانوں میں جس قسم کی بیشمار پوجاؤں کی اجازت ہے اور وید میں جو پرارتھنا یعنی دعا مندرج ہیں ان دونوں میں باہم بڑا فرق ہے ۔ پرانوں میں متفرق دیو دیوی اوتار وغیرہ کی پوجا پھول چندن نئی بید وغیرہ کے ساتھ شرح ہے جسکا بیدوں میں نام و نشان بھی نہیں ۔ بیدوں میں سورج ۔ اگ اندر یعنی آبر مرت معنی ہوا برن یعنی پانی وغیرہ عناصر اشیا و قدرتی جنمیں اوس باری تعالےٰ کی قدرت و جلال کا ظہور ہے ان سے دعا اور عرق سوم ہون کی منتر ہی بھرے ہوئے ہیں بیدوں کا حصہ ایک جو اپنشد ہے اس میں برہم گیان کا زیادہ تر بیان ہے پس بیدوں سے بت پرستی کا ثابت کرنا مشکل ہے لہذا اس باب میں دیانند سرستی جی کا قول پکا و درست ہے ۔ لیکن انکا یہ کہنا کہ بید اور منوسمرتی ہی اپرمانت ہیں سوائے ان کے اور سب شاستر سہو و خطا سے مشتمل ہیں ہماری دانست میں غلط ہے جیسے بید سمرتی ہیں ویسی ہی پوران وغیرہ شاستر ہیں انمیں صرف زمانہ کا فاصلہ ہے اور اسلئے بید کی اپاشنا و ریت رسم و کھاوت وغیرہ کا پورانوں کی اپاشنا و ریت رسم وغیرہ سے بڑا فرق ہے اس امر کے ثابت کرنیکے لیئے کہ بید ونمیں جو الله وغیرہ الفاظ ہیں انکی مراد خدا سے ہے وید انت[1] درشن میں بھی بڑی کوشش کی گئی ہے مگر جو لوگ کہ بید انکے جاننے والے ہیں

[1] معلوم ہوتا ہے کہ بابو نوین چندر جی اپنے آپ کو بیاس سے بھی زیادہ وید جاننے والے سمجھتے ہونگے ورنہ ایسا نہ کہتے ۔

یہ باطل ہے۔ کہ سوامی وشودھانند جی اُٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم کو دیر ہوتی ہے (غالباً بھنگ پینے یا افیون کھانے میں دیر ہوتی ہوگی ورنہ کون سا آپ بھاشن کرتے یا برہم دھیان میں لگے رہتے ہیں) اُنکے اس کہنے سے سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور کولاہل کرتے ہوئے چلے گئے اس مطلب سے کہ سوامی جی کی خدانخواستہ ہار مشہور ہو جاوے مگر ایک دنیا جانتی ہے کہ ست کی جیت ہوتی ہے نہ کہ است کی دیکھئے یہاں بالکل ظاہر ہے ساری کانشی ایکطرف اور اکیلا سوامی ایکطرف کسی سوال کا بھی جواب پنڈتوں سے نہ بن سکا اور مورتی پوجا آواہن یا اوتار یا ایشر کے ساکار ہونے کو ہرگز ہرگز سدھ نہ کرسکے۔ اور نہ قیامت تک سِدّھ کرسکیں گے ÷ (کانشی شاستر ارتھ کی بابت اخباروں کے ریویو۔)

"ونئے پُستک کی سمالوچنا۔ شاستر ارتھ وست دھرم وچار" دیانند سرسوتی نامی کوئی دگمبر سنیاسی کا کانشی کے پنڈتوں سے وچار ہوا تھا ایکدن پرشنوتر سمیت جو اپدیش دیا تھا وہی اپدیش منشی ہربنس لال کی ہمتی سے گوپی ناتھ پاٹھک نے پستکا کار میں بنارس لایٹ نیترا میں مُدرت کیا ہے یہ سنسکرت بھاشا رچت اور ہندی بھاشا کے انوواد سہت پرکاشت ہوا ہے۔

شاستر ارتھ کی کتاب کے پہلے حصّہ کا وچار۔ کانشی میں جس طرح وچار ہوا تھا اُسی طرح مفصل اسمیں لکھا ہے دیانند سرسوتی سوامی بولے کہ پاشان آدی نرمت پرتما پوجا شیوبھاگوت اتیادی پربھوتی سمپردائی اور رُدراکھش پربھرتی مالا اور بنڈت ریک آدی تلک کے دھارن کرنیکا ودھان وید میں بالکل نہیں ملتا۔ وید ورودھ آچرن اور وید میں جس کی ودھی نہیں ہے اسکا انوشٹان کرنا مہاپاپ کا کارن ہے۔ موجودہ کانشی راج آدی لوگ سے نانا دیش کے پنڈت گن نے ادکت مت کھنڈن کرنے کے نمت بچار کیا کنتو پُستک کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی پنڈت وید سے پرتما پوجا پربھرتی بیوستھا پروَرتن کرکے سوامی جی کو پراست نکرسکا۔ اس سے سوامی جی کو سب سے بڑا وید جاننے والا پنڈت کہکے ماننا چاہیئے۔

کنتو ایک وشے میں اُس جگہ انکا وتنڈا معلوم ہوتا ہے یعنی وید کے سمے میں ایک پرکار پوران پرچلت تھے اس میں کچھ سنشے نہیں ہے وید پڑھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ وہ سب پوران وید کے انترگت ہیں کنتو سوامی جی نے بدھی کی چاتُرتا سے پوران کا ہونا لوپ کردیا۔ ست دھرم وچار نام کرکے جو دوسرے بھاگ میں پرشن اوتر ہیں۔ جو کہ ست اوپدیش دیا ہے اُس سے بہُت سا اُتکرشٹ معلوم ہوا۔ سوامی جی اُس میں استری لوگوں کے واسطے ۱۵ برس کی اوستھا میں کم سے کم براہ دینے کی بیوستھا دیتا ہے اور جو کنواری اوستھا میں رجسولا ہونے سے ماتا پتا پاپی ہوتے ہیں کہ یہ جو لوگوں کا سنسکار ہے۔ اِسکا وہ کھنڈن کرتے ہیں۔ کنتو وہ بھرم کے مارے دیو کے دوارا کھیترج سنتان اُتپتی کرنے کی بُہت خراب بیوستھا پردان کرتے ہیں۔ کوئی شاستر سمپورن پرمان اور کوئی شاستر سمت اپرمان کا جو انکا سنسکار ہے اِسی سے اُنکا یہ بھول ہوا ہے (تتو بودھنی ماسک پتر کا بابت ماہ جیٹھ سمت ۱۹۴۲ نمبر ۳۲۱ صفحہ ۳۶)

پھر دُرگا اُتسو کی بابت ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہاں سے درگا کی اُتپتی ہوئی اور ہم لوگوں کا جو آدی گرنتھ وید ہے اور برہمن جتنے دو وہم پاٹ کیا ہے اُس میں دُرگا شبد کے نام کی بھی بُو نہیں۔ وید کا جیسا مطلب ہے اُس سے یہ سدھانت نکلتا ہے کہ درگا شبد کی ویدک رشیوں میں کاپنا بھی نہیں ہوئی اُس وقت دیانند سرسوتی نامی ایک جو ویدگیہ سنیاسی نے کانشی آدی دیشوں میں آکر بلند آواز (اوچ سُور) سے کہا کہ وید میں پرتما پوجا کی ودھی نہیں ہے اسی وشے میں کانشی راج کی سبھا میں کانشی کے باسی اور انیہ دیشوں کے باسی بیشمار شاستر گیہ۔ پنڈتوں کی سبھا ہوئی تھی مگر کوئی پنڈت بھی وید سے پرتما پوجا کا پرمان نہیں دکھلا سکا۔" (تتو بودھنی

سوامی جی نے ارتھ کیا تب اُسمیں دو تین شنکائیں بال شاستری نے کیں اُنھوں نے سب کا سمادھان کر اُسکی شانتی کی جب وہ شانت ہوئے تو پنڈت شیو سہائے نے کچھ اعتراض کیا اسپر سوامی جی نے جب یہ کہا کہ اگر آپنے وہ پرکرن دیکھا ہے تو پورواپر کا وچار کرو پھر کیا تھا وہ تو مَون سادھ گئے آخر گنگ نہ بولے اِس دوسری شکست یابی کے بعد دو نوں مضمون ترک کر سوامی وشودھانند جی بولے کہ وید کس ایشر سے پرسدہ ہوئے سوامی جی نے اسکا تو وہ جوابدیا کہ انہیں اپنی ساری میمانسا دانی بھول گئی اگرچہ مُنہ سے نہ کہا کہ ہم لاجواب ہوئے مگر عاقلاں خود میدانند دوسرا سوال یہ کیا کہ وید اور ایشر میں کیا سمبندھ ہے اسکا جواب حاصل کرنیکے بعد پھر تیسرا سوال کیا کہ جب من میں برھم کی اپاسنا کا ارشاد ہے اور سوریہ میں بھی ارشاد ہے تو پھر سالگرام کا پوجن بھی گرہن کرنا چاہئے مگر واہ رے مردمیدان رضا فرمایا کہ جیسے منو برھم اتی اُپاسیت آدینہ برھم اتی اپاسیت یہ دونوں بچن برہمن میں جسکو تم وید مانتے ہو درج ہیں مگر ایسا بچن وید میں بالکل نہیں کہ پاشان برھم اتی اُپاسیت پس کسطرح سالگرام کا گرہن ہو سکتا ہے اسپر وشودھانند جی نے پھر کچھ نہ کہا۔ اور یہ تیسری شکست ایسی کھائی کہ پھر مورتی پوجا کا نام نہ لیا۔ اب ان سب گذشتگان یعنی شکست یافتگان سے تو کوئی نہ بولا بھلا وہ کیسے بول سکتے تھے مگر ایک اور پنڈت مادھواچارج جی ایک منتر بولے اور پوچھا کہ اِس سے کس کا گرہن ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ باولی کنواں تالاب اور باغ کا۔ مادھو آچارج نے کہا کہ پاشان آدک مورتی کا کیوں نہیں سوامی جی نے فرمایا کہ نہ تو پاشان کی مورتی میں پورتی بن سکتی ہے اور نہ جائز ہے اگر شک ہو تو اس منتر کا نرکت اور برہمن دیکھ لیجئے۔ اِس کو بھی چھوڑکر اور پورتی سے اپنی پورتی کرکے پوران کیطرف چلے اول یہ پوچھا کہ یہ شبد وید میں ہے یا نہیں سوامی جی نے کہا کہ ہے تو بہت جگہ۔ مگر کہیں بھی اُس سے بھاگوت یا برھم ویورت وغیرہ کا گرہن نہیں۔ اسی بیچ میں وشودھانند جی بولے اُنکو بھی یتھارتھ اُتر دیا گیا آخر کار لفظ پوران پر بات چیت ہوتے ہوتے ۶ بج گئے۔ نومبر کا مہینہ تھا۔ اندھیرا ہوگیا تب مادھو آچارج نے دو پترے قلمی گرھیہ سوتر کے ویدام سے نکالے اور پوچھا کہ یہاں پوران شبد کس کا وشیشن ہے سوامی جی نے کہا کہ کیسا وچن ہے پڑھئے تب مادھو آچارج نے پڑھا۔ سوامی جی نے کہا کہ یہاں پوران برہمن کا وشیشن ہے تب بال شاستری وغیرہ بیقاعدہ بول پڑے جب سوامی جی نے اُسکا اُتر دیا پھر وشودھانند جی بول پڑے اُنکا بھی سمادھان کیا اور اُپ نشد کا پرمان دیا ایکدفعہ وہ پھر بولے سوامی جی نے اُسی پہلے پرمان کی پُشٹی میں پھر دوسرا پرمان دیا اِتہاس پورانا نام پنچمو ویدانام وید م اسپر وامنا آچارج نے کہا کہ ایسا پاٹھ وید میں نہیں ہے۔ اسپر سوامی جی نے اُن پنڈتوں کے مت انوسار جو اوپ نشدوں کو وید کے معنی میں لیتے تھے کہا کہ اگر وید میں یہ پاٹھ نہو تو ہماری شکست اور اگر درج ہو تو تمہاری شکست سمجھی جاوے یہ پرتگیا لکھو اسپر سب خاموش ہوگئے اور سخت زک اُٹھائی ✣

اِس چوتھی شکست کے بعد سوامی جی نے اُنکی وِدّیا آزمانے کے واسطے انکو ایک عام چیلنج دیا یعنی کہا کہ ویاکرن جاننے والے کہیں کہ ویاکرن میں کہیں قلم سنگیا کی ہے یا نہیں بال شاستری بولے۔ مگر کیا بولے اِس سے تو یہ اچھا تھا کہ نہ بولتے اور یکطرفہ ڈگری ہونے دیتے اپنی ودیا کی لیاقت مخفی رہنے دیتے غرضیکہ کچھ بھی نہ کہہ سکے اور جیسے بولنے کیواسطے طیار ہوئے تھے ویسے ہی چپ بیٹھ گئے۔ اب چالبازی کا وقت آگیا۔ بلا تعلق اور بلا وجہ دو پترے گرھیہ سوتر کے وید کہتے ہوئے نکالے گئے اور مادھو آچارج نے اُنہیں سبھا میں پنڈتوں کے بیچ میں رکھدیا اور کہا کہ یہاں یگ کے سماپت ہونیکے بعد دسویں دن پورانوں کا پاٹھ سُنے ایسا لکھا ہے یہاں پوران شبد کسی کا وشیشن ہے یہ پترے اُٹھاکر سوامی وشودھانند نے سوامی جی کے ہاتھ میں دئے اُس کے وچارنے میں مکان کے اندر شام کا وقت۔ لمپ کا کوئی انتظام نہیں اگر ہے تو ایک تاریک لالٹین وہ بھی پوپ جی کے ہاتھ میں۔ زیادہ سے زیادہ ۵ پل گذرے ہونگے۔ سوامی جی یہ اُتر دینا چاہتے تھے کہ پُورانی جو ودیا ہے اُسے پوران وِدّیا کہتے ہیں وہ پوران ودیا وید ہے نہ کہ یہ ۱۸ پوران کیونکہ اُپسٹکو نمیں اسیکو قصہ پر خاص نام لیکر رگ وید وغیرہ لکھا ہوا ہے اُپ نشدوں کا نہیں اسلئے یہاں اُپ نشدوں کی برھم ودیا کا مذکور ہے اور وید میں پوران کے لفظ کے ساتھ ۱۸ کا عدد نہیں آیا بنا بر آن

پوربک پنڈتوں سے شاستر ارتھ کا ارادہ کیا ہر روز آنند باغ میں مورتی پوجا وغیرہ وید ورُدھ مذاہب کا کھنڈن کرنے لگے۔ بنارس ور مورتی پوجا کا کھنڈن کانشی اور پرتماؤں کی تردید وشوناتھ پوری ادھ پاشان پوجا کے خلاف گفتگو اور پھر ایک سنیاسی سنسکرت کی فاضل اجل کی زبانی۔ اودیا کا دریا جوش میں آیا طوفان بے تمیزی میں تلاطم آنے لگا۔ کوئی کچھ اور کوئی کچھ پکارتا تھا۔ آخر ۱۲ کارتک شدی منگل وار کو شاستر ارتھ کی ٹھہری۔ وشوناتھ۔ ڈنڈی راج۔ لٹھ بھیرو ایک طرف اور اونکے ساتھ تینتیس ۳۳ کروڑ دیوتا امداد کو موجود اور صرف یہی نہیں کہ یہ خیالی دیوتا بلکہ زندہ دیوتا برہمن بھی۔ ۲۵ پچیس ہزار کے قریب شاستر و شستر سے امداد کو طیار مہاراجہ کانشی نریش بھی تن من دھن سے خیر خواہ۔ دولت۔ زور۔ ودیا۔ اجتماع۔ رسوم قدیم کو ساتھ لے سارے کے سارے تین چار سو پنڈت مباحثہ میں موجود۔ اور پھر مباحثہ بھی کیسا جسمیں اپ جیوکا کا خطرہ ہمیشہ کی رزق مار نسلوں کی ڈگریوں یا جاگیروں کی ضبطی۔ اور مقابلہ میں صرف ایک اکیلا غریب فقیر بے سروسامان درویش سوامی دیانند سرستی۔ مورتی پوجا آپنا سارا زور جسقدر کہ وہ رکھتی تھی دکھاتے جسقدر طاقت کہ خدانخواستہ انہیں تھی پنڈتان بنارس سارے کے پُوا لوکت مہاتما و مہاتماؤں کے زبردست تیر و کمان بلکہ وشنو کا فرضی سودرشن چکر ساتھ لے ہمہ تن ہمہ من مقابلہ میں آئے۔ اصل مضمون متنازعہ مورتی پوجا تھا تمام کانشی کے پنڈتوں کی سہایتا اور امداد سے پنڈت تاراچرن نیایک بھٹاچارج و سوامی وشودھانند سرستی و بال شاستری و پنڈت شیو سہائی و مادھوا آچارج و وامنا چارج۔ جہنوں صاحبان باری باری اور غیر باری با ترتیب اور بے ترتیب بولتے رہے اصل مضمون کا تو کوئی بھی جواب نہ دیا بلکہ صاف لفظوں میں کہدیا کہ وید میں مورتی پوجا ہے یا نہیں پرنتو جو خالی وید کو مانتا ہے اوسے ہم کیا کہیں۔ نہ تو کوئی شرتی بُت پرستی کی ثبوت میں نکلی اور نہ آواہن کا کوئی منتر پیش ہوا اور نہ پرماتما کے ساکار ہونے کا کوئی ثبوت دیا گیا۔ ناظرین غور کیجئے۔ بنارس۔ کانشی بلکہ وشوناتھ پوری مہاراجہ کانشی کے سامنے ساڑھے تین سو پنڈت بلکہ کانشی کے تمام پنڈت ۱۵ دن سے ویدوں کی تلاش کرنیوالے اور تمام عمر کے بُت پرست مباحثہ میں کوئی منتر وید کا مورتی کے ثبوت میں پیش نکرسکے ورنہ ایک دہی رچا ہی نکالی۔ پس بتلائے کہ مورتی پوجا کسقدر ناجائز۔ ابنہوا اور خلاف وید ثابت ہوگئی اور اسکا کرنیوالا کسقدر ناستکو ویدنند کا کہلانے کے یوگ ہوا۔

جب مورتی پوجا کا پنڈت تاراچرن کوئی ثبوت نہ دیسکے تو اول پرکرن ورُدھ جگت کے کارن اور ویاس کے سوتر پر وشودھانند جی نے بحث چھیڑی مگر اوسپر بھی سوامی جی نے جب شودھانند جی سے دھرم کا سروپ پوچھا تو کچھ بھی معقول اور پرمان یکت اُتر نہ دیا مگر جب اُن سے اُتر نہ آیا تو تیسری بال شاستری کو ڈپٹے کہ ہم وِدوان ہیں ہم سے آپ دھرم شاستر کا سوال کریں سوامی جی نے جب اوس سے ادھرم کا سروپ پوچھا تب وہ بھی مَون ہو گئے۔ پہلی شکست دوسری شکست پھر تیسری شکست کھائی اب کیا تھا کے اوسان خطا ہو گئے ہوش و حواس کو ہاتھ سے دیکر بہت سے پنڈتوں نے یکبار حملہ کیا یعنی اکٹھا پرشن کیا۔ کہ پرتما شبد وید میں ہے یا نہیں۔ افسوس ہے اونکی لیاقت پر جنہیں یہ بھی خبر نہیں کہ پرتما شبد وید میں ہے یا نہیں اور پھر بحث تو دیا کی بات یہ ہے کہ صرف شبد آجانیسے کیا مطلب ہے۔ وہ بھی سوامی جی نے تبلایا۔ چونکہ وہ برہمنوں کو بھی وید تبلاتے تھے درجن تو شن نیائے سے وہ نہیں ہیں کیسے پرتما شبد تبلایا (جو سام وید کے برہمن میں موجود ہے) حالانکہ یجروید سنگھتا ادھیائے ۳۲ منتر ۳ میں بھی موجود ہے مگر شبد سے کیا وہاں تو صاف مورتی کا کھنڈن موجود ہے آخر کار مہا اودوانوں کی طرح کیسی بیہودی دلیل دی یا پرشن کیا کہ جب پرتما شبد وید میں ہے تو آپ کیسے کھنڈن کرتے ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ پرتما شبد آجانے سے پاشان پوجن کا پرمان نہیں ہوتا آخر سوامی جی نے اونکے اصرار پر پرتما شبد اور اوس واک کا ارتھ کیا جس سے لیش ماتر بھی مورتی کا تعلق ثابت نہ ہوا۔ اور پرمیشور کی پرتما کا تو کوئی اوس سے سمبندھ ہی نہیں۔ اور سوامی جی اس سے پہلے بیسیوں مرتبہ فرخ آباد وغیرہ میں اس واک کا صحیح ارتھ کر چکے تھے جب اس واک کا

نہیں جاتے رگھناتھ پرشاد نے کہا کہ اگر کسی قسم کا خوف ہے تو صاحب کلکٹر کے پاس چلو وہاں چلکر شاستر ارتھ کرو ہم وہاں شامیانہ کھڑا کرا دینگے - سوامی جی نے کہا کہ یوں تو ہم وہاں نہیں جاتے اور نہ کسی اور جگہ جاتے ہیں مگر تم کوتوال ہو اگر مشکیں باندھکر لیجاؤ تو ہمارا کوئی عذر نہیں - اسکے بعد اسی ہماری باغ کے سامنے والے آنند باغ میں جو راجہ امیٹھی کا ہے شاستر ارتھ مقرر ہوا اُسمیں ایک دسرا دالان ہے وہاں شاستر ارتھ ہوا تھا - ایک طرف وشودھانند اور مہاراجہ بنارس اور ایک طرف دیگر پنڈت صاحبان - دریچہ میں سوامی دیانند جی بیٹھے ہوئے تھے باقی چوطرف ہم لوگ تماشائی تھے یہ شاستر ارتھ ۳ بجے شام کو شروع ہوکر ۷ بجے کے قریب ختم ہوا تھا اوس وقت بیس پچیس ہزار تماشائی لوگ سڑکوں پر چاروں طرف جمع تھے اوسوقت بابو پرمودا داس مترا بھی موجود تھے آخر کو سوامی وشودھانند نے یہ شبد کہا سالگرام وشنو اسپر سوامی جی نے اعتراض کیا - وشودھانند (یا کسی اور نے) دو پتر سے سوامی جی کے ہاتھ میں دئیے اور جلدی سوامی جی کی پیٹھ ٹھوکی کہ ہو ہو ہار گئے ہار گئے - ساتھ ہی سب لوگوں نے شور کرنا شروع کر دیا اور شریر لوگوں نے پتھر کنکر پھینکنا شروع کیا - مگر کوتوال نے دریچہ بند کر دیا اور خود سامنے آکر پولیس کانسٹبلوں سے بدمعاشوں کو ہٹوا کر وہاں ہی باغ کی ایک کوٹھری میں سوامی جی کو بٹھلا کر پہرہ لگا دیا اسکے بعد مہینہ کے قریب سوامی جی یہاں رہے اور برابر کھنڈن کرتے رہے - لوگوں نے کہدیا کہ جو اونکے سامنے جائیگا اور مُنہ لگے گا وہ پاپی اور پتت ہوگا - اِس سے لوگ کم آنے لگے مگر سوامی جی برابر کھنڈن منڈن کرتے رہے اوسوقت مقدم اپدیش اونکا یہ تھا کہ مورتی پوجا نہیں کرنی چاہئیے پنچ یگ کی ہدایت دیتے تھے -

اِس پہلی مرتبہ میں ایک دفعہ کوئی اونکے پاس بھوجن لایا - سوامی جی اوسوقت بھوجن پا چکے تھے اوسی کہا کہ اگر بھوجن نہیں کہلاتے تو پان کا بیڑا لیجئے - سوامی جی نے ہاتھ میں لیا اور کھولا - جبہی وہ اُٹھا اور بھاگا کیونکہ اُسمیں زہر تھی چنانچہ شفا خانہ میں بھیجا گیا وہاں بھی زہر برآمد ہوا -

پنڈت ہردے نارائن جی وکیل کانپور بیان کرتے ہیں کہ سوامی جی کانشی کی بابت کہتے تھے کہ کسی برہمن نے ہمکو پان میں زہر دیدیا تھا اور راجہ بنارس نے سوامی جی کو رام لیلا دیکھنے کیواسطے بلایا تھا سوامی جی نے در جواب کہلا بھیجا کہ یہ لونڈے بازوں کا کام ہے سنیاسیوں کا دھرم نہیں - اسپر راجہ بنارس خفا ہوئے تھے ۔

اصلی شاستر ارتھ جو ہوا ہے وہ علیحدہ کتاب کی شکل میں موجود ہے - مگر ہم یہاں اوسکی کچھ صحیح اور اصلی کیفیت بتلاتے ہیں - واضح ہو کہ ۳۱ ستمبر ۱۸۶۹ء کو سوامی جی رام نگر میں آئے اور رام لیلا کی میلہ میں ست دھرم کا اپدیش دیا پرتما پوجن کا اسقدر کھنڈن کیا کہ تمام میلہ میں دھوم پڑ گئی صدہا لوگوں سے دھرم سمبندھی بارتالاپ ہوئی کئی پنڈت لوگوں نے مقابلہ کیا - مگر نہ کوئی مورتی پوجا کو سدھ کر سکا اور نہ ان نوین ویشنو شیو گنپتی آدک سمپردایوں کا ثبوت دے سکا - ایک مہینہ کامل وہاں مت کا کھنڈن کر کے اس خیال سے کہ بنارس میں جتنے کنکر ہیں اتنے ہی شنکر مانے جاتے ہیں - خود مہادیو کو کانشی کا مالک یا راجا ڈھونڈی راج گنیش کو بنارس کا کوتوال اور بھیرو یا لٹھ بھیرو کو اوسکا نگہبان فرض کیا جاتا ہے اور جتنے مندر یا مورتیاں بنارس میں ہیں اتنی شاید ہندوستان کی کسی بڑی شہر میں ملکر بھی نہ ہونگے - کوئی گلی کوئی کوچہ کوئی بازار یا گذرگاہ حتی کہ نالیوں میں بھی شیولنگ اور شوالے بنے ہوئے ہیں - اور وہاں سنسکرت کا بھی بڑا زور و شور اور پنڈتوں کو لیاقت کا بھی بڑا گھمنڈ ہے - پہلے ایکدفعہ ہمارے برخلاف سمت ۱۹۲۵ میں بیوستھا بھی دے چکے ہیں جسکو دیکھکر سوامی جی نے اوسیوقت کہدیا تھا کہ گیاتم[لہ] کاشی آتھانا باندھیتم انیا دائین اتر شاستر ارتھو بھوشتی سوامی جی کے دلمیں بڑا اتشاہ اور بڑا جوش امنگ تھی کہ کانشی میں ویدک دھرم کی دھونی پوجائی جاوے اور وہاں کے پنڈتوں کو ست مارگ بتلایا جاوے اسی اہم ارادہ پر ۲ یا ۳ کارتک سمت ۱۹۲۶ مطابق ۲۲ - ۲۳ اکتوبر کے روز بنارس کے آنند باغ میں پدھاری اور یہم

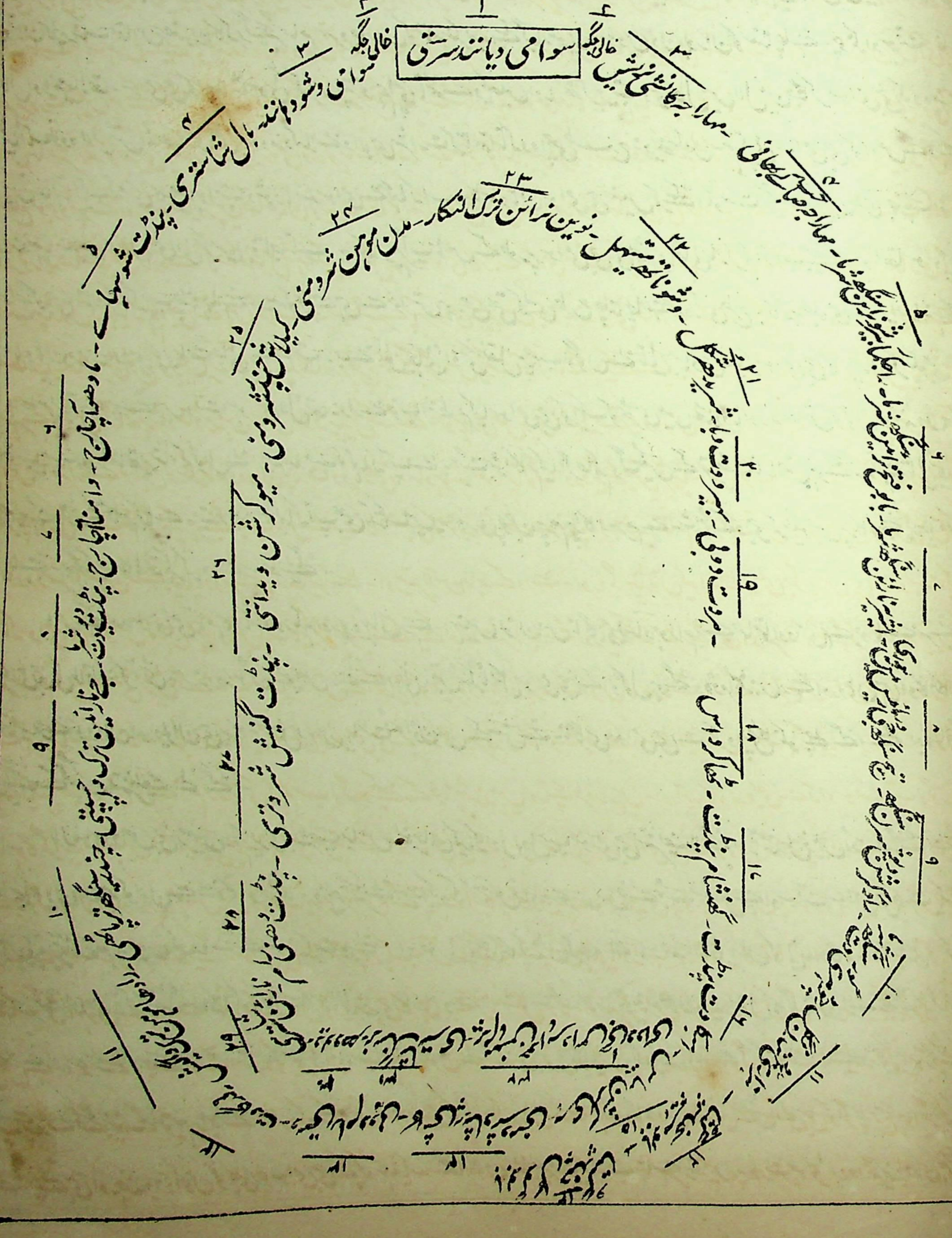
لہ ترجمہ میں نے جان لی کانشی کے پنڈتوں کی ودیا کی لیاقت ایسا ہی وہاں شاستر ارتھ ہوگا ۔

تب کوتوال سے نے ۔ کہا کہ راجن بڑا انرتھ ہو رہا ہے کہ ایک سوامی جی کو اتنے پنڈتوں نے گھیر لیا ۔ اور جو پولیس ہم نے مقرر کی تھی وہ آپ نے نہ رہنے دی یہ بات حکم سرکاری کے خلاف ہے مگر ہم آپکی خاطر کیواسطے کچھ نہیں کہتے اسکے بعد شاستر ارتھ مورتی پوجا پر ہوا جو چھپا ہوا موجود ہے اس کے انت میں یہ ہوا کہ ایک پنڈت نے ایک پستک پڑھکا نکالا (اونکے خیال میں برہمن اور ۱۱۲۷ شاخا ۲ اپ نشد سب وید ہیں) اُس میں یگ کے پر کرن میں پوران کا پرسنگ تھا اِس مضمون کا کہ رگ یجر سام اتہر و چاروں کو تمام سنکر بعد اسکے گیارہویں یا دسویں دن پوران کو سننا چاہئے ۔ چونکہ اوسوقت سندھیا کال اور اندھیارا تھا ۔ سوامی جی کو ابھلاشا ہوئی کہ اِس پتر کو ہم اپنی آنکھ سے دیکھیں اور ارتھ کریں تب وسی کال میں لال ٹین جگا کر سوامی جی کو وہ پتر ادیا گیا ایک تو وہ لال ٹین اندھیاری تھی ۔ دوم دکھلانے والا بھی شرارت کرتا تھا تاکہ وہ اچھی طرح نہ دیکھ سکیں ۔ تھاپی سوامی جی کو اوس کے دیکھنے میں غالباً ایک گھڑی کا عرصہ ہوا تب وشودہانند سوامی نے کہا کہ اب اسکا سمادہان سوامی جی نہیں کر سکتے انکو بہت تکلیف نہیں دینی چاہئے اور سندھیا بندہن کا کال بھی اتی کرمن ہوتا جاتا ہے یہ کہکر پھر آپ ہاس کے طور پر سوامی جی کی پیٹھ پر تھاپی مار کر کہا کہ اب اٹھئے جو ہونا تھا سو ہو چکا راجہ کو بھی اشارہ کیا کہ اب چلنا چاہئے ۔ راجہ کو تو پہلے ہی سے خواہش ہو رہی تھی کہ کسی طرح چلنا چاہئے اور کسی طرح یہ کاریہ جلدی طے ہو ایسا نہ ہو کہ وہ سمادہان کر دیں اور ہماری بات جاتی رہے ۔ تب راجہ نے تالی بجائی اونکی نقل پر سب لوگوں نے تالی بجا دی ۔ بلکہ سوامی جی کا اپمان کرنیکو بھی کئی بدمعاش اُپستھت ہوئے اِس وقت ہوری لال تھانہ دار نے خوب انتظام کیا سوامی جی کو ایک کوٹھری میں بٹھلا دیا اور بدمعاش لوگوں کو ڈنڈوں سے خوب پیٹا ۔ اور رگھناتھ پرشاد کوتوال نے راجہ صاحب کو کہا کہ آپ نے یہ بہت بڑا کام کیا اگر حاکم لوگ سنیں گے تو بہت ناراض ہونگے ۔ یہ آپنے تالی بجانے کا بہت انوچت کام کیا ہے ۔ تب راجہ نے کہا کہ آپ بھی آستک ہیں یہ مورتی پوجن پرم پرا کا دہرم ہے ۔ شترو کے وجے کرنیکو جس پرکار بنے پربندہ کرنا چاہئے ۔ یہ کہکر اوسکا ہاتھ پکڑ کر اوسے ساتھ لیگئے ۔

اِس کے بعد سوامی جی تمام کارتک اور مگھر اور پوہ یہاں رہے ۔ انہیں دنوں میں ناگا جی پرساد ہو رام بڑے مہاتما اوداسی ہے جو ہمارے مترتھے ۔ سوامی جی کی ملاقات کرائی چند روز اُن کے پاس رہنے سے اونکی باتیں سنکر بالکل سوامی جی کے انوکول ہوگئے وہ ڈمراؤں میں رہتے اور وہاں ہی اونکا مکان تھا یہ بڑے وِدوان اور دیوان جی پرکاش لعل دیوان ریاست ڈمراؤن ان کے شش تھے ۔ ناگا جی سوامی جی سے ملکر واپس مکانکو چلے گئے اِسکے بعد سوامی جی پریاگ کے کُمبھ پر تشریف لے گئے ۔

لالہ مادہو داس جی رئیس و آنریری مجسٹریٹ بنارس نے بیان کیا کہ اول اول جب سوامی جی تشریف لائے اور آنند باغ میں اُترے اُنکے آنے سے تقریباً ۲ دن بعد ہم کو اون سے ملنے کا موقعہ ملا ۔ اور پھر اکثر ملتے رہے کیونکہ آنند باغ ہمارے اِس باغ سے بہت متصل ہے اوسوقت سوامی جی صرف ایک کوپین باندھتے اور تمام بدن پر خاک رماتے تھے سنسکرت بولتے اور مورتی پوجن کا کھنڈن کرتے تھے اوسوقت اونکا یہاں کوئی مددگار نہ تھا اِسی دفعہ شاستر ارتھ ہوا (یہ ذکر سمت ۱۹۲۶ ماہ کارتک کا ہے) سوامی جی ہر روز صبح سے ۱۱ بجے رات تک مورتی وغیرہ خلاف وید باتوں کا کھنڈن کرتے رہتے صدہا آدمی روز آتے اور سوامی جی سے بات چیت کرتے تھے اونکی کھنڈن کی شورش سے کانشی میں کھلبلی مچگیا لوگ کہا کرتے تھے کہ ایک ڈنڈیا آیا ہے مورتی پوجا کا کھنڈن کرتا ہے چلو چلکے دیکھیں شاستر ارتھ سے ۵-۷ روز پہلے پنڈت رگھناتھ پرشاد کوتوال نے آنکر کہا کہ آپ کو مہاراج کانشی نریش کے سامنے شاستر ارتھ کے لئے چلنا چاہئے ۔ سوامی جی نے کہا کہ ہمارا تو یہ قاعدہ ہے کہ جو ہمارے پاس آوے اوس سے جب تک چاہئے شاستر ارتھ کرنیکو طیار ہیں ورنہ یوں تو ہم کہیں

اُن پرسدھ پنڈتوں کے چند نام جو کاشی شاستراتھ میں اوپستھت تھے



میں کُشل ہیں ـ سو یہ وِدیا میں کُشل نہیں ـ

پنڈت جوتش سُروپ او وِدیا سی وِدوان کو سوامی جی نے کہا کہ آپ بھی برہم وِدیا کے وچار کرنیوالے پورن وِدوان ہیں یدی آپ مورتی پوجا کا کھنڈن نکر سکیں تو بھی اگر کوئی ہمارے یتھارتھ یکتیوں کے نروپن کرتے ہیں کوئی وِواد کرے تو اُسے مبتہا لوگ سبھیہ پُرش (عقلمند) کو نروپن کرنا اُچت ہے ـ اِسواسطے آپ لوگ ہمارے سہایک ہوں ـ ایسے ہی چند اور وِدوانوں کو کہا ـ تب جوتش سروپ وغیرہ وِدوانوں نے کہا کہ یدی پی ساکھشات ہوکر مورتی کھنڈن میں آپکی طرح ہم پرورت نہیں ہوسکتے تہاپی کچھ سہایتا کرینگے ـ حکام ضلع نے جب سُنا کہ ایک سادھو مہاتما سوامی دیانند جی کانشی میں آئے ہیں اونکی مرضی ہوئی کہ اِس شاستر ارتھ کو ہم بھی دیکھیں بشرطیکہ روی وار کو ہو ـ راجہ صاحب رام نگر کو کہلا بھیجا مگر یہ بات راجہ صاحب نے کوئی بہانہ کرکے نامنظور کی (کیونکہ اگر حکام ضلع موجود ہوتے اور خصوصًا یورپین صاحبان تو یہ بے انتظامی ہرگز نہ واقع ہوتی اور نہ مہاراجہ صاحب من مانی تجاویز سے رولا ڈالنے کی طاقت رکھتے) آخر کو راجہ صاحب نے اِس ارادہ سے کہ حکام شامل نہ ہوسکیں منگل وار وِدوادشی کارتک سُدھی سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۶ ـ نومبر ۱۸۶۹ء کو شاستر ارتھ کی طیاری کی ـ سب پنڈتوں کو بُلایا کہ ہم ابھی آتے ہیں مگر آپ لوگ سب تیسرے پہر سوامی جی کے پاس جاؤ ـ پنڈتوں کی خاطر کیواسطے ـ پالکی ـ چتر ـ چنور بھی راجہ نے بھیجے ـ مطلب یہ تھا کہ اِس ٹھوٹھ کو دیکھکر سوامی جی چکرت اور اسچرج ہونگے مگر اوس وِرکت آتما کو اونکے دیکھنے سے کچھ پرواہ نہ ہوئی اور نہ ہی کچھ خیال ـ اوسوقت شہر کے کوتوال رگھناتھ پرشاد سناڈھ برہمن ساکن علاقہ بندیل کھنڈ تھے ـ اور ہوری لعل ڈپٹی انسپکٹر تھے یہ دونوں انتظام کو ۵۰ سپاہی لیکر باغیچہ میں حاضر ہو گئے ـ اِس شاستر ارتھ کے کولاہل کو سنکر تمام وِدوان پنڈت وِدیارتھی ـ سادھو ـ مہاتما لوگ اور دیگر شوقین قریبًا ۱۰ ہزار لوگ اکٹھے ہوئے ـ رگھناتھ پرشاد کوتوال اگرچہ مورتی پوجک تھا مگر یوگیہ ہونیکے سبب اوس نے اپنے کار منصبی کو خوب عمدہ طور سے نبھایا اوسنے یہ انتظام کیا کہ ایک آسن پر سوامی جی کو کھڑکی میں بٹھلایا اور دوسرا آسن سامنے بچھایا دوسرے پنڈت کیواسطے ـ اور تیسرا آسن راجہ کے واسطے ـ اور دیگر پنڈتوں کیواسطے اوسی جگہ پاس ہی بندوبست کیا تاکہ سوامی جی کے پاس کولاہل نہ ہو اور جس ایک کا پراجے ہو اوسکے آنیکے بعد دوسرا جائے اور ایک کے شاستر ارتھ میں دوسرے کو گفتگو کرنیکا کام نہیں ـ مگر جب مہاراج کانشی نریش آئے ـ تب سب پنڈتوں نے اُٹھکر جے کا شبد دیا اور برخلاف اوس قاعدہ کے راجہ کے ساتھ جاکر سوامی جی کو چاروں طرف سے گھیر لیا ـ وہ انتظام نہ رہا اور مہاتما پرمہنس جو سوامی جی کے مددگار و طرفدار تھے اونکے جانیکے واسطے باغیچہ میں راستہ بند کردیا ـ اوسوقت لوگوں نے ایک چٹھی سوامی جی کے نام روانہ کی کہ ہم سب لوگ دیکھنے کے خواہشمند ہیں اور آپکے طرفدار ہیں ـ اور آپ کا وعدہ بھی ہے کہ اوسوقت آپ لوگوں کو آنا ہوگا مگر اب راستہ نہیں ملتا ـ یہ چٹھی ہم نے ہوری لعل تھانہ دار کے ہاتھ سوامی جی کے پاس روانہ کی ـ تب سوامی جی نے کوتوال رگھناتھ پرشاد سے کہا کہ ہماری طرف کے جو لوگ مہاتما اور پرمہنس ہیں وہ لوگ یہاں نہیں آنے پاتے اسکا کیا کارن ہے اونکو جلد ہی بلاؤ ـ چنانچہ اِس پر ہوری لعل اگر جوتش سروپ آدک سب پرمہنسوں کو ساتھ لیگئے ـ سوامی جی نے ستکار پوربک جوتش سروپ جی کو اپنے پاس بٹھلایا اور سب مہاتماؤں کا ستکار کیا ـ مگر یہ بات پنڈتوں کو کھٹک گئی اُنہوں نے راجہ سے اشارہ کیا کہ اول تو دیانند جی کا ہی وجے کرنا مشکل ہوگا ـ اور پھر اگر جوتش سروپ آدک اِن کی سہایتا کرینگے تو وجے کرنا نہایت ہی مشکل ہے ـ اسواسطے راجہ نے اونکے اشارہ کو سمجھ کر اُن سب سادھوؤں کے آگے پنڈتوں کو بٹھلا دیا اور کہا کہ آپ لوگ ذرا ہٹ جائیے ـ جگہ چھوڑ دیجئے جب پنڈت آگے بیٹھ گئے تو پھر راجہ نے اشارہ کرکے جوتش سروپ جی کو پکڑوا کر وہاں سے اُٹھوا دیا ـ اِس بات سے سوامی جی کو اگرچہ رنج ہوا مگر کچھ نہ بولے ـ ایسے ہی اور چند وِدوانوں کو بھی جو سوامی جی کے کچھ سہایک تھے اُنہوں نے بےعزت کیا ـ تب شاستر ارتھ میں پرورت ہوئے ـ دوا نگریزی بادری بھی حاضر تھے

لگا کر چٹان پر مینہی میل (آسن لگا کر) بیٹھے اور تہوڑے کال پرمیشور کا دھیان کیا بعد ازاں بھوجن کیا مجھ سے کہا کہ تو بھی بھوجن کرلے میں نے بھی دودھ پی لیا - بولسکسی سے وتنڈا وادمت کرنا (غصہ) کرودھ نکرنا میں نے سویکار کیا - سب سے پہلے ہرگنا پرشاد کوتوال آئے اور انہوں نے انتظام کیا - بعد اسکے سب بہیڑ بھاڑ آگئی - اور یہ پرتگیا کی کہ سوامی جی سے ایک ایک آدمی شاستر ارتھ کرے چنانچہ اونکے آنے پر سوامی جی اونکی طرف گھوم کر اوسی طرح آسن مار کر بیٹھ گئے - راجہ صاحب - راجہ صاحب کے بھائی - بال شاستری - وشودہانند - ادہو آچارج وتاراچرن نیایک اور بہت سے پنڈت بیٹھے - سوامی جی نے کہا کہ اسطرح کیا نشچے ہوگا آپ لوگ ۱۵ روز یہاں ٹہریں - سب گرنتھ راجہ صاحب اپنے سرسوتی بھنڈارے منگا دیں تب نشچے ہوگا - اوسوقت غالباً تین بجہ کا وقت تہا - راجا صاحب کے بھائی نے کہا کہ نہیں شاستر ارتھ کرو آدمیوں سے باغیچہ بہرا ہوا تہا ایک پادری صاحب بھی تھے اخیر پر وشودہانند بولے مجھے دیر ہو گئی ہے - مین جاتا ہون - اونکے اوٹھتے ہی سب بدمعاش لوگ شور کرتے ہوئے اوٹھے - کوتوال نے حکم دیا کہ مارو بدمعاشوں بدذاتوں کو چنانچہ چند بدمعاشوں کو ڈنڈے مار کر خاموش کرایا لوگ چلے گئے - سوامی جی کو کوتوال نے کہا کہ اگر آپ سے آنکر کوئی لڑے تو مجھے خبر دیجیے - سوامی جی اوسجگہ بہت دن ٹہیر کر وہاں سے لوٹے مگر ہم پہلے چلے آئے تھے - اوس وقت سوامی جی کے پاس یہ اشخاص زیادہ آتے تھے - ہربنس لعل - ارونا مصر لاہوری مقیمی بنارس - گوپال داس ویش - ایک چوبے برہم چاری - نیل کنٹھ برہم چاری اونکے سوا اور بھی کئی آدمی اکثر آیا کرتے تھے "

ایک روز بنارس میں مہاراجہ بھرت پور - مہاراجہ ریوان - مہاراجہ بیتروا - اور ایک انگریز ان چاروں نے آنکر ناستک مت کی تقریر کی اور کہا کہ ہمارا کوئی مذہب نہیں یہ اندنوں بنارس کالج میں طالب علم تھے - سوامی جی نے کہا کہ یہی تمہارا مذہب ہے پھر خدا کی ہستی کی بابت اونہیں اچھی طرح سمجھایا جس پر وہ آخر کو بہت خوشی خوشی واپس تشریف لیگئے -

سادہو جواہر داس جی نے بیان کیا کہ جب سوامی جی یہاں آئے - اور ہم اُن سے ملے تو ہم ہر روز تیسرے پہر اونکے پاس جاتے اور آپ لے نندوں کے برہم گیان کے وشے میں وچار ہوا کرتا تھا ہم اپا واد اور جیو برہم کے ابہید کو منڈن کرتے اور سوامی جی کہنڈن کرتے تھے - اکثر معزز لوگ اگرچہ ظاہر ہو کر نہیں آتے مگر چھپ کر آتے رہے اور بارتالاپ کرتے رہے شہر میں اندنوں کولاہل مچگیا تہا - راجہ صاحب کو اُسکی یہی عام خبر پہنچی - کہ وہ وید کا پرمان مانگتے ہیں مگر پنڈت صاحبان نہیں بتلاتے راجہ صاحب یہ بھی کہتے تھے کہ اگر یہ مورتی کا کہنڈن نکرتے تو ہم انکو گورو مانکر اپنے ہاتھ سے چھتر چڑہاتے آخر ایکدن راجہ صاحب نے سب کو بُلا کر کہا کہ ہم تو شاستر گیہ نہیں ہیں آپ لوگ جو لاکھوں روپیہ لوگوں کا خرچ کراتے ہو - مورتی کا پرمان دو پنڈتوں نے کہا کہ ہمنے یدپی وید نہیں دیکھا مگر اور گرنتھ ہم نے دیکھے ہیں ہمکو کہو جنا چاہیے - اگر ہمکو کال ملے - تو ہم کہوج کر سمادہان کر سکتے ہیں - چنانچہ اونکے واسطے راجہ صاحب کی طرف سے روشنی کا پربندہ کرایا گیا اور ۱۵ روز کی مہلت دی گئی کہ ۱۵ روز کے بعد ہم شاستر ارتھ کرینگے - چنانچہ ۱۵ روز سے ایک دن پہلے سب نے اپنے اپنے ودیارتھی سوامی جی کے پاس بہیجے اُوسوقت ہم موجود تھے اونکا مطلب یہ تھا کہ جو جو گرنتھ آپ پرمانک مانتے ہیں - اور جو آپکا سدہانت ہے سو آپ لکہ دیجیے پشچات شاستر ارتھ ہو تب سوامی جی نے کہا کہ ہم چاروں ویدوں کو پرمان مانتے ہیں - اور مُول چہہ شاستر - منوسمرتی بالمیکی رامائن اور مہابھارت پر کہشپت شلوکوں کے سوا پرمان ہے اور وید انگ بھی - تب ودیارتھیوں نے اپنے اپنے آچاریوں کو جا کر تبلایا اونکے چلے جانے کے پشچات ہم نے سوامی جی سے پوچھا کہ یہ لوگ بڑے وِدوان ہیں اور کہٹ شاستر کے گیاتا ہیں آپ اُن سب سے شاستر ارتھ کیسے کرینگے اگر ایک کو آپ جیتیں گے تو اِس سب کو آپ کیسے جیت سکیں گے - سوامی جی نے کہا کہ یہاں ایک بال شاستری ہے وہ اوشکشات برہمن ہے اوسکو وید کا کچھ ابھیاس ہے وہ کچھ کال ہم سے بات چیت کر سکے گا باقی اتنی یوگیتا والا کوئی نہیں - اور جو ہیں وہ کاگ بہاشا (نوین نیائے - اور شُشک ویاکرن)

فیصلہ نہ ہوا اور اِن پنڈتوں نے ایسا ہی راجا صاحب کے ہاں کہلا بھیجا۔ درمیانی حال ہمکو معلوم نہیں مگر دو تین روز بعد رگناتھ پرشاد کوتوال شہر کے درمیان آنے پر یہ بات قرار پائی یعنی سوامی جی نے کہا کہ وہ لوگ آ دیں ہم گرنتھ پہلے ہی لکھا دینگے۔ اسکے بعد ہم وہی چاروں پھر گئے تب سوامی جی نے یہ گرنتھ لکھائے یعنی اکیس شاستر مفصلہ ذیل۔ چار وید۔ چار اُپ وید۔ چھہ انگ۔ چھہ اُپ انگ۔ منوسمرتی۔ اُس پر جب ہم نے یہ کہا کہ آپ انہیں گرنتھوں کو مانتے ہیں اور کو نہیں اِس میں کیا پرمان۔ تب سوامی جی نے کہا کہ یہ بات ہم شاستر ارتھ کے وقت اگر پنڈتوں نے پوچھی تو بتلاوینگے۔ ہم نے یہ بھی پوچھا تہا کہ آپ جو منوسمرتی میں گپ شلوک مانتے ہیں وہ کتنے ہیں سوامی جی نے یہ بات بھی نہیں بتلائی۔ بس ہم جواب لیکر چلے آئے اور آخر شاستر ارتھ کا دن مقرر ہوا۔ شہر کے تمام نامی گرامی پنڈتوں کے نام لکھے گئے کہ یہ شاستر ارتھ میں شامل ہوں صرف پنڈت راجا رام جی شاستری۔ اور سکھا رام جی بھٹ یہ دونوں نہیں گئے تھے راجا رام جی کے نہ جانیکی یہ وجہ تھی کہ وہ بال شاستری اپنے شش کو کامل سمجھتے تھے کہ اگر وہ سنتشٹ ہو گئے تو ہم بھی سنتشٹ ہیں اور سکھا رام جی کا حال ہمیں معلوم نہیں کیونکہ وہ ہمارے گورو جی کے ورودھی تھے لیکن اونکا بھتیجا تہا۔ میں بھی اوسوقت موجود تھا اوس روز اتنی مخلوقات تھی جو غالباً بنارس میں کبھی اتنی اکٹھی نہیں ہوئی۔ سپاہی موجود تھے۔ بڑے بڑے نامی پنڈتوں نے بدمعاشوں کی آمد و رفت میں انتظام ہوئی مگر بہت بدمعاش بنارس کے گنڈے اندر داخل ہو گئے کیونکہ وہاں لاکھوں آدمیوں کے اِسی مورتی پراجیو کا (گذران) ہے۔ اور اسی واسطے وہاں ہزاروں آدمی ٹلنگیا کہلاتے ہیں۔ خاص مکان میں جسمیں سوامی جی تھے تخمیناً ۵۰۰ آدمی تھے اور باہر دالان میں تین سو آدمی اور اوسکے باہر کم سے کم ۵۰ ہزار آدمی ہونگا۔ پولیس کا سپرنٹنڈنٹ بھی آگیا تھا۔

سوامی وشودہانند جی۔ بال شاستری۔ پنڈت دیودت۔ تاراچرن ترک رتن۔ مادہو چارج۔ راجا ایشری نارائین سنگھہ جی رام نگر والے۔ رگناتھ پرشاد کوتوال سرکاری وغیرہ لوگ موجود تھے (مفصل کیفیت کاشی شاستر ارتھ مطبوعہ سمت ۱۹۲۶ میں موجود ہے) اور سب بات تائید کرکے فرمایا کہ آخر الامر جب پتر اسوچنے کا وقت آیا۔ صرف دو منٹ سوامی جی نے پترہ دیکھا۔ اور پھر کہدیا اور سوچنے لگے۔ اور سوچکر پھر اٹھایا یا ابھی اُٹھایا ہی تھا اور کہنے کو تھے کہ وشودہانند نے اُٹھکر تالی بجائی کہہ۔ ہر ہر وشویشیر لوگوں نے شور مچا دیا اگر سوامی جی جلدی سے کھڑکی بند نکرتے تو بدمعاش لوگ پتھر وغیرہ پھینک کر اونکو زخمی کر دیتے۔ مگر لوگوں نے پھر کچھ پتھر۔ گوبر۔ پرانے جوتے۔ پھینکے اور شرارت کرتے ہوئے چلے گئے اوسوقت وہاں اندھکار مچ گیا تھا۔ کیونکہ وہاں نہایت مشکل تہی مورتی پوجا کا کھنڈن کرنا۔ بلکہ مہا کٹھن تھا یہ صرف سوامی جی کی ہمت تھی جو ایسے دُشٹ لوگوں پر کامیابی کی۔ مجھے جب اجمیر ۱۸۸۳ء میں دیکھا تو پہچان کر کہا تھا کہ آپ کو ہم نے کاشی میں دیکھا ہے۔

پنڈت بلدیو پرشاد مشکل جی کہتے ہیں کہ اسی طرح بہت و دیارتھی آتے رہے اور پنڈت لوگ بھی بھیس بدل بدلکر آتے رہے نام ظاہر نہیں کرتے تھے ایکر وز راجا صاحب کے ہاں سب پنڈت اکٹھے ہو کر یہ صلاح ٹھہری کہ چلو سوامی جی سے شاستر ارتھ کرو۔ بدی وشوناتھ چاہینگے تو اوسکا مُکھ بند کر دینگے اس بھیڑ بھاڑ کی ہمکو اطلاع ملی ہم نے سوامی جی کو خبر دی کہ آج بہت بھیڑ بھاڑ ہو ویگی اور کاشی شوہدوں کا شہر ہے اگر فرخ آباد ہوتا تو دس بیس آدمی آپکی طرف بھی ہوتے۔ مگر یہاں بڑا اسندیہ ہے۔ سوامی جی ہماری یہ بات سنکر ہنسے اور کہا کہ یوگیوں کا نشچت سدہانت ہے۔ کہ ست کا سورج اندھکار کے تنکر ہیر اکیلا ہی وچ پاتا ہے۔ جو ایشور کی آگیا انوکول ست اپدیش پکش پات سے رہت ہو کر کرتا ہے اسکو بھے کہاں؟ ست پُرش ڈر کر ست نہیں چھپاتے۔ جان جائے تو جائے پر ایشور کی آگیا۔ جو کہ ست ہے وہ نہ جائے اے بلدیو! چنتا کیا ہے ایک میں ہوں ایک ایشر ہے۔ ایک دھرم ہے اور کون ہے۔ دیکھی جائیگی اُنکی اگر ادنکا آنا ہوگا۔ ایک حجام بُلالاؤ۔ چنانچہ میں یہ سنکر ایک نائی حجام کو بُلا لایا۔ سوامی جی نے کشورکرم یعنی اصلاح بنوائی اور اشنان کر اور سندر مرگ چھالا

اونکے پاس بیجا ؤ وہ پرشن یہ تھا

येनोच्चरतेन शासना लागूल ककुदखुरविषाणा प्रत्ययोभवति सः शब्द ।

अथवा प्रतीतपदार्थं कोलोके ध्वनि शब्दः ।

श्रोत्तोपलब्धि बुद्धि निग्राह्य आकाशदेश सः शब्द अस्योदाहरस्य प्रत्युदा हरण पूर्वक समाधानं कुर्यात्

ہم اس پرشن کو لیکر راجارام کے پاس گئے راجہ رام نے دیکھا اور کہا کہ چہری رکھہ لو مدہ میں اگر اسکا اُدا ھرن ہم کر دینگے تو ناسکا چہیدن کر لینگے - ہم نے ایسا ہی آنکر کہدیا - سوامی جی نے کہلا بھیجا کہ ایک نہیں دو چہری درمیان میں رکھہ لینی چاہئے شاستر کی جگہ شستر ہی سہی ہم نے اُن سے بھی ایساہی آنکر کہدیا کہ دو چہری رکھنی چاہئے جس سے نہ بنے اوسکے ناسکا چہیدن ترت ہو جائے تب راجہ رام نے کہا کہ کاشی میں آگئے ہیں جنپا کیا ہے معلوم پڑیگا - ہمکو تو یہ کہکر رخصت کر دیا - مگر رات کو راجارام جی نے اپنے ایک ودیارتھی پنڈت سالگرام (جو آجکل اجمیر کالج میں پنڈت ہیں) کو بھیجا کہ دیکھہ آؤ دیانند کیسے ہیں - سالگرام جی نے میرے روبرو سوامی جی سے جاکر کہا کہ نسوار کہاں لکھی ہے - یعنی تُم جو نسوار کرتے ہو یہ سنیاسی کو کہاں لکھی ہے - سوامی جی نے جھٹ منو سے اُتر دیا کہ روگ کے نورت کے واسطے ہے - کچھ سنشے نہیں - پھر ویاکرن کے متعلق اون سے پرشن کئے - سوامی جی نے اون سبکے اوتر دیئے سالگرام نے جاکر راجارام جی کو کہا کہ پنڈت تو بڑا ہے مگر ناستک ہے -

پنڈت سالگرام جی شاستری ہیڈ پنڈت گورنمنٹ کالج اجمیر بیان کرتے ہیں کہ بنارس میں سوامی جی کے درشن سمت ۱۹۲۶ میں ہوئے سری گوپال غالباً پہلے فرخ آباد سے بیوستہا لینے آئے تھے - جب سوامی جی رام نگر میں آئے تو ہم نے سُنا کہ وہاں کا راجا جو مورتی پوجک تھا اون سے سوامی جی نے کہا کہ ہمارے ساتھ تسلی کر لو - اونہوں نے کہا کہ یہاں نہیں کاشی میں چلو ہم شاستراتھ کراوینگے پھر سوامی جی رام نگر سے بنارس میں آگر آنند باغ درگا کنڈ پر ٹہرے کاشی کے بہت لوگ وِدوان - ودیارتھی وغیرہ اونکے پاس جایا کرتے تھے اور بعضے مورکھہ ودیارتھی کو واک بھی بولتے تھے -

کاشی نریش نے کاشی کے پنڈتوں کو بُلا کر کہا کہ سوامی دیانند سنیاسی آئے ہیں اور وہ پرتما پوجن پر اکھشیپ کرتے ہیں تم اون سے شاستراتھ کرو تب پنڈت راجارام جی ہمارے گورو اور بہت سے پنڈتوں کی یہ سمتی ہوئی کہ اگر ہم شاستراتھ کیوقت کسی گرنتھ کا پرمان دینگے تو وہ انکار کر جائینگے ہم نہیں مانتے - اسواسطے جو گرنتھ منبھیہ دمستند ما ہوں پہلے جاکر اون سے لکھہ لائیں - اور وہ یہ بھی تبلادیں - کہ کنہیں گرنتھوں کو جو مانتے ہیں پرمانک ماننا اور باقی گرنتھوں کو پرمانک نہ ماننا اسمیں کیا پرمان ہے - اور وہ (سوامی جی) مانیہ گرنتھوں میں بھی اوم کہدیا کرتے ہیں اسواسطے اون سے پہلے پوچھ لیا جاوے کہ کتنے واک اِن گرنتھوں میں ایسے ہیں جو کشپک ہیں یہ بھی پہلے تبلائے جاویں - اور پران آپ کتنے مانتے ہیں؟ -

اِن سب باتوں کے دریافت کیواسطے پنڈتان بنارس کی طرف سے ایک میں اور دوسرے ڈہونڈی راج شاستری دہرم اوہکاری تیسرے دموودر شاستری بہاردواج چہوتھے رام کرشن شاستری المعروف تاتیا - ہم چاروں گئے - جب پہنچے تو سوامی جی صرف لنگوٹ چوڑا پہنے ہوئے بھسم شریر میں لگائے اور بہت سے ودیارتھی اونکو گھیرے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے ہم لوگوں نے منو نارائن کی اور ان باتوں کا اُتر پوچھا ہم سے سوامی جی نے یہ بات کہی کہ ابھی نہیں اور غالباً سوامی جی ہم سے بتلانے کو ہی تھے مگر اون کے پاس اون کے شش منشی ہربنس لعل کائستھہ چھاپہ خانہ والے بیٹھے تھے اُنہوں نے اشارتاً کہدیا کہ یہ پنڈتوں کے ودیارتھی ہیں آپ اونسے نہ کہیں - جب انکے گورو پنڈت لوگ آوینگے اوسوقت اسبات کا اچھی طرح سے نرنے ہو جاویگا ہم نے ہر چند کہا مگر سوامی جی نے وُہی اُتر دیا کہ ابھی نہیں - ہم نے واپس جاکر اپنے گوروجی اور سب پنڈتوں سے کہدیا تب اُنہوں نے کہا کہ ہم شاستراتھ نہیں کرینگے تاوقتیکہ گرنتھوں کا

سنسکرت کے فاضل سادھو جواہرداس مقیمی ستی گھاٹ بنارس بیان کرتے ہیں کہ اوّل اوّل سوامی جی ہمکو رام لیلا سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۳-اکتوبر سے ۱۵-اکتوبر ۱۸۶۹ء تک میں بمقام رام نگر ملے - وہاں وہ وشنومت کا کھنڈن کرتے تھے - جب مہاراج ایشری نارائن سنگھ جی مہاراجہ رام نگر کو خبر ہوئی کہ ایک مہاتما آئے ہیں جو مورتی کا کھنڈن کرتے ہیں تو راجا صاحب نے مہاتما جانکر اونکے بھوجن کا بندوبست کیا حالانکہ سوامی جی نگرن رہتے تھے۔ گو مہاراجہ صاحب نے ایک عمدہ مالیدہ اونکے واسطے بھیجا اور اونکی ودیا کی مہما کو سُنکر مہاراج نے ملنے کی بہت ابھلاشا کی مگر خوشامدی لوگوں کے بہکانے سے کہ مبادا کہیں سوامی جی کے اپدیش کا اسپر اثر نہ پڑ جائے - وہ نہ ملے یعنی پنڈتوں نے نہ ملنے دیا - وہاں سوامی جی غالباً ایک ماہ رہے - وہاں کے کھنڈن منڈن کی چرچا شہر بنارس میں بھی پھیل گئی -

بلدیو پرشاد شکل ساکن فرخ آباد نے بیان کیا کہ کنوار رام نومی کے روز سمت ۱۹۲۶ رام نگر میں پہنچے تھے - میں سوامی جی کے ساتھ تھا - سوامی جی ست کا منڈن اور اسَت کا کھنڈن کرنے لگے - راجہ صاحب نے ایک ملازم چوبے کو بھیجا کہ آپ یہاں آویں سوامی جی نے کہا کہ ہم نہیں جاوینگے اگر اونکی اچھیا ہو تو یہاں آویں - چار پانچ روز یہی باتیں ہوتی رہیں تب چوبے نے راجا صاحب سے کہا کہ دو دو مست ہیں آپ راجا وہ فقیر - تمہارا اور اونکا میل نہ ہوگا - ودیارتھیوں اور پنڈتوں کا سوامی جی کے پاس آنا شروع ہوگیا اور رام نومی کے سبب بیراگیوں کا وہاں بہت ہجوم تھا کیونکہ رام نگر کی رام لیلا کا میلہ مشہور ہے ایکدن ۵۰-۶۰ بیراگی آئے اور کچھ سخت سُست الفاظ بھی سوامی جی کو کہے - سوامی جی نے کچھ پرواہ نہ کی مہاراجہ نے سُنا تو کہلا بھیجا - کہ شاستر ارتھ جسکا جی چاہے کرے مگر گالی گفتا جو دیگا وہ ہمکو دیگا سوامی جی ہمارے یہاں آئے ہیں - ایک دن میں گؤ گھاٹ پر سوامی نرنجنانندجی کے پاس موجود تھا راجا صاحب بھی وہاں تشریف لے گئے - اور جاکر کہا کہ ویدمیں مورتی پوجا اور رام لیلا ہے یا نہ - سوامی دیانند کہتے ہیں کہ نہیں - سوامی نرنجنانندجی نے کہا کہ ویدمیں تو کہیں نہیں ہے مگر لوک ریت چلی آئی ہے کرتے چلے جاؤ - اسپر راجہ صاحب کو بڑا رنج ہوا اور لوٹ آئے "

اسکے بعد چوبے جی کو حکم دیا کہ ہم سے ۴ر روز لیجایا کرو - اور سوامی جی کو جس بھوجن کی اچھا ہو کرا دیا کرو - اور سب پنڈتوں کو اکٹھا کرکے فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہئے -

مہاراج کے دوسرے بھائی جو بیراگی تھے اور جنکی اجازت سے رام لیلا بنتی تھی وہ زیادہ متعصب تھے اُنکے سبب سوامی جی کے بڑی ورودھی تھے - اُنہوں نے پنڈتوں سے کہا کہ ین کین پرکارین یعنی جسطرح بن سکے مورتی پوجا کی استھاپنا کرو - مگر شیر کے موہنہ میں آنا خالہ جی کا گھر نہ تھا جو پنڈت سوامی جی کے سامنے آتا وہ ہار کر جاتا تھا - سوامی جی اوسکے لئے "لتّے" سب اوڑا دیا کرتے تھے "

پھر سوامی جی وہاں سے اوٹھکر بنارس کو گئے اور آنند باغ میں جاکر ٹھہرے - سادھو جواہرداس جی بیان کرتے ہیں کہ غالباً کارتک دوتیا ترتیا (۲۲ یا ۲۳ - اکتوبر) کو سوامی جی یہاں بنارس میں آگر درگا کُنڈ کے پاس آنند باغ میں راجا مادھو سنگھ امیٹھی کے باغیچہ میں ٹھہرے ہم اوس روز اتفاقاً درگا کنڈ کی طرف جا رہے تھے جس روز وہ آئے ہمکو کسی نے کہا کہ دہ پار والے سوامی جی یہاں آگئے ہیں چنانچہ ہم گئے اوسوقت ہربنس لعل اون کے پاس تھا (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی ۱۲ ستمبر ۱۸۶۹ء اسوج بدی ۱ پڑوا شنبہ کو رام نگر اور ۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۸۶۹ء کارتک بدی ۲-۳ سمت ۱۹۲۶ جمعہ یا شنبہ کو بنارس میں پہنچے پورا ایک ماہ رام نگر میں رہے اور بنارسی پنڈتوں کے ودیا سمبندھی لیاقت کو آزماتے رہے) پنڈت بلدیو پرشاد شکل ساکن فرخ آباد جو سوامی جی کے ہمراہ تھے بیان کرتے ہیں کہ جب سوامی جی بنارس میں آکر آنند باغ میں ٹھہرے تب کاشی کے ودوان پنڈت لوگ آنے لگے بلکہ ہر وقت ودیارتھیوں اور پنڈتوں کا جمگھٹ رہتا تھا صدہا لوگ آتے تھے کوئی شاستر ارتھ کو کوئی شکوک رفع کرنے کو اور کوئی کسی اور ارادہ کو - بعد ازاں سوامی جی نے ایک پرشن لکھکر بھیج دیا کہ راجا رام شاستری جو سب بنارس میں مکھیا ہیں

کاشی کا حال

بابو اناشی لعل جی کہتری مرہوترہ ساکن بنارس نے بیان کیا کہ سوامی جی سمت ۱۹۲۶ میں رام نگر (گنگا پار) ہاتھی خانہ مہاراج کے متصل لب گنگا ایک مکان پر ٹکے ہوئے تھے۔ مگر ہم نے اونکو میدان میں دیکھا تھا چونکہ ہم نے سُنا تھا کہ ایک سنیاسی آئے ہوئے ہیں جو مورتی پوجا کا کہنڈن کرتے ہیں ہمیں اس خبر کو سنکر اشچرج ہوا کیونکہ ہم نے اوس سے پہلے کسی ہندو کو مورتی کہنڈن کرتے نہیں سُنا تھا ہم ہی شوق سے گئے تھے منشی ہرہنس لعل پنڈت جوتش سروپ اوداسی اور ہم تینوں تھے سوامی جی اوسوقت کپڑے نہیں پہنتے تھے صرف ایک لنگوٹ رکھتے تھے! (ستہاد عمر) اونکی ۴۰ سال سے کم معلوم ہوتی تھی۔ وہاں ہمارے جلنے سے پہلے سوامی جی کی پنڈتوں سے گفتگو مورتی پوجا پر ہو رہی تھی۔ ہم نے جوتش سروپ جی سے کہا کہ آپ کچھ اون سے اس وشے پر گفتگو کریں۔ فرمایا کہ وہ بات اچھی کہتے ہیں ہم کیا کہیں۔ وہاں اونکے پاس ہی دو گھنٹہ ٹہرے ہے۔ اونکی بدہی ہم نے بڑی چمتکار والی دیکھی۔ اور جن دلائیل سے وہ مورتی پوجن کا کہنڈن کرتے تھے وہ نہایت زبردست دلائیل تھیں ہم لوگ اونکی باتوں سے خوش ہو کر ڈنڈوت کرکے چلے آئے۔ اسکے دس یا پندرہ روز بعد سوامی جی آنکر بنارس آنند باغ دُرگا کُنڈ کے اوپر اُترے اسی دفعہ شاسترارتھ ہوا اس میں بنارس کے مہاراج معہ کئی پنڈتوں کے گئے تھے جوتش سروپ اور ہرہنس لعل بھی موجود تھے ہم نہیں گئے مگر ہم نے یہ سنا کہ پہلے تو پرشن اُتر بال شاستری اور سوامی وشودہانند جی وستاچارج وغیرہ سے ہوتا رہا اوس میں وامناچارج نے اونکو وید کا پتر دیا کہ دیکھو یہیں مورتی پوجن لکھا ہے سوامی جی اوس پتر سے کو لیکر (پورا پڑھا) ما قبل ما بعد بچارنے لگے اس عرصہ میں لوگوں نے ہتھیلی پیٹنا شروع کیا کہ سوامی جی ہار گئے اور بڑا غل مچایا اور سب لوگ اُٹھکر چلدئے بدمعاش لوگوں نے سوامی جی پر ڈھیلے پھینکنے شروع کئے۔ پنڈت رگناتھ پرشاد کوتوال مرحوم اور منشی ہرہنس لعل مرحوم نے سوامی جی کو کہا کہ آپ ایک کوٹھری میں چلے جائیں اور انہوں نے وہاں پہ کواڑ لگا دیا۔ پھر لوگ چلے گئے بعد ازاں ہم نے سوامی جی سے سوال کیا تھا کہ دیکھو راجہ نے کچھ انتظام نہ کیا کہا کہ وہ انتظام کیا کرتے وہ تو خود بھی مخالف تھے۔ سوامی جی نے تمام شاسترارتھ پھر لکھوایا اور ہم لوگوں نے چھپوایا شاسترارتھ کے بعد سوامی جی ماہ دو ماہ رہے جب شاسترارتھ کا پُستک چھپ چکا تب یہاں سے پچھم کی طرف چلے گئے۔ اوسوقت اکیس شاستر کو مانتے تھے ۔۴ وید ۶ شاستر مہابھارت۔ رامائن وغیرہ۔ اگرچہ سنسکرت بولتے تھے مگر وہ بہت سرل ہوتی تھی۔ کسی سے دبتے نہیں تھے۔ وہ بہت آدمی تھے یوگی اور تیجسوی پُرش تھے۔ یوگ کی تعریف بھی کرتے تھے۔ خصوصاً راج یوگ کی۔ سندھیا بھی یہاں لکھوائی تھی۔ ست بولنا۔ ایشر پر اعتماد کپٹ نہ رکھنا۔ ایک دوسرے کی بھلائی کرنی ہمیشہ لگے رہنے کا اپدیش اور گؤ کے دودھ اور اوس کے پالن سے جگت کا اوپکار بتلاتے تھے جیسا کہ مفصل اُنہوں نے گؤکرنا ندہی میں لکھدیا ہے۔ ہماری سوامی جی سے ویدانت اور ایشر کے نیاکاری ہونے پر خاص بات چیت ہوئی تھی مگر آخر کار ہم دونو خاموش ہو گئے اوسوقت وہ زیادہ تر مورتی پوجن کا کہنڈن کرتے تھے۔ ہماری ویدانت وشے پر اون سے تسلی نہیں ہوئی باقی باتوں میں ہم اون سے اتفاق کرتے ہیں"

اِس سے پہلے بھی سوامی جی ایک دفعہ بنارس میں آئے اور کچھ دن رہے تھے مگر اس کا حال ہمیں ٹھیک معلوم نہیں ہے۔ یہ دوسری بار تھی جب اسجگہ آکر شاسترارتھ کیا۔

میں اوس وقت پولیس میں ملازم تھا ؞

جو لوگ پرتما پوجن پر بھاونا کا پھل ملنا کہتے تھے سوامی جی اون کو اُتّر دیتے تھے کہ اگر ایسا ہے تو تم چکرورتی راجا بننے کی بھاونا کرو ۔ کیا ہو جاؤ گے ۔ ہرگز نہیں ۔ بھاونا جھوٹھی سے پھل نہیں ملتا ؞

ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ کالنشی سے خط ارسال فرماتے رہنا ۔ فرمایا کہ اگر ہم ایسا کرتے تو اودھشٹّا وروں کو خبر کرتے مگر ایسا نہین کرینگے ؞

رائے بہادر درگاہی لعل وکیل دائریری مجسٹریٹ کانپور نے بیان کیا کہ سوامی جی یہاں اول اول آنکر ہماری گھاٹ پر جسے ہم نے سنہ ۱۸۶۸ء میں بنوایا تھا رونق افروز ہوئے ۔ اس دفعہ تین ماہ تک رہے ۔ اون کے آتے ہی شہر میں ذکر ہونا شروع ہوا ۔ صدہا آدمی روز جمع ہوتے تھے ۔ ایک لنگوٹ باقی بالکل ننگن کوئی تو ننیا یا بستر پاس نہ تھا ۔ اینٹ سر کے نیچے رکھ کر سو رہتے تھے ۔ گرمی اور جاڑے میں اسی حالت میں رہتے تھے ؞

اس سے پہلے ایک مولوی آئے سوامی جی نے اوس سے قرآن کی بابت پوچھا کہ قرآن تمہارا کلام الٰہی نہیں ہو سکتا ۔ اسواسطے کہ اوس کی بسم اللہ غلط ہے ۔ مولوی نے معنے کئے ۔ سوامی جی نے کہا کہ اگر خدا نے بنایا ہے تو پھر وہ کس خدا کے نام سے شروع کرتا ہے ۔ اس پر وہ خاموش ہو کر چلے گئے ؞

ایک دفعہ اسجگہ کے پنڈت دیودیال کو یہاں کے لوگوں نے بھیجا ۔ وہ بل پتر اور پستک کے پتر لئے ہوئے گئے ۔ سوامی جی نے کہا کہ تم سام وید کا برہمن لائے ہو ۔ اور کہا اس سے تم باٹ پوجا سدھ کرنا چاہتے ہو ۔ وہ پرتما ہستنی والا واک مورتی پوجا کا نہیں ہے اس کا ارتھ اور ہے ؞

ایک دفعہ کسی نے تلسی داس کا پرمان دیا کہ گوسائیں جی یوں کہتے ہیں ۔ فرمایا تلسی داسو دشٹا کہ تلسی داس بہت خراب آدمی ہے ۔ نند کی نولاکھ گائے ہونے کا بھی کھنڈن کرتے تھے ۔ اور کہتے تھے کہ وہ کہاں بندھی تھیں ۔ اور اون کے ٹکٹ کے دور دراز جگہ پر جا گرنے کا کھنڈن کرتے تھے ؞

ایک پنڈت نے آن کر پوچھا کہ میں کیا کام کروں کہ جس سے مکتی پاؤں ۔ فرمایا کہ سندھیا آدی پنچ یگ کیا کرو برہمنوں کے لڑکوں کو ودیا پڑھایا کرو لوگوں کے یگوپویت کراؤ ۔ اور آخیر میں کہا کہ پتھر پانی جڑ کی پوجا کبھی نکرنا ۔ اس آخیری فقرہ کو سنکر وہ خاموش ہو گیا ۔ اوس نے کہا کہ یہ مورتی پوجا تو پرانی چلی آتی ہے ۔ سوامی جی نے کہا کہ چوری بھی تو پرانی ہے ۔ فرماتے تھے کہ گیتا ۔ مہابھارت ۔ منو وغیرہ میں بہت شلوک ملے ہوئے ہیں ۔ مورتی پوجا وغیرہ آٹھ چیزوں کو گپّ اور وید آدک ۸ چیزوں کو ست کہتے تھے اور اسی سبب سے اس کا نام گپّا بابا ہو گیا تھا ۔ ایک دن صبح کو بغیر کسی کے کہنے کے کالنشی کی طرف چلے گئے ۔ اوس وقت سوامی جی کسی کا روپیہ پیسہ نہیں چھوتے تھے اور نہ مانگتے تھے ؞

اس دفعہ یہاں سے چلکر سوامی جی گوسائیوں کے شیوراج پور ضلع فتحپور میں ٹھیرے وہاں کسی سے شاستر ارتھ ہوا ۔ پھر کالنشی کی طرف چلے گئے ۔ بابو درگا پرشاد رئیس فرخ آباد نے بیان کیا کہ گورو نراین برہمن ساکن کانپور کے گھر میں ایک میم تھی اون کو ایک دفعہ بھیروں گھاٹ پور اسنے کانپور پر میرے سامنے اُپدیش کر رہے تھے ۔ کہ تو نے یہ کیا بھرشٹاچار کر رکھا ہے ۔ اسی جگہ سوامی جی سے کسی نے لوٹا مانگا ۔ ادنہوں نے پوچھا کہ کیا کریگا کہا کہ شیوجی پر ڈالوں گا ۔ سوامی جی نے فرمایا کہ تجھے آپ ایشور نے لوٹا دیا ہے اوس کو بھر کے ڈال دے پوچھا کہ کون سا ۔ فرمایا کہ موںھ پس اوس میں کُلا بھر کر لے جاؤ ۔ اور اوس کے اوپر ڈال دو ؞

(نوٹ) کان پور سے رام نگر کے درمیان میں کہیں زیادہ ٹھہرنا معلوم نہیں ہوتا ۔ جب اخیر اگست تک یکم اکتوبر کے قریب قریب رام نگر میں پہونچے تو صرف ایک ماہ راستہ کے واسطے ہے مرزاپور پریاگ وغیرہ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مشہور شہروں میں سوامی جی ان ایام میں بالکل نہیں رہے ۔ ایک ایک یا دو دو دن راستہ میں قیام کرتے ہوئے رام نگر آئے

اشتہار گپ والے اشتہار کو پڑھکر اکثر پنڈت لوگ آیا کرتے۔ مگر اول تو ودیا کرن ہی میں گر جاتے۔ ورنہ وید ودیانت میں ہار جاتے تھے۔ ۱۰۔ ۱۲ پنڈت روز ہار جاتے تھے۔ اونکے آنے کے تخمیناً دو ماہ بعد شاستر ارتھ ہوا تھا تمام عملہ دیوانی و فوجداری اور مسٹر تھین صاحب اسسٹنٹ کلکٹر بھی موجود تھے۔ اور ۲۰۔ ۲۵ ہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔ اول لوگ اوپر اکٹھے ہوئے۔ مگر سوامی جی نے کہا کہ ہم کو نہ ہار ہے نہ جیت۔ ہم اوپر نہیں آتے جس کو شاستر ارتھ کرنا ہو۔ وہ یہاں آجاوے۔ آخرالامر سب لوگ نیچے آگئے۔ نیچے۔ اوپر چھت۔ پُشتے سب میں آدمی ہی آدمی تھے۔ مسٹر تھین صاحب ہیبت تھے شاید چار سو کے قریب برہمن موجود تھے۔ شاستری ہلدر راو جیا اور مقابل میں موجود تھے۔ اول بابو شاما چرن نے کین اپ اشند سے آپا سنا کی۔ انسپکٹر سلطان محمد معہ ۵۰۔ ۶۰ پولیس کے سپاہیوں کے موجود تھے۔ آخرکار سوامی جی کی جیت ہوئی +

جب سوامی جی نے اشتہار دیا کہ آٹھ گپ اور آٹھ ست ہیں۔ تب شہر کے پنڈتوں نے اعتراض کیا کہ گپ شبد کی دھاتو کہیں بھی نہیں ملتی ہم نے سوامی جی سے پوچھا۔ فرمایا کہ یہ سارسُت چندر کا کو مدی کے جاننے والے ہیں۔ اس واسطے نہیں جانتے۔ یہ مد پر تیا ئی ہی سہتا پر بہاشنے دہاتو ہے اس سے گپ شبد سدھ ہوتا ہے۔ پنڈتوں نے بھی اسے کسی طرح سن لیا۔ پھر اعتراض نہ کیا +

سوامی جی نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا تھا کہ مسلمان جو کہتے ہیں کہ توبہ سے تمام گناہ چھوٹ جاتے ہیں۔ یہ جھوٹھ ہے کوتوال صاحب نے بھی تسلیم کیا کہ مہاراج آپ سچ کہتے ہیں۔ ایک دن میں نے کہا کہ مہاراج جب آپ جاویں گے تو مجھے پہلے بتلا دینا۔ فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم گھر والوں سے کیوں جدا ہوتے اونکو خبر نہ کرتے یہ کام صرف اس واسطے نہیں ہے کہ فلانے راضی رہنا اور ہم کو ملتے رہنا یہ کام موہ کے ہیں ہم نہیں کرینگے چنانچہ جب جانے لگے تو رسویہ برہمن نے پوچھا کہ مہاراج رسوئی بنا دیں اول تو نہ بولے پھر پوچھا تب کہا کہ ہوں جس پر وہ بنانے کی سمجھا مگر یہ بغیر اوس کی اطلاع کے پرانی لنگوٹ کے ساتھ خاک رمائے چل پڑے نئی لنگوٹ۔ مٹی کا لوٹا جس سے شوچ کرتے تھے وہاں ہی چھوڑ گئے۔ وہ شام تک راستہ دیکھتا رہا۔ مگر ہم اپنی کم نصیبی سے اوس وقت موجود نہ تھے +

ایک شخص نے پوچھا کہ مہاراج برہما بڑا یا دشنو فرمایا کہ تم بڑے یا تمہارا باپ بڑا۔ وہ خاموش ہو گیا اور مطلب سمجھ گیا۔ سوامی جی اٹھارا پورانوں کو نہیں مانتے تھے +

ایک پنڈت بھیرو نام ساکن کرنیل گنج کچھ وید منتر مورتی کی بابت نکال کر لیگئے۔ سوامی جی نے اون کا صحیح ارتھ کر دیا کہ مورتی پوجا کی بابت نہیں ہیں وہ شانت ہو کر چلا آیا۔ پنڈت ایسے جلد پر است ہوتے تھے کہ کہنے اور سننے میں بہت فرق ہے +

ایک دن سوامی جی نے فرمایا کہ ہم نے گائتری کا جاپ بدری نارائن پر جا کر کیا ہے کہ یہ بہت اتم منتر ہے۔ ہم نے سوامی جی سے شدہ گائتری کا اچارن سیکھا فرمانے لگے کہ چکر انکدون کی مکاری دیکھنے کے لائق ہے۔ وہ اپنے لنگ کو صد بار دیکھتے ہیں۔ اور اون کی استری نہیں شرماتی مگر پتھر کا شولنگ دیکھنے سے استری شرماتی ہے۔ غرضیکہ سوامی جی کے ایسے اپدیشوں سے میری استری مورتی پوجا کر پر بالکل نہ رہی پندرہ برس تک مہادیو کی پوجا کرتا رہا۔ مگر شانتی نہ ہوئی چند روز مہاراج کے اپدیش سے چت شانت ہو گیا۔ سب پاکھنڈ کی باتیں چھوڑ دیں۔ اوس کے بعد پھر میں نے پوجا نہیں کی۔ یہاں کے شاستر ارتھ کے بعد ہم نے پوچھا کہ مہاراج یہاں کے تین چار سو برہمنوں میں سے آپنے کوئی بھی ودوان پایا فرمایا کہ سب میں ناسمجھ پنی شاستری ودوان ہے مگر بدرالامبلغ کی لالچ میں آیا ہوا ہے +

اوس وقت کیلاس پربت بھی یہاں جگل کشور برہمن ساکن مہیری محال کہاں اُترے ہوئے تھے۔ سوامی جی نے بلایا کہ اگر سمجھ لو۔ فرمایا کہ شودر کے مکان میں ہم نہیں آتے کیونکہ سوامی جی کایستھ کی گھاٹ پر اُترے ہوئے تھے۔ سوامی جی نے اوسے اُتر دیا کہ ملیچھ کے راج میں کہیں آئے ہو +

سوامی جی کے اپدیش سے ان دنوں یہاں سخت نرت کا جوش ہو گیا تھا گھر کے چار آدمیوں میں سے دو سوامی جی کے اپدیشوں سے مورتی پوجا سے متنفر ہو گئے تھے

انو سار پرتما پوجن کرے تو کوئی دوش نہیں۔ کہنے لگے ویدوں میں اس کی کہاں آگیا ہے۔ میں نے کہا کہیں آگیا نہیں دیکھی۔ پرنتو پرانوں میں تو ہے فرمایا کہ جس میں راجا کی آگیا نہیں اوس حکم کے کرنے والا ڈنڈ پاتا ہے۔ ایسے ہی جس میں ایشور کی آگیا نہیں۔ وہ بات کرنے والا آدمی سزا پاتا ہے۔ میں نے کہا کہ ست ہے اس کے آگے کوئی ذکر نہیں ہوا ٭

ایک دن ایک پوجاری پنڈت آیا۔ اوس نے پرتما پوجن کے وشئے میں بہاگوت کا پرمان دیا۔ سوامی جی نے کہا کہ گپتم ورتنتے۔ سبب یہ کہ اوس میں لکھا ہے۔ کہ چھ کوس بہر کا پوتنا کا شریر تھا۔ تو پھر جب وہ کرشن کے مارنے سے گری تو کیوں متھرا۔ گوکل و برندابن چور نہ ہو گئے۔ اسی لیئے بہاگوت جھوٹھا ہے وہ اچارج پھر نہیں بولا ٭

ایک دفعہ ایک پنڈت رودراکھش پہنے ہوئے آیا۔ سوامی جی نے کہا کہ اس گٹھلی کے پہننے سے کیا فائدہ اوس نے کہا کہ اس کے پہننے سے موکش ہوتی ہے۔ اور شیو پران کا پرمان دیا۔ سوامی جی نے فرمایا کہ رتے گیانان مکتی برھم وگیان کے بنا مکتی کہاں یعنے گیان کے بغیر مکتی نہیں۔ اس کو کیا کروگے۔ جس پر وہ خاموش ہو گیا۔ ٭

منشی گنگا سہائے کانگیج ساکن نواب گنج کانپور نے بیان کیا۔ کہ اوّل سمت ۱۹۲۶ میں آتے ہی سوامی جی نے چندروز کے بعد ۸ گپ کا اشتہار دیا۔ پہلی گپ پورانوں کا ماننا۔ دوسری گپ مورتی پوجا کرنا۔ تیسری گپ شیو شکتی گنپت وغیرہ کو ماننا۔ چوتھی گپ بام مارگ اور شراب پینا وغیرہ۔ پانچویں گپ بھنگ پینا۔ چھٹی گپ بیگانی استری سے بیچار کرنا۔ ساتویں گپ چوری کرنا۔ آٹھویں گپ جھوٹھ بولنا یعنے یہ آٹھ باتیں جھوٹھ ہیں۔ صرف وید کو ہی ست مانتے تھے۔ اور اس کے ساتھ اور انوکول ہونے سے اور ۷ اگرنتھ بھی ست مانتے تھے۔ مگر کُل ودیا ہی تھے۔ کل ۱۲ کی بابت اوس اشتہار میں ذکر تھا۔ چار وید کو انادی مانتے تھے۔ باقی ۷ اودیا کے گرنتھوں کو جیسے منوسمرتی۔ بہارت۔ بھر گو سنگتا۔ اشتادھیائی اپنشد مہابھاش رشیوں کے بنائے ہوئے مانتے تھے۔ مہابہارت میں دو ہزار شلوک پنڈتوں کے بنائے ہوئے کہا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ جیسے بہائی راج کی خاطر لڑے تھے۔ اس کارن سے اتہاس اسکو فرماتے تھے۔ کہ مہابہارت پنڈتوں نے بہت بڑھا دیا ہے بھسم لگانے والوں کو کہتے تھے۔ اگر اس سے موکش ہوتی ہے۔ تو گدھا دن رات بھسم میں لوٹا کرتا ہے۔ اوسکی موکش ہو گئی اور کہتے تھے کہ چکرانگد کہتے ہیں۔ کہ ہم مانس نہیں کھاتے مگر چھاپ گرم کرکے آدمی کے جسم پر لگاتے اور پھر اوسی کو پانی میں ڈبو کر چرنامرت دیتے ہیں۔ پس وہ منوں مانس کھاتے ہیں رودراکھش اور تلسی کو کاشٹ کہتے تھے ٭

ایک رام چرن اوستی کا گنج نے پرائشچت کرنے سے انکار کیا۔ اور برہمانند کا ذرا بھی کھنا نہ مانا۔ اور نہ کسی اور کا کہنا مانا۔ ہم سے پرائشچت اس بہانہ سے کرایا گیا تھا کہ تم نے دیوتوں کی نندا سُنی ہے +

علاوہ اس کے برہمانند نے ایک پتر بھی چھپوایا۔ اوس میں لکھا تھا کہ جو برہمن دیانندجی کے سمیپ جاویں گے وہ تیاگ کرنے کے لائق ہو جاویں گے اور کچھ منوسمرتی کے شلوک بھی لکھ کر چھپوائے تھے۔ جن سے اوس نے پرتما پوجن کا سِدھ ہونا خیال کیا تھا۔ وہ نوین ادھیا کا ۲۸۵ شلوک تھا کہ جس میں پرتما توڑنے والے کو سزا لکھی ہے۔ اور سوامی جی کی بابت جو شلوک لکھا تھا اوس کا آدھا ہم کو یاد ہے۔ دیانند سمیپے ہی یو گچھتی دو جوتمہ۔ دوسرا ٹکڑہ ہمیں یاد نہیں رہا مگر اوس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تیاگنے کے یوگ ہیں +

جب برہمانند سب طرح سوامی جی کے مقابلہ سے مایوس ہو کر واپس آیا۔ اور شاستر ارتھ نہ کر سکا۔ تو شہر اور پورا نے کانپور میں ہلہ مچگیا۔ سب نے صلاح کی کہ ضرور اس کے ساتھ شاستر ارتھ کرنے کا قرار واقعی بندوبست کیا جاوے۔ اور برہمانند سُکھ دکان پودین گورو پرشاد و پرباگ نراین کے پاس گئے کہ آپس میں وِرودہ کو چھوڑ کر اس کے کھنڈن کا بندوبست کرو۔ جس پر اونہوں نے آخر کو بالاتفاق ہلدر او جہا و لچھمن شاستری و لچھمن نارائن و رام چند وغیرہ پنڈتان کو شاستر ارتھ کے واسطے اکٹھا کیا۔ اور ۳۱۔ جولائی ۱۸۶۹ء کو شاستر ارتھ ہوا۔

یہاں رام چرن نے مورتی سالگ رام کی دریا میں پھینک دی تھی۔ نواب گنج میں بہاری لعل کائستھ چیف کانسٹبل پولیس نے مورتی سالگ رام کی دریا بُرد کر دی تھی۔ میں خود بھی مہادیو کا پوجاری تھا۔ آریہ ہو کر اُسے تیاگ دیا +

ان دِنوں سوامی چدگھنانند بھی یہاں تھے۔ ہرچند اون سے برہما نے کہا کہ تُم بھی اون سے شاستر ارتھ کرنے چلو۔ مگر وہ نہ گئے۔ بلکہ دق ہو کر یہاں سے چلے گئے +

پنڈت گنگا سہائے ساکن قصبہ نواب گنج کانپور کا بکنج بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ سنیاسی اور وِدوان بہت وِشیش تھے۔ اوس وقت وہ دہرم اُپدیش اور ایشور کے چنتون میں پرورت تھے۔ لوگ بیوہار میں اون کی توجہ کم تھی۔ ہم نے پوچھا کہ سوامی جی پرتما میں کیا دوش ہے۔ فرمایا کہ کیوں دوش نہیں تم کیا ثبوت دیتے ہو۔ ہم نے کہا کہ وید کی آگیا انوسار اگر کوئی بلی وشو دیو کر کے بھاونا

میرے پتا ایک مہادیو پتھر کے بنا کر تلسی کو برتن یعنے گملہ میں رکھکر پوجا کرتے تھے۔ اول اوس کو میں پوجتا رہا مگر سوامی جی کے اپدیش سے خاطر خواہ تسلی ہو جانے کے بعد بسبب اعتقاد بدلنے کے میں اوس سے بہت دن تک مصالح پیستا رہا۔ دمودر داس برہمن گوڑ ساکن کان پور نے تمام شیو سہائے جی کی تائید کی اور کہا کہ سکھن پرشاد برہمن گوڑ نے بھی اپنی ٹھاکروں کو معہ پرنگ کے گنگا میں ڈالدیا تھا۔

پنڈت سورج کمار شرما کانگیج رئیس کان پور نے بیان کیا کہ جب سوامی جی اول اول یہاں آئے تو ہمارے یہاں کے پورانا کان پور کے پنڈت دیو دیال و برہما دشیو ساگر مصر و پنڈت گنگا سہائے ساکن قصبہ نواب گنج و رام سہائے برادرش و بدن گوپال باجپئی یہہ سب جایا کرتے تھے۔ اور ہر روز وچار مورتی پوجا پر ہوتا تھا۔ بعد وچار کے جب آپس میں گفتگو کرتے تو کہتے تھے کہ کہتا تو سنیاسی درست ہے لیکن اس سے سب کی جیوکا ماری جاتی ہے۔ اگر یہہ سوامی جی مورتی پوجا کا کھنڈن نکرتے ہوتے تو آجکل کے زمانہ میں اگر ان کو برہما کا اوتار کہتے تو کچھ ہرج نہ تھا۔ اور اگر یہہ کسی ایک مت کا کھنڈن کرتے تو کوئی ان کے سامنے نہیں ٹھیر سکتا تھا جس کو چاہتے نیست و نابود کر دیتے مگر یہہ تو سب کا کھنڈن کرتے ہین یہ بات بُری ہے۔

ایک روز یہہ پنڈت لوگ بڑے ابھمان سے سام وید کے برہمنوں سے چھبیسویں کھٹ ونش برہمن کا دیوتا پرتما ہنستی والا واک لیکر سوامی جی کے پاس گئے۔ سوامی جی نے پوچھا کہ کوئی پرمان لائے ہو کہا کہ لائے ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ کھٹ ونش برہمن کا پرتما ہنستی والا لائے ہو گے۔ اتنا سنتے ہی پنڈتوں سے وہ کھٹ ونش برہمن کا پترا نگوچھا سے نہ کھلا جیسا کہ لیگئے تھے ویسا ہی واپس لائے اور سوامی جی نے اوسکا ارتھ یتھارتھ کر دیا۔

اس کے کئی ایک روز بعد سوامی برہمانند سرستی یہاں کان پور میں آئے۔ ان کے کہنے کو اکثر لوگ یہاں کے مانتے تھے۔ کیونکہ یہ ویدانتی تھے۔ اُنہوں نے سنسکرت میں ان پنڈتوں اور ہم سب لوگوں سے کہا کہ وہ ناستک اور عیسائی ہے۔ انگریزوں کی طرف سے مقرر ہوا ہے۔ ایسے کئی ایک آدمی اور بھی مقرر ہوئے ہیں۔ کہ لوگوں کو کرشچن کریں۔ اس کا اپدیش ہرگز نہ سننا چاہیئے۔ اور تم سب لوگ اکٹھے ہو تو ہم بھیرو گھاٹ سے نکال کر ابھی باہر کریں۔ ۱۳ جولائی سے تھوڑے روز پیشتر یہ برہمانند سرستی معہ پنڈتان مندرجہ بالا اور دیگر لوگوں کے اکٹھے ہو کر سوامی جی کے پاس گئے۔ مگر اوس روز سوائے سوامی جی کو گالی دینے اور بکواس کے کچھ شاستر ارتھ نہیں ہوا۔ برہمانند کو سوامی جی نے کہا کہ تو مُورکھ ہے۔ اگر کوئی وِدوان پنڈت ہوتا تو ہم اوس سے شاستر ارتھ کرتے اور درحقیقت یہ برہمانند ویاکرن آدمی شاستر کچھ نہ جانتا تھا۔

پھر وہاں سے لوٹکر برہمانند نے ہم لوگوں اور ہمارے مالک تواری سورج پرشاد جی مرحوم تعلقہ دار پرانا کان پور اور اسی طرح اور لوگوں سے (جو کہ سوامی جی کے درشن اور اپدیش سننے گئے تھے) کہا کہ تم لوگ پرائشچت کرو۔ چنانچہ تواڑی جی کے گھاٹ پر کم سے کم ۲۰-۲۵ آدمیوں کو پرائشچت کرایا گیا۔ پرائشچت یہ تھا کہ گنگا میں اشنان کرا کر کچھ دیر کھڑا کر کے یگوپویت بدلائے اور گائیتری کا جاپ کرا کر ہم سب لوگوں کو پنچ گوا پلایا۔ اور یہ ہدایت کی کہ اب ہرگز اوس کے پاس اُپدیش سننے کو نہ جانا۔ مگر اون کے پاس جانے والوں نیں

اسی پہلی مرتبہ بابو درگا پرشاد جی فرخ آباد والے یہاں ملنے آئے تھے۔ اور کہا تھا کہ پنّی لعل نے مورتی پوجا چھوڑ دی۔ ایک دن پنّی لعل کے پاس پوجاری آیا کہ ٹھاکر جی کے کپڑے نہیں ہیں۔ کہا چلے جاؤ ہمارے ٹھاکر جی کو جاڑہ نہیں لگتا+

ایک دن ہم نے پوچھا تھا کہ آپ کب جاویں گے۔ فرمایا کہ ہم نہیں بتلا سکتے۔ آخر تین چار ماہ کے رہنے کے بعد ایک دن علی الصباح چلے گئے۔ جب ہم نے آدمی بھیجا تو معلوم ہوا کہ وہ چلے گئے۔ لنگوٹ اور ہلّاس کی پڑیا وہاں چھوڑ گئے+

مہاشے پنڈت شیو رام گوڑ برہمن ساکن کان پور نے بیان کیا۔ کہ میں نے سوامی جی کے ملنے سے پہلے ایک ناگری اخبار دیکھا تھا۔ جس میں ایسا لکھا تھا کہ ایک فقیر فرخ آباد میں آئے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ اس ملک میں بُت پرستی وغیرہ جو پہیلی ہوئی ہے وید میں اس کا ذکر نہیں۔ میں نے قصد ملاقات کا کیا۔ کیونکہ میرے سنسکار پہلے سے ہی مورتی کے برخلاف تھے۔ دوسرے دن سُنا کہ وہی مہاراج کان پور میں لالہ درگاہی لعل جی کی گھاٹ پر اُترے ہیں۔ ملاقات کو گیا اور وہاں جو کچھ میرے بھرم تھے۔ سو اُن سے پوچھ کر نورت کر لئے۔ بکرمی سمت ۱۹۲۶ اور انگریزی ۱۸۶۹ء تھا۔ یہاں ایک ہلدر اوجھا نام سنسکرت کے اچھے پنڈت تھے۔ جس کی بابت سنا گیا۔ کہ سوامی جی کا پہلے فرخ آباد میں شاستر ارتھ ہو چکا تھا۔ اوس نے جا کر مسٹر تھین صاحب اسسٹنٹ کلکٹر سے درخواست کی کہ اگر آپ مدھیست ہوں تو میں دیانند سرستی سے شاستر ارتھ کروں۔ اون کے پاس جانے کی خاص وجہ یہ تھی کہ وہ سنسکرت جانتے تھے صاحب موصوف نے قبول کیا چنانچہ ۱۵ اگست ۱۸۶۹ء کو روبروئے مسٹر تھین صاحب وشاما چرن صاحب ڈپٹی کلکٹر و منشی نراین صاحب منصف اور سلطان محمد کوتوال شہر وغیرہ ہزاروں عمائد و عوام شہر کے شاستر ارتھ ہوا۔ جس کا مفصل حال ضمیمہ میں موجود ہے+

ایک گنگا سہائے برہمن کانیکُبج جو پولیس میں ہیڈ کانسٹیبل کا تھا وہ مہادیو نربدیشور لئے ہوئے اور رودراکش پہنے ہوئے ایک دن سوامی جی کے پاس آگئے۔ سوامی جی نے اوسے ہدایت کی اور سمجھایا جس پر اوس نے ہدایت پاکر سوامی جی کے ست اپدیش سے مہادیو پھینکدیا اور رودراکش توڑ ڈالی مگر اوس نے پہلے یہ کہدیا تھا کہ اگر توڑنے سے کچھ پاپ ہوا تو؟ سوامی جی نے کہا کہ اگر پاپ ہو تو اوس کا میں ذمہ دار ہوں۔ اور جو پُن ہو وہ تجھے۔ چنانچہ اوس نے بالکل مورتی پوجا کا تیاگ کر دیا+

ایک دن ایک برہمن آیا جس کے ہاتھ میں پھول تھے۔ سوامی جی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ کہا کہ بھیروں جی کے واسطے پتر ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ واہ آپ کہاؤ کھیر لڈو اور بھیروں کو کہلاؤ پھول پتے۔ اُسکے پاس کیلاس پر تو جاؤ کیونکہ بھیروں کیلاس میں رہتا ہے یہ تو پاشان کی مورتی ہے۔ اس پر وہ برہمن ناراض ہو کر بولا کہ ایسا نکہو آپ بھیروں کی نندا کرتے ہیں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے میگزین کے برج پر سے ایک شخص نے نندا کی تھی۔ بھیروں جی نے اوس کو فوراً اوٹھا کر دے مارا۔ اس پر سوامی جی نے کہا کہ بھیروں جی نے نہ پٹکا ہوگا۔ نیند (غنودگی) سے اونگھ کر گرا ہوگا۔ بھلا اوس کو تو بھیروں نے اٹھا کر دے مارا۔ مگر میرا جو روز پاس اُسکے بقول تمہارے نندا کرتا ہوں۔ ایک بال بھی بینکا نہ کیا۔ اس کے تھوڑے دن بعد وہ بھیروں کی مورتی خود بخود معہ مندر اور چبوترے یعنے تہڑے کے گنگا جی کی لہر سے گری اور کٹ کر دریا بُرد ہوئی پتہ بھی نہ لگا۔ لوگوں نے پھر دوسری مورت اوس کی جگہ رکھدی+

اوس بہادر یعنے سوامی جی کے چہرہ یا جسم پر کوئی یا کسی طرح کا خوف ظاہر نہ ہوا۔ جیسے تھے ویسے ہی پڑے رہے۔ اور فرمایا کہ جب ہم اوس کا کچھ نہیں بگاڑتے تو وہ بھی ہم کو دُکھ نہ دیگا۔ کھیتر ناتھ گھوش برہمہ سماج کے ممبر بھی جایا کرتے تھے۔ اور مسلمان بھی جاتے تھے۔ سوامی جی نے ہم سے منشی اندرمن کی کتابیں سُنیں اور اوس کے بعد مسلمانوں کا کھنڈن شروع کیا۔ ہم کو سند ہیا اور بلی وشودیو اپنے ہاتھ سے لکھدیا تھا۔ مگر ہم سے گم گیا ہے۔ سوامی جی کسی کے مستک پر شری دیکھتے تھے۔ تب فرماتے تھے۔ کہ مانگتا بھیکھ اور لگا نا شری تلک یعنے مستک میں شری (دولت) اور بھیک مانگ رہا ہے۔ شہر کان پور کے منصف پنڈت کانشی ترائن ور سوامی جی کے پاس اکثر جایا کرتے تھے۔ ایک دن ہم اور وہ دونوں رات کو وہیں گھاٹ پر چلے گئے۔ اور جب ہم نے دیکھا تو سوامی جی نہا دہو تمام بدن پر مٹی لگائے دھیان کے واسطے بیٹھے ہیں۔ تمام جسم میں کوئی حرکت نہ معلوم ہوتی تھی۔ غیر متحرک شانت اور دھیان او ستھت تھے۔ ۱۵ منٹ تک ہمارے سامنے وہ دھیان او ستھت رہے۔ پھر بات چیت کرنے لگے۔ مٹی لگانے کی بابت ہم نے پوچھا تھا۔ فرمایا کہ اس کے سبب چیونٹی اور مچھر نہیں کاٹتا۔ پھر وہاں ہم لوگوں نے روٹی بنائی اول سوامی جی کو کھلائی۔ پھر خود کھائی منصف صاحب بھی چلے۔ اور ہم وہاں ہی رہے اوس وقت چٹائی پر بیٹھے کوئی کپڑا سوائے لنگوٹ کے نہ تھا۔ ایک وقت بھوجن کرتے تھے۔ ہمارے بھوجن کی تعریف کرتے تھے۔ کہ تمہارے کشمیریوں میں بھوجن اچھا بنتا ہے۔ اور فرماتے تھے کہ افسوس ہے اور تو دور کنار لوگ پاک (بھوجن) بنانا ہی بھول گئے +

اوس وقت ہلاس (نسوار) سونگھتے اور تما کو کھاتے اور اینٹوں کا سر کے نیچے سرہانہ رکھا کرتے تھے۔ ایک شخص نے ایک اور لنگوٹ دیا تھا۔ ہم اور ہمارے بڑے بھائی پنڈت پریم نارائن حال وکیل ریاست ریوان اور چھوٹے بھائی ہم تینوں ۹۔۱۰ بجے روٹی کھا کر وہاں چلے جاتے اور شام تک وہاں رہتے تھے۔ اتنے عرصہ تک وہاں اون کی سیوا میں رہنے کے سبب ہم کو سنسکرت کی اتنی لیاقت ہوگئی تھی۔ کہ ہم معمولی پنڈتوں کو اون کے سنسکرت کا ترجمہ تبلا دیا کرتے تھے +

ساون کی برسات کے موسم میں ایک دفعہ پنڈت لوگ جب مہادیو کی مورتی پر بل پتر چڑہا کر آئے۔ تب سوامی جی نے پوچھا کہ کہاں گئے تھے۔ کہا کہ بل پتر چڑہانے گئے تھے۔ سوامی جی نے فرمایا کہ اس سے تو اونٹ کو کھلایا ہوتا تاکہ اوس کا چارا ہو جاتا پتھر پر چڑہانے سے کیا فائدہ ہوا +

اس بھیروں گھاٹ کے قریب پہلے سرکاری میگزین تھا۔ شہر کے لوگ کہتے تھے کہ رات کو جب بھیروں جی کی سواری نکلی تو سنتری نے ٹوکا تھا جس پر بھیروں جی نے کوپ کر سپاہی کو نقصان پونچایا یا اُٹھا کر دے مارا یا دریا میں دے مارا۔ اس پر حاکم میگزین نے مطلع ہو کر کہا کہ اس طرف کا پہرہ اُٹھا دو ضرورت نہیں وہاں بھیروں جی خود محافظ ہیں۔ غرضیکہ لوگ کہتے تھے۔ کہ بھیروں جی جاگتی جوت ہیں۔ اور پرتیکش کلا ہے۔ ایسی ہی باتیں سوامی جی کے سامنے لوگ کہتے تھے۔ تب سوامی جی نے فرمایا کہ ہم تو روز کھنڈن کرتے ہیں سو وہ بھیروں اگر جاگتی جوت ہے۔ تو ہم کو اٹھا کر پھینک دے۔ تب ہم جانیں ورنہ محض بیہودہ بات ہے +

کان پور کے حالات

مدار پور سے چلکر کان پور میں پونچے۔ وہاں بھیرو ناتھ کے مندر پاس لالہ درگاہی لعل وکیل کے بسرانت گھاٹ پر ٹھیرے۔ گورو پرشاد شُکل نے پریاگ ناراین سے کہا کہ تمہارے کھنڈن کرنے والے آئے ہیں تدبیر کرو۔ اوس نے کہا کہ ہمارے کھنڈن کرنے والے تو بہتیرے آتے ہیں۔ یہ تمہارے ہی کھنڈن کرنے والے ہیں۔ تم تجویز کرو۔ دونوں نے مصلاح کر کے لچھمنی شاستری کو بٹھور سے بلایا۔ اور ہلدر اوجھا جو فرخ آباد سے شکست کھا کر گیا تھا۔ اور کان پور کے سب پنڈت ملکر شاستر ارتھ کرنے کو گئے جن کا مفصل حال مباحثہ کان پور میں موجود ہے دیکھو ضمیمہ۔

پنڈت ہردی ناراین کول وتاتری وکیل کان پور نے بیان کیا۔ کہ پہلے پہل سوامی جی کے درشن ہمکو فرخ آباد میں ہوئے۔ شروع موسم گرما سنہ ۱۸۶۹ء میں۔ ہم اور پنڈت گوری شنکر حکیم فرخ آبادی۔ اور پنڈت شام نراین صاحب ولد پنڈت رام نراین تحصیلدار مرحوم (جو آجکل ریاست جے پور میں کپتان ہیں) تینوں گئے تھے۔ اندنوں سوامی جی سنسکرت بولتے اور مورتی پوجا اور سب ویدوں وشیوں کا نشیدہ کرتے تھے۔ صرف ایک لنگوٹ باقی ننگن رہتے تھے۔ بہ سبب سنسکرت نہ جاننے کے ہم زیادہ اون کی بات نہیں سمجھتے تھے۔ جب ہم واپس آئے تو راستہ میں گوری شنکر نے ہم سے کہا کہ اگرچہ یہ اس وقت سب کا کھنڈن کرتے ہیں۔ مگر آخر کو یہ ضرور شیو مت قبول کرینگے۔ لیکن اب بہت اچھا کرتے ہیں۔ کہ چکر انگدوں کا کھنڈن کرتے ہیں۔ سوامی جی اندنوں فرخ آباد میں بسرانت پر ٹکے ہوئے تھے۔ بینی لال سیٹھ کی اُن سے بہت موافقت تھی۔ اور لالہ درگا پرشاد بھی اون کے اُپدیش سے رنڈی بازی سے ہٹ گئے تھے اور یہہ بھی سنا تھا کہ بینی لعل نے کچھ پاٹ شالہ کا بندوبست کیا ہے۔ مگر ابھی شالا قایم نہیں ہوئی تھی۔ اوس کے بعد ہم لوگ یہاں کان پور میں چلے آئے۔ اور یہاں ہی رہنے لگے۔

یہاں سوامی جی شروع برسات سنہ ۱۸۶۹ء میں آئے تھے اور بھیرون گھاٹ پر اُترے تھے۔ سارا برسات کا موسم یہاں رہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں آدمی یہاں کے اون کے پاس جایا کرتے تھے۔ یہاں وہ سنسکرت بولتے اور صرف ایک ہی لنگوٹی رکھا کرتے تھے۔ یہاں اون کے بھوجن کے واسطے روٹی اکثر ہمارے گھر سے اور دیگر لوگوں کے گھر سے بھی آیا کرتی تھی۔ پنڈت شیو سہائے کا نام اونہوں نے شور بسر رکھا ہوا تھا۔ برہمنوں کے حق میں ٹکا دھرم۔ ٹکا کرم ٹکاہی پرمم پدم یسیہ گرھے ٹکا ناستی ہا ٹکا ٹک ٹکا یتے - ٹکا کرم ٹکا دھرم اتیادی - یہ شلوک پڑھا کرتے تھے۔ سوامی جی نے ہمکو پہلے روز ہی دیکھتے پہچان لیا۔

ایک روز یہاں گنگا جی میں نصف تن پانی میں لیٹے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک نگر بہت قریب فاصلہ پر پانی سے نکلا۔ ہمارے چھوٹے بھائی پنڈت پیارے لعل حال محافظ دفتر کان پور نے شور مچایا اور بھاگے کہ سوامی جی نگر نکلا ہے۔ مگر

ہم نے کہا کہ ویدک کرم تو اب کوئی کر نہیں سکے گا۔ اور مورتی پوجا پر اشردہا ہو جاوے گی۔ تو اِس سے لوگ بھرشٹ ہو جاویں گے۔ یہی بات، ہم نے اپنی مصنفہ گرنتھ وداوش پری چھید میں لکھدی ہے۔ ایسی ہی باتیں سوامی جی سے اور ہم سے تین چار روز ہوتی رہیں وہ سب ہم کو یاد نہیں۔ اوس وقت سوامی جی ویاکرن میں بہت وِدوان تھے +

ایک سنکٹ دین آچارج ہمارے دوست تھے۔ اونہوں نے ہم کو کہا کہ سوامی جی کو پرے اُجھے کرو ورنہ ہم تم کو راستہ میں ماریں گے کیونکہ تم ہمیشہ کہتے ہو کہ بھاگوت دہرم ہے۔ اور اب یہ اوس کا کھنڈن کرتے ہیں۔ یہہ بات اوس نے سوامی جی کے سامنے کہی۔ سوامی جی سنکر ہنسنے لگے۔ اور فرمایا کہ ہم پر یہ آچارج ترس کرتا ہے +

ہم سوامی جی مہاراج کے پاس روز جاتے تھے۔ اور بستی والے لوگ ناراض ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے ہم سے کہا کہ یہہ پرتما پوجن کا کھنڈن کرتا ہے۔ اس کو کہدو کہ نکرے ورنہ ہم اُسے ماریں گے۔ یہہ بات گارگی دین مصر نے ہمکو کہی تھی۔ ہم نے الگ جاکر سوامی جی سے یہہ بات کہدی کہ یہ لوگ ایسا کہتے ہیں۔ کہ تم یہ بات نہ کرو ورنہ ہم ماریں گے۔ سوامی جی نے کہا کہ ہمارے مارنے سے مت ڈرو۔ دو آدمیوں کا مونڈ توڑنے کو ہم کافی ہیں۔ اور زیادہ آدمی اگر اکھٹے ہوں تو ہم سرکار میں اطلاع کرواکر پکڑوا دیں گے۔ اور اسی واسطے ہم پردہ یعنے اوٹ کے نیچے نہیں ٹھہرتے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اوپر پتھر ڈال دے۔ میدان میں پڑے رہتے ہیں +

یہاں اِندنوں بندوبست جاری تھا ڈپٹی ہیت رام کایستھ ساکن پٹیالی بھی یہاں موجود تھے۔ کشور لعل کایستھ ساکن پریاگ کے ساتھ وہ سوامی جی کے ملنے کے واسطے گئے تھے +

۷۔ ۸ روز سوامی جی یہاں رہے تھے۔ اوس وقت نہ کام۔ نہ کرودھ نہ لوبھ نہ موہ نہایت سوشیل اوستھا میں رہتے تھے۔ ایک ہاتھ بھر کے پتھر کا تکیہ (سرہانا) لگاتے تھے +

ایک دفعہ سوامی جی ہم کو فرخ آباد میں ملے۔ اوس وقت اونہوں نے وشیوں کو یگوپویت کرانے کی ٹھیرائی تھی۔ ہم نے کہا کہ شنکر ست ہوگیا ہے۔ آپ کیسی یگوپویت کراتے ہیں۔ فرمایا کہ ہمارا است تو نہیں ہوا شُسکر کے است سے ہمیں کیا۔ کہ ہمارے خیال میں اون کی یہ بات مہورت چنتامنی کے خلاف تھی فرخ آباد میں بھی ایک دفعہ ذکر کیا کہ گنگا ندی کے تیر بھیشم تپا مہہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ گنگا جل روپ ہے۔ ہم نے کہا کہ گنگا ندی کے ادھشٹاتری، جو دیوی ہی تس کے پتر ہوتے ہیں ندی کے نہیں +

سمت ۱۹۲۶ کے کُمبھہ پر سوامی جی ہم کو ہردوار میں بھی ملے تھے۔ اوس وقت ہمکو نیائے شاستر میں اون کی بہت زیادہ پربنیاد فضیلت دکھائی پڑی تھی۔ وہاں کئی روز تک ہم اون کے پاس جاتے رہے۔ ہم کو اون کے پاس جانے کا ایک قسم کا اُنس ہوگیا تھا۔ کانشی میں جو سوامی جی کا پنڈتوں سے شاستر ارتھ ہوا تھا۔ وہ بھی سوامی جی نے ہمارے پاس ارسال کیا تھا +

بھٹور اور مدار پور کا حال

سوامی جی قنوج سے چلکر بھٹور میں پونچے۔ اور وہاں سے مدار میں پونچے۔ اور وہاں کے سام ویدیوں سے ملاقات کی +

کرتے تھے۔ پنڈت ہری شنکر لعل جی کا نجج کو کوئی جواب نہ آیا۔ صرف ایک پرمان دیا تھا۔ جو منوسمرتی میں ہے۔ کہ راجا کو چاہئے کہ پرتماؤں کی کہشٹا کرے۔

سوامی جی نے جواب میں لکھا کہ وہاں باٹ تول سے مراد ہے۔ مورتی پوجا سے نہیں۔ غرضیکہ سوامی جی کے اپدیش سنکر یہ اوس وقت بالکل انوکول ہو گئے تھے۔ اور پنڈت گلزاری لعل کا نجج بھی سوامی جی کے پاس جایا کرتے تھے۔ وہ اگرچہ اوس وقت آریہ نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ بُرا ہی کہا کرتے تھے۔ مگر بعد ازاں سیتارتھ پرکاش دیکھ کر آریہ ہو گئے تھے۔ اور اون کے لڑکے جگنا تھ آریہ ہیں۔ رام دیال اون کا بڑا بھائی سوامی جی کے پاس ملازم اور ودیارتھی تھا۔ اور اب یہاں کئی آدمی سماج کے ممبر ہیں۔

پنڈت ہری شنکر جی نے بیان کیا کہ سوامی جی یہاں گوری شنکر مہادیو کے چبوترہ پر لب دریائے کالندری کے اُترے اندنوں نگن رہتے۔ اور صرف ایک لنگوٹ رکھتے تھے سنسکرت بولتے تھے۔ یہاں آنکر جو لوگ ان سے ملنے گئے اون سے پوچھا کہ یہاں کون پنڈت ہے۔ سب نے ہمارا نام لیا۔ پوچھا کہ وہ کہاں ہے لوگوں نے کہا کہ وہ کہیں چلے گئے ہیں۔ فرمایا کہ ہمارے آنے کا حال سنکر چلے گئے۔ ہم دو ماہ تک اون کا انتظار کریں گے۔ اور بغیر اون کے ملنے کے نہ جاویں گے۔ دوسرے روز ہم بھی آ گئے۔ اور اپنے ودیارتھیوں سہت سوامی جی سے ملنے گئے۔

سوامی جی نے فرمایا کہ جو بغیر بلی و شودیو کئے بھوجن کھاتے ہیں۔ وہ گو مانس کے تُل کھاتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ایسا آپ نہ کہیں۔ کیونکہ لوگ بلی و شودیو نہیں کرتے ہیں۔ اس پر خفا ہو گئے۔ اور فرمایا کہ ہم تو تھوڑا کہتے ہیں۔ مگر شاستر میں اس سے زیادہ لکھا ہے۔ بھنجتے تے تو گھنگ پاپہ پپے پچینتیا تم کارنات۔ اس پر ہم خاموش ہو گئے۔ اوس وقت وہ منوسمرتی کے انوسار فرماتے تھے۔ کہ سندھیا ترپن کرنا مکھ کام برہمن کا ہے۔ مورتی پوجا کی ضرورت نہیں۔ مورتی پوجا پر ہماری اون سے یہ بات چیت ہوئی۔

سوامی جی نے کہا کہ مورتی پوجا کا شاستروں میں نشیدھ ہے۔

ہم نے کہا کہ آپ کوئی بچن پڑھیں۔

سوامی جی نے کہا کہ تم کوئی ودھی بچن پڑھو۔

ہم نے کہا کہ شُرتی۔ سمرتی۔ سداچار۔ اتیادی۔

یعنے سداچار۔ شروتی۔ سمرتی کے انوسار ہے۔ اور مورتی پوجا سداچار ہے۔ (اوس وقت ہم نے اور گرنتھ نہیں دیکھے تھے۔ اور نہ وید پڑھے تھے)۔

سوامی جی نے کہا کہ سداچار پنچ مہایگ ہے نہ کہ مورتی پوجا۔ اور پرتما پوجن کے سبب سے لوگوں نے بلی وشودیو پنچ یگ چھوڑ دیئے ہیں۔ جب اس سے اشردھا ہو گی تب وہ کام کرنے لگیں گے۔ اور جب ویدک کرم کرنے لگو گے تب تمہارا بڑا مان ہو گا۔

قنّوج کا حال

ماہ مئی ۱۸۶۹ء کو سوامی جی قنّوج میں آئے۔ اور گوری شنکر مہادیو کے مندر میں جو کالندری ندی کے کنارے واقعہ ہے اُترے۔ بخشی رام پرشاد ویش سبھاپتی آریہ سماج قایم گنج بیان کرتے ہیں کہ میں اندنوں وہاں تھا۔ اُن سے ملا تمام پنڈتان شہر اکٹھے ہو ہو کر گئے اور سوامی جی سے ملے خاص کر پنڈت ہری شنکر شاستری اور پنڈت گلزاری لعل مرحوم سے اُن کا مورتی پوجا و پوران کے وشئے پر بحث مباحثہ ہوا۔ متواتر چند روز بحث ہوتی رہی۔ میں بھی سُنتا رہا۔ یہ سب لوگ آخر کو پراست ہوے۔ اور پنڈت ہری شنکر تو بالکل سوامی جی کے انوکول ہو گئے۔ مگر بعد چند روز کے قنوج کے چند پوپ براہمنوں کے دھمکانے سے پنڈت ہری شنکر جی سوامی جی سے علیحدہ ہو گئے ✣

گنیش پرشاد کھتری و کشور چند سُنار جو اب آریہ سماج کے ممبر ہیں۔ ان کے خیالات اُسیوقت سے آریہ دہرم کے انوکول ہو گئے اور بھی کچھ لوگوں کے خیالات آریہ دہرم کے انوکول ہو گئے تھے۔ سوامی جی اسدفعہ یہاں ۱۵ سے ۲۰ روز رہے۔ وہاں تمام روز لوگوں کو اپدیش کرتے رہے۔ بہت آدمیوں کو پنچ مہایگ ودھی لکھوا گئے۔ اور مجھ سے خاصکر یہہ بات ہوئی۔ میں نے ۱۸۵۷ء میں اپنا یگوپویت سنسکار کیا تھا۔ میرے گورو گنگادت جی نے کویر کی گاتیری کا اپدیش کیا تھا جو یہہ ہے۔

"تت پرشنائے وِدیہے کو دیرائے دھی مہی تنترو دھندا پرچودیات"

جب سوامی جی سے اس کا ذکر آیا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ یہ گائیتری نہیں۔ اور نہ یہ اپدیش کے لایق ہے۔ تم بھی اُسی گائتری کے ادہکاری ہو جس کا سب سنسار ہے۔ اور جو وید میں موجود ہے۔ تم اوس کا اپدیش اپنے گورو سے لے لو۔ تمکو سفارشی چھٹی لکھ دیتا ہوں۔ چنانچہ اونہوں نے لکھدی میں نے بہ تعمیل اوس کی چند یوم کے بعد فرخ آباد جا کر پنڈت صاحب سے اپدیش لیا۔ اور اُسی پر آج تک اڑ رہا ہوں ✣

میں نے کایستھوں کی اوتپتی پوچھی۔ فرمایا کہ یہہ کایستھ اصل میں ویش ہیں۔ کیونکہ یہ اپنے مورث اعلےٰ کو چترگپت بتلاتے ہیں۔ شاستر کے روسے ویش کا لقب گُپت ہے۔ اور کایستھ اون کا نام اسواسطے ہے کہ وہ کایا کا سنگار زیادہ کرتے ہیں۔ ورج ہونے سے پہلے سمے میں یہہ مدہ مانس سیوی نہیں تھے اور ویش برن ہونے سے راج کاج کے ادہکاری گنے جاتے ہیں۔ پر تو مدہ مانس کے استعمال کرنے سے ویشنوں سے پرتھک ہو کر خود آپنے آپ کو شودروں میں شامل کر لیا۔ اگر اُس کو چھوڑ کر پرائشچت کریں۔ تو اُن کا ویش بننا کچھ دُرلبھ نہیں ہے۔ اور ایک حوالہ بھی دیا تھا۔ جو مجھے یاد نہیں رہا۔ اور بہت سی باتیں میرے مُنہ پر ہیں سرشٹی ودیا کے بارے میں مگر مجھے بالفعل یاد نہیں ہیں۔ اور سب سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں لکھدی ہیں ✣

کشور چند سُنار ساکن قنوج نے بیان کیا کہ سوامی جی سمت ۱۹۲۶ میں یہاں آئے۔ اور دس روز رہے۔ پرتماپوجن کا کھنڈن

اور ہمیں یہاں معلوم ہو جائے۔ سوامی جی نے کہا کہ گپت باتوں کی اِچھیا یوگی نہیں کرتے۔ سب سے گپت برہم ستا ہے۔ جس کو جاننا یوگی کا مکھ اُدیش ہے اور وہ یوگ و دیا ہے۔ اور روشن ضمیر یعنے یوگی پرش ہی البتہ جان سکتا ہے۔ اس پر نواب صاحب بہت خوش ہوئے۔

فرخ آباد سے سمت ۱۹۲۶ میں چلکر سوامی جی سنگی رام پور تحصیل وضلع فرخ آباد میں آئے۔ اور گنگا جی کے ریت پر اُترے۔

گیا پرشاد جی شکل ساکن جلال آباد نے بیان کیا۔ کہ وہاں ایک برہمن سام ویدی نے (اوس وقت میں جب سوامی جی گنگا میں نہا رہے تھے۔) تیں چار منتر وید کے پڑھے مگر اشدھ سوامی جی نے اوسے انکا شدھ اوچارن بتلایا۔ دریافت کرنے سے اوسے معلوم ہوا کہ یہہ سوامی دیانند سرستی جی ہیں۔ وہاں صرف ایک روز رہے +

وہاں سے چلکر سوامی جی یہاں جلال آباد میں آئے۔ اور پریاگ دت کے باغیچہ میں انار کے درخت کے نیچے ٹھہرے۔ اسجگہ ہم کُشتی کیا کرتے تھے ہمارا اکھاڑہ تھا۔ شیودین سنار نے مجھے آنکر کہا آج پریاگ دت کے باغ میں ایک زبردست پہلوان آیا ہے۔ مگر جب میں نے آنکر دیکھا تو عوض پہلوان کے ایک سادھو کو پایا۔ اگرچہ میں نے کبھی دیکھا نہیں تھا مگر نام اور حلیہ سن رکھا تھا۔ کچھ اون کی ڈیل ڈول سے اور کچھ عقل سے پہچان لیا کہ یہ دیانند جی مہاراج ہیں۔ اون سے بات چیت ہوئی وہ سنسکرت بولتے تھے اوس وقت باغیچہ ویران سا تھا۔ میں نے کہا کہ یہہ جگہ اچھی اور آپ کے ٹھہرنے کے لایق نہیں میرے مکان پر چلیں۔ فرمایا کہ ہم گرہست کے مکان پر نہیں چلیں گے۔ پھر اون کو میں گانوں سے پورب کی طرف ایک اُداسی سرنداس کی کُٹیا میں لیگیا۔ ہم نے گانو سے بستر لیجانا چاہا فرمایا کہ نہیں اور دو اینٹوں کا تکیہ کرکے رکھ لیا۔ پھر ہم نے گانو میں آنکر اون کا ذکر کیا۔ دس بیس بھلے پُرش اون کے پاس گئے۔ وہاں دو اور اُداسی مسافر ٹھہرے ہوئے تھے۔ اُن سے سوامی جی کی عرصہ تک بات چیت ہوتی رہی۔ اور وہ اُن کی شنکا سمادہان بھی کرتے رہے۔ اودے چند دوبے جی کو سوامی جی نے کہا کہ یہاں کے نامی گرامی پنڈت حکومت رائے کو بلالو۔ کئی دفعہ وہ بلانے گئے مگر وہ نہ آیا بہانہ کیا کہ ہمارا سر درد کرتا ہے۔ اور وہ ناستک ہے۔ میں نہیں جاتا۔ مگر اور برہمن اکثر گئے اور جو جسنے پوچھا اوسکا ہی جواب دیتے رہے۔ اودے چند وغیرہ برہمنوں نے سوال کیا۔ کہ ہم برہمن ہیں ہم کو کون سا مکھ کام کرنا چاہیئے۔ فرمایا کہ سندھیا اور ہون یہہ مکھ کرم برہمن کا ہے۔ ایک رات دن یہاں رہے۔ سویرے اُٹھکر قنوج کو چلے گئے +

پہلے ہمارا خیال تھا کہ ہمارے گھر چلکر روٹی کھاویں گے۔ اس واسطے میں نے کچی روٹی بنوائی تھی۔ مگر جب ہم نے گھر پہ چلنے کو کہا۔ تو فرمایا کہ اگر یہ ہوتا تو ہم تمہارے مکان میں کیوں نہ اُترتے۔ میں نے کہا کہ پھر کچھ دیر اور ٹھہریئے۔ تاکہ پکی رسوئی کا بندوبست کر دوں۔ فرمایا کہ اب پکی کا کروگے تو ہم نہیں کھاویں گے۔ جو کیا ہے وہی لادو۔ وہ پکی ہے کچی نہیں۔ کسی نے برندابن کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ آگے برندابن تھا۔ اب تو بیسوابن ہے +

ہوئی دولت ملجاوے - تو کہتے تھے کہ خبردار تجھے کوئی ہہکاکر تیرے کپڑے وغیرہ نہ چھین لے - سندھیا گایتری ہون بلی وشوبدیو کی آگیا دیتے تھے - برہمنوں کو کہتے تھے کہ گایتری کا ارتھ سہت جاپ نت کیا کرو - اور کبھی بھی اس دھن کو نہ تیاگو +

سری گوپال کے پہلے روز کے شاستر ارتھ کے بعد دس پندرہ روز بونارنول کے دو برہمن گور یہاں آئے جو اچھے وِدوان تھے اُنہوں نے بھی سوامی جی سے چند آدمیوں کے سامنے دھرم چرچا کی - دو تین گھنٹہ تک باتیں ہوتی رہیں - آخر کو وہ دونو ہار گئے +

پھر رام سہائے شاستری جو ایک برہمن نہایت عُمدہ وِدوان تھے - اوس سے بات چیت ہوئی - سوامی جی کی دھارا پرواہ سنسکرت سُنکر گھبرا گیا - اور اوس کے حواس باختہ ہوگئے بھاگ گیا - آخر شنکر برہمن سے کہا کہ تم نے کہاں جاکر مجھے چھوڑا - اوس سے ہماری بات نہیں ہوسکتی +

ایک روز تیسرے پہر پانچ چار مسلمان سوامی جی کے پاس گئے - مسلمانوں نے پوچھا کہ محمدؐ کو خدا نے ہمارے واسطے بھیجا ہے یا نہیں سوامی جی نے ہم سے کہا کہ یہ نیم ہونا چاہئے کہ ست کو سُنکر منش سچار کرے نہ گھبرا کر لڑنے کو دوڑے - اب تو یہ مذہبی بات کرتے ہیں - پر پیچھے یُدھ ہوگا میں نے اون سے کہا کہ سوامی جی کہتے ہیں پھر لڑوگے تو نہ - اُنہوں نے کہا کہ ہم ایسا نہیں کرینگے آپ تو بلوان ہیں - غرضیکہ یہ بات سوامی جی نے تین دفعہ کہی - تب کہا کہ محمدؐ اچھا آدمی نہیں تھا - تم لوگوں نے اوس کی پیروی کی یہ بُرا کیا - جب چوٹی کٹوائی تو داڑھی رکھنے سے کیا مطلب - اونچی بانگ دیتے ہو یہ کیا خدا کی عبادت ہے خُتنہ کی بابت بھی پوچھا تھا - مگر کوئی جواب مسلمان نہ دے سکے آخرکار وہ چلے گئے +

نواب گڑھی والے اور حکیم نبی بخش بریلی والے اور لالہ جگنناتھ اور میں موجود تھے جب کوتوال قادر بخش بعد مباحثہ سری گوپال کے گئے تھے تو کوتوال خود باہر رہے اندر چپڑاسی بھیجا کہ کون فقیر آیا ہے - اُس کو بُلا لاؤ روز شاستر ارتھ کرتا ہے ہجوم ہوتا ہے - چپڑاسی نے سوامی جی کو کہا کہ آپ چلیں کوتوال صاحب بُلاتے ہیں - سوامی جی نہ بولے مگر ہم نے کہا کہ یہ کسی کے پاس آتے جاتے نہیں - جس کو آنا ہو یہاں ملجاوے - اوس نے جاکر کوتوال سے کہا چنانچہ کوتوال خود آیا - اور کہا کہ یہاں کیا کرتے ہو - اور دنگا بکھیڑا مچایا کرتے ہو سوامی جی نے یہ کہا کہ تو راج آگیا سے ایسا کہتا ہے اتھوا ایسے ہی - میں نے کہا کسی کے داس یا نوکر ہیں کہ آویں - جب کوتوال صاحب کو سمجھایا - تب کوتوال نے کہا کہ یہ تو ٹھیک کہتا ہے - یہ بدمعاش لوگ یوں ہی یہاں بکھیڑا کرنے کے واسطے آجاتے ہیں - یہ کیا کسی کو بُلاتے ہیں - تب کوتوال بولے کہ تُم مت کسی کو آنے دیا کرو - سوامی جی نے کہا کہ سب ورنوں کی رکھشا اور پربندھ کرنا کھشتریوں کا کام ہے - میں کوئی راجہ ہوں تم خود بندوبست کرو - اس پر وہ خاموش ہوکر چلے گئے - اور دو آدمیوں کا پہرہ مقرر کیا - کہ جو کوئی برائے شرارت آنا چاہئے اوسے مت آنے دو - ہاں اگر کوئی بھلے مانس سے آنا چاہے تو آئے او بات چیت کرے - پھر نواب نے سوامی جی سے پوچھا کہ کوئی ایسی وِدّیا ہے جو کسی اور جگہ کی بات ہو

پر پڑے تھے۔ لوگوں کے لڑکوں نے جو وہاں گنگا سیر کرنے کے واسطے گئے تھے۔ ریت کے گولے اس خیال سے مارنے شروع کئے کہ یہ موٹا آدمی کیا پڑا ہے۔ اس کو مارو۔ مگر وہ خاموش گولے کھاتے رہے۔ آخر کچھ ریت سوامی جی کی آنکھ میں پڑی۔ اُٹھکر چلے گئے۔ مگر اوس وقت کچھ نہ کہا۔ مباحثہ کیوقت ہندو لوگوں نے اون سے ضد کرنی چاہی تاہم لوگوں نے سوامی جی کی بڑی مدد کی ہماری مدد کے سبب سے ہی کوئی شخص اہل ہنود سے شرارت کرنے کی طاقت نہ کر سکا +

ایک دفعہ ہم نے پوچھا کہ منش کے واسطے کرتیہ کیا ہے یعنی اوس کو کیا کرنا چاہئے۔ اوس کے اوپر سوامی جی نے کہا کہ جیسا ایشور دیالو ہے سب کے اوپر دیا کرتا ہے۔ منش کو بھی سب پر دیا کرنا چاہئے۔ وہ ست ہے ہمکو ست بولنا چاہئے۔ اسی طرح ایشور کی صفتوں کو تبلایا۔ کہ ایسے اوتم گنوں کے دھارن کرنے کا ابھیاس کرے۔ تب ایشور کو پراپت ہو سکتا ہے +

ایک دفعہ سکھباسی لعل ساد ھ کڑہی اور بہات سوامی جی کے واسطے لے گیا۔ سوامی جی نے اوسے کھا لیا یہاں کے برہمنوں نے کہا کہ تم بھرشٹ ہو گئے۔ سادھوؤں کی روٹی کھالی سوامی جی نے کہا کہ روٹی دو طرح بھرشٹ ہوتی ہے۔ ایک تو دکھ دیکر کے حاصل کیا گیا مال جو اوس سے انّ لاوے وہ بھرشٹ ہے دوسری کوئی ملین چیز اوس پر یا اوس میں پڑی ہو تب بھی بھرشٹ ہے۔ چونکہ ان لوگوں کا محنت کا پیسہ ہے۔ اور اوتم پدارتھ ہے۔ پس اس میں کوئی دوش نہیں۔ جس پر سب خاموش ہو گئے۔ اون کے ودیا کے مقابلہ میں ملنا مشکل ہے۔ وہ کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ فرماتے تھے۔ کہ جب میں نے کھنڈن منڈن شروع کیا۔ تب ہی بچار لیا تھا کہ لوگ میری مخالفت کرینگے۔ مگر ایشور آشرے ہو کر یہ بوجھ اوٹھایا ہے۔ یہ بھی فرماتے تھے۔ کہ اگر انگریزی راج نہوتا تو میں جو اتنی دفعہ فرخ آباد میں آیا۔ برہمن مجھے نہ چھوڑتے کسی سے مروا ڈالتے۔ مگر اس پر بھی کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ ہماری سادہ قوم ہمیشہ اون کی حمایتی رہی +

لالہ منی لعل ویش نے بیان کیا کہ میرا اگرچہ یگوپویت ہو چکا تھا۔ مگر گایتری بھول گئی تھی۔ سوامی جی نے مجھ سے پوچھا میں نے اقرار کیا کہ مجھے بھول گئی ہے۔ فرمایا کہ تم پرائشچت کرو یعنی ہزار گایتری جاپ کرو۔ اور برہمنوں کو گھر میں رکھو تاکہ وہ باہر جا کر کچھ بیجا نہ کر سکیں۔ چنانچہ میں نے دو برہمنوں سے جاپ کرایا۔ اور ہون ہوا۔ اور سوامی جی سے گایتری یاد کر لی۔ اور اس زور سے اگنی ہوتر آرمبھ کیا۔ سوامی جی ان دنوں رات کو پھوس سے بدن ڈھانک لیتے تھے۔ اور ہاتھ پونچھنے کے واسطے ایک مٹی کا ڈھیلا پڑا رہتا۔ کوپین صرف ایک ہی تھی۔ دوسری نہیں رکھتے تھے۔ ایک ہلّاس کی ڈبیا تھی کیونکہ ہلّاس سونگ لیتے تھے۔ جتنے آدمی آتے سب کو یتھارتھ اُتر دیتے تھے ست بات کو بلا روک ٹوک کہتے تھے۔ اگر بڑا آدمی کروڑپتی کیوں نہ ہو۔ صاف کہتے تھے کہ تم اس بدمعاشی کو چھوڑ دو۔ مورتی پوجا اور تیرتھ اور گنگا اشنان سے نجات کا کھنڈن کرتے تھے۔ ہزاروں کو گایتری تبلائی۔ اگر کوئی پوچھتا کہ کوئی ایسی ودیا تبلاؤ کہ میرے گھر میں گرھی ہوئی

کیونکہ تو نے شاستر نہیں دیکھے تجھے کسی بھی مہاں پُرش کا گیان نہیں۔ ایسا پرتیت ہوتا ہے۔ یدی ہے۔ تو بتلا۔ کہ رام مہاں بہاؤ پُرش تھے یا دُشٹ پُرش۔ اور کرشن مہاں بہاؤ پرش تھے۔ یا دُشٹ پرش۔ وہ لڑکا اس پر حیران چُپ رہا۔ کہ کیا جواب دے لاچار ہو کر اُٹھکر چلا گیا۔ گنگا رام شاستری نے کسی طرح شاستر ارتھ کا ارادہ نہ کیا۔ لیکن سوامی جی سے ذرا فاصلہ پر ہر سنگھ جی کے مندر میں گیتا باچنی شروع کی سوامی جی نے اوسے کھلا بھیجا کہ اگر گیتا کے ایک شلوک کا ارتھ ہمارے سامنے کر دے تو ہم پراست ہو جاوینگے۔ اوس نے کوئی اُتر نہ دیا۔ وہ شلوک یہ تھا۔ کھیشتر کھیشتجاپی مام ودّھی سرب کھیشتریشو بھارت۔ اگرچہ گنگا رام نے اس کا کچھ جواب دیا تھا۔ مگر جب سوامی جی نے اس کا جواب الجواب لکھ کر کھنڈن کر بھیجا۔ تب پھر اوسکو کوئی جواب نہ آیا۔ مگر یہ کہتا رہا کہ میں شاستر ارتھ کرونگا۔ ایک روز سکھ باسی لعل سادھو نے اوسے گنگا تٹ پر پکڑا کہ تم روز کہتے ہو ہم شاستر ارتھ کرینگے۔ آج ہمارے ساتھ چلو وہ بڑا گھبرایا اور اوس سے پیچھا چھوڑا کر بھاگا۔ پھر ایک دن گنگا اشنان کر کے آتا تھا۔ سوامی جی سے کسی نے کہدیا کہ یہی گنگا رام شاستری ہے۔ تب سوامی جی نے اوسے بلایا مگر وہ راستہ چھوڑ کر چلا گیا۔ سامنے نہ آیا۔ آخر کار وہ کہانے پینے سے بھی لاچار ہو گیا قرضدار ہو گیا جس پر گوپال سہائے صاحب اوس کے ہموطن نے مجھ سے چندہ کے واسطے کہا میں نے بھی عہ۲ چندہ دیا۔ اور کچھ گوپال سہائے نے۔ چنانچہ اس طرح وہ اپنا قرض ادا کر کے وطن کو چلا گیا۔

ہم نے اون کے نیچے پیار ڈالدی تھی۔ اوس پر رات کو سوتے تھے۔ لالہ سروار ل ویش نے بیان کیا کہ جب سمت ۱۹۲۴ میں آئے۔ تو ۱۰۔۱۵ روز رہے۔ اوس وقت تین بجے اوٹھکر ریتے میں چلے جاتے تھے۔ تین کوس تک پھر کر قبل از طلوع آفتاب واپس نہا دھو کر آجاتے تھے۔ صبح سُرخی نمود ہونے کے وقت اور کبھی آفتاب نمود ہونیکے سے واپس آتے تھے۔ ورزش بھی کرتے تھے۔ یہاں ٹوکا گھاٹ پر قبل از تشریف آوری سوامی جی چونکہ مندر زیادہ تھے۔ بنابران لوگ بھی زیادہ مورتی پوجا کرتے تھے۔ اور مندروں میں رونق بھی زیادہ تھی۔ اور ہار سنگار بھی مورتیوں کا زیادہ ہوتا تھا۔ مگر جب سے سوامی جی کا آنا ہوا تو سب گاؤں والے اگرچہ ظاہر میں آریہ نہیں ہوئے مگر اُنکے دل کے اندر سے بالکل مورتی دُور ہو گئی۔ کئی مندروں میں اب بالکل رونق نہیں ہے۔ اور بعضوں میں بالکل کم ہو گئی۔

دوسری دفعہ جب آئے۔ تو تمام شہر کے پنڈتوں نے بالاتفاق ایک دفعہ عہ۲۵ پرشن کئے تھے۔ جن کا بہت معقول جواب سوامی جی نے دیدیا تھا۔ وہ سب پرشن بھارت سُدشا پروتک ماسک پتر میں معہ جوابات کے چھپ چکے ہیں۔

اسی دفعہ پنڈت بشمبر داس جی جو بہت بڑے عالم فاضل تھے۔ جن کا کوئی نظیر اس شہر میں نہ تھا۔ وہ سوامی جی کے انوکول ہو گئے۔ یہ پنڈت جی فلسفہ اور علم وفضیلت کے علاوہ جوتش بھی عمدہ جانتے تھے۔ اب عرصہ ہوا کہ وہ مر گئے +

جسونت سنگھ سادہ ساکن فرخ آباد نے بیان کیا کہ سمت ۱۹۲۵ میں ایک دفعہ پانی میں پانو لٹکائے ہوئے بہرانت گھاٹ

لگی۔ شہر کے جتنے ودوان پنڈت تھے سب اکٹھے اور باری باری سوامی جی کے پاس گئے وہ پیچھے خواہ کچھ کہیں مگر وہاں اُن کے سامنے تو یہی شبد کہتے تھے۔ کہ بھگوان ست ہے۔

چیت شکل سمت ۱۹۲۶ میں مطابق ۱۴ مارچ ۱۸۶۹ء یکشنبہ لالہ جگناتھ کا سوامی جی نے یگوپویت کرایا۔ بطریقہ ذیل۔ اوّل پرایشچت کے طور پر گیارہ پنڈت مقرر کئے۔ جن کو ۲ روپے فی پنڈت روز دکھشنا ملتی تھی۔ اور ان کے واسطے یہ قاعدہ تھا کہ اوّل صبح پراتاکال اُٹھکر اشنان آوک سے بنٹ کر ایک ہزار گایتری تو اپنی جپ کریں۔ اور پھر ججمان کو ایک ایک ہزار جاپ کرائیں گایتری کے پنچات روز ہون کریں۔ صرف گھی اور شکر سے۔ پنڈتوں کے واسطے آٹا۔ گھی۔ میٹھا۔ پیڑا وغیرہ ایک وقت اور دوسرے وقت کا سیدھا ملتا تھا۔ ایک یجروید ی پنڈت سوامی جی کے پاس رہتے تھے۔ ہم نے اون سے سوامی جی کو کہا یا کہ سوامی جی آپ اپنے ہاتھ سے یگوپویت دیویں۔ سوامی جی نے کہا کہ سنیاسی کو یگوپویت دینے کا ادھیکار نہیں ہے اور نہ ہم نگر میں جاویں۔ کئی روز تک اس پر ہم ضد کرتے رہے۔ کہ سوامی جی خود شہر میں چلکر یگوپویت دلویں۔ مجھ منی لعل کو بھی سندھیا گایتری نہیں آتی تھی۔ بنابراں ہم نے سوامی جی سے کہا کہ اگر آپ کان میں گایتری نہیں دیتے تو کاغذ پر خود لکھ دیجئے۔ سوامی جی نے کاغذ پر لکھ دی۔ اور لالہ جگناتھ کو بھی لکھدی۔ پھر سوامی جی نے اُپواس کرائے۔ ایک اپواس سخت تھا۔ یعنے صرف رات کو دودھ باقی معمولی تھے۔ تیسرے روز یگوپویت تھا۔ پنڈتوں نے گیارہ روز جاپ کیا تھا۔ کل ۱۱ پنڈت ہر روز ۱۱-۱۱ ہزار جاپ کر لیتے تھے۔ پھر یگوپویت دلایا۔ اوس یجرویدی برہمن نے یگوپویت دیا تھا۔ مگر گورو اُنہوں نے سوامی جی کو ہی مانا تھا۔ جاپ اور ہون گیارہ روز تک بسرانت پر سوامی جی کے روبرو ہوا تھا۔ اور اخیر روز یگوپویت شہر میں ہمارے مکان پر ہوا۔ اور وہی ویدپاٹھی برہمن سوامی جی سے گایتری لکھوا لایا تھا۔ اور اُسی کے مطابق اوس نے اپدیش دیا تھا۔ یگوپویت کے بعد ۱۱ برہمنوں کو دہوتیوں کے جوڑے اور آسن وغیرہ بھی دیئے تھے۔ بعد دینے یگوپویت کے شام کو ہم بسرانت پر سوامی جی کے پاس گئے۔ پھر اُن سے وہی منتر اچھی طرح یاد کر لیا۔

گنگا رام شاستری برتیا والے یہاں آئے۔ اور یہ مشہور کیا۔ کہ ہم سوامی جی سے شاستر ارتھ کرینگے۔ خود تو شاستر ارتھ نہیں کیا مگر اپنے ایک بیٹے اور ایک ودیارتھی کو سوامی جی کی پریکشا کے واسطے بھیجا۔ اُس وقت سوامی جی گنگا دت بابو درگا پرشاد کے پروہت کو منوسمرتی پڑھا رہے تھے۔ تب ان دونوں میں سے ایک لڑکا بولا کہ اہنکاری چنڈال ہوتا ہے۔ چونکہ سوامی جی پڑھا رہے تھے۔ اُنہوں نے کچھ توجہ نہ کی۔ جب پڑھا چکے۔ تو اون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تو نے کیا کہا۔ اوس نے پھر وہی کہا۔ سوامی جی نے کہا کہ تو اہنکار کے وشے میں جانتا ہی نہیں۔ اور پھر کیا تو نے اہنکار نہیں کیا۔ اوس نے کہا کہ مہان مہاپرشوں نے اہنکار نہیں کیا۔ یا اُن کو نہیں کرنا چاہئے۔ سوامی جی نے کہا کہ مہان پرش کے ارتھ کو تو نہیں جانتا اور مہان پرش سچا اہنکار کرتے اور متھیا نہیں کرتے۔ اس کا بھی تجھے بودھ نہیں

لوگوں کا بڑا جمگھٹ تھا۔ دوسرے شری جی مہاراج کا آرنبھ سے ستخفل انتر (عبر جگہ) میں نہ جانے کا نیم تھا۔ جب سب لوگ گھر کو چلے گئے تب میں نے اوکت بیوستھا پتر کی نقل جسکو میں ایک رات پہلے شری گوپال جی کے سمیپ جاکر لکھ لایا تھا۔ شری جی مہاراج کو چند معززین کے سنمکھ جا دکھائی۔ سوامی جی اُس کا آدانت پڑھ کر بہت ہنسے اور بولے کہ کاشی کے پنڈتوں کی پنڈتائی تو دیکھ لی۔ باقی وہاں جاکر نشچے کر لوں گا ✦

(۲) نگر اور گراماننروں (یعنے دیگر دیہات کے) انیک سامعین آتے رہے پرشنوں کی اننیت بھیڑ ہوتی تھی سب کو سما دھان پوربک ست اپدیش پرتی سمے کرتے تھے ✦

(۳) میں اور نیچے لکھے لوگ انسے منوسمرتی آدی پڑھتے رہے۔ کنپلا کے پنڈت ہردیال۔ سکندرپور کے پنڈت بدری پرشاد فرخ آباد کے شیوودت برہم چاری اور پروہت گنگادت جی۔

(۴) لالہ جگناتھ پرشاد جی کا یگوپویت اور اُس کے متعلق کچھ یگ یا گیہ آدی کرایا۔

(۵) لالہ پنی لعل جی کا بہت دن تک ایکانت اردھ رات کو بھاشا میں واد پرتی واد ہو کر اُنہوں نے اپنے باغ میں اُس استھان پر سنسکرت پاٹ شالا کھولی جہاں وے شیولنگ پدھارنا چاہتے تھے ✦

(۶) کچھ ویدک چھوٹی بڑی پستکیں لکھوائیں۔ کچھ منگوائیں۔ اور کچھ ایک جرمن سے منگوانے کو اُن سے کہ گئے تھے۔ سوائیں ✦

(۷) بریلی والے پنڈت گنگارام شاستری مکھ سے بڑی پرتگیا مارتے تھے پر سنمکھ نہ آئے ایک دن گنگا کے مارگ میں روکے گئے۔ تو بیچارے پد پد (لفظ بلفظ) پر کانپنے لگ گئے تھے ✦

(۸) یہاں کے دیو یداس جی نامی کھتری کانپور سے ہلدر او جہا کو لائے وہ خود اپنے کو برہسپتی سمجھتا تھا۔ اور ہزاروں کی شرطیں اپنی وجے (فتح) میں لگاتا تھا۔ لیکن ایک دن رات کو سنمکھ آتے آتے مورکھ اور موک بن گیا ✦

(۹) پھیٹری والے بابا نامی یہاں کے سادھو اور گنگا پتروں کی صلاح سے ایک رات کو کچھ بدمعاش سوامی جی کے پران ہرن ارتھ (قتل کیواسطے) چڑھ آئے تھے۔ اسی پرکار کو ایک دوسری رات کو اوکت جوالا پرشاد کی چڑھائی بھی اِس نگر میں مشہور ہے ✦

پنڈت منی لال جی لالہ جوالا دت ولد لالہ جگناتھ پرشاد جی رئیس فرخ آباد نے بیان کیا کہ اول اول سوامی جی جیٹھ سمت ۱۹۲۴ کے ہردوار سے آئے۔ بسرانت گھاٹ پر اُترے جمنا پرشاد پروہت لالہ درگا پرشاد جی نے آنکر کہا کہ ایک سنیاسی اچھے ودوان آئے ہیں۔ چنانچہ ہم اور لالہ جگن ناتھ شام کو وہاں گئے اُس وقت سوامی جی بسرانت پر دگمبر اوستھا میں چپ بیٹھے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد ڈنڈوت پرنام کرکے ہم نے پوچھا کہ مہاراج گنگا جی کیسی ہے۔ فرمایا۔ کہ جڑ پدارتھ ہے۔ ہم نے پھر پوچھا کہ سورج نارائن کیسا ہے اسکا بھی وُہی اُتر دیا۔ بعدازاں ہم نہیں ملے۔ غالباً دو تین روز رہے پھر معلوم نہیں کہ کہاں اور کب اور کس وقت گئے ✦

دوسری مرتبہ ماہ پوس سمت ۱۹۲۵ مطابق دسمبر ۱۸۶۸ء میں یہاں آئے۔ اور بسرانت پر ٹھہرے موسم سردی کا عین جوش پر تھا بدن پر صرف ایک کوپین تھی۔ ان کی یہ حالت سخت تعجب انگیز تھی اس وقت غالباً ۵-۶ ماہ رہے شروع سے شہرت ہونے

وبلدیو پرشاد جایا کرتے تھے - انہیں دنوں میں سُنا گیا کہ پنڈت بنسی لعل نے مورتی پوجا چھوڑ دی کیونکہ وہ سوامی جی سے بالکُل سب باتوں میں اتفاق کرتے تھے - ہم سوامی جی کو خوشی خوشی نہلایا کرتے تھے - خوب مضبوط بہادر اور شور بیر تھے +

اس کے آٹھ دس برس بعد سوامی جی پھر آئے - اس دفعہ پورب کی طرف سے آئے تھے اور کپڑے پہنتے تھے اُسدن صرف پر پاسو پر ٹھیرے پھر یہاں سے پیچھے کو چلے گئے - شنکر الہ پور کے برہمن جو چھیے لعل استھی کی بابیج گاڑی میں آئے تھے وہ خود بھی ساتھ تھے اس مرتبہ جتنے گھنٹے سوامی جی رہے ہم وہاں ہی اُن کے پاس رہے اس دفعہ شیو نارائن ویش کے باغ میں ٹھیرے تھے +

پنڈت بنسی دھر جنھوں نے اگنی ہوتر چھوڑ دیا تھا اُن کو سوامی جی نے بہت قائل کیا اور سمجھایا کہ تم نے کیوں چھوڑ دیا ہے برابر کرنا چاہئیے - چنانچہ اُس نے سویکار کیا -

لالہ گوبند لعل ویش وکیل ریاست بنگا ساکن قائم گنج نے بیان کیا کہ ایکدفعہ میرے دادا جی اثنا گفتگو میں فرمانے لگے کہ ایک گپا یہاں آیا تھا - وہ جنم اشٹمی کی بابت بیان کرتا ہے کہ اس روز کھیرے سے پتھر نکالتے ہیں اور کھیرے کو دبو کی کا اُودر ٹھیراتے اور پھر اُسے کھا بھی لیتے ہیں - گویا ٹھاکر کی والدہ کا شکم چیر کر کھا جاتے ہیں یہ کیسے اندھیر کی بات ہے یہ سنکر سب خاموش ہو گئے

خاص فرخ آباد کا حال

پنڈت گوپال راؤ ہری نے اُسوقت کا حال ان الفاظ میں لکھ کر دیا - پرتھم ہی پرتھم میرے سمُکھ شری جی مہاراج سمت ۱۹۲۵ وکرم کے اگھن ماس میں اس ضلع (فرخ آباد) کے گرام سپنل - قائم گنج شمس آباد میں کچھ کچھ دن نواس کرتے ہوئے یہاں پدھارے اور لالہ جگن ناتھ پرشاد کے بسرانت پر چھ ماہ تک رہکر وساکھ یا چیت میں ایک دن اتی پراتہ کال (یعنے صبح صادق کو) یکبارگی اٹھ کر پورب کو چلے گئے - اُس سمہ شرنگی رام پور - جلال آباد - قنوج - اس ضلع کے نامی گرامی میں کچھ کچھ کال تھا کاریہ ان کی استتھی رہی - اس سمہ وے اپنے سمیپ سوائے ایک لنگوٹ کے اور کچھ پدارتھ نہ رکھتے تھے - اور نہ سنسکرت کے سوا دوسری بھاشا بولتے تھے - اس اودھی (۶ ماہ) میں اُن کے سمُکھ نیچے لکھے سب کاریہ ہوئے -

(۱) یہاں کے سب پرسدھ پنڈتوں کے ساتھ کئی بار شاستر ارتھ ہوا برنام میں گھمنڈی پُرش اُن سے دو ویش اور پنڈت اجودھیا پرشاد جی بھٹا آچارج و پنڈت پنیا مرداس جی پربنتی تادم مرگ ان سے پربنی بگت رہے - سب دویشی پنڈتوں میں سے ادہک نر دویشی پنڈت شری گوپال تھے - جو اپنا پرنما پوجن آدی پکش ست کرنے کے ارتھ کاشی سے ایک بیوستھا پتر لے آئے اُسکو انھوں نے بڑی دھوم دھام کے ساتھ ایک دن چیتر ماس میں شری جی مہاراج کے آشرم کی سمیپ ٹو کا گھاٹ کے میدان میں جا لٹکایا - تمام نگر ایک چت ہو کر تین بجے سے سائنکال تک ہو حق کرتا رہا -

سوائے ان کے ایک جوالا پرشاد نامی مدیپی (شرابی) پُرش اور ایک بنے ہوئے سنیاسی کا روپ جو نرد یکھنے یوگ تھا - یہ سب تماشہ شری جی مہاراج اور اُن کے شردھالو بھگت جن اپنے آشرم کے اُونچ استھل میں بیٹھے ہوئے دیکھتے رہے - کیونکہ پرتھم تو

ایک دفعہ ایک آدمی روٹی لیکر آیا - ساتھ آچاری بھی تھی اُس آدمی نے کہا کہ مہاراج آچاری بھی لوگے - فرمایا کہ ضرور اُس کو میں کھاونگا - کیونکہ میں جس طرح ان کے مت کا کھنڈن کرتا ہوں ویسے ہی اُس کو بھی ضرور کھاؤنگا +

بیان کرو پنڈت بلدیو پرشاد کا نکیج دوبے ساکن قائم گنج - سوامی جی یہاں اول اول میلہ لگکوڑہ کے بعد آئے تھے - اول شوالہ میں اُترے اُسوقت فاضل پنڈت موہن لعل اگنی ہوتری اور بنسی لعل جی دونو بھائی زندہ تھے - پنڈت شام لعل اور اُنکے پتا چھوٹے لعل اور گنگا پرشاد وغیرہ بہت لوگ جایا کرتے تھے کسی سے شاستر ارتھ نہ ہوا - لوگوں نے بھکشا کے واسطے کہا فرمایا کہ ہم بستی میں نہیں جاوینگے یہاں ہی لاؤ - سب باتیں سنسکرت میں کرتے تھے - سندھیا - گائتری اور بلی وشو دیو کا سب کو اپدیش دیا - بہاری لعل - بنسی دھر شام لعل - بلدیو شنکر - سُنار وغیرہ لوگوں نے اُن سے سیکھ کر سندھیا آدک پنچ یگیوں کا آرنبھہ کیا - سوامی جی نے فرمایا کہ اگر شریر تندرست ہو تو اشنان کرکے ورنہ کلہ دا تن کرکے گائتری کا جاپ کرنا چاہیئے ۔ اور جو ودوان نہیں تھے اون کو صرف گائتری کا کرنا بتلایا کہ یہ برھمنوں کا پرم دھرم ہے - اسوقت غالباً ۵ - ۴ روز رہے تھے -

دوسری دفعہ سوامی جی شکرالہ پور ضلع فرخ آباد سے بسواری بگھی لالہ چھوٹے لعل اوستھی برہمن رئیس شکرالہ پور کے آئے تھے اور ایک پہر لالہ شیو کے باغ میں ٹھیر کر واپس چلے گئے تھے - جو لوگ گئے اُن سے ضرور ملے +

لگکوڑہ کے میلہ میں سوامی جی کو لوگ گپ آشٹک کہتے تھے +

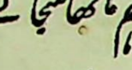
لالہ پرشادی لعل ویش و بلدیو نمبولی ساکنان فرخ آباد نے بیان کیا - کہ عرصہ ۲۲ - ۲۳ سال ہوا سوامی جی قادر گنج کی طرف سے لگکوڑہ کا میلہ دیکھ کر غالباً ماہ اگھن سمت ۱۹۲۵ میں یہاں آئے تھے اسوقت ننگن صرف ایک لنگوٹ رکھتے تھے - شوالہ میں پاشان پوجا اور عورتوں کی آمد و رفت کے سبب کم ٹھیرے تھے +

مولوی احمد علی پٹھان کیساتھ انسان کی پیدائش پر مباحثہ ہوا تھا جب آدم و حوا کی جدائی بطرف مشرق و مغرب کا ذکر ہوا - تب سوامی جی نے کہا کہ خدا نے اُن میں محبت کیوں نہ پیدا کردی تا کہ جدائی کا درد نہ اٹھاتے مگر اس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکے +

پادری اولمن صاحب معہ دو انگریز پادریوں و مہر پرشاد نیٹو عیسائی اور چند دیگر ایسے عیسایوں کے ایک روز بغرض مباحثہ سوامی جی کے پاس گئے تھے - یہ عیسائی لوگ اُس باغ کی کھائی کے اونچے کنارے پر بیٹھے لوگوں نے کہا کہ یہ سوامی جی سے اونچے بیٹھ گئے - تب سوامی جی نے کہا کہ پکھشی نادان ہیں اور پکھشی وت انکی کریا ہے پادریوں نے سوال کیا کہ ہم جو گنہگار ہیں تو ہمارے گناہوں کی معافی کس طرح ہو - اس کا جواب سوامی جی نے سنسکرت میں دیا جس کو پنڈت موہن لعل ترجمہ کرکے سمجھاتے جاتے تھے - کہ گناہ معاف نہیں ہو سکتے - تھوڑی دیر تک بات چیت ہوئی تھی کہ مہر پرشاد نے کہا کہ ہم سنسکرت جانتے نہیں ہیں - اسواسطے مباحثہ نہیں ہو سکتا - یہ کہکر چلے گئے +

لالہ کشن پرشاد تحصیلدار قائم گنج سورج دھوج ساکن بھرت پور جو شیو ہی مت کے تھے وہ بھی اُسی روز سوامی جی کے پاس گئے اور سوامی جی سے پوچھا کہ سری مت بھاگوت سچ ہے یا جھوٹ - سوامی جی نے کہا کہ بالکل جھوٹا ہے اُس نے کہا ایسا کہو مہر دل دکھتا ہے - سوامی جی نے کہا کہ نہیں بالکل گپ ہے - یہاں کے سب معزز پنڈت لوگ مثلاً پنڈت بنسی دھر و پنڈت موہن لعل و شام لعل و پنڈت چھوٹے لعل

کیا ہو جاوینگے - جس پر وہ برہمن خاموش ہوگیا +

ایک برہمن بہاری لعل ساکن حضرت پور ضلع بدایوں جو ہمارے رشتہ دار اور چکر انگد تھے وہ ہمکو روز تنگ کرتے اور کہتے تھے کہ تم جو ترپنڈر  لگاتے ہو تم پہلے ہی سورگ کی ہنسی کرتے ہو - اور ہم جو سری لگاتے ہیں تو ہم ماتھا سمجاتے ہیں کہ ہم سورگ جاتے ہیں - آپ اس کا اتر دیجئے - سوامی جی نے کہا اس کا جواب میں تبلاتا ہوں کہ تمہارا مستک انکار - اور ان کا اقرار - اور اسی طرح جب چوری جوا بازی - رنڈی بازی وغیرہ کی بابت سوال ہوگا - تب بھی تمہارا مستک انکار - اور ان کا اقرار کریگا - اور اسی طرح نرک جانے کے واسطے تمہارا مستک انکار اور اُن کا اقرار کریگا

ایک رچا یا شلوک سنایا تھا - ان نہ نندیات بغنے کسی کے ان کی نندیا نہ کرے - پس اسی سے وہ جیسا کوئی ان لیجاوے لے لیتے اور جتنی اچھا ہو کھ کر باقی بانٹ دیتے تھے - جو لیجاتا وہ اٹھا لیتا یا کسی اور کو دلوا دیتے -

ایک برہمن وستی رام گوڑ بہت دُبلے پتلے تھے وہ وہاں ایک دن بیٹھے تھے سوامی جی نے اثنا گفتگو میں درشٹانت دیا کہ جو لوگ زیادہ وشے بھوگ اور استری پرسنگ کے کرنے والے ہیں اُن کی یہ دُردشا ہوجاتی ہے ہاڑ سب نکل رہے ہیں اور میری طرف درشٹانت دیا کہ جو لوگ وشے بھوگ کی طرف بہت گمراہ نہیں ہوتے وہ ایسے بلشٹ ہوتے ہیں اور فرماتے تھے کہ جو نت پرسنگ کرنے والے ہیں - اُن کی اولاد نربل اور جو چھ ماہ بعد بھوگ کرتے ہیں اُن کی اولاد بلشٹ ہوتی ہے +

لڑکی - لڑکے کے اُتپتن ہوتے وقت جو اس ملک میں نیچ قوم کی عورتیں اوتم گھروں میں جاکر نال چھیدن اور دایہ کا کام کرتی ہیں اور اس کے مُنھ میں انگلیاں ڈالتی ہیں - یہ بہت بُری بات ہے - گھر کی عورتوں کو چاہئے کہ وہ خود کریں - جن سے اُس کی بدھی تیز ہوگی - رتو گامی ہونے کو جائز بتلاتے تھے +

یہاں کے ایک مولوی احمد علی عرف ٹوبان سے بھی بات چیت ہوئی تھی - وہ سوامی جی کے اپدیش سُنکر بہت خوش ہوئے تھے - مولوی صاحب نے تائید کی مگر کہا کہ وہ گفتگو مجھ کو یاد نہیں رہی +

اوّل سوامی جی شوالہ میں اُترے تھے پھر وہاں سے بہ سبب گذر مستورات کے گردھاری لعل کے باغ میں چلے آئے تھے - گردھاری لعل نے سوامی جی سے کہا کہ میرا مکان آپ کے آنے سے پوتر ہوگیا - اگر کچھ کسر ہو تو اور فرمایئے - کیونکہ کچھ کرنا چاہتا ہوں - سوامی جی نے کہا کہ تم اور کچھ مت کرو - صرف یگ سنسکار کرادو - چنانچہ سوامی جی کے کہنے کے مطابق اُس نے ہون کرایا - ۸ - ۱۰ برہمن ہون کرنے والے تھے - حلوا - میوہ - گھی وغیرہ سگندھت پدارتھوں سے ہون ہوا تھا - سوامی جی نے برہمنوں کو منتر لکھوا دئے تھے - اور غالباً خود بھی منتر پڑھتے تھے +

ایک پہاڑی برہمن اُن کو رسوئی بنا کر کھلایا کرتا تھا - تمام لوگ عمدہ عمدہ چیزیں لیکر جاتے مگر وہ سب وہاں پڑی رہتی تھیں - اکثر لوگ ہی کھاتے تھے - رات کو ہم اکثر دودھ دھوا کر لیجایا کرتے تھے - بارہ ۱۲ بجے رات سب حاضر رہتے پر سب وہ کچھ کچھ سنتے تھے اور لوگ چلے جایا کرتے تھے - اور اسی وقت میں ہمکو اکثر کچھ پوچھنے کا موقعہ ملتا تھا +

جب تک وہ لنگوٹی نہیں سوکھتی ہم دوسری کوئی چیز دھارن نہیں کرتے پس یہاں ہم اشنان کے بعد مگن نہیں ٹھیر سکتے۔ تب سب لوگوں نے کہا کہ اس جگہ سے پاس ہی لالہ گردھاری لعل مہاجن کا باغ ہے۔ وہ ایک طرف ہے وہاں چلئے۔ چنانچہ سوامی جی نے وہاں اپنی اشنان کرکے بھوجن پایا۔ اس دفعہ غالباً ۸-۷ روز رہے +

ایکدفعہ سندھیا اُپاسن کا اُپدیش دیتے تھے کسی نے کہا کہ ہم لوگ تین کال سندھیا کرتے ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ نہیں تین کال کی سندھیا نہیں ہے دو کال کی سندھیا ہے۔ یہاں پرشوتم پنڈت۔ پنڈت بلدیو پرشاد دوبے۔ و پنڈت بلدیو پرشاد سناڈھ وغیرہ پانچ چار آدمیوں کو سندھیا لکھوادی تھی۔ جس کو وہ لوگ کرتے رہے۔ یہاں کسی سے شاستر ارتھ نہیں ہوا۔

ایک روز موضع رشید آباد (مرشد آباد) پرگنہ کنپل کے ۱۰-۱۵ مسلمان آئے تھے۔ اُن کے آنے سے پہلے یہاں کے پنڈتوں کا سوامی جی سے مورتی پوجا پر ذکر ہو رہا تھا۔ اتنے میں اُنہوں نے آکر اپنے پیغمبروں اور مذہب اسلام کی بابت ذکر کیا۔ مگر سوامی جی نے سب کو معقول جواب دئیے اور پرسن کیا۔

ایک دفعہ سوامی جی نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ بہت لوگ آکر اونچی جگہ پر بیٹھنے لگے۔ دیگر لوگوں نے کہا کہ مہاراج نیچے بیٹھے ہیں اور یہ لوگ اوپر۔ ایسا اچھا نہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ بہت سے پنکھی بھی اوپر بیٹھے ہوئے ہیں کچھ ڈر نہیں۔ پکھشی ہی سمجھ لو۔ منع مت کرو برتی اُن کی بہت عمدہ تھی۔ صرف ایک لنگوٹی پاس رکھتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ مہاراج آپ کے پاس پاتر نہیں ہے فرمایا کہ ہاتھ ہمارے پاتر ہیں۔ نصف راتری تک لوگوں کو پاس رہنے دیتے بعد ازاں سب کو رخصت کردیتے تھے۔ لوگ کمبل اُڑھا آتے۔ مگر وہ پھینک دیا کرتے تھے۔ اُس وقت دگمبر برتی رکھتے تھے۔ جب تک رہے ہم روز درشن کو جایا کرتے تھے۔ مگر بہ سبب کثرت کام کے ہم تھوڑا بیٹھتے تھے +

پنڈت شام لعل جی کانگیج قائم گنج نے بیان کیا کہ جب سوامی جی شوالے میں آکر اُترے تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ شوالہ ہے۔ فرمایا کہ تم لوگ خود ہی کہتے ہو۔ کہ شوالہ تو کیلاس ہے کیونکہ شو وہاں رہتے ہیں۔ اس لئے یہ تو سرائے بیٹھک ہے ہم کو بھی یاد کیا چنانچہ ہم معہ کشن سنگھ ٹھاکر بھوشرت کے گئے۔ کشن سنگھ نے پوچھا کہ تم شیولنگ پوجا کو منع کرتے ہو۔ مگر اس کا تو شاستروں میں لیکھ ہے۔ تب سوامی جی نے فرمایا۔ کہ کیسی لجیا کی بات ہے۔ کہ تم لنگ کی پوجا کرتے ہو۔ اور پھر جب لنگ جدا ہوکر یہاں آگیا تو شیو کیلاس ہیجڑہ رہ گیا +

ان دنوں غالباً ۲۰-۲۲ روز رہے تھے۔ جو لوگ جو ہون میں ڈالتے تھے اُن کو سوامی جی کہتے تھے کہ جو تو پشوؤں کی خوراک ہے۔ خود تو یہ لوگ پوڑی کھاتے ہیں اور دیوتاؤں کو جو کھلاتے ہیں جو امرت کے پینے والے ہیں۔ بس عمدہ چیزوں کا ہون چاہیئے۔ سندھیا گایتری و بلی و شودیو کا اپدیش کرتے تھے۔

ایک برہمن لجیا ارگھن اگنی ہوتری نے سوامی جی سے کہا کہ ست نارائن کی کتھا کے واسطے روپیہ کی منت مانتے ہیں کام سدھ ہوجاتا ہے۔ اُس کو آپ کیونکر خلاف بتلاتے ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم پانچ روپیہ ست نارائن کے دکھاتے ہیں۔ کہ لکھ پتی ہوجاویں۔

کو چھوڑ کر۔ بھوجن کو چھوڑ کر یا ناک کو چھوڑ کر یا زبان کو چھوڑ کر یا کسی اور چیز کو چھوڑ کر اُس کا اُتر دو۔ اور ساتھ ہی اُنکے مت کا وِدھار پر واہ سنسکرت سے کھنڈن شروع کیا۔ جسپر سوامی جی کے سامنے اُس کے مُنہہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ بالکل مون ہو گیا۔ اُسے لاجواب کر سوامی جی نرولے کی طرف گئے۔ اور ہم سے کہا۔ کہ اب ہم بچرتے ہوئے کاشی کی طرف جاوینگے۔ ہم نے کہا کہ مہاراج پھر درشن دینا۔ چنانچہ وعدہ کر کے وہ چلے گئے اور ہم اجازت لیکر گھر کو چلے آئے +

پنڈت شام لعل کانکبج ساکن قائم گنج نے بیان کیا۔ کہ سوامی جی مجھے لکھوڑہ ضلع بدایوں گنگا پار میلہ میں جو کارتک کو ہوتا ہے ملے تھے یہاں سے لکھوڑہ ۱۰ کوس ہے۔ لکھوڑہ سے اگر سوامی جی نرولی ضلع ایٹہ میں ٹھیرے۔ وہاں نرولی میں سوامی جی کے اُپدیش سے ایک گوسائیں رام پوری نے اپنے ٹھاکر وغیرہ گنگا میں پھینک دئے تھے +

نرولی سے سوامی جی کمپل ضلع فرخ آباد میں آئے۔ جب ہم نے اُن کو لکھوڑہ میں دیکھا تھا اُس وقت بھی میرے ساتھ بابا شنکر داس و اُماوت ساکن فرخ آباد و گنیش دت پنڈت نرولی والے تھے۔ وہاں پنڈت انگدرام جی ہرریا والے سوامی جی کے ساتھ تھے۔ سوامی جی سے وہاں اُماوت کی بارتالاپ سنسکرت میں ہوئی۔ وِشئے مورتی پوجن تھا۔ سوامی جی نے مورتی پوجا کا کھنڈن کیا۔ اُماوت نے ایک شلوک مہابھارت کا پڑھا۔ کہ ایکلو بھیلیانے درونا چارج کی مورتی بنا کر پوجی تھی۔ سوامی جی نے اُتر دیا کہ وہ بھیلیا تھا +

پھر اماوت نے دریودھن کا پرمان دیا۔ سوامی جی نے اُتر میں کہا کہ یہ مُوڑھ دریودھن کا واک ہے اسواسطے اپرمان ہے۔ ہم سے سوامی جی نے پوچھا کہ تمہارا مکان کہاں ہے میں نے کہا کہ قائم گنج۔ فرمایا کہ کیا کرتے ہو۔ ہم نے کہا کہ کتھا پوران باچتے ہیں۔ پوچھا کونسی کتھا۔ میں نے کہا کہ برہم دیو ورت کا کرشن کھنڈ باچتے ہیں۔ فرمایا کہ ۲۰ دن تک یہ شریر وہاں آ پہنچیگا۔ جلدی اُس کو سماپت کر لو تا کہ تمہارا نقصان نہ ہو۔ چنانچہ ہم چلے آئے اور ہم نے آنکھ منا لعل سے ذکر کیا کہ ایک گیانشک لکھوڑہ میں آئے ہیں۔ وہ مورتی پوجن اور پوران وغیرہ کا کھنڈن کرتے ہیں۔ پوران سب سوامی جی کے دیکھے ہوئے تھے۔ جس وقت میں نے برہم دیوورت کے کرشن کھنڈ کا ذکر کیا تب فرمایا کہ اس میں تو سب سے زیادہ گپ ہے +

قصبۂ قائم گنج ضلع فرّخ آباد کا حال

پنڈت گنگا پرشاد جی کانکبج رئیس قائم گنج نے بیان کیا کہ سوامی جی یہاں دو مرتبہ آئے غالباً ۵ ۔ ۵ برس کے فاصلہ سے اسوقت ننگن رہتے اور سنسکرت بولتے تھے۔ جب اول اول وہ آئے تو سردی کا موسم کارتک یا اگھن کا مہینہ تھا۔ ہری شنکر پانڈے کے شوالے میں جو قصبہ سے باہر اُتر کی طرف ہے آکر اُترے اور پھر ڈیڑھ ماہ وہاں ٹھیرے۔ جب ہم لوگوں کو خبر ہوئی کہ ایک پرم ہنس جی آئے ہیں۔ ہم لوگ درشن کو گئے۔ جب روٹی کا وقت ہوا لوگوں نے کہا کہ مہاراج اشنان کر ڈالئے کیونکہ بھوجن کا سمہ ہو گیا۔ فرمایا کہ ہمارے پاس سوائے ایک لنگوٹ کے اور کچھ نہیں۔ اور یہاں مائیوں (استریوں) کا گذر ہے۔ اور

نہیں بولتا۔ منہہ سنبھال کر بول۔ ہم سب نے بھی منع کیا۔ جس پر وہ شرارت سے باز آیا۔ اور چلا گیا۔ پھر پاس بھی نہ آیا ⁂

ایک بیراگی شہباز پور میں گنگا سنگھ نمبردار کے پاس آیا یہ بیراگی گنگا پار کا رہنے والا اور گنگا سنگھ سے اُس کی بہت مترتا تھی۔ کہا کہ مجھے تلوار دے۔ کہ میں اُس پنڈت کا ماتھا کاٹ ڈالوں گا۔ اُس نے کہا کہ "ہمارے اشٹ کو تلوار مارے میں تجھے یہاں پہلے مار ڈالوں گا۔ اگر بھلا چاہتا ہے تو یہاں سے چلا جا"۔ چنانچہ وہ چلا گیا ⁂

ساڈھو مایا رام جی اُداسی نے ۲۹۔ اکتوبر ۱۸۶۸ء میں باغیچہ وستی رام امرتسر میں بیان کیا کہ سوروں کے قصبہ میں سوامی جی نے کئی برہمنوں کے بالکوں سے بھاگوت کے پستک اور سالگرام پھنکوا دئے تھے جس پر اُن ٹھاکروں کے بزرگ برہمن آزردہ ہوگئے مگر سوامی جی اُن کی برابر دید کرتے رہے۔ پھر سوروں سے ۸ کوس پر ایک گاؤں جسکا نام شائد گڑھی تھا اس میں جا کر ایک چھتری کے ہاں رہے وہ چھتری بیراگیوں کا سیوک تھا۔ اُس نے سوامی جی کے اُپدیش سے کنٹھی مالا۔ مورتی پوجا وغیرہ چھوڑ دی چونکہ وہ رئیس اور چند گاؤں کا زمیندار تھا۔ اُس کے گرو بیراگی بہت آزردہ ہوئے اور سوامی جی سے انتقام لینے کے درپے ہوئے۔ کانپور سے ورے چار کوس پر بیراگیوں کی ایک بڑی بھاری جگہ ہے وہاں کے بیراگیوں نے سوامی برجانند کو (جو اَب شاید مر گئے ہیں) وہاں پھرتا ہوا دیکھ کر خیال کیا کہ یہی دیانند ہے اشنان کے بہانے اُسے گنگا میں لیجا کر ڈبونا چاہا۔ مگر وہ بہت تیراک تھا۔ غوطہ لگا کر دریا کے پار چلا گیا۔ جسکی اطلاع دیانند جی کو بھی ملی۔ تب سے وہ برہمنوں اور بیراگیوں سے چوکس یعنی خبردار رہنے لگے۔ سوروں سے ۸ کوس والے گاؤں میں جب ہم نے دیانند جی کی برہمنوں کی زبان سے بہت نندا سُنی تب دیانند جی سے کہا (اُسوقت وہ ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے) کہ آپ کو مورتی پوجا وغیرہ کے کھنڈن کرنے سے کیا حاصل ہے۔ آنند سے ہماری طرح بھوجن پا کر مگن رہا کرو۔ اور آرام کیا کرو۔ کیوں دشمنی ڈالتے ہو۔ تب سوامی جی نے کہا۔ برہمانند ورتتے اور ایشور اگیا پالن میں آنند ہے۔ ہم برہمانند میں ورتتے ہیں اور جیسے وید کے پرچار میں آنند آتا ہے اُس کے مطابق ورتتے ہیں اُسوقت سوامی جی صرف سنسکرت بولا کرتے تھے۔ سوامی جی کی میلہ میں دھوم ہوگئی سینکڑوں چکرانکت اور سوامی لئے "تلک لگائے" آگئے۔ اول تو رشک کے مارے جلتے ہوئے آتے تھے۔ مگر جب سوامی جی کے اپدیش سُنتے تو بالکل خاموش ہو جاتے تھے۔ وہاں بہت سی سبھائیں ہوئیں۔ کلکٹر صاحب بھی آئے۔ سوامی جی کو ٹوپی اُتار کر سلام کیا۔ پادری صاحبان بھی آئے مگر کوئی جواب دہ نہ ہو سکے۔ مسلمان مولوی آئے تھے۔ سوامی جی چونکہ سنسکرت بولتے تھے اس واسطے سوامی جی کی باتوں کو پنڈت نرائن جی ترجمہ کر دیتے تھے۔ غرضیکہ وہاں کوئی پنڈت یا مولوی یا پادری سوامی جی سے مباحثہ نہ کر سکا۔ جب دوج ہوئی اور میلہ اُٹھنے لگا تب مہاراج نے ہم کو کہا کہ بیٹا تم بھی گھر جاؤ۔ ہم آگے کو جاوینگے۔

نولی ضلع بدایوں کا رہنے والا گوبند داس کایستھ (جو کچھ سنسکرت بھی جانتا تھا) وہ بیراگی ہو کر برہمنوں کے بیٹوں کو جوٹھ کھلاتا اور اُن سے سیوا کراتا تھا۔ روانہ ہوتے وقت گھاٹ کے اوپر سوامی جی کو ملگیا۔ اُس کو آتا دیکھ کر مہاراج جی ریت میں ہی بیٹھ گئے۔ اُس کے ساتھ آٹھ دس ودیارتھی اور سب کے ہاتھ گئوگھمیوں میں تھے لڑکوں کو وہ جاپ کراتا تھا۔ ہری بھجو۔ سب چھوڑو دھندا۔ یعنی سب کچھ چھوڑ کر ہری کا بھجن کرو۔ مقابلہ ہوتے ہی سوامی جی نے اعتراض کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سب شبھ کام کیسے چھڑاتے ہو۔ اور کس کس

یعنی اب تو مون ہو کر بیٹھ گیا۔ (اُنہوں نے کہا۔ مورتی پوجا کا سمادھان کر)

مگر وہ چدگھنانند جی بالکل مون ہو گئے۔ کچھ بھی نہ بولے۔ تب سوامی جی لاچار ہو کر وہاں سے واپس امبا گڑھ کو چلے گئے۔

سوامی جی کنوار کے نوراتروں میں بناکھے سوروں سے چلدئے۔ پنڈت چین سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ سُننے میں آیا کہ سوامی جی شہباز پور گاؤں میں مقیم ہیں۔ انہی دنوں یہاں ایک چٹھی آئی تھی کہ سوامی برجانند جی ڈنڈی پر گیا چھکبتو کنوار بدی ۱۳ سمت ۱۹۲۵ کو مرتیو ہو گئے ہم نے کنوار سُدی سمت ۱۹۲۵ کو معہ پنڈت اجودھیا پرشاد و گردھاری ویش اور ایک دوسرے آدمی کے شہباز پور میں جا کر سوامی جی سے سارا حال عرض کیا۔ سوامی جی سنکر کچھ دیر چُپ رہکر کہنے لگے کہ آج ویاکرن کا سورج است ہو گیا۔ اُسوقت اُن کی طبیعت پر ویراگ اور افسوس بھی آگیا تھا۔ چہرہ مُرجھا گیا۔ بعد ازاں ہم کو ست دھرم کا اپدیش کرتے رہے ہم وہاں دو روز رہے۔ وہاں ہم نے یہ بھی سُنا تھا کہ دریائے گنگا کے پار سے دو بیراگی سوامی جی کے مارنے کیواسطے آئے تھے۔ اور ایک شہباز پور کے ٹھاکر سے ایک بیراگی نے اپنا متر سمجھ کر کہا کہ تم اپنی تلوار مجھے دو ہم اس گیا نشٹ کو مار دینگے۔ اُس ٹھاکر نے کہا کہ اُن کی تو میں نے کئی روز بارتا سنی ہیں وہ بڑے مہاتما ہیں ڈُشٹو۔ اگر پھر یہ بات مُنہ سے نکالی تو تم کو مار ڈالوں گا۔ جاؤ میرے سامنے سے دور ہو۔ پھر وہ ٹھاکر دو چار آدمیوں کے ساتھ سوامی جی کے پاس مُسلح آیا۔ اور کہا کہ مہاراج آپ کے مارنے کی یہ ڈُشٹ لوگ صلاح کر رہے تھے۔ چنانچہ میں اُن کو دھمکا کر یہاں آیا ہوں۔ سوامی جی نے کہا کہ ان کی کیا سامرتھ ہے کہ ہم کو ماریں۔ مگر وہ ٹھاکر راضی نہُوا اور رات بھر پہرہ دیتا رہا۔ جس پر وُہ ڈُشٹ کسی طرح کا کوئی حملہ نہ کر سکے ٭

میلہ لکوڑہ کا حال

پھر شہباز پور کے بعد سوامی جی کی خبر ہم کو قادر گنج میں ملی اور سُنا کہ اُن کا شاسترارتھ میلہ لکوڑہ میں بھی ہوا تھا۔

لکوڑہ کا میلہ ماہ کاتک سُدی میں اکادشی سے پورنما تک ہوتا ہے اُس سال ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۶۸ء سے ۳۱۔ اکتوبر ۱۸۶۸ء تک ہوا تھا۔ گوسائیں بلدیو گر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے جب سُنا کہ مہاراج لکوڑے کے میلہ پر گئے ہیں۔ تو ہم بھی پنڈت نرائن وغیرہ آٹھ۔ دس آدمی ساتھ لیکر وہاں جا پہنچے۔ مگر ہمارے جانے سے پہلے یہاں سوروں کے لوگوں نے جو مانگنے کے واسطے وہاں گئے ہوئے تھے جب سوامی جی کو وہاں دیکھا تو ان کو ایک کُٹیا بنا دی اور بھکشا کر کے مہاراج کو کھلاتے رہے۔ اتنے میں ہم بھی جا پہنچے۔ وہاں جا کر ہم نے قنات بچھوا کر چاندنی لگا دی اور گدی لگا کر مہاراج جی کو اُس کے اوپر بٹھا دیا۔

گوسائیں بلدیو گر جی نے بیان کیا کہ جب سوامی جی جھلیسر سے یہاں سوروں میں آئے۔ ۵۔۴ ماہ رہ کر شہباز پور کیطرف دوبارہ گئے۔ تو ہم بھی معہ پنڈت نرائن کے شہباز پور میں گئے وہاں سوامی جی نیک راج ٹھاکر کے یہاں ٹھیرے۔ گنگا سنگھ نمبردار موضع میاسر بھی سوامی جی کے ششش ہوئے ایک ٹھاکر چکرانگد وہاں بھی سوامی جی سے گڑبڑ کرنے لگا۔ وہ گھوڑے پر چڑھکر آیا تھا۔ جب بات چیت میں سوامی جی سے پورا نہ ہو سکا تو غصہ میں آکر بیہودہ باتیں کرنے لگا۔ تب گنگا سنگھ نے کہا کہ سیدھا کیوں

دکہا کہ میں سوامی دیانند جی سے ملنے آیا ہوں۔ میں نے اُن سے سوامی جی کی بابت پوچھا اُنہوں نے باوجود مخالف ہونے کے بھی چند الفاظ میں اُن کی تعریف کر کے کوئی کلمہ خلاف تہذیب نہ کہا۔ صرف اتنا کہا کہ وہ مورتی پوجا کا کھنڈن کرتے ہیں۔ ورنہ اور سب باتوں میں تعریف کے یوگ ہیں۔ ہم شرادنی کرنے کے بعد معہ ہمراہیان کے چھلیسر کو چلے آئے ٭

ایک شخص نارائن نامی ساکن سوروں نے سوامی جی کی اُستت کی کیفیت کو اس طرح دیہاتی نظم میں بیان کیا ہے ٭

سوامی دیانند سرستی بابا آئے ایسے شاستری   بھوتیرے لڑکے کو پڑھ ڈولیں پڑپا سانگو کا بیری

تمام سوروں میں سب لوگ سوامی جی کی ودیا۔ گن۔ دھرم۔ اپدیش کی تحسین کرتے ہیں۔ مگر اپ جیوکا کے سبب دہان کے پاکھنڈ کو نہیں چھوڑ سکتے ٭

گوسائیں بلدیو گر نے کیلاس پربت کی بات چیت کو سمت ۱۹۲۷ کے متعلق بتلایا مگر سال میں اُن کی غلطی ہے وہ کہتے ہیں جب سوامی جی نے سنا کہ باغ میں کیلاس پربت آئے ہیں تو سوامی جی امبا گڈھ سے باغ میں آئے۔ کو اس پربت موڈھے پر بیٹھے تھے۔ دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر سوامی جی اور وہ دونو بیٹھ گئے۔ ہم بھی ساتھ تھے۔ پرنتو پوچھ سکنے بات چیت م ہ۔ مگر انہوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ جس پر سینکڑوں آدمیوں نے باراہ جی کے مندر میں جانا چھوڑ دیا ٭ ۱ لرے ائی ب

کیلاس پربت کو لوگوں نے یہ بھی بہکایا کہ بلدیو گر سوامی جی کو کہکر ایک تو ہمارا دھرم دکھ دراما ۔ دم کرتے ہر جنگل جاؤگے تو تمہیں پیٹ ڈالیگا۔ جس پر اُس نے تھانہ میں رپورٹ کر کے تھانہ دار کو بلا لیا۔ جو ہمار ٭ پٹ جی اور اُنھوں نے کہا کہ ہزار روپیہ ہمکو دے ہم بلدیو گر سے لڑینگے۔ یہ خبر ہمکو بھی ملگئی۔ ہم کیلاس پربت کے پاس گئے اور سارا حال کہا کہ تم کیوں لڑتے ہو اور کون تمکو مارتا ہے تم ہمارے دشمنوں کو ہزار روپیہ دیتے ہو اگر وہ مجھے مارینگے تو بھی تم پکڑے جاؤگے۔ اور اگر میں اُن کو ماروں گا تو بھی تم پکڑے جاؤگے۔ ایسا کام مت کرو۔ ہم تم ایک ہیں کوئی خطرہ نہیں چنانچہ وہ اس کے بعد باغ میں برابر آنے جانے لگے۔ آدھے لوگ سوامی جی کیطرف اور آدھے کیلاس پربت کی طرف تھے۔

اتنے میں ایک اور نگن سادھو چدگنانند جی یہاں آئے۔ یہ سنسکرت جانتے تھے آکر دعوے کیا کہ ہم مورتی پوجن کو ثابت کرینگے۔ سوامی جی مہاراج نے ان کو پتر لکھا کہ یا تم آؤ یا میں آؤں۔ مگر اُس نے درجواب نہ تو یہ کہا کہ تم آؤ۔ اور نہ یہ کہ میں آتا ہوں۔ صرف دور سے باتیں بناتے رہے۔ جب چار گھڑی دن رہا تو یہاں سوروں سے بڑی دھار گنگا کی طرف تشریف لے گئے۔ سوامی جی کو اُس کے چلے جانے کی خبر لگی۔ اُس کے پیچھے گئے۔ اور یہاں سے ایک میل ورمگھٹ کے نزدیک مہادو دہا دہاری کے پاس پہنچکر اُسے جا پکڑا اور دونو بیٹھ گئے۔ سوامی جی نے کہا کہ وہ مورتی پوجا کی سادھنی کا منتر کہاں ہے۔ بولو۔ وہ مون ہو گئے۔ گھنٹہ بہر تک بیٹھے رہے۔ تب سوامی جی نے پھر کہا ٭

چھوٹھ نے تمہارے منہ پر مُہر لگادی۔ یدی تمہارا پکش سچا ہے تو پھر بولتے کیوں نہیں ٭

۵۱ سوامی جی نے اس جگہ ایک لطیفہ بھی کہا تھا کہ اس کُٹیا میں کیلاس پربت کیسے سما گیا جس پر سب لوگ ہنس پڑے ٭

ٹھاکر مکند سنگھ رئیس ضلع علیگڈھ بیان کرتے ہیں کہ ساون سمت ۱۹۲۵ میں ہم معہ چند صاحبان برادری اور پنڈت ہری کرشن اور پنڈت ایشری پرشاد کے سورون میں سوامی جی سے ملے۔ اندنوں سوامی جی مہاراج اور کیلاس پربت جی جو بارہ کے مندر کے مہنت تھے شاسترارتھ کے واسطے گفتگو کر رہے تھے۔ مگر ابھی کچھ مقرر نہ ہوا تھا۔ کیونکہ جب کوئی تاریخ مقرر ہوتی تو اُس وقت مہنت جی بہانہ کرکے پہلو تہی کر جاتے اور شاستراتھ پر راضی نہ ہوتے تھے۔ سوامی جی ان دنوں ہدریا میں تھے اور حسب الارشاد سوامی جی اور حسب استدعا باشندگان سورون وبدریا کے انگد شاستری مہابھارت کی کتھا بانچتے تھے کیونکہ وہ اِس کے قریباً ایام میں آریہ یعنے ویدک دھرم کو سویکار کر چکے تھے۔ سورون کے موافق ومخالف بہت سے لوگ کتھا میں جمع ہوا کرتے تھے بلدیو گِر گوسائیں جو ایک شوریر آدمی شمار کیا جاتا تھا وہ سوامی جی کا ہروقت معاون ومددگار رہتا تھا۔ اور اُس کا اِس جگہ اس قدر رعب داب تھا کہ تمام سورون کے مخالفین پنڈت سر نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ اُنہی دنوں ایک دوسرے انگد رام شاستری بریلی والے بھی وہاں آئے تھے۔ (یہ ہمارے جانیسے کچھ مدت پہلے کا [illegible]) یہ شخص سوامی جی کے مخالف ہوکر گالیاں دیتا تھا۔ سوامی جی نے اُس سے کلام کرنے کی خود ضرورت نہ سمجھی بلکہ اپنے شاگرد [illegible] شاستری کو واسطے مباحثہ کے اجازت دیدی۔ سُنا گیا کہ پنڈت انگد رام جی نے اُسے مباحثہ میں شکست فاحش دی تھی [illegible] معاشی تھے

سوامی جی جب کرنواس میں تھے تو بھی ایک دفعہ اُس سے پہلے انگد رام پیلی بھیت والے کی چھٹی آئی تھی۔ پنڈت کرشن بلبہ پوجاری مندر کرنواس نے بیان کیا کہ سوامی جی نے مجھے فرمایا تھا کہ انگد رام شاستری کی چھٹی ہمارے پاس آئی ہے اُس کے اخیر میں ایک شلوک لکھا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح پاتال میں شیش اور آسمان میں برہسپتی ہے ویسے ہی دُنیا میں انگد ہے +

انگد رام نے اپنے پتر میں اپنی بہت تعریف لکھی ہے۔ سوامی جی نے جو اُس کے اُتر میں چھٹی لکھی وہ بھی مجھے دکھلائی تھی۔ وہ بڑی لمبی اور سنسکرت زبان میں تھی۔ میں نے پڑھی اگرچہ اور حال مجھے یاد نہیں مگر اُس کے نام کے تین اکشر۔ ا۔ گ۔ د۔ لیکر ہر تین کے آٹھ آٹھ کھنڈن کرکے بڑی مدلل چھٹی لکھی تھی اور اُس کے اہنکار کی بہت درگتی کی تھی وہ ساری کی ساری چھٹی دیکھنے کے لائق تھی +

پنڈت کامتا پرشاد و پنڈت بینی مادھو رئیس ندا اس ضلع ایٹہ نے بیان کیا کہ انگد رام نے جو چھٹی میں شلوک اپنی تعریف کا لکھا تھا وہ یوں تھا یعنی پاتال شیش کے آدھین اور اکاش برہسپتی کے ہے اور تیسرا انگد شاستری ہے چوتھا کوئی نہیں +

سوامی جی نے اس کا جواب بعد تمام پتر کھنڈن کرنے کے ایسا لکھا تھا یعنی پاتال میں شیش اور اکاش میں برہسپتی فرض کرلینے سے کیا انگد بھی شاستری فرض کیا جا سکتا ہے۔ کداپی نہیں +

یہ انگد رام مہاراج شنکر دیوتا کی طرح آنکھ سے کانے تھے +

ٹھاکر مکند سنگھ جی کہتے ہیں کہ میں جبارہ کے مندر میں جاکر وہاں کے مہنت گوسائیں کیلاس پربت جی سے ملا۔ مگر میں نے اُن سے یہ

جو پستک ست دہرم سنہر کہینی نام سے کیلاس پربت جی نے تصنیف کرکے بھگونت پرکاش پریس دھول پور میں سمت ۱۹۲۶
بیساکھ مطابق مئی ۱۸۶۹ء میں طبع کرایا۔ وہ ہمیں سردار رلِ ویش اگروال ساکن فرخ آباد سے ملا۔ اوس کی بھومکا میں لکھا ہے
کہ - سوامی دیانند سرسوتی سنیاسی بڑے وِدوان کھنڈن منڈن میں بہت نپن شری گنگا تیر پچرتے کسی پرش کی پریرنا
سے یا کلی کال کی پریرنا سے سمت ۱۹۲۳ کی ارنبھ سے اُن کا یہ سنکلپ بھیا۔ کہ ہندوستان میں سے میں پوران اور پوران کے ارتھ کے
اُنشٹھان کو دور کروں اس واسطے اُس نے شری گنگا تیر سرب جنون کو ایسا کہنا شروع کیا کہ پوران تو برہمنوں نے اپنی
اجیو کا واسطے بنائے ہیں۔ دیاس جی نے تو کیول بھارت ہی بنایا ہے۔ سو بھارت۔ رامائن۔ منوسمرتی۔ وید سے پاشان (پتھر)
جواہرات مٹی سے بنی کی مورتی کا پوجن اور سندر رزبان۔ اکادشی آدی برت نہیں صحیح ہوتے۔ اس واسطے ویرتھ شرم چھوڑ کر تم لوگ
بلی وِشو آدی پنچ یگ آدِتیہ اگنی آدک دیوتا کا پوجن کرو۔ پاچھے ایسا کتھن کرتے ہوئے۔ اور بہت جنون سے پوران
شرون۔ اور مورتی پوجن۔ اکادشی آدی برت۔ سندر نرمان کو تیاگ کرواتے ہوئے سمت ۱۹۲۵ کے دسا کھ میں شری بارا ہ کھیتر
سوامی جی گنگا تٹ پر گھومتے ہوئے سر دولہ ضلع ایٹہ میں بھی گئے۔ اور کچھ دنوں کے لئے اوکت گرام میں نواس کیا
اور وہاں کے لوگوں کو ست اُپدیش دیا۔ اونہیں لوگوں میں سے ٹھاکر ہلاس سنگھ جی ہیں اور بھی کئی بندر پرش اوس سمے کے
آریہ ہیں۔ بعد ازاں مختلف اوقات میں یہ لوگ پوپ پنڈتوں سے شاستر ارتھ اور یگ آدک کرم کراتے رہے۔ اور آخر کار
اُنہوں نے بتقریب ہون یگیہ شرادن شُکلا تریودشی بھر گو وار غالباً سمت ۱۹۲۵ کو اونہوں نے پنڈت بھیم سین جی اور پنڈت بدری دت جی
پنچکر راندابل جی۔ پنڈت رام پرشاد جی۔ پنڈت گوپال داس جی اور سوامی رام پوری سرستی وغیرہ صاحبان کو بلا کر اُپدیش کرائے
اور آریہ سماج قائم ہوا۔ اور صاحبان ذیل عہدہ داران مقرر ہوئے۔ ٹھاکر ٹیکا سنگھ پردہان۔ لالہ راجارام منتری۔ پنڈت
موتی چند شرما اُپدیشک۔ کنور سنگھ جی درا کو شادھیکش سوامی رام پوری جی سرستی پُستکا دھکش مقرر ہوئے +

پھر بارا ہ کھیتر سوروں جی واپس آئے۔ بعد کو شری سوامی کیلاس پربت جی نے اس بابت میں ہٹ دیکھ کر
کہ برہمنوں کی اجیو کا کا اکھاؤ ہوگا۔ متھیا وچار شو شیہ پرشوں کو پوران ارتھ کے انوشٹھان بنا کلیان کا مارگ دیکھ کر
ان کی ایک ایک بات کا اُتر روپ یہ ست دہرم کہینی گرنتھ بنایا اور اسی گرنتھ میں بھارت۔ رامائن۔ منوسمرتی۔
وید کے رو سے پورانوں کی پرمانتا۔ اور مورتی ارچا (پوجا) اکادشی آدی برت دِرڑھ کرائے! اور لکھا کہ جس پُرش کو دیانند جی کے
کہنے سے اور ایسی باتوں میں ہو وے۔ اور وہ پُرش ساکھشر (خواندہ) ہووے۔ تو آپ وچار کرے۔ نہ ہووے تو کسی وِدوان کے
مکھ سے ایکاگر چِت ہو کر شرون کرے۔ تب اوس پُرش کو بھرم نہ ہووے گا۔ جو پُرش پرماد کر اس گرنتھ کا وچار اور شرون
نہ کرے گا۔ اُس پُرش کو نوین مت والے پرشوں کی بارتا شرون کر سو دہرم تیاگ کرنا پڑے گا۔ اُتر دینے کو اسمرتھ
ہونے سے پیچھے +

یہ گرنتھ کیلاس پربت جی نے سنسکرت میں ۱۴۰ صفحہ پر بسنت غالباً ہوئی دن شدی دسمی مطابق سمت ۱۹۲۵ بکرمی ۲۰ اگست ۱۸۶۸ء کو تصنیف کیا۔

سب تیاگ کر گنگا تٹ پھرنے کا ارادہ کیا۔ ہم نے کہا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ کہا کہ ہم صاف صاف ست کہنا چاہتے ہیں۔ اور وہ بے کنٹکا ہونے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ہم اپنی ضرورتوں کو کم نکر دیں۔ اپنے منشا کو پورا نہیں کر سکتے چنانچہ اُنہوں نے سب کچھ لُٹا کر صرف لنگوٹ رکھ کر بھرمن شروع کیا اور انوپ شہر قصبہ کھٹو اس وغیرہ مقامات پر جب اُنہوں نے مورتی پوجن کا بخوبی کھنڈن کر لیا۔ اور سورون جی کی طرف جہاں ہمارا بابرادہ کا مندر ہے آنے لگے۔ تو وہاں کے لوگوں نے ہم کو بھی بنارس سے بلوایا۔ ہم گئے۔ وہاں پر ایک دفعہ ہم سورون سے گنگا کو نہانے کے ارادہ پر گئے۔ اور رات کو وہاں گڑھیا پر رہے شام کو جب ہم سندھیا کر رہے تھے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک سنیاسی ہمارے سر پر کھڑے ہیں۔ ہم نے پوچھا کو ستی کہا دیانند وہم۔ اس کے بعد بیٹھ گئے۔ اوس وقت سنسکرت بولتے تھے۔ ہم سے کہا کہ میں آپ سے کچھ مدد لینے کو آیا ہوں۔ ہم نے کہا کہ کہو کیسی مدد۔ دیانند جی نے کہا کہ ان چار نوین مت والوں نے ستیا ناش کر رکھا ہے۔ رامانج۔ بلبھ۔ نیم۔ مادھو۔ اِن کا ہم کھنڈن کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ بیشک یہ بات آپ کی بہت عمدہ ہے اُنہوں نے بہت کچھ وید ورُدھ کام کر رکھے ہیں۔ ہم آپ کی مدد کرنے کو ہر طرح حاضر ہیں۔ مگر آپ ہماری دو بات مان لیں اوّل مورتی پوجن کا کھنڈن مت کریں۔ اس سے بہت فائدہ ہے۔ مندر بنے ہوئے ہیں۔ اگیانی لوگ وہاں جا کر پوجا کرتے ہیں۔ صدہا لوگوں کی آجیوکا کا سبندھ بنا ہوا ہے۔ دوم پورانوں کا بھی کھنڈن مت کرو۔ یعنے ایسا مت کہو کہ سب پوران بیاس کے بنائے ہوئے نہیں یا اون میں کچھ بھی بیاس کے بنے ہوئے نہیں ہیں +

دیانند جی نے اُتّر دیا کہ ان چار سمپرداؤں کا آدی مول یعنے سب کا مُکھ بڑا نشانہ مورتی پوجا ہے۔ اسی ظاہری دھوکہ کی ٹٹی سے یہ سنسار کو لُوٹ رہے ہیں۔ پس دشمن کا سر توڑنا سب سے اول ضروری ہے۔ اور مورتی پوجا کا جو پتہ ملتا ہے۔ وہ صرف پرانوں میں ہے پس یہ دونوں سب سے اوّل کھنڈن کے یوگ ہیں۔ غرضیکہ اسی طرح وہ ہم کو تمام رات اپنی مدد کے واسطے اُتساہ دلاتے رہے۔ مگر ہم قطعی راضی نہ ہوئے۔ اس واسطے کہ وہ مورتی اور پورانوں کے کھنڈن کو نہیں چھوڑتے تھے۔ صبح کو ہم اشنان کر کے وہاں سے سورون کو چلے آئے۔ اور دیانند جی وہیں رہے۔ راستہ میں ہم کو بلدیو گر سادھو اور چند دیگر ساکنان سورون ملے۔ ہم سے دیانند جی کا حال پُوچھا۔ ہم نے کہا کہ بہت اچھے سادھو اور ودوان ہیں۔ چنانچہ وہ جا کر اون کو سورون میں لے آئے۔ اگرچہ وہ وہاں آ کر ہم سے کئی روز ملتے رہے۔ مگر اُنہوں نے سورون میں آ کر بہت ہی کھنڈن شروع کیا۔ جس پر ہم کو بھی لوگوں کے کہنے سے کرودھ آگیا۔ ہم نے اون کو بُرا بھلا بھی کہا۔ بلکہ ایک پُستک اوس کے کھنڈن میں بھی لکھی۔ جس پر دیانند جی کے مددگاروں یعنی بلدیو گر وغیرہ نے ارادہ کیا کہ ہم کو پیٹیں۔ چنانچہ ہم نے بھی بدمعاش لٹھ بازوں کو اپنی مدد کے واسطے بلا لیا۔ مگر ایسے وقت میں بھی دیانند جی نے باوجود ہمارے بُرا کہنے کے ہم کو کبھی بُرا نہیں کہا۔ ہمارا ادب کرتے رہے۔ اور کہتے رہے۔ کہ وہ بزرگ سنیاسی ہیں۔ مگر پھر سامنے ملنے کا موقعہ نہیں ہوا +

سوامی جی کی تشریف لانے سے پہلے اِسی پنڈت انگد رام جی نے ہاراہ کی تعریف میں حسب کہنے کیلاس پربت کے ایک سو شلوک بنائے تھے۔ مگر سوامی جی کے آنے پر اون کے ست اپدیش کے بعد کئی شلوک مورتی کھنڈن کے بنائے۔ اس پر کیلاس جی نے جگن ناتھ شاستری چکر انگد بانس بریلی والے کو بلایا۔ مگر اوس نے کوئی شاستر ارتھ نہ کیا۔ البتہ ایک شلوک منو سمرتی کا لکھ کر بھیجا +

इतिहास पुराणानि धर्मं शास्त्राणिश्रावयेत् ॥

سوامی جی نے اُتّر دیا۔ کہ یہاں پوران لفظ پورانی سناتن کے معنی میں ہے۔ یعنے سناتن اِتہاس۔ یہاں کسی خاص کتاب کا ذکر نہیں۔ ہرچند پنڈت انگد رام۔ بلدیو گر۔ اجودھیا وغیرہ اُن کو کیلاس جی کے باغ میں بُلانے گئے۔ مگر وہ سوامی جی کے سامنے نہ گئے۔ سوروں سے بغیر مقابلہ کے واپس چلے گئے +

جب جگناتھ جی نے اِتہاس پوران والا شلوک کہا۔ تب ہم نے کہا کہ کالی داس نے لکھا ہے۔ کہ میرے وقت تک دس پوران تھے۔ اور اب اٹھارہ ہیں۔ اور اوس سمے مہابھارت کے گیارہ ہزار شلوک تھے۔ اور بیاس جی نے ۴ ہزار چار سو بنائے۔ لیکن راجہ بھوج کے سمے میں ۱۱ ہزار۔ اور اب ایک لاکھ شلوک ہیں۔ اور یہ سارا برتانت سنجیونی گرنتھ مُصنفہ کالی داس میں موجود ہے۔ اس وقت بھاگوت موجود نہ تھی۔ یہ گرنتھ سنجیونی موضع بھنڈ علاقہ گوالیار میں ہمانچل پنڈت کانکُبج مصر کے ہاں موجود تھا۔ وہ ہمانچل جی اوس کے شلوک لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ ہم نے یہہ باتیں کچورا میں ہمانچل کی زبانی سُنی تھیں؛ بھاگوت کا یہ حال ہے۔ کہ بوپ دیو اور جے دیو دونوں بھائی تھے۔ جو شکتی پور متعلق مقصود آباد علاقہ بنگال کے رہنے والے تھے۔ اون کی ذات ویشنو تھی۔ اِسی قوم کی زیادہ عورتیں کلکتہ بردوان میں خانگی ہیں۔ یہہ لوگ اپنی خوشی سے اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو اسی کام کے واسطے بھیجدیتے ہیں۔ یہ گرنتھ بوپ دیو کا بنایا ہے۔ شری ہر تلک میں بھی لکھا ہے۔ کہ بوپ دیو کرت ہے شنکا مت کرو +

سوامی جی نے ہمکو اس گرنتھ کے لینے کے واسطے کہا تھا۔ ہم نے بہت کوشش کی۔ مگر اُنہوں نے کسی طرح نہیں دیا۔ ہم نے روپیہ کے عوض بھی لینا چاہا مگر نہ مانا۔ سوامی جی وہاں سے چلکر شہباز پور میں آئے۔ جو اسجگہ سے چار پانچ کوس ہے۔ وہاں ٹیکہ رام زمیندار کے باغ کی چوپال میں لب گنگ ٹھہرے۔ ایک برہمن مہاراشٹر ہردوار سے اون کے ساتھ آیا۔ اور اونے منو سمرتی پڑھتا تھا سوروں تک آکر منو سمرتی پڑھکر چلا گیا +

سوامی کیلاس پربت جو سنیاسیوں کے ایک مشہور مہنت تھے۔ یہاں سوروں میں اُن کا باراہ جی کا مشہور مندر ہے سوامی جی چونکہ مورتی پوجا کھنڈن کرتے تھے۔ اس واسطے اوتار کا بھی کھنڈن سب کے ساتھ تھا۔ جس سبب سے کیلاس پربت جی سے مباحثہ کی ٹھہری +

سوامی کیلاس پربت جی نے بنارس میں اسطرح بیان کیا۔ کہ سمت ۱۹۲۴ میں اُنہوں نے بمقام ہردوار اپنے کپڑے پُستک

ویدراج چوبے رامدیال جی دوڑسے، ساکن جھولی پور ضلع آگرہ نے بیان کیا۔ کہ پہلے پہل جب ہم لکھنا ضلع اٹاوہ کے راؤ صاحب جسونت راؤ جی کی شراکت میں سوداگری کرتے تھے۔ تب ایک دفعہ ہم سوروں میں گئے۔ کسی پربی کی تقریب پر لوگ گڑھیا میں گنگا اشنان کو گئے۔ وہاں سے واپس آکر پنڈت گنیش بدریا کے رہنے والے نے دجن کے سامنے اور پنڈتوں کی سوامی دیانند جی سے بات چیت ہوئی۔ اور آخر کو سب ہار گئے تھے) سب حال ہم کو سنایا۔ کہ اس طرح ایک کولاہل آئے ہیں۔ وہ کسی کو نہیں مانتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ایسا نہیں وہ کسی کو تو ضرور مانتے ہونگے۔ انہوں نے کہا کہ تم بھی چلو۔ اس سے پہلے جب ہم وہاں قصبہ سوروں میں آئے۔ تو لوگ ہمیں کہتے تھے۔ کہ چلو رام چندر جی یا باراہ جی کے درشن کو آؤ ہم کہتے تھے۔ کہ رام چندر جی اور باراہ جی تو مر گئے اب تو پتھر جی ہیں۔ کیونکہ ہم نے منوسمرتی دیکھی ہوئی تھی۔ جس میں سوائے پنچ مہایگوں کے اور کسی قسم کی پوجا کا ذکر نہیں +

آخر الامر وہی پنڈتان یعنے نرائن۔ اجودھیا۔ گنیش وغیرہ جو سوامی جی سے مباحثہ میں ہارے تھے۔ اور بلدیو گر گسائیں وہاں جاکر سوامی جی کو سوروں میں لوا لائے۔ اور امباگڑھ میں ڈیرا کرایا۔ تب انہوں نے ہم کو کہا کہ وہ یہاں گئے ہیں۔ تم چلو جب ہم گئے۔ تو وہاں سینکڑوں آدمی جمع تھے۔ سوامی جی اوس وقت سندھیا اور یگیوپویت کا اپدیش کر رہے تھے۔ کیونکہ اوس وقت تک وہاں ہزاروں برہمن بھی بسبب ناواقفی زبان سنسکرت کی یگیوپویت سے محروم ہوگئے تھے۔ لوگ کہنے لگے۔ کہ ہمارے پاس روپیہ جمع نہیں ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ ایک بوڑھا مرجائے۔ تو ہزاروں روپیہ لگا دیتے ہو۔ دو روپیہ یگیوپویت پر خرچ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ وہاں برہمنوں کے ۲۵ سو گھر تھے۔ گر سندھیا کرنے والے ان میں سے ۵ بھی نہ تھے۔ سوامی جی نے حکم دیا کہ ان کو سندھیا لکھ دو۔ میں نے کہا کہ ان کا ادھکار کہاں ہے۔ کیونکہ ان کا سنسکار نہیں ہوا سوامی جی بولے کہ تینوں ورن کا تو ادھکار ہے۔ میں نے کہا کہ یہ براتیہ ہیں۔ ان کو ادھکار نہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ کہاں لکھا ہے۔ تب میں نے منوسمرتی کا یہ شلوک پڑھا

एतदूर्ध्वं त्रयोवापियंवा कालम संस्कृत: सावित्री पतित:

اس پر سوامی جی نے فرمایا

एवं न कथनीयात् एवमेव धर्मं रक्षणीयात्

کہ ایسا مت کہو۔ اسے طرح سے دہرم کی رکشا ہوتی ہے۔ جس پر ہم خاموش ہوگئے۔ تب سوامی جی نے سب کو سندھیا لکھا دی اون کے اپدیش سے وہاں تقریباً دو سو آدمی سندھیا کرنے لگے +

پنڈت انگد رام بدریا والے بھی گئے۔ کوئی وواد نہ کیا صرف ایک شلوک اون کی تعریف کا بنا لے گئے۔ کہ آپ دہرم کی رکشا کیواسطے ہوئے ہیں اسی انگد رام شاستری نے انہیں دنوں کئی شلوک سوامی جی کے ست اپدیش کے مطابق بنائے تھے۔ اون میں سے ایک مجھے یاد ہے

रुद्राक्ष तुलसी काष्ठ माला तिलक धारणं।

पाखण्डं विजानीयात् पाषाणादि का अर्चनम्॥

ہوتی رہی۔ آخر جُگل کشور نے سوامی دیانندجی کو منصف بنایا۔ سوامی جی نے کہا کہ ان دونوں میں ایک سنگتا پکش اور دوسرا اوسان پکش ہے۔ دونوں ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد جُگل کشور جی متھرا کو گئے۔ وہاں جاکر برجانندجی سے شکایت کی۔ کہ میں گنگا سنان کو گیا۔ وہاں سوامی دیانندجی مجھے ملے۔ وہ آج کل سوروں میں ہیں۔ اور بڑا ادہرم کر رہے ہیں۔ کنٹھی تلک پوران اور سالگرام کا کھنڈن کرتے ہیں۔ اس پر سوامی برجانندجی بولے۔ کہ اے جُگل کشور سالگرام کیا ہوتا ہے

یعنے شالی برکہش کا گرام یا چاول کا سموہ سے سالگرام مراد ہے۔ शालीनां ग्रामः स शालीयो ग्रामः

اسی کی پوجا کیا لنشپہل نہیں ہے۔ جب کہ یہ شبدھی اشدہ ہے۔ پھر جُگل کشور جی نے کہا کہ وہ تو کنٹھی تلک کا بھی کھنڈن کرتے ہیں۔

برجانندجی نے فرمایا۔ کہ تم ہی پرمان دو۔ ایسا کرنا کہاں لکھا ہے۔ اوس نے کہا جو پرمان نہیں ہے۔ تو یہ لو۔ یہہ کہا اور جھٹ توڑ ڈالی۔

پنڈت انگدرام جی کے سالگرام پھینکنے سے شہر سوروں میں عام طور پر اور برہمنوں میں خاصکر شور و غوغا پڑا۔ یہاں چکرانگدوں کا بہت زور تھا۔ سال بسال رنگا چارج برندابن والے یہاں آتے اور لوگوں کو داغ لگاتے۔ یہاں تک اوس کا زور تھا۔ کہ جھیور وجھیوریوں تک لوگ داغ دیئے۔ ایک جھیوری کو جب داغ لگا۔ تو اوس کا پیشاب نکل گیا۔ شہر میں یہ بات عام لوگوں کو معلوم ہے۔ صدہا لوگ اوس کے داغی ہوئے۔ اب موجود ہیں۔ مگر جب سے سوامی جی آئے اوس کے بعد رنگا چارج یہاں نہیں آیا کیونکہ پاپ میدان میں نہیں آسکتا۔ اور فی الحقیقت وہ اُن کے سامنے آنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔ لوگ اوس کے مت کو چھوڑنے اور ساتھ ہی دہرم کی طرف توجہ کرنے لگے۔ چنانچہ صدہا لوگوں نے اوس خراب ادھرم کو چھوڑ دیا۔ اور کنٹھی توڑ ڈالی۔ تلک چھوڑ دیئے۔ سندھیا گائتری کنٹھ کرلی۔ بھاگوت اور پورانوں کے بدلے مہابھارت اور منوسمرتی کی کتھا تجویز ہوئی۔ اور سوامی جی سے پنڈت انگدرام و پنڈت نراین و ہردیو گر۔ و پنڈت جگناتھ۔ و پنڈت گوبندرام چکرانگراشٹادھیائی۔ اور منوسمرتی پڑہنے لگے۔ مہابھارت کی کتھا بیٹھ گئی۔ یہہ صرف وہاں تک ہی محدود نہ رہی بلکہ چاروں طرف پھیل گئی ۔ ہر طرف سے لوگ وہاں سوامی جی کے پاس آنے لگے۔ چنانچہ سوماوتی۔ پورنماشی۔ بارنی پر ہزاروں لوگ سوامی کے درشن کو آئے۔ اور ہزاروں آدمیوں نے گائتری سیکھی۔ اور اوس کا جاپ شروع کیا۔ اوس وقت یہاں سوامی جی ۶ ماہ رہے۔ کنوار کے نوراتروں سمت ۱۹ یعنے ۱۸ ماہ ستمبر ۱۸۶۸ء میں بنا کہے یہاں سے چلدیئے۔ پنڈت جُگل کشور جی متھرا الواسی و پنڈت دیوا رجی متھرا والے اور پنڈت رام پرشادجی کا نگنج نواسی کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ یہہ انگدرام جی برجانند سوامی جی سے سمت ۱۹۲۳ بکرمی سے پہلے کومدی پڑھتے رہے تھے۔ اور برجانندجی نے اونہیں بحالت قیام سوروں تعلیم دی تھی +

اسی دفعہ سوامی جی کا کیلاس پربت ایک نامی گرامی سنیاسی سے کچھ دہرم چرچا ہوا۔ ان مہاراج نے کئی مند مختلف مقامات

ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔ اور نہ کسی کو ہمت پڑتی تھی۔ کہ انگد رام جی سے شاستر ارتھ کرنے پر کمر بستہ ہو۔ اون کے نام سے ہی پنڈتوں کے اوسان باختہ ہوتے تھے۔ خاصکر وہ نیائے اور دیا کرن میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ قصبہ بدریا جو سوروں کے نہایت قریب واقعہ ہے وہاں کے رہنے والے تھے۔ پنڈت نراین چکر انگد جسے سوامی جی نے ہرا کر اپنا شِشیہ بنایا تھا۔ وہ پنڈت انگد رام جی کے پاس پڑھا کرتا تھا۔ اوس نے جا کر پنڈت انگد رام جی سے کہا کہ ایسے ایک سوامی آئے ہیں۔ جن کے سامنے کسی کو مونھ سے بات نکالنے کی بھی طاقت نہیں۔ پنڈت جی تم چلو۔ چنانچہ پنڈت انگد رام جی آئے۔ اور آتے ہی سنسکرت میں مورتی پوجا پر وچار ہونے لگا۔ یہہ پنڈت جی مہاراج سالگ رام کی پوجا کرتے تھے۔ اور روز بھاگوت کی کتھا باچا کرتے تھے۔ سوامی جی نے وید اور ست شاستروں کے پرمانوں سے مورتی پوجا کا نہایت معقول طریقے سے کھنڈن کیا۔ اور ساتھ ہی بھاگوت کو بھی رد کرنے سے نہ چھوڑا۔ پنڈت انگد رام جی سے بھاگوت کی وشئے میں بہت سی باتیں ہوئیں۔ وہ بہت وِدوان تھے۔ سوامی جی کی وِدیا پر موہت ہو گئے۔ سوامی جی نے اون کو بھاگوت کے بہت سے دوش بتلائے تھے۔ چنانچہ آخری دوش یہ تھا +

कथितो वंश विस्तारो भवता सौम सूर्य्ययोः। राज्ञांचोभय वंश्यानांच रितं परमाद्भुत ॥

یہ دشم سکندہ کا پہلا شلوک ہے۔ اس میں سوامی جی نے بستار شبد اشدھ اور دیا کرن کے وِرُدھ بتلایا تھا۔ کہ وستر چاہئے وستار نہیں۔ کیونکہ اشٹادھیائی میں لکھا ہے۔ دستر شبد میں گئے پرتے ہو۔ اشبد میں۔ اس کو سوامی جی نے بہت سے شلوک پرمان دئے کہ دیکھو — विस्तरेण व्याख्याता سب جگہ ایسا لکھا ہے۔ کہ وستار اشدھ ہے۔ بارتا یا دنش کے واسطے وستر۔ اور پیمائیش وغیرہ کے واسطے وستار آتا ہے۔ اُسی کو سُنکر پنڈت انگد رام جی بہت پرسن ہوئے۔ اور کہا کہ مہاراج آپ کی باتوں کو کہاں تک شروَن کروں سب ست ہیں +

آخر کار پنڈت جی نے اپنی پوری تسلی ہو جانے کے بعد سالگ رام کی مورتی جسے وہ پوجتے تھے۔ سب کے روبرو گنگا میں ڈالدی۔ اور بھاگوت وغیرہ پورانوں کی کتھا کرنی قطعی طور پر چھوڑ دی بلکہ بھاگوت کا بہت ترسکار کیا۔ انکی یہ حالت دیکھ کر گوسائیں بلدیو گر جی نے بھی بہت سی بٹیاں گنگا میں پھینک دیں۔ اور پنڈت انگد رام جی کی رشتہ داروں نے بھی مورتیاں اپنی پوجا کی گنگا میں پھینک دیں +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سوامی جی کے سوآدھیائے دھیم جماعتی ، پنڈت جگل کشور جی وہاں سوروں میں آئے۔ اوس وقت انگد رام شاستری جی نے سوامی جی سے کہا کہ مہاراج آپ اوروں سے تو کہتے ہیں۔ کہ سالگ رام مت پوجو اور کنٹھی مت پہنو۔ اور تلک مت لگاؤ۔ مگر آپ کے سوآدھیائی یہ سب کرتے ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ متھرا کے رہنے والے ہیں۔ ان کا پوپ لیلا سے گذارا ہے۔ اس واسطے ایسا کرتے ہیں۔ پنڈت جگل کشور جی اس پر غصہ ہو گئے۔ اور سنسکرت بولے۔ جسمیں یہ شبد بولا ब: अयपुरे वसति پنڈت انگد رام جی نے کہا کہ یہ اشدھ ہے ہونا چاہیئے۔ اس پر ان کے باہم بہت چرچا

بھوجن کیا اور ہم سے بہُت پرسنّ ہوئے۔ دوپہر کے بعد سوامی جی بھوجن کر کے ذرا لیٹ گئے۔ اور ہم نے اشنان کر کے بھانگ پی۔ پھر مہاراج نے ہمیں کہا کہ چلو گنگا کے کنارے ڈول آویں۔

ہم ہر روز سوامی جی سے کہتے تھے کہ آپ سورون چلیں۔ وہاں وس۱۰ ہزار برہمن ہیں۔ کوئی سندھیا۔ کوئی گائتری سیکھیگا۔ پن ہوگا۔ آپ ضرور چلیں۔ اوس روز ہمارے وہ شور بیرتا دیکھ کر بہت پرسن ہوئے۔ اور فرمایا کہ کیا تو ہمیں لیجائے بغیر نہ چھوڑے گا۔ میں نے پھر وہی عرض کی۔ کہ آپ کو ضرور جانا چاہیے جانا ہی اوتم ہے۔ چنانچہ مہاراج اوسی روز آگے ہم پیچھے وہ شام کو سورون تشریف لائے۔ اور یہاں آنکر گنگا کے کنارے ہمارے شیو کے مندر میں ٹھہرے۔ ہم جان گئے کہ پاشان دیکھکر مہاراج ایک روز رہینگے۔ اس واسطے ہم نے عرض کی کہ مہاراج ہمارا ایک اور استھان ہے۔ اوس میں آپ چلیں چنانچہ پھر ہم امباگڑھ کے اوپر مہاراج کو لے گئے۔ وہ اوس مکان کو دیکھ کر راضی ہوئے۔ اور نواس کیا۔ یہاں آنکر وہ نارائن پنڈت چکر انگد مت چھوڑ کر شرن آیا۔ اور ویدک مت گرہن کیا۔ اور انکا شِشّ ہوا۔ جس سے شہر میں ہلہ مچگیا۔ کہ ایک ایسے پنڈت آئے ہیں۔ جو تمام متوں اور تمام پُرانوں اور تمام پاشان پوجا کا کھنڈن کرتے ہیں۔ جس پر تیسرے روز سورون کے صدہا پنڈت اور سادھارن لوگ سوامی جی کے پاس آئے۔ اور شہر کے دیگر رئیس لوگ بھی تھے۔ چنانچہ سب پنڈت لوگ اکھٹے ہوئے اور شاستر ارتھ ہوا۔ مضمون پرتما پوجن تھا۔

پنڈت کہائی سب کے ٹکہہ تھے۔ مگر چار پانچ باتوں میں ہی سب پنڈت شکست کھا گئے۔ اسی شاستر ارتھ کا ظاہرا اثر یہ ہوا۔ کہ وہاں ہی سب کے سامنے پنڈت گوبند رام چکر انگد سوامی جی کا ششّ ہوا۔ یہہ پنڈت لوگ جب مباحثہ میں ہار گئے۔ تو شور کرنے لگے۔ تب ہم نے کہا کہ آپ پڑھے لکھے لوگوں کے طریقہ پر بات چیت کرو ورنہ اگر شور کروگے تو سب کے کان پکڑ کر نیچے اُتارے جاؤگے۔ جس پر نصف کے قریب سورون کے رئیس مہاراج جی کی طرف ہو گئے۔ اور چکر انگدون کو کہنے لگے۔ کہ تم شاستر ارتھ کرتے ہو یا بکواس۔ چکر انگدون کا سرگروہ ہر گوبند تھا۔ اور سوامی جی کی طرف اوس وقت رام نارائن تواڑی تھا۔ چکر انگدون میں بالکل طاقت مباحثہ کی نہ رہی۔ پھر ہلہ گلہ کرنے لگے۔ تب نارائن پنڈت نے کہا کہ شور مت کرو ورنہ سب نیچے اُتارے جاؤگے۔ چنانچہ سب چلے گئے۔

پنڈت انگد رام شاستری کا مباحثہ

پنڈت انگد رام جی سنسکرت کے نہایت پورن ودوان اور ویاکرن کے فاضل پنڈت تھے۔ بیسو۲۰ ن پنڈت ان سے سنسکرت پڑھتے اور صرف پڑھتے ہی نہیں۔ بلکہ وہ پنڈتوں میں شرُ منی گنے جاتے تھے۔ اس طرف میں

شروع چیت (اسی سال قحط پڑا تھا۔) لوگوں میں اُن کے آنے کی خبر پھیل گئی تمام طرف چرچا ہونے لگا ❊

کہ ایسے ایک مہاتما آئے ہیں۔ جو سالگرام بدیشروں سے نون و چٹنی پیتے ہیں۔ جس پر ہم یہاں سوروں سے پنڈت نارائن چکر انکہ و چند دیگر پنڈتوں کو لیکر گڑھیا کی گھاٹ پر گئے۔ جاتے ہی ڈنڈوت پرنام ہوکر بیٹھے۔ اوس وقت نارائن پنڈت نے اون سے بارتالاپ کی مگر وہ دو چار باتوں میں ہی پراست ہوگئے۔ سوروں کے دو چار پنڈت اور بھی تھے۔ اُن سے بھی کوئی مباحثہ کی تاب نہ لا سکا۔ نارائن پنڈت اول غصہ میں آگئے۔ مگر جب ہم نے کہا کہ پنڈت جی غصہ کرنا اچھا نہیں دھرم سے بات چیت کرو۔ جس پر وہ چند باتیں کرکے لاجواب ہوگئے۔ ہم اسی پہلے روز میں ہی اون کے درشن اور بارتالاپ سے ایسے موثر ہوئے۔ کہ پھر ہر روز یہاں سے جاتے اور اون کے واسطے بھوجن بنوا کر لیجاتے تھے۔ چنانچہ ایک مہینہ تک بھوجن لے جاتے رہے ❊

ایک مہینہ کے بعد ایک روز ایسا ہوا کہ ایک ٹھاکر۔ ابے اوڈ تیسر बरहेउड़ सर ضلع ایٹہ کے جن کے ہاں جے پور کے راجہ نے بیاہ کیا ہوا ہے۔ وہ معہ چار آدمیوں کے جن میں دو کے پاس تلواریں اور دو کے پاس لٹھ تھے آئے اور آن کر وہ ٹھاکر سوامی جی کے برابر بیٹھ گیا۔ ہم نے منع کیا کہ تو مہاتما سے الگ بیٹھ۔ برابر بیٹھنا تم جیسے گرہستیوں کا کام نہیں مگر اوس نے نہ مانا اور فارسی کی نظریں سناتا رہا۔ اور اپنی جبلی شرارت سے باز نہ آیا۔ اصل میں وہ بُرے ارادہ سے آیا تھا۔ اوس کے مستک پر نیمارک سمپردائے کا نیماندی تلک لگا ہوا تھا۔ اور کنٹھی کاٹھ کی باندھی تھی۔ یہ اون کے تلک کا نشان ہے۔ یعنے بڑے لا کی شکل سفید اور بیچ میں نقطہ سیاہ ہوتا ہے۔ سوامی جی نے اوسے مہابھارت کا ایک شلوک پڑھکر سنایا۔ اور سمجھایا۔ مگر وہ نہیں مانا۔ اور شرارت کی باتیں کرتا رہا۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور ہم ننگے سر وہاں بیٹھے تھے۔ سوامی جی وہ شلوک سنا کے اوٹھکر وہاں سے ایک مڑھی کے اندر جا بیٹھے۔ اوسی ٹھاکر نے ہم پر غصہ ہوکر آپنے آدمیوں کو کہا کہ یہ آدمی کون ہے۔ اِسے پکڑ تو لو یہ کیا باتیں بکتا ہے۔ اوس کا حکم سُنکر اوس کے آدمی اشارہ پاکر میری طرف لپکے اور ہاتھ چلایا۔ ہم چونکہ کُشتی گیر تھے۔ ایک اون کا ہاتھ اور ایک پانو پکڑ کر ہم نے اون کو پھینک دیا۔ ہمارے ساتھ کے آدمی اور تھے ایک نے داڑھی اور تلوار ایک کی پکڑ لی۔ پہلے کے ہاتھ سے جب لاٹھی چھوٹ گئی۔ تو ہم نے لیلی۔ اور لے کر سب کے چوتڑوں پر دو دو لگائیں اور ٹھاکر کا جوڑا پکڑ کر گرا دیا۔ جس پر وہ سب پھسلتے پھسلتے گنگا کے کیچڑ میں جا گرے اور پھنس گئے۔ لوگوں نے ہلہ سُنا۔ چاروں طرف سے دوڑ کر جمع ہوگئے۔ مگر جب اُنہوں نے ہم کو دیکھا۔ تو اوسے گالیاں دینی شروع کیں کہ اے ٹھاکر دُشٹ تُو ہمارے گرو سے کیوں لڑا ہے۔ غرضیکہ اوس ٹھاکر کی بہت درگت کی لوگ بھی اوس کے پیٹنے کے درپے ہوئے۔ مگر ہم نے منع کر دیا۔ اس لڑائی کے بعد ہمیں خیال گذرا ایسا نہ ہو کہ سوامی جی ہمارے سے ناراض ہوگئے ہوں اور ہمارے بھوجن کو گرہن نہ کریں۔ مگر سوامی جی نے ہماری طرف دیکھا اور کہا वत्स हस्त प्रक्षालनं कृत्वा भोजन मानय ॥ یعنے سُنو ہاتھ دہوکر بھوجن لے آ۔ چنانچہ میں لے گیا۔ سوامی جی نے

لیکن آخر کار مسلمان لوگ خاموش ہوکر چلے گئے۔ منجملہ اون کے قاضی امداد علی صاحب متوطن قصبہ اتروی جو ایک راست پسند و عالم آدمی تھا۔ اونے بہت سی ہدایاتِ سوامی جی پر اپنی رضامندی ظاہر کی اور خوش ہوکر کسی قسم کا اعتراض نہ کیا۔ الغرض سوامی جی جب تک وہاں رہے کوئی دن ایسا نہ تھا کہ ۵ یا ۶ سو آدمی خاص و عام سے جمع نہ ہوئے ہوں۔ علاوہ پنڈتوں کے دیہاتی لوگ بھی اپنی عقل و فہم کے مطابق سوامی جی سے سوال کرتے تھے۔ سوامی جی از راہ مہربانی اون کو بھی نہایت آسان سنسکرت میں مترجموں کے ذریعہ سے ہر طرح تسلی کر دیا کرتے تھے۔ اسی عرصہ میں پاٹ شالا قایم ہوئی اوس کا انتظام قرار واقعی کر کے پورے بیس روز کے بعد سوامی جی اتروی و بجولی ہوتے ہوئے سید سے سورون کی طرف چلے گئے۔

دوسری مرتبہ سوامی جی اخیر سمت ۱۹۳۳ یعنے ۱۸۷۶ء میں چھلیسر آئے۔ اور پاٹ شالا میں قیام پزیر ہوئے۔ راجہ جیکشن داس صاحب سی ایس آئی ڈپٹی کلکٹر علی گڑھ کی پہلے سے یہ خواہش تھی۔ کہ جس وقت سوامی جی مہاراج چھلیسر تشریف لاویں۔ مجھے اطلاع دیجاوے چنانچہ حسب خواہش راجہ صاحب کے اونہیں اطلاع دی گئی۔ راجہ صاحب اطرالی بسواری ہر دوا گنج تک اور وہاں سے گھوڑے پر سوار ہوکر قریب ۹ یا ۱۰ بجے دن کے چھلیسر وارد ہوئے۔ اور کمال مہربانی سے میری دعوت منظور فرمائی۔ اور ۴ بجے تک پاٹ شالا میں تشریف فرما رہے۔ اون کو جو کچھ دینی معاملات میں شکوک تھے۔ سوامی جی مہاراج نے سب رفع کر دیئے۔ چار بجے کے بعد سوامی جی سے یہ وعدہ لیکر کہ وہ علی گڑھ تشریف لاکر دیا کھیان دیویں۔ واپس چلے گئے۔

تین چار روز تک سوامی جی پاٹ شالا میں روزانہ دیا کھیان دیتے رہے۔ اور ہزاروں آدمی ہر روز گرد و نواح کے قصبات سے اونکے دیا کھیانوں میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس دفعہ پہلے کیطرح شور و غوغا بھی نہیں تھا۔ اس دفعہ برہم چاری کھیم کرن سوامی جی کے ساتھ تھے۔ اس دفعہ جو گرد و نواح کے پنڈت لوگ آتے تھے۔ وہ مباحثہ کی غرض سے نہیں بلکہ تنہا ارتھ آتے تھے۔ اسی ایام میں سوامی جی نے پاٹ شالا کی کارروائی کی بابت جو تغیر و تبدل کرنا تھا وہ بھی فرما دیا۔ بعد کو سوامی جی بسواری فیل معہ ۲۰-۲۵ دیگر ہمراہیوں کے جو ہم سب برادری (راجپوت چوہان) کے ہی لوگ تھے۔ گھوڑوں پر سوار ۴ بجے دن کے علی گڑھ میں پونچے۔ باغ چاون لال میں جو متصل اچل تال کے ہی ٹھہرے اور راجہ صاحب کے مہمان ہوئے۔ یہاں سے برندابن کی طرف چلے گئے۔

تیسری دفعہ سوامی جی دسمبر ۱۸۷۶ء میں ریلوے اسٹیشن اتروی پر تشریف لائے۔ دو تین برہم چاری بھی اون کے ساتھ تھے۔ کل ۵-۶ آدمی تھے تقریباً ۲ روز چھلیسر میں قیام فرمایا۔ پھر ذکر ہوا چونکہ دہلی میں عنقریب دربار ہے۔ اوس میں جانے کی تجویز کرنی چاہئے۔ چنانچہ چھلیسر سے معہ ساز و سامان ڈیرہ و شامیانہ و فرش و فروش کے سوامی جی دہلی تشریف لیگئے۔

وگڑھیا۔ سورون۔ کاسگنج کا حال

گسائیں بلدیو گر جی نے بیان کیا کہ اندر بن ساکن لوپ شہر نے کچھ مدت پہلے سوامی جی کی بہت تعریف سنائی تھی۔ جس پر ہمیں اون کے درشن کا بہت شوق ہوگیا۔ ہم نے لوگوں کو کہہ رکھا تھا کہ جب وہ آویں تو ہمیں خبر کرنا چنانچہ ایک بار لوگوں نے ہمیں خبر کی کہ سمت ۱۹۲۵ کا

منشی شام لعل کایستہ مختار تحصیل اتردلی نے بیان کیا کہ یہاں سوامی جی نراننددلس کے باغ میں بھسیرو کے مندر کے پاس شہر سے پورب کی طرف اُترے تھے۔ جاڑوں کا موسم تھا۔

پھر دوسری دفعہ جب یہاں آئے۔ تو عیدگاہ کی طرف ایک باغیچہ میں ٹھہرے۔ وہاں میں نے پوچھا کہ مہاراج کیا بات ہے۔ کہ آئینہ سامنے رکھنے سے تصویر اس کی نظر آتی ہے۔ سوامی جی نے فرمایا کہ تم پدارتھ ودیا نہیں جانتے ہو۔ پس تم کو کیا بتلاویں۔ جیو برہم کی ایکتا کا بھی سوال کیا تھا۔ سوامی جی نے فرمایا کہ ایکتا نہیں ہے۔ برہمنوں کے بہت سے جال میرے دل سے اُنہوں نے دور کئے۔ مگر جیو برہم کے ایکتا کے اُن کے بیان سے میرا اتفاق نہیں اور گنگاجی اور دیوتاؤں کی پوجا کی بابت بھی میرا اون سے اتفاق نہیں۔ باقی سب باتیں ٹھیک تھیں۔

قصبہ چھلیسر کا حال

ٹھاکر مکند سنگھ جی چوہان چھتری رئیس چھلیسر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اول اول سوامی جی کے درشن سمت ۱۹۲۵ء بمقام کرنباس کئے تھے۔ اون کی دو گھنٹہ کی ملاقات سے ہی مجھکو اون کے فرمانے کے مطابق تمام باتوں کا نشچے ہوگیا۔ اور خاصکر مورتی پوجا سے تو سخت نفرت ہوگئی۔ کرنباس سے واپس آتے ہی تمام تبخانے جو میری زمینداری کے متعلق تھے۔ یعنے چامنڈا۔ مہادیو۔ نگرسین دیوتا۔ لانگر دیوتا۔ تیہواری دیوتا۔ سید دیوتا۔ جو کہ غالباً بیس۲۰ یا تیس۳۰ جگہ پر ان کے استہان تھے۔ سب اٹھوا کر ندی کالندی میں پھنکوا دیئے تھے۔ اور اوس وقت اس کارروائی سے غرض یہ تھی۔ کہ عوام ان کے بے بنیاد اور باطل ہونے کا خیال کریں۔ اور ان کی بابت تحقیقات شروع ہو مگر عوض تحقیقات کرنے کے ادسے زور دیتے تمام دیہات گردنواع و برادری کے تمام چوہان یعنے چوہانوں کے ساٹھ گانوں کے لوگ میرے برخلاف ہوگئے۔ اور صرف اہل برادری ہی نہیں بلکہ تمام برہمن اور ویش بھی مجھ سے منحرف ہوگئے۔ اور سوامی جی سے زیادہ مجھکو برے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ بلکہ یہاں تک ارادہ کرلیا تھا۔ کہ مجھکو ذات سے باہر کردیں۔

دوسری دفعہ سوامی جی کو میں سوروں میں ملا۔ تیسری دفعہ سوامی جی کو بتقریب قیام پاٹ شالا کے چھلیسر میں لایا۔ اس دفعہ قبل وارد ہونے سوامی جی کے مخالف لوگوں نے یہ انتظام کرلیا تھا کہ جب سوامی جی چھلیسر تشریف لاویں۔ اون کے ساتھ مباحثہ کیا جاوے چنانچہ تاریخ تشریف آوری کے دوسرے روز سے ہر روز وقتاً فوقتاً عام لوگوں کے طرفیں چلے رہے۔ سوامی جی یہاں ۱۲ یا ۱۳ نومبر ۱۸۷۰ء مطابق مگھر بدی ۵ سمت ۱۹۲۷ جمعہ یا شنبہ کو آئے۔ اون کے آنے پر پنڈت جہنڈہ مل ساکن کھٹیر بزرگ پنڈت دربا ساکن مذکور۔ پنڈت ہری کرشن ساکن گوپال پور وغیرہ پنڈتوں نے آنکر اون کے ہمراہ اینک وشیوں پر مباحثے کئے۔ لیکن اون میں سے کوئی کامیاب نہ ہوسکا بجز اس کے کہ جس پنڈت نے گفتگو کی اخیر ویسا ہی تسلیم کیا جیسا سوامی جی ویدانوکول فرماتے تھے۔

پنڈتوں کے علاوہ بہت سے اہل اسلام کے مولوی و قاضی بھی مباحثہ کے واسطے آئے (اوس وقت بھی سوامی جی سنسکرت بولتے تھے) اور مباحثے کئے۔ ہم درمیان میں سوامی جی کا فرمانا مولویوں کو اور مولویوں کا کہنا سوامی جی کو کہہ دیتے تھے ہم ہی درمیانی مترجم تھے۔

صرف رودری یعنے آٹھ ادھیائے وید کے رہنے دیئے جو موجود ہیں۔ اور سند ہیا لکھ دی۔ یہاں صرف دو دفعہ تشریف لائے+

پنڈت بھیرو ناتھ سارسوت برہمن ساکن اترولی نے بیان کیا۔ کہ بھادوں پورنماشی سمت ۱۹۲۴ کو میں اور پنڈت نند رام جی لکھیرہا اور پنڈت گوبند رام ہم تینوں گنگا اشنان کو گئے تھے۔ رام گھاٹ بن کھنڈی پر سوامی جی ہمیں ملے۔ تو کچھ پرشن رآم۔ کرشن کے ضمیر پردہ ہا ہونے پر اور شریر تیاگنے کے بعد اون کی اپاسنا دیرتھ ہونے پر ہوئے۔ مگر اوس وقت کوئی بات طے نہ ہوئی تھی۔ اور برہما کی آیو اور چترلکھ پر بھی بات چیت ہوئی تھی۔ مگر یہ بات بھی طے نہ ہوئی تھی۔ یعنے ہم نے اون کی بات نہ مانی تھی سوامی جی نے فرمایا کہ آیو سب کی سو برس کی ہے اور وید میں سو برس کی لکھی ہے۔ جو سو سے زیادہ لاکھوں برس کی کہتے ہیں۔ وہ سب گپ اشٹک ہیں۔ تین دن ہم رہے۔ اوس وقت صرف کوپین اور ایک چادر گیروے رنگ کی تھی اون کی آکرتی دیکھ کر بہت آنند ہوتا تھا۔ وہ اوس وقت ابہدوت سنگیا میں تھے۔ سوامی جی اوس وقت مہینہ یا ڈیڑھ مہینہ رہے۔ دوبارہ ہم نہیں گئے۔ سوامی جی کی ودیا میں کوئی کسر نہ تھی۔ اگرچہ آج کل وشودہانند سوامی بہت فاضل ہیں۔ مگر اون کی ایک اور ہی بات تھی۔ وہ وید ودیا میں ادوتی تھے۔ کوئی بات اون کی سوائے مورتی کھنڈن کے خراب نہ تھی۔ اگرچہ کرشن اندر سے شاستر ارتھ کیا۔ مگر وہ ودیا نہ تھی بلکہ زیادہ تھے۔ ہم نے سوامی جی کا کانشی کا حال سنا ہے۔ کرشن اندر اون کے مقابلہ کا نہ تھا+

منشی شام لعل کایستہ مختار تحصیل اترولی نے بیان کیا کہ میں بھی سوامی جی سے رام گھاٹ میں جب وہ بن کھنڈ لیشیر پر پڑے ہوئے تھے۔ صرف سنسکرت بولتے ایک کوپین رکھتے تھے۔ ملا تھا۔ پاٹھک جیمنو شنکر نے اون سے کہا کہ آپ تلسی پوجن کو منع کرتے ہیں۔ اور خود اوسے روٹی کھانے کے بعد کھاتے ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ جیسے مونہہ صاف کرنے کو پان کھاتے ہیں۔ اوس طرح کھاتا ہوں مہاتم سمجھ کر نہیں کھاتا۔ یہ جیمنو شنکر ہر جس رائے پنڈت ہاترس والے کے شش تھے۔ پھر گورو کی تعریف کی۔ سوامی جی نے کہا गुरु सहितं गंगा प्रवेशं कर्तव्यं یعنے گورو کے سہت گنگا میں پرویش کرو۔ جس پر وہ بالکل لاجواب ہوگیا+

قصبہ اترولی کا حال

سیتا رام سنار۔ وچولا رام برہمن بھورا۔ دگنگا رام سنار۔ یہاں اترولی سے گنگا نہانے کے واسطے رام گھاٹ گئے۔ وہاں سے وہ سوامی جی کو بلا لائے۔ یہاں وہ دولہ رائے کے باغ میں بڑے مہادیو کے پاس بھیرو کے مندر میں رہے۔ یہاں پنڈت بھیرو ناتھ۔ سارسوت برہمن سے اس وشے پر بات چیت ہوئی کہ پرتما ہنستی۔ روتی ہیں۔ اور اوسے پسینہ آتا ہے پرتما ہنستی روتی اس سام وید برہمن کے واک پر بات چیت ہوئی۔ سوامی جی نے اس سے بھی یہی مطلب نکالا کہ مورتی پوجا نہ کرنی چاہیئے دیورتین سوامی جی اگنی استھان کو کہتے تھے۔ اور پنڈت لوگ شوالہ وغیرہ کو کہتے تھے۔ جب یہاں آئے تو کارتک اگھن کا مہینہ سمت ۱۹۲۵ سردی کا موسم تھا۔ ہم ہر روز ملتے رہے دس روز کے قریب رہے۔ دوبارہ جب آئے تو یہاں صرف ایک رات رہے۔ دوسرے دن کوئیل کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں سے متھرا کی طرف برندابن کو پدھارے۔ یہہ سمت ۱۹۳۰ یا ۳۱ کا ذکر ہے+

کہ گنگا کے کنارے رہتے اور تیرتھ سے ہی ان کا گذارہ ہے۔ اس واسطے سماج میں نہیں ہوئے ایسا نہ ہو کہ اون کا رزق سب ہی جاتا رہے ✚

ٹیکارام سوامی سناڈ برہمن مقیمی گنگا گھاٹ رام گھاٹ نے بیان کیا۔ کہ گرمی کے موسم جیٹھ کے مہینہ سمبت ۱۹۲۴ اول اول سوامی جی یہاں آئے۔ اور ۷ روز رہکر چلے گئے۔ پنڈت بال مکند۔ و پنڈت نند رام۔ و پنڈت گوبند رام۔ و پنڈت کرناشنکر۔ و پنڈت جانکی پرشاد وغیرہ سب پنڈت وہاں جایا کرتے تھے۔ جو جاتا اپنے اعتراض حل کر کے آتا تھا۔ گنگا۔ سانگ رام۔ پوران جن کی بابت وہ کھنڈن کرتے کوئی سامنے سے انکار نہ کرتا تھا۔ سانگ رام پنڈت بھی جایا کرتے تھے۔ اون کو سارا حال بخوبی معلوم ہے ✚

سوامی کرشن اندر سے اون کا شاستر ارتھ تین روز ہوتا رہا۔ یہ شاستر ارتھ پہر بھر دن رہے سے شام کے چراغ جلے تک رہا کرتا تھا۔ یہ کرشن اندر بنیا ایک تھے۔ سوامی جی کی جیت ہوئی۔ کرشن اندر کہتے تھے کہ رجو کا سرپ ہو جاتا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ نہیں صرف وہ بہج مانتا ہے مگر سمجھ کے بعد وہ نہیں ڈرتا اصل میں وہ رجو ہے۔ اور ایسے ہی کہا کہ لکھشن کا لکھشن بھی ہوتا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ لکھشن کا لکھشن نہیں ہوتا بلکہ لکھش کا لکھشن ہوتا ہے ✚

اوّل دفعہ ملنے کا سبب۔ یہاں پر سوامی جی ایک جھوپڑی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آگے سے گذرا ناواقفی کے سبب میں نے نمونارائن نہ کی۔ بعد ازاں وہاں سے میں بن کھنڈی میں کیشب دیو برہم چاری کے پاس جا بیٹھا۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک بڑے مہاتما آئے ہیں۔ تم نے نمونارائن نہ کی۔ میں نے کہا کہ کہاں ہیں۔ چنانچہ اوس کے ہمراہ میں سوامی جی کے پاس گیا۔ سوامی جی سے نمونارائن ہوئی تب اُنہوں نے کہا کہ تو برہمن ہے میں نے کہا کہ ہاں برہمن ہوں۔ فرمایا کہ برہمن کس بات سے ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ سندھیا گایتری کرنے سے۔ فرمایا کہ تو پڑھا ہے۔ میں نے کہا کہ سندھیا تو نہیں مگر گایتری یاد ہے۔ مجھے سنانے کو کہا تو میں نے کہا کہ گورو جی نے منع کیا ہے کہ کسی کو نہ سنانا۔ اُنہوں نے کہا کہ سنیاسی برہمنوں کا گورو ہے۔ تم ہمارے سامنے کہو۔ برہم چاری جی نے تائید کی تب میں نے گایتری سنائی۔ سوامی جی نے فرمایا کہ تو اچھا اُچارن کرتا ہے۔ ایسا ہم نے عام لوگوں کی زبانی کم سُنا ہے۔ پھر فرمایا تو ٹھیک برہمن ہے سندھیا۔ اگنی ہوتر۔ بلی وشو دیو یہ بھی تو پڑھ لے چنانچہ مجھے سندھیا لکھوا کے ساتویں دن یہاں سے چلے گئے ✚

دوبارہ یہاں سمت ۱۹۲۶ میں آئے فرمایا کہ تو نے سندھیا یاد کی ہے میں نے کہا کہ کوئی پڑھانے والا نہیں۔ فرمایا کہ اگر تو پڑھیگا تو ہم رہکر تجھے پڑھا دینگے۔ تو ہماری سہایتا کریگا تو ہم پڑے رہینگے۔ اس دفعہ سوامی جی ۱۲ روز رہے۔ چنانچہ پہلے روز اُنہوں نے ہمیں اگنی ہوتر کرایا۔ جو چھ آہوتی کا ہے۔ پھر مجھے ایک ہی دن میں ۱۵ رچا لکشمی سکت کی کنٹھ کرائی تھیں۔ اور پھر کرناشنکر برہمن کو بُلا کر پنچ مہایگ ودھی لکھوائی۔ دن کو بھی فرصت کے وقت اور رات کو بھی پڑھاتے رہے۔ یہاں ۲۱ روز رہکر پھر ٹھاکر مکند سنگھ چھلیسر والے کی پالکی پر سوار ہو اون کے ساتھ وہاں چلے گئے ✚

مجھے ۲۱ روز میں سندھیا۔ اگنی ہوتر۔ پڑھایا۔ اور بلی وشو دیو کا طریقہ بتلایا۔ ترپن اور بھوجن ودھی بھی بتلائی تھی ✚

پہلے پہل سوامی جی جیسے میں ملا تو اوس وقت میرے پاس پستکیں تھیں آدیتہ ہردی۔ گنگا لہری۔ گنگا کوچ۔ گنگا سہسر نام گنگا اشٹک۔ گنگا استوتر۔ وشنو سہسر نام۔ پرتی انگرا استوتر بام مارگ کا۔ رودری اشٹا دھیائی ویدکی۔ سوامی جی نے اور سب پھینک دیئے

ڈیکارام کرن داس والے اور پنڈت نند رام کے سوامی جی کے پاس گئے - تقریباً دو گھڑی اُنہوں نے دھرم چرچا کی - چنانچہ ٹیکارام و بال مکند اور سب نے سوامی جی کی پرشنسا کی - اور کہا کہ یہ بڑے مہاتما اور ودوان ہیں +

پنڈت بال مکند آچارج جی کا سوامی جی سے اِس شلوک پر جھگڑا ہؤا تھا - یہ شلوک وشن سہنسر نام کا ہے - جس پر سوامی جی کا پکش پربل رہا اور بال مکند جی نے مان لیا +

शब्दार्थ काशा दुस्तः

پنڈت ٹیکارام جی نے سدھانت کومدی پر بات چیت کی جس پر وہ ہار گئے +

سوامی جی - چندر کا کے کرتا رام آشرم آچارج کو ٹبل آشرم - اور کومدی کے کرتا بھٹو جی دیکھشت کا نام پیٹ پوجک رکھتے تھے - پنڈت ٹیکارام جی تو اُن کے ششش ہو گئے - اور بعد ازاں اون سے پڑھتے رہے اور اپنے ٹھاکر بھی گنگا میں پھینک دئے پہلی دفعہ آکر سوامی جی دس روز رہے صبح اُٹھکر اشنان کر دگمبر ہو سمادھستھ ہو جاتے تھے - دو تین گھنٹہ تک پرانایام کرتے تھے - پھر آکر یہاں بھوجن کرتے -

یہاں سوامی جی کے مسوڑھوں میں درد رہتا تھا - اسواسطے تماکو ملا کرتے تھے - ہم اُنکو تلسی کے پتے توڑ کر دیتے تھے - اور کہتے تھے کہ ہمارے تو تم ہی شالگ رام ہو وہ پتے کھاتے جاتے تھے - ہمارے سے سوامی جی بہت خوش رہتے تھے - ۱۰ بجے سے عام لوگ آنا شروع ہو جاتے تھے سینکڑوں آدمی اُس وقت آیا کرتے تھے -

دوبارہ جب آئے - تو چار دن رہکر چلے گئے +

تیسری دفعہ جب آئے - تو کرشن اندر اُس وقت یہاں اوپر نہ رہتے تھے - بلکہ خاک چوک پر پہلے ہی سے بہ سبب بیماری کے یہاں اوپر سے چلے گئے تھے - جب اس دفعہ سوامی جی آئے تو ہم نے آسن بچھا کر اُن کے پاؤں دھوئے اور حال احوال پوچھا - اُس وقت سوامی جی نے پنڈت پرمانند ددبے سے ذکر کیا کہ وید کا ارتھ برھم ہے - اس پر اُس نے تکرار کیا - آخر کار مانا - پھر اُسنے کہا کہ یہاں کرشن اندر ٹھیرے ہوئے ہیں - بلکہ خود پرمانند نے کرشن اندر سے جا کر کہا کہ سوامی دیانند وید کا ارتھ برہم کرتے ہیں اُس نے کہا کہ یہ نہیں بنتا - اس پر فریقین کو خبر ہوئی سوامی جی نے پرمانند کو بھیجا کہ اُنکو یہاں لے آؤ وہ اُس روز نہ آئے تیسرے روز آئے - اور سوامی جی سے اُن کا نیای کے مسلہ پر شاستر ارتھ ہوا - مورتی پوجا پر نہیں اور نہ پورانوں پر - بلکہ صرف نیای پر - کیونکہ کرشن اندر نیای اچھا جانتا تھا - سوامی جی نے کہا کہ لکھشن کا لکھشن ہوتا ہے - کرشن اندر نے کہا کہ لکھشن کا بھی لکھشن ہوتا ہے - نہ اُنہوں نے اُنکا مانا نہ اُنہوں نے اُن کا مانا - کرشن اندر نے کہا کہ مدھیست کرو سوامی جی نے کہا کہ شاستر ہی مدھیست ہے - اُس وقت سوامی جی کُل پورانوں کو نہیں مانتے تھے - شرادھ کا نشیدھ مورتی اور تلکوں کو بھی نشیدھ کرتے تھے - یہاں سے انوپ شہر کی طرف چلے گئے - ایک نند کشور برھم چاری برہمن نے بھی یہاں اپنے ٹھاکر گنگا میں پھینکے تھے +

بھاگوت اور جگر امگذون پر اعتراض اُنہوں نے مجھے سکھلائے تھے - مگر وہ مجھے یاد نہیں ہے یہاں کے لوگ بہ سبب اس کے

کہ مہاراج مالا ہے سوامی جی کہتے تھے کہ اے دھورت یہ میتھیا اور جھوٹھ ہے غرضیکہ سوامی جی کے اُپدیش سے میں نے وہ چھوڑ دیا۔ کُل بوجھ میری پوجا کا ۲ دھڑی یعنی ۲۰ سیر ہوتا تھا۔ میں اس سب پوجا کو ایک گھوڑے پر لاد کر پھرا کرتا تھا۔ اُس روز سے قطعی تیاگ کر دیا ✢

وہاں سے سوامی جی بیلون آئے میں بھی ساتھ تھا۔ ۲ روز رہے بیلون کے باہر ٹھاکر دن کی مڑھیوں میں رہے۔ وہاں سے کرنواس آئے اور یہاں کرنواس میں آکر ڈبائی کے دیشوں اور یہاں کے ٹھاکر دن کے یگوپویت سنسکار کرائے یہاں سے انوپ شہر گئے اور جب لوٹ آئے تو یہاں سے آگے سوروں کی طرف چلے گئے ✢

نرائین پرشاد ویش نائب مدرس مدرسہ رام گھاٹ نے بیان کیا کہ میں نے بھی سوامی جی کو مہادیو بن کھنڈی پر رام چند مقدم کے مکان پر دیکھا۔ اُس وقت سنسکرت بولتے اور سب کو اپدیش دیتے تھے۔ جو پنڈت اون سے مل کر آتا وہ اُنکی وِدیا گُن کی تعریف کرتا ہمارے یہاں رام گھاٹ کے پنڈت بال مکند آچاریہ مٹ کے سوامی جی سے ملے تھے میرے کئی ایسے اعتراض تھے جو کبھی بھی پورت نہ ہوتے تھے وہ صرف سوامی جی سے پورت ہوئے یہ پنڈت بال مکند دیاکرن کے بہت عمدہ وِدوان تھے ان جیسا وِدوان یہاں اور کوئی نہ تھا ✢

سوامی کرشن اندر سے بھی مہاراج دیانند جی کی چرچا ہوئی تھی۔ ۵-۷ روز چرچا ہوتی رہی اگرچہ فریقین کے پکش والے اپنے اپنے طور پر ہر دو کی جدا جدا جیت بتلاتے تھے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ سوامی دیانند جی کی بات ٹھیک رہی تھی ✢

ہم سے سوامی جی نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ کہا کہ ویش۔ سوامی جی سے میں نے ویدک کے پرمانک گرنتھوں کی بابت پوچھا تھا۔ فرمایا کہ چرک اور سُشرت پرمانک گرنتھ ہیں۔ سوامی جی تُلسی کی پتی روٹی کھانے کے بعد کھاتے تھے عند الدریافت فرمایا کہ اس سے مُنہ سگندھت ہو جاتا ہے۔ اور گرہستیوں کے گھر میں لگانے کے واسطے کہا کہ اس سے اچھی وایو نکلتی ہے۔ سندھیا۔ بلی وشو دیو کی سب کو اجازت دی اس دفعہ وہ عنــ۲۰ ــ ۲۵ روز رہے۔ کرشن اندر اور وہ دونوں جُدا جُدا جگہ میں پاس پاس ٹکے تھے وہاں دوپہر پیچھے ۵۰ سے زیادہ آدمیوں کی سبھا جب تک وہ رہے جُڑا کرتی تھی۔ پنڈت کرناشنکر سے بھی اُنکا مباحثہ ہوا جس پر سوامی جی نے اُس کی بخوبی تسلّی کی۔ کرناشنکر کہتے تھے کہ مورتی کھنڈن اصل میں تو ٹھیک ہے مگر ہم چھوڑ نہیں سکتے ہیں۔ اوپ جیویکا کے کارن۔ ہم کو کہا کہ تم سندھیا ترپن کرو اور یگوپویت لو۔ اور چھلیسر آئے مگر میں اکیلا ہونے کے سبب نہ جا سکا۔ اُس وقت اُنکی باتوں کو سویکار کرنے والے چودھری گنگا رام مرحوم۔ ٹیکا رام سوامی۔ پنڈت کرناشنکر مرحوم و پنڈت بال مکند آچارج مرحوم تھے۔ ان کے سوا اور شہر کے سب معزز لوگ جاتے تھے۔ سوامی جی مہورت چنتامنی۔ شیگھر بودھ۔ بھاگوت۔ رامائین ان سب کو بھرشٹ جال کے گرنتھ بتلاتے تھے زیادہ زور اُن کا یہاں مورتی پوجا کے کھنڈن پر تھا۔ کوئی جواب دینے والا اُن کے سامنے نہ تھا۔ سب اون کے مُنہ پر ٹھیک ٹھیک کہتے تھے خواہ گھر میں آنکر کوئی کچھ باتیں بناوے یہاں دو دفعہ آئے۔ اور ایک ہی جگہ رہے ✢

شنبھو گر وہ سنیاسی گوسائیں رام گھاٹ۔ چلدی مندر بن کھنڈیشر مہادیو نے بیان کیا کہ سوامی جی جیٹھ سمت ۱۹۲۴ میں یہاں کمبھ ہردوار سے آئے تھے۔ بگن ایک کوپین دھارن کئے ہوئے۔ اس جگہ ایک بال مکند پنڈت تھے وہ معہ کرناشنکر

किस भाग्यम विद کہا اور سنسکرت کا پروڑہ شروع ہوا اوّل تو وہ پنڈت مباحثہ کو طیار ہوا مگر آخر کو ان کی سنسکرت کی اعلیٰ لیاقت دیکھ کر سب خاموش ہو گئے۔ آخر رات ہو جانے کے سبب وہ چلے گئے۔

رات کو اوسی رام چندر نے ہی بھوجن کا بندوبست کر دیا۔ وہاں ایک سادھو کرشن اندر سُرستی رہتے تھے۔ لوگوں نے اوس سے جا کر کہا کہ گنگا آدی تیرتھ۔ مہادیو آدی کی مورتی اور بہاگوت بالمیک وغیرہ سب کو سوائے شُرتی وسمرتی کے کھنڈن کرتا ہے۔ گانو میں شور مچگیا۔ آخر الامر کرشن اندر کو لوگ باوجود اوس کے باربار کے انکار کے بھی وہاں یتی کنڈی پر لے آئے اور شاستر ارتھ شروع کیا۔ اتنے میں ایک شخص نے کرشن اندر سے پوچھا کہ مہاراج میں مہادیو پر جل چڑھا آؤں تو سوامی جی بولے کہ یہاں تو پتھر ہے مہادیو نہیں تب کرشن اندر نے کہا کہ یہاں مہادیو نہیں ہے سوامی جی نے کہا کہ وہ مہادیو مندر کے سوا یہاں بھی महादेवो कैलासे वर्तते ہے۔ وہاں جانا بیرتھ ہے۔ تب کرشن اندر نے گیتا کا یہ شلوک پرمان میں پیش کیا

यदा यदाहि धर्मस्य ग्लानि र्भवति भारत।
अभ्युत्थानम धर्मस्य तदा त्मानं सृजाम्यहम्

سوامی جی نے کہا کہ ایشر نراکار ہے۔ اوتار دھاری بن نہیں سکتا۔ دیہہ دھارنا صرف جیو کا دہرم ہے۔ اس کا کوئی جواب کرشن اندر سے نہ آیا۔ وہ سوامی جی کے سامنے بیٹھا ہی اوسان باختہ ہو گیا۔ اور گھبرا کر وہی گیتا کا شلوک باربار لوگوں کی طرف مونہہ کرکے (مونہہ سے کف جاری) پڑھنے لگا۔ تب سوامی جی نے کہا کہ تو لوگوں سے شاستر ارتھ کرتا ہے یا مجھ سے شاستر ارتھ کرتا ہے۔ میرے سامنے ہو کر بات کر۔ پھر جب اس پر وہ بات نہ کر سکا اور کچھ اوسان بھی ٹھیک نہ رہے تو گندہ وتی پرتھوی۔ وہوم وتی اگنی اس طرح کی بناء کی بات چلی۔ جس پر اس نے کہا کہ لکھشن کا بھی لکھشن ہوتا ہے سوامی جی نے کہا کہ لکھش کا تو لکھشن ہوتا ہے مگر لکھشن کا لکھشن نہیں ہوتا کیا پوجیہ کا پوجیہ یا چون یعنے آرد کا آرد کیا ہوگا۔ جس پر سب لوگ ہنس پڑے اور وہ گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ سب لوگ کہنے لگے۔ اور جان گئے کہ سوامی جی کی جیت ہوئی۔ اوس وقت ایک دہورت بیراگی جانکی داس نامی نے سوامی جی کو دُرباک کہا جس پر ایک دوسرا برہمن ٹیکا رام سوامی بولا کہ تو میرے سے بات کر ان کے سامنے کیا بولے گا۔ جس سے وہ گھبرا کر چلا گیا۔ سوامی جی اوس وقت ۸۔۱۰ روز رہے۔ وہاں سے پھر بیلون کو آئے۔ میرا اوس وقت سوامی جی کے ارشاد کے مطابق مورتی پوجا سے چِت ہٹ گیا اور طبیعت میں شک پڑ گیا۔ کبھی رودراکھش کی مالا اُتارتا اور کبھی پہنتا تھا ڈانواڈول طبیعت سے کہتا تھا کہ کیا کروں اتنے میں ایک روز کرشن اندر میرے پاس آئے اور لوگوں سے میری نندا کرنے لگے اور کہا کہ تو ناستک ہے جو مورتی پوجا کو چھوڑتا ہے۔ میں نے جب دیکھا کہ یہ دہورت بیفائدہ ضد کرتا ہے تو قطعی سچے دل سے سب مورتی پوجا اور رودراکھش کی مالا بھی چھوڑ دی۔ میں بہ تفصیل ذیل دیوتاؤں کی پوجا کرتا تھا۔

نربدیشر وزنی ۱۵ آثار[۱] سالگ رام ۴ مورتی[۲] گنیش[۳] گومتی چکر[۴] ٹیڑہی ٹانگ والا یا بال گوبند[۵] – میں اپنی ۱۵ برس کی اوستھا سے سمت ۱۹۲۴ تک ان پانچوں کی پوجا کرتا رہا اب ۴ جنوری ۱۹۰۸ کو میری ۶۵ سال کی عمر ہے۔ میں نے ۲۷ سال ان کی پوجا کی۔ گلے میں۔ ہاتھوں میں۔ مستک پر رودراکھش کی بڑی بڑی مالا پہنتا تھا۔ سوامی جی اون کو سانپ سے تشبیہ دیتے تھے میں کہتا تھا

چلے جاتے تھے +

پنڈت اندرمن رئیس قصبہ بیلون نے بیان کیا۔ کہ جب سوامی جی یہاں پیپل کے درخت کے نیچے آنکر اُترے اوس وقت جو اون کے پاس جاتا اوس سے پوچھتے کہ تُو گائیتری وسندھیا جانتا ہے یا نہ؟ جو انکار کرتا اوس کو گائیتری سکھلاتے تھے اور اس کے لکھنے کے واسطے اون کو ایک لیکھک کی ضرورت تھی۔ میں نے بموجب اون کے فرمانے کے بہت کاپی گائیتری کی لکھ کر اون کے پاس رکھدی تھی چنانچہ کم سے کم ۵۰ آدمیوں کو اونہوں نے اوس وقت گائیتری سکھلا ئی اور وہ میری لکھی ہوئی کاپیاں اونہوں نے تقسیم کیں۔ ہر ایک پرچہ کے نیچے ایک ہزار کا انک لکھ دیتے تھے کہ ایک ہزار جاپ کرو چنانچہ بہت لوگ لیگئے اور اُن میں سے بہتوں نے عرصہ تک اور اکثر اب بھی کرتے ہیں۔ یہاں کے اور لوگ مثلاً جوالا دت پنڈا۔ بلدیو داس پنڈا۔ اور ہلاسی رام پنڈا۔ اور سری کرشن پنڈا بھی ملے تھے مگر اب سب فوت ہو گئے ہیں۔ ہلاسی رام پنڈا نے اون کی بہت خاطر کی۔ اور اکیدن سوامی جی جب دیوتاؤں کی پوجا اور مورتی پوجا کا کھنڈن کر رہے تھے تب ہر پرشاد پنڈا نے کہا کہ مہاراج آپنے بڑے پُرشاؤں سے سنا کرتے ہیں کہ کل یگ آدیگا تب لوگ دیوتاؤں کی نندا کرینگے چونکہ آپ نندا کرتے ہو معلوم ہوا کہ کل یگ آگیا۔ سوامی جی اس پر بہت ہنسے اس کی سوامی جی سے بہت پریتی تھی اور سوامی جی بھی اس پر بہت پرسن رہتے تھے۔ کیونکہ یہ ایک خوبصورت اور بہادر جوان تھا +

ہم نے پوچھا کہ آپ زیادہ مٹی کیوں لگایا کرتے ہیں فرمایا کہ مجھپر جو ڈنگ مارتا ہے بسبب زیادہ مٹی کے وہ اندر اثر نہیں کرتا۔ ایک شخص نے آنکر سوامی جی سے کہا کہ مہاراج ڈنڈوت سوامی جی نے کہا کہ ڈنڈوت تُم ہو۔ گنگادھر پٹواری نے اپنے گھر سے بھوجن بنا کر بھی اُنھیں کھلایا تھا۔ تھان سنگھ برہمن نے بھی اون سے گائیتری سیکھی تھی جو بموجب اون کے فرمانے کے مرتے دم تک کرتا رہا۔ تخت کے اوپر سر کی ڈلوا کر ہم لوگوں نے ۵۰ گدے ڈلوا دیئے تھے جس سے بہت اونچا بچھونا ہو گیا تھا +

قصبہ رام گھاٹ کا حال

کھیم کرن جی سابق برہم چاری حال سنیاسی مقیمی کرنباس نے بیان کیا کہ ماہ اگھن سمت ۱۹۲۴ کا ذکر ہے کہ رام گھاٹ گنگا کے کنارے ریت میں بیٹھے ہوئے ہم نے سوامی جی کو دیکھا۔ جس پر ہم نے رام چندر برہمن ساکن رام گھاٹ (حال متوفی) کو کہا کہ ایک سنیاسی صبح ۱۰ بجے سے سانجھ کال تک ایک آسن پر بیٹھے ہیں نہیں معلوم کہ کسی نے اون کے بھوجن کا پوچھا ہے یا نہیں سوامی جی معمولی پدم آسن لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ بستر حرف کوپین تھا اور کچھ نہ تھا یہ دونو گئے۔ اور جا کر میں نے یہ شلوک پڑھا [illegible] तद्गते मनसा पश्यन्ति योगिनः। جس پر وہ مُسکرائے اور ہُوں کہا۔ تب ہم نے کہا کہ سوامی جی اب بہت سیت کال کا وقت ہے آپ اوپر چلیں سر شام کا وقت تھا۔ چنانچہ ہمارے ساتھ ہن کھنڈی مہادیو پر چلے آئے اور آنکر بیٹھ گئے۔ وہاں اُن کے جانے سے پہلے پنڈت نند رام ساکن اترولی کا پنڈوسی وستھرا کے پانچ چار پنڈتوں سے مباحثہ ہو رہا تھا کوئی کہتا تھا کہ بھاگوت ٹائپ میں ایسا اور کوئی ٹائپ میں کہتا تھا۔ سوامی جی اوّل تو سنتے رہے تھوڑی دیر تک کچھ نہ کہا۔ پھر کہا کہ رکم بھاگوتم رکم بالیکم کہتتی دھور تم۔ [illegible] इत्यादि

کہتے ہیں کہ دیکھو یہ لڑکا کیسا خوبصورت ہے یہ بات بہت بُری ہے۔ چونکہ تم اس کام کے سرگروہ ہو یہ کام مت کیا کرو۔ مَیں نے اُسی روز سے بموجب کہنے مہاراج کے چھوڑ دی۔ سوامی جی مہاراج وشال موتی۔ نہایت خوبصورت جوان۔ عالی ہمت بلند حوصلہ نیک سیرت تھے اوس وقت نگن رہا کرتے تھے۔ بعد ازاں میں نے نہیں دیکھا + سری کشن شرما گوتم برہمن پردھان آریہ سماج واِن پور نے بیان کیا۔ کہ مَیں اور میرا بڑا بھائی تُلسی رام اور سب سے بڑے بھائی رام لال مرحوم ہم تینوں سوامی جی کے درشن کے واسطے کرنباس گئے۔ سردی کا موسم ماگھ کا مہینہ مکھر کی سنکرانت تھی۔ اوس وقت پکے گھاٹ پر اُترے ہوئے تھے درشن ہوئے۔ اور ہم نے بھوجن کے واسطے عرض کی اوّل انکار بعدہٗ منظور کیا۔ میرے بڑے بھائی رام لال شیوٗ تھے تین گھنٹہ یہاں برابر مورتی پوجا پر بارتالاپ ہوئی۔ کیونکہ میرے بھائی بھی سنسکرت جانتے تھے۔ آخرالامر میرے بھائی صاحب نے اونکی ہدایت کو سویکار کیا۔ اور اوسی وقت اعتقاد بت پرستی اونکی طبیعت سے ہٹ گیا۔ پھر کچھ بیدلی سے نام ماتر بت پرستی کرتے رہے ہم لوگ اوسی وقت سے آریہ ہیں۔ سوامی جی ہم لوگوں سے بہت خوش ہوئے اور آنند میں بھوجن کیا۔ اور رام لال سے کہا کہ پھر تم ملنا۔ دونوں ہمارے بڑا بھائی اور سوامی جی خوبصورت جوان تھے +

اوس روز اول سوامی جی نے کوپین بہت گنگا میں اشنان کیا پھر اشنان کرکے کوپین کو کھولا نچوڑ کر سوکھایا اور باندھ لی پہر رج ملنے کا ہاتھ سے مجھے اشارہ کیا چونکہ میں ان دنوں ورزش یعنے ویایام کرتا تھا بنا بران رج ملتے وقت اون کی طاقت وقوت کی آزمائش لیتے اونگل اون کے بدن میں گاڑی مگر بہت مضبوط پایا اُنگلی نے کچھ بھی اثر نہ کیا +

پھر میرے بھائی رام لعل جی کو سوامی جی فرخ آباد ملے اور سب کا حال پوچھا۔ مورتی پوجا سے ہٹنے کو کہا کہ یہ بُرا کرم ہے میرے بھائی نے وہاں سوامی جی کے ساتھ لوگوں کے مباحثہ بھی دیکھے اور سوامی جی کی فتحیابی کا حال شروع کیا جسے آتمیت پرسن ہو کر گھر آنکر مورتی پوجا قطعی چھوڑ دی مورتی کسی کو دیدی اور برتن متعلقہ پوجا ابھی تک سب گھر میں موجود ہیں پھر نہیں کی۔ تقریباً کئی سال تک مورتی پوجا چھوڑ دی اساڑھ سمت ۱۹۳۰ میں وہ مرگئے +

موضع بیلون کا حال

سوامی جی کرنباس سے ہوتے ہوئے قصبہ بیلون پرگنہ ڈبائی ضلع بلندشہر میں آئے۔ اور کہیرا کے مقام پر پیپل کے نیچے شہر سے باہر اُترے تھے۔ صرف لنگوٹ پہنا ہوا باقی برہنہ بدن اور گنگا رج بدن پر لگا لیا کرتے تھے۔ ۳-۴ روز رہے سری کشن پنڈا نے اون سے رام چندر جی کی بابت پوچھا کہ وہ کیسے تھے سوامی جی نے اُتر دیا کہ پرتاپی راجا تھے اوس نے کہا کہ اوتار یا ایشر تو نہیں تھے؟ سوامی جی نے کہا کہ نہیں۔ پھر اوس نے کرشن جی کی بابت پوچھا فرمایا کہ وہ بھی ایشر اوتار نہیں تھے صرف راجا تھے۔ اوس نے پوچھا کہ اونہوں نے گوپیوں سے راس لیلا جو کی۔ کہا کہ یہ جھوٹھ ہے اور اس سے ایشر نہیں بلکہ ایک سادہارن منش ثابت ہوتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ گنگا جی کیسے ہیں فرمایا کہ ندی۔ اِن دنوں تُلسی دل کے پتے زیادہ کہاتے اور شربت بھی زیادہ پیتے تھے۔ پیپل کے نیچے ایک تخت پر بیٹھے رہتے تھے۔ صبح کو جنگل جایا کرتے اور جل کے کنارے شُوچ کرکے واپس آجاتے تھے میں سوامی جی کو خود ہی روٹی بنا دیا کرتا جاتے وقت وہ ہمیشہ بغیر پوچھے یا ملنے کے

رات کو سوامی جی کے اوپر کوئی کپڑا نہ تھا۔ صرف ایک چٹائی نیچے اور ایک لنگوٹی تھی۔ اوّل روز پورنماشی کو لالہ بابو کے تحصیلدار نے نوکر کو کہا کہ مہاراج کے واسطے کوٹھی کھول دو۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم نہیں رہینگے جب تک کوٹھی صفا نہ کی جاوے اور نہ دھوئی جاوے۔ کیونکہ گورا لوگ تک آن کر اِس کے اندر رہتے ہیں۔ چنانچہ اُس نے صفائی کرادی تب رہے +

تیسرے روز جب علے الصّباح ہم اُٹھے۔ ہم بھی شوچ وغیرہ کے واسطے چلے گئے اور سوامی جی بھی۔ جب ہم شوچ اور شنان کر واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سوامی جی کوٹھے کے اندر سمادھی لگائے بیٹھے ہیں۔ جب بہت عرصہ ہوگیا تو ہم نے کیا دیکھا کہ بدستور سمادھی لگی ہوئی تھی اور بدن سے ایسی عمدہ سردی میں بھی پسینے کی بوندیں ٹپک رہی تھیں +

جب ہم پہلے روز پہنچے تو ہم نے نمسکار کیا۔ سوامی جی نے پہچان لیا اور کہا کہ بلدیوا سیہ بھراتا کنشٹھو ورتتے ڈبائی نگر نواسی ان دنوں برابر ہر روز رام اوتار۔ کرشن اوتار اور مہابھارت کی فضول روایات اور تُلسی داس کی رامائن وغیرہ کا کھنڈن کرتے رہتے تھے بعدۂ ہم چلے آئے +

پنڈت رشب لعل برہمن ساکن ڈبائی نے بیان کیا کہ میں دگلزاری لعل قانونگوے مرحوم و پنڈت گورودت کے پتا پنڈت امبادت یہ سب سوامی جی کے پاس لالہ بابو کی کوٹھی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور امبادت سے مہادیو کی مورتی کی بابت ذکر تھا۔ سوامی جی نے کہا کہ مہادیو خود اپنی رکھیا تو کرتے ہی نہیں ہیں پھر اُس کی پوجا سے کیا لابھ۔ سوامی جی کے اصل شبد یہ تھے۔

एवं स्थापनं कृत्वा धूपं दीपम् नैवेद्यम् इति सामग्री सहितं पूजनं कृत्वा तत्पश्चात् मूषक

मूत्रति ॥

یعنی جب مہادیو کی مورتی کو استھاپن کرکے دھوپ دیپ۔ نئی ویدآدک سامگریوں سے پوجن کرتے ہیں مگر بعد ازاں اکیلا رہ جانے کے سبب اُس پر مُتّا موتتا ہے۔ امبادت نے کہا کہ تم نندا کہتے ہو۔ سوامی جی نے کہا کہ نندا نہیں یہ بات پرتکش ہے پھر فرمایا हरो कैलासे वर्तते اور विष्णु वैकुण्ठे वर्तते تو بھی مورتی پوجا کسی طرح جائز نہیں غرضیکہ اسی طرح کی باتیں مورتی پوجا کی بابت ہوتی رہیں جس پر وہ مان گئے۔ تب سوامی جی نے کہا کہ یہ درحقیقت پنڈت ہے +

اجودھیا پرشاد اگروال ویش ساکن دان پور نے بیان کیا کہ ۱۸۶۷ء میں جبکہ میں تحصیل انوپ شہر میں لوکل روڈ فنڈ میں محرر تھا۔ سوامی جی وہاں آئے اور ستی کے مندر میں اُترے۔ مَیں صرف ایک روز ملا تھا۔ اُس وقت حکیم امبادت اُن کے پاس بیٹھے ہوئے اور سنسکرت میں باہمی بات چیت ہو رہی تھی۔ اتنے میں ایک برہمن تلک لگائے رُدراکش کی مالا پہنے آئے۔ سوامی جی نے اُس کو کہا کہ تم نے یہ مالا اور تلک کیوں لگائے ہیں۔ اُس نے کہا کہ یہ برہمن کا کرم ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ برہمن کا کرم نہیں۔ تب مَیں نے عرض کی کہ آپ جو کہتے ہیں سب سچ ہے مگر ہم گرہستی ہیں بعضی باتیں مجبوراً کرنی پڑتی ہیں ورنہ اصل میں مورتی پوجا وغیرہ جھوٹے ہیں مَیں بھی اُن کو بُرا سمجھتا ہوں۔ سوامی جی نے میری تائید کی کہ بیشک گرہست کے دھندوں میں عقل ٹھیک نہیں رہتی۔ پھر مجھے کہا کہ تم رام لیلا کرتے ہو یہ اچھی بات نہیں کسی کا سوانگ بنانا اور نچانا اچھا نہیں۔ جانکی جی کی تصویر بنانا اور کوچہ بکوچہ پھرانا بُرا ہے۔ لوگ

تم یگوپویت کرالو - اس دفعہ سوامی جی صرف دس پندرہ روز رہے تھے - پھر وہاں سے سوروں تک گئے - اور پھر لوٹ کر ہردوار کی طرف گئے اور بواپسی انوپ شہر سے ہوتے ہوئے پھاگن کے مہینے میں کرنواس آئے - اور ہم بھی اُسی پھاگن میں کرنواس گئے تب سوامی جی نے ہمارا یگوپویت کرایا اور گھوڑل سنگھ - مکند سنگھ - گوپال سنگھ و کشن سنگھ کے یگوپویت کرائے - ہون ایک روز ہوا مگر جپ دس روز کرایا تھا - جپ کرنے والے ہیرا بلبھ - بل کیشر - ٹیکا رام یہ پنڈتان تھے مجھے اور کچھ یاد نہیں میں نے منا لال کی مورتی سالگرام اُس کی صلاح سے کوئیں میں ڈال دی تھی - جسپر شہر کے لوگ خفا ہو گئے ٭

سدا سکھ ویش ساکن ڈبائی نے بیان کیا کہ ہم بھی یگوپویت کے واسطے سوامی جی کے پاس گئے - سوامی جی نے ہم سے آج تک یگوپویت نہ لینے کی وجہ پوچھی - ہم نے کہا کہ ہمارے باپ - دادا - پردادا نے کبھی یگوپویت نہیں لیا - سوامی جی نے فرمایا کہ یہ ویش کا دھرم ہے سنسکار ضرور کراؤ مگر گھر میں فساد نہ ڈالنا - چنانچہ ہم راضی ہو گئے - کارتک سمت ۱۹۲۸ مطابق نومبر ۱۸۷۱ء میں یگوپویت ہوا تھا - میا رام - کلو - جیونا برہمن - بلہا برہمن - ہیرا لکھیا برہمن - ٹھاکر لچھمن سنگھ - دو اور لڑکے ٹھاکروں کے تھے - ٹھاکروں نے تین چار سو روپے خرچ کئے تھے - تین روز ہون ہوا تھا - ہمارے واسطے بطور پراشچت کے پندرہ روز جپ تین برہمنوں نے کیا تھا کل دس گیارہ برہمن تھے - سوامی جی نے خود بیدی کا طریقہ بتلایا - تین بیدی ایک طرف تین ایک طرف بیچ میں کُنڈ کھدوا - سوامی جی اچارن کی درستی کرواتے جاتے تھے - اور کہتے تھے کہ ایلامت کرو صاف پڑھو - یگوپویت کے وقت ہمیں ان چیزوں کی ممانعت کی کہ جھوٹ نہ بولنا - گربھ والی استری سے بھوگ نہ کرنا - بھوٹی جگہ پر نہ بیٹھنا - میں نے کہا کہ مہاراج اپنی استری سے بھی نہ کرے - سوامی جی نے کہا کہ اپنی سے تو یہ ممانعت ہی ہے - ورنہ بیگانی سے تو سپن میں بھی نہ کرے اور نہ درشٹ سے دیکھے ٭

انگن لعل شرما و رام سہاے شرما گوڑ ساکنان ڈبائی نے بیان کیا کہ سوامی جی بھادوں سُدی چودس سمت ۱۹۲۸ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۸۷۱ء کی رات کو کرنواس سے انوپ شہر میں آئے تھے - ٹال سے ہو کر لالہ بابو کی کوٹھی میں اُترے - ہم جب صبح ڈبائی سے چلنے لگے تو ہمیں معلوم ہوا کہ سوامی جی آج کرنواس سے انوپ شہر گئے ہیں - جب ہم انوپ شہر پہنچے اوّل ہر چند تلاش کی پتہ نہ ملا - مگر شام کے ۷ بجے ایک اچھے برہمن نے حلوائی کی دوکان پر ذکر کیا کہ ابھی سوامی جی کرنواس سے آکر ٹالوں میں اور وہاں سے لالہ بابو کی کوٹھی میں ٹھیرے ہیں چنانچہ ہم دونوں گئے - کچھ مٹھائی اُن کے واسطے لے گئے - سوامی جی اُسوقت لالہ بابو کی کوٹھی کے گنگا کی جانب والے چبوترے میں بیٹھے ہوئے اور پنڈت ٹیکا رام جی چندوسی والے اُن کے ساتھ تھے - خود ٹیکا رام جی کی زبانی معلوم ہوا کہ اُس نے مورتی اپنی گنگا میں بمقام رام گھاٹ پھینک دی تھی - چنانچہ اُس وقت رات کو دو ڈیڑھ گھنٹے تک ہم دونوں سوامی جی کے ہاتھ پاؤں دابتے رہے - اِن دنوں بھی سوامی جی نگن رہتے تھے ٭

رات کے ۱۲ بجے سوامی جی سو رہے اور ۴ بجے صبح جاگے اور اُٹھ کر وہاں سے چل دئے - پنڈت ٹیکا رام لوٹا بھر کر سوامی جی کے پاس چھوڑ آیا - شوچ کر کے سوامی جی گنگا میں ایک طرف اشنان کرنے چلے گئے اور اشنان و دھیان و سمادھی سے فرصت پاکر ۸ بجے واپس آئے - اُن کے آنے کے بعد صدہا آدمیوں کی آمد شروع ہو گئی - پورنماشی کا روز تھا - ہم وہاں ہی رہ گئے - صدہا آدمی پتروں کو جل دینے وہاں آتے تھے اور دس بیس پنڈت بھی موجود تھے - سوامی جی نے اُسوقت اوتار دمورتی کھنڈن کا بہت لوگوں کو اُپدیش دیا اور فرمایا کہ ارے مُوڑھو جل میں جل مت ڈالو بلکہ اگر ڈالتے ہو تو کسی درخت کی جڑھ میں ڈالو تاکہ درخت کو تو فائدہ ہو ٭

بیوقوفو

بولتے ہیں - مَیں اُن کی زبانی سوامی جی کی تعریف سُن کر اُن کے درشن کو گیا - وہ اُسوقت پکّے گھاٹ پر بسیندو کے پیڑ کے نیچے بیٹھے تھے - میں نے جا کر پرنام کیا - وہ سنسکرت بولتے تھے - کوئی بستر نہیں تھا صرف ایک لنگوٹی تھی مگر وہ بیراگی لوگوں کی طرح نہ تھی بلکہ ۵ گز لمبی اور ۶ گرہ چوڑی تھی - گنگا رج سر پر تو لگاتے مگر ماتھے پر نہیں - سوامی جی نے مجھ سے سنسکرت میں پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو - مَیں نے کہا کہ ڈبائی کا - پھر پوچھا کہ تم کون ہو - میں نے کہا کہ برہمن گوڑ ہوں - پھر پوچھا کہ سندھیا کرتے ہو یا نہ میں نے کہا کہ مہاراج سندھیا کرتا ہوں اور گائتری کا جپ بھی کرتا ہوں - تب اُنہوں نے کہا समी चीनो वर्तते کہ بلی وشو دیو کرتا ہے یا نہ - میں نے کہا کہ چاولوں اور گھرت سے کرتا ہوں - فرمایا کہ اچھا ہم تم کو وشو دیو کی ودھی لکھ دینگے - ان دنوں مہاراج جی کا اُپدیش یگوپویت - سندھیا - بلی وشو دیو آدک کا زیادہ تھا اور یہ بھی اُس وقت فرماتے تھے کہ تینوں ورنوں کی گائتری ایک ہی ہے - مَیں نے کہا کہ یہ برہمن لوگ تو تینوں ورنوں کی جُدا جُدا بتلاتے ہیں - فرمایا کہ یہ گپاشٹک ہے (یہ لفظ اُس وقت پوپ کی جگہ استعمال کرتے تھے) ❊

اس دفعہ سوامی جی دسمی کے روز وہاں آکر اُداسی کی کُٹی میں رات کو رہے تھے - وہ اُداسی اُنکی بہت سیوا کرتا تھا سوامی جی رات کو بھی بستر نہیں اوڑھتے تھے - پھوس کچھ ٹانگوں پر اور کچھ پیٹ پر ڈال لیتے تھے - تین بجے سے پانچ بجے تک سمادھی لگاتے تھے پھر اُسی وقت باہر وشٹا (شوچ) کو جاتے مگر کوئی پاتر نہ لے جاتے - وہاں گنگا کنارے ہی سب کام کراتے تھے - وہاں ہی لنگوٹی دھو کر سُکھا لیتے مگر اکیلے استھان میں جا کر نہاتے اور شریر پر اچھی طرح مرتکا لگا کر چلے آتے تھے - مَیں نے پُوچھا کہ مہاراج آپ اتنی مرتکا کیوں لگاتے ہیں - فرمایا وایو پرولیش نہیں ہوتا - شریر نروگ رہتا ہے - اُس وقت بھی سینکڑوں آدمی آتے تھے - جب اُس کے دوسرے روز مورتی پوجن اور پوران آدک کا کھنڈن شروع کیا - ہم نے پوچھا کہ مہاراج ست کیا ہے فرمایا مہابھارت - بالمیکی رامائن - منو - وید یہ ست ہیں اَور سب گپم ورتنتے - پھر وہاں سے مَیں چلا آیا - پیچھے سُنا کہ وہ انوپ شہر چلے گئے اور انوپ شہر کے پنڈت امبادت سے اُن کی بارتا ہوئی - جس پر اُنہوں نے سوامی جی کی بہت اُپماں کی اور کہا کہ ایسا ودوان پنڈت کوئی آج کل نہیں نظر آتا اور اُسوقت گورودت امبادت کا بیٹا اُن کا م آگیا ورتی ہوا ❊

دوبارہ سوامی جی کرنواس آئے - تب - جھنا لال - سدا سُکھ - سیتا رام - کلو ویشوں اور ٹھاکر لچھمن سنگھ وغیرہ راجپوتوں کے کُل تقریباً ۱۲ آدمیوں کے یگوپویت ہوئے - اسی دفعہ فرمایا کہ مہابھارت میں یُدھ پرب اور بھیشم اپدیش کے سوا اور بہت جگہ گپ ہے اور منوسمرتی اور رامائن میں بھی گپ ہے

جھنا لعل ویش بارہ سینی ساکن ڈبائی نے بیان کیا کہ میں کرنواس میں گنگا اشنان کو گیا تھا - کیونکہ پنڈت بھگوانداس کے ہاں دودھ ملیا تھی - اُسی روز یعنی بھادوں بدی دسمی یا اکادشی سمت ۱۹۲۴ کو (۲۴ یا ۲۵ - اگست ۱۸۶۷ء) سوامی جی وہاں آئے تھے - ہم اُن کے پاس گئے سوامی جی نے پوچھا کہ توَم کوستی یعنی تم کون ہو - مَیں نے کہا کہ ویش ہوں - پھر پوچھا کہ تمہارا یگوپویت ہوا ہے میں نے کہا کہ نہیں - فرمایا کہ

منو سمرتی کو سنو میں نے سویکار کیا ✣

یہ بات بھی اس جگہ بیان کرنے کے قابل ہے کہ بہت سے لوگ جو بتقریب سورج گرہن وہاں آئے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے بسبب نہ معلوم ہونے سورج گرہن کے دوپہر کے تین بجے تک نہ کسی نے اشنان کیا اور نہ بھوجن پایا۔ لیکن بعد ازآں جب سب اشنان کر بھوجن پانے لگے تب گرہن پڑنا شروع ہؤا۔ اُس وقت میں مہاراج کے پاس بیٹھا تھا۔ بھنگی لوگ اس طرح آواز دینے لگے۔ "دان کریو گرہن پڑے ہے"۔ یہ سنکر اور معائنہ کرکے مہاراج زور سے ہنسے اور کہنے لگے سوچتے نہیں ہیں اسوقت تو بھوجن نہ پایا اور عین گرہن کے وقت پانے لگے دیکھو ان کی ولکھشن گتی ہے ✣

دوسری مرتبہ سوامی جی مجھے پھاگن بدی ۱۳ سمت ۱۹۲۴ مطابق ۲۱۔ فروری ۱۸۶۸ء کو کرنواس میں ملے وہاں پہنچکر کیا دیکھتا ہوں کہ آپ دو چار ٹھاکروں اور ویشوں کے لڑکوں کے اُپ نین سنسکار کرانے میں کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے جاکر نمسکار کیا۔ اور یگوپویت کی بابت جس کا کرانا مجھے بھی منظور تھا سوال کیا۔

سوال۔ مہاراج اگر یگوپویت نہ ہو تو کیا قباحت ✣

سوامی جی نے جواب دیا۔ کہ برہمن۔ کھشتری۔ ویش کا اُپ نین سنسکار ہونا اوشیہ ہے۔ کیونکہ جب تک اُپ نین سنسکار نہیں ہوتا تب تک منش کو ویدک کرم کرنے کا ادھکار نہیں ✣

سوال۔ ایک شخص اُپ نین سنسکار کراوے لیکن شُبھ کرم نہ کرے۔ اور دوسرا اُپ نین سنسکار نہیں کراوے اور ست بھاشن آدی کرم میں تت پر ہو۔ منجملہ اُن کے کون سریشٹ ہے ✣

سوامی جی نے جواب دیا۔ کہ سریشٹ وہ ہے جو اُتم کرم کرتا ہے لیکن سنسکار ہونا اوشیک ہے۔ کیونکہ سنسکار نہ ہونا ویدشاستر کے خلاف ہے اور جو ویدشاستر کے برعکس کرتا ہے وہ ایشوری آگیا کو نہیں مانتا۔ اور ایشوری آگیا کو نہ ماننا گویا ناستک ہونے کا لکھشن ہے ✣

پنڈت بلدیو جی برہمن گوڑ ساکن ڈبائی نے بیان کیا کہ سوامی جی جب راج گھاٹ یا رام گھاٹ کی طرف سے بھادوں بدی دسمی سمت ۱۹۲۴ مطابق شنبہ ۲۴۔ اگست ۱۸۶۷ء کے کرنواس میں آئے۔ تب میں گنگا اشنان کے دودھ لیلا کے میلہ پر گیا تھا۔ اور میلہ سے نپٹ کر جب میں گاؤں کی طرف آنے لگا۔ تب وہاں پر مجھے پنڈت ٹیکا رام جی گور و کرنواس نواسی نے کہا کہ ایک بڑے ودوان آئے ہیں جو کرشنا نند سرسوتی گجراتی برہمن ساکن باندہ سے بھی بہت ودوان ہیں صرف سنسکرت

کنور لچھمن سنگھ جی اور ٹھاکر کرشن سنگھ جی نے بیان کیا۔ کہ جب سوامی جی تیسری دفعہ آئے۔ تو دو چار روز رہ کر انوپ شہر کی طرف چلے گئے۔ اس کے بیچ میں ہمارے بزرگوں نے سامان یگئو پویت ہمارے واسطے اکٹھا کر رکھا۔ پھر انوپ شہر سے پانچ چار پنڈت بلائے۔ دیگر مقامات کے پنڈت لوگ بھی آئے تھے۔ آٹھ سات روز تک ہون ہوتا رہا۔ میرے ساتھ آٹھ دس برہمنوں کے یگئو پویت ہوئے۔ تخمیناً ایک ماہ رہے تھے۔ یہاں سے چھلیسر کے آدمی آئے وہ لیگئے +

میرا یگئو پویت کارتک سمت ۱۹۲۰ مطابق نومبر ۱۸۶۳ء میں ہؤا تھا۔ اُسی وقت سہارام۔ ناتھورام۔ بھجنا۔ رادھا بلبھ۔ ٹھاکر بلدیو سنگھ اور چنڈو بائی کے ادمیوں کا ہؤا تھا +

ایک دن مَیں اُن کے پاس بیٹھا ہؤا گائتری زور سے پڑھ رہا تھا۔ ایک پنڈت آئے اور مجھ پر آزردہ ہوئے کہ گائتری منتر کو ایسے زور سے مت پڑھو۔ اور نیچ ذات کے لوگ سُنتے ہیں۔ سوامی جی نے اُس کو بہت دھمکایا جس پر وہ چُپ کر رہا۔ اور مجھے کہا کہ بیشک خوب باواز بلند پڑھو" +

ٹھاکر شیولال کرنیش رئیس ڈبائی ضلع بلند شہر نے بیان کیا۔ کہ ماگھ بدی ۱۵ سمت ۱۹۲۴ (۲۴ جنوری ۱۸۶۸ء شکروار) بتقریب اشنان گنگاجی پرب سورج گرہن بمقام کرنواس گیا۔ چنانچہ وہاں پر سری سوامی دیانند سرستی سے ملے۔ چونکہ ان کی وِدّوتا کی تعریف مَیں اکثر لوگوں سے سُن چکا تھا اس لئے کچھ تھوڑی سی شیرینی لیکر اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر ملتجی اس امر کا ہؤا کہ مہاراج آپ کچھ اس میں سے نوش فرمائے۔ درجواب کہا کہ اس وقت کچھ کھشدا نہیں۔ دوبارہ کہنے سے تھوڑا سا اُس میں سے مُنہ میں ڈال لیا اور کہا کہ باقی کو تقسیم کردو چنانچہ حسب الاجازت تقسیم کر دیا گیا۔ بعد ازاں مَیں نے مہاراج سے باتفاق دیگر مردمانِ موجودہ دریافت کیا کہ آج جو سورج گرہن کا پرب ہے۔ اس کا سُوتک کس وقت تک ماننا چاہیئے سوامی جی نے جواب دیا کہ سوتک کوئی چیز نہیں پھر مَیں نے پوچھا کہ مہاراج بھوجن کس وقت پانا چاہیئے جواب دیا کہ جب کھشدا لگے۔ پھر مَیں وہاں سے اُٹھ اور گنگا اشنان کر بھوجن سے فارغ ہو کر مہاراج کی خدمت میں پہنچا۔ اسوقت ایک برہمن مہاراج کے واسطے بھوجن (ارہر کی دال اور پھلکا) لایا۔ مہاراج ہاتھ دھو بھوجن کرنے لگے اور مجھے آگیا دی کہ تم بیٹھے رہو۔ جب بھوجن پا چکے۔ تب میں نے سرشٹی اُتپتی کے وشے میں دریافت کرنا شروع کیا۔ چنانچہ مہاراج ان دِنوں سنسکرت بولتے تھے مَیں اُن کے جواب کو اچھی طرح نہ سمجھ سکتا تھا تب آپ نے پنڈت ٹیکارام کو بُلا کر کہا کہ تم ان کو سمجھاتے جاؤ۔ چنانچہ جو باتیں مہاراج فرماتے رہے وہ بخوبی سمجھاتے گئے جس پر میری اچھی طرح تسلی ہوگئی۔ تب آپ نے فرمایا کہ تم

میرے پتاجی نے نامی گرامی پنڈت امبادت ساکن انوپ شہر سے پوچھا کہ آپ کا سوامی جی سے شاسترارتھ ہؤا ہے وہ کیسے ودوان ہیں۔ اُس نے جوش میں آکر دونوں ہاتھ اٹھا کر زمین پر مارے اور کہا کہ بھائی کیا کہوں وہ تو مانو برھسپتی کا اوتار ہیں ٭

جب پنڈت امبادت کا انوپ شہر میں سوامی جی سے مباحثہ ہؤا تھا۔ اُس وقت وہ بسبب زیادہ بڑھ ہونے اور زیادہ محاورہ سنسکرت کا نہ ہونے کے سبب ہَو کنے لگا تھا سوانس چڑھ گیا تھا۔ تب سوامی جی نے کہا **मया अभ्यास—त्वया ह्वोक्ति —मूकम्** یعنی میرا ابھیاس ہے۔ اور تو بردہ ہے اسواسطے صبر کر **मया ज्ञातं—तव समान अनूप नगर मध्ये पण्डितो नास्ति ॥** خاموش ہوجا۔ میں نے جان لیا تیرے جیسا انوپ شہر میں پنڈت نہیں ہے ٭

ماسٹر گوپال سنگھ ورما ساکن کرنواس نے بیان کیا کہ اول مرتبہ سوامی جی ہردوار کی طرف سے دگمبر بھیس میں پھرتے ہوئے کرنواس پدھارے سمت ۱۹۲۴ میں۔ کئی ایک آدمیوں نے شہر میں آکر کہا کہ ایک مہاتما وید کے جاننے والے اور سنسکرت زبان بولنے والے آئے ہیں۔ شام کے وقت میں اور کنور شیر سنگھ ورما نے جاکر اُن کے درشن کئے۔ اُنہوں نے سنسکرت میں ہم سے پوچھا کہ تم کون ورن ہو۔ ہم نے کہا کہ کھشتری ہیں کہا کہ تمہارا یگوپویت ہؤا۔ ہم نے کہا کہ بموجب رواج کے ہمارا یگوپویت شادی پر کرلتے ہیں۔ جس میں شیر سنگھ کی تو شادی ہوگئی تھی اُس کا یگوپویت بھی ہوگیا۔ میری شادی نہیں ہوئی یگوپویت بھی نہیں ہؤا۔ مہاراج نے درجواب کہا کہ یہاں پر سنجوگڑوں نے اس دیش کو بالکل بھرشٹ اور اِن پوپ پنڈتوں نے بگاڑ رکھا ہے جیسے دو چار مڑھی والے سادھو لوگوں کو یہ گُرمنتر سکھاتے ہیں۔ کمپنی کس کی جورو۔ سندھیا کس کا سالا۔ پی پیالہ مار بھالا لگے دم٭ پس کس طرح دیش کی اونتی ہوسکے۔ موسم جاڑے کا اور مہینہ پوس کا تھا۔ مہاراج پر سوائے لنگوٹی کے اور کچھ نہ تھا ہم دو چار لڑکوں نے تالاب سے کچھ لڑسی (ایک قسم کی گھاس) لاکر ایک اُداسی کی کُٹیا میں ڈال دی (یہ کُٹیا جہاں اب ہَون کنڈ بنا ہے اُس کے پیچھے تھی۔ اب نہیں رہی)۔ اُس گھاس کو آدھا اوپر اوڑھ لیتے اور آدھا نیچے بچھا لیتے تھے۔ دن میں ۹ بجے سے گنگا تٹ جاکر قریب ۱۱ بجے کے واپس آتے۔ ایک روز پنڈت بھگوانداس ساکن قصبہ نے مہاراج کا نیوتہ کیا۔ پُھلکا۔ کڑھی۔ بھات۔ کھیر کھانا کھلایا۔ دوسرے دن پنڈت موصوف سے سوامی جی نے تِلک کا کھنڈن کیا جس کو پنڈت جی نے بہت بُرا مانا اور کہا یہ انگریزوں کے بھیجے ہوئے مت کے بگاڑنے کو آئے ہیں۔ اس دفعہ سوامی جی پانچ روز رہے۔ پھر رام گھاٹ کی طرف چلے گئے ٭

دوسری دفعہ جو مہاراج یہاں پدھارے اُس کا سبب یہ تھا کہ گورو ٹیکارام نے راج گھاٹ جاکر سوامی جی سے مورتی پوجا کے بارے میں اپنے شکوک رفع کئے اور کرنواس آکر ٹھاکر گوپال سنگھ و ٹھاکر کرشن سنگھ کے گنگامندر کی پوجا چھوڑ دی۔ چنانچہ سوامی جی کو بُلایا گیا۔ جب وہ آئے تو ان ٹھاکروں اور ٹھاکر رگھنندن سنگھ و جے رام سنگھ و دھرم سنگھ وغیرہ نے یگوپویت کرایا۔ جس میں انوپ شہر کے پنڈت بل کیشرو ایک اور پنڈت وید پاٹھی تھے اور سب نے اس وید ودھی کو منظور کیا۔ اس دفعہ تخمیناً ایک ماہ رہے ٭

تیسری دفعہ سمت ۱۹۲۸ یعنی ۱۸۷۱ء میں کنور لچھمن سنگھ و پنڈت ناتھ رام و گرو ہر برہمن و منشی خیالی رام ساکن ککوڑہ اور مجھ کو سولے اسکے اور بھی کئی آدمیوں کو یگوپویت دیا۔ اسی دفعہ راؤ کرن سنگھ رئیس برولی واسطے اشنان گنگاجی کے آئے۔ اور سوامی جی سے ان کی بات چیت ہوئی اس دفعہ قریب تین ماہ رہے ٭

کے شاسترارتھ میں سوامی جی سے جیتونگا پوجا کرونگا ورنہ چھوڑ دونگا - چنانچہ شاستر ارتھ پرآرنبھ ہؤا - ہیرا بلبہ بھی سنسکرت بولتے تھے - پنڈت ہیرا بلبہ نے سب پنڈتوں کی طرف سے شاستر ارتھ پرآرنبھ کیا - اُس روز قریب ۹ گھنٹہ کے شاستر ارتھ ہوتا رہا - آخر کو پنڈت ہیرا بلبہ نے سب پنڈتوں کے بیچ میں سوامی جی کی پرشنسا کی اور اپنی مورتیوں کو لیکر گنگا میں پدھار دیا اور بآواز بلند کہا کہ مورتی پوجا ویدوکت نہیں ہے ❖

پنڈت کرشن بلبہ جی پوجاری مندر ساکن کرنواس نے بیان کیا کہ ایک روز ایک رانی صاحبہ ہماری ججمان آئی ہوئی تھی - اُس روز ہم تری پُنڈ رامانج کا ماتھے پر لگا کر سوامی جی کے پاس گئے - سوامی جی نے پوچھا کہ آج کیا باعث ہے - مَیں جواب دینے کو ہی تھا کہ فرمایا ہم سمجھ گئے آج تیرے ججمان آئے ہیں پھر پوچھا بتلاؤ کیا دان ملا - مَیں نے کہا کہ گُپت ہے - فرمایا کہ خیر ❖

اسکے بعد فرمایا کہ انگد شاستری کی چِٹھی ہمارے پاس آئی ہے اور ہم نے اُس کا یہ جواب لکھا ہے - انگد شاستری کی چِٹھی کے اخیر میں یہ شلوک انگد رام نے لکھا تھا جو مجھے یاد ہے - غرضیکہ انگد رام نے بہت سی اپنی تعریف سنسکرت میں لکھی تھی - سوامی جی نے مجھ سے پوچھا کہ انگد ایسا ہی ہے - مَیں نے کہا کہ مَیں نے اُس کو دیکھا نہیں تو کیا کہوں - سوامی جی نے فرمایا کہ اسکے سامنے رنڈا چاریہ کی کیا گنتی - پھر اُنہوں نے مجھے اپنی لکھی ہوئی چِٹھی دکھلائی جو انگد رام کے نام لکھی تھی وہ چِٹھی سنسکرت میں تھی اور بہت لمبی تھی مَیں نے پڑھی اور حال تو مجھے یاد نہیں رہا مگر اُس کے نام کے تین اکھشروں **चगंद** کے آٹھ آٹھ کھنڈن کرکے بہت زور و شور کی چِٹھی لکھی اور اُس کے مقابلہ میں اُس کے اہنکار کی دُرگتی کی - وہ تمام پتر دیکھنے کے متعلق تھا بہت اوتم کھنڈن کیا - یہاں سوامی جی پانچ چھ ماہ رہے - دو تین مرتبہ آئے تھے ❖

शेषः पातालके नास्ति स्वर्लोके च बृहस्पतिः ।
पृथिव्यां ऽगदः साक्षात् चतुर्थो नैव दृश्यते ॥
रंडा चार्यस्तु कागचना ॥

میرے پِتا نند کشور جی سے سوامی جی کے مندرجہ ذیل اُتر پرشن ہوئے تھے -

سوامی جی نے ہمارے مورتی پوجن پر کہا **घंटा नादेन चलम्**

اُنہوں نے یعنی میرے پِتا جی نے کہا کہ ایسا نہ کہو - ہم اسی کے پرتاپ سے سات ہزار کے مالک ہیں ❖

سوامی جی نے کہا کہ ایسا مت کہو **एवं भावद प्रारब्धेन क्षतः** یہ اس مورتی نے نہیں دیا پرار بھد سے ہؤا ہے ❖

پتا جی نے کہا کہ آپ بھی ایسا نہ کہیں پرالبدھ میں لکھا ہے یا نہ اس کی کیا خبر ہے ❖

سوامی جی نے فرمایا کہ تم چوبارے میں جا بیٹھو تو بھی جو پرالبدھ میں ہوگا وہ سب ہو ہی رہیگا ❖

میرے پِتا جی نے کہا کہ مہاراج آپ کا واک تو ست ہے - (اتنے میں مَیں بول اٹھا) کہ مہاراج آپ کے واک تو ست ہیں مگر ہم کو یہاں ہی بیٹھے رہنے دو ❖

سوامی جی بولے **मया ज्ञातं सर्वेषां पुरुषां मध्ये ऽवधा ऽ क्षेता** یعنی مَیں نے جان لیا سب پرشوں کے مدھ میں تو چتریا سیّانا ہے ❖

کرنباس کے حالات میں پنڈت بھومنتر جی نے علاوہ ٹھاکر شیر سنگھ جی کے یہ بتلایا کہ جب شروع میں سوامی جی آئے پنڈت بھگوانداس بہاگوتی اُن کو اپنے یہاں ساتھ لائے اور اپنے مندر میں اُن کو ٹھیرایا۔ بھوجن کے وقت اُس نے ٹھاکر جی کو بھوگ لگاکر سوامی جی کو کھلانا چاہا۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم اوچشٹ پدارتھ کو نہیں کھاتے۔ جس پر بعد ازآں پنڈت جی کو بنا ہی بھوگ لگائے کھلانا پڑا ؛

اور جب ٹیکارام گورو سوامی جی سے ملکر رام گھاٹ سے آئے اُس وقت کی بابت تبلایا ہے۔ کہ سوامی جی سے انہوں نے دہرم وشئے میں سب پرکار کی شنکا سمادھان کی اور سوامی جی کے فرمودہ پر ورڑھ بشواس ہؤا۔ وہاں سے چلکر کرنواس میں آکر ٹھاکر گوپال سنگھ و گھوڑل سنگھ و جیرام سنگھ و دہرم سنگھ و کنور شیر سنگھ۔ بھوم سنگھ آدی سے کہا کہ ایک مہاتما بڑے وددان ہمکو رام گھاٹ میں ملے۔ اُن سے ہمکو نشچہ ہؤا کہ وید شاستروں میں مورتی پوجن بالکل نہیں ہے اور اشٹادش پوران بھی جھوٹھے ہیں اور برہمن۔ کھشتری۔ ویش ان تینوں ورنوں کی ایک ہی گائتری ہے۔ اس لئے ہم تمہارے مندر کی پوجا چھوڑتے ہیں آپ کسی اَور کو پوجاری کر دیجئے۔ ہم اس کام کو نہیں کرینگے اور تم کو بھی مناسب ہے کہ اس دہرم کو چھوڑ دو اور اپنے یگوپویت کراکر ویدوکت دہرم کو سویکار کرو اور اُن مہاتما کو بلاؤ۔ چنانچہ سوامی جی یہاں آئے اور پوربوکت کھشتریوں کا یگوپویت کرایا اور یہ لوگ مورتی پوجن اور پورانوں کی کتھا سے متنفر ہوکر ویدوکت دہرم پر تتپر ہوئے۔ اس دفعہ سوامی جی نے یہاں بہت دیر قیام کیا۔ ہر روز احمد گڑھ۔ انوپ شہر۔ رام گھاٹ و اترولی اور دیش دیشانتر کے پنڈت و سنیاسی لوگ آکر ان سے شاستراتھ کیا کرتے تھے لیکن سب کی پرلجے ہوتی تھی۔ اور بڑے بڑے راجا رئیس و رزدار و ویش کے یہاں پر اُن کے درشن کو آیا کرتے تھے۔ پراتاکال سے رات کے گیارہ بجے تک سوامی جی کے پاس سو پچاس آدمی ہر روز بیٹھے رہتے تھے اور انیک پرکار کی دہرم وشیک چرچا کیا کرتے تھے۔ اسی اثناء میں ٹھاکر گوپال سنگھ جی نے اُن کے واسطے ایک کُٹی علیحدہ بنوادی اور ایک تخت بھی اُس میں ڈلوادیا۔ سوامی جی مہاراج یہاں سے راتری کے دو بجے گنگا کے کنارے اُٹھ جاتے تھے۔ وہاں پر گنگا میں غوطہ لگاکر سمادھی مار کر بیٹھ جاتے تھے (یہ استھان گنگا کے عین کنارے تھا) اور گھنٹہ بھر دن چڑھے سمادھی سے اُٹھ کر بیایام کر پھر اُس کُٹی میں آجاتے تھے۔ ان کے آنے تک آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ ہو جاتی تھی کیونکہ وہ استھان جہاں سوامی جی دھیان کیا کرتے تھے۔ یہاں سے دور اور ایکانت جھاڑی میں تھا۔ اس لئے لوگ ادھر ہی کو ٹکٹکی لگائے دیکھتے رہتے تھے۔ جب سوامی جی آتے۔ دہرم چرچا۔ شاستراتھ وغیرہ آرنبھ ہو جاتے۔ اسی درمیان میں ایک داروغہ الف خاں یہاں آئے تھے اُس نے قرآن کی بابت کچھ بات چیت کی۔ سوامی جی نے بھی قرآن کی بابت سنسکرت میں کچھ پوچھا۔ گورو ٹیکارام جی نے ترجمہ کرکے سنایا۔ مگر سوامی جی کے اعتراض کا جواب داروغہ جی سے کچھ بن نہ آیا ؛

اسی عرصہ میں رئیس دہرم پور جو نومسلم ہے وہ سوامی جی کے درشن کو آئے۔ انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کی بابت کہا کہ ہم بھی کسی طرح شُدہ ہو سکتے ہیں۔ تب سوامی جی نے کہا کہ تم وید انکول اپنے آچرن کرو تو اوشیہ میو ہو جاؤگے ؛

اسی دورہ میں ایک شاستراتھ یہاں بہت معرکے کا ہؤا کہ جس میں انوپ شہر کے نواسی پنڈت ہیرا بلبھ کہ جن کو رگ وید و یجر وید کی ہر دو سنگتا کنٹھ آگر تھیں اور ویاکرن بھی اچھا جانتے تھے۔ تتھا انوپ شہر کے دوسرے پنڈت بل کیشر اور بھی دور دیش کے پنڈت اسواسطے جمع ہوئے کہ سوامی جی سے شاستراتھ مورتی پوجن کے وشئے میں کرینگے۔ وہاں پنڈت ہیرا بلبھ نے پرن کیا کہ اگر میں مورتی پوجن

یہاں ایک رامداس بیراگی پرم ہنس راجہ بونڈی والے کا گورو رہتا تھا۔ اُس سے سوامی جی کی بہت اُلفت تھی۔ رامداس مورتی پوجا نہیں کرتا تھا۔ سوامی جی جب انوپ شہر کو جانے لگے تب رامداس نے کہا کہ تم بھاگوت کا کھنڈن کرتے ہو اور شہر میں کتھا ہو رہی ہے۔ کوئی روٹی بھی نہ پوچھے گا۔ سوامی جی نے کہا کہ ہمیں پرواہ نہیں ہماری پراربدھ ہمارے ساتھ ہے۔ یہاں جب تک آتے رہے کبھی بستر نہیں پہنتے تھے۔ پہلی دفعہ سمت ۱۹۲۴ کے سال میں کرنواس سے آکر ہمارے ٹال میں آٹھ روز رہے۔ اُس وقت یہاں رامداس بابا پرم ہنس۔ اور ایک دکھشنی سوامی۔ اور سورج پوری اور موج بابا پرم ہنس بھی تھے۔ موج بابا نے دکھشنی کو کہا کہ دیانند آئے ہیں۔ وہ اگرچہ تمہارے ہمارے مت کی کہتے ہیں مگر گرہستی لوگوں کے خلاف ہیں۔ دکھشنی سوامی جی نے سورج پوری کو بھیجا وہ کئی مرتبہ گئے۔ سوامی جی معقول اتر دیتے تھے۔ دکھشنی سوامی بار بار اُن کو بھیجتے تھے۔ آخرالامر سورج پوری نے ایک بات پوچھی۔ سوامی جی نے کہا کہ تمہاری موٹی بدھی اس کو نہیں سمجھتی ہے۔ سوامی جی نے مثال دی کہ چینی کو ریت میں ڈال دو ہاتھی نہیں نکال سکے گا مگر چیونٹی نکال لیگی۔ ایسے ہی سوکھشم باتوں کو موٹی بدھی والے نہیں جانتے ہیں *

پھر سوامی جی یہاں سے گڑھ مکتیسر کی طرف چلے گئے۔ اور جب گڑھ مکتیسر کی طرف سے واپس آئے تو زبدیشر میں رہے۔ اُس وقت ایک مہینہ کے عرصے تک یہاں رہے۔ وہاں لوگوں نے ایک ٹٹی لگادی تھی اور دھان کی پیار نیچے اور اُسکے اوپر چٹائی بچھا دی تھی۔ رات کو اُس کے اوپر پڑ رہتے تھے۔ پھر یہاں سے کرنواس کی طرف چلے گئے۔ پہلے پہل یہاں سوامی جی بھادوں میں آئے تھے اور واپسی میں سردی کے دنوں میں آئے۔ پھر دو تین برس کے بعد یہاں آئے۔ جس سے پہلے موضع رام گھاٹ پر کرشنانند سے اُن کا جھگڑا (شاستر ارتھ) ہو چکا تھا۔ میں نے سنا ہے کہ کرشنانند آیا۔ مولوی سید محمد تحصیلدار نے کرشنانند سے جاکر کہا کہ تم شاستر ارتھ کوٹھی میں چلکر کرو۔ نہ کرشنانند وہاں گئے اور نہ سوامی دیانند جی یہاں آئے۔ ان دنوں سچدانند سرستی بھی یہاں اُترے ہوئے تھے۔ اس دفعہ سوامی جی پہلے دو روز ہمارے ٹال پر۔ پھر لالہ بابو کی کوٹھی میں جا رہے۔ غالباً پندرہ روز رہے تھے۔ پھر یہاں سے گڑھ کی طرف چلے گئے اور جب واپس آئے تو یہاں صرف ایک دو روز رہے۔ ان دنوں یہاں پربل گیشر۔ روپی شنکر اور چند دیگر آدمیوں نے مورتی پوجا ضرور چھوڑ دی تھی مگر بعد ازاں سوامی جی کے چلے جانے کے بعد وہ برادری کے ڈر کے مارے کرنے لگے۔ ہر جگہ اُن کے پاس بہت سے پنڈت لوگ آتے تھے۔ مگر سامنے آن کر اُن کی زبردست مدلل اور زوردار تقریر کے روبرو سب کے اوسان خطا ہو جاتے تھے۔ بابا رامداس اور دیانند جی برابر بیٹھ جاتے تھے اور ہم دونوں پنکھا کیا کرتے تھے۔ رگناتھ سہلے۔ پوجاری۔ سالگرام ویش و بدری دت ویش سب نے سوامی جی کی تائید کی *

انوپ شہر کا واقعہ ایک یہ بھی ہے کہ ایک روز اُن کے مورتی کھنڈن سے دق ہو کر ایک برہمن نے اُن کو پان میں زہر دیدیا۔ انہوں نے جان لیا۔ اور اندر جاکر نیولی کرم کر کے بمشکل تمام بچے۔ اُس آدمی کو کچھ نہ کہا۔ سید محمد صاحب تحصیلدار نے اُس آدمی کو کسی طرح قید کر دیا۔ وہ سوامی جی کے پاس روز آتا اور ان سے بہت پریتی کرتا تھا۔ قید کر دینے کے بعد جب وہ آیا۔ تو سوامی جی نے اُس سے بولنا بند کر دیا۔ وہ دل میں خوش تھا کہ میں نے سوامی جی کے شترو کو قید کر دیا۔ جب سوامی جی کے پاس آیا۔ تو سوامی جی نے اُس سے بولنا بند کر دیا۔ بمشکل تمام جب اُس نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں دُنیا کو قید کرانے نہیں آیا بلکہ قید سے چھڑانے آیا ہوں۔ وہ اگر اپنی دُشٹتا کو نہیں چھوڑتا تو ہم اپنی شرشٹتا کو کیوں ترک کریں۔ چنانچہ تحصیلدار صاحب نے اپیل کرا کر اُسے چھوڑوا دیا" *

بھی بہت موجود تھے - اس وقت وہ پندرہ روز رہے - پہلوان نول جنگ نے پھوس ڈال کر چٹائی ڈال دی تھی اور رات کو کمبل ڈال دیتا تھا - اس وقت بہت آدمی نہیں جایا کرتے تھے - ہم چونکہ کُشتی کھیلتے تھے اس واسطے روز درشن ہوتا تھا - پھر کانشی کی طرف چلے گئے +

پھر جب کانشی کی طرف سے آئے - تو لالہ بابو کی کوٹھی میں ٹھیرے - بھگوان بلبہ حکیم پڑھنے جایا کرتے تھے - یہاں کے ایک سب سے نامی گرامی پنڈت ابناوت کو لوگوں نے جاکر کہا کہ تم سوامی جی سے چلکر شاستر ارتھ کرو - اُس نے کہا کہ وہاں چلکر کیا کروں گا - جو وہ کہتے ہیں سب ست کہتے ہیں مگر وہ سامنے نہیں گیا - ایک سکندر آباد کے پنڈت مہاتما نام جو تلسی رامائن کی کتھا کرتے اور رام لیلا کے واسطے یہاں آئے تھے سامنے گئے کہ رامچندر ایشور تھے - سوامی جی نے کہا کہ نہیں راجا تھے - وہ سامنے سنسکرت نہ بول سکا گھبرا گیا - سوامی جی نے کہا کہ بھاشا بولو اور اُس پر اعتراض کیا کہ مرد سے تم عورت کا بھیس دھرتے ہو اس میں کتنا دوش ہے - اسکا وہ کوئی جواب نہ دے سکا - غرضیکہ اس مرتبہ سوامی جی شرادھوں کے وقت سے آکر رام لیلا کے بعد تک رہے جس سبب سے اگرچہ رام لیلا اُس سال ہوئی مگر آیندہ رام لیلا بالکل بند ہو گئی اور اب تک نہیں ہوتی - اُسوقت مورتی پوجا کا کھنڈن اور پورانوں کا جال گرنتھ ہونا بتلاتے تھے +

اُن کے اُپدیش سے اشخاص ذیل بھگوان بلبہ حکیم - دیپ ایشر - بل کیشر - برھما - پنڈت روہی شنکر - پنڈت سالگرام گجراتی - برہمن وغیرہ چھ آدمیوں نے سالگرام وغیرہ کی مورتیاں گنگا میں پھینک دی تھیں - اور ماکھن چور کی مورتیاں بھی لوگوں نے پھینک دی ہیں - جس پر شہر کے لوگوں میں شور مچ گیا - جنھوں نے مورتیاں پھینکی تھیں اُنہوں نے کنٹھی بھی توڑ ڈالی تھیں - سوامی جی کے ساتھ اس وقت ایک آدمی غالباً پنڈت ٹیکا رام تھے +

سید محمد تحصیلدار انوپ شہر نے آن کر ہاتھ جوڑ کر سلام کر کے کہا کہ سوامی جی ہمارے مذہب میں تو کوئی بات مورتی پوجا کی نہیں ہے - اُتر دیا کہ ایک بات ہے یعنی تعزیہ داری - یہ بُت پرستی ہے - اُس نے اقبال کیا کہ ٹھیک ہے مگر ہم لاچار ہیں - ہماری کچھ چلتی نہیں +

کلیان سنگھ سُنار جو یہاں کے پیشکار تھے اُس نے یہ صلاح کی کہ سوامی جی کو یہاں لالہ بابو کی کوٹھی سے نکلوا دوں - چنانچہ اُس نے جاکر سیمان چندر سے جو لالہ بابو کی ریاست کا تحصیلدار تھا کہا مگر اُس نے انکار کیا کہ ہم نہیں نکالینگے +

ایک کرشنانند سوامی ان سے شاستر ارتھ کرنے کو آئے تھے مگر سامنے نہیں آئے - نہ مقابلہ ہوا اور نہ شاستر ارتھ - اس دفعہ سوامی جی ڈیڑھ مہینہ رہے - اس دفعہ چرچا بہت ہوا - جو اُن کے پیرو ہو گئے تھے لوگ اُن کو برادری سے خارج کرنے کے واسطے پیچھے پڑے " +

لالہ گوری شنکر کایستھ سری واستو مالک ٹال بانس انوپ شہر لب گنگا بیان کرتے ہیں - کہ اول جب کرنواس کی طرف سے آئے تو بیمار تھے - دو تین روز بیمار رہے ہمکو کہا کہ تلسی دل گھوٹ کر لاؤ کچھ کالی مرچ ڈال کر جسے پی کر راضی ہو گئے - ہم نے روٹی کیواسطے کہا - فرمایا کہ ہم نہیں کھائینگے - آخر ہم نے اصرار کر کے مونگ کی دال میں سونٹھ ڈال کر پلائی - یہ راضی ہو گئے - جن دنوں پہلے سوامی جی آئے تھے اُسوقت

اکر نربدیشر کے مندر کے پاس بڑے ستی والی جگہ میں ٹھیرے - شہر کے لوگوں نے اُن کو اُس مندر میں پیار یعنی دھان کی چھال ڈالدی تھی
دن کو باہر رہتے اور شاستر ارتھ اور بار تالاب کیا کرتے - صرف سنسکرت ہی بولتے - اور ایک ہی لنگوٹ رکھتے اور سر سے نیچے تمام بدن پر گنگاج لگاتے تھے
غالباً کچھ عرصہ یہاں رہے - رات کو جب تک لوگ بیٹھے رہتے دس گیارہ بجے تک جاگتے - بعد کو اُس مکان کے اندر چلے جاتے اور اُس پیار میں گھس جاتے
اور کبھی لوگ اوپر کمبل ڈال دیتے - دروازے کی طرف لوگوں نے ایک کھڑکی لگا دی تھی - علے الصباح اُٹھ کر شوچ و شا کے واسطے چلے جاتے - کوئی
برتن نہ رکھتے تھے - اشنان وغیرہ کرنے کے بعد وہاں آجاتے اور لوگ بھوجن کا بندوبست کر دیتے تھے - کوئی پُستک پاس نہ تھا - پنڈت پنتھ سکھانند
پہاڑی برہمن و پنڈت ہیرا بلبھ (حال متوفیان) پنڈت گورودت و پنڈت ٹیکارام گورو (کرنواس والے متوفی) - ان پنڈتوں کی سوامی جی سے
دھرم سمبندھی بات چیت رہتی تھی - پنڈت پنتھ جی سے شرادھ کی بابت گفتگو ہوئی - ان سب پنڈتوں کا قاعدہ تھا کہ چار چھ گھڑی دن رہے
روز جایا کرتے - پنڈت پنتھ سکھانند کا قاعدہ تھا کہ پار دن شرادھ کی کریا میں بھیڑ کے بال کی جگہ اپنی چھاتی کے ایک دو بال اکھاڑ کر چڑھا دیا کرتا تھا -
گورودت جی نے سوامی جی سے کہا - سوامی جی نے پنتھ جی سے پوچھا - اُنھوں نے شرتیوں کے پرمان دیئے اور پہاڑیوں کو ہزاروں گالیاں دیں کہ
گورودت وغیرہ نے میری آپ سے نندا کی - اُس کے شرتی کے اُچارن سے سوامی جی بہت خوش ہوئے - مجھے شرتیاں یاد نہیں - سوامی جی کا
حکم تھا کہ ... نندہ کا شرادھ کرنا چاہئے جس کا طریقہ یہ تھا کہ ربڑی کے پنڈ بنا کر اُس برہمن آدمی کو جسکو نمنترن کیا گیا ہو اُسکے ہاتھ میں دیویں پھر
اُسکو ... یں - یہاں ایک بھاری بیاس برہمن - ایک برھما برہمن - ایک جل کیشر برہمن ان تینوں کو کرائے تھے - اور رشی ترپن یعنی شرافی یا
... کھ نیے ... منولیت بہت سے یہاں بہت سے برہمنوں کو کرائی تھی - سوامی جی یہاں مورتی پُوجن کو بالکل نہ مانتے تھے - اٹھارہ پورانوں کو نہیں مانتے تھے -
... پاکرم بھی ... بھارت کو مانتے تھے اور وید اور برہمن مانتے تھے - منوسمرتی کے جعلی شلوک چھوڑ کر باقی کل مانتے تھے - اور اشٹادھیائی اور مہا بھاشیہ بھی
... اور ترک سنگرہ ... ترک سنگرہ کہتے تھے - نیاء درشن اور کھٹ درشن مانتے تھے - چار وید چھ انگ بھی مانتے تھے - تیرتھ کو نہیں مانتے تھے - جیو برھم کو جدا
مانتے تھے ... اصل باتیں انہیں پنڈتوں کی تھیں - ہماری بات چیت نہیں ہوئی - سہل سنسکرت بولتے جسے سب لوگ سمجھ لیتے تھے - ایک
دیپالر ... شر بھی اُن کے پاس جایا کرتے تھے - سوامی جی نہایت مضبوط اور قوی ہیکل جوان تھے ✤

جب دوبارہ آئے - تو نربدیشر میں اُتر کر بانسوں کے ٹال پر جا رہے - اُسوقت لالہ گوری شنکر کائستھ اور پنڈت چھوٹا لال گور وغیرہ
صدہا لوگ جایا کرتے تھے - ٹال میں جس مقام پر ٹھیرے تھے وہ جگہ اب گنگا میں گر گئی ہے - ایک پنڈت مہاتما نام ساکن سکندر آباد ضلع بلند شہر
نے سوامی جی سے شاستر ارتھ کی ٹھیرائی - پرنتو سارا حال سنسکرت کھرڑا میں لکھ کر گھر سے خود لے گیا - سوامی جی نے دیکھکر کہا کہ کیا یہ اپنے
لڑکے کا لگن پتر لائے ہو - جوں ہی وہ سامنے پہنچا سوامی جی کے سامنے جا کر اُسے بولنے کی سامرتھ نہ رہی" ✤

لالہ سالگرام ویش اگروال ساکن انوپ شہر نے بیان کیا "کہ سوامی جی جب نگن اوستھا میں یہاں پہنچے تو کمبہ کے میلہ پر اُن کے سروسو تیاگنے
کا حال سب کو پرگٹ ہُوا - جگل جی ایک گجراتی برہمن یہاں رہا کرتے تھے اُن کے پاس ہم سوامی جی کو لے گئے - وہاں ایک سیرنگ بھٹ متھرا
کے رہنے والے جو بھاگوت کی کتھا باچتے تھے - رہتے تھے - اُس نے سوامی جی کو پہچان لیا کہ یہ برجانند جی کے پاس پڑھا کرتے تھے - سوامی جی
نے اُس سے ایک پد پوچھا - جس کا اُس سے اُتر نہ بن سکا - اس پر اُسے بہت کرودھ آیا مگر لوگوں نے اُس کو کھشما کرایا - اُس وقت اور لوگ

گرنتھوں کا کھنڈن کرتا ہے اور نہیں مانتا۔ اُن کے دیکھنے کے خیال سے ہم چار شخص ایک مَیں بہاری دت۔ دوم گورودت۔ سوم مٹھولال چہارم پنڈت ہیرا بلبھ سوامی جی سے ملنے کو روانہ ہوئے۔ یہاں آن کر شاستر ارتھ سوامی جی اور ہیرا بلبھ کا ہُوا۔ شرط یہ تھی کہ اگر ہم پراجے ہو جاوینگے تو پرتما پوجن چھوڑ دینگے۔ اور اگر تم ہار جاؤ تو پرتما پوجن کرنا۔ اور ہمارے گورو امبادت جی نے کہدیا تھا کہ جو ہیرا بلبھ کردے وہی ہمکو سوئیکار ہے پراتا کال سے دوپہر کے بارہ بجے تک شاستر ارتھ ہوتا رہا۔ انت کو اس سوتر सर्वा हौनि सर्व नामानि پر ہیرا بلبھ پراست ہُوا اور اُس کا پکش گر گیا۔ سوامی جی نے مہابھاش کے پرمان سے اُس کا کھنڈن کر دیا۔ جس پر وہ پراست ہو گیا۔ اُس نے بھی سچے دل سے اپنے ٹھاکر سالگرام گنگا جی میں پھینک دئے۔ اور اُسی وقت پنڈت ٹیکا رام جی نے بھی اپنے ٹھاکر پھینک دئے۔ اور گنگا مندر جس کے ٹیکا رام پوجاری یعنی نوکری پاتے تھے وہ پوجا بھی چھوڑ دی اور مندر کو تیاگ دیا۔ ٹھاکر گوپال سنگھ و کشن سنگھ ورگھ نندن سنگھ وغیرہ نے پرتگیا کی کہ ہم یگوپویت کراویں گے اور پرائشچت کرینگے۔ اور سوامی جی نے ہمکو یعنی مٹھولال گورودت اور مجکو اُپدیش دیا کہ تم سوامی ورجانند جی کے پاس جا کر متھرا میں اشٹادھیائی مہابھاش پڑھو۔ پانچ برس میں ایسے پنڈت ہو جاؤگے کہ ضلع بلند شہر۔ علی گڑھ میں کوئی تمہارے سامنے بولنے والا نہ ہو گا۔ گورودت تو گیا نہیں مگر مٹھولال یگوپویت سنسکاروں سے ۱۵ دکھشنا لیکر پڑھنے کو چلے گئے۔ ایک بار وہ چار ادھیا اشٹادھیائی کے پڑھ کر آئے ہم سے کچھ بھی بات اُس کے سامنے نہ بن سکی جس سے ہم کو بڑی بھاری گلانی ہوئی۔ وہ پھر بھی گیا اور باقی چار ادھیاے پڑھے۔ افسوس کہ پھر سوامی ورجانند جی کا شریر چھوٹ گیا ۔

سوامی جی ٹھاکروں کا یگوپویت کرا کر انوپ شہر میں آئے اور روی شنکر گجراتی۔ برہم شنکر گجراتی دونوں ان کے شش ہوئے۔ اور سندھیا گائیتری آدی سوامی جی سے سیکھا۔ امبادت نے (ہیرا بلبھ کے ہار جانے اور مورتیوں کے گنگا میں پھینکدینے کی کیفیت سنی۔ تو ہنگام آنے انوپ شہر کے وہ سوامی جی سے پھر ملنے آیا) عرض کی کہ مہاراج میرا تو پیشہ ہی ویدک کا ہے اور مورتیوں کے سو دوسو کی اجیو کا ہے مگر وہ آیندہ نہیں کرونگا۔ یہ پرتگیا سوامی جی کے سامنے کی۔ مگر افسوس کہ اس پرتگیا پر قائم نہ رہا۔

سوامی جی کے چلے جانے کے بعد قصبہ دان پور میں جا کر اُس نے گنگا مندر کی پرتشٹھا کرائی سوامی جی کو یہ خبر کانپور میں ہرنرائن چوبے کی زبانی ملی۔ کہ دان پور میں امبادت نے مندر کی پرتشٹھا کرائی۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم انوپ شہر آئینگے تب اُسے دیکھینگے۔

جب اس کے بعد انوپ شہر آئے اور لالہ بابو کی کوٹھی میں ٹھیرے۔ وہاں ہمارے پتا ہردیو سہاے تواری بھی سوامی جی سے ملنے گئے سارت دن تک سوامی جی ٹھیرے۔ امبادت سے بہت کہا اور ملنے کیواسطے بلایا مگر وہ گھر سے باہر نہ نکلا اور کہتا رہا کہ ہم گرھستی ہیں۔ ہم فقیروں کے پاس نہیں جاتے۔ پھر سوامی جی اہار کی طرف چلے گئے۔ گورودت نے ہرچند متھرا پڑھنے کے واسطے جانے کو کہا مگر امبادت نے نہیں جانے دیا"۔

پنڈت چھوٹے لال گوڑ بعمر ۵۵ سال و پنڈت کرنانند گوڑ ساکن انوپ شہر نے متفق اللفظ بیان کیا۔ کہ جب سوامی جی گنگا کے کنارے

اور تمام حاضرین سب ست بچن کر کے مانتے تھے۔ کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اور جو کوئی کچھ ویدانکول کہتا اُسے سویکار کرتے۔ اور جو وید ورودھ پوران کی کہتا اُس کو گپاشٹم مُنشیّا نام کولاہلا (गप्याष्टमनुष्याणाम् घोटा इव:) یعنی یہ گپ ہے اور آدمیوں کے طبع زاد گھوڑے ہیں۔ ایسا کہتے تھے۔ چھ گھڑی مَیں اُن کے پاس بیٹھا رہا پھر چلا آیا۔

حکیم مولا بخش ساکن انوپ شہر نے بیان کیا کہ ۱۸۶۷ء کا ذکر ہے کہ سوامی جی انوپ شہر میں آئے۔ اوّل لالہ بابو کی کوٹھی میں دیکھا تھا۔ مَیں اُس وقت وہاں مدّرس تھا۔ مینے معرفت رومی شنکر مدرس ناگری کے کچھ دریافت کی استدعا کی۔ سوامی جی نے کہا کہ کوئی دوسرا شخص تمکو سمجھا دیوے تب ہم جواب دیونگے ہم بھاشا نہیں بولینگے۔ اُسوقت صرف ایک لنگوٹی رکھتے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کے پاس اَور کوئی بستر نہیں اور جاڑے کا موسم ہے کس طرح گذرتی ہوگی۔ اُنہوں نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ کچھ نہیں ہے۔ وہاں تقریباً ایک ہفتہ ٹھیر کر پھر نربدیشر میں ستی کے مندر میں آٹھیرے (یہ دونو مقام لب گنگا ہیں) وہاں کے گجراتی پنڈت اُن کے پاس ہر روز جایا کرتے تھے اور سوامی جی کی تعلیم وتلقین سے اکثروں نے اُسی وقت سے مورتی پوجن چھوڑ دیا تھا۔ پنڈت آمباوت کے مباحثہ کے وقت میں موجود نہ تھا۔ مگر سنا تھا کہ آمباوت کو کامیابی نہ ہوئی سوامی جی ہی کامیاب رہے۔ یہاں دس پندرہ روز رہے تھے۔ رام لیلا کی بابت منع کرتے تھے۔ لوگ پیچھے مخالفت کرتے مگر سامنے کسی کو بولنے کی طاقت نہ تھی۔ مٹی یعنی گنگا رج جسم پر مل لیا کرتے تھے۔ تندرستی کی یہ کیفیت تھی کہ شیشہ کی طرح چمکتے تھے۔ قواء بہت صحیح تھے اور خوب قوی البدن تھے"۔

لالہ کیسری لال کائستھ ملازم ٹھاکر لچھمن سنگھ رئیس کرن واس ساکن انوپ شہر نے بیان کیا کہ سوامی جی انوپ شہر میں ماہ ساون سے لیکر کارتک کی پورنماشی تک رہے۔ وہاں رام لیلا کا کھنڈن کیا جس کے سبب اگرچہ اُس سال تو ہوئی مگر بعد ازاں قطعی بند ہوگئی۔ اُن کی وعظ نے بہت ہی لوگوں کے دلوں میں تاثیر کی۔ جب لالہ بابو کی کوٹھی میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ تب ایکدفعہ دریاے گنگ کے پار سے راجہ جیکشن داس جی آئے۔ میں نے اُن کو خبر کی کہ سوامی جی ٹھیرے ہوئے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ راجہ صاحب نے کہا کہ آج تو نہیں پھر آونگا۔ چنانچہ چوتھے روز انہوں نے ایک خط میرے بھائی ہزاری لعل واصلباقی نویس لالہ بابو کے نام ارسال کیا کہ کوٹھی میں ہمارے واسطے جگہ رکھنا اور ایک کہار کی تجویز کر رکھنا۔ چنانچہ وہ آئے اور سوامی جی سے ملے۔ دونو باہمی محبت سے ملے۔ وہ ایک رات ٹھیرے تھے۔ وقت شام آئے تھے رات کو سید احمد خاں کی بابت ذکر آیا کہ وہ پیغمبر بنگیا ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا کہ مَیں نے آپکی کلکتہ میں بھی تلاش کی تھی۔ چنانچہ صبح کو وہ ٹل چلے گئے۔ اُس زمانہ میں تحصیلدار سید محمد سے جو ایک اچھے مولوی اور صاحب علم تھے۔ سوامی جی کی بات چیت ہوئی۔ جو سوامی جی نے کہا وہ سب اُس نے منظور کیا۔ سوامی جی نے اُس سے کہا تھا۔ کہ بُت پرستی اور پورانوں اور ان کتابوں کی جو وید کے خلاف ہیں۔ مَیں تردید کرتا ہوں۔ اُس نے سوامی جی کی سب باتوں کی تائید کی۔ بلکہ بالکل اُنوکول (مدد) ہوگیا۔ پھر سوامی جی وہاں سے راج گھاٹ چلے گئے۔ اُس وقت ننگن تھے۔ صرف ایک لنگوٹ رکھتے تھے۔ سنا گیا کہ بستر کلکتہ میں جا کر پہنے تھے"۔

پنڈت بہاری دت شرما جی سناڈھ ساکن قصبہ دان پور ضلع بلند شہر کہتے ہیں۔ جب شروع میں سوامی جی کرن واس آئے اُس وقت میں لگھو کومدی امباوت جی پہاڑی کے پاس پڑھتا تھا۔ اُس وقت لوگوں نے کہا کہ ایک کرسٹان ایسا ہے جو مورتی پوجا اور کومدی آدک

اُپدیش کرتے تھے۔ بھاگوت پر اُنہوں نے ۱۷ اعتراض کئے تھے۔ ہم نے کہا کہ مہاراج اور پورانوں میں کون سی اوتم بات ہے جو اُنہوں نے کہا **येन समी चोन** یعنی ایسا ہی سویکار ہے یعنی وہ بھی اسی طرح ہیں جیسے بھاگوت۔ اس طرف جاٹوں کا یگوپویت نہیں کرایا۔ پنڈت نند رام جکراٹکد نے پھر کبھی مُنہ نہ دکھلایا اور نہ پھر اُس گاؤں میں آیا“ +

لالہ رام پرشاد ویش اگروال ساکن قصبہ اہار نے بیان کیا کہ مَیں نے سوامی جی کو یہاں گنگا کے کنارے سری بلبہ جی کی کُٹی میں چٹائی پر بیٹھے دیکھا تھا۔ گنگا پار سے آئے تھے۔ کنوار یا کارتک کا مہینا تھا۔ ایک کوپین دھارن کئے ہوئے مگن رہتے تھے۔ دو روز یہاں رہے تھے پھر یہاں سے جاکر ڈھائی کوس چاشنی کی کُٹی میں ٹھیرے۔ وہاں پر اکثر گاؤں کے لوگ جو کارتک نہانے جایا کرتے تھے اُن کے جانے سے دہرم چرچا ہونے لگی۔ جب وہ لوگ کارتک نہاکر آئے تو اُن کی زبانی معلوم ہؤا کہ وہی سوامی دیانند جی تھے۔ کھنڈوئی۔ شفیع نگر۔ کھنوالے کے جاٹوں کی بابت ہم نے سنا تھا کہ سوامی جی نے اُن کا یگوپویت کرایا تھا۔ اس کا ان دنوں بہت چرچا مچا تھا کہ جاٹوں کو وہ کھشتری بتلاتے ہیں۔ لوگوں نے کہا بُرا کرتے ہیں جاٹ کھشتری نہیں ہیں (مگر اس کی تصدیق کسی جاٹ کی زبانی نہیں ہوئی اور نہ کوئی ایسا ملا جس کو سوامی جی نے یگوپویت دیا ہو)۔ چاشنی کی کُٹی میں غالباً وہ چار پانچ ماہ رہے تھے یعنی کنوار یا کارتک سے پھاگن چیت تک۔ جوالا پرشاد برہمن ساکن پلکھنی اُن کے پاس پڑھنے جایا کرتا تھا۔ وہ بلبہ کی کُٹی گنگا کے قریب تھی۔ کچھ گر گئی اور کچھ باقی تھی۔ اس کا جو پوجاری تھا وہ بھی عرصے سے مر گیا“ +

(نامہ نگار۔ عبرت کی بات ہے کہ جس مکان پر وہ آن کر ٹھیرے تھے وہ آج ۱۵۔ دسمبر ۱۸۸۹ء کی صبح کو مَیں نے دیکھا نہ تو مکان نہ کچھ نشان۔ صرف ایک ٹیلہ سا باقی ہے۔ یہ مکان گاؤں سے جانب مشرق بلب گنگ واقع ہے مگر سوائے کسی کے بتلانے کے نشان ملنا نہایت مشکل ہے اور غالباً کئی سال تک یہ بھی نہ رہیگا) +

میا رام جاٹ نمبردار شفیع نگر نے بیان کیا۔ کہ ہم نے سوامی جی کو چاشنی۔ تھار پور۔ انوپ شہر میں دیکھا تھا۔ سوامی جی ہم سے یہ کہہ گئے تھے کہ زندہ کا شرادھ ہمیشہ کرتے رہو اور جو اولادت کو پدھتی بنوا کر دے گئے گر اسے ریت سے کراتے رہو۔ پاشان پوجا کے جھگڑوں کا نشیدھ کرتے تھے۔ برہمن (وید کے جاننے والے) کو مانتے رہو۔ گورو (ہدایت دینے والے) کو مانتے رہو۔ بُرا کام مت کرو۔ جھوٹ مت بولو۔ چاشنی میں ایک شخص کھدانہ کے رہنے والے نے سوامی جی کو ہاتھ دکھلایا۔ سوامی جی نے فرمایا کہ اس میں ہاڑ ہے۔ چام ہے۔ رُدھر ہے۔ اور کچھ نہیں۔ ہم نے جنم پتر بتلایا۔ فرمایا کہ جنم پترم ارتھم کرم پترم سرشٹم (**जना पत्र निमर्थम् कर्म पत्र श्रेष्ठम्**) پھر فرمایا کہ اگر بدھ مل جاوے تو مانو ورنہ گپ اشٹم مانو۔ یعنی محض گپ جانو۔ بعد ازاں ہم پرنام کرکے گھر کو چلے آئے“ +

لالہ بھولا ناتھ بھگت ویش مہیشری ساکن اہار نے بیان کیا کہ جس وقت سوامی جی انوپ شہر میں ستی کے پاس اُترے ہوئے تھے میں یہاں سے انوپ شہر کو سودا لینے گیا۔ وہاں اُن کے درشن ہوئے۔ تقریباً تین ۳ پنڈت لوگ اور پچاس ۵۰ کے قریب اور لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ کوئی شخص اُن کی بات کو توڑ نہ سکتا تھا۔ ایک ہمارا دوست کہیں پردیس کو چلا گیا تھا۔ اُس کا پتہ نہیں ملتا تھا۔ میں نے اُن سے جاکر پرشن کیا۔ سوامی جی نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ پنڈتوں نے مجھے سمجھایا کہ کہتے ہیں رامیشور کی طرف گیا ہے۔ اُن کی باتوں کو پنڈت لوگ

نے کہا کہ وہ مہاتما دیانند جی مجھے پہلے یہاں چاشنی میں مل چکے ہیں جو وہ کہدیں تو ہمیں منظور ہے۔ آخر الامر ہم اور پنڈت نندرام و پنڈت بھوت ساکن مَو واکھیڑی मौथा खेड़ी اور چھیتر سنگھ و اترام سنگھ معہ دیگر بیس آدمیوں کے وہاں گئے۔ سوامی جی اُس وقت چھوٹی دھار پر بیٹھے تھے۔ سوامی جی کو دیکھ کر اور اُن کا نام سنکر پنڈت نندرام پرلی دھار کی طرف بھاگ گیا اور جب وہاں اُس کو آدمی بلانے کے واسطے گیا۔ تو وہاں سے بھاگ کر آہار میں دیویداس چوکرابیٹ کے مندر میں جا ٹھیرا۔ جس پر یہ ساری کارروائی دیکھ کر اُن سب کو نتیجہ ہؤا کہ وہ دہرم سچا نہیں۔ جو سوامی جی کہتے ہیں وہی ٹھیک ہے۔ سوامی جی کی اس کوشش سے کوئی بھی چکرانکد دہرم میں پرورت نہ ہؤا۔ سب بچ گئے ÷

سوامی جی نے کہا کہ منوسمرتی۔ مہابھارت تمہارے پاس ہے۔ مَیں نے کہا کہ نہ منوسمرتی پڑھا اور نہ میرے پاس ہے اور مہابھارت بھی نہیں ہے۔ اُس وقت سوامی جی دس پندرہ روز یہاں رہکر تہارپور میں جا ٹھیرے اور وہاں سے پھر کرن واس کی طرف چلے گئے اور فرخ آباد تک گئے۔ جب واپس کارتکی کے میلہ میں آئے تو یہاں چاشنی میں آکر مجھ سے ۱۲ آنہ کو منوسمرتی خرید کروائی اور پڑھائی شروع کی۔ اُسوقت وہاں ایک براگی رہتا تھا۔ اُسنے سوامی جی کو دیکھ کر سوچا کہ یہ ہماری نندا کرتا ہے اچھا ہے کہ یہاں نہ ٹکے۔ سوامی جی کا اس وقت یہ قاعدہ تھا کہ جو روٹی پہلے لاوے اس کی کھالیتے تھے وہ بیراگی (ضد کے مارے) ایک دو ٹکڑے جلا کر اُن کو دے دیتا تھا اور ہمیشہ آزردہ رہتا تھا مگر لوگوں کے ڈر کے مارے کچھ مُنہ سے نہ کہتا تھا۔ جس پر سوامی جی اُس کی روز کی خفگی کو دیکھ کر وہاں سے چلے گئے۔ تقریباً آٹھ روز ٹھیرے ہم صرف تین روز اُن کے پاس پڑھتے رہے۔ پھر تہارپور میں جاکر پڑھایا اور وہاں چند روز ٹھیرے۔ وہاں سے انوپ شہر گئے۔ وہاں سے کرن واس گئے اور وہاں مہینوں رہے اُن کے پاس چونکہ میلہ رہا کرتا اس واسطے مَیں اُن کے پاس سے غازی آباد میں پنڈت کرشن دت کے پاس چلا آیا۔ سوامی جی سے مَیں نے صرف ڈیڑھ دو ادھیاے پڑھے تھے۔ جب مَیں ساتھ تھا تو گویا اُن کی سنسکرت کا مترجم رہا۔ جب میں پڑھ کر گیا تو پھاگن۔ کے مہینے میں وہاں چند آدمیوں کے یگوپویت سنسکار کی صلاح ہوئی مَیں نے بھی گائیتری کا اُن کی طرف سے جپ کیا۔ پھر وہاں سے چلکر سورون۔ بدیا میں رہے وہاں وہ انگدرام شاستری پنڈت کے پاس رہے۔ مَیں اُس وقت ساتھ نہیں گیا۔ وہاں سے وہ فرخ آباد گئے مَیں وہاں اُن سے ملکر مکانِ خود کو چلا آیا۔ سوامی جی پھر لوٹ کر انوپ شہر۔ رام گھاٹ۔ کرن واس میں آئے۔ پنڈت انگدرام کو جب منو پڑھا کر آئے تھے تب کچھ کچھ اُس کے شلوکوں کا کھنڈن کرنے لگے۔ ہم نے کہا کہ جب ہم کو پڑھاتے تھے تب تو سب مانتے تھے۔ سوامی جی نے کہا کہ بُدھی ہان ودیارتھی کے پڑھانے سے شاستر کا حال معلوم پڑتا ہے۔ ہم نے کہا معلوم ہؤا کہ آپ نے منو پڑھا نہیں صرف اپنی بُدھی سے پڑھاتے ہیں۔ کہا کہ نہیں بُدھی مان ودیارتھی کے پڑھانے سے وِدیا کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے کہا کہ آپ پورا یتھارتھ نشچہ کرلیں پھر ہمیں سارا حال بتلا دینا۔ سوامی جی نے ہیرا بلبھ۔ انگدرام اور جوالا پرشاد کو منوسمرتی پڑھائی پھر پڑھانے کا اوکاش نہ ملا اور نہ خاص طور پر ملاقات ہوئی۔ اُن کا نشچہ اُسوقت یہ تھا۔ مورتی پوجا نہیں مانتے تھے۔ بھاگوت کا کھنڈن کرتے تھے۔ پاروتی شرادھ نہیں مانتے تھے اور وید درودھ متوں کا کھنڈن کرتے تھے۔ لنگوٹ کوپین رکھتے تھے باقی ننگن رہتے۔ بھکشیا جو آجاتی کر لیتے۔ کوئی پاتر یا کمنڈل ساتھ نہ تھا۔ جو کوئی پنڈت یا سائل آتا یہاں تک اُسے یکتی دیتے تھے کہ وہ آخر کار ست بچن کہکر اُٹھتا تھا۔ کوئی شخص ہمارے سامنے ایسا نہ آیا جو بغیر تشفی کرائے کے گیا ہو۔ اُن کا اُپدیش عموماً یہ تھا۔ پراتا کال کی سندھیا اور سایتنگ کال کی سندھیا کرو۔ ست بولو یعنی منوسمرتی کے ستیم بروات والے شلوک کا

آن کر دیا کھیان میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں نند کشور برہمن کرن داس کے آئے کہ مہاراج راؤ صاحب تو ایسے بیوقوف نہیں ہیں جو ایسا کام کریں۔ سوامی جی نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تمہیں کچھ درب دیتے ہیں اس واسطے جھوٹ بولتے ہو۔ اُس نے باتیں کرتے ہوئے ہاتھ آگے کیا۔ تو سوامی جی نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ کہتا تھا کہ جیسے بجر پڑتا ہے ایسا اُن کا ہاتھ معلوم ہوًا۔ جو آدمی سوامی جی کے پاس آتا اور اُن سے یہ قصّہ پوچھتا تو سوامی جی اُسے سنسکرت میں سناتے تھے۔ اب وہ سب آدمی راؤ کرن سنگھ کے زندہ موجود ہیں جو رات کو گئے تھے وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ ہم ہتھیار بند تھے۔ اور ہم نے اکثر ایسے بڑے کام کئے ہوئے تھے۔ مگر اُن کا رُعب ہم پر چھا گیا ہم تلوار نہ چلا سکے۔ جب سب ٹھاکروں کو راؤ کرن سنگھ کے مخالف دیکھا تو راؤ صاحب کے سُسر نے اُس سے جا کر کہا کہ آج ٹھاکر لوگ دُکھی گئے ہیں اگر بھلا چاہتے ہو تو چلے جاؤ ورنہ جو حال تم رات کو سوامی جی کا کرنا چاہتے تھے وہی حال تمہارا ہوگا۔ جس پر وہ مارے خوف کے صبح کو کوچ کر کے چلا گیا۔ اس دفعہ سوامی جی ایک ماہ رہے۔ پورنماشی کی رات کو یہہ تکرار ہوئی پڑوا کے دن وہ یہاں سے چلے گئے۔ اس کے چار پانچ روز بعد رہکر سوامی جی مہاراج کاشی کی طرف چلے گئے ✤

پنڈت بلدیو جی برہمن گوڑ ساکن ڈبائی نے کہا کہ جب کیتھل سنگھ ٹھاکر نے سوامی جی سے کہا کہ آپ یہاں سے چلکر کسی اور جگہ جا رہیئے۔ تب سوامی جی نے کہا کہ

नैनं छिन्दन्ति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः ॥

دو مجھ کو کوئی نہیں مار سکتا اور فقیر لوگ کہاں گڑھوں وگھروں میں گھستے ہیں ہمارا کوئی منش رکھشک (محافظ) نہیں بلکہ دیو رکھشک ہے ارے گھبرامت۔ اُسی کا شستر لیکر اُسی کو ہنن کر ڈاروں گا" ✤

ایک دفعہ توہردوار سے گڑھ مکتیسر تک اور بعد ازاں کرن واس ورام گھاٹ تک سوامی جی سیدھے چلے آئے۔ پھر لوٹ کر گنگا کے کنارے کنارے آئے۔ اس کی بابت پنڈت جوالا پرشاد گوڑ ساکن ملکھنی ضلع بلند شہر بیان کرتے ہیں کہ پہلے پہل مجھے سوامی جی کے درشن کرواس میں ماہ بیساکھ سمت ۱۹۲۴ میں ہوئے۔ وہاں گنگا کے کنارے سنان کر کے مگن بیٹھے ہوئے تھے۔ لنگوٹی سوکھ رہی تھی۔ اودھو جی ساکن طالب نگر ضلع علیگڑھ اور مَیں ہم دونوں ودیارتھی وہاں پونچے ان دنوں ہم بھاگوت پڑھتے تھے ہم نے دیکھا کہ ایک پرمہنس بیٹھے ہیں اوّل ہم اُن کے بدن پر ریتی اور گنگا رج پریم سے لگانے لگے۔ اُنہوں نے سنسکرت میں پوچھا کہ تم کیا پڑھتے ہو۔ ہم نے کہا کہ بھاگوت۔ اُنہوں نے کہا کہ تم نے دیاکرن میں کیا پڑھا ہے۔ ہم نے کہا کہ کومدی۔ سوامی جی نے کہا کہ تم کو اشٹادھیائی پڑھنی اُچت ہے اور دسوں اُپ نشد ویدانت اور منوسمرتی جس سے دہرم کا اُپدیش ہو یہی کرنا اور اسی کے انوسار چلنا۔ اسپر ہم نے پوچھا کہ بیراگی لوگ جو سنکھ چکر وغیرہ دیتے ہیں اور اپدرو کرتے ہیں اس سے کیا ہوتا ہے صحیح ہے یا غلط۔ انہوں نے کہا کہ بیراگی جتنے ہیں سب دہرم سے بے دہرم ہیں کیونکہ سنکھ چکر کا لگانا انوچت ہے اُچت نہیں۔ اتنی بات اُن کی سُن کر میں نے موضع کھنڈوی متصل شفیع نگر پرگنہ اہار کے ایک پنڈت نند رام سکنہ نرورٹہی کا حال سنایا جو سماسری یعنی چکرانکد ہے اور کھنڈوی کے جاٹوں کو سنکھ چکر دیکر ویشنو بنانے کے واسطے متھرا جی بھیجنا چاہتا ہے اور یہ بھی سنایا کہ نند رام مجھ کو بھی کہتا ہے کہ تم بھی ساماسری ہو کر ان کے ادھشٹاتا ہو جاؤ۔ اس واسطے آپ وہاں چلیں تاکہ لوگوں کے دہرم کی رکھشا ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ تم جاؤ اگر ہمارے آنے کی ضرورت ہوئی تو ہم بھی آدینگے۔ اس کے بعد ایک وقت سوامی جی گنگا کے کنارے کنارے یہاں چاشنی میں آئے۔ تب چھیتر سنگھ جاٹ

ساگری بھی لیتے گئے اور دو تین آدمی بھی ساتھ لے گئے۔ ان کے پیچھے ٹھاکر رگھونندن سنگھ جی دوڑے۔ غرضیکہ بستی کے بہت سے کھشتری لوگ گئے اور پیچھے ٹھاکر گوپال سنگھ جی بھی پہنچ گئے اور میں بھی گیا۔ اُن کے جاتے ہی اوّل سب سے ٹھاکر کشن سنگھ نے راؤ کرن سنگھ کو بلند آواز کر دشنام دہی شروع کی اور کہا کہ اگر بہت بیر اور اصل کھشتری کی اولاد ہو تو اب ہمارے سامنے ہتھیار باندھ کر آؤ۔ دیکھ تمہاری بندوق اور تلوار ایک ایک تھپڑ میں چھینتے ہیں یا نہ۔ اور بھی بہت سخت سُست کہا۔ اُن سپاہیوں کے گرنے کے نشان بھی وہاں پائے گئے۔ جب یہ پہنچے تو سوامی جی نے ٹھاکر کشن سنگھ سے کہا کہ تم سنتوش کرو یہ تو سویمیو بھیرو ہے۔ تم غصہ مت کرو ہمارا کچھ نہیں کر سکتے۔ مگر ٹھاکر کشن سنگھ جی کا کرودھ شانت نہ ہوا اور پرتگیا کی کہ بشرط رہنے کے ہم ان کو آج بنا پیٹے نہ چھوڑینگے۔ جب اُنہوں نے یہ دِرڑھ پرتگیا کی تو راؤ کرن سنگھ کے سُسر ٹھاکر موہن سنگھ جی نے جو کرن واس کے نواسی ہیں اُنہوں نے اپنے داماد راؤ کرن سنگھ سے جا کر کہا کہ یدی تمہارے اچھے دن ہیں تو تم یہاں سے اسی وقت چلے جاؤ ورنہ آج یہاں کے چھتری لوگ تمہارے سب ہتھیار چھین لینگے اور تم کو بھی اچھی طرح پیٹینگے یہ ست سمجھو کہ آج تمہاری عزت ضرور بگڑ جاوے گی۔ راؤ صاحب فوراً ہی یہاں سے روانہ ہوئے۔ گھر میں جاتے ہی بیمار ہو گئے اور پاگلانہ طور پر کپڑے پھاڑنے لگے۔ پریاگ میں ایک مقدمہ پچاس ہزار روپے کا ہارے اور اپنے مت کے خلاف شراب و مانس کھانا شروع کر دیا۔ غرضیکہ اُن کی بہت دُردشا ہوئی "

اسی بات کو ٹھاکر گوپال سنگھ جی رئیس نے اس طرح بیان کیا۔ "کہ سرد پورنماشی (جو ۱۴۔ اسوج کو ہوتی ہے) کو راؤ کرن سنگھ سامانِ آتش بازی و رنڈی۔ راس دھاریئے گویّے۔ پہرہ سرکاری متعلقہ دسہرہ۔ سب سامان ساتھ لیکر گنگا کنارے آئے۔ اُس وقت گنگا بہت بڑھ رہی تھی۔ اُس نے سپاہیوں کو تلوار دیکر سوامی جی کے مارنے کے واسطے بھیجا۔ سوامی جی خود جب لوگ گئے تو فرماتے تھے کہ انہوں نے آکر آدھی رات کے بعد کہا कुत्यां कोसि یعنی کُٹی میں کون ہے۔ میں نے اُٹھ کر زور سے ہوں کہا اور ایک پاؤں زمین پر مارا جس سے وہ پلاینم کرتوا یعنی بھاگ گئے۔ کیتھل سنگھ نے سوامی جی کو کہا کہ اب یہاں سے چلکر کہیں غار میں چلیں جس پر سوامی جی تو وہاں ہی رہے مگر کیتھل سنگھ وہاں سے بھاگا اور اُس نے کرن واس میں آکر ٹھاکروں کی حویلی میں ٹھاکر کشن سنگھ کے پاؤں ملے۔ وہ جاگے سارا حال اُن سے بیان کیا۔ وہ اُٹھے اور لاٹھی لیکر ٹھاکر طوطا رام اور آنندی سنگھ برہمن کا کُنبہ کو ہمراہ لیکر تینوں پہنچے۔ پوچھا کہ مہاراج کیا حکم ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ کچھ حکم نہیں۔ اُس نے کہا کہ نہیں جو آپ کہیں سو کریں۔ سوامی جی نے کہا کہ تمہارا رشتہ دار ہے ہم کچھ نہیں کہتے کہ تم زمیندار خواہ مخواہ آپس میں لڑو۔ صبح کو ہم سب پہنچ گئے اتنے میں کُندن سنگھ۔ مدن لال و کھڑک سنگھ و ایک برہمن کل چار آدمی اُن کے کوئیں پر کلہ کرنے آئے۔ ابھی تک ہم لوگ وہی ذکر کر رہے تھے کہ اُن میں سے کھڑک سنگھ نے آکر کہا کہ تم ہماری سرکار کا نام لیکر کیا کہتے ہو۔ آنندی سنگھ نے پھر کرن سنگھ کو بُرا کہا اور کشن سنگھ جی نے کہا کہ راؤ صاحب کو مناسب نہیں تھا کہ ایک سنیاسی کے اوپر تلوار لیکر آویں اگر وہ مرد کے بچے ہیں تو اب سامنے آویں اگر کچھ مردمی ہے تو راؤ کو کہو کہ سامنے آوے +

یہ بات اُسی وقت راج گھاٹ کی طرف مشہور ہو گئی۔ دوسرے دن راج گھاٹ سے بیس پچیس پنجابی لوگ مسلح آئے اور سوامی جی سے عرض کی کہ خواہ ہماری نوکری چلی جاوے مگر آپ ہمیں اجازت دیویں کہ سب بدمعاشوں کو بھگا دیویں۔ سوامی جی نے بہت منع کیا۔ چنانچہ وہ سب

سے بچ گیا۔ سوامی جی نے گرج کے اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور ایک ہاتھ سے زمین کی ٹیک دیکر تلوار کو توڑ کر اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ ابھی یہ تلوار تیرے میں ہی گھسیڑ دوں۔ جس پر اُس کے اوسان خطا ہو گئے۔ اور سوامی جی نے تلوار پھینک کر اُسے چھوڑ دیا۔ یہ بن گوادھ وہ گھر کو چلا گیا اور کہہ گیا کہ میں تم سے (یعنی سوامی جی سے) سمجھوں گا"۔

ٹھاکر شیر سنگھ جی کہتے ہیں کہ تت پشچات سوامی جی پھال کارتک پر ینت ٹھیرے اور اس انتر میں سوامی وشودھانند اور کرشنانند آدمی کئی ایک سنیاسیوں سے ویدانت وچار اور یوگ ابھیاس کے پرکار پر بارتالاپ ہوتی رہی ۔

کنوار شکلا سرد پورنما کو رئیس برولی کرن سنگھ پھر گنگا اشنان کو آئے۔ گنگا کے کنارے سوامی جی کی کُٹی سے تھوڑی دور مغرب کو بارہ دواری پر ٹھیرے۔ سوامی جی کو بھی یہیں براجمان سُن کر راتری کے سمے دو آدمی اپنے نوکر سوامی جی کے مار ڈالنے کو مسلحہ اوس نے کُٹی پر بھیجے۔ مگر حسن اتفاق سے چند روز پہلے اس سبب سے کہ جب سوامی جی رات کو سوتے تھے تو اپنے اوڑھنے کے واسطے کوئی بستر نہیں رکھتے تھے۔ ٹھاکروں نے صلاح کر کے ٹھاکر کیتھل سنگھ کو وہاں متقرر کر دیا کہ سوامی جی رات کو سو جایا کریں تو اُن پر کمبل ڈال دیا کرے۔ کیونکہ سوامی جی لوگوں کے چلے جانے کے بعد جب سوتے تو اوّل تو لوگ کمبل اوڑھا دیتے مگر رات کو جب اُتر جاتا تو خود نہ کرتے ۔

پنڈت بھومتر جی نے کہا کہ ان دنوں سوامی موج بابا سنیاسی یوگیشر یہاں تھے جو بالکل مگن رہتے تھے بسبب پیری کے انکو آنکھوں سے کم نظر آتا تھا۔ ان کی خدمت میں ایک بیراگی جمنا داس رہتا تھا۔ اُس نے ایک رات کو دیکھا کہ سوامی دیانند جی کے اوپر سے کمبل گرا ہوا ہے اُس نے لوگوں سے ذکر کیا۔ جس پر یہاں کے ٹھاکروں نے ٹھاکر کیتھل سنگھ کو وہاں متقرر کر دیا۔ کہ رات کو جب کمبل اُتر جایا کرے تو اوڑھا دیا کرے۔ راؤ کرن سنگھ نے ایک دن بیراگیوں سے کہا کہ تم لوگ اس کا سر کاٹ ڈالو۔ میں روپیہ خرچ کر کے تمہیں بچا لونگا۔ اور اگر تم سے ایک آدھ مر جاویگا تو تمہاری کون سی لنگائی روتی ہے۔ مگر اس پر کسی بیراگی کی ہمت نہ پڑی ۔

ایک رات کو راؤ کرن سنگھ نے ۲ بجے کے وقت تین آدمی اپنی تلوار دیکر بھیجے کہ تم جا کر سوامی جی کا مونڈ کاٹ لاؤ۔ یہ آدمی گئے لیکن کُٹی میں اندر جانے کی ہمت نہ پڑی۔ سوامی جی اُس وقت سوتے تھے اور کیتھل سنگھ بھی سوتا تھا۔ سوامی جی کھٹکا سُن کر بیٹھ گئے۔ وہ آدمی لوٹ کر پہنچے کہ ہماری ہمت نہیں پڑتی۔ جہاں راؤ صاحب اُترے ہوئے تھے وہ جگہ سوامی جی سے تقریباً ۱۲۵ قدم دور تھی۔ راؤ صاحب نے پھر اُن سے کہا کہ تم جاؤ اور اُسے مارو اور خوب دھمکایا۔ یہ آواز غالباً سوامی جی نے سنی۔ سوامی جی دھیان اوستھت ہو کر چوکی پر بیٹھ گئے۔ وہ آدمی پھر آئے۔ اس بار بھی اوسان باختہ ہو کر ہمت نہ پا سکے اور واپس گئے جس پر راؤ صاحب نے گالیاں دے کر اُن کو پھر واپس روانہ کیا۔ چنانچہ وہ تیسری بار آئے۔ اور ہاتھ میں تلوار لئے کُٹی کے اندر جانے کو نیچے سے اوپر چڑھے اور یہ کہتے ہوئے کہ کون ہے اس کُٹی میں؟ سوامی جی نے چوکی سے اُٹھ کر کُٹی کے دروازے پر کھڑے ہو کر باواز بلند ہاہ کہا۔ اس آواز اور پھر سوامی جی کی آواز کو سنکر ایسے گھبرائے کہ اُلٹے ہو کر گر پڑے اور تلوار چھوٹ گئی۔ آخر بمشکل سنبھل کر بھاگ گئے۔ اس اوسر میں ٹھاکر کیتھل سنگھ بھی جاگ پڑا اور اُس نے اس کوتک کو دیکھا۔ خوف کے مارے اُسی وقت بھاگ کر گرام میں آیا۔ سوامی جی اُسے منع کرتے رہے کہ تو کہیں مت جا۔ لیکن نہ مانا۔ فوراً آ کر ٹھاکروں کو خبر دی۔ اس سمے رات تقریباً چار گھڑی باقی رہگئی تھی۔ ٹھاکر گوپال سنگھ جی کے بھراتا ٹھاکر کرشن سنگھ جی کو جگا کر سب واردات سُنائی ٹھاکر جی فوراً لٹھ لیکر روانہ ہوئے اور اپنی صبح کے اگنی ہوتر کی

رام لیلا ہوتی ہے تم ہمارے ہاں چلو - سوامی جی نے کہا کہ تم کیسے چھتری ہو جبکہ تمہارے سامنے مہاپرشاؤں کو نچاتے ہیں اگر تمہاری بہن بیٹی کو کوئی نچاوے تو کیسا بُرا مانو - اس پر تکرار ہوگئی اور بلدیو داس بیراگی تلوار لیکر اُٹھ کھڑا ہوا - پھر وہ چلے گئے اور وہاں برولی میں جا کر لیلا کی - مگر بارش کے سبب سے اور اولوں کے باعث وہاں بھی اس دفعہ لیلا نہ کر سکے - راون تک بھی نہ جلا، ❊

پنڈت گوپال چندر پچوڑی سناڈ برہمن سیکنڈ کلرک سپرنٹنڈنٹ انجینئر آفس میرٹھ نے اس قصہ کو اس طرح بیان کیا - کہ جن دنوں سوامی جی صرف ایک کوپین پہنتے اور تمام نگن رہتے اور گنگا تٹ پر پھرتے رہتے تھے اُنہیں دنوں میں بمقام کرن واس مَیں نے دوسری دفعہ سوامی جی کو دیکھا - اُسوقت سنسکرت بولتے مگر مَیں سنسکرت نہ جانتا تھا - وہاں ہم نے یہ تماشا دیکھا کہ رات کو راؤ کرن سنگھ رئیس برولی نے راس کرایا - وہ چکرانکد تھے - پنڈت رات کو سوامی جی کے پاس گئے کہ راس میں چلئے - سوامی جی نے اُس کا کھنڈن کیا اور اُس کو نندنی کرم بتلایا اور نہ پدھارے - مگر دوسرے دن بعد شام کے راؤ صاحب معہ ملازمین اور پنڈتان کے اُن سے اس وِشے میں شاستراتھ کرنے کو آئے - سوامی جی نے یُکتی اور شاستر سے اس کا کھنڈن کیا اور منو کا ایک واکیہ بولا کہ مرد کے لباس میں عورت کو اور عورت کے لباس میں مرد کو دیکھنے کا اتنا دوش ہے کہ اگر دیکھے تو کرسچندراین برت کرے اور سوائے اس کے اور یُکتی بھی دی کہ جب تم اُس کو ایشور مانتے ہو تو کیسے پھر اُس کا لونڈوں کا سوانگ بھر کر گانے بجانے سے اپنی طبیعت خوش کرتے ہو جب تم اُن کا سوانگ کرتے ہو تو اگر کوئی تمہارے ماں باپ کا بھی سوانگ بھر کر ایسا کرے تو یقین ہے کہ فوراً غصّہ آ جائے - یہ کہتے ہی حاضرین جلسہ سب ہنس پڑے اور راؤ صاحب کو اس بات پر بڑی خجالت ہوئی اور کہا کہ تم ہمارے اشٹ دیو کی نندا کرتے ہو اور اُس کو بُرا کہتے ہو - یہ کہکر تلوار نکال سوامی جی کا سر کاٹنے پر اُدیت ہو اُٹھ کھڑے ہوئے - اُسوقت سوامی جی نے کہا کہ اگر ست کہتے ہوئے سر ہی کٹتا ہے تو تم کو اختیار ہے کہ کاٹ ڈالو - مگر اُسوقت ست کا ایسا رُعب چھایا کہ اُس کا ہاتھ نچلا اور کھڑا کا کھڑا رہ گیا - اُسوقت سے چکرانکد لوگ سوامی جی کے مخالف ہوگئے یہ لفظ بھی سوامی جی نے ضرور کہا تھا کہ چھتری یا تو شستر نکالے نہیں اگر نکالے تو جس ارادے سے نکالے اُس ارادے کو پورا کرے اور جو نہ کر سکے تو اُس کے کھشتر پن میں شک ہے مگر وہ کچھ بھی نہ کر سکا اور آخرکار اُسی طرح گھبرائے ہوئے معہ اپنے آدمیوں کے اپنے ڈیرہ کو چلا گیا اور سوامی جی اپنے آسن سے ذرا بھی نہ ہلے" بعد اس کے چلے جانے کے بہت سے لوگوں کی یہ خواہش ہوئی کہ سوامی جی اس بات کی پولیس میں رپورٹ کریں اور اس کے ہتھیار نکالنے کی تحقیقات ہو - مگر سوامی جی نے اُتر دیا کہ وہ اپنی چھترت کو پورا نہ کر سکا تو یہ ضرور ہے کہ ہم بھی اپنی برہمنتو سے پتت ہو جاویں ہمارا سنتوش کرنا ہی پرم دہرم ہے اور ما سوائے اس کے ہم کو کچھ اس سے ایذا بھی نہیں پہنچی ہے - اُسکے لئے اتنی خجالت ہی کافی سزا ہے - اگر بُدھی مان ہوگا تو پھر ایسا کرم نہ کرے گا - کارتکی کا میلہ تھا صدہا آدمی وہاں موجود تھے - غالباً ماہ اکتوبر یا نومبر تھا" ❊

راجا اُدت نرائن جی رئیس متھرا نے اس قصہ کو اس طرح بیان کیا - میں نے راؤ کرن سنگھ صاحب اور سوامی جی کی تکرار کا قصہ سُنا ہوا ہے کہ "راؤ کرن سنگھ ایک دفعہ سوامی جی کے پاس گئے - راؤ صاحب سنسکرت بولتے تھے مگر نہیں بول سکتے تھے غلط بولتے تھے - جس پر سوامی جی ٹوکتے تھے کہ اَشدھ مت بولو - جس چیز کو تم نہیں جانتے ہو اُس کے دعویدار کیوں ہو - مگر وہ بیفائدہ تکرار اور بیہودہ تقریر کرتا جاتا تھا - جب کوئی مذہبی ذکر چلا تو لاجواب ہو کر اور غصّہ کھا کر تلوار نکالی اور سوامی جی کے مارنے کو طیار ہوا - مگر سوامی جی نے ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر اُس کی طرف پھینکا وہ پتھر کی زد

کو پکڑ کر دھکا (جھٹکا) دیا۔ وہ پیچھے جا پڑا۔ اُسوقت سوامی جی نے کہا کہ رے دھورت۔ اس پر ٹھاکر کشن سنگھ جی لٹھ لیکر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ اگر تم مہاتما کو ذرا بھی چھیڑوگے تو لٹھوں کے مارے تمہاری تمام شیخی بکھار دینگے۔ اِس لئے یہ دُم دبا کر یہاں سے چل دیئے۔ اُسوقت سوامی جی کے پاس پچاس کے قریب آدمی بیٹھے ہوئے تھے ۞

پنڈت کرشن بلبھ پوجاری مندر کرن واس نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا۔ "راؤ صاحب سوامی جی کے پاس گئے۔ اثناء بات چیت میں کہا کہ تم مہاراج رنگا چاری کے سامنے کیڑے کے تُل ہو اور پھر کہا کہ تجھ سے اُس کے آگے جوتیاں اٹھاتے ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ رانڈا چارئین کا گنام سیمپی۔ ایکا آگتا یہسر آگتا۔ لکھشیہ آگتا۔ شاستر ارتھ کرو۔ اُس نے پھر اُس کی بیجا تعریف کی اور سوامی جی کو کٹو واکیہ بولے بلکہ سخت گالیاں دیں۔ راؤ صاحب اُس وقت بیر آسن پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ہاتھ تلوار کی مُٹھ پر تھا اور دوسرا ہاتھ کبھی مُٹھ پر اور کبھی اُن کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ ایک پاؤں کے بوجھ پر بیٹھا ہؤا گالی دیتا تھا اور غصے سے لال ہو رہا تھا۔ مگر سوامی جی پدم آسن پر بیٹھے ہوئے ہنستے جاتے تھے اور یہی کہے جاتے تھے۔ رنڈا چارئین سیمپی مم پہپے کا گتا" ۞

ماسٹر گوپال سنگھ ورماکھشتری ساکن کرن واس نے اِس طرح بیان کیا۔ کہ "جب راؤ صاحب سوامی جی کے درشنوں کو گئے تو سوامی جی نے پوچھا کہ تم نے شریر کیوں گدھ کرایا ہؤا ہے اور کیوں چکرانکد ہوئے تم کھشتری ہو تم کو ایسا کرنا اُچت نہیں ہے۔ اتنی بات سوامی جی سے سُن کر وہ بگڑا اور کہا کہ یہ ہمارا پرم مت ہے اس کو تم کس طرح بُرا کہتے ہو اور ہم ابھی خط لکھتے ہیں۔ رنگا چارج سوامی کو برندابن میں۔ جو شاستر ارتھ سے ٹھیک ہو وہی مت سچا ہے۔ تم نے ہمارے مت کو بُرا کہا۔ ہم تم سے بُری طرح پیش آئینگے۔ سوامی جی مہاراج نے اس کے اتر میں کہا کہ اگر تو ہم سے لڑنا چاہتا ہے تو اپنے سپاہیوں میں سے ایک ایک کھڑا کر دے۔ اور جو شاستر ارتھ کرنا چاہتے ہو تو رنگا چارج کو یہاں پر بُلا لے اور ایک پتر اس پرتگیا کا لکھ کر (تو جو گنگا جی کو مانتا ہے) تو گنگا جی میں دے کہ جو ہارے وہ اپنے دھرم کو چھوڑ دے۔ تلوار پر بھی اُس نے ہاتھ رکھا تھا۔ میں اُس وقت موجود تھا یہ سب سنا ہے" ۞

ٹھاکر گوپال سنگھ رئیس کرن واس کھینیہ و حکیم رام پرشاد المشہور رامو جی اصل ساکن ٹرولی نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا۔ "دسہرہ سے بیس روز پہلے راؤ کرن سنگھ یہاں کرن واس میں آئے اور آکر جب سوامی جی کا شہرہ سنا تو ارادہ ملنے کا کیا۔ لوگوں نے یہ ہی کہا کہ یہاں ایک سنیاسی آیا ہے۔ جو گنگا کو نہیں مانتا۔ تیرتھوں کو نہیں مانتا۔ تلک کو منع کرتا ہے (مشہور ہؤا کہ ایک تلک چاٹا سوامی آئے ہیں) اُس نے کہا کہ ہم جاوینگے۔ چنانچہ وہ مع بیس پچیس ملازمان کے مسلحہ ہو کر سوامی جی کے پاس گیا۔ جا کے ڈنڈوت کر کے بیٹھا۔ بارتالاپ ہوئی۔ اُس نے کہا کہ آپ گنگا جی کو نہیں مانتے۔ سوامی جی نے کہا کہ جتنی گنگا جی ہیں اتنا مانتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ کتنی۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم لوگوں (سنیاسیوں) کا تو گنگا جی کمنڈل ہی ہے کیونکہ سوائے اسکے ہمارے پاس کوئی پاتر نہیں ہے۔ اس پر اُس نے چند شلوک گنگا جی کی تعریف میں پڑھے۔ سوامی جی نے کہا کہ یہ بات تمہاری گپ ہے۔ یہ صرف پینے کا پانی ہے اس سے موکھش نہیں ہو سکتی۔ موکھش تو کرموں سے ہوتی ہے ایسا تمکو پوپوں نے بہکا لیا ہے۔ چونکہ اُس نے لمبے لمبے تلک لگائے ہوئے تھے۔ اس واسطے سوامی جی نے پوچھا تم کھشتری ہو یہ بیراگیوں کے سے لمبے لمبے تلک کیوں لگاتے ہو۔ اُس نے کہا کہ ہمارے سوامی جی کے سامنے آپ سے بات بھی نہ ہوگی۔ اُن سے شاستر ارتھ کرو۔ سوامی جی نے کہا کہ ان کو شاستر ارتھ کے واسطے بلاؤ۔ اور اگر اُن میں آنے کی سامرتھ نہ ہو تو اُن کو لکھو ہم وہاں چلیں۔ اس پر وہ بہت خفا ہوئے اور گالی گلوچ بھی دیں۔ اس سے پہلے اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے ہاں

کو یہاں گنگا سنان کا میلہ ہوتا ہے۔ اُس میلہ پر اس اطراف کے کسان لوگ بہت اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور رئیس برولی راؤ کرن سنگھ بڑگوجر (ٹھاکر) کھشتری ہمیشہ گنگا سنان کو آتے تھے۔ اُس سال بھی آئے اور سوامی جی سے ملے۔ یہ کھشتری تھوڑے ہی دن پہلے لالچ کے بس میں رنگاچاری کے چیلا ہو دگدھ ہو چکے تھے۔ اور گنگا کی بڑی بھگتی سے ارادھنا کرتے تھے۔ ان گے اور ان کے ساتھیوں کے کھڑے تلک اور رام پٹا کا چکرانکدی تلک U دیکھ کر سوامی جی مہاراج ہنسے اور بڑے آدر ستکار سے بیٹھنے کو کہا۔ پرنتو رئیس صاحب سوامی جی کے اودیش کو پہلے ہی سے سُن چکے تھے (کیونکہ وہ اسی قصبہ کرن واس میں بیاہے ہوئے ہیں)۔ کچھ تھوڑی سی صورت بگاڑ کر بولے کہ کہاں بیٹھیں۔ سوامی جی نے آگیا دی کہ جہاں اچھا ہو۔ اس پر رئیس نے کہا کہ جہاں تم بیٹھے ہو اُس جگہ بیٹھینگے۔ سوامی جی مہاراج سیتل پاٹی کے ایک سرے کو ہٹ کر کہنے لگے کہ آئیے۔ بیٹھتے ہی رئیس کرودھ بھرے واکیوں سے کہ باباجی تمہارا یہ گنگا آدی کو نہ ماننا اچھا نہیں۔ اگر ہمارے روبرو کچھ کھنڈن منڈن کی باتیں کیں تو بُری طرح پیش آویں گے۔ سوامی جی مہاراج نے اُن کے کٹو واکیوں (سخنہائے تلخ و ناملائم) کو سہن کر (برداشت کر کے) اور کنچت بھی چنتا نہ کرتے ہوئے سنگھ وت شرگال سے کچھ بھی بھئے بھیت نہ ہو کر بڑی گمبھیرتا۔ شانتی اور مدھر واکیوں سے دہرم کا اُپدیش کرتے ہوئے چکرانکدمت کا بھلی پرکار کھنڈن کیا۔ اور کہا کہ تم اپنے رنگاچاری کو شاستراتھ کے نمت اُدیّت کرو ہم اُن کی سمپردائے کا کھنڈن کرنے کو تیار ہیں۔ یہ سُن رئیس نے کوپت (غصّہ) ہو مورکھتا میں آ کچھ دو ایک کٹو واکیہ کہے۔ اس پر ٹھاکر کشن سنگھ جی نے بڑی شورتا سے اُس سمہ رئیس سے کہا کہ بس اب آگے کچھ بکا تو آپ کی زبان سخت فوجداری کراویگی۔ بھلے آدمیوں کو سبھا میں یوگ بولنا چاہیئے۔ آپ مہاتما کو دہرم اُپدیش کرتے کٹو واکیہ نہ کہئے۔ اگر سُننا نہیں چاہتے تو چلے جائیے۔ یہ باتیں تیزی کی سنکر رئیس برولی چُپکے ہو اپنے ڈیرے کو اُٹھ گئے اور سبھا استھ لوگوں نے رئیس کی بڑی نندا کی۔ پرنتو سوامی جی مہاراج نے اتنا کہکر بس کیا۔

धर्म एव हतो हन्ति धर्म्मो रक्षति रक्षितः । तस्माद् धर्म्मो न हन्तव्यो मानो धर्म्मो हतोवधीत्

اور پھر ویسا اُپدیش کرنے لگے ؛

پنڈت بھوتر جی کہتے ہیں (اسی واقعہ کو) کہ جب راؤ کرن سنگھ رئیس برولی یہاں بتقریب گنگا اشنان آکر سوامی جی کے درشن کو آئے۔ تو سوامی جی نے دیکھ کر سنسکرت میں کہا۔ کہ تم نے چھتری ہو کر یہ چانڈال کی سی آکرتی کیوں کر لی۔ اُس نے نہ سمجھا اور کہا کہ مَیں سمجھا نہیں ہوں۔ سوامی جی نے گورو ٹیکارام کو کہا کہ تم سمجھا دو۔ وہ ڈرنے لگے کیونکہ اُس کے ساتھ دس بارہ آدمی ہتھیار بند تھے۔ سوامی جی نے جھڑک کر کہا کہ تم بھئے مت کرو۔ جیسا مَیں نے کہا ہے ویسا ہی سمجھا دو۔ اِس لئے ٹیکارام نے اُس کو بھاشا میں سمجھا دیا کہ سوامی جی مہاراج یہ کہتے ہیں کہ آپ نے کھتریوں کا دہرم چھوڑ کر یہ بھکاریوں کا چِنہہ مستک پر کیوں دھارن کیا ہؤا ہے۔ مگر وہ سمجھ گیا۔ اس پر وہ لال سُرخ ہو کر یکلخت سوامی جی کو گالی دینے لگا۔ سوامی جی اُن کی گالی کو سُن کر ہنس کر کہنے لگے۔ کہ تم اگر شستراتھ کرنا چاہتے ہو تو جے پور۔ دھولپور کے راجاؤں کے ساتھ جا لڑو۔ اور یدی شاستراتھ کرنا چاہتے ہو۔ تو اپنے گورو رنگاچاری کو برندابن سے بلا لو اور شاستراتھ کراؤ اور تامبر پتر پر اپنے گورو کی اور میری یہ پرتگیا لکھاؤ کہ اگر تمہارا یہ مت جھوٹا ہے تو رنگاچاری سات جنم نرک میں رہے اور یدی میرا ویدوکت مت جھوٹا ہو تو مَیں سات جنم تک نرک نواس کروں۔ ورنہ تمہاری مورکھتا ہے کہ جو تم بے سمجھے بالکوں کی طرح بیوہار کرتے ہو۔ اس پر وہ اَور بھی زیادہ مار پیٹ کو آمادہ ہوئے اور تلوار کی مُٹھ پر ہاتھ رکھا۔ اُن کے ساتھ بلدیو پرشاد پہلوان تھا اُس نے کہا کہ نہیں میں اس کو درست کرتا ہوں۔ وہ آگے بڑھا اور سوامی جی پر ہاتھ ڈالنا چاہا۔ مگر سوامی جی نے جون ہی اُس کے ہاتھ

زمان کر یگ پرارنبھ ہؤا - اور سب کو اُسی یگ میں یگوپویت سنسکار و گائیتری منتر اُپدیش دیا گیا - اُس یگ میں کیول مٹھن لال جی کو دیارتھی - پنڈت ٹیکا رام شاستری جی کا بھائی برہمن تھا باقی ہم سب لوگ کھشتری تھے ارتھات شریمان ٹھاکر گوپال سنگھ و اُن کے بھائی ٹھاکر کرشن سنگھ جی و رگھونندن سنگھ جی اور اُن کے پُتر خوب سنگھ جی و بھوم سنگھ جی اور ٹھاکر کھوڈر سنگھ جی - ٹھاکر دیوان جی - طوطا رام و اندر سنگھ - کیتھل سنگھ جی - ہری بابا و منشی گوپال سنگھ جی ثانی - اور میں ٹھاکر شیر سنگھ سنسکرت ہوئے - یگ کی سماپتی میں یگ شیش بانٹا گیا - اور ہم سب نے اپنی سامرتھ انوسار جپ کرتا تھا یگ کرتا کو دکھشنا ارپن کی - اُسی یگ میں ہمارے کل گورو کُر جی ناتک پنڈت اور اُن کے چھوٹے بھائی پنڈت ہیرا لال جی ناتلک - کنٹھی توڑ پھینک کر ہمارے وِبھشت ہوئے تھے - اور یہ یگ اس سمے سے کھشتریوں کا بہت دنوں سے چھوٹا ہؤا سنسکار کرانے والا شری سوامی جی مہاراج کی وجہ سے سورج اُدے کی طرح پرکاشت ہؤا کہنا یتھارتھ ہے - اُس سمے کا آنند اور الہاد یعنی اُس وقت کی خوشی اور مسرت اندازۂ بیان سے باہر ہے -

اس کرم سے ایک اپورو اگنی پرجولت ہو اُٹھی - یعنی اس یگ سے دھرماتماؤں کے مردہ دلوں میں دھرم کی تازہ اگنی پرکاش ہو پڑی اور چاروں طرف سے برہمن - کھشتری - ویش آ آ کر سنسکار کرانے لگے - اور سوامی جی مہاراج بھی نربھے (بے تحاشا) اور بے کھٹکے آٹھوں گپوں[1] کا کھنڈن کرنے لگے ؛

پوش کے مہینے میں پنڈت ہیرا بلبھ پربتی شاستری سوامی جی سے شاسترارتھ کرنے انوپ شہر سے آئے - اُس دن تخمیناً دو ہزار منشوں کا اژدہام تھا - پنڈت ہیرا بلبھ جی سبھا مدھ میں ایک چھوٹے سے سندر سنگھاسن پر بال مکند - گومتی چکر - شالگرام آدی کی مورتیاں رکھ کر یہ پرتگیا (اقرار) کر کے بیٹھے تھے کہ سوامی جی مہاراج کے ہاتھ سے بھوجن کرا کے اُٹھوں گا - پرنتو وہ دن دونوں کے دھارا پرواہ سنسکرت بولنے میں سماپت ہؤا - اور اسی پرکار چھ دن پریئنت دھرم چرچا ہوتی رہی - کئی کئی سامعین ہر روز نئے نئے آتے جاتے رہے - انت کو ہم سب سبھا استھ لوگوں کے سامنے شری پنڈت ور بہو ستھا پک شاستری ہیرا بلبھ پربتی نے کھڑے ہو کر شری مان ودوان یوگی راج شری ۱۰۸ سوامی دیانند جی مہاراج کی سنسکرت میں اُستتی کر پرنام کیا - اور بڑے اوچ سُور سے ہم سب سبھا استھوں کو سُنا کر کہا کہ سوامی جی مہاراج جو کچھ کہتے ہیں وہ سب ستیہ اور پرمانک ہے - اس کے پشچات وہ سنگھاسن جس پر اٹھارہ آدی رکھی تھیں اُٹھا کر سب مورتیاں گنگا میں ڈال دیں - اور وید بھگوان اُسی سنگھاسن پر پرتشٹھت کیا - یہ دیکھ سوامی جی مہاراج نے شاستری جی کے ست گرہن کرنے اور متھیا کے تیاگنے کی بڑی مہاکی - پھر کیا تھا پول کُھل گئی - چوری پکڑی گئی - متھیا اگرہی (بیہودہ ہٹ کرنے والے بُت پرست) اپنے اپنے گھروں کو اوسان باختہ اور دل شکستہ (ہت اتساہ) ہو کر چلے گئے - اور سوامی جی مہاراج بھی ماگھ ماس کے انت میں (یعنی ۸ - فروری سنہ ۱۸۶۸ء) کو وہاں سے چلکر رام گھاٹ - سورون - پٹیالی - کنپلا - فرخ آباد - کانپور تک بھرمن (سیر و سیاحت) کرنے چلے گئے ؛

جیشٹھ ودی ۱۳ سمت ۱۹۲۵ مطابق ۲۰ - مئی سنہ ۱۸۶۸ء کو کرن واس میں اُسی گنگیا پر پھر آ براجمان ہوئے - اور جیشٹھ شدی ۱۰ مطابق ۳۱ مئی سنہ ۱۸۶۸ء

---

[1] اِن آٹھ گپوں کا سوامی جی کھنڈن کرتے رہے - یعنی ان آٹھ خرابیوں کا نام آٹھ گپیں رکھا تھا - اوّل یہ کہ اٹھارہ پران بیاس جی کے نام سے جعلی بنائے ہوئے ہیں وہ غلط اور اپمان ہیں - دوم بت پرستی - سوم سمپرداشیو - گینتی - راماجی وغیرہ سب ناجائز اور مصنوعی ہیں - چہارم تنتر گرنتھ بام مارگ وغیرہ - پنجم مسکرات - ششم زناکاری - ہفتم چوری - ہشتم دروغ گوئی - دغابازی - نمک حرامی - یہ آٹھ گپ یعنی است ہیں - انہیں چھوڑنا چاہیئے ؛

پھر سیدھے گنگا کے کنارے چلتے چلتے بیساکھ شکلا سمت ۱۹۲۴ مطابق ماہ مئی ۱۸۶۷ء میں کرن واس پہنچے۔ ٹھاکر شیر سنگھ جی ساکن کرن واس
تحریر کرتے ہیں کہ اس دفعہ صرف ایک دن ٹھیر کر چلے گئے اور اسی سموت کے اساڑھ شدی ۵ (۶-جولائی) کو پنڈت ٹیکارام شاستری جی نے رام گھاٹ
میں درشن کیا اور بارتالاپ ہوئی۔ انہوں نے وہاں سے آکر ٹھاکر گوپال سنگھ جی سے کہا کہ ایک دگمبر سنیاسی گنگا کنارے بن کھنڈی پر ملے۔
اور ہردوار کے کُمبھ میں سبھا جیت کر آئے ہیں۔ سنسکرت بانی بولتے اور بڑے وِدوان ہیں۔ مورتی پوجا۔ اوتار۔ کنٹھی۔ مالا۔ تلک۔ بھاگوت
سمپردائے آدی کو متھیا اور پاکھنڈ تبلاتے ہیں۔ برہمن۔ کھتری۔ ویش کی ایک ہی گائیتری کہتے ہیں۔ ہم اُن کو یہاں بُلا آئے ہیں۔ یہ سنکر
ٹھاکر دہرم سنگھ (جو پنڈت ٹیکارام جی سے ویاکرن پڑھے تھے اور اچھے ویاکرنی تھے) اور ٹھاکر گوپال سنگھ کی باہمی صلاح سے پنڈت ٹیکارام جی
کو بُلانے بھیجا گیا۔ پرنتو شری سوامی جی مہاراج اُسی دن کرن واس پکے گھاٹ پر گنگا کنارے آگئے۔ اور پنڈت بھگوان داس بھاگوتی پنڈت نے
بھوجن آدی سے سیوا ستکار کیا۔ ہم لوگوں کو پنڈت ٹیکارام جی نے دوسرے دن رام گھاٹ سے واپس آکر سوامی جی کا یہاں پدھارنا پرکاش
کیا۔ ہم لوگ پکے گھاٹ پر سوامی جی کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ ناگا بابا کی مڑھی جو خالی پڑی تھی اُس کے آگے وسیندو بसेन्द برکھش کی
چھایا میں گنگا رج لگائے اکیلے لنگوٹی باندھے مہاراج براجمان ہیں۔ پنڈت ٹیکارام جی کو ہمارے ساتھ دیکھ سوامی جی پرسن ہوئے۔ اور ٹھاکر دہرم سنگھ
ویاکرن کے جاننے والے نے سنسکرت میں سوامی جی مہاراج کو اپنا نام اور جاتی کہہ ابھے وادن کیا۔ سوامی جی نے پرتی اتر دیا اور اتی پرسن ہو کر
ہم لوگوں سے پریم پوروک بارتالاپ کی۔ اُس دن درشن کر کچھ دیر پیچھے ہم لوگ چلے آئے۔ اب گاؤں میں چرچا پھیلا کہ بڑے بھاری مہاتما اور
سنسکرت کے پنڈت آئے ہیں۔ پہلے کبھی نہ سنے گئے نہ دیکھے گئے۔ اسی اندولن میں سوامی جی مہاراج کو شراون مہینہ بیت کر آدھا بھادوں آگیا۔
اور پنڈت ٹیکارام جی سوامی جی سے منوسمرتی اور اُپ نشد آدی پڑھتے اور بچارتے رہے۔ اسی انتر میں پنڈت بھگوانداس بھاگوتی سے ایک دن سوامی جی
مہاراج نے کنٹھی تلک دھارن کرنے کا سادھارن پرکار سے نشیدھ کیا۔ وہ سُن کے چُپکے ہی چلے آئے۔ اور گرام میں آکر سوامی جی کے وِرودھ اُدیوگ کرنا
چاہا۔ آشون کے مہینے میں باہر کے آئے ہوئے پنڈتوں سے بھگوانداس نے سوامی جی کے نشیدھ کا سنپورن حال مخالف بن کر کہہ سنایا۔ تب تو گرام گرام اور
نگر نگر میں سوامی جی کا بڑے آشچرج کے ساتھ چرچا پھیل چلا۔ اور دان پور کے پنڈت نندلال جی و احمد گڑھ کے پنڈت کمل نین جی سرد پورنما کو سنان کرنے آئے
اور سوامی جی کے درشن کئے۔ اور کچھ شاستر وچار بھی ہؤا۔ اُن دونوں پنڈتوں نے نند کشور اپادھیائے کرن واس والے سے کہا کہ پنڈت امبادت وید
انوپ شہر واسی کو بُلا کر اُن سے شاستر ارتھ کرایا جاوے تب بھلے ہی ارتھ سدھ ہو۔ نہیں تو (انیہ) اور سے کچھ نہیں ہوگا۔ یہ سُنکر انہوں نے پنڈت
امبادت جی کو بُلایا اور سوامی جی سے سنسکرت میں شاستر ارتھ ہؤا۔ پنڈت امبادت جی نے سوامی جی مہاراج کے کتھن کو سویکار کر کہا کہ شری پنڈت ہیرا بلبھ جی
پربتی جو رگ وید پاٹھی اور ویاکرنی ہیں وے ان باتوں کو مان لیں تو نشچے ہو جائے۔ پرنتو پنڈت امبادت جی کی بیو سنتھا دیتے ہی اور ڈھنگ ہوگیا۔ ہم
ٹھاکر لوگ سوامی جی سے پرارتھی (مستدعی) ہوئے۔ کہ جو کرم بتلایا جائے اُسے کرنے کو اُدیت ہیں۔ سوامی جی مہاراج نے ہم لوگوں میں جن کی آیو ادھک تھی
اُن کو پرایسچت کرنے کو کہا اور سب کا یگوپویت سنسکار کرانے کو آگیا دی۔ سوامی جی کی آگیا انوسار انوپ شہر۔ دان پور۔ کرن واس۔ احمد گڑھ۔ رام گھاٹ۔
جہانگیر آباد سے اُن مان میں چالیس کے قریب وِدوان برہمن گائیتری کا جاپ کرنے کے واسطے بُلائے گئے۔ اور جپ اردھ (نصف) شکل پکش میں پورا ہؤا۔
اُس کے بعد (تد اُپرانت) وہیں سوامی جی کی کُٹیا پر کُنڈ بنایا گیا اور انوپ شہر کے درشنی دپربتی کرم کانڈی وید پاٹھی برہمنوں کو برہما۔ ہوتا۔ رتوج آدی

کی سنتان اور بیاس اور کپل کی اولاد کو پرتما پوجتا دیکھ کر اُس کے دل میں تیبر ویراگ اُتپن ہؤا - پنڈتوں کی طرف سے ویدک دھرم کی جانب سے غفلت اور سرد مہری اور برہمن - کھتری اور ویشوں کو عیسائی اور مسلمان ہوتا دیکھ سُن کر اُس کا دیاوان من استھر نہ رہ سکا اور نہ چاہا کہ ان سبھوں کے ساتھ تقلید پرستی کے بہاؤ میں بہتا ہؤا چلا جاؤں - بار بار دیکھا اور کئی بار دیکھا - غور کیا اور سوچا - ایک روز نہیں بلکہ چند روز - پوربی کے دس بارہ روز بعد تک سوچتا رہا - آخر اُس کی حق پسند طبیعت نے نہایت دردانگیز آواز سے یہ صلاح دی کہ تُو اوروں کی طرح غافل مت ہو - مرض کو جان کر علاج میں غفلت کرنا زیادہ گناہ ہے - تجھے پرمیشور نے آنکھیں دیں - تُو ست دھرم کی عظمت کو جان چکا - اُٹھ کھڑا ہو اور اُن سوتوں کو جگا - کر ہمت باندھ کیونکہ جو اوروں کی مدد کرتا ہے ایشور آپ اُس کے سہایک ہوتے ہیں - پروپکار ائے ستان وبھوتیہ - یہ وچار درڑھ ہوتے ہی ویاکھیان دیتے دیتے یک لخت دل بھر آیا - ویاکھیان کی سماپتی پر سروم وے پورنم سواہا کرکے اپنا سب کچھ تیاگ دیا - پُستک - برتن - پیتامبری دھوتیاں - ریشمی کپڑے - دوشالے اور اُونی کپڑے - نقد روپیہ وغیرہ جو کچھ تھا سب کچھ جو جسکے لائق دیکھا اُسے بانٹ دیا ؎

اُسوقت سوامی کیلاس پربت نے اُن سے کہا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو - کہا کہ ہم صاف صاف کہنا چاہتے ہیں اور وہ بے کھٹکا ہونے کے بغیر نہیں ہوسکتا - جب تک ہم اپنی ضرورتوں کو کم نہ کریں اپنی منشاء کو پورا نہیں کرسکتے ؎

پنڈت دیارام نے کہا - کہ جب میلہ ہوگیا تو میلہ کے دس گیارہ روز بعد سب قسم کے دُنیاوی جھگڑوں کو تیاگ - پورن ویراگ وان ہو - ننگن ایک لنگوٹ رکھ ایک پُستک مہابھاش اور صہ روپیہ نقد اور ایک تھان ململ ہمکو دیکر کہا کہ سوامی برجانند جی کے پاس متھرا میں پہنچا دو - اور خود یہ پرن کرکے کہ جبتک ہمارا منشاء پورا نہو سنسکرت بھاشن کرتے رہینگے اور گنگا کے کنارے بچرینگے - باقی سب کچھ مال واسباب تقسیم کرکے گنگا کے کنارے چل پڑے - ہم نے وہ اشیا متھرا میں ڈنڈی جی مہاراج کو پہنچا دیں اور ہردوار کا سارا برتانت اُن کو سُنایا وہ سنکر خاموش ہوگئے ؎

جوتشی روپ رام کہتے ہیں - کہ سوامی جی نے ہردوار پہنچکر ایک چٹھی ٹھاکر رنجیت سنگھ رئیس اچرول کے نام ارسال کی - جس پر سردار نے مجھے حکم دیا کہ تم وہاں جاؤ اور اُن سے ملو اور دو اشرفی بھینٹ کے واسطے دیں - مگر جب مَیں پہنچا تو اُس سے پہلے سوامی جی سب چیزیں لوگوں کو بانٹ رہے تھے - صرف ایک مالا اور ایک درگا کی پُستک موجود تھی مجھے عہ روپے دینے لگے - مَیں نے روپے تو نہیں لئے مگر مالا اور پُستک لے لی ؎

سوامی رتن گری کہتے ہیں - کہ جب سوامی جی نے سب کچھ تیاگ کر گنگا کے تیر بچرنے کا پرن کیا تو اُسوقت سب مہاتما سادھو لوگ یہی کہتے تھے کہ جو بات دیانند کہتے ہیں یعنی مورتی پُوجا اور پورانوں کا جھوٹھا ہونا اور سمپردائیوں کا مِتھیاپن - یہ ہے تو سچ مگر کُھل کھیلنا یعنی دُنیا کے رواج کے خلاف چلنا اچھا نہیں ؎

اوّل رشی کیش کی طرف گئے اور پانچ چھ روز میں واپس آکر جنوب کی طرف چل پڑے - ہردوار سے چلکر کنکھل سے ہوتے ہوئے لب گنگا لنڈھورا پہنچے - تین دن تک کچھ نہ کھایا تھا - جب بہت بھُوکھ لگی تو ایک کھیت والے سے کہا - اُس نے تین بینگن دئے - وہی کھا کر طبیعت کو ترپت کیا وہاں سے شُکرتال میں گئے - جہاں لوگ کہتے ہیں کہ سُکھدیو نے کتھا سُنائی تھی - پھر پریچھت گڑھ - پھر گڑھ مکتیسر میں آئے وہاں پندرہ دن رہے باؤ میں دن رات پڑے رہتے تھے - وہاں کے پنڈتوں سے شاستر ارتھ ہؤا - رُڑکی سے ۲۰ بیس کوس اُدھر میراں پور میں بھی کسی سے دورو شاستر ارتھ ہؤا تھا ؎

پنڈت وستی رام کنکھل پاٹ شالہ کے مشہور فاضل نے فرمایا۔ کہ میں سوامی جی سے سمت ۱۹۲۴ میں ملا۔ ویاکرن میں بات چیت ہوتی رہی۔ وہ پورن ودوان تھے اور وید و شاستر کا اُن کو اچھا گیان تھا۔ مورتی پوجا۔ کے کھنڈن وغیرہ چند باتوں میں میرا اُن سے اتفاق نہیں ٭

سوامی رتن گری مقام اجمیر میں فرماتے تھے۔ کہ جب سوامی جی کے درشن چوبیس کے کمبھ میں ہردوار پر ہوئے۔ تو اُن کے ساتھ ایک خاصہ خیمہ تھا جو اتفاقاً جنگل کے آگ لگ جانے سے جل گیا۔ اُس سمے میں سادہو امید گری جی کی منڈلی کا ڈیرہ بھی جل گیا تھا۔ سوامی جی کا ڈیرہ سپت سروت پر تھا جو ہردوار سے تین کوس پر رکھی کیش کے راستے میں ہے۔ جو لوگ ہردوار سے رشی کیش کو جاتے تھے۔ گرہستی۔ سنیاسی۔ نرملا۔ بیراگی وغیرہ سب اُنکے درشن کو آیا کرتے تھے۔ سوائے خاص خاص گدّی نشینوں کے جو اگرچہ خود نہیں گئے مگر اپنے ودوان چیلوں کو بھیجکر شنکا سمادھان کرتے رہے۔ پنڈت شام سنگھ ٹھاکروں کے ڈیرہ والے اور آتم سروپ امرتسر والے اور تمام مشہور پنڈت چرچا اور بارتالاپ کے واسطے جایا کرتے تھے ٭

عام میلے میں سادہوؤں کی نہایت آشفتہ حالت تھی۔ سنیاسی جن کا کام جگت کا سُدھار کرنا تھا وہ گری[1]۔ پوری[2]۔ بھارتی[3]۔ ارنیہ[4]۔ پربت[5]۔ آشرم[6]۔ سرستی[7]۔ ساگر۔ تیرتھ[9]۔ گوسائیں[10] دس حصوں میں تقسیم ہو کر باہمی خانہ جنگیوں میں مبتلا تھے۔ گوسائیں شادیاں کر کے بھگوے بانا کو لاج لگا رہے تھے۔ کیونکہ کل یُگی محاورے کے مطابق بھوگ اور یوگ کو ملا رہے تھے۔ نام کے تیاگی اور اصل میں گرہستیوں کے باوا بن رہے تھے۔ شراب نوشی۔ گوشت خوری۔ زناکاری جو بام مارگ۔ چولی مارگ اور بیج مارگ کے سادھن ہیں اُنہیں اہنگ برہم اسمی کی ترنگ میں شبیر مادر سمجھ رہے تھے۔ راستی کا راستہ بھلا خود خدا بنے ہوئے تھے۔ نرملے نام ہی کے نرملے تھے ورنہ ست دہرم کی نرملتا اور اُجلتا سے منزلوں دُور تھے۔ اور دُور کیوں نہ ہوں۔ کیا کہیں خودی میں بھی پاکیزگی ہو سکتی ہے۔ اُداسی ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اُداس تو نہیں بلکہ سراپا آس۔ ہاتھی۔ گھوڑے سیدپہری اور زردوزی جھولیں۔ مخملی تکیہ اور زربفت کے گدیلے۔ سونے کے کنگن اور چاندی کے اوگلدان غرضیکہ سب کچھ پاس تھا۔ اُنہیں دیکھ کر کون ہے جو انہیں اُداس کہے اور اپنی جہالت کا اقبالی نہ ہو ٭

ویراگی یوں مُنہ سے کہنے کو سب ویراگ موجود۔ تیاگ موجود۔ لوگوں کی دولت پھُونکنے کو آگ کا انگیٹھا بھی پاس۔ لیکن کالا اکھشر بھینس برابر سوائے کھانے اور پڑ رہنے یا بیراگنوں میں زندگی گذارنے کے بامعنی ویراگ کا پتہ نہیں۔ گیتا صرف پاٹھ ماتر بھی ہزاروں میں سے ایک کو یاد۔ ارتھ کرنیوالے میں سے دس بارہ جانتے ہونگے۔ اور اس پر بھی تمباکو۔ چرس۔ بھنگ۔ گانجا سے محروم۔ النادر کالمعدوم ٭

جوگی گورکھ ناتھ کے نام کو بدنام کرنے والے کانوں میں سنہری حلقہ ڈالے کوئی کسی گدّی کا مہنت اور کوئی کسی کا۔ دہرم کرم سے ناواقف۔ یوگ کے پورے شترُو۔ مدھ مانس کھانے میں ہوشیار۔ لوگوں کے سادہ لوح بچّوں کے کان پھاڑنے میں خبردار۔ راجا مہاراجا عقل کے اندھے گانٹھ کے پورے اسی طرح کے سنڈ مسنڈوں کے چیلے اور مرید۔ تن من دھن گوسائیں اور گوروجی کے ارپن کرنے والے۔ خوشامد پسند اور ڈرپوک مصاحبوں کی صحبت میں دن رات رہکر دین و دُنیا سے بے خبر۔ افیون کے گولے چڑھانے میں ماہر۔ فقیروں کی سیاہی۔ گرہستیوں کی تباہی اور راجاؤں کی جہلا سے صحبت اور علماء سے لاپرواہی۔ علما کی خاموشی اور حق بات سے روپوشی اور اس پر ایک حق پسند اور راست گو کے خلاف سرگوشی دیکھ کر سوامی جی کی طبیعت نہایت جوش میں آئی۔ دل بھر آیا۔ تمام ہندوستان کے لوگوں کی پرتی ندھیوں کے جوہر قماش کے آدمی وہاں موجود تھے۔ اُس کی قیافہ شناس طبیعت اور مردم شناس آنکھوں نے دِب درشٹی اور باریک نگاہ سے تمام میلے کو دیکھا۔ اور ہر ایک کو بُت پرستی اور مخلوق پرستی میں ڈوبا ہؤا دیکھ کر نہایت اُداس ہؤا۔ فنی مُنیوں

شام کو وہ سب اکٹھا مال سوامی جی غریب لوگوں کو بانٹ دیا کرتے تھے۔ اپنے واسطے کچھ نہ رکھتے تھے ✣

پنڈت بلدیو پرشاد شکل فرخ آبادی کہتے ہیں۔ کہ جب وہ پاکھنڈ کھنڈنی جھنڈی گاڑ ویدورودھ متوں کا کھنڈن کرنے لگے۔ بہت سی پُستکیں اور کئی سنیاسی ساتھ تھے۔ اس کُمبھ پر سوامی وشودھانند سرسوتی اور تمام نامی گرامی پنڈت و سادھو موجود تھے۔ بڑے بڑے راجا مہاراجا اور خاص کر مہاراجہ رنبیر سنگھ والئے جموں وکشمیر بھی تشریف فرما تھے۔ سوامی وشودھانند سرسوتی بنارس کے مشہور فاضل یجروید کے اِس منتر کا

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीत् बाहुराजन्यः कृतः । ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रोऽजायत ॥

यजुर्वेद अ० ३१ मं० ११०

یہ ارتھ کرتے تھے۔ کہ برہمن پرمیشور کے مُکھ سے اور چھتری اُس کے بازو سے اور ویش رانوں سے اور شودر پاؤں سے پیدا ہوئے ہیں۔ سوامی جی نے اِس ارتھ کا کھنڈن کیا اور کہا کہ اگر اس کا یہی ارتھ ہے تو پھر مُکھ سے ہنگار بھی اُتپن ہوتا ہے۔ مُکھ سے پیدا نہیں بلکہ برہمن ورنوں میں مُکھ ہے اور چھتری۔ ویش اور شودر بمنزلہ بازو۔ ران اور پاؤں کے ہیں۔ جس پر لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ یہ ناستک ہے ویدوں کا کھنڈن کرتا ہے۔ سوامی جی نے بخوبی لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ جو بُدھی مان لوگ تھے وہ تو سمجھ گئے۔ باقی تو جھگڑے کو ہی پسند کرتے تھے وہ کیسے سمجھتے۔ اتنے میں گوسائیوں اور وشودھانند کا باہمی جھگڑا ہو گیا۔ گوسائیوں نے وشودھانند پر نالش کی۔ اور وہ سوامی جی کے پاس امداد کو آئے انہوں نے اُتر دیا کہ ہم نہ تمہارے اور نہ وشودھانند کے طرفدار ہیں بلکہ ست کے طرفدار ہیں جو وید میں لکھا ہے اُس کے پیرو کار ہیں۔ اُس وقت وہاں کیلاس پربت بھی موجود تھے۔ وشودھانند نے مہاراجہ صاحب جموں وکشمیر سے کہا اور مہاراجہ صاحب کی کوشش سے صاحب کلکٹر بہادر نے وہ نالش خارج کر دی ✣

سنت امیر سنگھ جی نرملا نے جو سنسکرت کے عمدہ پنڈت ہیں بیان کیا کہ جب ہم سوامی جی کو ہردوار میں ملے اُس وقت وہ نگن ابدھوت اوستھا میں تھے۔ ہم نے اُن سے چت سُکھی گرنتھ کی ایک پنکتی انومان کے متعلق پوچھی کیونکہ اُس کی بابت ہمیں شک تھا۔ سوامی جی نے اُس کا صاف ارتھ کر کے کہا کہ یہ آرش گرنتھ نہیں ہے اور ہم اس کو پرمان نہیں مانتے۔ اس واسطے بپاس خاطر آپ کے ہم اس کا سودھا ارتھ کرتے ہیں ✣

سوامی مہانند سرسوتی جو اُس وقت دادو پنتھ میں تھے وہ اس کُمبھ پر سوامی جی سے ملے۔ ان کی سنسکرت کی اچھّی لیاقت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سوامی جی نے اُس وقت رودراکش کی مالا جس میں ایک ایک بلور یا سپٹک کا دانہ پڑا ہُوا تھا پہنی ہوئی تھی۔ گو ہنوز بھی طور پر نہیں ہم نے ویدوں کے درشن وہاں سوامی جی کے پاس کئے۔ اُس سے پہلے وید نہیں دیکھے تھے۔ ہم بہت خوش ہوئے کہ آپ وید کا ارتھ جانتے ہیں۔ اُس وقت سوامی جی سوائے ویدوں کے کسی کو نہ مانتے تھے ✣

سادھو دیوانند سرسوتی جو سوامی شنکرانند کے شِشیہ ہیں وہ بھی وہاں موجود تھے۔ اُن کا قول ہے کہ سوامی جی مورتی پوجا۔ بھاگوت۔ نوین سمپردایوں کا وہاں خوب زور و شور سے کھنڈن کرتے رہے۔ ویدانت کو شاید مانتے تھے مگر تیرتھوں۔ اوتاروں۔ مورتیوں اور برتوں کا زبردست یکتیوں سے کھنڈن کرتے تھے ✣

باب دوم

دریائے گنگا کے کنارے کی سات سالہ زندگی

یکم بیساکھ سمت ۱۹۲۴ سے سمت ۱۹۳۰ تک

مطابق

۱۲-اپریل ۱۸۶۷ء سے ۱۸۷۳ء تک

سوامی جی وِدّیا میں پورن ہو کر مت متانتروں کا حال بچارتے ہوئے شنکرانت کُمبھ سے ایک مہینہ پہلے تقریباً ۱۲-مارچ ۱۸۶۷ء کو ہردوار پر تشریف لے گئے۔ ایک وشویشرانند اور دوسرے شنکرانند سوامی اور الشری پرشاد برہمن گوڑ ساکن دہلی اور پانچ چھ دیگر برہمن ساتھ تھے۔ سپت سروت پر باڑہ باندھ کر اور اُس میں آٹھ دس چھپّر ڈلوا کر وہاں ڈیرہ کیا اور وہاں ایک جھنڈی گاڑ دی۔ جس کا نام پاکھنڈ کھنڈنی رکھا +

پنڈت مادھو رام گوڑ اصل جے پور حال مقیمی فتح گڑھ نے بیان کیا کہ ہم رام گھاٹ سے چوبیس کے کُمبھ پر ہردوار کو میلے سے ایک مہینہ پہلے گئے تھے۔ سوامی جی اُس وقت پہنچے ہوئے تھے اور اُپ نِشدوں کی کتھا کیا کرتے تھے۔ ایک دن ہم نے ہردوار کی پَوڑیوں پر جانے کا ارادہ کیا۔ فرمایا کہ مت جاؤ یہاں ہی اشنان کرو وہاں جا کر کیا کرو گے کوئی مہاتم نہیں ہے۔ ہردوار میں اکثر وِدّوان لوگ ان کے پاس آتے اور گھڑی آدھ گھڑی کے سمبھاشن کے بعد چلے جاتے تھے۔ اُس میلے میں ایک دن ایک برہمچاری غالباً پنجاب کی طرف کے سوامی جی سے دو گھنٹے تک سنسکرت میں دھرم چرچا کرتے رہے۔ سوامی جی نے ہردوار میں بھرؔوا بھاگوت کھنڈن کی ہزاروں کاپیاں بانٹی تھیں اور مجھے بھی دس بارہ بانٹنے کے واسطے دی تھیں جن میں سے دو میرے پاس موجود ہیں اور اُن میں سے ایک آپ کو دیتا ہوں۔ دیکھو ضمیمہ نمبر ۱۔ اور ایسا ہی ست نام سنگھ نرملا سادھو نے بیان کیا +

آتمارام شُکل ولد رام سہائے ساکن ریواڑی نے بیان کیا۔ کہ مجھے بھی سوامی جی نے صدہا پرچے بھاگوت کھنڈن کے تمام میلے میں بانٹنے کے واسطے دئے تھے جن کو میں کئی روز بانٹتا رہا اور ۲۷۲ کاپیاں جو بانٹنے سے میرے پاس رہ گئیں وہ اب تک موجود ہیں۔ (تقریباً ایکسو کاپی اُس نے مجھے دی۔ مؤلف) +

پنڈت دیارام مناڈ ساکن آگرہ ہردوار میں سوامی جی کے ست سنگ میں شامل ہوتے رہے اور عام و خاص وِدوانوں سے دھرم چرچا ہوتا رہا۔ جو گرھستی لوگ سوامی جی کے درشنارتھ جاتے وہ مختلف اشیاء بھینٹ چڑھاتے تھے۔ شام تک بہت کچھ جمع ہو جایا کرتا تھا ہر روز

سے کہا کہ چلو ہم تم پاخانہ چلتے ہیں۔ ہم جنگل سے واپس اگر ان سے بات چیت کریں گے۔ ۵ بجے شام کا وقت تھا چنانچہ ہم گئے اور واپس آن کر سوامی جی نے اشنان کیا۔ اور تلک بھبوت رما کر ایک لکڑی کے تخت پر آن بیٹھے۔ وہ لوگ بھی جا جم پر پاس آن کر بیٹھے۔ تب سوامی جی نے اُن سے حسب معمول پوچھا کہ آپ جو آئے ہیں کیوں آئے ہیں۔ ان میں سے ایک پنڈت بلبہ مت نے ایک پُستک کے کچھ پتر سے لیکر سوامی جی کے سامنے کئے۔ سوامی جی نے کہا تم پڑھو ہم اُتر دینگے۔ پنڈت نے پڑھے جنمیں یہ لکھا تھا کہ ہمارا مت یعنی بلبہ مت سناتن مت ہے۔ ہم سیدھے مارگ پر ہیں اور بھوجن ہمارا ٹھیک ہے۔ سوامی جی نے تمام سُننے کے پشچات اُن کا کھنڈن کیا۔ جسپر وہ کوئی جواب نہ دیسکے۔ تب اُنہوں نے ہلّہ کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ موقع دیکھ کر سوامی جی تخت پر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ یہ مت سمجھو میں اکیلا ہوں اور باوجود اکیلا ہونیکے میں تمہارے واسطے کافی ہوں تم کو اگر شاستر ارتھ کرنا ہے تو بھی تیار ہوں اور شستر ارتھ سے بھی میں پیچھے نہیں ہوں۔ اتنے میں ہماری برادری کے آدمی جو سناتن سے سنیاسیوں کے سیوک ہیں۔ تیس ۳۰ یا چالیس ۴۰ سوامی جی کی مدد کو پہنچ گئے۔ جس پر وہ لوگ بھی بغیر کسی شور و شر کے چلے گئے۔ سوامی جی کے یہاں آنے کے یہ دوسرے دن کی بات ہے۔ اس کے بعد سوامی جی تیسرے دن یعنی پانچویں دن جانے پر راضی ہوئے۔ پنڈت روپ رام جی بھی ساتھ تھے۔ وہاں سے کرایہ کی گاڑی کرکے دودو آئے اور وہاں محلوں میں ڈیرا کیا۔ وہاں تین روز رہکر اور معمولی اوپدیش دیتے ہوئے بگرو میں آگئے۔ وہاں صرف ایک رات باغیچہ میں رہکر یہاں آگئے۔ یعنی جے پور میں ٹھاکر صاحب اچرول کے باغیچہ میں۔ اور بدستور سابق اوپدیش شروع کر دیا +

ٹھاکر رنجیت سنگھ جی نے مہاراجہ رام سنگھ جی کو خبر کروائی کہ سوامی جی مہاراج پشکر سے یہاں پر آگئے ہیں۔ مہاراج رام سنگھ جی نے بیاس بخشی رام کو بھیجکر نویدن کرایا کہ آپ محلوں میں پدھاریں۔ مہاراج آپ کا درشن کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر سوامی جی نے اُتر دیا کہ بیاس جی آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ میں محلوں میں جانے کی کچھ بھی اچھیا (خواہش) نہیں رکھتا یدی مہاراج کو کچھ سمبھاشن کرنا ہو تو کسی سمہ کچھ کال کے لئے یہاں ہی پدھار جاویں۔ میری رُچی محلوں میں جانیکی نہیں ہے۔ بیاس جی نے محلوں میں اگر اسی پرکار مہاراج سے نویدن کیا۔ پشچات رام سنگھ جی مہاراج نے ٹھاکر رنجیت سنگھ جی سے کہا کہ آپ سوامی جی کو محلوں میں لاویں۔ ٹھاکر صاحب نے سویکار کیا اور بہت سے پرتشٹت پرشوں کو ساتھ لے سوامی جی کے پاس گئے کہ ایک بار آپ محلوں میں اوشیہ ہی پدھاریں۔ ان کے نویدن کو سوامی جی انگی کار کر محلوں میں پدھارے اور موج مندر میں جاکر براجمان ہوئے۔ وہاں پر سب راج پنڈت بھی اُپستھت تھے۔ دیو یوگ سے رام سنگھ جی مہاراج کسی کاریہ وشات زنانے میں چلے گئے تھے۔ اتنے میں ایک چیلے نے آن کر کہا کہ مہاراج تو اس سمہ زنانہ میں پدھار گئے ہیں اور ابھی آنا نہیں ہوگا۔ یہ سُن کر سمپورن جاگیردار تتھا پنڈت لوگ وہاں سے اپنے اپنے استھانوں کو چلے گئے اور سوامی جی بھی ٹھاکر رنجیت سنگھ جی کے باغ کو چلے گئے اس کے بعد مہاراج رام سنگھ جی نے بہت پریتن کیا کہ سوامی جی پھر محلوں میں پدھاریں۔ پرنتو سوامی جی نے سروتھا انکار کیا یعنی سویکار نہ کیا۔ اور کہا کہ اب ہم محلوں میں نہیں جاوُنگا +

اس دفعہ بحالت واپسی پشکر ۸۔ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ء یعنی نصف اسوج تک جے پور میں رہے۔ پھر وہاں سے بارادہ ہردوار روانہ ہوئے جب

وہ یتھارتھ ہے۔ دھنالال وامرت سنگھ وغیرہ جینی لوگوں سے بھی چرچا ہوئی۔ دھنالال نے اُن سے کچھ سوال کئے تھے۔ سوامی جی نے اُس کی کاغذیا کتاب رکھ لی تھی کہ تم پھر یہاں آنا کیونکہ تم ناستک ہو۔ ہم تمہیں اچھی طرح ذہن نشین کرادینگے وہ پھر مقابلہ میں تو نہ آیا۔ لیکن ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کے پاس جاکر عرضی دی انہوں نے رائے دولت رام صاحب صدر امین سے کہا کہ اس کی کتاب دلوادو۔ چنانچہ انہوں نے آن کر دلادی۔ مگر دھنالال پھر نہ تو کچھ جواب دے سکا اور نہ سامنے آیا +

لالہ مول چند نے کہا کہ اسی دفعہ کا ذکر ہے کہ باغ میں ہم چند آدمی سوامی جی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً چند عورتیں آگئیں۔ چونکہ یہ راستہ میں تھے وہ بھی درشن کو آگئیں۔ سوامی جی نے پوچھا کہ مائیو کہاں گئی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ رام سنیہی سادھوؤں کے پاس گئی تھیں۔ سوامی جی نے کہا کہ کیوں گئی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ کہیں تو آپکے پاس آجایا کریں سوامی جی نے کہا کہ ہمارے پاس تمہارا کیا مطلب؟ انہوں نے کہا کہ ہم کچھ اوپدیش لینا چاہتی ہیں۔ سوامی جی نے کہا کہ اگر تمہارا یہی مطلب ہے تو ہم تمکو اوپدیش نہیں کرسکتے۔ اپنے پتیوں کو بھیجدو۔ اُن کو اُپدیش کرینگے۔ تمہارے کو اوپدیش نہیں کرسکتے۔ عورت کو اوپدیش نہیں کرتے تھے۔ اور نہ پاس آنے دیتے تھے۔ جتنی ستی آدمی تھے۔ اُس وقت مورتی پوجا کو منع کرتے اور شیو کی مورتی کو رد کرتے تھے۔ صرف شیو کا اوپدیش کرتے تھے +

پنڈت بردھی چند جی نے کہا کہ اجمیر میں بھی سوامی جی نے لوگوں کی کنٹھیاں اُتروائی تھیں۔ علاقہ ساور متصل اجمیر کے ٹھاکر صاحب بھی سوامی جی سے اجمیر میں ملنے آئے تھے۔ اور سوامی جی کے اوپدیش سے انہوں نے کنٹھی اُتار دی۔ اجمیر میں چھ آدمیوں کی رسوئی ہوا کرتی تھی۔ ایک بوڑھا برہم چاری جسکے ابرو سفید تھے۔ ۹۰ برس کا سنسکرت دان وہ بھی سوامی جی کے پاس اجمیر میں رہتا تھا +

جب اجمیر سے چلے تو پنڈت بردھی چند جی ایک بیل گاڑی میں سوامی جی کو اور ایک اونٹ پر اُن کا اسباب رکھکر اُنہیں کو کشن گڈھ میں لائے۔ پنڈت شیو نرائن وید جو اُن سے ودیا پڑھتا تھا۔ وہ بھی ساتھ آیا۔ باقی سب اجمیر سے واپس چلے گئے +

جب کشن گڈھ میں میں بردھی چند اُن کو لایا تو شُبھ ساگر کے کنارے اُتارا تھا۔ یہاں کرشن بلبھ جی جوشی ودیما برہمن جو ایک اچھے ودوان پنڈت تھے۔ اور ایک مہیش داس اوسوال۔ سوامی جی سے بہت پریتی کرتے تھے۔ یہ مہیش داس سنسکرت اور بھاگوت وغیرہ سے خوب ماہر تھے۔ اور یہ یہاں کی مائی جی صاحبہ کے دیوان تھے۔ ایک روز مہیش داس کے ہاں سے رسوئی بھی آئی تھی۔ یہاں کے راجہ صاحب بلبھ کل کے سیوک ہیں اور سوامی جی بلبھ کل کے مشہور مخالفوں میں سے تھے۔ سوامی جی یہاں آنکر بدستور کھنڈن کرتے رہے۔ تب یہاں کے راجہ صاحب پرتھی سنگھ جی کے کہنے سے ٹھاکر گوپال سنگھ جی جنہیں اُستاد جی بھی کہتے تھے۔ مع ۳۰۔۴۰ آدمیوں اور ۵۔۷ راجسی پنڈتوں کے وہاں گئے۔ جہاں سوامی اُترے ہوئے تھے۔ ارادہ اُنکا ہتک کرنے کا تھا اور سوامی جی کو بے عزت کرنے یا روکنے کا۔ سوامی جی نے اُنکو آتے دیکھکر مجھ بردھی چند

انہیں دنوں میں دو تپسوی جوان عمر کالی رنگت کے ناگ پہاڑ کے جنگل سے سوامی جی سے ملنے کو آئے - جو سوائے سنسکرت کے ہماری زبان نہیں بولتے تھے - اور غالباً جانتے بھی نہ تھے - اُنکی دوسری زبان مہاراشٹری یا تیلنگی تھی جسے جانتے تھے - مگر بہت کم - ہم نے اُن سے ایک بات اُردو میں پُوچھی - جسکو اُنہوں نے سمجھ تو لیا مگر جواب سنسکرت میں دیا - جس کا ترجمہ سوامی جی نے ہمکو بتلایا تھا - یہ تپسوی دو دفعہ آئے تھے - ایک دفعہ اُنہوں نے کہا کہ مہاراج ہم تو بڑے شانت ہیں - سوامی جی نے کہا کہ نہیں ابھی اہنکار نہیں جیتا - انہوں نے کہا کہ ہاں جیت لیا ہے - تسپر سوامی جی نے اپنے برہم چاری کو کچھ اشارتاً سمجھا دیا - جس پر وہ باہر نکلے تو کسی بات پر اُن سادھوؤں سے اُسنے تکرار کرکے اُنہیں پکڑ لیا - اور آپسمیں کُشتی ہوگئی - جس پر اُس نے اُن کو اور اُنہوں نے اُسکو پچھاڑا - ان کی گڑبڑ سُنکر ہم لوگ باہر نکلے - اور سوامی جی نے بھی ان کو سمجھایا اور علیحدہ کیا - اور ان کو پھر اندر بُلایا - اور سنسکرت میں سمجھایا کہ ہم کہتے تھے تم نے اہنکار نہیں جیتا - جسپر انہوں نے کھشما مانگی اور نمو نارائن کرکے چلے گئے - ہم بھی اُن دنوں نمو نارائن کرتے تھے - اور سوامی جی نارائن کا جواب دیتے تھے - ہم دونو دفعہ ملے - اور دونو بار جگیا سوبن کر سوامی جی سے بھگتی کا مارگ سیکھتے رہے +

اجمیر میں دروازہ کے باہر رام سنیہوں کے گورو رہتے تھے - وہاں باغ میں ہی سوامی جی نے ایکدن سُنا کہ کُچھ سا کھشر (خواندہ) ہیں تب مُجھے اُن کے پاس بھیجا - ہم نے جاکر کہا کہ سوامی جی آپ سے ملنا چاہتے اور شاستراتھ کرینگے - اُنہوں نے جوابدیا کہ ہم شاستراتھ نہیں کرسکتے - میں نے کہا کہ سبب کیا کہا کہ ہم کسی کے مکان پر نہیں جاتا - اور اگر یہاں آویں - تو ہم اُت تہانکا उत्थानिका یعنی گدی سے اُٹھ کر کسی کی عزت نہیں کرتے - میں نے یہ حال جاکر سوامی جی سے کہا - انہوں نے کہا کہ وہ جو کہتے ہیں کہ ہم گدی سے نہیں اُٹھتے - مت اُٹھیں اور نہ ہم کو گدی دیں - ہم اُن سے گدی نہیں مانگتے بلکہ شاستراتھ مانگتے ہیں - ہم نے پھر جاکر کہا اِنہوں نے کہا کہ بابا ہم تو رام رام کرتے ہیں کُچھ شاستراتھ نہیں جانتے - میں نے سوامی جی سے کہا - سوامی جی نے کہا کہ تم یہ چٹھی جاکر دیدو اور جواب لاؤ - سوامی جی نے یہ چٹھی سنسکرت میں لکھی تھی - جسمیں بھاگوت اور رام نام پر کئی اعتراض کئے تھے اُنہوں نے چٹھی لیکر کہا - کہ اچھا اس چٹھی کا جواب میں کل آپ کو دونگا - مگر کل جواب تو کیا وہ دوسرے دن پراتاکال ہی وہاں سے بوریا بدھنا باندھ کر بھاگ گئے - وہی شاہپور کی گدی کے سب سے بڑے مہنت تھے +

پھر وہاں دہلی کے ایک پنڈت جو ہریچندر جی کے گورو بھائی تھے - اُن سے شاستراتھ ہوا منوسمرتی اور اُپنشدوں کے پرمانوں سے بحث ہوتی رہی - جس سے وہ بہت پرسن ہوئے - ایک روز کی ضیافت بھی دی +

جینیوں میں سے کئی لوگ آتے تھے - ایک بچو لال سراوگ تھے - انہوں نے تین روز مہاراج سے بحث کی آخر کو نمسکار کرکے کہا کہ آپ جو کہتے ہیں

اس دفعہ یعنی سمت ۱۹۲۲ میں جب سوامی جی اجمیر آئے تھے۔ تو وہ اُن دنوں مورتی پوجا کا کھنڈن کرتے۔ بھاگوت کو بھڑوا اور مندروں کو اڈا بتلاتے تھے۔ سب مالاؤں کو کاشٹ کا بھار گلے میں بتلایا کرتے تھے۔ ویاکھیان وغیرہ دینا اُس وقت شروع نہیں کیا تھا مگر عام مباحثہ لوگوں سے کیا کرتے تھے۔ چونکہ بھاگوت اور مورتی پوجا کا کھنڈن اُسوقت زیادہ کیا کرتے تھے۔ بنابراں عام برہمن اور دیگر بھاگوت کے شردھالو لوگ اُن کے مخالف ہوگئے تھے +

ایک دفعہ اسی مرتبہ برہمنوں نے اُن سے شاسترارتھ کی درخواست کی تھی۔ شیوباغ میں شاسترارتھ ہونا قرار پایا۔ مگر جب میں آنندی لال معہ بابو ہزاری لال حال ماسٹر سکول مہارانا اُدے پور و پنڈت ہرنراین حال کلرک گوالیار ریزیڈنسی کے وہاں شیوباغ میں بموجب فرمانے سوامی جی کے دیکھنے گئے تو کیا جاکر دیکھا کہ وہاں کوئی لکھا پڑھا پنڈت نہ تھا اور نہ سوائے شیوباغ کے پوجاری کے اور کوئی پنڈت وہاں موجود تھا۔ البتہ بہت بھنگڑ برہمن لٹھ لئے وہاں کھڑے تھے۔ ہم نے یہ حال جاکر سوامی جی کو کہدیا۔ وہ اُسوقت آنے کو تیار تھے۔ بلکہ کمرہ سے باہر نکل آئے تھے۔ مگر ہمارے کہنے سے واپس چلے گئے اور صلاح ملتوی ہوگئی +

ان دنوں ایک پنڈت رام رتن نامی جو موضع رام سر ضلع اجمیر میں رہتا تھا اور وہ گانو کا پٹواری بھی تھا اُس نے غالباً دس سوال بناکر بھیجے تھے۔ بدیں مضمون۔ سنیاسی کو کسی گانو میں تین روز سے زیادہ نہ رہنا چاہیئے۔ گھوڑوں کی بگھی میں سوار نہ ہونا چاہیئے وغیرہ۔ یہ سوال سنسکرت میں تھے۔ سوامی جی نے ہر ایک سوال کا جواب بحوالہ کتب معتبرہ لکھ بھیجا۔ اور اُسکی املا میں جو غلطیاں تھیں وہ ساتھ ہی لکھ کر بھیجدیں۔ ان سوالوں کا ایک جواب یہ تھا کہ البتہ سنیاسی کو ایک جگہ تین روز سے زیادہ نہ رہنا چاہیئے مگر جہاں اندھکار ہورہا ہو تو وہاں اُپدیش کے واسطے زیادہ رہنا جائز ہے +

چونکہ سوامی جی بھاگوت کی بُرائی کیا کرتے تھے۔ اس سبب سے پنڈتوں وغیرہ نے اس کی بابت دریافت کیا کہ ہمیں سُراغ دیں کہاں غلطیاں ہیں جس پر ہم نے بھی کہا کہ مہاراج ضرور دکھلانا چاہیئے تب سوامی جی نے تین چار ورق میں اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھاگوت کے مضامین کی اور علمی غلطیاں لکھ کر ہمارے حوالہ کردیں۔ ہم نے وہ جاکر سکول کے پنڈت شیونراین کو ترجمہ کرنے کو دیدیں کہ اس کا ترجمہ بھاشا میں کردیجئے گا۔ جس پر اُنہوں نے آجتک ترجمہ کرکے نہ دیا۔ گم کرگئے۔ کئی دفعہ تقاضا کیا۔ مگر نہیں ملے۔ معلوم نہیں کہ شیونراین کے پاس ہیں یا ہرنراین کے پاس ہیں +

چنانچہ اُسی وقت کا لکھا ہوا ایک بھڑوا بھاگوت کا پُستک پنڈت چھگن لال و بردھی چند جی سے مجھے ملا ہے جس کے اخیر میں سمت ۱۹۲۳ دوسرا جیٹھ تیتھی ۹ر (مطابق پنجشنبہ ۷۔ جون ۱۸۶۶ء و ۲۳ محرم ۱۲۸۳ھ) لکھا ہے +

پنڈت رام روپ جوشی بیان کرتے ہیں کہ یہ کرنیل صاحب گیروے بستر والوں سے بہت چڑتے تھے - ایک روز بنسی لال کے باغ جاں سوامی جی قیام میں تھے چلے آئے - سوامی جی سامنے بیٹھے ہوئے تھے - بردھی چند برہمن نے کہا کہ مہاراج آپ کرسی ادھر کر لیں - یہ صاحب آپ لوگوں کو دیکھ کر خفا ہوتے ہیں - سوامی جی نے کہا کہ ہم تو یہی چاہتے ہیں - چنانچہ کرسی کو اور آگے بڑھا کر بیٹھ گئے - وہ دیکھتے دیکھتے آئے اور سوامی جی کو دیکھ کر جھٹ اندر گھس آئے - پھر بردھی چند نے کہا کہ مہاراج میں آپ سے کہتا تھا - آپ نے نہ مانا - مہاراج نے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں آنے دو سوامی جی اُن کے آنے سے پہلے ہی اُٹھ کر ٹہلنے لگے تاکہ اُن کو تعظیم نہ دینی پڑے - وہ آتے ہی ٹوپی اُتار اور ہاتھ میں لیکر اور سوامی جی سے ہاتھ ملا کر سوامی جی کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئے اور باتیں کرتے رہے - تب سوامی جی نے اُن سے کہا کہ آپ دھرم کو ستھاپن کرتے ہو یا کھنڈن کرتے ہو - اُنہوں نے کہا کہ دھرم کا استھاپن کرنا تو ہمارے ہاں بھی اچھا ہے - لیکن جس میں فائدہ ہو وہ کرتے ہیں - سوامی جی نے کہا کہ آپ فائدہ کی بات نہیں کرتے نقصان کی کرتے ہو - اُنہوں نے پوچھا کہ کیسے - سوامی جی نے کہا ایک گئو ہوتی ہے - اُس کا ایک بچھڑا ہوتا ہے - علے ہذالقیاس اس طرح اُس کی کتنی بڑھتی ہوئی - پھر بچارنا چاہیئے کہ اُس سے کتنے آدمی پرورش پاتے ہیں - الغرض اُنہوں نے گئو کرنا ندھی کے طریقے سے گئو رکھشا کے فائدے بتلائے - پھر اُن سے پوچھا کہ اب آپ بتلائیے کہ اس کے بدھ (مارنے) میں آپ کو فائدہ ہے یا نقصان - تب ایجنٹ صاحب نے کہا کہ ہوتا تو نقصان ہے - فرمایا کہ پھر آپ گئو بدھ کیوں کرتے ہو - اُنہوں نے کہا کہ یہ بات تو آپ کی ہمکو منظور ہے - آپ کل ہمارے بنگلہ پر آویں - وہاں ہم بارتا کرینگے اور پھر تشریف لے گئے *

دوسرے دن ایجنٹ صاحب بہادر کے ہاں سے گاڑی آئی اور اُس پر بیٹھ کر سوامی جی اور جوشی رام روپ - صاحب بہادر کے بنگلہ پر گئے - وہاں پون گھنٹہ تک سوامی جی کا صاحب بہادر سے گئو رکھشا وشہ پر شاستر ارتھ ہوتا رہا - جب وہ گئو رکھشا میں فائدہ اور گئو ہتیا میں نقصان مان چکے - تب سوامی جی نے کہا کہ جب آپ رکھشیا میں فائدہ مانتے ہیں تو پھر اُس کو بند کیوں نہیں کرتے - اُس نے کہا کہ مہاراج میرا اختیار نہیں کہ بند کر دوں - میں آپ کو چھٹی دیتا ہوں آپ لاٹ صاحب سے ملیں وہ بند کر سکتے ہیں - میرا اختیار نہیں بیشک یہ فائدہ کی بات ہے - آپ میری یہ چھٹی جس صاحب کو دکھلاوینگے - وہ آپ سے ضرور مُلاقات کریگا - جس پر سوامی جی صاحب بہادر سے چھٹی لیکر رخصت ہو کر چلے آئے *

ایجنٹ صاحب بہادر نے سوامی جی کی زبانی جے پور کا حال سُنا تھا - اسی کارن ایک چھٹی انہوں نے راجہ رام سنگھ کے نام جے پور بھیجی افسوس ایسے اوتم وِدوکتا کے ساتھ آپ نے کچھ بات چیت نہ کی - اسی چھٹی کو سُنکر مہاراجہ صاحب نے بڑا پشچا تاپ کیا - اور ٹھاکر رنجیت سنگھ جاگیر دار اچرول کو بُلا کر کہا کہ جو سوامی جی آپ کے باغ میں ٹھیرے تھے - اُن کو پھر بلاؤ - اس سمہ مجھکو سوامی جی کا گیان نہیں تھا - اب میں اُن کے درشن کرنا چاہتا ہوں - ٹھاکر صاحب نے اُتر دیا کہ مہاراج پشکر میں ہیں - میں نے یہاں سے سواری وغیرہ کا انتظام کر کے اپنے آدمی اُن کے پیچھے ارسال کئے ہیں - وہ پشکر سے لوٹتے ہوئے یہاں اوشیہ پدھارینگے - تب میں شریمانوں سے نویدن کرونگا *

غالباً ایک چھٹی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بھی سوامی جی کو دی تھی *

اس دفعہ کئی آدمیوں سے اُتر پرشن ہوتے رہے - اول اجمیر کے پنڈتوں سے شاستراتھ کی ٹھیری - تب سوامی جی نے وینکٹ کو کہلا بھیجا کہ ہم شاستراتھ کرنیوالے ہیں - ہم تمکو اپنی طرف سے مدعیت کرینگے - آپ کو آنا ہوگا - اُس نے در جواب کہلا بھیجا کہ آپ شاستراتھ کی تاریخ سے دو تین روز پہلے مجھے کہلا بھیجیں مَیں ضرور آؤنگا - مگر یہ شاستراتھ نہیں ہُوا اس واسطے وینکٹ کو نہیں بلایا گیا *

پھر سوامی جی کا شاستراتھ دوستانہ طور پر پادری صاحبان سے ہُوا - ایک تو ریورنڈ جے گری صاحب مشنری پرسبیٹرین مشن اجمیر اور دوسرے پادری رابنسن صاحب تھے اور تیسرے شولبرڈ صاحب پادری بیرواڑ یعنے بیاور تھے * اول تین روز ایشر - جیو سرشٹی کرم اور وید وشئے میں بات چیت رہی - سوامی جی نے اُن کے جواب عمدہ طور پر دیئے - چوتھے روز عیسے کے ایشر ہونے پر اور مر کر زندہ ہونے اور آسمان پر چڑھ جانے پر سوامی جی نے کچھ پرشن کیئے - دو تین سو آدمی اس دھرم چرچا کے وقت آیا کرتے تھے - آخری دن جب پادری صاحبان اس وشے پر کوئی معقول جواب نہ دے سکے تو سکول کے لڑکے تالی پیٹنے لگے مگر سوامی جی نے روک دیا - آپس میں طریقہ مباحثہ یہ تھا کہ اول ایک فریق سوال ہی سوال کرے - اور وہ سرا فریق جواب ہی جواب دے - درمیان میں سوال نہ کرے - بعد ازآں اسی طرح دوسرا فریق کرے - اول سوالات پادری صاحبان نے کیئے - جن کے جواب سوامی جی نے دیئے - اس مباحثہ میں عیسائیوں نے ایک وید منتر کا بھی حوالہ دیا تھا - جس کا سوامی جی نے انکار کیا کہ یہ وید منتر نہیں - اُنہوں نے کہا کہ ہم وید لاکر دکھاوینگے مگر وید نہ دکھلا سکے *

پادری گری صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ بہت عرصہ ہُوا - سوامی جی یہاں آئے تھے - ان دنوں ڈنڈی جی مشہور تھے - باغ میں آئے تھے - ویدانت کے مسئلہ پر کچھ بات چیت ہوئی تھی - مگر وہ اچھی طرح مجھے یاد نہیں - ایک دفعہ وہ پادری رابنسن صاحب کے ملنے کو یہاں آئے تھے اور مجھ سے بھی ملے - اور ایک دفعہ ہم دونوں اُن کے ملنے کے واسطے باغ میں گئے تھے - مگر سوامی جی اُن دنوں اس قدر مشہور نہ تھے * رابنسن صاحب کا جو ان دنوں بڑے پادری تھے - ایک سوال یہ تھا کہ برہما جی نے جوڑنا کیا ہے اس کا کیا جواب ہے - سوامی جی نے کہا کہ کیا ایک نام کے بہت سے آدمی نہیں ہوسکتے - پس یہ کون بات ہے کہ یہ برہما وہی ہے بلکہ کوئی اور شخص ہوگا - وہ مہرشی برہما ایسے نہیں تھے - جس پر پادری صاحب نے خوش ہوکر ایک چٹھی لکھدی جس کا مضمون یہ تھا کہ " یہ ایک مشہور وید کے ماہر ہیں - ہم نے تمام عمر میں ایسا فاضل سنسکرت کا نہیں دیکھا - ایسے آدمی دُنیا میں نایاب ہیں - جو ان سے ملیگا اُسے بہت فائدہ ہوگا - جو کوئی صاحب ان کو ملے تو بہت عزت سے پیش آوے " *

ان دنوں ایک دفعہ سوامی جی میجر اے جی ڈیوڈسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اجمیر سے ملاقات کرنے گئے - سوامی جی نے صاحب سے کہا کہ راجا رعیت کا پتا ہوتا ہے اور رعیت بطور پُتر کے سمجھی جاتی ہے - جب پُتر کوئی خراب کام کرنے لگے تو ماتا پتا کا فرض ہے کہ اُس کو بچاوے - آپ راجا ہیں - ملک میں اندھکار پھیل رہا ہے - مت متانتر کے لوگ آپ کی رعیت کو لوٹ رہے ہیں - آپ اس کا بندوبست کریں - صاحب نے جواب دیا کہ یہ مذہبی معاملہ ہے - گورنمنٹ مداخلت نہیں کرسکتی - اور اگر کوئی خاص امر ہو تو ہم آپ کی امداد دینے کو عذر نہ کرینگے - بعد ازاں سوامی جی اپٹین صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر اجمیر سے بھی ملے تھے *

اسی دفعہ سوامی جی کرنیل بروک صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سے ملے تھے - اس ملاقات کی کیفیت بھی خالی از لطف نہیں

ایک دن سوامی جی نے مجھے پوچھا کہ آپ بھاگوت کو کیوں بانچتے ہیں کیونکہ یہ بیاس جی کی بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ بوپ دیو کی ہے میں نے نہ مانا اور اُلٹا غصہ ہو کر چار روز سوامی جی کو نہ مِلا اور نہ نمونارائن کیا۔ تب سوامی جی میرے پاس آئے اور کھڑے ہو کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے کہا کہ مہاراج زور کرو۔ مہاراج نے کہا کہ گھر کی لگایاں مایاں کھینگی۔ اکی انگلیاں توڑ دیں۔ مَیں نے کہا کہ نہیں ٹوٹتی ہیں۔ تب سوامی جی نے ہرگوبند اپنے رسوئیے کہا کہ تو ہی سے ہاتھ ڈال۔ اُس نے پنجہ ڈالا۔ اُس کے کہنے سے مَیں نے کھینچا تب اُس کا پنجہ زخمی ہو گیا اور وہ روٹی پکانے سے رہ گیا۔ سوامی جی مجھ پر دیا کرتے تھے۔ ورنہ وہ بہت بلوان تھے اور جت اندریہ اور ودیا میں اُنکی نظیر نہیں تھی۔ ایک دن گوبند داس رنگاچارج کے شش کا اور سوامی جی کا گیتا کے ایک شلوک پر شاستر ارتھ ہُوا۔ سوامی جی نے ہر چند سمجھایا مگر وہ مورکھ نہ سمجھا۔ وہ اسقدر شاستر ارتھ وغیرہ کاموں میں دِڑھ تھے کہ اگر کوئی تین روز تک شاستر ارتھ کرتا رہے تو بھی وہ ذرا نہ گھبرائیں اور وہ بڑے پرتاپی تھے۔ اسی دفعہ جب ہم نے اُن سے پوچھا کہ آپ کس کو مانتے ہیں۔ تب فرمایا کہ ہم صرف سچدانند پرمیشور کو مانتے ہیں۔ ہم نے ایک دفعہ شیو کی بابت پوچھا۔ کہا کہ شیو کو ہم مانتے ہیں۔ مگر شیو نام کلیان کا ہے جس کو ہم مانتے ہیں۔ دوسرا جو شیو پاربتی کا پتی ہے۔ اُس کو ہم نہیں مانتے۔ وہاں سوامی جی تقریباً ایک ماہ رہے تھے کاچرول کے ٹھاکر صاحب نے جوشی رام سروپ کو اُن کے لانے کے واسطے بھیجا کارن یہ تھا کہ سوامی جی نے ایک چٹھی اُن کو لکھی کہ ہمارا ارادہ آب آگے کو جانیکا ہے۔ تب سرداروں نے اُسے روانہ کیا کہ تم جا کر مہاراج کو لے آؤ۔ چنانچہ وہ جا کر ایک مہینہ اُن کے پاس رہا۔ جوشی روپرام کہتا ہے کہ میں نے جا کر برہما کے مندر میں دیکھا کہ ایک بالشت بھر کے قریب زمین سے اونچا ڈھیر ٹوٹی ہوئی کنٹھیوں کا لگا ہوا تھا۔ تب میں نے پرارتھنا کی کہ یہ کیا سبب ہے کہا کہ بھائی تمہارے دیش کی دُنیا بگڑ رہی ہے اُس کو ہم سُدھارتے اور جو پہلے اودیا پڑ رہی ہے اُس کو نکالتے ہیں جے پور سے شیونارائن نام ایک برہمن ساکن ہوری جہ: मारोभ اُن کے ساتھ اشٹادھیائی پڑھنے کو گیا تھا۔ وہ بھی وہاں اُس وقت موجود تھا۔ رسوئی بھی وہی بناتا تھا۔ اور پڑھتا بھی تھا۔ وہاں کُل پانچ آدمی تھے۔ وہاں اُنکے پاس سینکڑوں آدمی آتے تھے۔ ایکدن ایک جودھپور کا وکیل بھی آیا۔ اُس کی پرارتھنا پر سوامی جی نے جودھپور جانے کا ارادہ کیا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ تم کہو تمہاری کیا صلاح ہے۔ آخر الامر میری پرارتھنا سے وہ واپس جیپور جانے پر راضی ہوئے۔ چنانچہ وہاں سے لوٹ کر اجمیر آئے *

شب دیال سابق پوجاری برہما جی کہتا ہے کہ مَیں نے اُن کے فرمانے کے مطابق مارواڑ میں اِن کے اُپدیش کی تجویز کی یعنی ناگور کے پاس موُنڈوا علاقہ ریاست جودھپور میں جا کر اپنا شریمالی برہمن لکھشمی چند کو جو اُسی گانو کا حاکم تھا کہا کہ اس طرح مہاراج دیانند جی پدھارنے کو کہتے ہیں اگر آپ سواری بھیجیں۔ اس نے سواری بھیجنے کا اقرار کیا۔ چنانچہ وہ سوامی جی کے لینے کے واسطے پُشکر میں بھی آیا۔ مگر سوامی جی اُس وقت چلے گئے تھے۔

دوسرا جیٹھ سمت ۱۹۲۳ (۳۰ مئی ۱۸۶۶ء) کے لگتے ہی سوامی جی پُشکر سے اجمیر میں آئے اور بنسی لال سررشتہ دار کے باغ میں ٹھہرے۔ اُس وقت کُل ۷ آدمی تھے۔ سوامی جی نے بذریعہ جوشی رام روپ اور پنڈت شیو نراین کے شہر کے رستوں پر نوٹس لگوائے کہ جس کسی کو مورتی پوجا آدی پر شک ہو وہ آ کر ہم سے شاستر ارتھ کرلے۔ پنڈت بردھی چند و جُگن لال شاستری کشن گڈھ نواسی ان دونوں اجمیر میں رہتے تھے شاستری جی نے سوامی جی سے کچھ ویاکرن کے پرشن سیکھے اور کچھ مہابھاشیہ پڑھا۔ ان کے خرچ وغیرہ کا انتظام سیٹھ کشن چند جی کرتے تھے

پروہت بنے ہو اور ہنس کر ٹالدیا - کوئی شلوک نہ بنایا - اُس وقت ننگے نہیں رہتے بلکہ بھگوے کپڑے پہنتے تھے - ہمکو کہتے تھے کہ تم اوپچا تلک مت نکالو سادھارن لگایا کرو اور کنٹھی توڑ ڈالو - چنانچہ ہمنے توڑ ڈالی - تخمیناً ایک ماہ یا کم وبیش رہے تھے +

شب دیال برہمن پراشری پروہت لشکر سابق پوجاری مندر سری برہماجی نے کہا کہ جب سوامی جی تشریف لائے میں اُن دنوں برہماجی کے مندر میں پوجا کرتا تھا - جب میں پوجا کرتا سوامی جی کہتے تھے ارے شب دیال تیرا برہما مُنہ سے بولتا ہے یا تمہارے سے بات کرتا ہے - اور جب میں نقارہ بجاتا تب کہتے کہ ارے چمڑہ کوٹنے سے کیا فایدہ ہے اور جھانج بجانے سے بھی ہمکو منع کیا کرتے تھے میں نے کہا کہ مہاراج یہاں تو کم ہے مگر مارواڑ میں پاکھنڈ بہت پھیل رہا ہے - وہاں آپ سدھارو - اُنھوں نے کہا کہ اگر کوئی وہاں کا کامدار ہمارے واسطے سواری بھیجے تو ہم ضرور جاویں - میں نے پوچھا کہ خود ایشر کا جو نام ہے وہ مجھے بتادیجے کیونکہ بڑے برہما کو ہی وشن وغیرہ کہتے ہیں - تب سوامی جی نے کہا کہ سچدانند یہی نام جاپ کیا کرو اور نہیں - اُن کو ہم دونو وقت روٹی اور پہر رات کے بعد دودھ پلاتے تھے - اُن سے ہماری بہت باتیں ہوئیں مگر وہ ساری یاد نہیں - مگر ایک بات اُن کی خاصکر یاد ہے جو کبھی نہیں بھول سکتی ہے کہ یہاں کے بہت سے لوگوں سے سوامی جی نے کنٹھیں اُتروا کر برہما کے مندر کے ایک گوشہ میں ڈھیر کروادیا تھا - میری کنٹھی بھی تڑوادی تھی - ماہانچ کے تلک کا کھنڈن کرتے تھے - اُس وقت شیو یا وشن کی پوجا نہیں بلکہ صرف پرمیشور کی اوپاشنا تبلایا کرتے تھے - ایک جے دیوگر جی مہاتما سادھو تھے - وہ بھی سوامی جی کی بہت پرشنسا کرتے رہتے تھے - مگر وہ اب مر گئے ہیں - اُن کی ودیا اور بل اور اُپکار کی مہماں سب جگہہ ہو رہی تھی - پہلے میں بطور پنڈوں کے گھاٹ پر مانگا بھی کرتا تھا - اُن کے اپدیش سے برہماجی کی پوجا اور گھاٹ کا مانگنا چھوڑ دیا - اب ڈاکخانہ کی ملازمت کرتا ہوں - حرام خوری سے کام نہیں - ہم کو تو مہاراج سُدھار گئے - اُن کی ہم پر بڑی کرپا ہوئی +

ایک فاضل پنڈت گنگا رام جی جن کی عمر ۴۸ سال ہے) ساکن پشکر فرمانے لگے کہ سوامی جی مجھے کہتے تھے - کہ آپ اردہ پنڈ مت لگایا کرو - سیدھا ٹیکا لگاؤ - اور کنٹھی مت پہنو - ہم نے کہا کہ ایک لاکھ روپیہ آپ لائے ہوتے تو سب برہمن راضی ہوجاتے - اور کہتے کہ جے مہاراج دیانند جی مہاراج کی جے - سوامی جی جیسے مہاتما - ودوان - جت اندریہ بلوان - اس بھارت ورش میں درلبھہ ہیں - ان دنوں چندر گھاٹ پر ایک دراوڑی سنیاسی اٹھاراں پران کی برہمنوں سے اول کتھا کراتا اور سماپتی پر برہم بھوج کرایا کرتا - سوامی جی مجھ کو ہمراہ لے کر گئو گھاٹ پر اُس سے شاستر ارتھ کرنے گئے - اُس کو بلایا مگر وہ نہ آیا - اُس وقت میرے ساتھ اور آدمی سو دو سو کے قریب تھے - جب وہ سنیاسی دراوڑی نہ آئے تو سوامی جی نے کہا کہ وہ ہار گئے - اُن کے کہتے ہی ہم سب نے کہا کہ وہ ہار گئے - کیونکہ ہم گئو گھاٹ پر جاجم بچھا کر بیٹھے تھے کہ وہ شاستر ارتھ کے واسطے آویں مگر وہ نہ آسکے +

ایکدن برہماجی کے مندر کے بڑے پوجاری گوسائیں مان پوری سنیاسی نے برہما کو بھوگ لگا کر دودھ سوامی جی کو پلادیا - اس بات کی جب سوامی جی کو خبر ہوئی کہ یہ مورتی کو بھوگ لگا کر ہم کو پیچھے پلاتا ہے - تب آزردہ ہوئے اور مہنت کو کہا کہ اُسے پتھر کو بھوگ لگا کر ہم کو پلادیا - مہنت نے کہا کہ دیکھو افسوس اُنہوں نے میرے اشٹ دیو برہما کی مورتی کو پتھر تبلایا - آگے اُن کو میں دودھ نہ پلاؤں گا چنانچہ اسی غصہ میں پھر سوامی جی کو دودھ نہ پلایا - اور پوچھنے پر تبلایا کہ میں برہماجی کا ان کھاتا ہوں +

مت کرو یہ مت کہتے ہیں - یہ بات سنتے ہی سب برہمن چلے گئے +

یہ بینکٹ شاستری - بال شاستری کے برابر نیایک تھے - اُس نے سوامی جی سے یہ بھی کہا کہ جب کبھی آپ کا شاستر ارتھ کسی سے ہو مجھے لکھنا میں آؤنگا - اُسوقت سوامی جی اُپ نشدوں کا ابھیاس کرتے اور مارکنڈے رشی کی گفا یعنی کھوہ سے بھبھوت کے گولے منگاتے اور بدن پر لگایا کرتے تھے (یہ گفا پشکر سے تین کوس پورب کی طرف ہے) رودراکش کی مالا پہنتے اور اُس مالا کے بیچ میں ایک ایک سفید کانچ کا دانہ ہوتا تھا +

گوکلیا گوسائیوں اور چکرانکدوں کا بدستور کھنڈن کرتے تھے اور مورتی پوجا اور پرانوں کا بھی کھنڈن کرتے تھے - اُن کے آتے ہی پشکر میں ہل چل مچگئی ایک دن وہاں کے پوجاری کو کہتے تھے کہ تیرے پاس یہ ڈھائی من کے پتھر کی مورتی گویا پارس پتھر ہے - خوب - سادھوؤں کو لڈو کھلایا کرو اور رنڈی بھڑووں سے پرہیز کیا کرو +

مخالف آچاریوں کے بنائے ہوئے استوتروں کو کہتے تھے کہ یہ اُن کے بنائے ہوئے نہیں ہیں - پیچھے سے لوگوں نے بنائے ہیں - مگر نام اُن کا ڈالدیا تاکہ پرچلت ہو جاویں مگر اصل اچاریوں کے نہیں - سوامی رتن گری جی کہتے ہیں کہ میں بھی اس مندر میں جس میں کہ وہ اُترے تھے - اُترا تھا - اُن کا ان دنوں ہم کو بھی اوپدیش تھا کہ آپ لوگ ودیا ہی پر پریشرم کریں - کھیرپوری کے جلنے کا غم نہ کیجئے - کھیرپوری بھی ودیا ہی سے زیادہ ملیگا گھبرائیے نہیں - ۲۲ روز تک میں وہاں رہا اور ابھی وہ وہاں ہی تھے کہ میں چلا آیا +

پنڈت نانورام جی رئیس پُشکر نے بیان کیا کہ جب وہ پُشکر میں آئے تو کہتے تھے کہ تم کنٹھی ونٹھی کیوں باندھتے ہو - ہم نے کہا کہ اگر تمہارے میں سوائے برہمن (ودوان) کے سنیاسی نہوں تو ہم کنٹھے باندھنے چھوڑ دیں - اُنہوں نے کہا کہ ہم کیا کریں یہ تو اکاس پھٹ گیا ہے - اگر ہم سے کوئی پوچھے تو صاف کہدیں کہ بغیر برہمن وودان کے اور کسی کو سنیاس لینے کا ادھکار نہیں +

اُس وقت سوامی جی نے ایک برہمن کے کنٹھی اُتار دی تھے - وہ خفا ہوا - اُس کا فیصلہ کرانے کے واسطے پنڈت بینکٹ جی مہاراج دکھنی شاستری کے پاس (جو ان دنوں یہاں تھے) لے گئے - اُنہوں نے کہا کہ جو آپ کہتے ہیں سو سچ ہے مگر یہ بات آپ کی اُس وقت چلیگی جب آپ کے ساتھ کوئی بادشاہ یا مہاراجہ سہائتا کرے تب چل سکتی ہے - ہم لوگوں نے بھی جاکر بینکٹ جی سے کہا کہ یہ ہماری کنٹھی اُتارتے ہیں - اُنہوں نے کہا کہ بات اُنکی اچھی ہے - مگر جب تک اُس کا کوئی راجا شش نہ ہو تب تک چلنی مشکل ہے - یہاں کا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی سنیاسی مہاتما آتا ہے تو ہم اُس کی پوجا کرتے ہیں - ویسے ہی ان کی بھی نہایت عمدگی سے بروز پورنماشی پوجا کی گئی - یہ پوجا بطور گورو پوجا کے کی گئی تھی +

پانڈے رام دھن وشمالی پنڈا مقیمی پشکر نے کہا کہ میں سب سنیاسیوں کا پروہت ہوں - سوامی جی جب آنکر سمت ۱۹۲۲ کے اخیر میں مندر برہما میں اُترے تھے تو ہمکو ایک پتر دیا کہ اگر کوئی رامانج سمپردائے والا ہم سے شاستر ارتھ کرنا چاہے تو یہاں آ جائے ورنہ ہم گوگھاٹ پر چلتے ہیں - ہم پتر لگیئے مگر وہ مباحثہ کے واسطے کبھی نہ آئے - سوامی جی شرتی سمرتی کے مطابق لوگوں کو ست دھرم کا اوپدیش کرتے رہے - ان دنوں رامانجیوں کے اس واک کا तस तनू स्वर्गं गच्छति بھی کھنڈن کرتے تھے کہ اُس کا یہ ارتھ نہیں کہ شریر جلانے سے سورگ کو جاتا ہے - بلکہ یہ ارتھ ہیں کہ :- برت - تپ - نیم سے شریر کو تپائے اور من کو وشیوں سے روک کر جپ وغیرہ میں لگائے تب سُکھ کو پراپت ہوتا ہے میں نے کہا کہ ہم کو ایک شلوک پر دھتای کا بنا دو جیسا کہ ایک اور سنیاسی نے اپنے پروہت کو بنا دیا تھا - سوامی جی نے کہا کہ ارے کیا تم ہمارے

پنڈتوں سے ہمارا شاستراتھ کراؤ - اُن کی دیاکرن کی ان دنوں بہت دھوم دھام تھی - کیونکہ وہ ایک نامی گرامی گورو سے تعلیم پا چکے تھے - وہ کھنڈن منڈن ہیں کچھ آریہ سماج کے سبب سے مشہور نہیں ہوئے کہ وہ جہاں جاتے اُن کا شاستراتھ ہوتا تھا - بلکہ اسوقت بھی وہ جہاں جاتے ایسا ہی کرتے تھے اُس وقت وہ صرف سدھانت کو مدی وغیرہ گرنتھوں کا کھنڈن کرتے تھے - مہاراجہ رام سنگھ جی کو اُن کے ملنے کی خواہش تھی - اوّل تو اس بات پر اصرار ہوتا رہا کہ سوامی جی کے مکان پر راجا صاحب آویں یا سوامی جی ان کے محلوں میں جاویں - باہمی زیادہ اصرار ہوتا رہا - آخر الامر اچرول کے ٹھاکر صاحب کے کہنے سے سوامی جی وہاں گئے - مگر راجا صاحب اندر محلوں کے چلے گئے - جس پر سوامی جی ناراض ہو کر واپس چلے آئے اور پھر نہیں گئے[4]

انہیں دنوں ٹھاکر اندر سنگھ رئیس قصبہ دُودُو سوامی جی کو اپنے ہاں لیگئے اور دو روز وہاں رکھا - اُپدیش لیا اور اُن کے شش ہوئے - جب سوامی جی کو واپس اچرول کے ٹھاکر صاحب پاس لائے تو ٹھاکر صاحب کا بہت دھنواد ادا کیا کہ آپ نے ایسے مہاتما سے میرا ملاپ کرا دیا ۔

القصہ سوامی جی چار ماہ جے پور میں نواس کر کے چیت کے کرشن پکش میں یہاں سے بیل گاڑی میں بگرو میں گئے اور وہاں دو روز رہے - بگرو سے چل کر دُودو میں دو روز ٹھیرے - اور ریاست کشن گڑھ میں بھی دو روز نواس کرتے ہوئے اجمیر میں پدھارے اور رائے دولت رام کے باغ میں چار روز رہکر پشکر پدھارے ۔

میلہ پشکر کا حال

چیت بدی ۵ کو مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۶۶ء کے جے پور سے چل کر ۱۰ دن بعد پشکر پہنچگئے اور وہاں برہما مندر میں ڈیرا کیا - یہ بڑا عالیشان مندر ہے اور برہما کی پوجا صرف اسی مندر میں ہوتی ہے اور تمام ہندوستان میں کسی جگہ نہیں - جب وہاں پہنچکر سوامی جی نے مورتی پوجا کا کھنڈن شروع کیا تو برہمن لوگ جھگڑا کرنے کو اکٹھے ہوئے - مگر جب اُن سے وِدیا میں کوئی مقابلہ نہ کر سکا تو بینکٹ شاستری کے پاس گئے جو ایک مشہور ودیا تپسیا نامی کے شش تھے جو پشکر جی کے پہاڑ میں اگست جی کی گُپھا میں رہتے تھے - اول بینکٹ شاستری نے سوامی جی کو بُلا بھیجا کہ ہم آپ سے شاستراتھ کرینگے - ایک دفعہ یہ ٹھیرایا کہ بینکٹ شاستری خود سوامی جی کے پاس برہما کے مندر میں آویگا مگر وہ تو نہ آیا - آخر کار سوامی جی خود اُس کے پاس گئے تین چار سو برہمن جمع تھے - اول شاستراتھ بھاگوت کے وشے پر ہوا - وینکٹ شاستری نے کہا وِدیا وتان بھاگوتے پریکھشا - سوامی جی نے اُتر دیا کہ وِدیا وتان بھاگوتنے اپریکھشا ۔

اس کے بعد سوامی جی نے بھاگوت کا پُرزور دلائل سے کھنڈن کیا - بعد ازآں درگا وِشے میں بات چیت ہوئی - باہمی سنسکرت بولتے رہے - آخر شُدھی آشدھی پر بات چل پڑی - اُس نے کہا देवासुर سوامی جی نے کہا ایسا نہیں देवासुर ایک گھنٹہ تک بات چیت ہوتی رہی اور بھی آدمی وہاں کثرت سے موجود تھے - آخر کو سوامی جی کا کہنا ست ہُوا - شاستری جی نے سوامی جی کی بہت پرشنسا کی اور کہا کہ آپ کی وِدیا بہت پربل ہے - تب بینکٹ نے سوامی جی کو اپنے گورو اگھوری سے ملایا - یہ اگھوری ظاہرا آدمیوں کو پتھر مارتا اور گالیاں دیا کرتا تھا اور مرے ہوئے آدمیوں کو چِتا سے نکال کر کھایا کرتا تھا - مگر سوامی جی ملاقات کے بعد کہتے تھے کہ وہ سنسکرت کا اچھا عالم ہے - اُس سے گفتگو ہوئی - اُس نے سب کے سامنے کہدیا کہ جو کچھ سوامی جی کہتے ہیں وہ ست ہے - چنانچہ بینکٹ شاستری نے سب برہمنوں سے بھاشا میں کہدیا کہ بے فائدہ ہٹ

[5] پنڈت بردھی چند و مگن لال شاستری برہمنان شرپالی سکنہ کشن گڑھ و پنڈت روپ رام جی جے پور و منشی آنندی لال سررشتہ دار ڈپٹی کمشنر اجمیر و سادھو رتن گری سنیاسی و منشی ہر نام سنگھ اور سیر کی زبانی لکھا گیا ۔

تب گایتری یاد کی - سوامی جی کے اوپدیش سے ٹھاکر صاحب نے مورتی پوجا چھوڑ دی - ایک پرچا تتوبودھ کا ٹھاکر صاحب کو اور ایک ہیرالال کو دیا - اُن کے جانے کے بعد میں نے (ہیرالال کے) اُس تتوبودھ کے دو ورقوں کی نقل اپنی کتاب میں کر لی (عند الملاحظہ معلوم ہوا کہ وہ سمت ۱۹۲۳ چیتر شکل ۵ بدھ وار کے لکھے ہوئے ہیں) -

ان دنوں سوامی جی ویدانت کا اوپدیش دیتے - اور پرماتما نراکار کو شیو نام سے بتلایا کرتے تھے - پاربتی کے پتی شیو کا کچھ ذکر نہ تھا بلکہ اس کے مخالف تھے - رودراکھش اور بھسم بھی پہنتے اور لگاتے اور دوسروں کو اوپدیش بھی کرتے تھے - اوپاشنا کا طریقہ لوگوں کے واسطے سندھیا گایتری بتلاتے تھے -

انہیں دنوں مہاراجہ رام سنگھ جی وشنوؤں اور شیووں کا شاسترارتھ کرا رہے تھے - شیومت یعنی شیولنگ کا استھاپنا دیگر مورتوں کی تردید بیاس بخشی رام (ان کے بھائی گھنی رام بیاس) اس کام کے ادھشٹاتا تھے - ویاس جی جانتے تھے اور دیکھ چکے تھے کہ سوامی دیانند سرسوتی ودیا میں بہت پورن ہیں - کیونکہ جے پور کے تمام پنڈتوں سے پہلے ہی شاسترارتھ ہو چکا تھا - ویاس جی نے اپنی انتہاکرن میں وچار کیا کہ یدی سوامی دیانند سرسوتی ہمارے پکش میں ہو جاوے - پھر کسی پرکار کی شنکا نہ رہے - ایسا وچار کر ویاس جی سوامی جی کے پاس گئے اور اپنے کاریہ انوکول بارتالاب کر کے واپس چلے آئے - محلوں میں آ کر مہاراجہ رام سنگھ جی سے سوامی جی کا سماچار کہا - مہاراجہ صاحب نے کہا کہ ٹھاکر رنجیت سنگھ دوارا سوامی جی کو محلوں میں بلایا - اور سردار رنجیت سنگھ جی نے بھی جانے کی صلاح دی - تب سوامی جی راضی ہوئے - چنانچہ صبح کو بخشی رام بیاس نے اپنے چھوٹے بھائی گھنی رام بیاس کو بھیجا - سوامی جی نے کہا کہ اچھا ہم دس بجے آوینگے - چنانچہ پینس کی سواری میں سوامی جی گئے اور راج راجیشر کے مندر میں جا کر بیٹھے مگر وہاں سوامی جی نے مورتی کو نمسکار نہ کیا - بخشی رام بیاس نے آ کر کہا کہ اب میں حضور سے معلوم کرتا ہوں - اسی اثنا میں کسی آدمی نے بخشی رام بیاس سے یہ کہہ دیا کہ یہ تو ہر قسم کی مورتی کو اکھاڑا چاہتے ہیں - اگر تم ان کا یہاں دخل کرا دوگے تو تمہارا سب کارخانہ بھرشٹ کرا دینگے اور مہادیو و دیو کو اٹھوا دینگے - کچھ تو اُس نے اُن کے مندر میں آتے ہی دیکھ لیا تھا کہ انہوں نے نمسکار نہیں کیا - اس پر اسے اور بھی شک ہوا - مہاراجہ صاحب کے ہاں تو گئے نہیں بلکہ معمولی اندر جا کر آنکر کہہ دیا کہ مہاراجہ صاحب تو کہیں سیر کو گئے ہیں - آپ پھر پدھارنا - تب سوامی جی نے کہا کہ ہماری مہاراج سے کیا غرض ہے - اُسیوقت پینس میں بیٹھ کر واپس چلے آئے - اور سرداروں سے سب حال آن کر کہا - سرداروں نے جواب دیا کہ چونکہ ان کا مورتی پوجا میں زیادہ آگرہ ہے اس واسطے آپ سے چھپا لیا - بعضے آدمیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ سوامی جی اول روز گئے - تو بہانہ عدیم الفرصتی کا کیا - پھر دوسرے روز گئے تو بہانہ ہوا خوری کا کر دیا - تب تیسرے روز سوامی جی کو ان کے فریب کا حال معلوم ہوا - تب مہاراج نے کہا کہ اب کچھ ہو ہم نہیں جاوینگے - موسم گرما میں آ رہے تھے اور سر ملک کے انت کو گئے - اُنہیں دنوں اور بھی کئی جاگیرداروں کو سوامی جی سے بھگتی بھاؤ اُتپن ہو گیا - اس طرح چار ماس ۱۵ روز سوامی جی نے جے پور میں نواس کیا - اُن دنوں سوامی جی چار وید - منوسمرتی دس اپ نشدوں کو مانتے تھے -

پنڈت گوپی ناتھ جی نانگلیا دائیما برہمن سنسکرت پاٹھ شالا جے پور کے ادھیاپک نے اس کے سوا یہ بھی فرمایا کہ ان دنوں وہ رودراکش کا کنٹھا پہنتے اور بھبھوت لگاتے تھے - صرف ایک چوڑی کوپین پہنتے تھے - ٹھاکر صاحب کے وہ یگوپویت کے گورو تھے - وہ ویاکرن میں پورے تھے - سدھانت کومدی کو اشدھ بتلاتے اور اشٹا ادھیائی اور مہابھاش کو شدھ کہتے تھے - ہم صرف درشن کے واسطے گئے تھے - یہ بھی کہتے تھے کہ

جے پور میں آئے تھے وہ سوامی جی کے پورے واقف تھے اور مورتی پوجا سے متنفر۔ ہمیر سنگھ نے ٹھاکر صاحب کی اس پوجا کی تردید کی جس پر ٹھاکر صاحب نے کہا کہ پھر ہم کیا کریں اور کس کو گورو کریں وہ چونکہ سوامی جی سے مل چکا تھا۔ بنابران اُس نے کہا کہ ایک سادھو گوبند داس یا نند رام کے باغ میں اُترا ہوا ہے۔ آپ اُن کو ملیں اور اُن سے اُپدیش لیں۔ جے پور میں ٹھاکر صاحب سوامی جی کا چرچا سُن چکے تھے۔ چنانچہ ٹھاکر ہمیر سنگھ جی کی صلاح سے ٹھاکر رنجیت سنگھ جی سوامی جی سے ملے اور دوسرے دن پنڈت سروپ رام جوتشی کو معہ مجھولی کے بھجوا دیا۔ سوامی جی نمنترن کو مان کر پیدل چلے آئے اور ٹھاکر صاحب سے بارتالاپ کیا اور رسوئی بھی یہاں کی۔ اور بارتالاپ اور اُتر پرشنوں سے ٹھاکر صاحب کے بہت سے سندیہہ نورت ہو گئے اور بُت پرستی سے طبیعت قطعاً متنفر ہو گئی۔ آخر کو پرارتھنا کی کہ جب تک آپ رہیں یہاں ہی رہیں سوامی جی نے سویکار کیا۔ تب سچدانند کو بھجوا کر سب اسباب وہاں منگا لیا۔ چار روز تو ٹھاکر صاحب کے محلوں میں رہے۔ بعد ازآں ٹھاکر صاحب کے باغ میں جو بدن پوری میں دروازہ گنگا پول کے باہر ہے پدھار گئے۔ کیونکہ سوامی جی نے کہا تھا کہ ہم ایکانت میں رہنا چاہتے ہیں۔ وہاں پکے مکان تو موجود تھے۔ مگر ٹھاکر صاحب نے سوامی جی کی مرضی کے مطابق وہاں ایک اَور کچا مکان چھپر ڈلوا کر بارہ دری کی طرح بنوا دیا۔ وہاں روز شہر کے کئی ودیارتھی سوامی جی کے پاس پڑھنے کو جانے لگے۔ اور ٹھاکر صاحب بھی ہر روز سوامی جی کے پاس جا کر منوسمرتی چھاندوگیہ اُپنشد برہدارنیک اُپنشد وغیرہ شروع کیا کرتے تھے +

ہیرالال جی کالیستھ ماتھر سابق کامدار ٹھاکر صاحب اچھرول جن کی عمر اب اس وقت ۶۲ سال کی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں ان دنوں شراب پیا کرتا تھا۔ میں شراب پی ہوئی اُس گنگا پول باغ میں گیا۔ جوں ہی اس بنگلہ کے پاس سے گزرنے لگا۔ ٹھاکر صاحب کی سوامی جی سے ملانے کی بات یاد آگئی۔ کسی سے میں نے پوچھا کہ سوامی جی جو آئے ہوئے ہیں وہ کہاں اُترے ہیں۔ پتہ ملنے سے سیدھا سوامی جی کی سیوا میں چلا گیا۔ دور سے جا کر ڈنڈوت کی اور وہاں ہی بیٹھ گیا۔ اُسوقت سوامی جی منوسمرتی کا پرایشچت ادھیائے (پڑھ) رہے تھے۔ مقام یہ تھا کہ گو ہنیا۔ سورن چوری۔ سُراپان وغیرہ وغیرہ کی یہ سزا ہے۔ جب سُراپان کی سزا انھوں نے پڑھی اور اُس کا ارتھ سمجھایا۔ تب میں نے اپنے دل میں بہت افسوس کیا اور اپنے گذشتہ وقت کا پشچاتاپ کیا۔ اُسی وقت دل تائب ہو گیا اور اقرار کیا کہ آئندہ ایسا ہرگز نہیں کرونگا بس اُس روز کے بعد ہر روز گھر سے سیر کے بہانہ سوار ہو کر جاتا اور وہاں اُن کی خدمت میں سیدھا حاضر ہوتا تھا۔ مانس اور شراب میں نے اُن کے اُپدیش سے تیاگ کیا۔ غالباً ۴ ماہ یہاں رہے تھے۔ اُس وقت کپڑا بھگوا پہنتے اور دسوں اُپنشد بمبئی سے یہاں منگائے تھے۔ اُن کی کتھا کیا کرتے تھے اور گیتا کا بھی اُپدیش کرتے تھے اور اُس کا ترجمہ لوگوں کو سُناتے تھے۔ مورتی پوجا کا کھنڈن کرتے اور کہتے تھے کہ پرماتما تو دل میں ہے۔ دل میں پرماتما کا دھیان کرو۔ مورتی پوجا اچھی نہیں ہے۔ سوامی جی نے ٹھاکر صاحب کو سندھیا گائتری کا اُپدیش دیا اور کہتے تھے کہ عام برہمن لوگ آپ کو بہکاتے تھے۔ اُس وقت دیوی بھاگوت کو پورانوں میں شمار کرتے اور کرشن بھاگوت کا کھنڈن کرتے تھے۔ ایک پترا بھاگوت کے کھنڈن میں چھپوایا بھی تھا۔ کرشن جی کی بابت جو کلنک بھاگوت میں تھے۔ سب کا کھنڈن کرتے تھے اور شرمیت بھاگوت کا اپنا بنایا ہوا کھنڈن لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ ہیرالال جی سے پوچھا کہ تمہارا یگیوپویت ہوا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ نہیں۔ تب یہ منتر سکھلایا تھا۔ اوم ۔ بھور۔ بھوا۔ سوا۔ وشوانی دیو سوی تر دُری تانی پراسو یدبھدرم تن نہ آسو ۔ پھر اُس نے جمنا جی پر جا کر یگیوپویت دھارن کیا

کیونکہ تحریر کے بعد کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ اس پر پنڈتوں نے بہت تکرار کیا کہ لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ آخرالامر بہت تکرار کے بعد بھی پنڈتوں نے تحریری شاستر ارتھ کو سویکار نہ کیا۔ تب سوامی جی نے اپنی علمی لیاقت کو ظاہر کرنے کے لئے بغیر تحریر کے ہی کتھن کرنا شروع کیا۔ اور نہایت مضبوطی کے ساتھ کتھن کر کے مون ہو گئے۔ اسی کتھن کو شرون کر ایک میتھل اوجھا جو پنڈتوں میں نامی گنا جاتا تھا بولا کہ یہ ارتھ کہاں پر لکھا ہے۔ سوامی جی نے کہا کہ سمپورن شبدوں کی تشریح کسی ایک پُستک میں لکھی ہوئی نہیں ہے۔ مگر یہ میرا سارا کتھن بیشک مہابھاشیہ کے انوکول ہے۔ اس پر اوجھا جی بولے کہ مہابھاشیہ کا ویاکرن میں (گننا) شمار نہیں ہے۔ اس پر سوامی جی نے بڑے شوک کے ساتھ کہا کہ کیا مہابھاشیہ کا ویاکرن میں شمار نہیں ہے خیر آپ لوگوں کا ایسا ہی سمرن ہے مگر اتنا تو اوشیہ ہی لکھ دیجئے کہ "مہابھاشیہ کی ویاکرن میں گننا نہیں ہے" اور اس پر سبھا کے ہستاکشر (دستخط) کرا دیجئے گا۔ اتنا کہنے پر سمپورن پنڈت لجت (شرمندہ) ہو گئے اور اس کے اُتر میں کچھ بھی نہ بولے۔

اس سمے ویاس جی نے مناّ لال جی سے کہا کہ اب سبھا وسرجن کرو۔ نہیں تو لاجواب ہونا پڑیگا۔ اس پرکار اتفاق کر کے مناّ لال جی جلدی ہی بول اُٹھے کہ سوامی جی مہاراج اب نگر کے دروازے بند ہونیوالے ہیں اور آپ کو باہر پدھارنا ہے۔ اس کارن آپ اس وشے کو بند کیجئے۔ سوامی جی نے کہا کہ کچھ چنتا کی بات نہیں ہے۔ کیول اتنا ہی لکھ کر ہستاکشر کرنا ہے کہ "مہابھاشیہ کی ویاکرن میں گننا نہیں ہے" سبھا وسرجن ہو جاویگی۔ آگے کل کو وچار کیا جاویگا۔ اتنے میں سمپورن لوگ کھڑے ہو گئے۔ تب سوامی جی نے بھی بڑے شوک کے ساتھ کہا کہ افسوس اس کو سبھا نہیں کہنا چاہئے۔ جو لاجواب ہونے کے سمے اُٹھ بھاگے۔ اور ایسے پُرشوں کو پنڈت نہیں کہنا یوگ ہے جو مہابھاشیہ کی ویاکرن میں گننا نہ کریں۔ اتنا کہہ کر سوامی جی جاۓ رہائش کو پدھار گئے اور سبھا وسرجن ہو گئی۔

اس شاستر ارتھ کا سماچار سُن کر اوسوال ویشوں کے گورو جتی شری پوجیہ جی نے سوامی جی کے پاس اپنے آدمی بھیجکر کہلایا کہ آپ میرے سے کچھ بارتالاپ کریں تو اوتم ہووے۔ اس پر سوامی جی نے اُتر دیا کہ بڑے آنند کی بات ہے۔ جب وے اُچت سمجھیں تب ہی میرے پاس چلے آویں۔ اس پر جتی جی نے پھر کہلا بھیجا کہ ہمارا آنا نہیں ہو سکیگا۔ کیونکہ دوسرے کے مکان پر جانے سے ہمارے سیوکوں میں ہماری عزت (مانیہ) میں فرق آتا ہے۔ اس کارن سے انوکول ہے کہ آپ سے کسی باغ یا اَور جگہ پر میل ہو جاوے تو اوتم ہے۔ اس پر سوامی جی نے کہا کہ خیر جب ملاپ ہوگا تب ہی سہی۔ اتنے میں کچھ پتر دوارا ہی بارتا کیجئے۔ اس پر لکھ کر پورہ گت پندرہ پرشن ویاکرن وشے کے لکھ کر جتی جی کے پاس بھیجے کہ آپ ان کا اُتر لکھئے گا۔ ان پرشنوں کو دیکھ کر جتی جی نے کچھ بھی اُتر نہیں لکھا۔ کنتو جین مت کے انوکول آٹھ پرشن لکھ کر سوامی جی کے پاس بھیجے۔ جن کے سوامی جی نے معقول اور یتھا یوگ اُتر لکھ کر ارسال کئے۔ اور صرف اُتر ہی نہیں لکھے بلکہ جین دھرم پر آٹھ پرشن نئے بھی لکھ کر ارسال کئے۔ جن کا اُتر جتی جی نے کچھ بھی نہیں لکھا۔

ادھر ول کے جاگیردار ٹھاکر رنجیت سنگھ جی کو سادھوؤں سے بہت پریتی تھی۔ سوامی جی کو ملنے سے پہلے وہ رادھا کرشن کو مانتے اور انہیں کا بھجن کیا کرتے تھے۔ ایک ٹھاکر ہمیر سنگھ مقام توبچہ [?] راج بیکانیر کے رہنے والے کسی مقدمہ میں یہاں

سے اُن کے ساتھ تین برہمن تھے - ایک سچدانند دوسرے چیتن رام اور تیسرے کو برہم چاری کے نام سے پُکارتے تھے - یہ تینوں پڑھے لکھے صرف سوامی جی کے ست سنگ اور سیوا کے نمت ہی ساتھ رہتے تھے * ان میں سے سچدانند کو سوامی جی نے ایشور کی اوپاسنا کا منتر اوپدیش کرا رکھا تھا۔ جس سے وہ سانیک کال سوریہ کے سنمکھ کھڑا ہو کر اُس کا جپ کیا کرتا تھا (وہ منتر گائتری تھا) *

ایک گوپالانند پرم ہنس جو گھاٹ میں رہتے تھے - اُس نے جیو برہم کی وشی میں بہتر دوا را کچھ پرشن کئے - اُن کے اُتر سوامی جی نے بڑی یوگتا کے ساتھ لکھکر بھیجدیے - اُن پرشنوں کا اُتر پڑھ کر گوپالانند ایسے پرسن ہوئے کہ گھاٹ کا نواس تیاگ کر سوامی جی کے پاس اُسی باغ میں آٹھیرے اور ہر روز پرشنوتر سے اپنے چت کی استھرتا کرنے لگے *

اس کے بعد شرون ناتھ جی کے شاگرد لکھشمن ناتھ جی (جن کو مہاراج رام سنگھ جی جودھپور سے لائے تھے) کے ساتھ سوامی جی مہاراج کا برج نند جی کے مندر میں کسی وشی پر سمبھاشن ہوا۔ لکھشمن ناتھ جی نے سوامی جی کو شاستر بُیت پن اور یوگ سمجھ کر نویدن کیا کہ آپ کرپا کر کے اسی مندر میں رہیے اور سمپردائی لوگوں کے شاستر ارتھ میں ہمکو سہاتیا دیویں۔ سوامی جی نے اُتر دیا کہ اگر شاستر ارتھ میں مجھکو بھی ملایا جاویگا تو مَیں بھی اپنی سمتی کے انوکول کتھن کرونگا - یہاں رہنے پر کچھ بات نہیں ہے - یہ کہکر سوامی جی اپنے نواس استھان کو پدھار گئے *

اس کے بعد سوامی جی نے دیاکرن کے دس یا پندرہ پرشن لکھکر جے پور کے سنسکرت پاٹ شالا میں پنڈتوں کے پاس بھیجے - پنڈت مہاشیوں نے اُن پرشنوں کے اُتر میں انیک پرکار کے اسبھیہ (ناشائستہ) شبد لکھ بھیجے - سوامی جی نے اُن پنڈتوں کے لیکھ میں آٹھ پرکار کے دوش نکال کر پنڈتوں کے پاس پھر پتر بھیجا - اُس پتر کو پڑھکر ہرشچندر آدی سمپورن پنڈتوں نے اپنے چت میں اتینت (کھشوب) رنج کیا۔ اور اُس پتر کا کچھ بھی اُتر نہیں دیا *

پنڈت شیودت جی اُگما برہمن نے جو سنسکرت کے اچھے لائق ہیں کہا کہ ان پرشنوں سے صرف دو پرشن یاد ہیں - باقی نہیں

१ कालश्च किं भवति ॥ २ येन कर्मणा सर्वे

धासव: सकर्मका: किं तत्कर्म ॥ پرنتی اُتر میں سوامی جی کو تو کچھ کٹھن نہ تھا -

مگر سب پنڈت اکتر ہو کر بیاس بخشی رام جی کے سمیپ گئے کہ آپ اُس پرش کو محلوں میں بُلوا کر ہمارا شاستر ارتھ کرائیگا تب بیاس جی نے پنڈتوں کے کہنے کے انوسار سوامی جی مہاراج کو محلوں میں بلوایا اور سب پنڈتوں کو بھی - سوامی جی محلوں میں پدھار کر راج پروہت جی کے مندر میں سوشوبھت ہوئے اور سمپورن راج پنڈت بھی اکٹھے ہوئے - ان میں سے ایک پنڈت نے سب کا مکھیا بن کر سوامی جی مہاراج سے کہا کہ یہ پندرہ پرشن اور اُن کے اُتر میں یہ آٹھ پرکار کے دوش آپ ہی نے لکھے ہیں - سوامی جی نے اُتر دیا کہ ہاں یہ میرا ہی لیکھ ہے - تب اُسی بیشر دپنڈت نے اُن شبدوں میں سے قلم شبد کی دیا کہیا کی - جب وہ اپنا کتھن سمپورن کر چکا تب سوامی جی نے اُس کا کھنڈن کرنا آرمبھ کیا - جب کُل کھنڈن کر چکے - تب پنڈت لوگ کچھ بھی نہ کہہ سکے - صرف یہی کہتے بنا کہ یدی یہ دیا کھیا ٹھیک نہیں تو آپ کتھن کیجیگا - اس پر سوامی جی نے کہا کہ میرا اور آپ لوگوں کا سمپورن کتھن لکھا جاوے تو اُدتم ہو

۱۰ فروری ۱۸۶۵ء شکروار پورنماشی کے دن کتھا ابھیشیک مہاراج کی ہوئی جو بہت دل لبھانے والی تھی۔ سرکار نے خوش ہو کر تمام جہام بیٹھنے کو اور پانچہزار روپیہ نقد اور دس برہمن روز کھلانے کو کر دیئے ٭

۱۱ فروری شنی وار مطابق پھاگن بدی ۱ کو سب کو وداع کرنے کا دن تھا۔ اول سب کو وداع کر کے ہاتھیوں پر بٹھلا کر کیمپ کے آس پاس گھمائے گئے۔ بحالت واپسی جب کیمپ میں آئے تو حضور معلیٰ نے احسان علی حکیم کو کہا کہ سریمت چھوٹے مہاراج کو لاؤ۔ پنڈت راج نراین ڈاکٹر ساتھ بگھی میں لائے۔ مہاراج نے چھوٹے مہاراج کو سب برہمنوں کے پاؤں میں ڈالا اور گوبند بابا کی گود میں دیا۔ اُس روز بڑی خوشی ہوتی رہی۔ سب نے اُنہیں اشیرباد دی کہ شت آیو پرنیت سکھ پورک جیتے رہو۔ یہ اشیرباد لے کر چھوٹے مہاراج واڑے کے پچھاڑی آئے اُن کے اوپر صدقہ اُتارا گیا۔ پنڈت لوگ بہت سادھن دے کر وداع کیے گئے ٭

تاریخ ۱۴۔ فروری ۱۸۶۵ء منگل وار مطابق پھاگن بدی ۱۰ سمت ۱۹۲۱ کو کوتوال نے رپورٹ کی کہ شہر میں عجب طرح کی گرمی پڑتی ہے لوگ بڑے بدحال ہوتے جاتے ہیں۔ اور بہت آدمی ضائع ہوتے ہیں ٭

۲۵۔ مارچ ۱۸۶۵ء شنبہ مطابق چیت بدی ۱۳ کو کوتوال نے رپورٹ کی کہ ہیضہ کا زور شہر میں بہت ہے۔ بڑی گھبراہٹ مچی ہے بساکھ سدی ۵ سمت ۱۹۲۲ مطابق ۳۰۔ اپریل ۱۸۶۵ء یکشنبہ کو ۱۲ بجے رات کے شریمت چھوٹے مہاراج کو ہیضہ ہوا جس سے وہ دیولوگ کو پدھارے۔ اس موت سے شری مہاراج اور تمام لشکر والوں کو بڑا دکھ ہوا۔ ادھر لشکر میں مری پڑ رہی تھی۔ روز مُردوں کا اُس راستہ آنا جانا اور رام کوئی پر مرد عورت کے اسنان کا ہجوم اور رونا پیٹنا ہائے ہائے مچی دیکھ کر شری سوامی دیانند جی مہاراج وہاں سے اُٹھ کر بابا صاحب کے باغ کی بارہ دری میں آن براجمان ہوئے۔ اور شری ست کی ماتم پُرسی کو بڑے بڑے راجا ئیں آنے لگے ٭

بساکھ سدی ۱۲ سمت ۱۹۲۲ مطابق ۷ مئی ۱۸۶۵ء یکشنبہ کے دن کو بڑے ہرش کے ساتھ جب تک بابا صاحب کے باغ میں رہے۔ وگیاپن شاستراتھ کے لکھ کر بھیجتے رہے۔ کسی نے شاستراتھ نہ کیا۔ ان پنڈتوں کے ملنے کی آپ کو بڑی ابھلاشا رہی ٭ راناچاریہ۔ گوپالاچارج دھنومتاچاریہ سن کر ناسک چلے گئے۔ اور تاناپورانک ڈھونڈو شاستری۔ راؤجی شاستری۔ ان کو کئی مرتبہ بلایا مگر نہ گئے ٭

ہم دونو بھائی ان کی سیوا میں رہتے تھے۔ چلتے وقت ہمیں اشیرباد دی اور یہاں سے قرولی کو چلے گئے۔ اُن کی اشیرباد ایشر کی کرپا سے اُسی سال مجھ گنگاپرشاد کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سورج پرشاد رکھا گیا ٭ اُن کے تشریف لے جانے سے ہم لوگوں کو اُن کے ویوگ سے بڑا دکھ ہوا ٭

قرولی

گوالیار سے سوامی جی قرولی میں پدھارے اور راجہ صاحب سے دھرم وشے پر بارتالاپ ہوتی رہی اور پنڈتوں سے بھی کچھ شاستراتھ ہوا اور یہاں پر ویدوں کا اُنہوں نے کئی مہینے ٹھیر کر دوہارہ ابھیاس کیا۔ پھر وہاں سے جے پور تشریف لےگئے ٭

ریاست جے پور

جے پور میں اُس سمے کسی رئیس سے اُن کی جان پہچان نہ تھی۔ اسی کارن رام کمار ونند رام مودی کے باغیچہ میں نواس کیا تھا۔ اُس

سُنا کہ یہاں کتھا بڑی تیاری کے ساتھ ہونیوالی ہے آپ بھاگوت کا کھنڈن کرنے لگے +

سوامی جی نے گنگا پرشاد وفعدار کو بلایا کہ سیتارام شاستری کے پاس جاؤ اور شیو پرتاپ ویش کو ہمراہ لیجاؤ - بڑے بڑے کھٹ شاستریوں کو بلا لاؤ ہم اُن کے درشن کرنا چاہتے ہیں اور اسی غرض پر آئے ہیں کچھ اُن سے بچار کرینگے - اگر وہ یہاں نہ آویں تو ہمکو بلالیں ہم آوینگے - وفعدار گنگا پرشاد معہ سیتارام شاستری و شیو پرتاپ کے باپو شاستری چودھری کے پاس گئے اور شری مت بھاگوت کے کھنڈن کا برنن کیا اور کہا کہ بڑا بگھن لشکر میں ہوگا سیتارام شاستری معہ باپو شاستری کے گاڑی میں بیٹھ کر سرکار کے پاس گئے اور عرض کیا کہ ایک سوامی مہا ودوان پورن برہم چریہ دھارن کئے ہوئے بھاگوت کا کھنڈن کرتے ہیں اور ایسا کہتے ہیں کہ لشکر میں بڑا وگھن ہونیوالا ہے - سرکار نے وشنو وکیشنت پنڈت کو بھیجا - وہ رام کوئی پر سوامی جی کو پرنام کرکے جا بیٹھے اور کہا کہ مہاراج آپ کا آگمن سُن کر سرکار نے بھیجا ہے اور شری مت بھاگوت سپتاہ کا مہاتم پوچھا ہے - سوامی جی ہنسنے لگے اور کہا کہ سوائے دُکھ اُٹھانے اور کلیش کے کوئی پھل نہیں ہے جا ہو کرکے دیکھ لو وشنو وکیشنت سُنکر چپ ہو گئے اور پرنام کرکے وداع ہوئے اور جاکر کیمپ میں مہاراج سے اور گوبند بابا سے سب حال کہدیا - سرکار ہنسنے لگے آپ بڑے سمرتھ ہیں جو چاہیں سو کہیں - ہم سب تیاری کر چکے - بڑی بڑی دور سے بڑے بڑے ودوان پنڈت آ گئے - اب کیسے ہو سکتا ہے کہ نہ کریں - گوبند بابا نے سرکار سے کہا کہ ایسے سمے میں ایسے مہاتما کا آنا اُنہیں یگ میں بلانا چاہیئے - بجواب سوامی جی نے ناتھو پنڈے کی زبانی کہلا بھیجا کہ گائتری کا پرسچرن ہونا چاہیئے - سرکار نے کہا کہ بڑے بڑے ودوان آ گئے - کتھا کی تیاری ہو گئی - اب کیسے ہو سکتا ہے +

تاریخ ۴ - فروری سنہ ۱۸۶۵ء شنی وار مطابق ماگھ شدی ۹ سمت ۱۹۲۱ بکرم ۵ بجے رُں کی کتھا بیٹھی - ایکسو آٹھ باچنے والے - ایکسو آٹھ سننے والے باقی رسالہ پلٹن - توپ خانوں میں کتھا سُنانے وجپ کرنے والے بٹھائے گئے - باجا بجا - توپ کی سلامی ہوئی - ۱۲ بجے دن کے کتھا کا پرسچن ہوا - تین بجے تک کتھان پان رہا - تین بجے گوندا جی بابا کی کتھا کھڑی ہوئی - کُل چھوٹے بڑے جاگیردار و سردار حضور معلیٰ کے ساتھ بیٹھے - ۹ بجے رات کے کتھا سماپت ہوئی - سرکار کو بڑی خوشی ہوئی - لیکن اُسی رات کو شری مہارانی جی کا پانچ ماہ گربھ پات ہو کر حیض آ گیا - جس سبب سے کتھا میں آنا نہ ہو سکا - جس سے سرکار کو رنج ہؤا +

۵ فروری سنہ ۱۸۶۵ء یکشنبہ ماگھ شدی ۱۰ کو رحمت پور کے ہری بابا کی کتھا ہوئی اُسیدن راؤ جی شاستری کے گھر میں موت ہو گئی جس سے وہ کتھا سے اُٹھ کر چلے گئے +

۶ فروری سنہ ۱۸۶۵ء دوشنبہ ماگھ شدی ۱۱ کو گوبند بابا کی کتھا ہوئی - اُس وقت عین کوٹھی منڈپ کے سامنے کسی نے سانڈ (بیل) کو تلوار ماری - بڑا کولاہل ہؤا - مارنے والا بھاگ گیا - سرکار نے دس روپے سانڈ کو کھانا دینے کے واسطے ارشاد فرمایا اور زخم پر ٹانکا لگوانے کا حکم دیا - اُس روز کتھا کی بڑی دھوم رہی - گوبند بابا کو دو لاکھ روپے دئے گئے +

۷ فروری سنہ ۱۸۶۵ء سہ شنبہ ماگھ شدی ۱۲ سمت ۱۹۲۱ کو ترمبک بابا کی کتھا ہوئی بڑا آنند ہؤا - پانچہزار روپیہ دیتے تھے نہ لئے +

۸ فروری سنہ ۱۸۶۵ء بدھ وار ۱۳ ماگھ کو کتھا دھولی بابا کی ہوئی - سرکار بہت خوش ہوئے - ۹ بجے رات تک ہوتی رہی +

۹ فروری سنہ ۱۸۶۵ء ویر وار کو بدھ کر بابا کی کتھا ہوئی - بڑی خوشی رہی +

دھولپور

سوامی جی کارتک بدی ۱ سمت ۱۹۲۱ مطابق ۱۸۶۵ عیسوی کو آگرہ سے بتلاش ویدکی پُستک کے دھولپور تشریف لیگئے اور وہاں ۱۵ روز تک قیام پذیر رہے۔ پھر گوالیار کو تشریف لیگئے؞

لشکر گوالیار کا سماچار

پنڈت گنگا پرشاد شکل وجمنا پرشاد شکل سکنائے گوالیار نے بیان کیا کہ تاریخ ۲ دسمبر ۱۸۶۴ء مطابق کارتک سُدی ۳ سمت ۱۹۲۱ شکروار کو شری مان مہاراجہ جیاجی راؤ سندھیا عالیجاہ بہادر کے حضور سے دیوکی جہانگی سرب سردار منڈلی اور گوبند بابا اور تاناجوتشی کو بلانا ہوا۔ شری مت بھاگوت سپتاہ کا مہورت پوچھا گیا۔ بُدھی مان اور لائق جوتشیوں نے مین میکھ بچار اور اشونی بھرنی کا شمار کرکے ماگھ سُدی نومی شنی وار (۲۵ ماگھ شنکرانت) مطابق ۴ فروری ۱۸۶۵ء کا مہورت نکالا کہ اس مُبارک اور سعید روز میں کتھا کا آرنبھ کیا جاوے۔ اس شُبھ مہورت کی بذریعہ تار تمام دیش دیشانتروں میں لائق اور یوگ پنڈتوں کو خبر دیگئی۔ لشکر سے کچھ رئیس بھی بھیجے گئے۔ کاشی۔ پونا۔ ستارا۔ احمد آباد۔ حیدر آباد۔ ناسک وغیرہ سے ایسے پنڈت بُلائے گئے کہ کھڑے ہوکر ہی کتھا کہیں۔ دُور دُور سے لوگ آنے شروع ہوگئے۔ اور ادھر مہاراجہ صاحب کی طرف سے بڑے جاہ وشان سے تیاریاں ہونے لگیں۔ مہمان نوازی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ بڑے مان وسمان سے آور سنکار پوربک آئے لوگوں کا استقبال ہونے لگا۔ چہار سو (۴۰۰) بھاگوتی پنڈت انتخاب کئے گئے۔ پھر اُنمیں سے بھی تین سو بہتر (۳۷۲) قائم رہے؞

تین جگہ کی تیاری کا حکم ہوا۔ پہلا (۱) منڈپ شری کرشن جی کی جہانگی کا بڑی تیاری کے ساتھ آراستہ کیا گیا۔ دوسرا (۲) منڈپ جہاں کتھا بیٹھے گی۔ کمپو کے درمیان بڑے دالانوں میں سو پاٹ بچھائے گئے۔ پھولوں کے بندھن وار مختلف قسم کی رنگ آمیزی کے ساتھ لگائے گئے۔ تیسرا (۳) منڈپ کوٹھی کے باہر بہت اچھی طرح سے آراستہ کیا گیا۔ یہ تینوں منڈپ درحقیقت لائق دیکھنے کے تھے۔ باہر سے بڑے بڑے کتھا کہنے والے جن کے لانے کے واسطے رتھ اور پہرے گئے تھے وہ لوگ آئے۔ سرکار جیاجی راؤ خود بدولت پیشوائی کرکے اُن کو رتھ میں بٹھا کر لائے۔ تاریخ ۲۴ جنوری ۱۸۶۵ء منگل وار مطابق ماگھ بدی ۱۲ کو مہاراج نے ۲۵ اشرفی ابھا مہاراج کو رام نومی کی بھکشیا میں دیں۔ اُسی روز گوبند بابا کاشی والے کو پالکی۔ سونے کی چھڑی۔ ابھداگیری۔ چنوری وچھتری وگبھی دان کیں۔ اور اُسی روز یعنی ۲۴ جنوری ۱۸۶۵ء کو شری مان سوامی دیانند مہاراج نے آبو پہاڑ سے آگمن کیا۔ چار ودیارتھی ساتھ تھے۔ آپ رام کوٹی پر براجمان ہوئے۔ اور بابو آپا ڑجرنیل کے گنگا مندر میں ٹھہرے۔ ان کے پدھارنے کی خبر لشکر میں پہنچگئی بہت لوگ اور خاصکر پنڈت لوگ ان کے درشن نمِت آنے لگے۔ آپ کی سنگھ ناد وت سنسکرت دھارا پرواہ سُن کر جو پنڈت صاحبان جاتے سب چُپ ہوجاتے تھے۔ ہم دونوں بھائی بھی درشن کرنے کو جایا کرتے تھے۔ جب سوامی جی نے

کے بعد ناہی چکر کو گھماتے تھے اور ندی سے باہر نکل کر جل پھینکدیتے تھے۔ آخر کو جب دیکھا کہ میل نہیں رہی تب اشنان کر کے مکان کو روانہ ہوئے۔ اُس روز بہت کمزور ہو گئے تھے۔ کیونکہ یہ عمل مثل جلاب کے ہے۔ مکان پر آکر دال بھات کھایا۔ فرماتے تھے کہ یہ عمل ہمنے ایک کن پھٹے جوگی سے بندھیاچل پر نربدا کے کنارے بڑی محنت سے بہت دیر اُس کے پاس رہکر سیکھا تھا ✤

انہیں دنوں سوامی جی کے اُپدیش سے ایک سندھیا پستک جس کے اخیر میں لکھشمی سکت تھا۔ چھپوائی گئی اور ار پر فروخت کی گئی کُل شہر کے لوگوں نے بغیر کسی تعصب کے خریدیں۔ بعض پنڈتوں نے اتنا اعتراض کیا کہ اس میں ونیوگ نہیں رکھے گئے۔ مگر سب نے لیں اور لڑکوں بالوں کو وہی پڑھائیں۔ چھپوائی وغیرہ کا روپیہ روپ لعل نے دیا تھا۔ تیس ہزار کے قریب اس کی کاپی چھپی تھی۔ اور ڈیڑھ ہزار روپیہ خرچ ہُوا تھا۔ یہ تینوں ورن کے واسطے ایک ہی سندھیا تھی ✤

سوامی جی ان دنوں برابر مُورتی پوجن کا کھنڈن کیا کرتے تھے۔ چنانچہ پنڈت چیتو لال و کالیداس ہر دو نامی گرامی پنڈتان آگرہ اس بارہ میں اُن سے متفق ہو گئے کہ فی الحقیقت مورتی پوجن منع ہے مگر ہم لوگوں کو نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہم گرہستی ہیں اور آپ آزاد پنڈت سُندر لال جی اُن کے آنے سے پہلے مہادیو کی پوجا کرتے تھے۔ اُن سے چُھڑوا دی۔ پنڈت ودیارام نے بھی دل سے ترک کر دی مگر برادری کے خوف کے مارے اپنی کمزوری کے سبب ظاہری جانا ترک نہ کر سکے ✤

اُسی زمانے میں آگرہ میں ایک ناخواندہ برہمن آگیا جو یوگ کے چونسٹھ آسن لگانے جانتا تھا۔ چالچلن اُس کا اچھا تھا اور جیت اندریہ بھی تھا۔ سوامی جی نے اُس کو دھوتی دھونے وغیرہ کے واسطے اپنے پاس رکھ لیا۔ جب کبھی سوامی جی موج میں آتے تو اُس سے تماشا کے طور پر آسن لگوایا کرتے تھے ✤

سوامی جی اس دفعہ آگرہ میں تقریباً دو سال تک رہے۔ اُس وقت اُن کے ساتھ ایک برہم چاری نامعلوم الاسم رسوئی کرنے والا تھا کھلے کہاٹے بستر پہنتے۔ لوئی اور دُھسا اوڑھتے۔ اوراچرا باندھتے۔ جوتا پہنتے تھے مگر سلا ہوا سوائے رضائی کے کوئی کپڑا نہیں پہنتے تھے۔ مہابھاش اور چند دیگر پستک پاس تھے۔ سائنگ کال اور پراتا کال ہر روز سمادھی لگاتے تھے۔ جب آگرہ سے جانے لگے تو تمام ودیارتھیوں سے جو یوگ سیکھتے تھے۔ یوگ کی کریا چھوڑوا دی اور کہا کہ تم گرہستی ہو۔ تمہاری خوراک اچھی نہیں اور احتیاط بھی نہیں کر سکتے ایسا نہ ہو کہ ہمارے چلے جانے کے بعد تم کو کوئی روگ اُپتن ہو جاوے ✤

ایکدن سوامی جی نے پنڈت سندر لال جی سے کہا کہ کہیں سے وید کی پُستک لانی چاہئے۔ سندر لال جی تبلاشش بسیار پنڈت چیتو جی و کالیداس جی سے کچھ پترے وید کے لائے۔ سوامی جی نے اُن پتروں کو دیکھ کر کہا کہ یہ تھوڑے ہیں ان سے کچھ کام نہ نکلیگا ہم باہر جاکر کہیں سے مانگ لاوینگے۔ بحالتِ قیام آگرہ سوامی جی سمہ سمہ پر پتر دوارا اتہوا خود ملکر سوامی برجانند جی سے اپنے شکوک رفع فرمالیا کرتے تھے ✤

ابرک کا کُشتہ اُن کے پاس تھا۔ فرماتے تھے کہ جب اُس کن پھٹے یوگی کے پاس ہم رہے اور پانی میں اکثر بیٹھے رہتے تھے۔ تب سے ہمارے سر پر سردی کا اثر ہو گیا۔ اسواسطے ہم کبھی کبھی ابرک کا کُشتہ کھایا کرتے ہیں۔ پنڈت سندر لال جی کو بتلا بھی دیا تھا ✤

نہ سرکاری دفتر میں نہ ملک میں - غرضیکہ اس کا رواج متروک ہو رہا ہے - سوامی جی نے درجواب کہا کہ ہم اس سے اپنا پرلوک سمبھالینگے اور اگر کسی کو اچھا ہو تو اسکو بھی مدد دیسکتے ہیں - اسی بات پر پنڈت سندرلال جی و بالمکند جی نے اُن سے اشٹادھیای پڑھنی شروع کر دی - یہ سب بھاشا و انگلش جانتے تھے - مگر اچھی سنسکرت ان میں سے صرف پنڈت بالمکند جی جانتے تھے - نو - دس بجے رات تک پڑھایا کرتے تھے ⁛

اسی طرح کچھ مدت گذرنے پر لوگ اکٹھے ہونے لگے - ان میں سے ایک دو ویدانتی تھے - اُنہوں نے چاہا کہ آپ گھنٹہ دو گھنٹہ تک اگر کچھ زبان مبارک سے فرمایا کریں تو کال بتیت ہوگا - سوامی جی نے فرمایا جیسی اِچھیا - اس پر ان لوگوں نے صلاح کر کے یہ بات کہی کہ پنچدشی ویدانت کا گرنتھ ہے اکثر سنیاسیوں کا اسی میں پٹھن پاٹھن رہتا ہے - اسی ہی سے اگر آپ کچھ فرمایا کریں تو سب لوگ سننے کے جگیاسو ہیں - چنانچہ دوسرے روز پنچدشی کی پُستک منگائی گئی اور سوامی جی نے اُس کا پرآرنبھ کرنے سے پیشتر یہ بات اُن سے کہدی کہ میں رشی کرت گرنتھ باچتا اور مانتا ہوں جو گرنتھ منش کرت ہوگا میں نہیں باچوں گا - لوگوں نے کہا کہ مہاراج یہ تو منش کرت نہیں دیکھتا شنکر سوامی کے شش ودیا آرنیہ سوامی کا بنایا ہوا ہے اور وہ بڑے مہاتما تھے - سوامی جی نے کہا کہ اچھا - اور کتھا کا آرنبھ کیا - جہاں بیٹھے ہوئے تھے - وہاں سے ہی سادھارن طور پر سنانے لگے - لوگوں نے ایک چوکی آگے رکھدی اور اُس پر بٹھلایا - سوامی جی نے اوّل تھوڑا سا باچا اور اُس کا ارتھ کیا - پڑھتے پڑھتے اُس میں ایک جگہ ایسا نکلا کہ کبھی کبھی ایشر کو بھی بھرم ہو جاتا ہے - سوامی جی نے اس پر خود ہی یہ حجت نکالی کہ یہ کیسی بات ہے - جس کو بھرم ہوا وہ ایشر کہاں رہا - ایشر کو کبھی بھرم ہوا ہی نہیں - اس سے ثابت ہوا کہ یہ گرنتھ منش کرت ہے - یہ کہکر پستک کے پترے ہاتھ سے رکھدئے - ہری اوم تت ست کہکر کہ اب میں اس کو نہیں باچونگا - گورو جی کا حکم نہیں - لوگ بہت بضد ہوئے - مگر انہوں نے ہرگز کسی کا کہنا نہ مانا اور نہ وہ پُستک ہاتھ میں لیا ⁛

البتہ کنوار کے مہینے سے گیتا کی کتھا آرنبھ کی - رات کیوقت دو گھنٹہ کیا کرتے تھے - اور دیوی بھاگوت سے بھی اچھے اچھے اُپدیش سنایا کرتے تھے - یہ کتھا دیوالی کے ایک ماہ بعد تک ہوتی رہی ⁛

اشٹادھیائی کے دونوں وِدیارتھی کبھی کبھی وہاں ہی رہجاتے - رہ جانے کی وجہ یہ تھی کہ پنڈت سندرلال جی کو اُن دنوں دماغ کی بیماری تھی یعنی خوشبو بدبو نہیں آتی تھی - سوامی جی نے اس کو نیتی دھوتی اور نیولی کرم سکھائے اور جب وہ اشنان کر چکتے تو یہ گھر چلے آتے تھے - جس سے وہ پھر راضی ہو گئے - ان کے سوائے منشی برج لعل و منشی سرکیشن و منشی ہر پرشاد جو بلقب نواب مشہور تھے ماتھر کائستھ وغیرہ نے بھی سوامی جی سے یوگ کا وِشئہ سیکھا اور پڑھا - سوامی جی نے اُن کو بھی اونیتی و دکرم یوگ کے بتلائے تھے - نیولے کرم ان سے نہیں ہو سکے - دھیان کرنا ہی بتلایا تھا اور کچھ سوتر پاتنجل یوگ کے بتلائے تھے ⁛

ایکدن وہاں سوامی جی کے پانوں پر کچھ پھنسیاں نکلیں جنکو وہ اپنی بولی میں پرکی کہتے تھے - فرمایا کہ اب اُدر (شکم) میں وکار ہو گیا - چلو نیولی کریا کریں - چنانچہ تین چار آدمیوں کو ساتھ لیکر راج گھاٹ جمنا تٹ پر جا کر جل میں بیٹھ مول دوار سے تین دفعہ جل چڑھایا اور نکال نکال دیا - اوّل مرتبہ ورگندھی سہت دوم مرتبہ زرد سوم بار بالکل سفید پانی نکلا اور بالکل صاف ہو گیا - جل چڑھلانے

سوامی جی کے پاس ایک گیتا اور وشنو سہسر نام کی پستک تھی۔ وہ مندر لچھمی نارائن کے پوجاری کو دیدیں۔ سوامی جی بیساکھ کے مہینے کی انت سمت ۱۹۲۰ میں مطابق اپریل ۱۸۶۳ء دو سال چھ ماہ تک متھرا میں تعلیم پانے کے بعد آگرہ کی طرف تشریف لے گئے چونکہ گرمی ہو گئی تھی۔ اپنا لحاف بھی وہاں متھرا کے مندر میں چھوڑ گئے۔ مندر لچھمی نارائن کا دوسرا پوجاری گھاسی رام بھی سوامی جی کے ساتھ آگرہ میں گیا تھا۔

آگرہ

بیساکھ سمت ۱۹۲۰ سے اخیر اسوج سمت ۱۹۲۱ تک

متھرا[1] سے آگرہ میں پہنچکر لب جمن بھیرو کے مندر کے پاس لالہ گلا مل ولد روپ چند اگروال کے باغیچہ میں رہے۔ دس بارہ روز کے بعد گھاسی رام واپس چلا آیا۔ اور نو دس ماہ بعد پھر ایک دفعہ درشن کے واسطے گیا تھا۔ ست دھرم کی طرف اس کی توجہ بہت اچھی ہو گئی تھی اور مورتی پوجا سے بھی دل کو نفرت ہو گئی تھی۔ یہ گھاسی رام جی کاتک سمت ۱۹۴۲ کو فوت ہو گئے۔ ورنہ ان سے خوب حالات معلوم ہوتے۔ ان دنوں ہائی کورٹ بھی آگرہ میں تھی۔ ایک سادھو ناخواندہ اُس باغیچہ میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ اُس نے جا کر پنڈت سندر لال جی۔ ودیا رام۔ و بالمکند تینوں کو اطلاع دی۔ یہ تینوں صاحبان آگرہ نواسی باہمی دوست سناڈھ برہمن اور پوسٹماسٹر جنرل کے دفتر میں ملازم تھے۔ یہ گئے اور درشن کئے اور اسی طرح روز جانے لگے اور دھرم سمبندھی بارتالاب ہوتی رہی۔

انہیں دنوں کا ذکر ہے کہ کیلاس پربت سوامی جو کہ رجبی کارخانہ سے رہتے اور جن کی ہُنڈی بھی چلتی ہے آنکر اسی باغیچہ میں اُترے اُن کی رجبی شہرت کے سبب بہت لوگ اُن سے ملنے کو گئے۔ وہاں گیتا کے ایک اشلوک پر ویدانت وشے پر کچھ بحث ہوئی۔ غالباً وہ شلوک सर्व धर्मान् परि० والا تھا۔ سوامی دیانند اُن دنوں نئے متھرا سے آئے تھے۔ ان کو کوئی نہ جانتا تھا۔ وہاں سے نزدیک تر ایک شوالہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کیلاس پربت جی اُس شلوک کے ارتھ سے سامعین کی تسلی نہ کر سکے۔ تب روپ لعل کے بیٹے نے سوامی جی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کچھ کہہ سکتے ہیں۔ تب انہوں نے کہنا شروع کیا۔ جس پر سب سننے والے اُن کی طرف رجوع ہو گئے۔ غالباً اُس وقت پچیس ۲۵ تیس ۳۰ آدمی تھے۔ سوامی جی کے ارتھ پر اُن سب لوگوں کی شانتی ہو گئی۔ اُسوقت کیلاس پربت جی نے کہا کہ سوامی جی کی ودیا بہت اچھی ہے۔ اگر تم میں سے کسی نے کچھ پڑھنا ہو تو یہی ایک سر پر ہے جو کچھ پڑھا سکتے ہیں۔ اُس وقت سے پڑھنے اور دھرم چرچا کے شایقین اُن کے پاس آنے لگے۔ کیلاس پربت جی دس روز رہکر بھرت پور چلے گئے۔ کیلاس پربت جی نے خود بھی اسکو تسلیم کیا کہ وہ اسوقت سادھارن سادھوؤں کی طرح رہتے تھے۔ مگر کرشن بھاگوت کا کھنڈن کیا کرتے تھے۔ البتہ مہابھارت بچار اکرتے تھے۔ اگلے اتوار کو پنڈت سندر لال وغیرہ چار حاضرین نے سوامی جی سے سوال کیا کہ آپ نے جو اتنی ودیا پڑھی ہے۔ اس سے آپ کیا کرینگے اور کس لئے آپ نے اتنا پرشیرم اٹھایا کیونکہ یہ زبان تو اب بطور ڈیڈ لینگویج (مردہ زبان) کے ہوتی جاتی ہے

[1] زبانی پنڈت بالمکند جی پنشنر مقیمی الہ آباد و پنڈت دیارام جی مقیمی آگرہ کچہری گھاٹ و پنڈت جوالا دت بہار گو ساکن آگرہ و پنڈت گوپال چند چوبے ساکن آگرہ سکنڈ کلرک سپرنٹنڈنٹ انجنیر آفس میرٹھ و سوامی کیلاس پربت جی بمقام بنارس۔

مہاراج کو ایسے سمے پر کسی طرح بھی آزردہ کرنا یوگ نہیں - چنانچہ ان دونوں کی سفارش سے اُن کی ناراضگی شانت ہوئی - دیانند جی نے پانوں کو ہاتھ لگایا اور کھشما مانگی - وہاں کیا دیر تھی کہ رُودھ تورت ہو گیا ۔

اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد ودیا سماپت کی اور آدھ سیر لونگ جو ڈنڈی جی کو بہت پیارے تھے - اُن کی بھینٹ کی اور اجازت مانگی ۔ برجانند جی بڑے مردم شناس تھے - تین برس کے عرصہ میں اُنہوں نے دیانند جی کو ویاکرن کے اشٹادھیائی اور مہابھاش اور ویدانت سوتر اور ان کے سوا جو کچھ علمی خزانہ تھا سبھی سپرد کر دیا - اور جو کچھ رشی کرت گرنتھوں سے باتیں نشچے آتمک کی ہوئی تھیں سب ہی اُن کے دماغ میں ڈال دیں - ان کو خیال تھا کہ ہمارے ششوں سے ہمارے کام کو جو کچھ کریگا دیانند ہی کریگا - اُنہوں نے نہایت پرسن ہو کر ودیا سماپتی کی سمپھلتا کی گورو دکھشنا مانگی - دیانند نے عرض کی کہ جو آپ فرماویں میں حاضر ہوں - تب فرمایا کہ دیش[1] کا اوپکار کرو - ست شاستروں[2] کا اُدھار کرو - مت متانتروں کی اودیا کو مٹاؤ اور ویدک دھرم پھیلاؤ - بڑے عذر و معذرت کے بعد کمال انکساری سے قبول کیا اور وداع ہوئے - گورو جی نے اشیرباد دی - اور چلتے ہوئے ایک امولیہ بات اور بھی کہدی کہ منش کرت گرنتھوں میں پرمیشور اور رشیوں کی نندا ہے اور رشی کرت میں نہیں - اس کسوٹی کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا ۔

تمام متھرا کے وِدوان پنڈت بالاتفاق کہتے ہیں کہ ڈنڈی جی اور سوامی دیانند جھوٹ کبھی نہ بولتے تھے - سچے آدمیوں کے دوست اور ستی پسند تھے - جھوٹے آدمیوں کو پاس تک نہ پھٹکنے دیتے تھے ۔

سوامی جی نے خود بھی طریقہ تعلیم کی بابت اس طرح ذکر کیا ہے :- ارتھات جو بدھیمان پرشارتھی لَشٹ کپٹی ودیا بردھی کے چاہنے والے نت پڑھیں پڑھاویں تو ڈیڑھ برس میں اشٹادھیائی اور ڈیڑھ برس میں مہابھاش پڑھ کے تین برس میں پُورن ویاکرن ہو کر ویدک اور لوکک شبدوں کا ویاکرن پُنہ اینہ شاستروں کو شیگھر سہج میں پڑھ پڑھا سکتے ہیں - کنتو جیسا بڑا بھاری شرم (سخت محنت) ویاکرن میں ہوتا ہے ویسا شرم اینہ شاستروں میں کرنا نہیں پڑتا اور جتنا بودھ ان کے پڑھنے سے تین برس میں ہوتا ہے - اُتنا بودھ کوگرنتھ ارتھات سارسوت چندرکا کومدی منورمان آدی کے پڑھنے سے پچاس برس میں بھی نہیں ہو سکتا - کیونکہ جو مہاشا رشی لوگوں نے سہجتا (آسانی) سے مہان وشے (عمدہ مضمون) اپنے گرنتھوں میں پرکاشت کیا ہے - ویسا ان کُھشدر آشے (ناقص خیال) منشوں کی کلپت گرنتھوں میں کیونکر ہو سکتا ہے : مہارشی لوگوں کا آشے جہاں تک ہو سکے وہاں تک سُگم اور جس کے گرہن میں سمے تھوڑا لگے اس پرکار کا ہوتا ہے - کُھشدر آشا لوگوں کی منشا ایسی ہوتی ہے کہ جہاں تک بنے کٹھن رچنا کرنی جس کو بڑے بڑے پرشرم سے پڑھ کے الپ لابھ ہو سکے جیسے پہاڑ کا کھودنا کوڑی کا لابھ ہونا - اور آرش گرنتھوں کا پڑھنا ایسا ہے کہ جیسے ایک غوطہ لگانا اور بہومول موتیوں کا پانا (ستیارتھ پرکاش سمولاس ۳ صفحہ ۶۸)

نوٹ :- یہ ڈنڈی جی اور سوامی جی کی ست سنگ کا پھل ہے کہ میں گھڑیا جو سنسکرت کی اکھشر لکھنا بھی نہیں جانتا - اشٹادھیائی کے سوتر اور مہابھاش کی پنکتیاں اُسے ازبر یاد ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ بھاگوت کے کنٹھاگر بھی اُسے کئی شلوک حفظ ہیں اسکا سنسکرت اچارن نہایت شُدھ کہ دیسا اکثر وِدوان پنڈتوں کا بھی نہیں ہوتا - وہ سندھیا کرتا ہے اور سندھیا کے ارتھ بھی زبانی جانتا ہے جو غالباً تمام متھرا میں سوائے بیس تیس ودوانوں کے اور کوئی آگاہ نہیں - وہ باوجود متھرا باسی ہونیکے مورتی پوجا سے متنفر ستیارتھ کا معتقد اور ست سنگ - بھوجن اور آزادی پسند ہے ۔

نہیں کی اور نہ اِس قسم کا ذکر اُنہیں پسند تھا اگر کوئی آدمی کبھی ایسا ذکر کرتا تو یہ اُسے دھتکار دیتے تھے کیونکہ وشی کی باتوں سے اُنہیں دلی نفرت تھی - سوامی دیانند کبھی کبھی متھرا میں ابرق پھونکتے اور پارے کی گولی بھی باندھا کرتے تھے - برہم چرج کا طالب علموں کو اپدیش کرتے اور خود بھی پورے جتی ستی آدمی تھے کئی دفعہ ہنگام طالب علمی ڈیوڑھی سے نکالے گئے اور کئی دفعہ پھر آئے اُنہیں دنوں میں برندابن میں رنگاچارج سے سوامی برجانند جی کا مباحثہ ہوا دیانند جی بھی ساتھ گئے تھے وہاں اثنائے بحث میں رنگاچارج کا ایک چیلا سنسکرت میں بولنے لگا دیانند جی نے اُس کے بیان کردہ پنگتی کو سنسکرت میں کھنڈن کیا مگر ڈنڈی جی نے روک دیا کہ تم مت بولو خواہ وہ کچھ کہے ایک دن برجانند جی نے اُن کو لاٹھی سے مارا جس سبب سے ڈنڈی جی کا ہاتھ درد کرنے لگا تب دیانند جی نے کہا کہ مہاراج آپ مجھے نہ مارا کریں کیونکہ میرا بدن بجر کی طرح کٹھور ہے اُس پر چوٹ لگانے سے آپ کی کومل ہاتھوں کو دُکھ ہوگا اُس چوٹ کا نشان سوامی جی کے ہاتھ پر انت کال تک رہا جسے دیکھ کر اکثر مہاراج ڈنڈی جی کو یاد فرمایا کرتے تھے اور اُن کی وِدیا اور اُپکار کا دل سے دھنیاود کیا کرتے تھے - کہ ایسی ایسی تکالیف اُٹھا کر ہم نے سنسکرت وِدیا کو گرہن کیا ہے -

پھر ایک بار سنتھیا لیتے وقت پڑھاتے ہوئے ناراض ہو کر دیانند جی کو گالیاں دیں اور ایک سونٹا مارا - نین سکھ جڑیا نے ڈنڈی جی سے کہا کہ یہ کوئی ہماری طرح سے گرہستی نہیں - سادھو سنیاسی ہے - اس کو نہ تو گالی دینی چاہیئے نہ مارنا چاہیئے - برجانند جی نے کہا کہ اچھا ہم آئندہ پرتشٹھا سے پڑھاوینگے ۔۔ جب سبق سے فارغ ہو کر دیانند جی اُس مکان کے باہر آئے تو نین سُکھ جی پر خفا ہوئے کہ تم نے میری ایسی سفارش کیوں کی - ڈنڈی جی تو سُدھارنے کے واسطے مارتے ہیں - دشمنی یا ضد سے نہیں جیسے کمہار رتار تار کر گھٹ کو بناتا ہے - یہ تو اُن کی کرپا ہے - آپ نے بہت بُرا کیا جو انھیں منع کر دیا ✦

سوامی جی یہاں برانت گھاٹ پر لچھمی نارائن کے مندر میں رہتے تھے - فرصت کے وقت یوگ ابھیاس بھی کیا کرتے تھے - اور سوادھیاؤں کے ساتھ دیاکرن سمبندھی وچار - انہیں دنوں برہمنوں کو سندھیا اپاشنا اور اگنی ہوتر کا اُپدیش دیتے اور تھوڑا تھوڑا سمپر دائیوں کا کھنڈن بھی کیا کرتے ۔ پنڈت جگل کشور جی کہتے ہیں کہ ایک دن ہنگام طالب علمی ہم سے صاف کہدیا کہ مورتی پوجا کنٹھی تلک چھاپ وغیرہ سب منع ہیں - مگر اس وقت کھنڈن منڈن کھُلے طور پر نہیں کرتے تھے - اُن کی بدولت مندر میں وِدیارتھی بہت جایا کرتے - اور رات کے ۱۱ - ۱۲ بجے تک وِدیا پڑھتے رہتے تھے - سوامی جی شام کو مندر میں بیٹھ کر سنسکرت بولتے اور پنڈتوں سے مختلف وشیوں پر مباحثے کیا کرتے تھے ۔

جب ان کے یہاں سے چلے جانے اور وِدیا سماپتی کے پندرہ بیس دن رہ گئے تو - ایک دن برجانند جی نے کہا کہ دیانند اوپر جہاں بیٹھتے ہیں جھاڑو دیدینا - دیانند جی نے بوہاری دیکر کوڑا ایک جگہ جمع کر دیا - ہنگام ٹہلنے کے ڈنڈی سوامی کا پانوں اُس کوڑے میں پڑ گیا - جس پر خفا ہو کر گالیاں دیں کہ تو نے ہمارا حکم نہ مانا اور ساتھ ہی مکان سے نکل جانے کا حکم دیا - یعنے اپنے محاورے کے مطابق ڈیوڑھی بند کردی - اس پر سوامی دیانند بڑے آزردہ خاطر ہوئے - اوّل نندن چوبے سے پھر نین سکھ سے سفارش کرائی - ان دونوں سے سوامی دیانند نے یہ بھی کہدیا کہ یدپی وہ دل سے ناراض نہیں ہوتے - پرنتو اب میری وِدیا سماپتی کے دن عنقریب پورے ہونے والے ہیں

برجانند جی - کچھ ویاکرن پڑھا ہے -

دیانند جی - سارسوت وغیرہ پڑھا ہے -

ڈنڈی جی نے دروازہ کھول دیا - یہ اندر گئے - اوّل قدرے پرکھیشا لی بعد ازاں فرمایا کہ رشی کرتیہ شاستر اور ہیں دیانند نے کہا کہ مہاراج ہمیں بتلاؤ فرمایا کہ منش کرتیہ کو چھوڑے تب اِس کو رے سکتا ہے دیانند نے سنکلپ ڈال دیا کہ میں نے وہ سب چھوڑ دئے تب برجانند جی نے اِس کو سارسوت کی حقیقت سنائی کہ انبھوتی سروپ آچارج نے اسے بنایا ہے کسی شاستر ارتھ میں بوڑھا ہونے کے کارن منہہ میں دانت نہ رہنے کے سبب شبد غلط یعنے اشدھ سونہہ سے نکل گیا پنڈتوں نے اعتراض کیا یہ غصہ پر آگئے اور اس کی سدھی کے واسطے یہ جھوٹھا گرنتھ بنایا اور اپنے زعم فاسد میں اس اشدھ کو شدھ کر دکھایا مگر باوجود اس کوشش بے سود کے پن شو شدہ نہ ہوا اشدھ ہی رہا ڈنڈی جی نے اس وقت یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم سنیاسی کو ودیا نہیں پڑھاتے کیونکہ تم کھانا کہاں سے لاؤ گے اور کس طرح استقلال سے پڑھو گے مگر سوامی جی نے بہت اصرار کیا تین چار روز جاتی رہے اُن کی سب شرطوں کو قبول کیا ؏

بھٹو جی دیکھشت جو سدھانت کومدی سنسکرت گرنمیر کے مصنف ہیں اُن کے نام پر ڈنڈی جی ودیارتھیوں سے جوتے لگوایا کرتے تھے اور جب تک اُس کی عزت ودیارتھیوں کے دل سے دور نہیں ہوتی تھی - تب تک اشٹادھیائی کا آرنبھ نہیں کراتے تھے یہ بات اُن کی جگت پرسدھ تھی - اور خاصکر تمام ودوانوں کو معلوم - چنانچہ سوامی دیانند نے بھی اس حکم کی تعمیل کی - تب ڈنڈی جی نے ودیا آرنبھ کرائی - تمام شہر میں امر اہی کردا کر ان کے واسطے مہابھاشیہ کا پستک منگوایا گیا جس پر ۱۵ روپے خرچ ہوئے تھے -

دیانند جی کے متھرا میں آنے کے چند ماہ بعد اکال پڑا جو عرصہ ۳ ماہ تک رہا تمام نگر کے باسیوں کے واسطے عموماً اور ودیارتھیوں کے واسطے خصوصاً نہایت مشکل تھی یہ تمام تکلیف کا مقابلہ کرتے اور مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے مضبوط استقلال سے حصول ودیا میں معروف رہے - درگا کھتری المشہور ڈاکہ والے کے ہاں کبھی خشک چنے اور کبھی چنے کی روٹی کھا کر نرباہ کرتے رہے -

قحط کے اخیر میں بابا امرلال جوشی نامی رئیس متھرا سے جو ذات کے اودیچ برہمن تھے ایک دن ان کی بھینٹ ہوگئی وہ ان سے مل کر بہت پرسن ہوئے تب سے اُن کے ہاں بھوجن کرنے لگے اور جب تک متھرا میں رہے انہی کے ہاں بھوجن پاتے رہے ان کے ہاں ہر روز سوا سو برہمن کو بھوجن ملتا تھا - لالہ گووردھن صرّاف ویش اُن کو ۲ روپیہ ماہواری واسطے تیل کے دیتا تھا جس سے وہ رات کو پڑھنے کے واسطے چراغ جلاتے اور سنتھیا یاد فرماتے رہے اور ہردیو پتھر والا تقریباً عہ ماہوار واسطے دودھ کے دیتا تھا - آریہ ورت کے تمام شہروں میں متھرا جیسا خالص دودھ کہیں نہیں ملتا ابھی تک وہاں دودھ میں پانی ہرگز نہیں ملایا جاتا اور خالص دستیاب ہوتا ہے اور یہی سبب ہے کہ متھرا کے پیڑے سارے ہندوستان میں بے نظیر ہیں -

سوامی برجانند جی کے نہلانے کے واسطے ۱۵ یا ۲۰ گھڑے پانی کے جمنا سے ہر روز لاتے - بڑے پور شارتھی - چست اور محنتی تھے مندر کی بیٹھک پر ہر روز ورزش کرتے اور چند میل تک بھرمن کرنے جایا کرتے تھے ڈنڈی جی کے پینے کے واسطے نہایت عمدہ مصفا پانی دریائے جمنا کے بیچ جا کر بھر لایا کرتے تھے - جب تک یہاں رہے کبھی کسی استری وغیرہ سے ہنسی مذاق

حصّۂ دوم

شری سوامی دیانند سرسوتی جی کی ہماری تحقیق کردہ سوانح عمری

باب اول

تعلیم کا زمانہ

(سمت ۱۹۱۷ سے سمت ۱۹۲۳ تک کے حالات)

سوامی جی نربدا کے یاترا و سیاحت میں تھے کہ اُنہیں خبر لگی کہ متھرا میں ایک پرگیا چکھشو ڈنڈی سوامی ویاکرن کے فاضل اجل رہتے ہیں اُنھوں نے پختہ ارادہ کیا کہ جس طرح ہو اُن سے پورن ودیا کا آدھین کرنا چاہئے تحصیل ودیا کے اشتیاق میں دیوان بُندیل کھنڈ سے ہوتے ہوئے بروز جنم دوتیا کارتک شدی سمت ۱۹۱۷ مطابق چار شنبہ ۱۴ نومبر سنہ ۶۰ کو متھرا میں آئے اول کُبجا کے کوئیں پر قیام پذیر ہوئے پھر لچھمی نراین کے مندر میں جا رہے اُس وقت رودراکش کی مالا پہنتے۔ بھسم لگاتے اور سنیاسیوں کی طرح کوپین باندھتے۔ اچرا سینے پر رکھتے۔ سر پر منڈاسا مارتے اور ایک جنگلی لاٹھی ہاتھ میں رکھتے تھے ایک پُستک پاس تھا اور بسبب مُصائب سفر کے شریر نربل ہو رہا تھا۔ بول چال میں الفاظ گجراتی بھاشا کے ہرے ترے کا بہت استعمال کرتے تھے۔

جب ڈنڈی جی کے مکان پر آئے کواڑ اندر سے بند تھے نیچے سے آواز دی +

برجانند جی کون ہے۔

دیانند جی۔ ایک سنیاسی

برجانند جی۔ کیا نام ہے۔

دیانند جی۔ دیانند سرسوتی

[1] یہ تمام حالات زبانی پنڈت جُگل کشور ولد بسدیو گوڑ برہمن و دمودر جی چوبے و پنڈت ہری کشن جی و پنڈت گنگا دت جی کے جو سوامی جی کے سہپاٹھی تھے اور لالہ نین سکھ جی جڑیا۔ و رام چندر پوجاری مندر لچھمی نارائن واقعہ متھرا جہاں سوامی جی بحالت تعلیم رہتے تھے۔ اور جن سے روزمرہ برتاؤ رہتا تھا۔ لکھے گئے ہیں۔ بماہ دسمبر ۱۸۸۸ء

اور اُس واد میں پر تما ایسا شبد ویدوں میں ہے یا نہیں ایسا وشے چلا۔ پرتما شبد ویدوں میں ہے۔ پرنتو اس کا ارتھ ماپ ہے۔ ایسا میں نے سدھ کر کے دکھلا دیا وہ واد اور جگہ چھپ کر پرسدھ ہؤا ہے۔ وہ سب پڑھ کر دیکھیں۔ ابھاس سے برہمن گرنتھ ہی گرہن کرنے چاہیے ایسا بھی واد وہاں چلا تھا +

سمت ۱۹۲۹ ۔ گت ورش کے بہادر پد میں میں کانشی میں تھا۔ اور آج تک چار دفعہ میں کانشی میں گیا۔ اور جس جس سمے جاتا ہوں۔ تب تک "کسی کو ویدوں میں مورتی پوجن ملا ہو تو لاوے" ۔ ایسا نوٹس دیتا ہوں۔ لیکن آج تک کوئی وچن نہیں نکالتے۔ اس پرکار اُتر ہندوستان کے سارے حصوں میں میں نے بھرمن کیا ہے۔ آج دو برس سے کلکتہ ۔ لکھنؤ ۔ الہ آباد ۔ کانپور ۔ جبلپور وغیرہ استھانوں میں دھرم اپدیش میں نے بہت سے لوگوں کو کیا۔ اور تین یا چار ۔ فرخ آباد کانشی آدی استھانوں میں آرش ودیا سکھلانے کے لئے پاٹھ شالائیں استھاپن کیں۔ اُن کے پڑھانے والوں کی شرارت کے کارن جتنا لابھ ہونا چاہئے۔ ویسا نہیں ہؤا۔ پچھلے سال میں بمبئی آیا۔ اور بمبئی میں گوسائیں جی مہاراج کے پکش کا کھنڈن بہت پرکار سے کیا۔ اور بمبئی میں آریہ سماج کی استھاپنا کی +

سمت ۱۹۳۱ بمبئی سے احمد آباد ۔ راجکوٹ میں کچھ دن جا کر دھرم اپدیش کیا۔ اور ان دنوں تمہارے اس شہر (پونا) میں لگ بھگ دو مہینہ ہوئے کہ آیا ہوں۔ اس وقت یعنے ۴ اگست ۱۸۷۵ء کو میری عمر ۴۹ یا ۵۰ برس کی ہوگی۔ اس پرکار میرا پوروب کا چرتر ہے۔ آریہ دھرم کی اُنتی ہو اس لئے میرے سدرش بہت سے دھرم اپدیشک اپنی اس دیش میں اُتپن ہونے چاہئیں اکیلے کے ہاتھ سے یہ کام درست نہیں ہوتا ہے تتھا میری بُدھی اور سامرتھ کے انوکول میں نے جو دیکشا لی ہے۔ اُسے چلاؤنگا۔ ایسا سنکلپ کیا ہؤا ہے۔ آریہ سماج کے سروتر استھاپنا ہو کر مورتی پوجا آدک دشٹ آچار یہ سب جگہ نہ ہو ویدوشاستر کا سچا ارتھ ظاہر ہو۔ اور اس کے انوکول آچرن ہو کر دیش کی اُنتی ہو ایسے ہی ایشر کے پاس پرارتھنا ہے۔ تمہاری سب کی سہائتا سے انت کرن پوروک میری وہ پرارتھنا سدھ ہوگی ایسی پورن آشا ہے

ایسا کہتے ہی اُسے بہت غصہ آیا اور وہ اُٹھ کر چلدیا تب مجھے تلاش کرنے پر ودت ہوا کہ یہ انمتا چارج ہے۔ گولیا رسے میں کرولی گیا وہاں ایک کبیر پنتھی ملا۔ اُس نے ایک بیر اس کا یہ کبیر ایسا انوواد کیا تھا۔ اور کبیر اپنشد ایسا وہ مجھے کہنے لگا۔ وہاں سے آگے جیپور کو گیا وہاں ایک ہرشچندر ودوان پنڈت تھا۔ وہاں میں نے پرتھم وشنومت کا کھنڈن کر کے شیومت کی استھاپنا کی۔ جے پور کے راجہ مہاراج رام سنگھ نے بھی شیومت کو گرہن کیا۔ اس سے شیومت کا پھیلاؤ ہو کر ہزارہا رودراکھش مالائیں نے اپنے ہاتھ سے دیں وہاں شیومت اتنا پکا ہوا کہ ہاتھی گھوڑے وغیرہ سب کے گلے میں بھی رودراکھش کی مالا پڑ گئی +

جیپور سے میں پشکر گیا۔ اور وہاں سے اجمیر گیا۔ اجمیر جانے پر شیومت کا بھی کھنڈن کرنا آرنبھ کر دیا۔ وہاں جیپور کے مہاراج لاٹ صاحب کے ملنے کے لئے آگرہ جانے والے تھے۔ برنداین میں رنگا چارج کر کے ایک پنڈت تھا۔ تب کہیں شاستر ارتھ ہووے اس لئے راجہ رام سنگھ جی نے مجھے بلا بھیجا تھا۔ میں جیپور کو گیا۔ پرنتو میں نے شیومت کا بھی کھنڈن کرنا پر آرنبھ کر دیا ہے۔ یہ سمجھتے ہی راجہ جی کی ناراضگی ہوئی۔ اور میں جیپور چھوڑ کر نکل گیا۔ پھر سوامی جی کے پاس جا کر شنکاؤں کا سمادھان کر لیا۔ وہاں سے پھر میں ہردوار گیا (۱۲ اپریل ۱۸۶۷ء)

پاکھنڈ مردن

یہ اکھشر لکھ کر دھوجا میں نے اپنے مٹھ پر لگایا۔ وہاں واد وواد بہت ہوا پھر میرے من میں ایسا پرتیت ہونے لگا۔ کہ ساری دنیا کے ساتھ ورودھ ہو کر اور گرہستیوں کے اپیکشا بھی بہت سے پستکوں وغیرہ کا کھٹراگ رکھ کر کیا کرنا ہے۔ اس ہیتو سے میں نے سب چھوڑ دیا۔ اور کوپین لگا کے مون دھارن کیا +

تب سے جو بدن میں خاک لگانی شروع کی تھی۔ وہ گت ورش میں بمبئی آنے تک لگاتا ہی تھا۔ ریل پر بیٹھنے کے وقت سے لے کر کپڑے پہننے لگا۔ خیر وہاں ہردوار پر جو میں نے مون دھارن کیا تھا۔ وہ بہت دن نہیں رہا۔ کیونکہ بہت لوگ مجھے پہچانتے تھے۔ اور ایک دن میری پرن کٹی یعنے پتوں کی جھونپڑی کے دروازہ کسی نے لکھ دیا کہ نگم کلپ ترو گلتم پھلم یعنے بھاگوت کی اپیکھشیا ویدکچھ بھی اوہک نہیں ہے بلکہ بھاگوت کے پیچھے ہیں۔ تب مجھ سے وہ سہن نہیں ہوا۔ اور مون برت چھوڑ کر میں بھاگوت کا کھنڈن کرنے لگا۔ پھر ایسا وچار کیا +

سمت ۱۹۲۵ بکرمی۔ کہ ایشور کر پا سے جو اپنے کو تھوڑا بہت گیان ملا ہے۔ وہ سب لوگوں کو کہنا چاہئے۔ ایسا ارادہ کر کے میں فرخ آباد آیا۔ وہاں سے میں رام گڑھ گیا۔ رام گڑھ میں واد وواد شروع کیا۔ وہاں جب جب دو چار شاستری ایک دم بولنے لگتے۔ تب میں کولاہل ایسا کہتا تھا اس لئے آج تک وہاں کے لوگ مجھے کولاہل سوامی کہتے ہیں۔ وہاں چکر انکت ون کے دس آدمی مجھے مارنے کو آئے۔ پرنتو اُن سے بڑے سنکٹ سے بچا۔ فرخ آباد سے میں کانپور آیا۔ اور کانپور سے پریاگ گیا۔ پریاگ میں مجھے ماری کرے۔ یعنے مارنے والے مارنے کے واسطے آئے۔ پرنتو ایک مادھو پرشاد کر کے بھدر پرش تھا اُس نے مجھے بچایا۔ یہ مادھو پرشاد گرہستی آدمی عیسائی دھرم سویکار کرنے پر تھا اور اُس نے سارے پنڈتوں کو نوٹس دیئے تھے۔ کہ اپنے آریہ دھرم میں میری خاطر جمعی تین مہینہ میں کر دیں۔ ورنہ بشرطیکہ نہ ہونے خاطر جمعی میں کرسچن دھرم قبول کر لونگا۔ میں نے اُس کے آریہ دھرم وشے میں تسلی کر دی۔ اور وہ کرسچن ہونے سے بچ گیا +

سمت ۱۹۲۶ بکرمی۔ پریاگ سے میں رام نگر گیا۔ رام نگر کے راجا کے کہنے پر کاشی کے پنڈتوں سے شاستر ارتھ کرنے کے واسطے گیا

اپنی اپاسنا کرنے میں مشغول چھوڑ کر چلے گئے۔ اُن کے جانے کے آدھ گھنٹہ بعد ایک اُن کا سردار معہ دو پہاڑی آدمیوں کے میرے پاس آیا۔ اور ایک طرف پہلو میں بیٹھ گیا۔ وہ اصل میں اُن سب کے طرف سے بطور ایک ڈیلیگیٹ کے مجھ کو اپنی جھونپڑیوں میں بلانے کے واسطے آیا تھا۔ لیکن پہلے کی طرح میں نے اب کے بھی اُن کی عنایت سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ سب بت پرست تھے (اس واسطے سوامی جی نے انکے پوجا کے کام میں شریک ہونا گناہ جان کر انکار کیا) تب اُسنے میرے نزدیک آگ روشن ہونے کا حکم اپنے آدمیونکو دیا اور اُسنے دو آدمیوں کو مقرر کیا کہ رات بھر میری حفاظت کرتے ہوئے جاگتے رہیں۔ جب مجھ سے اُسنے میرے کھانے کی بابت دریافت کیا اور میں نے اس کو بتایا۔ کہ میں صرف دودھ پی کر گذارہ کیا کرتا ہوں تو اُس مہربان افسر اور سردار نے مجھ سے میرا تونبا مانگا اور اُسکو لے کر اپنی جھونپڑی کی طرف گیا۔ اور وہاں سے اُسے دودھ کا بھر کر میرے پاس بھیجدیا میں نے اُس سے اِس رات تھوڑا سا دودھ پیا۔ وہ پھر مجھ کو دو پہرہ داروں کی نظر میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ اُس رات میں بڑی گہری نیند سویا اور طلوع آفتاب تک سویا رہا۔ بعد ازاں اُٹھ کر اپنی سندھیا وغیرہ سے فراغت حاصل کر کے میں سفر کے لئے طیار ہوا۔ القصہ نربدا کے منبع سے واپس آکر میں وشیش ودیا پراپتی ارتھ متھرا کو واپس آیا۔ نربدا کے کنارے تین برس تک سفر کیا۔ اور مختلف مہاتماؤں سے ست سنگ کرتا رہا +

سمنت ۱۹۱۷ متھرا میں۔ ایک سنیاسی ست پُرش مجھے گورو ملے اُن کا نام برجانند سوامی ہے۔ وے پہلے الور میں تھے۔ اُن کی آیو تب ۸۱ برس کی تھی۔ اُن کو وید شاستر سے آدلے کر آرش گرنتھوں میں بہت رُچی تھی۔ وہ دونو آنکھوں سے اندھے تھے۔ اور اُن کے پیٹ میں سدا سول کی بیماری رہتی تھی۔ اُن کو ادھونک کومدی شیکھر آدی گرنتھ پسند نہیں آتے تھے۔ وہ بھاگوت آدی پرانوں کا تو بہت ہی کھنڈن کیا کرتے تھے۔ سارے آرش گرنتھوں پر اُن کی بہت ہی بھگتی تھی۔ آگے جب اُن کا پرچے ہوا۔ تب اُن کے تین برس میں ویاکرن آتا ہے۔ ایسا کہنے پر میں نے اُن کے پاس پڑھنے کا نشچے کیا (سمنت ۱۹۱۷ مطابق ۱۸۶۰ء میں) +

متھرا میں ایک بھدر پرش امرلال نام کا تھا۔ اُسنے بھی جب میں ودیا آدھین کرتا تھا اُس وقت جو میرے پر اپکار کئے ہیں۔ اُسے میں کبھی نہ بھولونگا۔ پستکوں کی سامگری کھانے پینے کا بندوبست اُس نے بہت ہی اوتم میرا کر دیا۔ اُسے جب کہیں باہر روٹی کھانے کو جانا ہوتا تو پرتھم (اول) مجھ کو گھر میں بنا کر کھلاتا پھر آپ باہر جاتا۔ اسی پرکار وہ پرش بہت ہی اُدار چیت تھا۔ سمنت ۱۹۱۹ تک متھرا میں رہا یعنے اخیر ۱۸۶۲ء تک +

سمنت ۱۹۲۱ بکرمی ودیا ادھین کے سماپت ہونے پر میں آگرہ میں دو برس رہا۔ پرنتو سمے سمے پر پتر دوارا اتھوا خود ملکر میں سوامی جی کے پاس سے شنکاؤں کا سمادھان کر لیا کرتا تھا۔ وہاں سے میں گوالیار گیا۔ اور وہاں تھوڑا سا وشنو مت کا کھنڈن کرنا پرارنبھ کیا۔ وہاں سے بھی متھرا میں سوامی جی کو پتر بھیجتا رہتا تھا۔ یہاں گوالیار میں ایک مادھوانند آچاریہ نام کا ایک پنڈت تھا۔ وہ کارکن کی شکل بنا کر واد وغیرہ کے سننے کے لئے بیٹھتا۔ کسی سمے میرے منہ سے کوئی اشدھی نکلتی تب وہ مجھے جھٹ پکڑ لیتا۔ میں نے بہت دفعہ پوچھا کہ آپ کون ہو پرنتو وہ کہتا کہ میں تو سادھارن کارکن (محرر) ہوں۔ سُن سُنکر واقف ہو گیا ہوں۔ وہ ایسا کہتا۔ ایک دن وشنو کھڑی ریکھا لگاتے ہیں اس کی بات چیت چلی تب میں نے کہا کہ یدی ایک کھڑی ریکھا لگانے سے سورگ ملتا ہے تو سارے منہ کالا کر لینے سے سورگ کے آگے بھی کوئی درجہ ملتا ہوگا

نہ رہا

تاکہ میں اُس سے اپنے کو بچاؤں ۔ لیکن میں نے اُس سوٹی کو فوراً اپنے ہاتھ سے پھینک دیا ۔ اُس دن میں برابر سفر کرتا ہوا چلا گیا ۔ جب تک دنیا میں چاروں طرف غبار نہ چڑھ گیا ۔ کئی گھنٹوں تک مجھ کو انسانی آبادی کا ذرا سا بھی نشان نہ ملا دور دور تک کوئی گاؤں نہ مجھے دکھلائی نہ دیا اور نہ کوئی جھونپڑی ہی نظر پڑی اور نہ ہی کوئی منش جاتی میری آنکھوں کے سامنے آئی لیکن وہ اشیاء جو علی العموم کل میرے راستہ میں آئیں وہ درخت تھے ۔ جن میں اکثر ٹوٹے ہوئے پڑے تھے ۔ جن کی جڑھوں کو مست ہاتھیوں نے توڑ کر اور اکھیڑ کر وہاں پھینک دیا تھا ۔ اس سے تھوڑی ہی دور آگے بڑھ کر مجھ کو ایک بہت ہی بڑا جنگل دکھلائی دیا ۔ کہ جس میں گھسنا بھی مشکل ہوتا تھا ۔ یعنی اس قدر گھنے بیر وغیرہ کے کانٹے دار درخت وہاں پر لگے ہوئے تھے ۔ کہ اُن کے اندر سے نکل کر جنگل اور بن میں پہنچنا بہت دشوار بلکہ ناممکن نظر آتا تھا ۔ پہلے پہل تو مجھ کو اُن کے اندر سے نکلنا ناممکن دکھلائی دیتا تھا ۔ لیکن بعد ازاں پیٹ کے بل گھٹنوں کے سہارے میں آہستہ آہستہ سانپ کی طرح اُن درختوں میں سے نکلا اور اس طرح اُس رکاوٹ اور مشکل کو حل کیا اور اس پر فتح حاصل کی ۔ اگرچہ اس فتح عظیم کے حاصل کرنے میں مجھ کو اپنے کپڑوں کے ٹکڑوں کا خراج دینا پڑا اور کچھ خراج مجھ کو اپنے جسم کے گوشت کا بھی ادا کرنا پڑا ۔ کیونکہ اس کے اندر سے زخمی اور نیم بسمل ہو کر نکلا اس وقت بالکل اندھیرا چھایا ہوا تھا اور سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ پڑتا تھا ۔ لیکن اگرچہ راستہ بالکل رکا ہوا تھا ۔ اور نظر نہ آتا تھا مگر تب بھی میں اپنے آگے بڑھنے کے ارادے کو توڑ نہیں سکتا تھا اور اسی امید میں تھا کہ کوئی راہ نکل ہی آویگا ۔ اور میں برابر آگے کو چلا ہی گیا اور بڑھتا ہی رہا ۔ یہاں تک کہ میں ایک ایسی خوفناک جگہ میں گھُس گیا کہ جہاں چاروں طرف اونچی اونچی چٹانیں اور ایسی ایسی پہاڑیاں تھیں کہ جن کے اوپر بہت گھنی سبزی اور پودے وغیرہ اُگے ہوئے تھے ۔ لیکن اتنا ضرور تھا ۔ کہ آبادی کے وہاں کچھ کچھ نشانات اور علامات پائی جاتی تھیں ۔ چنانچہ جلدی ہی مجھ کو کئی جھونپڑیاں اور کٹیائیں نظر پڑیں جن کے گرد گرد گوبر کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور صاف پانی کی ایک چھوٹی سی ندی کے کناروں پر بہت سی بکریاں بھی چر رہی تھیں اور اُن جھونپڑیوں اور ٹوٹے پھوٹے مکانوں کے دروازوں اور دراڑوں میں سے ٹمٹماتی ہوئی روشنی نظر آتی تھی جو چلتے ہوئے مسافر کو ویلکم اور مبارکباد کی آواز لگا رہی معلوم ہوتی تھی ۔ میں نے وہاں ایک بڑے درخت کے نیچے جو ایک جھونپڑی کے اوپر پھیلا ہوا تھا ۔ رات گذاری ۔ اور صبح کو اُٹھ کر میں اپنے زخمی پاؤں اور ہاتھ اور چھڑی کو ندی کے پانی سے دھو کر اپنی اپاسنا دپرارتھنا کرنے کے لئے بیٹھنے کو ہی تھا کہ اتنے میں کسی جنگلی جانور کی گرج میرے کان میں سنائی دی اس کی آواز ٹم ٹم کی اونچی آواز تھی ۔ تھوڑی ہی دیر بعد میں نے ایک بڑی سواری یا جلوس آتے ہوئے دیکھا ۔ اس میں بہت مرد اور عورتیں اور بچے تھے جن کے پیچھے بہت سی گائیں اور بکریاں تھیں ۔ جو ایک جھونپڑی یا مکان سے نکلے غالباً یہ کسی مذہبی تیوہار کی رسومات پورا کرنے کے لئے آئے تھے جو رات کو ہوا کرتا ہے ۔ جب اُنھوں نے میری طرف دیکھا اور مجھ کو اس جگہ ایک اجنبی جانا تو بہت میرے گرد اکٹھے ہوئے اور آخر شش ایک بڈھے آدمی نے آگے بڑھ کر میرے سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو ۔ میں نے ان سب سے کہا کہ میں بنارس سے آیا ہوں اور اب میں دریائے نربدا کے منبع کی طرف یاترا کے لئے جا رہا ہوں ۔ اتنا پوچھ کر وہ سب مجھے

سخت بارش ہو رہی تھی اور میں نے اُس برآمدے میں جو کہ مندر کے بڑے دروازے کے مقابل تھا آرام لیا۔ اس جگہ سانڈھ یعنی دیوتا نندی کی مورتی کھڑی ہوئی تھی اپنے کپڑوں اور پستک کو اس کی پیٹھ پر رکھ کر میں بیٹھ گیا اور اپنی بات کو سوچنے لگا۔ جوں ہی اچانک میں نے اس مورتی کے اندر کی طرف نظر ڈالی تو مجھ کو ایک آدمی اُس میں چھپا ہوا نظر پڑا میں نے اپنا ہاتھ اس کی طرف پھیلایا۔ جس سے وہ بہت ڈر گیا۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ اس نے جھٹ پٹ چھلانگ ماری اور چھلانگ مارتے ہی گاؤں کی طرف سرپٹ دوڑ گیا تب میں اُس کے چلے جانے پر اُس مورتی کے اندر گھس گیا۔ اور باقی رات بھر وہیں سو رہا۔ صبح کے وقت ایک بوڑھی عورت وہاں پر آئی۔ اور اُس نے اُس سانڈ دیوتا کی پوجا کی جس حالت میں کہ میں بھی اُس کے اندر ہی بیٹھا ہوا تھا اُس کی تھوڑی دیر بعد وہ گوڑ۔ اور دہی لے کر واپس آئی اور میری پوجا کر کے اور مجھ کو غلطی سے دیوتا سمجھ کر اُس نے کہا کہ آپ اسے قبول فرمائیے۔ اور کچھ اِس میں سے تناول کیجئے۔ میں نے اُس کو بسبب بھوکا ہونے کے کھا لیا۔ دہی چونکہ بہت کھٹا (ترش) تھا اس واسطے بھنگ کے نشہ کے اُتارنے میں ایک اچھا علاج ہو گیا۔ اس سے نشہ جاتا رہا جس سے مجھے بہت آرام معلوم ہوا (آگے کو بھنگ کا استعمال بالکل ترک کر دیا)✦

چیت سُدی سمت ۱۹۱۴ بکرمی یعنی ۲۶ مارچ ۱۸۵۷ء پنجشنبہ کو وہاں سے آگے چل پڑا۔ اور اُس طرف کا رُخ کیا۔ جدھر پہاڑیاں تھیں۔ اور جدھر سے نربدا ندی نکلتی ہے۔ یعنے اُس کے منبع کی طرف رُخ کیا (یہ نربدا کا دوسرا سفر تھا) میں نے کبھی ایک دفعہ بھی کسی سے رستہ نہیں پوچھا بلکہ جنوب کی طرف سفر کرتا ہوا چلا گیا۔ جلد ہی میں ایک ایسے ویران غیر آباد جگہ میں پہنچ گیا۔ جہاں چاروں طرف بہت گھنے بن اور جنگل تھے۔ اور وہاں جنگل میں بیقاعدہ فاصلوں پر بے ترتیبی سے جھاڑیوں کے درمیان اکثر جگہ خراب اور ویران جھونپڑیاں تھیں۔ اور کہیں کہیں علیحدہ علیحدہ ٹھیک جھونپڑیاں بھی نظر پڑتی تھیں۔ ان جھونپڑیوں میں سے ایک جھونپڑی پر میں نے تھوڑا سا دودھ پیا اور پھر آگے کی طرف چل دیا۔ لیکن اس سے آگے کوئی ڈیڑھ میل کے قریب چلکر میں پھر ایک ویسی جگہ پر پہنچا۔ جہاں سے کوئی بڑا راستہ وغیرہ دکھلائی نہ دیتا تھا اور میرے لئے یہی مناسب معلوم ہوتا تھا کہ اُن چھوٹے چھوٹے رستوں سے (جن کو میں نہ جانتا تھا کہ کہاں جاتے ہیں) کوئی ایک پسند کروں اور اُس طرف چلدوں۔ چنانچہ میں جلدی ہی ایک غیر آباد سنسان جنگل میں گھس گیا اس جنگل میں بہت سے بیریوں کے درخت بھی تھے۔ مگر گھاس اتنا گھنا اور لمبا لمبا اُگا ہوا تھا کہ رستہ بالکل دکھائی نہ دیتا تھا۔ اس جگہ میرا سامنا ایک بڑے کالے ریچھ سے ہوا۔ وہ حیوان بڑی تُندی اور زور و شور سے چیخا چنگھاڑ مار کر اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو کر مجھے کھا جانے کے واسطے اپنا منہ کھولا میں کچھ دیر تک بے حس و حرکت کھڑا رہا لیکن بعد ازاں میں نے آہستہ آہستہ اپنے سوٹے کو اُس کی طرف اٹھایا۔ اور وہ اُس سے ڈر کر اُلٹے پاؤں واپس ہو گیا اسکی چنگھاڑ اور گرج ایسے زور و شور سے تھی۔ کہ وہ گاؤں والے جو مجھ کو ابھی ملے تھے۔ دور سے اس کی آواز سن کر اور لٹھ لے کر مع شکاری کتوں کے میری مدد کرنے کے لئے اس جگہ آئے اُنہوں نے مجھ کو اس بات کی ترغیب دینے کی کوشش کی کہ میں ان کے ساتھ چلوں انہوں نے کہا کہ اگر اس جنگل میں تم ذرا سے بھی آگے بڑھو گے تو بہت سے خطروں کا تم کو سامنا کرنا پڑیگا اور پہاڑیوں و بنوں میں بہت سے تند غضبناک اور جنگلی جانور یعنے ریچھ۔ ہاتھی۔ شیر وغیرہ تم کو ملینگے میں نے اُنسے التماس کی کہ آپ میری سلامتی کا کچھ فکر نہ کریں۔ کیونکہ میں صحیح و سلامت و محفوظ ہوں۔ چونکہ میرے دل میں اس بات کی فکر تھی کہ کسی طرح نربدا کے منبع کو دیکھوں اس لئے یہ تمام خطرے اور اندیشے مجھ کو میرے اس ارادہ سے نہیں روک سکتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اُن کی اندیشہ ناک باتیں میرے لئے کچھ ڈر پیدا نہیں کرتیں اور میں اپنے ارادوں میں پکا ہوں۔ تب اُنہوں نے مجھے ایک سوٹی دیدی جو کہ میرے سوٹے سے بڑی تھی

میں ان کو آزماتا اور اپنے دل کی ان باتوں کی بابت جو ان پستکوں میں لکھی تھیں - صحیح تسلی کرتا - چنانچہ اُن کتابوں کو جو میرے پاس تھیں ایک طرف اپنے نزدیک رکھ کر کپڑوں کو اوپر اُٹھا کر میں مستقل طور سے دریا میں گھسا اور جلدی اندر جا کر لاش کو پکڑ کر کنارے پر آیا - میں نے اس کو ایک تیز چاقو سے اچھی طرح سے جیسے مجھ سے ہو سکتا تھا کاٹنا شروع کیا - میں نے دل کو اُس میں سے نکال لیا اور غور سے اس کا اگزیمنیشن کیا اور دیکھا اور دل کو ناف سے پسلی تک کاٹ کر میں نے اپنے سامنے رکھ کر دیکھنے کی کوشش کی اور جو بیان کتاب میں دیا تھا - اُس سے مقابلہ کرنے لگا اور اسی طرح سر اور گردن کے ایک حصہ کو بھی کاٹ کر سامنے رکھ لیا یہ معلوم کر کے کہ دونو یعنی کتابیں اور لاش بالکل آپس میں مطابق نہیں - میں نے کتابوں کو پھاڑ کر اُن کے ٹکڑے کر ڈالے اور لاش کو پھینک کر ساتھ ہی اُن کتابوں کے ٹکڑوں کو دریا میں پھینک دیا رفتہ رفتہ اُسی وقت سے میں یہ نتیجہ نکالتا گیا کہ سوائے ویدوں - اپ نشدوں - پاتنجلی اور سانکھ کے تمام کتابیں جو سائنس اور یوگ ودیا پر لکھی گئے ہیں لغو اور غلط ہیں +

دریائے گنگا کے کناروں پر کچھ دن اور میں اس طرح پھر کر پھر فرخ آباد پہنچا اور جب کہ سرن جی رام سے گزر کر میں چھاؤنی کے مشرق جانب والی سڑک سے کانپور کو جانے والا تھا - تو سمت ۱۹۱۲ بکرمی ختم ہوا - مطابق ۵ اپریل ۱۸۵۶ء (اُس وقت آپ کی عمر ۳۶ سال کی تھی) +

سمت ۱۹۱۳ بکرمی - اگلے ۵ مہینوں میں میں نے کئی بڑے بڑے مقامات جو کانپور و الہ آباد کے بیچ میں تھے دیکھے - بھدر آپد (مطابق ماہ اگست ۱۸۵۶ء یکشنبہ) کے شروع میں مرزا پور کے متصل بنارس میں جا پہنچا - جہاں ایک ماہ سے زیادہ عرصے تک میں وندھیاچل اشوبھجی کی زیارت یا مندر پر ٹھیرا - اسوج ۱۵ ستمبر ۱۸۵۶ء (دوشنبہ) کے شروع میں بنارس پہنچا - اور اُس جگہ جا کر میں اس غار میں ٹھیرا جو برنا اور گنگا کے سنگم پر واقع ہے جو اس وقت بھونند سرسوتی کے قبضہ میں تھی - وہاں پر کئی شاستریوں یعنی کاکارام - راجارام وغیرہ سے میری ملاقات ہوئی - لیکن وہاں میں صرف ۱۲ روز ہی رہا - اس کے بعد جس چیز کی تلاش میں تھا - اس کے واسطے میں آگے کو چل دیا بکم اکتوبر ۱۸۵۶ء چارشنبہ اسوج شدی ۲ سمت ۱۹۱۳ دُرگا کوہ کے مندر پر جو چانڈال گڑھ میں واقع ہے میں نے دس دن گذارے وہاں میں نے چاول کھانے بالکل چھوڑ دئے اور صرف دودھ پر اپنا گزارہ کر کے دن رات یوگ ودیا کے پڑھنے اور اس کی مشق میں مصروف رہا - بدقسمتی سے اس جگہ مجھے ایک بڑا عیب لگ گیا یعنی مجھ میں بھنگ کے استعمال کرنے کی عادت ہو گئی - چنانچہ بعض اوقات اس کے اثر سے میں بالکل بدہوش ہو جایا کرتا تھا - ایک دن کا ذکر ہے - جب میں مندر سے نکل کر ایک گاؤں کی طرف جا رہا تھا جو چنڈال گڑھ کے قریب ہے - وہاں مجھ کو پچھلے دنوں کا جانکار میرا ایک ساتھی ملا - گاؤں کی دوسری طرف کچھ فاصلے پر ایک شوالہ تھا - جہاں میں نے جا کر رات گزاری وہاں جب میں بحالت نشۂ بھنگ بیہوش سوتا تھا تو میں نے ایک خواب دیکھا اور وہ یہ تھا - یعنی مجھے خیال ہوا کہ میں نے مہادیو اور اُس کی استری پاربتی کو دیکھا پاربتی مہادیو جی سے کہہ رہی تھی - اور ان کی باتوں کا مضمون میں ہی تھا - یعنی وہ میری بابت باتیں کر رہے تھے - پاربتی مہادیو جی سے کہہ رہی تھی کہ بہتر ہے کہ دیانند سرسوتی کی شادی ہو جاوے - لیکن دیوتا اس بات سے اختلاف ظاہر کر رہا تھا - اس نے میری بھنگ کی طرف اشارہ کیا - یعنی بھنگ کا ذکر چھیڑا جب میں جاگا اور اس خواب کا خیال کیا تو مجھے بڑا دکھ اور کلیش ہوا اس وقت

میں اُسی شام کے آٹھ بجے کے قریب بیرنی راہن جی میں پہنچا۔ مجھ کو دیکھ کر وہاں راول جی اور اُن کے ہمراہی سب جو گھبرائے ہوئے تھے حیرانی کے عالم میں اُنہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آج تمام دن تم کہاں رہے ہے۔ تب میں نے جو کچھ ہوا تھا حرف بحرف کہہ سُنایا اُس رات کو تھوڑا سا کھانا کھاکر جس سے کہ میری طاقت پھر از سرِ نو آتی ہوئی معلوم ہوئی میں سو گیا۔ لیکن دوسرے دن صبح کے وقت جلدی ہی اُٹھا اور اُٹھکر راول جی سے آگے جانے کی آگیا یعنی اجازت مانگی۔ اور واپس اپنے سفر یعنی رامپور کی طرف ہولیا اُس شام کو میں چلتا چلتا ایک جوگی کے گھر جا پہنچا جو ایک بڑا بھاری عابد تھا اور اس کے مکان پر رات کاٹی۔ وہ شخص زندہ رشیوں اور سادھوؤں میں سے ایک نہایت اعلےٰ درجے کا مشہور رشی ہونے کا فخر رکھتا تھا اور مذہبی امور پر اس کے ساتھ بہت دیر تک میری بات چیت ہوئی اپنے ارادوں کو آگے سے زیادہ مستقل بنا کر میں اگلے دن صبح اُٹھتے ہی آگے کو چل دیا اور کئی بنوں اور پہاڑیوں میں سے ہو کر اور چلکا گھاٹی پر سے اُتر کر میں آخر ش مقام رامپور پر پہنچ گیا۔ اور وہاں پہنچ کر میں نے مشہور رام گری کے مکان رہایش پر قیام کیا یہ شخص اپنی زندگی کی بہت بڑی پوترتا اور روحانی زندگی کے بڑے پاکیزہ پن کے باعث بہت مشہور و معروف تھا۔ میں نے بھی اس کو عجیب عادتوں کا آدمی دیکھا۔ یعنی وہ سوتا نہیں تھا۔ بلکہ راتوں کی راتیں تمام وقت بڑے زور کی آواز سے باتیں کرنے میں گذارتا تھا اور وہ باتیں ظاہراً وہ اپنے ساتھ کرتا ہی معلوم ہوتا تھا۔ اکثر ہم نے بڑی اونچی آواز سے اُس کو چیخ مارتے ہوئے سنا اور پھر کئی دفعہ ہم نے اس کو روتے ہوئے اور چیخ یا نعرہ مارتے ہوئے سنا۔ حالانکہ جب اٹھ کر دیکھا تو وہاں اس کے کمرہ میں سوائے اس کے کوئی اور آدمی دکھائی نہ دیا میں اس بات سے حد سے زیادہ حیران اور متعجب ہوا تو میں نے اُس کے چیلوں اور شاگردوں وغیرہ سے دریافت کیا اور پوچھا تو اُن بیچاروں نے صرف یہی جواب دیا۔ کہ اس کی ایسی ہی عادت ہے۔ مگر کوئی مجھ کو یہ نہ بتلا سکا۔ کہ اس کے معنی کیا ہیں۔ آخر ش جب میں نے کئی دفعہ اس سادھو سے نج کے طور پر خلوت میں ملاقات کی تو مجھ کو معلوم ہو ہی گیا کہ وہ کیا بات تھی اور اس طرح سے میں اس بات کے نتیجہ کرنے کے قابل ہو گیا کہ ابھی وہ جو کچھ کرتا ہے۔ وہ پوری پوری یوگ ودیا کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ پوری میں اس کو ابھی کمی ہے۔ اور یہ وہ چیز نہیں ہے کہ جس کی میں تلاش کرتا ہوں اور نہ یہ پورا یوگی ہے۔ بلکہ قدرے یوگ میں مہارت رکھتا ہے۔ اس سے رخصت ہو کر میں کاشی پور گیا اور وہاں سے درونا ساگر پہنچا جہاں کہ میں نے تمام موسم سرما کاٹا۔ ہمالیہ پربت پر پہنچکر دیہہ تیاگ دینا چاہئے۔ ایسی اچھیا ہوئی پرنتو یہ وچار من میں آگیا کہ گیان پراپتی کے پشچات دیہہ چھوڑنا چاہئے وہاں سے آگے مراد آباد ہوتا ہوا میں سنبھل میں جا پہنچا۔ اور وہاں سے گڈھ مکتیسر کو عبور کرتا ہوا میں پھر دریائے گنگا کے کناروں پر آپہنچا اُسوقت اور مذہبی کتب کے علاوہ میرے پاس مندرجہ ذیل کتب بھی تھیں۔ سب سند ہٹ پردیپکا۔ یوگ بیج۔ کیسر انہ سنگت۔ ان کتابوں کو میں اپنے سفر میں اکثر اوقات پڑھا کرتا تھا۔ ان میں سے بعض کے مضامین ناڑی چکا نت۔ اور ناڑی چکر یعنی انسانی رگوں کے بتانے والے علم کے متعلق تھے۔ جن میں ایسی باتوں کے ایسے لمبے چوڑے بیانات دئے ہوئے تھے کہ آدمی پڑھتا پڑھتا تھک جاتا تھا اور اُن کو میں کبھی بھی پوری طرح سے اپنے ذہن کے قابو میں نہ لا سکا۔ اور نہ پوری طرح سے کبھی میں ان کو یاد کر سکا اور نہ پوری طرح سے سمجھ سکا اس سے یہ خیال مجھ کو پیدا ہوا کہ خبر نہیں یہ ٹھیک بھی ہیں یا نہیں۔ ان کے صحیح ہونے میں مجھ کو تامل اور شک پڑ گیا۔ میں اپنے اکثر شکوک کو رفع کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن آج تک میرے یہ شکوک دور نہیں ہو سکے ہیں اور مجھکو رفع کرنے کا کوئی موقعہ بھی ہاتھ نہ لگا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ مجھ کو اتفاقاً ایک لاش دریا کے اوپر بہتی ہوئی ملی۔ اس وقت ٹھیک موقعہ ملا تھا۔ کہ

آگے جانیکا راستہ بند دکھائی دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد سڑک بالکل گم ہوگئی۔ اور اُس راستہ کا مجھ کو کوئی پتہ نہ ملا۔ میں اس وقت سوچ و فکر میں تھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ لاچار میں نے اپنے راستہ کے دریافت کرنے کے خاطر اُس دریا کو عبور کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ میرے پہنے ہوئے کپڑے بہت ہلکے اور تھوڑے تھے۔ اور سردی بہت تند تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایسی سخت سردی ہوگئی کہ اُسکا برداشت کرنا ناممکن تھا۔ بھوکھ اور پیاس نے جب مجھ کو بہت ہی دق کیا تو میں نے ایک برف کا ٹکڑا اٹھا کر اسکو بجھانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اُس سے کچھ آرام و تسکین نہ معلوم ہوئی پھر میں دریا کو پایاب عبور کرنے لگا۔ بعض بعض مقامات میں دریا بہت گہرا تھا۔ بعض جگہ پانی بہت کم تھا۔ لیکن ایک ہاتھ یا آدھ گز سے کم گہرا کہیں نہ تھا۔ مگر چوڑائی یعنے پاٹ میں دس ہاتھ تک تھا۔ یعنے کہیں سے ۴ گز اور کہیں سے ۵ گز تھا۔ دریا برف کے چھوٹے اور ترچھے ٹکڑوں سے بھرا ہوا تھا۔ جنہوں نے میرے پاؤں کو سخت زخمی کردیا۔ چنانچہ میرے ننگے پاؤں سے خون بہنے لگا میرے پاؤں سردی کے سبب بالکل سُن ہوگئے تھے۔ جس سبب میں بڑے بڑے زخموں سے بھی کچھ دیر تک بے خبر رہا۔ اس جگہ پر بسبب سخت سردی کے مجھ پر بیہوشی کا سا عالم طاری ہونے لگا۔ یہاں تک کہ میں اُس حالت میں ہو کر برف پر گرنے کو تھا میں نے معلوم کیا کہ اگر میں یہاں پر اسطرح گر گیا تو پھر یہاں سے اٹھنا میرے واسطے سخت دشوار اور مشکل ہوگا۔ چنانچہ دوڑ دھوپ کر کے جس طرح ہوا میں بہت سخت کوشش کر کے وہاں سے بخیر و عافیت نکلا اور دریا کی دوسری طرف جا پہنچا۔ اگرچہ وہاں جا کر کچھ دیر تک میری ایسی حالت رہی جسکے یاننہ کی نسبت اُس وقت زیادہ مردہ پن کی حالت میں تھا تاہم میں نے اپنے جسم کے اوپر کے حصہ کو بالکل ننگا کرلیا اور اپنے تمام کپڑوں سے جو میں نے پہنے ہوئے تھے گھٹنوں یا پاؤں تک ران کو لپیٹ لیا اور وہاں پر میں بالکل زائل از طاقت اور گھبرایا ہوا آگے کو ہل سکنے اور چل سکنے کے ناقابل کھڑا ہو گیا اور اسطرح انتظار میں تھا کہ کوئی مدد ملے جس سے میں آگے کو چلوں لیکن اسبات کی کوئی امید نہ تھی کہ وہ آوے گی کہاں سے۔ مدد کے توقع میں تھا۔ مگر بالکل بے کس تھا اور جانتا تھا کہ کوئی جگہ مدد کی دکھلائی نہیں دیتی۔ آخرش پھر میں نے ایک دفعہ اپنے گرد دیکھا اور اپنے سامنے دو پہاڑی آدمیوں کو آتے ہوئے دیکھا جو کہ میرے قریب آئے اور اپنے کاش سمجھ سے مجھ کو سلام کر کے انہوں نے اپنے ساتھ گھر جانے کیلئے بلایا اور کہا کہ آؤ ہم تم کو وہاں کھانے کو بھی دیوینگے۔ جب اُنہوں نے میری تکلیفوں کو سُنا اور میرے احوال کو گوش گذار کیا تو کہنے لگے کہ ہم تم کو سدھ پت (جو کہ ایک تیرتھ کا مقام ہے) پر بھی پہنچا دینگے۔ لیکن ان کا مجھ کو یہ سب فرمانا کچھ اچھا نہ معلوم ہوا۔ میں نے انکار کردیا اور کہا کہ مہاراج افسوس کہ میں بسبب آپ کی عنائتیں قبول نہیں کرسکتا۔ کیونکہ مجھ میں چلنے کی بالکل طاقت نہیں ہے۔ باوجودیکہ اُنہوں نے مجھ کو بہت زور و شور سے بُلایا اور آنے کے واسطے بہت کچھ مجبور کیا میں اُسی جگہ اپنے پاؤں کو جمائے ہوئے کھڑا رہا اور حسب الارشاد و منشاء اُن کے پیچھے چلنے کی جرات نکرسکا۔ لیکن جب میں اُن کو کہہ چکا کہ بجائے اس کے کہ میں یہاں سے ہلنے کی کوشش کروں میں مرجانا زیادہ پسند کرتا ہوں اور اس طرح کہہ کے میں نے اُنکی باتوں کی طرف غور کرنا بھی بند کردیا یعنے اُن کی باتوں کو میں نے پھر نہ سُنا اُسیوقت میرے دل میں خیال آتا تھا بہتر ہوتا اگر میں واپس چلا گیا ہوتا۔ اور اس طرح میں نے اپنی تعلیم اور مطالعہ کو جاری رکھا ہوتا۔ وہ دونو شخص اتنے میں وہاں سے چلے گئے اور تھوڑی ہی دیر میں پہاڑیوں کے درمیان غائب ہوگئے۔ وہاں پر جب مجھ کو شانتی نصیب ہوئی تو میں بھی آگے کو چلا اور کچھ لحظہ یا وقت تک باسودہا (جو ایک بڑی جاترا کی جگہ اور تیرتھ کا مقام ہے) پر ٹھیر کر اور منگرم کے قرب و جوار سے گذر کر

کو روانہ ہوا۔ اور رات اوکھی مٹھ میں گذاری۔ صبح جب میں اچھی طرح آرام کر چکا تھا۔ وہاں سے گپت کاشی کو واپس گیا۔ یعنے جس جگہ سے میں شمال کی جانب روانہ ہوا تھا۔ لیکن اس سفر کا شوق مجھ اوکھی مٹھ کو پھر لے گیا۔ تاکہ وہاں کے گفاؤں کے رہنے والوں کے حالات دریافت کروں۔ غرض وہاں پہنچکر مجھے اوکھی مٹھ کے دیکھنے کا خوب موقع ہاتھ آیا جو کہ ظاہر پرست اور پاکھنڈی سادھوؤں سے بھرا ہوا تھا یہاں کے بڑے مہنت نے مجھے اپنا چیلا کرنے کا منوگت کیا۔ اس نے اسباب کی ودھتا کے لئے بھی مجھے لالچ دکھایا کہ ہماری گدی کے تم سوامی ہوگے۔ اور لاکھوں روپے کی پونجی تمہارے پاس ہوگی۔ میں نے اُن کو نس پرہ (نہایت لاپرواہی سے) یہ اُتر دیا۔ کہ اگر مجھے دھن کی چاہ ہوتی تو میں اپنے باپ کی ملکیت کو جو تمہارے اس ستھل (مکان) مال و دولت سے کہیں بڑھ کر تھی نچھوڑتا۔ علاوہ ازیں میں نے یہ بھی کہا کہ جس غرض کے لئے میں نے گھر چھوڑا اور دنیوی عیش و عشرت سے منہ موڑا نہ تو میں اس کے لئے تمہیں کوشش کرتے دیکھتا ہوں۔ اور نہ تمہیں اس کا علم ہی معلوم ہوتا ہے۔ پھر تمہارے پاس میرا رہنا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر مہنت نے پوچھا۔ کہ وہ کون سی غرض ہے جسکی تمہیں تلاش ہے اور تم اتنا پریشرم اُٹھا رہے ہو میں نے اُتر دیا کہ میں ستیہ یوگ ودیا۔ اور موکش (جو بنا اپنی آتما کے پوترتا اور ستیہ ودیا کے آچرنوں کے نہیں پراپت ہو سکتا ہے) چاہتا ہوں۔ اور جب تک یہ اتھ سدھ نہ ہوگا۔ تب تک برابر اپنے دیش والوں کا اپکار جو انسان پر فرض ہے کرتا رہونگا۔ یہ سنکر مہنت نے کہا کہ یہ بہت اچھی بات ہے۔ اور کچھ دن اور تم ہمارے پاس ٹھیرو مگر میں نے اس بات کا کچھ بھی اُتر نہ دیا۔ کیونکہ میں جان گیا کہ یہاں کچھ پورتی نہ ہوگی۔ چنانچہ دوسرے دن میں پراتا کال اُٹھا اور وہاں سے جوشی مٹھ کو چلدیا۔ وہاں کچھ دن تک دکھشنی مہاراشٹروں اور سنیاسیوں کے ساتھ جو سنیاس اشرم کے درجہ چہارم کے سچے سادھو تھے رہا۔ اور بہت سے جوگیوں اور فاضل محاوروں اور سادھوؤں سے ملاقات ہوئی اور اُن سے بار تالاپ میں مجھ کو یوگ ودیا کی بابت اور بہت سی باتیں معلوم ہوئیں ٭

اُن سے جدا ہو کر پھر میں بدری نارائن کو گیا۔ فاضل راول جی اُس وقت اُس مندر کا سب سے بڑا مہنت تھا۔ اور میں اُس کے ساتھ کئی دن تک رہا ہم دونو کا آپس میں ویدوں اور درشنوں پر بہت ساجت و مباحثہ رہا جب اُن سے میں نے دریافت کیا کہ اس گرد نواح میں کوئی فاضل اور سچا یوگی بھی ہے یا نہیں تو اُسنے یہ جتلانے میں بڑا افسوس ظاہر کیا۔ کہ اس وقت اِس گرد نواح میں کوئی ایسا یوگی نہیں ہے۔ لیکن اسنے بتلایا کہ میں نے سنا ہے۔ کہ اکثر ایسے یوگی اسی مندر کے دیکھنے کے لئے آیا کرتے ہیں۔ اُس وقت میں نے یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ تمام ملک میں اور خصوصاً پہاڑی مقامات میں ضرور ایسے پرشوں کی تلاش کرونگا۔ ایک دن طلوع آفتاب کے ہوتے ہی میں اپنے سفر پر روانہ ہوا اور دامن کوہ میں ہوتا ہوا دریائے الکھ نندا کے کنارے پر جا پہنچا۔ مجھے اُس دریا کے عبور کرنے کی دل میں ذرا بھی آرزو نہ تھی۔ کیونکہ میں نے اُس دریا کے دوسری جانب ایک بڑا گاؤں مانس نامی دیکھا اِس لئے ابھی اُس دامن کوہ میں ہی اپنی رفتار جاری رکھ کر دریا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ میں جنگل کی طرف ہولیا۔ پہاڑ اور سڑک اور ٹیلے وغیرہ سب برف کی پوشاک پہنے ہوئے تھے۔ اور بہت گھنی برف اُنکے اوپر تھی۔ اس واسطے دریائے الکھ نندے کے منبع تک پہنچنے میں مجھ کو بہت سخت تکالیف اُٹھانی پڑیں۔ لیکن جب میں وہاں گیا۔ تو اپنے آپ کو بالکل ناواقف اور اجنبی جانا اور اپنے اردگرد اونچی اونچی پہاڑیاں کھڑی دیکھیں تو مجھ

اور رُدر پریاگ وغیرہ مقاموں میں ہوتا ہوا اگست منی کی سمادھ پر پہنچا۔ آگے چلکر شمال کی طرف ایک پہاڑ پر جو کہ شوپوری نام سے پرسدھ ہے گیا۔ یہاں موسم سرما کے چار مہینہ گذارے۔ پھر برہمہ چاری اور دونو سادھوؤں سے جدا ہوکر تن تنہا اور بے کھٹکے میں کیدار گھاٹ تو واپس گیا۔ پھر گپت کاشی میں پہنچا۔ یہاں بہت کم ٹھیرا۔ اتھانت گوری کنڈ (تالاب) اور بھیم گفا ہوتا ہوا ترگُنی نارائن کے مندر پر پہنچا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں کیدار گھاٹ کو جہاں کی سکونت مجھ کو نہایت پسند تھی واپس چلا آیا۔ اور وہاں قیام اختیار کیا۔ اور چند برہمن پوجاریوں اور کیدار گھاٹ کے مندر کے پنڈوں کے ساتھ (جو جنگم قوم کے تھے) رہا کیا۔ جب تک کہ میرے پہلے ساتھی یعنے برہم چاری اور دونو سادھو بھی یہاں واپس آ گئے۔ وہاں کے پنڈتوں اور برہمنوں کی کاروائیوں کو ہمیشہ میں بغور دیکھتا اور بغرض یادداشت کے اُن کی یاد رکھنے کے لائق باتوں کو دھیان کرتا رہتا تھا۔ جبکہ مجھ کو اُن حالات سے حسب دلخواہ واقفیت ہوگئی تو میرے دل میں قرب وجوار کے پہاڑوں کی سیر کی خواہش ہوئی جو ہمیشہ برف کے غلاف سے ڈھکے رہتے ہیں کہ دیکھوں اور اُن مہاتماؤں کے درشن کروں جن کا سماچار سنتا چلا آتا تھا۔ کنتو کبھی بھینٹ نہیں ہوئی۔ پس میں نے یہ مستحکم ارادہ کر لیا کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اسبات کو ضرور تحقیق کرنا چاہیئے کہ آیا وے مہاتما لوگ جیسا کہ مشہور ہے وہاں رہتے ہیں کہ نہیں۔ لیکن پہاڑی سفر کے خوفناک مشکلات اور موسم سرما کی شدت سے اول مجھ کو پہاڑی لوگوں سے دریافت کرنا پڑا کہ وے ان مہاتما پرشوں کے حالات سے کچھ واقف ہیں یا نہیں۔ مگر خوبی قسمت کہ جہاں دریافت کیا وہیں یا تو محض ناواقفیت یا اعتقاد باطل سے بھرے ہوئی گپ ہانکدی۔ الغرض میں بیس روز تک مفت آوارہ اور دل شکستہ پھر کر جس طرح کہ تنہا گیا تھا ویسے ہی میں واپس ہوا۔ کیونکہ میرے ساتھی تو دو روز پہلے ہی مجھے بخوف شدت سردی کے تنہا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ بعد اِس کے میں تُنگ ناتھ کی چوٹی پر چڑھا وہاں پر ایک مندر پوجاریوں اور مورتیوں سے بھرا پایا میں اُسی روز وہاں سے واپس اُتر آیا۔ جہاں پر مجھے دو مارگ ملے جنمیں ایک پچھم کو اور دوسرا نیرت کو جاتا تھا۔ تب میں اُس راہ کو جو جنگل کی اور کی تھی جھک پڑا کچھ دور تک چلکر میرا گذر ایک ایسے گھنے بن میں ہوا۔ جہاں کی چٹانیں ناہموار (کھنڈ بھنڈ) اور نالے بھی خشک اور وہاں سے آگے کو رستہ بھی چلتا تھا جب میں اسطرح گھر گیا۔ تو دل میں سوچنے لگا کہ آیا اب نیچے اُترنا چاہیے یا اور اوپر چڑھنا چاہیئے۔ مگر بخیال چوٹی کی بلندی اور دشوار گذار چڑھاؤ کے میں نے خیال کیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا ناممکن ہے لہذا چار ناچار خشک گھاس اور سوکھے جھاڑیوں کو پکڑ پکڑ کر میں نالے کے اونچے کنارہ پر پہنچا۔ اور ایک چٹان پر کھڑے ہوکر جو چاروں طرف نگاہ کی تو مجھ کو سوائے صعب گذار پہاڑیوں ٹیلوں اور جنگل کے جس میں انسان کا گذر محال تھا اور کچھ نظر نہ پڑا چونکہ اسوقت سورج بھی غروب ہونے کے قریب تھا مجھ کو فکر ہوا کہ اس سنسان جن بن میں بنا پانی اور ایسے پدارتھ کے جو جل سکے میری کیا دشا ہوگی غرضیکہ مجھے اُس بکٹ جنگل میں ایسی ایسی جگہوں میں گھومنا پڑا کہ جہاں کے بڑے بڑے کانٹوں میں اُلجھ اُلجھ کر کپڑے ٹوٹنے دھجیاں اڑ گئیں اور شریر بھی گھائل ہوگیا۔ اور پاؤں بھی لنگڑے ہو گئے آخر بمشکل تمام بڑے دکھ اور سنکٹ کے ساتھ اُس مارگ کو پورا کر کے پہاڑ کے نیچے پہنچا۔ اور اپنے آپ کو شارع عام پر پایا۔ اُس وقت رات کی تاریکی ہر طرف چھا رہی تھی۔ مجھے اس کارن الزمان سے مارگ تلاش کرنا پڑا پرنتو میں نے پرسدھ مارگ سے الگ نہ ہونے کا بہت ہی دھیان رکھا۔ انت کو ایسی جگہ پہنچا۔ جہاں چند جھونپڑے نظر پڑے۔ اور وہاں کے آدمیوں سے معلوم ہوا کہ یہ رستہ اوکھی مٹھ کو جاتا ہے یہ سن کر میں اُس طرف

یہ استھان ودیا کے بردھی کے کارن سادھوؤں اور راج پنڈتوں سے پورن اور پرسدھ (مشہور) تھا۔ ان پنڈتوں میں سے ایک دن ایک پنڈت نے اپنے یہاں میرا نمنترن (ضیافت) کیا اور وقت مقررہ پر ایک آدمی بھی بلانے کو بھیجا۔ اُس کے ساتھ میں اور برہم چاری دونوں اس کے استھان کو پہنچے لیکن مجھ کو وہاں ایک پنڈت کو مانس کاٹتے اور بناتے دیکھ نہایت گھرنا (نفرت و کراہت) آئی آگے جاکر بہت سے پنڈتوں کو مانس اور ہڈیوں کے ڈھیر اور جانوروں کے بھنے ہوئے سروں پر کام کرتے دیکھا۔ اتنے میں ہی مالک مکان نے پرسنتا پوربک نہایت خوشدلی سے ہم سے کہا کہ بھیتر چلے آئیے۔ میں نے کہا کہ آپ اپنا کام کرتے جائیے میرے لئے کچھ کشٹ نہ کیجئے۔ یہ کہہ جھٹ وہاں سے نکل اُلٹے پاؤں اپنے استھان کا مارگ لیا تھوڑی دیر بعد وہی مانس بھکشی پنڈت میرے پاس آیا اور مجھ سے نمنترن میں چلنے کو کہا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ مانس آدمی اُتم بھوجن کیول آپ ہی کے لئے بنائے گئے ہیں۔ میں نے اس سے سپشٹ کہہ دیا کہ یہ سب بتھا اور نشپھل ہیں۔ کیونکہ آپ مانس بھکشی ہیں۔ میرے یوگ تو کیول پھل آدی ہیں مانس کھانا تو دور رہا مجھے تو اس کے دیکھنے سے ہی روگ ہو جاتا ہے۔ یدی آپ کو میرا نیوتہ کرنا ہی ہے۔ تو کچھ ان اور پھل آدی وستو بھجوا دیجئے میرا برہم چاری یہاں پر بھوجن بنا لیگا۔ ان سب باتوں کو اوکت پنڈت سوئیکرت کر اور لجت ہو اپنے گھر لوٹ گیا +

تت پشچات میں کچھ دن تک استھان ٹھیری میں رہا اور انہیں پنڈت جی سے کچھ پستکوں اور گرنتھوں کا ورتانت جنہیں میں دیکھنا چاہتا تھا پوچھا کیا اور پتا لگاتا رہا کہ یہ گرنتھ اس نگر میں کہاں مل سکتے ہیں۔ یہ سن پنڈت جی نے سنسکرت دیاکرن کوش (لغات) جو بڑے بڑے کویوں کے بنائے ہوئے جیوتش اور تنتر آدی پستکوں کا نام لیا۔ ان میں سے تنتر کی پستکیں میری دیکھی ہوئی نہیں تھیں اسلئے اُنسے مانگی۔ اور اُنہوں نے شیگھر تھوڑی سی پستکیں اس پرکار کی لا دیں۔ انکے کھولتے ہی میری درشٹی ایک ایسے نہایت درجہ کی فحش باتوں۔ جھوٹے ترجموں اور واہیات عبارت پر پڑی جسے دیکھ کر میرا جی کانپنے لگا۔ اُسمیں لکھا تھا کہ ما۔ بہن۔ بیٹی۔ چوہڑی۔ چماری آدی سے بھوگ کرنے اور اُنہیں ننگا کھڑا کر کے پوجنے اور اسی طرح مدہ۔ مانس۔ مچھلی۔ مُدرا۔ میتھن۔ ارتھات مدرا (شراب) مچھلی۔ اور وہ (انیک) جنتوؤں کا مانس کھانے اور برہمن سے لیکے چانڈال تک ایک جگہ بھوجن کرنے اتیادی باتوں کے لئے آگیا ہے۔ اور یہ بھی صاف لکھا تھا کہ انہیں پانچ شبدوں ارتھات مدہ۔ مانس۔ مچھلی۔ مدرا۔ اور میتھن کے وسیلہ سے کہ جن کا نام مکار سے آرنبھ ہوتا ہے۔ موکھش پراپت ہو سکتا ہے غرضیکہ تنتر کی پستکوں کے پڑھنے سے جنکو وہ مذہب سمجھتے ہیں انکے مصنفوں کی مکاری اور سوارتھی دُشٹ کویوں کی بناوٹ کا مجھ کو خوب یقین ہو گیا +

بعد ازاں میں وہاں سے شری نگر کو روانہ ہوا یہاں میں نے کدار گھاٹ پر ایک مندر میں قیام کیا۔ یہاں کے پنڈتوں سے جب کبھی اتفاقاً گفتگو ہوتی میں حسب موقعہ واد انوواد ہوتا۔ تو ان کو انہیں تنتروں سے ہرا دیتا تھا اسجگہ پر ایک گنگا گری نامک سادھو سے (جو کبھی دن کے سمے اپنے پہاڑ سے جو ایک جنگل میں تھا نہیں اترتا تھا) بھینٹ ہوئی۔ اور ودت ہو گیا۔ کہ یہ ایک اچھا ودوان ہے تھوڑے دن بعد میری اُس کی متر تائی بھی ہو گئی۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب تک میرا اس کا ساتھ رہا یوگ ودیا اور انیہ اُتم اُتم وشیوں پر آپس میں بات چیت ہوتی رہی۔ اور پرتی دن یعنے ہر روز کے بحث مباحثہ (ترک وترکوں) سے یہ بات سدھ ہو گئی کہ ہم دونوں ساتھ رہنے یوگ ہیں۔ مجھے تو اُس کی سنگت ایسی اچھی لگی کہ دو مہینے سے ادھک اُس کے ساتھ رہا +

بعد اس کے شروع خزاں میں مع اپنے ساتھیوں یعنے برہم چاری اور دو پہاڑی سادھوؤں کے کدار گھاٹ سے دوسرے استھانوں کو چلا۔

اور میرا نام دیانند سرسوتی رکھا اُن کی آگیا لے کر میں نے ڈنڈ استھاپن کر دیا کیونکہ اسکے سمبندھ سے بہت کچھ کرتبیہ ہوتا تھا کہ جس سے پڑھنے میں اسودھا (ہرج) واقع ہوتا تھا۔ سوامی جی اُن کے پاس کچھ دن برہم ودیا کی پستک پڑھتے بھی رہے۔ یہ مہاتما سنیاسی و برہم چاری شنکراچاریہ کے شرنگیری مٹھ نام ستھل سے جو دکھن میں ہے چلکر دوارکا کو جانے کی اچھیا سے آئے تھے۔ پرنتو اس ودیا میں بہنے کے کچھ کال کے بعد سوامی جی دوارکا کیطرف چلے گئے۔ اور میں کچھ مدت چانوڈہ کنیالی میں بنا رہا +

سمبت ۱۹۰۶ بکرمی۔ جب یہ سنا کہ بیاس آشرم میں یوگانند نامی ایک سوامی رہتے ہیں۔ وے یوگ ودیا میں اتی نپُن (کامل) ہیں۔ یہ سُن جلد وہاں پہنچا اور اُن کے پاس یوگ ودیا پڑھنے لگا۔ اور اُس کے آرنبھ کے سب گرنتھ اچھے پرکار پڑھ کر اور کریا سیکھ کر چتوڑ یا چھنور شہر کو گیا کیونکہ ایک کرشن شاستری جیت پاون دکھشنی برہمن۔ اُس کے گرد و نواح میں رہتے تھے۔ اُنکے پاس جا کر کچھ ویاکرن کا ابھیاس کرکے پھر چانود کنیالی میں آکر ٹھیرا اور راج گورو سے ویدوں کو سیکھا۔ اور وہاں کچھ مدت قیام کیا۔ وہاں کچھ دن پیچھے جوالانند پوری اور شوانند گری نامک دو یوگیوں سے بھینٹ ہوئی۔ اُن کے ساتھ یوگ کا سادھن کیا۔ اور ہم تینوں ملکر سدیوگ شاستر میں چرچا کرتے رہے۔ پھر وہ دو نو یوگی احمد آباد کو چلے گئے۔ اور مجھ کو آگیا دیگئے کہ ایک ماس (مہینے) کے پیچھے تم ہمارے پاس آنا ہم تم کو اُس جگہ یوگ سادھن کی پوری پوری باریکیاں اور اُس کی سب طریقہ اچھی طرح سمجھا دینگے۔ ہم وہاں ندی کے اوپر دودھیشر مہادیو میں ٹھیرینگے۔ پھر ایک مہینے کے بعد میں بھی بموجب انکے حکم کے احمد آباد کے پاس دودھیشر مہادیو کے مندر میں اُن سے جا کر ملا جہاں اُنہوں نے یوگ ودیا کی انتہائی باریکیاں اور اُس کے حصول کی ترکیب بتانے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ وہاں اُنہوں نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے وچن انوسار مجکو نہال کر دیا اتھات اُنہیں مہاتما یوگیوں کی پربھاؤ سے مجھ کو پورن یوگ ودیا اور اُس کے سادھن کر یہ اچھی پرکار ودت ہوگئی۔ اِس لئے میں اُن کا آتینت کرتگیہ ہوں دستوں میں اُنہوں نے یہ مجھ پر بڑا ہی اُپکار کیا جس کی وجہ سے میں ان کا نہایت ہی ممنون ہوں۔ اس کے بعد مجھ کو معلوم ہوا اور سُنا کہ راجپوتانہ میں آبو پہاڑ کی چوٹیوں پر بڑے بڑے اُتم یوگی جن نواس کرتے ہیں۔ اِس لئے اُنکی پرشنسا سن اس طرف چلدیا۔ وہاں جاکے انکی کھوج کرتا ہوا۔ اربدا بھوانی گری نامک چوٹی پر اور دیگر مقاموں میں یوگی راجوں سے جاملا۔ یہ اُن مہاتماؤں سے زیادہ عالم فاضل تھے۔ اُن سے اور بھی وشیش یوگ سادھن کی باریکیاں پراپت کیں +

سمبت ۱۹۱۱ تک اسیطرح مختلف مقامات میں پھر کر اور مہاتما ودوانوں اور یوگی جنوں سے ملکر آتمک اُنتی اور مانسک شانتی کے اُپاؤ اور سادھن حاصل کرتا رہا اور ودیا رتھی بن جو ملتا تھا اُس سے ودیا اپارجن کرتا تھا۔ اسیطرح انیک مہاتماؤں کا ست سنگ کرتا ہوا چلتے چلتے عمر تیس سال سمبت ۱۹۱۲ مطابق ۱۱ اپریل ۱۸۵۵ء ہردوار کے کُمبھ کے میلہ کی دھوم سن کر پہلی ہی بار وہاں پہنچا۔ کیونکہ وہاں پر سرشٹ سیوگ یوگی و تپسوی اکثر ہوتے اور آپس میں ملتے ہیں جن کی یہ ہوستھا کسی کو ودت بھی نہیں ہوتی ہیں وہاں آکر بہت سادھوؤں اور سنیاسیوں سے ملا اور جب تک میلہ رہا۔ چنڈی کے پہاڑ کے جنگل میں یوگ ابھیاس کرتا رہا اور جب سب یاتری چلے گئے اور میلہ ہو چکا تو وہاں سے رشی کیش کو گیا۔ وہاں بڑے بڑے مہاتما سنیاسیوں اور یوگیوں سے یوگ کی ریتی سیکھتا اور ست سنگ کرتا رہا +

تت پشچات کچھ دنوں تک کیلاش گیش میں رہا۔ اِسی عرصہ میں ایک برہم چاری اور دو پہاڑی سادھو مجھ سے آملے۔ پھر ہم سب کے سب مقام ٹہری کو چلے گئے

یہ مُسن میں ترت اس ستھان کو گیا۔ پہنچنے پر ایک سچدانند پرم ہنس سے بھینٹ ہوئی اور اُن سے انیک پرکار کی شاستر وشیک (متعلق) باتیں ہوئیں یعنی اُن سے مختلف علمی مضامین میں گفتگو آئی پھر اُنہیں سے گیات ہُوا کہ آج کل چانڑود کینالی میں (جو دریائے نربدا کے کنارے واقعہ ہے) بڑے اُتم وِدوان برہم چاری اور سنیاسیوں کی ایک منڈلی رہتی ہے۔ یہ مُسن اُس ستھان کو گیا جہاں پر مجھ کو گویا پرتھم بار ہی سچے دکھشت وِدوانوں اور چدآشرم آدی سوامی سنیاسیوں اور کئی ایک برھم چاریوں پنڈتوں سے بھینٹ ہوئی اور انیک وشیوں کا پرسپر سنلاپ ہُوا پشچات میں پرمانند نامی پرم ہنس کے پاس پڑھنے لگا۔ یعنی ان کی شاگردی اختیار کی اور چند مہینوں میں ان کے ساتھ رہ کر ویدانت سار۔ آریہ ہری میڈی توٹک۔ آریہ ہری ہر توٹک۔ ویدانت پری بھاشا آدی اور فلاسفی (پدارتھ وِدیا) کی کتابیں اچھی پرکار پڑھیں +

چونکہ میں اس سمے تک برہم چاری تھا۔ اس لئے مجھ کو اپنا کھانا اپنے ہاتھ سے پکانا پڑتا تھا جس کی وجہ سے میری خواندگی میں بڑا ہرج واقعہ ہوتا تھا۔ بنابراں اس بکھیڑے سے چھوٹنے کے لئے میں نے ارادہ کیا کہ حتے الامکان کوشش کر کے سنیاس آشرم کے چوتھے درجے میں داخل ہو جاؤں۔ علاوہ اس کے مجھ کو یہ بھی خوف تھا۔ کہ اگر میں برھم چریہ آشرم میں بنا رہا تو کسی دن اپنی کُل کی پرسدھتا کے کارن گھر والوں کے ہاتھ پکڑا جاؤں گا۔ کیونکہ میرا ابھی تک وہی نام پرسدھ ہے جو گھر میں تھا کنتو جو سنیاس آشرم لے لونگا۔ تب یاوت اوستھا (ساری عمر تک) نِش چنت ہو جاؤنگا +

ایک دکھشنی پنڈت کے دوارا (جو میرا بڑا متر تھا) چدآشرم سوامی سے کہلایا کہ آپ اُس برہم چاری کو سنیاس کی دکھشا دیدیجئے مگر اس مہاراشٹر سنیاسی نے جو پرم دکھشت تھے۔ مجھ کو سنیاس دینے میں صاف انکار کیا۔ اس لئے کہ یہ ابھی تازہ نوجوان ہے۔ ہم سنیاس نہیں دیتے تتھاپی میرا اُتساہ بھنگ نہیں ہُوا۔ تقریباً ڈیڑھ برس تک نربدا تٹ پر رہا اس کے اننتر (بعد) میری عمر کے چوبیسویں برس دو مہینے کے پیچھے دکھن سے ایک ڈنڈی سوامی اور ایک برھم چاری آکر بستی چانود سے کچھ کم کوس یا دو میل کی دوری پر ایک جنگل میں مکان تھا اُس میں آ ٹھیرے۔ اُن کی پرشنساسن کر پرم متر یوپروکت دکھشنی پنڈت اُن کی سمیپ میرے ساتھ گئے وہاں اُن مہاتماؤں سے برہم وِدیا کے کئی وشیوں میں بات چیت ہوئی تو جان پڑا کہ یہ دونو اس وِدیا میں اتینت پروین (نہایت واقف کار) ہیں سنیاسی جی کا نام پورنانند سرسوتی تھا۔ ان سے میں نے اچھیا پورن کرنے کے لئے سفارش کرنے کو اپنے متر کے اور سنکیت کیا اور انہوں نے اچھے پرکار کہا کہ مہاراج یہ وِدیارتھی سوشیل اور برھم وِدیا پڑھنے کی اتینت کامنا رکھتا ہے پرنتو وِدیارتھی کے بکھیڑوں کے مارے حسب منشا وِدیا پارجن نہیں کر سکتا۔ آپ کرپا کر کے اس کی لالسا (خواہش) کے انوسار چوتھے پرکار کا سنیاس دیدیجئے یہ مُسن اور میری بہت نوجوان عمر دیکھ اُن کا بھی جی ہٹا پرنتو جب متر نے بہت کچھ کہا سنا۔ تب بولے کہ ایسا ہی ہے تو کسی گجراتی سنیاسی سے دیجئے کیونکہ ہم تو مہاراشٹر ہیں۔ تب اُس متر نے کہا کہ دکھشنی سوامی گوڑوں کو بھی سنیاس دیتے ہیں جو پنچ دراوڑوں سے باہر ہیں۔ یہ برہم چاری تو گورجر یعنی گجراتی ہے جو پنچ دراوڑوں میں ہیں۔ اس میں کیا چنتا ہے۔ تب انہوں نے مان لیا۔ اور اتی پرسن ہوئے اور مجھ کو تیسرے دن شرادھ وغیرہ کرا کر چوبیسویں برس کی اوستھا میں سنیاس دے ڈنڈ گرہن کرایا

غصے ہوا ہیں نے پرارتھنا کی کہ میں دُھورت لوگوں کے بھکانے میں آکر اس طرف نکل آیا اور اتینت دکھ پایا۔ آپ شانت ہوں میرے اپرادھوں کو کھشما کیجئے۔ یہاں سے میں گھر آنے کو ہی تھا۔ اچھا ہُوا کہ آپ آگئے ہیں آپ کے ساتھ ہی چلنے کو پرسن ہوں۔ اس پر بھی ان کا کوپ اگنی شانت نہ ہُوا اور جھپٹ کر میرے کُرتے کی دھجیاں اڑا دیں! ورتُو نبا چھین کر بڑے زور سے دھرتی پر دے مارا اور سینکڑوں پرکار سے مجھے دُروچن کہے اور دوسرے نوین سویت بستر دھارن کرا کے جہاں ٹھیرے تھے۔ وہاں مجھ کو لے گئے اور وہاں بھی بہت کھٹن کھٹن باتیں کہکر بولے کہ تو اپنی ماتا کی ہتیا کیا چاہتا ہے میں نے کہا اب میں چلونگا تو بھی میرے ساتھ سپاہی کر دئے اور انہیں کہدیا کہ کہیں دم بھر بھی اس نرموہی کو پرتھک مت چھوڑو اور اس پر راتری کو بھی پہرہ رکھو۔ پرنتو میں بھاگنے کا اپائے سوچتا تھا۔ اور اپنے ارادے میں ویسا ہی مستقل تھا جیسے کہ وہ اپنی سعی میں سرگرم تھے۔ مجھ کو یہی فکر تھی اور اسی گھات میں تھا کہ کوئی موقع بھاگنے کا ہاتھ لگے +

دیو سنیوگ (حسنِ اتفاق) سے تیسری راتری کے تین بجے پیچھے پہرہ والا بیٹھا بیٹھا سو گیا۔ میں اُسی سمے وہاں سے لگھو شنکا (پیشاب) کے بہانہ سے بھاگ کر آدھ کوس پر ایک باغیچہ کے مندر کی شکھر (چوٹی) میں ایک درخت بڑ کے سہارے سے چڑھ کر جل کا لوٹا ساتھ لے کر چھُپ کر بیٹھ گیا اور اس مارگ پر تھکیشیا میں رہا کہ دیکھئے اب دیو کیا کیا چرتر دکھاتا ہے۔ پراتا چار بجے تک اُسی استھان میں دیکھتا اور سنتا رہا کہ سپاہی لوگ جہاں تہاں مجھ کو پوچھتے پھرتے ہیں اور بڑی ساودھانی سے اس مندر کے بھیتر باہر ڈھونڈ رہے ہیں اور وہاں کے مالیوں سے مجھ کو پوچھا اور کھوجتے کھوجتے ہر (ناکامیاب ومایوس) ہو گئے کہ اس طرف کی کھوج بر تھا ہے لاچار وہاں سے لوٹ گئے۔ پرنتو میں اُسی طرح اپنی سوانس کی رکاوٹ کے ساتھ دن بھر الوپاس وہیں بیٹھا رہا اس وچار سے کہ اور کسی نوین آپت (تازہ آفت) میں نہ پھنس جاؤں۔ جب اندھیرا ہُوا تب رات کے سات بجے اس مندر سے نیچے اتر کر سڑک چھوڑ کسی سے پوچھ وہاں سے دو کوس ایک گام تھا وہاں جا کر ٹھیرا اور پراتا کال وہاں سے چلا۔ یہی اپنے گاؤں کے یا گھر کے آدمیوں کی آخری ملاقات کہا جائے تو خلاف نہیں ہے۔ اس کے پشچات ایک دفعہ پریاگ میں میرے گاؤں کے کچھ لوگ مجھے ملے تھے۔ لیکن میں نے پہچان نہیں دی اُس کے بعد آج تک کسی سے ملاقات نہیں ہوئی +

(کاٹھک میں سدھ پور آئے اور تین مہینے کو ٹھ کانگڑہ میں رہے اور ایک ماہ کے قریب وہاں لالہ بھگت کے گاؤں ساہی لا میں رہے پانچ۔ سات دن کا راستہ ہے اس حساب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی اخیر جیٹھ سمت ۱۹۰۳ بکرمی مطابق مئی ۱۸۴۷ء کو گھر سے نکلے تھے) +

احمد آباد سے ہوتا ہُوا۔ بڑودہ شہر میں آکر ٹھیرا اور چیتن مٹھ میں برہم چاریوں اور سنیاسیوں سے ویدانت وشے پر بہت باتیں کیں مجھ کو ایسا نشچہ اُن برہمانند آدک برہم چاریوں اور سنیاسیوں نے کرا دیا کہ برہم ہم سے کچھ علیحدہ نہیں میں برہم ہوں یعنی جیو اور برہم ایک ہیں اگرچہ اول ہی ویدانت شاستر کے پڑھتے وقت مجھ کو کچھ اس بات کا خیال ہو گیا تھا۔ مگر اب تو میں اس کو اچھی طرح سمجھ گیا +

بڑودہ میں ایک بنارس کی رہنے والی بائی سے میں نے سنا کہ نربدا تٹ پر بڑے بڑے ودوانوں کی ایک سبھا ہونے والی ہے

۴ کوس اور آریہ سماج قصبہ ران پور سے ۱۱ کوس ہے) وہاں بہت سادھوؤں کو سن کر چلا گیا اس جگہ ایک برہم چاری ملا۔ اس نے کہا کہ تم نیشٹک برہم چاری ہو جاؤ۔ چنانچہ اُس نے مجھے برہم چاری کی دیکھشا دی اور شُدھ چیتن برہم چاری میرا نام رکھا۔ اور میرے پہلے کپڑے نکلوا کر مثل اپنے مجھے گکھائے (گیروے) بستر اگر گیروا گرتہ پہنا دیا اور ہاتھ میں ایک تُونبا دیدیا۔ اور میں ان کے تھوک (گروہ) میں مل گیا۔ اور وہاں یوگ سادھن کرنے لگا۔ رات کو جب ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ اوپر پکھشیوں نے گھو گھو کرنا شروع کیا یہ سن کر مجھے بھوت کا بھے (خوف) لگا اور میں پیچھے مٹھ میں آ گیا۔ اس نئے لباس میں وہاں سے چل کر کوٹھ گانگڈہ نام ایک چھوٹے سے قصبہ میں (جہاں چھوٹا سا راج بھی ہے) متصل احمد آباد گجرات آیا وہاں بہت سے بیراگی تھے اور کہیں کی رانی بھی ان کے پھندے میں پھنسی ہوئی تھی۔ انہوں نے میرے لباس کو دیکھ ٹھٹھہ کرنا پرارنبھ کیا۔ اور مجھے اپنے میں پھانسنے لگے۔ پرنتو میں اُن کے پھندے سے چھوٹ کر بھاگا۔ ریشمی کنارہ کی دھوتیاں اُنہیں بیراگیوں کے کہنے سے وہاں پھینک دیں اور تین روپے پاس تھے۔ اُنہیں خرچ کر سادی دھوتیاں لیں اور وہاں برہم چاری نام سے مشہور رہا۔ میں وہاں تین مہینے رہا تھا +

کوٹھ کانگڑہ میں میں نے سنا کہ سدھ پور میں کارتک کا میلہ ہوتا ہے۔ وہاں کوئی تو یوگی اپنے کو ملیگا اور امر ہونے کا مارگ بتاویگا اس آشا سے میں نے سدھ پور کی راہ پکڑی۔ راستہ میں مجھے تھوڑی دور پاس کے ایک گاؤں کا رہنے والا بیراگی ملا جو ہمارے خاندان سے بخوبی جان پہچان رکھتا تھا۔ اس کو دیکھ کر جیسا کہ میرا ہردہ اُمڈ کر نیتر بھر آئے ایسا ہی اُس کی دشا دیکھنے میں آئی۔ جب اُس نے میرا سمپورن برتانت یعنی پاس کی وِھن دغیرہ کا ٹھگ جانا اور سا ہیلا گاؤں کے برہم چاری کے پاس مُنڈنا سنا اور گیروا گرتہ دیکھا تو پرنتم کچھ ہنسا پیچھے سے اُس نے مجھ کو اپتو یعنی زیادہ کھید کے ساتھ گھر سے نکل آنے پر دھتکارا اور پوچھا کہ کیا گھر چھوڑ دیا؟ میں نے اس کی پہلی ملاقات کے کارن سپشٹ کہ دیا کہ ہاں گھر چھوڑ دیا اور کارتک کے میلے پر سدھ پور جاؤنگا (سدھ پور خود ریلوے سٹیشن ہے اور وہاں بر لب سرستی ندی کارتک کا میلہ ہوتا ہے اور ادوچیح برہمنوں کے لڑکوں کا منڈن بھی وہاں ہوتا ہے) یہ کہکر وہاں سے چل دیا اور سدھ پور میں آ کر نیل کنٹھ مہادیو کے ستھان میں ٹھیرا کہ جہاں پر ڈنڈی سوامی اور بہت برہم چاری پہلے سے ٹھیرے تھے۔ انکا ست سنگ اور جو کوئی مہاتما اور پنڈت میلے میں سنا۔ اُن سے میل ملاپ کیا۔ بارتا اور درشنوں سے لابھ اٹھایا۔ اس عرصہ میں اُس پڑوسی بیراگی نے جو کوٹھ کانگڑہ میں مجھ کو ملا تھا۔ اُس نے جا کر میرے پتا کے پاس ایک پتر بھیجا کہ تمہارا لڑکا گکھائے بستر دھارن کئے برہم چاری بنا ہوا یہاں مجھ کو مل کر کارتکی کے میلے میں سدھ پور کو گیا ہے +

ایسا سن کر فی الفور میرا باپ چار سپاہیوں سمیت سدھ پور کو آیا اور میلہ میں میرا پتہ لگانا شروع کیا ایک دن اُس شوالہ میں جہاں میں اُترا تھا۔ پراتاکال ایکدم میرا باپ اور چار سپاہی میرے سنمکھ (روبرو) آ کھڑے ہوئے۔ اُس سمے وہ ایسے کرودھ میں بھرے ہوئے تھے کہ میری آنکھ اُن کی طرف نہیں ہوتی تھی۔ جو اُن کے جی میں آیا سو کہا اور مجھے دھتکارا کہ تو نے سدیو کے لئے ہماری کُل کو دوشت کیا اور تو ہماری کُل کو کلنک لگانے والا اُتپن ہُوا +

میرے دل میں دہشت پڑ گئی کہ شاید اپنی کچھ درد شا کرینگے۔ اس ڈر سے میں نے اُٹھ کر اُن کے پاؤں پکڑ لئے میرا پتا مجھ رہنتہ ہا

آگرہ سے کام بگڑتا ہے اور کبھی کاریہ سدھ نہیں ہوتا۔ چونکہ گھر میں میرا جی نہیں لگتا تھا۔ یہ دیکھ پتاجی نے زمینداری کا کام کرنے کے لئے مجھے کہا۔ پرنتو میں نے اُسے سویکار نہ کیا ✤

کچھ دن پیچھے میں نے کہا کہ آپ نے کاشی جانے سے روکا اس میں میرا کچھ آگرہ نہیں۔ مگر یہاں سے تین کوس پر فلاں گاؤں میں جو بڑے برِدھ اور اپنی جاتی کے بھاری وِدوان رہتے ہیں اور وہاں ہمارے گھر کی زمینداری بھی ہے اُن کے پاس جا کر پڑھا کروں۔ اتنا تو مان لیجئے۔ اس بات کو ماں باپ نے سویکار کر لیا اور میں پرشست پنڈت کے پاس کچھ عرصے تک اچھی پرکار پڑھتا رہا۔ مگر دیو سنجوگ سے ایک دفعہ اثنا گفتگو میں اس پنڈت کے روبرو مجھے اس بات کا اقبال کرنا پڑا کہ مجھ کو شادی سے ایسی سخت نفرت ہے جو میرے دل سے کسی طرح دور نہیں ہو سکتی۔ جب یہ خبر پِتا کو لگی انہوں نے اُسی دم مجھ کو وہاں سے بلا لیا اور بیاہ کی طیاری شروع کر دی میں گھر آ کر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ انیک پرکار سے بواہ کے سامان طیار ہو رہے ہیں ادھر اوستھا بھی لہ عـ۲۱ برس کی پوری ہو گئی تھی ✤

میرے من میں تو گھر چھوڑ کر نکل جانے کی تھی۔ مگر ایسی صلاح کوئی نہ دیتا تھا جو صلاح دیتا وہ لگن (بیاہ) کرنے کی صلاح دیتا اُس سمے میں نے نشچے جانا کہ اب بیاہ کئے بنا یہ لوگ کدا چت نہیں چھوڑینگے اور نہ اب مجھ کو آئندہ تحصیل علم کی اجازت ملیگی اور نہ والدین میرے مجرّد رہنے پر راضی ہونگے۔ تب میں نے اپنے من میں سوچ بچار کر یہ نشچے ٹھانا کہ اب وہ کام کرنا چاہیئے کہ جس سے جنم بھر کو اس بیاہ کے بکھیڑے سے بچوں۔ یہ ارادہ میں نے کسی پر پرگٹ نہ کیا۔ ایک مہینہ میں بیاہ کی تیاری بھی ہو گئی۔ ہر قسم کی طیاری دیکھ کر میں نے ایک روز سایَنگ کال (سر شام) سمت ۱۹۰۳ میں بلا اطلاع غیرے گُپ چپ گھر سے بایں امید کہ پھر کبھی واپس نہ آؤنگا چل نکلا۔ سمت ۱۹۰۳ میں ان کی اوستھا کا بائیسواں سال شروع ہو گیا تھا۔ پس اُن کی پیدائش غالباً سمت ۱۸۸۱ کی سماپتی پر ہوئی تھی یعنی اس کا ایک آدھ مہینہ یا کچھ دن باقی ہونگے یہ نشچت ہوتا ہے۔ ماہ ماگھ یا پھاگن ہیں ✤

سمت ۱۹۰۳ بکرمی۔ پہلی رات تو میں نے اپنے گھر سے آٹھ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں کے قرب و جوار میں بسر کی۔ دوسرے دن پہر رات رہی کو اُٹھ کے عـ۲ کوس یعنی عـ۳۰ میل پر شام سے پہلے پہنچ گیا۔ اور ایک گاؤں میں ہنومان کے مندر میں جا رہا۔ میں راستہ میں اس چال سے گیا کہ پرسدھ مارگ یعنی مشہور راستے اور ایسے گرام (گاؤں) بچاتا گیا جن میں کوئی پہچان نہ لیوے۔ یہ ہوشیاری میرے بڑے کام آئی۔ کیونکہ گھر سے نکل کر تیسرے روز میں نے ایک سرکاری ملازم (راج پرش) کی زبانی یہ سن کر کہ فلانے کا لڑکا گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ اُس کو کھوجنے کے لئے سوار۔ پیدل آدمی یہاں تک آئے تھے) میں آگے کو روانہ ہوا ✤ وہاں ایک اور معرکہ پیش آیا یعنی جو میرے پاس تھوڑے سے روپئے اور انگوٹھی آدی بھوشن (زیور) تھے ایک بھیکھا نگنے والی جماعت نے ٹھگ لیئے اور کہا کہ تم کو پکّا ویراگ تب ہوگا۔ کہ جب اپنے پاس کی سب چیزیں ارپن کر دوگے۔ ان کے کہنے سے میں نے سب دیدیا اس کا برتانت یوں ہے کہ راستہ میں ایک بیراگی نے ایک مورتی جا رکھی تھی۔ ہاتھ میں سونے کی انگوٹھیاں ڈال کر ویراگ کی سدھی کیسی ہو سکتی ہے۔ ایسا مجھے چڑا کر میری اور سے وہ تینوں انگوٹھیاں اُس نے مورتی کے سمرپن کرا لیں ✤

بعد ازاں لالہ بھگت کے استھان میں جو سائلے گاؤں میں ہے (یہ گاؤں احمد آباد موروی ریلوے کے اسٹیشن مولی سے

ارنت ہیں - نانا پرکار کے سنکلپ وکلپ اتیو شوک (بہت غم) کے ساتھ اُتپن ہوئے اور جان پڑا کہ سنسار میں کوئی بھی ایسا نہیں جو نروئی (بیرحم) مرتیو کے پنجہ سے بچ جائے - نشچے ایک دن اُس مرتیو سے سامنا کرنا پڑیگا ؟ اُس سمے مرتیو کے دُکھ نوارن ارتھ اوشدھی کہاں ڈھونڈتا پھرونگا ؟ اور مکتی پراپت کرنے کی نمت کس پر بھروسہ کرونگا ؟ اور کونسا اُپائے (تدبیر) اس کے لئے (ضروری) اُچت ہے (سارانش) حاصل کلام یہ کہ اُسی سمے پورن وچار کر لیا کہ جس پرکار ہو سکے مکتی ہستگت (نجات حاصل) کروں جس کے دوارا مرتیو سمے کی سمست دُکھوں سے بچوں - انت کو یہ ہوا کہ اس سنسار سے میرا جی ایک بارگی ہٹ گیا - اور آتم وچار کرنے میں سن ندھ (ہمہ تن مستعد) ہو گیا ✣

پرنتو یہ وچار اپنے من میں رکھا کسی سے کچھ کہا نہیں اور بدستور پڑھائی وغیرہ میں مصروف رہا ✣

سمت ۱۸۹۹ بکرمی - جب میری اوستھا ۱۹ برس کی ہوئی - تب جو مجھ سے اتی پریم کرنے والے بڑے دھرماتما ودوان میرے چچا تھے اُن کو ہیضہ نے آگھیرا مرتے سمے اُنہوں نے مجھے پاس بلایا - لوگ اُن کی ناڑی (نبض) دیکھنے لگے میں بھی پاس ہی بیٹھا ہوا تھا میری طرف دیکھتے ہی اُنکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے مجھے بھی اُس سمے بہت رونا آیا - یہاں تک کہ روتے روتے میری آنکھیں پھول گئیں اتنا رونا مجھے پہلے کبھی نہ آیا تھا - اُس سمے مجھے ایسا پرتیت ہوا کہ میں بھی چاچا جی کے سدرش ایک دن مرنے والا ہوں اس کے بعد مجھے ایسا ویراگ ہوا کہ سنسار کچھ بھی نہیں - پرنتو یہ بات ماتا پتا جی سے تو نہیں کہی کنتو اپنے متروں اور ودوان پنڈتوں کو پوچھنے لگا - کہ امر ہونے کا کوئی اپائے مجھے بتاؤ - انہوں نے یوگ ابھیاس کرنے کے لئے کہا - تب میرے جی میں آیا کہ اب گھر چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تب میں نے اپنے متروں سے کہا کہ میرا من گرہ آشرم میں نہیں لگتا کیونکہ مجھے نشچے ہو گیا ہے کہ اس اسار سنسار میں کوئی بھی ایسا پدارتھ نہیں جس کے لئے جینے کی اچھیا کی جاوے وا کسی پر من لگایا جاوے - یہ بات میرے متروں نے میرے ماتا پتا سے کہدی اُنہوں نے وچار کیا کہ اس کا بیاہ شیگھر کر دینا ٹھیک ہے - جب مجھے ماتا پتا کا یہ خیال و ارادہ معلوم ہوا کہ میری عمر ۲۰ سال کی اوستھا ہوتے ہی رسمیات شادی بھی ادا ہو جاوینگی - تس پر میں نے اپنے دوستوں سے سفارش کروا کر یہاں تک پیروی کرائی - کہ میرے والد نے اس سال میری شادی کرنی ملتوی کر دی ✣

سمت ۱۹۰۰ بکرمی - بیسویں سال کے پورے ہوتے ہی میں نے پتا جی سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ مجھے کاشی بھیج دیجئے جہاں میں دیاکرن جوتش اور وید کے گرنتھ پڑھ آؤں - تب ماتا پتا اور کُٹمبہ کے لوگوں نے جواب میں کہا کہ ہم کاشی کو کبھی نہ بھیجینگے - جو کچھ پڑھنا ہو یہاں ہی پڑھو اور جتنا پڑھ چکے ہو وہ کیا تھوڑا ہے - تھوڑے دن بیاہ ہونے کو باقی ہیں - یعنی تیرا اگلے سال بیاہ ہوگا - کیونکہ لڑکی والا نہیں مانتا اور ہم کو اوہک پڑھا کے کیا کرنا ہے - ساتھ ہی ماتا جی نے یہ بھی کہا - میں خوب جانتی ہوں کہ وشیش پڑھے لوگ بیاہ کرنا انوچت سمجھتے ہیں اور کاشی چلے جانے سے بیاہ میں کٹھن ہوگا - پرنتو جب میں نے اپنے پتا سے دو تین بار آگرہ کیا کہ آپ مجھ کو اوشیہ کاشی بھیج دیویں اور جب تک میں وہاں سے پورا پنڈت اور اچھا ودوان ہو کر نہ آؤں تب تک بیاہ ہونا ٹھیک نہیں اس میرے بار بار کے اصرار پر ماتا بھی وپریت ہو گئی کہ ہم کہیں نہیں بھیجنے اور اب جلدی بیاہ کرینگے تب میں نے چاہا کہ اب سامنے رہنا اچھا نہیں - چُپ ہو گیا کیونکہ دیکھا کہ وشیشہ

ہٹ ہی گیا۔ پھر ماتا جی نے مجھے کچھ مٹھائی کھانے کو دی اور کہا کہ تو پتا جی کے پاس مت جائیو اور نہ اُن سے کچھ کہیو۔ ورنہ مار کھائیگا۔ بھوجن کھا کر میں ایک بجے کے بعد سو گیا اور دوسرے دن آٹھ بجے اُٹھا۔ پِتا جی نے پراتا کال آ کر راتری کے بھوجن کا حال سنا۔ بہت خفا ہو کر کہا کہ تم نے بہت بڑا کام کیا۔ تب میں نے پِتا جی سے کہا کہ وہ مورتی کتھا کا مہا دیو نہیں تھا۔ میں اس کی پوجا کیوں کروں؟ میرے من میں (اس رات کے واقعہ سے) فی الحقیقت (مورتی پر) شردھا نہیں رہی تھی۔

میں نے چچا جی سے کہا کہ ادھین کے کارن مجھ سے اپواس اور پوجا نہیں ہوتی۔ سو انہوں نے اور ماتا جی نے میرے پتا جی کو سمجھا بجھا کر شانت کر دیا۔ کہ اچھی بات ہے پڑھنے دو۔ تب میں نے اپنی خواندگی میں خوب ترقی کی۔ نگھنٹو۔ نروکت۔ پورب میمانسا آدی شاستروں کے پڑھنے کی اچھیا کر کے ایک پنڈت جی سے انہیں آرنبھ کیا اور پڑھتا رہا اور ساتھ ہی کرم کانڈ وشئے کے ادھین تک بھی۔ اب سارا سمہ وِدیا آدھین میں ہی صرف ہوتا تھا ❊

مجھ سے چھوٹی ایک بہن پھر اس سے چھوٹا ایک بھائی پھر ایک بہن اور ایک بھائی ہوئے ارتھات دو بھائی اور دو بہن اور ہوئے تھے تب تک میری سولہ برس کی اوستھا ہوئی تھی۔ (اس سے ظاہر ہے کہ سوامی جی سب سے بڑے تھے اور ان کے معلومات کے مطابق کل تین بھائی اور دو بہنیں تھیں ❊

سمت ۱۸۹۶ بکرمی۔ میری ۱۶ برس کی اوستھا کے بعد جو میری ۱۴ برس کی بہن تھی اُس کو ہیضہ ہُوا جس کا برتانت یوں ہے کہ ایک رات جبکہ ہم ایک دوست کے گھر ناچ کے جلسہ میں گئے ہوئے تھے (غالباً کتھکوں کا ناچ ہوگا یا بھانڈوں کا کیونکہ کاٹھیاوار میں مثل پنجاب اور ہندوستان کے طوائفوں کے ناچ کا دستور نہیں ہے) تب اچانک آ کر نوکر نے خبر دی کہ اُس کو ہیضہ ہو گیا۔ ہم سب تتکال وہاں سے آئے۔ وَید بلائے گئے۔ اوشدھی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ چار گھنٹے میں اس کا شریر چھوٹ گیا۔ میں اس کے بچھونے کے پاس دیوار سے آشرا لے کر کھڑا رہا۔ جنم سے لے کر اس وقت تک میں نے یہی پہلی بار انسان کو مرتے دیکھا تھا۔ اس سے میرے دل کو پرلے درجے کا صدمہ پہنچا اور مجھے بہت ڈر لگا اور مارے خوف کے سوچنے لگا کہ سارے منش اسی پرکار مرینگے اور ایسے ہی میں بھی مر جاؤنگا۔ سوچ وچار میں پڑ گیا۔ کہ جتنے جیو سنسار میں ہیں اُن سے ایک بھی نہ بچیگا اس سے کچھ ایسا اُپائے کرنا چاہئے کہ جس سے جنم مرن روپی دُکھ سے یہ جیو چھوٹے اور مکت ہو۔ ارتھات اس سمے میرے چت میں ویراگ کی جڑ جم گئی ❊

سب لوگ روتے تھے۔ لیکن میری چھاتی میں ڈر گھُسنے کے کارن ایک آنسو بھی آنکھ سے نہ گرا پتا جی نے مجھے پاشان ہردے کہا میری نانا جو مجھے بہت پیار کرتی تھی اُس نے بھی ایسا ہی کہا ❊

مجھے سونے کے لئے کہا گیا۔ لیکن مجھے شانتی سے نِدرا نہ آئی۔ بھلا ایسی اشانتی میں نِدرا کہاں۔ بار بار میں چونک پڑتا تھا اور من میں نانا پرکار کے ترنگ اُٹھتے تھے۔ ہمارے دیش کے رواج کے مطابق میری بہن کے رونے کے پانچ چار موقعہ گذر چکے مگر میں تو رویا نہیں اس کارن بہت لوگ مجھے دھتکار کرنے لگے ❊

جس سمے سارا گھرانا رو رہا تھا۔ میں مورتی کی طرح چپ چاپ الگ کھڑا تھا اُس سمے مجھ کو بہت سے منشوں کے جیون جو سنسار میں

اتنے میں ایسا چمتکار ہؤا کہ مندر کے بِل میں سے ایک اوندھر (چوہا) باہر نکل کر پنڈی کے چاروں طرف پھرنے لگا۔اور پنڈی کے اکھشت وغیرہ اوپر چڑھ کر بھی کھانے لگا۔میں تو جاگتا ہی تھا۔۔اس لئے میں نے سب تماشا دیکھا۔اس سمے میرے چت میں طرح طرح کے خیالاتؔ پیدا ہو کر سوال در سوال اُٹھنے لگے۔تب میں نے اپنے من میں کہا اور یہ شنکا یعنی شک اُٹھایا کہ جس کی ہم نے کتھائیں سنی تھیں ہیں یہ مہادیو ہے یا وہ کوئی اور ہے۔کیونکہ وہ تو منش کے موافق ایک دیوتا ہے۔جس کے بکرال گن۔پشوپت استر۔برشب واہن۔ترشول ہاتھ میں جوڈمرو بجاتا۔ور اور شاپ دیتا۔کیلاس کا مالک ہے اتیادی پرکار کا مہادیو جو کتھا میں سنا تھا کیا ممکن ہے کہ یہ پار برہم ہو؟ جس کے سر پر چوہے دوڑے دوڑے پھرتے ہیں۔چوہے کی یہ لیلا دیکھ میری بال بُدھی کو ایسا معلوم ہوا کہ جو شیو اپنے پاشوپت استر سے بڑے بڑے پرچنڈ دیتوں کو مارتا ہے کیا اُسے ایک ناچیز چوہا کے بھگا دینے کی بھی شکتی نہیں +

ایسی بہت سے ترک من میں اُٹھیں۔میں ان خیالات کو بہت دیر تک۔نہ روک سکا۔اس لئے میں نے اپنے والد کو جگایا اور بلا تامل اُن سے یہ درخواست کی کہ میرے توہمات کو سچے اُپدیشوں سے رفع کیجئے اور بتائیے کہ یہ مہیب شکل مہادیو کی جو اس مندر میں ہے۔اسی مہادیو کی ہمشکل ہے۔جسے پرانوں میں یا پربرہم کہتے ہیں یا یہ کوئی اور چیز ہے؟ یہ سنکر پہلے تو میرے والد نے لال ہو کر مجھے فرمایا کہ تو یہ بات کیوں پوچھتا ہے اور یہ سوال کیوں کرتا ہے تب میں نے جواب دیا کہ بذریعہ اس مورتی کے جس کے جسم پر چوہے (جسے کاٹھیاواڑ کے بھاشا میں اوندھر کہتے ہیں) دوڑے پھرتے ہیں۔اور اس کو خراب آلودہ کرتے ہیں۔کتھا کا مہادیو تو چیتن ہے وہ اپنے اوپر چوہا کیوں چڑھنے دیگا اور یہ تو سر تک نہیں ہلاتا اور نہ اپنے آپ کو بچاتا ہے۔میں اس سے اُس سرب شکتی مان اور چیتن پرمیشور کے خیالات حاصل کرنا اسنبھو (ناممکن) سمجھتا ہوں اسلئے یہ بات آپ سے دریافت کرتا ہوں۔تب پتا جی نے نہایت کوشش کے ساتھ مجھ کو اس طرح سمجھایا۔کہ کیلاس پربت پر جو مہادیو رہتے ہیں۔اُن کی مورتی بنا۔آواہن کر پوجن کیا کرتے ہیں۔اب کل یگ میں اُس کا ساکھشات (ظاہر) درشن نہیں ہوتا۔اس لئے پاشان آدی کی مورتی بنا کر اور اس میں اُن مہادیو کی بھاونا رکھ کر پوجن کرنے کیلاش کا مہادیو ایسا پرسن ہو جاتا ہے کہ گویا وہ اس جگہ خود ہی موجود ہے اور اُسی کی پوجا ہوتی ہے۔ تیری ترک بُدھی بہت بڑی ہے یہ تو کیول دیوتا کی مورتی ہے"۔اس اپدیش سے میری کچھ بھی تسکین نہ ہوئی۔بلکہ میرے من میں اور بھرم ہو گیا کہ اس میں کچھ گڑبڑ اوشیہ ہے۔مجھے اُن کی باتوں میں کچھ مغالطہ دہی اور لاگ لپیٹ معلوم ہوئی۔تب میں نے سنکلپ کیا کہ جب میں اُس کو پرتھکش دیکھونگا تب ہی پوجا کرونگا ورنہ نہیں۔تھوڑی دیر بعد بہ سبب نو عمری بھوک اور تکان کے کارن مجھے ضعف سا پرتیت ہونے لگا۔اس لئے پتا جی سے پوچھا کہ اب میں گھر جانا چاہتا ہوں انہوں نے فرمایا کہ سپاہی کو ساتھ لے کر چلا جا۔پرنتو بھوجن کدھپت نہ کرنا +

میں نے گھر جا کر ماتا سے کہا کہ مجھے بھوک لگی ہے۔ماتا جی نے کہا کہ میں تجھے پہلے سے ہی کہتی تھی کہ تجھ سے اپواس نہ ہو گا پرنتو تو نے تو

ؔ انریبل سر سید احمد خاں صاحب نے سوامی جی کے اس موقعہ کی بابت لکھا ہے۔اگر الہام نہیں تھا تو کیا تھا جس نے سوامی دیانند سرستی کے دل کو مورتی پوجن سے پھیر اہنوؤں کے ویدوں کے اُن مقامات کو دیکھو جہاں اُس حق تی سروپ نراکار کی وحدنیت اور اُسکی صفات کو بیان کیا ہے (تہذیب الاخلاق ۲۹۶ھ صفحہ ۱۵۲ سے ۱۵۶) +

شیوراتری کا برت دھارن اور کتھا شرون اور جاگرن کیا کروں یعنی پکا شیو بن جاؤں۔ مگر میری ماتا جی مخالفت کیا کرتی۔ کہ یہ اُپواس کے یوگ نہیں۔ یہ بات اُن دنوں سدیو کلہ رہنے کی مول کارن ہو گئی۔ پتا جی کچھ کچھ ویاکرن آدی کا ودیشہ اور وید کا پاٹھ ماتر بھی مجھے پڑھایا کرتے تھے مندر اور میل ملاپ میں جہاں تہاں مجھ کو لے جایا کرتے اور کہا کرتے تھے۔ کہ شیو کی اُپاسنا سب سے سرشیشٹ ہے۔ اسی کشمکش میں میری اوستھا ۱۴ برس کی ہو گئی +

سمت ۱۸۹۴ بکرمی۔ چودہ برس کی اوستھا تک میں نے یجروید کی سنگھتا حفظ کر لی اور کچھ ویدوں کا پاٹھ بھی پورا ہو گیا تھا۔ اور شبد روپاولی آدک چھوٹے چھوٹے ویاکرن کے گرنتھ بھی پڑھ لئے تھے۔ جہاں جہاں شیو پُران آدک کی کتھا ہوتی تھی وہاں پتا جی مجھ کو پاس بٹھلا کر سنایا کرتے تھے۔ ہمارے گھر میں ساہوکاری یعنی داد وستد کا پیشہ ہوتا تھا۔ بِھکشیا کی جیوکا نہیں تھی۔ زمینداری بھی تھی جس سے اچھی طرح گھر کے کام کاج چلتے تھے۔ پُشتینی عہدہ جمعداری کا بھی برابر چلا آتا تھا۔ جو اس ملک کی تحصیلداری کے برابر ہے۔ کیونکہ اس کا کام مالگذاری کی تحصیل تھی۔ اور کئی سرکاری سپاہی ملے ہوئے تھے +

میرے باپ نے اس سال مجھے شیوراتری کا برت کرنے کے لئے حکم دیا لیکن میں طیار نہ ہوا تب مجھے کتھا سنائی گئی۔ وہ کتھا میرے جی کو بہت ہی میٹھی لگی۔ تب میں نے اُپ واس کرنے کا نشچے کر لیا۔ اگرچہ میری ماتا مجھے کہتی تھی کہ تو اُپ واس مت کر کیونکہ مجھ کو سویرے ہی بھوک لگتی تھی۔ اس کارن ماتا میری نروگتا (حفظ صحت) کے لحاظ سے منع کیا کرتی تھی کہ یہ پراتا کال ہی بھوجن کر لیتا ہے۔ اس سے برت کبھی نہیں ہو سکیگا۔ پتا ہٹ کرتے تھے کہ پوجا اوشیہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ کُل کی ریت ہے۔ اس پر اتینت آگرہ کر کے آخر کار اُس کے شروع کرنے کا نہایت تاکیدی حکم دیا اور میری والدہ کے عذرات کا کچھ خیال نہ کیا +

جبکہ وہ بڑی مصیبت اور بھوکے رہنے کا دن جس کو شیوراتری کہتے ہیں۔ آیا۔ جو ماگھ بدی تیرھوین کے اگلے روز کاٹھیاوار میں منایا جاتا ہے۔ میرے پتا نے تریودش کے روز کتھا کا مہاتم سنا کر شیوراتری کے برت کا نشچے کرا دیا تھا۔ گو ماتا نے منا لیا تھا۔ کہ اس سے برتی نہیں رہا جائیگا۔ تتھاپی پتا جی نے برت کا آرنبھ کرا ہی دیا۔ جب چتردشی کی شام ہوئی اُس سے پہلے ہی مجھے سمجھایا گیا تھا۔ کہ اسی رات کو مجھے پوجا کے قواعد بھی سکھلائے جائینگے اور شیو مندر میں جاگرن (شب بیداری) میں شامل ہونا پڑیگا +

میرے شہر کے باہر ایک بڑا شوالہ ہے۔ وہاں شوراتری کے کارن بہت لوگ رات کے سمے جاتے آتے رہتے ہیں اور پوجا ارچا کیا کرتے ہیں۔ میرا باپ اور میں اور بہت سے لوگ وہاں جمع تھے۔ پہلے پہر کی پوجا پوری ہوئی اور اسی طرح دوسرے پہر کی بھی۔ ۱۲ بجے کے بعد لوگ جہاں کے تہاں مارے اُونگھ کے جھولنے لگے۔ اور آہستہ آہستہ سب لیٹ گئے میں اُپ واس نشپھل نہ ہو اس ڈر سے نہ سویا تھا اور سن بھی رکھا تھا کہ سونے سے شیوراتری کا پھل پراپت نہیں ہوتا۔ اِس لئے آنکھوں پر جل کے چھینٹے مار کر جاگتا رہا +

لیکن میرے باپ کا نصیبہ مجھ سے کم درجے کا تھا۔ چنانچہ وہ سب سے پہلا آدمی تھا۔ جو تکان وغیرہ کی تکالیف برداشت نہ کر سکا اور سو گیا اور جاگرن کرنے کے لئے مجھ کو اکیلا چھوڑ دیا اور پجاری لوگ بھی باہر جا کر لیٹ گئے +

ا؎ تمام ہندوستان میں سوائے کاٹھیاواڑ کے یہ برت بھاگن بدی چودس کو ہوتا ہے مگر کاٹھیاواڑ میں اس کے برعکس ماگھ بدی چودس کو ہوتا ہے (مؤلف) +

بلاکم وکاست ہدیہ ناظرین کرتا ہوں +

سوامی جی کا جیون چرتر

ہم سے بہت لوگ پوچھتے ہیں - آپ برہمن ہیں ہم کیسے جانیں - آپ اپنے اِشٹ متر بھائی برادر کے پتر منگا دیویں اتھوا کسی کی پہچان بتا دیں ایسا کہتے ہیں اسلئے حال بیان کرتا ہوں - گجرات دیش میں دوسرے دیشوں کی بہ نسبت موہ وشیش ہے اگر میں اِشٹ متر بھائی برادر کی پہچان دوں یا پتر بیوہار کروں تو اس سے مجھے بڑی اُپادھی ہوگی - جن اُپادھیوں سے میں چھوٹ گیا ہوں وہی اپادھیاں (تکالیف) میرے پیچھے لگ پڑینگی یہی سبب ہے کہ میں پتر آدی منگانے کی کوشش نہیں کرتا - پہلے دن سے ہی جو میں نے لوگوں کو اپنے باپ کا نام اور اپنے خاندان کے مسکن کا پتہ بتانے سے عذر کیا ہے - اس کا باعث یہی ہے کہ میرا فرض مجھ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا - کیونکہ اگر میرا کوئی رشتہ دار اس میرے حال سے آگاہی پا لیتا تو وہ ضرور میرے تلاش کرنے کی کوشش کرتا اور اس طرح اُن سے دوچار ہونے پر میرا اُن کے ساتھ گھر جانا لازم آ جاتا گویا کہ ایک دفعہ پھر مجھ کو روپیہ یا زر ہاتھ میں لینا پڑتا یعنی دنیا دار ہو جاتا - اُن کی خدمت و ٹہل بھی بہر حال میرے پر واجب ہو جاتی اور اس طرح اُن کے موہ میں پڑ کر اصلاح کُل کا وہ اُتم کام جس کے واسطے میں نے اپنی زندگی کو ارپن کیا ہے اور جو میرا اصلی مشن ہے جس کے بدلے اپنی جان کو قربان کرنے کی کچھ پرواہ نہیں کی اور اپنی عمر کو بے قیمت جانا اور جس کی خاطر میں نے اپنا سب کچھ قربان کر دینا اپنا منتویہ سمجھا ہے یعنی دیش کا سدھار اور دھرم کا پرچار وہ دیش بدستور اندھیرے میں پڑا رہ جاتا +

سمت ۱۸۸۱ بکرمی - دھرانگدہرا کے گجرات دیش میں ایک راج استھان ہے اس کی سرحد پر مچھو کاٹھا ندی کے کنارے ایک موروی شہر ہے - وہاں سمت ۱۸۸۱ بکرمی مطابق سنہ ۱۸۲۴ء میں میرا جنم ہوا - میں اودیچ برہمن ہوں - یدپی اودیچ برہمن سام ویدی ہیں - پرنتو میں نے شُکل یجروید پڑھا تھا +

سمت ۱۸۸۵ بکرمی میں نے پانچویں برس کی اوستھا ہونے سے پہلے ہی دیوناگری اکھشر پڑھنے کا پرآرنبھ کر دیا تھا اور تب سے ہی میرے ماں باپ آدی برِدھ لوگ مجھ کو کُل دھرم اور اس کی ریتی سکھلانے لگے - اور مجھ کو بڑے ستوتر - منتر - شلوک اور اُن کی ٹیکائیں برزبان یاد کرایا کرتے تھے +

سمت ۱۸۸۸ بکرمی - آٹھویں برس میں میرا یگیوپویت ہوا اور اُسی سمے سے گایتری - سندھیا اُپاسن کرنے کی بدھی سکھلائی گئی - اور اول رُدری بعدازاں یجروید کی سنگھتا آرنبھ کی ان کے پڑھانے والے پتا جی تھے - اسی سال میری ایک بہن پیدا ہوئی میرے گھر کے کل آدمی شیو یعنی شیو کے بھگت تھے - وہ چاہتے تھے کہ یہ بھی اُسی مت میں بہو پروین ہو جاوے - اُنہوں نے بچپن سے ہی اس کے سنسکار ڈال دئے تھے میرے پتا وشیش کر مجھے اس طرف لگانا چاہتے تھے اور اس مت کے پر دُکھ آو کہ برت کرنے کی تاکید کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ تو پارتھو پوجن ارتھات مٹی کا لنگ بنا کر پوجن کیا کر +

سمت ۱۸۹۰ بکرمی - دسویں برس سے میں سادھارن طور پر پارتھو پوجن کیا کرتا تھا - میرے پتا چاہتے تھے کہ میں باقاعدہ اُپواس کر کے

تک نامہ نگار نے مسلسل تحقیقات کی اور اخیر ۱۸۹۶ء تک وقتاً فوقتاً مختلف شہروں میں جاکر واقعات لوگوں سے معلوم کئے - کاٹھیاوار میں جو سوامی جی کا اصلی وطن ہے - ڈیڑھ ماہ کے قریب پھرتا رہا اور راج کی امداد سے اُس علاقہ کے تمام گاؤں یکے بعد دیگرے چھان ڈالے پچھلے سال تبقریب دیوالی امرتسر میں ایک مہاتما سادھو (جس کی شکل بھی سوامی جی سے ملتی تھی اور جن کی بابت لوگوں میں مشہور تھا - کہ وہ سوامی دیانند جی کا بھائی ہے - جن کا نام گوبند آنند سرسوتی ہے اور جو عرصہ ۶ سال تک سوامی جی کے ساتھ گنگا تٹ پر پھرتے رہے) سے ملاقات ہوئی - انہوں نے فرمایا کہ سوامی جی کے پتا کا نام امبا شنکر اودیچ برہمن تھا - پنڈت جوالا دت کا نجیج اور مسٹر رام داس چھبیلداس بیرسٹر ایٹ لا بمبئی اور کئی دیگر صاحبان نے جیسے کہ ٹھاکر مکند سنگھ صاحب رئیس چھلیسر کی زبانی معلوم ہوا کہ سوامی جی کا جنم نام مُول شنکر تھا - ۱۸۷۶ء کے اخیر میں بمقام دہلی جو قیصری دربار ہوا تھا اُس میں سوامی جی کے ڈیرے پر چند کاٹھیاوار کے روسا بھی تشریف لائے تھے - انہوں نے سوامی جی کو مُول شنکر نام سے پکارا تھا - جنہیں سوامی جی نے جدا لے جاکر منع کر دیا +

موجودہ مہاراجہ صاحب والئی موردی کے خیالات ناستک سے ہیں - اُنہوں نے ولایت سے واپس آنے کے بعد تمام برہمنوں کی دھرم ارتھ جاگیریں بند کر دیں اور کچھ وزیروں کے جینی ہونے کا بھی سبب ہے - اسی واسطے اب اُس راج میں اودیچ برہمنوں کی زمینداری بالکل نہیں رہی اور عموماً برہمن لوگ وہاں عرصہ ۲۰ - ۲۵ سال سے بھیک زیادہ مانگنے لگ گئے ہیں +

مہاشے کاہن جی کوبیر جی جو سال ۱۸۹۲ء میں بمقام ٹنکارا ریاست موردی کی طرف سے کامدار تھے بیان کرتے تھے کہ ان کا ایک قریبی چچا مُول شنکر نام سمت ۱۹۰۰ بکرمی کے قریب زمانہ میں گھر سے بھاگ گیا تھا - مگر اب اس کا یا اس کی تصویر کا شناخت کنندہ کوئی زندہ نہیں میں نے جب سوامی جی کے ابتدائی حالات اُنہیں سُنائے تو وہ اُن کی اکثر تصدیق کرتے تھے پورانوں کے اس قول کے مطابق کہ "विप्राणांदेवताशंभुः" "تمام کاٹھیاوار کے برہمن شیو جی کے بھگت ہیں اور اس ریاست میں دو شیو جی کے مشہور مندر ہیں اور دونو کا نام جٹیشر مہادیو ہے ایک تو ٹنکارا سے بفاصلہ دو کوس اور ایک موروی شہر سے بفاصلہ کچھ کم نصف میل - چونکہ کاہن جی بھی موردی کے رہنے والے ہیں اور وہاں جٹیشر کا مندر بھی ہے جس میں شورا تری کی رات عموماً برہمن جمع ہوتے ہیں - سوامی جی کے پونا والے لکچر سے اور نیز نامہ نگار کی تحقیقات سے تو خاص موردی شہر اُن کا جنم استھان معلوم ہوتا ہے - قصبہ ٹنکارے سے کوئی آدمی مفقود الخبر ایسا نہیں پایا جاتا جس کا سوامی جی کی بابت شبہ ہو - اور نہ جٹیشر کا مندر وہاں سے نزدیک ہے کہ ایک لڑکا ۲ بجے رات کے وہاں سے گھر کو سونے کے واسطے چلا آوے اور نہ برہمنوں کے پٹھن پاٹھن کا وہاں کوئی سلسلہ ہے - ہاں یہ ساری باتیں موروی میں موجود ہیں +

ریاست موردی کے مہاراجہ صاحب سے جب میں نے معرفت پنڈت کاشی رام سیوک رام اودیچ ایم اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول موردی دریافت کیا تو اُنہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب سوامی جی راج کوٹ میں تشریف لائے تھے - ان دنوں ہم وہاں کے راج کمار کالج میں پڑھتے تھے اور وہاں پر وہ ہمارے کالج میں بھی پرنسپل صاحب کی ملاقات کو پدھارے تھے - ہم نے اُن کے درشن کئے ہیں اور دریافت سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ریاست موردی کے رہنے والے تھے +

موردی گزٹ میں اشتہار بھی دیا گیا - اودیچ پنچ کا احمد آباد میں بھی نوٹس دیا گیا - مگر اس سے زیادہ پتہ نہ ملا بنابراں اسی پر اکتفا کر کے تمام حالات

سوم جن جن مذہبی ہادیوں نے اپنے رشتہ داروں کے نام بتلائے یا اُن سے بظاہر لاتعلق ہو کر بھی تعلق رکھا تو اُس مذہب میں انسان پرستی یا گور پرستی کا مشرکانہ رواج قائم ہو گیا جس سے اُن کی رہائی سراپا دشوار ہے۔ سوامی جی نے ان سب توہمات اور کفر آمیز حالات کو آنکھوں سے دیکھا اور اکثر پیشوایان دین کی سوانح عمری پڑھ کر اور اس پر اپنے تجربہ سے خوب سوچ بچار کر یہی مناسب سمجھا کہ انسان پرستی اور گور پرستی اور مکان پرستی کی گھنونی تعلیم اور اس کے مخرب اخلاق رواج کو پیروان ویدک دھرم سے قطعی اڑا دیا جاوے۔ اس واسطے انہوں نے اپنا اور اپنے والدین کا نام ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا +

مارچ ۱۸۶۰ء میں ان کی ہونہار طبیعت اپنے جوہر دکھلانے لگی اور اُسی وقت سے تعلیم یافتہ لوگوں کی توجہ اُن کے کارناموں کی طرف ہوئی۔ اپریل ۱۸۶۷ء سے وہ پاکھنڈ کھنڈن اور ست دھرم کے منڈن میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ نومبر ۱۸۶۹ء میں جبکہ انہوں نے بنارس میں ایک زبردست فتحیابی حاصل کی اور بھی اُن کی سچی شہرت ہونے لگی ۱۸۷۱ء میں جب وہ بمقام کلکتہ تشریف لے گئے اور سنسکرت زبان میں دھرم کا پرچار شروع کیا تو وہاں کے چند معزز آدمیوں نے بھی اُن کی سوانح عمری کے متعلق حالات دریافت کئے۔ مگر ناکامیاب رہے فاضل سنیاسیوں کے سوا (جنہیں وہ کبھی بعض حالات دوستانہ طور پر بتلا دیا کرتے تھے) عام گرہستیوں کے سامنے ایسے حالات بتلانا بیفائدہ جانتے تھے +

سوامی جی نے جب ۱۸۷۵ء میں پونا و بمبئی میں آریہ سماج قائم کیا تو وہاں کے کئی فاضل اصحاب نے اُن کے حالات دریافت کرنے کیلئے کوشش کی اور چونکہ اِن دنوں بھاشا بولنے لگے تھے اور لکچر بھی دیا کرتے تھے۔ لوگوں کے بار بار اصرار پر انہوں نے ایک دن اپنی سوانح عمری پر ۴۔ اگست ۱۸۷۵ء کو لکچر دیا اور وہ اُسی سال بزبان مرہٹی طبع ہو گیا +

ہم نے اُس کا ترجمہ مہاراشٹری سے ہندی میں پنڈت گنیش رامچندر اور مہاشہ سری نواس راؤ جی سے کرایا +

پھر اپریل ۱۸۷۹ء میں جب کرنیل الکاٹ صاحب سوامی جی سے ملے تو اُن کے اصرار کرنے پر سوامی جی نے اپنا جیون چرتر لکھنے کا وعدہ کیا چنانچہ ہندی میں لکھوا کر وقتاً فوقتاً ارسال کرتے رہے اور تھیوسوفسٹ نومبر و دسمبر ۱۸۸۰ء میں طبع ہوتا رہا۔ جو ہندی لکھ کر سوامی جی نے ارسال کیا اُس کی ایک نقل لالہ متھرا پرشاد منتری آریہ سماج اجمیر اور دوسری پنڈت چھگن لال شیر مالی سابق کامدار ریاست مسودہ ساکن کشن گڈھ کے پاس سے دستیاب ہوئی +

رسالہ بھارت سدشا پرورتک فرخ آباد۔ آریہ سماچار میرٹھ۔ دیانند وگ وجے آرک حصہ اول۔ کچھ دن چریا۔ آریہ اخبار بمبئی۔ اردو سوانح عمری مرتبہ لالہ دلپت رائے ایم اے۔ رجی نیٹر آف دی آریہ ورت اور رتیا کا اخبار کلکتہ غرضیکہ سب نے تھیوسوفسٹ کی نقل کی لکچر ۴ اگست ۱۸۷۵ء کو کسی نے بھی ہاتھ نہ لگایا۔ اور نہ انہیں آگاہی ملی +

چونکہ اصل کاپیاں صرف تین ہیں یعنی لکچر پونا اور رسالہ تھیوسوفسٹ اور ہندی کاپی ہم نے تینوں کو بڑی احتیاط سے ترتیب دیا۔ اس میں تمام لفظ بلفظ سوامی جی کا ہے۔ مگر ترتیب ہماری ہے۔ ہم نے ترتیب کے سوا کوئی زیادتی نہیں کی +

سوامی جی کے جیون چرتر سمبندھی حالات دریافت کرنے کی غرض سے بموجب ارشاد آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب دسمبر ۱۸۸۹ء سے ۱۸۹۲ء

حصّۂ اوّل

سوامی جی کی خود بیان کردہ سوانح عمری

۱۸۲۴ء سے ۱۸۷۵ء تک

مطابق سمت ۱۸۸۱ بکرمی سے سمت ۱۹۳۱ تک

اوم

نام اور جنم استھان

سوامی جی نے اپنا اور اپنے پِتا کا نام کسی کو نہیں بتلایا اس کے کئی کارن ہیں۔ **اوّل** پورن ویراگ سے جب سنسارک دھندوں کو تیاگ کر انسان ایشور پرایَن ہُوا۔ تو پھر رشتہ داروں کے نام بتلانا اپنے آپ کو تعلقات دنیاوی میں پھنسانا ہے۔ جو سنیاس کے ہرگز شایاں نہیں دوم۔ مہاتما سنیاسی لوگ اس بات کو بلحاظ آشرم بدل جانے کے پسند نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے صاف طور پر پرماتما کی بھگتی اور یوگ ابھیاس آدمی سادھنوں میں گھبن پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ جن سادھوؤں نے ایسا کیا اُنہیں علائق خانہ داری میں پھنسنا پڑا اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں اور سری پرکاشش آتم جتی جی مصنف کی بابت اُسکے فاضل ٹیکا کار نے یہ لکھا ہے +

यतयःस्वीयनिबन्धेषु स्वदेशकालादिकं प्रायो नैव निरूपितवन्त इति भगवतः श्रीप्रकाशात्मयतेः
स्वदेशकालौ सम्यङ् न ज्ञायेते तथाप्यनुमीयते 'यद्विद्यारण्यसम्पातपूर्वं समय स्थितिरासीदिति॥

ترجمہ سنیاسی لوگ اپنی پستکوں میں اپنے دیش اور جنم سمے کو اکثر نہیں ظاہر کرتے ہیں۔ اسلئے مہاتما پرکاش آتم جتی کا دیش کال نہیں جانا جاتا۔ لیکن پھر بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ودیارنیہ سوامی سے پہلے ہوئے ہیں +

ہے جس کا جواب کہ سوامی دیانند نے اپنے جیون میں دیا ہے پس بھارت سنتان میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اُس جیون کا ٹھیک طور پر مطالعہ کرے۔ عام طور پر سوانح عمری سے مصنف کے خیالات ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اور پڑھنے والوں کو بجائے بے تعصب وچار کا موقعہ ملنے کے کسی ایک خاص تعصب میں پھنسنا پڑتا ہے لیکن پنڈت لیکھرام نے آپکو کسی خاص تعصب میں پھنسانے کی کوشش نہیں کی۔ صرف واقعات کو بے کم و کاست آپ کی غور کے لئے آپکے روبرو پیش کیا ہے آریہ پرشو! اس کتاب کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک غور اور فکر کے ساتھ پڑھ جاؤ۔ اور پھر سوچو کہ وہ کون سے اصول تھے جنہوں نے کہ ایک لنگوٹ بند فقیر کو وہ طاقت بخشی تھی جو کہ فی زمانہ مہاراجوں میں دکھائی نہیں دیتی۔ دریافت کرو کہ آریہ سماجوں کے قائم کرنے سے رشی کا مطلب کیا تھا۔ دیانند کی جیون یاترا کے راستے پر اپنی رہنمائی کے لئے نشان تلاش کرو۔ اور جس وقت کہ تمہیں اُنتی کا ٹکڑا اونچا اور ڈراونا معلوم ہو اُس وقت اِس جیوتی ستمبھہ کی طرف ٹکٹکی لگا کر اوپر چڑھتے چلے جاؤ پھر دیکھو کس آسانی سے راستہ طے ہوتا ہے۔ میرے عزیز ہندو بھائیو! براہمن دھرم کا فخر کرنیوالو! تمہارے لئے اس کتاب کا مطالعہ حد سے زیادہ لازمی ہے۔ تم پرانوں میں سنتے آئے ہو کہ کلی یگ میں بھی ست یگ کی لڑی درشمان ہوگی اپنے دل سے پوچھو کہ ست یگ کس طرح پر آسکتا ہے تمہیں بتلایا جاتا ہے کہ دیانند نے تمہارے دھرم کا ناش کر دیا ہے سماعی شہادت کو کچھ عرصہ کے لئے جواب دیکر واقعات کی بناء پر بھلا وچار تو کرو کہ آیا دیانند نے دھرم کا ناش کیا ہے یا کہ تمہارے بچھڑے ہوئے دھرم کو تم سے پھر ملانے کی کوشش کی ہے۔ کیا تمہارا دل گواہی دیتا ہے کہ ویدوں کی عزت کرنیوالا دیانند ویدوں کی محبت میں دیوانہ کہلانے والا دیانند۔ آرش گرنتھوں کا دلدادہ دیانند۔ رشیوں کی نندا کو نہ برداشت کرنیوالا دیانند کبھی بھی دھرم کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کیا تم انکار کر سکتے ہو کہ دیانند نے تمہیں اُن ویدوں کا پتہ دیا جن کا کہ ایک مدت ہوئی تم نے درشن تو کیا شرون بھی نہیں کیا تھا۔ آؤ! روشنی کے یک بیک اظہار پر چوندھیا مت جاؤ۔ ساودھان ہو کر درشٹی ڈالو۔ یہ روشنی تم کو اودیا روپی گڑھے سے نکالنے والی ہے۔ روشنی کا پتہ دینے والے کے جیون برتانت کو دیرگھ درشٹی سے پڑھو تاکہ تمہیں روشنی سے فائدہ حاصل کرنے کا گیان پراپت ہووے۔

اے میرے بچھڑے ہوئے محمدی اور عیسائی دوستو! اودیا کی اندھیری رات میں۔ جب کہ ہاتھ پسارا نہیں سوجھتا تھا۔ تم نے بھائیوں کے ہاتھ چھوڑ کر غیروں کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیا۔ جب عملی طور پر تمہیں معلوم ہو گیا کہ تم نے غلطی کی ہے اور تمہارے آتماؤں نے شہادت دی کہ تم اپنے نج گرہ سے دور جا رہے ہو تو تم نے دیاکل ہو کر آخر بچھوں سے اپنے بھائیوں کی طرف رُخ کیا۔ تمہارے بھائی اُس وقت خود دیکھنے سے عاری تھے۔ پھر تمہارا ہاتھ کیونکر پکڑتے۔ لیکن اب اندھیرا دور ہو گیا۔ ویدروپی سورج کا پرکاش ہو گیا۔ جیون کے اُدیش کو سمجھو اور اپنے اُس بھائی کے جیون برتانت کو پڑھو جس نے کہ تمہاری خاطر۔ نہیں! نہیں! صرف تمہاری خاطر ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک سچ کے متلاشی کی خاطر۔ اپنی جان کو ہیچ سمجھا دنیاوی عیش و آرام کو ہیچ سمجھا۔ اور پرمیشور کے اٹل نیم کے آگے سر جھکائے ہوئے اپنے مشن کو پورا کیا۔ اے تعلیم یافتہ بھائیو! اتہاس کا باریک نظر سے مطالعہ کرنیوالو! اُنیسویں صدی میں رشی جیون کیا ایک اچنبھا نہیں ہے؟ مت وادیوں کے عجیب سے عجیب معجزہ سے بڑھکر کیا یہ ایک عجیب و غریب معجزہ نہیں ہے؟

ہے دیالو پتا! ہر ایک منش کو۔ بلا لحاظ رنگ اور عادات۔ بلا لحاظ قوم اور فرقہ کے۔ توفیق دے کہ دیانند کا جیون برتانت پڑھتے ہوئے اور اُس کے مشن پر غور کرتے ہوئے اُن اُصولوں کو دیانند سے علیحدہ کر کے۔ اُن پر وچار کرنے کی شکتی حاصل کریں جن کے پرچار کے لئے کہ تو نے دیانند کو خاص طاقتیں عطا کی تھیں۔

اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی۔

جالندھر شہر ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۷ء

منشی رام جگیاسو

جس قدر آتماؤں کا گھات ہوا۔ اُس کا ورنن کرنے کے لئے اِس کمزور قلم میں طاقت نہیں ہے۔ بھارت ورش کا کونسا نوجوان تعلیم یافتہ پُتر ہے جو کہ اپنے بغاوت کے زمانہ کو یاد کر کے باوجود اِس وقت شانتی لابھ کرنے کے کانپ نہیں اٹھتا اور اپنی گزشتہ زندگی پر خون کے آنسو نہیں بہاتا یہ وہ خطرناک زمانہ تھا جبکہ انگریزی ادھوری تعلیم کی بدولت ہم سب کو شک ہوگیا تھا۔ کہ آیا سنسکرت شبدوں میں کوئی عقل کی بات بھی لکھی ہوئی ہے یا نہیں یہ وہ بھیانک سمہ تھا جبکہ مسیحی پادریوں نے آریہ ورت کے نوجوانوں کو یہ سبق پڑھایا تھا کہ اُن کے ویدوں کی تعلیم حضرت نوح کی اولاد نے ہندوستان میں پھیلائی ہے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ویاس اور پتنجلی کی اولاد کو بتلایا جاتا تھا کہ منو سمرتی کھٹ شاستروں میں شامل ہے اور کہ ویدوں کا گیان نوح کی اولاد ہندوستان میں لائی۔ جبکہ ویدوں کے منتروں کو اسمعیل جوگی کے چھو منتروں میں شامل کیا جاتا تھا۔ غرض کہ جب کہ بھارت ورش کی پرجا کے گناہوں کا پیالہ لبریز ہوگیا۔ اور آتمک جگت میں ایسا گھور اندھکار پھیلا کہ بھارت نواشی اپنے سرجن ہار کو بھول گئے۔ اُس وقت جہاں ایک طرف **ادوتیہ برمہہ** نے رودر روپ کا پرکاش کر کے بھارت ورشیہ پرجا کو نیاء کے تیکشن کھڑگ سے اُن کے صدیوں کے بگڑے ہوئے اچرنوں کے لئے ونڈ دیا۔ وہاں دوسری طرف پریم اور دیا کا امرت دونوں ہاتھوں میں لئے اپنے جننی روپ کا وستار کیا۔ اور اپنا شانتی پتر جو کہ سدا ایکرس برمہانڈ کے ایک ایک پرمانو پر بجلی کے حروف میں کھدا ہوا رہتا ہے۔ اپنے سچے سیوک کی معرفت بھیجا۔ دھن ہیں جگت جننی! دھن ہے اُن کا شانتی پتر! اِس سچے سیوک کی آمد آمد کی خبر صرف یہی واقعات نہیں دے رہے تھے۔ بلکہ دیرگھ درشی لوگ اپنے وچار کے درپن میں انیسویں صدی کے رشی کے آگمن کی طرف ٹکٹکی لگائے بیٹھے تھے۔ اُن دیرگھ درشیوں کا خاتمہ کچھ اُن لوگوں پر ہی نہ تھا۔ جنہوں نے کہ بھارت بھومی سے ہی پرورش پائی تھی بلکہ مسیحی خیالات کی گود میں پلے ہوئے اور مسیحی تہذیب کی درس گاہ میں تعلیم پائے ہوئے بھی ایسے اعلےٰ پُرش موجود تھے۔ جنہیں صاف طور پر پرتیت ہو رہا تھا۔ کہ آریہ ورت کی آتمک دنیا سنسار میں پھر ایک مرتبہ تہلکہ مچادیگی ۱۸۷۰ء میں سر الیفرڈ لائل نے اُس وسیع ہل چل کا گہری نگاہوں سے مشاہدہ کر کے جو کہ بھارت ورش کے آتمک حصے میں مچی ہوئی تھی پیشین گوئی کی تھی۔ کہ بھارت ورش میں براہمن دھرم میں از سر نو جان پھونکنے والا رشی بہت جلد آنے والا ہے۔ چنانچہ صاحب موصوف نے اپنی کتاب "ایشیاٹک سٹڈیز" کے صفحہ ۱۰۸ پر اِس خیال کو واضح طور پر بیان کیا ہے اور پھر بھارت ورش کی موجودہ آتمک حالت پر وچار کرتے ہوئے انھوں نے کتاب مذکور کے صفحہ ۱۳۰ پر فرمایا ہے۔ "کسی بڑی تحریک کے ہندوستان میں آنے کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ اگر امن قائم رہا لیکن اُس تحریک کی کیا شکل ہوگی اور کس طرف اُس کا جذبہ ہوگا۔ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب کہ وقت دیگا"۔ زمانہ کی رفتار اور ہندو سوسائٹی کے عمل نے جواب دیا کہ وہ تحریک آریہ سماج ہے۔ اور بال برہمچاری کے سولہ سالہ پرچار نے جس عرصہ میں کہ پرماتما کے سچے سیوک نے ستیہ کا سہارا لے کر بھارت ورش کے وسیع رقبہ علم کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آتمک ہل چل مچادی۔ جس عرصہ میں کہ بھارت نواسیوں نے آشچریہ سے سُنا کہ پرمیشور نہ صرف ہمارا نیاء کاری بِدھاتا ہی ہے بلکہ ہمارا دیالو ماتا بھی ہے۔ جس عرصہ میں کہ عیسائیوں نے تعجب کے ساتھ معلوم کیا کہ بھراتری بھاؤ کا مسئلہ انسانی ہمدردی کے تنگ دائرے سے نکال کر پران دھاری ماتر تک فراخ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہاں! بال برہمچاری کے سولہ سالہ پرچار نے بڑے گمبھیر شبدوں میں جواب دیا کہ براہمن دھرم میں از سر نو جان پھونکنے والا سوامی دیانند ہے۔

سجن پُرشو! یہ کتاب براہمن دھرم میں از سر نو زندگی پھونکے جانے کی ایک مکمل کہانی ہے اُس براہمن دھرم کی خصوصیت کیا ہے؟ یہ سوال

کی غلامی سے آزاد ہو کر مسیح کی غلامی میں پھنسنے لگے۔ ایک طرف بھرتپور کے مضبوط قلعہ پر انگریزی فوج کی چڑھائی اور دوسری طرف پراچین آریوں کے رہے سہے برہم ودیا کے گڑھ پر مسیح فوج کی یورش ہونے کی تیاری ہو رہی تھی۔ کہ ۱۸۲۴ء میں کاٹھیاوار کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک ادوتیچ برہمن کے گھر ایک پُتر نے جنم لیا۔

اِس کے بعد کچھ عرصہ تک جہاں ایک طرف سانسارک راج پربندھ میں شانتی ہونے لگی وہاں دوسری طرف آتمک راج پربندھ میں بھی تسکین اور اطمینان کے آثار نظر آنے لگے عیسائی مشنریوں کی کوششیں پھل لانے لگیں۔ ہزارہا ویاکل روحیں بُت پرستی اور توہمات سے گھبرا کر مسیحی مردم پرستی کی شرن لینے لگیں۔ دھرم کا برائے نام بھر راجیہ دکھائی دینے لگا۔ انگریزی تعلیم کی بدولت لوگوں کی آنکھیں کچھ کھلنے لگیں جہاں ایک طرف بھارت ورشیوں کے دلوں میں پولیٹیکل اُمنگیں اُچھلنے لگیں۔ وہاں دوسری طرف طرح طرح کے آتمک بھاؤ بھی اُتپن ہونے لگے اُس وقت بھارت ورش کی پرجا نے جہاں ایک طرف دیکھا کہ اپنی مہارانی وکٹوریہ کے پاس اُنہیں سیدھے اپنی عرضداشت لیجانے کی آگیا نہیں بلکہ ایک سوداگروں کی کمپنی اس میں ہارج ہو رہی ہے۔ وہاں دوسری طرف اپنے آتمک پتا جگدیشور کے پاس اپنی پرارتھنا لیجانے میں بھی اُنہیں مسیح آدی پُرش سدراہ دکھائی دیئے۔ لیکن چونکہ سانسارک اور آتمک دونوں دُنیاؤں میں اُن کے اندرونی اور بیرونی دونو نیتر کُھل چکے تھے۔ اِس لئے آنکھیں پھر بند نہیں ہو سکتی تھیں۔

سانسارک ہل چل کا نتیجہ ۱۸۵۷ء کا غدر تھا۔ اُس تاریک زمانہ میں جو کچھ کُشت وخون ہوئے۔ جس جس طرح کے اتیاچار دونو طرف سے عمل میں آئے۔ اُن کا ذکر کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ ہمیں اس جگہ صرف اُس کے نتیجہ سے مطلب ہے۔ آخر کار مہارانی کا کومل ہردا ہل گیا۔ اُن کے پاس ہر ایک اتیاچار کی رپورٹ پُہنچ چکی تھی۔ لیکن باغیوں کو اُن کے جرموں کی سزا دیکر ہماری مہارانی نے اپنی دیا کا ہاتھ پھیلایا۔ اُنہوں نے سمجھ لیا کہ پرجا پُتر کے سمان ہے۔ اُنہیں یقین ہو گیا کہ اپنے فرض کا بوجھ بنیوں کے سپرد کرنے کا یہی نتیجہ ہونا تھا! اپنے کرموں کا نتیجہ بھارت نو ہی بھُگت چُکے۔ اب پُترونکا ادھکار ہے کہ ماتا سے سیدھے بات چیت کریں۔ اِس خوشخبری کا اعلان مہارانی نے دیدیا۔ جس کو بھارت ورش میں پھیلانے والا لارڈ کیننگ تھا۔

لیکن آتمک دُنیا کا جنگ اِس قدر جلدی سماپت ہونے والا نہ تھا۔ وہاں بھی انتظام بنیوں کے سپرد ہو رہا تھا۔ مت متانتروں کے پیشوا اور اُن کے پرچارک۔ جن کا کام ہی یہ ہے کہ اپنے مت کو جہاں تک ہو سکے بڑھاویں۔ بھارت ورش کی پرجا کے ہردیوں کو ہلانے لگے۔ لیکن اِن ہردیوں کے گیان نیتر کُھل چکے تھے۔ اب بند ہوں تو کیونکر؟ مسیحی مشنریوں نے تعجب سے دیکھا کہ جو سکول اور کالج اُنہوں نے اپنے مت کی بڑھی کے لئے قایم کئے تھے اُنہیں کی تعلیم اُلٹا بھارت نواسیوں کو اُن سے متنفر کرانے کا ذریعہ بن چلی۔ بھارت پتر دیاکلتا کی حالت میں سمجھ بیٹھے کہ ہمارا کوئی آتمک تباہی نہیں ہے۔ مردم پرستی سے پیڑت ہو کر اُنہوں نے اپنے مالک کو ہی بھُلا دیا۔ لیکن اِس میں اُن کا قصور بھی کیا تھا جب اسی سنسار میں موجود مہارانی وکٹوریہ کو کمپنی کے اہلکاروں کی ستائی ہوئی بھارت پرجا بھول گئی تھی تو پھر سوکھشم سے بھی سوکھشم جگت جننی کو اگر پادریوں اور پوجاریوں کے اتیاچاروں سے تنگ آ کر اُنہوں نے بالکل جواب دیدیا۔ تو اس پر کون چارشیل پُرش تعجب کر سکتا ہے۔ دھریہ ین کا راج ہو گیا جس طرح ۱۸۵۷ء کے ہولناک زمانہ میں بھارت پرجا نے وکٹوریہ دیش کے قانون کو جواب دیدیا تھا۔ اسی طرح ۱۸۵۷ء کا بھیانک غدر آتمک دنیا میں بھی پھیل گیا اور ایشور اور اُس کے گیان وید نے بھلا دیا اس تیرہ و تار زمانے میں

کے بھی اصول نہ سمجھے۔ آتما کا مہتو ورشانا شنکر کا کام تھا۔ لیکن اُس کے پیروؤں نے آتما سے بھن کوئی شئے تو ہی نہ رکھی۔ یہانتک کہ کفر کا کلمہ پڑھ کر خود خدا بن بیٹھے +

پیارے ناظرین! آؤ اب ذرا دیر کے لئے اِس اشچریہ یُکت کہانی پر وچار کریں۔ کیا بُدھ نے جو کہ ہماری طرح ہی دس اندریہ پانچ پران اور من کی چاروں برتیوں کا راجہ تھا۔ کسی اپنی شکتی دوارا روئے زمین کے قریباً نصف حصے کو اپنے خیالات کا پیرو بنایا تھا۔ کیا شنکر نے جو کہ ہمارے سمان ہی کھانے پینے۔ اُٹھنے بیٹھنے کی حرکتیں کرتا تھا۔ کسی اپنی شکتی سے بُودھ اور جین مت کو بھارت ورش سے بھگا دیا تھا۔ اہار اور ندرا وغیرہ کے بندے جو بُدھ اور شنکر تھے۔ ہمیں اُن سے کچھ بھی مطلب نہیں ہے منش سماج کے اتہاس کی بُنیاد اُنھوں نے نہیں ڈالی۔ بلکہ اُس ایک ایک اصول نے جن کے کہ سنسار میں پھیلانے کے لئے بُدھ اور شنکر ذریعہ بنائے گئے۔ جہاں بُدھ دیو زمانہ کی ضرورت کے مطابق پُرشارتھ کے اصول کے اظہار کا ذریعہ تھا۔ وہاں شنکراچاریہ آتمک گیان یعنے برہم ودیا کے اصول کا پھیلانے والا منتخب ہؤا تھا۔

لیکن جبکہ شنکر اپنا مشن پورا کر کے چلدیا۔ انسانی کمزوری نے بھارت نواسیوں کو پھر آن دبایا۔ ہر ایک متنفس بذات خود خدا بن بیٹھا۔ شانتی کوسوں دور بھاگی۔ قدرت کے اصولوں کے مقابلے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے منشیوں کے ہردیوں نے جب گواہی دی۔ کہ وے خدا نہیں ہو سکتے تب ضعیف الاعتقادی نے آن دبایا۔ ہر ایک انسان یا چیز جس کو کہ خطرناک یا عجیب دیکھا۔ اُسے اودیا گرست بھارت نے اپنا اشٹ دیو ٹھہرایا۔ ایسا ہل چل مچا کہ کسی اصول کی تمیز ہی نہ رہی۔ ایسے گھور سمے میں مغربی سائنس اور مغربی ناستک پن ایک طرف اور جوڑا کی مردم پرستی دوسری طرف بھارت نواسیوں کو اپنا لقمہ بنانے کے لئے آن موجود ہوئیں۔ سمہ اور بھی زیادہ بھیانک بن چلا۔ چاروں طرف سے ٹکٹکی لگ رہی تھی۔ کہ اس زمانے کے مناسب حال شفا بخش اصول چلانے کے لئے رشی کب نمودار ہوتا ہے۔ کہ **مہرشی دیانند** کا ظہور ہوا۔

اُنیسویں صدی کے آرمبھ میں انگریزوں نے بھارت ورش میں مضبوط قدم جمائے تھے۔

لارڈ ایمہرسٹ کے عہد حکومت میں ملک بر ہماتک انگریزوں کا ہاتھ بڑھ چکا تھا۔ آریہ ورت کی محکوم رعایا اپنے نئے **حکمرانوں** کو اُسی بے پروائی سے قبول کر چکی تھی۔ جو کہ آٹھ صدیوں کی لگاتار غلامی کے باعث اُن کی عادت بن چکی تھی گورنمنٹ برطانیہ بیرونی اور اندرونی دشمنوں کے خوف سے آزاد ہو کر اُس عالیشان سلطنت میں ترتیب اور انتظام کا مادا پھونکنے کے لئے تیار ہو رہی تھی جو کہ ایشور کے نیم کے مطابق اُنھوں نے دفعتاً اپنے قبضے میں دیکھی۔ جنگ اور جدل کے زخموں پر مرہم دھرنے کا سمہ آ رہا تھا۔ انگلینڈ کے مختصر سے جزیرے سے۔ لارڈ ولیم بینٹنک ہندوستان کے عہدۂ گورنر جنرل کا چارج لینے کے لئے چلدیئے تھے۔ اور جہاز میں اُن اصلاحوں پر وچار کرتے تھے۔ جنکا کہ اظہار آخرکار اُن کی سات سالہ حکومت کے اندر ہی اندر ہوا مسیحی مشنری کافر پتھر پرستوں اور جاہل نیم وحشیوں کو انسانی ہمدردی اور مغربی تہذیب کا سبق سکھلانے کا دعوے کرتے ہوئے ہزار ہا میل کا سفر اختیار کر رہے تھے۔ بھارت ورش میں جسمانی جنگ و جدل کے ساتھ ساتھ روحانی جنگ و جدل کا بھی آغاز ہو چکا تھا۔ بنگال میں رام موہن رائے کا وشال ہردا اپنے بھائیوں کو بُت پرستی اور توہمات کے جنگل میں اُلجھا ہوا دیکھ کر دیاکل ہو چکا تھا۔ چاروں طرف اندھکار ہی اندھکار دیکھ کر اُس نے اُپنشدوں میں کچھ چمتکار سا دیکھا تھا۔ لیکن افسوس کہ سانسارک بُدھ میں من وکشپت ہونے کے کارن اُسے آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ ہوا ویدوں کے مہان پرکاش اور اُس کی چار روپی نکشن کرنوں کے برداشت کرنے کی تاب نہ رکھتے ہوئے اُس کی آنکھیں چوندھیا گئیں۔ برہم سبھا تو قایم ہوئی لیکن افسوس کہ بُت پرستی کی آہنی زنجیریں کاٹنے والے بہادروں میں مردم پرستی کی ریشمی ڈور کو کاٹنے کی جرأت نہ ہوئی۔ لوگ بُتوں

اور اِس بناوٹ میں تفتیش کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ اندریوں کے گولک مثلاً کانوں کے پردے۔ آنکھوں کی پُتلیاں۔ رسنا کا آلہ جیبہ اور اسی طرح پر باقی گولک سب کے سب ستھول ہیں۔ اور اسی لئے بہیجس و حرکت اُن کی نسبت اُن کے اندرونی اصول یعنے سُننے۔ دیکھنے اور رس لینے وغیرہ کی قوتیں زیادہ ترزبردست ہیں۔ اُن کی نسبت من۔ جو کہ ان سب کو حرکت دیتا ہے زیادہ ترزبردست ہے۔ اور اِس زبردست من سے بھی بُدہی جو کہ گیان حاصل کرنے کا آلہ ہے زیادہ تر سوکھشم۔ اور اس لئے طاقتور ہے۔ اس موٹی مثال سے صاف طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ چیتن جگت کو جس قدر حرکت گیان کا ایک اصول دے سکتا ہے۔ اُس قدر حرکت اور کوئی اصول بھی نہیں دے سکتا۔ چنانچہ وید اقدس میں بھی کہا ہے۔ ।सा विश्वायुः सा विश्वकर्मा सा विश्वधायाः यجُروید ادھیا امنتر ۴

"وہی (سچا گیان) سب زندگی۔ سب کرم۔ اور دھارنا کا اصل اصول ہے"

گیان کے ایک ایک اصول نے بعض اوقات دنیا کے خیالات کا تختہ تک پلٹ دیا ہے۔ لیکن گیان کے یہ زبردست اصول دُنیا میں ظاہر کیونکر ہوتے ہیں؟ جس طرح پر کہ ہم ایشور یہ ایک ایک نیم کا پتہ صرف جگت کی اُن بناوٹوں کے مشاہدے سے لگا سکتے ہیں جنمیں کہ وے نیم کام کرتے ہیں۔ اسی طور پر ہم گیان کے پوتر اصولوں کا پتہ صرف اُن مہاں پُرشوں کے جیون چرتروں سے لگا سکتے ہیں جو کہ اُن اصولوں کے پرچار کے لئے پرماتما کے نیم کے مطابق اپنے کرمانوسار مخصوص کئے جاتے ہیں۔ منشیہ سماج کے ہر ایک زمانے کے آغاز میں اُس زمانے کی ضرورت کے مطابق گیان کا کوئی ایک اصول ظاہر ہوتا ہے۔ جو کہ منشیہ سماج کے خیالات کی تبدیلی کرنے میں جادو کا اثر رکھتا ہے۔ ایسے ہر ایک اصول کا اظہار کسی نہ کسی جیو آتما کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ جو کہ شاید گزشتہ کئی جنموں کے سادھنوں سے اسی اصول کے پرچار کے لئے تیاری کر رہا تھا۔ اُپنشد کار رشیوں کے زمانے کے بعد جبکہ انسان اپنی کمزوری کے باعث بُرائیوں کی طرف جُھکنے لگے۔ سچے براہمنوں کا ابھاؤ ہوگیا۔ ویدوں کے سدہانت میں گڑبڑ ہونے لگی۔ اور اودیا میں پھنسکر مدرا مانس اور بھچیا رکرموں کو مذہب کا خول پہنا کر دھرم کو دوشت کرنا شروع ہوگیا۔ اُس وقت کئی جنموں کے سادھنوں سے تیار مہاتما بدھ کا ظہور ہوا۔ بھارت ورش میں دُراچرن کی بکرال سینا کے راجیہ میں چاروں اُور ہاہا کار دیکھ کر بدھ دیو نے شُدھ اچار کے اصول کا پرچار کیا۔ وام مارگ روپی دیبا کو جو کہ اپنی زُلفیں کھول کر بے تحاشا بھارت ورش کے گلی کوچوں میں بچرتی تھی۔ اپنا منہ چھپانا پڑا۔ ظلم رحم سے تبدیل ہوگیا۔ لیکن مہاتما بدھ نے آخر کار اپنا فرض پورا کیا اور چلدیئے انسانی کمزوری نے اُس زبردست تحریک کے اصل اصول کو بھلا دیا سچے پورشارتھ کا سبق بُدھ دیو نے پڑھایا تھا۔ لیکن لوگوں نے پُرشارتھ کے اصلی مطلب کو نہ سمجھ کر اُسے ابھمان سے بدل لیا۔ کرموں کے پھل دینے والے پرماتما کو بھول گئے۔ بُدھ دیو نے انت شانتی کا نام مُکتی رکھا تھا۔ سنسار کی باسناؤں سے چھُوٹنے کا نام نجات بتلایا تھا۔ لوگوں نے اپنے کُل خیالات کو اُسی سنسار میں محدود کردیا جس سے چھوڑانے کے لئے کہ بُدھ کا سارا پُرشارتھ خرچ ہوا تھا۔

زمانے نے پھر پلٹا کھایا۔ مدتوں تک لوگ مادہ پرست بنے رہے۔ آخر کار گیان کے آتمک اصول کے پرکاش کا زمانہ بھی آن پہنچا۔ معلوم نہیں کتنے جنموں کے سادھنوں کے بعد آتمک اصول کا پرکاش سوامی شنکر آچاریہ کے دوارا ہوا۔ مادی خیالات کا قلعہ اُن کی پربل یکتیوں اور اُن کے اٹل ویدپرمانوں کے ششتروں نے چکناچور کردیا۔ آتما کا راجیہ ہوگیا۔ لیکن منشوں کی کمزوری نے پھر اس پوتر تحر

اور جل سے پرتھوی کی اوستھا میں پہنچنے کے لئے کیسے بیشمار زمانے کی ضرورت تھی۔ اس کروڑ ہا برسوں کے زمانے میں بیشمار حرکتیں جڑ جگت میں ہوتی رہی ہیں۔ لیکن جب تک کہ بھوگربھ ودیا (جیالوجی) کے عالموں نے ہر ایک زمانے کا ابتدائی اصول معلوم نہ کیا۔ تب تک اُن انگنت حرکتوں کی علت غائی معلوم نہ ہوئی جو کہ ایک ایک زمانے کے اندر جہالت کی نظروں میں ایک سے دوسری جُدا معلوم ہو رہی تھیں۔

یہی کہانی چیتن جگت کی ہے۔ اور اُس کو اپنے ناظرین کے لئے زیادہ تر واضح کرنے کے واسطے اگر ہم صرف اپنے دیش کا اتہاس ہی لے لیویں۔ تو نہ صرف کافی ہی ہوگا۔ بلکہ عین مناسب بھی یہی ہوگا۔ کیونکہ جس طرح منشیہ کی بناوٹ کو ہر ایک ملک اور زمانے کے ودوانوں نے برہمانڈ کا درشٹانت بیان کیا ہے۔ اسی طرح پر بھارت ورش ہماری کُل دنیا کا درشٹانت اگر کہا جاوے۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ اور پھر جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ بے تعلق شہادت کم از کم یہاں تک ثابت کرنے اور ماننے کے لئے تیار ہے۔ کہ منشیہ سرشٹی کا آغاز بھارت اُس کے اُتّر کے حصے میں پہلے پہل ہوا ہوگا۔ تو یہ تمثیل ٹھیک مناسب حال معلوم ہوتی ہے۔

بھارت ورش کا اتہاس بھی ہم اپنی معلومات اور تفتیشوں کے مطابق چند بڑے بڑے زمانوں میں منقسم کرسکتے ہیں ویدک رشیوں کے زمانے کو اگر ایک ہی لمبا زمانہ مان لیا جاوے (گو ممکن ہے۔ کہ معلومات کے بڑھنے پر ہمیں اُس اتھاہ زمانے کو کچھ حصوں میں تقسیم کرنا پڑے) تو اُس کے بعد اُپنشد کاروں کے زمانہ کا عروج اور زوال سمجھنا کچھ مشکل نہیں رہتا۔ اور پھر وام مارگ کے تاریک زمانے سے گھبرا کر منشوں میں روشنی کی تلاش۔ گوتم بدھ کی جدوجہد اور اُس کے بعد جین مت کا پرچار۔ اور پھر رفتہ رفتہ مادہ پرستی کا زور۔ اِس نئے اندھکار سے چھٹکارا دلانے کے لئے سوامی شنکر آچاریہ کا ظہور۔ اور پھر انسانی کمزوری کے باعث پورشارتھ کا ناش اور ادویا کا راجیہ۔ غرضیکہ اسی طرح سلسلہ وار ہم بھارت ورش کے اتہاس کو تین بڑے حصوں میں منقسم کرسکتے ہیں۔ لیکن جہاں اِس اتہاس کے ایک ایک زمانے کو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے ہمیں اُس زمانہ کی طرز معاشرت۔ طور اور طریقوں علم اور ہنر۔ صنعت اور حرفت۔ بول چال اور درلوں کے باہمی برتاؤ کا مفصل حال جاننے کی ضرورت ہے۔ وہاں یہ کُل باتیں سمجھ میں آنی مشکل ہو جاتی ہیں۔ کم از کم اُس زمانے کے طریق زندگی کے ٹھیک وجوہ معلوم نہیں ہوتے جب تک کہ ہمیں یہ معلوم نہ ہو۔ کہ اُس زمانے کے خیالات کا آغاز کہاں سے ہوا۔ جب تک کہ اس بات کا نتیجہ نہ ہو جائے۔ کہ اُس سارے زمانے کا محرک پُرانے خیالات کو ملٹا دینے والا کونسا اصول تھا۔

یہ ایک مسلمہ اصول ہے۔ کہ ستھول چیز کی نسبت سوکھشم زیادہ تر طاقتور ہوتی ہے۔ اور یہ اِس لئے کہ سوکھشم ستھول کے اندر داخل ہو کر بھی کام کرسکتی ہے۔

کون شخص انکار کرسکتا ہے۔ کہ بجلی سب سے زبردست وستُو ہے۔ وجہ صاف ہے۔ بجلی ہر ایک مادی چیز کے اندر ویاپک ہو رہی ہے۔ اور اس لئے زبردست سے زبردست پہاڑوں تک کو ایک پل میں چکنا چور کرسکتی ہے۔ اگر ہم اِسی اصول کو مدنظر رکھکر چیتن جگت کا مشاہدہ کریں۔ تو وہاں بھی ستھول اور سوکھشم کا یہی سمبندھ معلوم ہوگا۔ ہماری پرتھوی پر سب سے زیادہ مکمل بناوٹ انسان کی ہے۔

صرف سلسلہ کی یادداشت کے لئے کیا جاتا ہے۔ وگرنہ اتہاس کا تعلق صرف اُس عالمگیر تبدیلی کے ساتھ ہے جو کہ پرماتما کے نیموں کے انوکول یا پرتی کول (مطابق یا برخلاف) چلنے پر منشیہ سماج کے کسی حصہ میں پیدا ہوا کرتی ہے

جیون چرتر لکھنے کا اُدّیش بھی یوروپ کی محقق قوموں نے کہیں اب سمجھا ہے۔ گذشتہ زمانہ میں یوروپ بھی جیون چرتر سے صرف ذاتی تفریح مراد رکھتا تھا اور اسی لئے تاریخوں اور معمولی واقعات کی ایسے گرنتھوں میں بھرمار ہوتی تھی۔ لیکن ترقی کی سڑک کے راہ رو یوروپ نے اب نتیجہ کر لیا ہے کہ بڑے آدمیوں کے جیون چرتر صرف اُن بڑے بڑے واقعات کا مجموعہ ہیں جنہوں نے کہ منشیہ سماج کے آچرنوں میں کوئی خاص نمایاں تبدیلی پیدا کر دی ہو۔

پاٹھک گن! سوامی دیانند سرسوتی کے جیون چرتر کا مطالعہ اگر آپ محض تفریح طبع کے لئے کرنا چاہتے ہیں تو اسے ہاتھ نہ لگائیے۔ اگر اس کتاب کو آپ نے صرف عبارت آرائی یا سلسلہ بندی کا امتحان کرنے کے لئے ہاتھ میں لیا ہے تو اسے فوراً رکھ دیجئے۔ ہاں اگر آپ کو اپنے جیون کے اُدّیش (زندگی کے مقصد) کی تلاش ہے تو من کو ساودھان کر۔ انتہ کرن کی شُدھی سے ان بے سلسلہ لیکن سبق دینے والے ورقوں کو اُلٹیے۔ تحقیقاً نتیجہ نیک پر پہنچ جائیگا۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ زمانہ حال کے اُن واقعات میں سے جنہیں کہ غیر معمولی کا خطاب دیا جاتا ہے سوامی دیانند کا کام بھی ایک اعلےٰ درجہ رکھتا ہے پروفیسر میکس مُولر سے لیکر سر مونیئر ولیم کے سے متعصب عیسائیوں تک ودیشی (پردیسی) اور کٹر مورتی پوجکوں سے لیکر شن نرائن در سے آزاد منش سودیشی اس بات میں اتفاق کرتے ہیں کہ بھارت ورش میں کم از کم سوامی دیانند کے پلّے کا دوسرا ریفارمر اس صدی میں نہیں گزرا ہے۔ پھر اس میں کیا شک ہے۔ کہ بھارت واسیوں کے لئے **سوامی دیانند کے جیون برتانت** سے بڑھ کر اور کوئی مطالعہ نہیں ہوسکتا۔

اُنیسویں صدی میں رشی جیون

سنسار کا ساماجک اتھاس انسانوں کے خیالات اور کرموں کا مجموعہ خیال کیا جاتا ہے۔ کسی حد تک تو یہ خیال درست ہے۔ لیکن اگر گہری نگاہ سے دیکھا جاوے تو سنسار کا اتھاس بنانے والے صرف چند ہی چیتن آتما پرتیت ہونگے۔ اور ان کا بھی سنسار کے سچے اتھاس سے وہاں تک ہی تعلق دکھائی دے گا۔ جہاں تک کہ کوئی نیا خیال چیتن جگت میں اُن کے ذریعہ سے پھونکا گیا ہے۔ وگرنہ کھانا۔ پینا۔ اوٹھنا بیٹھنا۔ جاگنا سونا۔ چلنا پھرنا اور اسی طرح سے اندریوں کے دیگر معمولی حرکات کا تو منشیہ سماج کے اتھاس سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے جس طرح پر کہ جڑ جگت کا اتھاس سمجھنے کے لئے وہ بڑے بڑے ابتدائی اصول جاننے لازمی ہیں جو کہ ہر ایک زمانے کی حرکات کے بنیادی اصول رہے ہیں۔ اسی طرح پر چیتن جگت کا سچا اتھاس سمجھ میں نہیں آسکتا۔ جب تک کہ ان بڑے بڑے ابتدائی اصولوں کو دریافت نہ کیا جاوے جو کہ ہر ایک زمانہ کی گردش کی تہ میں کام کرتے رہے ہیں۔ آکاش اوستھا سے وایو اوستھا میں آنے کے لئے سہسروں سال لگے۔ اور اس لمبے زمانے میں کیا کیا حرکتیں نہیں ہوتی رہی ہیں۔ اور پھر وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل

کا موقع آیا۔ ٹکیتی کی گنجائش نہ رہی۔ جہاں بڑی بڑی ٹکیتیاں۔ پادریوں۔ مولویوں اور پنڈتوں کی ناکام واپس گئیں۔ جہاں دیانند سے یوگی راج کی ٹکیتی نے بھی تسلی نہ دی۔ وہاں پرماتما نے خود اپنے اوپر وشواس کرایا اور اُس وقت مجھے رشی کا کتھن یاد آیا۔ اور میں نے اُن کی بزرگی کے آگے سر جھکایا اور بے اختیار میرے دِل سے یہ آواز نکلی۔ کہ دیانند سچا رشی تھا۔

پیارے ناظرین! میں آپ کی سیوا میں نویدن کر چکا ہوں کہ اس کتاب کو نہ تو بیاگرفی (سوانح عمری) ہی کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی اِسے آریہ سماج کا اتہاس کہہ سکتے ہیں۔ پھر اس کا نام کیا رکھیں؟ اس کتاب کو ترتیب دینے والوں نے تو جو مناسب سمجھا اس کا نام رکھدیا لیکن میں اپنی طرف سے کوئی خاص نام نہ رکھتا ہوا آپ کے روبرو اِس بارے میں اپنے خیالات پیش کر دیتا ہوں۔ اور آپ میں سے ہر ایک کو ادھکار دیتا ہوں کہ اپنی لیاقت اور بدھی کے انوسار اِس مجموعہ کا نام کرن سنسکار خود کر لیویں۔

اس کتاب کا نام کیا رکھنا چاہیئے؟

بُزرگ رشیوں اور سچائی پسند عالموں کی سوانح عمریوں کے ذریعہ سے دھارمک شکھشا (دھرم کی تعلیم) دینے کا طریقہ آریہ ورت کے لئے کچھ نیا نہیں ہے۔ پراچین آریہ ورت میں بان پرستھی (گوشہ نشین) مہاتما اور وِرکت سادھو جن (تارک الدنیا نیک لوگ) ہمیشہ بزرگوں کے آچرنوں (عملوں) کی تمثیلوں کے ذریعہ سے اپنے شاگردوں کو دھارمک تعلیم دیا کرتے تھے۔ اُپنشد گرنتھ جو کہ رشیوں کے گوشہ نشینی کے زمانہ کے اُپدیش ہیں اس قسم کی بیشمار تمثیلوں سے پُر ہیں۔ البتہ تاریخوں اور سمتوں کو اسار اور بدلنے والا سمجھکر اُن کا ذکر وے ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ اِس نئی روشنی کے زمانہ میں بڑے فخر کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ پراچین لوگ اتہاس اور جیون چرتر کے سار کو نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن اگر تھوڑا سا وچار کیا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اُنیسویں صدی نے اتہاس اور جیون چرتر کے گورو کو ابھی تک بہت کم سمجھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یوروپ کی قومیں صدیوں کے اندھیرے سے پورشارتھ کے ساتھ نکلتی ہوئیں اب کسی قدر سمجھنے لگی ہیں کہ اتہاس اور جیون چرتر منشیہ کی سچی تعلیم میں کہاں تک مفید ہو سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارا ابھاگی ویش اب تک غفلت کی نیند میں ہی سو رہا ہے۔ مہابھارت کے خطرناک جنگ نے ہمارے ساتھ صرف یہی ظلم نہیں کیا۔ کہ ہم سے دھرماتما وِدوانوں اور اعلےٰ دماغی طاقتوں کو چھین لیا۔ بلکہ ہمیں سار اور اسار میں تمیز کرنے کے لائق بھی نہیں چھوڑا۔ اُسکے بعد پورانوں کا وہ تیرہ تار زمانہ آیا جس میں کہ اودیا اور خود غرضی کا پورا راجیہ ہو گیا اور اِس بدنصیب بھومی کے روبرو سے رہی سہی روشنی بھی غایب ہو گئی۔ پھر زمانہ کی ایسی گردشوں میں چکر کھاتے ہوئے اگر بھارت ورش کا کوئی اتہاس موجود نہ ہو تو تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ تعجب اگر ہے تو یہ کہ درشنوں۔ اُپنشدوں۔ برہمنوں اور سوتر گرنتھوں کے ذریعہ پراچین آریہ ورت کی مکمل تاریخ کیونکر اس بے شمار زمانہ کی ہل چل میں بچ رہی۔ زمانۂ حال میں اتہاس عموماً تاریخوں کے مجموعہ کا نام رکھا جاتا ہے اور اگر سچا اتہاس تاریخوں کا مجموعہ ہی ہوتا تو اِس میں کلام کو جگہ نہ تھی کہ آریہ ورت کا کوئی بھی پراچین اتہاس موجود نہیں ہے۔ لیکن یوروپ اور امریکہ کے پُرشارتھی محققوں نے بڑی تفتیش اور تجربہ کے بعد فتوےٰ دیدیا ہے کہ سچے اتہاس کے ساتھ تاریخوں کا کوئی لابدی سمبندھ نہیں ہے۔ تاریخوں کا استعمال

سننے کو جاؤں گا یا نہیں!"

سارے ہال میں سناٹا پڑا ہوا تھا - ویاکھیان میں کچھ دیر ہوگئی تھی - اُٹھتے ہی مہاراج نے پوچھا "بھگت سکاٹ آج نہیں دکھائی دئے" پادری سکاٹ صاحب کو سوامی جی سے بڑا پریم ہوگیا تھا - اور چونکہ وہ کسی ویاکھیان سے بھی غیر حاضر نہیں ہوئے تھے - اس لئے سوامی جی اُنہیں اسی نام سے پکارا کرتے تھے - کسی نے کہا کہ اتوار کا دن ہے اِس لئے نہیں آئے کیونکہ پاس کے ہی گرجا میں وہ اتوار کو واعظ کیا کرتے ہیں - ٹاؤن ہال سے نیچے اُترتے ہی مہاراج کہنے لگے کہ چلو بھگت سکاٹ کا گرجا دیکھ آویں گو سامعین کثرت سے چلے گئے تھے - تاہم تین یا چار سَو کی بھیڑ بھاڑ ساتھ لے گرجا میں جا پہنچے - پادری صاحب نے ویاکھیان ابھی ختم ہی کیا تھا - سامعین ایک سو کے قریب تھے - سوامی جی کو دیکھتے ہی پادری صاحب نیچے اُتر آئے اور سوامی جی کو ویدی (پُل پٹ Pulpit) پر لے جاکر استدعا کی کہ مہاراج کچھ اُپدیش کریں - سوامی جی نے کھڑے کھڑے ہی بیس منٹ تک مردم پرستی کا کھنڈن کیا سب چُپ چاپ سُنتے رہے - یہاں سوال یہ ہے کہ سوامی دیانند جی کا سچا انویائی کون ہے؟ اگر کوئی ہے - تو اُسے تلاش کرو - کیونکہ ویدک دھرم کی اُنتی کا ذریعہ وہی ہوگا -

(۳۳) ایک روز سوامی جی مہاراج کو معلوم ہوا کہ خزانچی لکشمی نارائن نے ایک بازاری عورت کو اپنے گھر ڈال رکھا ہے - جب خزانچی صاحب اُس روز آئے تو سوامی جی نے پوچھا "خزانچی جی تم کون ہو" خزانچی جی نے جواب دیا "مہاراج آپ گن کرما نوسار ورن ویوستھا مانتے ہیں - میں کیا جواب دوں" فرمایا کہ یوں تو سب برن سنکر ہیں - کنتو بلحاظ زمانہ تم اپنے آپ کو کیا کہتے ہو - جواب ملا کہ کھتری ہوں - مہاراج بولے "بڑی کھتری کے ویرج سے ویشیا میں پُتر اُتپن ہو تو اُسے کیا کہو گے" خزانچی جی نے سر نیچا کر لیا اس پر مہاراج نے کہا "سنو بھائی ہم کسی کا لحاظ نہیں کرتے - ہم تو سچ سچ کہیں گے" اُسی رات کو خزانچی جی نے اُس بازاری عورت کو کہیں بھیجدیا -

(۳۴) جگت بیتی تو بہت سی کہانیاں ہیں جو کسی اور وقت کے لئے چھوڑتا ہوں - اب آپ بیتی بیان کرتا ہوں - میں نے تین مرتبہ مہاراج سے بات چیت ایشور وشے میں کی - مجھے اُن دنوں اپنے ناستک پن کا بڑا ابھمان تھا - گو سوامی جی کا کُل اُپدیش مجھے اچھا معلوم ہوتا تھا - تاہم میں دل میں یہی سوچا کرتا تھا کہ اگر ایک ایشور اور وید کو ماننا سوامی دیانند جی چھوڑ دیں تو پھر سنسار کا کوئی بھی وِدوان اُن کا مقابلہ کرنیوالا دکھائی نہیں دیتا - میں نے ابھمان میں آکر پہلی مرتبہ محض بحث کی خاطر ایشور وشے میں اعتراض کئے لیکن پانچ منٹ میں ہی زبان بند ہوگئی - آخر کار چاروں طرف سے دلیل میں بند ہو کر میں نے کہا "مہاراج آپ کی بدھی بڑی تیکشن ہے آپنے میری زبان بند کر دی لیکن مجھے وشواس نہیں دلایا کہ پرمیشور کوئی ہے" دوسری اور تیسری مرتبہ بھی اسیطرح پانچ پانچ منٹ میں میری زبان بند ہوگئی - جب تیسری مرتبہ بھی میں نے لاچار ہو کر وہی جواب دیا تب مہاراج پہلے تو ہنس پڑے پھر سنجیدگی سے فرمایا "دیکھو تم نے پرشن کئے میں نے اُتر دئے - یہ یکتی کی بات تھی میں نے کب اقرار کیا تھا کہ میں تمہارا وشواس ایشور پر کرا دونگا - تمہارا وشواس ایشور پر اُس سمے ہوگا جبکہ ایشور تمہیں خود اپنے اوپر وشواس کرائینگے" اُس وقت مہاراج نے اُپنشد واکیہ بھی پڑھا تھا - جو کہ مجھے یاد نہیں رہا -

میں اُس وقت تو ناستک کا ناستک ہی رہا اور اُس کے بعد عرصہ تک اوشواس کی گہری غار میں گرا رہا - لیکن جبکہ میرے اُوپر

ہوئے تو تمہارے سوامی پنڈت کے ویاکھیان بند ہو جائینگے۔ خزانچی صاحب یہ پیغام سوامی جی کے پاس پہنچانے کا وعدہ کر کے واپس چلے آئے۔ لیکن سوامی جی تک یہ مضمون پہنچانے والا بہادر کہاں سے ملتا۔ کئی ایک ڈمہیوڑھی برداروں سے خزانچی جی نے استدعا کی۔ لیکن کوئی بھی آگے بڑھنے کی ہمت نہ کر سکا۔ آخرکار چھٹی ایک ناستک پر پڑی اور اُس کا ذمہ ٹھہرایا گیا کہ وہ معاملہ پیش کر دیوے۔ خزانچی صاحب معہ اُس ناستک اور چند ایک دیگر آدمیوں کے اندکمرے کے پہنچے۔ جس پر ناستک نے صرف یہ کہکر (کہ خزانچی صاحب کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ انہیں صاحب کمشنر نے بلایا تھا) کنارہ کیا۔ اور کل مصیبت گویا خزانچی صاحب کے سر پر ٹوٹ پڑی۔ اب خزانچی صاحب کہیں سر کھجلاتے ہیں۔ کہیں گلا صاف کرتے ہیں۔ آخرکار پانچ منٹ تک حیرت سے دیکھتے ہوئے سوامی جی نے فرمایا "بھئی تمہارا تو کوئی کام کرنے کا سمہ ہی نہیں ہے اس لئے تم سمہ کی قیمت نہیں سمجھ سکتے۔ میرا سمہ امولیہ ہے۔ جو کچھ کہنا ہو کہدو" اس پر خزانچی صاحب بولے "مہاراج اگر سختی نہ کی جائے تو کیا ہرج ہے۔ اس سے اثر بھی اچھا پڑتا ہے اور انگریزوں کو ناراض کرنا بھی اچھا نہیں ہے وغیرہ وغیرہ" یہ باتیں اٹک اٹک کر اور بڑی مشکل سے خزانچی صاحب کے منہ سے نکلیں۔ اس پر مہاراج ہنسے اور فرمایا "ارے بات کیا تھی۔ جس کے لئے گڑگڑاتا ہے۔ اور ہمارا اتنا سمہ خراب کیا۔ صاحب نے کہا ہوگا تمہارا پنڈت سخت بولتا ہے۔ ویاکھیان بند ہو جائینگے۔ یہ ہوگا وہ ہوگا۔ ارے بھائی میں ہوا تو نہیں کہ تجھے کھاؤنگا اُس نے تجھ سے کہا تو مجھ سے سیدھا کہدیتا۔ وئیرتھ اتنا سمہ کیوں گنوایا" ایک دشواسی پُور انک منہ دبیٹھا تھا۔ بولا "دیکھا یہ تو کوئی اوتار ہیں دل کی بات جان لیتے ہیں"

خیر یہاں تو جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب ویاکھیان کا حال قابل ذکر ہے۔ میں نے کیشب چندر سین۔ لال موہن گھوش۔ سُر ندر ناتھ بنرجی۔ اینی بیسینٹ اور دیگر بہت سے مشہور لیکچراروں کی تقریریں سُنی ہیں اور وہ بھی اُن کے زمانۂ عروج میں۔ لیکن میں صدق دل سے کہتا ہوں کہ جو اثر مجھ پر اُس روز کے ویاکھیان نے کیا۔ اور جو فصاحت کہ مجھے اُس روز کے سادے الفاظ میں معلوم ہوئی وہ اب تک تو دکھلائی نہیں دی۔ آئندہ کی ایشور جانے۔ اُس روز آتما کے سوروپ پر ویاکھیان تھا۔ اُسی درمیان میں ستیہ کے بل پر مہاراج نے بولنا شروع کیا۔ پہلے روز والے سب صاحبان انگریز علاوہ پادری سکاٹ کے موجود تھے۔ کوئی شخص حرکت نہیں کرتا تھا سب چُپ چاپ محو ہو کر ویاکھیان سُن رہے تھے۔ مجھے پورا ویاکھان تو یاد نہیں گو اُس کے اثر کو اب تک محسوس کرتا ہوں۔ لیکن چند ایک الفاظ مجھے مرتے دم تک یاد رہیں گے۔ رشی نے فرمایا "لوگ کہتے ہیں کہ ستیہ کو پرگٹ نہ کرو۔ کلکٹر کرودھت ہوگا۔ کمشنر اپرسن ہوگا۔ گورنر پیڑا دے گا۔ ارے! چکرورتی راجا کیوں نہ اپرسن ہو۔ ہم تو ستیہ ہی کہینگے" اس کے بعد اُس اُپنشد وآکیہ کو پڑھکر جس میں لکھا ہے کہ آتما کو نہ کوئی ہتھیار چھیدن کر سکتا اور نہ آگ جلا سکتی ہے۔ گرجتی ہوئی آواز میں بولے "یہ شریر تو انتیہ ہے۔ اس کی رکھشا میں پرورت ہو کر ادھرم کرنا ویرتھ ہے۔ اِسے جس منشیہ کا جی چاہے ناش کر دے" پھر چاروں اور اپنی تیکشن آنکھوں کی جیوتی ڈالکر سنگھ ناد کرتے ہوئے فرمایا "لیکن وہ شورویر پُرش مجھے دکھلاؤ جو کہ یہ دعوے کرتا ہے کہ وہ میرے آتما کا ناش کر سکتا ہے۔ جب تک ایسا ویر اِس سنسار میں دکھلائی نہیں دیتا۔ میں یہ سوچنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوں کہ آیا میں

اول دو مباحثوں میں کام کرتا رہا۔ آخری مباحثہ کے روز مجھے شدت سے بخار ہوگیا تھا۔ جس کی وجہ سے کہ مجھے رخصت کے وقت بھی سوامی جی مہاراج کے درشن نصیب نہ ہوئے۔ ان ایام میں سے تین چار باتیں قابل ذکر ہیں جو کہ میں نے پنڈت لیکھرام جی کو لکھا دی تھیں۔

(۱) ایک روز سنیچر کا دن تھا۔ ویاکھیان ٹاؤن ہال میں ہو چکا تھا۔ بہت سے آدمیوں نے عرض کی کہ اگلے روز اتوار کو ایک گھنٹہ مقررہ وقت سے پیشتر ویاکھیان شروع ہو۔ سوامی جی نے منظور کر لیا۔ اور کہا "میں شہر سے ۱½ میل کے فاصلہ پر ٹھہرا ہوں اور میرا سمہ تقسیم ہو چکا ہے۔ اس لئے ویاکھیان کے لئے تو گھنٹہ پہلے آسکتا ہوں۔ لیکن سواری بھی ایک گھنٹہ معمولی وقت سے پیشتر آنی چاہئے۔ کیونکہ میں ٹھیک اسی وقت تیار ہوتا ہوں جبکہ ویاکھیان شروع ہونے کو پندرہ منٹ باقی رہیں۔ اس پر خزانچی لکھشمی نارائن نے اقرار کیا کہ سواری ایک گھنٹہ پیشتر پہنچ جائے گی۔ اتوار کے دن مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ پیشتر بلکہ اس سے بھی پہلے سامعین کا انبوہ بدستور جمع ہوگیا۔ مگر سوامی جی نہ پہنچے۔ آخر کار پون گھنٹہ کے بعد بگھی آئی۔ سوامی جی اتر کر ٹاؤن ہال میں پہنچے اور سوٹا دیوار کے ساتھ ٹکا کر قبل اس کے کہ پرارتھنا کے لئے بیٹھیں۔ بولے "میں وقت مقررہ پر تیار تھا لیکن سواری آئی میں بعد انتظار کے پیدل چل پڑا راستہ میں بگھی معمولی وقت پر ملی اس لئے دیر ہوگئی۔ سبھیہ جنو میرا دوش نہیں ہے۔ دوش بچوں کے بچوں کا ہے جو کہ پرتگیا پالن کرنا نہیں جانتے"۔ یہ خزانچی لکھشمی نرائن جی روہیلکھنڈ کے مشہور امیروں میں سے تھے اور سوامی جی کے میزبان تھے۔ لیکن سر جھکائے چپ چاپ سنا کئے۔

(۲) ایک روز اثناء ویاکھیان میں شری سوامی جی مہاراج پورانوں کی اسمبھو باتوں کا کھنڈن کرتے کرتے اُن کے اخلاقی تعلیم کا کھنڈن کرنے لگے۔ اس وقت پادری سکاٹ۔ مسٹر ریڈ کلکٹر ضلع اور مسٹر ایڈورڈس صاحب کمشنر قسمت معہ پندرہ بیس صاحبان انگریز کے رونق افروز تھے۔ سوامی جی نے پورانوں کی پنچ کنواریوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک ایک کے وصف بیان کرنا شروع کئے اور پورانوں کی عقل پر افسوس کیا۔ کہ دروپدی کو پانچ خصم کرا کے اسے کماری قرار دینا اور اسی طرح کنتی۔ تارا۔ مندودری وغیرہ کو کماری کہنا پورانوں کی اخلاقی تعلیم کو ناقص ثابت کرتا ہے۔ سوامی جی کا طرز بیان ایسا پُرمذاق تھا کہ سامعین تھکنے کا نام نہیں جانتے تھے۔ اس پر صاحب کلکٹر اور صاحب کمشنر وغیرہ انگریز ہنستے اور اظہار خوشی کرتے رہے۔ لیکن اس مضمون کو ختم کر کے سوامی جی مہاراج بولے "پورانیوں کی تو یہ لیلا ہے۔ اب کرانیوں کی لیلا سنو۔ یہ ایسے بھرشٹ ہیں کہ کماری کے بیٹا پیدا ہونا بتلاتے اور پھر دوش سرگیہ شدہ سوروپ پرماتما پر لگاتے اور ایسا گھور پاپ کرتے ہوئے تنک بھی لجت نہیں ہوتے"۔ اتنا کہنا ہی تھا کہ صاحب کلکٹر اور صاحب کمشنر کے چہرے مارے غصے کے سرخ ہو گئے۔ لیکن سوامی جی کا ویاکھیان اسی زور شور سے جاری رہا۔ اس روز عیسائی مت کا ویاکھیان کے خاتمہ تک کھنڈن کرتے رہے۔ دوسرے روز صبح کو ہی خزانچی لکھشمی نارائن کی صاحب کمشنر بہادر کی کوٹھی پر طلبی ہوئی صاحب بہادر نے فرمایا کہ اپنے پنڈت صاحب کو کہدو کہ بہت سختی سے کام نہ لیا کریں۔ ہم عیسائی لوگ تو مہذب ہیں۔ ہم تو بحث مباحثہ میں سختی سے نہیں گھبراتے۔ لیکن اگر جاہل ہندو اور مسلمان برافروختہ

تاکہ طبع دوئم میں (جس کی ضرورت کہ بہت جلد پڑے گی) معلومات کا خزانہ زیادہ تر وسیع ہو جاوے۔

اس کمی کو پورا کرنے کے لئے میں پہلا قدم اٹھاتا ہوں۔ سوامی دیانندجی مہاراج شہر بریلی میں ۱۴ اگست ۱۸۷۹ء کو پدھارے اُن دنوں میرے پتا اُس جگہ کے شہر کوتوال (یعنے پولیس انسپکٹر شہر) تھے۔ اور کالج میں بیماری ہیضہ کے سبب سے خاص تعطیل ہونے کے کارن میں اپنے پتا کے پاس بریلی آیا ہوا تھا۔ اُس جگہ ہی مجھے پہلی اور آخری بار رشی ور کے درشن نصیب ہوئے۔ میں اُن دنوں ناستک تھا۔ کاشی نگر کی زبردست مورتی پوجا سے ویاکُل ہو کر مت متانتروں میں کچھ عرصہ آندولن کرنے کے بعد میں نے ایشور کی ہستی سے جواب دے رکھا تھا۔ ایشور یہ گیان کا نہ تو کبھی قائل تھا اور نہ ہی انجیل اور قرآن سے کبھی تسلی ہوئی۔ وید کا نام سنا ہی نہ تھا۔ علاوہ ناستک ہونے کے میری یہ پختہ رائے تھی۔ کہ سنسکرت زبان میں سوائے بیہودہ پن کے عقل کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود بنارس (کاشی) میں تعلیم کی غرض سے پانچ برسوں تک قیام رکھنے اور باوجود پنڈتوں کی ضد کے بھی میں نے سوائے لگھو کومدی کا کسی قدر ابتدائی حصہ پڑھنے اور کچھ سنسکرت نظم کے مطالعہ کے۔ سنسکرت بھاشا کی طرف کچھ بھی توجہ نہ کی تھی۔ میرے پتا پورانک دھرم پر پکہ وشواس رکھنے والے اور ہر روز ۳ گھنٹوں کی پوجا کرنے والے تھے۔ پولیس کے صیغہ میں وہ غیر معمولی آدمی سمجھے جاتے تھے۔ کیونکہ پوجا اور پولیس کا کوئی سمبندھ نہ تھا۔ سوامی دیانندجی کا پہلا لیکچر سنکر آتے ہی پتا نے مجھے کہا "منشی رام! ایک ڈنڈھی سنیاسی آئے ہیں۔ بڑے وِدوان اور یوگی راج ہیں۔ تمہارے سنشے اُن کی وکترتا سُن کر دور ہو جائینگے"۔ میرے پتا کو معلوم تھا کہ میں ناستک ہوں کیونکہ اپنے خیالات کو چھپانے کی لیاقت مجھ میں پہلے سے ہی نہ تھی۔ جواب میں میں نے وعدہ کیا کہ چلوں گا لیکن اور کچھ نہ کہا کیونکہ دل میں اُسی وقت خیال آیا کہ سنسکرت جاننے والا سادھو عقل کی کیا بات کرے گا۔ دوسرے دن خزانچی لکھشمی نارائن کی کوٹھی موسومہ بیگم باغ میں پتا کے ہمراہ پہنچا۔ درشن کرتے ہی کسی قدر شردھا پیدا ہوئی۔ لیکن جب کہ پادری سکاٹ اور دو تین اور انگریزوں کو سننے کا مشتاق پایا تو اور بھی شردھا بڑھی۔ ابھی دس منٹ تقریر نہیں سنی تھی۔ کہ دل میں کہا "یہ عجیب شخص ہے صرف سنسکرت دان ہو کر ایسی معقول باتیں کہتا ہے کہ عالم لوگ دنگ ہو جائیں"۔ دیاکھیان ایشور کے نج نام اوم پر تھا۔ میں وہ پہلے دن کا روحانی لطف کبھی بھول نہیں سکتا۔ اس کے بعد مورتی پوجا کے کھنڈن پر دیاکھیان جب شروع ہوئے تو جہاں میری شردھا بڑھنے لگی۔ وہاں میرے پتا کی گو شردھا تو نہیں گھٹی۔ لیکن اُنہوں نے دیاکھیانوں میں جانا بند کر دیا۔ اور انتظام کا کام اپنے ایک ماتحت سب انسپکٹر کے سپرد کر دیا۔ میری دریافت پر پتا نے کہا کہ یہ یوگی راج۔ ڈنڈھی سنیاسی ہیں۔ یہ سب کچھ کہہ سکتے ہیں۔ لیکن ہم گرہستیوں کے لئے تو اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔

چوپائی

ہری ہر نِندا سُنے جو کانا + ہوئے پاپ گئو گھات سمانا

(از تلسی داس کرت رامائن)

سوائے پہلے روز کے دیاکھیان کے میں اور کسی دیاکھیان سے غیر حاضر نہیں ہوتا بلکہ پادری سکاٹ صاحب کے ہمراہ جو مباحثے ہوئے اُن میں سے

کے لئے مبارکباد کہتا ہوں اور پرمیشور سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ ان سب بھائیوں کی رُچی دن بدن دھرم میں بڑھتی رہے۔

لالہ آتمارام جی نے ۔ صرف اُس حصہ کتاب کو ہی درست نہیں کیا جسے کہ پنڈت لیکھرام ترتیب دے چکے تھے۔ بلکہ اُنہ ساضروری اور مفید حصہ کتاب کا خود لکھا۔ ۸۷۹ صفحہ تک کے ہر ایک مضمون کے لئے ذمہ وار پنڈت لیکھرام جی سورگ گو اس حصہ میں بھی بہت کچھ محنت لالہ آتمارام جی کو کرنی پڑی ہے۔ اور اُنہوں نے اپنی محنت سے بہت کچھ درستی ع ہے۔ تاہم ترتیب اس کُل حصہ کو پنڈت لیکھرام جی نے دی تھی۔ اور چونکہ سورگباشی پنڈت جی نے عموماً واقعات اُنہی کے الفاظ میں درج کئے ہیں جن سے کہ اُنہیں معلوم ہوئے تھے۔ اس لئے یہ حصہ نازک مزاج طبیعتوں کو عموماً گراں معلو حق پسند طبیعتوں کے لئے اس بلا رنگ آمیزی اور سادگی میں بھی ایک نیا لطف نظر آئیگا۔ اس کتاب کی تحریر سے مُصنّ کے اظہار کا مدعا نہیں ہے۔ بلکہ راست راست حالات بلا کم و کاست سروساہارن تک پُہنچانے کا مطلب ہے۔ اس لئے کی ترغیب سے بچنے میں پنڈت لیکھرام جی نے پبلک پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے ہر ایک سمجھدار انسان کو واقعہ جمع شدہ سے اپنے لئے آزاد نتیجہ نکالنے کا موقع دیا ہے۔

صفحہ ۸۷۹ سے آگے سوامی دیانند جی کے گرو (رشی ور ورجانند سرسوتی) کا مختصر جیون چرتر گو لالہ آتمارام جی نے اپنی عبارت میں ادا کیا ہے۔ تاہم اُس کی بُنیاد اُن نوٹوں پر ہے۔ جو کہ پنڈت لیکھرام جی اُس کے متعلق چھوڑ گئے ہیں۔ اس سے آگے صفحہ ۸۸۹ سے خاتمہ تک کُل مضمون لالہ آتمارام جی کی قلم سے نکلا ہوا ہے۔ اِس آخری حصہ کی نسبت میں اپنی کوئی رائے پیش کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ مختلف طبعیتیں اِس سے مختلف قسم کے اثر اپنے اندر جذب کریں گی۔ ہاں۔ اتنا لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ حصہ ہر ایک پڑھنے والے کے پورے غور اور پوری توجہ کا مستحق ہے۔ کیونکہ میں اُس حصہ کو ٹھیک طور پر سمجھنا ہی اس کتاب کے پڑھنے کا پھل سمجھتا ہوں۔

میں پہلے ہی ظاہر کر چکا ہوں کہ اس سوانح عمری کی ترتیب اور تحقیقات میں بہت سی کمی واقع ہوئی ہے۔ اور بہت سے حالات خاص رُکاوٹوں کی وجہ سے اب تک پبلک کے روبرو نہیں آسکے ہیں۔ مثال کے طور پر میں چند ایک واقعات پیش کر سکتا ہوں جن کا تعلق میرے ساتھ ہے۔ پنڈت لیکھرام جی کے کاغذات میں ایک سادہ کاغذ نکلا جس پر صرف اِس قدر لکھا تھا "حالات بیان کردہ لالہ منشی رام"۔ سوائے میرے اِس وقت کون جان سکتا ہے۔ کہ میں نے کون سے حالات پنڈت جی کو بتلائے تھے۔ اسی طرح پر اور بہت سے سجن پُرشوں نے حالات بتلائے ہونگے جو کہ پنڈت جی کے دِل میں ہی سماپت ہو گئے۔ میری مراد اس تحریر سے یہ نہیں ہے۔ کہ ان کمیوں کی وجہ سے ہمارے روبرو سوامی دیانند کا مکمل جیون نہیں آجاتا۔ کیونکہ خواہ کتنی ہی احتیاط اور کتنی ہی محنت سے واقعات کیوں نہ اکٹھے کئے جاویں۔ پھر بھی ایسے مہان پُرشوں کے جیون کے بعض حالات کبھی بھی معلوم نہیں ہوتے۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد جس بھدر پُرش کے خیال میں کوئی ایسا واقع آوے۔ جو اس میں درج نہ ہو۔ تو اُس کا فرض ہے کہ وہ کُل واقع کو ٹھیک طور پر قلمبند کرکے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے دفتر میں بمقام لاہور بھیجے۔

مذہبی واقفیت سے فائدہ اٹھانے کا شوق جاگ اٹھا تھا۔ اس لئے مجبوراً کچھ عرصہ کے لئے انہیں کام بند کرنا پڑا۔ اس کے بعد سوانح عمری کے متعلق کُل کاغذات میرے سپرد ہوئے لیکن پنڈت لیکھرام جی کی تحریر کو پڑھنا بڑا مشکل کام تھا۔ میری رپورٹ پر آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے کُل کاغذات رائے ٹھاکر دت جی کے سپرد کئے۔ لیکن جبکہ انہوں نے بھی مسوّدہ کاغذات کو نامکمل قرار دیا تو پھر پنڈت لیکھرام جی کو ہی چھپائی کا کام شروع کرانے کے لئے لاہور میں مقیم کیا گیا۔

پنڈت لیکھرام جی نے گو لاہور میں قیام کرکے اپنے روبرو قریباً ۶۰۰ صفحوں کا مضمون مطبع کے کاتبوں سے لکھوا لیا تھا۔ تاہم یہ کُل تحریر اب تک نامکمل تھی۔ کیونکہ بہت سا حصہ واقعات کا صرف پنڈت جی کے دل میں ہی تھا جو کہ کاپیاں درست کرتے وقت انہوں نے داخل کتاب کرنا تھا۔ بعض کاغذات اس قسم کے برآمد ہوئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک خاص خاص نوٹ درج کرنے کا کام پنڈت جی نے باقی رکھ چھوڑا تھا۔ یہ سب دقتیں ہی کچھ تھوڑی نہ تھیں۔ لیکن ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء کی شام کو سوامی دیانند کی سوانح عمری لکھتے لکھتے پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے اپنے خون سے اُنیسویں صدی کے رشی کے مشن کی شہادت دی۔ اور بجائے اس کے کہ آریہ سماج کے بانی کی سوانح عمری مکمل کرتے اپنی سوانح عمری کی ترتیب کا کام آریہ سماج کے ذمہ چھوڑ گئے۔

اِس کشمکش کی حالت میں آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے بڑی سنجیدگی اور مستقل مزاجی سے کام لیا۔ ۲۱ ر مارچ ۱۸۹۷ء کی انترنگ سبھا کے رزولیوشن نمبر ۷ کے ذریعہ سے سوامی جی کے جیون برتانت کو درست کرکے پبلک کے روبرو رکھنے کا کام لالہ آتمارام جی سابق منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سپرد کیا۔ کیا بلحاظ لیاقت اور کیا بلحاظ واقفیت دوسرا کوئی بھی آریہ سماجسٹ پُرش اُس وقت موجود نہ تھا۔ جو کہ اپنا پورا سمہ دیکر اس مشکل بوجھ کو اُٹھانے کا ساہس کرسکتا۔ چونکہ پروف دیکھنے اور عبارت کے درست کرنے میں اکثر اوقات میرے مترلالہ آتمارام جی مجھ سے ہمصلاح ہوتے رہے ہیں۔ اس لئے میں اُن وقتوں کا اندازہ لگا سکتا ہوں۔ جن کا کہ اُنہیں مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ لیکن جس صبر اور استقلال کے ساتھ لالہ آتمارام جی نے اِن جملہ مشکلات کا مقابلہ کیا ہے۔ اُس کے لئے میں اُنہیں مبارکباد کہتا ہوں کیونکہ اُنہوں نے آخر کار ہر ایک رُکاوٹ کو دور کرکے زمانۂ حال کے کیلئے رشی کا جیون برتانت خاص وعام کے مطالعہ کے لئے تیار کردیا ہے۔

لیکن قبل اس کے کہ میں لالہ آتمارام جی کی کُل محنت کی داد دوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن دہارمک نوجوانوں کا بھی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی طرف سے شکریہ ادا کروں جنہوں نے کہ لالہ آتمارام جی کو اس اہم کام میں مدد دیکر کتاب کے جلد شائع ہونے میں مدد دی ہے۔ لالہ آتمارام جی چونکہ خاص بواعث سے اپنی بود وباش لاہور میں نہیں رکھ سکتے تھے۔ اس لئے کاپی اور پروف دیکھنے کے کام میں بڑی دقّت ہوتی اگر اِس موقع پر کوئی لاہور نواسی آریہ اُنہیں مدد نہ دیتا۔ ایسی ضرورت کے وقت میں ہمارے پرتشٹھت آریہ بھائی لالہ سیتارام جی سوداگر لکڑی نے یہ معمولی لیکن مُشکل کام اپنے ذمہ لیا۔ گو لالہ شیام سندر رام تسری و لالہ لبھو رام۔ اور چند ایک دیگر نوجوان بھی اس کام میں لالہ سیتارام کو مدد دیتے رہے جس کے لئے وہ سبھا اور پبلک کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ تاہم چونکہ مؤخرالذکر کُل نوجوان بھائی صرف لالہ سیتارام کی پریرنا سے کام کرتے رہے ہیں اِس لئے میں لالہ سیتارام کو اُن کے دہارمک جوش

کے لئے مقرر کرے۔ گویا اُنہیں سچ مچ آریہ مسافر کے خطاب کا مستحق بنا۔ پنجاب کے آریہ سماجوں میں پندرہ سَو روپیوں کے لئے اپیل کیا جو کہ تھوڑے عرصہ میں ہی جمع ہوگیا۔ چنانچہ نومبر ۱۸۸۸ء سے پنڈت لیکھرام جی نے باقاعدہ کام کرنا شروع کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ پنڈت لیکھرام سا محقق مزاج آریہ ہی اس کام کے لئے مناسب تھا۔ لیکن میری رائے میں یہ کتاب ناظرین کی خدمت میں زیادہ تر جلد پہنچتی اور شاید واقعات کے لحاظ سے زیادہ مکمّل ہوتی اگر واقعات کے جمع کرنے کا کام کسی ایسے محقق کے سپرد ہوتا جو کہ اُپدیشک کے کام سے بری ہوتا۔ کون نہیں جانتا کہ پنڈت لیکھرام کو ویدک (آریہ) دھرم کی اُنتی کا خیال کبھی بھی ایک جگہ بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔ اور اگر اُنہوں نے کہیں سُن لیا کہ فلاں جگہ محمدی یا عیسائی متوں کے واعظ خاص کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ تو پھر بڑے سے بڑے اور ضروری سے ضروری کام کو جواب دیکر بھی اُس جگہ پہنچنا وہ اپنا فرض سمجھا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بعض اوقات خاص حالات کے دریافت میں سلسلہ وار چلتے ہوئے۔ مذہبی مباحثوں کی خبر سنتے ہی پنڈت لیکھرام کئی ضروری جگہوں کو درمیان میں چھوڑ کر واپس آجایا کرتے تھے۔ لیکن آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب بھی بے بس تھی۔ سوامی دیانند کا جیون کوئی معمولی جیون نہ تھا۔ جس کے حالات کہ صرف ایک یا دو جگہ جانے سے معلوم ہو جاتے۔ اِس جیون کے حالات دریافت کرنے کے لئے ایک ایسے محقق مزاج کی ضرورت تھی۔ جو کہ جہاں ایک طرف برابر سفر کرتا رہتا وہاں دوسری طرف واقعات معلوم شدہ سے ٹھیک نتیجہ برآمد کرنے کی لیاقت رکھتا۔ ایسا آدمی سوائے پنڈت لیکھرام کے اُس وقت دوسرا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ بنابراں اُنہیں سے کام لینا مناسب سمجھا گیا۔ اور جب واقعات کے اُس بے بہا اور مستند ذخیرہ کو دیکھا جاتا ہے جو کہ وہ جمع کر گئے ہیں تو یہی کہنا پڑتا ہے کہ باوجود لگاتار پرچار کے کام میں مصروف رہنے۔ اور اپنی بڑی بڑی کتابوں کی درستی اور تکمیل کے بھی جو مصالحہ کہ پنڈت لیکھرام نے جمع کر دیا ہے شاید ہی کوئی دوسرا آدمی اُس وقت جمع کر سکتا۔ لیکن پھر بھی ہم اُن کمیوں کو نظرانداز نہیں کر سکتے جو کہ اِس ضروری تحقیقات کے راستے میں خاص رُکاوٹیں پڑنے کی وجہ سے واقع ہوئی ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہوئی کہ بہت سی جگہوں کے حالات پنڈت لیکھرام جی نے غیر جگہوں کے باشندوں کی زبانی دریافت کر کے لکھے اور باوجود اُس خاص جگہ میں کئی مرتبہ جانے کے بھی اُس جگہ بیٹھ کر تحقیقات نہ کر سکے۔

سوانح عمری کی تحقیقات میں جو یہ رکاوٹیں پڑتی رہیں۔ اُن کو دور کرنے کی ضرورت آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب وقتاً فوقتاً محسوس کرتی رہی اور اسی لئے خاص قواعد تیار کر کے پنڈت لیکھرام جی کی خدمت میں بھیجے گئے۔ لیکن پنڈت لیکھرام جی کے دھارمک جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کوئی قواعد بھی کافی نہیں ہو سکتے تھے۔ اُن کو بُلانے کے لئے ایک آریہ سماج کا یہ خبر دیدینا کافی تھا کہ ایک آدمی سلمان ہونے والا ہے۔ یا کہ کسی محمدی واعظ یا مولوی سے مباحثہ کا احتمال ہے۔ اور پھر اگر آریہ پرتی ندھی سبھا کی طرف سے اعتراض ہوتا تو پنڈت جی کا اس قدر جواب ہی مُہر سکوت لگانے کے لئے کافی تھا۔ کہ وے اُن دنوں کی جو کہ ایسے مُباحثوں میں صرف ہوں تنخواہ نہ لینگے۔ ۱۸۹۳ء میں آخرکار پنڈت جی نے بہت کچھ کام کر لیا تھا اور اس لئے اُنہیں جمع شدہ مصالحہ کو ترتیب دینے کے لئے بُلا لیا گیا۔ کچھ عرصہ تک پنڈت جی میرے پاس رہ کر جملہ حالات کو ازسرنو صاف کر کے لکھتے رہے۔ لیکن آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو اِس وقت اُپدیشکوں کی ازحد ضرورت تھی۔ دھرم کی پیاس لوگوں میں بہت زیادہ بھڑک اُٹھی تھی اور ہر ایک جگہ پنڈت لیکھرام کی

ओ३म

دیباچہ

سوامی دیانند کا جیون برتانت پبلک کے روبرو رکھکر آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی طرف سے اُس کی تیاری کی مختصر تاریخ نذر ناظرین کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ظاہرا جس نامکمل شکل میں کہ یہ سوانح عمری پبلک کے روبرو پیش ہو رہی ہے۔ اُسے نہ تو Biography بیاگرفی ہی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اُس میں مُصنف اپنے خیالات اور اپنی ترتیب کے مطابق واقعات کو اپنی عبارت میں پیش کر کے اپنے نتیجے پیش کیا کرتا ہے۔ اور نہ ہی اِسے محض آریہ سماج کے اِتہاس کا ہی خطاب دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اب تک گو آریہ سماج کا اتہاس کیول سوامی دیانند کا جیون ہی ہے۔ تاہم اس کتاب میں اُس اتہاس کی فروعات نے بھی پورے طور پر نشو ونما نہیں پایا ہے۔ اور سوامی دیانند کے جیون کا بھی بہت سا حصہ اُس میں نہیں آیا ہے۔ پس سوائے اِس کے کہ اِس مجموعہ کا کوئی نیا نام رکھا جاوے۔ پبلک کو اس کی اصلیت سے آگاہی نہیں ہو سکتی۔ لیکن قبل اِس کے کہ اس پُستک کا نام کرن سنسکار کیا جاوے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے موجودہ شکل میں آنے کی کہانی آپ کو سنائی جاوے۔

سوامی دیانند نے جس دن یہ انتیہ بھوتک شریر تیاگ کر برہم لوک کا راستہ لیا۔ اُسی دِن سے لوگ اُن کے جیون کا مکمل اتہاس معلوم کرنے کی خواہش ظاہر کر رہے تھے۔ اِس خواہش میں صرف آریہ سماجستھ پُرش ہی محدود نہ تھے۔ بلکہ عام ہندو۔ مسلمان اور عیسائیوں کی طرف سے سوامی دیانند کی سوانح عمری سے واقفیت حاصل کرنے کا اشتیاق پایا جاتا تھا۔ لیکن اس اشتیاق نے تقریباً پانچ برسوں تک کوئی عملی صورت نہ پکڑی۔ صرف اخباروں کے ذریعہ سے کبھی کبھی کوئی آواز سنائی دیتی جو کہ دنیاوی جدوجہد کے نقار خانے میں طوطی کی مثال خود بخود دب جاتی۔ آخر کار عملی تحریک ایک ایسی جگہ سے شروع ہوئی جو کہ پنجاب کے آریہ سماجوں کی ابتدائی تاریخ میں قابل یادگار طاقت تھی۔ میری مراد ملتان آریہ سماج سے ہے۔ دیانند اینگلو ویدک کالج کی تحریک گو کہیں سے شروع ہوئی لیکن کیا اس انسٹیٹوشن کے یکدم کھولنے کی تحریک میں لالہ جوالا سہائے جی رئیس میانی وسبھاسد آریہ سماج ملتان کے آٹھ ہزار نقد کے دان نے بجلی کا کام نہیں کیا تھا؟ پھر سوامی دیانند کے بعد جبکہ ویدوں کے پٹھن پاٹھن کا خاتمہ سا ہوتا دکھائی دیتا تھا۔ کیا ملتان نے ہمیں وِدّلاسی اور فاضل گُرُودتّ نہیں دیا۔ جس نے کہ سچّا ودیارتھی بن کر وید اور پرماتما میں خود پورن شردّھا کا نمونہ بن سینکڑوں آتماؤں کو ٹیڑھے اور بکھڑے راستوں سے بچایا؟ اُسی ملتان آریہ سماج نے اپنی ۱۲ اپریل ۱۸۸۸ء کی انترنگ سبھا کے اجلاس میں صلاح دی کہ سوامی دیانند کے جیون کے واقعات جمع کرنے کے لئے پنڈت لیکھرام کو مقرر کیا جاوے۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر اُس وقت آریہ گزٹ فیروزپور کے ایڈیٹر تھے۔

آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اپنی انترنگ سبھا کے اجلاس منعقدہ یکم جولائی ۱۸۸۸ء میں پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کو اس کام

آریہ پرتی ندھ

فہرست مضامین

حصّہ اوّل - باب اوّل

باب دوم

"سب سے سب کو سُکھ لابھ پہنچانے کے لئے میرا پریتن اور ابھیپرائے ہے۔ سرب شکتیمان پرماتما

کی کرپا سہائے اور آپت جنوں کی سہانو بھوتی سے یہ سدھانت سرتر بھوگول میں شیگھر پرورت

ہو جاوے جس سے سب لوگ سہج سے دھرم ارتھ کام موکش کی سِدھی کر کے سدا اُنّتی اور آنند

ہوتے رہیں۔ یہی میرا مکھیہ پریوجن ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۰۷)

...پرکار میرا اپوُرب کا چرتر ہے۔ آریہ دھرم کی اُنّتی ہو۔ اس لئے میرے سدریش بہت سے

...یشک اپنے اس دیش میں اُتپن ہونے چاہئیں۔ اکیلے کے ہاتھ سے یہ کام درست نہیں

...تتھا میری بدھی اور سامرتھ کے انوکول میں نے جو دیکھ ٹھالی ہے۔ اُسے چلاؤں گا۔ ایسا

...ہوا ہے۔ آریہ سماج کی سروتر ستھاپنا ہو کر مورتی پوجا آدک دُشٹ آچار یہ سب جگہ نہ ہو۔

...ارتھ ظاہر ہو۔ اور اس کے انوکول آچرن ہو کر دیش کی اُنّتی ہو ایسی ہی ایشور کے پاس

پرارتھنا ہے۔ تمہاری سب کی سہاتیا سے انتہ کرن پوربک میری وہ پرارتھنا سِدھ ہو گی ایسا

...رن آشا ہے"۔ (از خود بیان کردہ سوانح عمری۔ صفحہ ۲۴)

"सत्योपदेश के विना अन्य कोई भी मनुष्य जाती की उन्नति का कारण नहीं है" (सत्यार्थप्रकाश भूमिका पृ० ३

ست اپدیش کے بنا انیہ کوئی بھی منش جاتی کی اُنتی کا کارن نہیں ہے"

(ستیارتھ پرکاش بھومکا صفحہ ۳)

ओ३म्

روے زمین کو ویدروپی عالمگیر سورج کی روشنی دکھانے والے

مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج

کا

جیون چرتر

یعنی

سوانح عمری

جس کو شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی آگیا انوسار سورگباشی پنڈت لیکھرام صاحب آریہ مسافر اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب و لالہ آتمارام صاحب سابق منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے تصنیف کیا

مفید عام پریس لاہور بہ اہتمام رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز طبع ہوئی

"جتنی حیرت افزا اور عجیب سچائی ہوتی ہے اُتنی کوئی فرضی کہانی نہیں ہو سکتی"

"धन्य! वे पुरुष हैं कि जो विद्वानों के सिद्धान्तों को जानते हैं और जानने के लिये परिश्रम करते हैं जान कर औरों को निष्कपटता से बताते हैं" (सत्यार्थप्रकाश पृ० २२२)

... व्यवहार का मरना और हुए व्यवहार के त्याग, सत्योपदेश और सब को निःसंदेह करने आदि के लिये संन्यासाश्रम है" (सत्यार्थप्रकाश पृ० १३४)

३५८
नीचे ↓

महर्षि स्वामी दयानन्द सरस्वती जी महाराज
का
जीवन चरित्र

पं. लेखराम आर्य मुसाफिर